فہرست داستانہاے نوشیروان نامہ دفتر دوم

نوشیروان نامہ

دفتر اول

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہے جسکے منتہاے قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی نے جو ان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا انکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ؍؍	ششم	صندلی نامہ	۱ ؍؍
سوم	بالا باختر	۱ ؍؍	ہفتم	تورج نامہ	۲ ؍؍
چہارم	ایرج نامہ	۲ ؍؍	ہشتم	لعل نامہ	۱ ؍؍

ان داستانون مین سے کل دفتر مذکورہ بالا طبع ہو کر اشاعت پذیر ہو گئے الا صندلی نامہ و تورج نامہ و لعل نامہ انکا بھی اہتمام طبع ہو رہا ہے اور انشاء اللہ ہدیہ ناظرین ہونگے۔ بالفعل نوشیروان نامہ جسکی جلد اول طبع ہو گئی اسکی یہ

جلد دوم جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا بار اول

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۸۹۴ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی کرم نوع الانسان علی باقی انواع الحیوانات بالنطق والکلام وزینہ بحلیۃ العقل وتحصیل المرام حمد وثنا اُس خالق ارض وسما
کو سزاوار ہی جسنے ایک لفظ کن سے ہیجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور اپنی رحمت کاملہ سے انسان کو خلعت اشرف المخلوقات سے
سرفراز فرماکر کل موجودات سے ممتاز فرمایا طلسم جہان کو اس عمدگی سے آراستہ فرمایا کہ اگرادنی سے اُسکے نیرنگ کو ہندسان
کامل چاہین کہ شمہ اُسکا دریافت کرسکین کیا مجال اور عجائب وغرائب دہر کو اسقدر وسعت عطا فرمائی کہ اُسکے ایک ذرہ کی کنہ
ماہیت اور باعث خلقت کا سمجہنا فلاسفۂ عالم کو ہر اسر دشوار بلکہ محال تر ہی سہ توان در بلاغت بہ سحبان رسید + نہ در کنہ بیچون سبحان رسید
اگرچہ جملہ مخلوقات مین جوہر عقل سب سے برتر ہی کہ معرفت ذات حق اُسی پر منحصر ہی لیکن بچشم غور وانصاف اگر ملاحظہ کیا جاے تو
کل جوہر کل مخلوقات کا عشق ہی اگر یہ خلق نہوتا انتظام عالم کا بگڑ جاتا۔ کوئی کسی کو نہ پوچھتا باپ بیٹے کی اور بیٹا باپ کی ہمدردی
نکرتا۔ توالد وتناسل کا باب مسدود ہوجاتا پرورش اطفال کا طریقہ باقی نرہتا۔ اسی کے باعث سے انبیاے عظام واولیاے کرام
خاصان باری مین محسوب ہوے۔ اسی کے نہونے سے شیاطین اور اُنکے تابعین راندۂ درگاہ ہوکر کیسے کیسے معتوب ہوے۔
ابلیس کی عقل آرائی کچھ کام نہ آئی آخر کیسی مُنہ کی کھائی۔ خالی عقل سے کام نہین نکلتا انجام بخیر نہین ہوتا جون جون بڑھتی جائیگی
خرابی لائیگی۔ اسی کے ذریعہ سے سیکڑون کافر ہوگئے ہزارون مرتد ہوگئے ہزارون مشرک نبگئے۔ ہان اگر عقل کے ساتھ عشق بھی ہوتا تو
یہ خرابیان پیدا نہوتین پس معلوم ہوا کہ عقل محتاج عشق کی ہی اور عشق محتاج عقل کا نہین۔ یہ تو عشق حقیقی کے صفات کا ایک شمہ بیان ہوا
اب رہا عشق مجازی اسکو بھی مجازانہ کہنا چاہیے اسی کا نام قنطرۃ الاخلاص ہی اسی زینہ کے وسیلہ سے ہزارون بام حقیقت پر

چڑھ گئے ہین۔ اپنے ساتھیون اور ہمراہیون سے ہزارون منزل آگے بڑھ گئے ہین۔ الغرض خدا کی نعمات کا شکر ادا ہونا یہ تو ممکن ہی نہین ہی جو کچھ اُسنے ہمکو عطا کیا ہی اور عطا کریگا سراسر فضل و حکمت سے مملو ہی۔ اُسکے نور قدرت کی ہر سمت جلوہ گری ہی اُسکی صنعت بیمثال اور حکمت لازوال ذرّے ذرّے مین بھری ہی۔ انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت کہ اُسکی داستان قدرت مین سے ایک لفظ بیان کر سکے یا اُسکے دریاے ناپیدا کنار اور قلزم زخار محامد مین سے بذریعۂ شناوری دقوت بشری درمقصود لاسکے

حمد لائق داور اکبر کو ہی	خالق اشیاے بحر و بر کو ہی	ہی یہ ادنیٰ وصف اُس خلاق کا
باغبان ہی گلشن آفاق کا	ہی عجیب وہ صانع رنگین نگار	جسنے پیدا کین بہارین بے شمار
یہ نگارستان عالم کا چمن	ہی نسیم لطف حق سے خندہ زن	اُسنے دکھلائین بہارین بے شمار
گل کھلاے سیکڑون لاکھون ہزار	ہی وہی بس قابل حمد و ثنا	جسکی ہی نے ابتدا نے انتہا
وہم اس رہ مین قدم فرسودہ ہی	اور پاے فہم خواب آلودہ ہی	درک و عقل و فہم ہی یان نارسا
ادعا عرفان کا ہی محض افترا	حمد کیا لکھون طبیعت دنگ ہی	خامہ میدان ثنا مین لنگ ہی
کس سے اُسکی قدر تون کا ہو حساب	جسکے دریا کا فلک ہی اک حباب	سبحانہ ما اعظم شانہ و اعز برہانہ

نعت سرور کائنات خلاصۂ موجودات رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین

درود نا محدود اُس ذات ستودہ صفات پر جو باعث ایجاد عالم ہوا جسکا دین مبین قیامت تک برقرار رہیگا جسکا لقب پاک حبیب خدا ہی وہی خاتم المرسلین ہی وہی افضل النبیین ہی اُسی نے دین اسلام کو رواج دیا اُسی نے طلسم کفر کو شکست کیا وہ ایسا اپنی امت پر مہربان ہی کہ کل انبیا بروز حشر ہیبت خالق سے نفسی نفسی کہینگے اور آپ بنظر رافت و رحمت اُمتی اُمتی فرماینگے وہ کون خاتم الانبیا شفیع روز جزا حبیب رحمان لنگر زمین و آسمان محمد مصطفی احمد مجتبی علیہ وعلی آلہ الوف التحیۃ والثنا

سدرہ مین وہ سرافراز و خوش لقب	مکی و بطحی و تہامی حبیب رب	اُمی و ہاشمی و محمد شہ عرب
مُرسل و مقرب و یسین و حق طلب	رنگ گل بشیر و نذیر آشکار ہین	اسری بعبدہ کے چمن کی بہار ہین
یون جلوے سایہ ہی تن صاف نبی کا نور	جیسے ہو عکس آئینہ شمس دور دور	رحمت سے اُسکی ابر ہی چتر شہ غیور
معشوق بے نیاز کو شایان تھا ظہور	خود چھپ کے اپنے نور کو ختم رسل کیا	احمد کو اپنی سمت سے مختار کل کیا
سب انبیا ہین اور یہ صاحب قرار اور	تیغون کی باڑھ اور دم ذوالفقار اور	سب کی بہار اور ہی انکی بہار اور
ہین سب گلون کے رنگ بھی حاصل ہزار اور	ہی نور آفتاب درخشان چراغ مین	چاند ایک پھول چاندنی کا انکے باغ مین

منقبت امام ہمام حضرت سرور غالب مطلوب کل طالب مظہر العجائب مظہر الغرائب امام المتقین یعسوب الدین امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام

تحیات زاکیات اور مناقب طیبات اُس برگزیدہ باری کی بارگاہ عرش اشتباہ مین پیشکش ہین جسنے رواج دین مبین اور اعانت سید المرسلین مین اپنی جان سی عزیز چیز کو وقف کر دیا اور جسکی صولت تیغ بے دریغ نے بڑے بڑے شجاعان عرب اور کافران مورد قہر رب کو زبون و سرنگون کر کے رایت اسلام کو بلند کیا جسکی شان مین سورہ ہل اتی نازل ہوا جسکا خصوص اعزاز اور لزوم اکرام آیہ مباہلہ سے کامل ہوا وہ کون نفس رسول زوج بتول داماد رسول و سر اسید الاوصیا قاتل المشرکین امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام

جناب حیدر کرار ساقی کوثر	امام زرد لق محراب و زینت ممبر	خدا کو جو رو ملک بادشاہ جن و بشر
جہان پناہ ید اللہ قاتل عنتر	بڑے بڑے صفون کے بگاڑنے والے	کھڑے کھڑے در خیبر اکھاڑنے والے

علی حبہ جنہ ✤ قسیم النار والجنہ ❊ وصی مصطفے حقا ✤ امام الانس والجنہ

التماس بخدمت ناظرین اولوالالباب وسبب تالیف کتاب

یہ ذرۂ بے مقدار خاک پاے ارباب اولوالابصار ہیچمدان کفش بردار صاحب ہنران خوشہ چین سخنوران جہان اذل کونین خاکسار شیخ تصدق حسین داستانگو خدمت فیض درجت صاحبان فن مین دست بستہ عرض کرتا ہی کہ اس دلخلائق کو ہمیشہ سے قصص وحکایات پاستانی کے سُننے کا شوق تھا اور جب کسی محفل مین داستان کہی جاتی تھی نہایت شوق و ذوق سے شرف حضوری حاصل کرتا تھا- یہ تو قاعدہ ہی کہ جب کسی کو کسی بات کا شوق تہ دل سے ہوتا ہی آخر کو وہی بات اُسکا پیشہ ہوجاتی ہی اور اُسی امر مین اُسکو نشو ونما حاصل ہوتا ہی- اسیطرح اس کمترین کو بھی داستانگوئی مین رفتہ رفتہ مہارت حاصل ہوئی اور ارباب کرم اور اصحاب ثروت وہمم کا اس ہیچمدان کے طرز بیان کو پسند فرمانا اور نظر عزت افزائی سے دیکھنا اور اپنے محافل فیض شوامل مین یاد فرما میرے شوق مین باعث افزائش ہوگیا گویا ع سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا- حتی کہ ایک روز یہ حقیر سراپا تقصیر اپنے غریب خانہ پہ بیٹھا ہوا تھا کہ دوست قدیم محب صمیم جناب شیخ حامد حسین صاحب لازم قدیم مطبع تشریف لائے اور اثناے گفتگو مین فرمانے لگے کہ آپکو جناب مستطاب معلی القاب امیر کبیر رئیس با توقیر قدردان صاحب ہنران رتبہ شناس ذی کمالان مہر سپہر جاہ وجلال خدیو مصر حشمت واجلال مشہور نزدیک ودور یعنی جناب منشی نولکشور صاحب سی- آئی- ای نے بغرض تالیف وترجمہ دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران کے یاد فرمایا ہی- چونکہ یہ کام ترجمہ خصوصًا اتنی بڑی داستان عظیم الشان کا نہایت اہم تھا اور کمترین اپنے کو اس بار عظیم کے اُٹھانے کے قابل نہ جانتا تھا پس بنظر اپنی ہیچمدانی اور نیز بسبب عدیم الفرصتی کے احقر نے اقرار نکیا مگر جب محب موصوف یعنی شیخ صاحب ممدوح الصدر کا اصرار حد سے زیادہ بڑھا اور کئی مرتبہ اُنھون نے احقر کو سرفراز فرماکر تقاضا کرنا شروع کیا اُسوقت ناچار ومجبور ہوکر بموجب الامر فوق الادب خدمت فیض موہبت جناب منشی صاحب بالقابہ مین حاضر ہوا- جناب محتشم الیہ نے اپنے لطف عمیم سے مجھ ذرۂ بیمقدار پر مثل آفتاب درخشان کے اسدرجہ عنایت وپرورش فرمائی جسکی امید مجکو نہ تھی سچ ہی ✤ ز قدر وشوکت سلطان نگشت چیزے کم ✤ ز التفات براحوال گدائے ✤ بعد گفتگوے بسیار ذکر ترجمہ وتالیف وترتیب نوشیروان نامہ وکوچک باختر وبالا باختر وایرج نامہ وصندلی نامہ وتورج نامہ ولعل نامہ کا درمیان مین آیا- کمترین نے بسر وچشم منظور کیا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد کار مفوضہ کی انجام دہی مین مصروف ہوا- بحمد اللہ کہ باقبال آقاے نامدار- نوشیروان نامہ کی ہر دو جلد وکوچک باختر وبالا باختر وایرج نامہ کی ہر دو جلد کا ترجمہ مرتب ہوگیا اور یہ کل دفاتر مع اپنی اپنی جلدون کے چھپ کر شائع بھی ہوگئے- چنانچہ نوشیروان نامہ کی جلد اول تمام وکمال چھپکر شائع ہوئی اب اُسی دفتر کی جلد دوم مرتب ہوکر پیشکش شائقین والاتمکین ہوتی ہی- یہ روالخلائق آپ حضرات سے امیدوار ہی کہ اس بے بضاعت کی ہیچمدانی پر نظر لطف فرماکر جہان کہین اس ترجمہ مین لغزش معلوم ہو قلم عفو سے اصلاح فرمائین اور بفحواے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان عیب پوشی کو کام مین لائین اور اس روسیاہ سراپا گناہ کو بدعاے خیر یاد کرین- ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ۵

اے خداوند کارساز وکریم
تو نے انسان مین دی یہ رعنائی
توانیس دل غریبان ہی
اے مرے کارساز بندہ نواز
روسیہ شرمسار وپُر تقصیر
پاے بند جفا وجرم وخطا
تو رحیم اور گناہگار ہون مین

مالک وصانع وقدیم وحکیم
سب کو تجھسے ملی وجود کی راہ
مرہم زخم سینہ ریشان ہی
عرض مطلب مین ہون بہت حیران
روز وشب بند معصیت مین اسیر
مین سزاوار نار تو ہی نور
مغفرت کا امیدوار ہون مین

تجھسے گوہر نے یہ چمک پائی
تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
مغفرت پر تری ہی سب کو ناز
شرم سے بند ہو رہی ہی زبان
مبتلاے بلاے حرص وہوا
مین گنہگار تو خداے غفور
اللھم صل علے محمد وعلی آل محمد

آغاز داستان شوکت بیان تشریف لانا امیر حمزہ صاحبقران کا پردۂ قاف سے طرف پردۂ دنیا کے بہمد داشتہ دیونژادین ارنائیس اور راستے مین عجائبات ملاحظہ کرنا

نیرنگ نمایان عجائبات روزگار و تماشا بینان طلسمات زمانۂ بدکردار اس عبارت داستان زنگار رنگ کو بہ طرز نو آراستہ پیراستہ کرکے قلم رنگین رقم سے یون منقش کرتے ہین کہ جب امیر کشور گیر دیو سمندون ہزار دست کو قتل کرکے آگے بڑھے چلتے چلتے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے اور جا بجا زمین نہایت مصفا اور صاف تھی اور ہزارہا نازنینان مہ جبینان مہر طلعت خوبصورت حور پیکر پری رخسار دُر در گوش مرصع پوش مصروف خرام نازہین امیر کو دیکھکر ایک نازنین دوڑ کر اپنی بادشاہزادی کے پاس گئی اور عرض کیا ای بی بی ایک مرد جوان رعنا نہایت حسین و خوش جمال اس خطۂ باصفا مین وارد ہوا ہی لایق دید ہی یہ سنکر وہ مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئی اور سامنے امیر کے آکر مجرا کیا امیر نے فرمایا تو کون ہی اُسنے کہا میرا نام ہلال دُر در گوش ہی آپ اپنی کیفیت سے مطلع فرمائیے امیر کشور گیر نے اپنا نام نشان بتایا ہلال دُر در گوش امیر با توقیر کو اپنے ساتھ لے کر باغ مین آئی امیر نے پوچھا کہ یہ جنگل فقط عورتون کا ہی اسمین مرد کا کہین نام و نشان نہین اسکی کیا وجہ ہی ہلال دُر در گوش نے کہا یہ جو درخت سامنے لگا ہی جو عورت اپنے بدن کو اس درخت سے مس کرتی ہی وہ فوراً حاملہ ہو جاتی ہی بعد انقضائے مدت حمل کے اُس عورت کے بطن سے لڑکی پیدا ہوتی ہی لڑکا کبھی پیدا ہوا ہی نہین گویا یہ درخت تخم زن انسانیہ ہی کہ وصال مرد کا مزہ دکھاتا ہی امیر یہ سُنکے نہایت متعجب ہوے اور کہا کہ ان نازنینون مین سے کچھ عورتین مین اپنے ہمراہ لیجاؤنگا ہلال دُر در گوش نے کہا یہ عورتین سوائے یہان کے کہین نہین رہینگی آپ کے پاس سے غائب ہو جائینگی مگر خیر بر وقت چلنے کے لیجیے گا یا امیر جسوقت سکندر بہ آرزوئے تسخیر ملک قاف کی طرف آیا اور یہان اُسکا گذر ہوا اُسنے اُس درخت سے حال اپنا دریافت کیا حکما جو اُسکے ہمراہ تھے اُنھون نے بتایا کہ یہ درخت حال آیندہ بتا دیتا ہی چنانچہ سکندر کو آواز اس درخت سے آئی ای سکندر بعد چھ مہینے کے تیری موت ہی اور ایسے مقام پر ملک الموت تیری روح قبض کرینگے کہ زمین و آسمان سب آہنی ہوگا اور ایک نقابدار کہ وہ جوان مغربی ہوگا وہ تجھے قتل کریگا یہ سنکے سکندر بہ تعجیل تمام یہان سے روانہ ہوا اور اُس صحرا مین پہونچا کہ جہان اُسکی موت آنے والی تھی جب زمانہ قضا کا قریب آیا ایک سوار نمودار ہوا اُسنے اپنی زرہ آہنی بچھا دی اُسپر سکندر بیٹھا اور ایک سوار نے سپر آہنی کا سایہ کیا یکایک ایک نقابدار جوان مغربی آیا اور سکندر کو تلوار ماری سکندر تڑپ کر مر گیا اور وہ جوان پھر چلا گیا شاید وہی ملک الموت ہو پس بموجب حکم درخت وہی زمین و آسمان اُسکے واسطے لوہے کا تھا الغرض امیر کو سُنکر اشتیاق ہوا اور اُس درخت کے قریب آے اور اپنا حال پوچھا اُس درخت سے ایک آواز آئی ای امیر کیا پوچھتے ہو تین مہینے کے بعد تم مر جاؤگے یہ سُنکر زہرۂ مصری اور خواجہ بہلول وغیرہ کا رنگ اُڑ گیا اور سب رونے لگے مگر امیر نے سُنکر شکر خدا کیا اور بدرگاہ خدا عرض کیا پروردگارا ہزار ہزار لاکھ لاکھ شکر ہی مجھکو تو ایک پلک مارنے کا بھی سہارا نہ تھا نہ یہ کہ ابھی تین مہینے تیری قدرت سے جیونگا اور دنیا کی عیش و راحت کرونگا یکایک امیر کو اُس درخت سے پھر آواز آئی ای حمزہ ہمنے تیری عمر بہت بڑی کی تو نہایت صابر ہی ہمکو صبر و شکر تیرا بہت پسند آیا غرضکہ امیر وہان سے رخصت ہوے اور سات سو عورتین وہان کی اپنے ساتھ لیے کے چلے جب ایک منزل پر پہونچے آدھی عورتین غائب ہوگئین دوسری منزل پر جو خیال کرکے دیکھا تو کل سو عورتین باقی ہین اور سب غائب ہوگئین یہ دیکھکر خواجہ بہلول اور خواجہ اشوب گھبرائے پچاس پچاس عورتین دونون آدمیون نے اپنی اپنی کمر سے باندھلین جسطرح سے کہ مسافر سفر مین کپڑون کی گٹھری کمر سے لگاتا ہی اور امیر کے

ساتھ روانہ ہوے منزل سوم تک پہونچتے پہونچتے وہ بھی سو عورتین مثل بوے عطر کے کمر سے گم ہو گئین یہ دیکھکر
خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب نے امیر سے حال بیان کیا امیر نے کہا بھائی بہلال دُر در گوش پہلے ہی کہچکی
تھی یہ عورتین آپ کے پاس کبھی نہ رہینگی وہ ظہور مین آگیا کسی نے کیا خوب مثل کہی ہی مثل انبہ کا بکل انبہ مین
لگتا ہی ایک مین دوسرے کا پیوند نہین ہو سکتا المختصر امیر آگے کو روانہ ہوے ایک صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ ایک
جوان رعنا خوشرو حسین جمیل درخت سے بندھا ہوا ہی اور آہ آہ کرتا ہی امیر نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا کہ
میرا نام معروف شاہ مازندرانی ہی امیر بالتوقیر نے کہا کہ تو مسلمان ہو جا تو مین تجھکو رہا کر دون اُسنے دین اسلام
قبول کیا اور امیر کشورگیر نے کلمہ پڑھا کر اُسکو مسلمان کر لیا بعد اُسکے اُسکو اُس قید سے رہا کیا پھر امیر نے
اُسکی مدارات کی اور حال اُسکے گرفتار ہونے کا دریافت کرنے لگے معروف شاہ مازندرانی نے
عرض کیا ای امیر مین قلعہ چین پر فوج لے کر چڑھا تھا اور دھاوا کیا چاہتا تھا کہ ایک دیو مجھکو اُٹھا لایا تھا اور نام اُسکا
دیو لکھہ لات ہی امیر یہ سُنکے آگے بڑھے چار پانچ کوس چلے تھے کہ دیکھا ایک جوان نہایت طرحدار کمند مین
جکڑا ہوا پڑا ہی اور کراہ کراہ آہ آہ کرتا ہی امیر بالتوقیر اُس جوان کے قریب جو آے دیکھا کہ ایک پتھر بہت بھاری
اُسکے سینے پر رکھا ہی امیر نے وہ پتھر اُسکے سینے سے اُٹھا کر پھینکدیا وہ جوان اُٹھکر قدمون پہ امیر کے گر پڑا امیر
نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا میرا نام بہرام گرد بن خاقان چین ہی مین لندھور کے ساتھ ملک سگسران پر
گیا تھا کہ خط میرے ملک سے آیا کہ معروف شاہ مازندرانی قلعہ پر چڑھ آیا ہی مین اُسی وقت وہان سے روانہ
ہوا اور ملک چین کی طرف چلا جب قریب پہونچا تو ایک پنجہ مجھکو اُٹھا لایا یہان ایک دیو نے مجھکو گرفتار کر کے
ڈال دیا یہ سُنکے امیر آگے بڑھے تھوڑی دور چلے تھے دیکھا کہ ایک دیو سامنے سے آیا اور آتے ہی اُس دیو نے
دار شمشاد کا وار امیر پہ کیا امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے
ہوے پھر امیر وہان سے آگے بڑھے ایک دریا نظر پڑا ارحمت پروردگار پر نظر کر کے پار اُس دریا ے
بے پایان سے اُترے

دوسکلمے داستان مشقت نشان پہلوان عادی کے بیان ہوتے ہین

برگشتگان گردش فلک کجرفتار و آوارہ شدہ گان دور زمانہ ناہنجار اس داستان مسافت خیزان مسافران
کو یون قلم صعوبت رقم لاتے ہین کہ پہلوان عادی لشکر نوشیروان سے جب بہ اعانت نقاید ار نا نجی جدا
رہا ہو کر چلا بادیہ پیمائی کرتا ہوا صحرا کی خاک اُڑاتا ہوا ایک شہر مین پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کا بادشاہ
کون ہی سبھون نے کہا کہ نام یہان کے بادشاہ کا شمار زنگی ہی پہلوان عادی یہ سُنکے کاروانسرا مین آئے بھٹیارے
نے حال دریافت کیا پہلوان عادی نے کہا مین ایک مرد مسافر ہون تلاش روزگار مین یہان آیا ہون اُس
بھٹیارے نے کہا مین تمکو پانچ ٹکے روزد نگارات کو تم پہرا دیا کرو پہلوان عادی راضی ہوے پانچ ٹکے روز
کی اُس بھٹیارے کی نوکری کی جب شام ہوئی اُس بھٹیارے کے پاس گئے کہا مہترجی پانچ ٹکے لاؤ غرضکہ
اُنھین پانچ ٹکون مین روز بسر کرتے تھے مگر اُنکا پیٹ نہ بھرتا تھا بھوکھے رہجاتے تھے رات کو سب مسافرون کا
کھانا رکھا رکھایا چھپا چھپا کر نکال لاتے تھے اور پھر پھرا کے کھا کے بیٹھ رہتے تھے اُس سرا مین کھانے کے
واسطے سب مسافر غل و شور مچایا کرتے تھے ایک روز اتفاقاً اُس بھٹیارے نے دیکھ لیا اُنکو منع کیا اور تاکید
کر دی کہ خبردار خبردار کبھی ایسی حرکت بیجا نہ کرنا مگر پہلوان عادی نے نہ مانا پھر مسافرون کا کھانا چھپا کر کھایا

پھر شور وغل ہوا بھٹیارا عاجز آیا اور پہلوان عادی کو برطرف کردیا یہ وہان سے بھوکھے پیاسے باز ارمین آئے
دیکھا ایک محافے کے ساتھ بہت سے سپاہی چوبدار پیدل وسوار چلے جاتے ہین پہلوان عادی جان پر تو اپنی
کھیلے ہوے تھے تلوار کھینچکر جا پڑے کچھ لوگون کو قتل کیا اور سب کو مار کر بھگا دیا اور محافے کی سواری کو ایک
مقام پر اُتار کر بیٹھ گئے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حسین خوبصورت کمسن ہے اُس سے پوچھا تو کون ہی اُسنے
کہا مین بادشاہ کی بیٹی ہون اُدھر لوگ سواری کے ساتھ کے جو بھاگ گئے بادشاہ کو خبر کی بادشاہ اسپنے
ہمراہ فوج لے کر خود آیا دیکھا کہ ایک بہت بڑا جوان خوش وضع طرحدار اُس دختر کو لیے ہوے بیٹھا ہی بادشاہ
قریب پہلوان عادی کے آیا اور پوچھا کہ تو کون شخص ہی پہلوان عادی نے کہا مین شہزادہ قلعہ تنگ روحل
کا ہون اور نام میرا پہلوان عادی معدیکرب ہی بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہی مگر اِس شہر کا دستور بھی تمکو معلوم ہی
پہلوان عادی نے کہا کیا دستور ہی بادشاہ نے کہا کہ یہان جو عورت مرجاتی ہی تو اُسکے شوہر کو بھی ساتھ ہی اُسکے
دفن کرتے ہین اور جو مرد مرجاتا ہی تو اُسکے ساتھ اُسکی زوجہ کو زندہ دفن کرتے ہین اگر تو اس امر پر راضی ہو تو مین تیری
شادی اپنی دختر کے ساتھ کردون پہلوان عادی نے یہ سب منظور کیا اور دل مین کہا ارے میان جب تک زندہ
ہو کھانے کو تو پیٹ بھر کے ملیگا جب وہ مریگی تو دیکھا جائیگا غرضکہ بادشاہ اپنی دختر نیک اختر اور پہلوان عادی کو
اپنے ہمراہ لے کر آیا اور پہلوان عادی کا نکاح شاہزادی کے ساتھ کردیا اور کھانا نہایت عمدہ پکوا کر پہلوان عادی
کو خوب کھلوایا شب کو جب تخلیہ ہوا شاہزادی سے بوس وکنار ہونے لگا ہنگام وصل عجب سانحہ گذرا شاہزادی
نے بڑا شور وغل مچایا چونکہ وہ عورت نازنین دُبلی پتلی کمسن اور یہ تنومند جسیم پہلوان زبردست قد وقامت مین بلند وبالا
اسوجہ سے وہ تاب نہ لاسکی غنچۂ سربستہ نازک ہواے تیز وتُند سے بس کہ گل پژمردہ ہوکر رہگیا یعنی وہ
صدمۂ عظیم سے مرگئی صبح کو یہ خبر بادشاہ کو ہوئی بادشاہ رویا پیٹا اور دفن وکفن کا اُسکے سامان کیا اور جنازہ
شاہزادی کا گورستان مین لایا اور دو قبرین برابر کھدوائین اور آکر پہلوان عادی سے کہا کہ ایک قبر مین تم
آؤ اور دوسری قبر مین اس مُردے کو رکھینگے پہلوان عادی نے کہا کہ اے بادشاہ تمھاری بیٹی ہی تمھین
لازم ہی کہ ایک قبر مین تم جاؤ اور دوسری قبر مین اپنی بیٹی کو رکھو مین تو ہرگز نہین قبر مین اُترونگا بادشاہ نے
کہا کہ اسکو جلد پکڑ لو اور جلد دفن کردو سب لوگ بادشاہ کے پہلوان عادی کو پکڑنے کو دوڑے اور سب
ملکر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی مگر پہلوان عادی کسی کے ہاتھ نہ آتا تھا سب فوج بادشاہ کی عاجز ہوگئی مگر ایک
وزیر نے کہا کہ مین اس شہر زیان کو پکڑ لونگا آپ مطلق نہ گھبرائیے وہ وزیر بد تدبیر سامنے پہلوان عادی کے
آیا اور کہا کہ تو ابھی نہین دفن کیا جائیگا دو دن تک بادشاہ کے یہان تیری دعوت کیجائیگی عمدہ عمدہ کھانے تجھے
کھلائے جائینگے پھر تو قبر مین دفن کیا جائیگا پہلوان عادی کھانے کا مضمون سُنکر راضی ہوگئے پھر بادشاہ نے
پہلوان عادی کے واسطے کھانا منگوایا اور پہلوان عادی کھانا کھانے مین مصروف ہوے وزیر نے
فوج کو اشارہ کیا دو سو آدمیون نے آکر پہلوان عادی کو گھیر لیا اور سب نے پکڑ کر باندھ لیا قبر مین ڈالنے کے
واسطے لے چلے پہلوان عادی فریاد والغیاث کرنے لگے اور بدرگاہ قاضی الحاجات بلک بلک کر
دعا مانگنے لگے ہنوز دعا پہلوان عادی کی ختم نہوئی تھی کہ جانب صحرا سے گرد اُٹھی امیر بانوقیر کی سواری تو
قریب آپہونچی تھی مگر بہرام گرد بن خاقان چین کچھ فاصلہ سے آگے صحرا کی سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ یہ مجمع
کثیر بہرام گرد بن خاقان چین نے دیکھا پہلوان عادی نے بہرام گرد کو دیکھ کے فریاد والغیاث کی بہرام

نے پہلوان عادی کو قبر مین نہ ڈالنے دیا اور اُن لوگون سے چھین لیا بہرام گرد بن خاقان چین سے تلوار چلنے لگی پہلوان عادی بھی تلوار پکڑ کے لڑنے لگا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے جو بہرام گرد بن خاقان چین کے نعرے کی آواز سُنی جھپٹ کر آئے اور لڑنے لگے غضب کی جنگ وجدل ہوئی چار گھڑی کامل تلوار چلی ہزارون کو کُشتہ کیا امیر باتوقیر کا بادشاہ سے مقابلہ ہوا بادشاہ نے تلوار ماری امیر نے باڑھ بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار بادشاہ کی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور تین بار چرخ دے کر آسمان کی طرف پھینکا گرتے ہوئے ایک ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر دور گرا اور تمام فوج کو مار کر بھگا دیا اور شہر کو اسلام آباد کیا پھر پہلوان عادی کو گلے سے لگایا اور حال دریافت کیا پہلوان عادی نے کہا کہ عمرو نے مجھے کوڑے مار کر نکال دیا اور ملکہ مہرنگار کو بھی کوڑا مارا امیر باتوقیر کو یہ سُنکر نہایت رنج ہوا اور پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ لے کر چلے کہ سامنے ایک دریا نظر آیا اُسمین ایک صندوق کو دیکھا کہ بہا جاتا ہی امیر باتوقیر نے اُس صندوق کو کمند آصفا سے نکالا اور پہلوان عادی کے حوالے کیا اور دریا کے پار اُترے اُسی مقام پر پہلوان عادی کو وہین چھوڑ کر شکار مین مصروف ہوئے ادھر پہلوان عادی نے صندوق کو کھولا اُسمین سے ایک قُفلی نکلی جب اُس قُفلی کو کھولا اُسمین سے ایک سرمہ دانی نکلی اُس سرمہ دانی کی ڈانٹ جو کھولی اُسمین سے دھوان نکلنا شروع ہوا وہ دھوان نکلتے نکلتے دو سو کوس بلند ہوا اُس سے ایک شکل وشمائل دیو کی پیدا ہوئی اور وہ دیو پہلوان عادی کی طرف بڑھا کہا اے آدم زاد مین تجھے کھا جاؤنگا پہلوان عادی نے کہا اے دیو بموجب آیۂ کریمہ حکم خدا کی تعمیل کرنا چاہیے قولہ تعالیٰ هل جزاء الاحسان الا الاحسان - اے منافق احسان کا بدلہ یہ نہین ہی جو تو ارادہ کرتا ہی اُس دیو نے کہا یہ وہ زمانہ آیا ہی کہ نیکی کا بدلہ بدی ہی پہلوان عادی کے سامنے ایک درخت سایہ دار تھا دیو سے پہلوان عادی نے کہا کہ تو اس درخت سے پوچھ جو یہ کہے وہ تو کر اُس دیو نے بموجب کہنے پہلوان عادی کے درخت سے پوچھا کیون اے نہال تازہ و تر یہ بتا کہ جو تیرے سایہ کے نیچے بیٹھیگا وہ جل جائیگا یا ٹھنڈا ہوگا درخت سے آواز آئی اے دیو سُن مین نے تو یہ دیکھا ہی کہ جو شخص دھوپ مین جلتا ہوا آتا ہی میرے سایہ کے نیچے ٹھہر کر راحت پاتا ہی اور جسوقت یہان سے چلنے لگتا ہی تو ایک ٹہنی میری تفریحاً توڑ لیتا ہی اور پانچ چار ڈھیلے اُٹھا مارتا ہی اب اس بات کو تو اپنے دل مین سمجھ لے اُس دیو نے کہا کیون اے آدم زاد اب تو تجھکو کھا لینا حلال طیبہ ہی یہ کہکر قصد کھا لینے کا عادی کو کیا کہ یکایک حضرت خضر علیٰ نبینا علیہ السلام نمودار ہوئے اور پوچھا تم دونون آپس مین کیا تکرار کرتے ہو پہلوان عادی نے اپنا احسان بیان کیا اُس دیو نے اُس درخت کی کیفیت بیان کی حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اے دیو مجھکو تعجب ہی کہ اتنی سی سُرمہ دانی مین تو کیونکر گیا اور کسطرح اُسمین سمایا اور کس صورت سے نکل آیا مین اپنی آنکھ سے یہ باتین دیکھ لون تو پھر کچھ حکم دون دیو اُسی وقت دھوان بنکے اُس سرمہ دانی مین اُتر گیا حضرت خضر علیہ السلام نے پہلوان عادی سے کہا کہ جلدی اس سُرمہ دانی مین ڈانٹ اُستوار لگا دے دیو نے کہا افسوس مین چوک گیا دھوکھا کھایا خطرے مین آکر بند ہو گیا پہلوان عادی نے وہ سُرمہ دانی اُسی طرح قُفلی مین بند کی اور قُفلی صندوق مین رکھکر قفل دیدیا اور کہا کہ یہ صندوق عمرو کو دونگا اس عرصہ مین امیر باتوقیر بھی شکار کھیل کر آ گئے پہلوان عادی امیر کے ساتھ چل کھڑا ہوا امیر باتوقیر مسافت صحرا طی کرتے ہوئے ایک دامن کوہ مین پہونچے وہان مقام کیا شب وہین بسر کی جب صبح ہوئی امیر نے زہرۂ سحری و اشقر دیوزاد و خواجہ بہول

دو تین کوس آگے بڑھکر فقیر کی صورت بنے اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے جاکر بیٹھ گئے یہان تو امیر باتوقیر یاد ملکہ مہرنگار مین صورت فقیر کی بنے درخت کے نیچے بیٹھے ہین اب اُدھر کا حال سُنیئے فتنہ وزیرزادی نے ملکہ مہرنگار سے کہا اے بی بی قربان جاؤن محل مین بیٹھے بیٹھے طبیعت حضور کی کلفت ہوگئی ہوگی بہت عرصہ ہوا کہ آپ نے قلعہ کی سیر نہین کی ہی آج چلئے تفریحاً قلعہ کی سیر کیجیے اور دل بہلائیے ملکہ مہرنگار فتنہ کے ساتھ آئی ادھر اُدھر ٹہل کر سیر کرنے لگی اور دل بہلانے لگی یکایک ایک سُرخاب صحرا کی طرف سے اُڑتا ہوا آیا فتنہ وزیرزادی نے ملکہ مہرنگار سے کہا کہ حضور اس سُرخاب کو تیر سے نشانہ کرین اگر تیر اسپر پڑا تو امیر آج آجائینگے اور اگر تیر خالی گیا تو نہین آئینگے یہ شگون آیا ہی امتحان کر لیجیے ملکہ مہرنگار نے تیر کمان مین پیوست کرکے دل مین نیت امیر کے آنے کی کی اور وہ تیر سُرخاب کو مارا سُرخاب کے بازو پہ پڑا اور سرخاب اُچھلتا ہوا قلابازیان کھاتا ہوا چلا ملکہ مہرنگار نے عمرو کو آواز دی اے بھائی خواجہ یہ سُرخاب شکار ہمارے شگون کا ہی لینا جانے نہ دینا خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار کی آواز سُنتے ہی جھپٹے اور جست کرتے ہوئے چلے مگر اُس صید ملکہ مہرنگار کو نہ پایا یہان وہ سُرخاب شکار کیا ہوا مہرنگار کا آگے امیر باتوقیر کے گرا امیر نے فوراً اُسکو ذبح کیا اور تیر اُسکے بازو سے نکال کر دیکھا اور اُس ناوک دلدوز پر نام ملکہ مہرنگار کا مرقوم تھا حمزہ صاحبقران اُس تیر کو آنکھون سے لگاکر چومنے لگے اس عرصہ مین عمرو بہ تلاش شکار ملکہ مہرنگار دوڑتے ہوئے اُس فقیر کے پاس پہونچے دیکھا کہ اُس فقیر نے شکار کو ذبح کیا ہی اور تیر اُسکے بازو سے نکال کر وہ فقیر چومتا ہی اور آنکھون سے لگاتا ہی عمرو کو غصہ آیا اور کہا او فقیر نالائق یہ کیا بے ادبی کرتا ہی تو کیسا فقیر ہی کہ حمزہ صاحبقران کے ناموس کا شکار ذبح کیا اور اُسکے تیر کو چومتا چاٹتا ہی کچھ تجھکو حیا نہین امیر ایسے بصورت تصور ملکہ مہرنگار تھے کہ کچھ عمرو کے کلام کا جواب نہ دیا عمرو نے جھنجھلا کر سوا پانچسو من کا پتھر فقیر پہ اُٹھاکر کھینچ مارا فقیر نے اُس پتھر کا کونا چُٹکی سے پکڑ لیا عمرو نے اور دوسرا پتھر مارا فقیر نے پتھر پر پتھر تاک کر مارا اور ہوا مین دونو پتھر آپس مین لڑکر گر پڑے اور چور چور ہوگئے عمرو یہ قوت دیکھکر متعجب ہوا اور پوچھا او فقیر تو کون ہی فقیر نے کہا مین قاف سے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا پیام لایا ہون عمرو نے کہا بیان کر کیا پیام لایا ہی فقیر نے کہا امیر نے پہلوان عادی کو پوچھا ہی عمرو نے کہا اور بھی کسی کو کچھ کہا ہی فقیر نے کہا امیر نے مقبل وفادار کو بھی پوچھا ہی عمرو نے کہا اور کسی کو فقیر نے کہا ملکہ مہرنگار کو پوچھا ہی عمرو نے کہا شاہ جی اور بھی کسی کو پوچھا ہی فقیر نے کہا ہان چلتے وقت مجھسے کہدیا تھا کہ لشکر مین ہمارے ایک کُہنہ دُزد ہی اُسے بھی پوچھ دینا عمرو نے کہا اور بھی کچھ کہا ہی فقیر نے کہا ایک بات اور کہی ہی مگر یہ بھی کہدیا تھا کہ ملکہ مہرنگار کے کان مین کہنا اور کسی سے بیان نہ کرنا عمرو نے کہا کہ یہ مشکل ہی مگر خیر تو یہین ٹھہر اور مین ملکہ مہرنگار سے دریافت کرلون تو تجھکو جواب دون یہ کہکر خواجہ عمرو قلعہ مین دوڑے ہوئے گئے اور جاکر ملکہ مہرنگار سے کہا کہ قاف سے ایک فقیر آیا ہی وہ کہتا ہی کہ مین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا کچھ پیام لایا ہون ملکہ مہرنگار کے کان مین کہونگا اور کسی شخص سے نہ بیان کرونگا ملکہ مہرنگار نے کہا بھیا تم جلد اُس فقیر کو میرے پاس بلالاؤ خواجہ عمرو پہرے کا بندوبست کرکے محل کے باہر نکلے اور سرداران لشکر کو پاس بُلاکر کہا کہ تم سب ننگی تلوارین لیے ہوئے کھڑے رہنا جب وہ فقیر ملکہ مہرنگار کے کان مین بات کہہ چکے فوراً اُس فقیر کو تم سب ملکر مار ڈالنا یہ کہکر عمرو فقیر کے پاس آئے اور اپنے ہمراہ اُس فقیر کو لیکر دردولت فیض منزلت ملکہ مہرنگار پر پہونچے اور ملکہ کے سامنے اوٹ کھڑا کرکے اُس فقیر کو اندر محل کے لیگئے جب وہ فقیر اوٹ کے پاس آیا اُسوقت ملکہ مہرنگار نے کہا شاہ جی فرمائیے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کی کیا خبر ہی فقیر نے کہا اے ملکہ امیر نے کہا

مصیبت مین ہین آسمان پری نے امیر کو قید کیا ہی بند و بست سخت مین پھنسے ہین یہ سُنتے ہی ملکہ مہر نگار نے ایک
چیخ ماری اور رونے لگی بس دل شیفتہ امیر باتوقیر بے چین ہو گیا اور کہا ای ملکہ مہر نگار سنو تو سہی تم تو کہتی تھین کہ مین حمزہ
کی بو پہچانتی ہون افسوس ہی کہ اتنے ہی عرصے مین تم بھول گئین بو کیسی آواز بھی نہ پہچانی کہ مین کون ہون ای ملکہ
مہر نگار منم حمزہ صاحبقران زمان یہ سنتے ہی ملکہ مہر نگار نے اوٹ کو تو ہٹا دیا اور دوڑ کر امیر باتوقیر کے گلے سے
لپٹ گئی عمرو نے سب سرداروں سے کہا کہ اس فقیر کو مار لو اور غصہ مین آکر عمرو بھی خنجر نکال کر دوڑا کہ ملکہ نے کہا ہان
ہان ای بھائی عمرو کیا کرتے ہو خنجر نہ مارنا یہ حمزہ صاحبقران ہین تمنے ابتک نہ پہچانا یہ سنکے عمرو نے خنجر ہاتھ سے پھینکدیا
اور دوڑ کے امیر کے قدمون پر گر پڑا امیر نے گلے سے لگا لیا مگر امیر ملکہ کے گلے مل مل کے ایسے روئے کہ روتے
روتے ساتھ ہی امیر و ملکہ کو غش آیا اور لوگون نے ہوشیار کیا عمرو بھی اسقدر رویا کہ قدم حمزہ پہ عمرو کو بھی تین مرتبہ
غش آیا بعد اُسکے جب تسلی اور اطمینان سے بیٹھے حال جدائی کا اور کیفیت تمام اپنی مصیبتون کی حرف بحرف بیان کی
بعد اُسکے امیر حمام مین گئے پوشاک بدلی کلاہ شاہانہ زیب سر کی مگر امیر نے عمرو کو پاس بُلایا اور کہا کہ ابھی میرے
آنے کی کسی کو اطلاع نہ کرنا بلکہ تم قلعہ مین پکار دو کہ حمزہ نے قاف مین قضا کی عمرو نے بموجب حکم امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران قلعہ مین ہر طرف جا کر ندا کی اور مشتہر کر دیا کہ یارو آگاہ ہو حمزہ صاحبقران نے قاف مین قضا کی
یہ سنکے ذوالخمار عادی کے بھائی نے کہا کہ ملکہ مہر نگار سے مین عقد کرونگا کہ وہ میری بھاوج ہوتی ہی خواجہ عمرو
نے یہ سنکے امیر باتوقیر سے آکر بیان کیا امیر نے کہا خیر اب تم فلان کوہ پر جاؤ وہان سردار ہمارے اور لشکر
ہمارا مع پہلوان عادی وغیرہ اُترا ہوا ہی اُن سب کو ہمراہ اپنے لے آؤ عمرو تو اُدھر روانہ ہوے امیر نے
ادھر تمام ساکنان قلعہ کو اور ذوالخمار کو طلب کیا اور کہا او نالائق یہ تیری کیا حرکت ناشائستہ تھی ذوالخمار نے کہا
کہ نشہ شراب مین یہ کلمہ میرے منہ سے نکل گیا تھا اب میری خطا معاف کیجیے امیر نے خطا اُسکی معاف تو کی
مگر اُس روز سے ذوالخمار کو جلادون مین محسوب کیا اس عرصہ مین عمرو بھی سب سردارون کو اور لشکر کو
ہمراہ اپنے لے کر آے مگر امیر باتوقیر اشقر دیوزاد کا بلوانا بھول گئے تھے اب حال اشقر دیوزاد کا سماعت فرمائیے
کہ جب اشقر دیوزاد نے امیر کو وہان نہ پایا امیر کو تلاش کرتا ہوا چلا آتے ہی لشکر نوشیروان پر گرا اور فوج کو مارنا
شروع کیا لوگ نوشیروان کے اشقر کو پکڑنے کو دوڑے مگر کسی کے ہاتھ نہ آیا بختک نے نوشیروان سے
کہا کہ معلوم ہوتا ہی امیر آ گئے کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے خبر دی تھی کہ جب مرکب سہ چشمی تمھاری فوج پہ گریگا تو جاننا کہ
امیر قاف سے آ گئے یہان امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سے کہا ای خواجہ جاؤ اور مرکب کو ہمارے
لے آؤ کیا عجب ہی کہ وہ مرکب لشکر نوشیروان کی طرف ہو ای خواجہ جب تم مرکب کو ہمارے دیکھنا اُسکے پاس
نہ جانا نہین تو وہ تمکو فوراً مار ڈالیگا یہ کہکر آواز دینا ای بچہ ارنا نہیں تجھکو حمزہ صاحبقران نے بُلایا ہی یہ سُنکے
خواجہ عمرو لشکر نوشیروان کی طرف روانہ ہوے جب قریب لشکر کے پہونچے دیکھا کہ فوج مین ایک تلاطم ہی وہ
مرکب ایک ایک کو مارتا پھرتا ہی اور کسی کے ہاتھ نہین آتا ہی خواجہ عمرو قریب اُس مرکب کے گئے اور پکار کر
کہا ای بچہ خبر نا نہیں چل تجھکو حمزہ نے بُلایا ہی اشقر دیوزاد یہ سُنکر عمرو کی طرف مارنے کو جھپٹا اور عمرو سر پر پاؤن
رکھکر بھاگا اشقر بھی پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا آیا یہان عمرو بھاگ کر صاحبقران کے پاس آیا اور کہا ای حمزہ صاحبقران
مرکب آپ کا مجھکو مارے ڈالتا ہی حمزہ صاحبقران زمان یہ کلام خواجہ عمرو کا سنکے در دولت سے باہر تشریف
لاے دیکھا اشقر دیوزاد ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی اور ایک ایک کو مارتا ہی صاحبقران زمان نے آواز دی

ای اشقر کیا کرتا ہی کیون خواجہ وغیرہ کو ماتا ہی ای اشقر آگاہ ہو یہ خواجہ عمرو میرا بھائی ہی خبردار مارنا نہین اشقر دیوا
سر جھکا کر آگے امیر باتوقیر کے آیا اور قدم سے امیر کے اپنی آنکھین ملنے لگا اور زبان جنی مین کہا ای حمزہ خواجہ
نے مجھکو بچہ خرناٹیس کہکر پکارا امیر باتوقیر نے کہا یہ نام تیرے باپ کا بھول گیا تھا پھر خواجہ سے کہا ای خواجہ
اسکا نام اشقر دیوزاد ہی اور اسکے باپ کا نام دیوار ناٹیس تھا غرضکہ جب اشقر دیوزاد بھی آگیا تب امیر باتوقیر نے
عمرو سے کہا کہ لشکر مین بہ آواز بلند پکار دو کہ حمزہ قاف سے آگیا اور قلعہ مین داخل ہوا عمرو نے اسی وقت لشکر
نوشیروان مین جاکر امیر باتوقیر کے آنے کی خبر دی پھر خواجہ عمرو کو پہلوان عادی نے وہی صندوق دیا اور
کہا اسمین بہت مال ہی جب عمرو نے اُس صندوق کو کھولا اُسمین سے ایک قتی نکلی عمرو نے اُس قتی کو کھولا اُسمین ایک
سرمہ دانی تھی عمرو نے اُس سرمہ دانی کی ڈانٹ جو کھولی اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اُس دھوئین سے ایک دیو بنکر
سامنے عمرو کے کھڑا ہوا اور قصد عمرو کے کھا لینے کا کیا عمرو نے سفید مہرہ نکال کر پھونکا اور اُس مہرے کی صدا
مین یہ بات کہی کہ ای امیر دوڑو مجھکو اس دیو سے بچاؤ یہ دیو مارے ڈالتا ہی مگر وہ دیو سفید مہرے کی آواز پر ناچنے لگا
گویا اُسکے نزدیک وہ باجہ تھا اُس دیو کو نہایت پسند آیا امیر باتوقیر مہرے کی آواز سُنتے ہی پاس خواجہ کے آئے تو
عجب کیفیت ملاحظہ کی کہ ایک دیو سامنے عمرو کے ناچ رہا ہی امیر نے آتے ہی اُس دیو کو ڈانٹا اور کہا جا سرمہ دانی مین
یہ سنتے ہی وہ دیو اُسی طرح دھوان بنکر سرمہ دانی مین چلا گیا امیر نے اُس سرمہ دانی کو بند کر کے صندوق مین مقفل کر دیا
پھر امیر نے پوشاک بدلی اور دربار نوشیروان مین ارادہ جانے کا کیا ملکہ مہرنگار نے منع کیا مگر امیر کشور گیر نے نہ مانا
مع سرداران نامی وگرامی کے روانہ ہوے ادھر نوشیروان کو خبر ہوئی کہ حمزہ صاحبقران آتے ہین اُسنے ایک
دنگل جواہرنگار اپنے دربار مین بچھوایا جب امیر باتوقیر دربار مین پہونچے تو نوشیروان نے بڑی تعظیم وتکریم سے
امیر کو دنگل زرین پر بٹھایا امیر نے بہت سے تحفہ جات نوشیروان کو دیے منجملہ اور تحفہ جات کے وہ صندوق
بھی منگوا کر نوشیروان کو دیا اور کہا کہ اسکو کھلوائیے نوشیروان نے سردارون سے اُس صندوق کو کھلوایا اُسمین
سے ایک قتی نکلی اُس قتی کو جو کھولا اُسمین ایک سرمہ دانی تھی سرمہ دانی کی ڈانٹ کو جو کھولا اُسمین سے دھوان پیدا
ہوا اُس دھوئین سے ایک دیو بنکر سرداران نوشیروان کی طرف دوڑا سب سردار اُٹھ اُٹھکر بھاگے اور دنگلون
کے نیچے چھپ گئے وہ دیو نوشیروان کی طرف چلا یہ دیکھکر امیر باتوقیر اُٹھ کھڑے ہوے اور دونون شانے اُس
دیو کی پکڑکے جھٹکا دیا کہ وہ دیو زمین پر گرا امیر باتوقیر نے اُس دیو کی ٹانگین چیر کر پھینکدین اب سب کو یقین
کامل ہوا کہ امیر ضرور قاف مین گئے ہونگے اور ہزارون دیوون کو مارا ہوگا پھر امیر باتوقیر رخصت ہوکر نوشیروان
سے چلے کہ بختک نے زوپین کامرانی سے کہا کہ یہی وقت امیر کے مار ڈالنے کا ہی زوپین کامرانی نے
چار لاکھ کابلیون کو حکم دیا کہ تم سب حمزہ کو گھیر کر مار لو سب کابلی چہار طرف سے امیر پر ٹوٹ پڑے امیر سے تلوار
چلنے لگی عمرو بھی امیر کے ساتھ لڑنے مین مصروف ہوا جب کابلیون کی یورش زیادہ ہوئی اور امیر باتوقیر بھی لڑتے
لڑتے تھک گئے وقت حیات تنگ ہوا امیر نے آسمان کی طرف دیکھکر کہا پروردگارا تو ہی معین ومددگار ہی
اس بندۂ عاجز کو تو بچا کہ ناحق کافرون نے گھیرا ہی ابھی دعا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کی نہ ختم ہوئی تھی
یکایک صحرا کی طرف سے ایک گرد اُٹھی دیکھا کہ نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا اور شریک جنگ
ہوا خوب تلوار چلی آخرکار تمام کابلیون کو مار کر بھگا دیا غرضکہ لشکر کفار مین طبل امان بجا وہ نقابدار صحرا کی
طرف روانہ ہوا امیر نے نقابدار کی بڑی تعریف کی اور پوچھا ای خواجہ یہ نقابدار کون ہی عمرو نے کہا مجھے نہین معلوم ہی

نقابدار کون ہی نام اپنا نہین بتایا مگر اسنے میری بڑی بڑی مدد کی اور بڑی بڑی آفتون سے اسنے مجھکو بچایا امیر یہ سنکے چپ ہو رہے مگر اُس نقابدار کی امیر کے دل مین محبت پیدا ہوئی اور متفکر تھے کہ اس نقابدار کا نام وحال دریافت کرنا چاہیے پھر امیر باتوقیر داخل قلعہ ہوے اُدھر ہوم دمشقی نے نوشیروان سے پوچھکر بختک کی راے سے طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر ہوئی اودھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوے جب نقیب نقابت کر گئے لشکر کفار سے قہار دمشقی نکلا ادھر سے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران میدان کارزار مین برآمد ہوے بعد تگاوری و ہمسخنی کے نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار کا وار کیا امیر نے خالی دے کر تیغۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا قہار دمشقی دو ٹکڑے ہو کر گرا اسی طرح سات سردار اور پہلوانان زبردست امیر کے ہاتھ سے مارے گئے آخر کار زد مین کامرانی لشکر امیر پہ آکر گرا ادھر سے سرداران نامی بھی چھٹے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی ایسی تلوار دوپہر تک چلی کہ خون کے دریا بہے کشتون کے پشتے ہو گئے کفار کی کمک برکمک چلی آتی ہر چہار طرف سے بلوہ ہی لشکر اسلام متردد ہوا یکایک ایک گرد صحرا کی طرف سے اُٹھی اور نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوا اور ہمراہ اُسکے بھی چالیس ہزار کی جمعیت تھی اُسنے آتے ہی ایسی شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار کے جی چھوٹ گئے اور نوشیروان لشکر کو بھی چھوڑ کر ساتھ ہوم اور رہام کے جانب دمشق بھاگا اور فوراً داخل شہر دمشق ہوا یہان امیر کشورگیر بعد بھاگ جانے نوشیروان کے بفتح وفیروزی لشکرے مین آے اور حکیم بزرجمہر سے ملاقات کی اور پانی چشمۂ حیات کا آنکھون مین بزرجمہر کی لگایا آنکھین اُسی وقت بزرجمہر کی روشن ہو گئین پھر سب ماجرا قاف کا بزرجمہر سے بیان کیا اور کچھ تحفۂ قاف کے بزرجمہر کو دیے اور پوچھا کہ فرمائیے اب مین کیا کرون بزرجمہر نے کہا ای امیر اب کوہ شام پر جا کر اپنی شادی کیجیے امیر باتوقیر نے منظور کیا اب امیر تو کوہ شام کی طرف روانہ ہوے اور حکیم بزرجمہر کو نوشیروان نے طلب کیا بزرجمہر دمشق کو راہی ہوے ادھر کوہ شام پہ پہونچکر امیر نے اپنی شادی کا سامان کیا تیاری ہونے لگی

دوسرے کلمے داستان مسرت نشان ملکہ آسمان پری کے بیان ہوتے ہین

حجلہ آرایان بزم کتخدائی و پیراستگان محفل عروسی بعد زیبائی نوشاہ قلم عروس شیم کو مسند قرطاس پر یون جلوہ پرداز کرتے ہین کہ ایک روز ملکہ آسمان پری نے عبد الرحمن جنی سے کہا کہ فرمائیے امیر باتوقیر اب کہان ہین اور کیا کرتے ہین عبد الرحمن جنی نے کہا ای آسمان پری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کوہ شام پر ہین اور سامان عقد ملکہ مہرنگار مین مصروف ہین کل عقد ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کا امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران کے ساتھ ہوگا یہ سُنکے ملکہ آسمان پری نہایت برہم ہوئی اور کہا مین ابھی لشکر دیو لے کر جاتی ہون اور مہرنگار کو گرفتار کیے لاتی ہون عبد الرحمن جنی نے کہا ای آسمان پری ہرگز ایسا ارادۂ فاسد نہ کرنا ورنہ امیر کشورگیر تیری تمام نسل کو قتل کریگا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا مناسب یہ ہی کہ بسہولت اور بصد لطف و مدارات ملکہ مہرنگار سے ملو اور بہ محبت و اُلفت پیش آؤ بلکہ اہتمام شادی کا تم خود کرو کہ امیر خوش ہون اور رضامند رہین کہ اسمین تمھارے حق مین بہتری ہی آسمان پری نے کہا کہ پھر یہ کیونکر ہو سکے عبد الرحمن نے کہا مین تمکو اپنے ساتھ لیے چلتا ہون یہ کہکر عبد الرحمن جنی اُٹھ کھڑے ہوے اور آسمان پری نو لاکھ کا لشکر لیے کر عبد الرحمن جنی کے ہمراہ کوہ شام کی طرف پردۂ دنیا پر روانہ ہوئی جب وہ شام کے ایک صحرا سے پر فزا مین پہونچی عبد الرحمن جنی نے کہا مناسب ہی کہ اسی صحرا مین ڈیرے ڈال دو اور اسی میدان لق و دق مین ٹھہر و اور خیمہ برپا کرو مگر خواجہ عمرو عیار حمزۂ صاحبقران کو اُٹھوا منگاؤ تو وہ سب کامون کا

درستی کردیگا یہ سنکر آسمان پری نے لشکر دیوان سے حکم کیا کہ اسی جگہ خیمے استادہ کرو اور یہین مقیم ہو آسمان پری لشکر
دیوان لے کر اُسی صحراے سبزہ زار مین اُتری اور دیو تندک سے کہا کہ تو کوہ شام پر جا اور عمرو عیار حمزہ کو جلد اُٹھا لا
دیو تندک کوہ شام پر آیا اور پنجہ سے عمرو کو اُٹھا لیگیا عمرو کرہ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہوگیا دیو تندک نے لیجا کر سامنے
آسمان پری کے رکھدیا جب عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ مین صحبت دیوان مین ہون اور سامنے مسند جواہر نگار پر ملکہ
آسمان پری کو جلوہ گر دیکھا بخوبی پہچانا اُٹھکر ملکہ آسمان پری کو سلام کیا اور کہا آپ نے مجھکو کیون تکلیف دی کہ دیو
سے اُٹھوا منگایا ملکہ آسمان پری نے مسکرا کر کہا کہ سوے تجھکو تکلیف کیا دی بلکہ یہ نہین کہتا کہ خوشا تقدیر تیری کہ میرے
جلوۂ حسن کی زیارت کی عمرو نے کہا ای ملکہ آسمان پری ملکہ مہرنگار سے آپ کا حسن و جمال زیادہ نہین ہی کہ مین نظارگان
ہون آسمان پری نے کہا ای خواجہ مین چاہتی ہون کہ ملکہ مہرنگار اور امیر باتوقیر سے مجھسے صفائی کرادو عمرو نے
کہا ای آسمان پری کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو خدا کے واسطے جلد یہان سے چلی جاؤ کہ امیر باتوقیر اٹھارہ برس
کے بعد نہایت عاجز و پریشان ہوکر آے ہین تمھاری طرف سے مزاج مین بہت برہمی ہی نہین معلوم کیا ہو عبد الرحمن جنی
نے کہا ای عمرو سچ کہتے ہو اسمین کوئی شک نہین مگر اب تو کچھ تدبیر کرنا چاہیے تمھاری عیاری سے یہ کلمہ بعید ہی پھر
آسمان پری نے کہا ای خواجہ مین کسی طرح نہ مانونگی جسطرح ہو سکے امیر کو رضامند کرو یہ کہکر ایک صندوقچہ جواہر کا
منگا کر عمرو کے آگے رکھدیا عمرو خوش ہوکے مثل گل صد برگ کھل گیا اور صندوقچہ اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور کہا ای ملکہ
آسمان پری اب تم دیکھو مین کیا کارگذاری کرتا ہون اُس عرب کی کیا مجال ہی جو تمسے نہ رضامند ہو اچھا اب مجھکو پہونچوادو
آسمان پری نے دیو تندک سے کہا کہ خواجہ عمرو کو پہونچا آ عمرو کو دیو تندک نے ساتھ لے کر کوہ شام پر پہونچا دیا
عمرو امیر باتوقیر کے پاس آیا اور کہا ای حمزہ بھاگ غضب ہوا آسمان پری نو لاکھ دیوون کا لشکر لے کر یہان آگئی
اب تیری خرابی ہوگی شادی مین کھنڈت پڑی صحبت عروسی بے لطف ہوئی یہ سُنکر امیر گھبرا گئے اور عمرو سے کہا ای خواجہ
اب کیا کرون کچھ تدبیر بتاؤ عمرو نے کہا میرے بناے کچھ نہ بنیگا آسمان پری بہت بگڑی ہوئی ہی امیر نے اُسی وقت
دس ہزار روپیے عمرو کو دیے اور کہا ای بھائی خواجہ تم آسمان پری کو راضی کرو عمرو نے یہ سنکر روپیہ تو نذر زنبیل
کیا اور وہان سے ملکہ مہرنگار کے پاس آے اور کہا ای ملکہ بنا گل پھولا ہی نو لاکھ دیوون کا لشکر لے کر آسمان پری آگئی مگر تم
اتنا خیال رکھنا کہ آسمان پری سے بصد لطف و مدارات پیش آنا اور بہ اطاعت اُسکی خاطرداری کرنا نہین تو خدا معلوم کیا
انجام ہو ملکہ مہرنگار نے کہا بھیا جو کچھ تم کہو مین اُسکو بسر و چشم بجا لاؤن اور مین خود بجلدی استقبال وہان چلکر ملاقات ملکہ
آسمان پری کی کرونگی یہ کہکر چلنے کا سامان کیا خواجہ عمرو اُٹھکر باہر آے اور سات ہزار پہلوانان جنگی کو حکم دیا کہ مسلح و مکمل
ہوکر زرق برق بنکر غرب سے شرق تک دو صفین باندھ کر کھڑے ہو پاؤن سے پاؤن اور شانے سے شانا بھڑا رہے
کہ اُدھر کا آدمی نہ تمیز کر سکے کہ کون آتا جاتا ہی ملکہ مہرنگار ناموس حمزۂ عالیوقار بصد شوکت و اقتدار ملکہ آسمان پری کی
ملاقات کو جائینگی بموجب حکم خواجہ عمرو تمام پہلوانان زرین پوش دوش بدوش مسلح و مکمل ہوکر دو صفین باندھکر آراستہ
ہوے ملکہ مہرنگار بصد جاہ و تجمل و اقتدار محل سے برآمد ہوکر روانہ ہوئین مگر آگے آگے وزیرزادیان جدا جدا گروہ
نازنینان مہ جبینان کا لے کر چلین خواجہ عمرو آگے بڑھکر ملکہ آسمان پری کے پاس پہونچے اور خبر دی کہ ای ملکہ
آسمان پری خوش ہو کہ ملکہ مہرنگار تمھاری ملاقات کو اور ملنے کو تمسے آتی ہین آسمان پری نے اُٹھکر منہ دھویا
مسی کاجل کرکے آراستہ ہوئی بالون مین عطر گلاب ڈال کر شانہ کیا زلفون کی ناگنون کو دوش پر ڈالا پوشاک
فاخرہ پہن کر دریاے جواہر مین غرق ہوئی اور تاج زرین سر پر رکھکر تخت مرصع کار پر متمکن ہوئی یکایک آمد آمد کا شور

ہوا کہ فتنہ وزیرزادی ملکہ مہرنگار کی چھ سو نازنینان مرصع پوش و مہ جبینان دُر در گوش کہ لباس پر تکلف سے اور زیور جواہر کے پہننے سے زرق برق مثل عروس شب اول کے بنی ہوئی تھین ہمراہ لیے مع تحفہ جات آئی ملکہ آسمان پری حسن وجمال اور جاہ وجلال فتنہ کا دیکھکر اُٹھا چاہتی تھی کہ خواجہ عمرو نے کہا آپ تشریف رکھیے یہ میری معشوقہ فتنہ وزیرزادی ملکہ مہرنگار کی ہی یہ سنکر آسمان پری مسکرانے لگی فتنہ نے مع چھ سو نازنینون کے صفین باندھکر مجرا کیا اور تحفہ جات ملکہ آسمان پری کے پیشکش کیے کہ اتنے مین پھر آمد آمد کا غل ہوا دیکھا دو پریزادین حور کی صورتین لباس و زیور سے سغرق مع چھ چھ سو نازنینون کے آئین آسمان پری نے پھر ارادہ اُٹھنے کا کیا عمرو نے کہا ای آسمان پری یہ بھی دونون وزیرزادیان ملکہ مہرنگار کی ہین ایک کا نام دلشاد ہی اور دوسری کا نام دلنواز ہی اُن دونون نے بھی صفین باندھکے مجرا کیا اور بحضور ملکہ آسمان پری آکر مودب بیٹھین ناگاہ پھر غلغلہ اُٹھا دیکھا زہرہ مصری لباس و زیور مین آراستہ و پیراستہ مع چھ سو نازنینان و حسینان کے حاضر ہوئی اور صف باندھکر تسلیمات بجا لائی اور جو تحفے ہمراہ تھے وہ سامنے ملکہ آسمان پری کے رکھدیے ملکہ آسمان پری نے کہا ای زہرہ مصری تم کیونکر یہان آئین زہرہ مصری نے عرض کیا کہ سمندون ہزار دست نے مجھکو قید کر لیا تھا امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نے اُسکو قتل کیا اور مجھکو رہا کر کے اپنے ساتھ لے آئے یہ ذکر تھا کہ ایکبار شور و غل بلند ہوا دیکھا کہ بارہ سو نازنینان و حسینان و مہ جبینان مہ تمکینان و مرصع پوش و دُر در گوش پری پیکر سیمبر حور لقا نازک ادا راست و چپ ہیش و پس پوشاکین زرق برق پہنے ہوے زیور جواہر مین غرق شہرۂ آفاق از غرب تا شرق آراستگی عروسانہ بیچ مین ملکہ مہرنگار دُختر نوشیروان ناموس امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان حسن خدا کی شان کا نمونہ آراستگی بیحد و انتہا بصد ناز و ادا خرامان خرامان چلی آتی ہین ملکہ آسمان پری دیکھتے ہی شاہزادی کو اُٹھ کھڑی ہوئی قریب آکر پہلے گلے ملی پھر ہاتھ پکڑ کر تخت پر برابر اپنے بٹھایا اور طبق زر ملکہ مہرنگار پر سے نثار کیا بعد ملاقات ہونے اور مزاج پرسی کے آسمان پری نے کہا صاحبو میرا جی چاہتا ہی کہ ملکہ مہرنگار کی شادی مین خود کرونگی یہ کہکر چند دیوون کو بلایا اور حکم کیا کہ جاؤ جلد پردۂ قاف سے بارگاہ سلیمانی اور رقلا بہ چینی اور کتابہ چینی اور شہنا نواز نوبت والے اور جمیع ضروریات کتخدائی لاکر حاضر کرو الغرض بہت سے دیو اُسی وقت پردۂ قاف مین گئے اور سب اشیا لا لا کر موجود کین پریزادان زرین کمر آراستگی محفل رقص و صحبت عروسی وغیرہ مین کمر ہمت چست باندھکر موجود ہوے اور آتشبازی سلیمانی قاف سے منگوائی گئی کہ جسکو آج تک پردۂ دنیا پر دیکھنا کیسا سنا بھی نہوگا ایک دم مین کوسون تک بارگاہین اور خیمے تنبو قناتین چھولداریان استادہ ہوگئین وہ صحرائے لق و دق بہتر از آبادی سابق شہر لکھنؤ ہوگیا جنگل مین منگل تھا ہر طرف بازارین مثل چوک آراستہ و پیراستہ تھین دکانہاے گلفروش و تنبولی وغیرہ دورویہ ہر جگہ چمن کٹور الھنک رہا ہی خوانچے والے آوازین لگا رہے ہین ساقنون کی دُکانون پر ڈھولکین بجتی ہین تانین اُڑ رہی ہین جابجا تماشگیر ے تنے ہوے ناچ ہر قسم کا ہو رہا ہی اُدھر کا حال سنیے کہ آسمان پری ملکہ مہرنگار کی طرف سے بندوبست کرتی ہی قریشیہ سلطان امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کی طرف بڑی دھوم دھام اور سامان سے مانجھا ہوا تمام اہالیان دربار امیر با توقیر زعفرانی کپڑے پہنے ہوے امیر با توقیر مانجھے کا جوڑا زیب جسم کیے ہین گویا اُتنا صحرا زعفرانی تھا ادھر محل مین تمام انیسین جلیسین ملکہ مہرنگار کے ہمراہ مع آسمان پری زعفرانی جوڑے سے آراستہ بعد اُسکے ساچق کا سامان اس دھوم دھام اور جاہ و تجمل سے ہوا کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا اور مہندی بھی بڑے تزک و احتشام سے

آئی ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ جسوقت سامان ناچ وغیرہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کا ملکہ آسمان پری
کی طرف درست ہوا ادھر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے بھی بندوبست کیا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو خلعت
کوتوالی مرحمت ہوا اور اسی طرح مقبل وفادار اور پہلوان عادی وغیرہ کو عہدے براے انتظام تقسیم کیے
گئے اتفاقاً نوشیروان نے بھی سنا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی شادی ملکہ مہرنگار کے ساتھ بڑی دھوم
دھام سے ہوتی ہے اور بندوبست شادی اور سامان جلسہ وغیرہ کا ملکہ آسمان پری نے کیا ہے اور کل اسباب
قاف سے آیا ہے اور ناچ گانا پریون کا ہے صحراے سبزہ زار آراستہ کیا گیا ہے جنگل مین منگل ہے نوشیروان کو بھی
سنکر نہایت اشتیاق ہوا کہ کیفیت جلسۂ شادی اور ناچ پریون کا دیکھین حکیم بزرجمہر نے کہا کہ چلیے کیا مضائقہ ہے
بختک نے کہا اگر آپ وہان جائینگے تو حمزہ آپ سے نکاح نامہ پڑھوا لیگا نوشیروان یہ کلام بختک کا
سنکر چپ ہو رہا اور بعد تھوڑے عرصے کے پھر کہا کہ دل تو میرا بہت مشتاق جلسہ ہے کیا کیا جاے کیونکر ناچ دیکھین
بختک نے کہا حضور ایسے جلسے کا تو تماشا امیر دیکھتا ہے یا فقیر دیکھتا ہے یا تو حضور اپنے سامان و تزک شاہی سے
چلین اور رنجولی بیٹھکر صحبت مین تماشا ناچ کا دیکھین یا فقیر بنکر جایے اور تماشا ناچ کا دیکھکر چلے آیے کسی شخص
کو کانون کان خبر نہو نوشیروان کو بختک کی یہی راے پسند آئی اور کہا کہ میرے نزدیک فقیر بنکر جانا بہتر ہے
کہ کسی شخص کو خبر تو نہوگی رات بھر تماشا ناچ کا دیکھینگے صبح ہوتے ہی چلے آئینگے یہ سُنکر بائیس آدمی ہمراہ چلنے
پر نوشیروان کے مستعد ہوے بختک نے مع نوشیروان سب کے سر اور ڈاڑھی مونچھین منڈوائین
اور گیروا لبستر کرکے سب کو بشکل آزاد بنایا اور تماشا جلسۂ شادی امیر با توقیر کا دیکھنے کو چلے راہ مین ہو حق
کرتے ہوے چلے جاتے تھے فقیرانہ کلام ہر ایک کی زبان پر جاری تھے غرضکہ اسی طرح نوشیروان سب کو
ہمراہ لیے ہوے پہونچا یہان عمرو پانچسو عیار طرار ساتھ لیے ہوے کوتوالی چبوترے پر کرسی جواہر نگار پر
بیٹھا ہے یکایک دیکھا سامنے سے بائیس فقیر گیروے تہمدین باندھے ہوے چار ابرو کا صفایا کیے حق اللہ کرتے
ہوے چلے آتے ہین عمرو نے عیارون سے کہا ان فقیرون کو روکنا جانے نہ دینا ان سب کو ہمارے پاس لاؤ
ہم دریافت کرین کہ یہ فقیر کون سے ہین اور کہان سے آئے ہین عیاران لشکر اسلام فوراً گئے اور اُن فقیرون
کو خواجہ عمرو کے سامنے لاے عمرو نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اور کہان جاؤگے اُن فقیرون
نے کہا بابا ہم سب آزاد فقیر ہین اور صحرا نوردی ہمارا کام ہے سنا ہے کہ یہان جلسۂ رقص ہے ہم بھی تماشا دیکھنے کو آئے
ہین عمرو نے کہا تم سب کے کیا نام ہین اور کس گلیم فقیری کے ہمنشین ہو اور کس مرشد کا پیالہ تم سب نے
پیا ہے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ جب یہ سب کے سب وہان سے چلنے لگے تھے تو بختک نے سب سامان
فقیرون کا کیا تھا مگر یہ سب تے تجویز کرنا جو خواجہ عمرو نے پوچھے یہ بھول گیا تھا اور نام بھی سب فقیرون کے
نہین رکھے تھے یہ کلام عمرو کا سنکر سب گھبراے اور سب کے سب چپ ہوکر بغلین جھانکنے لگے اور کچھ جواب
نہ دیسکے یہان عمرو نے جو غور سے دیکھا بختک اور نوشیروان اور بزرجمہر کو پہچانا جب کسی نے کچھ
درست جواب نہ دیا اور آئین بائین شائین بے ترکیب باتین بکنے لگے عمرو نے سرہنگ مصری سے کہا
کہ ان فقیرون کو ہمارے خیمہ مین لیجا کے بند کرو اور پہرا مکمل کرو صبح کو دیکھا جائیگا سرہنگ مصری اُن
فقیرون کو لے کر خیمۂ عمرو مین آیا اور پیچھے پیچھے عمرو بھی پہونچا اور عیارون سے کہا مین ان فقیرون کو خوب
پہچانتا ہون یہ بختک ہے اور یہ نوشیروان ہے اور یہ بزرجمہر کا مرانی اور یہ ڈاکٹر مین کامرانی ہے اور وہ ہومان دقیق

اور ہامان دمشقی اور بزرجمہر وغیرہ ہین جلد ان سب کو رسّی سے باندھ دو کوئی انہین سے بھاگنے نہ پائے
ادھر تو عمرو یہ بندوبست کر رہے ہین اور ادھر سر ہنگ ملکی نے جاکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے کہا کہ عمرو
نہایت ظلم کر رہا ہی کہ بائیس فقیر نہین معلوم کہان سے آئے ہین اور وہ سب مشتاق جلسے کے ہین عمرو نے اُن
سب کو باندھکر قید کیا ہی امیر باتوقیر یہ سنکر اُسی وقت عمرو کے خیمے مین آئے عمرو پر خفا ہوے اور فرمایا ای عمرو تمنے
اُنکو اسواسطے ہنین کو توال کیا ہی کہ تم خلق پر ظلم کرو اور ایک ایک کو باندھکر قید کرو یہ کیا حرکت بیجا ہی اُن بیچارے فقیرون
کو چھوڑ دو عمرو نے کہا ای امیر آپ نے ان فقیرون کو نہین پہچانا یہ بختک ہی اور وہ نوشیروان ہی اور یہ بزرجمہر ہین
اور یہ ثروہین کامرانی وغیرہ سرداران نوشیروان ہین یہ سنکر امیر بزرجمہر کے پاس آئے اور جلدی سے بزرجمہر
اور نوشیروان کو کھولا اور سب کو رہا کیا اور بزرجمہر سے کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا آپ سب لوگ سوار ہوکر کیون
نہ تشریف لائے بزرجمہر نے کہا مین نے تو پہلے ہی راے دی تھی کہ تزک وسامان وجاہ وحشم سے چلیے اور شریک
جلسۂ شادی ہوجیے مگر بختک نے یہ راے دی کہ جسکا نتیجہ یہ ہوا اور سب کو ذلیل ورسوا کرایا یہ سنکر امیر باتوقیر
نے سب کو نہلوا کر پوشاکین منگوا کر پہنائین اور سب کو آراستہ وپیراستہ کرکے اپنے ساتھ صحبت رقص مین لاے
اور نوشیروان کو مسند زرین پر بٹھایا ملکہ مہرنگار نے جو سُنا کہ نوشیروان وبختک وبزرجمہر وغیرہ بھی آئے ہین
اپنے خیمے مین بُلوایا نوشیروان کو ملکہ مہرنگار نے سلام کیا نوشیروان نے بیٹی کو سینے سے لگایا ملکہ نے اپنے باپ
کی بڑی خاطر کی بعد اُسکے نوشیروان آکر محفل رقص مین بیٹھا اب یہان جلسۂ رقص ہی اور پریون کا ناچ ہو رہا ہی
اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان دولہا بنے ہوے پوشاک شہانہ پہنے اور سہرا باندھے ہو جُھرمٹ مین
پریزادون کے آے اور ہزارہا دیوون نے مبارک سلامت کا غل مچایا مسند عروسی پر دولہا جلوہ افروز ہوا
ملکہ آسمان پری نے دیوون کو گرد امیر کے مقرر کیا سب دیو مروحہ جنبانی کرنے لگے امیر باتوقیر پر چتر طاؤس
زرین بال کا ہونے لگا مگر آسمان پری نے سب دیوون کو حکم قطعی دیا کہ کوئی دیو کسی کو اذیت نہ پہونچائے اور
تکلیف نہ دے یہان یہ جلسہ جمع ہی ناچ ہو رہا ہی کہ یک آسمان پر ایک برق چمکی اور شعلۂ آتش بھڑک کے
زمین پر گرا دیکھا کہ ایک دیو ہی قد اُسکا ہزار گز کا شاخین دراز دو ہزار من کا ارّہ لیے ہوے محفل رقص مین آیا اور
پائین فرش کھڑا ہو کر للکارا وہ آدمزاد کون ہی جسنے دیو منڈل کو قتل کیا ہی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران یہ سنکر
اُٹھے اور سہرا مقیشی موتیون کی لڑیون کا اُلٹ کر پگڑی سے لپیٹا اور نعرہ کیا کہ دیو منڈل کو مین نے مارا ہی یہ کہکر امیر
آگے بڑھے اُس نے ارّۂ گران تانا امیر محفل سے علیحدہ ہٹ کر کھڑے ہوے اُس دیو نے ارّہ مارا امیر نے خالی
دے کر ایک ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا وہ دیو دو ٹکڑے ہو کر گرا امیر باتوقیر نے اُن دونون ٹکڑون
کو دور پھینکدیا یہ دیکھتے ہی نوشیروان کے حواس باختہ ہوگئے اور سمجھا کہ حقیقت مین امیر نے سیکڑون دیوون کو
پردۂ قاف مین مارا ہوگا ملکہ آسمان پری نے جو یہ معرکہ سنا ایک طبق پر از زر وجواہر امیر باتوقیر پر سے نثار کیا ملکہ
مہرنگار نے بھی امیر باتوقیر کے واسطے تصدق بھیجا حمزۂ صاحبقران سہرا باندھ کر مسند عروسی پر آکر بیٹھے ناچ ہونے
لگا پہ یان مبارکباد دُلھن دولہا کی سلامتی کی دینے لگین دولہا پر سے بیل نچھاور کی پڑنے لگی آسمان پری نے
قاضی جمال کو واسطے نکاح پڑھنے کے طلب کیا یہان پہلے ہی سے خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری نے قاضی جمال
صاحب کو جمالگوٹے پیسکر شراب مین دیے تھے قاضی جمال کو دستون نے ایسا پریشان کیا کہ قاضی جی بیہوش تھے
عجب حال تھا تمام بدن مین آگ لگی ہوئی تھی اور دست پر درپے آرہے تھے خواجہ عمرو آپ قاضی جمال کی شکل بنکے

آئے اور عقد امیر باتوقیر کا پڑھا اُسی وقت نکاحنامہ لکھا گیا مُہرین سب کی ہونے لگین نوشیروان کے سامنے بھی وہ نکاحنامہ آیا نوشیروان کو کچھ عذر کرتے نہ بن پڑا آخر نوشیروان نے مہر اپنی نکاحنامہ پر کی اور لاکھ روپیے قاضی جی کو دیے اور آسمان پری نے بھی بہت ساز و جواہر دیا اور ملکہ مہرنگار نے خلعت دیا پھر عمرو کا نکاح فتنہ وزیرزادی کے ساتھ حمزہ صاحبقران نے پڑھا عمرو نے سوا پیسہ زنبیل سے نکال کر امیر کے آگے رکھدیا امیر باتوقیر نے کہا یہ کیا عمرو نے کہا اے امیر یہ اپنی اپنی توفیق ہے میری اوقات سوا پیسے کی ہے جو آپ کے آگے پیشکش کیا اور آپ کے نکاح مین جو مجھکو لاکھون روپیہ ملے آپ صاحبقران زمان ہین بادشاہ ایسا ہی دیتے ہین غرض مبارک سلامت کا غل ہوا پریون نے مبارکباد دے کر صحبت برخاست کی وہ سامان تزک برات کا وہ دھوم دھام وہ جشن تو آتشبازی کا پرستان کی چھوٹنا وہ باجے پرستانی وہ توپین قاف کی وہ جلوس دیو پریون کا اگر بیان کیا جائے تو بہت طول ہوگا مطلب داستان رہجائیگا غرضکہ محافے مین دُلھن کو سوار کیا اور گھوڑے پر دولھا سوار ہوا اور بہت سے محافے اور تخت پریون کے جلوس و باجے نوبتین نشان آگے آگے اُس خطہ پُر مین حلقہ کر کے دُلھن دولھا بارگاہ سلیمانی مین اُترے اور نوشیروان وغیرہ کے لیے علیحدہ ایک بارگاہ استادہ کرائی نوشیروان وغیرہ اُسمین آکر بیٹھے اور خواجہ عمرو اور امیر باتوقیر حجلہ ہاے عروسی مین داخل ہوے شب زفاف نے چہرۂ نورانی اپنا دکھایا تجلی مہر و ماہ سے دونون کا کاشانۂ دل منور ہوا کلید آرزو نے صندوقچۂ حسرت و ارمان کو وا کیا اور دانہاے لولوے شاہوار خانۂ اعلیٰ مین ڈالے چنانچہ اُسی روز شب وصل مین ملکہ مہرنگار اور فتنہ وزیرزادی دونون حاملہ ہوئین ملکہ مہرنگار کے بطن سے قباد شہریار پیدا ہونگے اور فتنہ وزیرزادی کے بطن سے فیروزہ بن عمرو ظہور کرینگے ابھی یہ دونون مہر و ماہ برج حمل مین جلوہ افروز تھین کہ یکایک طفل منور رخ بطن مشرق سے براے ضیا پروازی و عالم آرائی پیدا ہوا یعنی آفتاب عالمتاب نے فلک نیلی پر ظہور کیا صبح ہوئی بعد حمام دانفراغ فرائض امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ گر ہوے سب سردار بھی جمع ہونے لگے اور نوشیروان مع سردارون کے بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر نے تسلیمات بجا لا کر مسرا سمجھ کر نذر پیش کی اور کہا اے بادشاہ اب آپ دین اسلام قبول کرتے ہین کیا فرماتے ہین نوشیروان نے کہا اے امیر اب مین دمشق سے ہو آؤن تو مسلمان ہونگا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے رخصت ہو کر مع بختک وغیرہ کے جانب شہر دمشق روانہ ہوا ادھر آسمان پری بارگاہ سلیمانی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دے کر مع قریشہ سلطان پری کوہ قاف کی طرف روانہ ہوئی امیر باتوقیر یہان بعیش و عشرت رہنے لگے اُدھر نوشیروان دمشق مین پہونچ کر تخت پر بیٹھا دربار جمع ہوا بختک وغیرہ نے امیر باتوقیر کی بڑی تعریف کی اور تحسین و آفرین کر کے کہا حقیقت مین ایسا بہادر اور ایسا شہزور کوئی کسی شہر مین نہوگا نوشیروان سُنتا تھا اور دل مین مثل ہیزم خشک کے جلتا تھا اور غصہ سے منہ سرخ ہوا جاتا تھا تمام دربار صورت نوشیروان کی دیکھتا تھا اور خاموش تھا جب بختک نے امیر حمزۂ صاحبقران زمان کی بیحد و انتہا تعریف کی سُنتے سُنتے ہومان کو غصہ آگیا اور کمان اپنی مقبل حلبی کو دی اور کہا کہ اس کمان کو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے پاس لیجاؤ اور جا کر کہنا کہ اس کمان کو توڑ ڈالیے دیکھون تو امیر کیسے شہزور اور زبردست ہین مقبل حلبی وہ کمان لیا ہومان دمشقی کی لے کر امیر کشورگیر کے پاس آیا اور آ کر امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ ہومان دمشقی نے یہ کمان اپنی دی ہے اور کہا ہے کہ اسکو توڑ ڈالیے

امیر نے اُس کمان کو ایک چٹکی کے اشارے مین شکست کیا اور مقبل کو ٹکڑے اُس کمان کے دے کر
رخصت کیا مقبل حلبی بصدق دل مسلمان ہوا اور وہان سے ٹکڑے کمان کے لے کر چلا بعد اُسکے جانے
کے امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران نے کمان طوسی مقبل وفادار کو دی اور فرمایا ای مقبل یہ کمان ہومان کے
پاس لیجاؤ اور کہنا کہ امیر زور کرے مقبل وفادار امیر سے رخصت ہوے اور کمان لے کر چلے اتنے
عرصہ مین بہرام گرد بن خاقان چین اور معروف شاہ مازندرانی نے امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ بہت
عرصہ سے اپنے ملک کو نہین گئے ہین اگر اجازت ہو تو جا کر ہو آئین امیر باتوقیر نے کہا بہتر ہے اور دونون کو
رخصت کیا یہان مقبل وفادار کمان لے کر ہومان دمشقی کے پاس پہونچے ہومان نے اپنی بارگاہ مین طلب
کیا اور دنگل پر بٹھایا مقبل نے ہومان کو کمان امیر باتوقیر کی دی ہومان نے اُسی وقت جلسۂ عام مین کمان
طوسی پر بخوبی زور کیا مگر کمان بطلق نہ جھکی چڑھنا کیسا اُسکے بعد اور سب سرداروں نے موافق اپنی اپنی قوت کے
زور بہت کچھ کیا مگر کسی طرح کمان نہ چڑھی مقبل وفادار نے کہا لاؤ کمان مجھے دیدو اسی قوت و زور پر امیر باتوقیر
سے مقابلے کا دعوی کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم صاحبقران سے سامنا کرینگے یہ کلام سُنکر ہومان کو غصہ آگیا کہا
او بچے یہ تو کیا بکتا ہے غرضکہ اسی طرح دونون مین تکرار بڑھی ہومان دمشقی نے اپنے سرداروں سے کہا مقبل
کو مار تو سب لوگ مقبل پر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی جتنے مسلمان مقبل وفادار کے ہمراہ آئے تھے سب
درجۂ شہادت پر فائض ہوے اور مقبل وفادار بھی زخمی ہوے مقبل حلبی مقبل وفادار کو اپنے گھر اُٹھا لیگیا
اور زخمون مین ٹانکے دلواے رات کو مقبل حلبی مقبل وفادار کو ساتھ لے کر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان
کی خدمت مین حاضر ہوا امیر باتوقیر نے مقبل حلبی کو خلعت دیا اور مقبل وفادار کا علاج ہونے لگا امیر کشور گیر
نے خواجہ عمرو سے کہا کہ مین چاہتا ہون ہومان سے خفیہ زور کرون عمرو نے کہا بہت خوب بسم اللہ چلیے
پھر امیر کو عمرو نے بشکل خواجہ اسد بنایا اور آپ بشکل خواجہ شہزور بنا اور کشتی پر مع چند آدمیون کے
سوار ہو کر دمشق کی طرف روانہ ہوے جب کنارے شہر دمشق کے پہونچے کشتی سے اُتر کر بارگاہ ہومان
مین آے ہومان دمشقی کو خبر ہوئی کہ خواجہ اسد اور خواجہ شہزور آے ہین ہومان نے اندر دربار کے
طلب کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا جسوقت خواجہ اسد نقلی اور خواجہ شہزور نقلی دربار مین پہونچے ہین ہومان
اُسوقت لاف و گزاف کر رہا تھا کہ امیر مجھسے بھلا کیا لڑسکتے ہین خواجہ شہزور نقلی نے ہومان سے کہا کہ
یہ میرا چھوٹا بھائی خواجہ اسد امیر سے زور کر چکا ہے پہلے اس سے زور کیجیے تو مجھکو معلوم ہو کہ آپ مین زور و
قوت کسقدر ہے ہومان نے خواجہ اسد سے پنجہ پڑا یا خواجہ اسد نقلی نے اُنگلی ہومان کی توڑ ڈالی ہومان کو غصہ
آگیا اُٹھکر خواجہ اسد سے لپٹ پڑا اب زور بخوبی پہلوانی کا ہونے لگا دو پہر کے بعد ہومان کو خواجہ اسد
نے اُٹھا کر مارا اور وہان سے روانہ ہوے شہر کے کنارے آکر کشتی پر سوار ہو کر چلے داخل قلعہ ہوے یہان
ہومان دمشقی سے گرگدن ساسانی نے کہا یہ شکل اپنی اپنی بدلے ہوے عمرو اور امیر تھے امیر نے اُنگلی بھی
تمھاری توڑ ڈالی بختک نے بھی کہا سچ ہے یہ زور سواے امیر باتوقیر کے اور کسی شخص مین نہین ہے ہومان نے
کہا اب کیا کرون بختک نے کہا مین تدبیر بتاتا ہون تم جاکے لشکر امیر باتوقیر پر شبخون مارو یہ سُنکے زوپین کامرانی
آٹھ لاکھ کلیون کا لشکر لے کر راہی ہوا اور نو لاکھ دمشقی لے کر ہومان روانہ ہوا اور ایک کرور مدد اُسنی اور
ساسانی ہمراہ لے کر نوشیروان راہی ہوا یہ سبکے سب رات کو شبخون آکر گرے سلطان بخت مغربی نے

آواز دی کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ نوشیروان مع سرداروں اور فوج کثیر کے شبخون لاکر گرا ہی ادھر عمرو نے امیر
کو بیدار کیا اور یہ کہا کہ نوشیروان مع فوج کثیر شبخون گرا ہی لشکر مین تلوار چل رہی ہی امیر گھبرا کر اُٹھے اور تیغ
عقرب سلیمانی لے کر اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر چلے ادھر ہومان لڑتا ہوا قریب بارگاہ سلیمانی کے آپہونچا
تھا امیر باتوقیر سے مقابلہ ہوا امیر نے اشقر کو روکا ناگاہ اشقر کا پانوں طناب مین خیمہ کی اُلجھا امیر کشور اشقر کے
سنبھالنے مین مصروف ہوے نگاہ امیر باتوقیر کی دشمن کی طرف سے پھر گئی ہومان برابر امیر کے آچکا تھا فوراً
اژدہ پشت نہنگ دو ہزار من کا مارا امیر باتوقیر کے سر پر پڑا تا دوابرو اُتر آیا امیر باتوقیر نے دستانہ مارا اژدہ
چھٹا کر نکل گیا چادر خون کی امیر کے چہرے پر آپڑی زخم سر مین ہوا لگی امیر بیہوش ہو گئے عمرو امیر کو لے کر بھاگا
ہومان و نوشیروان وغیرہ نے تعاقب کیا سامنے ایک پہاڑ نظر پڑا عمرو امیر کو لے کر اُس پہاڑ پر چڑھ گیا
ہومان بھی پیچھے پیچھے مع لشکر کفار کے پہونچا مقبل وفادار و سرداران عالیوقار نے مقابلہ کیا وہ سب کے
سب زخمی ہوے اور عمرو کے ساتھ ہی پہاڑ پر چڑھ گئے ہومان مارتا ہوا چلا جاتا ہی یکایک سامنے سے گرد
اُڑی چار نقابدار پیدا ہوے ایک نقابدار نے بڑھکر عمرو سے کہا کہ آج شب کو اسوقت حضرت ابراہیم علی نبینا
و علیہ السلام نے ہمکو مسلمان کیا اور نام ہمارا جبار حلبی ہی اور حضرت نے بہ تاکید ہمسے فرمایا تھا کہ امیر و عمرو وغیرہ
ہومان و نوشیروان سے شکست کھا کر زخمی ہوے ہین اور اسی پہاڑ پر بھاگ کر آئے ہین جلد جاؤ اور اپنے
قلعہ مین اُن سب کو لے آؤ خواجہ عمرو نے نقابدار سے پوچھا کہ تمہارا قلعہ کہاں ہی جبار حلبی نے کہا اسی کوہ
پر دہنۂ نقب ہی کہ راہ اُسکی میرے قلعہ مین گئی ہی عمرو سب کو مع امیر باتوقیر لے کر جبار حلبی کے ساتھ اُسی دہنۂ
نقب سے قلعہ مین آئے ادھر زوبین کامرانی بھی تعاقب کنان کوہ پر آیا دیکھا کہ دہنۂ نقب مین لشکر امیر باتوقیر اُتر گیا
یہ بھی لشکر لے کر اُسی دہنۂ نقب مین آیا اُس نقب مین تھوڑی دور پر دو راہا تھا ایک راستہ صحرا مین نکلا تھا اور ایک راہ
قلعہ کو گئی تھی چونکہ تاریکی تھی زوبین کامرانی صحرا کی راہ پر آگیا اور لشکر امیر بھی آگے آگے اُسی راستے پر گیا مگر امیر و
عمرو اور چند آدمی جبار حلبی کے ہمراہ دوسری راہ سے قلعہ مین داخل ہوے زوبین کامرانی مع لشکر جب صحرا
مین آکر نکلا آیندہ و روندہ سے پوچھا کہ ادھر کچھ فوج گئی ہی کسی نے کہا کہ ایک لشکر حلب کو گیا ہی یہ بھی بہ تعجیل تمام حلب
مین آیا معلوم ہوا کہ امیر و عمرو مع لشکر قلعہ مین داخل ہو گئے جب ہومان برابر قلعہ کے پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی
ہومان نے بند و بست کر کے دھاوا کرنے کا ارادہ کیا اب قلعہ پر لڑائی شروع ہو گئی یہاں جبار حلبی نے آتے
ہی امیر وغیرہ کا علاج کیا زخموں مین ٹانکے دلوائے اب امیر کو ہوش آیا دیکھا مین قلعہ مین ہوں پوچھا یہ کیا سامان ہی
عمرو نے کہا یہ قلعۂ حلب ہی اور ہوم وہام دھاوا کرتے ہین امیر نے کہا مجھکو دروازۂ فیلبند پر لیچلو عمرو امیر کو
دروازۂ فیلبند پر لایا امیر وہان بیٹھ گئے اُدھر ہومان مع فوج کے برابر خندق کے آچکا تھا دیکھا کہ ایک نقابدار پیدا
ہوا اور وہین سے تلوار کھینچ کر لشکر کفار پر آپڑا اور وہ غضب کی شمشیر زنی کی کہ ترک فلک نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے
ہزاروں کو کاٹ کر ڈال دیا اور وہ نقابدار تلوارین مارتا ہوا برابر ہوم کے پہونچا اُسنے اژدہ پشت نہنگ کا وار کیا
نقابدار نے بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا دے کرارہ چھین لیا پھر بند دست پکڑ کے ہومان کو اُٹھا لیا ہام
نے بڑھکر تلوار ماری نقابدار نے اُسکی بھی تلوار چھین لی اور بائین ہاتھ سے اُسکو بھی اُٹھا لیا اور دونوں کو بجائے
سپر لے کر سامنے کفار کے لڑنے لگے چالیس قدم بڑھ کر دونوں کو تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا کہ جسم
نجس دونوں کافروں کے چورا چورا ہو گئے سب کفار بھاگے کشتوں کے پشتے ہو گئے خون کا دریا بہنے لگا

امیر قلعہ سے نکل کر دوڑے اور نقابدار کو سینے سے لگالیا اور کہا اے نقابدار سچ بتا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا اے امیر نقاب اُٹھا کر دیکھ لیجیے یہ سنکے امیر باتوقیر نے نقاب چہرے سے نقابدار کے ہٹا دی دیکھا کہ ہمصورت حمزۂ صاحبقران عالیشان صاحبزادۂ بلند اقبال ہی پوچھا تو دریافت ہوا کہ یہ نوجوان اقبال نشان عمرو بن حمزۂ صاحبقران ہی اور یہ بطن سے ملکہ گلشن آرا بانو کے ہی امیر بہت خوش ہوے اور گلے سے لگایا خوب پیار کیا اور شکر کیا کہ پروردگار نے فرزند ارجمند ایسا ہمزور و ہمطاقت و ہم قوت و ہمصورت ہمسیرت عنایت کیا امیر باتوقیر کو قوت دلی ہوئی فرزند کے ملتے ہی اور دل پہاڑ ہو گیا پھر امیر باتوقیر اور شہزادۂ عمرو بن حمزہ مع لشکر کے شمشیر زنی کرتے ہوے اور لشکر نوشیروان کو مارتے ہوے دمشق مین پہونچے نوشیروان صحرا کی طرف بھاگا امیر باتوقیر نے دمشق پر پھر قبضہ کر لیا اور تمام دمشقیون کو مسلمان کیا اور بارگاہ مین آکر جلوہ افروز ہوے دیکھا امیر نے کہ ایک خواجہ سرا لڑکے کی اُنگلی پکڑے ہوے امیر باتوقیر کے سامنے لایا اور عرض کیا کہ ہومان اسکا نام ہی اور ہام دمشقی کا یہ بیٹا ہی امیر اُس لڑکے پر بسر رحم ہوے اور ملک اُسکے باپ اور چچا کا اُس لڑکے کو دیا اور وزیرون سے اُسکے کہا کہ اس لڑکے کو اچھی طرح پرورش کرنا عمرو نے امیر باتوقیر سے کہا کہ اس لڑکے سے خوف معلوم ہوتا ہی کہ اسکے ہاتھ سے آزار پہونچینگے مناسب یہ ہی کہ اسکو بھی قتل کر ڈالیے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ خلاف شرع مین نہ کرونگا کسواسطے کہ یہ لڑکا بچہ اور یتیم ہی یہ ضرور واجب الرحم ہی مین رضامندی پروردگار کا جویان ہون ملک و مال کا مین فقط خواہان نہین ہون

دو کلمے داستان حیرت بیان پہونچنا امیر باتوقیر کا مع عمرو بن حمزۂ یونانی کے قلعۂ حلب مین اور خفا ہو کر نکال دینا ملکہ مہر نگار کو امیر کا اور تباہ و برباد پھرنا ملکہ مہر نگار کا ایام حمل مین امیر باتوقیر کے پاس سے نکل کے

دست برداران محبوب خوش اسلوب مضامین دلکش و دلداری و آوارہ شدہ گان کوچہ عبارت داستان دلستان صعوبت بیان بزبان طراری و فراری اس تقریر دلپذیر کو یون قلم برداشتہ تحریر کرتے ہین کہ جسوقت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان شہر دمشق سے کوچ کر کے مع لشکر و عمرو بن حمزۂ نامدار و ملکہ مہر نگار عالیوقار قلعۂ حلبیہ مین پہونچے اور بعد عیش و سرور قیام کیا اور دربارداری ہونے لگی جب ملکہ مہر نگار کو معلوم ہوا کہ نقابدار نارنجی پوش فرزند امیر باتوقیر کا ہی اور نام اُسکا عمرو بن حمزۂ یونانی ہی اسکو بھی نقابدار کی بہادری و جراری و حسن و جمال جہان آرا سنکر نہایت اشتیاق دیکھنے کا ہوا امیر باتوقیر سے کہلا بھیجا کہ یا امیر مین آپ کے فرزند سعادتمند کے دیکھنے کی بہت مشتاق ہون امیدوار ہون کہ ایک لمحہ بھر کے واسطے یہان بھیجدیجیے صاحبقران زمان بعد عز و شان بعد برخاست کرنے دربار کے اپنے قوت بازو فرزند جگر بند عمرو بن حمزہ کو ساتھ لے کر داخل محل ہوے شاہزادۂ والاتبار عمرو بن حمزۂ نامدار نے دیکھتے ہی ملکہ مہر نگار کو بہ آداب سلام کیا اور نذر پیش کی ملکہ مہر نگار نے عمرو بن حمزہ کا سر سینہ سے لگایا اور خلعت فاخرہ مرحمت کیا بہادری و دلاوری کی بہت تعریف کی عمرو بن حمزہ تھوڑی دیر ٹھہر کر رخصت ہوے اور لشکر مین آئے بعد جانے عمرو بن حمزہ کے ملکہ مہر نگار نے کہا کہ جس زمانے مین ہماری شادی اولاد بن مرزبان خراسانی سے ٹھہری تھی اور آپ سے عشق ہوا تھا اگر اُس ایام مین میرے یہان لڑکا پیدا ہوتا تو اتنا ہی بڑا ہو تا یہ کلام نافرجام ملکہ مہر نگار کا سنکر امیر باتوقیر کو غصہ آگیا چہرہ سُرخ ہوا غیظ سے تھرتھر کانپنے لگے اور ملکہ مہر نگار سے

پاس سے اُٹھکر باہر محل کے چلے آئے اُسی وقت خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو بلایا اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا ای خواجہ اس دُختر آتش پرست کو ہمارے یہان سے ابھی نکال دو عمرو نے بہت سا عذر کیا او بعجز کہا ای امیر ملکہ نے عمداً یہ کلمہ نہین کہا ہی بلکہ سہواً منہ سے نکل گیا ہوگا اب عفو کیجیے امیر باتوقیر کو اور زیادہ غصہ آگیا اور کہا ای عمرو اگر تو اس دختر آتش پرست کو اسوقت محل سے نہ نکالیگا تو ابھی مارے کوڑون کے اُسکی اور تیری دونون کی کھال اُڑا دونگا بہتر یہ ہی کہ جاؤ محل مین اور ابھی اُس کمبخت کو نکال دو ذرا پاس و لحاظ نہ کرو مجبور و ناچار عمرو محل مین آیا اور کہا ای ملکہ تمنے غضب کیا اتنا سا کلمہ از راہ نادانی کہکر امیر باتوقیر کو برخاستہ کر دیا یہ عرب طوطا چشم ہوتے ہین جب پھرتے ہین تو کسی کی نہین سنتے ہین مجھکو حکم دیا ہی کہ اسی وقت ملکہ کو نکال دو ورنہ پھر مین تم دونون کے ساتھ بے ترکیبی کرونگا ای ملکہ اب سوائے نکل جانے کے تمکو کوئی چارہ نہین اور مجھکو بھی کچھ بن نہین پڑتا ایسا نہو کہ تمہارے ساتھ مین بھی راندۂ درگاہ امیر باتوقیر ہوون پھر میری اور تمہاری دونون کی آبرو مین خلل آجائیگا ملکہ مہر نگار بصد حال زار یہ کلام مصیبت التیام خواجہ عمرو سے سنکر آنکھون مین آنسو بھر لائین اور کہا ای بھائی عمرو بہتر ہی جو کچھ تقدیر کا لکھا مین تو سمجھی تھی کہ اب طالع خفتہ بیدار ہوا مگر ابھی مقدر میرا برگشتہ ہی دیکھیے فلک پیر کیا دکھاتا ہی یہ کہکر ملکہ مہر نگار اُٹھ کھڑی ہوئین اُسی وقت بارہ سو کنیزین انیسین جلیسین مع فتنہ وزیرزادی کے ہمراہ ملکہ مہر نگار چلنے کو تیار ہوئین عمرو نے فتنہ سے کہا کہ تم کیون جاتی ہو تمہارا تو عقد میرے ساتھ ہوا ہی اب تمکو ملکہ سے کیا کام ہی اور نہ مین تمہین نکالتا ہون فتنہ نے ناک پر اُنگلی رکھکر کہا لو خوب مین اور ملکہ مہر نگار کو زندگی مین چھوڑ دون مجھسے تو یہ نہوگا جہان پر میری شاہزادی ہوگی وہان پر مین بھی ضرور رہونگی جب یہان ملکہ مہر نگار نہ رہونگی تو مین کیا تجھ ایسے موے سوختے کالے چہرے کے منہ کو آگ لگاؤنگی فقط مین نے اپنی ملکہ کی خاطر سے تیرے ساتھ عقد کیا تھا ورنہ مجھکو تیری کیا پروا تھی مین ایسون سے جوتی پر لوٹا بھی نہین رکھوانی عمرو نے نیلے پیلے دیدے نکال کر کہا کہ بسم اللہ بسم اللہ جو پیچ سنبھالیے آشیانہ خالی کیجیے تمسے بہتر حور وش پری پیکر گلرخسار ستر سو آکر اس جال مین پھنسینگی شعر تمکو معشوق بہت ہمکو طرحدار بہت ؛ دم سلامت رہے بندے کے خریدار بہت ؛ پھر ملکہ مہر نگار نے مقبل وفادار کو بلایا اور اشک حسرت گلہاے رخسار پر بہاکر کہا ای بھائی مقبل تمسے ہو سکتا ہی کہ تم اسوقت بیکسی و مجبوری مین ہمارا ساتھ دو مقبل وفادار ملکہ سے یہ کلمے حسرت آمیز سنکر رونے لگے دل مین رحم آگیا اور کہا خداوند کریم کسی پر برا وقت نہ ڈالے ای ملکہ مین جان و دل سے حاضر ہون بسم اللہ چلیے آپ میری مالک و مختار مثل امیر باتوقیر کے ہین غرضکہ ملکہ مہر نگار ایک ایک سے گلے ملتی تھی اور رخصت ہوکر روتی تھی جسوقت ملکہ مع کنیزان خاص وغیرہ کے سوار ہوئی خواجہ عمرو کو بلایا اور زار زار با دل بیقرار رو کر رخصت ہوئی اور کہا اگر خدا کو منظور ہی تو کبھی پھر بھی ملاقات کسی جگہ پر ہوگی ای بھائی خواجہ عمرو شعر جب جیتے ہین تو پھر بھی ملجائینگے ؛ نہین تو کیے کی سزا پائینگے ؛ افسوس صد افسوس مقدر نے کیا کیا چندے بھی محبوب کے وصل سے دلشاد نہ رہا گردون نے پھر برباد کیا شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ؛ روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ؛ پھر آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہا ای فلک کجرفتار روا ای چرخ بیداد تجھکو عاشق و معشوق کا وصل دو دن بھی گوارہ نہ ہوا کہ دفعۃً اسطرح کی جدائی ڈالی اشعار تنگ آ گیا ہون مین اب ہاتھون سے بدکردار کے ظلم اُٹھ سکتے نہین ہین چرخ کجرفتار کے + شادمانی ایک دم کی ہی فلک کو ناگوار + دفعتہً پہلو نکل آتے ہین کیا آزار کے ای فلک بہتر ہی شاہی سے فقیری رحم کر × کیون ستاتا ہی گدا کو کوچۂ دلدار کے × المختصر ملکہ مہر نگار نے مضطر و بیقرار زار زار روتی ہوئی سوار ہوکر مع خواصان خاص وغیرہ کے ایک طرف کو صحراے پر آشوب کا راستہ لیا او مقبل

دس ہزار فوج جرار اپنے ساتھ لے کر ہمراہ ملکہ مہر نگار کے چلے یہ سب مسافر آوارۂ دشت غربت چند روز منزلین
طے کرتے ہوئے ایک دوراہے پر پہونچے وہان دریافت کیا کہ یہ دونون راہین کدھر کدھر گئی ہین لوگون نے کہا کہ
ایک راہ ملک مدائن کو گئی ہی اور ایک راستہ یہان سے ہندوستان کو گیا ہی ملکہ مہر نگار نے راہ مدائن کی چھوڑ دی
اور یہ خیال کیا کہ ایسا نہو باپ میرا مجھکو گرفتار کر کے زوبین کامرانی کے حوالے کر دے بہتر ہی کہ ہندوستان
کی راہ لی دو تین منزلین طی کی تھین کہ ایک قلعہ دکھائی دیا دریافت کیا کہ اس قلعہ کا کون مالک ہی تو معلوم ہوا کہ یہ
قلعہ گرگین و میعاد کا ہی انکو جو خبر ہوئی کہ ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ادھر سے جاتی ہی وہ اُسی وقت چالیس ہزار
فوج سے آئے اور محاصرہ کر لیا ملکہ نے کہا کہ دریافت کرو ہمکو کسواسطے گھیرا ہی لوگون نے جا کر گرگین سے پوچھا اُسنے
کہا کہ ملکہ کہان جاتی ہین ہمارے قلعہ مین آکر اترین ہم آگے نہ جانے دینگے مقبل وفادار یہ کلمۂ بیہودہ سُنکر غضبناک
ہوے اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھکر کہا او نابکار و کیا کلمۂ واہیات اپنی زبان سے نکالتے ہو تم نہین جانتے
ہو کہ یہ کون شاہزادی ہی یہ دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار ناموس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
زمان ہی غرضکہ ایسی کچھ تکرار ہوئی کہ فساد عظیم برپا ہوا تلوار چلنے لگی کچھ لوگ مقبل کی فوج کے مارے گئے اور مقبل
وفادار بھی زخمی ہوے ملکہ نے فتنہ سے کہا کہ تو عمرو کی زوجہ ہی اور صحبت یافتۂ عیار طرار ہی اس مقام پر کچھ عیاری
کر ہم سب کی جان بچے فتنہ آگے بڑھی اور گرگین و میعاد سے امان چاہی اور مقبل وفادار وغیرہ کو جو زخمی
تھے اٹھوا لیا اور گرگین وغیرہ کے پاس گئی اور کہا کہ ملکہ مہر نگار پوچھتی ہین کہ تم دونون مین ہمارا عاشق زار کون
ہی گرگین نے کہا مین ملکہ کا عاشق ہون میعاد پکارا او مین پیشتر سے ملکہ پر شیفتہ و فریفتہ ہون فتنہ نے
کہا یہ کیا ہوگا تم کہو مین عاشق ہون وہ کہین مین شیدا ہون ایک انار و صد بیمار کس کس کو شفا ہوگی ملکہ نے
وہان سے پوچھا ای فتنہ کیا ہی فتنہ نے وہین سے پکار کے یہ شعر پڑھا شعر غم صیاد و فکر باغبان ہی ؏ دو کھٹکے مین
ہمارا آشیان ہی ؏ ملکہ نے کہا اسکا فیصلہ کر لینا چاہیے فتنہ نے کہا ملکہ کہتی ہین پہلے تم دونون آپسمین فیصلہ کر لو
تو مجھسے غرض رکھو ورنہ مین کسی کی بات کو نہ منظور کرونگی گرگین نے یہ سنکر کہا کہ مین ملکہ کو لونگا میعاد پکارا
مین دختر نوشیروان پر قبضہ کرونگا غرض دونون مین تکرار بڑھی تلوار چلنے لگی دونون نے زخم کاری کھائے مگر میعاد
گرگین کے ہاتھ سے مارا گیا اور گرگین فتنہ کے ساتھ شاہزادی کے پاس آیا ملکہ مہر نگار چپ ہوئی اور کہا ای
فتنہ اب کیا ہوگا فتنہ نے کہا صدقے جاؤن دیکھو تو خدا کیا کرتا ہی مین عیار طرار کی جورو ہون تو سہی جو اسکو بھی
نہ مار ڈالا ہو آپ صرف تماشا دیکھیے مقبل وفادار بھی حیران ہی کہ فتنہ نے بڑا غضب کیا ملکہ کو گرگین کے قبضے
مین کر دیا القصہ گرگین ملکہ کو اور تمام ہمراہیان ملکہ کو ساتھ لے کر قلعہ مین داخل ہوا اور وہ بہرات گئے
گرگین دولھا بنکر سہرا سر سے پاتک ہارون کا باندھ کر ملکہ کے پاس آیا فتنہ نے گرگین کو ملکہ سے دور بٹھایا
اور کشتیان شراب و کباب کی منگائین پہلے جام شراب بیہوشی آمیز کر کے فتنہ نے گرگین اور اُسکے ہمراہیون
کو دیا وہ سب کے سب بیہوش ہو گئے پیتے ہی شراب کے ذائقہ موت کا زبان پر آ گیا فتنہ نے نیچہ کھینچا اور مقبل
سے کہا اب کیا دیکھتے ہو ان سب نابکارون کے سر کاٹ لو فوراً سب کے سر کاٹ کر لاشین قلعہ کے باہر پھینکوا دین یہ خبر
جو زبانی بیستانی کو ہوئی کہ وہ گرگین و میعاد کا باپ تھا اُسی وقت روتا ہوا نوشیروان کیطرف چلا

داستان عشق بیان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا عاشق ہونا الیہ الملکس پوش پر

عاشقان صورت زیبا پری پیکر و خوش جمال و شیفتگان تصویر بے نظیر ماہ لقا و حور مثال اس داستان عشق نشان کو

زبان قلم محبت رقم سے صفحۂ دل عشاقان پر یون لکھتے ہین کہ ایک روز امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بصد عز و شان
طلایہ پھر رہے تھے ایام شب ماہ تھے اور چاندنی شفاف سبزۂ بیگانہ پر چھٹکی ہوئی بھلی لگتی تھی اور سلطان مغربی مثل
سایہ کے ساتھ ساتھ تھے دیکھا کہ ایک ہرن نہایت خوشرو پری پیکر سبزۂ شاداب کو چرا کرتا ہوا صحرا مین پھر رہا ہے امیر
نے اُس ہرن کو دیکھکر سلطان مغربی سے کہا کہ تم یہین ٹھہرو مین اس غزال رمیدہ کو شکار کرتا ہون یہ کہکر اُسکے
پیچھے گھوڑا اڑا دیا اور وہ ہرن چوکڑیان بھرتا ہوا چلا گھوڑا ابھی طرارے بھرتا ہوا تعاقب مین دوڑا تین دن کامل وہ
ہرن صحرائے لق و دق مین چلا گیا اور امیر باتوقیر نے بھی تعاقب نہ چھوڑا آرزوے شکار مین گھوڑا اڑاتے ہوئے
چلے گئے چوتھے روز وہ غزال رمیدہ مثل طائر پریدہ ایک صحرا مین پہونچ کر غائب ہو گیا امیر کو نہایت تاسف ہوا
کہ تین دن بے آب و دانہ جستجوے شکار مین دوڑا اور پھر شکار ہاتھ نہ آیا اب امیر کا بھوک اور پیاس کے صدمے
سے عجب حال ہے غش پر غش ضعف و نقاہت سے چلے آتے ہین چہار طرف اُس صحرا مین ہرن کو تلاش
کیا کوسون کہین ہرن کا پتا نہین معلوم ہوتا کہ چلتے چلتے ایک صحرا مین آئے دیکھا کہ ایک سوداگر اُترا ہوا ہے
امیر باتوقیر گھوڑا اٹھائے ہوئے اُس سوداگر کے قریب گئے اور کہا مین بہت تشنہ و گرسنہ ہون چوتھا روز
ہے کہ مین نے نہ کچھ کھایا نہ پیا ہے وہ سوداگر یہ سنکے ہاتھ امیر کا پکڑ کے اپنے خیمہ مین لایا اور اُسی وقت دسترخوان
منگوا کر بچھوایا اور امیر باتوقیر کو کھانا کھلوایا اور آب سرد پلوایا امیر کھانا کھا کر اور پانی پی کر شکر خدا بجا لاسے
سوداگر نے کہا تو کون ہے امیر نے کہا مین بھی سوداگر ہون قزاقون نے مجھے لوٹ لیا لوگ میرے ساتھ کے مارے
گئے مین بھوکا پیاسا اسطرف نکل آیا سوداگر نے کہا اچھا تو رہ تیرے واسطے دونون وقت کھانا عمدہ آیا کریگا امیر
وہان رہے دن بھر استراحت کی سہ پہر کو براے تفریح سیر کرتے ہوئے ایک طرف چلے ایک مقام پر دیکھا کہ
ایک بڈھا ہرن کے کباب لگا رہا ہے امیر کو خوشبو کبابون کی اچھی معلوم ہوئی دل نے رغبت کی امیر اُسکے پاس آکر
کھڑے ہوئے اُس بڈھے نے امیر سے صلاحاً کہا کہ آپ بھی نوش فرمائیے امیر آستین چڑھا کر بیٹھ گئے اور
بسم اللہ کہکر کھانے لگے وہ کباب ایسے ذائقے کے تھے کہ امیر باتوقیر کو اچھے معلوم ہوے سب کباب کھا گئے
اُس بڈھے نے کہا اے شخص تو سب کباب کھا گیا اب مین کیا کھاؤنگا مجھسے بھوکا نہ رہا جائیگا امیر باتوقیر نے
کہا تو میرے ساتھ چل اس سوداگر کے یہان سے میرا کھانا آئیگا تو وہ کھا لینا وہ بڈھا امیر کے ساتھ آیا امیر نے
اپنا کھانا اُس بڈھے کو دیدیا اور آپ بستر خواب پر آئے اُدھر رات کو لوگون نے سوداگر سے کہا معلوم ہوتا ہے یہ
شخص قزاق ہے کہ اپنے ساتھ والون کو مقام بتادیا ہے دو پہر رات گئے وہ لوگ آکر لوٹ لینگے سوداگر ان لوگون
کے بہکانے سے امیر کو اُسی صحرا مین تنہا سوتا چھوڑ کر مع قافلے والون کے کوچ کر گیا صبح کو جو امیر بیدار ہوے
دیکھا مین تنہا اس سنسان بیابان مین پڑا ہون نہ سوداگر ہے نہ اُسکا قافلہ ہے صحرا مین سناٹا ہر طرف ہے امیر نے دعا کی کہ
خداوندا اس سوداگر نے مجھکو اس صحرا مین تنہا چھوڑ دیا ہے اب کسطرف جاؤن اسکو اس دغا کی سزا دیجیو امیر اٹھکر
اُس فقیر کے پاس آئے اور سارا حال اُس سوداگر کا بیان کیا اور کہا کہ مین تو راہ سے نابلد ہون کسطرف جاؤن
اور کیا کرون اُس بڈھے نے کہا چلیے مین آپ کو راہ پر لگا دونگا الغرض امیر اُس فقیر کے ساتھ چلے تھوڑی دور
اُسنے ہمراہ لاکر راستے سے لگا دیا امیر باتوقیر پانچ چھ کوس چلے تھے دیکھا ایک جنگل مین وہی سوداگر مع ہمراہیان و
قافلے والون کے درخت سے بندھا ہوا ہے امیر باتوقیر اُسکے پاس آئے اور کہا کہ یہ کیا تجھکو ہوا کسنے تجھے لوٹا ہے
اور تجھکو درخت سے باندھ دیا ہے یہ تجھکو اُسکی سزا ملی جو تو مجھکو بخیطا تنہا جنگل مین رات کو چھوڑ کر چلا آیا وہ سوداگر

بہت پشیمان ہوا اور رونے لگا امیر باتوقیر نے کہا کچھ حال تو بیان کر سوداگر نے کہا وہ سامنے قزاقون کا مقام مثل قلعہ کے
ہی اور نام اُس قزاق کا شبرنگ حرامی ہی اُسنے مجھے لوٹ لیا اور مع ساتھ والون کے مجھکو درخت سے باندھ دیا ہی امیر یہ
سُنکر فوراً اُسطرف کو روانہ ہوے وہ امیر باتوقیر کو دیکھکر مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ سے نکلا اور آگے بڑھکر آیا اور
للکار کر کہا ای ناشدنی اجل رسیدہ اسی مین تیرے لیے بہتری ہی کہ ہتھیار اور لباس اپنے جسم کا دیدے نہین تو تو
مارا جائیگا امیر باتوقیر نے کہا آ میرا تیرا مقابلہ ہو جائے اگر تو مجھکو زیر کرلے تو ہتھیار اور پوشاک لے لے غرضکہ
امیر سے اور شبرنگ حرامی سے مقابلہ ہوا شبرنگ نے بڑھکر تلوار ماری امیر نے تلوار اُسکی چھین لی شبرنگ
امیر سے لپٹ پڑا کُشتی ہونے لگی دو پہر کامل زور ہوا امیر باتوقیر نے ایک مقام پر ریلکر لنگر اُسکا توڑا اور
بند دست مین ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا اور سر سے بلند کر کے چاہا کہ زمین پہ مارین شبرنگ چلایا امان امان امیر نے
فرمایا بشرط ایمان شبرنگ نے قبول کیا امیر نے چھوڑ دیا شبرنگ کلمۂ توحید پڑھکر مسلمان ہوا از سر صدق ایمان
لایا دین اسلام قبول کیا امیر نے کہا ای شبرنگ اس سوداگر کو رہا کر اور مال و اسباب اسکا دیدے شبرنگ
نے اُس سوداگر کو بموجب حکم امیر باتوقیر کھول کر رہا کیا اور سب مال و اسباب اُسکا دیدیا وہ سوداگر مع اپنے
ہمراہیون کے امیر کو دعائین دیتا ہوا ایک سمت کو چلا گیا ناظرین پر واضح ہو کہ ایک راوی یہ لکھتا ہی کہ وہ بڈھا
جو راہ بتانے کو امیر کے ہمراہ آیا تھا وہ پھر کر اپنے مقام پر نہین گیا امیر کے ساتھ چلا آیا تھا جب امیر نے شبرنگ
کو زیر کیا اور شبرنگ مسلمان ہوا امیر نے سوداگر کو کھلوا کر رہا کیا اور مال و اسباب سب اُسکا امیر باتوقیر نے
شبرنگ سے دلوادیا اس اسباب کے ساتھ ایک صندوقچہ بھی آیا اُس صندوقچے پر دوڑ کے وہ بڈھا فقیر گر پڑا
اور کہا ای امیر یہ صندوقچہ میرا ہی اور مین بھی سوداگر ہون نام میرا منصور بازرگان ہی مین صحرا مین لٹ کر فقیر ہو کے
بیٹھ رہا تھا امیر نے وہ صندوقچہ منصور بازرگان کو دلوادیا اُسنے وہ صندوقچہ کھولا اور اُسمین سے ایک تصویر
اُسنے نکالی یکایک امیر کی نگاہ اُس تصویر بے نظیر پر پڑی فوراً دل سے آہ منھ سے واہ کی اور کلیجا پکڑ کے
بیٹھ گئے ہزار جان سے عاشق ہوے تیر عشق سینے کے پار ہوا دل تڑپکر پہلو مین دلدار کے لیے بیقرار ہوا
بعد دم بھر کے پوچھا ای بھائی یہ تصویر کسکی ہی اُسنے کہا ای امیر یہ تصویر دلپذیر ملکہ رابعۂ اطلس پوش کی ہی اور
یہ بیٹی ہی قدوس رومی کی جو دربند کامیاب کا حاکم ہی امیر باتوقیر نے کہا تو اس تصویر کو بیچتا ہی اُسنے کہا کہ
مجھکو سات جہاز زر اگی کے بدلے مین یہ تصویر ملی ہی امیر باتوقیر نے کہا کہ ایک جہاز تو مجھسے نفع کا لے لے اور یہ
تصویر بے نظیر مجھکو دیدے وہ سوداگر راضی ہوا امیر نے ایک رقعہ مہری عمرو بن حمزہ کو لکھا کہ قرۃ العین و
نور الابصار و ای راحت جان و دل بیقرار فرزند ارجمند عمرو بن حمزہ نامدار اطال اللہ عمرہ بعد دعا سے
مزید حیات و ترقی درجات کے تمکو معلوم ہو کہ مین بخیر و عافیت ہون کچھ فکر و تردد نہ کرنا مین نے ایک تصویر
بے نظیر اس سوداگر منصور بازرگان سے آٹھ جہاز زر اگی کی قیمت پر مول لی ہی یہ سوداگر میرا رقعہ مہری
لاتا ہی تم فوراً اسکو آٹھ جہاز کی قیمت دیدینا کچھ حیلہ و حوالہ نہ کرنا اور اب مین دربند کامیاب کو روانہ ہوتا ہون
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے یہ رقعہ لکھکر مُہر اپنی اُس رقعے پر ثبت کی اور ملفوف کر کے
اُس سوداگر کو دیا اور کہا کہ لشکر ظفر اثر ہمارا حلب مین ہی اور ایک بیٹا میرا کہ نام اُسکا عمرو بن حمزہ
ہی وہ حاکم لشکر ظفر پیکر کا ہی تو جا کے یہ رقعہ مہری میرا اُسکو دیدینا وہ تجھکو اُسی وقت آٹھ جہازون کا
روپیہ دیدیگا یہ سوداگر وہ رقعہ مہری امیر باتوقیر کا لے کر جانب حلب روانہ ہوا اور امیر باتوقیر

در بند کامیاب کی طرف عشق مین ملکہ رابعہ اطلس پوش کے چلے چند فرسخ راہ طی کی تھی کہ ایک دوراہا ملا امیر نے
پوچھا کہ دربند کامیاب کا کون سا راستہ ہی لوگون نے کہا کہ دونون راہین دربند کامیاب کو گئی ہین مگر ایک راہ سے
چھ مہینے کے عرصہ مین پہونچنا ہوتا ہی اور ایک راہ سے آدمی چالیس روز مین جاتا ہی لیکن یہ قریب کا راستہ
بسبب خوف کے بند ہی اور وہ دور کا راستہ کھلا ہوا ہی اُسطرف کچھ دہشت نہین راہ بالکل صاف و شفاف ہی امیر
نے چالیس روز کے راستے پہ قدم ڈالا لوگون نے امیر کو منع کیا کہ ای شخص ادھر سے ہرگز نہ جا جہالت کو کام
نہ فرما نہین معلوم کیسی گذرے ادھر جان جوکھون ہی ہمارا کہنا مانئے بزرگون کا قول صادق آتا ہی شعر زن بیوہ مکن
اگرچہ حور است * رہ راست برو اگرچہ دور است * سُنا ہی کہ اسطرف ایک دیوانہ رہتا ہی وہ لوٹ کر مار ڈالتا
ہی امیر باتوقیر نے فرمایا خداے ما نہ رگست و وہ حافظ حقیقی بچانے والا ہی مجھے کیا کسی کا ڈر اور خوف ہی جب
پروردگار میرا نگہبان ہی یہ کہکر امیر کشورگیر بسم اللہ کہکر اُسی چالیس روز کے راستے پر نصر
من اللہ فتح قریب ۵ کہتے ہوے چلے جاتے جاتے جب نصف راستہ طی کر چکے دیکھا کہ ایک
کھیت فالیز کا ہی چونکہ امیر باتوقیر عرصے کے بھوکے پیاسے تھے ایک پھل اُس فالیز مین سے توڑا چاہتے ہین
کہ کھائین دیکھا اُس صحرا مین سامنے سے ایک دیوانہ پیدا ہوا اور یہ کہتا ہوا آتا ہی ای ناشدنی اجل رسیدہ کیون
تیری موت تجھکو ادھر لائی ہی تو نے میری اولاد کو مار ڈالا امیر باتوقیر اُسکا کلام سُنکر حیران ہوے اور دل مین
کہا کہ وہ جو دیوانہ سُنا تھا شاید یہ وہی ہی یہ سوچ کر اُسکو دیکھکر ہنسنے لگے وہ آگ ببولا ہو کر جھپٹا اور قریب آکے
ایک چوب دست امیر باتوقیر پہ ماری امیر نے چوب دست کو پکڑ کے جھٹکا دیا کہ ہاتھ سے اُسکے نکل گئی امیر نے
چھین کے پھینکدی دیوانہ امیر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دو دن برابر زور رکشتی مین امیر باتوقیر سے اُس
دیوانے نے کیا تیسرے دن امیر کشورگیر نے لنگر اُس دیوانے کا توڑا اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر دیوانے
کو اُٹھالیا اور سر پہ چرخ دے کر چاہا زمین پہ ماریں کہ دیوانہ بصد ہوشیاری چلایا ای آغاسخ کندہ زن امان امان
حمزہ صاحبقران نے فرمایا بشرط ایمان دیوانے نے قبول کیا امیر باتوقیر نے اُسکو چھوڑ دیا اور کلمۂ توحید تلقین کیا
وہ دیوانہ از سر صدق مسلمان ہوا اور دین اسلام اختیار کیا امیر باتوقیر نے کہا کہ میرے ہمراہ چل یہ سُنکر دیوانہ
گھبرایا کہا ای آغاسخ کندہ زن اب میرے ساتھ میرے گھر پہ چلیے مین اپنے ماں باپ سے پوچھ کر چلونگا وہ
دیوانہ امیر کو ساتھ لے کر گھر مین آیا اور اپنے ماں باپ سے ساری کیفیت بیان کر کے کہا کہ مین آغاسخ کندہ زن
کے ساتھ جاتا ہون اُسکے والدین نے منع کیا اور کہا اُنکے ساتھ نہ جانا اُس دیوانے نے ایک چوب دست
ماری کہ دونون مر گئے پھر اپنی زوجہ کے پاس گیا اور سب حال بیان کر کے کہا کہ مین آغاسخ کندہ زن کے
ہمراہ جاتا ہون اُسکے یہان لڑکا پیدا ہوا تھا اُسنے شوہر دیوانے کی گود مین لاکر لڑکے کو ڈال دیا اور کہا کہ
تمھین اختیار ہی دیوانہ خوشی خوشی اُس لڑکے کو لیے ہوے امیر باتوقیر کے پاس آیا اور لڑکے کو امیر کے
آگے رکھدیا اور کہا کہ میری زوجہ کے یہان آج یہ لڑکا پیدا ہوا ہی آپ اسکا نام کچھ رکھدیجیے امیر نے فرمایا تیرا نام
کیا ہی اُسنے کہا مجھکو قندس دیوانہ کہتے ہین امیر باتوقیر نے فرمایا کہ مین نے تیرے لڑکے کا نام صبا بن قندس
رکھا یہ سُنکر قندس دیوانہ نے لڑکے کو اپنی زوجہ کے پاس پہونچا دیا اور ساتھ امیر کے روانہ ہوا صاحبقران
عالیشان اور قندس دیوانہ منزلین طی کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ ایک جنگل مین دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی
امیر باتوقیر نے قندس دیوانہ سے کہا کہ جا کر دریافت کر کہ یہ لشکر کسکا ہی قندس دیوانہ قریب لشکر آیا اور ایک سے

پوچھا کہ صاحب فوج کا کیا نام ہی یہ لشکر کسکا ہی جس سے پوچھا تھا اُسنے تو کچھ جواب نہ دیا دوسرے شخص نے کہا کہ آصف والیاس
مالک فوج ہین قندس دیوانہ نے ایک چوب اُسکو ماری وہ تڑپ کر مر گیا لوگون نے کہا یہ کیا سوال دیگر جواب
دیگر قندس نے کہا مین تو اس سے پوچھتا تھا وہ کیون بول اُٹھا لوگ اُس دیوانے پر ٹوٹ پڑے ہنگامہ ہو گیا
اتنے مین امیر بھی آ گئے اور دیوانے کو ڈانٹا فرمایا تجھکو نام پوچھنے کو بھیجا تھا یا لڑنے کو دیوانہ سر جھکا کر پیچھے
ہٹ گیا امیر نے کہا یہ دیوانہ ہی اسکے حرکات و سکنات پر خیال نہ کرو معاف کرو مین نے ڈانٹ دیا ہی اب یہ نہ بولیگا یہ
ذکر تھا کہ آصف و الیاس بھی سُنکر آ گئے پوچھا کیا ہی امیر نے کہا کہ یہ دیوانہ میرے ساتھ ہی مین نے اس سے کہا
کہ جا کر صاحب فوج کو دریافت کر آ یہ یہان آکر اپنے دیوانے پن مین کسی سے بھڑ پڑا مین نے اسکو ڈانٹ دیا اب
کیا مجال اسکی جو یہ کسی سے بول سکے اُنھون نے کہا آپ کا نام کیا ہی امیر نے کہا میرا نام سعد شامی ہی مین
دربند کامیاب کی طرف جاؤنگا قزاقان صحرا نے مال و اسباب لوٹ لیا یہ کہکر روانہ ہوے اور آصف والیاس
بھی دربند کامیاب کو چلے مگر امیر با توقیر نے جو آصف و الیاس سے پوچھا تم کون ہو اُن دونون نے کہا کہ ہم
حاکم دربند کامیاب قدوس رومی کے بیٹے ہین اور ملکہ العہ اطلس پوش کے بھائی ہین امیر دل مین
بہت خوش ہوے کہ خدا نے راہبر ساتھ کر دیا راہ کا پتا جا بجا اُنسے معلوم ہوتا رہیگا غرضکہ امیر با توقیر
و آصف والیاس علحدہ علحدہ دور دور آگے پیچھے جاتے ہین جب قریب دربند کامیاب کے پہونچے
امیر نے دیوانے سے کہا کہ جاؤ شہر مین اور کاروانسرا تلاش کر کے جگہ اُترنے کی تجویز کرو قندس دیوانہ
کاروانسرا مین آیا اور ایک ایک کو مار کے نکالنے لگا یہانتک کہ جتنے بھٹیارے تھے سب کو مار کے نکال دیا
اس عرصے مین امیر بھی سرا مین آئے لوگون نے امیر سے کہا اُسطرف نہ جائیے ایک دیوانہ سرا مین ابھی
گھس آیا ہی وہ سب کو مار کے نکال رہا ہی امیر نے سب کو تسلی دی اور کہا تم لوگ گھبراؤ نہین یہ دیوانہ میرے
ساتھ ہی پھر امیر نے دیوانے کو ڈانٹا اور ایک مقام پر سرا مین ایک بھٹیارے کے مکان مین اُترے یکایک بھی
آصف والیاس بھی سرا مین سیر کرتے ہوے آئے اور امیر کو پہچان کر صاحب سلامت کی اور کہا ای سعد شا
ہم آپ کو اپنے باپ کے پاس لیچلینگے یہ تمام کلفت و افلاس آپ کا دور ہو جائیگا سعد شامی نے کہا ای آصف
والیاس ہمارے یہان آج آپ کی دعوت ہی اُنھون نے کہا کہ آپ سفر مین ہین آپ کو دعوت کرنا لازم نہین
بلکہ ہمکو مناسب ہی کہ ہم آپ کی دعوت کرین کہ آپ مسافر ہین سعد شامی نے نہ مانا اور آصف والیاس کی
مع متعلقین و ہمراہی کے دعوت کی اور اُس دیوانے کو ایک بازوبند اپنا دیا اور کہا کہ ای دیوانے یہ بازوبند
کہین جا کر پانچ ہزار روپیے پر رہن کر لا قندس بازوبند لے کر گیا اور ایک مہاجن کے یہان پانچ ہزار روپیے
کو رہن کیا اور پانچ توڑے لے کر آیا اور امیر کو لا کر وہ روپیے دیے امیر با توقیر نے بھٹیارے کو بُلا کر کہا ای
مہتر جی ہمکو آصف والیاس کی مع ہمراہیون کے دعوت کرنا منظور ہی جلد پُخت کا سامان کرو یہ کہکر امیر نے
توڑے روپیون کے اُس بھٹیارے کے آگے رکھ دیے اُسی وقت اُسنے سب سامان مہیا کر کے کھانا
پکوانا شروع کیا غرضکہ کھانا تیار ہوا پلاؤ زردہ اور متنجن و مزعفر و سالن کئی طرح کے شیر برنج بہت خوش ذائقہ
آصف والیاس مع ہمراہیون کے آئے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے دیوانے سے کہا کہ خیمے ڈیرے کرایہ
کے لا کر صحبت آراستہ کرو اور روشنی کا بھی خوب سامان کرو اور طائفے جا کر لاؤ غرضکہ سب درست ہو گیا
محفل رقص آراستہ و پیراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا لوگ کھانا کھا کر آنے لگے اور محفل مین بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگے

تمام رات ناچ رنگ اور دورہ شراب و کباب رہا صبح کو صحبت برخاست ہوئی آصف والیاس سعد شامی کو اپنے
ہمراہ لے کر باپ کے دربار مین آئے امیر با توقیر نے قدوس رومی کو بادب سلام کیا اور دنگل پر بیٹھ گئے بادشاہ
نے امیر سے کہا اے سعد شامی تو نے غضب کیا تو اس دنگل پر بیٹھ گیا یہ دنگل فولاد پنجہ کش کا ہے جسکا زمانے بھر
مین کوئی ہمسر نہین ہے امیر نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین اسکو جواب دیدونگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے سے فولاد پنجہ کش
بھی دربار مین آیا اپنے دنگل پر جو نگاہ کی تو بیٹھے دیکھا کہا اے شخص تو میرے دنگل پر کیون بیٹھ گیا تو مجھے نہین جانتا مین
کون ہون اور کیسا زور آور کسطرح کی قوت رکھتا ہون سعد شامی نے کہا ہان مین تجھے جانتا ہون اور تیری
قوت کا بھی حال سنا ہے جس بات کا تجھکو دعوی ہو مین حاضر ہون وہ دوسرا دنگل بچھوا کر بیٹھ گیا امیر سے پنجے کا
زور کیا پہر پہر کامل پنجے کا زور رہا کیا آخر کار امیر نے اسکی انگلی توڑ ڈالی فولاد پنجہ کش دربار عام مین بہت
خفیف ہوا اور شرمندہ ہوکے امیر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تین پہر کامل کشتی ہوئی بعد اسکے امیر نے لنگر
اسکا توڑ کے اٹھا لیا اور فولاد پنجہ کش کو زیر کیا بادشاہ نے یہ دیکھکر سعد شامی کی بڑی عزت و توقیر کی اور ایک
مکان شاہی آراستہ کرا کے امیر با توقیر کو اتارا اور بہت سے آدمی خدمت کے واسطے معین کیے اور کئی خوان
کھانے کے مقرر کر دیے امیر با توقیر اور قند بن دیو اللہ اسمین فروکش ہوے اور رہنے لگے ایک روز آدھی
رات گئے امیر با توقیر کو رابعہ اطلس پوش کا خیال آیا اور جس مکان مین امیر با توقیر فروکش تھے وہ مکان ملکہ
رابعہ اطلس پوش کے محل سے ملا ہوا تھا امیر با توقیر بعد نصف شب کے اٹھے اور کمند پھینک کر محل مین
رابعہ اطلس پوش کے پہونچے دیکھا کہ تمام محل منور ہے چاند تو آسمان پر سے جلوہ کرتا ہے اور آفتاب حسن
ملکہ رابعہ اطلس پوش زمین پر سے چہار طرف ضیا باری کر رہا ہے کہ رابعہ اطلس پوش جواہر نگار چھپر کھٹ
پر ہاتھ پاؤن پھیلائے ہوے بے خبر سو رہی ہے امیر با توقیر قریب اسکے آے او بیتابی دل عشق منزل سے چاہا کہ
بوسہ لب جانبخش کا لون کہ رابعہ اطلس پوش کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک شخص میرے برابر جھکا ہوا کھڑا دیکھ رہا
ہے بیساختہ خائف ہوکر چور چور کہکر غل مچایا محل والیان سب جاگ اٹھین اور امیر بھاگے اسی کمند پر سے اتر کے
اپنے مکان مین آکر سو رہے وہان محل مین تمام کنیزین روشنی لے کر ڈھونڈھنے لگین کونا کونا محل کا دیکھا کہین کسی کا
پتا نہ لگا رات بھر ان سب کو اسی تلاش مین گذر گئی ایک ایک سے کہتی ہے کہ مین نے خود دیکھا کہ ایک آدمی تھا اور
پھر ایسا غائب ہو گیا کہ پتا نہ لگا یہ کوئی آسیب تھا یا ہوا تھی یا کوئی جن یا پری زاد تھا کہ نگاہ پڑتے ہی معدوم ہوا جب
صبح ہوئی امیر با توقیر پوشاک پہن کر دربار مین بادشاہ قدوس رومی کے آئے فولاد پنجہ کش نے دنگل امیر کا بالادست
بچھوا دیا اور آپ بائین طرف بیٹھا یکایک ہرکارون نے خبر دی کہ دولا بے فرنگی باجھنڈا فرنگی لے کر روانہ ہوا
شہر پناہ پر اترا ہے انیس فرنگی نامہ لیے ہوے آتا ہے یہ ذکر تھا کہ انیس فرنگی سامنے سے آیا بادشاہ کو مجرا کیا
اور کرسی پر بیٹھ گیا اور نامہ ہرزوق فرنگی کا بادشاہ کو دیا بادشاہ نے اس نامے کو کھول کر پڑھا اسمین یہ لکھا
تھا اے بادشاہ قدوس رومی تمکو معلوم ہو کہ فرزند میرا کپتان فرنگی تمہاری دختر رابعہ اطلس پوش پر عاشق
ہوا ہے بہتر یہ ہے کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش کو جلد سوار کر کے دولا بے فرنگی کے ہمراہ روانہ کرو اور جہیز وغیرہ
کی کچھ فکر و تردد نہ چاہیے مین اسکی شادی یہان بڑی دھوم دھام سے آپ کر دونگا اور تمکو فخر کرنا چاہیے کہ ہرزوق فرنگی
اپنے بیٹے کے واسطے تمہاری دختر کا خود خواستگار ہوا کہ نامہ لکھکر انیس فرنگی کے ہاتھ بھیجا اور دولا بے فرنگی
کو مع فوج کے براے حفاظت روانہ کیا ہے مناسب ہے کہ ہمراہ نامہ دار کے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو فوراً

روانہ کرو کہ مین یہان صحبت عروسی اور جلسہ شادی مہیا کرکے بڑی دھوم سے شادی کتخدائی کرلونگا
اگر اسکے خلاف کیا تو بڑی قیامت ہوگی اور تم بعدہ پچتاؤ گے قدوس رومی مضمون نامہ کو پڑھکر کانپ گیا
اور کچھ ونہ ہوسے حکم دیا چاہتا تھا کہ امیر باتوقیر کی نگاہ رابعہ اطلس پوش کے نام پر پڑی امیر سمجھ گئے کہ پیام
دربارۂ شادی ملکہ رابعہ اطلس پوش کے آیا ہی فرمایا مین دیکھون اس نامے کو امیر نے یہ کہکر وہ نامہ
قدوس رومی کے ہاتھ سے چھین لیا اور بخوبی تمام و کمال پڑھا امیر کا غصے سے منھ لال ہو گیا اور نامہ کو چاک
کرکے پھینکدیا انیس فرنگی نے بگڑکے کہا اے شخص غضب کیا تو نے مرزوق فرنگی کا نامہ پھاڑ کر پھینکدیا تو
سزا سخت پائیگا اور یہ کہکر انیس فرنگی نے کرچ کھینچ کر ماری امیر نے دیکر خالی دی اور اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا
اور ایک طمانچہ مارا کہ گردن اسکی پشت کی طرف پھر گئی اور تڑپ کر گرا مر گیا اسی طرح چار فرنگی امیر نے مارے
لوگ بھاگے اور دولاے فرنگی سے سب کیفیت بیان کی دولاے فرنگی نے اسی وقت بگل معرکہ آرائی
دیا اور طبل جنگ بھی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر قدوس رومی کو دی قدوس رومی نے امیر باتوقیر سے کہا
اے سعد شامی غضب ہو گیا اب کیا ہوگا سعد شامی نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین اسکو جواب دیلونگا غرضکہ
رات بھر تیاری جنگ دونون طرف رہی صبح کو امیر باتوقیر لشکر لے کر میدان جنگ مین آئے ادھر سے
دولاے فرنگی مع اپنی فوج کے میدان مین آیا صف آرائی ہونے لگی یہان آصف والیاس نے اپنے باپ
سے کہا کہ یہ خلاف مروت ہے کہ ہم جاکر سعد شامی کے نہ شریک ہون یہ کہکر دونون بھائی فوج لیکر میدان
رزمگاہ کی طرف چلے فولاد پنجہ کش نے کہا کہ مین بھی چلتا ہون سعد شامی کا مین بھی شریک ہونگا غرضکہ یہ
بھی مع فوج روانہ ہوا ایک طرف میدان مین صفین جماکر کھڑا ہوا جب نقیب نقابت کر گئے ازرق فرنگی نکلا اور
میدان مین آکر مبارز طلب کیا ادھر فولاد پنجہ کش صف سے نکلا ازرق نے بڑھکر کرچ ماری فولاد پنجہ کش کے
سر پر پڑی سر اسکا زخمی ہوا خون بہنے لگا زخم سر کو رومال سے باندھا اور جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا ازرق فرنگی
دو ٹکڑے ہو کر گرا یہ دیکھتے ہی توماس فرنگی پرے سے نکلا ادھر سے قندس دیوانہ چلا فولاد پنجہ کش کو ٹھیرایا
توماس سے مقابلہ کیا توماس فرنگی نے کرچ ماری قندس دیوانہ نے چوب دست پر روک کر وار چوب دست
کا کیا توماس فرنگی پر پورا سر پر پڑا کہ وہ پرانٹھا ہو کر لقمۂ اجل ہوا اسی طرح قندس دیوانہ نے چار فرنگی جلیل القدر
مارے فوج پراگندہ ہونے لگی دولاے فرنگی نے بگل دے کر فوج کو روکا اور کہا تم لوگ نہ گھبراؤ مین ابھی دیوانے کو پکڑے لاتا ہون
ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ اہل فرنگ ہمیشہ سے بڑے دلاور و ہوشیار ہین کوئی ملک ان لوگون نے بغیر جرات اور چالاکی کے
فتح نہین کیا دولاے فرنگی کچھ فن عیاری سے بھی آگاہ تھا غرضکہ دولاے فرنگی گھوڑا چمکا کر میدان مین
آیا قندس دیوانہ نے اپنی زنجیر کھڑکھڑائی گھوڑا اسکا چراغ پا ہو کر الف ہو گیا اور میدان سے بھاگا
دولاے فرنگی پھر گھوڑے کو پھیر کر لایا دیوانے نے پھر زنجیر کھڑکھڑائی گھوڑا پھر بگڑا کہ سوار کو لیکر بھاگا
یہ کیفیت میدان مین کئی مرتبہ ہوئی اب گھوڑا میدان مین سامنے دیوانے کے نہین آتا اور دونون طرف
لشکر مین سب ہنس رہے ہین دولاے فرنگی ہرچند گھوڑے کو پھیر پھیر کر لاتا ہے مگر گھوڑا کسی طرح رخ نہین کرتا
غرضکہ دولاے فرنگی نے دور سے دیوانے کو آواز دی او دیوانے تو کارزار کرنے آیا ہے یا فوج کو تماشا
دکھاتا ہے اب خبردار ہو جا خبردار زنجیر نہ ہلانا یہ کہکر دولاے فرنگی گھوڑے کو کڑکڑا کر برابر قندس دیوانہ
کے آیا دیوانے نے چوب دست کا وار کیا دولاے فرنگی نے بڑھکر پھرتی سے حلقہ ہاے کمند مارے دیوانہ

کمند مین پھنسکر گرا دولاسے فرنگی نے دوڑ کر دیوانے کی مشکین باندھلین اور طبل امان بجوا دیا قندس دیوانہ
قید ہوکر افواج فرنگی مین آیا دونون لشکر اپنی اپنی طرف پھر گئے مگر امیر باتوقیر کو قندس دیوانہ کا گرفتار ہوجانا بہت
شاق ہوا نہایت صدمہ ہوا بلکہ شب کو اسی رنج مین کھانا نوش نہ کیا اور کہا انشاءاللہ کل سب کو شکست فاش دیکر
قندس دیوانہ کو چھڑالاؤنگا شام کو دولاسے فرنگی نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑھی آٹ
پھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے امیر و آصف والیاس فوجیں لیکر
مقابل لشکر فرنگیان آکر کھڑے ہوے دولاسے فرنگی گھوڑا اچپکا کر پرے سے نکلا مبارز طلب کیا ادھر سے
سعد شامی نے اسپ پری پیکر کو جلوہ دیکر آگیا گھوڑا امیر باتوقیر کا چمک کر مثل برق جہندہ کے میدان رزمگاہ مین آیا
دولاسے فرنگی نے بڑھکر گرز ماری امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا دولاسے فرنگی
کی کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی سب فرنگی چہار طرف سے سعد شامی پر ٹوٹ پڑے امیر
تلوار پکڑکے فوج مین دھنس گئے ادھر سے آصف والیاس بھی فوج لیکر شریک سعد شامی ہوے
تلوار چلنے لگی خون کا دریا بہنے لگا کشتون کے پشتے ہوگئے فوج فرنگی خوب کشتہ ہوئی باقی ماندہ لوگ بھاگے امیر نے
قندس دیوانہ کو چھڑالیا اور لشکر کو مارے تلوارون کے بھگا دیا اب فوج فرنگی لاش دولاسے فرنگی وغیرہ کی
لیکر مرزوق فرنگی کے پاس بھاگی جاتی ہے اسکو تو یہین چھوڑدیجیے اُدھر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بفتح
وفیروزی پھرے آصف والیاس بڑی دھوم سے طبق زر نثار کرتے ہوے سعد شامی کو بارگاہ
شاہی مین لائے یہان ایک شور و غل برپا تھا کہ سعد شامی بڑا بہادر اور زبردست ہے خوب لڑا فرنگیون کو
مارکے بھگا دیا بڑے بڑے جلیل القدر فرنگی سعد شامی کے ہاتھ سے قتل ہوے اب سعد شامی بفتح وفیروزی
دربار مین بڑی دھوم سے آتا ہے یہ خبر جو محل مین پہونچی ملکہ رابعہ اطلس پوش کو بھی سعد شامی کے دیکھنے کا
اشتیاق ہوا ہمراہ اپنی جلیسون انیسون کے بالاخانۂ محل پر جو سرراہ تھا آکھڑی ہوئی اور جھروکون سے دیکھنے لگی چنانچہ
سعد شامی تیغہ کاندھے پر رکھے ہوے قدم بقدم جھومتے ہوے دربار مین آئے و نگل شوکت پر جلوہ افروز
ہوے بادشاہ قدوس رومی نے بڑی تعریف کی اور زر و جواہر سعد شامی پر سے تصدق کیا امیر تھوڑی دیر
دربار مین ٹھہرکر اپنے مکان عالیشان مین آئے پوشاک رزم اُتاری لباس بزم جسم پر آراستہ کیا جب دو پہر رات
گئی کمند پھینک کر محل مین ملکہ کے داخل ہوے یہان ملکہ رابعہ اطلس پوش بھی چھپرکھٹ پر لیٹی ہوئی جاگ رہی تھی
اور شیوہ وزیرزادی پاس اُسکے بیٹھی باتین سعد شامی کی کررہی تھی یکایک کچھ کھٹکا ہوا دیکھا کہ درخت کی آڑ مین ایک
آدمی کھڑا ہے شیوہ اُٹھکر جو درخت کے پاس آئی پہچانا کہ سعد شامی ہے مگر چہرہ نورانی کی چھوٹ اُس درخت کے سائے مین
پڑتی ہے گویا چاندنی نے کھیت کیا یا ماہ شب چاردہ اپنی طلعت دکھاتا ہے شیوہ نے آکر ملکہ سے عرض کیا کہ ای
بی بی سعد شامی درخت کے نیچے کھڑا ہے ملکہ نے کہا بلالا امیر باتوقیر ہنستے ہوے ملکہ رابعہ اطلس پوش
کے پاس آئے اور برابر ملکہ کے چھپرکھٹ پر بیٹھ گئے ملکہ بھی اُٹھ بیٹھی اور کہا ای سعد شامی تو ہمارے محل مین غیرت بخش ہوکر
بے محابا کیون چلا آیا امیر نے کہا جذبۂ عشق سے قرار نہوا بیتابی دل کھینچ لائی ای ملکہ مین سعد شامی نہین ہون مین
داماد نوشیروان حمزۂ صاحبقران زمان ہون تیرے اشتیاق مین منزلین طی کرکے آیا ہون بڑی بڑی مصیبتین و
جفائین اُٹھائی ہین دیکھ یہ تصویر تیری میرے گلے مین مثل تعویذ جان کے حمائل ہے ملکہ رابعہ اطلس پوش
نے اُسی وقت تصویر صاحبقران کی نکالی اور مقابلے مین رکھکر دیکھا تو سر مو فرق نہ پایا بہت شاد ہوئی امیر سے

لپٹ گئی اُسی وقت گلابیان شراب کی طلب کین اور جام بھر کر امیر کو دیا امیر باتوقیر نے وہ جام زرنگار ہاتھ مین لیا اور تعریف پروردگار عالم کی اور حمد و ثنا اُس خالق کون و مکان کی کہنا شروع کی اور فرمایا اگر تم دین حق اختیار کرو تو مین بھی جام پیون ملکہ نے اُسی وقت دین اسلام قبول کیا امیر نے کلمۂ توحید تعلیم کر کے جام پیا ملکہ بصدق دل مسلمان ہوئی اب باتین راز و نیاز کی ہونے لگین یکایک چہرۂ محبوب مہر منیر یعنے آفتاب عالمتاب نے حجلۂ مشرق سے جلوہ گری کی صبح ہو گئی اور آصف والیاس دونون بھائی ملکہ رابعہ اطلس پوش کے حسب معمول مدام آ گئے محلداروں نے آواز دی کہ شہزادے دونون آصف والیاس ملکہ کے پاس آتے ہین ملکہ نے کہا اے امیر اب کیا ہو تم جلد ہی سے کہین پوشیدہ ہو جاؤ امیر نے فرمایا ہم کسی سے روپوشی نہین کرتے ہین اگر آصف والیاس آتے ہین تو آنے دو ہر چہ بادا باد حمزۂ صاحبقران زمان جسطرح بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے رہے کہ آصف والیاس آئے دیکھا کہ سعد شامی پہلوے ملکہ رابعہ اطلس پوش مین جلوہ گر ہے ملکہ نے تو اپنا سر جھکا لیا اور کلیجا دھڑکنے لگا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے آصف والیاس نے کہا اے سعد شامی یہ کیا حرکت نالائق ہے تجھکو کچھ حیا بھی مانع نہوئی امیر نے فرمایا اے برادر مین سعد شامی نہین ہون مین حمزۂ صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہون آصف والیاس بہت خوش ہوے اور گلے سے ملے اور بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر صاحبقران کو اپنے باپ قدوس رومی کے دربار مین لائے امیر باتوقیر ذنگل شوکت پر متمکن ہوے اتنے عرصہ مین آصف والیاس نے جھک کر بادشاہ کے کان مین کچھ کہا بادشاہ دل مین بہت شاد ہوا اور بیساختہ ہنس پڑا وزیر خوش تدبیر کے کان مین کوئی بات چپکے سے کہی وزیر بھی بہت خوش ہوا اور چند کلمے تہنیت آمیز بادشاہ سے کہکے اُٹھ کھڑا ہوا اور سامان شادی کتخدائی کرنے لگا دوسرے دن بادشاہ نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو مانجھے کا جوڑا پہنا دیا تمام شہر مین دھوم دھام شادی کی ہونے لگی ہر ایک بڑے رعایا سے ملازم تک زرد پوشاکین بدلین گویا تمام شہر زعفرانی ہوا کیفیت تازہ نظر آنے لگی انکو یہان مانجھے مین چھوڑ دیجیے کچھ حال خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا سُن لیجیے

دوسرے کلمے داستان مسرت بیان جانا خواجہ عمرو کا دربند کامیاب مین بہ تلاش امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران اور کچھ حال عمرو بن حمزۂ یونانی کا

طے کنندگان مسافت دور و دراز و بادیہ پیمایان صحراے آشفتہ طراز بوساطت اشہب قلم جولان رقم بہ تلاش مضامین آبدار صحرانوردی صفحۂ قرطاس پر یون کرتے ہین کہ جسوقت وہ سوداگر منصور بازرگان عمرو بن حمزۂ یونانی کے پاس آیا اور وہ رقعہ مہری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا پیش کیا عمرو بن حمزہ نے وہ تحریر آنکھون سے لگائی اور اُسی وقت آٹھ جہاز کا مال منصور بازرگان سوداگر کو دے کر بصد اعزاز و اکرام رخصت کیا جب سوداگر چلنے لگا خواجہ عمرو نے پوچھا اے بھائی تجھے کچھ معلوم ہے کہ امیر کہان گئے ہین سوداگر نے کہا کہ تصویر ملکہ رابعہ اطلس پوش کی مجھسے لیکر دربند کامیاب کو گئے ہین کہ وہ تصویر دختر نیک اختر قدوس رومی حاکم دربند کامیاب کی ہے یہ کہکر وہ سوداگر چلا گیا اور خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری اُسی وقت دربند کامیاب کی طرف روانہ ہوے بعد قطع منازل اور طے مراحل کے جب قریب دربند کامیاب کے پہونچے ایک سوداگر جلیل الشان کی صورت بنکر دربار بادشاہ قدوس رومی مین آئے دیکھا دربار بادشاہ کا جمع ہے اور تمام درباری وغیرہ درباری اور رعایا وغیرہ زرد پوش ہین اور امیر باتوقیر بہت بھاری عمدہ مانجھے کا

جوڑا پہنے ہوے تخت بادشاہ کے پاس دنگل شوکت پر جلوہ افروز ہین سوداگر نے بطریق اہل اسلام سلام کیا اسنے جواب سلام دیا بادشاہ نے پوچھا ای سوداگر کیا لایا ہی سوداگر نے جواب دیا کہ لایا تو کچھ نہین ہون ایک غلام میرا بھاگ کر آپ کے یہان آیا ہی اُسکی تلاش مین یہان تک پہونچا ہون اب اُسکو پہچانا کہ اس جگہ موجود ہی سب لوگ حیران ہوے کہ یہ سوداگر کیا بکتا ہی یہان دربار شاہی مین سب ملازم بادشاہ ہین اسمین غلام اس سوداگر کا کونسا ہی بادشاہ نے کہا ای سوداگر کسکو تو نے پہچانا کونسا یہان تیرا غلام ہی عمرو نے صاحبقران کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ میرا غلام ہی بھاگ کر یہان آیا ہی بادشاہ نہایت متعجب ہوا اور فوراً دل مین خیال گذرا کہ افسوس میری بیٹی ملکہ رابعہ اطلس پوش کی شادی غلام کے ساتھ ہوگی یہ سوچ کر بادشاہ کے دل پر ایک صدمۂ عظیم گذرا اور امیر کی طرف دیکھکر بادشاہ نے کہا ای سعد شامی یہ سوداگر کیا کہتا ہی اور اس امر کا کیا واقعہ ہی امیر نے فرمایا کہ یہ سوداگر جھوٹا ہی جھک مارتا ہی ناگاہ قندس دیوانہ اُٹھا اور پکارا او آغا کا لیے جنگ جو تند خو تو کیا بیہودہ بکتا ہی یہ کہکر چوبدست عمرو پہ ماری عمرو نے پھرتی سے خالی دی اور چلایا ای حمزہ بچا مجھکو دیوانہ مار ڈالیگا امیر نے فرمایا ای خواجہ تم ہو مین نے نہین پہچانا تھا پھر قندس دیوانہ کو امیر با توقیر نے ڈانٹا اور منع کیا عمرو دوڑ کے حمزۂ صاحبقران سے لپٹ گیا بادشاہ نے جو یہ ماجرا دیکھا یا تو سکوت تھا یا اب خلاصہ تصدیق ہو گیا کہ بیشک یہ حمزۂ صاحبقران زمان ہین اور یہ خواجہ عمرو عیار طرار انکا ہی غرضکہ امیر با توقیر خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑ کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے ہمراہ لیے ہوے ملکہ رابعہ اطلس پوش کے پاس آئے عمرو نے ملکہ کی مذمت کرنا شروع کی ملکہ سہم اور بدمزاج ہونے لگی عمرو نے امیر سے کہا ای امیر کسپر عاشق ہوے ہو اسقدر تو حسن و جمال کا شہرہ اور یہ ٹیڑھ آنکھ مین ٹینٹ اور پھلی ملکہ کی وزیرزادی شیوہ نے کہا او موے نگوڑے کالے تیری آنکھ مین خود ٹینٹ اور پھلی ہوگی میری ملکہ کے سامنے چودھوین رات کا چاند نکلتے ہوے شرماتا ہی عمرو نے کہا کیا مین جھوٹ کہتا ہون اپنی لو آئینہ مین صورت اپنی ملکہ خود دیکھ لین یہ کہکر ایک آئینہ زنبیل سے نکال کر سامنے ملکہ کے رکھدیا اب جو ملکہ نے دیکھا در حقیقت جو عمرو کہتا ہی صحیح ہی اب جسنے صورت ملکہ کی دیکھی وہی عیب نظر پڑا تب امیر نے ملکہ سے کہا کہ خواجہ کو کچھ دو تو یہ عیب تمہارے چہرے کا دور ہو جائے خواجہ بے لیے ہوے کچھ نہ مانینگے ملکہ نے ایک صندوقچہ جواہر کا منگوا کر خواجہ کے آگے رکھدیا خواجہ نے وہ صندوقچہ لے کر نذر زنبیل کیا اور وہ آئینہ سامنے سے ہٹا لیا ملکہ نے اپنا آئینہ منگا کر صورت اپنی دیکھی جیسی صورت پیشتر تھی ویسی ہی پائی ملکہ بہت متعجب ہوئی اور خواجہ سے کہا ای خواجہ کچھ گاؤ یہان خواجہ عمرو حسن و جمال شیوہ وزیرزادی پر عاشق ہو چکے تھے عمرو نے کہا اگر شیوہ وزیرزادی تمہاری اپنی زبان سے کہے تو مین گاؤن شیوہ نے کہا بس بس چل تجھے چھائین چھو بنے کیا غرض جو مین گانے کو تجھسے کہون تیرا جی چاہے گا بجا نہ تیرا جی چاہے نہ گا عمرو نے کہا نا ہین گانے کو منع کرتی ہو اور اشارے سے بلائین لے کر کہتی ہو کہ خواجہ کچھ گاؤ شیوہ نے کہا موے سونڈی کاٹے کچھ شامت آئی ہی کمبختیون نے گھیرا ہی کہ جو تہمت رکھتا ہی عمرو نے کہا کہ اچھا کھسیانی ہو اب نہ زبان سے کہونگا کہ تم کہتی ہو مین گاتا ہون غرضکہ عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی کی زنبیل سے نکالی اور بجا کر گانا شروع کیا عجب سمان بندھا کہ سب وجد کرنے لگے گاتے گاتے خواجہ پھر تھم گئے اور کہا ای ملکۂ عالم دیکھو شیوہ اشارے سے بلائین لے کر ہاتھ دونون پھیلاتی ہی کہ آؤ میرے گلے سے لگجاؤ بھلا کہین ہو سکتا ہی کہ غیر تخلیہ مین ایسا کرون شیوہ نے کہا ای ملکہ دیکھو مین موے ناشدنی سے بولتی نہین ہون خواہ مخواہ مجھے چھیڑتا ہی میری بلا اشارے کر کے بلائین لے مین ایسے مردوے پہاڑی کوّے کو اپنی

ایسی جیتی رہے آفتاب کے مثل اَنوار صدقہ کرتی ہون اچھا بھلا چنگا گاتے گاتے پھر جھٹا سو ارہو انہین معلوم ہوا اپنے دل مین کیا سمجھتا ہے مین ایسون سے اُنکا نے مین لوٹا بھی نہین رکھوالی عاشق ہونا چیز دیگر ہی یہ کلام سُنکے صاحبقران زمان ہنسنے لگے فرمایا ای شیوہ خفا ہو خواجہ کی بات کا بُرا نہ مانو یہ پیغمبر عاشق ہوئے ہین پہلے اُسکی مذمت کرکے حیران و پریشان کرتے ہین یہ انکا قاعدہ تُکی ہی پھر ملکہ سے امیر نے کہا ای ملکہ خواجہ شیوہ پر عاشق ہین اور شیوہ راضی نہین ہوتی ہو اُلٹی اُلٹی باتین کرتی ہی تم ذرا اسے سمجھا دو ملکہ نے شیوہ کو یہ سُنکر راضی کیا اور بہت کچھ سمجھایا آخر وہ رات اسی جلسۂ عیش مین بسر ہوئی دوسرے روز سامان شادی کا ملکہ رابعہ اطلس پوش کی ہوا بڑی دھوم ہوئی ناچ رنگ بہت ہوا عقد ملکہ رابعہ اطلس پوش کے ساتھ حمزۂ صاحبقران کا ہوا اور عمرو کا عقد شیوہ وزیرزادی سے ہوا دونون ایک ہی روز ہم بستر ہوئے ملکہ رابعہ اطلس پوش اور شیوہ وزیرزادی دونون اُسی شب کو حاملہ ہوئین ملکہ رابعہ اطلس پوش کے بطن سے عالمشاہ رومی پیدا ہوئے اور شیوہ کے بطن سے سیارہ بن عمرو پیدا ہوگا الغرض امیر باتوقیر و خواجہ عمرو بعیش و عشرت رہنے لگے آٹھ روز کے بعد امیر حمزۂ صاحبقران کو اپنا لشکر یاد آیا صبح کو بادشاہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ بہت عرصہ ہوا مجھکو لشکر چھوڑے ہوئے اب مین اپنے لشکر مین جاؤنگا آپ سے اجازت طلب ہون بادشاہ نے کہا ای امیر یقین ہی کہ بعد آپ کے جانے کے عرزوق فرنگی ملک میرا تاخت و تاراج کریگا امیر نے فرمایا کیا مجال اُسکی میرا لشکر حلب مین ہی جس وقت مجھکو اطلاع ہوگی اُسی وقت مع لشکر فوراً آؤنگا یہ سُنکے بادشاہ مایوس ہوکے چپ ہو رہا اور امیر باتوقیر کو رخصت کیا امیر وہاں سے اُٹھکر محل مین ملکہ کے پاس آئے اور ایک بازوبند اپنا ملکہ کو دیکر کہا اگر تمھارے بطن سے بیٹا پیدا ہو تو یہ بازوبند اُسکے بازو پر باندھ دینا اور عمرو کی زوجہ شیوہ وزیرزادی نے عمرو سے کہا کہ ہوئے تو بھی کچھ نشانی اپنی دیگا یا نہین عمرو نے کہا میرے پاس کیا ہی جو مین نشانی دون شیوہ نے کہا بس ابھی یہ عُمر آتا تھا مثل مشہور ہی مثل خالی پیٹ کو اُٹھ اُٹھ جاے اور زور شور عاشقی اور ایسی محبت چاہ پیار یہ مثل ٹھیک ہی مثل گانٹھ گرہ مین کوڑی نہین سنگے واسطے ہوت باوا خوب عشق کرنے چلے تھے بقول شخصے مثل بے زر عشق ٹین ٹین عمرو یہ سُنکے قہقہہ مارکر خوب ہنسا اور کہا واہ ری میرے باغ عشق کی بلبل تو تو خوب چہکتی ہی خفا ہو اچھا تیری خاطر ہی لے یہ کہکر زنبیل سے دو گرہین ہلدی کی اور سات ٹین اور ایک چھنا شیوہ کو دیکر کہا اگر لڑکا پیدا ہو تو یہ ہلدی کی گرہین اُسکے بازو پر باندھ دینا اور اگر لڑکی ہو تو یہ کوڑیان اُسکے کان مین ڈالدینا شیوہ عمرو کا منھ دیکھکر چپ ہو رہی مگر دل مین آتش غیظ و غضب سے جل بھنکر خاک ہوگئی سب کے سامنے نہایت غیرت معلوم ہوئی الغرض امیر باتوقیر اور عمرو جانب حلب روانہ ہوئے دوسری منزل پر ایک صحراے سبزہ زار نظر آیا امیر کو وہ صحرا بہت دلچسپ و روح افزا معلوم ہوا اُسی جگہ مقام کیا چونکہ وہ صحرا نہایت شاداب تھا ہواے سرد ہر طرف سے آتی تھی گویا نمونۂ جنت یا خلد نظر آتا تھا اور وقت سہ پہر کے وقت امیر باتوقیر کو دھوپ سے چلتے چلتے راحت جو ملی ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو بدن کو لگی نیند آئی سو رہے امیر نے تو یہان آرام کیا اور قندس دیوانہ ٹہلتا ہوا سیر کنان ایک کوہ پر پہونچا وہان کی ہوا اُسکو اچھی معلوم ہوئی وہ دیوانہ اکیلا اُس پہاڑ پر لیٹ کر سو رہا جب بالکل غافل ہوگیا ایک شیر ببر آیا اور اُس دیوانے کو مار ڈالا اور خون و گوشت اُسکا کھا پی کر چلا گیا یہان امیر باتوقیر بیدار ہوئے عمرو سے پوچھا کہ قندس دیوانہ کہان ہی عمرو نے کہا ابھی ابھی ٹہلتا ہوا اُس پہاڑ پر گیا ہی امیر باتوقیر عمرو کو ساتھ لیکر اُس پہاڑ پر گئے دیکھا کہ قندس دیوانہ کو شیر نے مار ڈالا ہی اُسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہین امیر کو نہایت صدمہ ہوا اور قندس دیوانہ کی لاش کو ایک

مقام پر دفن کیا اور رنج و غم کرتے ہوے روانہ ہوے جاتے جاتے بعد دو چار منزلون کے برابر ایک قلعہ کے
امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو پہونچے اور حاکم اُس قلعہ کا ربیع رومی تھا اُسکو خبر ہوئی کہ امیر حمزہ صاحبقران زمان
اور خواجہ عمرو عیار اُنکا اسطرف کو آتے ہین بہت سے سرداران نیوتادار لے کر استقبال کو امیر کے آیا اور بڑے اعزاز و
اکرام سے حمزہ اور عمرو کو اپنے قلعہ مین لایا اور بڑی خاطر و مدارات کی اور جلسہ عشرت آراستہ کیا اور جب شراب کی نوبت آئی
امیر نے فرمایا کہ مین ابھی تیری دعوت و مدارات قبول نہ کرونگا اور کوئی چیز نہ کھاؤنگا جب تک کہ تو مسلمان نہوگا یہ سنکر
ربیع رومی چپ ہوا اور عرض کیا یا امیر میرے ملک کے برابر ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا صنوبر آباد ہے اور حاکم اُسکا
فرہاد صنوبر آبادی ہے وہ ہمیشہ مجھکو پریشان کرتا ہے اور ربیع نے کہ غفلت مین آکر کرتا ہے بڑی خونریزی ہوتی ہے اگر آپ اُس
قلعہ کو فتح کیجیے تو مین بھی دین اسلام قبول کرون امیر نے فرمایا کہ وہ قلعہ تو مجھکو بتلا دے ربیع رومی اپنے ہمراہ امیر باتوقیر
کو لے کر چلا بعد تین دن کے برابر قلعہ صنوبر آباد کے پہونچے باہر اُس قلعہ کے مقام کیا اور ایک نامہ امیر نے
فرہاد صنوبر آبادی کو لکھا کہ اے فرہاد ہم تیرے ملک مین آئے ہین اور نام ہمارا امیر حمزہ صاحبقران زمان ہے تمکو
مناسب و انسب ہے کہ دین اسلام قبول کرو ورنہ بزور شمشیر آبدار قلعہ خالی کرونگا اور تمکو سزا سخت دونگا والسلام والاکرام
یہ نامہ نصیحت شمامہ لکھ کر لفافے کو ملفوف کیا اور خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے ہاتھ روانہ کیا خواجہ عمرو نامہ امیر بصد
عزت و توقیر لے کر قلعہ مین فرہاد کے پاس پہونچا اور عمرو نے نامہ امیر باتوقیر فرہاد کو بڑی عزت سے دیا اسنے نامہ لے کر
شعر لیکے خط کو دیدہ پر چڑھاؤنگا سینے پر تو اُسے لگاؤنگا پھر کھول کر وہ نامہ نصیحت شمامہ پڑھا اور جواب
اُسکا بعد آداب شہنشاہی یہ تحریر کیا اے خسرو زمان و اے ملک گیر جہان اے تاج بخش سلاطین اے تخت نشانندہ صدر
زمین پر نامہ نصیحت شمامہ حضور پہونچا مضمون سے مطلع ہوا فرمان حضور میرے سر و چشم پر مگر میرے قلعہ مین ایک دروازہ
فولادی ہے کہ اُسکو چالیس آدمی کھولتے اور بند کرتے ہین اگر آپ اُس دروازے کو اکیلے کھول کر بند کر دیجیے تو
مین جانون کہ آپ کا دین برحق ہے اور قوت و طاقت بھی داد الٰہی ہے آپ جلد تشریف لائیے مین سب دروازے
قلعہ کے کھلوا دیتا ہون زیادہ حد ادب یہ جواب لکھ کر نامے کو بند کیا اور عمرو کو بعد خلعت و انعام دینے کے روانہ
کیا خواجہ عمرو جواب نامہ لے کر خدمت امیر مین حاضر ہوے امیر باتوقیر پڑھتے ہی اُس نامے کو اُٹھ کھڑے ہوے
اور قلعہ کے اُسی پھاٹک پر پہونچے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھکر دونون پٹون پر پھاٹک کے ہاتھ رکھکر ہلایا اور تا حسرہ
پھاٹک کو کھولدیا اور امیر و عمرو و ربیع رومی داخل قلعہ صنوبر آباد ہوے فرہاد نے امیر کی بڑی تعظیم و تکریم کی
اور مسلمان ہوا اور ربیع رومی بھی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر اسلام لایا تین روز امیر باتوقیر نے اُس قلعہ مین قیام کیا
جب فرہاد سے رخصت ہوے ربیع رومی نے کہا کہ آپ میرے قلعہ مین تشریف لیچلیے ابھی مین نے آپکی دعوت نہین
کی ہے امیر مجبور ہمراہ ربیع رومی کے قلعہ مین آے ربیع رومی نے بڑی دھوم سے امیر کی دعوت کی مگر سب
کھانون مین بیہوشی ملادی امیر باتوقیر اور عمرو عیار کھانا کھاتے ہی بیہوش ہوے ربیع رومی نے فوراً طوق و
زنجیر مین امیر اور خواجہ کو قید کیا صبح کو صاحبقران اور عمرو کی آنکھ کھلی اپنے تئین گرفتار طوق و زنجیر مین پایا شکر
کردگار کیا عمرو نے امیر سے کہا کہ ربیع رومی نے دغا کی یہ بصدق دل مسلمان نہوا تھا پھر ربیع رومی نے
میدان خونی تیار کیا اور جلاد کو بلا کر حکم کیا کہ امیر و عمرو کو قتل کر لوگ زیر دار امیر و عمرو کو قتل کرنے کے
لیے لاے کہ اتنے مین قاموس وزیر ربیع رومی کا آیا اُسنے عرض کیا کہ میری راے یہ ہے کہ آپ ان دونون
کو قتل نہ کیجیے بلکہ نوشیروان کے پاس بھیجدیجیے ربیع رومی نے راے وزیر قاموس کی بہت

پسند کی اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اور عمرو کو ارابے پر سوار کر کے شہر مدائن کی طرف روانہ کیا

اس داستان کو تو یہین چھوڑیے

دوسرے کلمے داستان شوکت نشان مقبل وفادار اور ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہین

معرکہ آرایان میدان عیاری و کار پردازان دشت فہم و عقل و طراری اس داستان شعیدہ بیان کو بجنگ ترک قلم شمشیر شیم سے یون لکھتے ہین کہ جب مقبل وفادار مع ملکہ مہرنگار برابر قلعۂ ہشت حصار کے آئے اور گرگین و میلاد کو خبر ہوئی قلعہ پر سے توپین مارنا شروع کین ادھر سے مقبل وفادار نے تیر باران کیے ایسے تیر مارے کہ دروازہ قلعہ کا چھلنی ہو گیا پھر مقبل وفادار مع فوج جرار دھاوا کر کے آپڑے اور پھاٹک قلعے کا توڑ کے اندر قلعے کے گھس آئے اُدھر لشکر میلاد و گرگین ادھر مقبل وفادار تلوار چلنے لگی مقبل لڑتے ہوے برابر گرگین کے پہونچے اُسنے تلوار ماری مقبل نے جو خالی دے کر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا گرگین دو ٹکڑے ہو کر گرا میلاد نے جو دیکھا کہ گرگین ہاتھ سے مقبل کے مارا گیا تلوار کھینچ کر جھپٹا مقبل نے تیر کمان مین پیوست کر کے جو مارا سینہ پُر کینہ اُسکا توڑ کر پار نکل گیا میلاد نشانہ تیر ہو کر داخل جہنم ہوا اُدھر فوج مین تلوار چل رہی ہی ہزارون کا خون ہو گیا تھوڑے آدمی رہگئے وہ بھاگ کر قلعہ کے باہر آئے اور قلعۂ سیستان کی طرف روانہ ہوے یہان مقبل وفادار نے قلعۂ ہشت حصار پر قبضہ کیا صداے امن وامان بلند ہوئی مقبل وفادار مع ملکہ مہرنگار بصد عیش و نشاط قلعۂ ہشت حصار مین رہنے لگے وہان وہ لوگ بھاگے ہوے سیستان مین پاس مرزبان خراسانی کے آے اور سب حال رو رو کر بیان کیا مرزبان خراسانی اُن فراریون کو لے کر شہر مدائن مین آیا اور ملازمت بادشاہ نوشیروان کی حاصل کی اور عرض کیا کہ اے بادشاہ تین بیٹے میرے ملکہ کی دوستی مین قتل ہوے اب ایک غلام حمزۂ صاحبقران کا مقبل وفادار قلعۂ ہشت حصار مین مع ملکہ مہرنگار کے قبضہ کیے ہوے بیٹھا ہے امیدوار ہون کہ میری داد دیجیے اور پھر تمام حال قلعۂ ہشت حصار کی جنگ کا بیان کیا بختک نے کلام مرزبان کی تائید کی اور یہ بول اُٹھا کہ اے بادشاہ ضرور مرزبان کی کمک کرنا چاہیے کچھ فوج بھیجکر ہمراہ مرزبان کے ملکہ مہرنگار اور مقبل وفادار کو گرفتار کرا لیجیے خواجہ بزرجمہر نے منع کیا یہ کسی طرح بہتر نہین مگر خواجہ کا کہنا نہ مانا بادشاہ نے فوج ہمراہ مرزبان خراسانی کے کردی یہان مرزبان لشکر بیشمار لے کر آیا اور قلعۂ ہشت حصار کو گھیرا اگر قلعے پر قبضہ نہو سکا آخر کار چار طرف سے قلعے کو گھیر کر فوج پڑی اُدھر کا حال سنیے کہ جب سریع رومی نے قید امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو کی روانہ کی تو سرخان رومی اور فغفور رومی کو مع دس ہزار سوار کے ہمراہ کیا کئی منزل کے بعد سرخان رومی مع تین ہزار سوار کے ارابہ خواجہ عمرو کا لے کر کئی کوس آگے بڑھ آیا جب رات ہوئی سرخان مع فوج ایک مقام پر اُترا اہل فوج کاروبار مین اپنے مشغول ہوے جب دو پہر رات آئی خواجہ عمرو چند اشعار درد آمیز بہ الحان داؤدی اُسی وقت کی دُھن اور راگنی مین گانے لگا سرخان نے جو گانے کی آواز سنی دل سینے مین بیتاب ہو گیا لوگون سے پوچھا کہ یہ کون گا رہا ہے لوگون نے کہا کہ عمرو قید مین گاتا ہے حکم دیا عمرو کو ہمارے سامنے لاؤ لوگ عمرو کو سامنے سرخان کے لاے سرخان نے پوچھا تو ہی گا رہا تھا تجھکو گانا آتا ہے عمرو نے کہا اے سرخان ایسا گاتا ہون کہ کبھی کسی نے ایسا گانا نہ سنا ہوگا سرخان نے کہا گاؤ عمرو نے کہا ہاتھ میرے

کھلوادو کہ کچھ بجاؤن بھی اور گاؤن بھی سرخان نے حکم دیا کہ عمرو کے ہاتھ کھولدو غرضکہ عمرو کے ہاتھ کھولدیے
گئے عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی اپنی نکالی اور بجا کر گانے لگا ایسا گایا کہ سب کے سب مست ہوکر بیخود ہو گئے
عمرو چپ ہورہا جب سب ہوشیار ہوے سرخان نے حکم دیا کہ دورہ شراب ہو عمرو نے کہا مین یون نہین
پیتا جب سب کو اپنے ہاتھ سے پلا لیتا ہون تو آپ پیتا ہون غرض عمرو نے گلابیان شراب کی اُٹھالین اور اُنکو
سب کی بچا کر بیہوشی آمیز کی اور ایک ایک جام سب کو دینا شروع کیا جب تمام صحبت کو شراب تقسیم کر چکا
پھر گانا شروع کیا یہانتک کہ سب کے سب اوندھے سیدھے گر گر کے بیہوش ہوے عمرو اُٹھا اور نیچہ کھینچکر
پہلے بیڑی اپنے پاؤن کی کاٹی پھر سرخان کے سر کو قلم کیا بعد اُسکے جتنے اُس صحبت مین تھے اُن سب کو قتل
کیا اور قنات خیمہ چاک کرکے نکل گیا صبح کو فوج سرخان نے جو یہ سانحہ دیکھا دوڑ سب پھر کر فغفور رومی
کے پاس آئے اور تمام روئداد بیان کی فغفور حیران و پریشان ہوا اور کہا کہ عمرو سے خوف ہی مبادا ایسا نہ
بھی آکر عیاری کرے کہ آقا اُسکا امیر باتوقیر قید مین ہی فوج کو حکم کیا کہ قید سے امیر کی ہوشیار رہنا دوسرے
روز فغفور جو کوچ کرکے شام کو منزل پر پہونچا عمرو صورت سقے کی بنکر آیا مشک آب سرد کی بھری کاندھے
پر دھرے ہوے کٹورا بجاتا ہوا فوج مین داخل ہوا اور سب کو پانی پلانے لگا مگر امیر کی قید تک نہ پہونچا تھا
کہ لوگون نے پہچان لیا اور پکڑنے کو دوڑے عمرو جست و خیز کرکے نکل گیا تیسرے روز عمرو ایک سوداگر کی شکل
بنکر آیا لوگون نے پہچان لیا پھر گھیرا عمرو نے نیچہ کھینچا اندھیری رات تھی لڑائی ہونے لگی خوب تلوار چلی بہت سے
ہمراہیان فغفور رومی کو قتل کیا آخرکار جب نرغہ عمرو پر زیادہ ہوا جست و خیز کرکے نکل گیا کسی کے ہاتھ نہ آیا
صحرا مین اُتنی رات بسر کی جب صبح ہوئی عمرو دل مین سوچا کہ مجھسے یہ مرحلہ طے ہوگا امیر کی رہائی ممکن نہین چلکر
عمرو بن حمزہ یونانی کو خبر کرکے لانا چاہیے یہ خیال کرکے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا ایدھر فغفور رومی
قید امیر باتوقیر کی لیکر مع فوج قلعہ بست بہشت مین داخل ہوا اور دربار نوشیروان مین آیا بادشاہ کو سلام
کیا اور تمام حال بیان کیا کہا کہ حمزہ کی قید لایا ہون بختک نے کہا اے بادشاہ حمزہ کو جلد قتل کرنا چاہیے
کہ تمام فساد عظیم اسی کے سبب سے ہین سب ملک پاک ہو جائین اور شر و فتنہ مٹ جائے نوشیروان نے
حکم دیا لاؤ حمزہ کو فغفور رومی حمزہ کو مسلسل بہ طوق و زنجیر سامنے نوشیروان کے لایا نوشیروان نے کہا اے
حمزہ تو نے مجھکو ایسے ایسے صدمے دیے ہین کہ کلیجا میرا داغ داغ ہو گیا ہے اب تو بتا کہ تیرے حق مین کیا کرون مین
امیر باتوقیر نے فرمایا کہ او آتش پرست اب مین تیرے قبضے مین ہون جو تیرا جی چاہے وہ میرے واسطے کر مجھکو کچھ
پروا نہین پروردگار عالم میرا حافظ و نگہبان ہے نوشیروان غصے سے مثل آتش سوزان سرخ ہوا اور حکم دیا کہ آج
حمزہ کو زندانخانے مین رکھو مگر بہت ہوشیار و خبردار رہو کل میدان قلعہ بست حصار مین میدان خونی تیار
کیا جاے کہ حمزہ کو قتل کرونگا غرضکہ حمزہ صاحبقران کو فغفور زندانخانے مین لیگیا صبح کو میدان خونی میدان
قلعۂ بست حصار مین آراستہ ہوا اور منادی کوچہ بکوچہ ندا کرنے لگا کہ آج حمزہ صاحبقران زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان قتل کیا جائیگا جس شخص کو اُسکا تماشا دیکھنا منظور ہو وہ میدان قلعۂ بست حصار مین آئے
اسطرف کا حال سنیے کہ تمام فوج مسلح و مکمل ہوکر آئی اور میدان خونی کو چہار طرف سے گھیر کر کھڑی ہوئی اور
اب فغفور رومی حمزہ صاحبقران زمان کو زندانخانے سے مسلسل بہ طوق و زنجیر اُس میدان خونی مین
لایا اسطرف نوشیروان بھی تخت نخوت پر مسرور و شادان سوار ہوکر آیا بختک کینہ خواہ بھی ہمراہ ہی اور

ارکین سلطنت و امیران اُبہت و سرداران لشکر وغیرہ گرد و پیش سواری کے آئے اور آکے پُشت پر نوشیروان
کی کھڑے ہوئے نوشیروان نے حکم دیا کہ حمزہ کو دار پہ کھینچ کر تیرباران کرو کہ یہی جانے کہ اُسکا عوض یہ ہوتا ہی
اسوقت حکم پروردگار عالم مالک زمین و زمان پیدا کنندہ عالمیان کا قریشیہ سلطان کو پہونچا کہ ای قریشیہ پری
تیرا امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ملک مدائن مین درمیان میدان قلعۂ لست جہما
قید شدید مین ہی اور تیرباران ہوکر قتل ہوا چاہتا ہی جلد خبر لے قریشیہ سلطان فوراً مثل پیک ناوک خیال تخت
پر بیٹھ کے روانہ ہوئی اور مثل برق کے تڑپ کر گری اور امیر کو اُٹھا کر تخت ہوا پر بٹھا کر روانہ ہوئی کفار متفکر و حیران
دیکھتے رہگئے اور امیر غائب ہوگئے اُدھر کا حال سنئے کہ خواجہ عمرو مثل باد صبا بے پر و بال اُڑتے ہوئے لشکر
اسلام مین آئے اور عمرو بن حمزہ یونانی کو خبر کی اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ ای عمرو بن حمزہ جلد چل کے
اپنے باپ کو بچا کرو نہین معلوم اُنکے ساتھ نوشیروان کیا بدسلوکی کرے عمرو بن حمزہ یونانی فوراً اُٹھ کھڑے
ہوئے اور مع چند سرداران جرار کے ہمراہ عمرو کے روانہ ہوئے اودھر قریشیہ سلطان نے امیر کو لا کر
بارگاہ سلیمانی مین اُتارا لشکر سب شاد ہوا سرداران فوج نے نذرین دین نقارۂ شادمانی لشکر اسلام
مین بجا امیر نے آتے ہی پوچھا عمرو بن حمزہ کہان ہین لوگون نے امیر باتوقیر سے بیان کیا کہ خواجہ عمرو
حیران و پریشان متردد و مشکل آئے تھے اور حال آپ کی گرفتاری کا بیان کیا عمرو بن حمزہ یونانی فوراً اسوار
ہوکے ہمراہ خواجہ عمرو کے روانہ ہوگئے آپ کو پروردگار عالم نے بخیر و عافیت یہان پہونچایا پھر امیر نے
فرمایا کہ ای قریشیہ سلطان اسپ و اسلحہ میرا ملک برنج مین رہگیا ہی اُسکو جلد منگوا دو قریشیہ سلطان
نے ایک دیو کو بھیج کے اسپ و اسلحہ امیر باتوقیر کا منگوا لیا بعد اُسکے قریشیہ سلطان امیر سے رخصت
ہوکے قاف کی طرف روانہ ہوئی اودھر نوشیروان قلعۂ ہشت حصار پر لڑ رہا ہی مگر مقبل وفادار سے
سر نہیں ہوتا نہایت حیران و پریشان ہی ایک روز نوشیروان نے بختک کو تخلیہ مین طلب کیا اور کہا
ای بختک کوئی تدبیر ایسی تجویز کر کہ قلعۂ ہشت حصار پر قبضہ ہو بختک نے عرض کیا بہت خوب کچھ
دیر سوچ کر بختک نے کہا کہ آپ مرزوق جادو کو نامہ لکھیے اور وہان سے کچھ ساحر بلوائیے اس سے کوئی بہتر تدبیر
نہین غرضکہ حکم بادشاہ نوشیروان بختک نے ایک نامہ نوشیروان کی طرف سے مرزوق جادو کو اس
مضمون کا لکھا کہ ای بادشاہ جادوان ای مالک مملکت ساحران تمکو معلوم ہی کہ غلام امیر حمزہ صاحبقران
زمان مقبل نوجوان مع فوج میری دختر ملکہ مہرنگار کے ساتھ قلعۂ ہشت حصار کو قبضے مین کر کے بیٹھا ہی
اور مین نے بہتیری کوششین کین اور خوب خوب لڑائیان ہوئین مگر قلعۂ ہشت حصار فتح نہوا مجھکو
اس امر مین نہایت تردد و انتشار ہی لہذا آپکو لکھی ہوتا ہی کہ دیکھتے ہی اس نامے کے تم اپنے تئین یہان بہت
جلد پہونچاؤ اور میری کمک کرو مین نہایت ممنون ہونگا فقط یہ نامہ لکھکر بختک نے کرگس ساسانی
عیار طرار کو دیے کہ کہا کہ جلد مرزوق جادو کو یہ نامہ پہونچا کرگس اُسی وقت طرف قلعۂ کاشمیر کے روانہ
ہوا بعد چند روز کے کاشمیر مین پہونچا اور حاکم کاشمیر ہلال و مہلال کے دربار مین آیا اور سب حال
نوشیروان کا بیان کیا ہلال و مہلال نے سنگر بدرگ کاشمیری کو ہمراہ کرگس کے کرکے مرزوق جادو
کے پاس روانہ کیا بعد چند روز کے بدرگ کرگس کو ساتھ لیے ہوئے دربار مرزوق جادو مین آیا دونون
نے مرزوق جادو کو سلام کیا اور کرگس عیار نے نامہ نوشیروان کا مرزوق جادو کو دیا اُسنے وہ نامہ

نوشیروان کا پڑھا اور مضمون سے مطلع ہوا اُسی وقت عنقاروت جادو اور ماروت جادو کو بلا کر
کہا کہ تم دونون ابھی اس عیار نوشیروان کے ساتھ جاؤ اور جو کچھ کہ نوشیروان کہے اُسی طرح اُسکی کمک تم
دونون کرو یہ سنکر وہ دونون جادوگر ہمراہ کرگس ساسانی عیار نوشیروان کے روانہ ہوے اور جب
دربار مین نوشیروان کے آکر پہونچے نوشیروان نے اُن دونون جادوگرون کو باعزاز و اکرام بٹھایا اور
بڑی خاطر و مدارات سے پیش آیا عنقاروت جادو اور ماروت جادو نے حال پوچھا بختک نے تمام
کیفیت بیان کی اور ساتھ اپنے لیجا کر قلعہ ہشت حصار کو بتا دیا اُن جادوگرون نے آکر نوشیروان سے
عرض کیا اے بادشاہ اس قلعے کے جو دہنی طرف پہاڑ ہے اُسپر ہم جا کے مقیم ہوتے ہین آپ ہر روز دس من شراب
اور دس خوان کھانے کے مقرر کیجیے کہ ہمکو روز بلا ناغہ پہونچا کرین اور ہم ہر روز برف باری کرینگے ایک
کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے نوشیروان یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اُن جادوگرون کو خلعت و انعام دیا وہ جادوگر
بادشاہ سے رخصت ہو کر بسمت کوہ روانہ ہوے جب کوہ پر آئے دیکھا ایک چشمہ بہت صاف و شفاف
ہے وہان آکے دونون جادوگر از سرتا پا برہنہ ہوے اور اُس چشمے مین نہائے اور ایک جگہ پر دونون نے
کنارے چشمے کے بیٹھکر چوکہ دیا اور اگیاری کر کے گوگل اور کافور اور لونگ اور لوبان وغیرہ سلگایا اور ایک
خوک کو اُسی چوکے مین ذبح کیا اور شراب اگیاری پر چھڑکی اور بیٹھکر اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور خون خوک اور شراب
لے کر اُسمین روئی کے گالے بھگوئے اور آسمان کی طرف بسمت قلعہ ہشت حصار اُڑا دئے وہ روئی کے
گالے ابر بن بنکر پھیلنے لگے اور تمام قلعہ کو چھپا لیا اُس ابر سے برف باری ہونے لگی تین دن ایسی برفباری
ہوئی کہ اندر قلعے کے بیس گز زمین سے بلند برف کے چبوترے اور ٹیکرے بن گئے قلعہ مین در و دیوار اور زمین
تمام برف کی معلوم ہوتی تھی اور باہر قلعے کے جو خندق تھی وہ سب برف سے بھر گئی تھی بلکہ گرد و نواح خندق و
قلعہ دور تک ہٹ ہٹکر برف کے ڈھیر لگ گئے تھے کہ ناگاہ خواجہ عمرو عمرو بن حمزہ یونانی کو ہمراہ
لیے ہوے وہان پہونچے ایسی برف دیکھکر حیران ہوے آسمان کی طرف سر اُٹھا کے خیال کیا دیکھا کہ سوا
اس قلعے کی حد کے گرد و نواح مین کہین ابر کا نام نہین سمجھ گئے کہ یہ کار سحر ہے اُسی وقت اپنے تئین ہیزم فروش کی
صورت بنایا اور لشکر نوشیروان مین آئے کہ وہ لشکر قلعے کو گھیرے ہوے تھا خواجہ عمرو نے لشکر مین آکر
ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ قلعے پر تو اسقدر برف باری ہے کہ راہین بند ہین اور لشکر پر کہین نہین
ہے اُس شخص نے کہا کہ تجھکو پوچھنے سے کیا حاصل ہے عمرو نے کہا کہ مین ایک مرد پیر ہون اور کبھی اس لشکر
مین نہین آیا ہون اب ہیزم فروخت کرنے آیا ہون اس باعث سے پوچھا مین نے اُس شخص نے کہا اے
غافل عنقاروت جادو اور ماروت جادو یہ دونون بھیجے ہوے مرزوق جادو کے آئے ہین بحکم
نوشیروان اُنھون نے اس قلعے پہ برف باری کی ہے کہ اس قلعے مین ایک غلام حمزہ صاحبقران
کا ملکہ مہرنگار کو لیے بیٹھا ہے اور نوشیروان سے قلعہ فتح نہین ہوتا اس سبب سے یہ تدبیر کی کہ سب کے سب
ہلاک یا گرفتار ہون عمرو نے کہا کہ شاید اس قلعے مین دشمن ہین اُنکے ہلاک ہونے کے لیے برفباری کی گئی سچ ہے
کہ مارنا دشمنون کا بہتر ہے خواجہ یہ کہکر روانہ ہوے اور بارگاہ نوشیروان مین آئے اور ایک خدمتگار کی صورت
بنکر داخل دربار ہوے دیکھا کہ کچھ سوار اور پیادے اور کئی خچر شراب و طعام لذیذ کے بار کیے ہوے کھڑے ہین
اور بختک حکم دے رہا ہے کہ جلد شراب و طعام عنقاروت جادو اور ماروت جادو کے واسطے لیجاؤ یہ سنتے

خواجہ دربار سے نکلے اور راہ پر آکر ایک روٹی دسترخوان مین لپیٹ کر راستے پر ڈالدی اور آپ ایک درخت
کی آڑ مین پوشیدہ ہوگئے بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ وہی سوار و پیادے آتے ہین جب قریب اُس دسترخوان
کے پہونچے ایک نے اُنمین سے وہ دسترخوان اُٹھا لیا کھول کر دیکھا کہ دسترخوان مین ایک روغنی روٹی بہت بڑی
ہی سب نے چھین جھپٹ کر کے ایک ایک ٹکڑا روٹی کا کھایا قدم اُٹھاتے ہی بیہوش ہوکے گرے عمرو جھپٹ کر
آیا اور نیمچہ کھینچ کر سب کو قتل کیا اور آپ بصورت خچربان بنکر اور شراب و طعام لے کر خچر ہنکاتا ہوا اُن دونون
جادوگرون کے پاس پہونچا مگر اُس شراب و طعام مین بخوبی بیہوشی ملادی تھی غرضکہ اُن جادوگرون نے سب
خچرون سے کھانا اُتارا اور دونون بیٹھ کر مزے سے کھانے لگے عمرو بانسری بجا کر گانے لگا وہ جادوگر ہنسے اور
کہا کہ تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا کہ میرا نام محمود رنگی ہی جادوگرون نے کہا کہ ای محمود رنگی گلابیان اُٹھا اور
جام شراب لبریز کرکے تو بھی پی اور ہمکو بھی پلا عمرو نے گلابی اُٹھا کر اور اُسمین داروے بیہوشی ملائی پہلے جام بھر کے
اُن دونون جادوگرون کو دیا وہ جادوگر شراب پیتے ہی بیہوش ہوے خواجہ عمرو نے دونون کا سر کاٹ لیا
فوراً ابر قلعہ ہشت حصار کا برطرف ہوا ابر قباری موقوف ہوگئی عمرو کوہ سے اُتر کر عمرو بن حمزہ یونانی
کے پاس آئے اور کہا کہ مین نے جادوگرون کا خاتمہ کر دیا اب قلعہ مین چلو کہ اسمین ملکہ مہرنگار اور مقبل وفادار
ہین خواجہ عمرو عمرو بن حمزہ یونانی کو ساتھ لے کر قلعہ ہشت حصار مین آیا عمرو بن حمزہ کو ایک مقام پر ٹھہرا کر
آیا مقبل وفادار سے ملاقات ہوئی مقبل دوڑ کر عمرو سے لپٹ گئے اور ساتھ لے کر محل مین ملکہ مہرنگار کے
پاس آئے دیکھا آغوش ملکہ مین شہزادہ جلوہ گر ہی خواجہ بہت خوش ہوے اور شہزادے کو گود مین لے کر پیار
کیا اور مہرنگار سے کہا ای ملکہ تو حمزہ سے چھوٹ کر اس آفت مین مبتلا ہوئی اگر حمزہ ہوتا تو اس شہزادے کا
پیدا ہونا کیفیت دیتا اور جشن تازہ ہوتا پھر عمرو نے نام شہزادے کا قباد شہریار اُسکے نانا کے نام پر رکھا بعد اُسکے
خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ تم عمرو بن حمزہ سے کیون خفا ہوا اگر اس مقام پہ عمرو بن حمزہ نہوتے تو اس قلعے مین تم سب
مرجاتے ملکہ مہرنگار نے کہا ای بھائی مین عمرو بن حمزہ سے کب آزردہ ہون عمرو بن حمزہ میرا فرزند ہی یہ جو کچھ
ہوا میری تقدیر کی بُرائی سے ہوا مین اپنی نادانی پر خود پشیمان ہون ای بھائی عمرو جاؤ اور جلد لاؤ عمرو بن حمزہ کہان ہین
عمرو اُسی وقت شہزادہ عمرو بن حمزہ کے پاس آیا اور کہا کہ ملکہ مہرنگار تمھاری بہت شاکی ہی شاہزادے نے کہا ای
خواجہ ملکہ مہرنگار میری مادر مہربان ہی کیا مجال میری جو مین اُسکے سامنے سرتابی کرون ہرگز مجھکو نہین معلوم تھا
کہ امیر باتوقیر نے ملکہ مہرنگار کو میرے سبب سے نکالا غرضکہ عمرو بن حمزہ ساتھ خواجہ عمرو کے آئے اور سلام کیا
پہلے ملکہ نے گلے سے لگا لیا عمرو بن حمزہ نے ہاتھ جوڑ کے عذر کیا اور کہا ای مادر مہربان مجھکو مطلق آگاہی نہ تھی
کہ آپ کے نکل آنے کا کیا باعث ہوا اب مجھکو برا سمجھ خدا عفو کیجیے اور آئینہ دل کو کدورت الم سے صاف رکھیے
عمرو نے کہا ای شہزادے میری راے یہ ہی کہ تم لشکر نوشیروان پر نام امیر باتوقیر سے نعرہ کر کے شبخون مارو
اور مین جا کے امیر کو لاتا ہون یہ کہکر عمرو تو امیر کی طرف روانہ ہوا جب لشکر اسلام مین پہونچا روتا ہوا سامنے
امیر کے آیا اور کہا کہ ای حمزہ تم یہان کیا غافل بیٹھے ہو عمرو بن حمزہ شکار کھیلنے گیا تھا کفار نے آکے گھیر لیا ہی اکیلا
عمرو بن حمزہ لڑ رہا ہی امیر باتوقیر یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوے اور ہمراہ خواجہ کے روانہ ہوے لشکر امیر بھی
مسلح و مکمل ہوکر عقب مین امیر کے چلا یہان عمرو بن حمزہ لشکر نوشیروان مین لڑ رہے ہین خوب شمشیر زنی
کر رہے ہین کہ یکایک نعرہ ہوا نعرۂ حمزہ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار ہزبر صف شکن صفدر نامدار

زنبیغم بمیدان جنگ آوران بہر سو شود الامان الامان مع لشکر ظفر اثر آکر فوج نوشیروان پر گرے تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر اور عمرو بن حمزہ نے وہ شمشیر زنی کی ہزارون کفار قتل ہوے بڑی خونریزی ہوئی لشکر نوشیروان نے شکست کھائی پانون اُکھڑ گئے آخرکار سب فوج کفار بھاگ کر مدائن مین آئی امیر باتوقیر بفتح و فیروزی خیمہ استادہ کراکے وہین فروکش ہوے عمرو قلعہ مین آیا اور قباد شہریار کو آغوش مین مانند دل و جان کے لے کر سامنے امیر کے آئے امیر نے پوچھا کہ یہ لڑکا کسکا ہی عمرو نے عرض کی کہ یہ لڑکا ایک ظالم کا آپ کے پاس فریاد لے کر آیا ہی ماں اس لڑکے کی تباہ و برباد ہی کہ باپ نے اس لڑکے کے ماں کو اسکی نکال دیا ہی اُسنے مجھکو اپنا وکیل کرکے آپ کی خدمت مین بھیجا ہی کہ داد اس لڑکے بچارے کی دیجیے امیر نے غصہ ہو کے کہا کہ ای عمرو اس لڑکے کو میرے پاس تو لا عمرو نے کہا حاضر ہی امیر نے کہا کہ باپ اس لڑکے کا کہان ہی عمرو نے کہا کہ باپ اس لڑکے کا نہایت شہزور اور زبردست ہی مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ وہ مجھسے بدلہ لے امیر نے کہا تم اُسکو لاؤ تو مین اُس سے سمجھ لونگا آخرکار خواجہ عمرو نے ہنسکر کہا ای حمزہ تو ایسا نادان ہی کہ میری بات کو نہین سمجھتا اور اس لڑکے کی شکل و شمائل تو بھی نہین پہچانتا یہ شہزادہ کوہ بلند اقبال فرزند تمہارا ہی امیر یہ سنکے ہنس پڑے اور اُس لڑکے کو آغوش تمنا مین لے کر سینے سے لگایا خوب پیار کیا اور کہا کہ مین نے تقصیر ملکہ مہرنگار کی عفو کی عمرو نے کہا کہ مین نے نام اس شہزادہ عالیوقار کا قباد شہریار رکھا ہی کہ یہی نام لڑکے کے نانا کا تھا غرضکہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان ہمراہ خواجہ عمرو کے اُس شاہزادے کو گود مین لیے ہوے قلعہ ہشت حصار مین پاس ملکہ مہرنگار کے آئے اور خوش و خرم رہنے لگے اور فتنہ وزیرزادی کے یہان بھی بیٹا پیدا ہوا نام اُسکا چالاک بن عمرو رکھا ادھر کا حال سُنیے کہ جب نوشیروان شکست کھاکر مدائن کی طرف روانہ ہوا راہ مین ژوپین کامرانی اور بہزین کامرانی سے ملاقات ہوئی نوشیروان نے کہا کہ میرے پاس یہان تم کس کام کو آئے اب چلو میرے ساتھ بس اُن دونون کو پھیر لایا اور کابل کو روانہ ہوا اُنکو کابل مین چھوڑ کے آپ طرف مدائن کے آیا خواجہ بزرجمہر استقبال کرکے مدائن مین لاے عیارون نے یہ خبر امیر باتوقیر کو پہونچائی یہ سنتے ہی عمرو بن حمزہ اُٹھ کھڑے ہوے اور عرض کیا ای امیر اگر حکم ہو تو مین تعاقب مین ژوپین کامرانی کے جاؤن امیر نے فرمایا ای فرزند ذرا صبر کرو مین بھی اسی فکر مین ہون بعد تین روز کے امیر باتوقیر مع سردارون کے کابل کی طرف روانہ ہوے بعد چند روز کے کچھ فاصلے سے مع لشکر ظفر پیکر امیر اُترے اور خیمے استادہ ہوے یہ خبر ژوپین کامرانی کو پہونچی وہ قلعہ کو بند کرکے بیٹھا عمرو نے امیر سے عرض کیا کہ ژوپین نے قلعے کو بند کر لیا سب فوج بھی قلعہ بند ہوئی امیر نے قلعے کو آکر گھیر لیا لڑائی شروع ہوئی اکثر فوج اسلام نے دھاوا بھی کیا مگر قلعے کو نہ لے سکے لیکن قلعے کو فوج اسلام گھیرے رہی دوسرے روز عمرو بن حمزہ شکار کھیلنے چار فرسنگ تک گئے تھے کہ ایک کوہ نمودار ہوا وہان ایک آہو کو دیکھا کہ چرا کر رہا ہی عمرو بن حمزہ نے تیر سے اُس آہو کو شکار کیا اور کباب اُسکے لگا کر کھانے ابھی کچھ کباب باقی تھے کہ ناگاہ ایک قلندر رسیدہ ہوا اور اُسنے سوال کرکے دعا دی شہزادے نے وہ کباب کہ جو باقی تھے اُس فقیر کو دیدیے قلندر نے وہ کباب لے کر ایک جام آب خنک لبریز کر کے خدمت مین شہزادہ عمرو بن حمزہ کی حاضر کیا شاہزادے نے وہ پانی لیا چونکہ پیاسے تھے سارا جام پی گئے پیتے ہی بیہوشی نے اپنا اثر دکھایا شہزادہ عمرو بن حمزہ بیہوش ہوے وہ فقیر عیار تھا نام اُسکا سہیل بن خجستہ زابلی تھا فوراً اُسنے مشکین باندھ لین اور پشتارہ کرکے قلعہ زرنگار کی طرف روانہ ہوا اور اپنے گھر مین لاکر قید کیا کہ قضائے کار ملکہ حور رخ سہیل بن خجستہ زابلی کے مکان مین آئی سہیل نے عمرو بن حمزہ کی کیفیت بیان کی

اور کہا کہ مین نے اسکو اپنے گھر مین قید کیا ہی اور ارادہ میرا یہ ہی کہ ثروبین کامرانی کی خدمت مین لیجاؤن ملکہ حور رُخ نے کہا کہ میرے سامنے اُسے لاؤ کہ مین بھی دیکھون کہ وہ کون ہی سہیل سامنے ملکہ کے شہزادے کو مسلسل کرکے لایا ملکہ حور رخ دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گئی اور ناوک عشق نے سینے مین کلیجے کو مسمار کیا اُف کہکے گر گئی اور بیہوش ہوئی اسی طرح شہزادہ عمرو بن حمزہ بھی شمشیر عشق ملکہ سے گھائل ہوے اور حال ہمیتال بنگاہ کرتے ہی آہ آہ کرنے لگے جب ملکہ کو ہوش آیا صحبت عیش آراستہ کی اور شہزادہ عمرو بن حمزہ کو رہا کرکے بلایا اور مسند پر اپنے پہلو مین بٹھایا اور دورہ شراب شروع ہوا شہزادے نے کہا جب تک تم دین اسلام قبول نہ کروگی مین تمہارے ہاتھ سے کوئی چیز نہ کھاؤنگا نہ پیونگا یہان تو یہ شغل تھا اُدھر خواجہ عمرو تلاش مین عمرو بن حمزہ کی دروازہ زرنگار پر پہونچے اور گھوڑا عمرو بن حمزہ کا پہچانا خواجہ عمرو ایک کہاری کی شکل بنکر اندر آے اور جلسے مین آکے شہزادے کو اور ملکہ کو مجرا کیا اور عرض کیا ای ملکہ تمہارے باپ کو کسی نے خبر کردی وہ آتا ہی دیکھیے کیا ہو ملکہ سُنکے گھبرا گئی شہزادے نے کہا ای ملکہ تم کیون گھبراتی ہو اگر تمہارا باپ آتا ہی تو آنے دو عمرو کہاری کی صورت بنے ہوے بیٹھ گئے اور کہا ای ملکہ اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن اور شہزادے کا اور آپ کا دل شاد کرون ملکہ نے کہا گاؤ عمرو نے کمر سے جوڑی ہفت پیوندی کی نکال کر سُر ملا کے اور اُسی وقت کی دُھن مین کچھ اشعار گانا شروع کیے عمرو بن حمزہ پہچان گئے کہ یہ خواجہ ہین جب وہ کہاری گا چکی ملکہ نے بڑی تعریف کی اور بہت سا انعام دیا عمرو بن حمزہ نے کہا کہ واہ خواجہ واہ تمہارا ابر دنیا پر مثل و نظیر نہین ہی ملکہ نے کہا ای شہزادے یہ کون ہی عمرو بن حمزہ نے کہا کہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری عیار طرار ہمارے پدر عالی مقدار کے ہین ملکہ ہنسنے لگی عمرو بصورت اصلی ہو گئے ملازمون نے یہ سب خبرین ملکہ کے باپ کو دین وہ سنتے ہی نہایت غضبناک ہوا اور پیچ و تاب کھا کر ایک نامہ ثروبین کامرانی کو لکھا ثروبین کامرانی نے پانچ ہزار آدمی راہ نقب سے قلعہ زرنگار مین پہونچاے اور عقب سے آپ بھی آیا یہان خواجہ عمرو اور عمرو بن حمزہ ملکہ سے رخصت ہوکر کئی روز کے بعد اپنے لشکر مین آے جب ثروبین کامرانی وغیرہ نے قلعہ زرنگار مین کسی کو نہ پایا ملکہ حور رخ اپنی بہن کو ہمراہ لیکر قلعہ کابل مین چلا آیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ راوی بیان کرتا ہی کہ امیر باتوقیر نے ایک سال کامل جستجو کی مگر کوئی صورت فتحیابی قلعہ کی نظر نہ آئی امیر باتوقیر نہایت متردد و متفکر تھے عمرو اپنے خیمے سے براے تلاش راہ قلعہ نکل گیا تیسرے روز ایک کوہ پر پہونچا دیکھا کہ یہان سے پانی اندر قلعے کے جاتا ہی عمرو بصورت ہیسا دل بنکر اُسی راہ سے اندر قلعے کے پہونچا اور بارگاہ ثروبین مین آیا وہان خواجہ سمرون کہ وہ خانساماں ثروبین کامرانی کا تھا اُسنے عمرو سے پوچھا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا کہ مین باورچی ہون خواجہ سمرون نے کہا تو کھانا خاصے کا عمدہ پکاتا ہی عمرو نے کہا ایسا کھانا پکاتا ہون کہ مالک نہایت شاد و مسرور رہا اور مجھکو عزیز رکھے اور جو میرے ہاتھ کا کھانا کھائے بیرون انگلیان چاٹا کرے اور عمر بھر مزہ کھانے کا زبان پر رہے خواجہ سمرون نے عمرو کو باورچیون مین نوکر رکھا عمرو نے اُسی رات کو کھانے مین بیہوشی ملا کر خواجہ سمرون کو کھلایا وہ کھاتے ہی بیہوش ہوا عمرو عیار اُسکا باندھ کے اُسی راہ سے روانہ ہوا کہ جس راہ سے آیا تھا اور بہ تعجیل تمام خواجہ سمرون کو لاکے اپنے خیمے مین قید کیا اور صبح کو خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مین حاضر ہوا امیر کو مجرا کرکے بیٹھ گیا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای بھائی خواجہ عمرو تم تین روز سے کہان گئے تھے خواجہ عمرو نے عرض کیا مین جستجوے راہ قلعہ مین گیا تھا ایک راستہ مین نے مشکل تلاش کیا ہی اُس طرف سے جاکے اندر قلعے کے پہونچا اور خواجہ سمرون کو خانساماں

ژوبین کامرانی کا ہی اُسکو گرفتار کرکے لایا ہون وہ میرے خیمے مین قید ہی امیر باتوقیر یہ سُنکے ہمراہ عمرو خیمۂ عمرو پر
آئے اور اُس خانساماں کو دیکھا عمرو سے کہا کہ اسکی مُشکین کھولدو اور ہماری بارگاہ مین لاؤ عمرو خانساماں
کو رہا کرکے بارگاہ فلک اشتباہ صاحبقران زمان مین لائے امیر نے خانساماں کو خلعت دیا اور بہت خاطر و
مدارات سے پیش آئے وہ خانساماں از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ حضور کو مین راستہ قلعے کا بتادونگا
کہ اندر قلعے کے بارگاہ ژوبین کامرانی مین بے خوف و خطر مع فوج آپ داخل ہوجیے حضور میرے ہمراہ چلین یہ
سُنکر امیر باتوقیر اُس خانساماں کے ساتھ چلے وہ خانساماں چار فرسنگ تک لیگیا دیکھا امیر نے کہ ایک گنبد مقفل
ہی خانساماں نے کہا کہ قفل توڑ دیجیے امیر نے وہ قفل گنبد کا توڑا اور اندر اُس گنبد کے آئے دیکھا کہ تین قبرین
سنگ مرمر کی بلند تعویذ دار کی ہین خانساماں نے عرض کیا کہ تعویذ اُکھاڑ دیجیے امیر نے بہت زور کیا بمشکل
تمام ایک تعویذ کا دور اُکھڑا اُسمین سے دروازہ نقب کا ظاہر ہوا اندر اُس نقب کے آئے دوسرا دہنہ نقب کا
اور پیدا ہوا خانساماں نے کہا کہ درمیان اس نقب کے دو خزانے بادشاہ کیکاؤس کے ہین اور وہ جو کہ
دوسری راہ ہی وہ خوابگاہ ژوبین کامرانی کے قریب نکلی ہی یہ سنکے امیر باتوقیر نے پہلوان عادی کو تو خزانے
پر بٹھایا اور عمرو کو ہمراہ لیکر دوسری راہ نقب مین روانہ ہوے بعد دو گھڑی کے عمرو اور امیر باتوقیر تخت
ژوبین کامرانی پہونچے اور تخت کو امیر باتوقیر نے ایک ہاتھ سے اُٹھالیا دیکھا کہ ژوبین کامرانی تخت پر بیٹھا
ہی امیر نے چاہا کہ مع تخت ژوبین کو زمین پر ماردون کہ ژوبین کامرانی اُچک کر زمین پر کودا امیر نے تخت
کو زمین پر پھینک دیا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا امیر باتوقیر نے یہ آواز بلند اندر سے نعرہ کیا تمام اہل لشکر اسلام صداے
نعرۂ امیر باتوقیر سُنتے ہی قلعے کے دروازے پر پہونچے اور دروازہ توڑ کے اندر قلعے کے گھُس پڑے تلوار
چلنے لگی ہزارہا کفار مارے گئے مگر ژوبین کامرانی اور بہزن کامرانی بھاگ کر ایسے غائب ہوے کہ کہین
پتا نہ لگا امیر اور عمرو نے بہت تلاش کیا مگر قلعے مین نہ پایا تمام کفار کو قتل کرکے بفتحمندی قلعہ پر قبضہ کیا بعد
اُسکے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ خزانہ نکال لو اور بازار مین فروخت کردو پہلوان عادی نے خزانہ نکال کے
انبار کیا اور آپ پاس خزانے کے بیٹھے رہے لیکن عمرو نصف شب کو آدھا خزانہ اُس انبار مین سے چپکے چپکے
نکال لیگیا صبح کو بڑا شور و غل ہوا کہ خزانہ اسمین سے کون نکال لیگیا غرضکہ امیر باتوقیر باقی خزانہ اپنے طرف
مین لائے اور عمرو سے پوچھا ای خواجہ اب ژوبین یہان سے بھاگ کر کسطرف گیا ہی عمرو نے کہا کوہ کتور کی طرف
بھاگا ہی اُدھر کا حال سنیے کہ جب ژوبین کامرانی اور بہزن کامرانی بھاگ کر کوہ کتور پر پہونچے ایک روز
شب کو برف باری ہوئی یہ سب پہاڑ سے نیچے اُتر آئے آدھی رات کو ملکہ حور رخ بیٹی اُسکی بارگاہ ژوبین سے
باہر آئی اور گھوڑے پر سوار ہوکر ایک طرف کو روانہ ہوئی یہان صبح کو ژوبین کامرانی اور بہزن کامرانی نے
ہرچند تلاش کیا مگر کہین نہ پایا مجبور ناچار کتور کیطرف روانہ ہوے اُدھر ملکہ حور رخ تین شبانہ روز راہ طی
کرتی چلی گئی چوتھے روز ملکہ طور بانو سے ملاقات ہوئی ملکہ طور بانو نے پوچھا تو کون ہی ملکہ حور رخ نے
کہا مین ایک سوداگر کی دختر ہون قزاقون نے قافلہ میرے باپ کا لوٹ لیا تاریک شب مین یہ آفت نازل ہوئی
سب پراگندہ ہوکر بھاگے مین اسطرف نکل آئی طور بانو نے کہا آؤ میرے ساتھ چلو میرے مکان مین عیش کرو حور رخ
طور بانو کے ہمراہ قلعہ تنگاب حصار مین آئی اور بعیش و عشرت رہنے لگی اُدھر ژوبین کامرانی بہزن کامرانی
تباہ و برباد ہوکر بعد چند روز کے بہمن کی خدمت مین آئے اور تمام کیفیت جنگ قلعہ اور رہا ہوجانا ملکہ حور رخ کا

بہان کیا بہمن نے اُنکو تسلی دی اور مہمان اپنا کیا اور کہا کہ تم دونون خاطر جمع رکھو جسوقت حمزہ اس طرف آئینگے مین اُنسے خود مقابلہ کرونگا الغرض بعد گذرجانے چند ایام کے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بصد شوکت وشان سات لاکھ اور ستر ہزار سوار جرار ہمراہ رکاب سعادت انتساب لے کر کتور کی طرف روانہ ہوے جاتے جاتے جب ایک دو راہے پر پہونچے وہان ابوشہاب خرقہ پوش سے ملاقات ہوئی امیر نے اُس سے دریافت کیا اُسنے کہا کہ ایک راہ سات روز کی ہی مگر درہ ہاے زنبوران کے برابر سے جانا پڑتا ہی اور ایک راہ سات مہینے کی ہی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ پہلے فکر درہ زنبوران کی چاہیے خواجہ سے کہا کہ یہ وہ بارگار کا اُلٹ کر سامنا ہو غرضکہ چار فرسنگ سے زنبور دکھائی دین جب رات ہوئی عمرو اُس درہ زنبوران پر پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا شہد نایاب چارطرف پڑا ہی عمرو پھر کر آے اور پہلوان عادی سے بڑی تعریف کی اور کہا چل کے دیکھو تو ایسا شہد عمدہ کبھی نگاہ سے نگذرا ہوگا الغرض عمرو نے پہلوان عادی کو ایسا ورغلایا کہ پہلوان عادی عمرو کے ساتھ چلے جب اُس مقام پر پہونچے پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ مین ڈرتا ہون ایسا ہو زنبورین لپٹ کر نیشزنی کرین عمرو نے کہا کہ رات کے وقت نہ لپٹینگی اُنکو معلوم ہوگا اپنے خانون مین بیٹھی ہین پہلوان عادی یہ سنکر درے مین داخل ہوے اور بیٹھکر شہد پر ہاتھ لگانے لگے اور بڑے بڑے چنگل مار کر شہد کھانے لگے یکایک زنبورین بھنبھناتی ہوئی اپنے خانون سے نکلین اور آہٹ اور بو آدمی کی جو پائی چہار طرف سے گھیر کر پہلوان عادی کے لپٹ گئین پہلوان عادی سب شہد کھانا بھول گئے چنخین مار کر فریاد کرنے لگے اور خواجہ عمرو کو دشنام دے کر برا بھلا کہنے لگے ہر مرتبہ یہی کہتے تھے ای خواجہ خدا تجھسے سمجھے کہ تو نے مجھکو اس بلا مین گرفتار کیا ارے جلد مجھکو اس عذاب سے نکال نہین تو میری جان نہ بچیگی عمرو باہر درے سے پکار رہے ہین ای بھائی عادی کیا ہوا کیون غل مچاتے ہو اگر زنبورون نے گھیرا ہو تو چلے آؤ شہد سے ہاتھ اُٹھاؤ نہ کھاؤ غرضکہ پہلوان عادی ہزار خرابی گرتے پڑتے گھبراتے ہوے باہر درے کے آئے اور آتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑے عمرو قریب پہلوان عادی کے آیا دیکھا تمام بدن سوج پھولگیا ہی پہلوان عادی ایک تو موٹے تھے ہی اور پھول کر کُپّا ہوگئے غرضکہ عمرو پہلوان عادی کو کنارے پر لشکر کے لے کر آیا اور صبح کو امیر باتوقیر کو خبر ہوئی امیر نے سامنے بلا کر پہلوان عادی کا علاج کیا اور فرمایا کہ جو کوئی علاج اس درہ زنبوران کا کرے مین اُسکو بادشاہی اپنے لشکر ظفر پیکر کی دون یہ سُنکر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری دوڑے ہوے ملکہ مہرنگار کے پاس آئے اور کہا کہ آج مین تمھارے فرزند ارجمند شہزادہ بلند اقبال قباد شہریار خوشحال کو لشکر اسلام کا بادشاہ کراتا ہون پھر شہزادہ قباد ذی نہاد کو خوب فہمائش کی اور ہمراہ اپنے لے کر خدمت امیر کشورگیر مین لائے قباد شہریار نے جُھک کر باادب تمام امیر کو مجرا کیا اور دست بستہ عرض کی ای مدیر نامدار اگر حکم ہو تو مین زنبورون کا علاج کرون امیر نے قباد کو گلے سے لگایا اور فرمایا ای فرزند مجھسے بیان تو کرو تم کس صورت سے زنبورون کا علاج کروگے قباد نے عرض کیا کہ دشت سے ہیزم خشک جمع کرونگا چہار طرف درہ زنبوران کے انبار لکڑیون کا لگادونگا بعد اُن لکڑیون مین آگ دے کر جلا دونگا سب جلکے خاک ہوجائینگی بعضی بھاگ جائینگی اُنکو مار لیا جائیگا امیر باتوقیر کلام قباد پر بہت ہنسے فرمایا یہ تدبیر تمنے نکالی شہزادے نے کہا خواجہ نے بتائی ہی الغرض خواجہ عمرو نے اسی تدبیر سے اُس درے کو پاک وصاف کیا اور

زنبوروں کو جلا دیا بعد تین روز کے امیر با توقیر آگے روانہ ہوئے اور قریب درۂ خاکستر زنبوران کے پہونچے
وہاں مقام کیا عمرو بن حمزہ وہاں سے واسطے شکار کے نکلے میان صحرا جب آئے اژدہا بن بہمن علاوہ عمرو
بن حمزہ پر جھپٹا شہزادہ عمرو بن حمزہ نے ایک طمانچہ مارا کہ وہ صحرا سے بھاگا اور گرتا پڑتا بہمن کے پاس آیا
اور حواس اپنے درست کرکے بہمن سے کہا کہ عمرو بن حمزہ صحرا میں شکار کھیلنے آیا تھا میں نے اسکو ایک
طمانچہ مار کر بھگا دیا بہمن خوش ہوا اور اسکی پشت پر ہاتھ پھیرا ایران ہرکاروں نے یہ خبر امیر با توقیر کو پہونچائی جو کہ
اژدہا بن بہمن کی زبانی سُنی تھی امیر بہت رنجیدہ ہوئے جب شہزادہ عمرو بن حمزہ شکار کھیل کر بارگاہ امیر میں آئے
امیر کو مجرا کیا امیر نے غیظ و غضب میں آکر فرمایا اے نامرد تو نے روے سیاہ پھر مجھکو دکھایا کہ اژدہا بن بہمن نے
تجھکو طمانچہ مار کر زیر کیا اور تو نے اسکا کچھ نہ کیا جا دور ہو سامنے سے میرے عادی نے ہاتھ شہزادہ عمرو بن حمزہ
کا پکڑ کے عرض کیا کہ آپ اسوقت میرے ساتھ تشریف لائیے امیر غصّے میں ہیں آپ کچھ خیال نہ کیجیے شہزادہ پہلوان
کے ساتھ باہر بارگاہ کے آیا مگر غصّے سے چہرۂ نورانی مثل آفتاب کے سرخ تمام بدن لرزان چشم حیا میں قطرۂ اشک
ڈبڈبائے ہوئے اپنی بارگاہ فلک پناہ میں داخل ہوئے اور کمند محکم لے کے دونوں سرے دن پر حلقے بنائے اور
ایک حلقہ ستون زبردست سے باندھا دوسرا حلقہ اپنے گلے میں ڈالا چاہا کہ پھانسی لگا کر اپنے تئیں ہلاک
کروں ادھر جسوقت امیر کی بارگاہ سے عمرو بن حمزہ باہر نکلے خواجہ عمرو نے تیور شہزادے کے بد دیکھے
عمرو بھی فوراً بارگاہ سے نکلا پوچھا عمرو بن حمزہ کہاں ہیں لوگوں نے کہا اپنی بارگاہ میں گئے ہیں عمرو بھی ساتھ
تیز رفتاری کے بارگاہ عمرو بن حمزہ میں آیا دیکھا کہ گلے میں حلقۂ کمند کی پھانسی لگائی ہے کہا جو میں دل
میں سوچا تھا وہی سامنے ہوا خبردار عمرو بن حمزہ کیا کرتے ہو یہ کہکر عمرو جست کرکے پہونچا اور اسوقت
حلقۂ کمند جو گلے میں عمرو بن حمزہ کے تھے خنجر آبدار سے قلم کر دیے مگر اتنے ہی عرصے میں ایسا صدمہ شہرگ
پر دم گھٹنے سے ہوا کہ عمرو بن حمزہ بیہوش ہو گئے اور آنکھیں حلقۂ چشم سے نکل آئیں خواجہ عمرو نے سر زانو پر رکھکر
دامن کی ہوا دی اور گلاب کیوڑا چھڑکا اور چند قطرے منہ میں ٹپکائے بڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا چشم
نیم وا سے عمرو کو دیکھا آواز بسبب صدمہ و ضعف کے نہ نکل سکی مگر زار زار رونے لگے اور آہستہ سے کہا کہ اے
عمرو نامرد اسنے مجھکو کسواسطے بچایا باپ نے تو مجھکو نامرد کہا ہے ایسے جینے سے مرجانا بہتر ہے عمرو نے کہا اے شہزادے
وہ نامردی کی بات نہ تھی بلکہ یہ بات نامردی کی ہے کہ اپنے ہاتھ سے اپنے گلے میں پھانسی لگا کر مر جاے اگر تو بہادر
ہے تو سر دربار بارگاہ بہمن میں جا کر اژدہا بن بہمن کا سر کاٹ لا اس نابکار سے لڑکے اپنی جان دیدے
کہ تا قیامت تواریخ میں نام تیری بہادری کا رہے بس شہزادہ یہ سُنکے چپ ہو رہا تھوڑی دیر کے بعد جب
حواس درست ہوئے اور قوت آئی اٹھکر مسلح و مکمل ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا اور لشکر کی طرف چلا ادھر
عمرو خدمت امیر میں آیا اور کہا اے حمزہ تو نے غضب کیا عمرو بن حمزہ کو تو نے آج مار ڈالا ہوتا خوب ہوا جو میں
جا پہونچا کیا دیکھتا ہوں کہ حلقۂ کمند کی پھانسی لگا کر اپنے تئیں ہلاک کیا چاہتا ہے میں نے جا کر کھولا غش آگیا
گلابی چھڑکا اور ہلایا ہوا دی جب ہوش آیا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا امیر نے کہا اے خواجہ عمرو بن حمزہ کو جا کر میرے
پاس لے آ یہ سنتے ہی عمرو بصورت ہوا پاس عمرو بن حمزہ کے پہونچے چاہا اندر بارگاہ داخل ہوں چوبداروں نے پیش دستی
دکھا کر منع کیا عمرو نے چند آدمیوں کو قتل کیا باقی ماندہ بھاگ کر پاس بہمن کے پہونچے اور دہائی دینے لگے اتنے عرصے میں
عمرو و عمرو بن حمزہ بھی پہونچے اور نعرہ کرکے نام اپنا ظاہر کیا بہمن نے کہا عمرو بن حمزہ تو ہی ہے کہ میرے بیٹے کے

ہاتھ سے ایک طمانچہ کھا کر بھاگ گیا اور بچہ بھیا بالکل صحیح و سالم ہو کر میرے دربار مین آیا شہزادے نے کہا او بہمن
اگر تیرے بیٹے نابکار کا طمانچہ کھا کر دہشت سے بھاگتا تو تو ہی اپنے دل مین غور کر بچہ کا جسکو تیرے دربار مین عین
یکہ و تنہا آتا دیکھا تو نے کہ کسطرح دلیرانہ تیرے دربار مین چلا آیا کہان ہی وہ دروغگو طرنا ہموار بلا اُسکو کہ
بہادری اُسکی مین دیکھون اژدہا بن بہمن دربار مین بیٹھا تھا کچھ جواب نہ دیا بہر ہری بھی صدی کی اُسکے بدن
پر طاری ہوئی بانگ شیر جنگاہ کے نعرے کرنے سے مثل روباہ اور زیادہ دبک گیا بہمن کو معلوم ہوا کہ عمرو بن حمزہ حق
پر ہی اور اژدہا کاذب ہی بلکہ اس سے ڈر گیا بہمن نے پسر کی طرف دیکھکر کہا کہ تو تو کہتا تھا کہ عمرو بن حمزہ مجھسے ڈر کر
بھاگ گیا اب وہ عین دربار مین بہادرانہ آیا ہی اور تجھکو للکارتا ہی تو اُسکو جواب بھی نہین دیتا اگر زور اور دعوی
بہادری کا رکھتا ہی تو جا اُسکو جواب دے اور زیر کر مین تجھکو سرفراز کرونگا اژدہا بن بہمن مجبور ہو نا چار بجان کھیل
ڈنگل سے اُٹھا اور مقابلے مین عمرو بن حمزہ کے آیا شہزادے نے کہا اب کیا دیکھتا ہی تلوار کھینچ ابھی امتحان ہوا جاتا ہی
اژدہا نے یہ سُنکر تلوار کھینچی اور وار کیا شہزادے نے ہاتھ بچا کر ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور جھٹکا دے کر تلوار چھین لی اور بائین
ہاتھ سے بند دست کو تھام کر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر پھینکا جب اُدھر سے گرنے لگا بائین ہاتھ مین موے سر اُس نابکار
کے تھام کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر ادھر ظالم کا زمین پر گرا سر نجس اُس کافر کا ہاتھ مین لے کر نعرہ کیا او بہمن
مین سر تیرے پسر کا کاٹ کر لیے جاتا ہون اگر تجھکو بھی کچھ دعوی مردی کا ہو تو قصاص اپنے بیٹے کا آ کر مجھسے لے
مین موجود ہون بہمن کے بھی دل مین ایسی دہشت سمائی کہ بیٹھا دیکھا کیا اور کچھ جواب نہ دیا عمرو بن حمزہ اُسکے سامنے
بیٹے کا سر کاٹ کر لیچلے بلکہ سرداران بہمن نے قصد کیا کہ سدّراہ ہو کر حملہ آور ہون بہمن نے منع کیا عمرو بن حمزہ بصد
دلیری و جوانمردی سر اُس نابکار کا لیے ہوئے روانہ ہوئے خواجہ عمرو پہلے سے جست و خیز کرتے ہوئے دوڑ کر لشکر
اسلام مین آئے اور امیر سے آکر بہادری عمرو بن حمزہ کی بیان کی امیر باتوقیر یہ دلیری و جوانمردی سُنکر بہت خوش ہوے
اور سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا سرداران لشکر اسلام بصد احتشام عمرو بن حمزہ کو بارگاہ مین لائے
امیر کشور گیر نے اُٹھکر گلے سے لگا لیا اور بہ اعزاز و اکرام دنگل پر بٹھایا بعد برخاست کرنے دربار کے اپنے ہمراہ
محل مین لے کر آئے اور ملکہ مہر نگار سے روئداد سب بیان کی ملکہ نے بھی شہزادے کی بہت تعریف کی اور فرزندانہ
گلے سے لگایا اور دعا در ازی عمر و ترقی اقبال کی دی اُدھر بہمن جو بعد قتل ہو جانے پسر کے محل مین گیا تین شبانہ روز
باہر نہ آیا چوتھے روز بصد رنج و غم آکر تخت پر بیٹھا اور ژوبین کامرانی سے کہا کہ ایک پسر حمزہ یکہ و تنہا دلیرانہ آیا اور
ایسا کام بہادری کا کیا اب معلوم ہوا کہ حمزہ بڑا زبردست ہی اور شجاعت و بہادری مین کوئی اُسکا ثانی نہین
ژوبین کامرانی نے کہا اے بہمن اُسکے لشکر مین ایک عرب پیادہ بلاے بے درمان اور آفت جہان ہی نام
اُسکا عمرو وہ عیار حمزہ کا ہی اُس سے بڑے بڑے بادشاہان اولوالعزم خوف کرتے ہین اور جس ملک مین وہ پہنچا
تباہ و برباد کردیا اگر وہ عیار کسی طرح گرفتار ہو کر آئے تو پھر حمزہ کا مار لینا بہت آسان ہی بہمن نے کہا ایک میرا
عیار ایسا ہی کہ دوسرا اُسکا دنیا مین نہوگا ژوبین نے کہا اُسکو بلا بہمن نے اُس عیار قاسم کتوری کو طلب
کیا جب وہ حاضر ہوا ژوبین کامرانی نے کہا اے قاسم کتوری اگر تو لشکر اسلام مین جا کر عمرو کو گرفتار کر لا تو گویا
تمام لشکر اسلام کو تو نے گرفتار کیا قاسم کتوری نے کہا مین اُسکو لایا یہ کہکر روانہ ہوا لیکن یہان عمرو بصورت
قلندر تین گروہ فقیرون کے لیے ہوے باہر قلعے کے زیر درخت بیٹھا ہی کہ قاسم کتوری بھی پہونچا اور پاس عمرو
کے آیا اور پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا لشکر امیر سے آتا ہون اور نام میرا اور وشن خان ہی

قاسم نے پوچھا کہ تمنے عمرو کو بھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہی قلندر نے کہا ہان بابا دیکھا ہی قاسم نے کہا اُسکا ابھی سن تمہارا سا ہی درویش نے کہا عمرو کا سن ایک سو پچاس برس کا ہی قاسم نے ایک اشرفی نکال کر اُسکے پیشکش کی اور کہا شاہ صاحب قبول کیجیے عمرو لالچی تو انتہا کا ہی وہ اشرفی لینے کو ہاتھ بڑھایا قاسم کتوری نے بائین ہاتھ سے حلقہ ہاے کمند مارے عمرو گرا قاسم نے چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھلین اور کہا او دزد بازیک گردن مجھکو فقرہ دیتا ہی عمرو تو تو ہی اور کہتا ہی کہ اور کوئی ہوگا پھر قاسم عمرو کا پشتارہ لیکر قلعۂ تنگ حصار کو روانہ ہوا جب کہ اپنے گھر مین پہونچا عمرو کو تہخانے مین بند کردیا اور دروازے مین قفل دے کر کنجی اپنی جورو کو دیدی اور آپ کتور کو چلا گیا اتفاق سے ملکہ طوربانو دختر بہمن کا بھی محل قریب اُسکے مکان کے تھا اُسمین ملکہ طوربانو رہا کرتی تھی اور جورو سے قاسم کتوری کی بہت رسم و اتحاد تھا غرضکہ جب قاسم عمرو کو بند کرکے چلا گیا اُسکی جورو کے دل مین آیا کہ دیکھون تو اسنے کسکو لاکر قید کیا ہی آکر قفل تہخانے کا کھولا عمرو سے پوچھا تو کون ہی عمرو نے کہا مین رنگریز ہون دُکان میری چوک مین ہی اُس عورت نے پوچھا تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا میرا نام جنید کتوری ہی اُس عورت نے کہا تجھکو قاسم نے کیون قید کیا ہی تجھسے کیا خطا ہوئی عمرو نے کہا سُن میری ایک جورو تھی اور دو لڑکے تھے جب وہ سب مرگئے تو مین نے ایک کنیز کمسن خوبصورت خریدی قاسم اُسپر عاشق ہوا اور کہتا ہی کہ یہ کنیز مجھکو دیدے اور وہ کنیز اس سے ناخوش ہی اسے منظور نہین کرتی ہی دوسرے یہ کہ مین نے اُسکو اپنی گھروالی بنایا ہی اُس سے مجھکو بڑی راحت ہی قاسم نے چاہا کہ بزور و ظلم اُس کنیز کو چھینون مجھسے اس بات پر لڑائی ہوئی یہ مجھکو پکڑ لایا اور قید کیا اور اب آپ اُسی کنیز کے پاس گیا ہوگا قاسم کتوری کی جورو نے یہ سُنکر عمرو کو چھوڑ دیا اور کہا کہ جلد جا اُس کنیز کی خبر لے عمرو رہا ہوکر باہر مکان کے آیا اور بارگاہ بہمن کی طرف چلا یہان قاسم کتوری نے آکر بہمن و ثرمین سے کہا اگر مین اسوقت عمرو کو گرفتار کرکے لاؤن تو کیا دیگا بہمن خوش ہوا اور قاسم کو بہت سا انعام دیا قاسم وہان سے خوشی خوشی اپنے گھر مین آیا اور جورو سے کنجی تہخانے کی طلب کی اُسکی جورو نے غصہ ہوکر کہا او بیحیا تو ہر ایک شخص پر ظلم و ستم کرتا ہی پرائی کنیز دن کو تاکتا اور عاشقی کرتا ہی وہ بیچارہ رنگریز جنید کتوری نام اُسکا ہی اُسکی کنیز کو چھینتا ہی جب اُسنے اپنا حال بیان کیا مجھکو غصہ آیا مین نے اُسکو چھوڑ دیا قاسم کتوری نے یہ سنکر اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ تو نے غضب کیا ارے وہ رنگریز جنید کتوری نہ تھا وہ عمرو عیار حمزہ کا تھا مین بہمن کے حکم سے اُسکو گرفتار کرکے لایا تھا اور تو نے اُسکو رہا کردیا اب بہمن سنیگا تو کیا کہیگا یہ کہکر دوڑا ہوا گھبرایا ہوا بہمن کے پاس آیا اور سب کیفیت بہمن سے بیان کی بہمن نہایت غضبناک ہوا اور حکم قتل دیا مگر ثرمین کا مرائی نے قاسم کو رہا کیا اور ایک خلعت دیا اور کہا کہ جا اور تلاش کرکے عمرو کو جلد لا قاسم کتوری قلندر کی صورت بنکر بارگاہ سے نکلا اور عمرو کی تلاش مین چلا پشت کی طرف سے عمرو بھی چلا آتا تھا اُسنے قاسم کو پہچانا قریب آکر حلقہ ہاے کمند مارے قاسم گرا عمرو چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھلین پشتارہ کرکے وہان سے روانہ ہوا جب بارگاہ امیر با توقیر مین داخل ہوا سامنے امیر کے پشتارہ رکھدیا امیر نے کہا اے خواجہ کسکو گرفتار کرلائے عمرو نے کہا کہ قاسم کتوری عیار بہمن کو گرفتار کر لایا کہ آج اسکی عیاری کا شہرہ ہی امیر نے پشتارہ کھلوا کر قاسم کتوری کو رہا کیا اور بعد لطف و مدارات پیش آئے قاسم کتوری بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا خواجہ عمرو کی جو نگاہ چہرۂ بیمثال شہزادہ عمرو بن حمزہ پر پڑی دیکھا زرد مثل زعفران ہی عمرو نے پوچھا کیا حال ہی تمہارا چہرہ کیون زرد ہوکر اُتر گیا ہی

کیا کچھ خدا نخواستہ علیل ہو ڈرو نہین کچھ بیان کرو شہزادۂ عمرو بن حمزہ آنکھون مین اشک بھر لائے عمرو چونکہ
حال عشق عمرو بن حمزہ سے آگاہ تھا کہ یہ ملکہ حور رخ پہ عاشق ہی عمرو نے مسکرا کر چپکے سے عمرو بن حمزہ سے
کہا کہ تم روتے کیون ہو گھبراؤ نہین ملکہ حور رخ دختر تہ وہین کو طور بانو کے پاس دیکھ آیا ہون تم میرے
ہمراہ چلو تو مین تمکو دکھلاؤن الغرض عمرو اور عمرو بن حمزہ بہر رات گئے روانہ ہوے جب وہان پہونچے دیکھا
دروازہ قلعے کا بند ہی عمرو نے آواز دی اے دربانان قلعہ جلد جا کر ملکہ طور بانو سے خبر کردو کہ شہزادۂ عمرو
بن حمزہ تمھاری ملاقات کو آیا ہی دربان گئے اور ملکہ طور بانو سے کہا ملکہ نہایت متفکر ہوئی اور کہا کہ اُسنے
تو میرے بھائی کو عین دربار مین قتل کیا اور سر کاٹ کر لیگیا اب کیا سبب ہی جو آدھی رات کو میرے پاس
تنہا آیا ہی مجھکو اسوقت کچھ بن نہین پڑتا اگر نہین بلاتی ہون تو اپنے دل مین سمجھیگا کہ ملکہ مجھسے ڈر گئی اگر بلاتی ہون
مبادا کچھ فتور ہو بہر کیف آدمیون سے کہا یہان بلا لو ملکہ شمشیر حمائل کر کے اور نیزہ ہاتھ مین لیکر مسلح و مکمل ہو کے
کھڑی ہوئی ادھر سے آگے آگے عمرو اور پیچھے عمرو بن حمزہ چلے عمرو نے بڑھکر ملکہ کو مجرا کیا ملکہ ہنسی اور کہا کہ تو ہی
جنید کتوری رنگریز ہی عمرو نے ہنسکر کہا حضور یہان مین وہی رنگریز ہون دعا گو آپ کا عمرو عمرو بن حمزہ کو
ہمراہ لیے ہوے محل مین ملکہ کے آیا اور مسند زرین پر بٹھایا ملکہ طور بانو کا وہ وقت کھانا کھانے کا تھا ملکہ نے
خاصہ طلب کیا کنیزون نے لا کر دسترخوان بچھایا ملکہ کھانا کھانے کو بیٹھی حور رخ رومال ہاتھ مین لیکر مگسرانی
کرنے لگی عمرو بن حمزہ نے جو دیکھا آنکھون مین آنسو بھر لائے حور رخ نے اشارہ کیا اے شہزادے تمھاری محبت
اور عشق مین گرفتار بلا ہوئی ہون اور طور بانو اپنے دل مین سمجھی اور جانتی ہی کہ میری محبت مین شہزادہ آیا ہی
خیر اے شہزادے خدا کو یاد کرو اور ہم بھی نظر بخدا کیے ہین شعر جو جیتے رہینگے تو ملجائینگے ؛ نہین تو کیے کی سزا پائینگے
الغرض جب کھانے سے فراغت ہوئی طور بانو نے پوچھا اے شہزادے اسوقت تمھارے آنے کا کیا سبب ہوا
عمرو بن حمزہ تو بصد حزن و ملال خاموش بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا عمرو نے کہا اے ملکہ سچ سچ تو یہ ہی کہ جسن
و جمیلہ جو تمھاری خدمت مین بدل و جان مصروف ہی یہ شہزادے کی معشوقہ ہی اگر اسکو مجھے بخشدو تو بڑا احسان
ہوگا ملکہ طور بانو نے کہا اے خواجہ تم جانتے کہ والد شہزادۂ نامدار امیر با توقیر میرے باپ کے دشمن ہین ابھی
مین اسکو کیونکر دون جسوقت میرے باپ کو امیر زیر کرینگے اور مین مسلمان ہو جاؤنگی جو کچھ تم کہوگے وہ
قبول کرونگی عمرو یہ سنکر چپ ہو رہا ملکہ طور بانو نے حور رخ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ حور رخ آگے شہزادے کے
بیٹھ گئی طور بانو نے عمرو سے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ تم خوب گاتے ہو تمکو علم موسیقی مین کمال حاصل ہی آج تمھارا گانا
ذرا ہم بھی سنین کہ کیسا گاتے ہو عمرو نے کہا بہت خوب خواجہ نے جوڑی ہفت ہونڈی کی زنبیل سے نکالی اور
بہ الحان داؤدی وقت کی چیز گنگنا کر گانا شروع کی ایسا گائے کہ ملکہ رونے لگی اور عمرو کی بڑی تعریف کی
اور کچھ جواہر بیش بہا پیش کر کے کہنے لگی افسوس صد ہزار افسوس مین نے اپنی عمر ساری بیہودگی مین بسر کی
اور کچھ نہ پایا اب امیدوار ہون کہ امیر با توقیر سے دست بستہ میری طرف سے عرض کرنا یا تو جلد میرے باپ کو
قتل کیجیے اور یا مسلمان کیجیے یہ کہکر شہزادۂ عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھین آپ کی
معشوقہ میرے پاس امانت ہی اب مین اسکو آرام سے رکھونگی اور اگر آپ کا مزاج چاہے تو ابھی اسکو
لیجائیے مین مانع نہین ہون غرضکہ انھین باتون مین شب گذری صبح ہو گئی عمرو نے کہا اے شہزادے
اُٹھو لشکر مین چلو ملکہ طور بانو نے کہا اے خواجہ آج کی رات اور یہان قیام کرو عمرو نے کہا انشاء اللہ

پھر آئینگے عمرو یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا شہزادۂ عمرو بن حمزہ کو اشارہ کیا وہ وہین بیٹھے رہے ملکہ طور بانو یہ سمجھی
کہ شہزادہ حور رخ پر عاشق ہی بس عمرو شہزادے کو وہین چھوڑ کر راہی ہوا اور دوڑا ہوا خدمت امیر مین آیا
امیر کو مجرا کیا امیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بن حمزہ کی خبر کہ عمرو نے کہا مجھکو نہین معلوم لیکن اسوقت مین صحبت
ملکہ طور بانو مین گیا تھا دیکھا مین نے کہ ملکہ طور بانو فن سپہگری مین بہت زبردست ہی بہمن کی وہ شاگرد
ہی وہ مجھسے کہتی تھی ای خواجہ امیر کو لاؤ مین بھی دیکھونگی اور اگر میرا قابو ہوگا تو مسلمان ہو جاؤنگی ای امیر اگر
تم تنہا میرے ہمراہ چلو تو ایک تماشا بھی تمکو دکھاؤن امیر یہ سُنکر اُٹھے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر ہمراہ
عمرو کے روانہ ہوئے پہر دن باقی تھا کہ خواجہ امیر باتوقیر کو ساتھ لیکر در قصر ملکہ طور بانو پر پہونچے اور اندر
محل مین عمرو نے کہلا بھیجا ای ملکہ طور بانو تمنے عمرو بن حمزہ کو اپنے یہان چھپا رکھا ہی امیر باتوقیر یہ خبر سنکے
آئے ہین خواہ آؤ خواہ اُنکو بلاؤ جوابدہی اپنی اُنسے کرو ملکہ یہ سُنکر باہر آئی اور قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا خواجہ تم
مجھسے عیاری کی باتین کرتے ہو یہ کہکر امیر باتوقیر کو مجرا کیا اور ہاتھ پکڑ کر محل مین لائی مسند زرین پر بٹھایا شہزادہ
عمرو بن حمزہ اور ملکہ حور رخ نے مجرا کیا اور صحبت نشاط مہیا کی ملکہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا یا امیر کشورگیر
آپ مجھکو زمرۂ کنیزان مین تصور کیجیے امیر بہت خوش ہوے اور تلطف و مہربانی فرمائی ملکہ طور بانو نے کہا ای
امیر باتوقیر اگر آپ میرے باپ کو قتل کیجیے تو مین مسلمان ہو جاؤن امیر نے کہا گھبراؤ نہین مین تمکو بھی اور تمھارے
باپ کو بھی مسلمان کرونگا یہ کہکر امیر باتوقیر رخصت ہوکر روانہ ہوے اور اپنے لشکر مین آئے ہرکارون نے
یہ خبر بہمن کو دی کہ دو روز سے ایسے جلسے ملکہ طور بانو کے محل مین ہوتے ہین اور عمرو سے اقرار کیا ہی
کہ اگر امیر میرے باپ کو قتل کرین تو مین بھی مسلمان ہو جاؤن بہمن بہت درہم و برہم ہوا اور غصے سے
کہا کہ اب بہادری اہل عرب کو معلوم ہوگی اور وہ گیسو بُریدہ میرے ہاتھ سے کہان جاتی ہی اور حکم دیا کہ بارگاہ
ہماری بیرون قلعۂ کشور استادہ کرو اور سب فوج کو حکم دیا سب خیمے وہین برپا ہون کل لشکر اسلام سے مقابلہ ہوگا
شب کو طبل بجوایا ہرکارون نے جاکر امیر کو خبر دی کہ بہمن نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے بھی نقارۂ زرین بجنے
کا حکم دیا ادھر بھی کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ
مین صف آرا ہوے نقیب نقابت کرکے چلے گئے بہمن گھوڑا اچپکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اودھر
سے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اشقر دیوزاد کو مثل برق جہندہ چمکا کر میدان کارزار مین آئے
اور دونون نگاورزن ہوے مرکب بہمن کا دس قدم پیچھے ہٹگیا اشقر دیوزاد بھی بسبب جھونک کے
ڈھائی قدم پسپا ہوا بعدہ سخنی نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین بہمن کا نیزہ امیر باتوقیر نے ہوائی کیا بہمن
نے گرز مارا صاحبقران نے کلۂ عمود تھام کر جھٹکا دیا اور چھین کر پھینکدیا بہمن بہت خفیف ہوا تلوار میان
سے کھینچ کر وار کیا امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا بہمن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تیغہ سپر کو قلم کرکے سر پر پہونچا تا دوار وار اُتر آیا بہمن نے سر پیچھے کھینچا تیغہ سر سے نکل کر گردن مرکب پر پڑا
سر مرکب کا کٹکے زمین پر گر پڑا بہمن کود کر زمین پر آیا اور چاہا کہ اشقر کو زخمی کرے کہ امیر باتوقیر بھی فوراً جست
کرکے بہمن کے مقابلے مین آئے بہمن امیر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دن بھر زور رہا ہنگام غروب
آفتاب امیر باتوقیر نے بہمن کا لنگر توڑا اور بند دست مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر
مارا چھاتی پر چڑھکر فرمایا کہ اسلام کے بارے مین کیا کہتا ہی بہمن نے دین اسلام قبول کیا اور کلمہ

پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے بہمن کو چھوڑ دیا بہمن نے زوبین کامرانی اور بیژن کامرانی کو بلاکر قدمون پر
امیر کے گرادیا اور عرض کیا یا امیر میری خاطر سے انکی خطا معاف کیجیے امیر نے کہا اگر یہ دونون مسلمان ہو جائین
تو کیا مضائقہ ہے ابھی خطا معاف کرتا ہون دونون اُسی وقت خوف جان سے طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے
عمرو تو بڑا دور اندیش ہے اُسکو زوبین اور بیژن کے اسلام لانے مین شبہ تھا امیر سے کہا اگر آپ چاہتے ہین
کہ بہمن دائرۂ اسلام مین رہے تو ان دونون کو قتل کیجیے امیر نے فرمایا اے خواجہ تم سچ کہتے ہو مگر مناسب
نہین ہے لوگ کیا کہینگے کہ زوبین اور بیژن دونون مسلمان ہو گئے تھے پھر امیر نے قتل کیا اگر یہ منافق
ہین اور بخوف جان دین اسلام قبول کیا ہے تو پھر سزا پاوینگے القصہ امیر باتوقیر بہمن کو ساتھ لے کر لشکر
مین آئے اور بارگاہ مین جلوہ افروز ہوئے بہمن کو کرسی پر نزدیک حضور کی بٹھایا اور جانشین و وکیل اپنا کیا
اور صحبت نشاط آراستہ کی ناگاہ پہلوان عادی نے آکر عرض کیا کہ ملکہ طوربانو بھی حاضر ہے امیر نے فرمایا
بلاؤ ملکہ طوربانو حاضر ہوئی اور ادب سے امیر کو مجرا کیا اور چند یاقوت احمر نذر دیے اور از سر صدق مسلمان
ہوئی امیر نے فرمایا اے ملکہ تو اپنی شادی کر لے شاید تجھسے بیٹا پیدا ہو اور ہاتھ سے اُسکے کار دین اسلام
نکلے ملکہ طوربانو نے فرمایا آپ سچ فرماتے ہین مگر مجھکو بھی دعوی بہادری و دلیری ہے جو کوئی مجھکو فن سپہگری
مین زیر کریگا مین اُسکے ساتھ اپنی شادی کرونگی امیر باتوقیر مسکرائے اور کہا بہتر ہے عمرو بن حمزہ سے تو
لڑ سکتی ہے ملکہ نے کہا جی ہان اُنسے لڑونگی بس بموجب حکم امیر باتوقیر عمرو بن حمزہ اور طوربانو دونون اُٹھے
اور کشتی ہونے لگی بڑے بڑے زور دونون طرف سے ہوئے تا غروب آفتاب کشتی ہوا کی مگر کوئی زیر نہوا برابر
رہے جب شام ہوئی امیر نے فرمایا اب موقوف رکھو کل لڑنا عمرو بن حمزہ نے کہا اب اسکو زیر کیا چاہتا ہون
تھوڑی دیر آپ اور توقف کیجیے امیر نے کہا نہین جو ہم کہتے ہین ایسا کرو عمرو بن حمزہ نے کہا جیسی
آپ کی خوشی یہ کہکر ملکہ طوربانو کو چھوڑ دیا ملکہ نے کہا یا امیر جو کچھ ہونا تھا وہ آج ہو گیا آیندہ کل مجھکو
معاف رکھیے اب مین نہ لڑونگی مگر اب مین یہ چاہتی ہون کہ حضور اس کنیز کو خدمت بابرکت ملکہ مہرنگار
مین رہنے کی اجازت دین تو بہتر ہے میرا دل چاہتا ہے کہ خدمت ملکہ مہرنگار مین رہون اور کوئی مجھے
شوہر نہین چاہیے ہے امیر نے فرمایا جیسی خوشی تمھاری یہ کہکر امیر باتوقیر اُٹھ کھڑے ہوے اور ملکہ طوربانو کو گود
مین اُٹھا کے گلے سے لگایا اور پدرانہ پیار کیا فرمایا تو میری بیٹی ہے مین نے تجھکو آج سے اپنی دختر بنایا
چل تو ملکہ مہرنگار کے پاس رہ بس امیر باتوقیر ملکہ طوربانو کو اپنے ہمراہ لے کر محل مین داخل ہوے
اور ملکہ مہرنگار کے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور فرمایا یہ میری آج سے بیٹی ہے تم بھی اسکو بیٹی جانکر رکھو ملکہ مہرنگار
کو ملکہ طوربانو نے مجرا کیا ملکہ مہرنگار نے گلے سے لگایا اور پیار کیا اور بڑی مدارات و تلطف سے
ملکہ نے اپنے پاس رکھا

دوسرے داستان شوکت بیان ابوعمرو بن شداد حبشی کے بیان ہوتے ہین کہ وہ بادشاہ ملک حبش کا تھا

نغمہ پردازان بلبل ہزار داستان و زمزمہ سرایان مرغ خوش الحان گلشن طبیعت رنگین مین طوطی زبان شکرستان
کو عین بہار مین چہچہہ نواز کر کے بیان داستان رنگارنگ کے بہ عبارت نفیس قلم شاخسار شگفتہ و تر و
تازہ سے صفحۂ قرطاس کو یون زیب و زینت دیتے ہین۔ کہ ایک روز ابوعمرو بن شداد حبشی

واسطے شکار کھیلنے کے گیا تھا جب شکار کھیلکر پھرا تو راہ میں ایک مرد درویش کو دیکھا کہ کاغذ سفید و باریک کی تصویر بنا کر ہاتھ میں
کھڑی کی ہی اور آدمیوں کا شہر کے گرد اُسکے ہجوم ہی پس یہ دیکھکر ابو عمرو بن شداد حبشی بھی وہاں آیا اور اُس فقیر سے پوچھا کہ تیرے
ہاتھ میں کیا ہی فقیر نے کہا کہ تصویر شفیعہ مشکبار دختر اطہر زنگی کی ہی وہ حبشی دیکھتے ہی تصویر بے نظیر کو عاشق و شیدا ہوا
اور اُس فقیر کو بہت سا زر و جواہر دے کر تصویر لے لی دوسرے روز نوے ہزار سوار جرار اپنے ہمراہ لیکر سمت زنگبار روانہ ہوا
جب قریب ملک زنگبار پہونچا تو خبر اطہر زنگی کو ہوئی کہ ابو عمرو بن شداد حبشی بارادہ کتخدائی ملکہ شفیعہ مشکبار آتا ہی
کہ وہ تصویر دیکھکر عاشق ہوا ہی اور تصویر اُسکے پاس ہی اطہر زنگی نے فوج کو حکم دیا کہ باہر قلعہ کے خیمے برپا ہوں غرضکہ اسی روز
سامان جنگ تیار ہوا خیمہ بارگاہیں استادہ ہوئیں اطہر زنگی اپنی بارگاہ میں داخل ہوا طبل جنگ بجوایا اُدھر بھی نقارۂ زری
پر چوب پڑی رات بھر سامان جنگ دونوں لشکروں میں رہا صبح کو میدان جنگ میں دونوں لشکر صف آرا ہوئے بعد نقابت
نقیبان اطہر زنگی میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے ابو عمرو بن شداد حبشی مقابلہ کو نکلا اور نعرہ کرکے کہا او اطہر
زنگی اگر تجھکو اپنی جان بچانا منظور ہی تو اپنی دختر کو مجھے دے ورنہ تجھکو قتل کرکے تیری دختر کو اپنی کنیزی میں لاؤنگا آخر کار
بعد ہمسخنی و گرزنی کے نیزہ بازی ہوئی چند طعن میں ابو عمرو بن شداد نے اطہر زنگی کا ہوا لی کیا اطہر زنگی نے تلوار
ماری عمرو بن شداد نے خالی دی اور بند دست پکڑکے اُٹھا لیا اطہر زنگی نے امان چاہی اور کہا کہ آجکی شب غور کرکے
صبح کو جواب دونگا ابو عمرو بن شداد نے کہا بہتر ہی غرضکہ اطہر زنگی کا ایک بھتیجا قاموس زنگی تھا اُس سے اطہر زنگی
نے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہی اور اس میں کیا کرنا چاہیے قاموس زنگی نے کہا کہ ابو عمرو بن شداد سے کہو کہ تم جب
مکہ کو فتح کروگے تو اپنی دختر کی شادی تمھارے ساتھ کرونگا یہ سنکر ابو عمرو بن شداد فوج لیکر نوے ہزار سوار کے
ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا بعد چند روز کے برابر کوہ بو قبیس کے آکر ابو عمرو بن شداد اُترا امیہ ضمری نے یہ خبر خواجہ
عبدالمطلب کو پہونچائی دروازہ قلعہ کا بند کروادیا دوسرے روز ابو عمرو بن شداد نے قلعہ پر دھاوا کیا
مگر کچھ نہوا ابو عمرو بن شداد شام کو پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا اور کہلا بھیجا اگر اپنی خیریت اور جان بری تم لوگ چاہتے ہو تو قلعہ کو
کھولدو کہ میں اپنا قبضہ کروں بعد چند روز کے پھر قلعہ تمکو دے کر چلا جاؤنگا خواجہ عبدالمطلب نے جواب میں تحریر
کیا کہ میں اپنے سرداروں سے مصلحت کرکے قلعہ خالی کردونگا ابو عمرو بن شداد حبشی نہایت خوش ہوا
اور وہیں قیام کرکے منتظر جواب کا ہی ادھر خواجہ عبدالمطلب نے اُسی وقت ایک نامہ امیر ابوتقیر حمزہ صاحبقران زمان
کو تحریر کیا کہ ای فرزند جلد ہماری اور ہمارے متعلقوں و قلعہ کی خبر لو کہ ابو عمرو بن شداد حبشی کی قلعہ پر چڑھائی ہی مگر میں نے
مصلحتاً اُسکو باتوں میں لگا رکھا ہی غرضکہ یہ نامہ لکھکر خواجہ عبدالمطلب نے امیہ ضمری کو دیا امیہ ضمری جانب کنتور
خدمت امیر ابوتقیر میں روانہ ہوا جب کوہ کنتور پر امیہ پہونچا کھڑا ہو کر ہر طرف دیکھنے لگا ناگاہ عمرو آتا تھا اُسنے دیکھا
کہ امیہ ضمری باپ میرا کھڑا ہوا ہی ایک گوشہ میں آکر صورت بدو کی بنائی جیسے کہ عرب صحرائی ہوتا ہی اور قریب اپنے باپ
امیہ ضمری کے آیا اور ایک پتھر اٹھا کر اونٹ کے منھ پر مارا اور امیہ کو للکارا او عرب اگر تو اپنی جان کی خیر چاہتا ہی
تو شتر و اسباب و لباس اپنا مجھکو دیدے امیہ ضمری منت و سماجت کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا خواجہ عمرو نے نہ مانا
آخر کار خواجہ عمرو نے اپنے پدر سے سب کپڑے اور اسباب اور شتر چھین اور پکڑ کر خدمت امیر ابوتقیر میں لایا
اور عرض کیا کہ آج وہ کام کیا ہی میں نے کہ تمام عمر نہ کیا ہوگا امیر نے فرمایا وہ کام کیا کیا کچھ بیان کرو خواجہ عمرو نے
کہا کہ میں نے اپنے باپ کے ساتھ عیاری کی کہ شتر و لباس وغیرہ چھین لیا امیر ابوتقیر نے فرمایا کہ کہاں ہی خواجہ عمرو
نے کہا کہ باہر بارگاہ کے ہی امیر ابوتقیر نے فرمایا کہ اُسے میرے سامنے لاؤ ایک ملازم گیا اور جاکے امیہ ضمری کو

سامنے امیر ابو قیر کے لایا دیکھا امیر ابو قیر نے کہ امیہ ضمری سر و پا برہنہ نالان و گریان چلا آتا ہے جب قریب آیا رو رو کر
عرض کیا کہ میری داد دیجیے آپ کے لشکر میں آکر میں لوٹا گیا کہ لباس اور اونٹ اور اسباب سب چھین لیا امیر ابو قیر
نے سب اور لباس و اونٹ وغیرہ امیہ ضمری کے حوالے کیا امیہ ضمری منفعل ہوا اور کہا کہ آپ کون ہیں نہایت حق شناس
ہیں سچ سچ اپنا حال بیان کیجیے امیر ابو قیر نے فرمایا تو نے مجکو نہیں پہچانا نام حمزۂ صاحبقران زمان بن خواجہ عبد المطلب
اور یہ مکاری تیرے بیٹے خواجہ عمرو کی ہے امیہ ضمری یہ سنکر غضبناک ہوا اور کہا او ظالم تو نے مجکو ذلیل و خوار کیا
تو بھی اسی طرح اپنے فرزند کے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوگا امیر ابو قیر نے امیہ ضمری کو سمجھایا اور لطف و مہربانی
کی امیہ ضمری نے نامہ خواجہ عبد المطلب کا دیا حمزۂ صاحبقران نے نامہ کو پڑھا اور امیہ ضمری کو اسی وقت
جواب دے کر رخصت کیا اور کہا کہ تو پہلے چل میں بھی آتا ہوں اور کوئی فکر کرتا ہوں امیہ ضمری کوہ کنتور سے طرف
مکہ کے راہی ہوا تھا حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو بلایا اور کہا تیری کیا رائے ہے اس بارے میں کیا کرنا چاہیے
خواجہ عمرو نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ یہاں لشکر میں اپنی جگہ پر کسی کو چھوڑ دیجیے جو بہادر و زبردست ہو اور آپ مجکو
ہمراہ لیکر مکہ کو چلیے امیر ابو قیر کو یہ رائے پسند آئی اور اپنا جانشین بہمن کو کیا اور سرداروں کو بلاکر تشفی و دلاسا
دیا اور کہا کہ تم گھبرانا نہیں میں انشاء اللہ بہت جلد آتا ہوں یہ کہکر امیر ابو قیر حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر
خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور بہ تعجیل تمام راہ طے کرتے چلے آتے تھے اب یہاں کا حال
سنیے کہ روز وعدہ خواجہ عبد المطلب جب گذر گیا دوسرے روز ابو عمرو بن شداد حبشی اسی ہزار سوار اور یک ہزار
فیل جنگی ہمراہ لیکر سوار ہوا اور خواجہ عبد المطلب سے کہلا بھیجا کہ وعدہ تمہارا گذر گیا بہتر یہ ہے کہ قلعہ کو خالی کردو
ورنہ بہ جان لیجیے گا کہ ٹھوکروں سے ہاتھیوں کی دروازۂ قلعہ کو ٹکڑے ٹکڑے کردونگا اور سب کو مار کر نکالدونگا
خواجہ عبد المطلب نے کہلا بھیجا کہ او نابکار و ستم شعار تو مجکو مجبور و ناچار سمجھتا ہے جب تک میرے دم میں دم ہے
کیا مجال ہے تیری جو آنکھ اٹھا کر قلعۂ مکہ کی طرف دیکھ سکے ابو عمرو بن شداد یہ سنکر نہایت درہم و برہم ہوا اور غضبناک ہو کر
قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ نے ایسی توپوں کی باڑھ برابر ماری کہ مثل آتشبازی کے آتش بیکار بھڑکی بارہ ہزار سوار جرار شدادی
قتل ہوئے ابو عمرو بن شداد نے غصہ سے فیل جنگی کو دوڑایا اور قریب دروازۂ قلعہ پہونچا فیل ہچک گیا اور دروازے
پر سجدہ کرنے لگا ابو عمرو بن شداد اور زیادہ پر غضب ہوا اور کجک مارکے اٹھایا مگر فیل نے سر اپنا سجدے سے نہ اٹھایا جب
تو ابو عمرو بن شداد نے غصہ سے تلوار خرطوم فیل پر ماری کہ خرطوم اسکی قلم ہوگئی ابو عمرو بن شداد جست کرکے خندق
کے اس پار ہوا اور پھاٹک کے قریب آکر چاہا کہ عمود گرانبار مارے کہ پھاٹک چور چور ہو جائے خواجہ عبد المطلب
نے بدرگاہ رب العزت مناجات کی اے قاضی الحاجات اے رفیع الدرجات اے حلال مہمات اے معبود برحق یہ خانہ کعبہ
مبارک ہے تیری ذات خاص نمونہ پرستش و سجدہ گاہ عالم و عالمیان ہے اسکی حرمت تیرے ہاتھ ہے تو ہی اسکا حافظ
و نگہبان ہے کوئی کافر اس پر ظفریاب نہو ہنوز ابھی دعاے خواجہ عبد المطلب تمام نہوئی تھی مصرع کہ دامن دشت
گرد سے برخاست ✤ ایک ساعت نہ گذری تھی کہ دامن غبار ہوا صحراے لق و دق سے چاک ہوا اور وہیں سے
نعرہ ہوا نعرۂ امیر ابو قیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار ✤ سہم صف شکن خسرو نامدار ✤ ضیغم
بہ میدان جنگ آزمان ✤ بہر سو شود الامان الامان ✤ ساتھ ہی اسکے دوسرا نعرہ ہوا
نعرۂ عمرو کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم ✤ خال از رخ زنگ بداختر بہ برم ✤ از محفل خسروان جو گردم ساقی ✤ جام و
قدح و صبوح ساغر بہ برم ✤ آواز نعرہ ہاے شیران روزگار سنکر ابو عمرو بن شداد حبشی گھبرایا اور پھر کر دیکھنے لگا

کہ امیر با توقیر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی آ پہونچے امیر با توقیر نے تیغ صمصام کھینچی عمرو نے بھی بہیجہ عیاری نکالا ابو عمرو بن شداد نے مقابلے مین آکر تلوار ماری امیر با توقیر نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ابو عمرو بن شداد نے امان مانگی کہا دین اسلام قبول کرتا ہون امیر با توقیر نے اُسکو چھوڑ دیا ابو عمرو بن شداد طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر خوف جان سے مسلمان ہوا اور اپنے لشکر مین آکر اُسی وقت مع فوج اپنے ملک کو کوچ کر گیا یہان امیر با توقیر مع خواجہ عمرو داخل قلعہ ہوئے اور بدر نامدار کو جو آگیا خواجہ عبد المطلب نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو گلے سے لگایا اور دعاے ترقی جاہ و جلال دی عمرو بھی آداب بجالایا اور قدمبوسی خواجہ عبد المطلب کی حاصل کی اُدھر ابو عمرو بن شداد ایک مقام پر اُترا اور شکار کھیلنے کو صحرا مین آیا وہان خبر پائی کہ شہنشاہ نوشیروان یکہ و تنہا شکار کھیلنے کو آیا ہی اُسی وقت ابو عمرو بن شداد حبشی نے فیل جنگی کو دوڑایا اور آکر شہنشاہ نوشیروان کو گرفتار کر لیا اور حوضۂ فیل پر ڈالکر اپنے ملک کی طرف چلا راہ مین ابو عمرو بن شداد نے نوشیروان سے کہا اگر تو اپنی دختر کو میرے پاس لاے اور شادی کر دے تو بہتر ہی ورنہ تجکو قتل کرونگا جب یہ خبر بختک کو پہونچی کہ نوشیروان کو ابو عمرو بن شداد نے گرفتار کر لیا ہی فخر کو بادشاہ کیا اُدھر ابو عمرو بن شداد نے نوشیروان کو لاکر قفس آہنی مین بند کیا کہا جب تک تو اپنی دختر ملکہ مہر نگار کو نہ بلوا دیگا تجکو ہرگز نہ چھوڑونگا نوشیروان نے کہا کہ حمزہ صاحبقران بڑا زبردست عرب ہی ملکہ مہر نگار اُنکے قبضہ مین ہی اُسکا آنا بہت مشکل ہی ایک روز ابو عمرو بن شداد حبشی نے رات کو پنجرا بادشاہ نوشیروان کا اپنے پلنگ کے پاس رکھوایا اور کہا ای نوشیروان کچھ کہانی کہہ نوشیروان نے کہا مجھکو کوئی کہانی کہنا نہین آتی ہی اگر کہہ تو مین کچھ اپنا حال بیان کرون ابو عمرو بن شداد نے کہا بہتر ہی بیان کر نوشیروان نے قصہ حمزہ صاحبقران شروع کیا ابو عمرو بن شداد نے پنجرا نوشیروان کا پلنگ کے اوپر لٹکوا دیا جب نوشیروان قصہ کہتے کہتے خاموش ہوا اسنے پانون مین مارا اب اُدھر کا حال ملاحظہ کیجیے کہ امیر با توقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ تم جاکر ذرا اکتور کی خبر لاؤ کہ بہمن نے میرے لشکر سے کیا سلوک کیا خواجہ عمرو طرف کتتور کے روانہ ہوئے اس طرف بختک نے حکیم خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ تم قرعہ پھینکو کہ معلوم ہو نوشیروان کو حمزہ صاحبقران رہا کرینگے یا نہین خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ نوشیروان رہا ہو جائیگا بختک نے کہا کہ نوشیروان کیونکر رہا ہوگا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران ہم سبکے دشمن ہین خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ذمہ ہمارا خواجہ بزرجمہر نے ابو الخیر کو روانہ کیا ابو الخیر خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچا اور رقعہ خواجہ بزرجمہر کا دیا حمزہ صاحبقران رقعہ خواجہ بزرجمہر پڑھتے ہی چلے جب خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے امیر با توقیر نوشیروان اگرچہ کاذب و کافر ہی مگر ضرور چاہیے ہی آپ کو کہ میری خاطر سے نوشیروان کو رہا کیجیے امیر با توقیر خواجہ بزرجمہر سے یہ سنکر اُسی وقت حبش کی طرف روانہ ہوئے جب برابر حبش کے پہونچے نزدیک باغ ابو عمرو بن شداد حبشی کے اُترے دن بھر آرام کیا وقت شب لباس سیاہ پہنکر چلے اور کمند پھینککر محل پر ابو عمرو بن شداد حبشی کے پہونچے دیکھا کہ نوشیروان قفس آہنی مین بند ہی اور داستان ہماری بیان کر رہا ہی امیر با توقیر برابر نوشیروان کے جاکر بیٹھے اور اپنے تئین ظاہر کیا نوشیروان ڈرا امیر با توقیر نے کہا کیون ڈرتا ہی مین تجکو رہا کرنے آیا ہون یہ کہکر قفس آہنی مع نوشیروان ہاتھ مین اُٹھاکر در باغ پر آئے وہان اشقر دیوزاد کو نہ پایا تلاش کرتے ہوئے صحرا کی طرف چلے گئے اور پنجرا و باغ پر رکھدیا سوچے کہ اگر لیلو نگا اور یہان ابو عمرو بن شداد جو صبح کو بیدار ہوا اور پنجرا نوشیروان کا نہ دیکھا

اُسی وقت عیاروں کو خبر کے واسطے روانہ کیا ایک عیار نے آکر خبر دی کہ قفس نوشیروان در باغ پر رکھا ہی ابو عمرو بن شداد آیا اور پنجرا نوشیروان کا اٹھا لیگیا اور باغ مین لایا اور کہا ای نوشیروان تو کس واسطے بھاگ گیا تھا نوشیروان نے کہا میرا امیر مجکو اٹھا لیگیا تھا ابو عمرو بن شداد حبشی نے کہا واہ کیا خوب لہن گل دیگر شگفت

دو کلمے داستان صعوبت نشان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان ہوتے ہین

رہ نوردان صحرای وحشت انگیز و بادیہ پیمایان دشت صعوبت خیز اس داستان گردش آئین کو نوک خامہ مشکبار سے تحریر پر یون لاتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملک لقور سے بہمن و لشکر اسلام کی خبر لیکر پھر سے مکہ مین آئے خواجہ عبد المطلب کو مجرا کیا اور قدمبوسی حاصل کی امیر باتوقیر کو پوچھا خواجہ عبد المطلب نے فرمایا کہ امیر کشور گیر طرف ملک مدائن کے گئے ہین خواجہ بزرجمہر کا خط آیا تھا نہین معلوم اُس مین کیا لکھا تھا خواجہ عمرو اُسی وقت طرف ملک مدائن کے روانہ ہوئے جب مدائن مین خواجہ بزرجمہر کے مکان پر پہونچے خواجہ عمرو نے خواجہ بزرجمہر سے امیر باتوقیر کا حال دریافت کیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ امیر باتوقیر ملک حبش کو گئے ہین خواجہ عمرو یہ سنکر حبش کی طرف چلے جب حبش پہونچے تو معلوم ہوا کہ امیر باتوقیر برای تلاش اشقر دیوزاد جنگل کی طرف گئے ہین عمرو بھی صحرا کی طرف راہی ہوئے جب خواجہ عمرو قریب صحرای زنگبار کے پہونچے دور سے ایک گوہر شبچراغ نظر پڑا قریب جاکر دیکھا امیر باتوقیر ریگ بیابان مین غرق پڑے ہوئے ہین خواجہ عمرو نے امیر باتوقیر کو نکالا امیر باتوقیر بیہوش تھے پانی چھڑکا اور پلایا امیر باتوقیر نے بڑی دیر کے بعد چشم نیم وا سے دیکھا عمرو نے کہا ای امیر باتوقیر اٹھو مین خواجہ عمرو ہون امیر باتوقیر جب ہوشیار ہوئے اُٹھے عمرو نے حال بیان کیا اور امیر باتوقیر کو بصورت ہمسایہ بنایا اور آپ بصورت بازیگر بنکر چلا اور سامنے ابو عمرو بن شداد کے بازی کرنے لگا وہ سب حبشی تماشا دیکھنے مین مشغول ہوئے ادھر امیر باتوقیر نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نعرہ امیر عرب صیغم روزگار ہ منم صدق نشکن خسرو نامدار ہ زتیغم بمیدان جنگ آزمان ہ بہیر سوشنو الامان الامان ہ حبشیون کو معلوم ہوا کہ یہ حمزہ صاحبقران ہین چہار طرف سے نرغہ کرکے آپڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی عمرو نے بھی نیمچہ کھینچا اور لڑنے لگا ادھر امیر باتوقیر اور عمرو اور اُدھر کئی ہزار حبشیان زبردست اب دونون آدمی گھر گئے گرفتار ہوا چاہتے ہین یکایک اشقر دیوزاد سامنے سے پیدا ہوا اور ہر غول پر جھپٹ جھپٹ کر حملہ کرنے لگا کفار سب پراگندہ ہوئے اشقر دیوزاد نے آتے ہی فوج حبش مین تلاطم ڈال دیا ادھر امیر باتوقیر لڑتے ہوئے تلوارین مارتے ہوئے برابر ابو عمرو بن شداد حبشی کے پہونچے اُسنے تلوار ماری امیر باتوقیر نے بار بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور بند دست پکڑ کر اٹھا لیا اور چرخ دیکر چاہتے ہین کہ زمین پر دے مارین کہ فوج حبش سے صدای الامان الامان بلند ہوئی امیر باتوقیر نے ابو عمرو بن شداد سے کہا کہ مسلمان ہو ابو عمرو بن شداد کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور بہت سے حبشی دین اسلام سے بہرہ یاب ہوئے امیر باتوقیر نے ابو عمرو بن شداد کو چھوڑ دیا اور ملک اُسکا اُسی کو بخشا پھر نوشیروان کو رہا کرکے امیر باتوقیر طرف مدائن کے روانہ ہوئے اور اب مکہ معظمہ کو تشریف فرما ہوئے سرداران مکہ نے پیشوائی کرکے امیر کو داخل قلعہ مکہ کیا جب امیر باتوقیر قیام پذیر خانہ کعبہ ہوئے وہان لشکر اسلام مین امیر باتوقیر بہمن کو اپنا جانشین کرکے آئے تھے بیٹی اُسکی ملکہ طوربانو کہ خدمت مین ملکہ مہرنگار کی رہتی تھی ایک دن طوربانو نے ملکہ مہرنگار کو مجرا کیا اور عرض کیا امیدوار ہون کہ حضور میری دعوت قبول کرین کہ قلعہ کستور کے اندر ایک باغ ہے

کہ اُسکو گلشن آباد کہتے ہین اگر حضور اُس باغ کی سیر کو چلین تو اُسکو آراستہ کراؤن ملکہ مہر نگار نے کہا کہ سچ کہتی ہی تو طور بانو نے کہا حضور دروغ نہین ہی ملکہ مہر نگار نے کہا کہ بغیر امیر با توقیر کے کیونکر جاؤن نہین معلوم انکی اجازت ہو کہ نہو طور بانو خاموش ہو رہی ملکہ مہر نگار نے کہا کہ تو عمرو بن حمزہ یونانی کو بلا لا جب عمرو بن حمزہ یونانی اندر محل کے آئے ملکہ مہر نگار نے کہا ای عمرو بن حمزہ یونانی طور بانو نے میری دعوت کی ہی مگر شہر کتور کے باغ مین تمہاری کیا صلاح ہی جاؤن کہ نہ جاؤن شہزادے نے کہا امان جان بالفعل امیر با توقیر نہین ہین مناسب تو نہین ہی مگر طور بانو بھی عزیز ہی اور دعوت کا رد کرنا اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ آپ جایئے اور ایک دو روز رہ کر چلی آیئے ملکہ مہر نگار نے منظور کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے حکم دیا کہ منادی ندا کر دے کہ قلعہ مین کوئی مرد نہ رہے سب باہر قلعہ کے نکل جائین غرضکہ ملکہ محافہ مین سوار ہو کے تماشا قلعہ کتور کا دیکھتی ہوئی داخل باغ گلشن آباد ہوئی باغ کو جو دیکھا نہایت شاداب و تر و تازہ ہی نہالہای میوہ دار جھوم رہے ہین گلہای رنگا رنگ کھلے ہوئے ہین طائران خوش الحان زمزمہ سازی کر رہے ہین بیچ مین بارہ دری نہایت خوشنما مثل قصر خلد برین زیبندہ ہی اور صحن مین ایک نہر بہتر از نہر لبن آب شفاف سے لبریز ہی ملکہ باغ کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور نہایت دل فرحناک ہوا طور بانو نے ملکہ مہر نگار کو تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور بزم شاہانہ آراستہ ہوئی طور بانو اور کنیزان مرصع پوش دُر در گوش گرد ملکہ مہر نگار کھڑا کیا یہان بزم طرب آراستہ ہی اور ملکہ مہر نگار تخت پر جلوہ افروز ہی کہ نہال خجستہ فال نے یہ خبر زوبین کامرانی اور بیژن کامرانی کو پہونچا دی وہ دونون گبر نا ہنجار بہمن کے پاس آئے اور حال ملکہ مہر نگار کا بیان کیا بہمن نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ ملکہ مہر نگار نہایت حسین اور خوبصورت ہین زوبین کامرانی نے ملکہ مہر نگار کے حسن کی بڑی تعریف کی بہمن نے کہا کسی طرح ملکہ مہر نگار کو ذرا مجھے دکھا دو زوبین نے کہا اچھا یہ کہکر اُن تینون نے حجام کو بلوا کر چار ابرو کا صفایا کرایا سب ڈاڑھی مونچھ منڈوا کر خوب گھٹوایا اور لباس زنانہ پہنکر کچھ اسباب دعوت کا ہاتھ مین لیا اور چلے جب در باغ پر وہ تینون پہونچے خواجہ سرا نے روکا کہ تم تینون عورتین بغیر ذالک کہان جاتی ہو باغ مین حکم جانے کا نہین ہی انھون نے ناک پر انگلیان رکھکر کہا اوہی تو کیا عورتون کی بھی ممانعت ہی مردون سے پردہ کر عورتون سے بھی پردہ ہی ہم دختران سالون مقدم ہین برای زیارت ملکہ مہر نگار کے آئے ہین اگر تمھارا حکم ہو تو ملکہ کو جا کر دیکھ آئین خواجہ سرا نے کہا کہ خیر جاؤ وہ تینون باغ مین آئین اور ایک گوشہ مین پوشیدہ کھڑی ہوئین ملکہ سیر باغ مین مشغول خرام ناز تھی کہ نظران تینون کی ملکہ پر پڑی بہمن ہزار جان سے ملکہ مہر نگار پر عاشق و فریفتہ ہو گیا ایسی صورت اور ایسا حسن و جمال جو عمر بھر نہ دیکھا تھا بیہوش ہو کے گرا زوبین کامرانی نے بہمن کو ہوشیار کیا اور کان مین بہمن کے کہا کہ جلد اب باہر باغ سے نکلو ایسا نہو کہ کوئی دیکھکے پہچان لے تو قتل کیے جاؤ اب ملکہ مہر نگار جو تمام سیر باغ سیر کر کے آئی اور تخت پر بیٹھی طور بانو سے کہا کہ مجھے جسم مین لرزہ سا ہی اور طبیعت کچھ بے لطف ہو گئی ہی بہتر یہ ہی کہ اب تو مجھکو رخصت کر کہ دل میرا گواہی دیتا ہی کہ یہان ضرور کوئی نامحرم ہی طور بانو اُسی وقت اُٹھی اور تمام باغ کو دیکھا کونا کونا ڈھونڈھا کوئی نامحرم نظر نہ آیا غرضکہ ملکہ مہر نگار اور طور بانو سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئین بہمن نے کہا ای زوبین کامرانی تمنے مجھکو باغ مین لیجا کر گرفتار بلای عشق ملکہ مہر نگار کیا اب علاج بتاؤ کہ کیا کرون کس صورت سے ملکہ مہر نگار ہاتھ آئے زوبین کامرانی اور بیژن کامرانی نے کہا پہلے تو توبہ کر کے اپنے دین مین آؤ بارگاہ آراستہ کر کے دربار مین بیٹھو سرداران لشکر کو جمع کرو نذر

دین حکم جاری ہو بعد اُسکے اپنی فوج کو حکم دو کہ جہان اہل اسلام ملین مار ڈالو اور تم مطلق مسلمانون کی شرکت ظاہر و باطن نہ
کرو جب سرداران لشکر اسلام تمسے سخت کلامی کریں یا طعنہ زنی کریں تم بھی مقابلہ کر کے جنگ کرو بالفعل امیر بانو قیر مکہ
کو گئے ہوئے ہین اور کوئی سردار لشکر اسلام مین ایسا نہین ہے کہ تمہارا مقابلہ کریگا غرضکہ دوسرے روز وہ تینون جمع
ہو کر آئے اور سرداران لشکر اسلام نے جو دیکھا کہ ان تینون نے ڈاڑھی مونچھ منڈوا ڈالی ہے نہایت متعجب ہوئے کہا یہ کیا
سبب ہے مگر عمرو بن حمزۂ یونانی نے جو دیکھا بہت غصہ ہوا حکم دیا یہ تینون کیسے نا ہنجار ہین قتل کرو پہلوان عادی نے
کہا کہ امیر بانو قیر کا پاس و خیال اور ملاحظہ ہے مناسب نہین ہے ادھر ملازمان بہمن نے زیادتی اور ظلم و بدعت اردوے
لشکر اسلام مین کرنا شروع کین چند بقال و نانبائی وغیرہ کو گرفتار کر کے باندھ لے گئے جب رات کو پہلوان عادی بارگاہ
مین آیا عیار ابوالقاسم نے خبر دی کہ ملازمان بہمن فوج اسلام اور اردوے لشکر اسلام پر ظلم و بدعت کرتے ہین
پہلوان عادی یہ سُنکے برہم ہوا دوسرے روز جو بہمن بارگاہ امیر بانو قیر مین آیا پہلوان عادی سے ملاقات
ہوئی دونون بارگاہ مین آئے پہلوان عادی نے کہا اے بہمن اول تو تو نے یہ خلاف طریقۂ دین اسلام کیا کہ ڈاڑھی
اور مونچھ منڈوا ڈالی دوسرے اب ملازمون کو واسطے بدعت کے لشکر اسلام مین بھیجتا ہے کہ اُنھون نے تمام فساد برپا
کر رکھا ہے ہم لوگ فقط امیر بانو قیر کے خوف سے نہین بولتے ہین ورنہ کیا مجال جو کوئی سرکشی کر سکے تجکو چاہیے ہے کہ مسلمانون
پر شفقت و تلطف کرے اُسکے عوض مین یہ بدعت ہے بہمن نے کہا کہ اچھا تمہاری خاطر سے مین اپنے لوگون کو منع کر دونگا
اور تنبیہ و تاکید کرونگا پہلوان عادی نے طرف عمرو بن حمزۂ یونانی کے دیکھا شہزادے نے کہا کہ اچھا آج کے روز
بھی خاموش رہو دیکھا جائیگا یہ سُنکر پہلوان عادی و دیگر سردار غصہ ہو کر اپنی اپنی بارگاہ خیام مین گئے اور عمرو بن
حمزۂ یونانی بھی درہم و برہم ہو کر دربار برخاست کر کے اپنی بارگاہ مین گئے یکایک شور و غل برپا ہوا عمرو
بن حمزۂ یونانی نے پوچھا کیا ہے یہ غلغلہ کیسا ہے لوگون نے کہا کہ ملازمان بہمن زیادتی کرتے ہین فساد
برپا ہے عمرو بن حمزۂ صاحبقران نے کہا کہ ان بیحیاؤن کو مار کے لشکر سے نکالدو چنانچہ تلوار چلی تین سو
اہل اسلام قتل ہوئے اور دو سو آدمیون کو لوگ بہمن کے گرفتار کر کے لے گئے دوسرے روز عمرو بن حمزۂ یونانی
دو سو آدمی ہمراہ لیکر بہمن کے پاس آئے اور کہا اے بہمن مین جانتا ہون تجکو ژوبین اور سُرن نے گمراہ کر دیا ہے
اگر تجکو عزت اپنی رکھنا منظور ہے تو جانشینی امیر بانو قیر کی چھوڑ دے اور جگہ سے امیر بانو قیر کی اُٹھ جا نہین تو یہی
تلوارین مار دونگا کہ نام و نشان نہ باقی رہیگا ژوبین نے اشارہ کیا کہ اُٹھ کے چلا جا بہمن اُسکے کہنے سے اُٹھ گیا
اور جاے امیر بانو قیر چھوڑ دی شہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی جاے امیر بانو قیر پر متمکن ہوئے سرداران لشکر
اسلام نے مبارکباد دی اور نذرین گذرانین اُدھر بہمن ژوبین کاوائی کے اغوا کرنے سے اپنی بارگاہ مین آیا
اور دربار جمع کیا ژوبین سے کہا اب کیا کرنا چاہیے ژوبین نے کہا پہلے طور بانو کی فکر کر کہ وہ تیرے دین مین آئے
نہین تو قتل کر بہمن نے کہا کہ طور بانو خدمت مین ملکہ مہرنگار کی ہے اُسکو کیونکر قتل کر سکتا ہون ژوبین نے
کہا کہ طور بانو کو کسی حیلہ سے طلب کر اور چار سو آدمی مسلح و مکمل زیر پردۂ خیمہ پوشیدہ کر جب طور بانو آئے اُسکو سمجھا اگر وہ
بُت کو سجدہ کرے تو بہتر ہے ورنہ اُنھین لوگون سے حکم کر کہ وہ اُسکو قتل کرین یہ سُنکر بہمن نے طور بانو کو بلوایا طور بانو
ملکہ مہرنگار سے اجازت لیکر لباس شاہانہ پہنکر گھوڑے پر سوار ہوئی اور بارگاہ بہمن مین آئی باپ کو مجرا کیا اور
بیٹھ گئی بہمن نے کہا اے ملکہ طور بانو تجکو خبر ہے یا نہین مین تو دین اسلام سے پھر گیا اور خدا پرستی چھوڑ دی اب بہتر
یہ ہے کہ تو بھی دین اسلام کو چھوڑ کر بُت پرستی اختیار کر طور بانو نے کچھ جواب نہ دیا بہمن اُٹھا اور ایک بُت کلان کو

لاکر سامنے طور بانو کے رکھدیا اور کہا کہ اسکو سجدہ کر یا جواب دے ملکہ طور بانو نے جو گوشۂ چشم سے خیال کیا کہ لوگ پردہ ہا
بارگاہ میں شمشیر بکف مستعد قتل پر کھڑے ہیں ملکۂ طور بانو اٹھی اور بت کلان کے سامنے قبلہ کی طرف سجدے میں جھکی اور
راز دل بیان کیا اور بتضرع و زاری درگاہ جناب باری میں عرض کیا ای خداے عزوجل تو محبوب عالم و دانا ہی کہ یہ کبیر
ناہنجار میرے قتل کی فکر میں ہی میں ہرگز ہرگز اس بت نالایق کو سجدہ نہیں کرتی تو بندہ اور سجدہ ہی بس دو انگلیون کی
محراب کرکے سجدہ کیا جب سر سجدے سے اٹھایا بہمن بہت خوش ہوا اور ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا ای ملکہ کوئی ایسی فکر کر کہ ملکہ
مہرنگار میرے ہاتھ آئے طور بانو نے کہا بہت خوب یہ کتنی بڑی بات ہی اگر حکم ہو تو جاؤن اور کچھ فکر ملکۂ مہرنگار
کی کرون بہمن نے کہا جا اور بہت جلد اسکی فکر کرنا ملکۂ طور بانو بہمن سے رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور ملکۂ مہرنگار
کی خدمت میں آئی اور برگشتہ ہونا بہمن کا اور کیفیت اپنی سب بیان کی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ بہمن آج شب کو کیا
تعجب ہی جو شبخون مارے ملکۂ مہرنگار نے کہا پھر کیا کیا جاے طور بانو نے کہا کہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو بلا کر
بارگاہ سلیمانی استادہ کرا لیجے اور آپ اُس میں مقیم ہو جیے اور گرد اُسکے خندق کھدوا دیجیے ملکۂ مہرنگار نے عمرو بن
حمزۂ یونانی کو بلایا اور ساری کیفیت بیان کی اور کہا ای فرزند بارگاہ سلیمانی برپا کرو اور چہار طرف خندق کھدوا دو
اور اُسی میں میں اور تم اور سرداران وغیرہ جمع رہیں طور بانو مقابلہ کفار کا کریگی عمرو بن حمزۂ یونانی نے کہا ای
والدۂ معظمہ امیر بانو تو قید ہو بیٹھینگے تو کیا کہینگے ملکۂ مہرنگار نے کہا کہ ای فرزند تم بھی سچ کہتے ہو مگر خاطر طور بانو بھی ضرور
ہی غرضکہ عمرو بن حمزۂ یونانی نے ایسا ہی کیا ملکہ طور بانو جوشن بسلاح حرب جسم پر لگا کر مسلح و مکمل ہو کر در بارگاہ
سلیمانی پر بیٹھی جب نصف شب ہوئی بہمن ایک لاکھ ستر ہزار سوار مع ژوبین و بیژن کے ہمراہ لیکر آیا اور شبخون
مارا جب داخل بارگاہ ملکۂ مہرنگار ہوا دیکھا بارگاہ خالی پڑی ہی نہ ملکۂ مہرنگار ہی نہ طور بانو ہی بہمن نے کہا کہ
ملکۂ مہرنگار وغیرہ کہاں گئی ژوبین کامرانی نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب بارگاہ سلیمانی میں ہیں بہمن
بارگاہ سلیمانی پر آیا ہنگام شب تاریک میں معلوم نہوا بہت سے لوگ بہمن کے خندق میں گر کے مر گئے لشکریون
نے آواز دی کہ ادھر دیکھ بھال کے آنا گرد بارگاہ کے خندق عمیق ہی بہمن ہنسا اور کہا کہ واہ وا بارگاہ کو قلعہ
بنایا ہی اس سے کیا ہوگا اگر میں نے ایک مسلمان کو بھی زندہ چھوڑا تو نام اپنا بہمن نہ رکھا غرضکہ اسی تلاطم میں صبح
ہو گئی اور دن چڑھ گیا ژوبین نے کہا ای بہمن اگر چاہتا ہی تو مسلمانون پر فتحیاب ہو پہلے طور بانو کو قتل کر پھر
اہل اسلام کا مار لینا آسان ہی یہ سنکر بہمن نے کرگدن کو دوڑایا ادھر طور بانو نے ایک تیر سہ پہلو کمان میں پیوستہ
کرکے جو مارا کرگدن کی پیشانی پر پڑا بہمن مع کرگدن گرا بہمن لوٹ پوٹ کے پھر اٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے
کرگدن پر سوار ہوا طور بانو نے اُسکو بھی گھائل کیا اسی طرح طور بانو نے تین کرگدن مارے اور کہا
او ملعون تیرا قتل کرنا بہت آسان ہی بہتر یہ ہی کہ جو کچھ کیا وہ کیا اب منفعل ہو کے توبہ کر اور دین اسلام قبول کر ورنہ
ناحق جہنم میں جائیگا بہمن وہان سے پھرا اور کہا میں طور بانو سے مقابلہ نہ کرونگا ژوبین کامرانی نے کہا نامردی کی کیا
باتیں کرتے ہو اور کسی کو آواز دے کر مبارز طلب کرو تب تو بہمن نے بہ آواز بلند پکارا ای سرداران لشکر اسلام اگر تم
دبہادر ہو تو نکل کر میرا مقابلہ کرو نامردی کی باتیں کرتے ہو کہ آپ بارگاہ میں چھپ کے عورت کی پناہ میں بیٹھے ہو اور وہ عورت
میری دختر ہی اس وجہ سے میں اُس سے مقابلہ نہیں کرتا نہیں تو عورت کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہی کیا تم میں کوئی ایسا جری
اور دلیر نہیں ہی کہ میرا مقابلہ کرے یہ سنکر پہلوان عادی مقابلہ کو نکلا بہمن نے جھپٹ کر تلوار ماری پہلوان عادی
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر کو قلم کر کے سر پر پڑی دو ابرو تک اتر آئی عادی نے دستانہ مارا [illegible]

نکل گئی بہمن نے چاہا دوسرا ہاتھ تلوار کا مارے کہ عمر بن حمزۂ یونانی نے للکارا پہلوان عادی کو پھیر دیا
آپ بہمن سے مقابلہ کیا بہمن نے وہی تیغ خون آلود شہزادے پر ماری تلوار مرکب پر پڑی عمر بن حمزۂ یونانی
کا گھوڑا کشتہ ہوا شہزادہ جست کرکے زمین پر آیا اور جھپٹ کر تلوار ماری کہ دونوں پانوں گر کر گردن کے قلم ہوئے بہمن
کود کر زمین پر آیا اور شہزادے سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تا غروب آفتاب زور کشتی کے ہوئے کوئی زیر نہوا لشکر
بہمن میں طبل بازگشت بجا بہمن نے کہا اب کل دیکھا جائیگا دوسرے روز پھر میدان میں لشکر صف آرا ہوا بہمن
میدان میں آیا اور عمر بن حمزۂ یونانی سے مبارز طلب ہوا عمر بن حمزۂ یونانی گھوڑا جھکا کر میدان میں آیا
بہمن نے دوڑ کر تلوار ماری ادھر مرکب عمر بن حمزہ نے سکندری کھائی یہ گھوڑے کو سنبھالنے لگے تلوار بہمن کی
اگر سر پر پڑی دو ابرو تک اتر گئی عمر بن حمزہ نے دستانہ مار تلوار جھٹکا کر نکل گئی مگر چادر خون کی چہرے پر آپڑی بہمن نے
چاہا دوسرا ہاتھ تلوار کا مارے بہرام گرد بن خاقان چین للکار کر جھپٹے عمر بن حمزۂ یونانی کو پھیر دیا آپ مقابلہ
کیا بہمن نے اسی تیغ خون آلود سے بہرام کو بھی زخمی کیا جب طور بانو نے دیکھا کہ ایسے ایسے نامی سردار بہمن نے
زخمی کیے گھوڑا جھکا کر میدان میں مقابلہ کو آئی اور آتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا تھنک کر مارا کہ گرگدن کی گردن قلم ہوئی
بہمن کود کر زمین پر آیا طور بانو بھی جست کرکے زمین پر پہونچی دونوں لپٹ گئے کشتی ہونے لگی یہاں تک کہ دن تمام
ہوا شام آئی لشکر بہمن میں طبل بازگشت بجا بہمن اپنی بارگاہ میں آیا طور بانو و سرداران لشکر اسلام بارگاہ
سلیمانی میں آئی اسوقت سلطان تخت مغربی نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب تک امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران
تشریف لائیں لشکر اسلام قلعۂ تنگ حصار میں جا کر مقیم ہو رائے سلطان تخت مغربی کی سب سرداران لشکر
اسلام نے قبول کی اور اسی وقت رات کو تمام خیمہ ڈیرہ اور بارگاہیں اکھڑوا کر لشکر اسلام مع سرداران عالی مقام
و ملکہ مہر نگار وغیرہ قلعۂ تنگ حصار میں آئے اور دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے ادھر شمیم بن قاسم کتوری نے
بہمن کو خبر دی کہ ملکہ مہر نگار اور تمام سرداران لشکر اسلام وغیرہ قلعۂ تنگ حصار کو گئے بہمن یہ سنکر بہت غضبناک
ہوا اور فوج لیکر طرف قلعۂ تنگ حصار کے روانہ ہوا اور آتے ہی لڑنے لگے کئی روز تک کارزار رہی لشکر بہمن بہت
قتل ہوا آخرکار بہمن تن تنہا جست کرکے اس پار خندق کے پہونچا اور چاہا کہ زور کرکے دروازے کو توڑے کہ
سلطان تخت مغربی نے آواز دی ای بہمن سچ ہے قولہ کل شئی یرجع الی اصلہ دیکھ کہ سب سلمان کیونکر دے
ادھر آئے تونے یہاں بھی ستانا شروع کیا ملکہ طور بانو نے بھی بخاطر پدری رعایت کی مگر تونے بیوفائی سے ہاتھ
نہ اٹھایا بہمن نے کچھ نہ سنا اور دروازہ توڑ کر قلعہ میں آیا اسوقت جانب راست سے ایک شمشیر دار نقابدار سفید پوش
پیدا ہوا اور آتے ہی تلواریں مارنے لگا اس نقابدار نے ایسی شمشیر زنی کی کہ بہمن وغیرہ دنگ ہوگئے پھر لشکر اسلام
بھی مدد نقابدار سفید پوش کو پہونچا تلوار چلنے لگی ہزارہا کفار قتل ہوئے آخرکار لشکر کفار نے شکست کھائی اور
بہمن اور زوپین و بیژن بھاگ کر قلعۂ کتور میں آئے جب نقابدار سفید پوش فتحیاب ہو کر قلعہ میں آیا نقاب الٹ کر جمال
چہرۂ بیمثال اپنا سب کو دکھایا تمام لشکر اسلام بہت خوش ہوا اور دروازہ قلعۂ تنگ حصار کا بند کرکے بیٹھ رہے
ادھر زوپین و بیژن نے بہمن کو صلاح دی کہ برابر آپ چلمن کے بیٹھے ہوں اس طرف کا حال سنیے کہ امیر بانو قیر
نے خواب میں دیکھا کہ بارگاہ سلیمانی کو لشکر خوکان نے گھیرا ہے اور اہل اسلام بہت تنگ آ گئے ہیں یہ خواب دیکھتے
ہی امیر بانو قیر بیدار ہوئے اور پریشان ہوکر دوسرے روز اپنے پدر بزرگوار خواجہ عبدالمطلب سے رخصت ہوکر
روانہ ہوئے بعد چند روز کے ایک شب امیر بانو قیر راہ بھول کر خراسان کے راستہ پر نکل گئے دیکھا کہ ایک قلعہ

سامنے ہی دریافت کیا یہ کونسا شہر ہی اُسنے کہا اسکو خراسان کہتے ہین اور بادشاہ یہان کا مرزبان کلہ زن آہنی ہی
امیر بانوقیر نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ اس قلعہ کی سیر کرون خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران دونون سوداگر کی
صورت بنے اور داخل قلعہ ہوئے تمام بازار کی سیر کرتے ہوئے کاروانسرا مین آکر اترے دوسرے
روز واسطے غسل کے حمام مین آئے دیکھا اور آدمی بھی حمام مین ہین امیر بانوقیر اور خواجہ کو بصورت سوداگر
جلیل الشان دیکھکر سب نے مجرا کیا بعد اُسکے مالک حمام مع ملازمین کے آیا اور سب آدمیون کو نکال کر باہر
کیا کہا کہ جاؤ اپنی اپنی جگہ پر تمکو نہاتے ہوئے بڑی دیر ہوئی یہ سُنکے سب کے سب آدمی باہر نکلے امیر بانوقیر
اور خواجہ عمرو نہایا کئے پھر اُسی مالک حمام نے انسے بھی کہا کہ اب تم بھی جاؤ بس نہا چکے خواجہ عمرو نے کہا او
بیوقوف کچھ دیوانہ ہوا ہی ابھی غسل سے نہین فارغ ہوئے ہین کیونکر چلے جائین غرضکہ آپسمین تکرار ہوئی
عمرو نے جمانتوا مالک حمام کے کھینچ مارا اُسکی پیشانی زخمی ہوئی وہ تیورا کے گرا اور ملازم دوڑ پڑے
کچھ زخمی ہوئے کچھ مارے گئے کچھ بھاگ کر مرزبان کلہ زن آہنی کے پاس آئے اُسنے پوچھا کیا ہوا
قاموس سبک رفتار نے کہا کچھ لوگ حمام مین نہانے کو آئے ہین اُنھون نے یساولون کو قتل کیا
مرزبان کلہ زن نے کہا کہ انکو کچھ کہا ہوگا مین خود جاکر پوچھتا ہون غرض مرزبان کلہ زن خود آیا بیٹھ گیا
مگر تعظیم نہ کی مرزبان کلہ زن کو تعجب ہوا پوچھا کہ تم کون ہو کسنے میرے یساولون کو کس تقصیر پر قتل کیا
خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ اُنھون نے بدزبانی کی تھی انکو سزا دی گئی مرزبان کلہ زن نے کہا کیا تم
کیانی ہو خواجہ عمرو نے کہا ہم مرد سوداگر ہین یہ ہمارا بھائی ہی ہمارا نام خواجہ بازرگان شامی ہی اور میرے
بھائی کا نام خواجہ سینا سوداگر خداپرست ہی لشکر امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران مین رہتے ہین مرزبان
کلہ زن نے کہا مین چاہتا ہون کہ نوشیروان سے دوستی پیدا کرکے جاؤ اور امیر بانوقیر سے ایکبار
مقابلہ کرون اے سوداگر سچ کہہ کہ امیر بانوقیر سے عہدہ برآ ہو سکونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ سچ تو یہ ہی
کہ یہ میرا بھائی جو ہی اس مین زور اور قوت امیر کے برابر ہی اگر تو اسکو بفن سپہ گری زیر کر دیگا تو حمزۂ
صاحبقران کو بھی زیر کریگا مرزبان کلہ زن نے کہا کہ کل مقابلہ ہوگا اور شہر مین منادی کر دی جسکو
زور اور کشتی دیکھنا ہو وہ کل فلان مقام پر آئے مرزبان کلہ زن آہنی ہمسر حمزۂ صاحبقران سے
مقابلہ کریگا غرضکہ تمام خلقت صبح کو وہان جمع ہوئی اور مرزبان کلہ زن اور خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران
بھی آئے کشتی ہونے لگی چار پہر دن زور ہوا کئے آخر قریب شام امیر کشور گیر نے لنگر مرزبان کلہ زن
کا توڑا اور بند کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور ہاتھ سر سے بلند کیا بعد تھوڑی دیر کے آہستہ سے زمین پر
رکھدیا مرزبان کلہ زن آہنی بہت خفیف ہوا اور کہا تھوڑے عرصہ تک آپ یہان رہیے خواجہ عمرو نے
کہا ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ ہم یہان رہین اسباب ہمارا پیچھے سے آتا ہی لیکن اب تو بالفعل کاروانسرا
مین ہم جاتے ہین کل آوینگے یہ کہکر عمرو اور حمزۂ صاحبقران کاروانسرا کی طرف روانہ ہوکے کاروانسرا
مین تھوڑی دیر ٹھہرے جب رات زیادہ آئی جانب کتور روانہ ہوئے صبح کو قاموس سبک رفتار
نے یہ خبر مرزبان کلہ زن کو پہونچائی کہ آپنے نہ پہچانا اُن دونون مین ایک حمزۂ صاحبقران اور دوسرا
عمرو عیار تھا وہ رات کو کتور کی طرف روانہ ہوگئے یہان امیر بانوقیر اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری قریب قلعہ کتور
کے پہونچے اپنے لشکر نہ دیکھا کہا اے خواجہ دریافت تو کرو کہ لشکر کیا ہوا عمرو گیا اور ایک پیر مرد کو پاس امیر کے لایا

امیر باتوقیر نے اُس سے پوچھا کہ کچھ تجکو خبر ہے لشکر اسلام کہاں گیا اُس پیر مرد نے کہا اے صاحب یہاں بڑے بڑے معرکے گذر گئے بہمن دین اسلام سے پھر گیا اور طور بانو نے اُسکو شکست دی سردار آپ کے سبب زخمی ہوئے اب قلعہ تنگ حصار میں ہیں یہ سُنکر امیر باتوقیر قلعۂ تنگ حصار میں آئے سرداران لشکر اسلام نے استقبال کیا امیر باتوقیر تخت سلیمانی پر جلوہ افروز ہوئے اور طور بانو کی امیر باتوقیر نے بڑی تعریف کی اور تلطف و مہربانی سے پیش آئے اور پوچھا کہ اب بہمن کہاں گیا طور بانو نے کہا کہ زوبین ویژن کو لیکر اب حلمن کو گیا ہے امیر باتوقیر بھی مع لشکر کوچ کرکے وہاں پہونچے اور ایک نامہ بہمن کو لکھا اور عمرو کے ہاتھ بھیجا خواجہ عمرو نامہ امیر باتوقیر لیکر گئے اور بارگاہ بہمن میں داخل ہوئے اور نامہ امیر باتوقیر کا بہمن کو دیا بہمن نے وہ نامہ پڑھا اور جواب میں اُس نامے کے لکھا کہ آبا و اجداد میرے سب بُت پرست تھے میں اُن بزرگوں کا دین و مذہب نہ چھوڑونگا اور طور بانو نے دوستی میں تمہاری تلواریں مجکو ایسی ماریں اور میری فوج سے ایسی لڑی کہ فوج میری بھاگ گئی اور تاب نہ لاسکی اگر ایک سال کی مہلت مجکو دو تو بہتر ہے بعد اُسکے پھر تم سے مقابلہ کرونگا اور اگر چاہتے ہو کہ مجکو قتل کرو تو اختیار ہے اب تو میں مُردے سے بھی بدتر ہوں یہ لکھکر نامہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو جواب لیکر آئے امیر باتوقیر نے پڑھکر کہا کہ اچھا میں نے مہلت دی عمرو متفکر ہوا اور کہا اے امیر یہ کیا کرتے ہو کیوں ملعون کو سال بھر کی مہلت دیتے ہو بہتر تھا کہ قتل کرو امیر باتوقیر نے کہا اے خواجہ تم نہیں جانتے ہو اسکو مہلت دینے میں مطلب ہے دو کام ادا ہونگے یہاں دو کام کرنا مجکو فرض ہیں اول عمرو بن حمزۂ یونانی کی ملکہ حوردخت سے شادی کرونگا دوسرے شہزادۂ قباد کو تخت شاہی پر بٹھا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ کہکر صحبت شاہانہ آراستہ کی اور شہزادۂ قباد کو پوشاک شاہانہ اور تاج جواہر نگار سے زیب و زینت کرکے تخت شاہی پر جلوہ افروز کیا تمام لشکر اسلام میں خبر مشتہر ہوئی شادی جشن سب نے برپا کی شہزادۂ قباد کو نذریں دیں غرضکہ چالیس شبانہ روز جشن شاہانہ ہوتے رہے کہ عیار خجستہ کابلی ایک درویش کی صورت بنکر برائے سیر محفل اور خبر گیری کے لشکر امیر باتوقیر کی طرف آیا خواجہ عمرو نے کمند مار کر گرفتار کیا اور خدمت امیر باتوقیر کشور گیر میں لایا اور زندان خانہ میں قید کیا اور آپ بصورت خجستہ کابلی بارگاہ زوبین کامرانی میں آیا اور مجرا کیا کہا کہ میں لشکر امیر باتوقیر میں گیا تھا بھائی میں گرفتار ہو گیا میں ابھی جان بچا کر یہاں چلا آیا زوبین کامرانی نے کہا تو کس واسطے گیا تھا خجستہ کابلی نقلی نے کہا اگر گیا تھا میں تو کیا ہوا اب میں آج کل میں امیر کو خدمت میں تمہاری لے آؤنگا القصہ آدھی رات گئے خواجہ عمرو نے زوبین کامرانی اور بیژن کامرانی کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اور خدمت امیر باتوقیر میں لایا امیر باتوقیر نے کہا کہ خواجہ انکو ہوش میں لاؤ جب دونوں ہوش میں آئے بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور دونوں کو امیر باتوقیر نے خلعت دیا اور اورنگوں پر بٹھایا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اے زوبین ویژن ملکہ حوردخت کو برضا و رغبت اپنی مجکو دو تو میں نکاح حوردخت کا عمرو بن حمزہ کے ساتھ پڑھوں ان دونوں نے لطف و مہربانی امیر باتوقیر کی دیکھکر ملکہ کو بخشدیا امیر باتوقیر نے نکاح ملکۂ حوردخت کا عمرو بن حمزۂ صاحبقران کے ساتھ کیا بعد اسکے امیر باتوقیر ملکۂ حوردخت اور عمرو بن حمزۂ یونانی کو ساتھ لیکر داخل محل ہوئے کنیزان خاص نے حجلۂ عروسی تیار کرکے دُلہن دولہا کو تخلیہ میں داخل کیا عمرو بن حمزۂ یونانی وصل ملکۂ حوردخت سے

سرور ہوے اور گوہر مقصود ملکہ رخور دخت کو حاصل ہوا اسیطرح عمرو بن حمزہ یونانی بارگاہ امیر باتوقیر مین
مین آے اور مجرا کیا اور دنگل پر بیٹھے تمام سرداروں نے مبارکباد دی امیر باتوقیر نے ثروین کامرانی وبہزن
کامرانی کو واسطے دین اسلام اختیار کرنے کے نصیحت کی اُن دونون نے کہا ای امیر باتوقیر جسوقت کہ بہمن
مسلمان ہوگا ہم دونون بھی مسلمان ہونگے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران انکو رخصت کرکے بہمن کے
پاس آے اور فرمایا کہ ای بہمن تو مسلمان ہوجا بہمن سُنکر خاموش ہورہا امیر باتوقیر نے پھر ایک نامہ بادشاہ
نوشیروان کو لکھا کہ ای شہنشاہ زمان و ای عادل نوشیروان مین چاہتا ہون کہ نواسا تمھارا شہزادہ قباد
میرے لشکر کا بادشاہ ہوا اگر خود تشریف لاؤ تو بہتر ہی نہین تو مجھے جواب لکھو کہ بموجب تمھارے فرمانے کے عمل
کیا جاے امیر باتوقیر نے یہ نامہ مسرت شمامہ ملفوف کرکے خواجہ عمرو کو دیا خواجہ عمرو نامہ لیکر روانہ ہوے
جب خواجہ عمرو بارگاہ نوشیروان مین پہونچے مجرا کیا اور نامہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نوشیروان کو
دیا نوشیروان نامہ سُنکر بہت خوش ہوا اور خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ
اگر خود تشریف لیجاےے بہت خوب ہی اور اگر نہ جاےے تو مبارکباد لکھکر بھیجدیجیے بختک بولا کہ سکہ قباد شہریار کا
نہ ہونا چاہیے یہ سُنکر نوشیروان نے خواجہ عمرو کو خلعت سات پارچے کا دیا اور تین تین خلعت امیر باتوقیر
اور شہزادہ قباد کو بہت بھاری دیے اور ایک لاکھ شاگردپیشہ کو بارہ ہزار خچر اشرفیون کے بھیجے اور جواب
تحریر کیا کہ ای امیر باتوقیر مبارک ہو تم خطبہ اسلام بنام برخوردار شاہزادہ قباد پڑھنا چاہیے اور اگر بزرگ بادشاہ
ہمکو سمجھو سکہ ہمارے نام جاری کرو بس یہ جواب نامہ لکھکر خواجہ عمرو کو دیا اور سعد زرین کمر اور سعید زرین کمر
کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمراہ کرکے قلعہ تنگ حصار کی طرف خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین روانہ کیا

دو کلمے داستان شوکت نشان دارائے ہند لندھور بن سعدان کے بیان کیے جاتے ہین

گرفتاران زندان رنج و غم و مصیبت زدگان محبس رنج و الم اس داستان صعوبت نشان کو قلم اشک ریز
سے صفحۂ قرطاس اندوہ اساس پر لسبوا اندوہ دل غم جانکاہ یون لکھتے ہین کہ جب دارائے ہند لندھور
بن سعدان کو تخمیناً سترہ برس قید شدید بشاہ صفاترک مین گذرے ایک روز قیدخانہ مین لندھور
حیران و پریشان مضطر و نالان بیٹھ کے رونے لگا اور ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھاکر بدرگاہ بے نیاز یون
ملتجی ہوا ای قاضی الحاجات و ای چارہ گر بیکسان جلال مہمات اب تو اس بندۂ عاجز پر رحم کر یا تو کوئی سبب
اس قید بلا کے رہائی کا کر یا ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے کیونکہ اب یہ سختی مجھسے نہین
اُٹھ سکتی یہ مناجات تضرع و زاری کرتے کرتے عالم غشی طاری ہوا آنکھین بند ہوئین سو گیا سخت خوابیدہ بیدار
ہوئے عجب واقعہ عالم رویا مین دیکھا نور جمال قدرت ذو الجلال نظر آیا دیکھا کہ تخت نور پر حضرت ابراہیم علے نبینا
جلوہ افروز ہوے اور دست مبارک بہ شفقت و مہربانی پشت پر لندھور کی پھیرا اور فرمایا ای فرزند قوت
جسمی بقدرت الٰہی دکھا کہ حق تعالے تجکو رہا کریگا لندھور بن سعدان یہ خواب دیکھکے بیدار ہوا اور اُسی وقت
قید آہن کو توڑا اور ہاتھ سے بزور و قوت سنگ نقب اُٹھا کر پھینکدیا اور اُس قیدخانے سے باہر آیا آن کر
نعرۂ کوہ شگاف کیا شعر حرنیہ ہاے دریارا اگر فتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم نمی دانی سمم لندھور بن سعدان
باشی ای کافران بے دین بہتر یہ ہی کہ تم سب مسلمان ہوجاؤ نہین سب کو قتل کر دونگا جسوقت افواج ترک
نے سنا چہار طرف سے نرغہ کرکے دوڑے یہان لندھور للکارتا ہوا بارگاہ شاہ صفاترک مین آیا اور

ستون بارگاہ کا اکھاڑ کر لڑنا شروع کیا جسکو وہ ستون پڑا کے مارا وہ واصل جہنم ہوا اس عرصہ مین وہ سرداران لندھور جو
بعد قید ہو جانے لندھور کے شاہ صفا ترک کے نوکر ہو گئے تھے سامنے لندھور کے آئے اور مجرا کیا اور ساتھ لندھور
کے جنگ و جدل کفار سے کرنے لگے چار پہر کامل لڑائی ہوا کی قریب شام کے لندھور لڑتا ہوا کفار کو قتل کرتا ہوا قریب شاہ
صفا ترک کے آیا شاہ صفا ترک نے تلوار ماری لندھور نے تلوار اُسکی چھین لی اور بند کمر مین ہاتھ ڈالکر
اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور قید کیا ترک سب مسلمان ہوئے ملک
کو اُسکے تخت تصرف مین اپنے لایا اور وہان شہپال بن فرخ ہندی بھی مع چند سردارون کے قید تھا اُسکو
بھی رہا کیا اور آپ تخت شاہی پر متمکن ہوا شہپال دنگل پر بیٹھا تمام سرداران لشکر جمع ہوئے دربار آراستہ ہوا
لندھور نے شہپال سے کہا کہ مجکو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے یہ امید نہ تھی کہ مجپر یہ واقعہ عظیم پڑا کہ مین
سترہ برس قید شدید مین رہا اور امیر باتوقیر نے میری خبر مطلق نہ لی شہپال نے کہا اے لندھور کوئی وجہ ہوگی
جو امیر نے خبر نہ لی پھر لندھور نے حکم کیا کہ ملک مین منادی ندا کرے کہ خبردار کوئی نام حمزہ صاحبقران کا
نہ لے اور جو کوئی نام امیر باتوقیر کا لیگا قتل کیا جائیگا ادھر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے خواجہ
آشوب اور خواجہ بہلول کو بہت سا روپیہ دے کر رخصت کیا اور ایک نوشتہ لکھدیا کہ میرے لشکر مین کوئی
مزاحمت نہ کرے غرضکہ دونون روانہ ہوئے جب بصرے مین پہونچے سوداگری کرنے لگے شدہ شدہ خواجہ آشوب
اور خواجہ بہلول کو بھی خبر ہوئی کہ لندھور نے ملک مین اپنے منادی کردی کہ کوئی امیر باتوقیر کا نام نہ لے
ان دونون نے صلاح کی کہ چلکر سیر اُس ملک کی کیجیے یہ صلاح کر کے دونون شہر مین آئے اور اسباب خرید کر کے
سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے بعد چند روز کے پہونچے اور کاروانسرا مین اُترے دوسرے روز لندھور
کی ملازمت حاصل کی لندھور نے پوچھا نام تمھارا کیا ہے انھون نے نام اپنا بتایا اور کہا ہم دونون منھ بولے
بھائی ہین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے لندھور حمزہ صاحبقران کا نام سنتے ہی درہم و برہم ہوا کہا
کہ تم نہین جانتے کہ یہان امیر باتوقیر کا نام لینے کا موقع نہین ہے تمنے نام امیر باتوقیر کا کیون اپنی زبان سے لیا خواجہ
آشوب اور خواجہ بہلول نے کہا کہ ہم ناواقف ہین ہمین نہین معلوم اگر ہمنے خطا کی ہو تو ہمکو قتل کرو لیکن
ہم حیران ہین کہ اسکا کیا سبب ہے امیر باتوقیر نے بھی اپنے لشکر کو حکم منادی کردیا ہے کہ کوئی نام لندھور بن سعدان
زبان سے نہ نکالے لندھور نے کہا آخر کیا سبب ہے انھون نے کہا کہ امیر باتوقیر اکثر شاکی تھے کہ مین اٹھارہ برس
کے بعد قاف سے پردۂ دنیا پر آیا اور لندھور بن سعدان نے خبر بھی میری نہ لی لندھور نے کہا کہ اس مین خطا
میری تھی اور نہ امیر باتوقیر کی تقصیر تھی اب اے خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول مین چاہتا ہون کہ کسی صورت سے
خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین جاؤن اور گناہ اپنا بخشواؤن اُنھون نے کہا اے لندھور اگر تم آپ سے
جاؤگے تو سبک ہوگے اور ساتھ اخلاص و دوستی کے پیش نہ آئینگے لندھور نے کہا کہ تم کوشش کرو تو عفو تقصیر ہو
اُنھون نے کہا بہتر ہے لندھور نے خواجہ آشوب کو رخصت کیا اور شہپال ہندی سے کہا اے عم نامدار اب
کیا صلاح ہے اُسنے کہا کہ پہلے خانۂ کعبہ کو جاؤ اور پدر نامدار حمزہ صاحبقران زمان خواجہ عبد المطلب سے خطا
بخشواؤ لندھور یہ سنتے ہی خانۂ کعبہ کو روانہ ہوا تیس روز کے بعد ملک بصرہ مین پہونچا وہان سے
بیت اللہ تین منزل تھا وہان مقام کر کے لندھور بن سعدان آیا

دوسرے کلمے داستان بشاشت نشان ابو عمرو بن شداد حبشی کے بیان ہوتے ہین

راویان اخبار فرحت آثار و محیران روداد مسرت نگار اس داستان خصوصیت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب ابو عمرو بن شداد حبشی مسلمان ہوکر اپنے ملک مین آیا جاسوس نے یہ خبر اطہر زنگی کو پہونچائی اطہر زنگی نے یہ خبر سنکر ساری حقیقت اپنی دختر سے بیان کی دختر اطہر زنگی نے ایک نامہ ابو عمرو بن شداد حبشی کو لکھا کہ اگر تو جاکر اس کام کا سر انجام کرے تو بہتر ہے نہین تو مین خود جاکر اس عرب کو جواب دون ولق جاسوس نامہ لیکر ابو عمرو بن شداد کے پاس آیا اور ابو عمرو بن شداد کو نامہ دیا ابو عمرو بن شداد حبشی نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوا خانہ کعبہ مین پہونچتے ہی قلعہ کو گھیر لیا لڑائی ہونے لگی یہان تک جنگ و جدال ہوئی کہ مسلمان جتنے آئے قریب تھا ابو عمرو بن شداد حبشی قلعہ کو لے لے کہ خواجہ عبد المطلب نے بدرگاہ قاضی الحاجات مناجات با دل پر اضطرار کی لیکایک صحرا سے گرد اٹھی اور دوار اے ہند لندھور بن سعدان بالشکر ہندوستان نمودار ہوا الندھور نے جو دیکھا کہ ہنگامہ کارزار برپا ہے اور قلعہ کعبہ پر ایک حبشی کی چڑھائی ہے وہین سے لندھور بن سعدان نے نعرہ کیا شعر منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم ✽ منم گرد تریانم منم رستم پہلوانم ابو عمرو بن شداد حبشی صدائے نعرہ کوہ شگاف سنتے ہی قلعہ کی طرف سے پھرا اور بڑھکے لندھور سے مقابلہ کیا اور تیغہ جھپٹ کر مارا الندھور نے خالی دے کر ایک گرز گران بار کا وار کیا ابو عمرو بن شداد گرد برد ہوکر جہنم واصل ہوا پھر لندھور بن سعدان مع فوج و لشکر ہندیان فوج حبشی پر تلوار کھینچ کے آپڑے تلوار چلنے لگی ہزارون کا کشت و خون ہوا آخر کار حبشی شکست کھاکر بھاگے لشکر لندھور نے خزانہ و بارگاہ و مال و اسباب سب فوج حبشیون کا لوٹ لیا اور لندھور بن سعدان خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین آیا اور قدمبوسی خواجہ عبد المطلب کی حاصل کی خواجہ عبد المطلب نے گلے سے لگایا لندھور بن سعدان نے عرض کیا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مجھسے آزردہ ہین خواجہ عبد المطلب نے کہا کہ مین تمھاری خطا معاف کرا دونگا یہ کہکر خواجہ عبد المطلب لندھور اور پسران لندھور کو مع لشکر ہندیان ہمراہ لیکر خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نشان مین آب چلمن کی طرف روانہ ہوئے بعد چند روز کے جب پہونچے ادھر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سعد زرین کمر کو چھوڑ کر واسطے سیر کے آئے تھے پہرون آیا ہوگا کہ خواجہ عمرو طرہ بازون سے خوش فعلیان کرتے ہوئے کوہ چلمن پر آکر ٹھہرے اور سبزہ زار صحرائے فرحت نگار کا نظارہ کرنے لگے ایک سمت کو جو نگاہ کی دیکھا کہ لشکر اور فیلون کی بھیڑ بیشمار ہے خواجہ عمرو نے دل مین یہ خیال کیا کہ یہ لشکر کس کا ہے دریافت کرنا چاہیے اُس طرف لندھور بن سعدان نے حکم کیا کہ پردۂ بارگاہ الٹ دو کہ سیر سبزہ زار اور گل خودرو کی نظر آئے ملازمون نے جلدی سے آکر بارگاہ کا پردہ الٹ دیا لندھور بن سعدان سیر صحرائے فرحت افزا کی کر رہا تھا ناگاہ نگاہ لندھور بن سعدان کی خواجہ عمرو پر پڑی دور ہی سے لندھور نے خواجہ عمرو کو پہچانا اور بارگاہ سے نکل کر آواز دی کہ اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ادھر آؤ وہان کس واسطے کھڑے ہو حیران حیران دیکھتے ہو خواجہ عبد المطلب نام خواجہ عمرو کا سنکر بہت خوش ہوئے اور اٹھے کہا مین جاکر خود عمرو کو ساتھ لے آؤنگا یہ کہکر عمرو کی طرف چلے جب قریب پہونچے خواجہ عبد المطلب نے فرمایا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری السلام علیکم عمرو نے جواب دیا علیک السلام اور مزاج پرسی خواجہ عبد المطلب کی کی خواجہ عبد المطلب ہنسے اور کہا ہان خواجہ مین بہت اچھی طرح سے ہون عمرو بن امیہ ضمری آگے بڑھ کے پانون پر خواجہ عبد المطلب کے گرا خواجہ عبد المطلب نے گلے سے لگایا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو اپنی بارگاہ مین لائے لندھور

خواجہ عمرو کو دیکھکر براے تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے اور خواجہ عمرو سے معانقہ کیا اور با عزاز و اکرام بٹھایا خواجہ عمرو نے ہنسکر کہا ای بے مروت اتنے عرصہ تک کہان تھا لندھور بن سعدان نے کہا ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کچھ نہ پوچھو حال میرا ایک فسانۂ عظیم ہی قابل بیان کے نہین ہی اگر ایک نکتہ بھی اُسکا بیان کرون تو دفتر بیشمار ہو غرضکہ کچھ مختصر سا اپنی قید کا حال بیان کر کے کہا ای خواجہ عمرو اب تمھارے پاس آیا ہون مین کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے عفو تقصیر کرا دو اور ای خواجہ عمرو سچ تو یہ ہی کہ خطا میری نہین ہی عمرو ہنسا اور کہا کہ تو نے بُرا کیا اپنا ملک چھوڑ کر آیا امیر باتوقیر خطا تیری نہ بخشینگے اور نہ صلح کرینگے لندھور نے کہا کہ مین خود جاکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے قدمون پر گرونگا اور خطا بخشواؤنگا عمرو بن امیۂ ضمری نے کہا کہ امیر باتوقیر باہر نہین آتے ہین محل مین جلوہ افروز رہا کرتے ہین اور ای لندھور بن سعدان تجکو معلوم ہی یا نہین کہ حکم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نافذ ہو چکا ہی کوئی ذکر لندھور بن سعدان کا میرے لشکر مین نہ کرے لندھور ہنسا اور خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑ کر اپنی خوابگاہ پر لایا اور ایک توڑا اشرفیون کا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی نذر کیا خواجہ عمرو نے کہا تم یہین ٹھہرو مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو تمھارے استقبال کے واسطے لاتا ہون پھر خواجہ عمرو سعد زرین کمر اور سعید زرین کمر کو ہمراہ لیکر بارگاہ امیر باتوقیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران مین آئے مجرا بجالائے اور کچھ کیفیت بطور معمہ بیان کی کہ کہا چلکر ذرا ملاحظہ فرمالیے اور کچھ نقد و جنس مثل تحفہ جات کے پیش کیے امیر باتوقیر بہت خوش ہوئے اور خلعتہاے زرین فرستادۂ نوشیروان زیب جسم کر کے مع پسران عالی منزلت و سرداران ذی حرمت خلعت سے آراستہ و پیراستہ ہو کر چلے مگر خواجہ عمرو نے خلعت نہ پہنا یونہین ہمراہ امیر باتوقیر کے روانہ ہوئے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو تم خلعت کیون نہین پہنتے ہو خواجہ عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران یہان کا کچھ عجب طریقہ دیکھا ہی جو تمھاری خدمت کرتا ہی وہ بہرہ مند نہین ہوتا ہی مین تمھاری خدمت مین اسواسطے آیا ہون کہ ذرا آپ کو بھی تماشا دکھاؤن راہ مین ایک لشکر عظیم دیکھا مین جب قریب اُس لشکر کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر مسلمان ہی اُس لشکر مسلمانان نے مجکو پکڑا اور پوچھا تو اس جگہ کیونکر آیا ہی مین نے کہا کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین جاتا ہون یہ سنکر وہ سب مجکو بادشاہ لشکر کے پاس لے گئے اور میرے لشکر کے بادشاہ کا ساتھ بیوفائی کے نام لیا مین نے کہا وہ کیونکر بیوفا ہی اُس بادشاہ نے کہا جسوقت مین نے سُنا کہ وہ بادشاہ مجھسے آزردہ ہی مین نے اپنے عم نامدار سے دس برس جنگ و جدال کی اور ایک مدت مدید تک قید مین مجرکون کی رہا اُس بادشاہ عرب بیوفا نے میری ایک مرتبہ بھی خبر نہ لی اب خود آیا ہون کہ اُس عرب سے جنگ کرون امیر باتوقیر نے یہ سُنکر فرمایا کہ وہ کون ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ وہ بادشاہ مجکو ہندوستانی معلوم ہوتا ہی پہلے تمھارا نوکر تھا اب تخت شاہی پر متمکن ہی امیر باتوقیر نے فرمایا کیا داراے ہند لندھور بن سعدان آیا ہی خواجہ عمرو نے کہا جی ہان وہی آیا ہی امیر کشور گیر نے فرمایا اگر وہ ہمسے صلح کریگا تو مین سب خطائین بخشدونگا عمرو نے کہا آپ سچ فرماتے ہین مگر وہ خطا آپکی نہ بخشیگا آخر کار عمرو نے سات سو اشرفیان امیر باتوقیر سے لین اور راضی ہو کر کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمسے اور لندھور بن سعدان سے صلح ہو جاے میری راے یہ ہی کہ اسی وقت براے استقبال لندھور بن سعدان تشریف لیچلو امیر باتوقیر اُسی وقت سوار ہوئے اور ساتھ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے چلے لندھور بن سعدان کو جو خبر ہوئی کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران تشریف لاتے ہین لندھور بن سعدان بھی اُدھر سے سوار ہو کر چلا

راہ مین ملازمت امیر باتوقیر کشور گیر سے فیضیاب ہوکر قدمبوسی بجا لایا امیر باتوقیر نے لندھور بن سعدان کو
بشفقت و مہربانی گلے سے لگایا اور بارگاہ سلیمانی مین لائے اور محفل عیش و نشاط برپا کی اور ایلچیٔ نامدار خواجہ
عبدالمطلب کو بھی اور تمام لشکر کو بھی بلوایا اور بعد ادب اور باعزاز بسیار بارگاہ سلیمانی مین لائے
اور قباد و شہریار کو پھر آراستہ و پیراستہ فرماکر سامنے جد امجد خواجہ عبدالمطلب کے اور سامنے لندھور
بن سعدان کے تخت شاہی پر بٹھا کر پھر دوبارہ جلسۂ جلوس شاہانہ برپا کیا راوی بیان کرتا ہی کہ ایک روز
شہنشاہ نوشیروان عادل زمان قلعۂ مدائن مین تخت پر بیٹھا تھا اور عدل و حکم سلطنت مین مصروف
تھا بختک نے چالیس آدمی قوم زرگر سے طلب کیے اور گھر مین اپنے بلایا اور اشرفیان اور روپے بنام
قباد و شہریار تیار کر کے لا رکھے اور اُن زرگرون کو قتل کیا اور اپنے مکان مین اُنکو دفن کیا کہ کسی پر راز سکہ
افشا نہو اور وہ سکے روپے اشرفیون کے خدمت نوشیروان مین لایا اور بیان کیا کہ آپ نے تو امیر کو
ممانعت لکھی تھی کہ سکۂ زر و سیم شہزادہ قباد کے نام جاری نہ کیجیے گا مگر حمزۂ صاحبقران نے بخلاف حکم
حضور سکہ جاری کرایا نوشیروان سنتے ہی درہم و برہم ہوا خواجہ بزرجمہر کو بلایا اور کہا دیکھو حمزۂ صاحبقران
نے یہ کیا حرکت کی کہ سکہ قباد کے نام جاری کیا بزرجمہر نے کہا غلط ہی امیر باتوقیر نے کبھی ایسا نہین
کیا ہوگا بختک نے کہا اگر مین دروغ گو ہون اپنے آدمی لشکر امیر باتوقیر مین بھیجکر دریافت کیجیے
جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا آخر کو بختک کی وجہ سے دریافت ہوا کہ سکہ قباد و شہریار کے نام جاری ہوا ہی
بختک نے عرض کیا کہ معلوم ہوا بیزن کامرانی و رُوئین کامرانی و بہمن آب چلمن مین مقیم ہین
اور مین نے کتاب مین دیکھا ہی کہ امیر باتوقیر کے ہاتھ سے بہمن کا خون ہوگا اس اثنا مین بہمن بھی
مدائن مین آیا اور ملازمت بادشاہ کی حاصل کی نوشیروان نے کہا ای بہمن تو دیکھتا ہی کہ اس عرب نے کیسا
سر اُٹھایا ہی کہ تمام ملک میرا اپنے تحت و تصرف مین لایا ہی کوئی ایسا پیدا نہوا کہ اس عرب کو قتل کرے
بہمن نے کہا ای بادشاہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر میرے دم مین دم باقی ہی تو ایک ہی معرکہ کارزار مین آ
عرب کو خدمت حضور مین گرفتار کر لاؤنگا اور اگر ایسا نہ کرون مین تو نام میرا بہمن نہ رکھیے گا بادشاہ
نوشیروان بہت خوش ہوا اور بہمن نوشیروان سے رخصت ہوکر دریائے چلمن کو چلا گیا اور بختک
نے تمام شہر مین وہی سکہ پھیلا دیا اور اشرفیان اور روپے اور اٹھنیان و چونیان و دونیان پیسے جب
شہر مین چلنے لگے نوشیروان کو ایک خبر تحقیق معلوم ہوئی بہت درہم و برہم ہوا بختک نے پھر دیا
اور آگ لگائی اور نوشیروان سے کہا ای بادشاہ امیر باتوقیر نے ایسی بدعہدی کی اور اُنھون سکہ قباد کے
نام کا جاری کیا اب آپ کی کچھ اصل و حقیقت نہ رہی نوشیروان کو پہلے تو بختک کے کہنے کا یقین نہ تھا
مگر اب بالکل یقین ہوگیا اور لوگون کی زبان سے سنا مگر اسکی کچھ اصل نہ تھی بختک نے عداوت سے یہ شرارت
ذاتی پیدا کر کے نوشیروان کو درہم و برہم کیا اُدھر رُوئین کامرانی و بیزن کامرانی اور بہمن کو بھی
خفیہ تحریر کیا کہ تم بھی بادشاہ نوشیروان کو لکھو ای بادشاہ نوشیروان یہان بھی اور لشکر امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران مین بھی سکہ قباد و شہریار جاری ہی آپ فوج اور بھیجیے تو ہم حمزۂ صاحبقران سے جنگ
عظیم کرین الغرض اس مضمون کی عرضی بھی رُوئین و بیزن کامرانی وغیرہ کی طرف سے بادشاہ
نوشیروان کو پہونچی نوشیروان عادل زمان نے ایک نامہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو اس مضمون کا لکھا

کہ یا امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران زمان اور جو کچھ ہوا سو ہوا مگر مین نے آپ کو منع کیا تھا کہ سکہ قباد کے نام جاری
نہ کرنا آپ نے خلاف حکم ہمارے کیا کہ سکہ قباد کا تمام ملک مین جاری کرا یا اور میری عدول حکمی کی اب مین تمکو سزائے
معقول دونگا یہ نامہ لکھکر بہزاد طوسی اور کاؤس کاشانی کے ہاتھ امیر با توقیر کے پاس روانہ کیا اور بعد اسکے
آپ بھی ایک کرور سوار جنگی ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب قریب دریائے چلمن کے پہونچا بہمن وغیرہ کو خبر ہوئی
کہ بادشاہ نوشیروان مع لشکر بیکران خود آیا ہی ژوبین کامرانی بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ لات اعلے
و منات سعلے نے اپنا فضل کیا کہ بادشاہ نوشیروان خود آیا لازم ہی کہ جلد پیشوائی کو چلو اور بادشاہ کو استقبال
کر کے لاؤ غرضکہ ژوبین کامرانی و بیژن کامرانی و بہمن وغیرہ دو منزل پیشوائی کر کے نوشیروان عادل کو
لے گئے ہرکاروں نے یہ خبر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کو دی کہ شہنشاہ نوشیروان مع ایک کرور سوار
کے آیا ہی اور بہمن وغیرہ نے پیشوائی کر کے دریائے چلمن مین اُتارا ہی امیر با توقیر یہ خبر سنکے متحیر ہوئے
اور خواجہ عمرو سے کہا اے خواجہ عمرو دریافت کرو کہ یہ خبر اخبار سچ ہی کہ نوشیروان آگیا ہی میرے دشمنوں سے
ملا خواجہ عمرو بھی سنکے متعجب ہوئے ناگاہ وہ دونوں بہزاد طوسی و کاؤس کاشانی نامہ نوشیروان کا لیکر
امیر با توقیر کے پاس پہونچے دربار مین آکر امیر با توقیر اور قباد شہریار کو مجرا کیا امیر با توقیر نے کرسی ان دونوں
کو دی وہ سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے یا امیر با توقیر ہمکو آرزو تھی کہ کسی طرح قباد شہریار
کی قدمبوسی کرین لیکن مجبور تھے کہ نمکخوار نوشیروان کے ہین کچھ اختیار نہ تھا اور اب آئے بھی تو نامہ اُسکا لیکر
حاضر ہوئے یہ کہکے نامہ نوشیروان کا امیر با توقیر کو دیا امیر نے نامہ پڑھکر عمرو سے کہا اے خواجہ تمکو معلوم
ہی کہ مین نے کب قباد کے نام کا سکہ جاری کرایا ہی خواجہ عمرو نے امیر با توقیر کے سر کی قسم کھاکر کہا اے بہزاد طوسی
و اے کاؤس کاشانی ہرگز امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے قباد شہریار کے نام سکہ نہین جاری کیا امیر نے
بھی کہا کہ رب کعبہ مجکو سکہ کے جاری ہونے کا حال مطلق نہین معلوم اور نہ میرے لشکر مین قباد شہریار کے
نام کا سکہ جاری ہی تم خود جاکر دریافت کرلو اور سکہ منگاکر بازار سے دیکھ لو لیکن اے بہزاد طوسی و اے کاؤس
کاشانی اب مین کہتا ہون کہ تم دونون اسی طرح نوشیروان عادل زمان سے کہدینا کہ یہ امر منجانب
پروردگار ہوا ہی اور کسی دشمن کی یہ شرارت ہی اب جو ہوا سو ہوا مین نے سکہ قباد کے نام کا اگر نہین جاری
کیا تو اب کردونگا کیا تو مجکو اپنے لشکر بیکران پر دھمکاتا ہی یہ سنکر وہ دونون جواب نامہ لیکر نوشیروان کے پاس
آئے اور جو کچھ امیر با توقیر نے فرمایا تھا نوشیروان سے بیان کیا بختک بول اُٹھا اگر امیر با توقیر نے سکہ نہین جاری
کیا ہوتا تو امیر با توقیر یکیون کہتے ژوبین کامرانی نے کہا حضور طبل جنگ بجوایے بہمن نے کہا مین بھی
بلواتا ہون بختک نے کہا بلوایے القصہ بہمن نے آدین آذان شارہ کردن اور فرہاد غوری و زنگاؤ
غوری و مرزبان خراسانی و بہرام شہر البستانی و بہرام شیر خوار کو نامے لکھے چنانچہ پہلے زنگاؤ غوری
اور فرہاد غوری آئے اور اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر با توقیر کو خبر دی ادہر قباد شہریار نے
حکم دیا کہ نقارۂ رزمی پر چوب پڑے دونون لشکر تیار ہو کر صبح کو میدان مین آئے اور بعد صف آرائی فرہاد غوری
اجازت شہنشاہ نوشیروان سے لیکر میدان مین آیا ادہر سے صقانوش اور صدف نوش نکلے امیر با توقیر
حیران ہو کر رہ گئے صقانوش سے پہلے تو مذہب کی گفتگو ہوئی صقانوش نے لات و منات کو بُرا کہا فرہاد
غوری نے نیزہ مارا صقانوش نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا فرہاد غوری نے تلوار ماری صقانوش نے

پیچھے سر کو کھینچ لیا فرکب زخمی ہوا صفانوش کو دیر تک ادھر بھی فرکب سے اترا کشتی ہونے لگی پھر پھر کے بعد فرہاد غوری نے
زیر کرکے صفانوش کو باندھ لیا اور اپنے عیار کے سپرد کیا صدف نوش نے پھر بڑھ کر تلوار ماری فرہاد غوری
نے روک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا صدف نوش کا سر زخمی ہوا صدف نوش نے پھر تلوار ماری فرہاد غوری نے
خالی دے کر بند دست پکڑ کر اٹھا لیا اور باندھ کے لیگیا لشکر مین طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے
خیمون کی طرف پھر گئے بختک نے کہا ان کو قتل کرو نوشیروان نے کہا بہتر ہی اتنے مین نامہ بہرام بستانی
کا آیا اس مین یہ لکھا تھا ای بادشاہ نوشیروان اگر عمرو بن حمزہ یا اسکے دونون ماموں تمھارے ہاتھ آجائین
تو وہ میرے بھائی فریدون شاہ یونانی کی اولاد مین ہین میرے پاس بھیجدینا فرہاد غوری نے کہا ای
نوشیروان ایسا ہی کیجیے اب جو کوئی گرفتار ہوکر آئیگا اسکو قتل کیجیے گا غرضکہ فرہاد غوری کو دس ہزار سوار
ہمراہ کرکے صدف نوش اور صفانوش کو بہرام کے پاس روانہ کیا یہان امیر یاقوتیر اور عمرو بن حمزہ کو خبر
ہوئی کہ پہلے تو یہ رائے تھی کہ دونون قتل کئے جائین اور اب ان کو کہین پر بھیجدیا ہی امیر یاقوتیر بہت خفا
ہوئے کہ ان دونون کو کسنے کہا تھا جو انھون نے میدان مین نکل کر مقابلہ کیا غرض عمرو بن حمزہ یونانی کو
یہ فکر ہوئی کہ دریافت کیا جاے جہان وہ گئے ہون مین وہان جا کے چھڑا لاؤن ادھر لشکر نوشیروان
مین پھر طبل جنگ بجا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آگے فرہاد
غوری پھر نکل کر میدان مین آیا اور پکارا کہ کوئی مرد میدان مقابلہ کو آئے عمرو بن حمزہ یونانی نکلے میدان مین
آئے پہلے تگا ورزن ہوئے سات قدم فرہاد غوری کے گینڈے کو پسپا کیا بعدہ سمنخی کے فرہاد غوری
نے نیزہ مار اسنان نیزہ کی عمرو بن حمزہ نے نیزے پر روکی بعد چند طعنون کے نیزہ فرہاد غوری کا
ہوائی کیا اسنے تلوار میان سے لی چاہتا تھا کہ وار کرے کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو بن حمزہ کو اٹھالیگیا
یہ ماجرا دیکھکے امیر یاقوتیر بہت حیران ہوئے اور بختک صلواۃ پڑھکر ناچنے لگا اور کہا ای فرہاد غوری اب
چلیے یہ کہکر طبل بازگشت بجوادیا جب فرہاد غوری آیا بختک نے کہا کہ تم خوب بچے ہمنے تو کسیے صبر کیا تھا
بہمن نے کہا تو بڑا شریر ہی کہ جو اپنی مدد کرے اسکی بدخواہی چاہے لیکایک ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
آدین آذان منارہ گردن ورازرکاب آتا ہی نوشیروان نے بختک اور طوغان بن بہمن کو اسکے
استقبال کے واسطے بھیجا یہان حمزہ صاحبقران کو بھی خبر ہوئی کہ ایک پہلوان نہایت زبردست قوی ہیکل بلوہ
نخوت سے مخمور آتا ہی امیر دیکھنے کو دور سے تیرا کر کھڑے ہوئے جب وہ آدین آذان منارہ گردن ہمراہ بختک وغیرہ کے
آیا دیکھا کہ نہایت قد طویل ہی اور دونون گال سرخ ہین ایک ران ہاتھ مین اسکے خوک کی ہی وہ کھاتا چلا آتا ہی اور خون اس
ران خوک کا مسوڑھون سے جاری ہی اور بہت سے لونڈے کمسن گرد اسکے گلابیان شراب کی لیے ہوئے
اور قدم قدم پر جام شراب بھر بھر کے پلاتے جاتے ہین غرضکہ وہ پہلوان اسی طرح دربار نوشیروان مین گیا
اور دنگل پر بیٹھا اور نوشیروان سے کہنے لگا کہ کیا سبب ہی پہلے تو حمزہ صاحبقران تمھارا ملازم تھا اب
تمھین سے لڑتا ہی بختک نے کہا مجھسے پوچھو ای پہلوان حمزہ صاحبقران ایک مجاور زادہ کعبہ کا ہی پہلے تو آکر
شہنشاہ نوشیروان عادل زمان کا ملازم ہوا بعد اسکے شہنشاہ جہان پناہ نے فرزند اپنا بنایا کہ حقیقت مین اب تو
وہ فرزند کی جگہ ہی جب بختک نے باغ مراد بن پوشیدہ آنا حمزہ صاحبقران کا بیان کیا تو ہر خراد و فرام
بگڑے اور کہا او مسخرے یہ تجھسے حقیقت کون پوچھتا ہی جو تو بیان کر رہا ہی بختک نے چپکے سے کہا ای

پہلوان ہین تمھارے پاس خلوت ہین آکر اور کچھ بیان کرونگا نوشیروان نے جو دیکھا خفا ہوا کہا کیا سرگوشی کرکے چپکے چپکے باتین کر رہا ہی خاموش رہ غرضکہ جب دربار برخاست ہوا آدین آدان اپنے خیمہ مین آیا پیچھے پیچھے بختک بھی پہونچا عمرو بھی ایک فراش کی صورت بنکر ساتھ چلا بختک کے ساتھ ہی خیمہ مین آدین آدان کے آیا بختک نے امیر کا اول سے آخر تک سب بیان کیا اور کہا کہ اب تو بادشاہ نوشیروان کا نواسا بھی پیدا ہوا ہی نام اُسکا قباد شہریار رکھا ہی اسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا ہی اور سکہ بھی اُسکے نام کا جاری ہوا ہی ای پہلوان اور تو بہت لوگ حمزہ صاحبقران کے لشکر مین ہین مگر ایک ساربان زادہ کہ نام اُسکا عمرو ہی اُسنے سب کا ناک مین دم کر دیا ہی تمسے کے دیتا ہون کہ اُس سے ذرا تم بہت ہوشیار رہنا اُسکو اختیار ہی جسکی صورت چاہے بنجاے اور جسکو چاہے ذلیل کرے پھر ایک بات چپکے سے کان مین کہی وہ یہ تھی کہ تم اپنے آدمیون مین سے ایک کو معین کرو جو زیادہ معتبر ہو اور اُسکو اشارے سے تجویز کرکے بتادو کہ وہ جو کام تمھارا کرے اُسی اشارے کے ساتھ کرے اور کھانا پینا تمھارا اُسی کے ہاتھ رہے یہ کہکر پھر رمز و کنایہ کی باتین بختک کرنے لگا بعد اُسکے جب رخصت ہوا پہلوان نے کہا ملک جی تم روز ہمارے پاس آیا کرو الغرض بختک اپنے خیمہ مین آیا اور عمرو بھی بختک کے پیچھے ہمراہ چلا بختک تو اپنے خیمہ مین داخل ہوا عمرو باہر خیمہ کے ایک گوشہ مین بیٹھ رہا جب بختک کھانا کھاکے پلنگ پر سونے کو گیا عمرو قنات چاک کرکے اندر آیا اور بختک کا شملہ پکڑ کے ہلایا جب بختک بیدار ہوا عمرو نے اپنی صورت اصلی بختک کو دکھائی بختک کا دیکھتے ہی عمرو کو دم فنا ہوگیا ڈر کے مارے کانپنے لگا ہاتھ جوڑ کر کہا اُستاد آئیے مین آپ کا تابعدار ہون عمرو نے کہا ملک جی تماشا آپ نے ہمارے واسطے کیا جمع کیا بختک نے کہا حضور بھلا میرے پاس کیا ہی لیکن یہ کاغذ آپکے سالانہ کا موجود ہی وہ روپیہ لے لیجیے عمرو نے کہا وہ تو ہمارا اسقدر ہی علاوہ اُسکے کیا گیا ہی اور یہ بتلاؤ کہ آدین آدان سے کیا باتین چپکے چپکے مصلحت آمیز کہین ہین بختک نے کہا حضور مین کیا عرض کرون ہر چند عمرو نے بہت چہر کیا مگر بختک نے نہ بتایا اُسوقت عمرو نے سوغات کعبہ کی چند دانے خرمے کے پیش کیے اور کہا ملک جی اسکو نوش کیجیے اور بتایے یہ تبرک کعبہ کا ہی جو شخص اسکو کھالے اُسکی عقبے پاک ہوجاے بختک نے کہا حضور مین تو آپ کا خادم ہون اسکے کھانے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے کہا ملک جی آپ نوش تو کیجیے بختک نے پھر انکار کیا عمرو نے خنجر پر ہاتھ ڈالا ناچار و مجبور ہوکر بختک نے وہ خرمے کھالیے اب بختک کھاتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے بختک کو تو ایک صندوق مین بند کیا آپ اُسکی صورت بنکر اُسی کے پلنگ پر لیٹ رہا بعد دو گھڑی کے لوگون کو پکارا جب سب اندر خیمہ کے آئے دیکھا بختک پلنگ پر لیٹا ہی بختک نقلی نے کہا وہ صندوقچے ہمارے جواہر کے لاؤ ملازم نے سب صندوقچے جواہر کے اور گچھا کنجیون کا سامنے بختک نقلی کے رکھدیا عمرو نے کہا تم سب باہر جاؤ مین ان صندوقچون کو تنہا دیکھونگا وہ سب کے سب باہر چلے گئے عمرو نے سب صندوقچے کھولکے جواہر نذر زنبیل کیا اور اُن صندوقچون مین کنکر پتھر بھر دیے اور لوگون کو آواز دی جب سب اندر خیمہ کے آئے عمرو نے کہا مین بارگاہ آدین آدان ستارہ گردن مین چلتا ہون یہ سب صندوقچے وہین لے آؤ یہ کہکر خچر پر سوار ہوا اور خیمہ آدین آدان ستارہ گردن کی طرف روانہ ہوا جب اندر خیمہ کے آیا آدین آدان ستارہ گردن کو سلام کیا اور وہ صندوقچے اُسکو دیے وہ بہت خوش ہوا عمرو نے کہا وہ جو میں نے تمسے کان مین کہا تھا وہ تم بھولے تو نہین بھلا میرے سامنے

چپکے چپکے بیان تو کر وا تھے سب سبق کی طرح فر فر پڑھکر سنا دیا عمرو نے کہا حقیقت مین بڑے ذہین اور عقلمند ہو دہان
بختک صندوق مین ہوشیار ہوا اور چیخنے لگا ارے مجکو نکالو یہ کسنے مجکو صندوق مین بند کیا غرضکہ سب ملازم
بختک کے دوڑے اور صندوق کو کھولا دیکھا ملک جی ہین جلدی سے ملک جی کو صندوق سے نکالا بختک نے
کہا مجکو کسنے صندوق مین بند کیا تھا سب نے کہا حضور ہمکو نہین معلوم مگر ہان اتنا جانتے ہین کہ آپ کی صورت کا
ایک آدمی خچر پر سوار ہو کر آدین آذان منارہ گردن کے یہان گیا اور ہمسے کہا کہ یہ سب صندوقچے جواہر کے
وہان پہونچا دو ہم سب لوگ صندوقچے آدین آذان منارہ گردن کے خیمہ مین پہونچا کر چلے آئے اب ہم متعجب
ہین کہ آپ تو صندوق مین بند تھے وہ آپ کی صورت کا کون شخص تھا بختک نے کہا وہ عمرو تھا اور سر پیٹنے لگا کہا ای
یارو وہ عمرو تھا مجکو لوٹ لیگیا غرضکہ روتا پیٹتا اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ آدین آذان منارہ گردن کی طرف روانہ
ہوا اور ایک چوبدار سے کہا جلد تو دوڑ جا اور آدین آذان منارہ گردن کے کان مین چپکے سے کہنا کہ وہ عمرو
عیار ہی ہی جو میری صورت بنکر آیا ہی تم میرا ہاتھ پکڑکے غل مچانا کہ ہنسے عمرو کو پکڑا غرضکہ پہلے بختک سے
چوبدار پہونچا اور اُسنے سب پیام بختک کا بیان کیا آدین آذان منارہ گردن نے گبھرا کر عمرو کا ہاتھ
تھام لیا اور غل مچانے لگا کہ ہنسے عمرو کو پکڑا ہی اس عرصہ مین بختک بھی آپہونچا اُسنے جو یہ غل سُنا
خوشی خوشی اندر خیمہ مین آدین آذان منارہ گردن کے آیا اور کہنے لگا او عمرو تو نے سب میرا مال و
اسباب لوٹ لیا اب کہان بھاگ سکے جائیگا یہ سُنکر عمرو نے کہا او دزد نالایق تو میری صورت بنکے
آیا اور آدین آذان منارہ گردن سے کہا ابھی بچا کہ دیکھو ای پہلوان عمرو کیسا بہادر اور دزد ہی بنکر
آدین آذان منارہ گردن نے کہا سچ ہی ابھی چوبدار بھی کہ گیا ہی یہ کہکر آدین آذان منارہ گردن نے
عمرو کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بختک کا ہاتھ پکڑ لیا بختک دوہائی دینے لگا اور کہنے لگا ارے صاحبو ذرا غور سے
دیکھو مین بختک ہون اور یہ عمرو ہی ای آدین آذان دیکھ پچتائیگا مین کہتا ہون کہ یہ عمرو ہی اسکا ہاتھ
جلد پکڑ لے نہین تو عمرو بھاگ جائیگا آدین آذان منارہ گردن نے ملازمون سے کہا اس نالایق
کو جوتیان مارو یہ کیون غل مچاتا ہی یہ سنتے ہی بختک پر جوتیان پڑنے لگین الغرض بختک پر ایسی
پاپوشین پڑین کہ آپ کہین اور پگڑی کہین پوشاک کے ٹکڑے ہو گئے پھر آدین آذان منارہ گردن
نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو یہ عمرو اصلی ہی بختک نقلی کو قتل کرو ادھر تو جلاد آیا اُدھر بختک ہاتھ جوڑ کے
اشارے سے گڑگڑایا ای خواجہ سلامت میری جان بچاؤ مین اپنے مال و اسباب کا آپ سے کبھی فراہم ہونگا
اور قسم ہی لات و منات و عزا کی کبھی آپ سے کوئی حرکت بیجا نہ کرونگا عمرو نے اشارے سے کہا او ملعون
تیری یہی سزا ہی جب تو بختک نے کہا ای آدین آذان منارہ گردن میرا اور اسکا گرم پانی سے منہ دھلواؤ
ابھی معلوم ہوا جاتا ہی عمرو نے جو دیکھا کہ اب منہ اس نالایق کا دُھلوایا جائیگا سب مجکو اور اسکو پہچان لینگے
عمرو فوراً آدین آذان منارہ گردن کے قریب آیا اور کہا ای پہلوان تم کان آگے لاؤ تو مین تمسے کچھ بات
کہون آدین آذان منارہ گردن نے کان آگے بڑھا کر سر جھکایا عمرو نے ایک دھول ماری کہ تاج
سر سے الگ جا پڑا عمرو نے تاج اُٹھا لیا اور جست کرکے قنات کے باہر نکل گیا وہان آکر نعرہ کیا
منم شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار جب تک لوگ دروازے کی طرف سے خیمہ کے باہر جائین
عمرو نکل گیا پتا نہ لگا آدین آذان منارہ گردن نے بختک کے سامنے ہاتھ باندھے اور بہت سی عذر و معذرت کی

اور کہا کہ مجھکو آپ سے نہایت شرمندگی حاصل ہوئی القصہ آدین آذان منارۂ گردن دربار نوشیروان مین آیا اور
تمام حال بیان کیا عمرو وہان بھی فراش کی صورت بنکے رات کو دربار مین نوشیروان کے آیا دیکھا سب بیٹھے ہین
آدین آذان منارۂ گردن میرا ذکر رہا ہی اور عمرو پیچھے آدین آذان منارۂ گردن کے کھڑا خلال بناتا ہی اور
کبھی نشتون کے گل لیتا ہی کہ بختک نے پہچانا لیکن مارے ڈر کے کچھ نہ کہا اور ایک کاغذ پر یہ مضمون لکھا ای
آدین آذان منارۂ گردن یہ جو فراش گل لے رہا ہی یہ عمرو ہی ای آدین آذان منارۂ گردن کچھ منگا کر انعام
دو جب یہ قریب تمھارے انعام لینے آئے اسی وقت گرفتار کر لو اس مضمون کا پرچہ کاغذ سامنے آدین آذان
کے لکھکے ڈالدیا آدین آذان منارۂ گردن نے وہ کاغذ اٹھا کر پڑھا اور کئی توڑے روپے کے منگائے
ملازمان نوشیروان کو اور اپنے بھی نوکرون کو تقسیم کئے عمرو کے منھ مین بھی پانی بھر آیا کہا ای خواجہ یہ روپیہ
مفت جاتا ہی یہ سوچ کر عمرو بھی روپیہ لینے آیا آدین آذان منارۂ گردن نے روپیہ ہاتھ پر رکھکر
ہاتھ آگے بڑھایا عمرو نے چالاکی سے روپیہ اٹھا لیا اور پیچھے ہٹ گیا دوبارہ آکر عمرو کہنے لگا ای پہلوان
میرا بھائی باہر گیا ہی اسکا بھی حصہ دو آدین آذان منارۂ گردن نے کہا لو جیسے ہی عمرو روپیہ ہاتھ سے
اٹھانے لگا آدین آذان منارۂ گردن نے عمرو کے ہاتھ پکڑ لیے اور ایک جھٹکا مارا کہ عمرو اوندھے منھ
ہوکر گرا آدین آذان منارۂ گردن نے عمرو کی مشکین باندھ لین اور جلاد کو طلب کیا بختک نے
اشارے سے کہا ای پہلوان جلدی اسکو قتل کرو آدین آذان منارۂ گردن نے کہا ملک جی قسم ہی لات و
عزا کی اب اگر نوشیروان بھی کہیگا تو عمرو کو بغیر قتل کئے نہ مانونگا اتنے مین جلاد بھی آیا اب عمرو بلبلانے
لگا کہتا تھا ای پہلوان تم بھول گئے ہین تو تمھارا قدیم نوکر ہون آدین آذان منارۂ گردن نے کہا
او دزد مکار مین قسم کھا چکا ہون اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا ادھر ہرکارون نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
کو خبر دی کہ خواجہ عمرو پہلے تو بختک کی صورت بنکے آدین آذان منارۂ گردن کے خیمہ مین گئے اور اسکو
ذلیل کیا پھر بارگاہ نوشیروان مین روپیہ کے لالچ سے پکڑے گئے اور انکو حکم قتل کا ہوا ہی جلاد بھی آگیا
ہی یہ سنکے امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران پہلے تو خواجہ عمرو پر خفا ہوئے پھر جوش محبت سے دل مین کہا ای
حمزۂ صاحبقران عمرو نے اٹھارہ برس تیری مونس کی حفاظت کی اب مروت سے بعید ہی جو خواجہ عمرو کو نہ بچاؤ
یہ کہکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بارگاہ سلیمانی کے باہر آئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر چلے اور عقب
مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے لندھور بن سعدان اور بہرام گرد بن خاقان چین وغیرہ بھی چلے
پھر تو سرداران کا تار بندھ گیا ایک کے بعد ایک جانے لگا ادھر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے اشقر دیوزاد
کو رانون مین دبا کر کوڑا اٹھایا اشقر دیوزاد نے بزبان جنی عرض کیا اگر آپ کو ایسے ایسے نتیجون کا خیال
تھا تو آپ نے میرے پر پرواز کیون قلم کیے یہ کہکر اشقر دیوزاد مثل صرصر تیز رو کے سرپٹ بھاگا
چشم زدن مین دربارگاہ نوشیروان پر حمزۂ صاحبقران پہونچے چوبدار اور دربان وغیرہ دیکھتے ہی اٹھ کھڑے
ہوئے اور ہان ہان کرکے امیر باتوقیر پر دوڑے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے بے تحاشا اشقر دیوزاد کو
مہمیز کیا دس دس بیس بیس ادھر ادھر جھٹپٹ کھا کر گرے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مع اشقر دیوزاد بارگاہ
نوشیروان مین داخل ہوئے اور خواجہ عمرو کو ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچ لیا بختک کانپتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا
اور حمزۂ صاحبقران کی تعریف کرنے لگا اور عرض کیا یا امیر باتوقیر آدین آذان منارۂ گردن وہ سامنے

بیٹھا ہی تھا اسی نے خواجہ کو پکڑ لیا تھا آدین آداں منارہ گردن نے کہا او بد ذات آپ ہی تو تو نے مجھے لیکر عمرو کو گرفتار کرا دیا اور کہا جلد قتل کرو اب حمزہ صاحبقران کو دیکھکر یہ باتیں بناتا ہے آدین آداں منارہ گردن یہ کہکر امیر با توقیر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے حمزہ صاحبقران میں نے عمرو کو گرفتار کیا تھا معلوم ہوا کہ تمہاری بہادری سب اس عیار طرار کے بھروسے پر ہے جب تو تمہارے عیار نے مجھکو ذلیل کیا امیر با توقیر نے فرمایا اے آدین آداں منارہ گردن یہ بت پرستی کا بافت ہے کافر کو جس طرح پاے ذلیل اور خوار کرے آدین آداں نے کہا اے حمزہ صاحبقران اب تم عمرو کو لیجاؤ کیسے کوئی تر لیگا کس سبب سے کہ تم اکیلے ہو اور میری بہادری میں فرق آئیگا یہ سنکے امیر با توقیر نے تیغہ عقرب سلیمانی کو نکال کے کہا اے آدین آداں اگر تم مجھسے نہ لڑوگے تو میں تم سب کو نامرد جانونگا آدین آداں منارہ گردن نے کہا اے حمزہ صاحبقران اگر یہی بات ہے تو آؤ ایک زور پنجہ کا کرلو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران یہ سنکر گھوڑے سے اترے اور کرسی پر بیٹھ گئے آدین آداں سے پنجہ ہونے لگا امیر با توقیر نے زور کرکے جھٹکا جو مارا آدین آداں منارہ گردن کی انگلیاں ٹوٹ گئیں پنجہ اتر گیا امیر با توقیر اٹھ کھڑے ہوئے اور عمرو کو ہمراہ لیے ہوئے بارگاہ سلیمانی کی جانب چلے سرداران آدین آداں نے جو دیکھا کہ ہمارے آقا کی امیر با توقیر انگلیاں توڑکر چلے ہیں مع فوج سب سردار تلواریں کھینچ کھینچ کر حمزہ صاحبقران کے سر پر ٹوٹ پڑے امیر با توقیر نے بھی تیغہ عقرب سلیمانی کو جلوہ دیا تلوار چلنے لگی کشتوں کے پشتے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے لگا دیے دریا خون کے بہا دیے عمرو خنجر کھینچے ہوئے پیچھے اشقر دیوزاد کے لڑ رہا ہے عمرو جب لوٹ مار کر خنجر کا وار کرتا ہے سیکڑوں کی ٹانگیں قلم کر رہا ہے یکایک نعرہ لندھور بن سعدان کا ہوا شعر منم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گرداں ٭ شہ ہندوستان رستم زماں لندھور بن سعدان ٭ فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من ٭ نفر مانم بود سہ صد ہزار و ملک ہندوستان ٭ ساتھ ہی لندھور بن سعدان کے دوسرا نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا شعر منم گرد بہرام خاقان چین ٭ کہ از ہیبت من بلرزد زمین ٭ پھر تو ایک کے بعد ایک سرداران لشکر اسلام نعرے کرنے لگے اور تلواریں تول تول کے آ پڑے تمام فوج اسلام کا ازدحام ہو گیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی وہ تلوار چلی کہ گاؤ زمین تھرا گئی خون کا سمندر ابل پڑا نوشیروان کو جو خبر ہوئی گھبرا گیا بختک بدحواس ہو گئے غل مچانے لگا جلدی سے طبل بازگشت بجوا دیا آدین آداں منارہ گردن اپنی فوج پر بہت خفا ہوا دونوں لشکر جدا ہوئے امیر با توقیر مع سرداران و فوج اسلام بارگاہ سلیمانی کی طرف تشریف لائے ادھر آدین آداں کی انگلیوں کا علاج ہونے لگا

دوسرے داستان جرأت نشان اٹھا لیجانا ایک جادوگرنی کا شہزادہ عمر بن حمزہ یونانی کو اور قتل ہونا اس جادوگرنی کا

ساحران نا ملفوظ افسون گری و جادوگران خوش تقریر ساحری اس داستان شنیدہ نشان کو قلم سحر ساز تحریر و تقریر سے صفحہ قرطاس پر یوں آراستہ کرتے ہیں جس وقت عین معرکہ کارزار میں عمرو بن حمزہ یونانی کو پنجہ اٹھا لیگیا ایک باغ لالہ زار نہالہاے تازہ پر از اثمار ہر سمت گلوں پر بہار ہر جگہ نسیم خرد چمنبانی کو تیار طائران خوش نوا زمزمہ ساز مرغان چمن بصد خوش الحانی نغمہ پرداز وہ باغ مثل گلشن شداد نہایت آراستہ و پیراستہ اور قصر جواہر نگار بہت زرین و خوشنما ہے عمرو بن حمزہ کی بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی باغ کی شگفتگی دیکھکر دل باغ باغ ہوا دیکھا کہ ایک جادوگرنی سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہے

اور بلائین لیکر کہ رہی ہی ای شہزادے پسر حمزہ صاحبقران مین تمپر نہایت شیفتہ و فریفتہ ہون مجکو اپنی کنیزی مین قبول
کرو کہ مین تمپر طلسم تاریخ سے عاشق ہو رہی ہون عمرو بن حمزہ نے تیوریان چڑھا کر انکار کیا اس فتنہ جادوگرنی نے کئی دن
تک منتین کین عمرو بن حمزہ نے نہ مانا اُس جادوگرنی کو غصہ آیا مگر چونکہ عاشق تھی اور تو کچھ نہ کیا ایک سوداگر کے ہاتھ
عمرو بن حمزہ کو بیچ ڈالا اور کئی روز کے بعد سوداگر سے خرید لائی اور سحر بند کر کے ایک صحرا مین عمرو بن حمزہ یونانی
کو چھوڑ دیا لیکن بہ سبب محبت کے دونون وقت آکر کھانا پانی دیجایا کرتی تھی الغرض عمرو بن حمزہ یونانی سحر بند
اُسی صحرا سے پڑے ہوئے مین مثل دیوانہ صحرائی پھرتے ہیں اور کہین جا نہین سکتے ہین ایک روز عمرو بن حمزہ نے عالم رویا مین
دیکھا کہ کوئی بزرگوار فرماتے ہین ای عمرو بن حمزہ یونانی جادوگرنی کو فریب سے قتل کرنا کچھ مضایقہ نہین ہی
تم کیون تامل کرتے ہو جلد اسکو قتل کرو عمرو بن حمزہ یہ خواب دیکھکر بیدار ہوئے اور تدبیر اپنے دل مین اُس
جادوگرنی کے قتل کی سوچنے لگے یکایک وہ جادوگرنی آئی عمرو بن حمزہ اُسکو دیکھکر رونے لگے اُسنے کہا ای شہزادے
کیون روتے ہو اگر میرے وصل پر راضی ہو تو ابھی تمکو اُسی باغ مین پہونچاؤن عمرو بن حمزہ نے کہا کہ مین بھی تیرا
عاشق زار ہون مین تو تیرا امتحان کرتا تھا اور مین اسواسطے روتا ہون کہ ایسا نہو کوئی تجکو مار ڈالے تو مجکو نہایت
صدمہ و الم ہوگا یہ سنکے فتنہ جادوگرنی بہت خوش ہوئی اور عمرو بن حمزہ کو پھر اُسی باغ تر و تازہ مین لائی اور کہنے لگی ای شہزادے
تو خاطر جمع رکھ مجکو کوئی نہین قتل کر سکتا عمرو بن حمزہ نے ہنسکر کہا ای جان جہان کوئی جام شراب ہمارے
ہاتھ سے پیو کہ نشہ کا دور دلکو سرور ہو اُسنے گلابیان شراب کی اور قابین کباب لاکر عمرو بن حمزہ کے سامنے
رکھدین عمرو بن حمزہ نے پے در پے سات جام شراب تند و تیز لبالب اُس جادوگرنی کو پلائے کہ مست ہو کر جھومنے لگی
اور پلنگ پر لیٹ گئی عمرو بن حمزہ یونانی کبھی آگر برابر اسکے لیٹے یا نہین گردنون مین ڈالدین جب وہ جادوگرنی
نشہ مین آکر بیہوش ہوئی عمرو بن حمزہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور اس زور سے اُسکا گلا گھونٹا کہ وہ کافرنی داخل جہنم
ہوئی اور جو اُسکی خواصین اور کنیزین تھین اُنکو مطلق سحر نہ آتا تھا عمرو بن حمزہ یونانی نے سبکو مال و زر و جواہر
وہان کا دے کر آزاد کیا اور وہان سے روانہ ہوئے جاتے جاتے راہ مین ایک شہر ملا دریافت کیا کہ یہ شہر کونسا
ہی لوگون نے کہا اسکو شہر البستان کہتے ہین اور یہان کا حاکم بہرام البستانی ہی عمرو بن حمزہ اُس شہر مین
آئے اور زر و جواہر دے کر ایک گھوڑا بہت عمدہ خرید کیا اور اُسکو ساز و یراق سے آراستہ کر کے سوار ہوئے
اور شہر کی سیر کرتے ہوئے چلے کہ ایک طرف کو غل اور شور برپا ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے پوچھا کہ
یہ شور کیسا ہی لوگون نے بیان کیا کہ صدف نوش اور صفا نوش قید ہو کر آئے ہین اور بھتیجے بہرام
البستانی کے ہین بادشاہ نے سمجھایا کہ تم لات و منات پرست ہو جاؤ اُنھون نے انکار کیا نہ مانا اُنکے واسطے
حکم قتل ہوا ہی چنانچہ آج روز قتل اُنکا ہی جلاد اُن دونون کو قتل کرنے کو لیے جاتے ہین یہ سنکے عمرو بن حمزہ نے
اُسی طرف گھوڑا بڑھایا اور لوگون کو ہٹا کر پاس صدف نوش اور صفا نوش کے پہونچے اور جلاد کو چبوترے
پر سے پانوٴن پکڑ کے کھینچ لیا اور دونون کی قید اُسی وقت کاٹ دی اور تلوار تول کر نعرہ کیا کہ منم شہزادہ عمرو
بن حمزہ یونانی فوج بہرام البستانی آمادہ کارزار ہوئی تلوار چلنے لگی اور بہرام البستانی بھی مشغول جنگ
ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے دم بھر مین صدہا کو قتل کیا تلوار مارتا ہوا قریب بہرام البستانی کے پہونچا بہرام
البستانی نے تلوار کا وار کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے وار بچا کر ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالا اور تلوار بہرام البستانی
کی چھین لی اور کمربند کمر کو تھام کر اُٹھا لیا اور ہاتھ سر سے بلند کر کے چرخ دیا بہرام البستانی پکارا امان امان

عمرو بن حمزۂ یونانی نے کہا امان بشرط ایمان بہرام البستانی نے قبول کیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے بہرام البستانی کو زمین پر رکھدیا بہرام البستانی مع نوح وغیرہ کی از سر صدق مسلمان ہوا بہرام شہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو بارگاہ میں لایا حال سب دریافت کیا اُسکو معلوم ہوا کہ یہ میرا نواسا اس سبب سے کہ فریدون شاہ یونانی بہرام البستانی کا بھائی تھا یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور بہت اعزاز و اکرام سے دعوت و ضیافت کی عمرو بن حمزۂ یونانی نے دوسرے روز فرمایا اب میں رخصت ہوتا ہوں بہرام البستانی نے کہا کہ ایک ہفتہ ٹھہر جاؤ تو میں بھی تمہارے ہمراہ چلونگا عمرو بن حمزۂ یونانی نے کہا کہ امیر بانوقیر کو بڑی تشویش ہو گی تم میرے جانے کے بعد چلے آنا یہ کہکر اپنے ماموؤں کو اپنے ساتھ لیکر اور کچھ فوج بھی ہمراہ لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے یہاں نوشیرواں منتظر ہی کہ آدین آذان منارہ گردن غسل موت کرے تو طبل جنگ بجوائیں القصہ ایک روز دو پہر رات کا بارگاہ نوشیرواں میں جل رہا تھا جب فرہاد غوری اور زنگادۂ غوری کو نشہ ہوا حکم کیا ہمارے نام طبل جنگ بجے فوراً لشکر کفار میں طبل جنگ بجا یہ خبر ہرکاروں نے امیر بانوقیر کو پہونچائی ادھر بھی نقارۂ رزمی نوازش میں آیا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے فرہاد غوری میدان میں آیا اور امیر بانوقیر کو پکارا امیر بانوقیر نے سنتے ہی بادشاہ سے اجازت طلب کر کے میدان میں جاتے ہیں کہ نکلیں کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی دیکھا کہ عمرو بن حمزۂ یونانی مع صندل نوش اور اصفالوش کے فوج لیے ہوئے آتے ہیں عمرو بن حمزۂ یونانی نے دیکھا کہ میرا حریف میدان میں کھڑا مبارز طلب کر رہا ہے دور ہی سے بادشاہ کو اور امیر بانوقیر کو مجرا کیا اور اجازت طلب کر کے نعرہ کرتے ہوئے میدان میں آئے فرہاد غوری بھی اُدھر سے بڑھا پہلے تو لگا ورزن ہوئے سات قدم مرکب فرہاد غوری کا پیچھے ہٹ گیا اور تین قدم مرکب عمرو بن حمزۂ یونانی کا پسپا ہوا بعدہ ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی چند طعنوں میں فرہاد غوری کا نیزہ ہوا لی کیا اُسنے جھنجھلا کر تلوار ماری عمرو بن حمزۂ یونانی نے وار اُسکا رد کر کے ایک ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر کو کاٹ کے سر پر پہونچی فرہاد غوری نے سر کو پیچھے کھینچا تلوار گردن پر گینڈے کے پڑی سر گینڈے کا قلم ہوا فرہاد غوری کود کر علیحدہ ہوا اور چاہا کہ مرکب کو عمرو بن حمزۂ یونانی کے پکڑے شہزادہ بھی ہاں ہاں کر کے کود پڑا فرہاد نے پھر تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے خالی دے کر بند دست پکڑا اور جھٹکا مار کے تلوار فرہاد غوری کی چھین لی فرہاد غوری لپٹ پڑا عمرو بن حمزۂ یونانی سے کشتی ہونے لگی دو گھڑی کے بعد اُسکا لنگر توڑ کر عمرو بن حمزہ نے فرہاد غوری کو اٹھا لیا اور فرمایا ای کافر الکفر حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی فرہاد غوری نے کہا ای پسر حمزہ تو نے میرے سامنے لات و منات کو برا کہا مجھکو اسکا کفارہ دینا واجب ہوا یہ سنتے ہی عمرو بن حمزہ نے چرخ دے کر فرہاد غوری کو زمین پر مارا اور چاہتے ہیں کہ چھاتی پر چڑھکر مشکیں باندھ لیں زنگادۂ غوری دیکھتے ہی تلوار کھینچکر دوڑا اور پکارا ای پسر حمزہ تو نے غضب کیا میرے بھائی کو پکڑ لیا اور آتے ہی زنگادہ غوری نے تلوار ماری عمرو بن حمزۂ یونانی نے فرہاد غوری کو پھر اُٹھا لیا اور بجائے سپر سامنے زنگادہ غوری نے کیا تلوار آکر اُسکی فرہاد کی کمر پر پڑی فرہاد غوری قتل ہوا لگا زنگادہ غوری تو پیچھے ہٹ گیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے فرہاد غوری کی مشکیں باندھ کر عیاروں کے حوالے کیا اور زنگادۂ غوری کا مقابلہ کیا زنگادہ نے پھر تلوار ماری عمرو بن حمزۂ یونانی نے تلوار اُسکی چھین کے پھینکدی اور دوسرا ہاتھ کمر بند میں ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر اُسکی بھی مشکیں باندھ لیں خواجہ عمرو

دوڑکر میدان مین آئے اور دونون کو اپنے لشکر مین لے گئے اُن دونون کی فوج نے چاہا کہ تلوارین کھینچ کر جا پڑین
اور عمرو بن حمزہ سے لڑین بختک نے منع کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان سے پھرے اپنی اپنی
بارگاہون مین آئے بختک نے سر بارگاہ پکار کے کہا ایہا الناس ان دونون کو بڑا غرور تھا اب سزاے معقول
انکو مل گئی آدین آذان منارہ گردون نے سنکر بختک کو سخت کہا اور یہ مشورہ قرار پایا کہ آدین آذان کو
صحت ہو جاوے تو پھر طبل جنگ بجوائین اب جنگ و جدال موقوف رہے اتنے مین ہرکارون نے خبر دی کہ
طول زنگی اور طال زنگی اور طلوع شاہ زنگی تینون بھائی پل کفیل سے آئے ہین اور طلوع شاہ بادشاہ
ہے لشکر کا اور وہ دونون طول زنگی و طال زنگی بعہدۂ پہلوانی اُسکے ساتھ ہین اور بھانجے مالک بن ملکوت
کے ہین کہ جو بادشاہ ملک فرنگوشیہ کا ہے یہ جو خبر نوشیروان کو ہوئی بہت خوش ہوا اور طبل شادمانی بجوایا امیر
بانوقیر نے جو یہ خبر سنی فوراً جام کلہ عزیمت طلب کیا اور عین بارگاہ مین جام اور خلعت رکھوا دیا اور فرمایا کہ ہے
کوئی ایسا دلاور و بہادر کہ انکو روکے اور وہ زنگی بچے یہان ہرگز نہ آنے پائین راستہ ہی مین انکو سزا دیجاے
یا باندھ کر سامنے بادشاہ کے حاضر کرے یہ سنتے ہی داراے ہند لندھور بن سعدان اپنے دنگل پر سے اٹھا
امیر بانوقیر نے فرمایا اے جانشین من مین خاص تمکو نہ کہہ سکا خیر بسم اللہ جاؤ تمسے بہتر کون ہے نصر من اللہ و فتح قریب
لندھور بن سعدان نے یہ سنکے مجرا کیا اور عادل شیردل اور فاضل شیردل اور بلند خان قندھاری کو ہمراہ
لیکر روانہ ہوا لندھور بن سعدان نے راہ مین کہین مقام نہ کیا برابر چلا گیا ادھر سے لندھور بن سعدان
جاتا ہے اور ادھر سے وہ کافران زنگی آتے ہین جب قریب پہونچے ہرکارون نے خبر دی کہ سات کوس پر لشکر
زنگیون کا ہے لندھور بن سعدان نے تھوڑی دور آگے بڑھکر اپنے خیمہ برپا کیے ہرکارون نے ادھر کے
یہ خبر زنگیون کو پہونچائی کہ لندھور بن سعدان روکنے کو آیا ہے وہ زنگی یہ سنکر حیران ہوئے کہا ہم تو
نوشیروان کے پاس جاتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ صاحبقران بھی آیا ہوگا لوگون نے کہا کہ حمزہ صاحبقران
نہین ہے فقط لندھور بن سعدان کو بھیجا ہے الغرض زنگیون کے لشکر مین طبل جنگ بجا ادھر لشکر
لندھور بن سعدان مین بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صف آرا ہوئے طول
زنگی ادھر سے نکلا مبارز طلب کیا ادھر سے فاضل شیردل نکلے لندھور بن سعدان نے انکو ہر چند منع
کیا مگر انھون نے نہ مانا اور میدان کارزار مین آئے طول زنگی بھی فیل پر سوار تھا ادھر یہ بھی فیل جنگی پر سوار تھے
پہلے تو دونون فیل بھڑ کر اپنی اپنی سونڈون سے خوب لڑے اسنے خرطوم اُسکی کمر مین ڈالی اُسنے خرطوم سے
اسکو پیٹا اسنے دندان اُسکے اُسنے دانت اسکے گڑ دیے بعد اُسکے طول زنگی نے گرز مارا فاضل نے سپر پر
روکا اور سپر کو اپنے بچا کر پیچھے کھینچا وہ گرز ہاتھی کے سر پر پڑا فیل نے سر جھکا کر خالی دیا فاضل نے پھر گرز
مارا طول زنگی نے رد کر کے پھر گرز بند دست پکڑ کر کے اپنے ہاتھی پر کھینچ لیا فاضل نے اُسکی گردن پکڑ کر
جھٹکا مارا دونون مین کشتی ہونے لگی درمیان کشتی مین فاضل نے خنجر نکالکر کمر سے طول زنگی کو مارا خنجر
زرہ کو کاٹ کر آر پار نکل گیا طول زنگی نے بھی گھبرا کر خنجر مارا فاضل کے شانے پر پڑا شانہ زخمی ہوا غرضکہ
دونون مین اُسی فیل پر خنجر چلنے لگا یہ معرکہ جو طول زنگی کے بھائیون نے دیکھا فوج لیکر دوڑے ادھر لندھور
بن سعدان بھی مع لشکر جھپٹا تلوارین کھنچکر چلنے لگین لندھور بن سعدان نے ہزارون کو مار کے گرا دیا
اور اپنے تئین فاضل کے قریب پہونچایا اور فاضل نے طول زنگی کو زیر کر کے فیل پر باندھ کر لندھور کو

دے دیا لندھور بن سعدان نے طول زنگی کو خواصی مین ڈال لیا اور گرز پکڑ کر مشغول جنگ ہوا یہان تک کہ سات ہزار
فوج زنگی قتل ہوئی طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے خیمہ مین آئے اور لندھور بن سعدان بارگاہ
مین آیا زنگیون نے کئی روز طبل جنگ نہ بجوایا لندھور بن سعدان حیران ہوا کہا ایہا الناس اب مین کیا کرون
مجھے اسلیے جلدی ہی کہ یہان سے پھر کر جاؤن تو آدین آدان منارۂ گردن کی لڑائی دیکھون اُدھر طال زنگی
کے یہان ایک عیار تھا کہ نام اُسکا سیارۂ زنگی تھا اُسنے طلوع شاہ کو یہ صلاح دی کہ شبخون آج ماریے
غرضکہ اُن دونون نے لشکر لندھور بن سعدان پر شبخون مارا اور ہزارون کو قتل کیا لندھور بن سعدان
کو جو خبر ہوئی مسلح و مکمل ہو کر بارگاہ سے نکلا اور سب لشکر ہوشیار ہوا تلوار چلنے لگی سیارۂ زنگی نے آثار آتشبازی
کے اور بان آتشبازی کے جو چھوڑے تو لندھور بن سعدان کا ہاتھی بھاگا بلکہ جتنے ہاتھی لشکر لندھور مین
تھے سب بھاگے دو منزل پر جاکے ٹھہرے لندھور کو بڑا صدمہ ہوا زنگیون نے آکر سب مال و اسباب
لشکر لندھور کا لوٹ لیا اور طول زنگی کو چھڑا کر لیگئے اور اُسی وقت لشکر نوشیروان کی طرف کوچ کیا
جب لندھور بن سعدان پھر کر آئے یہ دو منزل آگے نکل گئے غرضکہ لندھور بن سعدان بھی اُنکے
تعاقب مین چلا یہان آدین آدان نے غسل کیا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر امیر باتوقیر کو
پہونچائی ادھر بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری جنگ رہی آلات حرب و ضرب درست ہوا جب صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے صف آرائیان ہوئین آدین آدان منارۂ گردن فوج سے نکلا امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو پکارا غرضکہ امیر باتوقیر چاہتے ہین کہ نکلین دیکھا از پردۂ بیابان گرد ہی برخاست
کہ طول زنگی اور طال زنگی مع طلوع شاہ لاکھ سوار ان زنگی سے پیدا ہوے طول زنگی نے دیکھا کہ
نوشیروان نے خبر بھی نہ لی اور ہماری راہ نہ دیکھی طبل جنگ بجوادیا بلکہ آدین آدان منارۂ گردن
میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہی طول زنگی نے اپنے مرکب کو بڑھایا نوشیروان حیران ہوا کہ
یہ تو ہماری مدد کو آیا ہی اور آدین آدان منارۂ گردن کی طرف کیون جاتا ہی طول زنگی نے بڑھکر آدین
آدان منارۂ گردن سے کہا تو کون ہی کہ مجھکو دیکھکر میدان سے نہ پھرا آدین آدان منارۂ گردن نے
کہا کیا تو مسلمان ہی اُسنے کہا نہین تو مین مسلمان نہین ہون آدین آدان منارۂ گردن نے کہا تو مجھسے پھر
کیون لڑتا ہی طول زنگی نے کہا لات و منات پرست ہم تو سب سے لڑتے ہین اوگیدی لاحلید
کیا ضرب بہادری کی رکھتا ہی آدین آدان منارۂ گردن کو غصہ آگیا جھنجھلا کر تلوار کا وار کیا طول زنگی نے
یہ فنون سپہ گری وار اسکا رد کرکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا یا تو شعلۂ تیغ سپر پر چمکتے دیکھا تھا یا جگرگاہ مین آکر
دم لیا آدین آدان منارۂ گردن دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی بختک اُچھلکر ناچنے لگا
طول زنگی نے منھ طرف لشکر اسلام کے کیا اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو پکارا کہ اگر دعوے
مردمی ہی تو میدان رزم مین آکر مبارز کرو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران یہ سُنکر فوراً میدان رزمگاہ مین
آئے پہلے ہمتگاور ہوئے سات قدم طول زنگی کا فیل ہٹ گیا طول زنگی نے نیزہ مارا امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران نے نیزہ اُسکا ہوا لی کیا طول زنگی نے پھر گرز مارا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
نے گرز اُسکا رد کر کے گرز مارا طول زنگی نے بھی رد کا وہ گرز فیل کے سر پر پڑا بھیجا فیل کا نکل پڑا
فیل زمین پر گرا طول زنگی کود کر زمین پر آیا اور تلوار کا وار کیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے

خالی دے کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ تلوار چھین لون طول زنگی نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا گریبان
پکڑ لیا امیر باتوقیر بھی اشقر دیوزاد سے کود کے کشتی ہونے لگی کہ یکایک پردۂ بیابان سے گرد اٹھی دیکھا کہ
لندھور بن سعدان مع سرداران آپہونچا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو مجرا کیا اور کہا امیر باتوقیر یہ میرا
حریف ہی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای جانشین من تم جاکر لشکر مین ٹھہرو یہ سُنکر لندھور بن سعدان
رنجیدہ خاطر ہوکر سامنے قباد شہریار کے آکھڑا ہوا یہان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے ایک شب و روز
مین طول زنگی کو زیر کیا پھر طال زنگی نکلا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے اُسکو بھی زیر کیا اور باندھکر
خواجہ عمرو کو دے دیا یہ دیکھکر تیسرا بھائی اُسکا طلوع شاہ حمزۂ صاحبقران کے سامنے آیا اسکو دیکھکر
لشکر بھی تلوار پکڑکر چلا طلوع شاہ نے سبکو منع کیا اور امیر باتوقیر سے عرض کیا ای امیر کشورگیر مجکو کلمہ
پڑھا دیجیے مین مسلمان ہوتا ہون اور انکو بھی چھوڑ دیجیے ان دونون نے آپ سے لڑنے کی سزا پالی
یہ سُنکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بہت خوش ہوئے اور کلمۂ توحید پڑھایا تینون بھائی مع لشکر از سر صدق
مسلمان ہوئے نوشیروان یہ ماجرا دیکھکر رنجیدہ و کبیدہ ہوا اور طبل بازگشت بجواکر مع لشکر پھر گیا امیر باتوقیر
اپنے لشکر مین آئے اور بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہوگئے اور ان تینون کو خلعت دیے یہ تینون بھائی
خلعت فاخرہ پہنکر دنگل پر بیٹھے لیکن لندھور بن سعدان و عادل شیردل اور فاضل شیردل سے
انکھیں ملائین امیر باتوقیر نے منع کیا ای جانشین من اب یہ مسلمان ہوئے ہین انسے اپنا دل صاف کرلو
کاوش دور کرو امیر باتوقیر تو یہ کہکر چپ ہو رہے جب یہ باہر نکلے عادل شیردل اور طول زنگی سے بحث
ہونے لگی آخر کار آپس مین تلوار چلی جب یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی امیر باتوقیر باہر تشریف لائے اور عادل
شیردل کو منع کیا اور طول زنگی کو بارگاہ مین لے آئے لندھور بن سعدان نے جو سُنا بہت بگڑا لوگون
نے منع کیا اور سمجھایا مگر لندھور بن سعدان نے نہ مانا کہا امیر ابھی خیمہ باہر نکالو مین کچھ امیر باتوقیر کی پروا
نہین رکھتا ہون یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی کہ لندھور بن سعدان بگڑکر چلا جاتا ہی امیر باتوقیر تینون کے
ہاتھ رومال سے بند ہوا کر لندھور بن سعدان کے پاس آئے اور لندھور بن سعدان کے قدمون پر
اُن تینون کو گروا دیا اور کہا ای جانشین من انکا قصور عفو کرو لندھور بن سعدان حمزۂ صاحبقران
کی اس بات سے بہت خوش ہوا اور لندھور نے طول زنگی اور طال زنگی اور طلوع شاہ کو خلعت دیا
امیر باتوقیر نے انکو لندھور بن سعدان کے حوالے کیا اور کہا ای جانشین من یہ تمھارے عزیز ہین انکو
اپنے پاس رکھو شدہ شدہ یہ خبر شہنشاہ نوشیروان کو ہوئی تمام کفار سنکر آتش حسد سے جلکر خاک
ہوگئے اور حیران ہوئے کہ کیا تدبیر کرین ہمین تو زخمی ہی ابھی اچھا بھی نہین ہوا اور جو لوگ کہ مدد کو ہوئے
تھے انکا یہ حال ہوا بختک نے نوشیروان سے کہا ای بادشاہ بہرام شیرخوار ابھی تک نہین آیا ہی اب
کسی کو جزیرۂ ہمیشہ بہار پر بھیجیے کہ بہرام شیرخوار کو جاکر ساتھ لے آئے یہ سنکر بختک کو حکم دیا کہ تو
جاکر بہرام شیرخوار کو اپنے ساتھ لے آ دربار بادشاہ نوشیروان مین تو یہ مصلحت ہو رہی تھی اور
خواجہ عمرو بھی ایک فراش کی صورت بنے ہوئے دربار مین کھڑے یہ باتین سن رہے تھے الغرض بختک
حکم پاکر بارگاہ کے باہر آیا اور چالیس عیارون کے نام لکھے اور انکو اپنے ہمراہ لیکر کشتی پر سوار ہوا اور سبکے
نام کاغذ مین دیکھ کر کشتی پر سوار کرنے لگا اسواسطے کہ شاید عمرو بھی صورت بدلکر چلا آوے اور

ایک غلام حبشی کو بھیجا کہ وہ فلان صندوقچہ جاکر لے آئے عمرو بھی پیچھے اُس غلام حبشی کے آیا راہ مین بیضۂ بیہوشی مارا کر وہ غلام حبشی گرا اور بیہوش ہو گیا عمرو نے اسکو نذر زنبیل کیا اور اُسکی شکل بنکر صندوقچہ لیکر کشتی پر آیا بختک نے پہچان لیا لیکن مارے ڈر کے کچھ نہ کہا اتنا تو پوچھا تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا میرا تو نام کاغذ پر لکھا ہی پڑھ لیجیے بختک نے کہا سچ ہی مین بھول گیا تھا عمرو نے کہا ابھی سے بھول پڑ گئی تو آگے بڑھ کے کیا ہوگا لیکن مجکو بھول کر وہان چھوڑ نہ آئیےگا بختک نے کہا نہین تو خاطر جمع رکھ ایسا نہوگا مگر ڈر سے اور کچھ کہہ نہ سکا اور نہ کسی پر ظاہر کر سکا

دوسری داستان بھیجنا شہنشاہ نوشیروان کا بختک کو جزیرۂ ہمیشہ بہار مین واسطے لینے بہرام شیر خوار کے

رہروان مطالب قلزم فسانہ رنگین و آشنایان مضامین داستان خوش آئین قلم ماہیت رقم سے سطح پر آب و تاب قرطاس پر اب یون رقم کرتے ہین کہ جب بختک بحکم نوشیروان جزیرۂ ہمیشہ بہار کی طرف چلا اور کشتی پر سوار ہو کر عمرو کو پہچان لیا مگر ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکا دوسرے روز بختک نے عمرو سے کہا کہ او حبشی تو پردے کے پاس فلان خواص سے کیا باتین کر رہا تھا یہ کہکر اپنے غلامون سے کہا کہ اسکو نظر بند کرو یہ حکم پاتے ہی غلامان زرین کمر گرد خواجہ عمرو کے رہنے لگے اور بختک نے چپکے غلامون سے کہدیا اسکو پکڑ لو غرض کشتی تو چلی جاتی تھی کوئی دو منزل شہر رہ گیا کہ غلامون نے عمرو کو پکڑ لیا بختک نے مارے ڈر کے خواجہ عمرو کو مارا تو نہین لیکن بیہوش کر کے ایک صندوق مین بند کر لیا اور کہا کہ اسکو جاکر سامنے بہرام شیر خوار کے قتل کرونگا جب پھر بعد ایک روز کے کشتی جزیرۂ ہمیشہ بہار مین پہونچی بختک مع غلامون وغیرہ کے اترا اور دربار مین بہرام شیر خوار کے آیا اور صندوق بھی عمرو کا لیتا آیا بہرام شیر خوار نے دیکھا کہ نوشیروان نے اپنے وزیر اعظم کو میرے لینے کے واسطے بھیجا ہی اور کچھ مال بھی آیا بہرام خوش ہوا اور اپنے دنگل سے اٹھکر بختک کی تعظیم کی گو کہ بہرام بھی اپنے شہر کا بادشاہ ہی اُس بارگاہ مین تخت شاہی رکھا ہی مگر بہ سبب دعوی پہلوانی بہرام تخت پر نہین بیٹھتا ہی دنگل پر متمکن رہا کرتا ہی الغرض بختک نے جھک کر مجرا کیا بہرام نے بہ سبب وزیر اعظم ہونے بختک کے بڑی شان و شوکت سے تعظیم و تواضع کی بختک بہرام کو دیکھکر دل مین بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ہان یہ لائق مقابلہ امیر ہی غرضکہ بہرام نے حال نوشیروان اور امیر کا بختک سے پوچھا اُسنے اول سے آخر تک سارا قصہ امیر کا بیان کیا اور عمرو کا بھی حال کہا کہ وہ ساربان زادہ بلائے بے درمان آفت جہان ہی مگر ای بہرام معلوم ہوتا ہی کہ ہر لڑائی کی فتح تمھارے مقسوم مین ہی کہ وہ تمھاری تقدیر سے آنے کے وقت اس طرف کو میرے ہاتھ آگیا مین نے اُسکو صندوق مین بند کر رکھا تم اُسکو قتل کرو اُسنے بڑے بڑے شاہ و شہریارون کو قتل کیا اور بادشاہ ہفت کشور تک کو ذلیل و خوار کر دیا یہ کسی کے ہاتھ نہین آتا ہی مگر مین نے بڑی مشکل سے گرفتار کیا ہی بہرام نے جو یہ سنا بختک سے کہا کہ تمنے بڑا اشتیاق دلوایا جو عمرو ایسا ہی تو اُسے جلد منگاؤ بختک نے کہا اس صندوق مین ہی بہرام نے جو صندوق کھولا بختک نے جو بیہوشی کم دی تھی بہ سبب خوف ہلاک ہو جانے کے دیکھا تو عمرو ہوشیار ہی جیسے ٹیڑا صندوق کا اٹھایا خواجہ عمرو نے تالیان بجاکر کہا مصرع ہمیشہ دلبر سو جان مبارک باشد بہرام نے کہا تو کون ہی عمرو نے کہا ای پہلوان بلبان لون میرا نام نیرنگ کلاونت ہی مجکو زبردستی ملک جی نے صندوق

مین نذر کیا ہی اسواسطے کہ شاید میرا گانا آپ کو پسند آئے اور آپ مجھکو نوکر رکھ لین ای پہلوان جہان جب ملک جی چاہتے ہین
میرا گانا سنتے ہین آپ اُنھین سے پوچھیے کہ مین جھوٹھ کہتا ہون یا سچ بولتا ہون بہرام شیر خوار نے کہا ملک جی بتلاؤ
کہ نیرنگ سچ کہتا ہی یا نہین اب تو بختک کی جان نکل گئی اور یہ مجال نہولی کہ کچھ جھوٹھ سچ کہے بختک چپ ہو رہا بہرام
نے اُسکو صندوق سے نکالا اور آگے مسند زرین پر بیٹھا خواجہ عمرو سے کہا او نیرنگ کلاونت کچھ گاؤ جب تو عمرو
نے کمر سے جوڑی ہفت پیوندی نَے کی نکالی اور وقت کی چیز سوچ کے گنگنایا اور ہفت پیوندی بجاکے گانا شروع
کیا ایسا گایا بجایا کہ بہرام اور اُسکے ملازم وجد مین آکر جھومنے لگے اور بختک کو برا بھلا کہنے لگے بہرام شیر خوار
نے کہا کہ نوشیروان بڑا احمق ہی ایسے مہمل کو وزیر اعظم کیا ہی جسکو بالکل عقل سے بہرہ نہین ہی یہ کہکر
خواجہ عمرو کو کھولدیا اور بہت سا انعام دے کر اپنے پاس رکھا القصہ بہرام شیر خوار روز خواجہ عمرو کا گانا سنا
کرتا ہی اور محظوظ ہوتا ہی اور بختک بھی دربار مین روز آتا ہی رات کو اپنے خیمہ مین جاتا ہی جب بختک نے نامہ
نوشیروان کا بہرام شیر خوار کو دیا تھا بہرام شیر خوار نے اُسی روز سے تیاری چلنے کی کی ہی مگر نیرنگ
کلاونت کو ہر وقت اپنے پلنگ کے پاس رکھتا ہی بختک اب یہ چاہتا ہی کہ بہرام شیر خوار جائے نہ جائے مجھکو
کسی طرح سے رخصت کر دے بلکہ اسی ارادے سے روز روز آتا ہی ایک دن خواجہ عمرو نے گلیم عیاری اوڑھ کر
ایک کاغذ لکھکر بختک کی جیب مین ڈالدیا اور آکر بہرام شیر خوار سے خواجہ عمرو نے کہا کہ آپ نے اور کچھ سنا
بہرام شیر خوار نے کہا کیا خواجہ عمرو نے کہا آج ایک نامہ بختک کو نوشیروان نے بھیجا ہی تو اُسنے پڑھکر
جیب مین رکھ لیا ہی کیا آپ سے اُسنے کچھ ذکر نہین کیا مگر مجھکو قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ نوشیروان نے کچھ آپکے
مقدمہ مین لکھا ہی ای پہلوان دوران مجھکو معلوم ہوتا ہی یہ کچھ آپ سے برائی کریگا بہرام شیر خوار نے کہا تو
سچ کہتا ہی عمرو نے کہا آپ ایک کام کیجیے جب ملک جی آئین اُسنے نامے کا تذکرہ کیجیے اور طلب کیجیے اگر وہ
انکار کرین اُنکی جیب مین ہاتھ ڈال کے نکال لیجیے گا الغرض جب بختک دربار مین بہرام شیر خوار کے آیا
پہلے تو بہرام شیر خوار نے نامے کا حال پوچھا بختک نے کہا کیسا نامہ مین نہین جانتا ہون اُسوقت
باشارۂ خواجہ عمرو بہرام شیر خوار نے بختک کی جیب مین ہاتھ ڈالدیا اور نامہ نکال لیا بختک دیکھکر
حیران ہوا مگر جان کے خوف سے دم نکل گیا اور دل مین کہا کہ یہ مرشد کامل کی چالاکی ہی ای بختک مین نے
تو بہت سا چاہا کہ چلا جاؤن اس ملعون بہرام شیر خوار نے نہ جانے دیا اب لات و منات وغیرہ اس ملعون
سے میری جان بچائین الغرض بہرام شیر خوار نے وہ نامہ پڑھا اُس مین مضمون قتل بہرام شیر خوار مندرج
تھا اور مہر جو نوشیروان کی اپنے قتل نامہ پر دیکھی آگ بھبولا ہوگیا اور غصہ سے لال ہوگیا شعلۂ غیظ و غضب
نکلنے لگے ایک مقام پر اُس نامہ مین کیا بلکہ مکرر سہ کرر یہ فقرہ لکھا تھا ای بختک تجھکو قسم ہی میرے حق نمک کی
اگر بہرام شیر خوار نہین آتا تو اُسکو گرفتار کرکے لے آ اور اگر زندہ ہاتھ کبھی نہین آسکتا تو بہرام شیر خوار
کا سر کاٹ لا یہ نامہ کا مضمون پڑھکر بہرام شیر خوار نے سر اُٹھایا اور بختک کو گھور کر دیکھا
اور کہا او ملعون یہ تیرے بادشاہ نوشیروان نے کیا لکھا ہی تیری بھی اتنی مجال ہی کہ تو مجھکو گرفتار
کرے یا قتل کرے دیکھ مین تجھکو ابھی سزا دیتا ہون یہ کہکر بہرام شیر خوار نے حکم دیا کہ بختک
کو پکڑلو اور سب ملکے اسکو جوتیان مارو اب بختک پر فراشی جوتا مثل اولے کے برسنے لگا جتنے بال
کھوپڑی مین تھے سب اُڑگئے بچا گنجے ہوگئے بھیجا بلبلا ہوگیا کپڑون کے پرزے پرزے اُڑگئے

عجب حال ہوا حیثیت بدل گئی جب بختک خوب پٹ چکا بہرام شیرخوار نے حکم دیا اب اس ملعون کو قتل کرو اور خواجہ عمرو کو بڑا بھاری خلعت دیا جب تو بختک نے مجبور و ناچار ہو کر خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ باندھے اور اشارے سے کہا یا اُستاد مجکو بچایے خواجہ عمرو کو بھی ترس آگیا بہرام شیرخوار سے کہا اسکو ابھی قتل نہ کیجیے اور اسکے پانچون ابرو کا صفایا کر کے منھ کالا کرو اور اسکو ننگا کر کے گدھے پر سوار کرو اور کچھ گرد و پیش اُسکے ساتھ ہون اور آگے آگے ڈھنڈھورا با آواز بلند کہتا جاے کہ بادشاہون سے ایسی حرکت جو کریگا اُسکی یہی سزا ہی بہرام شیرخوار کو یہ راے پسند آئی کہا واہ نیرنگ کلاونت کیا خوب تدبیر سوچی الغرض بہرام شیرخوار نے اسی طرح سے بختک کو تشہیر کرا کر نوشیروان کے پاس بھیجدیا اور اپنے لوگون سے کہدیا کہ اسکو کنارے شہر کے چھوڑ کر چلے آنا اور بختک کے آدمی اور خواص جو تھے وہ سب ڈر کے مارے بھاگ گئے کہ مبادا ہمارا بھی یہی درجہ ہو جب بختک اس حال خراب سے چلا گیا تو خواجہ عمرو نے دل مین کہا اب کیا کروگے کسواسطے کہ بہرام شیرخوار نے تجھسے کچھ بُرائی نہین کی بلکہ بڑا سلوک کیا یہ سوچ کر رات کو بہرام شیرخوار کے تئین بیہوش کیا اور اُسکی شکل بنکے اُسکے پلنگ پر سو رہا صبح کو دربار مین آیا سب سے کہا مین نے رات کو ایک خواب دیکھا ہی گویا حشر نمایان ہی اور جہنم شعلہ ور ہی اور ایک طرف کو اُس جہنم کے کچھ لوگ بھی کھڑے ہین اور مجکو فرشتے جہنم کی طرف لیے جاتے ہین اور کہتے ہین کہ تیرا مقام یہی جہنم ہی مین جو اُن لوگون کی طرف بھاگتا ہون تو فرشتے کہتے ہین کہ تو اُنکی طرف کیون جاتا ہی وہ لوگ تو مسلمان ہین اُنکی جگہ بہشت مین ہی تو ادھر چل مین نے ڈر کر اُسی وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوا اور کہا اب مجکو جہنم مین نہ لیجاؤ غرض یہ خواب بیان کر کے خواجہ عمرو نے سب کو مسلمان کیا اور بتخانے کھُدوا ڈالے مسجدون کی بنا کی اور ہر گلی کوچہ مین آواز لا الہ الا اللہ اور صداے آذان آنے لگی پھر اُٹھکر علیحدہ مکان مین آیا اور بہرام شیرخوار کو زنبیل سے نکالا اور نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بہرام شیرخوار دیکھکر حیران ہوا کہا کہ میری شکل کا دوسرا آدمی کہان سے آیا ہی اُسوقت خواجہ عمرو نے ساری حقیقت بیان کر کے کہا اے بہرام شیرخوار بختک سچ کہتا تھا مین نیرنگ کلاونت نہین ہون مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون مین نے تیری فوج کو اور اہالیان شہر کو مسلمان کیا اور بتخانے سب کھُدوا ڈالے اور مسجدون کی بنا ڈالدی لے اب تو مسلمان ہوجا اور اپنا ملک لے اتنی بات تیرے واسطے اس سبب سے ہی کہ تو نے کوئی مجھسے بُرائی نہین کی ہی انشاء اللہ حمزہ صاحبقران سے کہکر تیرے لینے کو سرداران لشکر اسلام بھیجونگا اور نوشیروان نامرد ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران بڑے بہادر اور شجاع ہین تو اُنکا ملازم ہو کہ بہادران عالم مین ناموری ہو اور بہمن کا جو کچھ حال ہوگا تو بچشم خود دیکھ لینا اگر تجکو اپنے لوگون کے مسلمان ہونے کا یقین نہو تو تو پردے کے پاس کھڑا رہ مین اُنسے لات و منات پر لعنت کہوا دون بہرام شیرخوار نے کہا اچھا بہتر ہی غرضکہ خواجہ عمرو نے بہرام شیرخوار کو تو پردے مین رکھا اور آپ بہرام شیرخوار کی صورت بنا ہوا باہر نکلا اور سب کو بلا کر کہا کہ تم لوگون سے مجکو شک ابھی باقی ہی جب تو سبھون نے کلمہ پڑھکر کہا لات و منات پر لاکھ لاکھ بار لعنت ہی یہ سنتے ہی بہرام شیرخوار باہر نکل آیا یہ دیکھکر سب کے سب مثل آئینہ متحیر ہوئے کہ دو بہرام کہان سے آئے پھر اُسوقت بہرام شیرخوار نے کلمہ پڑھا اور از سر صدق مسلمان ہو کر دین اسلام اختیار کیا اور خواجہ عمرو کو بہت سا مال و زر دیا پھر خواجہ عمرو نے بہرام شیرخوار سے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون اور

تمام لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین چلے آتا یہ کہکر عمرو بہرام شیر خوار سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور بختک
راہ مین ملا اب خواجہ عمرو بھی اسکے ساتھ ساتھ جب قریب لشکر نوشیروان کے پہونچا یہ خبر بادشاہ
نوشیروان و بہمن کو ہوئی کہ بہرام شیر خوار آتا ہے اور ڈنکا آگے ہوتا ہے نوشیروان نے ساسانیون
اور کرگانیون کو بھیجا کہ بہرام شیر خوار کو جاکر یہان لاؤ ادہر بختک نے کہا ایہا الناس مین اسی طرح
بارگاہ نوشیروان مین جاؤنگا اور اپنا حال دکھاؤنگا اب جو ساسانی آئے بہرام شیر خوار سمجھ کے مجرا لیا
بختک نے کسی کا سلام نہ لیا بلکہ آنکھ تک نہ جھپکائی لوگ بہرام شیر خوار کی صورت دیکھکر بہت حیران
ہوئے اور آپس مین کہنے لگے کہ یہ نوشیروان سے بھی زیادہ مغرور ہے غرضکہ بختک کو اسی طرح بارگاہ
نوشیروان مین لائے سب کو دیکھکر بہت حیران ہوئے نوشیروان نے بہمن سے پوچھا کیا یہی قطع بہرام
شیر خوار کی ہے جب تو بہمن نے حیران ہوکر دونون ہاتھ پھیلا کر بختک کو بہرام شیر خوار سمجھکر گلے سے لگایا
اور کہا اے بہرام شیر خوار پہلے تو تیری یہ وضع نہ تھی اب تو نے اپنی حیثیت کیسی بنائی ہے بختک نے غصہ
سے کسی کو سلام نہ کیا اور قریب تخت نوشیروان پہونچا یہ دیکھکر نوشیروان اپنے تخت سے اٹھا اور دونون
ہاتھ پھیلا کر بہرام شیر خوار جانکر گلے سے لگا لیا اور چاہا کہ ہاتھ پکڑ کے پاس اپنے بٹھائے اسوقت بختک
نے کہا اے بادشاہ اب بھی آپ نے مجھکو نہین پہچانا مین بختک آپکا وزیر ہون جب تو بادشاہ نوشیروان
نے ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا او گیدی تو نے میری پوشاک سب خراب کی ارے یہ کیا حرکت نالایق تھی کہ تو ایسی
شکل بناکر آیا بختک نے کہا بہمن سے پوچھو یہ حال میرا انکی بدولت ہوا جب نوشیروان نے بہت اصرار
کیا تب بختک نے کہا اے بادشاہ عمرو نے یہ حال میرا کردیا یہ سنکر نوشیروان غصہ ہوا اور حکم کیا کہ اس
ملعون کو خوب جوتیان مارو اسی وقت بختک پر جوتے پڑنے لگے عمرو بھی کھڑا دیکھ رہا ہے آخر کار جب
بختک خوب پٹ چکا تو اپنے گھر کی طرف راہی ہوا اگر یہ شعر پڑھتا جاتا تھا شعر گئے دونون جہان
کے کام سے ہم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے * نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے
نہ ادہر کے رہے * یہ کیفیت دیکھکر خواجہ عمرو بھی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے پاس آئے
امیر باتوقیر نے پوچھا اے خواجہ کہان تھے خواجہ عمرو نے ساری حقیقت جزیرۂ ہفت بہار کے جانے
کی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے بیان کی اور کہا اے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اسکو مین مسلمان
کرکے آیا ہون اور وہ خود بھی آتا ہے اے امیر باتوقیر اسکو اچھی طرح باعزاز و اکرام بلوانا چاہیے اتنے مین
ہرکارون نے خبر دی کہ بہرام شیر خوار آتا ہے امیر باتوقیر نے یہ سنکر بہت سے پہلوانون کو بھیجا عمرو پہلے سے آیا بہرام
نے خواجہ عمرو کو مجرا کیا خواجہ نے کہا اے بہرام شیر خوار مجھے کیا مجرا کرتا ہے یہ سب پہلوانان حمزہ صاحبقران
تیرے لینے کو آئے ہین بہرام شیر خوار نے کہا اے خواجہ عمرو یہ تمھاری بدولت دولت ایمان حاصل
ہوئی اور یہ افتخار و عزت پائی القصہ سب اپنے ہمراہ بہرام شیر خوار کو لیکر بارگاہ امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران مین لائے امیر باتوقیر نے بھی نیم قد سے تعظیم کی اور دنگل پرشوکت عنایت کیا خلعت
سے مخلع کیا کہ اس عرصہ مین پھر خبر آئی کہ بہرام شہر بستانی بھی آتا ہے امیر باتوقیر نے اسکو بھی بخوبی
استقبال کراکے بلوایا اور خلعت سے اسکو بھی سرافراز کیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی سنکر بہت جلا
آتش حسد دل مین بھڑکنے لگی اور مایوس ہوکر کہا اب مین کیا کرون بختک نے آکر بہمن سے کہا

کہ تم اچھے تو ہو گئے اور غسل نہین کیا مین نے کتاب نجومی مین دیکھا ہی کہ دوپہر تک تمھارا ستارہ امیر باتوقیر پر زبردست
و غالب ہی اور امیر باتوقیر تمھارے ہاتھ سے زخمی ہونگے ای بہمن تمکو لازم ہی کہ تم غسل کی راہ نہ دیکھو اور طبل جنگ
بجوا دو یہ سنکر بہمن نے کاہنون سے پوچھا انھون نے بھی یہی کہا جب تو بہمن نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا
ہرکارون نے یہ خبر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دی کہ لشکر کفار مین بہمن کے نام پر طبل جنگ بجا ہی
امیر باتوقیر نے بھی نقارۂ رزمی کا حکم دیا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی بجا عمرو حیران ہوا اور امیر باتوقیر
سے کہنے لگا ای امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہی کہ ابھی تک ارادہ جنگ کا نہ تھا
اور نہ کوئی پہلوان ایسا کہین سے آیا امیر باتوقیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو تمکو ہمیشہ شک گذرتا ہی غرضکہ
دونون طرف رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو میدان مین دونون لشکر آکر صف آرا ہوئے نقیب نقابت
بھی کر گئے بعد اسکے بہمن مسلح ہو کر نکلا اور میدان کارزار مین آیا اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان
کو پکارا امیر باتوقیر بھی اشقر دیوزاد کو جولان کرکے نکلے اور میدان مین آکر ہمتنگاور ہوئے بہمن کا گینڈا
سات قدم پیچھا ہٹا بہمن نے جھنجھلا کر تلوار ماری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے سپر پر روکی بختک
تو حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ جو امیر باتوقیر زخمی نہوئے امیر باتوقیر نے بھی تیغہ عقرب سلیمانی کو کھینچا
اور چاہا کہ بہمن کو ہاتھ مارین بہمن جدہی طرف کو بڑھکر آگیا اور بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر باتوقیر نے
اشقر دیوزاد کو ادھر جھکایا پانوں اشقر دیوزاد کا موش خانے مین پڑا مرکب نے سکندری کھائی
امیر باتوقیر مرکب کے سنبھالنے مین رہے ادھر تلوار بہمن کی امیر باتوقیر کے سر پر پڑی دوابرو تک
اتر آئی امیر باتوقیر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی منہ پر آئی مع اشقر دیوزاد
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران خون مین نہاگئے رومال کمر کے سر مین باندھا اور غصہ مین آکر تیغہ عقرب
سلیمانی کا ہاتھ بہمن پر مارا بہمن نے سپر کو سر کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو قلم کرکے سر نحس بہمن پر
مقام کیا تیغہ کاٹتا ہوا تا دابرو اتر گیا فوج کفار نے جو دیکھا کہ بہمن زخمی ہوا تلوارین کھینچ کر لشکر کفار آپڑا
ادھر امیر باتوقیر کے پہلوانان جرار تلوارین پکڑ کر آگرے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر بھی
حالت زخمداری مین لڑرہے تھے جب غشی طاری ہوا اشقر دیوزاد معرکۂ جنگ سے امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران کو لے نکلا اور ادھر بہمن کا گرکدن کسی طرف کو بھاگا یہان بہرام اور طول زنگی دطال زنگی
وغیرہ سب لڑرہے ہین کشتون کے پشتے لگارہے ہین کہ عمرو بن حمزۂ یونانی نے علم لشکر نوشیروان کا
قلم کیا اور ریحان البوالمحجن اگرچہ زخمی ہوا اور علم لشکر نوشیروان کا طوق حرات گردے لیا الکوہ لندھور لڑتا ہوا
قریب نوشیروان کے پہنچ گیا گرز گران سنگ ہاتھ مین ہی غصہ سے منہ سرخ ہو رہا ہی یہ جو بختک نے
دیکھا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین پھر آئے قباد شہریار نے زخمیون کے ٹانکے
دلوائے اور علاج شروع کیا اور کہا کہ سب تو آئے لیکن میرے جد عالیمقدار امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نہین
تشریف لائے خواجہ عمرو کو حکم ہوا کہ جلد تلاش کرو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو اشقر دیوزاد
کسطرف لیگیا خواجہ عمرو نے اسی وقت عیارون کو چہار طرف روانہ کیا سب عیار ایک رات اور ایک
دن تلاش کرکے تھک گئے مگر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا کہین پتا نہ لگا ادھر بہمن بھی غائب ہوگیا
مگر بہمن تو تیسرے روز ایک گانوں مین جاکر نکلا کہ وہ گانوں اسکا عمل تھا وہان کے زمیندار بہمن کو

اپنے مکان پر لائے اور جراح کو بلوا کر ٹانکے دلوائے بعد تھوڑی دیر کے مرکب پر سوار کر کے لشکر بادشاہ نوشیروان
مین بھیجدیا لیکن امیر باتوقیر کشورگیر کا پتا نہ لگا عمرو واسطے تلاش کے نکلا ادھر اشقر دیوزاد نے حمزۂ
صاحبقران کو ایک صحرا مین تالاب کے کنارے ڈالدیا اور آپ امیر باتوقیر کے پاس چرا مین معروف
ہوا اتنے مین وہان کا زمیندار آیا اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے گھر مین لا کر اپنے ہاتھ سے ٹانکے
لگائے اور یخنی اور شوربہ گوسپند کا خوب پلایا امیر باتوقیر کو جب ہوش آیا اُسنے حال پوچھا امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران نے سب حال بیان کیا اور کہا قراقوت سے اور مجھسے لڑائی ہوئی مین زخمی ہوگیا مرکب میرا
مجھکو معرکۂ جنگ سے لے نکلا اب تمنے مجھپر یہ احسان کیا لوگون نے کہا کہ انکو ایک گوسفند کی یخنی روز ملے
تو جلدی اچھے ہون امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے زمیندار سے کہا کہ تمہارے جتنے بکرے صرف ہونگے
ہم ان بکرون کی کھالین اشرفیون سے بھر دینگے تم مزدوران گوسفندون کی کھالین رکھ چھوڑنا یہ باتین سنکر
وہ زمیندار حیران ہوا اور سمجھا کہ یہ شاید کوئی بادشاہ ہے القصہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو روز یخنی ایک گوسفند
کی ملنے لگی چند روز مین زخم اچھا ہوگیا بلکہ اور زیادہ طاقت آگئی ایک روز کا ذکر ہے کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
اُس زمیندار کے دروازے پر بیٹھے تھے اور وہ سب زمیندار اپنے اپنے کام کو گئے تھے امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران کو آواز زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ کی آئی اب جو دیکھا تو ایک دیوانہ آتا ہے کبھی کہین اُس دیوانے
نے اُس زمیندار کی دختر کو دیکھ لیا تھا اُسکی تلاش مین وہ اُسوقت آیا دیکھا کہ دروازے مین اس مکان کے
ایک لکڑی کا کندہ اڑا دیا تھا کہ کوئی کھول نہ سکے وہ دیوانہ باشتیاق دختر زمیندار وہ کندہ لکڑی کا ہٹانے لگا
یہ دیکھکر امیر باتوقیر نے للکارا او دیوانے تو کیا کرتا ہے صاحب مکان اسوقت نہین ہے تو کیون دروازہ توڑتا ہے
دیوانے نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے کہنے کی کچھ سماعت نہ کی جب تو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
کو غصہ آیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور دیوانے کو للکارتے ہوئے برابر آئے جو لوگ وہان موجود تھے
مارے ڈر کے بھاگ کر علحدہ کھڑے ہوگئے دیوانے کہنے کو جنونی ہوتے ہین لیکن بکار خود ہوشیار ہین
جب دیکھا اُس دیوانے نے کہ حریف برابر آگیا ایک چوب ماری امیر باتوقیر کشورگیر نے خالی دی وہ زمین
پر پڑی ایک تتق گرد کا بلند ہوا اگر اُس چوب کی ایک ذراسی بھی جھپٹ پڑتی تو کام انسان کا تمام ہوجاتا
دیوانے نے جھنجھلا کر دوسری بار پھر چوب ماری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے خالی دے کر چوب پکڑلی
اور چھین کے پھینک دی اور بند کمر مین ہاتھ ڈالدیا کہ دیوانے کو اُٹھا لون مگر وہ دیوانہ چمٹ گیا کشتی
ہونے لگی آخرکار بڑی دیر کے بعد جب دیوانہ مجبور ہوا امیر باتوقیر کشورگیر کے شانے مین کاٹ کھایا
امیر باتوقیر نے ایک طمانچہ مارا اُسنے شانہ چھوڑدیا اب امیر باتوقیر کو بھی جلال آگیا ایک جھٹکا زور سے مارا کہ وہ
دیوانہ منہ کے بل زمین پر آرہا امیر باتوقیر نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے فرمایا پڑھ
کلمۂ لا الہ الا اللہ دین اسلام اختیار کر اُس دیوانے نے کہا اے شخص تیرا کیا نام ہے امیر باتوقیر نے تیور بدل کے
کہا پہلے تو بتا تیرا کیا نام ہے اُس دیوانے نے کہا میرا نام بہرام صحرانشین ہے یکایک کلاہ امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران کی پیشانی نورانی سے سرک گئی رگ ہاشمی نے مثل برق کے تڑپ کر جلوہ دکھایا دیوانے
کی جو نظر پڑی دیوانے نے کہا آپ امیر باتوقیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران زمان ہین امیر باتوقیر نے
فرمایا ہان مین حمزۂ صاحبقران ہون دیوانے نے کہا مجھکو کلمۂ توحید پڑھا لیجے اور مین تو

پہلے سے مسلمان ہون میری یہ دعا تھی کہ میری پشت کسی سے زمین کو نہ لگے آج ایک بزرگ نے مجھسے خواب مین کہا تھا اے دیوانے تجکو سواے حمزہ صاحبقران کے کوئی زیر نہین کر سکتا اُسکی نشانی یہ ہی کہ پیشانی نورانی پر اُسکی رگ ہاشمی کا ظہور ہوگا غرضکہ امیر باتوقیر نے اُسے کلمہ پڑھایا دیوانے کو مسلمان کیا اور وہ لوگ جو بھاگ گئے تھے زمیندار کے پاس پہونچے حال دیوانے کا سب بیان کیا کہ تمنے تو اس طرح دختر کو کہا ہی دیوانہ اُسکے لیے جاتا ہی یہ سنکر زمیندار دوڑا آیا دیکھا کہ اُس زخمی نے اُس دیوانے کو زیر کیا اور وہ قدمون پر گرا ہوا ہی یہ دیکھکر وہ زمیندار بھی امیر کشور گیر کے قدمون پر گر پڑا اور کہا آپ اپنا نام بتایے جب تو امیر باتوقیر نے سارا حال اپنا بیان کیا تمام دیہات کے لوگ از سر صدق مسلمان ہوے اتنے مین دیکھا امیر باتوقیر نے کہ بیابان سے ایک گرز ہنجی مان اُس دیوانے کی زبیدہ شیر دل آئی اور چوبدست پکڑے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران پر چلی کہ ابھی تجکو مار ڈالونگی اُس دیوانے نے بہت منع کیا کہ یہ آقا سرخ کنندہ زن ہی زبیدہ شیر دل نے نہ مانا بلکہ دیوانے کو جھڑک دیا اور امیر باتوقیر پر آتے ہی ایک چوب ماری امیر کشور گیر نے چوبدست اُسکی چھین کے پھینک دی زبیدہ شیر دل لپٹ گئی کشتی ہونے لگی بڑی دیر تک زور ہوا وہ عورت اپنے بیٹے دیوانے سے بھی زیادہ لڑی آخرکار امیر باتوقیر نے اُسکو بھی زیر کیا اُسوقت وہ بھی قدمون پر امیر باتوقیر کے گری اور عرض کیا مجکو دیوانے کی بات کا اعتبار نہ تھا حقیقت مین تو آقا سرخ ہی پھر دونون مان بیٹون نے کہا یا امیر باتوقیر آپ میرے گھر چلیے حمزہ صاحبقران نے کہا مین نے زمیندار سے وعدہ کیا ہی جب تک مین کھالین گوسفندون کی زر و جواہر سے نہ بھر دونگا کہین ہرگز نہین جاؤنگا تم جاؤ مین بھی آؤنگا الغرض وہ دونون چلے گئے دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو آتے ہے اور زمیندار سے کہنے لگے او زمیندار تو نے دشمن نوشیروان کو اپنے گھر مین رکھکر علاج کیا اور وہ اچھا ہوا مین ہرکارہ ہون لشکر نوشیروان کا وہ زمیندار سنکر بہت خائف ہوا جان نکل گئی اور یہ ارادہ کیا کہ اپنے لوگون سے کہون کہ کوئی اس ہرکارے کو گولی بندوق کی مار دے جب عمرو قریب آیا امیر کشور گیر نے پہچانا اُن لوگون سے کہا کہ یہ میرا بھائی ہی نام اسکا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہی اور کہا خواجہ ادھر آؤ جب خواجہ عمرو پاس آئے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے حال قباد شہریار کا پوچھا خواجہ عمرو نے کہا جلد چلو سارا لشکر پریشان خاطر ہی حمزہ صاحبقران نے کہا اے خواجہ عمرو مین نے اُس زمیندار سے وعدہ کیا ہی روپیے اشرفیون سے کھالون کے بھر دینے کا مین بغیر وعدہ پورا کیے برب کعبہ یہان سے ہرگز نہ جاؤنگا یہ سنکر خواجہ عمرو وہان سے اُلٹے پھرے اور لشکر اسلام مین آکر لندھور بن سعدان اور بہرام وغیرہ سے بھی کہا اور قباد شہریار سے بھی بیان کیا کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران قید ہین جسکو امیر باتوقیر کو چھڑانا منظور ہو وہ اپنے موافق مقدور کے روپیے اشرفیان لیکر چلے تو امیر باتوقیر ابھی رہائی پاجائین چونکہ یہ جو خواجہ عمرو سے لندھور وغیرہ نے سُنا خرجیان روپیہ اشرفیون کی بھر کر سواے قباد شہریار و خادمان محل تمام پہلوان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے رہا کرنے کو چلے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی کہ سب پہلوان امیر باتوقیر کشور گیر کے چھڑانے کو گئے ہین یہ سنکر بختک نے بہمن و روئین و بیژن سے صلاح کی کہ قباد شہریار اکیلا ہی چلکر شبخون مار دو بلکہ پکڑ لینا کو لے آؤ غرضکہ رات کو تمام فوج لیکر بختک کے مشورے سے بہمن شبخون مارنے کو چلا وہان خواجہ عمرو سب پہلوانون کو ہمراہ لیے پاس امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے پہونچے سب نے خرجیان روپیے اشرفیون کی روبرو امیر باتوقیر کے

رکھدین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے سب پہلوانون کو دیکھکر کہا ای خواجہ عمرو تم سبکو اپنے ساتھ لے
آئے اور بادشاہ قباد شہریار کو اکیلا چھوڑ آئے یہ تمھاری عقل سے بعید ہی پس اب جلد چلو یہ کہکر امیر باتوقیر نے
کھالین روپے اشرفیون سے بھردین زنبیل ار مالامال ہوگیا اور کہنے لگا مین بھی ہمراہ چلونگا اتنے مین دیوانہ
اور اُسکی مان بھی آئی اور امیر کشور گیر سے کہا یا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران آپ ہمارے گھر کی طرف سے
ہوکر چلین القصہ امیر باتوقیر سبکو ہمراہ لیکر دیوانے کے گھر آئے اُسکے اُٹھتے کہا یا امیر باتوقیر دو روز تو دعوت قبول
کیجیے امیر باتوقیر نے نہ مانا اُسی وقت کوچ کیا دیوانہ بھی ہمراہ ہولیا یہان جو بختک نے دیکھا کہ دو پہر رات سے
زیادہ آئی بہمن و بیژن سے کہا تم جاکر شبخون مارو اور آپ ایک طرف سے لشکر لیکر مع نوشیروان کے لشکر
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران پر آپڑا یہان سلطان بخت مغربی اور قارن بخت مغربی چالیس ہزار سوار
اور پیدل سے طلایہ پھر رہے تھے کہ دیکھا بہمن شبخون مارنے آیا ہی یہ دیکھکر اُنھون نے اپنے لوگون کو لشکر
مین بھیجا کہ تمام لشکر کو جاکر ہشیار کردو غرضکہ سارا لشکر اسلام ہوشیار ہوگیا مگر سردار کوئی نہ تھا سواے پہلوان
عادی اور مقبل وفادار کے وہ سوار ہوکر آئے روشنی کو حکم دیا ادھر لشکر کفار آپڑا تلوار چلنے لگی اور
ابو البحجن گرد اور طوق حران گرد یہ بھی نہ تھے علم نصرت شیم لشکر اسلام کا اور لوگون نے اُٹھالیا اور لڑنا
شروع کیا کشتون کے انبار دم بھر مین ہوگئے ہزار ہا مسلمان مارے گئے پہلوان عادی ایسا لڑا کہ سر سے
پانک زخمی ہوا یہ خبر قباد شہریار کو ہوئی مرکب خنگ سبہ قیطاس کو طلب کرکے سوار ہوئے اور تیغ عقرب سلیمانی
لیکر بارگاہ سے نکلے کفار سے لڑنے لگے ایک شخص نے تلوار قباد شہریار پر عقب سے آکر ماری تاج سر
کٹ گیا اور سر پر ہلکا سا زخم لگا اُدھر محل کے دروازے پر ملکۂ مہرنگار سر پیٹ رہی تھی کہ عیارون نے
آکر بہ منت ملکۂ مہرنگار کو محافہ مین سوار کیا اور تمام محلات محلات کو فنسون مین اور میانون مین
سوار کرکے اور حور رخ کو ہمراہ ملکۂ مہرنگار بٹھاکر مع خادمان محل سبکو لشکر سے لے گئے اب
کوئی چار گھڑی رات باقی ہی اور خوب تلوار چل رہی ہی کہ بیژن قریب قباد شہریار کے پہونچا اور ہاتھ تلوار کا مارا
قباد شہریار نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تلوار بیژن کی چھین لی اور کمر زنجیر تھام کے اُٹھالیا بجاے سپر
اُسکو لیکر کفار سے لڑنے لگے وہ جو ہاتھون پر تڑپا حلقہ زنجیر لوٹ گیا بیژن زمین پر گرا کابلیون نے جان پر
کھیل کر بیژن کو اُٹھالیا اور لیکر بھاگے قباد شہریار نے اتنے عرصہ مین بارہ کابلی قتل کیے ایک تلوار
کسی کافر کی تخت قباد شہریار پر جو پڑی تخت کٹ گیا فوج تمام پسپا ہو رہی تھی کہ لوگون نے قباد شہریار
سے کہا ای شہریار تاج و تخت پر صدمہ پہونچا اب مناسب ہی کہ کسی طرف کو نکل چلیے قباد شہریار نے کہا
مین ہرگز نہ جاؤنگا اگر میری قضا آئی ہی تو کیا چارہ ہرچہ بادا باد غرضکہ یہان تک تلوار چلی کہ دو پہر رات گذر کر پہر
دن آگیا وہان امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ آگے بڑھکر لشکر کی ذرا خبر لاؤ کہ سب خیریت ہی
خواجہ عمرو نے تیز رفتاری کے ساتھ آکر جو دیکھا تو یہ معرکۂ عظیم برپا ہی دور ہی سے دیکھکر مثل ہر صرصر تیز و تند کے
بھاگا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے آکر سارا حال بیان کیا امیر باتوقیر سنتے ہی ٹھیر گئے اور اشقر دیوزاد
کو سرپٹ دوڑایا اور تلوار کھینچ کر برابر آکر نعرہ کوہ شگاف کیا اشعار امیر عرب ضیغم روزگار + پیل
صف شکن خسرو نامدار + زتیغم بہ میدان جنگ آوران + بہر سو شود الامان الامان + برابر امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران کے نو لندھور بن سعدان کا ہوا اشعار منم صاحب عمرو و جانشین حمزہ درگردان +

شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان ٭ فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج بن ٭ یہ فرمانم بود ملک
ہزار و ملک ہندوستان ٭ بعد اسکے نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا بھی ہوا شعر منم گرد بہرام
خاقان چین ٭ کہ از ہیبت من بہ لرزد زمین ٭ پھر تو نعرے برابر سرداران لشکر اسلام کے ہوئے اور
نعرہ عمرو بن حمزہ یونانی کا بھی ہوا شعر منم فخر شجاعان و یہ از گرد و یلان ہاشم ٭ کہ ہمنام امیر حمزہ
صاحبقران ہاشم ٭ بختک نے جو ایسے ایسے نعروں کی آواز سنی جان نکل گئی روح بخش دوزخ کی طرف
جانے لگی ڈر کے مارے اوندھے منھ گرا نوشیروان نے کہا او بزدلے یہ کیا تیرا حال ہوا بختک نے
کہا ای بادشاہ نوشیروان حمزہ صاحبقران اور سرداران اولوالعزم آپہونچے میرا تو یہ حال ہی آپ اپنی کہیے
آپ کے دل کی کیا کیفیت ہی اب امیر با توقیر وغیرہ کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہی پس اب جنگ موقوف کیجیے
اپنا راستہ لیجیے نوشیروان بھی بختک کے کہنے سے ایسا گھبرایا کہ تاج سر سے گرا ہزارہا آدمیوں میں ذلیل
ہوا جھنجھلا کر بختک سے کہا او مردک تو نے ایسا پریشان کیا کہ مجکو دونوں لشکروں میں ذلت ہوئی اس
عرصہ میں عمرو بن حمزہ یونانی سے اور بہمن سے سامنا ہوا شہزادے نے کہا باش او نامرد یہ تو
اس سے چلے ہوئے تھے اسنے تلوار ماری الخوت نے خالی دی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور چرخ
دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکیں باندھ لیں اور عیاروں کے حوالے کیا یہ دیکھکر بختک نے طبل بازگشت
بجوا دیا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے اور سب فوج اپنے خیموں میں گئی سرداران
امیر با توقیر اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے امیر نے کہا لاؤ بہمن کو جب بہمن سامنے امیر کے
آیا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای بہمن تو مسلمان ہوجا بہمن نے کہا جب نوشیروان کو
آپ گرفتار کر لینگے میں مسلمان ہو جاؤنگا امیر نے حکم کیا کہ بہمن کو قید کرو ابھی پھر حیلہ کرتا ہی یہ
ذکر تھا کہ خانہ کعبہ سے امیہ ضمری نامہ لیکے آیا امیر با توقیر اور بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور نامہ امیر
کو دیا امیر حمزہ صاحبقران نے نامہ خواجہ عبدالمطلب اپنے پدر بزرگوار کا آنکھوں سے لگایا اور پڑھا
اس میں یہ لکھا تھا کہ ای فرزند ارجمند بعد دعاے درازی عمر و ترقی درجات کے تمکو معلوم ہو کہ اطہر زنگی
سعد زنگی کے قتل ہونے کی خبر سنکے آیا اور قلعہ گھیر لیا ہی جلد آکے خبر لو یہ سنتے ہی امیر کشورگیر
اٹھ کھڑے ہوئے اور خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے چند روز میں آکے خانہ کعبہ کے
قریب پہونچے مگر اسوقت داخلہ امیر حمزہ صاحبقران زمان کا ہوا کہ توپ بند ہو چکی ہی اور اطہر زنگی
خندق پر آپہونچا ہی یہ دیکھتے ہی امیر با توقیر نے وہیں سے نعرہ جگر خراش کیا کہ زمین ہل گئی فوج اطہر زنگی
کی بدحواس ہوگئی اشعار امیر عرب ضیغم روزگار ٭ یل صف شکن خسرو نامدار ٭ ز تیغم بہ میدان
جنگ آوران ٭ بہر سو خروش الامان الامان ٭ صدائے نعرہ امیر با توقیر سنتے ہی اطہر زنگی نے پلٹ کے دیکھا
اور بڑھکر تلوار ماری امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے سپر گرشاسپ پر روک کے تیغہ عقرب سلیمانی
کا ہاتھ مارا کہ اطہر زنگی کو دو کر کے گینڈے کے تنگ سے گذر گیا یہ دیکھکر فوج زنگی دوڑ پڑی ادھر سے اہل کعبہ
دروازہ قلعہ کا کھول کر نکل پڑے تلوار چلنے لگی وہ جنگ عظیم برپا ہوئی کہ پناہ بذات خدا تلواریں مارتے
ہوے امیر کشورگیر انکے پڑاؤ تک پہونچے مگر ان کتا کھیڑا دیر بھی نہ ٹھہرنے دیا تمام زنگی متفرق ہوگئے
اور کئی کوس تک انکو بھگا دیا اور پڑاؤ کتا کا لوٹ لیا امیر با توقیر خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے بہ نامدار

عالی تبار کی ملازمت حاصل کی اور بعد کئی روز کے رخصت ہو کر روانہ ہوئے آتے آتے حمزۂ صاحبقران
راہ بھول گئے آگے بڑھکر ایک شہر ملا امیر با توقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ آتے وقت تو یہ شہر نہ ملا تھا معلوم
ہوتا ہی کہ ہمنے راہ گم کی خیر شہر مین چلو دیکھا جائیگا غرضکہ خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری دروازۂ شہر پر آئے دیکھا ایک
مقام پر ہجوم ہی جب قریب آیا نگاہ کی تو دیکھا ایک کمان اور گڑا اشرفیون کا رکھا ہی دیکھتے ہی خواجہ عمرو کے
منہہ مین پانی بھر آیا دل مین سوچا ای عمرو تیرے ہمراہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران ہین وہ کمان چڑھا دینگے
یہ سوچ کر کمان اُٹھالی اور زور کرنے لگے جب کمان نہ چڑھ سکی لوگون نے بگڑا عمرو چلایا اتنے مین امیر با توقیر
بھی وہان آپہونچے فرمایا کیا ہی کیون اسکو پکڑتے ہو اُن لوگون نے بیان کیا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
نے کمان اُٹھالی اور ایک اشارے مین کمان کو توڑ ڈالا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ ان اشرفیون کو تقسیم
کرو خواجہ عمرو نے چہارم حصہ اشرفیون کا تقسیم کر دیا باقی ماندہ نذر زنبیل کین اور وہان سے خواجہ عمرو
و حمزۂ صاحبقران آگے بڑھے کاروانسرا دریافت کرنے لگے ایک شخص نے جو یہ حال دیکھا وہ امیر اور
خواجہ عمرو کو اپنے گھر مین اس لالچ سے لیگیا کہ مجکو بھی کچھ اشرفیان ملجائینگی غرضکہ امیر با توقیر اور خواجہ
اُس شخص کے گھر مین آکر اُترے یہ خبر اُس شہر کے کوتوال کو ہوئی اُسنے کئی آدمی بھیجے کہ جاکر اُنکو بلا لاؤ اُسوقت
خواجہ عمرو باہر کھڑکی کے کھڑے تھے اُنھون نے آکر کہا کہ جسنے کمان توڑی ہی اُسکو کوتوال کے آدمی بلانے آئے
ہین یہ کہکر خواجہ عمرو پھر دروازے کے باہر آئے اور کہا کہ وہ کل آئیگا اسوقت تھکا ہوا چلا آتا ہی اسوقت
نہین آئیگا اُن آدمیون نے کہا او بدمعاش یہین کھڑا ہوا تقریر کرتا ہی اُسنے نہین جاکر کہتا خواجہ عمرو سے
تکرار ہونے لگی خواجہ عمرو نے خنجر پر ہاتھ ڈالا یہ غل سُنکر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران بھی دروازے کے
باہر آئے اُدھر خواجہ عمرو سے وہ آدمی لپٹ رہے تھے امیر کشورگیر نے قبضۂ تلوار کا مارا وہ تڑپ کر
گرا اور مر گیا اور لوگ بھاگے کوتوال کو خبر کی اور وزیر سے بھی جاکر روداد بیان کی اُن دونون نے
کئی ہزار سوار بھیجے کہ پکڑ لاؤ یہان جب وہ سوار آئے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران بھی اشقر دیوزاد پر
سوار ہوئے اور باہر آگے کہ اُن مین سے ایک نے دوڑ کر امیر با توقیر کا پانوُن پکڑ لیا اور کہا چل تجکو کوتوال
بلاتا ہی دوسرے نے کہا گھوڑے سے کھینچ لو اُسنے چاہا کہ امیر با توقیر کو گھوڑے کھینچ لے امیر با توقیر نے
اُسکو بھی ایک قبضۂ شمشیر ... اسر اُسکا پھٹ گیا اور بھیجا نکل پڑا لوگ تلوارین کھینچکر دوڑے امیر نے
پچیس تیس آدمیون کو قتل کیا اور جو پشت پر آیا اُسکو عمرو نے خنجر سے ہلاک کیا یہان تک کہ مرزبان
کلہ زن آہنی جو اُس شہر کا بادشاہ تھا اُسکو خبر ہوئی وہ اُسی وقت سوار ہو کر کچھ فوج اپنے ساتھ لیکر آیا دور
سے خواجہ عمرو اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کو دیکھا سبکو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ لڑے اور آگے بڑھکر
امیر کو مجرا کیا دور کھڑے ہو کر کہا اگر اجازت ہو تو مین تنہا قریب آپکے آؤن امیر نے
بخوشی اُسکا سلام لیا اور کہا ای بادشاہ مرزبان کلہ زن آہنی آؤ جب وہ پاس آیا امیر سے بہت سا
عذر کیا اور سمجھا کر امیر کو اپنی بارگاہ مین لایا اور حال دریافت کیا امیر نے فرمایا میرا نام خواجہ
سعد شامی ہی کشور مین رہتا ہون یہ سنکر مرزبان کلہ زن آہنی نے کہا آپ بہمن اور نوشیروان
سے تو آگاہ ہونگے اور حمزہ کو بھی جانتے ہونگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای مرزبان
کلہ زن آہنی جانتا کیسا مجھسے امیر کے بیٹے سے بہت ملاقات ہی آٹھ پہر صحبت رہتی ہی مرزبان ۱۰

سے پوچھا کیا حمزۂ صاحبقران بڑا بہادر ہی امیر نے کہا بیشک اُسنے کہا کہ بہمن نے مجھے بلوایا ہی ای خواجہ سعد شامی اگر تم کہو تو مین جاؤن امیر نے کہا جانا تمھارا بہتر نہ ہوگا اس سبب سے کہ حمزۂ صاحبقران سے عفریت دشمند ولن ہزار دست کو قاف مین جاکر مارا ہی اور امیر حمزہ کی بارگاہ مین سب تلوار کے دھنی ہین اور زور پنجے اور کشتی کا ہر وقت ہوا کرتا ہی بلکہ حمزہ کے بیٹے سے اور مجھسے بارہا زور ہوا کرتا تھا آپ کا جی چاہے تو مجھسے زور آزمائی کر لیجیے بعد اُسکے اُنسے جاکر زور کیجیے گا یہ سُنکر مرزبان کلہ زن آہنی نے کہا اگر آپ کا جی چاہتا ہی تو مین بھی موجود ہون غرضکہ حمزۂ صاحبقران سے مرزبان کلہ زن آہنی نے پنجہ کیا امیر حمزہ نے پنجہ اُسکا اُتار دیا مرزبان کلہ زن آہنی کا رنگ زرد ہوگیا امیر سے کہنے لگا کہ مین تو کشتی لڑتا ہون پنجے کی کیا اصل و حقیقت ہی امیر حمزۂ صاحبقران نے کہا اچھا آپے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے چپکے سے منع کیا کہ ہرگز کشتی نہ لڑنا اور اگر لڑنا تو زیر ہو جانا کہ جسمین جان بچے اور یہان سے صحیح و سلامت نکلچلین نہین تو ہزارہا کفار یہان گھیر لینگے جان بچانا مشکل ہوگی پھر خواجہ عمرو نے مرزبان کلہ زن آہنی سے بہت کہا امیر نے خواجہ عمرو کو جھڑک دیا اور کہا الگ کھڑے ہو کے تماشا دیکھو غرضکہ امیر با توقیر سے اور مرزبان کلہ زن آہنی سے کشتی ہونے لگی دوپہر کے بعد حمزۂ صاحبقران نے مرزبان کلہ زن آہنی کو زبر کیا اور بند دست پکڑکر اُٹھا لیا مرزبان کلہ زن آہنی کا رنگ سہو متغیر ہوگیا لیکن ضبط کرکے کہا ای سعد شامی تمنے مجھے وہان کی ذلت سے بچایا اب مین تمھارا شاگرد ہوتا ہون امیر با توقیر جہان اُترے تھے وہان اسباب وغیرہ چھوڑ آئے تھے مرزبان کلہ زن آہنی سے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون صبح کو حاضر ہوا کرونگا مرزبان کلہ زن آہنی نے کہا اب آپ یہین رہیے امیر نے کہا کہ آج تو مین وہین رہونگا کیونکہ سب اسباب میرا وہین پڑا ہی انشاء اللہ تعالےٰ کل سے یہان رہا کرونگا پھر مرزبان نے کہا کہ اچھا دعوت تو قبول کیجیے کھانا کھا کے چلے جایے گا غرضکہ امیر با توقیر اور خواجہ عمرو کھانا کھاکر مرزبان سے رخصت ہوئے اور اشقر پر سوار ہوکر شاہراہ چھوڑکر روانہ ہوئے جب امیر اُس مقام پر آئے جہان اُترے تھے عمرو نے کہا حمزہ چلو اب ٹھہرو نہین امیر نے کہا ای عمرو چلتا ہون اُس وقت مہترانی کھڑی تھی اُسنے بھی یہ نام سُنے غرضکہ امیر با توقیر بہ تعجیل تمام اُدھر کو روانہ ہوئے اور یہان مرزبان کلہ زن آہنی کو شب بھر نیند مارے رنج کے نہ آئی صبح کو دربار مین آیا اور ملازمون سے کہا کہ ایہا الناس مجکو بڑا صدمہ ہی کہ وہ سوداگر ابھی تک دربار مین نہین آیا چوبدار کو اُسکے مکان پر بھیجو کہ وہ جلدی بلا لاے چوبدار اُسی وقت دوڑا ہوا آیا خواجہ سعد شامی کا پتا نہ پایا آکر مرزبان سے چوبدار نے کہا ای بادشاہ وہ نہین ہی چلا گیا اُسنے حکم دیا کہ شہر مین دریافت کرو لوگون نے بہت تلاش کیا کہین پتا نہ معلوم ہوا مرزبان نے مہترانی کو بلایا اُس سے پوچھا کہ تو نے اُنکے نام سُنے تھے اُسنے کہا ای بادشاہ اتنا مین نے سُنا تھا کہ چلتے وقت ایک نے کہا یا حمزہ چلو دیر نہ کرو دوسرے نے کہا عمرو چلتا ہون یہ کہکر دونون نے آپسمین صلاح کی اور چل کھڑے ہوئے مرزبان کلہ زن آہنی نے جو مین امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا نام سُنا سجدۂ شکر کیا اور لوگون سے کہا کیون مین نہ کہتا کہ یہ سواے امیر حمزۂ صاحبقران کے اور کسی کی طاقت نہین کہ اب جلد جاؤ اور دس پانچ کوس تک تلاش کرو جہان کہین ساتھ لے آؤ مین اُنکے ہمراہ رکاب رہونگا

لوگ دور دور تک گئے بہت تلاش کیا مگر کہین نہ پایا اُس وقت تمام لشکر اپنا اپنے ہمراہ لیکر مرزبان لشکر
اسلام کی طرف روانہ ہوا یہان امیر اپنی بارگاہ مین آئے سُنا کہ نوشیروان و ہرمز و فرامرز و ژوبین گامرانی
و بیژن کامرانی و اژدہائے بن بہمن چند آدمیون سے سارا لشکر چھوڑ کر غائب ہوگئے امیر کو یہ سنکے
بہت حیرت ہوئی ہرکارون سے کہا جلد خبر لاؤ کہ یہ لوگ تنہا کہان گئے ہین اور وہان نوشیروان یہ
یہ صلاح کرکے بھاگا کہ اب امیر کو صورت نہ دکھاؤنگا اگر لشکر ہمراہ لونگا تو پھر وہی بکھیڑا ہوگا القصہ
نوشیروان جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا وہ بیشہ قزاقون کا تھا اُنھون نے آکے سب کو گھیرا
اور کہا کہ گھوڑے اور ہتھیار اپنے ہمکو دیدو بختک نے یہ سُنکر کہا ارے تم نہین جانتے ہو یہ بادشاہ
ہفت اقلیم ہے نام اسکا نوشیروان عادل ہے تم بادشاہ سے بے ادبی کرتے ہو اور اسی کی عملداری مین
رہتے ہو یہ سُنکر قزاقون نے کہا اگر یہ بادشاہ ہے تو ہم تبرک سمجھ کر لوٹینگے یہ سُنکر ناچار ہوے کہ اب کیا کرین غرض
ژوبین و بیژن جو ہمراہ تھے اُنھون نے کہا ہم لڑینگے اور اس طرح سے ہتھیار نہ دینگے بادشاہ نے کہا تم ہرگز
اپنے کا قصد نہ کرنا مین اپنی پوشاک و تاج وغیرہ دیے دیتا ہون اور تم بھی دیدو اب سوائے اسکے اور
کوئی تدبیر نہ پڑیگی حکم سے نوشیروان کے سب ناچار ہوے قزاقون نے سب کو ننگا کیا اور ایک چادر کے ٹکڑے
پھاڑکر دیے اُن سبھون نے باندھے اور سر بصحرا چل نکلے آتے آتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر پڑا ہے
بختک نے آگے بڑھکر پوچھا یہ لشکر کسکا ہے لوگون نے کہا مرزبان کلہ زن آہنی کی یہ فوج ہے بختک نے
خوش ہوکے نوشیروان سے کہا اے بادشاہ یہ وہی ہے جسکو بہمن نے واسطے مدد کے طلب کیا تھا معلوم ہوتا ہے
کہ اب یہ آیا ہے جب آپ کا حال سُنیگا خوشی سے دعوت و ضیافت کریگا یہ صلاح کرکے سب کے سب نوشیروان
کو ہمراہ لیکر دربارگاہ مرزبان کلہ زن آہنی پر آئے اور لوگون سے کہا کہ جاکر خبر کرو کہ تمھارے دربارگاہ پر
نوشیروان وغیرہ آئے ہوئے ہین چوبدار نے جاکر سب حال نوشیروان وغیرہ کا بیان کیا کہ اس حال خراب
سے دربارگاہ پر کھڑے ہین مرزبان نے کہا او مسخرے تو بکتا کیا ہے کچھ تجھکو خبط ہے بھلا نوشیروان
بادشاہ ہفت اقلیم ہے اس حال سے میری بارگاہ پر آئیگا چوبدار نے عرض کیا حضور مین سچ کہتا ہون بختک
بھی ساتھ ہے اُسی نے مجھسے کہا مرزبان کلہ زن نے کہا اچھا بلالو جب نوشیروان اندر بارگاہ کے
آیا بختک نے کہا اے مرزبان کلہ زن آہنی یہ بادشاہ ہے اور اسی کی مدد کو بہمن نے تمھین بلایا تھا
جب تو غضبناک ہوکے مرزبان نے کہا او گیدی یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہوکر بھاگتا پھرتا ہے اور مین تو
مسلمان ہوچکا ہون دین حمزۂ صاحبقران بڑا زبردست ہے اگر حمزۂ صاحبقران کا دین ایسا نہ ہوتا تو تم
سب کے سب اس حال سے کیون بھاگتے پھرتے تمھین اپنے دل مین منصف ہو کہ حمزۂ صاحبقران نے
تم سب کا کیا حال کیا پھر اہل دربار کی طرف مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس پروردگار عالم نے میرے اوپر کیا اپنا فضل
و کرم کیا کہ دولت ایمان بھی ہاتھ آئی اور آبرو بھی رہی مین سوچ رہا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کو کیا نذر دونگا میرے
پاس کوئی چیز ایسی نہ تھی اب انھین سب کو لیجاکے صاحبقران کو نذر دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ ان سب کو گرفتار کرو
حکم مرزبان کلہ زن آہنی سے لوگون نے سب کو مع نوشیروان وغیرہ کے گرفتار مسلسل بہ طوق
و زنجیر آہنی کیا دوسرے روز مرزبان کلہ زن آہنی نے کوچ کیا جب قریب لشکر امیر کے مرزبان قید
نوشیروان وغیرہ کی لیکر آیا امیر باتوقیر کو خبر ہوئی کہ مرزبان کلہ زن آہنی آتا ہے اور رُخ اُسکا لشکر اسلام کی طرف ہے

امیر حیران ہوئے عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے تمھارا نام کسی سے سُن لیا اتنے مین
ایک خبردار نے آکر کہا کہ بائیس آدمی مع نوشیروان کے قید کرکے لایا ہی امیر بہت خوش ہوئے اور اُس
خبردار کو انعام بہت سا دیا جب ہرزبان کلہ زن آہنی دروازہ بارگاہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
پر آیا امیر نے چند پہلوانون کو استقبال کے لیے بھیجا وہ سب ہرزبان کلہ زن آہنی کو بڑے اعزاز
واکرام سے لیکر خدمت امیر کشورگیر مین آے حمزۂ صاحبقران نے نوشیروان کو دیکھکر سلام کیا
اور حمام مین بھیجا پھر بہمن کو طلب کیا جب بہمن سامنے امیر حمزۂ صاحبقران کے آیا اُس مغرور نے
سلام نہ کیا امیر نے فرمایا ای بہمن تو نے اقرار کیا تھا کہ جب نوشیروان قید ہوگا تو مین مسلمان ہو جاؤنگا
اب تجھکو لازم ہی کہ تو دین اسلام قبول کر اور مسلمان ہو جا یہ سُنکر بہمن نے کہا یا امیر باتوقیر اگر نوشیروان
بھی مسلمان ہوگا تو مین اپنا دین نہ چھوڑونگا جب کلمۂ کفر زبان سے بہمن کی سُنا قباد شہریار نے حکم کیا کہ اس
کافر کو ابھی قتل کرو اُسی وقت جلاد نے بہمن کو قتل کیا اور سر نحس کاٹ کر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
کے پاس لاے امیر سر بہمن دیکھکر بہت حیران ہوے قباد شہریار نے کہا کہ مین نے حکم قتل دیا یا امیر
باتوقیر جبکہ شرط اُسکی پوری ہوگئی تو پھر کیون عذر کیا امیر یہ کلام قباد کا سُنکر چپ ہو رہے یہ دیکھتے ہی
طوغان بن بہمن و بیژن وغیرہ کے ہاتھ پاؤن مین سنسنی پڑگئی اور روح فنا ہوگئی اور ہاتھ باندھکر
کہنے لگے یا امیر باتوقیر ہمکو کلمۂ توحید بتایے غرضکہ طوغان از سر صدق مسلمان ہوا امیر باتوقیر نے اسکو رہا کیا
نوشیروان نے کہا ای امیر مین مدائن مین جاکر مسلمان ہونگا امیر باتوقیر نے فرمایا ای بادشاہ تجھکو اختیار ہی پھر تو
نوشیروان وغیرہ بارگاہ سے باہر آے اور دو تین دن اپنے لشکر مین نوشیروان رہکر مدائن کو
چلا گیا راستے مین ژوبین و بیژن سے کہا کہ تم میرے لشکر سے نکلجاؤ اگر تم رہوگے تو پھر فساد ہوگا یہ سُنکے
ژوبین کامرانی و بیژن کامرانی اپنے کابلیون کو ہمراہ لیکر نکلگئے بختک نے پھر بادشاہ کو بہکانا شروع کیا
ای بادشاہ کشمیر چلیے خضران شاہ کشمیری کو طلب بھی کیا تھا اور اُسنے دو جادوگر آپ کی مدد کو بھیجے تھے
وہ خواجہ عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے اگر اُس سے چلکر اپنا حال بیان کروگے تو وہ امیر کا لشکر تمام کردیگا
غرضکہ یہان تک بختک نے نوشیروان سے کہا کہ بادشاہ آمادہ ہوکر کشمیر کو چلا یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی
کہ ژوبین کامرانی و بیژن کامرانی کو راہ سے نکالدیا اور آپ کشمیر کو چلا گیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
نے حکم دیا کہ ہمارا ابھی پیش خیمہ کشمیر کی طرف روانہ کرو اور بعد حکم دینے کے امیر خود بھی سوار ہوکر مع
سرداران عالیشان کے کشمیر کی جانب روانہ ہوئے

دو کلمے داستان شوکت نشان قدوس رومی اور رابعہ اطلس پوش کے بیان ہوتے ہین

بادہ نوشان ساغر وصال مہرطلعت و مخموران شراب نایاب الفت و محبت اس داستان عشق نشان کو بعد
شوکت و عظمت صفحۂ کاغذ پر قلم دوستی شیم سے یون لکھتے ہین کہ جب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان شہر
روم سے ملکۂ رابعہ اطلس پوش کے ساتھ عقد کرکے چلے آے اور ملکہ مع وزیرزادی حمل سے تھی اور
قیصر روم جو ملکۂ رابعہ اطلس پوش کا چھوٹا بھائی تھا سات لاکھ سوار تحت حکومت اُسکے تھے یہ خبر اُسکو
ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران اس طرف کو آتے تھے اور اُنھون نے تیرے باپ کو مسلمان کیا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش
سے عقد کرکے چلے گئے بلکہ وہ حمل سے ہین یہ سُنکر قیصر روم کو غصہ آگیا اور قہرمان و قاآن بن قہرمان

لاکھ سوار تحویل کیے اور حکم دیا کہ جاکر قدوس رومی کو مع خواتینان محل کے گرفتار کر لاؤ الغرض قارن و قہرمان حکم
پاتے ہی قیصر روم کا فوج لیکر شہر روم مین آیا اور قدوس رومی کو مع آصف و الیاس و رابعہ و شیوہ کے
سب کو گرفتار کر کے سامنے قیصر روم کے لائے قیصر نے سلام نہ کیا اور کہا تم لوگون نے مجکو بھی خبر نہ کی
اور جھٹ پٹ مسلمان ہوگئے بہتر یہ ہی کہ اپنا دین قدیم اختیار کرو قدوس رومی نے کہا کہ امیر حمزہ صاحبقران
نے دولاے فرنگی کو مارا اور میرے عدو سے شہر میرا بچایا پس وہ پروردگار عالم برحق ہی لات و منات
کیا اگیدی خر ہین قیصر روم نے یہ سنکے حکم دیا کہ ان سب کو قید کرو اور ملکہ رابعہ اطلس پوش اور شیوہ
کو ایک حمام مین قید کیا کہ وہ حمام اسکے باغ کے پاس تھا قیصر یہ بھی سن چکا تھا کہ رابعہ اطلس پوش
حمل سے ہی اور شیوہ وزیرزادی بھی حمل سے ہی وہان ایک خواجہ سرا مقرر کیا اور کہدیا کہ باہر سے انکو
دو روٹیان اور دو آبخورے پانی کے دیدیا کرنا لیکن انکے یہان جسوقت لڑکا پیدا ہو مجکو خبر کرنا اُسکو
مین قتل کرونگا اور ان سب کو سمجھاؤنگا کیونکہ قصور تو قدوس رومی کا ہی یہ بیچاری عورتین بیخطا ہین

دوسرے داستان مسرت نشان پیدا ہونا علمشاہ رومی کا اور بیٹا کرنا قیصر رومی اور زوجہ قیصر رومی کا اور بارہ برس کے سن مین مارنا فیل سپید کو

چشن کنندگان مضامین نوآئین و جلسہ آرایان داستان مولود ذیجود علمشاہ رومی قلم ظہور رقم کو صفحۂ قرطاس
مثل تختۂ آب روان پر یون جاری کرتے ہین کہ جب بعد نو مہینے کے ملکۂ رابعہ اطلس پوش اور شیوہ
کو درد زہ شروع ہوئے اور ملکۂ رابعہ اطلس پوش زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی جب تو شیوہ نے
خواجہ سرا سے کہا ای خواجہ سرا کوئی دائی تو بھیجدو ملکہ رابعہ اطلس پوش کا اب بہت حال ابتر ہی غرضکہ
جب تک خواجہ سرا دائی لاے ملکہ رابعہ اطلس پوش کے یہان بھی اور شیوہ کے یہان بھی لڑکا پیدا ہوا
خواجہ سرا جو آیا پوچھا کیا ہوا کہا بیٹا پیدا ہوا خواجہ سرا نے جاکر اُسی وقت قیصر روم سے کہا ای بادشاہ مبارک
ہو کہ بیٹا دونون کے یہان پیدا ہوا قیصر روم نے حکم کیا اُس لڑکے کو یہان لے آؤ خواجہ سرا نے
لڑکے کو طلب کیا کہا کہ قیصر روم کا حکم ہی کہ لڑکے کو لے آؤ ملکہ رابعہ اطلس پوش منتین سماجتین کر کے کہنے لگی
اور خواجہ سرا سے کہا کہ تو جاکر کہدے کہ اسکے عوض مین تو مجکو قتل کر اس بچے معصوم نے تیرا کیا قصور کیا ہی خواجہ سرا
نے آکر پھر قیصر روم سے کہا کہ وہ نہین دیتی اور منت و عاجزی کرتی ہی قیصر کو غصہ آیا اور خواجہ سرا کو قتل کیا
اور دوسرے خواجہ سرا کو بھیجا کہ تو جاکر لڑکے کو چھین لا وہ جو آیا ملکہ رابعہ اطلس پوش نے اُسکو بھی نہ دیا اُس
خواجہ سرا نے کہا کیا مجکو بھی قتل کرا بیگا مین ضرور لڑکے کو لیجاؤنگا اب تو اُس لڑکے کو ملکہ رابعہ اطلس پوش
نے کلیجے سے لپٹا لیا ہی جب وہ خواجہ سرا دست درازی پر آمادہ ہوا اور چھیننے کو ہاتھ بڑھایا شیوہ
دوڑکر اُس خواجہ سرا سے لپٹ گئی اور خواجہ سرا سے کشتم کشتا دھینگا مشتی ہونے لگی اسقدر شور و غل ہوا کہ زوجہ
قیصر روم کو جو خبر ہوئی اُسی وقت وہ آئی ملکہ رابعہ اطلس پوش نے اُٹھکر سلام کیا اور دوڑکر قدمون پر
گر پڑی اُسنے اُس مولود کو گود مین اُٹھا لیا اور باہر آئی خواجہ سرا کو مار کے نکالدیا خواجہ سرا نے جاکر قیصر روم سے
فریاد کی قیصر کو یہ سنکر بہت غصہ آیا اور تلوار کھینچکر محل مین آیا اور اپنی زوجہ سے کہنے لگا کہ تو نے میرے حکم مین
فرق کیا مین اس لڑکے کو ابھی قتل کرونگا اُسنے کہا ارے قیصر دیکھ تو سہی کہ اس لڑکے کی کیا صورت اور کیا
شکل و شمائل ہی اور تو علاوہ اسکے خیال کر تیرے یہان بھی کوئی اولاد نہین ہی تجکو لات و منات کا شکریہ ادا کرنا

چاہیے کہ ایسا مہر جمال ماہ تمثال لڑکا عنایت ہوا تو باہر جا کے اب تو بیچ سلامی کی چھڑوا دیں نہ جہ خانہ بنا کر بیٹھونگی اور
وہم سے چھٹی کرونگی اور نار کے دیکھونگی کیونکہ یہ امیر حمزہ صاحبقران کا فرزند ہے جو اسکو دیکھیگا بہت
مسرور ہوگا قیصر روم نے بعد مسرت اس مولود صاحب حشمت وجود کی دیکھی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور اُسی وقت
باہر آکر سلامی کا حکم دیا اور سب میں مشہور کیا کہ میرے یہاں بیٹا پیدا ہوا لوگوں نے مبارک سلامت کی دھوم
مچائی تاج رنگ ہونے لگا اور قیصر نے بڑی دھوم دھام سے چھٹی کا سامان کیا تمام ارا کین دولت و حشمت
اور لشکر اور تمام رعایا کو خلعت حسب مراتب جوڑے تقسیم کیے اور روز پیدائش سے چھٹی اور زمانہ چھٹی سے بڑے چلّہ
یعنی چالیس روز تمام شہر میں آئینہ بندی اور ہر قسم کی آراستگی کی اور گلی کوچوں نے رنگوا دیے اور ہر مکان پہ
جلسہ رقص و سرود رات دن ہوا کیا اور دونوں وقت خوانہائے طعام لذیذ و عمدہ و اشیائے نادرہ ملازم
و غیر ملازم سب کے گھروں پر بھیجے اور چھٹی تو اس اہتمام اور دھوم دھام سے قیصر روم نے کی کہ امیر
حمزہ صاحبقران بھی کرتے تو اس سے بڑھکر نہ کرتے لیکن وہ دودھ ملکہ رابعہ اطلس پوش سے پلوایا مثل
دایہ کے رکھا جب دودھ بڑھ چکا قیصر نے ملکہ رابعہ اور شیرو وزیرزادی کو فردوس
رومی کے پاس بھیج دیا اور اس مولود کا نام علم شاہ رومی رکھا ہر فن کے استاد معلم کامل نوکر رکھے
نیزہ بازی اور تیر اندازی اور شمشیر زنی وغیرہ اور جو کچھ فن سپہ گری اور کشتی کے تھے سب سکھائے اور بارہ ہزار لڑکے
انکے ہمسن نوکر رکھ دیے وہ ساتھ ساتھ شہزادے کے رہنے لگے جب ان سب کا سن بارہ برس کا ہوا تو ایک روز دربار
قیصر روم میں علم شاہ رومی بیٹھے تھے کہ ایک فیل مست سپید رنگ چھوٹ گیا اور شہر میں بہت سے لوگوں کو
مار کے دربار میں آیا قیصر روم تو ڈر کے مارے تخت پر سے کود کر گھر میں بھاگ گیا اور قاہرین قہرمان
بھی بھاگ کے چلا گیا اور سب اپنی جان بچا کر بھاگے لیکن علم شاہ کھڑے رہے جب تو قیصر وہیں سے چلایا
ای فرزند ادھر چلے آؤ علم شاہ نے نہ مانا یہاں تک کہ ہاتھی برابر علم شاہ کے آگیا اور سونڈ گردن
میں علم شاہ کی ڈالی علم شاہ نے ہاتھ سے سونڈ کو پکڑ کر جو زور کیا سونڈ سر سے کھینچ لی فیل مست چنگھاڑ کے
بھاگا قیصر نے آکر گلے سے لگا لیا اور اُسی وقت تصدق اتروایا تصدق سے نام علم شاہ رستم پیلتن اور
فیلکش رکھا اب علم شاہ ہر روز دربار قیصر میں بیٹھنے لگے ایک روز انھوں نے احوال امیر با توقیر حمزہ
صاحبقران زماں کا سنا کہ امیر نے تمام ملک نوشیرواں کے چھین لیے یہ سنکر علم شاہ نے
قیصر روم سے کہا کہ میں تمام شہر اور ملک امیر سے چھینا تمہارا قبضہ کرا دونگا
قیصر روم یہ سنکر بہت خوش ہوا اور سات لاکھ سوار جرار اپنی فوج میں منتخب کر کے زیر حکومت علم شاہ کر دیے
علم شاہ وہاں سے مع فوج گراں روانہ ہوئے پہلے استنبول میں آکر محمود شاہ استنبولی اور مظفر شاہ
استنبولی کو زخمی کیا اور ملک چھین لیا آگے بڑھکر مصر کو بھی لے لیا یہاں تک کہ یونان میں آکر گلشن آرا
کو نکالدیا اور یونان پہ بھی قبضہ کیا ملکہ گلشن آرا نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زماں کو عرضی لکھی اے
تاج بخش سلاطین زماں ای شیر بیشہ ہمت و شجاعت پسر قیصر رستم پیلتن نے آکے ہمارا شہر چھین لیا
اور کابل میں جو فوج تھی وہ یوں بھاگے کہ کسی کو خبر نہ کی ایک مرتبہ قلعہ میں گھس آئے ولا ور زنگی خوب لڑا
صدف نوش اور اصغا نوش زخمی ہو کر نکل گئے اور حور رخ بھاگی تو شہر میں بہرام گوہر فروش
کی دکان میں آکر چھپی اُسنے حور رخ کو بیٹی کیا اور گھر میں پوشیدہ رکھا دیوں نے تمام شہر میں اتنا گل کیا

یہ عرضی جو خدمت مین امیر کے پہونچی عمرو بن حمزہ نے کہا کیا مشکل ہے کہان گا تو وہ حال ورنا موس کا یہ حال ہر طرح سے دقت یہ کہکر اپنے حورخ کو بچانے چلے کہ وہ حمل سے تھی اور کہنے لگے ایہا الناس تو مین اسکو مار ڈالیگا یہ سوچ کر امیر سے سات لاکھ سوار لیے اور پانچ سوار نامی پوش مع بارگاہ مدنی کے لیکر کوچ کیا ہے راہ مین شہر وہم ملا اور ایک آہو دیکھا اُسپر گھوڑا ڈالا وہ آہو جو بھاگا تو ایک باغ مین کہ چند قدم پر تھا اُس مین دیوار پھاند کے چلا گیا عمرو بن حمزہ نے بھی گھوڑے کو کُدا دیا مرکب عیار فقار بھی دیوار باغ پھاند گیا اندر اُس باغ کے جا کر دیکھا کہ رستہ ہے اور صد ہا آہو بھرے ہین یہ دیکھ عمرو بن حمزہ نے آہوؤن کو شکار کرنا شروع کیا بہت سے آہو مار ڈالے ناظرین پر واضح ہو کہ یہ قیصر کا ہے اور بیچ مین اُس باغ کے ایک بارہ دری ہے اُس مین قیصر بیٹھا ہوا نظارہ کر رہا ہے اسنے جو یہ حال دیکھا اپنے لوگون سے کہا کہ یہ کون بے ادب ہے جو ایسی حرکت نالایق کرتا ہے اسکو ہمارے پاس بلا لاؤ لوگون نے آکر منع کیا اور کہا تمکو ہمارا بادشاہ قیصر شاہ بلاتا ہے عمرو بن حمزہ نے کہا کیا مین تمہارے بادشاہ کا نوکر ہون میرا آہو یہان دیوار پھاند کر چلا آیا تھا اُسکو مین نے شکار کیا یہ سنکر قیصر نے کہا اُسکو پکڑ لاؤ ایک شخص آگے بڑھا اور چاہا کہ باگین اُنکا پکڑ کر گھوڑے پر سے کھینچ لے عمرو بن حمزہ نے ایک قبضہ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا وہ تڑپ کر گرا اور مر گیا یہ دیکھتے ہی اور لوگ دوڑ پڑے عمرو بن حمزہ نے جو گھوڑے کو کُدا دیا وہ مثل غزال رمیدہ کے طرارہ بھر کر باغ کے اُس پار ہو گیا جب تک لوگ دروازے سے آئین عمرو بن حمزہ اپنے لشکر مین پہونچ گئے پہلے قیصر نے جب نام اُنکا دریافت کیا تھا تو اُنہون نے کہا تھا کہ مین بیٹا حمزہ صاحبقران کا ہون غرضکہ لوگ تلاش کر کے چلے آئے اور قیصر سے کہا اُسکا پتہ نہین لگا کیا معلوم کون شخص تھا قیصر نے علم شاہ کو نامہ لکھا کہ میرے باغ کے رستہ مین امیر حمزہ کا بیٹا عمرو بن حمزہ آیا تھا اور میرے سامنے اُسنے بے ادبی کی کہ صد ہا آہوے طرحدار کہ جنکو مین دل سے عزیز رکھتا تھا اُنکو شکار کیا جس طرح سے ہو سکے اُسکو زندہ پکڑ کے میرے پاس بھیجو وہ عیار نامہ قیصر کا لیکر علم شاہ کے پاس آیا علم شاہ نے نامہ پڑھکر کابل کی طرف کوچ کیا اور عمرو بن حمزہ جو چلے تو راہ مین فرخ نے کہا اے شہریار جس طرح سے مین کہون اُس طرح سے آپ چلیں اور یہ تو آپ جانتے ہین کہ چھ مہینے امیر قلعہ کابل کو گھیرے ہوئے پڑے رہے اور کچھ نہوا اگر عمرو عیاری کرتے تو قلعہ ہر گز ہاتھ نہ آتا اب آپ تنہا چلیے الغرض عمرو بن حمزہ نے تمام اپنے لشکر کو تو کمینگاہ مین کوہ کی بٹھایا اور دس سوار مع لہراسپ وغیرہ ہمراہ اپنے لیکر فرخ کے ساتھ ایک طرف کو قلعہ کے حوالی مین آئے وہان شہر مین کا حکم تھا کہ صبح کو دروازہ قلعہ کا کھلے اور شام کو بند ہو اگر کے اور جو کوئی آئے اُسکو دیکھ بھال کے اور بہت ہوشیاری کے ساتھ شناخت کر کے آنے دیا کرو چنانچہ نمک والے زیادہ آتے جاتے تھے اب کوئی چار گھڑی دن چڑھا ہوگا ایک نمک والا اپنا بیل لیے ہوئے قلعہ سے نکلا فرخ نے اُسکو دیکھ کے عمرو بن حمزہ سے کہا اے شہریار آپ ذرا علیحدہ ٹھہرئیے یہ کہکر فرخ چلا وہ بیل والا بیل کو چھوڑ کر نالے مین اُتر گیا اور ایک جگہ پر پیشاب کرنے کو بیٹھا فرخ نے پیچھے آکر اُسکو ایک حباب بیہوشی مارا وہ بیل والا بیہوش ہو کر گرا فرخ نے اُسکی مشکین باندھکر ایک گوشہ مین ڈالدیا اور آپ اُسکی شکل بنکے بیل اُسکا لیکر دروازہ قلعہ پر آیا اور کہا کہ دوران سر مجھکو ہونے لگا سر میرا بہت پھرتا ہے ذرا ٹھہر بھی جاؤن اندر ایک قدم اور رکھنا ہے وہ کر لوٹ گیا نگہبانون نے کہا تو کون ہے اُسنے کہا وہی قدیم نمک والا بیل والا جو ابھی ادھر سے گیا تھا نگہبانون نے کہا کیون پلٹ آیا بیل والے نے کہا یکایک سر پھرانے لگا ہے یہ کہ جہان مین اُترا تھا وہان طاق پر دس روپے اور کچھ بھول کر چلا آیا ہون جلدی سے دروازہ کھولدو ایسا نہو کہ کوئی اور اُٹھالے وہ سب نگہبان آپس مین مشورہ کرنے لگے کہ ہمکو تو آواز مین فرق معلوم ہوتا ہے فرخ نے جو یہ سنا ایک دروازے کو دھکا دیا دروازہ چوپٹ کھل گیا نگہبانون نے کہا تو نے دروازے کو دھکا کیون مارا ابھی بات پر فرخ سے اور نگہبانون سے تکرار ہونے لگی کہ سامنے سے عمرو بن حمزہ بھی گھوڑا اڑا کر دروازہ مین گھس آئے

لوگ انکے آمادۂ فساد ہونے لگے اتنے مین دسون سوار بھی اندر چلے آئے عمرو بن حمزہ نے نعرہ کوہ شگاف کیا شعر منم فخر نتیجۂ اعیان و
بہادر گرد دلیران ہاشم ✤ کہ ہمنام امیر حمزہ صاحبقران ہاشم ✤ صداے شیر بیشۂ صاحبقران سنتے ہی سب نے پہچانا اور دروازہ
چھوڑ کر بھاگے پیادون سے تلوار چلنے لگی عمرو بن حمزہ اور لہراسپ نے کشتون کے پشتے لگا دیے اب ہزارون کابلی برابر گھٹا
کی طرح اُمنڈ کے آنے لگے تلوارون کی بجلیان چمکین بعد چار گھڑی کے عمرو بن حمزہ کی فوج قلعہ مین داخل ہوئی اب کابلی
زخمی ہو کر گرتے اور بھاگتے ہین عمرو بن حمزہ یونہین تلوارین مارتے ہوئے فوج کے ریلے پسپا کرتے ہوئے بارگاہ زردہین پر آئے
مع گھوڑے اندر چلے لوگون نے روکا کسی کو قبضہ مارا کسی کو تلوار ماری بہت سے گھوڑے کی جھپٹ مین آکر گر پڑے غرضکہ عمرو بن حمزہ
مرکب پر سوار یونہین بارگاہ زردہین و بیژن مین آئے اُن دونون نے جو دیکھا کہا ارے اسکو روکتے نہین ہو اسکو جلدی مار لو
لوگ گرد آگئے اب بارگاہ مین تلوار چلنے لگی بیژن آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ پر وار تلوار کا کیا عمرو بن حمزہ نے خالی دے کر بدست
کمان کو اُٹھا لیا برابر ہی جھپٹ کر زردہین نے بھی تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے بیژن پر وہ تلوار روکی اور بیژن کو زردہین پر
کھینچ مارا دونون گرد برد ہو کر نیچے گرے کابلی دوڑ پڑے عمرو بن حمزہ اور لہراسپ وغیرہ نے وہان بھی کشتون کے پشتے
باندھ دیے اور صدہا کابلیون نے جان اپنی دے کر چاہا کہ انکو اٹھا لیجائین عمرو بن حمزہ نے فوج کو اشارہ کیا فوج نے
حلقے کمند کے دونون کو مار کر پکڑ لیا اب چہار طرف الامان الامان کا غل ہوا عمرو بن حمزہ نے امان دی اور زردہین و بیژن کو قید کیا
آپ بارگاہ مین بیٹھے اور حور رخ کو تلاش کیا لوگون نے کہا وہ تو کئی روز سے غائب ہے زردہین نے بہت تلاش کیا کہین پتا نہ لگا
یہ سنکر عمرو بن حمزہ کو بڑا صدمہ ہوا مگر جب حور رخ بھاگی تھی تو بہرام گوہر فروش کے پاس پہونچی حور رخ نے بہرام سے کہا
تمھاری پابا جان جب میرا وارث آئیگا تمسے بہت سلوک کریگا اب جو خبر بہرام کو ہوئی در دولت پر حاضر ہوا اور لوگون سے کہا میری
خبر کرو لوگون نے جا کر عمرو بن حمزہ سے کہا حکم دیا کہ بلا لو بہرام گوہر فروش کو لوگون نے اندر بارگاہ کے بلا لیا بہرام نے آکر
مجرا کیا اور حور رخ کا سارا حال بیان کیا عمرو بن حمزہ نے بہرام کو بڑے اعزاز و اکرام سے بٹھایا اور خاطر مدارات کی اور محافہ
بھیجکر حور رخ کو بلوا لیا اب عمرو بن حمزہ شب کو تو محل مین رہتے ہین اور صبح کو بارگاہ مین آکر جلوہ افروز ہوتے ہین
اور تمام فوج انکی باہر قلعہ کے ہے ایک روز عمرو بن حمزہ بارگاہ مین جلوہ آرا تھے اور گرد تمام سردار و پہلوان مع لہراسپ
وغیرہ دنگلون پر بیٹھے تھے کہ آکر ہرکارے نے خبر دی کہ کوئی زنانی سواری دربارگاہ پر آئی ہے عمرو بن حمزہ نے محلدار کو بلوا کر
دریافت کیا محلدار نے چپکے سے آکر کان مین عمرو بن حمزہ نے کہا اے شہریار آپ کی والدہ ماجدہ ملکہ گلشن آرا یونان سے بھاگ
آئی ہین علم شاہ نے انکو نکالدیا ہے وہ اپنی بہو کے پاس آئی ہین عمرو بن حمزہ نے حکم دیا کہ سواری محل مین اُترواؤ غرضکہ ماں
عمرو بن حمزہ کی بہو کے پاس رہنے لگی ادھر عمرو بن حمزہ نے حال بیژن اور زردہین کا امیر کو لکھا کہ مین نے آپ کے دشمنون کو
قید کیا ہے اور بفضل ایزدی سارا قلعہ کابل کا لے لیا عمرو بن حمزہ نے نامہ امیر کے پاس روانہ کیا دوسرے روز ہرکارے نے
خبر دی کہ علم شاہ بیٹا قیصر کا آتا ہے اور یہان سے سات کوس پر خیمہ برپا کیا ہے سات لاکھ سوار جرار اُسکے ہمراہ ہین ادھر یہان
جب علم شاہ اُتر چکے اور خیمہ برپا ہو چکے نامہ قیصر کا علم شاہ کے پاس پہونچا اے فرزند جس طرح سے ممکن ہو عمرو بن حمزہ کو میرے
پاس باندھکر بھیجدو کہ مین اپنے رمنہ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا وہ مع گھوڑے اندر چلا آیا اور کئی آدمی مار ڈالے اور بہت
سے آہوان خوش انداز و طرحدار کو شکار کیا یہ دیکھکر مجکو نہایت صدمہ ہوا اور نشہ ہرن ہو گیا علم شاہ کو نامہ پڑھتے ہی غصہ
آگیا اور مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر یکہ و تنہا واسطے گرفتاری عمرو بن حمزہ کے اپنے لشکر سے چلے قلعۂ کابل تک آتے آتے رات
ہو گئی عمرو بن حمزہ بارگاہ سے حور رخ کے پاس جا چکے تھے اور لہراسپ بارگاہ مین مع پہلوانون کے شراب پی رہا تھا اور
ناچ ہو رہا تھا یکایک علم شاہ مع مرکب بارگاہ مین گھس آئے جسنے قصد روکنے کا کیا اُسکو جھڑک دیا بہت سے چھوڑ کے کی

جھرپ میں آگر پڑے علمشاہ نے بارگاہ میں آکر للکارا کہ تم میں سے عمرو بن حمزہ کون ہی لہراسپ نے کہا ہم پسر حمزہ کہکر اٹھا اور ایک تلوار علمشاہ
پر ماری علمشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالکے تلوار چھین لی اور بند دست تھام کر لہراسپ کو اٹھا لیا اب جو کوئی پہلوان بڑھکر تلوار مارتا ہی علمشاہ
لہراسپ کو سامنے کردیتے ہیں اللہ ری جرأت و طاقت اسی طرح علمشاہ لہراسپ کو ایک ہاتھ میں اٹھائے ہوئے بارگاہ سے باہر نکلے اور
سات کوس تک برابر دوڑے چلے آئے اور اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے ستون بارگاہ سے باندھکر لوگوں سے کہا میں پسر حمزہ کو پکڑ لایا
سب علمشاہ کی تعریفیں کرنے لگے خادم گرد پھرنے لگے علمشاہ نے لہراسپ سے کہا ای پسر حمزہ اس بازو کی بھی تجکو خبر تھی یا نہیں
جو تونے میرے پدر بزرگوار قیصر سے بے ادبی کی اسکی سزا یہ ہی لہراسپ نے کہا کہ ای علمشاہ میں اسوقت نشہ میں تھا میرے منہ سے یہ کلمہ
نکل گیا ہم پسر حمزہ نہیں تو اونکے غلام شکستہ ہوں میرا نام لہراسپ ہی عمرو بن حمزہ میں نہیں ہوں علمشاہ نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا او صاحب
یہ پسر حمزہ نہیں ہی علمشاہ کی ہنسی پر سب ہنسنے لگے علمشاہ نے لہراسپ سے کہا ای پسر حمزہ تو کیوں ڈر کر اپنے کو چھپاتا ہی تجھے کوئی قتل
نہ کریگا بلکہ میں تیری سفارش قیصر سے کردونگا اب لہراسپ کو سب سردار جھپٹ جھپٹ کر دیکھنے لگے ہیں آؤ لوگو غلام پسر حمزہ کی زیارت کر لو ایسا
غلام کسی نے نہ دیکھا ہوگا لہراسپ کھسیانا ہو کر تنگ ہورہا ہی اور جان سے بیزار ہو کر کہتا ہی ای علمشاہ تمکو میری بات کا یقین نہیں آتا اور بندہ
غلام کرتے ہو میں جسکا ملازم ہوں وہ کشندۂ مشکل جادو ہی اور طلسم باریج کو اسی نے فتح کیا ہی خیر تم لوگ میرا کہنا نہیں مانتے کوئی
دم میں آپ ہی کھل جائیگا جو جو لہراسپ کہتا ہی اور پسر حمزہ ہونے کا عذر کرتا ہی سب بارگاہ علمشاہ میں قہقہے لگتے ہیں ای عزاق دہ
دلنگی میں صبح ہوگئی یہاں عمرو بن حمزہ جو بارگاہ میں آئے فرخ نے عرض کیا ای شہریار رات کو علمشاہ تنہا آئے تھے اور لہراسپ کو اٹھا کر اپنی
بارگاہ میں لیے چلے گئے عمرو بن حمزہ نے پوچھا کہ بالکل تنہا تھا فرخ نے کہا ای شہریار بالکل تنہا کوئی ساتھ نہ تھا اسی وقت عمرو بن حمزہ
نے مرکب طلب کیا اور کہا خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آئے ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤنگا یہ کہکر مرکب پر سوار ہوئے اور علمشاہ کی طرف
گھوڑا ڈالا جب لشکر علمشاہ میں آئے لوگوں نے جانا کوئی ملازم ہوگا جب دروازۂ بارگاہ پر پہونچے چاہا مع مرکب بارگاہ
میں داخل ہوں لوگوں نے روکا پسر حمزہ نے گھوڑے کو گدگدایا بہت سے جھرپ میں آکر گر پڑے سپاہ نے دوڑکر علمشاہ
سے کہا ای شہریار پسر حمزہ مع مرکب بارگاہ میں آگیا علمشاہ یہ سنتے ہی دنگل سے اٹھے لہراسپ نے خوش ہوکر
کہا میری بات کا یقین آتا تھا اب تو میرا کہنا سچ ہوا علمشاہ دروازے تک نہ پہونچے تھے کہ عمرو بن حمزہ
داخل بارگاہ ہوئے نگاہ جو علمشاہ کی عمرو بن حمزہ پر پڑی خون نے جوش مارا دل میں محبت برادری پیدا ہوئی سر سے پاؤں تک دیکھا اور
استادہ ہوئے جھککر سلام کیا عمرو بن حمزہ نے جو کیفیت علمشاہ کی دیکھی جواب سلام دیا علمشاہ نے تعریف کی کہ کیا مرکب ہی اور کیا
راکب ہی جلد اتریے اور تشریف لائیے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ میں اپنے مطلب کو آیا ہوں علمشاہ نے کہا مجھے معلوم ہی وہ حاضر ہی اور لوگوں
سے کہا کہ جلد لہراسپ کو کھولدو لوگوں نے آکر لہراسپ کو کھولدیا لہراسپ نے کہا اب کیوں مجھے کھولتے ہو اب نہ رہا کرو تو جانوں علمشاہ
نے کہا کہ اب آپ اتریے تشریف فرما ہوجئے عمرو بن حمزہ گھوڑے سے کود پڑے اور علمشاہ سے فرمایا کہ اس گھوڑے کو تم لیلو
علمشاہ نے کہا بہت خوب عنایت آپ کی آپ تو میرے بزرگ ہیں میں تو آپکا خرد ہوں عمرو بن حمزہ نے وہ گھوڑا اور زرہ طلائی
اتار کر سپاہ کو دی اور کہا کہ گھوڑا اپنے اصطبل میں جاکر باندھو اور زرہ توشہ خانہ میں رکھدے علمشاہ نے یہ شفقت دیکھکر ہوا
کیا اور اپنے دنگل پر بٹھایا کہ لہراسپ آیا اور عمرو بن حمزہ کو آداب بجالایا اور علمشاہ سے کہا او پسر قیصر کیوں اب تیرے
دفعہ شکست ہوگئی عمرو بن حمزہ نے جھڑک دیا کہا چپ رہ علمشاہ مسکرانے لگے اب صحبت امیر با توقیر حمزہ
صاحبقران کی باتیں دونوں میں ہونے لگیں علمشاہ نے کہا اب میں بغیر کھانا کھلائے آپکو نہ جانے دونگا عمرو بن
حمزہ نے کہا اگر تم بھی میری دعوت قبول کرو تو کیا مضائقہ ہی علمشاہ نے کہا بسر و چشم عمرو بن حمزہ نے فرخ کے کان
میں چپکے سے کہا کہ دسترخوان لگوا لا فرخ گیا اور دسترخوان مع ساز دیراتی جواہر نگار کے لاکر دربار بارگاہ پر حاضر کیا سامان جلسۂ عیش و عشرت لہراب طعام کے مہیا ہوا

دوپہر رات تک صحبت شراب وکباب ناچ رنگ رہی بعد دوپہر رات کے عمرو بن حمزہ علمشاہ سے رخصت ہوکر
لہراسپ کو ساتھ لیے ہوئے چلے اور محل مین داخل ہوئے دوسرے دن علمشاہ کی دعوت کا سامان کیا طرح
طرح کے کھانے تیار کرائے علمشاہ نے مع لشکر آکر دعوت کھائی بعد فراغت طعام عمرو بن حمزہ علمشاہ کو
بارگاہ مین لائے دنگل طلسمی دیکھکر بہت تعریف کی عمرو بن حمزہ نے اُسی وقت علمشاہ کو دنگل دیدیا علمشاہ
اُسی دنگل پر متمکن ہوئے عمرو بن حمزہ نے علمشاہ سے کہا ای برادر من اب لات ومنات کی پرستش چھوڑدو
اور خداے بزرگ خالق آسمان وزمین کو برحق جانو کہ وہ پیدا کرنے والا کل مخلوقات کا ہی اور وہ وحدہ لاشریک
ہی علمشاہ نے کہا ای برادر صاحب ہمارے آپ کے ایک زور کشتی کا ہو جائے اگر آپ مجکو زیر کرینگے تو مین
اپکا دین قبول کرونگا یہ سنکر عمرو بن حمزہ نے اکھاڑا تیار کرایا اور علمشاہ وعمرو بن حمزہ دونون اکھاڑے
مین اُترے اور کشتی ہونے لگی کوئی پہر بھر کشتی ہوئی تھی کہ فرخ نے اکر عمرو بن حمزہ کے کان مین کچھ چپکے سے
کہا عمرو بن حمزہ ایسے خوش ہوئے کہ مثل گل نوشگفتہ وہ غنچہ سے لب نازک کھل گئے اور ہنسنے لگے علمشاہ تھم
گئے اور کہا ای برادر صاحب ہم بھی سنین تمکو کیا خوشی ہوئی عمرو بن حمزہ نے کہا کچھ نہین علمشاہ نے کہا
جبتک آپ نہ بیان کیجیے گا مین ہرگز نہ ورنہ کرونگا آپ بیان تو فرمائیے کہ ہم بھی خوش ہون عمرو بن حمزہ مجبور ہوے
اور کہا ای برادر ابھی میری زوجہ کے یہان لڑکا پیدا ہوا ہی علمشاہ یہ سنتے ہی نہایت خوش ہوئے اور عمرو
بن حمزہ کو چھوڑدیا اور کہا ای برادر ہمارے تمھارے پھر امتحان ہوگا اب یہ وقت خوشی کا ہی لڑنا نہ چاہیے
ای برادر صاحب ایک عرض میری قبول کیجیے اگر آپ کو ناگوار خاطر نہو تو بیان کرون عمرو بن حمزہ نے کہا کہ
برادر کہو کیا کہتے ہو علمشاہ نے کہا میرا جی چاہتا ہی کہ مین آپ کے فرزند ارجمند کو اپنا فرزند کرون اور چھٹی
وغیرہ بھی مین ہی کرونگا عمرو بن حمزہ یہ سنکے بہت خوش ہوئے اور کہا ای برادر یہ فرزند مین نے تمھین کو
دیا تمکو اختیار ہی جو چاہو کرو

اب دو کلمے داستان سعد کوفی نور عین عمرو بن حمزہ کو علمشاہ رومی کا فرزندی مین لینا اور چھٹی وغیرہ بڑی دھوم سے کرنا

شادی کنندگان جلسۂ عیش ونشاط ومسرت نمایان صحبت شادی وانبساط اس داستان فرحت نشان کو قلم
شاخ نخل گلستان فرحت وسرور سے تختۂ بہار تر وتازہ پر حروف مشجری کے یون گلچینی کرتے ہین کہ جب علمشاہ
رومی نے فرزند جگر بند حمزۂ یونانی مسمی سلطان سعد کو اپنا بیٹا کیا بڑی دھوم سے چھٹی کا سامان کیا
لشکر سے تا لشکر عمرو بن حمزہ سب کو جوڑے زرق وبرق تقسیم کیے اور وہان سے یہانتک سات روز برابر
روشنی کرائی اور جلسہ گاہ رقص جا بجا معین کیا نوبتین ہر ہر مقام پر رکھوائین کھانے نایاب عمدہ عمدہ تمامی
شہر کو روز تقسیم کرائے بڑی دھوم دھام سے چھٹی کی ایک ہفتہ علمشاہ وہین رہے بعد اُسکے علمشاہ قیصر
کی طرف روانہ ہوئے یہان عمرو بن حمزہ رات دن عیش وعشرت کرنے لگے حور رخ کا جو دم گھبرایا اپنے محل
کے بالاخانے پر چڑھی سیر کرتے کرتے ایک مقام پر جو نیچے جھک کر دیکھا تو زوبین کامرانی اور تیرن کامرانی
زیر دیوار محل قید ہین جب اُن دونون نے اپنی بہن کو دیکھا شرمندہ ہوکر حیا سے سر جھکا لیا حور رخ نے
اپنے بھائیون کو دیکھکر سلام کیا اور کہا ای برادرو یہ کیا تمھاری شامت ہی کہ مسلمان نہین ہوتے اور قید
رہنا گوارا ہی اگر اب بھی دین اسلام قبول کرو تو مین عمرو بن حمزہ سے سفارش کرکے تمھارا قصور معاف کرادون

اور تمھارا ایک ٹکڑا لوا دین یہ سنکر ژوپین نے کہا ای بہن سچ ہی مگر یہ نہین ہوسکتا کہ ہم عمرو بن حمزہ سے کہین کہ تم قصور ہمارا معاف کرو اور مسلمان تو ہم ضرور ہونگے مگر یہان سے جاکر پھر آئینگے تو مسلمان ہونگے اگر تجھسے بنے تو دو تلوارین ہمکو دے تو ہم یہان سے چلے جائین اور جس طرح جی چاہتا ہو اُسی طرح آکے مسلمان ہون یہ سنکر حور رخ کو بھائیون کی محبت آئی نیچے اُترکے آئی دو تلوارین عمرو بن حمزہ کی رکھین تھین وہ اپنے بھائیون کو لاکر دیدین بہزان نے تلوار کو میان سے کھینچا دربارہ کو دیکھنے لگا ژوپین نے تلوار کھینچی ایک ہاتھ حور رخ کو مارا اگر دیوار حائل ہوتی اور حور رخ بیٹھ نہ جاتی تو اُسی وقت کام تمام تھا حور رخ تو چیخ مار کے بھاگی اور ژوپین و بہزان نے تلوار سے کیلین بیڑیون کی کاٹین اور قید خانے سے چلے آدمیون کو زخمی کرکے کوٹھے پر سے کود کر نکل گئے دوسرا عرضی عمرو بن حمزہ کی امیر بانو قیر کو پہونچی یہ مضمون نامہ پڑھکر بہت غصہ آیا کہ آپ کے دشمنون کو مین نے قید کیا حکم کیا کہ میرے لشکر مین اُس ملعون کا کوئی نام نہ لے بعد اُسکے دوسری عرضی اور امیر کو پہونچی کہ آپ کے یہان پوتا پیدا ہوا ہی اُسکا نام رکھیے امیر بانو قیر نے کچھ جواب نہ لکھا القصہ یہان عمرو بن حمزہ سے لوگون نے آکر بیان کیا کہ ژوپین و بہزان کئی آدمیون کو زخمی کرکے قید خانے سے بھاگ گئے نہین معلوم اُنکو کسنے تلوارین لادین عمرو بن حمزہ محل مین آئے اور حور رخ سے حال بیان کیا حور رخ قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار یہ خطا مجھسے ہوئی عمرو بن حمزہ نے کہا تو نے برا کیا امیر بانو قیر کو ان دونون کے قید ہونے کا حال لکھ چکا ہون اگر اُنھون نے طلب کیا تو کیا جواب لکھونگا عمرو بن حمزہ یہ کہکر محل سے باہر آئے اور مرکب رہوار رفتار کو طلب کیا اور لوگون کو چار طرف دوڑایا اور خود سوار ہوکر تلاش مین اُن دونون کی چلے قوس منزل آتے آتے شہر زنگبار مین پہونچے کہ جہان بہزاد بن خجستہ کے ہاتھ سے آپ قید ہوئے تھے عمرو بن حمزہ نے وہان پہونچکے دیکھا کہ ایک محل ہی اور شامت پڑی ہی اندر چلمن کے شمسہ بانو منجھلی بہن حور رخ کی بیٹھی ہی اور نرگس آرا اور جہان آرا وغیرہ یہ سب خواصین سامنے کھڑی ہین جیسے ہی نگاہ ملکہ شمسہ بانو کی عمرو بن حمزہ پر پڑی تیر عشق کا جگر کے پار ہوگیا نرگس آرا نے کہا ای بی بی تمنے انکو پہچانا یہ تمھارے بہنوئی ملکہ حور رخ کے شوہر ہین یہ سنکر ملکہ نے نرگس آرا سے کہا بلالے نرگس آرا نے چلمن اُٹھائی اور کہا ای شہریار یہان آئیے یہ تو آپ کا گھر ہی یہ ملکہ شمسہ بانو حور رخ کی منجھلی بہن ہی عمرو بن حمزہ یہ سنکر اندر آئے اور یہ بھی دیکھتے ہی شمسہ بانو پر عاشق ہوگئے ملکہ نے ہاتھ پکڑکر ناز و ادا سے مسند پر بٹھالیا اور کہا ای شہریار آپ کہان تشریف لائے عمرو بن حمزہ نے کہا مین بہزان و ژوپین کی تلاش مین آیا ہون ملکہ نے کہا کل تو آئے تھے کیا معلوم تھا نہین تو روک لیتی خیر اب تو شام ہوئی حضور آرام فرمائین کل دیکھا جائیگا پھر گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی منگاکر سامنے عمرو بن حمزہ کے رکھین اور کہا یہ بادۂ عیش ہی کوئی جام نوش فرمائیے عمرو بن حمزہ نے کہا مجھکو تامل ہی ملکہ نے کہا کس وجہ سے آپ کو تامل ہی شاہزادے نے کہا اگر کلمہ پڑھو تو کیا مضائقہ یہ سنتے ہی ملکہ شمسہ بانو نے کلمہ پڑھا دین اسلام قبول کیا از سر صدق مسلمان ہوئی اب دور دور شراب چلنے لگا جب نشہ ہوا پردہ حجاب کا درمیان سے اُٹھ گیا بوس و کنار ہونے لگا جب پہر رات آئی ملکہ ہاتھ پکڑکے شاہزادۂ عمرو بن حمزہ کا کمرے مین لائی وہان مسند عیش پر بیٹھی ناچ ہونے لگا جب دو پہر رات آئی بہزاد و چیاد [illegible] شمسہ بانو کی آئی اور پکارا کہ دروازہ کھولدو محلدار نے تامل کیا بہزاد و چیاد خفا ہونے لگے کہ آج کیا سبب [illegible] محلدار نے مجبور ہوکر دروازہ کھولدیا

اور دوڑکر ملکہ شمسہ بانو سے کہا آپکی بڑی بہن بدرہ جادو تشریف لائی ہین یہ دونون مسند پر جدا
جدا ہو بیٹھے جب بدرہ جادو سامنے آئی عمرو بن حمزہ نے سلام کیا یہ تو اپنے بھائی کا دشمن سمجھکر آئی تھی
کہ عمرو بن حمزہ کو قتل کرونگی اب جو صورت بے نظیر بطراز جمال سر بسر عمرو بن حمزہ کی دیکھی ہزار جان سے عاشق
شیفتہ و فریفتہ ہو گئی اور محبت آمیز باتین کرنے لگی عمرو بن حمزہ تو بزرگانہ کلام آپ اور جناب اور قبلہ و کعبہ
کرکے کرتے تھے اور وہ کہتی تھی صاحب قبلہ و کعبہ کوئی ہوگا اور کعبہ کسی کو نہ بنائیے آپ جناب کرکے نہ باتین
کیجیے مین آپکی خادمہ عاشق زار ہون اے صاحب آپ سے کچھ مجھے علیحدہ کہنا ہے ذرا اٹھیے میرے ساتھ چلیے
یہ سنکر عمرو بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے بدرہ جادو اپنے ہمراہ لیکر باہر آئی اور باتین عاشقانہ کرتی ہوئی چلی
جب اپنے مکان مین عمرو بن حمزہ کو لائی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئی اور کہا اے پسر حمزہ مجکو اپنی کنیزی مین
قبول کیجیے عمرو بن حمزہ نے انکار کیا بدرہ جادو نے غصے مین آکر عمرو بن حمزہ کا تیغ تن
سے سر کاٹ لیا اور چھوڑکر چلی گئی یہان جو پانچ چار گھڑی کا عرصہ ہوا ملکہ شمسہ بانو کا عجب حال
ہوگیا دلمین سے کہنے لگی وہ لگانہ اپنے ہمراہ تو عمرو بن حمزہ کو لیگئی ہے دیکھیے کیا سلوک کرتی ہے غرضکہ شمسہ بانو
یہانتک مضطر و بیقرار ہوئی کہ خواصون کو ساتھ لیکر بدرہ جادو کے مکان پر آئی دیکھا کہ بارہ دری کے پردے
چھوٹے ہوئے ہین اور اندھیرا ہے آخر تا چند آئی پردہ اٹھاکے جو دیکھا اندھیرے مین کچھ نہ معلوم ہوا دل کو تو
آتش عشق جلا رہی تھی بیساختہ پکار اٹھی کہ اے عمرو بن حمزہ اگر زندہ ہو تو آواز اپنی للہ سنا دو کچھ جواب نہ ملا
اندر جو آئی تو ایک جگہ پانون ملکہ کا خون کے دھارے مین پڑگیا جب تو رو رو کر پکاری الہ سے صاحبو جلد
روشنی لاؤ روشنی جو خواصین لائین دیکھا سر عمرو بن حمزہ یونانی کا علیحدہ کٹا پڑا ہے لاش خون مین غلطان
جدا ہے ملکہ شمسہ بانو یہ دیکھکر پیٹنے لگی اور سیاہ پوش ہوکر تابوت مین لاش عمرو بن حمزہ مع سر بریدہ رکھکر
کابل مین حور رخ کے پاس آئی جب حور رخ نے لاش عمرو بن حمزہ کی خون مین آغشتہ دیکھی ہاے کہکے
لاش پر گرہی اور مان عمرو بن حمزہ کی اسقدر روئی اور پیٹی کہ قریب مرگ ہوگئی تمام محل مین کہرام برپا ہوگیا
ہر ایک کی زبان پر ہاے عمرو بن حمزہ تھا ملکہ گلشن آرا نے کہا کہ تابوت میرے پیارے فرزند لاڈلے
کڑیل جوان کا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے پاس لیچلو اور مین اونسے کہونگی یا امیر آپ مسیحاے زمان ہین میرے
فرزند جگر گوشہ اور اپنے ہمشکل عمرو بن حمزہ کو جلا دیجیے غرضکہ سیہ مین تابوت اور گرد تمام لشکر مع خادمان
محل کے سیاہ پوش ہوکر امیر باتوقیر کے پاس آئے خبر امیر کو ہوئی اسقدر امیر روئے کہ بصارت مین
امیر کی فرق آگیا پھر بزرجمہر حکیمون کو بلاکر پوچھا کہ حال عمرو بن حمزہ کا دریافت کرو انھون نے
اسی وقت زائچہ کھینچکے ستارون کا ملان کیا جب نگاہ خانہ حیات پر پڑی معلوم ہوا کہ عمرو بن حمزہ زندہ
ہین انھون نے عرض کیا اے امیر باتوقیر پروردگار عالم آپکا کلیجا ٹھنڈا رکھے اور خانہ روشنی نور عین
فرزند جگر بند سے منور ہے شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا خانہ حیات باقی ہے مگر عجائبات طلسم مین پھنسے ہین
کسی ساحرہ نے بزور تیغ سحر سر کاٹ کے ظاہر مین دکھایا ہے آپ خاطر جمع رکھیے اپنے دل کو سنبھالیے
انشاءاللہ تعالی شاہزادہ پھر آکے آپسے ملیگا عمرو بن امیہ ضمری نے امیر باتوقیر سے کہا یا امیر آپ
کھانا نوش کیجیے دل کو بہلائیے مین جاکر بدرہ جادو کا سر کاٹے لاتا ہون اور عمرو بن حمزہ کا پتا
لگاتا ہون بڑی مشکل سے اور سب کے سمجھانے سے امیر نے تیسرے دن قدرے غذا نوش کی اور

عمرو واسطے تلاش عمرو بن حمزہ کے اُسی وقت روانہ ہوا

اب دیکھیے داستان عجائب نشان جانا عمرو بن اُمیہ ضمری کا تلاش مین عمرو بن حمزہ کی اور قتل کرنا بدرہ جادو کو

رہروان منازل خوف و خطر و سیاحان مراحل طلسمات حذر اس داستان اندوہ نشان کو یون لکھتے ہین که جب خواجہ عمرو بن اسیہ ضمری بصد اندوہ و الم طے مراحل اور قطع منازل کرتے ہوئے ملک زرنگار مین پہونچے ایک عورت کی شکل بنکے ہر قصر اور ہر محل مین آئے مگر کہین بدرہ جادو کا پتا نہ پایا حیران ہوکر پھر باہر آئے اور شہر مین تمام بازارون کی سیر کی ایک بساطی کی دُکان پر بیٹھ گئے ایک ایک چیز کو اُٹھاکر دیکھا اور رکھدیا اُس بساطی نے کہا کیون میانصاحب کیا لوگے کس چیز کی تلاش ہی عمرو نے کہا کچھ لینا نہین ہی فقط دیکھنا تھا اُسنے کہا تم کون ہو کہان سے آئے ہو عمرو نے کہا نوکری کی تلاش مین نکلا ہون یہ بتاؤ که یہان میری نوکری ہو جائیگی بساطی نے کہا میان جی یہان تو عملداری بدرہ جادو کی ہی مگر وہ آج کل لامکان مین رہتی ہی عمرو نے کہا لامکان کیسا اُسنے کہا کہ باہر شہر کے ایک صحرا مین اُسنے ایک کوٹھی بنوائی ہی اُسکو سحر سے آراستہ کیا ہی اُسکا نام لامکان رکھا ہی بالفعل وہ وہین رہا کرتی ہی ابھی سواری اُسکی لامکان کی طرف گئی ہی یہ سنکر عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے اور شہر سے نکل گئے راہ اُسی صحرا کی لی مگر حیران و پریشان تھے کہ اس فاحشہ قطامہ نے کہان لامکان بنایا ہی غرضکہ ایک جگہ بیٹھ گئے اور پانسے نکالکر پھینکے اور حساب لگاکر چارون طرف عقل سے دریافت کیا ایک طرف کو پتا لگا اُسی جانب چل کھڑے ہوئے جاتے جاتے بعد دو روز کے ایک کوہ ملا دیکھا کہ آگے کوہ کے راہ مسدود ہی مگر ایک ٹیکرے پر دیکھا ایک مندی بڑھی ہی اُسمین ایک فقیر بیٹھا ناریل پی رہا ہی عمرو اُسکے پاس آیا اور سلام کیا اُسنے حیران ہوکر پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی یہان تو پرندہ بھی گذر نہین کرسکتا ہی عمرو نے کہا میرا بیٹا جوان مان سے لڑکے نکل گیا ہی اب اُسکی مان نے میرا دانہ پانی حرام کیا ہی ناچار ہوکر اُسکے ڈھونڈھنے کو نکلا ہون اگر کچھ راہ خرچ ملے تو چلا جاؤن محتاج ہون ایک کوڑی پاس نہین ہی فقیر نے کہا یہ لامکان بدرہ جادو کا ہی اور مین اُسکا ملازم ہون تو ٹھہر جا بدرہ جادو کی سواری آتی ہوگی مین اُس سے کہکر کچھ تجھکو دلوا دونگا عمرو وہان بیٹھ گیا کچھ باتین فقیر اُسکے کرنے لگا وہ فقیر حیران ہوا اور کچھ اُسکے دل مین شک گذرا کہنے لگا اے شخص کیا تو عمرو ہی کیونکہ یہ باتین تو سواے عمرو عیار کے کوئی نہین جانتا ہی عمرو نے کہا کہ مین تو جیتا ہون آپ جیتے جی کو مارے ڈالتے ہین فقیر نے کہا تیری سمجھ مین نہین آیا ارے تو عمرو عیار ہی عمرو نے کہا شاہ صاحب نہ یار ہے نہ مددگار ہے تن تنہا ہون غرضکہ جو بات اُس فقیر نے کہی عمرو نے اصطلاحاً اُلٹا جواب دیا اور ایسے مغالطے مین اُس فقیر کو ڈالا کہ فقیر بھی چکر مین آیا آخر عاجز ہوکر کہنے لگا خیر بابا تو آج یہان رہ جا جو کچھ ہو سو ہو کل بدرہ جادو آئیگی اُس سے تیرا مطلب اجرا ہو جائیگا یہ سنکر عمرو نے جھٹ پٹ وہین بستر لگایا اور رات بھر اُس فقیر کی چلمین بھرا کیا مگر مارے ڈر کے عمرو کو شب بھر نیند نہ آئی بلکہ وہ فقیر باتین کرتے کرتے سو بھی رہا عمرو جاگا کیا صبح جو ہوئی دیکھا عمرو نے کہ ایک اژدر آتش فشان چلا آتا ہی اور اُسپر ایک ہودا زمردنگار کسا ہی اور ایک کھاروے کی جھولی رکھی ہی بدرہ جادو کس غرور سے بیٹھی ہی اور سامنے ایک ناریل جٹا دھاری اور رائی سرسون کے دانے بہت سے رکھے ہین مگر اس طرف کو آتے آتے اور طرف کو بدرہ جادو پلٹ کر چلی گئی عمرو نے فقیر سے کہا

بابا صاحب

شاہ صاحب کیا یہی بدرہ جادو ہے وہ تو اور کسی طرف کو گئی فقیر نے کہا مین کیا کرون تیرا مقسوم جب تو عمرو نے
فقیر کی بہت سی منتین کین اور ہاتھ جوڑنے لگے کہا کہ شاہ صاحب کچھ تو تدبیر کیجیے مین کہانتک پڑا رہونگا اُس فقیر نے
ایک کاغذ لکھکر عمرو کو دیا کہا کہ لیجا کر تو بدرہ جادو کو دیدے وہ تجھے کچھ ضرور دیگی عمرو نے کاغذ لے لیا اور
چلا کبھی دوڑا آخر کار جست کر کے قریب بدرہ جادو کے پہونچا اور سلام کر کے وہ کاغذ دیا بدرہ جادو کاغذ
پڑھنے لگی اُسمین لکھا تھا کہ یہ شخص بہت محتاج ہے رات سے آپ کے انتظار مین یہان پڑا ہوا ہے جو کچھ ہو سکے
دیجیے کہ یہ اپنے گھر پہونچ جائے مگر آپ ذرا پہچان لیجیے گا کہ یہ کوئی عیار تو نہین ہے مجکو عمرو عیار کا اسپر شبہہ ہوتا ہے
اور اس سے ہر طرح سے دریافت کیا یہ مطلق انکار کرتا ہے بدرہ جادو تو کاغذ پڑھنے مین مشغول ہوئی یہان عمرو
نے پیچھے دو قدم ہٹ کے خنجر کمر سے نکالا اور تولکر پہلو پر اس زور سے مارا کہ مع ہاتھ خنجر اس پار سے اُس پار ہو گیا
بدرہ جادو چکر کھا کے گری مگر گرتے ہوئے اُسنے زبان سے کہا بگیر ساتھ ہی اس صدا کے عمرو بھی زمین پر کھڑے
کا کھڑا رہگیا حس و حرکت جاتی رہی دست و پا بے قابو ہو گئے بیرون نے بدرہ جادو کے باندھ لیا اُدھر تو
بدرہ جادو تڑپ رہی تھی اُدھر عمرو اپنے تئین چھڑاتا ہے اور پانؤن اُٹھاتا ہے مگر جنبش نہین کھا سکتا جب پانؤن
زمین سے نہ چھوٹے تو عمرو گھبرایا اور دل مین کہنے لگا ایسا نہ ہو کہ مین وہ فقیر دیکھ لے تو اور غضب ہو غرضکہ بعد
دو گھڑی کے بدرہ جادو تڑپ کر فی النار والسقر ہو گئی اندھیرا چھا گیا ہوائے تند و تیز چلنے لگی صدائے گیرو
بگیر آئی تلاطم عظیم برپا ہوا مگر عمرو کے پانؤن چھوٹ گئے قید سحر سے رہا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا
نام من بدرہ جادو بود افسوس مردیم جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اب جو تاریکی وغیرہ موقوف ہوئی اُجالا
ہوا عمرو نے دیکھا نہ وہ کوہ ہے نہ وہ راہ مسدود ہے سامنے ایک صحرائے لق و دق مین ایک چھوٹا سا مکان
مثل کوٹھی کے بنا ہوا ہے اور لاش اُس ساحرہ کی خون مین غلطان پڑی ہے سامنے فقیر بیٹھا ہے عمرو فقیر کے پاس
آیا اور خنجر خون آلودہ تولکر پکارا منم سر برندۂ جادوگران شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار یہ دیکھکر
فقیر کانپنے لگا اور بندر کی طرح کھیسین نکالدین پھر گڑگڑا کر کہنے لگا اے خواجہ سلامت مین جادوگر نہین
ہون عمرو نے کہا اچھا تو مال بتا وہ فقیر عمرو کو اُسی مکان مین لایا عمرو جو اندر مکان کے داخل ہوا دیکھا کہ چند
خواصین اُسمین بیٹھی ہین عمرو نے اُن خواصون سے کہا بتاؤ مال بدرہ جادو کا کہان ہے اُن سب نے کہا اے
خواجہ اُسکا جو کچھ مال و متاع تھا وہ سب کارخانۂ سحر کا تھا جسوقت تمنے اُسکو قتل کیا وہ سب مال جلکر خاک
سیاہ ہو گیا ہان جو اصلی مال و اسباب اُسکا ہے وہ موجود ہے آئیے ہم آپ کو سب دکھاتے ہین یہ کہکر وہ خواصین
عمرو کو ساتھ لیکر گوشے گوشے مین آئین اور سارے مکان کا جو کچھ اسباب و مال اصلی تھا وہ خواجہ عمرو کو
بتا دیا عمرو نے وہ سب مال اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اُن خواصون سے پوچھا کہ عمرو بن حمزہ کہان ہے اُن خواصون
نے کہا ہم سحر نہین جانتے ہین کیا معلوم کہان ہے اگر سحر جانتے ہوتے تو بتا دیتے اُسمین سے ایک خواص
ساحرہ تھی مگر قدرے جب یہ اُسنے دیکھا عمرو سے کہا کہ پہلے تو عمرو بن حمزہ یہین تھے کل یہان سے لیجا کر
زندان سحر مین کسی مقام پر قید کیا ہے وہ مقام ہمکو نہین معلوم القصہ عمرو نے سر بدرہ جادو کا خنجر
سے کاٹ لیا اور دل مین کہا کہ پہلے سر بدرہ جادو کا لیکے امیر با توقیر کو دیجیے کہ اُنکو کسی قدر قرار آئے
پھر آکر عمرو بن حمزہ کی تلاش کیجیے یہ سوچ کر سر بدرہ جادو کا لیکر عمرو جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور امیر
با توقیر کو لا کر سر بدرہ جادو کا دیا امیر بہت خوش ہوئے اور سر اُسکا ایک درخت بلند مین لٹکا دیا لیکن

عمرو نے جواب امیر کو دیکھا تو بصارت چشم امیر باتوقیر کی بہت کم ہو گئی ہے لوگون سے پوچھا کہ میرے بعد کوئی آیا تھا اُن سب نے کہا اے خواجہ بعد آپ کے جانے کے ایک کحال آیا تھا اُسکے سرمہ لگانے سے یہ حالت امیر کی ہو گئی کہ بصارت چشم بالکل کم ہے عمرو نے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ بختک نے اپنے بھانجے کو کحال بنا کے بھیجا تھا اُسنے نیل کی سلائیان امیر کی آنکھون مین پھیر دین غرضکہ عمرو بخوبی دریافت کر کے لشکر نوشیروان مین آیا اُن دنون مین لشکر نوشیروان کا قریب کشمیر کے تھا اُس روز بختک کا دل ایسا گھبرایا کہین قرار نہ آیا کبھی خیمے کے اندر رہے اور کبھی ٹہلتا ہوا باہر خیمے کے آتا ہے اُسی عالم پریشانی اور گھبراہٹ مین دل کو یہ سوجھی کہ شب کو بیٹھ کے پونے دو سو بت جواہر نگار نکالے اور سامنے رکھکے اُنسے کہنے لگا اے لات اعلی اور منات سفلے یہ آج کی رات کیسی وحشت زدہ ہے کہ دل سینے مین بیچین ہے ضرور کوئی آفت آنے والی ہے تم مجھے بچالو یہ کہکر بختک اُٹھ کھڑا ہوا دل گھبرایا باہر خیمے کے پھر نکل آیا ادھر اُدھر ٹہلنے لگا عمرو جو خیمے مین آیا دیکھا بختک نہین ہے اور بت جواہر کے رکھے ہین عمرو نے فوراً بتون کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور باہر نکل کے بختک کو دیکھنے لگا بختک جو وہان سے بھاگا شترخانے مین آیا اور بیچ مین اونٹون کے چھپکر بیٹھا شتربان نے جو دیکھا جانا کہ چور ہے لپک کے ایک سوٹا بختک کی کمر پہ مارا اور کہا او بیحیا معلوم ہوا کل سیر الوٹا جو چوری گیا تھا تو ہی چرالیگیا تھا بختک ہائے کر کے لنگڑاتا ہوا بھاگا ایک اور شتربان نے راہ مین گھیرا اور غل مچایا کہ لیتا پکڑنا چور بھاگا جاتا ہے غرضکہ دونون شتربان اُسکے تعاقب مین دوڑے مگر نہ پایا بختک بھاگ کے ایک رنڈی کے مکان مین آیا اور جلدی سے نکال کے پانچ اشرفیان اُسکے آگے ڈالدین اور کہا کہ آج کی رات مین تیرے یہان رہونگا اُس رنڈی نے کہا میان مین شب باشی و دستر تماش بین کی نیت کی ہون مین تمکو نہین رکھونگی تم جاؤ میرے گھر سے میرا آشنا آتا ہوگا بختک نے کہا اُس سے تو نے کیا شب باشی لی ہے اُس رنڈی نے کہا وہ سات اشرفیان دے گیا ہے اور ایک اشرفی کھانے اور پان ڈلی الائچیون کیواسطے دی ہے بختک نے جلدی سے پانچ اشرفیان اُسکے آگے رکھدین اور دو اشرفیان پان ڈلی وغیرہ کیواسطے دین اور کہا اُسکو کل بلانا آج مجکو تو اپنے یہان رکھ لے غرضکہ لالچ بری بلا ہے اُس رنڈی نے وہ سب اشرفیان اُٹھالین اور راضی ہو گئی بختک جھپٹ کر پلنگ پر لیٹ گیا اور اُس کسبی سے کہا آؤ جی تم بھی لیٹو عمرو وہان ڈھونڈھتا ہوا اُس کسبی کے مکان پر پہونچا اور بآواز بلند پکارا کہ اسوقت چور بادشاہ کی اشرفیان چُراکر بھاگا ہے جہان پتا لگیگا اور جسکے گھر سے نکلیگا وہ گرفتار ہوگا اور گھر ضبط کر لیا جائیگا یہ صدا اُس کسبی نے جو سنی مارے ڈر کے کانپنے لگی پیشاب خطا ہو گیا بقول شخصے چور کی ڈاڑھی کا تنکا گھبرا کر مکان سے باہر نکل آئی اور عمرو سے کہنے لگی اے صاحب ایک تماش بین میرے یہان آیا ہے اُسنے بارہ اشرفیان مع خوراک وغیرہ شب باشی کی مجکو دی ہین اور وہ اندر پلنگ پر لیٹا ہے تم آؤ دیکھو پہچان لو یہ جو کلام اُس رنڈی کا سُنا بختک دیوار پھاندکے بھاگ گیا عمرو نے جو اندر آکے دیکھا تو بختک نہین ہے غرضکہ وہ اشرفیان تو کسبی سے عمرو نے لے لین اور پھر بختک کو ڈھونڈھتا ہوا چلا جاتے جاتے عمرو کو ایک صحرا ملا وہان ایک قبرستان تھا بہت سی قبرین پختہ پکی سالم ٹوٹی پھوٹی تھین عمرو دوڑتے دوڑتے تو تھک گیا ایک قبر کے چبوترے پر بیٹھ گیا ناگاہ ایک قبر سے آواز آئی اے لات اعلی منات سفلی اگر آج کی رات مجکو بچالو تو بڑا احسان کرو صبح کو مین تمھارا بڑی دھوم دھام سے دسترخوان کرونگا

جیسے یہ آواز عمرو نے سنی اُس قبر پر آکے ایک لات ماری قبر کی مٹی بختک کے اوپر گری بختک ہائے کر کے رہ گیا عمرو نے کہا اے ملک جی جلدی لکلولات ومنات نے بلایا ہے کہا ہے کہ میرے دامن مین آکر چھپ رہو کوئی نہ بولیگا بختک نے آواز عمرو کی پہچانی دل مین کہا کہ مرشد کامل آگئے آج قضا کا سامنا ہے مجبور ہو کر بختک قبر سے باہر نکل آیا عمرو نے دیکھتے ہی بختک کو خنجر کمر سے نکالا اور کہا او ملعون تو نے امیر حمزۂ صاحبقران زمان کو اندھا کر دیا آج مین تجکو مار ڈالونگا ہرگز نہ چھوڑونگا یہ کہکر عمرو چاہتا ہے کہ جھپٹ کے خنجر مارے کہ پشت کی طرف سے آواز آئی خبردار اے عمرو ابھی اسکو نہ مارنا عمرو نے جو پلٹ کر دیکھا تو حضرت خواجہ خضر تشریف لائے ہین عمرو نے کہا یا حضرت اس کمبخت کور باطن نے امیر حمزۂ صاحبقران کی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروا دین امیر نابینا ہو گئے حضرت خضر نے کہا تو جا امیر اچھے ہو گئے اور بختک کی قضا نہین ہے خنجر مارنے سے کیا حاصل عمرو نے حضرت خضر کی قدمبوسی حاصل کر کے کہا یا حضرت کچھ مجکو دیتے جائیے حضرت نے فرمایا وہ فلان درخت کے نیچے طلائی خشتین رکھی ہین جتنی تو چاہے لے لے یہ کہکے حضرت تو غائب ہو گئے اور بختک بھی بھاگ گیا عمرو خوشی خوشی اُس درخت کے قریب آیا دیکھا کہ مٹی کی خشتین رکھی ہین عمرو ہنسکے پکارا واہ واہ حضرت نے خوب مجھسے مزاح کی الغرض عمرو بن امیہ ضمری لشکر مین آیا دیکھا کہ امیر ابو تمیر حمزۂ صاحبقران زمان کی آنکھین روشن ہین عمرو بہت خوش ہوا اور پوچھا اے حمزہ آپ کی آنکھین کس طرح روشن ہوئین امیر نے فرمایا کہ آج شب کو عالم رویا مین ایک بزرگوار نہایت متبرک صورت تشریف لائے اور اپنا دست مبارک پھیرا گویا وہ ہاتھ دست شفا تھا پروردگار عالم کی قدرت کاملہ سے آنکھون مین اسقدر بصارت ہوئی کہ پہلے سے بھی زیادہ روشن ہین مجکو نہایت رنج وغم تھا ایک تو فرزند کی جدائی کا صدمہ دوسرے بصارت جانے کا الم مین نہایت مجبور و ناچار تھا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جیسا عمرو بن حمزہ کا غم و الم اُٹھایا آنکھون کے بینا ہونے کی اُس سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی امیر ابو تمیر حمزۂ صاحبقران نے بڑی دھوم سے جشن نوروزی کیا

اب دو کلمے داستان شجاعت بیان کوچ کرنا امیر ابو تمیر حمزۂ صاحبقران زمان کا طرف کشمیر کے بتلاش نوشیروان بیان کیے جاتے ہین

دشت نوردان کاروان منازل صحراے سبزہ زار و بادیہ پیمایان لشکر گستان کوہستان بردودت شعاران اس داستان سحر بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب امیر کشور گیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نے جانب کشمیر کوچ کیا دو دو پڑی منزلین سخت و نرم طے کرتے ہوئے قریب ملک کشمیر کے پہونچے لیکن نوشیروان قبل پہونچنے حمزۂ صاحبقران کے داخل شہر کشمیر ہوا ہرکارون نے خضران شاہ کو خبر دی کہ بادشاہ نوشیروان آیا ہے اور داخل شہر ہو چکا ہے خضران شاہ براے استقبال مع سرداران نامی کے آیا اور بادشاہ نوشیروان کو استقبال کر کے بڑے جاہ و حشم سے لایا اور تخت پر بارگاہ مین بٹھایا بعد حاصل کرنے قدمبوسی کے استفسار کیفیت کیا اور امیر ابو تمیر کا حال پوچھا بختک نے تمام حال اول سے آخر تک سامنے خضران شاہ کے بیان کیا خضران شاہ نے مرزوق جادو کو اس مضمون کا نامہ لکھا اے مرزوق جادو تمکو بعد از سلام شوق معلوم ہو کہ بادشاہ نوشیروان عادل امیر ابو تمیر حمزۂ صاحبقران سے عاجز ہو کر اور شکست کھا کر کھاگتے بھاگتے یہان آیا لہذا تمکو لکھا جاتا ہے کہ فوراً دیکھتے ہی نامے کے سامان جنگ مہیا کر کے جلد اپنے تئین پہونچاؤ کہ ایسا ہو تعاقب

مین امیر کشور گیر لشکر لیکر آجائین تحریر ہذا کو تاکید مزید جانو یہ نامہ لکھکر ملفوف کیا اور اسی وقت عیار کے ہاتھ روانہ
کیا اس اثنا مین ثریچین کامرانی اور بہزن کامرانی بھی آگئے اور اُن دونون نے سلطان سربرہنہ اور
تپش دیوانہ اور بہیر فرشاری کو نامہ لکھا کہ فوراً دیکھتے ہی اس نامے کے جلد اپنے تئین پہونچاؤ اور ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر آتے ہین نوشیروان کے یہ خبر سنتے ہی طائر ہوش
اُڑ گئے اور نہایت خوفناک ہوا کہ اب کیا ہوگا حضران شاہ نے کہا آپ کیون ڈرتے ہین آپ کی دعوت کریون
تو پھر طبل جنگ بجوا دُن پھر یہ کہا مرزوق بھی آلے تو دعوت ہو جب کئی روز گذرے چارون بھائیون نے آپس مین
مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجوا کر امیر کا مقابلہ کرو اگر مرزوق جادو آجائیگا تو اُس سے بیان کرینگے چونکہ تمکو آنے
مین عرصہ ہوا تمھاری مدد سے طبل جنگ بجوایا ہے الغرض یہ صلاح کر کے جب طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے
امیر کو دی کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے بھی اپنے لشکر مین حکم دیا
کہ بفضل ایزدی ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے عمر و نقار خانے مین پہونچا اور علم امیر کشور گیر کا سنایا نفتار نقارۂ
سکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی بہادرون نے آلات حرب و ضرب درست کیے صبح کو دونو
لشکر میدان رزمگاہ مین آئے میدان درست ہوا صف بندیان ہونے لگین بعد اُسکے نقیبانے بلند آواز
نکلے اور نہیب جو انمردی بہادری کی دے کر چلے گئے اب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران منتظر کھڑے ہین کہ
کوئی پہلوان اُدھر سے نکلے یکایک دیکھا از پردۂ بیابان گرد سے برخاست دونون لشکرون کے جوان اسطرف
دیکھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ مرزوق جادو تخت پر سوار چالیس ہزار جادوگرون کا ہمراہ لیے ہوا
پر بہ تعجیل تمام رومین چلا آتا ہے مرزوق جادو نے آکر بادشاہ نوشیروان کو مجرا کیا اور حال پوچھا
بختک نے کچھ مختصر حقیقت اُن جادوگرون کے قتل ہونے کی بیان کی یہ سنکر مرزوق جادو غضبناک
ہوا سمنکال جادو کو حکم دیا کہ تو جاکر امیر حمزہ کا مع لشکر جلد خاتمہ کر الغرض کہ سمنکال جادو حکم
مرزوق جادو پاتے ہی میدان رزمگاہ مین آیا اور امیر کشور گیر کو پکارا امیر کشور گیر اشقر دیوزاد کو چمکا کر نکلے اور
میدان مین آئے سمنکال جادو نے رائی اور سٹر اور سرسون کے دلنے ہاتھ مین اُٹھائے
اور اسم سحر پڑھکر امیر باتوقیر پر وہ دانے مارے امیر باتوقیر نے اسم اعظم دم کر دیا پہان کیا وہ سب دانے امیر
اور اشقر دیوزاد پر سے چھر چھراکے زمین پر گر پڑے امیر باتوقیر نے برابر سمنکال جادو کے آکر تیغہ عقرب
سلیمانی کھینچا اور بڑھکر ایک ہاتھ مارا تیغہ امیر کا مثل برق جہندہ کے سر پر سمنکال جادو کے چمکا کاٹتا ہوا
زمین پر پہونچا بجلی کی طرح تیغہ تڑپ کر نکل گیا سمنکال جادو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا ایک تلاطم عظیم برپا
ہوا تاریکی چھا گئی ہوا ے تند چلنے لگی پر شور و غل مچانے لگے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من
سمنکال جادو بود افسوس مردیم و جاندار یم بمطلب خود نہ رسیدیم جب تاریکی وغیرہ سب برطرف ہوئی
مرزوق جادو نے لیمان جادو سے کہا کہ تو جا اور کوئی سحر زبردست کر کے امیر باتوقیر کو گرفتار کر لے یا قتل کر
ولیمان کس کبر و نخوت سے تنہا ہوا چلا میدان مین بمقابلہ امیر کشور گیر ٹھہرا اور ایک ناریل نکالکر اسم سحر
پڑھا اور بہت بہیر خوانی اُسکے ساتھ کیے اور وہ ناریل امیر باتوقیر پر کھینچ مارا امیر باتوقیر نے پھر اسم اعظم کو ورد
کیا برکت اسم اعظم سے وہ ناریل نہ پھٹا اور خالی گیا امیر کشور گیر نے وہی تیغہ خون آلود جھپٹ کر ولیمان جادو
کو مارا وہ بھی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بختک نے دیکھکر کہا اسی طرح سب جادوگرون کو امیر حمزہ

قتل کرینگے اور کسی کا سحر امیر پر اثر نہ کریگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے خیمون مین آئے اور امیر
با توقیر بارگاہ سلیمانی مین بفتح و فیروزی شادان و فرحان داخل ہوئے اُدھر نوشیروان اور حضار ان شاہ
مع مرزوق جادو وغیرہ بارگاہ مین آئے بختک نے مرزوق جادو سے کہا کہ امیر سے کبھی کوئی سر بر نہوگا
اور کسی طرح کا سحر امیر پر تاثیر نہ کریگا جبتک تم اسم اعظم امیر کا بند نہ کروگے اسوقت تک کچھ نہین ہو سکتا جتنے جادوگر
مقابلے کو نکلینگے سب امیر کے ہاتھ سے مارے جائینگے الغرض مرزوق جادو اپنے خیمے مین آیا امیر کا اسم اعظم
بند کرنے کا سامان کیا کہ مرزبان جادو ساحر بھی ہے اور عیار بھی ہے اُسنے مرزوق جادو سے کہا
اگر حکم ہو تو مین امیر کو گرفتار کر لاؤن یہ سنکر مرزوق جادو نے کہا کہ اچھا جا اور امیر کو پکڑ لا مرزبان جادو
شب کو لشکر امیر مین آیا اور ایسا سحر کیا کہ تمام لشکر اسلام بیخبر سو گیا مرزبان جادو وہان سے بارگاہ سلیمانی
مین آیا دیکھا امیر آرام کر رہے ہین مرزبان جادو قریب امیر کے آیا اور چاہا کہ سحر کرکے بیہوش کرے فوراً
امیر بیدار ہوگئے اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور للکارا تو کون ہے مرزبان بھاگا اور آکر مرزوق جادو
سے کہا کہ امیر بڑے زبردست ہین اسم اعظم کے آگے کوئی اسم سحر کارگر نہین ہے تا مرزوق جادو کے دو شاگرد
ساحر زبردست تھے ایک کا نام آتشکار جادو دوسرے کا نام افگار جادو تھا اُن دونون سے مرزوق جادو
نے کہا کہ تم دونون جاؤ اور سحر کرکے امیر کو گرفتار کر لاؤ وہ دونون بصورت طائر ہوکر بارگاہ سلیمانی
پر آئے اور ایک روزن تھا اُس روزن پر آکے بیٹھے افگار جادو نے جھک کر اُس روزن سے اندر بارگاہ
کے جھانکا اُسوقت امیر با توقیر بیدار تھے اُس طائر پر جو نگاہ امیر با توقیر کی پڑی تیر کمان مین پیوستہ کرکے
مارا حلق پر طائر کے پڑا وہ تڑپ کر گرا امیر نے عمرو کو آواز دی وہ جھپٹ کر آیا اور سر اُسکا کاٹ لیا آتشکار جادو
بھاگ کر سامنے مرزوق جادو کے آیا اور حال بیان کیا مرزوق جب ہو گیا دوسرے دن اُسنے
اسم اعظم بند کرنے کا سامان کیا پہلے خون خوک سے نہایا اور جگہ بجگہ اُسی خون سے دیا اور آگ دہکا کر لوبان
لونگ کافور گوگل جلا کر اور شراب و خون کا چھینٹا دے کر اسم سحر پڑھنے لگا یکایک وہ بچہ خوک سر بریدہ
اُٹھ کھڑا ہوا اور مرزوق کی طرف چلا کہ راستے پھر آگیا پھر کرکے اسم سحر پڑھا اور حکم کیا کہ جا حمزہ کا اسم اعظم
لیکر اُس شیشے مین اُتر جا وہ جانور اُسمین اُتر گیا شیشہ اُٹھا کر طاق مین رکھدیا اور آپ بصورت طاؤس
بارگاہ سلیمانی پر آیا اور سحر زبردست کیا امیر با توقیر اور تمام لشکر امیر غافل ہو گیا مرزوق جادو
بصورت طاؤس بارگاہ کے اندر آیا اور امیر کو پنجے مین دبوچ کے اُٹھا لے لیے چلا گیا ایک راوی نے یہ بھی
لکھا ہے کہ اُس روز امیر کو غسل کی حاجت ہوئی تھی اُٹھکر نہائے غسل کیا پوشاک بدلنے کا ارادہ تھا
کہ بیٹھے بیٹھے غنودگی طاری ہوئی غافل ہوگئے مرزوق جادو امیر کو اُٹھا لایا اور فوراً آہنگرون کو بلوا کر
غل و زنجیر مین اسیر کیا اور زندانخانے مین بھیجدیا جب صبح ہوئی دربار نوشیروان مین مرزوق جادو
آیا اور عرض کیا ای بادشاہ مین امیر کو پکڑ لایا بختک بولا کہان ہین اُسنے کہا زندانخانے مین ہین
پھر حکم کیا کہ امیر کی قید لاؤ داروغہ زندانخانہ امیر کو مسلسل بطوق و زنجیر دربار نوشیروان
مین لایا امیر نے آکر بطریق اسلام سلام کیا نوشیروان نے کہا کیون اس دن کی تمکو خبر نہ تھی اب تمہارے
واسطے کیا کیا جائے امیر نے کہا جو تجھسے ہو سکے اُسمین کوتاہی نہ کر ناخدا ای ما بزرگ است مرزوق جادو
نے پھر امیر کو زندانخانے مین بھیجا اور نوشیروان سے کہا اب عمرو آپ کا بغیر امیر کے کیا کر سکتا ہے

نوشیروان نے کہا مین عمرو سے نہین ڈرتا ہون مرزوق جادو نے کہا کہ ابھی تو امیر کو مین اپنے
یہان قید رکھتا ہون جسوقت عمرو کو بھی گرفتار کر لونگا دونون کو آپ کے حوالے کر دونگا یہ کہکر نوشیروان
سے رخصت ہوا اور سلام کر کے جانب کاشغر مع قید امیر وغیرہ روانہ ہوا اُدھر کا حال سنیے کہ جب
صبح ہوئی لشکر اسلام مین ایک غل ہوا کہ امیر غائب ہو گئے شاید کوئی جادوگر امیر کو اُٹھا لیگیا عمرو
حیران پریشان آیا بہت تلاش کیا مگر پتا نہ لگا آخر کار آدھی رات گئے بختک کے مکان پر آیا وہ سو
رہا تھا اُسکو ہوشیار کیا بختک نے عمرو کو دیکھکر صلواۃ پڑھی اور کہا حضور خیر تو ہے عمرو نے کہا حمزہ
کا حال بیان کر بختک نے کہا ایک روز تو امیر یہان قید رہے آج مرزوق جادو طرف کاشغر
کے لیگیا عمرو نے خنجر کھینچا اور کہا کہ ایک صندوق روپیہ اشرفیون کا دے بختک نے اُسیوقت
ایک صندوق اشرفیون کے توڑون سے بھرا ہوا عمرو کو دیا عمرو نے کہا کہ دو ہزار اشرفیان مجھسے
اور لونگا مگر اسوقت نہین جب پھر آجی چاہیگا بختک نے اقرار کیا عمرو نے کہا کہ ایک تمسک لکھدے
اُسنے جان کے خوف سے تمسک بھی لکھدیا عمرو وہ پرچہ تحریری اور وہ صندوق لیکر کاشغر کی طرف
روانہ ہوئے جب قریب دروازہ قلعہ کے پہونچے ارادہ کیا کہ اندر قلعے کے جاوین سر جو بلند کیا دیکھا ایک پنجرہ
آہنی رکھا ہے اور اُسمین ایک گربہ سیاہ بیٹھی ہے جب عمرو نے قدم دروازے مین رکھا گربہ سیاہ نے آواز دی
عمرو آیا عمرو آیا لینا پکڑنا جانے نہ دینا عمرو اُس بلی کو دیکھکر حیران ہوا اور باہر دروازے کے چلا آیا راوی
بیان کرتا ہے کہ اسی طرح عمرو صورتین تبدیل کر کے ستر مرتبہ آیا جب اُس بلی نے غل مچایا عمرو بھاگا آخر کار
عمرو دوتین جست کر کے پنجرے پر بلی کے پہونچا اور فوراً پنجرا اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور شور وغل اُس
بلی کا نہ سُنا لوگ جب دوڑ کر اُدھر سے آئے عمرو جست کر کے باہر دروازے کے آیا یہ خبر مرزوق جادو
کو ہوئی کہ عمرو بھی آیا اور گربہ سیاہ کا پنجرا اُٹھا لیگیا مرزوق جادو کو فکر عظیم پیدا ہوئی اور شہر کو سحر
سے بند کر دیا اب عمرو بہت حیران ہوا بہت سی فکرین کر کے آخر کار عمرو داخل ایوان شاہی ہوا جب
مرزوق نے عمرو کو دیکھا ساحرون کو حکم کیا کہ عمرو کو پکڑلو اُدھر ساحر چلے اِدھر عمرو نے بھی خنجر کھینچا
لڑائی ہونے لگی عمرو نے بہت سے ساحرون کو قتل کیا آخر کار مرزوق نے سحر کر کے عمرو کو گرفتار کیا
اور اُسی وقت آہنگرون کو بلا کر مسلسل بطوق و زنجیر آہنی کر دیا اور کہا کہ میدان خونی تیار ہو عمرو کو
تو مین ابھی قتل کرتا ہون اور امیر کو جب حکم نوشیروان کا آئیگا تو قتل کرونگا غرضکہ میدان خونی تیار ہوا
اور مرزوق جادو آکر کھڑا ہوا کہا لاؤ عمرو کو اُسوقت ساحر عمرو کو لائے اور نطع پر بٹھایا جلاد تیغ
خونی کھینچکر پہلو دبا کر کھڑا ہوا حکم کا منتظر تھا اُدھر عمرو نے تڑپ کر بدرگاہ قاضی الحاجات مناجات کی یکایک
آسمان پر ایک تڑاقہ ہوا اور برق چمکی دیکھا کہ ملکہ قریشیہ سلطان نیمچہ سلیمانی لیکر گری تمام ساحرون
کو قتل کرنا شروع کیا مرزوق جادو اُٹھکر بھاگا قریشیہ سلطان نے جھپٹ کر ایک ہاتھ نیمچے کا مارا وہ بھی
دو ٹکڑے ہو کر گرا تمام شہر کا سحر اُڑ کر دیا ایک ساحر زندہ نہ چھوڑا عمرو اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
کو چھڑایا اور ایوان شاہی مین آئی جو کہ ساحر بھاگ گئے تھے دیوون نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر سب کو
نوش جان کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے امیر سے عرض کیا اب حضور اپنے لشکر مین تشریف لیچلین امیر نے
فرمایا ابھی نہین جاؤنگا ابتو اسم اعظم بھی کھل گیا عمرو نے ملکہ قریشیہ سلطان سے کہا اے ملکہ ایک گربہ سیاہ

پائی دیکھو کیسی خوبصورت ہی یہ کہکر گربۂ سیاہ زنبیل سے نکالی اور ملکہ کے سامنے چھوڑ دی وہ گربۂ سیاہ بھاگی
عمرو نے دوڑکر چاہا اُسے پکڑلون وہ بلی ایک چاہ پر آئی عمرو نے دیکھا دختر حسینہ جمیلہ بیٹھی ہی معلوم ہوا کہ یہ
بھی جادوگرنی ہی عمرو اُس دختر کو دیکھتا ہوا بلی کی طرف چلا کہ اُس دختر نے آواز دی ای عمرو مین دختر
مرزوق جادو ہون مگر سحر نہین جانتی ہون مجکو تو خدمت امیر با توقیر مین لیچل عمرو نے پوچھا کہ یہ بلی کہان
چلی گئی اُس دختر نے کہا تخت کے نیچے بیٹھی ہی عمرو تخت کے پاس آیا بلی تخت کے نیچے سے نکلکر بھاگی ناگاہ ایک
دیو پیدا ہوا اور اُس بلی کو کھا گیا عمرو نے کہا ای دختر مرزوق جادو تو کہتی ہی مین سحر نہین جانتی ہون
مگر تو بڑی ساحرہ زبردست ہی تب تو اُس دختر نے کہا کہ مجکو سحر تین اُستادون سے ملا ہی اول تو مین دمامہ کی
شاگرد ہون دوسرے شماسہ نے مجکو کامل طور پر بتایا ہی اور تیسرے اپنی مان سے الگ سیکھا ہی اور نام
میرا محروق جادو ہی الغرض عمرو اُس دختر کو خدمت امیر با توقیر مین لایا اور کہا یا امیر یہ نازنین دختر
مرزوق جادو ہی اور نام اسکا محروق جادو ہی امیر نے فرمایا ای ملکہ محروق جادو اب تو مسلمان ہوجا
وہ قدمون پر امیر کے گر پڑی امیر نے اُسکو مسلمان کیا پھر ملکہ قریشہ سلطان رخصت ہوکر جانب پردۂ
قاف روانہ ہوئی امیر کشورگیر نے طبل شادمانی بجوایا اور بڑا جشن عام فتح کا کیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی
اُسکو نہایت صدمہ ہوا اُسوقت صابر نمد پوش نے عرض کیا ای بادشاہ ملک رومین ختنی اپنے بھانجون
کو ہمراہ لیکر مع ستر ہزار سوار کے آپ کی مدد کو آیا ہی اور بھانجے اُسکے بڑے پہلوان زبردست ہین اور نام انکا
سلطان سربرہنہ و طپشی دیوانہ ہی یہ سنکر نوشیروان نے بختک سے کہا کہ تو سرداران نامی کو برای استقبال
اُن سب کے لیجا اور بڑے اہتمام سے اُن سب کو لا تا بختک نے سب سردارون کو ہمراہ لیکر پہلوانون کا
استقبال کیا اور بڑی شان و شوکت سے دربار مین لایا نوشیروان نے دنگلون پر بٹھایا اور دو دو جام شراب کے
پلائے جب وہ نشۂ شراب سے بدمست ہوئے نوشیروان سے عرض کیا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے نوشیروان
نے طبل جنگ اُنکے نام پر بجوایا امیر با توقیر کو ہرکارون نے خبر دی امیر نے بھی نقارۂ رزمی کا حکم دیا اُدھر
بھی طبل سکندری پر چوب پڑی رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو میدان آراستہ ہوا دونون
لشکرون کی صفین جم گئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے سلطان سربرہنہ میدان کارزار مین آیا اور امیر
کا نام لیکر پکارا امیر بھی اشقر دیوزاد کو چمکاکر نکلے اور مقابلے مین سلطان سربرہنہ کے آئے بعد لگاوٹ کی
دو ہی سخنی نیزہ بازی ہوئی امیر نے نیزۂ سلطان سربرہنہ کا ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر تلوار کھینچی اور جھپٹکر
وار کیا امیر نے بڑھ بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دے کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کو تھام کر اُٹھالیا
اور سر سے بلند کرکے چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور عمرو کے حوالے
کیا طپشی دیوانہ نے جو دیکھا بہت برہم ہوا میان سے تلوار کھینچی دوڑا امیر نے فرمایا تھم تھم گھبرا نہین
طپشی دیوانہ نے آتے ہی تلوار کا وار کیا امیر نے اُسکی بھی تلوار چھین لی اور بند دست مین ہاتھ ڈالکر
اُٹھالیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا اتنی گرد اُٹھا زمین تھرا گئی امیر نے چھاتی پر چڑھکر اُسکی بھی مشکین
باندھ لین ملک رومین ختنی نے جو دیکھا کہ میرے بھانجے گرفتار ہو گئے لشکر کو حکم کیا کہ حملہ کرو تمام لشکر کفار
تلوارین کھینچکر آپڑا اُدھر سے لشکر اسلام تلوارین پکڑکے کفار پر گرا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی ایک
ایک بہادر نے کشتون کے پشتے لگا دیے دریائے خون یہان سے وہان تک جاری ہوا آخرکار لشکر کفار نے

شکست کھائی نوشیروان اور بختک مع ملک اردبیل بھاگے مدائن کا راستہ لیا امیر کشور گیر نے قلعہ کشمیر کو فتح کیا اور ایوان شاہی مین آکر بیٹھے دربار جمع ہوا امیر نے فرمایا لاؤ سلطان سر برہنہ اور طیطشی دیوانہ کو عمرو نے دونون کو لاکر حاضر کیا امیر نے دونون کو کرسیان بیٹھنے کو دین اور فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ اُن دونو نے قبول کیا غرضکہ وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے اُدھر نوشیروان جو بھاگا سیدھا مدائن کو چلا راہ مین بختک نے صلاح دی کہ میری یہ رائے ہے اگر بہتر جانیے تو ملک اصفہان کو چلیے کہ بادشاہ وہان کے شہرۂ کے بڑے بہادر ہین کہ اُنکا مثل و نظیر آج نہین ہے تو نوشیروان بادشاہ راضی ہوا اور ایک نامہ مندویل اصفہانی کو لکھا کہ مین امیر حمزہ صاحبقران سے سخت عاجز آیا ہون تمھارے ملک مین آتا ہون اگر تمھاری خوشی ہو تو آؤن اور تم میری مدد کرو یہ نامہ ملفوف کرکے کرگس ساسانی کو دیا اور وہ بہت جلد اصفہان مین پہونچا اور بادشاہ اصفہان نے نامہ پڑھا اور اُسیوقت جواب نامہ لکھا کہ ای بادشاہ ہفت کشور نوشیروان عادل نامہ آپکا آیا نہایت مسرت حاصل ہوئی میری عین خوشی ہے کہ آپ تشریف لائیے مین ضرور آپکیواسطے امیر حمزہ سے لڑونگا جب جواب نامہ نوشیروان کو پہونچا اُسی وقت نوشیروان نے کوچ کیا اور چند روز مین قریب اصفہان کے پہونچا شاہان متعلقۂ اصفہان اپنے اپنے قلعون سے باہر آئے اور استقبال نوشیروان کا کیا اور بڑے جاہ و حشم سے بارگاہ مین لائے اور دعوت و ضیافت نوشیروان کی کی محفل عیش برپا کی نوشیروان بیٹھا ہوا دعوت کا کھانا کھا رہا تھا کہ ایکبار آہ جگر خراش کھینچی مندویل نے کہا ای بادشاہ نوشیروان خیر تو ہے یہ آہ کیون کھینچی نوشیروان نے کہا ای مندویل اصفہانی کوئی بہادر ایسا پیدا ہوا کہ امیر حمزہ کو زیر کرتا اُسنے کہا خیر کیا ہوا اب دیکھیے گا آپ کہ کیا ہوتا ہے غرضکہ نوشیروان ملک اصفہان مین رہنے لگا اُدھر عمرو نے امیر با توقیر کی طرف سے معدیکرب کو حکم دیا پیش خیمہ طرف اصفہان کے روانہ کیا جائے اُسی وقت معدیکرب پیش خیمۂ امیر با توقیر مع لشکر لیکر اصفہان کو روانہ ہوا عمرو نے امیر سے کہا کہ مین چاہتا ہون آپ مجکو بھی رخصت کرین کہ مین آپسے پیشتر اصفہان مین پہونچون کہ لشکر اصفہانیون کا دیکھون کیا آراستگی اور سامان ہے دوسرے یہ کہ مینے سنا ہے ایک عیار اصفہان مین ہے اُسکو گلباد عراقی کہتے ہین اُسکے چار ہزار شاگرد ہین مین چاہتا ہون اُسکے پاس پہونچون اور سب عیارون کا امتحان کرکے زیر کرون امیر با توقیر یہ سنکر مسکرانے لگے اور عمرو کو رخصت کیا خواجہ عمرو بعد طی مراحل اور قطع منازل کے بآسایش اصفہان مین آئے وہان لشکر شہنشاہ عراقی قریب آتشگاہ کے اُترا ہوا تھا عمرو دربارگاہ پر آیا دیکھا بارگاہ نہایت نفیس و آراستہ ہے اور نوشیروان تخت سلطنت پر بیٹھا ہے بختک مسند وزارت پر قائم ہے عمرو نے دل مین کہا کہ اندر بارگاہ کے چلنا چاہیے یہ سوچ کر عمرو اندر بارگاہ کے آیا اور ادھر اُدھر خوب سیر کی جب باہر بارگاہ کے آنے لگا دیکھا کہ لوگ شانون پر بورے لیے جاتا ہین عمرو نے ایک بار بردار سے کہا ای برادران بورون مین کیا ہے اُسنے کہا کہ پسر بختک کا بختیارک سیر کرنے گیا ہے اور کھانا بہت سا پکنے والا ہے یہ ان بورون مین نمک ہے مین لیے جاتا ہون عمرو نے کہا ای برادر مجکو دو مین پہونچا دونگا تم تھک گئے ہو گے کسواسطے کہ اگر محنت ایسی کرونگا تو تمھارے باورچیخانے مین بھی کھانا کھالونگا اُسنے وہ بار نمک کا عمرو کو دیدیا عمرو نے داروے بیہوشی بہت سی اُس نمک مین ملا دی اور اُسکے ساتھ باتین کرتا ہوا چلا جب سیرگاہ پر پہونچا دیکھا عمرو نے

کہ بختیارک کے ساتھ مجمع اسباب و ملازمان بے انتہا ہی اور صحبت دوستان مین بیٹھا شراب خواری کر رہا
ہی عمرو نے وہ نمک لیجا کر باورچیون کو دیدیا اور باورچیون نے وہ سب نمک کھانون مین چھوڑ دیا جب کھانا تیار ہوا
دسترخوان بچھا بختیارک وغیرہ یہان سب کھانے بیٹھے اور ملازمون کو بھی تقسیم ہو گیا سب کے سب وہ کھانا
کھاتے ہی بیہوش ہوئے عمرو نے بختیارک کو برہنہ کیا اور پوشاک اُسکی آپ پہنی اور خود بختیارک کی
صورت بنا اور اور بختیارک کو ایک دھابلی مین کبوترون کی گٹھری باندھکر بند کرکے قید کیا پھر جمیع ارباب
اور ملازمون کو ہوش مین لا کر کہا اب چلو یہان اب لطف شراب و کباب کچھ نہین بختیارک نقلی اُٹھ کھڑا ہوا اور
بارگاہ مین نوشیروان کی آیا بختک نے کہا ای فرزند تو کہان گیا تھا بختیارک نے عرض کیا ای بابا جان
سیر کرنے گیا تھا لیکن اُس روز شہنشاہ عراقی نے صحبت جشن آراستہ کی تھی مگر بادشاہ نوشیروان ایسا
مکدر خاطر تھا کہ مطلق کسی سے ہمکلام نہوتا تھا مہلیل جنگ عراقی نے کہا ای بادشاہ ہفت کشور آج آپ کا
مزاج کیسا ہی کہ آپ نہایت اسوقت پریشان اور مکدر ہین نوشیروان نے کہا ای مہلیل جنگ عراقی امیر
حمزہ سے مین نہایت عاجز و مجبور ہوا ہون مہلیل جنگ عراقی نے کہا ای بادشاہ مین نے سنا ہی کہ حمزہ
رعیت زادہ ہی نوشیروان نے کہا سب غلط اور جھوٹھ ہی امیر باتدبیر حمزہ صاحبقران کا ایک نوکر بارہ ہزار
ملک ہندوستان کا بادشاہ ہی دوسرے شاہزادہ چین بیٹے خاقان چین اور بیٹا اُسکا بہرام گرد یہ سب اُسکے
نوکر ہین ریکایک بختک آیا اور اسنے کہا ایک عیار امیر باتدبیر کا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامے ہی اُسکا
علاج کسی طرح نہین ہو سکتا ہی مہلیل نے کہا ای ملکہ جی اُسکی کیا اصل و حقیقت ہی تمنے ہمارے عیار گلباد
عراقی کو نہین دیکھا بختک نے کہا وہ بھی اُسی طرح کا عیار طرار ہی مہلیل نے کہا اُس سے بھی زیادہ
ہی بختک نے کہا عمرو بلاے بے درمان اور آفت جان ہی اٹھارہ برس سے بادشاہ ہفت کشور
نوشیروان کو پریشان کر رکھا ہی یہ سنکے مہلیل جنگ عراقی نے اُسیوقت گلباد عراقی کو طلب کیا گلباد
آیا پہلے سجدہ کیا اور پاے بادشاہ نوشیروان پر بوسہ دیا مہلیل نے کہا ای بختک دیکھو اسکو کیسا طور ہی
بختک نے کہا ای مہلیل جنگ عراقی آپ سچ کہتے ہین بہت خوب عیار ہی لیکن عمرو کو بھی اس سے کم نسمجھیے گا
گلباد نے کہا ای ملکہ جی مجکو آپ کس سے مشابہت دیتے ہین مہلیل نے کہا ای گلباد بختک کہتا ہی
عمرو بہت بڑا عیار طرار بلاے بے درمان ہی مین کہتا ہون گلباد اُس سے کہین بڑھا ہوا ہی گلباد نے کہا
ہر طرح مجکو اطاعت و فرمانبرداری نوشیروان سے کام ہی مین جان اپنی لڑا دونگا بختک نے کہا ای مہلیل نہ
گلباد کیا تعجب ہی کہ اسوقت عمرو اس دربار مین موجود ہو مہلیل نے کہا بختک تو تو احمق ہو گیا ہی اگر عمرو اس
دربار مین ہی تو بتا کونسا عمرو ہی معلوم ہوتا ہی تو کور دل ہی بختک نے کہا عمرو بصورت اصلی نہوگا کسی اور
بھیس مین ہوگا کس واسطے کہ اُسکو اختیار ہی وہ چاہے تو دن بھر مین بہتر صورتین بدلے اگر اس جگہ اسوقت
ہی یا تو رکابدار ہی یا اور کوئی شکل کا بنا ہوا ہی مہلیل نے باواز بلند پکارا کہ ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اگر
اسوقت تم اس دربار مین حاضر ہو تو صورت اصلی اپنی ہمکو دکھاؤ کہ ہمارے تمھارے کوئی رنج و ملال
نہین ہی اگر ہی تو نوشیروان سے ہی کہ اُسکا دین تمھارے دین کے خلاف ہی اور ہمارا تمھارا ایک ہی طریقہ ہی جو دین
و آئین تمھارا ہی وہی ہمارا بھی ہی مہلیل جنگ عراقی ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ بختیارک نقلی اُٹھ کھڑا ہوا بختک
نے کہا ای فرزند کہان چلے عمرو آگے مہلیل کے آیا اور صورت اصلی اپنی دکھائی اور بختک سے عذر و معذرت

کرنے لگا بختک نے کہا ای عمرو بیٹا میرا بختیارک کہان ہی تو نے اُسکو کیا کیا عمرو نے کہا ملک جی ڈرو نہین
بیٹا تمھارا بختیارک سیرگاہ مین جو دھابلی کبوتر دن کی بنی ہوئی ہی اُسمین بند ہی مہلیل نے کہا ای خواجہ تم
آگے امیر حمزہ سے کیون آئے ہو اسکا کیا منشا تھا عمرو نے کہا کہ مین نے مہتر گلباد کی بڑی تعریف سنی تھی کہ وہ
عیار بے بدل ہی اس سبب سے مین پہلے امیر با توقیر سے آیا کہ اُس سے ملاقات کرون اور دیکھون اور اُسکو
عیاری کر کے حلقۂ اطاعت مین لون گلباد آگے بڑھا اور کہا ای عمرو تو مجکو اپنی حلقۂ اطاعت مین کھینچیگا
عمرو نے کہا ہان ضرور ایسا کرونگا اسیواسطے مین پیشتر امیر با توقیر سے آیا ہون مہتر گلباد عراقی نے کہا تو
فقط اتنا ہی کر کہ اب تو شہر سے باہر چلا جا اگر پھر تو شہر مین کسی صورت سے آجائیگا تو مین تیرا غلام حلقہ بگوش
ہو جاؤنگا عمرو نے کہا بہتر یہ کہکر اُٹھا اور بختیارک کی سندیل اور قلم دوات بختک کو دیدی اور مثل برق
کے تڑپ کر باہر آیا اور اپنے تئین شہر سے باہر کیا یہان گلباد نے آٹھ دروازے شہر کے بند کر دیے اور قفل
زبردست اُن دروازون مین ڈالدیا اور ایک دروازہ کھلا رکھا اور آپ اُس دروازے پر بہت ہوشیاری
سے بیٹھا اور گرد شہر کے خندق عمیق کھدوا کر پانی بھروا دیا اور چار ہزار عیار چارون طرف آٹھون دروازون
کے برجون پر مقرر کیے عمرو پانچ روز تک شہر مین پھر ارادہ نہ پایا اتفاق روزگار ایک قافلہ آیا اور اُس قافلے
مین خواجہ داراب قافلہ باشی تھا اور وہ گلباد کا بھی شریک تھا عمرو صورت بدل کر اُس قافلے مین آیا
اور سیر کرنے لگا ناگاہ سرہنگ مصری بھی وہان آگیا عمرو نے جو سرہنگ مصری کو دیکھا اپنے پاس
بلایا کہا کہ اسوقت تم خوب آگئے غرضکہ عمرو تو غلام کی صورت بنا اور سرہنگ مصری کو خواجہ سوداگر کی
شکل بنایا اور چلا خواجہ داراب کے خیمے پر آیا خواجہ داراب نے سرہنگ مصری کی تعظیم کی سرہنگ
مصری نے کہا ای خواجہ داراب مین بھی سوداگر ہون اور میرا اسباب خداپرستون نے چھین لیا فقط ایک
یہ غلام میرے پاس رہگیا ہی مگر یہ بڑا صاحب کمال ہی اشعار اساتذہ اسکو خوب یاد ہین اور گاتا بھی خوب ہی
اور ساز بھی عمدہ بجاتا ہی اور بہادر بھی ہی اگر تمھارا جی چاہے تو تم لیلو خواجہ داراب نے کہا وہ غلام کہان ہی
سرہنگ مصری نے آواز دی ای مقبل ادھر آ عمرو جھپٹ کر خواجہ داراب کے پاس آیا داراب نے
دیکھا بہت خوش ہوا اور کہا کچھ پڑھ عمرو نے ایک شعر عاشقانہ دلچسپ پڑھا داراب پھڑک گیا ایسا خوش
ہوا عجب نہ تھا کہ عمرو کو گلے سے لگالے سرہنگ مصری نے کہا یہ چنگ بھی بہت خوب بجاتا ہی اور طنبورے
بانسری وغیرہ کا تو اُستاد کامل ہی غرضکہ داراب نے جو قیمت اُس غلام کی کہی سرہنگ مصری نے وہ دیدی
اور غلام نقلی کو داراب نے مول لیلیا سرہنگ مصری قیمت لیکر چلا گیا داراب نے اپنے ملازمون کو
حکم کیا کہ اسباب بار کرواہ شہر مین چلکر مقیم ہونگے بموجب حکم داراب اسباب بار ہوا اور قافلہ سوداگر کا شہر
کو روانہ ہوا ادھر گلباد کو خبر ہوئی کہ سرہنگ مصری شہر مین آیا ہی گلباد نے کہا اچھا آیا ہوگا پھر گلباد کو خبر
ہوئی کہ داراب سوداگر بھی مع قافلہ و اسباب وغیرہ کے آتا ہی گلباد نے کہا آنے دو دوسرے دن گلباد مع چند
عیارون کے ٹہلتا ہوا سیرکنان داراب کے پاس پہونچا داراب نے تعظیم کی پاس بٹھایا کہا آج کل تمھارے
شہر مین گلی گلی شور و غل کیسا ہی اور شہر تمھارا کچھ پرآشوب ہو رہا ہی گلباد نے عمرو کی ساری حقیقت بیان کی اور
کہا کہ اگر تم آئے ہو یہ غلام تمھارے پاس نہ تھا اب یہ غلام کہان سے لائے ہو مگر وہ غلام نقلی آگے اُٹھ کے سو رہا تھا
پھر گلباد نے کہا ای داراب اس غلام کو تم کہان سے لائے ہو داراب نے کہا ای گلباد مین بردہ ظلمات کی

طرف گیا تھا وہاں سے خرید کے لایا ہون گلباد نے کہا کتنی قیمت کو خریدا ہی داراب نے کہا دس ہزار روپیے
کو مول لیا ہی اور اس غلام مین بہت صفتین ہین بیان کرنا اُنکا فضول ہی آپ خود ملاحظہ کر لیجیے گا ادنی سی صفت
یہ ہی کہ ایسا خوب گاتا بجاتا ہی کہ مین جانتا ہون کہ شاید پردۂ دنیا پر کوئی اور دوسرا ایسا گاتا بجاتا ہو گلباد نے
ہزار روپیے اور منافع دے کر گیارہ ہزار روپیے کو وہ غلام نقلی مول لیا داراب نے کہا یہ غلام تو نے
کسواسطے خریدا گلباد نے کہا مین نے اپنے واسطے مول لیا داراب نے کہا سچ کہتا ہی یا جھوٹھ کہتا ہی
کسواسطے کہ مین اسکو چاہتا ہون اگر تیرے پاس رہیگا تو مین جب چاہونگا دیکھ لونگا اور اگر یہ بادشاہ
کے پاس جائے تو پھر آنا اسکا گھڑی گھڑی مشکل ہی گلباد نے کہا اے داراب یہ تیرے
پاس نہ آئیگا داراب نے کہا وہ تیرے پاس رہنے کو راضی نہین ہی تب تو گلباد نے عمرو
سے کہا اے غلام میرے پاس آ مین تجکو اپنے گھر لیچلونگا عمرو رونے لگا کہا مین اپنے آقا کو بہت چاہتا ہون مین
کبھی اُسسے جدا نہونگا گلباد نے کہا جسطرح میرا آقا مجکو رکھتا ہی اُسی طرح مین بھی تجکو رکھونگا داراب نے بھی
کہا تو جا کبھی کبھی جب تجکو مہلت کاروبار سے اپنے آقا کے ہوگی تو چلا آیا کرنا گلباد نے بہرام سے کہا اے
بہرام اس مقبول غلام کو میرے گھر پہونچا دے بہرام عمرو کو ہمراہ لیے ہوے گلباد کے گھر مین لایا
گلباد کی جورو کو عمرو نے سلام کیا اور نام زوجۂ گلباد کا خوبک تھا آتے ہی عمرو نے جوتیان زوجۂ
گلباد کی سیدھی کرکے جھاڑ کے قاعدے سے رکھدین اور تسلا اور لوٹا پانی بھر کر اور ڈبیا منجن کی اور بیسن
لاکر سامنے خوبک کے یہ اسباب واسطے منہ دھونے کے رکھا اور رومال لیکر کھڑا ہوا اور کچھ مزے مزے کے شعر
عاشقانہ و اشتیاقانہ آہستہ آہستہ پڑھنے لگا زوجۂ گلباد منہ دھو چکی اور اشعار سنا کی گر وہ غلام نقلی یعنے عمرو
زوجۂ گلباد کو بہت پسند آیا دل مین کہا اب اس غلام مقبول کو اپنے پاس رکھونگی مین تو گلباد کو نہ دونگی
چاہیے خوش ہو چاہے ناخوش ہو یہ ذکر تھا کہ گلباد برج قلعے کا عیارون کو سپرد کرکے گھر مین آیا اُدھر اُس
روز عمرو سے گلباد شرط تو کر چکا تھا کہ اگر ایک مرتبہ بھی تو شہر مین چلا آئیگا تو تمام عالم سے تو عیاری مین بہتر ہی
مین شرط ہارا اور تو جیتا غرضکہ گلباد جب اپنے گھر مین آیا زوجہ نے اُسکی کہا اے گلباد اس غلام کو مین اپنے
پاس رکھونگی اور تجکو نہین دونگی پھر تمام اُسکی خدمتگذاری اور اشعار خوانی گلباد سے بیان کی
گلباد نے کہا اچھا تمھین اپنے پاس رکھو کیا مضائقہ ہی یہ کہکر گلباد چلا گیا اور تین روز برابر گھر مین نہ آکے
سویا عمرو وہی اپنی خوش طبعی کیا کرتے اور اشعار پڑھتے ہین زوجۂ گلباد بہت خوش ہی جب رات کا وقت
ہوتا ہی جہان جوتیان سبکی رکھی رہتی ہین وہان دو پہر رات گئے پڑکر سو رہتا ہی چوتھے دن گلباد گھر مین آیا
اور رات کو پہلوے زوجہ مین سویا عمرو بھی اُسی جگہ سو رہا جہان روز سوتا تھا بعد دو پہر رات کے اُٹھا دیکھا
کہ دونون بیخبر سو رہے ہین اسنے بیہوشی سنگھا کر دونون کو بیہوش کیا اور خوبک کے سر کے بالون سے ڈاڑھی
گلباد کی پہلے مضبوط باندھ دی پھر کچھ سوچ کے گلباد کی ڈاڑھی اور زوجۂ گلباد کے بال سر کے بالکل تراش لیے
دونون کو صفاچٹ میدان کردیا اور دونون کو برہنہ کیا گلباد کو تو خوبک یعنے عورت کی شکل بنایا اور
خوبک کو گلباد یعنے مرد کی صورت کردیا اور سب پوشاک و لباس اور سرمہ کاجل وغیرہ سے آراستہ
کرکے چھوڑ دیا اور آپ تمام مال و اسباب گھر کا لیکر راہی ہوا جب صبح ہوئی کنیزین آئین دیکھا دونون جورو
خاوند پڑے لیٹے ہوئے سو رہے ہین مگر زوجۂ گلباد نے ہمیشہ سے یہ مقرر کر دیا تھا کہ ایک کنیز قبل طلوع آفتاب

آتی تھی اور مہندی وسمے وغیرہ سے دونون کو آرائش کرتی تھی بعد اُسکے اُن دونون کو جگاتی تھی چنانچہ وہ کنیز
حسب معمول اُس روز بھی آئی اور گلباد کو آراستگی زنان سے درست کرنے لگی کہ عمرو نے تو گلباد کو بصورت
زن بنا دیا تھا اور زوجہ گلباد کو بطریق مردانہ کے اُس کنیز نے آراستہ کیا اور کہا اُٹھیے ہوشیار ہوجیے صبح ہے
اور جو کچھ آرایش باقی ہے وہ بھی کر دون گلباد بیدار ہوا کنیز کو جھڑک کہا قطامہ دیوانی ہوئی ہے عورتون کی آرائش
سے مجھو زن کرتی ہے کنیز ڈر کر الگ ہٹ گئی یکایک زن گلباد بھی اُٹھی دیکھا دوسری عورت آراستہ و پیراستہ
کی ہوئی بغل مین گلباد کے لیٹی ہے پہلے دل مین اپنے کہا شاید گلباد نے رات کو دوسری عورت اور بلوائی ہے
ایک دو ہتڑ مار کر کہا او قطامہ تو میرے شوہر کو خراب کرنے آئی ہے گلباد گھبرا کے اُٹھ بیٹھا کہا ہو لی لی ہائین ہائین
یہ کیا کرتی ہو مین عورت نہین ہون گلباد ہون ذرا آئینے مین اپنی صورت تو دیکھو تم کون ہو خوب یک نے آئینہ
جو منگا کر دیکھا کہا واہ واہ این گل دیگر شگفت تم مین ہون اور مین تم ہو رات کو یہ کیا کرشمہ ہوا زن گلباد
سر پر ہاتھ پھیر کر جو دیکھتی ہے تو ایک بال برائے نام بھی نہین ہے سارا سر گھٹا ہوا ہے گلباد جو اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ
پھیرتا ہے تو نہ ڈاڑھی نہ مونچھ ہے منھ اچھلا ہوا کسیرو ہے نہایت شرمندہ اور خفیف ہوا گلباد نے کہا یہ کام سوائے
عمرو عیار کے اور کسی کا نہین ہے کنیزون سے کہا بلاؤ مقبول غلام کو کنیزون نے آکر کہا نہ تو مقبول غلام کا کہین پتا
ہے نہ گھر بھر مین کوئی اسباب باقی ہے کوئی چرا لیگیا بالکل گھر کا صفایا کر گیا لیکن جب عمرو یہ سب کرشمہ کر کے جانے لگا
تھا تو ایک پرچہ کاغذ لکھکر ڈال گیا تھا ایک کنیز نے وہ کاغذ اُٹھا کر گلباد کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا سنم شاہ عیاران
عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار مین نے تجھپر اور تیری جورو پر رحم کھایا کہ قتل نہین کیا کسواسطے تو میرے قبضے
مین تو آچکا تھا اگر تیرے خون سے درگذرا بس فقط حلقہ عیاری مین اپنے تجکو کھینچ لیا کہ وہ جو دعوی عیاری
تیرا تھا اُسکو مٹا دیا گلباد نے وہ کاغذ پڑھکر پھاڑ ڈالا اور بہرام سے کہلا بھیجا تو عمرو کو شہر مین دریافت
کر کہ کہان ہے اور جو کوئی مجکو پوچھے کہدینا کہ گلباد بیمار ہے وہ شخص بہرام عیار کے پاس گیا اور حال گلباد
کا بیان کیا اور پیام گلباد کا بہرام سے کہا اتفاقاً اُسی وقت مہلیل و بختک و ہرمز بھی بہرام عیار کے
یہان آئے اور کہا کل سے گلباد نہین آیا کیا حال ہے بہرام نے کہا گلباد بیمار ہو گیا بختک نے مہلیل و
ہرمز سے کہا کہ آؤ چلو گلباد کو دیکھ آئین ایسے کامل کی عیادت کرنا ضرور ہے اُن دونون نے کہا چلو جب گلباد
کے گھر پر آئے گلباد کو خبر ہوئی کہ بختک اور ہرمز و مہلیل جنگ آزما تمہاری بیماری کا حال سنکر
دیکھنے آئے ہین گلباد مجبور ہوا آخر کو گھر مین اُن تینون کو بلا لیا مہلیل و ہرمز نے دیکھتے ہی گلباد کو کہا ہائین ہائین
ارے یہ کیا ہوا بختک ہنسا اور صلواۃ پڑھی گلباد نے کہا خواجہ عمرو نے یہ حال میرا اور میری جورو کا
کیا اور سارا گھر لوٹ کر لیگیا خیر بعد چند روز کے اسکا عوض عمرو سے لونگا اب تم لوگ ہمارے یہان رہو
جبتک کچھ کچھ ریش کے بال نکلین یہ سنکے بختک وغیرہ گلباد کے گھر مین مہمان ہوئے اور کھانے عمدہ عمدہ
اور شراب و کباب سے دعوت و ضیافت اُنکی کی بعد چندے کے ایک روز گلباد عمرو کی تلاش مین گھر سے
نکلا اور کوتوالی چبوترے پر آکر بیٹھ گیا دیکھا کہ ایک قلندر جاتا ہے گلباد نے پہچانا اور پکارا ای قلندر کھڑا
رہ تجھسے ایک کام ہے یہ کہکر چبوترے پر سے ایک جست کی عمرو نے جو دیکھا گلباد آتا ہے خنجر کھینچ کر جھپٹا اور
گلباد کو ایک ہاتھ مارا گلباد نے خنجر روک کے اپنے سب عیارون کو پکارا کہ جلد دوڑکے آؤ عمرو کو گھیر
کر پکڑ لو عیاران گلباد یہ شور کرتے ہوئے دوڑے کہ لینا پکڑنا جانے نہ دینا عمرو جست کر کے ایک کوٹھے

بہانے سے تمہارے پاس پہونچی اور تمکو لائی کہ مین نے جب سے تمہارے یہان آنے کی خبر سنی تھی مین رو رہی تھی آخر تمہارے بہنوئی کو تمہاری تلاش مین بھیجا مین شکر کرتی ہون کہ پروردگار عالم نے صحیح و سالم تمکو مجھسے ملایا اب تم یہان چین سے رہو عمرو نے کہا ای بہن سمینہ کسوقت مین تمسے ملاقات ہوئی ہی کہ مین نہایت حیران و پریشان اور مفلس ہو رہا ہون بچے بالے بھانجی بھانجے کیا کہینگے کہ ماموجان ہمارے گھر مین خالی ہاتھ آئے مگر انشاء اللہ تعالی پروردگار عالم کارساز مطلق ہی کوئی نہ کوئی سامان مہیا کر دیگا سمینہ بانو نے کہا بھیا تم اسکا خیال نہ کرو یہ بھی تمہارا گھر ہی جب تمہارے پاس ہوگا لڑکون کو دیدینا پھر سمینہ بانو نے کنیزون سے کہا کہ جلد گرم پانی لاؤ بھیا کے پیرن کے ہاتھ پانون منہ دھلاؤ پنکھا جھلو پانون دباؤ خدا جانے کہان کے تھکے ماندے مسافت اُٹھائے ہوئے آتے ہین عمرو نے کہا ابھی گلباد سے مقابلہ تھا چار ہزار عیارون مین گھرا ہوا تھا مگر خدا نے مدد کی اُنکے دام مکر سے نکالا اور تم تک مجھکو پہونچایا سمینہ نے کہا الحمد للہ خدا نے میری دعا قبول کی غرضکہ سمینہ خاطر و مدارات مین عمرو کی مصروف ہوئی طعامہاے لذیذ تیار کیے ناگاہ ایک لڑکا سامنے آیا عمرو نے سمینہ سے پوچھا یہ کون ہی سمینہ بانو نے کہا ای بھیا یہ تمہارا بھانجا ابو الفتح ہی عمرو اُسکو دیکھکے بہت خوش ہوئے اور ہاتھ پھیلائے سمینہ نے ابو الفتح سے کہا بیٹا آگے بڑھ کے ماموجان کو سلام کرو ابو الفتح بھی ہاتھ پھیلا کر دوڑا پہلے ابو الفتح نے سلام لیا پھر مصافحہ خواجہ عمرو سے کیا عمرو کے ہاتھ مین انگوٹھی مہر کی تھی ابو الفتح نے مصافحہ کرنے مین ہاتھ سے اُتار لی اور عمرو کو بسبب خوشی کے معلوم نہوا ابو الفتح مصافحہ کرکے عمرو کی گود مین بیٹھ گیا عمرو نے بھانجے کو گلے سے لگایا اور پیار کیا کہ اتنے مین کنیزون نے لاکر دسترخوان بچھایا کھانا طرح طرح کا چنا عمرو اور ابو الفتح وغیرہ نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا آب سرد خوشگوار پیا شکر خدا کیا جب عمرو وغیرہ کھانا کھا چکے کنیزین ہاتھ دھلانے لگین عمرو کی نگاہ انگلی پر پڑی دیکھا انگوٹھی مہر کی ہاتھ مین نہین ہی متعجب ہو کر فکر مین بیٹھا سمینہ بانو نے کہا ای بھائی تم اسوقت کچھ زیادہ فکرمند ہو کچھ سبب تو بتاؤ عمرو نے کہا مجکو بڑا تعجب ہی کہ جب مین یہان آیا تھا اُسوقت تک میرے ہاتھ مین انگوٹھی مہر کی تھی اور اسوقت میرے ہاتھ مین نہین ہی اتنی دیر مین کیونکر غائب ہو گئی ابو الفتح نے انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر خواجہ عمرو کو دی اور کہا کہ پہچانیے یہ تو آپ کی انگوٹھی نہین ہی پھر ابو الفتح نے عرض کیا ای ماموجان مین تو سنتا تھا کہ آپ بڑے عیار طرار اور چالاک و ہوشیار ہین مین نے انگوٹھی آپکے ہاتھ سے اُتار لی اور آپ کو خبر نہوئی عمرو نے پوچھا ای ابو الفتح تو نے میرے ہاتھ سے کسوقت انگوٹھی اُتاری تھی ابو الفتح نے کہا مصافحہ کرنے مین عمرو نے کہا کہ مین تم لوگون کے ملنے کی خوشی مین نہایت محو ہو گیا تھا کہ محسوس نہوا دوسرے یہ کہ تم لوگون سے کچھ دشدغہ نہ تھا اطمینان کلی تھا بالکل خیال نہ کیا عمرو نے سمینہ بانو سے کہا ای بہن تمہارا فرزند انشاء اللہ تعالے عیار زبردست ہوگا سمینہ بانو نے کہا ای بھائی تمہاری اسپر نظر لطف و کرم ہوگی تو کچھ کام کا ہو جائیگا اب یہ تمہارے سپرد ہی عمرو نے کہا ای بہن اگر خدا چاہیگا تو مین ابو الفتح کو فن عیاری مین کامل کر دونگا ابو الفتح نے جو عمرو کے ہاتھ مین دستمالی لپٹی دیکھی پوچھا کیون ماموجان یہ کیا چیز ہی عمرو نے کہا اسکو دستمالی کہتے ہین ابو الفتح نے کہا دستمالی کیا شی ہی عمرو نے کہا اسمین دارو بیہوشی رہتی ہی ابو الفتح نے پوچھا دارو بیہوشی کیسی ہوتی ہی عمرو نے اُسکا سارا حال بیان کر دیا ابو الفتح نے کہا تھوڑی سی مجکو بھی مرحمت کیجیے عمرو نے کہا

تم ابھی کیا کروگے اُسنے کہا کسی جگہہ پر کام آجائیگی عمرو نے چالیس تولے دارو بیہوشی ابوالفتح کو دیدی اور کہا اچھی طرح رکھنا پھر خواجہ عمرو وہان رہنے لگے اور ابوالفتح کو فن عیاری سکھانے لگے چندے مین ابوالفتح کو عمرو نے فن عیاری مین کامل کردیا ایک روز عمرو نے ابوالفتح سے پوچھا کہ اس شہر مین کچھ رئیس زادے یا شاہزادے وغیرہ بھی رہتے ہین ابوالفتح نے کہا جی ہان قریب اس مکان کے ایک دختر حسینہ و شکیلہ و جمیلہ رہتی ہے کہ اُسکے حسن دلفریب و جمال جہانگیر کا شہرہ سن سنکے دور دور سے بادشاہزادے اور وزیرزادے اور سوداگر بچے آتے ہین عمرو نے کہا نام اُسکا کیا ہے ابوالفتح نے کہا صعوہ چنگی اُسکو کہتے ہین عمرو یہ سنکے خاموش ہو رہا جب رات ہوئی بعد فراغت طعام وغیرہ سب سو رہے عمرو اُٹھا اور ابوالفتح کو بستر پر سوتا چھوڑا اور دریچے سے باہر آیا سیر کرتا ہوا ٹہلتا دروازۂ باغ صعوہ چنگی پر پہونچا دیکھا کہ دروازۂ باغ بہشت نژاد ملکہ صعوہ چنگی پر بہت سے آدمیون کا مجمع ہے اور جو آدمی کہ اندر باغ کے جاتے ہین وہ نہایت خوش و خرم ہین اور جوش عشق صعوہ چنگی مین محو ہین اور ولولہ دیکھنے کا دل مین بھرا ہوا ہے اور جو آدمی کہ اندر سے باغ کے آتے ہین وہ نہایت رنجیدہ خاطر مضمحل شکستہ دل چہرہ اُترا ہوا مُردے کی صورت ہین اور بہت سے آدمی خموش سکوت مین دروازے پر کھڑے ہین اور بیٹھے ہین عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا باعث ہے کہ اسقدر تو آدمی پریشان حال مہر سکوت لب پر سر جھکائے ہوئے متفکر و مترود بیٹھے ہین اور جو اندر جاتے ہین وہ مسرور و شادان ہین اور جو اندر سے آتے ہین وہ پرملال و محزون ہین اُس شخص نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو اس شہر مین نیا وارد ہوا ہے عمرو نے کہا ہان مین مسافر ہون وہ شخص بولا کہ اس باغ کے اندر ایک قصر بہتر از قصور سکندر دارا ہے اس قصر مین ایک حور وش نازنین و مہ جبین حسین مہر تمکین رہتی ہے اور نام اُسکا صعوہ چنگی ہے تمام رئیس و امیر شاہزادہ و وزیر اُسکا حسن و جمال سنکر عاشق ہوئے ہین اور اُسکے عشق مین آوارہ وطن خانہ بدوش ہوکر یہان آتے ہین وہ نازنین کسی کے ہاتھ نہین آتی ہے یہ جو بیٹھے ہین اُسکی صورت دیکھنے کو بھی ترستے ہین مشتاق زیارت جمال بیمثال بیٹھے ہین مگر یہ مال دولت اپنے پاس نہین رکھتے ہین اور جو لوگ کہ دولتمند ہین وہ اندر جاتے ہین اور صحبت مین اُسکی شریک ہوکر بیٹھتے ہین اور اُسکا گانا بجانا بھی سنتے ہین عمرو نے پوچھا کیا صعوہ چنگی کو گانے بجانے سے بھی شوق ہے اُس شخص نے کہا کہ خوب گاتی بجاتی ہے بلکہ اس فن مین اپنا نظیر نہین رکھتی جبتک اُن لوگون کے پاس کہ جو اُسکی صحبت مین بیٹھتے ہین روپیہ رہتا ہے اُنکی خاطر و مدارات ہے جب اُنکے پاس روپیہ ہو چکتا ہے نکالدیتی ہے وہ بیچارے محزون و نالان اپنے گریبان مین منہ ڈالے ہوئے چلے آتے ہین شعر وہان سے اسطرح مایوس عاشق پھر کے آتے ہین + عدم کو جس طرح دنیا سے خالی ہاتھ جاتے ہین + اور جو جانے والے اندر باغ کے ہین دیکھ لو کس جوش و ولولے سے شوق وصل مین روپیہ اشرفی اُچھالتے ہوئے چلے جاتے ہین مگر وہ بھی چند روز مین اسی طرح باہر نکالدیے جاوینگے ان سب کا یہ حال ہے کہ جب بالکل مفلس ہو گئے زیر دیوار باغ معشوق چھاؤنی چھا کر بیٹھے ہین مگر اُسکو پروا بھی نہین ہے کہ کون میرے عشق مین دیوانہ ہے اور کس کو اشتیاق دیدار ہے مگر ہان آٹھ پہر کے بعد ایکبار ملکہ صعوہ چنگی اپنے تئین زیور و لباس سے آراستہ کرکے اور مسی کاجل وغیرہ سے بن ٹھن کے سر اپنا دریچے سے نکالدیتی ہے اور اپنے عاشقون کو جمال بیمثال دکھا کر بغیر شمشیر بران ذبح کرجاتی ہے اور آپ

دیکھ لیتی ہی عمرو یہ سنکر پیچھے ہٹا اور ایک گوشہ مین آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا اور لباس وغیرہ سے آرایش کرکے
ایک سوداگر جلیل القدر کی صورت بنا اور باغ مین ملکہ صعوۂ چنگی کے داخل ہوا جسوقت زیر قصر پہونچا اتفاق
سے اُسیوقت صعوۂ چنگی نے سر دریچے سے نکالکے دیکھا کہ سب عاشق زار میری امید وصل و اشتیاق مین موجود
ہین یکایک عمرو کی نظر اُسپر پڑی تیر عشق کلیجے کے پار ہوا تیغ ابرو نے حلال کیا اف کرکے دل پکڑ لیا یہ معلوم ہوا کہ یہ
نازنین جست کرکے سینہ پر آپڑی عمرو آہ کرکے زمین پر گرا سب نے جانا یہ سوداگر بھی عاشق ہوگیا اُس نازنین نے سر اپنا
دریچے سے اندر کھینچ لیا عمرو نے دل سے کہا کہ افسوس تو کس بلا مین گرفتار ہوا خدا خیر کرے نظم بیٹھے بٹھائے خود بخود
آزار ہوگیا + ای دل تو کس بلا مین گرفتار ہوگیا + سودائے زلف و ابروئے خمدار ہوگیا + گھائل تو دل ہوا جگر افگار
ہوگیا + غرضکہ جب حواس عمرو کے بجا ہوئے بیتابانہ قصر پر ملکہ صعوۂ چنگی کے آیا اُس نازنین کی دایہ عمرو کے
پاس آئی اور یہ پوچھا تم کون ہو عمرو نے کہا مین جوان سوداگر ہون ملکہ صعوۂ چنگی کے حسن و جمال پر عاشق ہوکر
آیا ہون اشتیاق دیدار اور حسرت وصال یار رکھتا ہون اور مشتاق اُسکے گانے بجانے کا بھی ہون دایہ نے
کہا کچھ روپیہ بھی ہی عمرو نے کہا روپیہ کیون نہین ہی مثل مشہور ہی کہ بے زر عشق ٹین ٹین + یہ کہکر عمرو نے ایک
توڑا روپیون کا نکالکر دایہ کو دیا دایہ اپنے ہمراہ لیکر سوداگر نقلی کو اندر لائی عمرو نے دیکھا کہ وہ قصر مثل گلشن ارم
کی ہر چیز سے آراستہ و پیراستہ ہی فرش شاہانہ بچھا ہی اُسپر مسند جواہر نگار بچھی ہی چھت پر دے زربفت کے جھلاجھل
کر رہے ہین چہار طرف شیشہ آلات معقول ہی ملکہ صعوۂ چنگی مثل طاؤس طناز کے جلوہ گر ہی عمرو بصورت سوداگر
آئے اور بے تامل اُسکے پہلو مین مسند پر بیٹھ گئے ملکہ صعوۂ چنگی نے کہا کہ پہلے ہمارے تمھارے کچھ شغل چوسر کا ہو
عمرو نے کہا بہتر ہی اُس نازنین نے دام چوسر بچھایا اور دل مین کہا اس سوداگر کی کیا اصل و حقیقت ہی دم بھر مین چھکے چھڑوا
دونگی جو کچھ اسکے پاس ہی ایک بازی مین تو جیت لونگی مگر یہ نہ جانتی تھی کہ یہ عمرو بلائے بے درمان آفت جہان اُستاد نرد
عیاری ہی الغرض عمرو چوسر کھیلنے لگا اور ہر بازی صعوۂ چنگی سے ہارا اور جو بازی یارا وہ داؤن سے کم نہ تھی
یہانتک کہ جو کچھ عمرو کے پاس نقد و جنس تھا وہ سب ہار دیا اب ملکہ صعوۂ چنگی خوش ہی قہقہے لگاتی ہی عمرو نہایت
فکرمند اور محزون و غمگین دل مین کہتا ہی کیا اپنا بھی حال اب ایسا ہی ہوتا ہی جیسا کہ تو نے اُن لوگون کو دیکھا
ہی اس تردد و ملال سے عمرو کا بدن گرم ہوگیا اور چہرہ اُتر گیا مگر پھر دل با حواس کرکے کہا ای عمرو ایک بازی اس سے
بھاری لگا پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا یہ سوچ کر عمرو نے کہا ای ملکہ جو کچھ کہ تمنے مجھسے جیتا ہی ابکی وہ سب بازی مین
لگاؤ و ملکہ اور کچھ اضافہ اُسپر کردو کہ یہ رفتہ رفتہ سے ایک ہی مرتبہ فیصلہ ہوجائے ملکہ تو بازی جیتے ہوئے تھی چنچل
کہیچ تو ہی ایک ہی مرتبہ مین اس سوداگر کو جیت کے نکال باہر کرو جھگڑا کسواسطے لگا رہے غرضکہ ملکہ نے جو مال و
دولت اس سوداگر نقلی کی جیتی اُتنا ہی اُسپر اور اضافہ کرکے بازی مین لگا دیا عمرو نے کہا مجھکو منظور ہی اور
کھیلنے لگا پانسہ پھینکنے لگا دفعۃً ہوا تیز چلنے لگی شمع مین جھلملاہٹ پیدا ہوئی عمرو نے گلگیر اُٹھا کر شمع کا گل چھ
لیا شمع خاموش ہوگئی اندھیرا ہوا ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی نہ دیا ملکہ نے خواص کو آواز دی کہ جلدی شمع کو روشن کر
یہان جلدی سے پانسے بدلکر جیتی ہوئی بازی پر رکھدیے کہ اتنے مین خواص نے شمع روشن کی عمرو نے
بازی جیت لی صعوۂ چنگی کا منھ فق ہوگیا اب تو ساتھ عیاری کے سب بازیان عمرو نے جیتنا شروع کین القصہ
جسقدر مال و دولت صعوۂ چنگی کا تھا سب جیت لیا ایک حبہ اُسکے پاس باقی نہ رہا عمرو نے کہا ای ملکہ اب چوسر
اُٹھاؤ بس کھیل چکے مین نے تمھارے گانے بجانے کی بڑی تعریف سنی ہی اب کچھ گاؤ بجاؤ صعوۂ چنگی نے

چنگ منگایا اور بجا کر گانے لگی جب گا چکی عمرو نے بڑی تعریف کی اور کہا اب چنگ مجکو دو کچھ مین بھی تمکو سناؤن صعوہ چنگی نے چنگ عمرو کو دیا عمرو چنگ بجا کر لحن داؤدی سے گانے لگا دو ایک غزلین لحن داؤدی چنگ بجا کر گائین تحقیق کہ طائران خوش الحان پرواز کرتے کرتے مثل سحاب کے اوپر چھا گئے اور ہر در و دیوار سے صدا آہ و واہ کی بلند ہوئی اور پر درد اشعار کے پڑھنے سے تو یہ نوبت ہوئی کہ انسان کیسے جانوران صحرائی روتے تھے اور صعوہ چنگی کا تو یہ حال ہوا کہ فریاد و زاری کرتے کرتے بیہوش ہو گئی عمرو نے گانا موقوف کیا خواصون کا یہ حال تھا کوئی ادھر تڑپتی تھی کوئی اس طرف لوٹ رہی تھی عمرو اٹھا اور کیوڑا گلاب لا کر ملکہ صعوہ چنگی پر چھڑکا دامن کی ہوا دی صعوہ چنگی بڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئی اٹھ بیٹھی کہا ای سوداگر تو نے اب صبر و قرار آرام اور چین کھو دیا آجتک مین نے کبھی ایسا گانا نہین سنا تھا مین خواجہ عمرو کا شہرہ سنتی تھی وہی لطف و کیفیت تیرے گانے مین پائی ای سوداگر تجکو قسم ہی اپنے دین و آئین کی جو کچھ کہ تو رکھتا ہی سچ بتا تو عمرو تو نہین ہی مجھسے صاف صاف بیان کر دے خواجہ عمرو بھی تو صعوہ چنگی کے عاشق زار تھے جسوقت اسنے قسم دی عمرو ہنسنے لگا کہا ای ملکہ حقیقت مین ہم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری صعوہ چنگی نے کہا خواجہ اب تم اپنی صورت اصلی دکھاؤ اگر قول تمھارا سچ ہی مین شکل تمھاری اصلی دیکھون کہ مین بھی مشتاق ہون عمرو نے اسیوقت اپنی صورت اصلی صعوہ چنگی کو دکھائی صعوہ چنگی لپٹ گئی اور ہاتھ عمرو کے چوم لیے عمرو نے کہا مجھ مین کیا ایسا کمال ہی جو ہاتھ میرے چومتی ہی صعوہ چنگی نے کہا کہ مین اس وجہ سے خاطرداری کرتی ہون کہ تجھسے بہتر و افضل بادشاہ ہفت اقلیم بھی نہوگا اب سب میری آنکھ کے نیچے خاک معلوم ہوتے ہین مین چاہتی ہون کہ تیری کنیزی مین رہون کسواسطے پھر کوئی دم میرے عشق کا نہ بھرے اور میری خواستگاری نہ کرے تجکو سواے تیرے کوئی قبول و منظور نہین ہی اور ان سب عاشقون مین یہ تین عاشق بہت زبردست ہین انسے ڈر لگتا ہی کوئی تدبیر انسے بچنے کی کرنا چاہیے ایک عاشق میرا گلباد ہی دوسرا عاشق میرا اسد دیل اصفہانی ہی اور تیسرا عاشق میرا کرد عراقی ہی مگر اسوقت تک انسے اتنا بھی نہوسکا کہ میرے دامن کو چھو لیتے اب مین تجھپر عاشق ہون اور یہ تینون مجھپر شیفتہ ہین عمرو نے کہا ای ملکہ صعوہ چنگی تو دین اسلام قبول کر پھر کیا مجال کسی کی جو آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے صعوہ چنگی نے قبول کیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی ملکہ صعوہ چنگی نے صحبت عیش برپا کی بعد طعام لذیذ و شغل شراب و کباب کے عمرو ملکہ صعوہ چنگی سے ہمبستر ہوئے جام بادہ وصال چلنے لگا تھوڑی سی رات باقی تھی دونون لپٹ کر بوس و کنار کرتے کرتے سو رہے یکایک تیزپاے عراقی عیار قصر مین صعوہ چنگی کے آیا دیکھا کہ ایک شخص بصورت سوداگر صعوہ چنگی سے لپٹا ہوا سو رہا ہی قریب کھڑے ہو کر خوب غور سے دیکھا پہچانا کہ عمرو ہی فورا دونون کو بیہوش کر کے مشکین باندھین اور اسی پلنگ پر چھوڑ کر بھاگا کہ عبلیل و ہرمز و بختک و گلباد کو خبر کرون ادھر کا حال سنیے کہ چار گھڑی رات باقی تھی ابوالفتح کی آنکھ کھل گئی بیدار ہوا دیکھا عمرو بستر خواب پر نہین ہی دل مین سمجھا کہ بیشک ماموجان قصر صعوہ چنگی پر گئے ہین کسواسطے کہ مجھسے سب حال صعوہ چنگی کا دریافت کر چکے ہین اسیوقت ابوالفتح اٹھکر چلا اور قصر صعوہ چنگی پر آیا دیکھا کہ ملکہ صعوہ چنگی اور عمرو ایک پلنگ پر بندھے پڑے ہین سمجھا کہ معلوم ہوتا ہی ماموجان نے عیاری کر کے ملکہ صعوہ چنگی سے ہمبستری کی سوتے مین کوئی عیار انکو باندھکر کسی کو بلانے گیا ہی پھر پاؤن کے نشان سے پہچانا کہ تیزپاے عراقی آیا تھا وہ باندھکر گلباد کو خبر کرنے گیا ہی ابوالفتح نے چاہا کہ عمرو کو کھولے عمرو ہوشیار ہو گیا دیکھا کہ مین اور صعوہ چنگی بندھے ہوئے پڑے ہین اور ابوالفتح سر جھکائے کھڑا ہی عمرو نے غصہ سے کہا ای ابوالفتح یہ کیا نالائق حرکت

کی تونے ابو الفتح نے کہا ای ماموں جان تیز پاے عراقی عیار نے تم دونوں کو باندھا ہی اور آپ خبر کرنے گلباد
وغیرہ کو گیا ہی صعوہ چنگی نہایت فکرمند ہوئی ابو الفتح نے کہا ای ملکہ کچھ خوف نہ کر دیکھ جلدی سے عمرو کو تو
کھولدیا اور ایک کنیز کو اسی وقت بصورت سوداگر بناکر عمرو کی طرح آراستہ کرکے اسی طریق سے صعوہ چنگی
کے پلنگ پر باندھ کے چھوڑدیا اور آپ عمرو کو ہمراہ لیکر چلا آیا ادھر تیز پاے عراقی نے آکر گلباد اور
مہلیل وہرمز وبختک کو خبر پہونچائی کہ عمرو بصورت سوداگر صعوہ چنگی سے ہمبستر تھا میں دونوں
کو باندھکر چھوڑ آیا ہوں ذرا چلکے دیکھو تو کہ کیا تماشا ہی یہ سنتے ہی مہلیل وہرمز وبختک وگلباد
قصر میں صعوہ چنگی کے آئے اور دیکھا کہ صعوہ چنگی ایک سوداگر کے ساتھ بندھی ہوئی پلنگ پر پڑی ہی
مہلیل نے پیچ وتاب کھاکر کہا دونوں کو قتل کرو گلباد نے منع کیا کہا تامل کرو پہلے صعوہ چنگی کو بیدار
کرنا چاہیے کہ وہ اپنے افعال زبوں سے سب کے سامنے منفعل اور شرمندہ ہو پھر قتل کرنے کا اختیار
ہی گلباد نے رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا صعوہ چنگی نے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ سب کھڑے ہیں اور
ہم دونوں بندھے ہیں گلباد نے کہا ای صعوہ چنگی تونے یہ کیا نالائق حرکت کی اب تجکو اسکی کیا سزا
دیجائے صعوہ چنگی نے کہا میں نے ہرگز سزا کا کام نہیں کیا ہی مجکو کیا کوئی سزا دے سکتا ہی ذرا گوش
ہوش سے سن تیز پاے عراقی مجھسے عداوت قلبی رکھتا ہی میری کنیز کو اس صورت سے آراستہ کرکے
پاس میرے سلادیا اور مجکو بیہوش کرکے باندھ لیا دیکھ موجود تو ہی یہ کنیز ہی یا عمرو بصورت سوداگر ہی جب
کنیز کو ہوشیار کیا وہ علحدہ اٹھکر کھڑی ہوگئی اور اپنے تئیں بصورت سوداگر مردانے مجلس میں دیکھکے
بہت گھبرائی اور شرمندہ ہوئی تیز پاے عراقی موجود تھا یہ کرشمہ دیکھکر بہت متعجب ہوا اور پشیمان ہوکر
کہنے لگا کہ یہ بھید میری سمجھ میں نہیں آتا میں نے تو عمرو کو گرفتار کیا یہاں کنیز کیونکر بدلکر آگئی ہرمز وبختک
تیز پاے عراقی پر بہت خفا ہوئے اور حکم کیا کہ مارو اسکو لوگوں نے تیز پاے عراقی کو مارنا شروع
کیا ایسا مارا کہ نیم دم کردیا دو روز کے بعد تیز پاے عراقی واصل جہنم ہوا ادھر مہلیل وہرمز وبختک
باغ کی سیر کرکے اپنے اپنے مقام پر آئے شام کو پھر گلباد ٹہلتا ہوا باغ میں صعوہ چنگی کے پہونچا سیر و
تماشا کرتے تھے ایکبارہ گلباد کیا دیکھتا ہی کہ ایک مالن حسین وخوبصورت اور کمسن چنگیر میں پھولوں کا گہنا
رکھے کس ناز ونخرہ سے چلی آتی ہی گلباد نے پکارا او مالن کہاں جاتی ہی مالن نے کہا اوہی مہتر جی لوحضرا
کی شان تم مجکو بھی ٹوکتے ہو انگلیاں سٹکاکر کہا اپنے حواس پکڑو عقل کے ناخن لو روز آتی جاتی ہوں
ملکہ کو گہنا پھولوں کا پہنائی ہوں تم دیکھتے ہو اور آج ٹوکا گلباد نے کہا ای بی مالن خفا نہو جوانی کی امنگ
دکھاؤ میں تمکو اسواسطے بلاتا ہوں کہ ایک بات مجھسے سن لو وہ چپکے سے ملکہ صعوہ چنگی سے کہدینا مالن
نے کہا بیان کرو میں کھڑی ہوں گلباد نے کہا ای چمک چاندنی مالن ذرا میرے پاس آتو میں کان میں
تیرے کہدوں مالن نے کہا چل پچھے مردوے یہ فقرہ کسی اور کو دے محلدار کو بلاکے کہلا بھیج کہ یہ عہدہ
اسی کا ہی میرا کام یہ نہیں ہی جب گلباد نے دیکھا کہ مالن کسی طرح فریب میں نہیں آتی اور یقینی یہ عمرو
ہی صورت اپنی بدلے ہوئے جاتا ہی اسطرف عمرو نے دل میں سوچا کہ گلباد نے مجکو پہچان لیا وہیں
سے پلٹ کے قریب گلباد کے آیا اور مع چنگیر پھولوں کا گہنا گلباد کے منہ پر کھینچ مارا جیسے ہی بوے گلہا
کی بو دماغ میں گلباد کے پہونچی فوراً بیہوش ہوکے گرا عمرو نے نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خواجہ

عمرو بن امیہ ضمری نامدار لوگ دوڑے دیکھا گلباد بیہوش پڑا ہی چاہا سبھون نے اُٹھا لین اُن سبھون کی ناک
مین خوشبو جو پھولون کی پہونچی وہ سب کے سب بیہوش ہو گئے عمرو باغ سے راہی ہوا مگر مہتر شان نے
عمرو کا تعاقب کیا اور للکارتا ہوا دوڑا آگے آگے جست کرتا ہوا عمرو جاتا ہی اور پیچھے پیچھے مہتر شان ہی تھوڑی
دور عمرو گیا تھا کہ ایک گڑھا سامنے ملا عمرو ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کسی طرف سے راستہ ملے مہتر شان نے کہا او
عمرو اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہی وہ جو تیرے مہتر جی پیچھے کھڑے ہین
بھلا وہ تو پہلے میرا مقابلہ کر لین تیری کیا اصل و حقیقت ہی مہتر شان نے پیچھے پلٹ کر دیکھا عمرو
نے بیضۂ بیہوشی مارا مہتر شان گرا اور بیہوش ہو گیا عمرو نے اُسکے کپڑے اُتار لیے اور جو کچھ نقد تھا وہ بھی لیلیا
اور ٹانگ پکڑ کے مہتر شان کو گڑھیا مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اور اُسی کے کپڑے پہنکر پہر رات
گئے باغ مین صعوہ چنگی کے آیا اُسوقت گلباد بھی ہوشیار ہو چکا تھا اور اُسکے عیار سب بیٹھے ہوئے
تھے کہ عمرو بشکل مہتر شان آیا اُن عیارون نے پوچھا کہ مہتر جی عمرو ملا یا نہین مہتر شان نقلی نے کہا
کہ عمرو نے تو ناک مین دم کر دیا پھر محلدار سے کہا ای بی بی محلدار کہو تمھارا کیسا مزاج ہی چپ کیون
بیٹھی ہو اور تمھاری ملکہ کیسی ہین محلدار نے کہا مہتر جی اچھی ہون مگر پریشانی اس سبب سے ہی کہ ملکہ عمرو
کے واسطے رو رہی ہین مہتر شان نے کہا ملکہ کو ذرا سمجھایا کرو دل بہلایا کرو اگر موقع ہو تو ملکہ کو ذرا ہم بھی
دیکھین محلدار تو عمرو سے ملی ہوئی تھی بولی آؤ چلو مین تمکو دکھلاؤن یہ کہکر محلدار تو قصر مین داخل
ہوئی عمرو بھی بصورت مہتر شان پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا صعوہ چنگی رو رہی تھی عمرو نے گلے سے
لگا کر کہا ای ملکہ روتی کیون ہو مین کیا کرون کس مشکل سے آنا ملا ہی میری خطا کچھ نہین بقول شخصے گھر کا بھیدی
لنکا ڈھاے تمھارے یہان کے بھیدی کا روز فتور برپا رہتا ہی اور جو تمھارے یہان بھیدی ہی مین
اُسے خوب جانتا ہون ملکہ نے کہا ای خواجہ وہ کون ہی جلد اُسکا نام بتاؤ عمرو نے کہا سیوتی گلباد سے ملی
ہوئی ہی وہ روز سارا حال بیان کر دیتی ہی ملکہ نے سیوتی کو بلایا اور کہا او قطامہ نمک حرام تو ہی بغلی گھونسا ہی
گلباد سے روز حال کہدیا کرتی ہی سیوتی مکر گئی اور پکاری اوہی مجھپر تہمت کیون رکھی جاتی ہی آپ
کے قدمون کی قسم بی بی جو کچھ کہا ہو بھلا مجکو کیا پڑی ہی کہ سو کام چھوڑ کے اُس موے نگوڑے مارے کو
جا کر خبر دونگی ای بی بی جو تمسے بدی کرے اُسکے دیدے پھوٹ جائین ملکہ نے جھنجلا کر کہا چپ رہ
چغلی کھاتی ہی اور مکرتی ہی جو ناحق کسی کو تو کہیگی تیرے ہی دیدے پھوٹینگے تو ہی اندھی لولی ہو کے
بیٹھیگی یہ کہکے ملکہ نے خواجہ سرا کو حکم کیا کہ مار دو کوڑے اس قطامہ کو اور پوچھو اس سے کہ تو نے گلباد سے
حال خواجہ عمرو کا کہا تھا یا نہین خواجہ سرا نے جب پانچ سات کوڑے مارے اُسوقت قبولی کہ جی ہان
البتہ کے کہنے کی گنہگار ہون عمرو نے کہا کیون مین جھوٹ تو نہین تہمت رکھتا تھا ای ملکہ اب یہ کرو کہ
سیوتی کو مارو پیٹو نہین اسکو قید کرو اور کسی وقت باہر نکلنے نہ دو الغرض ملکہ نے سیوتی کو کوٹھری
مین بند کر کے قفل لگا دیا اور اُس روز سیوتی نے اقرار کیا تھا کہ آج رات کو جو عمرو آئیگا مین تمکو ضرور
اُسیوقت خبر دونگی گلباد عیارون کو ساتھ لیے ہوئے باہر قصر کے در باغ پر آیا او منتظر کھڑا ہی کہ اگر عمرو ادھر
سے آئیگا تو مقابلہ ہوئیگا اور اگر کسی صورت سے اندر قصر کے پہونچیگا تو سیوتی کہہ چکی ہی ضرور خبر دیگی گلباد
تو اس انتظار مین رات بھر دروازۂ باغ پر عیارون کو لیے ہوئے راہ دیکھتا رہا یہان خواجہ عمرو نے

ساتھ ملکہ صعوہ چنگی کے تمام شب آرام کیا اور سیلوتی کوٹھری مین بند رہی جب دو گھڑی رات باقی رہی عمرو نے
اُٹھ ملکہ سے کہا اب مین جانے کا سامان کرتا ہون صبح قریب ہے مین سیلوتی کی شکل بنکر جاؤنگا تم سیلوتی کو بعد
میرے جانے کے رہا کردینا الغرض جب صبح ہوئی عمرو ایک گوشہ مین بیٹھکر سیلوتی کی صورت بنا ہوا ملکہ
کے پاس آیا سلام کرکے ملکہ کی چٹ چٹ بلائین لینے لگا اور کہا اے بی بی اب مین جاتی ہون اور آپ کے نمک کی
قسم کھاتی ہون اب کبھی آپ کی بات کسی سے نہ کہونگی ملکہ نے کہا چل رو رو دفان مردار خبردار میرے سامنے نہ آنا
عمرو کو اختیار ہے اُسی نے تجکو چھڑوا دیا ہے وہی جانے مین نہین جانتی یہ کہکے ملکہ نے منھ اپنا اُسکی طرف سے پھیر لیا
سیلوتی نقلی یعنے عمرو باہر چبوترے پر بارہ دری کے آیا اور پکارا بھلا او صعوہ چنگی جیسا تونے مارا ہے اور
ذلیل کیا ہے دیکھ تو سہی اب جاکر گلباد سے کہکر تجکو اور عمرو کو سزاے معقول دلواتی ہون یہ سنکے ملکہ نے خواصون
سے کہا اس قطامہ کو پکڑ لاؤ خوب مارو سب خواصین دوڑین عمرو وہان سے جست کرکے ملکہ کے پاس آیا اور کہا
اے ملکہ مجکو تمنے نہ پہچانا سنو خواجہ عمرو بھلا اے ملکہ جب تمنے مجکو نہ پہچانا تو وہ گیدی خر کیا پہچان سکتا ہے غرضکہ سیلوتی
نقلی ملکہ سے رخصت ہوکر چلی اور لونڈیون کی طرح بڑبڑاتی ہوئی دروازے کے باہر آئی گلباد کو دیکھتی ہی رونے
لگی اور کہنے لگی واہ مہترجی مین باز آئی تمھاری محبت و مہربانی سے رات کو تمھارے سبب سے موے مردار
مونڈی کاٹے عمرو نے ایسی گت میری بنوائی کہ بیچیا زندگی تھی جو بچ گئی ملکہ سے کہکر عمرو نے خوب کوڑے
کھلواے اور کوٹھری مین بند کردیا اب چلتے وقت عمرو نے چھوڑا اب تم ذرا علحدہ چلو تو مین تمسے اور کچھ خفیہ
حال کہونگی گلباد فقرے مین عمرو کے آگیا علحدہ آیا عمرو نے نعرہ کیا سنو شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن
امیہ نامدار یہ کہکر بیضہ گلباد کے منھ پر مارا گلباد بیہوش ہوکر گرا عمرو نے جال الیاسی نکالکر گلباد کو باندھ
لیا اور پشتارہ کاندھے پر اُٹھاکر پکارا ایہا الناس مین تمھارے اُستاد کو باندھے لیے جاتا ہون یہ سنتے ہی
سب عیار دوڑے اور عمرو بھاگا آتے آتے راہ مین دیکھا ایک دھوبی نوجوان گدھے پر لادی کپڑون کی
رکھے ہوئے چلا جاتا ہے عمرو برابر اُس دھوبی کے آیا اور اُسکے منھ پر ہاتھ پھیر دیا وہ بیہوش ہوکے گرا اور
آپ اُسکی صورت بنا اور اُس دھوبی کو ایک کونے مین ڈالدیا اور گدھے پر سے لادی اُتار کے نیچے پشتارہ
گلباد کا رکھا اور اوپر لادی کپڑون کی رکھی اور گدھے کو ٹخ ٹخ ہنکاتا ہوا دریا پر آیا لادی کپڑون کی اُتاری
اور پشتارہ بھی گلباد کا کنارے دریا کے رکھا اور اُسپر کچھ کپڑے پھیلا دیے اور آپ پاٹا درست کرکے چھو چھو
کرنے لگا اتنے مین سب عیار جمع کیے ہوئے دریا پر آئے اور دھوبیون سے پوچھا کہ ادھر سے کوئی شخص
پشتارہ لیے ہوئے گیا ہے عمرو بول اُٹھا کہ اس طرف گیا ہے یہ کہکے ان سب کو ٹالدیا بعد تھوڑی دیر کے گلباد
بھائی گلباد کا آیا اور کہا کہ اے دھوبیو کوئی ادھر سے گیا ہے اور دھوبی تو نہ بولے عمرو نے کہا بہت سے گئے
ہین مین نے تو سب کو بتا دیا گلباد عمرو کے کلام کرنے سے کچھ سر ہو گیا مگر بالکل نہ پہچان سکا کچھ شبہہ سا
عمرو کا گذرا گلباد نے اُس دھوبی سے کہا اس لادی مین کیا ہے اور تو کسکے کپڑے دھوتا ہے عمرو نے کہا
مین سبکا دھوبی ہون جو کپڑے دھلواتا ہے اُسکی دھوتا ہون گلباد نے کہا لادی تو اپنی کھول مین دیکھون
کیسے کیسے کپڑے ہین عمرو نے کہا مہترجی تم مجکو نہین جانتے ہو مین ملکہ صعوہ چنگی کا دھوبی ہون اس لادی
مین اُسی کے کپڑے ہین سواے اور پوشاک لباس کے چھوٹے کپڑے بھی ہین جنکو محرم کہتے ہین اُسکو کوئی
نامحرم نہین دیکھ سکتا ہے یہ باتین سنکر گلباد نے کہا تو بکتا کیا ہے کیسی صعوہ چنگی جلدی کھول لادی اور

سب کپڑے دکھا عمرو نے کہا بہت اچھا مگر یہان سے کسی گوشے مین چلکر لادی کھو ئیے اور کپڑے دیجیے کلباد علیحدہ ایک گوشے مین آیا عمرو نے وہ لادی سامنے کلباد کے رکھی اور کہا مہتر جی آپ خود اپنے ہاتھ سے لادی کھولکر دیکھ لیجیے جب کلباد لادی کھولنے لگا عمرو نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کلباد سید ہا ہوکے عمرو کی طرف جھپٹا مگر کلباد کو خیال آیا اگر تو عمرو کے پکڑنے کو دوڑتا ہی تو کلباد رہجائیگا کلباد پلٹ آیا اور کپڑے کھولکے کلباد کو رہا کرنے لگا عمرو وہین سے پکارا او بیحیا گیدی مجکو خود منظور نہ تھا نہین تو جب گرفتار کیا تھا اسی وقت قتل کرتا یا نہ قتل کرتا تو تو مجھسے لیجا سکتا تھا یہ کہکر عمرو تو نکل گیا کلباد نے اپنے بھائی کلباد کو نکالا او فتیلہ رفع بیہوشی دیا جب کلباد ہوش مین آیا پوچھا ای بھائی کلباد کیا ہی کلباد نے بیان کیا غرضکہ وہ سب مکر دروانہ باغ صعوہ جنگی پر آئے اور یہ تجویز کی ابتو کسی صورت سے عمرو کو ضرور گرفتار کرنا چاہیے ہی ایک روز نوشیروان اور بختک اور گرد عراقی اور مہلیل اور ہرمز و فرامرز اور کلباد وغیرہ باغ مین ملکہ صعوہ جنگی کے براے سیر آئے ملکہ صعوہ جنگی نے جو انکے آنے کی خبر پائی بارہ دری سے نکلکر باہر آئی نوشیروان وغیرہ کو سلام کیا گرد عراقی نے کہا ملکہ بادشاہ نوشیروان کہان آیا ہی اسکی تعظیم کرو تم چنگ خوب بجاتی ہو اور یہ مشتاق ہین اسوقت کچھ سناؤ ملکہ صعوہ جنگی نے کہا ای گرد عراقی جب دل مسرت کتان قابو مین ہوتا ہی اور اطمینان و راحت و آرام کا سامان ہوتا ہی تو گانے بجانے پر دل لگتا ہی مگر خیر ہرمز و فرامرز کی خاطر ضرور ہی یہ کہکر چنگ منگوایا اور بجاکر گانا شروع کیا ہرمز و فرامرز و نوشیروان وغیرہ عالم وجد مین آکر جھومنے لگے اور بہت پسند کیا گرد عراقی نے کہا ای ملکہ قسم ہی لات و منات کی اب جو کوئی تیرے بارے مین کہیگا مین ہرگز یقین نہ لاؤنگا اور بہت سی خاطر جمع ملکہ کی کردی پھر نوشیروان وغیرہ کو ہمراہ لیکر چلا راہ مین دیکھا دو شہد سے لڑ رہے ہین ایک تو کہتا ہی قسم مرشد کی دو ڈنگ مارونگا کہ پسلیان توڑ دونگا دوسرا کہتا ہی قسم پیر کی ایسی ٹکر دونگا کہ بجلہ (تڑلہ) ناک سے گرنے لگیگا ہرمز و فرامرز نے کہا یہ کون ہین جو لڑتے ہین بختک نے کہا یہ شہدے ہین معلوم ہوتا ہی کہ جوے مین کچھ ہار جیت ہوئی ہی اسپر لڑتے ہین ہرمز نے کہا کہ انکے جوا کھیلنے نہین دیکھا بختک نے کہا مین تمکو جوا کھلوا کر دکھلا دونگا یہ کہکر بارگاہ مین سب آئے نوشیروان تخت پر متمکن ہوا اور سب دنگلون پر بیٹھے بختک نے ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ جتنے جواری شہر کے ہین سب بارگاہ نوشیروان مین حاضر ہون جو کھیلا جائیگا اور یہ سب تماشا دیکھینگے غرضکہ جب دوسرا دن ہوا جواری آکر جمع ہوئے جوا ہونے لگا ہزارون کی ہار جیت پر نوبت پہونچی او نشستین پر ہرمز و فرامرز و مہلیل وغیرہ آکر بیٹھے

اب دو کلمے داستان آنا عمرو کا سوداگر بنکے اور جیت لینا گرد عراقی اور کلباد وغیرہ سے باتون باتون

غزل دل دیا تھا مجکو خالق حسین پانیکے لیے
ہم کبھی حاضر ہین تمھارے ناز اٹھانیکے لیے
دل وہ دل ہی جو ہو تیرے ناز اٹھانیکے لیے
آئے مین وہ آج میرے پھول اٹھانیکے لیے
ہمسفر کی کیا ضرورت ہمکو راہ عشق مین
کبک آیا ہی جو تیری چال اڑانیکے لیے

یاد رہتا تھا دسید ہم صدمے اٹھانے کے لیے
مرتے ہین ہم آپ کے کوچے مین آنیکے لیے
سر وہ سر ہی جو ہو تیرے آستانیکے لیے
کشتہ تیغ تغافل ہون جیونگا کیا بھلا
شعر دل موجود ہی رستہ بتانیکے لیے
اب فلک بھی ہی پریشان ایذا ہی میری اندنون

تم ہو آباد محبت آزمانے کے لیے
آرزو رکھتے ہین سب جنت مین رہنیکے لیے
ناز اٹھانے کا عوض کرتے ہین مجھسے جفا
آئین عیسی بھی اگر مجکو جلانے کے لیے
ٹھوکرین کھاتا ہین قسمت میں اسکی کھل گیا
شاخ جو مین نے بچالی آشیانے کے لیے

غرضکہ ایک میلا تھا تمام شہر جمع ہوا تھا ہر طرف غل و شور مچا ہوا کھیا ہے کا ہو رہا تھا لوگ نذر ہو کے آوازین دیوا تیا پنجے جھپکے کی لگا رہے تھے کسی کا خوف نہ تھا حاکم وقت خود اپنے سامنے جوا کھلوا رہا تھا جا بجا تختہ تنبولیون کے لگے ہوے تھے خوانچے والے اپنے اپنے خوانچون مین نہایت عمدہ عمدہ مٹھائی لذیذ اور نفیس و خوش ذائقہ لیے ہوے بیٹھے تھے اور بخوشی خاطر قیمت لیکر ہر ایک خریدار کے ہاتھ فروخت کرتے تھے اور بعض جواری شوقین کھانے والے مٹھائی کے اپنی اپنی چھیتیان ڈالکر مٹھائی کے دونے خوشی خوشی نوش کرتے تھے کوئی گنڈیری کی تلاش مین گنڈیری والے کو پکارتا تھا کوئی پیاس کے مارے بیتاب ہوکر اپنے اپنے مذہب کے موافق سقے اور برہمن کو پکارتا تھا کوئی حقے کا شائق ساقی کی تلاش مین ادہر ادہر بیقراری کے ساتھ گھومتا تھا کہین ایک نٹنی اسی جوے خانہ مین گاتی ہوئی انکا جسکا دامن پکڑا بے لیے ہوے نہ چھوڑا کبھی کوئی غزل گائی کبھی کوئی ٹھمری اڑائی غرضکہ ہر طرف تحصیل کرتی پھرتی تھی ادہر مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار جوے کا حال سنکر بشکل ایک جواری کی بنے ہوے آئے دیکھا کہ ایک نٹنی نہایت خوش گلو کمعمر خندہ پیشانی بصورت نورانی شباب جوانی مین مست ہر دل عزیز ایک نئی چیز بھاؤ بتاکر گا رہی ہی اور جسکے پاس جاتی ہی بے تامل دامن اسکا پکڑ لیتی ہی بغیر لیے ہوئے نہین چھوڑتی عمرو اپنے دل مین سوچا کہ یہ نٹنی بڑی مال والی ہی تھوڑی سی دیر مین اسنے بہت کچھ تحصیل لیا قریب اسکے گئے پشت پر سے چوٹی اسکی کاٹ لی کہ موباف قیمتی اسکی چوٹی مین پڑا ہوا تھا اور پشواز کا لچکا بھی کاٹ لیا یکایک اس نازنین مہ جبین نے سر کو اپنے ہلکا پایا اور نظر پشواز پر جو پڑی لچکا بھی غائب دیکھا چوٹی پر ہاتھ پھیرا دیکھا کہ ندارد ہی اور خواجہ سنے گلیم از ڈہلی لیکن وہ نٹنی لگی شور و غل کرنے بادشاہ نے پوچھا اری کیا ہوا وہ رو رہی ہی اور کچھ نہین کہتی غرض جسکی نگاہ پڑی دیکھا کہ چوٹی کٹی ہوئی ہی اور پشواز کا لچکا بھی جا بجا سے کترا ہوا معلوم ہوتا ہی جب سپاہیون نے اس عورت سے بہت پوچھا تب اسنے کہا کہ نہین معلوم کون سوا تھا غضب کا چور تھا کہ آنکھون کا کاجل نکال لیگیا اتنے لوگون مین یون چوٹی کاٹ لیگیا کہ کسی کو خبر نہوئی وہ بھی چوٹی کا چور ہی نوشیروان نے کہا تو یہان کیون آئی تھی کیا جانتی نہین تھی کہ جوے خانے مین سب بد معاش جمع ہوتے ہین اسنے اور رونا شروع کیا کہ واہ ری بادشاہ خوب عدل کرتا ہی غرضکہ نوشیروان نے اسے کچھ دلوا دیا پھر تو نٹنی زر کثیر پاکر اپنے نقصان کو بھول گئی اور خوشی مین آکر یہ غزل عاشقانہ درد آمیز گانے لگی

غزل

اسی باعث سے مین نے دیر مین کی جبہ سائی ہی
صفت اعتبار سے ملتے ہو صاحب یہ تو بتلاؤ
تو مین سمجھونگا کالی چیز پر کچھ آفت آئی ہی
نہین ہی مثل مجنون ہوش کچھ اے غیرت لیلے
گھڑی بھر مجھ سے خوش ہی وہ تو اکدم مین لڑائی ہی
نہ کرتے عشق گر تم سے ذلیل و خوار کیون ہوتے
قسم جھوٹی کلام اللہ کی کیون تمنے کھائی ہی
چبا کر پان تمنے سرخ جب ہونٹھ اپنے دکھلائے

ابھی وہ طفل نادان ہی نہین قدر اسکو عاشق کی
خطا میری ہی کیا اے جان جو مجھسے کج ادائی ہی
خدارا اے صنم بوسہ لب شیرین کا دے ہمکو
درے قالب مین جب سے آپ کی الفت سمائی ہی
تمہارے ہاتھ کو کیونکر یہ بیعیا سے دون نسبت
محبت مین تمہارے ہمنے کیا ذلت اٹھائی ہی
پس از مردن بجائے فاتحہ اس شوخ نے آکر
لبون سے آپ کے لعل یمن کو شرم آئی ہی

بت عیار گر دین پر طبیعت میری آئی ہی
ولیکن یاد اسکو خوب طرز دلربائی ہی
رقیب رو سیہ کے گھر مین دل پر گرے بجلی
لبون پر مثل فرہاد اب ہماری بھی جان آئی ہی
تلون طبع ہی وہ یار حال اسکا نہ کچھ پوچھو
کہین دشمن تراشی سے آپ کا دست حنائی ہی
تمہارے مصحف رخ کا نہین بوسہ لیا ہمنے
ستانے کو ہمارے قبر پر ٹھوکر لگائی ہی
کہین ہجانہ دیکھے آپ کو ہم پاس سے اپنے

نہیں دم بھر گوارا آپ کی ہمکو جدائی ہی
نہیں آیا مرے عمرو شکر لب ایک مدت سے
خبر ناتوان پر لشکر غم کی چڑھائی ہی

نہیں سوئے حرم آیا کبھی بھولے سے وہ کافر
رقیب رو سیہ نے کچھ اسے پٹی پڑھائی ہی

پرستش بت کی کرکے برہمن نے منہ کی کھائی ہی
مدد کو یا نبی پہونچو برائے کبریا جلدی

جب ختم یہ غزل گا چکی اور ہر ایک کو خوش کرکے زر وافر تحصیل کر چکی تب وہ دعا
دیتی ہوئی چلی گئی مگر بختک نے یہ جو ماجرا دیکھا اٹھ کر چاروں تولوں کو سلام کیا پکارا اس کبریا کے صدقے سبحان اللہ
کیا کہنا نوشیروان نے کہا یہ کچھ قادر ہے یہ بجا لے نظر آتے ہیں بھلا عمرو یہاں کہاں بختک نے کہا سوا
انکے یہ خوبی دوسرے میں نہیں کہ اتنے میں دیکھا کہ ایک سوداگر باریش سفید کٹھا ہاتھ میں لیے چلے آتے ہیں نوشیروان
وغیرہ کو سلام کیا اور آکر تماشا جوئے کا دیکھنے لگے نوشیروان نے مندویل و مہلیل سے کہا کہ دیکھیے بایں ریش
اور بایں وضع جوئے خانے میں آئے ہیں غرض ہر شخص انکی وضع اور حرکتوں پر ہنسا ایک دو جواری نے بنایا اب
عمرو نے داؤں لگانا شروع کیے اور ہارنے لگا بعد سے داؤں ہار کر اب جیتنا شروع کیا جتنے جواری تھے
کسی کے پاس کوڑی نہ رہی سب مال عمرو نے جیتا اور گلباد کو بھی خوب جیتا اب مال لیکر اٹھنے کا ارادہ کیا گلباد
نے کہا اور کھیلو عمرو نے کہا اب کل اور جمع لاؤ گے تو کھیلینگے اٹھتے کہا اب کسوت عیاری بدلتا ہوں عمرو نے
اس سے کہا اچھا اور تمام مال باندھ عاب کہا کہ تو بڑا بھیا ہی کیا میں نے تجھسے نہیں کہا تھا کہ اب جو میرا مقابلہ
کرے تو کو کھاوے یہ کہکر مال تو نذر زنبیل کیا اور پکارا انم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران
عیار بیشک طرار خنجر گذار عمرو بن امیہ نامدار اور جست کی کہ دروازے کے پار نکل گیا گلباد نے چاہا کہ
تعاقب کروں بختک نے منع کیا اور کہا سوا صعوہ کے مکان کے اور کہیں یہ نہ پھنسیگا اور مندویل نے
گلباد کو بہت برا بھلا کہا کہ اسی منہ پر دعوے جہتری کا کرتا ہی کہ عمرو ہر مرتبہ جوتا لگا جاتا ہی مگر بختک نے کہا کہ ای
مندویل اس سے عزت نہیں گھٹ جاتی عمرو نے صد ہا عمدہ کے کھائے ہیں ابکی نہیں ابکی گرفتار کریگا گلباد کا بڑا
دل بڑھا اور مندویل کو بھی راضی کرکے گلباد کو خلعت دلوایا اور کہا کہ اب جا اور عمرو کی تاک میں بیٹھ جہاں
بتا دیا تھا غرضکہ گلباد عمرو سے چلا ہوا پھر صعوہ چنگی کے مکان پر آیا اور عمرو کی تاک میں بیٹھا اور عمرو رات کو
پھر صعوہ چنگی کے یہاں آیا اور گلباد کو بھی خبر ہوئی کہ عمرو آیا ہی تین پہر رات گئی گرد عراقی پاس آیا اور کہا چلیے
عمرو آیا ہی بختک اور گرد عراقی سوار ہوکے چلے اور سب کو منع کیا کہ کوئی نقیب آواز نہ دے جب سواری گرد عراقی
کی صعوہ کے مکان پر پہونچی وہاں نقیب نے آواز دی صعوہ اور عمرو کو خبر ہوئی کہ سواری گرد عراقی کی آپہونچی
صعوہ نے کہا ای عمرو اب میں ذلیل ہونگی نہیں تو تو چھپ جا عمرو نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اور شکل اپنی ایک خواص
کی بنالی گرد عراقی اندر آیا صعوہ نے کہا اسوقت خلاف معمول کہاں آنا ہوا میں نے سنا ہی کہ تمنے کسی سے آشنائی
کی ہی یہی سبب ہی کہ ہمسے وہ نگاہ نہیں ہی گرد عراقی نے کہا ملکہ اسوقت خواب میں تمکو دیکھا جب آنکھ کھلی
جی گھبرایا دل یہاں کھینچ لایا اور یہاں عیار دل نے چپکے چپکے دزدیدہ نگاہوں سے دیکھنا شروع کیا
کہ عمرو کہاں ہی اسی طرح صبح ہو گئی اور کچھ دن بھی چڑھا ہوگا کہ اسنے حقہ مانگا ایک خواص نے لاکر سامنے
رکھا عراقی حقہ پینے لگا اور بختک نے صعوہ کو اشارہ کیا کہ تم ہم کے ٹہیرنا شروع کیا صعوہ لاکھوں گالیاں دے
رہی ہی مگر رہی ہی کہ اتنے میں گرد عراقی نے کہا کسی حجام کو بلالاؤ میں خط بنواؤنگا عمرو کہ خواص بنا ہوا تھا
سب سے پہلے دروازے پر پہونچا اور وہاں حجام بنکر کھڑا ہو رہا یہاں سے خدمتگار جیسے دروازے کے باہر
حجام کی تلاش میں نکلا عمرو نے آئینہ دکھایا خدمتگار اسے ساتھ لیے ہوئے اندر آیا گرد عراقی نے کہا یہ آج نیا

حجام

حجام دکھائی دیا عمرو نے کہا جی ہان ابھی کل مین باہر سے آیا ہون ایک گانون کا رہنے والا ہون تلاش مین روزگار کے نکلا ہون مجھسے خط بنوائیے گا تو معلوم ہوگا کئی شہرون مین پھر کر ادھر آیا ہون طبیعت سیلانی ہی ایک جگہ رہا نہین جاتا پہلے تو جہان گیا میری قدر ہوئی خاص تراش خطاب ہوا گرد عراقی نے کہا اچھا ہمارا بھی خط بنا دو عمرو نے آئینہ نکالکر دیا گرد عراقی دیکھنے لگا عمرو نے چاندی کی کٹوری نکالی اور خط بنانے لگا گرد عراقی بختک سے باتین کرنے لگا عمرو نے اپنے طور پر خط بنایا بختک کی جو نگاہ پڑی صلواۃ پڑھی گرد عراقی نے کہا یہ کیسا باتین کرتے کرتے یہ تو نے کیا کیا بختک نے کہا آئینہ دیکھیے اب جو گرد عراقی نے صورت آئینہ مین دیکھی ایک طرف کی داڑھی دوسری طرف کی مونچھ مُنڈی ہوئی پائی کہا او حجام یہ تو نے کیا کیا بختک نے کہا میرا مجرا واہ استاد جی کے میان کیا کہنا اور عمرو نے نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری عمرو بن امیہ ضمری اور دو منزلہ سے نیچے کود اگلیاد کی جان نکل گئی کہ اگر تو بھی ساتھ ہی کودا تو ہاتھ پانوں ٹوٹ جائینگے مگر عیار عمرو کے تعاقب مین چلے گلیاد بھی روانہ ہوا یہان گرد عراقی نے دوسری طرف کی بھی داڑھی منڈوا لی اور گھر کو گیا مگر گلیاد تلاش عمرو مین باہر شہر کے نکل گیا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا ایک جوگی مڑھی مین بیٹھا ہی گلیاد سوچا کہ اسکے پاس چلو حال اپنا بیان کرو اور پوچھو کہ آیا عمرو میرے ہاتھ آئیگا یا نہین یہ اس ارادے مین ٹھہرا تھا کہ جوگی ہنسا اور کہا بچہ جو تو پوچھنے کو ہی وہی ہوگا گلیاد نے کہا کیا ہوگا جوگی نے کہا تو عمرو کو گرفتار کریگا اب تو گلیاد کا اعتقاد بڑھا دوڑ کے جوگی کے قدمون پر گر پڑا کہ اگر آپ چاہینگے تو سب کچھ ہوگا جوگی نے کہا بچہ معلوم ہوتا ہی عمرو کسی پر عاشق ہی اور وہ محبوب بھی اُس سے محبت رکھتی ہی گلیاد نے کہا جی ہان ایسا ہی ہی جوگی نے کہا اچھا تو جا اور پانچ روپیہ دے جا کہ مین تیرے واسطے محنت کرون تو عمرو کو گرفتار کرے گلیاد نے اُسی وقت روپیہ جیب سے نکالکر دیے جوگی نے ایک دونا پوڑیون کا دیا کہ کہاتا چلا جا گلیاد کو شک ہوا اس پھیر مین پڑا کہ پوڑیان کھاؤن یا نہین اور فقیر کہہ رہا ہی کہ بابا کھانے گلیاد کو لیجا دو وے بیہوشی کی آئی پلٹ کر حلقہ کمند کا مارا جوگی غافل بیٹھا نخانہ جانتا تھا کہ گلیاد سمجھ گیا ساتون حلقے گلے مین پڑے گلیاد نے باندھ لیا اور کہا او ساربان زادے برطبیعی دغا کی تھی ہر چند عمرو نے منتین کین کہ مین عمرو نہین ہون گلیاد نے نہ چھوڑا اور لیکر چلا راہ مین سوچا کہ پہلے اسے گھر لیچل جب مندویل سے انعام لے لینگے تب اسے دینگے اور عمرو کو گھر مین لاکر کوٹھری مین بند کیا اور آپ مندویل کے پاس گیا یہان گلیاد کی زوجہ رعنا بانو نہا رہی تھی اب جو نہا کے اُٹھی لونڈیون نے کہا آج مہتر جی کچھ لاکر کوٹھری مین رکھ گئے ہین اس طرح جیسے کوئی شی چھپا کے رکھی جاتی ہی عمرو نے جو کوٹھری مین سے یہ آواز عورتون کی سنی رونا کہ دادا جی میری شکل ایک ضعیف کی تھی [illegible] وہی شکل ہو گئی اب رونا شروع کیا ایک بھیانک آواز سے عورتین ڈرین کہ کون بلا ہی اگر پوچھا تو کون ہی عمرو نے کہا رسنائی شراب فروش ہون مہتر جی میری بیٹی پر عاشق ہوئے مجھسے کہا میرے ساتھ نکاح کر دے جب مین نے نہ مانا کہ برادری سے اُٹھا دیا جاؤنگا تو مجکو قید کیا اور آپ قاضی کو بلانے گئے ہین رعنا بانو نے کہا اسے کھولدو اور فرمایے کو آنے تو دو دیکھو کیا درجہ کرتی ہون لونڈیون نے عمرو کو کھول کر نکالا دیکھا کہ اک کلوار ہی رعنا نے پانچ سو اشرفیان اسکو دین کہ جاکر اپنی بیٹی کا نکاح ابھی کر دے کہ وہ موا [illegible] ہے اور پرائی عورت پر نگاہ ڈالے تو اُسکا شوہر اسے سزا دے عمرو نے کہا ای خدا سلامت رکھے آپ کی تو جوتی کی بھی وہ برابری نہین کر سکتی نہین معلوم کہ مہتر جی کو کیا ہوا ہی ایسی رعنا جورو کو چھوڑ کے اور پر نگاہ ڈالتا ہی رعنا نے کہا اب تو جا اور دوسرا دروازہ کھول کے عمرو کو نکالدیا اور لونڈیون سے کہا کہ حرامزادیو آج اگر میرا کہنا نہ مانا تو سب کا سر مونڈونگی اور ناک کاٹونگی سب نے ہاتھ باندھے کہ جو حکم ہو وہ بجا لائینگے

رعنا نے کہا کہ آج جب گلیاد آئے تمہارا چھا ہو جو اسکو نہ مارو یہ تو اس ارادے پر تیار ہو کر بیٹھی اور گلیاد جو بارگاہ مین گیا مندویل سے کہا کہ اگر عمرو کو پکڑ لاؤن تو کیا دیجیے گا مندویل نے بہت سا مال دیا اور وعدہ کیا کہ جب عمرو کو سامنے لاؤ گے تو دونگا اب گلیاد نے کہا مین عمرو کو پکڑ بھی لایا نجتک تو صورت اسکی دیکھنے لگا اور خوش ہوا لیکن پھر کچھ سوچ کے کہنے لگا ای گلیاد یہ کیا غضب کیا تو نے کہ عمرو کو گھر مین چھوڑ آیا گلیاد نے کہا اگر مین نہ چھوڑ آتا تو اسقدر اشتیاق نہ پیدا ہوتا اور مجھے اتنا انعام نہ ملتا نجتک نے کہا اس لالچ مین تو نے عمرو کو کھو دیا دیکھیے جو وہ گھر مین ملے گلیاد نے کہا میرے گھر سے کون لیجائیگا نجتک نے کہا اچھا چلو معلوم ہو جائیگا گلیاد چلا نجتک بھی ہمراہ ہوا یہ دونون تو چلے اور عمرو جو وہان سے چھوٹا چلا کہ دربار کی خبر لے دیکھے کہ گلیاد وہان کیا کہتا ہی دروازہ بارگاہ پر آیا شکل اک خوانچہ والے کی بنا آواز لگائی جلیبیان گرما گرم صبح کا وقت تھا ایک خدمتگار بارگاہ سے باہر آیا روپیہ دیا کہ دو آنہ کی جلیبیان دے باقی پیسے پھیر دے عمرو نے جلیبیان تول کر اُسے دین اُسنے وہین کھڑے کھڑے کھائین اور کہا اب پیسے لا عمرو نے کہا پیسے تو میرے پاس نہین ہین مین نے ابھی کسی کی ہاتھ کچھ بیچا نہین اُسنے کہا پھر جہان سے ہو مجھے دے مین کیا جانون عمرو نے کہا اچھا چلیے بازار سے روپیہ تڑا کر آپکے پیسے آپکو دے دون اپنے آپ لیلو وہ خدمتگار ہمراہ ہوا راستے مین اُس سے باتین کرنا شروع کین کہ نام آپکا کیا ہی آپ بڑے خوش مزاج معلوم ہوتے ہین اُسنے نام بتایا پوچھا ملازم کسکے ہین اُسنے کہا مندویل کا نوکر ہون عمرو چپ ہو رہا اور گلیون گلیون چلا ایک مقام پر اس خدمتگار کو چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے کپڑے اُسکے اتار کے آپ پہنے اسکی شکل بنکر اُسے کسی گڑھے مین ڈالدیا اب وہان سے بارگاہ کی طرف چلا دیکھا کہ گلیاد اور نجتک ساتھ آتے ہین دل مین سوچا کہ ای عمرو یہ حرامزادہ تیری گرفتاری کی خبر سنکر آیا ہی جب یہ دونون قریب آئے سلام کیا نجتک نے اُسے اچھی طرح نہ دیکھا عمرو گلیم اوڑھ کر ہمراہ ہوا کہ سنون تو سہی کیا باتین ہوتی ہین نجتک گلیاد سے بار بار کہتا تھا کہ ای گلیاد تو بڑا دھوکا کھایا تو نے کہ عمرو کو گھر پر چھوڑ آیا دیکھو اب وہ نہ ہاتھ آئیگا گلیاد کہتا ہی ملک جی تمکو تو عمرو کے وحشت ہوتی ہی وہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہی بھلا عیارون کے گھر مین قید ہو کر کوئی نکل جا سکتا ہی نجتک نے کہا اچھا دیکھتے ہین کہ اتنے مین پھر نجتک نے کہا ای گلیاد جس لالچ کے لیے تو نے عمرو کو ہاتھ سے کھویا دربار مین سے لینے نہ چلا آیا وہ بھی عبث ہی کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا تو نے اپنے شاگرد سے کہا ہی کہ تو خلعت و زر و مال جو مندویل سے ملا ہی اسے لیکر آ مجھے نہین امید کہ وہ تجھے ملے ضرور رستے مین تیرے شاگرد سے لے لینگے گلیاد نے کہا ملک جی تمکو خلل دماغ ہی اول تو عمرو کا چھوٹنا مشکل دوسرے عمرو چھوٹا بھی تو جان اپنی بچا کر بھاگے گا یا مال کی فکر کریگا تیسرے یہ کہ اسے کیا معلوم کہ مجھے مال ملا ہی اور میرا شاگرد لیے ہوئے آتا ہی نجتک نے کہا منہ سے بات نکلی اور اُنھون نے سن لی یہ ممکن نہین کہ اب مال تیرا بچے غرضکہ عمرو نے یہ سب باتین سنین اور راہ سے پھرا کہ اب چلکر مال لینا چاہیے طرف بارگاہ مندویل کے صورت وہی خدمتگار کی بنا ہوا چلا دیکھا کہ وہی شاگرد گلیاد کا مزدور کی تلاش مین نکلا ہی اور کوچہ بکوچہ گلی در گلی مزدور کو پکارتا پھرتا ہی کہ کوئی مزدوری کریگا جسکو مزدوری کرنا ہو میرے ساتھ جلد چلے مزدوری خاطر خواہ ملیگی جلد ہی اُسنے آپ سے کہا کہ مین مزدور کو بلائے لاتا ہون اور الگ جا کر صورت مزدور کی بنکر سامنے آئے کہ وہ جو سیان گورے سے ہین اُنھون نے بھیجا ہی اور مال و اسباب سر پر رکھکر چلا جب ایک تنہا ہلا ہلا کہ بچا کر غائب ہو گیا

پیچھے پھر کر دیکھا تو خود رکابتا نہین شاگرد گلباد خلعت و زر نقد کے فراق مین فرود کو ڈھونڈھتا رہگیا ادھر گلباد بختک کو ساتھ لیے ہوئے اپنے گھر پر آیا عورتون نے بختک کو دیکھکر رعنا بانو سے کہا اے بی بی وہ کلوا سچ کہتا تھا کہ مہتر جی قاضی کو لینے گئے تم دیکھو تو وہ مہتر جی قاضی کو ساتھ لیے آتے ہین بختک نے جو یہ باتین عورتون کی سنین یہ تو بڑا استاد ہی کچھ سوچ کے دروازے پر ٹھہر گیا گلباد گھر کے اندر آیا دیکھا دروازہ کوٹھری کا کھلا ہوا ہی برہم ہوکر خواصون سے پوچھا کہ دروازہ کسنے کھولا کنیزین تو چپکی بیٹھی رہین رعنا بانو نے بڑھکر جواب دیا چچا جان ہمنے کھولا ہو مٹے کاٹے جوانہ مرگ کی اب شامت آئی ہی ہوے مردے کمبخت رمضانی شراب فروش کی بیٹی لنگڑی لولی چپٹری پر عاشق ہوا اور اُس بیچارے غریب کو فریب کرکے یہان بند کیا اور اُسکی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کو قاضی لیکر آیا گلباد نے حیران ہوکر کہا ارے رعنا تو بکتی کیا ہی کچھ تجکو سودا ہوگیا ارے وہ عمرو تھا مین اُسے گرفتار کرلایا تھا رعنا یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ ارے نگوڑے کھڑا تو رہ تجھ لات کی ار مجھسے باتین بگھارتا ہی گلباد کو غصہ زیادہ آگیا لپک کے جورو کے جھونٹے لیے اُسنے ڈاڑھی پکڑ کے کھینچی اور خواصون سے کہا مردار بو دیکھتی ہو اور اس مردے کی دسا نہین بناتی ہو جب تو خواصین تمام چہار طرف سے شور کرتی ہوئی دوڑین کسی نے کنگھی چولھے کی جلتی ہوئی اٹھائی کسی نے جوتی لی کسی نے لکڑی لی اور کوئی جھنکی دست پناہ لیکر جھپٹی ایسا گلباد کو مارا کہ بُرا حال کر دیا جب گلباد کی خوب ہی گت بنی گلباد نے رعنا کے جھونٹے چھوڑ دیے اور اپنی ڈاڑھی چھڑا کر بھاگا مگر آدھے بال ڈاڑھی کے نچگئے بھاگتا ہوا دروازے کے باہر آیا پیچھے پیچھے رعنا اور خواصین اُسکی دوڑ کر دروازے پر آئین گلباد تو اُچک کے آگے نکل گیا بختک جو دروازے پر کھڑا تھا عورتون کو دیکھکر بھاگنے لگا رعنا نے کہا کہ پکڑو قاضی کو پکڑ لینا خواصون نے بختک کو گھیر کر پکڑا اور اُسی طرح مارنا شروع کیا بختک چلایا ارے گلباد مجکو پھنسا کے آپ بھاگا جاتا ہی گلباد پھر پلٹ کر آیا اور بڑی دقت سے کھینچ کھانچ کے بختک کو چھڑایا اور دونون بھاگے گریبان جوتے مار پیٹ مین دونون کے دہین رہگئے بدحواس پریشان کپڑے پھٹے ہوئے بال ڈاڑھیون کے نچے ہوئے ہانپتے کانپتے بارگاہ مندویل مین دونون آئے بختک تو نہایت بدذات ہی دربار مین آتے ہی قہقہہ لگا کر مارے ہنسی کے زمین پر لوٹنے لگا مندویل حیران کبھی بختک کی صورت دیکھتا ہی اور اُسکی ہنسی پر ہنستا ہی کبھی گلباد کی شکل دیکھتا ہی پوچھتا ہی اسے خیر تو ہی کچھ کہو تو سہی کہ کیا ہوا آخر گلباد نے سارا حال مندویل سے بیان کیا مندویل کو سنکر غصہ آیا اور گلباد کے منھ پر تھوکا اور کہا او بیحیا اسی بات پر تو دعوی عیاری کرتا ہی ارے عمرو نے تجکو اور تیرے بھائی گلباد کو کتنی مرتبہ ذلیل کیا ہی جا میرے سامنے سے دور ہو تو قابل بیان آنے کے نہین ہی گلباد آنکھون مین آنسو بھر لایا اور افسوس کرکے یہ شعر پڑھنے لگا شعر گئے دو جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے + نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے + بختک نے جو گلباد کو بیدل دیکھا مندویل سے سفارش کرکے خطا گلباد کی بخشوائی اور خلعت دلوایا اور اُسکی تمام کوتوالی کی مہتری دلوادی گلباد عیارون کو لیکر کوتوالی چبوترے پر آکے بیٹھا مگر نہایت رنجیدہ سامنے کوتوالی کے ایک بھیڑ آدمیون کی لگی سب کھڑے گلباد کو دیکھ رہے تھے کہ گلباد نے دیکھا ایک بڈھا ساتھ اپنے ایک لڑکا لیے ہوئے چلا آتا ہی گلباد نے اُس بڈھے کو بلایا پوچھا تو کہان رہتا ہی اُسنے کہا فلان نالے پر جہان بھینسین بندھتی ہین اور کئی درخت تاڑ کے ہین اُسی جگہ میرا گھر ہی اور کچھ اسباب سوداگری بھی ہی اگر آپ کو لینا ہو تو میرے ساتھ چلکے پسند کر لیجیے یہ سنکر گلباد نے بہرام عراقی سے کہا کہ تو جاکر اُسکا گھر دیکھ آ تو پھر مین چلون بہرام عراقی اُسکے ساتھ ہوا جب نانبائی کی دکان پر پہونچے وہ لڑکا کہنے لگا مین بھوکا ہون مجکو بیان کھانا کھلا دو وہ بڈھا اُس لڑکے پر غصہ کرنے لگا بہرام عراقی نے اُس بڈھے کو منع کیا اور لڑکے سے کہا کہ چل مین تجھے نہاری

اور شیر مال دلوا دون ملکہ مین بھی کھاؤنگا یہ کہکر نانبائی کی دوکان پر آئے اور اُسکے بالاخانہ پر بیٹھے اور پانچ روپیہ بہرام عراقی نے نانبائی کو دیے نانبائی نے دستر خوان بچھوا دیا اور نہاری اور شیر مالین وغیرہ بہت سی چنوا دین بہرام اور بڈھا اور لڑکا تینون کھانا کھانے لگے ناگاہ ایک فقیر نے آکر سوال کیا بڈھے نے نانبائی سے کہا تو پانچ روپیہ اپنے پاس سے اسکو دیدے مین کھانا کھاؤن تو تجکو دوان نانبائی نے اُس بڈھے کے کہنے سے پانچ روپیہ فقیر کو دیدیے پھر اور چند فقیر آئے بڈھے نے نانبائی سے کہا مین لڑکے کو بھیجکر روپیہ گھر سے منگواتا ہون تو انکو بھی پانچ روپیہ دیدے بڈھے نے اُس لڑکے سے کہا کہ تو جاکر گھر سے جلدی دس روپیہ لاکر نانبائی کو دیدے لڑکا تو اودھر روانہ ہوا اب بڈھا بھی کسی فقرے سے جایا چاہتا تھا کہ گلباد عراقی ہر دوکان پر عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آتا تھا اس نانبائی کی دوکان پر جو بہرام کے ساتھ بڈھے کو کھانا کھاتے دیکھا فوراً پہچان لیا کہ یہ عمرو ہی ہے پیچھے نانبائی کے آکر گلباد کھڑا ہوا اور چپکے سے نہاری مین بیہوشی ملا دی اب جو بہرام نے نانبائی سے نہاری اور طلب کی نانبائی نے وہی نہاری بھیجدی عمرو اب نہاری شیر مال کے کھاتے ہی بیہوش ہو گیا گلباد نے آکر عمرو کو پکڑ لیا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ جو لڑکا عمرو کے ساتھ تھا وہ ابوالفتح بیٹا اخی سعید کا اور بھانجا عمرو کا تھا گلباد نے اُسی وقت بہرام عراقی کو اپنے بھائی گلباد کے پاس مع عمرو کے روانہ کیا عیارون نے پشتارہ عمرو کا باندھا اور دربار مین سندویل کے لیکر آئے گلباد نے سامنے سندویل کے پشتارہ عمرو کا رکھدیا عمرو کو گرفتار دیکھکر بختک و نوشیروان بہت خوش ہوئے اور سب عیارون کو انعام دیا سندویل نے کہا عمرو کو ہوش مین لاؤ گلباد نے رفع بیہوشی جو دی عمرو ہوشیار ہوا دیکھا کہ سامنے سندویل وغیرہ کے گرفتار ہون سندویل نے عمرو سے کہا او ساربان زادے تجکو اس دن کی خبر نہ تھی جو تو ایسی ایسی حرکتین کرتا تھا کہ سب کو عاجز کر دیا بختک نے گرد عراقی سے کہا کہ صعوہ جنگی کو بھی بلاؤ اور اُسکے سامنے عمرو کو قتل کرو وہان صعوہ جنگی کو پہلے ہی خبر ہو گئی کہ عمرو گرفتار ہوکر دربار مین گیا ہے اور قتل کیا جائیگا یہ خبر سنکر ملکہ صعوہ جنگی زار زار مثل ابر نوبہار رو رہی تھی کہ ملازم گرد عراقی کے آئے اور کہا اے ملکہ جلد چلو تمکو گرد عراقی نے دربار مین طلب کیا ہے صعوہ جنگی فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی اور دربار مین گرد عراقی کے آئی صعوہ جنگی خواجہ عمرو کو دیکھکر رونے لگی اور دل مین کہا اگر عمرو قتل ہوگا تو مین بھی اپنی جان دونگی اس اثنا مین سندویل نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو اب تو تم قتل کیے جاؤ گے گانا تو اپنا آج سنا دو عمرو نے کہا بہت خوب یہ کہکے عمرو نے گانا شروع کیا تھا یکایک عملیل نے آکر کہا کہ اب گانا موقوف کیجیے اور چلکے خاصہ نوش کیجیے یہ سنکے سب کھانا کھانے کو چلے بعد تھوڑی دیر کے کھانا کھا کر جب سب آئے عمرو نے پھر گانا شروع کیا ایسا گایا کہ سمان بندھ گیا ادنی اور اعلی سب خوش ہوکے تعریفین کرنے لگے مگر عمرو نے جو دیکھا تو سب پر آثار بیہوشی ظاہر ہونے لگے عمرو حیران تھا کہ ان سب کو بیہوش کسنے کیا جب تمام اہل دربار بیہوش ہو گئے گویا وہ شہر خاموشان تھا یکایک لڑکا آیا اور تمام مال اُٹھا اُٹھا کر ایک جگہ پر ڈھیر کیا پھر عمرو کے پاس آکر کہا تو کون ہے عمرو نے کہا مین بیچارہ غریب ہون گلباد نے مجکو ناحق قید کیا ہے جب تو وہ لڑکا یعنی ابوالفتح نے کہا اگر تو کہدے کہ مین عمرو ہون تو مین تجکو ابھی رہا کر دون عمرو نے ناچار ہوکر کہا کہ مین عمرو ہون ابوالفتح نے کہا کہ مجکو تو ایک پرچہ کاغذ پر اتنا لکھدے کہ مین اس لڑکے کا شاگرد ہوا عمرو نے پہلے تو تامل کیا بعد گفتگوے بسیار عمرو نے ایک کاغذ کے پرچے پر لکھکر مہر کر دی ابوالفتح نے ایک ہاتھ عمرو کا کھول دیا اور آپ وہان سے چلا گیا عمرو نے غصے سے اپنی تسمہ کاٹی اور سارا مال بارگاہ سندویل کا نذر زنبیل کیا اور سب کے وہان منھ کالے کرکے چوٹیان چار چار انگل کی باندھکر سب کے کپڑے اُتار لیے اور صعوہ جنگی کو بھی زنبیل مین ڈال کر اُسکے مکان پر آیا اور تمام مال صعوہ جنگی کا اور تمام خواصون کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اور اُسی وقت اصفہان سے راہی ہوا راہ مین عمرو نے

۴۱

یہ خبر سنی کہ امیر دو منزل پر اصفہان سے آ گئے ہیں عمرو بہت خوش ہوا اور امیر کے لشکر کی طرف چلا جاتے جاتے جب قریب لشکر امیر کے پہونچا سرہنگ مصری سے ملاقات ہوئی عمرو نے سارا حال بیان کیا اور بارگاہ سلیمانی میں آ کر امیر سے قباد شہریار کو مجرا کیا اور تمام ماجرا کابل و اور صعوہ چنگی کا بیان کیا لیکن یہ نہ کہا کہ میں صعوہ چنگی کو ساتھ لایا ہوں غرضکہ امیر نے اسی وقت کوچ کیا اور دو کوس اصفہان سے ہٹ کر بارگاہ سلیمانی برپا کرائی اور تمام بارگاہیں اور خیمے استادہ ہوئے اور عمرو نے بھی اپنی بارگاہ علیحدہ استادہ کی اور اسمیں آ کر صعوہ چنگی کو زنبیل سے نکالا اور ہوشیار کیا جب صعوہ چنگی کو ہوش آیا پوچھا ای عمرو تم مجھکو کہاں لائے عمرو نے کہا لشکر امیر باتوقیر میں داخل ہوئے صعوہ چنگی نے کہا کہ میرا مال اور اسباب اور خواصیں کہاں ہیں عمرو نے اسی وقت تمام مال و اسباب اور خواصیں زنبیل سے نکال کر آگے صعوہ چنگی کے رکھدیں صعوہ چنگی حیران ہوئی اور کہا ای خواجہ تم میں بڑی کرامات ہی الغرض عمرو نے خیمہ صعوہ چنگی آراستہ کر کے صعوہ سے کہا تو چنگ بجاؤ اور ہم گائیں صعوہ چنگی چنگ بجانے لگی اور عمرو لہک لہک کر گانے لگا ادہر سے قاسم تنگ رو اصل عیار پہلوان عادی کا جا رہا تھا گانے بجانے کی آواز سنکر در خیمہ عمرو پر ٹھہرا اور جا کر پہلوان عادی سے بیان کیا عادی نے جا کر امیر باتوقیر سے کہا معلوم ہوتا ہی عمرو ملک اصفہان سے کچھ عورتیں لایا ہی اور لشکر میں سب سے چھپایا امیر باتوقیر پہلوان عادی سے یہ سنکر عمرو کے خیمے میں آئے دیکھا کہ گانا ہو رہا ہی چنگ بج رہا ہی صحبت عیش و عشرت جمع ہی امیر باتوقیر نے آواز دی کہ ای خواجہ ہم بھی آئیں عمرو صدائے حمزہ صاحبقران سنکے باہر نکل آیا اور کہنے لگا کہ ای امیر باتوقیر میں ملکہ صعوہ چنگی پر عاشق ہوں اور یہ عشق صادق ہی کاذب نہیں ہی کہ آپ معشوقہ کو مول لیں یہ سنکر امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا تمہیں اختیار ہی کیا میں کچھ کہتا ہوں مگر یہ بتاؤ ملکہ صعوہ چنگی کو کیا ہم سے چھپاؤ گے ہنسے تو ملکہ مہر نگار کو تم سے نہیں چھپایا عمرو نے عرض کیا ای امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان آپ مالک و مختار میری جان و مال اور اہل و عیال کے ہیں بھلا آپ سے کیا پردہ ہوگا یہ کہکر حمزہ صاحبقران کا ہاتھ پکڑ کر اندر خیمے کے لایا صعوہ چنگی نے مجرا کیا امیر باتوقیر صعوہ چنگی کو دیکھ کر نہایت حیران ہوئے اور دل میں کہا کہ اس صورت کا معشوق دلفریب و محبوب جامہ زیب عمرو کی شکل پر کیونکر عاشق ہوا غرضکہ امیر باتوقیر تھوڑی دیر ٹھہر کر رخصت ہوئے اور محل میں آئے ملکہ مہر نگار سے سارا حال عمرو اور صعوہ چنگی کا بیان کیا ملکہ مہر نگار نے سنکر فتنہ سے تمام حال عمرو اور صعوہ چنگی کا بیان کیا فتنہ نے جلکر کہا میری پاپوش کی نوک سے اگر عمرو صعوہ چنگی بالزادی کو لایا ہی وہ سوا موٹھی کا ناجوانمرگ اسی طرح ہرجائی پن کرتا پھرتا ہی ایک روز ملکہ مہر نگار نے عمرو سے کہا ای خواجہ صعوہ چنگی اپنی معشوقہ کو ذرا ہمیں بھی دکھاؤ عمرو فوراً صعوہ چنگی کو ساتھ لیکر محل میں آیا صعوہ چنگی نے ملکہ مہر نگار کو مجرا کیا ملکہ مہر نگار صعوہ چنگی کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور کہا بیٹھو جیسے ہی فتنہ نے دیکھا کہ صعوہ چنگی آئی ہی اور ملکہ نے اسکو اپنے پاس بیٹھایا آتش رشک و حسد سینے میں مشتعل ہوگئی اسکا جی جلکر کباب ہوا توشک خانہ میں جا کر چپکی ہو کر بیٹھ رہی کہ میرا سامنا اس مردار کا نہو ملکہ مہر نگار نے ایک خواص سے پوچھا کہ فتنہ کہاں ہی اسنے عرض کیا ای ملکہ وہ منہ پھلائے تیوریاں چڑھائے ہوئے توشک خانہ میں بیٹھی ہی ملکہ نے کہا کیوں کوئی دیوانی ہوگئی ہی احمق ہی تماشوں نے گھیرا ہی مرد سب ایسا ہی کرتے ہیں ای گلبہو خواص تو جا کر فتنہ سے کہ کہ ملکہ صندوقچہ جواہر کا مانگتی ہیں جلد لاؤ وہ خواص دوڑی توشک خانہ میں گئی اور ملکہ کا حکم سنایا فتنہ مجبور و ناچار ہو کر صندوقچہ جواہر کا لیکے خدمت میں ملکہ کی حاضر ہوئی مگر صعوہ چنگی کی صورت دیکھتے ہی جیسے آگ جل گئی اور اسکی طرف سے منہ پھیر لیا ملکہ مہر نگار نے صندوقچہ کھولا اور وہ جواہر بیش بہا صعوہ چنگی کو دیا کہ کبھی صعوہ چنگی کے باپ نے آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا صعوہ چنگی نے اٹھ کے مجرا کیا مہر نگار نے فتنہ سے کہا ای فتنہ جو ہم کہیں اسکو منظور کرو فتنہ سنکر چپ ہو رہی جواب ملکہ کو نہ دیا مہر نگار

دیکھا اور فقط صعوہ چنگی کے گلے لگ جاؤ اسمین میل اور اتحاد رکھو یہ کہکر ملکہ مہرنگار اٹھی اور ہاتھ دونون کا پکڑ کے گلے ملوا دیا لیکن یہ عقدہ ہوتا ہے کہ ایسا ٹیڑھا ہوتا ہے کہ کبھی دل سوتون کا صاف نہین ہوتا غرضکہ صعوہ چنگی ملکہ مہرنگار سے رخصت ہوکر اپنے خیمے مین آئی عمرو نے عیارون سے تاکید شدید کردی کہ صعوہ چنگی کے خیمے سے بہت ہوشیار رہنا اور ہر وقت گرد خیمہ صعوہ چنگی پہرا چوکی رکھنا کہ اب گلباد اور گرد عراقی کو خبر ہوگی کہ عمرو صعوہ چنگی کو لیگیا ہے وہ نہایت کوشش اور جستجو کرینگے اور عجب نہین جو آکے نکال لیجائین عمرو تو اس بندوبست مین ہین اور پہرا چوکی بہت ہوشیاری کے ساتھ رہتا ہے

داستان آنا گلباد کا اور چرا لیجانا ملکہ صعوہ چنگی کو اور راہ مین عیاری کرنا ابو الفتح کا اور قید کرنا امیر کو برج عراق زہر مار مین

مخبران روایات داستان رنگین اسطرح اس کیفیت کو تحریر کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملکہ صعوہ چنگی کو لیکر چلے آئے صبح کو سب کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سب کے منھ کالے ہین اور ساری صحبت لٹی ہوئی ہے مگر نہ عمرو نہ صعوہ چنگی ہے بختک تو اچھلنے لگا اور صلوٰۃ پڑھنے لگا یہ خبر گرد عراقی کو ہوئی کہ صعوہ چنگی کو مع گھر بار عمرو لیگیا گرد عراقی نے بہت غیر حال کیا گلباد نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین صعوہ چنگی کو لشکر امیر با توقیر سے نکالے لاتا ہون یہ کہکر جتنے عیاران اصفہان تھے لشکر امیر با توقیر مین صورت بدل کر گئے کہ آج کل لشکر امیر کا ترقی پر ہے اور گلباد بھی رات کو چلا کہ صعوہ چنگی کو چرا لاؤن یہ سوچ کر سامنے خیمہ صعوہ چنگی کے صورت بدل کر آیا دیکھا کہ بہت سے عیار گرد خیمے کے بیٹھے پہرا دے رہے ہین جب یہان اسکا دسترس نہ چلا بارگاہ سلیمانی مین آیا اور امیر با توقیر کو چرا لیگیا صبح کو بارگاہ مین لایا نوشیروان و مندویل وغیرہ بہت خوش ہوئے اور سب نے کہا کہ امیر کو ابھی قتل کرو یہ سنکر بختک نے کہا اے مندویل اگر تم امیر کو قتل کروگے تو عمرو مار ڈالیگا اور قید کروگے تو چرا لیجائیگا ہر طرح مشکل ہے گلباد نے کہا اے بختک قلعہ شرک اصفہان مین برج زہر مار ہے اسمین امیر کو قید کرو عمرو تو پتا بھی نہ لیگا بختک نے کہا بہتر ہے غرضکہ گلباد نے امیر کو لیجا کر برج زہر مار مین قید کیا ادھر لشکر اسلام مین صبح کو خبر ہوئی کہ امیر بارگاہ سلیمانی مین سے غائب ہو گئے عمرو نے بھی سنا نہایت صدمہ ہوا سارے لشکر کو رنج ہوا مہرنگار نے رو رو کے عجب حال کیا عمرو نے بہت جستجو اور کوشش کی مگر امیر با توقیر کا کہین پتا نہ لگا دوسرے دن رات کو پھر گلباد آیا عمرو تو قباد شہریار کی خبر کو گیا ہوا تھا گلباد صعوہ چنگی کو چرا لیگیا خواصین پیٹنے لگین اور رو رو کر غل مچانے لگین عمرو جو قباد کے پاس سے آیا سنا کہ لشکر مین سے آواز رونے کی آتی ہے عمرو حیران ہوا کہ لشکر مین کون روتا ہے جب عمرو قریب خیمے کے آیا سنا کہ خیمہ صعوہ سے آواز رونے کی آتی ہے عمرو جلدی سے خیمے کے اندر آیا خواصون نے رو کر کہا اے خواجہ صعوہ کو گلباد چرا لیگیا یہ سنکر عمرو اور سب عیار دوڑے کہ چلکر صعوہ کو چھڑا لائین گلباد پشتارہ لگائے چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک رومال پڑا تھا گلباد نے اٹھا لیا دیکھا کہ ایک طرف رومال کے کونے پر کچھ روپیے بندھے ہین اور ایک طرف ڈلیان مصری کی چاندی کے ورق کی لگی ہوئی بندھی ہین اور اسمین کچھ چھوٹی الاچیان بھی ہین گلباد نے مصری کی ڈلیان تو پھینکدین اور روپیے لیلیے اور الاچیان کھانے لگا جیسے الایچی کھائی بیہوش ہو کے گر پڑا ابو الفتح نے جھاڑی مین سے نکل کر گلباد کو باندھا اور رفع بیہوشی دے کر گلباد کو ہوش مین لایا گلباد نے دیکھا کہ ایک لڑکے نے مجکو باندھ لیا ہے کہنے لگا اے لڑکے اپنے روپیے لے اور مجکو چھوڑ دے ابو الفتح نے کہا تو کیا یہ لیے جاتا ہے گلباد نے کہا گرد عراقی کی معشوقہ صعوہ چنگی کو لیے جاتا ہون ابو الفتح نے کہا او گیدی تو میری ممانی کو اسطرح کہتا ہے اور مجھسے تو میری خالا نے

سارا ماجرا تیرا بیان کیا تھا کہ امیر کو تو ہی چرالیگیا ہی اور آج صعوہ کو چرا لایا ہی یہ سنکے مین پہلے سے راستے پر آ بیٹھا تھا اور یہ مال میرا ہی تو روپیہ مجھے کیا دیگا تو نے وہ گرہ کھولی نہین اُسمین بیہوشی بندھی تھی گلباد نے کہا اولڑکے تو مجھسے ہزار روپیہ لیلے اور مجکو چھوڑدے ابوالفتح نے کہا او گیدی کیا بکتا ہی مگر اب ابوالفتح حیران ہی کہ ایک تو یہ لشتارہ دوسرے گلباد اور قدیر اچھو پا سا کیونکہ ان دونون کو لیجاؤن جب ابوالفتح نے سوچ کر گلباد کے پانون مین رسی باندھی اور لشتارہ صعوہ کا دوش پر لگایا گلباد کو کھینچتا ہوا لیچلا کہ پشت آسکی چھل گئی گلباد غل مچانے لگا اس اثنا مین گلباد عراقی آگیا گلباد نے دیکھکر اُسکو کہا ای بھائی یہ لڑکا مجکو مارے ڈالتا ہی ابوالفتح گلباد کو دیکھکر حیران ہوا اور لشتارے کو ایک طرف رکھکر نیچہ کھینچا گلباد سے لڑائی ہونے لگی جب گلباد نے چاہا کہ رسی کھولے رسی کا سرا ابوالفتح کے ہاتھ مین تھا فوراً اُسنے جھٹکا مار دیا اور گلباد کو پاس نہ آنے دیا بہت ہوشیاری سے ابوالفتح لڑرہا ہی کہ اتنے مین بہرام عراقی بھی آپہونچا اب ابوالفتح گھبرایا خدا سے دعا کرنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ واہ یک نشد دو شد لیکن دل کو مضبوط کر کے دونون سے لڑنے لگا ابوالفتح تو اکیلا ہی اور وہ دو ہین مگر دونون کی چوٹین رد کرتا ہی اور جواب دیتا ہی لڑتے لڑتے ابوالفتح نے ایک ٹھکی بہرام کو ماری بہرام عراقی زخمی ہوا پیچھے ہٹ کر کہنے لگا او لڑکے تو نے مجھے زخمی کیا ابوالفتح نے کہا او گیدی سوا سے زخمی ہونے کے کیا لڈو پیڑے لڑائی مین بٹتے ہین ابوالفتح لڑرہا ہی اور دعا مانگتا جاتا ہی کہ عمرو نے ابوالفتح کی آواز دور سے پہچانی پکارا کون ہی ابوالفتح نے عمرو کی آواز سنکر کہا ای ماموں جان جلد آیئے کہ ثانی کا لشتارہ مین نے گلباد سے چھین لیا اور بہرام و گلباد دونون میرے پیچھے پڑے ہین یہ سنکر عمرو نیچہ کھینچکر جھپٹا اور آتے ہی دونون سے لڑنے لگا کہ گلباد کی رسی کا سرا ہاتھ سے ابوالفتح کے چھوٹ گیا ادھر سرہنگ مصری بھی آگیا اب تو ایک سے ایک لڑنے لگا کہ ادراک عراقی دو ہزار سوار سے آیا اُسکو دیکھکر عمرو نے ابوالفتح سے کہا ای فرزند تو چلا جا اور سرہنگ مصری سے بھی کہا تم بھی نکل جاؤ یہ دونون لڑتے ہوئے راہی ہوئے عمرو نے صعوہ جنگی کو توزنبیل مین ڈال لیا اور نکلنے کا ارادہ کیا کہ سلطان بخت مغربی پانچ ہزار سوار سے طلایہ پھرتے پھرتے ادھر نکل آئے دیکھا لڑائی ہو رہی ہی عمرو کی آواز سنکر نعرہ کیا اور تلوارین کھینچ کر جا پڑے تلوار چلنے لگی صبح تک پانسو آدمی سلطان بخت مغربی نے قتل کیے اور باقی سے ادراک عراقی کے بھاگ کر بارگاہ مندویل مین آئے گلباد کو برا صدمہ ہوا اُس طرف رات کو کوئی قباد شہریار کو چرا لیگیا صبح کو لشکر اسلام مین غل ہوا کہ قباد شہریار خوابگاہ سے غائب ہو گئے عمرو نے جو تلاش کیا معلوم ہوا کہ مندویل و نوشیروان کو بھی خبر نہین کہ قباد کو کون چرالیگیا ادھر بختک نے مندویل سے کہا کہ طبل جنگ بجواؤ مندویل نے کہا کہ امیر تو ہمارے پاس قید ہین اور ہمکو تو اُنسے لڑنے کی خوشی تھی بختک نے کہا ای مندویل غنیمت جانو کہ امیر قید ہین غرضکہ مندویل نے بختک کے کہنے سے طبل جنگ بجوایا یہ خبر عمرو کو ہوئی سب لوگ لشکر اسلام مین گھبرائے کہ اب کیا ہوگا نہ تو امیر ہین نہ بادشاہ لشکر اسلام عمرو نے سب کو تسلی دی کہا نہ گھبراؤ خدا حامی و مددگار ہی لندھور جانشین حمزہ تو موجود ہی غرضکہ ادھر لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے کہ یکایک ایک طرف بیابان سے گرد اُٹھی دیکھا کہ لاکھ سوار سے کندر کوہ کہ بانی آیا پھر دوبارہ گرد اُٹھی دیکھا کہ مسلسل شاہ نخشبی و لدائن شاہ لاکھ لاکھ سوار سے آئے کہ پھر گرد کا تتق اُٹھا کہ عجم خان تین لاکھ سوار سے آیا اب جو سب کی آمد ہوئی اور یہ سردار کمک کو نوشیروان کی آنے لگے سب فوج کفار کہ سردار استقبال مین مصروف ہوئے دن کم رہگیا مندویل نے ارادہ کیا کہ طبل بازگشت بجا کر اپنے اپنے خیمون مین پھر جائین مگر عجم خان سے تین لاکھ سوار کے آیا بادشاہ نوشیروان کے پاس بھی گیا دمین باگ لی لشکر لندھور پر آپڑا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی اب پوچ لندھور

آگے پسپا ہونے لگی عجم خان گھبرا اُٹھا برابر لندھور کے آیا اور پکارا اومندھی اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر تلوار
ماری کہ ہودا بھی کٹا اور فیل لندھور کا زخمی ہوا اب لندھور کو بھی غصہ آیا تیغہ دودستہ سندری کھینچکر ایک ہاتھ مارا عجم خان نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا تیغہ سپر کو کاٹ کر جگرگاہ تک اُتر گیا عجم خان زمین پر گرا لاش تڑپنے لگی فوج اُسکی بھاگی پھر خوب تلوار چلی لاکھ
سوار عجم خان کے مارے گئے باقی بھاگ گئے جب لشکر نوشیروان مین آئے بختک نے طبل بازگشت بجوایا دونون
لشکر پھر کر اپنے اپنے خیمون مین آئے بختک نے کہا واہ میان عجم خان خوب جلدی کی کہ سب سے پہلے تمنے پاتراب
ملک عدم کا کیا نوشیروان بختک پر خفا ہوا مندویل نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام مین بھی کوس حربی بجا سا
رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آئے کہ از پردہ بیابان گرد کے برخاست جب دامن گرد
شگافتہ ہوا دیکھا شباہنگ چرخی زن لاکھ سوار سے کمک کو نوشیروان کی آیا یکایک پھر گرد اُٹھی ہر برقعہ دس ہزار
سوار سے آیا پھر گرد اُڑ رہی دیکھا کہ ملک فرخ و نجم کاسہ فروش و مریخ دہل زن آئے اور برابر مندویل کے پہونچکر ملا
گیا شباہنگ چرخی زن نے اجازت طلب کی اور میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا عمرو نے لندھور سے کہا ای دارائے ہند
تم نہ جانا اب لشکر تمہارے دم سے ہے کہ سلطان بخت مغربی لندھور سے اجازت لیکر میدان مین آئے لیکن
شباہنگ چرخی زن کی نئی لڑائی اور نیا حربہ ہے جب سلطان بخت مغربی سامنے آئے شباہنگ چرخی زن
نے گھوڑون کو چرخ دیا کہ ملق گرد مانند ہوا اور اُسی گرد و غبار کی تاریکی مین اپنا حربہ کیا سلطان بخت مغربی زخمی ہوا یہ دیکھکر
قارن قار مغربی نکلا وہ بھی اُسی طرح زخمی ہوا دو سردار اور شہید ہوئے تمام لشکر حیران ہوا کہ حربہ اسکا نہین دکھائی دیتا ہے
اور سردار زخمی ہو جاتا ہے عمرو اور لندھور کو نہایت فکر ہوئی اور اُسنے سات سیہ اندازیان کین دس بارہ سردار تو زخمی ہوئے
پانچ چار پہلوان مارے گئے عمرو نے لندھور سے کہا ای دارائے ہند خدا خیر کرے امیر باتوقیر اور بادشاہ تو نہین ہین یہ
کافر لڑائی لڑتا ہے اُسطرف بختک و نوشیروان و مندویل وغیرہ بہت خوش ہین اور نوشیروان و مندویل نے اُسکی
دعوت کا سامان کیا اور شباہنگ چرخی زن سے کہا کہ بعد دعوت کے طبل جنگ بجوانا غرض بسبب دعوت کے لڑائی
موقوف رہی عمرو نے جو سنا تو لندھور سے کہا کہ مین بھی دعوت کا سامان دیکھ آؤن لندھور نے کہا ای خواجہ تمکو اختیار ہے مگر
عمرو نے دل مین سوچا ای خواجہ آج بختک سے امیر باتوقیر کا حال چلکر پوچھو یہ دل مین خیال کرکے عمرو چلا اور دربارگاہ
نوشیروان پر آیا ارادہ بختک کی دیکھنے لگا کہ جب بختک نکلے تو اُسکے خیمہ مین چلکر پوچھونگا غرض بختک کو خود دیر ہوئی
تو عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ خدا جانے بختک کب آئے بہت دنون سے بہن کو نہین دیکھا ہے ای خواجہ ذرا چلکے بہن
کو دیکھ آؤ یہ سوچ کر عمرو اپنی بہن کے مکان پر آیا اور اندر گھر کے جو چلا تو ایک غلام نے روکا اخی سعید نے اشارے سے
غلام کو منع کیا اور عمرو اندر چلا گیا اپنی بہن سے ملا سمینہ نے کہا ای بھائی امیر باتوقیر اور بادشاہ قباد تو قید ہین اور
کلہاد تمہارا دشمن ہو رہا ہے ذرا اُس سے ہوشیار رہنا عمرو نے کہا ای بہن خدا حامی و مددگار ہے وہ میرا کیا کر سکتا ہے پھر عمرو
نے پوچھا ابوالفتح کہان ہے اُسنے کہا ای بھیا ایک احاطہ مکان کا اُسنے مول لیا اُسی مین کھیلا کرتا ہے اور کھانا تک نہین
کھاتا ہے یہ سنکر عمرو احاطہ مین آیا دیکھا ابوالفتح سر سے پاؤن تک خاک مین غلطان ہے عمرو کو دیکھکر ابوالفتح بہت خوش ہوا
اور کہا ماموجان سیر امجد عمرو نے کہا ای فرزند تمنے اپنا یہ کیا حال بنایا ہے ابوالفتح نے کہا ماموجان مین بیکار نہین رہتا
جب سے مین نے خبر سنی ہے کہ امیر باتوقیر کو قلعہ تیرک اصفہان مین برج زہرمار کے اندر قید کیا ہے مین نے اس احاطہ
سے نقب کھودی ہے اور مٹی نکال کر ڈھیر کر رہا ہون سب نقب تیار ہے فقط ایک دیوار حائل رہ گئی ہے یہ سنکر عمرو نے
ابوالفتح کو گلے سے لگایا اور نقب کے اندر گیا دیوار مین چھید کر کے جو جھانکا دیکھا ہزارہا عیار دن کے پہرے

ابی

برج زہر بار کے چارون طرف بیٹھے ہین اور گلباد نے وہ چوکسی کی ہی کہ پرندہ پر نہین مار سکتا ہی عیارون کو حکم دیا ہی کہ جو باہر جائے
پھر نہ اندر آسکے اور آسکے تو گلباد نے جو پتا بتایا ہی وہ بتادے علاوہ اسکے ایک عیار مرخ ڈہل زن کو ڈھول دیا ہی کہ تمام پہر
بجا بجا کر ان سب کو جگایا کرے وہ ڈھول بجاتا ہوا چارون طرف پھرتا ہی عمرو نے دن کو توقف کیا اور رات کو نقب سے نکل کر ایک
طرف کو کمند بچھادی جب وہ ڈھول بجاتا ہوا ادھر آیا عمرو نے اسکو پکڑ لیا اور اسکا اس زور سے گلا دبایا کہ وہ مر گیا عمرو نے اسکو
تو ایک خرابے مین ڈال دیا اور آپ اسکی صورت بنکے اسی طرح سے ڈھول بجاتا ہوا چلا عیارون کے برابر آکر کہا ایہا الناس
بہت ہوشیار رہنا لیکن عمرو یہ سوچتا ہی کہ کیونکر سب کو بیہوش کرون ای عمرو ایسا نہو کہ گلباد روز خبر کو آتا ہی چلاؤ سے غرض
اسی فکر مین صبح ہو گئی اور گلباد و کلباد دونون آئے عمرو انکو دیکھکر حیران ہوا دور سے گلباد کو سلام کیا اور ڈھول بجاتا چلا گیا
دل مین کہا ای عمرو تم اسکا سامنا نہ کرو اور گلباد اٹھکر ادھر ادھر دیکھنے لگا چارون طرف دیکھ بھال کر سامنے مرخ کے آیا
صورت دیکھکر شک ہوا کہا ادے مرخ ادھر آ کیا کرتا ہی مرخ نقلی نے کہا جو آپ نے عہدہ سپرد کیا ہی اسی کام پر حاضر ہون گلباد
نے کہا ای مرخ جو ہمنے کہا تھا وہ یاد ہی عمرو نے کہا مہتر جی خوب یاد ہی اس بات پر گلباد کو یقین ہوا کہ یہ عمرو ہی اسنے
نقرے سے پوچھا کہ مین نے تیرے پاس کیا چیز رکھوائی تھی عمرو نے کہا آج تک تو امانت مین خیانت نہین کی گلباد نے بھائی
کو اشارہ کیا کہ یہ عمرو ہی اسکو پکڑ لینا کلباد نے کہا ای بھائی آپ کو خبط ہو گیا ہی کہ اپنے لوگون کو عمرو بتاتا ہی جب گلباد
نے اچھی طرح عمرو کو پہچان کر کہا ای مرخ تو نے بڑی چوکسی رکھی ادھر آکر ایک بات سنتے جا اب عمرو کو یقین کامل ہوا کہ اسنے
مجھکو پہچان لیا عیارون سے عمرو نے کہا تم ہٹ جاؤ تو مین مہتر جی کی بات سن لون عیار ہٹ گئے گلباد خفا ہوا کہ تم سب
کیون ہٹ گئے عمرو نے گلباد سے کہا اب کوئی نہین ہی کہو کیا کہتے ہو معلوم ہوا کہ آپ کو کچھ شک ہی گلباد نے کہا یقین تو ہی
عمرو نے کہا اگر تمکو یقین ہی تو ہم خواجہ عمرو ہی گلباد نے کہا لینا اسکو یہ کہنا تھا کہ عیار دوڑے عمرو نے جست کرنے مین صورت
تبدیل کی اور پنجہ پکڑ کے لڑنے لگا عیار لینا لینا کرکے دوڑے عمرو بھی کہتا چلا جاتا ہی کہ لینا غرض عمرو نے سب عیارون کو مع
گلباد خوب اس مکان کے احاطہ مین پریشان کیا اور نگاہ بچا کر نقب سے نکل گیا گلباد مع سب عیارون کے حیران ہو کر
رہگیا اور کہنے لگا کہ ایہا الناس عمرو کدھر غائب ہو گیا لیکن گلباد و کلباد چہار طرف تلاش کرنے لگے اور عمرو جو نقب سے
نکلکر آیا تو اخی سعید نے کہا ای خواجہ اب سارا گھر ہمارا اور ہم قتل ہونگے اگر نقب گلباد دیکھ لیگا کہ اسکے گھر مین دہنہ ہی غضب
ہو جائیگا عمرو نے کہا تم گھبراؤ نہین غرض اخی سعید کو تسلی دے کر ابوالفتح سے کہا ای فرزند اب کام جان جو حکم کا ہی ابوالفتح
نے کہا ماموں جان جو کام ہو مین حاضر ہون جب تو عمرو نے زنبیل سے مال بہت سا نکالا اور ابوالفتح سے کہا اسکو احاطہ
مین پھیلا دو ابوالفتح اور عمرو نے روپیہ اور اشرفی اور جواہر نقب کے منھ سے لگا کر تمام احاطہ مین پھیلا دیا اور چھپ ہو کے بیٹھ
رہے وہان گلباد نے تین روز تک عمرو کو ڈھونڈھا اور تیسرے دن لاش مرخ کی پائی مگر سڑ گئی تھی اب گلباد کو بھی
یقین ہوا کہ گلباد سچ کہتا تھا آگے جو بڑھے تو دہنہ نقب کا ملا کلباد نے پنجہ پکڑ کے نقب مین کودا آتے آتے دیکھا کہ دہنہ نقب
کا اخی سعید کے احاطے مین ہی لیکن بڑا مال پڑا ہوا ہی جب تو گلباد نے کلباد سے کہا کہ اس مال کو تو اٹھا لیچلو کل
اخی سعید کو گرفتار کر لینگے یہ کہکر دونون بھائی دو مرتبہ بہت سا مال باندھ لیگئے جبکہ عمرو نے دیکھا کہ یہ دو مرتبہ مال لیگئے
ہین فوراً حلقے کمند کے دہنہ نقب پر بچھا دیے اور ایک سرا اپنے ہاتھ مین اور دوسرا سرا ابوالفتح کو دیا اور چھپکے بیٹھ
رہے مگر یہ عمرو نے سمجھا دیا تھا کہ جب گلباد سر باہر نکالے تم اس چالاکی سے دبوچنا کہ غل و شور نہ کرنے پائے القصہ
یہ تو گھات مین بیٹھے اور گلباد تیسری مرتبہ آیا جیسے ہی سر نکالا عمرو نے ایک جھٹکا دے کر فوراً گلا دبایا اور بیہوش کر کے
بیٹھے کلباد بھی اسکے پیچھے آتا تھا دھماکا سنکر کان کھڑے کیے تھے لیکن دل مین کہا بھائی کہین ٹھوکر کھا کر گرے ہونگے

یہ سوچ کر گلباد نے منہ نقب سے اپنی گردن نکالی ابو الفتح نے جھٹکا دیا اور دوڑ کر پکڑ لیا عمرو نے دونوں کو بند زنبیل کیا
اور آپ گلباد کی صورت بنا ابو الفتح سے کہا اے فرزند تو لشکر اسلام میں جا کر بہرام گرز بن خاقان چین سے کہنا کہ دو ہزار
سوار لیکر باہر باہر آؤ ابو الفتح نے اپنے باپ کو تو لشکر میں بھیجا اور آپ گلباد کی صورت بنکر عمرو کے ساتھ ہوا عمرو گلباد بنا
ہوا باہر نقب کے آیا عیاروں سے کہا کیوں مہتر جی کچھ عمرو کا پتا لگا گلباد نقلی نے کہا کل اخی سعید کو گرفتار کر کے ایک
مکان میں وہ نقب کا ہے ایہا الناس عمرو قید اسیر کی دیکھ گیا اب وہ چھڑا لیجائیگا اب میں قید اسیر کی اور جگہ رکھونگا
یہ کہکر گلباد نقلی اُس کنوئیں پر آیا جہاں امیر باتوقیر قید تھے عمرو نے دیکھا کہ پتھر کنوئیں پر رکھا ہے اُسکو ہٹوا کر کنواں کھولا
اور کھٹولا باندھکر عمرو اُترا دیکھا امیر باتوقیر کا عجب حال ہو گیا ہے عمرو قدموں سے امیر باتوقیر کے لپٹ گیا اور کہا یا امیر باتوقیر
چلو غلام تمہارا تمکو لینے آیا ہے یہ کہکر امیر کو باہر نکالا امیر باتوقیر کو غش آ گیا تھا عمرو نے عیاروں سے کہا نکلتے چلو پھر عمرو نے
عیاروں سے کہا کیوں صاحبو عمرو کیسا ہے عیاروں نے کہا کوئی اُس سے بہتر نہیں ہے عمرو نے کہا ایہا الناس اگر یہاں عمرو آ کر
امیر باتوقیر کو چھڑا لے تو اُسکا دین برحق ہے عیاروں نے کہا مہتر جی آپکی عقل سے ہماری عقل بہتر نہیں ہے آپ
زیادہ عقلمند ہیں جو تم کروگے وہ ہمکو بھی منظور ہے اس اثنا میں ابو الفتح بھی بشکل گلباد آیا عیاروں نے دیکھا کہ گلباد
بھی آ گیا لیکن قد چھوٹا ہو گیا عمرو سمجھ گیا کہ خاقان چین آ پہونچا مگر عیار ابو الفتح کو دیکھکر حیران ہوئے عمرو نے امیر
باتوقیر کو ہوش میں لا کر نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پھر عیاروں سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ دین اسلام
قبول کرو یہ سنتے ہی عیار عمرو پر دوڑے عمرو نے تیغچہ کھینچا لڑائی ہونے لگی کہ سامنے سے بہرام دو ہزار سوار لیکر آیا بہرام
کو دیکھکر عیاروں کی جان نکل گئی غرض جو کہ تیرہ دروں تھے وہ بھاگے اور باقی سب عیار اور تمام قلعہ پھر مسلمان ہو
عمرو نے وہ قلعہ اخی سعید کو دے دیا اور ہزار سوار واسطے حفاظت کے اُنکے پاس چھوڑ دیے اور امیر باتوقیر کو ہمراہ لیکر
فتح و فیروزی لشکر اسلام کیطرف چلے

دوسرے کلمے داستان جلالت نشان امیر باتوقیر کا اپنے لشکر میں آنا اور قید قباد کی لیکر آنا مالک اژدر کا نوشیروان کے پاس

نقل کنندۂ عبارت دلچسپ اس داستان کو یوں لکھتے ہیں کہ بعد دعوت کے شباہنگ چرخی زن نے طبل حرب
بجوایا ادھر لشکر لندھور میں بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا
ہوئے یکایک صحرا کیطرف سے گرد اُٹھی خواجہ عمرو پیدا ہوے بعد عمرو کے دیکھا کہ امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران ہان
آتے ہیں لندھور وغیرہ دیکھتے ہی امیر کو دوڑے اور استقبال کر کے لشکر میں لائے بختک امیر باتوقیر کو عمرو کے
ہمراہ دیکھکر ناچنے لگا اور صلوٰۃ پڑھی امیر کے آنے سے اُس روز دونوں لشکر پھر گئے اپنے اپنے خیموں میں آئے اور امیر
باتوقیر بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے عمرو بالا دوی کے واسطے نکلا جب کئی کوس گیا تو ایک پہاڑی ملی اُسپر عمرو چڑھ گیا
دیکھا کہ ایک خیمہ برپا ہے اور فوج اُتری ہوئی ہے عمرو صورت بدل کر لشکر میں آیا اور دربارگاہ پر جا کر کھڑا ہوا دیکھا کہ مالک اژدر
بیٹھا ہے اور دو عیار وراز عرب اور اُسکا شاگرد شباہنگ کھڑے ہیں اور قباد کو شباہنگ چرا لایا ہے یہ بھی ستون سے
بندھے ہوئے ہیں اور مالک کہہ رہا ہے کہ تم دین لات کا قبول کرو تو میں نوشیروان کے پاس لیچلوں یہ سنکر قباد نے
جواب دیا اے مالک اگر یونہیں قضا آئی ہے تو ہرچہ بادا باد لات کیا گیدی مسخرہ ہے میں اُسپر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہوں یہ سنکے
مالک کو غصہ آیا اور کہنے لگا بھلا دیکھوں تو خدا تیرا تمکو کیونکر بچاتا ہے یہ کہکر جلاد کو بلایا اور حکم کیا کہ اسکو ابھی قتل کرو جلاد
نے حکم مالک سے قباد کو زیر دار بٹھایا جب تو قباد نے کہا میری ایک وصیت ہے جو کوئی لشکر امیر باتوقیر میں جا سکے

نوابہر بادو پھر سے کہدے کہ دا تحقہ خبر سے ہاتھ نہ اُٹھانا جب قباد یہ کہہ چکا تو جلاد نے تیغہ خونریز کو تولا کہ ایک پتھر جلاد کے شانے پر پڑا انشانہ جلاد کا اُتر گیا اور تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا دوسرا جلاد آیا اُسکے سر پر پتھر پڑا بھیجا نکل پڑا وہ داصل جہنم ہوا مالک یہ ماجرا دیکھکر حیران ہوا اور شیاہنگ سے کہا دیکھو تو یہ کون شخص پتھر مار رہا ہی اب لوگ چارطرف ڈھونڈھنے لگے یہاں تیسرا جلاد آیا عمرو نے اُسکے جو پتھر مارا تو اُسکی چھاتی پر لگا لیکن دراز عرب نے دیکھا کہ ایک پیادہ پگڑی باندھے پیادون مین کھڑا ہی وہی پتھر مار رہا ہی جب تو دراز عرب نے کہا لینا اس پیادے کو یہ سنکر عیار دوڑے عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور للکارا او کافرو کیا تمھارا مقدور ہی جو اس شہریار کا ایک مو بدن میلا کرو یہ کہکر عمرو جست کر کے نکل گیا شیاہنگ عمرو کے پیچھے دوڑا راہ مین عمرو نے برابر آ کے بیضہ بیہوشی مارا شیاہنگ کے منہ پر وہ بیضہ بیہوشی پڑا شیاہنگ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے اُسکو تو خرابے مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر دراز عرب کے پاس آ کھڑا ہوا لوگون نے مالک سے کہا اب اسکو نہ قتل کیجیے مالک نے کہا ایہا الناس دشمن طعنہ زن ہونگے کہ مالک ڈر گیا یہ کہکر حکم کیا کہ جلد اسکو قتل کرو شیاہنگ نقلی نے دراز عرب سے کہا ای اُستاد یہ نواسا بادشاہ نوشیروان کا ہی اسکو قید کرو قتل نہ کرو اور تم میری طرف سے مالک سے کہو کہ اسکا قتل کرنا بہتر نہوگا بڑی قباحت ہی دراز عرب نے کہا ای شیاہنگ تجکو اس بات مین کیا دخل ہی مالک نے جو سنا پوچھا کیا ہی دراز عرب نے کہا ای شہریار یہ تو شیاہنگ قباد کو چرا لایا تھا اب سفارش کرتا ہی کہ اسکو قتل نہ کیجیے قید کیجیے مالک نے کہا بہتر ہی اسکو قید کرو جب دراز عرب بولا کیا اب ہم عمرو سے دب جاینگے یہ کہکر جلاد سے کہا جلد اسکو قتل کر کیا دیکھتا ہی ہاتھ تیغہ خونخوار کا اسکو مار یہ دراز عرب کا کہنا تھا کہ ایک ہاتھ تلوار کا شیاہنگ نقلی یعنی عمرو بن امیہ ضمری نے دراز عرب کو مارا تلوار سر پر دراز عرب کے پڑی چکر کھا کر گرا عمرو نے یہ نعرہ کر کے جست کی او مالک اگر تو نے قباد کو قتل کیا تو یہ جان لینا تجکو خیمہ مین گھس کے مار ڈالونگا اور ایک ساعت جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر عمرو نکلا اور مالک نے آواز دی ارے اس دزد مکار کو پکڑو عمرو مثل برق تڑپ کر نکل گیا اور ایک گڑھے مین جا کر ایک خواص کی صورت بنا اور پھر مالک کے عقب آ کھڑا ہوا اور رومال ہلانے لگا مالک خفا ہو رہا تھا اور سردار سمجھا رہے تھے کہ جانے دیجیے کیا ضرور ہی جو آپ دروبار یک گردن کے سر ہوجیے مالک نے کہا واہ میری بات مین فرق آئیگا اسکو جلد قتل کرو یہ کہتا تھا کہ عمرو نے پشت پر سے مالک کا تاج لیا اور جست کر کے برابر جلاد کے آیا اور ایک تلوار جلاد کو ماری کہ وہ گر کے جہنم واصل ہوا عمرو پھر وہان سے جست کر کے نکلا اور یہ نعرہ کرتا ہوا مثل صرصر تیز و تند چلا گیا نعرہ عمرو ہم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم رنگ از رخ نجتک بد اختر بہ برم ✤ در محفل خسروان چو گردم ساقی ✤ جام و قدح و صبو و ساغر بہ برم یہ کیفیت دیکھکے مالک کو بھی خوف پیدا ہوا دل مین کہا کہ تجکو اسکے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا بہر نواسا بادشاہ نوشیروان کا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو لیجا کر بادشاہ کو نذر دے وہ خوش ہوگا یہ سوچ کر حکم دیا کہ قباد کو قید کرو جبکہ عمرو نے دیکھا کہ قباد کو فلان جگہ قید کیا اب کسی قدر اطمینان ہوا اور پھر لشکر امیر یا تو قبیر حمزہ صاحبقران کی طرف چلا کہ حمزہ صاحبقران سے کیفیت قباد شہریار کی بیان کیجیے یا تو امیر یا تو قبیر آ کر مین چھڑا لینگے اور اگر مالک کوچ کر جائیگا تو راہ مین چھین لینگے القصہ یہ سوچ کر عمرو لشکر

امیر باتوقیر مین آیا اور بارگاہ مین آکر امیر کو مجرا کیا اور حال قباد شہریار کا بیان کیا وہان مالک نے اسی وقت قباد کو دار اپنے پر چڑھا کر طرف لشکر نوشیروان کے کوچ کیا اور مالک بارگاہ مین نوشیروان مین آیا قباد نے بطریق اسلام سلام کیا مندویل نے کہا او پسر حمزہ یہ تیرا نانا ہے اور بادشاہ ہفت اقلیم کا ہے تو نے اسکو سلام نہ کیا جواب بھی تو دین اپنے نانا کا قبول کر تو تیری جان بخشی کرا دون قباد شہریار نے کہا او مندویل لات کیا گیدی ہے مین ایسے لاکھ نانا کہ لعنت کرتا ہون اور مرنے کی مجکو پروا نہین یہ گفتگو سنکر مالک قباد کا عاشق ہو گیا اور دل مین کہا اگر مالک خدا پرست ایسے بہادر ہوتے ہین ادھر نوشیروان نے غصہ ہوکر کہا کہ آج تو اسکو قید کرو کل قتل کرونگا بختک کی بھی یہی صلاح قرار پائی کہا تیر ہی یہ خبر ہرکارون نے آکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو دی کہ یا امیر کشورگیر کوئی پہلوان عرب ہے وہ بادشاہ کی قید مین لشکر نوشیروان کے پاس آیا ہے اور نوشیروان نے حکم دیا ہے کہ آج قید رکھو کل قتل کرونگا امیر باتوقیر نے فرمایا کل دیکھا جائیگا کہ رات کو سرہنگ مصری جاکر نوشیروان کو چرا لایا امیر بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ اسکو عقابین پر کھینچو وہ دونون قباد کو قتل کرین مین نوشیروان کو قتل کرونگا اس اثناء مین عمرو نے گلباد اور کلباد کو زنبیل سے نکالا اور سامنے امیر کے باندھکر حاضر کیا امیر نے فرمایا انکو ہوش مین لاؤ عمرو نے رفع بیہوشی دونون کو دی جب دونون کو ہوش آیا اپنے تئین اس حالت مین دیکھکر بہت حیران ہوئے عمرو نے کہا کیا دیکھتے ہو بہتر یہ ہے کہ مسلمان ہو جب تو گلباد اور کلباد نے عمرو کی بہت تعریف کی اور کہا ہمکو کلمہ بتائیے عمرو نے انکی صورت دیکھکر کہا یا امیر باتوقیر یہ دونون بڑے مکار اور غدار ہین انکو نہ چھوڑیے گا اور امیر باتوقیر مین نے آجتک ایسے عیار نہین دیکھے امیر نے عمرو کا کہنا نہ مانا اور دونون کو کلمہ پڑھایا وہ دونون طوطے کی طرح خوف جان سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے لیکن آپس مین یہ مشورہ کیا کہ خالی ہاتھ مندویل کے سامنے کیا جائین بہتر یہ ہے کہ نوشیروان کو چرا لیچلین کیونکہ ہماری خفت مٹ جائیگی الغرض گلباد اور کلباد نوشیروان کو عقابین پر سے چرا لیگئے صبح کو خبر امیر باتوقیر کو ہوئی عمرو نے کہا یا امیر مین آپ سے کہتا تھا اور آپ نے میرا کہنا نہ مانا ادھر جاتے ہی نوشیروان نے حکم دیا کہ جلد قباد کو زیر تیغ کرو اسی وقت جلاد نے قباد کو زیر دار بٹھایا یہ خبر امیر کو ہوئی فوراً اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور عمرو کو ہمراہ لیکر طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے اور عمرو نے چلتے وقت لشکر مین پکار دیا تھا کہ امیر لشکر کفار مین تنہا جاتے ہین خدا جانے کیا ہو جسکو آنا ہو جلد آئے یہ سنکر لندھور و بہرام وغیرہ پیچھے امیر باتوقیر کے روانہ ہوئے اور امیر نے اشقر دیوزاد کو ایسا تند جولان کیا کہ عمرو بھی پیچھے رہگئے جب امیر کشورگیر برابر لشکر کفار کے پہونچے تیغ عقرب سلیمانی کو کھینچ لیا اور جو سامنے پڑ گیا قتل کرنا شروع کیا بزن و بگیر کی صدا بلند ہوئی کشتون کے پشتے لگا دیئے قباد شہریار نے جو امیر باتوقیر کا نعرہ سنا فوراً قید اپنی توڑ ڈالی اتنے مین عمرو بھی آگیا برابر ایک سوار کے پہونچ کر پہلو مین خنجر مارا وہ سوار گھوڑے سے گرا عمرو وہ گھوڑا لیکر قباد کے پاس آیا اور قباد شہریار کو اس گھوڑے پر سوار کیا اور ایک تلوار بھی نکالکر قباد کو دی قباد بھی لڑنے لگے یکایک نعرہ لندھور اور بہرام کا ہوا اور آتے ہی لشکر سے لڑنے لگے اب خوب تلوار چلنے لگی اور ہر ایک سردار لشکر اسلام ایک کے بعد ایک آنے لگا خبر مندویل کی نوشیروان کو ہوئی

بختک سے کہا خبردار کوئی اُس سے مزاحم نہ ہو قباد کو لیجانے دو الغرض امیر با توقیر نے بفضل ایزدی بہت سے کفار کو قتل کیا اور تمام لشکر پسپا ہوا قباد کو چھڑا کر اپنے ساتھ لشکر مین لائے اور جشن عام کیا وہان مالک اژدرو ہندویل و خطلیل وغیرہ کو بڑا صدمہ ہوا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران ہمارے لشکر سے قباد کو چھڑا کر لیگئے اور ہمسے کچھ نہو سکا اب یہ ارادہ کیا کہ ہجوم دکھلا کر طبل جنگ بجوائین

دوسرے کلمے داستان مارا جانا گرد عراقی کا اور ہیتہ لگانا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا

منتسبان روایت تازہ اس داستان رنگین کو یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز گرد عراقی کسی صحرا مین شکار کھیلنے گیا وہان کسی نے ایسا ایک پتھر مارا کہ وہ سینہ پر پڑا گرد عراقی زمین پر گر کے تڑپا اور مرگیا لوگ اُسکی ہمراہی کے لاش اُسکی گریان و نالان بارگاہ نوشیروان مین لائے بختک نے پوچھا ارے کیا ہوا یہ کیونکر مرگیا لوگون نے کہا کسی نے پتھر مارا سینہ پر پڑا مرگیا اُسنے کہا کہان پر یہ واقعہ ہوا بیان کیا کہ فلان صحرا مین شکار کھیلنے گیا تھا غرضکہ گرد عراقی کی لاش دیکھکر سبکو صدمہ ہوا بختک نے کہا اے ہندویل جو ہم بتائین وہ تدبیر کرو اسکا تابوت اور یہ پتھر ایک کشتی مین مع زنانی پوشاک کے امیر کے پاس بھیجدو اور یہ کہلا بھیجو کہ یا امیر با توقیر آپ صاحبقرانی خواجہ عمرو کے بھروسے پر کرتے ہین یہ پتھر کہ وزن مین سوا پانچ سیر کا ہے سوائے عمرو کے کوئی نہین باندھتا ہے یا تو آپ یہ پوشاک زنانی پہنیے اور یا عمرو کو باندھکر بھیجدیجیے یہ سنکر سب نے کہا اے بختک کیا خوب تدبیر تو نے بتائی ہے الغرض اسی طرح سے وہ تابوت اور وہ کشتی پتھر و پوشاک کی بہرام عراقی اپنے ہمراہ لیکر سامنے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے آیا اور جو کچھ بختک نے کہدیا تھا وہ بیان کیا جب تو امیر با توقیر نے عمرو کی طرف دیکھا اور کہا اے خواجہ یہ کیا کہتا ہے عمرو حیران ہوا اور کہا اے حمزہ صاحبقران آپ کے سر کی قسم مین اس روداد سے مطلق واقف نہین ہون لندھور وغیرہ نے بھی کہا یا امیر با توقیر کافر کی بات کا کیا اعتبار یہ بختک کی بدذاتی ہے امیر نے فرمایا اے دارائے ہند یہ سب کچھ ہے مگر یہ بات بہادری اور عدالت سے بعید ہے اور ایک مرتبہ یہ بھی اُنکے کہنے کو ہوا تھا کہ عمرو کو ہنچہ اُٹھا لیگیا تھا مین ہرگز نہ مانونگا امیر یہ لندھور سے کہکر پھر عمرو کی طرف مخاطب ہوے کہا اے خواجہ اسکا پتا لگاؤ نہین تو بہ ربِ کعبہ تمکو باندھکر بھیجدونگا عمرو نے کہا یا امیر با توقیر وہ میرے دشمن ہین مجکو قتل کرینگے امیر نے کہا پھر جو کچھ ہو عمرو ناچار ہوا اور کہا اچھا مجکو تین دن کی مہلت دیجیے امیر نے فرمایا کسی کو ضامن دو عمرو نے پکار کر کہا ایہا الناس کوئی ہمارا ضامن ہوتا ہے کسی نے جواب نہ دیا عمرو نے لندھور کی طرف دیکھا لندھور نے کہا عمرو کا مین ضامن ہون امیر نے کہا اے دارائے ہند یہ نہ جاننا کہ مین جانشین حمزہ صاحبقران ہون سب جانتے ہین کہ عمرو سے زیادہ مجکو کوئی عزیز نہین جب اُسکے واسطے یہ بات ہے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے بخدا اگر عمرو نہ آئیگا تو تجکو باندھکر بھیجدونگا لندھور نے کہا مجکو منظور ہے القصہ عمرو لندھور کو ضامن دے کر باہر نکلا اور ایک طرف کو روانہ ہوا دوپہر تک اُدھر تلاش کیا پتا نہ لگا پھر اور سمت کو گیا اسی طرح چار طرف پھرتے پھرتے دو روز گذر گئے اور مطلق پتا نہ لگا عمرو بہت حیران ہوا اور بیٹھ کے ایک جلد فال کھولی اور پھر ایک طرف کو چلا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک شہر معلوم ہوا جیسے عمرو شہر مین آیا لوگون نے پکڑا عمرو نے کہا اے یارو مین نے کیا خطا

لی ہی مین تو ایک بیچارہ مسافر ہون لوگون نے کہا اس شہر کا حاکم اندھا ہی جو کوئی مسافر آتا ہی ہم اُسکے پاس
لیجاتے ہین وہ اُسکے ہاتھ کی ہتھیلی سونگھ کر چھوڑ دیتا ہی یہ سنکر عمرو ناچار ہوا اور وہ لوگ عمرو کو پکڑ کے
اندھے کے پاس لائے اندھے نے ہتھیلی عمرو کی سونگھی کہا یہ عمرو ہی اسکو قید کرو عمرو حیران ہوا کہا
یہ بڑا عقلمند ہی اور نہایت قیافہ شناس ہی الغرض عمرو کو ایک مکان مین قید کیا عمرو دعا مانگنے لگا دل مین
کہتا تھا ای عمرو ایک روز وعدے مین باقی ہی اگر نہ پہونچونگا تو سب کہینگے عمرو جان بچا کر چلا گیا
اور لندھور کو قتل کروا دیا یہ سوچ کر عمرو بلبلایا کہ اتنے مین آواز پہرے والے کی گانے کی آئی عمرو
زندان پاس آ بیٹھا اور نالہ دینے لگا اُسنے کہا کیا تجکو ٹھیکہ بجانا آتا ہی عمرو نے کہا گانا بھی آتا ہی بجانا بھی
آتا ہی اُسنے بانیان عمرو کو لاکے دیا کہا بجا عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کھولدو تو مین ٹھیکہ بجاؤن
اُسنے ایک ہاتھ عمرو کا کھولدیا عمرو بجانے لگا اور گانے بھی لگا لیکن چپکے چپکے سوہن کا رگڑا بیڑیون پر
دیتا جاتا ہی جبکہ بیڑیان کٹ گئین عمرو نے کہا مین پیاسا ہون اُسنے کہا پانی مین بھی پیونگا جب تو عمرو نے
پانی مین بیہوشی ملا کر اُسکو دیا کہا لو پہلے مین پیلو اُسنے ہاتھ سے عمرو کے پانی لیکر پیا پیتے ہی وہ بیہوش
ہو گیا عمرو سجدۂ شکر کر کے قیدخانے سے باہر نکلا اور جلدی شہر سے باہر ہوا جاتے جاتے ایک
صحرا ملا دیکھا ایک شخص چلا آتا ہی جیسے اُسنے عمرو کو دیکھا کہا ای شخص کپڑے اپنے اُتار دے مین قزاق
ہون عمرو نے اُس سے کہا ای بندۂ خدا مین فلک کا ستایا ہون تو مجھے کیون ستاتا ہی اور کاہے کو
راہ روکتا ہی اُسنے نہ مانا عمرو نے کہا بھلا ای احمق مین تجھے کپڑے دیدونگا یہ سنکے اُسنے نیمچہ کھینچ کے
عمرو کو مارا عمرو نے سپر پر روکا خوب دونون مین نیمچہ چلا پھر اُسنے خنجر کھینچا عمرو نے بھی خنجر نکالا بڑی
دیر تک خنجر بھی چلا کیا کچھ نہوا تب تو اُسنے ایک پتھر سوا پانچ سیر کا تراشا ہوا گوپھن مین دے کر
عمرو کو مارا عمرو نے خالی دیا پھر عمرو نے پتھر مارا اُسنے بھی خالی دیا غرض دونون مین سنگبازی
بھی ہوئی مگر چوٹ کسی نے نہ کھائی تب تو اُسنے عاجز ہو کر پوچھا تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا تیرا کیا نام
ہی اُسنے کہا مجکو اسلم بادپا کہتے ہین جب تو عمرو نے بھی نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری اُسنے کہا عمرو کو تو میرے باپ نے قید کیا ہی تو کیونکر چھوٹ گیا عمرو نے کہا ای اسلم
سچ بتا کہ گرد عراقی کو تو نے مارا ہی اسلم نے کہا ای عمرو گرد عراقی نے میرے باپ کو اندھا کروا دیا تھا
اُس روز سے مین اُسکی تلاش مین رہا کرتا تھا کبھی اکیلا نہین ملتا تھا ہر وقت اُسکے ساتھ لوگ رہتے
تھے ایک روز شکار پر تنہا اُسنے آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا مین نے اُسکو پتھر گوپھن مین دے کر مارا وہ مر گیا
مین نے اُس سے بدلہ اپنے باپ کا لے لیا ای خواجہ وہ اندھا میرا باپ ہی اور نام شباہنگ ہی جب تو
عمرو نے اُس سے کہا ای اسلم تو میرے کپڑے اور ہتھیار وغیرہ سب لے لے مگر میرے ساتھ چلکر
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے سامنے کہدے کہ مین نے گرد عراقی کو پتھر سے مارا ہی اسلم نے کہا
واہ خواجہ عمرو خوب سبق پڑھاتے ہو جان بوجھکر عذاب مین پھنسواتے ہو عمرو یہ سنکر پیچھے ہٹے اور
ایک بیضۂ بیہوشی نکالکر منہ پر اسلم کے مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے اُسکی مشکین باندھ کے پشتارہ
لگایا اور مثل باد صرصر کے لشکر امیر کی طرف روانہ ہوا اُدھر لندھور کے ملازمون مین چرچا ہونے لگا تمام
ہندی کھماچی گجراتی کہتے ہین کہ آخر اُس مکار نے دغا کی اب امیر لندھور کو باندھکر کھینچینگے جان لینا

کہ ہم بھی جان اپنی دیدینگے اور تخت تک اُلٹ دینگے یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی کہ لندھور کی فوج یہ کہتی ہی بلکہ سب آمادۂ
جنگ ہین یہ سُنکے امیر نے لندھور کو بلایا اور یہ حکم دیا کہ بیڑیان پہنکر آسبے جب تو لندھور نے اپنی فوج سے کہا
ایہا الناس جو مین کہون وہ کروگے سب نے کہا ہم جان دینے کو موجود ہین لندھور نے کہا بہتر یہ ہی کہ مین قید
ہوکر جاتا ہون تم لوگ ہرگز دخل نہ دینا یہ کلام سنکر فوج لندھور کی خاموش ہو رہی اور لندھور بیڑیان پہنکر
خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین آیا امیر نے کہا اے لندھور اب کیا کہتے ہو لندھور نے کہا یا امیر باتوقیر
مرد کی بات ایک ہی جب تو امیر نے حکم دیا کہ لندھور کو زیردار بٹھاؤ جسوقت اتنا دن گذر جاسے تب قتل کرنا
الغرض لندھور کو زیردار بٹھایا اور ذوالحمار عادی نے کولے کا خط لندھور کی گردن پر لگایا اور ذوالحمار
نے کہا اے لندھور تم تو عمرو کو جانتے تھے اور ضامن ہوئے لیکن تمام ہندی عمرو کو بُرا کہرہے تھے اور
ہتھیار باندھے آمادۂ جنگ کھڑے تھے ادھر لشکر امیر باتوقیر بھی تیار تھا کہ شاید ہندی کچھ فساد کرین کہ صحرا
کی طرف سے عمرو پشتارہ لگائے پیدا ہوا اور لندھور کو مجرا کیا کہا اے بادشاہ ہندوستان کیا کہنا جزاک اللّٰہ
فی الدارین دوست صادق ایسا ہی کرتے ہین یہ کہکر عمرو فوراً امیر باتوقیر کے پاس آیا امیر باتوقیر نے عمرو کو
دیکھتے ہی فرمایا کہ جلد لندھور کو لاؤ جبکہ لندھور آیا امیر نے حکم دیا بیٹھو لندھور بموجب حکم امیر کے
بیٹھ گیا عمرو نے اسلم بادپا کو پشتارے سے کھولکر نکالا اور ہوش مین لایا آنکھ جو اسلم بادپا کی کھلی عمرو
کو تو پہچانا مگر اور سبکو دیکھکے حیران ہوا امیر باتوقیر نے حال اسلم سے پوچھا اُسنے سب بیان کیا اور کہا کہ
یا امیر مین مسلمان ہوتا ہون اسلم کو امیر باتوقیر نے مسلمان کیا اور بہرام عراقی وغیرہ کو مار کے نکلوادیا
اور کہا کہدینا کہ اب یہ چوڑیان اور زنانی پوشاک تمکو پہنا دونگا یہ کہکر عمرو سے کہا اے خواجہ بیٹھو عمرو نے کہا یا
امیر خدا تمہاری صورت مجکو نہ دکھاسے یہ کہکر عمرو صحرا کی طرف چلا جب تو امیر نے کہا اے عمرو میرا قصور معاف
کر عمرو نے کچھ جواب بھی نہ دیا کہ لندھور پکارا اے خواجہ امیر اس طرح سے کہتے ہین اور تم نہین مانتے ہو عمرو
نے کہا اے دارائے ہند بخدا مجکو تیرا کہنا قبول ہی بلکہ جان تک عزیز نہین تیرے حکم سے ناچار ہون غرض بموجب
حکم لندھور کے عمرو امیر سے ملا اور بہرام عراقی نے جاکر سارا ماجرا نوشیروان و مندویل و مہلیل سے
بیان کیا بختک نے کہا ہمنے چال کی تھی مگر نہ چلی پھر مین اسکو کیا کرون کہ مندویل نے خفا ہوکر
طبل جنگ بجوایا نام پر شہاب چرخی زن کے یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی ادھر بھی نقارۂ رزمی پر
چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی اور صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے شہاب
چرخی زن نکلا سب حیران ہوکر آپس مین کہنے لگے کہ ایہا الناس ناحق زخمی ہوتے ہو اور اس سے
مقابلہ کرنا بیکار ہی غرض یہ سب مشورہ کررہے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک نقابدار
چرخی زن آیا اور اُسی طرح گھوڑے کو چرخ پر لگایا اسکا گھوڑا آگے اور انکا گھوڑا پیچھے اُسنے ایک
حربہ مارا نقابدار نے خالی دیا پھر ایک حربہ نقابدار چرخی زن نے جو مارا تو شہاب چرخی زن زخمی ہوا
پھر اُسنے وہی حربہ مارا نقابدار چرخی زن نے خالی دے کر جو ایک بھنڈارے کا ہاتھ مارا تمام آہنین
نکلکر اُسکی ڈھیر ہوگئین نقابدار نے ایک تلوار اور ماری کہ وہ جہنم واصل ہوا فوج اُسکی نقابدار پر
چلی نقابدار نے بند نقاب توڑ ڈالے اور نعرہ کیا لوگون نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری ہین مگر
جسوقت شہاب چرخی زن نے نام پوچھا تھا تو عمرو نے کہا کہ منم نقابدار ملک الموت چرخی زن

اب مندویل نے چاہا کہ میں نکلوں سنجاک نے روکا کہا ای مندویل شگون بد ہی تین روز نہ لڑو جو تھے روز امیر تو
تیرے ہاتھ سے زخمی ہونگے سنجاک کے کہنے سے مندویل لشکر لیکر پھر گیا ادھر امیر و قباد اپنی بارگاہ میں آکر
بیٹھے کہ سامنے سے پہلوان عادی ہاتھ ابوالفتح کا پکڑے امیر کے پاس آیا ابوالفتح نے امیر کو مجرا کیا اور ہاتھ
باندھکر عرض کی یا حمزہ صاحبقران عالیشان آپ منصف ہیں میرا انصاف کیجیے امیر نے فرمایا کیا کہتا ہی
بیان کر جب تو ابوالفتح نے وہ کاغذ جو کہ اُستادی و شاگردی کا عمرو نے لکھدیا تھا امیر کے آگے پیش کیا
اور کہا یا امیر کرسی ہدہد اور تسوت عیاری خواجہ سلامت سے دلوا دیجیے یہ سنکر امیر با توقیر نے عمرو کی
طرف دیکھا عمرو نے کہا یا امیر یہ تو بچہ ہی میں نے ایک یہ بھی عیاری کی تھی ابوالفتح نے کہا میں ہرگز ہرگز
نہ مانونگا اور اب جو آپ کا جی چاہے تو ہمشرط ہو جیے غرضکہ عمرو اور ابوالفتح میں گلیم گوش کے کان
کاٹنے پر شرط ہوئی ابوالفتح نے کہا آپ کوئی عیاری کریں لیکن ایک بات ٹھہر جائے جو اس عیاری کو
کرے وہ کرسی ہدہد لے عمرو نے کہا اچھا جب تو ابوالفتح نے کہا کہ گلیم گوش کے میں کان کاٹ
لاؤں یا تم کاٹ لو غرض اس بات پر روبرو امیر با توقیر کے دونوں راضی ہوئے ابوالفتح امیر کو سلام کر کے
باہر آیا اور عادی کو لالچ دے کر کہا کہ تجھے شتر پر از مال و اسباب تجکو دو میں جاکر قریب مکان گلیم گوش
کے اُترونگا شبکو تم کچھ لوگ بھیجنا وہ مجکو لوٹ کر چلے جائیں عادی راضی ہوا کہ یہ تو مشورہ کر کے
پہلے ہی ابوالفتح کو لایا تھا سب سامان تیار کر دیا ابوالفتح ایک سوداگر بنکے زیر مکان گلیم گوش اترا
رات کو کچھ لوگ آئے اور تمام مال و اسباب لوٹ کر لے گئے ابوالفتح چادر اوڑھ کر زار زار مثل ابر نوبہار
رونے لگا غرض آواز رونے کی گلیم گوش نے سنی کمرہ کھولکر جو جھانکا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین بیٹھی
روتی ہی صورت دیکھتے ہی فوراً عاشق ہو گیا وہیں سے پوچھا تو کون ہی ابوالفتح نے کہا میں کمبخت
سوداگر کی بیٹی ہوں ابھی قزاقوں نے میرے باپ کو مار ڈالا اور مال و اسباب لوٹ کر لے گئے یہ سنکر
اُس گلیم گوش نے کہا اری جان جہاں میں کمند لٹکاتا ہوں تم اسپر چڑھ کے چلی آؤ ابوالفتح نے کس ناز و
انداز سے فوراً کہا اچھا بہتر ہی جو تقدیر کا لکھا گلیم گوش نے کمند لٹکائی اور ابوالفتح کمند پر چڑھکے اُسکے پاس
پہونچا اُسنے ابوالفتح کو بٹھایا بڑی خاطر و مدارات کرنے لگا گلابیاں شراب کی اور قابیں کباب کی سامنے
ابوالفتح کے لا لاکر رکھنے لگا ابوالفتح نے شراب میں فوراً بیہوشی ملادی اور جلدی سے ایک جام
لبریز کر کے کہا کہ پہلے تم ہمارے ہاتھ سے پیلو تو پھر ہم بھی پئیں گلیم گوش نے خوشی خوشی جام
شراب پیا پیتے ہی بیہوش ہوا ابوالفتح نے کان اُس کے کاٹ لیے اور اپنے جوتے میں رکھ کے چلا جیسے
زینہ سے اترا پہرے والوں نے کہا کون جاتا ہی ابوالفتح جو چادر اوڑھے ہوئے تھا اُنھوں نے
جانا کوئی لونڈی بھاگی جاتی ہی پیچھے ابوالفتح کے دوڑے اور ابوالفتح نے چاہا کہ دروازے سے نکلوں
وہاں گلباد اور کلباد صبح کے وقت اپنے باپ کو سلام کرنے آتے تھے ابوالفتح انکو دیکھکر پیچھے ہٹا وہ جو اندر
آئے دیکھتے گلیم گوش بیہوش پڑا ہی اور دونوں کانوں سے خون بہ رہا ہی اور کان کٹے ہوئے ہیں
اُنھوں نے جھانکی تو دیکھی [illegible] آواز دی کہ خبردار یہ عورت جانے نہ پائے یہ کہکر دونوں جھپٹے اور گلباد
نے ایک نیمچہ مارا ابوالفتح نے خالی تو دیا مگر دوسرا زخم سر پر لگا پھر تو چاروں طرف سے تلواریں پڑنے لگیں
جب تو ابوالفتح جست کر کے ایک کوٹھے پر جا رہا کلباد بھی برابر آگیا تھا کہ ابوالفتح نے نیمچہ مارا کلباد

گرگٹرا جب ارادہ چڑھنے کا کرتا ہی ابوالفتح اُسکو برابر نہین اٹھنے دیتا ہی اس ہتھا مین صبح ہوگئی گلباد نے اُس وقت پہچانا کہ وہی لڑکا ہی جو صومعہ کو مجھسے چھین لیگیا تھا یہ خبر سندویل و مہلیل وغیرہ کو ہوئی وہ بھی آگئے اور نوشیروان و بختک بھی آئے سندویل نے گلباد سے کہا تو اسی منہ پر دعوی مہتری کا کرتا ہی ایک لڑکا ہاتھ نہین آتا ہی یہ کہکر سندویل نے حکم دیا کہ خبردار سوائے عیارون کے اور کوئی شخص نہ لڑے اب تو سب عیار حیران ہوکر کہنے لگے کہ یا تو آگ لگادو اور یا سیڑھی لگا کے پکڑ لو لیکن ابوالفتح کے جو سر سے لہو بہتا نکلا تو اُسے چکر آنے لگا اور دل مین کہا اے ابوالفتح اب تم مارے گئے یہان بیٹھے بیٹھے عمرو کے دل مین آیا کہ اے خواجہ بہن سے چلکر ذرا حال کہہ کہ مجھسے ابوالفتح کرسی ہدہد مانگتا ہی اور یہان عمرو کی بہن اور انکی بیٹی کو خبر ہوئی کہ ابوالفتح کو عیارون نے گھیرا ہی اور مارا جاتا ہی یہ سنکر دونون میان بی بی رو رو کر کہنے لگین کہ بیٹا بھی مارا گیا اور گھر بھی لٹ جائیگا غرض یہ ذکر ہو رہا تھا کہ عمرو آیا بہن نے بھائی سے رو رو کر سب حال بیان کیا یہ سنتے ہی خواجہ عمرو صورت اُنہین لوگون مین سے کسی کی بناکر کھڑا ہوا دیکھا عمرو نے کہ سندویل نے جو گلباد کو برا بھلا کہا گلباد چلا عمرو نے برابر آکر کہا مہتر جی تم ٹھہرو مین اس لڑکے کو پکڑے لاتا ہون یہ سنتے ہی گلباد ٹھہر گیا اور عمرو نے ایک کمند کوٹھے پر ماری اور چڑھ گیا ابوالفتح نے تیغچہ مارا عمرو نے جو جست کی تو ابوالفتح کو بھی بھرا کے پار نکل گیا ابوالفتح عمرو پر دوڑا اور عمرو نے دیکھا کہ گلباد بھی اُسی کمند سے چڑھا آتا ہی عمرو نے ابوالفتح کو چھوڑ کے ایک تیغچہ گلباد پر مارا گلباد نے سر پیچھے ہٹایا تیغچہ کمند پر پڑا کمند کٹ گئی گلباد نیچے گر پڑا اب عمرو نے نعرہ کیا کہ منم مہتر سپہر عیاری و ماہ فلک ہیچ گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار یہ سنکے بختک ناچا اور صلواۃ پڑھنے لگا لوگون نے گلباد سے کہا مہتر جی پہلے تو ایک تھا اب دو ہوئے جب تو گلباد نے غصہ مین آکر آگ لگادی عمرو نے جو یہ دیکھا فوراً ایک پتھر مین ایک رقعہ لکھکر اپنی بہن کے گھر مین پھینکا اور اُس مین یہ لکھ دیا کہ مین ابوالفتح کو لیئے جاتا ہون تم گھبرانا نہین غرض ابوالفتح کو غش آرہا تھا عمرو نے پشتارہ باندھ کے بالا دوش لگایا اور پچھواڑے ایک مکان تھا اُس مین کود ا وہان سب عورتین تھین وہ عمرو کو دیکھکر لکڑیان چولھے کی لیکے دوڑین عمرو جلدی سے دروازہ کھولکر نکل گیا اور صورت تبدیل کرکے شہر مین آیا اور گلباد وغیرہ ناچار ہوکے اور پھر پھرا کے اپنے مکان پر گئے اب عمرو شہر سے نکلکر ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ قافلہ سوداگرون کا پڑا ہوا ہی عمرو وہان پہونچا اور سوداگر سے کہا کہ صحرا مین میرا سارا مال لٹ گیا فقط یہ غلام زخمی بچا ہی تو مین اسکو بیچتا ہون یہ کہکر ابوالفتح کی تلاشی جو لی کان گلیم گوش کے کٹے ہوئے ابوالفتح کے جوتے مین پاکے وہ کان لیکر رکھے اور عمرو ابوالفتح کو بیہوشی مین اُس سوداگر کے ہاتھ بیچکے روانہ ہوا اور لشکر اسلام مین پہونچکر بارگاہ امیر مین آیا بادشاہ کو اور امیر کو سلام کیا اور کان گلیم گوش کے امیر و بادشاہ وغیرہ کو دکھائے اور کہا کہ مین کان گلیم گوش کے کاٹ لایا ہون امیر با توقیر نے عمرو کی بہت تعریف کی وہان جب تین روز گذر گئے تو سندویل نے بختک سے دریافت کرکے طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر با توقیر کو ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب دی گئی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آئے سندویل نکل کر میدان مین آیا اور امیر کو پکارا امیر با توقیر نے بھی مرکب جولان کیا پہلے ہتھکا اور ہوئے سات قدم مرکب سندویل کا پیچھا ہوا اور تین قدم امیر کا

گھوڑا پیچھے ہٹا مندویل نے مرکب کو روک کر کہا یا امیر با توقیر مین نے آپ کو نہین جڑ دیا تھا جبکہ تو آپ سے
لڑنے کی آرزو تھی امیر با توقیر نے فرمایا اے مندویل اس گفتگو سے کیا فائدہ جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا یہ سنکر مندویل
نے اپنے دل مین کہا کہ اس سے نیزہ بازی کون کر سکتا ہے اگر نیزہ ہوائی ہو گیا تو کمال ذلت ہوگی یہ سوچ کر
مندویل نے تلوار امیر با توقیر پر ماری امیر نے چاہا کہ اشقر کو برابر ملا کر تلوار کو رد کرین یا تون اشقر
کا ہوش فانے مین جاتا رہا امیر با توقیر اشقر کو سنبھالنے مین معروف ہوئے تلوار مندویل کی سر پر پڑی
تا دو ابرو اتر آئی اشقر دیوزاد بہ مدد سبحانہ تعالے سے اُچھلکر باہر میدان مین آیا امیر با توقیر نے خون سر
سے پاک کیا عینوۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا مندویل نے سپر پر روکا تیغ سپر کو کاٹ کر سر پر پہونچا تا
ابرو اتر گیا یہ معرکہ دیکھکر دونون لشکر تلوارین کھینچ کھینچ کر آ پڑے تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے
لگ گئے مندویل وغیرہ بھی زخمی ہوئے اور لندھور برابر نوشیروان کے پہونچ گیا۔ بختک نے فوراً
طبل بازگشت بجوا دیا جب تو دونون لشکر پھرے اپنے اپنے خیمون مین آئے مگر نہ امیر کا پتا لگا اور نہ
مندویل کا ادھر ادھر کئے تمام عیار دونون کو ڈھونڈھ آئے جب کہین پتا نہ لگا اسوقت بادشاہ نے
عمرو سے کہا اے خواجہ تم امیر کی تلاش کو جاؤ عمرو بموجب حکم بادشاہ کے امیر با توقیر کو ڈھونڈھنے چلا ادھر
اشقر دیوزاد نے جب امیر کو زخمی دیکھا اور نوبت غشی کی طاری ہوئی اشقر دیوزاد میدان رزمگاہ سے
امیر کو لیکر نکل گیا چلتے چلتے ایک مقام سبزہ زار پر صبح ہوئی دیکھا کہ ایک جھیل ہے اور سامنے اُسکے کوہ شکوہ
ہے اور ایک طرف دیوار باغ کی ہے اسکی پشت پر اشقر دیوزاد چرا مین مشغول ہوا جب گیاہ سبز کھا کر
سیر ہوا تو جھیل مین آکر پانی پیا پھر ہری جولی تو حمزۂ صاحبقران مثل ستارۂ سحری کے زین خورشید لقا پر سے
زمین پر گر پڑے تکان ہو ہو نکی چشم نیم وا سے دیکھا اور پھر آنکھ بند کر لی مگر اشقر دیوزاد پاس آتا ہے
اور کس کس طرح چاہتا ہے کہ امیر با توقیر مجھپر سوار ہون لیکن امیر کو ہوش نہین ہے جبکہ اشقر دیوزاد
نے دیکھا کہ امیر ہرگز ہوش مین نہین آتے پھر ادھر ادھر گرد امیر کے چرا مین مشغول ہوا اور امیر کا
نصف چہرہ پانی مین تھا اور وہ باغ ملکہ مشکبوے کاکل گشا کا تھا اور اسکے باپ کا نام سلیمان فارگی
تھا اور دوسرا نام فاریاب شاہ بادشاہ شہر فارس تھا اور وہ باغ شہر سے دو منزل پر تھا اکثر ملکہ
مشکبوے کاکل گشا براے سیر اُس باغ مین آیا کرتی تھی اتفاقاً اُس روز بھی ملکہ اسی باغ مین
آئی ہوئی تھی اور تمام خواصین اسکی مشغول سیر تھین کوئی جھولا جھول رہی تھی کوئی گیند اکھیل رہی تھی
کوئی کسی شغل مین تھی اور ملکہ مشکبوے کاکل گشا اپنی وزیرزادی دلربا کا ہاتھ پکڑے ہوئے
جھیل مین پانون لٹکائے پانی سے کھیل رہی تھی یکایک ملکہ نے کچھ رنگ پانی کا مبدل بہ سرخی مائل پایا
چلو مین پانی لیکے سونگھا تو اُس پانی مین سے لہو کی بو آئی وزیرزادی سے کہا اے دلربا پانی سے
لہو کی بو کیسے آتی ہے اُسنے کہا ملکہ تمکو وہم ہے یہان لہو کہان ملکہ نے کہا اے دلربا تجکو میرے سر کی قسم
ذرا تو اُٹھکر دیکھ تو سہی یہ لہو پانی مین ملا ہوا کہان سے آیا ہے دلربا قسم دینے سے ملکہ کے مجبور ہوئی
کچھ خواصون کو ساتھ لیکر جھیل کے کنارے آئی دیکھا کہ ایک جوان مثل آفتاب درخشان کے شفق
خون مین آلودہ کنارے جھیل کے پڑا ہے یہ دیکھکر دلربا فوراً ملکہ کے پاس پھر آئی اور کہا اے ملکہ ایک
شخص خورشید صورت زخمی پڑا ہے ملکہ اُسی وقت اُٹھکر دلربا کے ساتھ ساتھ آئی اور امیر با توقیر کو دیکھتی

عاشق ہوگئی دلربا سے کہا کہ اسکو اُٹھا کے باغ مین لیچلو مین اسکا علاج کرونگی الغرض ملکہ امیر با توقیر کو اُٹھوا کر باغ مین
لائی اور بارہ دری مین مسند زرین پر لٹا دیا ایک خواص نے ملکہ سے کہا اے بی بی ایک گھوڑا بھی سہ چشمی ہے ملکہ نے
کہا اُسکو بھی باغ مین لاکر باندھ دو خواصین آئین اور اشقر دیوزاد کو چمکارا وہ ساتھ ساتھ خواصون کے چلا آیا
اُسکو باغ مین لاکر ایک مقام پر علیحدہ باندھ دیا ملکہ نے جراح کو بلایا اور ہزار روپیے اُسکو دیکر کہا کہ انکو
جلد اچھا کردے مین بعد انکی صحت کے تجکو بہت سا انعام دونگی جراح نے تین روز مین امیر با توقیر کو اچھا کر دیا
اب جو امیر کشور گیر کی آنکھ کھلی ملکہ کو دیکھتے ہی تیر عشق جگر کے پار ہوا جب چوتھے روز امیر با توقیر نے غسل صحت
کیا ملکہ بہت خوش ہوئی اور جراح کو انعام کثیر دیا اور صحبت جشن آراستہ کی امیر با توقیر پہلو مین ملکہ شبگون کے
کاکل گیتی کشا کے جلوہ افروز ہوئے گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی آکر رکھی گئین پہلے ملکہ نے امیر با توقیر
سے کہا کچھ اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور کہان سے زخمی ہو کر یہان آئے امیر کشور گیر نے فرمایا کہ نام
میرا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ہے مندویل اصفہانی سے لڑائی ہوئی میدان
کارزار مین تلوار چلی وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور مین اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا امیر اشقر کب مجھکو یہان
لے آیا ملکہ سُنکے چپ ہو لی کہا اے حمزہ صاحبقران کچھ شغل شراب و کباب کرو امیر نے فرمایا اے ملکہ اگر
تم مسلمان ہوجاؤ تو مین دورِ گلفام مین شریک ہون اور کباب وغیرہ بھی کھاؤن ملکہ رضامند ہوئی
اور جی سے بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی اور دلربا وزیرزادی نے بھی دین اسلام قبول کیا
مگر خواصون نے کہا اگر ہماری جان بچیگی تو ہم مسلمان ہونگے امیر با توقیر چپ ہو رہے جبتک شب
ہوئی ملکہ امیر کا ہاتھ پکڑے ہوئے باغ مین چاندنی کی سیر دیکھ رہی تھی کہ عمرو بھی اُس جھیل پر آیا اور بیٹھکر
ہاتھ منہ دھونے لگا یہان باغ مین بعد مینوشی کے گانا بجانا شروع ہوا آواز جو گانے کی عمرو نے سُنی
فوراً باغ مین چلا آیا دیکھا کہ امیر با توقیر ملکہ کے پاس بیٹھے ہین اور گانا ہو رہا ہے عمرو گلیم عیاری اوڑھے
ہوئے صحبت مین آیا ایک گانے والی کا سوباف چوٹی کا اور ایک کی پیشواز کا کوتا کاٹ لیا وہ جو سامنے
ملکہ اور امیر کے کھڑی ہوئی ناچتی تھی ملکہ نے دیکھکر کہا او چھل چاندنی خیلا یہ تو کیسی طوائف بے حیا
اور بے شرم ہے ذرا تو اپنی پیشواز کو تو دیکھ اُسنے جو جھک کے آگے پیشواز کو دیکھا دونون ہاتھ آگے
رکھ کے ادھی گر کے بیٹھ گئی مارے شرم و حجاب کے دل مین کٹ گئی ازسرتاپا پسینے مین غرق ہوگئی امیر با توقیر اور ملکہ
خوب قہقہہ مار کے ہنسے عمرو نے خوب چپکے چپکے تماشا دیکھا پھر عمرو نے اپنی اصلی صورت جو دکھائی
خواصین ایسی ڈرین کہ ادھی گر کے چیخ ماری اور بیہوش ہو کے گر پڑین جب ہوش آیا بد حواس ہانپتی
کانپتی گھگی بندھی ملکہ کے پاس آئین اور کہا اے بی بی ایک بن مانس اس باغ مین آیا ہے خدا خیر کرے
ملکہ بھی ڈر کے امیر سے لپٹ گئی امیر نے تلوار کھینچ کے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہین کیون ڈرتی ہو یہان
آئیگا تو مار ڈالونگا اب جو امیر نے خیال کر کے دیکھا تو عمرو چلا آتا ہے امیر با توقیر نے خواصون سے پوچھا کہ
تم سب اسکو دیکھ کے ڈرین تھین یہی بن مانس ہے خواصون نے کہا حضور ہان وہ یہی ہے امیر نے ملکہ سے
کہا یہ تو میرا بھائی ہے مجھے تلاش کرنے آیا ہے عمرو نے وہین سے کہا اے حمزہ صاحبقران کسکے پاس تم
بیٹھے ہو کہ جسکے سر مین گنج پلکین تمام جھڑی ہوئین دلربا وزیرزادی نے کہا لونگوڑے سوندھی کا
کی شامت آئی ہے ہماری ملکہ کو عیب لگاتا ہے ملکہ نے دلربا کو منع کیا کہ خبردار کچھ کہنا نہین ایسا نہو کہ

آزردہ ہوں امیر نے ملکہ سے کہا ای ملکہ عمرو کو کچھ دیدو نہیں تو اور زیادہ مذمت کریگا ملکہ نے دو صندوقچے جواہر کے
سنگاکر عمرو کو دیے عمرو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا ای ملکہ تمھارا ابھی کیا برا مقسوم ہی کہ ایسا لعل بے بہا اس سنگ
سخت سے ٹوٹا امیر نے کہا ای خواجہ تم جو کچھ چاہو کہو مگر مین تمکو ایک حبہ بھی نہ دونگا غرضکہ بعد رمز و کنایہ کے
عمرو دلربا کی گفتگو پر عاشق ہوا امیر نے کہا آج کچھ گاؤ عمرو نے گانا شروع کیا جب دلربا نے عمرو کا گانا سنا
ہزار جان سے عاشق ہوگئی عمرو گانے گاتے چپ ہو رہا کہا ای ملکہ دلربا اشارے سے کہتی ہی کہ اپنا گانا مجکو بھی
بتاوے دلربا سنکر جل گئی کہا ای ملکہ تمھارے سر کی قسم اور میرا ستیاناس جاے جو مین نے اس سے کچھ بھی
اشارہ کیا ہو ملکہ نے کہا ای دلربا کیا مضائقہ ہی تم کھسیانی کیون ہوتی ہو دلربا نے کہا ای ملکہ خدا نہ کرے جو مین
ایسے بن مانس کو قبول کرون یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ اس عرصہ مین ایک خواص نے جاکر سب حال فاریاب شاہ
سے کہدیا وہ تلوار کھینچ کر وہان سے آیا خواصون نے ملکہ سے کہا تمھارا باپ تلوار کھینچے ہوئے غیظ و غضب
مین آتا ہی ملکہ کی یہ سنکر جان نکل گئی امیر سے کہا کہ تم اور خواجہ کوٹھے پر چلے جاؤ امیر با توقیر نے فرمایا ای ملکہ تم
کیون گھبرائی ہو آنے دو جب ملکہ نے دیکھا امیر نہین مانتے آپ اٹھکر بھاگنے لگی امیر نے دوپٹہ ملکہ کا پکڑ لیا ملکہ
دوپٹہ چھوڑ کر ننگی بھاگی فاریاب شاہ نے جو ملکہ کو بھاگتے دیکھا تلوار تولکر ملکہ پر چلا اور للکارا او شوخ دیدہ
گیسو بریدہ ٹھہر کہان جاتی ہی مین آج تجکو بغیر سزا دیے نہ چھوڑونگا امیر نے اٹھکر نعرہ کیا او فاریاب شاہ
ادھر آ مردان روزگار کا سامنا کر عورت پر کیا تلوار اٹھاتا ہی یہ نامردی کی بات ہی فاریاب شاہ نے کہا تیرا کیا قصور
ہی تو زخمی پڑا تھا یہ کیون تجکو اٹھا کر لائی پہلے اسکو مارلون پھر تجھسے سمجھ لونگا امیر نے للکار کر کہا او بیحیا پہلے ادھر آ
خبردار ملکہ سے نہ بولنا ورنہ سزا اسی وقت پاویگا اسنے سواے کلمۂ توحید پڑھنے کے اور دین اسلام قبول
کرنے کے کوئی اور گناہ نہین کیا یہ سنکر سلیمان یعنی فاریاب شاہ نے امیر پر جھپٹ کر تلوار ماری امیر نے خالی دیکر دست
پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ سلیمان اوندھے منہ زمین پر آرہا امیر با توقیر وہین اسکو دبا بیٹھے جس طرح
باز کسی طایر کو شکار کرکے دبوچ لیتا ہی امیر نے باواز بلند فرمایا ای سلیمان حالا درشناختن وحدانیت پروردگار
چہ میگوئی سلیمان نے کہا میری ایک شرط ہی ورنہ مجکو قبول ہی امیر نے اسی وقت اسکو چھوڑدیا اور فرمایا کہ کیا
شرط ہی تیری سلیمان نے کہا یا امیر ایک خداوند مینار نشین میری سرحد مین ہی اسکا حال بتایے کہ وہ کون
ہی اور سال بھر کے بعد وہان ایک میلہ ہوتا ہی اور اس میلہ کا زمانہ آج کل ہی امیر نے فرمایا تو چل میرے ساتھ
سلیمان نے اسی وقت کوچ کی تیاری کی عمرو نے کہا یا امیر تمنے وعدہ کرلیا خیر بہتر یہ سنکر ملکہ رونے لگی
اور کہا اگر اسکا پتا نہ لگا تو سلیمان مجکو مار ڈالیگا بہتر یہ ہی کہ تم مجکو اپنے لشکر مین بھجوا دو امیر نے فرمایا ای ملکہ
خدا کو یاد کرو کیون گھبرائی ہو انشاء اللہ تعالے مین بہت جلد آؤنگا القصہ امیر نے بعد دو چار روز کے ہمراہ
عمرو و سلیمان وغیرہ طرف ثریا کوہ کے کوچ کیا بعد قطع منازل و طی مراحل امیر وغیرہ ثریا کوہ پر آے
دیکھا ایک مینار سونے کا ہی جسکی بلندی تین سو ساٹھ گز کی ہی اور چبوترہ اسکا کوس بھر کے دورے مین ہی
جسوقت عمرو کی نگاہ اس سونے کے مینار پڑی منہ مین پانی بھر آیا اور دیکھا کہ لاکھون آدمی چلے آتے ہین اور
میلہ جمع ہوتا جاتا ہی اور الکہ زنگی وہان کا مالک ہی اور کمیل زنگی وہان کا کوتوال ہی براے بندوبست میلے
کے کئی ہزار اپنی فوج لیکر آیا ہی اور اسی چبوترے پر مع مصاحبون کے بیٹھا ہی اور جتنے شاہ و
شہریار زادے آئے ہین وہ نیچے چبوترے کے کھڑے ہین سلیمان امیر کو لیکر ایک طرف اترا رات بھر وہان کی

سیر دیکھی جب صبح ہوئی سلیمان نے امیر سے کہا کہ آپ جلدی چلیے نہین تو بار نہ ملیگی امیر باتوقیر اور عمرو اور سلیمان
اُس قریب چبوترے کے کھڑے ہوئے امیر نے دیکھا کہ اس مینار سے چمک پیدا ہوئی اور سبکی آنکھون مین چکاچوند
ہوگئی بلکہ آنکھین جھپک گئین امیر وغیرہ بہت حیران ہوئے اور الکہ زنگی مع کل تماش بینون کے سجدے کو
جھکا امیر دیکھا کیے اور سجدہ نہ کیا کہ آواز گنبد سے آئی ای الکہ زنگی ادھر آ الکہ زنگی نے کہا ای خداوند
مینار نشین حاضر ہون آواز آئی ای الکہ کچھ دیکھا بھی تو نے یہ جو سلیمان آیا ہی اسکے ساتھ حمزہ صاحبقران اور عمرو
عیار اسکا آیا ہی اور ہمکو ان تینون نے سجدہ نہ کیا ان تینون کو پکڑکے راضی کرو اور ہمکو اُنسے سجدہ کراؤ الکہ
زنگی نے سُنکے تمبل زنگی سے کہا تو اُنکو پکڑ لا یہ سُنکے عمرو کی تو ڈر کے مارے جان نکل گئی اور کہنے لگا یا امیر
بھاگو نہین تو گرفتار ہو جاؤ گے آئندہ تمہین اختیار ہی لو مین تو جاتا ہون اس ملعون نے ہمکو دور ہی سے
پہچان لیا امیر نے عمرو کو گھُرکا اور کہا ڈرتا کیون ہی گھبرا نہین وہ گیدی کیا کر سکتا ہی سلیمان نے کہا یا امیر
باتوقیر آپ نے دیکھا امیر نے فرمایا یہ کوئی شیطان ہی جو بندگان خدا کو بہکاتا ہی یکایک کوتوال لوگون کو لیکر
آیا اور امیر کو پکڑنے کا ارادہ کیا امیر نے تلوار کھینچی اور سلیمان نے بھی تلوار کھینچی لڑائی ہونے لگی جو عقب سے
آتا تھا عمرو اُسکو خنجر سے مارتا تھا ایسی تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے لگ گئے دریا خون کا بہنے لگا مگر امیر
نے دیکھا کہ مین قتل کرتا جاتا ہون اور آدمی کم نہین ہوتے ہین چار طرف سے نرغہ ہی اُسوقت امیر
چبوترے سے نیچے کودے اور صدہا کفار کو قتل کیا لیکن ایک مقام پر سلیمان جو گھر گیا اسکو پکڑ لیا اور
امیر پر بھی ہر طرف سے حلقہاے کمند کفار پھینکنے لگے امیر باتوقیر بھی گرفتار ہوگئے عمرو جست کرکے
نکل گیا کفار کوس بھر تک تعاقب کرکے خواجہ عمرو کا گئے مگر نہ پایا سب کے سب پلٹ آئے اور امیر و سلیمان
کو باندھکر سامنے مینار نشین کے لائے خداوند مینار نشین نے کہا ای الکہ زنگی تین روز تک ان دونون کو
قید رکھو اور سمجھاؤ کہ خداوند مینار نشین کو سجدہ کرو نہین تو قتل کیے جاؤ گے غرض امیر باتوقیر اور سلیمان
کو الکہ زنگی اپنے ساتھ لایا اور بہت منت سماجت کرکے کہا کہ کیون اپنی جان شیرین دیتے ہو
اور ذائقہ تلخی مرگ چکھتے ہو خداوند کو سجدہ کرو تمھارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا امیر باتوقیر نے فرمایا ای الکہ زنگی تو کیون
شیطان کے بہکانے سے اپنے خدا کو بھول گیا ہی یہ کوئی شیطان ہی اسپر لعنت کر اور پروردگار کی وحدانیت
کا اقرار کر دوزخ سے پھر کر بہشت کا رخ کر اس مین دونون جہان کی بہتری ہی الکہ زنگی نے کہا اچھا آپ
کھانا کھایے امیر نے کہا اب تو مین قید ہون جو کچھ تو کہیگا کرونگا ورنہ کھانا نہ کھاتا الکہ زنگی نے امیر باتوقیر
اور سلیمان کو بہت تحفہ تحفہ کھانا کھلایا سلیمان نے کہا ای امیر مین نے اسی واسطے آپ سے شرط کی تھی
اب تو جان جاتی ہی بہتر یہ ہی کہ سجدہ کیجیے جہالت سے کیا فائدہ امیر نے فرمایا ای سلیمان کچھ پروا نہین اجل آئے
جان جائے صبر کر دیکھ تو پروردگار عالم کیا کرتا ہی مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد * اُسوقت
خواجہ عمرو جو نکل گیا تھا پھر بیتاب ہوکے امیر کی محبت مین آیا کہا کہ چلکے دیکھو تو سہی کہ امیر کس طرح سے
ہین یہان آکے جو دیکھا تو امیر اچھی طرح سے ہین عمرو کی خاطر جمع ہوئی اب عمرو اُس چبوترے پر آیا اور
وہان مینار نشین کا یہ حکم ہی کہ رات کو یہان کوئی نہ رہے اور اُس مینار مین ایک سوراخ ہی تمام خلائق
بموجب اپنے مقدور کے روپیہ اشرفی جواہر وغیرہ اُس مین ڈالدیتی ہی گویا کہ خداوند مینار نشین
کی یہ چراغی ہی اسی طرح بہت کچھ چڑھاوا چڑھتا ہی عمرو یہ دیکھکر حیران ہوا کہ یہ مال جو چڑھاتے ہین اس

سوراخ مین سے مینار کے اندر ہی اندر کہان غائب ہوجاتا ہی یہ دیکھکر عمرو ایک چبوترے کے اوپر چڑھا کچھ دہشت
سی معلوم ہوئی رونگٹے بدن کے کھڑے ہوگئے عمرو نے دل سے کہا کہ خواجہ دن کو وہ کیفیت رات کو یہ حال
اس شیطان نے مشہور کیا ہی جو رات کو چبوترے پر آئیگا وہ فوراً اندھا ہو جائیگا یہ سوچ کر ایک دغدغہ دل
کو پیدا ہوا مگر خدا پر نظر کرکے اور دل کو مضبوط کرکے چبوترے پر آیا بالکل سناٹا تھا پہلے تو چار طرف پھرا جب
کہین راہ نہ پائی تو عمرو نے کیلین داودی زنبیل سے نکالین اور ایک کیل اُس مینار پر گاڑی اُسپر پانوٴن رکھا
دوسری کیل گاڑی دوسرا پانوٴن رکھا تیسری کیل گاڑکے پہلی اور دوسری کیل کو اُکھاڑ لیا اسی طرح کیلین
گاڑتا ہوا اور اُکھاڑتا ہوا پانوٴن رکھ رکھ کے چڑھا تین سو ساٹھ گز کی بلندی یونہین طی کی اور اُسی سوراخ مین سے
پانوٴن ڈال کے اندر مینار کے اُتر گیا وہان جاکے جو دیکھا عجب سامان دلفریب ہی ایک طرف فرش پر تکلف
پر گنگا جمنی پلنگ سجا ہوا بچھا ہی آگے اُس پلنگ کے مسند جواہر نگار آراستہ ہی اور ایک سورج مکھی ہی اُسپر پردہ
زرین پڑا ہی جسوقت آفتاب نکلتا ہی تو مینار نشین پردہ اُٹھا دیتا ہی اُسکی چمک سے سبکی آنکھین جھپک کر
چکاچوند کرلی ہین غرض رات تو کم تھی عمرو ڈر کے مارے ایک ستون کی آڑ مین کھڑا ہو رہا اور کمند کے
حلقے اس دریچے سے ملا کر بچھا دیے اور سرا کمند کا اپنے ہاتھ مین رکھا یکایک عمرو نے دیکھا کہ ایک تخت
ہوا پر معلق چلا آتا ہی اُسپر ایک شخص بصورت مقدس سفید داڑھی ٹسر پہنے بیٹھا ہی وہ تخت برابر اُس دریچے کے
آکر لگا اور وہ پیر مقدس اس تخت سے اُترا اور اُس دریچے مین گردن ڈال کے آنے لگا جیسے ہی اُس
پیر نے سر اپنا اُس دریچے مین ڈالا عمرو نے جھٹکا مارا حلقہ کمند آصفاے باصفا کا گلے مین اُسکے پیوست ہوگیا
عمرو نے فوراً اُسکو باندھکر نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسکی جگہ پر بیٹھ کر تماشا میلے کا دیکھنے لگا
دیکھا کہ الکۂ زنگی امیر باتوقیر اور سلیمان کو اپنے پر ڈالکر لاتا ہی عمرو نے یہ دیکھکر اُس پردے کو اُٹھایا سب کافر
سجدے کو جھکے اور مینار نشین امیر سے پہلے کہہ چکا تھا کہ تو میرا بندۂ خاص ہی اے حمزۂ صاحبقران مین نے
تجکو کعبہ سے بلاکر اس مرتبہ کو پہونچایا کہ نوشیروان تیرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی پھر عمرو نے سفید مہرہ
سجا کے امیر کو کچھ سنایا مگر مہرے کی آواز سنکر لوگ حیران ہوئے اور کہنے لگے اُسوقت خداوند کی آواز
ہیبتناک ہوگئی ہی مثل رعد کے خداوند گرجتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ امیر پر غصہ کر رہے ہین پھر عمرو نے
آواز دی اے الکۂ زنگی حمزہ راضی ہوا یا نہین الکۂ زنگی نے کہا اے خداوند مین نے کس کس طرح سے
سمجھایا مگر امیر نہین مانتے ہین عمرو نے کہا کہ بلاؤ جلاد کو یہ سنتے ہی اُسی وقت جلاد حاضر ہوا سلیمان امیر
سے کہنے لگا یا امیر اہل اسلام مین تو تقیہ بھی درست ہی آپ تقیہ کر لیجیے بیفائدہ یہ جہالت ہی امیر نے فرمایا
اے سلیمان یہ مقام تقیہ کا نہین ہی پھر عمرو نے ایک پرچہ کاغذ بخط جنی لکھکر کمند آصفا مین باندھا اور امیر
کی طرف اُڑا دیا وہ پرچہ کاغذ اُڑتا ہوا سیدھا امیر کی گود مین آکر گرا امیر نے جو اُسکو پڑھا تو لکھا تھا کہ منم
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نامدار یا امیر مین نے
کفار کے خداوند مینار نشین کو پکڑ لیا اور اُسکی جگہ پر مین بیٹھا ہون اب چاہون تو تجکو قتل کرون اور
چاہون چھوڑ دون بہتر یہ ہی کہ الکۂ زنگی یا کوہ کی جگہ لکھدو اور پرچہ اس مین باندھدو امیر اُس پرچے کاغذ
کو پڑھکر بہت خوش ہوئے سلیمان نے پوچھا یا امیر کاغذ کیسا ہی کیا آپکو کچھ خداوند نے لکھا ہی امیر نے
فرمایا معاذ اللہ اے سلیمان کیا کلمۂ کفر منہ سے نکالتے ہو دیکھا تمنے آخر جو مین کہتا تھا وہی ہوا مینار نشین

سلیمان

شیطان مجسم تھا اور یہ میرا عیار عمرو ہی مینارنشین کو اسنے پکڑ کر قید کر لیا عمرو مجکو لکھتا ہی کہ آمدنی یہان کی میرے نام لکھدو
مین اسکے جواب مین لکھتا ہون اے خواجہ مجکو مطلق خوف جان نہین اور یہ مال تو غاریون کا ہی تجکو کیونکر دیدونگا جو کہ
تمکو دہیک ملتی ہی وہی ملیگی غرضکہ امیر نے جواب لکھا اور عمرو کے پاس پہونچا عمرو نے پڑھکر الکہ سے کہا کہ حمزہ کو قتل کر
جیسے جلاد آیا امیر کو زیر دار بٹھایا عمرو نے آواز دی کہ جب مین تین علم دون تو امیر کو قتل کرنا الکہ نے امیر سے کہا کہ تیرے
خداوند مینارنشین کی بڑی عنایت ہی کہ کاغذ لکھکر تمہارے پاس بھیجا امیر نے کہا اے الکہ تو مجکو کیا فہمائش مہملات
کرتا ہی تو پہچانتا ہی کہ یہ کون بول رہا ہی ارے نادان وہ شیطان تیرا دفع ہوا یہ عمرو ہی الکہ نے کہا تو خداوند کو امیر
اپنا عیار بتاتا ہی عمرو نے پھر کاغذ لکھا کہ او عرب بیمروت بھول گیا وہ بی بی زبیدہ کی مرغیون کے انڈے جو مین نے
تمکو کھلائے تھے وہ اب نہین یاد ہین تو اپنی جان بیچ کے یہان آئے ہین اور اس مردک کو پکڑا ہی دیکھ اب بھی لکھدے
نہین تو قتل کرونگا وہ کاغذ پھر امیر کے پاس آیا تمام خلقت دیکھتی ہی کہ کاغذ آپ سے آپ آتا ہی اور جاتا ہی خداوند سے
اور امیر سے نامہ و پیام ہو رہا ہی اس امر عجیب سے سبکا اعتقاد اور زیادہ ہوتا جاتا ہی کہ سلیمان نے امیر سے کہا کہ جو در اصل
یہ عمرو ہی تو آپ آمدنی کوہ ثریا کیون نہین لکھدیتے ہین اے سلیمان مین کیونکر لکھون عدالت کے خلاف ہی اور یہ در اصل
عمرو ہی امیر نے وہی جواب لکھکر بھیجا کہ مین ہرگز نہ دونگا جب عمرو نے پڑھا غصہ ہوکر الکہ سے کہا امیر پر بانس مارو
اور یہ بھی ساتھ ہی حکم دیا کہ جب مین تین علم دون تو قتل کرنا یہ کہکر پھر امیر کو لکھا کہ اے امیر جہان تیرے پاس صدہا شہر
ہین بیا ایک مجکو دیدے جبکہ یہ لکھا امیر نے لکھا دیکھا سلیمان و الکہ نے امیر سے بمنت سماجت چوتھائی آمدنی لکھوا دی
عمرو یہ جواب پڑھکر خفا ہوا اور حکم دیا او الکہ اس سے جلد سجدہ کروا نہین تو قتل کرین تے دو علمون کا ایک علم دیا اس اثنا
مین امیر نے سلیمان کے کہنے سے ناچار ہوکر نصف آمدنی کوہ ثریا کی لکھدی اب عمرو نے بھی جانا کہ امیر اس سے
زیادہ نہ دیگا یہ سوچ کر الکہ سے کہا کہ مجھے اور خدا اے نادیدہ سے سازش ہوگئی ہی امیر کو چھوڑدے بلکہ جو یہ تم سب سے
کلمہ پڑھنے کہے کلمہ بھی پڑھو جسوقت عمرو نے یہ کہا فوراً الکہ نے امیر کو رہا کردیا اور اپنے گھر مین لایا اور سامنے امیر کے
ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا جب امیر نے الکہ کو کلمہ پڑھایا اسوقت الکہ متردد ہوا امیر نے کہا تو کیا تردد کرتا ہی بخدا وہ عمرو ہی الکہ
نے کہا مین تو کلمہ نہ پڑھونگا ہان جو عمرو ہی تو کیا مضائقہ یہان عمرو نے پکار کے کہدیا تھا کہ جو یہان آئیگا وہ ہرگز ہرگز
جانبر نہوگا یہ سنکے تمام میلہ مارے ڈر کے چلا گیا جب کوئی نہ رہا تو عمرو دوپہر رات سے گئے مینار سے اترا
اور سارا مال نذر زنبیل کیا پھر زنبیل سے مجتنے نکالے اور گنبد اصفاے باصفا کو مینار مین باندھ کے اُنسے کہا کہ اس مینار
کو ہلاؤ ان مجتنون نے ایسا ہلایا کہ مینار اپنی جگہ سے اُکھڑ گیا عمرو نے معجزہ طلب کرکے وہ مینار زنبیل مین رکھ لیا اور وہان سے
ایک حلوائی کی شکل بنکر الکہ کے یہان آیا دیکھا صحبت عشرت جمع ہی امیر مسند پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی عمرو بھی ان حلوائیون
مین ملکے گانے لگا امیر عمرو کی آواز پہچان گئے عمرو سے کہا اے خواجہ تم اپنی اصلی صورت دکھاؤ عمرو نے کہا اے امیر اسوقت
ساری آمدنی لکھدو تو کیا مضائقہ ہی امیر ہاتو پھیرے فرمایا اے خواجہ ہم تمکو قسم دیتے ہین تم نہین مانتے ہو یہ سنتے ہی
عمرو نے اپنی صورت اصلی بنالی کفار حیران ہوئے امیر نے کہا اے الکہ مینار کی تو خبر لو الکہ نے جو جاکر دیکھا مینار ندارد
ایک غار عمیق ہوگیا ہی الکہ متحیر ہوا آکر سب حال امیر سے کہا امیر نے کہا تم لوگ کیون حیرت مین ہو عمرو نے اپنی زنبیل مین
مینار رکھ لیا ہی الکہ نے کہا مجکو یقین نہین ہی امیر نے کہا اگر تم نے اسکو دیکھ لو تو مسلمان ہوگے الکہ نے کہا جی ہان امیر نے
عمرو سے کہا اے خواجہ تم ان سبکو مینار دکھلا دو تو یہ مسلمان ہون خواجہ نے امیر سے کہا اگر سب آمدنی لکھ دیجیے تو دکھلادون امیر نے
انکار کیا لیکن سلیمان نے کہا یا امیر میری خاطر سے لکھدیجیے مجبوراً امیر نے لکھدی اسوقت عمرو نے میدان مین آکر سبکو وہ مینار

زنبیل سے نکالکر دکھایا مگر آخر کا سر عمرو نے نہ نکالا فوراً زنبیل میں رکھ لیا اُسوقت سارا شہر مسلمان ہوا اور تین روز امیر وغیرہ وہان
اور رہے چوتھے روز الکہ سے کہا کہ میں لشکر کو جاتا ہون تم اپنے ملک مین رہو وہان چلتے وقت عمرو دلربا سے وعدہ کر آیا تھا کہ امیر
کو ادھر لاؤنگا عمرو نے امیر سے کہا یا امیر اب ملکہ سے چلکر عقد کر لیجیے تو اپنے لشکر کو جائیے سلیمان نے یہ سنکر عرض کیا یا امیر وہ
تو آپکی لونڈی ہی الغرض امیر عمرو کے کہنے سے شہر فارس مین آئے اور ملکہ شبکوے کا کل کشا سے عقد کیا اور خواجہ نے دلربا سے
عقد کیا امیر سے ملکہ کے یہان فرخ شہسوار قلندر پیدا ہوئے اور خواجہ سے دلربا کے یہان نسیم بن عمرو پیدا ہوا چلتے وقت امیر نے ایک مہرہ
ملکہ کو دیا کہ اگر بیٹا ہو تو اُسکے بازو پر یہ مہرہ باندھ دینا اور اگر دختر ہو تو کسی شاہ شہریار کے ساتھ عقد کر دینا عمرو نے بھی دلربا کو ایک جھنجھی
کوڑی دی اُسنے جلکر کہا او عمرو تو نے سارا مال کوہ ثریا کا لیا اور مجکو ایک کوڑی دیتا ہی عمرو نے کہا یہ میرا شگون نیک ہی غرض امیر نے
ملکہ سے رخصت ہو کر کچھ لوگ سلیمان کے اپنے ہمراہ لیکر طرف اصفہان کے کوچ کیا

دوسری داستان عمرو کا مینا ارشین کو عورت بنا کر بختک کے ہاتھ بیچنا اُسکا بھاگ جانا اور عمرو کا اُسکے عوض مین روپیہ لینا

راویان اخبار اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ لشکر نوشیروان مین تیاری مالک اژدر کی جنگ کی ہو رہی تھی کہ پہلے عمرو آیا قباد سے
کہا امیر آتے ہین یہ سنکر سب استقبال کو گئے اور بخیر و خوبی امیر کو بارگاہ مین لائے یہ خبر لشکر نوشیروان مین ہوئی کہ امیر آئے مالک نے
سنکر کہا مین اب امیر سے لڑونگا اور یہان عمرو نے خیمہ مین آکر مینا ارشین کو زنبیل سے نکالا اور کمند آصفا مین مضبوط باندھکر ہوش
مین لایا اور پوچھا تو کون ہی پہلے تو اُسنے نہ بتایا جبکہ عمرو نے کہا کہ ادھر دیکھ جلد بتا ورنہ مار ڈالونگا تب اُسنے کہا ای عمرو مین شیاطین
سے ہون اب مجکو چھوڑ دے عمرو نے کہا مین تجکو ہرگز نہ چھوڑونگا تو بندگان خدا کو ورغلاتا ہی شیطان منتین کرنے لگا عمرو نے
کہا تو عورت حسینہ بن جا اور قول دے کہ مین نہ بھاگونگا تو مین بختک کے ہاتھ تجکو بیچ ڈالون وہانسے تو چلا جانا اُسنے عمرو سے
قول دیا عمرو نے چھوڑ دیا شیطان لوٹ لگا کر عورت حسین بن گیا جیسے ہی صبح ہوئی عمرو در خیمہ بختک پر آیا اور لوگون سے کہ ملک جی سے
کہدو کہ عمرو کو کچھ تمسے کہنا ہی یہ جو بختک نے سُنا ڈر کے مارے کانپنے لگا گھبرا کر خیمہ سے باہر آیا جھک کر سلام کیا اور کہا کیا حکم ہی
عمرو نے کہا ملک جی گھبراؤ نہین ذرا علیحدہ چلو تو کہون بختک نے کہا اندر چلیے عمرو اندر آیا بختک نے کہا ارشاد کیجیے عمرو نے
کہا ملک جی ہم ایک عورت خوبصورت نوشیروان کے بیچنے لائے ہین ای بختک تو بکوا دے بختک نے کہا مجکو تو دکھا دے عمرو
جیسے ہی اُس عورت کو نکالا بختک دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور عمرو سے کہا مین اس نازنین کو بادشاہ کے لیے لیجاؤنگا عمرو نے
کہا ملک جی اگر یہ گم ہو جائیگی تو قیمت اسکی جو مین کہونگا دینا پڑیگی بختک نے کہا بہت خوب عمرو اُس عورت کو بختک کے حوالے
کر کے چلا گیا یہ خبر بہرام اور فرامرز کو ہوئی کہ عمرو ایک عورت پریرو بختک کو دے گیا ہی ہرمز و فرامرز فوراً خیمہ بختک مین
آئے اور دیکھتے ہی اُسکو عاشق ہو گئے اور کہا ملک جی یہ عورت ہم مول لینگے بختک نے کہا تم کیونکر لوگے یہ نازنین بادشاہ
لے چکا ہوا پھر کوئی نگہ بھی نہین اُٹھا سکتا جبکہ بختک نے یہ بہانہ کیا دونون چلے گئے بختک نے اپنے دل مین کہا کہ عمرو جو
قیمت طلب کریگا وہ دونگا بلکہ کچھ زیادہ ایک دو دونگا مگر اسے ہونگا القصہ جب بختک اُس نازنین کو خلوت مین لا کر مشغول اختلاط ہوا اُسنے بھی وہ غمزے
کیے کہ بختک جان فدا کرنے لگا پھر بختک نے شراب منگائی اور دونون پی کر مست ہوئے اُسوقت شیطان نے بختک سے
کہا ای خنیاں آؤ اب لطف وصل ہی پھر تو دونون باہم بوس و کنار کرنے لگے جب بختک بیتاب ہو کر آمادہ وصل ہوا شیطان نے
کہا ذرا ٹھہرو مین پیشاب کر آؤن بختک نے اُس بیخودی مین آفتابہ خود لا کر اُسکے پاس رکھ دیا اُسنے کہا تم ذرا باہر جاؤ بختک باہر
آیا شیطان فوراً آفتابہ لیکر غائب ہو گیا جب دیر ہوئی بختک آواز دے کر اندر آیا دیکھا مع آفتابہ وہ عورت غائب ہو گئی
ایک آہ کھینچی اور ہائے کر کے زمین پر گر پڑا بڑی دیر کے بعد دلکو سنبھالا اور کہا عمرو تو میرے ہاتھ بیچ چکا ہی اب جو قیمت
مانگیگا دینا ہو گی غرضکہ علی الصباح عمرو بختک کے پاس آیا بختک نے ہاتھ جوڑ کے عمرو سے کہا کہ وہ عورت بھاگ گئی

بلکہ میرا افتادہ بھی لیگئی آپ جو قیمت فرمایے وہ دیدیجیے عمرو نے کہا مین وہ عورت لونگا بختک نے کہا آپ تو بیچ گئے ہین قیمت کے مستحق
ہین عمرو غصہ ہوا اور کہا او مردک تیرے ہاتھ وہ عورت بیچی تھی یا بادشاہ کے لیے لایا تھا بختک نے کہا اچھا آپ دربار نوشیروان مین چلیے
وہان اسکا فیصلہ ہو جائیگا جب یہ دونون بارگاہ مین آئے عمرو نے نوشیروان کو مجرا کیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ کل مین نے ملک جی کے ہاتھ
ایک عورت بہیرو آپ کے واسطے بھیجی تھی اگرچہ پسند ہو تو اسکی قیمت جو مانگون وہ پاؤن یہ سنتے ہی نوشیروان بختک کا منہ دیکھنے
لگا پھر فرادر فراغر نے گواہی دی کہ حضور عمرو سچ کہتا ہے ہمسے بھی آپ کا نام لیا تھا نوشیروان نے غصہ ہو کر بختک سے کہا کہ اس
مارغین کو جلد لا بختک نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور وہ عورت بھاگ گئی بادشاہ نے کہا تو جھوٹا ہے بختک نے ہزارون قسمین کھا کر
کہا غلام سچ عرض کرتا ہے بادشاہ کو اسکی قسمون پر یقین آیا عمرو سے کہا اسکے عوض مین جو تو مانگے وہ بختک سے دلادون یہ سنکر عمرو
نے کہا کہ مین ایک آدمی لاتا ہون ملک جی اسکے برابر جواہر تول دین بختک راضی ہوا عمرو نے عادی سے آکر کہا ای عادی تر حلوہ
کھاؤ گے اسنے کہا جی ہان عمرو نے گھی وغیرہ و قند سفید کثرت سے ڈالکر تر حلوہ کئی سو من پکوا کر عادی کو کھلایا اسنے یہانتک کھایا کہ اوٹھ
نہ سکا عمرو سے کہا اب مجھسے چلا نہ جائیگا عمرو نے پالکی پر سوار کرا کے لشکر نوشیروان مین روانہ کیا اور کہا کہ تمکو وہان ترازو مین تلوانگا
جب عمرو اور پالکی عادی کی آئی اور میزان میدان مین کھڑی ہوئی عمرو نے پالکی برابر میزان کے رکھوائی اور عادی سے کہا کہ ترازو
مین جا کر بیٹھو عادی بمشکل سے جا کر پلے مین بیٹھا بختک نے سارا جواہر منگا کر ترازو مین رکھا مگر پلہ عادی کا نہ اٹھا عمرو نے کہا
اشرفیان رکھوا اسنے اشرفیون کے توڑے منگا کر رکھے جب پلہ کچھ زمین سے اٹھنے لگا عمرو نے کہا اب روپیہ رکھوا اسنے سب روپیہ منگا کر
رکھوا دیا غرض سارا گھر بختک کا عمرو نے لوٹ کر نذر زنبیل کیا اور عادی کو اپنے ساتھ لے آیا لیکن عادی کا ابتر حال تھا امیر
نے جو سنا عمرو کو بلا کر خفا ہوئے اور حکم دیا کہ عادی کا جلد علاج کرو اگر مر جائیگا تو خواجہ تمکو بھی اسی کے ساتھ دفن کر دونگا
عادی کا علاج ہونے لگا اور عمرو بالادی کو نکلا ایک صحرا مین کلپاد اور کلپاد ملے انسے اور عمرو سے لڑائی ہونے لگی جب
عمرو نے دیکھا کہ کچھ اور عیار چلے آتے ہین عمرو ایسا بھاگا کہ پتا بھی نہ لگا جب کئی کوس نکل گیا دیکھا کہ ایک سبیل پانی کی ہے پیاسا
تھا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا کلپاد و کلپاد بھی پھرتے پھرتے آنکلے عمرو کو بیہوش پا کر مشکین باندھین اور زنبیل عمرو
کو جو کھولا اسمین ایک رومال مین پڑیان تھین انکو کھولکر جو سونگھا فوراً بیہوش ہو کر گرے عمرو کو جو ہوش آیا اپنی زنبیل اٹھا
اور ان دونون کی کمند سے مشکین باندھ کر پشتارہ لگا داخل بارگاہ امیر ہوا اور سامنے امیر کے ہوش مین لایا یہان الوالفتح
بادشاہ سے کہہ رہا تھا کہ خواجہ مجھسے کان چھین لائے اور مجھکو ایک سوداگر کے ہاتھ غلام بنا کر بیچ لیا عمرو نے جو سنا کہا یہ جھوٹا ہے مین نے
تیری جان بچائی اس سبب سے بیچ کر چلا آیا اسنے کہا جو ہوا سو ہوا مجھکو کرسی ہدہد لکھدیجیے پھر مین تمسے نہ بولونگا عمرو نے کہا یہ
وہی باتین کرتا ہے غرض بادشاہ نے الوالفتح کو سمجھایا وہ بادشاہ کے کہنے سے چپ ہو رہا عمرو نے الوالفتح کو خلعت طلائی
دلوائی اور کہا تو لشکر مین رہا کر پھر کلپاد و کلپاد کو قید کیا اور وہان مالک اژدر نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر لندھور کو
ہوئی لندھور نے کہا یا امیر مجکو بھی اسکی لڑائی کا بڑا اشتیاق ہے غرض امیر نے بھی نقارہ رزمی بجوایا کہ غل ہوا عمرو دوڑا دیکھا
کہ ایک شخص بھاگا جاتا ہے عمرو نے اسکو پکڑ کر کہا تو کون ہے اسنے کہا ای خواجہ مرزبان خراسانی سلیمان شاہ کی دختر پر عاشق
ہو کر فوج لیکر چڑھ آیا ہے اور کہتا ہے کہ اپنی بیٹی ہمکو دے جبکہ سلیمان شاہ بدحواس ہوا تو اسکی دختر نے کہا امیر و لندھور سے
کشتی لڑا اور انکو زیر کر تو مین تجکو قبول کرون مرزبان نے سیک یا اپنے عیار کو بھیجا کہ لندھور کو چرا لا تو وہ اگر لندھور کو چرا لیگیا
مین بھی اسکے ساتھ تھا نہ نکل سکا عمرو نے اسکو چھوڑ دیا اور خیمہ لندھور مین آیا دیکھا عیار لندھور کے اپنا برا حال کر رہے
ہین یہ خبر امیر کو ہوئی مگر چونکہ فوج میدان مین آچکی تھی امیر نے عمرو مالک کے پاس بھیجا کہ لندھور کو تمہاری جنگ و جدال کا
بڑا اشتیاق تھا اسکو کوئی چرا لیگیا اب آٹھ روز کی مجکو مہلت دو کہ لندھور آجائے تو پھر مقابلہ باطمینان تمام ہو عمرو نے

یہ پیام امیر کا آکر مالک سے کہا مالک نے برضا و رغبت ایک مہینے کی مہلت دے کر کہا کہ میری طرف سے امیر سے کہنا کہ جب آپ کے جی مین
آئے لڑے گا عمرو نے اسی طرح امیر سے بیان کیا یہ سنکر فوجون مین طبل بازگشت بجا اور اپنے اپنے خیمون مین آئے امیر نے عمرو
سے کہا اے خواجہ تم چار لندھور اور مرزبان کو چڑالاؤ تو ہم بھی انکی کشتی کا تماشا دیکھین پھر امیر نے گلباد و کلباد کو بلایا اور کہا
کہ تم مسلمان ہو جاؤ وہ دونون راضی ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوئے اور کہا اے خواجہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلینگے اور
سعد سنگ مصری اور ابوالفتح نے بھی کہا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ ہین الغرض خواجہ امیر سے رخصت ہوکر یہ چار عیار طرار اپنے
ساتھ لیکر طرف شیراز کے روانہ ہوئے گلباد و کلباد نے کہا اُستاد صورت تو تبدیل کیجیے جب سب عیارون نے اپنی صورتین
بدلین اور شہر شیراز مین داخل ہوئے اور ایک کاروانسرا مین اُتر ے عمرو نے سب عیارون سے کہا کہ غیر ملک مین آکر اپنے پاس
سے کھایا تو کیا کمال کیسا بہتر یہ ہے کہ اپنی گرہ کا پیسہ کوڑی نہ صرف کرین یہ سنکر گلباد نے کہا کہ پھر آپ کوئی تدبیر کرین عمرو
ایک سوداگر کی صورت بنا اور ان چارون کو اپنا نوکر نبایا اور شیراز کی بازار مین آیا وہان ایک نانبائی تھا کہ وہ اُستاد بریان پزان
تھا عمرو اُسکی دکان پر آکے بیٹھا اور کہا کھانا لاؤ اُسنے جو انکی صورت دیکھی سمجھا کہ کوئی بڑا سوداگر ہو فوراً دسترخوان بچھایا اور رنگا رنگ
کا کھانا چن دیا ان پانچون نے خوب سیر ہوکر کھایا کہ اس اثنا مین ایک فقیر نے آکر سوال کیا عمرو نے نانبائی سے کہا اس فقیر کو پانچ روپیہ
دیدو اُسنے صندوقچہ کھولکر پانچ روپیے دیدیے عمرو نے کہا ہم کھانا کھالین تو تمکو روپیہ مع قیمت کھانے کے منگادین اس عرصہ مین
اور فقیر آنے لگے عمرو اسی نانبائی سے روپیہ دلوانے لگا غرضکہ اسقدر فقیر ادھر سے آئے کہ نانبائی نے دو سو روپیہ تک دیے اور عمرو
نے اُنکو دلوائے جب عمرو چلنے لگا تو اُس نانبائی سے کہا کہ تمہارے صندوقچہ مین اب کتنے روپیے ہین ذرا گن تو ڈالو اُس نانبائی
نے دیکھا کہ نکالکر گنا دو سو روپیہ نکلا عمرو نے کہا تمنے اپنے روپیے گن لیے اُسنے کہا ہان مگر وہ جو روپیے آپ نے اٹھوائے ہین وہ تو
دیجیے عمرو نے کہا ابھی تو گنوا کے صندوقچہ مین رکھوا دیے اب کیسے تم روپیے مانگتے ہو یہ سنتے ہی وہ غل مچانے لگا لوگ جمع ہوئے عمرو
نے سب سے کہا صاحبو اس نانبائی سے پوچھو کہ دو سو روپیے اُسنے مجھکو دیے تھے وہ مین نے گنوا کے ابھی اُسکو دیدیے اپنے روپیے
اپنے صندوقچہ مین بند کیے یا نہین لوگون نے اُس سے پوچھا اُسنے کہا ہان صاحب یہ دو سو روپیے تو میرے ہین وہ مین نے صندوقچہ مین
بند کر دیے وہ جو انھون نے لیے تھے وہ روپیہ مانگتا ہون عمرو نے کہا لو صاحب ابھی لے چکا ہے پھر دوبارہ مانگتا ہے اتنے مین سبک پا آیا
اُسنے جو یہ تقریر سنی تو بریان پز کو قائل کیا اور عمرو سے کہا آپ جائیں غرض کہ عمرو وغیرہ تو سرا مین آئے وہ بریان پز روپیٹ کر رہگیا
سبک پا اپنے گھر چلا گیا یہان دوسرا دن جو ہوا عیارون سے عمرو نے کہا آج پھر کوئی تدبیر کرو گلباد اُسی وقت مردہ بنا اور چارون
نے اُسکو چارپائی پر ڈالا اور ایک چادر اوپر اُسکے اُڑھائی اور کلمہ پڑھتے ہوئے چلے تو لیے آتے سبک پا کے دروازے پر پہونچے
سبک پا گھر سے نکلا پوچھا کیا ہوا انھون نے کہا ایک لاوارث مر گیا ہے اُسکو لیے جاتے ہین کہ کسی طرح کچھ مانگ کر
دفن کرین سبک پا نے پانچ روپیے کسی سے دلوا دیے اُس روز پانچون نے سرا مین بھٹیاری سے کھانا پکوا کر کھایا غرضکہ
تین روز تک اسی طرح مردہ بن بنکے سبک پا سے روپیے لیے اور خوب کھانا پکوا کر کھایا پانچوین روز دیکھا کہ عمرو کے
درد اُٹھا عمرو نے کہا اب مین نہ بچونگا یہ کہتے کہتے ان چار دن عیارون نے دیکھا کہ خواجہ مر گئے سب عیار رونے
پیٹنے لگے تب عمرو نے چپکے سے کہا کہ ہماری بازی کو باطل کرتے ہو یہ سنکر عیارون کے جسم مین جان آئی عمرو
کو چارپائی پر ڈال کر سبک پا کے دروازے پر آکے اور ہائے واے کر کے شور و غل کیا اور زار زار
رونے لگے سبک پا خفا ہوتا ہوا اپنے مکان سے نکلا کہا تم لوگون نے میرا گھر تاک لیا ہے کہ روز مردہ لیکر موجود
ہوتے ہو کیا یہ مکان میرا مردہ خانہ سمجھا ہے لوگون نے کہا اچھا اس مردے پر سے چادر تو اُٹھاؤ ہم ذرا مردے
کی صورت دیکھین ان چارون عیارون نے چادر منہ پر سے ہٹائی دیکھا درحقیقت مردہ ہے چہرے پر بخوبی مردنی

چھاتی ہو ناک کا بانسہ بھرا ہوا ہو کان کی لوین بھی مُڑ گئین ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہین اور نبضین بھی ساقط ہین جسم سے بو مُردے کی آتی ہو یہ حال دیکھکر سبکپا نے غسّال کو بلا کر کہا کہ اسکو غسل میت دے کر اور قبر کھدوا کر دفن کر دو یہ سُنکر غسّال اُس مُردے کو دریا کے کنارے لایا قناتین گھیری گئین اور مُردے کو چارپائی سے اُٹھا کر تختہ پہ لٹایا اور تمام کپڑے اُتار کر تہبند کی لُنگی لپیٹی اور نہلانا شروع کیا اُدھر دوسرے آدمی نے غسّال کے کفن قطع کر کے سیا جب غسّال نہلا چکا اور کافور سے حنوط بھی کر چکا تو کفنانے لگا عمرو یکایک اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ مین بھوکھا ہون جلدی کچھ مجھکو کھلاؤ غسّال مارے ڈر کے گر پڑا اور غش آگیا عمرو نے اُسی وقت غسّال کو داروے بیہوشی دی کہ وہ بالکل بیہوش ہوگیا عمرو نے اپنی صورت کا اُس غسّال کو بنایا اور اُس غسّال کی شکل آپ بنے اور کفن پہنا کر اُسکو چارپائی پہ لٹایا اور کلمہ پڑھتے ہوے تکیہ کی طرف لیچلے جب اُس مُردہ نقلی کو لیکر قبرستان مین پہونچے وہ غسّال ہوشیار ہوا عمرو نے دیکھا کہ اب یہ اُٹھا چاہتا ہی عمرو اُسکے پاس آیا اور چپکے سے اُسکے کان مین کہا کہ خبردار اُٹھنا نہین جب تک تجھکو قبر مین لٹا کر تختے نہ دین تو یونہین سانس روکے پڑا رہنا نہین تو تیرے گھر بھر کو مار ڈالونگا یہ کہکر عمرو سبکپا کے پاس آیا اور کہا میری مزدوری دو اُسنے پانچ روپیے عمرو کو دیے عمرو روپیے لیکر راہی ہوے تکیہ پہ جب قبر تیار ہو چکی مُردے کو قبر مین اُتارا اور تختے قبر مین دینے لگے تین تختے ابھی قبر مین دیے تھے کہ قبر مین اندھیرا ہونے لگا غسّال گھبرا کر اُٹھ بیٹھا وہ جو گورکن تختے قبر مین دے رہا تھا مُردے کو دیکھتے ہی ڈر گیا اور غش کھا کر گرا غسّال کو جب ہوش آیا دونون مین کشتی ہونے لگی مُردہ زندہ ہو کے لگا غسّال چاہتا ہی مین پہلے قبر سے نکلون گورکن چاہتا ہی مین سب سے پہلے یہان سے بھاگون غرضکہ مُردہ پہلے اُسی طرح کفن پہنے ہوے قبر سے نکلا پھر گورکن قبر سے نکل کر اپنے گھر کو بھاگا کھدوائی بھی قبر کی ڈر کے مارے چھوڑ دی اور نہ مانگی غسّال کفن پہنے ہوے شہر کی طرف چلا لوگ شہر کے بھاگے اور شور مچایا کہ مُردہ کفنایا ہوا چلا آتا ہی جسطرف یہ غسّال جاتا ہی لوگ ڈر ڈر کے بھاگتے ہین آخرکار اسنے اپنا کفن نوچکر پھینکدیا اور پکار کر کہنے لگا یارو مین غسّال ہون عمرو نے یہ میرا حال بنایا ہی اور سکھا دیا تھا کہ ایسا کرنا یہ سُنکر سب نے جب قریب آکر غور سے دیکھا تب پہچانا سب کے جان مین جان آئی لوگون نے یہ خبر سبکپا کو پہونچائی کہ وہ مُردہ عمرو عیار تھا اور وہی تمسے پانچ روپیے بھی لیگیا مرزبان نے جو یہ کیفیت سنی بہت خفا ہوا سبکپا کو جھڑک دیا اور کہا کہ تو لندھور کو جو پکڑ لایا عمرو نے آکر تجھسے کیا کیا عیاریان کین اور تجھسے کچھ بھی نہو سکا اسی پر تو دعوی عیاری کا کرتا ہی سبکپا نہایت ذلیل ہوا اور کچھ لوگ ساتھ لیکر شہر مین عمرو کی تلاش مین آیا عمرو اُسوقت عیارون کو لیکر کہین گیا ہوا تھا یہان سبکپا تو عمرو کو تلاش کرنے لگا اور عمرو لندھور کو ڈھونڈھتا ہوا اُس باغ مین آیا جہان لندھور کو رکھا تھا دن بھر تو عمرو نے مع عیارون کے وہان خوب سیر کی اور رات کے وقت لندھور کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور لیکر نکل گیا صبح کو مرزبان کو خبر ہوئی غیظ و غضب سے منہ سرخ ہوگیا اور مرزبان نے سبکپا کو بُلا کر بہت سخت سست کہا سبکپا نے عرض کیا اگر آپ فرمائین تو مین پھر لندھور کو جا کر لے آؤن مرزبان نے نہ مانا اور کہا کہ ای شاہ سلیمان آخر تو مجھکو لندھور سے لڑنا ہی تم میرے ساتھ چلو مین نوشیروان کے سامنے لڑونگا شاہ سلیمان راضی ہوا اور یہ دونون فوجین اپنی اپنی لیکر روانہ ہوے عمرو نے ایک صحرا مین لا کر پشتارہ دوش سے اُتارا اور لندھور کو کھول کر ہوش مین لایا اور سارا حال بیان کیا لندھور نے عمرو کو بہت تحسین و آفرین کی اور ہمراہ عمرو وغیرہ کے لشکر امیر با توقیر کی طرف چلے آتے آتے صحرا مین ایک پہاڑ ملا اُسکے نیچے سب کے سب اُترے عمرو نے گلباد سے کہا کہ تم جا کر امیر با توقیر کو خبر دو گلباد تو امیر کے پاس آیا اور لندھور کا سارا حال بیان کیا ادھر کا حال سنیے کہ جس پہاڑ کے نیچے لندھور و عمرو وغیرہ فروکش ہوے تھے اُس پہاڑ سے کچھ عورتین اُتر کر آئین اور کہا کہ آپ اس صحرا مین کیون پڑے ہین ہمارے مکان پر چلیے لندھور یہ سُنکر ہمراہ عورتون کے سب کو ساتھ لیکر یزدان کوہ پہ

دیکھا کہ ایک باغ نہایت پُر بہار و آراستہ ہی ایک طرف کو بارہ دری ہی بڑے تکلف کی پردے پٹاپٹی کے پڑے ہین شیشہ آلات بیش قیمت رگا ہی گلدستے چبوترے پر گرد چنے ہوے ہین اور بارہ دری مین فرش مخمل زنگاری کا بچھا ہی اور اُسپر ایک مسند جواہرنگار آراستہ ہی اور اُس مسند پر ایک عورت حسین نازنین بیٹھی ہی اُسنے لندھور کو دیکھتے ہی مسند پر اپنے پاس بٹھایا اور استفسار حال کیا لندھور نے اپنا نام بتایا جب تو اُسنے کہا ای لندھور تم مجھکو قبول کرو لندھور نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک ہم نکاح نہین کرتے مشغول صحبت وصل نہین ہوتے اگر تم دین اسلام قبول کرو تو کیا مضائقہ ہی جب اُس لکاتہ نے دیکھا کہ لندھور کسی طرح راضی نہین ہوتا سحر کرکے لندھور و عمرو وغیرہ کو گرفتار کر لیا یہان تو یہ سحر ساحرہ مین سب گرفتار ہوے وہان امیر باتوقیر منتظر ہین جو سردار کہ پیشوائی کو لندھور کی گئے تھے خالی پھر آئے اور کہا کہ ای امیر باتوقیر لندھور و عمرو وغیرہ کا کہین پتا نہین یہ سنکر امیر بہت گھبرائے اور اُسی وقت اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر مقبل کو ہمراہ اپنے لیکر چلے اور گلباد سے کہا کہ تو وہ مقام مجھکو بتا دے کہ جہان سے عمرو نے تجھکو روانہ کیا تھا گلباد امیر کو ساتھ لیکر آیا اور وہ مقام بتا دیا اب جو امیر وہان آئے تو کسی کو وہان نہ پایا آگے جو بڑھے تو اُسی پہاڑ کے نیچے پہونچے بعد تھوڑے عرصہ کے اُسی طرح وہ عورتین آئین امیر کو بھی ساتھ اپنے وہان لائین امیر دل مین سمجھ گئے کہ لندھور بھی یہین ہوگا جب امیر باغ مین پہونچے دیکھا کہ بارہ دری مین ایک عورت نازنین مسند پر بیٹھی ہی اُسنے امیر کو اپنے پاس بٹھا کے سوال وصل کیا راوی لکھتا ہی کہ نام اُس نازنین کا ریحانہ جادو تھا امیر نے جو خیال کرکے دیکھا تو منھ سے اُسکے بو آتی ہی دل مین امیر نے کہا کہ یہ لکاتہ ساحرہ ہی امیر یہ دل مین سوچ کر اسم اعظم پڑھنے لگے اور اُس سے پوچھا کہ تو جادوگرنی ہی اُسنے کہا کہ تمنے کیونکر جانا امیر نے کہا تیرے منھ سے بو آتی ہی یہ سنکر اُسنے امیر پر سحر کیا امیر پر کچھ کارگر نہوا یہ دیکھکر وہ بدحواس ہوئی اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن امیر نے فوراً اسم اعظم دم کرکے جو تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا وہ ساحرہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گری سارا طلسم ٹوٹ کر برباد ہوگیا جتنی خواصین اُسکی تھین سب جلکر خاک سیہ ہوگئین جن جنکو پکڑ لائے وہ ہاتھ باندھکر حاضر ہوئین مگر لندھور کی قید کا پتا نہ لگا جب کہ بہت تلاش کیا تو ایک کوٹھری مین بند پایا اُسی وقت لندھور کو رہا کیا اور سب کو ہمراہ لیکر لشکر ظفر پیکر مین آئے اُدھر مرزبان اور سلیمان شاہ بارگاہ نوشیروان مین داخل ہوے بادشاہ کو دونون نے مجرا کیا بادشاہ نوشیروان نے دونون کو دنگل بیٹھنے کو دیے مرزبان دست راست کو بالادست بیٹھا اور مالک اژدر وغیرہ جتنے سردار تھے وہ سب چپکے بیٹھے دیکھا کیے جب مندویل اصفہانی آنکر اپنے دنگل پر بیٹھا دیکھا کہ مرزبان مجھسے بالادست بیٹھا ہی دل مین بہت تاؤ پیچ کھایا مگر چپکا بیٹھا رہا مہلیل نے جو دیکھا کہ مندویل رنجیدہ ہی پوچھا ای برادر تم اسوقت پُر غم اور ہتر دد کیون ہو مندویل نے کہا بادشاہ نے اسکو بالادست کیون بٹھایا ہی غرضکہ مندویل سے ضبط نہوسکا مرزبان سے کہا تم اس مقام پر نہ بیٹھو اور کسی طرف جاکر متمکن ہو مرزبان نے نہ مانا دونون مین تکرار ہونے لگی مہلیل نے کہا اچھا خیر اسوقت تو بیٹھا رہنے دو ای مرزبان کل آنا تو تم اس مقام پر نہ بیٹھنا مرزبان نے کہا مین تو ہر روز اسی مقام پر بیٹھونگا مندویل نے دست بقبضہ ہوکر کہا کل کیسا آج ہی مین اسکو یہان نہ بیٹھنے دونگا جب تو مرزبان نے بھی تلوار کھینچی یہ دیکھکر نوشیروان نے مندویل کو منع کیا اور کہا کہ کوئی مہمان سے لڑتا ہی یہ تمھارے گھر مین آیا ہی اور مہمان ہی تمکو طرح دینا چاہیے اور مدارات کرنا لازم ہی القصہ نوشیروان نے سمجھا کر رفع شر کر دیا سب سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے لیکن مندویل و مہلیل دونون مکدر خاطر رہے جبکہ دربار برخاست ہوا مندویل اپنے مکان پر آیا دل مین کہنے لگا کہ نوشیروان مادہ خر یا زن احمق کے مانند ہی اور حمزہ قدردان ہی یہ سوچ کر بھائی کے پاس آیا اور کہا کہ ای برادر مین اب مرزبان سے کیونکر لڑون اور نوشیروان سے مجھکو بڑا صدمہ پہونچا کہ ہمنے اسکو اپنے شہر مین اُتارا اور اہل و عیال کی تباہی اور بربادی کا کچھ خیال نہ کیا امیر سے

لڑے مقابلے کیے اُسکا عوض یہ ہی کہ اس نامرد نے سر دربار ہمکو بے حقیقت سمجھا ای برادر مین امیر کی خدمت مین جاتا ہون
اس بات کو سُنکر مہلیل اور شہنشاہ عراقی بھی رضامند ہوے دوسرے روز جو جو عزیز قریب تھے اُن سب کو اپنے
ہمراہ لے کر طرف لشکر امیر کشور گیر کے چلے یہ خبر امیر کو ہوئی پہلے اخبار مرزبان کے سن چکے تھے اس سبب سے امیر کو
صاف ثبوت ہوا کہ یہ بگڑ کر آتے ہین جب تو امیر نے فوراً عبد الجبار و بہرام وغیرہ کو واسطے استقبال کے بھیجا جبکہ
مندویل وغیرہ بازار مین آئے اہل بازار دیکھکر حیران ہو گئے جیسے ہی آگے بڑھے دیکھا سب سردار امیر باتوقیر کے
آتے ہین مندویل وغیرہ گھوڑون سے اُترنے لگے سردارون نے منع کیا کہ اُترو نہین جلد چلو امیر باتوقیر تمھاری
راہ دیکھ رہے ہین مندویل و مہلیل یہ عنایت امیر کی دیکھکر بہت خوش ہوے اور دروازے پر بارگاہ کے
آکر اُترے اندر جو داخل ہوے تو چار چمن تیخزان نظر پڑے سامنے تخت پر قباد اور امیر باتوقیر ذنگل شوکت پر اور تمام
سردار اپنے اپنے ذنگل پر بیٹھے ہین مندویل یہ کارخانہ دیکھکر دل مین کہنے لگا کہ نوشیروان کیا گید ہی ہے یہ دربار شاہانہ
ہے ان دونون نے مجرا کیا اور نذر دی امیر باتوقیر نے اُٹھکر انکے ہاتھ پکڑ لیے اور بادشاہ قباد کو نذر دلوائی پھر دونون
از سر صدق مسلمان ہوے امیر نے ذنگل عنایت کیے اور خلعت سلیمانی مرحمت ہوے پھر امیر نے عمرو سے کہا
ای خواجہ انکے واسطے بانات سلیمانی اور تاش تمامی کا خیمہ برپا کرا دو عمرو نے اُسی طرح کا خیمہ آراستہ کر دیا دونون
بھائی امیر کی مدح و ثنا کرتے ہوے سب کو خیمہ مین لے کر آئے لندھور و عمرو بھی انکے ساتھ آئے اور بیٹھکر باتین
کرنے لگے مندویل و مہلیل کی جو سات لاکھ فوج آپس مین صلاح کر کے سارا مال و اسباب لے کر صبح کو مندویل
کے پاس آئی اور کہا کہ آپ نے ہمکو اطلاع بھی نہ کی اور ہمکو آپ چھوڑ کر چلے آے مندویل نے آکر امیر سے عرض کیا کہ تمام
فوج میری آئی ہی امیر نے کہا تم اپنی فوج سے ہوشیار رہنا کس واسطے کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور وہ سب ابھی عالم کفر
مین ہین اب مجھکو تمھارا زیادہ پاس و خیال ہے یہ سنکر مندویل نے کہا ای امیر وہ سب میرے ملازم ہین اُنسے مجھکو
کچھ خطرہ نہین یہ کہکر مندویل بارگاہ کے باہر آیا اور اپنی سات لاکھ فوج کو مسلمان کیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی وہ نہایت
بدظن ہوا اور مرزبان کی طرف دیکھا کہا کہ یہ سب تیرا افساد ہے اور پُر غضب ہو کر کہا کہ کوئی ایسا ہے کہ عراق مین جا کر سارے
شہر کو قتل کرے اور اُنکے ناموس کو پکڑ لاے مندویل و مہلیل وغیرہ اپنے اہل و عیال کو عراق مین چھوڑ آے
تھے اور فوج کو لے کر لڑنے کے واسطے اصفہان مین ہمراہ نوشیروان کے آئے تھے الغرض یہ جو نوشیروان نے حکم
دیا مرزبان اور سلیمان شاہ ذنگلون سے اُٹھے اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم یہ کام کر لائین نوشیروان نے اجازت
دی وہ دونون لاکھ سوار اپنے ہمراہ لے کر عراق کو روانہ ہوے ہر کارون نے آکر دربار مین امیر کے سامنے
یہ اخبار گذرانا مندویل و مہلیل یہ سنکر گھبرا گئے امیر نے فوراً جام گل غوریت منگوا کر دربار مین رکھا اور بآواز بلند کہا کہ
ایہا الناس مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی بہادر جائے اور اُنکو راہ مین روکے یہ سنتے ہی مندویل و مہلیل نے
عرض کی کہ ای امیر باتوقیر ہمسے اور اُس سے تنازعہ ہے اگر حکم ہو تو ہم جا کر اُنکو روکین اور مقابلہ کرین امیر نے منع کیا
اور کہا کہ تم ابھی کسی سے مقابلہ نہ کرو کوئی اور چلا جائیگا لیکن اُن دونون نے نہ مانا اور بہت اصرار کیا امیر نے
مجبور ہو کر فرمایا خیر تمھین اختیار ہے مگر مہمان کو ابھی تکلیف نہ دینا چاہیے اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو بہتر ہے جاؤ یہ سنکے
دونون نے امیر و بادشاہ کو مجرا کیا اور بارگاہ سے باہر آ کے مرکبون پر سوار ہوے اور لاکھ سوار ہمراہ اپنے لے کر
طرف عراق کے روانہ ہوے اور جو چھ لاکھ فوج باقی رہی وہ بعد اُنکے روانہ ہوئی کہ انکے بھی سب ناموس وہین تھے
یہ خبر نوشیروان کو ہوئی ایسا غضبناک ہوا کہ ڈاڑھی کے بال سب اُسکے کھڑے ہو گئے اور ہتھیار طرف

دیکھنے لگا اور کہا ایہا الناس کوئی تم مین سے ایسا نہین ہی جو جا کر انکا مقابلہ کرے اور روکے یہ سنکر طول شنجر زنگی دنگل پر سے کودا اور چالیس ہزار سوار لے کر چلا یہ خبر امیر با توقیر کو ہوئی نہایت متردد ہوے کہ اب کسکو بھیجون کہ مالک کا مقابلہ ہو لیکا یک لندھور اپنے دنگل سے کودا اور باہر آکے حکم دیا کہ اسی سوار سے زیادہ میرے ہمراہ نہ آئین اُسپر بھی دو لاکھ ہندی ہمراہ لندھور کے چلے اب جو یہ نوشیروان نے سنا دونون گھٹنے ٹیک کر کھڑا ہو گیا اور مارے غصہ کے کانپنے لگا ہرمز و فرامرز سے کہا کہ تم جاؤ اور جو جو سردار مدد کو آئے تھے چنانچہ سلسل شاہ یزدی نجم کاسہ فروش و ہزبر قی لدا لکم شاہ و کندر کوہ کرمانی وغیرہ کو فوج بیشمار دے کر روانہ کیا پھر یہ سب خبر امیر با توقیر کو ہوئی بادشاہ سے اجازت لے کر امیر بھی طرف عراق کے روانہ ہوے نوشیروان نے جو سنا کہ امیر بھی گئے ہین آپ بھی اُٹھ کھڑا ہوا بختک نے جانا کہ محل مین جائیگا مگر بادشاہ نے سواری طلب کی اور آپ بھی مع فوج کے کوچ کیا قباد کو جو خبر پہونچی کہ نوشیروان بھی روانہ ہو گیا یہ بھی تمام فوج لے کر راہی ملک عراق کو ہوئے

دو کلمے داستان مرزبان خراسانی کے بیان ہوتے ہین

شاطران افواج مضامین کیفیت اس داستان رنگین کی یون تحریر کرتے ہین کہ پہلے مرزبان خراسانی اور سلیمان شاہ عراق مین پہونچے اور اہل عراق کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ مندویل وغیرہ مسلمان ہوے ہین اور نوشیروان نے غضبناک ہو کر مرزبان خراسانی کو برائے قتل و گرفتاری ناموس ہمارے مندویل وغیرہ بھیجا ہی کسی کو اس بات کا یقین نہ آتا تھا یکایک تتق گرد صحرا سے اُٹھے معلوم ہوا کہ مرزبان فوج لے کر آتا ہی فوراً دروازہ قلعہ کا بند کر لیا چہار طرف توپین تیار کر کے لگادین مرزبان جب قریب قلعہ کے آیا پکار کر کہا کہ حکم بادشاہ نوشیروان کا ہی کہ دروازہ کھولدو عراقیون نے جواب دیا کہ ہم بادشاہ نوشیروان کو نہین جانتے کہ کونسا گیدی ہی اور خبردار اگر آگے قدم بڑھاؤگے تو مارے گولون کے اُڑادینگے سلیمان نے یہ سنکر کہا کہ پھر چلو مین نے تو تم سے کہا تھا کہ رات کو چلنا تمنے نہ مانا مرزبان نے کہا کہ یہ سارا فساد تو میرے سبب سے ہوا ہی اگر اب پھر جاؤنگا تو کیا کسی کو منھ دکھاؤنگا غرضکہ ان باتون مین شام ہو گئی رات بھر تدبیر کیا کیے صبح کو مرزبان نے دھاوا کیا اُدھر سے توپون کی باڑھ چلی ہزارہا کفار ایک ہی فیر مین اُڑ گئے چار گھڑی توپ اور تیر کی مار ہوئی جب توپ کی تاریکی دھوئین کی کم ہوئی دیکھا کہ مرزبان بیس ہزار سوار سے خندق پر پہونچا مرزبان نے آواز دی کہ بس اسی مین خیر ہی کہ دروازہ کھولدو اور ہاتھ باندھ کر عورتون کو محافے مین سوار کر کے نکل آؤ نہین تو تم سب کی آبرو دون مین فرق آئیگا یہ سنکر اہل قلعہ گھبرا گئے اور درگاہ خدا مین دعا کرنے لگے اور زار زار رونے لگے دیکھا سبھون نے کہ ایک گرد صحرا کی طرف سے اُٹھی مندویل و مہلیل پیدا ہوئے اور وہین سے تلوار کھینچ کے جھپٹے فوج مرزبان پر آپڑے تلوار چلنے لگی مرزبان نے جو پلٹ کر دیکھا پھاٹک قلعہ کا چھوڑ دیا گھوڑا اُڑا کر میدان مین آیا مندویل کا مقابلہ کیا اور آتے ہی تلوار کا ہاتھ مارا سر پر پڑا آتا دو ابرو تلوار اُتر آئی مندویل نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون بہنے لگا زخم سر رومال سے باندھ کر مرزبان پر تلوار ماری سر پر پڑی چھ اُنگل تلوار سر مین اُتر گئی زخم گہرا لگا مرزبان نے پھر ہاتھ تلوار کا مارا مندویل کا زخم چوپارہ ہوا مندویل نے جو دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا مرزبان کا شانہ نشانہ ہوا مندویل نے پھر دوسرا رومال سر سے کس کر باندھ لیا اور لڑنا شروع کیا مہلیل اور سلیمان سے جو مقابلہ ہوا یہ دونون زخمی ہوے لیکن سلیمان کا حال غیر ہو گیا اس اثنا مین مرزبان نے تلوار مندویل پر ماری مندویل نے سر جھکایا مرکب کام آیا مندویل نیچے گرا گرد تمام لاشین پڑی تھین مندویل مین اُٹھنے کی طاقت نہ تھی ایک لاش کی چھاتی پر ہاتھ ٹیک کر مرزبان کے مرکب کو تلوار ماری پانون کٹ گئے کارخمی ہوا کہ لوگ مندویل کے پہونچے بیچ مین مندویل کو کر لیا اور کہا کہ آپ قلعہ مین چلیے کہ زخم کاری

لگا ہو مندویل نے نہ مانا اور خراسانی پسپا ہو رہے تھے کہ شور و غل ہوا مندویل نے پوچھا یہ غل کیسا ہی لوگون نے کہا کہ
طول شیخزنگی نے آکر سب کو پسپا کر دیا یہ سنکر مندویل نے پھر مرکب طلب کیا اور دیکھا کہ میری فوج پسپا ہو رہی ہی لوگون
نے کہا ای شہریار آپ قلعہ مین جا کر علاج کیجیے مندویل سنتے سنتے بد مزاج ہو کر از راہ غیظ و غضب کہنے لگا کہ صاحب اگر
تمکو جانا ہو چلے جاؤ مین تو یہین شہید ہونگا لیکن تم لوگ میرے کلمہ کے شاہد رہنا اور اگر امیر با توقیر آجائین تو کہدینا کہ آپ
تازہ غلام کام آئے یہ ذکر تھا کہ نعرہ بہرام گرد کا ہوا اور چینیون نے وہ تلوار کی کہ تمام فوج کفار درہم و برہم ہوگئی طول شیخزنگی
سے اور بہرام گرد سے مقابلہ ہوا طول زخمی ہوا لیکن کسی نے طول زنگی کو پیچھے سے آکر ایسا قبضہ مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا
یہ گھوڑے پر جھومنے لگا اور ادھر ادھر زخمیون کے ڈھیر کہین لاشون کے انبار ہین مگر مندویل بھی زخمی کھڑا ہوا غش کے
عالم مین جھوم رہا ہی مہلیل کا بھی یہی حال ہی مگر کھیت سے قدم نہین ہٹاتے ہین جب آنکھ کھولتے ہین لوگ کہتے ہین کہ بہرام
نے آکر ایسی شمشیر زنی کی ہی کہ لڑائی اب فتح ہوا چاہتی ہی یکایک پھر گرد اڑی اور مالک اژدر کا نعرہ ہوا آتشی نیزہ
نیزہ دارون سے آکر سیکڑون کو چھید لیا مالک و بہرام سے مقابلہ ہوا بہرام بہت زخمی ہوگیا تھا اور مالک کے
اوچھا سا زخم لگا کہ نعرہ لندھور کا بھی ہوا ہندیون سے وہ تلوار چلی کہ مالک کے ہمراہی بہت سے مارے گئے
لندھور نے فیل میمونہ مبارک کو آگے بڑھایا اور پوچھا کہ مندویل و مہلیل کدھر ہین ہمراہیان لندھور
نے دریافت کرکے کہا کہ ادھر زخمی کھڑے ہوئے اپنے ہمراہیون مین جھوم رہے ہین لندھور مندویل و مہلیل
کے پاس آیا کچھ ہندی بھی ساتھ لندھور کے چلے آئے لندھور خفا ہو کر کہنے لگا تم لڑائی کو چھوڑ کر کیون میرے
ہمراہ آئے تم چلو کفار سے لڑو مین ابھی مندویل و مہلیل کو دیکھ کے آتا ہون غرضکہ لندھور پاس مندویل
وغیرہ کے آئے مندویل کو لوگون نے ہوشیار کیا اور کہا کہ جانشین حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہین یہ سنکر
مندویل نے آنکھ کھولی اور لندھور کو سلام کیا لندھور نے کہا ای برادر کیا حال ہی مندویل نے کہا کہ شکر
خداوند جلیل کا کہ شہادت کا زمانہ قریب ہی لندھور نے کہا ای مندویل تم گھبراؤ نہین اچھے ہو جاؤ گے اب
تم قلعہ مین جا کر ٹانکے زخمون مین دلواؤ مندویل نے کہا کہ مین ہرگز نہ جاؤنگا اسوقت لندھور نے مندویل کو
قسمین دین اور اسکے ہمراہیون سے کہا کہ جلد انکو میدان سے علیحدہ لیجاؤ اور زخمون مین ٹانکے دو یہ سنکے لوگ
مندویل کو انبوہ میدان کارزار سے جدا کر کے علیحدہ لائے اور جراح کو بلوایا جب تک جراح آیا جو ہوشیار سپاہی
تھے وہ ٹانکے لگانے لگے ادھر لندھور پھر آکر لڑنے لگا کہ مالک اژدر سے سامنا ہوا مالک کے ہاتھ سے لندھور
کے اوچھا سا زخم لگا اور لندھور کے ہاتھ سے مالک بہت زخمی ہوئے لیکن لندھور جو دوسرا فیل بدل کر لڑا تھا
مالک نے جو تلوار لندھور کو ماری لندھور نے اپنے تئین بچایا تلوار فیل پر پڑی سونڈ فیل کی کٹ گئی لندھور
نے فورا مالک کے گھوڑے کو لے لیا اب یہ نوبت ہی کہ میدان مین خوب تلوار چل رہی ہی کفار ادھر سے ادھر بھاگتے
پھرتے ہین کہ ہرمز و فرامرز اور مسلسل شاہ یزدی وغیرہ آئے ان سب کے ہمراہ بہت فوج تھی بڑھ بڑھ کے
ہندیون سے لڑنے لگے ہندی پسپا ہوئے یکایک نعرہ امیر با توقیر کا ہوا اور وہین سے تیغ عقرب سلیمانی
کھینچا اور آتے ہی دریائے کفار مین ڈوب گئے ایسی شمشیر زنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے نجتک نے کہا
ای ہرمز و فرامرز جلد طبل بازگشت بجوا دو کہ سب پہلوان مالک کے زخمی ہین اور مرزبان و سلیمان شاہ کا برا حال
ای ہرمز و فرامرز چاہتے ہین کہ حکم طبل بازگشت کا دین کہ سامنے سے نوشیروان کرور سوار کی جمعیت سے آیا پھر
طبل بازگشت نہ بجا اور زیادہ تلوار چلنے لگی مگر امیر کے ہمراہ کچھ فوج نہ آئی تھی نہ لندھور کے ساتھ فوج کثیر تھی

اب یہ کیفیت ہونے لگی کہ اہل اسلام بھاگ کر قلعہ مین جانے لگے یہ دیکھکر امیر با توقیر گھبرائے یکایک صدائے طبل سکندری آئی اور قباد مع تمام لشکر اسلام کے آپہونچے بختک قباد کو دیکھکر ناچنے لگا اور صلواۃ پڑھکر کہا کہ مین نے تو جانا تھا کہ آج امیر کا فیصلہ ہوا لیکن خدا امیر کا بڑا زبردست ہی اور ہر جگہ پر بچاتا ہی اے بادشاہ بہتر یہ ہی کہ اب رات بھی ہوئی طبل بازگشت بجوا دیجیے نہین تو حمزہ آج ہی خاتمہ کر دیگا بختک نے نوشیروان سے حکم لیکر طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین آئے زخمیون کے ٹانکے لگے لاشون کو اٹھوا کے دفن کرایا نوشیروان بھی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ قیصر رومی و علمشاہ نو لاکھ فوج لیکر کمک کو نوشیروان کی آئے نوشیروان دست تاسف ملکر کہنے لگا اگر یہ تھوڑی دیر پیشتر آتے تو مین طبل بازگشت نہ بجواتا ادھر بارگاہ سلیمانی مین امیر و قباد نے جلوہ فرمایا دوسرے دن جب امیر دربار مین آکر متمکن ہوئے ایک لڑکا محل سے نکل کر بارگاہ مین سامنے امیر کے آیا کہ وہ لڑکا سلطان سعد بیٹا عمرو بن حمزہ یونانی کا اور سن اسکا دس برس کا ہی آتے ہی اس لڑکے نے امیر با توقیر اور قباد شہریار کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ یا امیر سپہر قیصر سے میرے باپ کا دنگل اور گھوڑا آپ دلوا دیجیے امیر اسکی باتین سنکر ہنسنے لگے اور کہا اے نور نظر اچھا مین دلوا دونگا یہ سنکر وہ صاحبزادہ اندر محل کے خوشی خوشی آیا اور اپنی مان سے کہنے لگا کہ ہم دادا جان کے پاس واسطے دنگل و مرکب کے گئے تھے حور رخ نے کہا اے فرزند اب علمشاہ آیا ہی تمھارے دادا جان لڑکر دلوا دینگے یہ سنکر وہ صاحبزادہ دل مین بہت شاد و خرم ہوا

دوسرے داستان حیرت نشان سلطان سعد کا جانا علمشاہ کے پاس لشکر نوشیروان مین باپ کا دنگل و مرکب لینے کو

شوکت نمایان بہادران روزگار اس داستان حیرت نشان کو یون لکھتے ہین کہ دوسرے روز چار گھڑی رات رہے وہ صاحبزادہ بلند اقبال اٹھا اور سلاح جنگ بدن پر آراستہ کرنے لگا پوشاک پہنکر زرہ جامہ پہنا جوڑی خنجر کی کمر سے لگائی تلوار گلے مین حمائل کی دستانے پہنے نیزہ ہاتھ مین لیا باہر محل کے نکلا شاہ کو بھی خبر نہ کی جو گھوڑا اپنی سواری کا تھا اسکو خود کسا اور سوار ہوکر لشکر نوشیروان کی طرف روانہ ہوا جب لشکر نوشیروان مین پہونچا خیمہ علمشاہ کا تلاش کرنے لگا اور لشکر نوشیروان کا ایک کرور ساٹھ لاکھ تھا اس افراط بارگاہ و خیام مین لڑکے کو خیمہ علمشاہ کا کیونکر پتا لگتا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے صبح ہوگئی باغات انبہ افراط سے تھے ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا اور ادھر ادھر حیران حیران دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اسنے جو سعد کو دیکھا فریفتہ ہوگیا سعد نے پکار کر کہا کہ اے جوان کچھ تم سے ہمین کہنا ہی یا تو وہ جاتا تھا پلٹ آیا اور کہا کیا ہی کہو اس لڑکے نے کہا علمشاہ کا خیمہ کدھر ہی اسنے پوچھا کیا کام ہی سعد نے کہا ہمارے باپ کا دنگل اور گھوڑا اسکے پاس ہی مین اس سے لینے کو آیا ہون اسنے کہا تمھارا کیا نام ہی اسنے کہا میرا نام سلطان سعد ہی اور میرے باپ کا نام عمرو بن حمزہ ہی یہ سنکر وہ سوار ہنسا اور سمجھ گیا دل مین کہا اے علمشاہ یہی لڑکا ہی جسکی مین نے چھٹی کی تھی اللہ اکبر اس عمر مین کیا بہادر ہی علمشاہ نے اس لڑکے سے کہا کہ تو اسکو نہین جانتا وہ رستم ہی لیکن ہی سینے نکلنے مین ہاتھی کی سونڈ کھینچ لی کہ ہاتھی چیخ مار کر بھاگا اور تیرے باپ نے بخوشی آپ دنگل دیا ہی پھر تیرا اسمین کیا اختیار ہی بہتر یہ ہی کہ تو پھر جا اور اسکے منھ پر نہ چڑھ سعد نے کہا کہ تجھے اس سے کیا بحث ہی بتانا ہو بتا دے نہ بتانا ہو اپنی راہ لے مین اور کسی سے دریافت کر لونگا تب تو علمشاہ نے کہا منم رستم ہی لیکن علمشاہ نوجوان سعد نے کہا اگر تو ہی علمشاہ ہی تو گھوڑا اور دنگل میرے باپ کا دیدے مین تجھسے ابھی لونگا علمشاہ نے کہا تو میرا کیا کریگا سعد نے کہا مین تجھسے لڑونگا علمشاہ نے کہا اگر تجھکو دعوی جنگ کا ہی تو آ جو کچھ حربہ رکھتا ہو سعد نے کہا یہ ہمارے دادا جان کا آئین نہین

علمشاہ نے از راہ ہنسی کے نیزہ سعد کی طرف مارا سعد نے خالی دیکر اور آنکھ کو تاک کر تیر مارا اگر وہ خالی نہ دیتے تو آنکھ
کے پار ہو علمشاہ نے کہا او لڑکے تو نے غضب کیا تھا مجھکو کنونڈا کر دیا تھا پھر تو نیزہ چلنے لگا بائیس طعنون مین ایک جگہ پر
ڈانڈ جو علمشاہ نے ماری بچہ تھا نیزہ ہاتھ سے نکل گیا سعد نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا علمشاہ نے بار ٹھ بچا کر قبضہ شمشیر
پر ہاتھ ڈالدیا سعد نے گریبان پکڑ لیا دونون گھوڑون سے نیچے کود کے کشتی ہونے لگی علمشاہ نے جھٹکا دیکر
دونون گھٹنے سعد کے زمین کو آشنا کیے اور سبد دست مین پکڑ کے اُٹھا لیا اُسی صورت سے اُسکو لیے ہوئے قیصر
کے پاس آیا تمام حال بیان کیا یہ تو تیرہ درون تھا بہت غضبناک ہوا اور لڑکے کو طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے
نوشیروان کے پاس لایا سعد نے سلام علیک کی سب اور زیادہ جل گئے لوگون نے کہا او لڑکے یہ بادشاہ
ہفت کشور ہی تو اس سے نہ ڈرا سعد نے کہا آتش پرست سے کیا ڈرنا یہ وہی شخص ہی کہ عمرو نے اسکی داڑھی
پیشاب سے مونڈی تھی نوشیروان یہ سنکے غصہ ہوا اور کہا اے قیصر اسکو لیجاؤ قتل کرو قیصر نے کہا آپ کو اختیار ہی
بختک نے کہا اسکا دادا موجود ہی کون اسے قتل کر سکتا ہی اگر قتل کرو تو اسی بارگاہ مین قتل کرو علمشاہ دربار مین
بیٹھا تھا غصہ ہو کر کھڑا ہو گیا کہا کہ ایک لڑکے کو قتل کرنا کیا ضرور ہی اسنے کونسا ایسا جرم کیا ہی اگر یہان قتل کروگے تو
تو مین چلا جاتا ہون قیصر نے کہا اے فرزند وہ بادشاہ ہی مالک ہی اُسکو اختیار ہی تم کیون بولتے ہو یہ سنکر علمشاہ خفا
ہو کر اپنے خیمہ مین چلے گئے اور قیصر نے کہا اسکو باہر لیجا کر قتل کرو مالک جی تم جو کہتے ہو کہ اسکو کون قتل کر سکتا ہی بھلا
دیکھین تو کون اسکو چھڑا لیجاتا ہی غرضکہ لڑکے کو باہر بارگاہ نوشیروان کے لاکر زیر تیغ بٹھایا اور جلاد تیغہ کھینچکر سر
پہ آیا دو حکم تو ہو چکے تیسرے حکم کا جلاد اُمیدوار کھڑا ہی اُدھر علمشاہ بار بار خبر منگواتا ہی ادھر جلاد نے کہا او لڑکے
جو کچھ کھانا ہو کھا لے پانی پی لے جو کہنا ہو بیان کر سعد نے کہا مطلق بھوک پیاس نہین تو اپنا کام کر جلاد نے کہا لاؤ آنکھون
پر پٹی باندھ دون سعد نے کہا کچھ پٹی کی ضرورت نہین ہی تو ہاتھ تیغہ کا لگا ہرگز ہم پٹی نہ باندھینگے لیکن قبلہ کے رُخ ہمکو
ہونا ضرور ہی یہ کہکر وہ لڑکا آپ قبلہ رُخ ہو بیٹھا کہ جلاد کو تیسرا حکم بھی آیا جلاد نے کہا اے صاحبزادے اُٹھ کھڑے ہو بیٹھو مین
تمھارا غلام ہون مین تمکو بچاؤنگا یہ کہکر اُس لڑکے کو اپنے کاندھے پہ بٹھا کر لیچلا جو شخص سامنے آیا وہی تیغہ مارا
دو ٹکڑے ہو کر گرے اکثر لوگون نے خود طرح دی جو جو صاحب اولاد تھے وہ رو رہے تھے غرضکہ جلاد اُس لڑکے کو لیکر
نکل گیا یہان علمشاہ بارگاہ نوشیروان مین جو آیا کہا اے قیصر یہ کیا تو نے کیا اب مین بارگاہ امیر مین جا کے
دونون کو لاتا ہون یہ کہکر گھوڑے پہ سوار ہو کر علمشاہ بارگاہ امیر کی طرف چلا اور وہان محل مین غل ہوا کہ امیر
بانو قیر کو بھی خبر ہوئی کہ سعد لشکر نوشیروان مین گیا ہی امیر اور سب سردار اُٹھکر باہر آئے امیر نے اشقر کو
طلب کیا کہ سامنے سے زرد پوش پیدا ہوا اور سعد کو لاکر سامنے امیر کے کاندھے پر سے اُتار دیا پھر امیر
بانو قیر کو سلام کیا امیر تو پوتے کی طرف مصروف ہوے طوق و زنجیر کٹوانے لگے وہ زرد پوش غائب ہو گیا امیر نے
سعد کو تو محل مین بھیجا اور آپ بارگاہ کی طرف چلے تھے کہ سامنے سے علمشاہ آئے امیر کو سلام کیا اور کہا
کہ وہ جلاد کہان ہی امیر نے کہا مجھکو نہین معلوم کہ وہ کون تھا اور کہان گیا علمشاہ نے کہا کہ وہ لڑکا کہان ہی
مین اُسکو پکڑ لیجاؤنگا علمشاہ کو دیکھکر امیر کو محبت پدری آگئی دریاے محبت جوش زن ہوا امیر نے کلیجے
کو تھام کر یہ تلطف فرمایا اے رستم اگر تم آئے ہو تو گھوڑے سے اُترو مین ابھی سعد کو بلواتا ہون یہ کہکر امیر
نے سعد کو بلوایا اور کہا اے رستم یہ موجود ہی اسکو لیجاؤ علمشاہ نے کہا اے حمزہ صاحبقران ثانی
سلیمان اب مجھکو یہ مناسب ہی کہ تم پوتے کو قید کر کے دو اور مین لیجاؤن اب مین پھر اجاتا ہون امیر نے

کہا کہ اچھا ایک دو گھڑی تو ہمارے پاس بیٹھو غرضکہ علمشاہ کو امیر ساتھ لے کر بارگاہ سلیمانی میں آئے لیکن جب امیر
نے چاہا کہ رکاب پر ہاتھ ڈالیں ہاں ہاں کہکے علمشاہ کو دوڑ کر امیر نے لاکر اپنے دنگل پر بٹھایا علمشاہ نے قباد
کو مجرا کیا اور بارگاہ سلیمانی کو دیکھکر بہت محظوظ ہوئے علمشاہ نے امیر سے کہا آپ نے وہ شفقت کی ہے جیسے
کوئی کسی کا بزرگ عزیز اپنے فرزند پر کرتا ہے اور یہ جرأت تو کسی میں نہیں دیکھی جو آپ نے کی کہ اپنے پوتے کو قید
سے دشمن کے حوالے کر دیا اب میری حمیت سے بعید تھا کہ جو میں لیجاتا مگر وہ عیار ملتا تو اسے نچھوڑتا پھر امیر نے
جام شراب لبریز کرکے دیا علمشاہ نے مجرا کرکے لیلیا ناچ گانے سے علمشاہ کو بڑا عشق تھا ناچ ہونے لگا
علمشاہ بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے ہیں اور تمام سرداروں پر نظر ہے خصوصاً لندھور سے بار بار چشمک چلی جاتی
ہے اب دونوں رستموں میں آنکھ لڑتی ہے علمشاہ نے امیر سے پوچھا کہ یہ کون ہیں امیر نے فرمایا میرا جانشین
لندھور بن سعدان بادشاہ کل ہندوستان کا ہے علمشاہ نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ لندھور سے پنجہ کروں
امیر نے منع کیا علمشاہ نے نہ مانا بلکہ امیر سے منت کی امیر چپ ہو رہے لندھور نے ہاتھ بڑھایا کہا میں موجود ہوں
علمشاہ نے بھی ہاتھ بڑھایا پنجہ ہونے لگا لندھور جب زور کرتا ہے علمشاہ مع دنگل چلے آتے ہیں اور جب
علمشاہ زور کرتے ہیں لندھور مع دنگل بڑھ آتا ہے جب لندھور کے ماتھے پر پسینا آگیا اور علمشاہ کا چہرہ سرخ ہو گیا
امیر نے بیچ میں آکر اپنے سر کی قسم دونوں کو دی اور کہا بس زور ہو چکا دونوں کو جدا کیا پھر سب ناچ رنگ میں
مصروف ہوئے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم بھی کچھ گاؤ عمرو نے کہا کیا آپ نے مجھکو گویا مقرر کیا ہے امیر نے
کہا نہیں آپس کی صحبت ہے تمکو ہمارے سر کی قسم گاؤ عمرو گانے لگا ایسا گایا کہ مع علمشاہ تمام بارگاہ کو محو کر دیا
علمشاہ بار بار تعریف کر رہے ہیں کہ میں نے کبھی ایسا گانا نہ بارگاہ نوشیروان میں سنا نہ اور کہیں سنا اُدھر یہ خبر قیصر
کو پہونچی کہ علمشاہ گانا عمرو کا بارگاہ امیر میں بیٹھا سن رہا ہے تب تک تو تادھنا تادھنا کرکے ناچا اور کہنے لگا ہے قیصر
اب علمشاہ سے ہاتھ اُٹھاؤ اگر آئینگے بھی تو آدھے مسلمان ہو کر اور ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ جو دم یہاں ہے غنیمت
ہے آخرکار قیصر نے گھبرا کر سیارہ رومی کو علمشاہ کے پاس بھیجا اور کہدیا کہ ساتھ ہی اپنے لانا اور قریب اسی ہزار
سوار کے روانہ کیے اور اُنسے کہدیا کہ تم بھی دہنے بائیں کو داشت آید بکار لگے رہنا شاید تلوار چلے ادھر سیارہ رومی
بارگاہ سلیمانی پر آیا اور بازار چار بلقیس اور بازار چوب شمشاد اور چار چمن بخزان کو دیکھکر بہت حیران
ہوا امیر کے لوگوں سے کہا کہ ذرا امیر کی عرض کردو لوگوں نے جاکر کہا کہ سیارہ رومی علمشاہ کے پاس آیا ہے امیر نے
فرمایا علمشاہ کو اختیار ہے جسکو چاہے بلالے غرضکہ سیارہ رومی علمشاہ کے پاس آیا بادشاہ قباد اور
امیر کو مجرا کیا اور کان میں رستم کے کچھ کہا یہ سنتے ہی علمشاہ گھبرا گئے اور امیر سے کہا کہ جانے کو تو جی نہیں
چاہتا ہے مگر مجھکو اجازت جانے کی دیجیے پھر حاضر ہونگا قیصر نے بلایا ہے نہیں معلوم کیا کار ضروری ہے امیر نے
کہا آج شب کو نہیں رہجاؤ کل صبح کو چلے جانا علمشاہ نے کہا میں ضرور آپ کی خدمت باسعادت میں حاضر ہونگا
اور اب جو آؤنگا تو رہونگا امیر نے فرمایا اچھا بہتر تمہیں اختیار ہے علمشاہ نے کہا اگر میں عمرو کو بلاؤں تو آپ
بھیجدینگے امیر نے کہا جب بلاؤگے میں عمرو کو بھیجدونگا یہ سنکے علمشاہ رخصت ہوئے اور قباد بادشاہ کو اور
امیر کو مجرا کرکے چلے امیر دربار گاہ تک ساتھ آئے پیچھے پیچھے اور سردار بھی آئے علمشاہ نے کہا کہ
آپ تشریف لیجائیے امیر نے کہا تم سوار ہو علمشاہ نے کہا جب تک حضور اندر نہ تشریف لیجائینگے میں کبھی
ہرگز نہ سوار ہونگا بس اتنی بندہ نوازی کیا کم ہے جو حضور نے اس خاکسار پر کی امیر نے قسمیں دیکر گھوڑے

پر سوار کیا اب علمشاہ دل مین ایسا خوش ہوا اور کہا کہ یہ خلق و مروت مین نے کسی مین نہین دیکھا غرضکہ علمشاہ تو سوار ہوکر بارگاہ نوشیروان مین آئے اُدھر محل مین سلطان سعد کا عجب حال رنج و الم سے دل مین کہا کہ دادا نے اپنا ڈنگل علمشاہ کے بیٹھنے کو دیا اور یہ خاطر و مدارات کی تم اپنا ڈنگل و گھوڑا مانگتے تھے یہ دوسرا حملہ پیدا ہوا یہ دل مین سوچ کر چُپ ہو رہا اُدھر علمشاہ جو بارگاہ نوشیروان مین آیا مجرا کر کے بیٹھا سب سردار رشک کرنے لگے دل مین علمشاہ نے کہا کہ یہ سب کہتے ہونگے کہ علمشاہ کہان گیا تھا کچھ اس سے نہو سکا بختک نے کہا ماشاء اللہ علمشاہ نے کہا ہان مین سمجھا مجھکو معلوم ہی لیکن سب سے زیادہ تو بدذات ہی گمراہ بادشاہ جو مین کہون اُسکا جواب سب دین کہ کوئی شخص ایسا ہوگا اپنے پوتے کو میرے پہونچتے ہی قید کر کے دیدے اور وہ عیار بھاگ گیا جو اُس لڑکے کو لیگیا تھا دوسرے یہ کہ جو شخص ایسا صاحبقران ہو میری کیا حقیقت ہی مجھ ایسے اُسکی بارگاہ مین بہت سے ہین وہ رکابداری کر کے مجھکو اُتارنے لگے مجھکو چاہیے تھا کہ مین بیٹھ جاتا پھر اپنا ڈنگل مجھکو بیٹھنے کو دیا بختک نے کہا کہ ہمتو پہلے ہی جان گئے تھے کہ تم آدھے مسلمان ہو چکے ہو علمشاہ نے کہا تو بڑا بانی فساد ہی یہ سُنکر کسی کو جواب دیتے نہ بن پڑا سب ہان سچ ہی کہکر چُپ ہو رہے اس عرصے مین دربار برخاست ہوا اور قیصر نے جب سنا تھا کہ علمشاہ دربار میں مین گانا سُن رہے ہین ایک خیمہ تاش تمامی بادلے کا تیار کرا کے استاد کرا یا تھا کہ جب علمشاہ آسے تو اسمین بیٹھے ایسا نہو کہ بارگاہ سلیمانی کو دیکھکر آسے اور یہان اُسکا دل نہ لگے اور ایک تاج بھی کئی سال کا خراج ملک روم وغیرہ کر کے تیار کرایا تھا اور کشتی مین لگا کر رکھا تھا کہ جب علمشاہ آئیگا تو مین یہ تاج اُسکو پہناؤنگا اب جو علمشاہ نے وہ تاج و خیمہ دیکھا بہت خوش ہوا اور تاج سر پر رکھا اور گرد کشتیان جواہر کی رکھین اور لوگ بادلہ پوش ہوکر بیٹھے بختک بھی ساتھ علمشاہ کے خیمے مین آیا اور طائفے واسطے ناچنے کے قیصر نے امیر کی لاگ پر بھیجے کہ علمشاہ کا دل بہلے غرضکہ ناچ ہونے لگا علمشاہ نے بختک سے کہا کہ دو چیزون کی کمی ہی ایک شفقت امیر با تو خیر بھلا وہ تو کہان دوسرے عمرو کا گانا بختک نے کہا ان لوگون کے سامنے عمرو کی کیا حقیقت ہی علمشاہ نے کہا مین امیر سے کہہ آیا ہون دیکھو عمرو کو کہ کیا گاتا ہی بختک نے کہا ایسا کام نہ کیجیے گا خدا نہ کرے جو اُسکا قدم آئے تمام محفل خاک ہوجائے اول تو وہ خدا پرست ہی علمشاہ نے کہا ہمکو اُسکے مذہب سے کیا کام ہی اپنا اپنا دین علحدہ ہی بقول شخصے عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود یہ کہکر سیارہ کو بُلایا اور کہا کہ تو لشکر امیر مین جا اور میری طرف سے امیر کو مجرا کہنا اور کہنا کہ عمرو کو بُلایا ہی سیارہ دربارگاہ سلیمانی پر آیا اور خبر امیر کو ہوئی امیر نے سیارہ کو اندر بارگاہ کے بُلایا سیارہ نے آکر امیر کو مُجرا کیا اور عرض کیا کہ علمشاہ نے عمرو کو بُلایا ہی امیر نے کہا خواجہ جاؤ عمرو نے کہا اب تو مین گویا ہو گیا امیر نے پانچہزار روپیے عمرو کو دیے اور کہا کہ جاؤ مین علمشاہ سے وعدہ کر چکا ہون غرض پھر رات گئے عمرو گیا اور پہونچ کر علمشاہ کو سلام کیا عمرو کی رُستم نے بہت خاطر و مدارات کی مگر بختک کا تو دم فنا ہوگیا اور چاہا کہ چلا جاؤن علمشاہ نے روکا عمرو نے دیکھا کہ سارا خیمہ جگر جگر کر رہا ہی اور عجب محفل آراستہ ہی علمشاہ نے کہا ای خواجہ گاؤ عمرو نے کہا مین کچھ گویا ہون اُسوقت خاطر سے آپ کی اور امیر کے کہنے سے گایا تھا علمشاہ نے کہا یہ کون کہتا ہی تم تو شوقین ہو عمرو نے کہا نہ میرے ساتھ ساز ہی نہ بجانے والے ہین اپنے یہان کے سازندون کو حکم کیجیے کہ یہ ساز بجائین یہ سنکے اُنکی تیوری پر بل پڑا کہ یہ کوئی ہمسے بھی زیادہ گانے والا ہی بھلا یہ کیا گائیگا لیکن بموجب حکم ساز بجانے لگے اور عمرو گانے لگا اور اُنکو بے تالا بنانے لگا تب تو گویون نے عمرو کو سارود کی قسم دی کہ آپ کے ہاتھ ہماری عزت ہی پھر تو عمرو ایسا گایا کہ سب اہل محفل محو ہو گئے علمشاہ نے کشتیان جواہر کی خواجہ

کودین عمرو نے نہ لین علمشاہ نے بہت کہا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہا مجھکو امیر نے منع کیا ہی مین ہرگز نہ لونگا عمرو
نے پھر کہا مین ناچتا بھی ہون یون بھی اور گھنگھرو بھی باندھ کے ناچتا ہون ملکہ ناچتے مین شراب بھی پلاتا جاتا ہون
اور شراب گرنے نہین پاتی اگر چاہون تو ناچتے مین ایک گھنگھرو آواز دے اور چاہون سب آواز دین علمشاہ نے
عمرو کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اچھا شراب بھی پلاتے جاؤ اور ناچتے بھی جاؤ عمرو یہ سنکر اُٹھا اور گلابیان اور جام ہاتھ
مین لے کر فوراً آنکھ سب کی بچا کر بیہوشی شراب مین ملائی اور سب کو پلانا شروع کیا اور ناچنے بھی لگا بختک کو عمرو نے
جو جام شراب دیا اُسنے کہا حضور میر اتو حلّاب ہی مجھکو حکیم صاحب نے شراب پینے کو منع کیا ہی خواجہ نے قسمین
دے کر جبریہ اُسکو بھی پلائی جب سب بیہوش ہوے تاج علمشاہ کا اور سب کشتیان جواہر کی لین لیکن سب کے
کپڑے نہ لیے اور وہان سے چل کھڑا ہوا صبح کو امیر نے پوچھا خواجہ تم گئے تھے کیا ہوا عمرو نے کہا اے امیر کچھ نہین فضل
الٰہی ہی مجھکو کشتیان جواہر کی دیتے تھے مین نے آپ کے ڈر کے مارے نہ لین لوگون نے مجھسے کہا کہ یہ رات کو دیتا ہی
صبح کو چھین لیتا ہی امیر تو یہ سنکر چپ ہو رہے وہان جو علمشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا تاج نہین ہی اور کشتیان بھی جواہر کی
غائب ہین اور چچا کو نشتہ نے خوب ذلیل کیا ہی آپسمین جو تا چلا بختک نے کہا مین نہ کہتا تھا کہ عمرو کو نہ بلائیے
علمشاہ کو بہت غصہ آیا دل مین کہا اے علمشاہ اب تو نوشیروان اور قیصر کو کیا منھ دکھائیگا بہتر یہ ہی کہ بارگاہ
امیر مین جا کر عمرو کو سزاے معقول دے علمشاہ یہ دل مین سوچ کے تنہا سوار ہوے اور بارگاہ امیر باتوقیر مین
آئے امیر نے جو خبر پائی کہ علمشاہ غصے مین بھرے ہوے آتے ہین حیران ہو کر بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے علمشاہ
نے امیر کو سلام نہ کیا امیر نے خود سلامٌ علیک کہا جب تو علمشاہ خجل ہوے اور کہا کہ مجھکو غصے کے سبب سے
کچھ نہ معلوم ہوا مین نے آپ کو نہ پہچانا تھا معاف کیجیے گا امیر نے فرمایا گھوڑے سے اُترو علمشاہ نے کہا بس
اب کچھ نہ فرمائیے گا عمرو کہان ہی ذرا بلوائیے امیر نے کہا وہ موجود ہی آپ بارگاہ کے اندر چلین وہ بھی حاضر ہوگا
جب امیر نے بہت اصرار کیا اور قسمین دین علمشاہ بارگاہ مین آئے امیر نے اپنے نزدیک بٹھایا علمشاہ نے
کہا مجھکو عمرو نے بہت ذلیل کیا اب سواے مرجانے کے کوئی علاج نہین امیر نے فرمایا کچھ حال تو بیان
کرو علمشاہ نے کہا کہ مین کشتیان جواہر کی اُسکو دیتا تھا اُسنے نہ لین اور مجھکو اور سب محفل کو بیہوش کر کے وہی کشتیان
اور تاج میرا چُرا لایا علمشاہ یہ کہہ رہے تھے کہ عمرو بھی سامنے آیا اور عرض کیا کہ مین حاضر ہون مین نے آتے ہی
امیر باتوقیر سے کہدیا تھا کہ مین نے سنا ہی کہ علمشاہ جو کچھ کسی کو دیتا ہی وہ بعد تھوڑی دیر کے واپس کر لیتا ہی
اور آپ تو نشے مین تھے جب مین گایا تو آپ نے مجھکو دیا مجھکو تو معلوم تھا کہ حضور صبح کو لے لینگے اس سبب سے مین اُسی
وقت اُٹھ کے چلا آیا علمشاہ نے کہا کون کہتا ہی عمرو نے کہا آپ ہی کے لوگ کہتے تھے جب تو مین آپ سے نہ لیتا
تھا اب یہ تاج حاضر ہی علمشاہ نے کہا اب مین نہ لونگا امیر باتوقیر نے اپنا خود جو تبرکات اثاثۂ صاحبقرانی مین سے
تھا علمشاہ کے سر پر رکھدیا علمشاہ نے جو دیکھا تعجب نہ خوش ہوے دل مین کہا کہ تاج تو ایسے ایسے بہت بنسکتے
ہین یہ خود صاحبقرانی کہان دستیاب ہو سکتا ہی غرضکہ امیر نے پھر صحبت عیش برپا کی اور ناچ ہونے لگا وہان بختک
نے قیصر سے سب حال بیان کیا اور صلواۃ پڑھنے لگا قیصر نے کچھ فوج اور سیارہ کو بھیجا یہان امیر باتوقیر نے
بڑی خاطر و مدارات اور دعوت و ضیافت علمشاہ کی کی اور فرمایا آج مین تمکو شب کو یہین رکھونگا جانے نہ دونگا
علمشاہ نے کہا حضور میرا بھی یہی جی چاہتا ہی آج خدمت بابرکت صاحبقران مین شب کو رہون امیر نے کہا اے
رستم خداداد خدا ہی کہ جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور تمام جن و انس و حور و ملک دیو و پری وغیرہ کو خلق کیا

علمشاہ نے کہا وہ لوگ کہتے ہین کہ لات و منات نے سبکو پیدا کیا امیر نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ذرا انھین
عقل سے سوچو وہ کیا چیز ہین اُنکو بھی خدا نے پیدا کیا ہی امیر با توقیر دلائل قواعد ایمان و دین اسلام تعلیم کر رہے ہین کہ
سیارہ بھی آیا اور علمشاہ سے کہا کہ فوج بھی آئی ہی اور قیصر بھی آتا ہی علمشاہ نے امیر سے کہا کہ اب مجھکو اجازت
دیجیے مجھکو جانا ضرور ہی یہ کہکر امیر سے رخصت ہوے اور بارگاہ نوشیروان مین آے سارا حال بیان کیا
اور وہ خود دکھایا ہرمز نے بڑی تعریف کی کہا یہ خود تمھارے سر پر بہت مزین ہی علمشاہ نے اُتار کے وہ خود ہرمز
کو نذر دیا ہُرمُز نے خود پہن لیا یہ خبر امیر کو ہوئی امیر نے کہا مجھکو اس سے کیا مطلب مین نے تو علمشاہ کو دیدیا
وہ جسکو چاہے دیدے سلطان سعد نے بھی سنا کہ دادا جان نے خود اپنا رستم کو دیدیا اُسنے ہُرمز کو دیا سعد نے
کسی سے نہ کہا اور چار گھڑی رات رہے گھوڑے پہ سوار ہوکے لشکر نوشیروان مین صبح ہوتے ہوتے پہونچا
خیمہ ہُرمُز کو دریافت کر کے مع گھوڑے خیمہ مین چلے دربانون نے جو دیکھا روکا اور غل مچانے لگے سعد نے
کسی کو قبضہ مارا کسی کو ڈانٹا اور اندر خیمہ کے آے اُسوقت ہرمز بیٹھا ہوا منھ دھو رہا تھا دونون طرف اُسکے
ملازم کھڑے تھے سعد قریب ہرمز کے آیا اور خود سر سے اُتار لیا لوگ دونون طرف سے تلوارین کھینچ کر دوڑے
سعد گھوڑے کو چھیڑ کر نکل گئے اور آپس مین ایک کی تلوار ایک پر پڑی بہت سے آدمی باہم لڑکر زخمی ہوے
سلطان سعد باہر خیمے کے آے اب جو سامنے آیا بڑھکر تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوے سعد خود لے کر
نکل گیا یہ سب خبر علمشاہ کو ہوئی غصہ ہوکر چلا اور کہا کہ اب بارگاہ مین گھسکر لے آونگا اور عقب سے نوشیروان
اور قیصر تمام فوج لے کر کمک کو چلے خیال کیا کہ اب ضرور تلوار چلیگی اور وہان امیر نے بھی خبر پائی کہ آج پھر سلطان
سعد چلے گئے امیر بھی تمام سردارون کو لے کر نکلے لیکن علمشاہ جو چلا دیکھا کہ سعد سامنے چلا جاتا ہی علمشاہ
نے للکارا اباش او سعد مین آپہونچا سعد یہ صدا علمشاہ کی سنکر ٹھہر گیا علمشاہ نے قریب آکر کہا کہ تو خود ہرمز کے
سر سے اُتار لایا سعد نے کہا جب تو نے خود ہرمز کو دیدیا تو مین اُتار لایا علمشاہ نے کہا مجھکو تیرے دادا نے
دیا تھا سعد نے کہا اگر تو خود پہنتا تو مین نہ لیتا تجھکو کچھ قدر نہوئی اور کافر کو تو نے دیا علمشاہ نے کہا اب کیا تو
بچا سکتا ہی سعد نے کہا دیکھو مین لیے جاتا ہون جب جانون کہ تو لے لے علمشاہ نے کہا تلوار کھینچ سعد نے
کہا یہ ہمارا طریقہ نہین ہی یہان یہ گفتگو تھی کہ قیصر فوج لے کر آپہونچا سعد نے کہا کہ تو اسکے بھروسے پر زبردستی کرتا ہی وہ
قیصر حمایتی تیرا آیا علمشاہ نے جو پھر کے دیکھا دل مین بہت خفیف ہوا کہا ای قیصر تو کیون آیا اب جو دیکھا تو نوشیروان
بھی آیا علمشاہ نے سب کو منع کیا اور نہایت شرمندہ ہوا اُدھر سامنے سے لندھور پیدا ہوا یہ سب سے
پہلے چلا تھا لندھور کو جو دیکھا تو نولاکھا پر اندھا ہوا پشت پہ ہی اور دونون بھانجے عادل شیر دل اور فاضل شیر دل
بھی ہمراہ ہین علمشاہ کا رنگ سُرخ ہو گیا اور کہا کہ خوب ہوا تیرے حمایتی بھی آگئے اب کیا حیلہ باقی ہی دیکھ تو
اب تجھسے خود لیے لیتا ہون سعد نے لندھور کو جو آتے ہوے دیکھا بہت خوش ہوا کہا کہ دادا جان نے
ہماری خبر لی پھر جو دیکھا امیر با توقیر بھی تشریف لاے لیکن ایک طرف کو کھڑے ہو رہے یکایک پیچھے صداے
طبل اسکندری آئی قباد بھی مع لشکر کے آکر موجود ہو گئے اب امیر کھڑے ہوے دیکھ رہے ہین کہ علمشاہ
اور سعد آمادۂ پیکار ہین امیر نے بادشاہ سے کہا کہ کیا مشکل کا مقام ہی کہ سعد کی صغر سنی اور وہ علمشاہ جوان
اگر بلا لیتا ہون تو صاحبقرانی مین فرق آتا ہی اگر نہین بلاتا ہون تو بچہ ایک جوان کے ہاتھ سے تلف ہوتا ہی لندھور
نے کہا میری راے مین آتا ہی کہ بلا لیجیے کہان وہ اور کہان یہ امیر نے کہا یہ تو نہوگا یہ دیکھکر عمرو دعا مانگنے لگا کہ پروردگا

تو اس بچے کو اس جوان پر ظفریاب کرنا یہان علمشاہ سے اور سعد سے تکرار ہو رہی تھی کہ ایک طرف سے گرد اُٹھی
دو نقابدار ایک سفید پوش اور ایک سبز پوش پیدا ہوے سفید پوش بڑھکر علمشاہ کے پاس آیا اور کہا تیرا
کیا نام ہی علمشاہ نے کہا تجھے میرے نام سے کیا کام ہی اُسنے کہا کچھ مجھے کہنا ہی علمشاہ نے اپنا نام بتایا نقابدار
نے کہا ذرا الگ تو چل اور دو تین باتین تو سُنلے علمشاہ نے کہا یہ وقت بات سُننے کا نہین ہی اُسنے کہا بہت ضروری
امر ہی سعد نے کہا کیا مضائقہ جا کے سُن آؤ کہ نقابدار کیا کہتا ہی مین اسی مقام پر کھڑا ہوا ہون ہم لوگون مین دغا نہین
ہی کہ دشمن کو دغا سے مارین غرض علمشاہ نے مرکب کو نقابدار کی طرف بڑھایا اور کہا کہہ کیا کہتا ہی نقابدار نے
اپنے پانچے کو پانون پر سے ہٹایا دیکھا پانون مین نقابدار کے بیڑیان پڑی ہین نقابدار نے کہا مجھکو تو نے
پہچانا منم شینوۂ جنگ نواز ای رستم تمھاری مان رابعہ اطلس پوش اور نانا تمھارا اقدوس رومی ہی ان سب کو
قیصر نے قید کیا ہی اور تمکو بھی قتل کرتا تھا اُسکی جورو نے اپنا بیٹا کر کے پالا اور مان سے تمھاری دودھ پلوایا بعد اُسکو بھی
قید کیا اور مین عمرو کی جورو ہون سیارہ میرا بیٹا ہی امیر با توقیر تمھارے باپ ہین اور یہ لڑکا سعد تمھارا بھتیجا ہی ای نادان
کس سے تو لڑتا ہی لازم ہی کہ پہلے مان کو اور نانا کو قید سے چھڑاؤ یہ سنتے ہی علمشاہ گھوڑا اُٹھا کر قیصر کے پاس آیا اور
یہ کلام سلطان سعد بھی سُن رہا تھا دل مین کہا کہ یہ تو بہت اچھا ہی وہ بھی پیچھے چلا بختک نے صلواۃ پڑھی اور قیصر سے کہا اب
ہمنے تمسے صبر کیا ایک نشد دو شد قیصر نے کہا ای رستم یہ کیا اپنی رستمی مین دھبا لگایا کہ حریف کے سامنے سے ہٹ آیا
علمشاہ نے کہا او گیدی تو نے مجکو لات پرست بنایا اور میرے باپ سے چھڑایا اور اب لڑواتا ہی قیصر نے کہا
لوگون سے کہ اسکو پکڑ لو لوگ آپڑے علمشاہ نے تلوار کھینچی جسکو ایک ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہوا اور سعد نے بھی تلوار
کھینچکر مارنا شروع کیا اور کہا عمو جان ہوشیار وہ نامرد پیچھے سے آتا ہی علمشاہ نے سعد سے کہا ای جان عم ای فرزند
تم اپنے دادا جان کے پاس جاؤ سعد نے کہا اب مین آپ کو چھوڑ کر کہان جاؤنگا قیصر نے جو یہ حال دیکھا تلوار کھینچ کر
علمشاہ پر آیا اور بڑھکر تلوار ماری علمشاہ نے تلوار کو رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا قیصر کے سر پہ پڑا جگر گاہ تک
اُتر گیا قیصر دو ٹکڑے ہو کر گرا ادھر رومیون نے جو دیکھا چار طرف سے ٹوٹ پڑے ادھر امیر اور لندھور اور بہرام
وغیرہ تلوارین پکڑ کے منم منم کے نعرے کرتے ہوے آپڑے اور لہراسپ گرد و عمرو بن حمزہ کو یاد کر کے سعد کے
پیچھے مثل پروانہ کے پھرتا تھا جو آیا اُسے قتل کیا اُدھر سے ساسانی اور گندر کوہ کرمانی وغیرہ مع مالک اژدر
لڑنے لگے اور اسی ہزار نیزہ دار جو مالک کے ہمراہ تھے برابر سے سب نے نیزے مارے اسی ہزار آدمی ایک مرتبہ
نیزون مین چھید لیے اُدھر مقبل وفادار کے تیر اندازون نے جو تیرون کی بوچھار کی کشتون کے پشتے لگا دیے لاشون
کا انبار ہوا بازار سوت گرم تھا لہو کا دریا بہا تمام بہادر بحر بلاے خنجر و تیغ مین شناوری کرنے لگے ذورق ہوش
و حواس کا فرق کی طوفان مین آئی آب شمشیر کی طغیانی ہوئی لندھور نے جسکو گرز مارا وہ پیوند زمین ہو گیا حمزہ کہ
صاحبقران لڑتے ہوے قریب نوشیروان کے پہونچ گئے اور امیر نے علم نوشیروان کو مع علمدار کے چار
ٹکڑے کیا نوشیروان نے گستہم کے بیٹون سے کہا کہ امیر کو اشقر سے گھسیٹ لو اُن دونون نے قریب آ کر چاہا کہ امیر
کو اشقر سے اُلٹ دین جونہین دونون نے پانؤن پر ہاتھ ڈالا امیر نے ایک کے قبضۂ شمشیر اور دوسرے کے گھونسا مارا
دونون بیہوش ہو کر گرے اُدھر رومیون نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ قیصر تو مارا گیا ای علمشاہ اب آپ بادشاہ روم کے
ہین ہمکو پناہ دیجیے یہ دیکھکر بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا یہ لوگ ایسے مصروف کارزار تھے کہ طبل پر تلوار ماری
طبل بھی کٹ کے دو ٹکڑے ہوا بختک نے طبل کو الگ لیجا کر بجوانا شروع کیا جب صداے طبل بازگشت سبکے

گوش زد ہوئی سب نے ہاتھ روک لیے اور دونون لشکر جدا ہوے امیر نے عمرو سے کہا کہ سعد کی خبر لاؤ دیکھو کسطرف گیا عمرو اُسی انبوہ فوج مین سب کو چیرتا پھاڑتا اسطرح چلا کبھی کسی کے ہاتھی کے نیچے سے نکل گیا کبھی گھوڑون کو اُچک گیا ادھر اُدھر بہت تلاش کیا نہ علمشاہ نہ سعد نہ لہراسپ تینون آدمیون کا پتا کہین نہین ہی عمرو سب جگہ تلاش کرکے امیر کے پاس آیا اور کہا یا امیر کہین سعد کا پتا نہین مگر اتنا بختک کی زبانی سُنا ہی وہ نوشیروان سے کہہ رہا تھا ای بادشاہ دیکھا تو نے وہ لڑکا تو عمرو کتنا تھا اور علمشاہ جان عم کی صدا دیتے تھے اور اُس لڑکے سے بار بار کہتے تھے ای فرزند تم دادا کے پاس جاؤ اُسنے نہ مانا کہا مین آپ کو چھوڑ کے اب کہان جاؤنگا معلوم ہوتا ہی کہ وہ سب روم کو گئے الغرض نوشیروان مع فوج اُدھر پھرا اور امیر سب سردارون کو لے کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے دونون طرف کے زخمیون کا علاج ہوا امیر نے ہرکارون کو براے تلاش سعد و علمشاہ روانہ کیا اُدھر نوشیروان نے جاسوسون کو خبر کے واسطے اُن دونون کی بھیجا بعد کئی روز کے مرزبان خراسانی نے نوشیروان سے کہا ای بادشاہ آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے

دو کلمے داستان مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر چند پہلوانان نیزہ دار اپنے ہمراہ لے کر لشکر امیر مین آیا اور اُردوے لشکر صاحبقران مین آکر مرکب کو جولان کیا اور نیزہ جو مارا از سرتا پا زمین مین در آیا فقط سنان و بُنان باقی رہگئی اور کچھ لوگ اپنے اُس نیزے پر مقرر کیے اور وہان سے چلا آیا لیکن اُن لوگون سے کہدیا کہ جو کوئی اس نیزے کو اُکھاڑے تو اُس سے کہنا مالک کا مقابلہ کرنا پڑیگا یہ خبر امیر کو ہوئی اُٹھ کھڑے ہوے اور سب سردارون کو ہمراہ لے کر اُردوے معلی مین آئے دیکھا تمام لشکر کا ہجوم ہی عمرو نے سب کو ہٹایا امیر نے آکر نیزہ ایک زور مین زمین سے نکال لیا اور عمرو کو ساتھ لے کر دروازۂ بارگاہ نوشیروان پر آے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی وہ دل مین ڈرا کہا دیکھیے خیر ہو آج امیر کیون آتے ہین غرضکہ امیر باتوقیر نے آکر وہی نیزہ زمین پر مارا کہ سنان و بنان تک زمین مین غرق ہوگئی امیر وہان سے چلے آے یہ خبر مالک کو ہوئی نوشیروان بختک و ہرمز و فرامرز کو ہمراہ لے کر مع سردارون کے تماشے کے لیے آیا اور حکم کیا کہ زمین کو کھودو کہ گرفت نیزے کی ہو جب دو گز کہدوایا اُسوقت نیزہ پکڑ کے زور کیا پہلے زور مین قد آدم کھینچا غرضکہ تین زور مین نیزہ زمین سے نکالا بختک نے کہا ہمکو معلوم ہوگیا کہ تم مین اور امیر مین اتنا فرق ہی مالک نے خفیف ہوکر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا جب امیر کو خبر ہوئی اُدھر بھی کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر سامان جنگ مین دونون طرف کے لشکر معروف رہے صبح کو جانبین کے لشکر مسلح و مکمل ہوکر میدان رزمگاہ مین آے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر نے اپنی فوج سے نکل کر عرصۂ کارزار مین آکر امیر باتوقیر کو آواز دی ادھر سے ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان مرکب کو چمکا کر مقابلے کو نکلے میدان مین آے پہلے نگاورزی ہوئی سات قدم مرکب مالک کا پیچھے ہٹ گیا اور تین قدم پر امیر باتوقیر کا گھوڑا ایسا ہوکر ٹھہرا اُسوقت مالک اژدر نے اور امیر نے گھوڑون کو رانون مین مسل کر بڑھایا مالک نے جُھنجُھلا کر نیزہ مارا امیر نے سنان نیزہ اپنے نیزے پر روکی نیزہ بازی ہونے لگی سنانون سے سنانین بُنانون سے بُنانین لڑنے لگین گویا دو اژدرہاے جنگ آزما گتھے ہوے زبانین نکال کر قلاب آتشین چھوڑتے تھے فولادی سنانون سے شرارے نکل کر آسمان کی طرف اُڑ کے جاتے تھے جو پرندہ اُدھر ہوا آتا تھا سیخ آتش سنان پر کباب ہوتا تھا یہان تک کہ سنانین بُنانین نیزون کی کر کر کے خراب ہوگئین بڑی دیر کے بعد امیر باتوقیر نے نیزہ مالک اژدر کا ہوائی کیا مالک کو اور زیادہ غصہ آیا گرز گران سر اُٹھا کر مارا امیر نے گرز سام پر روکا

آواز تڑاقے کی آئی پھر امیر نے گرز اُٹھا کر مارا مالک نے گرز آتے دیکھکر سر چھپایا مرکب پر گرز پڑا گھوڑا مالک کا مر گیا
مالک نے چاہا کہ اشقر کو ذکر کرے امیر با توقیر کود پڑے مالک دوڑ کر امیر سے دست و گریبان ہو کر لپٹ پڑا کشتی ہونے
لگی تین دن کامل کشتی رہی زور ہوا کیے چوتھے دن مالک نے چھاتی مین سر ڈال کر امیر کو دوڑایا دس قدم پر آکر ایک
جھٹکا مارا دونون گھٹنے امیر کے زمین سے آشنا ہوے مالک نے کمربند امیر کا پکڑا کہ اُٹھالے امیر مثل برق جہندہ کے
تڑپ کر نکل گئے اب امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران زمان مالک اژدر کو دوڑا کر لیچلے بیس قدم پر امیر نے لیجا کر جھٹکا مارا
کہ دونون گھٹنے مالک کے زمین سے لگ گئے امیر نے کمر بند مین ہاتھ ڈالا اور نعرۂ تکبیر کہکے اُٹھایا پہلے زور مین
کمر تک لاے دوسرے زور مین سینہ تک اُٹھایا تیسرے زور مین سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور کہا ای مالک حلال در
شناختن وحدانیت پروردگار عالم چہ می گوئی مالک نے کچھ جواب نہ دیا امیر نے چاہا کہ زمین پر ماریں عمرو نے کہا
یا امیر مالک بیہوش ہے آپ اسکو باندھ کر لے چلیے پھر اسکو سمجھایا جائیگا یہ جو عمرو نے کہا امیر نے مالک کو زمین پر رکھدیا
عمرو نے مالک کو باندھ لیا تمام لشکر دیکھا کیا کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ مالک کو چھڑا لے نوشیروان تو ملول ہو کے اپنی بارگاہ مین پھر گیا
امیر با توقیر اپنی بارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھے اور مالک کو طلب کیا اور چند کلمۂ حمد و وحدانیت خداوند جلیل پروردگار عالم و
عالمیان مالک کو تعلیم کرنے لگے مالک نے کسی طرح نہ مانا امیر نے کہا ای عمرو مالک کو کھول دے اگر مسلمان بھی نہوگا تو قتل
نہ کرونگا جسکی مین تعریف کرتا ہون اُسکو قتل نہین کرتا ہون پھر لندھور سے کہا کہ تم مالک کو علیحدہ لیجا کر سمجھاؤ اور مالک
نے کہا میری قید کو نہ کھلواؤ غرض مالک کو ہمراہ لے کر لندھور اپنی بارگاہ مین آیا اور سمجھانے لگا اور کہا کہ کھانا تو
کھالو مالک نے مارے صدمے کے نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا کہا ای لندھور لوگ مجھے کیا کہینگے کہ مالک مسلمان ہو گیا
اور زیر بھی ہوا اس جینے سے مرنا بہتر ہے لندھور نے کہا کہ کون ایسا ہوگا جو یہ کہیگا کیا تو کسی سے کم ہے اور اگر زیر
بھی ہوا تو اُس سے کہ جو ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ہے اور انہین سے ہم بھی بلکہ تمام سردار زیر ہوے
ہین اور جتنے سردار امیر کے ہین کسی سے تم کم نہین ہو اور مجھسے امیر نے فرمایا تھا کہ اگر مالک مسلمان نہوگا تو مین اُسکو
چھوڑ دونگا کہ وہ اپنے ملک کو چلا جاے جب مالک نے یہ سُنا اور لندھور نے بھی قسم کھائی مالک نے کہا
اب امیر سے میرا قصور معاف کرادو لندھور اپنے ساتھ لے کر مالک کو امیر کے پاس آیا اور مالک کو قدم امیر با توقیر
پر گروایا امیر با توقیر نے گلے سے لگالیا اور کلمۂ توحید تعلیم کیا مالک از سر صدق مسلمان ہوا امیر نے ڈنگل عنایت کیا
فرمایا جہان چاہو بیٹھو لندھور نے پہلے دن اپنے پاس بٹھایا دوسرے روز مالک نے امیر سے پوچھکے ڈنگل آہنی اپنا
سامنے لندھور کے دست چپ کی طرف بچھوایا غرض مالک اژدر دست چپ کے مالک ہوے امیر بہت خوش
ہوے اور آٹھ ہزار نیزہ دار جو ہمراہ مالک کے تھے وہ بھی پاس مالک کے چلے آئے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی اُسکو
بڑا صدمہ ہوا سب کے جی چھوٹ گئے نوشیروان نے کہا اب مین امیر سے نہ لڑونگا مرزبان خراسانی نے کہا میرے نام
طبل جنگ بجوائیے اور ابھی یہ مسلسل شاہ باقی ہین کیا اپنے دین کو برباد کر دینگے یہ کہکر مرزبان نے طبل جنگ بجوایا
امیر کو بھی خبر ہوئی یہان نقارۂ رزمی بجا رات بھر سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مرزبان
نکلا اور پکارا ای خدا پرستان وای زبر دستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے کو آئے یہ سُنکر ادھر سے طوفان
بن بہمن نکلا بعد تگاور زنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی جب ڈانڈین نیزون کی ٹوٹ گئین مرزبان نے تلوار کھینچ کر ماری طوفان
کی سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر مین در آئی طوفان نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکل گئی چادر خون کی منہ پر آئی شاطر نے آکر باگ
گھوڑے کی پکڑی اور ہٹا کر لشکر مین لیگیا بہرام شیر خوار نکلا وہ بھی زخمی ہوا مرزبان شام کے وقت طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا

دوسرے روز پھر میدان مین آیا اور دل مین سوچا کہ ای مرزبان اگر شاید تو کسی سردار امیر سے زیر ہوا تو تیرا نام مٹ جائیگا
اب تو امیر سے مبارز طلب ہوا اگر امیر کو زیر کیا تو بڑا نام ہوگا اور اگر مارا گیا تو غازی کہلائیگا یہ سوچ کر امیر کو پکارا کہ
ای حمزہ آؤ میرے مقابلے کو یہ سُنکے امیر نکلے اور رہتنگاور ہوے چھ قدم مرزبان کا گھوڑا پیچھے ہٹ گیا اور تین قدم
امیر کا مرکب پسپا ہوا مرزبان نے امیر کو سلام کیا امیر نے فرمایا ای مرزبان مین تیرے اوصاف مندویل سے
سُن چکا ہون خدا کرے کہ تو بھی مسلمان ہو جائے اور لات کو لعنت کرے مرزبان نے کہا ای امیر اب کچھ نہ کہیے گا اگر
آپ مجھکو زیر کرین تو مضائقہ نہین غرضکہ مرزبان نے نیزہ امیر کو مارا صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ ہوائی
کیا مرزبان نے خفیف ہو کر تلوار ماری امیر نے سپر پہ گانٹھ کر جو تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا مرزبان نے سپر پہ روکا اور
سر کو بھی جھکایا تیغہ سپر کو کاٹ کے گردن مرکب پہ پڑا سر گھوڑے کا قلم ہوا مرزبان زمین پہ گرا سنبھل کر چاہا کہ اشقر کو
پکڑے امیر ہان ہان کر کے کود پڑے مرزبان نے امیر پہ تلوار ماری امیر نے پینترا بدل کے خالی دی اور قبضہ مین
ہاتھ ڈال کے تلوار مرزبان کی چھین لی مرزبان دوڑ کر لپٹ گیا کُشتی ہونے لگی بعد دو روز کے امیر نے زیر کر کے
اُٹھا لیا خراسانی تلوارین پکڑ کے چلے ادھر سے لندھور و مالک و بہرام اپنے ہمراہیون کو لے کر فوج پہ آ پڑے تلوار چلنے لگی امیر نے
مرزبان کو تو باندھکہ عمرو کو دیا اور آپ بھی تلوار تولے ہوے فوج مین در آئے مارے تلوارون کے گھمسان کر دیا کُشتون کے
پُشتے لگا دیے دریا خون کا بہنے لگا امیر کا اور نجم کاسہ فروش کا سامنا ہوا اُسنے امیر کو تلوار ماری امیر نے خالی دی اور
کمربند مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور بجائے سپر کے اُسکو لے کر مشغول کارزار ہوے نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا
امیر پھرے اور بارگاہ سلیمانی مین آئے مرزبان کو دلائل آئین دین اسلام تعلیم کیے مرزبان نے نہ مانا کہ مندویل
سے تو چشمک تھی اب وہ تو موجود ہی نہین بھلا تیرا کیا مرتبہ ہوگا امیر نے کہا اگر مرزبان مسلمان ہو گئے تو اُسکو زیر کر دون
مالک وغیرہ نے مرزبان کو سمجھایا آخرکار مرزبان بھی مسلمان ہوا اور مرزبان کے کہنے سے نجم کاسہ فروش بھی مسلمان
ہوا یہ خبر خراسانیون کو ہوئی رات کو لشکر نوشیروان پر شبخون مار کے چلے آئے بختک یہ سُنکے ناچا اور صلواۃ پڑھنے لگا اب
نوشیروان حیران ہی کہ اور کوئی مرد کو آئے تو مقابلہ امیر کا ہوئے اور امیر کے یہان جشن ہو رہا ہی کہ خبر تنگ رواحل سے
آئی کہ دو بھائی آب دین اور تاب دین ہین کئی شہر امیر کے اُنھون نے لے لیے ہین اور اب تنگ رواحل پہ دو لاکھ سوار
لے کر چڑھ آئے ہین یہ جو خبر عادی نے سُنی امیر سے کہا مجھکو رخصت کیجیے امیر نے منع کیا کہ اور کسی کو بھیجدونگا تم تھکے ہو لیکن
عادی نے نہ مانا امیر سے رخصت لے کر اپنے غازیون کو ہمراہ لے کر تنگ رواحل کیطرف روانہ ہوا اُسوقت پہونچا
کہ قلعہ والے تو دعائین کر رہے ہین اور یہ دونون نیچے قلعہ کے پہونچ گئے ہین کہ پہلوان مع غازیون کے تلوار کھینچکر جا پڑے اور تلوار
چلنے لگی یہان تک پہلوان عادی لڑا کہ زخمی ہو گیا آخرکار تاب جنگ نہ لا سکا لوگ عادی کو لے کر جنگل مین آئے دامان مادر سمجھکے
استقامت کی اور قلعہ والون نے دروازہ تو نہ کھولا لیکن باہر عمل آبدین کا ہو گیا اور یہ ارادہ ہی کہ قلعہ کو لیلین یہان امیر نے
خواب دیکھا کہ عادی کے لشکر کا پتا نہین ہی لوگون سے دریافت کیا اور عمرو عادی کو تلاش کرتا ہوا پہونچا حال پوچھا عادی
نے سب بیان کیا عمرو نے کہا ایک تدبیر ہم بتائین لیکن ہمارا نام امیر سے نہ لینا عادی نے کہا نہین کسی سے نہ کہینگے عمرو نے
کہا مین جاکر دونون کو بیہوش کر کے قتل کرتا ہون تم تھوڑی دیر کے بعد شبخون مارنا لوگ جانینگے کہ یہ شبخون مین مارے گئے عادی یہ
سُنکر بہت خوش ہوا کہ تمام اہل و عیال قلعہ مین قتل ہوتے ہین غرضکہ رات کو عمرو خیمہ مین اُنکے قنات چاک کر کے آیا دیکھا دونون
سوتے ہین عمرو نے تابدین کو بیہوش کیا دوسرے کو بیہوش کرنے چلا تھا کہ عادی نے شبخون مارا اور غُل ہوا عمرو نے
کہا کہ عادی نے جلدی کی عمرو نے یہ شور و غُل سُنکر تابدین کا سر کاٹ لیا اور خنجر بھول کے نکل گیا آبدین اُٹھا دیکھا کہ بھائی

کو کسی نے مار ڈالا باہر جو نکلا دیکھا ہزارہا لوگ مارے گئے غرض آبدین لاش تابدین کی اور وہ خنجر لے کر بھاگا قلعہ اپنا عادی
نے لیلیا اور عمرو عادی سے رخصت ہو کر امیر کے پاس آیا سارا حال عادی کے زخمی ہونے کا اور شبخون مارنے کا امیر سے
بیان کیا کہ اب اُنکو بھگا کر آیا ہون امیر یہ سُنکے چُپ ہو رہے اور آبدین تابدین کا تابوت لے کر نوشیروان کے پاس آیا تھا
لیکن یہ چاہا تھا کہ ملک فتح کر کے جائینگے جب یہ پہونچا خبر بختک کو ہوئی نوشیروان سے اُسنے آکر کہا نوشیروان نے
جواب دیا کہ وہ تو عادی سے بھاگ کر آیا ہے سرداران امیر سے کیا مقابلہ کریگا بختک تو ایک ہی بد ذات ہے سوچا کہ یہ تابوت
لانا کچھ بھید سے خالی نہین ہے نوشیروان سے کہا تو عادل زمان ہے اُسکو بُلا کر حال تو پوچھ نوشیروان نے بُلوایا حال دریافت
کیا اُسنے ساری کیفیت بیان کی اور خنجر دکھایا کہ شبخون عادی نے مارا لیکن کوئی عیار بیہوش کر کے میرے بھائی کو قتل
کر گیا خنجر جو بختک نے دیکھا پہچانا کہ عمرو کا ہے ایک خنجر عمرو کے پاس اور دوسرا امیر کے پاس رہتا ہے بختک نے کہا تو تابوت
اپنے بھائی کا اور زنانے کپڑے امیر کے پاس لیجا تابدین تابوت اپنے برادر کا اور پوشاک زنانی لے کر امیر کے پاس
آیا اور کہا یا امیر آپ عیار کے بھروسے پر صاحبقرانی کرتے ہین یہ سُنکے امیر کو غصہ آیا عمرو سے پوچھا عمرو نے جھوٹی قسمین
کھائین اُسنے خنجر دکھایا اب امیر کو بالکل یقین آیا کہ عمرو نے مارا امیر نے کہا ای عمرو تو میرے سر پر ہاتھ تو دھر عمرو اُٹھا اور
کہا یہ فقرہ اور کسی کو دیجیے مین تمھارے پاس آؤن تم ایک کافر کے لیے مجھکو پکڑ کے حوالے کرو مین نے عادی کی جان
بچائی کہ تمھارا دودھ شریک بھائی ہے اسکا تم احسان نہین مانتے ہو اب امیر تو کہتے ہین کہ تو ادھر آ عمرو بھاگا امیر نے کہا
لینا عمرو نے کہا کیا مجال ہے کہ کسکا عمرو نکل گیا کئی کوس گیا تھا کہ بارہ سو عیار عمرو کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے
صاحبقران تو آپ ہین ادھر امیر نے اُس سے کہا کہ یہ کپڑے اُس نامرد نوشیروان کو جا کر پہنا دے تو نے دیکھا کہ
وہ بھاگ گیا اگر وہ ہاتھ آئیگا تو پکڑ کے بھیجدونگا یہان عمرو اپنے سب عیارون کو ساتھ لے کر برج زہر مار مین اپنی ہین
کے پاس آیا اور محفل عیارون کی جمع کی صحبت آراستہ کی اور اپنا خطاب شاہ جہان اور شہریار جہان رکھا اور سب عیارون
کو خطاب خان کا دیا یعنی ابوالفتح خان اور گلباد خان اور سرہنگ خان وغیرہ اور سب سے کہا جو جسکا عیار ہے
وہ اُسکو پکڑ لاوے کہ مین امیر سے لڑونگا اور مین امیر کو پکڑ لاؤنگا سب عیار قلعہ سے نکل کر چلے امیر باتوقیر نے سُنا کہ سب
عیار عمرو کے پاس برج زہر مار مین گئے امیر نے مقبل وفادار کو حکم دیا کہ جس عیار نمکحرام کو دیکھنا پکڑ لانا ادھر سرداران
نے مع لندھور یہ مشورہ کیا اور کہا کہ امیر ناحق عمرو پر خفا ہوتے ہین کیا فکر کرین جو عمرو پھر امیر کے پاس آوے غرضکہ
یہ تدبیر ٹھہری کہ قباد شہریار سے آکر سب نے کہا آپ کل صبح کو امیر سے عمرو کا قصور معاف کرا دین اور آپ کا کہنا امیر
نہ رد کرینگے پہلے تو قباد نے اِنکار کیا کہ شاید امیر نہ مانین وہ عمرو سے بہت خفا ہین پھر کہا کہ تم سب کے کہنے سے اور خاطر سے
کہونگا لیکن تم سب لوگ بھی میرے کلام کی تائید کرنا یہ صلاح کر کے سب اپنے اپنے خیمہ مین آکر سو رہے صبح کو جو امیر
بارگاہ سلیمانی مین آئے چار گھڑی دن آیا تھا کہ مقبل آئے اور چھوٹے چھوٹے سردار آئے نہ تو ابھی بادشاہ آئے
اور نہ سرداران جلیل القدر آئے امیر حیران بیٹھے ہین کہ غُل ہوا سلطان سر برہنہ اور تیس دیوانے اور ربیر فرغاری
خیمہ سے چوری گئے یہ خبر امیر سُن رہے تھے کہ ہندی روتے ہوئے آئے اور کہا یا امیر باتوقیر لندھور مع
عادل و فاضل اور طول زنگی اور طال زنگی کے اور بہت سے ہندی پہلوان لشکر سے غائب ہو گئے بعد اُسکے خبر آئی
کہ دراز عرب مالک کو لیگیا ہمنے پیترا اُسکا پہچانا ہے محل مین ملکہ مہر نگار کے رونے کا غُل ہوا کہ فیروزہ بن عمرو
قباد کو لیگیا غرضکہ بہرام وغیرہ کو بھی ایک ہی شب مین عیار پکڑ لیگئے اب سوائے امیر کے کوئی نہین رہا اور وہان
عمرو نے حکم دیا کہ سب کو طوق و زنجیر مین مسلسل کر کے قید کرو لیکن قباد کو سونے کا طوق اور زنجیر پہنا دو غرضکہ

ان سب کو قید کیا پھر عمرو کو جو خیال آیا لندھور کے پاس آیا اور سر پر تاج رکھے ہوے لندھور کو سلام کیا اور کہا مین
تمھارا بڑا احسانمند ہون تمکو نہ قید کرونگا لیکن میری اطاعت کرو اور امیر کو چھوڑ دو لندھور نے کہا ای عمرو واسطے
خدا کے مجھکو ٹھہری قید مین رکھو مین امیر کو کیا منھ دکھاؤنگا عمرو نے بہت کچھ سمجھایا لندھور نے نہ مانا اور کہا تم نہ کہو مین آپ
زنجیر پہنونگا اُسوقت عمرو ناچار ہوکے چلا گیا لوگون سے اپنے کہگیا کہ جسطرح لندھور کہے وہی کرنا الغرض لندھور بھی
قید ہوے سب سردارون سے کہا کہ میری اطاعت کرو تو چھوڑ دون سب نے کہا اگر امیر بھی گرفتار ہون توکیا مضائقہ
ہے دوسرے روز عمرو نے عیارون سے کہا کہ نوشیروان کو مع سب سردارون کے چُرا لاؤ عیار گئے اور سب کو
چُرا لائے ان سب کو عمرو نے بڑی قید شدید مین رکھا اور آبدین کو صبح اور شام کوڑے مارتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ سب
فساد تو نے برپا کیا بختک کے کہے سے مین نے تجھکو قتل نہ کیا اب مار ڈالونگا اور لشکر نوشیروان مین رسالدار وغیرہ
کو کہلا بھیجا کہ تم چلے آؤ تمھارے دین سے کچھ کام نہین جسطرح نوشیروان کے نوکر ہو اُسی طرح ہمارے نوکر اُن لوگون نے
آپس مین مشورہ کیا یہ سب عیار ہین چلکر سب کو قتل کرو اور پکڑ لو نوشیروان کو چھڑا لو پہلے تو نہ راضی ہوے انکار کیا
پھر کہلا بھیجا کہ ہم سب تابعدار ہین حاضر ہوتے ہین عمرو سوچا کہ پہلے تو ان گیدیون نے انکار کیا اور اب ایسے جلد راضی ہوگئے
ایسا نہو کہ یہ سب ملکر دغا کرین اور ہم سب کو پکڑ لین لشکر تو تیرے پاس ہے نہین جو انسے لڑیگا یہ سوچ کے اُنھین کہلا بھیجا کہ تم
وہین رہو یہان نہ آؤ اُنھون نے کہا اب ہم ضرور آئینگے عمرو نے خفا ہوکر کہلا بھیجا کہ خبردار یہان نہ آنا اُن سبھون نے کہا عمرو
کو بکنے دو چلو ہم لڑکے سب کو چھین لین یہ کہکر وہ سب چلے اُدھر عمرو کو یہ خبر ہوئی عمرو نے حکم کیا کہ نوشیروان کو مع پسران
وبختک و بختیارک وغیرہ کے سب کو زیر دار بٹھا دو غرضکہ عیارون نے ان سب کو زیر دار بٹھایا اُدھر وہ سب
لڑنے کو جو آئے زیر دار سب کو بیٹھا دیکھکر پھر گئے عمرو نے اور لوگ چہار طرف کے نوکر رکھنا شروع کیے اور سب
سے کہدیا کہ تمھارے مذہب سے ہمین کچھ کام نہین تم نوکری کرو الغرض عمرو رات کو لشکر امیر مین آیا کہ امیر کو بھی چُرا لاؤن
اُسوقت امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے اور سامنے شمعین روشن تھین عمرو بھی فراش کی صورت بنکر آیا امیر نے پہچانا مین
دیکھی سمجھے کہ سوائے اُس دُزد باریک گردن کے کوئی نہین یہان آسکتا امیر نے مُقبل کو آواز دی کہ لینا عمرو کو اور
خود بھی اُٹھے عمرو جست کرکے بھاگا اور پکارا او عرب سوسمار خوار بے مروّت وہ دن بھول گیا کہ مین نے نوشیروان
سے اٹھارہ برس تیرے ناموس کو بچایا تو سہی میرا نام عمرو کہ تیری نیند اور کھانا پینا بند کردون یہ کہکر نکل گیا
مُقبل وفادار جو آئے امیر نے کہا عمرو آیا تھا ای مُقبل تم ہمارے پلنگ کے پاس رہو اور یا دروازۂ بارگاہ پر تیر و
کمان لیے ہوے لیس بیٹھے رہو جسوقت عمرو آئے فوراً تیر سے نشانہ کرنا مین حکم دیتا ہون خبردار چوکنا نہین اور اگر
تم نہ جاگسکو تو مین اندر محل مین جاکر سوؤن مُقبل نے کہا آپ شوق سے باہر آرام کیجیے مین رات بھر جاگونگا امیر نے کہا
تا امکان مین بھی نہ سوؤنگا امیر نے مقبل کو پتا بتایا کہ یہ نشان سب سے کہدینا جب ہم دہنا ناک کا نتھنا کھجلائین
تم بایان نتھنا کھجلانا جب ہم دہنا کان پکڑین تم بایان کان پکڑنا اب امیر نے تو یہ بندوبست کیا اور عمرو جو عیارون
کے پاس آیا صبح کو تاج سر پر رکھکے تخت حکومت پر بیٹھا اور رات کا حال امیر کا بیان کیا عیار سُنکر چُپ ہو رہے عمرو نے
کہا مین تمھارے دل کی بات پہچانتا ہون کہ تم سب گھبرا گئے ہو کہ ہم پر تو یہ تاکید کی کہ آج ہی سب کو جاکے چُرا لاؤ اور
اپنے سے کچھ نہ ہوسکا ای عیارو امیر کو مثل ان سب کے نہ سمجھنا وہ اُستاد عیاران ہے بڑی مشکل ہے کہ کوئی اُسکو گرفتار کرے اور
پھر لاؤنگا تو مین ہی لاؤنگا اور اگر نہ یقین ہو تو جن صاحب کا دل چاہے جاکر دیکھین عیارون نے کہا حضور سچ ہے جیسا
آپ اُنکو جانتے ہین ہم کیا جانین غرضکہ دوسرے دن رات کو عمرو پھر آیا دیکھا کہ مُقبل تیر و کمان لیے ہوے دروازے

پر بیٹھا ہی عمرو حیران ہی کہ کسی وقت یہ نہین سوتا ای عمرو اب کیا کرون غرضکہ عمرو سامنے مقبل کے کہ ایک ڈھیا مٹی کا تھا اُسکے نیچے چھپا اور سر کو اُسمین سے نکالا اور مقبل نے بھی پرچھائین دیکھی سنبھل کر بیٹھے جب دیکھا کہ کسی نے سر نکالا مقبل نے تیر مارا سینہ پر پڑا تیر دو سار ہو گیا مقبل نے لوگون کو پکارا کہ لینا مین نے عمرو کو مار لیا لوگون نے آکر اُس ڈھیے پر تلوارین مارنا شروع کین مقبل نے کہا مر تو چکا ہی اب کیون تلوارین مارتے ہو اُسے اُٹھا لاؤ لوگون نے اُسکو اُٹھانے کا قصد کیا اب جو دیکھا ایک پتلا ہی عمرو نے اُسکے ایک کانٹا لگایا تھا اُسمین کمند باندھے ہوے ہلاتا تھا اور نچاتا تھا مقبل وغیرہ تو اس شغل مین رہے کہ پتلے کو دیکھتے اور سب کو دکھاتے تھے اور ہنستے تھے کہ عمرو کی چالاکی دیکھو کیا پتلا بنایا اُسکو آگے دھر دیا آپ بچکر چلا گیا وہان عمرو اندر بارگاہ امیر کے آیا دیکھا کہ امیر پلنگ پر سوتے ہین عمرو آہستہ آہستہ قریب پلنگ کے آیا لیکن امیر جاگ رہے تھے چپکے پڑے ہوے دیکھتے تھے اُدھر مقبل بھی اندر بارگاہ کے آیا سوچا کہ ایسا نہو عمرو اندر آگیا ہو جیسے ہی عمرو نے مقبل کو آتے دیکھا سمجھا کہ مقبل بیشک تیر ماریگا وہ جو شمعین جل رہی تھین اُنکو بجھا دیا امیر اُٹھ بیٹھے مقبل سے کہا عمرو کو لینا عمرو فوراً قنات چاک کر کے نکل گیا امیر نے کہا ای مقبل جو عمرو نے کہا تھا وہی کیا کھانا اور سونا حرام کر دیا اور یہان عمرو نے صبح کو ساری حقیقت عیارون سے بلکہ قباد اور لندھور سے کہی لندھور نے کہا ای عمرو تم میری خاطر سے اپنا قصور امیر سے معاف کرا لو غرض بصلاح لندھور قباد کی طرف سے امیر کو ایک نامہ لکھا کہ یا امیر یہ نامہ ہی قباد کی طرف سے بلکہ سب سردارون کی طرف سے کہ ہم سب پر رحم کیجیے اور عمرو کا قصور معاف کر دیجیے کہ ہم سب اس بلا سے نجات پائین یہ نامہ لکھکر امیر با توقیر کے پاس بھیجا امیر نے پڑھکر یہ جواب لکھا کہ مین نے تمکو خدا کے سپرد کیا تم سب خدا سے کہو اگر یونہین تم سب کی قضا آئی ہی تو کیا چارا اور مین تو عمرو کا قصور نہ معاف کرونگا بلکہ اُس ساربان زادے کا بند بند جدا کرونگا عمرو یہ نامہ پڑھکر چپ ہو رہا اور سب کو وہ نامہ امیر کا دکھایا سب سُنکے خاموش ہو رہے عمرو رات کو پھر لشکر امیر مین آیا اور ایک چوبدار کی شکل بنکے سامنے مقبل کے گیا اور آپ ہی آپ پکارا کہ حاضر یہ کہکر بارگاہ کے اندر چلا گیا دیکھا امیر پلنگ پر لیٹے ہین قریب امیر کے آیا اور کنفچہ عیاری مین بیہوشی رکھکر چاہتا ہی کہ چھونکے امیر تو جاگ رہے تھے پاش کہکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا روغن خوشبو تمام بدن مین عمرو کے لگا ہوا تھا عمرو نے ہاتھ کھینچا فوراً پھسل کر چھوٹ گیا عمرو بھاگا امیر بھی پیچھے دوڑے عمرو کا پانون جو فرش مین اُلجھا گر پڑا امیر بھی برابر پہونچ گئے عمرو چاہتا تھا کہ جست کر کے بھاگے امیر کے ہاتھ مین پانون عمرو کا آگیا عمرو نے کہا ہاے یا امیر پانون مین پھوڑا ہی امیر نے پانون عمرو کا جلدی سے چھوڑ دیا عمرو بھاگ کر نکل گیا امیر کو بڑی ندامت ہوئی مقبل جو آیا امیر نے کہا مین نے عمرو کو پکڑ کے چھوڑ دیا اب مین دل مین کہتا ہون کہ اُسنے کہا کہ میرے پھوڑا ہی مین چوک گیا پھوڑے کو پھوڑ کیون نہ دیا مقبل یہ سُنکے ہنسنے لگے عمرو کی چالاکی پر بہت متحیر ہوے غرضکہ عمرو پہر رات رہے آیا دیکھا کہ مقبل جاگ رہا ہی صورت اپنی بدل کے رونے لگا اور دُہائی دینے لگا مقبل نے کہا ارے کیا ہوا عمرو نے کہا مین رنگریز ہون وہ جو غلام امیر کا ہی میری دُکان پر بیٹھا ہی کہتا ہی کہ اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دے وہ پائجامہ رنگوانے کو لایا تھا میری بیٹی نے جو ہاتھ نکال کر لیا عاشق ہو گیا اب دونہ مٹھائی کا لالا ہی اور مجھپر زبردستی کرتا ہی کہ میرے ساتھ نکاح کر دے ای مقبل صاحب اب یہان بڑا اندھیر ہی جبتک خواجہ رہے کسی پر ظلم نہوا آپ ذرا چلکر اُسکو سمجھا دین وہ سامنے تو میری دُکان ہی مقبل اُٹھے اور کہا اُس نمکحرام کا نام نہ لے کیا مقدور اُس غلام کا جو تمکو ستائے یہ کہکر مقبل اُسکے ساتھ چلے عمرو لیکر تھوڑی دور لایا اور ایک رومال زمین مین ڈال دیا اور کہا ای مقبل کیا آپ کا رومال گر پڑا یہ کہکر عمرو نے اُٹھا لیا مقبل نے کہا میرا تو نہین ہی مگر اسمین

اسمین کیا ہی عمرو نے کہا ایک بٹوا بھاری سا ہی مقبل نے کہا اسے کھولو عمرو نے کہا میری مجال ہی بڑے آدمی کی چیز مین کھولون اس بٹوے کو آپ ہی کھولیے مقبل نے جو کھولنے کا قصد کیا نہ کھلسکا غرض سینے سے لگاکر جو زور کیا وہ بٹوا کھل گیا اور ایک بقعہ دھوئین کے مانند بیہوشی کا نکلا مقبل بیہوش ہوکے گرا عمرو نے کپڑے مقبل کے اُتار لیے وہان ایک رتھ کسبیون کی کھڑی ہوئی تھی اُسکے نیچے مقبل کو ڈالدیا اور آپ مقبل کی شکل بنکر بکتا ہوا بارگاہ امیر کے دروازے پر آیا اور لوگون سے کہا کہ وہ غلام میری آواز سُنکر بھاگ گیا اور یہان امیر نے پانی مانگا آبدار پانی لیکر گیلاس مین امیر کے پلانے کو چلا آپ اُسکے ساتھ بشکل مقبل آیا اور اُسکے ہاتھ سے پانی لیلیا اور پلانے کو چلا اُسمین بیہوشی ملاکر امیر کے آگے گیلاس حاضر کیا امیر نے اشارہ کرکے بایان تھمنا پکڑلیا عمرو حیران ہوا یہ دیکھکر امیر سنبھل بیٹھے اور کہا آگے لاؤ امیر نے کہا شاید بھول گیا ہوا یکی مرتبہ امیر نے کان پکڑا اب عمرو کی عقل حیران ہی بہت کچھ عقل کو لڑایا آخر آپ بھی کان پکڑا امیر نے پہچانا اور کہا تو آگے نہین آتا عمرو اور پیچھے ہٹا جاتا ہی اور کہتا ہی مجھکو نشہ بہت ہی امیر نے کہا ہان مین جانتا ہون اگر نشہ ہی تو کیا مضائقہ تو آگے آکر پانی پلا مین کچھ نہ کہونگا عمرو نے کہا مین نے بھی پہچانا جب تو امیر غصہ ہوکر اُٹھنے لگے عمرو نے وہی گیلاس منھ پر امیر کے کھینچ مارا اور بھاگ گیا اب جو صبح ہوئی مقبل کو ہوش آیا اپنے تئین اس حال خراب سے دیکھا بہت برہم ہوا مگر کیا کرے ایک ہاتھ آگے اور ایک ہاتھ پیچھے رکھکر چلا کسبی کے جو آدمیون نے دیکھا کہ ایک ننگا اننگا کھڑا تھا اب جاتا ہی ایک آدمی نے دوڑکر ایک سونٹا مقبل کے مارا کہا کہ کل تو ہی ہمارا لوٹا چرالیگیا تھا اب تو سب لوگ کسبی کے اُٹھکر لپٹ گئے اور لات مکی پڑنے لگی جب تو مقبل نے اُس عورت سے کہا ارے مین مقبل ہون اُسوقت دو ایک آدمیون نے پہچانا وہی سب لوگ ہاتھ باندھنے لگے کہ ہمسے خطا ہوئی مقبل نے کسبی سے کہا کہ ذرا دوپٹہ اپنا دے کہ مین سامنے امیر کے ننگا کیونکر چلا جاؤن اُس کسبی نے اپنا دوپٹہ دیا مقبل دوپٹہ باندھکر گھر مین آئے اور پوشاک بدلی پھر امیر کے دربار مین آئے اور سارا حال امیر سے بیان کیا امیر بہت حیران ہوئے کہ کیا تدبیر کی جائے دوسرے روز عمرو پہر رات گئے پھر آیا اور رابکی فراش کی صورت بنکر بارگاہ کے اندر داخل ہوا دیکھا امیر سوتے ہین عمرو نے چاہا کہ امیر کو بیہوش کرے امیر کی آنکھ کُھل گئی عمرو پھر بھاگا امیر نے مقبل کو پکارا سب چہار طرف سے دوڑے عمرو نہ نکل سکا چوب بارگاہ کی پکڑ کے چڑھ گیا اور مثل چھپکلی کے بارگاہ کی چھت مین چمٹ رہا لیکن عمرو کا دل دھڑکتا ہی کہ ایسا نہو مقبل تیر مارے لوگون نے مقبل سے کہا ہمنے کسی کو نکلتے نہین دیکھا مقبل اندر بارگاہ کے آیا امیر اُٹھکر بیٹھے اور پوچھا اے مقبل کتنی رات باقی ہی مقبل نے کہا پہر رات اور باقی ہی امیر نے کہا تو بھی چوک گیا اور کچھ نہو سکا بلکہ مجھسے تو وہ نکل گیا تو نے تیر بھی مارا مگر کیا کرے کہ وہ پُتلا تھا اب تو رات نہین ہی کل سے ملا یہ ہم پھر بیٹھینگے پھر مقبل سے کہا جاکر باہر ہوشیار ہی سے بیٹھنا اور آپ شمع کے سامنے کتاب کھول کے پڑھنے لگے عمرو فکر عیاری مین غوطہ زن رہا پھر ایک مطلب ہاتھ لگا سوچ کر زنبیل سے روئی نکالی اور اُسمین بیہوشی ملاکر پروانے بنائے اور کمند آصفا کو نکالا اور معجزہ اُس سے طلب کیا کہا اے کمند بال سے باریک ہوجا تا کسی کی نظر مین نہ سمائے اور اُسمین پروانہ باندھکر شمع پر مارا وہ اُبھر سے جل گیا امیر دیکھکر رہگئے جانا کہ پروانہ تھا جل گیا عمرو نے پھر اُسی طرح ساٹھ ستر پروانے شمع پر مارے اور وہ بھر بھر ہوکر جلے اور عمرو نے اپنی ناک مین پہلے سے تُھتھی روئی کی دبے لی تھی اب تو تمام بارگاہ مین بیہوشی پھیل گئی امیر کتاب پڑھتے پڑھتے شمع کے آگے بیہوش ہوگئے عمرو نیچے اُترا اُلٹا امیر کا کرکے زنبیل مین رکھ لیا اور آپ صورت امیر کی بنکے پلنگ پر سو رہا صبح کو اُٹھا اور مقبل کو بُلاکر سارا حال رات کا دُہرایا بعدہٗ اُسکے اشقر کو طلب کیا اور بہ اطمینان تمام سوار ہوکے برج زہرمار مین چلا آیا اور

جاتے ہی پکارا او مقبل سنو خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہین امیر کو لیے جاتا ہون غرضکہ قلعہ مین آکر امیر کو زنبیل سے
نکالا اور طوق و زنجیر مین مسلسل کر کے قید کیا اور سرہنگ خان کو حکم کیا کہ کل جلاد اور ٹکٹکی اور بانس اور اُسترے
مقراضین حاضر ہون اور ابوالفتح خان کو پالکی مین سوار کر کے لشکر امیر مین بھیجا ابوالفتح نے آکر رسالدارون اور
گمیدانون کو ملا کر کہا کہ عمرو نے کہلا بھیجا ہی کہ تم آکر ہماری نوکری کرو اور اگر نہ منظور ہو تو جواب صاف دو سبھون نے
آپس مین مشورہ کیا کہ جب امیر پکڑ گئے تو ہماری کیا حقیقت ہی غرض بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی لے کر عمرو
کے پاس حاضر ہوئے عمرو نے ملکہ مہر نگار کو کہلا بھیجا کہ تمکو کیا غم ہی تم بیٹھی رہو اور مجھکو دعائین دیا کرو یا دھر کی روٹی تن
بھر کا اسرکار شاہ شاہان شہریار جہان سے تمکو ملا کریگا ملکہ نے کہا کہ اُس سے کہنا او نمک حرام خدا تجھکو غارت کرے
امیر تو قید ہون اور تو مجھکو اسطرح سے کہے یہ اور کسی کو جا کر دے مین فقیرنی نہین ہون بیٹی بادشاہ ہفت اقلیم کی اور زوجہ
ثانی سلیمان کی ہون غرضکہ ابوالفتح تو سب کو لے کر حاضر ہوا اور صبح کو ملکہ مہر نگار کل ناموسان صاحبقران کو ہمراہ لے کر
آئی کہا جہان میر اوارث اور میرا فرزند قید ہی وہین مین بھی رہونگی غرض ملکہ مہر نگار وغیرہ بھی برج زہرمار مین مقیم ہوئین اور
لیان عمرو نے حکم جلادون کو دیدیا تھا صبح کو سب سامان جلاد لے کر حاضر ہوے اور میدان خونی تیار ہوا عمرو نے سُرخ کپڑے
پہنے اور تاج شاہی سر پر رکھا تخت پر ننگی تلوار لے کر بیٹھا سب قیدیون کو طلب کیا ایک طرف نوشیروان وغیرہ کو ایک سمت امیر کو
مع سردارون کے بٹھایا عمرو نے کہا او عرب سوسمارخوار دیکھا تو نے یہ کیا سامان خدا نے کر دیا اس دن کی بھی تجھکو خبر تھی اب
میری اطاعت کر نہین تو قتل کرونگا امیر نے کہا او ساربان زادے یہ بھی قدرت خدا ہی کہ تجھ غلام کو مین نے اس مرتبہ کو پہونچایا
اگر زندگی ہی اور مین قید سے چھوٹا تو بند بند تیرا جدا کرونگا عمرو نے حکم کیا کہ کوڑی بھر بانس امیر کی پیٹھ پر توڑ دو یہ کہنا تھا
کہ لوگ بانس لے کر امیر کے سر پہ آئے عمرو نے اشارے سے تو منع کیا اور زبان سے کہا کہ بانس کیون نہین مارتے
یکایک اُن سب کے ہاتھ خشک ہو کر رہگئے لندھور اُٹھا پہلے تو عمرو کی منت کی پھر کہا بس اب زیادہ نالائقی کو کام نفرمایئے
حکومت ہو چکی اب خطا اپنی امیر سے معاف کرانا چاہیے اور اگر ایک ذرا بھی بانس امیر کے بدن پر چھو گیا تو ہم قید توڑ کر تجھکو
مار ڈالینگے اور اب مطلق پاس و لحاظ نہ کرینگے اب ہماری آنکھون مین خون اُتر آیا ہی عمرو نے کہا ای لندھور مجھکو تو دھمکاتا
ہی اگر اب مین بانس نہ لگواؤن تو میرے حکم مین فرق آتا ہی یہ کہکر اُٹھکے اندر چلا گیا اور اشارہ طرف آبدین کے کیا لوگون
نے بانس آبدین پر مارے اور کچھ بانس بختک پہ بھی پڑ گئے آبدین زمین پر لوٹنے لگا بختک دوہائی دینے لگا
پھر عمرو نے کہا ان سب کو قید خانے مین لیجا کر رکھو سب کے سب قید خانے مین بند کیے گئے شب کو عمرو نے
خواب مین دیکھا ایک بزرگوار کہتے ہین کہ ای عمرو امیر کے قدمون پر تو گر اور قصور اپنا معاف کرا لے کہ وہ تیرا
خداوند نعمت ہی اُدھر امیر نے اور تمام سردارون نے بھی خواب دیکھا کہ عمرو آئیگا اور قدم پر گریگا ای امیر اب
تو عمرو سے ملجا ایک کافر کو مار ڈالو کیا مضائقہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا غرض صبح کو امیر نے خواب سب سے بیان کیا
سردارون نے کہا ہمنے بھی یہی خواب دیکھا ہی اگر عمرو آئے تو یہ خواب صادق ہی ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا
کہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری تاج شہنشاہی سر پر رکھے ہوے پوشاک فاخرہ زیب جسم کیے آیا اور آکر
قید خانے کو کھلوایا قریب امیر کے پہونچ کر قدمون پر امیر باتوقیر کے گر پڑا اور کہنے لگا ای امیر میرا قصور معاف
کیجیے یہ کہکر رونے لگا قباد اُٹھے اور امیر سے کہا اب آپ عمرو کو گلے سے لگا لیجیے غرض امیر بھی یہی چاہتے تھے عمرو کو
گلے سے لگا لیا عمرو نے کہا یا امیر تم شکر کرو کہ تمہارا یہ مرتبہ خدا نے کیا ہی کہ ایک ساربان زادہ تمہاری سرکار
دولت مدار کا یہ طاقت رکھتا ہی پھر خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے آہنگرون کو حکم کیا کہ جلد ان سب کی قید کاٹو

یہان جب تک آہنگر آئین امیر اور لندھور وغیرہ نے قید اپنی توڑ ڈالی اور سب سرداران امیر رہا ہوے عمرو سب کو ہمراہ لیکر آیا قباد کو تخت پر بٹھایا اور امیر کو دنگل نادعنبر پر بٹھایا اور سرداران دست راستی و دست چپی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے اور حکم دیا کہ نوشیروان و بختک کو لاؤ بختک نے نوشیروان کو پٹی پڑھائی جب سامنے وہ سب آئے امیر نے کہا کہ میری اطاعت قبول کر اور مسلمان ہو نوشیروان نے کہا کہ آپ مجھکو گرفتار کیجیے تو کیا مضائقہ ہی اب تو عمرو کی قید مین ہون عمرو نے کہا امیر یہ بختک مردود کی بدذاتی ہی غرض امیر نے نوشیروان کو چھوڑ دیا سب کو نوشیروان اپنے ہمراہ لیکر پھر عراق مین آیا امیر بھی سب کو لیکر چلے جہان پہلے بارگاہ تھی وہین آکر پھر بارگاہ سلیمانی اور خیمے استادہ کرائے اور بعیش و عشرت وہان فروکش ہوئے نوشیروان امیر سے ایک ہفتہ کی مہلت لیکر گیا تھا امیر کے لشکر مین جشن ہوا کیا کہ سلمان شاہ بھی آیا اور مسلمان ہوا امیر نے کہا مرزبان نے سمجھایا ہوگا امیر کو بڑی خوشی ہوئی لیکن عمرو سے صفائی قلب نہین ہوئی ہی امیر تو دل مین نادم ہین کہ عمرو نے تمام عمر تیرے ساتھ بھلائی کی اور جان نثار رہا ایک حرکت نالائق یہ ہو گئی تو ایسا ہو کہ دل مین عمرو کے کچھ دغا ہو اور ادھر عمرو بھی امیر سے دور دور رہتا ہی اور دل مین پس و پیش کرتا ہی کہ ای عمرو تو نے وہ حرکت بیجا امیر سے کی ہی کیا عجب ہی کہ امیر حکم قتل کرنے کا دین امیر نے جو عمرو کا یہ حال دیکھا الگ لیجا کر کہا کہ ای برادر من تو مجھسے کچھ رکا ہوا معلوم ہوتا ہی اور بکدر خاطر ہی عمرو نے کہا یا امیر مجھکو ابھی خوف ہی کہ آپ شاید اُسکا عوض لین اور مین کیونکر نہ ڈرون کہ آپ حاکم مین محکوم ہون امیر نے یہ سُنکر عمرو کو گلے سے لگایا اور کہا تو ہرگز مجھسے خوف نہ کر ای عمرو میرے دل مین تیری طرف سے بالکل کشیدگی نہین ہی اور خیال بد نہین ہی دل میرا مثل آئینہ صاف و شفاف ہی ای عمرو بخدا اگر تو مجھکو زہر بھی دیدے تو بھی مین تجھسے خفا نہون عمرو یہ سُنکر قدمون پر گر پڑا اور کہا ای حمزہ خدا خوب جانتا ہی کہ مین بچپنے سے تیرا عاشق زار ہون خدا اُس دن کو مجھے نہ رکھے جو تجھکو مین بُری طرح دیکھون اُسی طرح پھر وہ دونون عاشق و معشوق ہو گئے اور وہان نوشیروان نے بختک سے کہا کہ تو نے مجھکو اس حالت کو پہونچایا مین تو اپنے شہر مدائن مین عہد کر کے جا بیٹھا تھا تو مجھکو ورغلا کے اصفہان مین لایا آخر یہ نوبت تو پہونچی اب یہ بتا کہ مین اب کیا کرون اور تو نے کہا تھا کہ کتاب نذری مین دیکھا ہی کہ اصفہان مین خونریزی امیر کی ہوگی بختک نے کہا پھر کیا کرون جو مین نے کہا تھا وہ تو ہوا لیکن آپکی تقدیر سے مین ناچار ہون کہ مالک ساہیلوان جاکر امیر سے مل گیا اور مسلمان ہوا اور قیصر سے بڑی طاقت تھی کہ رستم سب کو قتل کریگا فرزند امیر کا نکلا غرض نوشیروان بہت بختک پر خفا ہوا بختک نے کہا قویل ہندی اور دویل ہندی بھی آنے کو ہین نوشیروان نے کہا آیا کرین میرا تو پاؤن نہین تھمتا اب مین مدائن کو چلا جاؤنگا تو مجھکو امیر سے توقع ہی کہ وہ پھر میرا پاس کرینگے اور مجھسے نہ لڑینگے سامانی تو بختک سے ملے ہوے تھے اُنھون نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر اورون نے یعنی غیر دو چار آدمیون نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین ہم مارے خوف کے کچھ کہہ نہ سکتے تھے ناحق ہزارہا آدمی کا خون ہوا اور رہیگا اسکا آپ کو ضرور خیال کرنا چاہیے اور پاس و لحاظ دین کا کرنا واجب و لازم ہی اور بہت سوچ سمجھ کے کام ہونا اچھا ہوتا ہی

دو کلمے داستان نوشیروان و بختک و دویل ہندی کے لکھے جاتے ہین

منکشفان روداد استماع ادای بموجب دفتر قدیم بزبان اردو بفصاحت و بلاغت یون تحریر کرتے ہین کہ جب نوشیروان رہائی پاکر مدائن کو چلا اور بختک سے کہا اب جو تو نے لڑائی کا نام لیا تو تجھکو قتل کر دونگا بختک مارے ڈر کے

چپ ہو رہا نوشیروان نے کوچ کیا بعد چلے جانے نوشیروان کے سلسل شاہ اور گندرکہمانی اور رلداگم شاہ وغیرہ
اور جوجو شاہ و شہریار مدد کو نوشیروان کی آئے تھے سب صلاح کرکے امیر کی خدمت مین آئے اور کہا یا امیر
اب ہمنے جانا آپ کا دین بر حق ہی ہر چند کہ لات پرستی قدیم سے ہی مگر کچھ اصل اسکی معلوم نہین ہوتی اور ہم جسکی
مدد کو آئے تھے وہ چلا گیا ناحق ہمنے اپنی اوقات ضایع کی ہمنے سنا ہی کہ بختک نے بہت کہا کہ قویل ہندی
اور دویل ہندی آتے ہین اب نہ جانا چاہیے مگر بادشاہ نے نہ مانا وہ چلا گیا یا امیر نوشیروان کا کچھ قصور
نہین ہی وہی بیچارا بد ذاتیان کرتا ہی اور اُسکو ادھر سے اُدھر تباہ و برباد بہکاتا پھرتا ہی بختک بھی شیطان سے
کم نہین ہی ای امیر اب ہمکو کلمہ پڑھائیے ہم سب مسلمان ہوتے ہین امیر نے سب کو کلمۂ توحید تعلیم کیا سب از سر صدق کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوے امیر کو نہایت خوشی ہوئی اور سب سردارون سے کہا اب تو مہلت ہی چلو چلکر شکار کھیلین یہان
اب کون ہی جس سے لڑینگے ہرکارون نے بھی خبر دی کہ نوشیروان نے کوچ کیا اور مدائن کو گیا یہ سنکر اور خاطر جمع
ہوئی سب کے سب شکار مین مصروف ہوے یہان امیر تو ہر روز شکار کھیلا کرتے ہین اُدھر نوشیروان
چلا جاتا ہی کہ راہ مین بختک نے سب فوج سے کہا کہ تمھاری روزی گئی جب بادشاہ مدائن مین پہونچیگا تم سب کو
برطرف کر دیگا کیونکہ لڑائی تو موقوف ہوئی سب نے کہا کہ ملک جی پھر کسی طرح تم بادشاہ کو آمادہ بجنگ کرو بختک نے
کہا مین کہونگا مگر تم بھی ایک زبان ہو جانا صبح کو بختک نے پھر کہنا شروع کیا ای بادشاہ آخر وہی ہوا ہمکو تو کچھ نہین لیکن
آپکی سلطنت جا چکی سب ملک حمزہ نے چھین لیے ایک مجاور زادہ اُسکو یہ طاقت و قدرت تجھکو کیا لوگ کہینگے
کہ بادشاہ ہفت اقلیم اسطرح بھاگتا پھرتا ہی اور حمزہ سے کسی طرح سر بر نہین ہو سکتا اور جو کچھ روٹی کا ٹھکانا رہگیا
ہی وہ بھی حمزہ چھین لیگا ایسا ایسا جو سب نے سنا ہر ایک نے بختک کے کلام کی تائید کی بادشاہ نے کہا پھر مین کیا
کرون بختک نے کہا ای بادشاہ تو دیکھہ مین قویل ہندی کو لکھتا ہون وہ مثل دیو کے ہی وہ لندھور سے لڑنے آتا ہی
ستائیس سو من کا گرز باندھتا ہی آخر تو وہ لندھور اور امیر سے لڑیگا تو بھی اُسکی شراکت کر تماشا دیکھ کہ کیا ہوتا ہی
اور مین نے کتاب نجومی مین دیکھا ہی اور سب نجومی بھی یہی کہتے ہین کہ قویل ہندی کے ہاتھ سے سب زیر ہونگے
اور کوئی اُسکی ضرب نہ روک سکیگا اسمین کیا عجب ہی کہ لشکر امیر پر قران صعب ہو یہ کہکر بادشاہ کی طرف سے نامہ بختک
نے قویل ہندی کو لکھا کہ بادشاہ نوشیروان کو حمزہ نے بہت عاجز کیا ہی بادشاہ ہر ملک مین بھاگتا پھرتا ہی حمزہ بھی
پیچھا نہین چھوڑتا یہ جو نامہ قویل ہندی نے پڑھا اُسی وقت وہان سے کوچ کیا اور یہان نوشیروان کو بختک
نے ایک مقام پر ٹھہرایا اُدھر امیر با توقیر شکارگاہ مین تھے کہ ایک روز صحرا مین ایک شخص آیا اور امیر کو بھیجا کیا
ایک کاغذ دے کر چلا گیا امیر نے جو کاغذ کو کھولکر پڑھا تو لکھا تھا خواجہ بزرجمہر کی طرف سے امیر کو
معلوم ہو کہ تمھارے لشکر پر قران صعب ہی ایک مہینا جو اور سر زمین اصفہان پر رہو گے تو کوئی نہ بچیگا
نوشیروان قویل ہندی کو ساتھ لے کر لڑنے کو تمسے آئیگا تم اور سردار تمھارے بیماری مین مبتلا ہونگے
اب بصلاح خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری بسمت شمال دور جاکر استقامت کرو خبردار اصفہان مین نہ رہنا
اور بعد تمام ہو جانے اسقدر ایام نحس کے پھر تمکو اختیار ہی امیر جو شکار سے آئے نامہ بزرجمہر کا نہ لیا کہا
ہمارے ایک شفیق نے کچھ کلمات نصیحت آمیز لکھے ہین نام اُنکا تو نہ لونگا کیونکہ دیوار و در کان رکھتے ہین اور وہ
کلمے یہ ہین یہ کہکر وہ نامہ سب کو سُنا دیا امیر کو بزرجمہر کی بات کا بڑا اعتقاد تھا گو کہ نجومیون کو کافر بتاتے
تھے اور دروغ گو سمجھتے تھے عمرو نے کہا یا امیر مین سمجھ گیا از برائے خدا جلد یہان سے نکل چلو امیر نے

امیر نے

کہا گویں خوف بلاے ناگہانی اور جان کے ڈر سے بھاگون مگر لوگ یہی کہینگے کہ امیر قوبیل کے ڈر سے بھاگ گئے ابھی تو مین نہین جاتا ہون امیر نے چند روز تامل کیا اب سردار بھی بیمار ہونے لگے اور اسقدر بخار کی فصل پھیلی کہ سارا لشکر امیر حمزہ صاحبقران بعارضۂ بخار بیمار ہو گیا اور تپ شدید نے ایسا زور باندھا کہ بیہوشی طاری ہو گئی آٹھ آٹھ پہر بخار کی شدت سے آنکھ نہ کھولی عمرو نے ملکہ مہر نگار سے کہا کہ اب سب کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی اور امیر یہان سے نہین جاتے جب کہتا ہون چلیے منع کرتے ہین مہر نگار نے کہا بھیّا امیر کو کہنے دو جیسا مناسب ہو اب وہ کرو پہلے تمام لشکر کو اسی وقت روانہ کردو کہ نحوست اس صحرا کی برطرف ہو غرضکہ عمرو نے لشکر کو تو روانہ کیا اور امیر کو بیہوش کر کے پالکی مین ڈالا اور نانوسان امیر کو ہمراہ لے کر شمال کی طرف روانہ ہوا اور یہان بادشاہ نوشیروان کے پاس قوبیل ہندی اور دویل ہندی آئے سارا حال نوشیروان سے سنکر امیر کے لشکر کی طرف راہی ہوے جب اصفہان مین پہونچے دیکھا کچھ رعایا جنکے قلعہ مین گھر بار تھے وہ تو ہین امیر کے لشکر کا پتا نہین لوگون سے پوچھا کہ لشکر امیر کا کدھر گیا اُنھون نے کہا یہ تو ہمین نہین معلوم مگر یہ سُنا ہی کہ سمت شمال امیر نے لشکر لے کوچ کیا بختک نے دریافت کر کے کہا کہ اُسطرف کو قلعہ قضا و قدر اور شہر عدن ہی یہ بھی اُدھر کو روانہ ہوے آگے تو عمرو دُعائین کرتا چلا جاتا ہی اور پیچھے یہ سب بھی دو منزلہ کر رہے ہین یہ اگر اصفہان کو نہ آتے اور اُسی طرف سے امیر کے پیچھے چلتے تو بڑا غضب ہوتا کسواسطے کہ ایک قُباد تو بخار سے بچے ہوے تھے لیکن درد سر ہر روز انکو بھی رہتا تھا اب جو اصفہان سے چلے ہین تو کچھ بیماری فرو ہوتی جاتی ہی اور امیر و مالک و لندھور کو تو چار چار پہر ہوش نہین آتا اور عمرو نے سب سے کہدیا ہی کہ امیر سے کوچ کی خبر نہ کرنا عمرو ان سب کو لیے ساتھ اپنے چلا جاتا ہی کہ کہین بیٹھنے کا سہارا ملے الغرض بائیس روز کے بعد ایک صحرا ملا دیکھا اُسمین ایک قلعہ پتھر کا ہی اور دروازہ اُسکا کھلا ہی عمرو قلعہ مین آیا اب جو دیکھا صدہا مکان پختہ در و دیوار پتھر کے ہین عمرو حیران حیران چارطرف دیکھتا ہی اور پھرتا چلا جاتا ہی کہ ایک طرف پھنکار کی آواز آئی عمرو نے دیکھا کہ بہت بڑا سانپ کالا سر اُٹھائے پھن کو پھیلائے جھوم رہا ہی عمرو دیکھتے ہی بھاگا اور طرف جو گیا دیکھا ہزارہا کرورہا چھوٹے بڑے ہر قسم کے سانپ بچھو بیٹھے ہین عمرو وہان سے بھی جان بچا کر بھاگا اور دل مین کہا ای عمرو معلوم ہوتا ہی کہ اسی سبب سے یہان کوئی نہین رہتا ان موذیون کے مارے سب کے سب شہر چھوڑ کر چلے گئے عمرو نے باہر قلعہ کے کئی کوس پر آکر بارگاہ و خیمے برپا کراے اور امیر کو اُسمین اُتارا اور سب لشکر کو حکم اُترنے کا دیا اور آپ جنگل کی طرف بار لکڑیون کے جمع کرنے لگا اور قلعہ مین اُس مقام پر سرنگ لگائی اور کپیان بارود کی برابر سے جمائین اور لکڑیان سُرنگ مین بھر کے آگ دیدی سُرنگ جو اُڑی لکڑیون مین آگ لگ گئی تمام سانپ بچھو جل گئے اور مر مر کے فی النار ہو گئے قلعہ مین ہر مقام پاک و صاف ہو گیا عمرو کئی روز کے بعد امیر کو لے کر قلعہ مین آیا اور سب فوج کو بھی بلا لیا اور سردارون کو مقامات رہنے کے بتا دیے اور چارطرف توپین لگا کر ساتھ بندوبست موافق اپنی مرضی کے قلعہ کو آراستہ کیا کئی روز کے بعد وہان پر نوشیروان بھی آیا یہان آکر سنا کہ امیر اور تمام سردار بخار کی شدت سے بیہوش ہین قوبیل ہندی نے کہا اب کیا لطف لڑائی کا کہ امیر تو بیمار ہین بختک نے کہا شکر کرو ہماری خاطر سے طبل جنگ بجواؤ اور سب کا کام تمام کرو دُشمن کو جسطرح ہو سکے مار ڈالیے نوشیروان نے بھی یہی کہا جب تو چھوٹے بھائی یعنی دویل ہندی نے کہا ہمین تو بادشاہ کے حکم سے کام ہی جو کہیگا وہ کرینگے الغرض طبل جنگ بجایا امیر کو جو ہوش آیا عمرو نے

کہا یا امیر ہم تمکو اصفہان سے لے کر چلے آسے خدا نے یہ قلعہ دیا ہی اور دویل ہندی کو نوشیروان لے کر آیا ہی
اور طبل بھی اُسنے آتے ہی بجوادیا امیر نے سجدۂ شکر کیا لیکن یہ کہا ای عمرو تو نے مجھکو بدنام کیا کہ امیر بھاگ گئے
عمرو نے کہا کہ آپ کو تو مین بیہوش کر کے لایا امیر نے فرمایا ہمکو فیلبند دروازے پہ تکیہ لگا کر بٹھادو ہم لڑائی کا
تماشا دیکھینگے کچھ طبیعت بہلیگی عمرو نے کہا بہت خوب آپ دیکھیے گا انشاء اللہ وہ توپین مارونگا سب کو بھگادونگا
امیر نے کہا ای عمرو خبردار توپین نہ مارنا اب عمرو دعائین مانگتا ہی اور سامان جنگ کر رہا ہی رات بھر تو تیاری قلعہ
مین رہے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے لوگون سے کہا کہ جب وہ حملہ کرین خبردار توپین ضرور مارنا امیر کو
مین جواب دے لونگا اتنے عرصہ مین صبح نمودار ہوئی خواجہ عمرو باہر محل کے آیا اور امیر با توقیر کو پلنگ پہ
لٹا کر لایا اور فیلبند دروازے پر لٹایا اور لندھور و مالک وبہرام وسندویل وغیرہ سب پاس کھڑے ہین
مگر بخار مین سب ہلہلا رہے ہین زرہ اور جوشن تو پہن نہین سکتے مگر تلوارین سب نے سامنے رکھ لین اور امیر
کی آنکھین تپ کی وجہ سے بند ہین اور عمرو دوربین لگائے ہوے اوپر قلعہ کے دیکھ رہا ہی کہ سامنے سے
نوشیروان کرور سوار کا لشکر لے کر آیا کہ تتق گرد کا بلند ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ابھی آفتاب نہین نکلا بعد اُسکے
آمد قویل ہندی اور دویل ہندی کی ہوئی سات لاکھ فوج لے کر وہ بھی برائے کارزار آئے نوشیروان کو
مجرا کیا بختک نے کہا کیا ارادہ ہی دونون نے کہا ہمارا جی تو یہ چاہتا ہی کہ امیر سے لڑین اور مع لندھور سب کو قتل
کرین بختک نے نوشیروان کو اشارہ کیا کہ جلدی اسکو میدان کارزار مین بھیج کہ امیر صاحبقران صعب ہین سب بیمار
ہین غرض نوشیروان نے کہا ای دویل ہندی ہماری تو یہ خوشی ہی کہ قلعہ پہ حملہ کرو عرض اجازت میدان
بادشاہ نوشیروان سے لے کر چلا لوگون سے کہا اول تو مجھکو یقین ہی کہ توپین نہ مارینگے اور اگر شاید ایسا کرین
کہ سب سامان آلات حرب وضرب قلعہ مین موجود ہی اور عمرو حکم دیدے کہ توپین مارو تو تم لوگ کیون اپنی جان دو
گولے کی زد پر سے ہٹ کے ٹھہرو اور دور سے لڑائی دیکھو کہ کیا ہوتا ہی اُن لوگون نے نہ مانا کہ ہم لوگ کس روز
کے واسطے ہین جب وقت پہ ہم نہ کام آئے تو کس کام کے غرض سب نے ملکر دھاوا کیا اور یہ دونون بھائی بھی گرز
لے کر چلے جب زد پر پہونچے عمرو نے حکم کیا کہ فیر مارو توپین مار کر اُڑادو ان کافرون کو بحکم خواجہ عمرو توپون پہ بتی پڑی
کئی سو توپ کی آواز ایک مرتبہ ہوئی زمین دہل گئی پانی دریا کا اُچھلنے لگا یا تو امیر کو سب گھڑیون چونکاتے تھے اور ہوش
نہ آتا تھا توپون کے چلتے ہی امیر کی آنکھ کھل گئی امیر نے عمرو کو اپنے سر کی قسم دی کہ توپین نہ مارتا اب عمرو نا چار
ہوا اور ہاتھ کو روکا جنکی قضا آئی تھی صدہا ایک فیر مین توپون کے اُڑ گئے اب جو دیکھا برابر دور تک لاشین پڑی ہین
اور باقی بھاگ گئے لیکن دویل ہندی اور قویل ہندی گرز لیے ہوے خندق پر کھڑے ہین اور کہ رہے ہین او عمرو ساربان زادے
دروازہ کھولدے اور یہان امیر نے اشقر طلب کیا کہ جسطرح ہو گا مین مقابلہ کرونگا عمرو امیر کو سمجھانے لگا اور سب نے قباد سے
کہا کہ آپ دعا کرین اور ہم سب آمین کہین کہ خدا اس مشکل کو آسان کرے اور کافرون سے جان بچائے قباد شہریار نے دعا کی
اور سب نے آمین کہی کہ دیکھا سب نے از پردۂ بیابان گردے برخاست

دو کلمے داستان شجاعت بیان آنا علمشاہ کا نقابدار یاقوت پوش بنکے اور مع فیل اُٹھا کے مارنا خندق مین دویل ہندی اور قویل ہندی کو

پایہ تازان عرصۂ شجاعت و جرأت نمایان میدان شوکت و ہمت عرصۂ کارزار دفتر داستان یون بزبان شمشیر تیز قلم یون معرکہ آرائی
دکھاتے ہین کہ جب واسطہ گرد بیابان لق ودق شگافتہ ہوا دیکھا کہ تین نقابدار گھوڑے اُڑاتے ہوے مع دس ہزار سوار جرار کے

چلے آتے ہین نقابدار نارنجی پوش آگے آگے پیچھے اسکے نقابدار یاقوت پوش اور اسکے پیچھے نقابدار سفید پوش یہ تینون
نقابدار مع سواران جرار ایکطرف کو ٹھہرے اور دس ہزار سوارون نے پرا اپنا جمایا کہ نقابدار یاقوت پوش
بڑھکر پکارا کہ اوباش او نامرد ازلی یہ کیا کرتا ہے بے ادبی کے کلام زبان پر لاتا ہے مین آپہونچا یہ سنکے دویل ہندی
پھر اور ہاتھی پر سوار ہوکے اور گرز کو پکڑ کے آگے بڑھا اور کہنے لگا او نقابدار اجل رسیدہ یہ پرتھوی بھائی کا منھ پر
ڈال کے آیا ہے تو یہ نہین دیکھتا کہ صاحبقران تو میرے خوف سے قلعہ مین چھپا بیٹھا ہے اور شاہ نے قلعہ کے اوپر سے
اسقدر توپین ماریں اور کچھ نہ ہو سکا بھلا تو کیا میرا مقابلہ کرسکتا ہے نقابدار یاقوت پوش نے للکار کر کہا او کیدی
کیا جھک مارتا ہے بس زبان کو سنبھالے ہوئے نہیں تو ابھی گدی سے تیری زبان کھینچ لونگا یہ سنکے تاؤ پیچ کھا کے
دویل ہندی نے گرز گران مارا نقابدار نے سر کو پھیرا مگر ذرا سی گرز کی جھپٹ جو لگی گھوڑا نقابدار کا سر کنیا گرز
زمین پر گر پڑا ملتق گرد اٹھا نقابدار اُس غبار مین چھپ گیا دویل ہندی نے آواز دی کہ زدم و بست کردم یکتنہ
عیار نقابدار درمیان گرد کے آیا اور چھپا پانی کا دیا اور عرض کیا کہ حریف لاف زنی کرتا ہے نقابدار یاقوت پوش
اُس گرد و غبار سے نکل کر باہر آیا لیکن پیادہ تھا دویل ہندی نے دیکھا کہ نقابدار میری ضرب سے بچ گیا
گرز اٹھا کر پھر چلا ادھر نقابدار جھپٹ کر اسکے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پہونچ گیا اب دونون لشکر بغور دیدہ
دل سے نگران ہین اور امیر با توقیر کا کلیجا منہ کو چلا آتا ہے جب سے نقابدار کو دیکھا ہے محبت دلمین نقابدار کی
پیدا ہوئی ہے جسوقت کہ دویل ہندی نے گرز مارا تھا امیر نقابدار کیواسطے دعا کرنے لگے تھے غرضکہ دویل
ہندی تو گرز کو تانے ہی اور نقابدار نیچے ہاتھی کے آچکا ہی کہ نقابدار نے پیٹ مین ہاتھی کے ہاتھ دے کر نعرہ
اللہ اکبر کرکے بزور و قوت دست غیب مع ہاتھی دویل ہندی کو اٹھا لیا بختک تو اچک اچک کر ناچنے لگا
اور نوشیروان کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر صلواۃ پڑھنے لگا نوشیروان نے بختک کو ڈانٹا او بدتمیز تو آپے سے
کیون باہر ہو گیا اوپر چڑھا بیٹھتا ہے بختک نے کہا کہ حضور کو دنیا کا نشیب و فراز دکھا کر ہوشیار کرتا ہون وہان
امیر کا بخار چڑھا ہوا اُتر گیا تپ بھی جسم سے ڈر کر بھاگی کہ ایسا نہو مین بھی گرفتار ہو جاؤن امیر نے سردارون سے
فرمایا کیون صاحبو کبھی ایسے زور بھی دیکھے ہین یہ نقابدار یاقوت پوش آدمی ہے یا جانہ شہرت مین کوئی زبردست
دیو ہے دویل ہندی نے جو دیکھا کہ اس نقابدار نے مجھکو مع ہاتی اُٹھا لیا پہلے تو ڈر کے مارے سے جان نکل گئی
لیکن وہ بیچارا کہنے لگا کہ ایسا لنگر یار دن کہ تو بھی یاد کرے اور اے نقابدار پھر تیرے ہاتھ سے چھوٹ جاؤن تو اٹھ نہ سکون
نقابدار نے کہا او نامرد مع ہاتھی تجکو اس خندق مین نہ ڈالا تو کچھ کام نہ کیا یہ کہکے دویل ہندی کو مع فیل ایک
ہاتھ سے اٹھائے ہوئے خندق کی طرف چلا اور چالیس قدم لیجا کر اُسی خندق مین دویل ہندی کو مع فیل
کے ڈالا اوپر ہاتھی ہوا اور نیچے وہ کافر تھا اُس خندق مین دویل ہندی کا کہین پتا نہ لگا اب نقابدار یاقوت پوش
میدان جنگ مین آکر ٹھہرا اور عیار سے اپنے گھوڑا طلب کیا عیار جھپٹ کر گھوڑا اساز و یراق سے درست
لایا نقابدار گھوڑے پر سوار ہوکر قویل ہندی کی طرف چلا قویل ہندی نے بڑھکر تلوار ماری پھر گھوڑا نقابدار
کا کام آیا نقابدار گھوڑے سے کود کر پیدل ہو گیا اور اللہ اکبر کہکے اسکو مع گھوڑے اٹھا لیا اور اُسی خندق مین
اُسکے بھائی کے پاس اسے بھی ڈال دیا کہ قویل ہندی کا بھی پتا نہ لگا یہ دیکھکر فوج ہندیون کی تلوارین کھینچکر نقابدار
پر آپڑی ادھر نقابدار سفید پوش وغیرہ بھی تلوار پکڑ کے کفار پر گرے مشغول جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی لاشن پر
لاشین کافرون کی گرا دی ادھر امیر کو صحت ہوئی اور قران صعب بھی اُتر گیا دروازہ قلعہ کا کھلوا کر مع سب دلیر

تلواریں کھینچے ہوئے نکل پڑے اور لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہوگئی نوشیروان نے بختک سے کہا کیوں او بدذات
یہ کیا ہوا بختک نے کہا پھر آپ کا کیا ضرر ہوا جسکی جان گئی اُسکی جان گئی اور جو ارادہ آپ کا جب تھا اب کیجیے
اور بھاگ چلیے مدائن کا راستہ لیجیے یہ بھی ایک تماشا تھا جو دیکھ لیا غرض نوشیروان بدحواس و پریشان
ہوکر بھاگا ہندی ہزاروں قتل ہوئے اور نقابدار یاقوت پوش نوشیروان کے تعاقب میں چلا پڑا ادھر نوشیروان
کے آخر اسپ خیمے اور بارگاہ لوٹ لیے نوشیروان ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
نے مقبل اور عمرو کو بھیجا کہ جاکر نقابدار کو بلا لاؤ عمرو کو آتے دیکھکر نقابدار سفید پوش نے کہا خواجہ عمرو آتے ہیں
خواجہ عمرو نے وہاں پہونچکر سبکو منع کیا کہا کہ حکم امیر باتوقیر کا ہی کہ اب آگے نہ جاؤ یہ سُنکر نقابدار پھرا خواجہ
عمرو نے سلام کیا اور کہا ماشاءاللہ جزاکم اللہ خیراً امیر باتوقیر نے سلام کہا ہی اور یہ کہا ہی ای نقابدار تو نے بڑی بہادری
کی ہماری جان بچائی اور ہمپر احسان کیا براے خدا ابھی ہم سے ملاقات کیے ہوئے نہ جانا نقابدار نے کہا ہماری
طرف سے آداب تسلیمات کہنا اور یہ عرض کرنا کہ غلام نے کیا کیا اور آپ پر کون احسان کر سکتا ہی یہ باتیں
ہو رہی تھیں کہ مقبل وفادار بھی آگیا اور سلام کرکے کہا کہ امیر باتوقیر نے فرمایا ہی کہ ہمارے سر کی قسم ہمارے پاس
آؤ اور جو نہ آؤگے تو میں خود آؤنگا نقابدار سفید پوش نے کہا وہ کیوں تکلیف کریں میں خود حاضر ہوتا ہوں میں نے
جانا تھا کہ ان آتش پرست کو پکڑ کے نذر دوں یہ سُنکے عمرو وہاں سے چلا آیا اور امیر سے کہا کہ نقابدار
آتا ہی امیر اشتیاق میں بیٹھے تھے کہ نقابدار آیا جب تھوڑی دور رہ گیا نقابدار گھوڑے سے اُترکر پیدل ہوا اور سامنے
امیر کے آیا امیر دیکھتے ہی دنگل سے اُٹھے اور ہاتھ پکڑکر دنگل پر بٹھایا اور بہت شفقت سے گلے لگایا اور بعد اُسکے نقابدار
سفید پوش کو گلے سے لگایا اور امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ان نقابداروں سے بوے محبت آتی ہی اور دل کو چین ملتا ہی
قرار و آرام ہوتا ہی نقابدار یہ باتیں سُنکر بہت محظوظ ہوئے امیر نے فرمایا ای نقابدارو اگر تمنے اسقدر احسان کیا ہی اور سرفراز
فرمایا ہی تو اپنی صورتیں بھی دکھاؤ کہ دل اور زیادہ خوش ہو یہ سُنکے نقابدار یاقوت پوش چپ ہو رہا اور نقاب
سے آنسو بہنے لگے امیر نے یہ دیکھکے بند نقاب کھول ڈالا اب جو دیکھیں تو بسیر قیصر ہی حیران ہوئے کہ اللہ اکبر یہ پھیر
زور اور یہ تیری قوت پھر دوسرے کے بھی بند نقاب کو کھولا وہ جو سفید پوش تھا لہراسپ ہی اُسنے کہا یا امیر باتوقیر یہ
تیسرا نقابدار آپ کا نبیرہ ہی امیر نے اُسکے بند نقاب کو جو کھولا دیکھا کہ شہزادہ سلطان سعد ہی جب تو امیر نے کہا کہ یہ
کیا ماجرا ہی تم کہاں گئے تھے اور کہاں سے آتے ہو لہراسپ نے کہا یا امیر وہاں جو وہ نقابدار آیا تھا وہ شیوہ
تھی عمرو کی زوجہ اُسکا بیٹا سیارہ ہی اور ملکہ رابعہ اطلس پوش سے یہ لڑکا ہوا کہ جسکا نام علمشاہ رومی ہی آگے
نانا اور ماں کو قیصر رومی نے قید کیا اُسی وقت شیوہ نے آکر کہا کہ تم اپنے نانا اور اپنی ماں کو نہیں قید سے چھڑاتے ہو
اور باپ سے لڑتے ہو یہ سُنکے قیصر کو جاکے اُسنے قتل کیا سلطان سعد تو مقابلہ میں کھڑا تھا یہ بھی پیچھے چلا انھوں نے
کہا کہ تم کیوں آتے ہو اپنے دادا کے پاس رہو میرے ساتھ نہ آؤ پلٹ جاؤ انھوں نے کہا ای عمو جان اب میں آپ کو
نہ چھوڑونگا آپ کے ہمراہ رکاب رہونگا غرضکہ یہ کہتے ہوئے روم کو چلے گئے غلام ساتھ گیا تھا وہاں جاکر ماں کو اور
نانا کو قید سے چھڑایا اور قہرمان رومی اور قارن بن قہرمان اور سب رومیوں کو مسلمان کیا تمام ملک روم کو
مسلمان کرکے یہاں آئے ہیں یہ سُنکے امیر باتوقیر بہت خوش ہوئے بعد چند روز کے سب سرداروں نے مل کے
علمشاہ کی دعوت کی لیکن لندھور بن سعدان کی بارگاہ میں سواے حمزہ صاحبقران و قباد شہریار کے مع
خواجہ عمرو سب موجود ہیں ناچ ہو رہا ہی دورہ شراب ہی جام زرنگار گردش میں آیا ہوا ہی جب خوب نشہ سبکو ہوا پہلے

علمشاہ بولے کہ امیر کو چاہیے کہ بانہ صاحبقرانی مجکو دین اور آپ خانہ کعبہ مین جاکر عبادت پروردگار عالم کرین مین رستم ہون اور ایسے پہلوان کو مین نے مع فیل کے اُٹھا لیا کہ لندھور سے بھی زیادہ تھا جب تو لندھور نے کہا کہ مجکو بھی امیر نے زیر نہین کیا ہی ادھر سندویل اور صیلیل بولے کہ ہم بخوشی دل اپنے مسلمان ہوئے ہین اور جو سردار نہین زیر ہوے تھے اُنھون نے بھی یہی کہا اور عالم نشہ مین بہت کچھ لاف و گذاف کی اور جو سردار زیر ہو چکے تھے وہ اُن سبکو منع کرتے تھے کہ یہ عالم نشہ مین کیا بیہودہ بک رہے ہو کچھ تمکو خوف امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا نہین ہی غرضکہ صبح کو یہ سب اخبار دربار مین امیر کے سامنے گذرے امیر دل مین لے رہے سنکے خاموشی اختیار کی اور خواجہ عمرو سے بھی ذکر اسکا نہ کیا جب بعد چند روز کے امیر سب طرح سے اچھے ہو گئے اور غسل صحت خندق پر ٹھہرا اور خندق کے گرد قناتین کھڑی ہوئین اور پہلوان عادی بھی نہانے لگے یکایک آندھی ایسی چلی کہ آب خندق مین طوفان ظاہر ہوا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور پہلوان عادی بہ گئے یہ خبر خواجہ عمرو کو ہوئی خواجہ عمرو نے ہر طرف ڈھونڈھا تلاش کیا دونون کا کہین پتا نہ لگا ادھر صاحبقران بہتے بہتے ایک کنارے پر پہونچے بڑی دیر تک دم لیا بعد اُسکے پانی سے نکل کر کنارے پر آئے کھڑے ہوئے حیران پریشان چار طرف دیکھ رہے تھے ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا امیر نے اُسکو آواز دی ای سوار ادھر آ کچھ مجکو تجھسے پوچھنا ہی اُسنے کچھ جواب نہ دیا جانا کوئی سودائی ہی جو ننگا کھڑا ہی گھوڑا آگے کو بڑھایا امیر نے پکار کر کہا ای شخص تجکو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی ایک بات میری سن لے اُسنے کہا او نالائق تو بکتا کیا ہی جب تو امیر کو غصہ آگیا اور کہا او بیحیا نالائق تو اور تیرا باپ بلکہ تیری ہفتاد پشت یہ سنکے وہ برہم ہوا اور تلوار کھینچ کر جھپٹا آتے ہی امیر کو ایک ہاتھ تلوار کا مارا امیر با توقیر نے وار بچا کر ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالا اور تلوار اُسکی چھین لی اُسوقت امیر غصہ مین تھے وہی تلوار تول کر ایک ہاتھ اُسکو مارا وہ شخص دو ٹکڑے ہو کر گرا یہ دیکھکر امیر کو اُسکے حال پر افسوس آیا اور اُسکو مار کے پچتائے کہا خدا خیر کرے ناحق یہ قتل ہوا مگر کچھ رمقے جان باقی تھی کراہین سے امیر نے کہا ای شخص مین نے تجھے کس طرح بلایا اور تو نے یہ سخت جواب دیا اور پاس میرے نہ آیا اگر تو آتا تو فقط اتنا تجھسے پوچھتا کہ یہ کونسا شہر ہی اور تو کون ہی لیکن تو نے جہالت کی اور اس جہالت مین آکر ناحق اپنی جان دی یہ سنکے وہ شخص اپنے حال پر رونے لگا اور کہا کہ یہ شہر عدن ہی اور ایک سوداگر خواجہ خورشید بازرگان ایک محلہ مین رہتا ہی اُسکا مین غلام ہون اتنی بات کرکے وہ مر گیا امیر نے اُسکے کپڑے اور سب ہتھیار لے لیے اور آپ اُسکے کپڑے پہنے اور اُسکے ہتھیار لگائے اور اُسی کے گھوڑے پر سوار ہو کے شہر عدن مین آئے اور کاروانسرا تلاش کرنے لگے خواجہ خورشید کے لوگون نے جو دیکھا گھوڑا اور ہتھیار غلام خواجہ خورشید کا ہی پہچانا اور آکے امیر کو گھیرا اور کہا تو نے غلام کو کیا کیا معلوم ہوتا ہی کہ تو قزاق ہی اُسکو مار کے یہ ہتھیار اور گھوڑا چھین لیا ایک شخص نے یہ خبر خواجہ خورشید کو جا کر پہونچائی وہ سنتے ہی آیا امیر حمزہ صاحبقران کو پہچانا کہ اُسنے امیر کے ہاتھ ملک اصفہان مین کچھ اسباب بیچا تھا خواجہ خورشید نے کہا کہ ای امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اُسنے آپ کا کیا قصور کیا تھا امیر نے کہا تو میرے پاس نہ آتا نہین تو تجکو بھی قتل کرونگا خواجہ خورشید نے کہا آپ میرے گھر مین تشریف لے چلیے مین آپ کو پہچانتا ہون یا امیر آپ داماد شہنشاہ نوشیروان کے حمزہ صاحبقران زمان ہین جب تو امیر نے کہا تو سچ کہتا ہی خواجہ خورشید نے کہا پھر چلیے آپ تامل کیون کرتے ہین امیر با توقیر خواجہ خورشید کے ہمراہ گھر مین اُسکے آئے اور پوچھا یہان کا کون بادشاہ ہی خواجہ خورشید نے کہا قارن عدنی یہان کا بادشاہ ہی اور مجھسے بہت ملاقات ہی امیر نے کہا ہماری بھی ملاقات اُس سے کرا دو خواجہ خورشید نے کہا آپ کی ملاقات ضرور اُس سے

کرادونگا امیر نے کہا ای خواجہ میرا ارادہ یہ ہی کہ مین دیوانہ بنون اور ایک نقب کھدوا دو جو روپیہ تمہارا صرف ہوگا اُس سے
المضاعف تمکو دونگا یہ بھی ایک قسم کی سوداگری ہی خواجہ خورشید نے کہا کچھ کھدی ہوئی بھی نقب ہی باقی اور تیار
کرادونگا غرض خواجہ خورشید نے اپنے مکان کے اندر سے صحرا تک نقب تیار کروادی اور امیر با توقیر دو گھڑی رات رہے
اُس نقب مین آکر بیٹھے اور یہ نعرہ کیا بلاوم بلاوم اُس نعرے کی جو آواز سات کوس تک گئی سارا شہر دہل گیا یہ خبر قارن
کو ہوئی وہ بھی آیا اور تمام شہر آیا تین روز تک میلا لگا رہا امیر نے خواجہ خورشید کو اشارہ کیا اور کہا بلاوم جب تو خواجہ
خورشید پاس آیا امیر نے کاغذ پر لکھا کہ قارن شاہ سے کہو کہ ہمارا نام دیوانہ کرگنگ عدنی ہی لات اعلی اور منات
سفلے نے بھیجا ہی کہ تو جا کر نوشیروان کے ملک کو جو امیر حمزۂ صاحبقران نے چھین لیے ہین وہ دنوا دے اور سبکو زیر کر
ای قارن تو بادشاہ نوشیروان کو اپنے شہر مین بلا تو سب بند و بست ہو خواجہ خورشید نے قارن شاہ سے کہا
قارن شاہ نے عرضی شہنشاہ نوشیروان کو بھیجی بختک نے وہ عرضی بادشاہ نوشیروان عادل زمان کو دکھلائی
اور آمادہ کیا ناچار نوشیروان نے کوچ کیا بعد چند روز کے نوشیروان شہر عدن مین پہونچا جب قارن سے ملاقات
ہوئی سارا حال بیان کیا پھر ساتھ اپنے لاکر نوشیروان کو کرگنگ عدنی کو دکھایا اُسنے بھی آواز بلاوم سنی بختک
حیران ہوا عقل چکر مین آگئی سب فیلسوفی بھول گیا دیوانے نے خواجہ خورشید سے کہا کہ نوشیروان سے کہو کہ امیر
حمزۂ صاحبقران کو بلاے بادشاہ نوشیروان نے کہا اچھا اور اُسی وقت نامہ امیر با توقیر کو لکھا امیر کشورگیر لشکر
مین نہ تھے بجاے امیر علمشاہ ذنگل بیٹھا ہی کہ نامہ آیا قباد شہریار نے کہا کہ اسی وقت کوچ کرو غرض یہ بھی شہر عدن
مین پہونچے خبر قارن کو ہوئی اور بختک نے دریافت کیا کہ امیر ڈوب گئے اور لشکر مین نہین ہین دل مین کہا ای
بختک کہین یہ تو امیر حمزۂ صاحبقران نہین پھر کہتا ہی کہ وہ کاہے کو اپنا لشکر قتل کریگا غرضکہ دیوانے کے حکم سے
طبل جنگ بجا دونون لشکر میدان مین آگئے اور راہ دیکھ رہے ہین کہ دیوانہ آے جب پہر دن آگیا اُسوقت طوفان
عدنی رخصت لیکر میدان مین آیا چاہتا ہی کہ کسی کو پکارے دیکھا کہ گرد اُڑی اور دیوانہ پیدا ہوا اور طوفان عدنی
پر آکر ایک چوب ماری کہ طوفان عدنی گرد برد ہو گیا بختک صلواۃ پڑھنے لگا اور قارن عدنی کا عجب حال ہوا کہ اس
دیوانے نے پہلے میری طرف کے سردار کو مار ڈالا قارن نے خواجہ خورشید کو بلا کر کہا کہ جاؤ پوچھو اُس سے یہ تونے کیا
کیا کہ طوفان کو قتل کیا خواجہ خورشید نے آکر امیر سے کہا امیر نے کاغذ پر لکھا کہ ہمنوا آئے تھے یہ کیون میدان مین آیا
اگرچہ عرصہ ہوا تھا گیا مضائقہ تھا اسواسطے یہ مارا گیا یہ سنکے سب مارے ڈر کے چپ ہو رہے اور امیر میدان مین آکر
للکارے بلاوم یہ سنکے سلطان سر برہنہ نکلا امیر نے کہا بلاوم سلطان سر برہنہ نے کہا کیسا بلاوم لا جلد ضرب
بہادری جو کچھ پاس رکھتا ہو امیر نے وہی چوب ماری اُسنے سر کو ہٹایا وہ چوب گھوڑے پر پڑی گھوڑا مر گیا سلطان
سر برہنہ نیچے گرا امیر حمزۂ صاحبقران بھی گھوڑے سے کود پڑے اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور باندھ کے
لشکر قارن شاہ مین دیدیا اب تپیشی دیوانہ نکلا اُسکو بھی باندھ کے قارن کے لوگون کے حوالے کیا طوفان
بن بہمن نکلا اُسکو بھی باندھ لیا اسی طرح قریب شام تک سات پہلوانون کو باندھ کے لشکر قارن مین بھیجا
اور طبل بازگشت بجوا دیا دیوانہ تو اپنے مقام پر چلا گیا نوشیروان بارگاہ مین آیا بختک نے جو یہ حال دیکھا اُسنے
کہا ای شہنشاہ جہان پناہ نوشیروان عادل یہ دیوانہ مجکو حمزہ معلوم ہوتا ہی نہین معلوم اس مین کیا مصلحت سمجھا
ہی نوشیروان نے کہا او کیدی تو تو نہین عقل کے گھوڑے دوڑایا کرتا ہی بختک نے کہا ای شہنشاہ زمان بھلا
۲۰ اس مین سے ایک کو قتل تو کیجیے ابھی حال کھلجائیگا خواجہ خورشید نے کہا مین دیوانہ سے پوچھ تو آؤن خواجہ خورشید

نے آکر امیر سے کہا حمزہؑ صاحبقران نے کہا جب سب کو زیر کر لونگا اور لات و منات کا جو حکم ہوگا وہ کیا جائیگا خواجہ
خورشید نے آکر قارن سے کہا اور پھر یہ کہا کہ مجکو حکم دیوانے کا ہوا ہی کہ قیدیون کو اپنے پاس رکھو قارن عدنی
نے کہا بہتر ہی خواجہ خورشید سب سردارون کو لیکر اپنے مکان پر آیا اور اچھی طرح سے بہ عافیت تمام اُن سب کو
رکھا غرضکہ اسی طرح سے تو میدان داریان ہوئین سب سردارون کو امیر بالو قیر حمزہؑ صاحبقران نے قید کر لیا پھر جو
طبل بجا سلطان سعد نکلا علمشاہ نے منع کیا مگر نہ مانا میدان مین آگیے اور امیر سے مقابلہ کیا امیر کشور گیر نے
چوب ماری گھوڑا سلطان سعد کا کام آیا سلطان سعد نے چاہا گھوڑے کو دیوانے کے پکڑین امیر گھوڑے سے
کود پڑے سلطان سعد دوڑ کر لپٹ گیا اور تلوار ہاتھ سے پھینک دی کشتی ہونے لگی دو پہر امیر نے سلطان سعد
کو لڑایا بچون کی طرح سے زور دلایا بعد دوپہر کے زیر کر کے لیگئے صبح کو بختک نے کہا بھلا سلطان سعد کو تو قتل کرو
میرا جھوٹھ سچ کھل جائیگا خواجہ خورشید نے کہا ای بختک تو چاہتا ہی کہ بنا ہوا کام بگڑ جاے یہان یہ باتین ہو رہی
تھین کہ غل ہوا دیوانہ آتا ہی اتنے مین دیوانہ مع گھوڑے بارگاہ بادشاہ نوشیروان مین چلا آیا سب مارے ڈر کے
اٹھ کھڑے ہوئے سبھون نے تعظیم کی نوشیروان نے کہا ای دیوانہ قدرت لات اعلے و منات بھلے آؤ اور دنگل
شہنشاہ نوشیروان نے عنایت کیا امیر بالو قیر حمزہؑ صاحبقران ہکہ دیکے دنگل پر بیٹھے چارون چولین دنگل کی
ہل گئین اور کہا بلالوم نوشیروان و قارن عدنی وغیرہ کا مارے ڈر کے پیشاب خطا ہو گیا خواجہ خورشید نے
کہا ای دیوانہ بلالوم وزیر اعظم کہتے ہین کہ سلطان سعد کو قتل کر دیو جو خواجہ خورشید نے کہا بختک اٹھا اور ہاتھ
باندھ کر کہنے لگا امیر کی کیا مجال جو مین مرشد زادے کے قتل کو کہون پھر امیر بالو قیر حمزہؑ صاحبقران نے خواجہ
خورشید کی طرف دیکھ کر بلالوم کہا جب خواجہ خورشید حمزہؑ صاحبقران پاس آیا امیر کشور گیر نے کاغذ پر لکھا
کہ ہم کل لات اعلے کے پاس جائینگے اور دریافت کرینگے اگر انکا حکم ہوگا تو ہم آکر تمہارے ہاتھ سے اسکو قتل کرائینگے
یہ کہکر امیر اٹھے گھوڑے پر سوار ہوکے جب بازار مین پہونچے لشکر مین غل ہوا کہ ایک دیوانہ اور آتا ہی دیکھا کہ ایک
دیوانہ دبلا پتلا سا ایک ڈھگے گھوڑے پر سوار سامنے آیا امیر نے للکارا بلالوم عمرو نے جو برابر پہونچ کے نعرہ بلالوم
کا سنا آپ بھی پکارا جلالوم امیر بالو قیر نے نیزہ مارا عمرو نے سنان نیزہ سپر پر روکی اور جلالوم کا نعرہ کر کے کہا
ایہا الناس میرا نام دیوانہ گوبا ہی اور لات اعلے نے مجکو بھیجا ہی اور اس دیوانے کو تغیر کیا ہی اور مجکو بحال کیا ہی اور
کہا ہی کہ تو دیوانہ بلالوم کو باندھ لا امیر حمزہؑ صاحبقران سمجھ گئے کہ یہ عمرو ہی غرضکہ نیزہ بازی ہونے لگی یہان تک کہ دونون
نیزون کی ڈانڈین ٹوٹ گئین امیر بالو قیر کو غصہ آیا اور بلالوم کہکے چوب ماری عمرو نے جست کر کے خالی دی اور تلوار
کھینچ کے ماری امیر نے تلوار روکی بڑی دیر تک رد و بدل ہوئی جب عمرو تلوار مارتا ہی امیر بالو قیر حمزہؑ صاحبقران
یہ فنون سپہ گری رد کرتے ہین اور جب امیر بالو قیر چوب مارتے ہین عمرو جست کر کے خالی دیجاتا ہی آخر ناچار ہو کہ عمرو
بھاگا امیر پیچھے دوڑے انکو بارگاہ سلیمانی مین لگا کر لایا امیر بالو قیر حمزہؑ صاحبقران مع مرکب بارگاہ مین چلے آئے
قباد و شہریار تخت پر بیٹھے تھے یہ گھوڑے سے اتر کر اپنے دنگل پر بیٹھ گئے اور پانون قباد و شہریار کی طرف پھیلا دیے
لوگون نے چاہا دیوانے کو کمند یار کے پکڑین بادشاہ نے منع کیا کہا ہرگز یہ امر نہ کرنا پھر امیر اٹھکر چلے اور علمشاہ
و لندھور دیوانے کا حال سنکے آئے اور بارگاہ مین دیوانے کا اور انکا سامنا ہوا قباد و شہریار نے اپنے سر کی
قسم دی کہ یہان اس سے ہرگز نہ بولنا علمشاہ اور لندھور یہ سنکر چپ ہو رہے اور دیوانہ چلا گیا اور جاکر پھر طبل
بجوایا دوسرے دن دونون لشکر میدان مین آئے لندھور بن سعدان نے چاہا کہ مین میدان مین جاکر مقابلہ

کرین قباد نے منع کیا لندھور حیران ہی کہ جب مین کارزار کو نکلتا ہون قباد شہریار منع کرتے ہین علمشاہ چاہتے ہین
کہ نکلین اور دیوانے سے سامنا کرین کہ گرد اُٹھی اور وہی دیوانہ یعنی عمرو آیا امیر کشورگیر نے کہا بلالوم عمرو نے کہا جلالوم
امیر نے چوب اُٹھائی عمرو نے چپکے سے ہاتھ باندھکے کہا کیا امیر کشورگیر مین نے آپ کو پہچانا یہ کس پر خفگی ہی کہ آپ نے اپنے
سردارون کا یہ حال کیا عمرو تو یہ کہتا ہی امیر بلالوم کہتے ہین عمرو نے کہا تو یہ سر حاضر ہی کاٹ لو امیر نے چوب ماری عمرو
گر پڑا امیر نے گھوڑے سے کود کے باندھ لیا اور طبل بازگشت بجواکر لیگئے اور رات کو عمرو کو بلایا خواجہ خورشید
عمرو کو لیکر آئے عمرو آتے ہی قدمون پر امیر حمزۂ صاحبقران کے گر پڑا اور کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا کہ سارے لشکر کا
خاتمہ کر دیا امیر کشورگیر نے کہا ای عمرو کسی سے اس راز کو ظاہر نہ کرنا ای عمرو وہ بات یاد ہی کہ علمشاہ نے کہا تھا کہ امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران خانہ کعبہ کو جائین اور مین صاحبقران ہون اور لندھور بن سعدان نے بھی کہا تھا کہ ہم
بھی نہین زیر ہوئے ہین تو مین نے یہ آزمائش کی ہی اگر خدا نے مجکو صاحبقران کیا ہی تو حال معلوم ہو جائیگا اور ان
لوگون کا مجپر احسان نہ رہیگا ای عمرو مین تجکو نوکر کیے رکھونگا صبح کو خواجہ خورشید سے کہا کہ قارن شاہ عدنی سے
کہو یہ جو دیوانہ گویا ہی جسکی صدا جلالوم کی ہی اسکو ہمنے پسند کیا ہی اور اپنا ملازم بنائینگے خواجہ خورشید نے نوشیروان سے بارگاہ
مین جاکے کہا قارن شاہ عدنی سے تو کہا اُسکو اختیار ہی اگر ہم سے کہے تو ہم اُسکی خدمت کرین زہے نصیب ہمارے جو وہ ہمسے
خدمت لے اور اپنے کاروبار مین رکھے نجتک یہ سنکے خوب ناچا اور صلوات پڑھنے لگا الغرض امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
نے عمرو کو اپنا شاطر بنایا اور طبل جنگ بجوایا اور یہان قباد شہریار اور ملکۂ مہرنگار کا عجب حال ہی فتنہ سے کہتی ہی
کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران تو یون گئے اب اس فرزند کی مجکو آس ہی اب وہ تنہا رہا جاتا ہی جسوقت دونون لشکر میدان
مین آئے دیکھا ہی دیوانہ اور ساتھ اُسکے ایک شاطر برابر رکاب پکڑے چلا آتا ہی اور آتے ہی دیوانے نے پکارا بلالوم
خواجہ خورشید نے کہا ای خداپرستو یہ دیوانہ مبارز طلب کرتا ہی کوئی اس سے مقابلے کو آئے یہ سنتے ہی لندھور بن
سعدان کا ارادہ ہوا کہ مقابلے کو نکلے قباد شہریار نے منع کیا لندھور بن سعدان نے کہا ای قباد شہریار آپ مجکو
شرمندہ کرتے ہین کہ امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران کے پوتے اور بیٹے تو لڑنے کو جائین اور لندھور نہ جائے قباد
شہریار نے جب اپنے سر کی قسم دی لندھور رک گیا اور علمشاہ رخصت لیکر میدان مین آئے پہلے ہمتگاور ہوئے
چھ قدم پر تو مرکب علمشاہ کا پیچھے ہٹا اور تین قدم پر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا مرکب ہٹ کے کھڑا ہوا امیر باتوقیر
کشورگیر نے کہا بلالوم علمشاہ نے کہا کوئی دم مین حال بلالوم کا کھلا جاتا ہی جیسے کہ بارگاہ مین آکر تو نے بے ادبی کی
کیا کہون جو قباد شہریار قسم نہ دیتے تو وہین کیفیت تجکو معلوم ہوتی پھر امیر ملک گیر نے کہا بلالوم عمرو جو شاطر بنا کھڑا
تھا اُسنے کہا دیوانہ کہتا ہی کہ اس تقریر سے کیا فائدہ لاف بہادری جو کچھ تو اپنے پاس رکھتا ہو علمشاہ نے کہا یہ ہمارا
طریقہ نہین ہی اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر روکا پھر خوب نیزہ بازی ہوئی بعد
پھیر پھار کے حمزۂ صاحبقران نے علمشاہ کا نیزہ ہوائی کیا علمشاہ غیرت کے مارے کٹ کٹ گیا اور کہا او دیوانے
یہ نیزہ تو نے نہین نکالا یہ میرا بڑا بول پیش آیا کہ جو مین نے دعوے صاحبقرانی کا اپنے باپ سے کیا تھا اب اس
زندگی سے مر جانا بہتر ہی علمشاہ نے یہ کہکر گرز مارا امیر نے چوب دست بردہ گرز روکا امیر کے پیرہن سے پسینا
جاری ہوا اور گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی غرق زمین ہو گیا ایک تقیق گرز بلند ہوا امیر اس مین چھپ گئے لیکن ہاتھ دونون
امیر کشورگیر کے مثل ستون کے باہر رہے علمشاہ نے آواز دی نہ دم ولیست کر دم جب گرد و غبار فرو ہوا اور پانی
امیر پر چھپر کا امیر باتوقیر پیدا تو ہو گئے تھے اڑے ہو کر گرد سے نکلے اور بلالوم بلالوم کہتے ہوئے علمشاہ کے سامنے

آسئے علمشاہ کو سناٹا آگیا امیر نے چوب دست ماری علمشاہ نے خالی دی گھوڑا علمشاہ کا کام آیا کود کر زمین پر آئے
اور حمزہ صاحبقران کو تلوار ماری امیر باتوقیر نے بڑھ بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارکر تلوار چھین کے دور پھینک
دی علمشاہ نے غصہ ہو کر گریبان مین ہاتھ ڈالدیا امیر کشور گیر بھی لپٹ گئے کشتی ہونے لگی حمزہ صاحبقران دل
مین اپنے دعا مانگنے لگے ای پروردگار عالم یہ جوان ہی اور زور آور ہین کمزور اور ضعیف مثل مور ناتوان بندہ عاجز
ہون تو ہی میرا حامی و مددگار ہی اگر مجکو تو نے صاحبقران اپنے فضل و کرم سے کیا ہی تو اسپر مجکو فتحیاب بھی کر غرضکہ
تین روز تک کشتی ہوا کی تیسرے دن امیر دونون شانے پکڑ کے پلیتھ ہوئے پیچھے آٹھ قدم پر جاکر جھٹکا دیا اور لنگ علمشاہ
کا اکھاڑکر زمین پر مارا دونون گھٹنے علمشاہ آشنابہ زمین ہوئے علمشاہ نے پھر لنگر مارا امیر باتوقیر نے کمربند پکڑا
علمشاہ نے چاہا کہ زور کرون توڑا ٹوٹ جائے لاکھ طرح سے تڑپے اور لنگ بھی مارا مگر امیر کشور گیر نے ایک دم سے
کے اٹھالیا اور سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا مگر امیر نے یہ سب زور بائین ہاتھ سے کیے تھے اور
بائین ہاتھ سے اٹھایا بھی تھا اسی سبب سے علمشاہ دستگیر ہوئے غرضکہ امیر باتوقیر نے باندھکر عمرو کے حوالے
کیا اور طبل بازگشت بجواکر پھر گئے نوشیروان اور قارن شاہ عدنی خوشی کرتے بارگاہ مین آئے امیر نے کہا
جہان سب قید ہین وہین انکو بھی رکھو اب کئی روز طبل جنگ نہ بجوایا قباد شہریار کو وہ صدمہ ہی کہ کھانا چھوڑ دیا ہی
ادھر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو بھی فکر و تامل ہی کہ اب سامنا لندھور کا ہی خدا اسکی ضرب سے بچائے عمرو سے کہا
ای خواجہ کوئی تدبیر بتاؤ عمرو بھی حیران ہی امیر نے فرمایا ای عمرو تو میرا اشقر دیوزاد چھڑالا اور خواجہ خورشید
بازرگان کے ہاتھ بیچ ڈال خواجہ عمرو نے کہا ای امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران قباد شہریار نہ بیچیگا اگر کہو تو اس سے
کہدون امیر نے کہا خبردار ایسا نہ کرنا سارا کھیل بنا ہوا بگڑ جائیگا عمرو نے کہا بہت خوب یہ بات کہ عمرو لشکر
مین آیا اور قباد شہریار کے پاس آکر کہا ای شہریار آپ نے غلام کو بھی پہچانا قباد شہریار سمجھے کہ شاید میری قضا
آئی ہی کہ یہ فرشتہ ملک الموت ہی خواجہ عمرو نے صورت اپنی دکھائی اور کہا ای قباد شہریار اتنا آپ سے کہنے آیا ہون کہ
آپ خاطر جمع رکھیے گا انشاء اللہ تعالے دو چار روز مین پھر آپ کا عمل ہو جائیگا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران خیریت
سے ہین یہ کہکر خواجہ عمرو تو غائب ہو گئے اور گلیم اوڑھکر اشقر دیوزاد کے پاس آئے اور زبان جنی مین کہا کہ تیرے آقا
نے مجکو بلایا ہی یہ سنکے اشقر دیوزاد نے سر اپنا ہلایا عمرو اشقر دیوزاد کو کھول کے لیگیا اور اپنی صورت بدل کر اشقر
دیوزاد کو خواجہ خورشید کے ہاتھ بیچا خواجہ خورشید نے نوشیروان اور قارن شاہ عدنی سے کہا کہ مین نے آج
ایک گھوڑا اسپہ جنسی مول لیا ہی قارن شاہ عدنی کہا ہم دیکھین خواجہ خورشید نے اشقر دیوزاد کو طلب کیا
قارن تو اس گھوڑے کو دیکھکر عاشق ہو گیا نوشیروان سے کہا ای بادشاہ مین نے تجھسے کچھ نہین مانگا یہ گھوڑا
خواجہ خورشید سے مجکو دلوا دے پھر قارن نے خواجہ خورشید سے کہا جو کچھ تو کہیگا وہ مین تجکو دونگا یہ گھوڑا
مجکو دیدے خواجہ خورشید نے کہا کہ مین دیوانے سے بھی اس گھوڑے کا ذکر کر چکا ہون اگر وہ نہ لیگا تو آپ اس گھوڑے
کو لے لیجیے گا یہ سنکے قارن چپ ہو رہا اب قارن شاہ کی کیا مجال جو کچھ کہہ سکے غرضکہ اشقر دیوزاد کو خواجہ خورشید
نے لاکر امیر حمزہ صاحبقران کو دیا امیر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے دیکھا کہ دیوانہ اشقر
دیوزاد پر سوار اور شاطر برابر رکاب پکڑے چلا آتا ہی نصف میدان مین حمزہ صاحبقران ٹھہرے اور آواز بلالوم
کی دی شاطر نے کہا ای خدا پرستو دیوانہ مبارز طلب کرتا ہی یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان نے ہاتھی اور دو طلب
کیا فیل میمونہ سے اترکر اس فیل پر سوار ہوا پھر قباد شہریار کو مجرا کیا اور کہا آجتک آپ نے نہ جانے یا اب زخم نہ پکا

دیکھیے قباد شہریار کی دلجمعی تو خواجہ عمرو کے کہنے سے ہو چکی تھی کہا جاؤ سپرد خدا کیا لندھور بن سعدان نے مجرا کیا
اور جام لبالب پی کر فیل کو اپنے نکالا اور ہولتا ہوا برابر دیوانے کے آیا دیوانے نے صدا دی یا لوہم لندھور نے کہا
او بے ادب بادشاہ نے مجکو روکا نہیں تو بارگاہ میں آکر تجکو سزا سے معقول دیتا دیوانے نے پھر یا لوہم کی آواز دی
شاطر نے کہا دیوانہ تیرا نام پوچھتا ہے لندھور نے کہا منم لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران اور دیوانے
لاضرب بہادری کی دیوانے نے بڑھکر چوب دست ماری لندھور نے گرز پر روکی ایک آواز تڑاسے کی بلند ہوئی
ایک شعلہ آگ کا ہودے میں گرا لندھور کا عجب حال ہوا کہا کہ یہ دیوانہ بلائے بے درمان آفت جہان ہے پھر لندھور
نے گرز مارا دیوانے نے چوب دست پر روکا مگر دیوانہ تیورا گیا غش طاری ہوا گرد و غبار بے انتہا اٹھکر بلند ہوا اشقر دیوزاد
اُس گرد میں چھپ گیا لندھور بن سعدان پکارا زدم وبیست کردم یہ آواز دیوانے کے کان میں گئی امیر نے اشقر
دیوزاد کو گرد و غبار سے نکالا اور بڑھکر پھر چوب دست لندھور بن سعدان پر ماری لندھور نے خالی دی وہ چوب
فیل کے سر پر پڑی مغز ہاتھی کا پاش پاش ہو گیا وہ فیل مع لندھور زمین پر گرا اٹھکر لندھور نے چاہا کہ اشقر دیوزاد کو
پکڑے دیوانہ بھی مرکب سے کود پڑا لندھور بن سعدان دست وگریبان ہوا کشتی ہونے لگی تمام دن اور تمام رات
کشتی ہوئی دوسرا دن بھی یونہیں گذرا تیسرے دن امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے لندھور کا زور توڑا اور سینہ میں
ہاتھ دے کے ریل پیلے کئی قدم پر جا کے لندھور کو پکڑا دونوں گھٹنے لندھور کے زمین پر آ کے ٹکے امیر نے بند دست
میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور کمر تک لائے تھے کہ توڑا ٹوٹ گیا لندھور زمین پر گرا صاحبقران نے اپنا توڑا کمر میں
لندھور کے باندھا اور زور کیا پہلے زور میں کمر تک اٹھا کے لائے دوسرے زور میں سینہ تک لائے تیسرے زور میں سر
سے بلند کر لیا اور دہنے شانے کی طرف سے زمین پر مارا لندھور چاروں شانے چت گرا حمزہ صاحبقران نے باندھکر
خواجہ عمرو کے حوالے کیا اور جہاں سب قید تھے وہیں انکو بھی قید کیا اور طبل بازگشت بجا کر پھر آئے خواجہ خورشید
نے کہا کہ دوسرا دن ہے کہ علمشاہ نے کھانا نہیں کھایا امیر نے خواجہ عمرو کو بھیجا عمرو نے بہت سا سمجھایا مگر کسی نے
کھانا نہ کھایا عمرو نے آکر امیر سے کہا کہ میرا کہنا کچھ اثر نہیں کرتا کوئی کھانا نہیں کھاتا امیر باتوقیر ایک عمامہ گیروا باندھکر عبا
دوش پر رکھ کے وہاں آئے جہاں سب قید تھے لندھور بن سعدان نے علمشاہ سے کہا دیکھا تمنے میں نے امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کو پہچانا یہ امیر باتوقیر ہیں سب خوش ہوئے بعد اسکے خواجہ عمرو بھی آئے اور کہا چلو امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران تمکو بلاتے ہیں سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور سامنے امیر کے آکے دیکھا امیر بیٹھے ہیں سبھوں نے مجرا کیا اور کہا
ہمکو دیوانے نے زیر کیا ہے ہم اپنی جانیں دیدینگے جب تو امیر کشورگیر نے کہا کیسا دیوانہ ہے رستم میں دیوانہ بنا تھا تمنے جو
کہا تھا کہ میں اب صاحبقران ہوں میں نے بھی آزمائش کی اگر تم صاحبقران ہوتے تو بیت کعبہ کو چلا جاتا علمشاہ
رونے لگے اور قدم پر گر پڑے اور کہا کہ جب آپ چاہتے ہمکو زیر کر دیتے لندھور بن سعدان نے کہا میں نے کیا کہا تھا
جو آپ نے مجکو پھنسایا امیر نے کہا تمنے تبھی تو کہا تھا کہ تمکو امیر نے زیر نہیں کیا اگر اب بھی تم زیر نہ ہوتے تو یہ احسان مجھپر رہتا اور
خواجہ خورشید سے کہا صبح کو تم نوشیروان کے پاس جانا اور کہنا کہ ان سبکو بلا کے قتل کرو اور خواجہ عمرو سے کہا تم قباد شہریار
سے جا کر کہدینا کہ صبح کو تم نوشیروان کی بارگاہ میں سب فوج لیکر آنا غرضکہ خواجہ خورشید نے نوشیروان سے
آکر کہا دیوانہ کہتا ہے کہ ان سبکو قتل کرو یہاں یہ ذکر تھا کہ امیر بھی سب کے ارادے لیکر مع مرکب بارگاہ میں نوشیروان
کی آئے اور اب گویا ہوئے کہ اے بادشاہ جو لات و منات کو سجدہ کرے اسکو اپنے پاس بٹھا اور جو نہ قبول کرے
اسکو قتل کر تجتک تو کلمہ پڑھنے لگا اور کہنے لگا ایک سردار یہاں کا اور دو سردار امیر کے اودھر آدمی بیٹھیں بیٹھیں

ہمارا سردار ہو قارن شاہ عدنی نے کہا تو بڑا بدذات ہے امیر حمزہ صاحبقران نے بھی کہا یہ بانی فساد ہے غرض نوشیروان
نے بختک سے کہا تو جاکر سب سے کہہ بختک نے آکر کہا بادشاہ نوشیروان کہتا ہے اگر لات و منات کو سجدہ کرو تم
سب کی جانبری ہو ورنہ سبکو قتل کرونگا سب سرداران حمزہ صاحبقران نے کہا کہ ہم لات و منات پر لاکھ لاکھ لعنت
کرتے ہین بختک نے آکر بادشاہ نوشیروان سے کہا وہ سب انکار کرتے ہین اور نہین مانتے ہین امیر صاحبقران
نے کہا پھر کہو پھر کہو غرض تیسری مرتبہ مین سب راضی ہوئے کہ لات و منات سچے ہین اُن کفار نے بت لاکر رکھے اور
کہا کہ سجدہ کرو سب نے انگلیون کی محراب بناکر سجدہ کیا جب بادشاہ نوشیروان نے سبکو اپنے پاس بٹھایا اتنے مین
غل ہوا کہ قباد شہریار فوج لیکر آپہونچا ادھر امیر کشورگیر اور سب سرداروں نے نعرے کیے نوشیروان تو ڈرکے مارے
اُچھل کے تخت پر سوار ہوا اور بھاگا قارن شاہ عدنی بھی سوار ہوا یہان تلوار چلنے لگی کفار کے تن و سر کٹ کٹ
کے گرنے لگے یکایک سامنا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے قارن شاہ عدنی کا ہوا قارن نے تلوار ماری امیر
باتوقیر نے سپر پر روک کے جو ایک ہاتھ جنیو کا مارا قارن شاہ عدنی دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا اب فوج قارن کی
لڑنے لگی کہ شمار مین سات لاکھ آدمی تھے اور حمزہ صاحبقران و علمشاہ و لندھور بن سعدان و مالک نے ایسی شمشیرزنی
کی کہ کفار کے چھکے چھٹ گئے ادھر قباد شہریار نے ایسی تلوارین مارین کہ لشکر کفار مین تہلکہ ڈالدیا نوشیروان تو سراسیمہ ہوکر
کو لیکر بھاگا عدنیون کو اپنی جان کی ایسی پڑی کہ الامان الامان کا ہر طرف شور بلند ہوا امیر کشورگیر نے سب کو پناہ دی
اور سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے مسجدون کی بنا ہوئی اور بتخانے منہدم کردیے شیوالے شہ کھدوا ڈالے حمزہ
صاحبقران بارگاہ قارن شاہ عدنی مین آئے اور قباد شہریار کو تخت پر بٹھایا اور آپ دنگل ناد عنبر پر متمکن
ہوئے اور کرسی ہدہد پر خواجہ عمرو اور سب سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے خواجہ خورشید کا بڑا مرتبہ امیر نے
کیا اور سات گنج قارن شاہ کے امیر نے منگواکر خواجہ عمرو کو دیے اور خواجہ خورشید بازرگان کو جتنا کہا تھا اس سے
دو مضاعف دیا اور کہا ایک شہر کی حکومت دونگا امیر نے پوچھا قارن شاہ کا کوئی عزیز بھی ہے لوگون نے کہا اسکا بیٹا
موجود ہے فرامرز بن قارن شاہ عدنی نام ہے امیر نے کہا اُسکو لاؤ لوگ جو گئے اُسکی ماں نے کہا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
آپ آئین وہ یہ سمجھی تھی کہ شاید امیر مجکو پسند کرینگے اسواسطے امیر باتوقیر کو بلایا لوگون نے آکر امیر سے کہا امیر باتوقیر نے
فرمایا اُسے یہین لے آؤ اور کہنا مین بھی آؤنگا یہ سُنکے اُسنے بیٹے کو بھیجدیا جب فرامرز بن قارن شاہ عدنی امیر کے سامنے
آیا صورت اُسکی دیکھکے امیر باتوقیر کا دل بھر آگیا عمرو سے کہا اے خواجہ عمرو نہین معلوم اسکے ہاتھ سے مجکو کیا صدمہ پہونچیگا
کہ اسکو دیکھکر میرا دل بھر آگیا خواجہ عمرو نے کہا آپ اسکو بھی قتل کیجیے امیر حمزہ صاحبقران نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے
ابھی یہ بے خطا ہے کوئی قصور اس سے نہین ہوا غرضکہ امیر باتوقیر نے اُسکو خلعت دیا اور بہ کراہت اُسکا ملک اُسکو دیدیا
اور اسکو بھی مسلمان کیا اتالیق اپنی طرف سے اُسکے واسطے معین کیے کہ اسکو مذہب اسلام کے قواعد تعلیم کرین اب
خواجہ عمرو سے صاحبقران نے کہا کہ خبر نوشیروان کی لاؤ تو کوچ کرین خواجہ عمرو نے کہا دور کیجیے جانے دیجیے نوشیروان
تو مدائن کو گیا ہوگا اب اسکا پیچھا نہ کیجیے حمزہ صاحبقران نے کہا جبتک وہ دین اسلام نہ قبول کریگا اسوقت تک بغیر
مارے نہ چھوڑونگا پھر حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا اے خواجہ عمرو پہلوان عادی کا پتا نہ ملا خواجہ عمرو نے
کہا یا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نہین معلوم کیا ہوا پہلوان عادی کدھر گیا یہ کہکے عمرو بالا دوی کو نکلا اور امیر کشورگیر
دربار مین جلوہ افروز رہے

داستان پہلوان عادی کا پہونچنا اندلس مین اور عادیہ بانو زیرک کے عقد کرنا اور کرب کا حمل رہنا

مشاطہ گان الفاظ و معانی و حجلہ نشینان نکتہ دانی اس داستان عشرت بیان کو یون جلوہ آرا کرتے ہین کہ جب پہلوان عادی ہمراہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے غسل صحت کا آب شفاف و صاف مین کرنے کو آئے اور کپڑے اتار کے اُس آب رواں مین اُترے امیر و عادی دونون بہ سبب امواج بحر طوفانی کے بہ گئے امیر تو بہ کر جا کے ملک عدن مین نکلے جسکا بیان ہو چکا ہی اور پہلوان عادی بہتے بہتے غوطے لگاتے آب رواں کو طی کر کے کئی روز کے بعد ایک کنارے پر جا لگے اب جو باہر نکلے دیکھا سامنے کچھ آبادی ہی معلوم ہوا کہ یہان کوئی شہر بستا ہی خستگی منزل آب روان سے اور بھوک کے باعث سے نہایت مضمحل ہو گئے تھے پس آہستہ آہستہ وہان سے بازار مین آئے دیکھا چہار طرف برابر دوکانین ہر قسم کی آراستہ ہین بھوکھے تو کئی روز کے تھے بیتاب ہو کے ایک حلوائی کی دُکان پر کھڑے ہو کر مٹھائی وغیرہ بغیر کہے سُنے کھانا شروع کی وہ انکو ننگا دھڑنگا دیکھکے ڈر کے مارے الگ ہٹ گیا اور وہین سے غل مچایا کیا یہ سب کچھ کھایا کیے کسی طرف کو آنکھ اُٹھا کے بھی نہ دیکھا یونہین کھڑے کھڑے ساری دُکان حلوائی کی کھا گئے آگے بڑھے دیکھا بنیے کی دُکان جمی جمائی اناج سے ہی وہین دُکان پر کھڑے ہو کے اناج پھانکنا شروع کیا وہ بنیا بھی دُکان چھوڑ کے بھاگا بازار مین ایک شور و غل ہوا کہ یہ دیو ننگا منگا کہان سے آیا ہی غرضکہ بیچ چوک مین آئے وہان بھی اُسی طرح سے جو چیز پائی کھا گئے لوگ دوڑے اور جا کر کوتوال سے فریاد کی وہان سے کوتوالی چبوترے کے سپاہی آئے اور چاہا کہ پکڑ لین پہلوان عادی نے ایک تھونی کسی دُکان کی اُکھاڑ لی وہ دُکان گر پڑی جو لوگ اُس دُکان کے نیچے بیٹھے تھے دب گئے اور عادی نے تھونی پکڑ کے مارنا شروع کیا بائیس آدمی مار ڈالے ہرکارون نے بادشاہ کو پرچہ اخبار کا گذرانا بادشاہ نے حکم کیا اُسے ہمارے پاس لے آؤ چند سپاہی بادشاہ کے آئے اور کہا کہ تمکو ہمارا بادشاہ بلاتا ہی اور کہتا ہی کہ تم یہان آؤ اور رعایا پر ظلم و جور نہ کرو ہم تمکو بہت خوش کرینگے اور اپنی فوج کا سپہ سالار کرینگے غرض لوگ سمجھا بجھا کے پہلوان عادی کو بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی پہلوان عادی نے کہا میرا نام عادی ہی شریک حمزۂ صاحبقران ہی مین بادشاہ قلعۂ تنگ رواحل کا ہون اور اس شہر کا کیا نام ہی اور آپ کا اسم مبارک کیا ہی بادشاہ نے کہا اس شہر کو اندلس کہتے ہین اور نام میرا معروف شاہ ہی اگر ایک شرط میری پوری کرو تو مین مسلمان ہون پہلوان عادی نے کہا وہ شرط کیا ہی معروف شاہ نے کہا کہ ایک نقابدار یہان ہی اگر تم اُسکو زیر کرو تو ہم سب مسلمان ہو جائین یہ سُنتے ہی پہلوان عادی نے کہا بہتر ہی الغرض بادشاہ نے پہلوان عادی کو پوشاک فاخرہ پہنائی اور ہتھیار اور گھوڑا دیا صبح کو عادیہ بانو بیٹی معروف شاہ کی نقابدار یاقوت پوش بنکے آئی اور پہلوان عادی کا مقابلہ کیا پہلوان عادی نے کہا او نقابدار یاقوت پوش جو کچھ ضرب بہادری رکھتا ہو لا نقابدار یاقوت پوش نے نیزہ مارا پہلوان عادی نے نیزے پر نیزہ رد کیا چند طعنون کے بعد نقابدار یاقوت پوش کا نیزہ پہلوان عادی نے ہوائی کیا نقابدار یاقوت پوش نے تلوار ماری پہلوان عادی نے سر اپنا پھرایا گھوڑے کی گردن پر تلوار پڑی سر مرکب کا کٹ گیا پہلوان عادی زمین پر گرا چاہا کہ نقابدار یاقوت پوش کے گھوڑے کو ڈپٹ کرکے نقابدار یاقوت پوش کود کے زمین پر آیا اور پہلوان عادی سے دست بہ گریبان ہوا پہلوان عادی بھی ہاتھ گردن مین ڈال کے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تین پہر کے بعد پہلوان عادی نے لنگر نقابدار کا توڑا اور بند کمر مین ہاتھ ڈالکے نقابدار کو اُٹھا لیا لوگون نے کہا بس بس اب رکھدو پہلوان عادی نے نقابدار کو چھوڑ دیا نقابدار یاقوت پوش گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا پہلوان عادی معروف شاہ کے پاس آیا اور کہا اب مسلمان ہو معروف شاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور سبکو دین اسلام مین لایا بتخانے گرجا ڈالے اور مسجدین بنائین اور بارگاہ مین آکر بیٹھا پہلوان عادی کو دنگل پر بٹھایا اور حکم کیا کہ پہلوان عادی کے واسطے

بارگاہ زرین استادہ ہو موجب حکم معروف شاہ اُسی وقت بارگاہ برپا ہوئی اور کل سامان مہیا ہو گیا پہلوان عادی
اپنی بارگاہ مین آیا اور بادشاہ محل مین داخل ہوا بیٹی سے جاکر پہلوان عادی کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ یہ بڑا مرد
مردانہ جوان رعنا اور رودار و نمودار اور خاندان عالی سے ہی اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا دودھ شریک
بھائی ہی عادیہ بانو دل مین رضامند ہو کر چپ ہو رہی معروف شاہ سمجھ گیا کہ عادیہ بانو راضی ہی بقول شخصے الخموشی نیم رضا
بادشاہ باہر محل سے آیا اور پہلوان عادی کو بلوایا اور کہا کہ میری بیٹی ملکۂ عادیہ بانو ہی اُسکو تو قبول کر پہلوان عادی
دل مین بہت خوش ہوا اور راضی ہو کر کہا کہ آپ کو اختیار ہی غرضکہ اُسی روز بادشاہ نے بڑی دھوم سے مانجھے کا سامان
کیا اور پہلوان عادی کو مانجھا پہنایا یکایک خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی پوچھتا دریافت کرتا آیا اور شہر اندلس مین
داخل ہوا اور ایک سوداگر کی شکل بنکے بازار کی سیر کرتا ہوا چلا ایک چوبدار معروف شاہ کا تھا کہ اُسکا نام مصری تھا
اُسکو خواجہ عمرو نے پانچ روپیے دیے اور اُسکے ساتھ بارگاہ معروف شاہ مین پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے
سوداگر جان کر کرسی بیٹھنے کو دی اور حال پوچھا سوداگر نے کہا اے بادشاہ ایک غلام میرا ایک صندوقچہ چراکر بھاگ کے
تیرے شہر مین آیا ہی معروف شاہ نے کچھ لوگ اپنے خواجہ عمرو کے ہمراہ کر دیے کہ جاکر تلاش کر کے اسکا غلام اسکے
حوالے کرو عمرو بصورت سوداگر ملازمان شاہی کے ساتھ بارگاہ پہلوان عادی مین آیا دیکھا کہ نام و سام دونون
بیٹے معروف شاہ کے اور سالے پہلوان عادی کے بیٹھے ہین اور تمام وزرا بھی معروف شاہ کے حاضر ہین
دربار پہلوان عادی کا جمع ہی اور معروف شاہ محل مین شادی کی تیاری کر رہا ہی خواجہ عمرو نے پہلوان عادی
کو دیکھکر کہا او غلام اب تو کاہیکو مجھسے آنکھ ملائیگا تو میرا صندوقچہ چراکر بھاگا اور یہان آیا اب بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ
اپنی شادی کرتا ہی یہ تو نے کیا کیا خیر مجھے اس سے کیا تو میرا صندوقچہ جواہر کا مجھکو دیدے اور تو جان تجھے اپنے فعل کا اختیار
ہی پہلوان عادی نے گھبراکر پہلے تو ادھر اُدھر دیکھا پھر کہا کہ او مسخرے ہی شرما کہ ابھی تجھکو نوکرون سے پٹوا دون یہ سنتے ہی
سارا دربار خواجہ عمرو کے مارنے پر آمادہ ہوا قریب تھا کہ لوگ خواجہ عمرو کو مارین یہ دیکھکر خواجہ عمرو گھبرا گیے دل مین
کہا کہ مفت مین اب پٹ گئے فوراً پہلوان عادی کے قریب آکے پہلوان عادی کو خواجہ عمرو نے اپنی بائین آنکھ
کا تل دکھایا پہلوان عادی نے پہچانا کہ خواجہ عمرو ہین اُٹھکر بھائی بھائی کہکر گلے لگے اور ہنسکر کہا او دزد باریک گردن
یہ کیا دل لگی تھی کہ تو نے مجھکو ذلیل کیا اور وہان لوگون نے جاکر بادشاہ کو خبر دی کہ وہ جو سوداگر آیا ہی پہلوان عادی کو
اپنا غلام بتاتا ہی اور کہتا ہی کہ میرا صندوقچہ جواہر کا لیکر بھاگ آیا ہی معروف شاہ کو سنکر بڑا رنج ہوا اور کہا خوب ہوا کہ
مین نے اب بھی سن لیا کہ پہلوان عادی غلام سوداگر کا ہی ابھی خیر ہی کہ شادی میری بیٹی ملکہ عادیہ بانو کی اُسکے ساتھ
نہونے پائی تھی اب معلوم ہوا کہ غلام ہی لاکھ لاکھ پہلوان عادی نے سب سے کہا کہ یہ عمرو ہی مجھسے بموجب ہنسی دل لگی
کے یہ کلمہ کہا تھا مگر کسی کو یقین نہ آتا تھا جب خواجہ عمرو نے پہلوان عادی سے پانچ ہزار روپیے لیے اُسوقت عمرو
نے اپنی اصلی صورت دکھائی اور سارا ماجرا بیان کیا جب معروف شاہ نے اچھی طرح سے دریافت اور تحقیقات
کرلی تو ملکہ عادیہ بانو کی شادی پہلوان عادی کے ساتھ کی جس دن پہلوان عادی ملکہ عادیہ بانو کو بیاہ کر لایا
اور شب زفاف ہوئی گوہر آرزو صدف بے بہا کو ملا یعنی اُسی روز ملکہ عادیہ بانو کو کرب غازی کا حمل رہا اب عمرو
حیران ہی اور تعجب مین ہی کہ پہلوان عادی نے ملکۂ عادیہ بانو کو مجھسے چھپایا خواجہ عمرو کے دل مین ہی کہ کسی طرح اسکی
صحبت مین پہونچا چاہیے ایک روز رات کو محل مین آیا پہلے تو ناچنے والیون کی پیشواز مقراض نکالی کے کاٹ لی اور
دو ایک کی چوٹیان مقراض سے کاٹ لین ملکہ عادیہ بانو کی جو نگاہ پڑی خوب ہنسی بلکہ تمام صحبت ہنسنے لگی پہلوان عادی

بھی مسکرایا اُسوقت عمرو ایک درخت پر سے کودا عورتین اوہی اوہی کر کے بھاگین اور سامنے ملکہ کے آکر گرین کہا کہ یہ بالش
کہان سے آیا ہے پہلوان عادی سمجھ گیا کہ یہ عمرو ہے ملکہ عادیہ بانو سے کہا کہ یہ وہی عمرو ہے جو بصورت سوداگر آیا تھا اور
مجکو کہتا تھا کہ غلام ہے اور صندوقچہ جواہر کا سیر اجیرالا یا ہے ملکہ عادیہ بانو نے خواجہ عمرو کو بلوایا عمرو آکر صحبت عیش و عشرت
مین بیٹھا اور سمن رخ وزیرزادی ملکۂ عادیہ بانو کی تھی اسپر عمرو عاشق ہوا مگر پہلے ملکۂ عادیہ بانو کی تعریف کے
عوض مین مذمت کی ملکۂ عادیہ بانو نے خواجہ عمرو کو کچھ دیا اور کہا خواجہ عمرو آج تو کچھ گاؤ اور مجکو اپنا گانا سناؤ خواجہ عمرو
نے گانا شروع کیا اور سمن رخ کو ذلیل اس محفل مین کرتا جاتا ہے اور گاتا جاتا ہے ہر بار کہتا ہے دیکھو ملکہ سمن رخ میری بلائین
لیتی ہے اور کہتی ہے کہ مجکو بھی گانا سکھا دے سمن رخ نے شرمندہ ہو کر ملکۂ عادیہ بانو سے کہا اے ملکہ میر استیاناس
جائے اور تمہارے ہی سر کے قسم جو مین نے کچھ بھی کہا ہو پہلوان عادی نے کہا انکا یہی حال ہے جب کسی پر یہ عاشق
ہوتے ہین پہلے اُسکو ذلیل کرتے ہین اور اُسکی مذمت بیان کرتے ہین انکی یہی حرکتین ہین اب انکو راضی کرو کہ یہ بھی
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے بڑے رفیق قدیم ہین اگر ایسا ہو تو پھر ہم تم ایک جگہ رہین چین کرین ملکۂ عادیہ بانو نے
سمن رخ کو بہت سی قسمین دے کر راضی کیا اور خواجہ عمرو کا نکاح سمن رخ کے ساتھ کر دیا اُسی شب کو سمن رخ
بھی حاملہ ہوئی اور اندلس تیزرفتار کا حمل رہا خواجہ عمرو نے اور پہلوان عادی نے چندے خوب جشن کیا اور عیش و
عشرت مین بسر کی پھر پہلوان عادی سے کہا اب لشکر مین چلو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا حال نہین معلوم کہ
اُنپر کیا گذری پہلوان عادی نے معروف شاہ سے کہا کہ اب مجکو اجازت خدمت امیر حمزۂ صاحبقران مین جانے
کی دیجیے مجکو حال حمزۂ صاحبقران کا نہین معلوم کہ کہان ہین اور کیسے ہین معروف شاہ نے کہا جو خوشی تمہاری مگر
اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لیے جاؤ پہلوان عادی نے کہا وہان پہونچکر انشاء اللہ بلا لونگا اس عرصہ مین خواجہ عمرو تو چلے
گئے کہ پہلوان عادی تھوڑے عرصہ مین ہمراہ فوج معروف شاہ کے کوچ بہ کوچ آئیگا مین دو روز مین پہونچونگا
غرضکہ خواجہ عمرو ملک عدن مین جسوقت پہونچے معلوم ہوا کہ شہنشاہ نوشیروان کوہ ششدر پر گیا ہے وہان
دو بھائی ہین کہ نام انکا جمشید ششدری اور خورشید ششدری ہے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بھی نوشیروان
کے تعاقب مین اُسی کوہ ششدر پر کوچ کر گئے ہین خواجہ عمرو سنتے ہی اُسی وقت کوہ ششدر کی طرف روانہ ہو لیے
راہ مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے ملاقات ہوئی کہ وہان سے پانچ منزل کوہ ششدر سے فاصلہ تھا خواجہ
عمرو بن اُمیہ ضمری نے سارا حال پہلوان عادی کا بیان کیا حمزۂ صاحبقران سنکے بہت خوش ہوے وہان
جمشید ششدری نے نوشیروان سے کہا اے بادشاہ کیا آپ کا حال ہے کہ ایک حمزہ سے آپ بھاگتے پھرتے ہین آپ
نے سارے ملک چھڑوا دیے یہ کیا غضب کیا اب آپ یہان رہیئے کیا مجال جو حمزہ یہان آکر دست درازی کرے
دیکھیے تو مین اُسکا کیا حال کرتا ہون بختک نے کہا اے جمشید اسکی بڑی کہانی ہے مین کسی وقت تجھسے کہونگا جب
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کوہ ششدر کے قریب پہونچے خبر نوشیروان کو ہوئی کہ امیر مع لشکر یہان سے پانچ
منزل پر ہین اُسوقت نوشیروان شراب پی رہا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا اسطرح ہاتھ کانپے کہ جام شراب
ہاتھ سے گر گیا جمشید نے کہا اے بادشاہ تو بڑا حمزہ سے خائف ہو رہا ہے کہ نام حمزہ سنتے ہی جسم مین تھرتھری پڑ گئی بختک
نے کہا کہ ہم ایسے بدبخت و کم نصیب ہین کہ جس شہر مین جاتے ہین وہ تباہ و برباد اور تاراج ہو جاتا ہے تم بھی یا تو قتل
ہو گے یا مسلمان ہو جاؤ گے فقط حمزہ کے آنے کی دیر ہے جمشید و خورشید ہنسنے لگے اِدھر امیر چلے آتے تھے اور لوگ
پہلوان عادی کے ہمراہ بارگاہ سلیمانی کے تھے کہ راہ مین ایک تالاب ملا اسپر بارگاہ سلیمانی برپا کر دی کہ وہ مقام

نہایت پرفزا اور دلچسپ تھا امیر نے اگر اس مقام کو بہت پسند کیا تھا بلکہ کہا تھا کہ ہم یہین رہینگے اس سبب سے کہ وہ
بھی ادھر سے کئی کوس بڑھکر آئیگا اور ہم بھی بڑھکر میدانداری کرینگے لیکن بارگاہ یہین رہی اب امیر تو عیش و عشرت
مین مشغول ہین کہ ایک خط کعبہ سے آیا کہ ازہر زنگی نے بارہ سو ہاتھیون سے قلعہ کو گھیر لیا ہی کعبہ کو ہاتھیون سے گروا دیگا
ای امیر جس طرح سے ہو جلد آؤ اور ہماری کمک کرو امیر حمزہ صاحبقران نے قباد شہریار سے کہا آپ تو یہین رہین اگر
وہ مقابلے کو آئے تو علمشاہ و لندھور و مالک سمجھ لینگے اب آپ آگے جانے کا قصد نہ کیجیے گا جب تک کہ مین نہ آؤن
کوئی امر نو ایجاد لشکر مین ہماری طرف سے نہو مین فقط خواجہ عمرو کو ساتھ اپنے لیے جاتا ہون قباد شہریار نے کہا کہ مناسب
تو یہ ہی کہ قدرے فوج اپنے ساتھ لے لیجیے صاحبقران نے انکار کیا قباد شہریار بہت مصر ہوئے شہریار کے کہنے سے کچھ لوگ
مقبل کے اور کچھ لوگ بہرام کے ہمراہ لیکر کعبہ کی طرف روانہ ہوئے ہرکارون نے یہ خبر نوشیروان کو پہونچائی کہ امیر
با توقیر اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع چند بہادرون کے کعبہ کو گئے نامہ آیا تھا کہ ازہر زنگی کعبہ پر چڑھ آیا ہی
بختک بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہی وقت ہی کہ ان سبکا خاتمہ کرو جمشید و خورشید نے کہا جبتک حمزہ صاحبقران
آئینگے مین جنگ نہ کرونگا مجکو تو حمزہ سے لڑنے کی خوشی ہی بختک نے کہا ای جمشید لشکر کو کہ عمرو و امیر دونون لشکر
اسلام مین نہین ہین اگر تم لڑوگے تو بیشک ظفریاب ہوگے جمشید و خورشید نے بختک کے کہنے پر عمل نہ کیا اور ٹال دیا
ایک روز نوشیروان کے دل مین آیا اور خلاف معمول محل مین گیا اور ملکہ مہر نگار جب امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
کے پاس آئی تھی اور امید ملکہ مہر نگار کا بالکل قطع ہوگئی تھی نوشیروان نے ملکہ زرانگیز خاتون سے کہا تھا کہ اگر اب تیرے
یہان کوئی بیٹی شاید پیدا ہو تو خبردار اسکو مار ڈالنا زندہ نہ رکھنا جب ملکہ زرانگیز خاتون کو حمل رہا اور ملکہ مہر گہر
تاجدار پیدا ہوئی تو ملکہ زرانگیز خاتون نے فیروزہ تاجدار کو پوشیدہ کر ڈالا اور نوشیروان سے کہدیا کہ بیٹی پیدا
ہوئی تھی اسکو تیرے حکم کے بموجب قتل کر ڈالا وہ مرگئی جھگڑا چکا قصہ پاک ہوا مین نے تیری خوشی کی تو ناخوش

دوکلمے داستان عاشق ہونا نوشیروان کا اپنی بیٹی ملکہ مہر گہر تاجدار پر اور کچھ حال علمشاہ کا

مخبران اخبار عشق انگیز اس داستان محبت آمیز کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب بادشاہ نوشیروان بہ سبب درد
کے بہت بیچین ہوا غیر معمول وقت محل مین آیا وہی ملکہ مہر گہر تاجدار کہ جسکو ملکہ زرانگیز خاتون نے چھپایا
تھا محل مین سامنے ٹہل رہی تھی نوشیروان کو جو آتے دیکھا بھاگی پازیب پاؤن سے نکلکر رہگئی نوشیروان
نے جو پازیب کو دیکھا ملکہ زرانگیز خاتون سے پوچھا کہ یہ پازیب کسکی ہی ملکہ نے کہا میرے پاس اکثر شہزادیان
وزیرزادیان آیا کرتی ہین کسی کے پاؤن سے نکلکر رہگئی ہوگی نوشیروان نے پازیب اٹھالی اور ہاتھ مین لیکر باہر
آیا اور بختک کو پازیب دکھا کر حال بیان کیا اور کہا کسی طرح اس حور لقا کو دیکھون جسکی یہ پازیب ہی بختک
نے کہا حضور کچھ مشکل نہین ہی پھر ایک روز غیر معمول محل مین جائیے اور اس پری کی تاک رکھیے بلکہ تاک انگور مین
چھپ کر کھڑے ہو رہیے اور اس طرح دیکھ لیجیے نوشیروان ایک روز بادل وسے کے غیر معمول پھر محل مین آیا
اور تاک انگور مین چھپکر بیٹھ رہا اس ماہ لقا کی تاک جھانک مین تھا کہ اپنے معمول سے ملکہ مہر گہر تاجدار اپنی
مان ملکہ زرانگیز خاتون کے پاس آئی تھی نوشیروان نے یکایک دیکھا کہ بارہ دری کا پردہ اٹھا اور مشعلین اور
فانوسین جلتی ہوئی ساتھ روشنی زمین سے فلک تک گویا محل مین آگ لگی تھی اور بہت سی خواصین در در گوش
مرصع پوش اس ماہ رو کے گرد بیچین آپ مثل آفتاب درخشان کے چلی آتی ہی جب تو فقط پازیب دیکھکر عاشق ہوگیا
تھا اب جو قریب سے اس ابرو کمان رشک ماہ تابان کو دیکھا تیر عشق کلیجے کے پار ہوگیا اور بے اختیار ہو کر دوڑا

ملکہ مہر گہر تاجدار نے چاہا کہ بھاگ جاؤن نوشیروان تو برابر پہونچ گیا تھا مارے جان جہان کہکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا
یہ تو شرم کے مارے واسطے مجرے کے جھکی اور عرض کیا ای پدر نامدار مین تیری دختر ہون ملکہ زر انگیز خاتون
نے جو یہ حال دیکھا کہا ہان ہان ای بادشاہ کیا غضب کرتا ہی یہ تیری دختر ماہ پیکر ملکہ مہر گہر تاجدار ہی مین نے
بسبب اسکی محبت کے تجھسے پوشیدہ کر کے اس دختر ماہ لقا کو تجھسے پوشیدہ پالا ہی اور تیرے خوف سے تجھسے اسوقت
تک نہین ظاہر کیا نوشیروان نے ملکہ زر انگیز خاتون کو جھڑک کر کہا کیا بکتی ہی تجھکو تو سوت کی جھلن ہوگی اور میری
اسپر جان جاتی ہی یہ کہکے نوشیروان نے ملکۂ مہر گہر تاجدار سے لپٹنے کا ارادہ کیا ملکہ مہر گہر تاجدار نے چیخ مار کر کہا
ای امان جان بچایے جب تو ملکہ زر انگیز خاتون نے خنجر نکالا اور پکاری کہ تجھکو اور اپنے تئین ابھی ہلاک کرونگی اور
خواصون کو حکم کیا کہ تم کیا کھڑی ہوئی دیکھتی ہو اس بوبک کو مارو اسکو بڑھاپے مین ٹر بھس لگا ہی خواصین مارنے کو دوڑین
یہ جو معرکہ نوشیروان نے دیکھا بدحواس ہوگیا مادہ زن تو ہمیشہ سے ہی ڈر کے مارے ملکہ مہر گہر تاجدار کا ہاتھ چھوڑ دیا
اور بھاگ کر باہر محل سے نکل آیا بختک پہچان گیا کہ یہ اُس نازنین پر محل مین عاشق ہوا ہی بختک نے پوچھا ای بادشاہ
کیا ہوا نوشیروان نے کہا ای بختک کچھ نہ پوچھ اب مین زندہ نہ بچونگا مین محل مین ایک عورت نازنین مہ جبین پر عاشق
و فریفتہ ہوا ہون ملکہ زر انگیز خاتون کہتی ہی کہ یہ تیری بیٹی ہی اسکی کوئی تدبیر کر اُسنے کہا جو مین کہون وہ کیجیے آپ کو کوئی
کیا کہہ سکتا ہی کسی کی کیا مجال اور کیا طاقت آپ خاطر جمع رکھیے اس بات پر مین سبکی مہرین کروا لے دیتا ہون
نوشیروان یہ سنکے خوش ہوا جب صبح کو نوشیروان دربار مین آیا اور بختک بھی آکے اپنے مقام پر بیٹھا اہل
دربار سے کہا کیون صاحبو جو کوئی بیج بوئے اور وہ درخت بار لائے پہلے صاحب خانہ کھائے یا اور کسی کو دے
سب لوگ بالاتفاق بول اُٹھے کہ پہلے صاحب خانہ کھائے بعد اُسکے اورون کو تقسیم کرے بختک نے کہا تو تم لوگ
اس محضر پر مہر ثبت کرو سب نے بے تامل مہرین کر دین بزرجمہر سے بھی حکم کیا کہ تم بھی اس کاغذ پر مہر کرو بزرجمہر نے
کہا کہ مین ایک عبارت لکھ کے مہر کرونگا بختک نے کہا وہ کیا عبارت ہی خواجہ بزرجمہر نے کہا اول یہ کہ وہ خون نہو
اگر خون وے حرام ہی بختک نے کہا یہ تمسے کسنے پوچھا تھا جو یہ تقریر لگائی ایک تم اکیلے اگر مہر نہ کروگے تو کیا تمہارے
مہر کرنے سے کوئی خرج نہین واقع ہوگا نوشیروان نے کہا استاد کی مہر نہوئی بختک نے کہا قاضی جی نے
تو مہر کر دی انکی مہر کی کیا احتیاج ہی غرض اُسنے تیاری نکاح کی کرنا شروع کی اور جوڑا سہانا پہنا اب ملکہ زر انگیز خاتون
کا عجب حال ہی بیٹی سے یہ سب حال بیان کرکے کہا کہ پہلے تجھے مارونگی بعد کو مین مر جاؤنگی پھر ملکہ زر انگیز خاتون
نے خواجہ بزرجمہر کو بلایا اور کہا کہ تم بادشاہ کو سمجھاؤ خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ سوائے بختک کے کہنا کسی کا
نہین مانتا لیکن ایک تدبیر ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران تو لشکر مین نہین ہین مگر تمہارا نواسا قباد بادشاہ لشکر مین ہی
اُس سے کہلا بھیجو ملکہ زر انگیز خاتون نے ایک نامہ قباد شہریار کو لکھا اور سارا احوال تحریر کر دیا اور ایک شخص کے
ہاتھ خدمت قباد شہریار مین بھیجا یہان قباد شہریار بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہین اور علمشاہ و لندھور بن
سعدان و مالک اور سعدیہ سب بھی موجود ہین کہ نامہ ملکہ زر انگیز خاتون کا آیا قباد شہریار نے پڑھا لکھا تھا ای
قباد شہریار ای فرزند جگر بند ملکہ مہر نگار و حمزہ نامدار اپنی خالہ ملکہ مہر گہر تاجدار کی آبرو اپنے نانا نوشیروان سے
بچاؤ کہ وہ کسی طرح نہین مانتا اور ملکہ مہر گہر تاجدار کے ساتھ عقد کرتا ہی قباد شہریار پڑھتے ہی اس نامہ کے سناٹے
مین آیا علمشاہ نے جو یہ حال قباد شہریار کا دیکھا ہاتھ بڑھا کے وہ نامہ پکڑ لیا اور کہا مین دیکھون اس نامہ مین کیا لکھا ہی
حضور آپ کو کیا ایسی تشویش ہی قباد شہریار نے ہاتھ سے وہ کاغذ چھوڑ دیا اور علمشاہ نے اُس کاغذ کو لیکر پڑھا اور کھڑے

ہوگئے کہا اگر حکم ہو تو اُسکو جاکر سزا دون قباد شہریار علمشاہ سے بہت خوش ہوئے علمشاہ باہر نکلے اور گھوڑے
پر سوار ہوکر لوگون کو منع کیا کہ کوئی میرے ہمراہ نہ آئے غرض سیارہ تک کو ہمراہ نہ لیا یکہ وتنہا لشکر نوشیروان
مین آئے بعد اُنکے سعد بھی چلے علمشاہ جو دروازۂ بارگاہ نوشیروان پر پہونچے گھوڑے کو کوڑا جو کیا الف ہوگیا
علمشاہ نے ایڑ جو کی تو اندر بارگاہ کے گھوڑا داخل ہوا چوبدار دوڑے انھون نے کسی کی بھی نہ سنی اور بارگاہ کے
اندر پہونچکے گھوڑے سے اُترے دیکھا نوشیروان زرنگار تخت پر بیٹھے ہین علمشاہ رومی تخت پر برابر
نوشیروان کے بیٹھ گئے اور ڈاڑھی پکڑکے سر بارگاہ اُٹھا بٹھا کرائی جمشید و خورشید ششدر و حیران ہوکے رہگئے
لوگون نے تلوارین کھینچین اور چاہا کہ علمشاہ کو مارین علمشاہ نے کہا ان سکو منع کر ورنہ تجھکو تو مارہی ڈالونگا
نوشیروان و بختک نے سبکو منع کیا ادھر سعد بھی مع گھوڑے بارگاہ نوشیروان مین آپہونچے علمشاہ سے سعد
نے کہا عمو جان مین بھی آپہونچا جو کچھ حکم کیجیے بجا لاؤن پھر علمشاہ نے کہا کہ خبردار سعد سے بھی کوئی نہ بولے بختک
نے کہا حضور کیا مجال کسی کی جو کوئی بولے غرض تین مرتبہ نوشیروان کو اُٹھایا بٹھایا اور کہا او آتش پرست اس ڈاڑھی
پر یہ حرکت او نالائق خبردار اس ارادے سے باز آ نہین تو ابھی تجھکو قتل کرون خواجہ بزرجمہر نے کہا ای رستم زمان بس
بس ای بہادر دوران ای علمشاہ رومی اب بادشاہ اپنی سزا کو پہونچا علمشاہ نے کہا کیا کہون آپ نے بھی اس
گیدی کو نہ سمجھایا کہ ای نامعقول یہ تو کیا حرکت بیجا کرتا ہے خواجہ بزرجمہر نے کہا میرے کہنے کو عمل مین نہ لایا غرض بزرجمہر
کے کہنے سے علمشاہ نے نوشیروان کو چھوڑ دیا اور ایوان مین آگئے سعد نے کہا اب آپ سوار ہون تشریف
لیچلیے دونون بہادر سوار ہوکے چلے لیکن آپس مین یہ سب لوگ کھسر پھسر کر رہے تھے علمشاہ نے جو دیکھا پکارے
ابھی مین موجود ہون تم لوگ یہ نہ کہنا کہ چلے گئے جس کا جی چاہے مجھسے سمجھ لے نوشیروان نے منع کیا سب چپ
ہورہے بختک نے کہا آپ تشریف لیجائین علمشاہ جب باہر نکل کے آئے بختک نے ایک ایک سے کہا او نہ
نامرد و کسی سے کچھ نہو سکا سب کھڑے دیکھا کیے ارے اب بھی نہ جانے دو علمشاہ اور سعد جب قریب
بازار کے پہونچے نائی نے آئینہ دکھایا اور کہا ای شہریار حمام تیار ہے علمشاہ نے سعد سے کہا آؤ حمام کر لو تو پھر چلین
لوگ جو جمشید و خورشید کے پیچھے پیچھے چلے آتے تھے ایک نے ایک سے کہا چلو آگے بڑھکے لڑین غرض سب آگے
بڑھ آئے اور ایک ایک نے کہا او پسر مجاور تو نے بادشاہ نوشیروان کو سر دربار ذلیل کیا ہے شرطیہ تجھکو سزا دین
علمشاہ نے کہا او گیدیو وہ تمھارا بادشاہ جمشید آئے تو مین اس سے گفتگو کرون وہان وہ بھی تو کترا تا اُس سے
کچھ نہو سکا یہ سنتے ہی اُن لوگون نے چاہا کہ علمشاہ کا پاؤن پکڑکے گھوڑے سے کھینچ لین کہ علمشاہ نے دو ایک کو
قبضہ تلوار کا مارا سر اُنکے پھٹ گئے اب تو سب کے سب تلوارین پکڑکے لڑنے لگے پھر تو علمشاہ نے تلوار
کھینچی جابجا مین لڑائی ہونے لگی علمشاہ اور سعد نے ایسی شمشیر زنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے اب جو
دیکھا تو ہزار ہا نامرد چلے آتے ہین یہ خبر نوشیروان کو ہوئی خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ اس مین بڑی بدنامی
ہوگی کہ بارگاہ مین تو کچھ نہو سکا باہر جب نکلے تو بلوہ کرکے گھیر اور قتل کروا ڈالا نوشیروان نے حکم دیا کہ جاکے منع
کردو اسی وقت لوگ دوڑے آئے اور سب کو لڑنے سے منع کیا بموجب حکم نوشیروان لوگ لڑنے سے باز
آئے علمشاہ اور سعد اپنی بارگاہ مین آئے اور قباد شہریار سے ساری کیفیت نوشیروان کی بیان کی
کہ سر بارگاہ دربار عام مین بادشاہ نوشیروان کے کان پکڑکے تین مرتبہ اُٹھایا اور بٹھایا اور منع کر دیا کہ خبردار
اس حرکت بیجا سے باز آ سعد نے بھی بڑی بہادری کی سعد نے کہا عمو جان مین نے کیا کیا آپ نے تو آتش پرست کو

خوب ذلیل کیا جسوقت علمشاہ دربار قباد و شہریار مین پہونچے تھے تو اُسوقت قباد و شہریار ایک نامہ پڑھ رہے تھے قباد نے یہ ذکر سنکے وہ پرچہ کاغذ ہاتھ سے رکھدیا اور کہا ای علمشاہ بس ہوچکا سواے اس ذکر کے اور کوئی بات نہین ہی اگر ایسی ہی غیرت ہی دیکھو تو یہ نامہ ابھی آیا ہی کپتان فرنگی نے نانا کو تمھارے قتل کیا اور تمھارے ماموں کو اور تمھاری ماں کو گرفتار کیا ہی اور تمھاری ماں پر عاشق بھی ہوا ہی اگر ایسی غیرت رکھتے ہو تو انکو چھڑالاؤ یہ جو قباد و شہریار نے کہا علمشاہ غصہ کے مارے تھرتھر کانپنے لگے آنکھوں مین پردے غیظ و غضب کے پڑگئے ایک طمانچہ قباد کے مارا کہ قباد و شہریار غش کھاکے تخت سے گرے اور بیہوش ہوگئے سب سردار تلوارین پکڑکے اُٹھے اور لندھور بن سعدان سامنے علمشاہ کے آیا اور کہا او ردمی یہ کیا تو نے بادشاہ سے بے ادبی کی امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران سے ناچار ہون ورنہ تجکو اسکی سزا دیتا علمشاہ نے لندھور کو بھی تلوار ماری لندھور نے خالی دی مگر غفلت مین ذرا سا پہیلا تلوار کا لگا ملکا چیر کا کھایا لندھور نے کہا ای علمشاہ تو کیا چاہتا ہی علمشاہ نے کہا غیرت کا خواہان ہون لندھور نے کہا تو بہتر یہ ہی کہ اب تو یہان سے نکل جا ورنہ فساد عظیم ہوگا اور تیری آبرو مین فرق آئیگا تو خفت اُٹھائیگا

دو کلمے داستان جانا علمشاہ کا طرف روم کے قباد و شہریار سے بگڑ کے اور مارنا کپتان فرنگی کو

برہم کنندگان صحبت عیش و نشاط اس داستان کو اس طرح لکھتے ہین کہ جب علمشاہ رومی فساد برپا کرکے غصہ مین باہر بارگاہ کے نکلے سوار ہوکر گھوڑے پر مع فوج کے روم کی طرف چلے اور سعد بھی پیچھے پیچھے ہمراہ علمشاہ کے ہوئے دیکھا علمشاہ نے کہ سلطان سعد بھی چلا آتا ہی علمشاہ نے کہا ای فرزند تم کیون آتے ہو مین تو اپنی زندگی سے بیزار ہون اور حقیقت مین مجھسے حرکت بیجا ہوئی جب میری ماں کی عاشقی کا نام سر بارگاہ لیا اُسوقت غصے سے مجکو کچھ نہ سوجھا اب مین یہ شکل امیر کو کیا دکھاؤنگا سلطان سعد نے کہا ای عمو جان مجکو آپ بو دا اور کمزور جانتے ہین مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگا اور اگر زیادہ مصر ہوجئے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا اتنے مین لہراسپ بھی آکر موجود ہوا علمشاہ رومی نے کہا او لہراسپ تو کیون آیا لہراسپ نے کہا یہ نشانی عمر بن حمزۂ یونانی کی ہی جہان سلطان سعد وہان مین بھی دیکھا کہ زندگا وہ بھی چلا آتا ہی کہا او زندگا وہ تو کیون آیا اُسنے کہا مین بھی تو غلام اس شہریار کا ہون غرضکہ مع سیارہ کے پانچون آدمی روم کو چلے اور یہان قباد کو ہوش آیا مارے شرم کے کسی سے آنکھ نہ چار کی محل مین ملکۂ مہرنگار کے پاس آئے اور سب سردار لندھور بن سعدان کو برا کہنے لگے کہ تمنے اُسکو جانے دیا لازم تھا کہ اُسکو قتل کرتے یا قید کرتے لندھور نے کہا وہ بھی تو بیٹا امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران کا تھا ملکو اسوقت پاس حمزۂ صاحبقران کا آگیا قباد بادشاہ نے کہا تو علمشاہ کیا فرزند حمزۂ صاحبقران سے نکل جائیگا یہان تو آپس مین یہ رنج کے تذکرے ہین اور وہان ملکۂ مہرنگار نے قباد و شہریار کو دیکھکر کہا علمشاہ نے تم سے کیا بے ادبی کی قباد و شہریار نے کہا اس ذکر کو جانے دیجیے وہ ویسے ہی قصور مجھی سے پہلے ہوا تھا ملکۂ مہرنگار نے کہا ایک تو تو نبیرۂ نوشیروان ہی دوسرے فرزند حمزۂ صاحبقران ہی اور وہ رومی بچہ ہی اگر کوئی مرد کمینہ کم ظرف عورت کو گھر مین ڈال لے اور اُس سے اولاد ہو تو وہ شہزادون کی برابری کیونکر کریگا خدا اُسکو غارت کرے اور اُسکے ہاتھ ٹوٹین کہ میرے شہزادے کے ساتھ یہ بے ادبی کی کمبخت یہ سب سردار بیٹھے ہوئے دیکھا کیے اور کسی سے کچھ نہو سکا آگ لگاؤن ایسے تخت سلطنت کو کہ میرے پارۂ جگر نور نظر کو سر دربار ذلت ہو تو سہی میرا نام ملکۂ مہرنگار جو اُس موئے مردے کی سیاسے کے جوتے پکڑ کے نہ کھنچواؤن فتنہ نے کہا بی بی چپ رہو خواجہ عمرو اور امیر بانو قیر کی بات بھول گئین کہین ایسا نہو کہ امیر پھر ناراض ہون غرض ملکۂ مہرنگار خاموش ہو رہین قباد و شہریار فکر اور سوچ مین آٹھ پہر رنج و ملال مین رہتے ہین اُدھر علمشاہ رومی شہر کامیاب مین پہونچے اور کپتان فرنگی مرزوق فرنگی کا بیٹا خبر دلاے فرنگی کی سنکر

آیا تھا اور سارے شہر کو اسلام آباد دیکھکر قتل وغارت کرکے آصف والیاس کو زخمی کیا اور علاوہ اُن دونوں کے چارسو آدمیوں کو قید کرکے لیگیا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش کی تلاش کرنے حکم دیا کہ ملکہ جہاں ملے فوراً اُسیوقت بلا تامل گرفتار کرلاؤ تاخیر نہ کرو تاکید مزید جانو اور کپتان فرنگی مع نو لاکھ فوج کے پہاڑی کے اُسطرف پڑاؤ ڈالا و بارگاہ و خرگاہ ایستادہ کرایا علمشاہ نے جو آکر دیکھا تمام شہر کے مکان و کوٹھیاں نہایت عمدہ عمدہ و باغات چمنستان و جابجا کے درخت سب مسمار ہیں اور چاہ و تالاب سے پہچانا کہ یہ شہر وہی ہے اور یہ فلان مقام تھا اور چاروں طرف نہریں لہو کی بھری ہیں اور صدہا سر مانند گیند کے اُن نہروں میں تیر رہے ہیں اور صدہا بہادر بہتے چلے جاتے ہیں اور جو کہ جانور اُدھر سے اُڑ کر اُن سروں پر اپنی چونچ مارتے ہیں تو وہ سر ڈوب جاتے ہیں مگر پھر اُچھل کر تیرنے لگتے ہیں اُسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی کسان نے اپنی باڑی کے سب تربوز توڑ کر بہا دیئے ہیں اور زمین پر ہزارہا لاشیں سردار اور بے سر کی مجتمع ہیں اور گِرد اُن لاشوں کے اوپر اور بعض اِدھر اُدھر باطمینان تمام آسودگی کے ساتھ کھا رہے ہیں علمشاہ کو یہ حادثہ جانکاہ دیکھکر بہت بڑا صدمہ ہوا قریب شام تو وہاں پہنچے تھے اپنے نانا کی لاش کو اُس انبار میں تلاش کرتے ہوئے ایک تکیے پر گذر ہوا دیکھا کہ اُسی تکیے پر کچھ روشنی ہے تیسرے دن ہامان وزیر اپنی جان پر کھیل کر قدوس رومی کی لاش اُس تکیے پر دفن کرنے کو لایا تھا اب جو ہامان نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی مارے خوف کے جسم میں تھرتھری پڑ گئی ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہوگیا ہوش وحواس جاتے رہے ایکبارگی ذہن میں آیا کہ کپتان فرنگی کے لوگ آگئے قدوس کی لاش ویسے ہی وہیں چھوڑ کر بھاگا جب نیچے اُس تکیے کے ٹیکرے سے اُترا علمشاہ کو دیکھکر پہچانا ہامان دوڑ کر علمشاہ کے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا اور کہا کہ آپکے نانا کی لاش کو دفن کرنے آیا تھا علمشاہ اور ہامان پھر پلٹ کر تکیے پر آئے اور علمشاہ نے اپنے نانا کے لاشے سے لپٹ کر دونوں آنکھوں سے دو دریا بہا دیئے اور بہت آہ وزاری و فریاد و فغان کرکے دفن کیا جب کسیقدر بعد تجہیز وتکفین لاشے کے حواس خمسہ علمشاہ کے بجا ہوئے اُسوقت علمشاہ نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کا حال ہامان سے پوچھا اُسنے عرض کیا اے شہریار مجھے کچھ خلاصہ حال نہیں معلوم ہے کیونکہ میں تو بھاگ گیا تھا لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہ غائب ہوگئیں اگر وہ ملتیں تو کپتان فرنگی چلا جاتا اُنھیں کی تلاش میں وہ دریا پار پڑاؤ ڈالے پڑا ہے اور لشکر ہے اُسکے مسلح وکمل مستعد جنگ ہیں اور آپکے ماموں مع چارسو آدمیوں کے قید ہیں یہ سنکر علمشاہ نے چلنے کا ارادہ کیا ہامان نے کہا کہ وہ نو لاکھ سواروں سے مقیم ہے آپ تنہا وہاں جاکر کیا کیجیے گا علمشاہ نے کہا کہ اے ہامان اسکی مجکو پروا نہیں ہے خدائے ما بزرگ است اور کہا کہ اے بھائی ہامان مجکو تو جانا منظور ہے غرضکہ ہامان رخصت ہوکر علمشاہ سے ایک طرف کو چلا گیا اور علمشاہ دریا کی طرف واسطے مقابلے کپتان کے چلے سیارہ نے ہاتھ باندھکے عرض کی اے شہریار جو میں کہوں اگر قبول کیجیے تو بہتر ہے علمشاہ نے کہا کہ سیارہ نے کہا میں ایک عیاری کرتا ہوں مگر اس شرط پر کہ آپ قسم کھائیے علمشاہ نے اُسکے کہنے کو قبول کرکے قسم کھائی اُس وقت سیارہ نے کہا کہ میں ایک نقارہ لاتا ہوں آپ چلکر کپتان کی فوج پر شبخون ماریں میں نقارہ بجاؤں اور آپ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا نعرہ کریں اور سلطان سعد اور لندھور بن سعدان کا نعرہ کریں پھر اسپ مالک کا نعرہ کریں علمشاہ کو یہ رائے پسند

آئی سیارہ اسی وقت علمشاہ کو کوہ پیچھر اکر لشکرگیتیان مین آیا اور نقارہ خانے مین ایک سوداگر بچے کی صورت
بنکر آیا اور کم سن او حسین و نازک بدن گلفام گل اندام اپنے تئین بنایا اُس نقارخانہ مین ایک نقارچی بڑا حسن پرست تھا
وہ اُس جوان خوشرو و خوبرو دیکھ سیارہ کو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا اور سیارہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا اے لڑکے نوجوان
تو کون ہی اُسنے کہا مین سوداگر بچہ ہون باپ میرا مارا گیا مین تباہ و برباد حیران و پریشان مارا مارا پھرتا ہون اگر کوئی شخص
ایسا ہو تا کہ مجکو اپنی کسی خدمت مین قبول کرتا تو اُسکا اپنی عمر بھر ممنون و مشکور ہون پہتا نقارچی نے کہا تو میرے پاس اگر رہنا
منظور کر تو بہتر ہی اُسنے کہا اچھا پھر نقارچی سے کہا کہ لاؤ تمہارا نقارہ سینک لاؤن غرضکہ نقارچی کو بیہوش کیا اور نقارہ
لیکر راہی ہوا دان جب سیارہ کو عرصہ ہوا علمشاہ گھبرائے سلطان سعد سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ سیارہ مجکو فقرہ دیکر
چلا گیا مین تو جاتا ہون زنگاوہ نے کہا اے شہریار ابھی تھوڑی دیر اُسکا انتظار کیجیے سیارہ آتا ہوگا اور آپ اکیلے
جا کر کیا کیجیگا مین اکیلا جانا بہتر نہیں سمجھتا آپ ناحق جلدی کرتے ہین علمشاہ نے کہنا اُسکا مطلق نہ مانا اور چل کھڑے
ہوے راہ مین پیش آفتاب سے شدت پیاس کی طاری ہوئی تجوے آب مین علمشاہ بیقرار ہوے افتان و خیزان
چند قدم اور چلے تھے کہ دیکھا ایک ٹیکرا داہنی طرف ہی اور اُس ٹیکرے پر کچھ درخت سایہ دار اسقدر بلند اور شاخون اور
ٹہنیون سے گترا بنار ہین کہ جنکا سایہ اُس ٹیکرے کے نیچے سڑک سر راہ پر دور تک رہتا ہی اور ایک چاہ پختہ لب سڑک
نہایت خوشنما بنا ہوا ہی اُسکی کنوین پر رسی نہایت عمدہ اور ڈول نہایت گول رکھا ہوا ہی اور چند آبخورے شانباف سے
منڈھے ہوے منقش کی جھار لگی ہوئی بطور سبیل کے اُس کنوئین کی جگت پر اسکی طرح کیرے کی بچھی ہوی سبز
لہلہاتا ہوا طرح طرح کا اُس لنگی پر بچھا ہوا ہی اور وہ آبخورے آب شفاف سے بھرے ہوے اُسکی جگت پر رکھے ہین
یہ تو از حد پیاسے تھے ہی سجدہ شکر ادا کرکے اُس سبیل کے قریب پہونچے اور چاہا کہ آبخورہ اٹھاکر پانی پین کہ دفعۃً
آواز علمشاہ کے کان مین آئی کہ اے بابا اسد بھلا کرے آپ ابھی دھوپ مین چلے آتے ہین اس ٹیکرے پر تشریف
لائیے اور آرام کیجیے بعد ایک ساعت کے پانی نوش فرمایئے گا یہ سنتے ہی اُس ٹیکرے پر چڑھ گئے وہان جاکر دیکھا
کہ ایک فقیر ضعیف العمر با ریش سفید ایک ہاتھ مین حقہ اور دوسرے ہاتھ مین پنکھا لیے بیٹھا ہی اُسنے کہا کہ بسم اللہ آیئے
فقیر کی گدڑی حاضر ہی علمشاہ اُس فقیر کی گفتگو سنکر اپنے دل مین نہایت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ یہ کوئی میرا
بہت بڑا اسیرچی ہی اور اسکو مجھسے نہایت الفت ہی یہ سوچ کر بیٹھ گئے جب تو اس فقیر نے انکے آگے حقہ اور پنکھا
رکھدیا اور کہا کہ حقہ نوش کیجیے اور پنکھا جھلیے تاکہ پسینہ راہ کا خشک ہو جاے اور آپکے ہوش و حواس بجا
ہون کیونکہ راہ کی مسافت منزل دور ہو تو ٹھنڈے وقت سدھاریےگا یہ کہکر فقیر نے پنجرے جانورون کے
اوتار کر بستنیان کھولکر دانہ پانی اُن جانورون کو دیکر پنجرون کو سایہ مین لٹکانے لگا علمشاہ نے پوچھا کہ
اب اگر حکم ہو تو پانی پیون اُس پیر مرد نے کہا بسم اللہ اب کچھ مضائقہ نہین نوش کیجیے علمشاہ یہ سنکر اور
خوش ہوے کہ فقیر میرے ہم مشرب ہی کچھ دغدغہ نہین ہی اچھی طرح آرام کرین ٹھنڈے وقت چلین گے
یہ خیال کرکے علمشاہ نے پانی پیا اور اُسکے بستر پر آئے اور آرام فرمایا ادھر فقیر اُن پنجرون کے جانورون کو
دانہ پانی دیکر اور پنجرے لٹکاکر فراغت کرکے ایک پیالی شیشے کی نہایت عمدہ و نفیس لایا اور ایک ڈبیا نقرئی
کہ جسمین افیون رکھی تھی ڈبیا کھولکر افیون اُس پیالی مین گھولنے لگا اور حقہ بھرکر اپنے آگے رکھ لیا اور ایک لقمہ
کیا بعد فقرہ کرنے کے دم بھر دن خاموش رہا اور علمشاہ سے کہا کہ میان مسافر آپ کسی طرح گھبرایئے نہین یہان
کوئی خطرہ نہین ہی جو جو امورات پیش نظر آئین انکو لیٹے ہوے دیکھیے گا وہ سب آپکے مفید مطلب ہونگے

پھر بعد تھوڑی دیر کے دوسرا نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آواز گھوڑون کے ٹاپون کی آنے لگی علمشاہ نے اپنے دل مین
خیال کیا کہ چند سوار گھوڑون پر آتے معلوم ہوتے ہین دیکھیے خداوند کیا کرتا ہی کہ دفعۃً چار سوار نقاب پوش نمودار
ہوے اور آتے ہی اُتر کر گھوڑون کو درختون سے باندھ دیا اور زین پوش اپنے اپنے گھوڑون سے اُتار کر زیر درخت قریب
چاہ بچھا کر بیٹھے اور کہا کہ شاہ صاحب لائیے اُس پیر مرد نے وہی پیالی افیون کی اور حقہ بھرا ہوا پیش کیا
ان چارون سوارون نے پیالی فقیر سے لیکر دو دو گھونٹ بطور چسکی کے پیے اور حقہ بھرا ہوا سامنے اپنے رکھکر
شاہ صاحب سے پوچھا کہ ای شاہ صاحب جو کچھ آپکا کام ہوئے مجھسے جلد بیان کیجیے شاہ صاحب نے کہا کہ
یہ جو مسافر لیٹا ہی لشکر اسلام سے ہی اور کپتان فرنگی کے مقابلے کو تنہا جاتا ہی مگر راہ بھول کر میری طرف
آنکلا ہی اور راہ اسطرف کی خطرناک ہی اور اسکا وہان تک پہونچنا دشوار ہی اسلیے بنظر امداد اسلامی
آپکو تکلیف دی ہی کہ اگر آپ لوگ چاہین تو اس مسافر کو وہان کا پہونچنا آسان ہوگا یہ گفتگوے فقیر مرد بزرگ
کی سنکر اُن چارون سوارون نے علمشاہ سے کہا کہ ہمکو شاہ صاحب کا فرمانا بسر و چشم منظور ہی ای بھائی مسافر
تشریف لے چلیے یہ کہکر اُن چارون سوارون مین سے ایک سوار نے اپنے گھوڑے پر سوار کر کے کہا کہ اب تم
اپنی آنکھین بند کرو علمشاہ نے اپنی آنکھین بند کرلین وہ سوار ایک چشم زدن مین اُس راہ پرخطر سے بچاکر ایک
اور راہ پر پہونچے اور کہا ای بھائی مسافر اب تم اپنی آنکھین کھولدو علمشاہ نے فوراً اپنی آنکھین کھولدین
دور سے دیکھا کہ سیارہ نقارہ لیے ہوے آتا ہی بس علمشاہ نے وہین اُنکے گھوڑے پرسے اُترکے اُنکے احسان
کا شکریہ ادا کرکے کہا کہ اب آپ لوگ تکلیف نہ فرمائیں مین اب راستہ پاگیا جب تو وہ لوگ بدرجۂ مجبوری
علمشاہ سے رخصت ہوے اور چھپ کر نظر سے پوشیدہ ہوگئے اُدھر سیارہ نے پکارا کہ کون ہی علمشاہ نے
پہچانا اور کہا ای سیارہ تو نے بڑی دیر لگائی اُسنے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا تھا کہ آپ یونہین تنہا
چلے تھے غلام تو آتا تھا خیر چلیے بسم اللہ نصر من اللہ فتح قریب یہ کہکر ہمراہ علمشاہ کے لشکر کپتان فرنگی
مین آئے پہلے تو ایک علم کو قلم کر کے زمین پر گرایا اور طنابین خیمون کی کاٹ ڈالین اُدھر سیارہ نے نقارہ
بجایا سلطان سعد نے لنڈھور کا نعرہ کیا مہر اسپ نے بابک کا نعرہ کیا جو لوگ سوتے تھے بیدار ہوگئے اور
کرچین کھینچکر غول کے غول چلے اور ایکدوسرے کو لشکر امیر سمجھکے کرچین مارنے لگے بہت سے فرنگی مثل
چڑیون کے طنابون مین پھنسکے مرگئے اب سیارہ نقارہ بجاتا ہی اور یہ نعرہ کرتے تلوارین مارتے ہوے چلے آتے ہین
کہ کپتان فرنگی کو خبر ہوئی وہ بھی خیمے سے نکلکر جلدی سوار ہوا اور آکر میدان مصاف مین للکارا او حمزہ کیا
ڈکیتیان کرتا ہی اگر مرد ہی تو مجھسے میدان مین مقابلہ کر یہ جو صداے کپتان فرنگی کی علمشاہ نے سنی تلوارین غصہ مین
مارتے ہوے غول مین دھنسے اور اپنے تئین اُس تک پہونچایا اور کہا کیا بکتا ہی میرا تو بڑا رتبہ ہی ارے نامرد عاقل
منم رستم فیل تن و پیلکن کشندۂ دیو ہندی و قدیل ہندی کپتان فرنگی نے یہ صداے غیظ و غضب سنکر جوش مین
آکر ساٹ سو من کا تیغہ علمشاہ پر مارا فوراً علمشاہ نے اُلٹا دستانہ مارا تیغہ پٹ ہوگیا ہاتھ قبضے پر ڈالکر تیغہ
اسکا چھین لیا اور وہی تیغہ جو تان کر مارا کپتان کے دو ٹکڑے ہوگئے وہ جو گورے اُسکے ساتھ تھے اُن سے
اب تلوار چلنے لگی علمشاہ نے لاش پر لاش ڈھیر کردین آخر تاب نہ لاسکے کپتان فرنگی کے مرنے
سے سب کے حواس باختہ ہوگئے جنگلی جانورون کی طرح سے تیز تیز بھاگے ایک مقام پر آصف و الیاس
مع چار سو آدمیون کے قید تھے اُنکو رہا کیا علمشاہ نے اُنکو سلام کیا اور کہا کہ پہلے والدہ صاحبہ کا کچھ حال

زبان مبارک سے فرمایئے کیونکہ مجکو زمانۂ دراز سے والدہ صاحبہ سے نہ تو قدمبوسی حاصل ہوئی اور نہ اُنکے حالات مفصل سے آگاہ ہوا یہ گفتگو پاس علمشاہ کی سنکر آصف و الیاس اُنکو اپنے ہمراہ لیکر ایک باغ مین آئے اُسمین ایک تہ خانہ تھا اُنھون نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو مع خواصون کے اُسمین پوشیدہ کر دیا تھا اور اوپر سے بہت سے درخت کاٹ کر تہ خانے پر ڈال دیے تھے علمشاہ نے درختون کو ہٹا دیا کہ جونہین کھٹکا ہوا خواصون نے ملکہ سے کہا کہ ای ملکہ شاہ کیتیان کے لوگ یہان بھی سراغ لگاتے لگاتے آ پہونچے ملکہ نے انگوٹھی ہیرے کی اپنے ہاتھ سے اُتاری اور ہاتھ منہ کے پاس لائی اور اپنے ہلاک کرنے کا قصد کیا اب جو دروازہ کھلا اُنھون نے دیکھا خوش ہوکے پکارین ای ملکہ مبارک ہو رستم آئے ملکہ سنتے ہی دوڑی ادھر علمشاہ آگے بڑھے ملکہ نے اپنے لخت جگر نور نظر علمشاہ کو گلے سے لگایا اور رونے لگی اسقدر ملکہ روئی کہ زمین مین سیلاب ہوگیا خون محبت نے جو جوش مارا تو ایکبارگی گھگھی بندھکر ملکہ کو غش آگیا اب سب خواصین گھبرائین کسی نے کیوڑا چھڑکا کسی نے پنڈ دل ہٹی پر کیوڑا ڈالکر ملکہ کو سنگھایا کوئی پنکھا جھلنے لگی کوئی گلاب خالص لاکر ملکہ کو پلانے لگی غرضکہ جب ہوش آیا اُسوقت علمشاہ اپنی والدہ ماجدہ کو تشفی و دلاسا دیکے باہر آئے جو لوگ کہ فردوس کے زندہ بچکر بھاگ گئے تھے مع ہامان وزیر سب حاضر ہوے لہراسپ بھی لہو مین ڈوبا ہوا آیا اُسوقت علمشاہ کو سعد کا خیال آیا پوچھا کہ سلطان سعد کہان ہے لہراسپ نے کہا مجھے کیا معلوم مین بھی آپکے ہمراہ ایک طرف کو لڑ رہا تھا اب علمشاہ کا یہ حال ہوا کہ ساری خوشی فتح کی فراموش ہوگئی سیارہ سے کہا جلد جا سیارہ آکر لاشون مین ڈھونڈھنے لگا ایک مقام پہ دیکھا کہ ایک فرنگی گھائل پڑا ہے اور پاؤن اسکے کٹے ہوے ہین مگر جیتا ہے اُس فرنگی نے کہا اے شخص کیا ڈھونڈھتا ہے سیارہ نے کہا اپنے شہریار کو تلاش کرتا ہون اُس فرنگی نے کہا اور تو کچھ نہین معلوم مگر ایک شخص قد آور آیا تھا پکارا ارے چار آدمیون سے کیون بھاگے جاتے ہو جب بت اُسنے کہا وہ ٹھہرے کہا تو کون ہے اُسنے کہا مین انھین چارون مین سے ہون اگر شاہ کیتیان کو مین پکڑ دون تو اپنے بادشاہ سے مجھکو وزارت دلوا دینا اُسنے کہا تو مجکو دھوکا دیتا ہے بھلا کوئی بھی اپنے آقا کو قید کروائیگا مجکو یقین نہین آتا ہے اُسنے کہا مین نے منع کیا تھا کہ تم چار آدمی ہو کیون لاکھون سے مقابلے کو جاتے ہو اب اُنکی فتح ہوئی کیونکہ بارگاہ امیر مین میری جا، اُنھین ہونگی کہینگے یہ وہی ہے جو علمشاہ کو منع کرتا تھا اپنا لو دا ہین ہم لوگون دکھاتا ہو اُسنے یہ جو کہا اُنکو یقین آیا پھر اُن کو وہین ٹھہرا کر ایک نوجوان کے پاس آیا اُسنے عالم تمہاری ہی مین پانی پینے کو مانگا ہمین معلوم اُسنے پانی مین کیا ملا کر اُس جوان کو پلایا کہ وہ پانی پیتے ہی بیہوش ہوگیا اُسکو باندھکر اُسنے فرنگیون کے حوالے کیا وہ سب اسکی قید اور کیتیان کی لاش لیکر جہاز پر سوار ہوگئے اور مرزوق کے پاس گئے وہ گورا باتین کرتا جاتا تھا اور کراہتا جاتا تھا کیا ایک سیارہ کو ایک ہاتھ مارا اگر سیارہ جست کرکے اُڑ نہ جاے تو دونون پاؤن قلم ہو جائین سیارہ نے تلوار کھینچکر کہا او مسور مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جو تو نے مجکو تلوار ماری کہ میرے پاؤن کٹنے سے رہ گئے اُس گورے نے کہا کہ مین نے چاہا تھا کہ تجکو بھی اپنے پاس واسطے باتون کے رکھون سیارہ نے کہا کہ شرط جب ہے کہ اب تجکو مارون اور سر کاٹکر پھینکدون تو نے ایسی قزاقی کی پھر سیارہ نے اُسکے منہ پر تھوک دیا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا اور وہان سے علمشاہ کے پاس آیا اور سارا حال سلطان سعد وغیرہ علمشاہ سے بیان کیا یہ سنتے ہی علمشاہ نے سیارہ سے کہا کہ تو تو غرضی میری الکہ امیر بالو قیرکے

پاس جاکر پھر بین بارگاہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بین مُنھ دکھانے کے قابل ہو یہ کہکے عرضی علمشاہ رومی
نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو لکھی سارا حال اُس بین عاشقی نوشیروان کا اور جو کچھ بارگاہ بین دربار
گذرا تھا اور جو کچھ قباد شہریار نے نان کے بارے بین کہا تھا وہ سب کیفیت عرضی بین لکھی اور سیارہ کو عرضی
دے کر رخصت کیا اور آپ مع لہراسپ طرف ملک فرنگ کے جہاز پر بیٹھکر روانہ ہوئے وہان جب کبھی
ریحان اور زنگادہ قرشیر بین پہونچے تو اُسی وقت ریحان نے عرضی مرزوق کو لکھی کہ لاش کپیتان
فرنگی کی لایا ہون اور اُسکے کشندہ کو بھی ہمراہ لیکر آیا ہون یہ جو مرزوق فرنگی نے سنا ایسا رنج و غم ہوا
اور اسقدر صدمہ ہو پہنچا کہ تمام شہر کو مرزوق فرنگی نے سیہ پوشی کا حکم دیا اور سب نے ایک کالا کپڑا بازوون
پر باندھا غرضکہ جب لاش لیکر مرزوق فرنگی کے پاس آئے تو مرزوق فرنگی سب سردارون کو لیکر
یعنی آلاگرو فرنگی اور مالاکرو فرنگی سپہ سالار اور اسلم وزیر اور ہیکر بن اسلم خوب روئے اور مرزوق
فرنگی نے کہا کہ لاش اسکی خداوند لقیاے زرین تن کے پاس بھجوادو وہ جلاد اپنے پھر زنگادہ کو
دنگل بیٹھنے کو دیا اُسنے سلام کیا لیکن سب بُرا کہنے لگے کہ یہ نامرد ہی اپنے آقا کو پکڑوا دیا اور بسبب
احسان کے اسکی نذر قبول کی اور خلعت دیا اور علمشاہ رومی کا حال پوچھا اُسنے کہا کہ آپ سلطان
سعد کو بلاکر دیکھلین ایک ہی صورت دونون کی ہی غرض سلطان سعد کا ارادہ طلب کیا جب سلطان
سعد سامنے مرزوق فرنگی کے آئے زنگادہ کو دیکھکر سلام علیک کی مرزوق فرنگی بہت
خفا ہوا اور کہا او لڑکے تو کچھ نہ ڈرا تیرے دل بین کچھ خوف نہین سلطان سعد نے کہا کہ کافر و نامرد
سے کیا ڈرنا اگر مرد ہی تو ہاتھ میرے کھلوادے اور پھر پکڑ لے تو بین جانون کہ تم لوگ مرد ہو مرزوق
نے کہا اس زبان دراز کو قتل کرو زنگادہ بولا کہ اسکو قتل نہ کرو بلکہ قید شدید بین رکھو تاکہ اسکی خبر سنکے
علمشاہ رومی آوے اور جو علمشاہ رومی نے سنا کہ سلطان سعد قتل ہو گیا تو پھر علمشاہ رومی
نہ آئیگا جب وہ آجائیگا تو اسکو بھی گرفتار کرکے دونون کو قتل کرنا غرضکہ مرزوق فرنگی کو اسکی راے
پسند آئی اور اشقنش قیلانی کے حوالے کیا کہا کہ تو اسکی قید خداوند لقیاے زرین تن کے پاس
لیجاوے جیسا حکم کرے وہ کرنا اشقنش قیلانی سلطان سعد کو لیکر خداوند لقیاے زرین تن
کے پاس آیا وہان ایک باغ تھا کہ وہ مقام روئین حصار مشہور تھا اُس بین ایک بارہ دری بہت
عمدہ نہایت تیاری کے ساتھ بنی تھی تمام جواہر بیش قیمت اُس بین نصب ہین اس بین مسند زرین
پر خداوند لقیاے زرین تن بیٹھا ہے اور گرد صدہا بت جواہر نگار رکھے ہین سبھون نے آکر سجدہ کیا
سلطان سعد کھڑے رہے خداوند لقیاے زرین تن دیکھکر بہت خفا ہوا لوگون نے سلطان سعد
سے کہا او لڑکے تو سجدہ نہین کرتا تجکو اپنی جوانی پر رحم نہین کیون اپنا خون ناحق کرتا ہی کہنا مان اب بھی
سجدہ کر شاید خداوند لقیاے زرین تن تجھسے خوش ہون اور چھوڑ دین سلطان سعد نے کہا لاحول
ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم تم لوگ کیا بکتے ہو یہ کوئی شیطان یا شیطان کا بچہ ہی جو اس بین سمایا ہی بین لاکھ
لاکھ لعنت کرتا ہون ایسے خرس کو سجدہ کرواتے ہو لاحول کا نام جو خداوند لقیاے زرین تن نے سنا
بے چین ہو گیا جب تو جھنجھلا کے بولا او سلطان سعد ہمنے تیرے دادا کو قاف بین بھیجا اور ملکہ
آسمان پری سے شادی کرادی اور وہان سے بلاکر نوشیروان کے ملک فتح کروائے اور تجکو

اور علمشاہ رومی کو چار آدمیون سے نولاکھ پر فتح دی سلطان سعد نے کہا او حرد ک کیا بکتا ہی خداوند لبقیا ے
زرین تن نے غصہ ہوکر کہا اسکو جہنم مین ڈالدو لوگون نے کہا ای خداوند اسکا ابھی جہنم مین ڈالدینا بہتر نہین
کیونکہ ابھی اسکا چچا آتا ہوگا یہ سنکے لبقیا نے کہا اسکو قید کروا چھا دونون کو ساتھ ہی سزا ملیگی یہ سنکے اسقش نے
قید خانہ قدرت مین قید کیا کہ وہ قید خانہ بہت بڑا ہی وہان زنگاوہ نے مرزوق فرنگی سے کہا کہ سلطان
سعد کی تصویر کھنچوا کے اپنی عملداری کے شہرون بھجوادو کہ جہان اس شکل کا آدمی ملے پکڑکے ہمارے پاس
بھیجدو مرزوق فرنگی یہ سنکے بہت خوش ہوا کہا تو بڑا عقیل ہی اور قابل وزارت کے ہی یہ کہکے زنگاوہ کو
اپنا وزیر کیا خلعت وزارت سے زنگاوہ کو مخلع کیا اور تصویرین سلطان سعد کی کھنچوا کے ہر ملک مین بھجوادین
وہان علمشاہ رومی طوفان دریا سے بہ کے ایک جگہ کنارے پر پہونچے جہاز سے اُترکر گھوڑون پر
سوار ہوکے صحرا بہ صحرا چلے اور وہ صحرا ایسے جاتے ہین کہ منزلون کہین بستی کا نشان بھی نہین ہے دانے پانی کا
نام نہین جہان بھوکھ کی خواہش ہوئی بناس تپی کھالی ایک مقام پر جو گھوڑون نے گھاس کھائی گھوڑونکا
پیٹ پھول گیا اور گھوڑے مرگئے انھون نے بھی مارے ڈرکے بناس تپی کھانا چھوڑدی اب کئی روز تک
جو پانی بھی نہ ملا لہراسپ کا پیاس کے مارے عجیب حال ہوگیا لہراسپ نے کہا ای شہریار اب تو میرا پیاس
کے مارے دم نکلا جاتا ہی علمشاہ رومی پانی کی تلاش مین چلے ایک مقام پر ٹیکرا تھا اُسپر ایک شخص ملا علمشاہ
رومی نے منت سے کہا ای شخص اگر کہین پانی ہو تو ہمکو دے وہ گیا اور پانی لایا اور کہا پیو انھون نے کہا میرا
بھائی پیاس کے مارے مرتا ہی اُسنے کہا تم بھی پیو اور اُنکو بھی پلاؤ یہ کہکر وہ علمشاہ رومی کے ساتھ آیا اور
لہراسپ کو پانی پلایا علمشاہ رومی کے بھی جب حواس درست ہوئے پوچھا ای شخص تو کون ہی اور یہان کوئی
شہر بھی قریب ہی اُسنے کہا کہ تم راہ بھول گئے ہو یہان شہر کیسا یہ مقام طلسم ہی فولاد حصار اسکا نام ہی جاؤ
نیکو تمپر رحم آیا نہین تو اس طلسم مین تباہ و برباد ہوجاتے علمشاہ رومی اُسکو دعا دے کر آگے بڑھے لیکن علمشاہ
رومی نے کہا اگر دو گھوڑے ممکن ہون تو ہم مول لین اُس شخص نے دو گھوڑے بھی انکو دیے یہ دونون
سوار ہوکر آگے چلے کئی دن تک پھر پانی انکو نہ ملا پھر مارے پیاس کے انکا غیر حال ہوا کہ سامنے سے دروازہ
باغ کا نمودار ہوا لہراسپ نے کہا ای شہریار باغ مین پانی ہوگا باغ مین چلیے تھوڑی دیر دم لین ہوا کھائین
اگر ممکن ہو تو پانی پئین پھر آگے بڑھینگے علمشاہ رومی یہ سنکر اُس باغ مین آئے جب سامنے بارہ دری کے
پہونچے ایک پیرمرد کو دیکھا بیٹھا ہی علمشاہ رومی نے پیرمرد سمجھ کے سلام کیا اُسنے کہا ای شخص تو نے
غضب کیا مع گھوڑے باغ مین چلا آیا علمشاہ رومی نے کہا ہمارا پیاس کے مارے غیر حال ہی پہلے
تھوڑا پانی پلادے تو ہمکلام ہو اُسنے دونون کو پانی پلایا علمشاہ رومی نے کہا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا
میرا نام شیخ لدّھا ہی اور یہ باغ ملکہ سمینہ بانو کا ہی اور وہ بیٹی آلاکرد کی ہی مین سب باغبانون کا داروغہ
ہون بلکہ مین نے ملکہ سمینہ بانو کو گود مین کھلایا ہی علمشاہ رومی نے کہا میان لدّھا ذرا سی شراب
ہو تو ہمکو دو اُسنے اُٹھکے الماری کھولی دیکھا کہ صدہا گلابیان شراب ناب کی اور جامہاے زرنگار
رکھے ہین لدھا نے اُس مین سے ایک گلابیا اور ایک جام زرنگار لاکے دیا علمشاہ رومی نے جام
شراب بھرکر پہلے لہراسپ کو دیا لہراسپ نے کہا کہ پہلے یہ شراب اسکو پلالو تو پیون علمشاہ رومی
نے کہا سچ کہتے ہو یہ کہکر جام بھرکے شیخ لدّھا کو دیا اُسنے کہا مین نے تمام عمر اپنی شراب نہین پی

انھون نے کہا تو ہم بھی نہ پئینگے جب تو ناچار ہو کے شیخ لدّھا نے ذرا سی شراب چکھی مزا جو لگا زبان ذائقہ
شراب سے آشنا ہوئی اور مانگ کے پی بعد اسکے انھون نے پی اب جو نشہ شراب کا ہوا میان لدّھا
آپ سے باہر ہو گئے انگلیان نٹکانے لگے آخر کو ہنستے ہنستے اٹھکر ناچنے لگے علمشاہ رومی نے کہا
میان لدّھا تمھارے کوئی اولاد بھی ہے اُسنے کہا مین نے شادی ہی نہین کی علمشاہ رومی نے کہا تم کب
شادی کرینگے یہ جو لدّھا نے سنا تالیان بجا کر اُچھلنے لگا اور ایک گیت اس طرح کا اُسی وقت بنا کر گانے
لگا اب تو ہماری شادی ہوگی بی شادی بنکر باغ مین رہینگے شادی کی نوبت بجیگی علمشاہ اور لہراسپ لدّھا
کی باتون پر ہنس رہے ہین اور وہ ناچ رہا ہے اور دور شراب چل رہا ہے دروازہ باغ کا بند ہے لدّھا نے
انکے گھوڑے اور ایک مکان مین چھپا دیے ہین اسواسطے کہ شاید ملکہ سمینہ بانو آجاے تو ان دونون کو
بھی چھپا دونگا یکایک آواز آئی او لدّھا دروازہ کھول لدّھا نے نشۂ شراب مین نہ سنا علمشاہ نے
سنکے کہا میان لدّھا کوئی دروازے پر پکار رہا ہے یہ سنتے ہی لدّھا کا نشہ شراب کا ہرن ہو گیا علمشاہ
اور لہراسپ کو ایک مکان مین چھپا کر دروازہ کھولدیا دیکھا کہ ملکہ سمینہ بانو گھوڑے پر سوار اور گلعذار
وزیرزادی مع سب خاصون کے گھوڑون پر سوار باغ مین آئین ملکہ نے کہا او نگوڑے بڈھے تیرے
مُردے آج کیا تھا کہ جو دروازہ کھولنے مین اتنی دیر کی غرضکہ لدّھا آگے آگے ملکہ کے ناچتا چلتا تھا
اور تالیان بجا بجا کر گاتا ہوا کہتا تھا کہ اب تو ہماری شادی ہوگی ہم بی شادی بنکر باغ مین رہینگے ملکہ
خوب ہنسی اور گلعذار وزیرزادی وغیرہ سب ہنس رہی ہین کہتی ہین کہ آج کمبخت لدّھا کو سودا ہو گیا ہے
یہ کہتی ہوئی سب ملکہ بادشاہزادی کے ساتھ بارہ دری مین آئین اور مسند زرتار مرصع نگار پر ملکہ سمینہ بانو
بیٹھی لدّھا نے تالیان بجا کر ہنسکر کہا اے ملکہ آج ہمارے باغ مین دو جوان خوش رو خورشید طلعت
آئے ہین وہ ہماری شادی کرینگے ملکہ نے فرمایا اے لدّھا وہ جوان کہان ہین ذرا ہم بھی اُنکو
دیکھینگے لدّھا نے بتادیا ملکہ نے اُسی وقت گلعذار وزیرزادی سے کہا کہ تو جاکر اُنکو لے آ گلعذار وزیرزادی
گئی اور اپنے ہمراہ اُن دونون جوانون کو لائی راہ مین کہتی آتی تھی کہ چلو میان ملکہ ہماری تمکو بلاتی ہین
افسوس صد افسوس یہ جوانیان تمھاری مفت اپنی جان گنوائی تمکو یہ خیال نہ آیا کہ ایک تو اُسکو مرد کے
نام سے نفرت ہے اور دوسرے اس باغ مین پرندہ پر بھی نہین مار سکتا اور تم چلے آئے اُس موئے [illegible]
نگوڑمارے لدّھا نے تمکو بلاکے باغ مین رکھا اور پھر ملکہ سے کہہ بھی دیا ضبط بھی نہ کیا علمشاہ
تو یہ گفتگو گلعذار وزیرزادی کی سنکے چپ رہے مگر لہراسپ نے کہا کیا ہوا جو آئے کچھ گناہ کیا ہے بھلا
ہمارا کیا کریگی تو جا ہم نہین جاتے کیا ہم اُسکے نوکر ہین علمشاہ شہزادہ جان سے نام ہی ملکہ سمینہ بانو کا سنکے
عاشق ہو چکے تھے جی چاہتا تھا کہ کسی طرح جلد سامنا ہو لہراسپ کو منع کیا اور کہا ہم چلتے ہین مصرع
بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ۞ الغرض دونون جوان گلفام و گل اندام ساتھ گلعذار وزیرزادی کے
آئے جیسے دونون کی نگاہین چار ہوئین برچھیان عشق کی دو دلون کے پار ہوئین علمشاہ
تو تیر مژگان کا نشانہ ہو گئے ملکہ سمینہ بانو بھی سنان نگہ سے گھائل ہوئی اُف کہکے کلیجے کو تھام لیا
قریب تھا کہ دونون کو غش آجاے علمشاہ کو تو لہراسپ نے سنبھالا اور ملکہ سمینہ بانو کو گلعذار
وزیرزادی نے تھاما اور ملکہ سمینہ بانو کی کیفیت یہ ہے کہ اسیر اشعر کو توال شہر عاشق ہے اور ملکہ اُسکو

قبول نہین کرتی جیسے تصویر علمشاہ کی اُسکے ہاتھ لگی تھی پیشتر ہی سے عاشق وشیدا ہو گئی تھی اب جو تصویر سے مشابہ اپنے دلدار علمشاہ کو پایا خنجر عشق سے بسمل ہو کر جان نثار کرنے لگی گلعذار نے ان دونون سے کہا یہ ملکہ ہی اسکو سلام کرو کہ یہ بادشاہزادی ہی یہ بھلا کب سلام کرتے ہین اور لگا ہین محبت کی ڈالتے ہین آخر یہان تک سلام کو کہا کہ گلعذار آپ سلام کرنے لگی اور اشارے سے بتانے لگی کہ اس طرح سلام کرتے ہین اسواسطے گلعذار یہ باتین کرتی تھی کہ شاید دونون کی جان بخشی ہو اور ملکہ سیمنہ بانو کو ان جوانون پر ترس آجاے علمشاہ رومی گلعذار کا سلام لیتے جاتے اور ہنستے جاتے ہین سمن رخ نے کہا ای گلعذار تو کچھ دیوانی ہو گئی ہی اس لڈھا مونڈی کاٹے کا ستیاناس جاے کہ ایسے جوانون کو قتل کروایا بعضی کہنے لگی کہ اری نگوڑی ذرا دیکھ تو سہی کہ ملکہ کا کیا حال ہی وہ آپ ہی کشتۂ خنجر عشق ہو رہی ہی آخر ملکہ سیمنہ بانو نے جھنجھلا کے کہا صاحبو تمہین کیا پڑی ہی نہین سلام کرتے نہ کرین تم کسواسطے پیچھے پڑتی ہو اس سے کہو آئیے بیٹھیے معلوم ہوا کہ یہ اس شہر کا رہنے والا نہین ہی یہی سمجھکر تو مین نے بلایا ہی سمن رخ نے کہا لو میان مبارک ہو جان سے سلامت رہو اب حکم بیٹھنے کا ملگیا بیٹھو چین کرو سمن رخ کے کہتے ہی علمشاہ سند پر آکر برابر ملکہ سیمنہ بانو کے بیٹھ گئے خواصین ہان ہان کرکے بڑھین اور کہا یہ بے ادبی سب نے چاہا کہ ہاتھ پکڑ کر اُٹھا دین جب تو ملکہ نے کہا بیٹھا رہنے دو کیا میری شان وشوکت گھٹ جائیگی کیا یہ بندہ بقیاسے زرین تن کا نہین ہی خواصین خاموش ہو کر رکگئین ملکہ نے علمشاہ سے پوچھا کہ تم باغ مین کیون آئے تھے علمشاہ نے آہستہ سے کہا ہمارا پیاس کے مارے غیر حال تھا ہم اس باغ مین پانی پینے آئے تھے تمھارے ملازم لڈھا نے پانی پلایا لڈھا یہ سنکے خوب قہقہہ مارکر ہنسا اور ناچنے لگا اور کہا ملکہ اب تو ہماری شادی ہوتی ہی ملکہ نے کہا ارے صاحب یہ تو بتاؤ تمنے اس سے کیا کہدیا جو یہ بک رہا ہی علمشاہ نے کہا سچ کہتا ہی مین نے لڈھا سے کہدیا تھا کہ ہم تیری شادی کردینگے گلعذار نے کہا کہ یہ تمھارے باپ کی جگہ ہی اس سے تم دل لگی کرتے ہو علمشاہ نے بجواب کہا کہ تیرا باپ ہوگا تیری اسکی آٹھ پہر باغ مین صحبت رہتی ہی ملکہ سیمنہ بانو ہنسنے لگی گلعذار کو منع کیا اور علمشاہ سے بہ منت پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی علمشاہ نے کہا میرے نام سے تمکو کیا کام ہی تم میرا نام نہ پوچھو سبب یہ ظاہر نہ کرو پردہ رہنے دو ہمکو کھانا پینا تمھارے یہان کا حرام ہو جائیگا سمن رخ نے ہنسکے کہا واہ میان وہی مثل ہی مثل مان نہ مان مین تیرا مہمان ای صاحب ذرا اپنا منہ بنواؤ بقول شخصے منہ چومتے ہی گال کاٹا اتنی بات کرنے مین چل نکلے یہ تمنے غنیمت نہ جانا کہ ملکہ کی تمپر نہایت عنایت ومہربانی ہوئی نہین تو قتل کیے جاتے ملکہ نے غصہ ہو کر سمن رخ سے کہا چپ رہ مردار کیون ستاتی ہی وہ تو کچھ جواب تیری بات کا نہین دیتے تو ناین ٹائین کیے جاتی ہی پھر ملکہ سیمنہ بانو علمشاہ کی طرف مخاطب ہوئی کہا ای صاحب تمکو میرے سر کی قسم نام اپنا بتاؤ علمشاہ قسم دینے سے مجبور ہوئے اور کہا میرا نام رستم پیلتن پیلکش پسر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران ہی تب تو ملکہ نے بعد غور کرنے کے کہا کشندہ کپیتان فرنگی تمھین ہو علمشاہ نے کہا ہان مین ہی نے اُسکو قتل کیا ہی یہ سُنکے ملکہ کو اور سب خواصون کو ایک

سنا تاہو ملکہ میمونہ بانو نے گلعذار سے کہا کیا مشکل ہی یہ کمبخت دل بھی آیا تو کس پر آیا جسکی تلاش ہی کہ ہاتھ آئے تو گرفتار ہوا گو یم مشکل و گرنہ نگویم مشکل پھر سب خواصون سے ملکہ نے کہا کہ خبردار یہ کلمہ کوئی زبان سے نہ نکالے اگر کسی نے اس باغ کے باہر ذکر کیا تو بہن بری طرح بنیں آؤنگی پھر علمشاہ سے کہا کہ انکو علیحدہ بٹھاؤ علمشاہ نے لہراسپ سے کہا کہ بھائی تم ذرا ہٹ جاؤ الگ جا بیٹھو لہراسپ اٹھکے علیحدہ بیٹھا اور یہان ملکہ نے شراب منگائی اور سمن رخ سے اشارہ کر کے جام شراب سے لبریز کروایا سمن رخ نے ساغر بادۂ ناب کا بھرکر علمشاہ کے آگے پیش کیا علمشاہ نے انکار کیا کہا مین نہ پیونگا ملکہ نے کہا کیون نہ پیوگے یہ کیا علمشاہ نے کہا مین تو پہلے ہی کہتا تھا کہ نام نہ پوچھو تم جانتی ہو کہ ہم خدا پرست ہین اگر تم کلمہ پڑھو تو کیا مضائقہ سمن رخ نے ہنسکے کہا لو کیہ نشہ دو شنبہ میان ذرا ہوش مین آؤ ایسی باتین نہ کرو کہ لقبائے زرین تن کو غصہ آجائے ایسا نہو کہ یہ بارہ دری کی چھت گر پڑے علمشاہ نے کہا اُس گیدی کی کیا اصل و حقیقت ہی وہ شیطان ہی اُسپر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون ملکہ سنکے چپ ہو رہی اور لہراسپ کو پھر شراب بھیجی لہراسپ نے بھی یہی جواب دیا لیکن جو خواص کہ شراب لیکر گئی اُسپر نگاہ لہراسپ کی پڑی اُسنے بھی بہ نگاہ معشوقانہ لہراسپ کو دیکھا اور لگاوٹ کی باتین کرنے لگی بہت و سماجت کہا کہ لو ہمارے سر کی قسم یہ جام شراب پیلو اب اُدھر وہ خواص لہراسپ سے بجد ہی اس طرف ملکہ علمشاہ سے مصر ہی کہ شراب پیجیے اور عیش و عشرت کیجیے علمشاہ یہی کہتے ہین اگر تمکو منظور ہی کہ مین کچھ تمھارے یہانکا کھاؤن پیون تو کلمہ پڑھو غرض ملکہ راضی ہوئی اور کلمہ پڑھا مع خواصان خاص بصدق دل مسلمان ہوئی علمشاہ نے پھر شراب پی اور ملکہ کو بھی پلائی لہراسپ نے بھی پی صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین برابر رہا جب نشہ شراب کا چڑھا اور پردۂ حجاب برطرف ہوا علمشاہ نے گلے مین ہاتھ ڈال کے بوسہ لینے کا ارادہ کیا وہ باز و ادا سے پیچھے ہٹ گئی غرض اختلاط اور بوس و کنار ہونے لگا ادھر لیلٰی معا کا جو نشہ اُترا ملکہ کو دیکھکر کہا کہ واہ بی ملکہ صاحب اُنھون نے تو خوب ہماری شادی کی پس اب شادی رہگئی ہماری شادی ہونے پائی کہ پہلے اپنی شادی کرلی علمشاہ نے لیلٰی معا کو بھی پھر مسلمان کیا اور کہا کہ ہم تمھاری شادی کر دینگے اور یہ تو اب عیش و عشرت مین مشغول ہوے

دو کلمے داستان سلطان سعد کے بیان ہوتے ہین کہ عاشق ہونا سعد کا دختر مرزوق فرنگی یعنی ملکہ ماہ گوہر بند پر قلعہ قلاب مین

مخبران دفتر داستان عشق نشان اب اس فسانۂ ہاہا ہا کو یون قلمبند کرتے ہین کہ سلطان سعد قلعہ قلاب مین قید ہین اور ملکہ ماہ گوہر بند دختر مرزوق فرنگی نے بھی بھائی کے غم مین سیاہ پوشاک پہنی ہی اور آٹھ پہر رویا کرتی ہی یہان تک ابر غم و الم دلپر چھایا کہ مجنون ہوگئی تنکے چننے لگی دلہ پا اور ہوش بر باد اور انجمن آرا نے مشورہ کیا کہ ملکہ کے واسطے فکر کرنا چاہیے ہی نہین تو اسی طرح ہلاک ہو جائینگی مرزوق فرنگی سے جاکر یہ سب کیفیت ملکہ کی بیان کی اور اجازت مانگی کہ اگر حکم ہو تو چند روز ملکہ کو صحرا کی ہوا کھلائین ادھر اُدھر کی سیر کرائین کہ خفقان اور جنون ملکہ کا برطرف اور خیال غم برادر فراموش ہو دل بہل جائے مرزوق فرنگی نے اجازت دی کہا اچھا بہتر تو ہی کسی طرح ملکہ کو بہلاؤ مگر خداوند سے بھی دریافت کر لیا جائے خداوند نے سنکے اجازت دی مگر ملکہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور سب خواصون کو ساتھ لیکر یہ بھی لقبائے زرین تن کے پاس آئی جو خداوند اُنکا مشہور تھا ملکہ نے خداوند کو دیکھکر

سجدہ کیا اور اپنا حال بیان کیا القصہ ملکہ ماہ گوہر بند لبقیاے زرین تن سے اجازت لیکر براے تفریح مع
خواصون کے طرف صحرا کے چلی اور پھرتے پھرتے سیر کرتے کرتے قلعۂ قلاب مین خبر اشقنش قلابی کو ہوئی
حیران ہوکر پوچھنے لگا کہ اے ملکہ آپ یہان کہان تشریف لائین ملکہ نے کہا رنج وغم برادر سے مین بہت پریشان
تھی گھبرا کر سیر کرنے کو نکلی آئی اشقنش تو مجکو جو نگاہ حسرت سے دیکھا کرتا ہے مجکو بھی کچھ خیال تیرا آگیا ادھر چلی آئی
دل سے دل کو راہ ہوتی ہے یہ جو ملکہ نے کہا اشقنش تو مر گیا جان فدا کرنے لگا دل مین کہا خداوند لبقیاے
زرین تن نے مجھپر بڑی مہربانی کی اور ملکہ سے کہا غلام کو آپ نے سرفراز کیا جہان آپ کا جی چاہے وہان
اتریے غرض باغ مین بارہ دری تھی وہ خالی کرادی ملکہ اُس مین فروکش ہوئی اشقنش سے کہا جب ہم تمکو
بلاینگے اُسوقت آنا اشقنش نے آکر اپنے لوگون سے کہا کہ ملکہ نے جو جو حرکت آج مجھسے کی ہے میری عقل حیران
ہے کہان مین اور کہان وہ لوگون نے کہا آپ بھی تو خوبصورت اور طرحدار جوان ہین اور ماسوا اسکے دلیر کیا
چارہ ہے اور یہان بموجب آئین انگریزی کے ملکہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور خواصون کو ہمراہ لیکر ہوا کھانے
دو گھڑی دن چڑھے نکلی اشقنش سے بھی خبر نکی پھرتے پھرتے دروازۂ قیدخانہ پر آئی دروازۂ قیدخانہ
پر ایک گورا سیاہ وردی پہنے ہوے پہرا دے رہا تھا ملکہ نے کہا یہ کسکا مکان ہے گورے نے کہا یہ قیدخانہ
ہے ملکہ نے کہا اس مین کون قید ہے گورے نے کہا بھتیجا کشتۂ کپتان فرنگی کا قید ہے ملکہ نے کہا دروازہ کھولدے
مین دیکھونگی گورے نے پہلے تو منع کیا جب ملکہ خفا ہوئی گورے نے قفل قیدخانے کا کھولدیا ملکہ اندر
قیدخانے کے آئی جیسے سلطان سعد پر ملکہ کی نگاہ پڑی تیر عشق کا جگر دوز ہو گیا مثل تصویر حیرت
ہوکر بت بنگئی دلربا نے کہا اے قیدی سلام کر سعد نے کہا ہم تو خریدار ہین جو جنس چاہین ملکہ بھی ہم
ابھی مول لیتے ہین ملکہ نے کہا تو نے کپتان کو مارا سعد نے کہا ہان ملکہ نے تلوار کھینچی کہ اسکو مار ڈالونگی
یہ کشتہ میرے بھائی کا ہے سعد نے سر جھکادیا اور کہا تجکو بھی قسم ہے جو تلوار نہ مارے جلد سر کاٹ لے
اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اشعار کشتہ ہون تیغ ابروے خمدار یار کا ✤ سر کاٹنا ضرور ہے مجھ دلفگار کا ✤
ہے آج کل بہار یہ جوبن جو یار کا ✤ عالم عجیب ہوگیا گل کے سنگار کا ✤ دلربا ہوشربا دونون نے کہا ہان
ہان ملکۂ عالم جانے دیجیے ملکہ نے کہا مین تو مار ہی ڈالونگی اب کب چھوڑتی ہون اور سعد ٹکٹکی باندھے
دیکھ رہا ہے اور نگاہ ملکہ کی بھی شہزادۂ والاقدر پر گڑ گئی ہے یہ خبر اشقنش کو بھی ہوئی آکر ملکہ کے
قدمون پر گر پڑا کہ میرا ٹھکانا نہ لگیگا اور اے ملکۂ عالم یہ قاتل کپتان فرنگی کا نہین ہے یہ قیدی جھوٹھ
کہتا ہے اسکے چچا نے مارا ہے اگر اسکو مار ڈالوگی تو وہ ہاتھ نہ آئیگا ملکہ نے کہا خیر تیری خاطر سے مین چھوڑے
دیتی ہون اور رونے لگی ظاہر مین تو بھائی کو رو رہی تھی اور باطن مین فرقت دلدار مین جان کھوتی تھی
خنجر عشق سعد نے دل کو ملکہ کے ایسا گھائل کیا تھا کہ آب اشک چشمۂ دل سے منھ دھوتی تھی دل مین
کہتی تھی کہ کیونکر اسکو لیجاؤن اور وصل سے اپنا دل شاد کرون اسی فکر مین چار گھڑی قیدخانے مین کھڑی
رہی اور چہرۂ بے نظیر سلطان سعد رشک ماہ منیر کو دیکھا کی آخر ناچار ہوکر باغ مین گئی اور پلنگ پر پڑی
کھانا پینا ترک کردیا سب خواصون نے سمجھایا کسیکا کہنا نہین مانتی ہے اور کچھ حال دل مضطر اپنا نہین
بیان کرتی ہے تین روز تک کھانا نہ کھایا دلربا نے کہا بی بی تم کھانا کھاؤ پانی پیو رنج وغم مین اپنے کو
ہلاک نہ کرو کچھ مجھسے اپنے دل کا حال تو کہو جب بہت دلربا مصر ہوئی ملکہ نے عشق سلطان سعد کا

اظہار کیا اور کہا جب سے سلطان سعد کو دیکھا ہے دل بیچین ہے اور جان پر بنی ہے یقین ہے کہ اسکی فرقت مین مرجاؤنگی
جبتک وہ نہ آئیگا زندگی نہوگی دلربا نے کہا بس اتنی سی بات کا آپ کو رنج و ملال ہے آپ کھانا کھا لیجئے اُٹھیے
چلیے پھریے دل بہلائیے مین اُسکو لاتی ہون یہ کہکے دلربا نے قسمین دین ملکہ کو اُٹھایا ملکہ نے ہاتھ منہ دہوکے
کچھ کھایا لیکن جو نوالا منھ مین رکھا حلق سے بمشکل تمام اُترا اچھو ہو گیا پانی کے گھونٹون سے نوالے
اُتارے غرضکہ دلربا نے ملکہ کو کھلا پلا کے بٹھایا دن پھر بہلایا کی رات کو کھانا بہت عمدہ پکوایا اور اُس مین
زہر ملا کے خوان مین رکھا چند عورتین ساتھ لیکر دروازۂ قیدخانہ پر آئی اور نگہبانون سے کہا یہ اشرفیان لو
اور کھانا قیدی کو کھلادو کسواسطے کہ جب سے ملکہ گئی ہے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے شاید اس قیدی کی نظر ہو گئی ہے
نگہبانون نے کہا یہ ہماری مجال نہین ہم ایسا نہین کر سکتے جو کھانا قیدی کو کھلاوین اُسنے کہا پھر تمھین یہ
کھانا کھالو اور یہ اشرفیان بھی لیلو اب خوان پھر کے کہان لیجاؤن مین ملکہ سے کہہ دونگی کہ قیدی کو کھانا
کھلا آئی یہ سب خوش ہوئے اور اُسی وقت بیٹھکے کھانا سب نے کھا لیا اور اپنے اطفال کیلیے باندھ رکھا
بعد چار گھڑی کے وہ سب تڑپنے لگے آخر کو مر گئے شعلہ رو اندر قیدخانے کے آئی سعد کو کھانا بیہوشی
کا کھلایا جب سعد بیہوش ہوا پشتارہ باندھ کے ملکہ کے پاس لائی ملکہ نے کہا ہوش مین لا شعلہ رو نے
دفعہ بیہوشی دے کر ہوشیار کیا جب سعد کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک باغ ہے اور بہت سی پریزاد بیٹھی
ہین دلربا نے کہا یہ ملکہ ہے سلام کرو کہ تمھاری جان بخشی ملکۂ عالم نے کی سعد نے کہا تو بجی کیا ہے
ملکہ نے دلربا کو منع کیا اور سعد کو اپنے پاس مسند پر بٹھا لیا اور رنگا رنگ بیان شراب کی منگائین قسمین
کشتیان شراب و کباب کی لائین ملکہ نے جام شراب بھر کر سعد کو دیا سعد نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم
مسلمان ہو جاؤ تو ہمارے تمھارے صحبت عیش قرار پا سکے اور ہم شراب پئین اور تم بھی پیو ہم
خدا پرست ہین کافر کے ہاتھ کا کھانا ہمپر حرام ہے یہ سنکے ملکہ کو ہمہ مع خواصون کے ار سرِ صدق مسلمان
ہوئی صحبت نشاط پھر برپا کی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اشقنش نے سنا کہ قیدی
کا پتا نہین اور نگہبان سب مردہ پڑے ہین اُسنے تمام شہر مین تلاش کروایا کہین پتا نہ لگا بعد کئی دن
کے ایک ملکہ کی خواص نے اشقنش سے سارا حال کہدیا کہ ملکہ قیدی کو لیے عیش کر رہی ہے اشقنش
پوشیدہ ہو کر باغ کے کوٹھے پر بیٹھا اور سارا تماشا دیکھا کہ چبوترے پر مسند بچھا ہے اور ملکہ اور سعد
زانو سے زانو دبائے بیٹھے ہین یہ دیکھکر اسکی آنکھون مین خون اُترا تلوار کھینچ کر دہمین کوٹھے پر سے
کودا خواصون نے جو آتے دیکھا جھپٹ کر ملکہ سے کہا مگر مارے ہول اور گھبراہٹ کے بات پوری
زبان سے نہین نکلتی کوئی کہتی ہے ای ملکہ اشقنش اور کوئی کہتی ہے قلابی غرض ایک خواص نے
دونون ہاتھون سے دل تھام کے کہا ای ملکۂ عالم اشقنش قلابی تلوار کھینچے آتا ہے ملکہ یہ سنتے ہی گھبر
اُٹھی اور بدحواس ہو گئی سلطان سعد نے ہنسکے ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور باطمینان تمام کہا ای جان جہان
تم بیٹھو اُس مردک کو آنے دو ملکہ بیٹھ گئی سعد نے آنچل ملکہ کے دوپٹے کا اپنے زانو کے نیچے دبا لیا ملکہ
دوپٹہ بھی چھوڑ کے بھاگی اور اشقنش ملکہ کو بھاگتے دیکھکے دوڑا اور للکارا کہ ملکہ کہان بھاگ کے جاتی
ہے ادھر آ نہین تو وہین آکر تجکو قتل کرونگا سعد نے کہا او اشقنش اودھر کہان دوڑا جاتا ہے عورت کو
کمزور سمجھکے غصہ کرتا ہے کیا مجال تیری جو ملکہ کو نگاہ اٹھا کر دیکھے ادھر آ مردون سے سامنا کر تو حال

معلوم ہوا اشقفش یہ سُنکے پلٹا اور آتے ہی سلطان سعد کو تلوار ماری سلطان سعد نے تکیا اُٹھا کر تلوار کو گانٹھا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار ہاتھ سے اشقفش قلابلی کے نکل گئی سلطان سعد نے تلوار اشقفش کی چھین لی اور بند دست پکڑ کے ایک ہکہ دیا کہ اشقفش منہ کے بل آرہا سعد اُٹھکر اشقفش کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور اُسی کا خنجر کمر سے اُسکی کھینچکر گلے پر اشقفش کی رکھدیا اور فرمایا کہ حالا پرستش خلق و خدائیت پروردگار عالم جہ میگوئی اشقفش نے کہا بیشک اب مین نے جانا کہ تو مرد مردانہ ہی اور دین تیرا برحق ہی اشقفش کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا ای شہریار شعلہ رو خواص کو ملکہ ماہ گوہر ہند سے دلوادیجیے اور ملکہ آج سے میری ماں کے برابر ہی اب سلطان سعد نے ملکہ کو بلایا اور شعلہ رو کو اشقفش کے تئین دلوادیا کہ عقد کردیا اشقفش نے کہا ای شہریار اگر زرق فرنگی کو خبر ہوگی تو ملکہ ماہ گوہر ہند کو سزا سخت دیگا اور مجکو بھی قتل کریگا سلطان سعد نے کہا دیکھا جائیگا یہ سُنکے ملکہ نے صحبت عیش برپا کی جام شراب گردش مین آیا ناچ گانا ہونے لگا اب انکو تو یہان صحبت عیش دلنشاد مین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان شجاعت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

بہادران معرکۂ شجاعت و غازیان عرصۂ کارزار و جرأت و ہمت اس داستان شوکت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان و خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نامدار و مقبل وفادار طرف مکۂ معظمہ کے روانہ ہوئے اور جلد ترا پے در پے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے قریب قلعۂ مکۂ معظمہ کے پہونچے وہان ابو عمرو دھاوا کرکے اس پار خندق کے دروازۂ قلعہ پر پہونچا اور للکارا ای اہل قلعہ جلد دروازہ کھولدو ورنہ پھاٹک توڑ کے تمام قلعہ کو مسمار کردونگا اور سبکو قتل کرونگا وہان قلعے مین سب بدحواس ہوگئے اور سبھون نے دعا بدرگاہ خداوند کریم کی کہ ای پروردگار عالم تو ہی ہم سب لوگون کا حامی و مددگار ہی تیرا ہی ہم سب کو بھروسا ہی اس دشمن کے ہاتھ سے نجات دے اور شر و فساد سے اسکے محفوظ رکھ ابھی دعا ناتمام تھی کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی اور نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوا تمام لشکر ابو عمرو سواران ہرزہ کار دشمنان پروردگار گھوڑون پر سوار اُٹھ اُٹھکر چار جانب دیکھنے لگے یکایک دامنۂ گرد چاک ہوا اور دوسرا نعرہ بلند ہوا نعرہ امیر عرب ضیغم روزگار ٭ منم صف شکن خسرو نامدار ٭ زتیغم بہ میدان جنگ آوران ٭ بہر سو شده الامان الامان ٭ لوگون نے دیکھا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مع اہالیان گھوڑے اُڑاتے تلوارین کھینچے ہوئے چلے آتے ہین یہان آتے ہی امیر باتوقیر وغیرہ تلوارین پکڑکر فوج پر گرے مارے تلوارون کے ستھراؤ کردیا تمام فوج درہم برہم ہوگئی یہ دیکھکر ابو عمرو پلٹا اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا مقابلہ کیا ابو عمرو نے جھپٹ کر تلوار ماری امیر باتوقیر نے خالی دے کر ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالدیا اور تلوار ابو عمرو کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر تھام کر ابو عمرو کو اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا اور مشکین باندھکر خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کے حوالے کیا اور فوج ابو عمرو پر تلوار پکڑکر جا پڑے اور لڑنے لگے اُدھر مقبل وفادار مع سرداران نامدار دشمنون کو نشانہ تیر کرنے لگے جسکے تیر مارا جگر توڑ کر سینے کے پار نکل گیا وہ گرگر تڑپنے لگا

عمرو کا یہ حال ہی کہ عقب مین امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے خنجر کھینچے ہوئے لڑ رہا ہی جو پشت پر امیر
کے آیا عمرو نے خنجر سے اسکا کام تمام کیا غرضکہ چشم زدن مین کشتون کے پشتے لگا دیے خون کے
دریا بہا دیے جو کچھ کفار باقی رہے وہ بھاگے تھوڑی دور تک تو مقبل وفادار کے لوگون نے
تعاقب کیا بعد اسکے پھر آئے وہ سب لوگ بھاگ کر کھائیون مین پہاڑ کی پوشیدہ ہوئے خواجہ عمرو
نے اور مقبل کے لوگون نے ڈیرا ڈیرا آگ تمام مال و اسباب خیمہ خرگاہ وغیرہ لوٹ لیا امیر با توقیر قلعہ مین
آئے خواجہ عبد المطلب کو سلام کیا سب سے ملے اور سبکو تسلی اور دلاسا دیا خواجہ عمرو سے
کہا ابو عمرو کو میرے سامنے لاؤ ابو عمرو کو روبرو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے لائے امیر نے کہا
ای ابو عمرو دین اسلام قبول کر اسی مین تجکو نجات ہی اس مردود نے دین اسلام قبول کرنا منظور
نہ کیا امیر نے غضبناک ہوکر کہا اسکو قید سخت مین رکھو بعد دو تین روز کے امیر با توقیر خواجہ عمرو
کو اپنے ہمراہ لیکر کوہ ابو قبیس پر آئے اور ابو عمرو کو بلایا اور کہا کہ بتا تیرا زر و جواہر کہان ہی اُسنے
کہا میرے پاس کچھ نہین ہی امیر نے کہا کہ اس مردک نابکار کو کوڑے لگاؤ عمرو کوڑا لیکر آیا اور
ابو عمرو کو مارنا شروع کیا ابو عمرو فریاد و زاری کرنے لگا اور دہائی دینے لگا آخر کو ابو عمرو نے بتایا کہ چار
صندوق زر و جواہر کے اس مقام پر ہین خواجہ عمرو نے اُس مقام کو کھدوایا چار صندوق بھرے
زر و جواہر کے نکلے عمرو اُس غار مین گیا کہ شاید اور مال ہو کہ اتنے مین چند آدمی اور اُس غار مین
آئے عمرو سے پوچھا کہ تجکو کسنے بند کیا ہی ابو عمرو نے کہا کہ چورون نے مجکو اور اسکو بند کیا ہی اُن
آدمیون کو ان دونون پر رحم آیا کہا جاؤ ہم تمکو رہا کرتے ہین ابو عمرو پہلے اوپر غار سے آیا عمرو بعد
تھوڑی دیر کے جو آیا ابو عمرو کو اُس مقام پر پھرا ہر غار سے کہہ نہ پایا ہر چند لوگون سے پوچھا کہ ابو عمرو کہان
ہی اور صندوق زر و جواہر کے کیا ہوئے سب نے کہا ہم نہین آگاہ عمرو شور و غل کرنے لگا
اور کوڑا لیکر ادھر اُدھر جھپٹا اور بہت تلاش کرنے لگا غصے مین یہ کہتا جاتا ہی کہ ابو عمرو جہان
ملجائیگا مارے کوڑون کے کھال اُدھیڑونگا او مکار دغاباز تو مجھسے بھاگ کر کہان جائیگا مین وہ
جہانیان جہان گشت ہون کہ تجکو ایک دم مین ڈھونڈھکر تہ خاک سے نکال لونگا اور مزہ اس مقدمہ کا
کا جیکھاؤنگا کہ تو اپنی زندگی بھر نہ بھولیگا اور پھر کبھی ایسے عیار کی قید سے نہ بھاگیگا مگر کہین نشان
تک بھی ابو عمرو کا خواجہ عمرو کو نہ ملا اب عمرو اور بھی زیادہ تر پریشان اور بدحواس ہوا گھبرا کر
کہتا تھا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے کیا کہونگا اور کیونکر منہ دکھاؤنگا امیر جو پوچھینگے کہ مال
جو کچھ نکلا تھا وہ کیا ہوا اور ابو عمرو کو کہان غائب کردیا غرض ہر چند چار جانب دوڑا اور تلاش کیا مگر کسی
جگہ اثر بھی ابو عمرو کا نہ پایا ناچار و مجبور ہوکر عمرو پھر ایہان امیر با توقیر پھر اُن کفار کو مارتے
ہوئے فوج ابو عمرو کو بھگاتے ہوئے کعبہ مین داخل ہوئے اب فوج ابو عمرو جو قتل ہونے سے
باقی رہگئی وہ بھاگ کر اپنی جان بچا کر کو سوق اور شہرون نکل گئی کہ کہین فوج کفار کا پتا تک نہین
امیر با توقیر بفتح و فیروزی جو داخل مکہ معظمہ ہوئے اپنے والد ماجد خواجہ عبد المطلب کی
قدمبوسی حاصل کی اور بھائیون سے ملے سب کو بڑی خوشی ہوئی ہر گلی کوچے سے صدا خرمی
اور خرمی کی آنے لگی اور تمام باشندے خانہ کعبہ کے خبر تشریف لانے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران

کی سنکر نہایت خوش و خرم ہوئے اس اثنا مین عمرو بھی آیا اور کہا اے شہریار دیو قار ابو عمرو بھاگ گیا اور جو مال و خزانہ مین نے جستجو کر کے دستیاب کیا تھا وہ بھی ابو عمرو لے گیا امیر بہت ہنسے اور کہا اے دزد بابک گردن مین سمجھ گیا تو نے ابو عمرو سے کچھ رشوت کھا لی اور اسکو رہا کر دیا عمرو نے کہا اے عرب تو کہتا ہے کہ کچھ لیکر ابو عمرو کو رہا کیا سُننے تو مجھکو کئی خزانے دیے کہ مین مالا مال ہو گیا غرض بعد مضحکہ کے جو کچھ سچ سچ تھا وہ سب بیان کیا امیر نے کہا چلو مین چلتا ہون شاید کہ ابو عمرو فوج جمع کر رہے پھر آئے غرض مقبل کو کعبہ مین چھوڑ کے ہمراہ خواجہ عمرو کے اُس جگہ آئے جہان پر وہ غار نمایان ہوا تھا اور وہ مقام ابو عمرو کا تھا اور اُسی جگہ سے ابو عمرو بھاگا تھا ادھر کا حال سنیے کہ جب تلاش کر کے ابو عمرو کی خواجہ عمرو کعبہ کو چلے گئے بعد تین روز کے ابو عمرو بھاگتا ہوا تباہ و برباد ہوتا ہوا اپنی جان پر کھیل کے بھوکا پیاسا اپنے مقام پر آیا الکنہ کو دیکھا کہ سامان کتخدائی کا ہے اور نوبت شادیانے بج رہے ہین اور ڈھول اور تاشے گرجتے ہین جب ابو عمرو اندر آیا عجب سامان نظر پڑا کہ الکنہ ادھر ادھر دوڑ رہا ہے اور ایک خیمہ مین دولھا دلھن باہم بیٹھے ہوئے شراب پیتے ہین اور ایک نازنین مہ جبین گلپیرہن غنچہ دہن بصد ناز و ادائے معشوقانہ یہ غزل عاشقانہ بجا و بنا بنا کر گا رہی ہے

غزل

دل مرا قیدی ہوا زلف بت بے پیر کا
جائینگے اب ہم ارادہ ہو گیا کشمیر کا
خاک کوے خوبرویان گر میسر ہو مجھے
آہ مٹ سکتا نہین لکھا ہی تقدیر کا
رند ہون روز ازل سے مے پرستی کا ہی شوق
نقش ہی دلبر ہمارے یار کی تصویر کا
بزم مین اس شمع رو کے بیٹھتے ہین بیتاب سا
دیر و کعبہ مین ہی جلوہ یار کی تنویر کا
اُنکے کوچہ مین ہمیشہ ہی رقیبون کا گذر
ای حیا جو کچھ تو باعث کر بیان تشہیر کا
دل ہی یا پہلو ہی یا ہی جان یا میرا جگر
مین بھی قائل ہو گیا اُس شوخ کی تقریر کا
لاتے ہو صورت دکھا کر دام مین ہر ایک کو
اندنون ہی شوق میرے پانون کو زنجیر کا
گر لکھون اُس بت کو نامہ کاغذ کشمیر پر
ای مہوش نام بھولے سے نہ لوان اکسیر کا
مصحف رخسار جانان کے تصور مین مدام
واعظا کسواسطے فتوے لکھا تکفیر کا
لب نہ ہلنے پائے قاتل کے مرے ہنگام ذبح
پوچھیے پروانہ کے دل سے ستم گلگیر کا
دل گیا میرے گلے سے اسکے وہ بت خود بخود
مین اگر حاذق تو مجکو حکم ہو تغییر کا
کر دیے دل عاشق کا وہ بت کشتہ تیر مژہ
ای ستمگر کون ہی چوران مین تیرے تیر کا
قتل ابرو سے کیا اُس رشک گوہر نے جسے
کیون نہ شہرہ ہو تمھارے حسن عالمگیر کا
تنگ آکر ہو خیالی سے بتان ہند کی
شہرون شہرون پھر تو شہرہ ہو مری تحریر کا
کیا کرون دست دعا کی بھی لکیرین گھس گئین
کرتا ہون نظارہ مین قرآن کی تفسیر کا
مانی و بہزاد کا احسان اُٹھائین کسلیے
مر گیا مین جب خیال آیا اُسے تکبیر کا
بے سبب پھرتے نہین دم اسکا شیخ و برہمن
یہ اثر شاید ہی میرے نالۂ شبگیر کا
لاشۂ بے سر کو عاشق کے پھرایا ہر طرف
پھر یہ کہتا ہی مجھے دیکھو کہا ہو انجیر کا
گفتگو پر اسکی مائل ہی ہر اک پیر و جوان
کھل گیا اُس جوہری پر جوہر اُس شمشیر کا
ہون ثناگو ہردم اصحاب نبی کا ای حقیر
مدح خوان ہون جان و دل سے شبر و شبیر کا +

ابو عمرو اس حال پریشان سے تھا کہ کسی کو اسکو نہ پہچانا مگر ابو عمرو نے بھی جہان طعامہاے لذیذ واسطے دولھا دلھن کے رکھے تھے پہلے وہان بیٹھکر خوب تنکے کھانا کھایا وہ سب آدمی ابو عمرو کو دیکھ کر حیران ہوئے اور سب کے ہاتھ پانون مین تھر تھری پڑ گئی بعد سیر و سیراب ہونے آب و طعام سے ابو عمرو کے حواس درست ہوئے اور تخلیہ مین آکر دولھا کے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اور اسکو پکڑ کے مشکین باندھین اور آپ بیاہ سے عروس مین بیٹھکر بوس و کنار مین مشغول ہوا اور شراب پی کر طالب وصل ہوا عروس نے انکار کیا ابو عمرو نے کہا تم ڈر دہنین الکنہ اور لوگ الکنہ کے کیا کر سکتے ہین اور سب لوگ چپ بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا سانحہ ہی یکایک امیر تو قیر اور خواجہ عمرو بھی پہونچے اب آدمی

الکندہ کے غل مچا کر دوڑے اور عمرو کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا کہ یہ بن مانس کہاں سے آیا ہے کچھ لوگ ابو عمرو پہ جھپٹے کہ
اس غول صحرائی کو عروس کے پاس سے جلد مار دو اتنے میں یہاں امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری اندر خیمہ کے آئے ابو عمرو نے جو امیر اور عمرو کو دیکھا گھبرا گیا ایسا بدحواس ہوا کہ وہ کچھ جو
صراحی شراب کی سامنے رکھی تھی اٹھا کر کھینچ ماری وہ صراحی چوب خیمہ پر پڑی پاش پاش ہو گئی امیر نے بڑھکر
ابو عمرو کے گریبان میں ہاتھ ڈالکر کھینچ لیا اور چھاتی پر چڑھ کر اسکی مشکیں باندھ لیں اور خواجہ عمرو کے سپرد
کیا اور کہا اے خواجہ عمرو اب اسکو نہ چھوڑ دینا کہ پھر کہیں بھاگ جائے اور الکندہ سے امیر با توقیر بہت خفا ہوئے
الکندہ دست بستہ امیر سے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ حضور تشریف فرما ہوں غرضکہ امیر و عمرو کو بٹھایا اور
شراب و کباب لا کر حاضر کیے عمرو کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر ابو عمرو بھاگ جائے خواجہ اٹھے اور حلقہائے
کمند سے ابو عمرو کو درخت چنار میں جکڑ دیا اور اسکے آس پاس سنگریزے بڑے بڑے کنکر جمع کیے بعد
اسکے پھر عمرو امیر کے پاس آیا اور شغل شراب و کباب میں مشغول ہوا اور ناچ ہو رہا تھا بیٹھکر ناچ دیکھنے
لگا وہاں ابو عمرو بندھا ہوا سو گیا خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص پتھروں سے مارتا ہے اور ایک آدمی نے
گلے میں پھانسی لگائی اور کھینچتا ہوا لیگیا اور مالک جہنم کے حوالے کیا یہاں عمرو نے امیر سے کہا
کہ ابو عمرو پھر بھاگا جاتا ہے یہ کہکر عمرو باہر آیا دیکھا ابو عمرو اسی حال خراب میں ہے اب عمرو ابو عمرو کو
لیکر امیر با توقیر کے پاس آیا ابو عمرو نے امیر سے سارا حال اپنے خواب کا بیان کیا امیر نے کہا کہ دیکھ تجکو
پروردگار عالم نے کیفیت عقبے دنیا میں دکھا دی اگر تو مسلمان ہو جاتا اور عالم کفر میں نہ رہتا تو یہ خواب
کبھی نہ دیکھتا اب بھی خیر ہے کہ تو کلمہ پڑھ اور وحدانیت پروردگار کا قائل ہو اور دین اسلام قبول کر جہنم
سے بری ہو جائیگا ابو عمرو نے امیر کے فرمانے کو کچھ خیال نہ کیا اور دین اسلام سے انکار کیا دوسرے
روز امیر نے ابو عمرو کو قتل کیا اور سر اسکا لیکر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور وہاں آکر دروازہ مکہ معظمہ پر سر اس کافر
کا لٹکا دیا اور چند روز امیر با توقیر مکہ معظمہ میں مقیم ہوئے عمرو بہ تلاش زر و جواہر نکلکر کوہ ابو قبیس کی طرف
گیا راہ میں ابو عمرو کے لوگوں سے ملاقات ہوئی اسکے ساتھ کوہ ابو قبیس پر عمرو آیا اور ان سبکو پیروں میں
رسے کے باندھ لیا اور پھر سبکو فتیلہ رفع بیہوشی دے کر ہوش میں لایا اور کوڑا پکڑ کے کھڑا ہوا کہ بتاؤ
مال ابو عمرو کا کہاں ہے دو چار کو دو ایک کوڑے مارے بھی آخر سب نے جان کے خوف سے خواجہ
عمرو کو جو کچھ مال و اسباب ابو عمرو کا تھا بتا دیا عمرو نے وہ سب مال و اسباب لیکر نذر زنبیل کیا اور خدمت
امیر با توقیر میں آیا ایک شب امیر نے خواب پریشان دیکھا کہ تمام لشکر میرا سیاہ پوش ہے اور
علمشاہ اور سلطان سعد دریائے خون میں ڈوب رہے ہیں ہاتھ پانوں مارتے ہیں مگر نکل نہیں سکتے
ہیں امیر یہ خواب پریشان دیکھکر بیدار ہوئے اور اسی وقت عمرو کو بلا کر خواب بیان کیا عمرو نے کہا اے امیر
میں نے بھی یہی خواب دیکھا اب آپ تشریف لے چلیں امیر با توقیر حمزہ صاحبقران صبح کو خواجہ عبد المطلب
وغیرہ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے دوست آشنا ساکنان کعبہ پہنچانے کے تئیں ساتھ
امیر کے ساتھ آئے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے سبکو تسلی و دلاسا دے کر رخصت کیا اور خواجہ عمرو
اور مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر چلے جلد جلد راہ طے کرتے ہوئے لشکر میں اپنے پہنچے
رات کا وقت تھا چپکے چپکے آئے جب دربارگاہ پر پہنچے سرداروں کو خبر ہوئی امیر کو سب نے پہچانا مجرا کیا

اندر محل مین داخل ہوئے ملکہ مہرنگار سے ملے بیٹون کو گلے سے لگایا صبح کو بارگاہ سلیمانی مین آکر جلوہ افروز
ہوئے امیر نے دیکھا کہ دربار مین سب سردار اپنے اپنے مقام پر دنگلون کی زیب ہین مگر رستم و سعد
اور لندھور نہین ہین امیر باتوقیر نے فرمایا اے عمرو اس خواب پریشان کی یہی تعبیر ہے کہ رستم
و سعد و لندھور کہان ہین معدیکرب نے کہا یا امیر خرسنہ روم سے ایک نامہ آیا تھا اُس مین یہ لکھا
تھا کہ پسر مرزوق شاہ فرنگی یعنی کپیتان فرنگی آیا اور اُسنے خرسنہ روم کو تباہ و برباد کیا اور قدوس رومی
کو قتل کیا اور سب زن و مرد کو قید کر لیا قباد و شہریار نے نامہ پڑھکے علمشاہ سے کہا بڑی بہادری کا دم بھرتے
ہو جاؤ جاکر اپنی مان کو رہا کراؤ قید فرنگ سے چھڑاؤ رستم کو یہ بات سنکے نہایت ناگوار ہوا رستم نے قباد و شہریار سے
طمانچہ مارا کہ بادشاہ بیہوش ہوگئے سب سردار بگڑ گئے لندھور اور سرداران لندھور بہت برہم ہوئے لندھور نے
دو وجہ سے طرح دی اول تو آپ کا خیال تھا دوسرے عالم زخمداری مین تھے خاموش ہو رہے مگر رستم اسی وقت
اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی فوج کے طرف خرسنہ روم کے روانہ ہوئے عقب سے سلطان سعد اور
لہراسپ اور زنگادہ ساتھ رستم کے چلے معدیکرب نے یہ حال بیان کیا اور تمام روداد نوشیروان کے عاشق
ہونے کی ملکہ مہرگہر تاجدار سیزور جانا علمشاہ کا برسے گوشمالی نوشیروان بیان کی امیر یہ مضمون بے عنوانی سنکے قباد
شہریار پر بہت برہم ہوئے اور غضبناک ہوکر قباد کو بہ نگاہ غیظ دیکھا اور کہا اے قباد مین نے جو تمکو بادشاہ اپنے لشکر کا کر دیا
اس سبب سے تم مغرور ہو گیا علمشاہ کسی طرح سے کم ہے بلکہ اُسکی دلیری اور بہادری کے مقابلے مین تم نہین ہو وہ کہان میرے
فرزندانہ میرا سینہ سپر رہا اور جو کام کہ اُس سے ظہور مین آیا ہے تمسے ہرگز نہو سکیگا اور اگر تم یہ اپنے دل مین سمجھتے ہو کہ مین نواسا
نوشیروان کا ہون تو علمشاہ بھی بادشاہ قدوس رومی کا نواسا ہے بلکہ نوشیروان اسوقت تک بت پرست ہے اور
علمشاہ کا نانا مسلمان ہو چکا ہے امیر اسوقت قباد و شہریار پر ایسا خفا ہوئے کہ سرداروں کو مطلق یارائے سعی سفارش
ہوئے قباد و شہریار کوئی کلام نہ کر سکا سب چپ بیٹھے رہے یہ خبر محل مین پہونچی ملکہ مہرنگار اور سب ناموس امیر گریان ہوئے
کہ امیر نے قباد و شہریار کو ایسے کلمے سبکی کے کہے قباد بہت شرمندہ ہوئے یہان امیر غصہ مین تھے کہ سیارہ بن عمرو
وہ نامہ رستم کا لیکر اب پہونچا جو علمشاہ نے بروقت روانگی ملک فرنگ کے خرسنہ روم سے کیفیت اپنی اور نانا کی
لکھی تھی سیارہ نے امیر کو مجرا کیا اور وہ نامہ رستم کا امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے فوراً لفافہ چاک کرکے نامہ پڑھا لکھا تھا
کہ مین نے والدہ ماجدہ کو رہا کیا اور نانا صاحب یعنی قدوس رومی کی لاش کو دفن کیا کہ کپیتان قتل کر چکا تھا اور شہر کو
آباد کر دیا ہے کپیتان فرنگی سے مقابلہ کرکے اسکو قتل کیا اور لشکر فرنگ کو مارے تلوارون کے بھگا دیا لنگر
لنگادہ کوری نے انگریزون سے ملکر بڑا غضب کیا کہ سلطان سعد کو گرفتار کرادیا اب غلام ملک فرنگ پر سعد کو
بچانا ہے اور لہراسپ بہت ہمراہ ہے دیگر یہ کہ والدہ صاحبہ میری قید نہ تھین ناموس صاحب آصف شاہ نے
مین بطور عہدہ مخفی کر دیا تھا اور اُنکے ساتھ سب عورتین خواصین وغیرہ بھی تھین کہ کسی طرح سے انکی
حرمت مین فرق نہ آنے دیا مین نے انکو سب کو نکالا اور پھر محل مین داخل کرکے بعد احترام بٹھادیا اور شہر روم
کا بندوبست کرکے اپنے ماموں آصف شاہ کو بادشاہ کیا ہے جسکے کہ وہ نامہ مجکو لکھا تھا کہ والدہ صاحبہ
ہونے کا اُس مین ذکر تھا اُس کاتب کی غلطی سے تھا بلکہ وہ فقرہ طعنہ کا تھا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
نے بخوبی مضمون نامے کا پڑھکر قباد سے کہا کیون تم نے مضمون نامہ رستم کا سنا دیکھو کیا لکھتے ہین
سیارہ نے بھی دست بستہ خدمت امیر مین عرض کیا کہ حضور عبارت رستم بہت درست و صحیح

یو نہین ہی مین نے بچشم خود دیکھا ایک سر مو فرق نہین ہی امیر نے فرمایا کہ افسوس صد افسوس یہ بیچارے ملکین تو ناحق ملک
فرنگ کو گئے ہین اگر خدا نخواستہ کچھ انکی جانون پر آنچ آئی تو کیا ہوگا مین کیا کرونگا یہ کہکے تھوڑی دیر امیر نے سکوت
کیا اور بعد اسکے دل مین کچھ سوچ کے عمرو کو حکم دیا کہ لشکر مین منادی کرو کہ ہمارا کوچ ملک فرنگ کی طرف ہی
تین روز کی مہلت دیجاتی ہی کہ سب اپنا اپنا سامان جنگ درست کرکے روانہ ہون یہ سنکے قباد و شہریار مجرا کرکے
امیر کو محل مین چلے آئے اور مادر مہربان ملکہ مہرنگار سے ساری حقیقت بیان کی ملکہ مہرنگار کو بہت ناگوار ہوا
قباد ایک گوشہ مین آکر چھپکر بیٹھ رہے امیر نے کئی بار بارگاہ مین بلوایا قباد نہ آئے جب تو امیر بہ غیظ و غضب
محل مین آئے اور فرمایا قباد و شہریار کہان ہی کیون نہین بارگاہ مین آتا ملکہ مہرنگار نے کہا آپ نے سر دربار
اسکو سبک کیا اور فرماتے ہین کہ دربار مین کیون آتا ہی اسی شرمندگی سے وہ بارگاہ مین نہین گیا آپکو یہ
مناسب نتھا کہ بارگاہ مین سب کے سامنے ایسے کلمے اسکو کہتے امیر یہ سنکے ملکہ مہرنگار پر خفا ہوئے اور کہا
کہ کیا عالمشاہ میرا بیٹا نہین ہی جو قباد نے سر دربار یہ کلمہ طعن کہا کہ جاؤ اپنی مان کو قید فرنگیان سے
چھڑاؤ قباد نے نہایت نالائق حرکت کی کوئی اپنے حقیقی بھائی کو ایسا کلمہ ذلت کا سر دربار کہتا ہی ملکہ
مہرنگار نے جو دیکھا کہ امیر زیادہ برہم ہوئے خاموش ہو رہی یہ خبر بھی قباد سے ایک خواص ملکہ نے
جاکر کہی قباد نے یہ سنکے دل مین کہا کہ انشاءاللہ مین چند روز کے واسطے نکل جاؤنگا اور کارنمایان جان پر
کھیل کر کرونگا کہ امیر کو معلوم ہو کہ قباد نے بھی کچھ کام کیا اور رستم سے کم نہین ہی غرضکہ دوسرے
روز بھی قباد و شہریار دربار مین نہ آئے امیر نے بھی نہ بلایا بعد تین دن کے امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران نے
سرحد عدن سے طرف ملک روم کے کوچ کیا اور تمام لشکر ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہی خواجہ عمرو
بھی ساتھ ہین قطع منازل اور طی مراحل کرکے خرسند روم مین پہونچے دیکھا کہ تمام خرسند ویران و تباہ ہی
امیر پریشان ہوئے مگر اترے لشکر نے قیام کیا رابعہ بانو سنکر واسطے استقبال ملکہ مہرنگار کے
آئی اور شرف حضوری مہرنگار حاصل کیا اور قباد کا گلہ کیا کہ کوئی اپنے برادر حقیقی کو ایسا کہتا ہی مہرنگار
نے کہا کہ باپ نے اسکے یعنی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے قباد کو دربارہ مین تنبیہ کی ہی اول تو
عالمشاہ نے قباد سے گستاخی کی کہ سر دربار اسکی حقیقی خالا کا حال بیان کیا اسنے بھی جواب مین اسکے
یہ کلمہ منہ سے نکالا غرضکہ لشکر امیر کنارے دریاے روم کے فروکش ہوا اور بارگاہ سلیمانی استادہ کرکے
دربار کیا اور پروانے تمام ملکون مین لکھوا کر روانہ کیے کہ فوراً سب شاہ و شہریار یہان آکر حاضر ہون فوراً
پہونچتے ہی نامہ امیر کے سب اطراف و جوانب کے شاہ و شہریار جو متعلق روم کے تھے آئے امیر کا
دربار گرم ہوا پھر سب سے امیر نے فرمایا کہ اس شہر کو پھر آباد کرو جیسا پہلے تھا اسی طرح سے ہو اور بیس ہزار
آدمی یہان محافظت کے واسطے رہین کہ پھر مین آکر ملک فرنگ سے خرسند روم کو آباد کرون بہتر یہ ہی
کہ جیسا پیشتر تھا اسی طرح اب بھی یہ شہر آباد ہو اور اصف شاہ کو بادشاہ کیا کہ وہ بڑا بیٹا قدوس رومی
کا تھا اور سبکو سب فہمائش کرکے سپرد کیا بعد اسکے امیر باتوقیر نے حکم کیا کہ ہمارے لشکر کا کوچ ملک فرنگ
کی طرف ہو اور کشتیون کو مہیا کرو لیکن قباد و شہریار نے دیکھا کہ امیر باتوقیر میری طرف مطلق ملتفت نہین
ہین نہ مجکو دربار مین بلاتے ہین اور نہ کچھ صلاح و مشورہ مجھسے ہی دل سے کہا ای قباد اب تیرا رہنا اس
لشکر مین اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی اب یہان سے نکل اور ملکون کی سیر کر یہ سوچ کر دو پہر رات سے اٹھے

اور باہر بارگاہ سلیمانی سے آئے دیکھا سب اندر سے باہر تک لشکر مین سوتے ہین دریا کے کنارے پر آئے
اور ایک کشتی تلاش کی اور توکل بخدا کر کے اُس کشتی مین بیٹھے اور کہا اے قباد چل یا تو اس دریا مین غرق ہوا
یا کوئی کار نمایان کیا کہ امیر جو بہ نظر حقارت دیکھتے ہین انکو بھی معلوم ہو کہ قباد بھی فرزند شجاع و بہادر ہی
یہ کہکر کشتی کو ایک جانب روانہ کیا

دوسرے گلے داستان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

مخبران روایت و فرد داستان اب یون تحریر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر مع لشکر ظفر اثر کشتیون پر
سوار ہونے لگے دیکھا کہ چند کشتیان ملک فرنگ کی طرف سے آتی ہین امیر نے عمرو سے کہا کہ ان
کشتیون کو ٹھہراؤ تو کچھ حال رستم کا ان لوگون سے دریافت کرین عمرو نے بڑھکے ملاحون کو آواز
دی کہ کشتیون کو روک لو غرضکہ کشتیان سب کنارے پر دریا کے آکر لگین عمرو نے پوچھا کہ ان کشتیون
مین کون لوگ ہین سب نے کہا کہ سوداگر ہین عمرو اُن سوداگرون کے پاس گیا اور اُنکو اپنے ہمراہ لیکر امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے پاس آیا صاحبقران نے فرمایا کہ تمکو کچھ خبر رستم و سعد کی معلوم ہی سوداگرون
نے بیان کیا یا امیر وہ کار نمایان رستم نے کیا ہی کہ دیدہ نہ شنیدہ اگر آج کے دن رستم دستان اور سام بن
نریمان ہوتے تو داد شجاعت و مردانگی کی دیتے بعد اُسکے تمام کیفیت اُس نقابدار پلنگینہ پوش کی بھی
بیان کی کہ خوب خوب سعد و رستم کی مدد کی امیر و عمرو حیران ہوے کہ وہ نقابدار کون ہی جسنے کہ مدد
اگر رستم و سعد کی کی ناظرین پر واضح ہو کہ اس نقابدار کو بعضون نے نقابدار پلنگینہ پوش لکھا ہی اور
بعضون نے نقابدار سبز پوش بھی تحریر کیا ہی اُن سوداگرون نے کہا کہ ان دنون مین ہم قردشیہ
مین تھے کہ یہ خبر سنی تھی کہ مالا گرد فرنگی جو سپہ سالار مرزوق شاہ ہی اُسکو مرزوق شاہ نے بھیجا تھا
واسطے مقابلہ رستم کے وہ کافر ہاتھ سے رستم کے زخمی ہوا تھا اور مرکب اُسکا رستم نے چھین لیا تھا
کہ نام اُس مرکب کا اشتر مالا گیو وہی مرزوق شاہ سنکر بہت خفا ہوا اور غصہ ہو کر کہا کہ فوج جائے اور
رستم کو قتل کرے امیر باتوقیر سنتے ہی اس خبر فرحت اثر کے بہت شاد ہوئے اور سوداگرون کو خلعت
دیا اور عمرو سے کہا کہ اب ہمکو جلد وہان پہونچنا چاہیے یہ سنکے سوداگر رخصت ہوئے اور امیر باتوقیر
مع لشکر کشتیون پر روانہ ہوئے سردارون نے آپس مین صلاح کی کہ اب امیر کے آگے عذر و معذرت
کر کے خطا قباد شہریار کی معاف کرانا چاہیے سب سردار وغیرہ ملکے امیر کے پاس آئے اور کہا اے امیر بتقصیر
یہ بحث قباد شہریار اور علمشاہ کی براے تسخیر ملک فرنگ تھی کہ اس حیلہ سے حق تعالے ملک فرنگ کو فتح
کرائیگا اب ایک عرض ہم غلامون کی اور قبول ہوا امیر نے فرمایا کہو سردارون نے کہا اے امیر ہم چاہتے ہین
کہ اب قباد شہریار کی بھی خطا معاف کیجائے اور ہم قباد شہریار کو بلاتے ہین آپ اُنکو گلے سے لگا لیجیے اور
تقصیر اُنکی عفو کیجیے کہ وہ بھی بہادر و شجاع فرزند ارجمند ہین اُدھر ملکہ مہرنگار نے خواجہ عمرو کو زر و جواہر دیکر
کہا کہ اے بھائی خواجہ کسی طرح امیر سے قباد کی خطا معاف کرا دو عمرو نے بھی امیر سے کہا اے امیر بس اب غصہ
کو برطرف کر دو فرزند جگر بند کی چشم نمائی اتنی بہت ہی میری خاطر سے اب قباد کو بلوا کر گلے سے لگا لو اور
خطا معاف کرو امیر باتوقیر راضی ہوئے اور محبت پدری نے جوش مارا فرمایا بلاؤ قباد شہریار کو حقیقت
مین اگر بہ نظر انصاف دیکھو تو قباد نے بہت بڑی خطا کی ہی لیکن تم لوگون کے کہنے سے مین درگزر کرتا ہون

اور قباد کی خطا معاف کی عمرو دوڑا ہوا محل مین ملکہ مہرنگار کے پاس آیا اور کہا کہ مین نے امیر کو راضی کیا ہی قباد کہان ہی
میرے ساتھ کردو تو مین امیر سے ملوادون مہرنگار نے کہا بھیا قباد تو رات سے باہر ہی محل مین نہین آیا دیکھو کہین
باہر تلاش کرو کسی سردار کے خیمہ مین ہوگا عمرو فوراً باہر محل سے آیا اور ہر ایک سردار کے خیمہ مین تلاش کیا مگر کہین پتہ
نہ پایا اور جا بجا ڈھونڈھا قباد نہ ملا آخر کو تلاش کرکے عمرو امیر کے پاس آیا اور کہا اے امیر رات سے قباد کا پتا
نہین ہی کیا جانیے کہان چلا گیا امیر گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور محل مین آئے ملکہ مہرنگار سے پوچھا کہ قباد کہان
ہی مہرنگار نے کہا مجھکو نہین معلوم کہ رات سے باہر جو گئے پھر نہین آئے امیر باہر خیمہ سے آئے لوگون سے
دریافت کیا سبھون نے کہا ہمین خبر نہین کہ قباد کہان ہین امیر دریا کے کنارے آئے کہ شاید قباد عالم
پریشانی مین سیر کرنے دریا کی آیا ہو اُس جگہ سے کچھ نشان قباد کا نہ پایا تمام لشکر مین شور و غوغا بلند ہوا اور
قباد کے گم ہوجانے کا سبکو ملال گذرا امیر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور صدمۂ عظیم امیر کے دل پر ہوا محل
مین خبر ہوئی کہ امیر نے بہت تلاش کیا مگر قباد کا کہین پتا نہ لگا امیر رو رہے ہین اور تمام سردار محزون و
نالان ہین یہ سُنکے مہرنگار سر پیٹنے لگی اور تمام عورات محل شور و فغان و آہ کرنے لگین امیر نے عیارون
کو چارون طرف دوڑایا کہ جلد قباد کو تلاش کرو اور لشکر مین حکم ناطق مشتہر کیا اور عمرو سے کہدیا کہ خبردار
جب تک قباد شہریار نہ آتے کوئی لشکر مین جلسۂ عیش و نشاط برپا نہ کرے اور شراب نہ پیے اور ناچ نہ دیکھے
عمرو نے تمام لشکر مین منادی کردی اور حکم امیر باتوقیر جاری کردیا پھر عمرو محل مین ملکہ مہرنگار کے پاس
آیا دیکھا کہ ملکہ نے دانہ پانی ترک کردیا اور چیخین مار مار کر روتی ہی عمرو نے مہرنگار کو تسلی و دلاسا دیا اور کہا اے
ملکہ رو نہین خدا کو یاد کر وہ پروردگار عالم پھر جلد قباد کو لائیگا اور پھر تمہارا فرزند تمسے آکر ملیگا دیکھو علمشاہ
کو کہ وہ یکہ و تنہا ملک فرنگ کو گیا ہی قباد بھی بہادری اور شجاعت مین اُس سے کم نہین ہی کیونکہ امیر باتوقیر کے
بیٹون مین ایک دوسرے سے کم نہین ہی ادھر امیر باتوقیر رویا کرتے ہین ہر وقت قباد شہریار کی یاد ہی پھر ملازمان
قباد کو امیر نے بلایا اور بہت خفا ہوئے اور بعضون پر مار پیٹ بھی کی کہا کہ تم کیسی ملازمت اپنے آقا
کی کرتے ہو کہ خبر نہین اُسکو تنہا چھوڑ دیا کہ وہ پوشیدہ ہوکر کسی طرف کو نکل گیا دو ایک رکابداران
قباد کو ایسا پٹوایا کہ وہ جان سے مر گئے غرضکہ دو تین روز اسی طور سے گذرے کہ کسی نے شراب نہین پی
اور خوشی ترک کی مگر بغیر شراب سب بیچین ہین ایک شبکو عمرو و ارشیون پریزاد و فرہاد خان بکھری
وغیرہ نے آپس مین صلاح کی کہ کسی ترکیب سے شغل شراب و کباب ہونا چاہیے مگر امیر کو خبر نہو ایک خیمہ
بارگاہ سلیمانی سے دور استادہ کیا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کیا اور عمرو و ارشیون وغیرہ وہان
بیٹھے شراب پینے لگے اور چند آدمی اپنے ارشیون نے دروازے پر خیمہ کے معین کردیے کہ کوئی یہان
نہ آنے پائے اگر کوئی یہان دوسرا آئیگا اور شغل شراب مین شریک ہوگا مبادا امیر کو نہ خبر ہوجاوے
کہ امیر خفا ہون لیکن جناح دیوانہ قدوس کا بیٹا جو تھا وہ تمام رات لشکر امیر باتوقیر کی گشت اور
چوکسی کرتا تھا اور ہر ایک کی خبرگیری کرتا تھا چوبدست ہاتھ مین لیے ہوئے المست پھرتا تھا اتفاقاً
اُس روز اسی در خیمہ پر پہونچا قصد اندر جانے کا کیا دربانون نے منع کیا جب اسنے خیمے مین آنے کا
ارادہ کیا اور پہرے والون نے روکا تو دیوانہ نے دو چار کو طمانچہ مارا کہ وہ گر کر تڑپنے لگے دیوانہ اندر خیمہ
کے آیا دیکھا کہ عمرو و ارشیون و فرہاد خان وغیرہ شراب پی رہے ہین دیوانے نے کہا کہ یہ جلسہ

شراب الگ ہی الگ آپ ہی آپ پیتا رہا خبر بھی نہین ارشیون وغیرہ نے کہا کہ آؤ بیٹھو تم بھی ہیو مگر امیر کو اطلاع
نہو غل و شور نہ مچاؤ اُسنے کہا کہ دیوانہ تو ہون ہین مگر ایسا دیوانہ نہ سمجھنا کہ کسی کا راز اخفا فنشا کرون اور
مالک سے کہدون یہ سنکے ارشیون نے اُسکو بھی جام شراب دیا اُسنے لے کر پی لی پیالے شراب کے چڑھائے
جب دیوانے کو خوب نشہ ہوا اُٹھا کہ باہر جاؤن ارشیون وغیرہ نے کہا کہ آج رات کو یہین مہمان رہو
دیوانے نے کہا مین جاؤنگا مہمانی نہ منظور کرونگا ہر چند سب نے کہا اُس دیوانے نے نہ قبول کیا عمرو نے
کہا یہ تو برا ہوا اگر یہ دیوانہ باہر جائیگا ضرور ہر ایک سے کہیگا ہم سبکو رسوا کریگا ارشیون نے کہا اے
خواجہ تم اس دیوانے کو ایک گھوڑے پر سوار کر و اسکے پیچھے گھوڑے کے پٹھے پر آپ بیٹھو اور لشکر سے باہر
لیجا کر دو منزل کے فاصلے پر اُسکو چھوڑ آؤ عمرو اُٹھا اور دیوانے سے کہا کہ آؤ ہم تم سیر کرنے چلین
لو اس گھوڑے پر سوار ہو دیوانہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اُسکے پیچھے پٹھے پر گھوڑے کے عمرو بیٹھا اور گھوڑا
کودتا اُڑاتا ہوا باہر لشکر کے دور نکل گیا وہان عمرو گھوڑے سے کود کے بھاگا اور اُس دیوانے کو وہین
چھوڑ دیا رات بھر دیوانہ نشہ مین صحرا نوردی کرتا رہا جب صبح کو وہ ہوشیار ہوا اور کچھ ہوش مین آیا
دیکھا کہ مین گھوڑے پر سوار تنہا جنگل مین ہون حیران ہوا اور وہان سے پھر کر اُسی خیمہ مین آیا ارشیون
نے کہا اے دیوانے آ کہ مین تجکو تیرے باپ کے گھر مین پہونچا دون یہ کہکر اُسکو پھر گھوڑے پر سوار کیا اور
آپ اُسکے پیچھے گھوڑے کے پٹھے پر بیٹھا اور گھوڑا اُڑاتا ہوا ایک فرسنگ آیا ایک دریا ملا اُس دیوانے
کو وہان چھوڑ دیا دیوانہ مست تو تھا بالکل نشہ فرو نہوا تھا راست و چپ پھرا ادھر ادھر گیا ایک کوہ نظر پڑا
دیوانہ اُس کوہ پر آیا دیکھا کہ چند گھر بہ رنگ سیاہ ہین اور آگ اُن گھرون مین دہک رہی ہے اور وہ گھر سرخاب
گلہ بان کا تھا کہ ہمیشہ دو تین فرسنگ لشکر سے علحدہ رہتا تھا اور دو تین ہزار گلہ بانون کا وہ افسر تھا اور
گوسفندان امیر با فراط تھے اُنکو وہ رکھا کرتا تھا اور اُن گوسفندون کو چراتا تھا اور کھلاتا پلاتا تھا اور
دودھ اور گوشت اور گھی اور کھال امیر کے یہان پہونچایا کرتا تھا اور تمام لشکر کو دیتا تھا وہ دیوانہ وہان آیا
اور نعرہ کیا کہ یہان کون رہتا ہے سرخاب گلہ بان باہر مکان کے آیا اور دیوانے کو پہچانا اپنے ساتھ گھر مین
لیکر آیا سرخاب گلہ بان کی ایک دختر نہایت حسین و خوبصورت تھی اور نام اُسکا مہربانو تھا اور مردمان
صحرائی کا دستور ہے کہ وہ اپنی عورتون کو کسی سے پوشیدہ نہین کرتے دیوانہ جو گھر مین سرخاب کے آیا
دیکھتے ہی مہربانو پر عاشق ہو گیا اور سرخاب سے کہا کہ مین اس عورت کو اپنی زوجہ بناؤنگا سرخاب
نے کہا کہ یہ میری دختر ہے دیوانے نے کہا کہ کسی کی یہ دختر ہو مجکو اس سے کیا کام اب تو میری یہ زوجہ ہے
گلہ بانون نے دیکھا کہ یہ شخص دیوانہ کچھ اُلٹی سیدھی سمجھتا نہین ہے ایسا نہو کہ ایک ایک کو مارے تو کیا ہوگا
سرخاب نے کہا اے دیوانے آؤ یہان بیٹھو تمکو شراب پلاؤنگا اور اس دختر کو آراستہ کرکے تمکو دونگا دیوانے
کو ایسا فقرہ دیا کہ وہ خوش ہو گیا اور راضی ہو کر بیٹھ گیا اور شراب پینے مین مشغول ہوا دختر سرخاب بھی
دیکھتے ہی اُس دیوانے کو فریفتہ ہو گئی کیونکہ دیوانہ بھی حسین اور طرحدار جوان رعنا تھا القصہ سرخاب
گلہ بان نے شراب بیہوشی آمیز اُس دیوانے کو پلائی دیوانہ پیتے ہی شراب کے بیہوش ہوا سرخاب نے
اُسکو ایک صندوق مین بند کرکے وہ صندوق دریا مین پھینکدیا اور سرخاب نے اپنے لوگون سے کہا
کہ خبردار یہ راز کسی پر ظاہر نہو اور امیر کو خبر نہ پہونچے کہ ہمکو ذلیل و خوار کرین اور سزا دین دوسرے روز

سرخاب نے کہا کہ گوسفندون کو باہر نکالو کہ چرائی کو جائین مگر مہر بانو کا جو دل دام عشق دیوانہ مین اسیر تھا
بہت مضطر و بیقرار تھی کبھی آہ دل پر درد سے کھینچتی تھی کبھی چشمہ چشم سے اشک حسرت بہاتی تھی اسی عالم بیقراری
مین مہر بانو لب دریا آئی اور ملاح سے کشتی طلب کی جب کشتی قریب آئی مہر بانو ناؤ پر بیٹھی اور دریا پر روانہ
ہوئی مگر دل سے کہتی تھی ای مہر بانو تو اس دیوانے کو پایا یا غرق محیط عشق ہوئی اودھر وہ صندوق دیوانے کا پانی
مین بہتا ہوا کنارے ایک جزیرے کے پہونچا کہ وہان کچھ زنگیون کے مکان تھے اون زنگیون کا ایک سردار تھا
کہ نام اوسکا دیو سیاہ زنگی تھا اور چالیس زنگی اوسکی خدمت مین تھے ایک روز وہ زنگی جلسہ زنگیان مین بیٹھا
ہوا شراب خواری کر رہا تھا ناگاہ دیکھا سامنے سے ایک صندوق دریا مین بہا ہوا چلا آتا ہے اوس دیو سیاہ زنگی
نے زنگیون سے کہا کہ اس صندوق کو لینا جانے نہ پائے زنگی دریا مین کود پڑے اور اوس صندوق کو نکال
لائے دیو سیاہ زنگی نے حکم کیا کہ اس صندوق کو کھولو لوگون نے صندوق کو کھولا اوس مین دیو دیوانہ
بشکل انسان نکلا مگر بیہوش ہے لوگون نے صندوق سے باہر نکالا جب دیوانہ ہوش مین آیا گریہ و زاری کرنے
لگا کہ وہ میری زوجہ خورشید کہان ہے زنگی سب حیران ہوئے اور کہا تیری زوجہ کون ہے دیوانہ رویا اور حال
مہر بانو کا بیان کیا اب زنگیون کو معلوم ہوا کہ یہ دیوانہ کسی پر عاشق ہے زنگیون نے کہا رو نہین شراب تو
پی صبر کر دل کو اپنے سنبھال وہ معشوقہ بھی تجکو ملجائیگی دیوانہ بیٹھا اور شراب خواری کرنے لگا ناگاہ دور سے
دریا مین ایک کشتی نمودار ہوئی جب وہ کشتی قریب آئی اور دیوانے نے مہر بانو کو دیکھکر پہچانا بیساختہ زنگیون
کو للکارا اور مارنے کو اٹھا کہا کہ اس جگہ سے تم سب چلے جاؤ کہ میری معشوقہ آپہونچی یہ کہکر کنارے پر آیا
اور کشتی کو پکڑ کر کھینچا مہر بانو نے جو دیوانے کو دیکھا بہت خوش ہوئی اور کشتی سے باہر آئی زنگیون کو دیکھ کر
ڈری جب دیو سیاہ زنگی کی نگاہ اوس حور وش عاشق کش پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور بیساختہ
بولا کہ لو یہ تو میری پری پیکر ہے مین اس مہ لقا پہ ہمیشہ سے جان دیتا تھا اور یہ میری قدیم معشوقہ ہے دیوانے
نے یہ سنکے ایک چیخ ماری اور للکار کر کہا او حبشی سیاہ رو یہ معشوقہ میری ہے تو کیا بکتا ہے دیو سیاہ زنگی
نے کہا تو کیا بکتا ہے چپ رہ یہ میری معشوقہ قدیم ہے دیوانہ تو بادہ عشق سے سرشار تھا جرأت شراب کی
زنگیون کو انتقام اٹھا کے مارنا شروع کیا سب زنگی نرغہ کر کے اوس دیوانے پر ٹوٹ پڑے اور دیوانے کو
پکڑ لیا اور شکنجین باندھ کے ڈالدیا دیوانہ زنگیون کو برا بھلا کہنے لگا لوگ ہنسنے لگے کہا کہ یہ عجیب قسم کا دیوانہ
ہے بعضون نے ارادہ قتل کرنے کا کیا دیو سیاہ زنگی نے کہا کہ اسکو قتل نہ کرو اگر ایسا ہی ہے تو اسکو قید مین رکھو
مہر بانو رونے لگی اور دیوانے کی طرف دیکھکے کہتی تھی کہ تجھسے مین دور ہوئی تیرے وصل سے محروم ہوئی
ایک دیو سیاہ کے دام مین پھنسی مہر بانو بہت مجبور و ناچار تھی دیو زنگی نے اپنے پہلو مین لیکر مہر بانو کو بٹھایا
اور بوس و کنار کرنے لگا مہر بانو نے کہا ای دیوانے وای بادشاہ حسن و خوبی مثل تیرے صورت و سیرت مین
کسی کو نہین دیکھتی ہون یہ دل چاہتا ہے کہ رات دن تیری بغل مین رہون مگر کیا کرون فلک نے نہ چاہا دیوانے
نے کہا او فاحشہ پہلوے زنگی مین بیٹھی ہے اور مجھپر طعنہ زنی کرتی ہے آ میرے پہلو مین بیٹھ کہ کچھ تو مزہ زندگانی کا اوٹھے
کبھی رو رو کر اوس زنگی کو کہتا تھا ای تیرہ درون تو نے مجکو باندھ کے مجبور کیا اگر مین کھلا ہوا ہوتا تو اسوقت
اس زن فاحشہ کو اور تجکو تہ تیغ کرتا یہ مہر بانو نے ایک گلابی شراب کی اٹھا اور اوس مین بیہوشی ملا اور جام
لبالب کر کے زنگی کے ہاتھ اوس دیوانے کو بھیجا کہ اس دیوانے کو بھی شراب پلادو دیوانے نے کہا ای مہر بانو

تو بالکل اندھی ہو گئی ہی مجھکو زنگی سے شراب پلواتی ہی کیا ہوا اگرچہ میرے ہاتھ بندھے ہین پیالہ شراب کا لا اور میرے منہ سے
لگا کہ دل خوش ہو یہ سنکے مہربانو ہنسی اور برعکس دیوانے کے کیا کہ جام شراب ناب لبریز کر کے منہ سے زنگی کے
لگایا اور دیو سیماے زنگی کو سامنے دیوانے کے پور پی کئی جام پلائے اور سب زنگیون کو اپنے ہاتھ سے
شراب پلائی تھوڑی دیر مین نشہ شراب کا زنگیون کو ہوا ایسے المست ہوئے کہ آخر کار سب بیہوش ہو گئے کسی کو
اپنے سر و پا کا ہوش نہ رہا مہربانو اٹھی اور دیوانے کو کھولا اور ایک خنجر نکال کے دیوانے کو دیا کہا کہ سے
ان سب زنگیون کے سر تن سے جدا کر دیوانے نے اسی وقت سب زنگیون کے سر کاٹ کے ڈالدیے اور
کشتی پر سوار ہو کر لشکر امیر با توقیر کی طرف روانہ ہوا دیوانہ بہت شاد اپنی آغوش مین اس معشوقہ کو لیکر
بیٹھا کشتی تو روبین چلی جاتی ہی اور دیوانہ مہربانو سے بوس و کنار کر رہا ہی یکایک وہ کشتی بیچ دھارے مین
پہونچی موج دریا نے طمانچہ طوفان کا مارا کشتی اس جگہ سے اچھلکر علیحدہ دھارے سے دور جا کر گری وہان
پہاڑ کے بڑے بڑے ٹکڑے پانی مین تھے کشتی اُنپر گرتے ہی پاش پاش ہو گئی اور پیندا کشتی کا پھٹ گیا پانی
کشتی مین بھرا پٹرے کشتی کے سب الگ ہو گئے دیوانہ پانی مین گر کر غوطے کھانے لگا پہاڑ ہی کا ٹکڑا جو ہاتھ کے
نیچے آیا اس پتھر کو تھام کر پہاڑ پر آ کھڑا ہوا دیکھا کہ مہربانو ایک پٹرے تختے کے بیٹھی ہوئی بہی جاتی ہو گزار زار
روتی ہی اور بہت نالان و ہراسان مجبور و ناچار ہی دیوانہ دیکھتا ہی کہ مجھسے معشوقہ سے ہزار ہا کوس کا فاصلہ ہی کبھی
روتا ہی کبھی دیوانہ سر پیٹتا ہی کبھی کہتا ہی کہ ہائے افسوس مین نے اپنی معشوقہ کو اپنے ہاتھ سے کھو یا دیکھیے آسپر
کیا گذرتی ہی دیوانہ تو یہ کہتا رہگیا اور تختہ مہربانو کا بہتا ہوا بعد دو روز کے ایک مقام پر پہونچا مہربانو نے دیکھا کہ
کشتیان سوداگرون کی آتی ہین غرضکہ تختہ قریب کشتی سوداگر کے آیا سوداگر نے جو ایک مہ جبین مہروش حسین حور لقا
کو اس طوفان مین دیکھا کہ ایک پارہ تختہ پر بہی آتی ہی جلدی سے جھکلر اس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا اور اٹھا کر اپنی کشتی مین
بٹھا لیا جب اُس نازنین کے حواس درست ہوئے حال پوچھا اُس نازنین نے کہا کہ مین کنیز ایک سوداگر کی ہون
کشتی طمانچہ طوفان دریا سے ٹوٹ گئی آقا میرا مع مال و اسباب سوداگری غرق محیط فنا ہوا مین ایک تختے پر بہکر
یہان پہونچی سوداگر نے اُسکے وصل کی خواہش کی اُس نازنین نے کہا اے سوداگر تو مجھپر ظلم و ستم نہ کر میری حرمت کا
احترام کر حرام کرنے سے دست بردار ہو ورنہ مین اپنے کو ہلاک کر ونگی اس سے بہتر یہ ہی تو مجھکو کسی کے ہاتھ بیچ
کہ پیشہ سوداگری مین اسکا کچھ مضائقہ نہین ہی سوداگر اُس نازنین کے انکار محض سے مجبور ہوا اور کشتیون کو بیچ
ملک فرنگ کی طرف روانہ کیا ہمراہ اُس نازنین کو بھی لیا بعد چند روز کے وہ کشتیان سوداگرون کی کنارے دریا کے
زیر قلعۂ قدرت پہونچین رستم نے سنا کہ چند سوداگرون کی کشتیان زیر قلعہ ٹھہری ہین اور ایران کی طرف
سے یہ سوداگر آتے ہین رستم دل مین خوش ہوا اور کہا کہ ان سے کچھ حال امیر کا ضرور دریافت ہوگا ان سوداگرون
کو ضرور بلانا چاہیے یہ سوچ کے رستم نے اپنے عیار کو بھیجا اور کہا کہ سوداگر کو میرے پاس بلا لا عیار گیا اور
سوداگر کو اپنے ساتھ بلا لایا سوداگر نے علمشاہ کو مجرا کیا رستم نے کہا اے سوداگر تیرا کہان سے آنا ہوتا ہی اُسنے
کہا ایران کی طرف سے آتا ہون رستم نے کہا تجھکو کچھ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا بھی حال معلوم ہی سوداگر
نے کہا مین کنارے دریا کے اترا ہوا تھا اور امیر با توقیر بھی مع لشکر وہین جلوہ آرا تھے سنا مین نے کہ امیر
قباد پر بہت خفا ہوئے اور مہرنگار نے جو سعی کی اُسنے بھی آزردہ ہوئے قباد کو بہت ناگوار ہوا اور پہرا تھ
گئے قباد و شہریار غائب ہو گئے صبح کو امیر کو خبر ہوئی بہت تلاش کیا مگر کہین پتا قباد کا نہ لگا امیر بہت محزون و

ونالان ہین اور محل مین گریہ وزاری کا شور ہی ملکہ مہرنگار نے مفارقت مین اپنے پارۂ جگر قباد و شہریار کی غیر حال
کیا ہی علمشاہ سنکے چپ ہورہے اور سوداگر سے پوچھا کہ کچھ تحفہ جات اُس طرف سے لایا ہی سوداگر نے عرض کیا بہت
کچھ اسباب عمدہ عمدہ لایا ہون اور منجملہ اُن اشیاء کے سوداگری کے ایک کنیز بہت حسین و خوبصورت شکل آفتاب
درخشان سے لایا ہون رستم نے کہا مین اُس کنیز کو دیکھون واسطے مہرانگیز کے مین خرید کرلونگا سوداگر
نے اُسی وقت مہربانو کو بلواکر رستم کو دکھایا جیسے ہی رستم نے مہربانو کو دیکھا اور مہربانو نے علمشاہ پر نگاہ کی
دونون نے پہچانا کس واسطے کہ رستم نے مہربانو کو لشکر امیر باتوقیر مین بہت دیکھا تھا مہربانو رستم کو دیکھکے
دعائین دینے لگی اور کہا اے شہریار مین کنیز کسی کی نہین ہون مین دختر سرخاب گلہ بان امیر باتوقیر ہون میرا
نام مہربانو ہی پھر مہربانو نے تمام سرگذشت اول سے آخر تک دیوانے کا حال اور اُسکا عاشق ہونا اور اپنا بھی
مائل ہونا اور کیفیت دیو سیمابی زنگی وغیرہ کی سب [illegible] رستم سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ وہ دیوانہ
میرا بہت بڑا دوست ہی کیا ہو گیا مہربانو نے کہا وہ دریا [illegible] نہین معلوم کہ زندہ ہی یا غرق دریا ہوا
علمشاہ نے کہا تو گھبرا نہین شاد و خرم ملکہ مہرانگیز کی خد[illegible]ین رہ جب تک امیر آئین شاید کہ دیوانہ اُنکے
ہمراہ آئے اے مہربانو اگر دیوانہ زندہ ہی تو ضرور تجھسے آکر ملیگا اور اگر مر گیا تو صبر کر اب خدا پر توکل کرکے
ملکہ مہرانگیز کے پاس عیش و عشرت مین مشغول ہو پھر علمشاہ نے سوداگر سے کہا کہ یہ نازنین کسی کی کنیز
نہین ہی بلکہ کنیز یہ ہماری ہی سوداگر بہت شرمندہ ہوا اور اُسکے عوض مین کنیزین اس سوداگر کو دیدین اور مہربانو کو
داخل حرم محترم یعنی ملکہ مہرانگیز کی خدمت مین کیا اور اب منتظر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان رہے اور مدام
دل سے یہی دعا تھی کہ پروردگارا جلد امیر باتوقیر کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف کر اور جلوہ نور صاحبقرانی
آنکھون سے دکھا کہ پھر وہی جلسۂ عیش و عشرت مہیا کرا اُدھر وہ سوداگر خوش و خرم اُن کنیزون کو لیکر علمشاہ سے
رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آکر رستم کی تعریف و توصیف از حد کرنے لگا اور کہا کہ حقیقت مین مثل امیر
باتوقیر یہ جوان بے نظیر ہی یہ خلق اور یہ مروت اور چہرے سے نشان شجاعت و بہادری اور ہمت و مردانگی
کسی فرد بشر مین ایسی نہین دیکھی اگر ایسا صاحب ہمت و شوکت و صولت نہ ہوتا تو تنہا ملک فرنگ پر کیون
آتا غرضکہ اُس سوداگر نے علمشاہ رومی کی بڑی تعریف کی تمام متعلقین سوداگر حال علمشاہ سنکر وجد کرنے لگے
و دو کلمے داستان مسافت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہین
غمزدگان دل پرملال اس داستان الم نشان کو اسطرح لکھتے ہین کہ امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران زمان کو رنج
و ملال گم ہو جانے سے قباد و شہریار کے تھا کہ چندے مین چہرہ اُتر گیا اور غذا وغیرہ بھی ترک کر دی گئی اور کوئی
بات خوش نہ آتی تھی بہ سبب اسی رنج و الم کے ایک مہینا کامل لب دریا فروکش رہے اور یہ بھی خیال دل
پرملال کو تھا کہ شاید قباد و شہریار آجائے اور برابر ہر روز عیارون کو چہار طرف برائے تلاش قباد و شہریار
بھیجا کرتے تھے مگر کہین پتا و نشان اُس گم کردہ راہ غم و آلام کا نہ ملا پریشانی امیر باتوقیر سے تمامی لشکر اور
سرداران نامور کو صدمۂ عظیم تھا اور طریقہ شادمانی برطرف تھا غرضکہ ایک روز جو امیر باتوقیر نے شب کو
بستر خواب پر استراحت فرمائی عالم رویا مین ملاحظہ فرمایا کہ ایک مقام پر نہایت فرحت افزا اسکان خوشنما ہی
اور گردا گرد اُسکے چمن بندی نہرین لبریز پانی خوشگوار لہرین مار رہی ہین گلدستے چار دن کو نون پر گلہائے رنگا رنگ
کے رکھے ہین اشجار باردار جھوم رہے ہین میوے گونا گون لگے ہین بلبلین چہک رہی ہین پھولون کی کلیان

کھل کھل کر جابجا مہک رہی ہین اور طیور بھی زمزمہ سنج ہین سرو گلستان استادہ ہین کہین کوکو کا شور کہین یاہو کی
صدا بلند ہی ایک مرد بزرگ پوشاک سبز پہنے اور عمامہ سبز سر مبارک پر رکھے جریب بادام تلخ کی شکل عصاے موسیٰ
عمران دست حق پرست مین ہی امیر با توقیر نے اُس صاحب شان و شوکت کو دیکھکر سلام کیا اُن بزرگوار نے
بہ لطف و مدارا امیر سے فرمایا اے حمزہ اسقدر کیون محزون اور نالان ہی رنج و ملال کو دل سے دور کر راہ خدا مین کار نیک
پر مستعد رہ اپنے مردی سے کوتاہی نہ کرنا چاہیے کہ پروردگار عالم و عالمیان جامع المتفرقین ہی بچھڑون کو ملاتا ہی غمزدون
کو شاد کرتا ہی برباد شدگان کو آباد کرتا ہی تو قباد و شہریار اپنے فرزند دلبند کے واسطے کیون ہراسان ہی وہ بھی جرأت
و ہمت تجھے دکھائیگا اور کفار کو قتل کریگا اسلام کو رواج دیگا تیرا نام بلند ہوگا ضرور ایک روز وہ تجھسے ملیگا
تیرا دل مسرور و شاد کام کریگا اب تجکو لازم ہی کہ یہان سے کوچ کر ملک فرنگ کی طرف روانہ ہو کہ انشاء اللہ تعالیٰ
قباد شہریار سے وہین ملاقات ہوگی غرضکہ امیر با توقیر یہ خواب دیکھکے بیدار ہوئے اور عمرو ولندھور اور مالک
کو بلایا اور حال شب کے خواب کا بیان کیا اور فرمایا اے خواجہ لشکر مین منادی کرو کہ ہم ملک فرنگ کی طرف کوچ
کیا چاہتے ہین سب مستعد ہون اور اپنا اپنا سامان درست کرین کار و بار سفر مین ہوشیار رہین یہ سنکے خواجہ عمرو
نے جا کر لشکر مین منادی کوچ کی کر دی تمام سردار و لشکریان مسلح و مکمل ہو کر درست ہوئے یہان عمرو سے
امیر با توقیر نے فرمایا کہ کشتیان تیار کراؤ اور اسباب و خیمہ و بارگاہ بار کراؤ عمرو نے سب کشتیان وغیرہ درست
کرا کے اسباب بارگاہ وغیرہ لدوا کے سب کشتیون پر سوار ہونے لگے عمرو کا ڈر کے مارے عجب حال ہوا پانی
کا شور و ہواے تند و موجون کی لہرین دیکھکر دم بدم یہی کہا یا امیر آپ جایے مین نہ جاؤنگا سردار دل وغیرہ نے
روپیہ کا لالچ دیا اور کہا کہ فرنگ مین بہت زر و جواہر ہی اگر تم چلوگے تو یہ سب تمھین دستیاب ہوگا عمرو نے کہا
لیکا مال تمھیں واصل ہو جب اپنی جان نہ ہوگی تو وہ مال کون لیگا آخر کار امیر نے کچھ روپیہ عمرو کو دیا اور طمع زر
ہوا اہر امیر نے اور سرداروں نے ملک فرنگ کی بہت کچھ دی عمرو راضی ہوا اسباب عمرو کا بھی کشتی پر بار
کیا اور ساعت نیک دیکھکر کشتیون کو روانہ کیا لیکن امیر نے بھر چلتے وقت پیر فرحنار کو تاکید مزید تعمیر عمارت
خوست کی بہت کی کہ وہ کارندہ خوش اندام تھا اُس سے کہا اے پیر خبردار کسی سے وڑنا نہین مرد مردانہ رہنا جو
کوئی حریف و دشمن اس طرف کا رخ کرے تجکو فوراً اطلاع دینا اور جو کچھ خبر ملک ایران سے آئے ہر روز
مجکو لکھتے رہنا کہ مین اُسکی تدبیر سے غافل نہون اور وہین سے بند و بست یہان کا کرتا رہون الغرض
امیر با توقیر اُس پیر کو سمجھا بجھا کر کشتی پر آئے اور بادبان کشتیون کے دریاے قہار مین چھوڑ دیے جب
کشتیان روانہ ہوئین امیر نے منہ طرف آسمان کے بلند کیا اور کہا اے پروردگار تو ہی ہر حال مین حافظ و
نگہبان ہی تو ان سب بیچارون کی ہر وقت چارہ سازی کیجیو اور بخیر و عافیت کنارہ بحر امید پر پہونچائیو
اُسکے بعد یہ شعر دم بدم ورد زبان کیا شعر دربن دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا ٭ دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ٭ اب کشتیان راہ پانی کی طے کرتی ہوئی ہوا پر چلی جاتی ہین کہین گرداب بلا
نظر آتے ہین کہین موجین اپنی لہرین دکھاتی ہین دھارے کا توڑ دیکھکے دل دہلنے لگا پانی کا شور دیکھکے حواس
منتشر ہین امیر با توقیر غالی بے نظیر کہتے ہوئے چلے جاتے ہین غرضکہ راہ منازل آب قہار طے کر کے بعد ایک
ہفتہ کے کشتیان اُس کوہ کے قریب پہونچین کہ جہان دیوانہ جناح بن قدیس بیٹھا تھا لیکن کئی روز گذرے
تھے کہ تشنہ و گرسنہ تھا آب و طعام سے مطلق آشنا نہوا تھا عجب عالم مایوسی جان سے بے ہراسی دلگیر مضطر و نالان

حیران و پریشان چار طرف دیکھتا تھا مگر ہر سمت سواے پانی کے یا وہ پہاڑ کہ جسپر یہ بیٹھا تھا کچھ نظر نہ آتا تھا دل مین کہتا تھا کہ اے پروردگار عالم تو نے مجھے کس بلا مین پھنسایا اب تو مجھپر رحم کر اور مجھکو اس قید سخت سے رہائی دے کئی روز گذرے کہ مین تشنہ و گرسنہ ہون اب تو اپنی صفت رزاقی کی دکھا کہ اب تاب ضبط اس تیرے بندۂ گنہگار عاجز و مجبور کو نہین ہے ابھی وہ دیوانہ یہ دعا کر رہا تھا کہ سامنے سے کشتیان نمودار ہوئین جیسے ہی اُس دیوانے نے کشتیون کو دیکھا شور و غل کرنے لگا اور دوہائی خدا و رسول کی دینے لگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ دیکھنا یہ سامنے پہاڑ پر کون غل مچاتا ہے ذرا پکارکر اس سے دریافت کرو عمرو نے جو ہاتھ اٹھاکر آواز دی حال اور نام و نشان پوچھا دیوانے نے جواب دیا مگر پانی کے شور و غل سے اُسکی بات سمجھ مین نہ آئی امیر یا توقیر نے فرمایا کہ کشتی اُس طرف لیچلو جب کشتی قریب اُس پہاڑ کے آئی امیر اور عمرو نے جناح بن قندھیں دیوانہ کو پہچانا اور اُسنے بھی سب کو پہچانا خواجہ نے ہاتھ پکڑکے اُسکا کھینچ کے چاہا کہ کشتی پر بٹھالین مگر نہ آسکا دیوانے نے امیر کو مجرا کیا صاحبقران نے دیوانے سے فرمایا کہ تو یہان کیونکر آیا اور اس مصیبت مین کس طرح پھنسا وہ گریہ و زاری کرنے لگا اور کہا کہ مین اپنا حال بیان کرونگا امیر نے کہا کہ خواجہ کسی طرح سے اسکو لینا چاہیے عمرو نے بہت سی تدبیرین کین مگر کوئی نہ چل پڑی امیر نے فرمایا کہ کشتیون کو لنگر کرادیا اور کشتیون کو قطار باندھکر دور ویہ استادہ کروا اور رسی باندھو دیوانے سے کہو کہ جست کرکے کشتی مین کود پڑے عمرو نے کہا امیر مجھسے یہ جھگڑا نہو سکیگا مجھکو پانی سے ڈر معلوم ہوتا ہے امیر نے کہا اے عمرو مین تجکو تین اشرفیان دونگا عمرو نے کہا لادے امیر نے تین اشرفیان عمرو کو دین اور کہا کہ جلد اسکو کشتی پر لاؤ عمرو نے تدبیر اسی طرح سے کی اور بیڑے سب کشتیون کے باندھدیے لندھور نے آواز دی اے دیوانے جست کرکے کشتی مین آ دیوانے نے لندھور کو بُرا بھلا کہا اور یہ کہا کہ تو چاہتا ہے مین پانی مین گرکے ڈوب جاؤن یا ہاتھ پانوٴ میرے کشتی پر گرکے ٹوٹ جائین مین مرجاؤن تو معشوقہ کو میری لے لے یہ سنکے حمزۂ صاحبقران و عمرو وغیرہ حیران ہوئے کہ یہ دیوانہ کیا کہتا ہے عمرو نے کہا اے حمزہ معلوم ہوتا ہے کہ دیوانہ کسی پر عاشق ہے پھر عمرو نے سب سے کہا کہ تم لوگ سب اس سے کہو اگر تو یہان آئیگا تو تیری معشوقہ ملجائیگی سب نے ایک زبان ہوکر پکارکر کہا اے دیوانے اگر تو کشتی مین پھاندیگا تو تیری معشوقہ سے تجھسے ملاقات ہوجائیگی نہین تو ہم کشتیون کو لیے جاتے ہین تو یہین تڑپ تڑپ کر مرجائیگا ناچار ہوکر دیوانے نے دل سے کہا اگر تو نہین جاتا ہے تو یہ لوگ سب چلے جائینگے نہین معلوم پھر کچھ کیا گذرے الغرض دیوانے نے اپنی آنکھین بند کرلین اور جست کرکے کشتی مین آیا عمرو اسکو امیر کے پاس لائے دیوانے نے امیر کو مجرا کیا امیر نے حال اُس سے پوچھا دیوانے نے اول سے ساری حقیقت اپنی بیان کی اور کہا کہ جب مین نے زنگیون کو قتل کیا اور معشوقہ کو لیکر کشتی مین بیٹھا کشتی میری بیچ دھارے مین آکر ٹوٹ گئی معشوقہ میری ایک تختے پر بہتی ہوئی آپ کے پاس آئی اور مین اس کوہ پر رہگیا یہ کہکر لندھور کی طرف پھرکے کہا کہ تم کہتے تھے اور اقرار کیا تھا کہ مین تیری معشوقہ کو دونگا لا کہان ہے لندھور دیوانے کی باتین سنکر ہنسنے لگا دیوانے نے بڑھکے لندھور کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا کہ مین تجھسے اپنی معشوقہ کو لونگا لندھور نے کہا اے دیوانے تیری معشوقہ میرے پاس نہین ہے مجکو چھوڑ دے دیوانہ گریبان کسی طرح نہ چھوڑتا تھا اور کہتا تھا تو میری معشوقہ کو دے یا مجکو پھر اُسی کوہ پر پہونچا دے جب معشوقہ میری تجھسے ملجائیگی تو مین اسکے ساتھ آؤنگا غرضکہ دیوانہ یہی کہتا ہے اور نالہ و زاری کرتا ہے تمام [illegible] اُسکی دیوانگی پر ہنستے ہین عمرو نے کہا اے دیوانے رو نہین شور و غل نہ کر صبر کرنا چاہیے معشوقہ کو تیری تجھسے [illegible]

تو منتظرہ غرضکہ عمرو وغیرہ نے دیوانے کو سمجھا کر مطمئن کیا اب کشتیون کے لنگر اٹھے اور سب کشتیان روانہ ہوئین بعد چند روز کے ایک طوفان عظیم آیا صد ہا جہاز و کشتیان غرق دریاے اجل ہوئین جہاز مثل برگ خزان دیدہ ہواے تیز و تند مین اڑ گئے مگر کشتیان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کی مثل گرداب چکر مین اِدھر اُدھر پھر رہی ہین راہ پر نہین آتی ہین پانی بانسون اچھل اچھل کر کشتیون کو تباہ کرتا ہے آگے بڑھنے نہین دیتا ہے اسی حال پر ملال مین چار مہینے اسی مقام دریا مین گذرے تمام لشکر امیر و سردار وغیرہ حیران و پریشان ہین اور زندگی سے سب کو ہراس ہے سب الغفون پر دعائین کرتے ہین جب امیر کشور گیر نے دیکھا کہ طوفان کسی طرح برطرف نہین ہوتا اور کشتیان سب تباہی مین پڑی ہین ایک مقام سے دوسرے مقام پر ہٹتی نہین ہین بہت حیران ہوئے اور بیقرار ہو کر ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے اور دل رجوع کر کے بدرگاہ قاضی الحاجات بہ مناجات کرنے لگے اے پروردگار عالم اے نوح غریبان اس تلاطم دریاے قہار سے ان کشتیون کو نجات دے اور اپنی رحمت کاملہ نازل کر ساحل مقصد پر پہونچا دے فوراً باستدعاے امیر با توقیر وہ طوفان بعد چار مہینے کے دور ہوا ملاحون نے آکر مژدہ رحمت پروردگار سنایا کہ حق تعالے نے اس بلاے طوفان سے نجات دی اور سفر بھی تمامی پر ہے یقین ہے کہ ایک دو روز مین ساحل مراد پر پہونچین امیر نے یہ سنکے سجدہ کیا اور بہت خوش ہوئے اور منھ اُن ملاحون کا موتیون سے بھر دیا اور سب سردار وغیرہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور امیر با توقیر کو سب نے نذرین دین گویا وہ دن روز عید تھا کہ پروردگار عالم نے رحم کیا اور جانین بچائین غرضکہ پانچ روز اور راہ دریا کی طے کی چھٹے روز کشتیون کا لنگر کنارے پر ہوا سب لشکر امیر کا اترا خیمے بارگاہ برپا ہوئے سب سردار اپنے اپنے خیمون مین آئے اور امیر با توقیر بارگاہ مین داخل ہوئے عیارون نے آکر کہا یہ مقام در بندر سچاینہ ہے اور لشکر علمشاہ بھی اسی مقام پر ہے یہ سنکے امیر با توقیر اور زیادہ خوش ہوئے اور بہ عیش تمام وہان رہنے لگے مگر اب فکر قباد شہریار کی ہے کہ کسی طرح قباد کا پتا لگے اور نشان معلوم ہو پھر ایک عیار طرار سے کہا کہ جو قباد کا حال اور خبر نیک کہیگا مین اسکو بہت کچھ انعام دونگا اور خوش کرونگا اس قصے کو تو یہین چھوڑ دیجیے

اب دو کلمے داستان شوکت نشان قباد شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

رہروان راہ قلزم ذخار طبیعت اس داستان شوکت نشان کو یون قلمبند کرتے ہین کہ قباد شہریار دو پہر رات گئے لشکر امیر با توقیر سے پوشیدہ ہو کر کنارے دریا کے آئے اور ایک کشتی تلاش کر کے اُس پر سوار ہوئے اور شکر پروردگار عالم کرتے ہوئے چلے تین شبانہ روز کشتی پانی مین روان رہی تین دن تک نہ کھانا نہ پانی تشنہ و گرسنہ غیر حال یاد خدا مین چلے جاتے ہین چوتھے روز سامنے ایک شہر دکھائی دیا دل مین قباد بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اس مقام پر چلکے اتریے کہ کچھ آرام ہو تھوڑی دیر استراحت کیجیے یہ سوچ کر قباد کشتی کو پھیر کر برابر جزیرے کے لائے اور کشتی سے اترے اور کشتی کو باندھ دیا اور جزیرے مین داخل ہوئے ادھر ادھر سیر کرنے مین مشغول ہوئے جب جزیرے کے اندر آئے دیکھا کہ عمدہ و نایاب عمارت آراستہ و پیراستہ ہے کہ کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی اور اسباب اُس مین نہایت تحفہ تحفہ ہے لیکن کوئی اُس جزیرے مین آدمی نہین ہے قباد حیران ہوئے مگر بھوکے جو بہت تھے طعام کی تلاش مین چار طرف پھرے جاتے جاتے ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا اُس باغ مین قباد شہریار آئے دیکھا کہ وہ نہایت شگفتہ و شاداب ہے اُس مین بارہ دری بہت عمدہ ہے

اُس بارہ دری مین جو آئے فرش وغیرہ آراستہ پایا مسند زرین بچھی ہوئی اور ایک مقام پر خوان کسے ہوئے تھر کیے ہوئے طعامہای لذیذ کے رکھے ہین قباد نے خوانون کی سب مُہرین توڑ ڈالین اور بیٹھکر بسم اللہ کر کے کھانا کھانے لگے جب طعام لذیذ کھاکر سیر ہوئے شکر خدا کیا ہاتھ منھ دھوکر اب مشغول سیر ہوئے تھوڑی دیر نہ گذری تھی دیکھا کہ دروازہ پر اُس باغ کے غوغا بلند ہوا قباد شہریار باہر باغ کے آئے دیکھا کہ ایک جوان رعنا قوی ہیکل لباس انگریزی پہنے ہوئے مسلح و مکمل اور چالیس جوان اسی صورت کے ہمراہ اُسکے ہین وہ للکار رہا ہی کہ کون ہمارے گھر مین بغیر ہماری اجازت دخیل ہوا ہی اور دیکھا کہ اسکے ہمراہ تین جہاز بھرے ہوئے زر و جواہر کے ہین اور اسباب بیشمار ہی قباد کو وہ دیکھکر پکارا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی قباد نے کہا مین مرد غریب مسافر ہون کشتی میری اس مقام پر آکر ٹوٹ گئی مین یہان آکر ٹھہر گیا اُس جوان کو غصہ آیا اور کرچ کھینچکر قباد کو ایک ہاتھ مارا اور کہا کہ بے اجازت تو مکان غیر مین کیون آیا قباد نے خالی دیکر ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور جھٹکا مارکر کرچ اُسکی چھین لی اور بند دست کو تھام کر مرکب سے اُٹھالیا وہ چالیس آدمی جو اُسکے ہمراہ تھے قباد پر تلوارین کھینچکے ٹوٹ پڑے قباد نے اُس جوان کو بجائے سپر ہاتھ مین لیا اور لڑنا شروع کیا جو قریب آیا اسکو بضرب شمشیر قتل کیا جب نصف آدمی اُسکے مارے گئے اُس جوان نے کہا اے بہادر اب مین تجھسے زیر ہوا مجکو چھوڑ دے اور اپنا نام بتا مین نام خدا پر مین ایمان لاچکا ہون اور مین نے سنا تھا کہ اس سال مین اپنا نام و ایمان نہ ظاہر کرنا اے بہادر حال میرا کوئی نہین جانتا ہی تجھسے اپنا حال فقط ظاہر کیا ہی قباد نے اُسکو چھوڑ دیا اُسنے کہ نام میرا فیروز زہر خوار ہی اور یہ نام مین نے اسواسطے رکھا ہی کہ ہمیشہ مین مثقال زہر کھایا کرتا ہون اے جوان مین ایک امرا سے فرزوق شاہ فرنگی سے ہون ایک روز مجھسے اور مالاگرد فرنگی سے تکرار ہوئی اور مالاگرد فرنگی جو سپہ سالار فرزوق شاہ ہی اُسنے اُسکی طرفداری کی اور مجھپر غصہ ہوا اگر مجھسے اور مالاگرد سے نزاع قلبی ہوگئی فرزوق شاہ نے جو دیکھا کہ یہ مالاگرد فرنگی کا دشمن ہی سال بھرتک مجکو فرزوق شاہ نے قید مین رکھا میرے عزیز اور اقربا نے بہت چاہا کہ مجکو رہا کرین فرزوق شاہ نے میرا گناہ نہ بخشا اور رہا نہ کیا لیکن مجھسے اور مالاگرد سے جو نزاع تھی بعد سال بھر کے فرزوق شاہ نے مجکو قید سے رہا کیا اور مجھسے کہا کہ تو فوج لیکر فرنگ کوچک پر جا اور خدمت ارشی تاجدار و قرشی تاجدار مین رہ کسواسطے کہ یہان سے فرنگ کوچک تین مہینے کی راہ کا فاصلہ ہی اور وہان ایک کوہ واقع ہی کہ اسکو جبال الاحراق کہتے ہین وہان کے یہی ارشی و قرشی حاکم ہین اور بادشاہت کرتے ہین مگر شاہ صفاترک کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہی ملک ماچین و فرنگ و حبش اُسکے قبضے مین ہی ہر سال واسطے لڑنے کے لشکر لیکر ارشی و قرشی پر جاتا ہی اور مارکر تباہ و برباد کرتا ہی نوکری اُنکو نہ آنے دیتا اور مار کر ہٹا دیتا مین فوج لیکر فرزوق شاہ سے فرنگ کوچک پر آیا اور ارشی و قرشی کی خدمت مین بصد اعزاز و اکرام رہا جب شاہ صفاترک لشکر کشی کر کے آیا ارشی و قرشی بھی فوج کو صف آرا کر کے میدان مین پہونچا اور لڑائی ہونے لگی وہ تلوار چلی کہ ترک فلک نے پناہ مانگی کشتون کے پشتے لگادیے خون کے دریا بہادیے قریب تھا کہ شاہ صفاترک کو شکست دون کہ اسلم فرنگی سے مقابلہ ہوا اُسنے کرچ کا وار کیا مین نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا مین نے للکار کر کہا او کفار و کدان آج رستم اور اسفندیار ہین کہ میرا مقابلہ کرین ناگاہ از بیابان گرد سے برخاست دیکھا کہ

جبال الحراق کی طرف سے پانچ ہزار سوار شاہ صفا ترک لیکر آگرا مین نے وہ شمشیر زنی کی کہ اُنکے دانت کھٹے ہوگئے ہزارون کا خون بہ گیا مین نے اُنکو بھیڑون کی طرح سے کاٹ کر ڈالدیا اے جوان رعنا اب تو اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہے اور یہان کیونکر مقیم ہے اُس جوان نے کہا کہ چالیس آدمی میرے بھائی ہین اور میرے محرم راز ہین مین بھی شاہ صفا ترک سے شکست کھا کر بھاگا اور مع چالیس برادرون کے اس جزیرے مین مقیم ہوا پانچ برس مجکو یہان رہتے ہوئے گذرے ہین مین اب پیشہ قزاقی کا کرنے لگا ہون جو قافلہ کہ ادہر سے آتا ہے اسکو لوٹ لیتا ہون اور سبکو مار کر دریا مین ڈالدیتا ہون مگر جو قافلہ کہ مسلمان کا آتا ہے اُس سے نہین بولتا اور کافرون پر بہت ظلم کرکے مال و اسباب چھین لیتا ہون ہرچند لوگون نے مجکو تلاش کیا مگر نہ پایا البتہ اب تو نے مجکو بہ فریب و زیر کیا اب تو اپنا نام اصلی بتا قباد نے کہا منم قباد شہریار پسر حمزہ صاحبقران عالی وقار اور حال اپنا سب بیان کیا اُس جوان نے کہا الحمد للہ اب تو مجکو اپنی خدمت مین رکھ قباد نے کہا مین خود تیری ہمراہی مین رہونگا اور تیری ہمراہی مجھکو دلی تر ہے کہ تو نے مجکو اپنے جزیرے مین رہنے کی جگہ دی غرضکہ قباد شہریار وہان رہنے لگے تین دن کے بعد اُس جوان سے قباد نے کہا کہ مین اب پھر فرنگ کوچک کو جاتا ہون اور کافرون کو درہم برہم کرکے ملک کو مسخر کرتا ہون اگر خدائے عزوجل توفیق رفیق کریگا تو لشکر لیکر آونگا آخر الامر قباد شہریار کنارے دریا کے آئے اور لوگون سے فرنگ کوچک کی راہ دریافت کی لوگون نے کہا کہ دامن کوہ کو کتائے ہوئے چلے جاؤ یہی راستہ سیدھا ہے فرنگ کوچک مین پہونچ جاؤ گے یہ سنکے قباد کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے بعد شبانہ روز برابر چلے کہ اُسی پہاڑ کے برابر درہ جبال الحراف اور ایک صحرائے لق و دق نمودار ہوا اب قباد شہریار اُس صحرائے لق و دق مین پہونچے اور جبال الحراق کے نیچے نیچے چلے جاتے ہین یکایک اس کوہ سے ایک نقابدار پلنگینہ پوش پیدا ہوا دیکھا کہ مرکب ابلق پر سوار سلاح و کمل مردانہ دار ایک جوان ہے آکر نعرہ کیا کہ تو کون ہے قباد شہریار نے بھی للکارا کہ او زن باکرہ نقابدار بتا کہ کہان آئی اور نام بہادران اولو العزم کا کیا یہ سمجھتی ہے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ تو اپنے کو بہادر اور شجاع جانتا ہے قباد نے کہا بیشک مین بہادر ہون کہ بیٹا شجاع اور دلیر کا ہون نقابدار نے کہا ہشیار اور خبردار یہ کہکر نیزہ مارا قباد نے نیزے کو سپر پر روکا اسقدر تیغین چلین کہ دونون نیزے ٹکڑے ہو کر پڑے قباد نے تلوار کھینچی نقابدار ہنسا قباد نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے خالی دے کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون مگر نہ ممکن ہوا بند دست قباد شہریار کو تھام کر مرکب سے اُٹھا لیا قباد کو صدمہ عظیم ہوا اور تکان سے بیہوش ہوگئے نقابدار نے زمین پر رکھدیا جب ہوش آیا درگاہ خدا مین دعا کی اے رب پاک ذات و اے پروردگار عالم تجھسے عزت و حرمت کا ملتجی ہون اور اتنی مجکو بھی اسقدر طاقت و قوت عطا کر کہ برابر سرداران ایسے کے ہون اور دشمن پر غالب رہون کیونکہ والد نامدار حمزہ صاحبقران عالیوقار سے روگردان ہو کر آیا ہون اب جو پھر کے جاؤنگا تو اُنکے سامنے شرمندہ و نادم ہونگا یہ دعا کرکے قباد اپنے مرکب پر سوار ہو کر چلا ناگاہ قباد نے دیکھا کہ کوہ سے ایک بزرگ نورانی صورت پیدا ہوئے شان خدائے جلیل چہرے سے ہویدا اور سبز پوشاک زیب جسم الپور ہما اللہ نورانی سر مبارک پر اور لگ نور چار طرف سے احاطہ کیے ہوئے اور گرد اُنکے چند بزرگوار سبز پوش ہمراہ اُنکے سرہانے قباد کے کھڑے ہوئے ایک سبز پوش نے اُن سے کہا کہ یہ پسر حمزہ ہے اور ادا اپنی کرتا اور دعا کرتا ہے کہ جلد میری

مراد برآئے یہ کہکر اُس بزرگ سبزپوش نے کیا کام کیا کہ کمربند قباد کی کمر سے کھولا اور اُن سبزپوش کے ہاتھ مین دیا اُنھون نے کمر مین پھر باندھ دیا اور پشت اور سر پر بہ شفقت تمام ہاتھ پھیرا قباد شہریار کا مرکب وہین کھڑا ہوا تھا کمر مین قباد کی ہاتھ ڈالکر مرکب پر سوار کیا اور فرمایا کہ اے قباد تو کچھ غم و الم نہ کر تیرا پروردگار حامی و مددگار ہی جا اپنے لشکر مین اور باپ سے اپنی خطا کو بخشوا کہ وہ از جانب خداوند جلیل امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران ہی اور وہ فراش راہ محمدی ہی اب کوئی تجکو مرکب سے جدا نہین کرسکتا اور کوئی تجپر غیر کفت غالب نہین آسکتا پس تیرا جو مطلب تھا وہ برآیا یا اور کچھ باقی ہی اور چند کار جنگ تجھسے نمایان ہونگے ایک سبزپوش اُن سب سبزپوشون مین سے بڑھا اور مبارکباد قباد شہریار کو دی قباد شہریار نے دست بستہ عرض کی کہ یہ بزرگ سبزپوش کون ہین اُنھون نے کہا ارے تو انکو نہین جانتا یہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہین قباد آگے بڑھا اور پابوس ہوا اور ہاتھ اُنکے آنکھون سے لگائے اور چومے یکایک قباد کو ہوش آگیا اب جو آنکھ کھول کے دیکھا اپنے تئین پشت مرکب پر پایا اور قباد نے سرتاپا عرق جسم مین غرق تھا اور اپنے مین قوت اور طاقت اور شان و شوکت دو چند سے بھی زیادہ پائی کہ یہ طاقت اپنے جسم اور دست و پا مین کبھی نہ دیکھی تھی قباد بہت خوش ہوا اور گھوڑے سے اُترکر دو رکعت نماز شکر کی بجالایا اور سجدۂ شکر مین جاکر الحاح و زاری درگاہ جناب باری مین یون کرنے لگا اے پروردگار عالم و عالمیان مین ایک بندۂ ناچیز و ضعیف ہون تو نے یہ الطاف و کرم فرمایا اگر ہر بن موے تن زبان ہو جائے تو بھی تیرے ان احسانون کا شکر ادا نہو سکے تجھی سے ہر وقت مدد کا طلبگار ہون تو ہی میری ہر جگہ حمایت اور اعانت کرنا یہ کہکر سر سجدۂ شکر سے اُٹھایا اور کہا کہ اب وہ سوار کہان ہی آئے میرے سامنے کہ پوست استخوان سے اُسکا جدا کردون یہ کہکر اُس جنگل مین گھوڑا دوڑایا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا جنگل مین ایک درخت چنار کے نیچے وہی نقابدار قالین بچھائے ہوئے بیٹھا ہی اور نقاب چہرے سے اُلٹے ہوئے ہی اور بارہ ہزار نقابدار سبزپوش گرد اُسکے کھڑے ہین اور کچھ لوگ سوتے ہین اور کچھ جوان اُسکے پاس بیٹھے ہین جیسے ہی اُس نقابدار پلنگینہ پوش نے دور سے دیکھا فوراً نقاب چہرے پر ڈالی اور اُٹھ کھڑا ہوا اور نعرہ کیا کہ اے طفل تو شیرون کے مقابلے پر یون دلیرانہ آیا قباد نے کہا اب مین تجکو کب چھوڑتا ہون نقابدار نے کہا کہ مین جانتا تھا کہ تو مرگیا ہوگا مگر زندہ رہا تو وہ وقت بھول گیا اور وہ صدمہ تجکو نہین یاد یہ کہکر نقابدار نے پہلوے مرکب قباد پر نیزہ مارا مرکب قباد مرگیا قباد پیادہ آیا اور جوڑی مرکب نقابدار کی پکڑ کے جھٹکا دیا کہ مرکب نقابدار منہ کے بل گرا نقابدار کود کے جدا ہوا قباد نے ایک گھونسا مرکب کے سر پر مارا کہ مغز مرکب کا پھٹ گیا اور دوڑ کے نقابدار سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی نقابدار نے کہا او طفل وہ طاقت تجھ مین اور تھی اور اب قوت تجھ مین اور ہی یہ قوت کہان سے تجکو دستیاب ہوئی قباد نے کہا کہ خدا نے مجکو عطا کی اب تو مجکو اپنا نام بتا اور صورت دکھا نقابدار نے کہا تجکو میرے نام سے کیا کام ہی تو اپنا نام بتا قباد نے اپنا نام بتایا نقابدار نے گلے سے لگایا اور کہا اے قباد شہریار تو یہان کیونکر آیا قباد نے ساری کیفیت بیان کی نقابدار نے کہا اب کیا ارادہ ہی قباد نے کہا کہ امیر ملک فرنگ کو فتح کرنے آتے ہین مین چاہتا ہون کہ پہلے مین فرنگ و باب کو فتح کرون اور لشکر امیر مین جاؤن

دو کلمے داستان عرضی لکھنا لندھور کا اور جانا امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران کا طرف خرسنۂ روم کے بیان کیے جاتے ہین

راویان راست بیان اس داستان شجاعت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ وہان امیر نے بھی فرنگ سے کوچ کیا تمام ملک سب کو تقسیم کیے مسروق آلاگرد مالاگرد کو دیے اور ضمیران شاہ اشقش اور شعر کو دیے اور آپ ارادہ ایران کا کیا غرض خرسنۂ روم کی طرف سیر چلے اور سرزمین خرسنۂ روم مین آے شکار کھیلتے ہوئے چلے جاتے ہین غرض ایک دن ایک آہو پر گھوڑا ڈالا یکہ و تنہا ایک صحرا مین اسکو اسیر کیا اور گھوڑے سے اُترکے ذبح کیا اب امیر راہ اور سب لشکر کی دیکھ رہے ہین کہ سامنے سے ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑے پر سوار آیا اور کہا تونے میرے صید کو کیون شکار کیا امیر نے کہا مجھے نہ معلوم تھا اپنا شکار لیجاو اُسنے کہا تمکو قتل کرونگا امیر نے کہا اُسی منھ پر تو قتل کریگا ایک آہو تو مارا نہ گیا اور امیر نے آواز سے پہچانا کہ عورت ہی جب تو کہا جو ارادہ ہو وہ کرین مین موجود ہون نقابدار نے کہا یا امیر ہم آپ مردہ ہین کسکو مارین تب تو امیر گھبرائے کہا تو میرا نام کیا جانے جب تو نقابدار نے کہا اگر آپ نے وعدہ خلافی کی اور نہ پہچانا مگر ہم تو اپنے قول کے سچے ہین امیر نے کہا تو اے شخص آگاہ کر مین نہین جانتا اُسنے کہا وہ سامنے باغ ہی چار گھڑی مین آنا ہین خاطر جمع سے کہونگا امیر نے کہا ابھی چلو یا اپنی صورت دکھاؤ اُسنے کہا بس کہدیا تم آنا یہ کہکر چلا گیا امیر کو تاب نہ آئی بڑی مشکل سے چار گھڑی کیا بلکہ تین گھڑی کے بعد چلے اور باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ ایک جشن آئی امیر کو سلام اور کہا کہ چلیے امیر گھبرا کے دیکھنے لگے اُسنے کہا آپ خوف نہ کرین یہ جگہ دشمن کی نہین امیر نے کہا اگر دشمن ہوگا تو میرا کیا کریگا مین تو سوچتا ہون کہ گھوڑا کہان باندھون اُسنے کہا کہ آپ بہ شوق اس درخت مین باندھین الغرض امیر اشقر کو باندھ کے اُسکے ساتھ باغ مین آئے دیکھا کہ دو عورتین امیر کو دیکھکر بھاگین اور ملکہ سے کہا کہ جشن ایک مرد وا لیے آتی ہی ملکہ نے کہا آنے دو یہ تو نہ جانتی تھین حیران ہو کر چپ ہو رہین اور امیر چبوترے پر آئے مسند پر ملکہ کو دیکھا اور دیکھا کہ سامنے حوض مین لال سبز مچھلیان تیر رہی ہین اور فوارے چل رہے ہین ڈالیان پھولون کی نیچے کیلون سے سے اُسپر جو پانی گرتا ہی تو شکل مروارید سفید کے بوندین معلوم ہوتی ہین ملکہ اُٹھی امیر نے پہچانا کہ صورت آشنا ہی ملکہ نے کہا آپ نے مجھکو پہچانا میرا نام ہما ہے قیصر ہی آپ وعدہ کر گئے تھے آخر کو مین نے ڈھونڈھ نکالا اور مین نے جو حال آپ کے آنے کا سنا فرنگ مین اُسی روز سے مین نے بھی شکار اختیار کیا کہ کہین تو سامنا ہوگا غرض امیر تو عاشق تھے اتنے مین عمرو بھی آیا بعد اُسکے قباد اور کل لشکر بھی پہونچا اور امیر نے ملکہ سے نکاح کیا اُسکے پیٹ سے شیردیہ اور شیرافگن پیدا ہوتے ہین بعد کئی دن کے عرضی لندھور اور علمشاہ کی پہونچی مضمون عرضی کا یہ تھا کہ مارا جانا جنید کا اور قید ہوکے جانا سعد کا ہیکلان کے پاس طرف شوستان مغرب کے امیر سُنکے بےچین ہوئے کہا کوئی پہلے جاکے سعد کی اور شہر کی خبر لادے اور جواب لکھا کہ اے علمشاہ تم چلے آؤ تو ہم تم ملکے مغرب کو چلین اور وہ جواب عرضی کا علمشاہ اور لندھور کو پہونچا اور دونون نے حلب سے کوچ کیا

دو کلمے داستان کرب غازی کا بارہ برس کے سن مین زیر کرنا نقابدار پلنگینہ پوش کو بیان کیے جاتے ہین

عمران

مہران شیرین زبان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عادی نے جو معروف شاہ اندروسی
کی دختر سے عقد کیا تھا تو کرب پیدا ہوا پرورش پانے لگا نانا اور مان بہت فریفتہ ہین جب بارہ برس کا
سن ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھے لیکن دیوانہ پن ہر بات مین کھورے کھورے بال ٹوپی کے آگے
پریشان ایک دن نانا اور مان سے کہا اگر ہمکو رخصت دو تو ہم بھی امیر کے پاس جائین اور باپ سے
ملین یہ سنکر مان نے کہا بیٹا جو خدا اس قابل کریگا تو جانا غرض ایک دن بارگاہ مین اپنے نانا کی کرب
بیٹھے تھے کہ سامنے سے ایک سوداگر دنا پیٹتا آیا اور معروف شاہ سے فریاد کی کہ آپ کے زیر قنات یہان سے
چار منزل پر لوٹا گیا کوئی پلنگینہ پوش مع چالیس ہزار قزاق کے اُس کوہ پر رہتا ہے اوس نے مجکو لوٹ لیا
معروف شاہ نے سنکے کہا کہ مین کیا کرون میرا مال اور رسد لوٹ لیتا ہے مین اُسکا کچھ نہین کر سکتا یہ سنکر سوداگر
زیادہ رونے لگا کرب نے نانا سے کہا کہ نانا جان آپ نے اُسکو صاف جواب دیا اور اسکی مدد نہ کی معروف شاہ نے
کہا اب تم کچھ مدد کرو کرب نے کہا اچھا اور اُٹھ کھڑا ہوا معروف شاہ نے پھر ہنسی سے دیوانہ سمجھکر کہا کہ اب
تو یہ مدد کریگا بھلا ہم بھی دیکھین اور کرب نے سوداگر کا ہاتھ پکڑا باہر لاکے کہا چل تیرا ہم تیرا مال چھین دین
سوداگر کی جان نکل گئی کہا اے صاحبزادے مین مال سے باز آیا اب تو جان بھی جائیگی جو مین تمکو لیجاؤنگا
کرب نے کہا تجکو کیا اگر تو نہ چلیگا تو تجکو مار ڈالونگا یہ سنکر کرب کے دونون ماموں ہاشم اور سالم اندر
سے باہر آئے اور بھانجے کی تقریر سنی سمجھایا کہ اے ماموں کی جان بیٹا کرب بس جانے دو اپنا سن تو دیکھو
کرب نے کہا ماموں صاحب آپ بخدا اس مقدمہ مین نہ بولیے ضرور جاؤنگا یہ کہکے چل کھڑے ہوئے اور
گھوڑے پر سوار ہوکر سوداگر کو آگے رکھ لیا دونون ماموں بھی بہ محبت اُسکے ساتھ چلے اور یہ خبر عادیہ بانو
کو ہوئی وہ رونے لگی اور معروف شاہ سے کہلا بھیجا کہ جسطرح سے ہو میرے فرزند کو میرے پاس بھیجدو
نہین تو مین باہر نکلو نگی معروف شاہ یہ سنکر گھبرایا کہ ارے یہ تو چلا گیا دس ہزار سوار روانہ کیے کہ جس
طرح سے ہو کرب کو لوٹا لاؤ غرض وہ بھی آئے اور سب منزل پر پہونچے رات ہوگئی دونون ماموں اور
باقی رفیقون اور یارون نے بڑی رات تک کرب غازی کو سمجھایا کرب نے کہا اچھا مین نہ جاؤنگا اور
یہ خبر سنکے اندروس تیز رفتار بیٹا امیر کا بھی چلا کہ کرب کو کیا منہ دکھائیگا اور یہان جب سب سو رہے تو کرب
اُٹھا اور گھوڑے پر سوار ہوکر چلا اور آتے آتے قریب اُس کوہ کے پہونچا قلعہ پر سے دیدبانون نے دیکھا
کہ ایک چڑیا سونے کی چلی آتی ہے جاکر قلعہ سے کہا اُسنے چار شخص بھیجے کہ جاکر اُسکا گھوڑا اور کپڑے لیلو مگر جان سے
نہ مارنا وہ چارون کوہ پر سے اُترے اور اُسکے پاس آئے یہ تو حیران کھڑے تھے کہ کیونکر اُس تک پہونچون
غرض اُنھون نے کہا اے لڑکے تجکو کچھ خوف نہ آیا یہ وہ جگہ ہے کہ ہیکلان اور سکنہ شہر مغربی کا مال چھینا جاتا ہے
ہمارے سردار کو تجھپر رحم آیا تو بس اب اپنا گھوڑا دیدے اور چلا جا کرب نے کہا کہ اگر تمھارا سردار آتے
تو کیا مضائقہ ہے وہ مجھسے ملے اُنھون نے ایک قہقہہ مارا کہا تو دیوانہ ہے بھلا وہ تیرے واسطے آئیگا کوئی ایسا
نہین کہ اُس سے جاکر کہے ایک نے کہا خیر تجکو ٹٹو دین جب تو گھوڑا دیگا کرب نے کہا تمکو خیر ہے بھلا گھوڑا
دے کے کوئی بھی ٹٹو لیگا اُنھون نے کہا پھر تو کیا کریگا کرب نے کہا مین لڑونگا اُنھون نے کہا ہم سے
لڑ کر کرب نے کہا جب تم ضرب کروگے مین سمجھ لونگا ایک نے بچہ جان کے نیزے کی انی سے ڈرایا کرب
نے چھین کے وہی نیزہ مارا کہ پشت کے پار نکل گیا جب تو دوسرے نے تلوار ماری آخر تو کرب نے تینون کو

مار ڈالا جو تھا بھاگ گیا اور جا کر فتاح پلنگینہ پوش سے کہا وہ دس ہزار سوار لیکے گھاٹی سے اترا کرب نے
جو فوج کو آتے دیکھا دعا کی اور دل مین کہا کہ اب فتاح آپہونچا فتاح نے کہا او لڑکے غضب کیا تونے کہان جائیگا اور لوگون
سے کہا پکڑ لو لوگون نے چار طرف سے حملہ کیا کرب نے کہا او فتاح بہادری یہی تیری انھین لڑکون پر ہی یہ جو
سنا غیرت آئی کہ سچ ہی تو بدنام ہوگا لوگون کو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ آئے اور کرب سے کہا لے اب تیرا کیا
ارادہ ہی کرب نے کہا تو خبردار کر ہمارا یہ دستور نہین ہی یہ سنکے اسنے پہلے نیزہ بلکے سے مارا کرب نے بہ فن سپہگری
روکا غرض یہ تو حریفانہ لڑتے ہین اور وہ لڑکا جانکر کرب سے حریفانہ نہین لڑتا غرض ایک جگہ نیزہ اسکا
ہوائی گیا تب تو رنگ زرد ہوگیا جھنجھلا کر ایک تلوار ماری کرب نے روکی اور ایک تلوار آپ ماری اسنے سر
چرایا گھوڑا کام آیا وہ نیچے گرا کرب نے اپنا گھوڑا دوڑا کر بہ جلدی تمام ہاتھ تھام لیا اور کہا اور گھوڑا منگا
یہ کہکے کرب بھی کود پڑے یہ حرکتین جو اسنے دیکھین اپنے دل مین عشعش کرنے لگا اور کہنے لگا واہ واہ تم خوب
بہادر بے بدل ہو بیشک اپنا مثل نظیر نہین رکھتے ہو ہم تو لڑکا سمجھتے تھے مگر تم خوب فن سپہگری مین بہرہ
رکھتے ہو تم نے خوب محنت کرکے یاد کیا ہی مین ایسا نہ جانتا تھا کہ تمکو اس سن مین یہ جرأت ہی بیشک بہادر
ایسے ہی ہوتے ہین کرب نے جواب دیا جی یہ سب آپ ہی کا فیضان صحبت ہی اور جرأت تو میری ابھی کیا
دیکھی کہ اتنے مین فتاح نے دوڑ کے بند دست انکا پکڑا انھون نے بھی بند دست پکڑا کشتی ہونے لگی پہر پہر
کشتی ہوئی تھی کہ سامنے سے عیار کرب کا پہونچا اب اسنے جھٹکا مارا دونون گھٹنے کرب کے زمین پر آشنا
ہوئے اور اسنے زور کیا کہ اٹھا لون کرب مثل برق کے نکل گیا اور پشت پر آکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اٹھایا
لیکن چرخ نہ دیسکے کیونکہ قد تو اسکا بڑا ہی اور یہ لڑکا سر اٹھا پیر زمین مین لگ گئے غرض چھاتی تک اسکو
اٹھا لائے اسوقت وہ پکارا کہ امان کرب نے جلدی سے رکھدیا اور کہا سوداگر کو بلاؤ جب سوداگر آیا کرب نے
کہا مال اسکا دے اور کلمہ پڑھ تب تو وہ گھبرایا لوگ اسکے بدمزہ ہوئے اسنے منع کیا اور کرب سے کہا ای شہریار
میری ایک شرط ہی کہ مین ہیکلان کی بیٹی پر عاشق ہون اور مین اسکا سپہ سالار ہون اور ملکہ بھی مجھسے بہت
مانوس تھی بلکہ گاہ گاہ صحبت اس سے ہوتی تھی ایک دن یہ خبر اسکے باپ اور بھائی کو ہوئی ای شہریار سکندر
ایسا بہادر ہی مین اسکے ڈر سے بھاگ کر یہان آکے رہا ہون اور جب سے فراقی اختیار کی اگر آپ کا دین برحق ہی
تو ملکہ کو مجکو دلوادو تو مین مسلمان ہوتا ہون کرب نے کہا اچھا ہم دلوا دینگے جب تو فتاح نے کہا کہ وہ پرچلیے
اور کرب کو لیکر کوہ پر آیا کہا ای شہریار کلمہ بتائیے مجکو یقین ہی کہ میرا محبوب مجکو ملیگا کرب نے کلمہ بتایا وہ از سر
صدق مع چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان ہوا غرض اندس کو بھیجا کہ سوداگر اور دونون کو لے آؤ وہ اکر
سب کو لے گیا جب ہام اور سام پہونچے فتاح کا یہ حال دیکھکر حیران ہوئے اسوقت سوداگر سے کہا کہ
جو جو تیرا مال ہو وہ لے لے زیادہ نہ لینا غرض مال سوداگر کا دیا اور کرب نے کہا ای فتاح مغرب کو چلو لیکن
تنہا اور اگر جمعیت ہوگی تو مطلب جاتا رہیگا کرب مع فتاح اور سبکو ہمراہ لیکر پہلے شہر اندروس مین
آیا نانا سے ملا نانا نے گلے سے لگایا کرب نے کہا دیکھا آپ نے ہمنے مال دلوا دیا جب تو نانا نے کہا ای بیٹا
مین نے ہنسی سے کہا تھا اور مان کا انکی عجب حال تھا مان کے پاس آئے مان نے کہا ای فرزند یہ کیا
کیا تھا انھون نے کہا امان ہمکو نانا نے جو غیرت دلوائی تو ہمنے جاکر اسکا مال دلوا دیا اور فتاح کو مع
چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان کیا اور تم جو کہتی تھین کہ اس قابل ہو لو اب تو ہم اس قابل ہوئے پہران نے

کہا مین اب بھی نہین جانتی کرب نے کہا دیکھو ہم نے اسطرح سے فتاح کو زیر کیا ایک لونڈی کھڑی تھی اسکو
دے مارا سب ہنسنے لگے اسکے دیوانے پن سے اور کرب نے کہا امان جان ہم نے فتاح سے اقرار کیا ہی
کہ اُسکے محبوب کو جو بیٹی ہیکلان کی ہی دلوادینگے ہم مغرب کو جاتے ہین مان نے کہا ای فرزند وہ ساتھ لاکھ
سوار و پیدل رکھتا ہی اور ہم بھی اُسکو خراج دیتے ہین تو ہرگز نہ جانے دونگی کرب نے کہا مین ہرگز نہ
مانونگا اور اکیلا جاؤنگا جب تو مان ناچار ہوئی جانا کرب کا شہر سومنات مغرب مین واسطے لینے معشوق
فتاح پلنگینہ پوش اور کرب نے باہر آکے فتاح اور اندلس کو ہمراہ لیا تینون شخص طرف سومنات کے
چلے اور وہان سے سومنات تین چار منزل تھا آخر شہر مین پہونچے اور سرا مین اُترے لیکن فتاح
کی صورت اندلس سے کہکر بدلوادی کہ اسکو سب پہچانتے ہین ایسا نہ ہو کہ حال کھل جاے غرض سرا
مین بیٹھے تھے کہ غل ہوا دیکھا کہ سب لوگ بھاگے جاتے ہین کرب نے پوچھا کیا ہی لوگون نے کہا قیدی
آتے ہین ایک تو پوتا امیر کا ہی دوسرا رفیق ہی یہ جو کرب نے سنا فتاح سے کہا تم بھی چلو غرض کرب فتاح
اور اندلس کو لیکر باہر آئے دیکھا کہ ارابے پر سوار قیدی چلے آتے ہین اور بہت سے سوار گرد ارابہ
کے ہین اور تمام گلی کوچون مین اژدحام ہی اور ایک سوار کے دیکھنے سے ایک تماش بین گر پڑا سعد نے
کہا کہ اس بندۂ خدا نے تیرا کیا کیا تھا کہ جو تونے اسکو گرادیا یہ جو سعد نے کہا اُسکے ہاتھ مین ایک
سونٹا تھا سعد پر تانا اور کہا او قیدی تجھکو کیا قید تو چلا جاتا ہی اُسپر تیرا یہ حال اُسنے جواب دیا کہ کیا تم
یہ سمجھے کہ رسی جل جاتی ہی تو کیا رسی کا بل بھی جل جاتا ہی نہین بلکہ رسی جلتی ہی اور اُسکا بل نہین جلتا ہی
پھر سعد نے کہا او گیدی کیا کرون ناچار ہون یہ کہکر سعد نے لنگر مارا کہ پہیے زمین مین دھنس گئے اب لاکھ
لاکھ زور کیا بیلون پر قمچیان پڑتی ہین لیکن ایک قدم پیر نہین اُٹھا سکتے پیر فرخاری نے کہا ای سعد
اس سے کیا فائدہ ہی اب وہان تک تو چلو کہ جسکے پاس تمھین بھیجا ہی غرض پیر کے کہنے سے لنگر اُٹھالیا
اور ارابہ ہیکلان کے دروازے پر پہونچا لوگ سعد اور پیر فرخاری کو اُتارکے اندر لے چلے کرب
نے کہا بھئی فتاح ہم بھی اندر چلین کہین ایسا نہ ہو کہ وہان تلوار چلے اور امیر کے پوتے کا ہم ساتھ
نہ دین فتاح نے منع کیا کرب نے نہ مانا اور اُسی ہجوم مین یہ بھی بارگاہ مین پہونچے دیکھا تخت پر
ہیکلان اور دنگل پر سکندر ابن ہیکلان بیٹھا ہی سعد نے کہا سلام علیکم یہ جو ہیکلان نے سنا
چین بجبین ہوا کہا او نبیرۂ حمزہ تجھکو خوف نہ آیا اب بہتر یہ ہی کہ ثمرات کو سجدہ کرو مین تجھکو چھوڑدون
اور اپنا سپہ سالار بناؤن سعد نے کہا لاکھ لعنت ہی اسپر یہ جو کہا ہیکلان خفا ہوا اور فوج کو حکم
کرنے لگا کہ سب فوج تیار ہو اسکے مقابلے کے واسطے اُسنے جواب دیا کہ ایک متنفس کے لیے اتنی فوج
کو حکم دیتا ہی جب یہ سنا تو کہا کہ جاؤ اسکی گردن مارو جب تو جلاد سر پہ سعد کے آیا کرب نے فتاح
سے کہا کہ اب مین تلوار میان سے لیتا ہون فتاح نے روکا اور کہا ذرا تامل کیجیے کہ اس مین خلف اور
فیروز اُسکے سپہ سالار تھے اُنھون نے کہا کہ انکو خداوند کے پاس بھیجو ایسا نہ ہو کہ وہ خفا ہو کہ میرے
پاس نہ بھیجا ہیکلان نے کہا تمنے خوب کیا اور لوگون سے کہا کہ اسکو خداوند کے پاس لیجاؤ اور کہنا
یہ پوتا امیر کا ہی آپ کو اختیار ہی اور لوگ لیکر سعد کو چلے کرب بھی فتاح کو لیکر چلا جہان اُنکا باغ تھا
اُس مین سعد کو لائے اُس باغ مین اسقدر ہجوم تھا ایک تو وہان کے نگہبان دوسرے تماش بین

اس سبب سے کرب اور فتاح نہ جا سکے اور دروازے پر رہ گئے القصہ سعد جو آئے دیکھا کہ تین درجے کا مکان
ہی اور تمام جواہر لغصب ہی اور بڑی تیاری ہی اور لوگ پرستش کر رہے ہین اپنے اپنے موافق نذرین چڑھا
رہے ہین اور ہزارہا بت سونے اور چاندی کے ہین انپر جواہر لغصب ہی اور ایک بت بہت بڑا بیچ مین رکھا
ہی اور ہار اور پھول اور سہرے موتیون کے اُسکے اوپر پڑے ہین اور سامنے میوہ مٹھائی اور کھانا رکھا ہی
لوگون نے کہا ای خداوند یہ تو پوتا امیر کا ہی اور سیکلان نے تیرے پاس بھیجا ہی کہ خمرات نے آواز دی کہ
او بیرہ حمزہ تو نے مجکو سجدہ کیا کہ مین نے حمزہ کو یہ شوکت اور زور طاقت دی دیون کو قاف مین مارا
اور یہان تمام ملک نوشیروان کے چھینوا دیے اور تجکو اور علمشاہ کو کس کس طرح فرنگ مین بچایا بہتر یہ ہی
کہ مجکو سجدہ کر سعد نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ او کیدی لاکھ لاکھ لعنت تجھپر تو کوئی شیطان ہی لوگون کو
بہکاتا ہی یہ جو سعد نے کہا اُسنے خفا ہو کر کہا کہ اسکو ابھی قتل کرو اور وہ جو سامنے دو شخص کھڑے ہین
انکو بھی پکڑ لو ایک ابوالفتح دوسرا کلباد ہی واسطے جاسوسی کے حمزہ نے بھیجا ہی یہ جو کہا لوگ دوڑے
جب تو کلباد اور ابوالفتح نے خنجر کھینچے دس بارہ آدمی مارے آخر کو پکڑے گئے اُسنے حکم کیا کہ صبح کو سبکو
قتل کرو لوگ لائے اور قید خانہ مین بند کیا کرب نے جو یہ سنا لوگون سے پوچھا کہ یہ قیدی کہان قتل
ہونگے ایک نے کہا وہ سامنے میدان مین دارین لغصب ہین وہان قتل کیے جاینگے القصہ کرب اور
فتاح اور اندلس سرائین افسوس کرتے پھرے فتاح نے کہا ای شہریار کھانا تیار ہی کرب نے کہا
بھائی بھوک کسکو ہی اب ہم بھی راہ صبح کی دیکھ رہے ہین اور تمکو کیا مین بے لڑے نہ رہونگا فتاح
نے کہا مین آپ کو اکیلا نہ جانے دونگا اس مین دو پہر رات آ گئی کرب نے کہا فتاح چلو تمھارے معشوق
کو ہم دلوا دین آخر تو کل مرنا ہی فتاح نے دل مین کہا ای فتاح اس سن مین کیا یاد ہی جب تو فتاح نے
کہا ای شہریار کیونکر چلیے گا کرب نے کہا تم چلو تو خداے ما بزرگ است اور لباس عنب روی پہنکر تینون
چلے کہ دیکھا چوکی پہرے ہین اور دور باش کی آواز بلند ہی نرسنگے پھونک رہے ہین آخر سب پہرون سے بچتے
ہوئے گھیرے کے مکان کے عقب پہونچے تو ایک گڑھا دیکھی گھاس بہت بڑی لگی ہی اور ایک چوکیدار
اُس پار زیر دیوار بیٹھا ہی جب کوئی آتا ہی آواز دور باش کی دیتا ہی اور یہان تینون آدمی اُس مین اترے اور
غوطہ مارتے ہوئے چلے جب اُس پار پہونچے گھاس مین چھپے عیار نے کہا کہ آپ ٹھہرین مین آتا ہون اور
کتے کی چال چلا اور کبھی شتل مارکے چھاتی کے بل چلا اور برابر اُسکے پہونچا اُسنے کہا تو کون ہی یہ کہتا تھا
کہ اندلس نے ایک خنجر مارا پشت کو توڑ کے ہاتھ تک پار نکل گیا آواز تک اُسکی نہ نکلی اور یہ دیکھکر کرب
اور فتاح بھی پہونچے اور کہا سبحان اللہ عیار نے کہا جو کام ہمارا تھا وہ ہمنے کیا کرب نے کہا بھائی اندلس
کمند بھی ہی اُسنے کہا موجود ہی اور کمند پھینک کے پہلے تو اندلس چڑھ گیا کرب نے کہا بس اب تم اُتر آؤ
اور یہان بیٹھو جہان چوکیدار بیٹھا تھا اور آواز اُسی کی طرح دیے جانا یہ کہکر فتاح کو لیکر اوپر چڑھے
اور اندلس نیچے بیٹھا کرب نے دیکھا ایک مکان بہت عمدہ ہی پردے چھوٹے ہوئے ہین فتاح کو تو
پردے کے پاس کھڑا کیا اور آپ اندر آئے دیکھا کہ ایک ماہ پارہ پلنگ پر سوتی ہی اور خواصین نیچے سوتی
ہین کرب نے آ کر ملکہ کا پانون پکڑ کر ہلایا ملکہ کی آنکھ جو کھلی دہل کر رہ گئی غل نہ مچا سکی دل مین سوچی کہ سواے
مالک یا جن کے اسوقت کون آسکیگا جب تو ملکہ اُٹھکر پائنتی بیٹھی اور یہ سرہانے بیٹھ گئے کہا ای گلچہرہ

خوف نہ کر تیرے عاشق کو تیرے پاس لایا ہون جب تو اُسنے دل کو مضبوط کرکے کہا آپ کون ہین اور عاشق
کون ہی کرب نے کہا میرا نام کرب ہی اور فتاح پلنگینہ پوش میرا ملازم ہی اُسکو مین نے مسلمان کیا ہی
اُس سے مین نے وعدہ کیا تھا کہ تجھکو تیرے معشوق سے ملادونگا ملکہ نے کہا وہ کہان ہی کرب نے کہا
وہ باہر کھڑا ہی عاشق تو یہ بھی تھی سُنتے ہی جان آگئی کرب نے کہا تو بھی کلمہ پڑھ اُسنے بھی کلمہ پڑھا اُسوقت
فتاح کو کرب نے اشارہ سے کہا کہ آؤ فتاح بھی اندر آیا خواصون نے دیکھا کہ دو آدمی نہایت قوی ہیکل
مہیب شکل سیاہ پوش ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوئے چلے آتے ہین سب خوف سے چیخین آہ اور گھبراتی
ہوئی بھاگین اور چھپ رہین کرب نے ملکہ گلچہرہ سے کہا ای ملکہ اب تُنے ہمکو اور اسکو پہچانا ملکہ نے کہا
ای بہادر سچ تو یہ ہی کہ اسوقت تک نہ تو میرے ہوش درست ہین اور نہ مین نے آپ دونون صاحبون
کو پہچانا جب تو کرب نے کہا ای ملکہ ڈرو نہین مین کرب بن پہلوان عادی سپہ سالار حمزہ صاحبقران
کا ہون اور یہ بہادر فتاح پلنگینہ پوش ہی پہلے یہ تمھارے باپ کے پاس ملازم تھا ایک مرتبہ تمھین
اسنے دیکھا تھا فریفتہ ہوکر اسنے سکندر تمھارے بھائی سے اپنے ساتھ تمھارے عقد ہونے کی خواہش
کی لیکن سکندر نے منظور نہ کیا یہ بیچارہ تمھاری محبت مین جاکر صحرا نشین ہوا مین نے اسکو زیر کرکے
مسلمان کیا اسنے شرط کی تھی کہ از سر صدق مسلمان مین اُسوقت ہونگا جب میری محبوبہ و مطلوبہ مجھکو
ملیگی اگر اسکو قبول کرو تو بہتر ورنہ قتل کرونگا ملکہ یہ سنکر بیساختہ ہنسی اور کہا ای بہادر دوران ہم
چھ ماہ کا ہوتا ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام میرے خواب مین تشریف لائے اور
مجھے مسلمان کرکے اس شخص کے ساتھ منسوب کیا بعد اُسکے نوشیروان کے بیٹے کے ساتھ میری نسبت
ٹھہری مین نے قبول نہ کیا یہ سنکر کرب و فتاح دونون خوش ہوئے ملکہ نے اپنی خواصون کو پکارا
جو جہان چھپی تھی وہ وہان سے بے تحاشا دوڑی گلچہرہ سب پر خفا ہوئی کہ مین نے ان دونون جوانون کو
برائے امتحان بلایا تھا کہ تم لوگ نمک حلال ہو یا نہین اگر کوئی دشمن اسی طرح آتا تو تم مجھے چھوڑ کر چلی
جاتین خبردار کبھی ایسی حرکت نہ کرنا جاؤ بہت جلد سامان عیش و عشرت مہیا کرو وہ سب شراب وکباب
وطعام کی فکر مین گئین ابھی تھوڑی رات باقی رہی تھی ملکہ صبح قریب تھی کہ کرب نے سنا منادی ندا
کررہا ہی کل صبح کو سعد نبیرہ حمزہ و بیر فرخاری مع کئی ہزار فوج کے جو گرفتار ہوکر آئے تھے دار پر کھینچے
جائینگے کرب نے گھبراکر پوچھا فتاح سے سنا تو یہ کیا ڈھنڈورا پٹ رہا ہی ملکہ نے کہا آج صبح سے تمام شہر
مین یہی شور ہی کہ کل نبیرہ حمزہ وغیرہ دار پر کھینچے جائینگے خدا جانے نبیرۂ حمزہ کون شخص ہی مگر اتنا جانتی ہون
کہ مسلمان ہی خدا اُس بیچارے کی جان بچائے کرب نے کہا میرا آقازادہ ہی ابھی مین نے نہین کہا تھا
کہ میرا باپ سپہ سالار لشکر حمزہ کا ہی اور حمزہ وہ شہریار ہی کہ جسنے قاف مین جاکر بہت دیو اور دیون کو تہ تیغ
کیا اور بعد ہا کو زیر کرکے ملکہ آسمان پری کو اپنے عقد مین لایا اور ای فتاح اب تم یہان رہو عیش و عشرت
کرو جو کہ مین نے تجسے وعدہ کیا تھا وہ وفا ہوا اب مین اُس شہزادے کی مدد کو جاتا ہون خدا نے چاہا
تو دشمنون کے ہاتھ سے بچاتا ہون فتاح مانع ہوا اور ملکہ نے بھی بہت سمجھایا کہ ای شہریار اکیلا اسوقت
جانا بہتر نہین ہوتا کرب نے کہا ہزار جانین میری سلطان سعد کے ایک ناخن پا پر نثار ہین یہ کہکر
کرب چلا اور قریب اُس گروہ کے پہونچا دیکھا کہ میدان کارزار مین تمام عالم جمع ہی اور دارین برپا ہین

اور مرزبنخ عاد پچاس ہزار فوج سے انتظام کر رہا ہی کوئی کہتا تھا کہ ان نوجوانون پر رحم ہو اور انکی جانین بچین کوئی کہتا تھا کہ ایسے شخصون کا مرجانا ہی بہتر ہی غرض سواے دشمن کے کوئی وہان پر دوست نظر نہ آتا تھا کہ اسوقت مرزبنخ عاد نے جلادون کو حکم دیا کہ بادشاہ ہیکلان تین حکمون کا ایک حکم دے چکا ہی کہ ان قیدیون کو فوراً قتل کر دیں جیسے جلادون نے عزم قتل کیا فوراً کرب غصہ مین آکر بیتاب ہو کر تیغ آبدار کھینچکر مع قماح جا پڑا اور تلوار چلنے لگی اسوقت لشکریان ہیکلان اور تمام تماشین جو کہ مجمع عام مین وہان پر موجود تھے حیران اور پریشان ہوئے کہ یہ دو شخص کون ہین کہ جو ایسے بڑے میدان کارزار مین اسقدر فوج سے لڑتے ہین مفت اپنی جانین رائیگان کرتے ہین اور ادھر سلطان سعد اور پیر فرخاری بہ درگاہ خداوند تعالے مصروف دعا تھے کہ اے رب العالمین پروردگار عالم وای قاضی الحاجات رباتی ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی ❊ وز دامن شب صبح نمایندہ توئی کار من بیچارہ فوی بستہ شدہ ما بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی ❊ یہ دست مناجات بدرگاہ رب ذوالجلال جو بلند تھے کہ ان دونون کی حیات نے خانہ آرزو مین آکر چرخ مارا کہ قید آہن کو ان دونون جوانون نے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا اور جلادون کے ہاتھ سے تلوارین چھینکر مثل سیل قضا کے اس لشکر ظلم شعار پر آ پڑے اور کرب نے دو سوارون کو قتل کر کے دو گھوڑے ان دونون کو یعنی سلطان سعد اور پیر فرخاری کو لا کر دیے اور کہا کہ آپ دونون صاحب ان گھوڑون پر سوار ہو کر لڑیے اب لشکر سکندر عاد کا میدان مین آیا اور یہ چارون بہادر لڑتے لڑتے گھر گئے پھر پھر تلوار چلتے ہو چکا تھا کہ اسوقت پیر فرخاری نے فلک کی جانب دیکھا اور یہ مناجات زبان پر لایا

مناجات

ای شہنشاہ عرب سید امم عالی جناب ❊ تا بکی دنیا مین پھنسون مین عذاب بیحساب ❊ مصطفے کے واسطے میری مدد کیجے شتاب
ہی یہی ورد زبان مجھکو بعین اضطراب ❊ یا علی یا ایلیا یا ابو الحسن یا ابو تراب ❊ حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یہ مناجات ورد زبان تھی ہی کہ دیکھا از پردہ بیابان گردے برخاست بعد گرد فرو ہونے کے دامن دشت کوہ اور جنگل تو تیار نگ سے ایک نقابدار سفید پوش مع چار سو نقابدار کے چلا آتا ہی جب وہ نقابدار سفید پوش قریب لشکر کفار پہونچا نعرہ کیا اور تیغ آتشبار کھینچکر مع اپنے ہمراہیان نقابدار کے لشکر کفار کو چلانے لگا کفار نہایت مضطر و پریشان تھے اسی عالم مین ایک آندھی سیاہ رنگ پیدا ہوئی کرب نے عرض کیا کہ ایک طرف سے مارتے ہوئے لشکر کفار کو تہ تیغ کرتے ہوئے نکل چلیے یہ بہادران جرار لشکر کفار کو تہ تیغ کرتے ہوئے کئی ہزار کفار کو قتل کر کے ایک صحرا مین آئے جب وہ آندھی برطرف ہوئی کفار اپنے اپنے سر کو پیٹ کر فریاد و فغان کرتے ہوئے حاضر دربار بادشاہ ہیکلان ہوئے اور سعد اور پیر فرخاری وغیرہ کے رہا ہو جانے کا کل حال مفصل بیان کیا ہیکلان یہ خبر غم سنکر صدمہ مین ماتم زدہ ہو کر بیٹھتا ہی اور بیان اب حال کرب اور سلطان سعد کا بیان ہوتا ہی کہ کرب سلطان سعد کو اپنے ہمراہ لیکر قریب لشکر امیر نامدار کے پہونچا اور سلطان سعد سے رخصت ہونے لگا سلطان سعد نے کہا کہ ای بہادر امیر سے بھی ملاقات کر لیجے کرب نے کہا کہ مین انشاء اللہ تعالے بہت جلد خدمت امیر مین حاضر ہونگا ابھی موقع نہین ہی یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین کرب نے نقابدار سفید پوش سے کہا کہ ای نقابدار اب تم اپنا چہرہ نقاب الٹکر مجھے جلد دکھاؤ

نقابداروں نے نقاب جو اپنے منھ پر سے اُٹھائی دیکھا کہ ملکہ گلچہرہ ہی اور بموجب حکم ملکہ اُن نقابداروں نے اپنے اپنے منھ پر سے نقابیں الٹیں وہ سب ملکہ کی خواصیں تھیں قریب ملکہ کو اور ملکہ کی خواصوں جانبازوں کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور ان سب کو ساتھ لیکر طرف قلعہ آہن حصار کے راہ طی کرتے ہوئے چلے

اب دو کلمے داستان داخل ہونا سلطان سعد کا مع بیر فرخاری کے لشکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران میں بیان کیے جاتے ہیں

راویان خوش بیان اس داستان مسرت نشان کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ جسوقت سلطان سعد کنارے دریاے بصرہ کے پہونچے خبر امیر کو ہوئی امیر نے جملہ سرداروں کو واسطے استقبال کے روانہ کیا سب سردار سلطان سعد کو بارگاہ میں لائے سعد نے مجراگاہ پر سے بادشاہ کو مجرا کیا پاے تخت کو بوسہ دیا امیر کی خدمت میں تسلیم بجالائے اور اپنے صندل پر بیٹھے اور بیر فرخاری نے بھی ہمراہ سعد حاضر ہوکر بہ قواعد شاہانہ پہلے بادشاہ کو مجرا کیا اور پھر امیر کو بھی آداب بجالایا اور حسب قدر مراتب اپنی جگہ پر بیٹھ گیا امیر نے سعد سے حال پوچھا سعد نے تمام کیفیت ہیکلان اور سکندر بن ہیکلان اور ثمرات سخنگو کی بیان کی اور گرفتار ہونا عیاروں کا اور اپنی رہائی عرض کی اور کہا کہ ایک جوان رستم شکوہ نے آکر مجھے دار سے رہا کیا امیر نے فرمایا کہ تم کیوں اُسکو چھوڑ آئے اپنے ہمراہ کیوں نہ لیتے آئے سعد نے عرض کیا کہ یا امیر ہر چند میں نے اُس جوان سے کہا لیکن وہ کسی صورت سے نہ آیا اور نام بھی اپنا نہ تبلایا اور یہ کہا کہ انشاء اللہ تعالے اگر زندگی ہی تو بہت جلد خدمت امیر میں حاضر ہوتا ہوں لیکن عمرو نے جو حال ثمرات سخنگو زرین تن کا سنا کہ کئی سو من کا وہ تیلا طلائی ہی اور جواہر اُس میں نصب ہیں عمرو کے منھ میں پانی بھر آیا اور کہا کہ اے خداوند عالم اگر یہ تیلہ مجھے ملجاے تو میں اپنے قرض سے ادا ہوجاتا اور اپنی زنبیل میں احتیاط سے رکھتا کوئی ٹکڑا بھی جواہر کا رائگان نہوتا سعد نے کہا کہ سکندر بن ہیکلان پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے مدد نوشیروان کو آیا ہی جس روز کہ میں وہاں تھا نامہ نوشیروان کا اُسے پہونچا تھا کہ اسی اثناے میں خبر آئی کہ زخم جمہور جانسوز کا اچھا ہوگیا اور طبل جنگ بجا ہی امیر نے بھی فرمایا کہ بفضل ایزدی وتائید ربانی ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ رزمی بجے یہاں تو نقارہ بج رہا ہی دیکھیے صبح کو کون کون بہادر میدان جنگ میں نام حاصل کرتا ہی

اب دو کلمے داستان علمشاہ کا شکار کو جانا اور ہرن پر گھوڑا ڈالنا ہرن کا غائب ہونا سوار کا نمودار ہونا اور علمشاہ سے مقابلہ کرنا علمشاہ کا اُسکے ساتھ ضمیران شاہ کے پاس جانا اور مقابلہ کرکے اُسکو زیر کرنا پھر ضمیران شاہ کو مسلمان کرنا بیان کیے جاتے ہیں

کاتبان شیرین زبان اس داستان صید نشان کو اس طور پر بیان کرتے ہیں کہ جسوقت علمشاہ مع لہراسپ آور مع اپنی فوج کے واسطے شکار کے روانہ ہوئے تھے کہ راستے میں سامنے سے ایک ہرن نمودار ہوا علمشاہ اور لہراسپ نے ہرن پر گھوڑا ڈالا یہانتک اُس ہرن کا پیچھا کیا کہ رات ہوگئی اور ہرن غائب ہوگیا لشکر ساتھ سے چھٹ گیا غرض ان دونوں نے ایک درخت پر

رات بسر کی جب صبح ہوئی گھوڑون پر سوار ہوئے اور راہ طی کرتے ہوئے چلے یکایک ایک گورخر ملا اسپہ
گھوڑا اُٹھایا تمام دن چلے گئے پہر دن رہے وہ گورخر غائب ہوگیا اور مسافر دکھائی دیا علمشاہ نے
پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہی اسنے کہا یہ سامنے شہر ہی اسکا یہ نام ہی یہ کہکر وہ تو چلا گیا علمشاہ نے لہراسپ
سے کہا کہ چلو اس شہر مین سرا کو تلاش کرین اور شب بھر وہان بسر کرین لہراسپ نے کہا ای شہریار
کیا ضرور جو شہر مین جائین کچھ آفت نہ پیش آئے علمشاہ نے کہا کیا برا ہی لہراسپ تو جب رہا یہ شہر
کے اندر آئے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہی سرا کی تلاش مین چلے جاتے تھے کہ ایک حمام ملا حمامی نے
اس جوان کی صورت دیکھی آئینہ دکھایا اور کہا حمام تیار ہی حضور نہا لیوین علمشاہ اور لہراسپ حمام
مین گیئے اور نہانے لگے گھوڑے حمامی نے باندھ دیے ایک حمامی ان دونون جوانون کو نہلانے لگا
وہان ایک تصویر علمشاہ کی لگی تھی اور ایک تصویر ضمیران شاہ کے دروازے پر لگی تھی جو یہانکا
بادشاہ ہی حمامی نے نہلاتے نہلاتے جو تصویر کو علمشاہ کی صورت سے مشابہ پایا فوراً ایک حجام
کو بلایا اور کہا کہ فولاد زنگی جو یہان کا کوتوال ہی اُس سے جا کر عرض کر دو کہ کشندہ کیتیان فرنگی کا آیا ہی
حجام نے بموجب حکم حمامی کے فولاد زنگی سے جا کر عرض کیا فولاد نے اُسی وقت پیادے بھیجے کہ جا کر
پکڑ لاؤ اور آپ بھی بکثرت سے لوگ ساتھ لیکر چلا جب وہ لوگ برابر حمام کے پہونچے حمامی نے جو گھوڑون
کی ٹاپون کی آواز سُنی کہا کوتوال آتا ہی علمشاہ سمجھے کہ واسطے نہانے کے آیا ہوگا علمشاہ اور لہراسپ
نے جلدی جامے خانے مین جا کر کپڑے پہنے اور زرہ و ہتھیار لگا کر باہر آئے کہ وہ پیادے آپہونچے
اور کہا ای جوان چل تجھے کوتوال بلاتا ہی علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہی میرے سامنے سے دور ہو کیا مین
کوتوال کا نوکر ہون پیادون نے کہا تو کشندہ کیتیان گنہگار ہی جب تو لہراسپ نے کہا ای شہریار
آپنے میرا کہنا نہ مانا علمشاہ نے کہا ای لہراسپ خدا کو یاد کر و شعر سرنہ پیچم ز شمشیر حبیب +
ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + یہ کہکے تلوار میان سے کھینچی اور ستر آدمی علمشاہ نے مارے اور
چالیس پیادے لہراسپ نے قتل کیے اتنے مین فولاد زنگی بھی آپہونچا دیکھا کہ اسقدر پیادے
مارے گئے اور اب کوئی آگے قدم نہین دھرتا دور سے کہتے ہین مار لو مار لو یہ خبر بادشاہ کو ہوئی
ضمیران شاہ بادشاہ نے فولاد زنگی سے کہلا بھیجا کہ جس طرح سے ہوسکے اُن دونون جوانون کو ہمارے
پاس لے آؤ یہ سُنکے فولاد زنگی نے سبکو ہٹایا اور ہاتھ باندھ کے علمشاہ کے پاس آیا اور عرض کیا
کہ حضور اگر مناسب جانین تو بادشاہ سلامت نے آپ کو یاد کیا ہی تشریف لیچلیے علمشاہ نے
فرمایا اچھا مین چلتا ہون یہ کہکر علمشاہ اور لہراسپ فولاد زنگی کو ہمراہ لیکر گھوڑون پر سوار ہو کر
بارگاہ ضمیران شاہ مین آئے دیکھا کہ قریب چارسو کے کرسی اور دنگل نشین بیٹھے ہین علمشاہ نے
بطور خدا پرستون کے سلام علیک کی ضمیران شاہ نے غصہ ہو کر لوگون کو اشارہ کیا کہ اسکو
پکڑ لو جانے نہ پائے بموجب حکم بادشاہ لوگون نے چاہا تھا کہ اسیر حلقۂ کمند ماریں علمشاہ
اور لہراسپ نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا لوگون کا ہر طرف سے ہجوم
تھا اور وہ دونون شمشیر بکف تھے جو سامنے آیا دو ٹکڑے ہوا یہانتک کہ ہزار ہا آدمی مارے گئے
اب یہ کیفیت ہی کہ علمشاہ اور لہراسپ کے سامنے کوئی نہین آیا علمشاہ قریب تخت بادشاہ کے

پہونچے ضمیران شاہ نے تاؤ ارتاری علمشاہ نے تلوار کو آتے دیکھکر دستانہ مارا کہ تیغ ہٹ پڑی ہاتھ نبود بیست
پر ڈالدیا اور کلائی مروڑکر تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھالیا اور بجائے سپر اسکو لیا اُسنے جو
دیکھا کہ اب وہان بچتی نہین معلوم ہوتی امان مانگی علمشاہ نے کہا امان بشرطیکہ ایمان یہ مراد ادہ ترس
جان سے مسلمان ہوا اور بظاہر سارے شہر کو مسلمان کیا انکو تخت پر بٹھایا بعد کئی روز کے کھانے مین
بیہوشی ملاکر انکو مع لہراسپ کے بیہوش کیا اور بلاکر آہنگرون کو اسیر طوق و زنجیر کرایا اور حکم کیا
کہ انھین ہوش مین لاؤ عیارون نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا علمشاہ اور لہراسپ کو ہوش آیا اپنے تئین
اسیر پایا اور ضمیران شاہ کو تخت پر شمکن دیکھا سمجھے کہ دغا کی ضمیران شاہ نے کہا کہ انکو قتل کرو
کہ ان دونون نے خداوند کو برا کہا ہے جلاد آیا اور چبوترہ ایک کا بناکر تیار کیا اور ان دونون کو بٹھایا
اور خط انکی گردن پر لگایا اور تلوار کھینچکر سر پر کھڑا ہوا اور کہا جو کہنا ہو کہا لو جو کہتا ہے کہ لوگ اسیر
علم آچکا ہے دو حلوون کی دیر ہے علمشاہ نے جواب دیا کہ ہمارا مالک و مختار پروردگار ہے تو تلوار مار اگر زندگی
ہماری ہے تو کچھ نہ ہوگا اتنے مین ایک نے کہا کہ اے ضمیران شاہ ایسا نہو کہ حرزوق خفا ہو جاے
اور کہے کہ میرے پاس کیون نہ بھیجا ضمیران شاہ بولا کہ تو سچ کہتا ہے اور حکم کیا کہ قتل نہ کرو اور تیاری
چلنے کی طرف حرزوق کے کی لیکن یہ بھی اسکو خبر معلوم تھی کہ آلاکرد کی بیٹی سمینہ بانو اسیر عاشق
ہے اور اشعر مع تمام قلعہ کے مسلمان ہے اور کیپی زلزال نے باپ کو اپنے قتل کروا یا دلاکہ سوا
سے وہ بھی مسلمان ہوا ہے فولاد سے کہا کہ کوئی ایسا ہے کہ سمینہ بانو کو پکڑ لاے اور وہ قلعہ بھی لے لے
فولاد نے کہا کہ یہ میرا کام ہے اُسنے کہا قلعہ بہت مستحکم ہے لیکن کوئی تدبیر ہو ورنہ کچھ نہو سکیگا فولاد
نے کہا میرے پاس علمشاہ کی مہر ہے جو اسکے ہاتھ سے اتار لی ہے اسکی مہر سے نامے لکھکر اور صندوقون
مین آدمیون کو بند کرکے لیجاؤنگا کہ سمینہ بانو کے واسطے علمشاہ نے مال بھیجا ہے اس بہانے سے
جاکر قلعہ سے لے آؤنگا ضمیران شاہ نے کہا اچھا مین تو اسکی قید لیکر چلتا ہون تو قلعہ قبلا ب مین
سمینہ بانو کو پکڑ کر لے آنا بادشاہ تو علمشاہ کی قید لیکر روانہ ہوا اور فولاد زنگی نے تیاری قلعہ پر
چلنے کی کی صندوقون مین دو دو آدمی بٹھائے کہ جو پہلوانان زبردست سے تھے اور کوچ کر کے
قلعہ آہن حصار پر روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبر اشعر کو توال کو ہوئی اشعر نے پوچھا تو کون ہے
کہان سے آیا ہے فولاد زنگی نے نامہ مہری بنا ہوا شہزادہ رومی علمشاہ کی طرف سے بھیجا ہوا ملکہ کو
پہونچایا ملکہ نے پڑھا تو سارا حال شکار و حمام اور پھر مسلمان ہونا ضمیران شاہ کا لکھا تھا اور آخر مین
یہ مضمون تھا کہ یہ مال جہیز تمکو بجاے تحفہ کے بھیجا ہے اس مین جواہر نایاب ہے تم اپنا گہنا بنوانا اور مین
قریب آیا چاہتا ہون ملکہ نامہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی کہ پہلے بھی تحفہ آچکا ہے اشعر سے کہا بھیجا
تم اسکو قلعہ کے اندر بلوالو اشعر نے کہا ملکہ اس مقام پر تمھارا کہنا نہ مانونگا یہ مقدمہ ناموس کا ہے اور
اگر ایسا تھا تو لہراسپ کو کیون نہ بھیجا اسکا اعتبار نہین ملکہ نے کہا کہ جو بلایا ہے کہ جو لہراسپ
آتا مال تھا جسکے ہاتھ چاہا بھیجدیا اور لہراسپ کو کسی اور مہم پر بھیجا ہوگا اشعر نے ملکہ کے اصرار سے
مجبور ہوکر کہلا بھیجا کہ تم مال بھیجدو اور تمھارے آنے کی اجازت نہین ہے کیونکہ یہان علمشاہ کا ناموس
ہے جب علمشاہ آئینگے تم بھی اندر قلعہ کے آجانا فولاد نے ایک مکاری سے کہا بہتر ہے جو حکم آپ کا

پھر وہان آنے کا کام بھی نہین آپ صندوق منگوا لیجیے مین بھی آرہونگا اور وہ صندوق فرزدوردن پر
لدوا کر بھیج اشعر نے ایوان مین رکھوا لیے مگر اُن صندوقون مین اسنے ایسی ترکیبین رکھین تھین کہ جو
اُسکے اندر بند ہوتا وہی اُنھین کھول سکتا تھا بس یکایک سب پہلوان اور بہادر اندر سے نکل نکلکر
مسلح و مکمل تو تھے ہی قلعہ کے لوگون پر گر پڑے قتل کرنا شروع کیا اشعر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بھی
ہمسے چوک ہوئی کہ پہلے ایک صندوق منگوا کر نہ دیکھ لیا مصرع ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ٭ اور
تلوار کھینچکر یہ بھی اُن پہلوانون پر گر پڑا لڑنے لگا لیکن اشعر گھبرایا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ پاؤن اشعر کا
ایک سوار قتل ہوا تھا اُسکی لاش پر پڑی تھی اُسکی زرہ مین اُلجھا اشعر گرا لوگ اوپر سے آ پڑے اور
اشعر کو پکڑ لیا اور دروازہ قلعہ کا کھولدیا اب فولاد زنگی مع لشکر اندر گھس آیا اور قتل کرنا شروع
کیا آخر لوگون نے امان مانگی فولاد زنگی حرامزادہ اندر محل کے گھس گیا سمینہ بانو اسکو دیکھکر بھاگی لیکن
اُس بیحیا نے دوڑکر پکڑ لیا اب حال اُس طرف کا گذارش کیا جاتا ہے کہ جب ماہ گوہر بند کو عرصہ زیادہ ہوا
ہرزوقی نے آلا گرد اور مالا گرد سے کہا کہ ماہ گوہر بند آٹھ روز کا وعدہ کرکے گئی تھی اور اتنا عرصہ
ہوا اب تو اسکی خبر منگوانا لازم ہے یہ کہکر مہتر جاسوس شاگرد برق فرنگی سے کہا کہ تو جاکر قلعہ
قیلاب سے خبر لادے اور آلا گرد نے کہا کہ ای جاسوس قلعۂ آہن حصار سے سمینہ کی خبر بھی لیتا
آنا غرض مہتر جاسوس پہلے قلعۂ قیلاب پر آیا خبر اشتقش کو ہوئی اُسنے آکر ملکہ سے کہا ملکہ کی
یہ سنتے ہی جان بدن مین باقی نہ رہی سعد سے کہا کہ ایک دم کے واسطے طوق و زنجیر پہن لو سعد نے
نہ مانا ملکہ نے جام شراب مین بیہوشی ملاکر سعد کو بیہوش کیا اور اسیر طوق و زنجیر کرکے جاسوس کو بلوایا
اسنے آکر ملکہ کو مجرا کیا اور خوب غور سے ملکہ کو دیکھا تو کچھ اور ہی نقشہ پایا وہ کنوارا پن اور چہرے کی
رنگت نہین پائی حیران ہوا سمجھا کہ کچھ دال مین کالا ہے بعد تھوڑی دیر کے سعد کا حال پوچھا اشتقش
نے جاسوس کو قیدخانے مین لاکر دکھا دیا اسنے دیکھا کہ سعد پڑا سوتا ہے اور چہرے پر اسکے بشاشت ہے
قیدیون کی حالت جیسے ہے طاری نہین ہے جب ہو رہا ملکہ نے اسکو خلعت دے کر رخصت کیا ملکہ
کے سامنے سے تو یہ چلا گیا لیکن باہر جاکر ایک گٹھا لکڑیون کا اپنے سر پر رکھکر اپنی شکل ایک مزدور
کی بنائی اسکا ایک دوست اس قلعہ مین رہتا ہے اُسکے گھر مین اُترا اور رہنے لگا لیکن اُسنے بھی کچھ حال ملکہ
کا اس سے نہ کہا ایک دن جاسوس پہر رات رہے سے اُٹھا اور کمند ڈال کے محل مین آیا اور بصورت
ایک خواص کی بنکر کونے مین چھپکر کھڑا ہو رہا دیکھا کہ سعد اور ماہ گوہر بند دونون مسند پر بیٹھے ہین
جام شراب کا چل رہا ہے اور بوس و کنار ہو رہا ہے اور سعد علمشاہ کا حال بیان کر رہا ہے جاسوس نے
اپنے دل مین کہا کہ اگر تو اسوقت سامنا کرتا ہے تو اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سب ماجرا دیکھکر اور شکر
قلعہ سے نکل گیا اور اب قلعۂ آہن حصار مین پہونچا لیکن یہ اُس زمانے مین آیا تھا کہ علمشاہ
قلعہ مین موجود تھے ابھی ریحانیہ نہین گئے تھے غرض اشعر کوتوال نے علمشاہ اور لہراسپ
کو پوشیدہ کیا اور جاسوس کو بلا لیا ملکہ سمینہ بانو کو اسنے آکر مجرا کیا اور آلا گرد کا پیغام پہونچایا اور
چلا گیا بعد دو روز کے صورت اپنی بدل کے محل مین سمینہ بانو کے پاس آیا اور علمشاہ اور سمینہ
کو ایک جگہ بیٹھے دیکھا اسوقت علمشاہ قصہ کیتیان کے مارے جانے کا اور تولاکہ سوار اُن کو بھگانے کا

بیان کر رہا ہی اور عورتین اوہی اوہی کر رہی ہین غرض بیان کا بھی حال دیکھ کے جاسوس اپنے لشکر مین آیا اور سوچا کہ اے جاسوس اگر فرزوق کے سامنے گوہر بند کا حال کہا تو وہ مروا ڈالیگا اور آلاگرد بھی بہادر بے نظیر ہی اور بہادر کے لیے غیرت بھی ضرور ہی یہ سوچکر مہتر برق فرنگی کہ استاد اسکا تھا اس سے بیان کیا برق اور جاسوس آلاگرد کے پاس آئے اور ملکہ ماہ گوہر بند اور سعد کا حال بیان کیا اور کہا کہ اگر آپ اسکے حامی رہین تو فرزوق سے اسکا حال بیان کیا جائے آلاگرد نے کہا جسوقت مین بارگاہ مین ہون اسوقت کہنا جب صبح ہوئی فرزوق آکر تخت پر بیٹھا اور سردار جمع ہوئے کہ جاسوس آیا فرزوق نے کہا کہ حال ملکہ کا بیان کر اسنے بہت اچھی طرح سے کان مین فرزوق کے سمینہ بانو کا عشق علمشاہ سے اور اشعر کا مسلمان ہونا سب بیان کیا یہ سنکے فرزوق نے آلاگرد کی طرف دیکھا اور کہا تمکو سمینہ کی بھی خبر معلوم ہوئی کہ وہ شوخ دیدہ علمشاہ پر عاشق ہوئی ہی اور اشعر کوتوال مسلمان ہوا آلاگرد نے کہا بجا ہی مجھکو تو یہ معلوم ہی کہ قلعہ قیلاب کو سلطان سعد نے مع استقش اور ملکہ ماہ گوہر بند کے مسلمان کیا یہانتک کہنے پایا تھا کہ فرزوق نے کہا یہ کیا مین کچھ کہتا ہون تو کچھ سمجھتا ہی ارے اشعر کو آلاگرد نے کہا جی ہان استقش کو فرزوق نے کہا تیری بیٹی سمینہ اسنے کہا ملکہ ماہ گوہر بند فغفور کی دختر کو سلطان سعد نے مسلمان کیا یہ سنکے فرزوق خفا ہوا اور چاہا کہ حکم قتل دے کہ برق فرنگی نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ حضور آلاگرد بھی سچ کہتا ہی حضور یہ دونون سامنے ہوئے ہین اور جاسوس بچشم خود دیکھ آیا ہی آپکے خوف سے خدمت حضور مین عرض نہ کیا آلاگرد سے آپ کا حال اور آپ سے اسکا حال بیان کیا یہ سنکے فرزوق دم بخود ہو گیا گردن نیچی کر لی اور مالاگرد کی طرف دیکھکر کہا کہ تم قلعہ آہن حصار پر جاؤ اور علمشاہ اور سمینہ دونون کو پکڑ لاؤ اور آلاگرد سے کہا کہ تم قلعہ قیلاب پر جاؤ اور سلطان سعد کو پکڑ لاؤ یا سر اسکا لاؤ لیکن اس گیسو بریدہ کو بھی قتل کرنا یہ دونون بارگاہ سے باہر آئے اور اپنی اپنی فوج لیکر کوچ کیا لیکن یہ معرکہ گذر چکا تھا کہ علمشاہ شکار کو نکلے تھے اور کیپی ازلال کو مار کر کیپی زلزال کو مع لشکر مسلمان کیا تھا اور پھر دو لاکھ فوج لیکر مع کیپی زلزال شکار کھیلتے چلے اور راہ بھولکر مع لہراسپ شہر ریحانیہ مین پہونچے اور قید ہوئے اور ضمیران شاہ قید انکی لیکر فرزوق کے پاس قلعہ قیلاب کی طرف جاتا ہوا چلا انکو تو اسی راہ مین چھوڑے

اب دو سطرے داستان فولاد زنگی اور سلطان سعد کے بیان کیے جاتے ہین

مخبران خوش بیان اس داستان نادر بیان کو یون رقم کرتے ہین کہ ضمیران شاہ نے فولاد زنگی کو قلعہ آہن حصار پر بھیجا تھا وہ اشعر اور سمینہ کو گرفتار کر کے قریب قلعہ قیلاب کے آیا اور استقش کو لکھا کہ مین سمینہ کو پکڑکے لایا ہون تو بھی سعد کی قید لیکر آ کہ اسکے چچا کو ضمیران شاہ قید کرنے لیے آتا ہی یہ جو استقش نے دیکھا سعد بارگاہ مین تھے اسنے وہ کاغذ پیش کیا سعد نے کہا مین ابھی جاکر سمینہ بانو کو چھڑاؤنگا وہ میری چچی ہی استقش نے کہا آپ اندر تو تشریف لیجائیں ملکہ سے تو خبر کیجیے سعد نے کہا وہ عورت ہین نہ جانے دینگی رونا پیٹنا مچائینگی غرض دس ہزار سوار لیکر مع استقش کشتیون پر سوار ہو کر دریا پار اترے اور وہان سے جو گھوڑے اٹھائے پھر رات رہے فولاد زنگی کے لشکر مین پہونچے اور وہ اپنے خیمہ مین خواب مرگ مین تھا کہ سعد نے

لشکر پر شبخون مارا اور قتل کرنا شروع کیا ہزارہا آدمی مار ڈالے کہ اس غلغلہ مین فولاد زنگی کی آنکھ کھل گئی خیمہ سے باہر نکلا پوچھا کہ کیا معرکہ ہی لوگون نے کہا ایک نقابدار شبخون کرا ہی لوگون کو قتل کر رہا ہی یہ سنکر فولاد زنگی مرکب پر بیٹھکر چلا کہ اسنے آواز نعرہ سعد کی سنی مگر سعد نقابدار بنے ہوئے قتل کر رہے تھے کہ مین گرمی جنگ مین سعد اور فولاد کا سامنا ہوا فولاد نے کہا او لڑکے کیون تیری شامت آئی ہی کہ میرے لشکر پر شبخون گرا معلوم ہوتا ہی کہ پیمانہ عمر ترا لبریز ہو چکا ہی یہ کہکے تلوار سعد پر ماری سعد نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لوگون نے سردار کے مرتے ہی امان مانگی اور سب مسلمان ہوئے سعد نے اشعر کو نوازا اور اسکے ملازمون کو چھڑایا وہ قدمون سے لپٹا کہ اے شہریار آپ نے میری جان بچائی جب امن ہوئی تو سعد نے اشعر سے کہا کہ میری طرف سے سمینہ بانو کو مجرا عرض کرنا کہ آپ بھی جان میری بجائے مان کے ہین جیسے مین علمشاہ کا ملازم ویسے آپ کا ملکہ سمینہ بانو محافہ مین قید رو رہی تھی کہ اشعر نے قریب جا کر ملکہ کو مجرا کیا اور کہا کہ آپ کے بھتیجے نے ہم سبکو قید سے چھڑایا اور فولاد زنگی کو مارا اور آپ کو تسلیم کہلا بھیجی ہی سمینہ یہ سنکے بہت خوش ہوئی اور کہا کہ سعد سے کہو کہ اگر تم مجکو بھی جانتے ہو تو میرے سامنے کیون نہین آتے کوئی اپنے عزیزون سے بھی چھپتا ہی غرض سعد نیچی نگاہ کیے سامنے محافے کے آئے اور ملکہ سمینہ بانو کو سلام کیا سمینہ نے دعائین دین اور بلائین لین سعد نے اشعر اور اشتقش کو ہمراہ سمینہ کے کرکے قلعۂ قیلاب کی طرف روانہ کیا اور کہدیا کہ آپ ملکہ ماہ گوہر ہند کے پاس رہین مین عمو جان کو چھڑانے جاتا ہون دوسرے دن اشتقش راہ سے پلٹ گیا اور اشعر سمینہ کو لیکر قلعۂ قیلاب کی طرف راہی ہوا لیکن جب اشتقش راہ سے پلٹکر سعد کے پاس پہونچا عرض کیا کہ اے شہریار میرا دل گھبرایا دمبدم آپ کا خیال آتا تھا مین راہ سے پلٹ آیا اشعر ساتھ گیا ہی سعد نے کہا مرحبا کہ رفیق اور محبت دار ایسے ہی ہوتے ہین اشتقش نے کہا اے شہریار ایک بات کا مجھے نہایت کھٹکا ہی اس سے اور بھی گھبرا کر چلا آیا کہ ضمیران شاہ دو لاکھ فوج سے قید آپ کے عمو جان کی لیے آتا ہی اگر آپ قیدی ہوکر چلیئے تو کام بن پڑیگا نہین تو رسائی علمشاہ تک مشکل ہوگی اور میرا حال بھی ضمیران شاہ کو معلوم نہین ہی کہ مسلمان ہو گیا ہی کیونکہ اسنے مجکو طلب بھی کیا ہی کہ سعد کی قید لیکر آ جب آپ اسکے سامنے پہونچین اسکو مارکر علمشاہ کو چھڑا لین سعد نے کہا یہ ہرگز نہوگا کہ مین قیدی بنکر اسکے سامنے جاؤن مین بزور شمشیر علمشاہ کو چھڑاؤنگا اگر دو لاکھ ہین تو کیا کرینگے اشتقش نے عرض کیا کہ اے شہریار سپہگری کے چھتیس فن ہین جیسا موقع ہو ویسا کرنا چاہیے اگر انھون نے آپ کو آگے بڑھکر روکا اور کچھ لوگ قید علمشاہ کی لیکر راہی ہوئے تو آپ کا مطلب فوت ہو جائیگا مین نے مانا کہ آپ سبکو قتل کرینگے مگر علمشاہ کو نہ پائینگے سلطان سعد نے کہا سچ کہتے ہو جب یہ لوگ لشکر ضمیران شاہ کے قریب پہونچے اشتقش سعد کو ہلکی سی قید پہنا کے اور پانچ ہزار سوار گرد اپنے کرکے اور پانچ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکے چلا لیکن ادھر لشکر ضمیران شاہ کا اترا ہوا تھا ضمیران شاہ بیٹھا ہوا تھا کہ لوگ فولاد زنگی کے لاشہ فولاد کا لیے ہوئے آئے اور کہا کہ ایک نقابدار نے فولاد کو مارا بعد اسکے یہ خبر آئی کہ اشتقش قید سعد کی لیے آتا ہی کیسی سہراب کہ بیٹا ہی ضمیران شاہ کا نہایت مرد جری ہی اور

حرامزادہ بھی ہو باپ سے اور منشیروں سے کونسل کی کہ کیا سبب تھا کہ نقاب ڈال کے سعد کا نعرہ کرکے فولاد کو مار ڈالا کوئی خداوند بقیاے زرین تن کا ماننے والا سمیہ پر عاشق ہوا ہے کہ الزام سعد کے سر رکھ کر اوس فولاد کو قتل کیا سعد کو کسکی جورو تھی جو قید ہوکے آتا اور حکم دیا کہ اسے دو اور آپ خیمہ سے باہر نکل کر ٹہلنے لگا کہ سامنے سے ارابہ سعد کا اور اشتقش آیا سعد نے سلام علیک کی ضمیران شاہ خفا ہوا اشتقش نے کہا اسکا یہی معمول ہے جب سے قید ہوا ہے اپنے خداوند کا نام ہر وقت لیا کرتا ہے ضمیران شاہ نے کہا اے اشتقش تو نے اسے نہ سمجھایا اشتقش نے کہا جب اسنے حرزوق کے سامنے سلام علیک کی اس سے نہ ڈرا تو تم کیا ہو اور بقیاے زرین تن تک کو برا کہا ضمیران شاہ نے کہا کیا یہ خداوند سے بھی نہیں ڈرتا اشتقش نے کہا بلکہ لعنت کرتا ہے ضمیران شاہ نے کہا تو بھی کہتا ہے اسنے کہا یہ مثل تو نے نہیں سنی نقل کفر کفر نباشد یہ کہکر سعد کو ارابے پر سے اتارا اور ہاتھ سعد کا کھینچا کہ میں تو اس طرح پر لایا ہوں یہ دیکھکر سعد نے قید توڑ دی اور تلوار میان سے لی پھر تو پانچ ہزار سوار قرنے والے برابر ارابے کے تھے مع اشتقش ضمیران شاہ پر جا پڑے اور پانچ ہزار سوار جو باقی تھے انھوں نے لشکر کو روکا غل ہوا کہ سعد آیا علمشاہ خیمہ میں مقید تھے یہ سمجھے کہ سعد مارا گیا ایک مرتبہ غصہ میں آکر بیتاب ہوکر زور کرکے قید کو توڑا اور باہر نکل آئے اور اسی ارابے کو کہ جسمیں قید تھی اٹھا کر ہر پر چرخ دے کر جو مارا اس بھنس کا خاتمہ ہوگیا ہڈیاں پسلیاں چور ہوگئیں یہ زور علمشاہ کا دیکھکر لوگوں نے دل ہار دیے ہوش جاتے رہے چھکے چھوٹ گئے ہمتیں پست ہوگئیں مگر ادھر ادھر لہراسپ نے دیکھا کہ علمشاہ نے قید توڑی دل اسکا نہایت مسرور ہوا اور سعد کے آنے کی بھی اسکو از حد خوشی ہوئی کہ ایکبار شادان و فرحان ہوکر زور جو کیا قید لہراسپ کی بھی ٹوٹ گئی اور قید خانے کے دروازے پر نکلکر تلوار ایک آدمی کی بزور چھین کر لڑنا شروع کیا ادھر علمشاہ نے آواز دی کہ بیٹا سعد تم کدھر ہو سعد نے کہا عمو جان میں بہ فضل ایزدی اس طرف لڑ رہا ہوں حاضر ہوتا ہوں کہ سامنے علمشاہ کے کبھی سہراب آیا اور پکارا کہ قید تو نے توڑ ڈالی تو بڑا ہیکڑ معلوم ہوتا ہے اور تلوار ماری علمشاہ نے ارابے پر روک کر ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور ہاتھ کو مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمربند میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیا اور کہا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی کبھی سہراب نے کچھ جواب نہ دیا علمشاہ نے اسے پر دے ہوا اچھالدیا کہ مثل کنجشک کے معلوم ہونے لگا دم تو اسکا راستے ہی میں نکل گیا تھا لیکن جب گرنے لگا علمشاہ نے اسی کی تلوار سے چورنگ ہوائی کاٹا بس اسکا مارا جانا تھا کہ ضمیران شاہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا پکارا کہ او ردی غضب کیا تو نے کہ بیٹے کو میرے مار ڈالا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا یہ کہکر قریب علمشاہ کے پہونچ کر تلوار ماری علمشاہ نے خالی دے کر تلوار چھین لی اور کمربند میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور سر پر چرخ دینا شروع کیا ضمیران نے دیکھا کہ اب جان بچتی نہیں معلوم ہوئی بیٹے کے غم کو بھی بھول گیا اور سمجھا کہ تو بھی چورنگ ہوا پکارا امان علمشاہ نے کہا بشرطیکہ ایمان اسنے منظور کیا علمشاہ نے بہت آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ گو تو ایک مرتبہ دغا کر چکا ہے لیکن ہمارا یہ قاعدہ نہیں کہ جو نام اسلام کا لے اور دین اسلام قبول کرے ہم اسے قتل کریں ضمیران شاہ قدموں پر گرا اور کہا کہ اے شہریار اب ایسی خطا نہوگی معلوم ہوتا ہے کہ اقبال آپ کا یاور ہے آپ پر کوئی فتحیاب نہوگا اور اے شہریار

دین آپ کا برحق ہی اگر بقیباے زرین تن خدا وند برحق ہوتا تو میرے بیٹے کو زندہ کر دیتا اور اب از صدق
و صفا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا علمشاہ نے کہا کہ اگر تیرا اعتقاد اُسپر ہو تو بقیباے زرین تن سے اپنے بیٹے
کو طلب کر اُسنے کہا ای شہریار مین نے لعنت کی جیسی مین نے آپ سے دغا کی ویسا ہی میرا بیٹا مارا گیا
غرض سبکو امان دی اور ضمیران شاہ دو لاکھ سوار سے مسلمان ہوا اور علمشاہ کی دعوت نہایت اہتمام
سے کی دوسرے دن علمشاہ نے کہا کہ ای ضمیران شاہ مین مرزوق فرنگی پر جاؤنگا ضمیران شاہ
نے کہا ای شہریار ابھی مناسب نہین ہی کیونکہ وہ ساٹھ لاکھ فوج رکھتا ہی بہت ہوگا آپ تین چار لاکھ سے
مقابلہ کرینگے اب اسوقت مین بہتر یہ ہی کہ آپ میرے ساتھ شہر ریحانیہ کو ملٹ چلیے اور شہر کو اسلام آباد کیجیے
اور کیبی زلزال کو بھی بلایے اور امیر بھی آجائین تو پھر البتہ مرزوق سے مقابلہ پورا ہوگا اوسپر سعد
نے لہراسپ سے کہا کہ میری طرف سے شہوجان کی خدمت مین عرض کرو کہ مین بھی قلعہ قیلاب کو چند روز
کے واسطے جاتا ہون کچھ لوگ باقی ہین انکو بھی مسلمان کر کے حاضر ہونگا لہراسپ نے علمشاہ سے
عرض کیا علمشاہ نے کہا کہ سعد کو بلا لو لہراسپ نے جا کر کہا کہ علمشاہ آپ کو بلاتے ہین سعد نہایت
شرمگین سامنے آئے کیونکہ دھیان انکا ملکہ ماہ گوہر ہند مین لگا ہوا تھا علمشاہ نے کہا کہ کیون
بیٹا سلطان سعد تم ہمارا ساتھ چھوڑتے ہو سعد نے کہا جسوقت تک جسم مین جان باقی ہی اُسوقت
تک تو خدا چاہیگا تو قدم سے آپ کے جدا نہونگا مین نے صرف اس سے عرض کیا کہ حضور ابھی تو ریحانیہ
کو تشریف لیے جاتے ہین مین بھی قلعہ قیلاب ہو کر وہین حاضر ہوتا ہون علمشاہ نے کہا اچھا
جاؤ سپرد بپروردگار عالم کیا یہ رخصت ہو کر چلے لہراسپ نے کہا کہ مجھکو بھی ساتھ لیے چلیے سعد
نے کہا کہ تمھارا چلنا مناسب نہین ہی شہوجان اپنے دل مین خیال کرینگے کہ اسنے اپنا پرایا کیا آخر اپنے ساتھ
اپنے سردارون کو بھی لیتا گیا یہ کہکر لہراسپ کو وہین چھوڑا اور اشقنقش کو ہمراہ لیکر قلعہ قیلاب
کی طرف چلے اور یہان سعد ملکہ ماہ گوہر ہند سے کہہ گئے تھے کہ جسوقت سمینہ بانو آئین تو تم سلام
کرنا اور استقبال کرنا نذر دینا اپنا بزرگ سمجھنا کیونکہ وہ میری چچی ہین اور کبھی یہ خیال نہ کرنا کہ مین شہزادی
ہون اور یہ وزیر زادی ہین اب یہ تمھاری بزرگ ہین ماہ گوہر ہند نے ویسا ہی کیا جب سنا کہ سمینہ بانو آئی
ہین دروازے تک گئی استقبال کر کے لائی مسند پر بٹھایا نذر دی کہ اتنے مین سنا کہ سعد آئے ہین اور
سعد اندر محل کے داخل ہوئے سمینہ بانو کو مجرا کیا سامنے آکر ادب سے بیٹھے سمینہ نے حال علمشاہ
کا پوچھا سعد نے جا کر چھوڑنا علمشاہ کو اور علمشاہ کا جانا طرف ریحانیہ کے بیان کیا سمینہ نے
بلائین سعد کی لین اور کہا کہ واری تمنے بڑا کام کیا مگر اب مجکو رخصت کرو سعد نے کہا کہ کیا کام ہی
آپ کے وہان جانے کا یہ قلعہ بہت مستحکم ہی یہین رہیے تو مناسب ہی سمینہ نے نہ مانا سعد نے مجبور ہوکر
کہا کہ آپ کو اختیار ہی اور سمینہ کو رخصت کیا اور اشقنقش سے کہا کہ ذرا ہوشیاری سے جانا غرض اشقنقش
نے تھانے مین سمینہ بانو کو سپرد کر کے قلعہ آہن حصار کی جانب روانہ ہوا لیکن اب حال سنیے شہزادہ
علمشاہ رومی کا سنیے کہ جب علمشاہ ضمیران شاہ کے ساتھ طرف ملک ریحانیہ کے روانہ ہوئے
اور شہر مین آکر تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے کھدوائے مسجدون کی بنا ڈلوائی اور ایک نامہ بنام
کیبی زلزال بھیجا کہ یہان بہت جلد اپنے تئین پہونچاؤ تو مرزوق پر چلین اور لڑین عیار نامہ لیکر

روانہ

روانہ ہوا اُدھر کیبی زلزال بارگاہ میں اپنی بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کچھ خبر شاہزادہ علمشاہ رومی کی نہ معلوم ہوئی
کہ اتنے میں عیار پہونچا اور نامہ شاہزادے کا پیش کیا اُسنے اُٹھکر نامہ کی تعظیم دی اور جواہر نثار کیا آنکھوں پر رکھا مضمون
نامہ سے آگاہی ہوئی بس اُسی وقت حکم دیا کہ فوج ہماری تیار ہو سب لشکر تیار ہوگیا اور اُسی وقت چل کھڑا ہوا
اب حال ضمیران شاہ کی عرضی کا سنیے کہ اُسنے حرزوق کو لکھی تھی وہ اب پہونچی کہ علمشاہ اور لہراسپ کو قید
کرکے لاتا ہوں اُسوقت حرزوق نے الارد اور مالاگرد کو لکھا تھا کہ اب تم آگے کوچ نہ کرنا جو ہم لکھینگے اُسپر
عمل کرنا وہ چار پانچ مہینے ٹھہرے رہے کہ پھر حرزوق کو دوسری خبر پہونچی کہ ضمیران شاہ تیرے شہر کے قریب
پہونچ چکا تھا کہ سعد نے اُسپر شبخون مارا ششقش نے قریب کیا کہ ہلکی قید پہناکر سامنے ضمیران شاہ کے لایا اور
سعد نے قید توڑکر علمشاہ کو چھڑایا اور بیٹا ضمیران شاہ کا کیبی سہراب بھی مارا گیا اور فولاد زنگی بھی کشتہ ہوا
اور اب ضمیران شاہ بصدق دل مسلمان ہوا اور علمشاہ کو لیکر ریحانیہ کو واپس گیا یہ سنکر اُسی وقت نامہ
مالاگرد کو لکھا کہ تو جاکر علمشاہ کو پکڑلا یا سر اُسکا لا اور الارد کو لکھا کہ تو سعد کو گرفتار کر لا غرض یہ نامے الارد
و مالاگرد کو پہونچے اور دونوں کوچ کرکے روانہ ہوئے مگر مالاگرد قریب ریحانیہ کے پہونچا خبر علمشاہ
کو ہوئی ضمیران شاہ نے عرض کیا کہ اے شہریار مالاگرد پہلوان زبردست ہے فرنگستان میں اُسکا مثل
نظیر نہیں ہے اگر ارشاد ہو تو قلعہ بند ہوکر لڑیں علمشاہ یہ سنکر برہم ہوا اور کہا کہ خبردار اب کبھی ایسا کلمہ زبان پر
نہ نکالنا اور علمشاہ نے لہراسپ اور ضمیران شاہ کو تین لاکھ فوج کے لیکر قلعہ کو پشت پر رکھکے باہر خیمہ برپا
کیا یہ خبر مالاگرد کو ہوئی اُسنے طبل جنگ بجوایا ادھر علمشاہ نے بھی خبر طبل جنگ کی سنکر اپنے یہاں بھی طبل جنگ
بجوایا غرض چار پہر رات تیاری جنگ و جدل میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صف بندیاں ہوئیں
لگین تبرداروں نے زمین کو ہموار کیا سقوں نے پانی چھڑکا غرض بعد بند و بست کے میدان میں مالاگرد فرنگی
نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور نقیبنے میدان میں آکر پہلے سراپا میدان کا دکھایا ادھر مالاگرد نے بہادری کے
ہاتھ نکالے جب خوب عرق عرق ہوگیا اور گھوڑا بھی پسینے پسینے ہوگیا اُسوقت مرکب کو روک کر پکارا کہ اے ضمیران
تو نے پہلے تو نمکحرامی اپنے مالک کی کی کہ حرزوق سے پھر گیا اور اب میرا سامنا کرتا ہے خیر اب جسپر تیرا بھروسا
ہو اُسکو میرے مقابلے کو بھیج بس یہ سنتا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور قریب
مالاگرد کے پہونچکر نگاور زن ہوا اور مرکب کو روک لیا اور مالاگرد کو سلام کیا مالاگرد نے کہا یہ کیا علمشاہ
نے کہا ہم لوگوں کا آئین یہی ہے مالاگرد نے کہا تو نے ایسے قصور کیے کہ کوئی حیلہ باقی نہیں ہے کہ تیری جان بخشی ہو
علمشاہ نے کہا میں جان بخشی نہیں چاہتا ہوں بلکہ میں نے تو اپنا بزرگ آپ کو سمجھا اور بچا خسر جان کر سلام کیا
بس یہ کہہ رہے تھے کہ مالاگرد نے غیظ میں آکر نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا اب نیزہ بازی
ہونے لگی یہاں تک کہ سنانیں اور بانیں بیکار ہوگئیں چھڑ چھڑ پڑنے لگی دونوں نے نیزوں کو ہاتھوں سے
پٹک کر تلواریں کھینچ لیں مالاگرد نے تلوار علمشاہ پر ماری علمشاہ نے خالی دے کر تلوار ماری مالاگرد نے سپر کو جھکا پناہ کیا مگر
تلوار سپر پر پڑی بیٹھی کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے اب تلوار علمشاہ کی خود پر مالاگرد کے پہونچی اُسنے بھی
خود کو کاٹا مالاگرد نے جھٹکا مارا کہ تا دوابرو اُتر گئی علمشاہ نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹکر نکل گئی اور
چادر خون کی سر سے باہر آئی علمشاہ نے اُسی حالت زخمداری میں ہاتھ تلوار کا مارا مالاگرد نے بعضون
سپہگری خالی دیا لیکن اب علمشاہ کو غش آگیا اور گھوڑا انکو میدان مصاف سے لے نکلا بس یہ دیکھنا

تھا کہ لہراسپ کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور تلوار کھینچکر دوڑ پڑا ادھر ضمیران شاہ نے دل مین یہ خیال کیا
کہ ایسا نہو لہراسپ مالاگرد کے ہاتھ سے مارا جاے تو مین علمشاہ کو کیا منھ دکھاؤنگا اسلیے کہ جب علمشاہ
زخمی ہوا تو لہراسپ کی کیا حقیقت ہی بس یہ بھی مع فوج مالاگرد پر آپڑا ہرچند لہراسپ نے منع کیا
لیکن اُسنے نہ مانا یہ دیکھکر اُدھر سے مالاگرد کے لوگ بھی دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی تین پہر
کامل تلوار چلی ہزارہا آدمی کٹ گئے آخر کو ضمیران شاہ قریب شام طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونون لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے لیکن علمشاہ کی ہرچند تلاش کی کہین نشان نہ ملا تین روز تک برابر دوڑا کیے لیکن پتا نہ لگا مالاگرد
نے تیسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا خبر ضمیران کو ہوئی اسنے لہراسپ سے کہا کہ رات کو نکل چلو قلعہ بند ہو کر لڑو اسنے
نہ مانا اور کہا کہ کل مین خود بھی مقابلہ کرلون تو پھر تمھین اختیار ہی اور نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے غرض ادھر
دونون طرف نقارے گڑگڑائے اور تیاری جنگ رہی صبح کو ادھر سے لہراسپ مرکب پر سوار لشکر کو لیے ہوئے
میدان مین آیا اُدھر سے مالاگرد فرنگی اپنے لشکر سمیت میدان مین آیا اور صف باندھکر کھڑا ہوا جب نقیب
نقابت کرکے چلے گئے تو مالاگرد مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا ادھر سے لہراسپ اپنے
مرکب کو دوڑا کر مقابل مالاگرد آیا اور لگا دو زبان ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے مالاگرد نے کہا کہ لا اپنا حربہ جو کچھ
رکھتا ہو کہ ہوس تیرے دل مین نہ رہجاے لہراسپ نے غصہ مین تلوار کو کھینچ لی لیکن جواب دیا کہ یہ اہل اسلام
کا دستور نہین کہ پیشدستی کرین جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو ہم بھی وار کرلینگے بس یہ سننا تھا کہ مالاگرد
نے کہا کہ معلوم ہوا کہ پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہی اور ہوشیار و خبردار کہکر تلوار ماری لہراسپ نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا مگر یہ وار ہی مالاگرد سے پہلوان بردست کا اُسکی سپر سے کہین رکتا ہی صاف سپر کٹگئی اور تلوار تا دوابرو اتر گئی لہراسپ نے
دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی اور لہراسپ کو غش آگیا ضمیران شاہ
نے جو دیکھا کہ یہ بھی زخمی ہوا بس فوج کو اشارہ کیا کہ مارلو جانے نہ پائے تمام فوج اسکی دوڑ پڑی اُدھر سے
مالاگرد کے لوگ بھی آگئے تلوار چلنے لگی آخر کو قریب تھا کہ ضمیران شاہ کی فوج شکست کھا کر بھاگے اور
یہ دعا کر رہا تھا کہ اے پروردگار بچانا ہم سبکو کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور پردۂ بیابان سے گرد و غبار بلند
ہوا جب گرد قریب آکر شق ہوئی اور غبار فرو ہوا دیکھا کہ کیپی زلزال مع لشکر آپہونچا اور ضمیران شاہ کا
شریک ہوا اب پھر زرا قدم جمے آخر کو شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اپنے
اپنے خیمون مین آئے ضمیران شاہ نے بارگاہ مین آکر زخم مین لہراسپ کے ٹانکے دلوائے اور کیپی زلزال
سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے شاہزادہ علمشاہ مالاگرد کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور اُسکو گھوڑا لیکر
نکل گیا کہین پتا نہین لگتا لہذا جبتک شاہزادہ نہ آئے اُسوقت تک اس سے قلعہ بند ہو کر لڑنا چاہیے اور
اس زمانے مین لہراسپ کا بھی زخم اچھا ہو جائیگا کیپی زلزال نے کہا کہ کل مین مقابلہ کرلون تو تمھین اختیار ہی
ضمیران نے قسم سر علمشاہ کی دی کہ جبتک شاہزادہ نہ آئے تم نہ لڑو اگر تم بھی زخمی ہوئے تو پھر قلعہ بند ہو کر
لڑنا بھی مشکل ہو جائیگا اور آجکل ستارہ گردش مین ہی کیپی زلزال مجبور ہوا اور ساتھ ضمیران شاہ کے
قلعہ مین آیا یہ خبر صبح کو مالاگرد کو پہونچی کہا کچھ پروا نہین ہی اور مع فوج آکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور خیمہ برپا کیا
اور مشورہ کرکے طبل جنگ بجوایا اور کہا کہ صبح کو یہ قلعہ لے لونگا اسکے لوگون نے آپس مین کہا کہ مالاگرد جو کہتا ہی وہی کرتا ہی بیشک
یہ قلعہ خالی کرالیگا اور یہ خبر ضمیران شاہ کو ہوئی کہ مالاگرد نے طبل جنگ بجوایا ہی اور کہا ہی کہ مین اس قلعہ کو

لونگا ضمیران شاہ اور اسکے لوگون کا تو دم نکل گیا کیونکہ یہ سب جانتے ہین کہ مالاگرد جو کہتا ہی وہی کرتا ہی
الغرض ضمیران لہراسپ کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا لہراسپ نے کہا کہ خدا کو یاد کرو اور اسکو آنے دو
جب آئیگا تو دیکھا جائیگا تم مجکو قیلیتبد دروازے پر بٹھا دو مین سمجھ لونگا ای ضمیران معلوم ہوا کہ ستارہ
ہمارا گردش مین تھا کہ علمشاہ سا ازدہا ہمارے ہاتھ سے اسکے زخمی ہوا اور مین نے چاہا تھا کہ مالاگرد سے لڑکر
اسے پکڑ لاؤن مین بھی زخمی ہوا خیر اب سمجھا جائیگا ضمیران نے کہا ای لہراسپ کیا کہنا بہادر ایسے ہوتے
ہین اور میرے یہ سب لوگ ہین تو مسلمان لیکن دل ہارے دیتے ہین الغرض رات بھر طبل جنگ بجا صبح ہوئی
لہراسپ فیلبند دروازے پر آ بیٹھا اور سبکو سمجھا کے خاطر جمع کی ادھر مالاگرد نے یورش کی جب سامنے
آیا یہان سے توپ چلی لہراسپ نے ضمیران کو منع کیا کہ کیون توپین مار کر مجکو بدنام کرتے ہو خدا پر شاکر
رہو مالاگرد کو یہان تک آنے دو ضمیران نے نہ مانا اور ہزار ہا آدمی مالاگرد کے اڑ گئے لیکن مالاگرد گولون
کو رد کرتا ہوا گرز گران ہاتھ مین لیے ہوئے لب خندق آپہونچا ادھر گولہ اژدن نے اب جو ہاتھ روکا
اور دھوان برطرف ہوا دیکھا تو مالاگرد لب خندق کھڑا ہی اور پکار رہا ہی کہ او ضمیران اب بھی دروازہ قلعہ
کا کھولکر چلا آ تو جانتا ہی کہ جو مین کہتا ہون وہی کرتا ہون تیرا قصور فرزوق سے معاف کرا دونگا یہ سنتے
ہی ضمیران کی جان نکل گئی اور آپس مین کونسل کی کہ مالاگرد کے کہنے پر راضی ہو گئے تو اچھا ہی جب تو لہراسپ
نے کہا ای ضمیران ہراس کو راہ نہ دو وہ کیا دار ہی سخرہ ہی دعا کرو بانی تم اسکو دروازے تک تو آنے دو ہم
اسی حالت زخمداری مین لڑینگے غرض سب نے ہاتھ اٹھا دیے سر کھولدیے دعا مانگنا شروع کیا کہ ای معبود
حقیقی وای رب تحقیقی ای کس بیکسان وای یاور غریبان اسوقت مین سوا تیرے ہمارا کون مددگار ہی
بس ان سبکا بلبلا کر دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور راز پردہ بیابان گرد برخاست
تیرہ و تیرہ وخیرہ سرگرد برآسمان رسیدہ و پای گرد در زمین پیچیدہ اب جو وہ گرد قریب آکر شق ہوئی
دیکھا کہ ایک نقابدار پلنگینہ پوش پیدا ہوا اور مانند شیر غضبناک کے للکارا کہ باش باش او گبر کیا کرتا ہی پہلے
مجھسے مقابلہ کرلے تو پھر قلعہ پہ جانا مالاگرد اس طرف متوجہ ہوا کہ یہ نقابدار کون ہی اور کہان سے آیا ہی
اتنے مین نقابدار نے قریب پہونچکر تلوار ماری کہ مرکب مالاگرد کا چھ قدم پسپا ہوا اور گھوڑا نقابدار
کا دو قدم پیچھے ہٹا مالاگرد پکارا کہ او نقابدار چھپا ہی تو روپوش کیا تیری قضا دامنگیر ہوئی ہی نقابدار نے
کہا او بد ہوا و نامرد تو چھپا ہی یا مین ہون جو اپنے سے نہ لڑتے اسکے سے لڑنا کیسا مالاگرد نے کہا مین نے
تو اس لوہے کے دریا کو پیر کر اپنے کو لب خندق پہونچایا اور تو مجکو اس جرأت پر نامرد کہتا ہی
دیکھون تو کیسا بہادر ہی لاجو حربہ بہادری رکھتا ہو نقابدار نے کہا یہ ہمارا دستور نہین کہ پہلے دستی کرین
ہم خداپرست ہین تجکو بھی لازم ہی کہ لقیا سے ازین تن پر لعنت کر بس یہ سننا تھا کہ مالاگرد نے
غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری نقابدار نے خالی دی اور اپنا وار کیا مالاگرد نے سپر کو جیسے کی پناہ دے
کیا تھا لیکن تلوار جو پڑی اسکے سر کو کاٹ خود اور سر کے دو ٹکڑے کرکے تا دابرو اتر آئی مالاگرد نے
دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر خون جو سر سے جاری ہوا ضعف طاری ہوا لوگ اسکے لشکر کے یہ
ماجرا دیکھکر نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بھی تیغہ آبدار کھینچکر مشغول جنگ ہوا لہراسپ نے ضمیران
سے کہا کہ جلد نقابدار کی مدد کرو ضمیران فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلا اور فوج پر مالاگرد کی جا کر

تلوار چلنے لگی فوج بے سردار کہین ٹھہرتی ہے آخر کو لوگ مالاگرد کے اسکو لیکر نکل گئے لہراسپ نے آگر نقابدار کو مجرا کیا اور کہا آپ توقف کریں تو مین کچھ عرض کرون نقابدار نے کہا کونسی ایسی بات مین نے کی ہے اور تم کیا کہوگے یہ کہکر جدھر سے آیا تھا اُسی طرف واپس گیا یہ نقابدار عمرو بن حمزہ یونانی تھے لہراسپ اور ہمرہان بہ فتح و فیروزی قلعہ مین داخل ہوئے لیکن لوگ مالاگرد کے جو اُسے لیکر بھاگے تھے چار پانچ کوس پر جاکر ایک دامنہ کوہ مین قرار پکڑا اور زخم مین اپنے سردار کے ٹانکے لگوائے علاج اسکا ہونے لگا اگر مالاگرد اچھا ہوئے تو پھر جیسا مناسب ہوگا دیکھا جائیگا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ علمشاہ کے زیر کرنا مسروق فرنگی برادر مرزوق فرنگی کو بیان کیے جاتے ہین

راویان راست بیان اس داستان فتح نشان کو اس طور پر تحریر کرتے ہین کہ جب علمشاہ کو میدان مصاف سے گھوڑا لیکر نکل گیا تھا ایک بیشہ مین ہوکر کچھ گھاس چرنے لگا بعد اسکے ایک تالاب کے قریب گیا اُس مین سے پانی پیا مگر پھریری جو لی تو علمشاہ نیچے اُسکے گر پڑے لیکن بیہوش تھے اتفاقاً ایک زمیندار کا اُس طرف سے گذر ہوا رستے دیکھا کہ ایک آفتاب کنارے پر لب بام ہی یعنی ایک جوان نہایت حسین مہ جبین زخمی کنارے دریا کے پڑا ہوا ہی تب وہ آیا اور علمشاہ کو اُٹھا کر اپنے گھر لیگیا اور گھوڑے کو بھی لیجا کر باندھ دیا اور جراح کو بلوا کر زخم مین ٹانکے لگوائے پٹی مرہم کی بندھوائی جب علمشاہ کو ہوش آیا اُس زمیندار نے پوچھا کہ آپ کون ہین انھون نے کہا کہ مین سوداگر ہون قزاق مال و اسباب میرا سب لوٹ لیگئے اور مجکو زخمی کرکے ڈال گئے گھوڑا مجکو اس دریا تک لے آیا اور نام اپنا پوشیدہ کیا کچھ زید عمر بکر بتادیا غرض چند روز مین زخم اچھا ہوا کبھی کبھی سیر کو بھی علمشاہ جانے لگے ایک روز ایک صحرا مین پہونچے کہ وہان ایک باغ اناروں کا تھا اور تمام انار سرخ سرخ لگے ہوئے تھے کوئی درخت ایسا نہ تھا کہ پھلا نہو ایک عجب فضا تھی علمشاہ کھڑے سیر دیکھ رہے تھے کہ آواز زنجیر کی کان مین آئی ادھر اُدھر دیکھا پشت کی طرف جو پھرے دیکھا کہ ایک دیوانہ چوبدست گران سر ہاتھ مین لیے ہوئے چلا آتا ہی بس قریب علمشاہ کے پہونچ کر پکارا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اب مین تجھے ضرور مار ڈالونگا مین روز ایک نہ ایک آدمی پر اپنی چوبدست آزماتا ہون علمشاہ نے کہا آخر میری کیا خطا کیا ہی مین نے تیرا کچھ لیا ہی وجہ کیا دیوانے نے کہا کہ اگر مین نہ آتا تو تو ضرور انار توڑ کر کھا جاتا اور لیجاتا معلوم ہوتا ہی کہ تو چور ہی علمشاہ نے کہا او کیدی دیوانے کیا بکتا ہی یہ کہتا تھا کہ اُس دیوانے نے وہی چوبدست ماری علمشاہ نے خالی دی اُسنے دوسری چوبدست ماری انھون نے دستہ پکڑ لیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر چھین لے دیوانہ چوبدست چھوڑ کر علمشاہ سے لپٹ گیا علمشاہ نے بھی چوبدست کا دستہ ہاتھ سے چھوڑا اور آمادۂ تلاش ہوا کشتی کلہ بہ کلہ دوپہر بدستہ ہونے لگی مگر جب علمشاہ اُسکو پکڑاتے ہین وہ جھٹ مارتا ہی یہ گھونسا مارتے ہین غرض ایک مقام پر زور کرکے اُسے ریل بیلے اور جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ درشناخت پروردگار عالم پہ میکو بی دیوانے نے کہا پہلے تم اپنا نام بتاؤ اور یہ بھی بیان کرو کہ تم کون ہو علمشاہ نے اپنا نام بتایا اور حسب و نسب بیان کیا اور رگ ہاشمی دیوانے نے دیکھی کہا کہ بیشک مذہب آپ کا برحق ہی اور مجکو قبول و منظور ہی علمشاہ نے اُسے زمین پر سے زیادہ قدم ہونے

لوٹا اور کلمہ پڑھکر از سرِ صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ نام میرا مسروق دیوانہ ہی اے شہریار مین بھائی مرزوق فرنگی کا ہون مجھکو خواب مین ایک بزرگ نے آپ کا نام بتایا کہ تو اُس سے زیر ہوگا اور اُسکا دین قبول کر لینا اُس روز سے مین نے یہ پیشہ اختیار کیا اور میرے پاس تیس ہزار دیوانے ہین بعد اُسکے علمشاہ سے کہا کہ اب دعوت میری قبول کیجیے اور میرے گھر چلیے علمشاہ اُسکے ساتھ ہوئے جب وہ اپنے بیشہ مین پہونچا دیوانون نے دیکھا کہ یہ نیا شخص کون مسروق کے ساتھ چلا آتا ہی سبکے سب تماشا سمجھ کے شور و غل مچاتے ہوئے دوڑے اور آکے گھیر لیا ہر ایک قصد کرتا ہی کہ علمشاہ پر چوبدست مارے لیکن مسروق منع کرتا ہی آخر کو مسروق نے سبکو مسلمان کیا اور علمشاہ کی دعوت نہایت تکلف کے ساتھ کی بعد فراغت دعوت کے علمشاہ نے مسروق سے کہا کہ مین اب ریحانیہ کو جاؤنگا دیوانے نے کہا کہ مین ہمراہِ رکاب ہون غرض علمشاہ مع مسروق اور تیس ہزار دیوانون کے طرف ملک ریحانیہ کے روانہ ہوئے کہ چلکر لہراسپ وغیرہ کی خبر لینا چاہیے کہ مالاگرد سے کیا گذری انکو راستہ مین چھوڑیے کہ بر وقت انکا حال بیان کیا جائیگا

اب دو کلمے داستان سلطان سعد کا شبخون مارنا لشکر مالاگرد پر اور گرفتار ہو جانا سلطان سعد کا بیان کیے جاتے ہین

کاتبان خوش بیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ سعد قلعۂ قیلاب مین ملکہ ماہ گوہر بند کے ساتھ عیش و عشرت مین بسر کر رہے تھے کہ ایک روز خبر سلطان سعد کو پہونچی کہ شاہزادہ علمشاہ مالاگرد کے ہاتھ سے زخمی ہوکر غائب ہو گئے اور لہراسپ بھی زخمی ہوا اب ضمیران شاہ مع لہراسپ قلعہ بند ہی یہ سنکر سعد نے اشتقش سے کہا کہ تم تو یہین رہو مین جاکر شبخون مارونگا کہ یہ فرنگی بھی کچھ دنون تو یاد کریگا ہر چند اشتقش نے کہا کہ ملکہ سے تو رخصت ہو لیجیے سعد نے نہ مانا اور پانچ ہزار سوار لیکر ملک ریحانیہ پر روانہ ہوا آتے آتے قریب لشکر مالاگرد کے ایک دامنۂ کوہ کی آڑ مین قیام کیا جب رات ہوئی تو چلنے کی تیاری کی اور پہر رات رہے اپنے سوارون کو لیکر لشکر مالاگرد پر شبخون کرا قتل کرنا شروع کیا کشتون کے پشتے باندھ دیے فوج کو پامال کر ڈالا مالاگرد کچھ کچھ اچھا بھی ہو چکا ہی اسکو خبر ہوئی کہ سعد شبخون کرا ہی جلد ہی سے سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہوکر مرکب پر بیٹھکر چلا کہ سعد سے مقابلہ کرے اب کوئی دو گھڑی رات باقی ہوگی کہ سعد نے کہا اگر صبح ہو گئی تو بڑا غضب ہوا نکل چلنا چاہیے اور کچھ لوگ انکے بھی مارے گئے اب ارادہ نکلنے کا کیا مگر فوج مالاگرد کی چار لاکھ ہی یہانتک کہ صبح ہو گئی اب لوگون نے دیکھا کہ سعد ایک طرف گھوڑا دبائے چلا جاتا ہی قصد یہ ہی کہ اب نکل چلیے لوگ مالاگرد کے چالاک ہین زمین مین جا بجا کمندین بچھا دین اور کچھ آدمی درختون پر چڑھ گئے اب سعد لڑتا ہوا اُس طرف پہونچا لوگون نے حلقے کمند کے مارے یہ الجھکر گرے سب ٹوٹ پڑے اور سعد کو پکڑ لیا یہ دیکھکر انکے لوگ بھاگے مالاگرد سعد کی گرفتاری سے بہت خوش ہوا لوگون نے کہا کہ بس اب اسکو مرزوق کے پاس بھیجیے اور ضمیران تو قلعہ بند ہی اور علمشاہ کا اسوقت تک کہین پتا نہین لگا اور آپ کا زخم ابھی اچھا بھی نہین ہوا بعد صحت آکر پھر سامنا کیجیے گا مالاگرد نے اس صلاح کو بہت پسند کیا اور حکم کیا کہ بلاؤ آہنگرون کو بموجب حکم اُسی وقت آہنگر حاضر ہوئے اور سعد کو اسیر غل و زنجیر کیا اور اسے پڑ ڈالکر اُسی وقت وہان سے کوچ کیا لوگون نے کہا بس ڈر ہی تو اُس نقاب دار کا ہی جلد بہت چلے چلیے اور بہت ہوشیاری رکھیے گا غرض رات بھر مالاگرد جاگا کرتا ہی یہانتک کہ کوچ بہ کوچ منزل بمنزل

کئی روز کے بعد شہر افروقیہ مین پہونچے خبر مالک افروقیہ کو ہوئی کہ مالاگرد فرنگی قید سلطان سعد کی لیے ہوئے آتا ہی پس جلدی سے مع رفقا اُٹھکر کھڑا ہوا اور شہر سے باہر آیا استقبال کر کے لے گیا دعوت کی جب مطمئن ہو کے بیٹھے مالاگرد نے سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ علمشاہ زخمی ہو کے غائب ہوگیا مین نے قلعہ پر یورش کی تھی جب خندق تک پہونچا تھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش آیا اور اُسنے مجھے زخمی کیا مجھے اُس نقابدار کا بڑا اندیشہ ہی مالک افروقیہ نے کہا کہ میری تو یہ صلاح ہی کہ قید سعد کی یہان چھوڑ جائیے مین حفاظت سے رکھونگا اور آپ جا کر مرزوق سے اطلاع دیجیے یا وہ فوج زیادہ بھیج کر بلوا لیگا یا یہین سے اسکا سر کاٹ کے لیجائیے گا جیسا وہ حکم کریگا ویسا کیجیے گا ورنہ بیشک نقابدار قیدی کو چھڑا لیجائیگا غرض مالاگرد کو نقابدار کا نہایت خوف تھا اور رعب نقابدار کا اُسپر چھایا ہوا تھا قید سعد کی وہین چھوڑی اور آپ روانہ ہوا خبر مرزوق کو ہوئی کہ مالاگرد آتا ہی اور سعد کو بھی اسنے اسیر کیا علمشاہ زخمی ہو کر نکل گیا سب سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا وہ آئے اور مالاگرد کو استقبال کر کے لے گئے مرزوق نے پوچھا ای مالاگرد قید سعد کی کہان ہی مالاگرد نے کہا ای شہریار نقابدار پلنگینہ پوش کے خوف سے قید سعد کی مین نے افروقیہ مین چھوڑ دی ہی کیونکہ نقابدار نے مجھے ایک مرتبہ زخمی کیا تھا نقابدار زبردست روزگار ہی اور سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا اور کہا کہ اب جیسا حکم ہو ویسا کیا جاے میرے نزدیک سعد کا یہان تک لانا مناسب نہین تھا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ نقابدار ضرور چھڑا لیجائیگا مرزوق نے کہا کہ اب تم آرام لو مین اور شخص کو بھیجے دیتا ہون وہ سر سعد کا لے آئیگا اور زنگاوہ غوری کی طرف دیکھکر کہا کہ تم فوج اپنی لیکر افروقیہ جاؤ اور سر سلطان سعد کا لاؤ زنگاوہ یہ حکم سنکر کچھ فوج ہمراہ لیکر راہی ہوا لیکن اُس طرف آلاگرد فرنگی جو قلعہ قیلاب پر چلا تھا اُسکے آنے کی خبر اشقنقش کو ہوئی اشقنقش نے ملکہ ماہ گوہر ہند سے کہا کہ ملکہ بڑا غضب ہوا آپ کے باپ نے آلاگرد کو آپ کی اسیری کے واسطے بھیجا ہی عورت کی عقل تو اُلٹی ہوتی ہی سنتے ہی گھبرا گئی اور کہا مین بھی قلعہ آہن حصار مین سکینہ بانو کے پاس چلونگی ہم وہ ایک جگہ رہینگے جو گذریگی دونون پر ساتھ ہی گذریگی اشقنقش نے ہر چند سمجھایا کہ خدا نہ کرے اگر راستے مین اُسنے آکر گھیر لیا تو بڑا غضب ہوگا یہ قلعہ مستحکم ہی ملکہ نے کسی طرح نہ مانا اُسوقت اشقنقش ناچار ہو کر ساٹھ ہزار سوار مسلح و مکمل ہمراہ لیکر دوسرے دروازے سے قلعہ کے ملکہ کو لیکر راہی ہوا یہان زنگاوہ غوری چند روز مین قریب شہر افروقیہ کے پہونچا خبر مالک افروقیہ کو ہوئی بسبب اسکے کہ یہ وزیر مرزوق کا ہی استقبال کو آیا اور لا کر بارگاہ مین بٹھایا حال پوچھا زنگاوہ نے کہا مین یہ نامہ مرزوق کا واسطے قتل سعد کے لایا ہون مالک تو سنکر چپ ہو رہا اور سب لوگ اپنے دل مین زنگاوہ کو گالیان دینے لگے کہ یہ نمکحرام ہی اور سعد کی جوانی پر افسوس کیا غرض مالک افروقیہ نے کہا جو حکم مرزوق کا ہو کیا چارہ ہی مثل حکم حاکم مرگ مفاجات ہ اور ایک باغ مالک نے خالی کرا دیا اُس مین زنگاوہ پچاس ہزار فوج سے اُترا وہ تو اُدھر گیا ادھر مالک نے آکر سعد سے کہا کہ زنگاوہ حکم مرزوق کا تیرے قتل کے واسطے لایا ہی سعد نے کہا جو مرضی پروردگار عالم کی غرض دوسرے روز یہ ٹھہری کہ سعد کو قتل کرو اور شہر سے باہر ایک کوہ ہی اُسپر لیکے چلے اور تمام شہر تماشا دیکھنے کے لیے زیر کوہ جمع ہوا زنگاوہ غوری ایک ہاتھی پر سوار ہوا اور پچاس ہزار سوار ہمراہ لیکر بیچ مین ارادہ سعد کا اور مالک

افروقیمہ دو لاکھ سوار سے ایک طرف اسی طرح کوہ پر پہونچے جلاد سعد کو لیکر بالائے کوہ آیا اور زیر کوہ یہ فوج
کیثر پرا باندھ کر راستہ روک کے کھڑی ہو لی اور جلاد نے سعد کو زیر دار بٹھایا جو صاحب اولاد تھے جو
سعد کی جانی پرور رہے تھے اور زنگاوہ کو برا کہ رہے تھے کہ زنگاوہ نے ایک حکم دیا جلاد نے خط گردن
پر کھینچا اور کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے اور جو کھانا ہو کھالے کہ پھر زندہ نہ ہو سکیگا سعد نے کچھ جواب نہ دیا اور
منھ قبلہ کی طرف کر لیا اور جلاد کو پٹی آنکھوں پر نہ باندھنے دی کہ اس مین زنگاوہ نے دوسرا حکم نہ دیا
اور کہلا بھیجا کہ ای سعد اگر اب بھی لقیا ے زرین تن کو سجدہ کرو تو تمھارا قصور معاف کروا دونگا سعد
نے کہا اُس سے کہنا کہ او حلبی بنگرام تیرا اور لقیا دونون پر لاکھ لاکھ لعنت ہی بس یہ جو زنگاوہ
نے سنا ہاتھی سے اُتر کے تلوار کھینچ کر سامنے سعد کے آیا اور کہا او سعد مین تجکو سمجھانے آیا ہون دیکھ فرزوق
نے مجکو وزیر کیا تو بھی چل تیرا بھی بڑا مرتبہ کروا دونگا اور ذمہ اپنا کرتا ہون سعد نے کہا او گیدی بنگرام
کیا بیہودہ بکتا ہی یہ سنکے زنگاوہ نہایت برہم ہوا اور تلوارین کھینچ کر سعد پر آیا کہ مین تجکو قتل کرونگا اور
ایک تلوار سعد پر ماری سعد نے ہتھکڑی سامنے کر دی اور خدا کو یاد کیا غصہ تو بہت تھا بڑی جو زور جو کیا
قید توڑ ڈالی اور بیڑی پکڑ کر زنگاوہ پر دوڑے کہ آحرامزادے مجھے قتل کریگا زنگاوہ کا یہ معرکہ دیکھکر
دم نکل گیا اور دل مین کہا کہ غضب ہوا ایک تلوار اور ماری سعد نے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالدیا اور پنجہ
مروڑ کر تلوار چھین لی یہ بھاگا سعد پیچھے دوڑے زنگاوہ مارے خوف کے اُلجھکر گرا سعد نے کمربند پکڑکر
اُٹھا لیا اور زیر کوہ پھینکدیا غرض سر نیچے ٹانگین اوپر یہ گرا سر اسکا پھٹ گیا ایک ہاتھ بھی اُکھڑ گیا وہ لوگ
پچاس ہزار جو اسکے نیچے صفین باندھے کھڑے تھے سعد پر دوڑے سعد کے ہاتھ مین تلوار زنگاوہ کی تھی
جیسے اوپر پہاڑ کے آنے کا ارادہ کیا سعد نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوگئے غرض اب تلوار چلنے لگی اور سعد
یکہ و تنہا لڑ رہا ہی ہر طرف ایک شور ہی کہ قیدی چھوٹ گیا ہی جانے نہ پائے سعد اکیلے اور ادھر اتنون کی
یورش ہاتھ بھی تھک گیا دل مین دعا کر رہا ہی کہ خداوندا بچانا اس غدر کفار سے کہ یکایک پردۂ بیابان سے
گرد اُڑی اور ایک نقابدار پلنگینہ پوش مع چالیس ہزار سوار کے پشت پر پیدا ہوا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر
سے کھینچ کر تلوار پکڑکر کفار پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا اب سعد کا بھی دل بڑھا کہ نقابدار ہماری مدد کو
آیا ہی کیونکہ نعرۂ اللہ اکبر سے یہ پایا جاتا ہی کہ مسلمان ہی یہ بھی جمکر لڑنے لگا کہ نقابدار قریب سعد کے پہونچا
سعد نے کہا ای نقابدار بہادر تو کون ہی نقابدار نے کہا مین تیرے باپ کا دوست ہون مجھسے اور تیرے
باپ سے بڑی ملاقات ہی مین تیرا یہ حال سنکے آیا ہون تو نہ گھبرانا یہ کفار تیرا کیا کر سکتے ہین سعد نے کہا تو آپ
میرے بزرگ ہین اور آپ نے مجھپر کمال احسان کیا لیکن یہ کیا کلمہ کہا کہ نہ گھبرانا آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مجکو
کہین پر بھی ہراس تھا نقابدار نے کہا تم ایسے ہی بہادر ہو اور نقابدار مثل پروانے کے سعد کے گرد لڑ رہا تھا
مرنے سے کچھ پروا نہین لاش پر لاش گرا دی کشتون کے پشتے لگا دیے مالک نے دیکھا کہ نقابدار زبردست
روزگار معلوم ہوتا ہی اس سے لڑنا چاہیے بس گھوڑے کو چمکا کے سامنے نقابدار کے آیا اور پکارا او
مفلوک روزگار تو نے تہلکہ ڈالدیا تھا اگر نامرد یہ کہکر تلوار نقابدار پر ماری یہ تو بڑے آزمودہ کار ہین قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور پکڑ کر کمر زنجیر کا بند نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زنگاوہ
کو مرکب زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دینا شروع کیا اور کہا درستا خفتن پروردگار زعالم چہ میگوئی مالک نے

امان مانگی نقابدار نے چھوڑ دیا اور چند کلمے وحدانیت الٰہی مین زبان مبارک سے ارشاد کیے اسنے اپنے لوگون کو منع
کیا کہ اب نہ لڑو اور زنگا وہ کے لوگ اُسے اٹھا کر لے بھاگے مالک نے نقابدار سے کہا کہ اب میرے شہر مین چلیے
نقابدار نے کہا کیا مضائقہ ہے غرض مالک سعد اور نقابدار پلنگینہ پوش کو لیے ہوئے شہر مین آیا اور سارے
شہر کو مسلمان کیا بتخانے توڑ ڈالے گئے مسجدون کی بنا پڑی سعد نے ہاتھ باندھکر نقابدار سے کہا کہ آپ اپنے
کو ظاہر کیجیے اور دوڑکر سعد اُس نقابدار کے گلے سے چمٹ گیا دیکھا سب نے کہ نقابدار کے آنسو جاری ہین
محبت پدری سے دل امنڈ آیا نقابدار نے کہا ابھی مصلحت نہین ہے چندروز مین تمپر ظاہر ہو جائیگا سعد
نے کہا اب جدائی آپ کی شاق ہے نقابدار نے کہا مین آیا کرونگا اور مالک کی طرف دیکھکر کہا کہ خبردار اگر سعد
کو کوئی ایذا پہونچی اور مین نے سن پایا کہ تو نے کوئی امر بیجا کیا تو اتنا سمجھے رہنا کہ تیری نسل مین سے ایک کو
باقی نہ رکھونگا یہ جو نقابدار نے کہا مالک لرز گیا کیونکہ پہلے اسکے دل مین یہ تھا کہ نقابدار جائے تو سعد کو بیہوش
کرکے قید کرلے اور پاس عزروق کے بھیجدے اب کچھ نہ بن پڑا دوڑ کے قدمون پر نقابدار کے گرا اور کہا کہ کیا
مجال غلام کی اور از سر صدق مسلمان ہوا غرض نقابدار تو سعد سے رخصت ہو کر چلا گیا مالک نے سعد سے
کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے کیونکہ آپ زیب اورنگ شاہی زینت کج کلاہی ہین مین آپ کے سامنے تخت پر
نہ بیٹھونگا سعد نے کہا کہ تخت تمھارا تمکو مبارک رہے مجکو ہوس شاہی کی نہین ہے ہماری جگہ جنگل ہے
ہم اُسی پر بیٹھتے ہین غرض یہ تو عیش و عشرت مین مصروف ہوئے ایک روز ایک پرچہ اخبار کا مالک نے
سعد کو دکھایا اُس مین یہ لکھا تھا کہ ملکہ ماہ گوہر ہند خبر آلاگرد کے آنے کی سنکر خوف کے مارے قلعۂ
قبلاب سے نکلکر قلعۂ آہن حصار کو جاتی تھی راہ مین آلاگرد نے گھیرا ہے بس یہ دیکھنا تھا کہ سعد
گھبرا گیا مالک سے کہا کہ ابھی ایک گھوڑا جو نہایت چست و چالاک ہو دو مالک نے کہا اے شہریار کیا کیجیے گا
آپ کا تو سارا شہر ہی ہے سعد نے کہا اے مالک وہ میرا ناموس ہے ضرور مین اسکے بچانے کو جاؤنگا مالک نے کہا
چار لاکھ فوج آلاگرد کے ہمراہ ہے اور آپ یکہ و تنہا مین کیا کرینگے اور وہ بھی دو تون بھائی اس اقلیم مین یکتائے
روزگار ہین کہ انکی تلوار کی پناہ نہین ہے سعد نے کہا پھر ہون کیا پروا ہے مالک نے کہا اچھا مین بھی چلتا ہون
اور حکم دیا کہ سب فوج ہماری تیار ہو ابھی وقت دو لاکھ سوار اسلحے و بکتل ہو گئے غرض سعد اور مالک
دو لاکھ فوج سے روانہ ہوئے اب حال سنیے اُس طرف کا جب اشقش ملکہ گوہر ہند کو لیکر قلعہ سے نکلا مارے
خوف کے دو روز تک کہین مقام نہ کیا تیسرے دن ایک دامنہ کوہ مین اترے گٹھرین کھولین کچھ کھانا پکایا
خیمے مین ملکہ کو اتارا یہ خبر آلاگرد کو ہوئی کہ اشقش ملکہ کو لیکر قلعۂ قبلاب سے نکل گیا یہ سنتے ہی اسنے بھی
پیچھا کیا غرض آتے آتے یہ بھی قریب لشکر اشقش کے پہونچ گیا اور دو کوس کے فاصلے پر خیمہ برپا کیا ہے اب
ہرکارے نے آکر خبر دی کہ آلاگرد آپہونچا اشقش نے ملکہ کو اطلاع دی کہ آلاگرد آپہونچا اور دو کوس
پر خیمہ برپا کیا ہے ملکہ کا تو یہ خبر سنکے عجب حال ہو گیا اشقش سے کہا بھیا کسی طرح رات ہی رات یہان سے
بھاگ چلو اشقش نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو اتنا گھبراتی کیون ہو پہلے تو تم نے نہ مانا اور قلعہ سے نکل پڑین
اب اگر بھاگینگے تو وہ چھوڑ دیگا اس سے ہم بھی جمکر لڑینگے جو خدا چاہیگا وہ ہوگا ملکہ نے کہا اچھا مجکو
زہر کا پیالہ بنادو کیونکہ اُسپر ہمارا فتحیاب ہونا یہ تو خدا کے اختیار مین ہے لیکن جب وہ میرے پکڑنے کو آئیگا
اور مین دیکھونگی کہ اب وہ خیمہ مین گھس آیا تو مین زہر کا جام پی لونگی اسواسطے کہ خدا اب عزروق کی

صہ (۱)

صورت نہ دکھا سکے غرض یہ سب تو مصروف گریہ وزاری ہوئے اور ملکہ دعائین مانگنے لگی کہ خداوندا بچائیو اس ظالم کے پھندے سے کہ یہ پہلوان زبردست ہے اشقتش اسیر کیونکر فتحیاب ہو سکتا ہے ادھر اشقتش باہر آیا افسران فوج سے بلا کر کہا کہ بھائیو آبرو تمھارے ہاتھ ہے یہ ناموس ہے تمھارے شہریار کا اُسکے بچانے مین کوشش ضرور ہے اور یہی دن ہے شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا * مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا * سبا منا زبردست سے ہے یہی دن نام کا ہے سب نے عرض کیا کہ آپ کے کہنے کی بات ہے یہ مقدمہ دین کا ہے ادھر تو یہ تدبیرین ہو رہی ہین اور اُدھر جاسوسون نے ملکہ کی خبر آلاگرد کو پہونچائی یہ مجرد سنتے اس خبر کے آلاگرد نے کہا کہ ابھی جا کر گھیر لو اگر کوئی بھی نکلنے کا ارادہ کرے فوراً گرفتار کرنا ہرگز نہ ڈرنا یہان اشقتش نے مع سپاہ کے تمام رات نگہبانی کی بہت جانفشانی کی کہ مبادا آلاگرد شبخون مارے ہم سبکو مار اُتارے صبح کو آلاگرد نے دولائی فرنگی سے کہا کہ تو اشقتش کے پاس جا اور تمام نشیب و فراز دکھا بلکہ میری جانب سے اُسے ہیبت دلانا بہت ڈرانا دھمکانا اور کہنا کہ ملکہ کو میرے حوالے کر دے ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگا تیری بوٹیان چیل کو دون کو کھلا دونگا اور اے نالائق تجھے خوف مرزوق کا بھی نہین ہے جو مسلمان ہو گیا بلکہ بے ایمان ہو گیا دولائی یہ پیغام لیکر اشقتش کے پاس آیا اور جو جو آلاگرد نے کہا تھا حرف بحرف کہہ سنایا اشقتش نے جواب دیا کہ میری طرف سے آلاگرد کی خدمت مین تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ مین تو ملکہ کا تابعدار ہون مین نے اسکی مرضی کے خلاف نہین کیا اب آپ نے ایسا ارشاد فرمایا ہے بہت بہتر ہے مجھے ایک دن کی مہلت ملے کہ مین ملکہ کو سمجھا کر خدمت عالی مین لے آؤن اسواسطے کہ اگر جبر کرونگا تو وہ اپنے تئین ضایع کریگی دولائی نے اسکی گفتگو سو بہو آ کر آلاگرد سے بیان کی آلاگرد نے کہا خیر ایک دن کی مہلت بھی سہی پھر کیا عذر کرینگے ادھر اشقتش نے در خیمہ پر دو لنگر بہیر اونچیہ کو مقرر کیے اور اُنسے کہدیا کہ خبردار جسوقت مین مارا جاؤن فوراً ملکہ کو بھی قتل کر ڈالنا یہ کہکر چلا ہی تھا کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ چلے آتے ہین غرضکہ جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ اشقر کیتوال سمینہ بانو کو لیے ہوئے مع بیس ہزار سوار کے آیا ہے کس واسطے کہ جب مالاگرد کو یقین ہو گیا کہ زلنگا وہ سعد کا سر لینے گیا ہے سوچا کر تو چل کے سمینہ کا کام تمام کر دے یہ خیال کر کے چار لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے اور قلعہ آہن حصار کی طرف چلا یہ خبر سمینہ کو بھی پہونچ گئی یہ بھی اشقر کو ہمراہ لیکر قلعہ قیلاب کی طرف چلی راہ مین سنا کہ وہ تو آپ بھاگے آتے ہین آلاگرد نے انھین بہت تنگ کیا ہے یہ خبر سنکر سمینہ بانو ملکہ ماہ گوہر بند کے پاس آئی اور سارا حال تمام و کمال کہا اشقتش نے خوش ہو کر اشقر سے کہا کہ چلو اب ہم تم شریک ہو کر لڑینگے شعر ہر کار سے کہ ہمت بستہ گردد * اگر خارے بود گلدستہ گردد * انشاء اللہ اگر ہمت نہ ہاری تو فتحیاب ہونگے کیونکہ ہم تم دو ہین شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را * پراگندگی آرد انبوہ را * غرض ملکہ نے اشقتش کو بلا کر پوچھا کہ اب کیا ہوگا اُسنے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو الحاصل ایک عجیب امید و بیم کا عالم تھا جیتے جی اپنا اپنا ماتم تھا کوئی مبتلائے ہراس تھا کوئی بےحواس تھا ان لوگون کی یہ کیفیت دیکھکر تاب نہ لا سکا دن آخر ہو گیا اور انیس شب سیاہ پوش ہو کر شریک مجلس اندوہ و الم ہوئی ہر ایک دست نیاز کو جانب درگاہ بے نیاز بلند کیے ہوئے مصروف دعا ہے شور قیامت برپا ہے جب ملکہ زیادہ مبتلائے آلام ہوئی شب بھی صدمے مین تمام ہوئی اور ہر ایک رو رو کر بیتاب ہو گیا غرضکہ گریبان سحر بھی انکے غم سے چاک ہو گیا صبح قیامت نمودار ہوئی بلکہ بہت بیقرار ہوئی گھبرا کر

ہر ایک کا منہ تکتی تھی لیکن عالم اضطراب مین کچھ کہہ نہ سکتی تھی اشقفش کو بلایا اور کہا کہ اب کہو شعر وہ بھی ہو گا کوئی
امید بر آئیگی یا اپنے مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلے آج یا تو جان دین یا ایمان دین اشقفش
نے تسکین دی کہا ای ملکہ گھبراؤ نہین خدا بہت بڑا مسبب الاسباب ہی کوئی سبب نکلا ہی جاتا ہی کہ اتنے مین
دولا فوراً آکر موجود ہوا اور اشقفش کو بلا کر کہا کہ آلاگرد نے پیام دیا ہی تمہین خوب گوش ہوش سے سنو وہ
پیغام یہ ہی کہا ہی اشقفش تینے سنا ہی سمینہ بانو بھی آئی ہی چونکہ آج دن وعدے کا ہی لہذا اسا تھہ ملکہ کے اُسے
بھی لیتے آنا اشقفش نے کہا میری طرف سے آداب عرض کرنا اور کہنا کہ رات کو مجھے بہ سبب سمینہ بانو کے
موقع نہ ملا جو ملکہ کو سمجھاتا ایک دن کی مہلت مجھے اور دے تو دونون کو راضی کرکے لے آؤن دولا نے جاکر
یہی کہدیا آلاگرد نے قسم کھائی کہ اگر کل نہ لایا تو خاک سیاہ کر دونگا سبکو تباہ کردونگا خیر ایک دن اور سہی
غرضکہ وہ دن شب وصل سے کم نہ تھا چشم زدن مین نظر سے غائب ہو گیا پھر وہی مونس رنج والم بال کھولکر
زندون کے ماتم مین بصد تعب آئی یعنی دن گذرا شب آئی کہ صحرا کی طرف ایک روشنی نظر آئی آتے آتے جب
قریب خیمہ کے پہونچی تو دیکھا کہ ایک انگریزی فوج کے ساتھ مشعلین روشن ہین اور ایک جوان بلباس ہندی
گھوڑے پر سوار بیٹھے آگے ہی لوگون نے پوچھا کہ شاہزادہ سعد نوجوان ہی اشقفش کو خبر دی وہ دوڑا آکر قدمبوس
ہوا دیکھا کہ سعد دلاور کے ہمراہ مالک افرو فیتہ مع دولاکھ فوج کے ہی خیمہ مین بھی سعد کے آنے کی خبر ہوئی
سمینہ نے اندر بلایا سعد جری نے سمینہ کو مجرا کیا صبح کو یہ خبر آلاگرد کو پہونچی ہوش گم ہو گئے اور کہا کہ بڑا
صاحب اقبال ہی ادھر مالاگرد نے قلعۂ آہن حصار مین سنا کہ سمینہ قیلاب کو چلی گئی یہ بھی تعاقب مین چلا
اور تیسرے دن آلاگرد کے لشکر مین پہونچا کیفیت یہان کی دریافت کرکے بھائی پر خفا ہوا کہ مہلت کیون
دی اُسی وقت کام تمام کرتا تھا اب سعد بھی مع فوج کے آگیا یہ کہکر طبل جنگ بجوا دیا رات بھر طرفین مین
تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے میمنہ و میسرہ ساقہ و کمینگاہ درست کرکے دونون لشکر
صف آرا ہوئے مالاگرد نے آلاگرد سے کہا کہ اشقفش سے تم لڑو اور اشعر سے مین لڑون یہ کہکر
خود جانب عیدگاہ مصاف روانہ ہوا ابھی آدھی دور تک آیا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد نمودار ہوئی جب
دامن گرد کا چاک ہوا تو دیکھا کہ بارہ ہزار دیو اسنے زنجیر اور ہتھکڑی ہلاتے ہوئے چلے آتے ہین بیچ مین علمشاہ
ہین اور مسروق دیوانہ ہی سعد علمشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور علمشاہ نے جو بہ ان مین مالاگرد
کو دیکھا خود بھی میدان مین آیا اور سلام کرکے کہا کہ تم تو میرے سسرے ہو مین تمہین اپنا بزرگ جانتا
ہون تمہین بھی چاہیے کہ لقیائے بدین تن پر لعنت کرو اور مسلمان ہو جاؤ مالاگرد نے برہم ہو کر تلوار
ماری علمشاہ نے اپنے تئین تو بچایا لیکن گھوڑے کا سر کٹ گیا یہ پیدل ہوا اور مالاگرد سے کہا بڑے
عیب کی بات ہی کہ مین پیدل لڑون اور تم سوار ہو کر لڑو وہ بھی زمین پر کود پڑا چونکہ یہ مرکب علمشاہ کو پسند
ہوا اور اقلیم فرنگ مین اسکا ثانی نہین ہی علمشاہ جست کرکے اُسکے گھوڑے پر سوار ہو لیا اور فوراً
گھوڑے پر سوار ہو کر علمشاہ نے سلام کیا اور کہا کہ جب بزرگ سے کوئی شئے ملتی ہی تو خرد سلام کرکے
لیتے ہین مالاگرد غصہ ہوا اور دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر مقابل ہوا شہزادے نے اُسکے گھوڑے
کو پی کیا اور خود بھی جست کرکے زمین پر آیا مبادا یہ غم نہ کرے غرض کشتی ہونے لگی تمام دن گاؤ زوری
ہوا کی شام کو جب تک روشنی آئے شہزادے نے موقع پاکر جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے اُسکے اثنا یہ مین ہو گئے

مالاگرد نے چاہا کہ مین روم جاؤن علمشاہ نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اسے دونون ہاتھون پر علم کیا اور کہا
حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی مالاگرد نے جواب نہ دیا علمشاہ نے باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا
مالاگرد کی فوج نے جو یہ کیفیت دیکھی چاہا کہ چھین لین آلاگرد نے روکا اور کہا رات کی رات صبر کرو صبح کو
سمجھ لینگے غرض آلاگرد طبل بازگشت بجوا کر واپس گیا ادھر لشکر اسلام مین نقارے فتح کے بجنے لگے علمشاہ
بھی شادان و فرحان اپنے لشکر مین آئے رات عیش و عشرت مین بسر کی صبح کو بارگاہ مین مالاگرد کو طلب کیا
کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ کلمہ پڑھو اور اپنے دل مین سوچو کہ لقیا کیا مردک ہی جسے تم اپنا معبود جانتے ہو
اسنے علمشاہ کے کہنے پر مطلق اعتنا نہ کی ادھر تو یہ اسکو سمجھا رہے ہین ادھر مسروق دیوانہ ملکہ ماہ گوہر بند
اور سمینہ کے خیمے مین ملنے کے لیے چلا گیا سمینہ نے تو اٹھکے مجرا کیا اور گوہر بند چھپ گئی یہ خبر سنکر علمشاہ
غازی اور سعد نوجوان دوڑے جب خیمے مین پہونچے علمشاہ نے مسروق سے کہا یہ کیا حرکت تھی مسروق
نے جواب دیا کہ وہ میری بھتیجی ہی غرضکہ گوہر بند بھی سامنے آئی علمشاہ اور مسروق کو سلام کیا مسروق
نے علمشاہ سے کہا کہ ای شہزادے گوہر بند کو مین نے تجھے دیدیا تو لے حرزوق سے کچھ خوف نہ کر بخوشی
مین نے بخشا علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہی وہ تو میری بیٹی ہی اور تجھسے کسنے مانگا تھا یہ دیوانہ ہی تیرا مین ابھی
گوشمالی کرکے برطرف کیے دیتا ہون سعد دلاور نے کہا آپ دیوانے سے کیون بحثتے ہین علمشاہ نے
کہا ای مسروق باہر جا خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا مسروق باہر چلا آیا مالاگرد پر بہت غصہ کیا اور کہا کہ
ای شخص مین تجھسے کہتا ہون کلمہ پڑھ اور تو نہین پڑھتا بہتر ہی اسی مین ہی کہ کلمہ پڑھ اور لقیا پر لعنت
کر ادھر سمینہ نے اپنے باپ کی گرفتاری کی کیفیت سنتی اندر بلوایا گوہر بند کو ہٹا دیا اور مجرا کرکے قدمون پر
گر پڑی کہا ای پدر والا گہر سوا کلمہ پڑھنے کے اور کوئی گناہ مجھسے نہین ہوا امیدوار ہون کہ آپ بھی کلمہ پڑھیے
مالاگرد نے بیٹی کا یہ کلمہ سنکے سر جھکا لیا لیکن کلمہ پڑھنے پر راضی نہوا علمشاہ نے اسکے جسم سے قید کو برطرف کیا
اور کہا جہان جی چاہے چلے جاؤ مین تمھارے قتل کے درپے نہونگا جسے اچھا کہا اُسے برا نہ کہونگا مالاگرد اسکی اس
حرکت سے بہت خوش ہوکر کلمہ پڑھنے پر راضی ہوگیا غرضکہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور کہا اب مین اپنے لشکر
مین جاکر آلاگرد کو بھی مسلمان کرکے لاتا ہون یہ کہکر علمشاہ سے رخصت ہوا اپنے لشکر مین آیا آلاگرد
سے کہا کہ بھائی اگر ارادہ علمشاہ سے لڑنے کا ہی تو مجھسے لڑلو مین تو مسلمان ہوا اور تمھین مسلمان کرنے
آیا ہون آلاگرد نے مصلحتاً کلمہ پڑھ لیا اور شراب مین بیہوشی دے کر مالاگرد کو قید کرکے اپنے سردارون
سے کہا کہ مین علمشاہ سے لڑونگا اگر مین نے زیر کرلیا تو خیر نہین تو مالاگرد کو لیکر حرزوق کے پاس چلونگا
یہ خبر علمشاہ کو پہونچی یہ مجرد سننے اس خبر کے اُٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی مالاگرد کو چھڑائے لاتا ہون اشنقش نے
منع کیا اور کہا توقف کیجیے سر میدان آلاگرد کو گرفتار کیجیے گا مالاگرد کو رہا کیجیے گا لیکن اسنے نہ مانا جب تو
سعد نے ہاتھ باندھکر کہا کہ مجھ بیلے کو حکم ہو کہ جاؤن کیونکہ آلاگرد مجھسے لڑنے آیا تھا علمشاہ یہ سنکر چپ ہو رہا
لیکن بیتاب ہی کہ کیونکر جاؤن اور مالاگرد کو چھڑا لاؤن کہ اتنے مین آلاگرد نے طبل جنگ بجوایا علمشاہ کو سنکر نہایت خوشی ہوئی

اب دو کلمے داستان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے احوال مین تحریر کیے جاتے ہین

شعر راویان سخن سنج اینچنین مردلیست ٭ کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست ٭ امیر طرف خانہ کعبہ کے
روانہ ہوچکے ہین اور ابو عمر فرنگی کعبۂ مطہر پر پرستش کررہا ہی بارہ ہزار ہاتھی ساتھ ہین اُدھر سے مجاوران کعبہ

نے جان پیچ کر توپین مارنے لگے جب توپین ٹھہرین ہزار ہا لاشین دیکھین لیکن ابو عمرو لب خندق پایا گرز کاندھے
پر لیے کھڑا جھوم رہا ہی اور ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ تنہا گھس کر سبکو ہلاک کر ڈالون اودہر خواجہ عبد المطلب دعا مانگ
رہے ہین کہ ای کس بیکسان واے داد رس درماندگان اس مرتد کے ہاتھ سے ہمارے معبد کو بچا ابھی یہ دعا
تمام ہنوز ہی تھی کہ بیابان کی طرف سے گرد نمایان ہوئی جب قریب آکر دامن گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ حمزہ صاحبقران
بلباس غربت چلے آتے ہین اور وہین سے نہیب دی کہ باش او مردود ذ تیرے واسطے عزرائیل کی صورت
مین آپہونچا ابو عمرو امیر کی جانب جھپٹا جب قریب پہونچا وہی گرز جو کاندھے پر تھا سر پر مارا امیر بائو قیرنے
کلہ گرز کا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ عمود اس مردود کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اسنے تلوار ماری امیر نے وہ بھی چھین لی جب تو
لپٹ گیا امیر نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نظر کی صورت اٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے ڈھیلے کے مانند زمین
پر مارا یہ کیفیت دیکھکر اسکی فوج نے نرغہ کیا حمزہ صاحبقران نے بعجلت تمام ابو عمرو کو باندھکر عمرو کے
حوالے کیا اور آپ فوج پر جا گرے دوسری طرف سے مقبل مع بارہ ہزار تیر انداز کے آکرا پھر کون ٹھہر
سکتا تھا سب بھاگ کھڑے ہوئے امیر نے آکر خواجہ عبد المطلب کو مجرا کیا وہ امیر کو لیکر کعبہ مین آئے
سامان دعوت مہیا کیا اودہر عمرو نے ابو عمرو زنگی کو لاکر ایک صحرا مین کسی درخت سے باندھا اور تازیانہ
لیکر برس پڑا کہ جلد بتا تیرا مال و اسباب کہان ہی اسنے بتا دیا کہ فلان جگہ جنگل مین ایک نقب ہی اسکے
اندر سات صندوق پر از زر و جواہر ہین عمرو اسے تو یہین بندھا چھوڑ کر آپ تلاش نقب مین چلا
غرض نقب تو ملی لیکن صندوق نہ تھے تھجلا کر چلا کہ ابکی مار ڈالونگا اودہر ابو عمرو نے کسی رہرو سے
خوشامد کر کے اپنے تئین کھلوا لیا عمرو جو آیا ابو عمرو کو نہ پایا بہت گھبرایا اور سب واقعہ آکر امیر سے بیان
کیا امیر نے کہا ای عمرو تمنے بڑا غضب کیا کہ اسے چھوڑ دیا عمرو نے کہا آپ کو ایسی ہی پڑی ہی میرا تو گھر لٹ
گیا تمام محنت برباد ہو گئی غرض امیر اٹھ کھڑے ہوئے اور عمرو کو ساتھ لیکر اسکی تلاش مین ابو عمرو
زنگی جو یہان سے چھوٹا ایک گانو مین پہونچا وہان برات تھی دولہا دلہن آرسی مصحف دیکھ رہے تھے
ابو عمرو زنگی دلہن پر عاشق ہو گیا اور دلہن کو محفل سے اٹھا کے الگ ایک خیمے مین لایا تمام براتی اسکی
منتین کرنے لگے کہ آپ بادشاہ ہین رعایا پر اتنا ظلم نہ چاہیے یہ کس کی سنتا ہی اس ماہرو کو آغوش تمنا
مین لیکر مشغول بوس و کنار ہو گیا گویا قمر در عقرب آشکار ہو گیا کہ اتنے مین امیر بھی پہونچے ایک مجمع کو
جزع و فزع کرتے دیکھا پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہی انھون نے تمام کیفیت زنگی کی بیان کی امیر فوراً اس خیمے
مین گھس گئے جہان ابو عمرو زنگی اس شعلہ رو کے ہمراہ مشغول بوس و کنار تھا غرض امیر کی صورت
دیکھتے ہی مصرع رنگ چہرے سے ہو گیا کافور لیکن امیر پر جھپٹکر تلوار ماری امیر نے خالی دیکر تلوار
چھین لی اور اسے مثل پہلی مرتبہ کے اٹھا لیا اور باندھکر پھر عمرو کے حوالے کر کے بہت تاکید کی کہ ابکی
نہ غفلت کرنا عمرو تو اسے لیکر صحرا مین پہونچے اودہر تمام براتی امیر کے قدمون پر گرے اور دعوت کی اودہر
عمرو نے زمین مین کمند آصفاے باصفا بچھائی اور کمند کے اوپر زنگی کو کھڑا کیا پھر درخت سے باندھا کہ اگر
ذرا جنبش کرے کمند آصفا بھی ہو جاے اور تازیانہ لیکر گرد ہوا کہ بتا مال کہان ہی زنگی نے قسمین شدید
کھائین کہ مین بھول گیا تھا فلان جگہ ہی تم جا کر لے لو عمرو نے دو پتھر پیرون کے نیچے رکھ لیے اور آپ
تلاش مال مین چلے اودہر اسنے قصد کیا کہ زور کر کے بند توڑ ڈالون کہ وہ پتھر پیرون کے نیچے سے نکل گئے

سنا چھلکر گلوگیر ہوئی اور دم گھٹکر مثل دود آہ کے مجمر سینہ سے نکل گیا اودھر عمرو نے اُس جگہ بھی مال نہ پایا انکی ارادہ مصمم کیا کہ انکو ضرور مار ڈالونگا غرض آکر جو دیکھا تو وہ بے مارے مرگیا تھا یہان امیر نے خواب مین دیکھا کہ علمشاہ پر دقت سخت و صعب ہی اور رابعہ اطلس پوش دریا ے خون مین غوطے کھا رہی ہین یہ دیکھکر چونک پڑے عمرو کو طلب فرمایا اس عرصے مین عمرو بھی اپنے خیمہ مین آچکا تھا حاضر ہوا امیر نے خواب بیان کیا عمرو نے نیک تعبیر دی اور زنگی کی کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا خیر اب کوچ کرو بہت جلد چلو میری طبیعت گھبراتی ہی نیند نہین آتی ہی غرض چل کھڑے ہوے راہ مین سیارہ سے ملاقات ہوئی اسنے عرضی رستم کی دی اور زبانی بیان کیا کہ سعد کو زنگا وہ قید کرکے مرزوق کے پاس لے گیا ہی امیر نے فرمایا مفصل بیان کر اسنے نوشیروان کا اپنی بیٹی مہر گہر تاجدار پر عاشق ہونا اور علمشاہ کا نوشیروان کو سر دربار کان پکڑ کر اُٹھانا بٹھانا پھر از بارہ دری مین یہ کیفیت بیان کرنا قباد کا اُسکے جواب مین رابعہ کو کلمہ سخت کہنا علمشاہ کا قباد پر ہاتھ اٹھانا تاج کا کج ہوجانا لندھور کا کہنا کہ اگر تیرو جانتا ہی تو چلا جا اسکا پیچھے پر آنا اور لاش قدوس کی دفن کرنا پھر نولا کہہ پر فتحیاب ہونا کپتیان کا مارا جانا سب بیان کیا امیر سنکے غصہ مین آکر خفا ہوے کہ علمشاہ نے اگر آتش پرست کے ساتھ یہ حرکت کی تو اچھا کیا قباد نے بہت برا کیا کیونکہ قدوس تو مسلمان تھا جیسے اُسکی مان ویسے قباد کی مان کیا یہ خیال کیا کہ مین بادشاہ ہون اور نوشیروان کا نواسا ہون عمرو نے عرض کی کہ اہی شہریار یہ بچہ ہی اور علمشاہ کا جنبہ کرتا ہی محض یہ جھوٹا ہی امیر نے عرضی جو پڑھی تو اُس مین بھی یہی لکھا تھا امیر یہ حالات دریافت کرکے اپنے لشکر مین آئے جو کہ سنسہ کوہ پر پڑا ہی اور بارگاہ مین بیٹھے بادشاہ کو مجرا کیا لیکن رنگے ہوے غور جو کیا تو دونگل رستم و سعد پر حاشیہ پڑا دیکھا لندھور و بہرام سے حال پوچھا سب نے بیان تو کیا مگر قباد کی طرفداری کی امیر نے فرمایا صاحبو اسکے سن کو دیکھو اور اس جرأت کو خیال کرو اگر یہ حرکت کی تو آتش پرست سے کی اُسکا نانا اور مان مسلمان تھی اور غیر یہ بھی جانے دو میرا بھی پاس نہ سہی تو اسکی مان اور انکی مان کیا جدا تھین جو یہ کہا گیا کہ اپنے مان کی تو خبر لی اسیر کپتیان فرنگی عاشق ہوا اور جھونٹے پکڑ کے لے گیا یہ کہکر خیمے مین تشریف لائے مہرنگار نے کہا آپ تو خوب سانڈ پال کے چھوڑ گئے تھے جسکو آپ نے اپنے لشکر اور سردار لشکر کا بادشاہ کیا اُسے ایسا طمانچہ مارا کہ کئی ساعت تک بیہوش رہا اور ہان کیونکر اس سے ایسی حرکت نہوتی وہی بچہ ہی اگر تم تمام دنیا مین رنڈیاں کرتے پھروگے تو کیا وہ سب میرے برابر ہوجائینگی امیر نے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ مہرنگار یہ نہ خیال کرنا کہ مین نوشیروان کی بیٹی ہون جیسے رابعہ میرے نزدیک ویسی ہی تم قباد نے اسکی مان کا نام سر دربار اس ذلت کے ساتھ لیا خوب کیا جو اسنے طمانچہ مارا یہ سنکر مہرنگار سر پیٹنے لگین امیر باہر تشریف لائے شکوبارگاہ سلیمانی مین آرام فرمایا اُدھر جو مہرنگار کے پاس بادشاہ اسلام نے سنا کہ امیر علمشاہ کی ترجیح کرتے ہین تین روز تک قباد باہر نہ نکلے اور عذر کیا کہ طبیعت علیل ہی امیر نے بھی سلطنت اعتنا نکی قباد کو ایک صدمہ تو تھا ہی امیر کے عیادت نہ کرنے کا دوسرا غم ہوا پہر رات باقی ہوگی کہ چوری سے گھوڑے پر سوار ہوکر صحرا کی راہ لی کئی کوس کے بعد دریا ملا ایک کشتی کنارے پر بندھی دیکھی بادشاہ نے پہلے گھوڑے کو اُسپر چڑھادیا پھر آپ کشتی پہ بیٹھے اور قصد کرلیا کہ یا تو اپنی جان دیدو یا علمشاہ کو سزا ے معقول دو انکو تو بو نہین. ہنئے دیکھیے اب حال ملکہ مہرنگار کا سنیے کہ جب صبح کو خبر ہوئی بہت تلاش کیا کہین بادشاہ کا پتا نہ پایا امیر کو اطلاع کی انھون نے بھی صدمہ کیا اور ہرکارے چار سو دوڑائے کہ ڈھونڈھ لائین لیکن کسی کو پتا نہ ملا

مہرنگار نے خواجہ زادون کو بلوایا انسے پوچھا انھون نے موافق مشورۂ عمرو کے کہدیا کہ شہزادہ قباد نیک نہاد بہت بڑی شان سے تشریف لائینگے یہ سنکر کچھ تسلی ہوئی امیر امیر سے کہلا بھیجا کہ تمکو کیا پڑی ہی جو تلاش کروگے مگر مجھے اجازت دو کہ جا کر مین خود ڈھونڈھ لاؤن اور تمام محل کو ماتمسرا کردیا چھوٹے بڑے تک سب سیاہ پوش ہوئے اودھر امیر نے بھی شراب چھوڑدی اور تمام اہل دربار کو سیاہ پوشی کا حکم فرمایا یہ سنکر مہرنگار کو اور بھی تقویت ہوئی کہ امیر کو بھی قباد کا صدمہ ہی اب دربار مین کوئی سردار شراب نہین پیتا ہی ایک دن لندھور نے اپنے خیمے مین سے دیوانہ بن قندس کے شراب پی دیوانہ شراب پیکر باہر آیا وہان ابو المحاسن اور ابو عامر وغیرہ موجود تھے اُسے پکڑ کر ایک صحرا مین لیجا کر چھوڑدیا کہ مبادا امیر کو خبر ہو تو وہ خیال کرینگے کہ سب شراب پیتے ہونگے یہان بختک نے نوشیروان کو ورغلایا کہ آپ فرنگ مین چلیے وہان مرزوق شاہ فرنگی جو نو سو لاکھ فوج رکھتا ہی خوب امیر اور علمشاہ سے لڑیگا حسب دلخواہ معرکہ پڑیگا آپ بھی تماشا دیکھیے گا نوشیروان نے بختک کے کہنے سے جانب فرنگ کوچ کیا دوسرے دن خورشید و جمشید شمشدر ہی امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ معلوم ہوا نوشیروان کا دین ہیچ ہی اور آپ کا دین برحق ہی اگر ہم جانتے کہ یہ ایسا ہی تو ضرور اسے گرفتار کر لیتے اب ہم از سر صدق مسلمان ہوتے ہین غرضکہ امیر نے ان دونون کو مسلمان کیا اور بہت خوش ہوئے خلعت سلیمانی سے انھین خلع کیا دو نگل عنایت کیے اب امیر کو خلش و پیچ ہی کہ اگر مین فرنگ کو جاتا ہون تو مہرنگار کہینگی کہ علمشاہ کی مدد کو گئے اور میرے بیٹے کی تلاش نہ کی غرض خواجہ بزرگ امید سے فرمایا کہ آپ ملکہ سے کہدین جو شخص جانب فرنگ جائیگا وہی قباد کا پتا پائیگا انھون نے اسی طرح جا کر ملکہ سے کہا ملکہ نے امیر سے کہلا بھیجا ہی کہ اتنو نوشیروان بھی فرنگ مین گیا ہی آپ کو کس کا انتظار ہی جو نہین جاتے یہ سنکر امیر نے بخوشی تمام تیاری فرنگ کے سفر کی فرمائی سامان سفر مہیا کیا

اب دو دستے داستان عاشق ہونا دیوانہ بن قندس کا نگزرک دختر سرخاب پر اور سرخاب کا دیوانے کو دریا مین پھینکنا بیان کیے جاتے ہین

شعر لبسا دا آراے بازار معانی ✣ چنین آرد تشریح نکتہ دانی ✣ کہ جب دیوانہ بن قندس کا نشہ ہرن ہوا اپنے تئین ایک صحرا مین پایا ایک طرف روانہ ہوا کنارے دریا کے پہونچا لب دریا محل عالیشان نظر آیا دریچے مین ایک حور بچی پری پیکر رشک قمر کو دیکھا شعر برس پندرہ ایک کا سن و سال ✣ نہایت حسین اور صاحب جمال ✣ اودھر اس نازنین مہ جبین مہر تمکین کی نظر بھی دیوانے پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان خوش رو نیک خو ہی سولہ سترہ برس کا سن ہی اسنے اپنی محرم راز ہوش ربا کو بھیجا کہ اس جوان کو بلا لے ہوش ربا نے جا کے دیوانے سے کہا کہ ہماری ملکہ آپ کو بلاتی ہین دیوانہ نگزرک کو دیکھ کر دوڑا داخل محل ہوا جب قریب نگزرک کے پہونچا پہلو دبا کے مسند پر بیٹھ گیا اور دست گستاخ کو دراز کیا راز و نیاز آغاز کیا نگزرک شرمائی آنکھ چرائی بلکہ تمام جسم چرایا حظ دنیا جو پایا آنکھون مین ڈورے لال ہوگئے دل مین اور ہی خیال ہوئے یہ خبر سرخاب کو ہوئی سنگ حوادث کی صورت سے آپڑا اور کہا اے دیوانے یہ کیا حرکت ہی اسنے جواب دیا کہ تجھے کیا سرخاب نے کہا کہ یہ میری بیٹی ہی دیوانے نے کہا مین تیرا داماد ہون سرخاب مصلحتاً خاموش ہو رہا اور رقیب سے پڑیا بیہوشی کی نکالی دیوانے کی آنکھ بچا کر شراب مین بیہوشی ملائی نگزرک نے یہ حرکت اپنے باپ کی دیکھ پائی لیکن خوف کے مارے زبان پر نہ لائی غرض وہی شراب بیہوشی آلود دیوانے کو پلائی پیتے ہی بیہوش ہوا گھڑی ناپ غفلت کا جرعہ نوش ہوا پہلے تو سرخاب نے خیال کیا کہ صاحبقران کے پاس لیجاؤن پھر سوچا کہ خود ہی کیون نہ مار ڈالون دل کا بخار نکالون یہ تصور کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور دریا مین

ڈالدیا

ڈال دیا اپنی بیٹی کو بہت سخت و سست کہکر چلا گیا اُدھر تو سرخاب گیا ادھر نگزک نے بقیۂ بیہوشی کی پڑیا جو اسکے باپ نے شراب مین ملائی تھی اُٹھا کر اپنے دوپٹے کے آنچل مین باندھ لی اور خیال کیا کہ جہان میرے یار جانی کی جان گئی ہی مین بھی جا کر اپنے تئین ہلاک کرون یہ تصور کر کے ہوش ربا کو بھی نہ خبر کی چپکے سے چھپکر نکل گئی کنارے دریا کے ایک کشتی واسطے سیر دریا کے ہر وقت بندھی رہتی تھی اُسی پر سوار ہوئی اور لنگر اُٹھا دیے اب یہ تو بہتی ہوئی دریا مین چلی اُدھر کا حال سنیے کہ دیوانے کا صندوق بہتا ہوا ایک صحرا مین کنارے دریا کے ٹھہرا اُس جنگل مین گیارہ زنگی مردم خوار بارھوان اہرمن اُن سبکا سردار معروف شرانجواری تھے سب نے اس صندوق کو نکالکر کھولا دیوانے کو دیکھکر سب کے سب بغلین بجانے لگے خوشی منانے لگے اور کہا کہ آج لات و منات نے ایک لقمۂ تر و تازہ بھیجا ہی اب ہم اسکے کباب کھائینگے دیوانے کی آنکھ جو کھلی ڈر گیا جیسے جی ہر گیا لگا دعائین مانگنے کہ اتنے مین نگزک کی کشتی نمودار ہوئی دیکھتے ہی پکارا ہاے نگزک اہرمن نے دوڑ کر نگزک کو کشتی پر سے اُتارا فوراً نیت مین فتور آیا چاہا کہ ہمبستری کرے اور جو گیارہ حبشی تھے آپس مین وہ سب بھی ایسے ہی مشورے کرنے لگے اہرمن نے کہا ہم سب بمنزلہ بارہ برج کے ہین لہذا اس مہ سیما کو باری باری آغوش تمنا مین لو پہلے میری باری ہی یہ کہکر چاہا کہ دست ہوس بڑھاے نگزک نے کہا ای شخص تو بالکل جانور ہی آ تو اب ہمکناری سے مجھ بیخبر ہی اے اول بیہوشی بعدہ ہم آغوشی یہ سنکر اہرمن نے کہا کہ اچھا شراب پی لے اسنے جام و صراحی ہاتھ مین لی اور وہی پڑیا بیہوشی کی جو آنچل مین بندھی تھی کھولکر سبکی نظر سے پوشیدہ کر کے صراحی مین ڈال دی اور جام مین شراب اُنڈیلی پہلے اہرمن کو پلائی پھر اور گیارہ جو تھے اُن سب کو بھی دی سب نے زہر مار کی پیتے ہی سب بیہوش ہو گئے آغوش اجل مین سو گئے دیوانے کو زنگیون نے درخت سے باندھا تھا نگزک نے اُسے کھولا اور اشارہ کیا کہ ان سبکے سر کاٹ لے اسنے ایسا ہی کیا جب یہ سب جہنم واصل ہوے دیوانہ مع نگزک کے کشتی پر سوار ہوا کشتی بہتی ہوئی چلی جب وسط دریا مین پہونچی طوفان عظیم نمایان ہوا کشتی قریب ایک پہاڑ کے پہونچی تھی کہ وہ طوفان تمام دریا پر محیط ہو گیا دیوانہ پہاڑ پر کودا اور نگزک کو بھی آواز دی کہ ای نگزک تو بھی کود جبتک وہ کودے کشتی دور پہونچی یہ یہان متحیر رہا وہ اُدھر روتی رہگئی کشتی طوفانی ہو کر بہہ گئی جب طوفان فرو ہوا تو نگزک کو ایک جہاز ملا مالک جہاز نے کشتی بھیج کے اسے بلوایا حال پوچھا اسنے کہا کہ سرخاب جو حمزہ صاحبقران کا کلہ بان ہی اُسکی مین بیٹی ہون اور دیوانہ بن قندس کی محبت مین دیوانی ہو کر اس نوبت کو پہونچی ہون اُسنے بہت خاطر کی اور کہا کہ تو میری بیٹی ہی خاطر جمع رکھ انشاء اللہ تیرا مطلب بر آئیگا اور وہ دیوانہ کہان ہی جسکے بحر الفت مین تو آشنا ہی اسنے ساری کیفیت مفصل بیان کی غرض وہ اپنے ہمراہ لیکر چلا

اب دو کلمے داستان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران والاشان کے بیان کیے جاتے ہین

مہران داستان خوش بیان شیرین کلام راست زبان اس داستان شجاعت نشان کو اس پیرایہ مین بیان کرتے ہین کہ امیر نے کئی سو جہاز تیار کراے اور تمام لشکر سمیت سوار ہو کر چلے عمرو بسبب خوف دریا کے جہاز کے تہخانے مین چھپا راہ مین ایک پہاڑ پر دیوانہ بن قندس کو دیکھا کہ رو رہا ہی اور نگزک نگزک پکارتا ہی چونکہ امیر کو اسکی بہت تلاش تھی کشتیان دوڑائین کہ اسے لے آئین جب کشتیان قریب پہونچین لوگون نے کہا کہ ای دیوانے چل تجھے امیر بلاتے ہین اُسنے جواب بھی نہ دیا اور نگزک نگزک پکارا کیا سب نے کہا کہ ہم نگزک کے حکم سے تجھے لینے آئے ہین جب یہ سنا دھم سے کود پڑا اور اپنی جان کا مطلق خیال نہ کیا جب سامنے

امیر کے آیا دہی نگر کے نعرے بلند کیے امیر نے فرمایا کہ غالباً یہ ہمارے گلہ بان کی بیٹی پر عاشق ہوا ایسا ہو کہ اپنے تئین دریا مین گرا دے اسے قید کرو غرض وہ قید ہوا بعد چند روز کے سبب جہاز کتارے دربند کامیاب کے پہونچے امیر نے لوگون سے دریافت کیا کہ شہر یہان سے کتنی دور ہی معلوم ہوا کہ دس کوس ہی امیر کو اشتیاق ہوا کہ کیونکر ملکہ رابعہ اطلس پوش کو دیکھون لوگون سے ممانعت کی ہرگز ہرگز کوئی مہر نگار تک یہ خبر نہ پہونچائے کہ ہی دربند کامیاب ہی اور دل مین خیال کیا کہ کیونکر رابعہ تک پہونچون اگر مہر نگار سنیگی اپنی جان دیدیگی کہ ہمارے لڑکے کی خبر نہین لیتے اور رابعہ کے یہان چلے گئے غرض رات کو عمرو چھپکر رابعہ کے پاس پہونچا رابعہ نے بہت شکایت کی عمرو نے جوابات صالح و صائب دے کر تمام کیفیت قباد اور علمشاہ کی بیان کی اور کہا کہ امیر اس وجہ سے نہین آسکتے ہین غرض رابعہ نے عمرو کو کچھ دیا جب تو عمرو نے ایک فطرت رابعہ کو تعلیم کی کہ اس صورت سے امیر مل سکتے ہین یہ کہکر چلد یا صبح کو ملکہ رابعہ بانو مع تمام انیسون جلیسون اور بارہ ہزار سوار کے سیاہ پوش ہو کر مہر نگار کے خیمے کے دروازے پر آکر موجود ہوئی مہر نگار نے جو سنا سخت گھبرائی فتنہ سے کہا کہ دیکھ تو یہ کیون آئی ہین فتنہ نے آکر دیکھا سب کو سیاہ پوش پایا جاکر ملکہ سے کہا اب آپ کو چاہیے ہی کہ استقبال کر کے لائیے اور حال پوچھیے آنے کی حقیقت دریافت کیجیے سیاہ پوشی کی علت پوچھ لیجیے مہر نگار نے کہا تو جان جیسا مناسب ہو ویسا کر یہ سنتے ہی فتنہ مع چند انیسان ملکہ کے آئی اور استقبال کر کے مجرا کرتی ہوئی سامنے ملکہ کے لے گئی رابعہ نے ملکہ کو مجرا کیا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی ملکہ نے کہا بیٹھو بی بی تم کیون مغموم ہو رابعہ نے جواب دیا کہ حضور جبکا شہزادہ گم ہو جاے وہ ملول نہ ہو تو کیا شاد ہو اس رستم سونڈی کاٹے جو ناحرگ کو گہری گور مین گاڑون اسکی صورت کو مردے شو لیجا مین اسکی وہ ہاتھ کاٹے جائین جو اسنے ولی نعمت پر اٹھائے یہ نہ سمجھا کہ کہان آقا اور کہان غلام مہر نگار نے جو یہ گفتگو سنی سمجھی کہ اسکے دل مین بھی قباد کی الفت ہی اور بہت زیادہ ہی جب تو یہ اسطرح اپنے فرزند کو کوستی ہی گھبرا کے مہر نگار نے کہا بی بی میرے سامنے تو نہ کوسو میرے نزدیک دونون برابر ہین دونون بھائی بھائی ہین رستم محض بے قصور ہی خطا قباد کی ہی خیر جو ہوا سو ہوا اب کوسو کاٹو نہین یہ کہکر گلے سے رابعہ کو لگا لیا اور بہت لطف کے ساتھ پیش آئی سامان شاہانہ اسکے واسطے بھی مہیا کرا دیا رابعہ نے کہا حضور اسکی کیا ضرورت تھی جہان اور کنیزین سرکار کی ہین وہان ایک مین بھی ہون اور عمرو پردے کے پاس کھڑے سب کیفیت دیکھ رہے ہین اور امیر سے لمحہ بہ لمحہ جاکر بیان کرتے ہین جب دونون مین میل ہو گیا عمرو نے امیر کو جاکر مبارکباد دی امیر نے پانچ ہزار روپیے عمرو کو دیے اور کہا تیری ذات سے دونون گھر بنے رہے ورنہ غضب ہی ہوا تھا مگر جب قباد آئینگے اسوقت ایک خلعت مع پانچ ہزار روپیے کے اور بھی دونگا ابھی امیر یہ باتین کر ہی رہے تھے کہ ایک سوداگر آیا کچھ چیزین عجیب و غریب پیش کین اور سعد و علمشاہ کا کل حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ میرے سامنے یہ یہ گذرا اور اب سات لاکھ فوج ہمراہ لیکر مرزوق سے لڑنے کو گئے ہین امیر نے یہ سنکر سوداگر کو بہت کچھ دیا اور بڑی خوشی کی آصف الیاس جو انہین کے ہمراہ آئے تھے انھین انکے مقام پر بھیجدیا کہ دربند کامیاب کو پہلے سے بھی زیادہ آباد کرو اور خود جہازون کے لنگر اٹھوا کر روانہ ہوئے اب ادھر کا حال سنیے کہ آلاگر رات کو طبل جنگ بجا چکا ہی اور ایک عرضی بھی مرزوق کو مالاگر دے کے

حال کی روانگی کی ہرمزدق نے جواب مین کہلا بھیجا ہی کہ بہت جلد مالاگرد کو لیکر میری خدمت مین حاضر ہو مالاگرد
رات ہی کو بھائی کی قید لیکر بھاگا آپ تو راستہ مین ٹھہرا مالاگرد کو ہرمزدق کے پاس بھیجدیا یہ خبر علمشاہ کو
ہوئی رستم نے کہا کہ اسوقت بفضل ایزد میرے پاس سات لاکھ جوان ہین کیسا مالاگرد ہرمزدق سے
ملکر لڑونگا یہ کہکر فوراً کوچ کیا راہ مین جمشید بازرگان ملا اسنے نکزک کو خدمت علمشاہ مین پیش
کیا علمشاہ نے پوچھا ای نازنین تو کون ہی اور کہان کی رہنے والی ہی نکزک نے اپنی کیفیت راست
راست عرض کی کہ مین دیوانہ جن تہمتن کے ناموس سے ہون علمشاہ نے اسے میمنہ کی خدمت مین
رکھا اور کہا کہ تم ملکہ کے پاس رہو یہ کہکر آپ روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شہزادہ قباد و نیک نہاد کے بیان کئے جاتے ہین

کاتبان شیرین زبان و راویان راست بیان اس داستان راستی نشان کو قلم جواہر رقم سے صدف
قرطاس مین یون دُر افشانی کرتے ہین کہ انکی کشتی بہتے بہتے بعد چند روز کے کنارے دریا کے پہونچی کشتی
سے اترکر پیدل چلے کئی دن کے بھوکے تھے غش کی نوبت تھی یہان گرے وہان گرے یہ حالت تھی کہ صحرا مین
ایک چار دیواری دیکھی لیکن اسکا دروازہ کہین پر نہ تھا مگر دیوارین نیچی تھین دیوار کو پھاندکر اندر آئے دیکھا
کہ ایک زمین ہی اُس مین بہت سے گھوڑے بندھنے کے نشان ہین میخین گڑی ہین تھان بنے ہین مگر گھوڑا کوئی
نہین ایک جانب کو دروازہ لگا ہی اندر اسکے باغ پرفضا ہی اور در باغ صورت چشم انتظار وا ہی شہزادے
نے پہلے دروازے پر جا کر کئی آوازین دین جب کچھ جواب اندر سے نہ آیا تو قدم اندر رکھا دیکھا گلزار پر بہار ہی
ایک بارہ دری بیچ مین بنی ہوئی ہی مسند لگی ہی خوان خاصے کا سربمہر رکھا ہی کوری صراحیون مین آب سرد
بھرا ہی شہزادے نے سجدۂ شکر بدرگاہ رزاق حقیقی کیا اور خوان کی مہر توڑکر کھانا نوش جان کیا پانی پیا
زمین سے ہاتھ دھوئے گلوری کھائی عطردان سے عطر نکالکر اپنے جسم مین ملا اٹھکر مسہری پر آرام
کیا سہ پہر کو آنکھ کھلی گھوڑون کی ٹاپون کی آواز کان مین آئی شہزادے نے اٹھکر سیر دیکھا کہ اتنے مین ایک شخص
قوی ہیکل کو آتے دیکھا قباد نے سلام کیا اُسنے کہا او بے ادب تو کون ہی شہزادے نے جواب دیا کہ بھائی
غریب ہون آج تیسرے فاقے کا کھانا کھایا اسکی پر مزاج مین آئے شہزادہ اسنے کہا اچھا باہر چل شہزادہ قباد
باہر تشریف لائے دیکھا کہ بہت سے آدمی دیو پیکر بیٹھے ہین کہ اس شخص نے کہا لا کیا حربہ رکھتا ہی تیرے
دل مین بھی کوئی آرزو رہ جائے کہ مین بے بسی اور بیکسی مین مارا گیا شہزادے نے فرمایا کہ بھائی میرے پاس
یہان کیا ہی جو حربہ تجھسے طلب کرتے ہوا اسنے شہزادے کو نیزہ دیا غرض نکالا دو زلی ہونے لگی تھوڑی دیر مین
شہزادے نے اسکا نیزہ چھڑائی کیا اسنے جھلاکر تلوار ماری شہزادہ قباد نیک نہاد نے تلوار بھی اسکے ہاتھ سے
چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھالیا پھر آہستگی تمام زمین پر رکھدیا اسنے پوچھا آپ کون ہین اب نام نامی
و اسم گرامی ضرور ارشاد فرمایئے شہزادے نے تمام حقیقت اپنی بیان کی وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور جو لوگ کہ وہان
موجود تھے وہ سب بھی مسلمان ہوئے اب اسنے اپنی کیفیت بیان کی کہ میرا نام فیروز زرہ زہر خوار ہی جس طرح
الاکرد و مالاگرد دیپتیان اقلیم فرنگ مین پہلوانان نامی ہین اسی طرح ایک مین بھی ہون چنانچہ مجھسمیت
چار تھے ایک دن میری نظر ملکہ ماہ گوہر چہرہ پر پڑی اور طبیعت جی اسپر آگئی مین نے اپنے رفیقون مین جا
ذکر کیا کہ مین اسے چاہتا ہون لیکن اسے میرے نام سے نفرت ہی یہ خبر ہرمزدق کو ہوئی وہ نہایت برہم ہوا

مین اسکے خوف سے بھاگ کر اس صحرا مین آیا اور اب پیشہ قزاقی کا کرتا ہون یہ سب میرے نظر کردہ اور فرمانبردار ہین
یہ کہکر سامان دعوت مہیا کیا اور ایک گھوڑا شہزادے کو دیا کئی روز کے بعد شہزادے کو خیال آیا کہ ای قباد تو نے
بات پر سلطنت کو ترک کیا اب بیابان کیا سمجھ کے پڑا ہی ایک دن فیروزہ زرہ خوار سے رخصت کا سوال کیا اسنے کہا
مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون یہ چپ ہو رہے رات کو جب سب غافل ہو گئے اور یقین ہوا کہ
سو سب گئے شہزادے گھوڑے پر سوار ہو کر چل کھڑے ہوئے پھر ایک جنگل مین گذر ہوا کہ تین روز تک کچھ قسم
غذا سے نہ ممکن ہوا بھوک کی شدت سے عجب کیفیت ہوئی دور سے ایک محل عالیشان نظر آیا قریب پہونچے
دروازے پر دستک دی صدا لے پر نجاست جب تو بسم اللہ کہکر اندر قدم رکھا دیکھا کہ مکان نہایت
پاکیزہ بنا ہی صحن مین ایک چمن ہے بارہ دری شیشہ آلات سے سجی ہی ہر قسم طعام وغیرہ اور دیگر اشیاے راحت
مہیا ہین شہزادہ سامنے بھوک کی شدت مین آغاز و انجام پر نظر نہ کر کے خوب سیر ہو کر کھانا تناول کیا اور پلنگ پر
استراحت فرمائی بعد تھوڑی دیر کے ایک نقابدار پشمینہ پوش نمودار ہوا شہزادے نے اٹھکر سلام کیا اسنے
جواب سلام دیا اور پوچھا تو کون ہی شہزادے نے سب کیفیت بیان کی سنکر نقابدار نے کہا او بے ادب اتنی مہر پر ستم سے
جری کا سامنا کریگا مین ابھی تجھے اسکی سزا دیتا ہون کہ بار دیگر ایسا خیال نہو تو اپنے دل مین نہ لاتا یہ سنکر
شہزادے کو بھی غصہ آیا اور کہا کہ اچھا پھر دیر کیا ہی بسم اللہ جو کچھ دل مین ہی پوری کرنے مین تو بندر خواہ ہون
کہ بھوک مین کھانا کھانے کے جو چاہے سزا دے لیکن تو رستم کی طرف سے آمادہ پیکار ہی تو یہ کہکر شہزادے نے
میدان لیا نقابدار نے بھی کھالا سنبھالا لڑائی شروع ہوئی چند عرصے کے ایک مقام پر موقع
پاکر نقابدار نے بند لگا خنجر کے قبضہ پر ڈانڈ ماری کہ خنجر شہزادے کے ہاتھ سے چھوٹا بلکہ خود بھی جھونک مین
گھوڑے پر نہ سنبھل سکے رکابون سے پیر باہر ہو گئے لڑکھڑا کر اپنے تئین دو کا گھوڑے پر نہ ٹھہر سکے
زمین پر تشریف لائے اور وہان اٹھنے نہ پائے تھے کہ نقابدار نے فوراً سینہ پر بیٹھکر کہا کہ جو چاہون مار ڈالون لیکن کیا کرون
مین بھی مسلمان ہون لیکن اب بھی کشندہ قوی سندھی و کپتان فرنگی کے مقابلے کا خیال دل مین نہ
لانا دیکھ تو اسنے کیا نام پیدا کیا اور کتنے شہر فتح کیا اب خروج ... کرنے ... سے لڑنے کو گیا ہی خبردار
پھر کبھی ادھر آنے کا ارادہ نہ کرنا یہ کہکر نقابدار تو چلا گیا شہزادہ قباد ... اٹھ کھڑے ہوئے آنکھون
مین آنسو بھر کر دل مین خیال کیا کہ او قباد لعنت ہی تمہاری زندگی پر نقابدار نے بہت سچ کہا ہی سوا جان دینے
کے کوئی چارہ نہین دنیا مین کوئی مجھسا بیچارہ نہین یہ سوچ کر راہ صحرا کی لی ایک ... کا درخت ملا اس مین
پھانسی لٹکائی اور اپنے گلے مین پہنکر لٹک گئے طائر روح پر فتوح قفس عنصری مین سے نکل بھاگنے لگا
قریب تھا کہ شہزادہ جان بحق تسلیم ہو جائے یکایک داہنی طرف سے ایک سوار نقابدار نمودار ہوا اور آتے
ہی تلوار سے پھانسی کو کاٹ دیا اور کہا ای شخص تو کیون حرام موت مرتا ہی شہزادے نے آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک
نقابدار کو اپنے اوپر بہت مہربان پایا کیفیت اول سے آخر تک بیان کی نقابدار نے شہزادے کی کمر سے
پھندا کھولا اور اپنے ہاتھ سے پھر کمر باندھی اپنا نظر کردہ کرکے کہا کہ جا اب تیری پیٹھ کسی سے آشنا نہ زمین
ہوگی جب تو شہزادے نے رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ ای برگزیدہ بارگاہ باری اپنا نام
نامی و اسم گرامی مجھے تعلیم کر سوار نے جواب دیا کہ میرا نام آدم صفی اللہ ہی شہزادے نے چاہا کہ کچھ اور پوچھون
پلک جھپکی سوار نظر سے غائب ہو گیا شہزادے نے دل مین کہا کہ امتحان تو کرون کہ آیا واقعی مین نظر کردہ

حضرت آدم صفی اللہ کا ہو گیا ہوں یا خواب و خیال ہی غرض جس درخت مین پھانسی باندھی تھی اسکے تنے کو کوبلی
مین لپیٹ رہ جو گیا تو جڑ سے اکھڑ آیا شہزادہ مارے خوشی کے جامے مین پھولا نہ سمایا پھر اسی باغ مین آیا اور
نقابدار پلنگینہ پوش کو للکارا کہ اے نقابدار تو نے مجھے کیا کہا تھا اُسنے جواب دیا کہ شاید تیری قضا دامنگیر ہی
اور تو بڑا بے غیرت ہی کہ دوبارہ سامنے آیا جبر لا کیا حربہ رکھتا ہی شہزادے نے کہا کہ ہمارا دستور یہی دستی
نہین تو ہی حربہ کر نقابدار نے بآواز تمام شہزادے کی زنجیر کمر کو تھام کر زور کیا کہ سر سے بلند کرے یون شہزادہ
نے لنگر مارا جنبش بھی نہ کی جب نقابدار عرق مین غرق ہو گیا تو شہزادے نے اسکے کمر بند کو پکڑ کر نعرہ کیا منم
قباد دلاور شہ عالم نظر کردۂ حضرت آدم اور کہہ مار کر سر سے بلند کیا پھر بہ آہستگی زمین پر رکھ دیا اور کہا
اے نقابدار بار دگر کسی بہادر سے ایسی گفتگو نہ کرنا اور تمام کیفیت اپنے نظر کردہ ہونے کی بیان کی نقابدار
پلنگینہ پوش نے کہا کہ ہان اب البتہ تم رستم سے مقابلے کے لائق ہوے بہادرون مین فائق ہوے بسم اللہ
کرو جاؤ شہزادہ باغ سے نکل کر روبراہ ہوا تھوڑی دور پہونچ کر دیکھا کہ ایک میدان مین دو لشکر صف آرا
ہین ایک طرف لاکھ سوار و پیادے ہین اور دوسری طرف نو لاکھ کی جمعیت ہی جس طرف فوج کم ہی ادھر
کا سپہ سالار گیستہ فرنگی نام زخمی ہو چکا ہی اور مالک اس فوج کا ارشی تاجدار و قرشی تاجدار بیٹے ہین مرزوق
شاہ کے انکا شہر قرنیشہ چھیننے کے ارادے سے شاہ صفا ترک نے نو لاکھ کا لشکر بھیجا ہی چنانچہ موت اعظم
نامی پہلوان دیو پیکر صفا ترک کے لشکر سے نکلکر میدان مین آیا ہی اور نہیب دے رہا ہی کہ جسکو آرزوے مرگ
ہو میرے مقابلے کو آئے قرشی کی طرف سے ابھی تک کوئی پہلوان نہین آیا ہی موت اعظم لاف و گزاف
کا دم بھر رہا ہی اور بڑھتا ہی چلا آتا ہی شہزادے کو قرشی کے حال پر رحم آیا اور میدان مین آکر موت اعظم
کو للکارا کہ اے پہلوان یہ شرط دلاوری نہین ہی جو مغلوب ہوا اُسپر اسقدر یورش محض نامردی ہی موت اعظم
نے کہا او گیدی کیا بکتا ہی اگر تجھے کچھ جرأت ہی تو سامنے آ شہزادے نے کہا لا کیا حربہ رکھتا ہی موت اعظم نے
نیزہ مارا شہزادے نے ہندی تیغہ کے ڈانڈ پر ڈانڈ ماری کہ نیزہ اسکا ہوائی ہو گیا جھنجھلا کر موت اعظم نے تلوار
ماری شہزادے نے بدن چرا کر پشت شمشیر سے ہتھکی کا ہاتھ جو سیدھا کیا تو کلائی موت کی بیکار ہو گئی تلوار
دور گری جب تو وہ گھوڑے پر سے کودا شہزادہ بھی ساتھ ہی زمین پر تشریف لایا جب تک شہزادہ سنبھلے موت
نے فوراً پے در پے تین اُنگیٹین لگائین لیکن شہزادے نے جنبش بھی نہ کی جب وہ ہانپنے لگا مارے غصے
کے کانپنے لگا شہزادے نے پھر کر اُسکا سر بغل مین لیا اور ایک ہاتھ سے اُسکا پنجہ پھیر اندر دیا کھڑا اُسکے
ڈھیلے ہوئے ادھر شہزادے نے ٹانگ پر پھیر کر یا کہ چارون شانے چت زمین پر آیا شہزادے نے ٹھوکر
ماری اور فرمایا اے پہلوان سنبھل وہ مانند مار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھا کر اُٹھا اور پھر جھپٹنے لگا شہزادے
نے لنگوٹ مین آگے ہی سے ہاتھ ڈالکر تال کی صورت سر سے بلند کر لیا اسکی فوج نے جو یہ کیفیت دیکھی دھاوا کر دیا
قرشی نے جب یہ کیفیت مشاہدہ کی اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان جاؤ اور اس جوان کو بچاؤ غرض تلوار چلنے لگی
شہزادے نے موت اعظم کو تو باندھکر عیاران لشکر قرشی کے حوالے کیا اور آپ تلوار کھینچ کر لشکر
مخالف مین در آیا گویا بکریون مین شیر آیا چند ساعت مین ہزارون کو کاٹ کے ڈال دیا بقیۃ السیف
تاب مقاومت نہ لا سکے بھاگے کہ جا کر شاہ صفا ترک کو خبر کرین یہان ارشی و قرشی قباد کے
گرد پھرے نقارے فتح کے بجاتے ہوئے اپنی فرودگاہ کی جانب لائے شہزادے سے پوچھا کہ اے سر و تن تمہی

اپنے نام نامی سے ہمین اطلاع دے کہ ہم ابھی تک تیرے حسب نسب سے نہین آگاہ ہین شہزادے نے کہا سوداگر ہون شہاب نوجوان میرا نام ہی ارشی وقرشی شہزادے کو بہت خاطر و مدارات کے ساتھ شہر مین لائے اور اپنی محلسرا کے پاس باغ مین رکھا چند آدمی واسطے خدمت کے مقرر کیے شہزادے نے کہا کہ شکر ہی پاؤن ٹکانے کا ٹھکانا تو ہوا اب یہ قاعدہ ہی کہ شبکو شہزادے باغ مین آرام کرتے ہین صبح کو گھوڑے پر سوار ہوکر سیر کو تشریف لیجاتے ہین وہان سے واپس ہوکر دربار مین شہزادۂ قباد رونق افزا ہوتے ہین

اب دو کلمے داستان عاشق ہونا شہزادۂ قباد والا نژاد کا ملکہ ماہ سیما قمر عذار دختر ارشی تاجدار پر بیان کیے جاتے ہین

غزل ای بوده گوے حسن ز خوبان روزگار
موہوم نقطۂ الیست نہان نہ آشکار
عشقت چو در سراچۂ دل خانہ گیر شد
عقل طویل راندہ بود ہیچ اعتبار

قدت براستی چو سہی سرو جویبار
دادیم دل بدست خط و زلف و خال تو
زین درا گر بر شوم آیم بامنتظر
مقصود بہ ہوا است نو ہا تف کنون تو

الحق وجود نقش و نشان دہان تو
از دوست ہر سہ تا چہ نشدی این دل فگار
گر سرو پیش قد تو سر بستہ مرغ
نور شید غنچت و لش آفتاد مہر وار

مے پرستان خمخانۂ محبت و ساقیان میکدۂ مودت شیشہاے شراب بیان کو صفحۂ زمین میخانہ پر یون چنتے ہین کہ ایکروز حسب دستور شہزادۂ قباد نیک نہاد اسپ باد رفتار پر بہ نظر سیر سوار ہوا اسپ سریع السیر جہان جہان رواں ہی کہ سامنے سے ایک بگھی نمودار ہوئی جب قریب شہزادے کے پہونچی تو دیکھا کہ عجب گاڑی ہی باوجود عینک مہر و ماہ کے کبھی چشم فلک سے نہ گذری ہوگی اگر اُسکی تعریف لکھی جاے تو ایک دفتر نیا ترتیب پاے اسوجہ سے اسکا جواب عنقا تصور کیا شیشون کی جگہ ہیرالماس کے آئینے ترشے ہوئے نصب تھے اُن آئینون پر جو نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک آئینہ رو عنبرین مو گلبدن گل پیکر گلعذار غنچہ دہن سیب ذقن نارپستان نازک میان چشم فتان جلوہ گر ہی اور پہلو مین ایک ضعیفہ کوژ پشت خمیدہ کمر ہی اُس نازنین مہ جبین نے شہزادے کو اور شہزادے نے اسکو دیکھا شعر جب نظر سے نظر دوچار ہوئی + ایک برچھی جگر کے پار ہوئی + لیکن یہ بیکس وہ بے بس شہزادہ مبتلاے غم ہوا قلب کا عجب عالم ہوا شعر دلپہ کرنے لگا ملیدہ ناز + رنگ چہرے سے گر گیا پرواز + پھر تو طرفین سے منتظر ہوگئے تیر مژگان ہونکے + تیر چلنے لگے نگاہون کے + بگھی کے پیچھے شہزادے نے گھوڑا ڈالا گاڑی کے اندر سے کوژ پشت دلالہ شیطان کی خالہ عجوزۂ فرتوت نے پکاری کہ ای شخص کدھر آتا ہی یہ سواری کسی بازاری کی نہین ہی ملکہ شہزادی اس شہر کی شہزادی اس مین سوار ہی تجھے اپنی جان کا بھی خوف نہین ہی چل اپنا رستہ لے نہین تو اس بے ادبی کی سزا اقرار واقعی پائیگا چھٹی کا دودھ زبان پر خدا لگتہ دیجائیگا ملکہ نے کہا اے دد اکیون منع کرتی ہو اُسنے ملکہ کو بھی گھرک دیا شہزادے کو کچھ شرم ایسی مانع ہوئی کہ گھوڑے کی باگ روک لی گاڑی چشم زدن مین نظر سے غائب ہوئی آخر شہزادہ دربار مین آیا لیکن گھبرایا ہوا تھوڑی دیر کے بعد اُٹھکے اپنی فرودگاہ مین آکر تصور ملکہ سے باتین کرنے لگا ادھر تو یہ مجبور ہی اُدھر شہزادی مجبور ہی دلکو مسوس رہی ہی دد اکو کوس رہی ہی کہ اس نکالی نے کیا کیا کلمات نادرست اُس ہنس کی اور حسن دوغلی کی شان مین زبان نحوست توامان سے نکالے وہ اپنے دل مین بھی تو بُرا کہتا ہوگا کہ اسنے منع نہ کیا مگر شاید اسے بھی مجھسے الفت پیدا ہوگئی ہی طبیعت اسکی بھی شیدا ہوگئی ہی جبھی تو بگھی کے ساتھ آتا تھا بُرا تو نہ کہتا ہوگا بھی کہتی ہی اے دد ا تمکا صورت تو بھولی بھولی ہی

ساتھ پانچ نہین جانتا ہی اگر تجھسے اُسے الفت ہوگئی تو بہت گھبراتا ہوگا کیا کرون کوئی تدبیر بن نہین پڑتی سخت حیرت مین مبتلا ہون جب دل گھبراتا ہوگا تو کون اُسے سمجھاتا ہوگا کسی سے کہنے کی بات نہین ہو دل ہی دل مین رنج کریگا ایسا نہو نصیب دشمنان بیمار ہو آے اور نزاکت کے سبب سے وہ تاب نلاے تو مدعیون کے اور بھی لینے کے دینے پڑجائین اگر طبیعت بحال رہی تو یقین ہی کل پھر اسی وقت ہمین دیکھنے آئیگا اور اگر خدا نکرے شیطان کے کان بہرے اسکے دشمن نہ آے تو ضرور کوئی پیچ پڑا خدا اس دوا کو غارت کرے جسنے اُسے بُرا بھلا کہا شاید ان باتون سے دوا کی ناراض ہوگیا تو بھی کل نہ آئیگا غرض ایسی ہی بہکی بہکی باتین دل سے کر رہی ہی کہ استنے مین کھانے کا وقت آیا ایک خواص نے آکر عرض کی سرکار کی عمر وساز دسترخوان بچھا ہی خاصہ چن دیا گیا ہو سب تیار ہی بڑی حضور کو آپ ہی کا انتظار ہی ناچار مان کے خوف سے اُٹھی دسترخوان پر جا بیٹھی مگر عذر کیا کہ اگر بی اماں کی مرضی ہی تو مین کھانا کھاتی ہون لیکن آج کچھ پیٹ مین گرانی ہی نبض بھی درست نہین پاتی ہون سر مین درد کمال ہی طبیعت پر اضمحلال ہی اسکی مان نے کہا نا صاحب مین نہین کہتی کیا مین تمھاری دشمن ہون اسوقت خاصہ بھی جم نوش کرو صبح کو طبیعت صاف ہوجائیگی اور مین ابھی حکیم صاحب کو بلاتی ہون اسنے کہا جی نہین باجی اماں حکیم صاحب کی کوئی ضرورت نہین ہی فقط اسوقت خلاف عادت تھوڑا سا میوہ جو کھالیا تو وہی ابھی تک ہضم نہین ہوا کچھ کھٹی ڈکارین بھی آتی ہین جو جو بڑھیان مغز زوہان بیٹھی تھین سب کی سب بول اٹھین اوہی دور پار دشمنون کو کھٹی ڈکارین آئین لڑکی کیا کیا فال بدزبان سے نکالتی ہی نام خدا جون جون بڑھتی جاتی ہین نئی نئی باتین سیکھتی جاتی ہین مین اپنی ایڑی دیکھون اب تو پندرھوان سال شروع ہی ابھی تک وہی بچپنے کی باتین ہین یہ نہین سمجھتی ہین ہم کیا زبان سے کہتے ہین اچھی بری بات مین آجتک تمیز نہین دیکھیے وہ کون سا دن ہوگا کہ انھین عقل آئیگی غرض وہ سب بکتی ہی رہین یہ اُٹھکر اپنی خوابگاہ مین آئی پھر وہی خیالات دل مین جاگزین ہوے ادھر شاہزادے کا بھی یہ عالم ہی کہ کھانا پینا بجز غم و اشک حسرت و الم کے کچھ نہین اور ملکہ سے بھی ایک درجہ بڑھکے خیالات دل مین سماے غرض اسی صورت سے دونون نے شب بھر کی رو رو کر سحر کی جلدی سے شہزادے نے اُٹھکر فریضۂ سحری سے فراغت کی لباس مکلف زیب جسم کیا گھوڑے پر سوار ہوکر سر راہ آکر انتظار کرنے لگا کہ وہی پگلی اُسی صورت سے نمودار ہوئی شہزادے نے موافق روز اول کے گھوڑا اڑا لا پھر اس سیہ رو تیرہ درون شب فرقت کی شریک نے غل مچانا شہزادے کو ڈرانا دھمکانا شروع کیا ملکہ نے کہا میری دوا مین تیرے صدقے مین تیرے قربان اتنے بھی دے مجھ مین کیا لگا ہی جو تو ٹلی جاتی آدمی کو آدمی دیکھتا ہی ہی یہ کہکر شہزادے کو آنکھ کا اشارہ کیا کہ چلے آو شہزادے نے گھوڑے کو مہمیز کرکے بالکل بگھی سے ملا دیا اب بخوبی تمام عاشق نے معشوق کو اور معشوق نے عاشق کو دیکھا یہ حالت دیکھکر پھر دوا چیخنے لگی کہ ارے او نا شدنی تو کیا کسی اور شہر کا رہنے والا ہی جو یہان کے آئین سے نہین واقف ہی یہان کا طریقہ ہی کہ جب سوار ہوتے ہین تو کوس کوس بھر گرد و نواح مین کوئی فرد نہین چلتا چل اپنا رستہ لے نہین تو اسکی سزا دلواونگی شہزادے نے کہا او لکاتہ آپ ہی تو بلاتی ہی اور پھر آپ ہی ڈراتی ہی دوا نے کہا لو اور غضب دیکھو ارے مجھ بڑھیا پر تہمت ستیاناس جاے میرا جو مین نے بلایا بھی ہو ہی ہی بی بی میرے تو ہوش جاتے رہے اور اس ٹانگ برابر کے چھوکرے کو دیکھو ارے اس فتنے کو دیکھو مجھے کیسا چنداتا ہی کہ تمھین نے تو بلایا ہی ملکہ نے کہا چلو ہوگا چپ رہو بلایا یا نہین بلایا آدمی کے پاس آدمی آتا ہی حیوان کے پاس نہین جاتا ہی اسپر دنیازاد نے ملکہ کو بہت سخت کہا اور چیخنے لگی کہ آج ہی تیرے باپ سے کہدونگی تو مجھ بوڑھی ٹھڑو کو دم دیتی ہی

جوانی میں میں نے بھی ایسے بہت کھیل کھیلے ہیں آج ضرور تیرے باپ سے کہونگی ملکہ ڈر کے سہم گئی شہزادہ بھی ٹھٹھکا اگاڑی
روانہ ہوئی شعر حسرت پہ اُس مسافر بیکس کی رو دیجئے ✤ جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے ✤ شہزادے سے
پکار کے کہا شعر اُڑا کے خاک پہ مشت غبار لیتا جا ✤ مجھے رکاب میں اے شہسوار لیتا جا ✤ غرض شہزادی جہاں تک
شہر کو جاتی تھی وہاں تک بھی نہ گئی راہ سے بگھی کو پھروا دیا محل میں داخل ہوئی اس لگاوٹ نے اپنی حکمت عملی سے ملکہ
کا سوار ہونا بھی موقوف کرا دیا اب اور بھی ملکہ کی حالت ردی ہوئی ادھر شہزادے واپس ہو کر دربار میں آئے لیکن دل
نہ لگا بیچارا تھک کر باغ میں چلے گئے دوسرے روز پھر بامید دیدار گھوڑے پر سوار ہو کر پہونچے بہت عرصے تک انتظار
کیا گاڑی نہ آئی جب تو طبیعت گھبرائی اور دل میں کہا انا للہ و انا الیہ راجعون یقینی اب ہماری موت کا زمانہ آگیا
اُس بڑھیا نے کوئی فتنہ ایسا برپا کیا کہ آج وہ آرام جان حزین نافہورہ زہرہ جبین سوار نہو سکی مجبور واپس ہو کر
دربار میں آئے او ناسازی طبیعت کا بہانہ کر کے جانب باغ راہی ہوئے پھر تو وقتاً فوقتاً ناتوانی زور کرنے لگی شعر
بستر غم پہ گر پڑا وہ زار ✤ درد کا گھر بنا دل بیمار ✤ لمحہ بہ لمحہ کیفیت دگرگوں ہوئی آخر الامر نوبت بجنون ہوئی شعر
گھٹنے طاقت لگی جو روز بروز ✤ آتش ہجر ہو گئی دل سوز ✤ ادھر ملکہ کی بھی یہ کیفیت ہوئی شعر نہ رہا دل میں ضبط کا
یارا ✤ سر جہاں پایا دھڑ سے دے مارا ✤ آدمیوں سے نفرت ہوئی عزلت گزینی اختیار کی کھانا پینا ترک کر دیا بستر
ناتوانی پر گری اشعار عاشقانہ دل میں پڑھنے لگی جس باغ میں شہزادہ فروکش ہے اُسکی دیوار سے پاس پائیں باغ محل
شاہی کا ہے اور ایک نہر بہتی ہوئی ہے کہ نصف اس طرف ہے اور نصف پائیں باغ میں ہے دیوار میں جالیاں پتھر کی
لگی ہیں کہ ادھر کا پانی اُدھر اور اُدھر سے ادھر آتا ہے ایک دن ملکہ کا جی چاہا کہ اُس بحر حسن کی یاد میں دل ہر وقت
پانی پانی ہوا جاتا ہے چلکر نہر میں نہاؤں دل کو بہلاؤں کہاں تک غم کھاؤں شعر غم کھاتی ہوں لیکن مری نیت نہیں
بھرتی ✤ کیا غم ہے جو مرنے تک طبیعت نہیں بھرتی ✤ غرض اُٹھ کر خواصوں سے کہا چلو آج نہر میں نہائیں سب کی
سب اُٹھ کھڑی ہوئیں اس دن کی تو امیدوار ہی تھیں کہ ملکہ کی طبیعت بحال ہو تفریح کا خیال ہو غرض ملکہ چند خواصوں
کے ساتھ نہر میں آ کر نہانے لگی ادھر شاہزادے کا دل بھی اُس بحر حسن و خوبی کی یاد میں بیتاب ہے نہر کے کنارے بیٹھا ہوا یہ شعر
یاد دلدار میں پڑھ رہا ہے شعر گمان ہوا مجھے پستان ذات جاناں کا ✤ جب اک بھنور کے مقابل میں حباب آئے
اور کبھی کہتا ہے شعر اُس یم حسن بغیر اشک بھی کرتے ہیں کمی ✤ منتہی ہوں لگی دل کی بجھاؤں کیونکر ✤ یکایک نظر
شہزادے کی جالیوں پر پڑی دیکھا کہ دیوار کے اُس طرف پریوں کا ہجوم ہے گاتیاں نہر میں غوطے لگا رہی
ہیں چھینٹے اُڑا رہی ہیں اور ان پریوں میں وہ بلقیس وش بھی ہے جسکے فراق میں اس سلیمان حشمت کا یہ حال
ہوا ہے جینا وبال ہوا ہے دیکھتے ہی رعب حسن سے دل سینے میں پانی پانی ہوا پکارنے کی جرأت نہوئی پاس پہونچنے
کی کوئی صورت نہوئی لیکن وہ آب رواں کی گرتی دیکھ کر دل بیتاب ہو گیا دست حسرت کو مل مل کر رہ گیا المختصر وہ سب
نہا کر اپنے اپنے مقام پر گئیں یہ ادھر آ کر بستر الم پر گرا ادھر شہزادی بھی تاب ضبط نہ لا سکی اپنی دونوں محرم راز خواصوں
کو بلایا ایک کا نام نوبہار دوسری گل بہار غرض تخلیے میں بلا کر انسے کہا کہ ہم تو نشانۂ خدنگ عشق ہو گئے
ہیں لیکن اُس ددا کو خدا غارت کرے کہ جسنے میرے عیش کو تلخ کیا اب چاہے تم بھی مجھے برا کہو جیسے موت اعظم
کو قنا کیا ہے تمہی جرار پر طبیعت آئی ہے اُسی کی صورت بھائی ہے اُن دونوں نے جواب دیا کہ ملکۂ عالم کچھ
آپ نے دنیا سے انوکھی تو بات کی نہیں سلف سے ہوتا آیا ہے بہت سی شہزادیوں نے ایسا کیا ہے حضور ذرا
کو خیال کیجیے کہ کتنے بڑے بادشاہ کی بیٹی ہیں اور بہت سی گذر گئیں آپ کو یہ خبر ہے کہ وہ شخص آپ کے ہم پلہ ہے

ہر وقت ممکن وصل دلدار ہی اب ہم آپ کو ترکیب بتاتی ہین اس لکاتہ کو خوب شراب پلائیے کہ یہ زندہ در گور ہوجائے
اور آپ کمند کے ذریعہ سے وصل دلدار کا حظ اٹھائیں ملکہ یہ سنتے ہی باغ باغ ہوگئی مارے خوشی کے جامے
مین پھولے نہ سمائی غرض اپنی خوابگاہ مین آئی دیکھا کہ وہ ضعیفہ سیہ رو سر کے بال سفید جیسے شب فرقت کی چاندنی
بیٹھی ہوئی پنکھٹی مین پان کوٹ رہی ہی گویا خون عاشق مین ہاتھ بھرتی ہی شہزادی نے آکر گلے مین باہنین ڈالدین
اور کہا میری اچھی ددا آج تم ہمارے ہاتھ سے شراب پینا ہم آج سے روز سب کو شراب اپنے ہاتھ سے پلایا
کرینگے اسنے کہا اچھا تو بھی کیون جاتی ہو چھوڑو تو سہی میرا گلا گھٹتا ہی او بی لڑکی کتنی چمٹنے کی عادت ہی دور پار
کہو اس مین چمٹنے کی کیا ضرورت تھی الغرض شام ہوئی شہزادی نے جام و صراحی ہاتھ مین لیکر ساقی گری شروع
کی اس ترکیب سے دورہ کیا کہ اگر کسی کو دو جام دیے تو ددا کو چھ ساغر دیئے تھوڑی دیر مین ددا کو تین ترلوک
دکھائی دینے لگے لگی واہی تباہی بکنے شہزادی نے کہا ددا کو نشہ زیادہ ہی تم لیٹ رہو غرض لیٹتے ہی بیہوش
ہوگئی گویا خواب مرگ مین سو گئی شہزادی نے گل بہار سے کہا کہ پھر کیا دیر ہی شعر اندم کہ دل بہ عشق دہی خوش
دے بود ٭ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ٭ اسنے کہا کہ بسم اللہ کیجیے غرض کمند پھینک کر ملکہ کوٹھے پر مع
دونون اپنی محرمون کے آئی وہان سے شہزادے کی طرف باغ مین اتری گل بہار اور نوبہار نے کہا آپ
ٹھہریے ہم اندر جاکے دیکھ آئین کہ وہ کس شغل مین ہی الحاصل یہ دونون پردہ اٹھا کر اندر آئین دیکھا کہ سر
بزانو ایک شخص بیٹھا ہی کہا ذرا آنکھ اونچی کیجیے ہماری ملکہ نے کہا ہی کہ آپ ہماری چھبی کے برابر کیون گھوڑا
لائے تھے ملکہ کا نام سنتے ہی شہزادے نے سر اٹھا کر دیکھا تو دو عورتون کو دیکھا کہ ابھی کمسن ہین ہنسی
مذاق کے دن ہین کہا کہ ہماری طرف سے اتنا عرض کرو کہ خطا ہوئی معاف کیجیے یہ سنکر دونون ہنسین اور
کہا اٹھیے بہت بیٹھے بیٹھے باتین نہ بنائیے ہماری ملکہ خود شہزادے کو تشریف لائی ہین باستماع اس خبر کے چہرے
پر سرخی آگئی اور شہزادہ قباد اٹھکر ہمراہ ان خواصون کے چلے تھے کہ سامنے سے ملکہ کو آتے دیکھا دوڑکر
پروانہ وار گرد اس شمع بزم رعنائی کے پھرے ملکہ نے شرماکر سر جھکا لیا شعر نیچی نظرون سے دیکھ بھال لیا ٭
سر پر آنچل آن سے ڈال لیا ٭ شہزادے نے ہاتھ پکڑ لیا ملکہ فرط حیا سے عرق عرق ہوئی غرض شہزادے نے
لا کر مسند پر بٹھایا مدعائے دلی پایا ملکہ نے گلبہار کو اشارہ کیا کہ شراب پلاؤ وہ اٹھی طاق پر سے شیشہ و جام
سبوے دغدغا جام اتار لائی پہلے ساغر لبریز کرکے شہزادے کے روبرو پیشکش کیا شہزادے نے انکار کیا اور فرمایا
کہ مین شراب تمھارے ہاتھ سے نہ پیونگا جب تک تم مسلمان نہ ہوگی ملکہ نے پوچھا کہ سچ بتاؤ تم کون ہو کیا نام ہی
شہزادے نے کہا نوشیروان کا نواسہ حمزہ صاحبقران کا بیٹا ملکہ مہرنگار کے بطن سے ہون ملکہ یہ سنکر بہت
خوش ہوئی اور کلمہ پڑھکر مع خواصون کے از سر صدق مسلمان ہوئی اسوقت گلبہار نے ایک جام بھرکر
ملکہ کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ آپ اپنے ہاتھ سے انھین شراب پلائیں ملکہ نے جام لیکر سر جھکا کے ہاتھ
شہزادے کے بڑھایا اور دلی زبان کہا شعر بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید ٭ کہ سالک بیخبر نبود زراہ
و رسم منزلہا ٭ شہزادے نے فرمایا شعر گر یار ہو پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ٭ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین
اور جام وہ نیک فر جام پی گیا پھر اپنے ہاتھ سے ساغر بھرکر ملکہ کو دیا اسنے بھی بے عذر پی لیا دو چار جام کی نوبت
آئی تھی کہ ڈورے آنکھون مین لال ہوئے وصل کے دلون مین خیال ہوئے پردہ حجاب جو درمیان مین تھا صبر
رقیب اٹھ گیا قباد نے دست اشتیاق کو گستاخ کیا گلے مین ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کو کھینچا اور چاہا کہ بوسہ

لب نازنین کا لین دل کا فرہ لگا لین ملکہ نے اپنا دست نگارین شہزادے کے عارض رنگین پر رکھکر ہٹا دیا اور کہا
صاحب آنکھین کھولو ہوشیار ہو اسدرجہ نہ بے اختیار ہو مہمان کی یونہین خاطر کرتے ہین غرض اسی قسم سے راز و نیاز
کی باتین رہین کہ فلک نے بر رشک کھایا یہ جلسہ نہ دیکھا گیا تو چشمۂ ماہ کو آنکھ پر سے اُتار لیا اور شیشۂ آفتاب کو آنکھ پر
چڑھانے لگا موذن نے بانگ اللہ اکبر سنائی مرغ نے بھی ککڑون کون مچائی شہزادے نے گھبرا کر فرمایا شعر مرگئے ہم وصل
کی شب سنکے زاہد کی صدا ٭ ہان دم تکبیر ہی اللہ اکبر ہوگیا ٭ ملکہ نے کہا شعر زاہد بھی دوسرا ہی شب وصل مین
حریف ٭ کہنے کو گو جہان مین صبح خروس ہی ٭ غرض ملکہ شہزادے سے رخصت بصد دقت ہوئی شام کا وعدہ کیا
کہ پھر آئینگے دل غم دیدہ کو دن بھر بہلائینگے الحاصل اُس روز سے یہ معمول ہوا کہ رات کو شہزادی مع خواصان خاص
کے آتی صبح کو چلی جاتی لیکن اس ملکہ کی ہمشیرۂ حقیقی کا بھی حال سنیے یعنی اُسی دودانے ایک روز شراب نہ پی اور
شام سے درد سر کا بہانہ کر کے منہ کو لپیٹکر لیٹ رہی اتفاق سے صورت بخت سو گئی ملکہ بھی شعبدہ بازی چرخ سے
غافل ہو گئی دیکھا دودانے تو خواب خرگوش مین ہی حسب دستور شہزادہ محبوب کے پاس آئی وہی صحبت عیش و نشاط
برپا ہوئی اُدھر وہ لکاتہ بیدار ہوئی شہزادی کا پلنگ خالی دیکھا بارہ دری بھی خواصون سے خالی پائی اُٹھکر
چھچھوندر کی طرح ہر گوشے مین تلاش کیا سیڑھی لگا کر کوٹھے پر چڑھی دیکھا کہ دوسرے باغ مین کمند چڑھی ہی اُسی
پر سے اُتر کر مجلس عشرت کی طرف متوجہ ہوئی دور سے دیکھا کہ ملکہ اُسی جوان کے ساتھ نشے کے عالم مین
گرم صحبت ہی ٹانگون مین ٹانگین گردنون مین ہاتھ پڑے ہین ڈوپٹہ کاڈیبر رکھا ہی کرتی ہنست مشت مین چھوٹتی
ہی کاجل آنکھون کا پھیلکر عارض گلرنگ پر آیا ہی شفق حسن مین جابجا لکۂ ابر سیہ دکھائی دیتے ہین جوڑا کھل
گیا ہی کچھ بال رخ روشن پر آ گئے ہین شعر گیسوے مشکین رخ محبوب تک آنے لگے ٭ چشمۂ خورشید مین
بھی سانپ لہرانے لگے ٭ یا شہزادہ سورۂ والیل و والضحیٰ کی تلاوت مین معروف ہی یا سانپ نے سن کو حلقے
مین لیا ہی یا دو داؤد عاشق مین شہر ہی یا نیچے رانون تک چڑھتے ہین ساقہاے سیمین ضو دیتی ہین یہان ہر قسم
کی باتین تو ہوا ہی کین اُس روز حسب اتفاق حسب و نسب کا ذکر ہو رہا تھا دودانے کل کیفیت شہزادے
کی کھڑے کھڑے سنی اور اُلٹے پانون پھر کر چلی گئی اور جا کر ملکہ کے چچا قرشی تاجدار کو بلا لائی کوٹھے پر
سے سب کیفیت دکھائی دیکھتے ہی اُسے غصہ آیا اور قصد کیا کہ جا کر شہزادے کو قتل کرے دودانے
روکا کہ اے شہریار یہ جوان بہت زبردست ہی موت اعظم ایسے پہلوان کو زیر کیا آپ اسکے مقابلے
کے قابل نہین ہین اسکی بھی سمجھ مین آگیا اور جا کر اپنے بھائی ارقش تاجدار سے کہا چلکر اپنی دختر نیک اختر
کی صحبت کی اسوقت سیر کیجیے وہ بھی ہمراہ اپنے بھائی کے آیا اور غیظ و غضب مین تھرایا کہا بھائی
تمنے مجھے کیون یہ کیفیت دکھائی پہلے ہی کیون نہ قتل کیا خیر پھر اب مین جاتا ہون اور دونون کو اس
امر قبیح کی سزا دیتا ہون قرشی نے کہا ہرگز ایسا قصد نہ فرمائیے گا ورنہ بہت پچھتایے گا کیونکہ ہم اور آپ
دونون اس سے جانبر نہین ہو سکتے جوان زبردست ہی اسے بہ مکاید قتل کیا چاہیے غرض دونون یہ صلاح
کر کے چلے آئے علی الصباح کیشہ کو بلایا اور اُسکو تمام حال کہہ سنایا اسنے کہا کہ اے شہریار اگر اسے
یون قتل کیجیے گا احسان فراموشی ہی اسنے کہا اے کیشہ یہ بھی مین نے دادا کی زبانی سنا ہی کہ یہ بیٹا ہی حمزہ
کا اور مرزوق شاہ کا حکم ہی کہ اگر ذریات حمزہ مین سے کسی کی لاش بھی ملے تو میرے پاس بھیجدو یہ حیلہ
خوب ہی مجھے یہی ترکیب مرغوب ہی غرض بالاتفاق سب نے اس راے کو پسند کیا اور اپنے عیار سے

کہا جاکر اسے گرفتار کر لاؤ اسنے کہا کہ ملکہ کو خفیہ بلاکر آپ قید کرین مین بصورت ملکہ جاکر اُسے گرفتار کرتا ہون
ارشی نے اپنی بیٹی کو بلوا بھیجا جب وہ آئی اس سے کہا کہ مجھے کچھ امر ضروری تخلیہ مین تجھسے کہنا ہے الگ ایک
تہخانے مین لاکر مسلسل و طوق کیا عیار بھی سب کی نظر بچاکر وہین پہونچا اور کہا ای شہزادی باہر تشریف
لیجائیے گا مین پہلے ملکہ کی صورت بن لون غرض بہت جلد عیار نے اپنی صورت بشکل ملکہ تبدیل کی
اور ساتھ ارشی کے باہر آیا ہمراہ خواصون کے ملکہ کے باغ مین جاکر دوا سے سب حال ملکہ کے جانے
کا پوچھا اسنے جسقدر معلوم تھا بیان کیا غرض اُسی روز شب کو ہمراہ خواصون کے ملکہ علی شہزادے کے
پاس آئی اور شراب بیہوشی آلودہ سے شہزادے کو مع اپنی خواصون کے بیہوش کیا تھا نہ اندوہ کا جرعہ نوش کیا
اور سب کو تو وہین رہنے دیا شہزادے کا پشتارہ باندھکر سامنے ارشی کے لایا اُسنے اُسی حالت بیہوشی
مین شہزادے کو پابند سلاسل کیا اور کہا کہ اسے کیبثہ کے حوالے کرو غرض کیبثہ بداندیش نے اپنے قبضے
مین کیا عیار نے فتیلۂ دفع بیہوشی دیا شہزادے نے آنکھ کھولی اپنے تئین قید سخت و صعب مین پایا ادھر ملکہ کا کلیجا
منھ کو آیا ارشی نے کہا ای کیبثہ موت اعظم کی اور اس مسلمان بے ایمان کی قید لیکر قرزوق شاہ کی خدمت
مین جا ادھر ملکہ کو بلاکر بہت سخت و سست کہکر چھوڑ دیا اور کہا کہ اب کبھی اس جوان کا نام نہ لینا ہمنے اسے
قید کرکے قرزوق کے پاس بھیجا ہے ملکہ چپکی سنکے چلی آئی اور مع چار سو خواصون کے سیاہ پوش ہوکر کیبثہ کے
تعاقب مین چلی دربانون نے روکا شہزادی نے جھڑک دیا وہ سب دوڑے ہوئے قرشی و ارشی کے پاس
آئے اور سب واقعہ ملکہ کے سیاہ پوش ہوکر مع چار سو خواصون کے تعاقب مین کیبثہ کے جانے کا بیان کیا یہ
دونون بہت غصہ ہوئے اور تلوار پکڑکر مع تھوڑی فوج کے تعاقب ملکہ مین چلے ادھر ملکہ اپنے ہمراہیون سمیت
کیبثہ بداندیش کی فوج پر جا گری کسی نے تلوار ماری کسی نے چماق مارا کسی نے تیر لگایا غرض غدر ہو گیا کیبثہ نے
کہا ہان ان سب کو مار کر ملکہ کو پکڑ لو ملکہ نے اپنے تئین بصد خرابی سامنے شہزادے کے پہونچایا اور کہا ای شہریار
دیو خوار بہرے سے لگے کہ گدا [illegible] شہزادے نے جو ملکہ کو باین مردی و مردانگی دیکھا شرماکر سر جھکا کر ایک جھٹکا دیا کہ
تمام قید مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ گئی شہزادے نے جھپٹ کر ایک سوار کی گردن پکڑکر گھوڑے پر سے کھینچ کے زمین
پر دے مارا اور اسی کی تلوار لیکر فوج کفار پر حملہ کیا موت اعظم نے جو یہ حالت دیکھی اُسنے بھی جھٹکا مار کر اپنی قید
کو توڑ ڈالا اور پکارا کہ ای شہریار مین مسلمان ہوا یہ کہکر کسی سوار سے تلوار چھین کر قلع و قمع مین مصروف ہوا غرض یہ
دونون شیران بیشۂ جرأت نے کشتون کے پشتے لگا دیے شہزادے نے ملکہ کو تو پشت پر رکھ لیا اور کفار کے استیصال
مین محو ہوگئے کہ اتنے مین ارشی و قرشی بھی مع چند سوارون کے پشت پر سے آگرے موت اعظم نے جو پلٹ کر
دیکھا جھپٹ کر قرشی کو بجائے سپر ہاتھ پر اُٹھا لیا اور پکارا ای شہریار خبردار پشت پر ارشی آیا شہزادے نے
بھی سپر کو ہاتھ سے پھینک کر ارشی کو سپر بنایا ارشی اور قرشی نے امان مانگی تمام فوج بھاگ کھڑی ہوئی
شہزادے نے کہا امان بشرط ایمان دونون نے قبول کیا اور از سر صدق مسلمان ہوئے کلمہ پڑھا
موت اعظم نے بھی کلمہ پڑھا کیبثہ جفا پیشہ یہ حالت دیکھکر شہزادے کے پاس ہاتھ باندھکر آیا اور از رو
دغا مسلمان ہو گیا غرض ارشی تاجدار اور قرشی تاجدار شہزادے کو لیکر شہر مین آئے بتکدے
کھدنے لگے مسجدون کی بنائین پڑنے لگین کیبثہ دغا پیشہ نے از راہ کینہ شہزادے سے کہا ای شہریار [illegible]
اب ہم سب تو مسلمان ہو ہی چکے اور آپ کو اپنا آقا تصور کرتے ہین لہذا جو مہم ہوگی آپ سے عرض کرینا

فرض ہو گیا چنانچہ میرا خاص مسلمان ہونا مشروط ہی چونکہ مین زیر نگین ہوا محض اپنی خوشی سے مسلمان ہوا ہون وہ بہتر یہ ہی کہ یہان سے قریب ایک کوہ پر شکوہ ہی اوس مین اژدہے نے مسکن اختیار کیا ہی اگر آپ اس دابۃ الارض کو قتل کر ین تو مین زیر ہوا اور از سر صدق مسلمان ہو جاؤنگا مین نے واجب جانکر عرض کیا اب اختیار ہی حضور کو خواہ کمر ہمت باندھین یا نہ باندھین جبر تو ہی نہین شہزادے نے فرمایا کہ بسر و چشم مین اس مہم کے فتح کرنے کو موجود ہون تیار دیا جالکہ تیار و موت اعظم نے عرض کیا کہ ای شہریار کیشہ بد اندیشہ ہی اسکی گفتگو سے دغا کا اظہار ہی آیندہ حضور کو اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی شہزادے نے فرمایا ای شفیق صادق تو بہت سچ کہتا ہی لیکن میرے خاندان سے یہ امر خلاف ہی کہ کسی مہم سے روگردانی کرون اگر وہ اژدہا خونخوار ہی تو کیا فکر خدا نگہدار ہی ادھر ملکہ نے یہ خبر سنی کہلا بھیجا کہ ای شہزادے کیون میرے دشمنون کو بے وارث کیا چاہتے ہو آخر تمہین اژدہے کے مارنے سے کیا علاقہ شہزادے نے جواب دیا کہ بعوض نصیحت میرے حق مین دعا کرو اور کیشہ سے کہا چلو اب دیر نہ کرو جالکہ تیار ہوا کیشہ ہمراہ ہوا شہزادہ رہبر راہ ہوا چونکہ وہان سے قریب تھا کیشہ نے پہاڑ دور سے دکھا دیا اور کہا اسی مین رہتا ہی شہزادہ روانہ ہوا کیشہ پھر کر شہر مین آیا انکو تو یہین رہنے دیجیے اب حال نوشیروان کا سنیے کہ یہ جو مرزوق شاہ کے پاس پہونچا تمام کیفیت اول سے آخر تک بیان کی سنتے ہی مرزوق بولا کہ ابھی تو وہین ایک سعد دوسرا علمشاہ انھون نے تو یہ قیامت برپا کی ہی جسوقت امیر آجائینگے تو کیا ہوگا کہ انکے ساتھ پانچ سو دلاور ہین ایک سے ایک بہتر اور برتر ہی میری صلاح یہ ہی کہ جتنے بندر آپ کے قلمرو مین ہین سب کو حکم روانہ کیجیے کہ کوئی جہاز یہان نہ آنے پائے سوداگرون کی بھی ممانعت کر دیجیے مرزوق نے ایسا ہی کیا کہ تمام بنادر قلمرو مین حکم لکھے سب طرح سے اپنی خاطر جمع کر لی اب مالاگر کی کیفیت سنیے کہ راہ مین اسے ہوش جو آیا جھٹکا مار کر اپنی قید کو توڑ ڈالا اور تلوار لیکر آلاگر وہ بیہودہ بھاگا اسنے اپنی فوج کو اپنے قبضے مین کیا اور سب کو لیکر علمشاہ عالیجاہ کی خدمت فیض منزلت مین آیا

اب دو کلمے داستان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نامدار عالی تبار کے بیان کیے جاتے ہین

شعر نگارندہ داستان عجیب ٭ یہ لکھتا ہی پھر ماجرائے غریب ٭ کہ جسوقت امیر نامدار مع فوج ونا موس کے جہازون پر سوار ہو کر قریب ایک پہاڑ کے پہونچے دیکھا کہ اس پہاڑ کے عقب شہر گورانیہ آباد ہی مالک وہان کا گیر نگ شاہ ہی اور اس پہاڑ پر قلعہ ہی توپین چڑھی ہین غرض گیر نگ کو خبر ہوئی کہ کوئی سوداگر جلیل القدر جاتا ہی اور کئی جہاز اسکے ہمراہ ہین اسنے کشتیون پر آدمیون کو روانہ کیا کہ اسے پھیر دو غرض لوگ آئے امیر سے کہا کہ ہمارے مالک کا حکم ہی جدھر سے آئے ہو اسی طرف واپس جاؤ امیر نے فرمایا بھائی ہم سوداگر ہین ہمیشہ اسی طرف سے جاتے آتے ہین روکنے کی کیا وجہ ان لوگون نے جواب دیا کہ ہمارے شاہ کے پاس مرزوق شاہ کا شقہ آیا ہی اسمین قطعاً ممانعت ہی خواہ سوداگر ہو خواہ مسافر کسی کے جانے کا حکم نہین ہی امیر نے فرمایا کہ ہمارے پاس آذوقہ ہو گیا اگر کچھ غلہ ہمین دے دو تو پلٹ جائین ان لوگون نے یہ پیغام گیر نگ کو بھیجا اسنے جواب دیا کہ ہم غلہ نہ دینگے جب تو امیر بہت ہی پریشان ہوئے اور تھوڑی اشرفیان لیکر تہانے مین عمرو کے پاس آئے اشرفیان پیش کین کہ یہ آپ کا

نذرانہ ہو اب یہ مصیبت سنیے سب واقعہ بیان کیا خواجہ عمرو لباس فاخرہ پہنکر باہر آئے اور کہا کہ بھائیو ہماری ذات سے تم سب کو بڑی زحمت ہوئی ایک تکلیف اور کرو چونکہ یہ پیٹ کا مقدمہ ہے اور آدمی کی زندگی اسی پر موقوف ہے لہذا صدہا صندوق پرانے مال و جواہر میرے پاس موجود ہیں ایک مرتبہ یہ کہلا بھیجو کہ یہ سب صندوق آپ لیں اور انکے برابر غلہ ہمیں تول دیں اُن لوگوں نے یہ بھی کہلا بھیجا باستماع اس پیام کے گیرنگ کے منھ میں پانی بھر آیا اور کہا کہ خیر اُسے کہتا سب صندوق بار کرکے تھوڑے آدمیوں کے ساتھ لاکر غلہ لیجائیں عمرو نے یہ سنتے ہی چار سو چالیس صندوق کلدار تہخانے سے نکالے ہر ایک میں ایک دلاور مثل امیر نامدار و لندھور و بہرام و حارث و عبد الجبار و عبد القہار و منتقال شاہ مغربی و طابل زنگی کے بند کر دیے وہ صندوق ایسے ہیں کہ اوپر سے نہ کھل سکیں اور اندر سے جب چاہیں باسانی تمام کھول لیں قفل بند رہے اور کہدیا کہ جب میں نہیب دوں تم سب نکل آنا غرض وہ سب صندوق کشتیوں پر لادے گئے بہت سے عیار مزدوروں کی صورت بنکر ہمراہ ہوے جب کنارے پر صندوق پہونچے عمرو جو سوداگر بنے ہوے تھے کشتی سے اترے گیرنگ بھی منتظر تھا عمرو نے سلام کیا اور کہا کہ ہم سب کی جانیں آپ نے بچائیں ورنہ تڑپ تڑپ کر بھوک کے صدمے سے مرجاتے گیرنگ نے کہا اگر اب ہم غلہ نہ دیں اور صندوق تمھارے چھین لیں تو کیا کرو عمرو نے کہا بدعہد سمجھیں اور تو کیا کر سکتے ہیں گیرنگ لفظ بدعہد پر آگ ہو گیا اور کہا بارود جمع کرکے یہ سب صندوق اڑادو ہم بدعہد تو ہیں خود ہی نہ لینگے غرض بارود کا انبار ہونے لگا اب خواجہ گھبرائے اور کہا اے شہریار میری خطا معاف کر اسنے کہا اب تیری خطا معاف ہو چکی جا تیری جان بخشی کی ورنہ تجھے بھی جلادیتا جب تو عمرو نے جھنجھلا کر نہیب دی کہ او ملعون تو کیا ہماری جان بخشے گا خبردار میں تیری جان کے واسطے عزرائیل ہوں اتنا کہنا تھا کہ کھٹا کھٹ سب صندوقوں کے تختے کھل گئے اور اُن میں سے نہنگان بحر شجاعت تلواریں ننگی لیے ہوے باہر آئے جو فوج کہ قلعہ میں موجود تھی سُنتے سامنا کیا گیرنگ نے کہا ہاں رے اس سوداگر مکار کو تو گرفتار کر لو یہ نہ جانے پائے اسنے بڑی دغا کی امیر اور لندھور وغیرہ کے نعرے ہونے لگے عیاذاً باللہ چلبل مچ گئی اور لوگوں نے خواجہ کو گھیرا تو یہ بھاگے گیرنگ بھی تعاقب عمرو میں چلا خواجہ گھبرا کر ایک پہاڑ پر چڑھ گئے جو آتا ہے یہ فلاخن میں پتھر رکھکر مارتے ہیں کہ اُسکا سر پھٹ جاتا ہے بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے گیرنگ نے کہا کہ ایک آدمی کے واسطے اتنی فوج جمع ہے ارے سب کے سب ایکبار حملہ کردو ورنہ حباً بڑی مشکل ہے یہ بڑا مکار ہے جب تو خواجہ گھبرائے دیکھا کہ سب سے پہلے ایک حبشی قوی ہیکل پہاڑ پر آیا آتے ہی خواجہ کو سلام کیا اور کہا مجھسے نہ ڈریے میں آپ کا غلام ہوں یہ عمرو نے دیکھا کہ ایک حبشی قوی القوے ہے بغدرہ سات سو من کا کاندھے پر رکھے ہے خواجہ نے جواب سلام دیا وہ بغدرہ پکڑ کر گیرنگ کی فوج پر جا پڑا صدہا کو جہنم واصل کر دیا لیکن کہاں تک پھر تنہا ہے عمرو نے دست دعا بلند کیے ابھی دعا اُنکی ختم نہوئی تھی کہ بیابان کی طرف اُسے گرد اٹھی اور مثل صرصر کے آنًا فانًا میں قریب اُس پہاڑ کے پہونچ گئی دیکھا خواجہ نے کہ دامنہ گرد کا چاک ہوتے ہی ایک نقابدار پلنگینہ پوش مع بیس ہزار سوار کے ظاہر ہوا اور گیرنگ کی فوج پر گرا صدہا کو کاٹ کے ڈال دیا جو بچے وہ رو بفرار لائے گیرنگ تو تنہا نقابدار سے جھپٹا اور تلوار ماری نقابدار نے خالی دے کر مثل طفل خرد سال کے ہاتھ پر علم کر لیا ادھر امیر اور لندھور وغیرہ نے تمام فوج کو کاٹ کے ڈالدیا آخر سب خواہان امان ہوے امیر نے سبکو امان دی جو لوگ گرفتار ہوے تھے اُنسے عمرو کو پوچھا اُنھوں نے بیان کیا کہ اس طرف وہ بھاگ گئے

تھے امیر مع سرداران کے اُس طرف چلے دو دستہ قند ہور نے دیکھا کہ ایک نقابدار گبر تنگ کو ہاتھ سے اُٹھائے
ہوئے یکبارگی اُسنے شکل گلوخ اسنے اُچھال دیا اور ہوائی چور تنگ کیا عمرو نے دوڑ کر رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دیا
اور پوچھا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہین اور وہ ہین کہ جسکا کوئی پوچھنے والا نہین مع عیبت
ہور قیمت ساتھ رہتی ہی اسی صحرا مین مسکن ہی عمرو نے کہا مین آپ کو ہرگز نہ چھوڑونگا جب تک آپ اپنا نام نہ
بتائینگے اتنے مین شاطر نے اگر شانہ عمرو کا پکڑ لو دور تک گھسیٹ کر لیگیا اور ڈھکیل دیا کہ عمرو زمین پر گر گئے
کو ہنسنے لگے اُسنے کہا جب آتا ہی یک بیک گرتا ہی اتنے عرصے مین نقابدار مع اپنی فوج کے چلا گیا امیر بھی اس عرصے
مین آگئے عمرو نے سارا حال بیان کیا کہ یا امیر اگر تم نہ آتے تو ہم جانتے کہ نقاب ڈالکر تمہین آئے تھے سارا
انداز تمھارا ہی تھا امیر نے فرمایا ای عمرو تیا دنہو غرض داخل شہر ہوکر امیر نے تمام شہر کو مسلمان کیا بارگاہ
شادیانی امیر آکر بیٹھے عمرو نے کہا ای امیر بھلا جان بخش میرا ایک حبشی ہو گیا ہی اور شخص ہی سبحان اللہ پہلے
آگیا اسی نے اسلام کیا اور گبر تنگ کی عزت سے گرا امیر نے فرمایا وہ کہان گیا عمرو نے کہا ابھی تک تو موجود تھا
یہ کہکر ہوا ہوا اُٹھے بارگاہ سے باہر آکے دیکھا کہ نقاب لیے ہوے دروازے پر بیٹھا ہی عمرو کو دیکھتے ہی سلام کیا
عمرو نے کہا ای نوجوان تونے میری جان بچائی تو میرا جان بخش ہی چل تجھے امیر بلاتے ہین غرض وہ ساتھ
عمرو کے بارگاہ مین آیا امیر کو مجرا کیا اور اپنا حال یون بیان کرنے لگا کہ میرا نام قران حبشی ہی سعد کو جو
زرہ پوش لایا تھا وہ غلام ہی تھا لیکن اس نظر سے چلا گیا تھا کوئی شخص واسطے نذر کے لے آون تو حاضر
ہون چنانچہ آج مین نے اپنی جان نذر کی تھی لیکن خدا نے اور حضرت مولا نے بچایا ورنہ مر جانے مین
باقی کیا تھا کہ اُس فوج مین مین تنہا تھا میرا باپ حبش کا بادشاہ تھا اور مین اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق
تھا چونکہ ہم اور وہ مکتب مین تھے تو ہر وقت راز و نیاز کی باتین رہتی تھین چنانچہ والد نے انتقال کیا اور
[illegible] سلطنت کے چچا حکومت پہنچے اپنی بیٹی کی منگنی میرے ساتھ کردی چونکہ پردہ نہ تھا اور مین
اُس سے مانوس ہی تھا ہر وقت اُسکے پاس بیٹھا رہتا تھا یہ خبر چچا کو ملی اُنھون نے ناخوش ہوکر مجھے نکالدیا
مین نے ویرانہ مین آکر اپنے گلے مین پھانسی لگالی کہ ایسی زندگی سے مرنا بہتر ہی جب مین قریب مرگ ہوا
تو تمام صحرا مین ایک شور پھیل گیا اور ایک بزرگ نورانی صورت نے آکر پھانسی گلے سے کاٹ دی مین نے
پوچھا تو چار جانب فرشتہاے نورانی صف بستہ کھڑے ہین اور ایک شخص نقاب منہ پر ڈالے میرے
برابر تشریف فرما ہین اور مجھسے فرماتے ہین کہ کیون اپنی جان دیتا ہی جا تجھے اپنا نظر کردہ کیا اور پٹکہ
اپنے دست مبارک سے میری کمر مین باندھکر فرمایا کہ آج سے تجھ پر کوئی کسی کا ہاتھ زبردست نہ زیر دست
سے آشنا زمین نہوگی مین نے پوچھا کہ آقا نام نامی و اسم گرامی سے مطلع فرمایئے تو فرمایا نام ہمارا
شاہ مردان ہی جا تو عمرو کا شاگرد ہو اور مسلمان ہو لات کو لات مار اب تو گرفتار کبھی نہوگا اور اگر تو قید
ہو جاے تو یہ جاننا کہ اب قضا آگئی ہی اسکے تیری گرفتاری محال ہی اور ایک تعویذ مرحمت فرماکر تعلیم فرمایا کہ
جا اپنے چچا کے سامنے وہ شادی تیری اپنی بیٹی کے ساتھ کریگا اور تخت تیرا تجھے دیگا چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ
شادی بھی کرنے پر چچا راضی ہوگیا اور سلطنت بھی میری مجھے دے دی مگر مین آپ کے اشتیاق مین
چلا آیا تخت کو آپ کی فرقت مین تختۂ تابوت تصور کیا یہ سنکر عمرو نے اُسے گلے سے لگایا اسنے کہا اب
آپ بھی اپنی زبان مبارک سے کلمہ تعلیم فرمایئے اگرچہ مین مسلمان ہو چکا ہون لیکن میری یہی خواہش ہی

کہ مرتبہ اور زیادہ ہو جائے امیر نے کلمہ پڑھایا خلعت عنایت کیا خطاب دیا تخت طلا پر بیٹھنے کا حکم فرمایا قران نے تمام حال
سعد خوش آئی اور علمشاہ بااقبال کا بیان کیا اور کہا فی الحال قلعۂ آہن حصار میں مقیم ہیں امیر نے قباد کا حال پوچھا
اور فرمایا کہ یہ نقابدار کون جوان ہے قران نے اس بارے میں اپنی لاعلمی ظاہر کی یہ خبر ملکہ مہرنگار کو ہوئی کہ اس طرح
ایک نقابدار آیا تھا سوچی کہ میرا فرزند قباد ارجمند نہو خواجہ زادوں کو بلوایا اُنسے پوچھا اُنھوں نے کہا قریب ترہی
سرزمین پر ملاقات ہوا چاہتی ہے یہ تو سنکر بہت خوش ہوئی امیر نے عمرو کو علمشاہ اور سعد کے پاس روانہ کیا
اور فرمادیا کہ ہماری طرف سے کہنا کہ بابا ہم تو اتنی دور سے تمھارے واسطے آئے اور تمھین خبر نہین عمرو تو بموجب
حکم امیر کے قلعۂ آہن حصار میں بہ عجلت تمام پہونچا دیکھا کئی لاکھ فوج ہے دروازے پر چوبدار اپنے عہدے پر
موجود ہین عمرو نے چوبدار سے کہا بھائی ہمین جانے دو کہ ہم شہنشہ کے باپ کے پاس سے آئے ہین اُنھون نے کہا یہ اجازت
ہماری مجال نہین جو آپ کو جانے دین انھون نے کہا جا کر کہدو علمشاہ سے کہ تمھارے پاس امیر نے عمرو کو بھیجا ہے
غرض خبر ہوئی حکم دیا بلالو جب خواجہ سامنے پہونچے سعد نے مجرا کیا علمشاہ نے کرسی عنایت کی جب خواجہ بیٹھنے لگے
علمشاہ نے سروقد تعظیم کی اور کہا عمو جان تشریف رکھیے جب بیٹھے علمشاہ نے مزاج پرسی کی عمرو نے کہا
مین تجھسے ڈرتا ہون اسواسطے کہ تیرے ایک طمانچے مین سلطنت خاک مین ملتی ہے یہ جو یاد دلایا علمشاہ نے
کہا عمو جان فی الحقیقت مجھسے بڑا قصور ہوا اور مجھے بڑا صدمہ ہے اپنی اس گستاخی کا ہے آپ ہی اس ملال کو امیر
کے دل سے دور کریں تو ہو عمرو نے کہا خالی تو ممکن نہین کیونکہ اتنے ملک فتح کیے لیکن میری فرمنداری کا اسوقت
کچھ خیال نہین علمشاہ نے کئی صندوقچے جواہر کے عمرو کو دیے عمرو بہت خوش ہوئے اور تمام کیفیت عرضی کے
جانے کی بیان کی اور امیر کا پیام دیا علمشاہ نے خوش ہو کر کہا کہ اگر امیر نے غلام کو یاد فرمایا ہے تو حاضر ہونے مین
کیا عذر ہے ایک ہفتے مین حاضر ہوتا ہون غرض عمرو وہان سے رخصت ہو کر خدمت امیر مین آئے اور سب کیفیت
بیان کی پھر کہا ایک ہفتے مین وہ آتا ہے امیر نہایت متردد ہوئے اور فرمایا کہ ای عمرو اگر علمشاہ آئیگا تو مہرنگار رنج سے
جان دیدیگی لیکن اگر تم کچھ کوشش کرو تو ہو سکتا ہے کہ ملال ملکہ کے دل سے دور ہو جائے عمرو چپ ہو رہا جب
سات دن گذر گئے اور علمشاہ نہ آئے تو امیر کو ایک تازہ فکر پیدا ہوگئی عمرو سے فرمایا کیا وجہ ہوئی جو علمشاہ
نہ آیا نہین معلوم کیا پیچ پڑا اُدھر کی یہ کیفیت ہے کہ جب علمشاہ سوار ہو کر جانب امیر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین
ایک دوراہہ ملا لوگون نے کہا یہ دونون راستے منزل مقصود کے ہین لیکن جو قریب ہے وہ مخدوش ہے اسواسطے کہ وہان
نہنگ بچہ ایک صحرا مین رہتا ہے حرزوق شاہ نے بہت کوشش کی کہ اسے ہلاک کرے فوجین بھیجین مگر کسی سے
وہ نہ ہلاک ہوا آخر عاجز ہو کر اس راہ کو مفقود سمجھ لیا اب کوئی ادھر سے نہین گذرتا اور اگر کوئی جرأت کرتا ہے تو اپنی
جان سے گذرتا ہے لہذا مصرعہ راست بہ و اگرچہ دور است ؛ علمشاہ نے کہا مین ادھر ہی سے جاؤنگا
دیوانے کو مارونگا یہ کہکر گھوڑے کو مہمیز کر کے اُسی طرف کی راہ لی جب تو سعد نے علمشاہ کے تعاقب مین
گھوڑے کو تیز کیا یہ کیفیت دیکھکر تمام لشکر بھی ہمراہ روانہ ہوا جب اُسی بیشہ مین علمشاہ مع لشکر کے
پہونچے تو دیکھا بہت سے سوار و پیادے تلاشی شکار مین علمشاہ نے ایک سے پوچھا تم لوگ کون ہو انھون نے
جواب دیا کہ ہم سب دیوانے کے نوکر ہین وہ آج اس دشت مین شکار کھیلتا ہے تم یہان کیون آئے
ہو جلد واپس جاؤ اور اگر تم نہ جاؤگے تو تمھاری جان جائیگی علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہے جا اپنے مالک سے
خبر کر دے کہ تیرا اجل آپہونچا اسنے جا کر دیوانے سے یہ حال بیان کیا اُسنے کہا آنے دے وہ نہین آیا ہے

اٹکی قضا آئی ہی غرض شہزادے مع اپنے ہمراہیون کے قریب دیوانے کے پہونچے دیوانے نے مالا گرد کو دیکھکر کہا کہ تو
عرندوق کا بھائی ہی تجھے چھوڑ دونگا اور سبکو سزا دونگا مالا گرد نے کہا کیا بکتا ہی نہین جانتا کہ رستم کا اس دشت
مین آج گذر ہوا ہی اور وہ میرا آقا ہی اسنے کہا کون شخص ان سب مین سے رستم ہی کہ علمشاہ نے مرکب کو
بڑھا کر فرمایا ہم رستم ای دیوانے کلمہ پڑھ دیوانے نے کہا کہ کیا لقبیا سے بھی کوئی زیادہ ہی جسکا کلمہ پڑھون
علمشاہ نے فرمایا ہزار ہزار لعنت ہی لقبیا پر دیوانہ یہ سنتے ہی غیظ مین آکر دیوانہ ہو گیا اور نیزہ علمشاہ
پر مارا علمشاہ نے ہندو کا نٹھہ کر نیزے کو نیزے سے رد کیا غرض نگاور زنی شروع ہوئی چند طعن مین
علمشاہ نے نیزہ دیوانے کا ہوا کی گیا اسنے جھنجھلا کر تلوار ماری انھون نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا دیوانہ
گیند لے پرسے کود پڑا یہ بھی مرکب سے زمین پر تشریف لائے لگی کشتی ہونے تین شبانروز کشتی رہی آخر
دیوانے نے جھنجھلا کر ایک حکمت لگائی کہ اگر زرہ نہ ہوتی شانے کا بوٹا اتار لے علمشاہ نے ایک ہکہ مارا اور
زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کر کے زمین سے اٹھا لیا پہلے زور مین کمر تک دوسرے زور مین سینے تک
لاکر سینے کا ہکہ دیا اور سر سے بلند کر لیا قریب تھا کہ زمین پر دے مارین دیوانہ امان امان پکارنے لگا شہزادے
نے باہستگی اسے زمین پر رکھدیا اور فرمایا کہ کلمہ پڑھ وہ از سر صدق مسلمان ہو کر علمشاہ کے ہمراہ ہوا غرض چند
روز مین لشکر علمشاہ کا قریب لشکر امیر کے پہونچا امیر کو خبر ہوئی سرداران دست چپ کو حکم دیا کہ جاؤ اونکو
استقبال کر کے لے آؤ غرض سب گئے اور علمشاہ کو مع سعد کے استقبال کر کے لائے علمشاہ نے مجرا کیا
امیر نے گلے سے لگایا پھر سعد کو دیکھا نہایت مسرور ہوئے غرض جتنے آئے تھے سب جانب دست چپ بیٹھے
امیر نے قندس کو طلب کیا وہ جو آیا ہائے نکزک کے نعرے کہنے لگا علمشاہ نے امیر کی خدمت مین عرض
کی کہ نکزک حضور کے گلبان کی بیٹی ہی اسکو مین نے راہ مین ایک تاجر سے خریدا ہی امیر نے قندس
سے فرمایا کہ تمنے انکو نہ سلام کیا اسکے پاس نکزک ہی اسنے کہا کہ نکزک سامنے آئے تو مین انھین سلام
کرون اور یہ تو میرے آقازادے ہین جب تو امیر نے قندس کو قید سے رہائی دی اور نکزک کے ساتھ
عقد کر دیا یہ خبر فتنہ نے مہرنگار کو دی کہ علمشاہ بایں حشم و خدم آیا ہی رابعہ نے کہا ای بی فتنہ بانو تم نے
بھی کس شوہر کا نام لیا مہرنگار نے کہا کہ واہ یہ تو نکھولی تم شوق سے خوشی کرو رابعہ نے کہا مین جب
خوشی کرونگی جب میرا شہزادہ قباد تشریف لائیگا ادھر یہ باتین ہو رہی ہین ادھر حسب الامر امیر باتوقیر علمشاہ
ہاتھ باندھکر آئے اور مہرنگار کے قدمون پر گر کے رونے لگے کہ مجھسے بہت بڑا قصور ہوا معاف کیجیے مہرنگار
نے گلے لگایا اور کہا بیٹا کوئی خطا قصور نہین تم دونون بھائی ہو اس مین ہمین دخل نہین اسنے کہا مین تو غلام
ہون یہ فقط حضور کی عزت افزائی ہی کہ خادم کو یہ مرتبہ مرحمت ہوتا ہی مہرنگار نے رابعہ کے گلے سے علمشاہ
کو لگایا غرض اندر باہر جشن ہونے لگا اب امیر نے پوچھا کہ آگے کون شہر ہی لوگون نے کہا آگے شہر اسلم وزیر کا ہی
اسکا ایک بیٹا ہی اسے بیکرین اسلم کہتے ہین اور تمام کاروبار سلطنت عرندوق کا وہی کرتا ہی امیر یہ سنکر فوراً
مستعد ہوے کہ چلکر اب شہر اسلم مین قیام کرینگے غرض خیمہ و خرگاہ بار ہوا اور امیر اُس طرف کو روانہ ہوے

اب دو کلمے داستان شہزادے قباد کے بیان کیے جاتے ہین

راویان جادو بیان اس داستان سحر نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب شہزادے کیشہ نامعقول سے
جدا ہو کر اژدہے کی تلاش مین روانہ ہوے کیشہ شہر مین آیا ہوت اعظم نے کہا ای کیشہ اگر میرے

آفتاب کا ایک رونگٹا بھی میلا ہوا تو یاد رکھنا کہ تیری بوٹیاں کاٹ کر چیل کوون کو دونگا غرض شہزادہ قباد اُس مقام پر پہونچے جہاں سے اژدہے کے رہنے کا مقام دس کوس تھا دیکھا کہ تمام گھانس ریتی کی جل گئی ہی جب اور آگے بڑھے تو شعلہ ہاے آتش دکھائی دینے لگے اور قریب جاکر دیکھا کہ ایک اژدہا سترہ سو گز کا ہی جب دم کھینچتا ہی تو تمام کنکر پتھر اُسکے منھ مین چلے جاتے ہین اور جب دم چھوڑتا ہی تو تین تین چار چار کوس پر جاکر گرتے ہین چونکہ یہ امیر کی بانی کیفیت بہتیرا فیض رسان اژدہے کے مارنے کی سُن چکے تھے اُسی طرح پیدا پیدل کہ تیر اسپر مارا تیر پیٹ ہی کا اژدہے نے دم جو کھینچا تو شہزادے اُسکے منھ مین چلے جب ایک تیر کے فاصلے پر پہونچے تو دوسرا تیر لگایا کہ وہ داہنی آنکھ میں پڑا اژدہے نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا لرز گیا اور منھ بھی اسکا بسبب تکلیف کے دوسری طرف پھر گیا پھر اُسی حالت ہیجان مین اسنے منھ ادھر کیا شہزادے نے تیسرا تیر مارا کہ وہ بائین آنکھ مین لگا اژدہے نے پھر تو بہتیرا سر ٹپک ٹپک کر جان دیدی ادھر اژدہے کے چیخنے کی آواز شہر مین آئی کیشتہ بد اندیشہ سمجھا کہ اژدہا مارا گیا سب سے پوشیدہ اُسی صحرا کی طرف چلا یہان شہزادے نے نشانی کے واسطے کئی دانت اُسکے اکھاڑ لیے اور واپس ہوکر شہر کی طرف چلے تھوڑی دور چلکر بسبب کسل راہ کے مضمحل ہوکر ایک درخت کے سایے مین زین پر زین پوش بچھاکر لیٹ رہے گھوڑے کو چھوڑ دیا وہ مرغزار صحرائی مین جاکر چرنے لگا کیشتہ بھی پہونچا پہلے تو گھوڑے کو قتل کیا کہ مبادا ہوشیار ہوجاے اور میرا پیچھا کرے اب وہی تلوار خون آلود لیکر شہزادے کی جانب چلا کہ ایک طرف سے آواز آئی ای قباد ہوشیار ہو کیشتہ جفا پیشہ تلوار مارتا ہی کیشتہ نے پھر کر دیکھا کسی کو نہ پایا پھر تلوار پکڑکر چلا پھر بھی آواز آئی ابکی بار یہ نا شدنی بالکل سر بالین پہونچ چکا ہی چاہتا ہی کہ تلوار مارے اتنے مین پھر وہی آواز بہت زور و شور سے آئی ابکی بار شہزادہ قباد چونک پڑا یہ کیشتہ بھاگا قباد نے اُٹھکر گھوڑے کو مقتول پایا پچھتانے آیا دیکھا کہ سامنے سے نقابدار پلنگینہ پوش آتا ہی آتے ہی گھوڑے سے اُتر کے کہا ای شخص یہ غفلت اور یہ دعوی کہ مین رستم سے لڑونگا لے میرا گھوڑا اور جاکر اس نالائق کو مار شہزادے نے فرمایا کہ یہ مجھسے نہوگا آپ میرے محسن ہین مین سوار ہون اور آپ پیدل رہین نقابدار نے کہا میرے ساتھ اور بھی گھوڑے ہین جب تو شہزادے گھوڑے پر سوار ہوکر کیشتہ کے تعاقب مین چلے اور وہ بھاگا یقین اسکو ہوگیا کہ اب جان نہین بچیگی غرض بھاگتے بھاگتے ایک مقام پر پہونچا دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی لوگون سے پوچھا کہ یہ کسکا لشکر ہی معلوم ہوا کہ شاہ صفا ترک کی فوج ہی جلدی سے جاکر شاہ صفا ترک کو سلام کیا اور کہا ای بادشاہ میرے تعاقب مین وہ شخص آتا ہی جسنے موت اعظم کو زیر کیا ہی میری جان بچائیے اسنے کہا نہ گھبراؤ جب نقابدار کے ہمراہی آئے اسنے گھوڑا طلب کیا اور سوار ہوکر شہر مین آیا موت اعظم سے سارا واقعہ کیشتہ و قباد کا بیان کرکے چلا گیا موت اعظم مع قرشی و ارشی کے بہت جلد مع چند سوارون کے روانہ ہوا اب شہزادے بھی فوج مین داخل ہوگئے اور کیشتہ کو ڈھونڈھتے ہوئے خیمہ کے اندر پھر آئے شاہ صفا ترک کے لوگون نے ہر چند روکا مگر یہ کسکی سنتے ہین غرض جاکر صفا ترک کے برابر تلوار برہنہ کیے ہوئے پہونچے اور پوچھا کیشتہ کہان ہی کیشتہ پہلے ہی انکو دیکھکر ستون خیمہ کی آڑ مین کھڑا ہو رہا تھا صفا ترک نے بہت الحاح کے ساتھ عرض کی ای شہریار آپ تشریف رکھین وہ حاضر ہی اور میرا بھی سر حاضر ہی اتنے مین موت اعظم اور قرشی و ارشی بھی آ پہونچے اور شہزادے کی طرح خیمے کے اندر پہونچ گئے غرض بعد بہت گفت و شنید کے شہزادے دنگل پر متمکن ہوے اور ان تینون

بہادرون کو بھی بیٹھنے کا حکم دیا یہ بھی بیٹھے اسوقت شاہ صفا ترک گیتیہ کا ہاتھ پکڑ کے سامنے شہزادے کے آیا اور عرض کیا کہ اسکی ایک یہ بھی خطا معاف فرمائیے اور پھر سے کلمہ پڑھا دیجیے مین نے سنا کہ دو مرتبہ یہ کلمہ پڑھکے دغا کر چکا ہی ملکہ ابکی بار مین بھی مسلمان ہوتا ہون مگر ایک شرط سے وہ شرط یہ ہی کہ یہان سے قریب ایک پہاڑ ہی اسپر ایک طلسم بنا ہی اسکی خبر لائیے شہزادے نے فرمایا کہ ابھی چلکر بتا دے غرض کہ شاہ صفا ترک شہزادے کو لیکر جانب طلسم چلا ہر چند معوت اعظم نے منع کیا اور بہت سمجھایا لیکن شہزادے نے نہ مانا

اب دو کلمے داستان احوال امیر و عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

امیر نے جب لورانیہ سے کوچ کیا تو لوگون سے پوچھا کہ اسکے آگے کون سا شہر ہی لوگون نے کہا اسکے آگے شہر الوریہ ہی الور بادشاہ ہی اور بیکر بن اسلم رہتا ہی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ تم جاکر شہر فرزوق کی تو خبر لاؤ الحاصل عمرو مع سیارہ کے روانہ ہوے اور شہر فرزوق شاہ مین پہونچے اسکے شہر کو خوب بھانپا دریافت ہوا کہ اسکے اصطبل مین ایک مرکب اور شتر خانے مین دو شتر نایاب ہین سیارہ کو کچھ تعلیم کرکے بوقت شب جانب اصطبل روانہ کیا اور خود شتر خانے کی طرف چلے اتفاق سے جیسے ہی سیارہ دروازۂ اصطبل پر پہونچا ایک سائیس کو باہر آتے دیکھا صاحب سلامت کرکے پوچھا بھئی کہان جاتے ہو اسنے کہا صاحب گھر جاتے ہین کھانا کھانے اسنے کہا کب آوگے اسنے جواب دیا دو گھنٹے مین آئینگے غرض باتین کرتا ہوا ہمراہ ہو لیا راہ مین اس سے ایسی باتین کین کہ وہ سیارہ سے ناخوش ہوا اور کہا تو کون ہی جو ہمارے ساتھ آتا ہی چلا اپنا راستہ لے سیارہ نے سناٹا پاکر ایک طمانچہ سائیس کو مارا چونکہ گھائیون مین حبابہائے بیہوشی دیے ہوئے تھے وہ بیچارہ چیخ کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا اسے تو وہین ایک موری مین دبا دیا اور آپ اسکی صورت بنکر بعد تین گھنٹے کے آیا اور سائیسون نے پوچھا کہ بھائی دیر کیون لگائی کہا کیا آج بھیا کی سسرال سے عورتین آئی تھین انسے باتین کرنے مین دیر ہو گئی اسے لو یہ مٹھائی ساتھ لائی تھین ایک ڈلی مجھے لو یہ کہکر انگوچھے سے کھولکر مٹھائی ایک ایک دو دو ڈلیان جتنے جاگتے تھے سبکو دین ان سبھون نے منھ مین رکھ لی کھاتے ہی ہر شخص کو پیاس لگی ایک انمین سے اٹھا کہ پانی پیے اٹھتے ہی گرا اور بیہوش ہو گیا جتنے بیٹھے تھے انھون نے دیکھا اور سب کے سب ایکبار اسکے اٹھانے کو اٹھے وہ سب بھی اسی نوبت کو پہونچے سیارہ نے اپنی صورت فرزوق کی بنائی اور اسی گھوڑے پر سوار ہوکر چل دیا جہان خواجہ نے پتا دیا تھا وہان جاکر خواجہ کا انتظار کرنے لگا ادھر خواجہ جو شتر خانے کے دروازے پر پہونچے وہان نہایت درجہ حفاظت پائی جست کرکے ایک دیوار پر گئے اسکے نیچے ایک ساربان سو رہا تھا نوبن بیہوشی رکھکر اسکے دماغ مین پھونکی جب وہ بیہوش ہوا چارون طرف دیکھا سبکو سوتا پایا اترکر اسکی شکل بنکر اسے تو کہین چھپا دیا اور آپ نے تمام ساربانون کو بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا دونون سانڈنیان لیکر مہار دونون کی ہاتھ مین لی اور دروازے سے نکلے نگہبان جو دروازے پر تھے انھون نے پوچھا کہ اسوقت خلاف معمول سانڈنیان کہان جائینگی ساربان وضعی نے جواب دیا کہ آج بہن دن سے حکم مل چکا تھا کہ دونون سانڈنیان پہر رات گئے در دولت پر آئین آج بادشاہ اور وزیر دونون تنہا جاکر کوئی حمزہ آیا ہی اسکا سر کاٹ لائینگے خبردار کسی سے نہ کہنا نہین تو غضب ہو جائیگا وہ لوگ دم بخود ہو رہے یہ سانڈنیان لیکر چل دیے اور سیارہ کے پاس پہونچکر اسی وقت سوداگرون کی

صورت بنکر دونون جانب لشکر امیر روانہ ہوے صبح کو لشکر مین پہونچکر گھوڑا علمشاہ کے ہاتھ بیچا اور سانڈنیان لندھور نے خریدین بعد کئی روز کے حال کہلا بھیجا کہ وہ لال سوداگر خواجہ عمرو تھے ادھر کی سنیے کہ جب مامین اور ساربانون کو ہوش آیا سب نے غل مچایا مرزوق شاہ نے سنا کہا ابھی تلاش کرو یہ کون تھا بختک نے کہا یہ کام خواجہ عمرو کا ہے اسنے اپنے عیار برق فرنگی سے کہا کہ جلد جا کر اُسے گرفتار کر لا مین نے سنا ہے کہ اسی مکار کی فطرتون سے لشکر امیر قریب آگیا ہے غرض اُسی وقت برق اپنے ہمراہیون سمیت جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور بصورت اصلی نامہ مرزوق کا امیر کو دیا اُس مین لکھا تھا کہ ہمارا مرکب اور شتر آپ کا عیار چرا کے لے گیا ہے عنایت فرمائیے امیر نے علمشاہ اور لندھور سے فرمایا کہ کیا ارادہ ہے انھون نے عرض کیا کہ حاضر ہین مگر ہمارا روپیہ عمرو سے دلوا دیجیے گا امیر نے عمرو سے روپیہ طلب کیا خواجہ نے جواب دیا کہ مین نے قرضدارون کو دیدیا اب میرے پاس کہان آپ کا بھی قرضدار رہا اگر روپیہ دونگا گھوڑا الا دونگا لندھور کو شتر دونگا غرض امیر نے برق کو مرکب اور شتر دلوا دیے وہ لیکر مرزوق کے پاس آیا تمام کیفیت بیان کی چونکہ اسنے واسطے مدد کے چار جانب نامے لکھے تھے چنانچہ دو سردار بہت سی فوج لیکر آگئے ہین ایک کا نام سمر سیہ آہن خوار دوسرے کا نام فزیر آہن خوار ہے یہ دونون دربار مین موجود ہین جب برق نے کیفیت بیان کی آلاگرد نے عرض کی کہ مجھے حکم ہو تو جا کر امیر کو پکڑ لاؤن یہ دونون سردار بھی مستعد ہوے کہ ہمین بھی اجازت ملے ہم ذمہ کرتے ہین کہ ضرور پکڑ لائینگے برق نے بھی بیڑا اُٹھایا کہ مین ضرور چرا لا دونگا بیکرین اسلم بھی جانے پر آمادہ ہو گیا غرض یہ سب مع بارہ لاکھ فوج کے انوریہ مین آئے امیر کو بھی خبر ہوئی لندھور سے فرمایا کہ جاؤ قلعہ انوریہ کو چھین لو لندھور عادی و فاضل کو ہمراہ لیکر انوریہ مین آیا اور چار کوس کے فاصلے سے خیمہ برپا کیا رات کو طبل جنگ لندھور نے بجوایا آلاگرد کو خبر ہوئی کہ لندھور واسطے مقابلے کے آیا ہے اور اُسنے نقارۂ رزمی بجوایا ہے اسنے بھی حکم دیا کہ ہان ہمارے لشکر مین بھی بجے کوس حربی غرض صبح تک دونون طرف تیاریان رہین علے الصباح آلاگرد نے میدان مین آکر لندھور کو طلب کی لندھور نکلا لگا در زنی ہونے لگی بعد دوپہر کے سنانین نیامین بیکار ہو گئین اُسوقت آلاگرد نے گرز گران سر لندھور پر مارا لندھور نے گرز کو گرز پر روکا تھوڑی دیر تک گرز بازی رہی اس مین بھی دونون برابر رہے آلاگرد تلوار کھینچکر مرکب سے کود پڑا لندھور بھی زمین پر آیا آلاگرد نے تلوار ماری لندھور نے خالی دے کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا آلاگرد نے گریبان لندھور کا پکڑا کشتی ہونے لگی وہ دن تمام ہوا رات ہوئی رات بھر کشتی رہی دوسرے دن بھی تین پہر گذر گئے دونون برابر رہے کہ سامنے سے امیر اشقر پر سوار مع سرداران نامدار کے نمودار ہوے میدان مین آکر فرمایا کہ اے رستم ہند بس اب چھوڑ دو کل پھر لڑنا لندھور نے مجبور ہو کر چھوڑ دیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے رات کو آلاگرد نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارۂ حربی پر چوب پڑی صبح کو آلاگرد میدان مین آیا امیر کو پکارا امیر میدان مین آئے پہلے تو امیر نے سمجھایا کہ تو میرا سمدھی ہے اپنے بھائی کے پاس آ مسلمان ہو اسنے کہا کیسا بھائی یہ مذہب کا مفسدہ ہے جب تو امیر نے فرمایا کہ لا کیا ضرب رکھتا ہے اسنے تلوار ماری امیر نے خالی دی اور کلائی پہ ہاتھ ڈالکر اسکی تلوار کو اپنے قبضے مین کیا وہ دوڑکر دست و گریبان ہوا امیر بھی اشقر سے کودے تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز امیر نے اسکو اٹھا لیا اور باندھکر عیارون کے حوالے کیا اسکی فوج مع انور شاہ کے بھاگ کر قلعہ بند ہوئی امیر

نقارۂ فتح و ظفر بجاتے ہوئے اپنے لشکر مین تشریف لائے

اب دو کلمے داستان آنا ارشیون پریزاد کا اور فتح کرنا قلعۂ الوزیر کو پھر مسلمان ہونا انورشاہ کا اور اپنی بیٹی دینا لندھور کو اور پیدا ہونا الماس کا اور نامہ لیکر جانا ارشیون کا مرزوق کے پاس بیان ہوتے ہین

محرران شیرین سخن و کاتبان نورتن اس داستان ظفر نشان کو یون صفحۂ قرطاس پر منود ار کرتے ہین کہ جب نے آلاگرد کو مسلمان کیا اور قلعہ پر حملہ آور ہوئے لندھور کو بسکہ بہت صدمہ تھا یہ اجازت لیکر چلا کہ جو ہو سو پہونچ جائین جسطرح ہو اس قلعہ کو مین ہی فتح کردن آلاگرد کو نہ زیر کر سکنے کا صدمہ کچھ تو برطرف ہو جاے اس خیال مین یہ تو سینہ سپر کیے ہوئے چلا جاتا ہی کہ صحرا کی طرف سے ایک نقابدار مع چالیس ہزار سوار کے نمودار ہوا اسنے بھی قلعہ کی جانب متوجہ ہوا قریب خندق پہونچ کر گرز کو خندق کے اُس پار پھینکا اور خود بھی پھاند کر خندق کے پار ہوا اور قلعہ کو دو ضرب گرز مین توڑا یہ کیفیت دیکھکر امیر بھی مع سرداردن کے ہمراہ نقابدار کے قلعہ مین در آئے تلوار چلنے لگی امیر کا اور انورشاہ کا سامنا ہوا امیر نے جھپٹکر انورشاہ کو اُٹھا لیا ادھر سے طبل بازگشت بجا انورشاہ کو لیکر امیر بہت خوشی خوشی اپنی فرودگاہ مین تشریف لائے نقابدار نے اگر چہرے سے نقاب الٹکر امیر کو مجرا کیا دیکھا تو ارشیون بیٹا ہی لندھور کا امیر نے بہت تعریف کی اور انورشاہ کو بلا کر فرمایا کلمہ پڑھو وہ بے عذر از سر صدق مسلمان ہوا لندھور اپنے فرزند ارجمند کو دیکھکر بہت مسرور ہوا ملال دل دور ہوا انورشاہ امیر کو لیکر شہر مین آیا تمام شہر مسلمان ہوا پھر انورشاہ نے اپنی بیٹی کی شادی لندھور کے ساتھ کردی اس سے الماس پیدا ہوگا اور فریبر آہن خوار دوسرا آہن خوار جو قلعہ سے نکلے میدان مین آکر طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر کو پہنچی امیر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سرپرآہن خوار میدان مین نکلا اور پکارا کہ گرا آرزوے مرگ باشد بیاید ادھر سے علمشاہ نکلے پہلے ہتھگادر ہوے سات قدم وہ اور تین قدم علمشاہ ہٹے پھر اسنے تلوار ماری انھون نے بدن چرا کر خالی دے کر ایک ہاتھ گرز کا ایسا لگایا کہ برابر سے دو پرکالے کر دیے آدھا دھڑ الگ اور آدھا الگ لشکر بقار مین طبل بازگشت بجا علمشاہ شادان اور فرحان اپنے لشکر مین آئے پھر شب کو دونون طرف نقارۂ رزمی بر چوبین پڑین صبح کو فریبر میدان مین آیا اور پکارا جیسے عروس مرگ کی محبت ہو وہ آئے ادھر سے لندھور نکلا جاتے ہی ہتھگادر ہوا دونون برابر رہے فریبر نے گرز مارا لندھور نے خالی دے کر جو گرز کا وار کیا استخوان اسکے سرمہ ہو گئے اسکی فوج نے رو بفرار کیا اسوقت امیر سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کرکے پھر روانہ ہوئے جب شہر مرزوق کا تیس کوس کے فاصلے سے رہا امیر نے منشی سیف ذوالیدین سے فرمایا کہ ایک نامہ بمولت شمامہ تیار کرو اور بارگاہ مین ایک جام اور بیڑا رکھکر فرمایا اسوقت یہان صدہا پہلوان لشکر شکن موجود ہین آیا ہی کوئی ایسا جو ہمارے نامے کا جواب لائے لیکن نامے کی شرلت نہ جانے پائے اس عرصے مین منشی نے نامہ لاکر حاضر خدمت کیا فوراً ارشیون پریزاد نے اُٹھکر جام پیکر بیڑا اُٹھا لیا لندھور کو سخت صدمہ ہوا کہ ابھی قلعہ مین گھس پڑا خدا نے بچا لیا اور پھر اب جو نستم لاکھ فوج پر جاتا ہی القصہ ارشیون مع اپنی چالیس ہزار فوج کے روانہ ہوا ادھر مرزوق کو یہ خبر پہونچتی ہی چنانچہ یہ خبر بھی پہونچی کہ ارشیون جسنے قلعہ کو فتح کیا تھا وہی بصیغۂ نامہ داری آتا ہی اسنے شمشیر جنگ آزما کو بہ استقبال

روانہ کیا راہ مین ارشیون اور شمشیر سے ملاقات ہوئی جب دونون قریب بارگاہ کے پہونچے ارشیون نے اپنی فوج کو دور چھوڑا اور خود مرکب کو چھیڑ کر دروازۂ بارگاہ پر آیا گھوڑے سے کود کر اندر بارگاہ کے چلا شمشیر نے اسکی جرأت کی بہت تعریف کی اسنے جواب دیا کہ یہین تمام تعریف کو نہ تمام کیجیے کچھ بارگاہ کے واسطے رہنے دیجیے غرض سامنے فرزوق کے آیا اور بہ آواز بلند پکارا السلام علیکم اسپر بیاء اسلام ہی جو خدا کو واحد جانے اور اسکے نبی کو مانے یہ سنکر تمام قلعہ مین محفل چین بجبین ہوئی ارشیون شمشیر بیگ آدما کا ونگل خالی دیکھ کر بے تکلف بیٹھ گیا شمشیر نے کہا کیا خوب ہنسے آپ کی تعریف جو کی تھی یہ آپ نے اسکا عوض کیا اسنے خیال بھی نہ کیا کہ کیا کہتا ہی فرزوق نے نامہ طلب کیا ارشیون نے کہا کشتیان جواہر کی منگا یہ سمجھا کہ شاید اپنے واسطے کہتا ہی غرض فرزوق نے ساٹھ کشتیان جواہر کی منگائین ارشیون نے چالیس کشتیان نامے پہ تھے اور بیس اپنے اوپر سے تصدق کر کے لٹادین چونکہ حسب الامر امیر کے عمرو بھی اسکے تعاقب مین آئے ہین اسوقت بشکل فراش دربار مین موجود ہین جلدی سے جال الیاسی لگا کر ان کشتیون کو غنیمت سمجھکے نذر زنبیل کیا ارشیون نے فرزوق کو اس شرط سے نامہ دیا کہ اسمین بہت کچھ سخت و سست لکھا ہی خبردار دم نہ مارنا فرزوق نے نامہ بختک کو دیا اس مین بعد حمد خدا و نعت رسول کے لکھا تھا کہ ای فرزوق بلقب بد لعنت کر اور لات پر لات مار مسلمان ہو جا نوشیروان کو گرفتار کر کے بھیجدے بختک نے اور دس باتین اپنی طرف سے ملا کر پڑھنا شروع کیا فرزوق کو سنکر غصہ آیا اور پشت نامہ پر جنگنامہ تحریر کیا اور ارشیون کو دیا وہ نامہ لیکر جانب لشکر امیر روانہ ہوا اور بختک نے اسلم سے ٹولی بدلی ہو بھائی کہتا ہی غرض کہا کہ ای اسلم فرزوق سے کہو کہ برق فرنگی سے فرماین کہ جا کر اسکو چرا لائے اور یہ تو مین جانتا ہون کہ امیر سے کوئی لڑ نہین سکتا ہی اسلم نے فرزوق سے کہا کہ بختک اسطرح کہتا ہی اسنے برق کو بلا کر کہا وہ راضی ہو کر سردارون کو چرانے کی فکر مین تدبیرین سوچنے لگا ادھر عمرو کو بھی خبر ہوئی کہ برق سے سامنا ہی یہ ادھر اپنے لشکر کی حمایت اور حفاظت مین مصروف ہوا

اب دو کلمے داستان شہزادہ قباد و ملک نہاد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب شہزادہ قباد طلسم ضحاکیہ کے برابر پہونچے دیکھا کہ ایک درۂ کوہ ہی لیکن تمام دھوان دھار ہو رہا ہی استخانا ایک جوان کو درے کے اندر بھیجا ابھی وہ اندر نہین پہونچنے پایا تھا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اور ایک پنجہ گر کر اسے اٹھا لیگیا قباد نے مثل امیر کے سجادہ بچھا کر عبادت کرنا شروع کی اور دعا مانگنے لگا اسی کیفیت مین آنکھ جھپک گئی خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہی ای قباد ہرگز اس درے مین نہ جانا داہنی طرف ایک غار ہی ادھر جا تھوڑی دور پر ایک کنوان ملیگا اسکے اندر کودنا ایک دروازہ ملیگا اسکے اندر ایک گنبد بنا ہوگا اس مین سیڑھیان بنی ہونگی ایک ایک سیڑھی چھوڑ کر چڑھ جانا اگر دوسری سیڑھی پر پانون پڑا تو جل جاوگے غرض شہزادے کی آنکھ کھل گئی پھر آرام کیا صبح کو سب سے رخصت ہو کر اسی طرف چلے جب کنوین پر پہونچے کمند کے ذریعہ سے کنوین مین گئے اور دروازے سے گنبد مین آئے ایک ایک سیڑھی چھوڑ کے تمام زینے کو عبور کیا دیکھا کہ ایک چبوترہ بنا ہی اور ایک گھوڑا نہایت خوبصورت پھر رہا ہی شہزادے اسپر سوار ہوئے وہ لیکر ہوا مین بھاگا اور کئی منزل چلا گیا ایک قلعہ کے دروازے پر اتار کر غائب ہو گیا شہزادے حیران کھڑے تھے کہ ایک نقابدار یاقوت پوش مع چالیس ہزار سوارون کے نمودار ہوا اور شہزادے کو سلام کیا پھر ایک نقابدار فیروزہ پوش چالیس ہزار سواران فیروزہ پوش سے آیا اور مجرا کیا پھر ایک نقابدار سبز پوش نے اسی طرح

سے آکر مجرا کیا پھر نقابدار سفید پوش اسی طرح آیا جب چارون ایک جا جمع ہوے شہزادے سے کہا کہ ہم آپکو یہانکی بادشاہت کی مبارکباد دیتے ہین کیونکہ یہان کا بادشاہ مرگیا ہی کئی دن مین یہان میلہ ہوگا ہم آپکے سر پر تاج رکھینگے اگر آپ نے تاج پہنکر تمام حاضرین میلہ کا سلام لیا اور بادشاہ اول کی ایک بیٹی ہی خورشید جہان اسکا نام ہی اُسکے ساتھ اپنی شادی کی تو ہم سب آپکے تابعدار ہین ورنہ اسی تاج مین سے ایک شعلۂ آتش نکلکر آپکو جلادیگا شہزادے نے جواب دیا کہ ہمین سب منظور ہی غرض وہ سب شہزادے کو قلعہ مین لائے اور واسطے خدمت کے لوگ مقرر کیے دوسرے دن شہزادے کا دم جو گھبرایا سیر کو نکلے سامنے ایک پہاڑ دکھائی دیا اسپر چڑھ گئے ایک مکان نہایت تیاری کا نظر آیا بہ تکلفات اُسکے اندر آئے دیکھا کہ مسند پر تکلفات پر ایک نازنین بیٹھی ہی خواصین گرد وپیش جمع ہین قیافے سے معلوم کیا کہ ملکہ خورشید جہان یہی ہی ادھر ملکہ نے شہزادے کو جو دیکھا عاشق ہوگئی ایک خواص خاص کے ذریعے سے شہزادے کو طلب کیا شہزادے جاکر مسند پر ملکہ کے برابر بیٹھ گئے ایک خواص پکاری او قیدی طلسم کہان بیٹھا ہی چونکہ یہ بھی ملکہ پر فریفتہ ہوچکے ہین اُس خواص کو سناکر یہ شعر پڑھا شعر خاک ہوا پنی اُٹھے تو اس مکان سے اُٹھے ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ وان سے اُٹھ سکے ملکہ نے خواص کو جھڑک دیا کہ کیا بکتی ہی غرض ایک طرف چھپی ہین جو شہزادے کی نظر پڑی دیکھا کہ دو عورتین جادوگرنیان بیٹھی ہین واضح ہو کہ یہ دونون خواصین ملکہ کی ساحرہ زبردست ہین اور ملکہ انکو بہت عزیز رکھتی ہی ایک سمن جادو دوسری یاسمن جادو ہی ملکہ نے شہزادے سے حال پوچھا انھون نے تمام کیفیت اپنے آنے کی اور نقابدارون کے ملنے کی بیان کی ملکہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا فیر شہزادے شراب پیو انھون نے شراب پی جب خوب نشہ ہوا ایک خواص نے کہا شہزادے ہم سب حاضر ہین جسکو تم پسند کرو وہ تمھاری خدمت مین شب بھر حاضر رہے قباد نے ملکہ کا ہاتھ پکڑ لیا ملکہ رونے لگی قباد حیران ہوے مگر مارے خوف کے ملکہ کچھ کہہ نہ سکی سبب یہ ہی کہ بادشاہ اس طلسم کا فیروز شاہ تھا جسکی یہ بیٹی ہی جب سے وہ مرگیا کوئی بادشاہ نہین ہوا اسی طرح جو کوئی طلسم مین آتا ہی اُسکے سر پر تاج رکھکر تخت پر بٹھاتے ہین بعد ایک ساعت کے ضحاک جادو وزیر فیروز شاہ کا دیو جسکے ہاتھ مین تیر کمان لیکر آتا ہی اور ایک تیر مار کر ہلاک کر ڈالتا ہی کبھی اسکا تیر خطا نہین کرتا غرض وہ رات تو عیش مین بسر ہوئی صبح کو لوگ آئے شہزادے سے کہا چلیے غرض پھر شہزادے ادھر گئے ملکہ ادھر رویا کی کھانا بھی نہ کھایا دو پہر اسی کیفیت مین گذر گئے جب تو یاسمن جادو نے عرض کیا کہ اے شہزادی خاصہ نوش فرمائیے جب تو ملکہ نے سمن و یاسمن کو الگ لیجاکر کہا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالو جس مین شہزادے کی جان بچے نہین تو میری بھی جان نہ بچیگی یاسمن نے کہا آپ خاصہ نوش فرمائین ہم شہزادے کو بچا لینگے غرض ملکہ نے کھانا کھایا جب تیسرا دن آیا یہان مین میلہ جمع ہوا سامنے گنبد لاجورد کے شہزادے کے سر پر تاج رکھا کہ ایک آندھی اُٹھی سامنے سے ایک دیو مہیب بہ شکل عجیب پیدا ہوا ایک آنکھ سے کانا شیطان کا نانا تیر اور کمان ہاتھ مین ادھر ملکہ چلمن مین مع سمن و یاسمن کے بیٹھی ہی کہ اس عفریت نے تیر کو کمان مین جوڑ کر شست و شست سے درست کر کے شہزادے پر مارا یہان سمن و یاسمن نے سحر کیا کہ وہ تیر دو قدم دور آکر پلٹ گیا اور اسی دیو کے حلق پر پڑا کہ وہ جہنم داخل ہوا تمام طلسم تیرہ و تار ہوا اور آواز آئی کشتی مرا کہ نامم ضحاک جادو دیو بود سب نقابدار دوڑ کر شہزادے کے قدمون سے لپٹے نذرین گذرنے لگین شادی ملکہ

خورشید جہان سے ساتھ کر کے تخت پر بٹھایا شہزادے نے فرمایا کہ طلسم تو ٹوٹا سب نے عرض کی طلسم اب درہم برہم کرنے سے کیا حاصل ہم سب آپ کے مطیع ہیں شہزادے نے فرمایا کہ مسلمان ہو کلمہ پڑھو سب نے کلمہ پڑھا لیکن سحر سے توبہ نہ کی اور کہا کہ شاید آپ سے اور کسی ساحر سے مقابلہ پڑے غرض شہزادے کے علم سے دروازۂ طلسمی کھلا اور حسب الطلب شہزادے کے قرشتی دارشتی و شاہ صفاترک و موت اعظم وغیرہ طلسم میں داخل ہوئے شہزادۂ قباد کو مجرا کیا شاہ صفاترک اور کیشہ اب از سر صدق مسلمان ہوئے شہزادے نے ملکہ خورشید جہان کو وہیں چھوڑا اور فرمایا کہ تمھیں بلا لونگا اور خود مع الاکثر فوج لیکر کوچ کیا ارشتی نے کہا کہ ماہ سیما کا غیر حال ہے قریب تر مر جائیگی شہزادے نے فرمایا کہ پہلے وہیں چلونگا غرض پہلے شہر قرشتیہ میں آکر ماہ سیما سے ملے اور سنا کہ امیر کا لشکر بھی آگیا ہے الحاصل بعد چند روز کے اپنی فوج اور و پوست اژدہا و مال طلسمی اپنے ہمراہ لیکر لشکر امیر کی جانب روانہ ہوئے راہ میں شکار کھیلتے ہوئے چلے جاتے ہیں ایک روز شب کو کسی صحرا میں قیام فرمایا صبح کو جب بیدار ہوئے سنا کہ نقابدار پلنگینہ پوش اکر علے الصباح فوج پر گرا اور بہت سے سوار اور پیادے ہلاک کیے اور مال طلسمی سب لے گیا قباد کو غیظ آیا اور فرمایا کہ تلاش کرو وہ کدھر گیا میں اُسے اس بے ادبی کی سزائے مقتول دونگا بے اسکے چین نہ ہونگا غرضکہ بہت تلاش کیا کہیں نہ پایا مجبور آگے کو روانہ ہوئے اتفاق سے ایک روز شکارگاہ میں شہزادۂ قباد نے نقابدار کو دیکھا فوراً للکارا کہ اے نقابدار خبردار ہو چونکہ غصہ تو آیا ہی تھا جاتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ گھوڑا نقابدار کا کام آیا نقابدار نے بھی چاہا کہ انکے گھوڑے کو ہلاک کرے یہ بھی کود کر زمین پر آئے لگی کشتی ہونے تین شبانہ روز زورآزمائیاں رہیں آخر نقابدار بھی شل ہو گیا اور کہا اے قباد اب البتہ تو رستم کے مقابلے کے لائق ہوا جا بسم اللہ کر اور اپنا مال جو میں لے گیا تھا مجھ سے لے میں فقط امتحان کرتا تھا جب تو قباد بھی گلے سے چمٹ گیا اور کہا یہ سب آپ ہی کا تصدق ہے نہ آپ تشنیع دیتے نہ میں نظر کردہ ہو کر اس مرتبے کو پہنچتا غرض بہت شکریہ نقابدار کا ادا کیا اور کہا امیدوار ہوں کہ ایک مرتبہ اپنے روئے انور کو بے نقاب دکھلایے اور یہ بھی فرمایے کہ اسم مبارک آپ کا کیا ہے الحاصل بعد بہت اصرار کے نقابدار نے الگ ایک مقام پر لیجا کر چہرے سے نقاب الٹی اب جو دیکھا تو عمرو بن حمزۂ یونانی کو پایا دونوں خوب گلے ملکر روئے عمرو نے قباد سے قسم لی کہ اس راز کو افشا نہ کرنا اور رخصت ہو کر روانہ ہوا قباد نے اپنی فوج کو چار جوق پر تقسیم کیا ایک گروہ کا افسر موت اعظم کو کیا دوسرے غول کی سپہ سالاری کیشہ کو دی اسی طرح تیسرے غول کا مالک شاہ صفاترک کو کیا چوتھے کا سردار فیروزہ زہر خوار کو کیا اور اپنے چہرے پر نقاب فیروزہ ڈالکے چالیس ہزار سوار کو نقابدار فیروزہ پوش بناکے قرشتی دارشتی کو بادشاہ بنا کر تخت پر سوار کیا اس صورت سے لشکر امیر کی جانب روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان فطرت توامان عیاری کرنا برق فرنگی کا اور رہا کرا لیجانا تمام سرداران لشکر امیر کو

جسوقت ارشیون واپس آیا اور تمام حال حرزوق کے دربار کا بیان کیا امیر بہت مسرور ہوئے اور حکم دیا کہ ہاں لشکر تیار ہو یہاں تو یہ سامان ہے ادھر برق مع اپنے عیاروں کے بارادۂ گرفتاری سرداران اسلام روانہ ہوا ایک صحرائے خوفناک میں پہنچ کر اپنے عیاروں کو کچھ سمجھایا اور کہا کہ سب

ہماری تعلیم کے کارندہ ہو یہ کہکر ایک پوست سگ نکالا جس مین چوراسی گھنڈیان لگی ہوئی تھین اور کوئی
ان گھنڈیون کو سوا برق کے نہین کھول سکتا تھا غرض اپنے جسم پر پوست کو چست کیا گھنڈیان لگا کر لشکر
امیر کی طرف روانہ ہوا قریب بارگاہ پہونچ کر ہر طرف ٹہلنے لگا جسنے دیکھا کہا کیا خوبصورت کتا ہی اور پکڑنے
دوڑا اسنے ایک بھبکی دی کسی کی جرأت نہ پڑی تھی کہ اسے پکڑے یہ پھرتے پھرتے عیارون مین آیا عمرو نے
ابوالفتح اور ابوطاہر سے کہا کہ اس کتے کو پکڑ لاؤ یہ دونون دوڑے بعد بہت کوشش کے ابوطاہر
نے اس سگ وحشی کو پکڑا اور سامنے عمرو کے لایا عمرو نے اسکے گلے مین پٹہ ڈالکر اپنے پلنگ کے پائے
مین باندھ دیا اور اپنے عیارون سے کہا کہ اب تم مین سے کوئی حفاظت نہ کرے یہ کتا ہی کافی ہی
غرض سب غافل ہوگئے بعد کئی روز کے شب کیوقت سبکو غافل پا کے گھنڈیان کھولین اور کھال سے باہر
آکر عمرو کو سوتے مین بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے اُسی صحرا مین پہونچا اپنے عیارون کے سپرد
کر کے پھر کتے کی شکل جہان بندھا تھا وہین آکر بندھ گیا صبح کو لشکر مین غل ہوا کہ عمرو غائب ہو گیا
دوسرے دن علمشاہ اور سلطان سعد کو لے گیا اب تو امیر کو تشویش ہوئی عیارون سے فرمایا
کہ خبر لو کیا بیٹھے ہو دیکھو کون آتا ہی اور سردارون کو لیجاتا ہی لاکھ لاکھ تجسس و تفحص کیا مگر کسی کا پتا
نہ پایا تیسرے روز عادی کو لے گیا غرض یونہین دفعہ دفعہ بہرام و مالک و سندیلی و مہلیل وغیرہ
کو پکڑ لے گیا اب لشکر مین چند سردار مثل لندھور وغیرہ کے رہ گئے ہین برق نے تمام اسیرون
کو حرزوق کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ہرگز ابھی قتل نہ کیجیے گا جب تک امیر کو مین گرفتار نہ کرلون اسنے
قلعہ آہن حصار مین سب کو بھیجا مالک وہانکا مملوک کوتوال ہی اور وہین خزانہ بھی رہتا ہی وہان
سب قید ہوئے اب عمرو کو بھی ہوش آیا علمشاہ نے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہی عمرو نے کہا میری
سمجھ مین نہین آتا ہان اتنا جانتا ہون کہ برق فرنگی کو حرزوق نے بھیجا تھا یہ شاید اُسی کی نیرنگی ہو
غرض سوچتے سوچتے عمرو نے سب سے کہا کہ مین عیاری کرتا ہون تم سب شور کرکے روؤ یہ کہکر
اپنے تئین مردہ بنایا اب جو لوگون نے دیکھا تو ناک کا بانسا ٹیڑھا ہو گیا ہی اور جسم سے مردے کی بو
آتی ہی سب کے سب چیخ چیخ کر رونے لگے محافظان محبس نے آکر حال پوچھا سب نے کہا کہ ایک
عیار مر گیا لوگ صندوقی نعش کو سامنے مملوک کے لے گئے اُسنے کہا کہ اسے پھینکدو وہ لوگ
اسے ایک جنگل مین لائے اور کمند مین باندھ کر کنوئین مین لٹکا دیا عمرو نے پانی مین پہونچکر اپنے
تئین کمند سے رہا کیا اور ایک پتھر باندھ دیا وہ لوگ پتھر لیے ہوئے مملوک کے پاس آئے اور تمام کیفیت
بیان کی اسنے کہا کہ معلوم ہوا خدا پرست مر کے پتھر ہو جاتے ہین اور حرزوق کو اس حال کا پرچہ
لکھا سنجک نے سنتے ہی صلوٰۃ پڑھی اور کہا کہ عمرو چھوٹ گیا اب وہ سب کو چھڑا لیجائیگا ادھر عمرو
جو کنوئین سے نکلے سیدھے اپنے لشکر کی طرف بھاگے اُسی جنگل مین پہونچے جہان برق کے عیار
ہین چونکہ صحراے ہول خیز ہی درندون کے خوف سے دریا کے کنارے کشتہ بچھا کوسٹی مین چھپادی
اور آپ ایک جھنڈ ہی مین پوشیدہ ہوئے رات تو ہوگئی تھی بعد دوپہر کے دیکھا ایک کتا پشتارہ لگائے
چلا آتا ہی اور ایک عیار ہمراہ ہی عمرو نے یہ دیکھکر ڈبکی لگائی جب انھون نے دریا کے کنارے آکر پشتارہ
اُتارا کر پانی پیا اور آپس مین باتین کرنے لگے کہ امیر بہت ہوشیار ہین جب تک وہ نہین گرفتار ہوتے

سرداروں کا قتل کرنا صلاح نہیں ہی اسوقت عمرو نے پہچانا کہ یہ وہی کتا ہی جسکو مین نے باندھا تھا برق
پشتارہ اٹھا کر چلا ہی تھا کہ عمرو نے کمند کا سرا پکڑ کر جھٹکا مارا برق اور دوسرا عیار دونون گر کے
حلقۂ کمند کے گلے مین پھنسے ہو گئے عمرو نے کمینگاہ سے نکلکر ان دونون کو بھی باندھا اور لا کر خدمت
امیر مین پشتارہ رکھدیا کھولکر جو دیکھا تو لندھور بیہوش پشتارے مین بندھے تھے اب تازیانہ لیکر کتے
کو مارنا شروع کیا اور کہا اے برق اپنی صورت اصلی پر آ ورنہ مار ڈالونگا غرض بعد کئی تازیانے کھانے
کے برق گھنڈیان کھولکر کھال سے باہر آیا امیر نے فرمایا اے برق تو بڑا زبردست عیار ہی تجھے چاہیے
کہ مسلمان ہو جا امیر کے اس کلام فصاحت التیام نے اسکے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا
لیکن عمرو نے اسے قید کر لیا اور امیر سے کہا جبتک سب سردارون کو رہا نہ کر لونگا اسے رہا نہ کرونگا
غرضکہ خواجہ عمرو برق کی صورت بنکے مملوک کے پاس آئے اور ایک وضعی شقہ اسے دیا کہ جس پر
فرزوق کی مہر تھی اور مضمون اسکا یہ تھا کہ ہمنے برق کو تمام اسیرون کا اختیار دیا جو یہ چاہے وہ کرے
کوئی تعرض نہ کرے مملوک نے کہا جائیے آپکو اختیار ملا ہی اسنے کہا کہ تم جا کر قیدیون کو
لقیا پرستی کی ترغیب دو تو مین فرزوق شاہ سے سفارش کر کے ان سب کو بچالون اسنے جا کر قیدیون
سے کہا کہ لقیا پرست ہو جاؤ تو جان بچتی ہی سب متفق اللفظ بولے لقیا پر اور اسکے ماننے والے
پر لعنت یہ خبر وضعی برق کو ہوئی اسنے کہا کہ خیر ایک مرتبہ مین خود بھی جا کر تفہیم تعلیم کر آؤن تو پھر کل سبکو
قتل کرونگا یہ کہکے مصنوعی برق محبس مین آیا اور پکارا کہ اے قیدیو لقیا کو سجدہ کرو خدائے نادیدہ سے
پھر جاؤ پیچکے سے کہا گھبراؤ نہیں مین ہون عمرو لے اب چلو جلدی مملوک کا کام تمام کر کے خزانہ لوٹ لو
سب کی قید کاٹ دی اور محبس سے باہر لایا دربانون نے بھی بخوف شقے کے کچھ نہ کہا غرض باہر لا کر
سب کو تلوارین دین اور کہا کہ ہان کفار کا استیصال کرو سب تلوارین پکڑکے بلائے بے درمان اور آفت
ناگہانی کی صورت آپڑے مملوک کو خبر ہوئی کہ قیدی رہا ہو گئے اور تمام قلعہ مین غدر مچا دیا ہی مملوک
تلوار سنبھالتا ہوا کرچ کھینچ کر کوٹھی سے نکلا علمشاہ نے جو اسے آتے دیکھا جھپٹکر ایک ہی ہاتھ مین
دو کیا پھر وہ کیفیت ہوئی کہ چار چیزین بے ان چار کے بیکار ہین تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر لشکر
بے امیر ایسی حالت مین فوج کے قدم کب ٹکتے ہین سب بھاگے کچھ مسلمان ہوئے عمرو نے تمام خزانہ بار کیا
اور قلعہ مین کسی کو بٹھا کر آپ مع سردارون کے اردوے امیر کی طرف چلے ادھر فرزوق نے عمرو کی رہائی
کا حال سنکر مملوک کو لکھا کہ سب اسیرون کو قتل کر ڈال ادھر سے نامہ بر آتا ہی ادھر سے فوج فراری جاتی ہمراہ
مین ملاقات ہوئی نامہ بر سے سب کیفیت بیان کی وہ ہمراہ فوج کے واپس ہو گیا فرزوق سے جا کر بیان
کیا اسنے زانو پر ہاتھ مارا اتنے مین خبر آئی کہ برق بھی مسلمان ہو گیا اور بھی ملال ہوا غصے کے سبب سے
عجیب حال ہوا فوراً اٹھکر کھڑا ہوا اور فوج کو لیکر مع نوشیروان کے اپنے شہر سے نکلا ایک منزل
لشکر امیر سے ہٹکر خیمہ برپا کیا فوج اپنے اپنے ٹھکانے پر اتری اسی شب کو طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر
ہوئی ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے ادھر سے
امیر ادھر سے فرزوق و نوشیروان بھی اپنے اپنے لشکر مین آکر موجود ہوئے کہ ایک طرف سے گرد اٹھی
جب دامن گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار زرہ پوش مع چالیس ہزار نقابدارون کے آیا تخت پر

ارشی و قمر شی سوا ہین نوشیروان نے پوچھا یہ کون ہین مرزوق نے کہا کہ یہ دونون میرے فرزند ارشی
تاجدار و قمرشی تاجدار ہین غالبًا میری مدد کو آئے ہین انکے عقب مین جو دیکھا تو چار غول چار چار لاکھ فوج
کے اور آئے شاہ صفا ترک اور سوت اعظم و کلیشہ و فیروزہ زہر خوار یہ چارون انکے افسر ہین غرض
اگر ایک طرف انھون نے بھی پرا جمادیا مرزوق کی طرف سے آفرین پہلوان میدان مین آیا ادھر نیب دی
ادھر سے نقابدار فیروزہ پوش میدان مین گیا آفرین سے ہتھگاد رہا اوس قدم نقابدار اسے لیگیا اور
چار قدم خود ہٹا آفرین نے نیزہ مارا نقابدار نے ہوا لی کیا اسنے تلوار ماری انھون نے چھین لی جب تو وہ کود کر
جھپٹ گیا چار گھڑی کی کشتی مین نقابدار نے اسے زیر کیا اور باندھکر شاطر کے حوالے کیا اسکے بعد زرین بال
نکلا نقابدار نے اسے بھی با آسانی باندھ لیا استنے مین شام ہوگئی مرزوق طبل باز گشت بجوا کے پھر گیا نقابدار
ان دونون اسیرون کو لیکر اپنی فرودگاہ مین آیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ جاؤ اس نقابدار کی خبر لاؤ کہ کون ہے
یہ خواص کی صورت سے نقابدار کے خیمے مین داخل ہوئے ادھر مرزوق نے ارشی و قمرشی کو نامہ لکھا کہ تم
ہماری مدد کو آئے اور ہمارے پہلوان نقابدار سے زیر کرائے نامہ لیکر اسلم وزنگادہ دونون وزیر لشکر
قمرشی مین آئے دربارگاہ پر پہونچکر خبر ہوئی اندر طلب ہوئے جاکر نامہ قمرشی کے ہاتھ مین دیا نقابدار اور
قمرشی وارشی وغیرہ سب دربار مین موجود ہین نقابدار نے قمرشی سے پوچھا یہ کون ہے قمرشی نے عرض کیا
کہ یہ وزیر اعظم ہے اور نام اسکا اسلم ہے پھر زنگادہ کو پوچھا اسلم نے کہا یہ اب وزیر ہوا ہے پہلے یہ سعد کا
ملازم تھا مسلمان سے کافر ہوگیا اور کل کیفیت اسکی بیان کی نقابدار نے کہا اسکے کپڑے اُتار کر آدھا منہ کالا
اور آدھا لال کرکے گدھے پر سوار کرکے ہنڈواؤ اور اسلم کو بھی نکالدو غرض ایسا ہی ہوا چلتے وقت قمرشی
نے کہا کہ ہماری طرف سے مرزوق کو پیام دینا کہ ہم نقابدار کے تابعدار ہین اگر تو بھی مسلمان ہو تو شرف
ملازمت سے ممتاز ہو اسلم نے جاکر کیفیت بیان کی مرزوق کو بڑا صدمہ ہوا یہان آفرین اور زرین بال
خوف جان سے مسلمان ہوئے ایک مرتبہ شب کو موقع پاکر آفرین تلوار کھینچ کر نقابدار کے سر بالین
آگیا اسکی آنکھ کھل گئی یہ بھاگا نقابدار دوڑا آفرین لشکر مرزوق مین پہونچا اور پھر کر نقابدار سے مقابل
ہوا عمرو نے جو یہ کیفیت دیکھی یہ بھی پیچھے پیچھے سیر دیکھنے چلے گئے ہین غرضکہ آفرین نے نقابدار پر تلوار
ماری اسنے خالی دے کر جو کڑک کا ہاتھ ایک لگایا آفرین کے دو ہر کالے ہوئے پیکر بن اسلم طلایہ پھر رہا
تھا جھپٹ کر نقابدار پر آیا آتے ہی پر بس پڑا نقابدار نے خالی دیتے دیتے ایک ہاتھ ٹانگ کا لگایا کہ
تلوار رجا بہ انگل سر مین در آئی یہ گرا نقابدار نے کہا گرے کو کیا مارون یہ کہکر آفرین کا سر کاٹ کے اپنے
خیمے مین آیا لوگ پیکر کے پیکر مجروح کو اٹھا لے گئے مرہم پٹی مین معروف ہوئے پیکر اپنے دل مین نقابدار
کی تعریفین کرنے لگا عمرو امیر کی خدمت مین آیا اور سارا حال کہہ سنایا لیکن نام سے واقفیت نہونے کا
سبب بیان کیا کہ وہ بڑا صاحب اقبال ہے مین ڈر گیا کہ مبادا مجھے جاسوس تصور کرکے مار نہ ڈالے
اس خوف سے مین بھاگ آیا یہ باتین سنکر امیر حیران ہین کہ یا الٰہی یہ کون شخص ہے اور الفت پدری
بھی جوش کرتی ہے وہان مرزوق نے پیکر کا زخمی ہونا اور آفرین کا سر کٹنا سنا بہت افسوس کیا اور کئی روز
تک طبل جنگ نہ بجا جب تو نقابدار نے طبل جنگ بجوایا مرزوق نے اور امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا
صبح کو نقابدار نے میدان مین آکر نیب دی کہ اے مرزوق جسے تمنائے مرگ ہو اُسے میرے مقابلے کو بھیج

یہ سنکر جھلال بن خونخوار فرنگی نے اجازت لیکر میدان مین آکر ہیبت دی اور نقابدار کو نیزہ مارا اسنے ہوائی کیا اسنے
جھنجھلا کر تلوار ماری اسنے سپر کو چہرے کی اوٹ کی اور زیر سپر تلوار لگا لی کہ حریف زبردست ہی غرض تلوار اسنے سپر
کو کاٹ کر دم شمشیر پر دم لیا نقابدار نے جو ہاتھ مارا اسنے بھی سپر چہرے کی پناہ کی نقابدار کی تلوار نے سپر کو
مانند قرص پنیر کے دو کر کے حریف کی کمر مین قیام کیا یعنی کام تمام کیا دوسرا فرنگی ماہیار نکلا اسکو بھی مانند
خیار تر کے دو کیا پھر کسی نے نکلنے کا قصد کیا عرزوق نے کہا آج ساعت اچھی نہین ہی تم تنہا ہو دوسرے تم ابھی زخمی
ہوا اسنے کہا مین اب اچھا ہون عرزوق نے نہ مانا اور طبل بازگشت بجوا دیا تینون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے
عرزوق نے ایک عرصے تک پھر طبل جنگ نہ بجوایا آخر پھر نقابدار نے طبل رزمی بجوایا مجبوری عرزوق نے
بھی نقارۂ رزمی بجوایا امیر کے لشکر مین بھی طبل جنگ پر چوب پڑی صبح کو تینون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے
نقابدار نے ہیبت دی کہ ای عرزوق کسی کو بھیج وہ چپ ہو رہا اور جواب نہ دیا جب نقابدار نے امیر کی طرف
خطاب کیا کہ یا امیر آج سے آپ کی باری ہی بھیجیے کسی بہادر کو یہ سنکر عمادی امیر سے اجازت لیکر میدان
مین آیا بعد دو بدل کے نقابدار نے ایک ہاتھ تلوار کا کمر بیٹا کر سر پر مارا کہ اسکے تا دو ابرو اتر آئی شاطر لیگیا
پھر نقابدار نے آواز دی کہ اور کسی کو بھیجیے بہرام آیا وہ بھی زخمی ہوا اسندویل و جھلیل کو نقابدار نے
پکڑ لیا غرضکہ اسی طرح دو مہینے کے عرصے مین تین سو پچاس سردار گرفتار ہوئے شہزادہ سعد کا بھی کولا
اکھڑ گیا جب تو نقابدار نے سر میدان کہا یا امیر کہانتک ان تیل ماشون کو لڑوایے گا اب رستم کو بھیجیے
دیکھون وہ کون ہی اور کیسا ہی یہ کلمہ سنکر علمشاہ کو تاب نہ رہی اور اجازت لیکر میدان مین آیا آتے ہی
ہنگامہ گرم ہوا دونون برابر رہے علمشاہ نے گرز مارا نقابدار نے گرز پر گرز کو روکا ایک تراقا ہوا اتنی
گرد کا اٹھا نقابدار غبار مین پوشیدہ ہو گیا علمشاہ پکارا از دم و بست گردم شاطر نے آکر جھنڈا دیا گردش
ہوئی پاس جاکر پکارا ای بہادر حریف لاف زنی کر رہا ہی یہ آواز سنکر نقابدار نے آنکھ کھولی اپنے تئین عرق
مین غرق پایا مرکب کی کمر ٹوٹی دیکھی جھنجھلا کر تلوار کھینچ کے دوڑا یہ کیفیت دیکھکر علمشاہ بھی کودا نقابدار نے تلوار
ہاتھ سے پھینکدی اور دست و گریبان ہو گیا لگی کشتی ہونے تین پہر کامل رد و بدل رہی نہ اسے ظفر
نہ اسنے خطر انجام کار گھونسا چلنے لگا علمشاہ نے ایک گھونسا نقابدار کی گردن پر مارا کہ گردن اسکی کج
ہو گئی اسنے طمانچہ مارا کہ علمشاہ کا منہ پھر گیا پھر علمشاہ نے گھونسا مارا اسنے درجواب اسکے پھر طمانچہ مارا
غرض بہت سے طمانچے نقابدار نے مارے جب تو امیر نے کہا یہ نئی جنگ ہی اب یہ دونون یونہین ہلاک
ہو جائینگے خود میدان مین تشریف لاکر نقابدار کی نقاب کو ہاتھ سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ نقاب
کے سب بند ٹوٹ گئے دیکھا تو شہزادہ قباد نیک نہاد ہین امیر نے مجرا کر کے گلے سے لگایا علمشاہ سے
فرمایا کہ تم بھی مجرا کرو غرض علمشاہ نے بھی مجرا کیا امیر نے دونون کو گلے ملوایا دونون کو لیکر لشکر کیجانب
چلے علمشاہ کو بڑا صدمہ ہوا کہ ایک طمانچے کے عوض قباد نے اتنے طمانچے مارے کاشکے مین بھی
طمانچہ مارتا تو برابر رہتا امیر دونون کو لیکر محل مین آئے ملکہ مہر نگار کو قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے
تمام محل مین تہنیت کی دھوم ہو گئی بارگاہ مین تخت پر سے شاشیہ اٹھا شہزادے آکر تخت حکمرانی پر جلوہ گر ہوئے
ادھر عرزوق نے طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر ہوئی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون
لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے پیلہ بن اسلم عرزوق کے لشکر سے نکلا ابھی لشکر اسلام سے کوئی نہین

نکلنے پایا تھا کہ بیابان سے ایک مرتبہ نقابدار پلنگینہ پوش نمودار ہوا آتے ہی پیکر سے مقابل ہوا اُسنے جھپٹکر تلوار ماری نقابدار نے خالی دے کر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور مثل سپر کے اُٹھاکر جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا گیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ جاؤ اُس نقابدار کی خبر لاؤ خواجہ بھی اسکے تعاقب مین روانہ ہوئے تھوڑی دور پر پہونچ کر دیکھا کہ کئی ہزار سوار پیکر کے چھین لینے کے ارادے سے چلے آتے ہین اور کہتے ہین کہ ایسا نہین ہو سکتا جو ہم اپنے مالک کو گرفتار ہو جانے دین جسوقت تو اس سے مقابل ہوا تھا اُسی وقت ہم ادھر روانہ ہوئے تھے کہ مبادا تو پیکر کو قتل کرکے چلا جائے تو ہم راہ مین تجھے قتل کرین یہ کہکر سب ایکبار ٹوٹ پڑے نقابدار نے پیکر کو سپر بنایا اور تلوار کرنے لگا یہانتک کہ آدھے سے زیادہ سوار راہی دار البوار ہوئے باقی کے پانون اُکھڑ گئے تاب استقامت نہ لائے نقابدار پیکر کو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا لوگون نے پوچھا حضور تو شکار کو تشریف لے گئے تھے یہ شکار زبون کہان ہاتھ لگا نقابدار نے کہا جنگل مین سب ہی قسم کے حیوان ہوتے ہین منجملہ اُنکے ایک یہ بھی ہی عمرو جو اُنکے لشکر مین پہونچے تو اب حیران ہوئے کہ کیونکر تفتیش کرون غرض ایک بقال کی دکان پر آکر پوچھا کیون بھائی یہ نقابدار کون ہی کہان سے آیا ہی اُسنے جواب دیا کہ شاید تو جاسوس ہی سودا لینا ہی تو لے ورنہ اپنا راستہ لے عمرو کو تو اُسنے باتون مین لگایا اور ادھر اُدھر کچھ اشارہ کیا تھوڑی دیر مین عیاران نقابدار نے آکر پس پشت سے عمرو پر کمند ماری اور گرفتار کرکے نقابدار کے پاس لائے اُسنے دیکھا کہ ایک مجہول الاحوال آدمی ہی پوچھا تو کون ہی اور تجھے کیون گرفتار کیا ہی اُسنے جواب دیا مین ایک مرد مسافر ہون بہ تلاش روزگار یہان آیا ہون محض بے خطا مجھے گرفتار کیا ہی نقابدار نے کہا تو جاسوس معلوم ہوتا ہی ارے ہماری تلوار لے آؤ ایک خادم نے لاکر تلوار دی نیام سے کھینچ کر تلوار کو خوب تولا اور بولا سچ بتا تو کون ہی ورنہ ابھی چورنگ کرتا ہون یہ سنتے ہی عمرو زمین پر لیٹ گیا اب جو لوگون نے دیکھا تو نبض ساقط مین مردنی چھائی ہی کانون کی لوین پھر گئین بانسہ ناک کا ٹیڑھا ہی سب نے کہا کہ مر گیا نقابدار نے کہا جب مر ہی گیا ہی تو چورنگ سے کیون باز رہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ لگائے اتنے مین عمرو کلمہ پڑھتا ہوا اُٹھ بیٹھا اور پکارا ہشم غاہ عیاران نقابدار نے دوڑکے گلے سے لپٹا لیا اور کئی کشتیان زر و جواہر کی دین عمرو نے کہا اے بہادر برائے خدا اپنی صورت دکھادے نقابدار نے جواب دیا خواجہ مین وہ ہون جسکا کوئی پرسان نہین میری صورت دیکھنے سے کیا حاصل عمرو نے بہت اصرار کیا نقابدار نے اقرار لیا کہ میرے پاس سے نہ جانا اور میرا راز افشا نہ کرنا عمرو راضی ہوا نقابدار نے بند نقاب کھولکر صورت زیبا دکھائی عمرو نے دیکھا کہ عمرو بن حمزہ یونانی ہی اُٹھکر عمرو بلا گردان ہوا اُسنے پھر نقاب منھ پر ڈال لی عمرو نے قصد کیا کہ اب چلدون نقابدار نے نظربند کیا کہ مبادا جاکر افشائے راز کرے پھر پیکر کو طلب کیا اور کہا مسلمان ہو وہ بخوف جان مسلمان ہوا اور وقت و موقع کا منتظر رہا ایک شب سب کو سوتا پاکر تلوار لیے ہوئے چلا کہ جاکر نقابدار کو قتل کرے گھبراہٹ کے سبب سے طناب خیمہ مین اُلجھکر گرا نقابدار کی آنکھ کھل گئی پیکر بھاگا نقابدار تعاقب مین چلا لوگون نے روکا کہ اب جانے دیجیے صبح کو سمجھ لیا جائیگا غرض جو ہوا خواجہ عمرو موقع پاکر باہر نکل گئے اور لشکر امیر مین پہونچ کر تمام کیفیت عمرو بن حمزہ کی بیان کی امیر اسی وقت مع سردارون کے روانہ ہوئے اور نقابدار کے لشکر مین پہونچے یہ خبر عمرو بن حمزہ کو ہوئی اُسوقت بہ مجبوری استقبال کیا امیر دوڑکر چمٹ گئے اور فرمایا بیٹا تیرے ہجر مین ہم اس حال کو پہونچے اُسنے جواب دیا کہ آپ نے اجتک میری خبر نہ لی

غرضکہ امیر نے تمام فوج عمرو کی اپنے ہمراہ لی اور عمرو پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے بارگاہ میں لائے عمرو نے قباد کو مجرا کیا قباد نیم قد کھڑے ہو گئے دنگل پر بٹھایا پھر امیر محل میں لیگئے عمرو نے پہلے مہر نگار کو نذر دی پھر رابعہ بانو وغیرہ کو اور اپنی ماں کو نذر دی گلشن آرا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے فرزند کو گلے لگایا نذریں دلوائیں کونڈے کیے رات بھر محل میں جشن رہا صبح کو شہزادہ عمرو بارگاہ میں آئے ادھر فرزوق نے کہا کہ اب میں کیا تدبیر کروں بختک نے کہا کہ تیرا عہدہ برآ ہونا محال و ممتنع ہے اتنے میں پیکر جو عمرو کے خیمے سے بھاگا تھا اور یہاں آکر پناہ لی تھی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے شہریار سپاہی کے چھتیس فن ہیں اسرو وہ مجھے دھوکے میں اٹھا لیگیا میں آج پھر لڑونگا بختک نے کہا کہ جو راے میری ہے اگر اسکے پابند ہو گے ضرور فتحیاب ہو گے نہیں تو پچھتاؤ گے پیکر نے کہا بتا تو اسنے کہا آج تم اپنے نام طبل جنگ اس شرط پر بجواؤ کہ اگر فرزند حمزہ بہادر ہے تو مجھسے اس طرح لڑے نہ میں اسکا حربہ روکوں نہ وہ میری ضرب اور کے زرہ بکتر وغیرہ بھی نہ پہنے اس میں یہ منشا ہے کہ پیشدستی وہ لوگ کرتے نہیں پہلے وار تیرا ہی ہوا تو خنجر مارنا اگر نوک خنجر بھی سینے پر پڑی کام تمام کر دیگی اسنے اسی طرح طبل جنگ بجوایا لشکر امیر میں سب کو سکتا ہو گیا شہزادہ عمرو نے عرض کی یا امیر آپ سکوت نہ فرمائیں میرے نام طبل جنگ بجوائیں یہ فتنہ پردازی بختک کی ہے غرض اسکی یہ ہے کہ اہل اسلام پیشدستی تو کرتے نہیں ضرور قتل ہونگے یہاں کیا فکر ہے خدا یار ہے پیکر کیا مالکار ہے الحاصل یہاں بھی نقارہ زرمی گرگرایا رات بھر لشکر اسلام عجیب بیم و ہراس میں رہا صبح کو پیکر لباس بزم پہنکر میدان رزم میں آیا لیکن مسلح ادھر سے شہزادہ عمرو بھی آئے پیکر نے کہا لا کیا حربہ رکھتا ہے شہزادے نے کہا تو جانتا ہے کہ ہمارا دستور پیشدستی نہیں تو حربہ کر اگر فضل خدا ہمارے شامل حال ہے تو ہم بھی حربہ کرینگے اسنے خنجر مارا شہزادے نے سینہ تان دیا اور نظر خنجر پر رہی جب خنجر قریب سینے کے پہونچا اس پھرتی سے بدن چرایا کہ کسی کو ثبوت نہوا اور خنجر اسکا شہزادے کے پہلو سے نکل گیا بلکہ پیکر بھی جھونک میں اوندھا ہو گیا شہزادے نے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ پیکر برابر دو پیکر ہو گیا بختک تاج کر صلوات پڑھنے لگا فرزوق نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہاں گھیر کر مار لو اس عرب بچے کو جانے نہ دو پھر تو چہ لشکر لاکھ فوج فرزوق اور کرد سوار نوشیروان کے ٹوٹ پڑے شہزادے نے بھی پینترا بدلا ادھر امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی مع اپنے سرداروں اور فوج کے خود بھی جا پڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی بہادران لشکر اسلام نے کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا دیے تین پہر کامل خونریزی رہی آخر فوج کفار پسپا ہوئی بختک نے جلدی سے طبل بازگشت بجوایا امیر بفتح و فیروزی اپنے لشکر کی طرف پھرے اہل اسلام کی لاشیں تلاش کر کے دفنائیں زخمیوں کے ٹانکے دلوائے ادھر بختک نے فرزوق سے پوچھا کہ آیا یہاں کوئی مامن ایسا بھی ہے جہاں تھوڑے عرصے تک پناہ لیں اسنے کہا ہاں خداوند بقیا کا باغ ایک قلعہ میں ہے اور وہ قلعہ نہایت مستحکم ہے غرض رات کو فرزوق مع نوشیروان کے بھاگ کر اسی قلعہ میں آیا صبح کو امیر نے یہ خبر سنی کہ فرزوق قلعہ بند ہو گیا چند سرداروں کو واسطے فتح کرنے قلعہ کے روانہ کیا اتنے میں علمشاہ و سعد وغیرہ بھی آئے اب جو اگر دور سے قلعہ کو دیکھا ہوش جاتے رہے کہ یہ قلعہ کس صورت سے فتح ہو سکتا ہے تین درجے ہیں اور ہر درجے میں تو میں چڑھی ہیں جنون کی طرح ہم لوگ دور ہی سے بھن جائینگے نہایت تشویش پیدا ہوئی یہاں امیر کو بھی استحکام قلعہ کی خبر پہونچی

جلدی سے شتر کو روانہ کیا اور پیام دیا کہ جب تک ہم نہ آئین ہرگز کوئی قلعہ پر حملہ نہ کرے ہنبے اس قلعہ کی کیفیت سنی ہی غرض
خواجہ آئے اور امیر کا پیغام دیا یہان سکو یہ گمان ہوا کہ امیر نے بطور طعن کے یہ پیام دیا ہی ملکشاہ نے کہا اچھا
عمرو جان اب آپ کل جایئے گا آج رات کو یہین تشریف رکھیے مین قسم کھا چکا ہون کہ کل ضرور اس قلعہ کو فتح
کر لونگا عمرو نے کہا جہالت اور شی ہی تدبیر اور چیز ہی یہ قلعہ بے تدبیر کے نہ فتح ہوگا اگر روپیہ خرچ کرو تو مین تدبیر
کرون سب روپیہ صرف کرنے پر راضی ہوئے خواجہ نے ایک صحرا مین لوہے کا رن گھر بنایا بلندی مین اُسی
قلعہ کے برابر تھا اور اس مین پہیے لگا کے اسی طرح درجون مین توپین لگائین اندھیری رات مین فوج
کو حکم دیا کہ اسے پیل کر لیجاؤ اور قلعے کے برابر قائم کرو غرض وہ رن گھر متصل خندق کے قائم ہوا صبح کو
مرزوق نے جو دیکھا سر پیٹ لیا اور کہا کہ اب توپ کی لڑائی بھی نہ رہی کہیے اب کیا کرین سوچتے سوچتے ذہن
مین آیا کہ ایک ساحر اسلم کی بیٹی پر عاشق ہی اگر اُسکی معشوقہ اسے دلوا دون تو وہ ضرور آکر ایسے وقت مین
مدد کریگا اہل اسلام سحر جانتے نہین یہ خیال کر کے اسلم کو راضی کیا اور وہ ساحر لقیا کے باغ مین رہتا ہی اسے
بلوایا اسلم کی بیٹی اسکے حوالے کی اور کہا کہ اسکے عوض مین تم ہماری مدد کرو اسنے کہا اچھا اب تم سب خاطر جمع
رکھو ادھر سنیے کہ عمرو کو عرصہ جو گذرا تو امیر مع بادشاہ اسلام کے اپنی فوج سمیت تشریف لے آئے اور
عمرو کی صناعی کی بہت تعریف کی اور وہان اس ساحر نے بزور سحر چند پتلیان بنا کر دیوارہاے قلعہ پر بٹھا دین
اور ہر ایک کے ہاتھ مین مشعل سحر دی تاثیر ان مشعلون کی یہ ہی کہ جو شخص غیر ساحر اسکی روشنی مین آئے بیہوش
ہو جائے ادھر سے عیاران لشکر اسلام تدبیر فتح قلعہ مین گئے جو روشنی مین ان مشعلون کی گیا تاثیر سحر
نے بیہوش کر دیا صبح کو اسنے آکر سبکو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو نہایت پریشان ہین کہ یہ کیا معاملہ
ہی جو عیار جاتا ہی پھر کر نہین آتا ایک روز علی الصباح برق فرنگی دوڑا ہوا عمرو کے پاس آیا اور کہا استاد
مجھے آج خدا نے بچایا مین رات کو ہمراہ عیاران لشکر اسلام کے گیا تھا جیسے روشنی مین پہونچا بیہوش ہو گیا
قلعے کی دیوارون پر مشعلین روشن ہین انکی تاثیر سے سب لوگ بیہوش ہو جاتے ہین چنانچہ صبح تک اسی عالم بیخودی
مین ہمراہ سب عیارون کے پڑا رہا بہت سویرے ایک شخص آیا اور سبکو گرفتار کر کے لے گیا مگر مجھ
اسکی نظر نہ پڑی جب آفتاب بلند ہوا اور وہ مشعلین خاموش ہو گئین مجھے ہوش آگیا مین بھاگا لیکن عجب
قسم کی بیہوشی تھی مین سب کو دیکھتا تھا اور سب کی بات سمجھتا تھا مگر حس و حرکت دست و پا مین اور گویائی
زبان مین نہ تھی خواجہ نے کہا خیر آج معلوم ہوا کہ کوئی ساحر ہی اس قلعہ مین اُسی نے یہ تدبیر کی ہی اور دام
تزویر بچھایا ہی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے انشاء اللہ قریب تر جہنم واصل کرتا ہون یہ کہکر امیر کی خدمت
مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر آپ اسم اعظم کا حصار گرد قلعے کے گردین مین جا کر عیاری کرتا ہون یہ کہکر قلعے
کی پشت پر آیا ادھر دروازہ باغ لقیا کا ہی اور ہر وقت وہ در کھلا رہتا ہی عمرو نے اپنی صورت ایک بڈھے
کی بنائی پلکین تک سفید کر دین تمام جسم کے نقرئی پیٹھ پر اسقدر گرد جمی ہی کہ گھاس اُگ آئی ہی گھٹنون مین
اور سینے پر سیاہ داغ پڑے ہین پیکرما کرتا ہوا دروازہ باغ کی طرف چلا دربانون نے پوچھا کہ تو کتنے
دنون سے راستہ چل رہا ہی عمرو نے جواب دیا آٹھ مہینے ہوئے مجھے گھر کو چھوڑے ہوئے ایک منت
مین نے مانی تھی کہ اگر میری مراد پوری ہو گئی تو مین پیکرما کرتا ہوا باغ لقیا تک جاؤنگا اور رات
بھر لقیا کی پرستش کرونگا دربانون نے کہا دیکھیے اس ایسے بھی صاحب اعتقاد بندے ہین الغین کون

با

رد کے جانے بھی دو غرض اس صورت سے خواجہ داخل باغ ہوے اتنے مین شام ہوگئی دیکھا کہ تمام باغ مین
روشنی ہوئی اور ایک بت سونے کا سوا سو گز کا جسپر انواع واقسام کے جواہر نصب ہین اور گرد و پیش صدہا
سونے چاندی کے چھوٹے چھوٹے بت رکھے ہین بڑے بت کا نام لقبیا ہی اور وہ باتین بھی کرتا ہی سندون
سو ہین بھوگ کھاتا ہی نہین معلوم بول و براز اسکا کیا ہوتا ہی اپنی جگہ سے جنبش بھی نہین کرتا ہی اتنے
مین نگہبانون اور مراد مندون کو نکال کر باغ مین تخلیہ ہوا مگر خواجہ کو روکر تصور کرکے رہنے دیا کہ یہ کیا
دیکھیگا اور اتنے عرصے مین آیا ہی دوسرے تمام رات پرستش کی مراد مانی ہی اسے رہنے دو الغرض فقط
خواجہ مراد والون مین رہے اور دربان سب نکال دیے گئے اب عمرو نے دیکھا تو چالیس عورتین زرق برق
مرصع پوش نظر آئین اور انکے بیچ مین زہرہ بانو اسلم کی بیٹی اور زہرہ کی بڑی بہن مہ جبین نے آکر لقبیا
کو سجدہ کیا اور زہرہ نے دعا مانگی کہ ای لقبیاے زرین تن اگر تو خداے برحق و معبود مطلق ہی تو ہماری آبرو اس
جادوگر سے بچا اور اسکو غارت کردے کہ ہمارا دل اس سے رجوع نہین ہی مرزوق نے بچپن مین اسکے حوالے
کیا ہی یہ کہکر چیچڑ بلائین لین اور سب کنیزون کے دوسرے دروازے سے نکلکر دونون بہنین چلین
خواجہ بھی گلیم اوڑھکر ساتھ ہوے باہر قلعہ سے نکلکر دیکھا کہ ایک دریاے زخار موجزن ہی ابھی دیر نہوئی
تھی کہ ایک مور پنکھی نمودار ہوئی اسپر کوئی نظر نہ آیا خود بخود آکر کنارے پر ٹھہری ملکہ زہرہ بانو مع اپنی
بہن اور انیسون کے سوار ہوئی چونکہ خواجہ دریا سے خائف بہت ہوتے ہین یہ بھی آنکھین بند کرکے کشتی مین آئے وہ مورپنکھی
اڑتی ہوئی چشم زدن مین ہمشکل نظر دوسرے کنارے پر پہونچی سب عورتین اسپر سے اترین خواجہ بھی ہمزاد کی صورت ہمراہ
ہین اب یہ سب ایک اور باغ مین پہونچین کہ اسکو غیور جادو نے بزور سحر بناکر طلسم بند کردیا تھا اور خود اس باغ مین رہتا تھا
غرض یہ سب سامنے غیور جادو کے پہونچین ملکہ نے کہا ای غیور ہم بہر صورت تیرے فرمانبردار ہین ہمین کوئی عذر نہین لیکن ناز معشوقانہ
ہماری ضد ہی اس کو تبرا نہ سمجھ پہلے امیر کو غارت کر پھر ہمسے اپنا مدعاے دل حاصل کر اسنے کہا یہ محال ہی
چونکہ مین ایک عرصے سے تیری محبت مین بیتاب و دلکباب ہون اور خطرہ یہ کہ جیسے تو میرے قبضے مین
آئی ہی لیت و لعل مین ایام گذاری کر رہی ہی جب تک تیرا شربت وصل نہ پیونگا امیر کو غارت نہ کرونگا
یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے لبریز کرکے ملکہ کو دیا اسنے اپنی خواص کو دیدیا یہ حرکت ملکہ کی غیور کو
سخت ناگوار گذری مہ جبین سے کہا اسی مین خیر ہی کہ مین جا کر بارہ دری مین بیٹھتا ہون تم اسے راضی کرکے
میرے پاس بھیجدو یہ تو ادھر اٹھکر گیا ادھر زہرہ بانو ایک درجے مین پلنگ بچھا تھا اسپر آکر لیٹ رہی مہ جبین
نے آکر سمجھانا شروع کیا جب اسنے نہ مانا تو مہ جبین اٹھکر غیور کے پاس آئی اور کہا ای غیور ابھی وہ
کنواری بالی ہی نوش وصل و نیش فصل کے مزے سے دل اسکا خالی ہی کسی طرح راضی نہین ہوتی دو تین
دن کی مہلت دیجیو مین اسے راضی کرون غیور نے اور زیادہ برہم ہوکر کہا کہ ای مہ جبین مین مانونگا
جس طرح ممکن ہو اسے راضی کرکے آج ہی لاؤ اسنے کہا اچھا پھر جاتی ہون اور سمجھاتی ہون یہ کہکر
چلی ادھر خواجہ نے میدان خالی پاکر گلیم اتاری اور شمشاد وزیرزادی کی صورت بنکر ملکہ کے پاس آکر
کہا کیون نصیب دشمنان مزاج کیسا ہی اسنے کہا ای شمشاد پیاسی ہون خواجہ نے گلاس پانی سے بھر
کر بیہوشی ملاکر اسے پلایا پیتے ہی چھینک مارکر بیہوش ہوئی خواجہ نے اسے زنبیل مین رکھا اور خود
اسکی صورت بنکر لیٹ رہے اتنے مین مہ جبین بھی آکر پہونچی اور پھر سمجھانا شروع کیا کہ ارے احمق دنیا

مین کونسی عورت ہی جسکو مرد کی خواہش نہین اور یہ وقت ایسا تیرے باپ پر پڑا ہی کہ لعقیا دشمن پر بھی نہ ڈالے اپنا مطلب نکال لے پھر چاہے چھوڑ دینا اسوقت جاکر اسکے پہلو مین لیٹ جانا سوا بڈھا تو ہی تیرے قابل وہ کب ہی اب میرا منہہ کھلواتی ہی ارے وہ اپنی ہوس پوری کریگا زہرہ مصنوعی نے کہا باجی ہمین تو ڈر لگتا ہی یہ جو کچھ تمنے کہا سچ ہی لیکن تمھارا اور میرا دونون کا یہ اُستاد ہوا ہی نہ تم واقف ہو اس لذت سے نہ مین آگاہ ہون خیر اس جھڑوس سے آشنا کہدو کہ آہستگی سے جو ہوتا ہو وہ کرے مہ جبین سنے کہا مین پہلے ہی یہ سبب سمجھا آئی ہون خاطر جمع رکھ غرض زہرہ وضعی اُٹھکر اس منحوس کی خوابگاہ مین آئی دیکھتے ہی بوڑھا اور آغوش تمنا مین لیکر دو چار بوسے لب لعلین کے لیے گویا رقاصہ چرخ زندان برج عقرب مین محبوس ہوئی یعنی ہمقران عنبور منحوس ہوئی الحاصل عنبور نے لاکر چھپر کھٹ پر لٹایا مصروف بوس و کنار ہوا کہ زہرہ نے کہا اے عنبور عجب بے لطف تیری صحبت ہی مجھے ایسی طبیعت سے نفرت ہی نہ شراب نہ کباب فقط ایک بار ٹالتا ہی یہ سنتے ہی وہ اُٹھا گلابی شراب کی بھر کر اور ایک قاب کباب کی لیکر آیا اس عرصے مین زہرہ مصنوعی نے جیب سے پڑیا بیہوشی کی نکالی اُسنے گلابی لاکر آگے ملکہ کے رکھدی اسنے اسکی نظر سے پوشیدہ شراب مین بیہوشی ملائی اور پڑیا کیا یون ہی رکھدی جام بھر کر اُس نافرجام کو دیا جیسے ہی اُسنے ساغر ہاتھ مین لیا بیردن نے خبر دی کہ یہ عمرو ہی اور شراب بیہوشی آلودہ ہی ہرگز نہ پینا اسنے فوراً اُسے کہا کہ دست و پا عمرو کے بیکار و بے حس ہو گئے عنبور پکارا او دزد مکار باش بڑا غضب ہوا تھا تو مجھے مار ہی چکا تھا جلد بتا ملکہ کو کیا کیا عمرو نے کہا مین بھوکا تھا کھا گیا اسنے کہا خیر مین تجھے کھاتا ہون تیری خبر خداوند نے ساحری نامے مین دی تھی مین تیرے ہی خوف سے یہان آکر طلسم بنا کے پڑا تھا لیکن تو یہان بھی آیا یہ کہکر اور کوسنے دیکر ایک خنجر نکالکر ایک بوٹی عمرو کی کاٹ نمک مرچ کی تلاش مین چلا کہ کبابون کی قاب جو خود لایا تھا اُس مین ایک پڑیا رکھی دیکھی سمجھا کہ نمک مرچ ہی اُسے اُٹھا لایا اور اس بوٹی کو پڑیا مین خوب آلودہ کرکے آگ پر رکھا دھوان اٹھا اور اسکے دماغ مین جاکر موثر ہوا چھینک آئی بیہوش ہو گیا عمرو حیران بیٹھے ہین کہ اب اسے کیونکر قتل کرون ہاتھ پانون پر ورسحر پہلے ہی وہ بیکار کر چکا ہی اسی فکر مین تھے کہ سامنے سے ایک ساحر سیاہ فام دیو ہیکل دکھائی دیا خواجہ جیتے جی مرگئے اور کہا اے عمرو اب نہین بچوگے یہ آکر اسے ہوشیار کر لیگا پھر کب زندگی ہوگی اسکی بار وہ تمام جسم کی بوٹیان کاٹکر رکھ لیگا جب کباب بھونیگا یہ تو اس خیال مین تھے اس ساحر نے آکر سلام کیا اور کہا یا اُستاد منم حسنہ قران عمرو نے یہ آواز سنکے گویا جان تازہ پائی اور کہا بیٹا جلد اس ملعون کو جہنم واصل کر اسنے عنبور کی زبان مین پہلے سوزن دیا پھر خنجر مارا اُسے رویئن تن پایا لنگا لکر یعنی اب جو سر پر مارتا ہی مغز اُسکا خود سے کا پریشان ہوا کاسہ سر پاش پاش ہو گیا آندھی آئی بیرون نے غل مچایا کشتی مرا کہ نام من عنبور جادو بود قران نے کہا یا اُستاد مین شب خورون کو بیہوش کر آیا ہون عمرو نے اُٹھکر ملکہ مہ جبین کو بھی داخل زنبیل کیا اور کہا اے جان بخش میرے اب جلد یہان سے چا ورنہ کوئی آفت تازہ آجائیگی غرض عمرو ایک طرف اور قران ایک جانب روانہ ہوئے ادھر جو تیلیان اسکی خالی ہوئی یقین قلعہ پر سے گرین عملشاہ نے دیکھا اور کہا شاید خواجہ نے ساحر کو مارا پھر اب تو کیون تاخیر کریہ خیال کرکے تلوار کھینچی اور مع اپنی سپاہ کے قران در آیا چونکہ دروازہ قلعہ کا عنبور نے کھلوا دیا تھا کہ جو کوئی آئیگا روشنی مین بیہوش ہو جائیگا غرض عملشاہ نے نعرہ کیا فولاد کہ تلوار برابر کھنچ گئی پھر تو امیر بھی مع قباد و سعد و لندہور وغیرہ کے قلعہ مین گھس پڑے

اور سب کے نعرے بلند ہوئے یہ خبر نوشیروان اور فرزوق کو پہونچی بختک نے اشارہ کیا نوشیروان تخت
پر سوار ہوا فرزوق بھی جلدی سے اپنے تخت پر سوار ہو کے مقابلے مین امیر کے آیا نوشیروان دوسرے
دروازے سے نکلکر رو بفرار لایا علمشاہ نے جو دیکھا کہ فرزوق سامنے تخت پر سوار اپنی فوج کو للکار رہا ہی
جھپٹکر برابر آیا فرزوق نے تلوار ماری علمشاہ نے خالی دے کر تخت کے نیچے ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ اے
فرزوق اب یہ تخت شاہی تیرا اسبدل یہ تختہ تابوت کرتا ہون یہ کہکر خندق مین پھینکدیا تیجے فرزوق اور تخت
استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے اتنے مین خواجہ عمرو بھی آپہونچے اور پکارے ارے صاحبو کہو مین فتاح
اس قلعہ کا ہون مجھے تو آنے دو نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہی غرض کہ لاکھون جان سے
مارے گئے اور کتنے ہی زخمی ہوئے بقیۃ السیف نے امان مانگی ان سبکو امان دی خواجہ نے کہا کہ یہ قلعہ
مین نے فتح کیا ہی لقبیا اور تمام بت جو اسکے گرد رکھے ہین مجھے دیجیے امیر باغ لقبیا مین تشریف لائے اور
فرمایا او لقبیا کیا کہتا ہی اسنے کہا تجھے سجدہ کر امیر نے فرمایا کہ اے رستم ہند ایک گرز اسکو مارو کہ یہ اپنی سزا
کو پہونچے جیسے ہی لندھور نے گرز اٹھایا سب نے دیکھا کہ لقبیا کا منھ کھلا دود غلیظ منھ سے نکلکر
آسمان کی طرف بلند ہوا پھر وہ یکبیک مجسم ہو کر پکارا اے امیر سنیم دیو لقبیا تیرے ڈر سے تو مین نے قاف کو چھوڑا
اور یہان مسکن بنایا لیکن تو یہان بھی آیا خیر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے تجھے جب مارے کب چین لیتا ہون
یہ کہکر چلا گیا لندھور کا گرز جو اُس صنم طلائی پر پڑا ریزہ ریزہ ہو گیا عمرو نے تمام ٹکڑے اسکے چن چن کر
نذر زنبیل کیے اور جو چھوٹے چھوٹے بت رکھے تھے وہ بھی زنبیل مین رکھ لیے امیر نے جن لوگون کو پناہ دی
تھی وہ بلکہ تمام ملک فرنگ کے باشندے مسلمان ہوئے خزانہ امیر کے ہاتھ آیا مسجدین تعمیر ہوئین اگین
بتکدے منہدم ہوئے امیر نے فرمایا کہ جبتک خبر نوشیروان کی آئے قباد اور سلطان سعد اور علمشاہ
کی شادی مین مصروف رہونگا عمرو نے ملکہ زہرہ بانو اور مہ جبین کو بھی زنبیل سے نکالکر مسلمان
کیا اتنے مین ہرکارون نے آکر دست ادب بستہ مجرا گاہ پر سے مجرا کیا بعد دعا و ثنا کے عرض کی قرماو شاہ
مع دو لاکھ سوار کے واسطے ملازمت سرکار فلک ذوی الاقتدار کے آتا ہی امیر نے چند سرداروں کو واسطے
استقبال کے روانہ کیا وہ سب استقبال کر کے لائے دربار مین داخل ہو کر امیر کو مجرا کیا امیر نیم قد واسطے
تعظیم کے اُٹھے قرماو دوڑکر قدمون پر گرا امیر نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا اسنے نذر دی امیر نے اسکا
ہاتھ پکڑکر سامنے قباد کے بڑھایا اور کہا نذر قبول ہو قباد نے نذر معاف کی دنگل واسطے بیٹھنے کے عنایت
ہوا جب وہ بیٹھا امیر نے ایک تحریر سیاہ اسکے گلے مین دیکھی اُس سے پوچھا کہ اس تحریر سیاہ کی کیا
علت ہی اسنے عرض کی اے شہریار میرے اولاد نہوتی تھی بعد مدت کے ایک بیٹا ہوا تو مین اسے نہایت عزیز
رکھنے لگا اور اُسے شکار کا شوق بہت ہوا ایک روز صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ہرن چوٹ کھا کر بھاگا یہ بھی
اُسکے تعاقب مین چلا میرے شہر سے نو منزل پر ایک مرغزار سراپا بہار ہے لیکن ہمہ تن خار ہی اُس مین طلسم ہی
کہ اُسکا نام طلسم نادر فرنگ ہی غرض اس صحرا مین پہونچ گیا مجھے جو خبر ہوئی بیتابانہ مین پہونچا کہ ابھی بچہ ہی
مبادا طلسم مین چلا جاے اُس طلسم مین سامنے سے ایک قلعہ دکھائی دیتا ہی جسمین تین درجے ہین پہلا
لوہے کا اور دوسرا چاندی کا تیسرا سونے کا اور اُس درجے مین صدہا بنگلے ہین بیچ مین ایک بنگلہ نہایت
وسیع ہی ہر بنگلے پر ایک طاؤس بیٹھا ہی بڑے بنگلے پر بڑا طاؤس ہی اور ایک چاند الماس تراش اسپر نصب ہی

جسکی روشنی بارہ منزل تک محیط ہی نظر اُسے دیکھتے ہین خیرگی کرتی ہی اور سامنے ایک صفہ با صفا سیڑھیون
سمیت بلور کا ہی اُسکے آگے خندق مثل دریا کے ہی اُس مین ایک میل طویل نصب ہی اور کچھ اُسپر کندہ کیا
ہوا ہی اُس میل تک ہر شخص جاتا ہی غرض میرا فرزند قریب اُس میل کے پہونچا اُسکی عبارت پڑھی لکھا تھا
کہ یہ طلسم نادر فرنگ ہی اس مین انواع و اقسام کے عجائبات اور خزانے ہین جو اسے فتح کرے وہ لے
اتنا پڑھتے ہی بہ عجلت تمام طلسم کے اندر چلا مین چیختا ہی رہا اُسنے سماعت نہ کی یا امیر اس چبوترے کے
گرد ہزارون گورے بند و قین لیے کمپنی جمائے کھڑے ہین کرتیان سرخ بانات کی اُنپر کلابتون کا کام
کیا ہوا گلے مین ہین اور جو تین درجے ہین اُنمین درجۂ آہن ناچ گھر ہی نقرئی درجے مین صد ہا ارگن باجے
رکھے ہین درجۂ طلائی مین کرسی پر ایک فرنگن بیٹھی ہی دو عورتین مصروف نگہبانی ہین اور ایک عورت
آگے کھڑی ہی اور سوا اسکے جو لا کھون درہین سب مین ایک ایک دو دو گورے کھڑے ہین غرضکہ جب
میرا فرزند چبوترے کی پہلی سیڑھی پر چڑھا سب گورون نے بندوقین اپنے اپنے کاندھے پر رکھ لین
جب دوسری سیڑھی پر پانون رکھا سب قواعد کرنے لگے یونہین جب چبوترے کے اوپر پہونچ گیا ارگن
باجے بجنے لگے اور طاؤس ناچنے لگے ہر مور کی دم سے آتشبازی چھوٹنے لگی منھ سے لڑی موتیون کی
پانی مین گرنے لگی جو طاؤس سب سے بڑا تھا اُسکے منھ سے انڈے کے برابر موتی گرنے لگے جو گورے
درجون مین کھڑے تھے سب نے سر باہر نکالکر ٹوپیان اُتارین اور سلام کیا جو طاؤس سب سے بڑا تھا اسکے
منھ سے ایک موتی برابر بیضۂ فیل مرغ کے پانی مین گرا اور گرتے ہی ایک کشتی کی صورت ہو گیا اُسپر ایک زن
حسینہ بیٹھی تھی جب وہ کشتی کنارے آئی نازنین اُسپر سے اُتری اور کچھ فرش اپنے ہمراہ لائی تھی چبوترے
پر آکر بچھونا کیا مسند تکیے گاؤ وغیرہ سے آراستہ کرکے میرے فرزند سے کہا آؤ بیٹھو وہ جا کر مسند پر بیٹھا نازنین
بھی برابر بیٹھی اور گلابیان شراب کی جو ہمراہ لائی تھی اُن مین سے شراب پیالے مین بھری اور اُسکو دی
ایک جام خود پیا پھر ایک گیند بلوری اپنے پاس سے نکالا اُسکو اُچھالنے لگی اور کہا ای شہریار دو گھنٹے اس
صحبت کا معمول ہی جب دو گھنٹے گذرے وہ گیند پھٹا اُس مین سے دود غلیظ پیدا ہو کر تمام طلسم مین
پھیل گیا تاریکی چھا گئی اور صدا غل و شور کی ایسی بلند ہوئی کہ مجھے تو خوف طاری ہوا بعد دو گھنٹے کے
وہ تاریکی دور ہوئی نہ وہ عورت معلوم ہوئی نہ فرش کا نشان ملا جو کچھ اول تھا وہی سامان پھر نظر آیا اور
ای شہریار اپنے فرزند کا پتا نہ پایا مین خاک اُڑاتا اپنے شہر مین واپس آیا اور سیہ پوشی اختیار کی ایک روز
کسی سوداگر سے حضور کے اوصاف سنکر دیوانہ وار یہان تک پہونچا کہ اگر میرے طالع کی رسائی ہوگی تو
آپ ضرور ارادہ فرماوینگے اور میرے فرزند کو مجھسے ملائینگے امیر نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو مین انشاء اللہ تمھارے
فرزند کو تم سے ملاؤنگا ضرور طلسم مین جاؤنگا پھر قرشی وارشی اور مالاگرد و مسروق سے فرمایا کہ بھئی تم
سب ہمارے سمدھی ہو اسوقت مین کہ ہم تمال عدیم الفرصت ہین سامان شادی مہیا کرنا ہمین بار ہی لہذا
موافق شرع شریف کے اپنی دخترون کو ہماری فرزندون سے منعقد کر دو سب نے عرض کیا زہے نصیب
ہمارے غرض بہ عجلت تمام قباد شہریار اور سلطان سعد وغیرہ کی شادی سے فراغت حاصل کی سوا
مشعلی نہ پھلجھانی کے اور سب سامان مہیا تھا بعد الفراغ کد خدائیون کے امیر نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا
کہ آپ سب کو لیکر ایران کیطرف رخصت فرمائیں قریب تر انشاء اللہ مین بھی آتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ مین

ہمراہ چلونگا غرض امیر مع قباد شہریار و دیگر سرداروں کے مرتاد کو ہمراہ لیکر طلسم نادر فرنگ کی جانب روانہ ہوئے جب مرتاد شاہ اپنے شہر مین پہونچا بہت دھوم سے امیر کی دعوت کی بعد اسکے امیر کو ایک روز کا وقفہ دشوار ہوا غرض وہان سے طلسم نو منزل تھا ہمراہ مرتاد شاہ کے اس مرغزار مین تشریف لائے اور مرتاد سے رخصت ہو کر چلے ہی تھے کہ عمرو دوڑ کر اشقر سے لپٹ گیا اور کہنے لگا اے شہریار آپ سے بعید ہے بے سمجھے کوئی بھی طلسم مین قدم رکھتا ہے غرض ایک رات امیر نے وہان قیام کیا دوسرے دن علے الصباح ایک کافر گردن زدنی سے فرمایا کہ جا اُس چبوترے پر بیٹھ مین نے تیرا خون بحل کیا وہ خوشی خوشی گیا اور مثل فرزند مرتاد کے غائب ہوا امیر نے چلنے کا ارادہ کیا پھر عمرو نے روکا قباد شہریار نے فرمایا یا امیر اگر اس طلسم کی فتح آپ کے نام ہے تو بشارت ہوگی جب القا ہو لے تو آپ تشریف لیجائین امیر نے قبول کیا وہ دن بھی وہین بسر ہوا شب کو سجادہ بچھا کر امیر مصروف عبادت ہوئے صبح ہونے نہ پائی تھی کہ آنکھین امیر کی بند ہو گئین دیکھا ایک تخت آسمان کی جانب سے زمین پر آیا اُسپر ایک بزرگ نورانی صورت تمکین بیٹھے امیر نے سلام کیا انھون نے جواب سلام دیا اور پوچھا کیا ارادہ ہے امیر نے عرض کی طلسم نادر فرنگ کو فتح کرنے کا قصد ہے آپ فرمائین کہ میرے نام اسکی فتح ہے یا نہین انھون نے فرمایا البتہ تمھارے نام فتح ہے جو شرطین فاتح طلسم کے واسطے ہونا چاہیے وہ سب صفتین تم مین ہین الا لوح تمھارے پاس نہین ہے اس طلسم کی فتح کرنے والے کے لیے شہ زور ہونا واجب ہے بہادر ہونا ضرور ہے کسی پیغمبر کے خاندان سے بھی ہو لوح بھی پاس رکھتا ہو اور سب اوصاف تم مین ہین لیکن لوح کا نہونا غضب ہے امیر نے عرض کیا آپ کوئی سبیل نکالین ان بزرگ نے ایک مکتوب نکالکر دیا اور فرمایا کہ اگر لاکھ آدمی اس راہ سے جائینگے تو بھی یہی حال ہوگا جو تم نے دیکھا مگر یہ مکتوب لو اور اپنے پاس رکھو تم دست راست کیجانب جانا بعد کئی کوس راہ طے کرنے کے ایک ٹیکرا ملیگا اُسپر ہاتھ رکھکر اس مکتوب کا پہلا اسم تین سو مرتبہ پڑھنا ایک بیک وہ ٹیلا اڑ جائیگا وہان پر ایک غار ہو جائیگا تم غار مین جانا ایک صحرا ملیگا اُس مین تالاب ہوگا اور ایک منارہ تالاب پر ہوگا پانی کے اندر خرس و شیر و ببر سیمون کنارے پر تالاب کے منہ کھولے بیٹھے ہونگے تم اپنے تئین اُنکے منہ سے بچا کر ایسی جست کرنا کہ وسط مین تالاب پہونچ جانا اگر دامن بھی تمھارا اُن جانورون سے چھو گیا تو تا قیامت رہائی محال ہے امیر نے عرض کیا آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے بھی مطلع فرمائین اُن بزرگ نے جواب دیا کہ نام ہمارا عیسے روح اللہ ہے اتنا فرما کر وہ تو غائب ہوئے امیر کی آنکھ کھل گئی زیر بالش وہی مکتوب عطیہ حضرت عیسے علے نبینا و علیہ السلام ملا مکتوب لیکر باہر تشریف لائے سب سے خواب کی کیفیت بیان کی اور مکتوب دکھایا سب کو خوشی حاصل ہوئی امیر نے فرمایا

الہ خدا حافظ اب مین نہین ٹھہر سکتا

اب دو کلمے داستان بشارت لیکر تشریف لیجانا امیر کا طلسم نادر فرنگ مین بیان کیے جاتے ہین

راویان خوش بیان نادر کلام شیرین مقال داستان فرحت نشان بشاشت آثار کو یون رقم کرتے ہین کہ امیر کشور گیر نے مرکب طلب فرمایا جب اشقر سامنے آیا حکم دیا کہ یہ نہین کوئی اور گھوڑا لاؤ لوگون نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا امیر پا تو قیر اُسپر سوار ہو کر جانب دست راست روانہ ہوئے جب اُس ٹیکرے کے قریب پہونچے اُسکو اسم پڑھکر معدوم کیا غار نمودار ہوا بسم اللہ کہکر اُس غار مین در آئے

تو اتنے میں پہونچے تالاب و میل دیکھا جسپر شدید حضرت عیسیٰ کے تالاب مین کود پڑے بعد گھڑی ساعت کے پانون
زمین کو لگا جب جو آنکھ کھلی نہ وہ تالاب ہے نہ منارہ ہی چار طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے ایک صحرائے لق ودق تھا
پایا اُس مکتوب کو کھول کر دیکھا لکھا تھا کہ جب طلسم کشا سب آفتون سے بچکر تالاب مین کودے اور جانورون
سے تالاب کے بھی کوئی ضرر اُسکو نہ پہونچے تو ایک صحرا مین پہونچیگا اُس جنگل مین ایک طرف چلا جائے
اُسکو سواری ملیگی بس امیر حیران ہوئے کہ یہ کیسی خبر ہے نہ تو یہ بتایا کہ سواری پر سوار ہونا اور نہ یہی
خبر ہے کہ اعتراض کرتا غرض پھر مکتوب کو کھولا اتنا ہی لکھا پایا حیران ہو کر تہ کر دیا اور بڑی دیر تک ساکت رہے
پھر سہ بارہ کاغذ کو کھولا تو ایک حرف بھی نہ پایا پھر اگر آب دیدہ ہوئے اور توبہ کر کے کہا کہ پروردگارا بیشک امر مین جرأت
کی ہو اُتنا مکتوب کو رکھا اور ایک طرف کو روانہ ہوئے دیکھا سامنے سے پانچ سو گورے گھوڑون پر سوار
بندوقین کاندھون پر رکھے چلے آتے ہین امیر انھین دیکھ کر ایک جانب راستہ چھوڑ کر ہٹ گئے وہ سب
امیر کے سامنے سے نکل چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے چار سوار اور آتے ہوئے نظر آئے لباس انگریزی
پہنے ہوئے ایک ان سب کے آگے اور تین اسکے پیچھے جب قریب امیر کے پہونچے گھوڑون سے اتر
اُتر کے صف باندھکر پیرے جما کر بندوقین ہاتھون مین لیکر قواعد کر کے سلام کیا امیر نے جواب
سلام دیا جو سب سے آگے تھا اُسنے دست بستہ خدمت امیر با توقیر مین عرض کی کہ ہمارے بادشاہ انتشار شاہ نے
آپکو بلایا ہے اور وہی مالک ہے اس طلسم کا مین وزیر اعظم ہون شعلہ میرا نام ہے اور یہ تینون بھی وزیر ہین سواری آئی ہے
تشریف لے چلیے ابھی یہ سخن ناتمام تھا کہ ایک تخت سامنے سے پیدا ہوا لیکن منڈا جب نزدیک آیا شعلہ نے
کہا سوار ہوجیے امیر اس منڈے تخت پر سوار ہوئے چارون وزیرون نے پائے تھامے اور وہ جو سوار
پانچ سو پہلے گئے تھے وہ بھی آکر ہمراہ ہوئے غرض بڑی شان وشوکت سے امیر کو شہر مین لائے جب
سواری دروازہ بارگاہ انتشار شاہ پر پہونچی سواران ہمراہی باہر ٹھہر گئے چارون وزیر امیر کو مع تخت
اندر لائے دیکھا کہ سامنے تخت پر انتشار شاہ بیٹھا ہے اور چار سو کرسی نشین بارہ دری مین درجہ بدرجہ
بیٹھے ہین امیر کو دیکھکر بادشاہ اٹھا اُسی سردار نے تعظیم کی تخت امیر کا جب مثل تخت شاہی کے لگا دیا گیا
تو بادشاہ نے اٹھکر سلام کیا اور کہا بیٹھیے امیر نے انکار کیا انتشار نے عرض کیا کہ تخت لینے کے ارادے
سے تو آپ تشریف لائے ہین اور تخت پر بیٹھنے سے پرہیز ہے آپ لے آیے زیادہ انکار نہ فرمایے غرض بعد
بہت انکار واصرار کے امیر بالتخصیص برابر انتشار شاہ کے متمکن ہوئے بادشاہ نے کہا کہ مین آپکو
خوب جانتا ہون نام آپکا حمزہ صاحبقران ہے اگر آپ طلسم کشائی سے باز آئین تو ہم آپکے مطیع ہوتے
ہین دولت نوش فرمایے جو شے مرغوب ہو اپنے ہمراہ لیجایے امیر نے جواب دیا کہ گفتگو تمھاری کچھ ہماری سمجھ
مین نہین آئی ہم طلسم کشائی کے ارادہ سے آئے ہین اب کب باز آتے ہین انتشار ہنسا اور شعلہ سے
کہا کہ امیر کو یہان کی کیفیت سنا دے شعلہ نے کہا یا امیر یہ طلسم نادر فرنگ ہے جب یہ تیار ہو چکا اُسوقت کاہنون
نے کہا کہ یہان طلسم کشا آئیگا یہ ضرور ہے اور رجوع اُسکا کہ اس طلسم کی ہے اُدھر سے اگر لاکھ جانین رکھتا ہو تو بھی
سلامت نہ لیجائیگا تب تو سب متردد ہوئے اور بعد ایک مدت کے یہ راہ نکالی حد مشرق سے آپ تشریف
لایے جس تالاب مین آپ کودے تھے اُس مین چار جانور ہین کہ وہ دراصل چارون ساحر زبردست ہین
انکو اسواسطے وہان مقرر کیا کہ طلسم کشا کو قید کر لین چونکہ آپ با اقبال ہین قید تو نہوئے مگر آپ کا اسم

اعظم انھون نے بند کر لیا اور عنقریب سلیمانی بھی بیکار ہی انھین دو چیزون کا آپ کو بھروسا تھا اب یاد کیجیے دیکھیے اسم اعظم یاد آتا ہی امیر نے غور جو کیا تو مطلق اسم اعظم نسیاً منسیا ہو گیا جب امیر بہت گھبرائے شعلہ نے کہا کہ جب تک وہ ساحر نہ مرینگے اور مرحلہ نہ ٹوٹیگا اسم اعظم آپ کا نہ کھلیگا یہ سنکر امیر کو سناٹا ہو گیا انتشار نے کہا آپ انتشار کو دل مین راہ نہ دین مین آپ کا فرمانبردار ہون نو لاکھ ساحر میرے تحت حکومت ہین آپ دعوت کھا لیسے جب تک مزاج عالی قبول کرے تشریف رکھیے جو شی پسند ہو اپنے ہمراہ لیجایے اب تو دعوت قبول کیجیے امیر نے بمجبوری دعوت قبول کی انتشار نے شعلہ سے کہا تم لیجا کر دعوت کھلا غرض وہ امیر کو لیکر ایک مکان مین آیا اُس مین دو گورے ننگی کرچین ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑے تھے اور ایک پلٹن مسلح کھڑی تھی بارگاہ ہشتامی برپا تھی امیر کو خیال ہوا کہ شاید میری بارگاہ منگوائی اُس بارگاہ مین امیر کو شعلہ لایا چھپر کھٹ لگا تھا مسند بچھی تھی امیر اسپر رونق افروز ہوئے چالیس زنین زرد گوش مرصع پوش حاضر ہو کر ناچنے لگین شعلہ نے کہا یا امیر پہلے کھانا نوش فرمایے پھر ناچ دیکھیے دسترخوان پر تشریف لائے لیکن اُن عورتون مین سے ایک پر امیر کی طبیعت مائل ہو گئی تھی شعلہ سے پوچھا کہ اگر تم کہو تو مین فلان عورت کو اپنے ہمراہ کھانا کھلاؤن اُسنے کہا آپ کو اختیار ہی جسے چاہیے اپنی خدمت مین لا لیے امیر نے خوش ہو کر اُسے شریک طعام کیا بعد فراغ طعام کے شعلہ نے عرض کیا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون پھر حاضر ہونگا بادشاہ کے پاس ہو آؤن یہ کہکر انتشار کے پاس آیا اُسنے پوچھا کیونکر قید کیا اسنے کہا جس طرح شاہ و شہریار قید ہوتے ہین اس صورت سے محبوس ہین بارگاہ ہشتامی برپا ہی چالیس عورتین ناچنے گانے کے واسطے ہین ایک دل بہلانے کو ہر منہ نعمکار کے واسطے ہی انھین کبھی یہ خیال بھی نہوگا کہ مین قید ہون بلکہ وہان سے جانے کو جی نہ چاہیگا انتشار نے خوش ہو کر شعلہ کو خلعت دیا غرض امیر تو قید ہوئے اس طلسم مین بعد سال بھر کے ایک میلہ ہوتا ہی جب وہ زمانہ آیا سامان میلے کا ہونے لگا انتشار نے امیر کو بلوا بھیجا کہ آپ بھی آکر اس میلے کی سیر کرین کبھی ایسا تماشا آپ کی نظر سے نہ گذرا ہوگا شعلہ امیر کے پاس آیا اور پیام انتشار کا دیا امیر نے فرمایا کہ مین نے قاف کے عجائبات دیکھے ہین اُنسے بہتر یہان کے غرائب ہونگے مین آسایش سے بیٹھا ہون کہدینا کہ مین نہین آؤنگا اُسنے آکر انتشار سے کہا وہ چپ ہو رہا جب تمام میلہ جمع ہو چکا ایک ابر آیا اُس مین سے تخت پیدا ہوا اُسپر ایک شخص ضعیف باریش سفید بیٹھا تھا کتاب اُسکی بغل مین نام اُسکا انجم کتابخوان ہی غفور شاہ جسکو سب باشندگان طلسم سجدہ کرتے ہین یہ اسکی طرف سے میلے مین وعظ کہتا ہی آکر ایک گنبد بلورین مین تخت اُسکا اُترا اسنے کہا ای انتشار حمزہ کو تمنے نہین بلایا اسنے جواب دیا کہ وہ نہین آتے ہین مین نے پہلے ہی بلوایا تھا انجم نے کہا کہ میرے نام سے بلواؤ غرضکہ پھر شعلہ گیا اور کہا یا امیر آپ کو انجم کتابخوان بلاتا ہی اُسوقت پھر امیر کا بھی جی چاہا اُسکے ساتھ چلے آئے دیکھا تو انواع و اقسام کے عجائب و غرائب میلے مین مہیا ہین اور گنبد بلورین مین ایک مرد ضعیف کتاب بغل مین لیے بیٹھا ہی امیر کو دیکھکر پکارا یا صاحبقران میرے پاس آیے امیر نے کہا اچھا اچھا کا منہ سے نکلنا تھا کہ اُسکے ہمراہی جو تھے تخت امیر کا اُٹھاکر انجم کے پاس لے گئے اب تو شعلہ کا بہ طرف ہوا انجم نے کہا کہ یہان کا دستور ہی جو کوئی طلسم کشائی کے دعوے سے آتا ہی اسکے سر پر ایک تاج مخصوص ہی وہ رکھتے ہین اگر ٹھیک ہوا تو البتہ وہ طلسم کشا ہی اُسے

مبارک کیا دو تینے ہیں ورنہ اپنی سزا کو پہونچتا ہی لہذا وہی تاج آپ کے سر پر بھی رکھا جائیگا امیر نے فرمایا مجھے قبول
ہی انجم نے انتشار سے کہا کہ مین تاج و تخت منگاتا ہون اسنے کہا منگایے اور دل مین خیال کیا کہ تاج سر پر
رکھتے ہی امیر مر جائینگے یہ تو دستور ہی غرض بحکم انجم تاج یاقوتی اور تخت الماسی و بارگاہ زربفتی آئی صحن بلورین
مین بارگاہ نصب کی گئی تخت بچھایا امیر کو اوسپر بٹھایا تاج سر پر رکھا ٹھیک ہوا انجم نے کہا یا امیر طلسم کشائی مبارک
ہو یہ بارگاہ لیجیے اور باغ کرامت مین جائیے کہ اس مین سحر اثر نہین کرتا پھر کتاب کھولکر وظیفہ کہنا شروع کی کہ ای
صاحبان طلسم جو اس [illegible] کی اطاعت کریگا وہ تو بچیگا اور جو ذرا بھی اسکے حکم سے گردن تابی کریگا اپنی
سزا کو پہونچیگا یہ سنکر انتشار نے کہا مجھے مرنا قبول ہی لیکن اسکی اطاعت نہین منظور ہی امیر کو اپنے دیو
اور تیس وغیرہ ہمراہ کرکے باغ کرامت مین بھیجدیا تخت امیر کا وہ سب لیے چلے آتے ہین کہ ایک بارہ دری
زمردی کے برابر تخت پہونچا اس مین ایک نازنین کو دیکھا کہ سن اسکا قریب پندرہ برس کے ہی اس نے
امیر کو دیکھا طرفین سے حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلا رد ہوئی لیکن تخت روارو ہی مین چلا گیا باغ کرامت
مین پہونچ کر دیکھا بالکل اثر سحر شعلہ کا امیر پر سے دور ہوا اسوقت خیال آیا کہ ای حمزہ تم اس باغ مین اتنا
مسحور تھے شاید سحر شعلہ مین مسحور تھے اب آپ مین آئے تو اس نازنین کی یاد مین دل بیقرار ہوا
رات دن اشعار عاشقانہ ورد زبان ہوئے بلکہ صدمہ فرقت سے چند دن مین ہیجان ہوئے ادھر وہ
مہ جبین بھی بستر غم پر گری آب و طعام سے نفرت ہوئی اور دل پر نقاہت ہوئی طاقت نے جواب دیا ناتوانی
نے سبقت کی دونون رخسار زرد ہو گئے ہونٹھ خشک چشم مین تری حواس مین ابتری آدمیون سے نفرت
تنہائی سے رغبت ہوئی گانا سننے کا از حد شوق تھا اب اسکو بھی جی نہین چاہتا باغ کی سیر سے خار الم دل مین
چبھتا ہی غرضکہ نہایت حالت ردی ہوئی خواصون نے آکر لاکھ لاکھ دم دلاسے سے پوچھا ملکہ نے
ہر ایک سے ناسازی طبیعت کا بہانہ کیا اور کچھ نہ کہا یہ خبر انتشار کو پہونچی اسے بڑا انتشار ہوا بیتابانہ
دوڑا ہوا آیا اور ملکہ کو گلے سے لگا کر خوب پیار کیا اور کہا ای نور نظر تو جانتی ہی مجھے کس مرتبہ تجھسے
الفت ہی تین لاکھ ساحر اور ساحر بچیان تیری خدمت کے واسطے مقرر کی ہین سچ بتا تجھے کیا صدمہ
پہونچا کیا خیال ہی کس بات کا ملال ہی اگر طلسم کشا کے خوف سے یہ حالت ہی تو محض تمہارا بچپن ہی
عین حماقت ہی اس مجہول الاحوال کی کیا طاقت ہی جو طلسم کو فتح کرے اسنے اپنے مزاج کی نادرستی
کا اظہار کیا انتشار نے اطبائے حاذق طلب کیے انکی تشخیص مین کوئی مرض نہ آیا سب نے کہا غم
سے ضعف پیدا ہوا اور سب طرح فضل خدا ہی آپ شہزادی کو اپنے سامنے عرق بید پلوائین آملہ اور ورق
کھلائین عطریات کا زیادہ صرف رہے باغ کی سیر کرین یہ کہکر حکیمون نے رخصتی مجرا کیا انتشار نے
انیسان ملکہ کو تاکید اکید کی کہ ہرگز کوئی دقیقہ دوا دوش مین فروگذاشت نہونے پائے یہ کہکر چلا گیا ملکہ
اٹھکر گوشہ تنہائی مین آئی بہت بہت جزع و فزع کی اور کہا ای خدا ای طلسم کشا اگر تو برحق ہی تو میرے باپ
کو طلسم کشا کا مطیع کردے غرض تین دن بے آب و دانہ اس محو خیال محبوب کو گذرے اسکی ایک دایہ تھی فتنہ
نام نہایت مسن اسکو بھی اس حال کی خبر ہوئی بیتابانہ دوڑی آکر کہا ای ملکہ خیر تو ہی یہ کیا حالت تمہاری ہو گئی
مین تو چار روز کے واسطے گئی تھی دائی ہمشیری کا کیا حال ہو گیا مجھسے تو کچھ بیان کر تیرے چہرے سے آثار
عشق کے پیدا ہین اگر ایسا ہی تو کیا قباحت ہی شہزادیون کے واسطے کوئی عیب نہین ہی مگر داری جاؤن

مصرع عجب کی کرنے کو ہنر چاہیے ✣ اب جو صحیح احوال ہو تا دو دائی سے پیٹ نہ چھپاؤ مین نے عالم جوانی
مین صدہا ایسے مرحلے جھیلے ہین بارہا ایسے کھیل کھیلے ہین اور تمہیر مین اپنی جان نثار کردنگی بجان و دل تلاش
اس امر کی کرونگی جب تو ملکہ نے کہا دائی امان میری ہی الفت کی قسم کھاؤ کہ جو تو کہیگی اُس سے انکار نہ کرونگی
اُسنے کہا چھوکری تو بھی بڑی احمق ہے اری جنکے پیٹ سے تو نکلی ہے اُنکو بھی وہ محبت نہو گی جو مجھے تجھسے
الفت ہے تو شوق سے بیان کر ملکہ نے کہا نہین قسم کھاؤ اُسنے کہا اے لے تیرے ہی سر کی قسم جو تو کہیگی
مین اُسے قبول کرونگی ملکہ نے آبدیدہ ہو کر کہا شعر سینہ مالامال درد ست اے دریغا مرہمے ✣ دل ز تنہائی
بجان آمد خدارا ہمدمے ✣ اے دائی امان اصل تو یہ ہے کہ میری شامت آئی ہے طلسم کشا پر طبیعت آئی ہے دائی
سنکر بہت گھبرائی کہا اے ملکہ جو شخص کہ اپنے دین و آئین کا دشمن ہے اُسپر تو ریجھی ہے ملکہ نے رو کر کہا بس اتنا ہی
تو فرق ہے کہ اگر یہ مین دہنی سگی میا سے بیان کرتی تو وہ کا ہیکو دین و مذہب کا خیال کرتی ہاے اپنے اور غیر مین یہ
فرق ہے اتنا کہکر زار زار مثل ابر بہار رونے لگی یہانتک روئی کہ ہچکی بندھ گئی جب تو دائی نے سر سے پانو تک
بلائین لین اور کہا چھوکری تو بھی کتنی بے وقوف ہے اتنی سی بات اتنی بڑی معلوم ہوئی کہ اپنی اور پرائی الگ بٹے
کے رکھدی اری تو کہے تو ابھی اُسے یہان لے آؤن یا تجھے اُسکے پاس لیجاؤن اُسنے جواب دیا مجھے یہ نہین منظور
ہے کہ ایک نظر دیکھ لون ملکہ میری تو خواہش یہ ہے کہ تمام عمر اُس سے جدائی نہو دائی نے کہا اس بارے مین جو تو راے
دے وہ مین کرون ملکہ نے کہا اے دائی امان انجم کتا نجوان نے ابکی وعظ مین تمام میلے کو سنا دیا کہ یہ طلسم شا
کا ضرور سب مرحلون کو درہم و برہم کریگا جو اسکی اطاعت کریگا وہ تو بچیگا در صورت عدول حکمی زندگی
وبال ہو جائیگی پھر ہم کیون نہ اسکی مدد کرین بہتر یہ ہے کہ تم جا کر لوح لے آؤ اسکے دل مین ابھی سے گھر بناؤ بعد طلسم ٹوٹنے
کے تمہاری بڑی توقیر ہوگی دایہ نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور لوح لیکر ابھی پھر آتی ہون تم میرے سامنے دو چار
نوالے کھاؤ تو مجھے قرار ہو اور بخاطر جمعی جا کر حصول لوح مین کوشش کرون غرضکہ ملکہ نے چند نوالے پانی کے گھونٹون کے
سہارے حلق سے اتارے دایہ رخصت ہو کر چلی بزور سحر پر پرواز پیدا کر کے ہوا ہو گئی اور کئی منزل تک اڑتی چلی
گئی ایک صحرا مین پہونچکر زمین پر اُتری وہان درخت کے سایہ مین ٹھہر کر چارون طرف غور سے خوب دیکھا جب
بالکل سناٹا پایا سحر خوانی شروع کی تاثیر سحر سے ایک طبقہ زمین کا اُڑ گیا اور غار ہو گیا دایہ اُس مین اُتری دیکھا کہ
ایک چار دیواری ہے دروازہ بھڑا ہوا ہے یہ دروازہ کھولکر اندر آئی ایک دالان اور اسکے پہلو مین دروازہ تھا اُس
دروازے پر ایک اژدر مہیب بشکل عجیب کرچ کھینچے کھڑا تھا پہلے تو جھجکی پھر کچھ سوچ کر اسکے پاس گئی اُسے
سحر کا بنا ہوا پایا غرض دروازے کے اندر آئی وہان انواع و اقسام کے جواہر کے انبار پاے اور ایک صندوقچہ
دیکھا اُسپر غلاف چڑھے تھے اُن غلافون کو اُتارا صندوقچہ بند پایا کھولنے کا قصد کیا کسی طرف نشان کلید نہ پایا
متحیر ہوئی کہ محنت بدنام ہوئی اور مطلب بھی نہ حاصل ہوا اب یہان سے پھر جا کر بادشاہ کو خبر دینگے بڑی خجالت
ہوگی خفت کے سبب سے کیا حالت ہوئی یہ خیال کر کے کئی دو ہتھڑ اپنے سر پر مارے اور ایک ہاتھ جو صندوقچے
پر مارا فوراً پیچ اُسکا کھل گیا یہ ترکیب اسے بھی نہ معلوم تھی من جانب اللہ کلیہ قدرت سے کھلا اُسمین بھی
جواہر بے بہا رکھے تھے منجملہ اُنکے لوح بھی ایک خانے مین رکھی تھی لپک لوح کو ہاتھ مین اٹھا لیا اور وہ وہان
سے نکلکر دوسرے دروازے پر آئی وہان سے غار کے اوپر آئی سحر پڑھکر غار کو ہموار کر دیا لوح کو گلے
مین ڈالا اور اسی صورت سے اُڑ کر ملکہ کے پاس پہونچی یہ پلنگ پر پڑی جاگ رہی تھی قلقلہ نے آواز دی کہ بی بی

آرام کرتی ہو ملکہ اُسکی آواز سنکر بیتابانہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا دائی امان خدا سے طلسم کشا تمھین لایا مین نے
تو دل مین عہد کیا تھا کہ اگر تم کامیاب واپس آؤ گی تو مین اُسی وقت سے مسلمان ہو جاؤنگی اب تم حال بیان
کرو فتانہ نے کہا واری مین نے صندوقچہ لوح تک حاصل کر لیا تھا مگر اُسکی کنجی نہ ملی اتنا کہنا تھا کہ ملکہ آہ کا نعرہ
مار کر پلنگ پر گر پڑی اور بیہوش ہو گئی جب تو دوانے دوڑ کر کیوڑے سے منھ دھلایا بازو پر رومال کھینچکر باندھا کان
مین کہا دوا قربان لوح حاضر ہی تو ہی اگر لوح نہ ملتی تو دائی بندی کی زندگی دشوار تھی یہ سنکر ملکہ نے آنکھین کھول
دین فتانہ نے لوح گلے سے اُتار کر ملکہ کے آگے رکھدی اُسنے کہا دائی امان یہ میرے کس کام کی ہی فتانہ بولی
پھر ناحق مجھے اس آفت مین ڈالا ملکہ نے اُسکی بلائین لین اور کہا میری دائی امان مین تمھارے صدقے یہ لوح
طلسم کشا تک پہونچا دو فتانہ نے کہا مین نگوڑی تمھاری بلا لیکے مرجاؤن تم میری بلائین کیون لیتی ہو یہ تو بیان
کرو کہ تمھین اُسکے پاس لیجاؤن یا اُسے یہان لاؤن اُسنے کہا یہ نہین فقط تمھین جاؤ اور لوح دے کر چلی آؤ فتانہ
نے جواب دیا کہ بیٹی باغ کرامت کے گرد تمھارے باپ کے لوگ پہرا دیتے ہین وہ دیکھ پائینگے تو بڑی آفت
اُٹھائینگے اُسنے گلے مین ہاتھ ڈال دیے اور پھر چھیڑچھیڑ بلائین لیکر کہا ہمارا مردہ دیکھے جو یہ کام ہمارا نہ کر دے فتانہ
نے کہا ہی چھوکری کیا فال زبان منھ سے نکالتی ہی چل ہٹ میرے پاس سے یہ باتین مجھے نہین اچھی لگتی ہین
خبردار اب میرے ساتھ کبھی اسطرح کی باتین نہ کرنا نہین تو صورت نہ دکھاؤنگی لے تجھے چھوڑ مین جاتی ہون
یہ کہا اور بزور سحر باز بلند پرواز بنکر اُڑی چشم زدن مین باغ کرامت کی دیوار پر جا پہونچی دیکھا صدہا دیو پری
باغ مین پھر رہے ہین اور قلب باغ مین چوکی سنگ مرمر کی بچھی ہی اور ایک جوان خوب صورت بیٹھا ہوا یہ غزل

عاشقانہ پڑھ رہا ہی **غزل**	صبا تو نکہت آن زلف مشکبو داری	بہ یادگار بمانی کہ بوے او داری
نواے بلبلت ای گل کجا پسند افتد	کہ گوش ہوش بہ مرغان ہرزہ گو داری	دران شمائل مطبوع ہیچ نتوان گفت
جزین قدر کہ رقیبان تندخو داری	قباے حسن فروشی ترا برازد و بس	کہ ہمچو گل ہمہ آئین رنگ و بو داری
زمانہ گر ہمہ مشک ختن دہد بر باد	فداے تو کہ خط و خال مشکبو داری	دم از ممالک خوبی چو آفتاب زدن
ترا رسد کہ غلامان ماہرو داری	بسرکشی خود ای سرو جویبار مناز	کہ گر بدو رسی از شرم سر فرو داری
دعاش گفتم و خندان بزیر لب میگفت	کہ کیستی تو و با ما چہ گفتگو داری	دلم کہ گوہر اسرار حسن و عشق در وست
توان بدست تو دادن گرش نکو داری	ز جرعۂ تو سرم مست گشت نوشت باد	خود از کدام خم است اینکہ در سبو داری
ز کنج مدرسہ حافظ مجوے گوہر عشق	قدم برون نہ اگر میل جستجو داری	اور اُس چوکی کے آگے ایک حوض

صاف و شفاف پانی سے لبریز ہی اُسمین کبھی منھ دھوتا ہی اور کبھی ہاتھ مین پانی لیکر اُچھالتا ہی اسکے قطرا
کو دیکھکر کہتا ہی یہ در ہاے دریاے فراق مین ایسے دندان یار بھی تھے مگر معلوم نہین کہ وہ کہان ہی جسکو
ایک نظر دیکھنے سے دل بے تاب ہو گیا اور اس تغافل شعار نے خبر نہ لی اسی صورت سے کبھی وہ جوان بارہ دری
مین جاتا ہی گاہ پھر اکر اُسی چوکی پر بیٹھتا ہی دایہ کو اپنا وقت یاد آیا اور کہا کیون اے فتانہ کبھی ایسا زمانہ
تمھارے عاشقون کے واسطے بھی ہو گیا ہی غرض امیر بارہ دری مین آکر چھپرکھٹ پر چت لیٹ رہے فتانہ
بھی اندر آئی چپکے سے لوح امیر کے سینے پر رکھکر آپ چھپ گئی امیر نے جو دیکھا تو لوح دل کے قریب لوح
طلسم کو پایا دل مین کہا کہ نگارندۂ الواح آفرینش نے یہ لوح بھیجی اور اُٹھ کر گویا ہوے جس شخص نے
لوح میرے سینے پر رکھدی وہ محسن ہی میرا مین امید دار ہون کہ اپنی صورت بھی دکھا دے کہ مین شکریہ

حسب دلخواہ اداکرون فتانہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ لوح تو دے چکی اب پوشیدہ ہونے سے کیا نتیجہ غرض اپنی
صورت اصلی سے سامنے امیر کے آئی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک زن گوژہ پشت نہایت مسن ہے پوچھا کہ کیفیت تو
کون ہے اُسنے جواب دیا کہ مین انتشار کی ملازم ہون اُسکی بیٹی ملکہ ماہ سیما کی دایہ ہون اُسکی خاطر سے یہ لوح مین نے
تم تک پہونچائی امیر نے کہا آج سے تم میری مان ہوئین اب دم بھر بیٹھ جاؤ تو کچھ باتین کرون فتانہ نے کہا داری
اسوقت میرا قیام یہان نامناسب ہے مبادا کوئی فتنہ برپا ہو مجھے جانے دو یہ خیال رکھنا کہ اگر کوئی میری صورت
سے تمہارے پاس آئے تو بے لوح دیکھے اُس کیجانب ملتفت نہونا یہ کہکر چلی صحن باغ مین پہونچ کر زیر و بم
شاہین بنکے اُڑی اور آناً فاناً مین ملکہ کے پاس پہونچی یہان امیر نے لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ ای طلسم کشا
جو تو باغ کرامت مین پہونچا تو وہان تنہا داہنی طرف جانا وہان وقتاً فوقتاً لوح کو دیکھتے رہنا صاحبقران
یہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور جو جو دیو جن وغیرہ وہان پرستاری کی واسطے موجود تھے انکو یہ مژدہ دیا سب نے
متفق اللفظ مبارکباد دی امیر باتوقیر سب سے رخصت ہوکر حسب ہدایت لوح روانہ ہوئے ایک دشت
مین پہونچے عرصۂ قیامت کا نمونہ بلکہ اُس سے دونا تھا دہشت سے ہر ذیروح کا زہرہ آب تھا گویا سوا نیزے
پر آفتاب تھا تمازت سے ہرن کالا ہوتا تھا سر ٹپک کر جان کھوتا تھا ہوا سے تند چلنے لگی چونکہ ریگستان تھا جا بجا ریت
کے ٹیلے بن گئے امیر کی زرہ جوشن گرمی سے مثل آگ کے جلنے لگی گھبرا کر ایک ٹیلے کے پاس آئے کہ شاید اُسکی
آڑ مین سایہ ہو یکایک زمین مین غرق ہونے لگے جتنا زور کیا اُتنے ہی غرق ہوتے چلے گئے جب سینے تک
زمین مین سما گئے اسوقت لوح یاد آئی جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای طلسم کشا اگر بیابان ریگ مین گذر ہو
تو بہت ہوشیار رہنا وہ ریت نہین ہے بلکہ چھوٹی چھوٹی مچھلیان ہین اور اگر غرق ہوگئے تو ایک بہت بڑی مچھلی
پر ایک مچھلی سوار آئیگی تمہارے سینے کو توڑ کر پار گذر جائیگی پھر سب مچھلیان تمہارے تمام جسم کو غربال کر دینگی پس
چاہیے کہ تیر پر یہ اسم پڑھکر جو مچھلی بڑی مچھلی پر سوار ہو اُسکو مارنا کہ نام اسکا حوت جادو ہے اب جو صاحبقران
نے بغور دیکھا تو دراصل وہ ریگ نہین ہے چھوٹی چھوٹی مچھلیان ہین اور حوت جادو مچھلی کی صورت ایک
مچھلی پر سوار سامنے سے چلا آتا ہے امیر نے بعجلت تمام وہ اسم لوح سے یاد کر کے تیر پر دم کر کے حوت
پر مارا کہ اُسکی مچھلی پر سے مچھلی گری ایک تاریکی چھا گئی آندھی آئی ہیرون نے غل مچایا کشتی مرا کہ نام حوت جادو
ہو وبعد تھوڑی دیر کے تاریکی دور ہوئی امیر کے پہلو سے سلام کی آواز آئی پھر جو صاحبقران نے
دیکھا تو اپنے مطیع دیوؤن مین سے ایک دیو کو پایا اُسنے کہا یا امیر ایک مرحلہ آپ نے فتح کیا مبارک ہو بارگاہ
زرنگاری حاضر ہے تشریف لے چلیے استراحت فرمایئے امیر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ نیا طلسم ہے بارگاہ وغیرہ
اس مین ساتھ ہی رہتی ہے غرض اُسکے ہمراہ تشریف لائے دیکھا کہ بارگاہ استادہ ہے باغ کرامت کی تمام پریان
وغیرہ جمع ہین امیر جاکر مسند پر متمکن ہوئے رات بھر ناچ دیکھا صبح کو فریضۂ سحری ادا کر کے لوح کو دیکھا اُس مین
لکھا تھا کہ بعد فتح ہونے مرحلۂ اول کے بائین جانب جانا القصہ صاحبقران حسب ہدایت لوح روانہ ہوئے
ابھی ایک دشت مین گذر ہوا تھا ہوا سے سرد چلنے لگی ابر اُٹھا ترشح شروع ہوا اژالہ باری ہونے لگی امیر نے
سپر کو سر کی پناہ کیا حسب اتفاق اُسی ہاتھ مین لوح بھی تھی جسمین سپر تھی لوح جو بلند ہوئی تمام ابر مثل
روئی کے منتشر ہوگیا بارش موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر بالاے ہوا قائم ہے اور سحر کر رہا ہے صاحبقران
نے لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ نام اسکا تگرگ جادو ہے یہ اسم پڑھکر تیر مارنا چاہیے غرض امیر نے

تیر مارا وہ بھی مثل شکار زبون کے زمین پر گرا جہنم واصل ہوا آندھی آئی پانی برسا صدائے گیرودار بلند ہوئی پھر ایک آواز آئی کہ کشتی مرا کہ نام من تگرگ جادو بود بعد تھوڑی دیر کے آسمان صاف ہوا ایک پری نے آکر امیر کو سلام کیا اور کہا بارگاہ تیار ہے امیر بارگاہ میں تشریف لائے ایک پریزاد نے آکر خبر دی کہ ایک ضعیفہ کوزہ پشت آپ کی خدمت میں باریاب ہوا چاہتی ہے امیر نے فرمایا آنے دو جب وہ آئی تو پہچانا کہ قتانہ ہے پہلے اسنے سلام کیا پھر بلائیں لین امیر نے قصد کیا کہ لوح دیکھیں پھر اسکے احسان پر خیال کرکے خاموش ہو رہے قتانہ نے کہا واری جاؤن پھر آپ نے غلطی کی کہ لوح کو نہ دیکھا یہ طلسم ہے مین تو کیا اگر فرشتہ بھی آئے تو بے حکم لوح کے اسکی جانب التفات نہ کیجیے اور حوت جادو کی ارتھی سامنے انتشار کے نئی ہے اُسنے بہت صدمہ کیا اور حکم دیا ہے کہ طلسم کشا کے دشمن کو بہت جلد ہلاک کرو لوگ حضور کی ایذا رسانی کے واسطے چل چکے ہین ملکہ نے مجھے اطلاع دینے کو آپ کی خدمت مین بھیجا ہے بالا میرے لوح ملاحظہ کیے کسی سے مخاطب نہ ہوجیے گا یہ کہکر فوراً چلی گئی امیر نے رات عشرت مین بسر کی صبح بعد نماز کے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا دیکھا کہ اگلی مرتبہ مرحلہ ترخان بن خونخوار کا ہے یہان سپاہی ہین ساحر بھی ہین بے لوح دیکھے ہرگز کوئی کام نہ کرنا صاحبقران سب سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے بعد دوپہر کے دو باغ ملے ایک داہنی طرف دوسرا بائین طرف دونوں دروازون پر ایک ایک درخت ہے ایک پر عقاب دوسرے پر سرخاب یہ دونوں جانور بیٹھے ہوئے باتین کر رہے ہین سرخاب نے کہا اگر طلسم کشا میرے درخت کے نیچے سے جائیگا طلسم بآسانی فتح ہوگا اور اگر لوح دیکھیگا اس مین لکھا ہوگا کہ سڑک سڑک جا اگر موافق لوح کی ہدایت کے جائیگا ہلاک ہوگا امیر نے اسکے کہنے پر نہ خیال کرکے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ دونوں جانور جادوگر ہین ایک کا نام کاؤس جادو ہے اور دوسرے کا نام فنون جادو ہے انکے مکر مین نہ آنا ملکہ ہوسکے تو ایک تیر بسم اللہ کہکر دونوں کو لگانا ادھر تو انھون نے لوح کو دیکھا اُدھر وہ دونوں جانور اڑ گئے اور جاکر ترخان کو خبر دی کہ طلسم کشا آ پہونچا ہمارے جال مین نہ پھنسا ترخان مع کئی ہزار ساحران جرار کے مقابلے کو آیا راہ مین امیر سے دوچار ہوا تلوار چلنے لگی اگرچہ امیر نے کشتون کے پشتے لگا دیے لیکن اُن مین کچھ کمی نہوئی جب تو گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جب تک ترخان نہ مارا جائیگا ساحر نہ بھاگینگے نہ کم ہونگے اور وہ اُنھین مین ہے بلندی پر کھڑا ہے امیر نے چارون طرف نظر کی ایک ساحر مہیب کو ٹیلے پر کھڑے دیکھا کہ مصروف سحر خوانی ہے صاحبقران نے فوج پر حملہ کیا چھیڑ ہوگئی جھپٹ کر اُس ساحر کے پاس پہونچے اُسنے حربہ کیا امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ جنیؤ کا ایسا لگایا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوگئے ہنگامہ قیامت برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا کہ نام من ترخان بن خونخوار جادو بود بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دور ہوئی ایک دیو نے آکر عرض کی کہ بارگاہ حاضر ہے امیر نے جاکر بارگاہ مین قیام کیا ناچ ہونے لگا رات ناچ رنگ مین بسر ہوئی صبح کو لوح دیکھی لکھا تھا کہ آگے باغ نیرنگ جادو کا ہے اور اسی باغ سے راہ طلسم کی ہے ایک دن توقف کرو دوسرے دن یہان سے جانا بے لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا غرض امیر دوسرے دن روانہ ہوئے دور سے باغ دکھائی دیا اُس مین بہت سی عورتین حسین نازنین پچکاریان ہاتھون مین مع نیرنگ کے رنگ پاشی مین مصروف ہین امیر نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ اسکو ایسے مارو کہ یہ رنگ تمپر نہ ڈالنے پائے ورنہ ہمہ تن پتھر ہوجاؤ گے لوح بھی کام نہ دیگی اور جب یہ مرجائیگی تو اسکی ساتھ والیان سب غائب ہوجائینگی کوئی تمسے متعرض نہوگی اب امیر سوچتے ہوئے چلے کہ کس حربے سے اسے مارون جو ایک قطرہ رنگ کا مجھپر نہ پڑے اگر پڑا تو پتھر ہوجاؤنگا یہ سوچتے ہوئے باغ کے اندر پہونچ گئے ایک عورت نے

نیرنگ سے کہا دیکھیے تو یہ کون مرد ہی جو بے محابا عورتون مین گھس آیا اُسنے پھر کر دیکھا اور دل مین خیال کیا کہ شاید یہی طلسم کشا ہی اسی کے قتل کا بیڑا انتشار کے دربار سے اُٹھا کر آئے ہین اور پچکاری لیکر امیر پر دوڑی قریب آکر کہا ای شخص تو یہان کیون آیا ہی امیر نے کہا کہ ولی کے ہاتھون یہانتک پہونچا ہون اُسنے کہا تو طلسم کشا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ طلسم کشائی کا باعث بھی تو ہی ہی تیرے حسن کی شہرت سنکر یہان آیا ہون زندگی سے ہاتھ دھو چکا ہون فقط اتنا چاہتا ہون کہ تو اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر یا شربت وصل سے کامیاب کر جب تو اسنے دل مین کہا کہ مار ڈالنا اسکا اپنے اختیار مین ہی ایسے جوان سے اپنے دل کا ذوق نکال لے اور کہا سچ کہ تجھے میری کیا چیز پسند ہی امیر نے فرمایا کس کس چیز کی تعریف کرون تیرے ایک ایک رونگٹے پہ میری ہزار ہزار جانین نثار ہین یہ سنکر اُسنے اور سینے کو تانا امیر نے بڑھکر وہی ہاتھ پکڑ لیا جس مین پچکاری تھی اُسنے کہا ای طلسم کشا یہ ہاتھ میرا چھوڑ دے ایسا نہو کہ کوئی بوند رنگ کی تجھپر پڑ جاے تو بہیزم خشک کی صورت جل جائیگا مگر امیر نے کچھ خیال نہ کیا اور اسکو باتون مین لگا کر ایک طرف کھینچا جب دیکھا کہ محو ہی ایک جھٹکا اسکے ہاتھ کو اس طرح دیا کہ پچکاری چھوٹ کر زمین پر گری لیکن اسنے تئین امیر نے بچایا اور اسپر بھی ثابت ہوا کہ عمداً پچکاری گرا دی مگر پچکاری مین سے ایک قطرہ رنگ کا نہ گرا نیرنگ جھکی کہ زمین سے پچکاری اٹھا لے امیر نے پشت پر خنجر مارا کہ وہ آہ کا نعرہ مار کر گری وہی تاریکی جو ساحر کے مرنے سے پیدا ہوئی تھی چھا گئی دار و گیر کی صدا بلند ہوئی پھر آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا نیرنگ جادو تھا بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دور ہوئی دیکھا امیر کو بارگاہ مین پلنگ پر حسب دستور رات عشرت مین بسر کی صبح پھر روانہ ہوئے کئی منزل چلکر دریاے آتش ملا کہ ہر شعلہ تا چرخ چنبری پہونچتا تھا امیر نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ اس دریا پر چلکر اس مین کود پڑ امیر نے ایسا ہی کیا بعد کئی ساعت کے پانون زمین پر ٹکے دیکھا میدان ہی اور اُس مین ایک فیل مست کھڑا جھوم رہا ہی مگر پانون مین بہت سی موٹی زنجیر آہنی پڑی ہی صاحبقران نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جب آگ مین کود کر میدان مین پہونچوگے تو وہان ایک مست ہاتھی بندھا ہوا نظر آئیگا حقیقت مین ہاتھی نہین ہی اور نہ بندھا ہی محض دھوکا دینے کو پانون مین زنجیر ڈالے ہی وہ ایک ساحر ہی کہ نام اُسکا فیلان جادو ہی وہ جب تجھے دور سے تو سیدھے نہ جانا اسواسطے کہ اسکی سونڈ سے نہ بچوگے اور اگر اسکی زنجیر کا کوئی عضو تم سے مس ہو گیا تو فوراً جلکر خاک سیاہ ہو جاؤگے لہذا احتیاط کی تمام بسم اللہ کہکر تلوار اسکے کسی عضو مین چھوا دینا وہ مثل آتشبازی چھوٹ جائیگا اور وہ جہان کھڑا ہی وہان ایک غار ہی جب اُسکے مرنے سے تاریکی ہو تو اپنے تئین اُس مین گرا دینا جیسے ہی امیر نے لوح کو جیب مین رکھا وہ ہاتھی زنجیر تڑا کر دوڑا صاحبقران نے موافق ہدایت لوح کے اسکے جسم سے تلوار چھوا دی وہ تو آتشبازی کی طرح چھٹنے لگا آواز آئی کشتی مرا کہ نام من فیلان جادو بود ہان اس طلسم کشا کو پکڑ لو جانے نہ پاے مار لو اسکو گھیر لو اور ایک تاریکی چھا گئی امیر نے اپنے تئین اُس غار مین گرا دیا پہر بھر کے بعد پانون زمین پر لگے دیکھا کہ ایک دشت کجلی بن کا نمونہ ہی صدہا ہاتھی بلکہ لاکھون چلے آتے ہین امیر نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ فیل سفید جو سب سے بڑا ہی تیر پر یہ دعا دم کرکے اُسکی مستک پر لگا امیر نے فیل سفید کو تیر مارا وہ گر کر مر گیا سب ہاتھی غائب ہو گئے امیر آگے بڑھے ایک باغ ملا نہایت عجیب اندر آئے اور مصروف گلگشت ہوئے اُدھر کی کیفیت سنیے کہ جب متواتر ساحران نامی کی ارتھیان سامنے انتشار شاہ کے پہونچنے لگین اسنے اپنے جلسے مین بیٹھکر کہا کہ سخت حیرت ہی کہ لوح مین نے جیب مین رکھی تھی تم چار آدمیون کے سوا پانچوان موجود نہ تھا کسنے لوح اسکو پہونچائی حیف کی جا ہی کہ میرے

ملازم اُنکے دوست ہین جو شخص لوح اس سے چھین لائے اپنا دستور اعظم اُسے کردن یہ سنکر تذ دیر جادو اُٹھا
اور کہا اے شہریار یہ کام میرا ہے بادشاہ نے خلعت رخصت دیا یہ طرف باغ امیر کے روانہ ہوا اب سُنیے جس باغ مین
امیر موجود ہین یہ باغ اُسی شمعون کا ہے غرضکہ امیر ٹہلتے ہوئے قلب باغ مین پہونچے دیکھا ایک حوض پر چوکی
بچھی ہے اور ایک شخص بہ شکل نورانی بیٹھا ہوا کتاب پڑھ رہا ہے امیر کو دیکھکر کتاب بند کی اور کہا آؤ حمزہ یہ سنکر امیر
نے فرمایا السلام علیک اُسنے کہا علیکم السلام اے حمزہ مین انجم کتابدار کا بھائی ہون اسکے حکم سے یہان آپ کا
انتظار کر رہا تھا اسواسطے کہ امانت آپکی میرے پاس ہے وہ لیجیے یہ کہکر مکتوب نکالا اور کہا چار مرحلے آپ نے
فتح کیے یہ پانچوان مرحلہ ہے تو میرے بھائی نے یہ مکتوب آپ کو دیا ہے کہ یہان سے لوح بیکار ہو گئی اب
آپ اس مکتوب کے ذریعہ سے مرحلے توڑیے گا امیر نے فرمایا کہ انجم کے احسانات میرے اوپر بہت ہین اسنے
کہا کہ آپ غسل کر کے یہ مکتوب مجھسے لین تاکہ مین سبکبار ہون امیر نے تاج اُتار کر رکھدیا اُسنے اشارہ کیا خواصین
پانی لیکر آئین امیر نے سب لباس اُتارا اور نہانے لگے اُس مرد نے جیب سے لوح نکالکر جست کی سامنے امیر کے
اگر نعرہ کیا میں تذ دیر جادو اسی شہر بردعوی طلسم کشائی کا تھا امیر کے ہوش جاتے رہے جلدی سے
تاج اُٹھا کر سر پر رکھ لیا اور تلوار کھینچکر اُسکے پیچھے دوڑے وہ ہوا ہو گیا آخر مایوس پھرے آکر لباس
پہنا اتنے مین دیو آئے بارگاہ مین لیگئے امیر نے لوح چھین جانے کی حقیقت بیان کی سب نے افسوس کیا
اور کہا یا امیر یہ غنیمت سمجھیے کہ تاج اُسنے نہ لیا ورنہ آپ کی زندگی محال تھی اُدھر وہ مذور لوح لیکر انتشار
کے پاس پہونچا اُسنے خوش ہو کر گلے سے لگایا اور کہا کیون ایہا الناس طلسم کشا کیا کر سکتا ہے پھر لوح کو
ماتش کے آگے زمین پر رکھکر سوزن جادو کی کھوپری بزور سحر تراش کے لوح کو مع ماتش کے آگے رکھکر
سحر پڑھا کہ کھوپری جیسی تھی اُسی صورت سے پھر ہو گئی بعد اسکے ایک سحر ایسا کیا کہ زمین شق ہوئی اسمین
سوزن سما گیا جب انتشار نے کہا دیکھون اب کون طلسم کشا کا دوست لوح کو اُس تک پہونچاتا ہے افسوس
یہ ہے کہ بارگاہ زرنیقی مین رہتا ہے تاج طلسمی سر پر ہے باغ کرامت مسکن ہے نہین تو اب تک مین اسے ضرور
مار ڈالتا ارجل جادو نے کہا یہ کام میرے سپرد کیجیے مین اُسے مارے ڈالتا ہون انتشار نے کہا اچھا جو کچھ
ضرورت ہو ہمسے لے اُسنے چار لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیے اور آکر برابر باغ کرامت کے خیمہ زن ہوا
لوگون سے کہلا بھیجا کہ امیر اگر لوح کے بھروسے پر طلسم کشائی کرنے آیا ہے تو کوئی کمال نہین کیا اور
بارگاہ و باغ کرامت کے ذریعے سے لڑتا ہے تو بہادر نہین اگر جوانمرد ہے تو ہمسے آکر لڑے یہ سنتے ہی امیر کو
غیظ آیا اور فرمایا کہ ہمارا خیمہ باغ کرامت کے باہر برپا ہو پریزادون نے منع کیا امیر نے نہ مانا غرض خیمہ امیر کا
باغ کے باہر استادہ ہوا رات کو طرفین سے طبل جنگ بجا صبح کو امیر میدان مین آئے ارجل آکر مقابل ہوا
امیر پر کئی تیر سحر مارے مگر تاج کی برکت سے سب خالی گئے جب تو امیر نے عقرب سلیمانی کو نیام انتقام
سے کھینچکر ایک ہاتھ سر بے ہوش خود سر کے لگایا کہ خود و سر و سینہ و کمر کو کاٹ کر مع فرس اس بوالہوس کو
دو کیا تمام ساحر ترسول اور نیشول لیکر دوڑے امیر نے بھی غدر مچا دیا ایک ایک ہاتھ مین چار چار
کو چورنگ کیا ارجل کی لاش ہیرون لے لیے کر انتشار کے سامنے رکھدی اسنے بڑا صدمہ کیا اور
جادوگر جو اسکے ہمراہ گئے تھے کچھ مارے گئے کچھ بھاگے امیر پھر باغ مین تشریف لائے یہان انتشار
نے تذ دیر سے کہا کہ تو نے لوح تو لے لی مگر تاج نہ لیا کہ جسکے ذریعے سے وہ اب تک ہر ایک پر زبردست پڑتا ہے

ارجل کا بھائی عرجل دربار مین بیٹھا تھا بولا اے شہریار ارجل تو احمق تھا مین اُسے جا کر پکڑ لاتا ہون یہ کہکر
اُٹھا اور کئی شوراشور نے منگوائے سب کا خون ایک حوض مین بھر کر سحر پڑھنا شروع کیا جب سحر تیار ہوا
حوض مین کود اپ جو نکلا تو روئین تن ہو گیا اور بھی کئی ساحرون کو اُس مین نہلوا کر روئین تن بنایا
اب بارہ ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر اسنے بھی باغ کرامت کے سامنے خیمہ اپنا استادہ کیا یہان ملکہ ماہ سیما
کو خبر ہوئی کہ بادشاہ نے طلسم کشا سے لوح چھنوا کر زمین مین دفن کر دی بڑا صدمہ ہوا کھانا پینا چھوڑ دیا
یہ خبر انتشار شاہ کو ہوئی اپنی بیٹی کے پاس آکر بہت دلاسا دیا کہ اے نور نظر مین جانتا ہون جو صدمہ تمکو ہی
فقط طلسم کشا کے خوف سے تمہاری یہ حالت ہی تو بیٹا جو زیادہ خوف کی چیز تھی وہ تو مین نے منگوا لی
یعنی لوح اب تاج اور بارگاہ زر بفتی و باغ کرامت باقی ہی قریب تر یہ بھی چھینے لیتا ہون تم کھانا کھاؤ پانی
پیو خاطر جمع رکھو کیا طاقت طلسم کشا کی جواب کسی طرح سے باشندگان طلسم کو ایذا پہونچا سکے اپنے نزدیک
بہت بڑی تسلی کر کے یہ تو چلا گیا مگر ملکہ کا اور بھی حال غیر ہوا کہ تاج بھی چھیننے کا قصد ہی مارے رنج کے پانچ روز
تک بے آب و غذا رہی لوگون نے بہت سمجھایا کہ ملکۂ عالم کھانا کھائیے پانی پیجیے کسی کو جواب نہ دیا اور فتانہ اپنی
بیٹی کے پاس گئی ہوئی تھی چھٹے روز آئی ملکہ کی حالت سُنی بیتاب ہو صورت پروانہ اُس شمع بزم وفا کے پاس آئی
اور پوچھا داری خیر تو ہی اُسنے سب کو ہٹا کر تخلیہ مین کہا دائی امان غضب ہوا لوح طلسم کشا سے چھین گئی
اور ابا جان نے زمین مین دفن کی ہی اب ساحرون کی چڑھائی طلسم کشا پر ہو رہی ہی میری دائی امان جتنے
جس طرح سے ایک مرتبہ لوح لادی اس مرتبہ بھی کوشش کر کے لوح لا دو فتانہ نے کہا داری اب لوح کا ملنا
محال ہی کیونکہ جب تک تمہارے باپ نہ قتل ہونگے لوح نہ ملیگی تو مجھسے یہ حرکت کبھی نہو گی ملکہ نے کہا تم اگلی کئی دن
کے بعد کیون آئین اُسنے جواب دیا کہ بی بی مین نے ایک تلوار بنائی ہی کہ اگر روئین تن پر پڑے تو شل خیار دو کر دے
یہ سنکر ملکہ نے فتانہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا اے میری دائی امان یہ تلوار طلسم کشا کو دے آؤ اگر زندہ
رہیگا تو لوح ملنے کی توقع رہیگی دائی نے کہا بیٹی اب تم یہ چاہتی ہو کہ راز افشا ہو تم بھی بدنام ہو میری بھی جان
جائے ملکہ نے کہا کہ پھر کوئی تو تدبیر نکالو ادھر پردے کے باہر خواص ملکہ کی گوہر جادو یہ سب گفتگو کھڑی سُن
رہی تھی اور بھی چند خواصین اس حال سے کسی قدر ماہر ہو چکی تھین گوہر جادو ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ کے آئی
اور کہا ملکۂ عالم اگر مجھے حکم ہو تو جا کر تلوار اُس جرار تک پہونچا دون ملکہ نے خوش ہو کر کہا کہ اچھا جا فتانہ سے
کہا دائی امان وہ تلوار گوہر کو دے دو یہ پہونچا دیگی دایہ نے جا کر سب سے پوشیدہ تلوار لاکے گوہر کے حوالے
کی یہ تلوار لیکر طرف باغ کرامت کے چلی وہان عرجل نے باغ کے پاس پہونچکر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی باہر اپنے
خیمے برپا کرا کے نقارۂ رزمی بجوایا صبح کو میدان مین امیر کے مقابلے مین آیا کئی تیر امیر پر مارے لیکن بسبب
تاج کے کوئی تیر قریب تر نہ آیا اُسنے ماش کے دانے سحر پڑھکے مارے وہ بھی بلا گردان ہو کر پڑے امیر نے
جھپٹکر تلوار ماری اسنے سر جھکا دیا اور کہا دیکھو زور طلسم کشا کی تلوار کا مگر تلوار اُسکے سر پر پڑکر اُچٹ گئی اور ایک جھنکار
ہوئی دو تین ہاتھ امیر نے متواتر اسکے سر پر لگائے جیسے گھن پر سے ضرب اُچٹ جاتی ہی یہ صورت ہوئی امیر نے
دل مین کہا اب بیشک موت آئی اتنے مین پہلو سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اُس مین تلوار تھی امیر نے قصد کیا کہ لیلون
وہ ہاتھ خود امیر کی طرف بڑھا غرض امیر نے تلوار لے لی عرجل تو سر جھکائے کھڑا لاف زنی کر رہا تھا امیر نے ایسی
تلوار کا ایک وار کیا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے جب تو امیر نے کہا یہ حرکت بھی کسی دوست کی تھی غرض کہ گئی روئین تن

اُس تلوار سے جہنم داخل کیے لاشین سبکی ہوا مین اڑا کر غائب ہوگئین باقی بھاگے پریزادون نے آکر ہاتھ امیر کے
چوم لیے اور بقیہ وفیروزی باغ کرامت مین لائے جب لاش مرجل کی سامنے انتشار کے گئی اُسنے کہا مجھے
بڑا قلق تو یہ ہے کہ جس طرح طلسم کشا ان ساحرون کو مارتا ہے کسی روز رات کو آکر میرا کام تمام کرکے پھر باغ مین
جا بیٹھے تو مین اُسکا کیا کرسکتا ہون کوئی ایسی تدبیر ہوتی کہ جیسے مین نے اسم اعظم بند کیا ہے اُسی طرح کوئی
اُسے باغ کرامت مین قید کردے یہ سنکر دو ساحر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا یہ ہمارا ذمہ ہے کہ وہ باغ کرامت
سے نہ نکلنے پائے وہین قید رہے یہ دونون یعنی خونخوار جادو اور خونریز جادو اپنے اپنے مکان پر آئے
اور آٹھ روز مین سحر تیار کرکے باغ کرامت سے پانچ کوس ہٹکر سحر جو کیا تو ایک قلعہ گرد باغ کے بنگیا
اور دیوارین اُسکی باغ کی دیوار سے بدرجہا بلند ہوگئین یہ چرچا محل مین بھی ہوا کہ خونخوار اور خونریز نے
یہ سامان کیا ہے ملکہ کو سنکر بڑا قلق ہوا اور دایہ سے کہا میری اچھی دائی اماں ایک مرتبہ جاکر طلسم کشا سے اتنا کہدو
کہ اس تلوار و لوح سے زیادہ عزیز یہ کہنا کہ میرا باپ یعنی انتشار شاہ کسی حربے سے مر نہین سکتا سوا اس تلوار کے فقط
منتب کو یہ سنکر اُٹھی جب قلعے کی دیوار پر پہونچی تو دیکھکر سخت تردد ہوا کہ بہت بڑا سحر کیا ہے غرض دیوار باغ کرامت
پر جاکے بیٹھی امیر کنارے حوض کے بیٹھے ہوئے تھے اپنی اصلی صورت سے کمال منفعل سامنے امیر کے آئی امیر نے
فرمایا کہ اے دائی اماں اب لوح کہان ہے جو دیکھون بعد اُسکے ملکہ کا حال پوچھا تھا تب انے کہا اپنی زندگی سے بیزار ہین
جب کوئی تازہ خبر وحشت خیز سنتی ہین کھانا پانی ترک کرتی ہین اب کہلا بھیجا ہے کہ قفل لوح کے تلوار بھی نہ کھو بیٹھیےگا کیونکہ انتشار
کی قضا اسی تلوار سے ہے بہت ہوشیار رہنا خبردار اب دھوکا نہ کھانا اللہ خدا حافظ یہ کہکر رخصت ہوئی قلعے کا حال
مصلحتاً نہ کہا بیان پریزادون نے امیر کو آکر قلعہ کی خبر دی انھون نے سقف باغ پر جو دیکھا تو متردد ہوئے شب
بھر عبادت کی اور خوب گریہ وزاری کی قریب صبح آنکھ جھپک گئی عالم رویا مین حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام
تشریف لائے اور فرمایا کہ اے طلسم کشا لوح چھنوا دی کہو اب کیونکر اُس طلسم کو توڑوگے امیر رونے لگے
جب تو حضرت عیسیٰ نے ایک مکتوب عنایت کیا اور فرمایا کہ اب بجائے لوح اُس سے کام لینا اتنا ارشاد
کرکے تشریف لیگئے امیر کی آنکھ کھل گئی خواب کی کیفیت پریزادون سے بیان کی وہ سب نہایت خوش
ہوئے امیر نے مکتوب کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکے اژدہے کے منھ مین کود پڑو امیر نے باغ کرامت
سے نکلکر وہی اسم پڑھا اور اژدہے کے منھ مین کود پڑے تھوڑی دیر کے بعد پانون زمین مین لگے
دیکھا کہ اژدہا تو اسی صورت سے ہے مگر مین قلعے کے باہر کھڑا ہون اب جو دیکھا تو آگے ایک خندق ہے جسمین
بجائے آب خوناب بہ رہا ہے مکتوب کو پھر دیکھا اُس مین لکھا پایا کہ خونریز جادو فلان درخت کے نیچے
گلیم اوڑھے لیٹا ہے اُسے مار لو تو یہ خندق غائب ہوجائے امیر اُس درخت کے قریب گئے خونریز جادو
پانون کی چاپ سے اُٹھا اور انکو دیکھکر حملہ ہائے سحر کرنے لگا مکتوب و تاج کی برکت سے کوئی حملہ ہوتا
نہ ہوا یہ حیران ہوا سحر پڑھکر چاہتا تھا پر پرواز پیدا کرکے اُڑ جاؤن کہ امیر نے دوڑکر تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے
ہوئے زمین کو زلزلہ ہوا آسمان چکر مین آیا تاریکی چھا گئی شور دار و گیر بلند ہوا اور آواز آئی کشتی ہوا
نام مین خونریز جادو دیو آفت جو بہ پا ہوئی خونخوار بیٹھا ہوا سحر مین رولی کھا رہا تھا گھبراکر باہر
نکل آیا امیر کو دیکھکر حیران ہوا اور اُسنے بھی بہت سے سحر کیے مگر بیکار ہوئے امیر نے مکتوب
کو معائنہ کیا اُس مین لکھا تھا کہ یہ اسم تیر پر دم کرکے اسپر مارو اگر یہ زندہ بچا اور انتشار تک پہونچ گیا تو بڑا

غصہ پڑ جائیگا اتنی دیر مین اسنے پر پیدا کر لیے اور اڑ گیا امیر نے اسم پڑھکر تیر مارا اُسکے سینے پر پڑا اُدھار ہو گیا وہ
مرکر گرا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا امیر چلائے کشتی مرا نام خونخوار جادو ہو اب جو بغور دیکھا تو قلعے کو کہین نہ پایا فندق تو
پہلے ہی خونریز کے آنے سے غائب ہو گئی تھی اتنے مین پریزادون نے لاکر بارگاہ برپا کی امیر نے مکتوب کو
دیکھا لکھا تھا کہ بارگاہ مین ہرگز نہ جانا بائین طرف کو جاؤ امیر نے باغ کرامت کو چھوڑ کر بائین جانب کا راستہ لیا تھوڑی
دور گئے تھے کہ دریائے آتش ملا پھر مکتوب کو دیکھا لکھا تھا یہ اسم پڑھکے اسمین کود پڑو امیر نے اسم پڑھا او مکتوب کو منہ پر رکھ لیا آنکھین
بند کر کے آگ مین کود پڑے بعد تھوڑی ہی دیر کے آنکھ جو کھولی تو ایک باغ دیکھا اس مین کئی دیو بیٹھے تھے امیر نے مکتوب کو
دیکھا اس مین لکھا تھا کہ یہ سب ساحر ہین بزور سحر دیو بنگئے ہین ان مین جو سیاہ فام ہی اُسکا نام سوزن جادو ہی
اسی کے کاسۂ سر مین لوح غلولہ بنی ہوئی رکھی ہی اسے اس طرح مارنا کہ زخمی ہو کر ہلاک ہو لوح تک آسیب نہ پہونچے
انھون نے مکتوب کو گرا دیا کہ ان دیوون کی نظر امیر پر پڑی دار تمشاد اور سنگ دستی لیکر دوڑے امیر تو ہمیشہ دیون
سے لڑ چکے ہین ان سبکے وار خالی دیے اور جھپٹ جھپٹ کے ہٹے کرنے لگے کتنے زخمی ہوئے اور کتنے مارے گئے
وہ کھا دے کر ایک ہاتھ سوزن کے سر پر اوچھا سا لگایا کہ کاسۂ سر اُسکا ترشکر زمین پر گرا اور غلولہ لوح کا اچھلکر
دور گرا امیر نے دوڑ کر اسے تو اٹھا لیا باقی دیوون سے لڑنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین سب گھائل ہوئے کتنے
جہنم واصل ہو گئے کئی بسمل رہے ایک اُن مین سے گرتا پڑتا بھاگا امیر باغ سے باہر آئے پریزاد بارگاہ مین
موجود تھے اندر بارگاہ کے تشریف لیگئے سبکو لوح ملنے کا مژدہ دیا انھون نے مبارکباد دی اب امیر حیران ہین
کہ اس غلولے سے لوح کو کیونکر نکالون غرض مکتوب کو دیکھا لکھا تھا کہ اس غلولے کو تراشو مگر لوح نہ کٹنے
پائے اور غلولے کے ٹکڑے بھی بہت حفاظت سے رکھنا وقت پر بہت کام آئینگے جسکو دیدوگے اُسپر سحر نہ
اثر کریگا امیر نے اسی طرح لوح کو نکالا وہان انتشار کو خبر ہوئی کہ طلسم کشا کو لوح ملی سوزن مارا گیا اسنے
زانو پر ہاتھ مارا اور پشت دست چبانے لگا محل مین بھی خبر پہونچی ملکہ نے شاد ہو کے دایہ کو بلا کر کہا دائی امان
طلسم کشا کے پاس جاؤ اور میری طرف سے مبارکباد دو فتانہ فوراً خوشی خوشی شتاب نیکر شب کو پہونچی
امیر کو مجرا کیا امیر نے دوڑ کے ہاتھ پکڑا اور کہا دائی امان مزاج کیسا ہی اُسنے کہا واری میرا ہاتھ چھوڑ دو مین بلائین
لونے لون امیر نے فرمایا کہ قسم کھاؤ جو مین کہون اُس مین کوشش کرو اسنے قسم کھائی امیر نے فرمایا ہان ابھی بیٹھو
اور ملکہ کے مزاج کی خیر و عافیت پوچھی اُسنے کہا بہت اچھی ہین تمھین مبارکباد دی ہی امیر نے فرمایا کہ میری
طرف سے اتنا پیام دینا کہ اب خدا نے پھر میرے حال پر رحم فرمایا ہی لوح ملگئی ابھی پانچ در بند فتح کرنے ہین
کیا امید زندگی کی اگر مر گئے تو حسرت ہی رہجائیگی اس سے بہتر یہ ہی کہ ایک مرتبہ ہم اور تم یکجا ہون تو کچھ
ارمان نکل جائین فتانہ نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون اور اسکا جواب لاتی ہون غرض فتانہ اسی وقت
وہان سے روانہ ہوئی آکر ملکہ سے بیان کیا اُسنے کہا دائی امان وہ سچ کہتے ہین پھر تمھین جو ہوسکے تو ایسا
ہوگا فتانہ نے کہا جو تم کہو وہ مین کرون ملکہ نے جواب دیا کہ تم جانتی ہو مین جا نہین سکتی انھین کو لاؤ
فتانہ نے کہا مین ابھی لاتی تم یہان سامان راحت مہیا کرو اور اڑکر امیر کے پاس پہونچی کہا چلیے آپکو بلایا ہی
امیر نے اسے تین لباس پر تکلف سے آراستہ کیا عطر لگایا فتانہ نے تخت تیار کیا امیر کو اُسپر بٹھا کے لے
اُڑی چشم زدن مین ملکہ کے پاس پہونچا دیا یہان ملکہ نے باغ مین ایسی روشنی کی تھی چپہ چپہ ہموار بہشت
مجموعی دکھائی دیے تخت امیر کا آکر باغ مین اترا فتانہ نے جاکر ملکہ کو خبر کی ملکہ یہ سنکر خاموش ہو رہی

جب تو فتانہ نے کہا چھوکری تو بھی کتنی کج خلق ہی آپ ہی تو بلایا اور جب وہ آئے تو چپکی بیٹھی ہی تجھے بھی شرمندہ
کرانے کا قصد ہی یہ کہکر ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا اور تخت کے پاس لائی یہان بھی آکر ملکہ چپ کھڑی ہو رہی خواصون
نے کان مین کہا حضور ہاتھ پکڑ لیجیے اُسنے جواب دیا مجھے ہین شرم آتی ہی دور ہو ہمارے پاس سے ہمین تعلیم
نہ کرو جب تو ایک خواص گستاخ نے زبردستی ہاتھ ملکہ کا پکڑ کر امیر کے ہاتھ پر رکھدیا امیر خوش ہوکر اُٹھے اور
ساتھ ملکہ کے آکر مسند پر بیٹھے خوشی کے مارے پھولے نہین سماتے ہین دل بیتاب ہی بقول شاعر شعر
وعدۂ وصل چون شود نزدیک * آتش شوق تیز تر گردد * مگر ملکہ ڈری ہوئی چپکی بیٹھی ہی بعد تھوڑی دیر کے
اُٹھی امیر سمجھے کہ رفع احتیاج کو جاتی ہی اور یہ چپکے سے بارہ دری مین جاکر چھپرکھٹ پر لیٹ رہی جب گئی گھڑی کا
عرصہ گذرا تو امیر نے فتانہ سے پوچھا ملکہ کہان گئین اُسنے کہا مجھے نہین معلوم جاکر ڈھونڈتی ہون غرض آکر دیکھا
تو چھپرکھٹ پر لیٹی ہی کہا اے لڑکی تجھے یہ کیا تھا کہ اس بیچارے کو بلا کر بٹھا دیا اور آپ آکر لیٹ رہی اُسنے
کہا واہ اماں ہمین تو حجاب آتا ہی بات کیونکر کرین فتانہ نے کہا چلکر اُسکے پاس تو بیٹھ اُسنے کچھ جواب
نہ دیا فتانہ چپکی چلی آئی امیر سے کہا ملکہ آپ سے کچھ خفا ہو گئین آپ ہی چلکر منا لیجئے امیر اُٹھے فتانہ نے
ساتھ ملکہ کے پاس لائی اور خود باہر جاکر دروازے بند کر لیے امیر جو چھپرکھٹ پر بیٹھے ملکہ کے اندام
مین دہشت سے رعشہ پڑ گیا اور دل مین کہا اے ماہ سیما تو نے کیا حرکت کی دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی
اور اُٹھکر دوسرے پلنگ پر جا لیٹی امیر بھی ساتھ ہی پہونچے جب تو گھبرائی اپنے تئین اکیلا دیکھکر کھڑی ہوگئی
امیر نے پوچھا مجھسے کیا خطا ہوئی جو تم ناراض ہوکر چلی آئین اُسنے کہا کچھ نہین اچھا چلو بیٹھین یہ کہکر باہر چلی
امیر بھی ہمراہ باہر آئے فتانہ نے کشتیان شراب کی آگے رکھدین امیر نے فرمایا اے فتانہ تمہارا سن شراب نہ پیونگا
اور بغیر مسلمان کیے تم لوگون کو اپنا ہمشرب نہ کرونگا یہ سنتی رہی ملکہ نے کہا کہ میرا یہ تو نہین معلوم کہ مسلمان
کیونکر ہوتے ہین ہمین قاعدۂ اسلام تعلیم کرو امیر نے ملکہ کو کلمہ پڑھایا وہ از سر صدق مسلمان ہوئی بعد ملکہ کے
اور سب خواصین مع فتانہ کے مسلمان ہوئین ملکہ نے اپنی ساحرنیون کو طلب کرکے مسلمان ہونے کی ترغیب
دی وہ سب تین لاکھ تھین از سر صدق سبکی سب مسلمان ہوئین انکو امیر مارے خوشی کے پھولے نہین سماتے
ہین غرض رات بھر جلسۂ عیش و عشرت مین امیر رونق افزا رہے صبح کو بعد فریضہ سحری کے گلگشت چمن مین
دل بہلایا الحاصل اسی طرح تین روز تک امیر نے داد عیش دی چوتھی شب فتانہ نے کہا اے ملکہ اب میری
رائے تو یہ ہی آج امیر کو رخصت کر دیجئے کہ ابھی تک تمہارے باپ کو خبر نہین ہوئی ہی مین نے یہ ترکیب کی تھی کہ جو کوئی
خبر کے واسطے آیا باہر ہی سے پہرے والون نے سمجھا کر رخصت کر دیا ایسا نہو کہ اُسے خبر ہو جائے تو بڑا غضب ہی
ملکہ نے کہا اے میری رفیق دل بیتاب نہین مانتا کیا کرون اچھا آج کی شب اور رہنے دے کل پہونچا
دینا وہ شب ہو رہی پھر وہی سامان عشرت وہی مردون کی صحبت برپا ہی کہ گردون دون کو رشک آیا
نیا شعبدہ دکھایا یعنی انتشار کو بیٹھے بیٹھے اپنی بیٹی کا خیال آیا سرخاب جادو کو حکم دیا کہ جاکر ملکہ کی خبر لا
مزاج کیسا ہی آجکل شغل کیا ہی دربانون نے دریاغ پر روکا اور اپنی طرف سے کہدیا کہ خیر و عافیت
ہی مزاج ملکہ کا بہت اچھا ہی سرخاب نے اپنے دل مین سوچا کہ کیا وجہ ہی جو مجھے اندر نہ آنے دیا یہ جو خیال
کیا فوراً اژدہا بنکر پیرو انہین اگی کے یا الٹے ہوا مین باغ تک آیا تھا کہ عجب صحبت نظر آئی یعنی ملکہ طلسم کشا
کے ساتھ مسند وقت افتخار بیٹھی ہی فتانہ طنبورہ چھیڑ کر گا رہی ہی دوسرے لالہ فامون کا جام چل رہا ہی اُسنے بانگ

پھر اور جا کر اختصار سے بیان کیا سنتے ہی مار دم بریدہ کی طرح پیچ و تاب کھا کر شعلہ وزیر سے کہا تو جا کر مع ملکہ سب کو قتل کر مین نے خون بحل کیا شعلہ مثل شعلہ جوالہ کے روانہ ہوا آتے ہی بالاے ہوا قائم ہوا اور سحر پڑھ پڑھکر ماش کے دانے اُس بد معاش نے تمام باغ مین پھینکنا شروع کیے جسپر ایک دانہ پڑا وہ فوراً پتھر کا ہو گیا یہانتک کہ فتانہ بھی پتھر کی ہو گئی جب تو امیر حیران ہوے کہ یہ کیا تماشا ہی اتنے مین ملکہ بھی سنگ مر کی تیلی ہو گئی امیر نے سر جو اُٹھایا تو شعلہ کو بالاے ہوا سحر کرتے دیکھا چاہا کہ تیر مارین وہ غائب ہو گیا اور چلتے وقت ایسا سحر کیا کہ تمام باغ مین آگ لگ گئی جہان امیر بیٹھے تھے فقط اتنی جگہ باقی رہگئی اور تمام باغ مین آگ اور سیاہی دھوئین کی دکھائی دیتی تھی اسی صورت سے چار پہر امیر حیران بیٹھے رہے آخر اُٹھکر ٹٹولتے ہوئے پہلے زینہ باغ کا ملا کوٹھے پر آئے دیکھا کوسون تک صحرا آگ سے بھرا ہی لیکن بسبب بلندی کے کوٹھے پر کچھ روشنی تھی امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ سحر شعلہ کا ہی تو اس اسم کو پڑھکر تنکا یون پر دم کر کے آگ کی طرف پھینک دے ایک دروازہ نمودار ہوگا تو نکل جانا اور تاوقتیکہ شعلہ نہ مارا جائیگا کوئی آدمی نہ بچیگا امیر نے وہ اسم پڑھکر سنگریزون پر دم کیا اور آگ کی طرف پھینکدیے فوراً دروازہ دکھائی دیا امیر اُس دروازے سے نکلکر باہر آئے پھر کر جو دیکھا تو باغ مین وہی آگ اور دھوان ہی اتنے مین باغ کرامت کے پریزاد آکر حاضر ہوئے اور عرض کیا بارگاہ مین تشریف لے چلیے امیر بارگاہ مین آئے شب بھر آرام کیا صبح کو لوح دیکھی لکھا تھا زیادہ صدمہ طلسم کشا کو زیبا نہین کیونکہ عقل زائل ہوتی ہی اب جس طرف جی چاہے جاؤ مگر وقتاً فوقتاً لوح دیکھتے رہنا غرضکہ داہنی جانب امیر روانہ ہوئے ایک صحرا مین پہونچکر چار دیواری نظر آئی دروازہ اسکا کھلا ہوا تھا اندر آئے تو باغ دیکھا آراستہ و پیراستہ اسباب مثل میز کرسی وغیرہ کے اپنی اپنی جگہ قرینے سے رکھا ہی اور ایک میز جواہر نگار رکھی ہی اُسکے پاس تخت مرصع بچھا ہی اُسکے پہلو مین کرسی پر ایک پادری کتاب کھولے ہوئے پڑھ رہا ہی اور ایک انگریز کھڑا سن رہا ہی یہ دیکھتے ہی امیر نے فرمایا او نالائق کیا بک رہا ہی سب جھوٹھ ہی پادری نے سر اُٹھا کے جو دیکھا تو طلسم کشا کو اپنے قریب پایا جلدی سے کتاب بند کر دی تمام باغ مین تاریکی چھا گئی امیر کا دم گھٹنے لگا دل مین کہا اے حمزہ کیا غضب کیا کہ لوح کو نہ دیکھ لیا اب تو حرکت بھی نہ معلوم ہونگے اتنے مین کسی نے آکر ہاتھ لوح پر ڈالا امیر نے لوح کو بہت مضبوط پکڑ لیا اور تاج کو بھی دوسرے ہاتھ سے سنبھالا بلکہ مارے خوف کے تاج کو اُتار کر ہاتھ مین لے لیا اُس مین گوہر شبچراغ لگا تھا اُسکی روشنی مین لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جہانتک ممکن ہو پادری کو قتل کر ڈالو یہ اگر ممکن نہو میز جواہر نگار اور تخت اُلٹ دو اُسکے نیچے ایک نقب ہی اندر نقب کے چلے جاؤ پھر لوح سے مشورہ لینا غرضکہ لعل کی روشنی مین امیر تخت کے پاس آئے اور بزور میز و تخت کو اُٹھا کر پھینکدیا ایک دروازہ دکھائی دیا اُس مین سیڑھیان بنی ہوئی تھین زینے سے اُتر کر ایک اور باغ مین پہونچے اُس مین ایک مکان تین درجے کا بنا تھا اور صدہا انگیٹھیان ہین اُنپر انگریز اور انگریزنین سوار جھک جھککر اُس مکان کو دیکھ رہے ہین امیر نے چاہا کہ اُنسے کچھ پوچھین پھر خیال آیا کہ لوح کو دیکھ لون لوح جو دیکھی لکھا تھا کہ ان انگریزون سے بات نہ کرنا ورنہ مشکل ہوگی بہتر یہ ہی کہ دوسرے درجے پر چلے جاؤ امیر دوسرے درجے پر آئے دیکھا کہ بڑی تیاری ہی صدہا صندوق رکھے ہین گھڑیال ٹنگ رہا ہی مونگری سونے کی رکھی ہی اور ایک صندوقچہ رکھا تھا یک بیک پیٹ اُسکا کھل گیا اور ایک جانور مثل نال کے

اُس بن سے نکلکر تین مرتبہ افسوس صد ہزار افسوس پکارا اُسکی آواز پر گھڑیال بھی تین مرتبہ بجا پھر جانور صندوقچے
مین چلا گیا اور وہ پیرا بند ہو گیا امیر حیران ہوے اور سوچے کہ شاید بہ سبب اسی جانور کا تماشا دیکھ رہے
ہین اسی سوچ مین ایک گھنٹہ گذر گیا کہ وہ جانور پھر نکلا اور اُسی طرح بولا گھڑیال بھی بجا پھر جانور صندوقچے
مین چلا گیا پھر امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای طلسم کشا اگر یہ تین مرتبہ چلا گیا تو کام بہت دشوار ہو جائیگا
تمھین چاہیے کہ یہ اسم پڑھکر تیر اُسکی منقار پر مارو کہ اتنے مین پھر وہ جانور نکلا پہلی ہی صدا پر امیر نے
تیر مارا کہ حلق کو توڑ کر پار گذر گیا چشم زدن مین وہ باغ و مکان غائب ہو گیا ایک صحرا سنسان ہو کا مکان ہے
امیر آگے بڑھے ایک فقیر ملا انھون نے سلام کیا اُسنے سلام لیکر اشارے سے کہا کہ بیٹھ جا مین کچھ کہونگا لیکن آب
جو انھون نے بغور دیکھا تو وہی پادری کٹنس جادو ہی جو باغ مین کتاب پڑھ رہا تھا امیر نے نشیب دی کہ او
ملعون تو نے باغ مین غضب کیا تھا میرے ہلاک کرنے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہا تھا اب بتا کہان جائیگا گذار
کر از دست من بدر روی اُسنے چاہا کہ سحر کرکے اُڑ جاوے امیر نے جھپٹ کر تلوار ماری کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہو گئے
تاریکی چھا گئی آواز آئی کشتی مرا کہ نام من پادری کٹنس جادو بود جب بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی پریزاد حاضر
ہوے امیر کو بارگاہ زرنیفتی مین لائے شب کو امیر نے بارگاہ مین بسر کی صبح کو پھر ایک طرف روانہ ہوے دیکھا
ایک فقیر زیر درخت بیٹھا عبادت مین مصروف ہی اور تسبیح ہزار دانون کی پڑھ رہا ہی دل مین خیال کیا کہ ای
حمزہ یہ بڑا عابد معلوم ہوتا ہی اور بڑھکر اُسے سلام کیا اُسنے کچھ خیال نہ کیا کہ کون ہی اور کسے سلام کرتا ہی
انکا اعتقاد اور زیادہ ہوا پھر سوچے کہ لوح مین بھی دیکھ لون اسمین بھی کوئی دھوکا نہو غرض لوح مین
نکلا کہ یہ تندو پر جادو ہی جسنے لوح چھین لی تھی یہ اسم پڑھکر تیر مارو وہ تو سر نیچا کیے عبادت کر رہا تھا
اُدھر سے تیر امیر کا چلا تالو پر پڑا وہ گھبرا کر اوندھا لیٹ گیا مقام مبرز سے تیر نکل گیا وہی غل و شور برپا
ہوا جو ساحر کے مرنے سے ہوتا ہی پھر آواز آئی کشتی مرا کہ نامم تندو پر جادو بود جب روشنی ہوئی تو دیکھا
امیر نے کہ آگے آگے ایک جوان خوشرو اور اُسکے پیچھے کئی آدمی چلے آتے ہین جوان نے امیر کو سلام کیا اور کہا
خدا طلسم کشا کا بھلا کرے جسنے تندو پر کو مار کر مجھے اُسکی قید سے رہائی دی آپ کون شخص ہین اور کہان جاتے
ہین آیا طلسم کشا سے وقفیت رکھتے ہین یا نہین امیر نے فرمایا کہ تندو پر کو مین ہی نے مارا ہی اور حمزہ نام شاہ
کا فرستادہ یہان آیا ہون وہ جوان دوڑ کر قدمون پر گرا اور کہا مین فرہاد شاہ کا بیٹا ہون ملکزادہ میرا نام ہے
اتنے مین پریزاد بارگاہ لائے امیر مع ملکزادہ وغیرہ بارگاہ مین تشریف لائے اور کلمہ پڑھا کر اپنے ساتھ
کھانا کھلایا رات بھر صحبت عیش جاری رہی صبح کو امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ہرگز تم باغ کرامت کیجانب
ابھی قصد نکرنا جبتک مراحل فتح نہ کر لو امیر نے پریزادون سے کہا کہ ان سبکو باغ کرامت مین لیجاؤ اور خود
آپ ایک جانب کو روانہ ہوے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک پہاڑ سامنے دکھائی دیا اسکے اوپر جاکر دیکھا تو
کئی لوہے کے پنجرے پڑے تھے اُن مین ایک شخص بند تھا امیر کو دیکھکر پکارا کہ واسطے خدا کے مجھے کھولدو
مین طلسم مین پھنس گیا ہون گلگونسیمون کا بادشاہ ہون امیر نے قصد کیا کہ لوح کو دیکھین اُسنے بیتاب ہوکر
پھر واسطہ خدا کا دیا جب تو امیر نے دور کر اُسکے بند کاٹ ڈالے وہ جست کر کے سامنے امیر کے آیا اور کہا میں
قفنس جادو اور ایک ہاتھ امیر پر مارا امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ عقربِ سلیمانی کا لگایا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے
دونون ٹکڑے ٹوٹ کر دو قفنس بنگئے امیر نے دونون کو قتل کیا دو کے چار ہو گئے غرض کہ اسی طرح ہزارہا دن پر

نوبت پہونچی جب تو انھون نے اُسی عالم جنگ مین بسرعت تمام لوح کو نکالکر دیکھا لکھا تھا کہ یہ سب فقنس کے
سحر مین جہانتک قتل کروگے زیادہ ہوتے جائینگے اور فقنس بالاے ہوا ابر مین پوشیدہ سحر کر رہا ہے تم لوح کو
اونچا کرو جب ابر شق ہو اور تخت فقنس کا دکھائی دے تو تم تیر پر یہ اسم دم کرکے اُس ملعون پر مارنا امیر
نے ایسا ہی کیا جب لوح کے عکس سے سحاب مانند پنبہ وا کیدہ کے منتشر ہوا فقنس کا تخت نمودار ہوا
انھون نے تیر مارا وہ زمین پر گر کر جہنم واصل ہو گیا ایک شور برپا ہوا کہ کشتی مرا نامم فقنس جادو بود بعد
تھوڑے عرصے کے روشنی ہوئی پھر بدستور بارگاہ آکر موجود ہوئی رات امیر نے بارگاہ مین بسر کی صبح کو
پھر ایک جانب روانہ ہوئے صحراے آتشبار مین گذر ہوا جہان کی نسیم سحری باد سموم تھی زرہ امیر کی مثل آگ
کے جلنے لگی امیر بہت گھبرائے لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ آگے چلے جاؤ یہ اور آگے بڑھے دیکھا کہ درخت
ہے اُس مین دو جگنو گاہ چمکتے ہین گاہ غائب ہو جاتے ہین اور اُسی مین سے شعلے بلند ہو کر تمام دشت
مین گرتے ہین کہ وہ دشت کرۂ نار ہو رہا ہے انھون نے پھر لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ یہ درخت نہین
ہے مشعلہ جادو وزیر ہے جسنے ملکہ کو خواصون سمیت پتھر کا بنا دیا ہے اور یہ تمھاری تلوار سے نہین مریگا جو تلوار
اسکے پاس ہے اُسی سے اسکی قضا بھی ہے جب تو امیر نے فرمایا کہ او مردود ازلی مین تیرا عزرائیل آپہونچا یا تو مثل درخت
کے تھا یا مجسم ہو کر دوڑا اور امیر پر تلوار ماری انھون نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا اسکی تلوار انکے
قبضے مین آئی وہ ملعون بھاگا اور تھوڑی دور جاکر سحر پڑھنے لگا کہ پر پیدا کرکے اُڑ جاؤن مگر یہ کب اُسکو
مہلت دیتے ہین دوڑ کر اُسکے تلوار کا ہاتھ لگایا کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا وہی تاریکی چھائی
جیسی پہلے بیان ہوئی آواز آئی کشتی مرا نامم شعلہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود
نرسیدیم جب اسکا مرحلہ بھی فتح کر چکے شب کو پھر بارگاہ مین قیام کیا اب صبح کو آٹھوین مرحلے کی فکر
مین روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے تھے کہ صحرا مین گذر ہوا دیکھا کہ جا بجا تالاب بھرے ہین اور جنگل
مین ایک شخص الاؤ لگائے بیٹھا ہوا آٹا گوندھ رہا ہے انھون نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ یہ اسم پڑھکر
سنگریزون پر دم کرو اور ہر تالاب مین پھینکو انھون نے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر کے بعد سب تالاب
غائب ہو گئے مگر ایک تالاب باقی رہگیا کہ اُس مین ایک منارہ بلند بنا ہوا تھا اور جو شخص کہ آٹا گوندھتا تھا
امیر کی جانب دوڑا جب قریب آیا امیر نے بعجلت تمام لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تلوار سے اسے قتل کرو امیر نے
تلوار نیام سے لی اُسنے بھاگنے کا ارادہ کیا انھون نے ایک وار مین دو کر دیئے تاریکی ہو گئی آواز آئی کشتی
مرا کہ نامم بحران جادو بود جب روشنی ہوئی اور بارگاہ نہ آئی تو انھون نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس تالاب
کے قریب داہنی طرف جاؤ لیکن بہت آہستہ قدم رکھو ایک شخص فرنگی میل کے پاس صورت سے لگا لیے
بیٹھا کتاب دیکھتا ہوگا پیچھے سے کتاب اُٹھا لاؤ وہ اندھا ہو جائیگا تم قتل کرنا اور اگر سامنے سے جاؤگے وہ
صور پھونک دیگا تمام صحرا مین آگ لگ جائیگی لوح بھی کام نہ دیگی غرض امیر نے جاکر دیکھا تو موافق حکم لوح
کے پایا پیچھے سے کتاب آکر اُٹھالی وہ ہاتھ بڑھا کر چار جانب ٹٹولنے لگا امیر نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا
کہ گردن اُسکی کٹ گئی غل و شور دار و گیر کا برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا کہ نامم ہلاہل جادو بود بعد تھوڑی
دیر کے روشنی ہوئی حسب دستور بارگاہ آکر موجود ہوئی امیر بارگاہ مین تشریف لائے لوح کو دیکھا اسمین
لکھا تھا کہ جو مرحلے اس طلسم مین تھے سب تمنے فتح کیئے یعنی حوت جادو کو قتل کیا اژدر جادو واصل جہنم

ثرخان بن خوار کو مارا نیرنگ جادو کا حملہ توڑا کنکس جادو کا دربند فتح کیا قتنس جادو کو قتل کیا شعلہ جادو کو جہنم میں پہونچایا بحران جادو کو ہلاک کیا ہلاہل جادو کا بکھیڑا پاک کیا وہ بھی تمہارے ہاتھ سے غارت ہوا اب تم باغ کرامت میں جاؤ یہ دیکھکر امیر باغ کرامت میں تشریف لائے ملکزادہ سے ملے اور تمام کیفیت بیان کی وہ بہت خوش ہوا امیر نے جشن کا حکم دیا کہ اتنے میں فتانہ نے آکر سلام کیا امیر نے پوچھا والی امان ملکہ کی خیر و عافیت کہو اُسنے پہلے امیر کی بلائیں لیں پھر کہا سب اپنی اصلی صورت پر آ گئے اور ملکہ بہت اچھی طرح سے ہیں آپ کی خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہی امیر نے فرمایا تم جاکر میری طرف سے کہدو کہ ای ملکہ اب تمہارا وہان رہنا اچھا نہیں کیونکہ ضرور انتشار شاہ آزار پہونچائیگا بلکہ تم جاکر ابھی لے آؤ فتانہ ملکہ کے پاس آئی اور پیغام امیر کا دیا وہ اُسی وقت چلنے پر مستعد ہو گئی تین لاکھ ساحر بچیان جو مسلمان ہوئی تھیں ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہو گئی فتانہ نے آکر امیر کو اطلاع دی کہ ملکہ آتی ہیں امیر بہر استقبال اُٹھے اتنے میں محافہ ملکہ کا آگیا سواری سے اُترتے ہی امیر کے قدمون پر گرنے لگی امیر نے گلے لگایا اور لاکر مسند پر بٹھایا پیالہ مئے ارغوانی کا گردش میں آیا اُدھر انتشار شاہ کو مرگ شعلہ کی خبر پہونچی سنتے ہی تمام اندام میں رعشہ پڑ گیا اتنے میں سنا کہ بحران اور ہلاہل بھی عازم جہنم ہوے اسنے منہہ پیٹ لیا اور کہا کہ کوئی جاکر اُس گیسو بریدہ ماہ سیما کو پکڑ لاے اُسے اپنے ہاتھ سے میں قتل کر دونگا بلکہ جلا دونگا پھر تو میرا دل ٹھنڈا ہوگا کہ اُسی نے طلسم کو درہم و برہم کرایا اتنے میں ایک ساحر آیا اور کہا ملکہ مع تین لاکھ ساحرنیون کے مسلمان ہوکر باغ کرامت میں طلسم کشا کے پاس چلی گئی پھر تو انتشار نے اپنے تئین زمین پر دے دے ٹپکا اور کہا کہ ہمارے ملازم سب نمکحرام ہیں انھون نے غفلت کرکے ہمیں اس نوبت کو پہونچایا خیر اب یا تو ہم اپنی جان دینگے اور یا طلسم کشا کو قتل کر بیٹھینگے

اب ذکر کچھ داستان احوال فیر مآل لشکر ظفر پیکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران عالی شان کے بیان کیے جاتے ہیں

راویان اخبار و ناقلان آثار لکھتے ہیں کہ امیر قباد نیک نہاد سے چالیس روز کا وعدہ کرکے طلسم میں تشریف لائے تھے جب اکتالیسوان دن ہوا اسکو انتشار پیدا ہوا علمشاہ نے قباد سے کہا ای شہریار امیدوار ہون کہ رخصت ملے تو جاکر امیر کی خبر لاؤن قباد نے خلعت رخصت عنایت کیا یہ تو اُسی راہ سے چلے جدھر سے محبوسان طلسم گئے ہیں دوسرے روز عمرو سوچا کہ کبھی میں امیر سے جدا نہیں ہوا حیف کا مقام ہی کہ علمشاہ تو تلاش امیر میں جاے اور میں نہ جاؤن یہ خیال کرکے خواجہ نے بادشاہ اسلام سے رخصت لی اور اُسی راہ سے یہ بھی چلے پہلے علمشاہ چبوترے پر گئے وہی عورت آئی جسکا ذکر ہو چکا ہی اور اُسی طرح اندھیرا ہوا ایک پنجہ پیدا ہوکر علمشاہ کو اُٹھا لیگیا وہ پنجہ میمون جادو تھا اُسنے انھین لیجاکر انتشار کے سامنے حاضر کیا اور کہا ای شہریار یہ امیر کا بیٹا ہی طلسم میں قید ہوا تھا میں حضور کی خدمت میں لے آیا یہ بہت خوش ہوا کہ اب حمزہ مجھے کیا ایذا دے سکتا ہی اگر میری ایذا رسانی کا قصد کریگا تو میں اسے قتل کر دونگا یہ کہکر اپنے سامنے قید کیا دوسرے روز پھر میمون آیا آداب بجا لایا اور عمرو کو مقید بقید سحر حاضر کیا انتشار خواجہ کو دیکھکر اور بھی خوش ہوا اور کہا ای عیار بان زادے تیری شکایت جمشید ساحری اپنی کتاب میں لکھ گئے ہیں اب تجھے میں عذاب الیم میں مبتلا کرکے مارونگا اور سحر

پڑھنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے زمین شق ہوئی اسنے کہا ای علمشاہ چلا جا یہ کہنا تھا کہ علمشاہ خود بخود
زمین مین غرق ہو گئے پھر زمین ہموار ہو گئی انتشار نے خوب چیخکر تین مرتبہ کہا یا جدا اس سے خبردار رہیگا
اور بہت احتیاط سے اسے رکھیگا عمرو نے جو یہ دیکھا روح نکل گئی ہاتھ جوڑنے لگا کہ ای شہریار میرے
بارے مین یہ جو آپ نے فرمایا محض لوگون کا افترا ہی مین بالکل احمق ہون اول درجے کا گاؤدی ہون دلیل یہ
رکھتا ہون کہ جیسے کہیے اُسے سجدہ کرون انتشار نے کہا کیون مجھے دم دیتا ہی خیر سمجھا جائیگا اب کچھ گا کہ مین نے
تیری سرائندگی کی بہت تعریف سنی ہی عمرو نے کہا دکھ مین راگ مجھے نہین یاد ہی تھوڑی دیر مین تو قتل ہو جاؤنگا
گاؤن کس دل سے میمون نے عمرو کو تر سول دکھایا کہ گانا شروع کر نہین تو اس سے پیٹ پھاڑ ڈالونگا جب
تو خواجہ صاحب ڈر کے مارے گانے لگے ایسا گایا کہ تمام حاضرین محفل مست و لایعقل ہو گئے عمرو نے
کہا کہ اگر میرا ایک ہاتھ کھل جاتا تو مین نی بجاتا اور نئے نئے راگ سناتا بلکہ راگ لاتا انتشار نے کہا راگ لانا کیا معنی
خواجہ نے جواب دیا کہ وہ راگ گاتا جو دنیا مین نہین ہین میرے ہی بنائے ہوئے ہین اسنے میمون سے حکم کیا
کہ ایک ہاتھ اسکا کھول دو غرض ایک ہاتھ انکا جب کھلا تو بانسری نکالکر خواجہ نے خوب بجائی جب تمام محفل وجد مین
آگئی تو عمرو نے زنبیل سے روئی رفع بیہوشی کی نکالکر اپنے دونون نتھنون مین دے لی اور عطر بیہوشی نکالکر
تمام جسم مین ایک ہاتھ سے ملا اسکی خوشبو سے تمام حاضرین جلسہ جھومنے لگے اور کئی منٹ مین بیہوش ہو گئے
خواجہ نے کمند آصفجاہ با صفا زنبیل سے نکالکر میمون پر پھینکی اور جھٹکا مارکے اپنے پاس گھسیٹ لیا پھر
زنبیل سے خنجر نکالکر اُس خود سر کا سر کاٹ ڈالا تاریکی چھا گئی دار و گیر کا غل ہوا بعد تھوڑی دیر کے بیرون نے
آواز دی کشتی مرا کہ نامم میمون جادو بود جب کئی ساعت کے بعد روشنی ہوئی تو خواجہ نے اپنے تئین رہا پایا
اور تمام محفل کو بیہوش پایا جلدی سے استرہ نکالکر انتشار کی ڈاڑھی مونڈی مگر کئی بال باقی رہنے دیے ایک
رقعہ لکھکر اُن بالون مین باندھا کہ منم شاہ عیاران کیون ای انتشار دیکھا تونے ہمارے خدا کو کیسا ہکو رہا
کیا ہمارا نام ریش تراشندہ کافران بھی ہی اگر تجھے ڈاڑھی کا شوق ہی تو ہر سال خراج ریش مین بھیجا کرنا اور
جو بیہوش پڑے تھے اُنکو بھی اسی نوبت کو پہونچا دیا کہ سبکے منہ نصف سیاہ اور نصف سرخ رنگے بعد اسکے خواجہ عمرو
تلاش امیر کشورگیر مین روانہ ہوئے لیکن تمام اسباب بارگاہ انتشار کا نذر زنبیل کر گئے اب حال علمشاہ
کا سنیے کہ یہ جو زمین مین غرق ہوئے تو ایک باغ مین پہونچے نہایت پر تکلف گلشن تھا اُس مین ایک عورت
سیاہ فام نام خدا چار سو برس کا سن نزع کے احتضار کے دن بارہ دری مین گاؤ سے لگی بیٹھی ہی اور اُسکے پہلو مین
ایک نازنین مہر تمکین ہی علمشاہ اُس مہ کامل پر عاشق ہوئے اور وہ انکو دیکھکر فریفتہ ہوئی بڑھیا نے
جو علمشاہ کو دیکھا ایک قفس بزور سحر تیار کر کے انکو اُس مین قید کیا اور ایک ساحرنی کو دے کر کہا کہ بڑے
محبس مین لیجا وہ قفس لیکر مکان مین آئی اور چھت مین لٹکا دیا اب جو علمشاہ نے دیکھا تو چھت مین بہت سے
پنجرے لٹکے ہین ایک پنجرے مین ایک پیر مرد بھی قید ہی علمشاہ نے اُس سے مخاطب ہو کر حال پوچھا اُسنے کہا کہ
پہلے آپ اپنی حقیقت اور گرفتار ہونے کی علت بیان کرین تو مین بھی اپنا ماجرا کہونگا انھون نے تمام کیفیت
امیر کے آنے کی بیان کر کے کہا کہ مین اُنکا بیٹا ہون اُنھین کی تلاش مین آکر گرفتار ہوا ہون پیر مرد نے
کہا اب میری کیفیت سنیے کہ نام میرا شہریار شاہ ہی مین اس طلسم کا بادشاہ تھا اور انتشار میرا وزیر تھا
میری نسل مین اسلاف کرام سے ایک مہرہ سیاہ چلا آتا ہی کہ وہ مہرہ جسکے پاس ہو وہی اس طلسم کی حکمرانی کرے

یہ لکاتہ جسنے آپ کو قفس مین بند کر کے یہان بھیجا ہے یہ انتشار کی نانی ہے محل مین بہت معزز تھی موقع پاکر وہ بیٹی
چنانچہ انتشار اُسی مہرہ کی برکت سے بادشاہ ہو گیا اور تمام میرے لواحق کو قتل کر ڈالا ایک لڑکی میری
کہ نام اسکا ملکہ گلفام سہی قامت ہے وہ نہایت کمسن ہے اور ماہر جادو نانی انتشار کی اُس سے مالوف
بھی تھی اُسکو تو ماہر نے پال لیا اور کوئی میری نسل سے نہ بچا مجکو یہان قید کیا اب آپ مجھسے فرمائین کہ جب امیر طلسم کو فتح کرین تو
سلطنت میری مجکو دین علمشاہ نے اقرار کیا وہ وہین مسلمان ہوا علمشاہ نے پوچھا کہ وہ مہرہ کہان ہے شہریار نے کہا
کہ چھت مین اسے لٹکایا ہے اسکے نیچے پلنگ بچھایا ہے اس پلنگ پر خود سوتی ہے یہان گلفام کا یاد علمشاہ مین
بہت بیحال ہے خواب و خور حرام ہو گیا ماہر نے کہا شاید قیدی کو دیکھکر میری بچی ڈر گئی جو جو علاج
ہوتا ہے حالت اسکی ردی ہوتی جاتی ہے یہ خبر زلالہ جادو کو پہونچی زلالہ ملکہ کی ہمجولی بھی ہے اور دایہ کی بیٹی
بھی ہے یہ دیکھنے کو آئی اور الگ لیجا کر کہا اے ملکہ مین تمہاری جان نثار قدیم ہون اگر کوئی راز ہو تو مجھسے نہ چھپانا
جب ملکہ نے اُسے اپنے اوپر مہربان پایا تو کہا اے زلالہ ایک اسیر طلسم پر دل آیا ہے گویا دل ہاتھ سے گیا
اسکی ایسی صورت ہے کہ تصویر مین تو کیا ہون خود اگر دیکھے اُسے حسن آفرین ؎ اپنی صناعی پہ حیران خود
وہ صورت گر رہے شاہی آنکھ کے روے انور سے نمایان ہے اسی جان کی زبانی سنتا ہے کہ وہ علمشاہ بن
حمزہ ہے اگر اُس سے ملنے کی کوئی تدبیر نکالی تو البتہ زندگی ہوگی ورنہ جینا محال ہے اتنا تو کر کہ محبس کلان مین جاکر
اُسکی خیر و عافیت مجھے لا دے اور اسکو بھی میرا حال سنا دے اسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے ابھی جاتی ہون
غرض زلالہ گئی اور محافظان محبس کو بزور سحر بیہوش کیا اندر آکر علیہ علمشاہ کو دریافت کر کے
نواح پیری ملکہ کی جانب سے کی پھر ملکہ کی کیفیت سنا دی علمشاہ نے کہا کہ میری طرف سے کہنا اے ملکہ میری
خواہش ہے تو مہرہ سیاہ جس طرح بنے ماہر سے لیکر مجھے پہونچا دے زلالہ یہ سنکر گلفام کے پاس آئی
اور علمشاہ کا پیام دیا اسنے کہا کہ یہی وقت ہے اماں بابان سوتے ہین جاکر نکال لائین غرضکہ یہ دونون لرزان
و ترسان بارہ دری مین آئین دیکھا کہ ماہر کے سینے پر مہرہ آویزان ہے زلالہ نے خنجر کو ایک چوب دستی مین باندھکر
ڈوڑا کاٹا گلفام نے دوپٹے کو پھیلا کر روکا کہ اُس شب فرقت کی خالہ کے اوپر نہ گرنے پائے جب مہرہ حاصل
ہو گیا تو زلالہ کو دیا کہ جادے آو وہ اُسی طرح پھر پہونچی جیسے ہی مہرہ علمشاہ کو دیا قفس کی تیلیان ایک ایک
گر کے مثل شاخہاے خزان رسیدہ کے گر گئین علمشاہ رہا ہو گئے شہریار شاہ نے کہا اے شہریار مجھے نہ فراموش
کیجیے گا علمشاہ نے کہا قول مردان جان دارد گھبراتے کیون ہو اب یہ تو کہو کہ تمہاری رہائی کی کیا سبیل ہے اسنے
کہا جب تک وہ لکاتہ نہ مریگی رہائی میری محال و ممتنع ہے کیونکہ اُسنے طلسم بند کر دیا ہے علمشاہ اسکی بخوبی خاطر
جمع کر کے ہمراہ زلالہ ملکہ کے پاس آئے زلالہ نے پہلے آکر ملکہ کو خبر دی کہ وہ آتے ہین ملکہ کا سنکر دہشت سے
یہ حال ہوا کہ اپنی جگہ سے جنبش کرنا محال ہوا نہ زلالہ کو کچھ جواب دیا اُسنے آکر علمشاہ سے کہا ملکہ
آپ سے کسی بات پر خفا ہو گئی ہین یا تو یہ بیتابی تھی یا خبر آمد سنکر خاموش ہو رہین علمشاہ خود ملکہ کے پاس
آئے اور کہا اے جان جان دل آرام دل پر ارمان میری کیا خطا ہے اسکا بھی جواب نہ دیا جب تو علمشاہ نے
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمھین قسم ہے اپنے حسن خداداد کی کچھ منہ سے بولو جب تو دبی زبان کہا کہ بیٹھو علمشاہ
پہلو مین بیٹھ گئے زلالہ کشتی شراب کی لیکر حاضر ہوئی علمشاہ نے ملکہ و زلالہ کو مسلمان کیا دور جام مے
لالہ فام بے دغدغہ انجام ساتھ گلفام کے چلنے لگا جب چار گھڑی رات باقی رہی تو زلالہ نے کہا اے شہریار

اب رات کم ہے پہلے چلکر ماہر کا کام تمام کر دیجیے پھر عیش کیجیے یہ سنکر علمشاہ اٹھ کھڑے ہوئے زلالہ نے ایک تلوار دی اور کہا آپ قسم کھایئے کہ میں سوتے میں ماہر کو مارونگا انھون نے جواب دیا کہ ہمارا یہ آئین نہیں ہے ملکہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ہم سب کی جانیں اس چہرے کی بدولت جائینگی انھون نے کہا اچھا جیسا تم کہو گی ویسا ہی ہوگا غرض تلوار لیکر آگے آگے یہ اور پیچھے پیچھے ملکہ و زلالہ یہ دونون تو پس پردہ کھڑی رہیں علمشاہ بارہ دری میں آ گئے اور سینہ میں اُس لکاتہ کے نوک تلوار کی چبھو دی اُسنے آنکھیں کھولدیں پہچانا کہ یہ تو وہی قیدی پسر حمزہ ہے کہا ارے تو یہان کہان کسکی مجال تھی جو میری زندگی میں تجھے رہا کر دیتا معلوم ہوا تو شہزادہ ہے خوب ہوا کہ تو آگیا میں تیرا بیر بناؤنگی تو بہادر بھی بہت تھا تجھسے بہت کام نکلینگے علمشاہ نے کہا او لکاتہ اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی میں تیرے واسطے ملک الموت بنکر آیا ہون اُسنے گھبرا کر چھت کی طرف جو نظر کی چہرے کا صندوقچہ نہ پایا جان نکل گئی سمجھی بیچ پڑا بزور سحر اُسنے ایک دیوار آہنی درمیان میں حائل کر دی زلالہ اور ملکہ یہ دیکھکر بہت گھبرائیں کہ غضب ہو گیا اتنے میں علمشاہ نے چہرۂ سیاہ کو دیوار سے چھوا دیا فوراً وہ دیوار غائب ہو گئی جب تو وہ روباہ خصال شیرنی بنکر دوڑی علمشاہ نے چہرہ سامنے کیا اب جو غور سے دیکھا تو ایک بڑھیا چارون ہاتھ پانوٴن سے چلی آتی ہے علمشاہ نے جھپٹ کر تلوار ماری سر کٹکر دور گرا شور دار و گیر بلند ہوا آندھی آئی تاریکی ہو گئی پھر آواز آئی کہ مارا کشتی مرا کہ نام من ماہر جادو بود بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی لاش اُس لکاتہ کی پڑی دیکھکر زلالہ اور ملکہ دونون بہت خوش ہوئیں ملکہ علمشاہ کو لیکر اپنی بارہ دری میں آئی زلالہ نے کہا اے شہریار ابھی وغدغہ باقی ہے کہ گرد و نواح کے ساحر آکر یورش کرینگے علمشاہ نے کہا خدا ے بزرگ است غرض پھر وہی صحبت عیش برپا ہوئی کہ پیالہ شراب کا گردش میں آیا اتنے میں شہریار شاہ نے آکر دروازے پر دستک دی زلالہ نے کہا اے شہریار غضب ہوا شہریار شاہ اپنے ہمراہ فوج لیکر شاید آیا ہے علمشاہ نے کہا ڈرو نہیں وہ ہمارا دوست ہے اندر بلالو زلالہ اُسے اندر لائی آکر اُسنے علمشاہ کو مجرا کیا انھون نے مسند سے اُٹھکر تعظیم کی اور ملکہ سے کہا کہ یہی تمھارے باپ ہیں انسے ملو وہ اُٹھکر گلے سے چمٹ گئی شہریار شاہ نے کہا آپ نے مجھے عمر دوبارہ بخشی سلطنت دلوایے سوا اس دختر کے اب کوئی میرا نہیں ہے اور آپ اب یہان توقف نہ فرمایے کیونکہ انتشار جب سنیگا نو لاکھ ساحرون سے آئیگا اگرچہ ایک لاکھ ساحر اسوقت میرے بھی مطیع ہیں مگر میں بھی ابھی اُسکے مقابلے کے لائق نہیں ہون لیکن انشاء اللہ تو سہی اس لشکر کو قرار واقعی سزا دی تو کچھ کام نہ کیا آپ فی الحال لشکر امیر میں تشریف لیچلیں علمشاہ راضی ہوئے اُسنے بزور سحر ایک گھوڑا تیار کیا اُسپر علمشاہ سوار ہوئے محافے میں ملکہ کو بٹھایا اُسپر خود سوار ہوا زلالہ اور بہت سی ساحرنیان ماہر کی مطیع اسلام ہو گئیں تھیں سب ہمراہ ہوئیں اور سب کے سب روانہ ہوئے ادھر انتشار کی آنکھ جو کھلی تو اپنی تئیں زمین پر پڑا دیکھکر حیران ہوا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چارون طرف دیکھنے لگا اتنے میں حاضرین جلسہ ہوش میں آئے کسی نے کہا اے شہریار آئینے میں اپنی صورت تو ملاحظہ فرمایئے اُسنے سر ہلایا چھن چھن آواز آئی گھبرا کر آئینہ مانگا اب صورت دیکھی تو بہت ہنسا چار ابرو کا صفایا داڑھی میں چھند بال ہیں اُن میں گھنگھرو بندھے ہیں اور ایک رقعہ بھی بندھا ہے منہ کالا ہے تمام بارگاہ لٹی پڑی ہے اور سب حاضرین محفل الو لو بنے ہوئے ہیں رقعہ کھولکر پڑھا چارون طرف دیکھا عمرو کو نہ پایا بہت غصہ کیا اور حکم دیا کہ تمام طلسم میں تلاش کر کے اُس ساربان زادے کو لاؤ لوگ تلاش عمرو میں چلے اور خواجہ جو چلے تھوڑی دور پر جاکر ایک بارگاہ زرنگار نظر آئی خواص کی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ مسند پر امیر بیٹھے ہیں اور پہلو میں ایک

نازنین مہر تمکین جلوہ گر ہی عمرو نے کہا یہ عرب بھی بڑا خوش نصیب ہی جہان جاتا ہی ایک نہ ایک معشوق سے گرم صحبت
ہوتا ہی اتنے مین ایک دیو نے آکر خبر دی کہ رستم فیلتن طلسم مین آئے انتشار نے زیر زمین اُنھین قید کیا بعد اسکے خواجہ
آئے وہ بھی قید ہوئے مگر تمام محفل کو بیہوش کر کے نکل گئے امیر بیتاب ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ جاکر علمشاہ کو
چھڑا لاؤن فتانہ نے کہا ای شہریار پہلے [illegible] سے مشورہ لیجیے پھر کہین جانے کا قصد کیجیے غرض امیر نے لوح دیکھی لکھا
تھا کہ قریب تر ملاقات ہوا چاہتی ہی خانۂ حیات برقرار ہی امیر یہ دیکھکر خاموش ہو رہے عمرو نے گلیم اوڑھ کر آواز
دی او عرب دیکھی تیری مروت امیر نے آواز پہچانی اور کہا ای خواجہ اگر آئے ہو تو سامنے آؤ خواجہ عمرو اپنی صورت
اصلی سے سامنے امیر کے آئے سب خواصین ملکہ کی چیخ کر بھاگین اور کہا یا امیر انتشار نے شاید بن نالش کو بھیجا
ہی ہمین اسکی صورت سے خوف آتا ہی امیر نے کہا ڈرو نہین یہ آدمی ہی عمرو نے کہا ای امیر یہی شرط محبت تھی کہ
بیٹے کی گرفتاری کا حال سنکر بیتابانہ دوڑے اور ہماری خبر بھی نہ لی امیر نے کہا ای خواجہ تمھاری خبر رہائی کی بھی تو
سن لی تھی عمرو نے کہا خیر یہ تو سب ہوا اب مجھے یہ تو بتاؤ کہ ایسی بدصورت عورت کو اپنے پہلو مین کیون بٹھایا
گول چہرہ کالا رنگ آنکھون مین ہوتیا ین سر مین یا بخورد فتانہ نے کہا او غول بیابانی اپنی صورت تو دیکھ میری
ملکہ کو کیا کہتا ہی جسکا آج عالم مین نظیر نہین امیر نے فتانہ کو اشارے سے منع کیا اور ملکہ سے کہا تم برا نہ مانا
اسکی ہنسنے کی خو ہی دوسرے یہ مرد طماع ہی اسے کچھ دو ملکہ نے کئی صندوقچے زر و جواہر کے عمرو کو دیے جب
عمرو نے کہا اصل تو یہ ہی کہ لعل پتھر سے ٹوٹ گیا ای امیر کہان تو مجاور زادہ اور کہان یہ شہزادی پری نژاد
تو چاند مین گہن لگ گیا سب حاضرین جلسہ ہنسنے لگے اتنے مین ہرکارے نے آکر امیر کی خدمت مین عرض
کیا کہ لشکر ساحران آتا ہی شاید انتشار نے عزم مصاف کیا ہی یہ سنتے ہی خواجہ باہر نکل آئے دیکھا تو لشکر ساحرون کا
چلا آتا ہی آگے علمشاہ گھوڑے پر سوار اُسکے پیچھے ایک شخص شیر پر سوار ہی اور باقی ساحر بازلیط فرقرے وغیرہ پر
سوار ہین ترسول پنسول ہاتھون مین شعلے منھ سے نکلتے ہین اور ایک محافہ بھی بیچ مین ہی خواجہ عمرو
دوڑے امیر سے آکر کہا مبارک ہو علمشاہ آتے ہین یہ سنکر امیر بیتاب ہو گئے اور بارگاہ کے باہر تشریف
لائے علمشاہ امیر کو دیکھکر گھوڑے سے کود کر امیر کے قدمون پر گرے امیر نے سر اُنکا سینے سے لگایا اور
شہریار شاہ نے آکر نذر دی امیر نے نذر اُسکی قبول کی علمشاہ کو لیکر بارگاہ مین آئے فتانہ سے کہا تم
سواری اُترواؤ اور ملکہ سے کہنا کہ یہ میری بہو ہی اپنے برابر مسند پر بٹھانا بہت خاطر کرنا غرض فتانہ نے
سواری اُتروائی اور جاکے ملکہ سے کہا ماہ سیما گلفام کو استقبال کر کے لینے آئی گلفام نے سلام کیا
ماہ سیما نے لیجا کر مسند پر بٹھایا یہان علمشاہ نے تمام کیفیت شہریار کی امیر کے سامنے بیان کی کہ یہ بادشاہ
طلسم ہی انتشار اسکا ملازم تھا بسبب نمکحرامی کے بادشاہ بن بیٹھا امیر نے فرمایا کہ ای شہریار تم خاطر جمع رکھو
انشاء اللہ المستعان اس شیطان کو اس گستاخی کی سزا بہت جلد دیتا ہون اور تمھین تخت پر بٹھائے دیتا ہون
غرض ناچ رنگ کی صحبت مین کئی ساعت امیر بیٹھے رہے بعد کو اُٹھکر محل مین تشریف لیگئے علمشاہ نے گلفام
کو مہرہ دے کر کہا کہ تم بھی معززان طلسم سے ہو اسے اپنے پاس رکھو عمرو نے جاکر یہ خبر امیر کو دی کہ علمشاہ نے ایسی نادر
چیز ضایع کر دی امیر نے بھی تاج یاقوتی ماہ سیما کو دیا اور فرمایا کہ اب تمپر بھی کوئی سحر نہ کریگا عمرو کو بڑا صدمہ ہوا
کہ جو بیٹا کرتا ہی وہی باپ بھی کرتا ہی خواجہ کے چہرے سے آثار ملال جو ظاہر ہوئے امیر نے بفراست دریافت
کر کے وہ ٹکڑا جس مین نقشے لوح نکلی تھی عمرو کو دیا کہ لو خواجہ یہ تم اپنے پاس رکھو تاج اور مہرے سے یہ کسی طرح

کم نہین ہی خواجہ نے بہ سبب ماہیت نہونے کے اُسے نہ لیا اُدھر انتشار شاہ کو ماہر جادو کے مرنے کی خبر ہوئی اور یہ سنکر علمشاہ شہریار کو رہا کر کے خدمت امیر مین لے گیا فوراً اُسنے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو غرض لشکر اسکا سب مسلح و مکمل جب ہو چکا تو یہ طرف باغ کرامت کے روانہ ہوا یہان ہرکارون نے آکر یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ انتشار نے لشکر کشی کی ہی قریب تر ارادۂ جدال و قتال آیا چاہتا ہی امیر نے بھی باہر باغ کے بارگاہ برپا ہونے کا حکم دیا انتشار کا خیمہ و خرگاہ لگیا اور میدان مصاف صاف ہونے لگا جب دونون لشکرون کے میدان مین خیمے برپا ہو چکے شبکو طرفین سے طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صفوف آرائی کے انتشار کی طرف سے صورت نگار میدان مین آیا ادھر سے شہریار شاہ امیر سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو گیا صورت نگار نے ایک نارنج مارا شہریار نے سحر کیا نارنج مثل ثمر خزان رسیدہ کے زمین پر گر پڑا اور خود سحر پڑھکر ایک ترنج صورت نگار پر مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ کر پار گذر گیا اور ایک ساحر اُسکی طرف سے آیا اُسکا بھی ایک ترنج مین کام تمام کیا غرض شہریار نے کئی ساحر مارے انتشار کو انتشار پیدا ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دوسرے روز خود میدان مین آیا ادھر سے امیر تشریف لیگئے جو تلوار قتانہ نے دی تھی فقط وہی ہاتھ مین تھی انتشار نے بزور سحر اژدہا امیر کی جانب بھیجا جب قریب آیا تلوار کی برکت سے نیلا سوت دکھائی دیا امیر نے جھپٹ کر ایک ہاتھ جو مارا تو انتشار سمیت چار پرکالے ہو گئے فوج نے جو یہ دیکھا ایکبار سب نے حملہ کیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی ادھر سے امیر کی فوج بھی ٹوٹ پڑی خوب گھمسان کی لڑائی دو پہر تک رہی آخر انتشار کی فوج نے شکست کھائی امان مانگی امیر نے سب کو امان دی اور مسلمان کر کے شہریار کا مطیع کیا سب نے کہا کہ ہمارا بادشاہ تو یہی ہی خوب ہوا کہ وہ نمک حرام مارا گیا شہریار کو تخت پر بٹھایا اور پھر لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا اے حمزہ تمام دربند فتح ہو گئے اب طلسم کور ہنیے دو تمھارا فرزند فتح کریگا تم اپنی مراد کو پہونچ گئے فرزند قرباد کو بھی رہا کر لیا اب تم چلے جاؤ دربند جو ٹوٹ گئے تو راہ بھی کھل گئی یہ دیکھکر امیر نے اپنی شادی ماہ سیما کے ساتھ اور علمشاہ کی گلفام کے ساتھ کر کے شہریار سے رخصت چاہی اُسنے بعد کئی روز دعوت کرنے کے امیر کو رخصت کیا امیر مع علمشاہ و خواجہ عمرو و ماہ سیما و گلفام و ملکزادہ وغیرہ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے اور جس راہ سے سب جا کر قید ہوتے تھے وہ راستہ کھل گیا تھا اُدھر سے کئی روز مین داخل لشکر ہوئے قباد سے ملے قرباد شاہ سے ملکزادہ کو ملایا بعد اسکے ملکۂ مہر نگار کے پاس گئے تمام لشکر مین تہنیت کی دھوم ہوئی امیر نے جشن نوروزی کیا اور مصروف عیش ہوئے

اب دو سکلمے داستان آنا شتر سوار کا حلب سے اور جانا علمشاہ و سعد و لندھور کا جانب حلب

شعر
زراویان سخن سنج این چنین مرویست * که اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست *

راوی عجائب نگار لکھتا ہی کہ ایک روز امیر بارگاہ مین تشریف فرما ہین کہ ایک شتر سوار نامہ لیکر آیا سیف ذوالیدین نے پڑھا وہ نامہ عبدالجبار حلبی کی طرف سے اس مضمون کا تھا کہ ہیکلان عاد مغربی نے ایک پہلوان جنید نامے جو چودہ من کا حربہ باندھتا ہی اسواسطے بھیجا ہی کہ یا تو آکر ثمرات کو سجدہ کرو اور یا لڑو یا ہم مین اُس سے لڑنے کی طاقت نہین ہی کسی بہادر کو بھیجیے کہ وہ آکر ہماری جان اور ایمان بچاے بمجرد سننے اس مضمون کے امیر نے جام بھر کر رکھا کہ کوئی بہادر ان مین سے جاے علمشاہ نے اُٹھکر جام پی لیا اور دو لاکھ فوج اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے دوسرے روز پھر امیر نے جام بھر کر رکھا کہ اور بھی کوئی جاے سلطان سعد نے جام پی لیا اور دو لاکھ فوج لیکر یہ بھی روانہ ہوئے تیسرے روز پھر امیر نے جام بھر کر رکھا کہ ایک دلاور اور جاے لندھور جام پی کر

دو لاکھ فوج سے چلا یہان ہیکلان نے جنید کو تقید کردی تھی کہ جاتے ہی قلعے کا محاصرہ کرلینا غرض اُسنے
آتے ہی قلعے کو گھیر لیا اور نبیب دی کہ کوئی تم مین سے اگر مرگ کا خواہان ہی تو مجھسے مقابلہ کرے ورنہ کل قلعہ لیلونگا
اور نہین تو ثمرات سخنگو کو سجدہ کرو عبدالقہار و عبدالجبار نے سنکر کچھ جواب نہ دیا اور یہی کہا کہ جو مرضی خدا کی
غرض رات کو جنید نے ایک شخص کو اپنی طرف سے بھیجا کہ تو جا کر سمجھا میری طرف سے کہنا کہ کیون اپنی جان دینے
آمادہ ہو مجھسے لڑنا گویا ملک الموت سے پنجہ کرنا ہی غرض وہ ایلچی قلعے مین آیا اور سب مراتب تعلیم کیے عبدالجبار نے
کہا ثمرات سخنگو پر لعنت اور اُسکے پرستارون پر لعنت ہی کہنا کہ ای جنید خدائے ما بزرگ ست ایلچی بے نیل
مرام واپس آیا صبح کو جنید نے تین لاکھ فوج سے قلعے پر حملہ کیا لیکن قلعہ بہت مستحکم تھا کوئی قریب قلعے کے بھی
نہ پہونچا خندق کے اسی طرف سب رہے جب تو جنید نے سب کو منع کیا اور کہا کہ تم سب ٹھہرو مین اکیلا جاتا ہون
یہ کہکر گرز سنبھالا اور خندق کے کنارے پہونچ کر لکارا ای عبدالجبار اب یہ قلعہ میرا ہو چکا نکل باہر کسی نے
جواب نہ دیا جنید جست کرکے اُس پار پہونچا اور گرز اُٹھایا کہ دروازے کو توڑے جب تو تمام زن و مرد
رونے پیٹنے لگے عبدالجبار نے بھی دعا مانگنا شروع کیا کہ بیابان کی جانب سے گرد اُٹھی جب دامنہ گرد کا چاک
ہوا دیکھا کہ آگے علمشاہ ہین اور اُنکے پیچھے بہت فوج ہی یہ دیکھکر عبدالجبار نے سجدۂ شکر بدرگاہ بے نیاز کیا
اور کہا کہ ہان نقارۂ شادمانی بجاؤ نقارے کی آواز جو جنید نے سُنی کہا او عبدالجبار اپنی مرگ کی خوشی کرتا ہی
عبدالجبار نے کہا کہ اب تیری مرگ کی شادی ہی اتنے مین علمشاہ نے قریب پہونچ کر نعرہ کیا کہ باش او نامرد
کہان جاتا ہی جنید نے پھر کر کہا تو نے کیونکر مجھے نامرد جانا دیکھ اس خندق کو کس سہولت سے مین نے عبور
کیا ہی اور تو کون ہی علمشاہ نے کہا منم رستم بیلتن و فیلکن کشندۂ قویل ہندی و کپتیان فرنگی او گیدی لا کیا
ضرب رکھتا ہی اتنے مین علمشاہ بھی خندق کو عبور کرکے پاس پہونچ گئے جنید نے خفا ہوکر ایک تلوار ماری علمشاہ
نے سپر چہرے کی پناہ کی تلوار سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر آئی خون کی چادر آنکھون پر آئی انھون نے رومال
سے چہرے کا خون پاک کرکے ایک ہاتھ مارا مگر بسبب زخم سر کے ہاتھ اوچھا پڑا اُسنے شمشیر کو سپر پر لیا تھا تلوار
نے سپر و خود کو کاٹا خفیف سا زخم سر پر بھی آیا اتنے مین فوج جنید کی آگئی اور علمشاہ کو گھیر لیا اُنکی فوج نے
جو یہ دیکھا وہ بھی ٹوٹ پڑی اُدھر قلعے مین سے عبدالجبار و پیر فرخاری وغیرہ بھی اپنی فوج لیکر نکلے دھا وا
ہوگیا تین پہر تلوار چلی کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار ہوگئے جنید کی فوج پسپا ہونے کو تھی کہ طبل
بازگشت بجوا کر اپنے خیمے مین پھر گیا علمشاہ قلعے مین آئے زخم مین ٹانکے دلوائے اُدھر اُسنے بھی اپنے
زخمیون کے ٹانکے دلوائے دو پہر رات گذری تھی کہ سعد کا نعرہ ہوا اور آکر جنید کی فوج پر مع فوج کے
گرے تلوار چلنے لگی یہ خبر عبدالجبار کو پہونچی وہ بھی اپنی فوج لیکر نکلا پیر فرخاری نے بھی تلوار کھینچ لی یہان
علمشاہ بہ سبب تکلیف زخم کے غش مین تھے اُنھین خبر نہین غرض دو پہر دن اور دو پہر رات تلوار چلی کہ
سلطان سعد و پیر فرخاری پر حلقہاے کمند پڑ گئے اور لیجا کر اُنھین قید کیا عبدالجبار پھر قلعہ بند ہوا جب علمشاہ
کو ہوش آیا سعد کے قید ہونے کی کیفیت سُنی کمال ملال ہوا اور قصد کیا کہ ابھی جا کر چھڑا لاؤن عبدالجبار نے
بمنت روکا کہ آپ کا حال بہت سقیم ہی ایک عرضی امیر کو لکھیے اُسوقت تک آپ کو بھی صحت ہو جائیگی اُدھر جنید
نے سعد کو اپنے سامنے طلب کرکے کہا کہ اگر تو ثمرات کو سجدہ کر تو تجھے چھوڑ دون سعد نے لعنت کی اُسنے
کہا یہ واجب القتل ہی اسے قتل کر دو اور جو پانچ سو سوار بھی قید ہوگئے تھے اُنھین بھی قتل کرنے کا حکم دیا

بیر فرخاری اور سعد نوجوان مع پانچ سو سواروں کے زیر تیغ بٹھائے گئے کہ ہلال عاد و انصار عاد نے کہا ان سبکو ہیکلان کے پاس بھیجدو ایسا نہو کہ وہ خفا ہو غرض ان سبکو قید کرکے ہلال عاد کو مع تین سو سواروں کے ہمراہ کرکے ہیکلان کے پاس روانہ کیا اور دوسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا جب قلعے سے کوئی نہ نکلا تو خندق پر آکر نقیب دی کہ اب تو کوئی حمایتی نہین ہی چلو تم سب بھی ہیکلان کی خدمت مین کہ اتنے مین پشت پر سے آواز آئی ہاشی او نامردا سنے پھر کر دیکھا تو ایک شخص کو ہاتھی پر سوار پایا کہا کیا نام رکھتا ہی اُسنے کہا نام لندھور بن سعدان رستم ہند و ستان لاکیا خبر رکھتا ہی شعر بیارا نچہ داری ز مردی نشان ✤ کمان کیانی و گرز گران ✤ جنید نے گرز مارا لندھور نے گرز کو گرز پر روکا ایک تڑاقا ہوا لیکن ہاتھ لندھور کا مثل ستون کے قائم رہا پھر گرز لندھور نے جو مارا اُسنے بھی گرز کو پناہ سپر کیا گرز پر گرز پڑا دونوں گرز سر پر دو آگئے اور سر دو ٹکڑے ہو کر گنبد کی پیٹھ مین گیٹا زمین مین دھنس گیا ایک تھلتھلا خون کا زمین مین بن گیا فوج نے نرغہ کردیا لندھور کی فوج بھی آپڑی جنگ مغلوبہ ہونے لگی عبد الجبار و عبد القہار بھی فوج لیکر نکلے خوب تلوار چلی ایک لاکھ اٹھارہ ہزار فوج جنید کی رہگئی وہ بھاگی اور جہان خیمے تھے وہان پہونچکر چاہا کہ اپنے خیمے لیکر بھاگین مگر لندھور کب دور لینے دیتا ہی ہزاروں کو وہان قتل کیا غرض جو باقی رہے وہ بھاگے اور جاکر ہیکلان کو خبر کی اُسنے شہر شہر ڈھنڈھورا پٹوادیا کہ کل یوتا حمزہ کا گردن مارا جائیگا جسے دیکھنا ہو آئے یہ صدا کرب غازی کے کان مین بھی پہونچی وہ اسوقت فتانہ و ملکہ گلچہرہ کی صحبت مین بیٹھا تھا اُسنے کہا اے فتاح اب تم اپنی معشوقانہ کے پاس بیٹھو مین جاتا ہون کیونکہ خدا نے وہ دن دکھایا کہ تمہا معشوق اکیجا ہو گئے ہین اُسنے کہا مجھسے یہ ہو سکتا ہی کہ آپ جائین لڑنے کو اور مین عیش کرون کرب نے قسم دی کہ تم بیٹھو اور آپ باہر نکل آئے مگر یہ بھی انکے پیچھے پیچھے چلا آیا غرض کرب و فتاح و اندلس کو لیکر قتلگاہ مین آئے دیکھا کہ تماشائیون کا انبوہ ہی زیر دار سلطان سعد و بیر فرخاری اور اُسکے دونون بیٹے اور پانچ سو سوار بیٹھے ہین جلاد پھر رہے ہین انصار عاد جو انکی قید لایا تھا اُسی کا اہتمام ہی کرب لوگون کو ہٹاتا ہوا قریب دار کے پہونچا کہ دو چار نے روکا مگر اسنے کسی کا کہنا نہ سنا ایک شخص نے تلوار ماری اسنے خالی دے کر ایک ہاتھ جو مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے تماشائی تو بھاگنے لگے تلوار چلنے لگی فتاح نے دوڑکر ایک ہاتھ انصار پر مارا وہ زخمی ہو کر گرا اندلس نے ایک جلاد کو جہنم واصل کیا کرب نے سامنے سعد کے پہونچکر آواز دی کہ اے شہریار غلام آپہونچا اسکو دیکھکر سعد نے جھٹکا مارا کہ قید مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ گئی اور دوڑکر ایک سوار کی تلوار چھین کے ایک سوار پر ہاتھ مارا وہ گرا اُسکے گھوڑے پر سوار ہو کر سعد بھی لڑنے لگے اندلس نے دوڑکر بیر فرخاری کی قید کاٹ دی ابو الفتح نے گلباد کو رہا کیا اسی طرح ایک نے دوسرے کو قید سے رہائی دی تلوار چلنے لگی اُدھر ہیکلان کو خبر ہوئی اُسنے المقال کو کئی ہزار سوار دے کر بھیجا وہ آیا اور لڑنے لگا اتنے مین ایک نقابدار سی ہزار سوار لیکر آیا اور کرب کی طرف سے لڑنے لگا غرض شام ہو گئی اور فوج ہیکلان کی پسپا ہوئی کرب و سعد صحرا کی طرف روانہ ہوئے سعد آگے بڑھ گئے تھے ایک مقام پر ٹھہرے اور کرب کا انتظار کرنے لگے کہ اس لڑکے نے ہمارے اوپر احسان کیا ہی ایسا نہو کہ اور فوج آکر اُسکو گھیرلے جب دیر ہوئی گلباد کو بھیجا کہ جاکر ڈھونڈھ لا ادھر کرب سے فتاح نے کہا کہ ذرا توقف کیجیے وہ سامنے تالاب معلوم ہوتا ہی چلکر منہ ہاتھ دھوئیے غرض یہ بیٹھے ہوئے منہ دھو رہے تھے کہ گھوڑون کی ٹاپون کی آواز کان مین آئی فتاح نے کہا شاید ہیکلان نے اور فوج بھیجی ہی ہوشیار ہو جیے یہ سب جلدی جلدی گھوڑون پر سوار ہوئے اب جو دیکھا تو وہی نقابدار ہی جو آکر لڑا تھا لیکن زخمی بہت ہو گیا ہی

کرب نے کہا اے بہادر تو نے ہمپر احسان کیا اپنا نام بتا اُسنے کہا مین وہی گلچہرہ آپ کی لونڈی ہون یہ کہکر بند نقاب کھولدیے کرب نے فتاح کو بلایا اور کہا لو بھئی تمھاری معشوقہ بھی آگئی وہ بہت خوش ہوا اتنے مین گلباد نے آکر کہا آپ کو سلطان سعد یاد کرتے ہین کرب مع اپنے ہمراہیون کے گلباد کے ساتھ سلطان سعد کی خدمت مین آیا سعد نے نقابدار کا حال پوچھا کرب نے بیان کیا پھر سعد نے کہا کہ نقابدار کے ساتھ تمھارا نام بھی دریافت ہوگیا مگر اپنے جد و آبا کا نام بھی بتاؤ کرب نے کہا کہ مین شہر اندلس کا رہنے والا ہون اور مسلمان ہون آپ کو بھی حال معلوم ہو جائیگا بلکہ میرے والد حمزہ صاحبقران کے ملازم ہین سعد نے بہت اصرار کیا مگر کرب نے نہ بتایا غرض سعد تو امیر کے لشکر کی طرف چلے کرب اپنے شہر کیجانب روانہ ہوا یہان ہیکلان کو خبر گذری انقال کا بھی انتقال ہوگیا اور سب قیدی رہا ہوگئے مگر کرب اور فتاح کا حال نہ کھلا اب یہ سب حیران ہین کہ کون چھڑا لیگیا

اب دو کلمے داستان نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب نوشیروان فرنگ سے بھاگا سیدھا مدائن مین آیا اور عہد کیا کہ اب امیر سے نہ لڑونگا اور بختک سے کہا خبردار کبھی حمزہ کی طرف کوئی بات ایسی نہ کہنا کہ جس سے پرخاش کا اظہار ہو یہ سب فتنے تیری ہی ذات سے ہوئے ہین یہ خبر امیر کو بھی پہونچی وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اب ہم سے لڑنا منظور نہین ہے لیکن بختک کے پیٹ مین چوہے چھوٹ گئے کہ حمزہ نے ملک بھی لیے اور صلح بھی ہوئی ادھر نوشیروان نے امیر کو کچھ تحفے بھیجے امیر نے نوشیروان کو ہدیے روانہ کیے اب امیر یا تو فیر حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ صلح ہوگئی

اب دو کلمے داستان عرضی لکھنا بختک کا جمہور کو نوشیروان کی طرف سے طلب مدد مین اور آنا اُسکا مع فوج کے

راوی شیرین تقریر نے تحریر کیا ہے کہ سوچتے سوچتے بختک کے ذہن مین ایک فطرت آئی اُسنے سنا کہ شہر طرطوس مین جمہور جہانسوز طرطوس بہادر شہنشاہ تیرزن ایسا پہلوان ہے کہ تین سو ساٹھ من کا تبر باندھتا ہے فوراً ایک عرضی نوشیروان کی طرف سے اس مضمون کی لکھی کہ حمزہ نے میرے سب شہر چھین لیے ہین اگر آپ مدد کر کے دلوا دیجیے تو آپ کا بڑا نام ہو اُسنے جواب مین لکھا کہ آجتک شہنشاہ نے مجھے اطلاع نہ کی اب مین حاضر ہوتا ہون جب یہ جواب آیا بختک نے نوشیروان کو دکھایا اُسنے کہا کہ پھر تو نے وہی باتین نکالین اسنے جواب دیا کہ وہ بڑا جری و بہادر ہے عجب نہین کہ حمزہ کو زیر کرے اور آجکل از روے رمل بھی حمزہ کے ستارے نحس ہین اسکے ستارے سے اور ساسانیون نے بھی کہا اے شہریار مردون کے واسطے لڑنا مرنا فخر ہے وہ تو موم کی ناک ہے پھر گیا اور کہا کہ اچھا آنے دو اتنے مین ہرکارون نے خبر دی کہ جمہور کا لشکر آگیا اب یہان سے دو چار کوس پر ہے نوشیروان نے بختک کو بہر استقبال بھیجا اُسنے لاکر نوشیروان سے ملازمت حاصل کرا دی امیر آپ بصرہ پہنچے نوشیروان اسکو لیکر مع فوج و سپاہ آپ بصرہ کی طرف روانہ ہوا یہ خبر امیر کو بھی ہوئی کہ نوشیروان ایک پہلوان کو لیکر بہر مقابلہ آتا ہے امیر کو یقین نہ آیا اور عمرو سے کہا خواجہ تم جاؤ اس واقعے کی خبر لاؤ خواجہ عمرو روانہ ہوے تیس کوس پر آکر دیکھا کہ ایک لشکر عظیم اُترا ہوا ہے یہ دیکھکر خدمت امیر مین آکر عرض کیا یا امیر اتنی فوج ہے اور ایسے ایسے جوان ہین کہ نہ دیکھے نہ سنے تب امیر کو بھی یقین آیا غرض نوشیروان نے آکر پانچ کوس کے فاصلے پر لشکر امیر سے اپنا خیمہ کیا طرطوس لشکر امیر کو دیکھکر حیران ہوا اور یہان سب بہادر طرطوس

کیطرف محو تھے کہ کیا جوان ہے رات کو لشکر نوشیروان مین طبل جنگ بجا ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو طرفین سے فوجین میدان مین آکر صف آرا ہوئین بعد صفوف آرائی کے جمہور میدان مین آیا اور پکار کر کہا آیا تم مین سے کس کو آرزوے مرگ ہے اگر زندگی کسی کو دوبھر ہو تو آئے کہ چھٹی کا دودھ زبان پر ذائقہ دیجاے یہ صدا سنکر آلالردوش امیر سے رخصت چاہی امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کے سپرد کیا آلالردو میدان مین آکر ہمتنگا ور ہوا بارہ قدم آلالردو اور دو قدم جمہور پسپا ہوئے پھر آلالردو نے بھالا سنبھالا جمہور نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیا پہلی ہی ضرب مین جمہور نے آلالردو کے شانے کو نشانہ کیا جب یہ زخمی ہوا عیار میدان سے لیگیا بعد اسکے مالاگردو اشقش اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے یہ دیکھکر علمشاہ کو تاب نہ رہی امیر سے رخصت لیکر میدان مین آئے پہلے جمہور سے ہمتنگا ور ہوئے پانچ قدم وہ ہٹا اور تین قدم پر علمشاہ قائم ہوئے جمہور نے تلوار کھینچ لے کہا لا کیا حربہ رکھتا ہے علمشاہ نے جواب دیا یہ ہمارا آئین نہین ہے پہلے تو حربہ کر اُٹھ تلوار مار ہی دشمن نے سپر کو پناہ سر کیا تلوار نے سپر کو کاٹا اور چار انگل سر مین اُتر آئی علمشاہ کے منھ پر بیادرون کی آگئی رومال سے خون پاک کرکے ایک ہاتھ اُس منحوس پر مارا وہ بھی زخمی ہوا مگر اتنے مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے شب بھر ہر شخص درستی اسلحہ مین مصروف رہا صبح کو غل ہوا کہ عمرو بن حمزہ خیمہ سے غائب ہوگئے اور دوسری روایت مین ہے کہ میدان جنگ سے یہ بچہ اُٹھا لیگیا بہرنوع امیر کو بڑا صدمہ ہوا تمام لشکر نوشیروان مین طلایہ کیا اور دس دس کوس سوار ہو آئے لیکن پتا نہ لگا جب تو امیر نے حکیمزادون کو طلب کرکے پوچھا کہ زائچہ کرکے حال عمرو کا کیا بیان کیجیے انھون نے زائچہ کرکے عرض کیا یا امیر خاطر جمع باشد تو برقرار ہے لیکن عذاب الیم مین مبتلا ہے اگر پانچ روز کے مدت مین پتا لگا تو خیر ورنہ زندگی محال ہے امیر نے فرمایا کہ نامعلوم کی تلاش کیونکر ہو سکتی ہے بزرگ امید نے عرض کیا کہ دست راست کئی منزل کے بعد زمین زرد ہے اور وہان بوے سالفندی اور چراغ صندلی آتی ہے جیسے مردے سڑتے اور جلتے ہین اُس صحرا مین ایک پہاڑ ہے اسی پہاڑ کے عقب مین پتا لگتا ہے امیر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مین جاتا ہون لڑائی ابھی کئی روز موقوف رہیگی کیونکہ جمہور بھی زخمی ہے یہ کہکر اشقر پر سوار ہوئے عمرو کو ہمراہ لیا اور بہت تیز دستہ اشقر کو دوڑایا وہ دن بھر مین کئی سو کوس نکل گئے شام کو ایک مقام پر اُترکر نماز پڑھی اشقر کو چھوڑ دیا اور بغیر کچھ نوش کیے آرام کیا عمرو پانون دبانے لگا جب زیادہ رات آئی عمرو بھی سو رہا اتنے مین ایک غول صحرائی دار شمشاد ملکر آیا اشقر نے اسکو دیکھکر ہمہمہ کیا امیر بیدار ہوگئے غول کو دیکھکر نہیب دی کہ او کیدی باش کی میگزارم کہ از دستم زندہ بیروی غول نے جھپٹکر دار شمشاد کا وار کیا امیر جست کرکے اُسکے پہلو مین آگئے اور عقرب سلیمانی کھینچ کر چاہا کہ وار کرین وہ بھاگا امیر بھی اشقر پر سوار ہو کر اسکے تعاقب مین روانہ ہوئے عمرو بھی اُٹھکر ساتھ ہوا غرض باقی رات اور تمام دن اُسکے تعاقب مین رہے شام کو وہ غائب ہو گیا دو دن گذر گئے تین دن میعاد مین اور باقی رہے جب رات کو امیر نے آرام فرمایا اور عمرو بھی سو گیا پھر وہی غول آیا امیر کی آنکھ کھلی پھر وہ بھاگا اور امیر نے اُسکا پیچھا کیا دو دن تک وہ بھاگا غرض چار دن گذر گئے جب وہ غول پھر غائب ہوا امیر نے حساب کیا اور ناامید ہوئے کہ چار دن گذر گئے ایک دن باقی ہے اور آگے چلے تو زمین مائل بہ زردی پائی عمرو سے فرمایا کہ خواجہ دیکھو یہان کی زمین زرد ہے اور آگے بڑھکر بالکل زرد زمین تھی جب تو کچھ امید ہوئی تھوڑی دور اور چلے تو دیکھا کہ تمام صحرا کے درخت جلے ہوئے ہین اور اُن مین سے بوے بد آتی ہے معاشے

ایک پہاڑ ہی دوڑ کر امیر و عمرو پہاڑ کے گرد تلاش کرنے لگے کہ عمرو کے کان مین آواز آئی جیسے کوئی کہتا ہی افسوس صد افسوس کس بے بسی و بیکسی مین موت آئی ہی اور امیر نے بھی خبر نہ لی کہ دم واپسین ایک مرتبہ جمال باکمال سے آنکھین روشن ہو جاتین یہ آواز سنکر عمرو نے چارون طرف دیکھا تو ایک غار سے یہ آواز آتی ہی اور اس غار پر ایک سنگ گران دھرا ہی خواجہ نے لاکھ زور کیا مگر پتھر نے جنبش نہ کی جب تو خواجہ نے سفید مہرہ نکالکر بجایا امیر بیتاب ہو کر دوڑے جب قریب پہونچے عمرو نے کہا یا امیر اس غار مین عمرو بن حمزہ ہین امیر نے پتھر کو ہٹایا دیکھا ایک قعر عمیق ہی عمرو کی مشکین بندھی ہین اور چت لیٹا ہی سینے پر ایک بھاری پتھر رکھا ہی عمرو کمند لٹکا کر غار مین اترا پتھر پر بہت زور کیا جب وہ نہ اٹھ سکا تو کمند اُسمین اٹکا کر اس سنگ پر مارا اور جھٹکا دیا پتھر ہٹا عمرو بن حمزہ کا دم رک رہا تھا آنکھین کھل گئین خواجہ نے کمند کے وسیلے سے بالائے قعر پہونچایا امیر نے حال پوچھا عمرو بن حمزہ نے عرض کیا کہ خداوند بقباے زرین تن جو فرنگ سے بھاگا تھا اُسنے یہان اپنا مسکن بنایا ہی اور وہی مجھے سوتے مین اٹھا لایا یہان قید کر کے کہا جب تک حمزہ کو نہ مار لونگا چین نہ لونگا

اب دو کلمے داستان اسیر پانا و قید حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے مارا جانا بقباے زرین تن کا پھر جانا امیر کا شہر اردبیل مین اور عاشق ہونا ملکہ گردیہ بانو پر

راوی شیرین تقریر کہتا ہی کہ یہ سنکر امیر مع عمرو بن حمزہ و خواجہ اُسکی تلاش مین روانہ ہوے دور سے دیکھا کہ وہ سو رہا ہی امیر نے دوڑ کر نوک تلوار کی اُسکے تلوے مین چبھو دی اُسنے آنکھ کھولکر کہا اے حمزہ تو نہ مانیگا یہ کہکر اٹھا اور وار شمشاد امیر پر مارا امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا جو اُسکی کمر پر لگا بال خیار تر کے دو ٹکڑے کیے اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ ایک گھوڑا کہین سے لاؤ کیونکہ فقط اشقر سیاہ ہی اور فرزند میرا پیادہ ہی عمرو ایک طرف چلا دریا کے کنارے گھوڑے کسی سوداگر کے نہلائے جاتے تھے سائیسون کے پاس پہونچکر عمرو نے کہا کہ بھائی مین بھی گھوڑون کی تجارت کر چکا ہون گھوڑا رکھنے مین کما حقہ دخل رکھتا ہون سائیس نے کہا کہ ایک گھوڑا نہلاؤ تو ہم اپنے مالک کے پاس تمھین لیجا کر نوکر رکھوا دینگے عمرو نے ایک بچھیرا تاکا اور اسی کو نہلانا شروع کیا بعد نہلانے کے کاٹھی کھینچی سائیس نے تعریف کی کہ سچ مچ تمھین خوب دخل ہی مگر تم بوڑھے ہو گئے ہو جیسے گھوڑے کستے نہ تھکتے خواجہ نے کہا دیکھو مین اسے پھیرتا ہون یہ کہکر پشت پر پہونچے اور ایڑ لگا کر جانب امیر راہی ہوے سائیس سر پیٹتے رہے خواجہ نے امیر کے پاس پہونچکر کہا کہ دس ہزار روپیے کو یہ گھوڑا ٹھہرا ہی امیر نے فرمایا کہ یہان روپیہ کہان خواجہ نے کہا رقعہ لکھدیجیے مین نے اُسے روپیے دیدیے ہین لشکر مین پہونچکر آپ سے لیلونگا امیر نے رقعہ لکھدیا اور گھوڑا عمرو بن حمزہ کو دیا آپ اشقر پر سوار ہوے اور ایک جانب کو روانہ ہوے دور سے سواد شہر نظر آیا جب قریب پہونچے تو دیکھا کہ گھسیارے گھاس چھیل رہے ہین امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ ان گھسیارون سے شہر کا نام پوچھو عمرو جو قریب ان کاہ کشون کے پہونچا وہ سب بھاگے اور سمجھے کہ جنگل سے بن مانس نکل آیا عمرو اُنکے پیچھے دوڑا اور پکارا کہ ارے ٹھہرو تو انھون نے عمرو کی ایک نہ سنی غرض جب دوڑتے دوڑتے تھک گئے تو گٹھے گھاس کے زمین پر دیدے مارنے لگے اور ہش ہش کا شور مچایا جب تو عمرو نے کہا ارے کیا تم سبھون کی شامت آئی ہی ارے مین آدمی ہون اور اپنے دل مین خوب ہنسا کہ میری بھی کیا صورت ہی جو دیکھتا ہی ڈرتا ہی غرض جب بہت عمرو نے کہا تو وہ سب خاموش ہوے خواجہ نے پوچھا کہ اس

شہر کا کیا نام ہے انھون نے کہا اس شہر کو اردبیل کہتے ہین بہرام شاہ اردبیلی یہان کا بادشاہ ہے جو بین چوب گردان
اُسکے بیٹے کا نام ہے عمرو نے آکر امیر سے سب حال بیان کیا امیر داخل شہر ہوئے شہر کو بہت آباد رعایا کو دلشاد پایا عمرو
سے فرمایا کہ یہان کوئی مکان کرایہ ٹھہرے تو کچھ دنون قیام کرین اس فکر مین تھے کہ ایک حلوائی کی دُکان کے
قریب پہونچے وہ حلوائی امیر کو دیکھکر دوڑا اور آکر مجرا کیا امیر نے پوچھا کہ بھائی یہان کوئی مکان واسطے سکونت کے
کرایہ ممکن ہے حلوائی نے کہا آپ نے مجھے نہین پہچانا مین آپ کا غلام ہون مکہ معظمہ مین میری دُکان حضور کے والد
ماجد کے دروازے کے برابر تھی شمس میرا نام ہے مکان غلام کا حاضر ہے تشریف لیچلیے یہ کہکر ایک تھال مٹھائی کا
امیر کو نذر دیا امیر نے دیکھا کہ مٹھائی کے نیچے سوا سوا اشرفیان بھی ہین امیر نے انکار کیا خواجہ کے منھ مین پانی
بھر آیا اور رکھا یا امیر نذر اسکی قبول کیجیے کیونکہ اسکی دلشکنی کا خیال ہے اُسنے عمرو کو بھی پہچانا اور سلام کیا لیکن عمرو بن حمزہ
کو نہ پہچانا کیونکہ جب مکہ سے امیر آچکے ہین تو یہ پیدا ہوئے ہین عمرو سے پوچھا خواجہ صاحب مزاج تو اچھا ہے
کچھ خانہ کعبہ کا حال کہیے عمرو نے کہا کہ بھائی کچھ ہمارے واسطے بھی رکھا ہے اُسنے کہا جی ہان آپ کی بھی خدمت
کرونگا اور مونڈھے گھر سے لاکر دُکان کے سامنے بچھا دیے امیر کو بٹھایا اشقر کو باندھ دیا عمرو و عمرو بن حمزہ
و صاحبقران سب بیٹھے اتنے مین ایک سانڈنی سوار سامنے سے نمودار ہوا اور اپنی سانڈنی کو اُڑاتا ہوا
بھاگیا اسکے بعد کچھ سوار و پیادے عصا بردار وغیرہ جوق جوق گروہ گروہ چلے گئے شمس نے دست بستہ امیر سے
عرض کیا کہ آپ ایک لمحے کے واسطے دُکان مین تشریف لیچلین امیر اُٹھکر دُکان مین آئے اور پوچھا کہ کیا سبب یہان
بٹھانے کا ہے اُسنے عرض کی کہ بیٹی بہرام شاہ کی ملکہ گردیہ بانو اپنے باپ کے پاس جاتی ہے غرض کہ دیکھا امیر نے
ایک نقابدار بادرفتار پر سوار ہے اور گرد لوگ اہتمام کرتے ہوئے چلے آتے ہین جب گھوڑا برابر دُکان کے پہونچا
ٹھوکر لی نقابدار نے اپنے تئین سنبھالا مگر بند نقاب کے ٹوٹ گئے امیر نے صورت جو دیکھی عاشق ہوگئے
ملکہ تو بند نقاب کے باندھ کے روانہ ہوئی لیکن امیر کو یارائے ضبط نہ رہا یہ بھی پیچھے پیچھے گئے عمرو نے
سمجھایا کہ یا امیر یہ کیا حرکت ہے عمرو بن حمزہ اپنے دل مین کیا کہیگا امیر نے اسے کچھ جواب نہ دیا دل ہی بے قابو
تھا شعر ناصحا سود نصیحت کا نہین عاشق کو ٭ مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے ٭ خلاصہ یہ کہ امیر
ملکہ کی تعاقب مین چلے یہانتک کہ بارگاہ بہرام پر پہونچے ملکہ گھوڑے سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوئی یہ بھی پیچھے
پیچھے بارگاہ مین پہونچے اسکے عقب مین عمرو بھی پہونچا دیکھا کہ تخت پر بہرام شاہ بیٹھا ہے اور پہلو مین دنگل پر اسکا
بیٹا متمکن ہے دوسرے دنگل پر نقابدار جاکر بیٹھ گیا اتنے مین ایک شخص نے نامہ لاکر بہرام کے ہاتھ مین دیا پڑھتے ہی
اُسکا رنگ زرد ہوگیا ملکہ گردیہ بانو نے جو یہ کیفیت دیکھی رگ شجاعت نے حرکت کی ہاتھ بڑھا کر نامہ اپنے باپ
کے ہاتھ سے لے لیا اور پڑھا وہ تحریر آذر چین تبریزی کی طرف سے ملکہ کی خواستگاری مین تھی بعد تعریف
لات و منات کے لکھا تھا اے بہرام شاہ آجتک تو تم ہمارے خراج گزار تھے مگر اب ہم تمھین اپنا عزیز بنانا چاہتے
ہین خراج بھی معاف کیا اپنی بیٹی ہمین دو اسی واسطے ہمنے کسی غیر کو نہین بھیجا شمس تبریز کو روانہ کیا کہ یہ
بہادر بھی ہے اور ہمارا عزیز بھی ہے پس تم اسی کے ساتھ کردو یہ جو ملکہ نے پڑھا بہت غصہ ہوئی اور نامہ کو پھاڑ ڈالا
شمس نے ملکہ کو ناسزا کہا اُسنے اپنے دنگل سے اُٹھکر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سر دھڑ سے اُڑ گیا اسکے ہمراہی
سہم گئے اور لاش شمس کی لیکر روتے پیٹتے اپنے ملک کو چلے امیر و عمرو یہ قوت و جرات دیکھکر دنگ ہوگئے اور ملکہ
چین بجبین مرکب پر سوار ہوکر اپنے باغ کو چلی بہرام نے کہا بیٹا تم نے غضب کیا ایسا غصہ کوئی کرتا ہے ملکہ نے کہا

سزا یہی تھی غرض ملکہ تو باغ مین داخل ہوئی اور امیر بیرون باغ سربلڈے کے زیر درخت بیٹھ گئے جب تو عمرو نے کہا یا امیر آپ
یہین بیٹھین مین جاکر کوئی فطرت کرتا ہون

اب دو سطر داستان عمرو کا کلاونت بنکر ملکہ کردیہ بانو کے باغ مین جانا اور عیاری کرکے امیر دعمرو بن حمزہ کو کلاونت بچہ بناکر لیجانا بیان کیے جاتے ہین

ای نوازان مجلس اندوہ ملال دلفگتہ حیران دل خون دآشفتہ حال نسخہ عرصۂ فراق پر قلم مژگان مہجور ومرکب سویدای
چشم عاشق مجبور سے یون تحریر کرتے ہین کہ جب عمرو نے امیر کی حالت سقیم دیکھی تو اقرار کیا کہ اگر مین زندہ ہون
تو ضرور وصل ہوگا یہ کہکر ایک گویے کی صورت بنکر باغ ملکہ کے سامنے ایک بدرر و کے حوض پر بیٹھکر نی نوازی
کرنے لگا یہ صدا ملکہ کے کان مین پہونچی ملکہ نے زلف ارا حبشن سے کہا جاکر دیکھ یہ کون گا رہا ہے اُسے بلالا وہ جو در دار
کے پاس آئی کہا ای بڑے میان تمھین ہماری ملکہ نے بلایا ہی خواجہ نے جواب نہ دیا اُسنے کہا او گویے ارے نگوڑے
کیا تو بہرا ہی جب تو عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا کیا کہتی ہی اُسنے جواب دیا کہ او بہرے کیا ابھی تو نے نہین سنا
ارے ہماری ملکہ بلاتی ہین عمرو نے کہا صاحب بھلا مجھے ملکہ کیون بلاتی ہونگی مین بیچارہ بڈھا کس کام کا کسی
جوان کو بلایا ہوگا اُسنے کہا او بڑھاپے پیٹے تو ہماری ملکہ کو کیا کہتا ہی عمرو نے کہا کہ کیا مین تیری ملکہ کا نوکر
ہون وہ جلد ملکہ کے پاس آئی اور کہا حضور وہ نہین آتا ای ملکہ خدا اُس بڑھاپے پیٹے کو غارت کرے کہ جیسے
کلمے اُسنے آپ کے حق مین کہے ہین مجھ نگوڑی کے منھ سے نکلا کہ ہماری ملکہ بلاتی ہین اُسنے نہین معلوم کیا کیا
کہا ملکہ نے کہا کیا بہت بوڑھا ہی اُسنے کہا حضور فلک پیر کا اُستاد ہی پھر ملکہ نے پوچھا کہ آخر اُسنے کیا کہا تو کہتی
کیون نہین ہم اجازت دیتے ہین اُسنے عرض کیا کہ حضور کہنے لگا کسی جوان کو بلایا ہوگا ملکہ یہ سنکر ہنسی اور اسکے
کہنے کا یقین نہ کرکے دل شاد و دلنواز و مہر افروز کو باری باری بھیجا جب عمرو نہ آیا اُنھون نے بھی آکر کہا وا ہی
زلف ارا سچی ہی وہ نگوڑا کسی طرح نہین آتا ملکہ گانا سنکر بیتاب تو ہو چکی تھی خود اٹھ کھڑی ہوئی کہ مین آپ
جاکر اُسے لاتی ہون جب سامنے عمرو کی پہونچی خواجہ صاحب کی عجب کیفیت ہوئی قریب تھا کہ غش آجاے مگر اپنے
تئین سنبھالا اور دل مین کہا ای عمرو کس کس بات کی تعریف کیجاے غرض اگر اسکا سراپا لکھون تو ایک دفتر سراپا
اُسکے صفحۂ عارض کی صفت مین ختم ہو جاے الحاصل عمرو پھر سر نیچا کرکے گانے لگا جب ملکہ قریب پہونچی ایک
خواص نے کہا او بڑھاپے پیٹے ہماری ملکہ تشریف لائی ہین عمرو جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا اور مجرا کرکے بلائین لین
ملکہ نے کہا ارے کیون رے ہمنے چار مرتبہ تجھے بلوایا اور تو نہ آیا عمرو نے کہا بلا لون مجھے کب بلایا او بھتار دیسے کا
منگتا ہون زلف ارا بڑھی اور کہا او موندہی کاٹے مین نہین آئی تھی عمرو نے کہا ہان ملکہ صاحب یہ آئی تھی
لیکن ایک نوجوان گھوڑے پر سوار ادھر سے گذرا یہ اُسکے ساتھ چلی گئی پھر مجھے نہین معلوم کیا ہوا جو کچھ اُسنے
کہا مجھے خبر نہین زلف ارا نے کہا ملکہ پھر استیاناس جاے جو یہ بات ہو اور خواصون کو بھی ایک نیا فقرہ بنا کہا
وہ سب کوسنے لگین اور ملکہ نے کہا ہان مین خوب جانتی ہون یہ سب مستانیان ہین مرد تو ملتا نہین لڑی پڑتی ہین
خیر بڈھے تو میرے ساتھ چل جب عمرو باغ مین ملکہ کے ساتھ پہونچا تو خوب گایا ملکہ نہایت محظوظ ہوئی اور دس ہزار
روپیے عمرو کو دیے اُسنے جھک کر مجرا کیا اور کہا آپ نے تو مجکو دیے لیکن بیٹے میرے چھین لینگے اور وہ مجکو باپ
نہین جانتے ملکہ نے کہا او بڈھے کیا تیرے بیٹے بھی ہین عمرو نے کہا بے اُنکے تو میرا گانا آدھا ہی ملکہ نے کہا کیا مجال
جو تجھے باپ نہ جانین جا اور بہت جلد اُنکو میرے پاس لے آ عمرو وہان سے نکلکر ایک پیادے کی صورت بنا اور

امیر کے پاس آکر للکارے کہا ای شخص تو کون ہی جو یہان بیٹھا ہی اور یہ لڑکا تیرا کون ہی نہین جانتا کہ یہ محل شاہی ہی امیر نے فرمایا کہ بھائی مین بیمار اکیلا بیٹھا ہون چلا جاؤنگا خواجہ نے کہا اُٹھتا ہی تو اُٹھ ورنہ تجھے سزا دیتا ہون یہ کہکر دست بقبضہ ہوا اور امیر پر دوڑا امیر نے اُٹھکر ایک ہاتھ سے اُسکا ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے چاہا طمانچہ مارین عمرو نے خال چشم دکھایا امیر نے ہاتھ چھوڑ کر کہا خواجہ صاحب معاف فرمایے گا مین بیخطا ہون اور کیون نہو میرا تو یہ حال ہی کیسے گھر تنیچہ بھی اس محنت کا نکلا عمرو نے کہا یا امیر کچھ نہ پوچھیے ہم تو بالکل لٹ گئے زنبیل بھی چھن گئی اور پٹے بھی اگر اسکی کوئی سبیل نکالیے تو ایک راہ نکالی ہی اُس مین کوشش کیجیے امیر نے فرمایا ای خواجہ تین لاکھ روپیے دونگا اور لاؤ مین مہر کیے دیتا ہون عمرو نے کہا کہ آپ لیسے گا بیخ بیہوشی مین مہر کردی غرض امیر نے قسمین شدید کہائین کہ ای خواجہ ہرگز مجھسے یہ نہوگا جو تم سمجھے ہو جب عمرو نے کہا خیر جو مین کہون وہ قبول کرو امیر راضی ہوے جب تو عمرو نے زنبیل سے ایک طنبورہ اور دائرہ نکالا اور تین جوڑے کپڑون کے نکالے جیسے گویے پہنتے ہین امیر سے کہا ایک جوڑا تم پہنو اور ایک اس چھوکرے کو پہناؤ پہلے تو امیر جھجھکے پھر بفحوائے حضرت عشق جوڑا پہنا بمجبوری عمرو بن حمزہ نے بھی وہ لباس پہنا طنبورہ امیر کو دیا کہ اسے کندھے سے لگاؤ اور دائرہ عمرو بن حمزہ کو دیا غرض امیر نے اُلٹا طنبورے کو کندھے پر رکھا عمرو نے کہا او عرب تو بھی بڑا بدسلیقہ ہی ارے تونبا نیچے اور ڈانڈ اوپر کرلے امیر نے اُسی طرح طنبورے کو لیا الحاصل اس صورت سے عمرو ان دونون کو لیکر چلا مگر اپنا لباس وہی رکھا جو پہلے تھا اور جب ملکہ نے انکا نام دریافت کیا تھا انہون نے اپنا نام نامی و اسم گرامی میمونہ بکرنگی بتایا تھا اور جب اپنے بیٹون کے ملکہ سے شاکی ہوئے تھے تو ایک کا نام دائرہ چنگی اور دوسرے کا نام اُستاد بجرنگی بتایا تھا القصہ خواجہ صاحب مع امیر و عمرو بن حمزہ کے دروازہ باغ پر پہونچے محلدار نے کہا او بڈھے یہی تیرے بیٹے ہین عمرو نے کہا جی ہان محلدار نے کہا اچھا تو اندر جا جب انہین ملکہ یاد فرمائینگی تو مین بھیجدونگی کاہے سے کہ یہ جوان ہین خواجہ اندر آئے ملکہ تو منتظر ہی تھی انہین تنہا جو آتے دیکھا کہا کیون میمونہ بکرنگی تم اکیلے آئے اسنے کہا خدا سلامت رکھے رسول اللہ کا سایہ رہے مین تو پہلے ہی عرض کرگیا تھا کہ وہ بڑے بدذات ہین کس مشکل سے یہان لایا محلدار نے روکا وہ بگڑ گئے مین اپنی جان بچاکر چلا آیا یہ سنکر ملکہ کو غصہ آیا اور حکم کیا کہ کوئی جاکر جلد ان دونون لڑکون کو جو باہر دروازے کے کھڑے ہین لے آؤ اور اُس محلدار کو بھی پکڑ لاؤ غرض کئی خواصین دوڑین اور دونون لڑکون اور محلدار کو اپنے ساتھ لاکے حاضر کیا سامنے ملکہ کے چلمن پڑ گئی سب نے کہا ملکہ کو مجرا کرو امیر نے جواب نہ دیا اور نہ سلام کیا جب تو خواصین خفا ہوئین کہ تم ملکہ کو بھی سلام نہین کرتے بڑے خودسر معلوم ہوتے ہو غرض خواجہ چلمن کے اندر ہین اتنے مین ملکہ محلدار کی طرف مخاطب ہوئی اور کہا کہ اگر تو نے انھے تو دین نہ بلایا ہوتا تو آج تجھے مار ڈالتی پھر کہا کیون اُستاد بجرنگی تم بوڑھے باپ سے شرماتے ہو امیر نے فرمایا کہ وہ مردک باپ کسکا ہی ٹکے کا نفر ہی عمرو نے کہا بلا لون مین نہ کہتا تھا مگر اس گفتگو مین ملکہ بھی امیر پر فریفتہ ہوگئی اور دل مین کہا ای گردیہ بات تو حیف کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بادشاہ کے ایلچی کو مار ڈالا اور ایک کو بے پر دل آیا افسوس مفت جان گئی اور کہا ای میمونہ کچھ انھے گواو عمرو نے کہا ملکہ فرماتی ہین کچھ گاؤ امیر نے فرمایا کہ بچا باہر آؤ تو ہم گائین اور بھتین نگنی کا ناچ نچائین عمرو نے کہا ملکۂ عالم جب تک آپ انکی ہڈیان نرم نہ کرینگی یہ نہ مانینگے ملکہ نے کہا خیر تمہین کچھ گاؤ اور حکم کیا کہ ہمارا پنجہ و کمان لے آؤ بہت سی حبشنین لیکن ایک درخت لائین اُس مین بجاے ثمر ایک پنجہ لٹک رہا تھا پھر جاکر کمان خوبا دی لائین کہ جسکی شہرت شہر شہر تھی ملکہ نے کہا تم دونون کمان و پنجہ موجود ہی امیر زور کرو اگر پنجہ پھیر دیا اور کمان کو چڑھا دیا تو خیر ورنہ اپنے باپ میمونہ کو آج سے باپ کہنا امیر اُٹھے اور کمان کو بنا تکلف چڑھایا کہ چلہ سے دو ٹکڑے ہوگئی عمرو بن حمزہ نے اُٹھکر پنجے کی پانچون انگلیان توڑ ڈالین تمام خواصین دنگ ہوگئین اور

ملکہ کو بھی حیرت ہوئی کہا اچھا ہم تم سے کشتی لڑینگے وہ پلنگ بچھوا دیے اور کہا آج رات کو تم ہمارے مہمان ہو کل دیکھا جائیگا
اور حکم دیا کہ صبح کو اکھاڑا تیار ہو امیر کو رات بھر خیال ملکہ مین نیند نہ آئی ادھر ملکہ کو رات بھر فکر رہی کہ دیکھیے اس محبت کا کیا
انجام ہوتا ہی غرض صبح ہوئی ملکہ چپٹ لنگوٹ سے درست ہوئی اور امیر کے واسطے بھی لنگوٹ بھیجا امیر نے پھیر دیا کہ ہمارے
پاس ہی غرض امیر و ملکہ اکھاڑے مین آئے ملکہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ملکہ پیچ کیجیے ملکہ نے کہا تو کیسا کا مین نے
ہاتھ دیدیا تھا اس سے تم لیگئین ہاتھ اپنا ہٹا لے امیر نے دوسرا ہاتھ دوسرے کاندھے پر رکھا اور کہا آپ زور کرین اے ملکہ
یہ تو ہاتھ ہین یا مین سر دینے کو موجود ہون اتنے خفا ہو کر جواب دیا کہ شامت تو نہین آئی ہی یہ کونسی نامہنزا گفتگو ہی امیر چپ
ہو رہے جب تو ملکہ نے دستی امیر پر زبردستی کی امیر نے اسکی روک کے لیے ہاتھ سینہ ملکہ پر پہونچایا ملکہ شرما کے پیچھے ہٹی تال مار کے
برابر آئی اور ہاتھ اونچا کر کے چاہا امیر کے کاندھے پر رکھے امیر وہین سے بغلی دے کر پشت پر آئے اور دونو ہاتھ کمر مین دیے
ملکہ سیدھی کھڑی ہوئی جب دیر ہوئی ملکہ نے کہا کیا سوچ ہی اگر کوئی پیچ نہ یاد ہو تو دکھنی گرہ کر لے امیر نے ہاتھ اپنے ڈھیلے
کر کے اکھیڑ لگائی دونون ہاتھ پھسلتے ہوئے ملکہ کے سینے پر آ گئے اور پنجہ بھی امیر نے کھولدیا ملکہ وہین سے جھونک دے کر
بیٹھی امیر کف افسوس ملتے ہوگئے اور وہ اسکی پشت پر آ گئے امیر نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ سر ملکہ کا اگر دستیاب ہو تو
دھوبی پاٹ کرون ملکہ نے کمر جھیٹ کے امیر کا ہاتھ باندھا تنگ کی امیر نے عمداً اپنے تئین الگ پر بھرتی دیا غرضکہ جب ملکہ نے ٹانگ پر پھیر کر
مارا امیر اترتے چلے آئے ملکہ جھپکی دے کر الگ ہوئی پھر سامنے سے زور ہونے لگا امیر نے ملکہ کی بغلون سے ہاتھ ڈالکر
پیشانی بند کیا اب سر ملکہ کا پشت کیجانب جھکا امیر اور چسپت ہوئے گویا آغوش تمنا مین لیلیا سینے سے سینہ دبنے لگا ملکہ
نے اپنی گردن ڈھیلی کر دی امیر نے بھی ہاتھ ڈھیلے کر دیے وہ وہین سے پٹون پر بیٹھی امیر جست کر کے الگ ہوئے غرض اسی طرح
تین شبانہ روز کشتی رہی سبب یہ تھا کہ امیر کو ہر بند پر ایک حظ اٹھتا تھا اگر یہ نہوتا تو شاید پہلے یا دوسرے ہی روز زیر کر لیتے
الحاصل تیسرے روز ملکہ نے ایک مارا ایک زانو امیر کا آشنا بزمین ہوا ملکہ نے کئی زور کیے مگر امیر کا نہ اکھڑا جب تک جی چاہا
جسم سے جسم کو مس کیا جب چاہا کھڑے ہو ہو گئے اور خود ایک مارا کہ دونون گھٹنے ملکہ کے زمین بوس ہوئے امیر نے زنجیر
کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا پہلے زور مین تا کمر لائے دوسرے مین سینے تک تیسرے زور مین سینے کا ایک کر کے سر سے بلند
کر لیا اور باہستگی زمین پر رکھدیا ملکہ اٹھکر اندر چلی گئی اور خواصون سے کہدیا ابھی کوئی اندر نہ آئے جا کر کمند کی پھانسی
چھت مین لٹکا کر کرسی پر کھڑی ہوئی اور گلے مین پھندا دے کر کرسی کو لات ماری پھانسی گلے مین پڑی ہو گئی
آنکھین نکل آئین یہان امیر کو خیال ہوا کہ کہین ایسا تو نہو کہ ملکہ غیرت مین آ کر اپنی جان دیدے بیتابانہ اندر چلے آئے
ہر چند خواصون نے روکا مگر کسی کی نہ سنی آگے جو دیکھا تو آفتاب لب بام ہی ملکہ دم توڑ رہی ہی امیر نے تلوار سے کمند کو
کاٹ دیا اور سر ملکہ کا زانو پر لیکر بیٹھے اتنے مین خواصین اور عمرو بھی آ گئے سب پریشان تھین گھبرائین کوئی کیوڑے سے
منہ دھلانے لگی کوئی کیوڑا حلق مین ٹپکانے لگی کسی نے مٹی پر کیوڑا چھڑک کر سنگھایا کسی نے بید مشک پلایا ملکہ نے آنکھین
کھولدین اپنا منہ بیخودگی سے زانو پر پایا جھپ کر سر سرکایا امیر نے فرمایا اے ملکہ تم ناحق منفعل ہوتی ہو ہم امیر حمزہ
صاحبقران اور یہ عمرو میرا عیار ہی اسوقت خواجہ نے اپنی اصلی صورت بنائی خواصین ڈر کے بھاگین عمرو نے ملکہ
سے کہا اے ملکہ فی الحقیقت یہ میرا مالک ہی اور مین عمرو اسکا نمک پروردہ ہون ملکہ نے کہا میرے یہان امیر اور عمرو کی
تصویرین ہین ارسے کوئی لے آئے خواصون نے لا کر حاضر کین اب جو ملایا تو سر مو فرق نہ پایا ملکہ اٹھ بیٹھی اور جلسہ عیش
منعقد ہوا شراب کی کشتیان چنی گئین ملکہ نے جام شراب امیر کو دیا انھون نے عذر کیا اور فرمایا اے ملکہ پہلے تم مسلمان
ہو پھر مجھے شراب پلاؤ غرض ملکہ مع خواصون کے مسلمان ہوئی دور جام چلنے لگا عمرو معروف سرائندگی ہوا لیکن

پریچہرہ پر خواجہ کا دل آیا گانے گاتے کہنے لگے کیون رنڈی تو میری بلائین لیتی ہی ملکہ نے کہا خواجہ کیا ہی اسنے جواب دیا ای حضور یہ عورت کلیجہ میری بلائین لیتی ہی اور کہتی ہی مجھے بھی گانا بتاؤ پریچہرہ یہ سنکر ہنسنے لگی امیر نے ملکہ سے کہا ہمارے خواجہ صاحب کا یہ طریقہ ہی کہ جسپر عاشق ہوتے ہین اسے یہ نہین ذلیل کرتے ہین بہتر ہی کہ تم پریچہرہ کو راضی کرو ملکہ نے پریچہرہ کو بمشکل راضی کیا جب خواجہ کی بھی خاطر جمع ہوگئی پھر تو عیش ہونے لگا قریب ایک مہینے کے گذرا ہوگا کہ ایک روز پریچہرہ دوڑتی ہوئی آئی اور ملکہ کے کان مین کچھ کہا ملکہ سنکر چپ ہو رہی امیر نے پوچھا ملکہ کیا کہا ملکہ نے کہا کچھ نہین جب بہت مصر ہوے تو کہا ہلال تبریزی و مہلال تبریزی آذرچین تبریزی کی طرف سے لاکھ سوار لیکر آتے ہین اور تمام شہر کو قتل کر ڈالا اب ابا جان اور بھیا کو قتل کیا چاہتے ہین امیر بھی سنکر چپ ہوے اور بہلانے سے اٹھکر سلح خانے مین آئے ہتھیار لگانے عمرو بن حمزہ بھی پہونچکر ساتھ امیر کے ہتھیار لگانے لگا یہان ملکہ نے پوچھا کہان ہین کسی نے کہا ہتھیار لگا رہے ہین ملکہ دوڑی اور لاکھ لاکھ امیر کو روکا مگر یہ نہ رکے عمرو و عمرو بن حمزہ کو ساتھ لیکر چلے اسوقت پہونچے کہ ہلال و مہلال دربار مین در آئے ہین اور بہرام دچوبین اور چار سو رفیقون کو قید کرلیا امیر نے عقرب سلیمانی کھینچکر نعرہ کیا عمرو بن حمزہ نے بھی تلوار کھینچی غرض یہان تو تلوار چلنے لگی اور عمرو نے تمام قیدیون کو رہا کر دیا وہ بھی سب آکر شریک امیر ہوے کہ ہلال سے اور امیر سے آکر مقابلہ پڑا اسنے تلوار ماری امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا لگایا برابر سے دو پرکالے ہو گئے عمرو نے دوڑکر اسکا سر کاٹ لیا اور نیزے پر بلند کیا اس کیفیت کو دیکھکر تمام فوج کے پیر اٹھ گئے مہلال بھی بھاگا امیر اسے دور تک بھگا آئے بہرام نے امیر کو گلے سے لگایا اور تمام لاشین پھکوا دین جشن فتح ترتیب دیا امیر نے فرمایا کہ ای بہرام مسلمان ہوجا وہ خوف جان سے مسلمان ہوا غرض تمام شہر مسلمان ہوا امیر نے عمرو سے کہا کہ اب تم بہرام سے ملکہ کی خواستگاری کرو عمرو نے بہرام کو الگ بلا کر کہا کہ اب ایسی ترکیب کیجیے کہ بار دگر کوئی غنیم سر نہ اٹھائے اسنے کہا تمہین بتاؤ خواجہ نے کہا کہ تم اپنی بیٹی حمزہ کو دیدو پھر کسی کی جرأت نہ پڑیگی کہ آپ کے ملک کا خیال بھی کرے اور یہ لڑائی خاص امیر کے سر رہیگی اسنے کہا میری عین خوشی ہی یہان آکر عمرو نے کہا لیجیے مبارک ہو مین نے راضی کر لیا اب جاتا ہون ملکہ کو تسکین دے آؤن یہان بہرام نے تمام شراب مین بیہوشی ملائی اور عمرو کا راستہ دیکھنے لگا کہ وہ بھی آلے تو شراب کا دور چلے عمرو یہان ملکہ کے پاس آیا سب کیفیت فتح ہونے کی بیان کرکے کہا سب کو مسلمان کیا تمھارے باپ سے تمھاری خواستگاری کی ہی وہ راضی ہوگئے ہین ملکہ نے کہا تم جاکر امیر کو بلا لاؤ خواجہ نے جلسے مین آکر پوشیدہ امیر سے کہا کہ ملکہ نے بلایا ہی جلد چلیے اتنے مین دور جام چلنے لگا یہ تینون بہادر دو دو جام پیکر اٹھے بیہوشی نے طمانچہ مارا گرکر بیہوش ہوگئے بہرام نے انکو باندھکر اپنے بیٹے کے حوالے کیا کہ تو انھین مہلال کے پاس لیجا کہنا کہ یہ خطاوار ہین جو چاہے انھین سزا دے اور عرضی بھی لکھی غرضکہ چوبین چوب گردان اپنے ہمراہ بیس ہزار سوار لیکر مہلال کے پاس پہونچا دست بستہ جاکر مجرا کیا اور عرضی بہرام پیش کی لکھا تھا کہ ای مہلال بہادر مین بالکل بیخطا ہون یہ حرکت اس گیسوبریدہ کی تھی کہ پہلے نامہ چاک کر ڈالا مین اسکے دفعیہ کی فکر مین تھا کہ اتنے مین وہ طمانچہ مار بیٹھی جب آپ اور ہلال تشریف لائے تو حمزہ نے آکر غدر مچا دیا مجھے بھی بدعہدی کی مین ترس جان سے مسلمان ہوگیا لیکن موقع پاکر ان تینون سرکشون کو قید کیا اب آپ کی خدمت مین حاضر ہین آپ انھین قتل کرین یا پیش شاہ لیجاوین عرضی پڑھکر مہلال بہت خوش ہوا یہان ملکہ کو انتظار امیر مین جب رات ہوگئی تو بہت گھبرائی پریچہرہ سے کہا کیا باعث ہی کہ نہ خواجہ پھرے نہ امیر آئے اسنے کہا ابھی تک تو نہین تشریف لائے غرض ملکہ کو بستر غم پر نیند نہ آئی جب رات گذری صبح ہوئی بلکہ دوپہر دن گذر گیا تو ملکہ نے پریچہرہ سے کہا کہ ذرا خبر تو لے

خدا جانے کیا پیچ پڑا وہ باہر آئی اپنے لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام نے بڑا غضب کیا جس شخص نے ہم سب کی
جان بچائی اُسی کو بیہوشی دی اور قید کرکے مہلال کے پاس بھیجدیا اور اُسکے دونوں ہمراہی بھی قید ہوکر گئے یہ سنتے ہی
پریچہرہ کی روح قالب سے پرواز کر گئی اور ملکہ کے پاس آکر تمام کیفیت کہہ سنائی ملکہ کی یہ سنتے ہی عجب حالت ہوئی

اب دو قلمے داستان ملکہ گردیہ بانو کے نقابدار یاقوت پوش بنکر مع فوج جانا اور امیر کو رہا کرنا بیان کیے جاتے ہیں

گرفتاران زندان فرقت عالم یاس میں یون نقل دستور کرتے ہیں کہ جسوقت ملکہ نے یہ خبر وحشت اثر سنی اپنے باپ پر
بہت بہت لعنت کی اور اپنی نوسو خواصون کو نقابدار بناکر اور خود بھی نقاب دار یاقوت پوش بنکر اور دس ہزار سوار جو کہ
چہرہ کی پہرے کے تھے ہمراہ لیکر چلی سہ منزلہ کرکے شب کو قریب لشکر مہلال کے پہونچی پریچہرہ نے کہا میری ایک رائے ہے ملکہ
نے کہا کہو اُسنے کہا کہ تین حصے اپنی فوج کے کیجیے ایک ایک غول تین طرف سے آئے ایک جانب سے لندہور کا نعرہ ہو
دوسری طرف سے مالک کا نعرہ ہو تیسری طرف سے علمشاہ کے نہیب کی صدا بلند ہو ملکہ نے یہ رائے بہت پسند کی کہ
سامنے چاندنی کے روشنی میں دیکھا کہ کئی ہزار آدمی مہلال کیطرف چلے جاتے ہیں ملکہ نے پریچہرہ کو بھیجا کہ جاکر خبر لا یہ کون
لوگ ہیں وہ گئی اور بیان کیا کہ یہ سب اہل شہر ہیں واسطے رہائی امیر کے جاتے ہیں یہان ملکہ نے اپنی فوج کے تین گروہ کیے ایک کا
سردار پریچہرہ کو بنایا دوسرے غول کا مالک سمن بر کو اور تیسرے جوق کو آپ لیا اتنے میں آسمان پر ابر تیرہ و تار آیا خوب
تاریکی ہوئی پریچہرہ نے کہا حضور یہی وقت ہے چلیے غرض جاتے ہی تینوں غول نعرے کرکے گرے تلوار چلی اندھیرے
میں مہلال کی فوج آپس میں کٹنے لگی اور علمشاہ و لندہور و مالک کے نعرے کی آواز لشکریوں نے جو سنی جیتے جی
مر گئے کہ ان بہادرون کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں انسے کون لڑ سکتا ہے قریب تھا کہ رو بفرار لائیں کہ مہلال
گینڈے پر سوار ہوکر پہونچا اور سب کو آواز دی ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید اور شہرت پہلوان سے
کہا کہ تو جاکر حمزہ وغیرہ کو قتل کر ڈال کہ جھگڑا مٹ جائے وہ زندان میں آیا اور تلوار کھینچکر امیر کی طرف چلا عمرو بن
حمزہ نے کہا او سگ ناپاک کہان جاتا ہے پہلے ادھر آ اُسنے جھپٹکر عمرو بن حمزہ پر تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے
بیڑی پر روکی بیڑی کٹ گئی امیر کی آنکھوں میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا غیظ میں آکر جھٹکا مارا قید مثل تار عنکبوت
کے ٹوٹ گئی شہرت نے جو دیکھا تو وہ پھر امیر باتوقیر کی طرف دوڑا اُدھر عمرو بن حمزہ نے جھٹکا مارا بیڑی
تو کٹ گئی تھی ہتھکڑی و زنجیر تڑا کر بیڑی شہرت کے سر پر ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور زمین پر گر کر جہنم
واصل ہوا عمرو بن حمزہ نے اُسی کی تلوار لیکر خواجہ عمرو کی قید کاٹ دی خواجہ نے دوڑ کے جہان امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کی عقرب سلیمانی رکھی تھی وہان سے لاکر صاحبقران کو دی پھر تو دو نعرے اُدھر
سے بھی بلند ہوے وہان مہلال و فرہاد نے مارے تلوارون کے اندھیر کر دیا تھا اور غدر مچا دیا تھا
لیکن سب اپنے ہی ملازمون کو قتل کرتا ہے دو چار آدمی ملکہ کی طرف کے بھی قتل ہوتے ہیں اتنے میں
صبح بھی قریب ہوئی روشنی ہو گئی امیر زندان سے باہر آئے دیکھا کہ ایک نقابدار لڑ رہا ہے اور مہلال
اُسپر چھایا چاہتا ہے امیر نے للکارا کہ او مہلال ادھر آ کہان جاتا ہے وہ مثل باز کے صاحبقران پر آیا اور
برس پڑا کئی زد و زد کر ایک ہاتھ جنبیہ کا جو امیر نے لگایا کمر سے نکل گیا اُدھر فرہاد نقابدار پر جا پڑا امیر
دیکھ رہے ہیں کہ نقابدار نے خالی دیکر ایک ہاتھ کڑک کا مارا کہ فرہاد بھی واصل جہنم ہوا پھر تو اُسکی
فوج پر امیر و نقابدار ٹوٹ پڑے دو ساعت میں امان کا شور بلند ہوا امیر نے سب کو امان دی نقابدار
ایک طرف نکلکر چلا امیر نے کہا خواجہ اس نقابدار کی خبر لاؤ خواجہ اُدھر روانہ ہوے یہان چوبین چوب گردان

ہاتھ باندھکر سامنے امیر نامدار کے آیا اور کہا کہ یا امیر مین بالکل بیخطا ہون والد کے حکم کی تعمیل مین مین نے یہ قصور کیا ہی معاف فرمائیے گا ادھر پریچہرہ نے عمرو کو آتے دیکھا ملکہ سے کہا وہ ٹھہر گئی خواجہ نے قریب پہونچکر کہا ای نقابدار بہادر ہمارے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے تمھین بلایا ہی یا اپنا نام بتا دو پریچہرہ نے کہا او نالائق تو ہمین نہین پہچانتا جب عمرو نے آواز اُس نقابدار کی پہچانی اور کہا ہائین ملکہ آپ نے یہ کیا غضب کیا اور اس لکاتہ کی تو مین ناک چوٹی کاٹ لونگا پریچہرہ نے کہا دور ہو تیرے مُنھ کو جھلسا عمرو نے کہا چپ رہ کیا بکتی ہی ملکہ بولی ای خواجہ مجھسے کب ہو سکتا کہ اپنے سامنے شوہر کو قتل ہونے دیتی عمرو نے کہا حضور وہ عرب بڑا بیمروت ہی اسی لائق وہ ہی آپ سے نہایت ناراض ہوگا اور اگر کچھ خرچ کیجیے تو مین تدبیر کرکے اُسے راضی کرلون غرض ملکہ نے دس ہزار روپیے دینے کا اقرار کیا عمرو نے کہا اب آپ باغ مین چلین مین راضی کرلونگا یہ کہکر امیر نامدار کے پاس آیا اُنھون نے پوچھا کیون خواجہ وہ نقابدار کون تھا عمرو نے کہا جسکے دل کو لگی وہی تھا تمھاری جورو تھی اور کون تھا امیر نے کہا بڑا غضب کیا لوگ کہینگے کہ انکی جورو بھی لڑتی ہی عمرو نے کہا مین نے پہلے نہ کہا تھا کہ یہ مردار عورت ہی اُسوقت یہ نہ خیال آیا جب تو یہ کہا بیٹا بہادر پیدا ہوگا خیر ابتو جو کچھ ہوا وہ ہوا مین نے سمجھا دیا ہی بار دگر ایسا نہ ہوگا غرض جو مین چوب گردان حمزۂ صاحبقران و خواجہ عمرو و عمرو بن حمزہ کو لیکر باپ کے پاس آیا وہ دوڑکر قدمون پر گرا اور کہا کہ لوگون کے مین سمجھانے مین آگیا کئی شخص متفق ہوکر یہی کہنے لگے کہ جب امیر کشورگیر چلے جائینگے تو آذر چین نو لاکھ فوج سے آکر تمام ملک کو تاراج کردیگا امیر نے جواب دیا کہ جب مین جاتا تو یہانکا بندوبست نہ کرتا جاتا اُسنے کہا کہ مین البتہ خطاوار ہون جو مزاج مین آئے سزا دیجیے امیر باتوقیر نے قصور معاف کیا وہ از سر صدق اکی مرتبہ مسلمان ہوا اور شادی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کی ملکہ گردیہ بانو کے ساتھ کردی امیر نامدار نے خواجہ عمرو کا عقد پریچہرہ کے ساتھ پڑھ دیا عیش مین بسر ہونے لگی پریچہرہ سے امیہ بن عمرو پیدا ہوگا اور ملکہ گردیہ بانو سے بدیع الزمان کی ولادت وقت پر بیان ہوگی ایک مہینے تک امیر نامدار یہان رہے بعد مہینے کے ایک روز عمرو نے کہا کہ وہان علمشاہ بہت زخمی تھا اور جمہور کے کم زخم لگے تھے ایسا نہو کہ جمہور اچھا ہوکر طبل جنگ بجوائے تو وہان کوئی لڑنے والا نہین ہی چلنا چاہیے ملکہ نے سنکر کہا کہ مجھے کسپر چھوڑے جاتے ہو امیر نامدار نے کہا مین جاکر تمھین بلا لونگا اور جب آذر چین ادھر آنے کا ارادہ کرے فوراً مجھے اطلاع دینا مجھے یہین پاؤگی بہرام نے بھی بہت روکا لیکن امیر نہ ٹھہرے اور چلتے وقت ایک بازوبند ملکہ کو دیا کہ تم حاملہ ہو اگر بیٹا ہو تو اُسکے بازو پر باندھنا اور جو بیٹی ہو تو تمھین اختیار ہی یہ دیکھکر خواجہ صاحب نے بھی زنبیل سے نکالکر ایک جھنجھی کوڑی اور لوہے کی کیل اور ایک ہلدی کی گرہ پریچہرہ کے آگے پھینکدی کہ اگر بیٹا ہوگا تو یہ اسکے بازو پر باندھ دینا اور بیٹی ہو تو اپنے گلے مین ڈال لینا دودھ زیادہ ہو جائیگا اُسنے کہا نگوڑے آخر اپنی اوقات پر آگیا عمرو نے کہا یہ تبرکات ہین کم نہ جان ارے اسکی برکت سے تیرے دلدر جاتے رہینگے یہ کہکر چپڑ چپڑ بلائین لین اور کہا تو میرے صدقے اسکو اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر رکھ لے مگر شبہ نہ خیال کر جب تیری آنکھین ہو جائینگی تو اسکی حقیقت تجھپر کھلجائیگی اُسنے کہا چل دور ہو اب چیتیان کھانے کو جی چاہتا ہی یا امیر کشورگیر اس مُرچڑے کو منع کیجیے نہین تو مچھلی کے سے کھنڈے لے جدا کردونگی یا تو ملکہ رو رہی تھین یا بیساختہ

ہنسی آگئی اور کہا خواجہ تمھاری حرکتین ہر وقت پیش نظر رہینگی عمرو نے کہا کہ حضور مین بھی ہر وقت پیش نظر رہونگا چند دن کی فرقت ہی وہان پہونچکر مین ہی تو لینے آؤنگا غرض امیر کشور گیر رخصت ہوے

مراجعت فرمانا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا شہر اردبیل سے اور راہ مین عاشق ہونا عمرو کا ایک دختر زمیندار پر پھر عقد ہونا عمرو کا اُسکے ساتھ

راوی شیرین تقریر نے روایت کی ہی کہ جب امیر ملکہ سے رخصت ہوکر باہر آسے بہرام وچوبین سے ملے اور اُنسے بھی رخصت ہوکر مع چند آدمیون کے روانہ ہوے ایک دیہ مین گذر ہوا دور سے ہجوم آدمیون کا نظر آیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ سب لوگ کیون جمع ہین عمرو دوڑکر گانون کے اندر آیا دیکھا کہ کنوین پر ایک نازنین کھڑی ہی گرد اُسکے مجمع ہی اور اُسکے باپ زمیندار نے ایک دار استادہ کرکے سات کٹوریان نصب کی ہین اور شرط کی ہی کہ جو کوئی تیر سے یہ کٹوریان گرادے اُسکے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کردونگا اور جو شرط پوری نہ کریگا اسکو مار ڈالونگا عمرو نے کہا کہ زمیندار غریب ہی اُس شخص نے کہا کہ بڑا مالدار ہی جب تو خواجہ کے مُنھ مین پانی بھر آیا اور نازنین پر عاشق ہوگیا اور زمیندار کے پاس آکر کہا کہ مین تیر لگاتا ہون پہلے تو زمیندار اسکی صورت دیکھکر حیران ہوا پھر کہا کہ لگایئے آپ بھی اپنا ارمان نکال لین مگر شرط بھی سن لی ہی اسنے کہا جی سب سُنی ہی تمھارے مال پہ دانت ہی یہ کہکر اسنے تیر مارا ایک کٹوری گری دوسرے تیر مین دو گرین لوگون نے دوڑکر عمرو کو پکڑ لیا اسنے کہا ہان ہان ای بھئی ٹھہرو تو سہی تم لوگ میرے اوپر رعایت نہ کرو مین کٹوریان گرانے مین کسی طرح عاجز نہین ہون سب نے کہا کہ قضا سے تو عاجز ہوا اب تمھین قتل کرینگے جب تو عمرو لگا چیخنے کہ ارے صاحبو غضب ہی داماد کو قتل کرتے ہو تم لوگون کی وہی مثل ہی مثل کیون نہ برسین فلک سے انگارے ❊ جبکہ داماد کے تئین مارے ❊ عمرو کے غل کی آواز امیر کے کان مین آئی ہتیا ہوکر دوڑے وہ سب سمجھے کہ کوئی بادشاہ ہین غرض سب نے مع زمیندار بادب مجرا کیا امیر نے پوچھا اسے کیون تم ایذا دینے کی فکر مین ہو جب زمیندار نے تمام حقیقت بیان کی اور عرض کیا کہ خداوند نعمت شرط یہ ہی کہ ایک تیر مین ایک کٹوری گرے دوسری کو نہ خبر ہو اسنے ایک تیر مین دو گرادین امیر نے فرمایا کہ اگر ہم تمھاری شرط پوری کرین تو اسے چھوڑ دوگے زمیندار نے عرض کی کہ اگر عالی ہو تو مین اسے یونہین چھوڑ دون لیکن عدل یہی چاہتا ہی کہ شرط پوری ہو امیر نے فرمایا کہ تم اسے قتل کرو یا نکرو مگر مجھسے شرط نہ پوری ہو تو ضرور مجھے قتل کر ڈالنا یہ کہکر تیر لگانا شروع کیا ہر تیر مین ایک ہی کٹوری اُڑی احسنت وآفرین کی صدا چار جانب سے بلند ہوئی غرض جب شرط پوری ہوئی تو زمیندار نے اپنی بیٹی کو امیر کے سپرد کیا اور عمرو کو رہا کردیا امیر نے عقد اسکا عمرو کے ساتھ پڑھوا دیا اور ایک ماہ بخاطر عمرو وہان قیام کیا اس عرصے مین وہ عورت حاملہ ہوئی اور چالاک اُس سے پیدا ہوگا بعد ایک ماہ کے یہان سے بھی امیر نے مع عمرو کوچ کیا تھوڑے عرصے مین اردوے معلی مین پہونچے سب سردار واسطے استقبال کے آئے امیر باتوقیر بارگاہ مین تشریف لائے یہان زخم رستم کا اچھا ہوچکا تھا اُدھر جمہور نے بھی غسل صحت کیا تھا

اب چند کلمے داستان ملکہ آسمان پری وگردیہ بانو کے بیان کیے جاتے ہین

آسمان پری نے چند دیو اس کام پر مقرر کیے ہین کہ روے زمین پر شہر بشہر امیر پھرتے ہین لہذا وقتاً فوقتاً اُنکی خبر ہمین پہونچاتے رہو چنانچہ جب امیر باتوقیر نے ملکہ گردیہ بانو سے عقد کیا تو دیوون نے جاکر یہ بھی کیفیت بیان کی مگر اسوقت مین جاکر کہا ہی کہ ملکہ حاملہ ہی اور نوان مہینا بھی ختم ہی غرض سنتے ہی یہ غیظ وغضب تمام کہا کہ اس عرب کو بڑھپس لگا ہی جب سنو یہی سنو فلان کے ساتھ شادی کی

کئی بار قریشیہ کے طفیل مین چپ ہو رہی مگر اگلی بار نہ مانونگی اُن دیوون سے کہا جاؤ اُس عورت کو اُٹھا لاؤ وہ دیو
یہ سُنکر چلے جا کے چھپر کھٹ ملکہ کا اُٹھا لیا او بجنسہ لے کر چلے چونکہ یہ عورت بڑی بہادر ہی ان دیوون سے
پوچھا تم کون ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم ملکہ آسمان پری کے ملازم ہین آپ کو اُنھون نے طلب کیا ہی
اُنھین کے حکم سے آپ کو لیے جاتے ہین اثناے راہ مین ملکہ گردیہ بانو مبتلاے دردزہ ہوئی کہا کہ اے
ملازمان ملکہ آسمان پری مجھے ایک لمحے کے واسطے زمین پر اُتار کر تم ہٹ جاؤ دردزہ کے سبب مین بیچین ہون
غرضکہ وہ دیو یہ کلام ملکہ کا سُنکے زمین کی طرف متوجہ ہوے اور ایک پہاڑ کی گھاٹی مین چھپر کھٹ ملکہ کا
رکھکر ہٹ گئے ملکہ گردیہ بانو کے یہان اُسی وقت لڑکا پیدا ہوا بعینہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زبان کا
نمونہ تھا حُسن مین چہرہ ماہ سے دونا تھا ملکہ نے اپنی پیشواز زربفتی کا دامن پھاڑا اور اُس دامن مین لڑکے
کو لپیٹا پھر بازوبند عطیہ امیر با توقیر اُس لڑکے کے بازو پر باندھا اور بلائین لے کر کہا بیٹا ہم اب تمسے
رخصت ہوتے ہین تمھین خدا کے حوالے کیا کیا معلوم آسمان پری ہمسے کسطرح پیش آئے اگر ہم زندہ
رہے اور تم بھی جیتے رہے تو کبھی ملجائینگے یہ کہکر سات بار گرد پھری اور پھر اپنے چھپر کھٹ پر آ کر دیوون کو
آواز دی کہ آؤ وہ دیو قریب ملکہ گردیہ بانو کے آئے اور پھر ملکہ کو لے کر روانہ ہوے اور رفتہ رفتہ اُسے
ملکہ آسمان پری کے پہونچا دیا آسمان پری نے ملکہ گردیہ بانو سے نام پوچھا ملکہ نے جواب دیا گردیہ بانو
کہتے ہین آسمان پری نے کہا اے گردیہ بانو کیا تو نہین جانتی تھی کہ حمزہ میرا شوہر ہی اُسکے ساتھ اپنا عقد
کر لیا گردیہ بانو نے کہا تیرا شوہر ہرجائی ہی ملکہ اُسنے خود مجھے اپنے دام تزویر مین پھنسا کر اپنا عقد میرے
ساتھ کیا آسمان پری نے اپنے دیوون سے کہا کہ ہان اسے کھالو گردیہ بانو نے دوڑ کے آسمان پری
کے آگے سے تلوار اُٹھالی اور پینترا بدل کر کھڑی ہوگئی دیو دوڑے ملکہ گردیہ بانو نے دو چار ہاتھ چھوٹ
کے بڑھ بڑھ کے مارے دیو زخمی ہوے اتنے عرصے مین قریشیہ سلطان نے دیوون کو سخت و سست
کہکر ہٹایا پھر اپنی والدہ ماجدہ سے ماجرا دریافت کیا ملکہ آسمان پری نے سب بیان کیا قریشیہ نے کہا
اے مادر مہربان یہ بیچاری محض بیخطا ہین آپ صاحبقران کو روئیے اور بہت سی گردیہ بانو کی شفاعت کی
کہ انھین میرے سپرد کیجیے غرضکہ قریشیہ سلطان گردیہ بانو کو لے کر اپنے باغ مین آئی اور کہا اے اماں جان
حمزہ صاحبقران کا مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا اے بیٹی مین نے تو مہینے سے دیکھا تو نہین ہی مگر سُنتی ہون
کہ اچھے ہین پھر قریشیہ نے کہا آپ کا چہرہ کیون اُترا ہوا ہی گردیہ بانو نے رو رو کے تمام کیفیت لڑکا پیدا
ہونے کی بیان کی اُسنے اپنے دیوون کو پتا دے کر بھیجا اور لڑکے کو ڈھونڈھوا منگایا مگر اپنی مان کے خوف
سے اپنے پاس نہ رکھ سکی ایک صندوقچہ مرصع کار مین بہت سا زر و جواہر رکھا اور پھر اُس لڑکے کو صندوقچے
مین لٹایا بعد اُسکے صندوقچہ بند کر کے اپنے ملازمون کو دیا اور کہا کہ اردبیل کے دریا مین ڈالدو اور یہ
دیکھتے رہنا کون اس صندوقچے کو نکالتا ہی غرضکہ ملازمان قریشیہ نے وہ صندوقچہ لیجا کر دریا مین ڈالدیا
اتفاقاً رفیع گازر کنارے پر دریا کے کپڑے دھو رہا تھا اور اُسی روز اُسکا لڑکا مر گیا تھا وہ صندوقچہ
اُسنے پایا اپنے گھر مین لا کر جورو کو دیا اُسنے جو وہ صندوقچہ کھولا تو ایک لڑکا اُسمین سے نکلا اُسے از حد
خوشی ہوئی بلکہ مرگ فرزند دل سے فراموش ہوگئی اپنا بیٹا مشہور کیا نام بدیع الزمان رکھا اُدھر قریشیہ
نے ایک ماہ تک ملکہ گردیہ بانو کو اپنے یہان رکھا بعد اُسکے ملکہ آسمان پری سے رخصت کرا کے اردبیل

مین بھجوا دیا ملکہ نے یہان آکر اپنی ہمنشینون سے یہ سب کیفیت بیان کی پھر ایک نامہ امیر بانو قیر کو لکھا اُسمین بھی یہی کیفیت درج کی اور لڑکے کی بھی کیفیت لکھی جب حمزہ صاحبقران کے پاس وہ نامہ پہونچا اور اُسے کھول کر اول سے آخر تک پڑھا لڑکے کا حال سنکر بہت رنج گذرا پھر فرمایا اگر وہ لڑکا زندہ رہیگا تو ایک روز جامع المتفرقین ملا دیگا

اب حال نوشیروان کا معرض تحریر مین آتا ہی

ایک روز نوشیروان نے بختک سے کہا اے مردک تو نے مفسدی کر کے پھر مجھے امیر سے لڑوا دیا فقط میری طرف جمہور باقی ہی تو وہ بھی زخمی ہو گیا اتفاق الحال اچھا ہوا ہی فوج میرے پاس اسقدر نہین ہی کہ امیر سے مقابلہ کرون اب بتا کہ کیا تدبیر کرون بختک نے جواب دیا کہ ایک پروانہ اپنی جانب سے ہیکلان عاد مغربی کو لکھیے اُسے اور اُسکے بیٹے سکندر بن ہیکلان دونون کو طلب کیجیے غرضکہ فوراً نامہ لکھا گیا بعد تعریف لات و منات کے نوشیروان کی طرف سے لکھا تھا کہ اے ہیکلان عاد بہادر و نیک نہاد مجھے آجکل ایک مہم درپیش ہی لہذا ایا تو تم آؤ یا بیٹا تمھارا اسکندر فوج جرار لے کر آسے یہ لکھکر نامہ جانب مغرب روانہ کیا

اب کچھ حال شہر اندلس کا بیان ہوتا ہی

راوی شیرین کلام نے روایت کی ہی کہ جسوقت پہلوان عادی کا گذر شہر اندلس مین ہوا تھا اور کسی تقریب سے دختر معروف شاہ الک اندلس کے ساتھ منعقد ہوا تھا نام اُسکا ملکہ عادیہ بانو ہی پہلوان عادی اُسے حاملہ چھوڑ کر خدمت امیر مین چلا آیا تھا چنانچہ بعد نو مہینے کے عادیہ بانو کے بطن سے فرزند نرینہ پیدا ہوا بالکل اپنے باپ کی صورت ہوا نام بھی اُسکا باپ کے نام پر کرب غازی رکھا جب کرب سن تمیز کو پہونچے لکھ پڑھ کر فنون سپاہگری حاصل کرنے لگے جبکہ اسمین بھی کمال حاصل ہوا تو ایک روز اپنی مان سے کہا میرا جی چاہتا ہی لشکر امیر مین جا کر والد بزرگوار سے ملون اُسنے کہا بیٹا تم ابھی اس قابل کہان ہو کہ لشکر امیر بانو قیر مین جاؤ وہان ہر ایک شیر بیشۂ شجاعت ہی تمھارے باپ کو خفت ہو گی کرب نے کہا مین اپنے سامنے کسی کو موجود نہین سمجھتا کون ایسا ہی جو مجھسے لڑ سکیگا یہ سنکر عادیہ بانو نے کہا اچھا مین امتحان کر لون تو جانا تم فلان صحرا مین جاؤ ایک نقابدار آئیگا اگر تم اُسکو زیر کر لوگے تو پھر مین تمھین نہ روکونگی کرب راضی ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اُسی صحرا مین ہونچا دیکھا کہ سامنے سے ایک نقابدار مثل شعلۂ جوالہ کے آیا اور کہا اے لڑکے تو نہین جانتا ہی یہ صحرا بہادرون کی شکارگاہ ہی یہان تو نے کیون قیام کیا کرب نے کہا مین تیری گوشمالی کو آیا ہون نقابدار قریب آیا کرب نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے پر نیزہ گانٹھ کر بہ آہستگی تمام کمر زنجیر مین نیزہ بند کر کے قاش زین سے کرب کو اُٹھا لیا اور پھر زمین پر چھوڑ کر اپنی راہ لی کرب نہایت منفعل ہو کر چلا آیا اپنی مان سے آکر کہا کہ مین اُس سے کم نہ رہا اور نہ وہ زیر ہوا عادیہ بانو نے کہا بیٹا جب تم نقابدار کو زیر کر لوگے تو مین جانے دونگی غرضکہ پھر سال بھر تک کرب نے خوب ورزش کو کے مان سے خواستگاری کی کہ اب نقابدار کے مثل پچاس بہادر ہونگے تو زیر کر لونگا اب مجھے جانے دو عادیہ بانو نے کہا اچھا آج پھر جا کر اُس نقابدار سے مقابلہ کرو کرب پھر صحرا مین گیا وہی نقابدار آیا پھر کرب مقابل ہوا بطرز اول اُسنے نیزے پر اُٹھا لیا اور چھوڑ کر چلا گیا

کرب نے گریہ وزاری کرنا شروع کی کہ ای کریم و رحیم میری آبرو رکھلے مان سے سرخرو کردے مین نے تو ارادہ یہ کیا ہی کہ تیری راہ مین لڑون اور کافرون کو مسلمان کرون ایسی قوت مجھے عطا فرما کہ اس نقابدار کو زیر کرلون روتے روتے اُسکو غفلت سی آگئی دیکھا کہ آسمان سے زمین تک ایک نور ساطع ہوا اور ایک بزرگ بشکل نورانی تشریف لاے اور فرمایا کہ ای لڑکے نہ گھبرا کیونکہ تیرے ہاتھ سے بہت سے کارنمایان سرزد ہونگے بعد اُسکے سب ہتھیار کھول کر اپنے دست حق پرست سے کرب کے جسم پر آراستہ کیے بعد اسکی اپنے دست مبارک سے باندھی گھوڑے پر بٹھایا اور کچھ فنون سپاہگری تعلیم فرماے اور ارشاد فرمایا کہ اب تو کسی سے زیر نہوگا کرب نے کہا اگر کوئی آپ کا نام پوچھے تو کیا کہون فرمایا کہدینا شاہ ولایت اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب نہ اتنے عرصے مین یہ ہوشیار ہوگیا اور اپنی مان کے پاس آیا عادیہ بانو نے پوچھا کہو بیٹا کیا ہوا کرب نے کہا آج تو برابر رہا مگر کل زیر کرادونگا اور اگر کل بھی زیر نہوا تو پھر کبھی والد ماجد کے پاس جانے کا قصد نہ کرونگا عادیہ بانو نے کہا کل بھی جا تا یہ بھی حسرت پوری کر آنا غرضکہ دوسرے روز پھر کرب روانہ ہوے وہی نقابدار آیا کرب سے مقابلہ ہوا نقابدار نے نیزہ مارا کرب نے چھین کر پھینکدیا نقابدار نے تلوار ماری کرب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار بھی لے لی نقابدار کرب سے لپٹ پڑا کرب نے بسہولت تمام کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے نقابدار کو سر سے بلند کرلیا اور بند نقاب توڑ ڈالے اب جو دیکھا تو عادیہ بانو ہی مان کو دیکھکر بہت منفعل ہوا اور کہا ای مادر مہربان یہ کیا حرکت تھی عادیہ نے کہا بیٹا مین تجھے آزماتی تھی کہ تو کسی لائق ہی یا نہین اب سچ بتا کہ اسمین کیا اسرار ہی کل تو تو مجھسے زیر ہوگیا اور آج ہاتھ نہ لگانے دیا اور مجھے اُٹھالیا اسنے کہا مین نظر کردہ شاہ ولایت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ہوا ہون اور ساری کیفیت اپنی گریہ وزاری کی بیان کی عادیہ بانو اپنے ساتھ شہر مین لائی دوسرے روز کرب جا کے دربار معروف شاہ مین بیٹھا ہی کہ ایک گروہ سوداگرون کا سر و پا برہنہ استغاثہ کنان آیا اور سب نے کہا ای بادشاہ ہماری فریاد کو پہونچے ہم لوگ تاجر ہین فلان صحرا مین ایک قزاق نے ہمین لوٹ لیا بادشاہ نے کہا وہ فتاح پلنگینہ پوش ہی اُس سے لڑنے کی طاقت عالم مین کوئی نہین رکھتا بارہا مین نے اُسکی گرفتاری کا ارادہ کیا بہت سی فوج بھیجی مگر سب کو اُسنے پسپا کردیا یہ سُنکر کرب کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور اپنے نانا سے کہا کہ آپ ایسا کلمہ فرمائین تو عجب کا مقام ہی کہ اُسکا مقابل عالم مین نہین ہی معروف شاہ نے کہا بابا اُسکے مقابل ہو تو تم ہو یہ سنتے ہی کرب اُٹھ کھڑا ہوا اور سوداگرون سے کہا چلکر اُسکا نشان تم ہمین بتادو معروف شاہ نے کرب کو بہت سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا جب تو معروف شاہ بہت ہی پریشان ہوا کہ اگر یہ دیوانہ فتاح کے ہاتھ سے مارا گیا اول تو اسکی مان جان دیدیگی دوسرے معدیکرب آکر تمام سلطنت میری تاخت و تاراج کردیگا اور کہیگا کہ مین اسی واسطے اپنی زوجہ کو آپ کی تولیت مین چھوڑ گیا کہ آپ میرے بیٹے کو لڑائی مین قتل کرادین اور نہ روکین غرض شمال و شمیل دونون اپنے بیٹون کو مع پانچہزار فوج کے عقب کرب مین روانہ کیا کہ تم اُسکی محافظت کرنا کرب جو قلعۂ فتاح کے قریب پہونچا دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہوا ہی اتنے مین سامنے سے کچھ لوگ آتے ہوے دیکھے اور سب کے آگے ایک شخص جسکا قد قریب تیس انچ کے تھا آیا اور کہا ای گرفتاران محبس دنیا

اگر زندگی کے خواہان ہو تو سب مال اپنا یہین رکھدو اور چپکے چلے جاؤ ورنہ تم مین سے ایک بھی زندہ نہ بچیگا یہ
کیفیت دیکھکر کرب کو تاب نہ رہی گھوڑے کو چھیڑ کر اُسکے سامنے آیا اور کہا اے شخص تیرا کیا نام ہے تو بہت
نامرد معلوم ہوتا ہے نہ یہ دستون پہ ظلم کرتا ہے اُسنے کہا نام میرا فتاح پلنگینہ پوش ہے تیرا کیا نام ہے جو
اپنی حسن و جوانی پر رحم نہ کرکے بہادرون سے ایسی ناسزا گفتگو کرتا ہے کرب نے کہا اگر تو بہادر ہے تو مجھسے
مقابلہ کر یہ سنکر فتاح نے یکایک تمام نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزے کا بند کھول کے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
اس عرصے مین شامل و شمیل بھی پہونچے مگر ابھی دور ہین فتاح نے جھنجھلا کر تلوار ماری کرب نے تلوار
چھین کر پھینکدی اور گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اُسنے جھٹکا مارا کرب نے دوسرا ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر
اُسے نال کی صورت سر سے بلند کر لیا یہ کیفیت دیکھکر اُسکے ہمراہی کرب پر ٹوٹ پڑے کرب نے
بجاے سپر بائین ہاتھ مین فتاح کو لیا اور دہنے ہاتھ مین تلوار لے کر لڑنا شروع کیا صدہا کو واصل جہنم
کیا اور بہت سے زخم فتاح نے سپر بنکر کھائے اتنے عرصے مین شامل و شمیل بھی آکر گرے اُسوقت
فتاح نے اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ خبردار اب کوئی ہاتھ نہ اُٹھاے سب ٹھہر گئے فتاح نے
کہا اے بہادر اب مجھے چھوڑ دے اور اپنے نام نامی سے اطلاع دے کرب نے اُسے بہ آہستگی زمین
پر چھوڑ کر اپنا نام بتایا اور کہا مسلمان ہو اُسنے جواب دیا اے بہادر میرا ایک مطلب ہے اگر وہ پورا ہو
تو مسلمان ہو جاؤن کرب نے کہا بیان کر اُسنے کہا سکندر بن ہیکلان کی بیٹی پر مین عاشق ہون
صورت اُسکی یہ ہے کہ مین ملازم سکندر کا تھا ایک روز اُسکی بیٹی ملکہ گلچہرہ حمام مین گئی مین نے اُسکو
بے پردہ و حجاب دیکھ لیا دل مبتلاے اُلفت ہو گیا بعد کئی ماہ کے جب حالت اپنی تغیر دیکھی تو لوگون
کے ذریعہ سے اُسکی خواستگاری کی اُسنے نہ منظور کیا مین نے اُسکی ملازمت ترک کرکے مع تین ہزار
آدمیون کے قلعۂ آہن حصار مین رہنا اختیار کیا اور واسطے بسر اوقات کے پیشۂ رہزنی کرنے لگا یہ
سنکر کرب نے کہا اگرچہ وہ بادشاہ جلیل القدر ہے لیکن میری تو خدا پر نظر ہے اگر مدد ایزدی ہوگی تو انشاءاللہ
یہ کام بھی مجھسے سرزد ہوگا یہ کہا اور روانہ ہونے پر آمادہ ہوا

دو کلمے داستان جانا کرب کا مغرب مین اور لانا معشوقۂ فتاح یعنی گلچہرہ کو اس اثنا مین مدد کرکے چھڑانا سلطان سعد و سیر فرخاری کو جسکا ذکر اول ہوا ہے

گرچہ کرب کو شامل و شمیل نے روکا مگر کرب نے نہ مانا اور فتاح کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا شامل و شمیل
نے آکر تمام کیفیت معروف شاہ سے بیان کی پہلے تو خوش ہوا پھر بہت ملول ہوا کہ اب شیر کے منہ مین
شکار گیا ہے سکندر مغربی سے کون لڑ سکتا ہے اور اگر اس چھوکرے نے وہان جاکر دیوانگی کی باتین کین
ضرور وہ قتل کریگا عادیہ بانو کو خبر ہوئی وہ بھی سنکر بہت مضطر ہوئی غرضکہ جب کرب مع فتاح عاد مغرب
مین پہونچا بہ لباس شبروی فتاح کو لے کر خوابگاہ ملکہ گلچہرہ مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہے پرستارین
مصروف مروحہ جنبانی ہین یہ دونون تیغ بکف بارہ دری مین در آئے خواصون نے دیکھا کہ دو آدمی
نہایت قوی ہیکل سیاہ پوش ننگی تلوارین ہاتھ مین لئے چلے آتے ہین سب کی سب آہے اوہی کرکے بھاگین
اور متنبہ ہین کرب نے ملکہ کو ہوشیار کیا وہ بھی دیکھکر گھبرائی کرب نے کہا اے ملکہ ڈرو نہین مین کرب
بن عادی ہون سپہ سالار حمزہ صاحبقران ہون اور یہ بہادر فتاح پلنگینہ پوش ہے پہلے یہ تمھارے

باپ کے پاس ملازم تھا ایک مرتبہ تھین اسنے دیکھا فریفتہ ہوکر سکندریہ سے تمھاری خواہش کی اُسنے نہ منظور کیا یہ بیچارہ تمھاری محبت مین جاکر صحرا النشین ہوا مین نے اُسے مسلمان کیا اسنے شرط کی کہ صدق دل سے مسلمان مین اُس وقت ہونگا جب میری محبوبہ مطلوبہ ملیگی اگر اسکو قبول کرو تو بہتر ورنہ قتل کرونگا ملکہ سنکر بہت ہنسی اور کہا ای بہادر دوران عرصہ چھ ماہ کا ہوا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام میرے خواب مین تشریف لاسے مجھے مسلمان کرکے اس شخص کے ساتھ منسوب کیا بعد اُسکے نوشیروان کے بیٹے کے ساتھ میری نسبت ٹھہری مین نے قبول نہ کیا یہ سنکر کرب و فتاح دونون خوش ہوے ملکہ نے اپنی خواصون کو پکارا جو چھپی تھین وہان سے دوڑین گلچہرہ سب پر خفا ہوئی کہ مین نے ان دونون جوانون کو براے امتحان بلایا تھا کہ تم لوگ نمک حلال ہو یا نہین اگر کوئی دشمن اسی طرح آتا تو تم مجھے تنہا چھوڑ کر چلی جاتین جاؤ جلدی سامان عیش و عشرت مہیا کرو وہ سب تو شراب و کباب و طعام کی فکر مین گئین ابھی تھوڑی رات آئی تھی کہ کرب نے سنا منادی ندا کررہا ہی کل صبح کو سعد نبیرۂ حمزہ و پیر فرخاری مع اور کئی ہزار فوج کے جو کہ گرفتار ہوکر آئے تھے سب دار پر کھینچے جائینگے کرب نے گھبرا کر پوچھا فتاح سُن تو یہ کیا ڈھنڈھورا پٹ رہا ہی ملکہ نے کہا آج صبح سے یہی تمام شہر مین شور ہی کہ کل نبیرۂ حمزہ دار پر کھینچا جائیگا خدا جانے نبیرۂ حمزہ کون شخص ہی مگر اتنا جانتی ہون کہ مسلمان ہی خدا اُس بیچارے کی جان بچائے کرب نے کہا میرا آقا زادہ ہی ابھی مین نے نہین کہا تھا کہ میرا باپ سپہ سالار لشکر حمزہ کا ہی اور حمزہ وہ شہر آہ ہی کہ جسنے قاف مین جاکر بہت سے دیوزادون کو تہ تیغ کیا اور صدہا کو زیر کرکے ملکہ آسمان پری کو اپنے عقد مین لایا اور ای فتاح اب تم تو یہان عیش کرو مین اُس شہزادے کی مدد کو جاتا ہون خدا نے چاہا تو دشمنون کے ہاتھ سے بچاتا ہون فتاح مانع ہوا اور ملکہ نے بھی سمجھایا او شہر یار اکیلا چنا بھاڑ نہین پھوڑتا کرب نے کہا ہزار جانین میری سلطان سعد کے ایک ناخن پا پہ نثار ہین یہ کہکر چلا

اب دو کلمے داستان پہونچنا کرب کا قلعۂ آہن حصار مین مع فتاح و گلچہرہ کے بیان ہوتے ہین

چونکہ یہ داستان بیان ہوچکی ہی مگر بیان بہ نظر یاد دہی مجملاً لکھی جاتی ہی کیفیت سب تحریر ہوچکی ہی کیونکہ سلطان سعد کو رہا کیا وہان تک ذکر ہوا ہی کہ کنارے آبجو کے ملکہ نقابدار بنی ہوئی پہونچی اور کرب سے ملی سعد نے لاکھ لاکھ نام و نشان پوچھا کرب نے خلاصہ اپنا پتا نہ دیا اور رخصت ہوا سعد نے لشکر اسلام مین پہونچ کر کرب کی بہت تعریف کی کہ ایک جوان ایسا جری تھا اُسنے میری مدد کی مگر اپنا پتا نہ دیا امیر نے فرمایا کہ اپنے ہمراہ اُسے کیون نہ لیتے آئے سعد نے عرض کیا کہ وہ نہ آیا اور یہ کہا انشاء اللہ قریب تر مین لشکر امیر مین حاضر ہوتا ہون امیر خاموش ہو رہے کرب مع فتاح و گلچہرہ قلعۂ آہن حصار مین پہونچا جو لوگ فتاح کے وہان مقیم تھے سب کو مسلمان کرکے اپنے ہمراہ لیا اور شہر اندلس مین آیا معروف شاہ سے ملازمت حاصل کی تمام کیفیت جو گذری تھی بیان کی معروف شاہ نہایت مسرور ہوا عادیہ بانو نے سُنا اُسکے دل سے بھی غم فرقت کرب دور ہوا افتاح نے بھی اندلس مین سکونت اختیار کی اور بہ آسائش و آرام رہنے لگے

ذکر داستان داستان معروف شاہ اندلسی اور کرب کا آگہحال بیان کرنا اور واسطے شکار کے اپنے مامون شامل اور شمیل دونون کو لیکر شکار کو جانا اور طلسم کا فتح کرنا

راوی شیرین کلام نے اس داستان کو یون تحریر کیا ہی کہ ایک روز کرب شامل و شمیل کے ہمراہ صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ ایک قلعہ دیکھا کرب نے شامل سے کہا اس قلعے مین چل کر شکار کھیلنا چاہیے اُسنے جواب دیا

کہ یہ طلسم کرنبوس عاد ہی اسمین جو گیا دنیا سے گیا کرب نے پوچھا کہ اسکی کچھ کیفیت اگر معلوم ہو تو بیان کرو
شمائل نے کہا اتنا سنا ہی کہ اسمین ایک سو تیس برج ہین سر بفلک کشیدہ اور ہر برج پر ایک غول نفیر منہ سے لگائے
کھڑا ہی اور ایک سنارہ ہی اُس پر ایک دیو مہیب بشکل عجیب گرز گران بدوش کھڑا ہی جو شخص اس طلسم مین جاتا ہی
ایک شیر آکر اُٹھا لیجاتا ہی غول نفیرین بجانے لگتے ہین کہ جسکی آواز سے کوہ بیابان ہین لرزہ پڑجاتا ہی کرب نے کہا قسم ہی
اُسی خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا اس طلسم کو بغیر توڑے ہوے یہان سے نہ جاؤنگا شمائل نے کہا طلسم کشائی کے لیے صاحبقران
درکار ہی اُسنے کہا کہ آج شب کو یہان قیام کرو کل جیسا ہوگا دیکھا جائیگا غرض جا بجا خیمے برپا ہوے کرب اُسی وقت سے
اپنے خیمے مین آیا اور سجادہ نشین ہوکر دعا مانگنا شروع کی یہانتک کہ نصف شب گذر رہی تھی کہ غفلت سی آگئی دیکھا کہ ایک مرد
ضعیف سامنے سے نمودار ہوا بعد سلام علیک کے کرب سے کہا اے لشکر کرد شیر خدا تیرا ارادہ طلسم فتح کرنے کا ہی لہذا آگاہ ہو
کہ میرا نام کرنبوس عاد ہی جسوقت مین دنیا مین تھا تو صدہا پہلوانون اور گردنکشون کو مارا اور زیر کیا اُنکے آلات اور اکثر عجائب
دستیاب ہوکے یہ طلسم تیار کیا اگر اب میرے نزدیک ان چیزون کے لائق تو اور تیرے لائق وہ عجائبات ہین جا مین نے یہ
طلسم تجھے بخشا کرب نے کہا کسطرح طلسم فتح ہو سکتا ہی لوح کا نشان بتائیے پیر نے کہا بابا تو جانب دست راست کو جانا
بائین طرف قلعے کو چھوڑنا ایک عجیب شجر ملیگا جسکی ہر شاخ سے اور ہر برگ و بار سے صداے اللہ اکبر بلند ہوگی اُسکے نیچے
جاکر دو رکعت نماز ادا کرنا پھر آگے چلنا بعد پانچ سو قدم کے ایک سنگ سیاہ زمین پر پڑا دیکھیگا اُسے اُٹھانا ایک
کنوان اُسکے نیچے ہوگا اور زینہ بنا ہوگا تو بیخطر طلسم کشائی کی چاہ مین اُس کنوئین مین اُترنا ایک دروازہ بند ملیگا اُسپر آیۂ
پاک منقوش ہی آیت کو پڑھنا دروازہ کھل جائیگا اندر جاکر دیکھنا بارہ دری پر صندوقچہ فولادی رکھا ہوگا اُسے کھولنا
لوح فولادی اُسمین سے ملیگی پھر جو لوح حکم کرے عمل مین لانا اتنا سنکر کرب ہوشیار ہوا فتاح اور دیگر اپنے ہمراہیون کو
بلاکر کہا کہ یہ طلسم جسکا ہی اُسنے مجھے دیدیا ہی صبح بھی ہوگئی تھی کہا بہت جلد میرا گھوڑا لاؤ فتاح نے گھوڑا منگایا کرب
سوار ہوکر حسب ہدایت پیر روانہ ہوا اور لوح حاصل کی دیکھا اُسمین بخط جلی لکھا ہی جو شخص اس لوح کو پائے صلاح
تو یہ ہی کہ طلسم کشائی کا خیال دل مین نہ لائے کیونکہ فتاحی اس طلسم کی ممتنع ہی چالیس حکیمون کی راے جب متفق ہوئی
تو یہ طلسم تیار ہوا اور اگر جرأت کرے کہ ہم اس طلسم کو توڑینگے تو دست چپ اس مقام سے ایک دروازہ ہی اُسے
کھولے باغ دلچسپ ملیگا اُسمین حوض پر از آب ہی حوض مین وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے ایک جانور بشکل
فیلمرغ آسمان کی طرف سے آئیگا اُسپر سوار ہوجائے پھر جب ضرورت ہو لوح سے مشورہ کرے غرض کرب نے جاکر
اُسی طرح نماز ادا کی جانور آیا یہ اُسکی پشت پر سوار ہوا وہ لے کر پرے ہوا ایسا بلند ہوا کہ زمین نظرون سے غائب
ہوگئی پھر چشم زدن مین ایک درخت پر لیجاکر اُتار دیا کہ شاخین اُسکی ایک فرسخ تک محیط تھین اور بلندی صدہا
فرسخ تھی کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا جو اسم پیشانی لوح پر کندہ ہی تو پڑھ صبح درخت سے ایک دیو پیدا ہوگا
تجھے نہیب دیگا تو اُسکی جانب مطلق اعتنا نہ کرنا اور نہ جواب دینا وہ درخت پر چڑھیگا تو فوراً جست کرکے اُسکی گردن
پر سوار ہونا اور اگر ہیبت اُسکی تیرے دل پر طاری ہوگئی تو وہ تجھے کھا جائیگا کرب نے وہی اسم پڑھا دیو نکلا اور
للکار کر درخت پر چڑھنے لگا کرب جست کرکے اُسکی گردن پر سوار ہوا وہ لے کر بالاے ہوا بلند ہوا بعد کئی ساعت
کے کنارے ایک دریاے عجیب کے اُتار کر غائب ہوگیا طرح طرح کی آوازین مہیب اُس دریا سے پیدا ہوتی تھین باوجود
اس دلیری کے قریب تھا کہ زہرہ کرب کا آب ہو جائے اور دریا کی ایک طرف کو جنگل دیکھا کہ اُس صحرا سے صدہا
جانور ان موذی کرب کی طرف چلے آتے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ ان جانورون مین ایک شیر ہی

اُسپر سوار ہوکے بجاے عنان دونون کان اُسکے تھام لے بس کرب نے دلیرانہ اُن درندون مین ورا آگر شیر کو تلاش کیا
مگر کسی جانور نے ایذا نہ دی دیکھا کہ فی الحقیقت شیر سامنے سے چلا آتا ہی کرب پر حملہ کیا اسنے جست کر کے خالی دی جب تک
شیر پلٹے یہ دوسری جست کر کے اُسکی پیٹھ پر سوار ہولیا اور دونون کان پکڑ لیے شیر برق جہندہ کی صورت چلا تیج ہوا
کرب کی آنکھون مین اندھیرا چھا گیا بعد کئی ساعت کے شیر زمین پر گر کر بے حس و حرکت ہوا کرب نے آنکھ کھول کر
دیکھا تو اپنے تئین ایک عمارت رفیع مین پایا اور شیر کو مردہ دیکھا جب قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا خس و خاشاک سے
ایک جسد شیر کا بنایا ہی سخت حیران ہوا کہ یہ کیا اسرار ہی غرض اُس مکان مین چار جانب کسی کو نہ پایا ایک دروازہ
ملا اُسکو کھولا اُسمین بھی نہایت وسیع و رفیع عمارت دیکھی اسی طرح کئی مکانون مین گیا لیکن ہر مکان مین ایک شیر
کو مسلسل دیکھا اُنکے منہ مین ہر ایک شیر کے کوئی عضو آدمی یا غول یا دیو کا تھا کہ یکایک آسمان کی جانب سے ایک دیو
نے نعرہ کیا او آدم زاد خیرہ سر و تیرہ روزگار باش کہ ترا بخورم کرب دست بقبضہ ہوکر ٹھہر گیا دیو نے آتے ہی دار شمشاد
کا وار کیا کرب نے خالی دے کر ہاتھ دار شمشاد پر ڈالدیا اور جھٹکا دے کر اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور غور جو کیا تو مقوے
کی دار شمشاد بنی ہوئی تھی اتنے مین وہ دیو دھوان ہو کر تمام مکان مین پھیل گیا کرب سر بزانو ہو کر بیٹھ گیا
بعد چند ساعت کے تاریکی دور ہوئی دیکھا نہ مکان ہی نہ دیو ہی مگر ایک ریگستان ہو کا مکان ہی کئی فرسنگ
راہ طی کی تھی کہ ایک بہت بڑا احاطہ ایک دیکھا قریب پہونچے تو اُسمین بہت سے خیمے استادہ پاے صدہا بلکہ ہزارہا
آدمی اپنے اپنے کام مین مشغول تھے دور ہی سے کرب نے سلام علیک کی کسی نے جواب نہ دیا قریب جا کر کہا
بھائی تم لوگ بہرے ہو جو جواب نہ دیا سب آپس مین ہنسنے لگے کوئی انکا منہ چڑھاتا تھا کوئی ہاتھ چمکاتا تھا جب تو
کرب کو غصہ آیا اور تلوار کھینچکر دوڑا آنکھ جو جھپکی نہ وہ دروازہ تھا نہ کوئی آدمی تھا اور زیادہ حیرت ہوئی بار الٰہا
اسمین کیا اسرار ہی ہر شی یہان عجیب و غریب ہی اور آگے چلا ایک کنوان دیکھا کمند کے وسیلے سے اُسمین اُتر گیا دیکھا
ایک نقب ہی اُسمین بہت بڑا ظرف چینی کا روغن نفت سے بھرا ہوا رکھا ہی اور دو فتیلے پوست شیر کے اُسمین روشن
ہین تھوڑی دور جا کر ایک دروازہ ملا اُسے کھول کر اندر آیا دیکھا دو گائین لڑ رہی ہین دونون کے سینگ
گتھے ہوے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اپنی قوت بازو سے ان دونون کو جدا کر دو کرب نے
دامن گردانے آستینین چڑھا کر زور کیا دونون الگ ہو گئین اب جو دیکھا تو وہ گائین مقوے کی بنی ہوئی
ہین کرب نے دل مین کہا کہ حکما بھی عجب صاحب مذاق ہوتے ہین جو چیز اُنھون نے بنائی نہایت تعجب خیز ہی
اور آگے چلے دو مینڈھے اسی طرح آپسمین لڑ رہے تھے بحکم لوح اُنھین بھی جدا کیا اب جو دیکھا تو مینڈھے بھی
موم اور اون کے بنے ہوے تھے اور آگے بڑھکر ایک باغ مین گذر ہوا سامنے سے غول زنگیون کا
نمودار ہوا گویا بہ ارادہ قتل کرب غازی چلے آتے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس غول زنگیان مین
ایک غول ہی گرز اُسکے سینے پر مار کرب نے بہ مردی و مردانگی ڈھونڈھکر غول کو بحکم لوح گرز مارا وہ گرا ساتھ
اُسکے سب حبشی گرے اور فوراً غائب ہو گئے اب جو دیکھا تو پھر صحراے لق و دق ہی بعد چند قدم کے
دو دروازے برابر نظر آے ایک بند اور دوسرا کھلا تھا بحکم لوح بند دروازے کو کھول دیا اور کھلے
دروازے کو بند کیا اُسمین دو قالین رکھے ہوے تھے ایک تہ کیا ہوا رکھا تھا اور دوسرا بچھا تھا یہ
دیکھکر کرب نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا جو قالین تہ کیا ہوا ہی اُسے بچھا دے اور جو بچھا ہی اُسے تہ کر دے
کرب غازی نے ایسا ہی کیا دروازہ باغ کا نمودار ہوا کرب باغ کے اندر آیا ہزارہا درخت سرسبز و

شاداب نظر آئے اور ایک کنوان زیر درخت سیب جسمین چرخی لگی ہوئی اُسکے پہلو مین ایک حوض خالی ہی اور ایک دیو کنوین سے پانی کھینچکر حوض مین بھر رہا ہی اور لب حوض ایک بُڑھیا چرخہ کات رہی ہی سامنے ایک صفہ پایہ سنگ خام سے بنا تھا اُسپر ایک پیر مرد کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہی دیو آتش بخش نے کرب کو دیکھکر فریاد کی کہ اے کرب جلد آ اور مجھے اس مصیبت سے نجات دے کرب نے پوچھا کہ کیونکر تجھے رہائی دون اُسنے کہا مین کیا جانون کرب نے ایک ساعت توقف کیا لوح کو دیکھا اتنے مین پھر اُس دیو نے وہی صدا دی کرب نے بحکم لوح تبر اُسکے منھ پر مارا تالو کو توڑ کر گدی سے گذر گیا ایک دھوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب دھوان برطرف ہوا بُڑھیا کے پاس جاکر بحکم لوح چرخہ اُسکے سر پر مارا پھر ایک دھوان پیدا ہوا جب وہ دھوان بھی برطرف ہوگیا کرب اُس پیر مرد کے پاس آئے اور سلام کیا اُسنے جواب نہ دیا اسنے کہا آپ کا کیا سن ہی پھر جواب نہ دیا اتنے مین نظر کرب کی کتاب پر پڑی لکھا تھا کہ اس کتاب کو پانی مین ڈالدے کرب نے کتاب کو اُٹھا کر حوض مین ڈالدیا پھر وہی دھوان پیدا ہوا یہان قیلاج پلنگینہ پوش وشال و شمیل جو بیرون طلسم تھے اُنھون نے دیکھا وہ غول جو گنبدون پر کھڑے تھے اچھل اُچھل کر درطلسم پر گرے سب شاد و مسرور ہوے کہ الحمدللہ آقا نے فتح طلسم کے ظاہر ہوے مگر وہ دیو جو منارۂ طلسمی پر کھڑا تھا وہ اُسی صورت سے استادہ رہا یہان کرب نے طلسم مین منارۂ بلند دیکھا اور اُسپر ایک دیو استادہ پایا زنجیر آہنی لٹک رہی ہی کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ زنجیر کے وسیلے سے منارے چڑھجا کرب منارے پر آیا ایک دروازہ دیکھا اُس دروازے کو کھول کر اندر آیا دیکھا سو سیڑھیان بنی ہوئی ہین زینے سے نیچے اُترا ایک نازنین کو بالاے تخت مسلسل بہ زنجیر دیکھا اور زیر تخت ایک دیو کو سوتے پایا کرب نے نازنین سے پوچھا کیا باعث تیری گرفتاری کا ہی اُسنے اشارے سے کہا ارے واپس جا نہین تو یہ دیو اُٹھکر ہلاک کر ڈالیگا کرب نے نعرہ کیا دیو بیدار ہوکر دوڑا کرب نے بحکم لوح دونون سینگ اُسکے پکڑکر جھٹکا دیا کہ سر دھڑ سے جدا ہوا بطور قدیم دھوان محیط ہوگیا قیلاج وغیرہ نے بیرون طلسم سے دیکھا کہ وہ دیو بھی گرا یہان کرب نے اپنے تئین قلعے مین دیکھا کہ چالیس مکان اُسمین بنے ہوے ہین اور ہر دروازے مین قفل بند ہی کرب نے قفل کھولنا شروع کیے کسی مین ہیرا بھرا تھا کسی مین یاقوت کسی مین الماس ایک مکان مین پانچہزار نفر مین زرین رکھی تھین ایک مکان مین چالیس ہزار صندوق پُر از یراق زرین ایک مکان مین ایک ہی صندوق تھا لیکن برابر ایک حویلی کے اُسمین یراق کرہنوسی رکھا تھا کرب بہت خوش ہوا اور کرہنوس عاد کی روح کو فاتحہ پڑھکر بخشا پھر یراق کرہنوسی کو زیب جسم کیا گویا اسی کے جسم کے واسطے یہ سب قطع ہوا تھا غرض کرب غازی وہی یراق پہنکر بیرون طلسم آیا سب کو دیکھکر بہت خوشی حاصل ہوئی بعد اُسکے بہت سے آدمی ہمراہ لیے اور جاکر تمام مال طلسمی بار کیا اور لے کر خدمت معروف شاہ مین آیا اُسکو بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ میرے فرزند نے اتنا بڑا طلسم فتح کیا

اب وہ کلمے داستان سکندر عاد کے بیان ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ جب نامہ نوشیروان کا سکندر کو پہونچا اُسنے پڑھکر فوراً تیاری کردی اور فوج گران اپنے ہمراہ لی ایک نامہ معروف شاہ کو بھی لکھا کہ اپنی فوج لے کر میرے ہمراہ چل مین واسطے غارت کرنے خدا پرستون کے جاتا ہون میرے ہمراہ چل اور نامہ کمیل عاد مغربی کو دیا کہ یہ بہت بڑا پہلوان و سردار

کے

کمیل نامہ لیکر معروف شاہ کی بارگاہ مین بغیر پروانگی چلا آیا اور نامے کو چوم کر معروف شاہ کو دیا اُسنے بھی نامے کو بوسہ دیا اور پڑھا اتنے مین کمیل صندلی کرب پر بیٹھ گیا اور کرب شکار پر گیا تھا اس اثنا مین وہ بھی واپس ہو کر آیا دیکھا کہ میری صندلی پہ ایک دیو بیٹھا ہی اور معروف شاہ نہایت انتشار کے عالم مین نامہ کو دیکھ رہا ہی کرب نے کمیل سے کہا ای شخص تو کون ہی کہ بہادرون کی صندلی پر بیخوف بیٹھا ہی وہ دیکھکر ہنسا اور کہا ای لڑکے ابھی تیرے منھ سے دودھ کی بو آتی ہی بلکہ تیرے سخن مین دودھ کا اثر ہی ایسی سخت کلامی دلیران روزگار سے کرتا ہی مگر مرنے سے نہین ڈرتا ہی خبردار بار دگر ایسا کلام ناسزا اپنی زبان سے نہ نکالنا ورنہ سزا کو پہونچیگا یہ گفتگو اسکی کرب کو ناگوار ہوئی اور جواب دیا کہ ای شخص یہ خطا تیری بلحاظ بادشاہ والا پایگاہ یعنے معروفشاہ معاف کی نہین تو اسکا مزہ چکھا دیتا چھٹی کے دودھ کا مزہ تیری زبان پر آتا خیر اُٹھ میری صندلی پر سے اور ملازمان خدمتگزار کی صورت دست ادب باندھکر کھڑا ہو ورنہ ہاتھ پکڑ کے اُٹھا دونگا کمیل غضبناک ہو کر اُٹھا اور چاہا کہ طمانچہ مارے کرب نے دوڑ کر ایک طمانچہ مار دیا کہ منھ اُسکا گدی کی طرف ہو گیا اور گردن پکڑ کے دھڑ سے اُکھاڑ لی اور سر کو دھڑ سے زمین پر دے پٹکا جو لوگ اُسکے ہمراہ آئے تھے سب بھاگے اور جا کر سکندر سے کہا کرب نواسا معروفشاہ کا بڑا زور آور ہی اُسنے طلسم کرینوس کو فتح کر کے بہت سا مال دستیاب کیا اور فتلاج جو آپ کا سپہ سالار تھا اسے بھی زیر کیا اور اُسی نے کمیل کا سر اُکھیڑ کر پھینکدیا یہ سنتے ہی سکندر آگ ہو گیا اور کہا کہ مین جا کر ابھی اندلس کو غارت کر کے تمام اسباب طلسمی اپنے قبضے مین کرتا ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور جب قریب اندلس کے پہونچا تو معروف شاہ کو خبر ہوئی کہ سکندر بافوج گران آ پہونچا اُسنے کرب سے کہا بیٹا مصلحت وقت یہ ہی کہ تم بحیلہ شکار چند روز کے واسطے چلے جاؤ کیونکہ سکندر بہت منغض ہو کر آیا ہی اُس سے مقابلہ ممکن نہین کرب نے نہ مانا جب تو معروفشاہ نے بہت منت کی بلکہ ہاتھ بھی جوڑے کہ بیٹا میری خوشی یہی ہی جب تو کرب مجبور ہوا اور شکار کو چلا گیا یہان معروف بحیلہ استقبال اُردوے سکندر مین آیا سکندر کو خبر ہوئی اپنے سامنے بُلایا اور کہا او مردک تو نے ہمارے سردار کو قتل ہونے دیا اور کوئی تدارک نہ کیا اسنے جواب دیا ای شہریار مین آپکا خراج گذار ہون کیونکر ہو سکتا تھا کہ کوئی دقیقہ مین اُٹھا رکھتا مگر مجبوری اس بات کی ہی کہ یک بیک ایک واقعہ ظہور مین آیا مین زبان بھی نہ ہلا سکا سکندر نے کہا اچھا تو اُس چھوکرے کو ابھی میرے سامنے حاضر کر کہ مین قتل کرون اور جو اسباب طلسمی وہ لایا ہی وہ میرے حوالے کر معروفشاہ نے عرض کی ای شہریار با وقار وہ لڑکا میرا نواسا تو ضرور ہی لیکن جسروز اُسنے کمیل دلاور کو مارا اُسی روز بخوف حضور مع تمام مال اپنی مان کو ہمراہ لیکر اپنے باپ کے پاس چلا گیا اور باپ اُسکا لشکر حمزہ کا سپہ سالار ہی غرض تمام کیفیت معدیکرب کے آنے کی اور رعنادیہ بانو سے منسوب ہونے کی بیان کی اُسنے کہا کہ تو نے کیون جانے دیا گرفتار کر کے میرے پاس کیون نہ بھیجا اسنے جواب دیا کہ مین اُسکا مقابل نہ تھا سکندر نے کہا خیر میرے ہاتھ سے کب زندہ رہیگا لشکر حمزہ مین جا کر قتل کرونگا اور تو میرے ساتھ چل اسنے کچھ عذر نہ کیا مجبور مع فوج ساتھ ہوا اور خفیہ ایک نامہ کرب کو لکھا کہ فرزند مین ناچار ہی سکندر کے ساتھ جاتا ہون تو اپنی حفاظت کرتا رہنا جب یہ تحریر کرب کو پہونچی سخت پریشان ہوا اور اندلس مین آکر تیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیے اور جانب اردوے امیر کشورگیر روانہ ہوا چلتے وقت ارکین سلطنت سے کہگیا کہ میرے جانے کے دو روز بعد سب اسباب طلسمی بار ہو کر اُردوے صاحبقران کی طرف روانہ ہو جائے

اب دو کلمے داستان لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

راوی شیرین کلام اس داستان کو یون تحریر کرتا ہی کہ جب صاحبقران اپنے لشکر مین پہونچ گئے علمشاہ و جمہور غسل صحت کر چکے ایک شب کو جمہور نے لشکر نوشیروان مین طبل جنگ بجوایا اور صبح کو میدان مین پکارا کہ ہی کوئی حمزہ کے لشکر مین ایسا بہادر کہ میرے مقابلے مین آئے ادھر سے ارجب یونانی امیر سے اجازت لے کر میدان مین گیا دو پہر تک جمہور سے رد و بدل ہوئی بعد دو پہر کے جمہور نے زخمی کیا بعد اُسکے صدرف گوش گیا وہ بھی زخمی ہوا ہدرف نوش بھی زخمی ہوا شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی طرف پھر گئے رات کو پھر جمہور نے طبل رزم بجوایا صبح کو پھر میدان مین آیا اور کہا ای حمزہ کیا خوب ہوتا کہ آج تو میرے مقابلے کو آتا بمجرد سُننے اس سخن کے صاحبقران اشقر کو اُڑا کر میدان مین آئے جمہور نے جھپٹکر نیزہ مارا امیر نے بفن سپہ گری نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے دوڑ کر تلوار ماری صاحبقران نے تلوار بھی چھین لی تب تو جمہور گھوڑے سے کود امیر بھی زمین پر تشریف لائے کشتی ہونے لگی تا شام کشتی رہی آخرکار امیر نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے سر سے بلند کیا اور نوشیروان کو نہیب دی ای کافر اگر تجھے جسپر بڑا ناز تھا دیکھ مین اُسے بھی لیے جاتا ہون اب اور کسی کو مدد کے لیے بلا نوشیروان کو یہ دیکھکر بڑا صدمہ ہوا اور امیر اُسے لیے ہوے اپنے لشکر مین چلے آئے بارگاہ سلیمانی مین لاکر اُسے بٹھایا اور فرمایا کہ ای بہادر دین دلیران اختیار کر وہ از سر صدق بے عذر مسلمان ہوا امیر جشن مین مصروف ہوے وہان نوشیروان کے پاس مغرب سے نامہ دار آیا اور سکندر کا نامہ لاکر نوشیروان کو دیا لکھا تھا کہ ای نوشیروان ہم آپہونچے حمزہ سے ہرگز خوف نہ کر نامہ دیکھکر نوشیروان بہت خوش ہوا اتنے مین ملازمان جمہور نے لشکر نوشیروان پر شبخون مارا صدہا کو زخمی ہزارون کو واصل جہنم کر کے اُردوے امیر مین چلے آئے یہ خبر امیر کو پہونچی کہ سکندر واسطے مدد نوشیروان کے آتا ہی اور ملازمان جمہور نے شبخون مار کر لشکر نوشیروان کو خوب تاراج کیا اور اُردوے حضور مین چلے آئے امیر نے سب کی بڑی خاطر کی اور مسلمان کیا اب حال کرب غازی کا سُنیے کہ یہ جو شہر اندلس سے روانہ ہوے بعد کئی روز کے قریب لشکر سکندر پہونچکر بعد نصف شب کے لشکر سکندر پر شبخون مارا اور نعرے امیر و سعد و قباد و علمشاہ و لندھور وغیرہ کے بلند کیے قریب دو لاکھ آدمیون کے جہنم واصل ہوے اور پانچ ہزار نفر طلسمی بخنبی ہولی کرب غازی کے ہمراہ تھین سکندر نے جو یہ ماجرا سُنا دل مین کہا مین نے تو یہ سُنا تھا کہ حمزہ مرد جری و بہادر ہی مگر غلط تھا اگر دلیر ہوتا تو بہادر دن میں کبھی شبخون نہ مارتا صبح کو جو سکندر نے لشکر مین آکر دیکھا تو تمام کشتے اپنی فوج کے ہین کسی غنیم کی ایک لاش بھی نہین سخت تعجب ہوا کہ حریف کی طرف کا کوئی نہ زخمی ہوا اسمین کیا بھید ہی غرض دن گذرا اور آگے بڑھا کرب غازی نے بھی آگے بڑھکر کمینگاہ سے شب کو نکل کر پھر شبخون مارا پھر سات ہزار سوار سکندر مغربی کی طرف کے مارے گئے کرب غازی کی طرف والون مین سے ایک کی بھی نکسیر نہ پھوٹی یہ ماجرا دیکھکر سکندر نے گلیم گوش عیار کو براے خبر گیری روانہ کیا اتفاقاً اُس روز کرب ایک درخت کے سایے مین محو خواب تھا اور ہمراہی اُسکے اپنے لباس و یراق کو دھوپ دے رہے تھے گلیم گوش عیار نے آکر یہ ماجرا دیکھا اور سکندر کو یہ خبر دی کہ مین ابھی دیکھ آیا ہون فلان مقام پر سب غافل پڑے سو رہے ہین سکندر نے موافق رائے وزیر بد تدبیر کے اُس صحرا مین آگ لگا دی جب کرب غازی کی آنکھ کھلی اور یہ کیفیت ملاحظہ کی مع اپنے ہمراہیون کے اُس آگ مین کود پڑا اور بسم اللہ کہتا ہوا دریا

آتش کو عبور کر گیا کفیل عاد محاصرہ کیے ہوئے تھا اور آگ کو چارون طرف سے گھیرے ہوے تھا کرب نے آگ سے نکل کر اندھیر برپا کر دیا اور کفیل کو مع چند ہمراہیون کے قتل کیا یہ بھی خبر سکندر کو پہونچی سخت متعجب ہوا کہ حمزہ بلاے مبرم ہی آگ مین سے بھی صحیح و سالم نکل آیا آدمی نہین جن معلوم ہوتا ہی اور ایک نامہ اپنے باپ ہیکلان کو اس مضمون کا لکھا کہ پدر والا گہر جبسے یہ غلام قدوم میمنت لزوم سے جدا ہوا آج [illegible] ایک لمحہ راحت نہ پائی چند بار شبخون اسوقت تک مار چکا ہی لہذا امیدوار اس امر کا ہون کہ خداوند ثمرات سخن گو کا تخت زرین ایک ارابے پہ باندھ کر مع تھوڑی فوج کے میرے پاس روانہ فرمائیے کہ خداوند کے قدمون کی برکت سے مین زار و زبون نہ ہونگا یہ نامہ اپنے فرزند سکندر کا ہیکلان نے پڑھکر کہا کہ بڑے تعجب کا مقام ہی کہ حمزہ سا جری و بہادر شبخون مارے پھر خداوند ثمرات سخن گو کو بلا کہ تمام کیفیت بیان کی اُسنے کہا البتہ اگر تو مجھے اُسطرف روانہ کرے تو مین سکندر کے حال نیک و بد کا نگران رہون غرضکہ ہیکلان نے ثمرات سخن گو کا تخت زرین ارابے پر رکھا لشکر و خزانہ و فوج بیکران ہمراہ کیے اور دو سردار مجمل عاد مغربی و اجمال عاد مغربی کو بھی ہمراہ کر کے روانہ کیا یہان کرب غازی نے پھر بعد نصف شب کے شبخون مارا اور معروف شاہ کے خیمے مین در آیا مع تمام اسباب و شال و شمیل کے معروفشاہ کو لے کر نکل گیا جب یہ خبر سکندر کو پہونچی کہ حمزہ آج کے شبخون مین مع خیمہ و خرگاہ معروف شاہ کو لیگیا اُسنے محلول عاد کو مع پانچہزار سوارون کے حکم دیا کہ جا کر پکڑ لا یہ سنکر وہ فوراً روانہ ہوا ابھی کرب غازی نصف فرسخ پہونچا تھا کہ عقب سے نعرہ ہوا باش ای حمزہ منم محلول عاد مغربی کہ گذار م ترا کہ از دست من جان بہ سلامت بری کرب یہ سنکر ٹھہر گیا اور تنہا لشکریان محلول پر جا پڑا چشم زدن مین آدھے سے زیادہ جہنم واصل ہوے تھے کہ محلول مقابلے مین آیا اور دوڑ کر کرب پر گرز مارا اُس بہادر نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا لگایا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے اُس کافر کے ہوگئے فوج بھاگی کرب اپنی فوج مین چلا آیا اور اپنی فرودگاہ مین پہونچکر معروف شاہ سے کہا اب آپ اندلس کی طرف تشریف لیجائیے اور اسباب طلسمی لے کر خدمت امیر مین آئیے گا اُسنے کہا ای فرزند میرا جی چاہتا ہی کہ پہلے صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کرون پھر جاؤن کرب نے کہا مصلحت وقت یہی ہی جو مین عرض کیا آپ ضرور تشریف لیجائیے غرض معروفشاہ اندلس کی جانب روانہ ہوا راہ مین مجمل و اجمال سے ملاقات ہوئی کہ یہ دونون ہمراہ ثمرات سخن گو آتے ہین معروفشاہ سے پوچھا ای معروفشاہ خیر تو ہی تم کیون واپس آئے معروفشاہ نے کہا کہ آج تک بائیس تئیس شبخون حمزہ نے لشکر سکندر پر مارے اور خزانہ وغیرہ بھی لوٹ لیا مین اندلس جاتا ہون کہ اور خزانہ لاؤن غرض وہ رخصت ہو کر ادھر آئے معروفشاہ اندلس کی طرف چلا یہان ایک روز اندلس تیز رفتار عیار کرب دربار سکندر مین موجود تھا کہ گلیم گوش عیار سکندر نے اُسے جاسوس خیال کر کے گرفتار کیا اور سکندر کے پاس لایا اُسنے پوچھا تو کون ہی اندلس نے جواب دیا کہ جاسوس حمزہ ہون سکندر نے کہا تو ہمین چلکر حمزہ کا نشان دے تو اپنی فوج کی سپہ سالاری تجھے دون اور مال و زر سے تجھے نہال کر دون اُسنے اقرار کیا اور کہا کہ اگر مین اپنے عہد سے پھرون تو خداوند ثمرات سخن گو مجھے غارت کر دے شب کو اندلس نے کہا جتنی فوج جرار ہی سب کو اپنے ہمراہ لیجیے گا اسواسطے کہ حمزہ کے ساتھ ہر ایک بہادر رستم وقت شہرہ آفاق ہی

سکندر نے چیدہ چیدہ سردار اپنے ہمراہ لیے اور ساتھ اندلس کے روانہ ہوا وہ لیکر ایسے صحرا مین پہونچا
جہان پانی کوسون منزلون نایاب تھا یہان کرب نے سُنا کہ اندلس سکندر کو لیکر کسی طرف بحیلہ نکل گیا
کرب نے پھر شبخون مارا اور تمام خزانہ سکندر کا لیکر اپنی فرودگاہ پر آیا ایک درّہ کوہ مین وہ مال
دفن کیا وہان اندلس ان سب کو لیکر جب بہت دور نکل گیا تو ایک پہاڑ پر چڑھکر آواز دی کہ اے سکندر
حمزہ یہان کہان ہے وہ اگر ہوتو تیرے لشکر مین ہو یہان نہین ہے اور مین تجھے محض ذلت و تکلیف دینے کی نظر
سے لایا اب اگر تو بہادر ہے تو مجھ ایک ادنی غلام حمزہ سے مقابلہ کر سکندر یہ سُنکر غیظ مین آیا اور کہا کہ ہان
اسے پکڑ لو جانے نہ پائے لوگ پہاڑ پر چڑھنے لگے جو اُسکے قریب پہونچا اُسنے ایک سنگ گران اوپر سے
پھینک دیا کہ استخوان اُسکے سرمہ چشم کا فران ہو گئے اور حقہ اے نفت بھی مارنا شروع کیے کہ جو لوگ دامنہ کوہ
مین تھے اُنکی جرأت نہ پڑی جو اُسکے مقابلے کو جائے آخرکار اندلس دوسری راہ سے خدمت کرب مین
پہونچا اور سب کیفیت بیان کی ادھر سکندر جو پلٹ کر اپنے لشکر مین آیا سُنا کہ حمزہ شبخون مارکر سب خزانہ و
مال لوٹ لیگیا اور صدہا بہادران لشکر کو تہ تیغ بیدریغ کیا بہت سے زخمی پڑے ہین اُسنے بڑا افسوس کیا
غرض کرب غازی تو مصروف شبخون زنی ہین اُدھر سے قمرات سخن گو مع دونون سرداروں اور خزانے
کے چلا آتا ہے ایک شب کو خیمہ اُسکا اسی صحرا مین استادہ ہوا جہان کرب غازی استقامت گزین تھے
مشعلون کی روشنی جو کرب غازی نے دیکھی ایک جاسوس کو روانہ کیا کہ جاکر خبر لاؤ یہ کون آتا ہے وہ
فوراً روانہ ہوا اور آکر خبر دی کہ قمرات سخن گو مع خزانہ و مال و لشکر کے برائے مدد سکندر آیا ہے فوراً
کرب جاکر مع اپنے ہمراہیون کے گھیر اور بہت سے کافرون کو تہ تیغ کرکے خزانہ اُسکا بھی اپنے قبضے مین کیا
مجمل و اجمال نے آکر قمرات کے روبرو استغاثہ کیا اُسنے کہا من خود این تقدیر کردہ بودم خاموش باش و در
تقدیر من دخل مدہ مگر ان دونون کو تاب نہ رہی تھوڑی فوج ساتھ لیکر کرب غازی کے متعاقب ہوئے
جب قریب پہونچے دونون نے نعرہ کیا باش اے قزاق دباطن ہم آپہونچے اب ہمارے ہاتھ سے بچکر کہان
جائیگا کرب غازی نے جو دونون کے نعرے سُنے پھر کر تلوار مارنا شروع کی داہنی جانب سے اجمال اور بائین
طرف سے مجمل حملہ آور ہوئے کرب غازی نے بسرعت تمام چالاکی کا ہاتھ مارا کہ سران دونوان خیرہ سرون کے
کٹکر خاک پر گر پڑے ہمراہی اُنکے بھاگے اور جاکر قمرات سے فریاد کی اُسنے کہا کہ اُن مغضوبان درگاہ نے میری
تقدیر مین دخل دیا اسکی سزا مین نے اُنکے واسطے یہی تجویز کی تم لوگ اُنکا غم نہ کرو غرض قمرات جب سکندر
کے اُردو کے قریب پہونچا اُسے بھی خبر ہوئی اپنے سردارون کو ہمراہ لیکر استقبال کیا اور لیجا کر ایک خیمہ زربفتی
مین اُسکا تخت بچھوایا اور سجدہ کرکے مستغیث ہوا کہ حمزہ نے مجھے بہت پریشان کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ تونے میری
بے اجازت سفر کیا بلکہ میری تقدیر کے خلاف کیا اُسکا ثمرہ ہے جو نے یہ دیا اب مین آیا ہون اب ہرگز حمزہ تجھپر فتحیاب
ہوگا کہ اتنے مین پھر نعرون کی صدائین بلند ہوئین اور تلوار چلنے لگی قمرات نے کہا جا دیکھ کون لڑ رہے ہین سکندر
نے جاکر دیکھا تو تلوارون کی بجلیان چمک رہی ہین اتنے مین صبح ہوئی اب جو سکندر نے دیکھا تو اسکی فوج کے گھوڑون کی پشتون پر
مقتولے کے بندھے ہوئے آدمی سوار ہین اور بہاری فوج آدھی سے زیادہ کٹ گئی جب بہت پریشان ہوا اور آکر قمرات سے بیان کیا
اُسنے کہا اوہ ہمارا مین نے یہی تقدیر کی تھی اور یہ سب جھگڑا محض تیری فتحیابی کی نظر سے مین نے کیا ہے تو کچھ خیال نہ کر اور بدل ہوا اپنے پھر سجدہ
کیا دوسرے روز پھر شبخون پڑا جب تو اسے تاب نہ رہی اور کہا کہ جاکر دیکھو یہ لوگ کدھر سے آتے ہین اور کہان چھپے ہین عیارون نے کہا مشرق سے

آتے ہین اور جنوب کی جانب چلے جاتے ہین سکندر پھر سمت فوج کے جانب جنوب بخیال تعاقب حمزہ روانہ ہوا یہان کرب اپنی فرودگاہ پر پہونچ چکا تھا جاسوسون نے آکر اس کیفیت سے اطلاع دی کرب پھر آکر موجود ہوا اور سیکو زخمی کرکے چلا گیا جب سکندر بے نیل مرام پھر یہان آکر پھر شبخون کی کیفیت سنی تمرات سے کہا اُسنے منغص ہو کر جواب دیا کہ تو سخت نافرمان ہی تیری یہی سزا ہی جسنے کہدیا کہ جو کچھ گذرے دم نہ مار یہ چپ ہو رہا اور پھر یہان سے جانب نوشیروان کوچ کیا اب وہان پہونچا کہ جہان سے حد اندلس ختم ہوئی اور ابتدا ممالک نوشیروان کا شروع ہوا کرب نے کہا کہ ایک شبخون آخری بھی ضرور ہی یہ کہکر بعد نصف شب کے پھر شبخون مارا اور یہ انتیسوان شبخون تھا اس مین آکر سامنا کرب و سکندر کا ہوا سکندر نے تلوار ماری کرب نے اپنی تلوار پر روک کر ایک ہاتھ مارا اُسنے سپر پر لی اوپر کی تلوار نے سپر کو کاٹا اور ایک انگل سر مین در آئی اتنے مین صبح قریب ہوئی کرب اپنی کمینگاہ مین چلا آیا یہان نوشیروان کو سکندر کے آنے کی خبر پہونچی اُسنے بزرجمہر و بختک وغیرہ کو واسطے استقبال کے روانہ کیا غرض یہ بخیر سکندر بشکل پہلے بارگاہ سکندر مین آکر موجود ہوا سکندر نے خواجہ بزرجمہر و بختک کی تعظیم کی اور تمام کیفیت شبخون کی بیان کر کے کہا اے خواجہ مین نے سنا تھا حمزہ بڑا بہادر ہی مگر یہ کونسی دلیری تھی کہ اندلس سے یہانتک اُسنے انتیس شبخون میری فوج پر مارے بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ ہر روز عیاران نوشیروان بارگاہ حمزہ مین موجود رہتے ہین کسی وقت حمزہ اپنے لشکر سے نہین گئے یہ تو امر قیاس مین نہین آتا کیا ہم لوگ حمزہ نے آپ کے لشکر مین شبخون مارے اُسنے کہا اے خواجہ جتنے میرے اہل لشکر مین سب مجروح اُسی کے ہاتھ سے ہوئے اور آخری شبخون مین میرے سر پر بھی زخم آیا اُن لوگون کو خیال گذرا کہ شاید عمرو نے سردارون کو بشکل حمزہ صاحبقران بناکر دربار مین بٹھا دیا ہوا اور امیر نے جاکر شبخون مارے ہون اتنے مین بختک کی نظر عمرو پر پڑی پہچانا اور کہا اے بادشاہ دیکھیے عمرو بھی آپکی بارگاہ مین موجود ہی اور پھر امعشر ہی یہ کہتا تھا کہ خواجہ عمرو نے جست کی اور وہ تاج کہ نوشیروان نے واسطے سکندر کے بطور ہدیہ بھیجا تھا اُسکے سر سے لیکر اپنا راستہ لیا ہر چند عادیون نے خواجہ کا تعاقب کیا مگر یہ کسیکے ہاتھ لگتے ہین غرضکہ آکر روبرو امیر کے سب حقیقت بیان کی صاحبقران کو حیرت ہوئی کہ وہ کون شخص تھا جس نے میرے نام سے شبخون مارے وہان بختک وغیرہ سکندر کا استقبال کر کے بارگاہ نوشیروان مین لائے اُسنے بھی سکندر کی بہت خاطر کی اور سامان دعوت و راحت مہیا کیا اُدھر خواجہ عمرو ایک روز بالادوی کو کسی صحرا مین نکل گئے دور سے تھوڑی فوج ایک پہاڑ کی گھاٹی مین دیکھی خواجہ بہت خوش ہوئے اور دل مین کہا اے عمرو چلکر دو چار گوڑی کا روزگار کرو ناظرین پر واضح ہو کہ یہ فوج کرب غازی کی ہی اور اب معروف شاہ بھی اسباب طلسمی لیکر کرب کے پاس پہونچ چکا ہی غرض خواجہ صاحب لشکر کرب مین پہونچے کسی سے پوچھا بھائی یہ لشکر کس کا ہی اُسنے انکو پکڑ کر غل مچایا کہ مین نے چور کو پکڑا لوگ دوڑے ایک شخص عجیب الخلقت کو دیکھا سب نے کہا ارے اسے چھوڑ دو یہ کوئی بلا ہی آدمی کبھی اس صورت کا ہوا ہی لیکن جسنے انھین گرفتار کیا تھا اُسنے نہ مانا اور کہا ہمارے مالک کا حکم ہی کہ جو [illegible] اُسے گرفتار کرو غرض خواجہ اسیر ہوئے لوگ سامنے کرب غازی کے لے گئے دیکھا خواجہ نے کہ ایک جوان رشک دہ کنعان بارگاہ مین بیٹھا ہی اور ایک پیر دیرینہ یعنی معروف شاہ برابر اُسکے متمکن ہی خواجہ نے معروف شاہ کو بھی نہ پہچانا اور نہ معروف شاہ نے انھین جانا کہ کون ہی کرب نے انکی صورت جو دیکھی کہا اے شخص تجھے قسم ہی اس خدائے عزوجل کی کہ جسکے قبضہ قدرت مین روح عالم ہی سچ بتا کہ تیرا کیا نام ہی خواجہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ بھی مسلمان ہی کیون اپنا نام اس سے پوشیدہ کرو کہا مین ایک غریب و ناچار مفلس

دو ترجمندار عمرو بن اُمیہ ضمری حمزہ کا عیار ہون یہ سُنتے ہی کرب اُٹھ کھڑا ہوا اور دست خواجہ کو بوسہ دے کر
اپنے پاس بٹھایا خلعت فاخرہ سے خلع کر کے جو کچھ انکا حصہ مال طلسمی سے تھا دیا اور خزینہائے سکندری سے بھی انکا
حصہ جدا کیا اور آگے خواجہ کے رکھدیا پھر اپنی تمام کیفیت مع نام پدر و مادر بیان کی مگر شبخون جو مارے تھے اُسکا
ذکر نہ کیا جب خواجہ نے اسکے باپ کا نام سنا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر کردہ علی مرتضے علیہ السلام ہے کہا ای کرب
غازی آج سے تو میرا فرزند ہے اب مین تیری عزت افزائی چاہتا ہون امیر کو تیرے استقبال کے واسطے لاتا ہون
یہ سُنکر کرب نہایت مسرور ہوا خواجہ نے کہا ای کرب غازی بابت اس مال کے ایک تمسک مجھے لکھدے کیون
کہ ابھی مین نہ لیجاؤنگا اس مین مجھے کچھ بہتری مد نظر ہے اور تمسک لکھوانے کا یہ سبب ہے کہ شاید تو نے مجھے لالچ دیا پھر بعد
کو مکر جائے تو مین تیرا کیا بناؤنگا کرب نے کہا ای پدر بزرگوار اگر میرا ایسا خیال ہوتا تو مین آپکو اول ہی نہ دیتا خواجہ
نے کہا بابا اس زمانے کے لڑکون کی طبیعت ایک رنگ پر نہین رہتی شاید تجھے بعد کو لالچ آئے اور مجھے نہ دے اُسنے کہا
تمام سرداران اہل اسلام کے واسطے ایک تحفہ طلسمی رکھا ہے خواجہ نے کہا میری تسکین بے تمسک ممکن نہین کرب
نے تمسک لکھدیا خواجہ لشکر امیر مین آئے اور کہا ای عادی مرسبک تجھے مبارک ہو کہ میرا بیٹا جو تیرے نطفے سے
زبردستی بجولے سے پیدا ہو گیا تھا وہ آیا ہے اور اُسنے نظر کردہ شیر خدا ہو کر طلسم کرنوس عاد کو باطل کیا مگر مجھے بڑا
افسوس یہ ہے کہ جو مین کہتا ہون امیر قبول نہین کرتے نہین ایک بات کہتا امیر نے یہ سُنکر فرمایا کیون ای دزد مکار
کونسی بات تو نے مجھسے کہی جو مین نے منظور نہ کی خواجہ نے کہا کہ تمہارے تمام لشکر کی زیارت کو ایک بہادر
نظر کردہ غالب کل غالب علی ابن ابی طالب آیا ہے اُسکے استقبال کو محض میری خاطر سے مع اپنے سردارون
کے چلو اُسیوقت صاحبقران نے بہ آواز بلند فرمایا کہ جو کوئی سوائے قباد شہریار کے میرے ہمراہ کرب کے استقبال
کو نہ جائیگا اُسکو اپنا دشمن سمجھونگا کیونکہ میرے سپہ سالار کا فرزند آیا ہے اور وہ سپہ سالار جو ایک زمانے سے میرا جان نثار ہے
سب راضی ہوئے مگر رستم پیلتن ہنسے لیکن یعنی علمشاہ کو سخت ناگوار گذرا مگر دم نہین مار سکے بہ مجبوری ہمراہ امیر
کے یہ بھی استقبال کرنے پر آمادہ ہوئے اور کہا خواجہ تمہین اُسنے کچھ دیا ہے خواجہ نے کہا ای علمشاہ فی الحقیقت
بڑا سخی ہے مثل تیرے دنی نہین ہے بلکہ تیرے واسطے بھی کچھ تحفے لایا ہے رستم نے کہا کہ مجھے اُسکے تحفون کی ضرورت
نہین خواجہ نے کہا بیٹا ایک تمسک لکھکر اپنا حصہ میرے نام ہبہ کردو علمشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور ہمراہ امیر کے
بہر استقبال روانہ ہوا خواجہ نے بڑھکر کرب کو اطلاع دی کہ حمزہ صاحبقران تمہارے استقبال کو مع تمام
سرداران اسلام کے آتے ہین وہ نہایت خوش ہو کر اپنی فوج اور معروف شاہ کو ہمراہ لیکر خیمے سے چلا دور سے
امیر کو آتے دیکھا فوراً گھوڑے سے کود کر جانب امیر چلا جب بالکل قریب صاحبقران کے پہونچا راہ مین ایک
قعر نہایت عمیق و طویل ملا اپنے اپنے دل مین کہا کہ یہان سے پھرنا محض نامردی ہے یہ خیال کر کے جست کی اور
اُس طرف اُس غار کے پہونچکر دوڑا امیر کے قدمون پر گرا صاحبقران نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا اُسنے نذر دی امیر
نے قبول کی فرداً فرداً سب سردارون سے ملا جب علمشاہ سے ملنے کی نوبت آئی اُنھون نے رکاب سے پاؤن
نکال کر اسکی طرف بڑھا دیا اسنے پائے علمشاہ کو بوسہ دیا مگر دل مین نہایت منغص ہوا لیکن چپ ہو رہا بعد اسکے
تبرکات طلسمی اسنے پیش کیے سب نے بخوشی لے لیے مگر رستم نے باکراہ لیکر اپنے عیار کے حوالے کیے بعد اسکے
معروف شاہ نے امیر کی قدمبوسی حاصل کی صاحبقران اُسکے خیمے مین تشریف لائے اور سب خیمہ و خرگاہ
بار کرا کر اپنے ساتھ اردوے معلی مین تشریف لائے کرب دوڑ کر قباد کے قدمون پر گرا اُنھون نے بھی سر اُسکا

اپنے سینے سے لگایا پھر اُسنے نذر دی وہ بھی قبول کی صاحبقران اس سے بہت خوش ہین مگر رستم اس سے کیا
تو اسپہ سے ناراض ہو کہ جسنے انھین کچھ دیدیا کہ سکی تو فیر اسقدر زیادہ اسکے سبب سے ہوئی ہو کہ قریب مرتبہ
صاحبقران کے پہونچ جاتا ہی کہان ایک ادنی نوکر یعنی سپہ سالار کا لڑکا اور کہان ہم لوگون کا استقبال غرض
امیر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے اور اسکے واسطے بھی دنگل اپنے پہلو مین بچھوایا یہ اور بھی سب کو شاق گذرا اگر کچھ نہ کہا
بعد اسکے ایک نامہ صاحبقران نے سکندریہ کے نام تحریر کرکے آواز دی آیا ان بہادرون مین سے ہی کوئی کہ اس
نامے کو سکندریہ کے ہاتھ مین جا کر دے اور نامے کی وقعت مین حرف نہ آنے پائے کرب نے فوراً اُٹھکر مجرا کیا
اور کہا یہ خدمت غلام کے سپرد کیجیے سب سردار ہنسنے لگے اور امیر نے بھی اعتنا نہ کی پھر بھی آواز صاحبقران
نے دی پھر یہ کھڑا ہو گیا غرض تیسری آواز پر جب یہ بولا تو علمشاہ نے جلکر جواب دیا کہ بے جام کلمۂ عفریت سے یہ
نامہ کوئی نہین لیجا سکتا اسنے جواب دیا کہ پھر اسمین کیسے عذر ہی امیر نے جام منگایا اسنے اُٹھا کر پی لیا صاحبقران
نے نامہ دے کر کہا کہ اے بہادر عادمی بڑے مفسد ہین فوج تھوڑی ضرور اپنے ہمراہ لیے جا اسنے جواب دیا کہ اقبال حضور
کافی ہی فوج کی ضرورت نہین پھر صندوق عطیہ امیر منگا کر زرہ پہنی اور تالی بجائی پھر خود سر پر رکھکر تالی بجائی جب تلوار
کمر سے لگائی جب بھی تالی بجائی یہ حرکت بھی علمشاہ کو نہ خوش آئی بلکہ صاحبقران نے بھی بنظر استعجاب پوچھا ای بہادر
یہ بے موقع تالی بجانے کا کون موقع ہی اُسنے عرض کی کہ میری فوج کا دستور ہی جب مین ایک تالی بجاؤن تو پانچہزار جوان لباس
سے آراستہ ہون دوسری دستک مین مسلح ہو کر گھوڑون پر سوار ہون تیسری تالی مین در بارگاہ پر موجود ہون حضور
بیرون بارگاہ ملاحظہ فرمائین کہ ہین یا نہین صاحبقران نے پردہ بارگاہ کا اٹھوا کر دیکھا تو فی الحقیقت پانچہزار سوار مسلح در بارگاہ
پر موجود تھے صاحبقران نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے کرب ان سبکو ہماری خاطر سے اپنے ہمراہ لیجاؤ اُسنے
منظور کیا اور نامہ لیکر باہر بارگاہ کے آیا وہ سب ہمراہ ہوئے عمرو پہلے ہی سے بصورت مبدل بارگاہ سکندریہ
مین پہونچ گئے جب نیم فرسنگ اردوے سکندریہ کا فاصلہ رہا کرب نے اپنے ہمراہیون کو وہین چھوڑا اور کہا
کہ جب میرے نعرے کی آواز سُننا تم سب آجانا اور تنہا روانہ ہوا قریب بارگاہ طلوع عاد طلایہ دار نے روکا اور کہا
کون ہی اسنے جواب دیا کہ منم نامہ دار امیر کشورگیر اُسنے کہا ٹھہر جا مین خبر کرون جب ہمارا مالک طلب کریگا تب جانا
اسنے کہا تیرا یا تیرے مالک کا نوکر نہین ہون جو ٹھہرون اُسنے غصہ ہو کر جواب دیا کیا تو نہین جانتا منم طلوع عاد
طلایہ دار کرب نے کہا شاید تو مجکو نہین پہچانتا منم کرب دیوانہ کُشندہ کفار طلوع نے کہا مین سر سے بھوت
اُتار دیتا ہون کرب نے جواب دیا مین بہت جلد کافر کو مار لیتا ہون طلوع نے جھنجھلا کر ایک تلوار کرب
کے سر پر ماری اسنے سر چرا کر ایک ہاتھ کمر پر تیغہ کا تبہس کا مارا دو کر دیا ہمراہی اُسکے بھاگے اور جا کر سکندریہ کو خبر کی
کہ نامہ دار حمزہ آتا ہی طلوع عاد کو اُسنے مار ڈالا سکندریہ نے کہا کہ حمزہ نے بیکار مجھے نامہ لکھا ہی قسم ہی ثمرات سخن گو
کی کہ جب تک حمزہ کو باندھکر کنشان کنشان شہر عاد مغرب تک نہ لیجاؤنگا قرار نہ آئیگا نجتک نے کہا اے شہریار
اس عرب کا قاعدہ ہی کہ جب کوئی بہادر ادھر آتا ہی نامہ لکھکر اُسے ہیبت دلاتا ہی اور پرستش خداے نادیدہ کی
ترغیب دیتا ہی سکندریہ نے جواب دیا کہ ثمرات سخن گو وہ خداوند ہی کہ جسوقت کوئی مہم ہوئی اپنے پاس بلا لیا ہر وقت
اپنے ساتھ رکھا خداے نادیدہ ایسا کون بہادر ہی جسکی مین پرستش کرون اور یہ بھی خدا پرستون مین مشہور ہی کہ
نہ ہاتھ رکھتا ہی نہ پیر ہین نہ ناک ہی نہ آنکھین پھر ایسے خدا کو ماننا عین حماقت ہی یا نہین کیونکہ زبان نہین جو حکم
کرے آنکھ نہین کہ کسی کے حال نیک و بد کا نگران ہو نجتک نے کہا اے شہنشاہ ایسی تدبیر کیجیے کہ نامہ دار حمزہ کو

یہان ذلت ہو اور اُسکے دلپر طاری آپ کی ہیبت ہو سکندر نے کہا کہ جتنی صندلیان دربار مین بچھی ہین با ستثناے
صندلی طال طویل کرہ پیشانی سب اُٹھوا ڈالی جائین طال طویل ہمارا سپہ سالار لشکر ہی اور بہادر بھی ہی اسکا کوئی کیا
بنا سکتا ہی اتنے مین کرب غازی امیر وانگی بارگاہ مین داخل ہوا بیٹھنے کی کہین جگہ نہ دیکھی مگر ایک صندلی پہلوے تخت
سکندر مین بچھی ہی اُسپر ایک دیو پیکر پہلوان بیٹھا ہی جسکا قد آٹھ پنج کا ہی کرب نے جاتے ہی نہیب دی ای سگ قصاب
ہر خنزیر تا بجایت نشین ونامہ پیش کنم اُسنے کہا ای اشتر کیجھے کس بے ادب نے تعلیم کیا ہی کہ بہادرون کے مرتبے سے واقفیت آجتک
نہین تجھے نہین معلوم کہ میری ضرب سے پہاڑ کا جگر شق ہوتا ہی روح رستم کو گوشہ تربت مین قلق ہوتا ہی یہ کہکر نیم قد اٹھا اور
چاہا کہ تھوڑی مین ہاتھ دے کر سمجھائے جیسے ہی ہاتھ اس لعین کا قریب چہرے کے پہونچا کرب نے ہاتھ باندھ کر چپت ایسا
معلوم ہوا کہ پہاڑ نے زمین پر غلطاک ماری اور ایک مکا کرب نے اسکے سر پر مارا کہ مغز ناک کی راہ سے نکل گیا تمام
اہل دربار کو ہیبت طاری ہوئی سکندر کو حیرت ہوئی کہ یہ آدمی ہی یا جن ہی کہ جسنے اتنے بڑے پہلوان کو اس آسانی سے
مار لیا اور کہا ای شخص بے ادب تو کون ہی جو میرے دربار مین ایسی گستاخی کی اسنے جواب دیا کہ کیا تو مجھے نہین پہچانتا ہی
مین وہ ہون جسنے اندلس سے یہانتک تجھہ بافیت تنگ کی اور کوئی ایسا تیرے لشکر مین نہین جسکو مین نے زخمی نہین کیا
ختی کہ تو خود آخری شبخون مین گھائل ہوا تھا اور چونکہ بصورت مبدل یہان موجود ہی یہ سُنکر نہایت مسرور ہوا اور اسکی جرأت پر
آفرین کی سکندر نے کہا ای شخص میرے لشکر پر تو ہی نے شبخون مارے اسنے جواب دیا کہ ہان مین ہی نے شبخون مارے
تو شاید صاحبقران کو سمجھا تھا اُنکے نزدیک تو تجھہ سگ ہندی سے بھی جرأت وہمت مین کمتر ہی وہ تجھپر شبخون کیا مارتے
یہ کہکر طال کی صندلی پر بیٹھ گیا اور کہا دو زانو بیٹھ اور بہ زر نثار کر کے دونون ہاتھون سے نامہ لیکر بوسہ دے نہین تو
ابھی تجھے بھی مثل طال کے واصل جہنم کرتا ہون غرض کہ سکندر نے نامہ لیکر بختک کو دیا اور کہا بہ آواز بلند پڑھ اسنے
انکار کیا سکندر نے خواجہ بزرجمہر کو دیا کہ آپ پڑھین خواجہ نے نامہ بہ آواز بلند پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای سکندر تو
بادشاہ جلیل ہی مگر بسبب اپنے کفر کے خوار و ذلیل ہی چاہیے کہ بہادرون کا دین اختیار کر معبود حقیقی سے ڈر اتنا ہی نامہ پڑھا تھا
بختک مردک بولا دیکھیے ای شہریار جیسا مین نے بیان کیا تھا لفظاً لفظاً نامے مین وہی مضمون ہی سکندر نے کہا بس
خواجہ صاحب اب نہ پڑھیے مجھے اُلجھن ہوتی ہی ناظرین پر واضح ہو کہ اسکا ایک بھائی دیوانہ ہی اور نام اُسکا آگ ہر دم ہر گھڑی
زنجیر دن مین ہر وقت مسلسل رہتا ہی جب کوئی شخص سکندر کا گناہ کرتا ہی تو اس دیوانے کو کھول کہ کہتے ہین کہ اسنے سکندر
کو گالی دی وہ دیوانہ مجرم کو پھاڑ ڈالتا ہی سکندر نے لوگون کو اشارہ کیا کہ آگ کو اس طرح لا کر رہا کرو کہ اسپر ظاہر نہونے
پائے لوگ دیوانے کو لیکر آئے جب پشت کرب پر پہونچے زنجیرین اسکی کاٹ دین اور طرف کرب کے اشارہ کیا عمرو
نے ہر طرح سے چاہا کہ کرب کو مطلع کرے مگر ممکن نہوا اتنے مین کرب نے خواجہ بزرجمہر کیطرف دیکھا خواجہ نے اشارے
سے بتایا کہ ای بہادر کیا بیخبر بیٹھا ہی سر پر تیرے دشمن آگیا کرب نے پھر کر دیکھا تو ہاتھ آگ کا قریب گردن کرب کے
پہونچ چکا تھا کرب نے سر کو جھکا کر گردش دی جو کی آگ آگے آ کر اوندھا گرا کرب پھر کر کھڑا ہو گیا وہ پھر دوڑا
جیسے قریب کرب کے آیا ایک ہاتھ اس بہادر نے تلوار کا ایسا لگایا کہ سر اس خیرہ سر کا مثل گوے عرصۂ ضلالت کے
دور گرا سکندر نے حکم دیا کہ ہان یہ بے ادب ظالم جانے نہ پائے مار لو گروہ عادیان نے آ کر اس بہادر کو گھیر لیا
کرب نے دلیرانہ لڑنا شروع کیا پانچ ہزار عادی اسکے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے اتنے مین لڑتا ہوا بیرون بارگاہ آیا
اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا پانچ ہزار سوار جنکو یہ کمینگاہ مین چھوڑ آیا تھا مثل بلاے بید رمان کے آگرے اور خوب
کشت وخون ہوا آخر فوج سکندر کی بھاگی کرب اس عرصے مین اردوے امیر کی جانب روانہ ہو چکا تھا جب لوگ

آئے اور کرب کو واپس جاتے دیکھکر غنیمت تصور کیا کہ جان بچی کسی نے نہ روکا خواجہ عمرو نے آکر دربار امیر مین
کرب کی شجاعت و دلیری بیان کی اور بہت تعریف کی سعنم کو بہت ناگوار گذرا اور کہا خواجہ اتنی تعریف ایک
سپہ سالار زادے کی نہ چاہیے عمرو نے کہا ای شہزادے لشکر حمزہ مین کوئی میرے نزدیک اُسکا مقابل نہین
اُسنے اُنیس شبخون سپاہ سکندریہ پر مارے اور کس دلیری سے طال و آگ وغیرہ کو میرے سامنے تہ تیغ کیا
صاحبقران کو بہت خوشی حاصل ہوئی اس عرصے مین کرب بھی داخل بارگاہ ہوا امیر کو مجرا کیا اور تمام کیفیت
دربار سکندر کی خدمت امیر مین عرض کی صاحبقران نے فرمایا ای بہادر لشکر سکندریہ پر شبخون مارے اور ہمسے
اُسکا اظہار بھی نہ کیا اسنے عرض کیا ای شہریار عالی مقدار وہ کام بھی ایسا تھا کہ روبرو بندگان عالی کے بیان ہوتا امیر
اس کلام جرأت التیام سے نہایت محظوظ ہوئے اور داروغگی بارگاہ کی کرب کے نام کردی بلکہ صفوف آرائی
لشکر بھی مرحمت کی علمشاہ کو سخت ناگوار گذرا کہ عمرو نے جس سے کچھ پایا اُسکی وقعت امیر سے وہ چند کردی یہان
رات ہی کو سکندر نے طبل جنگ بجوایا لشکر صاحبقران مین بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف
مین آکر صف آرا ہوئے ابھی کوئی مبارز طرفین سے میدان مین نہ آیا تھا کہ بیابان کی جانب سے گرد اُٹھی جب دامن
گرد کا چاک ہوا تیس علم نشان تیس ہزار فوج کا نمایان ہوئے دونون لشکر اُدھر متوجہ ہوئے جب علم نزدیک پہونچے
دیکھا کہ دو نقابدار سرخ پوش مرکبہاے آہو تک پر سوار ہین اُنکے عقب مین تیس ہزار سوار ہین غرضکہ انھون نے بھی آکر
ایک طرف اپنے خیمے برپا کیے طرفین سے عیار خبر کیواسطے روانہ ہوئے جس سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہین اور کہان
سے آئے ہین کیا ارادہ ہے اُسنے نام و نشان تو نہ بتایا مگر اتنا کہا کہ قیصر روم کے خون کا انتقام لینے آئے ہین عمرو نے لاکھ
لاکھ کوشش کی کہ نام و نشان انکا معلوم ہو مگر ممکن نہ ہوا آخر آکر امیر سے عرض کیا کہ یا امیر نام تو نہین معلوم ہوا مگر یہ دریافت
ہو گیا کہ انتقام خون قیصر لینے آئے ہین صاحبقران خاموش ہو رہے اتنے مین لشکر سکندر سے کرباس عاد
میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ابھی ادھر سے کوئی نہ جانے پایا تھا ایک نقابدار میدان مین آیا اور مثل طفل کے
اُسے پشت مرکب سے اُٹھا کر زمین پر پٹک دیا کہ استخوان اُسکے توتیاے چشم ثمرات ہو گئے بعد اسکے شرلیط عاد میدان
مین آیا اسکو بھی مانند کرباس کے تماشۂ زمین سے اُٹھا کر زمین پر مارا یہ بھی واصل جہنم ہوا غرض اسی طرح پچیس پہلوان اسکے
ہاتھ سے راہی وادی برہوت ہوئے جب سکندر کی طرف سے کوئی نہ آیا تو نقابدار لشکر امیر کے جانب مخاطب ہوا
اور کہا ای حمزہ صاحبقران اب آپ میرے مقابلے کو آئیے مگر آج شام ہو گئی ہے اگر لشکر سکندریہ سے کل کوئی
مقابلے کو میرے نہ آئیگا تو آپ سے کل ضرور میدان داری جنگ کی تیاری ہے یہ کہکر اپنے خیمے مین واپس گیا رات
کو پھر سکندر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون تینون لشکر میدان مین آئے سکندر کی طرف سے حارث عاد
میدان مین آیا مبارز طلب کیا دوسرے نقابدار نے جاکر مثل نقابدار اول کے حارث کو اُٹھا کر زمین پر مارا جہول
عاد آیا اسے بھی شہر خموشان مین پہونچایا غرض اسکے ہاتھ سے بھی پچیس پہلوان مارے گئے شام ہو گئی سکندر نے
طبل بازگشت بجوادیا تینون لشکر پھر گئے رات کو فیروزہ عاد پسر سکندر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا اور بہت
زبردست جوان ہے صبح کو تینون لشکر پھر میدان مین آئے ابھی دونون نقابدار میدان مین نہ آنے پائے تھے کہ
فیروزہ عاد نے اپنے لشکر سے نکلکر نعرہ کیا منم فیروزہ عاد مغربی بن سکندر عاد بن جیکلان عاد مغربی آیا کوئی
لشکر حمزہ مین ہے ایسا کہ میرے مقابلے کو آئے سعد نوجوان امیر سے اجازت لیکر میدان مین آیا فیروزہ نے آتے ہی
سعد پر نیزہ مارا اُسنے ہوائی کیا اسنے جھنجھلا کر تلوار ماری سعد نے خالی دی اُسنے گرز مارا سعد نوجوان نے مرکو جبر اگرلا

پر اُسکی ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا گرز دور گرا دہ گھوڑے سے کود کر دست و گریبان ہوا سعد بھی کود کر کشتی مین مصروف
ہوا کئی ساعت کے بعد شہزادہ سعد نے اُسکی زنجیر کمر پکڑ کے سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا ہڈیان اُسکی چور ہو گئین
سکندر کی آنکھون مین جہان سیاہ ہو گیا اور کہا یلغار کر کے اسے مار لو تمام فوج سکندر نے سعد پر نرغہ کیا جنگ
مغلوبہ ہونے لگی ادھر سے بھی امیر و لندھور و علمشاہ اور کل سردار مع فوج کے ٹوٹ پڑے خوب تلوار چلی
اور عادیون نے سعد نوجوان کو حلقے مین لے لیا کئی ہزار کافرون کو سعد نے تہ تیغ بیدریغ کیا آخر چہار جانب سے
کمندین پڑ گئین سعد کو گرفتار کر لیا مگر بسبب جنگ مغلوبہ کے ایک کی دوسرے کو خبر نہوئی امیر و علمشاہ و لندھور
وغیرہ نے تمام فوج سکندر کو پامال کر ڈالا قریب تھا کہ فراری ہون کہ سکندر نے طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر
واپس ہوئے اب امیر نے تلاش کیا تو سعد کا نشان نہ ملا نہایت متردد ہوئے اور فرمایا کہ اے عمرو جا کر تلاش کر لو لوگ
گئے مگر کب سعد ملا آسے لا کر خدمت امیر مین حاضر کیا صاحبقران کو اور سب کو قلق ہوا اور حاضرین بارگاہ
کا رنگ مدفق ہوا امیر نے فرمایا کہ یا تو اُسکی لاش کو تلاش کر کے لاؤ لوگ گئے تمام لاشین آلٹ ڈالین کہین
سعد کی نعش کا نشان نہ پایا سب نے آکر قسم بیان کیا کہ یا امیر بخدا سے عز وجل کشتون مین سعد نوجوان نہین
ہے معلوم ہوتا ہے کہ کفار نے گرفتار کر لیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ اب یہ کام تمہارا ہے یہان سعد کو مسلسل و مطوق کر
کے دربار سکندر مین حاضر کیا اُسنے کہا کہ اسے شہر قیروزہ کو اور اسکی مع بہیکلان عادی کی خدمت مین روانہ کرو کہ وہ اپنے پوتے
کا عوض جو الق و منذر و الیہ کرے اور نشواد پہلوان کو بلا کر مع پانچ ہزار فوج کے سعد کی قید اور لاش آہرمنی کی طرف
مغرب کے روانہ کی اور کہدیا کہ راہ مین جہان ڈانڈا اندلس کا شروع ہے خداوندی کی بارگاہ وہین استادہ ہے فولاد عاد
مع کئی ہزار پہلوانون کے وہان متمکن ہے میری طرف سے خداوند ثمرات کی خدمت مین عرض کرنا کہ بہت جلد تشریف
لا کر خدا پرستون نے زندگی تلخ کر دی ہے غرض نشواد بدنہاد ثمرات کے پاس پہونچا اور سارا ماجرا بیان کر کے
پیام سکندر کا دیا اُسنے فولاد کو حکم دیا کہ تقدیر کردم بندگان من کوچ کنید غرض اُسی وقت خیمہ و خرگاہ بار کر کے فولاد
روانہ ہوا اُدھر نشواد نے لیجا کر سعد کو قلعہ مین قید کیا یہان فولاد نے ایک قاصد کو روانہ کیا اُسنے آکر سکندر کو خبر
دی کہ خداوند یہان سے اب دو منزل پر ہین سکندر مع نوشیروان اور بختک کے استقبال کو گیا دیکھا کہ فوج
بیکران سامنے سے نمودار ہوئی قلب فوج مین چار ہاتھیون پر ایک تخت بار ہے آسپر وہ مرتد یعنے ثمرات سوار ہے سب
کافرون نے سجدہ کیا یہان سے عمرو واسطے تلاش سعد کے روانہ ہو چکا ہے یہ بھی ساتھ انھین لوگون کے وہان پہونچا
ثمرات کا جسم طلائی دیکھا حیران ہوا کہ یا رب خدایا اس سونے کی تصویر مین کیا شے سمائی ہے جو اسمین گویائی ہے اتنے
مین ثمرات نے آواز دی اے بندگان من شما آمدید سب نے پھر سجدہ کیا ثمرات نے کہا کہ اب دیر نہ کرو جلد
سوار ہو کر اپنے اردو مین مجھے لے چلو کہ بہ ہمہ تن اسپ پہونچے گا اور خدا پرستون پر تم فتحیاب ہو گے سب نے سہ بارہ
سجدہ کیا اور سوار ہو کر روانہ ہوئے برابر بارگاہ نوشیروان کے خیمہ ثمرات برپا ہوا سب گبر آکر حاضر ہوئے
عمرو بھی بصورت مشعل دربار مین داخل ہوا ثمرات نے آواز دی کہ پیادہ سبز پوش جو فلان گوشہ مین کھڑا
ہے اسے اسیر کر لو یہ عمرو ہے لوگ دوڑے عمرو بھاگا دو بار کسی اور صورت سے دربار مین گیا پھر اُسنے آواز دی
لیکن عمرو پھر بھاگا غرض کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا جب تو عمرو حیران ہو کر خدمت صاحبقران مین آیا اور تمام
کیفیت عرض کی امیر مع سب سردارون کے حیران ہوئے کہ اتنے مین نقارہ دارون نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی لشکر
اسلام مین نقارہ جنگی پر چوب پڑی رات بھر طرفین سے تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ایک نقارہ

جنگاہ مین آکر آواز دی کہ صاحبقران جس بہادر کا لقب ہے اُس سے مقابلہ کرونگا دوسرے سے نہ لڑونگا یہ سُنکر
صاحبقران اشقر پر سوار ہوکر نقابدار کے مقابلے مین تشریف لائے پہلے فنون سپہ گری کا امتحان ہوا بعد اُسکے
نقابدار دست و گریبان ہوا صاحبقران نے بھی اشقر کو چھوڑ دیا نقابدار بھی گھوڑے سے کود العرض ایک شبانہ روز
اور بعضے تین شبانہ روز کا عرصہ کُشتی کو لکھتے ہین بعد اسکے امیر نے نقابدار کی کمر مین ہاتھ ڈالکر سر سے بلند کر لیا قریب تھا
کہ چرخ دیکر زمین پر مارین کہ لشکر نقابدار سے دو سوار کہ بعہدۂ وزارت مامور تھے دوڑے اور پکارکر کہا اے صاحبقران
خبردار زمین پر اس جوان کو نہ پٹکیے گا کہ یہ آپکا بیٹا ہے اور دوسرا نقابدار بھی آپ کا فرزند دلبند ہے یہ دونون ملکہ گلیسوش قیصر
کے بطن سے توام پیدا ہوئے ہین صاحبقران نے بسہولت تمام نقابدار کو زمین پر چھوڑ دیا وہ دوڑکر قدمون پر گرا اتنے
مین دوسرا نقابدار بھی آکر قدمبوس ہوا صاحبقران نے دونون کے سر اپنے سینے سے لگائے پھر بہ سبب نقاب کے نام
پوچھا نقابدارون نے عرض کیا کہ ہم مین سے ایک شیرویہ اور دوسرا شیر افگن ہے سبب نقابدار بننے کا یہ ہے
کہ سُنتے حضور کی شجاعت و دلیری کی تعریف سُنی تھی تو بطور امتحان نقابدار بنکر حاضر ہوئے امیدوار ہین کہ یہ گستاخی عفو
فرمائی جاے صاحبقران نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ بیٹا یہ تمہاری عین دلاوری ہے اسکو گستاخی نہ سمجھو غرض
صاحبقران ان دونون کو لیکر دربار مین تشریف لائے سب سردارون سے ملایا بادشاہ کو نذر دلوائی اور صندلیان
ان دونون کے لیے جانب دست چپ بچھوادین اور جشن مین مصروف ہوئے ادھر ثمرات سخن گو نے سکندر
کو بلاکر حکم دیا کہ آج شب کو طبل جنگ بجے مین نے تقدیر کردی کہ کل فتح تمہارے نام ہے سکندر نے طبل بجوایا صاحبقران
کو بھی خبر ہوئی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے غرض لشکر اسلام مین بھی طبل بجا تمام شب دونون لشکرون
مین تیاری جنگ رہی صبح کو میدان مین طرفین سے صف آرائی ہونے لگی نقیب نقابت کرکے نکل گئے لشکر سکندر
سے پیرتاش عاد بھانجا سکندر کا عرصہ گاہ مصاف مین آکر مبارز طلب ہوا ثمرات سخن گو کا تخت درمیان تخت سکندر
و نوشیروان کے چار ہاتھیون پر بندھا ہوا تھا ادھر کرب دلاور صاحبقران سے مرخص ہوکر میدان مین آیا پیرتاش نے نہیب
دی کہ اے جوان اپنا نام بتا کہ میرے ہاتھ سے بےنشان نہ مارا جاے کرب نے جواب دیا کہ بہادرون کا نام اظہر من الشمس
ہے تیرے بتانے کی ہمین ضرورت نہین اور تو کیا سگ ناپاک ہے جو شیر تیرے ہاتھ سے مارے جائینگے یہ سنکر اسکو غیظ آیا اور
دوڑکر کرب کے نیزہ مارا کرب نے نیزے کو ضرب سپر روک کے ایک اوجھڑ برچھی کی ڈانڈ سے دی قریب تھا کہ اوندھے منھ
گھوڑے سے گرے سنبھال بتمام کر تھم گیا مگر گھوڑا اسکا بھاگا ہر چند اسنے باگ کو جھٹکے دیے مگر وہ نہ رکا اور جاکر زیر تخت ثمرات
ٹھہرا یہان لشکر اسلام مین ایک قہقہہ پڑا پیرتاش نہایت خجل ہوا اور کہا یا خداوند یہ کون سی تقدیر تھی ثمرات نے
جواب دیا کہ تو میرا بندۂ خاص الخاص ہے اسوقت تو اس دلیری کے ساتھ لڑ رہا تھا کہ بےساختہ مجھے پیار آیا مین نے
تقدیر اُلٹ دی کہ تو تھوڑی دیر میرے تخت کے نیچے آکر ٹھہرے پیرتاش نے جواب دیا یا خداوند یہ کون سا پیار ہے کہ مین
میدان ذلیل ہوا ثمرات نے کہا مین خموش باش دم مدار در تقدیر من اعتراض مکن یہ چپ ہو رہا بعد تھوڑی دیر
کے پیرتاش نے کہا اے خداوند اب مجھے اجازت ہے کہ جاکر مقابلہ حریف سے کرون اُسنے جواب دیا ابھی تقدیر سیدھی
نہین ہوئی اُدھر کرب غازی نعرے کر رہا ہے و دمبدم مبارز طلب کر رہا ہے ثمرات اُسے رخصت نہین دیتا بعد کئی
ساعت کے کہا کہ اچھا جا مقابلہ حریف مین پیرتاش نے گھوڑے کو مہمیز کی وہ ایسا خائف ہوا تھا کہ تھوڑی دور تو آیا
جب سامنا کرب غازی کا ہوا پھر اُسے لیکر بھاگا اسنے مارے جھٹکون کے اپنے گھوڑے کے کلے پھاڑ ڈالے مگر وہ
نہ ٹھہرا اور پھر جاکر اُسی مقام پر قیام کیا پھر اُسی طرح لشکر اسلام مین قہقہہ پڑا اور پیرتاش ایسا شرمندہ ہوا کہ قریب

تھا اپنے پیٹ مین خنجر مارلے ثمرات نے آواز دی کہ ای پیرتاش تو تو میرا بندۂ خاص ہی کیون کبیدہ خاطر ہوتا ہی مین محبت ہی کہ مین نے تجھے دوبارہ بلایا خیر ابکی سجدہ کرکے دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کہ یہ مرکب کوفتی ہو گیا ہی لفظ کوفتی پر خواجہ بزرجمہر کو بہت ہنسی آئی مگر بخوف سکندر رخموش رہے غرض دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر میدان مین آیا جھلایا ہوا اور کھسیانا تو تھا ہی آتے ہی برس پڑا کرب غازی نے اسکے وار روکتے روکتے ایک ہاتھ خنجر کا جو مارا کمر تک اتر آیا سکندر رنے یہ دیکھکر جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا تمام عادی دوڑ پڑے ادھر سے بھی بہادران اسلام نعرے کر کے شیر صفت ان روباہون مین در آئے ہزارون کافرون کو قعر جہنم مین پہونچایا بحکم ثمرات سکندر رنے طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے سکندر رنے پیش ثمرات بہت جزع وفزع کی اور کہا کہ جس روز سے مین نے اندلس کو چھوڑا تا ایندم راحت نہ پائی ثمرات نے جواب دیا دم مدار ہین کہ براے مسلمانان جنگو نہ تقدیر با سازیم سکندر رنے پھر سجدہ کیا بعضے استادون کے نزدیک پیرتاش جہنم واصل ابھی نہین ہوا فقط ایک زخم کاری تھا انہی پر کھایا کہ سکندر رنے جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا تھا خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا آمدیم برسر مطلب کہ بعد طبل بازگشت بجنے کے علی الصباح عمرو بن حمزہ یونانی شکار کو گیا کچھ لوگ ہمراہ تھے کہ ایک آہو زخمی ہو کر بھاگا عمرو بن حمزہ متعاقب ہوا ہمراہی پیچھے رہ گئے ہرن ایک صحرا مین پہونچ کر کسی قعر مین گر گیا غرضکہ عمرو بن حمزہ کو اسوقت اسے تشنگی کی شدت ہوئی اور پانی بھی اس مقام پر نایاب تھا کہ دور سے ایک سنڈھی دکھلائی دی جب قریب آیا تو ایک فقیر کو اس سنڈھی مین بیٹھا دیکھا اسنے کہا ای درویش یہان کہین کنوان ہی اسنے جواب دیا بابا کنوان کہان اگر تجھے پانی کی اس جنگل مین خواہش ہی تو شبانہ روز کنوین جھانکتا رہیگا مگر پانی نپائیگا لیکن تشنگی فرو ہونے کی ایک سبیل ہی اگر تو انکار نہ کرے تو بیان کرون اسنے کہا للہ بیان کیجیے وہ کیا ہی اسنے ایک حب نبات اپنی جھولی سے نکال کر دی کہ اسے کھا لے پیاس جاتی تو نہین مگر اتنا ضرور ہوگا کہ تین حصے پیاس جاتی رہیگی ایک حصہ باقی رہیگی عمرو بن حمزہ نے بے عذر وہ حب کھالی فی الحقیقت تین حصے کیسے سات حصے پیاس جاتی رہی ایک حصہ باقی رہی اسنے کہا ای درویش مجھے اسوقت نیند کا غلبہ ہی لہذا دو ساعت مین سوتا ہون بعد اسکے مجھے بیدار کرنا مین تجھے خدمت صاحبقران مین اپنے ہمراہ لیجاؤنگا زر و مال بقیاس دلواؤنگا یہ کہکر ایک پتھر کی چٹان پر عمرو بن حمزہ دراز ہوا اور سو گیا وہ فقیر عیار گلیم گوش تھا تعجب تمام اسنے اٹھکر اسے بیہوش کیا اور گلیم عیاری مین باندھکر اسنے اردو کی طرف متوجہ ہوا اسوقت پشتارہ لیکر پہونچا کہ عمرو بھی بہ شکل مبدل دوبارہ سکندر مین موجود تھا اسنے جو گلیم گوش کو پشتارہ بدوش دیکھا ہوش جاتے رہے اور کہا کہ خدا خیر کرے دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ ملعون کس سردار کو پکڑ کر لایا ہی کہ اسنے سکندر رکو مجرا کرکے پشتارہ اسکے سامنے کھولا اور کہا کہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو لایا ہون اسکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی اسنے جواب دیا کہ اسے مسلسل ومطوق کرکے ہوشیار کر اسنے فتیلہ رفع بیہوشی دیا عمرو بن حمزہ نے آنکھ کھولی اپنے تئین گرفتار دربارہ نوشیروان مین پایا بہ آواز بلند کہا کہ سلام بران کس باد کہ خدا را او احد داند وخود را بندہ اش گرداند خواجہ بزرجمہر نے جواب دیا سکندر رنے کہا کہ سرداران حمزہ بڑے زبردست اور بہادر ہین کہ اپنی جان کا مطلق خوف نہین کرتے مرنے سے نہین ڈرتے بختک نے کہا ای شہریار یہ پسر حمزہ ہی اور بڑا منچلا ہی اسنے بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے ہین سکندر رنے کہا ای عرب زادے ثمرات سخن گو کو سجدہ کر عمرو بن حمزہ نے جواب دیا کہ ثمرات پر اور اسکے پرستارون پر لعنت سکندر رنے کہا اسے سامنے خداوند کے لیجاؤ انکے جمال باکمال کو دیکھکر ضرور یہ سجدہ کریگا بختک نے کہا ای شہریار یہ سخت گمراہ ہی ہرگز سجدہ نکریگا میرے نزدیک یہ قابل گردن زدنی ہی ابھی اسے قتل کرنا چاہیے سکندر رنے کہا ای بختک معلوم ہوا تو بھی مرتد ہی جمال خداوندی کا قائل نہین یہ چپ ہو رہا لوگ عمرو بن حمزہ کو

سامنے ثمرات کے لیگئے اُسنے دیکھتے ہی آواز دی ای بیٹے حمزہ کے ای عمرو مجھے جلد سجدہ کر ابھی مین تجھے خلعت صاحبقرانی
عنایت کرون عمرو بن حمزہ نے کہا لعنت ہی تجھپر اور تیرے سجدہ کرنیوالے پر اُسنے بہ غیظ و غضب تمام قتلی حکم لگادیا کہ ابھی
میرے سامنے اسکی گردن مارو خواجہ صاحب یعنے خواجہ عمرو کے حواس مثل طوطے کے اُڑ گئے اور اردوے امیر کیجانب
بھاگے چند ہی قدم گئے تھے کہ علمشاہ سے ملاقی ہوئے رستم نے پوچھا ای خواجہ خیر باشد عمرو نے کہا خیر کہان تری خیر ہی جلد
چلیے نہین تو عمرو بن حمزہ یونانی قتل ہوا چاہتا ہی پھر علمشاہ نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کہان ہی اور کون قتل کرتا ہی گھوڑا اُڑاے ہوئے
سیدھا ثمرات کی بارگاہ مین آیا دیکھا کہ نطع تیار کرکے عمرو کو بٹھا دیا ہی خط گردن پر جلاد دے کر تلوار تول رہا ہی اگر ایک ساعت
اور یہ نہ پہونچے تو قتل ہی ہوجاے بغیر روانگی جاتے ہی جلاد کو للکارا کہ او خیرہ سر کیا کرتا ہی وہ ادھر پھرا ہی تھا کہ رستم نے
ایک ہاتھ تلوار کا مارا سر اس خود سر کا کٹکر سامنے ثمرات کے گرا ایک ہنگامہ بارگاہ ثمرات مین برپا ہوگیا غدر مچ گیا
عمرو بن حمزہ نے رستم کو دیکھا غیرت آگئی جھٹکا مارا قید مثل ریسمان خام کے ٹوٹ گئی جلاد مردہ کی تلوار ہاتھ مین اُٹھا کر لوگون
کو مارنا شروع کیا کتنے ہی سردار نامی تہ تیغ بیدریغ کیے اور صاف دونون بہادر نکلے ہوئے چلے آئے کسی کی جرأت نہوئی
کہ ان شیرون کو روکتا راہ مین ٹوکتا عمرو پہلے ہی اردوے حمزہ مین آکر سب کیفیت بہادری ان دونون کی بیان کرچکا تھا
صاحبقران نہایت خوش ہوئے تھے کہ یہ دونون دلاور بھی داخل بارگاہ امیر ہوئے سبکو نہایت خوشی حاصل ہوئی
سب کیفیت از اول تا آخر عمرو بن حمزہ نے بیان کی صاحبقران نے صحبت جشن ترتیب دی یہان تو جشن ہوتا ہی
وہان بڑا بیٹا سکندر کا خلف عاد جو شکار پر گیا تھا اُسی روز واپس آیا جس دن رستم جاکر عمرو بن حمزہ یونانی کو
چھڑا لائے سب کیفیت سُنی اور کہا مجھے افسوس یہ ہی کہ مین اُسوقت لشکر مین کیون نہوا کہ ان دونون کو مزہ بہادری کا
چکھادیتا دودھ چھٹی کا یاد دلادیتا اور اپنے باپ سے کہا کہ ابھی میرے نام طبل جنگ بجے دیکھون تو حمزہ کے لشکر مین
کون سا بہادر ہی جو میرے مقابلے کو آتا ہی اور جان سلامت لیجاتا ہی سکندر نے طبل جنگ بجوایا لشکر صاحبقران مین
بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سقون نے چھڑکاو کیا سپہ سالارون نے صفین درست کین
نقیب لشکر سے نکل کر پکارے ای بہادرو تمھارے لڑنے بھڑنے کے یہی دن ہین نام کرنے کے یہی سن ہین خوب لڑو
رستم کا کام کرو عالم مین نام کرو ایک دن مرنا ضرور ہی قضا سے ہر بشر مجبور ہی کہان ہی رستم کہان ہی دارا کہان ہی
اسفندیار روئین تن کہان ہی سہراب و بیژن و گیو و بہمن بہادرون کو پہلوان قضا نے پچھاڑا تمھین چاہیے وہ
کام کرو جس سے باپ دادا کا نام روشن ہو معروف تمھارا ہر مرد و زن ہو یہ ضرور خیال رہے کہ ایک روز ایسا بھی آئیگا
جس دن کوئی نہ بچائیگا عزرائیل تمھارے طائر روح کو قفس تن سے رہا کر دینگے اعزا کے دل غم و الم سے بھر دینگے کوئی نرہا ہی نہ
رہیگا دولت کا خیال دل سے دور کرو اگر تمھین یہان دولت میسر بھی آئی تو برسات کی چاندنی ہی جسکو ثبات نہین
سیماب قضا جسوقت تمھارے ماہ روح کو اپنے دامن مین لیگا روپیہ پیسہ کام نہ دیگا صرع آئینہ حال سکندر ہی تہیدستی سے
ساتھ دولت کسی انسان کے آئی نہ گئی ۞ اور بموافق اسی مضمون کے کسی اور شاعر کا قول ہی ۞ تھیا اگرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے ۞ البتہ نام رہجاتا ہی ۞ اب نہ رستم نہ سام باقی رہے ۞ فقط ایک نام ہی نام باقی ہی
ای بہادرو حق نمک اپنے مالک کا ادا کرو تاکہ بعد مرگ دنیا مین نام نیک رہے کنیچا ہین کرلو سپرین زرہ سرخ سے بھر لو یہ صدائین
جو بہادرون کے کانون مین گئین نشہ جرأت و شجاعت سے جھومنے لگے قبضہاے شمشیر کو چومنے لگے خلف عاد بن سکندر
عاد اپنے لشکر سے نکل کر جلوہ گاہ مصاف مین آیا اور کلمات لاطائل زبان پر لایا کہ مین وہ بہادر ہون جسکا مثل و نظیر خداوند
ثمرات نے دنیا پر پیدا نہین کیا کون مجھسے مقابلہ کر سکتا ہی اس قسم سے یاوہ گوئی کرنے لگا رستم یہ باتین کو سُنکر تاب

سنری اور امیر سے اجازت لیکر میدان مین آیا پہلے بہت کچھ سمجھایا کہ ای بہادر دین شجاعان اختیار کر دیکھ یہ وہ مذہب ہی جسکا
کوئی ناسخ نہوا ہی نہوگا جب اُسنے اُسکے جوابات سخت دیئے تو علمشاہ نے کہا او گبر سیاہ قلب کور باطن ✽ بیا پنجہ داری زمردی نشان
کمان کیانی و گرز گران ✽ خلف عاد ناخلف نے گرز مارا علمشاہ نے گھوڑے کو رانون مین مسکر ضرب خالی دی وہ
مردود گرز کی جھونک مین مرکب پر سے اوندھا زمین پر گرا دونون لشکرون مین قہقہہ پڑا کھسیانا ہو کر وہ ناخلف پھر اُٹھا
اور کرگدن پر سوار ہوا رستم نے برابر آکر نہیب دی کہ ہوشیار و خبردار رہیے تو ضربے زدی ضرب من نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن ✽ یہ کہکر اب جو گرز مارا عیاذاً باللہ آجتک تو کاسہ سر کے گوشت کی کرچین نہین
ملین باوجودیکہ شیاطین ملاعین روز اُس صحرا مین جاکر مشعل چشم غول کی روشنی مین ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسم ناپاک اُسکا
مع گینڈے کے زمین مین دفن ہو گیا یا شاید پاپی کے خوف سے اُس لعین نے اپنی لاش کو چھپایا یہ دیکھکر پھر سکندر کی
آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا یا مرگ خلف ناخلف اُسکے سر پر سوار ہو گیا لگا ہزیان بکنے غرض کہ حکم دیا کہ ہان جتنی فوج
ہماری ہی سب ملکر اسے مار لین خلف کے قاتل کا سر تن سے اُتار لین فوج یہ سنکر دوڑی علمشاہ مردانہ جنگ
رستمانہ کرنے لگا امیر نے جو یہ حالت دیکھی مع اپنے سردارون کے ٹوٹ پڑے اور کافرون کو مثل گوسفندون کے
ان شیرون نے پھاڑنا شروع کیا ایک کو دو دو کو چار چار کو آٹھ پانچ سو کو ہزار بنایا ہزارہا کشتون کے پشتے
لاشون کے انبار ہو گئے آخر سکندر نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے سکندر
مع اپنی سپاہ کے سیہ پوش خمخانہ الم کا جرعہ نوش ہوا نوشیروان و بختک نے بھی بخاطر سکندر سیہ پوشی اختیار
کی سب نخل ماتم بنگئے ادھر صاحبقران نے صحبت جشن ترتیب دی سکندر نے بے مغز لاش اپنے خلف نا
خلف کی منگا کر ارعاد و ہاد پہلوان سے کہا کہ قلعہ جلیک مین لیجا کیونکہ وہان سعد پوتا حمزہ کا قید ہی مین نے اپنے باپ
کی خدمت مین اُسے بھیجا تھا لشنواد کو ہمراہ کیا تھا مگر بہ مصلحت وہ وہین قید ہی اب تو اپنے ہمراہ اُسکو لیکر خدمت میں کیان
عاد و بد نہاد مین جا اور سب کیفیت یہان کی بیان کر کے کہنا بہت جلد مدد دیجیے ورنہ میری بھی یہی نوبت پہونچیگی
غرض کہ وہ ہزار جوان لاش خلف کی لیکر روانہ ہوئے یہان امیر نے جشن جو کیا اثنائے شرابخوری مین سعد نوجوان کا ذکر
آ گیا سب سردار رونے لگے عمرو نے کہا آپ سب صاحب عیش و عشرت مین بسر کرین مین جاتا ہون اُس بہادر کو
رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکر خواجہ صاحب روانہ ہوئے اور در بارگاہ نوشیروان پر بشکل دربان کھڑے ہوئے کہ
بختک کسی ضرورت سے باہر آیا عمرو نے پکارا ای بختک کہان جاتے ہو دیکھتے ہی اُسکی تو عقل گم ہو گئی گھبرا کر کہا
خواجہ صاحب خیر تو ہی عمرو نے کہا میرے ساتھ چل بختک نے گڑگڑا کر پوچھا یہ تو فرمائیے کہ میری جان کی خیر
ہی یا نہین عمرو نے کہا اگر بے عذر چلیے تو خیر ورنہ شر ہی بختک چپکا کان دبائے عمرو کے ساتھ ہوا ایک گوشہ تنہائی
دیکھکر خواجہ عمرو نے خنجر کھینچا اور کہا بختک سچ بتا سلطان سعد کو کیا کیا اُسنے کہا خواجہ وہ قلعہ جلیک کو وہین
قید ہی عمرو نے کہا ای بختک اگر تو نے مجھسے جھوٹھ کہا تو یقین ہی کہ تیرے استخوان بھی کسیکو نہ ملینگے ایسے مقام پر
تجھے لیجا کر قتل کرونگا بختک نے جواب دیا کہ ای خواجہ قسم ہی اُسی خوف کی کہ جو آپکی طرف سے میرے دلمین سمایا ہی جو
مین نے عرض کیا اسمین سرمو فرق نہین بلکہ ارعاد و عاد بھی قلعہ جلیک کو وہین لاش خلف کی لیکر گیا ہی اسوقت
خواجہ نے قلمدوات اور کاغذ زنبیل سے نکال کر بختک کے آگے رکھدیا اور کہا لے جلد تمسک لکھ بختک نے بخوف
جان قلم ہاتھ مین لیا اور کہا فرمائیے کیا لکھون عمرو نے کہا لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم غرض ازین سطور آنکہ منکہ
وزارت پناہ کاتب الحروف خواجہ بختک بن مرحمت پناہ القش ام مبلغ پانصد تومان از مفلس بیچارہ عمرو بن امیہ

ضمری قرض گرفتہ در تحت وتصرف خود آوردہ اقرار میکنم و نوشتہ میدہم کہ عند المطالبہ ادا نمایم و لعذر موقوف ندارم تحریر بتاریخ بست و پنجم شہر
جمادی الاول سنہ ۵ عام الفیل اور حاشیہ پر بر گواہ شد کے نیچے لفظ خدا لکھدے العبد کے نیچے اپنا نام لکھ
اُسنے بہ مجبوری سب لکھا خواجہ نے اُس تحریر کو زنبیل مین داخل کیا اور اُسے چھوڑ دیا بعدہ خود بھی بارگاہ امیر
مین آیا اور کہا ای امیر سعد نوجوان قلعۂ جلیک کوہ مین قید ہی اور فوج بیکران اُسکی حفاظت کے واسطے مقرر ہی
صاحبقران کو بہت مسرت حاصل ہوئی کہ زندہ تو ہی اور فرمایا کہ ایک بہادر جاکر اُسے رہا کر لاے کرب
مجرا کرکے اُٹھا اور عرض کیا کہ یہ کام غلام سے متعلق ہی امیر نے رخصت کیا لیکن علمشاہ کو سخت ناگوار گذرا کہ
یہ ایک ادنی آدمی کا لڑکا ہی اور ہم لوگون پر سبقت لیے جاتا ہی آنے تو ہی ایسی سزا دون کہ تمام عمر یاد رہے یہ
سوچ کر اُٹھا اور اپنے خیمے مین آیا ادھر کرب خازمی مع تیس ہزار سوارون کے قلعہ جلیک کیطرف روانہ ہوا
اور بروقت شب مین تنہا علمشاہ بھی اُسکا متعاقب ہوا لیکن بہ سبب نابلدی کے علمشاہ تو راہ گم کرکے کسی
ور طرف چلا گیا اور کرب د منزلہ کرتا ہوا ارعاد عماد کے قریب پہونچ گیا اُسکے ہمراہیون نے کہا ای پہلوان
تمہارے تعاقب مین فوج آتی ہی آثار تو لشکریان حمزہ کے سے پائے جاتے ہین وہ ٹھہر گیا اتنے مین کرب
نے مقابل پہونچ کر نعرہ کیا کہ باش او گبر کی میگذارم کہ از دست من سلامت روی اُسنے کہا کہ یہ وہ
وقت نہین کہ مثل دزدون کے اُنیس بار لشکر سکندر پر شبخون مارا اب بالمشافہ بہادرون سے
سامنا ہی یہ کہکر دوڑا جب قریب پہونچا گرز گران سنگ مارا کرب نے خنجر کھینچکر اُسکی کلائی کی طرف بلند کیا اور
اپنے سر کو جھکا کر پہلو مین آیا گرز اُسکا خالی گیا مگر پنجہ سے گرز اور پنجہ اُسکا کلائی سے جدا ہو کر زمین پر گرا اُسنے بائین
ہاتھ سے تلوار کرب پر ماری اُسنے خالی دیکر ایک ہاتھ تیغہ کرنبوس کا جو مارا مع گھوڑے کے چار پرکالے ارعلو
کے ہوگئے جو لوگ اُسکے ہمراہی تھے لشکریان کرب نے سبکو مثل روباہون کے پامال کرڈالا ایک کو بھی زندہ
نہ چھوڑا اور کرب پھر آگے روانہ ہوا جب قلعۂ جلیک کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ نشوادیہ نہاد نے قلعے کا
انتظام بخوبی کرلیا ہی خندق کو بھی پرآب کیا ہی کرب نے چاہا کہ قلعے پر یلغار کردے مگر ممکن نہوا کیونکہ قلعہ نہایت مستحکم
تھا کرب نے اپنے ہمراہیون کو سخت تاکید کی کہ ہوشیار رہنا مبادا نشوادرات کو پوشیدہ قید سے سعد کو لیکر
نکل جائے تو بڑی قباحت ہوگی اول تو محنت تمام رائگان ہوگی دوسرے پھر اُسکے بعد تفحص مین بڑی کوشش
کرنا پڑیگی یہ لوگ اسی فکر مین ہین اُدھر رستم راستہ بھول کر ایک صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز مین پہونچ گیا اور
رات بھی ہوگئی بہت پریشان ہوا اور دست نیاز بدرگاہ بے نیاز بلند کرکے بالحاح و زاری دعا مانگنے لگا کہ ای کس
بیکسان و یاری دہ راہ گم کردگان مجھے راہ سے لگا جب دعا ختم ہوئی چارون طرف دیکھنے لگا سامنے سے ایک
سیاہی دکھائی دی دلمین کہا خدا خیر کرے یہ کونسی آفت ہی شاید آندھی آئی ہی مگر جب وہ تیرگی وہین قائم رہی تو
علمشاہ نے کہا کہ یہ کوئی پہاڑ ہی خدا ایسا کرے قلعۂ جلیک یہی ہو مین سعد کو رہا کرکے چلا جاؤن جب وہ عادی [illegible]
آئے نادم و خجل ہو غرض صبح تک جاگا کیا جب آفتاب عالمتاب نے دریچہ مغرب سے سر نکالا تو وہ سیاہی
ثابت ہوئی کہ ایک پشتہ ہی رستم اُسکے اوپر چڑھ گیا دیکھا کہ ایک لشکر گران پشتے کے نیچے اترا ہوا ہی علمشاہ
نے جاکر کسی سے پوچھا یہ فوج دریا موج کسکی یہان اُتری ہی اُسنے جواب دیا کہ یہ لشکر حلب سے جانب
بصرہ بلد و نوشیروان جاتا ہی مالک اسکا طومان حلبی ہی فوراً رستم در خیمہ طومان پر آیا اور اندر جانا چاہا
لوگون نے پوچھا ای بہادر تو کون ہی کہ بغیر پروانگی اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہی رستم نے جواب دیا کہ مین نوشیروان کے

پاس سے آتا ہون اور ایسی ضرورت ہی کہ بیروانگی کا انتظار نہین کر سکتا یہ کہکر خیمے کے اندر در آیا دیکھا کہ ایک پہلوان مسند پر بیٹھا ہی بہ آواز بلند علمشاہ نے کہا سلام میرا اُسپر ہی جو خدا کو واحد جانے طومان نے کہا او بے ادب تو کون ہی جو بے حکم ہمارے خیمے مین چلا آیا اور کلمات خلاف قیاس زبان سے نکالتا ہی کیسا خدا اے واحد یہ کہکر تلوار جو آگے رکھی تھی اُٹھا کے رستم پر دوڑا جیسے ہی قریب آیا علمشاہ نے مع تلوار کے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے تلوار چھین لی وہ دیو کی صورت جھپٹ گیا رستم نے برقت اُسے اپنے سے جدا کیا اور دونون بغلون مین ہاتھ ڈال کر مثل طفل سہ سالہ کے سر سے بلند کیا اور کہا بگو خدا واحد ہست ورنہ بزمین میزنمت کہ استخوانہائے تو ریزہ ریزہ میشوند اُسنے کہا ای بہادر مین مسلمان ہوا علمشاہ نے بسہولیت اُسے چھوڑ دیا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اور پوچھا کہ آپ اپنے نام نامی سے بھی اطلاع دیجیے رستم نے کہا میرا نام علمشاہ بن حمزہ ہی وہ نہایت خوش ہوا کہ مین اگر زیر ہوا تو ایسے بہادر سے کہ جسکی شہرت چارسو ہی اور سامان دعوت مُہیا کیا کئی دن تک اُسی صحرا مین خیمہ رہا پھر رستم سے پوچھا کہ اب کدھر تشریف لیجایئے گا رستم نے کہا قلعۂ جلیک کا قصد ہی تم جاؤ لشکر صاحبقران مین بلکہ میرے حال سے بھی سبکو مطلع کر دینا کہ شکارگاہ مین مجھسے ملاقات ہوئی تھی اُسنے جواب دیا ای شہریار آپ کے قدمون سے جدا نہونگا جب آپ قلعہ جلیک سے مراجعت فرماینگے مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا یہ کہکر قلعۂ جلیک کو کوچ کر دیا سات منزل راہ طی کی تھی کہ سامنے سے ایک قلعہ دکھائی دیا جب قریب اُس قلعے کے لشکر طومان کا پہونچا دیکھا کہ در قلعہ پر چار درخت ہین اور ایک نخل مین کمند لٹکی ہی اُسمین ایک ہرن کا گلا پھنسا ہوا ہی یہ دیکھکر طومان بیچین ہوگیا اور کہا ای شہریار اگر امر عالی ہو تو اِس آہو کو کمند قضا سے رہا کر دون رستم نے کہا بسم اللہ کر دیہ تو کار خیر ہی غرض اجازت لیکر طومان قریب اُس درخت کے آیا گھوڑے سے اُتر کر چاہا کہ ہرن کو رہا کرے ایکبار اُس آہو نے جست کی اور زمین پر لوٹ کے دیو مہیب کی صورت بنکر دوڑا آکر طومان حلبی کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا کر کے قلعے مین پھینک دیا رستم یہ تماشا دیکھکر حیران ہوا اب جو دیکھا تو پھر وہ ہرن بدستور لٹک رہا ہی علمشاہ نے اپنے دلمین خیال کیا کہ یہ کوئی طلسم ہی اُسی جگہ خیمہ زن ہوا اور سجادہ بچھا کر مصروف عبادت ہوا بعد نصف شب کے غفلت آگئی دیکھا کہ در یچہائے فلک کھل کر ایک تخت مرصع نمودار ہوا اُسپر ایک شخص ضعیف نورانی صورت متمکن ہی جب تخت زمین پر آکر قائم ہوا تو علمشاہ نے پہچانا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا و آلہ و علیہ السلام ہین اُٹھکر سلام کیا اور گرد پھرا اُنھون نے فرمایا ای فرزند کیا قصد ہی رستم نے عرض کی کہ یہ طلسم کسکا ترتیب دیا ہوا ہی فرمایا حکیم فیلقوس نے اسکو بنایا تھا اور یہ چار ہزار صندوق اسمین رکھے ہین اگر ارادہ اسکے فتح کرنے کا ہی تو صبح کو دست راست اس قلعے سے جانا زیر درخت ایک پارہ سنگ موسیٰ زمین مین نصب ہی اور کمندون مین اُسے باندھکر درخت کی شاخون مین سر سے کمندون کے اُلجھا دیے ہین چاہیے کہ بالاے نخل جا کر بقوت تمام کمند پکڑ کر پتھر کو زمین سے اُٹھانا اُسکے نیچے ایک نقب ہوگی بے وسوسہ نقب کے اندر جانا ایک قصر وسیع ملیگا اُسمین صندوق آہنی رکھا پاؤ گے صندوق کو کھولکر لوح دستیاب کرنا پھر موافق حکم لوح کے عمل مین لانا علمشاہ نے عرض کیا کہ فتاح اس طلسم کے کیا میرے نام نہین ہی جو آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر ارادہ اسکے فتح کرنے کا ہی تو ایسا کر کوئی اور بھی اسکا فتاح ہی اُن بزرگ نے فرمایا یہ امر نہین ہی بلکہ تم اور ہی ارادے سے جاتے ہو اور اپنی خواہش مجھ سے تمنے یہ نہ ظاہر کی کہ مین فتح کرونگا اسکو اسوجہ سے مین نے یہ کہا ورنہ سوائے تمہارے اسکا شکنندہ کوئی نہین جب تو علمشاہ کو ایسی مسرت حاصل ہوئی کہ مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہ سماتا تھا اتنے مین آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ وقت نماز قریب ہی پھر اُٹھکر وضو کیا اور دو رکعت نماز شکر ادا کر

نماز صبح پڑھی پھر باہر آکر طومان کے سپہ سالار کو بلایا جب وہ آیا تو کہا کہ بھائی تمہارا مالک دو رہا دو سے اس طلسم میں قید ہے لہذا اب ہم اُسکی رہائی کی فکر میں جاتے ہیں ہمارے آنے تک تم یہاں سے نہ جانا اُسنے عرض کیا اے شہریار عالی وقار جبتک وہ جیتا تھا ہم لوگ اُسکے تابعدار تھے اور جس روز سے وہ طلسم میں جاکر مردہ ہو گیا آپ کے مطیع ہوئے اگرچہ قبل بھی آپ کے تابعدار تھے مگر اب پورے طور سے مسلمان بھی ہو گئے اور آپ کا حلقہ غلامی کان میں ڈالا غرض رستم رخصت ہوا اور حسب ہدایت پیر مرد کے جاکر لوح حاصل کی دیکھا تو لکھا تھا کہ طلسم کشا جو اسم کہ پیشانی لوح پہ لکھا ہے اُسے پڑھ پھر لوح کو دیکھنا علمشاہ نے اُس اسم کو پڑھا ہوا سے تند ایسی چلی کہ قریب تھا رستم مثل کاغذ بادی کے بالائے ہوا بلند ہو جائے بعد کئی ساعت کے علمشاہ نے اپنے تئیں ایک صحرا میں پایا اور یہ ہوا چلی موقوف ہو گئی دیکھا تو چار جانور مہیب بہ شکل عجیب آکر سامنے رستم کے بیٹھ گئے جنکے سر ہاتھی کے اور دھڑ اونٹ کے پاؤں شیر کے اور ایک جانور کے پیر میں زنجیر طلائی پڑی ہے مگر چاروں کے شانوں پر پر بھی ہیں لوح کو دیکھا لکھا تھا اے شخص زنجیر کو ہاتھ سے خوب مستحکم تھام کے نعرہ کر اسنے ایسا ہی کیا وہ چاروں جانور اُٹھے اور جاکر کسی صحرائے سبز و خرم میں زمین پر اُترے علمشاہ نے زنجیر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا چاروں اُڑ گئے اب جو دیکھا تو دور سے سواد شہر نمایاں ہے علمشاہ جاکر شہر میں پہونچا چاروں طرف سیر کرنے لگا جب ایک بازار میں گذر ہوا کہ وہ تمام شہر سے زیادہ خوش آباد تھا دیکھا کہ ایک قصر میں طومان جلی ساتھ ایک نازنین مہ جبین کے مصروف مباشرت ہے علمشاہ کو سخت ناگوار گذرا اور تلوار پکڑ کر اُس مکان میں گھس گیا کسی نے نہ روکا مگر طومان نے رستم کو دیکھا مع اُس نازنین کے اپنے تئیں سر کے بل گرا دیا یہ بھی ساتھ ہی کودا تمام مردمان بازار ہر چہار جانب سے دوڑے اور رستم کو گھیر لیا اسنے تلوار کھینچ کر لڑنا شروع کیا جہانتک وہ لوگ قتل ہوتے تھے زیادہ ہی ہوتے جاتے تھے جب تو علمشاہ نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس شہر میں جو تیر انداز ہے اُسکی داہنی آنکھ پر تیر مار پھر لوح کو دیکھ علمشاہ نے چاروں طرف ڈھونڈھنا شروع کیا اور لڑتا بھی جاتا ہے دیکھا کہ بیچ راہ میں طومان اُس نازنین سے جماع کر رہا ہے رستم نے تیر کمان میں پیوستہ کیا اور آواز دی کہ او بے ادب یہ کیا بیحیائی ہے جیسے ہی اُسنے سر اُٹھا کر رستم کیطرف دیکھا تیر کان سے رہا ہو کر چشم راست طومان میں ترازو ہوا پھر وہی ہوا چلی اور بعد تھوڑی دیر کے اپنے تئیں ایک باغستان میں پایا مگر وہان بھی طومان کسی ماہرو سے مصروف بوس و کنار تھا رستم تلوار کھینچکر دوڑا طومان بھاگا کئی ہزار حبشی چاروں طرف سے آکر جمع ہو گئے اور علمشاہ پر حملے کرنے لگے اسنے بھی قتل کرنا شروع کیا بطور اول زیادتی ہوتی جاتی تھی کہ علمشاہ نے لوح کو پھر دیکھا لکھا پایا کہ جو شخص شناسا اس باغ میں ملے اُسے قتل کر اور اگر یہ نہ ہو سکیگا تو ضرور حبشیوں میں گھر جائیگا اُسوقت یہ چاہیے کہ اُن سب میں ایک زنگی مہیب ہوگا اور اُسکی پیشانی پر خال سفید ہے تاک کر تیر اُس تل پر مار پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ بس علمشاہ نے لڑتے لڑتے اپنے تئیں بالکل دیوار سے ملا دیا اور پشت بدیوار ہو کر اُسنے زنگی ابیض خال کی پیشانی پر تیر مارا آندھی آئی تاریکی چھا گئی دارو گیر کا شور بلند ہوا اور آواز آئی کشتی ہوا کہ نام من صرصر جادو دیو و دمن کوتوال طلسم بودم جب تاریکی دور ہوئی رستم نے اپنے تئیں در بارگاہ پر ستادہ پایا لوح کو معائنہ کیا لکھا تھا کہ اندر بارگاہ کے جا اور بادشاہ کہ مسند پر بیٹھا ہے پہلے اُسے مار پھر ایک حبشی اُسکی لاش کی تلاش میں آئیگا اُسکو بھی تہ تیغ کر علمشاہ بارگاہ کے اندر آیا ایک شخص کو دیکھا کہ تخت مرصع لگا ہے مسند پر زربفت کی بچھی ہے اُسپر ایک گاؤ تکیہ لگا ہے اور وہ شخص گاؤ سے تکیہ لگائے بیٹھا ہے بسرعت تمام رستم جست کر کے برابر تخت کے پہونچا جب تک وہ کچھ پوچھے اسنے تلوار کھینچ کر ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا کٹکر فرش پر گرا اُسکے پہلو سے ایک حبشی نکلا اور جھککر لاش کو اُٹھانے لگا علمشاہ نے

ایک ہاتھ اُسکی کمر پر بھی مارا کہ وہ سیہ رو مثل خیار تر کے دو ہو گیا اندھیرا ہوا شور و غل مچا جب تاریکی دور ہوئی تو پہلوے لاش
بادشاہ میں ایک نقب نمایان ہوئی علمشاہ بحسب حکم لوح نقب میں در آیا پھر اپنے تئین ایک باغ میں دیکھا نہرین
اور حوض لبریز درختوں میں پھل بہ شکل سر آدمی لٹکتے تھے اور زیر درخت جانور شیر صورت بیٹھے تھے اسے دیکھکر سب
جانور چیخنے لگے اور پانی اُبلنے لگا سامنے سے ایک نازنین نمایان ہوئی کہ صدہا غول صحرائی گرد حلقہ کیے ہوئے تھے علمشاہ
نے دوڑ کر دو غولون کے سر آپس میں ٹکرا دیے سب جانور اور غول ہمراہی نازنین حملہ آور ہوئے پانی بھی طغیانی پر آیا
علمشاہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسطرح ممکن ہو اپنے تئین چالیس قدم سمت دست راست پہونچا دے علمشاہ نے
اپنے تئین بہزار خرابی چالیس قدم دست راست کی طرف پہونچایا دیکھا ایک کنوان ہی کہ دھوان اُسمین سے نکل رہا
ہی پھر لوح کو دیکھا اور حسب ہدایت لوح اپنے تئین اُس چاہ میں گرا دیا بعد کئی ساعت کے پانون زمین پر پہونچے دیکھا
کہ ایک شخص بہ شکل عجیب بیٹھا ہی اور اُسکی پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپک رہے ہین جو بوند گرتی ہی ایک ویسا ہی شکل بنکر
چاہ جست کرتا ہی پھر وہ ہنس دیتا ہی بجلیان چمکنے لگتی ہین اور جب وہ سانس لیتا ہی تو دھوان نتھنون سے نکلتا ہی جب
اسنے لوح کو دیکھا لوح سے حکم دیا کہ اسے قتل کر ڈال علمشاہ نے دوڑ کر تلوار ماری کہ سر اُس خیرہ سر کا کٹ گیا
صداے شور و غوغا بلند ہوئی رستم سر بزانو ایک طرف بیٹھ رہا جب صداے دار و گیر موقوف ہوئی علمشاہ نے سر
اُٹھایا اپنے تئین مع جلوس کے ایک قلعے میں پایا کہ جسمین صدہا مکان رفیع الشان بنے تھے اور جواہرات سے بھرے
تھے کچھ لوگ بیرون قلعہ تھے وہ بھی آ گئے اور تمام اسباب مکانون سے نکال کر سامنے علمشاہ کے لائے جب رستم
کو تحقیق ہوا کہ طلسم باطل ہوا بہت خوش ہو کر حصے عمرو امیر و بادشاہ اسلام اور دیگر سردارون کے الگ کیے باقی
اپنی فوج پر تقسیم کر کے طوبان کو تلاش کیا وہ طلسم باطل ہوتے ہی فوج میں داخل ہو گیا تھا مگر بسبب کثافت لباس کے
صورت تبدیل ہو گئی تھی کسی نے نہ پہچانا تھا طوبان نے آ کر علمشاہ کو مجرا کیا اور تمام صعوبتین طلسم کی بیان کین غرض بعد
اطمینان کے پھر علمشاہ عازم قلعہ جبیک کو ہوئے اب حال کرب کا بیان ہوتا ہی کہ دو مہینے تک کرب غازی
قلعے کو محصور کیے رہا لیکن فتح نہ کر سکا جب تو سخت متردد و پریشان ہوا کہ بار الٰہا کیا تدبیر کرون کہ قلعہ فتح ہو اگر یونہین
واپس جاؤن تو امیر اور دیگر سردارون کو کیا منھ دکھلاؤنگا یہان جس روز علمشاہ شب کو غائب ہوئے تھے
امیر نے سا فیاس کیا کہ مقابلہ کرب کی غرض سے گیا ہی کچھ ذکر فرمایا کہ کوئی بہادر جائے اور دونون کو لڑنے سے
باز رکھے عمرو بن حمزہ یونانی یہ سنکر اُٹھا اور دست ادب بستہ عرض کی کہ یہ کام غلام سے متعلق ہی امیر نے مع بارہ ہزار
سوار کے رخصت دی اور عمرو پہلے ہی سے چلدیا جا کر قلعہ جلیک پر پہونچا اور کرب سے احوال رستم کا پوچھا اُسنے
محض لاعلمی ظاہر کی عمرو نے کہا کہ خوب ہوا جو سامنا نہ ہوا کرب نے کہا اے شاہ عیار ان میں تو خدا سے چاہتا ہون
کہ ایک مرتبہ میرے اور اُسکے مقابلہ ہو جاے وہان مین طمانچہ امیر کے طرح دیتا ہون عمرو نے کہا بیٹا اب کب تک
یہان پڑے رہوگے کرب نے کہا اے پدر بزرگوار کیا کرون عجب مستحکم قلعہ ہی جسکے فتح کرنے کی کوئی سبیل ذہن میں
نہین آتی عمرو نے دیکھا کہ چہار پہاڑ برابر ہین اُنکے درمیان مین قلعہ تعمیر ہی فورا ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا ایک صحرا ہے
لق و دق ہی اور وہی راستہ قلعے کا ہی آ کر کرب سے بیان کیا اُسنے بھی ساتھ عمرو کے جا کر وہ راہ دیکھی کر عمرو سے کہا کہ مین
کودتا ہون ہر چند عمرو مانع ہوا مگر کرب نے نہ مانا اور کہا اے خواجہ اگر راہ بھر اسے قصد کرون تو کئی مہینے کے بعد قلعہ
تک پہونچون اس سے بہتر یہ ہی کہ یہین سے کود پڑون یہ کہکر جست کی عمرو کانپ گیا اور کہا کہ یہ دیوانہ اپنی جان کا مطلق
خوف نہین کرتا یقین ہی کہ تمہرج ہوا سے راہ مین روح جسم سے پرواز کر جاے اور اگر ایسا نہ ہوا تو زمین پر گر کر ہڈیان

ریزہ ریزہ ہو جائیگی مگر چونکہ فضل الٰہی شامل تھا جس مقام پر کرب غازی کودا ہی وہان پر سرگین اسپان قلعہ کا انبار تھا کسی
عضو بدن کو مطلق آسیب نہ پہونچا جب تو عمرو نے بھی پھر جست کرکے اپنے تئین برابر کرب کے پہونچایا اور کہا کہ بیٹا ہم تم
دو آدمی ہین اور قلعہ مین تیس ہزار سے کم نہین آیا ہو سکتا ہی کہ دو آدمی تیس ہزار پر فتحمند ہون کرب نے کہا آپ فقط
استاد دریافت فرمائین کہ لشواد کہان ہی اور سعد بہادر کس مقام پر قیدی ہی عمرو کرب کو لیکر حمام قلعہ مین آیا وہان کسی کو نہ
پایا گلخن حمام مین پہونچا دیکھا کہ ایک بڈھا بھٹی روشن کر رہا ہی عمرو نے کہا ای بڈھے فرودگاہ لشواد کہان ہی بتادے بلکہ
ساتھ چلکر بتادے تاکہ اُسے مار کر تجھے اس قلعہ کا حاکم کردون بڈھے نے کہا تو کون ہی اسنے کہا میں عمرو بن امیہ ضمری اور
یہ جوان حمزہ ہی بڈھے نے کہا ای خواجہ حمزہ اقرار اس امر کا کرے کہ ہم تمھین حکومت اس قلعے کی دینگے تو مین چلتا ہون
کرب نے بعوض امیر کے اقرار کیا وہ گلخن افروز حمامی ہمراہ عمرو و کرب کے آیا اور لشواد کا مقام سکونت بتایا دیکھا
کہ دروازہ بند ہی کرب نے در کو اُکھاڑ کر اندر آیا تو وہ ملعون حرام خور کھانا زہر مار کر رہا تھا کرب نے قریب پہونچکر
نعرہ کیا کہ او گندہ خور خبردار باش اُسنے قاب طعام کرب پر دے مارا اور سپر کھینچ ماری اور اپنے پرستارون سے کہا ارے
ہان اسے مارو یہ بے ادب بغیر پروانگی اندر چلا آیا اتنے مین کرب نے ایک تھا اُسکے سر پر مارا کہ کاسہ سر چور ہو گیا اور
مغز خیرہ ہو گیا جو لوگ اُسکی خدمت مین اُسوقت موجود تھے اُنھین پکڑ لیا عمرو نے سعد کا حال پوچھا اُنھون نے
بتانے مین مکث کیا اُسوقت عمرو نے حلقہائے کمند اُنکے گلون مین ڈال کے کھینچنا شروع کیا کہ دم اُن سب کے
قفس کرنے لگے آخر خوف جان سے بتایا کہ فلان مقام پر ایک غار ہی اُسکے اندر سعد کو مسلسل و طوق کرکے محبوس
کیا ہی عمرو نے جاکر دیکھا تو غار کے منھ پر ایک سنگ گران رکھا ہی کرب نے پتھر ہٹایا عمرو غار کے اندر آیا دیکھا کہ سعد
سر برہنہ مصروف مناجات ہی خواجہ نے کہا ای سعد ہوشیار ہو اسنے سر اٹھا کر عمرو کو دیکھا غیرت مین آکر جھٹکا
مارا قید ٹوٹ گئی عمرو نے زنبیل سے نکالکر تلوار سعد کو دی وہ لیکر ہمراہ عمرو غار سے باہر آیا کرب کو لب غار مسلح
استادہ پایا بہت خوش ہوا اتنے مین خبر مرگ لشواد تمام قلعہ مین مشتہر ہو گئی تیس ہزار فوج جو قلعہ بند تھی مسلح ہوکر
کرب و سعد پر آپڑی تلوار چلنے لگی خواجہ عمرو نے دوڑ کر دروازہ قلعے کا کھول دیا جو فوج ہمراہ کرب آئی تھی پانچ ہزار
تکبیر کہکر سبھی کو دم دے کر قلعہ مین در آئی آناً فاناً مین کافر تہ تیغ ہوکے بقیۃ السیف نے اسلام قبول کیا تمام مال قلعہ کا عمرو
اپنے تصرف مین لایا پیر گلخن تاب کو حاکم قلعہ بنایا پھر بیرون قلعہ آکر استقامت کی یہ خبر سکندر کو پہونچی کہ کرب نے
جاکر لشواد کو مارا اور سعد کو رہا کرکے لایا ہی اُسنے اُسی وقت ارشاد عاد کو کہ بھائی لشواد کا تھا اور بہت بڑا قدر رکھتا تھا
اسّی ہزار سوار سے روانہ کیا کہ دونون کو قتل کر یا گرفتار کر لا وہ مثل باد صرصر کے منزل کرتا ہوا رات کو پہونچا جاتے
ہی شبخون مارا کرب کی فوج بالکل بے خبر تھی رات بھر خوب قتل ہوئی علے الصباح قریب تھا کہ لشکر کرب فراری ہو
اتنے مین رستم مع تیس ہزار فوج کے پہونچا دلمین کہا یہی وقت ہی کرب کو خجل کرکے باندھ لون اور مع تمام فوج
کے آکر گرا لگی تلوار چلنے کرب کے ہمراہیون کی جان مین جان آگئی اور کمر ہمت کو چست کرکے لڑنے لگے مگر ارشاد
کے بیس ہزار سوار نہایت بہادری و ثابت قدمی سے لڑنے لگے اور پھر لشکر اسلام قریب پسپا ہونے کے پہونچا
کرب نے نعرہ کیا ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید اتنے مین عمرو بن حمزہ مع بارہ ہزار سوار کے آکر گرا اور
آتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا سر ارشاد پر مارا کہ گھوڑے سمیت چار ٹکڑے ہو گئے فوج بے سر کب لڑ سکتی ہی غرض سب بھاگ
گئے اور جاکر سکندر کو اطلاع دی اُسنے زانو پر ہاتھ مار لیا اور کہا جس روز سے ہم عازم اسطرف کے ہوئے آجتک سوا
ذلت و رسوائی کے کوئی دن ایسا نہوا کہ کوئی صورت بہبودی کی نظر نہ آئی ادھر کرب نے چاہا کہ علمشاہ کی ملازمت

حاصل کرے مگر اُسکی جبین پر بل پڑ گئے عمرو بن حمزہ یونانی نے آکر کہا بھائیو صاحب آپ کو قسم ہے سر اسیر بانو قیر کی کرب
ولاور سے بصفائی قلب ملیے غرض علمشاہ اُسوقت بخوشی تمام کرب سے ملا اور بلطف پیش آیا پھر تمام کیفیت
اپنے سفر کی اور فتح کرنا طلسم فیلقوس کا بیان کیا اور عمرو کا حصہ دیدیا غرض عمرو اپنا حصہ لیکر بھاگا اور لشکر امیر میں پہنچکر
تمام حقیقت رہائی سعد کی بیان کی اور علمشاہ کا طلسم فتح کرنا بھی بیان کیا تمام اہل اسلام شاد ہوئے غم سے آزاد ہوئے
اتنے میں عمرو بن حمزہ یونانی و سعد و کرب مع لشکر کے داخل بارگاہ ہوئے سب سے ملے طومان قدم شاہ پر گرا بادشاہ
نے خلعت سے سرفراز کیا جشن ہونے لگا ادھر سکندر رنے جا کر ثمرات کی بارگاہ میں بہت جزع و فزع کی کہ ای خداوند
جس روز سے میں یہاں آیا ہوں ایک لمحہ رنج و غم سے فرصت نہیں ثمرات نے کہا کہ تو نے ہمارے بے مصلحت ناحق انسے
کوچ کیا ہے خفا میں اگر یہ تقدیریں کیں اور تبدیل تقدیر قانون خداوندی کے خلاف ہی ورنہ میں ضرور بدل دیتا مگر اب
تھوڑی تکلیف و مشقت اور باقی ہی پھر انہیں سب رفع ہو جائیگی خواجہ صاحب یعنی عمرو نامدار بھی اُسکی بارگاہ میں
بہ تبدیل لباس و صورت یہ کیفیت دیکھ رہے تھے اتنے میں اُسنے کہا ای میرے بندو تم سب میں جو شخص بلباس
زر و زرکار بدار کی صورت ہی وہ وزد مکار عمرو عیار ہی اسے گرفتار کیوں نہیں کر لیتے لوگ یہ سنکر دوڑے عمرو نے گریز
کی خواجہ اکادون مرتبہ صورت بدل کر بارگاہ میں آیا اور ہر مرتبہ ثمرات نے غل مچایا خواجہ ہر مرتبہ گریزان ہوئے
آخر مجبور ہو کر مطبخ ثمرات میں آئے باورچی جو ثمرات کے زہر مار کرنے کو کھانا پکایا کرتا ہی وہ رفع ضرورت کو بیت الخلا
میں گیا خواجہ نے جاتے ہی حباب بیہوشی مار دیا اُسنے چاہا کہ غل مچاؤں مگر بیہوشی قاتل نے اتنی مہلت نہ دی منہ کھولکر
رہ گیا اور بیہوش ہو کر مہری میں گر پڑا خواجہ نے اُسی حالت برہنگی سے اُسے ایک مہری میں دبا دیا اور سینے پر ایک
پتھر رکھدیا خود آکر اُسکے مقام پر کام کرنے لگے تین سو ستاون دیگیں کھچڑی کی اور سات سو دیگیں پلاؤ کی پکی تھیں
نمک بیہوشی آمیز سب میں ملایا اور وہ بیہوشی صرف کی کہ اگر ایک دن دریا میں ڈالدی جاوے تو تمام
مچھلیاں بیہوش ہو جائیں غرض کہ وہ سب دیگیں اُٹھکر بارگاہ ثمرات میں گئیں دروازہ بارگاہ کا بند ہو گیا خواجہ عمرو
بھی دیگوں کے ہمراہ اندر گئے اور گلیم اوڑھے کے گوشے میں بیٹھ رہے دیکھا کہ ایک دیو اُس پیکر طلائی سے نکلکر تمام دیگیں
زہر مار کر گیا اور فوراً اُس پیکر خالی میں چلا گیا اُس روز شربت بھی نہ پیا سات سو من قند کا شربت روز بنتا تھا وہ
یونہیں رکھا رہا جب خواجہ کو یقین ہوا کہ اب بیہوش ہو گیا گلیم اتار کر سامنے آئے اُسنے کچھ آواز نہ دی فوراً کمند آصفاے
باصفا زنبیل سے نکال کر اُس تصویر طلا کو اسیر کیا اور اپنے دوش پر رکھکر ادھر دوے امیر کی راہ لی محافظان دربار نے
دیکھا کہ خداوند ایک آدم ضعیف پر سوار ہی اور وہ شخص مثل برق لامع کے چلا جاتا ہی خیال کیا کہ کجا پیکر خداوند اور
کہاں یہ بشر ضعیف معلوم ہوا کہ یہ کوئی فرشتہ قدرت ہی اور خداوند خدا پرستوں کو غارت کرنے جاتے ہیں ان لوگوں
نے آکر سکندر سے بیان کیا کہ خداوند ایک فرشتہ قدرت کی پشت پر سوار ہو کر لشکر حمزہ کو غارت کرنے گئے ہیں
بختک بھی بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ اب خداوند سے ہاتھ دھو بیٹھو لشکر حمزہ کو وہ غارت کرنے نہیں گئے ہیں بلکہ خود وہاں
جا کر غارت ہو جائینگے اور وہ فرشتہ قدرت نہیں ہی جسپر وہ سوار ہیں بلکہ اُنکے حق میں وقت پر وہی ملک الموت
ہو جائیگا سکندر نے کہا مارو اس مرتد کو خداوند کی شان میں کیا کیا کلمات ناسزا کہہ رہا ہی بختک نے کہا مجھے مارنا
تو بہت آسان ہی اور ہر وقت میں ممکن ہی مگر اب بہت جلد خداوند کی خبر لینا چاہیے عمرو اُنھیں لے گیا ہی تب تو
سکندر نے گلیم گوش عیار سے کہا کہ جا کر دیکھ کیا معاملہ ہی وہ روانہ ہوا اور آکر ادھر دوے امیر میں پہنچکر داخل بارگاہ سلیمانی
ہوا یہاں عمرو نے لا کر اُس ملعون کو پیش امیر بانو قیر رکھدیا اور کہا یا امیر یہ وہی مرتد ہی جو اپنے تئیں خدا کہلاتا ہی یہ

کہکر فتیلہ برفع بیہوشی دیا وہ ہوش مین آیا اور چلایا ای حمزہ جلد اٹھ اور مجھے سجدہ کر نہین تیرے سامنے لشکر کو ابھی غارت کرونگا
امیر نے فرمایا ای لندھور دلاور ایک ضرب گرز اس لعنت زدہ کو لگا لندھور اٹھا چاہتا ہی تھا کہ گرز مارے کہ اس
پیکر طلا کے منہ سے دھوان نکلنا شروع ہوا اور پھر نہ ایک جا مجتمع ہوکر دیو مہیب کی صورت ہوگیا جب امیر نے پہچانا کہ
کہ یہ شرات دیو ہی جو قاف سے بھاگا تھا ایکبار اسنے آواز دی ای حمزہ تیرے ہاتھ سے مین کہان کہان بھاگتا پھرتا
ہون مگر تو میری جان نہین چھوڑتا متحیر ہون کہ تیرے واسطے کیا تدارک کرون کہ تو پھر میرا تعاقب نکرے بلا مجھے ڈرے
یہ کہکر چلا گیا خواجہ نے وہ پیکر طلا جو خالی رہگیا تھا وزن اسکا نو سو من تھا اٹھا کر داخل زنبیل کیا گلیم گوش سے یہ سب
واقعہ آکر سکندر سے بیان کیا اسنے لکھکر ہیکلان کو بھیجا اسنے تمام شہر مین مشتہر کیا عادیون نے کہ اگہ تو سہی ان خداؤن
کے سر پہلے سے تازہ ہر وقت نہ کی تا وقتیکہ انھین غارت نکرینگے قرار نہ لینگے کیونکہ ہمارے خداوند کو لیا ناحق کیا کہ وہ
دیو بنکر اپنے پیکر کو خالی کرگئے یہان سکندر نے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارۂ زرمی بجا صبح کو دونون لشکر
میدان مین صف آرا ہوئے لشکر کفار سے معیار عاد نکلا مبارز طلب ہوا ادھر سے عمرو بن حمزہ یونانی میدان مین
آیا معیار نے دوڑ کر نیزہ مارا عمرو نے نیزہ اسکا ہوائی کیا پھر اسنے جھنجلا کر تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے تلوار بھی چھین لی
اسنے دو نیم گرز مارا عمرو بن حمزہ نے وہ بھی چھین کر پھینک دیا اب تو بہت کھسیانا ہو۔ اور مرکب سے کودکر دست و گریبان ہوگیا
عمرو بن حمزہ نے گھوڑے سے کودکر اسے بسہولیت تمام زمین سے اٹھا کر سر سے بلند کیا اور کہا اگر جان کو عزیز رکھتا ہی
تو خدائے واحد کو سجدہ کرنا قبول کر ورنہ زندگی تیری محال ہی اسنے کہا ای عرب یہ دین ہمنے آجتک سنا ہی نہین اگر کوئی
ایسی چیز خدائے واحد ہوتا کہ جو پیکر رکھتا تو ہم ضرور سجدہ کرلیتے آخر عمرو بن حمزہ نے اس مرتد کو زمین پر مارا کہ ہڈیان چورا
ہوگئین الحاصل اس روز بارہ پہلوان عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے مارے گئے قریب تھا کہ سکندر فرط غم سے
دیوانہ ہوجائے بتنگ آکر طبل بازگشت بجوادیا اسیوقت سکندر نے اپنے باپ ہیکلان کو دربارۂ طلب مدد
نامہ تحریر کیا اسنے نامے کو پڑھا اور اسی مضمون کے بہت سے نامے لکھکر اطراف مغرب مین بھیجے کہ علی قدر مقدرت
سب مدد سکندر بن ہیکلان کو دین منجملہ ان کے نامہ گنبد گوپال مغربی کو لکھا اسکے یہان دو پہلوان ہین ایک کا
نام ایوب خان شمشیر گرمی ہی اور دوسرے کا الکوش یہ دونون برادر حقیقی ہین یہان سکندر نے پھر طبل جنگ بجوایا
صبح کو شعور عاد میدان مین آیا ادھر سے کرب غازی لیا اور جاکر بفنون سپہگری اسے جہنم واصل کیا اسی طرح پچاس
پہلوان تہ تیغ بیدریغ کیے تمام فوج نے ایکبار کرب پر حملہ کیا تیس ہزار سوار ہمراہیان کفار بھی جاکر حملہ آور ہوئے جنگ
مغلوبہ ہونے لگی قریب شام لشکر کفار مین طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ مین آئے امیر نے کرب
غازی کو مخلع بہ خلعت کیا اور فوج کرب کو بھی بہت سرفراز فرمایا ادھر ہیکلان عاد نے اپنے سپہسالار شتران
عاد کو مع تیس ہزار سوار کے مدد سکندر کے واسطے روانہ کیا اسنے آتے ہی طبل جنگ بجوایا علی الصباح میدان مین
مبارز طلب کیا ادھر سے لندھور فیل میمنہ کو بڑھا کر سامنے امیر کے آیا اجازت طلب کی صاحبقران نے رخصت
دی اور فرمایا کہ حافظ حقیقی کے سپرد کیا کیونکہ یہ ملعون بہت بڑا پہلوان ہی لندھور میدان مین آیا گیارہ ضربین گرز کی
شتران عاد نے اس بہادر پر لگائین لندھور نے سب روکین اور ایک گرز اسکے سر پر مارا سر اسکا دھڑ مین دھنس
پشت مرکب مین مرکب زمین مین سماگیا امیر اس ضرب کو دیکھکر وجد کرنے لگے اور فرمایا کہ حقیقت مین یہ رستم ہند ہی
غرض سکندر نے طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے اس عرصے مین لاشین مقتولین کی سلطنت
سکندر کے آئین اور نامہ ہیکلان بھی ساتھ تھا سکندر نے خیال کیا یہ حرکت کرب کی ہی اور غرارت معروف شاہ کی

معلوم ہوتی ہی بہ غیظ و غضب تمام ایک پہلوان اور فتنۂ بادپا کو مع پانچ لاکھ سواران جرار کے جانب اندلس روانہ کیا اور حکم دیا کہ جاکر ابھی اندلس کو غارت کر دے بعد اُسکے عشاق کمر گدن پیشانی کو روانہ کیا کہ تو بھی جاکر تاخت و تاراج شہر اندلس مین مصروف ہو اور ایوب خان کو میری مدد کے واسطے مع بارہ ہزار سوار کے روانہ کر اور ایک نامہ شرارہ فزدناتن جادو کو اس مضمون کا بھیجا کہ تو بھی جاکر شہر اندلس کو غارت و برباد کر اس واقعہ کی خبر معروف شاہ کو پہونچی اُسنے حیران ہو کر ایک نامہ جانب کرب دلاور اس مضمون کا بھیجا کہ بابا اگر مجھکو عزیز رکھتے ہو تو کھانا وہان کھاؤ اور ہاتھ یہان دھوؤ اور تمام کیفیت پریشانی سکندر کی تحریر کی اور ایک جمازہ سوار کے ہاتھ مین دیا کہ بہت جلد جا وہ شبانہ روز راہ طی کر کے اردوے صاحبقران مین پہونچا جا کر نامہ کرب کو دیا اُسنے جمازہ سوار سے کہا کہ تو فتاح کے پاس جا اور میری طرف سے کہنا کہ کرب اندلس مین گیا ہی تو بھی بہت جلد اپنے تئین پہونچا اُسنے جا کر فتاح کو خبر دی وہ مع اپنے ہمراہون کے اسطرف روانہ ہوا معروف شاہ نے ایک نامہ ہلال مغرب کو لکھا کہ اسوقت میری مدد کرنا ضروری ہی بہت جلد آ اُسنے جواب مین تحریر کیا کہ ای شہریار بلا کو مین ایک نقابدار ہی اُسسے زیر کر لون تو مین حاضر ہون یہان عشاق قلعہ اندلس پر پہونچا سپہ خندق صف آرا ہوا اتنے مین کرب دلاور بھی پہونچ گیا بعد جنگ نیزہ و شمشیر کے کشتی ہونے لگی بعد چار شبانہ روز کے دونون پہلوان اپنے اپنے خیمے مین پھر گئے عشاق نے فتنۂ بادپا سے کہا کہ تو جا کر کرب کو چرا لا وہ بعد نصف شب کے خیمۂ کرب مین آیا پہرہ دارون کو دوائے بیہوشی کے وسیلے سے بیہوش کر کے بالین کرب پہونچا اور اُسے بھی بیہوشی سنگھا کر پشتارے مین باندھکر سامنے عشاق کے لایا اُسنے اُسی وقت مسلسل و مطوق کر کے سومنات مغرب کیطرف روانہ کیا دوسرے روز قلعہ پر نرغہ کیا اور چاہا کہ خندق کو طی کر کے قلعہ مین گھس جاے اتنے مین فتاح بھی مع اپنے ہمراہیون کے اندلس مین داخل ہوا دیکھا قریب تر فوج قلعہ کو تاراج کیا چاہتی ہی دور ہی سے نعرہ کیا یا شیدا و شیر دمرد گیہاگیر ادہم جان خود از دست ستم بسلامت ببرید عشاق یہ آواز سنکر پلٹ پڑا اور تنہا فتاح سے مقابلہ کیا تا شام جنگ نیزہ و تیغ و تبر سے دونون مجروح ہوئے معروف شاہ فتاح کو دیکھکر قلعے سے نکل آیا قریب شام طبل بازگشت بجا عشاق اپنی آرامگاہ مین گیا معروف شاہ فتاح کو لیکر قلعے مین آیا اور معروف علاج ہوا مگر ایک نامہ بنام حمزۂ صاحبقران اس مضمون کا بھیجا کہ یا امیر میرے اوپر بڑا آفت و صعب وقت ہی کیونکہ عشاق نے میرے فرزند کرب غازی کو گرفتار کر منگوایا فتاح زخمی ہوا اب کوئی لڑنے والا نہین کسی کو میری مدد کیواسطے بھیجیے اور سانڈنی سوار کو بے حد تاکید کی کہ بہت جلد جا وہ لیکر روانہ ہوا اب احوال نقابدار کا سنیے آذر ملک بصورت نقابدار گلگون پوش شہر اندلس کی طرف روانہ ہو چکے تھے راہ مین ایک ہرن کو شکار کر کے اُسکے کباب بھوننے مین مصروف تھے کہ ایک جوان صحرا کی طرف سے نمایان ہوا اور آکر نقابدار گلگون پوش سے طالب جنگ ہوا نقابدار بھی اُٹھ کھڑا ہوا دو دن کشتی رہی مگر کوئی غالب و مغلوب نہوا جب تو اُس جوان نے کہا کہ ای بہادر اب مین تجھسے کشتی کے عوض آشتی چاہتا ہون اور مکان میرا یہان سے قریب ہی چلکر وہان قیام کر تاکہ مین تیری خدمت کرون نقابدار ہمراہ اُسکے باغ مین گیا جوان نے نام پوچھا اُسنے جواب دیا کہ مین ہلال مغرب کی بیٹی ہون اُس جوان نے بھی تمام کیفیت اپنی کہہ سنائی بعد اُسکے دونون مشغول عیش ہوئے یہ خبر شرارہ جادو کو پہونچی آ کر دونون کو گرفتار کیا اور اپنے مکان مین لیجا کے نقابدار کو مسلسل و مطوق سکندر کی خدمت مین مع ایک عرضداشت کے روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ ای شہریار مین بھی شہر اندلس کو روانہ ہوتا ہون اپنی معشوق آپکی خدمت مین بھیجتا ہون بحفاظت پیش نظر رکھیے گا یہان شب کو سکندر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آچکے تھے کہ بیابان کی طرف سے گرد نمایان ہوئی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا

چالیس ہزار سوار نظر آئے سب کے آگے گھوڑے پر ایک صندوق مستطیل جسکا عرض تین گز اور طول چھ گز کا تھا اور وہ
گھوڑا مثل پیک نظر کے چلا آتا تھا دیکھکر سکندر و امیر حیران ہوئے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے جب قریب دونون لشکرون کے
وہ صندوق پہونچا پٹرا کھلا ایک شخص اُسمین سے نکلا اور سکندر کو مجرا کیا وہ اُسے سخت و سست کہنے لگا کہ تمام
پہلوانان لشکر قتل ہوگئے تجھسے کیا ہوسکیگا جو یہان آیا ہے وہ اجازت لیکر میدان مین آیا مگر اُسی صورت سے
کہ صندوق گھوڑے کے اوپر بندھا ہوا ایک ہاتھ صندوق سے باہر نکال کر نعرہ کیا کہ ہے کوئی لشکر خداپرستان مین کہ میرے
مقابلے کو آئے ادھر سے عادی باجازت صاحبقران میدان مین آیا الجوب خان ششن گزی کا گھوڑا گرد عادی
کے چرخ مارنے لگا جب گرد کا اتنا بلند ہوا کہ عادی گرد مین پنہان ہوا الجوب نے صندوق سے نکلکر ایک مکہ
شانہ عادی پر مارا کہ یہ بیہوش ہوکر گرا عیاران اسلام اُٹھا کر لیگئے امیر نے دیکھا کہ عادی کے منہ سے خون جاری ہے شفاخانہ
سلیمانی مین صاحبقران نے بھیجدیا اسی طرح سات سردار الجوب نے زخمی کیے اور وہ سب شفاخانہ سلیمانی مین
بھیجدیے گئے غرض سات روز مین اسی طرح الجوب نے تمام سرداران اسلام کو زخمی کیا سوا قباد و امیر و عمرو کے
شب کو پھر طبل جنگ بجا یہان امیر نے فرمایا کہ ہمارے نام پر نقارہ رزم بجے عمرو نے نہ مانا کہ امیر نے اصرار کیا لیکن
عمرو نے اپنے ہی نام طبل بجوایا صبح کو الجوب میدان مین آیا امیر نے عمرو کو تلاش کیا کہین پتا نہ ملا خیال ہوا کہ خوف جان
سے بھاگ گیا اسوقت محض میرا دل رکھنے کے واسطے اپنے نام طبل بجوادیا خیر کچھ اب تو جو کچھ ہوا اگرچہ ناموس اسمین ہے کہ طبل
کسیکے نام بجا لڑنے کوئی اور جائے مگر باشد مین ہی جاؤنگا اور وہ میدان مین لاف و گزاف مار رہا ہے کہ بیابان کی طرف سے
ایک گھوڑا لاغر نمودار ہوا اُسپر بھی ایک صندوق نو گز کا لنبا اور چھ گز کا چوڑا بندھا ہوا ایک ہاتھ اُسمین سے نکلا ہوا ہے آتے ہی
مقابلے مین الجوب خان کے قائم ہوا اور نعرہ کیا منم ملک الموت نہ نیم گزی الجوب خان نے گھوڑے کو کاوے پر لگایا
ملک الموت نے بھی اپنے گھوڑے کو اُسی طرح جولان کیا جب تتق گرد کا بلند ہوا الجوب صندوق سے نکلا ملک الموت
نے نکلکر ایک مکا اُسکے کاندھے پر مارا کہ وہ گرکر بیہوش ہوگیا عیاران لشکر کفار اُسے اُٹھا کر لیگئے سکندر نے دیکھا کہ دن
آخر رہا ہے اُسکی درمان مین مصروف ہوا اور ملک الموت کا گھوڑا جانب صحرا روانہ ہوا امیر نے عیارون سے حکم کیا کہ جاکر
اس ملک الموت کی خبر لاؤ کہ یہ کون شخص ہے عیار ادھر روانہ ہوئے دونون لشکر بھی میدان سے پھر گئے [illegible] نے
کمالات و صنایت جو مجھ سے کر سنے بیہودہ ظالم ہے اب حال آذر ملک کا سنیے کہ جب آذر ملک کو روانہ کیا
اور لوگ آذر ملک اور اسکے ہمراہ کے شکست خوردہ داخل ہلال مغرب ہوئے اُسنے ایک عرضداشت
امیر کو متضمن احوال آذر ملک بہادر تحریر کی یہان صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین رونق بخش تھے کہ شتر سوار نے حاضر ہوکر
عرضداشت ہلال عادی کی پیش کی امیر اُسے ملاحظہ کر رہے تھے کہ دوسرے نامہ بر نے آکر نامہ معروف شاہ کا حاضر کیا
صاحبقران نے پڑھکر جام کا عفریت بھر کر رکھا کہ ایک بہادر اسے پی کر اندلس مین جاکر معروف کی مدد کرے مہتر
قران حبشی مجرا کرکے جام پیگیا اور طرف اندلس کے روانہ ہوا پھر صاحبقران نے جام بھر کر رکھا فرمایا کہ ایک بہادر اور
درکار ہے کہ آذر ملک کو خلاص کرے فرامرز اپنی جگہ سے اُٹھا اور آداب بجالا کر جام پیگیا امیر نے رخصت کیا قران حبشی
یہان سے چلا راہ مین دور سے دیکھا ایک عیار اندلس کی طرف سے پشتارہ کسی کا لیے جاتا ہے یہ کئی کوس آگے جاکر کمند
زمین مین پوشیدہ کرکے ایک جھاڑی مین جا بیٹھا ایک سر کمند کا ہاتھ مین لیے رہا جب وہ عیار قریب پہونچا اسنے
پہچانا کہ فتنہ بادپا ہے غرض جب وہ کمند کے حلقے مین آگیا قران نے جھٹکا مارا فتنہ اُلجھکر زمین پر گرا مہتر قران نے
کمینگاہ سے نکلکر خنجر سے اُسے جہنم واصل کیا پشتارہ کھولکر دیکھا تو کرب غازی بیہوش ہے اسی طرح پھر باندھ کر

پشتارہ بدوش جانب اندلس روانہ ہوا اور یہان عشاق کا زخم بھی اچھا ہو چکا تھا جب یہ دیکھا کہ عشاق قلعۂ اندلس پر نرغہ کر رہا ہی پشتارے کو کسی مقام محفوظ مین رکھدیا اور نعرہ کرکے دوڑا ای کافر و خبردار کہان جاتے ہو ملک الموت تمھاری روحین قبض کرنے کو آپہونچا عشاق پلٹ پڑا اور دوڑکر قران پر حملہ آور ہوا کئی وار قران نے روک کر کمند جو ماری حلقے گلے مین پڑ گئے جھٹکا مارکر گھوڑے سے گرایا اور خنجر کھینچکر پیٹ پھاڑ ڈالا فوج نے چارون طرف سے گھیر لیا مہتر قران شیرانہ اُن روباہون پر حملے کرنے لگا دو پہر مین ہزارہا کو قعر جہنم مین پھینک دیا آخر سب سوار فرار ہوگئے قران پشتارہ لیکر قلعہ مین داخل ہوا معروف شاہ سے ملکر پشتارہ کرب کا آگے رکھدیا اور کرب کو پشتارے سے نکال کر بٹھا لیا دفع بیہوشی دیا کرب نے آنکھین کھولدین مہتر قران کو سرہانے کھڑے دیکھا اور معروف شاہ کو ایک پہلو مین دوسری طرف فتاح کو پایا اٹھ بیٹھا اور حقیقت گذشتہ سنکر مہتر قران کا بہت شکرگزار ہوا اور مصروف ضیافت ہوا قران نے کہا ای غازی اب لازم ہی کام اشرار جادو کا بھی تمام کرون نہین تو پھر مبتلاے بلا ہونا پڑیگا یہ کہکر روانہ ہوا ادھر اشرار نے ملکہ محبوبہ کو بدست قار جادو کے خدمت سکندر مین روانہ کیا اسنے قریب پہونچکر ایک عرضی مشتمل بر احوال ملکہ تحریر کی اسنے جواب لکھا کہ سر اس گیسو بریدہ کا کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کرو کیونکہ سرزمین سومنات مین مسلمان کا خون کرنا منع ہی جب یہ تحریر قار جادو کو پہونچی جہان یہ ٹھیرا تھا اُسی مقام کو قتل قرار دیا اور ملکہ آذر ملک کو زیر دار بٹھاکر جلاد کو حکم دیا کہ سر اسکا جدا کریا ان سے گرد اٹھی سب اسی طرف کو متوجہ ہوئے دیکھا دامن گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ فرامرز چالیس ہزار آدمیون کی جمعیت سے آکر ٹوٹ پڑا قار کو قعر جہنم مین پہونچاکر پہلے ملکہ کو اپنی حراست مین کیا پھر قار کی فوج کو شکست دی اتنے مین مہتر قران بھی پہونچا اور بہت آفرین کی اور دلاور مرحبا کا نعرے کردی یہ باتین ہو رہی تھین کہ کرب بھی آ پہونچا مہتر قران نے کہا کہ مین اشرار کی تلاش مین جاتا ہون تم بھی چلو فرامرز نے ملکہ آذر ملک اپنی ہمشیرہ کو اُسکے ملک کیطرف روانہ کیا اور خود مع کرب و مہتر قران و معروف شاہ کے اشرار کی طرف روانہ ہوا اور اُسکے شہر مین پہونچا ابھی وہ شہر ہی مین موجود تھا پہلے قران ایلچی بنکر گیا اسکو خط کا دیا اسمین کلمات نصیحت آمیز تحریر تھے کہ تو خوشی خاطر مذہب اسلام قبول کر اُسنے بھی اُسکے جواب مین تحریر کیا اگر مرد میدان ہے تو ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے اور حکم دیا کہ ہان طبل جنگ بجے قران نے واپس آکر سب کیفیت بیان کی اور تحریر اُس ملعون کی پیش کی اتنے مین طبل جنگ کی صدا کان مین آئی کرب نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ نوازش مین آئے غرض رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ادھر سے غارت جادو میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے فتاح مقابلے کو گیا غارت نے دوڑ کر ایک تلوار فتاح پر ماری اسنے خالی دے کر ایک گرز سر غارت پر مارا کہ وہ غارت ہو گیا فنا سے جادو آیا وہ بھی فنا ہوا غرض سات ساحر اسنے قتل کیے جب تو اشرار نے داہنے بائین دیکھکر کہا کون اب اسکے مقابلے کو جائیگا عنصر جادو اٹھکر سامنے آیا اور کہا مین اس خدا پرست کو تہ تیغ کرونگا یا ہزار سیاست قتل کرونگا اسنے خوش ہوکر کہا اچھا جا اسنے آتے ہی ایک ترنج فتاح پر مارا وہ منہ کے برابر پھٹا فتاح گھوڑے سے زمین پر گرا اسنے کہا کہ ہان تھکی اسکو اتنا کہنا تھا کہ زمین شق ہوگئی اور فتاح غرق ہوگیا کرب کو بڑا صدمہ ہوا کہا اب کیا تدبیر کیجاے مہتر قران نے کہا طبل بازگشت بجوا دیجیے کل دیکھا جائیگا غرض طبل آسائش بجا دونون لشکر پھر کر اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے قران بشکل خدمتگار ورود بارگاہ اشرار جاکر کھڑا ہوا اتنے مین عنصر بارگاہ سے نکل کر اپنے خیمے کیطرف چلا قران نے موقع پاکر ایک بندہ اسکے سر پر مارا کہ ٹانگون کی راہ سے نکل گیا ایک شور برپا ہوا مہتر قران بھاگ کر

اپنی فرودگاہ مین آیا اور واقعہ بیان کیا اُسکے مرتے ہی مفتاح کو ہوش آیا دیکھا کہ زمین پر بیٹھا ہون اُٹھکر خیمے
مین آیا سب مسلمانون کو ایک شادی ہوئی یہ خبر اشترار کو پہونچی کہ عنصر مارا گیا مفتاح رہا ہو گیا برہم ہو کر کہا کہ ابھی
ان خدا پرستون کا کام تمام کرتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور ایک صحرا مین جاکر سحر تیار کر کے چلا آیا صبح کو کرب شاہزادی واسطے
شکار کے جنگل مین گیا ایک ہرن سامنے سے نمودار ہوا کرب نے تیر مارا وہ زخمی ہو کر بھاگا کرب نے اُسکے تعاقب
مین گھوڑا اڑا لا ایک فرسنگ جاکر ہرن نظرون سے غائب ہو گیا اپنے تئین قریب ایک باغ کے پایا بے محابا
اندر آیا درختہائے پُر میوہ جابجا نہرین جاری بڑی تیاری دل مین کہا **بیت** اگر فردوس بر روئے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست * کہ یکایک آواز ساز و سرود کی کرب کے کان مین آئی سر اُٹھا کر جو دیکھا تو شہلا
پر صفا آگے بارہ دری کے بنا ہی اُسپر نازنینین ناچ گانے مین محو ہین اور ایک گلبدن نارپستان سیب زنخدان نارنج
ہاتھ مین لیے کھڑی ہی کرب اُسپر فریفتہ ہوا اور نارنج طلب کیا اُسنے نارنج کرب کے آگے پھینک دیا وہ [illegible] اور
مسحور ہو کر لگا اپنے گریبان کو تار تار کرنے اور زمین پر بیٹھ گیا ایک شبانہ روز وہین بیٹھا رہا دوسرے روز ایک اژدہا آیا اور
اسے نگل گیا یہان بسبب شب صحرائے نامعلوم مین گذرنے کے معروف شاہ مفتاح و فرامرز تلاش کرب دلاور
مین نکلے اُسی باغ کے دروازے پر اُسوقت پہونچے کہ اژدہا کرب کو نگل رہا تھا غرض یہ تینون بہادر بھی باغ کے اندر
آئے دیکھا ایک اژدہا کسی آدمی کو نگل چکا ہی اور اُسکی نظر ان پر پڑی دوڑ کر مفتاح و فرامرز کو بھی نگل لیا معروف شاہ
یہ حال دیکھکر بھاگا اور آکر تمام واقعہ مہتر قران سے بیان کیا وہ معروف شاہ کو ساتھ لیگیا اُسی باغ مین آیا دیکھا تو
بدستور ناچ ہو رہا ہی قران نے آنکھین نیچی کرلین مگر معروف اُنکی طرف نگران رہا کہ ایکبار حالت معروف کی ردی ہونے
لگی اور اُس نازنین سے ترنج مانگا اُسنے اسکے آگے پھینک دیا یہ تو دیوانہ ہو کر آہ و نالہ کرنے لگا تھوڑی ہی دیر کے بعد
ایک اژدہا وہان پیدا ہوا اور آکر اُسے نگل گیا قران یہ دیکھکر بھاگا اور ایک صحرا مین پہونچکر کسی درخت کے نیچے گریہ و
زاری کرنے لگا ایک غفلت سی آگئی دیکھا کہ کوئی کہتا ہی ای قران اشترار جادو سے یہ مشکل حل ہو گا اتنا سنکر آنکھ کھل گئی
اور ہوش آگیا دل مین کہا بار خدایا اُسی ملعون کا تو یہ سب ساختہ و پرداختہ ہی اُس سے کسطرح یہ عقدہ کھلیگا غرض اُسی گھڑی
وہان سے چلا شہر اشترار مین پہونچکر دریافت ہوا کہ اشترار کا معشوق دلنواز امرد ہی اُسے جاکر بعیاری قران نے مارا اور
خود اُسکی صورت بنا کر زیر دیوار باغ اشترار رونے لگا وہ ملعون آواز گریہ سنکر بیرون باغ آیا دیکھا تو محبوب جان بخش محو
گریہ ہی پوچھا ای راحت جان حزین وجہ گریہ مجھسے کیون نہین بیان کرتا دل کو اب یارائے ضبط نہین اُسنے کہا کچھ نہین اشترار
باصرار پیش آیا جب اُسنے کہا ای شخص تیرے باعث سے تو مین نے سارے زمانے کو ترک کیا ہی پھر کیون نہ اپنے برگشتہ
بخت کو یاد کر کے روؤن اُسنے کہا مجھپر کونسی مصیبت ہی یا مین نے کب تجھے ترک کرنے کا قصد کیا قران نے کہا کہ ای شخص
یہان لشکر خدا پرستان اُترا ہوا ہی قریب ہی کہ تیرے دشمنون کو ایذا دین اشترار نے کہا یہ فقط تیرا اقتضائے سن ہی ارے
احمق مین نے اُن کو ایسی جگہ قید کیا ہی کہ جہان پرند خیال کے بھی پر جلتے ہین معشوق وضعی نے کہا مین نے سنا ہی کہ یہ مسلمان
جہان جاتے ہین اُس سرزمین کو تاخت و تاراج کیے نہین آتے اشترار نے جواب دیا کہ مین نے اُنھین اپنے بھائی
عنقائے جادو کے طلسم مین قید کیا ہی اُسکو جب کوئی مارے تو وہ رہا ہون معشوق جعلی نے کہا آدمی کا مار ڈالنا بھی کوئی
امر اہم ہی اشترار نے کہا سبب نہ مرنے کا یہ ہی کہ جس باغ مین وہ رہتا ہی اُسکی دیوار کے نیچے ایک کنوان ہی اُسمین اگر
کوئی جائے ایک دروازہ ملیگا اُسے کھول کر اندر باغ کے پہونچے وسط باغ مین ایک حوض پر درخت چنار دیکھیگا اُسپر
ایک جانور بشکل طاؤس بیٹھا ہی ایک ہی تیر مین اُسے درخت سے گرا دے تو البتہ عنقا مر جائیگا اور خدا پرست رہا ہونگے

یہ کہکر محبوب فرنگی کا ہاتھ پکڑکر گوشے مین لایا اور چاہا لب لعلین کا بوسہ لے کرب نے مٹھی بیہوشی پھونکدی چھینک مارکر
وہ ملعون گرا اور بیہوش ہوگیا قران اُسکا پشتارہ باندھکر نکلا اور جدھر کا پتا شہزادے نے دیا تھا جلد کوہ زمین پر پہونچکر
کوہ دامن بانوی زمین کو سگے دروازہ دیکھا اُسکے اندر آیا باغ سرسبز پایا لب حوض چنار کا درخت تھا اُسکو بغور دیکھنے لگا
ایک جانور طاؤس کی صورت اور برگت کا اُسپر بیٹھا تھا قران نے تیر سہ پہلو ترکش سے لیکر کمان مین پیوستہ کیا
اور شست وشنت سے برابر کرکے رہا کیا ہرچند قضا نے سر پر اُس جانور کے خبردار پکارا مگر کمان چلائی کہ وہ
مارا تیر جاکر گردن مین ترازو ہوا جانور زمین پر گرا غلغلہ گیرودار ہرسو ہوا یہان یہ جانور مرگیا وہان طائر روح عنقا قفس
عنصری سے پرواز کرگیا سب اسیران سحر رہا ہوئے اپنے لشکر مین آکر قران کے شکرگزار ہوئے اور سب فوج اپنی
ہمراہ لیکر جانب اردوے امیر چلنے پر تیار ہوئے یہان کا حال سنیئے کہ عیاران لشکر اسلام نے لاکھ کوشش کی
کہ اس ملک الموت کا کچھ نام ونشان دریافت کرین مگر گرد سم اسپ کو بھی نہ پہونچے آخر مجبور واپس آئے بعد
کئی روز کے جب الجوب خان کو صحت ہوئی پھر طبل جنگ لشکر کفار مین بجا الجوب گھوڑے پر ہودج کسواکر آیا اور
نہیب دی ادہر سے پھر امیر عازم جنگگاہ ہوئے تھے کہ بیابان کی طرف سے دوسرا الجوب اُسی صورت سے
گھوڑے پر ہودج کسا ہوا آکر الجوب اول کے مقابلے مین قائم ہوا اور پوچھا تیرا کیا نام ہے الجوب نے کہا کہ مجھے
الجوب خان مشتش گزی کہتے ہین تیرا کیا نام ہے اسنے جواب دیا کہ منم الجوب خان بست ونیم گزی الجوب نے
گھوڑے کو کاوے پر لگایا الجوب نے بھی اسی طرح اپنے گھوڑے کو دوڑایا الجوب نے جست کی اور بالاے ہوا
بلند ہوا جب آدھی دور پہونچا الجوب نے بھی جست کی اور راستے مین الجوب نے دونون شانون پر دونون ہاتھون
سے تگے مارے کہ اُسکی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا غرض کئی بار ایسا ہی ہوا جب تو الجوب تنگ آکر اپنے لشکر کو
بھاگا اور طبل بازگشت ہوا دوسرا الجوب پھر اُسکی طرف چلا امیر نے کرب کو بھیجا کہ جاکر الجوب کو پکڑلاؤ کرب دلاور
نے جاکر باگ گھوڑے کی پکڑکر اور گھسیٹتا ہوا اپنے لشکر مین روبروے صاحبقران حاضر کیا اب جو دیکھا تو پہچانا کہ خواجہ
عمرو ہین سبکو حیرت ہوگئی اور خواجہ پر زر نثار کیا دوسرے روز پھر الجوب میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا
عمرو اُسی صورت سے مقابلے کو گیا پہلی ہی جست مین عمرو بن امیہ ضمری اسکی بغل مین آگیا الجوب نے خوب مستحکم
عمرو کو پکڑلیا ہرچند عمرو نے زور کیا مگر خلاصی کی کوئی صورت نہ نکلی وہ یونہین لیے ہوئے چلا گیا جاکر پیش سکندر
حاضر کیا نوشیروان وغیرہ بہت خوش ہوئے بختک نے کہا کہ عمرو کو اسی وقت قتل کرنا چاہیے ورنہ آج رات کو
پھر رہا ہوجائیگا الجوب نے جواب دیا کہ مین بمرتبہ اتم حفاظت کرونگا کیا مجال ہے جو میرے ہاتھ سے رہائی پائے غرض
عمرو کو لیکر اپنے خیمے مین آیا اور پوچھا اے عمرو تجھے قسم ہے خداے نادیدہ کی کہ اگر مجھسے لشکر اسلام مقابلہ کرے تو کون فتحیاب ہو
عمرو نے کہا اصل تو یہ ہے کہ امیر اگر تیرے مقابلے مین آئینگے تو تجھے بے زیر کیے واپس نہونگے یہ سنکر الجوب نے عمرو کو رہا
کر دیا اور کہا کہ امیر سے جاکر میری طرف سے عرض کرنا کہ سر میدان مجھے اگر زیر کرین تو مین ضرور مسلمان ہون
اور اس کافر زن حلب کو سزاے مقتول دون عمرو اپنی رہائی کو غنیمت سمجھکر وہان سے بھاگا اور خدمت امیر مین
آکر تمام واردات بیان کی وہان اُسنے شہرہ کیا کہ عمرو بھاگ گیا کافرزن نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہنا ہمارا نہ مانا ہمکو جھوٹا
جانا آخر خود برائی پیش آئی اُسنے اسیوقت طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان مین آیا اور آواز دی کہ یا حمزہ صاحبقران
ایک خواہش میری پوری کرنا واجب ہے وہ یہ کہ مجھسے آکر مقابلہ کیجیے صاحبقران یہ سنکر اشقر پر سوار ہوئے اور
میدان مین آئے الجوب نے بدستور جست کرکے ضرب الکہ کفین صاحبقران پر لگائی امیر کو اُسوقت معلوم ہوا

کہ جو لوگ اسکے مقابلے سے پرہیز کرتے ہین یہی باعث ہی کہ اسکی ضرب کا تحمل دشوار ہی اتنے عرصے مین دوبارہ جست کی
جبتک وہ ضرب امیر پر لگائے دوڑ کر صاحبقران نے دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور کھینچکر اپنی بغل مین دبا لیا لاکھ
اُسنے زور کیا مگر چنگل باز سے کنجشک کی رہائی نہ ہوئی صاحبقران اشقر پر سے جست کرکے زمین پر آئے اور اُسے
سر سے بلند کر لیا چاہا کہ زمین پر مارین اُسنے کہا یا امیر مین مسلمان ہوا صاحبقران نے چھوڑ دیا اُسنے کلمہ پڑھا اور
آواز دی کہ ای سکندر بد اختر اگر دعوی مردی ہی تو میرے مقابلے کو آ وہ غیظ مین آکر گھوڑے پر سوار ہوا اور میدان
مین آیا الجوب نے ایک ضرب جست کرکے اُسکے شانون پر دی کہ تیورا گیا جبتک سنبھلے دوسری ضرب لگائی پھر تو آنکھین
بند کرکے گھوڑے کو مہمیز کیا وہ بھاگا اور لشکر مین پہونچ گیا الجوب لشکر امیر مین آیا صاحبقران نے اُسے بہت سرفراز فرمایا
اور صندلی اُسکی متصل ستون بارگاہ کے بچھوا دی ادھر سکندر کا علاج شروع ہوا اسطرح پوست گوسفند کے اُسکو لپیٹ
دیا اسوجہ سے کہ تمام ہڈیان اُسکی دو ہی ضربون مین بوسیدہ ہو گئی تھین دو مہینے کے بعد صحت ہوئی طبل جنگ
بجوا کر میدان مین آیا اور آواز دی کہ ای حمزہ آ میرے مقابلے کو امیر یہ سنتے ہی اشقر کو جولان کرکے میدان جنگ مین
تشریف لائے پہلے ہدایت اسلام کی مگر جب بہت امیر نے فرمایا تو اسنے جواب دیا کہ ای حمزہ اگر مجھکو کسی خدا پرست
کے ساتھ دیگ مین جوش دے تو میری چربی اُسکی چربی سے مخلوط نہین ہو سکتی تو کس خیال مین ہی صاحبقران
کو یقین ہوا کہ معرکہ ضلالت مین یہ بڑا ثابت قدم ہی فرمایا لا کیا ضرب رکھتا ہی اُسنے نیزہ مارا صاحبقران نے چھین کر
پھینک دیا اُسنے تلوار ماری امیر نے وہ بھی چھین لی اُسنے گرز مارا صاحبقران نے ہاتھ کی تھپکی دی گرز ہاتھ سے چھوٹ کر
دور گرا اسوقت صاحبقران نے فرمایا او گبر نابکار ہوشیار ہو یہ نہ کہنا کہ مجھے غفلت مین مارا دیکھ نیزے پر اُٹھائے
لیتا ہون اُس ملعون نے سپر کاندھے سے لی صاحبقران نے نیزہ مارا اُسنے سپر سینے کی پناہ کی نیزے نے پہلے سینۂ سپر
کو توڑا بعدہ سینہ کو برمایا امیر نے لو نہین اک ہاتھ پر بلند کر لیا ع فلک گفت احسن ملک گفت زہ؛ اور امیر نے ایک ہکہ مارا کہ وہ
مثل کباب سیخ کے چھد گیا جب قریب دست امیر کے پہونچا نیزے کو نکالکر زمین پر مارا کہ ہڈیان اُسکی ریزہ ریزہ
ہو گئین تمام فوج اُسکی امیر پر حملہ آور ہوئی ادھر سے بھی سب بہادر تلوارین کھینچکر دوڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی بعد
کئی ساعت کے فوج کفار پسپا ہوئی اور بھاگ کر کنارہ آب جیرہ کیا نوشیروان نے جو یہ حالت دیکھی فوراً بھاگ کر
مدائن مین جا گزین ہوا بارگاہ استادہ کرکے بیٹھا اتنے مین گلیم گوش عیار سکندر آیا سلام کیا سب سردار واسطے ماتم پرسی
کے آگے گریان ہوئے بختک نے کہا ای سرہنگ تیرے مالک کو امیر نے مارا چاہیے کہ تو بھی صاحبقران یا اُسکے فرزند قباد
کو قتل کرکے حق نمک سکندر سے ادا ہو جائے اور اگر یہ کام تجھسے سرزد ہوگا تو افسر عیاران نوشیروان کر دونگا اُسنے
منظور کیا اور روانہ ہوا اور وارد اردوے امیر مین پہونچکر دلق فقیری تن پر آراستہ کرکے چار سوق لشکر مین پھرنے لگا ایک روز
عمرو نے پہچانا اور آواز دی کہ ای قران بیٹا اسکو گرفتار کر لے یہ گلیم گوش عیار سکندر ہی مہتر قران بندہ تان کر دوڑا وہ
بھاگ نہ سکا کھڑا ہو رہا قران نے کمند کے حلقے گردن مین پہنا دیے اور سامنے عمرو کے لایا عمرو نے پوچھا ای حرامزادے
تو یہان کیون آیا اُسنے کہا کہ مالک میرا مارا گیا اب مغرب مین کسی کے مُنہ دکھانے کے قابل نہ رہا اسواسطے یہ امر اختیار کیا
کہ بھیک مانگون یا اگر بدطالع شاہ عیاران مین رسائی ہو عمرو نے کہا ای حرامزادے اگر یہ مکر یہان آیا ہی تو مین ابھی تجھے
قتل کرتا ہون اور جو نیت تیری خبث و عداوت کی نہین ہی تو مسلمان ہو وہ فوراً بخوف جان مسلمان ہوا عمرو
نے خلعت دیا اور بہت زر و جواہر پیشکش کیا وہ حرامزادہ لشکر صاحبقران مین رہنے لگا تاکہ احوال سب کا دریافت
کرے اور بارہا قصد کیا کہ سوتے مین کسی سردار کا سر کاٹ ڈالے مگر یہی خیال گذرا کہ مبادا جاگ اٹھا تو حلال ہی کر ڈالیگا

جان بچانا مشکل ہو جائیگی غرض کسی وقت فکر سے خالی نتھا ایک روز شہریار قباد ذوالاعزاز نے بارگاہ سلیمانی مین بیٹھکر امیر سے فرمایا کہ یا صاحبقران حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں آج ہمارا جی چاہتا ہے کہ ساقی گری کرین امیر نے عرض کی خوشا نصیب ہم لوگون کے کہ حضور اپنے دست حق پرست سے شراب پلائین الغرض قباد شہریار جام و صراحی لیکر اُٹھے اور مصروف ساقی گری ہوئے تمام اہالیان بارگاہ کو شراب پلائی اور خود بھی خوب پی جب سب مدہوش ہوئے بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنی آرامگاہ مین گئے لیکن بسبب زیادتی نشہ کے مزاج بادشاہ مین ربودگی پیدا ہوگئی تھی لہذا وہین تخت حکمرانی پر استراحت فرمائی یہ ملعون اول ہی سے رنگ محفل دیکھکر کمین مین ہو رہا تھا جب شہریار قباد ذوالاعزاز کی نفیر خواب بلند ہوئی گلیم گوش کمینگاہ سے نکلا اور چارطرف بیہوشی اڑادی کہ جو پرستار وہان مصروف خدمت تھے سب بیہوش ہوگئے یہ مردود ازلی تخت پر آیا پہلے تو خیال کیا کہ ای گلیم گوش ایسے جوان کا قتل کرنا کب روا ہے یہ خیال کرکے تخت سے زمین پر اُتر آیا پھر سوچا کہ اسکے باپ نے تیرے مالک کو مارا ہے قصاص خون سکندر کا اس سے لینا گناہ نہیں اور پھر تخت پر آیا خنجر کھینچکر چاہا کہ سر اُس سرور کا جدا کرے مگر ہاتھ مین رعشہ بلکہ تمام اندام مین لرزہ پڑگیا پھر تخت کے نیچے اُترا اور کہا ای گلیم گوش تو بڑا نامرد ہے کہ ایک شخص خفتہ کا سر تجھسے نہیں کٹ سکتا پھر دل کو مضبوط کرکے تخت پر گیا اور بیہوشی قاتل اُس قاتل الظلم نے نے کے وسیلے سے دماغ مین پہونچائی فوراً قباد کو چھینک آئی اسنے گیسوے مشکین اپنے دست نجس مین پکڑکر خنجر سے سر اُس سردار کا جدا کیا اور رومال مین باندھکر طرف مدائن کے روانہ ہوا راہ مین خیال آیا کہ اگر مغرب مین چلیگا اور میکلان عاد کو یہ سر نذر دیگا یقین تو ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے قاتل کا سر دیکھکے بہت خوش ہوا اور تجھے بہت کچھ دے پھر سوچا کہ اگر اُسنے کہا کہ تم لوگ کیسے محافظ تھے جو میرے بیٹے کو نشیب و فراز سے نہ آگاہ کیا لڑکر مرنے دیا اور مہتک نے بہت کچھ امید دی ہے یہین چلنا اچھا ہے غرض یہی سوچتا چلا یہان ملکہ مہرنگار ہمراہ امیر مست خواب ناز تھی کہ عالم خواب مین دیکھا میرا فرزند قباد دریاے خون مین ہاتھ پاؤن مار رہا ہے اور چیختا ہے کہ مادر مہربان جلد میرا ہاتھ پکڑ لیجیے مہرنگار نے دوڑکر چاہا کہ ہاتھ قباد شہریار کا تھام لے مگر ممکن نہوا اور شہزادہ غرق ہوگیا ملکہ یہ واقعہ دیکھکر عالم واقعہ مین ایسی گھبرائی کہ بیدار ہوگئی اور تنہا بارگاہ سلیمانی مین پہونچی دیکھا کہ سناٹا پڑا ہوا ہے شمعین گل ہین فوراً ماتھا ٹھنکا پاؤن ہر ایک گز من کا ہوگیا دروازہ بارگاہ پر آئی ایک شمع وہان روشن پائی دربانون کو محو خواب پایا زیادہ دل گھبرایا شمع ہاتھ مین لیکر قریب تخت قباد کے آئی قسمت نے بیٹے کی لاش مان کو دکھائی آنکھین پھاڑ پھاڑکر دیکھنے لگی تو قباد کو بےسر پایا لاشہ خون مین نہایا دیکھکر آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بیتابانہ مان نے اپنے تئین لاش پسر پر گرایا نعرہ آہ کرکے غش کرگئی جیتے جی مر گئے اسکی آواز سے عقب بارگاہ جو لوگ سوتے تھے چونک پڑے دوڑے ملکہ کو تخت قباد پر دیکھکر چلے گئے محل مین خبر کی عورات محل دوڑ مین آکر جو دیکھا تو بادشاہ کو مقتول پایا سب نے شور مچایا صداے واویلا سے ملکہ کو ہوش آیا پھر ایک نعرہ آہ کا مارکر بیہوش ہوگئی پھر تو شور قیامت برپا ہوا چہار جانب سے سرداران اسلام و شاہزادگان ذوی کرام دوڑے امیر کی بھی آنکھ کھلی ملکہ کو پہلو مین نہ پایا اتنے مین شور گریہ گوشزد ہوا پکارے یہ کیا غل ہے اور ملکہ کہان گئین وہان کون تھا جو جواب دیتا جب تو صاحبقران گھبراکر بارگاہ کیطرف سے دوڑے آکر جو دیکھا تو عیاذاً باللہ قریب تھا کہ کلیجا منہ کی راہ سے نکل آئے ہاے کرکے امیر بھی گرے اور بیہوش ہوگئے تمام سردار دست راست و دست چپ کے آکر جمع ہوگئے کہرام پڑگیا عمرو نے جو آکے قباد کو پایا سب سے زیادہ رویا پیٹا چلایا کیونکہ سب سے زیادہ یہ بادشاہ کو عزیز رکھتا تھا چار جانب لوگ قاتل کی تلاش مین روانہ ہوئے مگر پتا نہ لگا لیکن گلیم گوش کو لشکر مین نہ پایا یقین ہوا کہ اُسی ملعون نے یہ حرکت کی ہے عمرو کو بڑا قلق ہوا

اُدھر گلیم گوش سر شہریار کا رومال مین باندھکر داخل بارگاہ نوشیروان ہوا بختک نے پوچھا کہ ای سرہنگ کیا لندھور
کا سر لایا اُسنے کہا اُس سے زیادہ مرتبے والے کا سر ہی اُسنے کہا علمشاہ کا اسنے جواب دیا اُس سے بھی زیادہ بختک نے کہا
امیر کا سر ہی اُسنے کہا اُنسے بھی زیادہ جب تو نوشیروان نے کہا دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی کہ اُسنے رومال کو کھولکر سامنے
نوشیروان کے رکھدیا دیکھتے ہی اُسنے زانو پر ہاتھ مارا اور چلّایا او مردود یہ کیا غضب کیا ارے یہ تو میرا جگر گوشہ ہی
جسکو بیجان کردیا اور کہا ارے پکڑو اس ملعون کو لوگون نے فوراً گلیم گوش کو باندھ لیا نوشیروان اُسیوقت مع اہل
دربار و تمام فوج کے سیاہ پوش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا میرے نزدیک قاتل قباد و شہریار کو لیکر خدمت امیر مین حاضر
ہونا چاہیے نوشیروان نے ویسا ہی کیا صاحبقران کو اطلاع ہوئی کہ نوشیروان سر قباد مع اُسکے قاتل کے لاتا ہی امیر
نے فرمایا آنے دو غرض بارگاہ مین نوشیروان آکر پہونچا امیر نے لاکر بٹھایا سر کو جسم بے سر سے ملایا گلیم گوش سے پوچھا کہ او
مردک تیری امر عناد سے شمع دودمان شاہنشاہی گل ہوئی اسکے عوض مین تجھے سزا ایسی دون کہ تو زندون مین رہے
شہر سے ہمیشہ سسکا کرے مگر کرب و علمشاہ وغیرہ کو تاب نہ رہی تلوارین کھینچکر دوڑے کہ اسے مار ڈالین صاحبقران
نے منع فرمایا کہ اسے نہ مارو کیونکہ اسکے مارنے سے بادشاہ زندہ نہو جاینگے بلکہ اسے چھوڑ دو ہرچند لوگون نے چاہا کہ اسے
بھی قتل کرین مگر امیر نے نہ مانا اور رہا کر دیا وہ جو وارستہ ہوکر بھاگا تو سیدھا مغرب کی جانب چلا امیر نے صندل
کا تابوت بنوا کر لاش قباد کی اُسمین رکھی اور جانب مکہ معظمہ روانہ کی سارا لشکر صاحبقران کا بھی مع سردارون
کے سیاہ پوش ہوا جب تابوت سامنے عبد المطلب کے پہونچا تمام شہر مین سیاہ پوشی ہو گئی اور غوغاے واویلا و مصیبتا
ہر طرف ہونے لگا عمرو نے یہ جو دیکھا کہ امیر نے گلیم گوش کو چھوڑ دیا بہت ناگوار گذرا کہ ایسے ملعون کو کب چھوڑنا روا تھا
خیر انھون نے رہا کیا تو مین کب چھوڑتا ہون اُسی وقت اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا کئی منزل پر جاکر دیکھا کہ بھاگا
چلا جاتا ہی عمرو نے نعرہ کیا او خیرہ سر ٹھہر جا کہان جاتا ہی آواز سنتے ہی اُسکی جان نکل گئی اور ٹھہر گیا عمرو نے جاکر اسے
کمند مین گرفتار کیا اور پھر سامنے امیر کے لاکر کہا ای صاحبقران اسے مین زندہ ہرگز نہ چھوڑونگا امیر نے از فرط الم کے
باعث مطلق اعتنا نہ کی اور نہ کچھ جواب دیا اتنے مین مقبل جو لاش شاہنشاہ کے ساتھ گیا تھا واپس آیا او بیان کیا
کہ تمام اعیان مکہ سیاہ پوش ہوئے مبتلاے شیون و جوش و خروش ہوئے بعد دفن کے سامان روشنی وغیرہ مقرر کیا خواجہ
عبد المطلب کا حال بہت غیر ہی امیر سُنکر چپ ہو رہے نوشیروان ایک سال تک اُردوے صاحبقران مین
رہا وہ جو نزاع بھی ہر طرف ہو گئی اور ماتم برپا رہا بعد سال بھر کے بہزار جد و جہد لباس سیاہ امیر نے اُتارا مگر ملکہ مہر نگار
نے لباس ماتم اپنے جسم سے نہین دور کیا اور نوشیروان رخصت ہوکر مدائن مین آیا سال بھر تک امیر و نوشیروان
مین اسطرح کی ملت رہی کہ کبھی صاحبقران اُسکی بارگاہ مین جاتے تھے اور کبھی وہ انکے یہان آتا تھا لشکر صاحبقران
مین تین برس تک کسی نے شراب کا نام بھی منھ سے نہ لیا الا سب مبتلاے جوش و خروش خمخانہ الم کے جرعہ نوش رہے
ایک روز سب سردارون نے متفق ہوکر مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنا چاہیے کہ صحبت شراب و کباب مین امیر
شریک ہون یا ایک مرتبہ خود نوش کرین تو ہم لوگون کے واسطے بھی شراب پینا جائز ہو جائے آخر یہ صلاح قرار پائی کہ عمرو
کو بلاکر سمجھائین اگر وہ چاہیگا تو ضرور امیر کو شراب پلائیگا غرض عمرو کو بلایا اور کہا ای خواجہ اگرچہ قباد و شہریار کے انتقال
کرنے سے لطف زندگی نہ رہا مگر تاکہ اب کوئی سبیل ایسی نکالنا چاہیے کہ امیر شراب پیین اور ہم لوگ بھی شراب پیین یہ
کہکر دو ہزار تومان عمرو کے آگے رکھدیے کہ ای خواجہ یہ تمھارا حق ہی صاحبقران کو یہ نہ ثابت ہونے پائے کہ ہملوگون کی خواہش
ہی عمرو نے کہا ای بے مروتو تمھین غیرت نہین آتی کہ تمھارا ولینعمت زادہ انتقال کرے اور تم شراب پیو کیا مین کوئی مرد طامع

ہوں کہ دو ہزار تومان دینے کو مجھے راضی کرتے ہو میں جا کر یہ تومان سامنے صاحبقران کے رکھ دونگا اور تمہارا
پیام دونگا جب تو سب گھبرائے کہ یہ قباد کو بہت دوست رکھتا تھا شاید اسوجہ سے اسکے خلاف کرے ناچار سب
سردار عمرو کے قدموں پر گرے اور بارہ ہزار تومان دیے جب تو عمرو ہنسا اور کہا کہ یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے
میں امیر کو شراب پلوائے دیتا ہوں یہ کہکر اپنے خیمے میں آیا اچھا بھلا ہو کر اپنے تئیں بیمار بنایا اور ایسی صورت بنائی
کہ چہرے پر مردنی چھائی یہ خبر تمام سرداران لشکر کو پہونچی سب دیکھنے آئے صاحبقران نے بھی سنا کہ عمرو
قریب بہلاکت پہونچا ہے دیدار آخری سے محروم رہا جاتا ہے جلد چلیے بیتابانہ صاحبقران دوڑے جب سرہانے
عمرو پہونچے تو دیکھا کہ کسیکو پہچانتا نہیں گھبرا کر فرمایا کہ ارے آج کل نوشیروان کے ہمراہ خواجہ بزرجمہر ہمارے لشکر
میں موجود ہیں کوئی جا کر جلد اُنھیں لائے غرض خواجہ آئے امیر نے فرمایا کہ اسکے احوال سے تو یہ ثابت ہے کہ قریب ہے
مرجائے مگر آپ نبض ملاحظہ کیجیے اور رمل کی رو سے بھی خانۂ حیات کی کیفیت بیان کیجیے خواجہ بزرجمہر نے عرض کیا
کہ سوا اسکے کوئی علاج نہیں جو میں عرض کرتا ہوں یعنے اسکو شراب گرم کرکے پلایئے صاحبقران نے فرمایا کہ برائے
درمان مضائقہ نہیں شراب لاؤ غرض دو صراحیاں شراب کی لوگوں نے لا کر حاضر کیں امیر اپنے ہاتھ سے شراب
گرم کرکے سامنے عمرو کے لائے لوگوں نے جھک کر کہا خواجہ کہتے ہیں صاحبقران شراب بطور دوا کے پلاتے ہیں آنکھیں کھولو
عمرو نے آنکھ کھول کر دیکھا کہا یا امیر میں ہرگز شراب نہ پیونگا کیونکہ میرا مرنا غنیمت زیادہ قبر میں آرام کرونگا میں شراب
پیوں صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ برائے علاج مضائقہ کیا ہے آپنے عرض کی یا امیر میں نے تو جب ہی عہد
کیا تھا کہ اول صاحبقران کو شراب پلاؤنگا بعدہ میں پیونگا لہذا ممکن نہیں آپ تو شراب نہ پییں اور میں پی لوں
لوگوں نے عرض کی ہمارے نزدیک تو یہ آپ کا غلام قدیم ہے اگر شراب نہ پلایئے گا مر جائیگا اور آپ کے پینے میں بھی
چنداں قباحت نہیں کیونکہ اگر بنظر عشرت پیجیے تو البتہ مقام غور ہے کہ پادشاہ انتقال کرے اور لوگ مصروف
عشرت ہوں مجبور امیر نے خود بھی شراب پی اور سب سرداروں کو بھی پلائی عمرو کو چنداں شراب گرم کے
پینے سے تسکین معلوم ہوئی پھر تو صاحبقران نے متواتر عمرو کو شراب پلائی پھر فرمایا کہ اگر یہ خبر مہرنگار تک پہونچا
تو یقین ہے کہ ضرور اپنی جان دیدیگی ای مقبل تم جا کر ملکہ کی خبر تو لاؤ کہ کس شغل میں ہے مقبل گئے ملکہ نے پوچھا امیر
کہاں اور کس رنگ میں ہیں مقبل نے کہا خیمۂ عمرو میں تشریف رکھتے ہیں کہ وہ بہت علیل ہے مہرنگار کو مقبل کی
طرز گفتگو سے ثابت ہو گیا کہ یہ شراب پیے ہے قریب بلایا منھ سے بو آئی ملکہ نے ایک طمانچہ مارا اور کہا کیوں اے
مقبل قباد مر جائے اور تم شراب پیو افسوس صد ہزار افسوس مقبل چپکا چلا آیا اور امیر سے بیان کیا صاحبقران
کو نہایت شرمندگی ہوئی کہ مقبل میرے ہی پاس سے گیا تھا ضرور ہے کہ میرے شراب پینے کا بھی اُسے یقین ہو گیا ہو
اس خفت کے سبب سے اُس روز صاحبقران محل میں نہ تشریف لیگئے مہرنگار نے کہا ہمارے پرستار سب حاضر
و مہیا ہیں اور سامان سفر درست ہو کل ہم ضرور جائینگے تربت فرزند پر سکونت اختیار کرینگے یہ سنکر صاحبقران
محل میں تشریف لائے اور فرمایا کہ ای ملکہ خیر تو ہے مہرنگار نے کہا اور یہ سب بے مروتی یہی شرط الفت ہے کہ بیٹا مر جائے
باپ خوشی منائے شراب پیے فرمایا کہ یہ سبب غم کے تمہارا مزاج بالکل خراب ہو گیا ہے کیوں مجھ پر ایک تہمت لیتی ہو
بھلا ممکن ہے کہ قباد کے غم میں صحبت عیش برپا کروں مہرنگار نے کہا ہرگز میں یہاں نہیں رہونگی آپ اپنے فرزند
کی قبر پر چند روز بسر کرونگی جب کچھ غم فرو ہو جائیگا چلی آؤنگی مجبور ہو کر امیر نے فرمایا کہ خیر جو تمہاری خوشی ہے وہی ہماری
رضا ہے تھوڑے غلام ہمراہ کر لے مقبل سے فرمایا کہ تم بھی ساتھ چلے جاؤ غرض ملکہ مہرنگار مع مقبل و چند غلامان مسلح کے

روانہ ہوئی تھی منزلِ راہ طی کی تھی کہ تذروپین ملکہ کی خبر سنکر اپنی فوج سمیت آگیا کہ امیر کی بی بی کو چھین لیجاؤن مقبل نے
اس حال کا نامہ جانب امیر روانہ کیا اور خود مصروف کارزار ہوا تذروپین میدان مین آیا مقبل کی طرف سے منظہر
ہندی گیا اُسنے ایک ضرب گرزین کام اُسکا تمام کیا بعد منظہر ہندی کے ذہرک کی آئی اُسنے مارے اور زخمی گیے آخر مجبور ہوکر
مقبل وفادار خود میدان مین آیا یہ بھی اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مہر نگار نے جو خبر زخمی ہونے مقبل کی سنی کہا حیف ہی
کہ صاحبقران کی بی بی اور نوشیروان کی بیٹی ہوکر گرفتار ہوجاؤن یہ کہکر انگشتری الماس کی انگلی سے اتار کر چبالی اور
تذروپین بھی قریب خیمے کے پہونچ گیا چاہتا تھا کہ پردہ اُٹھا کر اندر خیمے کے جاے کہ پشت پر سے امیر کا نعرہ ہوا اُسنے
جو صداے صاحبقران سنی پھر پڑا اور آکر مقابلہ کیا چونکہ عالم غیظ و غضب مین امیر آئے تھے جیسے ہی اُسنے گرز مارا
صاحبقران نے خالی دے کر ضرب سلیمانی کا ایک وار جو کیا مع اسپ چار پیکر اُس دیو پیکر کے ہوگئے عمرو نے تھوڑی
دقت سے تمام اُسکی فوج کو مثل ہیزم خشک کے پھونک دیا صاحبقران خیمے مین تشریف لائے تو شور گریہ خادمان
بلند پایا بہت گھبرائے پاس ملکہ کے آئے تو دم واپسین تھا عمرو نے بھی سنا خواجہ بزرجمہر کو بلا کر حال پوچھا اُنھون
نے دیکھکر کہا کہ زہر قاتل تن ملکہ مین تاثیر کر چکا ہی اب زندگی محال ہی اتنے مین ملکہ نے آنکھ کھولی اپنا سر زانوے صاحبقران
پر پایا کہا الحمد للہ کہ کسی غیر کا ہاتھ ابھی تک میرے جسم مین نہین لگا اور کہا یا امیر جب کسی نازنین مہر تمکین سے اپنا عقد
کرنا اور صحبت عیش برپا ہو تو میرے حال کو یاد کر کے فاتحہ خیر ضرور پڑھدینا اتنا کہا اور سانس اُکھڑ گئی لوین کانون کی
پھر گئین منکا ڈھل گیا صاحبقران گریان ہوئے مہر نگار جان بحق تسلیم ہوگئی امیر نے فرمایا ہر دم زمانہ داغ تو مرا بر جگر نہد
یک داغ نیک نا شدہ داغ دگر نہد ◆ حیف ہی کہ طالع واژون اور زمانہ بوقلمون کے ہاتھ سے کوئی دم آسایش سے نگذرا خیر جو مرضی پروردگار
عیش آئی ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہی ◆ ایک تابوت تیار کرا کر اُسمین لاش ملکہ کی رکھی اور لیکر طرف مکے کے روانہ ہوئے
پہلوے قباد مین قبر ملکہ مہر نگار کی بنوائی درمیان دونون قبرون کے ایک سائبان بنوا کر دلق فقیری خود پہنے اور
لندھور کو بلا کر فرمایا کہ ای خسرو بارہ ہزار سوار تیرے متعلق کرتا ہون جزیرے کی خبرگیری تیرے سپرد ہی اور بہرام کو بغداد
وزیر باد ہندی یعنی چترہ مالک کو دیا پھر علمشاہ کو گلے لگایا اور فرمایا کہ علم اژدہا پیکر و سنج کیمرتی و طبل سکندری مین
تمھارے متعلق کرتا ہون اور روم کا انتظام بھی تم کرو پھر سعد بن قباد کو گلے لگایا اور آب دیدہ ہوکر فرمایا کہ بابا بارگاہ سلیمانی
مع بارہ ہزار جفت نقارہ زرین اور نقارخانہ سلیمانی تمھارے حوالہ ہی اور اصفہان و زابل کا نظم و نسق تمھارے
سپرد ہی مصر مقبل کے حوالے کیا پھر عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ اگر تمھارا جی چاہے تو میرے پاس رہو ورنہ جہان جی چاہے
چلے جاؤ عمرو نے عرض کیا یا امیر میرا گذر کہان ہو سکتا ہی کیونکہ کوئی شہر و مقام ایسا نہین ہی کہ تیرے اور میرے ہاتھ
سے تباہ و برباد نہین ہوا جہان جاؤنگا وہان کے در و دیوار میرے دشمن ہوجائینگے مگر واسطے چندے کے ضرور جاؤنگا
خبر ہی شہر و دیار کی لاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوا صاحبقران نے کرب کو مہر نوش کے پاس بھیجدیا اور آپ مقبرہ ابراہیم علیہ السلام
مین دونون قبرون کے مجاور بنکر بیٹھے کئی سو عالم مقرر کیے کہ وہ صحیفۂ ابراہیمی کی تلاوت قبرون پر کیا کرین

اب ایک کیفیت گذشتہ بیان ہوتی ہی

کہ جب صاحبقران نے ہفت گنج عدان اپنے قبضے مین کیے تھے تو فرامرز بن قارن عدنی کو عنایت کیے تھے
اور فرامرز بتر بس جان مسلمان ہوا تھا اتفاقاً اُسنے تعریف ملکہ گوہر تاجدار دختر نوشیروان کی زبانی لوگون کے
سنی اور نادیدہ فریفتہ ہوگیا غرض آکر نوشیروان سے خواہش اپنی ظاہر کی اُسنے بصلاح بختک ہفت گنج عدنی
طلب کیے وہ مردود گیا اور ہفت گنج حاجب عدنی کے ہمراہ جانب مداین نوشیروان کے پاس روانہ کیے یہ خبر

عمرو نے سنتی فوراً آکر صاحبقران سے بیان کی یا امیر ہفت گنج جو آپ نے فرامرز بن قارن کو عنایت فرمائے تھے وہ نوشیروان کے پاس آ گئے ہین بختک نے اپنی حکمت عملی سے منگوا لیے صاحبقران نے ایک نامہ عادی کے نام لکھا کہ تم جاکر چھین لو فوراً عادی نے زابل سے آکر حاجب عدلی کو مارا اور سب مال و خزائن لے لیے اور لاکر سامنے صاحبقران کے حوالہ عمرو کر کے چلا گیا قارن نے جب یہ سنا فوراً لشکر لیکر امیر کے قتل پر مستعد ہوا اور طرف وادی العروش کے روانہ ہوا یہان صاحبقران نے خبر آمد فرامرز کی سنی جھاڑہ سبک رو پر سوار ہو کر اُسکے استقبال کو روانہ ہوئے جب سامنے اُس ملعون کے پہونچے دیکھتے ہی تلوار کھینچکر دوڑا جب قریب امیر کے آیا صاحبقران نے گردن اُس لعین کی پکڑ کر مرکب سے اُٹھا لیا اور یونہین لیے ہوئے وادی العروش مین چلے آئے اور فرمایا کہ او سگ ناپاک مین نے تیرے باپ کو قتل کر کے اُسکا مرتبہ تجھے دیا جب تک مین لشکر مین رہا تو نے سر نہ اُٹھایا جب مین نے فقیری اختیار کی تو تو نے سرکشی پر کمر باندھی ہر چند کہ تن ناپاک سے سر کو اکھاڑ کر پھینک دون اُسنے کہا ای شہریار مین دختر نوشیروان پر عاشق ہوا اُسنے مجھسے خزانے طلب کیے مین نے بھیجدیے امیر نے فرمایا کہ خزانہ واسطے بادشاہون کے ہوتا ہی تو اُسکے سزاوار نہین وہ پھر از راہ مکر مسلمان ہوا صاحبقران نے چھوڑ دیا وہ نابکار اپنے ملک مین گیا او کہنگ عیار مکار کو بلوا کر اُسکے سامنے بہت گریہ و زاری کی اُسنے کہا ای شہریار کیفیت تو بیان فرمائیے کہ کیا واقعہ آپ پر گذرا غرض اُسنے تمام حقیقت بیان کی کہنگ نے کہا ای بادشاہ والا پایگاہ مین جاتا ہون اور ابھی صاحبقران کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر وہ سگ مردار خوار وادی العروش مین آیا اور بہ شکل اُمیہ ساربان خدمت امیر مین حاضر ہوا طبق خرمون کا سامنے رکھدیا کہ خواجہ عبد المطلب نے بھیجا ہی سے نوش فرمائیے صاحبقران تو امیہ کو پہچانتے تھے بے تکلف تین چار خرمے نوش فرمائے حلق سے اُترتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہو گئے چونکہ اُسوقت اتفاق سے بالکل تخلیہ تھا امیر کو گلیم عیاری مین باندھ کر آپ بگٹے کی راہ لی اور سامنے فرامرز بن قارن کے پہونچکر پشتارہ امیر کا رکھدیا اُسنے صاحبقران کو مسلسل و مغلول کر کے چار سو چوب دست لگائین پھر چرم گوسفند مین لپیٹ کر ایک تخت پر لٹایا اور اُس تخت کو زنجیرون مین کسکر عقابین پر کھینچ دیا کہ شب بھر شبنم انیس رہتی تھی دن کو دھوپ ہمنشین ہوتی تھی اور کئی آدمی اس کام پر مامور کیے کہ روز صاحبقران کو عقابین پر سے اُتار کر چوبکاری کیا کرین یہان خواجہ عبد المطلب کو خبر ہوئی کہ امیر مقبرہ ابراہیمی سے غائب ہو گئے اُنھون نے نامہ بجانب عمرو اس مضمون کا روانہ کیا کہ امیر کو بہت جلد تلاش کرو ایسا تو نہین کہ فرط الم سے کہین جاکر اپنی جان دیدین اُمیہ ساربان نامہ لیکر جانب مصر روانہ ہوا کئی روز کے بعد پہونچا تو دیکھا کہ خواجہ صاحب جوہری کی دُکان کرکے بیٹھے ہین جیسے ہی یہ نامہ پہونچا فوراً خیال مین گذرا کہ فرامرز نے تو نہین چُروا منگایا اُسی وقت دُکان چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ دُکان مین نے حمزہ کے نام پر لٹا دی جسکا جی چاہے لوٹ لے اور فوراً اُدھر ہی سے جانب آب مکہ روانہ ہوا اور ایک بیوپاری کی صورت بنکر بارگاہ فرامرز بن قارن مین آیا لوگون نے پاؤن چومے ہاتھون کو بوسہ دیا فرامرز نے پوچھا آپ کیون تشریف لائے ہین عمرو نے کہا مین لات منات کا فرستادہ ہون اُنھون نے تمھین پیام دیا ہی کہ صاحبقران جو مشہور ہی میرا بندہ خاص ہی اُسکو مین نے اپنے کارہائے اہم و دشوار کے واسطے پیدا کیا تھا تم نے اُسے عقابین پر کھینچ دیا ہم تم سے بہت ناخوش ہوئے خیر اگر تمھاری کوئی خطا اُسنے کی ہو تو اُسکے عوض چندے قید رکھو مگر تکلیف اسقدر اُسے نہ دو غذائین لطیف کھلاؤ اُسنے کہا کہ مین اُسے روز مرہ کھلواتا ہون دن کی دھوپ اور رات کی اوس مین عقابین پر کھینچا رہتا ہی عمرو نے کہا ای امر تو

لات اعلےٰ ومنات معلےٰ کے خلاف گذرا ہی کہ مین نے تو اُسے اسواسطے پیدا کیا تھا کہ مین اُس سے اپنے بندگان نافرمان کو سزا دلواؤن اور تو نے یہ حالت کی ہان اور یہ بھی فرمایا کہ مین نے دیوان قاف کو اُسکے ہاتھ سے زیر کرایا ہی اب وہ لوگ اُسکے مطیع ہین ایسا نہو کہ اگر اُسے رہا کرلیجاوین اور تجھے بھی آزار پہونچاوین چونکہ تجھے بھی مین بہ سبب ثابت قدمی کے دوست رکھتا ہون کیونکہ حمزہ سے امتحاناً کئی بار تجھے زیر کرایا اور طرف دین اسلام کے رغبت دلوائی کہ وہ دین فرضی ہی مگر تو نے بخوف جان اُسوقت قبول کیا مگر دل سے اپنے دین پر قائم رہا اگر یہ امر نہوتا تو ابھی مین تجھے غارت کردیتا یہی لات کا بھی قول ہی اور منات کا بھی پس تجھے چاہیے کہ ایک سائبان اُسکے سر پر تیار کرادے کہ دیو نہ دیکھین اور کھانے عمدہ اُسکے واسطے بھیجا کر یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا چلتے چلتے یہ کہدیا کہ اُسے بہت جلد سزا دے کر رہا کرنا اور نہ دو کوہ سے اب نہ پیش آنا ورنہ لات اعلےٰ ومنات معلےٰ رہا کردینگے اور تجپر بھی غضب نازل کرینگے یہ کہکر بہ شکل فراش خیمہ کہنک مین آیا اتفاقاً اُسوقت کہنک مع دو سو عیارون کے بالا دوی کو گیا تھا اور چار سو عیار واسطے محافظت صاحبقران کے مقرر کر گیا تھا عمرو نے کسی ترتیب سے اُن سب کو نقل کھلا کر بیہوش کیا اور خنجر کھینچکر سبکے سر کاٹ ڈالے پھر اغذیہ لطیف و شربت لیکر عقابین پر امیر کے پاس آیا اور دے کر خلاصی کی فکرین سوچنے لگا اسنتے مین کہنک دو سو عیارون سمیت آیا چار سو عیار جو یہان موجود تھے سبکو کُشتہ پایا بہت گھبرایا چارون طرف دیکھنے لگا کہ عمرو کو ایک چوب سے چمٹا ہوا دیکھا عیارون سے کہا کہ اسے گرفتار کرلو وہ سب دوڑے یہ دو نذر بیدرنگ جست کر کے بھاگا کہنک نے فرامرز کو یہ خبر دی کہ عمرو نے تمہارے عدوی کو تب چار سو عیارون کو قتل کیا اُسنے بختک کو طلب کیا اور کہا کہ دربارہ حمزہ جو کچھ آپ کی راے مین آئے وہ کیا جائے اُسنے کہا محافظت حمزہ کی بہت ہوشیاری کے ساتھ کیجائے اُسنے جاہل عدوی کو پانچ ہزار آدمیون سے محافظت حمزہ کے لیے مقرر کیا عمرو صراحیان شراب کی لیکر جاہل کے پاس پہونچا اور نعرہ کیا کہ ہم دو بیہوش شراب فروش فرامرز نے تیرے واسطے یہ شراب بھیجی ہی اور کہا ہی کہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے لوٹی نہ لیکر ہرگز اپنے صرف مین نہ لانا اُسنے وہ شراب لیکر آپ پی اور اپنے ہمراہیون کو پلائی سب بیہوش ہوئے عمرو نے اُن سب کے بھی سر کاٹ ڈالے اور پھر اغذیہ لیکر عقابین پر امیر کے پاس پہونچا اتنے مین بختک واسطے کسی ضرورت کے اُدھر سے نکلا عمرو کو عقابین پر دیکھکر کہنک کو خبر دی وہ دوڑا اور چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرے یہ پھر جست کر کے بھاگا اور مکہ معظمہ مین خواجہ عبد المطلب کے پاس آیا وہ امیر کے غم مین روتے روتے کور ہو گئے تھے وہان سے کوفے مین خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اُنہین بھی روتا پایا پوچھا ای خواجہ بزرجمہر آپ امیر کے بارہ مین از روے رمل ملاحظہ فرماین کہ رہائی اُنکی اب ہی یا نہین اُنھون نے قرعہ پھینک کر بیان کیا کہ ای عمرو چار مہینے اور دس روز امیر اس بند سے خلاص نہین ہوسکتے عمرو نے کہا آیا بعد اس میعاد کے رہائی امیر کی کسکے ہاتھ سے ہوگی بزرجمہر نے جواب دیا کہ ای عمرو جتنے دوست صاحبقران کے ہین اُن مین سے ایک بھی نہوگا تو امیر خلاص نہونگے یہ سُنکر عمرو پھر خواجہ عبد المطلب کے پاس آیا اور سارا حال کہہ سُنایا اُنھون نے پانچ سو پچاس نامے ایک مضمون کے تحریر کیے یعنی ای بہادرو ای مجاہدو ای حمزہ کے دوستو بہت جلد اپنے تئین حمزہ کے پاس پہونچاؤ کنارہ آب نکہ فرامرز بن قارن نے حمزہ کو عقابین پر کھینچا ہی اور ہفت گنج طلب کرتا ہی اتنا ہی لکھکر سب نامے عمرو کو دیئے اُسنے پہلے نامہ عادی کو پہونچایا کہ وہ ننگ رواحل مین تھا غرض اسی طرح سب نامے اپنے مشام تک دوستداران حمزہ کو پہونچائے دو گھڑی رات گذری تھی کہ مکے مین پاس خواجہ عبد المطلب کے پہونچا خواجہ نے کیفیت پوچھی عمرو نے کہا کہ سب نامے مین نے پہونچا دیے مگر تلوے عمرو کے فگار ہو گئے تھے خواجہ عبد المطلب نے

ایک ذراسی خاک جو اُنکے پاس رکھی ہوئی تھی اُسکے تلوون مین لگادی فوراً جیسے تھے ویسے ہی ہوگئے شب کو
حضرت ابراہیم خواب مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ای عمرو عبد المطلب کو بادشاہ لشکر بنا کر بھا صبح کو عمرو نے عالم واقعہ
مین جو واقعہ دیکھا تھا بیان کیا خواجہ عبد المطلب راضی ہوئے اور فوج جرّار اپنے ہمراہ لیکر مع عمرو روانہ ہوئے جب
کنارہ آب گنگ پہونچے خیمہ زن ہوئے رات کو عمرو وزیر پاسے عقابین پہونچا دیکھا کہ چار ہزار سوار جرّار واسطے حفاظت کے
مسلح ہین عمرو نے ہوا کے رخ پر ٹھہر کر بیہوشی اُڑانا شروع کی یہان تک کہ سب بیہوش ہوئے دیکھا کہ مہتر قران حبشی بھی
عقابین پر جانے کا عازم ہی عمرو نے پہچانا اور کہا ای قران جلد چل صاحبقران سے ملاقات کرنی نہین تو فوج آتی ہی
ہوگی غرض یہ دونون عقابین پر چڑھ گئے امیر نے دیکھکر فرمایا او بیمروت اب بھی آیا بڑا کام کیا عمرو نے عرض کی یا امیر جانم
قربان تا حین حیات باد ہفت اقلیم کی خبر لیکر آیا ہون اور آپ کیسے عمرو نے یہانتک کہا تھا کہ کنگ عیار مع کئی ہزار سوار
کے واسطے خبر گیری کے آیا محافظون کو کشتہ پایا بہت گھبرایا عمرو و قران اسے دیکھتے ہی جست کرکر کے بھاگے اُسنے تعاقب
کیا یہ دونون لشکر مین داخل ہوگئے کنگ صورت تبدیل کرکے لشکر مین داخل ہوا اور تمام کیفیت خواجہ عبد المطلب کے
آنے کی دریافت کرکے فرامرز کے پاس آیا اُسنے پوچھا خیر باشد اسنے تمام حقیقت بیان کی اُسنے بختک کو طلب کرکے
کہا کہ ای خواجہ کیا راے ہی عبد المطلب واسطے رہائی حمزہ کے لشکر کشی کرکے آئے ہین اُسنے کہا تم بھی لڑو وہ ملعون بھی
اُسیوقت مع اپنی فوج کے چل کھڑا ہوا اور برابر اردوے خواجہ عبد المطلب کے خیمہ زن ہوا عمرو نے یہ خبر خواجہ
عبد المطلب کو دی وہ بزرگ بہت گھبرائے کہ خواجہ اب کیا کرون عمرو نے کہا آپ گھبرائیے نہین صبح کو دیکھا جائیگا
کہ اتنے مین صداے طبل جنگ فرامرز کے لشکر سے بلند ہوئی یہان بھی بادشاہ عیاران عمرو نے طبل رزم بجوایا صبح کو دونون لشکر
میدان مین صف آرا ہوئے کرات عدنی میدان مین آیا ادھر سے حارث عرب اُسکے مقابلے کو گیا ایک ضرب
شمشیر مین کرات نے اُسے راہی خلد برین کیا خواجہ عبد المطلب نے فرمایا کہ ای عمرو مفت خون حارث مین
مبتلا ہوا ہمین اب لڑائی موقوف کرو عمرو نے ہنس کر کہا آپ ایسی فکر نہ فرمائین خون شہیدان کا مواخذہ میرے
سر ہی بعد اسکے عاص میدان مین آیا اُسے بھی کرات نے تہ تیغ کیا اسی طرح آٹھ عرب اُس مردود کے ہاتھ سے شہید
ہوئے اب خواجہ عبد المطلب نہایت پریشان استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ پڑھ رہے ہین کہ میدان
کیطرف سے گرد نمایان ہوئی اور بارہ ہزار فوج سے علوی آکر موجود ہوا عمرو نے کہا ای پہلوان وہ سامنے عقابین امیر ہین اُسنے
سلام کیا پھر آکر خواجہ عبد المطلب کی قدمبوسی حاصل کرکے فوراً میدان مین آیا سامنا ہوتے ہی ایک ضرب شمشیر مین
کرات کو مع اسپ چار پرکالے کیے بعد اسکے ہاروت عدنی و قیس عدنی آئے وہ بھی جہنم واصل ہوئے تا غروب
آفتاب ستاون عدنی اسکے ہاتھ سے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے بختک نے
پھر طبل جنگ بجوا دیا صبح کو الماس تیر انداز فرامرز کیطرف سے مقابلہ مین پہلوان علوی کے آیا دو تیر اُسنے لگائے
ایک سے شانہ راست دوسرے سے بایان شانہ علوی کا مجروح ہوا عمرو علوی کو میدان سے لیگیا اور تین
عرب بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اتنے مین پھر گرد اُٹھی اور مقبل وفادار بارہ ہزار سوار لیکر پہونچا پہلے عقابین جاکر
گریان ہوا پھر خواجہ عبد المطلب سے ملکر میدان مین آیا الماس نے نو تیر متواتر مارے مقبل نے سب روکے اور ایک
تیر جھنجھلا کر خود بھی مارا کہ سینہ الماس کا توڑ کر نکل گیا جنگ مغلوبہ ہوئی تمام ہوکر بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون
لشکر اپنی اپنی آرام گاہ مین آئے فرامرز نے پوچھا ای بختک یہی خدا پرست ہین اُسنے کہا یہ تو دو کرور حصون کا ایک حصہ
اسکا عشر عشیر بھی ابھی لشکر نہین آیا اور یہ سب جو لڑ رہے ہین کوئی سردار اور امیر اُنمین نہین لشکر حمزہ مور و ملخ کی فوج ۹

سے بھی زیادہ ہی ایک ایک بہادر اثر در دریوکش ہی مصلحت یہ ہی کہ شبخون کرکے ان سبکو تو مار لو ورنہ وہی ایک روز مین سب پہونچا چاہتے ہین فرامرز نے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا صبح کو خود فرامرز میدان مین آیا اور عرب علوی مقابلے کو گیا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مقبل گیا وہ بھی مجروح ہوا اتنے مین پھر صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی خسرو نیستانی بارہ ہزار سوار ہمیت آکر پہونچا تجنک نے کہا یہ خسرو نیستانی ہی اسے راہ مین روک لے مردانہ وار لوٹ لے جیسے ہی یہ آواز فرامرز کے گوش زد ہوئی سر راہ خسرو آکر کھڑا ہوا اور وہین سے للکار کر حربہ کیا خسرو نے ایک ضرب تیغ اُسکی کروکی فوراً اُسنے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر خسرو کا مجروح ہوا عمرو نے پہونچکر اُسے سنبھالا اور لے لشکر مین لایا ابھی یہ باطمینان بیٹھنے نہ پایا تھا کہ پھر گرد اُٹھی اور سعد بن آنوش بارہ ہزار سوار سے آپہونچا یہ بھی راہ مین تھا کہ مقبل خشت انداز بارہ ہزار سوار سمیت آپہونچا اتنے مین رات ہوگئی عمرو نے طبل بازگشت بجوایا اور ان تینون بہادرون کو خواجہ عبد المطلب کے پاس لایا اتنے مین آواز طبل جنگ کی لشکر کفار سے بلند ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا صبح کو فرامرز پھر میدان مین آیا یہان سے فضل کربستانی مقابل ہوکر زخمی ہوا مقبل خشت انداز آیا وہ بھی مجروح ہوا فرامرز نے کہا تم سبنے جنگ مردانہ بہادرون کی دیکھی اب اگر جان عزیز رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو ورنہ سب میرے ہاتھ سے مارے جاؤنگے اہل اسلام نے جواب سخت دیا فرامرز حرامزادہ لشکر اسلام مین تلوار یا کر در آیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی کہ اتنے مین پھر گرد اُٹھی اور منظر شاہ یمنی و سعد منظر و طوق حران گرد و سلطان بخت مغربی و بختیار شاہ کروتی و دیگر بہادران مغرب ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچے یہان طبل بازگشت بجا دونون لشکر فرودگاہون مین آئے پھر صبح کو فرامرز میدان مین آیا بہت سے بہادران مغرب اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے فرامرز نے آواز دی کہ قسم ہی اپنے خدا کی کہ آج تم سبکو قتل کرونگا یہ کہکر تیغ بکف چلا لشکر اسلام بہت ہراسان ہوا قریب تھا کہ رو بفرار لائے کہ اتنے مین گرد اُٹھی اور ساٹھ ہزار سوار نمایان ہوئے عمرو نے نعرہ کیا کہ ای مردان پوشید تا جامۂ زنان نپوشید دیکھو وہ سامنے سے فوج تمھاری مدد کیواسطے آتی ہی لشکر اسلام نے جان تازہ پائی عمرو واسطے خبر کے دوڑا کہ دیکھون یہ کون بہادر ہی جاکر جو دیکھا تو قباد بن گستہم ہی عمرو کو دیکھتے ہی سب تلوارین لیکر عمرو کی جانب دوڑے عمرو نے بھی خنجر کھینچا حملہ کیا چونکہ اُسکے خنجر کی شہرت ہی سب بھاگے عمرو رونے لگا اور دعا کی کہ بار خدایا کیا انجام ہوتا ہی ابھی دعا اسکی ختم نہوئی تھی کہ پھر گرد غلیظ صحرا کیطرف سے اُٹھی جب دامنہ گرد باشق ہوا لشکر عظیم نمودار ہوا عمرو نے جانا کہ یہ بھی کافر ہین اور خنجر کھینچکر سر راہ جا بیٹھا جب وہ لشکر قریب پہونچا تو عمرو نے دیکھا شہنشاہ عراقی و لشنوات عراقی و خسرو انصاری و مرد افگن کاشانی و کنکر شاہ کرمانی و تہمر شاہ درخشانی و شاہ عراقی آتے ہین شاہ عراقی نے عمرو کو جو بددل و مضمحل دیکھا پوچھا ای خواجہ یہ کیا تمھاری حالت ہی اُسنے عقابین کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ دیکھو وہ امیر تشریف رکھتے ہین شاہ عراقی نے جو عقابین پر امیر کو دیکھا فوراً پیادہ ہوا اور تمام لشکر پیادہ ہوا شاہ عراقی نے کہا کہ تمام لشکر اپنے حال پر رہے مین رہائی امیر کی فکر مین جاتا ہون عمرو نے یہ کیفیت جاکر خواجہ عبد المطلب سے بیان کی وہ بہت خوش ہوئے اتنے مین رات ہوگئی عراقیون نے آکر خواجہ عبد المطلب کی قدمبوسی حاصل کی کہ آواز طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو فرامرز بن قارن میدان مین آیا ادھر کئی بادشاہ خراسان و کاشان مع پچیس ہزار بہادرون کے جا جا کر زخمی ہوئے کہ شب ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر بھیگے عمرو بشکل نام گلگون عدلی کو مع چار ہزار آدمیون کے قتل کرکے بالاے عقابین پہونچا قران کو امیر کے پاس دیکھا جو کچھ طعام و شراب اپنے ساتھ لیگیا تھا سامنے صاحبقران کے رکھدیا اور چاہتا تھا کہ کچھ باتین کرے اتنے مین چکمنگ کو خبر ہوئی دوڑا آپہونچا قران و عمرو کود کود کر بھاگے صبح کو فرامرز نے سنا حکم دیا کہ حمزہ کو ہمارے سامنے لاکر

حاضر کرد لوگ جا کر صاحبقران کو لے آئے آتے ہی امیر نے فرمایا سلام ہم بران باد کہ خدا را بو حدانیت شناسد فرامرز نے کہا کہ جو سب عقابین چھوڑ کر دو کہ حمزہ تماشا سے میدانداری کرے پھر فرامرز نے چاہا کہ صاحبقران کو قتل کرے بختک مانع ہوا اور کہا ابھی امیر کا قتل کرنا روا نہین جبتک لشکر امیر پر فتحمندی نہ حاصل ہو جاے اُسنے پھر عقابین پر بھیجدیا صبح کو طبل جنگ آنربا لشکر اسلام سے میدان مین آیا فرامرز نے جا کر زخمی کیا مندوبل عراقی میدان مین آیا وہ بھی زخمی ہوا غرض بہت سے عراقی مجروح ہوئے کہ اتنے مین گرد پیدا ہوئی بہرام گرد بن خاقان چین مع فوج گران کے آیا خواجہ عبدالمطلب سے ملاب جو میدان کی طرف نظر کی تو دیکھا ایک دیو مہیب آسمان کی جانب سے آکر میدان مین اُترا اور کہا کہ منم خفیف بن خفیف بن عفیف مین اہل اسلام کے حق مین ملک الموت ہون اتنا جو سُنا اسلامی بہت گھبرائے کہ بلائے ہوا ایک تخت نمودار ہوا وہ بھی آکر میدان مین اُترا آسپر قریشیہ سوار تھی چار دیو تخت کو کاندھے پر لیے تھے آتے ہی قریشیہ نے ایک تلوار کمر خفیف پر ماری کہ وہ جہنم واصل ہوا جو اُسکے ہاتھ سے گر ا پیشانی قریشیہ کی مجروح ہوئی دیو تخت پر بٹھا کر لیگئے مرہم سلیمانی لگا یا یہان پھر گرد پیدا ہوئی دیکھا کہ لشکر حبشیان بے حد و انتہا الیکر عمران و ابو عمر وبن شدّاد حبشی آیا ہے مگر عمر کی ایک بیٹی میگونہ نہایت بہادر ہے کہ وہ بھی مسلح ہو کر مرکب پر سوار آگے آگے آکر پہونچی اور داخل اردوے فرامرز ہوئی جاتے ہی اُس سے کہا کہ اے فرامرز حمزہ کو بلا میرے سامنے بلوا یا جب سامنے صاحبقران آئے اُسنے کہا کہ اے حمزہ دو صورتین تیری خلاصی کی ہین ایک تو یہ کہ میرے خدا کو سجدہ کر دوسرے یہ ہے کہ میرے تئین اپنے عقد مین لا امیر نے اُسپر لعنت کی اُسنے حکم قتل دیا مگر بختک نے بہیبت والا کر قتل سے باز رکھا اور پھر عقابین پر بھیجدیا اتنے مین پھر گرد اُٹھی اور سلمان شاہ فارسی اور مرزبان خراسانی و سپہ سالار چین با فوج گران آکر پہونچے پہلے عقابین کیطرف دیکھکر گریان ہوئے پھر داخل اردوے اسلام ہو کر خواجہ عبدالمطلب سے ملے شب کو دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا صبح کو میگونہ میدان مین آئی مرد مبارز طلب کیا ادھر سے گلگون لاری مقابلے کو گیا میگونہ نے کہا اے شخص لاضرب اُسنے جواب دیا کہ ہمارے دین مین یہ آئین نہین کہ حریف پر پیشدستی کرین میگونہ نے کہا کہ حسرت دل کی تیرے دل ہی مین رہجائیگی بہتر یہ ہے کہ ایک ہی حربہ کرلے گلگون نے جواب دیا اے زنکہ کیا بکتی ہے لا کیا ضرب رکھتی ہے اُسنے ساطور مارا گلگون نے سپر سر کی پناہ کی مگر ساطور نے سپر کو کاٹا اور چار انگل کا زخم سر پر بھی آیا عیاران اسلام اُسے آکر میدان سے لیگئے میگونہ نے پھر مبارز طلب کیا تنگیل عراقی آیا وہ بھی بعد گفتگو کے زخمی ہوا غرض چالیس پہلوان اُس روز میگونہ کے ہاتھ سے زخمی ہوئی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین پھر گئے فرامرز نے بہت تعریف کی میگونہ نے کہا اے فرامرز تو نہ گھبرا مین تیرے ساتھ شادی کرونگی بختک نے کہا ایک شرط ہے کہ اگر تو یہ عہد کرے کہ مین خدا پرستون کو زندہ نہ چھوڑونگی تو تو وصل فرامرز سے کامیاب ہوگی ورنہ ممکن نہین عمر دمحبت قارن مین بشکل پیادہ موجود تھا کہ ایک جمازہ سوار آکر حاضر ہوا اور نامہ فرامرز کے ہاتھ مین دیا اُسنے پڑھا اور ہنسا پھر اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا ایہا الناس دیکھو ہم بھی کیا خوش قسمت و اقبالمند ہین کہ بادشاہ ہفت کشور نے ارمغان انواع و اقسام مع زر و جواہر روانہ کیے یہ جو عمر و نے سُنا ولمین کہا اے خواجہ یہ تمہارے ہی واسطے ہے اور بارگاہ سے نکل کر مع اپنے عیارون کے متعاقب جمازہ سوار کے پہونچا شب کو بصورت مبدل جا کر سب محافظان تحائف کو بیہوش کیا دیکھا کہ یہ صد ہا صنادیق پر از مال و جواہر و اشیاے نادرہ ہین سب کو خالی کر کے کسی مین کنکر پتھر کسی مین ہڈیان جو لوگ بیہوش تھے اُن سبکو اخلطہ کر دیا اور چاہا سبکو دریا مین ڈبوائے اور مثل اسکے عجائبات اُن صندوقون مین بھر کر اپنا راستہ لیا دوسرے خیمون مین جو لوگ تھے صبح کو اُٹھکر خیمہ مال

مین آئے۔ تان کسی کو نہ پایا سمجھے کہ خوف لشکر اسلام سے گریز کر گئے خیر جانے دو کیا فکر ہی اور سب صندوقون کو
بار کر کے جو سردار ساتھ آئے تھے فرامرز کے پاس آئے اور سامنے رکھدیے اُسنے اپنے سردارون سے کہا کہ ایک ایک
صندوق ان مین سے پسند کر لو بختک نے صندوق آہن پسند کیا میگونہ نے صندوق چوبی کہ اُسپر چرم سیاہ منڈھا ہوا
تھا لے لیا اسی طرح ایک ایک سب نے لے لیا پہلے سب سے فرامرز نے اپنا صندوق کھولا اُسمین جل شتر وستانہ گوسفند
وغیرہ تھے میگونہ نے جو اپنا صندوق وا کیا اُسمین سے قضیبہاے سطبر دراز نکلے وہ تو شرما کر پیچھے ہٹی اسیصورت
سے سبکے صندوقون مین اشیاے مکروہ و مضحک نکلے ایک صندوق مین رقعہ لکھا رکھا تھا مضمون یہ تھا کہ ای زن
جلب منم عمرو بن امیہ نامدار یہ سمجھ لے کہ جسوقت قصد کرونگا سبکے سر کاٹ کے پھینک دونگا مگر بخوف امیر کے ایسا
نہین کرتا ہون گر وہ جب تشریف لائینگے تو اُنکے خلاف گذریگا پس اتنا سننا تھا کہ فرامرز نے مثل مار دم بریدہ کے پیچ و تاب
کھایا اور کہا کہ اگر قارن کا نطفہ ہون تو خدا پرستون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اسی رات کو ان بجے طبل جنگ غرض طرفین
سے طبل رزم نوازش مین آیا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے عجز نے لشکر کفار سے نکلکر نعرہ کیا
کہ ہی کوئی خیرہ سر کہ میرے مقابلے کو آئے یہان عمرو نے آواز دی ای بہادرو یہ ہنگام جنگ کا ہی یہی موقع نام و ننگ کا ہی
صاحبقران اسوقت بے بس و بیکس ہین جسوقت خداوند عالم اُنھین مع الخیر لائیگا اور سُنینگے کہ فلان ہمارے دوست
نے ہماری یاد مین اپنی جان نثار کی کیسا خوش ہونگے اور یہ کیا ضرور ہی کہ جو میدان مین جاے شہید ہو اور اگر شہید بھی
ہو جاے تو عند اللہ ماجور ہوگا دنیا ایک کارگاہ بے ثبات ہی اسمین کوئی نہ رہا ہی نہ رہیگا دیکھو اور خوب غور کرو کہ بادشاہ اسلام
شہریار ذوی الاقتدار قباد بن حمزہ نامدار کیسا بہادر اور دلاور تھا مگر کس بیکسی کے عالم مین قتل ہوا دنیا مین رہکر وہ کام کرنا چاہیے
کہ جس سے بعد مرگ نام نیک رہے یہ آواز نقابت ساز جو بہادرون کے گوش حق نیوش مین پہونچی خون شجاعت جوش مین
آیا شہید بن مشہد عربی خواجہ عبد المطلب سے اجازت لیکر عجز کے مقابلے مین آیا اور کہا او کافر خاسر تو خدا کو وحدہٗ لا شریک
کیون نہین پہچانتا اُسنے جواب دیا کہ ؎ زبان در کش و تیغ کش از غلاف ✤ کہ جاے سخن نیست دشت مصاف ✤
شہید نے کہا او سگ ناپاک مین نے لاکھ چاہا کہ تجھے سگ اصحاب کہف کے رتبے کو پہونچاؤن مگر نہ مانا خیر ؎
بیا ار انچہ داری ز مردی نشان ✤ کمان کیانی و گرز گران ✤ عجز نے جواب دیا ارے طفل ناآزمودہ کار ایک ضرب تیغ
یا گرز لگا کہ حسرت نہ رہ جاے پھر تو مین تجھے قتل کر ہی ڈالونگا شہید بولا کہ ہمارے دین و آئین سے پیشدستی بعید ہی لا تو اپنا
ضرب اگر زندہ رہا تو میری ضرب بھی چکھنا عجز نے کہا اچھا تو خبردار یہ کہکر تلوار ماری شہید نے پشت شمشیر روکی اور نعرہ کیا ؎
از ضرب زنده‌ای ضرب من نوش کن ✤ ہمہ شادی از دل فراموش کن ✤ اور وہی تلوار کہ جس سے وار اسکا روکا تھا گھما کر سر پر ماری
اُسنے سپر حمایل کی سب بے سر ہوا عجز زمین پر آیا اور چاہا کہ شہید دلاور کے گھوڑے کو پکڑے شہید نے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا
عجز شکم مرکب کے نیچے ہوکر دوسری طرف پہونچ گیا شہید کا ہاتھ چھوٹا پڑ گیا اور جھونک مین قریب تھا کہ رکابین
پانون سے نکل جائین مگر سنبھلا اتنے عرصے مین عجز نے دست چپ کی طرف سے تلوار ماری کہ شہید دو ٹکڑے ہو کر شہید ہو گیا غلغلہ
تحسین لشکر کفار بد آئین سے بلند ہوا بھائی شہید کا مقتول بن قاتل تاب نہ لا سکا اور بے اجازت میدان مین آکر عجز
سے مقابل ہوا اور کہا او ملک جہنم تو نے میرے بھائی کو شہید کیا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون عجز نے کہا اگر کیا ہی اور
تیرا بھائی کیا تھا ایک لمحہ نہ گذریگا کہ تو بھی اپنے بھائی سے ملاقی ہو جائیگا کیا ضرب رکھتا ہی مقتول نے جواب دیا کہ کیا تو نے
میرے بھائی کی زبانی نہین سنا کہ ہمارے مذہب مین پیشدستی ناجائز ہی عجز نے ہوشیار ہوشیار کہکر گرز سر مقتول پر مارا
مقتول نے مرکب سے جست کی اور اُسکی کلائی پکڑ کر لٹک گیا عجز نے سپر کی ادھر دی مقتول کے ہاتھ چھوٹ گئے

گر پڑے گرتے ہی پھر جست کی اور اپنے گھوڑے کی پشت پر قائم ہوا جب تو عجز بھی گھبرایا اور تلوار ماری وہ پھر جست کرکے گھوڑے سے کئی قدم دور جا کھڑا ہوا وہاں سے ایک تیر عجز پر مارا کہ اگر سپر پر نہ روکے تو سینے کو توڑ کر پار گذر جاے اور پھر اپنے گھوڑے پر آکر قائم ہوا عجز نے پھر تلوار ماری اسنے بھی سپر کو سر کی پناہ کی تلوار نے سپر کو کاٹا اور جلد انگلا کا نشم سر پر بھی آیا مقتول سے مجروح ہوکر گھوڑے کو اپنے پیچھے ہٹایا زخم سر کو باندھکر پھر سامنے آیا اور ایک تلوار اسکے سر پر ماری اسنے بھی سپر پر روکی مگر بسبب زخم سر کے ہاتھ اسکا ڈھیلا پڑا تاہم سپر کو کاٹکر خود کو کاٹا ہلکا سا زخم سر پر بھی آیا جب تک یہ تلوار کو سنبھالکر دوسرا وار کرے عجز نے قریب پہونچکر خنجر مارا کہ مقتول بھی مقتول ہوا پھر اسنے نعرہ کیا کہ اے شقی کی اگر قضا آئی ہو تو میرے سامنے آئے مجروح بن جارج لشکر اسلام سے نکلا اور مقابل ہوا عجز نے اس سے جنگ نہ کیا اور تیر مارا مجروح نے سپر پر روکا اور خود بھی تیر مارا اسنے گھوڑے کو کاوے پر لگایا تیر خالی گیا آخر دونون لڑنے لگے خوب تلوار چلی کئی ساعت کے بعد مجروح بھی مجروح ہوا عیاران اسلام میدان سے لیگئے کہ شام ہوگئی طبل آسائش نوازش مین آیا دونون لشکر پھر کر اپنی اپنی آرامگاہ مین گئے رات کو پھر طبل بجا صبح کو عجز میدان مین آیا اور کہا کہ اے خدا پرستو اگر اب تم مین جرأت میری ہمسری کی نہین ہے پچیس چھبیس آدمی اگر مجھسے مقابل ہون کسی نے جواب نہ دیا عمرو یہ کیفیت دیکھکر دست بدعا ہوا کہ اے کس بیکسان واے چارہ ساز درماندگان ارحم ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ بیابان سے گرد بلند ہوئی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا تو دیکھا کہ اسفندیار خان ایک لاکھ چالیس ہزار سوار سے آیا ہے اسکے عقب مین اور گرد نمایان ہوئی دیکھا چالیس ہزار جوان بلند بالا اسپ کے آگے عمرو قندھاری و فولاد غوری و فرہاد غوری و استاد غوری و جلاد غوری و مرش غوری و شترمش غوری انکے پیچھے ان سبکے فرزند اسکے بعد اور ایک گرد اٹھی اسمین سے بہرام شتر خوار مع پچاس ہزار سوار کے ظاہر ہوا جب یہ لوگ لشکر مین پہونچ چکے پھر گرد اٹھی اور رودزال زابلی اور مروبال کابلی اور رستمان کابلی تیس ہزار فوج سے پہونچے بعد اسکے بہمن مع اپنے فرزندان صف شکن کے ساتھ ہزار سوار سے آیا پھر گرد اٹھی بادشاہ یونان با لشکر گران آکر پہونچا اسکے بعد پھر گرد اٹھی گروہ شیران بیشہ شجاعت نمایان ہوا ہے سپاہی چو آشفتہ شیران مست ✦ ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست پہلے چتر شاہی دکھائی دیا پھر فوج دریا موج نظر آئی تخت روان پر سلطان سعد بارگاہ سلیمانی ہمراہ عمرو نے پہچانا اور دوڑا جاکر مجرا کیا عقابین کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ سامنے صاحبقران ہین سعد بن قباد و دیکھکر گریان ہوا پہلے زیر عقابین پہونچکر جبہ سائی کی اور رویا کیا عمرو نے کہا اے شہریار اب لشکر مین چلیے خواجہ عبد المطلب کو مجلس حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام بادشاہ کیا ہے سعد نے آکر خواجہ عبد المطلب کو سلام کیا انھون نے گلے سے لگایا عمرو نے کہا اے شہزادے لشکر کفار مین ایک عورت بہت خوب رو ہے اور بیس صدہا اہل اسلام اسکے ہاتھ سے مارے گئے چونکہ آمد مین ان لشکرون کی شام ہوگئی تھی عجز اپنی فرودگاہ مین گیا اور اسیوقت طبل جنگ بجوایا صبح کو میگونہ دختر عجز میدان مین آئی اور مرد مبارز طلب کیا ادھر سے سلطان سعد مرکب کو چھیڑکر میدان مین اسکے مقابلے کو گیا میگونہ نے کہا تو کون ہے اپنے نام سے آگاہ کر کہ بے نام و نشان میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے سعد نے کہا اے زن بازاری تو میرا کیا کریگی کب تک لاف و گزاف کام مین لا کیا خبر رکھتی ہے اسنے ساطور بانہ وہ دون کا سر سعد پر مارا سعد نوجوان نے مرکب کو بڑھا کر جھکائی دور سے ماری کہ ساطور اسکے ہاتھ سے نکل گیا جھنجھلا کر تلوار ماری سعد نے چھین کر پھینکدی اسنے کہا اے نوجوان مین تیرے زور و قوت کی معترف ہوئی ہون سرکشی سے باز آ پہرے خدا کو سجدہ کر اسیر کو بھی رہا کردونگی مگر جب تو مجھے اپنے عقد

میں بہی لائیگا سعد نے کہا کیوں باتیں بناتا ہی گوہ کھاتا ہی اُسنے جواب دیا کہ مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی سعد نے جھنجلا کر کہا کہ اگر کوئی حسرت باقی ہو تو نکال لے ورنہ قتل کرتا ہوں اُسنے گھوڑے پر سے جست کی اور زمین پر آکر نعرہ کیا کہ یوں تو نہ مانیگا آ مجھسے کشتی لڑ کہ تجھے پکڑ لیجاؤں اور مثل حمزہ کے مبتلاے عقوبت کروں سلطان سعد بھی مرکب سے کود کے کشتی ہونے لگی دو ہی ہاتین بندوں میں سعد نے اُسے سر سے بلند کر لیا اور کہا کیا کہتی ہی خداے وحدہٗ لاشریک لہ کے سجدہ کرنے میں اُسنے کہا خاموش اب ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا جو تجھسے ہو سکے میرے حق میں اٹھا نہ رکھ جو میرا خدا ہی وہی مجھے بچائیگا سلطان سعد نے چرخ دے کر زمین پر مارا کہ ہڈیاں اُسکی ریزہ ریزہ ہو گئیں تجخر نے جو یہ واقعہ دیکھا آنکھوں میں اُس تیرہ بخت کی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا فرامرز نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا ادھر سے بھی سب بہادر نعرے کر کے مصروف جنگ ہوے شام تک لڑائی رہی آخر بختک نے طبل آسائش بجوا دیا دونوں لشکر اپنی اپنی آرامگاہ میں گئے بعد نصف شب کے پھر طبل جنگ طرفین سے بجا صبح کو فرامرز خود میدان میں آیا ادھر سے سعد نوجوان اُسکے مقابلے کو گیا بعد رد و بدل کے ایک تلوار فرامرز نے سعد کے سر پر ماری شہزادے نے سپر کو سر پر کیا تلوار مثل برق چمک کر سپر کو کاٹ کر سر پر آئی اور چار انگل کا زخم سر پر آیا فرامرز گھوڑے سے کودا کہ شاہزادے کو گرفتار کرے چادر خون کی جو آنکھوں پر آئی سعد کو چیور آ گیا قریب تھا کہ پاؤں دونوں رکابوں سے نکل جائیں کہ پشت پر سے کمند مار کر عمرو میدان سے لے گیا اور مصروف درمان ہوا فرامرز نے نعرہ کیا کہ اور کوئی بہادر ہی کہ میری تلوار کے منہ پر چڑھے عمرو نے گوشہ چشم سے سب سرداروں کو دیکھا سلطان سعد کے زخمی ہونے سے سبکو بد دل پایا کوئی میدان کی طرف نظر دلیری نہیں دیکھتا عمرو بہت ہراسان ہوا اتنے میں فرامرز نے آواز دی کہ اے عمرو اب کسی کو کیوں نہیں بھیجتا جسپر تجھے بڑا اعتماد تھا وہ بھی میرے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ سنکر عمرو رونے لگا اور کہا حیف کا مقام ہی کوئی ایسا نہیں جو اسکے مقابلے کو جاے سواران اسلام جو موجود ہیں اول تو کوئی ایسا نہیں جو مجروح نہو دوسرے کسیکی جرات نہیں پڑتی کہ بعد زخمی ہونے سعد کے جا کر مقابلہ اس دیو کا کرے اور فی الحقیقت یہ ایک عفریت روئین تن ہی کہ کسی کے ہاتھ سے مارا جانا تو درکنار زخمی بھی نہیں ہوتا اور کیسے کیسے دلاوران لشکر شکن و بہادران شیر افگن اسکے ہاتھ سے مجروح ہوئے اور مارے گئے اتنے میں کچھ سوچ کر فرامرز اپنے لشکر کو پھر گیا اور طبل آسائش بجوا دیا شب کو پھر طبل ہندم بجوا دیا صبح کو عمرو نے زیر عقابین جا کر دیکھا چار ہزار آدمیوں کو کشتہ پایا سمجھا کہ یہ قران کا کام ہی عقابین پر پہونچا قران کو صاحبقران کے پاس بیٹھا دیکھا عمرو نے سلام کیا امیر نے جواب نہ دیا عمرو نے کہا اے عرب اگر جواب نہ دیگا تو اپنے خنجر مار لونگا صاحبقران نے اشارے سے کہا کہ حلق بالکل خشک ہی کیونکر بات کروں عمرو نے دودھ دیا اور شراب و شربت و کباب مرغ سامنے رکھدیا صاحبقران نے نوش فرمائے مگر یہ بھی ایک معجزہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کا ہی کہ جو کچھ صاحبقران نوش کرتے تھے فضلہ وغیرہ اُسکا دفع نہوتا تھا عمرو نے چاہا کہ بند امیر کے کاٹ دے صاحبقران نے منع کیا کہ اے عمرو کل خواب میں میرے جد بزرگوار تشریف لائے تھے اُنھوں نے فرمایا کہ ابھی تھوڑے عرصے تک تجھے اور اس عقوبت میں مبتلا رہنا ہی یہ باتیں تھیں کہ کھنگ عیار پہونچا عمرو و قران دونوں جست کر کے بھاگے فرامرز کو اس حال کی خبر ہوئی بختک نے کہا کہ ایک خندق گرد عقابین کے کھدوا دی جاے اور ایک آدمی عقابین پر سامنے حمزہ کے ہر وقت بیٹھا رہے اور ہم کلام رہے تو کوئی عیار وہاں جانے کی جرات نہ کریگا فرامرز کا چچازاد بھائی مہلال عدنی دربار میں موجود تھا اُسنے دلمیں عہد کیا کہ اگر یہ خدمت میرے سپرد ہو جاے تو میں مسلمان ہو جاؤں اتفاقاً فرامرز نے اُسی سے کہا کہ اے مہلال تم عقابین پر جا کے سامنے حمزہ کے ہر وقت بیٹھے رہو ہمنے تمھیں اس خدمت پر مامور کیا اور حکم دیا کہ دو ساعت کے عرصے میں خندق

تیار ہو جاوے غرض خندق کا کام از کم اسی گز ہو غرض خندق بہت جلد تیار ہو گئی اور مہلال جا کر عقابین پر متمکن ہوا امیر کو
مجرا کیا اور کہا آپ خاطر مبارک جمع رکھین مین بھی ایک ادنی غلام آپکا ہون اور مخفی طور سے اغذیۂ انواع و اقسام
صاحبقران کے واسطے منگوانا شروع کیا چونکہ فضلہ دفع نہوتا تھا کسی پر ظاہر نہوا کہ صاحبقران کچھ کھاتے ہین یا
نہین اگر کبھی کسی نے پوچھا کہ ای مہلال حمزہ نہ کچھ کھاتا ہی نہ پیتا ہی بے آب و خورش جیتا ہی مہلال یہی کہتا تھا کہ
حضرت ابراہیمؑ و حضرت خضرؑ برگ درختان بہشت لاکر روز حمزہ کو کھلا جاتے ہین غرض طبل جنگ نوازش مین آ ہی
چکا تھا صبح کو فرامرز پھر میدان مین آیا اور پھر لاف و گزاف کا دم بھرنے لگا کہ ای اہل اسلام اب مین نے وہ صمانت
کی ہی کہ حمزہ کے ہمراہ تنگ کسی کی رسائی نہوگی یہ سمجھ لو کہ آج کوئی تم مین سے زندہ نہ رہیگا میری تلوار آج تم سب کا خون چاٹیگی
ایک ایک کا سر کاٹیگی عمرو زار زار رویا کہ اتنے مین بیابان کیطرف سے گرد غلیظ پیدا ہوئی عمرو خبر کیواسطے دوڑا دیکھا
کہ کئی لاکھ ساسانیون کو لیکر نوشیروان آیا ہی جیتے جی مر گیا جب وہ لشکر کفار مین داخل ہوا تو پھر گرد اٹھی ابکی عمرو کی نظر کرد
شاہ ولایت یعنی کرب غازی پر پڑی کہ فوج ظفر موج لیے ہوئے مثل برق لامع کے چلا آتا ہی دیکھتے ہی عمرو ایسا شاد
ہوا کہ گویا دار پر سے کسی نے اتار لیا جاتے ہی کرب سے ملا عقابین کو دیکھکر کرب خوب رویا پھر خواجہ عبد المطلب
کی ملازمت حاصل کی اتنے مین فرامرز کی صدا اسکے کان مین آئی کہ وہ لاف زنی کر رہا تھا کرب مثل شیر غضبناک
کے میدان مین آیا اور کہا او روباہ شیرون کے سامنے لاف و گزاف مارتا ہی اسنے ہنسکر جواب دیا کہ ای طفل دبستان
سپہ گری تیرے لشکر سے کیسے کیسے اژدر اور دیو پیکر پہلوان میرے ہاتھ سے مارے گئے یا زخمی ہوئے مگر مجھے اسوقت
تک کسی نے زخمی نہین کیا تو کیا سمجھکر مجھے روباہ کہتا ہی لا کیا حربہ رکھتا ہی کرب نے کہا عورت پر پیشدستی ناروا ہی ای
زن جلب پہلے تو حربہ کر مجھے تیری بھولی بھولی صورت پر پیار آتا ہی فرامرز یہ سنکر بہت جھینپا کہ یہ لڑکا مجھے عورت بناتا ہی
جھنجھلا کر تلوار ماری کرب نے سپر پر روکی سپر کٹ گئی اور ایک اچھا سا زخم ابروے راست پر لگا کرب نے ہاتھ سے
خون پاک کر کے جو ایک ہاتھ تلوار کا اسکے سر پر مارا ہر چند اسنے سپر کو سامنے کیا مگر تلوار سپر و خود کو کاٹ کر چار انگل
اسکے سر مین در آئی اس گیدی نے رخ گھوڑے کا اپنے لشکر کیطرف پھیر دیا کرب نے دوسرا ہاتھ مارا وہ رہوار کو مہمیز
کر چکا تھا اوچھا سا زخم بائین شانے سے کمر تک آیا اسکی فوج نے جنگ مغلوبہ کر دی کرب کی فوج اور دیگر بادشاہان
اسلام کے لشکر بھی مصروف تیغزنی ہوئے تا شام خونریزی رہی آخر طبل آسائش بجا عمرو کرب پر زر نثار کرتا اپنے لشکر
مین لایا اور کہا بیٹا شراب پیو کہ کسل راہ و اضمحلال ستیز بر طرف ہو اسنے جواب دیا کیونکر ہو سکتا ہی کہ امیر تمازت آفتاب
مین بسر کرین اور مین جام آفتاب زہر مار کرون بلکہ تا رہائی صاحبقران آب و طعام بھی مجھپر حرام ہی خواجہ عبد المطلب
نے بہت سمجھایا کہ بابا ہمارا وہ فرزند ہی ہم کھاتے پیتے ہین اگر ایسے احتراز کروگے تو لڑنے کی قوت بھی سلب ہو جائیگی جب تو مجبورا
کرب نے دو چار نوالے پانی کے گھونٹ سے گلا گھونٹ گھونٹ کر اتارے عمرو واسطے بالا دہی کے کسی جانب نکل گیا اس شب
طبل جنگ بھی نہین بجا مطمئن ہو کر دور نکل گیا کہ گذر اسکا شہر اردبیل مین ہوا دیکھا کہ ایک نوجوان ہی کہ ابھی سبزہ اچھی طرح آغاز
نہین اور خال سبز و رنگ ہاشمی نمایان ہی ایک دیوانے سے کشتی لڑ رہا ہی کئی ساعت کے بعد نوجوان نے دیوانے کو اٹھا کر سر سے
بلند کیا اور زمین پر مارا کہ گردن اسکی سینے مین آگئی عمرو نے پوچھا ای شخص تو کون ہی اسنے جواب دیا کہ رفیع گازر کا بیٹا ہون نام میرا بدیع الزمان
ہی یہ دیوانہ ایک ضعیف پہلوان سے لڑا اور اسکو زیر کیا مین نے اسکو یہ سزا دی عمرو نے پوچھا اب کہان کا ارادہ ہی اسنے جواب دیا کہ برزین
شہریار شاہ کے دو بیٹے ہین آذر برزین اور آذر ملک ان دونون سے لڑونگا کہ وہ بھی بڑے زور آور مشہور ہین غرض عمرو وہان سے چلا اور بدیع
نے جا کر آذر برزین کو کئی مرتبہ زیر کیا شہریار نے بدیع الزمان کو بلایا اور بہ شفقت پیش آیا ایک روز جنازہ سوار آتے دیکھکر آیا شہریار نے

شہریار نے کہا کہ مین بدیع الزمان کو بھیجونگا بدیع الزمان نے کہا کہ ایک شہر طاہر اگر بہتر نامہ آئے تو البتہ جاؤنگا انکو تو رہنے دیجیے

دو کلمے داستان ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا آج جلدی شراب — میرا آتش غم سے دل ہی کباب
گریبان مراد یکھ ہی چاک چاک — پڑی ہی مرے سر کے بالون پہ خاک
ابھی جاؤن لیکر مین فوج کبیر — سوے دشمنان شہ بے نظیر
بہت غم ہی اے ساقی خوش نہاد — سنا جب سے ہی حال قتل قباد
عطا گر کرے تو مجھے مے کا جام — تو لون خون شہ کا ابھی انتقام

راوی خوش مقال یہ داستان پرملال اسطرح بیان کرتا ہی کہ جب ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی نے جاسوس سے سُنا کہ بادشاہ لشکر اسلام نبیرہ نوشیروان یعنی بادشاہ قباد کو گاگیم گوش بدنہاد نے باغواے ہیکلان قتل کیا ہی اُسوقت اسقدر رنج وغم ہوا کہ دل صدمہ رنج سے سینے مین بیتاب ہوا اور کثرت گریہ بکا سے بجاے اشک نہ آنکھون سے عیان خون ناب ہوا تیغ ملال سے مجروح جگر ہوا اور سارا جہان تیرہ وتاریک پیش نظر ہوا آنسو آنکھون سے رواں ہوے آثار حزن وملال چہرون سے عیان ہوے صدمہ وغم نے دلکو گھیر لیا خوشی وشادمانی نے منھ کو پھیر لیا خوشی وخرمی مبدل برنج وملال ہوئی بیتابی وبیقراری بدرجہ کمال ہوئی صف ماتم بچھوا کر قباد نوجوان کا خوب ماتم کیا لشکر مین بھی ہر صغیر وکبیر نے نالہ بلند کیا شور فریاد وفغان تا آسمان پہونچا بعد گریہ وزاری بسیار ہلال شاہ مغربی وفرامرز عاد مغربی نے باہم مشورہ کیا کہ اب ہیکلان بدنہاد پر لشکرکشی کرنا چاہیے کیونکہ اسی کے کہنے سے گاگیم گوش نے بادشاہ لشکر اسلام قباد عالی مقام کو قتل کیا ہی غرض بعد کرنے مشورہ کے دونون نے مردان لشکر کو حکم دیا کہ اسیوقت سب لشکری مسلح ہون سامان جنگ مہیا کرین اور اس جگہ سے جانب مسکن ہیکلان ہمراہ ہمارے کوچ کرین چنانچہ بموجب حکم فی الفور جملہ لشکری جنکے چہرون سے آثار تہور وصفدری ہویدا وآشکار تھے مسلح ومکمل ہوے اٹالا خیمہ وخرگاہ کا لادا گیا فوج مین باجہ جنگی بجنے لگے افسران فوج صفین آراستہ کرکے منتظر روانگی اپنے اپنے عہدے اور مرتبے کے موافق کھڑے ہوے رسالہ دار اپنے رسالون کے ہمراہ موافق قاعدہ گھوڑون پر سوار ہوکر مستعد ہوے جب تمام لشکر مسلح ہوچکا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی بھی بارگاہ سے برآمد ہوے سرداروں وغیرہ نے مودب ہوکر سر واسطے تسلیم اور مجرے کے جھکاے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز نے اشارہ چشم وابرو سے ہر ایک افسر فوج وغیرہ کا سلام لیا پھر سوار ہوے نقیبون نے صداے بسم اللہ اور نصر من اللہ وفتح قریب بلند کی لشکر ظفر اثر علم پا کر منزل دریا روان ہوا بعد قطع راہ منازل جب فوج دریاموج قریب مسکن ہیکلان پہونچکر ایک میدان وسیع مین فروکش ہوئی اور ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی بارگاہ فلک اشتباہ مین رونق افروز ہوے اُسوقت ہیکلان بدنہاد کو یہ خبر پہونچی کہ ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی مع فوج کثیر آکر مقیم ہوے ہین اور ارادہ جنگ رکھتے ہین ہیکلان یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت گھبرایا حواس خمسہ خوف سے بجا نرہے آخر الامر بعد فکر بسیار کچھ تجویز کرکے مسکرایا اور اپنے تابعین سے مخاطب ہوکر حکم کیا کہ اسیدم سب آراستہ سلاح سے ہو بموجب حکم جملہ مردمان تیار ہوے ہیکلان سبکو ہمراہ لیکر بعد کروفر بجاے استقبال ہلال شاہ مغربی وفرامرز عاد مغربی بصد عجلت روانہ ہوا جب قریب لشکر ظفر اثر پہونچا ہلال شاہ اور فرامرز کو خبر ہوئی کہ ہیکلان ہمارے استقبال کیواسطے آتا ہی جب ہیکلان متصل بارگاہ پہونچا مرکب سے اُترا اور اجازت بارگاہ مین جانیکی حاصل کرکے اندر بارگاہ کے گیا اور ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کو مجرا کیا ہلال شاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا ہیکلان ایک کرسی زرنگار پر قریب فرامرز عاد مغربی بیٹھ گیا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی نے بعد تھوڑی دیر کے ہیکلان سے چین بجبین ہوکے پوچھا کہ اے ہیکلان افسوس ہزار افسوس

تمھین باعث قتل بادشاہ لشکر اسلام یعنی قباد عالی مقام ہوے ہمنے یہی سُنا ہو کہ تمھین نے گلیم گوش کو اغوا کیا
اور اُسنے بموجب تمھاری راے کے قباد شہریار کو قتل کیا یہ حرکت تمنے نہایت نامعقول کی کچھ تمنے اپنے انجام کا خیال نہ کیا
خیر اب ہمسے انتقام قباد نوجوان بخوبی لیا جائیگا اسوقت تو تم ہماری بارگاہ مین آئے ہو مناسب نہین ہو کہ ابھی ہمسے
خون ناحق بادشاہ لشکر اسلام کا انتقام لیا جاے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی یہ گفتگو کرکے خاموش ہوے
اور غم قباد نوجوان مین اشک آنکھون مین بھر لائے ہیکلان تقریر ہلال شاہ و فرامرز عاد مغربی سنکے خدا کی قسم
کھاکے کہنے لگا کہ مین مسلمان ہون ہرگز مین نے قتل قباد نوجوان کیواسطے گلیم گوش کو اغوا نہین کیا آپ صاحبون
نے یہ خبر میری نسبت غلط سُنی ہی اگر مین نے قتل قباد کی گلیم گوش کو دلاسے دی ہوتی اور مین مسلمان نہوتا تو بخوف و خطر
آپ صاحبون کے استقبال کیواسطے کیون آتا یہ کہکر کلمہ پڑھا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی گفتگوے
ہیکلان سنکے حیران ہوے اور خیال کیا کہ ہیکلان مسلمان ہی اسنے گلیم گوش کو قتل قباد پر آمادہ نہ کیا ہوگا یہ
خیال کرکے ہیکلان سے تخلیق و مروت پیش آئے غصہ برطرف ہوا ہیکلان نے شگفتہ خاطر دیکھ کر عرض کیا کہ اب
آپ یہان سے فقیر خانہ پر تشریف لے چلیں چند روز نان و نمک نوش فرماکر اس کمترین کو خوشنود کرین تو باعث میرے
افتخار کا ہوگا چونکہ انکار کرنا دعوت سے ممنوع ہی اسوجہ سے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی نے اُسکی التماس
قبول کی اقرار کیا کہ ہمین تمھارے مکان پر چلنے سے اور طعام دعوت کھانے سے انکار نہین ہی کیونکہ اسوقت تمھاری
تقریر سے معلوم ہوا کہ تم مسلمان ہو اور تمنے گلیم گوش کو قتل بادشاہ لشکر اسلام پر آمادہ بھی نہین کیا
ہیکلان یہ سخن ہلال شاہ و فرامرز سنکے نہایت مسرور ہوا اور اسیوقت بصد تکریم و تعظیم ہلال شاہ اور فرامرز کو
اپنے مکان پر لایا اور بارہ دری مین فروکش کیا ہنگام شام نہایت تکلف سے دعوت کی اور آپ بھی بموجب کہنے
ہلال شاہ کے شریک خوان طعام ہوا بعد کھانا کھانے کے بزم نشاط آراستہ ہوئی نازنینان خوبرو بحکم ہیکلان روبروے
ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی رقص و نغمہ کیا کین بعد نصف شب بزم طرب موقوف ہوئی نازنینیان پری
رخ ناچ اور گاکر انعام کثیر لیکر رخصت ہوئین ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی بستر خواب پر استراحت
پذیر ہوے ہیکلان بھی رخصت ہوکر اپنے مکان مین سو رہا ہنگام سحر ہلال شاہ و فرامرز بیدار ہوے خدام نے
آب براے وضو حاضر کیا دونون نے بعد وضو نماز فجر بصد خضوع و خشوع پڑھی ابھی تعقیبات سے فراغت نہ ہوئی تھی
کہ ہیکلان بھی بیدار ہوکر جلد تر خدمت ہلال شاہ مین پہونچا اور شرائط عبودیت و فرمانبرداری بجا لایا بعد اسکے اپنے
ملازمون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد تر اغذیہ لطیف اور فواکہ لطیف و نفیس کی درستی کرو ہرگز تاخیر نہ کرو یہ کہکر
بارہ دری سے باہر گیا اور اُنھین ملازمون سے کچھ آہستہ کہا اُنھون نے دست بستہ عرض کیا بہت خوب جسطرح
حضور نے ارشاد فرمایا ہی یہ نمکخوار اسیطرح عمل مین لائینگے یہ کہکر وہ ملازم براے درستی طعام چلے گئے ہیکلان نے
حکم دیا جلد ارباب نشاط حاضر ہون موافق حکم مغنی ساز و سامان لیکر حاضر ہوے اور چند نازنینان گل پیرہن
و گلبدن بھی حاضر ہوئین ہلال شاہ مغربی بعد پڑھنے نماز اور تعقیبات کے بیٹھے تھے کہ نازنینیان مذکور روبرو حاضر
ہوکر بصد ناز و ادا رقص کرنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین ہلال شاہ اور فرامرز نغمہ اُنکا سُنکے خوش
ہونے لگے اور حاضرین بزم نشاط بھی مسرور ہونے لگے تھوڑی دیر تک مہ جبینان خوش گلو نے رقص و نغمہ کیا
جب انواع و اقسام کا طعام لذیذ تیار ہوچکا گانا موقوف ہوا ملازمان ہیکلان نے روبروے ہلال شاہ
مغربی و فرامرز عاد مغربی دسترخوان بچھاکر طرح طرح کا کھانا اور انواع و اقسام کی غذائین قابون پلیٹون مین

نکالکر بصد تکلیف دسترخوان پر رکھین ایک خادم ابریق وطشت لایا ہیکلان نے دست بستہ عرض کیا حضور یہ نان خشک موجود ہی بسم اللہ نوش فرمائیے یہ کہکر ہلال شاہ اور نسیم ہلال شاہ کے خود ہاتھ دھلائے ہلال شاہ مغربی نے کہا ای ہیکلان تم بھی ہمارے ہمراہ کھانا کھاؤ ہیکلان نے عرض کیا میرے پیٹ مین درد ہی رات سے اسوقت تک کئی دست آچکے ہین کھٹی ڈکارین آتی ہین شبکی غذا ہضم نہین ہوئی سو ہضمی اسیوجہ سے ہوئی دیکھیے نفخ شکم کسقدر ہی ریاح پیٹ مین بھرے ہین بہت درد ہوتا ہی حضور مع اپنے صاحبزادے کے نوش فرمائین اسوقت مجھے معاف رکھین ہلال شاہ مغربی تقریر ہیکلان سنکے خاموش رہا اصرار نہ کیا پھر دسترخوان پر تشریف لاکر طعام لذیذ خوش ذائقہ کھانا شروع کیا جب ہلال شاہ اور فرامرز اغذیہ لطیف کھاچکے اور دسترخوان ملازم اٹھا لیگئے پھر مغنیان خوش آواز آکر گانے لگے ہیکلان نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ اب جملہ لشکریان ہلال شاہ کیواسطے طعام لیجاؤ اور علی قدر مراتب ہر ایک کو کھانا کھلاؤ ملازم بموجب حکم گئے اور سب کو کھانا کھلایا ادھر ہیکلان نے بعد ایک لمحہ کے مغنیان خوش آواز کو رخصت کیا کیونکہ ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کے چہرون پر آثار بیہوشی ظاہر ہونے لگے تھے ہیکلان نے اپنے ملازمون سے آہستہ کہا تھا کہ جملہ اغذیہ مین سفوف بیہوشی ملا دینا انھون نے بموجب کہنے ہیکلان کے بیہوشی شامل طعام کر دی تھی چنانچہ تھوڑی دیر مین ادھر ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی وہی طعام بیہوشی آمیز کھاکر بیہوش ہوئے ادھر جملہ صغیر و کبیر لشکر کثیر بیہوش ہوئے ہیکلان نے سب کو بیہوش دیکھکر نعرہ کیا منم ہیکلان ای ملازمون دیکھو مین نے اپنے دشمنون کو بمکر و کید بیہوش کیا جلد ان سب کو قید کرو ملازمون نے سب کو مع ہلال شاہ اور فرامرز قید کیا ہر ایک کو طوق سلاسل مین گرفتار کیا جب سب قید ہوچکے ہیکلان نہایت مسرور ہوا ملازم اسکی عقل و دانائی کی تعریف کرنے لگے جو ملازم ذی رتبہ تھے انھون نے عرض کیا حضور ہم تو حیران تھے کہ آپ کلمہ پڑھکر دفعتہً بے سبب کیون مسلمان ہوگئے اب ثابت ہوا کہ برائے گرفتاری اہل اسلام حضور نے یہ کار نمایان کیا ہیکلان نے ہنسکر کہا کہ اگر بمکر و کید کلمہ زبان پر جاری نہ کرتا اور یہ دام تزویر نہ پھیلاتا تو یہ لوگ نہایت دانا ہین ہرگز میرے قابو مین نہ آتے لڑائی ہوتی نہایت کشت و خون ہوتا یہ کہکر حکم کیا کہ سب ملازم ہمارے مسلح ہون بموجب حکم سب سیدین مسلح ہوئے ہیکلان فقط تھوڑے آدمی حفاظت قیدیون کے لیے چھوڑکر اور کل لشکر لیکر جانب آب علکہ روانہ ہوا اسکا احوال اور ان قیدیون کا حال تو مقام مناسب پہ آئندہ تحریر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے

اب چند کلمے داستان شیرازنگ ژولیدہ مو و فرامرز بن قارن کے بیان کیے جاتے ہین

ایک روز بمقابلہ لشکر اسلام فرامرز بن قارن نے طبل جنگ بجوایا تھا اور میدان نبرد مین مع فوج آکر چاہتا تھا کہ صف لشکر سے نکل کے مبارز طلب کرے ناگاہ ایک جانب سے گرد عظیم پیدا ہوئی قارن اور اہل اسلام متحیر ہوکر سوے گرد دیکھنے لگے جب ہوا سے وہ غبار برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ ایک سردار مع سپاہ آتا ہی دونون لشکرون کے مردم دیکھ ہی رہے تھے کہ وہ سردار ایک جانب بمقابلہ لشکر اہل اسلام آکر ٹھہرا اور صفین اپنی سپاہ کی آراستہ کرکے خود برائے مبارز طلبی اپنے لشکر سے نکلا جب اسنے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک دلیر نے مرکب اپنا نکالا اور مقابل اسکے آکر پوچھا ای بہادر آ مجھسے مقابلہ کر اور اپنے نام سے اطلاع دے اسنے درجواب کہا نام میرا شیرازنگ ژولیدہ مو ہی اپنے وقت کا رستم ہون ہزارون دلیرون کو مین نے قتل کیا ہی میری تلوار کی پناہ نہین ہی دیکھ اسی شمشیر آبدار سے ہزارہا مسلمانون کو مین نے قتل کیا ہی مین مسلمانون کا دشمن جان ہون آج تجکو اور تیرے

ہمراہیون کو تہ تیغ کرونگا یہ کہکر حملہ آور ہوا باہم نیزہ بازی ہونے لگی تھوڑی دیر مین شیرازنگ ژولیدہ مو نے اُس بہادر کو ہلاک کیا بعد قتل کرنے کے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے اور ایک دلیر اُسکے مقابلے کیواسطے گیا اُسکو بھی اُسنے بضرب نیزہ ہلاک کیا اسیطرح تا شام بہت سے جوانان لشکر اسلام اُسنے قتل کیے ہنگام شام طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکر مین چلا گیا اودھر اہل اسلام مغموم و ناکام میدان سے جانب فرودگاہ پھرے اُدھر فرامرز بن قارن جنگ شیرازنگ ژولیدہ مو دیکھکر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوا وقت شب ژولیدہ مو نے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگی اہل اسلام نے سُنی اسطرف بھی نقارہ رزمی بجایا گیا رات بھر دونون جانب تیاری جنگ ہوئی صبح کو شیرازنگ ژولیدہ مو مع اپنی سپاہ کے میدان مین آکر صف آرائی کرنے لگا ابھی صف آرا نہ ہوا تھا کہ فرامرز بن قارن بھی مع لشکر آکر ایک جانب ٹھہرا اور اُدھر سے لشکر اہل اسلام میدان مین آیا بعد صف آرائی جانبین کے شیرازنگ اپنی سپاہ سے نکلا اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک بہادر نکلا اور دلیرانہ اُس سے باہم نبرد ہوا تھوڑی دیر مین بہادر مذکور نے جام شہادت نوش کیا اسیطرح کئی روز تک شیرازنگ نے میدان مین آکر ایک جماعت اہل اسلام کو زخمی اور قتل کیا شام کو طبل بازگشت بجوا کر چلا گیا آخر کار ایک روز ہنگام سحر شیرازنگ نے حسب معمول میدان مین نکل کر مبارز طلب کیا کرب براے مقابلہ نکلا جب قریب اُسکے گیا اُسنے خبردار خبردار کہکے نیزہ سینہ کرب پر مارا کرب بفنون سپہ گری ضرب نیزہ سے بچا شیرازنگ نے برہم ہوکر دوبارہ بالقہر و غضب نیزہ مارا کرب نے نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بوجہ ٹکرانے سنانون کے چنگاریان ہویدا ہوئین کرب نے دوبارہ اُسکے نیزے سے بچکر خود بھی نعرہ کر کے نیزہ اُسکے پہلو پر مارا اُسنے نیزہ خالی دیا اسیطرح تا دیر جنگ ہوئی آخر کار کرب نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا شیرازنگ کو نیزہ ہاتھ سے نکل جانے سے کمال ملال اور غصہ ہوا اُسی عالم غیظ مین قبضہ تیغ پہ ہاتھ ڈالا اور پکارا اے جوان معلوم ہوا کہ اب تیری قضا ہی آئی ہے یہ کہکر تیغ کھینچکر کرب پر حملہ کیا ادھر کرب نے سپر فراخ دامن اٹھائی جب تیغ قریب سر آئی کرب نے دلیرانہ وہ ضرب تیغ سپر پر روکی پھر کرب نے شمشیر آبدار اُس بدکردار پر لگائی اُسنے بھی وار شمشیر کا سپر پر روکا اسیطرح تا دیر باہم لڑائی ہوئی آخر کار کرب نے بضرب شمشیر آبدار اُس بدکردار کو قتل کیا مردمان سپاہ شیرازنگ ژولیدہ مو یہ حال دیکھکر نہایت ملول ہوے آخر تاب ضبط نہ لاکر باہم قسم کھائی کہ اس جوان کو جسنے شیرازنگ ہمارے سردار کو قتل کیا ہے ضرور ہلاک کرینگے اور لشکر اہل اسلام مین سے حتی الامکان کسی کو زندہ نچھوڑینگے غرض باہم قسم کھاکر تلوارین اور نیزے اور گرزگران سر ہاتھون مین لیکر سب نے یکبارگی کرب پر حملہ کیا اُدھر براے مدد کرب لشکر اسلام بڑھا جب دونون لشکر ملگئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی جوانان لشکر جانبین قتل ہونے لگے تگاپوے سمندان سے میدان رزم مین ایسا غبار اُٹھا کہ دونون لشکر اُس غبار مین پنہان ہوگئے کثرت گرد و غبار سے کسی کو اچھی طرح اپنا اور غیر معلوم نہ ہوتا تھا جو جسکے روبرو آتا تھا وہ اُسکو تہ تیغ کرتا تھا دلاوران لشکر اسلام دمبدم نعرہ شیرانہ کرتے تھے ہر سمت صداے بزن و بگیر بلند تھین زخمی زمین پر پڑے کراہتے تھے اکثر مجروح اُس جنگ مغلوبہ مین پامال سم اسپان ہوتے تھے زخمی سوارون کے کوتل گھوڑے دوڑتے تھے چقاچاق خنجر کی دور تک جاتی تھی جھنکار تلوارون کی تا بفلک پہونچی تھی کمانین بار بار کڑکتی تھین بارش تیر ہوتی تھی قیامت کے آثار میدان رزم مین ہویدا تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنے اپنے حال مین سب مبتلا تھے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ لڑائی تا شام ہوئی ہزارہا کفار فی النار ہوے اور صدہا اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوے اور بہت سے اہل اسلام مجروح ہوے کرب نے صدہا بیدینون کو قتل کیا ہنگام شام مردمان سپاہ

شہر ازبک نے شکست کھاکر میدان مصاف مین قیام نہ کیا راہ فرار اختیار کی اہل اسلام مظفر و منصور ہوے اور بصد خوشی و خرمی جانب قیام گاہ لشکر پھرے فرامرز بن قارن یہ جنگ دیکھکر حیران ہوا اور اپنے فرودگاہ لشکر کی جانب مع فوج چلا گیا اس جنگ مین خواجہ عمرو نے بھی صدہا کفار کو خنجر و سنگ سے ہلاک کیا اور بہت کچھ نقد جنس بھی خواجہ کے ہاتھ آیا جب فرامرز بن قارن فرودگاہ لشکر پر پہونچا حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے ہنگام سحر مسلمانون سے مین لڑونگا ہر ایک خدا پرست کو خاک و خون مین بھر دونگا بموجب حکم ملازمون نے طبل جنگ بجایا صدائے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکاران فوج اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ فی الفور سرداران لشکر کو پہونچائی لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی صدائے نقارۂ جنگی تا فلک پہونچی ہرچند کہ جملہ اہل اسلام خستہ و شکستہ تھے لیکن توکل خدا پر کرکے تیاری جنگ مین مصروف ہوے تلوارون پر صیقل کرنے لگے علاوہ اسکے اور آلات حرب و ضرب کی درستی بخوبی کرنے لگے قصہ کوتاہ دونون لشکرون مین رات بھر تیاری لڑائی کی ہوئی ہنگام سحر فرامرز بن قارن مع سپاہ میدان جنگ مین آیا اور درستی صفوف لشکر مین مصروف ہوا ابھی صفین آراستہ نہ کر چکا تھا کہ آمد لشکر اسلام کے آثار ہویدا ہوے یعنی تتق گرد بلند ہوا جب ہوا سے وہ گرد برطرف ہوئی فرامرز بن قارن نے دیکھا کہ عجب انداز سے دلیرانہ لشکر اسلام آتا ہی بموجب اشعار

مثل نوشہ سجے ہوے وہ جوان | دل مین شوق عروس مرگ نہان
سبزہ آغاز جو بنوبہ شباب | سمن اندام عارض آتش ناب
زیب جسم اُنکے زیور آہن | زرہ و خود و بکتر و جوشن
پلٹنین وہ سجی سجائی ہوئین | سب دم جنگ آزمائی ہوئین
حسن و صورت مین یکایک مہوش | خانہ جنگون مین قہر کے سرکش
صفدر روزگار ضیغم وقت | رشک اسفندیار رستم وقت

فرامرز بن قارن آمد لشکر اہل اسلام دیکھکر حیران ہوا اور دلمین خیال کرنے لگا کہ یہ مسلمان نہایت دلیر ہین مرنے سے مطلق نہین ڈرتے ہین آج امین سے جو میرے مقابلے مین آئیگا ایک ہی ضرب تیغ سے ہلاک کرونگا ایسی دلاوری کردنگا کہ یہ سب بھی متحیر ہون فرامرز بن قارن یہ خیال کر ہی رہا تھا ناگاہ لشکر اسلام باشتیاق تمام میدان جنگ مین آیا بعد درستی صفوف لشکر جانبین نقیب اور کڑکیت دونون جانب سے نکلے اور باآواز بلند کہنے لگے اشعار

قبل اسکے جو تھے میان جہان | نام کو بھی نہین ہی انکا نشان
تمکو بھی ایک روز مرنا ہی | کوچ دار فنا سے کرنا ہی
دشمنون سے لڑو بہ تیغ و سنان | باقی رکھو نہ تم عدو کا نشان
یہ جہان اک سرائے فانی ہی | سب کو مرنا ہی جان جانی ہی
کیسے کیسے جری قوی بازو | مر گئے آہ ہوکے بے قابو
آج ہی کیون نہ لڑکے مرجاؤ | نام دار فنا مین کرجاؤ

جب کڑکیت و نقیب یہ کہکر ہٹ گئے جوانان لشکر نے بے ثباتی عالم پر نظر کرکے اور میدان جنگ مین مرنے کو حیات سے بہتر تصور کرکے خود سر سے اُتار زرہ جسم سے اُتاری ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا ارادہ کیا کہ لشکر حریف پر بغیر خود و زرہ و جوشن حملہ کیجیے اور ضرب تیغ آبدار سے اعدا کو قتل کیجیے رو برو ان سب دلاورون کے منھ پر تلوارین کھایئے خون مین نہا کر سرخرو ہوکر سوے جنان جایئے اس عالم بے ثبات کو چھوڑیے عمر دو روزہ سے مُنھ کو موڑیے ادھر تو اکثر اہل اسلام یہ ارادہ کر رہے تھے اور مستانہ وار جوش شجاعت سے جھوم رہے تھے اُدھر کافران نابکار بھی بصد شوق آمادۂ پیکار تھے باجے جنگی دونون لشکرون مین بج رہے تھے پھریرے علمون کے کھلے ہوے تھے ناگاہ فرامرز بن قارن نے صف لشکر سے اپنا رکب نکالا اور میدان مین دلیرانہ آکر پکارا کہ اے فرقۂ خدا پرستان تم مین سے جسکو تمنائے مرگ ہو میرے مقابلے کیواسطے آئے ورنہ لگانے جسکو شکست فرامرز بن قارن نے میدان مین آکر یہ نعرہ کیا ایک جوان قوی ہیکل سرداروں سے رخصت ہوکر برآمد مقابلہ نکلا بعد تکاورزنی کے فرامرز نے تیغ دگر اپنا خبردار خبردار کہکر فرق پر لگایا ہرچند جوان قوی ہیکل نے چاہا

کہ تیغے کو سپر پر روکون لیکن تیغہ گرانبار سپر پر نہ رُکا سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر مین در آیا جوان نے مرکب سے گر کر جان بحق تسلیم کی بعد قتل ہونے جوان مذکور کے پھر فرامرز نے نعرہ کیا کہ اب اور کوئی میرے مقابلے کے لیے آئے چنانچہ دو تین دلاور ایکے بعد دیگرے لشکر اسلام سے نکلے اور ہاتھ سے فرامرز کے قتل او زخمی ہوئے بعد اسکے پھر فرامرز بن قارن نے گھوڑے کو جولان کر کے آواز دی کہ ای گروہ خداپرستان آج تمھاری دلاوری کہان گئی اگر مرد ہو تو میدان مین آکر مجھسے ہم نبرد ہو یہ کلام ہنوز ناتمام تھا کہ بہرام اپنے خوش خرام کو چھیڑ کر میدان مین آیا بعد تگاورزنی کے بہرام نے کہا ای فرامرز کیا دیکھتا ہی وار کر فرامرز نے غضبناک ہو کر وہی تیغہ خون آلود سر پر لگایا بہرام نے تیغہ سپر پر روکا پھر بہرام نے بھی شمشیر آبدار سر فرامرز پر لگائی اُسنے بقوت بازو سپر پر روکی اسیطرح تادیر لڑائی ہوا کی انجام کار فرامرز نے ہوشیار باش اور خبردار باش کہکے بقوت تمام تیغہ گرانبار سر بہرام ذیوقار پر لگایا اسوقت اتفاقاً بہرام کے گھوڑے نے سکندری کھائی جب تک بہرام گھوڑے کو سنبھالے تیغ سر پر پڑ گیا بہرام نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن چادر خون کی اسطرح سر سے نکلی کہ بہرام لہو مین نہا گیا یہ احوال دیکھکے کرب نے صف سے گھوڑا نکالا اور میدان مصاف مین پہونچکر بہرام کو لشکر مین بھجوایا یہان تو بہرام کے زخم سر کا علاج ہونے لگا اُدھر کرب نے فرامرز سے مقابلہ کیا تادیر لڑائی ہوئی آخرالامر فرامرز نے غضبناک ہو کر وہی تیغہ خون چکان سر کرب پر مارا اتفاقاً اُسیوقت پاے سمند کرب موش خانے مین جاتا رہا ہرچند کرب نے سپر اُٹھائی اور گھوڑے کو سنبھالنا چاہا لیکن پاے اسپ موش خانے سے نہ نکلا اور تیغہ سپر پر نہ رُکا سر پر جو پڑا اتنا دوار و اُترآیا کرب نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا چادر خون زخم سر سے نمود ہوئی چونکہ اُسوقت آفتاب غروب ہوتا تھا فرامرز نے لڑنا مناسب نہ جانکر ہنگام شام طبل بازگشت بجوایا کرب غازی کو ملال ہوا اور دل مین خیال کیا کہ اس ناہنجار نے ابتو طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ اسی زخمداری مین اِسے قتل کرتا کرب غازی ابھی یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ فرامرز بن قارن مع اپنے لشکر کے جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا یہان اہل اسلام بیتابانہ دوڑ کر کرب غازی کو لشکر مین لاے بعد ازان بحکم بادشاہ لشکر اسلام یعنی خواجہ عبدالمطلب عالی مقام جانب قیامگاہ لشکر روانہ ہوے بعد پہونچنے کے بحکم خواجہ عبدالمطلب بادشاہ لشکر اسلام زخم سر کرب کا علاج ہونے لگا جراح نے زخم سر مین ٹانکے لگا کر بالاے زخم پھاہا مرہم کا رکھا پھر پٹی باندھی الغرض یہان تو کرب غازی کے زخم سر کا علاج ہو رہا ہی اور بہرام گرد وغیرہ کے بھی زخم سر کا بخوبی چارہ ہو رہا ہی مردان لشکر نے جنگگاہ سے آکر کمرین کھولی ہین آلات حرب وضرب جسم سے دور کیے ہین زرہ جسم سے اُتاری ہی اکثر ذکر جنگ کر رہے ہین بعضے بوجہ خستگی کے اپنے بستر پر بیٹھے ہین ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑیے اور اب حال فرامرز بن قارن کا سنیے جب فرامرز بن قارن فرودگاہ لشکر پر پہونچکر خدمت نوشیروان مین گیا لوازم پرستندگی اور شرائط عبودیت بجا لاکر دربار مین بیٹھا بختک نے دلیری فرامرز کی تعریف کی نوشیروان بھی بہرام و کرب وغیرہ کے زخمی ہونے سے فرامرز سے خوش ہوا پھر بحکم نوشیروان ہنگام برخاست دربار بنام فرامرز بن قارن طبل جنگی نقارچی نے بجایا صداے طبل بلند ہوئی جسوقت خبر نواخت طبل جنگی خواجہ عبدالمطلب نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگ بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم نقارہ زنی پر اہل اسلام نے چوب لگائی دلاوران لشکر صداے نقارۂ جنگی سنکے آگاہ ہوے کہ صبح پھر میدان مصاف ہی ہنگامۂ جدال و قتال برپا ہوگا بازار اجل گرم ہوگا ہرچند کہ سب اہل لشکر شکستہ خاطر تھے لیکن مدد و اعانت پروردگار پر نظر کر کے تیاری جنگ مین مصروف ہوے اکثر اپنی تیغ آبدار پر اس خیال سے صیقل کرنے لگے کہ تلوار ہماری اور تیز و آبدار ہو جائے

دشمن کے سر و تن مین ہنگام جنگ جلد تر جدائی کرے بعضے تیر انداز اپنے تیرون کو ترکش سے نکالکر درست کرنے لگے کمانین جو ناقص تھین انھین آگ پر سینک کر درست کرنے لگے اکثر اہل اسلام بحکم بادشاہ لشکر خواجہ عبد المطلب نامور طلایہ لشکر کیواسطے اٹھے اور گرد لشکر برائے حفاظت پھرنے لگے غرضکہ شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ اور حفاظت خوب ہوئی جب وہ ہنگام آیا کہ شاہ انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سنکے مع فوج انجم پنہان ہوا اور شاہ خاور مشرق سے نکل کر فروغ بخش جہان ہوا فرامرز بت فارن با جمعیت سپاہ اسیطرح نبردگاہ مین آیا اور صفوف لشکر آراستہ کرکے انتظار آمد لشکر اسلام کرنے لگا اسطرف اہل اسلام بھی نماز سحر اور تعقیبات سے فرصت و فراغت پاکر بحکم بادشاہ لشکر اسلام اسلحہ زیب تن کرکے گھوڑون پر سوار ہوے خواجہ عبد المطلب بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ مردان لشکر نے بصد ادب برائے تعظیم سر جھکاے بادشاہ لشکر اسلام یعنے خواجہ عبد المطلب نیلفام نے سب کا سلام لیکر فرمایا جلد جانب میدان نبرد روانہ ہو جب خواجہ عبد المطلب مرکب پر سوار ہو چکے بموجب حکم لشکر اسلام سمت عرصۂ مصاف روانہ ہوا جسوقت لشکر اسلام نبردگاہ مین پہونچا بیلدار لشکر سے نکلے جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک وغیرہ میدان نبرد سے دور کرکے پست و بلند زمین کو ہموار کیا جب درستی میدان رزم ہو چکی اور صف آرائی بھی ہو چکی نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون جانب سے نکل کر اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر اسطرح کہنے لگے نظم

جوانون یہ ہی عرصۂ دار و گیر	لڑو اپنے دشمن سے با تیغ و تیر	اگر آج میدان مین ایسی ستیز	بن آئے عدو کو نہ کچھ جز گریز

جب نقیب اور کڑکیت جوانون کا دل بڑھا چکے اور جنگ پر آمادہ کر چکے میدان مصاف سے ہٹ گئے دونون لشکرون مین جو بہادر تھے تقریر نقیبان خوش آواز اور کڑکیتون کی گفتگو سنکے نشۂ بادۂ شجاعت سے جھومنے لگے دمبدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے ارادہ کیا لشکر سے نکل کر حریفون کو قتل کیجیے نام و نشان دشمنون کا مٹا دیجیے ابھی دونون لشکرون سے کوئی بہادر نہ نکلا تھا کہ فرامرز بن قارن نے اپنا مرکب صف لشکر سے نکالا اور میدان مصاف مین آکر پکارا اے مسلمانو آج تم سب مین کون کون جانب ملک عدم جائیگا کون سر میدان میری تیغ کا پھل کھاکر خون مین نہائیگا کسکو تم سب مین تمناے عروس مرگ ہے کون شخص اپنی زندگی سے بیزار ہے کسکو سر اپنا اپنے دوش پر بار ہے آج مجھسے کون مقابلہ کریگا جسکو تمناے قضا ہو وہ اجل رسیدہ جلد آے اور مجھسے مقابلہ کرنے جوہر تیغ دکھاے زخم کھاے لہو مین نہاے کف افسوس ملکر دنیا سے جاے جسوقت یہ کلمات مہمل اور واہیات فرامرز نے اپنی زبان پر جاری کیے فی الفور ایک جوان خوبرو قوی بازو بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے اجازت لیکر بمقابلہ فرامرز آیا اور کہنے لگا او بیدین مین تجھسے مقابلہ کرونگا اگر چاہا خدا نے تو ایک ضرب تیغ سے تجکو دو نیم کرونگا سارا کبر و غرور تیرا خاک مین ملا دونگا فرامرز لعین یہ جوان کی سنکے غضبناک ہوا اور اسی حالت غیظ مین تیغہ گرانبار نیام سے کھینچکر پکارا کہ اے خداپرست ہوشیار ہو جا یہ کہکر تیغہ سر جوان پر بصد غضب لگایا ہر چند جوان نے چاہا کہ تیغے کو سپر پر روکون ضرب تیغہ گرانبار سے بچون لیکن بمقتضاے آیہ وافی اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ کسیطرح نہ بچ سکا تیغہ سر پر پڑ ہی گیا اور اس زور سے پڑا کہ کاسۂ سر کو کاٹتا ہوا صراحی گردن تک اُتر آیا جوان مذکور گھوڑے سے گر کر تھوڑی دیر مین تڑپکر راہی سوے جنان ہوا بعد قتل ہونے جوان خوبرو کے فرامرز نے پھر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان اب جلد اور کسی کو براے مقابلہ بھیجو اگر کوئی تم مین سے میرے مقابلے کو نہ آئیگا تو مین خود تم پر حملہ کرکے تہ تیغ کرونگا آج تم مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ہر چند کہ یہ گفتگو سے فرامرز جملہ اہل اسلام نے سنی لیکن کسی نے مقابلہ فرامرز سے نہ کیا کوئی لشکر اسلام سے بخوف قتل نہ نکلا باوجودیکہ خواجہ عبد المطلب نے

جانب راست وچپ دیکھا اور عمرو نے جوانان لشکر سے کہا کہ تم سب کلام فرامرز سنتے ہو اور مقابلہ کیواسطے تم مین سے کوئی نہین جاتا ہی لیکن کسی نے ارادہ مقابلہ نہ کیا واضح ہو کہ لشکر اسلام مین جتنے سرداران نامی اور قوی تھے وہ سب تو ایسے زخمی تھے کہ بستر سے اُٹھ نہ سکتے تھے بیہوش پڑے تھے مثل بہرام گرد اور کرب غازی وغیرہ کے کون فرامرز سے مقابلہ کرتا سواران لشکر مین اتنی قوت وجسارت نہ تھی کہ فرامرز سے فرداً فرداً مقابلہ کرین اسیوجہ سے لشکر اسلام سے کوئی دلیر بہر مقابلۂ فرامرز نہ نکلا ہان خواجہ عبد المطلب کو جو بالفعل بادشاہ لشکر اسلام ہوے تھے شجاعان عرب سے لشکر مین موجود تھے وہ بھی بروایتے زخمی نہایت تھے لائق مقابلہ دشمن نہ تھے غرضکہ جب کوئی برائے مقابلہ فرامرز لشکر سے نہ نکلا اُسوقت خواجہ عبد المطلب اور عمرو نے بیتاب وبیقرار ہو کے درگاہ خدا مین دعا کی فی الفور تیر دعاے خواجہ عبد المطلب ہدف مراد پر پہونچا یعنے دعا قبول ہوئی جانب صحرا غبار عظیم بلند ہوا مروہان مع خواجہ عبد المطلب وعمرو وفرامرز جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا عمرو نے دیکھا کہ آگے لشکر کے علم نہنگ پیکر دست علمدار مین ہی اور راست وچپ الیاس ہندی ودارا ہندی وغیرہ سرداران نامی ہین اور سات لاکھ ہندی جنکا شجاعت وجوانمردی مین مثل ونظیر نہین ہی ہمرکاب ہین چہرون سے اُنکے آثار بہادری آشکار ہین شیر کا زہرہ اُنکے سامنے آب ہوتا ہی شرتی کے انگرکھے زیب تن ہین ٹوپیان بانکی سرون پر ہین گھوڑون پر سوار ہین تلوارین باندھے ہین سپرین بالائے پشت ہین دلیرانہ سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہوے اسیطرف آتے ہین اگر کوئی درخت انھین راہ مین ایسا ملتا ہی کہ جسکی وجہ سے روانگی لشکر مین دیر ہوتی ہی اُسے تلوار کھینچکر ایک ضرب مین قلم کردیتے ہین ہر ایک جوان بیمثل ہی جرأت مین بے نظیر ہی بموجب

ابیات

زیب دست ایک اک کے وہ سنان
مئے جرات کے نشۂ مین یہ چور
بانکین کے بندھے ہوئے بانے
کٹ مرین جنگ گری مین وہ سور
چشم وابرو کا قہر تیکھا پن
برچھے ہاتھون مین سیفین ڈھالون مین
تیور آفت بلا کی وہ چتون
بدر رخ ماہ نور کالون مین

افسر اُنکے اُنسے زیادہ بہادر وجرار بار بار لشکر مین علمہاے لشکر ہوا سے جنبان ہوئے ہین پھر ہرے علمون کے کھلے ہوے ہین باجے لشکر مین بجتے ہین ہزارہا فیلان کوہ پیکر ہمراہ لشکر ہین فیل میمونہ پر تخت مرصع کسا ہوا ہی اُسی تخت پر لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان سات کنگرے کا تاج سر پر رکھے ہوے قبائے شاہی زیب تن کیے ہوے ملے موتی ومروارید کے گلے مین ڈالے ہوے گویا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے بیٹھا ہی علم نہنگ پیکر کا سر پر سایہ ہی سیر صحرا کرتا ہوا آتا ہی عمرو لندھور کو ایسے وقت مین آتے دیکھکر خوش ہوا اور کچھ سوارون کو ہمراہ اپنے لیکر بتعجیل تمام برائے استقبال بحکم عبد المطلب خوش خصال روانہ ہوا اثناے راہ مین ملاقات ہوئی لندھور نے احوال پوچھا خواجہ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا لندھور بن سعدان کل حقیقت جنگ سُنکے حیران ہوا اور خواجہ سے مستفسر ہوا کہ فرامرز کیا بہرام وکرب سے شجاع زیادہ ہی کہ انکو اُسنے ہنگام جنگ مجروح کیا ہی عمرو نے کہا میری فہم ناقص مین تو بہرام گرد اور کرب غازی اور دیگر سرداران سے فرامرز قوت وشجاعت مین کمتر ہی جو کچھ اقبال نوشیروان کا اوج پر ہی اور ستارہ اہل اسلام کا گردش مین ہی اسیوجہ سے حمزہ صاحبقران عقابین پر قفس آہنی مین مقید ہین نامی سرداران لشکر اپنے کم قوت وکم جرأت ہمسرون سے زخمی ہوے ہین بادشاہ لشکر اسلام قباد عالیمقام کو گلیم گوش نے باغواے ہیکلان قتل کرڈالا ہی بالفعل خواجہ عبد المطلب والد ماجد حمزہ صاحبقران کو بضرورت بادشاہ لشکر اسلام بنایا ہی غرضکہ اہل اسلام پر فی زمانہ ادبار ہی النسان مشیت الٰہی سے بیخبر ہی اور بلاے آسمانی سے مجبور وناچار ہی اس امر مین تحقیق حیرت بیکار ہی آجکل زن اہل اسلام کے ناقص ہین اور ستارہ

اہل اسلام کا بُرا ہی جو کچھ ہو تعجب ہی یہ کہکر خواجہ آبدیدہ ہوے لندھور بھی حال امیر اور سرداران لشکر کا سنکر
اشک آنکھون مین بھر لایا اور پوچھا ای خواجہ عقابین جسمین حمزہؑ صاحبقران قید مین کہان ہی عمرو نے کہا دیکھو وہ
عقابین ہی اور وہ قفس آہنی مین امیر باتوقیر ہین وہ سامنے گرد عقابین فوج نوشیروان براے حفاظت قید
امیر اُتری ہوئی ہی دیکھو وہ سامنے عقابین خندق گرد عمیق ہی اور وہ بارگاہ نوشیروان ہی افسوس ہزار افسوس ہم
سامنے امیر کو عقابین پر قید دیکھتے ہین اور وہان تک براے رہائی امیر باتوقیر کسیطرح پہونچ نہین سکتے علاوہ خندق
کے فرامرز بن قارن سدراہ ہی اکثر وہ براے مقابلہ فرقۂ خداپرستان میدان جنگ مین آتا ہی چنانچہ اسوقت بھی
میدان مین مبارز طلب کر رہا ہی اور کوئی اُسکے مقابلے کیواسطے لشکر اسلام سے نہین نکلتا ہی لندھور جانب عقابین
دیکھکر گریان ہوا بعد ازان خواجہ سے کہا مین نے گرفتاری امیر کی خبر سنی تھی اسیوجہ سے میرا یہان آنا ہوا اب مین آیا
ہون اگر خدا نے چاہا تو فرامرز وغیرہ کو تہ تیغ کر کے امیر کو چھڑا دونگا عمرو کو گفتگوے لندھور سے فی الجملہ تسکین ہوئی
الغرض خواجہ عمرو استقبال کر کے لندھور کو لشکر اسلام مین لائے لندھور نے لشکر مین داخل ہو کر اول سامنے
عقابین کے جا کر براے تسلیم روبروے امیر باتوقیر سر اپنا بصد ادب خاک پر جھکایا امیر نے قفس آہنی مین
سے لندھور کو دیکھا جب لندھور امیر کو تسلیم بصد تعظیم دور سے کر چکا پھر لشکر مین آکر خدمت بادشاہ
فوج اسلام یعنے خواجہ عبدالمطلب عالیمقام مین آیا اور شرائط ادب بجا لایا خواجہ عبدالمطلب
لندھور کے آنے سے خوش ہوے بعد قدمبوسی بادشاہ لشکر اسلام لندھور نے خواجہ عبدالمطلب سے
اجازت حرب لی اور ارادہ میدان مین جانیکا کیا بختک نابکار نے جو دیکھا کہ لندھور بن سعدان
آیا ہی اور اب براے مقابلہ فرامرز بن قارن میدان مین نکلا چاہتا ہی اپنے دلمین خیال کرنے لگا کہ لندھور
بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران از حد قوی وجری ہی فرامرز بن قارن ہنگام جنگ لندھور کے
ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا یہ خیال کر کے خدمت نوشیروان مین جا کر عرض کرنے لگا اسوقت لندھور بن سعدان
بجمعیت سپاہ کثیر آیا ہی اور براے مقابلہ فرامرز بن قارن میدان مین نکلا چاہتا ہی یقین ہی کہ وقت رزم
فرامرز قتل ہو جائیگا کیونکہ لندھور نہایت زبردست ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آپ طبل
بازگشت بجوادیجے ہنوز لندھور لشکر سے میدان مین نہ آیا تھا کہ نوشیروان نے بموجب راے بختک
کے طبل بازگشت بجوادیا فرامرز صداے طبل بازگشت سُنکے اپنے دلمین خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر لندھور
سے مقابلہ ہوتا تو مین ضرور ہلاک ہو جاتا لندھور کے ہاتھ سے کسیطرح جانبر نہ ہوتا یہ خیال کر کے اودھر فرامرز
مع فوج فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوا اودھر جملہ اہل اسلام ہمراہ خواجہ عبدالمطلب سمت لشکر گاہ روانہ
ہوئے لندھور بھی ہمراہ رکاب خواجہ عبدالمطلب جانب فرودگاہ لشکر یہ خیال کرتا ہوا چلا
کہ افسوس طبل بازگشت نوشیروان نے بجوادیا ورنہ فرامرز بن قارن اور دیگر سرداران لشکر
نوشیروان کو اپنے گرز گران سر اور تیغ گرانبار سے ہلاک کرتا آج ہی لڑتا ہوا عقابین تک جاتا امیر باتوقیر
کو عقابین سے اُتارتا ہنگام جنگ ہزارون سوارون کو پیوند خاک کر دیتا غرض یہ خیال کرتا ہوا فرودگاہ لشکر
تک پہونچا بارگاہ فلک اشتباہ استادہ کرا کے اُسی بارگاہ مین فروکش ہوا تمام مردمان لشکر اسلام
بھی گھوڑون سے اُتر اُتر کر سلاح جسم سے اُتار کر اپنے اپنے خیمون مین گئے اور فرش خواب پر راحت گزین ہوے

داستان مقابلہ کرنا فرامرز بن قارن کا لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان سے آخرکار اسیر ہو کر رہا ہونا اسکا مع حال [illegible]

دے مجھے ساقیا مئے گلرنگ
پھول سی گر شراب پاؤن مین
نشے مین ہووے تا اڑایکا ڈھنگ
گل مضمون یہان لٹاؤن مین
تاک انگور سے شراب کھینچے
خامہ افسون طراز میرا ہے
نشۂ جنگ بیحساب کھینچے
کار اعجاز صد مسیحا ہے

نامداران عرصۂ سخن اس داستان دلستان کہن کو اسطرح تازہ کرکے بیان کرتے ہین کہ جب نوشیروان نے بموجب کہنے بختک نابکار کے طبل بازگشت بجوا کر فرامرز بن قارن کو ہمراہ اس جنگ گاہ سے لیگیا اور داخل بارگاہ ہوا حکم کیا کہ ساقیان گلعذار بجلد حاضر ہوکر جام شراب گلگون پلائین بموجب حکم ساقیان سیمتن کشتیان شراب ناب کی لیکر دربار نوشیروان مین گئے پہلے ایک ساقی مہ رخ نے جام آفتاب بصد ادب نوشیروان کو دیا نوشیروان نے شراب پیکر ساقیان گل اندام کو حکم دیا کہ ہمارے دربار مین اسوقت جسقدر سرداران لشکر بیٹھے ہین سب کو شراب پلاؤ خصوصا فرامرز بن قارن کو متواتر ساغر دو ساقیون نے بموجب حکم ہر ایک سردار کو جام شراب سے مملو کرکے دیا از انجملہ فرامرز بن قارن کو بھی کئی جام دیے جب دماغ فرامرز کا مئے ناب سے گرم ہوا اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ جبتک جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرکے انھین قتل نہ کرونگا اور فوج امیر با توقیر کو تباہ و برباد نہ کرونگا ممالک نوشیروان کے قبضے مین نہ آئینگے اور نوشیروان اپنی دختر ملکہ گہر تاجدار سے میری شادی نہ کریگا مدعاے دل تیرا بر نہ آئیگا لندھور سے عبث تو خائف ہے طبل جنگ بجوا کر اس سے مقابلہ کر یہ خیال کرکے فرامرز نے نوشیروان سے سر دربار عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ نے بے محل طبل بازگشت کیون بجوادیا نوشیروان نے جوابدیا ای فرامرز بختک نے نابدولت سے کہا کہ لندھور میدان جنگ مین آیا چاہتا ہے اور وہ نہایت قوی ہے ہنگام مقابلہ فرامرز اسکے ہاتھ سے ہلاک ہوجائیگا پس مناسب ہے کہ طبل بازگشت بجوادیجیے چونکہ مجھکو تمھارا ہلاک ہونا منظور نہ تھا راے بختک کی مین نے پسند کرکے طبل بازگشت بجوادیا فرامرز بن قارن نے عرض کیا ای شہنشاہ فلک جاہ مین لندھور سے کسیطرح قوت و زور مین کمتر نہین ہون آپ بخوف و خطر آج میرے نام طبل جنگ بجوایئے کل ہنگام سحر مین لندھور سے مقابلہ کرونگا اور باقبال حضور اسکو قتل کرونگا نوشیروان نے خوش ہوکر بنام فرامرز بن قارن طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے طبل جنگ سنکے فی الفور خدمت بادشاہ اسلام یعنے خواجہ عبد المطلب عالیمقام مین جاکر اسطرح جو عادت ہے شاہی بجالاکر عرض کرنے لگے نظم تا خامۂ خیال کہ نقاش معنویست ؛ مدح تو بر صحیفۂ ہستی کند رقم ؛ خصمت کہ ہست صورت عصیان ہمیشہ باد ؛ گریان و بیقرار و نگونسار چون قلم ؛ ای ظل اللہ دین پناہ اسوقت نوشیروان بیدین نے بنام فرامرز بن قارن طبل جنگی بجوایا ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ فردا ہنگام سحر میدان رزم مین آکر فتنہ و فساد برپا کرے باقی خیریت ہے جسوقت خواجہ عبد المطلب نے زبانی ہرکارون کے خبر نواخت طبل جنگ سنی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد ایزدی و بتائید ربانی نقارۂ جنگی بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم خواجہ عبد المطلب نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی آواز نقارۂ حربی بلند ہوئی زمین صداے نقارہ سے تھرانے لگی اہل اسلام صداے نقارۂ جنگی سنکے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے جب وہ دن گذر کے شام ہوئی اور شب بسر ہوکے وہ وقت آیا کہ وردی سحر کی بجی اور ماہ و کواکب پنہان ہوے سفینۂ سحر فلک پر عیان ہوا مرغان سحر نغمہ سرائی حمد الٰہی اپنی زبان مین کرنے لگے ہواے سرد سحری چلنے لگی مؤذن نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا مردان لشکر اسلام براے عبادت خالق خاص و عام اپنے اپنے بستر سے اٹھے اور وضو کرکے جانمازون پر فریضہ سحری بصد خضوع و خشوع ادا کرنے لگے خصوصا بادشاہ لشکر اسلام خواجہ عبد المطلب نیکنام و لندھور بن سعدان و خواجہ عمرو نماز سحر برجوع قلب پڑھنے لگے جب نماز اور تعقیبات سے فرصت حاصل ہوئی خواجہ عبد المطلب نے دعاے فتح و ظفر خالق بحر و بر سے مانگی بعد دعا کرنیکے حکم دیا مردان لشکر مسلح ہون بموجب حکم ہر ایک سردار و افسر اور سوار و پیدل علاوہ زخمیون کے مسلح

ہوئے جب خواجہ عبد المطلب جانماز سے اُٹھکر سوار ہوئے پھر تو جملہ سرداران لشکر دمعین ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار ہوئے نقارے پر چوب لگائی گئی باجے جنگی بجے علم لشکر ظفر اثر آگے بڑھا لشکر اسلام مانند دریاے زخار روان ہوا اسطرف سے اہل اسلام اودھر سے نوشیروان مع فوج پر انجام میدان مصاف مین پہونچکر قیام پذیر ہوئے اُسوقت دونون لشکرون سے چند در چند بیلدار پھاوڑے ہاتھون مین لیکر نکلے زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جھاڑی جھنڈی کو میدان نبرد سے دور کرنے لگے جب میدان رزم مانند آئینہ صاف و ہموار ہوگیا اُسوقت سقے مشکین دوش پر لیکر لشکرون سے نکلے پانی چھڑکنے لگے جو گرد و غبار اُٹھا تھا اُسے برطرف کردیا بعد درستی میدان جنگ کے نقیبان خوش گلو دونون جانب سے نکلے اور باواز بلند اہل عساکر سے مخاطب ہوکر یون کہنے لگے نظم

لڑو دشمنون سے بشمشیر و تیر
نہ منھ موڑنا تم دم دار و گیر
دلیرو یہ ہی عرصۂ گیر و دار
کرو اپنی جرأت کو تم آشکار

جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکر کو آمادۂ حرب دیکھا کر کے میدان سے علیحدہ ہوئے فرامرز بن قارن نوشیروان سے رخصت حرب لیکر صف لشکر سے نکل کر میدان مصاف مین آیا اور پکارا ای فرقۂ خدا پرستان آج جسکو تم مین سے تمناے مرگ ہو بے تامل مجھسے مقابلہ کرنے کو آوے یہ کلام فرامرز بن قارن کا سنکے سردار لشکر لندھور سے ایک سردار تہور شعار نے ارادہ میدان مین نکلنے کا کیا لندھور نے اُس سردار کو روک کر خود اجازت جناب خواجہ عبد المطلب سے چاہی خواجہ عبد المطلب نے اجازت حرب دیکر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا ای لندھور آگاہ ہو کہ اسی نابکار نے میرے فرزند دلبند کو عقابین پر کھینچا ہی میرے دلکو اسی نے دکھایا ہی بسم اللہ جاؤ اس نابکار کو ہلاک کردو یا اسیر کر کے میرے سامنے لاؤ لندھور نے گذارش کیا بہت خوب جسطرح آپنے ارشاد فرمایا ہی انشاء اللہ اسیطرح عمل مین لاؤنگا یہ کہکر لندھور فیل میمونہ پر سوار ہوا اور اشارہ فیلبان سے ہاتھی بڑھانے کیواسطے کہا فیلبان نے کج بانک مستک پر فیل کے لگائی فیل میمونہ نے آگے قدم بڑھایا جسوقت لندھور براے مقابلہ فرامرز بن قارن لشکر سے نکلنے لگا علمہاے لشکر جلوہ گری پر ہوئے باجے جنگی بجے غرض جب لندھور بمقابلہ فرامرز پہونچا فرامرز نے لندھور کو ہاتھی پر سوار دیکھکر کہا ای لندھور یہ تو فن سپہ گری کے خلاف ہی کہ تم ہاتھی پر سوار ہوکے مجھسے مقابلہ کرو اگر مرد میدان نبرد ہو تو ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوکر مجھسے لڑو فنون سپہ گری دکھاؤ اور میری شمشیر بے نظیر کا پھل کھاؤ لندھور کلمات فرامرز سنکے ہاتھی سے کود پڑا فی الفور سرداران لشکر لندھور ایک مرکب پری پیکر باساز عراقی لشکر سے لیکر آئے اس گھوڑے کے اوصاف مین یہ اشعار لکھنا لازم ہی نظم

اور یہ کب کسی کے وصف مین ہی
شعر اُستاد اُسکے وصف مین ہی
اشقر دیوزاد کا ہمسر
وہ چہ مرکب چو برق یا باد ے
بلکہ خوبی مین اس سے بھی بہتر
طرفہ دیوانہ و پریزاد ے

جب لندھور بن سعدان مرکب مذکور پر سوار ہوا اور سرداران لشکر لندھور میدان سے لشکر مین چلے گئے فرامرز بن قارن نے اپنے گھوڑے کو کاوے پر ڈالکر نیزہ سینۂ لندھور پر مارا لندھور نے اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزۂ سنان پر بہ فن سپہ گری روکا اسیطرح فرامرز نے بھی نیزۂ لندھور کو روکا بعد چالیس طعن ہاے نیزہ کے لندھور نے خبردار و ہوشیار کر کے ایک بند نادر ایسا باندھا کہ نیزہ دست فرامرز بن قارن سے نکل گیا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا فرامرز اور نوشیروان اور بختک کو صدمۂ عظیم ہوا اُسوقت بختک نے آگے بڑھکے کہا ای فرامرز نیزہ ہاتھ سے اگر نکل گیا تو کچھ غم نہ کھا تلوار کھینچکر کام حریف کا تمام کر فرامرز نے بموجب کہنے بختک کے تیغہ گرانبار میان سے کھینچا اور غضبناک ہوکر خبردار خبردار کہکر تیغہ بسر لندھور پر مارا لندھور نے تیغے کو سپر فراخ دامن پر روکا پھر لندھور نے شمشیر انداز کھینچکر فرامرز کے سر پر لگائی فرامرز نے چاہا ضرب شمشیر سے بچون یہ تصور کرکے سر جھکایا تلوار سر پر تو نہ پڑی لیکن مرکب پر جو پڑی گھوڑے کو کاٹ کر زمین میں در آئی یہ حال دیکھکر فرامرز زمین پر آیا گھوڑا دو ٹکڑے ہوکر فرش خاک پر گرا فرامرز گھوڑے کے ہلاک ہونے سے پیادہ

غضبناک ہوا اور اُسی حالت مین چاہا کہ تیغہ آبدار سے سمند لندھور کو پا کرون ہنوز تیغہ مرکب پر لگانے نہ پایا تھا کہ لندھور
دامن گردان سے کود ا اور تیغہ دست فرامرز سے بقوت بازو چھین لیا فرامرز نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالدیا مائل کُشتی ہوا لندھور نے
بھی اُسکی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈالا لیکن اُسکا اُٹھانا چاہا تھوڑی دیر مین اکھاڑے کی درستی ہوگئی پھر دونون باہم اکھاڑے مین
زور کرنے لگے اور پیچ باندھنے لگے کشتی بڑے زور و شور سے ہونے لگی اسطرف جماو اہل اسلام اور تمامی مردان
لشکر نوشیروان تماشاے کشتی دیکھنے لگے جب لندھور فرامرز کو نیچے لاکر ارادہ چت کرنے کا کرتا تھا نوشیروان بیقرار
ہوجاتا تھا اور جب فرامرز کوئی بند لندھور پر باندھتا تھا یعنے پیچ کرتا تھا نوشیروان اور بختک خوش ہوتا تھا اہل اسلام
خلائق خاص و عام سے براے نصرت لندھور بار بار دعا کرتے تھے راوی کہتا ہے کہ فرامرز لندھور سے چار پہر تک بخوبی
کشتی لڑا آخرکار تھک گیا اُسوقت لندھور نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کہکے زمین سے اُٹھا لیا اور سر سے
بلند کرکے زمین پر پٹک دیا فرامرز بن قارن کی پشت زمین سے آشنا ہوئی فوراً لندھور سینۂ فرامرز پر بیٹھا لشکر اسلام
مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا اُسوقت خواجہ عمرو اور نعمان ہزارہ عیار لندھور دو نون زنجیر و طوق وغیرہ لیکر سے
اور فرامرز کو اسیر کرکے میدان نبرد سے لشکر اسلام مین لے آئے لندھور بھی شادان و فرحان میدان سے چلا تھا کہ
سرداران نامی حکم بادشاہ لشکر اسلام سے گئے اور زر و جواہر لندھور پر نثار کرتے ہوئے لشکر مین لے آے باجے فتح و ظفر کے
لشکر مین بجنے لگے اہل اسلام نہایت شادمان ہوے اور نوشیروان وغیرہ کو سخت ملال ہوا اُسی حالت ملال مین نوشیروان
نے چاہا کہ جنگ مغلوبہ کرکے فرامرز کو رہا کرلون لیکن بوجہ ہوجانے شام کے اس ارادے سے باز رہا آخر نالان و بیقرار
جانب فرودگاہ لشکر مع سپاہ چلا گیا ادھر خواجہ عبد المطلب بھی بخوشی و خرمی سر لندھور پر زر نثار کرتے ہوے
اپنی قیامگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے جب قیامگاہ لشکر پر پہونچے حکم دیا کہ فرامرز کو قید کرو بموجب حکم خواجہ عبد المطلب
ایک خیمے مین فرامرز کو اور زیادہ سلاسل مین گرفتار کرکے قید کیا نعمان ہزارہ اور خواجہ عمرو وغیرہ عیاران لشکر اسلام
براے حفاظت قید فرامرز مقرر کیے گئے اہل اسلام تو بوجہ گرفتار ہونے فرامرز کے خوش و خرم ہین لیکن اب حال نوشیروان
کا لکھا جاتا ہے کہ جب اپنے فرودگاہ لشکر پر پہونچا بارگاہ مین داخل ہوا بختک اور دیگر سرداران لشکر دربار مین گئے جب دربار
آراستہ ہوا تو نوشیروان نے ایک آہ سرد کرکے تاج اپنا فرش پر سر سے اُتار کر ڈالدیا اور غم گرفتاری فرامرز مین اشک آنکھون
مین بھر لایا بختک نابکار نے یہ حال دیکھکر عرض کیا حضور مطلق رنج و غم نکرین مین فرامرز کو ایک تدبیر سے لشکر اسلام
سے بلوا لونگا نوشیروان نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہے بختک نے عرض کیا خداوند نعمت وہ تدبیر یہ ہے کہ حضور ایک نامہ اس
مضمون کا خواجہ عبد المطلب کو تحریر فرمائین کہ اگر آپ ہمراہ دو سوارون کے فرامرز بن قارن کو اپنی طرف سے
روانہ کیجیے تو ہم بھی اس جانب سے آپکے فرزند حمزۂ صاحبقران کو عقابین سے اُتار کر اور گلگون پر سوار کرکے ہمراہ دو سوارون
کے ہنگام سحر آپکے پاس بھیجدین نوشیروان نے جواب دیا حمزہ کا رہا کرنا مجھے منظور نہین بختک نے عرض کیا جو کچھ مین نے
عرض کیا ہے حضور میرے کہنے پر عمل تو کرین آپ ملاحظہ فرمائین کہ حمزۂ صاحبقران پھر آپکے قبضے مین رہینگے اور فرامرز بھی قید سے رہا
ہوکر آپکے پاس چلا آئیگا یہ کہکر کچھ آہستہ گوش نوشیروان مین کہا نوشیروان نے خوش ہوکر منشی کو بلوا کر اُسی مضمون کا نامہ لکھوایا
جو بختک نے مضمون بتایا تھا جب نامہ تیار ہوچکا ایک عیار کو بلاکر وہ نامہ دیا اور نوشیروان نے کہا جلد یہ نامہ خواجہ عبد المطلب
کے پاس لیجا اور جواب اسکا لا عیار نامہ لیکر روانہ ہوا جب قریب لشکرگاہ پہونچا چونکہ بعض سرداران لشکر طلایہ دے رہے تھے انھون
نے شخص غیر کو آتے ہوے دیکھکر روکا عیار نے کہا مین نامۂ نوشیروان لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ خدمت خواجہ عبد المطلب
مین جاکر یہ نامہ دون انھین دو سرداران مذکور عیار کو اپنے ہمراہ لیکر پاس بارگاہ فلک فرساے بادشاہ لشکر اسلام یعنے

خواجہ عبدالمطلب عالی مقام کے پہونچے اور عرض بیگی کو بلا کر اُس سے کہا کہ جلد جا کر عرض کر کہ اسوقت ایک عیار نامہ نوشیروان
کا لیکر آیا ہی امیدوار حضوری ہی عرض بیگی نے بموجب کہنے سرداران مسطور کے بارگاہ مین جا کر مجراگاہ پر کھڑے ہوکر بعد دعا و ثناے
شاہی کے جو کچھ سرداروں نے کہا تھا عرض کیا اُسوقت بارگاہ خواجہ عبدالمطلب مین لندھور بن سعدان و دیگر سرداران
لشکر اسلام اپنے اپنے دنگل پر موافق مرتبے کے بیٹھے تھے اور خواجہ عمرو بھی حاضر دربار تھے غرض خواجہ عبدالمطلب نے
عرض عرض بیگی کی سنکے حکم دیا نامہ دار کو ہمارے سامنے لے آؤ بموجب حکم نامہ دار کو عرض بیگی ہمراہ اپنے لیگیا نامہ دار نے بارگاہ مین داخل ہوکر
بعد شرائط آداب شاہانہ نامہ نوشیروان پیشکش کیا بادشاہ لشکر اسلام نے وہ نامہ منشی کو بلوا کر باآواز بلند پڑھوایا خواجہ عبدالمطلب
مضمون نامہ سے آگاہ ہوے لندھور وغیرہ سے باہم مشورہ کرکے چاہا تھا کہ موافق تحریر نوشیروان ہنگام سحر فرامرز کو قید سے
رہا کرکے نوشیروان کے پاس بھیجدین لیکن خواجہ عمرو نے اس تجویز کو ناپسند کرکے عرض کیا کہ خبردار آپ ہرگز فرامرز کو رہا
نہ کیجیے گا نوشیروان کبھی حمزہ صاحبقران کو آپکے پاس نہ بھیجیگا مجکو معلوم ہوتا ہی کہ بختک نابکار کوئی مکر و فریب کریگا
فرامرز کو قید سے رہا کرائیگا اور حمزہ صاحبقران یہان نہ بھیجیگا جب عمرو نے یہ تقریر کی خواجہ عبدالمطلب نے اُس
نامہ دار سے فرمایا کہ تم جا کر میری طرف سے نوشیروان سے کہدینا کہ فرامرز کا رہا کرکے آپکے پاس بھیجنا ہمین منظور نہین ہی
نامہ دار گفتگوے خواجہ عمرو و ارشاد خواجہ عبدالمطلب سنکے بارگاہ سے نکل کر جانب نوشیروان روانہ ہوا جب دربار
نوشیروان مین پہونچا جو کچھ سنا تھا مو بمو عرض کیا نوشیروان نے بختک سے کہا تیری تدبیر تو کچھ بکار آمد نہ ہوئی
بختک نے عرض کیا ابھی حضور نے عیار سے سنا کہ خواجہ عبدالمطلب تو راضی ہو چکے تھے لیکن ہمارے پیر و مرشد خواجہ عمرو
وہان موجود تھے انھون نے تمام تدبیر میری خاک مین ملادی اور جو کچھ کہ میرے دل مین تھا وہ سمجھ گئے اگر وہ نہ ہوتے تو تدبیر میری ضرور
نتیجہ نیک پیدا کرتی خیر اب بھی ایک تدبیر کرونگا مگر وہ تدبیر صبح کو کرونگا یہ کہکر بختک خاموش ہوا جب دربار کے برخاست ہونیکا وقت
آیا بختک اور جملہ سرداران لشکر بارگاہ نوشیروان سے نکل کر اپنے اپنے خیام مین گئے نوشیروان بھی فرش خواب پر لیٹا مگر صدمہ
فرامرز مین نیند نہ آئی تمام شب صدمہ گرفتاری فرامرز مین بیدار رہا آخر وہ وقت آیا کہ مرغان سحر کے نغمون کی آواز آنے لگی صبح کی
وردی بجی نوشیروان فرش خواب سے اُٹھا بعد تھوڑی دیر کے سرداران لشکر دربارگاہ پر آئے اور اجازت حاصل کرکے بارگاہ
مین بیٹھے بختک نابکار بھی دربار مین آیا نوشیروان تو دربار مین بیٹھا ہی گرد سرداران لشکر دنگلون پر متمکن ہین بختک بعہدۂ وزارت حاضر دربار
ہی لیکن اب حال لشکر اسلام کا مندرج کیا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی اور بارگاہ خواجہ عبدالمطلب مین لندھور وغیرہ سرداران نامی
آ آکر بیٹھے خواجہ عبدالمطلب نے خواجہ عمرو کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ فرامرز بن قارن کو ابھی ہمارے روبرو لاؤ خواجہ عمرو فرامرز کو اُسی طرح
طوق و زنجیر مین گرفتار کیے ہوے روبروے خواجہ عبدالمطلب لیگئے خواجہ عبدالمطلب نے فرامرز کو ہدایت کی اور مسلمان ہوجانیکو کہا
فرامرز نے جواب دیا مین ہرگز مسلمان نہ ہونگا مین ہزار جان سے فداے خداوندان لات و منات ہون علاوہ اسکے سخنان ناشائستہ
نسبت اہل اسلام زبان پر جاری کیے اُسوقت لندھور کو غصہ آیا خواجہ عبدالمطلب بھی برہم ہوے خواجہ عمرو بنفس نفیس ہوے
بحکم بادشاہ اسلام خواجہ عمرو اور لندھور نے چہل چوب ہاے سخت سے اسقدر فرامرز کو مارا کہ تمام جسم اُسکا گویا ایک آبلہ ہوگیا
جا بجا پوست جسم سے اُتر گیا خون جاری ہوا آخر تاب اذیت نہ لاکر زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا لندھور نے فرامرز کو قفس آہنی مین بند کرکے
ایک بلند لٹھے پر وہ قفس لٹکا دیا جب یہ خبر نوشیروان کو پہونچی اور زیادہ بیتاب و بیقرار ہوا اور بختک سے مخاطب ہوکر کہنے لگا
تو نے شب کو کہا تھا کہ صبح کو رہائی فرامرز کی تدبیر کرونگا اسوقت تک تو نے کوئی تدبیر نہین کی اہل اسلام نے اُسے زد و کوب کرکے
قفس مین لٹکا دیا ہی مجکو یقین ہی کہ اہل اسلام اُسکو دو چار روز مین ایسی ہی اذیتین کرکے ہلاک کرڈالینگے اور تو کوئی تدبیر رہائی نہ کریگا
بختک نے عرض کیا حضور مع سپاہ میدان مصاف مین تشریف لیچلین پھر کوئی تدبیر معقول کیجائیگی نوشیروان بموجب

کہنے بختک کے تخت پر سوار ہوا اور جملہ فوج کو ہمراہ لیکر حسب دستور میدان مین پہونچا یہ خبر خواجہ عبد المطلب کو ہوئی
کہ نوشیروان بغیر طبل جنگ بجوانیکے میدان مصاف مین آیا ہی نہین معلوم اسکا کیا مدعا ہی غرض یہ حال سنکے خواجہ عبد المطلب
بھی موافق دستور بجمعیت سپاہ کثیر بصد شان و شوکت میدان نبرد مین پہونچے اور صف آرائی کرکے بمقابلہ نوشیروان
قیام پذیر رہی جب لشکر اسلام عرصۂ رزم مین آچکا نوشیروان نے بختک سے کہا وہ تدبیر رہائی فرامرز کیا ہی جلد بیان کر
بختک نے گوش نوشیروان مین کچھ کہا نوشیروان نے فوراً ایک نامہ میر منشی سے لکھوایا اور اپنی مہر اس نامے پر کرکے
ایک قاصد کو دیا کہ یہ نامہ خواجہ عبد المطلب کو جاکر دیدے قاصد نامہ لیکر پگڑی مین رکھا اور شتر پر سوار ہو کر جانب لشکر
اسلام چلا اور عنقریب لشکر اسلام ہو نچکر کہنے لگا کہ ای فرقۂ خدا پرستان مین نامۂ نوشیروان لیکر آیا ہون چاہتا ہون
کہ تمہارے بادشاہ لشکر کی خدمت مین جاؤن جب خواجہ عبد المطلب کو معلوم ہوا کہ قاصد نامۂ نوشیروان
لیکر آیا ہے فوراً قاصد کو اپنے پاس بلایا اور نامہ اس سے لیکر میر منشی سے پڑھوایا مضمون اس نامۂ نوشیروان کا یہ
تھا کہ ای خواجہ عبد المطلب بہتر اور مناسب یہی ہی کہ فرامرز کو گھوڑے پر سوار کرکے ہمراہ دو سوارون کے ہمارے پاس
بھیجدو اور ہم بھی ادھر سے حمزۂ صاحبقران کو کرگدن پر سوار کرکے تمہارے پاس روانہ کردین اسی مضمون کا ایک نامہ
شب گذشتہ بھی تمھین لکھا تھا اور اب بھی لکھا ہی تمھین لازم ہے کہ عمرو کے کہنے پر عمل نکرو اور ہماری جانب سے اس سے کہو
کہ اگر فرامرز کو ہمارے پاس روانہ کرنے مین خلل انداز نہوگا تو ہم ہزار تمن زر تجکو دینگے خواجہ عبد المطلب نے
مضمون نامے سے آگاہ ہو کر بلند آواز سے پوچھا خواجہ عمرو کہان ہے عمرو نے پس پشت خواجہ عبد المطلب
آواز دی غلام حاضر ہی عبد المطلب نے ارشاد فرمایا ای خواجہ عمرو ہزار تومان نوشیروان دیتا ہی اور حمزۂ صاحبقران
کو بھی ہمارے پاس روانہ کرتا ہی تم فرامرز کو کیون نہین رہا کرکے اُسکے پاس بھیجدیتے خواجہ عمرو نے عرض کیا
ہزار تومان میرے سامنے آئین اسوقت جو میری راے ہوگی گذارش کرونگا خواجہ عبد المطلب نے نامہ دار سے
یہی کہدیا نامہ دار رخصت ہو کر پاس نوشیروان کے گیا اور تمام حال جو گذرا تھا عرض کیا نوشیروان نے فوراً
ہزار تومان اسی نامہ دار کے ہمراہ کرکے پھر اسے روانہ کیا جب وہ نامہ دار لشکر اسلام مین پہونچا اور تومان پیش خواجہ عمرو
رکھے گئے خواجہ عمرو کو لالچ آیا اور حرص دامنگیر ہوئی اسوقت عمرو نے خواجہ عبد المطلب سے
عرض کیا کہ اگر آپکے نزدیک مناسب ہو تو موافق اقرار نوشیروان عمل کیجیے اور اب مین بھی راضی ہون
خواجہ عبد المطلب نے فرمایا یہی مجھے بھی منظور ہی غرضکہ اسیوقت خواجہ عمرو بحکم خواجہ عبد المطلب
فرودگاہ لشکر پر گئے اور فرامرز کو جس خیمے مین قید کیا تھا اس خیمہ سے نکالکر اور ایک مرکب پر بدشواری
بٹھا کر لشکر مین لیکر آئے اور نامہ دار سے کہا جاکر نوشیروان سے کہدو کہ آپ اسطرف سے حمزۂ صاحبقران
کو ادھر بھیجیے اسطرف سے ہم فرامرز کو روانہ کرتے ہین نامہ دار نے نوشیروان سے جاکر تقریر خواجہ عمرو
بیان کی نوشیروان نے بختک کیطرف دیکھا بختک نے عرض کیا خداوند نعمت حمزۂ صاحبقران کو
عقابین سے اتروا کر اُنکے والد کے پاس بموجب اقرار بھیجدیجیے اگر حکم فرمائیے تو یہ جان نثار ہی اسکا انصرام کرے
نوشیروان نے کہا جاتو ہی حمزہ کو عقابین سے اتروا کر ہمارے پاس لے آ بختک گیا اور عقابین سے امیر با توقیر کو
اتروا کر قفس آہنی سے نکالا اور ایک مادہ کرگدن کی پشت پر حمزۂ صاحبقران کو مانند مردہ کے ڈالکر رسن سے
خوب شکم و پشت مادہ کرگدن مین دست و پاے امیر باندھ دیے کیونکہ فرامرز اور نوشیروان نے ایسی
اذیت جسم نازک امیر کو دی تھی کہ دست و پاے امیر با توقیر قابو مین نہ تھے اور یہ بھی صاحب دفتر نے لکھا ہی کہ البتہ

و پہنے تن نازک امیر پر پوست گاؤ سراپاے امیر پر چڑھوا دیا تھا وہ کھال گائے کی بالکل گوشت اور اعضاے امیر سے
لپٹ گئی تھی کسیطرح تن حمزہ صاحبقران سے جدا نہوتی تھی صرف دو آنکھین امیر کی پوست گاؤ سے
محفوظ تھین الغرض بختک نابکار مادہ گرگدن کی پشت پر حمزہ صاحبقران کو ڈالکر لشکر مین لیکر آیا جس مادہ گرگدن
کی پشت پر امیر کو بختک نے سوار کیا تھا اُسکا ایک بچہ بھی لشکر نوشیروان مین تھا بختک اُس بچے کو بھی ہمراہ لایا
جب نوشیروان نے ہمراہ دو سوارون کے حمزہ صاحبقران کو مادہ گرگدن پر ڈالکر اپنے لشکر سے جانب لشکر اسلام
روانہ کیا اُدھر سے عمرو نے بھی تومان مذکور نذر زنبیل کرکے ہمراہ دو سوارون کے فرامرز بن قارن کو
پشت مرکب پر سوار کرکے بحکم خواجہ عبد المطلب اور بمشورۂ لندھور بن سعدان روانہ کیا جسوقت فرامرز
بن قارن کو سواران لشکر اسلام قریب تر لاے اور مادہ گرگدن مذکور نصف میدان طے کرکے قریب لشکر اسلام
پہونچی سرداران لشکر اسلام نے بکثرت اشتیاق قدمبوسی امیر با توقیر سے ارادۂ استقبال امیر کا کیا تھا لشکر سے نکلا ہی
چاہتے تھے ناگاہ بختک نابکار نے بچۂ مادہ گرگدن کو صف اول لشکر مین لاکر اسطرح کان کو اُسکے اذیت دی کہ وہ بچہ
چلانے لگا مادہ گرگدن نے جو اپنے بچے کی آواز سُنی فی الفور بجوش الفت سے لشکر اسلام کیجانب سے منہ موڑکر فوج
نوشیروان مین بصد عجلت چلی آئی کسیطرح سوارون کے روکے سے نہ رُکی اور اپنے بچے کے قریب آکر کھڑی ہوگئی
نوشیروان نے کچھ سواران لشکر کو اُسوقت حکم دیا کہ جلد تر آگے بڑھکر مرکب سے فرامرز بن قارن کو اُتار کر
فرودگاہ لشکر پر لیجاؤ سوارون نے ایسا ہی کیا پھر نوشیروان نے بختک سے کہا جلد تر پشت مادہ گرگدن سے
حمزہ صاحبقران کو جُدا کرکے قفس آہنی مین بند کرکے عقابین پر لٹکا دو بختک نابکار نے بھی بموجب حکم نوشیروان
ایسا ہی کیا جسوقت یہ واقعہ لندھور بن سعدان نے دیکھا نہایت غضبناک ہوا فوراً فیلبان سے کہا ہاتھی بڑھا
اُسنے ہاتھی بڑھایا لندھور نے گرز گران سر ہاتھ مین لیکر ارادہ کیا کہ یا تو امیر با توقیر کو عقابین پر سے کفار کو قتل کرکے
لے آؤن یا فرامرز بن قارن کو پھر گرفتار کرون ہنوز لندھور عنقریب صف اول لشکر نوشیروان پہونچا تھا
کہ نوشیروان نے جملہ فوج سے کہا کہ لندھور کو روکو آگے نہ بڑھنے دو اور جہان تک ممکن ہو اسے قتل کرو مردمان
فوج حکم پاکر آگے بڑھے لندھور نے بھی قصد آگے بڑھنے کا کیا اُسوقت جملہ مردمان لشکر نوشیروان نے لندھور کو
چہار جانب سے گھیر لیا اور نیزہ و تیر و شمشیر لگانے لگے لندھور بھی عالم قہر و غضب مین لڑنے لگا جب بادشاہ لشکر
اہل اسلام نے دیکھا کہ لندھور نرغۂ اعدا مین گھر گیا ہے تلوار چل رہی ہے اُسوقت بادشاہ لشکر اسلام یعنی خواجہ عبد المطلب
عالی مقام نے تمام فوج کو حکم دیا کہ براے مدد لندھور جلد تر جاے چنانچہ بمجرد حکم اسطرف سے بھی لشکر ظفر اثر
بڑھا جسوقت دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار بڑے زور و شور سے چلنے لگی لشکری جانبین کے
قتل ہونے لگے جوانمرد نعرۂ شیرانہ کرکے اپنے اپنے حریف پر حملہ کرنے لگے زخمی زمین پر گرکے کراہنے لگے صداے گیر و دار
میدان کارزار مین بلند ہوئی کسی جری نے ٹوٹ کر اپنے دشمن کو ضرب تیغ آبدار سے دو نیم کیا کسی بہادر نے اپنے حریف کو نیزے
سے ہلاک کیا کسی دلیر نے تیر جان ستان سے اپنے عدو کو خاک و خون مین بھرا کسی سرکش نے ضرب گرز گران سر سے
سر دشمن کو پاش پاش کیا راوی بیان کرتا ہے کہ یہ لڑائی کئی کوس کے احاطہ مین ہو رہی تھی سر جوانان لشکر کے
ضرب تیغ سے جدا ہو کر زمین پر گرتے تھے لاشے مانند مرغ نیم بسمل زمین پر تڑپتے تھے دریاے خون کشتگان موجزن
تھا سرہاے کشتگان اُس جوے خون مین حباب آسا معلوم ہوتے تھے اور تن بلسر مانند نہنگ کے بصورت کشتی
نظر آتے تھے گرد و غبار اُسوقت سُم گاؤ سمندان سے اسقدر بلند اور محیط عالم ہوا تھا کہ روے فلک نظر نہ آیا تھا

ہرچند روز روشن تھا لیکن مثل شب اندھیرا تھا آفتاب کثرت گرد و غبار سے پنہان تھا کسی کو ایسی طرح کچھ نظر نہ آتا تھا
بھائی کو بھائی قتل کرتا تھا اس جنگ مغلوبہ مین اگر فرزند و پدر سے مقابلہ ہوجاتا تھا اور فرزند نعرہ کو وہ شنگا
کرکے تیغ علم کرتا تھا باپ اسکا اپنے فرزند کی آواز پہچان کر کہتا تھا کہ ای فرزند مین تیرا باپ ہون ہرگز مجھپر
تلوار نہ لگانا فرزند اسکا خیال کرتا تھا کہ یہ حریف مکار ہے مجھے دشنام دیتا ہے اسے ضرور قتل کرنا چاہیے یہ خیال
کرکے باواز بلند کہتا تھا کہ او نابکار تو مکر و کید چاہتا ہے کہ میرے ہاتھ سے جانبر ہو مین ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑونگا
یہ تلوار بصد غضب لگاتا تھا کام اپنے پدر کا تمام کرتا تھا اگر کفار اسطرح باہم لڑکر ہلاک ہوتے تھے سواران ہند دلیرانہ
کفار سے لڑتے تھے لندھور بن سعدان ایک ایک ضرب مین دس دس بیس بیس کافرون کو ہلاک کرتا تھا جب
سرہاے کفار پر وہ گرز گرانبار پڑتا تھا کفار پیوند خاک بلکہ سرمہ سا ہوجاتے تھے شور دار و گیر چہار جانب بلند تھا
بار کثرت فوج و لشکر اور لگا پوے سمندان سے گاو زمین کے قدم تھراتے تھے زمین دہدمہ کانپتی تھی آفتاب جنگ
مغلوبہ دیکھکر تھرا تھا فلک تماشاے جنگ دیکھکر متحیر تھا جابجا میدان کارزار مین کشتون کے ڈھیر لاشون کے بنا
لگے ہوئے تھے لڑائی خوب ہورہی تھی ہر طرف سے کد و کاوش جنگ مین تھی کفار پسپا ہونے لگے تھے لندھور
لب خندق تک جنگ ستمانہ کرتا ہوا پہنچ گیا تھا ناگاہ پس پشت لشکر اسلام غبار عظیم بلند ہوا کفار نے اُس غبار کو
دیکھکر خیال کیا شاید کوئی سردار مع فوج جرار بمدد مسلمانان آتا ہے یہ خیال کرکے سب نے قصد فرار کیا تھا کہ اسی
غبار سے ہیکلان نابکار جمعیت سپاہ ہفتصد ہزار ظاہر ہوا ہیکلان نے جو دیکھا کہ ادھر فوج اسلام ہے اور ادھر
لشکر نوشیروان ہے جنگ مغلوبہ خوب ہورہی ہے مسلمان قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے ہین لشکریان
نوشیروان پیچھے ہٹتے جاتے ہین جہانتک نظر کام کرتی ہے سواے فوج اور لاشون کے اور کچھ نظر نہین آتا ہے تلوار
چلتی ہے برق شمشیر ہر جگہ چمک رہی ہے دلاوران کے سر و گردن مین جدائی ہورہی ہے بحر خون کشتگان موجزن ہے کشتی حیات
لشکریان نوشیروان طوفانی ہے جنگاریان تلوارون کی اور چقاچاق خنجر بلند ہے یہ جنگ عظیم دیکھکر ہیکلان نے اپنے لشکر کو
حکم دیا کہ ان مسلمانون پر یکبارگی حملہ کرو سبکو تہ تیغ کرو کسی کو زندہ نہ چھوڑو انکے قتل سے منہہ نہ موڑو پس بموجب حکم
ہیکلان بدانجام سپاہ نے حملہ کیا چونکہ مردمان فوج ہیکلان تازہ دم تھے تلوار و خنجر وغیرہ آلات حرب و ضرب ہاتھون مین
لیکر اسما اپنے خداوندون کے ورد زبان کرکے ایسا سخت حملہ کیا کہ یا تو لشکر اسلام آگے بڑھتا جاتا تھا اب رکا اور فوج
نوشیروان بھی ہیکلان کے آنے سے خوش ہوکر جم کر لڑنے لگی لشکر اسلام بیچ مین ہوگیا کفار نے گھیر لیا اہل اسلام کو
قتل کرنا شروع کیا ہرچند کہ ہندیان تہور شعار و دیگر جوانان اہل اسلام پر نرغۂ کفار چہار جانب سے تھا لیکن مردانہ وار
موت کو زندگی سے بہتر جانکر لڑ رہے تھے بڑھ بڑھ کے تیر و شمشیر سینے پر رکتے تھے زخم کھاکر صورت گل شگفتہ خاطر ہوتے تھے
جب کثرت زخمہاے کاری سے مرکبون سے بروے خاک گرتے تھے سجدۂ شکر کرتے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جنگ
مغلوبہ صبح سے تا شام ہوئی ہزارون اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوے اور لاکھون کفار قتل ہوکر راہی جانب دار البوار
ہوے جب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالم تاب یہ جنگ عظیم دیکھکر لرزان و ترسان جانب مغرب جاکر نظر مردم سے پنہان ہوا
اور ماہتاب مع کواکب فلک پر عیان ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا صداے طبل بازگشت بلند ہوئی اسوقت
ہر ایک نے جنگ سے ہاتھ روکا جو اہل اسلام تیغ آبدار حلق کافر نابکار پر رکھے تھا اُس نے تلوار گلوے کافر سے اٹھائی اور اسے چھوڑ دیا
غرض کہ جب طبل بازگشت بجا کفار اہل اسلام سے جدا ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے ہیکلان بدانجام بھی مع اپنی
سپاہ کے جانب بارگاہ نوشیروان چلا گیا ادھر جملہ اہل اسلام مع لندھور بن سعدان نے نیل مرام ہمراہ بادشاہ

اہل اسلام

لشکر اسلام جانب فرودگاہ لشکر روانہ ہوئے لندھور بن سعدان وغیرہ نے افسوس کیا کہ نہ تو حمزۂ صاحبقران کو عقابین سے اُتار کر لائے نہ فرامرز بن قارن کو دوبارہ اسیر کیا الحاصل اہل اسلام افسوس کنان لشکرگاہ پر پہونچے آلات حرب وضرب سب نے تن سے جدا کر کے زرہین اُتارین خواجہ عبد المطلب ولندھور بن سعدان داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمرو بھی روبرو ئے بادشاہ اسلام حاضر ہوئے لشکری برائے استراحت اپنے اپنے بستر پر گئے زخمیون کے باب مین بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ جلد انکا علاج کیا جائے چنانچہ بموجب حکم زخمیون کا علاج ہونے لگا سرداران لشکر اسلام مع لندھور بن سعدان دربار خواجہ عبد المطلب مین گئے اور اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے اُسوقت خواجہ عبد المطلب نے لندھور سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ نوشیروان اور بختک نے آج ایسا فریب کیا ہی کہ ہمکو اس فریب کرنیکا مطلق خیال بھی نہ تھا خواجہ عمرو نے عرض کیا مین نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ نوشیروان حمزۂ صاحبقران کو کسیطرح رہا نہ کریگا یہ محض بختک نابکار کا ایک فریب ہی آپ نے میری عرض قبول نکی دیکھیے جو مین کہتا تھا وہی ہوا خواجہ عبد المطلب نے فرمایا ای عمرو بیشک تم سچ کہتے تھے مجھے نوشیروان سے ایسے مکر وکید کرنے کی امید نہ تھی یہان تو بارگاہ مین درمیان خواجہ عمرو وبادشاہ لشکر اسلام گفتگو ہو رہی ہی لندھور بار بار افسوس کرتا ہی سرداران فوج اسلام خاموش بیٹھے ہین انھین تو بیٹھا رہنے دیجیے لیکن احوال نوشیروان کا سُنیے جب نوشیروان اور بختک اور ہیکلان مع فوج اپنی فرودگاہ پر پہونچے سواریون سے اُتر کر بالا ئے زمین آئے نوشیروان بارگاہ مین داخل ہوا ہیکلان ودیگر سرداران لشکر وبختک نابکار وغیرہ بھی بارگاہ نوشیروان مین گئے اور موافق اپنے اپنے رتبے اور مرتبے کے بیٹھے بختک اپنے عہدے پر کھڑا رہا اُسدم نوشیروان نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر اپنے وزیر بختک کی عقل ودانائی کی تعریف کی اور کہا فرامرز بن قارن اسی کی تدبیر سے رہا ہوا پھر نوشیروان نے فرامرز بن قارن کو روبرو اپنے بلوا کر احوال اُسکا دیکھا چونکہ تمام جسم اُسکا کثرت زد وکوب سے مشبک ومجروح تھا نوشیروان نے حکم کیا جلد فرامرز کو یہان سے لیجاؤ اور بخوبی علاج کرو ملازمان نوشیروان فوراً اُسے لیگئے اور علاج اُسکا کرنے لگے بعد جانے فرامرز کے نوشیروان ہیکلان ملک سومنات مغرب سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آج تم وقت پر یہان پہونچے اہل اسلام حمزۂ صاحبقران کی رہائی کے واسطے آج اسطرح میدان مین لڑ رہے تھے اگر تم وقت جنگ مغلوبہ نہ آتے تو ضرور حمزۂ صاحبقران کو اہل اسلام رہا کر کے لیجاتے اور میرے لشکر کو شکست ہوتی ہیکلان نے بصد ادب عرض کیا ای شہنشاہ مین تو حضور کا فرمانبردار ہون اور اہل سلام کا عدو ئے جان ہون مین نے سُنا تھا کہ اہل اسلام حضور سے مقابلہ کر رہے ہین تاب ضبط باقی نرہی بصد عجلت لشکر ہمراہ لیکر برائے سرفروشی اور بہر مقابلۂ فرقۂ خداپرستان حاضر خدمت ہوا اب میری رائے یہ ہی کہ وہ تدبیر حضور کرین کہ یہ جنگ وجدال بالکل موقوف ہو جائے نوشیروان نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہی بیان کرو ہیکلان ملک سومنات مغرب نے عرض کیا حضور حمزۂ صاحبقران کو ابھی اپنے دربار مین بلائین تو مین اُنکو فہمایش کرون اگر اُنھون نے میرے کہنے پر عمل کیا تو بھی ہیر امطلب حاصل ہو جائیگا اور اگر اُنھون نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو اُنکو قتل کرونگا سرداران حمزۂ صاحبقران خبر قتل حمزہ سُنکے متفرق اور مایوس ہو جائینگے حضور سے مقابلہ نکرینگے بلکہ اطاعت شہنشاہ اختیار کرینگے اور اگر فرمانبرداری حضور سے انحراف کرینگے تو مین اُنکو قتل یا اسیر کرونگا وہ باغیون کو تو مع اُنکی فوج کے قبل حاضر ہونے کے مین نے اپنے ملک مین اسیر کیا ہی اُنکے مانند اور سرکشون کو بھی اسیر کرونگا نوشیروان نے پوچھا کسے گرفتار کیا ہی ہیکلان نے عرض کیا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کو اسیر کیا ہی نوشیروان یہ خبر سُنکے خوش ہوا پھر بموجب کہنے ہیکلان کے حمزۂ صاحبقران کو دربار مین بلوایا جب ملازمان نوشیروان امیر باتوقیر کو عقابین سے اُتار کر دربار مین لائے ہیکلان بدانجام نے امیر باتوقیر سے کہا کہ ای حمزۂ صاحبقران اگر تم اپنی رہائی اور زندگی چاہتے ہو تو ہمارے خداوندون کو سجدہ کرو ہم ابھی تمکو رہا کر دین شہنشاہ تمسے نہایت خوش ہون تمھاری قدر ومنزلت زیادہ کرین اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو سر تمھارا تمھارے تن سے جدا کیا جائیگا صاحبقران نے گفتگو ئے ہیکلان بدکردار سنکے بصد غضب اشارے سے جواب دیا وہ بدانجام خاموش رہ گیا واہیات کلمات

زبان پر جاری کرتا ہی مین تجھپر اور تیرے خداوندون پر لعنت کرتا ہون ہرگز تیرے خداوندون کو سجدہ نہ کرونگا مجکو قتل ہونا اپنا منظور
ہی کافر ہونے سے اے نا پاک و بیدین لائق سجدہ وہ معبود ہی جسنے زمین و آسمان شمس و قمر شجر و حجر جن و انس و ملک کوہ و صحرا و جور و نباتات
وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی تیرے خداوند لائق سجدہ کرنے کے نہین ہین اگر تجکو کچھ عقل ہی تو بجائے خود سمجھ لے کہ انھین
پتھر سے سنگ تراشون نے تراش کر بنایا ہی جیسی وہ حرکت بڑے رہتے ہین انھین قدرت کسیطرح کی نہین ہی تجکو لازم ہی کہ خالق
کون و مکان کو سجدہ کر اور اپنے خداوندون پر میری طرح لعنت کر دین اسلام اختیار کر تاریکی کفر سے نکل نور ایمان و اسلام سے اپنے دلکو
روشن کر جسوقت اسطرحکے کلمات ہیکلان بدصفات نے حمزۂ صاحبقران سے سنے کثرت غیظ و غضب سے کانپنے لگا نوشیروان
بھی امیر یا تو قیر کی تقریر سے ناراض ہوا ہیکلان نے اُسی حالت قہر و غضب مین نوشیروان سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ
حمزۂ صاحبقران کو بھی قتل کروا دیجئے سمجھے آپ کہ آپکے سب خداوندان پر یہ لعنت کرتے ہین نوشیروان گفتگوے ہیکلان
سُنکے خاموش رہا ہیکلان نے خاموشی نوشیروان سے اپنے دل مین خیال کیا کہ نوشیروان کو قتل حمزۂ صاحبقران منظور
ہی مشہور ہی الخاموشی نیم رضا یہ خیال کرکے جلاد کو طلب کیا یہان جلاد آیا اور حمزۂ صاحبقران کو بارگاہ سے لیکر بیرون بارگاہ
گیا وہان بارگاہ خواجہ عبدالمطلب مین عمرو کا دل گھبرایا تو یا عمرو بارگاہ سے نکلا اور خیال کرنے لگا اسوقت یقیناً کوئی نہ کوئی صدمہ
حمزۂ صاحبقران کو ہوا ہی جلد جاکر اُنکی خبر لینا چاہیے یہ خیال کرکے بصد عجلت جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوا جب قریب
بارگاہ پہونچا دیکھا ایک خدمتگار نوشیروان کا ایک جگہ بیٹھا ہوا پیشاب کر رہا ہی عمرو نے فوراً حباب بیہوشی اُسکی ناک پر مارا
خدمتگار بیہوش ہوا عمرو نے جلد اُسے ایک گوشے مین جاکر رنگ و روغن زنبیل سے نکالکر اپنی شکل مثل اُسکی صورت کے بنائی اور
اُسکے کپڑے اُتار کر پہنے اور اُسے اُسی گوشے مین ڈالکر کچھ خس و خاشاک سے اُسے پوشیدہ کر دیا الغرض عمرو بشکل خدمتگار
مذکور بارگاہ نوشیروان تک پہونچا وہان دیکھا کہ جلاد نے امیر کو ریگ کے چبوترے پر بٹھایا ہی امیر سر جھکائے بیٹھے مین
جلاد تیغہ علم کیے ہوے سر امیر پر کھڑا ہی نوشیروان و ہیکلان و بختک اور جملہ لشکر نوشیروان بیرون بارگاہ بیٹھے ہین
بعض راوی نے یہ بھی بیان کیا ہی کہ عمرو اندر بارگاہ نوشیروان کے گیا وہان دیکھا کہ جلاد سر امیر با توقیر پر تیغہ کھینچے ہوے
منتظر حکم قتل کھڑا ہوا ہی غرض بہر طور عمرو یہ حال دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگیا اور خیال کیا جبتک لشکر اسلام مین اس حال پر ملال
کی خبر دینے کو جاؤنگا اور جبتک سرداران لشکر اسلام یہانتک آئینگے امیر با توقیر اسوقت تک ضرور قتل ہو جائینگے یہ خیال
کرکے خواجہ عمرو قریب بختک کے آئے اور اپنی آنکھ کا تل اُسے دکھایا اور اشارے سے کہا اگر حمزۂ صاحبقران قتل ہو جائینگے
تو اے بختک مین تجھے آج ہی شب کو ہلاک کرونگا جلد کوئی ایسی تدبیر کر کہ حمزۂ صاحبقران قتل ہونے سے محفوظ رہین
بختک نے خواجہ کو دیکھکر اور تقریر خواجہ یا اشارہ سمجھکر اپنی جان کے خوف سے کانپنے لگا رنگ رخ زرد ہوگیا مردنی منھ پر
چھا گئی یقین خیال کرنے لگا یہ ذات پاک اسوقت بارگاہ مین تشریف فرما ہین اگر انکے کہنے پر عمل نہ کرونگا تو بلاشک مجکو مار ڈالینگے
کسیطرح نہ چھوڑینگے یہ خیال کرکے بختک نے ہیکلان ملک سومنات مغرب سے کہا کہ اے ہیکلان یہ تم کیا غضب کرتے ہو کیون
حمزۂ صاحبقران کو قتل کرواتے ہو ناحق اپنی زندگی کے پیچھے پڑے ہو بیکار اپنی حیات سے بیزار ہو بہتر و مناسب یہی ہی کہ امیر با توقیر کو
قتل نہ کرواو اگر حمزۂ صاحبقران کو تمنے قتل کروایا تو یہ سمجھ لو کہ خواجہ عمرو اور سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران تمکو کسیطرح زندہ نچھوڑینگے
بڑا فساد برپا کرینگے سرداران لشکر امیر اور فرزندان حمزۂ صاحبقران آفت عظیم برپا کرینگے خون امیر کا بخوبی انتقام لینگے علاوہ
سرداران لشکر اور فرزندان امیر کے اگر خواجہ عمرو چاہینگے تو تنہا ڈھونڈھ کر تمکو اور تمھارے لشکر کو جلد قتل کر ڈالینگے یہ رات بھی
تمہیں نصیب نہ ہوگی زندگی رو بے ستر بھی نہ دیکھوگے تمکو کس بات پر گھمنڈ ہی اتنی جسارت نہ کرو قتل حمزۂ صاحبقران ایک امر عظیم ہی
اسلئے کہ سب سرداران شہنشاہ سے اور جملہ فرمانبرداران شہنشاہ سے تم عقیل و فہیم زیادہ ہو دیکھو شہنشاہ فلک بارگاہ کی خرابی اور

بربادی کے درپے نہو فتنہ و فساد زیادہ تر برپا نہ کر زندگی غنیمت سمجھ میرا کہنا مانو جلاد کو حکم دو کہ چلا جاے قتل کرنا کیسا امیر
کے تن نازک پر ہاتھ بھی نہ لگاے ورنہ ابھی اسی بارگاہ مین رنگ دگرگون ہو جائیگا اہل بارگاہ سے کوئی زندہ نرہیگا قتل کرنیوالا
تمھین نظر بھی نہ آئیگا عجب نہین کہ ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شہنشاہ عیاران
فرمان رواے مکاران شیخ الاصحاب مستطاب القاب فطرت مآب عالی جناب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار فتنہ روزگار خنجر آبدار لیے ہوے
یہان موجود ہون وہ ابھی تمکو قتل کرین بارگاہ مین ہر ایک کو خاک و خون مین بھر دین یا بیہوش کرکے نذر زنبیل کرین میٹ کے حوالے کردین تا
مٹی ڈھوکری مین بھر بھر کر سر پر اُٹھانا پڑے پشتہ بنانا پڑے مزدوری صبح سے تا شام کرنا پڑے ہر چند کہ خواجہ عمرو گلیم اوڑھکر قتل نہین کرتے ہین
اُنکو حکم نہین ہی لیکن اگر بہ حمزۂ صاحبقران مین وہ ایسا کرین تو کچھ عجب نہین پس ای سہیلان خواجہ عمرو اور سرداران
حمزۂ صاحبقران سے بیخوف نہو امیر کو قتل نکروا انجام اسکا بد ہی شہنشاہ سے اس قسم کی دوستی کرنا سراسر دشمنی کرنا ہی اس امر مین
زوال دولت شہنشاہی کا خوف ہی اور تمھاری جان کا ضرر ہی آگے تمھین اختیار ہی سہیلان ملک سوسنات مغرب تقریر بختیگ سنکے دنگ ہو گیا
تھوڑی دیر تک دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا بعد فکر بختیگ سے کہنے لگا ای وزیر شہنشاہ تم مجکو خواجہ عمرو اور سرداران لشکر اسلام سے
نہ ڈراو میرے لشکر کے سردار ایسے بہادر و جرار ہین کہ رستم وقت اور اسفندیار زمان ہین سرداران حمزہ کی کیا مجال جو اُنسے مقابلہ کر سکین
اگر میری فوج کے سردار پہاڑ پر گرز لگا مین کوہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سرمہ ہو جاے نیزہ اُنکا کثرت قوت سے کوہ مین در آتا ہی اُنکی تلوار کی پناہ
نہین ہی جسنے ذرا بھی اُنکی تلوار کا پھل ہنگام جنگ و جدال کھایا ہی بیتامل سوے عدم گیا ہی جس اجل رسیدہ نے اُنسے مقابلہ کیا ہی قتل
ہوا ہی جس حریف پر ہنگام مصاف اُنھون نے تیر لگایا گویا وہ حریف نشانۂ تیر اجل ہوا علاوہ اپنے سردارون مذکور کے مین بھی قوت و
شجاعت مین بے نظیر ہون اسیوجہ سے مجکو گھمنڈ اور غرور ہی اور اسی سبب سے سرداران لشکر اسلام کی کچھ اصل و حقیقت نہین
سمجھتا ہون اور لندھور وغیرہ سے نہین ڈرتا ہون ای بختیگ کیا مجال کسی خدا پرست کی جو میرے سردارون پر ہنگام جنگ غالب آئے
تم دیکھ لینا میرے لشکر کے سردار ہنگام کارزار کیسے کیسے کارہاے نمایان کرتے ہین پس تم مجکو قتل حمزہ سے مانع نہو اور سرداران
لشکر اسلام سے نہ ڈراو بختیگ نے جواب دیا ای سہیلان اول تو مجکو یقین نہین کہ سردار تمھارے لشکر کے ایسے قوی و بہادر ہین
جیسی تمنے اُنکی تعریف کی ہی اور بالفرض جری و بہادر بھی ہین تو مثل سرداران لشکر اسلام کے جری و بہادر نہونگے اور اگر تمھارے
نزدیک تمھارے سردار چیدہ روزگار ہین تو پہلے جملہ سرداران لشکر و فرزندان حمزۂ صاحبقران کو قتل کرلو تو پھر حمزۂ صاحبقران
کو تہ تیغ کرنا حمزۂ صاحبقران کہین چلے نہین جاتے ہین قید ہین جسوقت چاہنا قتل کرنا اسوقت قتل کرنا کسیطرح مناسب
نہین ہی اور یہ تو بتاو کہ بڑے بڑے لشکر کے سردار جنکی قوت و شجاعت پر تمھین ناز ہی اُنکے کیا نام ہین اور کہان ہین سہیلان نے کہا
میرے لشکر کے اول تو جملہ سردار بیمثل روزگار ہین لیکن بڑے نامی سردار اکوان عاد اور سمراق عاد اور چلاق عاد اور قلاق عاد
ہین پھر اشارے سے بتایا کہ دیکھو وہ میرے لشکر کے سردار اس دربار مین شیرانہ و نہنگانہ زانو پر بیٹھے ہین بختیگ نے جواب دیا تمھین
لازم ہی کہ اپنے نام یا اپنے کسی سردار کے نام طبل جنگ بجواؤ سرداران فوج امیر سے مقابلہ کرو ہمین اپنے سردارون کی جرأت دکھلاؤ
حمزۂ صاحبقران کو فی الحال قتل نکرو سہیلان نے کچھ سوچکر کہا ای وزیر شہنشاہ خیر تمھارے کہنے سے مین حمزۂ صاحبقران کو اسوقت
قتل نہین کرتا ہون انکو لیجا کر عقابین پر قید کرو اب امیر کو اسوقت قتل کرونگا جب جملہ سرداران لشکر امیر اور فرزندان امیر کو ہلاک
کر لونگا یہ کہکر سہیلان خاموش ہوا بختیگ نے جلاد کو جھڑک کر حمزۂ صاحبقران کے قریب سے جدا کیا پھر بختیگ نے امیر کو قفس آہنی
مین بند کرکے عقابین پر کھینچوا دیا اور باشارۂ دست بستہ خواجہ عمرو سے کہا کہ مین نے بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران کو قتل ہونے نہین
دیا اب آپ بھی مجھے قتل نہ کیجیے گا ہمیشہ مجکو اپنا خادم تصور کیجیے گا خواجہ عمرو نے بایما و اشارہ پوچھا کہ سہیلان نابکار کو کچھ سزا اور ذلت دون
سر دربار اسکو ذلیل کرون بختیگ نے باشارۂ چشم و ابرو منع کیا اور باشارہ کہا کہ اب آپ تشریف یہان سے لیجائیے کوئی فتنہ و فساد

دربار میں برپا نہ کیجیے گا مدعا ہے دلی آپکا بر آچکا ہے اب ٹھہرنا آپکا یہان بیکار ہے خواجہ عمرو نے دلمین اپنے خیال کیا کہ نجتک سچ کہتا ہے اب یہان توقف کرنا بے سود ہے یہ خیال کرکے عمرو بشکل خدمتگار بارگاہ سے نکلا اور سیر کنان لشکر حمزۂ صاحبقران مین آیا یہان دربار مین سرداران لشکر روبرو سے خواجہ عبد المطلب بیٹھے تھے خواجہ نے تمام حال بارگاہ نوشیروان کا روبروے خواجہ عبد المطلب بیان کیا خواجہ عبد المطلب نے زندہ رہنے اپنے فرزند کی حقیقت سُنکے شکر کیا پھر جملہ سرداران لشکر نے تعریف عیاری خواجہ کرکے حمد قدرت خدا کی اور قتل نہوئے حمزۂ صاحبقران سے مسرور ہوئے یہان تو جملہ سردار لشکر بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین بیٹھے ہوئے تھے اور شکر و سپاس مسبب الاسباب کر رہے تھے ناگاہ صداے طبل جنگی سنائی دی ہرکارے خبر نواخت جنگی لیکر جلد تر خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بہزار ادب مجرا کرکے دعا و ثناے شاہی بجا لاکر اسطرح عرض کرنے لگے اسوقت ہیکلان ملک سومنات مغرب نے اپنے نام اور اپنے سردارون کے نام نوشیروان سے اجازت لیکر طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے خواجہ عبد المطلب نے تمام حال ہرکارون سے سنکے ارشاد فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بمدد ایزدی نقارۂ حربی پر چوب لگائی جاے بموجب حکم نقارۂ رزمی پر چوب لگائی گئی صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی مردان لشکر اسلام آواز نقارۂ جنگی سُنکے ہوشیار ہوے جلد اپنے اپنے بستر سے اُٹھے تیاری جنگ مین مصروف ہوے اُسیوقت خواجہ عبد المطلب نے بھی دربار برخاست کیا ہر ایک سردار اپنی بارگاہ اور خیمے مین گیا اور تیاری رزم مین مصروف ہوا۔

داستان متواتر جنگ کرنا الوان جادو وغیرہ دلیران لشکر نوشیروان کا سرداران فوج امیر سے اور قتل ہونا بہادران جانبین کا اور ذکر عیاری خواجہ عمرو مع احوال صابر بند پوش و دیگر عیاران فوج کفار

پلا ساقیا اب مے لالہ رنگ
لکھوں وہ دلیروں کا جوش و خروش
لکھوں عالم نشہ میں حال جنگ
کہ رستم و طوس کے بھی اُڑ جائیں ہوش
ارادہ ہے لکھوں وہ حال نبرد
لکھوں ایسی کیفیت کارزار
جسے سُنکے بزدل بھی ہوجاے مرد
کہ ہو غیرت جنگ اسفندیار

راویان شیرین زبان و ناقلان رطب اللسان اس داستان دلچسپ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ تمام شب دونون لشکرون مین تجہیز سامان جنگ ہوا جب وہ وقت آیا کہ سیاہی شب دور ہوئی اور روشنی سحر سے سراے دہر پر نور ہوئی اہل اسلام بشوق تمام اپنے اپنے بسترون سے اُٹھے اور وضو کرکے جانمازون پر قیام کرکے نماز سحری ادا کرنے لگے خصوصاً خواجہ عبد المطلب بصد خضوع و خشوع فریضۂ صبح ادا کرنے لگے بعد اتمام نماز و تعقیبات خواجہ عبد المطلب نے دست دعا بلند کرکے قاضی الحاجات سے اسطرح مناجات کرنی شروع کی

مناجات

عفو کرنا شعار ہے تیرا
بندہ اے رب مگر ترا ہوں مین
وہی ہوگا جو سرنوشت مین ہے
جنگ مین کافرون پہ نصرت دے
اے خطاپوش اے محیط عطا
مین ہون بیچارہ چارہ ساز ہے تو
گو کہ اے منشی خط تقدیر
مگر اے چارہ ساز مجبوران
اے غفور اے سحاب لطف و سخا
مین گدا ہون گدا نواز ہے تو
رازق رزق کارساز و قدیر
اے امید وصال مہجوران
نام آمرزگار ہے تیرا
گر بھلا ہون و یا برا ہون مین
یہ عقیدت مری سرشت مین ہے
اپنی قدرت سے مجکو قوت دے

خواجہ عبد المطلب ذیوقار نے مناجات بدرگاہ پروردگار کرکے سرداران فوج وغیرہ سے فرمایا کہ مسلح ہو کر جانب میدان کارزار جلد چلو چنانچہ بموجب حکم جملہ سردار و لشکری مسلح و مکمل ہوے خواجہ عبد المطلب نصر من اللہ و فتح قریب زبان پر جاری کرکے سوار ہوے پھر تو جملہ سرداران وغیرہ جلد جلد فیل و مرکب پر سوار ہوے باجے جنگی بجے ڈنکے پر چوب لگائی گئی علم لشکر نصرت اثر کا شقہ کھلا لشکر موافق قاعدے کے مانند دریاے ناپیدا کنار سمت میدان مصاف روان ہوا اسطرف سے لشکر اسلام بشوکت تمام ادھر سے ہیکلان بد بنیاد و بانی فساد ہمراہ رکاب نوشیروان مع اپنی فوج اور سرداران لشکر کے وارد عرصہ نبرد ہوا اول بیلدار و کلنگ بردار دونون لشکرون سے نکلے اُنھون نے میدان رزم کو بخوبی درست کیا پھر سقون نے آکر پانی چھڑکا گرد و غبار میدان کارزار سے بالکل دفع کیا جسوقت بخوبی تمام عرصۂ مصاف کی درستی ہو چکی نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کر میدان رزم مین آئے اور جانان لشکر سے مخاطب ہو کر یہ اشعار

زبان پر لائے اشعار
نہ ہٹو پیچھے آگے بڑھو کے قدم
ای دلیرو یہ ہی مقام جدل
لڑو اعدا سے ہو لہو مین تر
دیکھو عزت مین ان نہ آئے خلل
روکو شمشیر و تیر سینے پر
تمکو شمشیر اور سپر کی قسم
تم بہادر ہو رنگین نام کرو
کام اعدا کا بس تمام کرو

جسدم کثرت اور نقیبان خوش بیان جوانان سپاہ جانبین کو مستعد پیکار کر چکے میدان رزم سے علیحدہ جاکر کھڑے ہوے جوانان صف شکن تیغ زن تقریر نقیبان خوش بیان سن سنکر کثرت نشۂ جرأت سے جھومنے لگے دلیرانہ قبضہ ہاے شمشیر چومنے لگے ارادہ کیا کہ لشکر حریف پر بے زرہ و جوشن و بکتر حملہ کیجیے جوہر شمشیر دکھائیے شجاعت و جوانمردی اپنی ظاہر کیجیے ابھی بہادران لشکر اسلام سے کوئی دلیر نہ نکلا تھا کہ لشکر نوشیروان و سپاہ ہیکلان ملک سومنات مغرب سے اکوان عاد ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر بصد کبر و غرور میدان مصاف مین آیا راوی ناقل ہی کہ اکوان عاد نہایت زبردست پہلوان تھا دست و پا اُسکے گویا بصورت شاخہاے بزرگ تھے قد اُسکا مانند شجر بلند اونچا تھا صورت نہایت مہیب تھی خود آہنی مانند تنور کلان کے سر پر رکھے تھا زرہ ایسی بھاری پہنے تھا کہ پہننا تو کیسا اگر رستم ہوتا تو اُس سے بھی اُٹھ نہ سکتی اسیطرح کے جوشن و بکتر اور چار آئینہ گرانبار اپنے جسم پر لگائے تھا اور آراستہ کیے تھا گرانبار اسقدر تھا کہ گھوڑے کے قدم اُسکے بوجھ سے زمین مین ہر قدم دھنسے جاتے تھے قوی ایسا تھا کہ کوہ کو کاہ سمجھتا تھا وہ گرز گرانبار کہ جس سے ارواح سام و رستم پناہ مانگے مثل گل کے ہاتھ مین لیے ہوے تیغہ گرانبار کمر سے باندھے ہوے سپر فراخ دامن پشت پر لگائے ہوے دوہری زنجیرون سے کمر بندھی ہوئی نیزہ ترچھا گھوڑے کی ایال پر رکھے ہوے تھا شکل ایسی ہیبت ناک تھی کہ دنکو اگر آسیب اور خبیث اُسکو دیکھ لیتے خوف سے غش کھاکر گر پڑتے یا فی الفور بھاگ جاتے آنکھین دونون اُسکی دو طاس خون کے تھے نشۂ بادۂ شجاعت سے دمبدم گھوڑے پر مستانہ وار جھومتا تھا الحاصل جب پہلوان اکوان عاد میدان مین آیا لشکریان اہل اسلام اُسکی صورت دیکھکر متحیر ہوے کسی نے کسی سے کہا دیکھو یہ پہلوان اسطرح گھوڑے پر نظر آتا ہی گویا پہاڑی پر دیو سیاہ بیٹھا ہی کسی نے کہا یہ بلاے عظیم ہی خدا اسکے شر و فساد سے محفوظ رکھے کسی نے کہا شاید یہ دجال ہی لیکن سواری مین فرق ہی اگر گدھے پر سوار ہوتا تو شک باقی نہ تھا غرضکہ اکوان عاد نے میدان نبرد مین کھڑے ہوکر اسطرح نعرہ کیا کہ بزدلون کے جگر تھرا گئے زمین کانپی میدان مصاف گونج گیا گھوڑے لشکر کے بھڑکے فیلان مست اُسکی صدا سُنکے خائف ہوے اور ڈر کر چنگھاڑے اکثر مرکب سوارونکو بالاے خاک پٹک کر بے اختیار لشکر سے مارے خوف کے نکل گئے بعد نعرہ کرنیکے اکوان عاد اہل اسلام سے مخاطب ہوکر پکارا کہ ای فرقۂ خدا پرستان تم مین سے جسکو تمناے مرگ ہو آکر مجھسے مقابلہ کرے لندھور بن سعدان نے نعرہ اکوان عاد سُنکے بادشاہ لشکر اسلام یعنے عبد المطلب عالی مقام سے اجازت جنگ لی اور فیل ہیمونہ پر سوار ہوکر فیلبان سے اشارہ کیا کہ ہاتھی بڑھائے جسوقت فیلبان نے فیل ہیمونہ کو لشکر سے نکالا باجے جنگی بجے علم نہنگ پیکر کا شقہ کھلا اہل اسلام نے دعاے فتح و نصرت خدا سے مانگی جب لندھور سامنے اکوان عاد کے پہونچا اکوان عاد نے بصد غیظ و غضب کہا ای دلاور تجکو شرم نہین آتی ہی کہ ہاتھی پر سوار ہوکر مجھسے مقابلہ کرنے آیا ہی اگر کچھ دعوے بہادری ہی تو مرکب پر سوار ہوکر مجھسے مقابلہ کر لندھور نے فوراً فیل ہیمونہ سے اُتر کر مرکب قوی ہیکل و پری پیکر طلب کیا اکثر سرداران لشکر بصد عجلت سمند بے نظیر لیکر خدمت لندھور مین پہونچے لندھور بسم اللہ کہکر سمند پر سوار ہوا اکوان عاد نے بقصد نگاور گھوڑا اپنا مہمیز کرکے بڑھایا ادھر سے لندھور نے مرکب کو اپنے بڑھایا جسوقت باہم نگاور زنی ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ گھوڑا اکوان عاد کا قریب پانچ قدم کے پیچھے ہٹ گیا اور مرکب لندھور کا ایک قدم پسپا ہوا اکوان عاد گھوڑے کے پیچھے ہٹنے سے نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا ای بہادر یہ جانور ہی پیچھے ہٹ گیا میری دلاوری مین اور قوت مین کسیطرح کمی نہین ہی لندھور نے ہنس کر جواب دیا اچھا اب وار کر فنون سپہ گری دکھلا اکوان عاد نے نیزہ اُٹھاکر اور خوب اپنے دست قوی مین سنبھال کر خبردار خبردار کہکر سینۂ بے کینۂ لندھور پر مارا لندھور نے اُسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا شرارے نکلے اسیطرح نیزہ لندھور کو

بھی اُسنے روکا تا دیر اسیصورت اور اسیطرح لڑائی ہوئی بعد اسکی طعن ہاے نیزہ کے لندھور نے خبردار خبردار کہکر اور ایک پیند اور بازو کر نیزہ اُس دیو خصال کے ہاتھ سے نکال لیا نیزہ مثل تیر شہاب چمکتا ہوا دور جا کر گرا از سر نو لشکر اسلام مین ہر ایک فرد بشر کی زبان پر کلمۂ تحسین و آفرین جاری ہوا اُدھر اکوان عاد ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہو گیا کلائی مین درد ہونے لگا حواس خمسہ بجا نرہے ایک سکتے کا سا عالم ہو گیا آخر بعد ایک لمحہ کے اکوان عاد نے گرز گران اُٹھایا اور للکار کر کہنے لگا کہ ای لندھور روک میرے اس گرز گران کی ضرب کو اور ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا یہ وہ گرز گرانبار ہے اور میرا بازو پر قوت ہے کہ گر دونا ضرب کو وہ پر پڑ جاے تو یقین ہے کہ پہاڑ سرمہ ہو جاے تیری تو کیا حقیقت ہے پیوند زمین ہو جائیگا گوشت و استخوان کا تیرے نشان بھی نہ معلوم ہوگا لندھور نے مسکرا کر جواب دیا مین بخوبی ہوشیار ہون تو قصور و کوتاہی کسیطرح گرز لگانے مین نہ کرنا خدا میرا حافظ و نگہبان ہے اکوان عاد نے گرز گرانبار کو گردش دیکر بقوت تمام سر لندھور پر لگایا لندھور نے اُسکے سر گرز کو اپنے گرز پر دلیرانہ روکا اُسوقت ایسی صدا بلند ہوئی گویا دو پہاڑ آپسمین ٹکراے یا دو فیل مست باہم ٹکر لڑے گرد و غبار مین لندھور پنہان ہو گیا اکوان عاد نے خوش ہو کر نعرہ کیا وہ مارا مین نے اپنے حریف کو اہل اسلام نعرۂ اکوان عاد سنکے متفکر ہوے جب وہ غبار ہوا سے بر طرف ہوا دیکھا کہ لندھور تو بہمہ وجوہ ضرب گرز سے محفوظ ہے لیکن مرکب کے پانون گھٹنون تک زمین مین غرق ہو گئے ہین اہل اسلام لندھور کو زندہ دیکھکر خوش ہوے ادھر اکوان عاد لندھور کو صحیح و سالم دیکھکر متحیر ہوا اُسوقت بختک نے ہیکلان سے کہا کہ ای ہیکلان اب اکوان عاد کی زندگی سے مایوس ہو بلکہ ابھی سے اسے مردہ نہین شمار کرتے ہین تو اکوان کو ابھی سے مردہ تصور کرتا ہون اب میدان مصاف سے یہ زندہ پھر کر لشکر مین نہ آئیگا ضرب گرز گرانبار لندھور سے پیوند خاک ہو جائیگا ہیکلان نے بختک سے کہا ای دستور شہنشاہ تم عاقل ہو یہ نہ کہو کہ اکوان ہلاک ہو جائیگا بلکہ یقین کرو کہ اگر ایکمرتبہ اکوان لندھور پر گرز لگائیگا تو لندھور ہرگز زندہ نرہیگا بختک نے جواب دیا یہ خیال تمہارا خام ہے اکوان کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے کوئی دم مین سوے عدم جایا چاہتا ہے ابھی بختک ہیکلان سے باتین کر رہا تھا کہ لندھور نے اپنے گھوڑے کو پاشنہ مار کر زمین سے نکالا اور اکوان سے مخاطب ہو کر کہا

بیت

تو ضربے زدی ضرب من نوش کن | ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ کہکر گرز گران سر کو گردش دیکر سر اکوان عاد پر مارا اکوان نے اپنے گرز پر گرز کو روکنا چاہا لیکن گرز گرانبار گرز پر نہ رکا سر اکوان پر پڑا فوراً اُسکا سر ضرب گرز سے سینے مین سما گیا گھوڑا بھی تا سینہ زمین مین غرق ہو کر ہلاک ہو گیا غبار عظیم بلند ہوا جب غبار رفع ہوا ہر دو ان لشکر نے دیکھا کہ اکوان عاد گھوڑے کی پشت سے مانند ایک پہاڑ کے زمین پر گرا اہل اسلام یہ حال دیکھکر نہایت خوش ہوے باجے فتح کے لشکر مین بجنے لگے ہیکلان یہ حال پر ملال دیکھکر غم اکوان عاد مین اشک آنکھون مین بھر لایا بختک نے سامنے آکر سلام کیا اور کہا ای ہیکلان کیون دیکھا تمنے جو مین نے کہا تھا وہی ہوا ہیکلان نے صدمۂ اکوان مین کچھ جواب نہ دیا اور اپنے سرداران لشکر کیطرف نظر کر دیکھا سمراق عاد کہ اکوان عاد سے زیادہ قوی تھا اور بد صورت بد انجام تھا اسنے فی الفور گھوڑے کو اپنے صف لشکر سے نکالا اور ہیکلان سے اجازت حرب لیکر سامنے لندھور کے مثل اکوان کے آیا اور تیغ گرانبار میان سے لیکر کہنے لگا کہ ای لندھور روک اس تیغ گران کو یہ کہکر تیغ سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغ کو سپر پر روکا اور نعرۂ کوہ شگاف کر کے اور صداے تکبیر بلند کر کے شمشیر آبدار فرق پر اُس نابکار کے لگائی ہرچند سمراق عاد نے سپر اُٹھائی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹکر مثل قضا کے سر پر آئی اور سر و گردن کو کاٹتی ہوئی صندوق سینہ مین پہونچی اور زرا دم لیکر شکم و کمر کو کاٹکر گھوڑے کی پشت پر پہونچی اور اُسے بھی دو نیم کر کے زمین مین غرق ہوئی سمراق عاد دو ٹکڑے ہو کر اسطرح زمین پر گرا گویا پہاڑ دو ٹکڑے ہو کر بالاے زمین گرا میدان مصاف سمراق عاد کے گرنے سے ہلگیا کفار کے جگر تھرا گئے ہیکلان کی آنکھ سے اسکے الم مین آنسو نکل آئے اہل اسلام پھر خوش ہوے اور باجے خوشی ہو کر لشکر اسلام مین بجاے گئے بعد قتل ہونے سمراق عاد کے چلاق عادی و قلاق عادی کہ دونون اکوان عادی اور سمراق عادی سے ہر طرح قوت و جرات مین زیادہ تر تھے اور شکلین بھی زیادہ تر مہیب تھین یکے بعد دیگرے میدان مین آئے اور لندھور کے ہاتھ سے قتل ہوے ان پہلوانون کا سراپا اور انکی آمد بخیال طول تحریر نہین کی غرض بعد قتل ہونے چلاق اور قلاق سرداران لشکر ہیکلان کے اور بتواتر پہلوان اور بہادر نکل کر لڑے لیکن لندھور کے ہاتھ سے انجام کار

قتل ہوئے راوی بیان کرتا ہی لندھور بن سعدان نے شام تک چالیس سردار اور بہادر لشکر ہیکلان کے قتل کیے ہنگام شام
طبل بازگشت بجوا کر ہیکلان نالان وگریان ہمراہ نوشیروان فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوا ادھر لندھور بن سعدان خرم
وشادان ہمراہ رکاب خواجہ عبدالمطلب مع تمامی فوج سمت فرودگاہ سپاہ میدان رزم سے چلا اُسطرف نوشیروان اپنی بارگاہ
مین داخل ہوا ادھر فرودگاہ لشکر پر پہونچکر خواجہ عبدالمطلب بارگاہ فلک اشتباہ مین داخل ہوئے لندھور وسرداران دیگر بھی
بارگاہ خواجہ عبدالمطلب مین جاکر علے قدر مراتب بیٹھے خواجہ عبدالمطلب نے شجاعت لندھور کی تعریف کی لندھور نے عرض کیا
یہ آپکے اقبال اور برکت دعا کا باعث تھا کہ چالیس نامدارون کو مین نے یکے بعد دیگرے قتل کیا یہان تو بارگاہ فلک جاہ مین خواجہ عبدالمطلب
مع سرداران لشکر کے بیٹھے ہین لیکن اب احوال بارگاہ نوشیروان کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب نوشیروان بارگاہ مین گیا ہیکلان بھی وقت
دربار بارگاہ مین گیا اور رنجم سرداران لشکر مین غمگین وملول بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے جملہ سرداران لشکر یکے بعد دیگرے بارگاہ نوشیروان
مین آئے اور اپنے اپنے دنگل پر نوشیروان کو تسلیم ومجرا کرکے بیٹھے جب دربار بخوبی سرداران لشکر سے معمور ہو چکا اُسوقت نوشیروان
نے حکم دیا کہ ساقیان سیمین تن کشتیان شراب کی مع گزک لیکر جلد آئین چنانچہ بموجب حکم ساقیان گلرخسار کشتیان مے ناب کی اور
گزک لیکر بارگاہ مین حاضر ہوئے اور بصد ادب مجرا کرکے قصد شراب پلانے کا کیا اول ایک ساقی مہوش نے جام بلورین مین مے
ناب شیشے سے اُنڈیل کر اور خوب مملو کرکے وہ جام روبروے نوشیروان لیگیا نوشیروان نے جام مے لیکر پیا پھر بحکم
نوشیروان جملہ سرداران لشکر کو ادھر ہیکلان بدانجام کو ساغر مے ساقیون نے دیے سب نے شراب پی گزک کھائی جب دماغ
ہیکلان بادۂ تند سے گرم ہوا اُسوقت ہیکلان نے ایک آہ سرد کرکے نوشیروان سے کہا خداوند نعمت آج مجکو ایسا صدمہ ہوا ہی کہ کبھی نہ
ہوا تھا لندھور نے چالیس نامی ونامور سردار میرے لشکر کے قتل کیے مین اہل اسلام کو ایسا بہادر نہ جانتا تھا بختک نے مسکرا کر کہا ای ملک
سومنات مغرب آپ اپنے سردارون کے بھروسے پر کل حمزہ صاحبقران کو قتل کرتے تھے اور لودون کی تعریف بارگاہ شہنشاہ مین کرتے تھے
جنھین ایک لندھور نے قتل کر ڈالا خوب ہوا کہ تمنے میرے کہنے پر عمل کیا اور امیر کو قتل نہ کیا ورنہ بڑا غضب ہوتا ہیکلان نے آبدیدہ ہوکر
جواب دیا ای بختک اگر میرے لشکر کے سردار لندھور پر غالب نہوے تو کوئی سردار سرداران لشکر حمزہ سے لڑ نہ سکیگا فرامرز بہت بڑا سردار
ہی اور نوشیروان اسکو بہت عزیز رکھتا ہی اور نہایت زبردست سردار ہی یہ کلام ہیکلان سُنکے بے اختیار عالم نشہ مین اپنے دنگل سے
کودا اور ہیکلان سے کہنے لگا کہ ای ملک سومنات مغرب یہ تمنے کیا کہا کہ اب کوئی بہادر سرداران لشکر حمزہ سے مقابلہ نہین
کر سکتا تمنے ابھی دلیرون کو نہین دیکھا ہی ایک مین ہون کہ سرداران لشکر حمزہ کی کوئی حقیقت نہین سمجھتا سب کو ناتوانی مین مانند
مور وملخ کے جانتا ہون ہنگام سحر تم میری کارزار دیکھنا جسطرح لندھور نے تمہارے لشکر کے سردار قتل کیے ہین اسیطرح فرامرز سرداران
لشکر اسلام کو قتل کرونگا اگر لندھور بھی برائے مقابلہ آئیگا اُسکو بھی ایک ضرب تیغ سے دو نیم کرونگا اگر جنگ مغلوبہ ہوگی تو کل لشکر اسلام کو تنہا
نہ تیغ کرونگا تمہارے لشکر کے سردار کیا تھے جنکے غم مین تم روتے ہو اور جنکی تعریف کرتے ہو ہمارے شہنشاہ کے لشکر مین ایسے ایسے بہادر موجود ہین کہ جنکا
مثل ونظیر نہین ہی یہ کہکر فرامرز بن قارن نے نوشیروان سے عرض کیا ای شہنشاہ اسوقت میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے وقت سحر مین اہل اسلام
سے مقابلہ کرونگا شجاعت وجرأت اپنی ہیکلان کو دکھاؤنگا انکو اچھی طرح قتل کرونگا نوشیروان نے فرامرز سے خوش ہوکر عالم نشہ مین حکم دیا
کہ بنام فرامرز بن قارن دلاور طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم ملازمون نے طبل جنگ بجایا آواز طبل رزمی بلند ہوئی ہرکارے جو اسواسطے
پر مقرر تھے خبر نواخت طبل جنگ لیکر بصد عجلت روبروے بادشاہ لشکر اسلام آئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہوکر بعد بجا آوری لوازم بندگی دعا وثناے
شاہی اسطرح زبان پر جاری کرکے عرض کرنے لگے کہ **نظم** تا فلک ولی شہنشہ ادہم ٭ روز وشب را بہر وراندازہ ٭ زور خصم تو شب لیاس شی باد
نہ لباسیکہ از برانداز دہ ٭ مدام معاون حضور پرور دگار رہے دشمن بد اندیش ہمیشہ ذلیل وخوار رہے اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز بن قارن
طبل جنگ بجوایا ہی قصد فرامرز کا ہی کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین آکر کچھ فتنہ وفساد برپا کرے باقی خیریت ہی ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے

خواجہ عبد المطلب نے خبر نواخت طبل رزمی سنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی نقارۂ رزمی پر چوب لگائی جاے جو کچھ کاتب تقدیر نے لکھا ہے وہی پیش آئیگا بقول شخصے بیت ہر بشر شام وسحر کیون فکر وحیرانی مین ہے پیش آئیگا وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے یہ فرماکر بادشاہ لشکر اسلام خاموش ہوے اسیوقت بمجرد حکم ملازمون نے طبل جنگ اور نقارۂ جنگی بجایا صداے نقارۂ عالمگیر ہوئی اہل اسلام صداے نقارۂ جنگی سنکے سامان جنگ کرنے لگے خواجہ عبد المطلب نے بعد بجنے نقارۂ رزمی کے دربار برخاست کیا سرداران لشکر بارگاہ سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین گئے اور تیاری جنگ مین بدل مصروف ہوے چنانچہ شب بھر دونون لشکرون مین خوب تیاری جنگ ہوئی جب شاہ انجم سپاہ خیر جنگ وجدال سنکے نہان ہوا اور شاہ خاور بانیزۂ ضیا جانب مشرق سے عیان ہوا اہل اسلام نماز سحر تو پڑھ چکے تھے جلد مسلح ہوکر دربارگاہ بہ صف بستہ کھڑے ہوے اور انتظار تشریف آوری خواجہ عبد المطلب کرنے لگے بعد ایک لمحہ کے پردہ بارگاہ اٹھا بادشاہ لشکر اسلام نظر آے جملہ سرداران لشکر نے واسطے تسلیم کے سر جھکاے خواجہ عبد المطلب نے سبکا سلام لیکر اور جواب سلام دیکر ارشاد فرمایا جلد تخت لاؤ ملازم تخت لیکر فی الفور حاضر ہوے خواجہ عبد المطلب نے تخت پر قدم رکھا نقیبون نے صداے بسم اللہ بلند کی جب خواجہ عبد المطلب تخت پر بیٹھ چکے اسوقت بحکم بادشاہ لشکر اسلام جملہ اہل اسلام اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوے باجے جنگی بجے ڈنکے پر چوب پڑی علمہاے لشکر کے پھریرے کھلے نقیبان خوش گلو نے صداے نصر من اللہ وفتح قریب بلند کی لشکر مانند سیل روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ کے جنگ گاہ مین پہونچا ادھر سے نوشیروان بھی بصد کروفر ہمراہ فوج ولشکر میدان کارزار مین آیا بعد درستی میدان جنگ اور صف آرائی کے نقیبان خوش مقال اور کڑکیت بدخصال دونون لشکرون سے بیچ میدان مین آے اور سردارون اور لشکریون سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے نظم

دلیرو بس اب کھینچ لو تیغ تیز نہ باز آؤ لڑنے سے وقت مصاف	کرو اپنے دشمن سے بڑھکر ستیز دلیری ومردی سے یہ ہی خلاف	لڑو آج میدان مین کھینچو حسام لڑوگے اگر ہوگی عزت نصیب	تمھارے بزرگون کا روشن ہو نام جو بھاگوگے تو ہوگی ذلت نصیب

جب نقیب اور کڑکیت جوانون کا دل بڑھاکر اور لڑنے پر آمادہ کرکے علحدہ میدان نبرد سے چلے گئے دونون جانب جو جو دلیر بہادر تھے انھین شوق جنگ ہوا اور کثرت شجاعت سے اعدا کیطرف دیکھکر غیظ سے سرخ رنگ ہوا قدر اندازون نے نیزے دیکھ بھالکے ہاتھون مین سنبھالے صف شکنون نے تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے کمانداروں نے کمانین دوش سے اتارین ترکش سے تیر نکالکر چلہ کمان مین جوڑ الڑنے پر لیس ہوکر کھڑے رہے پہلوانون نے گرزہاے گران ہاتھون مین علم کیے سواران لشکر نے تیغ وسپر کو دونون ہاتھون مین مستحکم لیا پیادون نے اپنے اپنے آلات حرب وضرب کی جانب بقصد ستیز دیکھا باجے جنگی دونون لشکرون مین بجے ہنوز کوئی کسیطرف سے میدان جنگ مین نہ نکلا تھا کہ فرامرز بن قارن اپنے مرکب کو بڑھاکر روبروے نوشیروان گیا اور اجازت حرب حاصل کرکے ہنگامہ صف لشکر سے نکل کر جر یگاہ مین آیا اور پکارا ای لندھور گھوڑے پر سوار ہوکر آج میرے مقابلے کے واسطے میدان مین آؤ یہ صداے قارن سنکے لندھور ہاتھی سے اترکر خدمت خواجہ عبد المطلب مین گیا اور اجازت جنگ لیکر بادپا پر سوار ہوکر شیرانہ صف لشکر سے باہر آیا پھر باہم نگاور زن ہوے گھوڑا فرامرز بن قارن کا چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب لندھور کا ڈیڑھ قدم پیچھے سرکا فرامرز بن قارن نے برہم ہوکر گھوڑے کو مہمیز کیا اور تیغہ گرانبار نیام سے کھینچکر نعرہ کرکے بصد غیظ لندھور پر لگایا ادھر لندھور نے پشت سے سپر فراخ ہاتھ مین لی تھی اور چاہتا تھا کہ تیغہ قارن کو سپر پر روکون اتفاقا اسیوقت مرکب لندھور نے سکندری کھائی لندھور گھوڑے کے سنبھالنے مین مصروف ہوا کچھ ہاتھ بھی نیچا ہوگیا تیغہ فرامرز بن قارن سر پر پڑا اور تا دو ابرو اتر آیا اتنے زمانۂ قلیل مین لندھور نے زخم کھاکر اور گھوڑے کو سنبھالکر دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن لندھور خون مین نہا گیا اسی عالم زخمداری مین لندھور نے بصد عجلت تلوار کھینچکر اسکے سر پر لگائی فرامرز بن قارن کے کسی قدر سر پر پڑی اوچھا سا زخم آیا کیونکہ فرامرز نقبون سے گر ہی پیچھے

ہنگر سر کو ضرب تیغ سے بچایا تھا ورنہ فرامرز مع مرکب دو نیم ہوتا یا فرامرز کے سر پر زخم کاری لگتا جب لندھور بسبب زخم کاری کے گھوڑے پر نہ بیٹھ سکا اسوقت چند سرداران لشکر اسلام نے آکر لندھور کو میدان سے لشکر مین لیجانیکا قصد کیا فرامرز نے انکو آتے دیکھکر انپر حملہ کیا سرداروں کو قتل کرنا شروع کیا جب کچھ سردار قتل ہوے اسوقت اہل اسلام نے بھی لڑنا شروع کیا قارن چہار جانب سے گھر گیا یہ حال دیکھکر نوشیروان ازحد گھبرایا اور تمام فوج سے کہا کہ جلد تر اہل اسلام کے اوپر حملہ کرو اور فرامرز کو مسلمانون کے ہاتھ سے بچاؤ اگر یہ قتل ہو جائیگا تو مجکو صدمہ عظیم ہوگا مین فرامرز کو مثل جان کے عزیز رکھتا ہون فوج نوشیروان حکم پاکر مانند سعد وملخ کے اپنی جگہ سے چلی اور قریب تر لشکر کے جاکر مسلمانون پر یکبارگی حملہ آور ہوئی اور فرامرز بن قارن کو اہل اسلام کے حرب وضرب سے بچانے لگی ادھر سے بھی بحکم بادشاہ لشکر اسلام کل لشکر بڑھا دونون فوجین باہم ملگئین لڑائی ہونے لگی سرہاے جوانان لشکر جانبین تنون سے کٹ کٹکر زمین پر گرنے لگے تن بیسر خاک پر گرکے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے زمین خون کشتگان سے گلرنگ ہونے لگی کمانین بار بار کڑکنے لگین تیر ونکار منھ جوانون پر برسنے لگا بخوبی جنگ مغلوبہ ہونے لگی عین جنگ مغلوبہ مین خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ لاشے کفار کے زمین پر تڑپ رہے ہین تلوارین اور سپرین جابجا کشتون کی بکثرت پڑی ہین کچھ خود اور نیزہ وتیر ثابت اور شکستہ زمین پر پڑے ہین یہ دیکھکر حرص دامنگیر ہوئی خیال کیا ای عمرو والی کفار بیکار پڑا ہوا ہے لے لینا چاہیے یہ بھی کبھی کام آئیگا اسکو بیچکر کچھ روپیہ جمع کرکے قرضدارون کو دیدونگا ہر طور نفع سے خالی نہین ہی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے تیر وشمشیر اور خود وزرہ جوانان لشکر نوشیروان کے اٹھا اٹھا کر بعجلت نذر زنبیل کرنا شروع کیے تہہاے کفار سے زرہین اور بکتر اور چار آئینے اتارنا شروع کین لیکن کسی کو برہنہ نہین کیا ایک پرانا لنگی کا ٹکڑا باندھ دیا اور ہر ایک کی کمر ٹٹول کر زر سرخ وسفید اور جواہر بیش بہا دیکھنے لگے جس سردار یا لشکری کی کمر سے زر سرخ وسفید یا جواہر آبدار ملا خوش ہوکر کہنے لگے یہ جوان اچھا تھا اسقدر اپنی کمر مین روپیہ رکھتا تھا اور جسکی کمر سے کچھ نہ ملا عمرو نے منھ بناکر کہا یہ نابکار مفلس نادار تھا خداوند عالم اسے ہمیشہ جہنم مین رکھے ایک ٹکا ایک پیسا بھی اسکی کمر سے نہ نکلا جب کوئی جوان لشکر نوشیروان کا خواجہ کو دیکھ لیتا اور کہتا تھا ارے تو کون ہی کیون ہمارے بیڑے کے جوان کی زرہ اتارتا ہی خواجہ غضبناک ہوکر لپٹ کر خنجر اسکے پہلو پر مارتے تھے کام اسکا تمام کرتے تھے اور اسکے تمام آلات حرب وضرب اور زرہ وغیرہ اتار کر نذر زنبیل کرتے تھے اور بار بار کہتے جاتے ای دادا آدم اس میرے مال واسباب کو نہایت خبرداری اور ہوشیاری سے رکھیےگا دیکھیے ضائع نہ کیجیےگا ورنہ میرا بڑا نقصان ہو جائیگا ابھی خواجہ عمرو لوٹ رہے تھے اور جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار ٹپ سے زور وشور سے چل رہی تھی بہادر نعرے کر رہے تھے یکایک جانب پشت لشکر اسلام ایسا غبار بلند ہوا کہ روے آفتاب پنہان ہوگیا خواجہ اس غبار کو دیکھکر متوحش ہوے اور خیال کرنے لگے معلوم نہین کون فوج کثیر لیکر ادھر آتا ہی دشمن ہی یا دوست ہی ہرچند دل تو خواجہ کا نہ چاہتا تھا کہ لوٹنے سے ہاتھ اٹھائین لیکن غبار کو دیکھکر اشیاے افتادہ پر بحسرت نظر کرکے بجبر دلکو تنبیہ حرص وہوا سے مانع ہوے اور پھر تسکین فرمانے لگے کہ حال غبار اور آمد فوج دریافت کرکے پھر آکر یہ سب چیزین اٹھاکر نذر زنبیل کرونگا غرض فوج سے نکل کر بشکل مبدل جانب غبار روانہ ہوے جب تھوڑی راہ طے کی اور غبار بھی برطرف ہوا دیکھا ایک سردار ہی نہایت مہیب شکل قوی ہیکل ڈاڑھی مونچھین منڈاے ہوے سر کو استرے سے گھٹاے ہوے بصد کبر ونخوت گینڈے پر سوار ہی ایک لاکھ بیس ہزار مردان لشکر اسکے ہمراہ ہین خواجہ نے بڑھکر ایک سوار سے پوچھا بھائی یہ لشکر کسکا ہی نام اس لشکر کے سردار کا کیا ہی کسکی مدد کیواسطے جاتا ہی سوار نے جواب دیا اے شخص آگاہ ہو کہ اس لشکر جرار کے سردار کا نام مفتوح روئین تن ہی دیکھو وہ ہمارے اس لشکر کے سردار ہین جنکی مونچھین اور ڈاڑھی نہین ہی اور سر منڈا ہوا ہی بڑے بہادر ہین براے اعانت نوشیروان جاتے ہین سنا ہی انھون نے کہ کچھ اہل اسلام نوشیروان سے

برسر پیکار ہین انکے قتل کرنیکو جاتے ہین یقین ہی کہ سبکو ایک حملے مین ہلاک کر ڈالینگے کسی مسلمان کو زندہ نچھوڑینگے کیونکہ یہ مسلمان کے
دشمن جان ہین سوار یہ کہکر خاموش ہوا عمرو نے چاہا کہ اثناے راہ مین مفقوح روئین تن پر کچھ عیاری کریے پھر خیال آیا کہ
وہان جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی اس نابکار سے پھر سمجھ لیا جائیگا اب آیا ہی تو کہان جائیگا ضرور ایک نہ ایک دن ہمارے دام
مکر مین گرفتار ہوگا بہتر اور مناسب یہی ہی کہ لشکر مین جا کر ہر ایک سردار کی خبر لیجیے ایسے وقت مین لشکر کو چھوڑ کر اور کوئی
کام کرنا نہ چاہیے یہ خیال کر کے خواجہ بعجلت لشکر مین آئے اور اکثر سرداران لشکر اسلام سے کہا ہوشیار ہو جاؤ مفقوح
روئین تن بجمعیت سپاہ کثیر براے مدد نوشیروان دیکھو وہ آتا ہی سرداران لشکر ہوشیار ہوے یکایک مفقوح روئین تن بھی
آپہونچا جنگ مغلوبہ دیکھا حیران ہوا پھر لشکر اسلام اور فوج نوشیروان کا نشان دریافت کر کے لشکر اسلام پر مع فوج
حملہ آور ہوا دو جانب سے فوج کفار نے لشکر اسلام کو گھیر لیا ہرچند بیچ مین فوج اسلام گھر گئی لیکن مردان فوج اسلام نے
دلیرانہ لڑنا شروع کیا جابجا کفار اسقدر قتل کیے کہ انبار لاشونکا ہوگیا اور خود بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوے راوی بیان
کرتا ہی کہ تا شام بخوبی تلوار چلی ہزارہا کفار مارے گئے سیکڑون اہل اسلام قتل اور زخمی ہوے غرض ہنگام شام نوشیروان
نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا اسطرف نوشیروان مع مفقوح روئین تن اور فرامرز تن
بن قارن اور ہیکلان ملک سومنات مغرب وغیرہ کو ہمراہ لیکر سمت فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا ادھر خواجہ عبد المطلب
جملہ سرداران لشکر وغیرہ کو اپنے ساتھ لیکر قیامگاہ لشکر کیطرف تشریف لیچلے بعد قطع راہ لشکرگاہ پر پہونچے اور زخمیون کے
علاج کیواسطے جراح طلب کیے جراح حاضر ہو کر زخمیونکا علاج کرنے لگے جب خواجہ عبد المطلب بارگاہ مین رونق افزا ہوے
سرداران لشکر بارگاہ مین جا کر بعد اداے آداب و تسلیم اپنے دنگل اور کرسی پر بیٹھے خواجہ عمرو نے حاضر ہو کر احوال مفقوح
روئین تن کا بیان کیا اور عرض کیا یہ نابکار نہایت زبردستان روزگار سے ہی خدا اسکے شر و فساد سے محفوظ رکھے خواجہ
عبد المطلب نے فرمایا جو خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا اگر مفقوح آیا ہی تو کیا خوف کا مقام ہی حق تعالے حامی و ناصر رہے
ایسے ایسے بہت سے آے اور قتل کیے گئے یہان تو بارگاہ مین خواجہ عبد المطلب مع عمرو و سرداران لشکر تشریف فرما ہین لیکن
اب احوال نوشیروان کا شروع کیا جاتا ہی کہ جب نوشیروان میدان نبرد سے اپنی بارگاہ مین پہونچا بعد دربار آراستہ ہونیکے
فرامرز بن قارن کو بلوایا جراحون سے اُسکے زخم سر کا علاج کرایا پھر ساقیان سیمین تن کو طلب کیا ساقیون نے موافق دستور
بعد نوشیروان و فرامرز بن قارن وغیرہ کے جو دربار مین بیٹھے تھے سبکو شراب پلائی ازانجملہ مفقوح روئین تن کو بھی شراب
دی جب دماغ مفقوح روئین تن کا حرارت مے ناب سے گرم ہوا فی الفور اپنے دنگل سے کود کر دست بستہ نوشیروان سے عرض کرنے لگا شہنشاہ
اب یہ غلام دمکخوار سرکار حاضر ہوا ہی امیدوار ہی کہ حضور اس کمترین کے نام پر طبل جنگ اسیوقت بجوائین صبح کو یہ خاکسار اہل
اسلام سے مجادلہ کریگا دشمنان حضور کو تہ تیغ کریگا حق غلامی ادا کریگا نوشیروان نے اُس سے خوش ہو کر اسیوقت طبل رزمی اُسکے
نام پر بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام خبر نواخت طبل رزمی لیکر فوراً بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین گئے اور زمین
کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر اسطرح عرض کرنے لگے اشعار

لبریز باد جام حیات سوفقت	تا ہست گرم دور فاین نار گنبد طاس	
چندانکہ دانہ ار دشود در جہان اساس	بیہوشہ باد گشت مراد مخالفت	

اُسوقت نوشیروان نے بنام مفقوح روئین تن طبل جنگ
بجوایا ہی ارادہ مفقوح بد انجام کا یہ ہی کہ ہنگام صبح میدان کارزار مین آگ آتش کینہ و فساد کو مشتعل کرے باقی خیریت ہی جب عیار
یہ عرض کر کے چلے گئے حکم خواجہ عبد المطلب سے لشکر اسلام مین نقارۂ حربی پر چوب لگائی گئی آواز نقارۂ جنگی کی بلند ہوئی بعد
بجنے طبل جنگی کے بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سردار بارگاہ سے اٹھکر اپنے خیام و بارگاہ مین گئے اور تیاری
جنگ مین مصروف ہوے تمام شب دونون لشکرون مین خوب تیاری جنگ ہوئی ہنگام سحر نوشیروان مع سپاہ مفقوح روئین تنکو

ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آیا بعد صفین آراستہ کرنیکے انتظار لشکر اسلام کرنے لگا اس جانب سے خواجہ عبدالمطلب بھی موافق
دستور ہمراہ لشکر ظفر اثر جانب میدان کارزار چلے بعد قطع راہ جب عرصۂ مصاف مین پہونچے دیکھا نوشیروان میدان نبرد مین
موجود ہی خواجہ عبدالمطلب نے فوراً حکم صفوف آرائی لشکر دیا جسوقت صف آرائی ہو چکی اور میدان بخوبی درست ہو چکا
اور نقیبان خوش آواز درکرگیت مردان لشکر کو آمادۂ مصاف کر چکے مفتوح روئین تن نوشیروان سے اجازت جنگ
لیکر حربگاہ مین آیا اور مبارز طلب کیا فوراً لشکر اسلام سے ایک دلیر بادشاہ لشکر سے اجازت رزم لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر
سامنے مفتوح کے گیا مفتوح نے تیغۂ گرانبار کا وار کیا دلیر مذکور نے ہر چند تیغ سپر پر روکنا چاہا لیکن تیغ سپر کو کاٹکر سر پر پڑا
ورتا گلو اتر آیا دلیر گھوڑے سے گرا فوراً زمین پر تڑپ کے ہلاک ہو گیا مفتوح نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک جری لشکر سے
نکل کر بمقابلہ گیا اُسے بھی مفتوح نے ہنگام جدال قتل کیا اسی طرح تا شام مفتوح روئین تن نے چند غیر نامی اہل اسلام
قتل کیے وقت شام نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر اپنی بارگاہ مین گیا جب دربار سردارون سے مملو ہوا نوشیروان نے
مفتوح کی تعریف کی کہ مفتوح نے عرض کیا اسوقت حضور پھر طبل جنگ بجوائین صبح کو پھر اہل اسلام کو باقبال شہنشاہ اسیطرح
قتل کرونگا نوشیروان نے خوش ہو کر طبل جنگ بجوایا ادھر خواجہ عبدالمطلب رزمگاہ سے جاکر بارگاہ مین بیٹھے تھے سرداران
لشکر دربار مین حاضر تھے ناگاہ چند عیار حاضر ہوئے اور شرائط عبودیت بجالا کر بعد ادب اسطرح عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ
لشکر اسلام اسوقت نوشیروان نے بنام مفتوح روئین تن پھر طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیر و عافیت ہی خواجہ عبدالمطلب
نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے طبل رزمی اور نقارۂ حربی کے بجانیکا حکم دیا فی الفور ملازمون نے طبل جنگ بجایا جب صدای
طبل و نقارۂ رزمی بلند ہوئی اہل لشکر ہوشیار ہوئے تیاری جنگ مین ہمہ تن مصروف ہوئے بعد تھوڑی دیر کے خواجہ
عبدالمطلب نے دربار برخاست کیا سرداران لشکر بھی اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین جاکر تیاری مصاف مین مشغول
ہوئے جب صبح ہوئی ادھر سے نوشیروان میدان نبرد مین مع لشکر آیا ادھر سے بدستور قدیم بادشاہ لشکر اسلام فوج
ظفر موج لیکر نبردگاہ پر پہونچے بعد صفوف آرائی اور درستی میدان کارزار اور نصائح نقیبان خوش آواز کے مفتوح روئین
تن اجازت نوشیروان سے لیکر درمیان میدان مصاف کے آیا اور مرکب کو روک کر پکارا ای فرقۂ خدا پرستان آج
تم مین سے کون مشتاق اجل ہی جسے تمنای مرگ ہو آکر مجھسے مقابلہ کرے راوی بیان کرتا ہی کہ آٹھ دلیر یکے بعد دیگرے
مفتوح سے لڑے مفتوح روئین تن نے سبکو قتل کیا ہنگام غروب آفتاب نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر میدان
سے چلا گیا خواجہ عبدالمطلب بھی نبردگاہ سے آکر بارگاہ مین داخل ہوئے وقت دربار جملہ سردار بارگاہ مین جاکر
روبرو خواجہ عبدالمطلب بیٹھے ادھر نوشیروان خرم و شادان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا جب دربار مین جملہ
سردار آچکے اُسوقت نوشیروان نے مفتوح روئین تن سے خوش ہو کر اُسکی تعریف کی مفتوح نے دست بستہ عرض
کیا حضور آج پھر میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے ہنگام صبح اہل اسلام کے نامی سردارون کو ہلاک کرونگا نوشیروان
نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے صدای طبل رزمی سنکر بعد ادب روبروے خواجہ عبدالمطلب گئے اور خبر نواخت طبل جنگ
بیان کی خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ حربی بجایا جائے پس بموجب حکم نقارۂ رزمی پر
چوب لگائی گئی دربار برخاست ہوا سردار بارگاہ سے نکلکر اپنے اپنے خیام مین گئے تیاری جنگ مین سردار اور غیر سردار
مصروف ہوئے خواجہ عمرو بارگاہ خواجہ عبدالمطلب سے نکل کر جانب عقابین چلے بعد طی کرنے راہ کے جب زیر عقابین
بشکل مبدل پہونچے پہلے سر اپنا عقابین پر رکھکر گریان ہوئے پھر تاریکی شب مین عقابین پر چڑھکر آہستہ امیر با توقیر کو
سلام کیا اور شربت انار زنبیل سے نکالکے دہن حمزۂ صاحبقران مین ٹپکایا کیونکہ سواے شربت کے امیر باتوقیر کوئی چیز

کھا نہ سکتے تھے پہلے فرامرز بن قارن نے اہنی تار دن سے دہن امیر دبایا تھا اب دہن امیر کھلا ہی مگر ضعف ہی اسی وجہ سے عمرو شربت
انار دہن مین ٹپکا جاتا تھا اور ناظرین پر واضح رہے کہ جب سے امیر باتوقیر عقابین پر قید ہین ہر روز عمرو ہنگام شب جاتا ہی
اور امیر کو شربت انار پلا دیتا ہی اس خاکسار مترجم بے وقار نے بخیال طول بیجا قبل اسکے شاید نہین لکھا ہی اور نہ حال شربت پلانیکا
تحریر کیا جائیگا الحاصل جب خواجہ دہن امیر مین شربت انار ٹپکا چکے عقابین سے نیچے اُترے کسی نے خواجہ کو عقابین پر چڑھتے
اور اُترتے نہین دیکھا جب خواجہ خندقون کو طی کر کے قریب خیام سرداران لشکر نوشیروان پہونچے ایک عیار سے خیمہ مفتوح روئین کا
دریافت کیا اُسنے بتا دیا خواجہ نے اُسوقت اپنے دلمین خیال کیا کہ مفتوح پر اگر نیچہ قابض ہو جاے تو اس نابکار کو بیہوش کر کے
لیتے چلو اُسنے اکثر اہل لشکر اسلام کو دو تین روز کی مدت مین قتل کیا ہی اسے بھی کچھ سزا دو یہ خیال کر کے خواجہ نگہبان خیمہ مفتوح کو
بیہوش کر کے اندر خیمہ مفتوح کے داخل ہوے دیکھا مفتوح پڑا ہوا بیخبر سو رہا ہی خواجہ نے فوراً ایک نَے اور تھوڑی بیہوشی از زنبیل
سے نکالی پھر نَے مین بیہوشی رکھکر قریب مفتوح کے گئے اور نَے کو سوراخ بینی سے ملا کر چاہا کہ بیہوشی دماغ مفتوح مین دو دن
کیونکہ خواجہ بیہوش کرنیکی فکر مین تھے ناگاہ مفتوح روئین تن بیدار ہوا آنکھین کھولکر ادھر اُدھر دیکھنے لگا ہر چند خواجہ نے
ارادہ کیا کہ پلنگ کے نیچے چھپ رہون لیکن مفتوح نے خواجہ کو دیکھ لیا گھبرا کر اُٹھا پھر پوچھا ارے تو کون ہی کیون میرے خیمے
مین آیا ہی خواجہ نے جواب دیا مین نصیر بن کثیر فرشتہ خداوند لات ہون حکم لات منات سے اُنکے بندون کو سلاتا ہون آج مجکو
خداوند لات نے حکم دیا ہی کہ ہمارے بندۂ خاص مفتوح روئین تن کے پاس جاؤ اور اُسے باآرام تمام سلاؤ چنانچہ بموجب
حکم خداوند لات مین تمھین سلانے آیا ہون خداوند لات تمسے بہت خوش ہین مجھسے کہتے تھے ہمارے بندۂ خاص مفتوح نے
فی الحال اہل اسلام قتل کیے ہین اسی وجہ سے خوش ہو کر مجکو تمھارے پاس بھیجا ہی مفتوح یہ تقریر سنکے خوش ہوا اور کہنے لگا
خداوند لات نے اپنی بندہ نوازی کی یہ کہکر خواجہ سے کہنے لگا اے فرشتہ خداوند لات مجکو تو خواب اسوقت نہین آتا ہی
تم کسی طرح مجکو سلاؤ ورنہ لگا خواجہ نے کہا لیٹ جاؤ آنکھین بند کر لو مین ابھی تمھین سلائے دیتا ہون مفتوح فوراً
لیٹ گیا آنکھین بند کر لین خواجہ نے نَے سے بیہوشی اُسکے دماغ مین پھونک دی فوراً مفتوح کو چھینک آئی بعد چھینکنے کے
مفتوح بیہوش ہو گیا خواجہ نے جلد تر اُسکو چادر عیاری مین باندھا اور پشت خیمہ کیطرف جا کر خنجر سے قنات چاک کی
پھر پشتارہ دوش پر رکھکر خواجہ لشکر اسلام کیطرف بصد عجلت چلے اتفاقاً اُسوقت قارن طلایہ لشکر کے واسطے اُٹھا
تھا خواجہ کو دیکھا کہ پشتارہ دوش پر رکھے بھاگے چلے جاتے ہین یہ تو نہ پہچانا کہ خواجہ عمرو ہین مگر یہ خیال کیا کہ کوئی دزد ہی
یا عیار ہی غرض قارن آگے بڑھ کے پکارا کون جاتا ہی ٹھہر جاے ورنہ گرفتار ہو کر قتل کیا جائیگا جب یہ کلام سنکے خواجہ نہ ٹھہرے
قارن دوڑا ملازمان قارن بھی ہمراہ قارن دوڑے جب قارن قریب تر پہونچا خواجہ نے پشتارہ خاک پر ڈالکر
بصد تعجیل لشکر اسلام کی راہ لی ہر چند کچھ ہمراہیان قارن عقب خواجہ دوڑے مگر خواجہ جست و خیز کر کے اپنے
لشکر مین گئے کسی نے خواجہ کو گرفتار نہ کیا غرض جب خواجہ عمرو گرفتار نہوے قارن نے پشتارہ مفتوح روئین
تن کا کھولا دیکھا مفتوح بیہوش ہی قارن نے چھینٹے پانی کے رخ مفتوح پر دیے اور دیگر علاج دفع بیہوشی کیے مفتوح نے
ہوشیار ہو کر دیکھا قارن وغیرہ بالاے سر کھڑے ہین مفتوح نے برہم ہو کر کہا اے نالائقو کیون تمنے مجکو بیدار کیا مین
تو خواب خوش مین تھا باآرام تمام سو رہا تھا فرشتہ فرستادہ خداوند لات مجکو سلا گیا تھا قارن نے جواب دیا ذرا ہوش مین
آؤ کلمات بیہودہ زبان پر نہ لاؤ تمکو ایک شخص اس چادر مین باندھے ہوے پشتارہ تمھارا دوش پر اپنے اُٹھاے ہوے
لیے جاتا تھا مین نے جو اُسکو روکا وہ خوف سے بھاگ گیا پشتارہ تمھارا یہین چھوڑ گیا جب مین نے تمکو چادر سے
کھولا بیہوش پایا آخر بدقت تمکو ہوشیار کیا تمھاری جان بچائی ورنہ وہ شخص تمکو لیجا کر مار ڈالتا مین تمھارا محسن ہون تم مجھسے سخت کلامی

کرتے ہو بس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ خاموش رہو گفتگوے سخت نہ کرو ورنہ میں تمھیں تیغ زبان سے جواب دونگا مفتوح روئین تن نے کہا تیری کیا مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کر سکے میں مثل ایک مور ناتوان کے جانتا ہوں اور یہ جو کچھ تو نے ابھی بیان کیا سب غلط ہے مجکو ہرگز اعتبار تیری گفتار کا نہیں ہے میرے حواس بجا ہیں تجکو لازم ہے کہ اپنی خطا پر نادم ہو زیادہ گفتگو مجھسے مکر نہیں تو ابھی زبان تیری تیرے دہن سے کھینچ لونگا قارن نے غضبناک ہو کر جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہے دلیروں سے ایسی بدزبانی کرتا ہے تجکو کچھ خوف ہی جانکا نہیں ہے عوض احسان ماننے کے ناراض ہو کر سخت کلامی کرتا ہے مجھے بھی تو نے کیا کوئی بزدل تصور کیا ہے اگر ابکی مرتبہ تو نے کوئی کلمہ بد زبان پر جاری کیا تو خنجر آبدار سے تیرا سینہ و جگر چاک کر ڈالونگا ایسی جگہ تجکو پیوند خاک کرونگا کہ تیرا نشان باقی نہ رہیگا مفتوح یہ تقریر قارن کی سنکے اٹھا اور جانب قارن بصد غیظ بڑھا قارن نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا ہمراہیان قارن ادھر قارن کو ادھر مفتوح کو روکنے لگے غل و شور جو ہوا بختک اپنے خیمے میں سو رہا تھا بیدار ہوا اور جلد تر جانب شور و غل بھیتا باندہ دوڑا جب قریب پہونچا دیکھا قارن اور مفتوح دونوں باہم آمادۂ جنگ ہیں بختک نے اول احوال قارن سے پوچھا قارن نے تمام و کمال کیفیت بیان کی پھر مفتوح سے پوچھا اُسنے بھی جملہ احوال نصیحت گیر فرشتے کے آنیکا اور سلانیکا بیان کیا بختک تقریر مفتوح کی سنکر بہت ہنسا اور کہا ای مفتوح روئین تن جسے تم فرشتۂ خواب فرستادۂ خداوندان لات سمجھے ہو یہ ہو وہ ذی رتبہ فرشتہ ہیں کبھی نظر آتے ہیں گاہ نظر نہیں آتے ہیں ایک لمحہ میں ہزار صورتیں طرح طرح کی پیدا کرتے ہیں کبھی عورت اور گاہ طفل دوازدہ سالہ کبھی جوان گاہے پیر بن جاتے ہیں اور خاصیت ملک الموت کی رکھتے ہیں جسپر غضبناک ہوتے ہیں ایک چشم زدن میں مار ڈالتے ہیں اصل نام انکا خواجہ عمرو ہے عیار بلاے روزگار ہیں خداوندان لات و منات کا شکر کرو کہ تمھاری جان بچ گئی ورنہ وہ تمھیں لیجا کر ضرور قتل کر ڈالتے مجکو یقین کامل ہے وہی تشریف لاے ہونگے اور تمھیں انھون نے سلایا ہوگا بیہوشی زمین رکھکر تمھارے سوراخہاے بینی کی راہ سے تمھارے دماغ میں پہونچادی ہوگی تمھاری زندگی ابھی باقی ہے کہ وہ دستارہ تمھارا پھینک کر چلے گئے قارن نے تمھیں ہوشیار کیا وگرنہ تم ایسا سوتے کہ قیامت کے روز بیدار ہوتے عمرو تمکو قتل کر ڈالتا اور اب بھی خواجہ عمرو تمھیں زندہ نہ چھوڑینگے کیونکہ جسکو وہ تاک لیتے ہیں اُسکی زندگی پھر دشوار ہے قارن تمھارا محسن ہے اس سے بیکار تکرار کرتے ہو اور آمادۂ پیکار ہو جاؤ اپنے خیمے میں بیٹھو صبح عنقریب ہے اب نہ سونا ورنہ پھر خواجہ اگر تمکو بیہوش کرکے لیجائینگے جب یہ کلمات مفتوح نے بختک سے سُنے عیاری خواجہ پر حواس خمسہ منتشر ہو گئے خیال کرکے جو دیکھا تو اپنے خیمے سے کسی قدر دور میدان میں کھڑا ہوں اسوقت مفتوح محجوب اور شرمندہ ہوا قارن سے عذر کرنے لگا پھر بختک سے کہا ای وزیر شہنشاہ اگر عمرو اسیطرح کی عیاریان کریگا تو ضرور ایک نہ ایک روز ہلاک کر ڈالیگا بختک نے جواب دیا ہمیں کیا شک ہے ہزاروں لاکھوں کو انھوں نے مار ڈالا تمھاری کیا حقیقت ہے تمھیں بھی قابو پاکر وہ مار ڈالینگے اگر کچھ روز اپنی زندگی چاہتے ہو تو اپنے خیمے میں کسی کو آنے نہ دینا بیدار رہنا کسی کے ہاتھ سے بے سمجھے بوجھے کوئی چیز لیکر نہ کھانا ای مفتوح روئین تن میں تمھیں کو فقط نہیں ڈراتا ہوں میں بھی خواجہ عمرو کے مکر و فریب سے ہمیشہ ڈرتا رہتا ہوں جب وہ تشریف لاتے ہیں اور جس کام کیواسطے مجھسے تاکید کرتے ہیں بسر و چشم بجالاتا ہوں اگر کبھی انکی نافرمانی کرتا ہوں مجھے تعزیر دیتے ہیں دیکھو میری چندیا کو کیسی صاف و شفاف ہے اگر انھوں نے جو مجھ بوٹیاں نکالی ہیں چندیا کا یہ حال ہوگیا ہے مفتوح روئین تن تقریر بختک کی استماع کرکے از حد خواجہ سے خائف ہوا اور وہاں سے ہمراہی بختک اپنے خیمے میں گیا دیکھا کہ فرش وغیرہ بھی نہیں ہے مفتوح نے پوچھا جو کچھ چیزیں میرے خیمے میں رکھی تھیں کیا ہوئیں بختک نے مسکرا کر کہا خواجہ عمرو لیگئے انکا یہ قاعدہ ہے جہاں جس کسی کو بیہوش کرتے ہیں جو کچھ وہاں ہوتا ہے لے لیتے ہیں یہ کہکر بختک تو چلا گیا مفتوح باقی ماندہ شب اپنے خیمے میں اور فرش بچھوا کر بیٹھا رہا ہر چند غلبۂ خواب ہوا مگر خوف سے خواجہ عمرو کے نہ سویا جب وہ وقت آیا کہ روے ماہ درخشان خیال آدر خورشید تابان سے متغیر ہوا ستارے بے نور ہوے سپیدی اُفق مشرق

نمایان ہوئی مرغان خوش الحان نغمہ سرائی کرنے لگے ہوا سے سحر چلنے لگی غنچے گل ہونے لگے مسجدون مین موذنون نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا خواجہ عبدالمطلب وجملہ سرداران لشکر وغیرہ بیدار ہوئے پھر بعد فراغ امور ضروریہ وضو کرکے ہر ایک نے فریضہ سحر ادا کیا خصوصًا خواجہ عبدالمطلب نے نماز بخضوع پڑھی بعد فراغ نماز و تلاوت صحیفۂ ابراہیم کے ہاتھ سوے فلک بلند کرکے برائے نصرت و ظفر خالق بجہو بر سے اسطرح دعا کی اشعار

الٰہی برحمت سے دھو دل اپنا
مگر اب ہی تشبا ہ حال مرا

گرد عصیان سے پاک دامن کر
رد نہ کر رد نہ کر سوال مرا

یا الٰہی بحق ہفت نجوم
یہ تو کیونکر کہون مجال نہین
فتح دے دشمنون پہ مجکو الٰہ

بہ طفیل خلیل او فیوم
کہ تجھے کچھ مرا خیال نہین
کہ بہت اب برا ہی حال تباہ

خواجہ عبدالمطلب دعا پڑھ در دگار سے مانگ کر تخت پر سوار ہوے کہارون نے تخت اٹھایا سرداران لشکر بھی گھوڑون پر سوار ہوے ڈنکے پر چوب پڑی نشان لشکر آگے بڑھا باجے جنگی بجے لشکر ظفر اثر جانب میدان کارزار بعد کروفر روانہ ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ جو سرداران نامی علاوہ لندھور کے قبل ازین زخمی ہوے تھے وہ اب رو بصحت ہوے ہین خصوصًا بہرام گرد اور کرب غازی چنانچہ آج ہمراہ لشکر بہرام اور کرب بھی چلے ہین الحاصل اسطرف سے خواجہ عبدالمطلب اُدھر سے نوشیروان مع مقتوح بجمعیت سپاہ کثیر میدان کارزار مین پہونچکر بعد درستی میدان جنگ دونون بادشاہ صف آرا ہوے یکایک نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون لشکر و نسے نکلے اور لشکریون سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے نظم

نہین ہی کسی کو بقا جز خدا
کفن ہاں دنیا سے بس پائونے
یہ کہتے ہین رستم تھا کیا صف شکن
ہو مانند رستم تمھاری ثنا

کرد تو خیال اپنے اجداد کا
نہین گرچہ رستم میان جہان
ہزارون سے کرتا تھا تنہا وغا
تو اسوقت میدان مین چارسو

گئے وہ جہان سے بملک بقا
مگر نام اسکا ہی ورد زبان
دلیر اس سے ڈرتے تھے صبح و مسا
بہادو زمین پر عدو کا لہو

جوانو سنو یہ ہی دار فنا
نہین ایکدن تم بھی مر جاؤگے
جہان جمع ہونے مین کچھ تیغ زن
اگر چاہتے ہو کہ بعد فنا
جب نقیب اور کڑکیت جوانان

سپاہ کو مستعد پیکار کرکے میدان سے ہٹ گئے اُسدم مقتوح روئین تن نے مرکب سے اُترکر نوشیروان کی خدمت مین جاکر اجازت جنگ لی پھر گھوڑے پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور اہل اسلام سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ای فرقۂ خدا پرستان آج تم مین سے کون کون جوہر میری تیغ آبدار کے دیکھیگا کس کس کو اپنی زندگی دشوار ہی کون میدان سے نکل کر مجھسے مقابلہ کریگا جلد آئے وہ شخص جسکو اپنے دوش پر سر بار ہی یہ کہکر مقتوح روئین تن خاموش ہوا فی الفور لشکر اسلام سے ایک دلیر خواجہ عبدالمطلب سے رخصت حرب حاصل کرکے میدان مین نکلا جب قریب مقتوح کے آیا مقتوح نے تیغہ آبدار کھینچکر اس دلیر کے سر پر لگایا دلیر نے کوئی سپر اٹھائی تیغہ سپر کو کاٹکر سر پر پڑا اور کاٹتا ہوا جگر گاہ تک پہونچا دلیر مسطور فرس سے گرکر مرگیا بعد قتل ہونے دلیر مذکور کے مقتوح روئین تن نے نعرہ کرکے کہا ای فرقۂ خدا پرستان کسی ایسے بہادر کو میرے مقابلے کیواسطے بھیجو کہ تھوڑی دیر تک تو لڑے کچھ فنون سپہ گری ظاہر کرے میرے تیغۂ گران کی ضرب کو روکے جسوقت یہ کلمات کرب غازی نے سنے ہر چند کہ زخم بخوبی اچھا نہوا تھا لیکن تقریر مقتوح سے برہم ہوکر فرس تیز قدم کو بڑھاکر خدمت خواجہ عبدالمطلب مین جاکر اجازت مصاف لی پھر کرب غازی دلیرانہ اُسکے مقابلے کیواسطے لشکر سے نکلے جب قریب اسکے پہونچے اول باہم لگا ور زان ہوے گھوڑا مقتوح روئین تن کا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور باد پاے کرب غازی دو قدم پیچھے سرکا مقتوح نے غضبناک ہوکر آگے بڑھکر تیغہ سر پر لگایا کرب نے تیغہ اُسکا سپر پر روکا پھر کرب نے شمشیر آبدار اُسکے سر پر لگائی مقتوح نے بڑھکر سر اپنا آگے بڑھایا تلوار کو سر پر روکا چونکہ مقتوح روئین تن تھا تلوار کرب غازی کی اُسکے سر پر بخوبی پڑی لیکن اچٹ گئی ذرا بھی زخم اُسکے سر پر نہ آیا مقتوح نے ہنسکر کہا ای بہادر تو نے ہاتھ تلوار کا اچھی طرح نہین لگایا ایک مرتبہ تلوار بقوت تمام تر لگا یہ کہکر مقتوح نے تیغہ بھوے کرب پر لگایا کرب نے تیغے کو خالی دیکر اور نہایت غضبناک ہوکر دونون ہاتھون سے قبضہ شمشیر

مستحکم پکڑ کر تلوار مفتوح کے سر پر لگائی مفتوح نے بجاے سپر تلوار پھر اپنے سر پر رد کی ہر چند کہ جھنکار تلوار کی بخوبی ہوئی
لیکن سر مفتوح سر مو بھی زخمی نہوا ابکی مرتبہ زیادہ تر کرب کو غصہ آیا رنگ رخ کثرت غیظ سے سرخ ہوگیا مفتوح نے ہنسکر
کہا ای دلیر برہم نہو اگر ہزار مرتبہ تلوار اسیطرح لگائیگا تو بھی سر بال زخمی نہوگا مین روئین تن ہون کوئی حربہ مجھ پر اثر نہ کریگا
یہ کلمات زبان پر جاری کرکے پھر تیغ مفتوح نے خبردار خبردار کہکے سر پر لگایا کرب غازی نے اسطرح تیغ سپر پر رد کا کہ تیغ بیڑا
اُسوقت بصد چالاکی بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر لیکر داہنے ہاتھ سے مفتوح کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا
مفتوح نے بھی برہم ہوکر زنجیر کمر کرب مین ہاتھ ڈالکر زور کرنا شروع کیا گھوڑے کثرت زور سے سینے کے بھل زمین پر بیٹھ گئے
اُسوقت عیاران ہر دو لشکر صف لشکر سے نکلے اور قریب دونون دلاورون کے آکر کہنے لگے ای بہادر و اگر تم مائل کشتی ہو
تو مرکبون سے اُترکر بالاے زمین تقدیر آزمائی کرو گھوڑے بیچارے تمھارے زور و قوت کے متحمل ہو نہین سکتے ہین دیکھو قریب
ہلاک ہوے جاتے ہین زور اور لنگر تمھارا گاؤ زمین سنبھالیگی گھوڑے ہلاک ہو جائینگے جسوقت یہ کلمات بہادرون نے
سُنے فی الفور دامن گردانکر دونون مرکبون سے کود پڑے اکھاڑا مدت چشم زدن مین بیلدارون نے تیار کردیا بعد درستی
زمین کے بعینہ تیار ہوئے اکھاڑے کے دونون دلیر باہم کشتی لڑنے لگے اُدھر نوشیروان بالاے زمین فرش بچھوا کر
تخت پر بیٹھا سرداران لشکر کرسیون پر بیٹھے بارگاہین اور خیام استادہ ہوے ادھر خواجہ عبد المطلب بھی مانند نوشیروان کے
مع اپنے سرداران لشکر کے بیٹھے سواران لشکر جانبین زین پوش بالاے زمین بچھا بچھا کر بیٹھے غرض جملہ صغیر و کبیر اعلے و ادنا
تماشاے کشتی دیکھنے لگے جب کرب غازی مفتوح روئین تن کو پیچ کرکے نیچے لے آتا تھا جملہ اہل اسلام خوش ہوتے تھے
اور جب مفتوح روئین تن اُس پیچ کا توڑ کرکے نکل جاتا تھا کفار شادمان ہوتے تھے جب مفتوح اکھیڑ لگاتا تھا کرب
اُسکے داؤن سے بچتے تھے گاہ کرب بغلی ڈوب کر اُسکی پس پشت جاکر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر لنگر اُسکا اکھیڑتا تھا مفتوح لنگر اپنا
زمین پر قایم کرتا تھا زمین سے نہ اُٹھتا تھا غرض باہم شیرانہ اور نہنگانہ کشتی لڑتے تھے ماہران فن کشتی کبھی کرب کی ثنا
کرتے تھے گاہ مفتوح روئین تن کی تعریف کرتے تھے اکثر ٹکرین باہم یون لگاتے تھے ثابت ہوتا تھا کہ دو فیل مست
لڑ رہے ہین راوی بیان کرتا ہی کہ قریب شام تک باہم خوب کشتی ہوئی آخرکار جب مفتوح روئین تن تھک گیا دم
اُسکا آگیا ہانپنے لگا قوت مین بھی کمی ہوئی پسینے مین سراپا تر ہوگیا کرب غازی نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ
اللہ اکبر کرکے لنگر اُسکا زمین سے اُکھیڑا ور اول مین تا بزانو ور دوم مین تا بسینہ و در سوم مین اپنے سر سے بلند کیا اور
بولے ای مفتوح حالا در شناختن پروردگار رجوع میگوئی مفتوح بد انجام نے جواب دیا مین فدا سے خداوند لات و منات
وغیرہ ہون اور یقین کو اپنا خداوند جانتا ہون سواے انکے کسی کی پرستش نکرونگا جان دونگا مگر مسلمان نہونگا کرب غازی
نے گفتگوے مفتوح روئین تن سُنکے اور غضبناک ہوکے بالاے زمین اسطرح سے ٹپکا کہ اُس بیدین کی ہیبت اُٹھنا
زمین ہوئی مردمان لشکر اسلام مین شور مرحبا بلند ہوا نوشیروان وغیرہ ملول ہوے اور چاہا کہ مفتوح کو
دست کرب سے بچائین فی الفور خواجہ عمرو قریب کرب گئے اور بآواز بلند کہا ای فرزند جلد اس نابکار کو ہلاک کر دیر نہ لگا
ایسا وقت پھر دستیاب نہوگا حریف کو مہلت نہ دے کرب غازی خواجہ عمرو کی آواز سُنکے جلد تر اُسکے سینے پر سوار ہوا
پھر ایک قدم اپنا اُسکے مابین سینہ و کمر پر رکھکر ایک پاؤن اُسکا اپنے دونون ہاتھون سے پکڑ کر ایسا زور کیا کہ باوجود
مفتوح بیدین روئین تن تھا لیکن زیر کمر سے تا سینہ و گلو چیر ڈالا لاشہ مفتوح کا زمین پر تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے
مفتوح روئین تن ترغیکر ہلاک ہوگیا مردمان لشکر اسلام نے صداے تحسین و آفرین بلند کی ہر ایک اہل اسلام خوش ہوا
نوشیروان کو اُسکے ہلاک ہونے کا از حد صدمہ ہوا اشک آنکھون مین بھر لایا چہرہ کثرت ملال سے متغیر ہوگیا سرداران لشکر نوشیروان

بھی رنج ہوا از انجملہ ہیکلان ملک سومنات مغرب کو بھی کمال غم ہوا چونکہ آفتاب غروب ہو چکا تھا نوشیروان بعد دیکھنے چار پہر تک تماشاے کشتی کے ہنگام شام محزون و ملول اپنی بارگاہ کیجانب مع اپنے سرداران لشکر وغیرہ کے چلا گیا ادہر خواجہ عبد المطلب کرب غازی کو ہمراہ لیکر مع تمامی فوج اسلام اپنی بارگاہ کیطرف خرم و شادان چلے بعد طی کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین داخل ہوے جملہ سرداران لشکر و مردمان سپاہ بھی اپنے اپنے مرکبون سے اتر اتر کر بارگاہ و خیامون مین داخل ہوے جب دربار کا وقت آیا جملہ سرداران لشکر بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین بعد اداے آداب تسلیم علے قدر مراتب اپنے اپنے دنگلو پر رونق افزا ہوے کرب غازی بھی آکر اپنے دنگل پر بیٹھا خواجہ عمرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھے خواجہ عبد المطلب نے دلیری کرب غازی کی بہت تعریف کی سرداران لشکر نے بھی قوت و شجاعت کرب کی تعریف کی جب وقت دربار برخاست کرنیکا آیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سردار اپنے اپنے خیام و بارگاہ مین گئے بعض سردار واسطے طلایہ لشکر کے مستعد ہوے اور نگہبانی لشکر کرنے لگے یہان تو عبد المطلب نے دربار برخاست کیا ادہر نوشیروان نالہ کنان جب اپنی بارگاہ مین پہونچا دربار مین جملہ سرداران لشکر کو بلایا جب سب حاضر ہوکر علے قدر مراتب اپنے اپنے دنگلون اور کرسیو پر بیٹھے نوشیروان نے مفتوح روئین تن کو یاد کرکے اک آہ سرد کی اور اشک آنکھون مین بھر لایا بعد ایک لمحہ کے وزرا و امراسے مخاطب ہوکر کہنے لگا عمرو نہایت ظالم ہی اور بلاے روزگار ہی کہتے ہین کہ کرب نے مفتوح روئین تن کو چیر ڈالا ورنہ کرب اسکو ہلاک کرتے نابدولت مع کل لشکر حملہ کرکے مفتوح کو پنجہ کرب سے رہا کر لیتے افسوس عمرو نے مجکو غم مفتوح مین ملول کیا بختک نے جلد تر عرض کیا شب گذشتہ ہی خواجہ عمرو مفتوح روئین تن کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکر لیچلے تھے اگر قارن دیکھ نہ لیتا تو شب گذشتہ ہی خواجہ مفتوح کو قتل کر ڈالتے کل مفتوح روئین تن قتل ہونے سے بچ گیا تھا آج خواجہ نے دست کرب سے اسے ہلاک کرا ڈالا نوشیروان نے بختک کی گفتگو سنکے حکم دیا کہ عیاران نامی ہمارے لشکر کے جلد ہمارے روبرو حاضر ہون جب عیاران مذکور حاضر ہوے تو نوشیروان نے انسے مخاطب ہوکر کہا اے نمکحرامون اتنے دنون سے تم نابدولت کے ملازم ہو اور تنخواہ سرکار ہو لیکن کوئی کار نمایان تمسے ظہور مین ابتک نہ آیا عمرو نے کل یہان آکر عیاری کی مفتوح روئین تن کو بیہوش کیا پشتارہ لیکر چلا تھا کہ قارن نے دیکھ لیا اسوجہ سے مفتوح کل خواجہ کے ہاتھ سے بچ گیا آج خواجہ نے مفتوح کو قتل کروا ڈالا عمرو کار ہاے نمایان کرتا ہی تمسے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ اسے گرفتار کرکے کسیطرح ہمارے پاس لے آؤ تاہم اسکو قتل کرین صابر نمد پوش و کتارہ کابلی و انیس جاسوس وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا اے شہنشاہ حضور نے ہم غلامو سے گرفتاری عمرو کے مقدمہ مین کب تاکید کی اب شہنشاہ نے فرمایا ہی باقبال شہنشاہ صبح کو ہم عمرو کو گرفتار کر لائینگے عمرو ہمارے دام مکر مین اگرچہ دانا ہی لیکن پھنس جائیگا نوشیروان نے کہا کل عمرو کو تم گرفتار کرکے نہ لاؤ گے تو عتاب شہنشاہی مین مبتلا ہوگے عیارون نے عرض کیا اگر ہم کل عمرو کو گرفتار کرکے شہنشاہ کے روبرو نہ لائینگے تو ہمیشہ عیاری چھوڑ دینگے اور معتوب حضور ہونگے یہ عرض کرکے عیاران لشکر نوشیروان کی بارگاہ سے باہر آئے ہنگام شب دس عیارون نے باہم بیٹھکر مشورہ کیا کہ اب کیا عیاری کیجاے کہ جس سے عمرو ہمارے دام مکر مین گرفتار ہو ہر ایک عیار نے اپنی اپنی راے ظاہر کی آخر بعد فکر بسیار ایک عیاری تجویز کی گئی صابر نمد پوش نے ہر ایک عیار سے جو منظور تھا کہدیا سب نے کہا ہم موجب تمھارے کہنے کے ضرور عمل مین لائینگے جب مشورہ ہو چکا اور عیاری تجویز کر گئے ہر عیار اپنے اپنے خیمے مین جاکر راحت پذیر ہوے ہنگام سحر صابر نمد پوش انھین عیارون کو ہمراہ لیکر شکل مبدل براے فکر عیاری چلا عیاران لشکر نوشیروان تو براے گرفتاری خواجہ عمرو جاتے ہین لیکن اب حال خواجہ عمرو کا تحریر ہوتا ہی کہ جب صبح ہوئی اہل اسلام بیدار ہوے اور بعد اداے فریضہ سحری کے ہنگام دربار جملہ سردار مع خواجہ عمرو بارگاہ فلک جاہ خواجہ عبد المطلب مین گئے اور شرائط تسلیم بجا لاکر بصد ادب اپنے اپنے دنگل اور کرسی پر بیٹھے جب بخوبی دربار آراستہ ہو چکا خواجہ عبد المطلب نے سرداران لشکر و خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ شب کو نوشیروان نے طبل جنگ نہین

بجانے

نہین معلوم کیا باعث ہی البعض سرداروں نے عرض کیا مفتوح رو ئین تن کل ہلاک ہوا ہی نوشیروان کو اُسکے ہلاک ہونیکا صدمہ ہوگا علاوہ اسکے احتمال ہی کہ کسی سردار کے آنیکا اُسکو انتظار ہوگا یا اور کوئی باعث ہوگا اسی قسم کی نادیر گفتگو ہوئی جب وقت دربار برخاست ہونیکا آیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سردار اپنی اپنی بارگاہ مین گئے خواجہ عمرو خیمہ مین آکر کرسی پر جلوہ گر ہوئے خواجہ کرسی پر بیٹھے ہی تھے ناگاہ دیکھا ایک عورت چادر سفید سر سے پاتک اوڑھے ہوے ہی منھ تھوڑا سا کھلا ہی رنگ رُخ گندمی ہی مسی اور کاجل لگائے ہی نہ جوان ہی نہ مُسن ہی عصا ہاتھ مین ہی دوسرے ہاتھ مین ایک نامہ ہی قریب خیمہ کھڑی ہی اشارے سے بلاتی ہی نامہ دکھاتی ہی خواجہ عمرو نے اُسوقت خیال کیا یہ کوئی زن بیوہ ہی مفلس و نادار ہی مجھسے کچھ طلب کرتی ہی یا اور کوئی حاجت لیکر میرے پاس آئی ہی یہ خیال کر کے خواجہ نے پوچھا او عورت یہاں کیون کھڑی ہی کسواسطے آئی ہی مجکو اشارے سے کیون بلاتی ہی اگر کچھ خواہش زر ہی تو میرے پاس ایک کوڑی بھی نہین ہی اور اگر باطنی کوئی اور حاجت ہی اس امر سے بھی مجھے معاف رکھ کیونکہ آجکل غم حمزہ صاحبقران مین مبتلا ہون طلبگار عیش و راحت نہین ہون پس تیری حاجت روائی مجھسے آجکل نہو سکیگی زن مذکور نے گفتگوے خواجہ سُنکے ہاتھ بڑھا کر نامہ دکھایا اور اشارے سے اپنے پاس بلایا خواجہ سمجھے یہ اور کسی ضرورت کیواسطے آئی ہی اسکو بلا کر اصل حال دریافت کرنا چاہیے یہ تصور کر کے اُس عورت کو اپنے خیمے مین بلایا جب وہ عورت خیمے مین گئی خواجہ نے پوچھا کیا کہتی ہی بیان کر اُسنے آہستہ کہا مین ملکہ زرانگیز خاتون کی ملازم ہون اُنھون نے مجکو تمھارے پاس بھیجا ہی کچھ زبانی کہا ہی کچھ امور پوشیدہ اس نامے مین لکھے ہین اور وہ بھی ہمراہ چند عورتون کے فلان مقام پر تشریف فرما ہین آپ کو بلاتی ہین کچھ آپسے کہینگی خواجہ نے پوچھا ملکہ نے زبانی کیا کہا ہی اُس نے کہا اصل احوال یہ ہی کہ شب گذشتہ کو نوشیروان نے ہماری ملکہ زرانگیز خاتون سے کہا کہ فرامرز بن قارن مرد دلاور ہی اُسنے اقرار کیا ہی کہ مین جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران کو ہلاک کرونگا لشکر کو اُنکے تباہ و برباد کرونگا پھر حمزہ کو قتل کرونگا مین نے اس کار نمایان کے عوض مین اُس سے عہد کیا ہی کہ اپنی دختر ملکہ مہر گہر تاجدار کے ساتھ تیری شادی کر دونگا چنانچہ ای ملکہ اُسنے اکثر سردار قتل اور زخمی کیے ہین مین تمسے کہے دیتا ہون کہ ضرور اپنی لڑکی کی شادی فرامرز بن قارن کے ساتھ کر دونگا ملکہ زرانگیز نے تقریر شہنشاہ سُنکے اور ناخوش ہو کے جواب دیا کہ مین تو اپنی پیاری دختر ملکہ مہر گہر تاجدار کی شادی فرامرز کے ساتھ ہرگز نکرونگی اور نہ شہنشاہ کو کرنے دونگی وہ ہمارا ہمسر نہین ہی کوئی شاہ جلیل القدر عالی خاندان اگر اس دختر کی خواہش کریگا تو البتہ اُسکے ساتھ بیاہ دونگی ای خواجہ یہ گفتگو ملکہ کی سُنکے شہنشاہ نے کہا ای ملکہ اگر مین ایفاے وعدہ نکرونگا تو میری ذلت ہوگی ہر شہر و دیار مین اخبار نویس یہ خبر اخبار مین درج کرینگے کہ نوشیروان عہد شکن ہی فرامرز سے جو وعدہ کیا اُسے ایفا نہ کیا ملکہ نے جواب دیا صاحب خواہ تمھاری ذلت ہو خواہ رسوائی ہو خواہ تم جھوٹے دغاباز مکار مشہور ہو تو ہو مین تو ہرگز ہرگز شادی اپنی بیٹی کی فرامرز بن قارن کے ساتھ نکرونگی عوض مین اپنی دختر کے ملک و مال دیدونگی اگر وہ راضی ہوگا تو موے کو ایسی سخت سزا دونگی کہ وہ بھی یاد کرے جسوقت شہنشاہ نے یہ کلمات ملکہ سے سنے غضبناک ہو کر کئی طمانچے ہماری ملکہ کے رخسار پر لگاے اور کہا او بدزبان اگر مین چاہون تو بغیر ایفاے عہد اپنی دختر کی شادی اُسکے ساتھ کر دون ہر چند تو روے پیٹے ہرگز تیرا کہنا نمانون اور تو زیادہ اصرار کیے جائیگی تو چند ہی روز مین کر دونگا ای خواجہ ہماری ملکہ طمانچے کھا کر آنسو بہا کر اُسوقت تو چپکی ہو رہین لیکن قریب صبح ہمراہ چند عورتون کے روتی ہوئی پاپیادہ اپنی بارگاہ سے نکلین اور وبرانے کی راہ لی اب تھوڑی دیر ہوئی فلان ویرانے مین پہونچی وہان توقف کر کے یہ نامہ آپکو لکھا ہی اور بلایا ہی دیکھیے اس نامے مین کیا لکھا ہی جملہ تقریر اس عورت کی سُنکے نامہ اُسکے ہاتھ سے لیا دیکھا نامے پر مہر ملکہ کی ثبت ہی خواجہ نے لفافہ چاک کیا اور نامہ نکالکر پڑھا خلاصہ مضمون اُس نامے کا یہ تھا کہ ای خواجہ عمرو جو واقعہ گذرا ہی

اُسے تو ہماری خواص نے بیان کیا ہوگا اب میرا دل یہ چاہتا ہی کہ تم جلد کوئی ایسی تدبیر کرو کہ حمزۂ صاحبقران قید سے رہا ہون
مین فی الفور ملکہ مہر نگار تاجدار کی شادی حمزۂ صاحبقران کے ساتھ کر دون اگر اسوقت تم میرے پاس آؤ اور بھی کچھ تمسے
کہون اور حسب طور اعانت تم مجھسے چاہو مین بسر و چشم اعانت کرون اسوقت تمھارا آنا میرے پاس انسب ہی تنہائی مین مشورہ
رہائی حمزۂ صاحبقران کا بخوبی ہو جائیگا فقط زیادہ کیا لکھا جاے خواجہ نامے کو پڑھکر اور بنہایت خوش ہوکر ہمراہ اُس
عورت کے خیمے سے نکلکر چلے اسوقت کسی عیار لشکر اسلام نے خواجہ کو جاتے نہین دیکھا غرض وہ عورت خواجہ کو جانب
ویرانہ لیکر چلی جب خواجہ ویرانہ مین پہونچے دیکھا چند درختون کے نیچے ملکہ زر انگیز خاتون لباس نفیس زیب کیے
ہوے بیٹھی ہی لیکن چہرے پر آثار رنج و ملال ظاہر ہین اور نیل طمانچون کا رخسار پر موجود ہی گرد چند خواصین کھڑی ہین
خواجہ ابھی دیکھہ ہی رہے تھے کہ خواصون نے دست بستہ ملکہ زر انگیز سے عرض کیا ای ملکہ عالم ملاحظہ فرمائیے وہ خواجہ عمرو
ہمراہ گلرخسار آتے ہین جب خواجہ قریب تر پہونچے ملکہ زر انگیز اُٹھی ہمراہ ملکہ خواصین چلین خواجہ نے براے تسلیم جھکایا
ملکہ زر انگیز نقلی اور خواصون نے فوراً یکبارگی حلقہ ہاے کمند خواجہ عمرو کی گردن مین ڈالدیے اور جھٹکا دیا خواجہ اس
کمندون کے حلقون مین پھنس گئے کچھہ حلقہ ہاے کمند گردن مین اور کچھہ کمر مین تھے ہرچند خواجہ نے چاہا کہ رہا ہون لیکن رہا
نہو سکے اُسوقت صابر نمد پوش و کتارہ کابلی و انیس جاسوس وغیرہ نے نعرہ کرکے خواجہ کو بخوبی تمام طوق و سلاسل
مین گرفتار کیا بعد گرفتار کرنیکے راہ دہشت سے خواجہ کو بارگاہ نوشیروان مین لیگئے اور بعد ادب عیارون نے تسلیم اور مجرا کرکے
دست بستہ نوشیروان سے عرض کیا کہ ای شہنشاہ بموجب حکم یہ مکار خواجہ عمرو کو گرفتار کرلاے ہین اب جو حق مین خواجہ عمرو کے
مناسب ہو حضور عمل مین لائین نوشیروان عمرو کے گرفتار ہونے سے خوش ہوا عیارون کو انعام دیا ہیکلان نے
عرض کیا ای شہنشاہ عمرو کو قید نہ کیجیے ابھی قتل کروا ڈالیے اسکی ذات سے فتنہ و فساد برپا ہوے ہین شہنشاہ کو اسی نے
صدمہ دیا ہی کرب غازی سے مفتوح روئین تن کو ہلاک کرایا ہی اگر یہ قتل ہو جائیگا لشکر اسلام مین پھر ایسا کوئی
عیار بلاے روزگار باقی نہین ہی جب یہ قتل ہو جائیگا زور لشکر اسلام کا نصف رہ جائیگا بلکہ لشکر پراگندہ ہو جائیگا
حمزۂ صاحبقران بھی اسکے غم مین بغیر قتل کیے ہلاک ہو جائینگے کل فساد دفع ہو جائیگا نوشیروان نے تقریر ہیکلان
کی سُنکے بخاطر ہیکلان اور خود بھی قتل عمرو منظور تھا اسوجہ سے اُسیوقت نوشیروان نے جلاد کو طلب کیا جلاد ہیبتناک
تیغہ کھینچے ہوے گلے مین ہار ناک اور کانون کے پہنے ہوے حاضر ہوا اور با ادب مجرا کرکے عرض کرنیلگا ای شہنشاہ فلک بارگاہ
کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہی کون شخص لائق کشتنی ہی کسپر عتاب شہنشاہی ہوا ہی تیغہ بارھ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ہین
رحم مطلق میرے دل مین نہین ہی کسی کی فریاد و زاری پر رحم نہین کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہی جلانا کشتے کا دشوار ہی بلکہ
ناممکن ہی سواے خداوندون کے کوئی مقتولون کو زندہ کر نہین سکتا اور ہمارے خداوند کی ایسی عادت نہین ہی جو قتل ہوگیا ہی
باوجود قدرت کے اسے نہین جلاتے ہین حضور سمجھہ بوجھہ کر حکم قتل دیجیے گا نوشیروان نے کہا ای جلاد جلد خواجہ عمرو کو سامنے
عقابین کے لیجا اور قتل کر جلاد نے حکم قتل پاکر خواجہ کا ہاتھ پکڑا اور بارگاہ سے سامنے عقابین کے خواجہ کو لیگیا پہلے
چبوترہ ریگ کا بنایا پھر بوریہ فلاکت کا چبوترے پر بچھایا جب درستی چبوترے کی کرچکا خواجہ کو اُس چبوترے پر بٹھایا کوئلے کا
خط گردن پر کھینچکے تیغ میان سے لیکر بالاے سر خواجہ عمرو کھڑا ہوا اور کہنے لگا ای خواجہ عمرو جو چیز کھانا ہو کھالو پیاسے ہو
تو پانی پی لو جسے دیکھنا منظور ہو اُسے دیکھہ لو جو جو ہوس و آرزو ہو اسوقت بیان کرو تھوڑی دیر مین تمھارا رشتۂ حیات
قطع ہو جائیگا سر و گردن مین جدائی ہو جائیگی ہوس دلکی دل ہی مین رہ جائیگی خواجہ عمرو نے آبدیدہ ہوکر جواب دیا ای جلاد
مجھے کسی شی کی خواہش نہین ہی کثرت غم سے پیٹ بھرا ہی بجاے آب خون دل پی رہا ہون دیکھنا حمزۂ صاحبقران کا

ایسے وقت آخر میں منظور تھا وہ سامنے عقابین پر ہیں میں اُنکو بخوبی دیکھ رہا ہوں وہ بھی مجھے دیکھ رہے ہیں تو اپنے کام میں مشغول ہو جلد ہاتھ تیغ کا لگا کہ سر میرا تن سے جدا ہو جائے یہ کہکر خواجہ نے گردن اپنی زیر تیغ جھکائی اتنی دیر میں حکم نوشیروان ہوا کہ ای جلاد عمرو کو قتل کر اسیطرح حسب دو حکم نوشیروان براے قتل عمرو جلاد کو دے چکا ہنوز تیسرا حکم نوشیروان دینے نہیں پایا تھا کہ خواجہ نے سر اپنا سوے فلک بلند کیا اور زار زار گریان ہوکر درگاہ خدا میں اسطرح مناجات کی اشعار

ای کریم و رحیم مظلومان / ای خبر گیر حال مجبوران
شہرہ عصیان سے آپ کی ہوں میں / غرق دریاے اضطراب ہوں میں
سائل اسکا کسی کے در پر جاے / ہاتھ غیروں کے سامنے پھیلاے
جب تلک قطع ہو نہ تار نفس / تا کہ باقی رہے شمار نفس
دل رہے تجھ میں تو رہے دل میں / ہو تری یاد آب او رگل میں
بحر وحدت سے آشنائی دے / اس دوئی سے مجھے رہائی دے
رنج و غم سے مجھے فراغ رہے / دل افسردہ باغ باغ رہے
اس محیط جہان میں امداد / آبرو سے رہوں برنگ گہر
قبر کی ہے بہت کڑی منزل / سہل کر دیجیو مری مشکل
یاں بھی ای کارساز و بندہ نواز / قتل ہونے سے رکھ مجھے تو باز

روسیہ ہوں گناہگار ہوں میں / جرم بیحد سے شرمسار ہوں میں
دو جہان جسکے در پہ سائل ہوں / جس سے مقصد ہر اک کے حاصل ہوں
گو سراپا گناہگار ہوں میں / پر تجھی سے امیدوار ہوں میں
تیری الفت کا دل میں داغ رہے / روشن اس گھر میں یہ چراغ رہے
دے وہ اب دیدۂ حقیقت بین / ہمہ تن ہوں میں چشم وحدت بین
دلکو لبریز معرفت کر دے / نور عرفان سے جسم و جان بھر دے
بے ترے ملتجی غیر نہ ہوں / چھوڑ کر کعبہ محو دیر نہ ہوں
روح قالب سے جب جدا ہووے / نام تیرا مری زبان ہووے
مجکو رسوا نہ حشر میں کیجو / پردہ آگے پردہ پوش رکھیو
قید سے بھی مجھے رہا کر دے / میں ہوں نادار خلعت زر دے

جسوقت بگریہ و زاری و نالہ و بیقراری عمرو نے درگاہ جناب باری میں دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا سامنے کسیقدر غبار بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا دیکھا ایک نقابدار سرخ نقاب منھ پر ڈالے ہوے ہے اور ایک فرمان اپنے ہاتھ میں لیے ہی گھوڑے پر سوار ہی بعجلت آتا ہی خواجہ ابھی دیکھ رہے تھے یکایک وہ نقابدار دربارگاہ پر آیا گھوڑے سے اترکر اندر بارگاہ کے جانے لگا خدام نے روکا نقابدار نے کہا میں اپنے حاکم کا نامہ لیکر آیا ہوں اور کچھ زبانی بھی مجھے گوش شہنشاہ میں کہنا منظور ہی وہ ایک مژدہ ہی مجھے تم روکو اندر بارگاہ کے جانے دو دربانوں نے حکم لیکر اجازت دی نقابدار بارگاہ کے اندر گیا نقابدار کو تو راہ میں کرنے میں چھوڑیے لیکن اب حال خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران کا سنیے کہ خواجہ عمرو بعد مناجات کرنیکے حمزۂ صاحبقران کیطرف دیکھکر اور گریان ہوکر کہنے لگے کہ ای حمزۂ صاحبقران براے خدا و رسول میری خطا و قصور عفو فرمایئے گا اگر اس قید سے رہا ہو جیئے گا تو کبھی کبھی میرے مرقد پر آکر سورۂ فاتحہ پڑھیئے گا روح کو میری ہدیہ ثواب سورۂ حمد پہونچایئے گا بھول نہ جایئے گا افسوس دل میں تو یہ حسرت تھی کہ آپ اس قید سے رہا ہوں کفار سے مقابلہ کریں میں ہمراہ رکاب ہوں لیکن قضا سر پہ آگئی اب کوئیدم میں قتل ہوتا ہوں تمنا سے دلی برآئی شکر ہی خدا کا کہ قبل آپکے میں اس دار فنا سے سوے عدم جاتا ہوں حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو کی تقریر سنکے اور خواجہ کو زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھکر نہایت ہی غمگین و ملول ہوے پکارے ای یار وفادار برادر غمخوار بعد تیرے خاک ہی اس دنیاے فانی پر میں تیرے غم میں ہلاک ہو جاؤنگا ادھر تو حمزۂ صاحبقران صدمہ خواجہ عمرو سے بیتاب و بیقرار تھے خواجہ عمرو زیر تیغ بیٹھے ہوے تھے زار زار رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ خداوندا تجھسے اور تجھسے تو کوہ سراندیب پر وعدہ ہوا تھا کہ جبتک تین مرتبہ تو موت کی خواہش نکریگا اسوقت تک تو نہ مریگا میں نے تو ابھی ایک مرتبہ بھی موت کی خواہش نہیں کی ہی اور سامان میرے قتل ہونیکے نظر آنے لگے ہیں جاے تعجب ہی ادھر نقابدار نے کورنش بارگاہ کو طی کرکے قریب نوشیروان گیا پہلے سلام کیا پھر تحت کے پایون کو طی کرکے پاس نوشیروان کے پہونچا نوشیروان نے واسطے نامہ لینے کے ہاتھ بڑھایا نقابدار عوض نامہ دینے کے بعد غضب سینہ پر نوشیروان کے سوار ہوا اور خنجر اپنا کمر سے کھینچکر بہلوے نوشیروان پر رکھدیا اور نقاب اُلٹکر یہ نعرہ کیا نعرہ

مریع السیر چون باد بہاری　جہان سر ہنگ در خنجر گذاری　بمیدان اژدر آتش فشانم　منم مہتر قران شیر ژیانم

اُسوقت جسقدر سرداران لشکر نوشیروان وامراد وزرا حاضر دربار تھے یہ حال دیکھکر اول تو متحیر ہوے پھر سب اپنی اپنی جگہ سے بیتاب وبیقرار ہوکر اُٹھے اور قصد نقابدار کے ہلاک کرنے کا کیا نقابدار نے نوشیروان سے کہا کہ جلد اپنے ملازمون کو میرے ہلاک کرنے سے منع کرو ورنہ مین پہلے اس خنجر سے تجھے ہلاک کر ڈالونگا پھر خود مارا جاؤنگا نوشیروان نے سبکو منع کیا کہ اس نقابدار کو قتل نکرو اگر تم اسے قتل کروگے یہ پہلے مجھے ہلاک کر ڈالیگا سب نے یہ تقریر نوشیروان سُنکے قتل تو نہ کیا لیکن نقابدار سے پوچھا ای نقابدار بیان کر تیرا کیا مطلب ہی کیون سینۂ شہنشاہ پر سوار ہی نقابدار نے جوابدیا کہ اگر خواجہ عمرو قتل سے امان قید سے رہا کر دے جائین تو مجکو کچھ تمھارے شہنشاہ سے کینہ باقی نرہے ابھی سینے سے اُتر کر چلا جاؤن نوشیروان کو قتل نکرون نوشیروان نے گفتگو سے مہتر قران سُنکے خیال اپنی جانکا کرکے اکثر سردارون سے کہا کہ جلد جاکر جلاد کو ہمارا حکم پہونچاؤ کہ خواجہ کو قتل نکرے اور قید سے بھی عمرو کو رہا کر دے قران نے کہا ای شہنشاہ اتنے پر اکتفا نکیجیے عمرو کو خلعت فاخرہ اور زر کثیر بھی دلوایئے ورنہ مین آپکو قتل کرونگا نوشیروان نے بحالت مجبوری بخوف جان یہ بھی منظور کیا اور وزرا سے کہا کہ عمرو کو رہا کرکے ہمارے سامنے لاؤ اور خلعت فاخرہ اور زر کثیر ہمارے خزانے سے اُسکو دو غرض سرداران لشکر اور وزرا بیتابانہ دوڑتے ہوے قریب جلاد پہونچے اور کہا ای جلاد بڑا غضب ہوا شہنشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہین نقابدار یعنے مہتر قران سینۂ شہنشاہ پر خنجر بکف بیٹھا ہی اب تجکو حکم ہی کہ عمرو کو قتل نکر قید سے رہا کر دے جلاد نے یہ حکم نوشیروان پاکر تیغ میان مین رکھا پھر حداد نے بیڑیان ہتکڑیان خواجہ کے دست وپا سے کاٹ ڈالین خواجہ ازحد خوش ہوے چاہتے تھے کہ قید سے رہا ہوکر بھاگین لیکن وزرا وغیرہ نے کہا ای عمرو ابھی بھاگنے کا قصد نکرو روبروے شہنشاہ چلو خلعت فاخرہ اور زر کثیر لو پھر اپنے لشکر مین چلے جانا خواجہ یہ مژدہ سُنکے زیادہ تر خوش ہوے حمزۂ صاحبقران بھی بالاے عقابین یہ حال دیکھکر شادمان ہوے خواجہ ہمراہ وزرا وسرداران لشکر بارگاہ مین آئے دیکھا قران خنجر بکف سینۂ نوشیروان پر سوار ہی ناگاہ وزرا نے خلعت فاخرہ اور زر کثیر حکم نوشیروان سے خواجہ کو دیا پھر نقابدار سے کہا اب تو سینۂ شہنشاہ سے اُٹھ جو کچھ تو نے کہا تھا وہ تو ہم سب عمل مین لاچکے قران نے کہا جب خواجہ بارگاہ سے نکلکر چلے جائینگے اُسوقت مین سینے سے اُترونگا ابھی مجکو خیال ہی کہ تم خواجہ کو پھر گرفتار کر لوگے غرض حسب حکم نوشیروان سے اُدھر تو خواجہ بیرون بارگاہ جاکر خرم وشادان جانب لشکر اسلام روانہ ہوے خلعت وزر زنبیل مین رکھ لیا ادھر نقابدار سینۂ نوشیروان سے اُتر کر قنات بارگاہ کی خنجر سے جلد تر چاک کرکے جست وخیز کرتا ہوا سمت لشکر اسلام روانہ ہوا یہان تو نوشیروان اُٹھکر تخت پر بیٹھا جملہ امرا وزرا وغیرہ نے تاج نوشیروان کا لیکر نذرین اس خوشی کی نوشیروان کو دین کہ شہنشاہ کی جان بچ گئی بلاے ناگہانی آئی تھی ٹل گئی وہان نقابدار نے بارگاہ سے نکلکر آگے بڑھکر خواجہ عمرو سے ملاقات کی اور بعد سلام کہا اُستاد نقابدار مین ہی تھا مین نے جو سُنا کہ آپ قتل ہوتے ہین فورًا نقابدار بنکے آیا اور آپکو رہا کرایا عمرو نے مہتر قران کو بصد محبت سینے سے لگایا پھر باہم لشکر اسلام مین داخل ہوے خواجہ نے تمام حال جو گذرا تھا سب کہا سب خوش ہوے

داستان طبل جنگ بجوانا نوشیروان کا بنام طول مست بربری اور قتل ہونا اکثر اہل اسلام کا ہاتھ سے طول مست بربری کے اور آنا علمشاہ کا مع ہفت شاہان بجمعیت سپاہ کثیر اور اکثر سرداران لشکر نوشیروان اپنے

ساقیا جلد اب قدح بھر دے
مئے گلگونکا مجکو ساغر دے
بھول سی گر شراب باؤن مین
گل مضمون یہان اُگاؤنگا مین
میر اجادو نگار خامہ ہی
جنگ سے اب دوچار خامہ ہی
جام بھر بھر کے کر سبو خالی
مئے سے ستونکو رکھ نہ تو خالی
لکھون وہ داستان سحر طراز
ہو زبان سے بیان سحر طراز

راویان خوش مقال حالات جنگ وجدال وغیرہ اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عیاری مہتر قران سے خواجہ عمرو رہا ہوے نوشیروان نے برہم ہوکر ہنگام شب طبل جنگی بنام طول مست بربری

بجوایا عیاران لشکر اسلام صدائے طبل جنگ سنکر اور خبر نواختن طبل رزمی لیکے بہزار عجلت بارگاہ خواجہ عبد المطلب میں آئے اور مجراگاہ بجا لا کر کھڑے ہوکر بصد ادب اسطرح دعا کرکے ملتمس ہوئے کہ نظم تا کند گردش عیان راز نہان آسمان ٭ تا دہد زیب جہان حسن عیان آفتاب ٭ وقف دولت باد سر لایزال آفتاب ٭ نور حشمت باد حسن جاودان آفتاب ٭ بر سر شہ سایہ افگن چون شود بال ہما ٭ چون پر خفاش گرد سایہ بان آفتاب ٭ تیغ آبدار بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ اعدائے بد صفات کا کام تمام ہوا اسوقت نوشیروان نے بنام طول مست بربری طبل جنگی بجوایا ہے مصمم ارادہ اسکا ہے کہ صبح میدان کارزار میں اگر آتش کینہ و بغض کو شعلہ ور کرکے ظاہر کرے باقی خیریت ہے عیاران مذکور تو التماس کرکے چلے گئے خواجہ عبد المطلب نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ مدد ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے چنانچہ بموجب حکم خواجہ عمرو نقارخانے میں گئے اور غاشیہ اٹھا کر نقارۂ رزمی پر چوب لگائی پھر تو نقارہ نوازون نے نقارۂ حربی بجانا شروع کیا صدائے نقارۂ جنگی بلند ہوئی اہل اسلام آگاہ ہوکر تیاری کارزار میں مصروف ہوئے تمام رات دونون لشکرونمین بخوبی سامان جنگ ہوا جب شب قدری اور ستارۂ سحری فلک پر چمکا ہوائے سرد سحری چلنے لگی مساجد میں نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوا جملہ مردمان لشکر اسلام بیدار ہوئے بعد حوائج ضروری وضو کرکے فریضۂ سحری ادا کرنے لگے بخشوع وخضوع رکوع وسجود کرنے لگے علے الخصوص خواجہ عبد المطلب نے بصد رجوع قلب فریضۂ سحری ادا کیا جب نماز سے فراغت پائی بعدہ سجدۂ شکر کے بیرون بارگاہ تشریف لائے جملہ سرداران لشکر نے برائے تسلیم بعد تعظیم سر جھکائے خواجہ عبد المطلب ہر ایک سردار کا سلام لیکر اور جواب سلام دیکر تخت پر سوار ہوئے کہارون نے وہ تخت کاندھون پر اٹھایا پھر جملہ سردار اور لشکری گھوڑون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب لگائی گئی تھے علمونکے کھلے نقیبون نے صدائے دورباش اور آواز بسم اللہ بسم اللہ بلند کی سواری روان ہوئی لشکر بڑھا جب بادشاہ لشکر اسلام میدان کارزار میں پہونچے ادھر سے نوشیروان بھی بجمعیت سپاہ بسیار میدان نبرد میں آیا بعد درستی میدان مصاف وصف آرائی لشکر جانبین کے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون جانب سے نکلے اور جوانان لشکر سے باواز بلند یون کہنے لگے کہ ای بہادرو یہ دنیا ایک سرائے فانی ہے اور مقام عبرت ہے دیکھو کیسے کیسے حسین وخوش گلو بہادر اور قوی بازو جنکا مثل ونظیر نہ تھا اس دنیا سے گذر کر سوئے عدم گئے قبرون کا بھی انکے نام ونشان باقی نہین ہے ہان وہ لوگ جنہون نے کارہائے نمایان کیے ہیں ابتک انکے اوصاف اہل جہان کی زبان پر جاری ہیں گو وہ مر گئے ہیں مگر اس وجہ سے گویا وہ زندہ ہیں پس ای دلیرو تم بھی آج اپنے دشمنون سے ایسی جنگ کرو کہ بعد مرنیکے تمھارا بھی نام صفحۂ ہستی پر تا قیام قیامت باقی رہے نقیب اور کڑکیت جب یہ کہکر ہٹ گئے طول مست بربری گینڈے پر سوار ہوکر نوشیروان سے اجازت حرب لیکر لشکر سے نکلکر میدان میں آیا اور پکارا کہ گروہ مسلمانان بھیجو کسی جری کو کہ مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ تقریر طول مست بربری سے سنی فی الفور ایک دلیر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے باہر نکلا اور قریب اسکے آکر کہنے لگا او بیدین جلد وار کر طول مست بربری نے گرز گرانبار اٹھا کر دو گردش دیکر سر دلیر پر مارا ہر چند دلیر مذکور نے چاہا کہ اپنے گرز پر اسکے گرز کو روکون لیکن گرز اسکا اسکے گرز پر نہ رک سکا سر پر جو پڑا کاسۂ سر چور چور ہوگیا دلیر مسطور فی الفور مرکب سے گر کر جانب گلشن جنان راہی ہوا طول مست بربری نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک صف شکن برائے مقابلہ نکلا اسکو بھی ضرب تیغ سے اسنے ہلاک کیا اسیطرح تا شام طول مست بربری نے بیس جوانون کو ہلاک کیا کسی کو گرز سے کسی کو تیغ سے کسی کو خنجر سے قتل کیا ہر ایک جوان لشکر اسلام کی لڑائی بخیال طول تحریر نہین کی گئی الحاصل جب آفتاب غروب ہوگیا نوشیروان طول مست بربری کو ہمراہ لیکر مع کل اپنی فوج کے میدان نبرد سے چلا گیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر خواجہ عبد المطلب بھی ہمراہ جملہ سرداران لشکر اسلام وغیرہ عرصۂ مصاف سے تشریف لیگئے بارگاہ فلک اشتباہ مین رونق افزا ہوئے سرداران لشکر حاضر ہوکر بصد ادب نگلونپر بیٹھے ادھر نوشیروان نے پھر بنام طول مست بربری طبل جنگی بجوایا ہر کارے جو امر جاسوسی پر متعین تھے

خبر طلب جنگ لیکر فوراً بارگاہ بادشاہ لشکر اسلام مین آے اور بعد ادب تسلیم کرکے اسطرح دعا و ثناے بادشاہی بجالا کر عرض کرنے لگے نظم ؎ فلک محصور باد اندر حصار دولتت ❊ نے غلط گفتم فضاے لامکان محصور باد ❊ شاخ تاکش کے بود دخت بلند بت باغبان ❊ طارم گردون شکن از خوشۂ انگور باد ❊ قبضۂ شمشیر کینت دستگاہ آفت است ❊ سایۂ شمشاد رایت چشم بیمار نور باد ❊ ہرکارے تو خبر نواخت طبل جنگی دیکر چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ حربی بجایا جاے چنانچہ بموجب حکم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی مرزبان لشکر کو اطلاع ہوئی اسیوقت بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سردار بارگاہ سے اٹھ اٹھکر اپنے اپنے خیام و بارگاہ مین گئے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوے جب صبح ہوئی اسطرف سے خواجہ عبد المطلب مع سپاہ کثیر ادھر سے نوشیروان بجمعیت فوج فراوان میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوے طول مسند بر بری پھر نوشیروان سے اذن جنگ لیکر میدان مین نکلا چاہتا تھا کہ ناگاہ جانب صحرا ایسا غبار بلند ہوا کہ بیت از جانب دشت کوہ از زنگ ❊ گردے برخاست تو تیا رنگ ❊ نہین نہین وہ گرد و غبار ایسا بلند ہوا اور محیط عالم ہوا کہ روشنی روز روشن کی مبدل بہ تاریکی شب ہوگئی آفتاب عالمتاب کثرت غبار سے نہان ہوگیا موذنون نے آندھی سیاہ کے آنیکا خیال کرکے جابجا مساجد مین اذان دی صداے اللہ اکبر ہر طرف بلند ہوئی طیور خائف ہوکر آڑے چوپاے ڈر کر دم دباکر بھاگے اکثر مردمان لشکر نوشیروان خیال کرنے لگے کہ ابر سیاہ اٹھا ہی اور محیط عالم ہوگیا ہی یقین ہی کہ بارش خوب ہوگی جو عشاق لشکر اسلام مین تھے اُنھون نے جو وہ تاریکی دیکھی ظلمت شب فراق محبوب کا خیال آگیا اُسوقت خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کیا مین براے دریافت حال جاتا ہون اور چند سرداران نامی کو اپنے ہمراہ لیے جاتا ہون یقین ہی کہ کوئی اہل اسلام سے جمعیت سپاہ بیکران اسطرف آتا ہی خواجہ عبد المطلب نے اجازت دی جب خواجہ عمرو سرداروں کو مع کچھ فوج ہمراہ لیکر براے استقبال روانہ ہوے نوشیروان نے بھی اس خیال سے کہ میرے فرمانبرداروں سے کوئی سردار یا بادشاہ لشکر کثیر لیکر آتا ہی اکثر سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کیا جملہ مردمان لشکر جانبین جانب گرد و غبار نگران تھے کہ خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر دیکھا کہ علمشاہ زیر سایہ علم اندہا پیکر سلاح و یراق امیر با توقیر زیب تن کیے ہوے اشقر دیوزاد پر سوار ہی بادشاہان روم یعنے سات بادشاہان جلیل ہمرکاب ہین سرداران نامی راس و حبیب شیرانہ مرکبون پر سوار ہین از انجملہ نہنگ بچہ دریائی اور آلاگرد فرنگی اور مالاگرد فرنگی و کپتان فرنگی وغیرہ بصد ادب ہمراہ ہین لشکر بیشمار ہمراہ ہی جملہ سواران تہور شعار مرکبہاے ابلق و سرنگ و تنگی پر سوار ہین نقارۂ سکندری پر بار بار چوب پڑتی ہی زمین کانپتی ہی آسمان لرزتا ہی طیور کی کیا حقیقت ہی شیران صحرا صداے نقارۂ سکندری سنکے خوف سے بھاگے جاتے ہین کثرت فوج اسقدر ہی کہ گاو زمین کے پاؤن تھراتے ہین اور دیکھنے والون کے ہوش اڑے جاتے ہین ہر ایک جوان نہایت حسین و جرار ہی شجاعت و سرعت رخ سے آشکار ہی سلاح زیب تن ہین فرس رشک برق تہ ران ہین صفین باندھے ہوے باگین گھوڑون کی اٹھاے ہوے چلے آتے ہین ہر سوار غیرت رستم و اسفندیار معلوم ہوتا ہی نقیبان خوش آواز کی زبان پر صداے دورباش بلند ہی غرض کہ اسطرح سواری علمشاہ ذیجاہ آتی ہی بمقتضاے بہاریت

سائقہ باد بہاری آتی تھی
غٹ کے غٹ تھے نر سے سوار ونکے
اسلحہ بھی کس آب و تاب کے ساتھ
انکی تلوار کی بہشاہ نہ تھی
نصرت کردگار یاور
زہرہ و مشتری کا تھا وہ قران

صبح کا وقت غل سواری کا
تیز رفتار وہ فرس تہ ران
بسکہ خلقت میں ہی فساد انکی
چوبدار انکی تھی مسند ابر دم
لوگو تھا رو بہ اقبال

حوصلہ سبکو جان نثاری کا
ساتھ جنکے پہونچ سکے نہ گمان
خانہ جنگی تھی خانہ زاد انکی
عمر و دولت بڑھے قدم بقدم
باادب جلو مین تھا جاہ و جلال

اسطرح سے سواری آتی تھی
پیچھے پیچھے پرے سوارون کے
فتح و نصرت سدا رکاب کے ساتھ
دیکھنے ہی کی وہ سپاہ نہ تھی
دست بستہ جلو مین فتح و ظفر
ساعت نیک صبح کا وہ وقت

خواجہ عمرو علمشاہ کو بعد گرد فراتے دیکھکر از حد خوش ہوے سرداران نامی کو ہمراہ لیکر

لیکر

اور آگے بڑھے اتنی دیر میں سواری علمشاہ قریب آئی خواجہ استقبال کر کے علمشاہ کو لشکر میں لائے تمام حالات گذشتہ بیان کیے علمشاہ وغیرہ نے سامنے عقابین کے جاکر بعد اشکباری سر برائے تسلیم جھکائے حمزۂ صاحبقران عقابین پر سے علمشاہ اور جملہ سرداران لشکر علمشاہ کو دیکھکر مسرور ہوئے بعد تسلیم کرنیکے پھر علمشاہ لشکر اسلام میں آئے جب نوشیروان کو معلوم ہوا کہ علمشاہ پسر حمزۂ صاحبقران بجمعیت سرداران نامی و بکثرت سپاہ آیا ہی اور نہایت جرار و بہادر ہی اسوقت بختک کی رائے سے طول مسافت بربری کو میدان میں نہ جانے دیا اور طبل بازگشت بجوا کر اپنی بارگاہ کیجانب چلا گیا ادھر علمشاہ نے لشکر میں داخل ہوکر خواجہ عبدالمطلب کو بعد ادب تسلیم کی خواجہ عبدالمطلب نے خوش ہوکر دعائے خیر دی پھر جملہ سرداروں کو اور علمشاہ کو اپنے ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے علمشاہ بھی اپنی بارگاہ میں جو بعجلت استادہ کی گئی تھی فروکش ہوئے جملہ سرداران نامی وغیرہ بھی مرکبوں سے اتر اتر کر اپنے اپنے خیام میں جاکر راحت گزیں ہوئے نوشیروان بھی میدان نبرد سے جاکر اپنی بارگاہ میں پہونچا فرامرز گھوڑے سے اتر کر اپنی بارگاہ میں جب داخل ہونے لگا بختک سے کہا ای وزیر شہنشاہ اسوقت ہماری بارگاہ میں اگر تھوڑی دیر تک بیٹھو ہم تمسے کچھ مشورہ کرینگے بختک نے کہا بہتر ہی یہ کہکر بختک بھی اپنے خچر سے اتر کر بارگاہ فرامرز میں گیا جب بختک فرامرز کی بارگاہ میں جا کر بیٹھا فرامرز نے کہا ای دانائے دستور شہنشاہ علمشاہ پسر حمزۂ صاحبقران جو آج آیا ہی نہایت بہادر معلوم ہوتا ہی کیونکہ اسکے چہرے سے آثار تہور و شجاعت عیان ہیں تم بھی اسکی بہادری اور جرات سے آگاہ ہو بختک نے جواب دیا میں خوب واقف ہوں یہ وہ بہادر ہی کہ جسنے تخت مرزوق الٹ دیا بڑے بڑے نامی دلیروں کو زیر کیا شاہان روم کو اپنا مطیع کیا سرکشوں کو تہ تیغ کیا اپنے وقت کا یہ رستم ہی بلکہ رستم کی بھی اسکے آگے کوئی حقیقت نہیں اگر رستم ہوتا یہ بہادر اسکو ناتوانی میں زال تصور کرتا مثل اسکے لشکر حمزہ میں کوئی شجاع اور بہادر نہیں ہی اگر یہ کسی طرح قتل ہو جائے تو لشکر اسلام کی گویا کمر ٹوٹ جائے حمزہ صاحبقران بغیر قتل کے اسکے غم میں ہلاک ہو جائیں فرامرز نے کہا ای ملک جی میں چاہتا ہوں کہ ایسے بہادر کو اپنی بارگاہ میں بلاؤں اور اسکی ملاقات کروں تم واقف ہو کہ میں جری ہوں اسیوجہ سے بہادروں کی صحبت اور ملاقات کا شائق ہوں اگر تمہاری رائے ہو تو میں ایک عریضہ شاہزادۂ علمشاہ کیخدمت میں روانہ کروں اگر وہ آئیں تو انکی مہمانی اور خاطر بخوبی کروں تھوڑی دیر بیٹھکر باہم باتیں کروں بختک نے کچھ سوچ کے کہا کہ اگر علمشاہ کو بلاتے ہو تو شراب میں بیہوشی ملا کر اسے جام شراب دینا جب وہ بیہوش ہو جائیں تو قید کر لینا اس تدبیر سے یہ بہادر گرفتار ہو جائیگا ورنہ ہرگز تمسے گرفتار نہو سکیگا اور نہ تم اسکو قتل کر سکو گے اور جب تک سرداران حمزہ اور پسر حمزہ اور جملہ مردمان لشکر اسلام کو ہلاک اور برباد و تباہ نکرو گے اسوقت تک تمہاری شادی بلکہ گوہر تاجدار کے ساتھ نوشیروان نکریگا پس تمکو لازم ہی کہ کسی سردار کو میدان میں گرفتار کرو کسی کو مکر و کید گرفتار کرو جلد تر خاتمہ لشکر حمزۂ صاحبقران کا کرو اگر ایسا نکرو گے تو پچھتاؤ گے یا تو ایک روز کسی سردار نامی کے ہاتھ سے قتل ہو گے کوئی دلیر تمھیں اسیر کر کے لیجائیگا اور بالفرض تم قتل اور اسیر کسی کے ہاتھ سے نہوئے تو کب تک سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران سے لڑو گے تمنے سنا ہی یا نہیں لشکر حمزہ میں نامی و گرامی پانچ ہزار پانچسو چھبیس صف شکن اور تیغزن ہیں علاوہ انکے مردمان لشکر مثل مور و ملخ کے ہیں بہت سے سردار یہاں آچکے ہیں لشکر اسلام میں داخل ہو چکے ہیں تھوڑے سے اور سردار باقی ہیں وہ بھی ضرور ہی آئینگے تم کس کس سے لڑو گے زمانہ زیادہ گذر جائیگا بڈھے ہو جاؤ گے بلکہ گوہر تاجدار بھی ضعیف ہو جائینگی بال سر کے سفید ہو جائینگے پھر شادی کا لطف باقی نرہیگا آیندہ تمکو اختیار ہی مصرع بر رسولان بلاغ باشد و بس + بختک یہ تقریر کر کے چپ ہوا فرامرز نے خیال کیا بختک سچ کہتا ہی یہ خیال کر کے

فرامرز بن قارن نے پوچھا اے وزیر شہنشاہ اب یہ بتاؤ کہ مین کس مضمون کا رقعہ یا عریضہ علمشاہ کو لکھون کہ وہ میری بارگاہ مین ضرور ہی آئین کوئی عذر نکرین بختک نے جوابدیا تم لکھو مین بتاتا جاتا ہون یا کہو تو مین ہی لکھون فرامرز نے کہا مضمون تو بتاتے جاؤ بختک نے مضمون بتایا فرامرز نے لکھا جب نامہ یا رقعہ تیار ہو چکا بختک بارگاہ فرامرز بن قارن سے نکلکر اپنے خیمے مین چلا گیا فرامرز بن قارن بعد واپس آنے دربار نوشیروان سے شب کو اپنی بارگاہ مین سو رہا ہنگام سحر فرامرز بن قارن نے نامہ مذکور اپنے عیار کو دیا اور کہا جلد مین نامے کو علمشاہ کو جا کر دے اور جواب اسکا لے آ عیار نامہ لیکر روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ کے عیار مذکور اسوقت لشکر اسلام مین پہونچا کہ علمشاہ اپنی بارگاہ فلک جاہ مین کرسی زرنگار پر بیٹھے ہوے تھے خواجہ عمرو بھی موجود تھے عیار فرامرز بن قارن نے موافق قاعدہ وہ نامہ علمشاہ کو دیا علمشاہ نے نامہ لیکر پڑھوایا انشاے مضمون اسکا یہ تھا بعد القاب و آداب کے لکھا تھا کہ آرزو رکھتا ہون مجھسے اور آپ سے تھوڑی دیر تک ایک جگہ ملاقات ہو چونکہ مین بہادر ہون اور آپ بھی جرار ہین اسوجہ سے چاہتا ہون کہ باہم ملاقات ہو بہادر کو بہادر سے الفت ہوتی ہی مجکو آپ سے الفت ہی جب سے آپکو دیکھا ہی دل بیتاب مشتاق ملاقات ہی مین تو اکثر وجوہ سے آپکے پاس آ نہین سکتا اگر آپ کچھ خوف و خطر نہ کیجیے تو اسیوقت تشریف لائیے بعید از جوانمردی و مروت نہوگا جب علمشاہ کو مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی ارادہ کیا کہ جاکر فرامرز بن قارن سے ملاقات کرین خواجہ عمرو نے آہستہ فہمائش کی کہ ای شاہزادہ ذیجاہ وہان جانا آپکا تنہا اچھا نہین ہی بختک نابکار نہایت مکار ہی علاوہ اسکے یہ سب کفار ہمہ سبب اہل اسلام کے دشمن جان ہین بردہ دوستی مین فرامرز بن قارن ضرور دشمنی کریگا بس میری راے نہین ہی کہ آپ وہان جائیے مناسب یہ ہی کہ اسی کو یہان بلوائیے علمشاہ نے جوابدیا اگر مین نجاؤنگا تو فرامرز بن قارن خیال کریگا کہ علمشاہ ڈرکر یہان نہین آیا مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر نامہ دار سے کہا جاکر فرامرز سے کہدو کہ ہم ہو جب تمھارے طلب کرنیکے آتے ہین نامہ بر سلام کرکے روانہ ہوا اور جو کچھ علمشاہ نے کہا تھا فرامرز بن قارن سے کہدیا فرامرز بن قارن نے بختک کو بلوایا بختک فی الفور آیا پھر فرامرز نے سامان میکشی درست کروایا اور دیگر تکلفات کا سامان کیا اور ساقی کو بلاکر آہستہ کچھ اس سے کہدیا جب یہان بخوبی سامان لائق شاہ اور شہریار ونکے ہو چکا فرامرز بن قارن انتظار علمشاہ کرنے لگا ادھر علمشاہ یکہ و تنہا مرکب پر سوار ہوے اور جانب بارگاہ فرامرز بن قارن چلے بعض راوی کا یہ بھی قول ہی کہ اپنے عیار سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لے لیا جب خواجہ عمرو نے دیکھا علمشاہ چلے گئے خواجہ کو تردد ہوا فورًا خواجہ بھی اپنی صورت بدل کر جانب بارگاہ فرامرز بن قارن چلے اتفاقًا اثناے راہ مین ایک خدمتگار فرامرز کا ملا خواجہ نے پوچھا تم کہان جاتے ہو اسنے کہا مین خدمتگار فرامرز بن قارن کا ہون آج انکے پاس شاہزادہ علمشاہ تشریف لائینگے مین ایک کام کیواسطے جاتا ہون خواجہ نے اسے ایک گوشے مین لیجاکر کہا کہ بھائی میرے پاس عطر نہایت تحفہ ہی اپنے مالک کے پاس لیجاؤ بکوا دو مین تمکو بھی کچھ دونگا یہ کہکر ایک شیشی کمر سے نکالکر دکھائی پھر تھوڑا سا عطر لیکر اسکی ناک مین مل دیا خدمتگار کو فورًا چھینک آئی جب وہ بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے بعجلت اسکو تو اسی جگہ کچھ مٹی اور خس و خاشاک سے چھپا دیا اور اسکی صورت بنکر اور لباس اسکا کہ اُتار لیا تھا زیب جسم کرکے آگے بڑھے فرامرز بن قارن کو جب خبر ہوئی کہ علمشاہ آتے ہین مع اپنے سرداران لشکر کے واسطے استقبال کے چلا اور استقبال کرکے علمشاہ کو اپنی بارگاہ مین لیگیا شاہزادے نے بارگاہ مین داخل ہو کر سلام کیا کسی نے جواب دیا پھر فرامرز نے مقام صدر پر بصد عزت بٹھایا اور نہایت خوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے ساقیان سیمین تن کو طلب کیا جب ساقیان گل رخسار و شیشے شراب کے مع ساغرہاے بلورین کشتی مین بتکلف رکھکر لاے اور ارادہ انھون نے شراب پلانیکا کیا شاہزادہ علمشاہ نے میکشی سے انکار کیا فرامرز بن قارن نے باعث انکار پوچھا علمشاہ نے کہا ہم مسلمان

نہین ہوا اسوجہ سے مین شراب کے پینے سے انکار کرتا ہون اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ابھی پلا نا اپل میکشی کرون فرامرز
بن قارن نے کہا میرا مسلمان ہونا دو شرطون پر منحصر ہی شرط اول یہہ ہی کہ مین نے سُنا ہی کہ آپ شراب زیادہ پیتے
ہین اگر آج میرے ساتھ میخواری کیجیے اور مین نشہ کا متحمل ہو کر گر پڑون تو شرط آپ جیتے اور اگر آپ تاب نشۂ
شراب نہ لا کر گر پڑے تو آپ میرا دین اختیار کیجیے دوسری شرط یہہ ہی کہ ہنگام جنگ اگر آپ مجھپر غالب ہون
تو مین مسلمان ہو جاؤن اور اگر مین آپکو زیر کرون تو آپ میرا دین قبول کرین اور یہہ جو آپ نے فرمایا کہ مین کافر کے ہاتھ
سے شراب نہین پیتا ہون اسکا جواب یہہ ہی کہ یہہ ساقی جو شیشہ و ساغر لیے ہوے کھڑا ہی یہہ مسلمان ہی اور یہہ شراب بھی اسی
کے گھر کی ہی اور یہہ جو ساقی دوسرا ہی یہہ مسلمان نہین ہی آپ اسکے ہاتھ سے شراب نہ پیجیے مسلمان کے ہاتھ سے میکشی کیجیے مین نے
پہلے ہی مسلمان ساقی تجویز کر رکھا تھا غرضکہ علمشاہ نے شرائط مندرجہ فرامرز بن قارن منظور کر کے فرمایا کہ اچھا میکشی کرو
ایک ساقی نے اول ساغر مے علمشاہ کو دیا شاہزادے نے شراب پی پھر دوسرے ساقی نے دوسرے شیشے سے شراب جام بلورین
مین انڈیل کر جام فرامرز کو دیا فرامرز نے بھی شراب پی اتنی دیر مین خواجہ بھی بہ شکل خدمتگار مذکور بارگاہ مین داخل ہوے
اور پس پشت فرامرز کھڑے ہو کر رنگ محفل دیکھنے لگے نسیارہ بن عمرو بھی عقب علمشاہ کھڑا تھا کیفیت بزم دیکھ رہا
تھا جب دو تین جام علمشاہ نے پیے اور دو تین جام فرامرز بن قارن نے پیے اُسوقت فرامرز بن قارن بے اختیار
بیہوش ہو کر بالاے فرش گر پڑا انجختک نے برہم ہو کر ساقی سے پوچھا ارے سچ بتا یہہ کیسی شراب تھی کہ فرامرز بن قارن
دو تین جام پیکر بیہوش ہو گیا ساقی نے کہا اے ملک جی سچ تو یہہ ہی کہ فرامرز نے ہمسے کہا تھا کہ ایک شیشے مے مین بیہوشی بکثرت
ملانا اُسی شیشے کی شراب شاہزادے علمشاہ کو پلانا اور ایک شیشے کی شراب مین بیہوشی نہ ملانا وہ شراب مجھکو پلانا پس بباعث
بلندی اقبال شاہزادے علمشاہ ذیجاہ مین کشیشہ شراب بیہوشی آمیز اُس شیشے کو سمجھا اور اس شیشے کی شراب کو شراب ناب تصور کر کے
پلانے لگا اب معلوم ہوا کہ اُس شیشے کی شراب خالص ہی اور اس شیشے کی شراب بیہوشی آمیز ہی اسیوجہ سے فرامرز بیہوش ہو گئے بعض راوی
نے اسمقام پر یہہ بیان کیا ہی کہ علمشاہ نے ساقی سے پوچھا اور ساقی نے راز نہان عیان کیا غرض بہر طور شاہزادے علمشاہ نے فرمایا
جلد فرامرز کو ہوشیار کرو جب فرامرز بن قارن کو ہوش آیا علمشاہ سے اُسنے فرمایا کہ اے فرامرز تم اپنے مہمان سے بدسلوکی کرتے ہو یہہ کہکر تمام
کیفیت شراب بیہوشی آمیز کی جو ساقی کے سننے مین آئی تھی بیان کی فرامرز بن قارن محجوب ہوا بعد اسکے علمشاہ نے فرمایا ایک شرط تو ہم جیتے دیکھا
تمنے کہ ہم بیٹھے رہے اور تم گر پڑے مثل مشہور ہی کم ظرف ذرا سی شراب مین مملو ہو کر اُبل پڑتا ہی اسمین تمیز اسوقت امتحان ہو گیا باقی رہی ایک شرط
جب تمہارا دل چاہے طبل جنگ بجوا کر مجھسے مقابلہ کرنا اگر خدا چاہیگا تو شرط دیگر بھی جیتونگا یہہ کہکر علمشاہ اُٹھے فرامرز بن قارن نے
کہا اے شاہزادۂ ذیجاہ اگر آپ میرے کہنے پر عمل کیجیے میرا دین اختیار کیجیے ممالک روم وغیرہ کہ عقد ملکہ گوہر تاجدار نوشیروان اپنی دختر
کے جہیز مین مجھکو دیگا مین وہ سب ممالک آپکو دیدونگا علمشاہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ اگر تم اسوقت مسلمان ہو جاؤ تو جسقدر اہل
اسلام تمنے لشکر اسلام سے ہنگام جدال قتل کیے ہین کسی کے خون کا تم سے انتقام نہ لون فرامرز بن قارن نے کچھ جواب نہ دیا علمشاہ
بارگاہ سے نکلکر پشت فرس پر بیٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اسیارہ بن عمرو بھی ہمراہ ہمرکاب چلا گیا خواجہ عمرو بھی بارگاہ سے نکلکر
جانب لشکر اسلام چلے ادھر خدمتگار فرامرز بن قارن کو ہوش آیا جلد خاشاک و رمٹی کو ہٹا کر نکلا فقط ایک ٹکڑا پرانی لنگی
کا بندھا تھا اُسی صورت سے بارگاہ فرامرز مین گیا اور کہنے لگا اے خداوند نعمت اسوقت مجھپر عجب واقعہ گذرا ہی جو اتنی میرے بجا
نہین ہین نہین معلوم مین زندہ ہون یا مردہ ہون بات کرتا ہون اسوجہ سے تو جانتا ہون کہ زندہ ہون اور قبر سے نکلکر جو آیا ہون
اس سبب سے تصور کرتا ہون کہ مردہ ہون فرامرز بن قارن اور انجختک نے کہا او نالائق صاف صاف بیان کر
تجھپر کیا واقعہ گذرا اُسنے عرض کیا مین بضرورت جاتا تھا ناگاہ ایک شخص راہ مین ملا مجھکو ایک ویرانے مین

لیکیا اور عطر سونگھایا پھر مجکو نہین معلوم وہ کہان چلا گیا مجھسے کہتا تھا کہ میرے پاس عطر ہی بکواو اُسوقت مجکو ہوش آیا دیکھا
تو ابھی گوشہ ویرانے مین زیر درخت بیٹھا ہون گھبراکر وہان سے نکلکر بھاگا دیکھے میرے کپڑے بھی میرے جسم پر نہین ہین نہین
معلوم کیا ہوئے بختک نے ہنسکر کہا وہ عطر فروش یقینا جناب فطرت مآب خواجہ عمرو ہونگے انھون نے تجکو بیہوش کیا ہوگا تیری
شکل کا ایک شخص اس بارگاہ مین قبل اسکے کہ وہ اُٹھا تا ثابت ہوا وہ خواجہ عمرو تھے خیر اب جاکر خداوندون کو سجدہ کر جان تیری
بچ گئی وہ جناب اشرار بھی تو اپنے ہین خدمتگار آتشے مین زندہ جاکر چلا گیا بعد سجدہ کرنے خداوندون کے پھر اور کہ تھی
پہنچے یہان بختک نے فرامرز سے کہا کہ اے فرامرز بن قارن واہ واہ کیا خوب تمنے گرفتار کیا اگر علمشاہ چاہتا تو تمہین
کو اسیر کرکے لیجاتا فرامرز بن قارن نے کہا میری ہی نہین کیا خطا ہے ساقی نابکار نے سارا کھیل بگاڑ دیا شراب مین دوا ملا دی بیخبر بندہ
بھی کیا لیکن ابھی ایک شخص اور ساقی ہے لیکن پہلے وہ شہر مین جیتا تھا ہنگام مقابلہ علمشاہ پر غالب آؤنگا آج شب کو شہنشاہ
سے کہکر اپنے نام پر طبل جنگ بجواؤنگا بختک تو چلا گیا فرامرز بن قارن نے اُس ساقی کو بلاکر بخوبی زدوکوب کرکے اپنی
بارگاہ سے نکالدیا اور علمشاہ مع سیارہ اور خواجہ عمرو لشکر اسلام مین پہونچے خواجہ نے علمشاہ سے کہا کیون مین نے
تمسے پہلے ہی کہا تھا کہ فرامرز بن قارن گر پڑیگا آخر وہی ہوا جو مین نے کہا تھا علمشاہ نے کہا بیشک جو آپنے
کہا تھا وہی ہوا لیکن خدا نے مجکو اُسکی شر سے محفوظ رکھا جب دو دن گذر کے شام ہوئی وقت دربار
فرامرز بن قارن بارگاہ نوشیروان مین گیا اور سلام کرکے قریب تخت نوشیروان اپنے ٹھکانے پر بیٹھا جب دربار
بخوبی آراستہ ہوا فرامرز بن قارن نے عرض کیا اے شہنشاہ علمشاہ پسر حمزہ صاحبقران فی الحال آیا ہے
مین نے سنا ہے کہ وہ نہایت جری و قوی ہے لہذا چاہتا ہون کہ اُس سے مقابلہ کرکے اُسکی دلیری و قوت کا امتحان
کرون اور باقبال شہنشاہ اُسکو اسیر کرکے لے آؤن آج آپ پھر میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے نوشیروان نے طبل
جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر نواخت طبل جنگ تیار فوراً بارگاہ خواجہ عبدالمطلب مین اُسوقت پہونچے
کہ دربار آراستہ تھا علمشاہ اور لندھور بن سعدان اور بہرام گرد اور کرب غازی وغیرہ سرداران
نامی بیٹھے ہوئے تھے ہرکارون نے بعد بجالانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض کیا کہ اسوقت نوشیروان نے بنام
فرامرز بن قارن طبل جنگ بجوایا ہے عزم اُسکا ہے کہ صبح کو میدان مین آکر صف آرا ہو اور کچھ فساد برپا کرے باقی
خیر و عافیت ہے خواجہ عبدالمطلب نے ارشاد کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بتایید ایزدی طبل جنگی بجایا جائے
چنانچہ بموجب ارشاد نقارہ سکندری پر چوب لگائی گئی زمین تھرائی گنبد فلک ہل گیا مردمان نوشیروان ڈر گئے
دل اُن کے صداے نقارۂ سکندری سے دہل گیے اہل اسلام صداے نقارہ سکندری سنکے خبردار ہوئے بعد بجنے نقارہ
حربی کے دربار خواجہ عبدالمطلب نے برخاست کیا علمشاہ اور جملہ سرداران لشکر اسلام بارگاہ سے اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ
اور خیام مین آئے دو ایک سردار براے طلایہ لشکر بیدار رہے اور حفاظت لشکر کیا کیے باقی سردار تیاری جنگ
مین مصروف ہوئے جب وہ وقت آیا کہ حکم خالق لیل و نہار سے تاریکی شب دور ہوئی اور روے نورانی سحر سے تمام دنیا روشن
و پر نور ہوئی مرغان خوش الحان سحر حمد الہی سے چہچہے کرنے لگے نسیم چلنے لگی غنچے شگفتہ ہونے لگے اہل اسلام بعبادت خالق خاص
و عام اپنے اپنے بستر ہاے سے اُٹھے اور بعد فراغ امور ضروری وضو کرکے فریضہ سحری ادا کرنے لگے علی الخصوص خواجہ عبدالمطلب
و بادشاہ لشکر اسلام علمشاہ و لندھور بن سعدان وغیرہ سرداران نامی نے برجوع قلب نماز پڑھی اور ہر ایک نے براے فتح و نصرت
پروردگار سے دعا کی جب شاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداروں نے براے آداب و تسلیم سر جھکاے بادشاہ
لشکر اسلام نے ہر ایک سردار کا سلام لیکر اور جواب سلام دیکر حکم کیا کہ لشکر ظفر اثر جانب میدان مصاف روانہ ہو بموجب حکم

بعد سوار ہوئے خواجہ عبد المطلب کے جملہ صغیر و کبیر مرکبون اور فیل پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوٹ پڑی باجے جنگی بجے شقی علمون کے بھلے نشان
لشکر آگے بڑھا فوج مثل مور و ملخ یا مانند موج دریا بڑھی بعد راہ طی کرنے کے خواجہ عبد المطلب نبردگاہ مین بصد کر و فر پہنچے
اُدھر سے نوشیروان فوج کثیر ہمراہ لیکر آیا بعد درستہ ہونے میدان جنگ اور صفوف آرائی ہر دو لشکر کے نقیبان خوش خوا اور

رنگیت دونون لشکرون سے نکل کر بیچ میدان مین آئے اور باواز بلند جوانان لشکر اسطرح کہنے لگے نظم
دلیر و کرو آج ایسی نبرد
کہ مشہور دنیا مین ہو جاؤ مرد
نہ باز آؤ لڑنے سے اکدم بھی جو
تحمل بھتیے ہو روح رستم کی آج
صف آرا ہے پیدا یہین جو حریف
بنات نکی کیا ہے مین زار و نحیف
ہمین فوج دشمن کا مطلق وقار
ہر اک صف ہی یا جیو داج کی قطار
لرزو ان سے اسوقت بخوف و بیم
کرو تیغ بران سے انکو دو نیم

جب نقیبان رنگیت جوانون کو مستعد آمادہ جنگ کر چکے جنگاہ سے علحدہ جا کر ٹھہرے اسوقت جتنے بہادر اور دلیر تھے انھون نے شوق جنگ مین قبضہ ہر تلوارون کے ہاتھ ڈالے فرط شجاعت و غیظ سے تھر تھر کانپنے لگے مگر تاک رہ گئے اپنے اپنے حریف کو تاکنے لگے ہنوز کچھ دیر نہوئی تھی کہ فرامرز بن قارن نے نوشیروان سے اجازت جنگ لی اور مرکب پر سوار ہو کر میدان کارزار مین آیا اور فرس کو روک کر پکارا کہ ای شاہزادے علمشاہ آؤ مجھسے مقابلہ کرو فی الفور علمشاہ نے خواجہ عبد المطلب سے اذن حرب لیکر اشقر پر سوار ہو کر رو برو ہوئے فرامرز بن قارن آئے فرامرز بن قارن نے کہا ای شاہزادہ علمشاہ آپ بلا اشقر دیوزاد سوار ہین میری تہ سان مثل اشقر کے نہین ہے پس لطف نگا دہرا سوقت ہی کہ مانند میرے گھوڑے کے آپ بھی ایک اور سمند پر سوار ہوجیے علمشاہ نے منظور کیا فوراً اسپارہ بن عمرو اور ایک مرکب بری پیکر لشکر سے لیکر آیا علمشاہ اشقر سے اتر کر اُس گھوڑے پر سوار ہوئے سیاہ اشقر دیوزاد کو لشکر مین لیگیا غرض جب علمشاہ مرکب دیگر پر سوار ہوئے اسوقت باہم نگاور ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ گھوڑا فرامرز کا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور فرس علمشاہ قریب ایک قدم پس پا ہوا فرامرز نے برہم ہو کر مرکب کو ران مین دبا کر آگے بڑھایا اور نیزہ اٹھا کر سینۂ علمشاہ کو تاک کر مارا ادھر علمشاہ نے بفن سپہ گری نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسوقت دیکھنے والون کو ثابت ہوا کہ واقعی زبانین نکالے ہوئے بالا ہوا باہم لپٹے ہین اور دم بدم شرارے نکلتے ہین غرض علمشاہ نے ضرب نیزہ روک کر خود بھی نیزہ کا وار کیا فرامرز بن قارن نے نیزے کو خالی دیکر دوبارہ نیزہ مارا علمشاہ بھی ضرب نیزے سے بچے اسیطرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی آخر بعد سوا سو طعن ہائے نیزہ کے علمشاہ نے ایک بند نا در باندھکر کہا ای فرامرز بن قارن ہوشیار ہو جا کہ اب نیزہ تیرے ہاتھ سے نکلا جائیگا فرامرز بن قارن نے ہنسکر جواب دیا نیزہ میرے ہاتھ سے ہرگز نہ نکلیگا آپ اپنے نیزے کو سنبھالیے ابھی فرامرز یہ کہہ رہا تھا یکایک علمشاہ نے برہم ہو کر بند نیزہ تو باندھ ہی چکے تھے گھوڑا آگے بڑھایا ہر چند فرامرز نے روکا مگر نیزہ نہ رک سکا آخر کار نیزہ ہاتھ سے نکل گیا اور نیزے دور جا کر گرے اسوقت ہر ایک اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا خصوصا عمرو عیار شوخ طبع نے شور و غل بلند کیا کہ آواز نے انکی گنبد دوار سے بھی گذر گئین خواجہ عمرو نے سفید مہرہ خوش ہو کر بجایا ناظرین پر واضح ہو کہ آواز سفید مہرہ کی چہل کوس تک جاتی ہی اور دیو اسکی آواز سنکے ناچنے لگتا ہی جب آواز سفید مہرہ کی بلند ہوئی گھوڑے لشکر نوشیروان کے خائف ہو کر سوارون کو اپنی پشت سے گرا کر بے اختیار سوے صحرا بھاگے ہرگز سوارون کے روکے سے نہ رکے خصوصا مرکب فرامرز بن قارن کا کثرت خوف سے الف ہو گیا اور چاہا اُسنے کہ فرامرز کو زمین پر پٹک کے نبردگاہ سے نکلجاؤن چلون ای ایسی بلاے عظیم سے کہ جسکی آواز ایسی ہیبت ناک ہی بچاؤن لیکن فرامرز نے بہزار مشکل گھوڑے کو سنبھالا اول تو نیزہ ہاتھ سے جو نکل گیا تھا برہم تھا اب رہی غصہ کبھی ہوا فوراً تیغ آبدار میان سے کھینچا بر خیر دار خبردار کہکر گھوڑے کو مہمیز کرکے آگے بڑھایا اور تیغ سر علمشاہ پر بقوت تمام لگایا علمشاہ نے

ضرب تیغ گران سے سر کو بچایا لیکن تیغہ ایال فرس علمشاہ پر گرا گردن اُسکی قلم ہو گئی ہنوز گھوڑا ہلاک ہو کر زمین
پر گرا تھا کہ علمشاہ بصد عجلت برہم ہو کر پشت فرس سے کود پڑے آنی دیر مین گھوڑا بھی زمین پر گرا چونکہ گھوڑون کی
گردش سے میدان کارزار مین گرد و غبار بلند تھا فرامرز نے خیال کیا کہ مین نے علمشاہ کو قتل کیا یہ خیال کر کے
فرامرز نے باواز بلند کہا کہ ای شہنشاہ آپکے اقبال سے مارا مین نے علمشاہ کو نوشیروان وغیرہ صدائے فرامرز
بن قارن سنکے نہایت خوش ہوے اور صدائے تحسین و آفرین جملہ اہل لشکر نے بلند کی علمشاہ نے اُسی عالم شور و
غل اور کثرت گرد و غبار مین زیر فرس فرامرز بن قارن جا کر فرس فرامرز کو مع فرامرز بن قارن زمین سے اٹھا کر
بالائے سر بلند کیا اور یہ نعرہ کیا نعرہ علمشاہ رومی شہ فیل زور ہے کہ بر تخت قیصر روق افگندہ شور + فرامرز بن قارن
نے اپنے تئین زمین سے بلند دیکھکر اور نعرہ علمشاہ سنکر نہایت گھبرایا فوراً مرکب سے کود کر بالائے زمین آیا
علمشاہ نے اُسکے مرکب کو اسطرح بالائے زمین پٹکا کہ وہ پیوند زمین ہو گیا استخوان فرس چور چور ہو گئے پہلے اہل
اسلام کو تردد ہوا تھا اب صدائے نعرہ علمشاہ سنکر اور فرس فرامرز بن قارن کو پیوند زمین دیکھکر سب خوش
ہوے اور پھر یکبارگی ہر ایک نے لشکر اہل اسلام مین شور مرحبا بلند کیا اُدھر نوشیروان بہرہ کو تردد ہوا اور خیال
کیا علمشاہ زندہ ہے فرامرز پر کوئی آفت آئی ہے غرض علمشاہ نے اپنے گھوڑے کے قتل کرنیکا انتقام
فرامرز بن قارن سے بخوبی لیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ دفتر مین مصنف دفتر نے لکھا ہے کہ علمشاہ اشقر
دیوزاد پر سوار ہو کر میدان مین آئے ہنگام مقابلہ فرامرز بن قارن نے اشقر کو زخمی کیا بعد ازان علمشاہ
نے مرکب فرامرز بن قارن کو ہلاک کیا جیسا کہ لکھا گیا ہے لیکن اس مقام پر شیخ تصدق حسین صاحب
داستان گو نے تبدیل کیئے ہین کہ اشقر دیوزاد کا یہان زخمی ہونا اچھا نہین ہے ہان دست ایرج سے زخمی ہوتا ہے
دو دانت بھی ٹوٹ جاتے ہین پس بموجب لکھنے شیخ صاحب موصوف کے اس مترجم نے بھی یہان اشقر
دیوزاد کو زخمی نہین کرایا اور دونون گھوڑے کو ہنگام جدال دست فرامرز بن قارن سے قتل کروا ڈالا
الحاصل جب علمشاہ نے فرامرز کے مرکب کو ہلاک کیا اُسوقت فرامرز نے ازحد غضبناک ہو کر علمشاہ پر تیغہ
خون آلود کا وار کیا علمشاہ نے پارہ تیغہ گرانبار کی دیکھکر بغیر سپر گری بند دست فرامرز پر ہاتھ ڈالکر
جھٹکا دیکر تیغہ ہاتھ سے چھین لیا اہل اسلام یہ حال دیکھکر بہت خرم شاد ہوے نوشیروان رنجیدہ و ملول
ہوا بعد چھین جانے تیغے کے فرامرز بن قارن نے بصد قہر و غضب زنجیر کمر علمشاہ مین ہاتھ اپنا ڈالدیا علمشاہ نے
بھی فرامرز کو مائل کشتی دیکھکر زنجیر کمر مین پنجہ قوی الکر زور کرنا شروع کیا جب نوشیروان اور خواجہ عبد المطلب کو معلوم ہوا
کہ یہ دونون دلیر صحرائے شجاعت کے شیر مائل کشتی ہین فی الفور دونون جانب سے بیلدار اور کلنگ بردار حکم
پا کر نکلے اُنھون نے ایک چشم زدن مین اکھاڑا نہایت تحفہ بنا دیا بعد جانے بیلدارون کے پھر دونون لیر
دامن گردان کر اکھاڑے مین شیرانہ اور رستمانہ کشتی لڑنے لگے اُدھر نوشیروان نے بالائے
زمین فرش نفیس بچھوا کر شامیانہ معقول استادہ کرا کے تخت اپنا بالائے فرش رکھوایا پھر اسی فرش پر صد ہا کرسیان جواہر نگار
قطار در قطار رکھوائیں اُن کرسیون پر سرداران لشکر آکر بیٹھے بختک بعہدہ وزارت کھڑا رہا سواران لشکر اور پیادے بھی اسی میدان
مسلح جن کی بچھا کر گھوڑونکو ساتھیونکے حوالے کر کے برغبت تمام کشتی دیکھنے لگے اسیطرح خواجہ عبد المطلب نے بھی اپنے لشکر مین
سامان کرنیکا حکم دیا جب بخوبی سامان ہو چکا خواجہ عبد المطلب اور جملہ سرداران نامی اور جوانان لشکر اسلام تخت اور
کرسیون اور فرش رنگارنگ پر بیٹھکر تماشائے کشتی دیکھنے لگے جب علمشاہ فرامرز بن قارن کو بقوت بازو زیر کر کے پیچھے ہٹایا تھا اور ابھی

کرنیکا کرتا تھا اہل اسلام خوش ہوتے تھے اور جب فرامرز بن قارن لنگر اپنا قائم کرکے دو ایک قدم علمشاہ کو ریل کر ہٹا دیتا تھا نوشیروان اور سرداران نوشیروان خوش ہوتے تھے دمبدم دونون ناوین پیچ دیتے تھے قصد ہستی زبردستی کر کیا کرتے تھے کبھی علمشاہ ڈنکیٹر لگاتے تھے فرامرز بن قارن اکھڑنے سے بچتے تھے گاہ فرامرز بن قارن گھالوتن کا داون کرتا تھا علمشاہ ہنسکر اس گھاتکے پیچ سے بچتے تھے غرض دونون دلیر شیرانہ آج ایسے تھے کشتی پہرتی کے ساتھ ہو رہی تھی فرامرز بن قارن کو پسینا آگیا تھا اتنی قدر دم بھی آگیا تھا مردان لشکر جانبین محو کشتی دیکھ رہے تھے لشکر کے بازارین آراستہ تھے جن تماشائی بھی حد سے باہر علاوہ اہل لشکر کے جمع تھے وہ بھی بیٹھے ہوئے سیر کشتی کر رہے تھے اکثر افیونی بھی دریان بچھاکر بیٹھے ہوئے مشکر ولایتی چاقو سے نہایت خوبی کے ساتھ چھیلتے جاتے تھے اور کشتی بھی دیکھتے جاتے تھے حقے دمبدم اڑ رہے تھے افیون چینی کے پیالون مین گھول رہی تھی گنڈیریان ایک رومال مین کاٹ کر جمع کر رہے تھے ناگاہ ازجانب گرد برخاست گرد سے تیرہ تیرہ سر گرد با آسمان رسیدہ مردان لشکر جانبین یا کشتی دیکھ رہے تھے یا سوے گرد و غبار دیکھنے لگے اسوقت نوشیروان نے متردد ہو کر اپنے چند سردارون سے کہا کہ جلد جاؤ اور دیکھو کہ یہ جمعیت سپاہ فراوان اسطرف کون آتا ہے سرداران مذکور بموجب حکم روانہ ہوے لشکر اسلام سے فقط خواجہ عمرو بسرعت جانب غبار چلے جب وہ غبار ہوا سے رفع ہوا خواجہ نے اثناے راہ مین دیکھا کہ ایک سردار نہایت زبردست گینڈے پر سوار ہے پس پشت اسکے ایک لاکھ چالیس ہزار جوانان تیغ زن ہین اور ایک سو چالیس علم ہمراہ لشکر ہین سردار لشکر بڑے تکبر و نخوت سے گینڈے پر بیٹھا ہوا ہے ابرو پر شکن ہے آنکھین قہر آلود ہین دست دیازبردست ہین خواجہ عمرو نے اسکو دیکھکر فی الفور ایک مسافر کی شکل بنکر آگے بڑھکر ایک سوار سے پوچھا اے برادر یہ لشکر کہان سے آتا ہے کہان جائیگا اور تمہارے سردار لشکر کا کیا نام ہے اُس سوار نے کہا آگاہ ہو کہ ہمارے سردار لشکر کا نام دیوخان ہے بیٹے صلصال کے ہین اور صلصال فرزند ال کال ہے اور وال بیٹا یونکا ہے اور دیو بیٹا شمامہ جادو کا ہے باعث انکے آنے کا یہ ہے کہ ایک دن انکے باپ کے دربار مین امرا و وزرا و غیرہ نے ذکر کیا کہ ایک شخص حمزہ صاحبقران خانہ کعبہ کی سرزمین پر پیدا ہوا ہے اُسکی ذات سے ہزارہا بلکہ لاکھون اشخاص مسلمان ہوے ہین اُسنے دین خداپرستی پھیلایا ہے اور اب نوشیروان بادشاہ سے اُسکے سرداران لشکر لڑ رہے ہین صلصال نے پوچھا کیا ہمارے دین کے علاوہ اُسنے اپنا دین علیحدہ مروج کیا ہے وزرا نے عرض کیا ہان خداوندنعمت یہ سنکے صلصال کو کمال غصہ آیا چونکہ صلصال کی سو سو بیٹیان اور ساڑھے چار سو فرزند ہین اور جملہ فرزند دربار مین آکر بیٹھتے ہین پس پدر دیوخان نے اپنے فرزندون کی طرف دیکھکر کہا تم مین سے کون ایسا جری ہے کہ اسوقت فوج جرار لیکر جاے اور نوشیروان کی مدد کرے اور جملہ مسلمانون کو قتل کرے اور خانہ کعبہ کو منہدم کرے پس اے مسافر اور تو کسی نے جواب نہ دیا لیکن ہمارے سردار دیوخان اُٹھ کھڑے ہوے اور باادب کہنے لگے کہ مین جاکر حکم آپکا بجا لاؤنگا چنانچہ بموجب حکم یہ آئے ہین نوشیروان کی جانب سے مسلمانون سے لڑینگے ایک دن مین جملہ لشکر اسلام کو قتل کر ڈالینگے پھر خانہ کعبہ کی طرف جائینگے وہان کے رہنے والون کو قتل کرکے خانہ کعبہ کو گرا دینگے یکہ سوار تو ہمراہ لشکر آگے بڑھا خواجہ نے اپنے دل مین کہا خداوندکریم دیوخان کے مطالب دلی بر نہ لاے جس ارادے سے آیا ہے یہ ارادہ اُسکا پورا نہو یہ دل مین کہکر وہانسے بصد عجلت لشکر اسلام مین آئے اور خدمت بادشاہ اسلام مین جاکر جو کچھ دیکھا اور سنا تھا عرض کیا پھر اکثر سردارون سے احوال دیوخان کا بیان کیا ہر ایک نے کہا خدا اُسکے شر سے محفوظ رکھے ابھی خواجہ سے سرداران لشکر اسلام باتین کر رہے تھے کہ ایک سردار ان لشکر نوشیروان دیوخان کو ہمراہ لیکر لشکر مین داخل ہوے دیوخان نے نوشیروان کو دیکھ اُسکے سن ہونیکے سلام کیا لیکن بکراہت پھر پوچھا کہ لشکر اسلام کسطرف ہے نوشیروان نے اشارے سے بتایا اسطرف ہے دیوخان نے یہ بھی نہ خیال کیا کہ کہانے ہین دو دلیر لڑ رہے ہین۔ لاکھون آدمی کشتی دیکھ رہے ہین فوراً اپنا گینڈا آگے بڑھایا اور اپنے سرداران لشکر سے

کہا جلد مع کل فوج اہل اسلام پر یکبارگی حملہ کرو حتی الامکان کسیکو زندہ نہ رکھو بس بمجرد حکم دیو خان سرداران لشکر دیو خان
نے ہمراہ کل لشکر لیکر اہل اسلام پر حملہ کیا جملہ اہل اسلام مرکبوں سے اُتر اُتر کر بیٹھے ہوئے کشتی دیکھ رہے تھے جبتک اُٹھکر مرکبوں پر
سوار ہوں دیو خان کے لشکر نے کئی سو مردان لشکر اسلام قتل کر ڈالے تھوڑی دیر میں بصد عجلت جملہ سرداران لشکر اسلام مرکبوں پر
سوار ہوئے لندھور فیل میمونہ پر سوار ہوا لشکری بھی بصد مشکل گھوڑوں پر بیٹھے اور تیغیں کھینچکر لشکر دیو خان سے لڑنے لگے ادھر نوشیروان
نے بھی جنگ مغلوبہ کا حکم دیا لشکر نوشیروان بھی بڑھا تینوں لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اسی جنگ مغلوبہ میں فرامرز بن قارن
علمشاہ کے پنجۂ قوی سے نکل گیا اہل لشکر درمیان میں آگئے علمشاہ نے بھی تیغہ کھینچکر لڑنا شروع کیا اسی جنگ میں ایک
سوار کو قتل کرکے اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر جنگ رستمانہ کرنی شروع کی فرامرز بن قارن بھی اہل اسلام سے لڑنے لگا
نعرے دمبدم دلیران لشکر کرنے لگے باجے جنگی لشکروں میں بجنے لگے نقیبان خوش آواز باواز بلند جوانوں کے دل بڑھانے لگے
اہل اسلام مرگ کو زندگی سے بہتر جانکر بیخوف و خطر شیرانہ لڑنے لگے لاشے مردان ہر دو لشکر کے زمین پر گرنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا
سیاہ ڈھالونکی اٹھی بارش خون کشتگان ابر تیغ سے ہونے لگی بہادران لشکر رعد آسا نعرے کرنے لگے سر جوانونکے مثل آنسوونکے کٹ کٹکر گرنے
لگے سیل خون کشتگان کا میدان میں ظہور ہوا اکھاڑے میں خون کشتگان اسقدر جمع ہوا کہ مانند تالاب نظر آنے لگا سر اور خود کشتوں کے
جو اُس لہو کے تالاب میں پڑے تھے مانند حباب نظر آتے تھے اور جو ہاتھ جوانونکے شانوں سے قلم ہوے تھے وہ اُس تالاب میں
مانند ماہیان سرخ رنگ نظر آتے تھے ہر طرف برق جہندۂ شمشیر سے قصر ہاے تن گر رہے تھے زخمیوں کے زخموں سے مانند پرنالوں کے
خون جاری تھا بار بارندۂ تیر دن کا برستا تھا اُس جنگ مغلوبہ میں سامان فصل بارش پایا جاتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ عنقریب
شام علمشاہ عالی مقام جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب دیو خان کے پہونچ گئے تھے کچھ سواران لشکر دیو خان درمیان میں تھے
علمشاہ نے ارادہ کیا تھا کہ ان سواروں کو قتل کرکے دیو خان کو تہ تیغ کرونگا ہنوز علمشاہ قریب تر دیو خان کے
نہ پہونچے تھے کہ بختک نے نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ جلد طبل بازگشت بجوائیے دیکھیے وہ علمشاہ قریب دیو خان
لڑتا ہوا پہونچا ہے اگر تھوڑی دیر اور طبل جنگ بجیگا تو یقیناً دیو خان علمشاہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا نوشیروان نے
بموجب کہنے بختک نابکار کے قبل شام طبل بازگشت بجوا دیا جب صداے طبل بازگشت بلند ہوئی اہل اسلام نے جنگ کرنے
سے ہاتھ روکا دیو خان اپنے لشکر کو لیکر پہلے میدان جنگ سے الگ جاکر کھڑا ہوا پھر لشکر نوشیروان لشکر اسلام سے علیحدہ
ہوکر ہمراہ نوشیروان چلا دیو خان بھی مع اپنی جملہ سپاہ کے ہمراہ نوشیروان میدان مصاف سے روانہ ہوا اس
لڑائی میں ہزارہا مردان لشکر کام آئے ہزارہا زخمی ہوے غرض بعد جانے نوشیروان و دیو خان کے خواجہ عبد المطلب
بھی اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر مع جملہ سرداروں کے جانب فرودگاہ لشکر چلے اُدھر نوشیروان اپنی بارگاہ میں داخل ہوا ادھر
بادشاہ لشکر اسلام زخمیوں کے علاج کرنیکا حکم دیکر فرودگاہ لشکر میں پہونچکر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے جب وہ شب بسر ہوئی
ہنگام سحر نوشیروان بالاے تخت بارگاہ میں آکر بیٹھا سرداران لشکر حاضر دربار ہوے دیو خان بھی دربار میں جاکر
نوشیروان کو سلام کرکے بیٹھا یہاں لشکر اسلام میں خواجہ عمرو کا دل گھبرایا فی الفور جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہو
اثناے راہ میں ایک خدمتگار کو بیہوش کرکے مثل اُسکی شکل کے اپنی صورت رنگ و روغن بناکر خدمتگار نوشیروان کو ایک
گوشہ میں مخفی کرکے جلد تر چلے اور داخل دربار نوشیروان ہوے خواجہ عمرو بارگاہ میں بشکل خدمتگار کھڑے تھے کہ دیو خان
نے نوشیروان سے کہا کل آپنے قبل شام طبل بازگشت بیکار بجوا دیا میں شام تک نصف لشکر اسلام کو قتل کر ڈالتا
حمزہ صاحبقران کو اسیر کر لیتا کیونکہ میرے والد نامدار نے مجھسے یہی فرمایا ہے کہ حمزہ کو اسیر کرکے جلد ہمارے پاس
ہمراہ لشکر قلیل ترکان روانہ کردینا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر اسوقت آپ حمزہ صاحبقران کا کچھ نشان بتائیے تاکہ

مین ابھی جاکر حمزہ کو گرفتار کر لاؤن نوشیروان نے جواب دیا حمزہ صاحبقران کو تو ہمنے قید کر لیا ہے دیکھو وہ عقابین
پر حمزہ قید ہے مین دیوخان نے کہا آپ حمزہ کو بلائیے مین بھی دیکھون کہ وہ کیسی شکل و صورت کے ہین نوشیروان نے
حمزہ کو بلایا ملازمین قفس امیر با توقیر عقابین پر سے اُتار کر بارگاہ مین لائے حمزہ صاحبقران نے برسم ملت سلام اہل دربار
نوشیروان کو سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا سوائے خواجہ عمرو کے پھر خواجہ نے بزبان حبشی یا بزبان عربی عرض کیا قربان ہون
مین یا امیر تیرے مین اس دربار مین موجود ہون کوئی اہل دربار سے تقریر عمرو نہ سمجھا پھر دیوخان نے حمزہ کو دیکھکر اپنے ایک
سردار لشکر سے مخاطب ہو کر کہا جلد قفس امیر کو اپنے ہمراہ لیجا اور خدمت والد مین پہونچا کر چلا آ وہ سردار اُٹھا اسوقت فرامرز
بن قارن اور بختک نابکار نے مضطرب ہو کر کہا اے دیوخان حمزہ صاحبقران کو یہین رہنے دو تم اپنے والد کی
خدمت مین انھین نہ بھیجو ورنہ غضب ہوگا سرداران لشکر حمزہ فساد عظیم برپا کرینگے فی الحال کہ ہر وقت حمزہ کو وہ اپنی آنکھون سے
دیکھتے ہین پھر تو جنگ و جدل سے باز نہین آتے اور جب حمزہ اُنکی نظر سے مخفی ہونگے تو زیادہ غضبناک ہو کر قیامت برپا کرینگے
لشکر شہنشاہ مین چندان امرے نہین ہین کہ انکو روکینگے اور اُنسے بخوبی لڑینگے دیوخان نے کہنا پذیرا نہ کیا اور اپنے
سردار لشکر سے کہا تو اس قفس کو لیجا سردار مذکور جانب قفس بڑھا خواجہ عمرو نے بختک کو اپنی آنکھ کا تل دکھایا اور اشارہ سے
کہا امیر با توقیر کو یہان سے اس سردار کو نہ لیجانے دے ورنہ مین ابھی تجھکو مار ڈالونگا بختک خواجہ عمرو کو پہچان اور گفتگو سے
خواجہ باشارہ سمجھکر گھبرایا لعین کہنے لگا یہ ذات پاک یہان تشریف فرما ہین انکا حکم بجالانا چاہیے وگرنہ یہ تجھے ضرور ہلاک
کر ڈالینگے یہ تصور کرکے دوبارہ بختک نے کہا اے دیوخان ہم سرداران لشکر امیر سے خائف ہین ہمین منظور نہین کہ قید
حمزہ کی یہان سے تمھارے والد کے پاس جائے دیوخان نے برہم ہو کر کہا مین تو کسی سرداران حمزہ سے ڈرتا نہین جسکو کہو
ابھی لشکر اسلام سے جاکر پکڑ لاؤن بختک نے مسکرا کر کہا اکثر سرداران لشکر حمزہ تو انتہا قوی و دلیر ہین اگر تم کرب غازی کو
گرفتار کر لاؤ تو ہم جانین کہ تم بڑے بہادر ہو دیوخان یہ سُنکے غضبناک ہوا اور کہا حمزہ کو تو لیجاکے عقابین پر قید کرو مین
ابھی جاکر کرب کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر شعلہ اپنے عیار اور چند سردارونکو ہمراہ لیکر بارگاہ نوشیروان سے چلا خواجہ عمرو
جلد بارگاہ سے نکلکر راہ طے کرکے لشکر اسلام مین پہونچے اور کرب سے کہا اے فرزند ہشیار رہو جانا دیوخان تمھین گرفتار کرنے
آتا ہے کرب نے مسکرا کر کہا اگر آتا ہے تو آنے دے کیا مجال اسکی کہ مجھکو گرفتار کرکے لیجائے ابھی درمیان خواجہ و کرب کے گفتگو ہو ہی رہی تھی
کہ یکایک دیوخان آگیا خیمہ کرب کے قریب آیا اور شعلہ وغیرہ کو اُسنے راہ مین چھوڑ آیا ناگاہ قیاس خان سے پوچھا
کرب کہان ہین قیاس خان نے برہم ہو کر جواب دیا اے شخص نام کرب غازی کا بے ادبی سے زبان پر جاری نہ کر ورنہ سزا
معقول دیجائیگی دیکھ وہ خیمہ فلک رفعت انھین کا ہے دیوخان اُس خیمہ مین گیا کرب نے اُسکو اپنا مہمان تصور کرکے اپنے
برابر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور بخلق و مروت پیش آیا دیوخان نے کرسی پر بیٹھکر پھر پوچھا کرب کہان ہے کرب غازی نے
آزردہ ہو کر کہا اے دیوخان تمنے یقیناً نالائقون کی صحبت پائی ہے تم عمر بھر کی ہو زبان تمھاری اسوجہ سے بُری ہے کلمات بیہودہ
زبان پر جاری کرتے ہو انجام اسکا بہتر نہ ہوگا کہو کرب سے تمھین کیا کام ہے کرب مین ہی ہون دیوخان نے کہا مین تو سمجھا تھا کہ تو
میرے یہان آنے کی خبر سُنکے بھاگ گیا ہوگا لیکن تو یہان بیٹھا ہے شاید تجھکو میرے آنے کی خبر نہ ہوئی خیر اب جلد اپنا ہاتھ بڑھا مین تجھکو باندھ کے
نوشیروان کے پاس لیجاؤن کرب نے برہم ہو کر جواب دیا خاموش رہ کیا بکتا ہے اگر آیا ہے تو بیہودہ باتین نکر دیوخان نے جسارت
کرکے ہاتھ بڑھایا تا دست کرب غازی پکڑ کر گرفتار کرے اسوقت کرب غازی نے غضبناک ہو کر ایک طمانچہ اس زور سے
اُسکے رخسار پر مارا کہ دیوخان کرسی سے غش کھا کر گرا کرب نے فوراً اُسکو اسیر کرکے چوب خیمہ سے باندھ دیا جب دیوخان
کو ہوش آیا اپنے تئین بندھا پایا گھبرا کر منت و عجز کرنے لگا کہ اے بہادر مین تجھے ایسا دلیر نہ جانتا تھا مجھ سے خطا ہوئی

اب مجھے چھوڑ دے کسی روز طبل جنگ بجوا کر میدان مین تجھسے مقابلہ کرونگا کرب نے اُسکے عجز کرنے پر خیال کر کے اسیوقت اسکو
رہا کر دیا دیو خان رہا ہو کر جس جگہ اسکے سرداران لشکر مع شعلہ عیار ٹھہرے ہوے تھے پہونچا سرداروں سے کہا تم بارگاہ
نوشیروان مین جاؤ نوشیروان سے کہدینا کہ دیو خان ہمارے سردار برائے شکار سمت صحرائے سبزہ زار گئے ہین
بعد فراغ شکار کرب غازی کو گرفتار کر کے آپکے پاس آئینگے سردار تو یہ سنکے چلے گئے فقط شعلہ عیار رہ گیا دیو خان نے
تنہائی مین اپنے عیار شعلہ سے تمام حال گذشتہ بیان کر کے پوچھا تجھسے ہو سکتا ہی کہ کسی تدبیر سے کرب غازی کو گرفتار کر کے
میرے پاس لے آئے اب مین بارگاہ نوشیروان مین بغیر گرفتار کرنے کرب کے جا نہین سکتا شرم دامنگیر ہی شعلہ نے دست بستہ
عرض کیا حضور جانب صحرا میرے ساتھ تشریف لیچلین بعد تھوڑی دیر کے مین کرب کو گرفتار کر کے آپکے حوالے کر دونگا دیو خان
شعلہ سے خوش ہو کر جانب دشت چلا جب صحرا مین پہونچا شعلہ نے کہا اس درخت کے سایے مین تشریف رکھیے مین بہر گرفتاری
کرب جاتا ہون یہ کہکر شعلہ لپکتا ہوا چلا اثنائے راہ مین شعلہ ایک درخت سرسبز و شاداب کے نیچے ٹھہرا اور اپنی کسوت
عیاری سے گلہائے رنگارنگ بیہوشی آمیز نکالکر اُسی درخت کی شاخون مین چارون طرف لٹکا دیے پھر وہانسے روانہ ہو کر لشکر اسلام
مین آیا ایک سوار سے خیمہ کرب کا نشان پوچھکر خیمہ کرب مین گیا اتفاقاً اسوقت کرب غازی تنہا اپنے خیمے مین بیٹھا تھا کوئی
پاس نہ تھا غرض شعلہ نے کرب کو سلام دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت اسوقت ہمارے مالک و آقا دیو خان صحرائے
سبزہ زار مین شکار کھیل رہے ہین آپکو بلایا ہی اور کہا ہی کہ اب مین آپسے دشمنی نکرونگا ہرگز تجھسے نہ لڑونگا میرے پاس
چلے آئیے گا کرب نے تقریر شعلہ سنکے خیال کیا اگر مین دیو خان کے پاس نجاؤنگا تو وہ سمجھیگا کہ کرب غازی خوف سے ڈر گیا
اسیوجہ سے نہ آیا یہ خیال کر کے کرب غازی ہمراہ شعلہ عیار کے چلا بعد قطع راہ جب شعلہ اُس درخت کے نیچے پہونچا
جس درخت کی شاخون مین گلہائے بیہوشی لٹکائے تھے کہنے لگا حضور اس درخت کے سایے مین توقف کرین مین ابتک
حال آپکی تشریف آوری کا عرض کر دون انہین یہان بلا لاؤن کرب نے کہا اچھا جاؤ مین یہان کھڑا ہون شعلہ تو دو قدم
آگے بڑھکر ایک جھاڑی مین پنہان ہو کر جانب کرب دیکھنے لگا مگر کرب غازی نے جو اچھی طرح اُس درخت کے پھولون پر نظر کی
متحیر ہو کر خیال کیا کہ اس درخت مین کئی رنگ کے پھول کھلے ہین اور نہایت خوشبو دار ہین یہ درخت عجائبات جہان سے ہی
اسکے کچھ پھول توڑ کر سونگھنا چاہیے اور لشکر اسلام مین بھی لیجانا چاہیے ہر ایک سردار کو شاخین اسکی دکھاؤنگا سب سرداران
لشکر متحیر ہونگے یہ خیال کر کے کچھ شاخین توڑین اور چند پھول توڑ کر سونگھے پھولونکا سونگھنا تھا کہ چھینک آئی کرب غازی
لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا شعلہ عیار نے جھاڑی سے نکلکے نعرہ کیا منم شعلہ عیار دیو خان یون عیاری
کرتے ہین غرض نعرہ کر کے اور اُس درخت کے نیچے آکر جلد جلد عیاری مین کرب غازی کو باندھکر پشتارہ دوش پر
اُٹھا کر قطع راہ کر کے دیو خان کے پاس پہونچا دیو خان پشتارہ کرب دیکھکر خوش ہوا پھر کرب کو عالم بیہوشی مین
چھوڑ کر شعلہ نے اپنی کسوت سے ہتکڑی اور بیڑی وغیرہ نکالکر طوق و سلاسل مین بخوبی گرفتار کر کے ہوشیار کیا
دیو خان نے کہا اے کرب مین تجھکو سامنے نوشیروان کے لیے چلتا ہون خبردار نہین کہنا دیو خان نے مجھکو بقوت
و جرأت گرفتار کیا ہی کرب نے اسکا تو کچھ جواب نہ دیا لیکن کہا کہ اے دیو خان تو نے مجھ سے مکر و فریب کیا خیر دیکھا جائیگا دیو خان
نے کہا اب تم کیا کر سکتے ہو یہ کہکر کرب غازی کو کشان کشان بارگاہ نوشیروان مین لیگیا اور نوشیروان سے کہا دیکھیے
مین کرب کو گرفتار کر لایا بختک نے جواب دیا بالقوت یا زور گرفتار کیا ہوگا دیو خان نے کہا کہ تم کرب سے دریافت
کر لو بختک نے کرب سے پوچھا تمھین دیو خان نے کیونکر اسیر کیا ہی کرب نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا دیو خان
نے برہم ہو کر تیغہ کھینچکر وار کیا کرب نے ہتکڑی پر تیغے کو روکا ہتکڑی کٹ گئی اسیوقت کرب نے بڑھکر ہتکڑی اُسکے سر پر

۱۰۶

باری اور تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین کر نعرہ کر کے اُسکی کمر پر لگایا دیوخان مانند خیار دو ٹکڑے ہو کر فرش پر گرا اور بارمین تہلکہ پڑگیا
پھر کرب نے طوق و سلاسل وغیرہ کو اپنے جسم سے مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور تیغہ پکڑ کر کہا جسے روکنا ہو روکے مجھے
یہان سے نہ جانے دے تیغ جنگ نے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے آپکو کوئی نہ روکے گا کرب غازی یہ سنکے
بارگاہ سے نکلا حمزۂ صاحبقران نے عقابین پر سے دیکھا کرب نے ایک سائیس کو تیغے سے قتل کیا اور جو وہ مرکب بازین
و لجام آراستہ لیے ہوے کھڑا تھا اُسی مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی راہ لی لشکر اسلام مین گرفتاری کرب تتاری کی خبر
ہوئی بارہ ہزار سواران جرار ہمراہیان کرب نے فوراً بوق بجاے گھوڑون پر سوار ہوے ارادہ روانگی جانب لشکر نوشیروان
کیا یکایک کرب لشکر اسلام مین داخل ہوا اور تمام حال جو گذرا بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے بیان کیا بارگاہ نوشیروان مین جو
دیوخان قتل ہوا سرداران نامی یہ خبر سنکے آپس مین کہنے لگے افسوس ہم اُسوقت موجود نہ تھے ورنہ کرب کو بارگاہ سے جانے نہ دیتے
ضرور قتل کرڈالتے غرض جب دیوخان قتل ہو گیا نوشیروان کو اُسکے ہلاک ہونیکا صدمہ ہوا سرداران لشکر دیوخان
لاشہ دیوخان کا اُٹھا کر نالان و گریان مع سپاہ جانب صلصال روانہ ہوے

داستان بادشاہ لشکر اسلام ہونا سلطان سعد کا اور لڑنا خواجہ عمرو کا کھنک عیار سے اور آنا فرہاد یکفری پسر لندھور کا اور پھرنا اسفائل اسلام سے اور جانا خواجہ عبد المطلب کا ہمراہ لندھور جانب مکہ اور آنا مکہ مین جمشید بن حنظلہ اور فرہاد یکفری اور قلندر نقابدار کا اور لڑنا

ساقیا ساغر شراب پلا	فتنہ مین شرق سے سارا پر یقصا	داستان وہ تجھے سناؤن مین	ابھی حیرت مین تجھکو لاؤن مین
ذکر سلطان سعد گاہ کرون	کچھ بیان حال عزو جاہ کرون	کبھی احوال جنگ خواجہ عمرو	کہون اے ساقی خجستہ سیر
حال جنگ بہادران جہان	گاہ اچھی طرح کرون مین بیان	کیونکہ ہر رنگ پر ہون مین قادر	رزم اور بزم مین بھی ہون ماہر
طبع عالی خدا نے دی ہے مجھے	خوب قوت بیان کی ہے مجھے	ہے گلگون کا جام گر پاؤن	طبع کا اپنی رنگ دکھلاؤن

تاجداران اقلیم خوش بیانی و فرمانروایان کشور معانی حال تخت نشینی سلطان سعد و دیگر حالات اسطرح بیان کرتے ہین کہ بعد قتل
ہونے دیوخان کے ایک روز وقت دربار خواجہ عبد المطلب نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب شاہان جلیل القدر
مانند لندھور وغیرہ کے لشکر اسلام مین آچکے ہین قبل ازینکے بضرورت مجھے بادشاہ لشکر اسلام کر دیا تھا فی الحال تجویز کرکے اور کسی کو تخت پر
بٹھاؤ خواجہ نے عرض کیا بعد مشورہ تعمیل حکم کرونگا جب دربار برخواست ہوا خواجہ عمرو نے سرداران نامی کو جمع کر کے کہا کہ اب
بادشاہ لشکر اسلام تخت نشینی سے باز آتے ہین اب کسی کو بادشاہ لشکر اسلام کرنا واجب و لازم ہے پس مین تم سب سے پوچھتا ہون کہ کس
شخص کو بالاے تخت بٹھایا جاے اکثر سرداران لشکر نے کہا ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ عادلشاہ کو بادشاہ لشکر اسلام کا کیجیے
عمرو نے منظور نہ کیا جب اُس محفل سے جملہ سرداران لشکر چلے گئے فقط سلطان سعد اور خواجہ عمرو باقی رہ گئے اُسوقت
سلطان سعد نے خواجہ سے کہا اے خواجہ مین آپکو تین ہزار تومان دونگا اگر آپ مجھکو بادشاہ لشکر اسلام کا کر دیجیے خواجہ ذکر
تین ہزار تومان کا سنکر دلمین خوش ہوے حرص دامنگیر ہوئی لیکن جواب دیا اے سلطان سعد اسکا جواب سمجھکر دیا جائیگا سلطان
یہ تقریر خواجہ کی سنکے خاموش رہے جب شام ہوئی خواجہ بالاے عقابین خدمت حمزۂ صاحبقران مین گئے اور عرض کیا کہ
آپکے والد ماجد اب بادشاہی لشکر اسلام سے انکار کرتے ہین اگر آپ فرمائین تو سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام کر دیے جائین
امیر با تدبیر نے ارشاد فرمایا بہتر ہے مناسب ہے کہ سلطان سعد تخت نشین کیے جائین خواجہ عمرو اجازت تخت نشینی سلطان سعد
لیکر عقابین سے اترتے تھے ناگاہ عیاران لشکر نوشیروان نے عمرو کو دیکھا شور و غل کرکے واسطے گرفتاری خواجہ کے آئے جب دیکھا
عمرو جست و خیز کرکے لشکر اسلام مین آگئے کسی عیار وغیرہ نے گرفتار نہ کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو خواجہ نے سلطان سعد سے

تین ہزار تومان لیکر نذر زنبیل کیے اور جملہ سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ حمزہ صاحبقران نے شب گذشتہ سلطان سعد کی تخت نشینی کے بارے مین حکم دیا ہی تم کیا کہتے ہو سب نے کہا جب حمزہ صاحبقران نے انھین بادشاہ لشکر اسلام کرنے کا حکم دیا ہی ہمین بھی انکا بادشاہ ہونا منظور ہی چنانچہ خواجہ عمرو نے سلطان سعد کو بالاے تخت اسیوقت بٹھا دیا سبسے پہلے علمشاہ نے سلطان سعد کو نذر دی پھر جملہ سرداران لشکر اسلام نے خوش ہو کر نذرین دین اور ہر ایک نے پاے تخت پر بصد ادب سر جھکایا اور تخت کا بوسہ لیا نقارچی حکم پا کر نقارے بجانے لگے شہنا نواز مبارکباد گانے لگے ہر طرف لشکر اسلام مین شور تہنیت و مبارکباد بلند ہوا جشن تخت نشینی سلطان سعد بخوبی ہوا اگر سامان جشن مفصل تحریر ہوتا تو نہایت طول ہوتا اسوجہ سے جشن مفصل تحریر نہین کیا گیا جب خبر جشن نوشیروان کو پہونچی نوشیروان نے سرداروں اور عیارون سے پوچھا آج لشکر اسلام مین کیسی خوشی ہی باعث شادمانی کیا ہی عیارون نے عرض کیا ای شہنشاہ آج سلطان سعد لشکر اسلام کے بادشاہ ہوئے ہین انھین کے بادشاہ ہونے کی یہ خوشی و مسرت ہی نوشیروان یہ خبر سنکے نہایت ملول و محزون ہوا اور تا دیر غمگین رہا دربار مین جملہ سردار بھی سر جھکاے بیٹھے رہے اسیوقت مہتر کہنک عیار دربار مین آیا اور نوشیروان کو بصد ادب سلام کر کے فرامرز بن قارن اپنے مالک و مخدوم سے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ جنگ سواران لشکر تو متواتر ہوئی اب مین امیدوار ہون کہ لڑائی پیادونکی ہو تمناے دلی ہی خواجہ عمرو سے مقابلہ کرون ادھر سے مین جملہ عیارونکو اپنے ساتھ لیجاؤن ادھر سے خواجہ عمرو جملہ عیاران لشکر اسلام کو ساتھ لیکر میدان نبرد مین آئین مجھسے مقابلہ کرین آپ شہنشاہ سے اس بارے مین اجازت لے لین اور خود بھی مجھے جنگ کرنیکی اجازت دین اور ہر امر مین میری اعانت کرین خصوصاً روپیے سے میری امداد کرین تا مین سامان جنگ بخوبی کرون فرامرز بن قارن نے اپنے عیار کی التماس کو قبول کر کے نوشیروان سے بھی اجازت اس جنگ کی لی لیکن کچھ سوچکر فرامرز نے کہا ای کہنک مجھے یقین ہی کہ خواجہ عمرو تجھسے مقابلہ نہ کرینگے لڑنے سے انکار کرینگے اول تجکو لازم ہی کہ ایک رقعہ اپنی طرف سے خواجہ کو اسی مضمون کا لکھ دیکھ تو وہ کیا جواب دیتے ہین اگر وہ اقرار لڑنیکا کرین تو پھر سامان جنگ کر کہنک عیار نے بموجب کہنے فرامرز بن قارن کے اسیوقت خواجہ عمرو کو ایک رقعہ لکھا مضمون اس رقعہ کا یہ تھا کہ ای خواجہ عمرو اگر تم شاہ عیاران ہو تو ہمراہی جملہ عیاران لشکر کل ہنگام سحر میدان مین مجھسے مقابلہ کرو فنون عیاری دکھاؤ اور اگر مجھسے خائف ہو کر لڑنے سے انکار کرو تو شاہ عیاران اپنے تئین مشہور نکرو اور لکھدو کہ مین شاہ عیاران نہین ہون جب رقعہ لکھکر تمام کیا مہتر کہنک عیار نے ایک عیار سراپا مکار کو بلا کر وہ رقعہ بطور نامہ دیا اور کہا جلد لشکر اسلام مین جا کر یہ رقعہ خواجہ عمرو کو دیدینا اور جواب اسکا لیکر جلد آنا عیار مذکور رقعہ لیکر روانہ ہوا اتفاقاً اسوقت پہونچا کہ دربار آراستہ تھا جملہ سرداران لشکر دربار مین حاضر تھے سلطان سعد بالاے تخت رونق افروز تھے خواجہ عمرو بالاے کرسی جلوہ فرما تھے عیار مذکور الصدر نے داخل بارگاہ ہو کر بادشاہ اور خواجہ کو سلام کر کے وہ رقعہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو نے رقعہ بخوبی پڑھا سلطان سعد اور جملہ سرداروں نے پوچھا ای خواجہ یہ رقعہ تمہارے پاس کسنے بھیجا ہی اور مضمون رقعہ کیا ہی خواجہ نے کہا یہ رقعہ کہنک عیار نے بھیجا ہی اور لکھا ہی کہ کل وقت صبح مجھسے مقابلہ کرو نہین تو شاہ عیاران اپنے تئین مشہور نکرو بادشاہ لشکر اسلام و جملہ سرداران عالی مقام نے پھر پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہی خواجہ عمرو نے بیان کیا مین اس رقعہ کے جواب مین یہ لکھے دیتا ہون کہ تجھسے نہ لڑونگا بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا آخر ای خواجہ کیون نہین لڑتے عمرو نے عرض کیا میرے پاس روپیہ نہین ہی جملہ سرداران لشکر اسلام میری افلاس اور ناداری سے آگاہ ہین آپ بھی واقف ہین ظاہر ہی کہ مین چار روپیہ ماہواری کا پیادہ ہون بسر اوقات بھی بصد مشکل ہوتی ہی اسقدر روپیہ کہان سے لاؤنگا جو لڑونگا اور لڑائی مین روپیہ از حد صرف ہوتا ہی بغیر روپئے کے کوئی کام نہین نکلتا ہی

روپیہ مشکل کشائے جہان ہی کسی اُستاد نے کیا خوب یہ شعر کہا ہی شعر اسے زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا ✤ ستّار عیوب و قاضی الحاجاتی ✤ روپئے سے انسان کی عزت ہوتی ہی روپئے سے دلکو قوت ہوتی ہی زر سے ہر امر دشوار آسان ہو جاتا ہی روپے سے بشر غم و رنج سے نجات پاتا ہی ہاے روپیہ عجب شی ہی اسکے دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہی آنکھونکو اسکی چاندی اور چمک اچھی معلوم ہوتی ہی کانونکو اسکی آواز بھلی معلوم ہوتی ہی زردار کو زیادہ اشتہاے طعام نہین ہوتی ہی اہل زر کو ایک قسم کا نشہ ہر وقت رہا کرتا ہی محتاج و مفلس مثل میرے ہمیشہ فقر و فاقہ کشی مین بسر کرتا ہی اگر کوئی اُسکو کلمات سخت اور درشت کہتا ہی بسبب ناداری کے سُنکے چپ ہو رہتا ہی پس مین بھی بوجہ ناداری کے مہتر کہنگ عیار سے لڑ نہین سکتا جو کچھ اسنے کلمات سخت لکھے ہین مین نے پڑھکر خون جگر پی کر صبر کیا ہی یہ کہکر خواجہ خیال زر مین آبدیدہ ہوے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا اے خواجہ تم کہنگ عیار سے لڑو روپیہ ہم دینگے یہ فرما کر **سلطان سعد** نے حکم دیا کہ پچاس توڑے روپیے کے لاکر خواجہ کو دیدو بموجب حکم ملازمون نے خزانے سے زر نذکور لاکر خواجہ کے سامنے رکھدیا خواجہ نے روپیے کیطرف نظر کرکے سر جھکالیا سرداران لشکر اسلام سمجھے کہ ابھی خواجہ کو اور روپیے کی خواہش ہی یہ سمجھکر ہر ایک سردار نے موافق اپنی لیاقت کے حکم بادشاہ لیکر خواجہ کے روبرو روپیہ رکھا جب روپیے کا انبار ہو گیا خواجہ نے خوش ہو کر سر اُٹھایا اور اُسی رقعہ کی پشت پر لکھا کہ اے کہنگ کل مین تجھسے ضرور مقابلہ کرونگا یہ لکھکر رقعہ عیار مسطور کو دیا عیار جواب رقعہ لیکر مہتر کہنگ عیار کے پاس گیا اور رقعہ دیا مہتر کہنگ رقعہ دیکھکر خوش ہوا اور فرامرز بن قارن سے عرض کیا خواجہ عمرو نے اقرار جنگ کر لیا ہی فرامرز بن قارن نے بھی یہ سُنکے زر کثیر اپنے عیار کو دیا کہنگ عیار سامان جنگ مین مصروف ہوا اور جو تدبیر گرفتاری عمرو کی تجویز کی تھی اُسکا انصرام کرنے لگا اور جملہ عیاران لشکر **نوشیروان** کو اور اپنے شاگردون کو جمع کرکے تیاری جنگ کا حکم دیا عیاران بلاے روزگار سامان جنگ مین مصروف ہوے ادھر خواجہ عمرو نے بھی وہ انبار زر لیکر جملہ عیاران لشکر اسلام کو بلا کر کہا کہ جلد سامان مصاف کرو کل بہنگام سحر مہتر کہنگ عیار سے مقابلہ کرونگا سبھون نے دست بستہ عرض کیا بہت بہتر یہ کہکر عیاران لشکر اسلام چلے گئے اور موافق حکم خواجہ عمرو تیاری جنگ مین بدل مصروف ہوئے رات بھر خوب سامان جنگ دونون جانب ہوا جب صبح ہوئی فرامرز بن قارن نے **نوشیروان** سے جا کر عرض کیا کہ حضور بھی بدستور میدان جنگ مین تشریف لیچلین لڑائی عیارونکی دیکھین دل شہنشاہ یقیناً جنگ عیاران دیکھکر خوش ہوگا کیونکہ عجیب و غریب یہ لڑائی ہوگی **نوشیروان** نے کہا اچھا بادولت بھی تماشاے جنگ عیاران ملاحظہ فرماینگے یہ کہکر حکم دیا کہ جملہ فوج ہماری مسلح ہو بموجب حکم مردان لشکر مسلح ہوے **نوشیروان** تخت پر سوار ہوا فرامرز بن قارن نے ایک لاکھ پیادے کہنگ اپنے عیار کے ساتھ کیے پھر آپ بھی ہمراہ نوشیروان میدان جنگ مین آیا **نوشیروان** نے خیام و بارگاہین استادہ کرائین کرسیان جواہر نگار خیام و بارگاہ مین بچھوائین پھر بارگاہ مین بالاے تخت آکر بیٹھا سرداران لشکر کرسیون پر بیٹھے جملہ سواران لشکر بھی زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے کہنگ عیار مع لاکھ پیادونکے صف آرا ہوا ادھر سے **سلطان سعد** بھی خبر **نوشیروان** کے آنے کی سُنکے مع فوج بصد کر و فر میدان نبرد مین پہونچے اور مثل **نوشیروان** بارگاہین اور خیمے استادہ کرائے فرش پاکیزہ بچھواکے بالاے تخت بارگاہ مین بیٹھے اور جملہ سرداران لشکر کرسیون پر راست و چپ رونق افروز ہوئے لشکری بھی براے سیر جنگ عیاران مرکبون سے اُتر اُتر کر زین پوش بچھا بچھا کر بالاے زمین بیٹھے کہنگ عیار خواجہ عمرو کے آنیکا انتظار کر رہا تھا اور دلمین کہتا تھا کہ ابھی تک خواجہ عمرو میدان کارزار مین نہین آئے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ مجھسے ڈر کر مخفی ہوے ابھی کہنگ عیار یہ تصور کر ہی رہا تھا نا گاہ از جانب صحرا گرد بر خاست مہتر **کہنگ** عیار نے گھبرا کے سوے دشت نظر کی دیکھا کہ چار ہزار سقے پانی کی مشکین دوش و پشت پر رکھے ہوے سرخ کھاروے کی لنگیان باندھے ہوے چھڑکاؤ بالاے زمین اسطرح کرتے ہوے آتے ہین کہ ابر بہاری اُنکے چھڑکاؤ کو دیکھکر

خجل ہوتا ہی دمبدم سقّے بالاے زمین یون پانی چھڑکتے ہین کہ آبروریزی ابر بہار کی کرتے ہین جب وہ سقّے میدان مصاف تک بخوبی تمام پانی چھڑک گئے اور گرد و غبار کو بٹھا گئے دوبارہ جانب دشت سے چارسو ساربان قطار اونٹونکی لیے ہوے فرش نفیس بالاے زمین کرتے ہوے تا نبرد گاہ آئے پھر بمقام مناسب بارگاہ اور خیام استادہ کیے صدہا صندلیان بچھائین ہنوز خیام و بارگاہ استادہ ہوے تھے کہ ناگاہ جانب دشت پھر غبار بلند ہوا کہنگ عیار نے متحیر ہو کر دیکھا اور خیال کیا کہ اب کون آتا ہی جب غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ ستر ہزار پیادے دریاے جواہر مین سراپا غرق ہین کسوت عیاری مین بانے ہرطرح کے رکھے ہین اسکے آگے صدہا مرکب کوتل ہین وہ سب بھی بازین و لجام مرصع ہین ہر عیار نہایت چالاک و چست ہی ہمہ تن عقل و دانائی ہی لباس عیارانہ زیب تن ہی جملہ عیار صفین باندھے ہوے ہین مہتر برق فرنگی اور مہتر قران وغیرہ جتنے مہتر ہین بدستور مہتری ہمراہ پیادونکے شیرانہ آتے ہین قلب سپاہ مین خواجہ عمرو ہین بالاے تخت سوار ہین تاج سر پر ہی قباے قلمکار زیب تن ہی موتیونکے ہار گلے مین نفیرین دمبدم بجتی ہین خواجہ عمرو جب سفید مہرہ بجاتے ہین جتنے پیادے ہمراہ ہین سب یکبارگی بیٹھ جاتے ہین پھر خواجہ سفید مہرے مین ایسا کوئی کلمہ کہتے ہین کہ سب اٹھ کھڑے ہوتے ہین مگر قدم آگے نہین بڑھاتے ہین گاہ خواجہ عمرو سفید مہرے مین کچھ کہتے ہین عیار سمجھ کر داہنے سمت کے بائین سمت چلے جاتے ہین اور بائین سمت کے داہنی جانب چلے آتے ہین کبھی سفید مہرہ بجا کر خواجہ حکم کچھ کرتے ہین عیار صداے سفید مہرہ سُنکے نصف نصف علیحدہ ہو کر باہم مقابل بصف آرا ہوتے ہین اور قصد جدال کرتے ہین گاہ صداے مہرہ سفید سُنکے باہم ملکر ہمراہ رکاب خواجہ چلتے ہین غرض خواجہ قواعد لیتے ہوے شوکت و نشان دکھاتے ہوے بصد کرّ و فر آتے ہین کچھ چوبدار مردہے سواری کے آگے آگے عصاہاے نقرئی و طلائی لیے ہوے ہین بار بار کہتے ہین بیت رہے خواجہ بہ لطف حق ہردم ✤ عمر و دولت بڑھے قدم بقدم اسوقت

خواجہ عمرو اسطرح آتے تھے کہ
مور چھل دو طرف ہلاتے تھے
ساتھ باد بہاری آتی تھی

تاج کج سر پہ تھا زراد شکوہ
شوکت و شان عجب دکھاتا تھا

غٹ کا غٹ گرد فوج کا انبوہ
موچھون پر تاو دیتا جاتا تھا

ساتھ سب اپنے پیشوا کے تھے
اسطرح سے سواری جاتی تھی

الحاصل خواجہ عمرو بصد کرّ و فر میدان کارزار مین آئے کہنگ عیار کے حواس اُڑ گئے دلمین کہنے لگا خواجہ عمرو بڑے کرّ و فر سے میدان مین آتے ہین مجکو اسطرح آنیکا گمان بھی نہ تھا ابھی مہتر کہنگ عیار یہ خیال کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا عیارون نے فی الفور صف آرائی کی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ آراستہ کیا نوشیروان اور فرامرز بن قارن وغیرہ بھی خواجہ کی آمد و انتظام دیکھ کر دنگ ہوئے بعد صف آرائی کے نقیبان خوش گلو دونون طرف سے نکلے اور بیچ میدان مین آکر پکارے

پیچھے ہٹنا کہین نہ وقت ستیز
ہو خبردار یہ ہی عرصہ جنگ
دشمنون کو کرو اسیر کمند

کام ہی بزدلونکا خیز و گریز
گوپھنون مین رکھو تم اپنے سنگ
ہو جہان مین تمھارا نام بلند

نظم ای پیادو یہ ہی مقام مصاف
تم ہو عیار چست اور چالاک
گھاٹیون مین دبا لو جلد حباب

ہم کہے دیتے ہین یہ تمسے صاف
کامل العقل و صاحب ادراک
کرو بیہوش دشمنونکو شتاب

جب نقیبان خوش آواز عیارونکو آمادہ حرب کر چلے میدان نبرد سے علیحدہ جا کر ٹھہرے مہتر کہنگ عیار نوشیروان اور فرامرز بن قارن سے اذن حرب لیکر میدان مین آیا اور پکارا ای خواجہ عمرو جلد میرے مقابلہ کیواسطے آؤ دیر نہ لگاؤ فنون عیاری دکھاؤ خواجہ عمرو نے جو سُنا کہ مہتر کہنگ عیار تجھے طلب کرتا ہی فوراً تخت سے اُتر کر تاج اور قباے قلمکار نذر زنبیل کرکے اور دیگر کلاہ اور پوشاک پہن کر سلطان سعد بادشاہ لشکر سے اجازت حرب لیکر میدان مین آئے مہتر کہنگ عیار نے گوپھن مین سنگ گران وزن رکھکر گردش دیکر سر خواجہ عمرو پر لگایا خواجہ نے بھی جلد تر گوپھن مین سنگ تراشیدہ گرانبار رکھکر تاک کر اسکے سنگ کو مارا دونون پتھر درمیان مین اسطرح لڑے اور تڑاقے کی آواز آئی کہ پتھر ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر گرے مہتر کہنگ نے

برہم ہو کر حلقہ ہائے کمند سوئے خواجہ عمرو پھینکے خواجہ حلقہ ہائے کمند سے یون نکل گئے جیسے گل سے بو یا دام سے آہو یا چشم سے نظر یا کمان سے تیر مردمان ہر دو لشکر خواجہ کی چالاکی پر متحیر ہوئے خواجہ عمرو نے حلقہ ہائے کمند سے بچکر کہنک عیار سے کہا دیکھ مین تیر لگاتا ہون اگر تجھکو کچھ فن تیراندازی مین دخل ہی تو میرے تیر پر اسطرح تیر لگا کہ تیرا تیر میرے تیر مین بالائے ہوا جاکر پیوست ہو جائے اور اگر تجھکو اس فن سے آگاہی نہین ہی تو ایک تیر سوئے فلک لگا پھر میری قدر اندازی کا تماشا دیکھ مہتر کہنک عیار نے ایک تیر چلہ کمان مین رکھکر سوئے آسمان لگایا ہنوز بالائے زمین نہ گرنے پایا تھا کہ خواجہ نے اُس تیر کو تاک کر اسطرح تیر لگایا کہ اُسکے تیر مین خواجہ کا تیر پیوست ہو گیا پھر دونون تیر باہم ملکر زمین پر گرے اہل اسلام نے خواجہ کی تعریف کی بعد اسکے خواجہ نے ایک کبوتر گرہ باز اُڑایا جب وہ بلند ہوا ترکش سے تیر لیکر چلہ کمان مین رکھا سینہ کبوتر کا تاک کر تیر لگایا تیر جاکر سینہ کبوتر پر پڑا کبوتر تیر مین چھد کر جانب زمین گرنے لگا خواجہ نے دوسرا تیر لگایا وہ تیر تیر اول مین جاکر پیوست ہوا پھر تیسرا تیر لگایا وہ دوسرے تیر مین جاکر پیوست ہوا اسی طرح پندرہ تیر خواجہ نے لگائے ہر ایک تیر تیر مین جاکر پیوست ہوا آخر پندرہ تیر مع کبوتر باہم ایک دوسرے مین چھدے ہوئے زمین پر گرے مہتر کہنک عیار یہ قدر اندازی مشاہدہ کر کے دنگ ہوا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا کہنک عیار کو پسینہ آگیا آخر برہم ہو کر پنجہ کمر سے کھینچکر نعرہ کر کے خواجہ پر حملہ آور ہوا خواجہ نے بھی دوش پر سے سپر لی اور پنجہ میان سے کھینچا جب پنجہ کہنک عیار کا قریب خواجہ آیا اُسی وقت عمرو نے اپنی سپر پر روک کر خود بھی پنجہ لگایا مہتر کہنک نے بھی خواجہ کے پنجے کو اپنی سپر پر روکا اسی طرح تا دیر لڑائی ہوا کی کوئی زخمی نہوا آخر کار مہتر کہنک عیار پیچھے ہٹنے لگا خواجہ آگے بڑھنے لگے ایک مقام پر خواجہ نے یالٹ کا ہاتھ مارا مہتر کہنک عیار جست کر کے نکل گیا خواجہ نے اُسکے تعاقب مین قدم آگے بڑھایا یکایک خواجہ زمین مین سما گئے کہنک عیار خوش ہو کر کہنے لگا وہ مارا مین نے عمرو کو اب خواجہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے مین نے شب کو یہ چاہ کھودا تھا اور خس پوش کر دیا تھا اور اسی وجہ سے پیچھے ہٹتا ہوا خواجہ کو اِس مقام پر لایا اور کنوئین مین گرایا یہ کہکر مہتر کہنک بالائے چاہ آیا اور جھانک کر خواجہ کو دیکھنے لگا اہل اسلام پریشان خاطر ہوئے عیاران لشکر اسلام بھی یہ واقعہ دیکھکر ملول ہوئے ابھی کہنک عیار اُس چاہ مین خواجہ کو دیکھ رہا تھا ناگاہ خواجہ عمرو نے کنوئین مین سے ایک تیر چلہ کمان مین رکھکر اور تیلی اُسکی آنکھ کی تاک کر اس خوبی سے لگایا کہ تیر کہنک عیار کی آنکھ پر پڑا اور کسی قدر آنکھ مین در آیا کہنک عیار آہ کر کے کنوئین سے ہٹا خواجہ جست کر کے اُس چاہ سے نکل کر بالائے چاہ آئے کر اہل اسلام خوش ہوئے اور نوشیروان اور فرامرز بن قارن کہنک عیار کی آنکھ دیکھکر رنجیدہ ہوئے اُسوقت کہنک نے جسارت کر کے تیر اپنی آنکھ سے نکالا ہر چند آنکھ مین درد بشدت تھا لیکن برہم ہو کر خنجر کمر سے کھینچکر بقصد ہلاکی خواجہ آگے بڑھا خواجہ عمرو نے بھی خنجر آبدار کھینچکر اُسکے خنجر کی ضرب سے بچکر وار کیا کہنک عیار پیچھے ہٹا فرامرز بن قارن اور نوشیروان نے جو دیکھا کہ اب کہنک عیار خواجہ عمرو کے ہاتھ سے ہلاک ہوا جاتا ہی کیونکہ ایک آنکھ کہنک کی زخمی ہو چکی ہی یہ دیکھکر نوشیروان اور فرامرز نے ارادہ کیا تھا کہ تمام فوج ہمراہ لیکر خواجہ پر حملہ کرین اور کہنک عیار کو بچائین ادھر سلطان سعد جملہ سرداران لشکر اسلام یہ خیال کر رہے تھے کہ جب نوشیروان برائے مدد کہنک عیار فوج لیکر بڑھیگا ہم بھی برائے اعانت خواجہ عمرو یکبارگی جائینگے خواجہ کو شر اعدا سے بچائینگے ابھی نوشیروان اور فرامرز سپاہ لیکر آگے نہ بڑھا تھا کہ عیاران نابکار ہمراہیان مہتر کہنک عیار پیچھے اور خنجر اور کمندین لیکر خواجہ عمرو پر یکبار حملہ آور ہوئے اور چاہا کہ دست خواجہ سے مہتر کہنک کو بچائین اور عمرو کو قتل کرین جسوقت عیاران نابکار برائے قتل خواجہ بڑھے ادھر سے مہتر قران اور مہتر برق وغیرہ جملہ عیاران لشکر اسلام بارادہ وغا آگے بڑھے

آخر دونون لشکر ملکے جنگ مغلوبہ ہونے لگی اکثر عیار خنجر آبدار کھینچکر لڑنے لگے چقا چاق خنجر بلند ہوئی عیاران جانبین زخمی ہونے لگے
بعضون نے حلقہ ہاے کمند مین بعض پیادون کو اسیر کیا اُنھون نے خنجر سے حلقہ ہاے کمند کا ٹکر رہا ہوکر حباب بیہوشی ارے اُنھون
نے فی الفور دارو دفع بیہوشی کھائی بیہوش ہونے سے محفوظ رہے کسی عیار نے گوپھن مین پتھر رکھکر کسی عیار کے سر پر مارا اُسنے بجاے اُسکی
خود بھی ایسا تیر لگایا کہ دونون تیر باہم ٹکرکر شکستہ ہوئے کسی نے حقہ ہاے آتشبازی متواتر اپنے حریف پر مارے خواجہ عمرو نے
اُس جنگ مغلوبہ مین بیٹھ بیٹھکر خنجر سے صدہا پیادون کے پانون قلم کیے غرض بخوبی جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی زخمی بالاے زمین پڑے تھے
شور گیر و دار بلند تھا نتیجہ عیارون مین چل رہا تھا اُدھر نوشیروان اور فرامرز بن قارن اُدھر سلطان سعد اور جملہ لشکر
اسلام دیکھ رہے تھے نعرے دمبدم عیار کر رہے تھے دلیرانہ لڑ رہے تھے ناگاہ جانب صحرا غبار عظیم بلند ہوا جب وہ غبار
ہوا سے دفع ہوا سب نے دیکھا فوج کثیر چلی آتی ہے ہمراہ فوج فیلان کوہ پیکر ہزارہا ہین سات لاکھ فوج ہے سردار فوج ایک جوان
قوی ہیکل ہے ہاتھی پر سوار ہے گرز گران سر اُسکے ہاتھ مین ہے ہر شقہ لشکر علم کے اوپر مختصر حمد خدا اور ثناے ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی
مرقوم ہے اس سے ثابت ہوا کہ سردار لشکر مسلمان ہے ابھی سب دیکھ رہے تھے جنگ مغلوبہ عیارون مین بخوبی تمام ہو رہی تھی
کہ وہ سردار قریب فوج نوشیروان آکر ٹھہرا عیارون کی لڑائی دیکھکر برہم ہوا اپنے سرداران لشکر سے کہنے لگا ان عیارون سے
کہو کہ باہم جنگ نہ کرین ہر سرداران لشکر نے ہر چند منع کیا لیکن خواجہ عمرو وغیرہ نے کہنا اُنکا نہ مانا اُسوقت اُس سردار لشکر نے
اپنی فوج کے تیر اندازون کو حکم دیا کہ ان سب عیارون پر بارش تیر کرو عیارون کو ہلاک کرو بمجرد حکم تیر اندازون نے تیر لگانا
شروع کیے عیاران لشکر جانبین یہ حال دیکھکر جنگ کرنے سے باز رہے لڑائی موقوف ہوئی عیاران لشکر اسلام عیاران
لشکر نوشیروان سے علحدہ ہوئے خواجہ عمرو نے بھی جنگ سے ہاتھ روکا اور اُس سردار اور اُسکے لشکر کثیر کو دیکھکر اُسی لشکر
کے ایک سوار سے پوچھا کہ نام اس لشکر کے سردار کا کیا ہے سوار نے کہا ہمارے اس لشکر کے افسر کا نام فرہاد دیکفضربی ہے
لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان کا بیٹا ہے تمام فوج ہندوستان کی ہے خواجہ نے یہ حال سنکے بادشاہ لشکر
اسلام سے بیان کیا ابھی خواجہ عمرو حال فرہاد دیکفضربی بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کر رہے تھے ناگاہ فرہاد دیکفضربی
نے ایک نامہ لکھکر اپنے ایک ملازم کو دیا وہ ملازم نامہ لیکر لشکر اسلام مین آیا اور سلطان سعد کو موافق قاعدہ سلام کرکے وہ
نامہ دیا بادشاہ لشکر اسلام نے اُس نامے کو پڑھوایا بعد حمد خدا اور تعریف ابراہیم خلیل اللہ اُس نامے مین یہ لکھا تھا کہ اے
بادشاہ لشکر اسلام آپ میرے والد کو سمجھائیے کہ حمزہ صاحبقران پسر خواجہ عبدالمطلب مجاور خانہ کعبہ کی اطاعت نکرین اور حلقہ
اطاعت اُنکا اپنے گوش سے دور کرین اُنکو شرم نہین آتی ہے کہ بادشاہ ہندوستان ہوکر ایک مجاور خانہ کعبہ کی اطاعت کرتے ہین
یہ امر مجکو نہایت دشوار اور گران ہے اور باعث میری ذلت کا ہے آپ اُنکو میرے پاس بھیجدیجیے اور اگر وہ حلقہ اطاعت صاحبقران
اپنے گوش سے نہ اُتارین تو مجھسے مقابلہ کرین مین بزور قوت بازو اُنکو اطاعت حمزہ سے باز رکھونگا جب عبارت نامہ لندھور
بن سعدان نے سنی برہم ہوکر کہا اے نامہ دار کہدینا کہ مین ہرگز حلقہ فرمانبرداری حمزہ صاحبقران اپنے گوش سے
جدا نکرونگا کہنا تیرا ہرگز قبول نکرونگا نامہ دار یہ سنکے رخصت ہوا اور جو کچھ لندھور نے کہا تھا کہدیا فرہاد دیکفضربی یہ
سنکر غضبناک ہوا ہاتھی پر تو سوار تھا فوراً میدان مین آکر لون پکارا کہ اے پدر اگر میرا کہنا قبول نہین کرتے تو کسی کو میرا مقابلہ
بھیجو یا خود آکر مجھسے ہم نبرد ہو یہ کلام فرہاد دیکفضربی کا سنکے لندھور نے قصد لشکر سے نکلنے کا کیا ارشیون پسر لندھور
نے اپنے باپ سے عرض کیا آپ توقف فرمائیں مین براے مقابلہ برادر جاتا ہون یہ کہکر ارشیون بادشاہ لشکر اسلام اور اپنے
باپ سے اجازت لیکے میدان نبرد مین آیا مردان لشکر اسلام بحکم سلطان سعد اُسی وقت گھوڑون پر سوار ہوکے
صف آرائی ہوگئی جب ارشیون بمقابلہ فرہاد دیکفضربی فیل پر سوار ہوکر میدان جنگ مین آیا پہلے ارشیون نے اپنے بھائی سے

کہا کہ ای برادر ہم اور تم دونون مسلمان ہین اور ہمارے تمھارے والد بھی مسلمان ہین بسا تعجب ہی کہ تم ہمسے لڑتے ہو یقین لڑنا کفار سے لازم ہی مین بھائی تمھارا ہون مجھپر تلوار علم کرکے خلق خدا تمکو کیا کہیگی فرہاد دیکھضربی نے جواب دیا ای ارشیون جو کچھ تمنے کہا سچ ہی اگر یہ نہین چاہتے کہ مین تمسے لڑون تو جاؤ اپنے باپ کو سمجھاؤ کہ وہ اطاعت و فرمانبرداری حمزہ صاحبقران کی چھوڑ دین اور ہندوستان کیجانب میرے ہمراہ چلین ارشیون نے جواب دیا حمزہ صاحبقران عم محمد مصطفی ہین انکی اطاعت کرنا باعث نجات اخروی ہی تم بھی انکی فرمانبرداری کرو عاقبت کو بخیر کرو فرہاد دیکھضربی نے جواب دیا کہ ہمارے حضرت شیش پیغمبر ہین ہمکو یہ وسیلہ نجات کافی و وافی ہی اسی طرح تھوڑی دیر تک باہم گفتگو ہوئی آخرکار نوبت لڑائی کی ہوئی فرہاد دیکھضربی نے نیزہ ارشیون کے سینے پر لگایا ارشیون نے اپنے نیزے پر جو نیزہ فرہاد دیکھضربی کو روکا نیزہ ارشیون کا ٹوٹ گیا پھر فرہاد دیکھضربی نے گرز سات من کا اٹھاکر خبردار خبردار کہکر بالاے سر ارشیون لگایا ارشیون نے اپنے گرز دو صد من پر اس گرز کو روکنا چاہا اور کسی قدر پیچھے ہٹکر اپنا ضرب گرز سے بچانے کا ارادہ کیا لیکن گرز فرہاد دیکھضربی بخوبی گرز ارشیون پر نہ پڑا سر تو ارشیون کا بچ گیا لیکن سر فیل پر وہ گرز پڑا دماغ فیل کا پاش پاش ہوگیا ہاتھی بالاے زمین گرا ارشیون بھی بالاے زمین آیا فرہاد دیکھضربی نے فوراً حلقہ ہاے کمند مین اُسے اسیر کیا اور میدان رزم سے سر شام جاکر ارشیون کو قید کیا اور نوشیروان فرہاد دیکھضربی کو میدان رزم سے اپنے ساتھ لیگیا جب بارگاہ مین پہونچا گمنگ عیار کی آنکھ کا علاج ہونے لگا بادشاہ لشکر اسلام بھی مع جملہ لشکر اسلام نبردگاہ سے سوے فرودگاہ لشکر چلے اور راہ طے کرکے قیام گاہ لشکر پر پہونچے بعد ازان داخل بارگاہ ہوے دفتر دربار جملہ سرداران صغار و کبار دربار مین حاضر ہوے لندھور بھی آکر دربار مین بیٹھا مگر ملول خواجہ عمرو نے لندھور کو محزون دیکھکر کہا مین برائے خبر ارشیون جاتا ہون یہ کہکر خواجہ سمت لشکرگاہ نوشیروان روانہ ہوئے وہان جاکر دیکھا کہ لشکر فرہاد دیکھضربی کا علیحدہ فوج نوشیروان سے اُترا ہے فرہاد دیکھضربی اپنی بارگاہ مین بصد شان و شوکت بیٹھا ہوا ہی سرداران لشکر بھی حاضر ہین خواجہ عمرو بشکل صندل بارگاہ مین کھڑے تھے یکایک فرہاد دیکھضربی نے حکم کیا ارشیون کو زندان سے لاؤ ملازمین فوراً گئے ارشیون کو طوق و سلاسل مین گرفتار کیے ہوئے روبرو لائے فرہاد دیکھضربی نے کہا ای ارشیون اب بھی خیر ہی اطاعت حمزہ صاحبقران ترک کر میرے کہنے پر عمل کر مین ابھی تجکو قید سے رہا کردون ارشیون نے قبول نہ کیا فرہاد دیکھضربی نے برہم ہوکر ارشیون کو تعزیر دی اور پھر قید خانے مین اسکو بھیجدیا خواجہ عمرو حال ارشیون دیکھکر اسلام مین چلے آئے جب وہ دن گذر کر شام ہوئی فرہاد دیکھضربی نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے نقارہ رزمی کے بجنے کا حکم دیا فوراً بموجب حکم نقارہ جنگی بجایا گیا اہل اسلام سامان جنگ کرنے لگے تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی وقت سحر فرہاد دیکھضربی سپاہ لیکر میدان کارزار مین آیا نوشیروان بھی فوج لیکر برابر فرہاد دیکھضربی کے صف آرا ہوا اور کہنے لگا ای بہادر تو دلیران لشکر اسلام سے مقابلہ کر وقت ضرورت مین مدد کرونگا فرہاد نے کہا مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہین ہی فقط آپ میری لڑائی کا تماشا دیکھیے پروردگار میرا میری مدد کریگا یہ کہکر میدان مین صف آرا ہوا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام مع فوج دریا موج بصد کر و فر میدان کارزار مین تشریف لائے بعد صف آرائی کے درستی میدان نبرد ہوئی پھر نقیبان خوش گلو دونون طرف سے نکلے اور جوانان لشکر کیطرف دیکھکر باواز بلند کہنے لگے نظم

دلیرو یہ دنیا گذرگاہ ہی — وہ عاقل ہی جو اس سے آگاہ ہی
کسی کو نہین اس جہان مین بقا — فنا ہی ہر اک کو بجز کبریا
جو تھے قبل دنیا مین نامی جوان — نہین انکی قبرون کا بھی کچھ نشان
جو تھے مالک ملک و طبل و علم — گئے حکم حق سے وہ سوے عدم
ہوئے گو کہ سہراب و رستم فنا — مگر انکو حاصل ہی اب تک بقا
جو ہین اس زمانے مین نامی جوان — وہ کرتے ہین جرأت کا انکی بیان

تمھین خواہش نام ہووے اگر	لڑو آج میدان مین بےخطر
لڑے گرچہ تم سے تمھارا پدر	لڑو اُس سے تم بھی بصد کرّ و فر
کرو قتل اُسکو بوقت دغا	دلیرون کے نزدیک ہی یہ روا

جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکر جانبین کو آمادۂ پیکار کر چکے میدان رزم سے دور جاکر کھڑے ہوئے اُسدم فرہاد دیکضربی ہاتھی اپنا بڑھاکے بیچ میدان مین آیا اور پکارا جسکو تمنا ہے مرگ بیہودہ میدان مین آکر مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ کلام لندھور بن سعدان نے سنا فی الفور بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ لیکر فیل ہیمونہ پر سوار ہوکر میدان مصاف مین آیا اور مقابل اپنے فرزند کے فیل ہیمونہ کو ٹھہرایا فرہاد دیکضربی نے بعد سلام لندھور سے کہا کہ ای والد ذیجاہ اب بھی مین آپ سے کہتا ہون اطاعت حمزۂ صاحبقران ترک کردیجیے وہ ایک مجاور خانۂ کعبہ کے فرزند ہین آپ بادشاہ ہندوستان ہین برعکس آپ اُنکی فرمانبرداری کرتے ہین آپکو یہ امر کسی طرح شایان نہین ہی سراسر آبروریزی کا باعث ہی مین اسی وجہ سے برسر جنگ ہون کیونکہ یہ امر میری طبع کے نہایت خلاف ہی لندھور نے جواب دیا ای فرزند جبتک مین زندہ ہون بغیر کسی وجہ کے ہرگز اطاعت حمزۂ صاحبقران ترک نہ کرونگا اور ای فرزند تو اُنکو حقیر اور ذلیل تصور نکر اُنکا مرتبہ نہایت جلیل ہی فرزند خواجہ عبد المطلب کے ہین عم محمد مصطفیٰ ہین اُنکی فرمانبرداری باعث فخر اور موجب حصول سعادت کونین ہی اور باعث نجات آخرت ہی ای فرزند تجکو لازم ہی کہ مثل میرے تو بھی اُنکی فرمانبرداری اختیار کر اور جنگ وجدال موقوف کر فرہاد دیکضربی نے برہم ہوکر جواب دیا مین تو اُنکی اطاعت نہ کرونگا عزت اپنی ضایع و برباد نہ کرونگا یہ کہکر غیظ مین آکر فیلبان سے کہا ہاتھی بڑھا فیلبان نے گجک ہاتھی کی مستک پر ماری ہاتھی آگے بڑھا ادھر سے لندھور نے فیلبان سے اشارہ کیا فیلبان نے فیل ہیمونہ کو آگے بڑھایا جب دونون ہاتھی آگے بڑھکر باہم ٹکرائے صدا ٹکر کی اسقدر ہوئی کہ جوانان لشکر کے دل ہل گئے جگر تھرّا گئے غبار بلند ہوا فیل ہیمونہ نے اپنی سونڈ اُس ہاتھی کی سونڈ مین لپیٹی دانت اپنے اُس فیل کے دانتون پر رکھے اور زور کرنا شروع کیا فرہاد دیکضربی کا ہاتھی پانچ قدم تاب نلاکر ہٹ گیا اور بیتاب ہوکر چنگھاڑنے لگا فرہاد دیکضربی یہ حال دیکھکر غضبناک ہوا اور اپنے ہاتھی کو بصد مشکل فیلبان سے کہکر فیل ہیمونہ سے چھڑایا پھر نیزہ لیکر لندھور کے سینے پر لگایا لندھور نے نیزے کو اپنے نیزے پر رد کیا پھر لندھور نے نیزہ مارا فرہاد دیکضربی نے بھی نیزہ نیزے پر رد کیا اُسی طرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی آخر لندھور نے بعد سوا سو طعن ہاے نیزہ کے ایک بند نادر باندھکر فیل ہیمونہ کو آگے بڑھوایا اور کہا ای فرزند ہوشیار ہوکہ اب نیزہ تیرے ہاتھ سے نکلتا ہی فرہاد دیکضربی یہ سنکر ہنسا اور کہنے لگا نیزہ میرے ہاتھ سے نکالنا امر دشوار ہی ابھی لندھور سے فرہاد دیکضربی یہ کہہ رہا تھا ناگاہ ایسا ساعد دھرنی پر صدمہ پہونچا کہ نیزہ ہاتھ سے نکل گیا اور مثل تیر شہاب سنان نیزہ چمکتی ہوئی مع نیزہ دور جاکر گری فرہاد دیکضربی کو نیزہ ہاتھ سے نکلجانیکا از حد صدمہ ہوا اُسی عالم صدمہ و رنج مین غضبناک ہوکر گرز سات سو من کا اُٹھایا اور گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سر لندھور کو تاککر مارا لندھور نے اپنے گرز گران سر پر اُس گرز کو روک تو لیا لیکن پسینہ آگیا آنکھین بند ہوگئین شانہ کثرت بار گرز سے اُتر گیا ہاتھی دونون عرق عرق تر ہوگئے فرہاد دیکضربی کا ہاتھی گھٹنون کے بل بیٹھ گیا فیل ہیمونہ کے پانون کچھ زمین مین درآئے غبار عظیم بلند ہوا دونون دلاور غبار مین نہان ہوگئے گرز پر گرز جو پڑا ایسا تڑاقا ہوا کہ زمین ہل گئی بہادرون کے جگر تھرّاے پیر فلک کا رنگ رخ متغیر ہوگیا گھوڑے سوارون کے خائف ہوکر ٹھہر گئے فرہاد دیکضربی نے گرز لگاکر بے اختیار نعرہ کیا کہ وہ مارا ایک ہی ضرب مین کامہ سر ریزہ ریزہ کردیا پھر افسوس کرکے کہنے لگا اور بخیال میرے دلاور نے جان دی اور کہنا میرا قبول نہ کیا خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ غبار بلند ہی لندھور غبار مین نہان ہی کچھ صداے لندھور نہین آتی ہی یہ دیکھکر گھبرایا اور بیتاب ہوکر چھاگل پانی کی لیکر اُس غبار مین گیا پانی چھڑک کر غبار کو دفع کیا دیکھا گرز تو لندھور کے ہاتھ مین ہی ہاتھ کو خمیدگی مطلق نہین ہی لیکن آنکھین لندھور کی

بند ہین پیشانی پر پسینہ ہی خواجہ عمرو نے پانی کے چھینٹے منہ پر دیکر پکارا ای بادشاہ ہندوستان ای لندھور بن سعدان
کیسا مزاج ہی لندھور نے اشارے سے کہا ای خواجہ میرا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا ہی یعنے شانہ اتر گیا ہی باقی خیریت ہی کچھ تردد
نہ کرو مین اچھا ہون ادھر طیفور عیار فرہاد دیکفربی نے فرہاد کی خدمت مین آکر مزاج پرسی کی فرہاد نے کہا ای طیفور
ہزار افسوس والد نامدار شاید میری ضرب گرز سے ہلاک ہو گئے افسوس اُنھون نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا ابھی فرہاد طیفور سے
یہ کہ رہا تھا کہ لندھور کو بالاے فیل ہمیو ز زندہ دیکھا اور خواجہ عمرو کو اپنے باپ سے کچھ باتین کرتے دیکھا اُسوقت فرہاد
دلمین خوش ہوا تھا کہ باپ میرے زندہ ہین فرہاد اپنے پدر ذیجاہ کو دیکھ رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے فرہاد دیکفربی سے مخاطب ہوکر
کہا ای بہادر میرے نزدیک مناسب ہی کہ اسوقت لڑائی بند رکھو ہنگام سحر لندھور کو تمسے کہینگے عجب نہین کہ تمھاری
بارگاہ مین جاکر تمسے ملاقات کرین اور مین بھی اقرار کرتا ہون کہ صبح کو مین تمھاری بارگاہ مین آؤنگا جہانتک ہو سکیگا
اس جنگ وجدال کے دفع کرنے مین کوشش کرونگا کیونکہ اگر تم اپنے باپ کے ہاتھ سے ہلاک ہوے تو لندھور جبتک زندہ
رہینگے تمھارے غم مین اشکبار رہینگے اور اگر خدانخواستہ تمھارے ہاتھ سے تمھارے والد قتل ہوے تو مجھے یہ یقین ہے کہ تمکو بھی
صدمہ بیحد ہوگا اور باب کو اپنے ہلاک کرکے بچتاؤگے فرہاد دیکفربی نے کہا اے خواجہ آپ والد کو سمجھا کر کل میرے پاس آئیے گا
مین آپکا ممنون احسان ہونگا یہ کہکر فرہاد دیکفربی طبل بازگشت بجواکر خواجہ کی تقریر مکر کو سچ جانکر میدان کارزار سے
چلا گیا خواجہ لندھور کو لشکر مین لائے بادشاہ لشکر اسلام بھی لندھور وغیرہ کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر کیطرف
روانہ ہوے جب سلطان سعد قطع راہ کرکے داخل بارگاہ ہوے اور دربار مین آکر جملہ سردار بیٹھے اور
لندھور بھی آکر دربار مین بیٹھا بادشاہ لشکر اسلام نے مزاج پرسی کی لندھور نے حال دست بستہ بیان کیا بادشاہ
لشکر اسلام نے چارہ ساز طلب کرکے فرمایا ابھی لندھور کے شانے کو درست کرو چنانچہ بموجب حکم چارہ ساز علاج کرنے لگے درستی
شانہ کی تدبیر کرنے لگے جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی خواجہ عمرو بارگاہ فرہاد دیکفربی مین گئے فرہاد دیکفربی نے خواجہ
کو باحترام کرسی پر بٹھایا اور پوچھا ہمارے والد کو آپ اپنے ہمراہ کیون نہین لائے خواجہ نے کہا آج تو ہمراہ اپنے
انکو نہین لایا ابکی مرتبہ جو آؤنگا تو لندھور کو بخوبی سمجھا کر یہان لے آؤنگا فرہاد دیکفربی نے خوش ہوکر خواجہ عمرو کو کئی
کشتیان زر وجواہر کی دین خواجہ نے لیکر بدر زنبیل کین فرہاد نے کہا ای خواجہ آپکا احسان ہوگا آپ میرے والد کو
سمجھا دیے گا کہیے گا حمزہ صاحبقران ایک شخص غیر نامور کی اطاعت نکرین وہ کچھ ایسے جبری بھی نہین ہین خواجہ عمرو نے
جواب دیا ای فرہاد حمزہ صاحبقران ذیقدر ذیوقار ہین والد انکے سردار قریش ہین برگزیدہ پروردگار ہین اور حمزہ بھی بندگان
خاص پروردگار سے ہین نہایت نامی ورہین ایسے شجاع وبہادر ہین کہ دیو ارجنگ اور دیو سمندون
ہزار دست ورعفریت کو انھون نے قتل کیا ہی ہزار ہا دیونکو ہلاک کیا ہی بیرون قاف مین دیوان کفار وبدسرشت
کو ہلاک کیا ہے علاوہ اسکے بروئے دنیا پر بڑے بڑے گردن کشونکو زیر کیا ہی جسنے اُنکا حلقہ اطاعت اپنے کان مین ڈالا اُس
نے قتل سے امان پائی ورنہ دست حمزہ صاحبقران سے ہلاک ہوا تمھارے باپ بھی بعد سات روز کے کشتی دکارزار کے
مطیع وفرمانبردار حمزہ صاحبقران ہوے ہین تم بھی ایک روز اُنکے ہاتھ سے زیر ہوگے ابھی تو حمزہ صاحبقران
عقابین پر قید ہین مہتر کہنگ عیار نے بموجب حکم فرامرز بن قارن کے بمکر وکید انھین بیہوش کرکے گرفتار کیا ہے
غرض حمزہ صاحبقران شرافت ونجابت اور دلیری وشجاعت مین بمثل وبے نظیر ہین اُنکو حقیر نہ سمجھو
فرہاد دیکفربی یہ سنکے نہایت غضبناک ہوا حکم کیا خواجہ کو گرفتار کرو مین انکو بدزبانی اور زیادہ گوئی کی سزا دونگا
سرداران لشکر فرہاد دیکفربی براے اسیری خواجہ اُٹھے خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلکر جست وخیز کرکے لشکر اسلام مین آئے

ادر بادشاہ اسلام اور لندھور وغیرہ سے جو کچھ واقعہ گذرا تھا بیان کیا ابھی خواجہ حال فرہاد ملکیفرلی کو رہے تھے کہ ناگاہ فرہاد ملکیفرلی نے برہم ہوکر اسیوقت طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارون نے آکر بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کیا کہ فرہاد ملکیفرلی نے طبل جنگ بجوایا ہے اور سپاہ لیکر میدان کارزار مین آیا ہی چاہتا ہے سلطان سعد نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور فرمایا لشکر مسلح ہوکر جانب میدان نبرد چلیے بموجب حکم نقارہ رزمی بجایا گیا جملہ سرداران لشکر اسلام مسلح ہوے بادشاہ لشکر اسلام تخت پر سوار ہوے لشکر ہمراہ رکاب ہوا ادہر سے بادشاہ لشکر اسلام نبردگاہ مین پہونچا ادہر فرہاد ملکیفرلی مع سپاہ جنگ گاہ مین آیا بعد درستی میدان مصاف اور صف لشکرہاے جانبین سے نقیبون نے نکلکر جوانان لشکر کو آمادہ کارزار کیا اور الگ جاکر میدان نبرد سے ٹھہرے ابھی کوئی دلیر لشکر جانبین سے نہ نکلا تھا نامی سرداران لشکر اسلام باہم کہ رہے تھے کہ عجب مقام مشکل ہے اگر ہم لشکر سے نکلکر فرہاد ملکیفرلی سے مقابلہ کرتے ہین اور اسکو تہ تیغ کرتے ہین تو ہمیشہ لندھور بن سعدان سے محجوب و شرمندہ رہینگے اور لندھور کو اپنے فرزند کے قتل ہونیکا صدمہ جانکاہ ہوگا اور یہ بھی نہین دل چاہتا کہ لندھور حالت شکستگی دست مین اس سے مقابلہ کرے اور لندھور فیل ہیمونہ پر سوار ہوکر جو ہمراہ لشکر اسلام فرد دگاہ لشکر سے میدان نبرد مین آیا تھا اپنے دل مین خیال کر رہا تھا کہ جب فرزند میرا اپنے لشکر سے نکلکر میدان مین آئیگا تو مین اور کسی سردار کو براے مقابلہ جانے نہ دونگا خود اپنے پسر سے مقابلہ کرونگا ابھی لندھور یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ جانب صحرا غبار عظیم بلند ہوا فرہاد ملکیفرلی اور سردار لشکر اسلام جانب غبار دیکھنے لگا خواجہ سمت غبار لشکر سے نکلکر براے خبر روانہ ہوے آگے بڑھکر خواجہ نے دیکھا ایک لاکھ اسی علم مین نشان ایک لاکھ اسی ہزار سپاہ کا ہے ہر علم پر حمد خدا اور تعریف ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی مرقوم ہے آگے آگے علم شیر پیکر ہے زیر سایہ علم مالک مرکب پر سوار ہے ایک آنکھ پر پٹی بندھی ہوئی ہے دمبدم فوج مین نقارے پر چوب پڑتی ہے باجے جنگی بجتے ہین لشکر بعید کرد فر ہمراہ رکاب مالک آتا ہے خواجہ مالک کو دیکھکر خوش ہوے اور آگے بڑھے اور قریب فرس مالک گئے مالک نے فرس کو روک کر حال لشکر پوچھا خواجہ نے کہا حمزہ بالا نے عقابین قید ہین فرامرز بن قارن کے حکم سے اسکے عیار کنگ نے حمزہ صاحبقران کو گرفتار کیا ہے فرامرز نے بیہوش کرکے بالاے عقابین قید کیا ہے کئی دن سے فرہاد ملکیفرلی پسر لندھور آیا ہے کہتا ہے کہ لندھور اطاعت حمزہ صاحبقران کرین لندھور کو یہ منظور نہین ہے دو روز سے لڑ رہا ہے ارشیون اپنے بھائی کو گرفتار کرلیگیا ہے لندھور کا اسکے مقابلے مین شانہ اتر گیا ہے آج پھر اسوقت میدان مین صف آرا ہے مالک اژدر نے کہا اگر تم کہو تو مین اوس سے مقابلہ کرون خواجہ نے کہا اچھا چلکر مقابلہ کیجیے مالک یہ سنکے آگے بڑھا اور پہلے اپنے عقابین کے آگے گھوڑے سے اترا اور براے تسلیم حمزہ صاحبقران سر جھکایا حمزہ صاحبقران نے مالک کو دیکھا بعد تسلیم بجالانیکے مالک اژدر مرکب پر سوار ہوکر لشکر اسلام مین آیا پہلے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین گیا اور بعد ادب پاے تخت کا بوسہ لیا اور بشر الط آداب بجالایا پھر جملہ سرداران لشکر اسلام سے ملاقات کرکے صف آرا ہوا اودھر فرہاد ملکیفرلی فیل پر سوار ہوکر اپنے لشکر سے نکلا اور میدان مین ٹھہر کر پکارا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو نکلکر مجھسے مقابلہ کرے مالک اژدر نے بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ لیکر ایک مرکب جنگی پر سوار ہوکر اور اپنے مرکب خاص کو شاطر کے حوالے کرکے لشکر اسلام سے نکلا اور سامنے فرہاد ملکیفرلی کے جاکر مرکب کو روک کر ٹھہر گیا اور تو باہم نہوے لیکن فرہاد ملکیفرلی نے نیزہ اٹھا کر مالک کے سینے پر مارا مالک نے نیزے کو روکا پھر مالک نے نیزہ مارا فرہاد ملکیفرلی نے بھی روکا غرض ان دونون بہادرون مین نیزہ بازی ہو رہی تھی جملہ مردمان لشکر جانبین دیکھ رہے تھے کہ نوشیروان بھی مع فوج آکر مقابل اہل اسلام صف آرا ہوا مالک اژدر نے ایکسو چالیس طعن ہاے نیزہ کیے نیزہ دست فرہاد ملکیفرلی سے نکالدیا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین

بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے بالائے عقابین سے جنگ مالک اژدر بلاحظہ کی جب نیزہ دست فرہاد دیکفرنی سے
نکل گیا اُسوقت برہم ہو کر گرز اٹھا کر غضبناک ہو کر بالائے سر مالک اژدر گردش دیکر مارا مالک نے فی الفور دونون
رکابون مین قدم اپنے خوب رکھکر کھڑے ہو کر اپنے گرز پر گرز فرہاد دیکفرنی کو روکا لیکن گرز جو فرہاد دیکفرنی کا گرز مالک
پر پڑ کے نیچے آیا مالک کے گھوڑے پر گرا مرکب مالک کا ہلاک ہو کر بالائے زمین گرنے لگا مالک فرس سے کود کر
زمین پر آیا غضبناک ہو کر تیغ گران کھینچکر فرہاد دیکفرنی کے فیل کے پانون قلم کیے جب ہاتھی گرنے لگا فرہاد دیکفرنی بھی
بالائے زمین کود آ ہر چند کہ مالک نے جسارت کرکے پائے فیل فرہاد قلم کیے لیکن جو حال لنڈھور کا ہوا تھا وہی حال
مالک کا بھی ہوا یعنے شانہ ٹوٹ نہ اترا مگر پسینہ آگیا چونکہ اُسوقت غبار بیحد ان کارزار مین بلند تھا دونون دلاور غبار مین
نہان تھے خواجہ عمرو گھبرا کر درمیان غبار کے گئے مالک کو زندہ پا کر خوش ہوئے پھر خواجہ عمرو نے لشکر مین آکر کہا برای سواری
مالک مرکب بھیجو چنانچہ شاطر مرکب خاص مالک کے پاس لیگیا مالک مرکب پر سوار ہوا ادھر طیفور ہاتھی لیکر آیا فرہاد
ہاتھی پر سوار ہوا اور پھر باہم لڑنے کا ارادہ کیا یکایک جانب دشت غبار بلند ہوا فرہاد دیکفرنی جانب غبار دیکھنے لگا جب
غبار ہوا سے دفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک قلندر شنگرفی لباس زیب تن کیے ہوئے بالائے رخ نقاب ڈالے ہوئے
بجمعیت چالیس ہزار سواران جرار کہ وہ سب بھی قلندرانہ لباس پہنے ہوئے تھے آتا ہے ابھی فرہاد سوئے قلندر نقابدار
دیکھ رہا تھا کہ قلندر نے کو مع اپنی سپاہ کے پشت لشکر فرہاد پر گرا اور مردمان لشکر فرہاد دیکفرنی کو قتل کرنا شروع کیا
فرہاد دیکفرنی نے یہ حال دیکھکر جنگ مالک سے ہاتھ اٹھا کر رخ سوئے قلندر کیا اور چاہا کہ قلندر کو ضرب
گرز سے ہلاک کردن چونکہ قلندر نہایت بہادر و ہوشیار تھا ہزارہا مردمان لشکر فرہاد کو قتل کرکے بعد عجلت مع اپنی
فوج کے جانب صحرا چلا گیا فرہاد دیکفرنی افسوس کرکے رہ گیا فرہاد دیکفرنی نے اپنے عیار طیفور سے کہا کہ جلد جا
اور نقابدار قلندر کو دیکھ کہ وہ کہان گیا ہے طیفور روانہ ہوا چونکہ شام ہوگئی تھی فرہاد دیکفرنی طبل بازگشت
بجوا کر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوا نوشیروان بھی اپنی بارگاہ کیطرف چلا گیا بادشاہ لشکر اسلام بھی لشکر اسلام کو اور
مالک اژدر کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر پر آکر داخل بارگاہ ہوئے جملہ سوار و سردار بھی مرکبون سے اتر اتر کر داخل بارگاہ
وخیام ہوئے ادھر فرہاد دیکفرنی اپنی بارگاہ مین گیا نوشیروان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا طیفور عیار
جو بموجب حکم فرہاد دیکفرنی روانہ ہوا تھا جب دور تک گیا دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار مین قلندر نقابدار مع
سپاہ اترا ہے طیفور یہ دیکھکر ادھر بارگاہ فرہاد دیکفرنی مین آیا اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا فرہاد دیکفرنی سنکے
خاموش رہا ادھر قلندر نے اپنے عیار نخچیر سے کہا کہ جلد جا کر لشکر نوشیروان کی خبر لا نخچیر صورت بدلکر روانہ ہوا لشکر
نوشیروان مین پہونچا دیکھا لوزنگ عادی مع چالیس ہزار سوارون کے بارگاہ نوشیروان اور بارگاہ ہیکلان
و جملہ سرداران لشکر کے گرد پھر رہا ہے طلایہ دے رہا ہے نخچیر یہ حال دیکھکر صحرا مین آیا اور قلندر نقابدار سے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا
قلندر نے کچھ سوچ کر حکم دیا کہ مردمان لشکر مسلح ہون بموجب حکم جملہ قلندر مسلح ہو کر گھوڑون پر سوار ہوئے قلندر نقابدار
اپنی فوج کو لیکر وقت نصف شب لشکر نوشیروان مین گیا لوزنگ کہ طلایہ دے رہا تھا سد راہ ہوا قلندر نے اُسکو ضرب
گرز سے نعرۂ فرہاد دیکفرنی کا کرکے ہلاک کیا پھر اُسکے ہمراہیون اور لشکریان ہیکلان کو کہ پڑے ہوئے سو رہے تھے
تہ تیغ کیا جب کچھ سردار جاگے اور ہیکلان بیدار ہوا قلندر نعرۂ فرہاد دیکفرنی کا کرکے وہان سے جانب صحرا مع
لشکر روانہ ہوا ہیکلان بیدار ہو کر نعرۂ فرہاد دیکفرنی کا سنکر غضبناک ہوا اور مراحل عاد کو بجمعیت بائیس ہزار
سوار اُسیوقت روانہ کیا کہ جہان فرہاد دیکفرنی مقیم ہو اُسکو جا کر قتل کر مراحل عاد بموجب حکم لشکر لیکر روانہ ہوا

جب فرودگاہ فرہاد دیکفرنی پر پہونچا دیکھا کہ ایک میدان وسیع مین لشکر اترا ہوا ہی سب عالم غفلت مین ہین ایک
سردار کچھ سوار ہمراہ لیے ہوے طلایہ لشکر دے رہا ہی مراحل عاد یکبارگی لشکر فرہاد پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا اور
نعرہ کیا سنم مراحل عاد چونکہ جملہ سرداران فرہاد سوے ہوے تھی اور فرہاد بھی سو رہا تھا مراحل عاد نے چند سردار اور ہزارون لشکری
قتل کیے جب فرہاد بیدار ہوکر اور اپنی لشکر کو ہمراہ لیکر مراحل عاد سے لڑنے لگا مراحل عاد نے خائف ہوکر بھاگنے کا ارادہ کیا فرہاد
نے اسکو قتل کیا لشکر اسکا بھاگ گیا پھر فرہاد دیکفرنی نے قسم کھائی کہ ایک ایک کو لشکر نوشیروان سے اسطرح قتل کرونگا کہ دیکھنے والے
افسوس کرینگے اور بعد قتل کرنے جملہ مردمان لشکر نوشیروان کے اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر فرہاد دیکفرنی نے آخر شب طبل جنگی بجوایا
ہیکلان اور نوشیروان کو یہ خبر ہوئی کہ فرہاد دیکفرنی نے مراحل عاد کو قتل کر ڈالا اور اب طبل جنگ بجوایا ہی ہیکلان نے
نوشیروان کو اغوا کرکے طبل جنگ بجوانے پر آمادہ کیا چنانچہ نوشیروان نے بھی بموجب کہنے ہیکلان کے نقارہ رزمی بجوایا جب
صبح ہوئی نوشیروان مع ہیکلان جملہ سپاہ لیکر میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا فرہاد دیکفرنی بھی بمقابلہ نوشیروان
صفوف آرا ہوا جب درستی میدان کارزار ہو چکی اور نقیبان خوش آواز جوانان لشکر جانبین کو آمادہ حرب کرکے علٰحدہ جا کر ٹھہرے لشکر
نوشیروان سے لغماے عادی گینڈے پر سوار ہوکر نوشیروان اور ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور للکارا اے
فرہاد دیکفرنی آ میرے مقابلہ کو تو نے بڑا غضب کیا شہنشاہ کے اہل لشکر کو قتل کیا ہی مراحل عاد نامی جوان کو ہلاک کیا ہے
اُن سبکا انتقام مین تجھسے لونگا اسوقت تجھکو قتل کرونگا فرہاد دیکفرنی یہ سُنکے اپنے لشکر سے فیل پر سوار ہوکر نکلا نوشیروان
کو دشنام دیکر کہنے لگا کہ اُسنے میرے ساتھ بدی کی ہی اُسکو اور اُسکے لشکر کو تہ تیغ کرونگا اور تجھکو تو یون ہلاک کرونگا کہ تو پیوند
خاک ہو جائیگا لغماے عادی نے یہ کلمات سُنکے گرز گران اُٹھا کر گینڈے پر کھڑے ہوکر گرز کو گردش دیکر بقوت تمام سر فرہاد دیکفرنی
پر مارا فرہاد نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اور پھر اسکے سر پر گرز مارا لغماے عاد نے ہرچند چاہا کہ گرز فرہاد کو اپنے گرز پر روکون
مگر وہ گرز گرانبار نہ رُک سکا سر پر جو پڑا کاسہ سر چور چور ہوگیا گینڈا بھی ہلاک ہوا فرہاد نے لغماے عاد کو قتل کرکے مبارز طلب کیا
فوراً ایک جوان نامی اہرمن نام سرداران لشکر ہیکلان سے نکلا فرہاد نے اُسکو بھی ضرب گرز سے پیوند خاک کیا بعد اُسکے
ایک دلیر نہایت قوی ہیکل جسیم بے رما لشکر ہیکلان سے میدان مین آیا فرہاد دیکفرنی نے اُسکو بھی ہلاک کیا اسیطرح
تا شام فرہاد دیکفرنی نے چوبیس نامی و نامور عادیون کو ہلاک کیا ہنگام شام نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر میدان
کارزار سے چلا گیا ادھر فرہاد دیکفرنی میدان نبرد سے اپنی فرودگاہ لشکر کیطرف گیا جب نوشیروان اپنی بارگاہ مین پہونچا
اور دربار آراستہ ہوا وزرا کیطرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ فرہاد دیکفرنی ایک دشمن تازہ پیدا ہوا ہی دیکھیے یہ کس کس جری و
بہادر کو قتل کرتا ہی آج تو چوبیس بہادران یکتاے روزگار کو اسنے ہلاک کیا ہی نہین معلوم میرا دشمن کیون ہوگیا ہی مین نے تو اُس سے
کوئی دشمنی نہین کی ہی بختک نے عرض کیا اے شہنشاہ اگر آپ چاہتے ہین کہ اِس دشمن تازہ سے آپکے لشکریون کی جان بچے
تو اسوقت چند کشتیون مین تحائف رکھوا کر کشتیان میرے ہمراہ کیجئے مین فرہاد کے پاس جاؤن تحفے اُسکو دیکر دشمنی سے باز رکھون
نوشیروان نے فوراً کشتیان تحائف کی بختک کو دیکر روانہ کیا بختک کشتیان تحائف کی لیکر بارگاہ فرہاد دیکفرنی
مین گیا اور بعد ادب سلام کرکے کہنے لگا کہ شہنشاہ نے یہ تحائف آپکو دیے ہین اور فرمایا ہی کہ تم مجھسے کیون لڑتے ہو مین نے تمھارے
ساتھ کیا دشمنی کی ہی اگر تم یہ کہو کہ مراحل عادی نے ہنگام شب ہمارے لشکریون کو قتل کیا ہی تو جواب اُسکا یہ ہی کہ شاید
قلندر لقا بدار نے ہمارے لشکر کو یا اکثر سوارون کو اور لوربانگ عاد کو ہنگام شب گذشتہ آکر قتل کیا ہی اور تمہارا نعرہ
کیا ہے ہیکلان ہلاک سومنات منسوب ے بغیر کہے ہوے مراحل عاد کو روانہ کیا تھا وہ تمھارے ہاتھ سے ہنگام جنگ
ہلاک ہوا آج تمنے چوبیس عادی قتل کیے اور کچھ دریافت نہ کیا کہ یہ کیا واقعہ گذرا لہٰذا اب ہمنے تمام احوال گذشتہ تمکو خبر

دی ہای تحسین لازم ہی کہ اب جنگ وجدال ہمسے موقوف کرو فرہاد یکضربی نے یہ حال سنکے دیر تک فکر کی اور بعد فکر بسیار نجتک کو موافق اسکے مرتبے کے اپنے دربار مین بٹھایا اور کہا ای نجتک تیری طرف سے کہدینا کہ دل میرا آپسے صاف ہو گیا کدورت جاتی رہی قلندر کی چالاکی اور مکاری سے آگاہی ہوئی اب جنگ وجدال آپسے نکرونگا نجتک یہ سنکر بارگاہ فرہاد سے اٹھکر روانہ ہوا جب دربار نوشیروان مین پہونچا سارا حال بیان کیا نوشیروان خوش ہوا جب وہ شب بسر ہوئی ہنگام صبح فرہاد یکضربی نے ایک نامہ لکھا اور قاصد کو دیکر کہا کہ اس نامے کو بادشاہ لشکر اسلام کو دیدینا اور جواب لیکر جلد آنا قاصد نامہ لیکر لشکر اسلام مین آیا بادشاہ لشکر اسلام کو قاصد کے آنے کی خبر ہوئی سلطان سعد نے قاصد کو اپنے روبرو بلوایا جب قاصد بادشاہ لشکر اسلام کے سامنے گیا شرائط بندگی وعبودیت بجا لاکر نامہ پیشکش کیا سلطان سعد نے نامہ پڑھوایا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام آپ میرے والد کو میرے پاس بھیجدیجئے اور ایسے فرمایئے کہ اطاعت حمزہ صاحبقران کرین ورنہ مجکو اپنا دشمن تصور کرین مجھسے اور نوشیروان سے صفائی ہو گئی ہی اب مین آپسے نہ لڑونگا پس اگر آپ اپنی اور اپنے لشکر کی بہتری چاہتے ہین تو میرے والد کو میرے پاس بھیجدیجئے ورنہ کیجیے لندھور نے نامہ سنکے کہا مین ہرگز اسکے پاس نجاؤنگا اور نہ اسکے کہنے پر عمل کرونگا یہ سنکے سلطان سعد نے قاصد سے کہا کہ تم جاکر فرہاد یکضربی سے کہدینا کہ اگر تمکو اپنے زور بازو پر ناز ہی تو نقارہ جنگی بجواؤ ہم تمسے مقابلہ کرینگے سردار ہمارے لشکر کے تمسے لڑینگے لندھور کو ہم ہرگز تمہارے پاس نہ روانہ کرینگے قاصد یہ سنکر بارگاہ سے نکلکر فرہاد یکضربی کے پاس گیا اور جو کچھ سنا تھا عرض کیا فرہاد یکضربی نے برہم ہوکر طبل جنگ بجوایا سلطان سعد نے بھی خبر نواخت طبل جنگی سنکے نقارہ حربی بجوایا روز دیگر اسطرف سے فرہاد یکضربی سپاہ لیکر میدان مین آیا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام جملہ فوج لیکر میدان کارزار مین پہونچے بعد صفوف آرائی لشکر ہاے جانبین نقیبان خوش آواز دونون طرف سے نکلے اور جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ پیکار کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے ہنوز کسی جانب سے کوئی بہادر میدان مین براے مقابلہ لشکر سے نہ نکلا تھا کہ سوے دشت غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا ہر ایک نے دیکھا کہ قلندر نقابدار مع چہل ہزار سواران جرار آتا ہی ہنوز مردمان لشکر دیکھ رہے تھے کہ قلندر بمقابلہ فرہاد یکضربی آکر صف آرا ہوا فرہاد یکضربی قلندر کو دیکھکر از حد برہم ہوا اور کہنے لگا اگر تو مرد ہی تو جنگ سے گریز نکر قلندر نے جواب دیا مین شیر بیشۂ ہیجا ہون حریف کے سامنے سے بھاگتا نہین اور تجھسے کیا بھاگونگا تو میرے نزدیک مانند ایک مور ضعیف کے ہی فرہاد یکضربی نے یہ سنکے ہاتھی اپنا صف لشکر سے نکالا اور میدان مین آکر پکارا کہ ای قلندر اگر تو بہادر ہی تو لشکر سے نکلکر میدان کارزار مین آکر مجھسے مقابلہ کر آج مین تیرے خون سے زمین میدان رزم رنگین کرونگا قلندر یہ سنکے میدان مین مرکب پر سوار ہوکر آیا پہلے باہم نیزہ بازی ہوئی آخر قلندر نے بعد سو سوا سو طعن بارے نیزے کے نیزہ دست فرہاد یکضربی سے نکالدیا فرہاد کو از حد ملال ہوا جھنجلاکر کہنے لگا کہ اب اہل اسلام سے جنگ نیزہ کبھی نکرونگا یہ کہکر عمود گرانبار اٹھاکر حملہ آور ہوا قلندر نے گرز پر روکا لیکن گرز پھسلکر سر مرکب پر گرا گھوڑا ہلاک ہوا قلندر گھوڑے سے کود کر زمین پر آیا فرہاد نے فی الفور تیغہ گرانبار سر پر مارا سر قلندر کسی قدر زخمی ہوا فوج قلندر یہ حال دیکھکر براے اعانت قلندر بڑھی ادھر سے لشکر فرہاد بڑھا دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اسی جنگ مغلوبہ مین قلندر ایک مرکب پر سوار ہوکر جنگ رستمانہ کرنے لگا حمزہ عقابین سے لڑائی دیکھ رہے تھے سر جدا ہوکر خون سے بار بار گرنے لگے نعرے دمبدم دلیر کرنے لگے لڑائی خوب ہونے لگی تا شام تلوار اچھی طرح چلی صدہا دلیر زخمی ہوئے اکثر قتل ہوئے ہنگام شام فرہاد یکضربی طبل بازگشت بجواکر میدان کارزار سے چلا گیا قلندر بھی سوے دشت اپنی فوج لیکر روانہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام بھی مع جملہ لشکر فرودگاہ سپاہ پر تشریف لاکر داخل بارگاہ ہوئے پھر جملہ سواران لشکر اسلام مرکبون سے اتر خیام مین راحت پذیر ہوئے فرہاد یکضربی نے اپنی بارگاہ مین جاکر اپنے عیار طیقوبہ سے کہا کہ مین کب تک سرداران لشکر بادشاہ اسلام اور قلندر سے مقابلہ کرونگا جسواسطے یہان آیا ہون اس کام کی فکر کرنی منظور رہی

پس ای طیفور اگر ممکن ہو تو آج کی شب تو جاکر میرے والد کو کسیطرح بیہوش کر کے میرے پاس لے آ مین انھین لیکر ہندوستان
کیطرف روانہ ہون طیفور یہ سُنکے عرض کرنے لگا مین ابھی جاتا ہون اور لندھور کو بیہوش کر کے لاتا ہون یہ کہکر طیفور شکل اپنی
بدلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا دیکھا ایک شخص ایک شیشی ہاتھ مین لیے ہوئے سوے لشکر اسلام چلا
جاتا ہی طیفور نے اُس سے پوچھا ای برادر کہان جاتے ہو یہ کیسی شیشی ہی اسمین کیا ہی اُسنے کہا اس شیشی مین روغن ہی مین کمنگر ہون برائے
علاج دست لندھور جاتا ہون طیفور نے حباب بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش کیا اور اُسکی شکل بنکر لباس اُسکا پہن کر اُسکو ایک گوشے
مین ڈالکر وہ شیشی لیکر جانب بارگاہ لندھور روانہ ہوا جب بارگاہ لندھور مین گیا دیکھا تہا لندھور بستر پر لیٹا ہی شانے کے درد سے
بیچین ہی کمنگر نقلی نے بصد ادب سلام کیا اور عرض کیا حضور کیواسطے آج ایسی دوا مین تیار کر کے لایا ہون کہ جلد صحت ہو جائیگی
لندھور نے خوش ہو کر پوچھا آج تو نے کونسی دوائین بنائی ہین کمنگر مذکور نے عرض کیا خداوند نعمت ایک تو روغن برائے مالش تیار کیا ہی اور
ایک سفوف بنایا ہی اول حضور سفوف ہمراہ آب تازہ نوش فرمائین پھر مین اس روغن کی مالش کرونگا یہ کہکر ایک پڑیا کمنگر نقلی نے اپنی کمر
سے نکالی تھوڑا سا سفوف اُسمین سے لیکر لندھور کو دیا لندھور نے ہمراہ آب تازہ اُسے پی لیا پھر کمنگر روغن بالاے شانہ ملنے لگا تھوڑی
دیر مین لندھور بیہوش ہو گیا کمنگر نقلی نے فی الفور لندھور کو چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ دوش پر رکھکر عقب بارگاہ جاکر
قنات خنجر سے چاک کر کے بصد چالاکی جانب بارگاہ فرہاد دیکضربی روانہ ہوا اتفاقاً کسی نے لشکر اسلام سے اُسے جاتے ہوئے نہ
دیکھا طیفور قطع راہ کر کے خدمت فرہاد دیکضربی مین گیا اور پشتارہ لندھور کا روبرو رکھ دیا فرہاد دیکضربی نے خوش ہو کر حکم
کیا کہ عالم بیہوشی مین میرے والد کو طوق و سلاسل مین گرفتار کرو چنانچہ بموجب حکم طیفور نے طوق و سلاسل مین گرفتار کیا جب
لندھور گرفتار ہو چکا فرہاد دیکضربی نے کہا ای طیفور اب میرے والد کو ہوشیار کر طیفور نے فوراً لندھور کو ہوشیار کیا
فرہاد نے کہا ای والد اب ہمراہ میرے ہندوستان کیجانب چلیے حمزہ صاحبقران کی فرمان برداری ترک کیجیے لندھور
نے کچھ جواب نہ دیا فرہاد نے حکم کیا ارشیون کو زندان سے لے آؤ ملازم فوراً گئے اور ارشیون کو لے آئے
فرہاد نے کہا ای ارشیون تم اپنے والد کو سمجھاؤ کہ حمزہ صاحبقران کی اطاعت نہ کرین اور تم بھی حلقہ فرمانبرداری
حمزہ صاحبقران اپنے کان سے اُتار دو ارشیون اور لندھور نے برہم ہو کر جواب دیا ہم تو ہرگز فرمانبرداری صاحبقران
ترک نہ کرینگے اُسوقت فرہاد نے خیال کیا مین نے تو جانا تھا کہ پدر و برادر کو سمجھا کر اطاعت حمزہ صاحبقران سے باز رکھکر
انھین ہمراہ اپنے ہندوستان مین لیجاؤن لیکن یہ کسیطرح نہین مانتے ہین اب انکو قتل کرنا چاہیے یہ خیال کر کے جلاد کو طلب کیا
فی الفور حاضر ہوا فرہاد نے کہا جلد میرے برادر و پدر کو یہان سے لیجاکر قتل کر جلاد بموجب حکم ارشیون اور لندھور کو براے
قتل لیکر ایک جانب چلا اور کنارہ لشکر لیجاکر زیر تیغ بٹھایا ارشیون اور لندھور نے اپنی خلاصی کیواسطے خدا سے دعا کی
یہان تو ارشیون اور لندھور زیر تیغ بیٹھے ہوئے دعا کر رہے ہین انکو تو مشغول دعا رکھیے لیکن احوال لشکر اسلام اور
قلندر نقابدار کا سنیے کہ جب بارگاہ لندھور مین نعمان ہزارہ عیار لندھور اور خواجہ عمرو آئے دیکھا لندھور
بارگاہ مین نہین ہی پیتر اطیفور عیارہ کا زمین پر پایا جاتا ہی اُسوقت نعمان ہزارہ اور خواجہ عمرو نے بیتاب ہو کر بادشاہ
لشکر اسلام اور اکثر سرداران لشکر سے یہ احوال بیان کیا سب کو رنج ہوا اور آمادہ رہائی لندھور اور ارشیون
پر ہوئے خواجہ عمرو نے سب کو روک کر کہا مین چند عیارون کو لیکر براے رہائی لندھور و ارشیون جاتا ہون جبتک
مین یہان نہ آؤن آپ سب صاحب قدم آگے نہ بڑھائیے گا یہ کہکر خواجہ اور نعمان ہزارہ وغیرہ عیاران
لشکر اسلام جانب لشکرگاہ فرہاد دیکضربی روانہ ہوئے ابھی عیاران مذکور راہ مین تھے کہ قلندر نقابدار
مع چہل ہزار سواران جرار خبر گرفتاری لندھور سُنکے بصد عجلت آیا اور اپنی فوج کے تین حصے کر کے ایک حصہ فوج کا

ایک سردار کے ہمراہ کرکے کہا کہ جبتک فیلان لشکر فرہاد ویکضربی ہین تو اسطرف جا ان ہاتھیون کو لیکر جانب صحرا جانا سردار نیکو
فوراً حملہ آور ہوا اکثر جوانان لشکر فرہاد کو قتل کرکے کئی ہزار فیلون کو لشکر فرہاد ویکضربی سے لیکر سوے دشت روانہ ہوا جب
شور وغل لشکر فرہاد مین ہوا کہ فوج دشمن فیلان لشکر کو لیے جاتی ہی فرہاد ویکضربی یہ غوغا سنکے غیظ مین آکر سوار ہوا اور کل فوج
کو ہمراہ لیکر سوے دشت چلا ادھر قلندر رند نے کمین گاہ سے نکلکر دو حصے فوج کے ہمراہ لیکر بازار لشکر فرہاد کو غارت کیا اور
جلاد کو قتل کرکے ارشیون اور لندھور کو رہا کیا اور لشکر اسلام مین پہونچا دیا خواجہ عمرو و نعمان بزارہ وغیرہ یہ
حال دیکھکر اپنے لشکر مین آئے ادھر فرہاد ویکضربی نے اُسکے سردار کے قریب جاکر نعرہ کیا سردار لشکر قلندر ہاتھیون
کو چھوڑکر سوے دشت چلا گیا فرہاد ویکضربی ہاتھیون کو ہمراہ فرودگاہ لشکر پر آیا یہان آکر معلوم ہوا کہ قلندر لندھور
اور ارشیون کو رہا کرکے لیگیا فرہاد نے پوچھا قلندر کدھر گیا مردمان بازاری لشکر نے عرض کیا پہلے تو سوے لشکر اسلام گیا بعد ازان جانب صحرا چلا
اُسکو گئے ہوئے دیر ہوئی غرض فرہاد یہ سنکے خاموش رہا ادھر لشکر اسلام مین لندھور وارشیون کے آنے سے سب خوش ہوگئے لیکن اصلی سبب حال بیان کیا

داستان آنا قاصد کا اور جانا خواجہ عبدالمطلب کا مع لندھور جانب مکہ و دیگر حالات بیان کیے جاتے ہین

راوی خوش مقال اس داستان بے مثال کو اسطرح بیان کرتا ہی کہ جب لندھور اور ارشیون باعانت قلندر نقابدار قتل سے
محفوظ رہکر لشکر اسلام مین آچکے اُسی شب کو ایک قاصد مکے سے خدمت خواجہ عبدالمطلب مین آیا اور عریضہ اُسنے پیشکش کیا
خواجہ عبدالمطلب نے پڑھا شرفاے مکہ نے خواجہ عبدالمطلب کو بعد آداب و تسلیمات لکھا تھا کہ فی الحال جمشید بن
حنظلہ خیبری بجمعیت سپاہ کثیر آیا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ ہم سب کو قتل کرے اور خانہ کعبہ سے بے ادبی کرے ہمنے بمنت آٹھ روز کی
اُس سے مہلت طلب کی ہی اور یہ عریضہ آپکو لکھا ہی لہذا جسوقت یہ عریضہ خدمت عالی مین پہونچے اُسیوقت روانہ اسطرف ہوجیے گا
ہرگز توقف نہ فرمائیے گا اور جلد تر یہان تشریف لاکر جمشید بن حنظلہ خیبری سے ہمین بچائیے گا اور خانہ کعبہ کو بھی اُسکی بے ادبی
کرنے سے محفوظ رکھیے گا خواجہ عبدالمطلب نے مضمون عریضہ شرفاے مکہ سے آگاہ ہوکر سلطان سعد اپنے پوتے کے پاس جاکر
تمام احوال عریضہ مذکور بیان کیا اور رخصت چاہی سلطان سعد نے کہا کہ چند سرداران لشکر کو مع فوج مین آپکے ہمراہ کردیتا
لیکن تردد یہ ہی کہ نوشیروان اور فرہاد ویکضربی دونون آمادۂ جنگ وفساد ہین اسوجہ سے متردد ہون لندھور نے
عرض کیا آپ مجکو ہمراہ رکاب خواجہ عبدالمطلب روانہ کیجیے فی الحال میرا شانہ اُتر گیا ہی جنگ کرنے سے معذور ہون سرداران
لشکر فرہاد ویکضربی اور نوشیروان سے مقابلہ کرینگے مین خواجہ عبدالمطلب کو مکہ مین پہونچاکر چلا آؤنگا سلطان سعد نے
اجازت دی خواجہ عبدالمطلب جملہ سرداران لشکر اسلام اور خواجہ عمرو سے رخصت ہوئے سامان سفر مہیا ہوا لندھور
بارہ ہزار سواران ہند کو ساتھ لیکر ہمراہ خواجہ عبدالمطلب جانب مکہ چلا صبح کو فرہاد ویکضربی نے جو سنا کہ سیر سے والد سوے مکہ
گئے ہین یہ بھی مع لشکر جانب مکہ روانہ ہوا غرض بعد قطع منازل اُس روز خواجہ عبدالمطلب قریب مکہ پہونچے جس روز جمشید
بن حنظلہ شرفاے مکہ کو قتل کیا چاہتا تھا جب یہ خبر جمشید بن حنظلہ کو ہوئی کہ خواجہ عبدالمطلب رئیس و سردار شرفاے مکہ
مع فوج آئے ہین فوراً برہم ہوکر فوج کثیر ہمراہ لیکر بمقابلہ خواجہ عبدالمطلب آکر صفوف آراے لشکر ہوا اور میدان مین
نکلکر مبارز طلب کیا ہرچند کہ لندھور کا ایک ہاتھ بیکار تھا لیکن تاب ضبط نہ لاکر جمشید سے مقابلہ کیا جمشید بن حنظلہ خیبری
نے تیغۂ گرانبار کا وار کیا بوجہ اسکے کہ بایان ہاتھ لندھور کا بیکار تھا سپر پر تیغہ نہ رک سکا سر پر جو تیغہ پڑا اسیقدر سر زخمی ہوا جمشید بن
حنظلہ نے اپنے کل لشکر کو ہمراہ لیکر حملہ کیا اور اپنے مردمان لشکر سے کہا کہ لندھور اور خواجہ عبدالمطلب کو گرفتار کرلو مین انکو خیبر مین لیجاکر قید کرونگا
چنانچہ بموجب حکم مردمان لشکر نے ہنگام حملہ حلقہ ہاے کمند مار کر لندھور اور خواجہ عبدالمطلب کو اسیر کیا ہرچند خواجہ عبدالمطلب نے
پند و نصیحت کی اور اپنے عصا سے انکو مارکر ہٹایا لیکن آخرکار اسیر ہوگئے شرفاے مکہ یہ خبر سنکر گریان ہوئے اور دست دعا بدرگاہ خدا بلند کیے

ناگاہ اُسیوقت جانب صحرا غبار بلند ہوا جمشید بن حنظلہ لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کر کے شرفاے مکہ کیطرف چلا ہی تھا غبار جو سوے دشت بلند ہوا تھا متحیر ہو کر دیکھنے لگا جب وہ غبار ہوا سے رفع ہوا دیکھا کہ ایک قلندر نقابدار کلاہ مرصع سر پر رکھے ہوئے چالیس ہزار سواروں کی جمعیت سے آتا ہی ابھی جمشید نابکار دیکھ ہی رہا تھا کہ قلندر نقابدار آپہونچا پکارا او نابکار غضب کیا تو نے کہ لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو اسیر کر لیا لشکر لندھور کو قتل کیا اب مین تجھکو اس جرم کے عوض مین قتل کرونگا جمشید بن حنظلہ خیبری یہ سُنکے غضبناک ہوا اور کل اپنی فوج کو ہمراہ لیکر قلندر نقابدار پر حملہ کیا نقابدار بھی مع اپنی فوج کے آمادہ ستیز ہوا جب دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی کفار قتل ہو کر زمین پر گرنے لگے زمین خون کفار سے رنگین ہونے لگی قریب شام قلندر نقابدار لڑتا ہوا جمشید بن حنظلہ کے روبرو پہونچا جمشید نے تلوار لگائی قلندر نقابدار نے تلوار سپر پر روک کر خود بھی ایسی تلوار اُس نابکار کی کمر پر لگائی کہ جمشید بن حنظلہ خیبری دو ٹکڑے ہو کر اپنے گینڈے سے گرا فوج جمشید یہ حال دیکھکر برہم ہو کر سخت حملہ آور ہوئی راوی بیان کرتا ہی کہ تا بشام خوب لڑائی ہوئی آخر فوج جمشید بن حنظلہ تاب جنگ قلندر نقابدار نہ لا کر گریزان ہوئی قلندر نقابدار نے خیمہ و خرگاہ وغیرہ جمشید بن حنظلہ کا لوٹ لیا پھر لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو قید سے رہا کیا ابھی قلندر اپنے مرکب سے نہ اُترا تھا کہ فرہاد بکیضرلی آیا اور بمقابلہ قلندر نقابدار اُتر کر ایک نامہ قلندر کو لکھا اور قاصد کو نامہ دیکر روانہ کیا قاصد نے نامہ قلندر نقابدار کو جا کر دیا قلندر نقابدار نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای قلندر نقابدار بہتر اور مناسب یہ ہی کہ تو ابھی میرے والد کو میرے پاس بھیجدے اور اپنے نام سے اطلاع دے تا معلوم ہو کہ تو نسل بنی آدم سے ہی یا قوم جنات سے ہی تو نے مجکو بہت پریشان کیا ہی عجب طرح کی مجھسے لڑائی لڑتا ہی ایک جگہ جمکر مقابلہ نہین کرتا ہی قلندر نقابدار نے یہ جواب نامہ لکھا کہ ای فرہاد بکیضرلی لندھور کو مین ہرگز تیرے پاس نہ بھیجونگا لیکن کل ہنگام سحر تجھسے مقابلہ کرونگا اور ابھی نام اپنا نہ بتاؤنگا یہ لکھکر قاصد کو دیا قاصد جواب نامہ لیکر گیا اور فرہاد بکیضرلی کو جا کر جواب نامہ دیدیا فرہاد بکیضرلی نے خیال کیا کہ صبح کو قلندر مجھسے مقابلہ کریگا ہنگام سحر اسکو قتل کر کے اپنے والد کو ہمراہ لیکر ہندوستان کیطرف چلا جاؤنگا یہ خیال کر کے باطمینان تمام اپنی بارگاہ مین استراحت پذیر ہوا اُدھر قلندر نقابدار نے مرکب سے اُتر کر لندھور سے کہا کہ اب آپ سوے لشکر اسلام جائیے یہاں توقف نہ فرمائیے لندھور نے کہا اچھا مین آپکا حکم بجا لاؤنگا مگر یہ تو ارشاد کیجیے کہ آپکا نام کیا ہی آپنے متواتر مجھپر احسان کیا ہی قلندر نے ہنسکر کہا ای لندھور بن سعدان تو کچھ بھی احسان نہین کیا ہان تمہارے قتل ہونے کی خبر سُنکر قبل اسکے مین وہان آیا تھا قدرتِ خدا سے آپ قتل نہوے پھر تمہارے مکے مین جانیکی خبر سُنکر اور جمشید کا حال سُنکے الحمد للہ مین ایسے وقت پر یہان آیا کہ آپکو زندہ پایا اور اظہار نام کے بارے مین جو آپنے کہا ابھی محل و موقع اظہار نام کا نہین ہی انشاء اللہ جلد آپکو میرے نام اور میری کیفیت سے اطلاع ہو جائیگی یہ کہکر تھوڑے سوار اپنے لشکر کے لندھور کے ہمراہ کر کے لندھور کو جانب لشکر اسلام روانہ کر دیا پھر خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین آیا اور خواجہ کو اسیطرح مکے مین اُسیوقت بھیجدیا جب نصف شب سے زیادہ گذر گئی قلندر نقابدار نے اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر فوج فرہاد بکیضرلی پر یکبارگی حملہ کیا اور ہزارون لشکریون کو قتل کر کے قریب ظہور صبح وہان سے سوے دشت روانہ ہوا فرہاد شور و غل سُنکے بیدار ہوا اور فیل پر سوار ہو کر آگے بڑھا بعد دریافت معلوم ہوا کہ قلندر نقابدار شبخون مار کر چلا گیا فرہاد یہ سُنکے برہم ہوا خیال کرنے لگا کہ یہ قلندر نقابدار بڑا مکار ہی پھر اپنے والد کی جستجو کی لندھور کو بھی نہ پایا حیران ہوا آخر مکے مین جا کر خواجہ عبد المطلب سے حال لندھور پوچھا عبد المطلب نے فرمایا لندھور لشکر اسلام گیا ہی فرہاد جانب عقابین روانہ ہوا حال اسکا آیندہ لکھا جائیگا

داستان غائب ہو جانا چند عیاران لشکر اسلام کا اور دریافت کرنا خواجہ عمرو کا نجتک سے بعد ازان جانا خواجہ کا بارگاہ فرمان شاہ مین اور عاشق ہونا اُسکی دختر پر پھر گرفتار ہو کر رہا ہونا مع حال دیگر بیان کیا جاتا ہی

ساقیا بد مزاج ہو نہ ذرا | یاد ہی عشق کا ہمین تو مزا
شاہون کو یہ فقیر کرتا ہی | یہ گدا کو امیر کرتا ہی

النقش اسکا جگر یہ آفت ہے / دو دلون کے لیے قیامت ہے
تاج شاہون کا ہے ٹپک دیتا / ملک دل ہی خراج مین لیتا
رنگ ہین سفید ہوتا ہے / دل بہت نا امید ہوتا ہے
تیغ ابرو سے بس اسے ہے کام / رستمون کو بناتا ہے یہ غلام
بھاتا ہے جنکے دلکو چنگ و رباب / دل جلا کر کیا ہے اُسکا کباب
سُرخ غصے مین رہتے تھے جو صدا / عشق مین پھیکا رنگ انکا ہوا
شب گیسو تو رات ہے اسکی / کیا کہون جو کہ بات ہے اسکی
بد قماشو نسے بازی کھلوا کر / ہمکو دیتا ہے گردشین در در
ہمتو یکلو بس اپنے ہین فن مین / نذر سر سفت میر کو کیون دین
اسکی باتون نے دلکو دہلایا / مجکو دریاے غم مین نہلایا
چھوٹے جاتے ہین بس مرے چھکے / حضرت عشق مین بہت پکے
کھیل سارا یہ آفتاب کا ہے / یہ فسون مجھپہ ماہتاب کا ہے
کیا وہ میری اور کیا تیری سمجھے / بات اس عشق کی گری سمجھے
پانچ اور سات کیا کرین دلمین / آٹھ اور چار کو بھرین دلمین
دولت عشق سے ہین مالا مال / سب کو دیتے ہین ہم دو دستہ خلال
ٹیپ لیتا ہون عشق کی جب مین / ریخ سہتا ہون دل ہی پر سب مین
کاٹ دیتا ہے یہ وزن دل کا / سامنے دل ہے اُسکے اک چھکا
کیا زبردست سے بھلا چارا / زیردستونکا دل ہے آوارا
جلکے کھاتا ہے ہر گھڑی منہہ پر / ضرب لگتی ہے یہ بڑی منہہ پر
عشق کا حکم عشق کی ہے بات / چور ہم ہین ہمین نہین ہے ثبات
ہمتو نادار اور ہے وہ شاہ / ہم جگر سوختہ ہین وہ ہے ماہ
ہاے کمبخت عشق خانہ خراب / دل جلاتا ہے سب کا مثل کباب
اب تر اب ہم ہوے نہین ہے شعور / اپنے دلمین ہے عشق ہی کا فور
رنگ اپنا ہی یہ جماتا ہے / ورق دل خراب جاتا ہے
خیر جو ہونی ہو وہ ہو اس جا / عشق کا ذکر بس نکر تو دلا
بس کمیت قلم کی باگ کو موڑ / گنجفے کے تلازمے کو چھوڑ
ذکر خواجہ عمر کا کر تو عیان / حال لشکر کا کر بیان یہ بیان

راویان خوش تقریر اس داستان دل پذیر کو یون بیان کرتے ہین کہ جب لندھور قریب مکہ سے روانہ ہو کر بعد قطع راہ داخل لشکر اسلام ہوا پہلے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین گیا بعد بجا آوری شرائط عبودیت و لوازم بندگی حال راہ مکہ اور کیفیت جمشید بن حنظلہ و ذکر قلندر زلقابدار مفصل بیان کیا بادشاہ لشکر اسلام جمشید کے قتل ہونے سے اور لندھور کے آنے سے اور خواجہ عبد المطلب کے رہا ہونے سے خوش ہوے پھر لندھور نے ہر ایک سردار لشکر سے ملکر تمام کیفیت بیان کی اور مردمان لشکر نے قلندر زلقابدار کو رخصت کیا ابھی لندھور سرداران لشکر اسلام سے باتین کر رہا تھا ہر ایک سردار گفتگو بے لندھور سن رہا تھا کہ ایک گلباد وغیرہ چند عیار گھبرائے ہوے آئے اور خواجہ عمرو سے بعد ادب کہنے لگے کہ رات سے خجستہ اور ابو شہاب خرقہ پوش وغیرہ چند عیار لشکر مین نہین ہین معلوم ہوتا ہے کوئی انکو بیہوش کر کے لیگیا ہے خواجہ یہ خبر سنکے نہایت متردد ہوے آخر بعد فکر بسیار خیال کیا کہ حال عیاران گم شدہ کا بختک سے دریافت ہوگا یہ خیال کر کے خواجہ ہنگام شب جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوے جب قریب بارگاہ پہونچے دیکھا بڈھا مشعلچی بختک کا پڑا ہوا سو رہا ہے مشعل اور کپی اُسکے پہلو مین رکھی ہے خواجہ عمرو نے جلد اُسکو بیہوش کر کے اُسکو تو کہین مخفی کیا اور آپ اُسکی شکل بنکر وہین بیٹھے جب دربار برخاست ہوا بختک بارگاہ نوشیروان سے نکلکر خچر پر سوار ہوا خدمتگارون نے پکارا او پیر و مشعلچی جلد مشعل روشن کر وزیر شہنشاہ سوار ہو چکے ہین اپنی بارگاہ مین آپ جاتے ہین مشعلچی نقلی نے یہ سنکے باواز بلند کہا حاضر ہوتا ہون مشعل روشن کرتا ہون یہ کہکر مشعل روشن کی اور کپی اور مشعل لیکر آگے بڑھا جب بختک کے قریب پہونچا بختک نے خچر اپنا آگے بڑھایا بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے مشعلچی مشعل قریب تر چہرہ بختک کے لیگیا خدمتگارون نے برہم ہو کر کہا ارے پیر و یہ کیا کرتا ہے کیا اندھا ہے دیکھتا نہین مشعلچی نے جوابدیا تم اندھے ہو اور تمہارے باپ اندھے ہین مین تو بینا ہون یہ کہکر تل اپنی آنکھ کا بختک کو دکھایا بختک سمجھ گیا کہ خواجہ عمرو ہین بعد سمجھنے کے اپنے خدمتگارون پر خفا ہوا کہ تم کیون بد زبانی کرتے ہو جانتے نہین کہ یہ مرد بزرگ ہین مین انکو اپنے باپ دادا سے زیادہ جانتا ہون انکا

رنجیدہ ہونا مجھے گوارا نہین یہ کہکر بیرو شنشعلچی نقلی سے مخاطب ہو کر کہا آپنے اسوقت کیون تکلیف گوارا کی مین خچر پر سوار ہون آپ پیادہ پا ہین خواجہ نے اشارہ سے کہا خاموش رہ زیادہ بیہودہ نہ بک اسوقت تجھسے کچھ پوچھنا ہی بختک ڈر کر خاموش ہوا جب اپنے خیمے کے پاس پہونچا خچر سے اوتر کر کہا میان بیرو آپ میرے ساتھ آئیے اور خدمتگارون سے کہا خبردار بغیر ہمارے طلب کرنیکے ہمارے خیمے مین نہ آنا خدمتگارون نے دست بستہ عرض کیا آج خلاف قاعدہ آپ بیرو کو اپنے ساتھ خیمے مین کیون لیے جاتے ہین بختک نے برہم ہو کر جواب دیا تمھارا اسمین کیا اجارہ ہی جاؤ بیٹھو استفسار نکرو خدمتگار چپ ہو رہے شنشعلچی نقلی ہمراہ بختک خیمے مین گیا بختک نے مقام صدر پر بٹھا کر پوچھا اب فرمائیے آپ کیون تشریف لائے ہین خواجہ نے کہا ہمارے لشکر کے کئی عیار گم ہو گئے ہین تمکو احوال انکا ضرور معلوم ہو گا بس تم بتاؤ کہ اُن عیارون کو کون لیگیا ہی بختک نے ہاتھ جوڑ کر اور قسم کھا کر کہا مین واقف نہین ہون یہ کہکر خواجہ کو کچھ زر و جواہر دیا خواجہ خیمہ بختک سے نکلکر عقابین کے نیچے گئے اور بالاے عقابین جا کر امیر کی مزاج پرسی کی اور اکل و شرب سے سیر و سیراب کیا پھر زیر عقابین اوترنے کا ارادہ کیا ناگاہ ملازمان نوشیروان نے دیکھ لیا اور شور و غل کر کے براے گرفتاری خواجہ آگے بڑھے خواجہ عقابین سے کود کر جست کر کے نکل گئے ملازمان نوشیروان متحیر ہو کر رہ گئے جب خواجہ لشکر نوشیروان سے نکلکر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک جوان بلند بالا سیہ پوش ہی اور ایک پشتارہ اپنے دوش پر رکھے ہوے لشکر اسلام کی سمت سے آتا ہی خواجہ نے اُسے دور سے دیکھکر کہا کہ ای شخص ٹھہر جا اس پشتارے مین کیا ہی اُسنے کچھ نہ سنا اور ایک بلندی پر چڑھ گیا جبتک خواجہ اس بلندی پر گئے وہ جوان سیہ پوش اُس بلندی سے اوتر کر سوے صحرا جا کر غائب ہو گیا عمرو بھی سوے صحرا اُس جوان کی جستجو کرتا ہوا چلا ناگاہ عمرو نے دیکھا ایک لشکر صحرا مین پڑا ہوا ہی بارگاہین اور خیام استادہ ہین خواجہ نے ایک شخص سے پوچھا یہ لشکر کسکا ہی اُسنے جواب دیا ای شخص یہ لشکر بادشاہ ترکستان فرمان شاہ کا ہی ہمراہ شاہ دختر مسماۃ فتنہ نام بھی آئی ہی فن عیاری مین بیمثل و بیعدیل ہی چار سو عیار اور بارہ ہزار تاجی و ناموراُسکے فرمانبردار ہین حسن و جمال مین غیرت حور و رشک پری ہی ہر چند کہ نازنین و نازک بدن ہی لیکن از حد چالاک و پرقوت ہی جو کوئی اُسکو دیکھتا ہی ہزار جان سے عاشق ہو جاتا ہی خواجہ تمام حال سنکے خیال کرنے لگے کہ فتنہ کو کسی صورت دیکھا چاہیے یہ خیال کر کے عمرو نے کہ ایک شخص بارگاہ سے اٹھکر باہر آیا تھا اُسے بیہوش کر کے اور اُسکی صورت بنکر داخل دربار ہوے دیکھا کہ فرمان شاہ بالاے تخت بیٹھا ہی اور قریب اُسکے فتنہ عجب ناز و انداز سے بیٹھی ہوئی ہی یعنی زلف مشکین رنجیر ہی چہرہ مانند آفتاب روشن ہی آنکھین نرگسی ہین دہن رشک غنچہ ہی رخسار رشک گل ہین ابرو مانند کمان خمیدہ ہین بالصورت خنجر آبدار عیان ہین مژگان تیر دلدوز ی عاشق برلیس ہین گردن گویا صراحی نور یا شمع کافوری ہی سینے پر آثار ظہور شباب کچھ کچھ عیان ہین کمر نہایت نازک ہی آگے مقام شرم ہی اُسکی تحریر وصف مین شگاف خامہ کو حیرانی ہی لوح پر نور پر لام الف لاثانی ہی ساق و ہاتھ نہایت خوب ہین عشاق کو سر دست مرغوب ہین دست و پا رنگ حنا سے سرخ ہین غرض سراپا وہ فتنہ فتنہ جہان ہی مقتضاے ابیات

چہرہ پر نور اُسکا ہی اسطرح
لب رنگین سے پھول جھڑتے ہین
وہ پرافشان جبین نور آگین
کاجل آنکھون مین ہی وہ نور کا تھا
لعل لب پر مسی کا وہ جوبن
ونہ جو پر کف چراغ دزد حنا
تھی وہ اُس جامہ سیہ کی پوشاک

ماہ کامل کی ہو جھلک جسطرح
عکس اُنکے زمین پہ پڑتے ہین
جیسے سہانے صبح پر پروین
صاف وہ دو چراغ طور کا تھا
جسطرح پھولتی ہی شام مین
کھات مین لقد دل کے صبح و مسا
گردکھی جس سے اطلس افلاک

زلفین بل کھا رہی ہین چہرے پر
پُر الفت سے آنکھین ہین لبریز
نور مین شام زلف پرافشان
جاٹ کر سنگ سر مہ تیغ نظر
شوخ کیا رنگ دست رنگین کا
رنگ لایا ہی رنجیہ کیا غازہ
وہ دوپٹہ تھا دوش پر زر تار

ہی گہن چاند پر لگا یکسر
بہر عشاق جام زہر آمیز
شب انجم سے بھی سوا تابان
قتل عشاق پر تھا لبستہ کمر
آب یاقوت مین گندھی تھی حنا
شفق شام زلف تھا غازہ
جسکا تار شعاع تھا ہر تار

کرتی انگیا کی ہے وہ تیاری — کسقدر وہ کٹوریان بھاری
تار جنت پہ پھر حفظ نظر — تھیلیان ہین چڑھی ہوئی پر
پائجامہ وہ پر زر اطلس کا — اطلس طور سے چمک مین سوا
سر کا جھپکا تھا یا کہ سایہ فگن — سنبلستان مین ہوتے کا آئین
بالیان کب تھین گوشوارہ ہما مین — عقد پروین تھا گوشوارہ مین
عطر گل مین بسی ہوئی وہ نگار — اور پھولون کے گہنے کی وہ بہار
چستی انگیا کی سینے کا وہ ابھار — اس خداداد حسن پہ نکھار

جلوہ اسکا جو دیکھے حور جنان — حسن غالب ہے ہوا اسپہ یہ گمان
نازکی اسکی کیا بیان مین آئے — جو کہ دست خیال سے ملجائے
گیا رقم اب ثنائے زیور ہو — کہیے کان جواہر اس گل کو
ٹیکا مانند کوکب تابان — زیب صبح جبین پر افشان
بجلیان کانون مین وہ تابندہ — برق تابان ہو خفیف شرمندہ
وہ نزاکت وہ تمکنت وہ شباب — وہ نزاکت وہ بانکپن وہ حجاب

خواجہ عمرو دیکھتے ہی فتنہ کو عاشق ہو گئے دل بیتاب ہو گیا

آرزوے بوس و کنار ہوئی لیکن ضبط کیے ہوے بجبر بیٹھے رہے لیکا یک فرمان نوشیروان آیا فرمان شاہ فرمان نوشیروان کو دیکھکر اپنی دختر سے رخصت ہونے لگا فتنہ نے کہا مجھے بھی جلد یہان سے اپنے پاس بلوائیے گا بھول نجائیے گا فرمان شاہ نے اقرار کیا پھر فرمان شاہ تخت پر سوار ہو کر کچھ فوج چھوڑ کر باقی لشکر لیکر جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوا بعد جانے فرمان شاہ کے فتنہ بھی نقاب رخ پر ڈالکر خود سر پر رکھکر مردانہ اور دلیرانہ لباس زیب تن کر کے مرکب پر سوار ہو کر اپنی بارگاہ کیطرف چلی خواجہ عمرو نے فوراً اپنی صورت ایک قلندر کی بنائی اور ہمراہ سواری فتنہ روانہ ہوے اثناے راہ مین خواجہ نے دعاے زیادتی حسن جمال اور دولت و اقبال دیکر کہا کہ ایک نظر لطف و کرم ادھر بھی کرنا لازم ہے سائل سے منہ موڑنا مناسب نہین ہے فتنہ نے مرکب کو روک کر پوچھا تو کہان رہتا ہے کہان سے آیا ہے نام تیرا کیا ہے خواجہ نے جواب دیا وطن میرا امین ہے خاص و عام مجکو فواد قلندر کہتے ہین کئی برس تک لشکر حمزہ صاحبقران مین رہا ہون اب قصد اپنے وطن جانیکا ہے زاد راہ کچھ پاس نہین ہے فتنہ نے یہ سنکے اپنے ملازمون سے کہا اس قلندر کو اپنے ہمراہ لیتے آو ملازمون نے کہا اے قلندر ہمارے ساتھ چلا آ قلندر نقلی ہمراہ ہو لیا جب دختر فرمان شاہ اپنی بارگاہ مین پہونچی حکم کیا کہ اس قلندر کو بلاؤ جلد ہمارے روبرو لاؤ ملازمان ملکہ قلندر کو بارگاہ مین لیگئے فتنہ نے کہا اے قلندر بیٹھ جا خواجہ ایک چوکی کرسی پر بیٹھ گئے دختر فرمان شاہ نے حکم دیا کہ اس قلندر کو بارہ تومان زر دیدو ملازمون نے فوراً تومان زر لاکر قلندر مذکور کو دیدیے قلندر نے اپنی کمر مین رکھ لیے فتنہ یہ دیکھکر حیران ہوئی پھر پوچھنے لگی اے قلندر کچھ اشیاے مسکر کا بھی شوق ہے قلندر نے جواب دیا ہان میکشی کا شوق ہے فتنہ نے فوراً شراب منگوا کر قلندر کو پلوائی جب دو تین جام شراب قلندر نے پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت فتنہ نے پوچھا آجکل لشکر حمزہ مین کوئی واقعہ تازہ بھی ہوا ہے یا نہین اور تو نے خواجہ عمرو کو دیکھا ہے یا نہین قلندر مسطور نے جواب دیا آجکل لشکر حمزہ مین کئی عیار گم ہو گئے ہین خواجہ عمرو کو تردد ہے مین نے خواجہ عمرو کو ہزار بار مرتبہ دیکھا ہے وہ عیار بے مثل ہے بھائی حمزہ کا مشہور ہے اسکا احترام بادشاہ اولوالعزم کرتے ہین فتنہ یہ حال سنکر مسکرائی اور پوچھا کہ یہ بھی عمرو کو معلوم ہوا کہ عیارون کو کون لیگیا کسنے انھین گرفتار کیا قلندر نقلی نے بظاہر تو یہ کہا کہ ابھی تک اسکو معلوم نہین لیکن بباطن قلندر سمجھ گیا کہ اسی ملکہ نے انھین گرفتار کیا ہے بعد اسکے فتنہ نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے وطن تمھارا کہان خواجہ نے عالم نشہ مین اور جوشش الفت مین جو پہلے بتایا تھا بھول گئے کہنے لگے وطن میرا بلخ ہے اور نام میرا انا مراد ہے فتنہ چونکہ نہایت ہوشیار تھی اور از حد دانا تھی اسی وجہ سے مکرر اسنے نام اور وطن پوچھا تھا اب جو قلندر نے خلاف اظہار قبل بیان کیا فوراً سمجھ گئی کہ یہ عمرو ہے یا اور کوئی عیار ہے یہ سمجھ کر اپنے ملازمین سے اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو ملازمون نے عقب خواجہ تو کھڑے تھے فوراً حلقہ ہاے کمند مین قلندر نقلی کو اسیر کیا ہر چند خواجہ نے کہا بابا فقیر کو کیون گرفتار کرتے ہو اس درویش نے تمھارا کیا کیا ہے لیکن کسی نے خواجہ کی فریاد نہ سنی جب خواجہ گرفتار ہو گئے اسوقت فتنہ نے برہم ہو کر پوچھا

ای قلندر سچ بتا تو کون ہی نام تیرا کیا ہی خواجہ نے کہا وہی میرا نام ہی جو پہلے کہا تھا جب خواجہ نے نام اصلی اپنا نہ بتایا
فتنہ نے غضبناک ہوکر جلاد کو بلایا جلاد حاضر ہوا فتنہ نے کہا ای جلاد اس شخص کو نیجا کر قتل کر یہ نام اصلی اپنا نہین
بتاتا ہے مجکو معلوم ہوتا ہی کہ یہ عمرو عیار ہی جسوقت بحکم ملکہ جلاد نے خواجہ کا ہاتھ پکڑا عمرو نے کہا ای ملکہ فی الواقع تمنے
مجکو پہچان لیا میرا ہی نام عمرو ہی کیون مجکو قتل کرواتی ہو لو اب مین نے اپنا نام بتا دیا فتنہ نے کہا ای عمرو دیکھا تو نے
کسطرح تجکو گرفتار کرلیا عمرو نے جواب دیا ای ملکہ ہان تمنے مجھے گرفتار تو کیا مگر کچھ کمال نہ کیا کیونکہ اپنے اسیر کمند گیسو اور کشتۂ
تیغ ابرو کا قید کرلینا موجب فخر نہین ہی مین تو خود تمھارے دام گیسو مین قبل اسکے گرفتار ہوچکا تھا علاوہ اسکے مین
تمھارے گھر مین آیا ہون تمھارے قبضے مین ہون دل اپنا تمکو دیدیا ہی نشہ شراب کا ہی ایسے وقت مین تمنے مجھے گرفتار
کیا ہی اسپر ناز نکرو ہان اگر اور کسی روز تم مجکو گرفتار کروگی تو البتہ مین تمھاری عیاری کا قائل ہونگا دختر فرمان شاہ تقریر خواجہ
سنکے سمجھ گئی کہ عمرو مجپر عاشق ہوگیا ہی یہ سمجھکر برہم ہوکر ملازمون سے کہنے لگی خواجہ عمرو کو مارو یہ کلمات بیہودہ زبان پر جاری
کرتا ہی خواجہ نے کہا ای ملکہ اگر ملازم تمھارے مجکو مارینگے تو چوٹ لگے گی اور اگر تم اپنے ہاتھ سے مارو گی تو تمھارے دست نازک سے
چوٹ نہ لگے گی ملکہ جب تمھارا دست نازک میرے جسم سے مس ہوگا روح کو راحت دلکو چین از حد حاصل ہوگا عشاق
اسی آرزو مین ہمیشہ رہتے ہین خوشا نصیب اس عاشق کی کہ جسے معشوق اسکا اپنے دست رنگین و نازک سے تو ہرے
فتنہ نے خواجہ کی گفتگو سنکے حکم کیا اسے ہماری بارگاہ سے نکالدو اور کہدو کہ ہمنے تجھے چھوڑ دیا ہی اب ہوشیار رہنا
پھر تجکو گرفتار کرینگے تاکہ تو ہماری عیاری کا قائل ہو بمجرد حکم ملازمون نے خواجہ کو بارگاہ سے نکالنے کا قصد کیا خواجہ نے
کہا ای ملکہ مجھے اپنی بارگاہ سے نہ نکالو ایسی بے مروتی اور جفائے سخت نکرو مین تمسے جدا ہوکر ہلاک ہوجاؤنگا ہر چند کہ
دل خواجہ کا یہ نچاہتا تھا کہ اس بارگاہ سے نکلیے لیکن ملازمان ملکہ نے بجبر خواجہ کو بارگاہ سے نکالدیا خواجہ بیرون بارگاہ
آئے وہان لشکر نوشیروان مین فرمان شاہ پہونچا اور حال اپنی دختر کے ہمراہ آنیکا بیان کیا نوشیروان نے کہا
اسے ہمارے لشکر مین بلالو فرمان شاہ نے فوراً چند سوار سوے دشت روانہ کیے جب سوار صحرا مین پہونچے انھون نے عرض کیا ای
ملکہ عالم چلیے آپکے والد نے آپکو بلایا ہی ملکہ بہنگام سحر بلباس مردانہ نقاب رخ پر ڈالکر مرکب پر سوار ہوئی الحاصل سوار و عیار
ہمراہ رکاب ہوے فتنہ تو صحرا سے جاکر داخل لشکر نوشیروان ہوئی خواجہ عمرو دشت سے لشکر اسلام مین آے لیکن صدا ے
نقارہ و طبل لشکر نوشیروان مین بلند ہوئی خواجہ نے بھی آواز نقارہ و طبل سنی اسی اثنا مین ہرکارے سے خبر لیکر لشکر
اسلام مین آئے اور روبرو بادشاہ لشکر اسلام کے جاکر بعد دعا و ثنا عرض کرنے لگے کہ ای ظل اللہ جہان پناہ اسوقت دختر
فرمان شاہ داخل لشکر نوشیروان ہوئی ہی اسکے آنے سے نوشیروان نے نقارۂ خوشی بجوائے ہین اور بزم عیش مرتب
ہوئی ہی وہ دختر بھی بلباس مردانہ رخ پر نقاب ڈالے ہوے محفل سرور مین بیٹھی ہی ہر ایک سردار بھی بزم عشرت مین یعنی دربار
نوشیروان مین بیٹھا ہی میکشی کا سامان ہو رہا ہی ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے خواجہ عمرو بیتاب ہوکر بارگاہ نوشیروان
کیطرف ایک ساقی بچے کی شکل بنکر چلے اور جلد راہ طے کرکے بارگاہ نوشیروان مین پہونچے پھر ساقی بچون مین شامل ہو شراب
پلانے لگے ہنوز خواجہ نے بیہوشی شراب مین نہ ملائی تھی کہ بختک نے دختر فرمان شاہ سے کہا مین نے سنا ہی کہ تمنے
عمرو کو گرفتار کرکے چھوڑ دیا فتنہ نے جواب دیا ای ملک جی اس لنگوڑے کا گرفتار کرنا کیا مشکل ہے جب ارادہ کرونگی پکڑ لونگی
بختک نے کہا ای ملکہ خواجہ کو لنگوڑا نہ کہیے وہ اس دربار مین اسوقت ضرور ہونگے عجب نہین کہ ساقی بنکر یہان آئے ہون
اور شراب پلاتے ہون فتنہ نے یہ سنکر ہر ایک ساقی بچے کیطرف دیکھا جب خواجہ کیطرف نظر کی خواجہ نے کہا ای ملکہ مین
یہان موجود ہون تمھین شراب پلانے آیا ہون اکثر ملازمان نوشیروان یہ سنکے برائے گرفتاری بڑھے مگر فتنہ نے

سب کو منع کیا اور خواجہ سے کہا فلان روز فلان مقام پر جہان درخت چنار ہین تجھسے مقابلہ کرونگی اور یہ شرط ہی کہ جو جسکو
عیاری مین زیر کرے خواہ قتل کرے خواہ گرفتار رکھے خواجہ عمرو نے منظور کیا اسکا احوال آیندہ لکھا جائیگا عمرو لشکر اسلام مین آئے

داستان نامہ لکھنا ہیکلان عاد کا اپنے برادران خفقان عاد اور رشنکبوس عاد کو اور آنا ملکہ آذر ملک خواہر فرامرز مغربی کا برائے رہائی ہلال شاہ مغربی و فرامرز مغربی اور گرفتار کرنا رشنکبوس کو اور قتل ہونا خفقان کا اور رہا ہونا سبکا

محرران بیعدیل اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ ایکروز ہیکلان ملک سومنات مغربی نے اپنے برادران رشنکبوس عاد اور خفقان
عاد کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای برادران آگاہ ہو کہ مین قبل اسکے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کو جاہ مین
قید کر آیا ہون اور اُسکے لشکر کے سردار اور جملہ مردان فوج کو زندانمین مین نے قید کیا ہی تمھین لازم ہی کہ ہلال شاہ
اور فرامرز سے بہت ہوشیار رہنا سوا ایک گردہ نان اور کوزہ آب کے اور کچھ انھین نہ دینا جہانتک ممکن ہو
اذیت دینا اور ہر طرح سے ہوشیار رہنا ایسا نہو کوئی سردار یا عیار لشکر اسلام کا انھین رہا کر لیجاے مین انکی قید کو تمھاری
حفاظت مین چھوڑ آیا ہون جب یہ نامہ تیار ہوچکا ہیکلان نے صابر نمد پوش کو بلا کر دیا اور کہا اس نامے کو ہمارے
بھائیون کو جا کر دیدینا صابر نمد پوش کہ عیار ہی نامہ لیکر روانہ ہوا اسکو تو اثناے راہ مین چھوڑیے لیکن اب حال
ملکہ آذر ملک کا سنیے کہ ایک روز ملکہ آذر ملک نے کسی سے سنا کہ میرے برادر و پدر کو ہیکلان ملک سومنات
مغرب نے پکڑ قید کیا ہی یہ حال سنکے ملول ہوئی فوراً اپنے کوکا کو کہ نام اُسکا پروین تھا اور عیار تھا طلب کیا جب
وہ آیا ملکہ آذر ملک نے تمام حال اپنے پدر و برادر کا کہا پھر پوچھا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے اُسنے کہا جو مناسب ہو
کیجیے ملکہ نے کہا میرا دل چاہتا ہی کہ لشکر لیکر جاؤن اور اپنے برادر و پدر کو قید سے چھوڑاؤن پروین نے عرض کیا
یہ امر تو نہایت بہتر ہی غرض بعد مشورہ پروین ملکہ آذر نے لشکر فراہم کرکے پروین عیار کو ہمراہ لیکے اپنے ملک
سے کوچ کیا بعد قطع راہ عنقریب ملک رشنکبوس ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچکر مقیم ہوئی یہ خبر خفقان عاد اور
رشنکبوس عاد کو ہوئی کہ ملکہ آذر ملک دختر ہلال شاہ بجمعیت سپاہ براے رہائی پدر و برادر عنقریب شہر آکر فروکش
ہوئی ہی یہ خبر وحشت اثر سنکے رشنکبوس اپنے بھائی کو شہر مین چھوڑکر اسّی ہزار فوج ہمراہ لیکر براے مقابلہ ملکہ آذر ملک
شہر سے باہر نکلا اور صحرا مین آکر بمقابلہ ملکہ آذر ملک اترا اسنگام شب رشنکبوس نے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگی
بلند ہوئی ملکہ آذر نے خبر پاکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جاے چنانچہ بموجب حکم ادھر بھی طبل رزمی پر چوب
لگائی گئی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی جب صبح ہوئی رشنکبوس مع اپنی فوج میدان مصاف مین
صفوف آرا ہوا ادھر ملکہ آذر ملک لباس مردانہ زیب تن کرکے زرہ وغیرہ پہن کے منھ پر نقاب ڈالکے مرکب پر سوار
ہوئی پھر جملہ فوج مسلح ہوکر ہمراہ رکاب ہوئی ملکہ آذر ملک بھی بمقابلہ رشنکبوس عاد میدان رزم مین آکر صف آرا
ہوئی جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکرہاے جانبین کے دلون کو آمادہ کارزار کرکے میدان سے چلے گئے اول
رشنکبوس اپنے لشکر سے نکلکر میدان مین بڑھکر پکارا ای ملکہ آذر مین نے سنا ہی کہ تمکو دعوے شجاعت ہی اور فن سپہ گری
پر ناز ہی پس ای ملکہ تمھین میدان مین آکر مجھسے مقابلہ کرو یہ سنکے ملکہ آذر ملک نے مرکب اپنا بڑھایا سرداران لشکر نے
دست بستہ عرض کیا حضور تشریف نہ لیجائین ہم جان نثارون سے ایک ہمخوار جاتا ہی اور سر اس بداندیش کا تن
سے جدا کرکے ابھی لاتا ہی ملکہ آذر ملک نے جواب دیا اول تو یہ خلاف شجاعت ہی کہ حریف براے مقابلہ طلب
کرے اور اس سے مقابلہ جاکر نہ کرے دوسرے مین نے اپنے والد و برادر سے یہ سنا ہی کہ لشکر حمزہ صاحبقران مین
یہ قاعدہ ہی کہ جو ہم نبرد جسکو براے جنگ طلب کرے وہی اس سے مقابلہ کرے لہذا تم مجھے نرو کو سرداران لشکر مجبور ہوے

ملکہ آذر ملک نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اول لگاورزن ہوئی مرکب رشکبوس عاد کا تین قدم پیچھے ہٹ گیا اور
گھوڑا ملکہ کا ایک قدم پسپا ہوا پھر رشکبوس نے نیزہ اُٹھاکر مارا ملکہ نے نیزے کو نیزے پر روکا بعد چالیس طعن ہاے نیزہ کے
نیزہ رشکبوس کے ہاتھ سے نکالدیا رشکبوس نے غضبناک ہوکر تیغہ کھینچا اور نعرہ کرکے تیغہ سر ملکہ پر لگایا ملکہ نے اسطرح تیغے
کو سپر پر رد کیا کہ تیغہ سپر پر بیٹ پڑا پھر بچالاکی تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین کر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر پشت مرکب سے اُٹھالیا اور سر سے
بلند کرکے زمین پر پٹکا پروین نے فوراً اسکو طوق و سلاسل مین گرفتار کیا لشکریان رشکبوس نے یہ احوال دیکھکر حملہ کیا
ادھر سے بھی جوانان لشکر بڑھے جب دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ملکہ آذر ملک نے قلب لشکر مین
رشکبوس پر گرکے صدہا سوار تہ تیغ کیے آخر لشکریان رشکبوس تاب جنگ نہ لاکر میدان جنگ سے گریزان ہوکر شہر مین
داخل ہوے اور خفتان عاد سے تمام احوال جنگ بیان کیا خفتان عاد نے فوراً در شہر بند کیا اور بجاے رشکبوس عاد
تخت حکومت پر بیٹھا اور اپنے بھائی کے گرفتار ہونے سے رنجیدہ ہوا ادھر ملکہ آذر ملک نے لشکر کو شکست دیکر شہر پر حملہ
کیا مگر داخل شہر نہوئی آخر مجبور ہوکر فرودگاہ لشکر پر چلی گئی بعد کئی روز متواتر حملہ کرنے کے اور شہر مین داخل نہونیکے ایک روز
ملکہ آذر ملک نے پروین اپنے کوکا سے کہا کہ ہم کسی طرح شہر مین داخل نہین ہوسکتے اگر تو خواجہ عمرو کے پاس جاے
اور وہ یہان آئین اور ہماری اعانت کرین تو البتہ ہم شہر مین داخل ہوجائین کیونکہ وہ قلعہ گیر بے جنگ مشہور ہین پروین نے
عرض کیا مین خود ایسی تدبیر کرونگا کہ آپ شہر مین داخل ہوجائینگی عمرو کے پاس التجا لیجانا بیکار ہے یہ کہکر ہنگام شب پروین
ہمراہ ملکہ آذر ملک سوے شہر چلا تا کوئی تدبیر شہر مین داخل ہونیکی کرون جب عنقریب دیوار قلعہ شہر پہونچا ملکہ نے
دیکھا ایک پیادہ بصد عجلت چلا آتا ہے ملکہ نے اُسے روک کر پوچھا تو کہان سے آتا ہے پیادہ نے جوابدیا مین لشکر نوشیروان
سے آتا ہون پروین نے عرض کیا یہ عیار ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اس سے مقابلہ کرون پیادہ ہنسا اور کہنے لگا تو ایک
طفل ہے بھلا تو مجھسے کیا مقابلہ کریگا بڑے بڑے عیار تو مجھسے ڈرتے ہین مین صابر نمدپوش ہون کچھ دنون میری شاگردی
اختیار کر پھر کچھ عیاری تجکو بھی آجائیگی پروین یہ سنکے برہم ہوا اور صابر نمدپوش سے لڑنے لگا آخر
صابر نمدپوش کو حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کیا اور ہمراہ ملکہ آذر ملک لشکرگاہ پر آیا ملکہ نے کہا اسکے پاس دیکھو
کوئی نامہ تو نہین ہے صابر نمدپوش نے عرض کیا مین نامہ دار نہین ہون ملکہ نے پوچھا احوال حمزہ صاحبقران
اور حال لشکر اسلام بیان کر صابر نمدپوش نے کہا حمزہ عقابین پر قید تھے آج قتل ہوگئے اور کرب غازی بھی
قتل ہوا چاہتا ہے لشکر اسلام مین شور گریہ و زاری بلند ہے نوشیروان کے لشکر مین نقارہ و طبل خوشی دمبدم بجتے
ہین مین یہی خبر لیکر خفتان عاد کے پاس جاتا ہون ملکہ نے پروین سے کہا نامہ اسکے پاس ضرور ہوگا دیکھو نامہ مین کیا
لکھا ہے پروین نے اُسکی دستار سے نامہ پایا اسمین ہیکلان کیجانب سے تحریر تھا کہ اے برادران رشکبوس عاد و خفتان عاد
ہلال شاہ اور فرامرز مغربی سے بہت ہوشیار رہنا غفلت نکرنا ایسا نہو کوئی انکو چاہ تاریک سے رہا کر لیجاے
جب مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی ملکہ آذر ملک نے برہم ہوکر حکم کیا یہ عیار نہایت مکار ہے جسنے نامے کو چھپایا جھوٹ
بولا اسکو قتل کرو پروین نے بموجب حکم جلاد کو بلایا جلاد نے بحکم پاکر تیغہ لگایا اتفاقاً ہتھکڑی اور بیڑی پر پڑا صابر
نمدپوش رہا ہوکر سوے شہر بھاگ گیا اور خفتان عاد سے جاکر تمام حال بیان کیا خفتان نے برہم ہوکر حکم دیا کہ
ہلال شاہ اور فرامرز مغربی کو چاہ تاریک سے نکالکر قتل کرو مین اپنے بھائی ہیکلان سے انکے باب مین گفتگو کرلونگا
ادھر تو ملازمان خفتان عاد جانب چاہ تاریک چلے ادھر ملکہ آذر ملک نے سنا کہ صابر نمدپوش رہا ہوکر بھاگ گیا اسوقت
ملکہ نے متردد ہوکر کہا اے پروین صابر نمدپوش خفتان عاد کے پاس گیا ہوگا اور تمام حال اُسنے بیان کیا ہوگا عجب نہین

کہ وہ غضبناک ہوکر میرے برادر و پدر کو قتل کرے پروین نے عرض کیا خفتان عاد اگر آپکے برادر و پدر کو زیر تیغ بٹھائیگا ہم بھی ادھر رشکبوس اُسکے بھائی کو قتل کرینگے بلکہ میرے نزدیک مناسب ہی کہ ہنگام سحر رشکبوس کو قتل کرڈالیے جب یہ خبر ہرکارون سے خفتان کو پہونچی ہنگام سحر فوج لیکر شہر سے باہر نکلا اور قتل کرنا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کا موقوف رکھا ملازمون سے کہا اسکو لیجاکر وہین قید کرو غرض جب برائے رہائی رشکبوس خفتان عاد شہر سے باہر آیا ادھر ملکہ آذر ملک نے رشکبوس کو زندان سے طلب کیا اور جلاد کے حوالے کیا جب رشکبوس نے دیکھا کہ جلاد سر پر تیغہ کھینچے ہوے کھڑا ہی کوئی دم مین قتل ہوجاؤنگا اُسوقت خیال کرنے لگا کہ ملکہ آذر ملک کی اطاعت قبول کرنا چاہیے تاکہ قتل سے امان پاؤن اور دولت دین سے کامیاب ہون یہ خیال کرکے جلاد سے کہا کہ مجکو کچھ ملکہ آذر ملک سے عرض کرنا ہی جلاد نے ایک شخص کو خدمت ملکہ مین روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ رشکبوس عاد کچھ حضور سے عرض کرنا چاہتا ہی ملکہ نے رشکبوس کو اپنے روبرو طلب کیا اور پوچھا کیا کہتا ہی اُسنے کہا مین مسلمان ہوتا ہون اور آپ کی اطاعت اختیار کرتا ہون ملکہ نے یہ سنکے خوش ہوکر قتل سے اُسکو امان دی اور قید سے رہا کیا رشکبوس عاد کلمہ صدق دل سے پڑھکر مسلمان ہوا اتنی دیر مین خفتان عاد فوج لیکر قریب آیا ادھر بھی لشکر مسلح ہوا رشکبوس عاد اجازت جنگ ملکہ سے لیکر اپنے برادر خفتان کے مقابلے کے واسطے گیا باہم جنگ ہوئی آخر جنگ مغلوبہ ہوئی بعد تھوڑی دیر کے خفتان شکست کھاکر شہر مین داخل ہوا اور قلعہ بند کرلیا پل تختہ اٹھوالیا ہرچند رشکبوس وغیرہ نے چاہا کہ داخل شہر ہون مگر شہر مین نجا سکے آخر مجبور ہوکر فرودگاہ لشکر پر پھر آئے ادھر خفتان عاد نے دوبارہ اپنے ملازمون سے کہا کہ جاؤ ہلال شاہ اور فرامرز کو چاہ سے نکالکر لاؤ مین ابھی قتل کرڈالون ملازم گئے دیکھا چاہ مین کوئی نہین ہی ملازم حیران ہوکر خفتان عاد کے پاس گئے اور کہا کنوین مین ہلال شاہ اور فرامرز نہین ہین معلوم ہوتا ہی کوئی انکو چاہ سے نکالکر لے گیا خفتان یہ حال سنکے نہایت پریشان خاطر ہوا اور حکم کیا دریافت کرو کون انکو چاہ سے لے گیا ہی مردمان ہر طرف روانہ ہوے ناظرین پر واضح ہو کہ ملک خفتان عاد مین ایک مرد نامی تھا کہ خاص و عام اُسکو سردار عاد کہتے ہین اُسکی ایک دختر تھی عیاری مین مہارت کامل رکھتی تھی جس روز خبر قتل ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی مشہور ہوئی اُسروز ہلال شاہ اور فرامرز قتل نہوے اُسی روز قدرت خدا سے اُسکے دلمین آیا کہ ہلال شاہ اور فرامرز کو قتل ہونے سے بچائیے قید سے رہا کیجیے چونکہ ایک عیار اُسکا مطیع ہی اور خود بھی عیار ہی پس اُس عیار کو بلاکر عنقریب چاہ رات کو جاکر ایک گوشے مین بیٹھکر زمین کھودنا شروع کیا تمام شب اسی مین گذری قریب صبح دہنہ نقب کا چاہ تاریک مین جاکر وا کیا اور ہلال شاہ اور فرامرز مغربی کو کنوین سے نکالکر راہ نقب سے باہر آکر اپنے مکان مین لائی اور براحت و آرام اپنے گھر مین رکھا چونکہ فرامرز علیل تھا اُسکا علاج کرنا شروع کیا اور ایک نامہ لکھکر تیر مین باندھ کر سوے لشکر ملکہ آذر ملک لگایا جب وہ تیر لشکر ملکہ مین جاکر گرا اہل لشکر نے ملکہ سے جاکر عرض کیا خداوند نعمت اسوقت ایک تیر آکر لشکر مین گرا ہی نامہ اُسمین بندھا ہی ملکہ نے کہا وہ نامہ مع تیر لے آؤ ملازم نامہ مع تیر لے گئے ملکہ آذر ملک نے اُس تیر سے نامہ کھولکر پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے ملکہ آذر ملک آپکو معلوم ہو کہ نام میرا شیوہ ہی مین بیٹی سردار عادی کی ہون مین نے تمھارے برادر و پدر کی خبر قتل جو سنی مجکو رحم آیا اور بفن عیاری مین نے تمھارے برادر و پدر کو قید سے رہا کیا ہی اب وہ میرے مکان مین ہین اگر آپکو شہر مین آنا منظور ہو تو ہنگام سحر مع فوج در قلعہ پہ آیئے جب ملکہ آذر ملک نے نامہ پڑھا صبح تو ہو گئی تھی فورا لشکر کو ہمراہ لیکر در قلعہ پر آئی خفتان عاد آمادہ کارزار ہوا لشکر مسلح ہونے لگا شیوہ نے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز سے کہا اگر تم دلاور ہو تو اسوقت خفتان عاد سے مقابلہ کرو فرامرز مغربی اور ہلال شاہ نے اس سے تیغ و سپر لیکر

سکان سے نکلے ادھر شیوہ نے اپنے عیار اور دیگر مردمان فرمانبردار سے کہا کہ جلد جاکر در قلعہ کھولدو انھون نے بموجب حکم جاکر در قلعہ کھولدیا ملکہ آذر ملک اور رشکبوس عاد اور جملہ سواران لشکر خندق کو طی کر کے داخل شہر ہوے خفقان عاد یہ خبر سنکر گھبرایا فوج لیکر برا سے مقابلہ آیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار چلنے لگی فرامرز مغربی نے اسی جنگ مغلوبہ مین سامنے خفقان عاد کے جاکر نعرہ کیا اُسنے تیغ آبدار سر پر لگائی فرامرز نے تیغ کو سپر پر روک کر ایسی تلوار کمر پر لگائی کہ خفقان عاد دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا فوج خفقان اپنے سردار کا یہ حال دیکھکر طالب امان ہوئی ہلال شاہ اور فرامرز اور ملکہ آذر نے امان دی لڑائی موقوف ہوئی امرا و وزرا نے حاضر ہوکر اطاعت قبول کی پھر حکم ہلال شاہ سے جملہ مردمان فوج اور تمامی ساکنان شہر گنبد گوپال مسلمان ہوے ہلال شاہ نے در خزانہ ہیکلان کھلواکر زر کثیر فقرا اور مساکین کو دیا تمام رعایاے شہر خوش ہوئی پھر ہلال شاہ نے شیوہ دختر سردار عاد کو طلب کر کے اُسے اور اُسکے عیار کو از حد زر کثیر دیا اور کہا تمنے ہمپر احسان کیا کہ ہمین قید سے رہا کیا بعد اسکے جملہ اپنے سرداران لشکر اور مردمان فوج کو قید سے رہا کیا بعد کئی روز کے ہلال شاہ نے اپنی دختر ملکہ آذر ملک کو گلے سے لگایا اور پیار کیا اور اُسے اپنے ملک کیطرف مع پروین عیار اور لشکر جرار روانہ کیا اور رشکبوس عاد کو تخت حکومت پر بٹھادیا رشکبوس عاد نہایت شاد ہوا صابر نمدپوش کہ ابھی تک یہین تھا یہ تمام حالات دیکھکر جانب لشکر نوشیروان روانہ ہوا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی نے بعد چند روز کے حکم کیا کہ لشکر ہمارا مسلح ہو بموجب حکم لشکر مسلح ہوا ہلال شاہ تخت پر سوار ہوا فرامرز مغربی مرکب پر سوار ہوا قصد روانگی جانب لشکر اسلام کیا رشکبوس عاد بھی مع فوج ہمراہ رکاب ہوا ہلال شاہ نے فرمایا ای رشکبوس عاد تم یہین رہو ہمراہ ہمارے نہ چلو کیونکہ ابھی یہ شہر تازہ اسلام آباد ہوا ہے رشکبوس عاد نے عرض کیا تھوڑی دور تک تو مین ضرور ہمراہ رکاب جاؤنگا سعادت کونین حاصل کرونگا ہلال شاہ اصرار رشکبوس عاد سے مجبور ہوا غرض لشکر روانہ ہوا سواری ہلال شاہ جانب عقابین اسیر روانہ ہوئی انکو تو راہ مین چھوڑیے اور اب حال صابر نمدپوش اور ملکہ آذر ملک کا سنیے کہ جب صابر نمدپوش لشکر نوشیروان مین داخل ہوا ہیکلان ملک سومنات مغرب کی خدمت مین جاکر عرض کرنے لگا کہ مین بموجب حکم نامہ لیکر گیا تھا اور ان عجب واقعہ گذرا ہیکلان عاد نے پوچھا کیا واقعہ گذرا صابر نمدپوش نے تمام حال ابتدا سے تا انتہا بیان کیا ہیکلان عاد تمام حالات سنکے مغموم ہوا اور ملکہ آذر ملک جو روانہ ہوئی تھی چند روز مین اپنے ملک مین بخیر و عافیت داخل ہوئی

داستان طبل جنگ بجوانا فتنہ کا اور زیر درخت چنار گرفتار کرنا خواجہ عمرو کو اور رہا ہونا خواجہ کا بعیاری مہتر قران بیان کیا جاتا ہی

راویان عالی طبع اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ دختر فرمان شاہ نے جو خواجہ عمرو سے زیر درخت چنار مقابلہ کرنے کا وعدہ کیا تھا بموجب اس عہد و پیمان کے ایکروز فتنہ نے نوشیروان سے عرض کرکے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہرکارے جو بنام جاسوسی مقرر تھے فوراً خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے اور بارگاہ بادشاہ لشکر مین جاکر بعد ادای آداب اور دعا و ثنا شاہی کرکے اسطرح عرض کرنے لگے کہ ای ظل اللہ عالم پناہ اسوقت فتنہ دختر فرمان شاہ کہ وہ عیارہ ہی نوشیروان سے اجازت لیکر اپنے نام پر طبل مقابلہ بجوایا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ ہنگام سحر زیر درخت چنار خواجہ عمرو شاہ عیاران سے آکر مقابلہ کرے فن عیاری ظاہر کرے باقی خیریت ہی ہرکارے تو یہ عرض کرکے چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواختن طبل جنگ سنکر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی صداے نقارہ بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام خصوصاً خواجہ عمرو آگاہ ہوے کہ صبح کو فتنہ مجھسے مقابلہ کریگی عیاران لشکر اسلام تو الگ تیاری جنگ مین مصروف ہوے لیکن خواجہ عمرو زیر درخت چنار جاکر حلقہ ہاے کمند زمین پر بچھاکر خاک و خس سے حلقہ ہاے کمند کو چھپا آئے جب صبح ہوئی ادھر سے نوشیروان فوج گران لیکر اُس میدان وسیع مین آیا جب میدان مین

درخت چنار تھا اور فتنہ بھی نقاب منھ پر ڈالکر مرکب سوار ہوکر ہمراہ لشکر نوشیروان آئی اور علحدہ ایک خیمہ ایستادہ کرکے مع اپنے عیارون کے اس خیمے مین داخل ہوئی ادہر سے بادشاہ لشکر اسلام مع جملہ فوج و عیار ہمراہ لیکر اسی میدان مین جاکر بارگاہ و خیام استادہ کرکے داخل بارگاہ ہوکے بالاے تخت رونق بخش ہوے سرداران لشکر کرسیون پر اور دنگلون پر جلوہ گر ہوے خواجہ عمرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھے جملہ سوار بھی زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے نوشیروان بھی مثل بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ استادہ کراکے تخت پر بیٹھا سرداران لشکر گرد کرسیون پر بیٹھے سواران لشکر بھی مرکبون سے اتر اتر کر براے سیر مقابلہ فتنہ و خواجہ عمرو زین پوشون پر بالاے زمین بیٹھے ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش خیمے سے نکلا اور جانب درخت چنار چلا خواجہ عمرو بھی کرسی سے اٹھکر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر جلد تر جاکر زیر درخت چنار کھڑے ہوے جب وہ سیاہ پوش نیچے درخت کے آیا خواجہ عمرو نے وہی حلقہاے کمند اسطرح کھینچے کہ بانوان اس سیاہ پوش کے حلقہ ہاے کمند مین پھنس گئے خواجہ نے دوبارہ جھٹکا دیکر جو حلقہ ہاے کمند کھینچے سیاہ پوش لڑکھڑا کر زمین پر گرا جملہ اہل اسلام خوش ہوے خصوصاً عیاران لشکر اسلام بدرجہ کمال خوش ہوے خواجہ عمرو نے بھی خوش ہوکر بخیال بوسہ سینہ سیاہ پوش پر سوار ہوکر منھ اپنا جانب چہرۂ سیاہ پوش جھکایا اور خیال کیا ہی خوب بخوبی تو تمناے دل اسوقت بر نہ آئیگی لیکن کچھ تو حظ نفس حاصل ہو جائیگا یہ فتنہ تمھاری معشوقہ ہی اسکے گل رخسار کے متواتر بوسے لو ادہر تو خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے سر جھکایا اور چاہا نقاب الٹ کر اسکے عارض کا بوسہ لین اُدھر فتنہ رخ پر نقاب ڈالکے اُس خیمے سے مثل برق جہندہ نکلی اور جلد تر خواجہ کے پاس پہونچکر حلقہ ہاے کمند خواجہ کی گردن مین ڈالکر جھٹکا دیا حلقے گردن خواجہ مین پیوست ہوے پھر فتنہ نے خواجہ کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیا اور اپنے خیمے مین لیگئی یہ حال دیکھکر جملہ کفار خوش ہوے اور اہل اسلام ملول ہوے سیاہ پوش مذکور اٹھکر فتنہ کے پاس چلا گیا عیارون نے وقت گرفتاری خواجہ چاہا تھا کہ زیر درخت چنار جاکر خواجہ کو رہا کرین لیکن چونکہ خواجہ اور فتنہ سے شرط ہوگئی تھی کہ وقت گرفتاری کوئی عیار نہ ہلو تمھارے پیچھے سے چھڑاے اور نہ تمکو ہمارے ہاتھ سے رہا کرے اسوجہ سے تمام عیار کھڑے ہوے دیکھا کیے جب خواجہ گرفتار ہو چکے عیارون نے اپنے دلمین کہا شب کو جاکر خواجہ کو رہا کر لائینگے ہر وقت کی شرط نہین ہی فقط وقت گرفتاری کی شرط ہی غرض بعد گرفتار ہونے عمرو کے فتنہ خرم و شادان ہمراہ نوشیروان اُس میدان سے فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوئی جب اپنی بارگاہ مین پہونچی خواجہ کو زندان مین بھیجدیا اور عیارون سے کہا کہ زندان کے قریب کسی کو نہ آنے دینا خبردار غافل ہونا ایسا نہو کہ کوئی عیار خواجہ کو رہا کر کے لیجاے مین صبح کو عمرو کو قتل کرونگی عیارون نے کہا کیا مجال اور کسی عیار کی جو زندان تک قدم رکھ سکے خداوند ہم خوب ہوشیار رہینگے یہ کہکر عیار چلے گئے اور زندان کے گرد پھرنے لگے بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سب مغموم و ملول لشکر گاہ کیطرف روانہ ہوے اور راہ طے کرکے فرودگاہ لشکر پر پہونچے بادشاہ لشکر اسلام داخل بارگاہ ہوے سرداران نامی بھی اپنی اپنی بارگاہون مین گئے سواران لشکر بھی گھوڑون سے اُتر کر خیام مین داخل ہوے جملہ عیار بھی اپنے اپنے خیمے مین گئے جب شام ہوئی اور تاریکی شب محیط عالم ہوئی عمدہ عیار شکلین بدل بدلکر لشکر نوشیروان مین گئے لیکن اُن عیارون کو ہوشیار اور خبردار دیکھکر زندان تک نہ جاسکے یہان تو عیاران اسلام فکر رہائی عمرو مین ہر سمت پھر رہے ہین خواجہ قید خانے مین ہین عیاران لشکر نوشیروان وغیرہ گرد زندان پھر رہے ہین کسیکو قریب زندان ٹھہرنے اور آنے نہین دیتے ہین لیکن اب حال فتنہ کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب فتنہ نے خواجہ عمرو سے مقابلہ کرنیکا اقرار کیا تھا اسی روز سے اپنی حفاظت کی ایک تدبیر کرلی تھی چنانچہ فتنہ خواجہ عمرو کو زندان مین بھیجکر اپنے خیمے مین چلی گئی اور مقام محفوظ پر پہونچکر بآرام تمام سو رہی ایک عیار کو بھی براے حفاظت اپنے خیمے کے دربرہ رکھا اسکا احوال بعد اسکے لکھا جائیگا غرض جب نصف شب گذری خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ فتنہ بموجب اقرار صبح کو مجھے قتل کرڈالیگی سر و گردن مین جدائی ہو جائیگی مجھکو تو فتنہ کے وصل کی آرزو

یہان اپنا کام وقت سحر تمام ہوا جانکہ یہ خیال کرکے عمرو بے دست و پا ہے فلک بند کیے اور آبدیدہ ہوکر اسطرح مناجات کی مناجات عاشقانہ

یا خدا روح قیس کا صدقہ	دل مجروح قیس کا صدقہ	ہجر و درد دل شکستہ روان	سینۂ سوزہ و درون خستہ دلان
رحم کر مجھپہ اے مرے معبود	تو ہی ہر ایک جا پہ ہے موجود	مجکو اس قید سے رہا کر دے	در مطلب سے دامن اب بھر دے

خواجہ ابھی مناجات کر رہے تھے کہ یکایک ایک جا پر زمین زندان کی اسقدر شق ہوئی خواجہ نے متحیر ہوکر دیکھا مہتر قران زمین سے نکلا خواجہ مہتر قران کو دیکھکر خوش ہوے پھر اسی وہنہ نقب سے مہتر قران خواجہ کو لیکر بیرون نقب آیا اور طوق و سلاسل جسم خواجہ سے دور کرکے کہا ای استاد اب لشکر مین چلیے خواجہ نے کہا اسوقت فتنہ غافل سو رہی ہوگی اُسکے خیمہ مین چلنا چاہیے اگر ممکن ہو تو اُسے گرفتار کرین پھر لشکر اسلام مین چلین مہتر قران نے کہا اچھا استاد چلیے مین بھی آپ کے ہمراہ چلتا ہون یہ کہکر مہتر قران ہمراہ ہوا خواجہ چلے جب قریب خیمہ فتنہ کے پہونچے جلد قدم بڑھاکر آگے بڑھے ناگاہ زیر قدم زمین دھنس گئی خواجہ اور مہتر قران دونون سما گئے اور پانی مین گرے خواجہ نے گھبراکر کہا ای مہتر قران جلد اپنی پشت پر اُٹھا لے ورنہ مین ڈوب جاؤنگا مہتر قران نے خواجہ کو اپنی پشت پر لاد لیا اور پیرنا شروع کیا واضح ہو کہ فتنہ نے بھی تدبیر اپنی حفاظت کے واسطے کی تھی چہار جانب اپنے خیمے کے خندق عریض و عمیق کھدوائی تھی اور پانی اسمین اسقدر تھا کہ غواص بتھاہ اُسکی نہ لاسکتا تھا اور بالاے خندق ایسی نرم و باریک تیری لکڑی کی پچھائی تھی کہ اگر طفل بھی اُسپر قدم رکھے تو بھی بار سے اوس طفل کے وہ تختے ٹوٹ جائین فتنہ جانتی تھی کہ خواجہ یا عیاران لشکر اسلام مجھے گرفتار کرنے ضرور آئینگے پس کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ مجھ تک کوئی نہ پہونچ سکے چنانچہ وہی ہوا جو فتنہ نے خیال کیا تھا کہ خواجہ اور مہتر قران براے گرفتاری فتنہ قریب خیمہ جاکر خندق مین گرے راوی کہتا ہے کہ تادیر مہتر قران آب خندق مین پیرا کیا وہان اندھیرا اسقدر تھا کہ ظلمت چشمہ حیوان بھی اُس اندھیرے سے خجل تھی جب زیادہ دیر ہوئی مہتر قران اور خواجہ نے دعا کی تیر دعا بہدف مراد پر پہونچا یعنی کئی عیاران لشکر اسلام اُس جگہ آئے زمین دھنسی ہوئی تختے ٹوٹے ہوے تھے ایک عیار نے دوسرے سے کہا دیکھو یہان پر گڑھا ہے ذرا دیکھکر آنا مہتر قران نے آواز پہچانکر اُسی خندق سے پکارا کہ ای برق خبردار آگے قدم نہ بڑھانا یہ خندق ہے یہان مین ہون اور تمھارے استاد ہین دھوکا کھاکر ہم دونون گر پڑے ہین کسی طرح ہماری دستگیری کرو ہمین یہان سے نکالو برق نے آواز قران کی پہچانکر حلقہاے کمند خندق مین ڈالے اول خواجہ عمرو حلقہاے کمند پکڑکر اُس خندق سے نکلے پھر مہتر قران بھی اسیطرح اُس خندق سے باہر آئے خواجہ نے پھر خیمہ فتنہ مین جانیکا ارادہ کیا عیارون نے منع کیا آخر خواجہ عمرو حسب کہنے مہتر قران اور برق وغیرہ کے خیمۂ فتنہ مین نہ گئے اور لشکر نوشیروان سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر مین پہونچے جملہ سردار اور غمخوار خواجہ کے رہا ہونیسے خوش ہوے جب صبح ہوئی عیاران لشکر نوشیروان نے دیکھا کہ خواجہ زندان مین نہین ہین متحیر ہوکر باہم کہنے لگے کہ تمام رات ہم ہوشیار رہے گرد زندان پھرا کیے لیکن تعجب ہے کہ عمرو کو کوئی عیار آکر لیگیا نشان نقب موجود ہے یہ گفتگو کرکے خیمہ فتنہ کے قریب گئے اور پکارکر کہا اے دختر فرمان شاہ ای ملکہ غضب ہوا کوئی عیار نقب لگاکر خواجہ عمرو کو لے گیا فتنہ نے صداے عیاران سنکر کہا تمنے غفلت کی خبر جاؤ مین پھر خواجہ کو گرفتار کرلونگی عیار یہ سنکے چلے گئے جب وقت دربار آیا نقاب ڈالکر مردانہ لباس زیب تن کرکے بارگاہ نوشیروان مین گئی اور اپنے باپ کے پاس جاکر بیٹھی بختک نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ خواجہ عمرو کو کوئی عیار رہا کرکے لیگیا افسوس ہے تمنے عمرو کو قید کیون کیا جسوقت گرفتار کیا تھا قتل کیا ہوتا فتنہ نے جواب دیا کہ اگر مرتبہ سر سیدان اُس سے مقابلہ کرینگے اُسے گرفتار کرونگی اور جو تمھاری راے ہوگی وہی کرونگی یہ کہکر فتنہ خاموش ہوئی

داستان مقابلہ کرنا فولاد حاکم ہندوستان مغرب کا رستم پیل بادشاہ شہر گنبد گوہان مغرب سے اور اسیر ہونا ہلال شاہ مغربی اور قرامز مغربی کا اور آنا ملکہ آذر لکمت کا اور قتل کرنا فولاد کو بیان کیا جاتا ہے

راویان شیرین زبان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب اشکبوس عاد مسلمان ہوا اور خفتان عاد قتل ہو گیا ناہید دختر خفتان عاد اپنے باپ کے غم مین نہایت گریان ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ ای ناہید تیرے باپ کو گویا تیرے چچا نے قتل کیا اگر یہ مسلمان ہو کر شریک ملکہ آذر نہوتا تو تیرا پدر قتل نہوتا یہ خیال کر کے نالان و گریان اپنے محل سے مع عورتون کے نکلکر جانب سرہستان مغرب روانہ ہوئی بعد قطع راہ جسوقت سرہستان مغرب مین پہونچی فولاد کو خبر ہوئی ناہید کو بلا کر حال پوچھا ناہید نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کر کے کہا مین اسواسطے تمہارے پاس آئی ہون کہ تم میری اعانت کرو میرے باپ کے قاتلون کو ہلاک کرو میرے باپ کے ملک کو اپنے قبضہ مین لاؤ فولاد کو حال خفتان عاد سنکے رنج ہوا اور ناہید سے کہا تم اشکباری موقوف کرو مین تمہارے ہمراہ چلتا ہون تمہارے باپ کے قاتلون کو تہ تیغ کرونگا یہ کہکر حکم دیا سامان سفر تیار ہو جب حکم وزرا نے سامان کیا بعد دو روز کے فولاد حاکم شہر سرہستان مغرب اسی ہزار سواران جرار لیکر مع امراء وزرا و ناہید دختر خفتان عاد اپنے ملک سے روانہ ہوا اور جلد جلد منازل طے کر کے شہر گنبد گویان مغرب مین آیا یہان آکر فولاد نے سنا کہ اشکبوس عاد ہمراہ رکاب ہلال شاہ مغربی و فرامرز مغربی جانب عقابین گیا ہی فولاد بلا توقف جانب عقابین روانہ ہوا اثنائے راہ مین فولاد نے دیکھا کہ اشکبوس عاد ہمراہ ہلال شاہ مغربی و فرامرز مغربی جاتا ہی ادھر اشکبوس نے فولاد کو دیکھکر فرامرز مغربی سے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ ملاحظہ فرمائیے یہ فولاد حاکم سرہستان مغرب نہایت زبردست ہی قوت و شجاعت مین مشہور جہان ہی فرامرز نے دیکھا اور فرمایا ای اشکبوس نہین معلوم یہ کیون آیا ہی اشکبوس عاد نے عرض کیا بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ برائے جنگ آیا ہی فرامرز یہ سنکے خاموش رہا چونکہ اسوقت آفتاب غروب ہو گیا تھا ہلال شاہ مغربی نے اسی جگہ قیام کیا فولاد بھی بمقابلہ ہلال شاہ مغربی اترا اور ایک نامہ لکھکر قاصد کو دیا اور کہا اس نامے کو جاکر اشکبوس عاد کو دینا اور جواب نامہ لیکر جلد آنا قاصد نے بموجب حکمنامہ اشکبوس عاد کو جاکر دیا اشکبوس نے نامہ لیکے نامہ پڑھا مضمون نامے کا یہ تھا کہ ای اشکبوس جو کچھ تمنے افعال ناشائستہ کیے خیر وہ تو کیے مگر اب تمکو لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے اس نامے کے میرے پاس چلے آؤ لات و منات کو سجدہ کرو دین خدا پرستی ترک کرو میرے شریک ہو کر ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی سے لڑو انہین قتل کرو اشکبوس عاد مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر برہم ہوا اور نامہ بعد غیظ و غضب چاک کر ڈالا اور نامہ بر سے کہا کہدینا فولاد نابکار سے کہ اگر تجھکو دعوے دلیری ہی تو طبل جنگ بجوا کر مجھسے مقابلہ کر قاصد یہ سنکر خدمت فولاد مین گیا اور جو کچھ اشکبوس نے کہا تھا عرض کیا فولاد نے غضبناک ہو کر اسوقت طبل جنگ بجوایا ہلال شاہ نے خبر پا کر طبل رزمی سنکے اپنے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی یہ خبر ملکہ آذر ملک کو پہونچی فوراً اپنے ملک سے بجمعیت سپاہ کثیر برائے مدد اشکبوس عاد روانہ ہوئی یہان جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان نبرد مین صفوف آرا ہوئے جب نقیب مردان لشکر کو آمادہ کارزار کر کے میدان کارزار سے چلے گئے اسوقت فولاد حاکم سرہستان مغرب مرکب پر سوار ہو کر صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اشکبوس عاد نے ہلال شاہ سے اذن جنگ لیکر مرکب اپنا سوئے میدان نبرد بڑھایا اور بمقابلہ فولاد پہونچکر مرکب کو روکا فولاد نے برہم ہو کر نیزہ مارا اشکبوس عاد نے نیزہ و نیزے پر روکا اسیطرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی آخر دونون کے نیزے ٹوٹ گئے پھر فولاد نے سر اشکبوس پر تیغہ مارا اشکبوس عاد نے سپر پر روکا اور خود بھی تلوار کھر فولاد پر لگائی فولاد نے بار تلوار کی دیکھکر بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر لیکر داہنا ہاتھ دست اشکبوس پر ڈالا ارادہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھین لے اشکبوس نے زور کیا ادھر فولاد نے اپنی طرف کھینچا آخر بعد تھوڑی دیر کے فولاد نے اشکبوس کو مرکب سے اٹھا کر گرفتار کیا لشکر اشکبوس و ہلال شاہ نے ارادہ بڑھنے کا کیا لیکن اشکبوس نے سپاہ کو منع کیا فولاد

طبل بازگشت بجوا کر چلا گیا ہلال شاہ مغربی بھی لشکر لیکر فرودگاہ لشکر کیطرف چلا گیا جب فولاد اپنی بارگاہ مین پہونچا
حکم کیا کہ رشنکبوس کو لاؤ ملازمان فولاد رشنکبوس کو لے آئے رشنکبوس نے موافق ملت اسلام اہل دربار فولاد پر سلام کیا
کسی نے جواب نہ دیا فولاد نے برہم ہو کر حکم دیا کہ رشنکبوس عاد کو مارو ملازمان نے چار سو چوب سخت سے خوب رشنکبوس
کو مارا تمام بدن رشنکبوس کا نیلگون ہو گیا اور اکثر اعضا پر اسقدر ضرب لگی کہ پوست شق ہوا اور خون جاری ہوا بعد اسکے حسب الحکم
فولاد سے رشنکبوس عاد کو قید کیا فولاد نے اپنے وزرا سے مخاطب ہو کر کہا آج جسطرح مین نے رشنکبوس کو گرفتار
کیا ہی اسیطرح کل ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کو بھی اسیر کرونگا اخیار وزیر نے دست بستہ عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ
مین نے سنا ہی کہ فرامرز مغربی نہایت پر قوت ہی اُسکا اسیر ہونا اور قتل ہونا بظاہر بسا مشکل ہی میرے نزدیک حضور اس سے
مقابلہ نہ کرین مین نے یہ امر از راہ خیر خواہی عرض کیا ہی آگے جو مناسب ہو فولاد نے پوچھا پھر کیا کیا جاے اخیار وزیر اعظم نے
عرض کیا فرامرز کو بمکر گرفتار کیجیے یا عیار کو روانہ کیجیے کہ وہ کسی طرح اُسے اور ہلال شاہ کو بیہوش کر کے حضور کے پاس لے
آئے فولاد نے راے اپنے وزیر اعظم کی پسند کی اور اُسیوقت حکم دیا کہ ہمارے عیار سمن کو جلد بلاؤ جب سمن عیار آیا فولاد
نے کہا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کو بعیاری بیہوش کر کے جلد میرے پاس لے آ سمن عیار بموجب حکم بانے
عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کر کے ایک شاگرد کو اپنے ہمراہ لیکر فی الفور روانہ ہوا جب بارگاہ ہلال شاہ کے قریب پہونچا دیکھا
ایک ساقی بچہ گھبرایا ہوا بارگاہ سے نکلا سمن عیار نے اُس سے پوچھا اسوقت تم کیون گھبرائے ہوے ہو اُسنے کہا ہلال شاہ نے شراب
گیشکی کی طلب کی ہی مین وہی شراب لینے جاتا ہون سمن عیار یہ سنکے اسکے ہمراہ چلا اثنائے راہ مین کہ وہان تنہائی تھی اور کوئی نتھا
حباب بیہوشی مار کر اُس ساقی کو بیہوش کیا اور صحرا مین لیجا اُسے مخفی کر کے اُسکی شکل بنکر شیشہ شراب لیکر داخل بارگاہ ہوا
اور ساغر بلورین شراب بیہوشی آمیز بھر کر روبروے ہلال شاہ لیگیا پھر فرامرز اور دیگر سرداران لشکر کو شراب پلائی بعد
تھوڑی دیر کے سب بیہوش ہوے سمن نے فرامرز مغربی کو چادر عیاری مین باندھا اور اپنے شاگرد کو بلا کر کہا
ہلال شاہ کو جلد چادر عیاری مین باندھ لے شاگرد سمن نے بموجب حکم استاد ہلال شاہ کو چادر عیاری مین باندھا
غرض شاگرد اور استاد پشتارے پشت پر رکھکر عقب بارگاہ جا کر خنجرون سے قنات چاک کر کے سوے صحرا روانہ ہوے مردمان
لشکر ہلال شاہ کو اس امر کی ذرا بھی خبر نہوئی غرض سمن راہ دیگر سے مع اپنے شاگرد کے بارگاہ فولاد مین آیا اور پشتارہ
دوش سے رکھکر کہنے لگا باقبال حضور ہلال شاہ اور فرامرز کو بیہوش کر کے لے آیا ہون فولاد خوش ہوا اور کہا
اب انکو طوق و زنجیر مین گرفتار کر سمن نے بخوبی دونون کو طوق و زنجیر وغیرہ مین گرفتار کیا فولاد نے کہا اب انکو لیجا کر
اپنے خیمے مین رکھ اور انکی حفاظت کر ہنگام سحر مین انکو قتل کرونگا سمن عیار ہلال شاہ اور فرامرز کو اُٹھا کر اپنے
خیمے مین لیگیا جب صبح ہوئی فولاد نے رشنکبوس اور ہلال شاہ اور فرامرز کو طلب کیا سمن عیار سب کو گرفتار کیے
ہوے لایا فولاد نے رشنکبوس اور ہلال شاہ اور فرامرز سے کہا اگر تم خداوند لات و منات کو سجدہ کرو تو مین تمکو رہا
کردون ہلال شاہ اور فرامرز اور رشنکبوس عاد نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ ہم تیرے خداوندون پر لعنت
کرتے ہین ہرگز انکو سجدہ نہ کرینگے لائق سجدہ وہ پروردگار ہی جسنے زمین و آسمان وغیرہ اشیاے موجودہ کو خلق
کیا ہی رخ فولاد کثرت آتش قہر و غضب سے سرخ ہو گیا کہنے لگا مین تمکو قتل کرونگا اس بے ادبی کی سزا دونگا یہ کہکر
جلادون کو طلب کیا جب جلاد آیا فولاد نے کہا ای جلادو ان خدا پرستون کو لیجا کر قتل کرو جلادون نے حکم پا کر ہلال شاہ
اور فرامرز اور رشنکبوس کا ہاتھ پکڑ کر براے قتل لے چلے اور صحرا مین ایک جگہ ٹھہر کر تین چبوترے ریگ کے بنائے
اُنپر بوریے بچھائے پھر ہر ایک بوریے پر ایک ایک کو بٹھایا گردن پر کوئلے کا خط دیا اور کہا جو کچھ کہنا ہو

ہے

تھا لو جسکو دیکھنا ہو دیکھ لو اگر پیاسے ہو پانی پی لو پھر ہر ایک بات کی تمنا رہجائیگی کیونکہ ایکدم مین رشتۂ حیات
تم سب کا قطع ہوجائیگا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی اور اشکبوس عاد نے جواب دیا ای جلادان خونخوار
ہمکو کسی شی کی حاجت اور خواہش نہین ہے لخت دل و خون جگر سے سیر و سیراب ہین تم اپنے کام مین مشغول ہو جلادون
نے یہ سنکے تیغے کھینچکر زیر تیغ ہر ایک کو بٹھایا اتنی دیر مین فولاد نے حکم اول دیا کہ اے جلادو ہیبا بدولت کے مجرمون کو
قتل کرو بعد تھوڑی دیر کے پھر فولاد نے حکم دیگر برائے قتل دیا ہنوز تیسرا حکم قتل نہین دیا تھا کہ ناگاہ سوے صحرا ایک جانب
سے غبار عظیم بلند ہوا اور علاوہ اسکے دو سرداران لشکر ہلال شاہ جو دربار مین شراب بیہوشی آمیز پیکر بیہوش ہوے
تھے ہوشیار ہوے انھون نے ہلال شاہ اور فرامرز کو بارگاہ مین نپاکر باہم کہا کہ بادشاہ اور شاہزادہ ذیجاہ
کہان ہین دریافت کرنا چاہیے یہ کہکر باہر بارگاہ کے آئے مردمان لشکر سے پوچھا انھون نے کہا ہمین نہین معلوم کہان
ہین آخر دریافت ہوا کہ سمن انکو بہ عیاری بیہوش کرکے لے گیا ہے اسوقت وہ قتل ہوتے ہین یہ خبر پاکر شور گریہ و فغان
سردارون وغیرہ نے بلند کیا پھر سب برائے رہائی ہلال شاہ و فرامرز و اشکبوس عاد جلد جلد مسلح ہونے لگے
اور باواز بلند جملہ صغیر و کبیر رونے لگے فولاد عادو نے اول تو شور نالہ و فغان سنا دوسرے غبار کو دیکھکر متردد ہوا چاہتا
تھا کہ تیسرا حکم قتل دے کہ وہ غبار ہوا اسے برطرف ہوا اور ملکہ آذر ملک مع سپاہ کثیر قریب نزد آ پہونچی ملکہ نے جو صداے
فریاد و فغان سنی پروین عیار سے کہا دریافت تو کر اس لشکر مین سب کیون روتے ہین پروین نے جلد دریافت
کرکے جاکر کہا اے ملکہ غضب ہوا یہ آپکے والد و برادر کا لشکر ہے سمن عیار شبکو بہ عیاری آپکے والد و برادر کو بیہوش کرکے
لیگیا تھا اسوقت وہ قتل ہونے ہین سرداران لشکر مسلح مع فوج ہو چکے ہین ارادہ رکھا ہے کہ لشکر دشمن پر گرکے حریفون کو
قتل کرکے آپکے والد اور برادر کو رہا کرین قتل ہونے سے بچائین ملکہ آذر ملک نے یہ خبر وحشت اثر سنکے ایک آہ سرد
کی اور عنقریب فوج فولاد جاکر نعرہ کیا ہلال شاہ اور فرامرز اور اشکبوس عاد زیر تیغ بیٹھے ہوے دعاے رہائی کر رہے
تھے نعرہ ملکہ آذر کی آواز سنکے جوش شجاعت آگیا فوراً طوق و زنجیر کو مثل تار عنکبوت توڑکر پھینکدیا ناظرین پر واضح ہو
کہ جبتک وقت رہائی نہین آتا ہے سرداران لشکر اسلام قید مین بیٹھے رہتے ہین اور جسوقت وقت رہائی آجاتا ہے طوق و سلاسل
کو توڑکر پھینکدیتے ہین غرض آمدیم بر سر مطلب ہلال شاہ اور فرامرز اور اشکبوس نے زنجیر وغیرہ کو توڑکر وہی زنجیر
بہ قہر و غضب جلادون پر مارین جلادان بد انجام ہلاک ہوکر زمین پر گرے تیغے انکے ہاتھ سے گرے ہر ایک نے ایک ایک
تیغہ اٹھالیا اور نعرہ کرکے لشکر فولاد پر گرے فولاد جلد مسلح ہوکر مع فوج آگے بڑھا ادھر ملکہ آذر ملک نعرہ کرکے
لشکر فولاد پر گری ادھر لشکر ہلال شاہ بھی فولاد کی فوج پر گرا تلوار چلنے لگی لاشین کافرون کی زمین پر تڑپنے
لگین شور دار و گیر بلند ہوا برق شمشیر صحرا مین ہر طرف چمکنے لگی گھٹا سیاہ ڈھالون کی اٹھی دلاور مانند رعد نعرے
کرنے لگے زمین گھوڑون کے دوڑنے سے اڑنے لگی زخمی زمین پر گرکے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے ہلال شاہ اور فرامرز
اور اشکبوس عاد نے عین گرمی جنگ مین تین سرداران لشکر فولاد کو قتل کرکے انکے مرکبون پر بیٹھے اور لڑنے لگے ملکہ
آذر ملک جنگ شہادہ کرتی ہوئی سامنے فولاد کے پہونچی فولاد نے برہم ہوکر تیغہ مارا ملکہ آذر ملک نے اسکے تیغے کو سپر
پر روک کر تلوار ایسی کمر پر لگائی کہ فولاد دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا مردمان لشکر یہ حال دیکھکر طالب امان ہوے
ہلال شاہ اور فرامرز شاہ اور ملکہ آذر ملک نے انھین پناہ دی ہزارہا مردمان لشکر فولاد تو مسلمان ہوے
اور کچھ نابکار امان پاکر گریزان ہوے ہلال شاہ اپنی دختر کو دیکھکر خوش ہوا پھر جنگ گاہ سے آکر اپنی بارگاہ مین گیا دختر کو
بہت پیار کیا اور پوچھا تمھارا آنا کیونکر ہوا ملکہ نے کہا مین نے سنا تھا کہ فولاد حاکم سرزمین دستان مغرب نے

اشکبوس کے ملک پر چڑہائی کی ہی اور اُسکو اسیر کیا ہی اور آپ سے برسر جنگ ہی اسوجہ سے مین بعجلت وہان سے یہان آئی الحمد للہ
کہ عین وقت پر یہان پہونچی ہلال شاہ نے کہا ای دختر نیک اختر اب تمکو لازم ہی کہ شہر سرودستان مغرب مین جاؤ اور وہان
سبکو مسلمان کرکے وہان کا انتظام کرو یہ کہکر ملکہ کو جانب سرودستان مغرب مع فوج روانہ کیا اور اشکبوس عاد کو سر گنبد گویان
مغرب کیطرف روانہ کیا اور خود مع سپاہ اُسی روز جانب عقابین روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہی کہ ملکہ آفر بعد چند روز کے شہر
سرودستان مین پہونچی اور رعایا کو وہان کی مسلمان کیا اور اشکبوس عاد بھی اپنی ملک مین پہونچا ہلال شاہ اور فرامرز
کوچ و مقام کرتے ہوئے اکثر صحرائے سبزہ زار مغرب مین طائرون اور چرپاؤن کا شکار کرتے ہوئے سمت لشکر اسلام
چلے جاتے تھے لشکر فراوان ہمراہ تھا سرداران فوج فولادین ہمراہ رکاب تھے ✦

داستان جنگ کرنا پشنگ عاد حاکم سواد مغرب کا اشکبوس عاد سے اور بٹھانا تخت پر اپنے برادر
مجنون کو پھر جانا جانب عقابین اور قتل کرنا فرامرز کا مجنون عاد کو اور لڑنا پشنگ عاد نے اور
اٹھا لیجانا نیچے کا پسر ہلال شاہ مغربی کو

راویان رطب اللسان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب فرامرز مغربی بعد قتل ہونے فولاد کے سوے
عقابین چلا اور اشکبوس اپنے ملک مین جاکر حکمرانی کرنے لگا اُسی زمانے مین پشنگ عاد حاکم سواد مغرب نے کہ
فنون کشتی و تیغ زنی مین مشہور تھا ہزار ہا اُسکے شاگرد تھے اپنے دلمین خیال کیا کہ یہان کوئی پہلوان ایسا نہین ہی کہ
جس سے لڑون اور کچھ لطف دلکو حاصل ہو پس بہتر یہ ہی کہ لشکر نوشیروان کیطرف جاؤن قبل اسکے اخبار سے معلوم بھی
ہوا ہی کہ وہان نوشیروان نے حمزہ صاحبقران کو بالاے عقابین قید کیا ہی سرداران لشکر حمزہ کہ بڑے بڑے پہلوان
اور قوی ہین نوشیروان سے لڑ رہے ہین وہان پہونچکر ہر ایک پہلوان سے لڑونگا سب کو زیر کرونگا خصوصاً
پہلوان عادمی کو زیر کرکے اپنا مطیع کرونگا اور جو پہلوان میرا مطیع نہوگا اُسے قتل کرونگا یہ تصور کرکے مع چالیس ہزار
سواران جرار کہ وہ سب بھی کشتی گیر تھے اور اپنے شاگردون اور اپنے چھوٹے بھائی مجنون عاد کو ہمراہ لیکر اپنے ملک
سے سوے لشکر نوشیروان روانہ ہوا اثناے راہ مین ملک اشکبوس عاد کا جو ملا پشنگ کو معلوم ہوا کہ اشکبوس
مسلمان ہوگیا ہی لات پرستی اُسنے ترک کردی ہی یہ حال سُنکے نہایت برہم ہوا چونکہ پشنگ لات پرست تھا ہی مسلمانون
سے عناد قلبی رکھتا ہی اسوجہ سے ملک اشکبوس عاد پر حملہ آور ہوا اشکبوس نے شہر سے نکلکر اُس سے مقابلہ کیا
خوب لڑائی ہوئی آخر اشکبوس شکست کھاکر سوے عقابین گریزان ہوا تا جاکر فرامرز سے یہ حال بیان کرے
اشکبوس عاد تو اُدھر روانہ ہوا اِدھر پشنگ عاد نے شہر گنبد گویان مین داخل ہوکر بعد لوٹنے اور قتل کرنے
صدہا مردمان شہر کے اپنے چھوٹے بھائی مجنون عاد کو اُس ملک کا بادشاہ کیا اور تخت حکومت پر اُسکو بٹھا کر مع
فوج جانب لشکر نوشیروان روانہ ہوا اشکبوس عاد جو بعجلت بسمت عقابین چلا تھا بعد قطع منازل ایکروز
ایک صحرا مین پہونچا دیکھا لشکر اُترا ہی فرامرز صحراے سبزہ زار مین شکار کھیل رہا ہی اشکبوس عاد فرامرز
مغربی کو دیکھکر خوش ہوا اور دوڑکر قدم پر گرا فرامرز مغربی نے سبب آنیکا پوچھا اشکبوس نے احوال پشنگ
تمام و کمال بیان کیا اور عرض کیا آپ میری اعانت کیجیے اسیواسطے مین حاضر ہوا ہون فرامرز مغربی یہ وقوعہ
سنکر غضبناک ہوا اور اُسیوقت تمام فوج ہمراہ لیکر اشکبوس عاد کو ساتھ اپنے لیکر جانب شہر گنبد گویان روانہ
ہوا جب قریب شہر پہونچا مجنون عاد فرامرز مغربی کے آنے کی خبر سُنکے براے جنگ لشکر لیکر شہر سے باہر نکلا اور
طبل جنگ بجاکر فرامرز سے مقابلہ کیا فرامرز نے ہنگام جنگ مجنون عاد کو بہ ضرب شمشیر آبدار قتل کیا لشکر اُسکا

تاب مقابلہ نلا کر گریزان ہوا فرامرز مغربی نے شہر مین داخل ہو کر پھر اشکبوس کو تخت پر بٹھایا اور اہل شہر سے
دریافت کیا کہ لپشنگ عاد کس طرف گیا ہے مردمان شہر نے عرض کیا کہ جانب لشکر نوشیروان گیا ہے فرامرز مغربی
یہ سنکے مع فوج سمت لشکر نوشیروان روانہ ہوا انکو تو اثنای راہ مین چھوڑیے اور اب حال لپشنگ کا سنیئے
کہ یہ جو شہر گنبد گوبان سے روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ ایک صحرا مین جاکر پہونچا دیکھا اسنے کہ ایک لشکر اور بھی اترا ہے
لپشنگ اس لشکر سے کچھ متعرض ہوا اور علیحدہ اس لشکر سے ایک جگہ اترا بارگاہ اور خیام برپا کرنیکا حکم دیا
جب ملازمون نے بارگاہ و خیام استادہ کیے لپشنگ داخل بارگاہ ہوا سواران لشکر مرکبون سے اتر کر خیام مین
داخل ہوے جب وہ دن گذر کے رات ہوئی اور وہ رات بھی بسر ہوئی ہنگام سحر لپشنگ نے حکم دیا اکھاڑہ تیار کرو
بموجب حکم ملازمون نے اکھاڑہ تیار کیا نال اور مگدر اور لیزم اکھاڑے پر لاکر رکھدی لپشنگ لباس اتار کر
اکھاڑے مین اترا اور ریالات اعلی منات معلی لپکر مٹی اکھاڑے کی اٹھا کر اپنے بازو پر ملی اور خم مار کر گیارہ ڈنڈ
کرکے اپنے شاگردون سے کہنے لگا آؤ زور کرو دس شاگرد کپڑے اتار کر مانند فیل ہاے مست اکھاڑے مین اترے اور
سب یکبارگی لپشنگ سے لپٹے لپشنگ نے ہر ایک کو پیچ کر کے زمین پر پٹکا پھر شاگرد اٹھکر لپٹے پھر لپشنگ نے انھین
بہ قوت بازو مثل طفلان ناتوان کے زمین پر پٹکا اسیطرح جملہ اپنے شاگردون کو لڑانے لگا قبل اسکے لکھا گیا
ہی کہ لپشنگ عاد نے دیکھا تھا کہ ایک لشکر قبل سے اسی صحرا مین اترا تھا وہ لشکر بادشاہ تبریز کا تھا اور
شاہزادہ تبریزا اور بادشاہ تبریز کو فن کشتی سے از حد شوق تھا نامی پہلوان دور دور سے بلاکر ملازم کیے تھے
اسی لشکر مین پہلوان بدیع جو پسر رفیع گاذر مشہور تھا وہ بھی تھا اور رفیع گاذر بھی ہمراہ لشکر تھا جب
لپشنگ کشتی لڑانے لگا بادشاہ تبریز باشتیاق تمام پہلوان بدیع اور دیگر پہلوانون کو ہمراہ لیکر واسطے کشتی دیکھنے
کے اکھاڑے پر آیا لپشنگ نے بہ عزت و احترام جواہر نگار کرسی پر بادشاہ تبریز کو اور شاہزادہ تبریزا کو بٹھایا اور
پہلوانون کو موافق انکے مرتبے کے بٹھایا جب سب بیٹھ چکے لپشنگ عاد پھر لڑانے لگا اور بکمال تیار کھانے
لگا پیچ نادر کرنے لگا بادشاہ تبریز دیکھنے لگا بعد کشتی لڑانے کے لپشنگ نے نال اٹھائے اور بڑے بڑے اور
گران وزن اٹھائے شاگرد اسکے مگدر ہلانے لگے بعضے نال اٹھانے لگے اکثر باہم کشتی لڑنے لگے لپشنگ نے
نال اٹھا کر سوے پہلوان بدیع دیکھکر خیال کیا کہ یہ جوان کیا اچھا ہی دست و پا اسکے نہایت قوی معلوم
ہوتے ہین کیونکہ لپشنگ پہلوان بدیع کو اچھا نہ سمجھتا کہ بدیع گیسوان خلیلی رکھتا تھا اور خال سبز زنخ عیان
تھا اور رگ ہاشمی ظاہر تھی چہرہ مثل آفتاب روشن تھا رعب ایسا تھا کہ لپشنگ بھی بغور جانب بدیع دیکھ
نہ سکتا تھا غرض لپشنگ نے پہلوان بدیع کو دیکھکر کہا اے جوان اگر تیرا دل چاہے تو مجھسے مقابلہ کر اکھاڑے
مین اتر کر کشتی لڑ مجھسے خائف ہو مین بہ نرمی تجھسے کشتی لڑونگا اگر تو میرا شاگرد ہو جائیگا تو جملہ اپنے شاگردون کو
تیرے حوالے کردونگا اپنا قائم مقام تجھکو کردونگا جملہ شاگرد میرے تجھکو خلیفہ کہینگے پہلوان بدیع نے یہ کلمات جو سنے نہایت غصہ آیا ارادہ
کیا کہ اکھاڑے مین اتر کر اس نابکار کو قتل کر یا اس پر پھینکدیجیے اس بدزبانی کی سزا دیجیے ابھی پہلوان بدیع پسر رفیع گاذر اکھاڑے مین
نہ اترا تھا کہ ایک جانب غبار عظیم بلند ہوا لپشنگ عاد اور بادشاہ تبریز اور پہلوان بدیع و جملہ صغیر و کبیر سوے غبار دیکھنے لگے لپشنگ
نے اپنے لشکر کے ایک سوار سے کہا جلد جا اور خبر لا یہ غبار کیسا بلند ہے سوار فوراً روانہ ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد آکر عرض کرنے لگا اے
بادشاہ فلک جاہ فرامرز مغربی اور ہلال شاہ مغربی کہ وہ خداپرست ہی مع فوج کثیر اسطرف آتے ہین ادھر فرامرز نے دو لشکر بھی
صحرا مین اترے ہوے دیکھکر اپنے عیار کو برای خبر روانہ کیا عیار گیا اور جلد آکر عرض کرنے لگا اے شاہزادے سنیے یہ جو لشکر ہے وہ

تو بادشاہ بہمن تبریزی کا ہے اور یہ لشکر پشنگ عاد کا ہے پشنگ اس وقت کشتی اکھاڑے مین لڑ کر نال اور اسکے اٹھا رہا ہے ادھر تو پشنگ مسلمانوں کا نام سنکر برافروختہ ہوا اور حکم دیا کہ مردمان فوج مسلح ہون اور خود بھی جلد مسلح ہوا اسواسطے کہ مسلمانوں کو قتل کرون اُدھر فرامرز مغربی نام پشنگ سنکر برہم ہوا کیونکہ اسی نے اشکبوس کو شکست دی تھی اور اسی کے تعاقب مین فرامرز مغربی چلا تھا الحاصل جب فرامرز قریب آیا نعرہ کیا کہ او پشنگ نابکار ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری قریب آگئی ہر گز تجکو زندہ نچھوڑونگا تو نے مجکو صدمہ دیا ہے اشکبوس عاد میرے مطیع کو تو نے شکست دی ہے جسطرح مین نے تیرے بھائی مجنون عاد کو مارا ہے اسیطرح تجکو بھی ہلاک کرونگا پہلوان عاد وغیرہ فرامرز کو دیکھکر تعریف کرنے لگے کہ یہ جوان نہایت اچھا ہے آثار دلیری و جوانمردی اسکے رخ سے عیان ہے دست و پا پر قوت ہے لیکن پشنگ عاد صدائے نعرہ فرامرز مغربی سنکے غضبناک ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اسکی زبانی مجکو معلوم ہوا ہے میرے بھائی کا قاتل ہے اسکو زندہ نہ چھوڑون اپنے بھائی کا انتقام لون یہ خیال کرکے مسلح ہو کے چکاچک گینڈے پر سوار ہوا اور آگے بڑھکر ہاتھ مین نیزہ اٹھا کر قریب فرامرز کے جا کر سینے پر فرامرز کے نیزہ مارا فرامرز نے نیزہ اسکا اپنے نیزے پر روکا پھر خود نیزہ مارا اُسنے بھی نیزہ اپنے نیزے پر روکا بعد چالیس طعن ہائے نیزے کے فرامرز مغربی نے خنجر دار خنجر دار رکھا ایک ہند نادر نیزے کا بازو ہکر نیزہ دست پشنگ عاد سے نکال لیا بادشاہ تبریز اور پہلوان بدیع اور دیگر پہلوان ملازم بادشاہ تبریز یہ حال دیکھکر فرامرز مغربی کی تعریف کرنے لگے پشنگ عاد کو صدمہ ہوا اور اسی عالم صدمہ مین غضبناک ہو کر تیغہ کھینچکر فرامرز پر لگایا فرامرز نے تیغ کو سپر پر روک کر ایسی تلوار لگائی کہ اگر پشنگ پیچھے ہٹ نہ جائے تو مثل خیار دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے پشنگ عاد تو پیچھے ہٹنے سے بچ گیا لیکن تلوار جو گینڈے پر پڑی گینڈا دو نیم ہو کر بالائے خاک گرنے لگا پشنگ گینڈے سے کود کر زمین پر آیا اور برہم ہو کر ایسی شمشیر لگائی کہ بلب مرکب فرہاد قلم ہوے فرامرز مغربی بھی گھوڑے سے کود پڑا اور ارادہ کیا کہ پشنگ کو خوب شمشیر آبدار سے قتل کیجیے ناگاہ ایک پنجہ مثل برق جہندہ جانب فلک سے گرا اور فرامرز مغربی کو اٹھا کر سوے چرخ لیگیا اس واقعے سے ہر ایک شخص متحیر ہوا ہلال شاہ کو رنج عظیم ہوا پشنگ اپنے لشکر مین چلا گیا اور خیال کرنے لگا خوب ہوا کہ فرامرز کو پنجہ اٹھا کر لیگیا ورنہ وہ مجکو ضرور ہلاک کرتا شاہ تبریز وغیرہ یہ جنگ اور یہ واقعہ دیکھکر اپنے لشکر مین گئے ہلال شاہ بھی غم فرزند مین مغموم و محزون جنگگاہ سے جا کر اُسی صحرا مین ایک جگہ مقیم ہوا جب رات ہوئی ہلال نے خیال کیا کہ مین پشنگ سے مقابلہ نکر سکونگا یہ خیال کرکے اُسی تاریکی شب مین لشکریان پشنگ کو غافل دیکھکر مع لشکر وہان سے جانب عقبا مین روانہ ہوا جب صبح ہوئی پشنگ نے ہلال شاہ کو نہ پایا اب پشنگ عاد تو ایکطرف اُسی صحرا مین مقیم ہے اور بادشاہ تبریز علیحدہ اُسی صحرا مین فروکش ہے ہلال شاہ سوے عقبا مین روانہ ہوا ہے فرامرز مغربی کو پنجہ اُٹھا لیگیا ہے انشاء اللہ سب کا احوال بمقامات مناسب پر آیندہ تحریر کیا جائیگا +

داستان آنا فرہاد بلیغربی کا اور گرفتار کرنا قلندر نقابدار کو بعد ازان مطیع حمزۂ صاحبقران ہو کر داخل لشکر امیر با توقیر ہونا اور مقابلہ کرنا فرامرز قاران عدنی وغیرہ سے

راویان شیرین مقال اس داستان بمثال کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب فرامرز لیغربی قریب لشکر حمزۂ صاحبقران آکر ایک صحرائے سبزہ زار مین مقیم ہوا اپنے عیار طیفور کو بلا کر کہنے لگا ای طیفور جلد جا اور خبر لشکر حمزۂ صاحبقران جلد لا طیفور بموجب حکم جلد تر روانہ ہوا اور شکل اپنی تبدیل کرکے داخل لشکر اسلام ہوا اور مردمان لشکر سے احوال دریافت کرکے اور کچھ کیفیت اپنی آنکھون سے دیکھکر بعجلت لشکر سے نکلکر چلا جب فرامرز لیغربی کی خدمت مین پہنچا عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادے ذیجاہ مین بموجب حکم لشکر حمزۂ صاحبقران مین گیا تھا مین نے دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ علمشاہ اور بہرام گرد اور خاقان چین اور مالک اژدر اور تریب غازی اور دیگر سرداران نامی و نامور بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر واسطے شکار کے گئے ہین کیونکہ آجکل نوشیروان نے طبل جنگ نہین بجوایا ہے لڑائی موقوف ہے

سرداران ہند کو بکا دل گھبرایا تھا اسوجہ سے واسطے شکار کے کسی طرف گئے ہین فقط آپکے والد سرداران نامی سے لشکر مین ہین وہ اسوجہ سے برائے شکار نہین گئے کہ شانہ اُنکا ابتک درست نہین ہوا ہے اور سر پر زخم شمشیر جمشید بن حنظلہ بھی موجود ہی وہ بھی ابھی تک اچھا نہین ہوا ہے سوائے آپکے والد کے اور کوئی سردار نامی لشکر مین نہین ہی چھوٹے چھوٹے سرداران لشکر البتہ لشکر مین موجود ہین اور قلندر نقابدار کو خود مین نے دیکھا ہی کہ وہ ہمراہ چند سوارون کے لشکر اسلام مین آیا ہی اور آپکے والد کی بارگاہ مین قریب آپکے والد نامدار کے بیٹھا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ قلندر نقابدار واسطے عیادت کے آپ کے والد ماجد کی خدمت مین آیا ہی فرہاد دیکفرنی احوال قلندر نقابدار سنکے برہم ہوا اور کہنے لگا یہ قلندر نقابدار بلائے روزگار ہی اسنے مجکو نہایت پریشان کیا ہی آج اسکو ضرور مار ڈالونگا یہ کہکر حکم دیا کہ ہر دمان لشکر جلد مسلح ہون بموجب حکم مردمان سپاہ مسلح ہوئے فرہاد دیکفرنی فیل پر سوار ہوکر فوج ہمراہ لیکر چلا یہان قلندر نقابدار لندھور بن سعدان کی عیادت کرکے اور رخصت ہوکے چلا تھا کہ فرہاد دیکفرنی آپہونچا اور قلندر نقابدار کو دیکھکر نعرہ کیا کہ اے نقابدار اگر تو مرد ہی تو گریز نکر دلیرانہ مجھسے مقابلہ کر قلندر نقابدار نے یہ سنکے مرکب کو روکا فرہاد دیکفرنی نے فیل اپنا بڑھاکر گرز گران سر قلندر نقابدار پر مارا قلندر نقابدار نے ضرب گرز فرہاد کو تو اپنے گرز پر روکا لیکن صدمہ بار گرز سے پشت مرکب ٹوٹ گئی قلندر نقابدار پشت فرس سے کودنے لگا اتفاقاً پانون قلندر نقابدار کا رکاب مین اُلجھ گیا ہمراہ گھوڑے کے زمین پر گرا فرہاد دیکفرنی نے فوراً کمند مارکر حلقہ ہائے کمند مین نقابدار کو اسیر کیا پھر طوق و سلاسل مین گرفتار کیا یہ احوال دیکھکر لندھور بن سعدان نے عالم زخمداری او شکستگی شانہ مین ارادہ قابو کرنیکا کیا تھا لیکن فرہاد دیکفرنی قلندر نقابدار کو گرفتار کرکے وہان سے چلا گیا اور ایک میدان وسیع مین جاکر بارگاہ و خیام برپا کرکر مقیم ہوا اور اسیوقت روبرو اپنے قلندر نقابدار کو بلایا اور کہا اے قلندر نقابدار اب کہہ کیا تجکو سزا دون تو نے بارہا مجکو پریشان کیا ہی قلندر نے دلیرانہ جواب دیا تو نے مجکو عالم مجبوری مین گرفتار کیا ہی جسطرح تیرا دل چاہے مجھے ہلاک کر فرہاد دیکفرنی نے یہ سنکے پوچھا تیرے کان مین یہ حلقہ کیسا پڑا ہی قلندر نے جواب دیا یہ حلقہ اطاعت حمزہ صاحبقران ہی تجکو بھی لازم ہی کہ میری طرح تو بھی حلقہ اطاعت حمزہ صاحبقران اپنے کان مین ڈال کیونکہ فی زمانہ مانند انکے کوئی شجاع اور بہادر نہین ہی بڑے بڑے سرکشان جہان کو انھون نے زیر کیا ہی بعد وہ قاف مین ہزارہا دیون کو قتل کیا ہی انسان کی تو کیا حقیقت ہی دیو اور جن انکے خوف سے تھراتے ہین فرہاد دیکفرنی تقریر قلندر نقابدار سنکے برہم ہوا اور جلاد کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد سر اسکا تن سے جدا کر جلاد نقابدار کو برائے قتل لیگیا اور ریگ کا چبوترہ بناکر بوریہ ہلاکت کا اسپر بچھاکر گردن پر کوٹلے کا خط دیکر زیر تیغ بٹھایا اور قلندر نقابدار سے کہنے لگا کہ اے قلندر اب تیرا رشتہ حیات کوئی دم مین قطع ہوجائیگا جو تمنائے دلی ہو بیان کر گرسنہ ہو تو کھانا کھالے تشنہ ہو تو پانی پی لے جو نصیحت اور وصیت کرنا ہو کرلے پھر یہ وقت ہاتھ نہ آئیگا قلندر نقابدار نے برہم ہوکر جواب دیا کیون فضول باتین کرتا ہے اپنے کام مین مشغول ہو جلد تیغ آبدار سے کام میرا تمام کر جلاد یہ سنکے خاموش رہا فرہاد دیکفرنی نے حکم دیا اے جلاد قلندر نقابدار کو قتل کر ابھی فرہاد دیکفرنی نے حکم اول جلاد کو برائے قتل قلندر نقابدار دیا تھا اور قلندر خدا سے دعا کررہا تھا جلاد سر پر تیغ علم کیے ہوے کھڑا تھا لندھور وغیرہ اہل اسلام کو قتل قلندر سے آگاہی نہ تھی ناگاہ علمشاہ اور کرب غازی اور بہرام گرد بن خاقان چین اور مالک اژدر وغیرہ سرداران نامی شکارگاہ سے آکر داخل لشکر اسلام ہوے لندھور نے سب سے کہا تھوڑی دیر ہوتی ہے کہ قلندر نقابدار میرا محسن میری عیادت کو آیا تھا فرزند میرا فرہاد دیکفرنی اُسے گرفتار کرکے لے گیا ہی مجکو یقین ہی کہ پسر میرا قلندر کو قتل کرڈالیگا مین نے اس حال مین ارادہ مقابلہ کرنیکا کیا تھا لیکن فرزند میرا قلندر نقابدار کو اسیر کرکے لے گیا مجھسے مقابلہ اُسنے نہ کیا بہرام گرد اور کرب غازی نے تمام حال سنکے کہا ہم ابھی جاتے ہین اور قلندر نقابدار کو رہا کرکے لیے آتے ہین یہ کہکر سب امداد

بن خاقان چین اور کرب غازی مرکبون پر سوار ہوکر چند خادم و خدمتگار اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ فرہاد لکیضرنی کیطرف چلے جب قریب بارگاہ پہونچے فرہاد لکیضرنی کو خبر ہوئی کہ بہرام گرد بن خاقان چین اور کرب غازی مع چند خدمتگارون کے آتے ہین فرہاد لکیضرنی یہ سنتے ہی بارگاہ سے نکلکر استقبال اُنکا کیا اور بارگاہ مین لاکر مقام صدر پر اُنھین بٹھایا بعد مزاج پرسی فرہاد لکیضرنی نے بہرام گرد بن خاقان چین اور کرب غازی سے پوچھا آپکے کانون مین یہ حلقے کیسے ہین کس وجہ سے حلقہ کان مین ڈالا ہی بہرام گرد اور کرب نے متفق اللفظ کہا ای بہادر ای فرہاد لکیضرنی آگاہ ہو یہ حلقہ فرمانبرداری حمزہ صاحبقران ہی ہمنے اُنکی اطاعت اختیار کی اور علامت اطاعت و فرمانبرداری کا یہی حلقہ ہی جو تم ہمارے کانون مین دیکھتے ہو حمزہ صاحبقران نے ہمین بقوت بازو زیر کیا ہی اور تمہارے پدر عالیوقار کو بھی مثل ہمارے زیر کیا ہی اسوجہ سے وہ اُنکے مطیع ہین تم بیکار اپنے والد سے رُوٹھے ہو اور اطاعت حمزہ صاحبقران سے اُنھین باز رکھنا چاہتے ہو فرہاد لکیضرنی نے گفتگو سے بہرام گرد اور کرب غازی سنکے فکر کی اور بعد فکر بسیار خیال کیا کہ کچھ تو ایسا باعث ہی کہ ایسے بہادرون نے اطاعت حمزہ قبول کی ہی ای فرہاد تو بھی اُنکی اطاعت اختیار کر اب تک تو راہ خطا پر تھا ناحق تو نے اپنے والد اور دیگر سرداران لشکر حمزہ سے مقابلہ کیا مجکو مناسب نہ تھا یہ خیال کرکے حکم دیا کہ جلاد قلندر نقابدار کو قتل نکرے بلکہ قید سے قلندر کو رہا کردے اور ہمارے پاس لے آئے بموجب حکم ملازمون نے جلاد سے جاکر کہا جلاد نے تیغ میان مین رکھا پھر قلندر نقابدار کو جلاد اور دیگر اشخاص نے قید سے رہا کیا بعدہ قلندر نقابدار کو بارگاہ فرہاد مین لائے فرہاد لکیضرنی نے تعظیم کرکے قلندر نقابدار کو بعزت و احترام مقام صدر پر بٹھایا اور عذر کیا کہ ای قلندر نقابدار میری تقصیر معاف کرو پہلے مین راہ کجی پر تھا اب راہ راست پر آیا مین نے بھی مثل آپ صاحبون کے حلقہ اطاعت حمزہ صاحبقران برغبت دلی اپنے کانمین ڈالا جب یہ کلمات قلندر نقابدار اور بہرام اور کرب نے سنے فوراً فرہاد سے خوش ہوکر معانقہ کیا پھر فرہاد ہمراہ بہرام اور کرب غازی اور قلندر نقابدار مع اپنے سرداران فوج اور جملہ مردمان لشکر کے جانب لشکر حمزہ چلا ادھر بادشاہ لشکر اسلام کو ہرکارون سے معلوم ہوا کہ فرہاد در راہ راست پر آکر ہمارے لشکر مین آتا ہی یہ خبر پاکر نامی سرداران لشکر سے فرمایا کہ جاؤ اور استقبال فرہاد کا کرکے بعزت تمام لشکر مین لاؤ سرداران نامی بموجب حکم استقبال کرکے فرہاد کو لشکر اسلام مین لے گئے فرہاد نے اول روبرو بادشاہ لشکر اسلام جاکر بصد ادب مجرا کیا پھر پایہ تخت کا سر جھکا کر بوسہ لیا بادشاہ لشکر اسلام نے خوش ہوکر الطاف و مرحمت شاہی سے اُسے سرفراز کیا خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور بارگاہ سلیمانی مین عقریب لندھور بن سعدان کے دنگل بچھوا کر فرمایا کہ اِس دنگل پر بیٹھو فرہاد آداب بجا لاکر دنگل پر بیٹھا پھر اپنے پدر ذیوقار کے قدمون پر گرا اور دست بستہ کہنے لگا آپ میری خطا عفو فرمائین لندھور نے سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور خوش ہوا پھر لندھور جملہ سرداران لشکر سے ملا اور قلندر نقابدار رخصت ہوکر سوے صحرا چلا گیا اسیوقت حکم بادشاہ لشکر اسلام سے نقارہ نوازون نے نقارے بجائے اور شہنا نوازون نے شہنا کو بجایا جب صداے نقارہ و شہنا بلند ہوئی نوشیروان نے متحیر ہوکر اپنے وزرا سے پوچھا آج لشکر اسلام مین صداے نقارہ و شہنا کیسی بلند ہو وزرا نے عرض کیا ہم غلامون کو سبب اسکا معلوم نہین حضور ہرکارون کو روانہ فرمائین باعث نقارہ بجانیکا معلوم ہوجائیگا نوشیروان نے اسیوقت چند ہرکارون کو روانہ کیا ہرکارے لشکر اسلام مین آکر کل حال خوشی و مسرت کا دریافت کرکے روبروے نوشیروان گئے اور عرض کرنیلگے ای شہنشاہ اسوقت فرہاد خان لکیضرنی مطیع حمزہ صاحبقران ہوکر داخل لشکر ہوا ہی اسیکے داخل لشکر ہونیکی یہ خوشی ہی کہ نقارہاے شادمانی بجتے ہین نوشیروان یہ خبر سنکر ملول ہوا اور کہنے لگا اب مجکو لازم ہی کہ بعوض اس خوشی کے اہل اسلام کو غم فرہاد دین ہاں دلاورو تم مین سے کون سردار صف شکن و جرار فرہاد سے مقابلہ کرکے اُسکا سر تن سے جدا کریگا جب نوشیروان نے دربار مین کل سردارون سے مخاطب ہوکر اسطرح کہا اور تو کسی سردار نے ارادہ مقابلہ نہ کیا لیکن فرامرز بن قارن عدنی نے عرض کی ای شہنشاہ یہ خدمت مین بجا لاؤنگا اقبال شہنشاہ سے فرہاد کو تہ تیغ کرونگا اہل اسلام کو اُسکے غم مین رلا دونگا حضور میرے نام طبل جنگ بجوائین نوشیروان نے

خوش ہوکر بنام فرامرز بن قارن عدنی طبل جنگ بجوایا یہ خبر بذریعہ ہرکارون کے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچی بادشاہ لشکر اسلام نے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی اور نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاسے بموجب حکم نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی جملہ مردان لشکر اسلام
آگاہ ہوے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوے جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی نوشیروان فوج بیکران ہمراہ لیکر مع فرامرز بن قارن
میدان جنگ مین آیا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام کل فوج ہمراہ رکاب لیکر میدان کارزار مین پہونچے بعد درستی میدان مصاف دونون
جانب سے صف آرائی ہوئی پھر نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر پکارے ای بہادرو
وقت مصافحہ ہے لازم ہے کہ میدان مین بڑھکر حریفون سے لڑو حق نمکخواری بادشاہ ادا کرو اور دونون جہان مین نام پیدا کرو جب نقیب اور
کڑکیت مردان ہر دو لشکر کو آمادہ کارزار کرچکے میدان مصاف سے دور جاکر کھڑے ہوے اسوقت اہل لشکر نوشیروان سے فرامرز
بن قارن عدنی مرکب پر سوار ہوکر بصد کبر و غرور نکلا اور بیچ میدان مین آکر فرس کو روک کر پکارا ای فرقہ خداپرستان ہے کوئی تم مین سے کون
مجھسے مقابلہ کریگا جسکو تمناے اجل ہو وہ مجھسے مقابلہ کرے ابھی فرامرز بن قارن یہ کہہ رہا تھا کہ فرہاد یکضربی نے بادشاہ لشکر اسلام سے
بڑھکر اجازت جنگ لی اور اپنے والد اور دیگر سرداران لشکر اسلام سے رخصت ہوکر فیل پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور سامنے فرامرز
بن قارن کے آکر ہاتھی کو روکا پھر فرامرز بن قارن نے رکاب پر پانون اپنے استوار کرکے اور اٹھ کھڑے ہوکر گرز اٹھا کر سر فرہاد بن
سند صور پر لگایا فرہاد یکضربی نے گرز فرامرز کا اپنے گرز پر روکا پھر فرہاد نے خبردار خبردار کہکر ساٹھ من کا گرز اٹھاکر گردش دیکر سر
فرامرز بن قارن پر مارا فرامرز نے گرز کو تو اپنے گرز پر بمشکل تمام روکا لیکن چھٹی کا دودھ یاد آگیا بدن پسینے مین تر ہوگیا گیندے کی
کمر ٹوٹ گئی فرامرز نے گیندے سے کود کر برہم ہوکر تیغ کھینچکر فیل فرہاد کے ایک ضرب سے پانون قلم کیے ہاتھی زمین پر گرنے لگا فرہاد ہاتھی پر
سے کودا اور فرامرز بن قارن کو زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر ارادہ کیا کہ اٹھاکر اسطرح زمین پر پٹکون کہ پیوند خاک ہوجاے لیکن پیکر فرامرز بن
قارن کا زمین سے نہ اٹھا فرامرز نے بھی زنجیر کمر فرہاد مین ہاتھ ڈالکر زور کرنے لگا اسوقت گویا اکھاڑا درست ہوا دونون بہادر اکھاڑے سے
تن و من گردان کر شیرانہ کشتی لڑنے لگے دونون طرف سے داؤن پیچ ہونے لگے اور نوشیروان مع سرداران لشکر بارگاہ مین متمکن
تماشاے کشتی دیکھنے لگا اور بادشاہ لشکر اسلام مثل نوشیروان کے بارگاہ مین تخت پر رونق افروز ہوکر تماشاے کشتی دیکھنے لگے اور یہ بھی ناکر
تمام دن باہم خوب کشتی ہوئی ہنگام شام فرامرز نے خیال کیا کہ میرا دم آگیا ہے اور فرہاد کو ابھی پسینہ بھی نہین آیا ہے اگر اب مین کشتی کرونگا تو جلد فرہاد
مجکو زیر کریگا پس مناسب یہی ہے کہ کوئی مکر کرے یہ خیال کرکے فرامرز نے کہا ای بہادر دن واسطے محنت و مشقت کے ہے اور رات واسطے راحت و آرام کرنے کے
لہذا اسوقت کشتی موقوف رکھ ہنگام سحر پھر مجھسے کشتی لڑنا فرہاد نے جواب دیا کہ اگر تو وقت سحر کشتی نہ لڑیگا تو مین میدان مین آکر طبل یورش بجواکر
لشکر نوشیروان پر حملہ کرونگا اور تجکو قتل کرونگا فرامرز نے اقرار کیا کہ اگر مین ہنگام صبح کشتی نہ لڑون تو تم طبل یورش بجواکر مردان لشکر نوشیروان
ہو اور مجھے قتل کرنا فرہاد نے اقرار لیکر فرامرز کو چھوڑدیا فرامرز اکھاڑے سے نکلکر لشکر نوشیروان مین گیا نوشیروان فرامرز کو ہمراہ لیکر جنگگاہ سے
اپنی بارگاہ مین گیا ادھر بادشاہ لشکر اسلام فرہاد کو ساتھ لیکر میدان رزم سے چلے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے جملہ سردار و سوار گھوڑون
سے اتر کر بارگاہ و خیام مین گئے اسلحے تنون سے دور کیے پھر ہر ایک بستر خواب پر راحت گزین ہوا جب وہ شب گذری اور صبح ہوئی
بموجب اقرار فرہاد ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام جمعیت سپاہ کثیر میدان نبرد مین گیا لیکن ادھر سے فرامرز بن قارن نہ آیا ہرچند نوشیروان
نے کہا لیکن فرامرز کشتی لڑنے پر راضی نہوا اور کہنے لگا ای شہنشاہ مین تین آدمیون سے مقابلہ کسی فن مین نکرونگا نوشیروان نے پوچھا
انکے نام بیان کرو فرامرز نے کہا علمشاہ اور کرب غازی اور فرہاد خان یکضربی سواے انکے اور جو کوئی مجھسے لڑیگا مین اس سے
لڑونگا نوشیروان یہ سنکے ناچار ہوا ادھر دیر ہوئی موافق عہد فرہاد نے طبل یورش بجواکر ارادہ کیا کہ فوج نوشیروان پر گر کے ہزارون
کافرون کو ہلاک کرے اور فرامرز کو گرفتار کرکے قتل کرے جب نوشیروان نے دیکھا کہ فرہاد نے اپنا ہاتھی بڑھایا اور فوج اسکے ہمراہ آتی ہے
فی الفور کثیر الجمعیت فوج لیکر آگے بڑھا اور فرہاد کو روکا اسوقت ایک بہادر سمی ہیگوتہ لشکر نوشیروان سے گینڈے پر سوار ہوکر

میدان نبرد مین نکلا اور گرز گران سر فرہاد پر مارا فرہاد نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر رد کیا سیگونہ نے پھر گرز کو گردش دیکر سر
فرہاد پر مارا فرہاد نے پھر اسکے گرز کو اپنے گرز پر رد کیا اسطرح تین مرتبہ سیگونہ نے متواتر سر فرہاد پر گرز لگایا اور فرہاد نے
اُسکے گرز کو اپنے گرز پر رد کیا بعد ازان فرہاد نے سر سیگونہ پر یون گرز مارا کہ سیگونہ مع گینڈا گویا پیوند خاک ہو گیا اسوقت
خواجہ عمرو نے میدان مین آکر باواز بلند کہا ای فرہاد ماشاء اللہ کیا گرز لگا ہی کہ نشہ شراب سیگونہ اُتر گیا مع گینڈا پیوند خاک ہو گیا
جسوقت سیگونہ ہلاک ہوا لشکر نوشیروان مین ایک تہلکہ پڑ گیا فوج بیدل ہوئی نوشیروان سرد ہوا ناگاہ ایک جوان
سیاہ پوش جانب مغرب سے نمایان ہوا اور لشکر نوشیروان مین آکر کہنے لگا ای شہنشاہ طبل بازگشت بجوائیے دیر نہ کیجیے
مین ایسی تدبیر کرونگا کہ آپ خوش ہو جائینگے اور مراد دلی آپ کی بر آئیگی نوشیروان نے بموجب کہنے سیاہ پوش کے
طبل گشت بجوایا فرہاد میدان کارزار سے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ چلا گیا نوشیروان بھی فوج کو ہمراہ لیکر
اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا اودھر بادشاہ لشکر اسلام فرودگاہ لشکر پر پہونچکر داخل بارگاہ ہوے اور لشکر کے سردار وغیرہ
مرکبون سے اُترکر اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین گئے فرہاد بھی فیل سے اُترکر اپنی بارگاہ مین گیا اودھر نوشیروان اپنی بارگاہ
مین پہونچا سیاہ پوش نے عرض کیا غلام جاتا ہی اور کوئی کار نمایان کرکے حاضر ہوتا ہی نوشیروان نے رخصت کیا سیاہ پوش
شکل و لباس بدلکر روانہ ہوا فرہاد لیکضربی وقت شام اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص ضعیف سامنے آیا اور فرہاد کو
جھک کر سلام کیا پھر ایک رقعہ جیب سے نکالکر دیا فرہاد نے پڑھا اسمین لکھا تھا ای صاحب ہم تمھارے اشتیاق
ملاقات مین اپنے والدین اور دیگر اعزا سے چھپکر یہان آئے ہین اگر فرصت ہو تو ایک لمحہ کے واسطے ہمارے پاس چلے
آؤ جب تم یہان آؤ گے ہم اپنے نام و نسب سے بھی تمھین اطلاع دینگے فرہاد رقعہ کے مضمون سے واقف ہوکر خیال کرنے لگا
کہ کوئی عورت شاید مجھپر عاشق ہو گئی ہی وہی بیتاب ہوکر اپنے گھر سے نکلکر آئی ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شاہزادی ہی افشاے
راز کے خیال سے نام و نسب اپنا اسنے نہین لکھا ہی یہ خیال کرکے عالم شباب مین شائق بوس و کنار ہوا اپنی بارگاہ سے نکلکر اس
شخص کے ہمراہ سوے دشت چلا لندھور بن سعدان نے جو دیکھا کہ فرہاد کو ایک شخص اپنے ہمراہ لیے جاتا ہی اپنے پسر ارشیون
سے کہا ای جان پدر تم اپنے بھائی کے عقب مین جاؤ دیکھو تو کہ فرہاد کو وہ شخص کہان لیے جاتا ہی جب ارشیون عقب فرہاد
روانہ ہوا اُس شخص نے چند گلوریان پان کی نہایت پاکیزہ و نفیس ایک خاصدان مین رکھکر فرہاد سے کہا یہ پان کی گلوریان ہماری ملکہ
نے حضور کے واسطے بھیجی ہین حضور کوئی گلوری نوش فرمائین فرہاد نے ایک گلوری خاصدان سے لیکر خوش ہوکر کھائی بعد ایک لمحہ
کے فرہاد کے سر مین درد ہونے لگا آخر لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا اس مرد ضعیف نے نعرہ کیا ہم صابر نمد پوش غضب کیا
تو نے کہ سیگونہ کو ہلاک کیا اب اُسکے عوض مین مین ابھی لیجاکر تجھے قتل کرونگا شہنشاہ سے انعام کثیر لونگا غرض صابر نمد پوش نے
نعرہ کرکے فرہاد لیکضربی کو جلد چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ دوش پر اُٹھاکر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے یکایک ارشیون بموجب
ارشاد پدر بصد عجلت اسی جانب روانہ ہوا اور اسیوقت قریب صابر نمد پوش کے پہونچا کہ وہ پشتارہ فرہاد لیکضربی کا دوش
پر رکھکر ارادہ آگے جانیکا کرتا تھا ارشیون نے یہ حال دیکھکر نعرہ کیا کہ او سکار خبردار آگے نہ جانا مین آپہونچا صابر نمد پوش
نے پشتارہ زمین پر رکھکر جلد تر گوپھن مین سنگ گران رکھکر گردش دیکر سینہ ارشیون پر مارا وہ سنگ گران جگرگاہ
ارشیون پر اس زور سے پڑا کہ ارشیون آہ کرکے بیٹھ گیا صابر نمد پوش پشتارہ لیکر بھاگا ارشیون آہ کرکے اوسی جگہ
بیٹھ گیا شدت درد سے اُٹھ نہ سکا صابر نمد پوش نے اثناے راہ مین خیال کیا کہ راہ صحرا سے فرہاد لیکضربی کو لشکر نوشیروان
مین لیجانا بہتر ہی مبادا اور کوئی سردار یا عیار دیکھ لے تو اچھا نہو گا یہ خیال کرکے سوے دشت پرخار دور تک بھاگتا ہوا چلا گیا
پھر وہان سے رخ سوے لشکر نوشیروان کیا ناگاہ ایک جھاڑی سے گویا ایک شیر کے نعرے کی آواز آئی صابر نمد پوش ٹھہرا ۱۶

اور جھاڑی کیطرف نظر کی جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مہتر قران بغدا ہاتھ مین لیے ہوے اُس جھاڑی سے نکلے اور پھر دوبارہ نعرہ کیا کہ او نابہنجار کہان بھشتارہ لیے جاتا ہی ہوشیار ہوجا کہ مین آپہونچا صابر نمد پوش نے فی الفور بھشتارہ خاک پر رکھکر نیمچہ کھینچکر مہتر قران کے سر پر مارا مہتر قران نے نیمچہ کو بغدے پر روکا اور غضبناک ہوکر اسطرح بغدا اُسکے سر پر لگایا کہ کاسۂ سر اُسکا چورچور ہوگیا صابر نمد پوش ہلاک ہوکر زمین پر گرا مہتر قران نے سر اُسکا خنجر سے کاٹ لیا پھر بھشتارہ کو کھولکر فرہاد کو ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا فرہاد بکیضرنی مہتر قران سے ازحد خوش ہوا اور ہمراہ مہتر قران اپنی بارگاہ کیطرف چلا اثناے راہ مین ارشیون کو دیکھا کہ بالاے خاک لیٹا ہی کلیجہ پکڑے ہوے دمبدم آہ کرتا ہی فرہاد بکیضرنی نے بیتاب ہوکر احوال پوچھا ارشیون نے تمام واقعہ بیان کیا بعدازان مہتر قران اور فرہاد بکیضرنی ارشیون کو لشکر اسلام مین لاے اور جملہ سرداران لشکر سے جو واقعہ گذرا بیان کیا لشکر اسلام مین ہر ایک کو فرہاد کے رہا ہونیکی خوشی ہوئی اور سب نے مہتر قران کی تعریف کی یہ خبر نوشیروان کو پہونچی نوشیروان کو صابر نمد پوش کے ہلاک ہونیکا صدمہ ہوا اور اُسی عالم صدمہ مین نوشیروان نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم طبل رزمی ملازمون نے بجایا ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو طبل جنگ بجنے کی خبر دی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی صبح کو اُدھر سے نوشیروان سپاہ بیکران ہمراہ لیکر میدان کارزار مین آیا اِدھر سے بادشاہ لشکر اسلام جملہ فوج لیکر عرصۂ مصاف مین گئے بعد درستی میدان رزم اور آراستگی صفوف لشکر جانبین کے نقیب میدان مین نکلے اور جوانون کو آمادۂ رزم کرنے لگے جب نقیبان خوش آواز جوانون کو مستعد کارزار کرچکے میدان مصاف سے ہٹ کر ایکجا کھڑے ہوے ہنوز دونون لشکرون سے کوئی دلیر بہادر براے جنگ میدان مین نہ نکلا تھا کہ سوے صحرا غبار بلند ہوا مردمان لشکر جانبین سمت گرد غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا سب نے دیکھا کہ چالیس علم مین نشان چہل ہزار سواران جنگجو کا ہی اور ایک شاہزادہ کلاہ مرصع سر پر رکھے ہوے قلب لشکر مین زیر سایۂ علم مرکب پر سوار ہی اور سوے خیمہ گاہ آتا ہی خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر اُسی لشکر کے ایک سوار سے پوچھا تھا یہ سردار لشکر کا کیا نام ہی اُسنے بیان کیا کہ جب لاشہ دیو خان کا پہونچا تو صلصال کو کمال صدمہ ہوا اُسیوقت صلصال نے اپنے اس فرزند کو کہ نام اسکا تہمتن خان ہی براے سرکوبی اہل اسلام روانہ کیا ہی خواجہ عمرو یہ سنکے لشکر مین آے نوشیروان نے براے استقبال تہمتن خان چند سردار روانہ کیے سرداران مسطور تہمتن خان کو لشکر مین لیکر آئے تہمتن خان نے نوشیروان کو سلام کیا اور پوچھا اسوقت کون میدان مین معرکہ آراے نبرد تھا نوشیروان نے جواب دیا آج تو کوئی ابھی تک لشکر سے نکل کر میدان مین نہین گیا ہی تہمتن خان نے کہا اگر آپ اجازت دین تو مین جا کر اہل اسلام سے مقابلہ کردن نوشیروان نے اجازت دی تہمتن خان مرکب سے اُتر کر گینڈے پر سوار ہوا و رسیح میدان مین جا کر پکارا کہ اے مسلمانو آگاہ ہو کہ مین برادر دیو خان ہون اپنے بھائی کے خون کا انتقام تم سے لینے کو آیا ہون اسوقت تم مین سے کون مجھسے مقابلہ کریگا وہی مجھسے مقابلہ کریگا جو اپنی زندگی سے بیزار ہو فرہاد خان بکیضرنی تہمتن خان کی گفتگو سنکے برہم ہوا فوراً بادشاہ لشکر اسلام اور لندھور اپنے باپ سے اجازت لیکر فیل پر سوار ہوکر روبروے تہمتن خان کے گیا اور کہا وار کر تہمتن خان نے گرز گرانبار کو گردش دیکر بقوت تمام تر سر فرہاد بکیضرنی پر لگایا فرہاد نے گرز کو اپنے گرز پر روک کر اسطرح گرز اُسکے سر پر مارا کہ اُس سے گرز پر گرز روک نہ سکا ہاتھ نے لغزش کی سر پر جو گرز گرا کاسۂ سر اور مغز سر کا پتا بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا گینڈا بھی ہلاک ہو گیا تہمتن خان ہلاک ہوکر ہمراہ گینڈے کے زمین پر گرا فوج تہمتن خان یہ حال دیکھکر برہم ہوکر فرہاد خان پر حملہ آور ہوئی اِدھر سے بھی لشکر اسلام بڑھا لڑائی ہونے لگی نوشیروان نے بھی حکم کیا کہ فرہاد خان بکیضرنی کو آج قتل کر ڈالو زندہ نہ رکھو بموجب حکم تمام فوج یکبارگی بڑھی تین لشکر باہم ملگئے

تلوار چلنے لگی لاش پر لاش جوانوں کی گرنے لگی فرہاد خان بکیضرلی نے صدہا سوار ضرب گرز گران سے ہلاک کیے جس کا فرق پر
گرز مارا پیوند خاک کر دیا علاوہ فرہاد خان کے سرداران لشکر اسلام نے بھی ہزارہا بیدین قتل کیے تا شام خوب لڑائی ہوئی جب
آفتاب بجنگ مغلوبہ دیکھکر خوف سے تھرتھراتا ہوا سوے مغرب جاکر نہان ہوا اور تاریکی محیط عالم ہوئی اسوقت نوشیروان
طبل بازگشت بجواکر فوج کو ہمراہ لیکر جنگگاہ سے مغموم ہوکر چلا گیا اور راہی کرکے اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اسیطرح بادشاہ
لشکر اسلام فرہاد خان بکیضرلی و جملہ سرداران نامی و سواران لشکر کو ہمراہ لیکر قیامگاہ لشکر کی سمت بصد خوشی روانہ ہوے
اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے نوشیروان نے بارگاہ مین داخل ہوکر حکم دیا کہ جملہ سرداران نامی دربار مین آئین جب دربار
سرداران نامی سے مملو ہوا نوشیروان نے آہ سرد کھینچی اور کہا افسوس تہمتن خان مارا گیا فرہاد خان زخمی بھی نہوا
یہ کہکر خاموش ہوا سرداران نامی نے عرض کیا حضور طبل جنگ بجوائین ہنگام سحر ہم سب اُن سے لڑینگے حضور کے اقبال سے
اُنسے قتل یا زخمی کرینگے نوشیروان نے یہ سنکے طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے جو سنا کہ نوشیروان نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہی ارشاد کیا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجایا جاے بموجب حکم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی اہل اسلام تیاری
جدال و قتال مین مصروف ہوے اُدھر لشکریان تہمتن خان لاشۂ تہمتن خان کا میدان کارزار سے اُٹھاکر جانب
ملک ضلضال گریہ کنان روانہ ہوے جب صبح ہوئی نوشیروان حسب دستور میدان نبرد مین آیا ادھر سے بادشاہ
لشکر اسلام بھی لیکر و فر لشکر لیکر عرصۂ جنگ مین گئے بعد صف آرائی کے نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور
مردمان سپاہ کو لڑنے پر آمادہ کرکے میدان قتال سے چلے گئے ناگاہ اُسی دم ایک سوار لباس چرمی پہنے ہوے نقاب رخ پر
ڈالے ہوے صحرا کیطرف سے ظاہر ہوا جس نے اُس سوار کو دیکھا حیرت ہوئی جب وہ سوار لشکر نوشیروان مین آیا نوشیروان کو
سلام کرکے اجازت حرب لیکر میدان کارزار مین گیا اور مبارز طلب کیا فرہاد خان بکیضرلی نے اُس سے مقابلہ کیا
آخر بعد جنگ بسیار اُس سوار نے فیل کے پانون قلم کیے جب فرہاد بکیضرلی ہاتھی سے کودا فی الفور فرہاد بکیضرلی کو اُس نے
اسیر کیا اور حوالے مردمان لشکر نوشیروان کے کیا اسیطرح تا شام اکیس دلیرون کو زخمی اور گرفتار کیا جب شام ہوئی نوشیروان
جنگگاہ سے چلا گیا اور سوار چرمی لباس پوش بھی سوے صحرا روانہ ہوا بادشاہ اسلام بھی لشکر لیکر اپنی بارگاہ کیطرف روانہ ہوے
لیکن نہایت محزون و ملول جب بارگاہ مین داخل ہوے اور دربار آراستہ ہوا بادشاہ نے کہا کہ یہ عجب سوار نقابدار
آیا تھا کہ اس نے اکثر سردارون کو اسیر کیا ہی یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی وہان فرامرز بن قارن عدنی نے گرفتاری
فرہاد خان بکیضرلی و دیگر سرداران نامی کے اسیر ہونے سے خوش ہوکر نوشیروان سے کہا کہ ای شہنشاہ اب میرے
نام پر طبل جنگ بجوایئے فرہاد خان بکیضرلی نے تو عمود سے میکوشہ اور تہمتن خان وغیرہ کو ہلاک کیا ہی
کل مین گرز سے مسلمانون کو پیوند خاک کرونگا ایک ایک کو چن چنکے مارونگا نوشیروان تقریر فرامرز سے شاد ہوا

داستان بنوا طبل رزمی بجوانا نوشیروان کا اور زخمی کرنا فرامرز بن قارن عدنی کا اکثر
سرداران لشکر اسلام کو اور آنا شیر دیو اور جمہور جہان سوز طوس تبرزن کا مع حالات دیگر بیان کیا جاتا ہی

محرران بے نظیر اس داستان بیعدیل کو اسطرح لکھتے ہین کہ نوشیروان نے بموجب کہنے فرامرز بن قارن عدنی کے
طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگی بلند ہوئی سلطان سعد نے خبر نواختن طبل جنگ سنکے فرمایا کہ دہمارے
لشکر مین بھی نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جاے بموجب حکم نقارۂ سکندری پر چوب لگائی گئی اہل اسلام صداے
نقارۂ رزمی سنکے آگاہ ہوے تیاری مصاف مین مشغول ہوے جب وہ رات گذر کر سحر ہوئی اس جانب سے نوشیروان
فوج لیکر میدان مصاف مین آیا اسطرف سے بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد عالی مقام بجمعیت سپاہ کثیر میدان کارزار مین

تشریف لیگئے بعد درستی میدان جنگ اور صف آرائی کے جب نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونوں لشکروں سے نکلے
اور جوانوں کو آمادۂ کارزار کرکے ہٹ گئے فرامرز بن قارن عدنی نوشیروان سے رخصت ہوکر گینڈے پر سوار ہوکر
میدان میں آیا اور پکارا جسکو خواہش اجل ہو مجھسے مقابلہ کرے مالاگرد یہ کلمہ سنکے سلطان سعد سے اذن جنگ لیکر
سامنے فرامرز بن قارن عدنی کے آیا فرامرز بن قارن عدنی نے عمود گران کو گردش دیکر سر مالاگرد پر مارا چند
مالاگرد نے چاہا کہ ضرب گرز سے بچوں لیکن نہ بچ سکا زخمی ہوا سر سے خون جاری ہوا مالاگرد زخمی ہوکر لشکر میں چلا گیا پھر بھی زرال
دا شہر کوتوال و پلنگ سیہ پوش یکے بعد دیگرے میدان میں آئے اور دست فرامرز بن قارن عدنی سے زخمی ہوئے
راوی بیان کرتا ہی کہ فرامرز بن قارن عدنی نے شام تک چار سرداران لشکر اسلام مذکور کو زخمی کیا اور پانچ دلیروں کو
قتل کیا جب شام ہوئی نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اور سر فرامرز بن قارن عدنی پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا
میدان جنگ سے چلا گیا جب اپنی بارگاہ میں پہونچا فرامرز بن قارن عدنی سے کہنے لگا ای بہادر تیرے سبب سے
دل میرا قوی ہی اور ہراس مجھکو نہیں ہی تیرا مثل و نظیر دلاوروں میں نہیں ہی فرامرز بن قارن عدنی نوشیروان کے
تعریف کرنے سے خوش ہوا ادھر سلطان سعد سرداران لشکر کے قتل اور زخمی ہونے سے محزون ہوئے اور جنگگاہ سے
جانب فرودگاہ لشکر روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوئے عمرو ہنگام شب گریہ کنان لشکر سے نکلکر زیر عقابین پہونچا
اور سر عقابین پر رکھکر رویا باوجود اسکے کہ فتنہ پر عاشق تھا لیکن غم سرداران مقتول میں کچھ فتنہ کا بھی خیال نہ تھا
عمرو رو رہا تھا کہ ملازمان نوشیروان نے دیکھا اور برائے گرفتاری خواجہ چلے عمرو گریزاں ہوا اور اپنے لشکر میں آیا یکایک
نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواختن طبل جنگ سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ
بجایا جاے بموجب حکم ملازموں نے نقارۂ رزمی بجایا رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو نوشیروان مع سپاہ میدان کارزار
میں آیا سلطان سعد بھی مع سپاہ میدان نبرد میں پہونچے بعد درستی صفوف ہر دو لشکر نقیب اور کڑکیت بھی جوانان
لشکر جانبین کو آمادۂ جنگ کرکے علیحدہ ہوئے ہنوز دونوں لشکروں سے کوئی دلیر نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا غبار بلند ہوا
سب سوے دشت دیکھنے لگے خواجہ عمرو برائے خبر روانہ ہوئے جب وہ غبار ہوا سے دور ہوا خواجہ عمرو اور جملہ مردمان لشکر نے
دیکھا کہ ایک جوان خوبرو کلاہ مرصع سر پر رکھے ہوئے مرکب پر سوار ہی زیر سایۂ علم جمعیت سپاہ آتا ہی بادشاہ لشکر
اسلام نے بھیجا اور چند سرداروں کو برائے استقبال روانہ کیا اور خواجہ عمرو نے بھی جوان مذکور کو پہچانا گریہ کنان
آگے بڑھکر کہا ای شیرویہ دیکھو وہ عقابین ہیں تمھارے والد نامدار بالای عقابین قید ہیں اور تمام حال لشکر کا
بیان کیا شیرویہ نے سامنے عقابین کے جاکر مرکب سے اتر کر سر واسطے تسلیم کے جھکایا حمزۂ صاحبقران نے
عقابین پر سے دیکھا اپنے فرزند کو دیکھکر خوش ہوئے شیرویہ بعد تسلیم کرنے کے مرکب پر سوار ہوکر چلا تھا کہ سرداران لشکر
اسلام پہونچے اور استقبال کرکے لشکر میں لائے چونکہ شیرویہ کو خواجہ عمرو سے احوال سلطان سعد کے بادشاہ ہونیکا
معلوم ہو چکا تھا اسوجہ سے شیرویہ نے اول سلطان سعد کو بصد آداب تسلیم کی اور پایہ تخت کا بوسہ لیا پھر ہر ایک
سردار لشکر اسلام سے ملا اس اثنا میں فرامرز بن قارن عدنی گینڈے پر سوار ہوکر صف لشکر سے نکلا اور میدان میں آکر
مبارز طلب کیا شیرویہ نے سلطان سعد سے اجازت جنگ لیکر مرکب اپنا لشکر سے نکالا حمزۂ صاحبقران نے عقابین پر سے
دیکھا کہ فرزند میرا برائے مقابلہ فرامرز بن قارن عدنی لشکر سے نکلا ہی حمزۂ صاحبقران دیکھ رہے تھے کہ مہلال علوی نے
کہا ای حمزہ کیا دیکھتے ہو امیر با توقیر نے جوابدیا اسوقت فرزند میرا بہر جنگ لشکر سے نکلا ہی خداوند عالم اسکو چشم بد سے
محفوظ رکھے مہلال نے جوابدیا اگر تمکو اپنا اور اپنے فرزند کا خیال ہی تو خداوندان لات و منات کو سجدہ کرو حمزۂ صاحبقران نے

جوابدیا او نابکار خیرہ سر خاموش رہ بیہودہ نہ بک غرض عقابین سے تو حمزۂ صاحبقران دیکھ رہے تھے کہ شیرویہ سامنے فرامرز بن قارن عدنی کے جاکر گھوڑے کو روک کر ٹھہرا فرامرز بن قارن نے شمشیر کھینچی شیرویہ نے پوچھا اول نیزے کا وار کیون نہ کیا فرامرز نے جوابدیا مین نے قسم کھائی ہے کہ مسلمانون سے جنگ نیزہ نکرونگا یہ کہکر شمشیر آبدار سر شیرویہ پر لگائی شیرویہ نے شیرانہ تلوار سپر پر روکی پھر شیرویہ نے تلوار بالاے سر فرامرز بن قارن لگائی اُس نے بھی تلوار سپر پر روکی اسیطرح قریب شام تک باہم تیغ زنی ہوئی ہنگام غروب آفتاب فرامرز بن قارن نے غضبناک ہوکر شمشیر آبدار کا سر پر وار کیا شیرویہ نے سپر اٹھائی لیکایک مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ کو لغزش ہوئی جبتک شیرویہ فرس کو سنبھالے تلوار سر پر پڑ گئی اور زناد وابرو تک آئی شیرویہ نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی لیکن خون سر سے جاری ہوا چونکہ شام ہوگئی تھی اُدھر نوشیروان جنگگاہ سے سوے فرودگاہ چلا اِدھر سلطان سعد شیرویہ کو ہمراہ لیکر مع تمامی سپاہ قیام گاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے شیرویہ کے زخم سر کا علاج ہونے لگا اُدھر نوشیروان بخوشی وشادمانی اپنی بارگاہ مین پہونچا راوی کہتا ہے کہ جب زخم شیرویہ علمشاہ نے دیکھا برہم ہوکر کہا کہ بعوض اس زخم سر کے چار زخم شمشیر سر فرامرز بن قارن عدنی پر لگاؤنگا ابھی علمشاہ یہ کہہ رہے تھے کہ اُدھر نوشیروان نے طبل رزمی بجوایا سلطان سعد نے خبر پاکر اپنے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجوایا شب کو تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے نقیب دلاوران کو لڑنے پر آمادہ کرکے علیحدہ ہوے تھے کہ جانب دشت گرد وغبار بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر نے غبار کیطرف نظر کی عمرو براے خبر لشکر سے نکلکر روانہ ہوا جب آگے بڑھا دیکھا چالیس علم ہین اور چالیس ہزار فوج ہے ہر علم کے شقے پر حمد خدا اور تعریف ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی مرقوم ہے فیلان کوہ پیکر بہت سے ہمراہ لشکر ہین اور ملکزادۂ ارجلان طرطوس بہادر جمہور تبرزن دلیرانہ مرکب پر سوار ہے علاوہ تبر کے گرز چالیس من کا ہاتھ پر علم کیے ہے نہایت کروفر وشوکت وشان سے آتا ہے خواجہ نے پاس جاکر احوال لشکر بیان کیا اور حال حمزۂ صاحبقران ظاہر کیا اُسوقت جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن سامنے عقابین کے گھوڑے سے اُتر کے براے تسلیم سر جھکایا حمزۂ صاحبقران نے ملاحظ فرمایا بعد تسلیم کرنے کے شاہزادہ مرکب پر سوار ہوا سرداران لشکر اسلام نے بموجب حکم سلطان سعد طرطوس تبرزن کا استقبال کیا آخر طرطوس تبرزن ہمراہ سرداران لشکر کے داخل لشکر اسلام ہوا اور سلطان سعد کو بصد ادب تسلیم کرکے پاے تخت کو چوما بادشاہ لشکر اسلام طرطوس تبرزن کے آنے سے خوش ہوے اور سرداران لشکر اسلام بھی شاد ہوے جب شاہزادۂ جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن داخل لشکر اسلام ہوا لخنک نے فرامرز بن قارن عدنی سے کہا یہ جو شاہزادہ آیا ہے نہایت جری اور بہادر ہے خبردار اس سے مقابلہ نکرنا ورنہ ہنگام جنگ تجکو قتل کر ڈالیگا فرامرز نے جوابدیا اے ملک جی مین ضرور اس سے مقابلہ کرونگا اور اگر چاہا خداوندان لات ومنات نے تو مثل سرداران لشکر اسلام کے اسکو بھی قتل کرونگا یہ کہکر صف لشکر سے نکلا اور بیچ میدان مین جاکر مبارز طلب کیا جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت حرب لیکر میدان مین آیا فرامرز بن قارن عدنی نے پوچھا اے دلیر سچ کہہ تیرا کیا نام ہے شاہزادے نے جوابدیا خاص وعام مجکو جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن کہتے ہین فرامرز بن قارن نے کہا افسوس یا بن جسن وشباب تم میرے ہاتھ سے قتل ہو جاؤگے اگر خداوندان لات ومنات کو سجدہ کرو تو نہایت بہتر ہے مجکو قتل نہ کرون شاہزادہ یہ کلمات سنکے برہم ہوا اور اُسکے خداوندون کو بُرا کہنے لگا فرامرز بن قارن عدنی کو یہ امر ناگوار ہوا غیظ مین آکر شمشیر آبدار سر پر ماری شاہزادے نے تلوار سپر پر روکی اور خود بھی وار کیا فرامرز بن قارن عدنی بھی فن سپر سے بچا

اسیطرح باہم لڑائی ہوئی آخر کار جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن نے نعرہ کیا اور خبردار خبردار کہکر تبر سر پر مارا فرامرز نے سپر
اٹھائی تبر سپر کو کاٹکر کاسہ سر مین در آیا فرامرز بن قارن عدنی نے سر کھینچا پیچھے ہٹا تبر سر فرامرز بن قارن کو زخمی کر کے
گینڈے کے سر پر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی فرامرز بن قارن گینڈے سے کودا جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن
بہادر نے پھر تبر لگانیکا ارادہ کیا تھا ناگاہ نوشیروان نے فرامرز بن قاران کو زخمی دیکھکر کل فوج ہمراہ لیکر شاہزادہ مذکور
پر حملہ کیا ادھر سے بھی حملہ لشکر اسلام بڑھا دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی سر جوانان لشکر جانبین کے تنون سے
جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے زمین رزمگاہ خون کشتگان سے رنگین ہوگئی دلاور شیرانہ عرصہ مصاف مین نعرے کرنے لگے زخمی بالاے
خاک مرکبون سے گرکر تڑپنے لگے گھوڑون کے دوڑنے سے میدان کارزار مین غبار عظیم بلند ہوا زمین بار بار لرزنے لگی اہل اسلام
کافرون کو قتل کرنے لگے خصوصاً جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن اور سرداران صف شکن نے صدہا کافرون کو قتل کیا
ہزارون کو زخمی کیا حمزہ صاحبقران نے عقابین سے یہ معرکہ عظیم ملاحظہ فرمایا جب سے شام نے گیسوے سیاہ اپنے
غم دلیران مین کھولے اور زمانہ صدمہ بہادران مقتول مین تیرہ و تاریک ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل
اسلام لشکر کفار سے علحدہ ہوے نوشیروان فرامرز بن قارن وغیرہ کو ہمراہ لیکر میدان نبرد سے جاکر فرودگاہ لشکر پر
پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا اسوقت حکم نوشیروان سے جراح حاضر ہوے علاج زخم سر فرامرز ہونے لگا اسطرف
سلطان سعد جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن بہادر وغیرہ کو ہمراہ لیکر میدان مصاف سے روانہ ہوکر بارگاہ
فلک اشتباہ مین پہونچے راوی بیان کرتا ہے کہ اس لڑائی مین دس ہزار کافر اہل اسلام نے قتل کیے اور ایک ہزار سواران
لشکر اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوے سلطان سعد نے لاشے اہل اسلام کے مقتل سے اٹھوائے اور سب کو
غسل و کفن دیکر دفن کیا اسیطرح نوشیروان نے اپنے لشکر کے جوانون کو جو قتل ہوے تھے موافق اپنے مذہب کے آئین
آگ مین جلادیا اور اکثر کو دفن کیا چونکہ ہیکلان ملک سومنات منوب کے سردار لشکر قبل اسکے اہل اسلام نے قتل کیے تھے
اور ہیکلان کو انکے قتل ہونیکا صدمہ عظیم تھا اسوجہ سے اسنے نوشیروان سے عرض کیا اے شہنشاہ آج فرامرز بن قارن
زخمی ہوا ہے لائق مقابلہ نہین ہے مین چاہتا ہون آپ میرے سردار سپہ القاب عاد کے نام طبل جنگ بجوائین اور شجاعت
اسکی ہنگام جنگ ملاحظہ فرمائین یہ سردار میرے لشکر کا ازحد زبردست ہے کوہ کو کاہ سمجھتا ہے فیل کو پشہ جانتا ہے اکثر تنہا ہزارون سے
لڑا ہے نوشیروان نے بموجب التماس ہیکلان القاب عاد کے نام طبل جنگ بجوایا سلطان سعد کو خبر نواخت طبل جنگ
ہرکارون سے جو معلوم ہوئی فرمایا ہمارے لشکر مین بھی نقارہ سکندری پر چوب لگائی جاے چنانچہ بموجب حکم بادشاہ لشکر
اسلام نقارہ رزمی پر چوب لگائی گئی دونون لشکرون مین تمام شب خوب تیاری جنگ ہوئی جب صدمہ بہادران مقتول مین
گریبان سحر چاک ہوا دونون لشکر حسب معمول عرصہ مصاف مین آئے اور درستی میدان جنگ ہوئی بعد صف آرائی کے
نقیبون نے لشکرون سے نکلکر میدان مین جاکر جوانان لشکر کو آمادہ حرب کیا جب نقیب میدان رزم سے چلے گئے القاب عاد
نوشیروان اور ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور پکارا اے جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن آؤ مجھسے مقابلہ کرو
طرطوس تبرزن سلطان سعد سے اجازت جنگ لیکر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آیا القاب عاد نے تیغ گرانبار سر
شاہزادے پر مارا شاہزادے نے تیغ کو سپر پر روکا اور خبردار ہوشیار کہکر تبر کو گردش دیکر سر القاب عاد پر لگایا القاب عاد
نے گھوڑا پیچھے ہٹایا تبر سر القاب عاد پر تو نہ پڑا لیکن سر مرکب القاب عاد پر گرا مرکب دونیم ہوکر زمین پر گرنے لگا القاب عاد
فوراً زمین پر کودا ہیکلان نے دوسرا گھوڑا القاب عاد کے پاس بھیجا القاب عاد نے اتنی مہلت نپائی کہ فرس پر
سوار ہوتا شاہزادے نے دوبارہ چاہا تھا کہ تبر سے کام القاب عاد کا تمام کرے ہیکلان فوج لیکر بڑھا اور القاب عاد نے

دست شاہزادے سے بجا اکر شکر مین لیگیا اور سرے بھی فوج بڑھی نوشیروان نے طبل بازگشت بجوا دیا جنگ مغلوبہ نہ ہوئی جب ہیکلان الغاب عاد کو میدان کارزار سے لشکر مین لیگیا اسیوقت دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ اور قیامگاہ کیطرف روانہ ہوئے اور قیامگاہ پر پہونچکر آسودہ اور راحت پذیر ہوئے نوشیروان نے بارگاہ مین جاکر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی حکم سلطان سعد سے ملازمون نے نقارہ رزمی بجایا شب بھر حسب دستور تیاری جنگ ہوئی صبحکو موافق قاعدہ پھر دو دریائے لشکر سوئے میدان مصاف روان ہوئے اور رزمگاہ مین پہونچکر صف آرا ہوئے ہنوز دونون لشکرون سے کوئی دلیر میدان مین نہ نکلا تھا کہ سوار چرمی لباس نقاب منہہ پر ڈالے ہوئے سمت صحرا سے عیان ہوا اور لشکر نوشیروان مین جاکر نوشیروان کے پایہ تخت کو چوما بعد اسکے میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لندھور نے سوار چرمی لباس کو دیکھکر فریاد و فغان کی اور کہا اسی سوار نابکار نے میرے پارہ جگر کو اسیر کیا ہی نہین معلوم یہ کون بیدین ہی لندھور تو مشغول آہ و بکا رہا لیکن جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن نے سلطان سعد سے اجازت لیکر اس سوار چرمی لباس سے مقابلہ کیا باہم تیغ زنی اسقدر ہوئی کہ وہ دن گذر گیا آفتاب غروب ہونے لگا اسوقت سوار چرمی لباس نے نعرہ کرکے گرز گران مارا شاہزادے نے اپنے گرز پر اسکے گرز کو روکا لیکن گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی شاہزادہ گھوڑے پر سے کود کر زمین پر آیا اس سوار نے آگے بڑھکر ایک ہاتھ سے کلہ گرز شاہزادے کو پکڑا اور دوسرا ہاتھ زنجیر کمر مین ڈالکر زمین سے مثل گل اٹھا لیا اور گرفتار کرکے نوشیروان کے سپرد کیا نوشیروان نے طرطوس تبرزن کو منقلائے عاد کے حوالے کیا اسنے جس جگہ فرہاد یکضربی قید تھا وہین طرطوس تبرزن کو بھی قید کیا طرطوس فرہاد یکضربی سے ملا اور حال پوچھا فرہاد نے کیفیت گرفتار ہونے کی بیان کی پھر فرہاد نے حال اسیری پوچھا جمہور تبرزن نے جو حال گذرا تھا بیان کیا انکو تو ابھی قید مین رکھیے لیکن احوال دیگر سنیے جب سوار چرمی لباس طرطوس تبرزن کو اسیر کرچکا جسطرف سے آیا تھا اسیطرف وقت شام روانہ ہوا دونون لشکر بھی میدان کارزار سے جانب فرودگاہ چلے گئے سلطان سعد کو ملال ہوا نوشیروان خوش ہوا حمزہ صاحبقران نے بھی طرطوس تبرزن کو گرفتار ہوتے دیکھا غرض نوشیروان بعد گذرنے رات کے موافق معمول قدیم سپاہ کثیر لیکر وقت سحر رزمگاہ مین آیا اور انتظار سوار چرمی لباس کا کرنے لگا ناگاہ سوار چرمی لباس بھی آیا اور سلطان سعد حسب دستور قدیم جنگاہ مین آئے بعد صف آرائی ہر دو لشکر پھر سوار چرمی لباس لشکر نوشیروان سے نکلکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی جری برائے مقابلہ نہ نکلا تھا کہ سوئے دشت غبار بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا مردمان لشکر نے دیکھا کہ قلندر نقابدار مع چالیس ہزار سواران جرار نمایاں ہوا قلندر نقابدار نے لشکر اسلام مین آکر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت مصاف لیکر اس سوار چرمی لباس سے مقابلہ کیا تا دیر شمشیر زنی ہوئی آخر کار عنقریب شام سوار چرمی پیرہن نے قلندر نقابدار کو مانند فرہاد یکضربی اور طرطوس تبرزن کے اسیر کیا اور حوالہ نوشیروان کیا نوشیروان نے منقلائے عاد کے سپرد کیا اسنے اسی زندان مین قلندر نقابدار کو بھی گرفتار کیا جس جگہ فرہاد و خان یکضربی اور طرطوس تبرزن قید تھے اسیطرح چند روز مین سوار چرمی لباس نے بہمن و بہرام وغیرہ اسی سرداران لشکر اسلام کو مقابلہ کرکے گرفتار کیا بوجہ خیال طول کے مفصل ہر ایک سردار کی لڑائی تحریر نہین کیگئی جب سوار نقابدار چرمی پوشاک نے اسی سردارون کو اسیر کیا سرداران لشکر اسلام از حد پریشان خاطر ہوئے اور باہم کہنے لگے ان دلیروان کو مقابلہ کرکے ہنگام جنگ اسیر کیا ہی کہ جو سردار وحید عصر اور یکتائے روزگار ہین علاوہ سرداران لشکر اور سلطان سعد خواجہ عمرو بھی نہایت پریشان خاطر ہوا آخر تاب ضبط نہ لاکر غم گرفتاری سرداران مین زار زار مثل ابر بہار رویا بعد اشکباری کے عمرو لشکر اسلام سے نکلکر ایک روز جانب لشکر نوشیروان گیا اور اثنائے راہ مین شکل اپنی تبدیل کرکے خیمہ حقنہ دختر

فرمان شاہ کے قریب گیا دیکھا ایک عیار درخیمہ پر بیٹھا ہے خواجہ نے اُس سے کہا اے برادر ملکہ سے جاکر کہو کہ ایک شخص داغ بدل مغموم و حزین آشفتہ خاطر پریشان حواس آیا ہے چاہتا ہے کہ حال دل بجناب عرض کرے اس عیار نے خواجہ کو نہ پہچانا اور ایک کنیز سے حال خواجہ عمرو کہلا بھیجا کنیز نے جاکر دختر فرمان شاہ سے یہ گذارش کیا کہ اے ملکہ عالم ایک شخص دربار حضور پر آیا ہے کچھ عرض کرنا چاہتا ہے دختر فرمان شاہ سمجھ گئی کہ عمرو آیا ہے فوراً رخ پر نقاب ڈالکر لباس مردانہ زیب تن کر کے حکم دیا کہ اس شخص کو بلا لو کنیز نے آکر کہا ملکہ تجھکو طلب کرتی ہیں جلد چل مراد تیری بر آئیگی جو کچھ نقد و جنس سے طلب کریگا ملکہ ہماری تجھے عطا کرینگی فقیری تیری مبدل بہ امیری ہو جائیگی عمرو نے پوچھا جس شے کی مین خواہش کرونگا ملکہ تمھاری اس سے انکار تو نہ کرینگی کنیز کچھ سمجھ کے کہنے لگی اے شخص کیا بیہودہ بکتا ہے خاموش رہ اپنے مرتبے سے زیادہ کلام نکر اگر ملکہ سن لینگی تو سخت تجکو سزا دینگی غرض خواجہ اندر خیمہ لے گئے فتنہ نے دیکھتے ہی خواجہ کو پہچان لیا اور کہا اے خواجہ عمرو آج کیوں آئے کیا سبب آنیکا ہوا یہ کہکر خواجہ کو بٹھایا خواجہ نے پہلے تو کہا اے ملکہ تمھارے اشتیاق دید مین سیر ہوا نہ تک آتا ہوا پھر اشک آنکھوں سے بہاکر بیان کیا اے ملکہ مین آجکل از حد پریشان ہوں کچھ میری سمجھ مین نہیں آتا ہے کہ یہ سوار چرمی لباس کون ہے نہیں معلوم کوئی بلا ہے یا آسیب ہے اسی سرداران نامی و نامور سے اپنے مقابلہ کرکے انھیں اسیر کیا ہے اگر کچھ تمکو اسکا احوال معلوم ہو تو بیان کرو فتنہ نے جواب دیا مجکو احوال سوار چرمی پیرہن سے مطلق آگاہی نہیں ہے اگر مجکو اسکا احوال معلوم ہوتا تو بیان کر دیتی ہرگز نہ چھپاتی خواجہ عمرو یہ تقریر فتنہ کی سنکے خاموش ہوے فتنہ نے مسکرا کر کہا تم تو سنا ہے عیاران مشہور ہو اب تک کچھ احوال تمنے سوار چرمی لباس کا دریافت نہیں کیا اور کوئی عیاری اسمین نہیں کی خواجہ نے جواب دیا اے ملکہ کیا عیاری کروں حواس خمسہ میرے درست نہیں ہیں غم اسیری سرداران لشکر مین مبتلا ہوں دختر فرمان شاہ نے کہا اگر تدبیر بن پڑی تو مین احوال سوار چرمی لباس دریافت کر دونگی یہ کہکر فتنہ خاموش ہوئی خواجہ تھوڑی دیر تک مغموم بیٹھے رہے بعد ازان خیمہ فتنہ سے نکلکر آگے بڑھے اور قطع راہ کرکے لشکر اسلام مین گئے جب شام ہوئی نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے جو امر جاسوسی پر مقرر تھے خبر نواخت طبل جنگ لیکر بارگاہ بادشاہ اسلام مین گئے اور بعد لوازم دعا و ثنائے شاہی اسطرح عرض کرنے لگے کہ اے ظل احد جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجایا جاے بموجب حکم سلطان سعد ملازموں نے نقارہ رزمی بجایا شب بھر تیاری جنگ ہوئی صبح ادھر سے نوشیروان سپاہ وافر لیکر میدان مین آیا اسطرف سے سلطان سعد کل لشکر کو ہمراہ لیکر میدان کارزار مین گئے بعد صف آرائی ہر دو لشکر کوئی دلیر کسی جانب سے میدان مین نہ نکلا تھا کہ سوار چرمی پوشاک جانب دشت سے آیا اور نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے نکلکر میدان مین گیا اور مبارز طلب کیا علمشاہ نے سلطان سعد سے اجازت جنگ لیکر اُس سے مقابلہ کیا بعد جنگ بسیار سوار چرمی لباس نے ہشیار خبردار کہکر بہنگام شام کچھ لب اپنے ہلاکر سر پر تلوار لگائی علمشاہ نے سپر اُٹھائی گھوڑے نے سکندری کھائی علمشاہ جب تک فرس کو سنبھالے تلوار سپر پر جو پڑی کاسہ سر مین در آئی علمشاہ نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی مگر خون سر سے جاری ہوا علمشاہ نے اسی عالم زخمداری مین تلوار اُسکے سر پر بھی لگائی مگر قوت دست و بازو زایل ہو گئی سوار چرمی لباس نے بار دھ تلوار کی دیکھکر بند دست پر ہاتھ ڈالا اور زور کرنا شروع کیا آخر پشت زین سے علمشاہ کو اُٹھا کر اور گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالہ کیا نوشیروان نے خوش ہوکر طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام مغموم و ناکام ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام میدان نبرد سے جانب فرودگاہ لشکر چلے گئے سوار چرمی لباس بھی نوشیروان سے رخصت ہوکر سوے دشت چلا نوشیروان اپنی بارگاہ کیجانب بہزار خوشی روانہ ہوا حمزہ صاحبقران علمشاہ کو دیکھکر گریان ہوے اسیوقت ایک سوار

نقابدار لشکر نوشیروان سے نکلکر سوار چرمی لباس کے پیچھے پیچھے چلا جب سوار چرمی لباس صحرا مین پہونچا گھوڑے کے سمونکی آواز سنکر پیچھے پلٹ کر دیکھنے لگا اور اُس سوار سے کہا کہ او اجل رسیدہ کیون میرے ساتھ آتا ہی جا چلا جا ورنہ تجھکو قتل کرونگا اس سوار نے کہنا اُسکا نہ مانا جب سوار چرمی لباس آگے بڑھا یہ سوار بھی اُسکے عقب مین روانہ ہوا سوار چرمی لباس برہم ہوکر تیغ کھینچکر حملہ آور ہوا اس سوار نے سپر اُٹھاکر عمداً خود اپنے سر سے گرا دیا اور برہنہ نقاب توڑ ڈالے گیسوے مشکین پریشان ہوے چہرہ بے نقاب ہوا سوار چرمی لباس ہاتھ روک کر کہنے لگا ای نازنین مہ جبین غضب ہوتا اگر تو میرے ہاتھ سے قتل ہو جاتی مجھکو نہ معلوم تھا کہ تو عورت ہی ورنہ مین تلوار تجھپر کبھی نہ اُٹھاتا خیر اب میری خطا کو عفو کر مجھکو اپنا فرمانبردار اور جان نثار تصور کر میرا مقام قیام یہان سے نزدیک ہی وہان چلکر شراب وکباب کا شغل کر آرزوے دلی میری بر لا مجھکو اپنا عاشق صادق سمجھ غرض ایسے کلمات کہکر سوار چرمی لباس زن مذکورہ کو سحر مین گرفتار کرکے اپنے مقام خیام پر لے گیا زن خوبروی مستور نے دیکھا کہ ایک خیمہ صحرا مین استادہ ہی کچھ اسباب ضروری بھی موجود ہی اور چند شخص سیاہ فام کریہ منظر ملازم سوار چرمی لباس کے بھی موجود ہین سوار چرمی لباس نے اپنے ملازمونکو بیرون خیمہ کرکے اس زن خوش جمال کو مقام صدر پر بٹھایا اور کہا اب تو مجھکو اپنا فرمانبردار خیال کر مین نے سواے تیرے کسی سے خوشامد نہین کی ہی مین بڑے بڑے دلیرون اور شجاعون سے نہین ڈرتا میرا نام افسوس جادو ہی بیٹا دروہ کاہون فن سحر وساحری مین کامل ہون اہل اسلام سے عناد قلبی رکھتا ہون تو نے سنا ہوگا کہ مین نے بزور سحر سرداران لشکر حمزہ کو اور پسران حمزہ کو ہنگام مقابلہ اسیر کیا ہی مین جسکو چاہون بزور سحر گرفتار کرلون کوہ کو کاہ سبزہ دون فیل کو قوت مین مثل مور ناتوان بنا دون اندیشہ کرو دون پس تو میرے کہنے کو سچ جانکر میرے کہنے پر عمل کر وصل میرا قبول کر مراد دلی میری بر لا اور اپنے نام ونسب سے آگاہ کر اس زن خوشرو نے گریان ہوکر کہا ای افسوس جادو نام میرا فتنہ ہی مین بیٹی فرمان شاہ کی ہون واسطے شکار کے سوے صحرا جاتی تھی تم مجھکو اپنے ہمراہ یہان لے آئے تمہارے عجز وملتمسا کرنے سے مین تمہارے ساتھ چلی آئی اب مجھکو جانے دو خواہان میری آبرو لینے کے ہو یہ امر نہایت دشوار ہی ہرگز تمہارا کہنا مانونگی میرے والد نامدار نہایت صاحب غیرت ہین یہ حال سنکے مجھسے ناخوش ہونگے یقین ہی کہ مجھکو مار ڈالینگے یہ کہکر فتنہ اور زیادہ رونے لگی اور قصد اُٹھنے کا کیا لیکن اُٹھا نہ گیا کہ سحر مین مبتلا تھی دست وپا بیکار تھے افسوس جادو نے کہا ای ملکہ مین تمسے ابھی کہہ چکا ہون کہ مین ساحر زبردست ہون تم میرے وصل سے بیکار انکار کرتی ہو اگر مین ایک اسم سحر پڑھون تو تم مجھپر عاشق ہو جاؤ بے اختیار ہوکر مجھسے لپٹ جاؤ خود اپنی زبان سے آرزوے وصل بیان کرو لیکن مین بجبر وظلم وبزور سحر تمسے ہم بستری نہین چاہتا ملکہ نے جواب دیا تم مجھے اسوقت جانے دو مین اپنے باپ سے تمہارا حال کہونگی اگر وہ منظور کرینگے تو مین تمہارے پاس چلی آؤنگی اسوقت تمنے مجھپر سحر کیا ہی دست وپا میرے بحبس وحرکت ہین سحر اپنا مجھپر سے اتار لو مجھے جانے دو افسوس جادو نے کہا ای دلربا تم کیون جاؤ تکلیف گوارا کرو مین خود ابھی جاتا ہون اور تمہارے باپ سے تمہارے بارے مین کہکر اجازت لیکر بلکہ اقرارنامہ مہری اُنکا لاتا ہون تمھین دکھاتا ہون یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہا کہ ملکہ سے ہوشیار رہنا خبردار اُسکے پاس نجانا لا کہ تمسے کچھ کہے ہرگز پذیرا نہ کرنا یہ کہکر ملکہ کو خیمے مین چھوڑ کر مرکب پر سوار ہوا اور اثناے راہ مین مضمون سوچکر ایک جگہ ٹھہر کر ایک رقعہ لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای فرمان شاہ آگاہ ہو کہ مین تمہاری دختر پر عاشق ہو گیا ہون اور اپنے خیمے مین اُسے لیگیا ہون تم ایک اقرارنامہ مہری اپنا اس مضمون کا لکھدو کہ مین نے اپنی دختر برضا ورغبت افسوس جادو کے حوالے کی اسکو اختیار ہی جو چاہے کرے جب رقعہ لکھ چکا مرکب پر سوار ہوکر سوے لشکر نوشیروان روانہ ہوا یہان خواجہ عمرو کو کچھ اسکی خبر نہ تھی کہ فتنہ براے دریافت حال عقب سوار چرمی لباس گئی ہی اور سحر مین اُسکے گرفتار ہی خیمے مین اُسکے بحبس وحرکت بیٹھی ہی خواجہ غم گرفتاری سرداران لشکر مین مبتلا تھے اپنے خیمے مین محزون وملول

بیٹھے ہوے تھے ناگاہ صداے طبل و نقارہ و دہل لشکر نوشیروان مین بلند ہوئی خواجہ نے آواز نقارہ و دہل سنکے خیال کیا کہ اس وقت لشکر نوشیروان مین شاید کوئی پہلوان یا بادشاہ جلیل آیا ہی اُسکے آنیکی خوشی مین یہ نقارے وغیرہ بجتے ہین ذرا جلکر دیکھنا چاہیے کہ کون آیا ہی کیا واقعہ ہی یہ خیال کرکے شکل اپنی تبدیل کرکے جانب لشکر نوشیروان چلے اور بعجلت قطع راہ کرکے لشکر نوشیروان مین گئے دیکھا ایک شخص مسن ریش اُسکی دراز ہی بالاے تخت فیل پر بیٹھا ہی اور بہت سے آدمی اُسکے ہمراہ ہین خواجہ نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون ہی نام اسکا کیا ہی اُسنے بیان کیا یہ بندۂ مقبول خداوند لات و منات ہی نام انکا وجدان ریاضت کش ہی صاحب اختیار ہین انکے تشریف لانے سے نقارہ ہاے خوشی بجتے ہین ابھی وہ شخص خواجہ عمرو سے بیان کرہی رہا تھا کہ پاس وجدان ریاضت کش کے بڑے بڑے سردار نامی آگر کہنے لگے حضور فیل سے اُترکر بارگاہ شہنشاہ مین تشریف لیچلین شہنشاہ آپکی ملاقات کے ازحد مشتاق ہین وجدان ریاضت کش فیل سے اُترکر بارگاہ مین گیا سب سردار اور امرا وغیرہ براے تعظیم اُٹھے نوشیروان بھی کسیقدر براے تعظیم اُٹھا وجدان ریاضت کش قریب تر نوشیروان کے بیٹھا خواجہ عمرو بھی بشکل خدمتگار داخل بارگاہ ہوے اور ایکجانب کھڑے ہوے وجدان ریاضت کش نے بعد تھوڑی دیر کے نوشیروان اور اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اسوقت تم مین سے جو کوئی جو نسی قسم میوہ سے کہے مین ابھی منگادون ثمر ریاضت اپنا دکھادون نوشیروان نے کہا اسوقت میرا دل چاہتا ہی کہ سیب کھاؤن ہیکلان عاد نے کہا مین انار کھاؤنگا منگوادیجے فرامرز بن قارن نے کہا میرا دل چاہتا ہی کہ خربزہ کھاؤن اسی طرح ہر ایک شخص نے جدا جدا ایک ایک میوہ و ثمر طلب کیا وجدان ریاضت کش نے ہر ایک کو بموجب اُسکی خواہش کے اپنے زیر دامن سے ہر ایک چیز نکالکر دی نوشیروان کو سیب تازہ دیا نوشیروان نے سیب کو نوش کیا اسی طرح ہر ایک شخص کو قسم میوہ وغیرہ دیا اور سب نے کھایا ہر ایک شخص نے اُسکے کمال کی تعریف کی نوشیروان نے بھی اسکی مدح کی خواجہ عمرو جو بصورت خدمتگار کھڑے تھے یہ کیفیت دیکھکر اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ وجدان ریاضت کش یا تو ساحر ہی یا اسکے قبضے مین کوئی موکل ہی یا بذریعہ ہمزاد اشیاے مطلوب ہر ایک شخص کو یہ دیتا ہی بہر نوع مکار ہی خواجہ ابھی یہ خیال کررہے تھے کہ وجدان ریاضت کش نے خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا دیکھو یہ خدمتگار جو کھڑا ہی یہ عمرو ہی اسے گرفتار کرو اہل دربار براے گرفتاری خواجہ اُٹھے اور شور و غل کرکے جانب خواجہ بڑھے خواجہ بصد چالاکی بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام جست و خیز کرکے روانہ ہوے اور لشکر مین پہونچے اسی اثنا مین سوار چرمی لباس پیدا ہوا ہیکلان عاد نے سوار مذکور دیکھکر وجدان ریاضت کش سے کہا دیکھیے سوار قدرت لات و منات یہی ہی اُسنے فرہاد بکضربی اور طوس تبرزن اور بہرام و بہمن اور علمشاہ وغیرہ سرداران لشکر اسلام اور پسران حمزہ کو وقت مقابلہ اسیر و گرفتار کیا ہی وہ سب اس لشکر شہنشاہ مین قید ہین وجدان ریاضت کش نے ڈارھی پر ہاتھ پھیرکر اور مسکراکر کہا یہ افسوس جادو اسکے باپ کا نام درو ہی سوار قدرت لات و منات نہین ہی ابھی وجدان ریاضت کش یہ کہہ رہا تھا کہ سوار چرمی لباس مرکب سے اُترکر بارگاہ مین آیا اور نوشیروان اور وجدان ریاضت کش کو سلام کرکے وہ رقعہ جو لکھا تھا وجدان ریاضت کش کو دیا اُس نے رقعہ کی عبارت پڑھی اور مضمون رقعہ سے آگاہ ہوکر اہل دربار سے پوچھنے لگا فرمان شاہ کسکا نام ہی چونکہ فرمان شاہ دربار مین موجود تھا بولا فرمان شاہ میرا نام ہی وجدان ریاضت کش نے کہا تیری دختر پر افسوس جادو فریفتہ ہوا ہی اور اسکو اپنے خیمے مین لیگیا ہی اب افسوس جادو چاہتا ہی کہ تم ایک کاغذ بطور اقرار نامے کے اس

مضمون کا لکھدو کہ مین نے بخوشی اپنی دختر افسوس جادو کو زوجیت مین دیدی اور اُس کاغذ پر مہر کردو اور میرے نزدیک یہ امر اچھا ہی افسوس جادو نے کارہائے نمایان کیے ہین اسکی خوشی کرو یہ تمسے نیکی کریگا اور اہل اسلام کا خاتمہ کریگا سب کو گرفتار کرکے شہنشاہ نوشیروان کے حوالے کردیگا اپنے عزیزون کے خون کا انتقام اہل اسلام سے لیگا کیونکہ حمزہ صاحبقران نے اُسکے عزیزون کو قتل کیا ہی فرمان شاہ نے کہا مجکو آپکے فرمانے سے انکار نہین ہی آپکی خوشی مجھے منظور ہی یہ کہکر اُسی مضمون کا ایک اقرار نامہ لکھا اُسپر اپنی مہر کردی اور وجدان ریاضت کش کو وہ کاغذ دیدیا وجدان ریاضت کش نے وہ اقرار نامہ افسوس جادو کو دیا اُسنے کہا اکثر اہل دربار اسپر اپنی گواہی کرین اور اپنی مہر یا دستخط کرین چنانچہ اکثر اہل دربار نے اُس اقرار نامے پر گواہی کی اور مہر کردی بعد ازان سوار چرمی لباس وہ کاغذ لیکر نوشیروان اور وجدان ریاضت کش سے رخصت ہوکر بارگاہ سے نکلکر مرکب پر سوار ہوا اور جانب صحرا چلا چونکہ دربار نوشیروان مین شبرنگ عیار بھی بشکل مبدل کھڑا تھا اُسنے تمام احوال سُنا جب سوار چرمی لباس بارگاہ سے نکلکر چلا یہ بھی بارگاہ نوشیروان سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا خواجہ عمرو سے تمام احوال بیان کیا خواجہ اول تو غم گرفتاری سرداران لشکر مین مبتلا تھے دوسرے یہ احوال جو سُنا ازحد ملال ہوا اور اُسی وقت اپنے خیمے سے نکلکر اس خیال سے سوے لشکر نوشیروان روانہ ہوے کہ اگر سوار چرمی لباس ملجاے تو اُسکو کسی نہ کسی عیاری سے ہلاک کرون غرض خواجہ عمرو قریب نصف شب لشکر نوشیروان مین پہونچے وہان جاکر معلوم ہوا کہ نوشیروان نے طبل جنگ بجاکر دربار برخاست کیا اور سوار چرمی لباس چلا گیا عمرو کو سوار مذکور کے نہ ملنے سے بدرجہ کمال صدمہ ہوا آخر خواجہ بشکل مبدل در خیمۂ فتنہ پہ گئے اور دایۂ فتنہ کو بلاکر اُس سے تمام احوال بیان کیا وہ یہ احوال سُنکر اشکبار ہوئی خواجہ نے کہا ای دایہ آگاہ ہو کہ مین عمرو ہون آج تو سوار چرمی لباس چلا گیا اگر کل آئیگا تو مین اُسے ہلاک کرونگا اور اپنی محبوبہ کو اُسکے شر سے بچاؤنگا یہ کہکر خواجہ اُسوقت لشکر اسلام مین آئے کہ نقارۂ رزمی حکم سلطان سعد سے بجایا جاتا تھا ادھر سوار چرمی لباس اپنے خیمے مین پہونچا ملکہ فتنہ سے کہنے لگا او دیکھو یہ کاغذ تمھارے باپ نے لکھدیا ہی اور مہر اپنی کردی ہی اب تم اپنے باپ کے خوف کا بہانہ نہ کرو ملکہ نے وہ کاغذ دیکھکر جواب دیا ای افسوس جادو اگرچہ میرے باپ نے یہ کاغذ لکھدیا ہی مگر مجکو تمھارا وصل منظور نہین ہی اگر اور کسی طرح کا قصد کروگے تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگی تمکو لازم ہی کہ چندے صبر کرو مجھپر جبر نہ کرو افسوس جادو نے گفتگوے فتنہ سُنکے خیال کیا کہ ای افسوس جادو جلدی اس امر مین نکر مبادا اگر کسی طرح اپنے تئین ہلاک کرڈالے تو اچھا نہوگا اب یہ تیرے قبضے مین ہی کہان جائیگی دو چار روز مین راضی ہو جائیگی یہ خیال کرکے افسوس جادو نے ملکہ پر جبر نہ کیا اور علیحدہ جاکر سو رہا ہنگام سحر ملکہ کو اکل و شرب سے سیر و سیراب کرکے اور پھر اپنے سحر مین مبتلا کرکے چند ملازمونکو بہر حفاظت چھوڑکر اور ایک ملازم کو اپنے ہمراہ لیکر مرکب پر سوار ہوا اور راہ طی کرکے اُسوقت میدان کارزار مین آیا کہ ایک طرف لشکر اسلام صف آرا تھا اور دوسری جانب لشکر نوشیروان صف آرا تھا اور نوشیروان سوے صحرا دمبدم دیکھ رہا تھا جب سوار چرمی پیرہن لشکر نوشیروان مین داخل ہوا نوشیروان اُسکے آنے سے خوش ہوا اہل اسلام سوار چرمی لباس کو دیکھکر باہم کہنے لگے دیکھو یہ سوار نابکار آج پھر آیا دیکھیے آج کس کو گرفتار کرکے لیجاتا ہی ابھی اہل اسلام باہم یہ کلام کررہے تھے کہ سوار چرمی پوشاک نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا کرب غازی نے سلطان سعد سے اجازت حرب لیکر ایک عربی مرکب پر سوار ہوکر اُس سے مقابلہ کیا باہم تیغزنی خوب ہوئی پہر دن باقی تھا کہ سوار چرمی لباس ۲۰

تے غضبناک ہو کر پاے فرش کرب پر تلوار لگائی پاے مرکب قلم ہوے کرب گھوڑے پر سے کود کر بالاے زمین آیا
چاہتا تھا کہ اُسکے بھی گھوڑے کو ضرب شمشیر سے ہلاک کرے ناگاہ سوار چرمی لباس نے لب ہلاے کوئی افسون پڑھا
دست و پا کرب کے بیکار ہوے قوت زائل ہو گئی سوار چرمی لباس نے نعرہ کرکے زنجیر کمر کرب غازی مین ہاتھ ڈالکر
زمین سے اٹھا لیا اور طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے کیا نوشیروان از حد خوش ہوا اہل اسلام
کو غم ہوا حمزہ صاحبقران نے عقابین پر سے کرب کو بھی گرفتار ہوتے دیکھا غرض جب کرب غازی گرفتار ہوا
نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام محزون و غمگین جنگاہ سے لشکر لیکر سوے فرودگاہ سپاہ
روانہ ہوے اور راہ طے کرکے داخل بارگاہ ہوے سرداران لشکر اور سواران فوج بھی مرکبون سے اُتر اُتر کر بارگاہ
و خیام مین گئے ادھر نوشیروان نے منقلاے عاد کو بلایا اور کرب کو اسکے حوالے کیا اسنے جہان سب سرداران
لشکر قید تھے کرب کو بیجا کر وہین قید کیا پھر نوشیروان رزمگاہ سے اپنی بارگاہ مین گیا سوار چرمی لباس وقت
غروب آفتاب نوشیروان سے رخصت ہو کر سوے صحرا چلا خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ سوار چرمی لباس جاتا ہے
خواجہ شکل بدل کر پیچھے پیچھے اُسکے اس خیال سے روانہ ہوے کہ اثناے راہ مین کوئی عیاری کرکے اسکو ہلاک کرونگا
لیکن برعکس خیال خواجہ واقعہ گذرا یعنے سوار چرمی لباس نے پیچھے مڑ کر خواجہ سے پوچھا تو کیون میرے ساتھ آتا ہے
کیا تو عمرو عیار ہے خواجہ نے جوابدیا مین تو عمرو عیار نہین ہون ایک مرد دہقانی ہون اپنے گانو مین محنت مشقت سے
بسر کرتا ہون ہر چند خواجہ نے اپنا نام نہ بتایا لیکن افسوس جادو کو جو شبہ ہوا فوراً خواجہ پر سحر کیا عمرو کے دست و پا
بیکار ہو گئے حس و حرکت باقی نرہی علاوہ اسکے بوجہ سحر کے خواجہ نے بے اختیار ہو کر کہا اے افسوس جادو وہین
ہے عمرو ہون سوار چرمی لباس نے برہم ہو کر اُس شخص سے کہا کہ جسکو اپنے ہمراہ لایا تھا اور نام اُسکا گلہر عیار تھا
کہ اے گلہر عیار خواجہ عمرو کو بیہوش کرکے پشتارہ اسکا اُٹھا کر لشکر نوشیروان مین بیجا اور وجدان ریاضت کش
اور بختک کے حوالے کرکے جلد چلا آ مین آگے چلتا ہون گلہر عیار نے فوراً حباب بیہوشی مار کر خواجہ کو بیہوش کیا
سوار چرمی لباس سحر اپنا خواجہ پر سے اُتار کر اپنے مقام قیام کیطرف روانہ ہوا ادھر گلہر عیار نے چادر عیاری مین
خواجہ کو باندھ کر پشتارہ دوش پر جانب لشکر نوشیروان چلا ابھی تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سامنے سے ایک جوان قوی ہیکل
سیاہ فام پیدا ہوا اُسنے گلہر عیار کے قریب آکر پوچھا اے برادر سچ کہو اس پشتارے مین کیا ہے اُسنے کہا پہلے تم یہ بتاؤ
کہ لات پرست ہو یا مسلمان ہو جوان سیاہ فام نے جواب دیا جو تمھارا دین ہے وہی اپنا بھی مذہب ہے گلہر عیار
نے خوش ہو کر کہا اب تمسے چھپانا بیکار ہے کیونکہ تم ہمارے ہم مذہب ہو اور دوست ہو اس پشتارے مین مین نے
خواجہ عمرو کو بیہوش کرکے بحکم افسوس جادو باندھا ہے اور اب خواجہ عمرو کو لشکر نوشیروان مین لیے جاتا ہون
بختک کے حوالے کرکے اپنے مالک افسوس جادو کے پاس چلا جاؤنگا جوان سیاہ فام مذکور نے یہ سنکر از حد خوش
ہو کر کہا اے برادر کیا خبر خوش تمنے سنائی ہے کہ دل میرا از حد شاد ہوا خوب ہوا کہ عمرو کو تمنے گرفتار کیا آؤ ذرا گلے تو مل لو
کہ اسوقت نہایت خوشی حاصل ہوئی ہے اور ذرا اپنے ہاتھ آگے بڑھاؤ کہ مین تمھارے ہاتھ چومون یہ کہکر جوان سیاہ فام
آگے بڑھا گلہر نے خیال کیا کہ یہ میرے ہاتھ چومے گا اور معانقہ کریگا لیکن جوان سیہ فام نے لپٹ کر زور سے اُسکا گلا دبایا
اور زمین پر پٹک کے اسکے سینے پر سوار ہوا ہر چند وہ کہا کیا کہ اے برادر یہ کیا کرتے ہو تم تو ہم مذہب ہو کیون مجکو
قتل کرتے ہو لیکن جوان سیاہ فام یہ نعرہ کرکے کہ منم مہتر قران خنجر سے سر اُسکا کاٹ لیا پھر پشتارہ کھولکر خواجہ اپنے
اُستاد کو ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ خوش ہوے بعد ہوشیار ہونے عمرو کے مہتر قران نے کہا استاد

اب آپ لشکر اسلام مین جائیے مین افسوس جادو کی فکر مین جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو سر اُس ہیجیا کا خنجر سے کاٹکر
لاتا ہون عمرو نے کہا اچھا جاؤ مہتر قران جانب صحرا روانہ ہوا خواجہ عمرو نے گلہر عیار کی کسوت عیاری اور کپڑے
اسکے اُتار کر نذر زنبیل کیے اور ایک پرانی پھٹی ہوئی لنگی باندھ دی بعد اسکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور یہ
راہ طی کرکے لشکر مین پہونچے خواجہ تو اپنے خیمے مین جا کر بیٹھے لیکن اب حال سوار چرمی لباس کا لکھا جاتا ہی کہ جب
وہ نابکار اپنے خیمے مین پہونچا بعد تناول طعام چند جام شراب ناب پیکر ملکہ فتنہ کے قریب گیا اور کہنے لگا کہ ای
دلربا آج تو میری تمناے دلی بر لا میری آغوش مین آ یارا ے صبر نہین ہی پہلو مین دل بیتاب ہی اب انکار کرنا وصل
سے بیکار ہی تمھارے باپ نے تمھین مجھے بخوشی دیدیا ہی ملکہ نے جواب دیا ای افسوس جادو دیکھو مجھے ہاتھ نہ لگانا
ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کرونگی جاؤ اپنے تخت پر سوار ہو افسوس جادو گفتگوے ملکہ سنکے خیال کرنے لگا
کہ اپنے معشوق کو رنجیدہ کرنا اچھا نہین ہی یہ خیال کرکے تخت پر جا کر بیٹھا اور دو تین جام شراب اور پیے جب
خوب نشہ ہوا جھومنے لگا اور پھر عالم نشے مین طالب وصل ہوا ملکہ فتنہ نے پھر انکار کیا افسوس جادو ملکہ
فتنہ سے باتین کر رہا تھا مہتر قران بھی قریب خیمہ پہونچے تمام باتین سُنین اسوقت مہتر قران نے پس پشت
خیمہ جا کر ایک گوشے مین بیٹھکر نقب لگانی شروع کی یہان تک کہ زیر تخت افسوس جادو پہونچکر نقب سے نکلکر زیر
تخت قیام گزین ہوا اُسدم ملکہ فتنہ واسطے اپنی رہائی کے دعا کر رہی تھی کہ ناگاہ فتنہ نے مہتر قران کو زیر تخت
دیکھکر خوش ہو کر کہا ای دلیر جلد سر جدا کر مجکو رہا کر افسوس جادو نے پوچھا ای ملکہ تم کس سے باتین کرتی ہو کون آیا
ہی ملکہ نے جواب دیا کوئی بھی نہین آیا ہی مین تمسے کہتی ہون کہ میرے سر کو تن سے جدا کر دو مجھے قید غم سے رہا کر دو افسوس
جادو یہ سنکے کہنے لگا مین تم پر فریفتہ ہون بھلا مین تمھین قتل کرونگا یہ مجھسے ہرگز نہوگا یہ کہکر تخت پر لیٹا شراب
جو زیادہ پی تھی کثرت نشے سے آنکھین بند ہوگئین مہتر قران نے خیال کیا کب تک زیر تخت نہان رہوگے مناسب
یہی ہی کہ اب کام اس نابکار کا تمام کرو یہ خیال کرکے زیر تخت سے نکلکر فوراً سینۂ افسوس جادو پر سوار ہوا ایک
ہاتھ سے گلا زور سے دبایا تاکہ سحر نہ کرسکے اور دوسرے ہاتھ سے خنجر جہار دہ من کا کمر سے کھینچا افسوس جادو نے
اسوقت آنکھ کھولی دیکھا سینے پر مہتر قران سوار ہی اور سر پر قضا ہی یہ حال دیکھکر افسوس جادو نے آہ سرد کرکے
افسوس کیا ادھر مہتر قران نے اُسی خنجر سے سر اُسکا تن سے جدا کیا خیمے مین باوجود روشنی کے تاریکی ہوگئی سر اُسکے
سحر کے فریاد و فغان کرنے لگے آندھی سیاہ آئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس مردیم
وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم حیف مارا مجکو اور قتل کیا مجکو کہ نام میرا افسوس جادو تھا جسوقت مہتر
قران نے افسوس جادو کو قتل کیا ملازم اسکے ہوشیار ہوے اور براے قتل مہتر قران اور بہر دریافت
حال خیمۂ افسوس جادو کی طرف چلے اُسوقت مہتر قران نے ملکہ فتنہ سے کہا کہ میرے ہمراہ اس نقب کی راہ
سے نکل چلو فتنہ کے دست و پا قابو مین تو آگئے تھے افسوس جادو کے قتل ہونے سے سحر اُتر گیا تھا فوراً راہ
نقب سے ہمراہ مہتر قران کے پس پشت خیمہ جا کر پہونچی اور نقب سے نکلکر ہمراہ قران کے سوے لشکر نوشیروان
روانہ ہوئی وہان ملازمان افسوس جادو خیمے مین جو گئے دیکھا لاشہ افسوس جادو کا پڑا ہی تن پر سر بھی نہین ہی
ملازم یہ حال دیکھکر رونے لگے اور باہم کہنے لگے نہین معلوم کسنے ہمارے مالک کو قتل کیا ہی ہمنے اُسے جاتے بھی نہین
دیکھا ہاے افسوس کوئی افسوس جادو کا سر تن سے کاٹکر لے گیا ملازمان افسوس جادو کو تو مشغول
آہ و بکا و گریہ و زاری مین چھوڑیے مگر اب حال مہتر قران اور ملکہ فتنہ کا سنیے کہ جب خیمۂ افسوس سے

ملکہ فتنہ نے نکلکر ہمراہ بہتر قران رہ نوردی اختیار کی اثنائے راہ مین ملکہ فتنہ نے کہا ای بہتر قران تمنے مجھپر احسان کیا
افسوس جادو کے پنجے سے مجھے چھڑایا بہتر قران نے کہا ای اُستانی یہ کیا کہتی ہو مین نے کیا ایسا کام کیا ہی جسکے
شکریہ مین تم ایسے کلمات زبان پر جاری کرتی ہو ہمنے تو تمھاری کوئی خدمت ابھی تک اچھی طرح نہین کی ہی تمھارا ہمپر
حق ہی کیونکہ ہمارے اُستاد کی مطلوبہ اور محبوبہ ہو خدا وہ دن دکھائے کہ تم ہمارے اُستاد کی زوجہ مشہور ہو
ملکہ فتنہ نے کہا ایسی واہیات باتین نکرو مین تمھارے اُستاد کی نہ تو محبوبہ ہون نہ جورو ہون مجھے اُنسے کچھ مطلب
نہین غرض اسیطرح کی باہم باتین کرتے ہوئے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے انشاء اللہ آئندہ حال انکا لکھا جائیگا

داستان رہا ہونا فرامرز مغربی کا اور قتل ہونا زرقہر جادو دختر فولاد مغربی کا بیان کیا جاتا ہی

راویان سحر بیان اس داستان کو یون معرض بیان مین لائے ہین کہ جب فولاد مغربی مارا گیا تھا اُسکی دختر
زرقہر جادو نے یہ حال سُنا تھا نہایت مغموم ہوئی تھی چونکہ اُسنے ساحرون سے سحر یاد کیے تھے اور ہمیشہ ایک
باغ مین جو درمیان ایک صحرا کے واقع تھا رہتی تھی اور سحر و ساحری مین مشغول اور مصروف رہتی تھی ایک روز
اُسنے بزور سحر دریافت کیا کہ فرامرز مغربی لنڈہور سے صحرا مین مقابلہ کر رہا ہی یہ دریافت کرکے فوراً
اپنے باغ مین ایک جگہ بیٹھکر تھوڑی زمین خون خوک سے لیپ کر انگیاری گوگل وغیرہ آگ پر ڈالا تھا اور سحر پڑھنا
شروع کیا تھا بعد تھوڑی دیر کے زمین شق ہوئی تھی اور ایک ایسا شخص کریہ منظر کہ جسکی صورت دیکھکر خبیث
ڈر کر بھاگ جائین ظاہر ہوا تھا اور پکارا تھا کہ ای زرقہر جادو بیان کر اسوقت تمنے مجھے کیون طلب کیا ہی زرقہر نے
کہا ای خونریز خوک پیکر فرامرز مغربی اور اُسکی خواہر ملکہ آذر ملاک نے میرے پدر کو قتل کیا ہی آخر ملاک سے
تو پھر انتقام لونگی لیکن اسوقت تم جاکر فرامرز مغربی کو میرے پاس لے آؤ وہ فلان صحرا مین لنڈہور عاد سے
لڑ رہا ہی خونریز خوک پیکر یہ سنکے غائب ہو گیا تھا اور اُس صحرا مین جاکر پنجہ بنکر گرا تھا اور فرامرز مغربی کو اُٹھا لیگیا
تھا اور زرقہر جادو کے حوالے کرکے چلا گیا تھا زرقہر نے بعد قہر فرامرز کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے قید کیا تھا
ایک روز زرقہر نے اپنے ملازمون سے کہا کہ فرامرز کو میرے پاس لے آؤ مین اُسے قتل کرون جب ملازم اُسکے
فرامرز کو لائے زرقہر فرامرز کے حسن و جمال پر نظر کرکے فرامرز پر عاشق ہو گئی اور قتل کرنے سے باز رہی لیکن ظاہر
نہ کیا اور کہا ای فرامرز اگر تو مجھسے ہمبستر ہو تو مین بچھوڑ رہا کر دون فرامرز نے دشنام دیکر جواب دیا کہ تو ساحرہ ہی اور
بیدین ہی جبتک ہمارے دین کو اختیار نکریگی اُسوقت تک تیری آرزو بر نہ آئیگی زرقہر یہ سُنکے برہم ہوئی قتل تو نہ کیا
لیکن اپنے ملازمون سے کہا اُسکو لیجاؤ اُس چاہ تاریک مین قید کرو ملازمون نے بموجب حکم قید کیا بعد دو روز کے
زرقہر جادو نے پھر فرامرز کو چاہ سے نکلوا کر کہا کہ ای فرامرز مغربی مجھ ایسی نازنین کے وصل سے کیون انکار
کرتا ہی فرامرز نے پھر وہی جواب دیا کہ تو ساحرہ ہی ابھی زرقہر اور فرامرز مین باہم گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک سوداگر مسمے
خواجہ محراب اُس دشت سے گذرا اُسنے جو سُنا کہ اس باغ مین دختر فولاد رہتی ہی بخیال فروخت اسباب در باغ پر آیا اور
دربانون سے کہا ملکہ سے کہدو کہ ایک تاجر آیا ہی مال و اسباب تحفہ و نادر لایا ہی چاہتا ہی کہ حضور اسباب ہر قسم کو ملاحظہ فرمائین
ملازمون نے سوداگر مذکور کے آنے سے زرقہر کو اطلاع دی زرقہر نے سوداگر کو باغ مین بلوایا جب خواجہ محراب
سامنے گیا جھککر سلام کیا اور کشتیون مین اسباب نادر ہر قسم کا رکھکر کشتیان روبرو زرقہر کے رکھین زرقہر نے
خواجہ محراب سے کہا بیٹھ جاؤ خواجہ محراب ایک چوبی کرسی پر بیٹھ گیا اُسوقت زرقہر نے اپنے ملازمون سے کہا فرامرز کو
میرے سامنے سے لیجاؤ گوشہ باغ مین بٹھاؤ ملازم حسب الحکم فرامرز کو لیگئے اور گوشہ باغ مین بٹھایا بعد جانے فرامرز کے

زر قمر نے خواجہ محراب سے کہا ای خواجہ جو تمنے کشتیون مین اسباب پیش کیا ہی مین نے دیکھا اور مجھے پسند آیا لیکن اجکل
مین فرامرز کے عشق مین مبتلا ہون اور وہ میرا وصل قبول نہین کرتا ہی اگر تم اسکو سمجھا کر میرے وصل پر اسے راضی کردو
تو جو اس سب اسباب کی قیمت ہی اس سے کئی حصے قیمت اسباب زیادہ دون اور تمھاری ممنون احسان ہون خواجہ
محراب نے کہا اگر مجکو اجازت دین تو مین فرامرز کے پاس جاؤن اور اسے سمجھاؤن زر قمر نے خوش ہوکر اجازت دی
خواجہ محراب گوشۂ باغ مین گیا اور فرامرز کے قریب بیٹھکر کہنے لگا ای شاہزادۂ ذیجاہ آپ ملکہ کے کہنے پر کیون عمل
نہین کرتے میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اسکی تمناے دلی برلائیے قید سے رہا ہوجائیے فرامرز نے جواب دیا ای خواجہ
محراب مین اس جادوگرنی سے ہرگز ہمبستر نہونگا اس مقدمے مین تم کچھ دخل نہ دو اور اتنا احسان مجھپر کرو کہ یہان
سے سروستان مغرب مین جاؤ وہان کی حکمران میری ہمشیرہ ہی اس سے میرا احوال کہدینا کہ تمھارا بھائی زر
قمر جادوگرنی کے قید مین مبتلا ہی یقین ہی کہ وہ میری رہائی کے واسطے یہان آئیگی یہ کہکر خواجہ محراب کو رخصت
کیا خواجہ محراب زر قمر جادو کے پاس آکر کہنے لگا خداوند نعمت فرامرز کو مین نے سمجھایا مگر وہ راضی نہین ہوتا زر
قمر جادو نے یہ سنکے ایک آہ سرد کی اور کہا ای خواجہ محراب اب تم یہ کشتیان اسباب کی لیجاؤ مین نہ لونگی خواجہ محراب
کشتیان اسباب کی اٹھواکر باغ سے نکلا اور جانب سروستان مغرب کہ اسی طرف جانا اسکو منظور تھا روانہ
ہوا بعد قطع منازل سروستان مغرب مین پہونچا ملکہ آذر ملک کو خبر ہوئی کہ ایک سوداگر آیا ہی اسباب نفیس
ونادر لایا ہی ملکہ نے حکم دیا اس سوداگر کو ہمارے پاس لے آؤ ملازمان ملکہ خواجہ محراب کو اپنے ہمراہ لیگئے خواجہ محراب نے
روبروے ملکہ آذر ملک جاکر خم ہوکر سلام کیا اور جو کشتیان اسباب کی ہمراہ لیگیا تھا پیش کین ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا
کیا خواجہ محراب تسلیم بجالا کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا ملکہ نے اسباب دیکھا اور قیمت دریافت کرکے کل اسباب
ان کشتیونکا خرید کیا قیمت اسباب دلوادی خواجہ محراب نے زر قیمت اسباب لیکر کھڑے ہوکر دست لبستہ عرض کیا
ای ملکہ عالم آپکے برادر فرامرز مغربی باغ زر قمر جادو مین قید ہین اسنے بزور سحر اسیر کیا ہی میرا اسطرف جانا ہوا
تھا آپکے برادر نے مجھسے فرمایا تھا کہ ہمارا حال ہماری بہن سے کہدینا لہذا بموجب انکے ارشاد کے مین نے حضور سے
عرض کیا یہ کہکر خواجہ محراب رخصت ہوا ملکہ آذر ملک کو یہ خبر سُنکے نہایت صدمہ ہوا آخر بعد فکر بسیار ملکہ آذر ملک
بصورت جواہر فروشان پروین عیار وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئی اور قریب باغ زر قمر جادو پہونچی اسی
جگہ خیام برپا کرکے مقیم ہوئی ہنگام سحر چند درج گوہر اور جواہر بیش بہا لیکر در باغ پر گئی ملکہ زر قمر نے اسکو
اسوقت اپنے روبرو بلایا جب فرامرز مغربی کو چاہ تاریک سے نکلوا کر سمجھا رہی تھی اپنے وصل پر اسکو ترغیب
دے رہی تھی ملکہ آذر ملک نے روبروے زر قمر جادو جاکر اول سلام کیا بعدہ جواہر پیش کیا اسنے کہا بیٹھ
جاؤ ملکہ آذر ملک بیٹھ گئی زر قمر جادو جواہر دیکھنے لگی ملکہ آذر ملک نے اپنے بھائی کو دیکھکر ضبط ملال نہ کرکے
خنجر کمر سے کھینچکر بقصد ہلاکی زر قمر جادو کیا اس نابکار نے ارادے سے اسکے آگاہ ہوکر اسم سحر پڑھا دست وپاے
ملکہ آذر ملک بیکار ہوگئے بحبس وبحرکت ہوگئی اسوقت زر قمر جادو نے ملکہ آذر ملک کو بھی گرفتار کیا پروین
نے یہ خبر سنکے نہایت رنج کیا اور ہنگام شب دیوار باغ پر کمند مار کر ارادہ کیا کہ اندر باغ کے جاکر زر قمر جادو کو
ہلاک کرون ملکہ اور فرامرز کو رہا کرون جب پروین بذریعہ کمند باغ مین دیوار سے اُترنے لگا زر قمر جادو نے
ناگاہ اسکو دیکھکر ایسا سحر کیا کہ دست وپا اسکے بھی بحبس وحرکت ہوگئے کمند ہاتھ سے چھوٹ گئی باغ مین گرا
زر قمر نے اسے بھی قید کیا فرامرز کو اپنی بہن اور پروین عیار کے گرفتار ہونیکا صدمہ ہوا دوسرے روز زر قمر جادو نے

پھر فرامرز کو بلوا کر حال بیتابی دل بیان کیا اور کہا ای فرامرز اگر آج تو میرے وصل پر راضی نہوا تو تجکو ابھی قتل کرونگی
اور تیری بہن اور پروین عیار کو بھی ہلاک کرونگی ہنوز فرامرز نے کچھ جواب نہ دیا تھا اور سوے فلک دیکھکر دعاے
رہائی کی تھی ناگاہ زرقہر نے دیکھا کہ آسمان پر سنسناتا ہوا ایک دیو پرواز کرتا ہوا نہایت گھبرایا ہوا نظر آیا اور اسکے
تعاقب مین ایک پریزاد تیغ بکف دکھائی دیا دیو بار بار کہتا تھا کہ مین نے تیرے خوف سے پردہ قاف ترک
کر کے یہان آیا یہان بھی تو میرے تعاقب مین آیا یہ کہتا ہوا وہ دیو باغ زرقہر مین آیا اس پریزاد نے باغ مین آکر
دیو کی کمر پر ایسی تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا پریزاد نے نعرہ کیا منم ملکزادہ قمرزاد پسر حمزہ صاحبقران
زرقہر ملکزادہ قمرزاد کو دیکھتے ہی اسپر عاشق ہو گئی فرامرز کی محبت دل سے دور ہوئی اور بیقرار ہو کر کرسی سے
اٹھی اور کہنے لگی ای جوان خوبرو اگر میرے باغ مین آیا ہی تو چندے قیام کر مجکو اپنی جان نثار سمجھ پہلو مین میرے
بیٹھ لذت بوس و کنار سے مجکو شادکام کر اور خود بھی میرے وصل سے محظوظ ہو ملکزادہ قمرزاد نے جواب دیا
مین یہان قیام کر نہین سکتا کیونکہ پردۂ قاف مین سمندروے خرپا میرا دشمن ہی اس سے بارہا جنگ ہوتی ہی
وہ قوی ایسا ہی کہ میل تین ہزار من کا ہنگام جنگ اٹھا کر لڑتا ہی اسی کے لشکر کا یہ ایک دیو تھا کہ جسکو مین نے
تمھارے سامنے قتل کیا لیکن تمھارے کہنے سے بالکل انکار نہین ہی اسوقت تمسے ہمبستر ضرور ہونگا پس حیلہ
وبہانے سے ملکزادۂ قمرزاد آگے بڑھا اور زرقہر کے گلے پر اپنا ہاتھ رکھا وہ سمجھی کہ شاید یہ بھی کوئی طریقہ پیار
کرنیکا ہی ملکزادۂ قمرزاد نے اسکے گلے کو ایسا دبایا کہ آمد و شد نفس کی بند ہوئی آنکھین حلقۂ چشم سے نکل آئین آخر
گھبرا کر دم اسکا مقام براز سے نکل گیا اسوقت زرقہر کے سحر کے بیر نالہ و فریاد کرنے لگے ہواے تند چلنے لگی کسی
قدر تاریکی بھی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ شور و غل موقوف ہوا تاریکی دور ہوئی اور آواز آئی قتل کیا
مجکو کہ نام میرا زرقہر جادو تھا بعد مرنے زرقہر کے فرامرز مغربی اور ملکہ آفرملک اور پروین عیار
پر سے سحر اتر گیا فرامرز نے طوق و زنجیر وغیرہ کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور دوڑ کر ملکزادۂ قمرزاد سے ملا
اور کہنے لگا مین آپکے والد ماجد کا ایک فرمانبردار ہون نام میرا فرامرز مغربی ہی میرے باپ کا نام ہلال شاہ ہی
مین نے سنا تھا کہ نوشیروان نے آپکے والد کو عقابین پر قید کیا ہی سرداران لشکر اسلام نوشیروان سے لڑرہے
ہین پس مین بھی ہمراہ پدر فوج لیکر نوشیروان کے مقابلے کیواسطے چلا تھا اثناے راہ مین پشنگ سے
لڑرہا تھا اس جادوگرنی نے مجکو بزور سحر وہان سے اٹھوا کر یہان قید کیا تھا اور خواہان وصل ہوتی تھی
آپنے آکر مجکو رہا کیا نہایت مجپر احسان کیا ملکزادۂ قمرزاد نے تمام حال سنکے فرامرز کو اپنے سینے سے لگایا
اور کہا اب مین تمھارے ہمراہ جانب عقابین چلونگا یہ کہا آمادہ چلنے پر ہو فرامرز نے اپنی بہن اور پروین کو
رہا کر کے جانب شہر روانہ کیا اور آپ ہمراہ ملکزادۂ قمرزاد باغ سے نکلکر سوے عقابین روانہ ہوا ملازمان زرقہر نے انکو نرو کا

داستان داخل ہونا مہتر قران اور ملکہ فتنہ کا لشکر اسلام مین اور عیاری کرنا خواجہ عمرو کا اور درمیان کفار اور اہل اسلام کے جنگ عظیم ہونا بیان کیا جاتا ہی

محرران چالاک دست اس داستان کو اسطرح کہتے ہین کہ جب مہتر قران نے افسوس جادو کو قتل کیا اور
ملکہ فتنہ کو رہا کر کے باہم باتین کرتے ہوے سوے لشکر چلے تھے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ہوے ہمراہ تھے
اور باتین دونون کی سنتے تھے اور مسکراتے تھے جب قریب لشکر اسلام پہونچے بجلد تر آگے بڑھکر قبل
مہتر قران کے لشکر مین داخل ہو کر اپنے خیمے مین گئے اور گلیم اتار کر کرسی پر بیٹھے بعد ایک لمحہ کے مہتر قران

ملکہ فتنہ کو لیکر داخل لشکر ہوے اور خواجہ عمرو کے پاس جاکر سر افسوس جادو زمین پر ڈالدیا اور تمام حال بیان کیا
خواجہ خوش ہوے اور ملکہ فتنہ کو مسلمان کر کے لشکر اسلام مین مقیم کیا جب حال قتل سوار چرخی لباس یعنی افسوس
جادو و بادشاہ لشکر اسلام اور سرداران لشکر نے سنا اور سر افسوس جادو کا دیکھا سب خوش ہوے جب وجدان ریاضت کش
صبح ہوئی خواجہ عمرو بشکل طفل کلاونت جانب دریا روان ہوے چونکہ وجدان ریاضت کش کو شوق اغلام تھا
کبھی فاعل کبھی مفعول ہوتا اسوجہ سے کئی اطفال حسین اور جوانان پاکیزہ روبرو اُسکی بزم مین شب و روز
رہتے تھے اور وہ اُنسے کام دل حاصل کرتا تھا انھین اطفال خوبرو سے ایک لڑکا واسطے نہانیکے دریا پر گیا تھا چند
خادم و خدمتگار اسکے ہمراہ تھے جب خواجہ کنارۂ دریا پر پہونچے اس طفل حسین کو دیکھکر ایک خدمتگار سے پوچھا
یہ لڑکا کون ہی اُسنے تمام حال بیان کیا خواجہ اسکے روبرو گانے لگے وہ طفل جب نہا چکا خواجہ عمرو سے خوش ہوکر
کہنے لگا تم خوب گاتے ہو اگر ہمارے ساتھ بارگاہ وجدان ریاضت کش مین چلو اور وہان اپنا کمال ظاہر کرو
تو وجدان تمکو زر و جواہر بہت دیگا طفل کلاونت یعنی خواجہ نے کہا اچھا مجھے لیچلو جو کچھ مجکو اُستاد نے بتایا ہی
وہ ہنر ظاہر کرونگا تمھاری عنایت سے اگر میرا گانا انھین پسند آیا تو انعام کثیر پاؤنگا خواجہ یہ کہکر خاموش ہوے
جب وہ طفل خوبرو دریا سے چلا خواجہ اُسکے ہمراہ ہوے اثنائے راہ مین جہتر قران ملا خواجہ نے کچھ آہستہ اُس سے
کہا اُسنے کہا بہت بہتر یہ کہکر جہتر قران چلا گیا خواجہ عمرو ہمراہ اُس طفل حسین کے بارگاہ وجدان مین داخل ہوے
وجدان کو سلام کیا چونکہ قبل اسکے خواجہ نے زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہا تھا کہ داداجان اسوقت میری صورت
ایک طفل کلاونت کی ہوجائے اور بعد ایک چشم زدن کے ویسی ہی صورت خواجہ کی ہوگئی تھی اسوجہ سے
وجدان نے خواجہ کو نہ پہچانا اور اُس طفل سے پوچھا یہ کون ہی طفل نے کہا یہ کلاونت ہی کیا خوب گاتا ہی
اگر آپ اسکا گانا سُنیے گا نہایت خوش ہوجیے گا وجدان ریاضت کش نے کہا اے کلاونت بچے ایک غزل
عاشقانہ ایسی گا کہ ہر شعر اُسکا عاشقانہ ہو کلاونت بچے نے فوراً یہ غزل شروع کی

غزل

ہوکے دیوانے اُس پریرو کے ایک ہی وار مین تمام کیا ہاتھ ملوانی ہی مجھے حیرت اس فسون ساز چشم سے تیری	سخت پچتائے ہم بہت چوکے نیمچے دو عقب تھے ابرو کے دیکھکر آئینے وہ زانو کے سیکھیں ساحر طریق جادو کے	نہ ابھی جاؤ سیر ہونے دو ہو پریشان کیون نہ اپنا مزاج تیغ ابرو کا جو نشانہ ہو اوج پر ہی ستارہ اہی اختر	آپکے حسن کے ہین ہم بھوکے ہم مین سودائی زلف کی بوکے خون الٰہی ہمیشہ وہ تھوکے رہتے ہو ساتھ یار ہم دوکے

جسوقت خواجہ یہ غزل اختر کی گا چکے وجدان وجد کرنے لگا بار بار خوش ہوکر تعریف کرنے لگا اُس بزم مین جتنے جوان
و طفل بیٹھے تھے وہ بھی خوش ہوکر ثنا کلاونت کی کرنے لگے اسیوقت وجدان نے کشتی شراب کی طلب کی ساقیان گلرخسار
کشتی شراب کی لیکر حاضر ہوے وجدان نے کلاونت بچے سے پوچھا کیون لڑکے تو بھی شراب پیتا ہی یا نہین کلاونت نے
کہا شراب بھی پیتا ہون اور شراب خوب پلاتا ہون اگر حکم ہو تو اسوقت حضور کو شراب پلاؤن وجدان نے کہا
اچھا شراب پلا کلاونت بچے نے شیشہ شراب اور ساغر بلورین کشتی سے اُٹھاکر آنکھ بچاکر سفوف بیہوشی اسمین ملاکر
شیشے سے ساغر مین شراب اُنڈیلی اور اشعار عاشقانہ پڑھکر ساغر مے سر پر رکھکر بکمال شائستگی وجدان کے
پاس گیا وجدان یہ کمال اُسکا دیکھکر خوش ہوا اور ساغر لیکر شراب پی پھر کلاونت بچے نے اہل بزم کو شراب پلائی
بعد شراب پلانیکے پھر گانے لگا اور ستار بجانے لگا تھوڑی دیر مین وجدان اور جملہ اہل بزم بیہوش ہوے
خواجہ عمرو نے دیکھ بھالکر اول وجدان کو اُٹھاکر نذر زنبیل کیا پھر تمام اسباب اُس بارگاہ کا اُٹھا اُٹھاکر داخل زنبیل کیا

اور کہا دادا آؤ مر اس مال واسباب کو ذرا اچھی طرح رکھیے گا بعد اسکے خواجہ نے رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت مثل شکل وجدان ریاضت کش کے بنائی اور اہل بزم کو ہوشیار کر کے کہا خداوندلات و منات نے سب کی جان بچائی وہ کلا نونت بچہ نہ تھا خواجہ عمرو تھا تمام مال واسباب بارگاہ کا لیگیا خیر مال واسباب لیگیا کچھ غم نہین جان میری اور تمھاری اسکے ہاتھ سے بچ گئی یہ کہکر سب کو رخصت کیا اور سراپا سرخ پوشاک پہن کر بارگاہ سے نکلا بارگاہ نوشیروان مین گیا جملہ سرداران لشکر براے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے وجدان ریاضت کش نقلی قریب تخت نوشیروان کے تخت کے بیٹھے ابھی کچھ دیر نہوئی تھی کہ بارگاہ مین ایک شخص برق وار چمک کر آیا اور نعرہ کیا منم فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات اسوقت پلکین جھلملائین اہل دربار کی اس چمک سے آنکھین جھپک گئین سب کو حیرت ہوئی فرشتۂ خداوندلات کی عجیب و غریب شکل دیکھی بختک نابکار بھی متحیر ہوا فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات نے ایک فرمان وجدان ریاضت کش کو دیا اور کہا لیجیے یہ فرمان خداوندلات نے آپکو بھیجا ہی جو کچھ اس مین لکھا ہی اُسپر عمل کیجیے وجدان ریاضت کش نقلی نے فرمان پڑھا اور نوشیروان وغیرہ سے مخاطب ہو کر کہا اس فرمان مین خداوندلات نے مجھے تحریر کیا کہ جو سرداران لشکر اسلام افسوس جادو نے گرفتار کیے ہین اُنکو بلا کر سمجھاؤ اور اُنسے کہو کہ دین خداپرستی ترک کرین نوشیروان نے یہ سنکر کہا جو حکم آپکو خداوندلات کا ہی اُسے بجا لائیے دیر نہ لگائیے وجدان ریاضت کش نقلی نے اُسی وقت حکم دیا کہ زندان سے کرب غازی کو لے آؤ بموجب حکم ملازم گئے اور کرب غازی کو قیدخانے سے لے آئے جب کرب غازی روبرو وجدان ریاضت کش آیا وجدان ریاضت کش نے کرب غازی سے آنکھ ملا کر اور تل اپنی آنکھ کا دکھا کر کہا کہ ای کرب غازی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو خداوندلات کو سجدہ کر کرب غازی نے خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا کہ جو دین آپکا ہی وہی دین مین نے اپنا قبول کیا وجدان ریاضت کش نقلی نے خوش ہو کر کرب غازی کو قید سے رہا کیا اور اسلحہ دیکر برابر اپنے دنگل پر بٹھایا اور خلعت فاخرہ دلوایا بعد اسکے علمشاہ کو زندان سے بلوایا اور وجدان ریاضت کش نے مثل قبل علمشاہ سے بھی کہا علمشاہ نے بھی خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا ای وجدان ریاضت کش مین نے آپکا دین قبول کیا وجدان ریاضت کش نے علمشاہ کو بالادست فرامرز بن قارن عدنی کے رہا کر کے اور اسلحہ اور اسپ دلوا کر بٹھایا اسی طرح جسقدر سرداران لشکر اسلام قید تھے وجدان ریاضت کش نے سبکو رہا کر کے مرکب و اسلحہ دلوایا اور بارگاہ نوشیروان مین دنگلون پر بٹھایا بختک یہ حال دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ وجدان ریاضت کش خواجہ عمرو ہین یہ سمجھکر بختک نے کہا ای وجدان ریاضت کش آپ کے فضل و کمال کی کیا تعریف کیجاے عقل کو حیرانی ہی تقریر آپکی معجز نما ہی آپ نے تو اُن سرداران لشکر حمزہ صاحبقران کو اپنا مطیع کیا ہی کہ جو سواے حمزہ صاحبقران کے کسی کی تابعداری اور فرمانبرداری نہین کرتے اب مین آپ سے بخوبی واقف ہو گیا وجدان ریاضت کش نقلی نے بختک کی گفتگو سنکے بنظر تند اُسکی طرف دیکھا بختک ڈر کر خاموش ہوا پھر وجدان ریاضت کش نقلی نے ایک رقعہ اپنے ہاتھ سے لکھکر فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات کو دیا اور کہا یہ رقعہ دیدینا اور احوال جو گذرا ہی کہدینا فرشتۂ مذکور رقعہ لیکر اسی طرح مثل برق چمک کر بارگاہ سے نکلکر غائب ہو گیا ناظرین پر واضح ہو کہ فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات جہتر قران تھا اثناے راہ مین خواجہ نے جو کہدیا تھا

گر اس طرح بارگاہ نوشیروان مین آنا بس بموجب ارشاد خواجہ جہتر قران آیا تھا اور یہ بھی خواجہ نے کہدیا
تھا کہ جو رقعہ مین تمکو دونگا وہ رقعہ بادشاہ لشکر اسلام کو دیدینا چنانچہ جہتر قران نے رقعہ
خواجہ عمرو کا لشکر اسلام مین جا کر سلطان سعد کو دیا بادشاہ لشکر اسلام نے وہ رقعہ پڑھوایا لکھا تھا
اے ظل اللہ مین نے عیاری کرکے وجدان ریاضت کش کو گرفتار کرلیا ہی اور جملہ سرداران لشکر اسلام
کو جو گرفتار تھے انکو رہا کرلیا ہی ہر ایک کو مرکب اور اسلحہ دلوا دیا ہی سب سرداران لشکر اسلام بارگاہ مین
قریب نوشیروان ونگا بیٹھے ہین اور مین بصورت وجدان ریاضت کش قریب نوشیروان بیٹھا ہون
اسوقت میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آپ کل فوج لیکر تشریف لائیے اگر ممکن ہو تو حمزہ صاحبقران کو رہا کرین
ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا سلطان سعد نے اس مضمون سے آگاہ ہو کر حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہو ہر ایک
شخص مسلح ہو چنانچہ حسب الحکم کل مردان فوج و سرداران لشکر مسلح ہوے بادشاہ لشکر اسلام راہ دشت سے
جانب عقابین لشکر لیکر چلے ادھر بختک نابکار نے ایک پرچہ کاغذ پر یہ عبارت لکھی کہ اے شہنشاہ یہ وجدان
ریاضت کش نہین ہی خواجہ عمرو ہی آپ کسی طرح بارگاہ سے تشریف لیجائیے ورنہ گرفتار ہو جائیے گا
تھوڑی دیر مین بارگاہ مین تلوار چلے گی یہ عبارت لکھکر پرچہ قرطاس نوشیروان کو دیا نوشیروان پڑھکر
گھبرایا اور اُسی وقت بے اختیار بارگاہ سے اُٹھکر باہر آیا افسران فوج کو حکم دیا کہ سب مسلح ہون اور کل فوج
ہماری مسلح ہو بموجب حکم سب مسلح ہوے نوشیروان نے حکم دیا کہ خواجہ عمرو اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو
قتل کرو بموجب حکم ہیکلان عاد نابکار اور فرامرز بن قارن عدنی اور القاے عاد وغیرہ براے گرفتاری
خواجہ و بہر قتل سرداران لشکر اسلام بڑھے خواجہ عمرو وغیرہ لڑنے لگے اس اثنا مین سلطان سعد فوج لیکر آئے
اور کفار گھرے لڑائی ہونے لگی تلوار خوب چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی زخمی مرکبون سے گرنے لگے زمین پر مثل
مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے عرصۂ مصاف خون کشتگان سے سراسر رنگین ہو گیا بلکہ جوے خون کشتگان میدان
نبرد مین جاری ہوئی اہل اسلام شیرانہ نعرے کرنے لگے بڑھ بڑھ کر اعدا کو ہلاک کرنے لگے لشکر نوشیروان
پیچھے ہٹنے لگا کرب غازی اور علمشاہ اور شیرویہ اور جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن فرہاد خان
یکصد ولی وغیرہ سرداران لشکر اسلام نے ہزارہا سواران لشکر نوشیروان کو تہ تیغ کیا اور ایسی جنگ رستمانہ کی
کہ نوشیروان متردد ہوا چونکہ گرد عقابین چار خندقین تھین اہل اسلام لڑتے ہوے اور آگے بڑھتے ہوے
ایک خندق سے گذر گئے تھے کہ ناگاہ غبار ایک سمت بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا الشناس عاد مغربی
جس نے فرامرز مغربی سے صحرا مین مقابلہ کیا تھا اور اکھاڑے مین اپنے شاگردون سے کشتی لڑا تھا بائیس
ہزار سوارون کی جمعیت سے ظاہر ہوا اور نوشیروان پر اہل اسلام کا نرغہ دیکھکر برہم ہو کر اہل اسلام
سے لڑنے لگا اور دوسری خندق طی کرنیکا مانع ہوا اہل اسلام نے اُس بدانجام سے بھی مقابلہ کیا اکثر
سواران لشکر اسلام اسکے ہاتھ سے قتل ہونے لگے ابھی اہل اسلام لڑ رہے تھے کہ ایک جانب پھر غبار عظیم
بلند ہوا جب وہ غبار رفع ہوا ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی کہ انکو صلصال بن دال بن دیو بن
شمامہ جادو نے لکھا تھا کہ تم برائے مدد نوشیروان جاؤ چنانچہ نامبردہ بالا سات لاکھ سوارون کی
جمعیت سے ظاہر ہوے اور یہ جنگ عظیم دیکھکر شریک جنگ ہوے اہل اسلام کو ضرب شمشیر و گرز سے ہلاک
کرنے لگے لیکن اہل اسلام نے قدم معرکہ سے پیچھے نہ ہٹایا دلیرانہ مصروف جنگ وجدال رہے مگر حمزہ صاحبقران تک

پہونچ نہ سکے چونکہ زمانہ قید حمزہ صاحبقران کا منقضی نہوا تھا سرداران لشکر حمزہ صاحبقران کس طرح امیر باتوقیر کو قید سے رہا کرتے ہر فرد بشر تقدیر سے مجبور و ناچار ہی تدبیر و زور شجاعت سے بدی مقدر دفع نہین ہوتی ہی جو تقدیر مین ہوتا ہی وہی پیش آتا ہی راوی بیان کرتا ہی کہ تا شام اہل اسلام خوب لڑے میدان مین کشتون کے پشتے لگا دیے شیرانہ حملے کیے ہنگام شام نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے جنگ و جدال کرنے سے ہاتھ روکا کشتگان لشکر جانبین کا جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار مردان لشکر نوشیروان قتل ہوے اور دو ہزار اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوے سلطان سعد نے لاشے مسلمانون کے اٹھوا کر غسل و کفن دلوا کر دفن کیا بعد ازان جملہ اپنے لشکر کو لیکر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوے اور قطع راہ کرکے بیل مرام داخل بارگاہ ہوے جملہ سردار و سوار بھی مرکبون سے اتر اپنی اپنی بارگاہ اور خیمے مین گئے خواجہ عمرو بھی اپنے خیمے مین آئے ادھر نوشیروان بھی مع لشکر سمت بارگاہ چلا اثناے راہ مین پشنگ عاد مغربی اور ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی نے بعد ادب آداب اور مجرا کیا نوشیروان انھین دیکھکر اور انکے آنے سے خوش ہوا ہیکلان عاد نے نوشیروان سے پشنگ عاد کی تعریف کی اور کہا اے شہنشاہ پشنگ عاد مغربی نہایت جری و قوی ہی نوشیروان نے کہا کل پشنگ عاد مغربی کو اپنے ہمراہ ہمارے دربار مین لانا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین گیا پشنگ عاد مغربی اور ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی بارگاہین برپا کرا کے بارگاہ مین گئے لشکر ہر ایک کا جدا جدا اترا یہ معرکہ بھی حمزہ صاحبقران نے عقابین پر سے دیکھا

داستان مقابلہ کرنا فرامرز بن قارن عدلی کا پشنگ عاد سے اور ہر طرح مغلوب ہونا اور آنا طول کرخی کا اور لڑنا پشنگ عاد مغربی سے اور قتل ہونا طول کرخی کا مع چند سرداران لشکر کے بیان کی جاتی ہی

راوی شیرین زبان اس داستان کو اسطور سے بیان کرتا ہی کہ جب وہ شب بسر ہوئی نمایان سحر ہوئی آفتاب عیان ہوا ضیاے مہر سے پرنور جہان ہوا نوشیروان بیدار ہوکر حوائج ضروریہ سے فارغ ہوکر برآمد ہوا دربار مین تخت پر آکر بیٹھا اور حکم کیا ایک دنگل زبردست فرامرز بن قارن عدلی کے لیے بچھایا جاے ملازمون نے بموجب حکم دنگل بچھا دیا ناگاہ ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی دربار مین آکر نوشیروان کو سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھے نوشیروان نے انسے پوچھا یہان تمھارا آنا کیونکر ہوا انھون نے بیان کیا جب لاشہ تہمتن خان کا صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ کے پاس پہونچا اسکو نہایت صدمہ ہوا اُسی عالم رنج و ملال مین ایک فرمان ہمکو اس مضمون کا بھیجا کہ تم جاکر شریک نوشیروان ہوا اور اہل اسلام کو قتل کرو کہ انھون نے میرے دو فرزندون کو قتل کیا ہی پس بموجب حکم صلصال ہم آپ کے پاس حاضر ہوے اور شریک جنگ ہوے ابھی نوشیروان ہوشنگ بلخی کی طرف متوجہ تھا ناگاہ کچھ مردم لاشہ ہبیر افسوس جادو کا لیے ہوے آئے دربارگاہ پر جوش و گریہ ہوا نوشیروان نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ افسوس جادو مارا گیا نوشیروان کو اُسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا پھر حکم نوشیروان سے وہ مردم لاشہ افسوس جادو کا لیگئے اسوقت نوشیروان یہ خیال کر رہا تھا کہ افسوس جادو تو مارا گیا وہ میدان ریاضت کش کو نہین معلوم خواجہ نے

ہلاک کیا یا زنبیل مین رکھ لیا ناگاہ ہیکلان عاد ملک سومنات مغرب پشنگ عاد کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ
مین آیا ہیکلان عاد اور پشنگ عاد نے نوشیروان کو سلام کیا پشنگ عاد مغربی سلام کرکے فرامرز
بن قارن عدلی کے دنگل پر بیٹھنے لگا بختک نے کہا اے پشنگ عاد مغربی اس دنگل پر نہ بیٹھو یہ اس
شخص کا ہی جو اپنے وقت کا صاحبقران ہی اور داماد شہنشاہ نوشیروان ہر چند کہ شہنشاہ نے ابھی شادی
اپنی دختر کی اُسکے ساتھ نہین کی ہی لیکن اقرار شادی کرنے کا کیا ہی شہنشاہ اُسکو نہایت عزیز رکھتے ہین
اس دنگل کے بعد جو دنگل ہی اُسپر بیٹھو پشنگ عاد مغربی نے کہا فرامرز کون ہی اُسکی بھی یہ لیاقت ہی کہ
وہ بالادست بیٹھے گا مین تو ہرگز اُسکے زیردست نہ بیٹھونگا یہ کہکے فرامرز کے دنگل پر بیٹھنے لگا اسی اثنا مین
فرامرز بن قارن عدلی بھی آگیا نوشیروان کو سلام کیا اپنے دنگل کے پاس گیا دیکھا پشنگ عاد مغربی
میرے دنگل پر بیٹھا ہی چاہتا ہی فرامرز بن قارن عدلی کو یہ امر ناگوار جو ہوا برہم ہو کر کہا اے پشنگ
عاد مغربی خبردار اس دنگل پر نہ بیٹھنا ورنہ تجکو تہ تیغ کرونگا یہ دنگل میرا ہی پشنگ عاد نے یہ سنکر غضبناک
ہو کر تیغہ آبدار کھینچا اور قصد ہلاکی فرامرز بن قارن عدلی کیا اسوقت نوشیروان اور بختک اور
ہیکلان و جملہ اہل دربار نے پشنگ عاد مغربی سے کہا آپس مین نہ لڑو زیردست فرامرز بن
قارن بیٹھو پشنگ عاد نے کہنا کسی کا نمانا فرامرز بن قارن کو بھی غصہ آگیا کہنے لگا اے پشنگ عاد
کیا مین تجھسے کم قوت ہون جو تو مجھے دباتا ہی اور میرے دنگل پر بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہی پشنگ عاد مغربی نے
جواب دیا تیری کیا حقیقت ہی تجھسے اچھے میرے شاگرد ہین جب نوشیروان نے دیکھا کہ دونون دلیر آمادہ
جنگ ہین تلوار باہم چلایا چاہتی ہی یہ دیکھکر گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ تلوار اگر چلے گی دونون مین سے
ایک قتل ہو جائیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ دونون کو کشتی لڑواؤن نوشیروان یہ خیال کرکے فرامرز بن قارن عدلی
اور پشنگ عاد مغربی سے کہنے لگا اے دلیرو باہم تیغزنی نہ کرو اگر اپنی قوت و دلیری تمھین ظاہر کرنا منظور ہی
تو باہم کشتی لڑو پشنگ عاد نے جواب دیا اے شہنشاہ مجکو منظور ہی فرامرز بن قارن نے بھی کہا اے مالک
ہفت کشور مین اس سے کشتی لڑونگا نوشیروان نے دونون کی تقریر سنکے اُسی وقت حکم دیا جلد اکھاڑا
تیار ہو حسب حکم فرمانبردارون نے اکھاڑا درست کیا گرد اکھاڑے کے صدہا کرسیان رکھدین خیمہ اکھاڑے
پر استادہ کیا اور ایک تخت جواہر نگار برائے نوشیروان اکھاڑے پر لاکر رکھا جب کل سامان ہو گیا نوشیروان
وغیرہ بارگاہ سے باہر جا کر بالائے تخت و کرسی بیٹھے فرامرز اور پشنگ عاد مانند فیلان مست اکھاڑے مین
آئے اور دامن گردا نکر خم مار کر باہم کشتی لڑنے لگے داؤن پیچ ہونے لگے جملہ صغیر و کبیر دیکھنے لگے صاحبقران
بھی تماشابین پر سے کشتی دیکھنے لگے جب پشنگ عاد بقوت بازو فرامرز کی گردن زیر بغل دباکر زیر کرنیکا ارادہ
کرتا تھا فرامرز برہم ہو کر اُسکے سینے پر مشت مارتا تھا اور زیر بغل سے نکل جاتا تھا پشنگ بھی برہم ہو کر اُسکی گردن
اور گلے پر مشت مارتا تھا کبھی پشنگ بن ارنج اکھیڑ لگاتا تھا فرامرز اکھیڑ سے بچتا تھا گاہ فرامرز دستی زبردستی کرنیکا
ارادہ کرتا تھا پشنگ ہنستا تھا فرامرز کو غصہ آتا تھا راوی بیان کرتا ہی کہ قریب شام تک بخوبی کشتی ہوئی آخر
فرامرز کا دم آگیا پسینے مین تر ہو گیا اسوقت پشنگ نے اسکو نیچے لاکر لیٹا گھسا دیا فرامرز نے دھڑ مار پشنگ نے
فوراً اُلٹ دیا پیٹھ فرامرز کی زمین سے آشنا ہوئی پشنگ نے فرامرز کو زیر کرکے چھوڑ دیا اور خوش ہو کر کہا وہ
مارا نوشیروان یہ حال دیکھکر رنجیدہ ہوا فرامرز نے زیر ہو کر نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ پشنگ

کشتی گیری فن کشتی مین اسکو کمال حاصل ہی اور مین اس فن سے چندان ماہر نہین ہون مین تو تیغ و گرز سے لڑنا جانتا ہون لیشنگ تجھسے میدان جنگ مین شمشیر و گرز لیکر مقابلہ کرے اور زیر کرلے تو البتہ مین اسکی شجاعت کا قائل ہون لیشنگ عاد نے جواب دیا مین تجھسے بہ شمشیر و گرز بھی مقابلہ کرونگا نوشیروان نے کہا ہنگام سحر مقابلہ کرنا یہ کہکر نوشیروان اُٹھکر اپنی بارگاہ مین گیا ہر ایک سردار اور سوار بھی اپنی اپنی بارگاہ اور خیمے مین گیا جب صبح ہوئی نوشیروان برآمد ہوکر تخت پر بیٹھا اہل دربار نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے اس اثنا مین فرامرز اور لیشنگ بھی بارگاہ مین آکے تسلیم و مجرا کرکے کہنے لگے حضور بارگاہ سے میدان نبرد مین تشریف لیچلین ہماری جنگ ملاحظہ فرمائین نوشیروان یہ سنکے تخت سے اُٹھا اور بارگاہ سے نکلکر تخت پر سوار ہوکر مع امرا و وزرا و سرداران لشکر قریب عقابین میدان مین جاکر ٹھہرا فرامرز اور لیشنگ بن ارنج دونون میدان مین آئے فرامرز نے نیزہ سینہ لیشنگ پر مارا لیشنگ نے نیزہ اپنے نیزے پر روکا پھر لیشنگ نے نیزہ مارا فرامرز نے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی آخر لیشنگ نے فرامرز کے ہاتھ سے نیزہ نکالدیا فرامرز نے برہم ہوکر گرز گرانبار اُٹھاکر چرخ دیکر سر لیشنگ پر مارا لیشنگ نے آگے بڑھکر فرامرز کی کلائی پر ہاتھ ڈالکر گرز چھین لیا چونکہ گرز فرامرز زمین پر پڑا تھا لیشنگ کو گرز سے صدمہ نہ پہونچا جب لیشنگ نے بقوت بازو گرز بچاکر چھین لیا اسوقت فرامرز کو نہایت صدمہ ہوا آخر تیغہ گرانبار کھینچکر لیشنگ کے سر پر مارا لیشنگ نے بارڈھ تیغہ کی بچاکر کسیقدر داہنی جانب فرامرز کے جاکر اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالا اور اسقدر زور کیا کہ تیغہ فرامرز کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اسوقت لیشنگ نے نعرہ کیا اور کہا او طفل اگر اور کچھ ہوس جنگ دل مین ہو تو نکال لے ورنہ اب کبھی دعوے برابری اور برتری نکرنا اگر مجھکو شہنشاہ کے ملال کا خیال نہوتا تو ابھی تجھکو قتل کرتا راوی بیان کرتا ہی کہ فرامرز بن قارن نے یہ کلمات لیشنگ کے سنکر اور جنگ گرز و نیزہ و تیغ مین مغلوب ہوکر کثرت رنج و ملال سے چاہا تھا کہ خنجر سے اپنے تئین ہلاک کرے لیکن نوشیروان نے چہرہ فرامرز پر نظر کرکے لیشنگ کو اپنے پاس بلایا اور آہستہ سے کہا ای لیشنگ درحقیقت تمھارا مثل و نظیر نہین ہی تمھاری دلیری اور فرامرز کی کم قوتی ظاہر ہوگئی اب ہمارے کہنے سے فرامرز سے گلے ملجاؤ اُسکے دلنگی کا خیال کرو مشہور ہی کہ صاحب عزت و توقیر جس جگہ بیٹھے وہی مقام صدر ہی اسیطرح بختک نے بھی لیشنگ کو سمجھایا لیشنگ نے کہا ای شہنشاہ آپ کے فرمانے سے یہ امر مین قبول کرتا ہون ورنہ ہرگز منظور نہ کرتا یہ کہکر خاموش ہوا نوشیروان نے فرامرز کو بلایا اور لیشنگ سے کہا فرامرز سے ملجاؤ دل مین کدورت نرکھو لیشنگ فرامرز سے گلے ملا لیکن فرامرز کا دل لیشنگ سے صاف نہوا ابھی نوشیروان وہان بیٹھا ہی تھا کہ ناگاہ سرخاب عیار آیا اور بعد بجالانے شرائط تسلیم کے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ ای شہنشاہ کل وقت سحر برچین شاہ تبریزی اور پسر اسکا شمس حسین تبریزی بجمعیت لشکر کثیر اور پہلوانان بےنظیر کے یہان داخل ہونگے سرخاب عیار یہ خبر سناکر چلا گیا نوشیروان اس جگہ سے اُٹھکر مع سرداران لشکر وغیرہ بارگاہ کیطرف چلا جب دربار گاہ پر پہونچا سب کو رخصت کرکے داخل بارگاہ ہوا لیشنگ اپنی بارگاہ مین گیا اور فرامرز بن قارن عدنی اپنی بارگاہ مین جاکر راحت پذیر ہوا یہ خبر بادشاہ لشکر اسلام اور سرداران لشکر اسلام کو بھی ہوئی کہ لیشنگ عاد مغربی نے فرامرز بن قارن کو کشتی اور جنگ تیغ و گرز مین مغلوب کیا

داستان آنا برچین شاہ تبریزی اور شاہزادہ شمس حسین تبریزی کا اور لڑنا بدیع کا لیشنگ عاد مغربی اور کرب غازی سے بعد ازان ہمراہ شاہ تبریز روانہ ہونا مع حالات دیگر بیان کیا جاتا ہی

راویان ذیوقار اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ وہ شب گذر کر سحر ہوئی نوشیروان محلسرا سے برآمد ہوا امرا و وزرا

وغیرہ نے جو حاضر تھے براے تسلیم سر جھکائے نوشیروان ہر ایک کا سلام باشارۂ چشم وابرو لیکر بارگاہ مین آکر
بالاے تخت بیٹھا سرداران لشکر اور امرا دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ناگاہ ایک جانب غبار بلند ہوا ہرکارے
لشکر نوشیروان کے براے خبر روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے روبروے نوشیروان آکر عرض کرنے لگے اے شہنشاہ
برچین تبریزی مع سپاہ کثیر آتا ہی نوشیروان تو سرخاب عیار سے پہلے ہی سُن چکا تھا وزرا سے مخاطب ہو کر
کہنے لگا کہ اگر برچین شاہ آتا ہی تو آئے ما بدولت کو اس سے کیا غرض ہی کہ اسکے استقبال کے واسطے سرداران
لشکر روانہ کیے جائین وزرا نے عرض کیا شہنشاہ نے بجا ارشاد فرمایا ابھی وزرا نوشیروان سے عرض کر رہے تھے
کہ برچین شاہ تبریزی آیا اور علٰحدہ لشکر نوشیروان سے میدان مین بارگاہین اور خیام استادہ کراکے فروکش
ہوا چونکہ لپشنگ عاد مغربی نے قبل اسکے صحراے سبزہ زارین بدیع سے کشتی لڑنے کو کہا تھا اور مشہور جہان
پہلوان دوران بدیع کشتی لڑنے پر آمادہ ہوا تھا لیکایک فرامرز آگیا تھا اس سے لپشنگ لڑنے لگا تھا اور فرامرز
کو پنجہ اُٹھا لے گیا تھا اسی روز سے بدیع پہلوان کو خیال تھا کہ لپشنگ نے ٹوکا ہی اس سے کشتی لڑکر اسکو سزاے
معقول دیجیے اسی وجہ سے بدیع پہلوان کو برچین شاہ جانب نوشیروان لایا اور نہ بدیع کا ارادہ تھا کہ اہل اسلام سے
ہر طرح لڑونگا اگر وہ نہ لڑینگے تو مہر بادشاہ لشکر اسلام سے فرمان پر کرا لونگا غرض بعد فروکش ہونے کے برچین شاہ
بدیع پہلوان وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ نوشیروان مین گیا نوشیروان نے موافق اُسکے رتبے کے اسکو بارگاہ مین
بٹھایا اور پہلوانون کو موافق انکے مرتبے کے دنگلون پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے برچین شاہ تبریزی نے ایک کاغذ
نکالکر بدیع کو دیا اور کہا یہ کاغذ نوشیروان کو دیدو بدیع نے وہ کاغذ دنگل سے اُٹھکر نوشیروان کو دیا نوشیروان
نے اسکو پڑھوایا مضمون اس کاغذ پر برچین شاہ کیطرف سے یہ مندرج تھا کہ علاوہ لشکر گران کے صدہا پہلوانان
رستم میرے ہمراہ رکاب مین خصوصاً ایک پہلوان کہ جسکا نام بدیع ہی مثل و نظیر اپنا نہین رکھتا ہی اکثر ممالک مین یہ گیا ہی
اور پہلوانان نامی کو اسنے زیر کیا ہی اور اگر کوئی پہلوان بعض اقلیم مین اس سے نہین لڑا ہی تو وہان کے بادشاہ نے
اس کاغذ پر یہ لکھدیا ہی کہ ہمارے قلمرو مین کوئی ایسا دلیر نہین ہی کہ جو اس سے مقابلہ کر سکے پس اگر آپ کے لشکر
مین کوئی دلیر ہو تو اس سے مقابلہ کرے ورنہ مثل اور بادشاہون کے آپ بھی اس کاغذ پر مہر کر دیجیے یا لکھدیجیے
کہ ہماری عملداری مین کوئی بہادر ایسا نہین ہی جو بدیع سے لڑسکے جب نوشیروان مضمون مذکور سے آگاہ ہوا
اپنی بارگاہ مین داہنے اور بائین جانب سردارون اور پہلوانون کو دیکھنے لگا اسوقت لپشنگ اپنے دنگل سے
کودا اور نوشیروان سے کہنے لگا اے شہنشاہ مین اس نوجوان سے لڑونگا پہلے بھی مین نے چاہا تھا کہ اس سے لڑون
مگر اتفاق لڑنے کا نہوا نوشیروان نے تقریر لپشنگ کی سنکر حکم کیا سامان مقابلہ ہر دو دلیر مذکور کیا جاے اور
کل ہنگام سحر مقابلہ ہو وزرا نے بموجب حکم اسیوقت سے سامان کیا برچین شاہ تبریزی بدیع پہلوان وغیرہ
کو ہمراہ لیکر بارگاہ نوشیروان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا بعد جانے برچین شاہ اور بدیع پہلوان کے
ہیکلان عاد اور فرامرز بن قارن عدقی اور بختک وغیرہ کہنے لگے کہ کیا خوب بدیع پہلوان ہی سچ تو یہ ہی کہ
نادر زمانہ ہی قوت دست و پا اور شکل و صورت اور حسن و جمال مین بےمثال معلوم ہوتا ہی بارگاہ مین تو بختک اور
فرامرز وغیرہ باہم بدیع کی تعریف کرتے تھے اور بیرون بارگاہ صاحبقران نے جو بدیع کے سراپا پر نظر کی
بے اختیار دل مین محبت پیدا ہوئی دل نے چاہا کہ اگر بدیع یہان تک آئے تو سینے سے لگا لیجے فرزند
اپنا جانکر پیار کیجیے اور پوچھیے اس نوجوان سے تو گل کس گلستان کا ہی اور سرو کس بوستان کا ہی لیکن

بوجہ قید ہونے کے حمزہ مجبور ہوئے نہ تو اس سے کچھ پوچھ سکے نہ اپنے پاس بُلا سکے لیکن نظر الفت سے بار بار
دیکھا کیے بدیع نے بھی بارگاہ نوشیروان سے نکلکر سوے عقابین بنظر حسرت دیکھا اور ملازمان نوشیروان سے
پوچھا بالاے عقابین کون قید ہی انھون نے کہا صاحبقران قید ہین بدیع یہ سنکر خاموش رہا لیکن اسکے دل مین
بھی کچھ الفت پیدا ہوئی جب وہ دن گذر کر رات ہوئی اور شب بھی بسر ہوکر سحر ہوئی ایک طرف سے نوشیروان
پشنگ کو مع فوج لے کر زیر عقابین میدان مین جاکر ٹھہرا دوسری جانب سے برچین شاہ تبریزی بدیع
پہلوان کو ہمراہ لیکر مع سپاہ کثیر پیش عقابین میدان مین آیا اور اکھاڑے پر تخت رکھوا کر بیٹھا اور جملہ پہلوان
اور سرداران اور رفیع گاذر وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے اسوقت نوشیروان کی جانب سے پشنگ عاد
یا خداوندان لات اعلی اور سنات سعلی کہکر جبٹ اور لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے مین اُترا اور تھوڑی مٹی اکھاڑے
کی اُٹھا کر اپنے بازوون پر ملکر خم مارکر مثل فیل مست اکھاڑے مین کھڑے ہوکر چنگھاڑا کہ ای بدیع پہلوان آؤ
کشتی لڑو مجھسے ہرگز نہ ڈرو مین تمکو سہولیت سے زیر کرونگا دست و پاے نازک تمھارے نہ توڑونگا ہرچند کہ
تمسے کشتی لڑنا باعث میری آبروریزی کا ہی کیونکہ تم ابھی بچے ہو اچھی طرح سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ہی لیکن
تمنے دعوے یکتائی کیا ہی اسوجہ سے براے تنبیہ تمسے لڑتا ہون دیکھ لینا ایک آن مین تمکو زیر کرونگا بدیع
پہلوان کلمات مندرجہ پشنگ سنکر برہم ہوا اور فوراً دامن گردانکر اکھاڑے مین اُتر کر کہا ای پشنگ
زیادہ گوئی اور بدزبانی تکبر و لیبر دن کو تاب کلمات سخت سُننے کی نہین ہی اب تم مجھسے کشتی لڑو جو کچھ انجام ہوگا
دیکھ لینا اور جسقدر مہمان صغیر و کبیر بیٹھے ہین سب سیر دیکھین گے یہ کہکر کھا ٹھ بدلکر خم مارا ادھر سے
پشنگ بڑھا اور بدیع لپٹ کر زور کرنے لگا جو لوگ وہان موجود تھے کشتی دیکھنے لگے حمزہ بھی عقابین
پر سے کشتی ملاحظہ فرمانے لگے بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسوقت اکثر سرداران لشکر حمزہ بھی براے
سیر کشتی آئے تھے اور اکھاڑے پر لعبد غوث بیٹھے ہوے سیر کشتی دیکھ رہے تھے لبسبل اختصار تحریر کیا جاتا ہی کہ
بدیع پہلوان نے بعد تین پہر کے پشنگ کو اپنے نیچے لاکر اور اسکی زنجیر کمر اور لنگوٹ مین ہاتھ ڈالکر لنگر اُسکا
زمین سے اکھیڑا زور اول مین تا بزانو اور زور دوم مین تا بسینہ اور زور سوم مین اسکو سر سے بلند کر کے اور چرخ دیکر
اسطرح اکھاڑے مین پٹکا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا ہوئی استخوان ریزہ ریزہ بلکہ سرمہ سا ہوگئے مرغ روح اسکا قفس
تن سے نکلکر سوے سقر روانہ ہوا اُسوقت چہرہ نوشیروان کا یہ حال دیکھکر متغیر ہوگیا سرداران لشکر نوشیروان
دنگ ہوگئے سکتے کا سا عالم ہوگیا برچین شاہ تبریزی اور شاہزادہ شمس حسین تبریزی اور سرداران لشکر
حمزہ بے اختیار تعریف و ثناے بدیع پہلوان کرنے لگے شور تحسین و آفرین بلند ہوا حمزہ زور بدیع
دیکھکر وجد کرنے لگے اور نہایت خوش ہوئے اور دل مین اپنے بدیع پہلوان کی تعریف کرنے لگے ہرچند
کہ بادشاہ برچین تبریزی نے منع کر دیا تھا لیکن رفیع گاذر یہ حال دیکھکر بے اختیار ہوکر اُٹھا اور پگڑی اپنے سر سے
اُتار کر اچھال دی اور بآواز بلند اپنی زبان مین کہنے لگا واہ رے مور سے شیر کا جور کیا کہیے کہ پشنگ کو بیدم
کر دیا اسیطرح سو دو سو دھوبی جو رفیع گاذر کے ہمراہ تھے اُچھلنے کودنے لگے اور ایسی ہی تعریف کرنے لگے
برچین شاہ نے رفیع گاذر اور جملہ دھوبیون کو شور و غل کرنے سے منع کیا اور نوشیروان سے کہا آ
اور کوئی پہلوان آپکے لشکر کا ہمارے اس پہلوان سے لڑیگا یا نہین نوشیروان نے کہا اب کوئی تمھارے
پہلوان سے لڑکر اپنی جان نہ دیگا برچین شاہ نے کہا اگر کوئی پہلوان لائق مقابلہ اس پہلوان کے نہین ہی تو آپ ا

فرمان پر مہر کر دیجیے نوشیروان نے یہ سنکے بختک کیطرف دیکھا اُسنے عرض کیا البتہ اے شہنشاہ مہر کر کے دیجیے اس بلاے ناگہانی کو ٹالیے اپنے لشکر کے پہلوانون کو اس پہلوان کے ہاتھ سے بچائیے ورنہ یہ پہلوان آپ کے لشکر کے جملہ بہادرون کو اور تمام پہلوانون کو اسیطرح ہلاک کر ڈالے گا آپکو مقابلہ کرنا مسلمانون سے ہی نوشیروان نے تقریر بختک سنکے خیال کیا کہ بختک سچ کہتا ہے یہ خیال کر کے اس فرمان پر مہر کر دی برچین شاہ پہلوان بدیع کو اور جملہ اپنے لشکر کے سردارون وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر وہان سے چلا اور راہ طے کر کے اپنی بارگاہ مین بخوشی گیا نوشیروان نے لیثناک کو اکھاڑے سے اُٹھوایا اور جملہ اپنے امرا و وزرا کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ مین گیا سرداران لشکر اسلام اپنے لشکر مین گئے اور تمام حال کشتی کا بادشاہ لشکر اسلام سے بیان کیا بظاہر یہ قول راوی مذکور کا عقلاً صحیح معلوم نہین ہوتا کہ سرداران لشکر حمزہ زیر عقابین خندقون کو طے کر کے گئے اور پاس صاحبقران کے پہونچے اور اسیر یا توقیر کو رہا نہ کر کے اپنے لشکر مین چلے گئے اور نوشیروان نے انھین زیر عقابین آنے دیا پس یہ امر خلاف عقل و فہم ہے الحاصل جب برچین اپنی بارگاہ مین گیا بدیع نے برچین شاہ سے کہا اب اہل اسلام سے مقابلہ کرنے کا سوال کیا جاے اگر اُن مین سے کوئی دلیر مقابلہ کرے تو خیر ورنہ اس فرمان پر بادشاہ لشکر اسلام سے مہر کرا کے یہان سے تشریف لے چلیے برچین شاہ نے جوابدیا ہنگام سحر یہ قرطاس لیکر تم جانا اور بادشاہ لشکر اسلام سے جواب لیکر ہمارے پاس آنا یہ کہکر برچین شاہ خاموش ہوا جب وہ شب گذری بدیع وہ فرمان لیکر مرکب پر سوار ہو کر مع چند خادم و خدمتگار جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین جاکر بعد اداے دعا و ثناے بادشاہی کے عرض کیا اے ظل اللہ اسوقت بدیع پہلوان فرمان لیے ہوے واسطے مہر کرانے کے خدمت حضور مین آتا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے چند سردارون کو براے استقبال روانہ کیا سردار گئے اور استقبال کر کے بدیع پہلوان کو لشکر اسلام مین لے آئے بدیع نے بادشاہ لشکر اسلام کو جھک کر سلام کیا اور وہ فرمان مذکور دیا سلطان سعد نے بارگاہ سلیمانی مین جانب دست راست ایک دنگل پر بعزت تمام بٹھایا اور نہایت خلق سے پیش آئے اور وجہ زیادہ تر عنایت و مہربانی کرنیکی یہ تھی کہ دیکھتے ہی بدیع کو سلطان سعد کے دل مین ایسی محبت و الفت پیدا ہوئی کہ کچھ خیال غیر مذہب ہونیکا بھی نہ کیا علاوہ بادشاہ کے علمشاہ اور شیرویہ اور لندھور وغیرہ سردارون کو بدیع سے ایسی الفت دیکھتے ہی ہو گئی کہ ہر ایک کا دل یہی چاہتا تھا کہ اب یہ بارگاہ سے اُٹھکر نہ جاے اور اس سے معانقہ کرین اور بدیع بھی سوے سلطان سعد اور جانب علمشاہ اور شیرویہ و دیگر سرداران لشکر اسلام کیطرف بار بار بنظر الفت دیکھتا تھا اور دلمین کہتا تھا کہ اس لشکر مین اور اس بارگاہ مین ایسے جری و بہادر نظر آتے ہین کہ مین نے کبھی نہین دیکھے اور یہ سب نہایت حسین ہین بدیع اپنے دلمین یہ خیال کر رہا تھا کہ سلطان سعد نے وہ فرمان پڑھوایا اور اسکے مضمون سے مطلع ہو کر ارشاد کیا کہ اے بدیع تمنے سنا ہو گا اور دیکھا ہو گا حمزہ فی زماننا عقابین پر قید مین اس لشکر مین وہ نہین ہین اگر وہ موجود ہوتے تو تمسے مقابلہ کرتے لطف کشتی اور تیغزنی تمکو ایسے حاصل ہوتا انشاء اللہ جب وہ قید سے رہا ہونگے اور تم یہان آؤ گے تو اُنسے مقابلہ کرنا بالفعل مقابلہ موقوف رکھو بدیع نے یہ سنکے جوابدیا بسا تعجب ہے کہ اتنے جری و بہادر اس بارگاہ مین بیٹھے ہین اور کوئی ایسا دلیر نہین ہے کہ مجھسے کشتی لڑے کیا یہ سب دیکھنے ہی کے سرداران لشکر ہین جسوقت بدیع نے یہ کلمات کہے کرب کو غصہ آیا اور اپنے دنگل سے اُٹھکر جوابدیا کہ اے بدیع اس بارگاہ مین بڑے بڑے بہادر ہین اگر تم کیا مقابلہ کرو گے مجھسے لڑو دیکھو تو مین ہنگام کشتی کیسی دلیری کرتا ہون بدیع نے کہا اے بہادر اگر تم لڑو گے تو مین ضرور تمسے لڑونگا اسی واسطے تو مین یہان

آیا ہون یہ کہکر بدیع سلطان سعد سے رخصت ہوا اور ہنگام رخصت کہا کل ہنگام سحر اس بہادر سے کشتی لڑونگا یہ کہکر
وہ فرمان لیکر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر مرکب پر سوار ہوا اور جانب لشکر برجین شاہ چلا جب لشکر مین پہونچا برجین سے
تمام حال بیان کیا اور کہا کل مین اس جوان سے مقابلہ کرونگا برجین شاہ نے کہا ای بدیع پہلوان تم اسپر کبھی غالب آؤ گے
یہ کہکر خاموش ہوا جب وہ دن گذرا اور شام ہوئی اور رات بھی گذر کر صبح ہوئی برجین شاہ بدیع پہلوان کو اپنے ہمراہ
لیکر مع تمامی فوج جانب لشکر اسلام آیا یہان آکر دیکھا اکھاڑا درست ہی گرد اکھاڑے کے صدہا کرسیان جواہر نگار رکھی
ہین اکھاڑے پر خیمہ بہت بڑا اور نہایت نادر استادہ ہی بادشاہ لشکر اسلام تخت پر رونق افروز ہی جملہ سرداران لشکر کرسیون
پر بیٹھے ہین بہت سی کرسیان خالی ہین لشکری ہزارہا زین پوش وغیرہ بچھائے ہوئے بیٹھے ہین برجین شاہ اور پہلوان
بدیع یہ سامان دیکھکر حیران ہوئے جب برجین شاہ اکھاڑے پر آیا بعض بعض سردار برائے تعظیم اٹھے برجین شاہ
تخت اپنا اکھاڑے پر رکھوا کر بیٹھا پہلوان اور سرداران لشکر کرسیون پر بیٹھے بعد ازان اِدہر سے بدیع اُدہر سے
کرب غازی دامن گردا کر اکھاڑے مین اترے پھر خم مار کر اور ہاتھ ملا کر باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے چٹ پٹ داؤن
پیچ کرنے لگے پیچ پر پیچ اور توڑ پر توڑ ہونے لگے دیکھنے والے داد دینے لگے کبھی تعریف کرب غازی کی گاہ شاہ پہلوان بدیع
کی کرنے لگے حمزہ بھی عقابین پر سے یہ کشتی دیکھنے لگے جب کرب غازی بعد قوت و زور بدیع کو اپنے نیچے لاتا تھا بدیع
بلا توقف مثل برق تڑپ کر نکل جاتا تھا اور سامنے آکر پھر مقابلہ کرتا تھا اور جب بدیع بہزار مشکل کرب غازی کو اپنے نیچے
لاتا تھا کرب فی الفور نکل جاتا تھا اور سامنے آکر پھر لپٹ کر زور کرتا تھا بدیع متحیر ہوتا تھا راوی بیان کرتا ہی کہ شام تک کشتی
ہوئی وقت شام بدیع نے کرب غازی سے کہا ای بہادر اب شام ہو گئی اگر مناسب ہو تو صبح کو پھر کشتی لڑنا اور یہ اپنے
دلمین خیال نکرنا کہ بدیع تھک گیا ہی تم دیکھ لو ابھی مجھے پسینہ بھی نہین آیا ہی کرب نے جواب دیا ہم اہل اسلام ہین ہمارا یہ دستور
نہین کہ جس سے دنکو لڑین شام کو اُس سے نہ لڑین بغیر زیر کیے ہملوگ حریف کو نہین چھوڑتے ہین علاوہ اس امر کے
بادشاہون کے نزدیک شب کو روشنی کی کثرت سے روز روشن کر دینا کوئی امر مشکل نہین ہی ابھی روشنی ہو جائیگی
تاریکی شب اسجگہ افراط روشنی سے دور ہو جائیگی بدیع نے یہ سُنکے کہا اگر ایسا سامان ہو جاے تو پھر لڑو ابھی بدیع یہ کہ رہا تھا
کہ حکم سلطان سعد سے ہزارہا لالٹین گرد اکھاڑے کے موافق قاعدہ روشن کی گئین ماسوا اسکے صدہا فانوسین اور کنول
جنین شمعین مومی اور کافوری تھین روشن کی گئین ادہر برجین شاہ نے بھی اُسیقدر سامان روشنی کا کیا اُسوقت کثرت
روشنی سے اکھاڑا پُر نور ہو گیا فلک پیر اکھاڑے کو بنظر حسرت دیکھنے لگا اور متحیر ہوا کہ اس اکھاڑے پر اتنی فانوسین
اور کنول اور جھاڑ اور لالٹینین وغیرہ روشن ہین کہ ستارون سے زیادہ ہین غرض بعد روشنی ہونے کے برجین شاہ
نے کئی کاسہ دودھ کے روبرو بدیع کے بھیجے بدیع نے ہر ایک کاسہ اٹھاکر دہن سے لگاکر شیر پی لیا اسیطرح بادشاہ
لشکر اسلام نے کاسہ ہاے شیر شکر آمیز برائے کرب ارسال کیے کرب نے بھی ہر کاسہ شیر منھ سے لگاکر مثل آب شیر
پی لیا ملازم خالی کاسہ اٹھا کر لے گئے جب دونون دلیر سیر اور سیراب ہو چکے پھر باہم کلہ بکلہ دست بدست کشتی لڑنے
لگے باہم زور بخوبی کرنے لگے جلد جلد پیچ پر پیچ ہونے لگے منصف باواز بلند ہر ایک کے کمال کی داد دینے لگے اسیطرح
وہ شب بھر کشتی ہوئی اور پھر دن بھر برابر کشتی ہوئی شب کو یہی سامان روشنی کا ہوا اور وقت اشتہا ہر ایک دلیر نے
کاسہ ہاے شیر نوش کیے لیکن دونون مین سے کوئی دلیر کم زور نہوا اور کسی کی پشت آشنا زمین سے نہوئی جب
زمانہ نصف شب کا آیا خواجہ عمرو دونون کو کشتی لڑنے مین چھوڑکر کتے کی کھال اپنے تن پر آراستہ کرکے بطور سگ کے
جانب عقابین چلے جب قریب نوشیروان پہونچے خوب دیکھ بھالکر مردمان لشکر نوشیروان سے چھپکر خندقون کو طے کرکے

ستوا تر جست کر کے زیر عقابین پہونچے اور بالاے عقابین جاکر کہال کتے کی اپنے جسم سے اُتار کر امیر با توقیر سے کہا کہ میرا فرزند یعنی کرب غازی بدیع پہلوان سے کشتی لڑرہا ہی دو دن اور دو شبین اتنی رات کم گذر چکے ہین لیکن ابھی تک کوئی زیر نہین ہوا ہی حمزہ نے یہ سنکے عمرو سے کہا ای عمرو تمنے بدیع سے کرب کو لڑوا دیا ہی وہ نظر کردہ امیر عرب ہی بدیع تو کیا ہی اور کسی سردار لشکر سے بھی اسکی پشت زمین آشنا نہو گی یہ اچھی بات نہین ہی مجکو اس امر سے گونہ ملال ہوا بہتر اور مناسب یہی ہی کہ ابھی جاکر کشتی موقوف کرا دو مجکو یہ منظور نہین ہی کہ بدیع کرب نظر کردہ امیر عرب سے زیر ہو جاے اور ای خواجہ ہماری جانب سے بدیع سے کہدینا کہ بابا ابھی ہم قید مین ہین جب زمانہ قید کا منقضی ہو جائیگا اور پروردگار ہمکو قید سے رہا کریگا تو اسوقت تم ہمسے کشتی لڑنا ہر طرح مقابلہ کرنا عمرو یہ سنکے زیر عقابین آئے اور کتے کی کہال پہنکر چاہتے تھے کہ آگے قدم بڑھائین ناگاہ القاے عاد کہ طلایہ دے رہا تہا لشکر کے گرد پہر رہا تہا اسنے دیکھ لیا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ زیر عقابین کون ہی ایک سوار نے کہا کتا ہی اور کوئی نہین ہی بعض سوارون نے یہ سنکے کہا ہمین ثابت ہوتا ہی کہ یہ عمرو ہین بصورت سگ آئے ہین لہذا انکو یہان سے نجانے دینا چاہیے اور انکو گرفتار کر کے قید کرنا مناسب ہی وقت سحر شہنشاہ نوشیروان کے روبرو اسکو لے جائینگے وہ جو چاہینگے اسکے حق مین کرینگے القاے عاد یہ سنکے جملہ سوارون کو جو اسوقت اُسکے ہمراہ تھے ساتھ لیکر جانب عقابین براے عمرو روانہ ہوا سوارون نے شور و غل کیا کہ عمرو کتا بنکر آیا ہی اُسکو لکڑیون سے مار دیا جلاد کو بلاؤ کہ وہ اسپر لٹھ مارے کام اس کتے کا تمام کرے جب یہ شور و غل خواجہ نے سنا اور دیکھا کہ القاے عاد مع سوارون کے آتا ہی خواجہ نے برہم ہو کر وہان سے جست کی ایک خندق طے کر کے آگے بڑھے سوار گھوڑے دوڑا کر قریب تر آئے خواجہ نے دوبارہ جست کی دوسری خندق طے کی القاے عاد نے کہا یارو کیا غضب ہی کہ تم سب شیر بیشۂ جرأت ہو اور ایک کتا تمسے گرفتار ہو نہین سکتا انہون نے جواب دیا یہ کتا بہ دار ہی دیکھتے ہو کسطرح اڑکر خندق کو طے کر جاتا ہی القاے عاد نے کہا یہ تو سچ کہتے ہو پھر کتا کا ہی ہی اور بشر بشر ہی ہی جسطرح ہو سکے اسکو حلقہ کمند مین اسیر کرو سوار کمندین لے لے کر گھوڑون کو دوڑا کر جسوقت قریب عمرو پہونچے اور چاہا کہ کمندون مین اسیر کرین خواجہ عمرو نے پھر جست کی تیسری خندق بھی طے کی سوارون نے بھی گھوڑے اپنے خندق سے پہنداے اور قریب اس کتے کے پہونچے خواجہ نے پھر جست کی چوتھی خندق بھی طے کی بعد ازان خواجہ عمرو بنجابت راہ طے کر کے لشکر اسلام مین آئے وہ کتے کی کہال اپنے جسم سے اُتاری ادھر القاے عاد اور سوار متحیر ہو کر پھر گئے اور باہم کہنے لگے کہ یہ کتا تہا یا کوئی بلا تہی کسی طرح ہاتھ نہ آیا خیر خوب ہوا بقول شخصے مصرعہ

رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت

یہ کہکر حفاظت لشکر کی کرنے لگے ادھر خواجہ نے اکھاڑے مین اُترکر کرب غازی سے کہا ای بیٹا کرب غازی بدیع پہلوان کو چھوڑ دے کرب غازی نے کہا کچھ فرمایئے تو کیون چھوڑ دون خواجہ نے کہا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ہی کہ کشتی موقوف رکھو جب ہم قید سے رہا ہونگے اسوقت بدیع پہلوان سے کشتی لڑینگے کرب غازی نے یہ سنکے بدیع پہلوان کو چھوڑ دیا بدیع کشتی موقوف ہونے سے خوش ہوا کیونکہ پہلوان بدیع خیال کرتا تہا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی یہ جوان کسی طرح زیر نہین ہوتا ہی غرض جب کشتی موقوف ہوئی رات گذر چکی تہی آثار سحر فلک پر عیان تھے اسوقت ادھر تو کرب غازی اکھاڑے سے نکلا اُدھر بدیع پہلوان دونون اپنے اپنے لشکر مین گئے اہل اسلام اکھاڑے سے اُٹھے اور اپنی اپنی بارگاہون اور خیام مین جاکر ہر ایک نے وضو کر کے نماز پڑھی جب صبح ہوئی اور آفتاب نکلا بدیع براے رخصت بارگاہ بادشاہ اسلام مین گیا بادشاہ نے اسیطرح بعزت و توقیر بٹھایا اور چند کشتیان زر و جواہر اور تحالف کی دین اور رخصت کیا بدیع پہلوان بارگاہ سلیمانی سے برجین شاہ تبریزی کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا برجین شاہ نے اسیوقت وہان سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تہا ناگاہ سونے

صحرا غبار بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا شنکاوہ بن شنکول بدست دریا باری بائیس ہزار سواروں کی جمعیت سے پیدا ہوا اور مردان اہل اسلام پر گرا اور اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا اہل اسلام نے اسوقت جلد جلد سلاح زیب تن کر کے مرکبوں پر سوار ہو کر شنکاوہ بن شنکول سے لڑنا شروع کیا ادھر بدیع پہلوان نے جو دیکھا کہ شنکاوہ بن شنکول اہل اسلام کو قتل کرتا ہی تاب ضبط نہ لاکر بدیع مع فوج حملہ آور ہوا اور شنکاوہ کے لشکریوں کو قتل کرنے لگا یہ خبر نوشیروان کو پہونچی نوشیروان برائے مدد شنکاوہ تمام اپنی فوج لیکر آیا اور شریک جنگ ہوا چاروں لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی جوانان لشکر قتل ہونے لگے شام تک خوب لڑائی ہوئی وقت شام نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر شنکاوہ کو مع فوج و لشکر اپنے ہمراہ لے گیا سلطان سعد نے ادھر بدیع پہلوان اور برچین شاہ تبریزی کی تعریف کی بدیع سلطان سعد وغیرہ سے پھر رخصت ہو کر ہمراہ برچین شاہ تبریزی جانب ترکستان روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہی کہ شنکاوہ جو لشکر اسلام پر گرا تھا اور مردان لشکر اسلام غافل تھے اس وجہ سے اس لڑائی میں آٹھ ہزار اہل اسلام شہید ہوئے اور پانچ ہزار کفار مارے گئے جب نوشیروان اپنی بارگاہ میں جاکر تخت پر بیٹھا اور شنکاوہ بھی ایک دنگل پہ بیٹھا اور جب دربار آراستہ ہوا اسوقت شنکاوہ نے کہا ای شہنشاہ میرا دل چاہتا ہی کہ حمزہ صاحبقران کو دیکھوں میں نے انکی شجاعت و دلیری کی تعریف سنی ہی بختک وغیرہ نے اس سے کہا ای شنکاوہ امیر کو کیا دیکھو گے آجکل وہ عقابین پر قید ہیں کثرت آلام سے پوست و استخوان ہمہ تن ہیں شنکاوہ نے کہا میں تو حمزہ کو ضرور دیکھونگا آخر ملازم بحکم نوشیروان سے امیر کو بارگاہ میں لائے امیر نے بہ آواز بلند کہا السلام علیکم سلام میرا اس شخص پہ ہو کہ جو خدا کو یکتا جانتا ہوا اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیمبر جانتا ہو کسی نے جواب سلام نہ دیا شنکاوہ نے پوچھا امیر کو عقابین پہ کیوں قید کیا ہی بختک وغیرہ نے کہا وجہ اصلی یہ ہی کہ عیار حمزہ خواجہ عمرو ہی وہ نہایت کامل عیار ہی اُسکے خوف سے امیر کو اس حفاظت سے قید کیا ہی اور اگر اسطرح امیر کو قید نہ کرتے تو ابتک عمرو حمزہ کو رہا کر کے لے جاتا علاوہ اسکے سرداران لشکر حمزہ غیرت رستم اور رشک اسفندیار ہیں اگر امیر عقابین پر قید نہوتے تو وہ امیر کو ابتک رہا کر کے بعیاری لیجاتے شنکاوہ نے تمام حال سنکے کہا امیر کو بارگاہ سے لیجاؤ ملازم نوشیروان لے گئے اور عقابین پہ قید کیا پھر شنکاوہ نے اپنے عیار زنگار سے کہا تو ابھی جا اور عیار حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آ زنگار نے کہا عمرو کا گرفتار کرنا میرے نزدیک سہل ہی اُسکی کیا لیاقت ہی کہ میرے دام مکر سے نکل جائے اتفاقاً اسوقت خواجہ عمرو بھی دربار نوشیروان میں بشکل خدمتگار موجود تھے زنگار کی گفتگو سنکے برہم ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ یہ نالائق میرے گرفتار کرنے پر آمادہ ہی اسکی گوشمالی کرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام چلے اور اثنائے راہ میں اپنی صورت مثل ایک عیار کے بنائی اور ایک جگہ ٹھہرے بارگاہ نوشیروان سے زنگار برائے گرفتاری خواجہ عمرو چلا جب قریب عمرو پہونچا عمرو نے اُسے سلام کیا اُسنے پوچھا تو کون ہی عمرو نے جواب دیا نام میرا تریدی عیار ہی فرمانبردار عمرو کا ہوں اسوقت چند سوداگر ترکستان سے آئے ہیں اُنسے ایک کنیز خوبرو میں نے خرید کی تھی عمرو نے تعریف حسن و جمال کنیز مذکور جو سنی ہی مجھسے طلب کرتا ہی میں نے ہر چند اس سے کہا ہی کہ اس کنیز سے میں نے عقد کر لیا ہی لیکن خواجہ عمرو بلائے روزگار ہی کہتا ہی کہ تو جھوٹا ہی اسوقت چالیس ہزار تومان دیکر عمرو نے وہ کنیز مجھسے بجبر و ظلم لے لی ہی مجھکو اسوقت رنج عظیم ہی اب تم بیان کرو کہاں جاتے ہو زنگار نے یہ خیال کر کے کہ یہ دشمن عمرو کا ہی کہا میں برائے گرفتاری عمرو جاتا ہوں تریدی عیار نقلی نے کہا کہ اگر تم عمرو کو گرفتار کر کے کنیز مذکور کو میرے حوالے کر دو تو میں لات پرست ہو جاؤں اور شاگرد تمہارا اسیوقت سے

تمھارا ہو گیا زنگار نے جواب دیا یہ کیسی شاگردی جبتک سر تن سے جدا کر کے ہمارے روبرو نہ لاؤ گے اور ہم تمکو اپنے ہاتھ سے مٹھائی
نہ کھلا سینگے اسوقت تک تم ہمارے شاگرد نہین ہو سکتے ترید عیار نے فی الفور اپنی کسوت عیاری سے مٹھائی نکالی اور زنگار
کو دی اُسنے کچھ مٹھائی اُٹھا کر کہا ای ترید منہ کھولو اور میرے ہاتھ سے مٹھائی کھاؤ ترید نے کہا پہلے آپ کھائیے پھر
مجھے کھلائیے آخر بعد حجت پہلے زنگار نے مٹھائی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہو کر زمین پر گرا ترید نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو
بعد ازان رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت زنگار کی شکل کے مانند بنائی اور اُسکی شکل اپنی صورت کے مثل بنائی پھر اُسکو
گرفتار کر کے پشتارہ اُسکا اُٹھا کر بارگاہ نوشیروان مین گیے اور شنکاوہ کے آگے پشتارہ رکھکر کہا لیجیے مین عمرو کو گرفتار
کر کے لے آیا شنکاوہ نے خوش ہو کر بختک اور نوشیروان وغیرہ سے کہا اسیوقت عمرو اور حمزہ صاحبقران کو
قتل کر ڈالو خواجہ عمرو نے جو یہ کلام سنا نہایت غصہ آیا اُسی عالم غیظ مین ایک دھول لگا کر سر شنکاوہ سے تاج لیکر
نعرہ کر کے بارگاہ نوشیروان سے نکلے اور سوے لشکر اسلام روانہ ہوے ادھر شنکاوہ نے برہم ہو کر نوشیروان سے
کہا ای شہنشاہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے خواجہ عمرو نے مجھے سر دربار ذلیل کیا ہی اُسکو اور سرداران لشکر حمزہ کو قتل
کرونگا نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے جو امر جاسوسی پر مقرر رہتے روبروے بادشاہ لشکر اسلام جلد تر حاضر
ہوے اور عرض کرنے لگے ای جہان پناہ اسوقت شنکاوہ نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر
اسلام نے بھی نقارہ جنگی بجوایا دونون جانب تیاری جنگ ہونے لگی شنکاوہ نے اس پشتارے کو کھولکر زنگار کو نکالا
جب وہ ہوشیار ہوا شنکاوہ نے کہا واہ واہ تم خوب عمرو کو گرفتار کر کے لاے عمرو ہی تمکو گرفتار کر کے یہان لے آیا
یہی بہتر ہوا اگر وہ تمکو قتل کر ڈالتا تو مفت تمھاری جان جاتی زنگار شرمندہ ہوا غرض بعد بجنے طبل جنگ کے نوشیروان
نے دربار برخاست کیا شنکاوہ وغیرہ سرداران لشکر اور اُمرا و وزرا اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین گیے جب صبح ہوئی
نوشیروان شنکاوہ کو اپنے ہمراہ لیکر مع جملہ فوج میدان کارزار مین آیا سلطان سعد بھی جملہ سرداران اور
کل فوج کو ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آئے بعد درستی میدان مصاف اور صف آرائی کے نقیب اور چاؤش
دونون لشکرون سے نکلے اور جوانون کو آمادہ کارزار کر کے ہٹ گئے ابھی دونون لشکرون سے کوئی دلیر باہر نہ نکلا تھا
کہ سوے صحرا غبار خفیف بلند ہوا اور ایک سوار سیاہ پوش نقابدار ظاہر ہوا ہمراہ اُسکے ایک پیادہ تھا اُسنے سامنے
تخت کے آکر امیر کو بعد ادب سلام کیا بعد ازان جانب نبردگاہ آیا لشکر نوشیروان سے شنکاوہ نکلا اور بیچ میدان
مین آکر مبارز طلب کیا نقابدار سیاہ پوش نے گھوڑے کو آگے بڑھکر دلیرانہ اُس سے مقابلہ کیا شنکاوہ نے نیزہ
مارا نقابدار نے وار روک کر ایسا نیزہ مارا کہ نیزے کو اُسکے ہاتھ سے نکال دیا اہل اسلام خوش ہوے شنکاوہ نے
برہم ہو کر تیغ چہل من کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر نقابدار پر لگایا نقابدار نے وار تیغ کا خالی دیکر ایسی تلوار اُسکی کمر پر لگائی
کہ دو ٹکڑے ہو کر گھوڑے سے برسر خاک گرا نوشیروان نے یہ حال دیکھکر طبل بازگشت بجوایا اور میدان کارزار سے
چلا گیا نقابدار سیاہ پوش نے اہل اسلام سے مخاطب ہو کر باواز بلند کہا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام و ای سرداران لشکر اسلام
مجکو معلوم ہوتا ہی کہ تم جانتے ہو کہ ای عزیز رکھتے ہو اور حمزہ کو قید سے رہا نہین کرتے یہ کہکر سوے صحرا چلا گیا ہرچند خواجہ عمرو نے
اور دیگر سردارون نے پکارا کہ ای نقابدار خدا کے واسطے ٹھہر جا لیکن سوار نقابدار نے توقف نہ کیا اور سوے صحرا جا کر نظر سے غائب ہوا
بادشاہ لشکر اسلام میدان کارزار سے فرودگاہ لشکر پر آئے داخل بارگاہ ہوے جب وقت شب دربار آراستہ ہوا سلطان سعد
نے فرمایا نہین معلوم یہ نقابدار کون تھا سردارون نے عرض کیا بظاہر اور یقیناً معلوم ہوتا ہی کہ ہم سب اہل اسلام کا خیرخواہ
اور دوست تھا یہان تو دربار مین سرداران لشکر سلطان سے باتین کر رہے تھے ناگاہ ادھر نوشیروان نے بنام فرامرز بن قارن

طبل جنگ بجوایا سلطان سعد نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے بموجب حکم ملازمون نے نقارہ حربی بجایا خواجہ عمرو نے بعد نقارہ حربی بجنے کے خیال کیا کہ امیر حمزہ صاحبقران کی خدمت مین چلیے یہ خیال کرکے لشکر سے نکلکر ایک زن خوبرو کی شکل بنکر عطر بیہوشی سراپا اپنے لباس پر تکلف و رنگین پر لگایا اور اپنے سوراخہاے زنبیل سے ایک تھال مین تھوڑا مٹھائی رکھا اور چونکہ اس تھال مین روشن کی ہمارا زرین تھال کو اپنے ہاتھ پر رکھکر جانب لشکر نوشیروان روانہ ہوے قریب نصف شب لشکر نوشیروان مین پہونچے دیکھا چار سو ملازم نوشیروان گرد عقابین پھر رہے ہین حفاظت لشکر نوشیروان اور حمزہ صاحبقران کی کر رہے ہین انھون نے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین لباس رنگین اور زیور طلا و نقرہ سراپا پہنے ہوے تھال ہاتھ پر رکھے ہوئے چلی آتی ہے صداے خلخال ہاے نازنین سنکر اور روے زیباے زن مذکور دیکھکر وہ سب بیتاب ہوے کسی نے ان مین سے کسی سے کہا لو بھائی ہماری تو مراد آئی آج کی رات بعید عیش بسر ہو گی اسنے جواب دیا حلوا خوردن را روے باید بھلا تم کیا عیش کروگے یہ ہمارے واسطے خداوند لات نے اسے بھیجا ہے اسی طرح باہم سب جوان مشتاق و طلبگار نازنین مذکور کے ہوے جب وہ نازنین انکے درمیان مین پہونچی نازنین نے کہا میرا شوہر آج سفر سے آیا ہے مین نے مراد مانی تھی کہ جب خداوند میرا پردیس سے آئیگا قیدی کو مٹھائی کھلاؤنگی لیس تم یہ بتا اس قیدی کو جو بالاے عقابین قید ہے کھلا دو جوانون نے ہنسکر کہا اگر ہم تمھارے کہنے کے بموجب اس قیدی کو یہ مٹھائی کھلا دین تو ہمسے بھی سلوک کروگی نازنین نے جواب دیا یہ باتین اور کسی زن بازاری سے کرو مین صاحب عصمت ہون یہ کہکر تھال رکھا اور قصد کیا کہ مٹھائی نکالکر تھال سے رکھدے اور چلی جاے لیکن جوانون نے چار جانب سے گھیر لیا خوشبوے عطر بیہوشی جو انکے دماغ مین پہونچی سب کو دفعتاً چھینکین آئین اور بیہوش ہوکر زمین پر گرے خواجہ نے تھال اور مٹھائی اندر زنبیل کیا اور خیمہ مہلال عاد کی طرف روانہ ہوے اسوقت مہلال عاد لشکر نوشیروان کے گرد پھرتے پھرتے تھک کر اپنے خیمے مین گیا تھا اور بالاے فرش خواب لیٹا تھا اور سو گیا تھا یکایک عالم خواب مین اسنے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لاے اور کہا اے مہلال تو مسلمان ہوجا اپنے دین کو ترک کر خالق کون و مکان کو سجدہ کر سعادت کونین حاصل کر مہلال نے عالم خواب مین کہا یا حضرت پھر آپ ہی مجکو مسلمان کیجیے حضرت ابراہیم نے کلمہ پڑھاکر اسے مسلمان کیا اور فرمایا خواجہ عمرو آتا ہوگا جو کچھ وہ کہے منظور کرنا یہ فرماکر حضرت ابراہیم تو نظر مہلال سے پنہان ہوے مہلال بیدار ہوا اور خیال کرنے لگا آج کی شب تیرا طالع یہ تھا اور تو سو رہا اور عالم خواب مین مسلمان ہوا اگر یہ خبر نوشیروان کو ہو گی کہ مہلال عاد نے حفاظت لشکر اور محافظت حمزہ صاحبقران نہین کی اور اپنے خیمے مین جاکر سو رہا تو نوشیروان تجھے سزاے سخت دیگا یہ خیال کرکے چاہتا تھا کہ اٹھے اور پھر حفاظت لشکر خیمے سے نکلکر جاے ناگاہ دیکھا اسنے کہ ایک زن خوبرو خیمے مین آئی مہلال نے اسے دیکھکر آنکھین بند کرلین اور خیال کیا کہ اگر بموجب ارشاد حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ خواجہ عمرو ہین تو زر و مال جو اس خیمے مین ہے لوٹ لینگے اور اگر خواجہ نہین ہین فی الحقیقت کوئی عورت ہی ہے تو مال و اسباب نہ اٹھائیگی مہلال ابھی یہ خیال کر رہا تھا کہ وہ زن خوبرو بالین مہلال آکر ٹھہری اور ڈبیا نکالکر اسمین بیہوشی رکھکر سوراخ ناک مہلال کے قریب ترلیگئی مہلال جاگتا تو تھا ہی فوراً دست نازنین پر ہاتھ ڈالا اور اسکا ہاتھ پکڑکر فرش خواب سے اٹھکر پوچھنے لگا سچ بتا تو کون ہے اگر عمرو ہے تو چھوڑ دونگا کیونکہ ابھی عالم خواب مین حضرت ابراہیم نے مجھے مسلمان کیا ہے اور اگر تو اور کوئی ہے تو ابھی قتل کرونگا زن خوبرو نے کہا اے مہلال سچ تو یہی ہے کہ مین عمرو ہون چاہتا ہون کہ تمھاری شکل بنکر حمزہ کے پاس جاؤن اور کچھ ایسے باتین کرون مہلال نے کہا بسم اللہ آپ جایئے اور مجھے اپنا فرمانبردار جانیے مین مسلمان ہوچکا ہون یہ سنکر عمرو نے اسے گلے لگایا اور فوراً اپنی صورت بشکل مہلال بنائی مہلال تو اپنے پلنگ کے نیچے مخفی ہوا خواجہ خیمے سے نکلکر زیر عقابین گئے

اوران چارسو آدمیون کو ہوشیار کیا اور کہا تم کیون سوتے ہو کہا بیشک ہمسے خطا ہوئی مہلال نقلی نے کہا جاؤ لشکر کی
حفاظت کرو مین حمزہ کو دیکھنے جاتا ہون کہ وہ عقابین پر ہین یا نہین یہ تو ادھر روانہ ہوئے مہلال نقلی عقابین پر گیا
حمزہ کو ہوشیار کیا اور کہا مین عمرو ہون پھر شربت حیات زنبیل سے نکالا اور حمزہ کو پلایا یہ شربت حیات خواجہ خضر جمہر
نے تیار کرکے اسواسطے عمرو کو دیا ہے کہ عمرو حمزہ کو پلا دیا کرے تاکہ اس شربت سے حمزہ کو قوت ہو اور حیات باقی رہے
اور اول و دوم بھی یہ جو ہر چند کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ حال شربت پلانے کا مندرج نہ کیا جائیگا لیکن بضرورت جابجا لکھا گیا ہے
اور اس جگہ بھی تحریر ہوا ہے بعد شربت پلانے کے حال مہلال عیار کے مسلمان ہونے کا اور احوال نقابدار سیاہ پوش کا بیان
کیا حمزہ حال مہلال سنکر خوش ہوے اور نقابدار سیاہ پوش کے بارے مین فرمایا ای خواجہ عمرو مین نے دیکھا تھا کیا دلیری
سے اسنے شنکاوہ کو مارا ہے کہ مین بہت خوش ہوا خواجہ عمرو امیر سے باتین کرکے عقابین پر سے جب اترنے لگے امیر
با توقیر سے عرض کیا اگر آپ فرمائین تو مین آپ کو زنبیل مین ڈالکر لشکر اسلام مین لیچلون امیر نے فرمایا مجکو زنبیل مین جانا
جاکر رہا ہونا منظور نہین ہے جب خدا چاہیگا رہا ہو جاؤنگا خواجہ عمرو یہ سنکر عقابین پر سے اترے اور مہلال کے خیمے مین جا
اور اس سے رخصت ہوکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے بعد جانے خواجہ کے مہلال عنقریب صبح اپنے خیمے سے نکلا ان
چارسو جوانون نے باہم کہا کہ ایک مہلال پہلے حمزہ کے پاس گیا پھر ابھی سوے لشکر اسلام روانہ ہوا یہ دوسرا مہلال اب
خیمے سے نکلا ہے اسمین کچھ بھید ہے اور کوئی فتور ہے اسکو گرفتار کرنا چاہیے یہ تقریر باہم کرکے مہلال کو گرفتار کیا جب صبح ہوئی
نوشیروان محلسرا سے برآمد ہوا وزرا امرا وغیرہ نے بعد ادب سلام کیا نوشیروان تخت پر سوار ہوا کل مردان
سلح ہوئے ہنوز نوشیروان جانب جنگاہ روانہ نہوا تھا کہ وہ چارسو جوان مہلال کو گرفتار کیے ہوے روبروے نوشیروان
آئے اور تمام حال شب گذشتہ کا بیان کیا مہلال نے کہا ای شہنشاہ یہ سب دروغ گو ہین محض عداوت سے انھون نے
مجھے گرفتار کیا ہے اگر آپ انصاف نہ کیجیے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا نوشیروان نے ان جوانون کو سخت و سست
کہکر رہا کر دیا اور خلعت و انعام دیکر کہا مین جانتا ہون تو میرا خیرخواہ ہے ہمیشہ تو حمزہ کی حفاظت کیا کر یہ کہکر سمت عرصہ گاہ
روانہ ہوا اور میدان جنگ مین جاکر صف آرا ہوا سلطان سعد بھی لشکر لیکر میدان جنگ مین آئے بعد درستی عرصہ نبرد صف
آرا ہوے پھر نقیب اور گرگیٹ دونون لشکرون سے نکلے اور جوانان ہر دو لشکر کو ترغیب آمادہ کرکے میدان جنگ
سے ہٹ گئے فرامرز بن قارن نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور بہ آواز بلند مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے
مالک اژدر سلطان سعد سے اذن جنگ لیکر میدان مین نکلا فرامرز نے مالک کو دیکھکر کہا ای کانے اپنی دوسری آنکھ نہین
دکھاتا پٹی آنکھ پر کیون باندھے ہے مالک نے زرتار پٹی اپنی آنکھ سے کھولکر کہا او کور چشم دیکھ یہ کہکر اسکے گھوڑے کو
دیکھا اور گھوڑے نے جو فرامرز کے مالک کی آنکھ پر نظر کی بیقرار ہوکر میدان جنگ سے بھاگا تاب نلا سکا ہر چند
فرامرز نے مرکب کو روکا مگر بوجہ خوف کے نہ رکا اسوقت فرامرز نے کہا ای مالک مین نے تمھاری آنکھ کا ادنی اثر
دیکھا اب تمکو اپنے خدا کی قسم پٹی آنکھ پر باندھ لو مالک نے بوجہ قسم دینے کے پھر پٹی باندھ لی فرامرز بہزار
خرابی اپنے مرکب کو پھر میدان مین لایا اور تیغہ کھینچکر سر مالک پر لگایا مالک نے سپر اٹھائی ناگاہ مالک کے مرکب نے
سکندری کھائی اور خود بھی سر مالک سے سرک گیا جبتک مالک فرس کو سنبھالے تیغہ سر پر پڑا تا دو ابرو اتر آیا مالک نے
دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا خون سر سے جاری ہوا اسوقت فرامرز نے ارادہ کیا تھا کہ مالک کا سر کاٹ لون مگر بہرام گرد بن خاقان
چین صف لشکر سے جلد نکلکر میدان مین آیا مالک کو لشکر مین بھیجا اور خود فرامرز سے مقابلہ کیا فرامرز نے سر بہرام پر بھی تیغہ
مارا بہرام گرد نے تیغہ سپر پر روکا پھر بہرام گرد نے شمشیر آبدار سر فرامرز پر لگائی اسنے بھی تلوار بہرام کی سپر پر روکی اسیطرح قریب

شام تک باہم جنگ ہوئی وقت غروب آفتاب فرامرز نے بصد غضب تیغہ سر بہرام پر مارا بہرام نے سپر اٹھاکر چاہا کہ تیغے کو سپر پر روکون ستارہ جو اہل اسلام کا بدی پر تھا پاسے مرکب بہرام سوتنخانے مین جا تار ہا گھوڑا بہرام کا مائل بہ پستی ہوا تیغہ سر پر پڑگیا سر بہرام پر زخم کاری لگا بہرام نے اسیوقت دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا لہو زخم سر سے بہنے لگا چونکہ اسوقت شام ہوگئی تھی نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا ادھر نوشیروان فرامرز کو ہمراہ لیکر بخوشی وخرمی اپنی بارگاہ کیطرف گیا ادھر بادشاہ لشکر اسلام محزون وغمناک اپنی بارگاہ کی طرف چلے جب اپنی بارگاہ مین پہونچے اور جملہ سرداربارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھے بادشاہ لشکر اسلام نے خواجہ بزرجمہر کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا ای خواجہ بزرجمہر سنا آپنے اور دیکھا آپنے کہ فرامرز نابکار نے آج مالک وبہرام کو زخمی کیا اسکی تو یہ لیاقت نہین ہو کہ ایسے بہادرون کو ہنگام جنگ زخمی کرے لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ آجکل اہل اسلام کا ستارہ برا ہی اور دن اچھے نہین ہین کہ ادنی اعلی پر غالب ہوتا ہی خواجہ بزرجمہر نے بعد ذکر کچھ شمار کرکے جوابدیا ای بادشاہ لشکر اسلام مجکو علم رمل اور گردش سیارگان سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ چندے اسیطرح فرامرز سرداران لشکر اسلام کو زخمی کریگا جو اس سے لڑیگا زخمی ہوگا کیونکہ فی زماننا آپ صاحبون کا ستارہ ناقص ہی اور نوشیروان اور فرامرز کا ستارہ اچھا ہی جبتک بیر فرخاری نہ آئیگا یہی حال رہیگا اور حمزہ صاحبقران سے ملنونگے ابھی خواجہ بزرجمہر یہ کہ رہے تھے کہ نوشیروان ادھر اپنی بارگاہ مین گیا

داستان متواتر طبل جنگ بجوانا نوشیروان کا اور پے در پے آنا سرداران لشکر اسلام اور پہلوانان نوشیروان کا اور زخمی ہونا سرداران لشکر اسلام کا دست فرامرز بن قاران عدنی سے مع حال دیگر بیان کی جاتی ہی

پلا ساقیا مجھکو اب وہ شراب ۔ ترے میکدے مین جو ہو لاجواب
مرا دل ہی اسدم نہایت ملول ۔ پلا مجھ تو ہوئے اسسرت حصول
کرونگا رقم خوب حال جدال ۔ جو تو مجھکو دیگا مئے بیمثال
مرا دل ہی اسوقت کچھ بیقرار ۔ خبر لے کہ آیا ہی وقت خمار
پلا جلد تر بادۂ لالہ رنگ ۔ لکھونگا مین اب نقشۂ حال جنگ

راویان عالی طبیعت اس داستان نادر کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب نوشیروان میدان رزم سے جاکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور دربار آراستہ ہوا جملہ سرداران لشکر دربار مین آکر علی قدر مراتب بیٹھے اسدم نوشیروان نے فرامرز کی تعریف کی اور کہا سرداران لشکر اسلام کو آج کمال رنج ہوا ہوگا کیونکہ مالک اور بہرام نامی سردار انکے زخمی ہوے ہین فرامرز نے عرض کیا ای شہنشاہ آج پھر آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے کل ہنگام سحر جوہر میری تیغ تیز کے دیکھیے اگر اقبال شہنشاہ شامل حال ہوا تو کل آفت برپا کرونگا جو مجھسے لڑیگا اسے قتل یا زخمی کرونگا نوشیروان نے خوش ہوکر حکم دیا اسیوقت طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم نقارہ رزمی پر ملازمون نے چوب لگائی صدائے نقارہ حربی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے بصد عجلت خبر نوبت طبل جنگ لیکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام آئے اور بصد ادب اسطرح عرض کرنے لگے نظم ایکہ از اندیشۂ عدل صلاح اندیش تو برنفس بندد رہ غمازی اسرار گل ٭ از دماغ باغ سیمینش برد صد سیل خون ٭ گر ز آب چشمۂ تیغت شود بیمار گل ٭ گر ز راہ کوے خصمت رو بگلزار آورد ٭ گرددا ز فیض نسیم صبحدم بیزار گل ٭ در بہار و در دے اعداے تو گل بر سر زنند ٭ رنگ نیلوفر بر آرد ہر سر دستار گل ٭ ظل اللہ کا فزون تر اقبال ہو سر بداندیش ہمیشہ پامال ہو اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز بن قاران طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اسکا ہی کہ ہنگام سحر میدان نبرد مین آکر آتش کینہ وعناد کو مشتعل کرے باقی خیر وعافیت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاے جو منظور خدا ہوگا ہنگام سحر اسکا ظہور ہوگا ہرکارے یہ سنکے بیرون بارگاہ آے اور حسب حکم بادشاہ سے قلاب چینی اور کباب چینی کو آگاہ کیا اس اثنا مین خواجہ عمر وبھی آے الغرض نقارۂ سکندری پر چوب لگائی گئی اہل اسلام

آگاہ ہوے تیاری جنگ مین مصروف ہوے بعد طبل جنگ بجنے کے بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا سرداران لشکر وغیرہ بارگاہ سے باہر آئے اور اپنی اپنی بارگاہ او خیمہ مین گئے جب صبح ہوئی ادھر سے نوشیروان مع سپاہ کثیر میدان نبرد مین آیا اس جانب سے سلطان سعد مع لشکر فراوان میدان رزم مین پہونچے بعد صف آرائی جانبین نقیبان خوش گلو نے میدان مین آکر جوانان لشکر جانبین کو آمادہ جنگ وجدال کیا جب نقیب میدان نبرد سے چلے گئے فرامرز بن قارن صف لشکر سے نکلکر میدان جدال مین آیا اور مبارز طلب کیا مرزبان برائے مقابلہ نکلا جب قریب آیا فرامرز نے تیغہ کھینچکر اسکے سر پر لگایا ہرچند مرزبان نے سپر اٹھائی مگر تیغہ اتفاقاً سپر پر شدر کا سر پر جو پڑا تا دوابرو اُتر آیا مرزبان نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر مرزبان لہو مین نہا گیا جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن یہ حال دیکھکر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر فوراً بمقابلہ فرامرز گیا مرزبان لشکر اسلام مین زخمی ہوکر چلا آیا فرامرز نے سر شاہزادۂ طرطوس تبرزن پر بھی تیغہ خون آلود کا وار کیا شاہزادہ مذکور نے سپر اٹھائی ناگاہ گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ کو اسی عالم مین لغزش ہوئی جب تک شاہزادہ فرس کو سنبھالے تیغہ سر پر پڑ گیا اور دو انگل سر مین در آیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا فرامرز نے پھر ارادہ تیغہ لگانے کا کیا فرہاد دیکھ غزنی برائے مقابلہ نکلا فرامرز نے فرہاد دیکھ غزنی کو مثل شاہزادہ طرطوس تبرزن زخمی کیا اگر احوال جنگ سرداران لشکر اسلام مفصل تحریر کیا جائے تو از حد طول ہو لہذا بموجب ارشاد بسبیل اختصار لکھا جاتا ہے کہ اسی طور سے ایک نہ ایک وجہ سے سات روز کی مدت مین اکتالیس سرداران لشکر اسلام کو فرامرز نے زخمی کیا آٹھوین روز جب فرامرز بن قارن نے میدان مین آکر مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی دلیر برائے مقابلہ فرامرز نہ نکلا تھا کہ سوے دشت غبار بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر اور فرامرز بن قارن وجملہ لشکری جانب غبار دیکھنے لگے عمرو برائے دریافت خبر لشکر سے نکلکر روانہ ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا خواجہ عمرو وجملہ مردمان لشکر نے دیکھا کہ اول آٹھ بہادر وجرار دشمن شعار گھوڑون پر سوار نظر آئے بعدہ دیکھا ایک بہت بڑا صندوق ہے اُسمین بطور بگھی کے چھ گھوڑے یکے بعد دیگرے باساز نادر ونفیس جتے ہوے ہین اس صندوق کو کھینچے ہوے لاتے ہین صندوق مین ایک شخص سر برہنہ صندوق سے سر نکالے ہوے بیٹھا ہے پس پشت اسکی فوج کثیر ہے اور صورت اس صاحب صندوق کی وحشیانہ ہے عمرو نے اسکو دیکھکر پہچانا اور اُسکے قریب جاکر کہا ای الچوب خان ششش گزی آگاہ ہو کہ وہ اسیر بالاے عقابین قید ہین یہ لشکر نوشیروان ہے اور اسطرف لشکر اسلام ہے اور یہ شخص جو درمیان میدان کھڑا ہے نام اُسکا فرامرز ہے بیٹا قارن کا ہے اسنے سات روز کی مدت مین اکتالیس سرداران نامی زخمی کیے ہین آج پھر آمادہ جنگ ہے الچوب خان ششش گزی کو دیکھا بعد سلام کرنے کے الچوب خان لشکر اسلام مین آیا اول بادشاہ اسلام کی خدمت مین جاکر شرائط تسلیم بجالایا اور پاے تخت کا بعد ادب بوسہ لیا بعد ازان سرداران سے ملکر اسی صندوق مین بیٹھکر بگھی کو آگے بڑھاکر میدان مین گیا اور سامنے فرامرز کے اس بگھی کو روک کر کھڑا ہوا فرامرز بن قارن اُسکی شکل وصورت پر نظر کرکے بے اختیار ہنسا اور تمسخر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا یہ شخص مسخرا ہے عجیب وغریب اسکی صورت ہے اور شاطر سے مقابلہ کرنے آیا ہے بختیارک نے جواب دیا ای فرامرز بن قارن آگاہ ہو کہ یہ وہ سردار لشکر حمزہ صاحبقران ہے کہ جسنے قبل مسلمان ہونے کے جملہ سرداران لشکر حمزہ کو زخمی کیا تھا اور خود حمزہ کو بھی زخمی کیا تھا خواجہ عمرو نے اسی قسم کی ایک بگھی بناکر اور صندوق مین بیٹھکر اس سے مقابلہ کیا تھا آخر کار اسکو گرفتار کیا تھا اور یہ مسلمان ہوا تھا اسکو مسخرہ تصور نہ کر یہ بڑا بہادر ہے مین اسکو

خوب جانتا ہون نام اسکا الجوب خان ششش گزی ہر اور اسکے طریقہ جنگ سے بھی ماہر ہون یہ ہنگام جنگ حریف کے گرد مرکبون کو گردش دیتا ہی مرکب کل کے زور سے گھومتے ہین وقت گردش دینے مرکبون کے غبار بلند ہوتا ہی پھر ایک آئینہ حریف کے چہرہ کے مقابل دفعۃً آجاتا ہی تمازت آفتاب جو اُس آئینہ پر پڑتی ہی اور وہ آئینہ مقابل وسے دشمن ہوتا ہی اسوجہ سے آنکھین حریف کی تاب نہ لاکر بند ہو جاتی ہین اسیوقت یہ بہادر صندوق سے جست کرکے پاشنے کنپٹیون پر حریف کے مارتا ہی حریف کی کنپٹیان زخمی ایسی ہوتی ہین کہ بالاے زین گر کر ہلاک ہو جاتا ہی اگر زخم کاری نہین لگتا ہی تو ہلاک نہین ہوتا ہی بس ذرا الجوب خان ششش گزی سے ہوشیاری مقابلہ کرنا آئینہ کے عکس سے اور اسکی پاشنہ لگانے سے بچنا فرامرز بن قارن نے یہ تقریر بختک کی سنکے تیر چلہ کمان مین رکھکر تاک کر گلوے الجوب خان پر لگایا الجوب خان نے سر اپنا صندوق مین نہان کیا پر صندوق کا برابر آگیا تیر نے خطا کی پھر الجوب خان نے کل سوڑی گھوڑے گرد فرامرز بن قارن کے گردش کرنے لگے غبار بلند ہوا ناگاہ آئینہ عیان ہوا فرامرز نے آنکھین اپنی فوراً بند کرلین اس اثنا مین الجوب خان نے جست کرکے پاشنہ ماری چونکہ قبل اسکے بختک نے فرامرز کو آگاہ کردیا تھا فرامرز نے سر اپنا جھکایا پاشنے پڑے تو مگر زخم کاری و مہلک نہ لگا بعد پاشنہ مارنے کے الجوب خان پھر صندوق مین گیا اور بعد تھوڑی دیر کے اسیطرح پھر صندوق سے جست کرکے نکلا چاہتا تھا کہ پاشنہ مارے فرامرز بن قارن نے برہم ہوکر دونون ہاتھ بلند کرکے دونون پانون الجوب خان کے پکڑ لے بقوت تمامتر کھینچ لیا جب الجوب خان زمین پر گرا فرامرز نے گرفتار کرکے ارادہ قتل کرنیکا کیا خواجہ عمرو نے بیتاب ہوکر میدان مین جاکر باواز بلند کہا ای فرامرز اگر تونے الجوب خان کو قتل کیا تو سمجھ لینا کہ تجکو اور نوشیروان کو آج ہی کسی نہ کسی طرح مار ڈالونگا بڑا فتور و فساد برپا کرونگا نوشیروان اور بختک نے تقریر خواجہ عمرو سنکر خائف ہوکر بتابانہ کہا ای فرامرز خبردار الجوب خان کو قتل نہ کرنا ورنہ عمرو تمہین ضرور مار ڈالیگا اور قیامت برپا کریگا فرامرز بن قارن نے تلوار اُٹھائی تھی مگر نوشیروان کے کہنے سے ہاتھ روکا نوشیروان نے حکم دیا کہ الجوب خان ششش گزی کو ایک قفس آہنی مین بند کرکے عقابین پر برابر خیمہ حقیران کے لٹکادو ملازمون نے بموجب حکم ایسا ہی کیا چونکہ قارن کسیقدر زخمی تھا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام محزون و ملول ہمراہ سلطان سعد جانب فرودگاہ گئے اور نوشیروان اپنی بارگاہ کیطرف روانہ ہوا جب اپنی بارگاہ مین پہونچا ہنگام شب پھر طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر نواخت طبل جنگ سنکے نقارہ حربی بجوایا رات بھر تیاری جنگ کی ہوئی ہنگام سحر پھر دونون لشکر میدان مین آئے اور صف آرا ہوے نقیب اور کڑکیت جوانان لشکر کو آمادہ حرب کرکے چلے گئے ہنوز دونون لشکرون سے کوئی دلیر و جوانمرد نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے نقابدار پیدا ہوا اور لشکر اسلام کیطرف آیا لشکر نوشیروان سے فرامرز بن قارن پٹی باندھے ہوے زخم پر باہر نکلا اور مبارز طلب کیا نقابدار سیاہ پوش نے اس سے مقابلہ کیا تا شام باہم جنگ ہوئی وقت شام نقابدار سیاہ پوش بھی فرامرز بن قارن عدنی کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور سوے صحرا چلا گیا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر جانب فرودگاہ اور قیامگاہ لشکر روانہ ہوے ہنگام شب نوشیروان نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ سکندری بحکم سلطان سعد ملازمون نے چوب لگائی تیاری لڑائی کی ہونے لگی جب سحر ہوئی پھر دو دریاے لشکر میدان مصاف مین موجزن ہوے ہر دو جانب صف آرائی ہوئی جسوقت نقیب اور کڑکیت لشکریون کو آمادہ جدال و قتال کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے فرامرز بن قارن عدنی لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور پکارا ای گروہ لشکر اسلام آج تم مین سے کون کون شخص میرے تیغ آبدار کے جوہر دیکھے گا کون بہادر مجھسے مقابلہ کریگا ابھی فرامرز بن قارن عدنی یہ کہہ رہا تھا

کہ بہمن نے سلطان سعد سے اجازت جنگ لی اور لشکر سے نکلکر فرامرز کے سامنے گیا فرامرز نے نعرہ کر کے
تیغہ آبدار سر بہمن پر لگایا بہمن نے سپر فراخ دامن اٹھاکر ضرب تیغ سے سر کو تو بچایا لیکن تیغہ جو گردن پر فرس
کی گرا گردن مرکب کی قلم ہوئی بہمن گھوڑے سے کود اسیوقت بعجلت فرامرز نے سر بہمن پر تیغہ مارا سر بہمن کا
زخمی ہوا بہمن نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا مگر خون سر سے جاری ہوا یہ حال دیکھکر بہرام شترخوار سلطان سعد سے
اجازت لیکر میدان مین گیا اور بہمن کو لشکر مین روانہ کر کے فرامرز سے مقابلہ کیا فرامرز نے تیغہ مارا بہرام شترخوار نے دلیرانہ
سپر پر روکا پھر بہرام مذکور نے شمشیر آبدار سر فرامرز بن قارن پر لگائی فرامرز نے بھی تلوار بہرام کی سپر پر روکی اسیطرح
تا دیر جنگ ہوئی آخر فرامرز نے غضبناک ہو کر تیغہ سر بہرام شترخوار پر لگایا بہرام نے سپر اٹھائی تھی ناگاہ گھوڑے نے
سکندری کھائی بہرام گھوڑے کے سنبھالنے مین مصروف ہوا تیغہ سر پر پڑ گیا اور تا دو ابرو اتر آیا بہرام شترخوار نے دستانہ
مارا تیغہ سر سے نکل گیا بعد زخمی ہونے بہرام شترخوار میدان سے لشکر اسلام مین چلا گیا اور مقابلہ کیا کیونکہ بوجہ زخم کاری کے طاقت
مقابلہ نہ تھی غرض بعد زخمی ہونے بہرام شترخوار کے فرامرز نے پھر مبارز طلب کیا اسوقت لشکر اسلام سے ہنوز کوئی نکلا تھا
کہ سوے صحرا غبار عظیم بلند ہوا انجنگ اور فرامرز بن قارن وغیرہ سوے غبار دیکھنے لگے خواجہ عمرو براے
دریافت خبر روانہ ہوئے جب غبار ہوا سے رفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک جوان نہایت خوبرو اور قوی ہیکل بالاے فرس
سوار ہے اور ایک بادشاہ سن بھی ایک تخت پر سوار ہے پانچ لاکھ سوار ہمراہ رکاب ہین اہل اسلام نے اس جوان اور بادشاہ کو
دیکھکر پہچانا کہ ہلال شاہ مغربی اور شاہزادہ فرامرز مغربی لشکر کثیر لیے آتے ہین واضح ہو کہ اثناے راہ مین فرامرز اپنے پدر
کے ہمراہ ہو کر اب یہان آیا ہے غرض ادھر خواجہ عمرو نے برابر ہلال شاہ کے پہونچکر حال حمزہ اور کیفیت لشکر بیان کی
ہلال شاہ اور فرامرز مغربی نے تخت اور مرکب سے اتر کر سامنے عقابین کے براے تسلیم سر جھکائے صاحبقران نے
عقابین پر سے ملاحظہ کیا بعد آداب و تسلیم بجالانے کے ہلال شاہ اور فرامرز سوار ہو کر لشکر اسلام مین آئے اور سلطان سعد
کے روبرو جاکر لوازم بندگی بجا لائے بعد ازان لشکر سے سرداران سے ملے پھر فرامرز مغربی نے سلطان سعد
سے اجازت کارزار لیکر میدان مین جاکر فرامرز بن قارن سے مقابلہ کیا ہرچند کہ فرامرز نے قسم کھائی تھی کہ اہل اسلام
سے جنگ نیزہ نہ کرونگا مگر اسوقت فرامرز کے دل مین آیا کہ اس جوان کو نیزے سے ہلاک کرون یہ تجویز کر کے نیزہ
اٹھاکر گردش دیکر سینہ فرامرز مغربی پر لگایا فرامرز مغربی نے بفنون سپہ گری فوراً ہاتھ بڑھاکر گھوڑے کو مہمیز کر کے
درمیان نیزے پر ہاتھ ڈالا ادھر فرامرز بن قارن عدنی نے زور کیا ادھر فرامرز مغربی نے زور کیا آخر فرامرز
مغربی نے نیزہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا فرامرز بن قارن عدنی نے غضبناک ہو کر گرز گرانبار اٹھاکر دونون
رکابون پر قدم جماکر اور کھڑے ہو کر گرز کو گردش دیکر سر فرامرز مغربی پر لگایا پھر فرامرز مغربی نے دست راست
کو بڑھایا اور کلہ گرز پر ہاتھ ڈالکر اس زور سے جھٹکا دیا کہ اگر فرامرز بن قارن چھوڑ نہ دے تو گھوڑے سے منہ
کے بل زمین پر گرے اور شانہ اتر جاے جسوقت فرامرز مغربی نے گرز بھی چھین لیا فرامرز بن قارن عدنی
کو نہایت غصہ آیا چہرہ کثرت غیظ سے سرخ ہو گیا مثل صاحب تپ غصے سے کانپنے لگا آخر اسی عالم غیظ مین
تیغہ گرانبار و خون آلود کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر پر لگایا فرامرز مغربی نے بارھ تیغے کی دیکھکر کسی قدر
گھوڑے کو بڑھاکر بند دست فرامرز بن قارن عدنی پر ہاتھ ڈالدیا اور بزور قوت بازو تیغہ بھی اسکے ہاتھ سے چھین کر
زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کر کے پشت فرس سے اسکو اٹھالیا یہ حال جو نوشیروان نے دیکھا بیتاب ہو کر
کل فوج لیکر بڑھا اور حکم کیا فرامرز مغربی کو قتل کرو اور فرامرز بن قارن عدنی کو اسکے ہاتھ سے بچاؤ مر وہان لشکر

گرز و تیغ و خنجر لیکر یکبارگی بڑھے اور فرامرز سغزبی کو گھیر لیا اور تلوارین اور تبر و گرز لگانے لگے ادھر سے
بھی لشکر اسلام براے مدد فرامرز سغزبی بڑھا دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی مردمان لشکر جانبین قتل ہونے
لگے دلیرون نے شیرانہ نعرے کرنا شروع کیے راوی بیان کرتا ہے کہ جب کوئی سردار یا سوار فرامرز سغزبی پر تیغ یا گرز
لگاتا تھا فرامرز سغزبی بجاے سپر فرامرز بن قارن پر روکنا چاہتا تھا وہ سردار یا سوار ہاتھ روک لیتا تھا اور خیال
کرتا تھا کہ اگر تیغ لگاؤنگا تو فرامرز بن قارن دو ٹکڑے ہو جائیگا اس سے بہتر یہی ہے کہ تلوار اور گرز نہ لگاؤ اور فرامرز
سغزبی تیغ تیز سے جو سامنے آجاتا تھا اسے قتل کرتا تھا عین جنگ مغلوبہ مین ایک پہلوان نے گرز اٹھا کر چاہا کہ
سر فرامرز سغزبی پر لگاؤن فرامرز سغزبی نے بجاے سپر اور گرز فرامرز بن قارن پر اسکے گرز کو روکنا چاہا
یکایک اس پہلوان نے ہاتھ روکا اور توڑا زنجیر کمر فرامرز بن قارن کا ٹوٹ گیا فرامرز بن قارن دست فرامرز
سغزبی سے چھوٹ کر زمین پر گرا فوراً مردمان لشکر نوشیروان نے ہجوم کرکے فرامرز بن قارن کو گھوڑے پر
سوار کیا خود قتل ہوے مگر فرامرز بن قارن کو بچایا فرامرز بن قارن مرکب پر سوار ہو کر تیغہ ایک سوار سے لیکر آگے
بڑھا فرامرز سغزبی تو لشکریان نوشیروان سے لڑ رہا تھا انکی طرف متوجہ تھا لیکن فرامرز بن قارن نے ایسے وقت
مین نعرہ کرکے تیغہ سر فرامرز سغزبی پر لگایا کہ جبتک فرامرز سغزبی سپر اٹھائے تیغہ سر پر پڑ ہی گیا اور چار انگل سر مین در آیا
فرامرز سغزبی نے اسی عالم مین دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا فرامرز سغزبی نے زخم سر اسی عالم مین باندھکر پھر لڑنا شروع
کیا جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار بڑے زور و شور سے چل رہی تھی کہ سوے صحرا غبار بلند ہوا جب غبار ہوا سے
دفع ہوا دیکھا عفریت خان ابن صلصال بن دیو بن شمامہ جادو جمعیت لیست و دو ہزار سواران نابکار آتا ہی
جب عفریت خان قریب تر آیا حال دریافت کرکے لشکر اسلام پر گرا اور اہل اسلام کو قتل کرنے لگا اہل اسلام
بھی اس سے لڑنے لگے اور اسکے لشکریون کو ضرب تیغ و گرز وغیرہ آلات حرب و ضرب سے ہلاک کرنے لگے لڑائی
ہو رہی تھی کہ پھر سوے صحرا غبار عظیم بلند ہوا العجب مردمان لشکر سمت غبار دیکھنے لگے جب وہ بھی غبار
باد تند سے دور ہوا چار لاکھ سوار اور آٹھ بادشاہان اطراف و جوانب خراسان ظاہر ہوے جب قریب میدان جنگ کے
آئے اور داخل لشکر اسلام ہو کر شریک جنگ ہوے پھر گرد و غبار سوے دشت پر خار نمایان ہوا جب غبار ہوا
سے دور ہوا عسس و حبس و لشین گاؤ بانی جمعیت لشکر کثیر آئے اور شریک نوشیروان ہو کر اہل اسلام سے
لڑنے لگے یکایک پھر ایک طرف غبار بلند ہوا اور نقابدار سبز پوش چار لاکھ سوارون کی جمعیت سے ظاہر
ہوا اور جلد تر قریب رزمگاہ آکر جنگ مغلوبہ دیکھکر اہل اسلام کی طرف سے جنگ کرنے لگا اور نوشیروان
کی فوج کو تہ تیغ کرنے لگا بختک یہ حال دیکھکر گھبرایا ناگاہ پھر ایک جانب غبار نمایان ہوا بعد دفع ہونے غبار
کے سگساران بائیس ہزار سگساران کی جمعیت سے عیان ہوا اور جانب نوشیروان سے فوج نقابدار
سبز پوش سے لڑنے لگا دفعتاً ایک طرف پھر غبار عیان ہوا بعد تھوڑی دیر کے عبد العزیز شاہ اور لنشواط
حاکمان زیر باد ہند ہمراہ فوج کثیر دکھائی دیے یہ عبد العزیز اور لنشواط وہ ہین کہ جو لندھور سے شکست
کھا کر جانب ملک سگساران گریزان ہوے شتاب فوج کثیر جمع کرکے براے مدد نوشیروان آئے
ہین غرض بادشاہان زیر باد ہند نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے تلوار کٹی کوس کے حلقہ مین چل رہی ہے
اہل اسلام شیرانہ لڑ رہے ہین نعرے و سبدہ کر رہے ہین یہ حال دیکھکر مع تمامی فوج اہل اسلام پر حملہ آور ہوے
اور خنجر تیغ و تبر و تیر وغیرہ آلات حرب و ضرب لے لیکر یا خداوندان لات اعلیٰ و منات سعلی کہکر لڑنے لگے اہل اسلام

کو زخمی اور قتل کرنے لگے اسی اثنا مین سوے دشت گرد و غبار عظیم بلند ہوا اور وسے آفتاب کثرت غبار سے نہان ہوا بعد تھوڑی دیر کے کنگر شاہ و مندر شاہ گمندکہ کرانی کئی لاکھ سوارون کی جمعیت سے عنقریب عرصۂ نبرد آئے اور جنگ عظیم دیکھکر بے اختیار تلوارین نیامون سے کھینچکر یا غالب یا ناصر پاسمین کہکر مع آٹھ لاکھ سوارون کے لشکر عبد العزیز اور نقشواط پر گرے اور لشکریون کو قتل کرنا شروع کیا راوی کہتا ہی کہ اسوقت ایسی تلوار چل رہی تھی کہ انسان کی تو کیا حقیقت ہو اگر فرشتے بھی دیکھتے تو وہ بھی متحیر ہوتے کیونکہ بکثرت غبار بلند تھا چقاچاق خنجر تا بفلک جاتی تھی تلوارون کی جھنکار فلک سے گذرتی تھی ہر جگہ میدان مصاف مین سر و گردن مین جدائی ہو رہی تھی ہزار ہا لاشے زمین پر پڑے تھے کوتل گھوڑے دوڑ رہے تھے زمین کراہتی تھی بحر خون کشتگان چار سو جاری تھا زمین عرصۂ نبرد لرزان تھی گاو زمین کثرت بار مردان لشکر جانبین سے بیچین اور بیقرار تھی پیر فلک بہ نظر حیرت نگران تھا آفتاب یہ جنگ دیکھ دیکھ بار بار تھرّاتا تھا آخر تاب دید کارزار نہ لاکر جانب مغرب جاکر پنہان ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا نوشیروان جملہ اپنے مددگارون اور سرداران لشکر وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب فرودگاہ لشکر روانہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام بھی جملہ سردارون وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جنگگاہ سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوے لیکن ایک سردار لشکر اور کچھ سوار ونکو جنگگاہ مین چھوڑ گئے اور فرما گئے کہ جملہ مقتولون کو جو اہل اسلام ہین اور آجکی لڑائی مین کام آئے ہین انکو غسل و کفن دیکر دفن کرو چنانچہ بموجب حکم اُس سردار کے اہل اسلام نے اہل اسلام کے لاشون کو موافق شرع شریف دفن کیا بعد دفن کرنے کے سردار مذکور و دیگر اہل اسلام سمت لشکر اسلام روانہ ہوے راوی بیان کرتا ہی کہ اس لڑائی مین سات لاکھ مردان لشکر نوشیروان اور مردان سپاہ مددگاران نوشیروان قتل اور زخمی ہوے اور دو لاکھ اہل اسلام شہید اور زخمی ہوے جب سلطان سعد اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین پہونچے حکم دیا کہ جو سردار اور سوار زخمی ہین جلد انکا علاج کیا جاے بموجب حکم جراح حاضر ہوئے اُنھون نے ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ کے زخمون پر پھاہے مرہم کے رکھکر پٹیان باندھین جب دربار آراستہ ہوا اور بارگاہ سلیمانی مین جملہ سرداران لشکر جاکر حسب دستور بیٹھے خواجہ عمرو بھی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اور دفتر اسماے سرداران لشکر طلب کیا جب ملازم بادشاہ لشکر اسلام دفتر مذکور لیکر آئے خواجہ عمرو نے جو سرداران لشکر آئے تھے اُنھین شمار کیا بعد شمار کرنے کے معلوم ہوا کہ ابھی اکثر سرداران لشکر اسلام نہین آئے ہین اور پیر فرخاری بھی نہین آیا ہی ہر چند کہ خواجہ نے چند روز کی مدت مین قبل ازین جملہ سرداران لشکر اسلام کو بادشاہ لشکر اسلام کی جانب سے نامے براے طلب پہونچا دیے تھے لیکن ابتک پیر فرخاری وغیرہ سرداران لشکر نہین آئے ہین الحاصل خواجہ نے دفتر اسماے سرداران لشکر اسلام انھین ملازمان بادشاہ لشکر اسلام کو جو دفتر مذکور دے گئے تھے پھر ملا کر دیدیا بارگاہ سلیمانی مین تو سلطان سعد تخت پر رونق افزا تھے جملہ سرداران لشکر بھی علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے ہین لیکن اب حال نوشیروان کا لکھا جاتا ہی کہ جب نوشیروان میدان رزم سے اپنی بارگاہ مین گیا اور دربار آراستہ ہوا اسوقت نوشیروان نے جراحون کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد زخم سر فرامرز بن قارن عدنی وغیرہ کا علاج کرین حسب الحکم جراحون نے اول فرامرز بن قارن عدنی کے پاس جاکر جو زخم کنپٹیون پر تھے اُنھین شراب سے دھو یا پھر پھاہے مرہم کے زخمون پر لگائے اور پٹی باندھ دی اسیطرح اور جو سردار اور سوار زخمی تھے انکے زخمون پر بھی پھاہے رکھے اور پٹیان باندھین جب کل زخمیون کے زخمون پر پھاہے مرہم کے رکھدیے گئے اسوقت نوشیروان نے حکم کیا

جو ہمارے لشکر کے سوار اور سردار قتل ہوے ہین چند سردار جائین اور اُنھین موافق ہمارے مذہب کے آگ مین جلائین فوراً سرداران لشکر گئے اور حکم نوشیروان بجالانے مین مصروف ہوے نوشیروان اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا جملہ سرداران لشکر بارگاہ مین موجود تھے ناگاہ اٹھ لاکھ فوج کی جمعیت سے کاوہ مژدکی آیا لشکر تو اُسکا میدان مین اُترا لیکن کاوہ مژدہ کی گینڈے سے اُترکر بارگاہ نوشیروان مین آیا اور نوشیروان کو سلام کر کے قریب تخت نوشیروان ڈنگل پر بیٹھا نوشیروان کو اُسکے آنے سے خوشی حاصل ہوئی کیونکہ نوشیروان اسکے آنیکا منتظر تھا جب کاوہ مژدکی ڈنگل پر بیٹھا نوشیروان سے پوچھنے لگا ای شہنشاہ مین نے سُنا ہی کہ حضور سے اور اہل اسلام سے ایک مدت سے متواتر لڑائیان ہورہی ہین آپکے سرداران لشکر کیسے جری و بہادر ہین کہ اہل اسلام کو شکست نہین دیتے اور سبکو تہ تیغ نہین کرتے خصوصاً فرامرز بن قارن عدلی موجود ہی اور اہل اسلام کا کام تمام نہین کرتا اگر مین ابتک یہان ہوتا تو نام و نشان بھی اہل اسلام کا صفحۂ ہستی پر نہ رکھتا فرامرز بن قارن عدلی گفتگوے کاوہ مژدکی سنکے برہم ہوکر کہنے لگا ای کاوہ مژدکی اگر تم یہان ہوتے تو تمسے کچھ بھی نہوسکتا چند سرداران لشکر اسلام کو زخمی بھی نہ کرسکتے شہنشاہ سے دریافت کرو مین نے صدہا اہل اسلام کو قتل کیا ہی اکثر سرداران لشکر حمزہ کو زخمی کیا ہی آج الجوب خان ششش گزی کو گرفتار کیا ہی یہ کہکر کہا الجوب خان ششش گزی کو لے آؤ ملازم نوشیروان سے اجازت لیکہ الجوب خان ششش گزی کو عقابین سے اُتار کر لے آئے جب الجوب خان ششش گزی بارگاہ نوشیروان مین آیا الطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا فرامرز بن قارن نے کہا دیکھو مین نے ایسے جری کو گرفتار کیا ہی کہ جسنے قبل ازین صدہا کو قتل کیا ہی اور بڑے بڑے نامدارون کو زخمی کیا ہی یہ کہکر اُن ملازمون سے کہا الجوب خان کو لیجاؤ اور زیر عقابین قید کرو بموجب حکم ملازمون نے الجوب خان ششش گزی کو زیر عقابین قید کیا کاوہ مژدکی نے گفتگوے فرامرز بن قارن سنکے اور مسکراکر جواب دیا جو کچھ تمنے کہا مین نے سُنا اس تمھاری یاوہ گوئی کو ہرگز مین باور نہ کرونگا جبتک کہ تمھاری جرأت و بہادری دیکھ نہ لون اور میری بہادری سے تو سب واقف ہین اگر ایک تم مجھے بہادر وصف شکن نہین سمجھتے تو اس تمھارے نہ سمجھنے سے کیا ہوتا ہی فرامرز بن قارن نے غضبناک ہوکر کہا اچھا ہنگام سحر تم میری بہادری دیکھ لینا یہ کہکر نوشیروان سے کہا ای شہنشاہ اسوقت بھی آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے ہرچند کہ مین زخمی ہون مگر اپنی دلیری کاوہ مژدکی کو دکھاؤنگا نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے جو لشکر اسلام کے بامر جاسوسی مقرر تھے خبر نواخت طبل جنگ لیکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام گئے اور پایۂ تخت کو بصد ادب چوم کر اور دعا و ثناے بادشاہی بصد ادب کر کے یون عرض کرنے لگے کہ ای ظل اللہ جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین آکر کچھ فتنہ و فساد برپا کرے باقی خیریت ہی ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے سلطان سعد نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جاے چنانچہ حسب الحکم نقارۂ سکندری پر ملازمون نے چوب لگائی زمین تھرائی اہل اسلام صداے نقارۂ سکندری سنکے آگاہ ہوئے تیاری جنگ مین مصروف ہوے شب بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا صبح ہوئی اُس طرف سے نوشیروان فوج کثیر ہمراہ لیکر میدان مین آیا اس جانب سے سلطان سعد کل سرداران لشکر اور جملہ فوج کو ہمراہ لیکر میدان مصاف مین گئے بعد درستی صفوف ہردو لشکر نقیب اور کرکیت دونون لشکرون سے نکلکر میدان مین گئے اور جوانان ہردو لشکر کو آمادہ جنگ و جدال کر کے میدان نبرد سے ہٹ گئے ہنوز دونون لشکرون سے کوئی بہادر اور دلیر برائے مقابلہ نہ نکلا تھا کہ ناگاہ سوے صحرا غبار بلند ہوا مردان ہردو لشکر جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار

باد تند سے دفع ہو گیا اہل اسلام نے دیکھا کہ سلطان سر برہنہ لشتی مع اپنے سرداران لشکر کے پانچ لاکھ فوج کی جمعیت سے
بصد کر و فر آتا ہی خواجہ عمرو سلطان سر برہنہ کو دیکھکر لشکر سے نکلکر مع چند سرداروں کے روانہ ہوے جب قریب سلطان
سر برہنہ کے پہونچے اُسنے خواجہ سے احوال لشکر پوچھا خواجہ نے تمام احوال بیان کیا سلطان سر برہنہ نے تخت سے
اُترکر سامنے عقابین کے جاکر امیر یا توقیر کو بصد ادب سلام کیا اور حال حمزہ صاحبقران پر اشکبار ہوا حمزہ
صاحبقران نے سلطان سر برہنہ کو دیکھا بعد ازین پھر تخت پر سوار ہو کر لشکر اسلام مین آیا پہلے سلطان سعد کیخدمت
مین گیا اور شرائط تسلیم بجالایا بعدہ جملہ سرداران لشکر اسلام سے ملا اسی اثنا مین فرامرز نوشیروان سے اجازت
جنگ لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر میدان مصاف مین آیا اور مبارز طلب کیا سلطان سر برہنہ نے سلطان سعد سے اجازت
جنگ طلب کی بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا اے سلطان سر برہنہ فی زماننا ستارہ ہم سب اہل اسلام کا اچھا نہین ہی
ہر ایک سردار اس فرامرز کے ہاتھ سے زخمی ہوا ہی تم اس سے مقابلہ نکرو سلطان سر برہنہ نے کہا مجھے نہ روکیے
اجازت جنگ دیجیے مین اس نابکار سے ضرور مقابلہ کرونگا سلطان سعد نے مجبور ہو کر اجازت مصاف دی
سلطان سر برہنہ مرکب پر سوار ہو کر سامنے فرامرز کے گیا فرامرز نے پوچھا نام تیرا کیا ہی سلطان سر برہنہ نے نام
اپنا بتایا فرامرز نے کہا ہاہ جود اسکے کہ تو سلطان ہی لیکن تجکو بعوض تاج ٹوپی بھی میسر نہین ہی سلطان سر برہنہ نے
جوابدیا مجکو حکم شیر خدا علی مرتضی علیہ السلام اسیطرح ہی ناظرین نکتہ بین اس مقام پر یہ اعتراض نہ کرین کہ جناب امیر
علی ابن ابیطالب علیہ السلام ابھی پیدا نہین ہوے ہین اسکو حکم کیونکر سر برہنہ رہنے کا دیا جواب اسکا یہ ہی کہ نور نبی
و علی خداوند عالم نے کل مخلوقات سے پیشتر مخلق کیا ہی اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام مظہر العجائب و مشکل کشا ہین
قبل ولادت باہا حکم خدا سے ہر ایک خاص و عام کے ہنگام مشکل کام آئے ہین سلمان کو شیر سے بچایا ہی اپنی والدہ
بنت اسد کو بھی شیر کے شر سے محفوظ رکھا ہی اسی طرح اکثر حکم پروردگار سے ہر ایک نبی و ولی کے کام آئے ہین اگر
سلطان سر برہنہ سے بھی عالم خواب یا عالم بیداری مین سر برہنہ رہنے کو فرمایا ہو تو کچھ جاے تامل و اعتراض نہین ہی
غرض آمدیم بر سر مطلب فرامرز نے گفتگو سے سلطان سر برہنہ کے گرز گرانبار اُٹھا کر سر سلطان سر برہنہ پر لگایا سلطان
سر برہنہ نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روک کر خود بھی گرز لگایا فرامرز نے اپنے سر کو ضرب گرز سے تو بچایا لیکن مرکب فرامرز کا ہلاک
ہوا سلطان سر برہنہ نے اُسیوقت چاہا تھا کہ دوسرا گرز لگا کر فرامرز کو بھی ہلاک کیجیے ناگاہ حکم نوشیروان سے صد ہا پہلوان
نے آگے بڑھکر فرامرز کو بچایا اور گھوڑے پر سوار کیا فرامرز نے مرکب پر سوار ہو کر تیغہ کھینچا پس سلطان سر برہنہ پر لگایا سلطان
مذکور نے سپر اُٹھائی تھی کہ ناگاہ پاؤن مرکب کا موش خانے مین جا رہا گھوڑا گرنے لگا سلطان سر برہنہ جبتک پاؤن
گھوڑے کا موشخانے سے نکالے تیغہ فرامرز سر پر پڑ ہی گیا سلطان سر برہنہ نے فوراً دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا
مگر دو اُنگل سر مین تیغہ در آیا تھا خون سر سے جاری ہوا سلطان سر برہنہ زخمی ہو کر لشکر اسلام مین چلا گیا فرامرز نے
پھر مبارز طلب کیا ناگاہ جانب صحرا ایک غبار نمایان ہوا بعد ایک لمحہ کے اہل اسلام نے دیکھا کہ سوار پلنگینہ پوش ایک لاکھ
چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے پیدا ہوا عمرو نے آگے بڑھکر سوار پلنگینہ پوش سے ملاقات کی اور تمام احوال ابتدا سے
تا انتہا بیان کیا سوار پلنگینہ پوش چشم پرنم ہو کر مرکب سے اُترکر سامنے عقابین کے گیا اور حمزہ کو سلام کیا امیر نے عقابین
پر سے دیکھا تسلیم کرنیکے بعد پلنگینہ پوش مع لشکر داخل لشکر اسلام ہوا سلطان سعد کیخدمت مین جاکر لوازم و شرائط بندگی
بجالایا پھر سرداران لشکر اسلام سے معانقہ اور مصافحہ کیا بعد اسکے سلطان سعد سے اجازت حرب لیکر فرامرز کے روبرو گیا
اور کہا او نابکار جوہر تیغ دکھا فرامرز نے تیغہ مخون آلود سر پر لگایا پلنگینہ پوش نے سپر اُٹھائی تھی یکایک مرکب نے سکندری

کھائی تیغہ سر پر پڑا پلنگینہ پوش نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا مگر بوجہ زخم کاری لگنے کے قوت جنگ باقی نہ رہی سرداران لشکر اسلام پلنگینہ پوش کو میدان نبرد سے لشکر مین لیگئے ناگاہ سمت دشت سے ایک نقابدار سفید پوش دو لاکھ سوارون کی جمعیت سے ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر اسکی مزاج پرسی کی اُسنے احوال پوچھا خواجہ نے کل حال بیان کیا اُسنے بھی مثل اور سرداران لشکر کے حمزہ کو بصد ادب تسلیم کی اور بہادرون کے سلطان سعد کو جاکر مجرا کیا پھر سردارون سے ملکر اپنے لشکر کی صف آرائی کی ناگاہ فرامرز نے مبارز طلب کیا نقابدار سفید پوش نے اُس سے جاکر مقابلہ کیا تا دیر لڑائی ہوئی آخر نقابدار بھی مثل اور سردارون کے زخمی ہوا پھر نقابدار سیاہ پوش آیا وہ بھی دست فرامرز سے زخمی ہوا بعد اسکے نقابدار سبز پوش تین لاکھ سوارون کی جمعیت سے آیا وہ بھی انجام کار زخمی ہوا لفیسح دیوانہ بجمعیت کثیر آیا وہ بھی ہنگام مقابلہ دست فرامرز سے زخمی ہوا اسی طرح سوا سے پیر فرخاری کے جو سرداران لشکر نہین آئے تھے وہ سب آئے اور سب فرامرز کے ہاتھ سے زخمی ہوے احوال اُن سبکا بوجہ خیال طول تحریر نہین کیا کیونکہ ابھی داستانین بہت باقی ہین اور منظور یہ ہی کہ چند اجزا مین یہ دفتر تمام کر دیا جاے عبارت زیادہ بڑھانیکی مطبع سے اجازت نہین ہی پس بمجبوری بسبیل اختصار تحریر کیا گیا الحاصل جب آفتاب نہان ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر میدان نبرد سے چلے گئے خواجہ عمرو شکل تبدیل کرکے ہمراہ لشکر نوشیروان چلے جب نوشیروان اپنی بارگاہ مین پہونچکر تخت پر بیٹھا اُمرا و وزرا سرداران لشکر بارگاہ مین آئے اور بدستور قدیم اپنے اپنے ذنگل اور کرسی پر بیٹھے وزرا اپنے عہدے کے موافق دربار مین حاضر رہے خواجہ بھی داخل بارگاہ ہوے جب دربار بخوبی آراستہ ہوچکا فرامرز نے کاوہ مُردکی سے کہا آج تمنے میری دلیری اور شجاعت دیکھی کاوہ مُردکی نے شرمندہ ہوکر کچھ جواب نہ دیا ہنوز نوشیروان بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا تھا دربار آراستہ ہوا تھا کہ ہیکاان اور عبدالعزیز شاہ زیرباد ہندی اور لنشواط حاکم زیرباد ہند اور سگ سرون وغیرہ نے باہم مشورہ کرکے نوشیروان سے کہا کہ اے شہنشاہ فی الحال جملہ سرداران لشکر اسلام آگئے ہین اہل اسلام مثل مور و ملخ جمع ہوگئے ہین خوف ہی کہ حمزہ کو رہا نہ کرلین پس ہماری راے یہ ہی کہ اسی وقت حمزہ کو قتل کرڈالیے نوشیروان نے جوابدیا ہرچند کہ جملہ سرداران لشکر بقول تمھارے داخل لشکر اسلام ہوچکے ہین لیکن سب زخمی ہین انمین اتنی قوت کہان ہی کہ حمزہ کو رہا کرین اگر وہ ارادہ رہا کرنیکا کرینگے تو اُسوقت کوئی تدبیر معقول کیجائیگی بالفعل قتل کرنا حمزہ کا اس خیال سے اچھا نہین ہی نوشیروان یہ کہکر خاموش ہوا خواجہ عمرو تمام گفتگو سنکے بارگاہ سے نکلکر بصد مشکل زیر عقابین گئے اور خوب روئے بعد ازان وہان سے روانہ ہوکر لشکر اسلام مین اسوقت آئے کہ سلطان سعد بالاے تخت بیٹھے تھے جملہ سردار بھی بارگاہ سلیمانی مین موجود تھے سرداران زخمی کے زخمون پر جراحون نے پھاہے مرہم سلیمانی کے رکھکر پٹیان باندھدی تھین ہر ایک سردار سر جھکائے بیٹھا تھا اُسوقت خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے جو کچھ بارگاہ نوشیروان مین جاکر سُنا تھا عرض کیا اور کہا ابھی تک پیر فرخاری نہین آیا نہین معلوم وہ کہان ہی اور کس بلا مین مبتلا ہی یہان سرداران لشکر کا یہ حال ہی کہ ہر ایک سردار زخمی ہی کفار نوشیروان کو حمزہ کے قتل پر آمادہ کرتے ہین اور رہائی امیر با توقیر کی بموجب حکم لگانے بزرجمہر کے پیر فرخاری کے آنے پر موقوف ہی دیکھیے دو چار روز کی مدت مین کیا ہوتا ہی ابتو کوئی سردار لشکر اسلام کا صحیح نہین ہی سب زخمی ہین اگر وہ دو تین روز نہ آیا اور نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا تو فرامرز سے کون مقابلہ کریگا ہرچند کہ جملہ سرداران لشکر اسلام نہایت شجاع و بہادر ہین اس عالم زخمداری مین اس سے مقابلہ کرینگے مگر انجام اس مقابلہ کرنیکا اچھا نہو گا بظاہر اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہوجانیکا خوف ہی سلطان سعد نے فرمایا اگر آپ نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا اور پیر فرخاری نہ آیا تو مین فرامرز بن قارن سے مقابلہ کرونگا کسی سردار کو بہر مقابلہ جانے نہ دونگا ابھی سلطان سعد خواجہ عمرو سے

یہ گفتگو کر رہے تھے ناگاہ نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے حاضر ہو کر بصد ادب پاے تخت کو چوم کر عرض کیا ای ظل اللہ جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ صبح کو میدان کارزار مین آکر فساد عظیم برپا کرے باقی خیریت ہی ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے سلطان سعد نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتبائید ربانی نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جاے ہنگام سحر جو خالق کون ومکان کو منظور ہوگا وہی ہوگا بموجب حکم ملازمون نے نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جب صداے نقارہ بلند ہوئی سرداران لشکر وجملہ اہل اسلام نے باہم اتفاق ومشورہ کرکے بادشاہ لشکر اسلام سے کہا کہ اسوقت ہمارے قلوب یہ چاہتے ہین کہ صحیفہ ابراہیم علیہ السلام کی اسواسطے قسم کھائین کہ ہنگام سحر حمزۂ صاحبقران کو حتی الامکان رہا کرینگے جہانتک ممکن ہوگا زیر عقابین اپنے تئین پہونچائینگے اور اگر عقابین تک نہ پہونچ سکینگے تو لشکریان نوشیروان سے لڑکر مر جائینگے جبتک نوشیروان کو شکست نہ دینگے میدان نبرد سے نہ پھرینگے سلطان سعد نے یہ گفتگو سُنکے ارشاد فرمایا مین بھی تمھاری راے سے اتفاق کرتا ہون مجھے بھی یہی منظور ہی کہ یا تو حمزۂ صاحبقران تک وقت سحر پہونچون یا میدان مصاف مین قتل ہو جاؤن کیونکہ زندہ رہنا میرا بغیر رہائی امیر کے باعث بدنامی وشرم ہی یہ فرماکر صحیفہ ابراہیم علیہ السلام کو منگوا کر درمیان مین اہل اسلام کے رکھا بادشاہ اور جملہ اہل اسلام نے یہ قسم کھائی کہ ہنگام سحر یا تو ہم دشمنون سے لڑکر مر جائینگے یا زیر عقابین پہونچکر حمزہ کو رہا کرنے مین کوشش وسعی کرینگے اور حریفون کے سامنے سے قدم پیچھے نہ ہٹائینگے بعد قسم کھانیکے باہم اہل اسلام ایک دوسرے سے رخصت ہونے لگے اور کہنے لگے ہنگام سحر وقت جنگ نہین معلوم زندہ رہین یا نہ رہین آپس مین جو کچھ ہمنے خطا وقصور کیا ہو عفو کرو چنانچہ ہر ایک نے ہر ایک سے خطا اپنی معاف کرائی بیٹا باپ سے باپ پسر سے بھائی بھائی سے ملکر شب آخر حیات سمجھکر رویا اکثر لشکریون نے گناہان صغیرہ وکبیرہ سے توبہ کی بعضون نے بجاے لباس کفن پہنے جسکی امانت جسکے پاس تھی اُسنے اسے دیدی اکثر نے وضو کرکے بعد نماز براے فتح وظفر بگریہ وزاری خدا سے دعا کی ہزارہا اہل اسلام عبادت مین مصروف رہے لاکھون سواران لشکر اور صدہا سرداران لشکر نے تیاری جنگ کی اکثر تیغزنون نے اپنی تیغ تیز کو براے قتل عدو آبدار کیا تیراندازون نے ترکش سے تیر نکالکر دیکھا بھالا کر ترکش مین رکھے کمانین جو ناقص تھین اُنھین آگ پر سینک کر درست کیا اسی طرح ہر ایک بہادر وصف شکن اپنے اپنے آلات حرب وضرب کی درستی مین مشغول ہوا یہ جو خبر جاسوس سے نوشیروان کو پہونچی نہایت متردد ہو کر امرا وزرا اور سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے ہنگام سحر اہل اسلام کو کیونکر روکنا چاہیے مجکو خوف ہی کہ اہل اسلام زیر عقابین آکر حمزہ کو رہا نہ کرلین سب نے عرض کیا ای شہنشاہ جسطرح کہ اہل اسلام نے قسم کھائی ہی ہمکو بھی لازم ہی کہ اپنے خداوندون کی قسم کھاکر قدم جنگ گاہ سے نہ ہٹائین اہل اسلام کو آگے نہ بڑھنے دین علاوہ اسکے شہنشاہ کو لازم ہی کہ خندقون مین پانی اور بھروا دین زیر عقابین چند شیر صحرائی کٹھرون مین بند کروائین جسوقت مسلمان قریب عقابین کے آئین شیران صحرا کو کٹھرون سے باہر نکلوائین تاکہ وہ اہل اسلام پر حملہ آور ہون اور عقابین تک نہ آنے دین اور اکثر جلادان خونخوار حضور مقرر کرین کہ جب اہل اسلام قریب عقابین آئین حکم اول حضور مین حمزہ کو عقابین سے اُتارکر قتل کرڈالین حکم ثانی وثالث کا انتظار نکرین اور ہر ایک خندق پر ایک دو سردار بفوج کثیر مسلح کھڑے رہین مسلمانون کو خندق سے نہ گذرنے دین نوشیروان نے راے وزرا وغیرہ کی پسند کی اور تصویرین خداوندان لات ومنات وغیرہ کی جملہ سردارون اور سوارون کے درمیان مین رکھین سبنے اُن تصویرون کی قسم کھائی کہ حتی الامکان ہم مسلمانون کو آگے نہ بڑھنے دینگے اور قدم میدان مصاف سے نہ ہٹائینگے دلیرانہ اہل اسلام سے لڑینگے جسوقت جملہ صغیر وکبیر قسمین کھاچکے نوشیروان کو اطمینان ہوا پھر نوشیروان نے چار شیران صحرا منگوا کر زیر عقابین کٹھرون مین بند کروائے چالیس

جلادان بے رحم بلا کر انسے کہا کہ ہنگام صبح تم زیر عقابین تیغ بکف کھڑے رہنا جسوقت ہم حکم دین حمزہ کو عقابین سے اُتار کر قتل کر ڈالنا ہمارے حکم ثانی و ثالث کا انتظار نکرنا جلادون نے عرض کیا ای شہنشاہ ہم جب ارشاد حکم حضور بجا لائینگے یہ کہکر جلاد چلے گئے پھر نوشیروان نے خندقون کو پُر آب کرا دیا اور دربار برخاست کیا لشکری سامان جنگ مین مصروف رہے جب وہ وقت آیا کہ سیاہی شب حکم خالق لیل و نہار سے دفع ہوئی اور نور سحر فلک پر ظاہر ہوا نوشیروان نے بیدار ہوکر مجلس سے باہر آکر چالیس جلادان بدنہاد کو زیر عقابین برائے قتل حمزہ مقرر کیا جلاد تیغین کھینچکر حکم قتل امیر کے منتظر کھڑے ہوے بعد اسکے نوشیروان نے ہر خندق پر لاکھ سوار مع دو ایک افسرون کے مقرر کیے بعضے راوی تو یہ بیان کرتے ہین کہ چارون خندقون پر چار صفین لاکھ لاکھ سوارون کی آراستہ کین اور اکثر راوی کہتے ہین کہ سات صفین سات لاکھ سواران جنگجو کی مرتب کین اور چند اشخاص شیرون کے کٹھرون پر اسواسطے معین کیے کہ اگر اہل اسلام عنقریب عقابین آجائین تو ایک ایک شیر کٹہرون سے نکالنا بعد صف آرائی لشکر کے آپ قلب فوج مین ٹھہرا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام بعد فراغ نماز و دعا جملہ سرداران لشکر اور سواران فوج کو ہمراہ لیکر بعد کروفر میدان کارزار مین تشریف لائے چونکہ فوج اہل اسلام مانند مور و ملخ بلا نہایت اعداد ستارہ ہاے افلاک تھی گاوزمین بار کثرت مردم سے تحت بیقرار تھی غرض بعد درستی میدان کارزار اسطرح صف آرائی ہوگئی نظم

جو جری جنگ آزمودہ کتے — تھے صف جنگ مین جو خوب بٹے
انکو رکھا مین اور بسیار — کہدیا انسے رہو تم ہشیار

منچلے جو سوار تھے اس رہ مین — تھے وہ سب تاقہ و کمین گہ مین
تھے جو نامی جوان ہراول تھے — شیر کیطرح تھے وہ سب آگے

قلب لشکر مین تھے جری طرار — اور ہراول تھے غازی دلاور
فوج مین جو کہ تھے قدر انداز — زین مین انکا تھا اسقدر انداز

لیے تیر و کمان تھے آمادہ — تھے نشانے کے زد پہ ستادہ
قصد رہتا تھا جبکہ وہ کرین تلوار — تیر ہون غرق تا لب سوفار

برق انداز جو کہ تھے غازی — انکو تھا شغل برق اندازی
گولے کی زد پہ بیٹھے تاکتے تھے — دیکھکر بزدل انکو بھاگتے تھے

تیغزن تولتے تھے تلوارین — کہ جو نزدیک ہون اُٹھین مارین
اسقدر تھا غرور تیغ زنی — ایک حملے مین تھی صف شکنی

بعد صف آرائی نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور میدان مصاف مین آکر جوانان لشکر سے اپنے کہنے لگے نظم

ای دلیرو یہ ہی دغا کا مقام — کھینچو تیغون کو توڑ ڈالو نیام
تم ہو ہمیشہ سے مرد غازی — آج دکھلادو اپنی جانبازی

دشمنون سے لڑو بگرز و حسام — کرو اعدا کا جلد کام تمام
آج مرنے مین ہے لطف حیات — ہے میدان مین قدم کو ثبات

جب نقیب اور کڑکیت جوانان سپاہ جانبین کو آمادہ ستیز کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے اُسوقت دلاور و جرار افراط نشہ بادۂ شجاعت سے مستانہ وار جھومنے لگے تلوارین نیامون سے کھینچکر قبضہ شمشیر چومنے لگے ہزار ہا بہادران لشکر اسلام نے یہ خیال کیا کہ نقیب سچ کہتے ہین آج کا مرنا باعث حیات ابدی ہی تا قیام زمین و آسمان بہادرون کی زبان پر ذکر شجاعت رہیگا مجمع دلیران جہان مین ذکر بہادری و دلاوری ہوگا پس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ آج دشمنون سے دلیرانہ جنگ کرکے مرجائین اور اگر خداوند عالم زیر عقابین زندہ اور سلامت پہونچا وے تو حمزہ کو رہا کرکے لے آئین ہنوز دلیران لشکر اسلام یہ خیال کر رہے تھے اور دونون لشکرون سے کوئی جری و دلاور براے مصاف میدان مین نہ نکلا تھا اور بادشاہ لشکر اسلام کا ارادہ تھا کہ آج فرامرز سے مین مقابلہ کرونگا کہ سوے صحرا غبار عظیم بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر سمت غبار دیکھنے لگے خواجہ عمرو اُسوقت نہایت بیقرار تھے کبھی کہتے تھے کہ پیر فرخاری نہین معلوم کہان ہی باوجود نامہ پہونچنے کے ابھی تک نہین آیا گاہ کہتے تھے کہ دیکھیے آجکی لڑائی مین کیا ہوتا ہی جسوقت غبار مذکور بلند ہوا خواجہ لشکر سے نکلکر جانب غبار روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے عمرو نے دیکھا کہ پیر فرخاری عصاے آہنین ہاتھ مین لیے ہوئے بجمعیت سپاہ کثیر مع اپنے فرزندون کے آتا ہی خواجہ نے آگے بڑھکر نہایت برہم ہوکر کوڑا اٹھا کر کئی کوڑے پشت پیر فرخاری پر لگائے اُسنے حیران ہوکر پوچھا ای خواجہ مین نے کیا خطا کی جسکے عوض مین تنے مجھپر کوڑے مارے خواجہ نے جوابدیا یہان لشکر اسلام مین

جملہ سرداران لشکر زخمی ہین وہ حمزہ بالاے عقابین قید ہین لشکر نوشیروان سے متواتر جنگ ہوتی ہی کل سرداران لشکر اسلام
مین آگر داخل ہو چکے ہین فقط تمھارا ہی انتظار تھا کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے موافق قواعد علم رمل اور نجوم کے حکم لگایا ہی کہ جبتک
پیر فرخاری لشکر اسلام مین داخل نہوگا اسوقت تک حمزہ عقابین پر رہینگے اور تم اب آئے اسی وجہ سے مین نے تیر کوڑے
لگا ے پیر فرخاری نے کہا ای خواجہ مجکو نامہ براے طلب اسوقت پہونچا تھا کہ مین کنارہ دریا شکار ماہی کھیل رہا تھا نامہ
مین نے کنارہ دریا پر رکھدیا تھا شاید تری آب سے لفظ آب عکہ بگڑ کر آب مکہ بنگیا تھا مین بعد شکار ماہی کے پتہ اور نشان
آب مکہ دیکھکر سوے مکہ روانہ ہوا تھا وہان جاکر یہ معلوم ہوا کہ لشکر اسلام یہان فروکش نہین ہی اور آب عکہ پر لشکر اسلام
بمقابلہ نوشیروان مقیم ہی یہ احوال جب معلوم ہوا مین وہان سے فوراً اس جانب روانہ ہوا اثناے راہ مین اتفاقاً راہ
آب عکہ مین نے فراموش کی اور راستہ بھول کر ایک صحراے پرخار و وحشتناک کی طرف چلا گیا جب وادی پرہول مین پہونچا
تھوڑے زمانے تک ہر طرف پھرا کیا کسی جانب سواے صحرا کے آبادی نظر نہ آئی اور دشت گردی مین نہایت تکلیف اٹھائی
اکثر جوانان لشکر اور مرکب اسی بیابان بے پایان مین ہلاک ہوگئے آخر ایکروز صحرا کیطرف سے ایک قافلہ گذرا اہل قافلہ سے
مین نے پتہ اور نشان آب عکہ کا پوچھا انھون نے بجا و بتایا موجب انکے بتانیکے آج مین یہانتک پہونچا اگر انصاف کرو تو میری
کچھ تقصیر نہین ہی اور بموجب خواجہ بزرجمہر اگر رہائی حمزہ کی میرے ہی آنے پر موقوف تھی تو اب مین آیا ہون انشاء اللہ حمزہ
رہا ہونگے مین انکے رہا کرنے مین حتے الامکان کوشش و سعی کرونگا یہ کہکر سوے عقابین قدم بڑھا کر بعد ادب حمزہ کو تسلیم کی
پسران پیر فرخاری نے بھی بہزار ادب پیر با توقیر کو تسلیم کی بعد تسلیم کرنیکے پیر فرخاری حمزہ کو بالاے عقابین دیکھکر
گریان ہوا حمزہ نے پیر فرخاری کو دیکھا اور جواب سلام دیا لیکن بوجہ کثرت دوری کے پیر فرخاری نے نہ سنا خواجہ عمرو
پیر فرخاری وغیرہ کو ہمراہ اپنے لشکر مین لاے پیر فرخاری اول روبروے بادشاہ لشکر اسلام گیا اور شرایط ادب بجالایا
بعد ازان جملہ سرداران لشکر سے ملا ابھی پیر فرخاری سرداران لشکر اسلام سے باتین کر رہا تھا کہ فرامرز بن قارن نوشیروان
سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور مرکب کو روک کر مبارز طلب کیا سلطان سعد نے ارادہ لشکر سے نکلنے کا کیا تھا
کہ پیر فرخاری نے بڑھکر سلطان سعد سے اجازت جنگ لی بعدہ عصا نہ مین ہاتھ مین لیکر پیادہ پا لشکر سے نکلکر سوے
فرامرز چلا فرامرز نے پیر فرخاری کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ بڈھا یقیناً براے گفتگوے صلح آتا ہی نہ بہر جنگ فرامرز یہ خیال
کر رہا تھا کہ پیر فرخاری سامنے اسکے پہونچا فرامرز نے کہا ای پیر خمیدہ قد تو بیکار آیا ہی اگر براے صلح کچھ گفتگو کریگا مین ہرگز
منظور نہ کرونگا اور نہ شہنشاہ نوشیروان کو صلح کرنے دونگا آج میرا ارادہ ہی کہ جملہ لشکر اسلام کو تہ تیغ کردون کسیکو زندہ نچھوڑون
از انجملہ تجکو بھی قتل کرونگا ہرگز بڈھا سمجھکر تجکو زندہ نچھوڑونگا بعد قتل کرنے جملہ لشکریان اہل اسلام کے حمزہ کو اس تیغ تیز سے
قتل کرونگا پھر بموجب اقرار نوشیروان کی دختر سے اپنی شادی کرونگا پیر فرخاری نے گفتگوے فرامرز سنکے جواب دیا او نابکار
کیا بکتا ہی زبان اپنی روک ورنہ ایک ضرب عصا مین تجکو پیوند خاک کرونگا فرامرز نے برہم ہو کر تیغہ نیام سے کھینچکے پیر فرخاری
پر لگایا پیر فرخاری نے تیغے کو عصا پر روکا پھر عصا دونون ہاتھون سے پکڑ کر گردش دیکر اسطرح شانہ فرامرز پر مارا کہ سپر
کو توڑ کر ضرب عصا سے شانہ فرامرز کا اتر گیا اور مرکب فرامرز کا مر گیا فرامرز گھوڑے سے گرا پیر فرخاری نے دوسرا
عصا مارا گردن فرامرز سے خون جاری ہوا پھر بعد عجلت فرامرز کو گرفتار کر کے اپنے فرزندون کے حوالے کیا نوشیروان
نے یہ احوال دیکھکر مردان لشکر سے کہا کہ اس بڈھے کو بڑھکر قتل کرو فرامرز کو رہا کرو مردان لشکر بموجب حکم بڑھے ادھر سے
بھی جملہ اہل لشکر کہ لڑنے اور جان دینے پر آمادہ کھڑے تھے صحیفہ ابراہیم کی قسم کھا چکے تھے تلوارین کھینچکر نیامون کو توڑ کر
نصر من اللہ فتح قریب کہکر فشون فشون جوق جوق گروہ گروہ آگے بڑھے علمداران لشکر کے پھریرے کھلے علمدار علم لیکر آگے بڑھے باجے

جنگی ہر غول مین بجے لشکر مانند دریاے قہار بڑھا جب مردان لشکر اسلام صف اول کے قریب پہونچے دیکھا کہ مردان لشکر نوشیروان پیر فرخاری کو چہار جانب سے گھیرے ہوے ہین تیر و تبر و شمشیر لگا رہے ہین پیر فرخاری دلیرانہ لڑ رہا ہی عصا پر تلوارین اور گرز روکتا بھی ہی اور عصا بالاے سر اعدا مارتا بھی ہی فرزند بھی اسکے لڑ رہے ہین یہ دیکھکر حملہ اہل اسلام حریفون پر اسطرح کرے کہ جیسے شیران گرسنہ گلہ بز پر گرتے ہین یا گروہ غزالان پر شیران دشت حملہ کرتے ہین جسوقت اہل اسلام اور کفار ملگئے تلوار چلنے لگی دلاور بڑھ بڑھکر نعرے کرنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا ڈھالون کی اٹھی ٹاپون سے اسپان سے غبار عظیم بلند ہوا طبقے گاو زمین کے تھرانے لگے پیر فلک یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر حیران ہوا خوف سے کانپنے لگا کثرت گرد و غبار سے زمانہ تیرہ و تاریک ہوا پرندے اشجار پر سے گھبرا کر اڑے چوپاے مانند شیر و گرگ وغیرہ آثار قیامت دیکھکر بے اختیار صحرا مین دور تک بھاگتے ہوے چلے گئے میدان مصاف مین تلوارون کی جھنکار خنجرون کی چقا چاق اسدرجہ بلند ہوئی کہ فرشتگان آسمان نے سنی کسی جانب کمانین بار بار کڑکتی تھین تیر سینۂ اعدا کو توڑ کر نکل جاتے تھے کسی طرف برق شمشیر چمک چمک کر گرتی تھی خرمن جسم و جان اعدا کو ضائع کرتی تھی سر و گردن مین جدائی ہو رہی تھی سرداران لشکر اسلام زخمون پر پھاے مرہم سلیمانی کے رکھے ہوے پٹیان زخمون پر باندھے ہوے مثل رستم و اسفندیار گھوڑون پر سوار تیغ و گرز نیزہ و تیر و تبر وغیرہ آلات حرب و ضرب سے دشمنون کو قتل کرتے تھے ہردم نعرے شیرانہ کرتے تھے کفار بوجہ خندق پر آب کے پیچھے قدم نہ ہٹا سکتے تھے بمجبوری لڑتے تھے اہل اسلام کو قتل کرتے تھے اور خود بھی قتل ہوتے تھے جب انکے سر و دست کٹ کٹکر آب خندق مین گرتے تھے سر تو حباب آب سا نظر آتے تھے اور دست بریدہ مانند ماہیان سرخ رنگ دکھائی دیتے تھے آب خندق خون حد سے سرخ ہو گیا تھا پانی کو انقلاب ہو گیا آب و ہواے زمانہ ہو وقت اچھی نہ تھی خندق لاشون سے پٹ رہی تھی اعدا نے ین غرق بحر فنا ہو رہے تھے زخمی آب خندق مین مانند مچھلیون کے تڑپ رہے ہین راوی بیان کرتا ہی کہ دلیران لشکر اسلام نے ہزارہا مردان لشکر نوشیروان کو قتل کر کے خندق کو لاشون سے پاٹ دیا آخر صف اول کو توڑ کر اول پیر فرخاری جست کر کے خندق سے گذر کر صف دوم پر حملہ آور ہوا بعد پیر فرخاری کے جملہ سرداران لشکر او سواران سپاہ خندق کو پھاند پھاند کر دلیرانہ صف ثانی اعدا کے قریب پہونچے ہیکلان ملک سومنات مغرب اور عبد العزیز بادشاہ زیر باد ہند اور نشواط حاکم زیر باد ہند کہ یہ تینون مردان صف ثانی کے افسر تھے اہل اسلام کو آتے دیکھکر ایک لاکھ سوارون کی جمعیت سے آگے بڑھے اور اہل اسلام پر حملہ آور ہوے جسوقت دونون لشکر باہم ملگئے لڑائی ہونے لگی نخل تن سے اعضا مانند برگ خزان دیدہ جدا ہو کر گرنے لگے ہواے گرم شمشیر میدان دار و گیر مین بصد تیزی چلنے لگی شجرہاے قامت مردان ہر دو لشکر تیغ و تبر سے کٹنے لگے گلزار حیات پر خزان آنے لگی باغبان قضا نے ریاض دغا مین گلہاے حیات مردان کیطرف ہاتھ بڑھایا روحین اجسام سے اہل اسلام کی مانند بوے گل نکلنے لگین کثرت شوق شہادت مین صدہا دیندار اعدا کو قتل کر کے بیل تلوارون کے کھا کر باغ جہان سے سوے جنان جانے لگے مردان لشکر نوشیروان بھی قتل ہونے لگے زخمی مانند بلبل نالان نالہ کرنے لگے اکثر جوانون کا خون جسم مین خیال مرگ سے خشک ہو گیا اجسام انکے صورت اشجار خشک سوکھ گئے غنچہ ہاے دل پژمردہ ہو گئے اب امان کے ملنے سے یاس ہو گئی رنگ رخ مثل رنگ برگ خزان دیدہ زرد ہو گیا راوی کہتا ہی کہ عین گرمی جنگ مین لندھور بن سعدان جنگ رستمانہ کرتا ہوا اُس جگہ پہونچا جس مقام پر ہیکلان ملک سومنات مغرب بہمراہی لشکر عادیان اہل اسلام سے لڑ رہا تھا ہیکلان عادی نے لندھور کو دیکھکر گرز گران اٹھا کر مارا لندھور نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا پھر خود بھی اسطرح گرز بصد غضب اسکے سر پر مارا کہ ہیکلان سے نہ رک سکا آخر ہیکلان مع فیل ضرب گرز لندھور سے پیوند خاک ہو گیا عادیان نابکار یہ حال دیکھکر شکستہ خاطر ہو کر پیچھے ہٹے نشواط حاکم زیر باد ہند نے عادیان نابکار سے پکار کر کہا کہ ای نامردو کہان جاؤ گے پیچھے ہٹ کر آب خندق مین ڈوب جاؤ گے بہتر یہ ہی کہ بڑھکر لڑو اہل اسلام کو تہ تیغ کرو آج ہزارون مسلمانون کو قتل کر کے مرجاؤ قسم خداوندون کی کھا چکے ہو قدم میدان

جنگ سے پیچھے نہ ہٹا وئیہ کہکر اپنی فوج لیکر آگے بڑھا عادیان نابکار بھی بجبر ہی گئے بیٹھتا بھی نشواط سواران لشکر اسلام کو قتل کرہا تھا
کہ علمشاہ نعرہ کرکے قریب اُسکے پہونچا نشواط نے تیغہ گرانبار سر پر مارا علمشاہ نے تیغے کو سپر پر روک کر تیغہ کپتیان فرنگی اسطرح
اسکی کمر پر لگایا کہ نشواط دو ٹکڑے ہو کر مرکب سے بالاے زمین گرا فوج نشواط کی یہ حال دیکھکر بھاگنے لگی اہل اسلام نے
بھاگنے نہ دیا اُن سب کو تہ تیغ کیا عبد العزیز بادشاہ زیر باد ہند نشواط کے قتل ہونے سے ملول ہوا پھر
برہم ہو کر سپاہ اپنی اپنے ہمراہ لیکر بصد قہر بادشاہ لشکر اسلام کی طرف بڑھا جب قریب پہونچا تیغ آبدار سر
سلطان سعد پر لگائی سلطان سعد نے تلوار اسکی روک کر شمشیر بران سے اُسے قتل کیا جب عبد العزیز بھی قتل
ہو کر سوے عدم گیا مردان سپاہ شکست کھا کر بھاگے ہزارہا وقت بھاگنے کے قتل ہوے سیکڑون خوف اہل اسلام
سے آب خندق مین گرے اکثر خندق سے گذر کر صف ثالث مین جا کر شریک ہوے جب صف ثانی بھی دلیران فوج اسلام
نے درہم و برہم کی پیر فرخاری جست کرکے صف ثالث کیجانب چلا بعد اُسکے علمشاہ اور کرب اور شیرویہ اور لندھور
اور مالک اژدر وغیرہ سرداران لشکر اسلام و سلطان سعد و جملہ مردان لشکر اسلام خندق سے گذر کر نعرے
کرتے ہوے صف ثالث پر پہونچے نوشیروان یہ حال دیکھکر گھبرایا افسران صف ثالث وغیرہ سے پکار کر کہنے لگا اے بہادر
اہل اسلام کو روکو دلیرانہ لڑو مسلمانون کو قدم آگے نہ بڑھانے دو افسران صف ثالث وغیرہ صداے نوشیروان
سنکے بصد غضب تلوارین نیامون سے کھینچکر اہل اسلام سے لڑنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا ڈھالونکی اُٹھی بہادران
لشکر جانبین رعد آسا نعرے کرنے لگے سرہاے مردان لشکر مثل اولون کے کٹ کٹ کر گرنے لگے زمین پر بارش خون ہونے
لگی قصرہاے تن و سبدہم گرنے لگے سیل خون کی طغیانی ہوئی آب خندق مین خون کشتگان جو ملگیا تمام پانی سرخ ہو گیا
دریاے خون نظر آنے لگا گھوڑے سوارون کے خون کشتگان مین تا بسینہ غرق ہو گئے صدہا لاشے سیل خون مین بہ گئے اکثر
غرق دریاے خون ہوے زخمی اُس جوے خون مین گر کر مانند ماہیان سرخ رنگ تڑپنے لگے اُسوقت لڑائی اسی طرح ہو رہی تھی اور
اس طور سے خونریزی ہو رہی تھی کہ طریقہ فصل بارش کا پایا جاتا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ بجاے آب خون برستا تھا زمین پر
عوض آب لہو جاری تھا مردان لشکر نوشیروان اور مردان فوج اسلام دونون خوب لڑ رہے تھے لاش پر لاش گر رہی
تھی ہر ایک بہادر کی تلوار مثل برق چمک چمک کر اعدا پر گر رہی تھی سگ سران نابکار جا بجا کتون کی طرح مرے ہوے
پڑے تھے زبانین اُنکی منہ سے باہر تھین زخمون سے خون جاری تھا عین گرمی جنگ مین کرب نے سگ سرون پر
حملہ کیا افغان افسر سگ سران ناپاک نے مقابلہ کیا تلوار کرب کے سر پر لگائی کرب نے تلوار روک کر ایسی شمشیر اُس نابکار کے
سر پر لگائی کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا سگ سران یہ حال دیکھکر مانند کتون کے باواز بلند چلانے لگے آہ و فغان
کرنے لگے اہل اسلام انکو قتل کرنے لگے پیر فرخاری انکو ضرب عصا سے ہلاک کرنے لگا آخر سگ سران تاب مقابلہ نہ لاکر
پیچھے ہٹے یہ حال دیکھکر کاؤس بن آرہ مرتد برہم ہو کر جانب کرب تیغ بکف بڑھا مالک اژدر نے بڑھکر اُس سے مقابلہ کیا
کاؤس نے تیغہ سر مالک پر مارا مالک نے سپر اُٹھائی تیغہ سپر کو کاٹکر دو انگل سر مین در آیا مالک نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا
کاؤس مالک کو زخمی کرکے جانب کرب چلا تھا کہ مالک نے اُسی عالم زخمداری مین نیزہ سینہ کاؤس پر مارا اور زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈالکر پشت زین سے اُسکو اُٹھا لیا اور حوالے مردان فوج اسلام کیا نوشیروان یہ احوال دیکھکر بے اختیار چاہتا تھا
کہ تاج اپنا اپنے سر سے اُتار کر زمین پر پٹکدے اور نالہ و بکا کرے لیکن بختک وغیرہ نے سمجھایا دل نوشیروان کو جو کچھ تسلی
ہوئی جانب صف ثالث دیکھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے نوشیروان نے دیکھا کہ مردان لشکر اسلام نے ہزارہا مردان صف
ثالث کو قتل کیا ہے صدہا کو زخمی کیا ہے خندق کو لاشون سے بھر دیا ہے پیر فرخاری خندق کو پھاندکر آتا ہے پیچھے اُسکے

مردان لشکر

جاہ سرداران لشکر اسلام اور سلطان سعد وغیرہ خندق کو طے کرکے آتے ہین یہ احوال دیکھکر نوشیروان از حد گھبرایا نہایت بیتاب و بیقرار ہوا ارادہ کیا کہ راہ گریز اختیار کرے لیکن عجسس اور عفریت خان بن صلصال و ہوشنگ بلخی و گوشنگ بلخی وغیرہ سرداران لشکر مانع ہوے اور عرض کرنے لگے ای شہنشاہ ابھی ہم سب زندہ ہین جسوقت ہم قتل ہو جائینگے پھر آپکو اختیار ہے ابھی راہ فرار اختیار نہ کیجیے یہ کہکر جابہ سرداران سپاہ و فوجکو ہمراہ لیکر آگے بڑھکر پیر فرخاری وغیرہ سے بہ تیغ و گرز وغیرہ لڑنے لگے باجے جنگی دونون لشکرون مین بجنے لگے علمدار علمہاے لشکر لیکر آگے بڑھے دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی سرداران لشکر بڑھ بڑھکر شیرانہ نعرے کرکے حریفون کو قتل کرنے لگے کمانین کڑکنے لگین تیر چلنے لگے مردان لشکر ہدف تیر ہونے لگے ایک جانب شمشیر و تلوار و ان کی بلند تھی کسی جانب عیاران لشکر اسلام و خواجہ عمر و لشکر عدو پر سنگباری کرتے تھے جب تیر کوئی سنسناکر جسکسی کے سینہ پر پڑتا تھا وہ آہ کرکے بیٹھ جاتا تھا اور مرغ روح اسکا قفس تن سے گھبراکر نکل جاتا تھا حمزہ عقابین پر سے یہ جنگ مغلوبہ دیکھ رہے تھے سرداران لشکر کی ہمت و جرات پر تحسین و آفرین کر رہے تھے غبار میدان کارزار مین بلند تھا گھوڑون کے دوڑنے سے طبق زمین لرزان تھا و سہام سر و تن سے جدائی ہو رہی تھی تلوار بڑے زور و شور سے چل رہی تھی نعرے بہادر کر رہے تھے زمین پر زخمی پڑے ہوئے تڑپ رہے تھے کوئی انکی نالہ و فریاد سنتا تھا مرکب اکثر زخمیون کو پامال کرتے تھے

اسوقت یہ حال تھا مقتضائے ابیات	ہرطرف دار و گیر کا غل تھا	شاطرون کے نفیر کا غل تھا	ہرطرف ہوئی تھی وہان زد و کشت
کسیکا منہ تھا اور کسیکی پشت	سر پہ تلوار جبکہ چلتی تھی	تنگ کے نیچے سے نکلتی تھی	تیر جسکا چلا دو سار ہوا
زخمی مرکب فنا سوار ہوا	کسی جا نیزہ تھا کسی جا تیر	سوت تھی جنگ مین گیرابگیر	کوئی سینے پہ ہاتھ مین خنجر
کسی کی تیغ اور کسی کا سر	ایک خنجر اٹھائے بیٹھا تھا	ایک شمشیر کھائے بیٹھا تھا	کوئی زخمون سے سخت عاری تھا
کسیکو وقت دم شماری تھا	کوئی نیزہ دکھائے جاتا تھا	کوئی لڑنے سے جی چراتا تھا	سارے جا بازخون مین سرشار
بدقبان زخمونکی گلے کے ہار	اسی جنگ مغلوبہ مین عجسس بد انجام نے گرز گران سر فرہاد پر مارا فرہاد نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر		

روکا پھر فرہاد نے گرز گرانبار اٹھاکر بقوت تمامتر عجسس پر مارا ہر چند عجسس نے چاہا کہ گرز کو گرز پر روکون لیکن گرز فرہاد ذرہ نہ رکا سر پر جو پڑا کاسہ سر چور چور مرکب بھی پیوند خاک ہوگیا لشکری عجسس مذکورکے یہ حال دیکھکر بیدل ہوکر پیچھے ہٹنے لگے اسوقت فرامرز سغزی جنگ مستانہ کرتا ہوا سامنے عفریت خان کے پہونچا عفریت نے تیغہ سر پر لگایا فرامرز نے تیغے کی باڑھ کو دیکھکر گھوڑے کو آگے بڑھاکر اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تیغہ بقوت بازو چھین لیا عفریت نے برہم ہوکر چاہا تھا کہ گرز گران اٹھاکر سر فرامرز پر لگاے یکایک فرامرز نے شمشیر آبدار اسکی کمر پر اسطرح لگائی کہ مانند خیار دو ٹکڑے ہوکر گھوڑے سے رو بخاک گرا اسیطرح اکثر سرداران لشکر اسلام نے بہت سے سرداران لشکر نوشیروان کو تہ تیغ آبدار کیا فوج شکست کھاکر پیچھے ہٹنے لگی دلیران لشکر اسلام آگے بڑھنے لگے اسطرح موافق بیان بعض بعض داستان گویون کے اہل اسلام نے ساتون خندقون کو طے کرکے ساتون صفین توڑکر ہزارہا مردان لشکر نوشیروان کو قتل کرکے عنقریب زیر عقابین پہونچے اسوقت نوشیروان نے نہایت پریشان خاطر ہوکر حکم دیا کہ ایک شیر کو کٹہرے سے نکالو بموجب حکم ملازمان نے کٹہرے سے شیر کو نکالا شیر صحرا نکلکر جو مردم کو سامنے تھے انپر نعرہ کرکے حملہ آور ہوا چونکہ پیر فرخاری سب کے آگے تھا شیر کو آتے دیکھکر دلیرانہ نعرہ کیا شیر پیر فرخاری کیطرف آیا پیر فرخاری نے عصا اپنا سر شیر پر اسطرح مارا کہ سر شیر کا پاش پاش ہوگیا تیوراکر زمین پر گرا پیر فرخاری شیر کو ہلاک کرکے زیر عقابین لڑتا ہوا جا پہونچا اور سر اپنا عقابین پر رکھکر اسقدر رویا کہ غش کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا نوشیروان نے پھر حکم دیا دوسرے شیر کو کٹہرے سے نکالو ملازمان نوشیروان نے شیر کو کٹہرے سے نکالا شیر کٹہرے سے نکلا سامنے فوج اسلام نعرہ کرکے چلا کرب غازی نے نعرہ کیا نعرہ کرب ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌کرب شہسوار جل نامدار دلشکر کردہ شیر پروردگار شیر صحرا نعرہ کرب سنکے جانب کرب غضبناک ہوکر چلا کرب نے آگے بڑھکر ایسی تیغ کمر پر لگائی کہ شیر دو ٹکڑے ہوکر پاسے زمین پر گرا ایسا تو نوشیروان

یہ حال دیکھا حیران ہوئے نوشیروان بھی متحیر ہوا کرب لڑتا ہوا آگے بڑھا نوشیروان نے برہم ہو کر حکم دیا تیسرے شیر کو کٹہرے سے نکالو ملازموں نے حسب الحکم تیسرے شیر کو کٹہرے سے نکالا شیر جانب لشکر اسلام چلا علمشاہ نے نعرہ کیا

سے علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

شیر صیحۂ نعرۂ علمشاہ سنکے نہایت برہم ہو کر سمت علمشاہ چلا جب قریب آیا چاہتا تھا کہ جست کر کے علمشاہ کو زخمی کرے لیکن علمشاہ نے اسکو جست کرنے کی مہلت نہ دی تیغہ بڑھکر اُسکی گردن پر مارا گردن شیر کی قلم ہوئی بعد قتل کرنے اسد صحرائی کے علمشاہ مردان لشکر کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھا اس اثنا مین کرب نے زیر عقابین پہونچکر اکثر جلادان بیرحم کو تہ تیغ کیا بعض جلادان خونخوار بھاگ گئے کرب نے زیر عقابین جا کر سر اپنا عقابین پر رکھا اور اسقدر رویا کہ بیہوش ہو کر زمین پر گرا بعد کرب کے علمشاہ نے بھی سر اپنا عقابین پر رکھا اور حال امیر پر اسقدر گریہ کیا کہ غش آگیا چونکہ نوشیروان اسوقت گھبرایا ہوا تھا زیر عقابین اسنے نہ دیکھا اور نہ اُن سرداران لشکر اسلام کو جو کثرت نالہ و بکا سے بیہوش پڑے تھے قتل کرتا الحاصل جب تیسرا شیر بھی ہلاک ہو چکا نوشیروان نے کٹہرے سے چوتھا شیر نکلوایا وہ شیر بھی لشکر اسلام کی جانب چلا گھوڑے سواران لشکر اسلام کے شیر کو دیکھکر مثل سیماب بیقرار ہوئے سواروں نے بصد مشکل اُنھین روکا مالک اژدر نے شیر کو دیکھکر نعرۂ کوہ شگاف کیا شیر اُدھر سے پلٹکر جانب مالک آیا مالک نے فی الفور گرز گران سے شیر کو ہلاک کیا بعد ازان مردم لشکر نوشیروان پر حملہ کیا لشکری خائف ہو کر پیچھے ہٹے مالک زیر عقابین پہونچا کسی نے بوجہ خوف کے اُسکو نروکا جسوقت مالک نیچے عقابین کے گیا مثل علمشاہ کے سر عقابین پر رکھکر حال امیر باتوقیر پر اسقدر اشکبار ہوا کہ روتے روتے بیہوش ہو کر زمین پر گرا نوشیروان نے مالک اور علمشاہ اور کرب اور بہر فرخاری کو زیر عقابین بیہوش بالاے خاک دیکھکر جلادان بیرحم سے کہا کہ ای نامردو کھڑے ہوئے دیکھتے ہو جلد جا کر ان چارون بیہوش سردارونکو اور حمزہ کو عقابین سے اُتار کر جلد قتل کر ڈالو اس حکم کو میرے برابر ہزار حکم کے تصور کرو جلادان خونخوار مع ہزارہا سواران جرار جانب عقابین براے قتل امیر باتوقیر و سرداران مذکور چلے یہ احوال دیکھکر عمرو بن حمزہ یونانی اور لندھور اور فرامرز مغربی اور فرہاد ملکفرنی اور شیرویہ اور طرطوس تیرزن وغیرہ سرداران لشکر اسلام نے بیتاب و بیقرار ہو کر ان جلادان بیرحم اور سواران خونخوار پر یکبارگی حملہ کیا وہ سوار اور جلاد پلٹ کر لڑنے لگے لڑائی خوب ہونے لگی سرداران لشکر اسلام نے ان جلادون اور سوارون کو بڑھ بڑھکر تہ تیغ کیا پھر جانب نوشیروان رخ کیا نوشیروان نے جو دیکھا کہ سرداران لشکر اسلام میری طرف آتے ہین نہایت مضطر و پریشان خاطر ہو کر بختک وغیرہ سے پوچھنے لگا کہ اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر ان سردارون سے جان بچاؤن اگر بھاگتا ہون تو موجب بدنامی ہی اور اگر ثابت قدم رہتا ہون تو یقین ہی کہ ایک دم مین قتل ہو جاؤنگا یہ سب سرداران لشکر اسلام ہرگز مجکو زندہ نچھوڑینگے بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ بدنامی کا خیال نہ کیجیے جان اپنی ان بہادرون سے بچائیے جلدی یہان سے بھاگیے اگر زندہ رہیے گا تو پھر اہل اسلام سے جنگ کیجیے گا بختک وغیرہ نوشیروان سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی بھی اہل اسلام کے خوف سے پیچھے ہٹتے ہوے پاس نوشیروان کے آئے نوشیروان نے اُنسے پوچھا کہ اب مین کیا کرون اُنھون نے بھی یہی راے دی کہ ہمارے ساتھ یہان سے بھاگیے توقف نہ کیجیے دیکھیے آپکا لشکر قلیل رہ گیا ہی وہ بھی تاب مقابلہ اہل اسلام نہ لا کر پیچھے ہٹا آتا ہی یقین ہی تھوڑی دیر مین کل ملازم آپ کے میدان جنگ سے بھاگ جائینگے حضور کو اہل اسلام گرفتار کر کے قتل کرینگے نوشیروان یہ تقریر انکی سنکے ہمراہ انکے جانب ترکستان گریزان ہوا اکثر سرداران لشکر بھی ہمراہ نوشیروان بھاگے احوال نوشیروان کا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

بعد بھاگنے نوشیروان کے فوج باقی ماندہ یہ حال دیکھکر بے اختیار بھاگنے لگی اہل اسلام نے انھین گھیر کر قتل کرنا شروع کیا ہزارہا کو قتل کیا صدہا بھاگ کر ہمراہ نوشیروان جانب ترکستان گریزان ہوے جب کوئی ملازم نوشیروان میدان جنگ مین زندہ باقی نرہا سواران لشکر اسلام نے خزانہ و مال و اسباب نوشیروان کا لوٹنا شروع کیا خصوصاً خواجہ عمرو نے یہ چاہا کہ آج مال زر سے زنبیل اپنی بھر لون یہ تصور کر کے لوٹنا شروع کیا جو کچھ نقد و جنس سے ہاتھ آیا اندر زنبیل کیا یہانتک کہ تلوارین اور سپرین اور دیگر

آلات حرب و ضرب اور لباس مردمان لشکر نوشیروان کا سمیٹ سمیٹ کر اور جال الیاسی مار مار کر نذر زنبیل کیا اکثر کشتگان لشکر
نوشیروان کے کپڑے اتار لیے فقط ایک ایک لنگی ہر ایک کے باندھ دی ادھر تو خواجہ اور سواران لشکر لوٹنے مین مشغول و
مصروف ہوئے ادھر سرداران لشکر مع سلطان سعد شکر خدا کرکے مظفر و منصور ہوکر جانب عقابین چلے اول عمرو بن
حمزہ یونانی نے زیر عقابین جاکر حال امیر پر گریان ہوکر اُس لٹھے پر جس لٹھے پر قفس مین حمزہ صاحبقران قید تھے زور
کرنا شروع کیا اور چاہا کہ اس لٹھے کو زمین سے نکالکر فرودگاہ لشکر پر لے چلین وہان لیجاکر حمزہ صاحبقران کو رہا کرین جب
عمرو بن حمزہ یونانی نے زور کیا وہ لٹھا سوا گز زمین سے نکل آیا بعد اسکے لندھور نے زور کرکے دو گرہ کم سوا گز اور اُس
لٹھے کو زمین سے نکالا پھر فرامرز مغربی نے اس لٹھے پر زور کیا اور کسیقدر کم لندھور سے زمین سے لٹھے کو نکالا بعد ازین
کرب نے ہوشیار ہوکر اُس لٹھے پر زور کیا اور زیادہ ایک گز سے زمین سے اُسے کھینچا بعد ازان علم شاہ نے ہوشیار
ہوکر اس لٹھے پر زور کیا اور تین گرہ ایک گز اُس لٹھے کو زمین سے نکالا پھر مالک اژدر نے زور کیا جسقدر لندھور
نے وہ لٹھا زمین سے کھینچا تھا اس سے آدھ گرہ کم مالک اژدر نے اس لٹھے کو زمین سے نکالا پھر سیہر قرخاری
نے ہوشیار ہوکر اُس لٹھے پر زور کیا اور قریب ایک گز اس لٹھے کو زمین سے کھینچا بعد سیہر قرخاری کے پھر عمرو بن حمزہ
یونانی نے اس لٹھے پر زور کرکے زمین سے نکال لیا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ وہ لٹھا جسپر حمزہ صاحبقران
قفس مین قید تھے جس قدر اوپر تھا اس سے زیادہ زمین مین نہایت استحکام سے گاڑا تھا اور وہ دبیز اسقدر تھا کہ آغوش
مین اچھی طرح نہ آتا تھا اور گران اس درجہ تھا کہ ایسے ایسے بہادرون سے سوا سوا گز یا کم اُس سے زمین سے باہر نہ
نکلا غرض جب عمرو بن حمزہ یونانی زور آخر مین لٹھے کو نکال چکے سات قدم لیکر چلے تھے کہ خواجہ عمرو آئے اور عمرو بن
حمزہ یونانی سے کہنے لگے کہ اگر اسیطرح اس لٹھے کو فرودگاہ لشکر اسلام تک لے چلوگے تو بڑی دوری تکان سے حمزہ
صاحبقران کو صدمہ پہونچیگا میرے نزدیک مناسب یہی ہی کہ اسی جگہ کسی تدبیر سے قفس اُتارکر حمزہ صاحبقران
کو قفس سے نکالو عمرو بن حمزہ یونانی نے رائے خواجہ کی پسند کی اسوقت خواجہ عمرو اس لٹھے پر چڑھ گئے مگر حمزہ
صاحبقران اور قفس کو نہ پایا خواجہ گریان کنان لٹھے سے اترے اور عمرو بن حمزہ یونانی وغیرہ سے کہا دیکھو قفس اس
لٹھے پر نہین ہی عمرو بن حمزہ یونانی نے مغموم ہوکر وہ لٹھا ہاتھ سے اپنے چھوڑ دیا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا اور ایک صاحب
دفتر لکھتے ہین کہ عمرو بن حمزہ یونانی اُس لٹھے کو اٹھائے ہوئے فرودگاہ لشکر اسلام تک گئے وہان جاکر
جو لٹھے پر نظر کی قفس کو نہ دیکھا غرض بہر طور جب حمزہ صاحبقران مع قفس نظر نہ آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے
نہایت مغموم و ملول ہوکر وہ لٹھا ہاتھ سے چھوڑ دیا بالائے زمین جو لٹھا گرا زمین تھرائی اسوقت جملہ اہل اسلام
خیال حمزہ صاحبقران مین گریان ہوئے جسقدر خوشی حصول فتح کی ہوئی تھی اُس سے زیادہ ملال ہوا آخر
بعد گریہ وزاری باہم کہنے لگے کہ صاحبقران کو کون لے گیا کسی نے کہا کوئی ساحر یا ساحرہ لے گئی ہوگی
کسی نے کہا خداوند عالم کو اس احوال سے آگاہی ہی کچھ بیان کر نہین سکتے اسی طرح ہر ایک نے موافق اپنی عقل
و فہم کے بیان کیا آخر تجویز یہ ٹھہری کہ یہان سے آگے بڑھکر حمزہ کی تلاش کرین شاید کہین کچھ پتا ملے یہ تجویز
کرکے بعد بیتابی و بیقراری اور بہزار گریہ وزاری آگے بڑھے صحرا مین سردار و سوار چہار جانب جستجو کرنے لگے خواجہ
عمرو بھی ہمراہ سب کے جستجوے امیر با توقیر کر رہے تھے ناگاہ زمین سے خواجہ بلند ہوئے یہ حال دیکھکر خواجہ
چلائے اور کہنے لگے ارے ظالم کیون مجکو لیے جاتا ہی مین نے تیری کیا خطا کی ہی مجھ محتاج کے پاس کیا ہی کچھ تجکو مجھسے
حاصل ہوگا زنبیل مین میری کچھ نہین ہی مجکو صاحب زر خیال نہ کرین تو چار روپیہ کا پیادہ ہون فاقہ کشی سے صدمے

اٹھاتا ہون اور اگر تو آدم خوار ہی تو دیکھ لے مین ہمہ تن پوست و استخوان ہون گوشت مطلق نہین ہی مجکو چھوڑ دے اور کسی موٹے تازہ آدمی کو لیجا جب خواجہ عمرو نے اسطرح کہا اُس لیجانے والے نے اپنی زبان مین خواجہ سے کہا خاموش رہ مین تیرا دشمن نہین ہون یہ کہکر زیادہ بلند ہوکر خواجہ عمرو کو لے گیا اہل اسلام ہرچند دوڑے لیکن خواجہ عمرو کا کچھ نشان نہ ملا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ بزرجمہر کو بھی کسی نے زمین سے اُٹھایا سرداران لشکر تیغ و تبر لیکر دوڑے خواجہ بزرجمہر نے ہر ایک سے کہا کہ مجکو جانے دو کچھ اندیشہ کرو مجکو معلوم ہی جو مجھے لیے جاتا ہی اور یہ بھی مین جانتا ہون کہ جب تک یہ مجکو لے جائیگا سرداروں نے پوچھا مفصل فرمایئے کون آپکو لیے جاتا ہی آپ کہان جاتے ہین خواجہ بزرجمہر کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ لے جانے والا خواجہ بزرجمہر کو چشم زدن مین لے گیا جملہ اہل اسلام افسوس کرکے رہ گئے پھر بعد تلاش بسیار سرداران ذیوقار وغیرہ حال اسیر یا تو پھر پر گریان ہوکر فرودگاہ لشکر پر آئے سلطان سعد نے کشتگان اہل اسلام کو دفن کر دیا وقت شمار معلوم ہوا کہ کچھ کم سات لاکھ مرومان لشکر نوشیروان قتل ہوے اور تین لاکھ اہل اسلام شہید ہوے اور بیس ہزار اہل اسلام زخمی ہوے زخمیون کا سلطان سعد کے حکم سے علاج ہونے لگا جب دربار آراستہ ہوا سلطان سعد اور سرداران لشکر اسلام نے خواجہ دریادل و خواجہ دانا گوہر پسران خواجہ بزرجمہر سے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور آپ کے والد کو کون لے گیا ہی کب تک آئینگے یا نہ آئینگے پسران خواجہ بزرجمہر نے زائچہ کرکے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور ہمارے والد ماجد دو تین روز کی مدت مین خواجہ یہان تشریف لائینگے یا اور کسی سرزمین پر تشریف لائینگے کچھ تردد نفرمایئے انجام اس جانے کا اچھا ہوگا سلطان سعد وغیرہ کو اطمینان ہوا

داستان صحت پاکر تشریف لانا حمزہ صاحبقران کا مع عمرو و خواجہ بزرجمہر ملک اردبیل مین بعد ازان داخل لشکر اسلام ہونا ان سب صاحبون کا مع حالات دیگر بیان کیجاتی ہی

محرران خوش رقم اس داستان کو اسطرح لکھتے ہین کہ جس روز نوشیروان شکست کھاکر ہمراہ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی وغیرہ سوے ترکستان گریزان ہوا تھا اسی روز ملکہ آسمان پری نے خواب سے بیدار ہوکر عبدالرحمان جنی کو طلب کیا تھا جب عبدالرحمان جنی آئے تھے ملکہ نے سلام کرکے کہا اے عمو جان مین نے آپکو اسواسطے بلایا ہی کہ چند روز سے برابر خوابہاے پریشان دیکھتی ہون نہین معلوم پدر قرلیشیہ سلطان کس بلا مین مبتلا ہوے ہین ذرا آپ تکلیف فرماکر اپنے علم کے ذریعہ سے احوال والد سلطان قرلیشیہ سے مجھے اطلاع دیجیے عبدالرحمان جنی نے بقاعدہ علم رمل و نجوم بخوبی غور و فکر کرکے جواب دیا تھا کہ حمزہ صاحبقران بالاے عقابین قید ہین سرداران لشکر حمزہ صاحبقران نوشیروان سے اسوقت خوب لڑ رہے ہین احوال حمزہ صاحبقران بھی نہایت ابتر ہی ملکہ آسمان پری نے یہ حال پر ملال سنکر بلاتوقف دیو تندک کو بلاکر کہا تھا کہ جلد جا اور حمزہ صاحبقران کو عقابین پر سے لے آ دیو مذکور بعد گریزان ہونے نوشیروان گیا تھا اور حمزہ صاحبقران کو عقابین پر سے لیگیا تھا جب دیو بدستور خدمت ملکہ آسمان پری مین گیا اور ملکہ نے حمزہ صاحبقران کے سراپا پر نظر کی گھبراکر دیو تندک سے کہا کہ خواجہ عمرو کو لے آ وہ یہان آکر کچھ تدبیر صحت اسیر یا تو پھر کرینگے دیو خواجہ عمرو کو بھی لیگیا تھا جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا جب عمرو ملکہ آسمان پری کے سامنے پہونچے ملکہ آسمان پری نے گریان ہوکر کہا تھا اے خواجہ میرے شوہر کا یہ کیا حال ہو گیا ہی براے خدا ایسی کوئی تدبیر کرو کہ یہ اچھے ہو جائین خواجہ عمرو نے جواب دیا تھا کہ اے ملکہ جب تک خواجہ بزرجمہر یہان نہ آئینگے اسوقت تک حمزہ صاحبقران کا علاج اچھی طرح نہوگا دست دیا اسکے قابو مین نہ آئینگے یہ کھال جو انکے تمام جسم پر نظر آتی ہی بار بار گز انکے

تن سے نہ اُتریگی ملکۂ آسمان پری نے فی الفور دیو کو روانہ کرکے خواجہ بزرجمہر کو بھی بلوایا تھا جب خواجہ بزرجمہر سامنے ملکہ آسمان پری کے پہونچے۔ اول ملکہ نے سلام کیا بعد ازان کہا آپکو مین نے اسواسطے بلایا ہے کہ میرے خاوند کا علاج کیجیے یہ کھال اُنکے جسم سے دور کردیجیے خواجہ بزرجمہر نے عبد الرحمن جنی سے مشورہ کرکے چند اقسام کے برگ درختان قاف منگواکر ایک پر آب حوض مین رکھے اور کہا نیچے اس حوض کے آگ روشن کیجائے بموجب حکم پریزاد اور دیودان نے زیر حوض آتش کثیر روشن کی تھوڑی دیر مین آب حوض مین اُن برگ درختان قاف نے بخوبی جوش کھایا پانی اس حوض کا مانند آب حوض حمام گرم ہوگیا اُسوقت خواجہ بزرجمہر نے حمزۂ صاحبقران کو اسی حوض مین بٹھایا گرمی آب اور تاثیر برگ درختان سے وہ کھال جو بالاے جسم امیر بالتوقیر تھی کسیقدر نرم ہوئی خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے کہا اب آہستہ آہستہ یہ چرم تن امیر سے جدا کرو خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد بزرجمہر وہ پوست جسم حمزۂ صاحبقران سے جدا کرنا شروع کیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے از حد بیچین ہوکر اور تڑپ کر عمرو سے کہا اے خواجہ جب ولوار چنگ کی شاخ سر بالاے چشمہ ماہیان میرے بازو مین در آئی تھی ایسی تکلیف اُس شاخ کے نکالنے مین بھی مجھے نہ ہوئی تھی یہ کہکر حمزۂ صاحبقران کثرت اذیت سے بیہوش ہوگئے خواجہ عمرو نے بہزار مشکل اُس پوست کو سراپاے امیر بالتوقیر سے جدا کیا تن حمزۂ صاحبقران جابجا سے شق ہوگیا ملکہ آسمان پری حال اپنے شوہر کا دیکھکر بے اختیار رونے لگی ملکہ قریشیہ سلطان بھی گریان ہوئی خواجہ بزرجمہر نے کہا اشکباری نہ کرو حمزۂ صاحبقران صحیح ہوجاینگے انکی غیب سے اعانت ہوئی ہے مرتبہ الکابر اہے یہ کہکر حمزۂ صاحبقران کو آب حوض سے نکلواکر روغن بادام وغیرہ تن پر ملکر لٹادیا شنے اور شالی کپڑے اوپر ڈالدیے ملکہ آسمان پری وغیرہ بالین پر بیٹھین حمزۂ صاحبقران نے اُسی عالم بیہوشی مین دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور قریب بیٹھکر بعد شفقت ارشاد فرمایا اے فرزند افسوس صد افسوس تو نے غم فتنا و شہریار اور صدمہ ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان مین فقیری اختیار کی تھی اور اُنکی قبر پر بیٹھا تھا اور جہاد کفار سے ترک کردیا تھا اسیوجہ سے قید ہوکر اس صدمہ مین مبتلا ہوا خبردار اب جہاد کفار سے ہاتھ نہ اٹھانا نوشیروان وغیرہ سے مقابلہ فرد فرد کرنا یہ کہکر بعد مہربانی تمامی تن امیر بالتوقیر پر ہاتھ پھیرا دست دباے امیر بالتوقیر مین قوت آئی اور تمام تن اچھا ہوگیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر سے غائب ہوگئے حمزۂ صاحبقران ہوشیار ہوکر اُٹھے ملکہ آسمان پری وغیرہ سب خوش ہوئین حال پوچھا حمزۂ صاحبقران نے تشریف لانا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور جو کچھ انھون نے ارشاد فرمایا تھا بیان کیا ملکۂ آسمان پری نے حمزۂ صاحبقران کے صحیح ہونے سے از حد خوش ہوکر حکم جشن دیا فی الفور بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پردۂ قاف بزم عیش مین آکر تہنیت اور مبارکبادی دینے لگین بعد مبارکبادی کے اکثر غزلین گائین اہل بزم خوش ہوے ملکۂ آسمان پری نے اُسروز نہاکر زیور ولباس ایسا پہنا کہ جیسے شب عروسی مین پہنا تھا جب شب ہوئی حمزۂ صاحبقران بزم عشرت سے اٹھکر خوابگاہ ملکہ آسمان پری پر گئے اور وصل آسمان پری سے شادکام ہوے لیکن آسمان پری حاملہ ہوئی اُسی شب کو آسمان پری نے خلوت مین حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ تم مجھ ایسی رشک حور کو چھوڑکر پردۂ قاف سے چلے گئے تھے اب نہ جانا اگر تمھارا دل گھبرائیگا تو اپنے سرداران لشکر وغیرہ کو یہین بلوا لینا دیو اور پریزاد سب کو جاکر لے آوینگے مجھسے زیادہ زنان بنی آدم سے تمھین لطف حیات حاصل نہوگا علاوہ اسکے جو عجائب وغرائب یہان ہین پردۂ دنیا پر نہونگے سیر وتماشے مین اپنے دل کو بہلانا دیکھو اب مجھے چھوڑکر نہ چلے جانا حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا اے ملکہ دل تو میرا بھی چاہتا ہے کہ تمھین چھوڑکر نہ جاؤن لیکن مجبور ہون یہان وہ نہین آسکتا ہین قبل اسکے تم سے کہہ چکا ہون کہ

میرے عالم بیہوشی مین حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تھے علاوہ دست شفقت پھیرنیکے اور مجھے تندرست کرنیکے فرمائے ہین کہ جہاد کفار سے ہاتھ نہ اٹھانا پس ممکن نہین کہ فرمانا اُن جناب کا نہ بجالاؤن اور یہان عیش وعشرت مین مصروف رہون ملکہ آسمان پری نے بناز وادا کہا تمھاری اِنھین باتون سے اٹھارہ برس تک مین نے تمھین نہین جانے دیا تھا پھر اب تم وہی باتین کرتے ہو مجھکو تمھارا ایسا لیے جانا ناگوار ہے۔ امیر بالوقیر نے جواب دیا مین مجبور رہی ہنگام سحر یہان سے جاؤنگا ورنہ کبھی نہ جاتا اسی گفتگو مین سحر ہوئی زن ومرد خوابگاہ سے اُٹھکر جُدا جُدا حمام مین گئے بعد غسل وطہارت ملکہ آسمان پری اور حمزۂ صاحبقران ہر ایک حمام سے باہر آکر جامہ خانہ مین پوشاک پہن کر بزم مین آئے بعد تھوڑی دیر کے حمزۂ صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہا اے ملکہ اب ہمین اجازت جانیکی دو ملکہ آسمان پری نے بعد گفتگو کے بسیار دیوون کو طلب کیا اور تخت منگوائے جب دیو تخت لائے ایک تخت پر امیر بالوقیر بیٹھے اور دوسرے تخت پر خواجہ بزرجمہر اور عمرو بیٹھے ملکہ آسمان پری آبدیدہ ہوئی حمزۂ صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہا کہ اگر خدا لایا جاہا تو جلد یہان آؤنگا پھر قریشیہ سلطان کو گلے سے لگا کر پیار کیا بعد ازان بحکم حمزۂ صاحبقران دیوون نے دوش پر تخت اٹھائے اور جانب پردۂ دنیا روانہ ہوئے اثناے راہ مین حمزۂ صاحبقران نے ایک شہر نہایت آباد دیکھا خواجہ عمرو سے پوچھا یہ کون شہر ہی خواجہ عمرو نے کہا یہ شہر اردبیل ہی امیر بالوقیر نے دیوون سے فرمایا تخت یہین اُتارو دو دیوون نے درمحلسرای ملکہ گردیہ بانو پر تخت رکھدیے یہ خبر در ملکہ گردیہ بانو کو ہوئی وہ براے استقبال آیا حمزۂ صاحبقران کو استقبال کرکے زر وجواہر حمزۂ صاحبقران پر نثار کرتا ہوا لے گیا پھر حکم سامان دعوت وضیافت کا دیا گردیہ بانو یہ خبر سُنکر خوش ہوئی اور پری چہرہ بھی حال خواجہ عمرو سنکے شاد ہوئی غرض بعد طعام دعوت نوش کرنیکے ہنگام شب امیر بالوقیر ملکہ گردیہ بانو کے پاس گئے اور خواجہ عمرو پری چہرہ کے نزدیک گئے بقدرت خدا گردیہ بانو اور پری چہرہ دونون حاملہ ہوئین بطن ملکہ گردیہ بانو سے تو ملکہ زبیدہ شیر دل پیدا ہوگی اور شکم پری چہرہ سے امیہ بن عمرو تولد ہوگا حال انکا انشاء اللہ بمقام مناسب لکھا جائیگا غرض جب صبح ہوئی حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو نے حمام مین جاکر غسل کیا بعد ازان جامہ خانہ مین آکر پوشاک پہنی پھر پدر ملکہ گردیہ بانو کے پاس جاکر رخصت طلب کی ہرچند پدر ملکہ گردیہ بانو نے کہا دو چار روز توقف کیجیے لیکن حمزۂ صاحبقران نے پذیرا نکیا آخر امیر بالوقیر ملکہ گردیہ بانو وغیرہ سے رخصت ہوئے اور تخت پر بیٹھے خواجہ بزرجمہر اور خواجہ عمرو بھی تخت پر بیٹھے دیوون نے تخت اُٹھائے اور سوے عقابین روانہ ہوئے جب لشکر اسلام کے قریب تر پہونچے حکم امیر سے دیوون نے تخت بالاے زمین رکھدیے حمزۂ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر اور عمرو ہرد و تخت سے اُترے دیو امیر سے رخصت ہوکر جانب پردۂ قاف گئے سرداران لشکر اسلام حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر نہایت خوش ہوکر براے استقبال روانہ ہوئے اور امیر کا استقبال کرکے حمزۂ صاحبقران کو بارگاہ سلیمانی مین لائے نقارے خوشی وغیرہ ومبارکبادی شکر مین بجائے گئے امیر بالوقیر دنگل پر بیٹھے سلطان سعد اور جملہ سردارون نے احوال مزاج پوچھا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بعنایت الٰہی مین اچھا ہون میرا احوال پردۂ قاف مین جانیکا مفصل بیان کیا جب امیر بالوقیر خاموش ہوے سلطان سعد نے تخت سے اُتر کر تاج سر سے اتار کر کہا اب آپ اور کسی کو بادشاہ لشکر اسلام مقرر کیجیے جب آپ بالاے عقابین تشریف رکھتے تھے مجکو سرداران لشکر اسلام نے بادشاہ

لشکر بنایا تھا اب آپ تشریف لائے ہین جسکو مناسب جانیے تخت پر بٹھائیے حمزۂ صاحبقران نے جوابدیا مرے ہی کہنے کے بموجب خواجہ عمرو وغیرہ نے تمکو تخت پر بٹھایا تھا اب سواے تمھارے کوئی شخص لایق تخت نشینی نہین ہے اگر کوئی فرزند قباد شہریار کا ہوتا البتہ بعد پدر اس تخت پر بیٹھتا یہ فرماکر سلطان سعد کے سر پر تاج رکھا اور تخت پر بٹھا دیا اول امیر نے بوجہ بادشاہ نہونے کے سلطان سعد اپنے پوتے کو شمشیر آبدار نذر دی پھر جملہ سرداران لشکر نے علے قدر مراتب بعد ادب اشرفیان اور لعل و جواہر وغیرہ ہاتھون پر رکھکر نذر دی دوبارہ سلطان سعد کے بادشاہ ہونیکی خوشی ہوئی نقارے نقارہ نواز بجانے لگے شہنا نواز بھی مبارکبادی گانے لگے ہر صغیر و کبیر خوش و خرم ہوا بعد تخت نشینی سلطان سعد کے حمزۂ صاحبقران نے فرامرز بن قارن عدنی و بعض سرداران لشکر نوشیروان کو جنکو ہنگام جنگ سرداروں نے گرفتار کیا تھا طلب کیا جب وہ آئے امیر بالوقیر نے اول فرامرز بن قارن سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے فرامرز بن قارن کہ اب کیا کہتا ہے اگر دین اسلام قبول کر لو تو خیر ہے ورنہ قسم کھاتا ہون خداوند عالم کی تمکو ابھی قتل کرونگا تو نے مجکو نہایت اذیت دی ہے اور بڑا کشت و خون تیری ذات سے ہوا ہے فرامرز نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران سنکے خیال کیا کہ اگر دین اسلام قبول کرنیسے انکار کرتا ہون تو یقیناً ابھی قتل ہو جاؤنگا پس بہتر اور مناسب یہ ہے کہ اپنی جان بچانیکے واسطے بظاہر مسلمان ہو جا بعد رہائی دیکھا جائیگا یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا یا امیر بالوقیر آپ مجھے مسلمان کیجیے حمزہ صاحبقران نے خوش ہوکر اُسے کلمہ تلقین کیا فرامرز بن قارن نے کلمہ زبان پر جاری کیا لیکن صدق دل سے مسلمان نہوا خواجہ عمرو نے پیشانی فرامرز بن قارن کی دیکھکر حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا اے امیر بالوقیر یہ دل سے مسلمان نہین ہوا ہے دیکھیے پیشانی اسکی روشن نہین ہے نور دین اسلام اسکی جبین سے آشکار نہین ہے یقیناً یہ بمکر و کید مسلمان ہوا ہے فقط زبان پر اسنے کلمہ جاری کیا ہے دل اسکا تاریکی کفر سے سیاہ ہے حمزہ صاحبقران نے جوابدیا اے خواجہ عمرو تمھین اسکے حال دل سے کیونکر اطلاع ہوئی شریعت اسلام مین کلمہ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے اسنے بھی کلمہ پڑھا ہے مسلمان ہو گیا اب اس سے کچھ اندیشہ و خوف نکرو یہ فرماکر قید سے اُسے رہا کیا خلعت دیکر سرداران لشکر مین شامل کیا بارگاہ سلیمانی مین دنگل بیٹھنے کو رخصت فرمایا فرامرز بن قارن تسلیم کرکے دنگل پر بیٹھا اسیطرح بعض سرداران نوشیروان کو جو گرفتار کیے گئے تھے مسلمان کیا ہر ایک کو خلعت دیا بعد اسکے امیر بالوقیر نے فرامرز بن قارن سے پوچھا تمھاری ہمشیرہ اب کہان ہے پہلے تو لشکر نوشیروان مین تھی اور مین نے اُسکو عقابین پر سے دیکھا تھا فرامرز بن قارن نے عرض کیا ہمشیرہ میری مجھسے نہایت انس رکھتی ہے جب نوشیروان بھاگ گیا اور مین گرفتار ہوا بہن میری میرے سبب سے ہمراہ لشکر حضور ہے اب بھی لشکر حضور مین ہے امیر بالوقیر نے فرمایا مین چاہتا ہون تم عقد اپنی ہمشیرہ کا میرے ساتھ کر دو مین اُسپر مایل ہون فرامرز کو رنے بہ ظاہر تو یہ کہا کہ حضور کو مجھسے کہنے کی کیا ضرورت تھی وہ آپکی اک خادمہ ہے اور مین اک خادم ہون حضور جب چاہین اُسے اپنی خدمت مین لائین لیکن دلین ناخوش ہوکر خیال کرنے لگا کہ یہ امر اچھا نہین ہے مسلمان کے ساتھ مین اپنی بہن کی شادی و عقد نکرونگا سواے اپنی قوم اور اپنے مذہب کے شادی اسکی نکرونگا حمزۂ صاحبقران ظاہری تقریر فرامرز کی سنکے خاموش رہے جب دربار برخاست ہوا فرامرز بن قارن بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنے بہن کے خیمہ مین گیا اور تمام حال بیان کرکے کہا کہ تو ہرگز حمزۂ صاحبقران سے عقد نکرنا اور کسی طرح مسلمان نہونا فرامرز بن قارن اپنی بہن سے یہ باتین کر رہا تھا ناگاہ گلباد عراقی اُسطرف سے آتا تھا اُسنے تمام گفتگو سُنی اور خدمت امیر مین حاضر ہوکر کل تقریر فرامرز کی بیان کی امیر نے فرامرز بن قارن کو طلب کرکے پوچھا آج تو نے اپنی بہن سے بابت عقد یہ کہا تھا کہ خبردار

حمزۂ صاحبقران سے عقد نکرنا فرامرز بن قارن نے عرض کیا مین نے تو اپنی ہمشیرہ سے کچھ بھی نہین کہا بلکہ مین اُسکے خیمہ مین بھی نہین گیا حمزۂ صاحبقران نے اسے راست گو جانکر پھر کچھ نفرمایا فرامرز بن قارن عدنی اپنے خیمہ مین چلا گیا جب صبح ہوئی امیر نے چند ہرکارون کو طلب کرکے فرمایا جلد جاکر خبر لاؤ نوشیروان بھاگ کر کسطرف گیا ہے ہرکارے بموجب حکم روانہ ہوے امیر بالوقیر نے ہمشیرہ فرامرز بن قارن کو کہ نام اسکا بلقیس تھا اسے طلب فرماکر خوب ہدایت کی وہ بموجب ہدایت کرنے امیر کے مسلمان ہوئی امیر بالوقیر نے اُس سے اپنا عقد کیا فرامرز بن قارن کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا ہنگام شب امیر بالوقیر اس سے ہم بستر ہوئے وقت سحر امیر حمام مین تشریف لیگئے بعد غسل و طہارت پوشاک زیب تن کرکے بارگاہ سلیمانی مین آئے جملہ سرداران لشکر اُٹھے سلطان سعد براے تعظیم نیم قد تخت سے اُٹھے حمزۂ صاحبقران دنگل پر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے جہلال عاد کو طلب کیا جب وہ آیا بصد ادب بادشاہ لشکر اسلام اور امیر بالوقیر کو سلام کیا امیر نے فرمایا اے جہلال عاد اول تو تم نے دین اسلام قبول کیا ہے دوسرے بالاے عقابین تمنے ہماری خدمت کی ہے اسکے عوض مین ہمنے تجھین بادشاہ عدن کیا اسیوقت یہان سے روانہ ہو کر جانب عدن جاؤ اور وہان کی بادشاہت کرو جہلال عاد نے یہ سُنکے دوبارہ واسطے تسلیم کے سر جھکایا امیر نے خوش ہو کر خلعت دیکر مع تھوڑی سپاہ کے اسے سمت عدن روانہ کیا چونکہ فرامرز بن قارن حاکم عدن تھا یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا مگر خاموش اپنے دنگل پر بیٹھا رہا اسی اثنا مین ہرکارے گرد و غبار مین آلودہ پسینے مین غرق بارگاہ سلیمانی مین آئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہو کر بعد اداے شرائط بندگی یون عرض کرنے لگے کہ اے امیر بالوقیر ہمنے بموجب حکم دور تک جاکر دریافت کیا ہے کہ نوشیروان جانب ترکستان گیا تھا اثناے راہ مین ایک شہر ہے اُسمین جانا چاہا تھا صالح والی ملک نے اُسے اپنے ملک مین آنے نہین دیا اب نوشیروان سمت بلخ گیا ہے ہرکارے یہ عرض کرکے چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران پہلوان عادی کو طلب کیا جب وہ آیا فرمایا پیش خیمہ لیکر سوے بلخ روانہ ہو پہلوان عادی بارگاہ سلیمانی اور بارگاہ ہشتامی شتر پر بار کرکے اور دیگر خیمہ و خرگاہ ہمراہ لیکر مع اپنی فوج کے اُسیوقت روانہ ہوا بعد جانے پہلوان عادی کے حمزۂ صاحبقران بھی ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام و جملہ سرداران لشکر و تمامی فوج آمادۂ سفر ہوئے یکایک نقارۂ سفری پر چوب لگائی گئی بادشاہ لشکر اسلام تخت پر سوار ہوئے جملہ سرداران لشکر بھی گھوڑون پر بیٹھے فرامرز بن قارن بھی مرکب پر سوار ہوا جملہ سواران لشکر بھی جلد جلد مرکبون پر بیٹھے ڈنکے پر چوب لگائی گئی سواری بادشاہ بڑھی نقیبون نے صداے بسم اللہ و نصر من اللہ بلند کی لشکر ظفر اثر مسلح ہو کر مانند دریاے ناپید اکنار روان ہوا عنقریب شام ایک صحرا مین پہونچکر لشکر مقیم ہوا ہنگام سحر پھر روانہ ہوا اسی طرح کوچ اور مقام کرتے ہوئے حمزۂ صاحبقران چلے جاتے تھے اثناے راہ مین جو ملک اور شہر ملتے تھے وہان کے بادشاہ بادشاہ لشکر اسلام اور حمزۂ صاحبقران کی اطاعت اختیار کرتے تھے اور دین اسلام قبول کرتے تھے جب حمزۂ صاحبقران عنقریب گیلان پہونچے عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی برادران حقیقی حاکم گیلان خبر تشریف آوری حمزۂ صاحبقران سنکر متردد ہوئے بعد مشورہ یہ راے قرار پائی کہ ہم آمادۂ جنگ نہون کیونکہ حمزۂ صاحبقران نہایت شجاع اور بہادر ہین اور فوج ہمراہ اُنکے زیادہ ہے مقابلہ اُنسے کر نہین سکتے ہین بہتر یہ ہے کہ اُنکو بصد اعزاز و احترام استقبال کرکے اپنے شہر مین لائین دعوت و ضیافت کرین یہ تجویز کرکے دونون برادر مع جملہ فوج اپنے شہر سے براے استقبال امیر نکلے اور دو فرسخ جاکر استقبال امیر کا کرکے امیر بالوقیر وغیرہ کو اپنے شہر مین لائے امیر نے شہر مین داخل ہو کر دیکھا کہ ملک آباد ہے رعایا دلشاد ہے عمارات عالی بکثرت ہین بازار بن اچھی ہین ہر کوچہ صاف و پاک ہے شرفا شہر مین بکثرت ہین دوکان دار دو جانب دوکانون پر ہر قسم کی اجناس و اسباب لیے بیٹھے ہین خریدارون

کے ہاتھ ہر قسم کی چیز بیچ رہے ہین المختصر سیر کرتے ہوے ہمراہ والاجاہ وعالیجاہ دار الامارت شاہی تک پہونچے چونکہ قبل ہی سے دار الامارت شاہی کی ہر طرح سے آراستگی ہو چکی ہی والاجاہ گیلانی وعالیجاہ گیلانی نے انھین عمارات بلند ومرتفع مین حمزہ صاحبقران وسلطان پسند وجملہ سرداران لشکر کو علی قدر مرتبہ مقیم کیا اور لشکر ظفر اثر علیحدہ مقام رہنے اور قیام کرنے کو دیا والاجاہ گیلانی اور عالیجاہ گیلانی بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران بصدق دل سے جملہ مردمان مسلمان ہوے پھر شاہانہ سامان دعوت وضیافت کیا چند روز تک بخوبی تمام دعوت کی ایک روز حمزہ صاحبقران نے عالیجاہ سے پوچھا تمھارے حوالی شہر مین کوئی شکار گاہ بھی ہی عالیجاہ نے عرض کیا اس ملک کی حوالی مین ایک صحراے سبزہ زار ہی ہر قسم کا شکار کھیلنے کا وہان لطف حاصل ہوتا ہی پرندے بھی ہزارہا ہین چوپایے مانند ہرن وغیرہ بکثرت ہین حضور تشریف لے چلین شکار کھیلین حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر سوے صحراے سبزہ زار وقت فجر روانہ ہوے جب صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا نظم

اسکو خوش چشم چر رہے ہین غزال	زعفران کا کہین ہی تختہ زرد	آ رہی ہی کہین ہواے سرد	ہی تر و تازہ سبزہ زار کمال
غیرت مار زلف پر افشان	بیل بوٹے یہ ہین بنا جو بن	دامن دشت پر کہین ہی چمن	کوڑیالے کے وصف کیا ہو بیان
موج زن مثل چشمۂ سیماب	لیکے آب اسکی نہر سے رضوان	سینچتا ہی ریاض باغ جنان	چند چشمے ہین صاف و پر تاب
ہر ثمر رشک سیب عارض حور	اسطرف چشم نرگس کہسار	دیدۂ مست کیطرح سرشار	نخل ہر ایک نخل غیرت طور
نغمہ آموز عندلیب جنان	نظر آئی جو دشت کی یہ فضا	دلمین شوق شکار حد سے ہوا	وہ درختون پہ مرغ خوش الحان
			حمزہ صاحبقران بعد سیر

سبزہ زار مصروف شکار ہوے اکثر طائران حلال شکار کیے بعد ازان قصد شکار آہوان خوش چشم کیا چند قدم آگے بڑھے تھے ناگاہ چند آہوے سرخ چشم سبزہ چرتے ہوے نظر آئے حمزہ صاحبقران نے ان آہوون کو دیکھکر بقصد شکار گھوڑا بڑھایا اور تیر حلقہ کمان مین رکھکر ایک آہو کو تاک کر لگایا تیر آہو کے سینے پر لگا آہو تیر کھا کر بھاگا امیر باتوقیر نے اسکا تعاقب کیا آہو تو صحرا مین ایک سمت جا کر نظر سے غائب ہوا لیکن حمزہ صاحبقران نے اسی سبزہ زار مین دیکھا کہ پچیس تیس نازنینان خوبرو نوجوان رنگین لباس زیب تن کیے ہوے سراپا زیور طلا و نقرہ پہنے ہوے باہم ہنس رہی ہین سیر سبزہ زار کر رہی ہین مانند کبک دری خرام کرتی ہین دل عشاق صورت سبزہ پامال کر رہی ہین درمیان ان نازنینون کے ایک حور تمثال عدیم المثال اس طرح جیسے کواکب مین ماہ درخشان وہ حور لقا بھی بصد ناز و ادا ہمراہ اپنے ہمجولیون کے سیر سبزہ زار کر رہی ہین چند کنیزین پس پشت دست بستہ کھڑی ہین اور قریب ان نازنینان خوش جمال کے ایک بارگاہ استادہ ہی حمزہ صاحبقران نے اس حور لقا کو دیکھکر بے اختیار آہ کی خواجہ عمرو کہ ہمراہ رکاب تھے متحیر ہو کر اس طرح مستفسر ہوے کہ اے حمزہ صاحبقران اسوقت آہ سرد کرنیکا کیا باعث ہوا امیر باتوقیر نے جواب دیا اے خواجہ ہم تو براے شکار آہو اس صحرا مین آئے تھے لیکن اس صیاد غزال چشم کبک رفتار نے میرے طائر دل کو اپنے تیر غمزہ سے شکار کیا عمرو نے عرض کیا آہ سرد نہ کیجیے آپ اپنے محبوب کے پاس چلیے ابھی خواجہ عمرو یہ گفتگو کر رہے تھے ناگاہ اس نازنین گل اندام نے بھی رخ زیباے حمزہ صاحبقران پر نظر کی دیکھتے ہی عاشق ہو گئی اور تاب نظارہ نہ لا کر فوراً غش کھا کر بروے خاک گری اسوقت اسکی وزیرزادی کہ نام اسکا گلرخسار تھا اسے مع چند نازنینون کے متحیر و بیقرار ہو کے بالاے زمین سے اٹھا کر بارگاہ کیجانب لیچلین کنیزین وغیرہ گریہ وزاری کرنے لگین

اس اثنا مین حمزہ صاحبقران بھی خواجہ عمرو کے کہنے سے اس حور لقا کیطرف چلے قریب دربارگاہ کے اسوقت
پہونچے جب اس رشک پری کو بارگاہ مین پہونچکر غش سے افاقہ ہو چکا تھا وزیرزادی حال مزاج پوچھ رہی تھی وہ
اپنے عاشق ہونے کے حال سے آگاہ کر رہی ہی یکایک حمزہ صاحبقران کو عنقریب دربارگاہ دیکھکر اپنی وزیرزادی
کہنے لگی کہ ای گلرخسار جلد اس سوار غارت گر ہوش کو کسی تدبیر سے اس بارگاہ مین بلا لے اور نام دریافت کر
گلرخسار نے دربارگاہ پر آکر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا اگر خلاف طبع نہو تو اس بارگاہ مین تشریف لائیے
اذیت تمازت آفتاب نہ اٹھائیے ملکہ ہماری مسافر نواز و رحم دل ہی اکثر غربا پروری کرتی ہین فقرا کو زر و
جواہر دیتی ہین مسافرون کو زاد راہ عنایت کرتی ہین اگر آپ بھی مسافر ہین تو آپسے بھی حسب دستور پیشکی
پیش آئیگی یہ کہکر گلرخسار نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اور عاشق ہوکر پوچھا اسپیر کے ہمراہ گیا یہ بدمعاش ہی کیونکہ
عجیب الخلقت ہی شکل اسکی عجیب و غریب ہی مجکو اسکی صورت دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہی یقینا ایسے شخص کو دیکھکر
ہماری ملکہ کو بھی خوف سے غش آگیا تھا بس تنہا آپ بارگاہ مین تشریف لائیے اسے ہمراہ نہ لائیے خواجہ عمرو
بھی گلرخسار کو دیکھکر عاشق ہوے اور سنکر کہا اگر نازنین ہین تو انکے ہمراہ ضرور آؤنگا کیونکہ مجکو تمسے جدا رہنا منظور نہین
علاوہ اسکے آپ کا بارگاہ مین تشریف لانا بغیر میری ہمراہی کے ممکن نہین گلرخسار کچھ سمجھکر کہنے لگی ای شخص تیرا
جدا رہنا ہی لاکھ تو پاس بیٹھنے کی آرزو کرے مگر کوئی تجھے اپنے پاس نہ بٹھائیگا یہ کہکر گلرخسار خاموش ہوئی
حمزہ صاحبقران مع خواجہ اس بارگاہ مین داخل ہوے ملکہ نے بھاگنے کے بہانے سے اٹھکر حمزہ صاحبقران
کی تعظیم کی امیر بالتوقیر پہلوے ملکہ مین بیٹھے خواجہ قریب اُس گلرخسار کے بیٹھے ملکہ نے بناز و ادا اور بکثرت
شرم و حیا منھ کو چھپایا گلرخسار نے عرض کیا ای ملکہ عالم آپ کے رحم و الطاف سے بعید ہی دیکھیے یہ تشریف
لائے ہین خاطر شکنی نہ کیجیے منھ نہ چھپائیے کچھ باتین کیجیے ملکہ نے گلرخسار کے کہنے سے حجاب دور کیا اشارے
سے کشتی شراب طلب کی کنیزین کشتی شراب لیکر حاضر ہوئین گلرخسار نے عرض کیا ای ملکہ عالم آپ اپنے ہاتھ سے
انکین جام شراب دیجیے شرم و حجاب نہ کیجیے ملکہ نے گلرخسار کے کہنے سے اپنے دست نازک سے شراب شیشے سے جام مین
انڈیلی پھر جام بلوری ہاتھ مین لیکر حمزہ صاحبقران کو منھ پھیر کر دینے لگی حمزہ صاحبقران نے پوچھا ای ملکہ یہ تو
بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہی اور مذہب تمھارا کیا ہی ملکہ نے بصد شرم و اصرار جواب دیا نام میرا لیلی ثانی ہی عالیجاہ گیلانی
بادشاہ گیلان کی بیٹی ہون قبل اسکے لولات و منات پرست تھی لیکن چند روز ہوے کہ میرے والد اور چچا
کو حمزہ صاحبقران نے مسلمان کیا ہی مین کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی ہون آپ اپنے نام و ملت سے آگاہ کیجیے حمزہ
صاحبقران نے مسکراکر جواب دیا ای ملکہ میرا بھی نام حمزہ ہی مین نے ہی تمھارے والد وغیرہ کو اس شہر مین آکر مسلمان
کیا ہی ابھی حمزہ صاحبقران یہ فرما رہے تھے جام شراب ملکہ کے ہاتھ مین تھا یکایک مادر لیلی ثانی نے براے
طلب دختر خود چند سوار جو بھیجے تھے وہ دربارگاہ پر آئے اور کنیزون کو بلاکر کہنے لگے ملکہ سے عرض کرو کہ ابھی آپکو آپکی
والدہ نے بلایا ہی جلد تشریف لیچلیے دیر نکیجیے کنیزون نے ملکہ سے جاکر عرض کیا ملکہ کو سوارون کا آنا نہایت ناگوار ہوا آخر
بمجبوری اسیوقت سوار ہوئی اور چہ اپنی جلیسین بھی سوار ہوئین وہ صحبت درہم و برہم ہوئی اسیکشی نہوئی جب ملکہ
لیلی ثانی اس صحراے سبزہ زار سے چلی حمزہ صاحبقران بھی مرکب پر سوار ہوکر جانب شہر روانہ ہوے بعد تھوڑی
دیر کے مقام فرودگاہ پر پہونچے ملکہ لیلی ثانی بھی اپنی ماں کی خدمت مین پہونچی عالیجاہ گیلانی کو عشق دختر سے آگاہی
ہوئی بعد فکر و غور عالیجاہ گیلانی خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوا اور کہنے لگا اسوقت مجکو

کچھ تخلیہ مین عرض کرنا منظور ہے حمزہ صاحبقران نے اپنے پاس سے ہر ایک کو ہٹا دیا جب تخلیہ ہوا عالیجاہ نے عرض کیا مجھکو کل حال آپکا اور اپنی دختر کا معلوم ہوا اب مین چاہتا ہون کہ اُسے اپنی کنیزون مین شامل فرمائیے باعث میرے افتخار کا ہوگا حمزہ صاحبقران نے منظور کیا عالیجاہ گیلانی نے اسی روز وقت شب بآئین شاہان جلیل القدر عقد اپنی دختر کا حمزہ صاحبقران سے کر دیا اور خواجہ عمرو سے گلرخسار کا نکاح کر دیا حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اُسی شب کو اپنی اپنی زوجہ سے ہم بستر ہوئے بقدرت پروردگار لیلی ثانی اور گلرخسار دونون حاملہ ہوئین لیلی ثانی کے بطن سے بعد گذرنے ایام حمل کے ایک فرزند پیدا ہوا اور گلرخسار کے شکم سے بھی ایک طفل تولد ہوا احوال ان دونون لڑکون کا بمقام مناسب لکھا جائیگا غرض جب صبح ہوئی حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو نے حمام مین جا کر غسل کیا پھر تبدیل پوشاک کی بعدہ حمزہ صاحبقران لیلی ثانی اور عالیجاہ گیلانی رخصت ہو کر مع جملہ سرداران لشکر اور کل مردمان سپاہ گیلان سے آگے روانہ ہوئے قریب شام زیر کوہ ایک صحراے سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے وہ پہاڑ اور سبزہ زار عجب پربہار تھا بمقتضاے اشعار

دیکھا چھوٹا سا اس جگہ اک کوہ — جانور ہر طرف گروہ گروہ
لالہ پھولا ہوا ہے نافرمان — اسکی خوشبو کی تابع فرمان
آبشارین بھی تھین وان ہر سو — فاختہ کا ہے نالہ کو کو
ایک جانب ہے سبزہ زار چمن — اسکو خوش چشم چرتے ہین ہرن
کہین رفتار کبک جلوہ کنان — کہین خندہ گری طاؤسان
آرہی ہے کہین سے صوت ہزار — کہین پھولی ہوئی گلون کی بہار
زعفران کا کہین ہے تختہ زرد — آرہی ہے کہین ہواے سرد
پتھر اس کوہ کے ہین کیا شفاف — سینۂ عاشقان کیطرح ہین صاف

حمزہ صاحبقران نے کیفیت سبزہ زار دیکھکر اسجگہ مقام کیا ہنگام شب براے حفاظت حمزہ صاحبقران علم شاہ اور فرامرز بن قارن دربارگاہ پر آئے کیونکہ اس شب کو انہین کی باری تھی علم شاہ اور فرامرز بن قارن دربارگاہ پر موجود تھے حمزہ صاحبقران درون بارگاہ سو رہے تھے فرامرز اپنے دل مین خیال کر رہا تھا کہ آج علم شاہ تھوڑی دیر کیواسطے کسی ضرورت کے لیے چلے جائین تو جو تلوار مین نے بہر مین چھپائی تھی اسی شمشیر سے حمزہ صاحبقران کو قتل کر کے اس لشکر سے نکل جاؤن کیونکہ زمانہ چند روز سے زیادہ گذرا ہے نوشیروان کا کچھ احوال معلوم نہین ہوا ہے نہین معلوم سوے ترکستان گیا ہے یا بلخ مین پہونچا ہے پس یہان سے جا کر مردم سے حال نوشیروان کا دریافت کر کے اُسکے پاس جاؤن ابھی فرامرز یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ علم شاہ نے فرامرز سے کہا کہ اے بہادر تم بخوبی خبردار رہنا مین اپنی بارگاہ مین براے ضرورت جاتا ہون تھوڑی ہی دیر مین آتا ہون فرامرز نے عرض کیا آپ تشریف لیجائین مین تو یہان موجود ہون علم شاہ یہ سنکے واسطے کسی ضرورت کے اپنی بارگاہ مین گئے ناگاہ ذوالخمار عیار فرامرز بن قارن کا آیا اور فرامرز سے کہنے لگا بارہ ہزار سوار آپ کے لشکر کے ہنگام جنگ شکست کھا کر بھاگ گئے تھے یہان سے قریب ایک دریا ہے اسی دریا کے کنارے وہ فروکش ہین آپ کے یہان آنیکی خبر سنکے انھون نے مجھے بھیجا ہے اور یہ کہا ہے کہ اگر آپ فی الحقیقت مسلمان ہو گئے ہین تو خیر اور اگر ابھی تک آپ اپنے آبا و اجداد کے دین پر ثابت قدم ہین تو لشکر اسلام سے نکلکر چلے آئیے ہم سب آپکے تابعدار اور فرمانبردار براے جان نثاری موجود ہین فرامرز بن قارن نے آہستہ ذوالخمار اپنے عیار سے کہا کہ اے ذوالخمار جیسے کنگ عیار تیرا خواجہ عمرو سے زخمی ہو کر مر گیا ہے مین تجکو برابر اسی کے جانتا ہون اور تجھسے کوئی بات پوشیدہ نہین کرتا ہون اصل حال تو یہ ہے کہ مین نے بخوف قتل کلمہ پڑھ لیا تھا صدق دل سے مسلمان نہین ہوا تھا اسوقت بھی خیال کر رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران کو قتل کر کے اس لشکر سے نکل جاؤن کیتک اب اہل اسلام مین رہون خوب ہوا کہ تمنے یہ خبر سنائی اب تم جاؤ اور ہمارے لشکر کے سوارون سے ہماری سرگذشت بیان کر کے کہدو کہ مین بہت

جلد تمہارے پاس آتا ہون فرد الحمار عیار یہ سنکے جانب دریا روانہ ہوا یہان فرامرز بن قارن تیغہ زہر آلود کھینچکر پردہ بارگاہ کو اٹھاکر درون بارگاہ گیا دیکھا حمزہ صاحبقران غافل سو رہے ہین فرامرز بن قارن نے خوش ہو کے چاہا تھا کہ تیغہ سر حمزہ صاحبقران پر لگے ناگاہ اسیوقت عالم خواب مین حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے اور فرمانے لگے ای حمزہ صاحبقران کیا سو رہا ہی جلد بیدار ہو دشمن تیرا تیرے سر پر آپہونچا ہی ارادہ اسنے تیرے قتل کرنے کا کیا ہی حمزہ صاحبقران یہ ارشاد مرد بزرگ مذکور سُنکے فی الفور بیدار ہوئے فرامرز بن قارن نے تیغہ مارا حمزہ صاحبقران نے جلدی تر سرہانے سے تکیہ نکالکر اسی تکیہ پر تیغہ کو روکا اور فرمایا او فرامرز بن قارن مین نے تجکو سچا جانا مجکو تجھسے یہ امید نہ تھی یہ فرماکے حمزہ صاحبقران اُٹھے فرامرز بن قارن بارگاہ سے نکلکے بھاگا حمزہ صاحبقران بھی اُسکے تعاقب مین بارگاہ سے باہر نکلکر باہر آئے اتنی دیر مین علم شاہ بھی اپنی بارگاہ سے نکلکر باہر آئے اور آکر سرداران لشکر بیدار ہو کر خدمت امیر مین آئے ہر ایک نے احوال مزاج پوچھا حمزہ صاحبقران نے فرمایا فرامرز بن قارن نے مجھپر تلوار لگائی خدا نے اُسکے ہاتھ سے میری جان بچائی مین ہوشیار ہوا وہ ابھی بارگاہ سے نکلکر اسی طرف بھاگا ہوا گیا ہی یہ احوال سنکے علم شاہ نے عرض کیا مین ابھی براے ضرورت اپنی بارگاہ مین گیا تھا یہ مین نجانتا تھا کہ یہ نابکار آپ پر تلوار لگائیگا یہ کہکر آکر سرداران اور سواران کے ہمراہ براے جستجوے فرامرز اسی جانب روانہ ہوئے لیکن کہین اسکا نشان نہ ملا آخر سب مجبور ہو کر وقت ظہور صبح پھر آئے حمزہ صاحبقران نے بعد اداے فریضہ سحری بارگاہ سلیمانی مین جاکر دنگل پر بیٹھکر درمیان جملہ سرداران لشکر کے جام شربت رکھواکر فرمایا تم سب مین کون ایسا بہادر ہی کہ اس جام شربت کو پیے اور سر فرامرز بن قارن کا لے آئے علمشاہ یہ سنکر فوراً اُٹھے اور شربت قدرے جام سے پیکر عرض کرنے لگے مین جاتا ہون اور سر فرامرز نابکار کا لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنے مرکب پر سوار ہوئے اسوقت سرداران لشکر علم شاہ مانند کپی زال اور کپی زلزال اور نہنگ بچہ دریائی وغیرہ بھی ہمراہ چلنے پر موجود ہوئے علم شاہ نے سب سے کہا تم لشکر ہی مین رہو میرے ہمراہ نچلو سب سردار علم شاہ سے مجبور ہوئے علم شاہ مرکب پر سوار ہو کر جسطرف فرامرز بن قارن گیا تھا اسی جانب روانہ ہوئے بعد جانے علمشاہ کے پھر حمزہ صاحبقران نے جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا اب تم مین سے کون ایسا دلاور ہی کہ براے اعانت علمشاہ جاے کرب غازی یہ سنکر اپنے دنگل سے اُٹھا اور عرض کرنے لگا یہ حقیر جائیگا حمزہ صاحبقران نے اجازت جانیکی دی کرب غازی نے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بوق بجایا چالیس ہزار سوار فوراً مسلح ہوئے پھر کرب غازی وغیرہ نے بوق بجائی گھوڑے جو صحرا مین متفرق تھے اور گھانس کھا رہے تھے فوراً بوق کی آواز سُنکے جانب قیامگاہ لشکر روانہ ہوئے بار سوم بوق بجایا سوارون نے گھوڑون کو زین و لجام سے جلد جلد آراستہ کیا اور فی الفور گھوڑون پر سوار ہوئے فتاح پلنگینہ پوش کہ سردار لشکر ہی یہ بھی مسلح ہو کر فرس پر سوار ہوا کرب غازی لشکر مذکور کو ہمراہ لیکر جسطرف علم شاہ گئے تھے اسی سمت روانہ ہوا بعد جانے کرب غازی کے خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا یا امیر آپنے میرے فرزند کرب غازی کو نہ روانہ کیا ہوتا مجکو خوف ہی کہ وہ علم شاہ کے ہاتھ سے زخمی یا ہلاک ہو جائیگا کیونکہ ہمیشہ علم شاہ کرب غازی کو دربان زادہ کہتا ہی اور کرب کو یہ کلمہ ناگوار ہوتا ہی یہ باعث باہم کاوش و کدورت کا ہی حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ تم سچ کہتے ہو مجھے کچھ خیال اس امر کا نہوا و نہ مین کرب کو کبھی نہ روانہ کرتا یہ فرماکر بارگاہ سلیمانی سے

نکلکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے خواجہ عمرو ہمراہ ہوئے اُسوقت جملہ سرداران لشکر نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم بھی
ہمراہ رکاب چلین حمزہ صاحبقران نے جوابدیا تم سب یہین رہو میرے ہمراہ نہ آؤ جملہ سرداران لشکر حکم امیر سے
مجبور ہوئے حمزہ صاحبقران فقط خواجہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے انھین تو اثنائے راہ مین چھوڑیے لیکن اب اوال
احوال فرامرز بن قارن کا سُنیے کہ جب فرامرز بن قارن عنقریب صبح بارگاہ امیر سے نکلکر بھاگا تھا اثنائے راہ
مین اُسنے دیکھا تھا کہ سیس اعرابی مرکب سیہ قیطاس کو واسطے نہلانیکے جانب دریا لیے جاتا ہی فرامرز بن قارن
نے سیس اعرابی سے کہا یہ مرکب تو مجھے دیدے آج حمزہ صاحبقران نے یہ مرکب مجھے دیدیا ہی سیس اعرابی نے جوابدیا
حمزہ صاحبقران اس مرکب کو بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد عالیمقام کو دیچکے ہین ہرگز تجھے ندیا ہوگا تو سراسر
جھوٹ کہتا ہی تیری بات کا مجھے اعتبار نہین ہی تو وہی ہی کہ قبل اسکے تو نے حمزہ صاحبقران کو بالائے عقابین
قید کیا تھا فرامرز بن قارن نے یہ سُنکے نہایت برہم ہو کر سیس اعرابی کے سرپر تلوار لگائی ہرچند سیس اعرابی
نے چاہا کہ تلوار روک کر خود بھی شمشیر آبدار سر فرامرز نابکار پر لگاؤن لیکن قضا نے اتنی مہلت ندی تلوار جو
سرپر پڑی تا جگرگاہ اُتر آئی سیس اعرابی زمین پر گر کے فوراً تڑپ کر مرگیا فرامرز بن قارن مرکب سیہ قیطاس
کو لیکر جلدتر آگے روانہ ہوا جب کنارۂ دریا پہونچا دیکھا فرہ الخار عیار اور جملہ سواران لشکر منتظر ہین بمجرد پہونچنے
فرامرز کے سب نابکار خوش ہوئے فرامرز نے اُن سب سے کہا جلدتر یہانسے چلو اور اُس کنارۂ دریا
پر چلکر قیام پذیر ہو کیونکہ سرداران لشکر حمزہ میرے تعاقب مین آتے ہونگے جملہ سواران لشکر بموجب حکم پل پر سے
گذر کر اُس کنارہ پر جاکر مقیم ہوئے فرامرز بن قارن نے دریا سے گذر کر حکم دیا اس پل کو جلد توڑ ڈالو تا کہ اُس
پل پر سے کوئی سردار لشکر حمزہ یہان تک نہ آسکے ملازمان فرامرز بن قارن نے حسب الحکم جلدتر اُس
پل کو پھاوڑون سے کھود ڈالا بعد اسکے فرامرز ہنگام دوپہر بارگاہ مین جاکر سو رہا ہنوز فرامرز سوتا تھا کہ
علمشاہ کنارہ دریا کے پہونچے دیکھا لشکر اُس کنارہ دریا پر اُترا ہے اب دریا نہایت زور شور سے
بہتا ہے بڑے بڑے پتھر مانند خس و خاشاک دریا مین بہتے ہین چونکہ مرکب علمشاہ پسینے مین ہمہ تن تر تھا
علمشاہ نے خیال کیا کہ اگر فی الحال اپنے گھوڑے کو دریا مین ڈال دونگا تو یقیناً مرکب کے دست و پا
بیکار ہو جائینگے ذرا پسینہ مرکب کا خشک ہو جائے تو اس دریا سے عبور کرون یہ خیال کر کے گھوڑے سے
اُتر کر کنارہ دریا ٹہلنے لگے یکایک علمشاہ نے دیکھا کہ کرب غازی مع چالیس ہزار اپنے لشکر کے
بصد عجلت آتا ہی جب کرب غازی قریب تر آیا علمشاہ نے کرب سے پوچھا تم کیون آئے کرب نے
دست بستہ عرض کیا بعد آپکے ادھر آنیکے حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ایک سردار لشکر میرے فرزند
کی خدمت مین جائے اور اعانت میرے فرزند کی کرے کیونکہ فرزند میرا تنہا گیا ہی پس بموجب حکم امیر باتوقیر
یہ خاکسار حاضر ہوا ہی علمشاہ نے برہم ہو کر پوچھا کیا مین کم قوت ہون جو تم میری مدد کرنیکے واسطے آئے ہو
کرب نے جوابدیا آپ تنہا آئے ہین اسوجہ سے امیر باتوقیر نے مجھے بھی روانہ کیا ہے چونکہ علمشاہ
شعلہ خو آتش مزاج ہین کرب غازی کی گفتگو سُنکے کہنے لگے تمھارا یہان آنا بیکار ہی ہوا کیونکہ تم فرامرز
بن قارن سے مقابلہ کر نہ سکوگے اور اس دریائے پرشور سے گذر نہ سکوگے کرب غازی نے
عرض کیا ای شاہزادۂ ذیوقار اگر حکم ہو تو یہ خاکسار جائے اور سر فرامرز کا تن سے جدا کر کے لے آئے علمشاہ نے
جوابدیا سر فرامرز لانا دشوار ہی کرب غازی نے یہ سنکے گھوڑا اپنا دریا مین ڈالدیا پھر فتاح پلنگینہ پوش اور جملہ سوارون نے

گھوڑے اپنے دریا میں ڈالدیئے گھوڑے پیرتے ہوئے دریا سے گذر کر کنارہ پر پہونچے سواران لشکر فرامرز بن قارن نے جو دیکھا کہ فوج اہل اسلام آگئی باہم گھبرا کر شور و غل کرنے لگے اور سلاح تن پر جلد جلد آراستہ کرنے لگے فرامرز بن قارن سوتا تھا شور و غل سے بیدار ہو کر پیتابانہ بارگاہ سے نکلا کرب غازی کو مع فوج دیکھکر گھبرا گیا ہر چند اُسنے عالم اضطراب میں اپنے ملازموں سے کہا کہ مرکب سیہ قیطاس کو زین و لجام سے آراستہ کرکے لے آؤ مگر کسی ملازم نے اُس شور و غل میں نہ سُنا آخر فرامرز بن قارن ناچار ہو کر جلد سلاح جنگ اپنے تن پر آراستہ کرکے قریب مرکب سیہ قیطاس گیا سائیس سے کہا جلد زین و لجام سے اس فرس کو آراستہ کر اُسنے بموجب حکم مرکب مذکور کو زین و لجام سے آراستہ کیا اگاڑی گھوڑے کی کھولدی پچھاڑی کھولنا بھول گیا فرامرز بن قارن گھبرایا ہوا تھا فوراً مرکب پر سوار ہوا اور مرکب کو جانب کرب غازی بڑھایا میخ اُکھڑ کر زیر پشت فرامرز پر پڑی چوتڑوں میں درد ہونے لگا گھبرا کر پیچھے مڑکر دیکھنے لگا اور سائیس سے کہنے لگا او نابکار نمک حرام تو نے گھوڑے کی پچھاڑی نہیں کھولی میرے سُرین پر میخ زور سے لگی سائیس نے عرض کیا بیشک یہ مجھسے خطا ہوئی معاف فرمائیے اسوقت مجھپر عتاب نہ فرمائیے حریف نزدیک آگیا ہو حضور اُس سے مقابلہ کریں فرامرز بن فارق نے سائیس کیجانب سے منھ پھیر کر اپنے اہل لشکر سے کہا ای بہادرو جلد زرہ پہن پہن کر ہتھیار لگاؤ بعجلت گھوڑوں پر سوار ہو سواران لشکر یہ سُنکے مسلح ہونے لگے گھبراہٹ میں اُلٹی زرہ پہنے لگے کمر میں بجائے تیغ ترکش رکھنے لگے سر پر بجاے خود سپر اُٹھا کر رکھنے لگے غرض ایک تہلکہ عظیم فوج میں پڑگیا جو سوار قبل سے مسلح ہو چکے تھے ہمراہ فرامرز بن قارن آگے بڑھے فرامرز نے قریب کرب غازی کے جاکر نعرہ کرکے تیغ آبدار سر پر لگائی کرب نے تیغ سر پر روک کرکے پھر تیغ تیز کھینچکر حملہ کیا فرامرز نے اُسوقت چاہا کہ بھاگ کر اس جگہ سے نکلجاؤں لیکن موت دامنگیر ہوئی اُس جگہ سے بھاگ نہ سکا سپر پشت سے لیکر چاہتا تھا کہ تیغ کو بالاے سپر روکوں لیکن تیغ جو کمر پر پڑی فرامرز مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو کر فرس سے بالاے خاک گرا لشکریان فرامرز یہ حال دیکھکر نہایت مغموم ہوئے اور یکبارگی کرب غازی پر حملہ آور ہوئے ادھر سے بھی لشکریان کرب غازی دلیرانہ تیغیں کھینچ کھینچ کر بڑھے جب دونوں لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر میں صدہا مردان لشکر فرامرز قتل ہوئے باقی ماندہ تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگے سواران لشکر کرب غازی نے اُنھیں چار جانب سے گھیر کر تہ تیغ کیا معدودے چند بھاگ کر جانبر ہوئے جب کچھ سوار بھاگ گئے اور جملہ سواران نابکار قتل ہو چکے اُسوقت کرب غازی نے فتحیاب ہو کر گھوڑے سے اُتر کر سر فرامرز بن قارن کا تیغ تیز سے تنسے جدا کیا بعدہ سر اُسکا مع مرکب سیاہ قیطاس لیکر مع اپنی فوج کے دریا سے گذر کر خدمت علمشاہ میں آیا اور سر فرامرز بن قارن قدم علمشاہ پر ڈالدیا اُسوقت علمشاہ نے یہ خیال کیا کہ میں تو براے قتل فرامرز بن قارن یہاں آیا تھا یہاں یہ واقعہ گذرا کہ مرکب میرا بسینہ میں تر تھا گرایا ہوا تھا اسوجہ سے میں نے تامل کیا تھا ناگاہ کرب آگیا اور سر فرامرز کا جدا کرکے لے آیا اب یہ بارگاہ سلیمانی میں جاکر حمزہ صاحبقران میرے والد نامدار سے تمام احوال کہیگا اپنی شجاعت و دلاوری کا تذکرہ کریگا میں محجوب ہونگا یہ خیال کرکے نہایت غصہ آیا اُسی عالم غیظ میں علمشاہ نے کہا او دربان زادے تو نے اپنی جرأت مجھے دکھائی میں براے قتل فرامرز آیا تھا تو نے اسے قتل کیا اب مجھسے مقابلہ کرو دیکھوں تو کہ تو کیسا شجاع ہی یہ کہکر شمشیر آبدار کھینچی کرب غازی نے کہا آپ کو اس نابکار کے قتل کرنے میں گونہ تکلیف ہوتی اسوجہ سے میں نے اس بدانجام کو تہ تیغ کیا میرا کیا مجال ہی کہ آپ ایسے بہادر سے مقابلہ کروں آپ پر تلوار کھینچوں علمشاہ نوجوان نے

برہم ہوکر جوابدیا او دربان زادے تو ہمین تلوار کھینچتا میرا کہنا نہین مانتا بہتر یہی ہے کہ جلد تلوار کھینچکر مجھسے مقابلہ کر
شجاعت اپنی مجھے دکھا جب اسی طرح کئی مرتبہ علمشاہ نے کرب غازی سے کہا اور کرب نے تلوار نہ کھینچی اُسوقت
علمشاہ نے غضبناک ہوکر اُلٹی تلوار سر کرب غازی پر لگا کر کہا او نالایق مین کہتا ہون اور تو تیغ نہین کھینچتا جسوقت
اُلٹی تلوار سر کرب غازی پر پڑی سر پھٹ گیا خون سر سے نکلنے لگا اُسوقت فتاح پلنگینہ پوش نے کرب غازی سے
آہستہ کہا آپ کیون عجز کرتے ہین کیا کچھ آپ انسے قدرے زور و قوت مین کم ہین بس ادب ہوچکا اب تلوار کھینچکر انکے سر پر
لگائیے جسطرح انھون نے آپکے سر کو زخمی کیا ہے اُسیطرح آپ بھی انھین زخمی کیجیے کرب غازی نے فتاح پلنگینہ پوش
کے کہنے سے ارادہ تلوار کھینچنے کا کیا تھا کہ یکایک حمزۂ صاحبقران مع خواجہ عمرو ظاہر ہوے چونکہ کرب غازی
ہم سردار و ہم عیار تھے امیر باتوقیر کو دیکھکر تلوار کھینچنے سے باز رہکر خون سر کا رومال سے پونچھنے لگے خواجہ عمرو نے
کرب غازی کو زخمی دیکھکر حمزۂ صاحبقران سے بیتاب ہوکر کہا اے امیر باتوقیر دیکھیے غضب ہوگیا میرے فرزند کو
علمشاہ نے زخمی کیا اگر تھوڑی دیر اور آپ یہان تشریف نہ لاتے علمشاہ میرے فرزند کو مار ڈالتا حمزۂ صاحبقران
نے گفتگوے خواجہ سنکے جانب کرب غازی جو نظر کی دیکھا سر کرب سے خون جاری ہے روبروے علمشاہ
کرب سر جھکائے کھڑا ہے علمشاہ کے ہاتھ مین تلوار علم ہے یہ احوال دیکھکر حمزۂ صاحبقران کو غصہ آیا
جب قریب تر علمشاہ کے پہونچے فرمایا او نامرد تونے کرب غازی کو کیون زخمی کیا کرب نے تمام احوال بیان کیا علمشاہ
نے جوابدیا کہ آپ مجھکو ایک دربان زادے کی طرفداری کرکے نامرد کہتے ہین مجبور ہون کہ آپ میرے والد ہین اگر اور کوئی
شخص یہ کلمہ کہتا تو اپنی نامردی اور مردی اسپر ظاہر کردیتا یا لڑ کر مر جاتا یا اُسے مار ڈالتا جسوقت امیر باتوقیر نے یہ تقریر سُنی برہم
ہوکر کوڑا بازوے علمشاہ پر مارا کوڑا گوشت مین در آیا لہو جاری ہوا شاہزادہ علمشاہ غیظ سے کانپنے لگا اور غصے کو ضبط کرکے
آبدیدہ ہوا حمزۂ صاحبقران نے پھر کوڑا اُٹھایا کرب غازی اور خواجہ اور فتاح پلنگینہ پوش درمیان مین آگئے اور عرض
کرنے لگے اے امیر باتوقیر بس اب کوڑا نہ ماریے یہ کہکر امیر کو اُس جگہ سے ہٹا کر تھوڑی دور لیگئے ادھر علمشاہ نے
اپنے خون بازو سے ایک پرچہ قرطاس پر اپنے بھتیجے سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام کو بعد القاب و آداب یہ لکھا کہ اب مین
تنہا سوے صحرا جاتا ہون مجھے نہایت ذلت حاصل ہوئی ہے جبتک منظور خدا نہوگا اُسوقت تک نہ آؤنگا صحرا نوردی کرونگا
اب جہان خدا لیجائیگا وہان جاؤنگا اسی طور سے چند سطور لکھکر زرہ اور اسلحہ اُتار کر کنارہ دریا رکھکر گھوڑے پر سوار ہوکر
ایکجانب سوے خارستان روانہ ہوے اور چلتے وقت خواجہ سے پکار کر کہدیا کہ اے خواجہ یہ اسلحہ اور یہ رقعہ سلطان سعد
کو ضرور دیدینا بعض داستان گو یہ بھی بیان کرتے ہین کہ گھوڑا بھی چھوڑ کر پیادہ پا علمشاہ سوے خارستان چلے گئے
اور جھاڑی جھنڈیون مین جاکر نظر مردم سے نہان ہوگئے امیر باتوقیر نے علمشاہ کو نہ دیکھکر خواجہ عمرو وغیرہ
سے پوچھا علمشاہ کہان گیا ہے دکھائی نہین دیتا ہے بعض سوارون نے عرض کیا حضور علمشاہ سوے
خارستان چلے گئے ہین اور یہ اسلحہ اور یہ رقعہ یہان رکھ گئے ہین ہماری اتنی مجال نہ تھی کہ ہم اُنکو روکتے جانے
نہ دیتے امیر نے اُس رقعہ کو اُٹھا کر پڑھا بے اختیار الفت پدری سے ایک آہ سرد کی اور اشک آنکھون مین
بھر لائے پھر خواجہ عمرو وغیرہ سے فرمایا فرزند میرا مجھسے ناراض ہوکر چلا گیا ہے جلد اُسے ڈھونڈھکر میرے
پاس لے آؤ خواجہ عمرو وغیرہ ارشاد حمزۂ صاحبقران سے براے جستجوے علمشاہ سوے خارستان گئے
تو لیکن بسبب اسکے کہ علمشاہ نے کرب غازی کو زخمی کیا تھا اچھی طرح نہ ڈھونڈھا بعد تھوڑی دیر کے
سب خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ ہمنے بخوبی ڈھونڈھا لیکن شاہزادہ علمشاہ نہ ملے

نہین معلوم خارستان مین جا کر کدھر چلے گئے حمزہ صاحبقران یہ سنکے نہایت مغموم ہوے چونکہ کنارہ دریا سلیس اعرابی کی لاش پڑی تھی حمزہ نے لاش سلیس اعرابی کو دیکھکر حکم دیا کہ اسے دفن کرو خواجہ عمرو وغیرہ نے نی الفور اُسے اُسی جگہ دفن کیا بعد دفن ہونے لاش سلیس اعرابی کے حمزہ صاحبقران کنارہ دریا سے مخزون وملول جانب لشکرگاہ پھرے خواجہ عمرو اسلحہ علمشاہ اور مرکب سیاہ قیطاس اور وہ رقعہ لیکر ہمراہ رکاب امیر چلے کرب غازی وغیرہ بھی ہمراہ رکاب ہوے جب امیر با توقیر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے خواجہ عمرو نے اسلحہ علمشاد اور وہ رقعہ سلطان سعد کو دیا بادشاہ لشکر اسلام نے عبارت رقعہ پڑھکر چشم پُر آب ہو کر حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب آپ اور کسی شخص کو بادشاہ لشکر اسلام کیجیے مین تلاش عموی ذیوقار مین صحرا صحرا دشت دشت پھرونگا حتی الامکان اُنکی جستجو کرونگا آپ خوب واقف ہین کہ مجھکو اُنسے اُنس قلبی ہے اکثر اُنکے ہمراہ رہا ہون وہ بھی مجھکو بجاے پسر تصوّر کرتے ہین پس بغیر اُنکے یہ بادشاہی لشکر اسلام فقیری سے بدتر ہے حمزہ صاحبقران نے اشک ریزان ہو کر جواب دیا فی الحقیقت مین نے عالم غیظ مین علمشاہ کو کوڑا مارا تھا مین یہ نجانتا تھا کہ وہ رنجیدہ ہو کر سوے صحرا چلا جائیگا مجھکو بھی اُسکے چلے جانیکا صدمہ عظیم ہے تم بادشاہت لشکری سے دست بردار نہو اگر خداوند عالم چاہیگا تو بعد چندے پھر اُس سے ملاقات ہوگی یہ فرما کر خواجہ بزرجمہر سے مخاطب ہو کر فرمایا جناب والا انور آپ بقاعدۂ علم رمل دریافت تو کیجیے کہ علمشاہ سے کب تک ملاقات ہوگی خواجہ بزرجمہر نے موافق قاعدہ رمل زایچہ کر کے اور خوب فکر و غور کر کے کہا معلوم ہوتا ہے کہ بعد چالیس برس کے ترکستان مین علمشاہ سے ملاقات ہوگی بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد عالیمقام یہ سنکے نہایت مغموم ہوے اور حمزہ صاحبقران وغیرہ بھی ملول ہوے بعد ازان حمزۂ صاحبقران نے سلطان سعد کو سمجھا کر ترک کرنے بادشاہت لشکر اسلام سے باز رکھا اور اُسیوقت اُس جگہ سے مع جملہ لشکر کوچ کیا ہنگام شام ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچکر قیام کیا چونکہ اُس سبزہ زار مین غزال اور طائر بکثرت تھے شب بسر کرکے صبح کو امیر باتوقیر مع اکثر سرداران لشکر وغیرہ کے براے شکار روانہ ہوے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک آہوے خوش چشم نظر آیا حمزۂ صاحبقران نے اُس آہو کو دیکھکر تیر و کمان لیکر آہو کو تاک کر تیر لگایا تیر آہو کی ران پر لگا آہو زخمی ہو کر بھاگا حمزۂ صاحبقران نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا دوڑایا ہر چند کہ خواجہ عمرو اور اکثر سرداران لشکر بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے تھے لیکن امیر سب سے آگے بڑھ گئے اور دور تک اُس آہو کے تعاقب مین چلے گئے وہ غزال تو نظر سے غایب ہو گیا حمزہ صاحبقران تنہا اُس صحراے سبزہ زار مین گھوڑے کو روک زیر شجر سایہ دار کھڑے ہوے ہوا سرد سے دلکو فرحت حاصل ہونے لگی پسینہ خشک ہونے لگا ہنوز امیر باتوقیر زیر نخل سایہ دار کھڑے تھے ناگاہ صداے دردناک سُنی امیر متوجہ اُس آواز کیطرف ہوے سُنا کہ کوئی بآواز نحیف وضعیف نالہ وبکا کر رہا ہے امیر کے دل مین رحم آیا اشقر دیوزاد کو جانب صداے دردناک بڑھایا بعد تھوڑی راہ طے کرنیکے آخر امیر نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ باحال پریشان زیر شجر بیٹھی ہوئی رو رہی تھی دمبدم نالہ و آہ کر رہی تھی امیر نے اُسکے پاس جا کر بصد مہربانی فرمایا اے ضعیفہ تجھپر کیا مصیبت پڑی ہے کیون اس صحرا مین نالہ وبکا کر رہی ہے مفصل اپنے حال سے آگاہ کر ضعیفہ نے آواز امیر سُنکے سر اُٹھا کر حمزہ صاحبقران کو دیکھا اور اپنے حال پر مہربان پا کر جواب دیا اے شخص مجھکو وہ الم دفعتاً گر پڑا ہے مبتلاے صدمہ ومحن ہو گئی ہون سواے رونے کے کچھ چارہ

ہو نہین سکتا ہی اصل حال میری گریہ و زاری کا یہ ہی کہ آٹھ فرزند میرے جوان تھے اور شوہر میرا تھا اسی صحرا مین
قزاقون نے اُنھین قتل کیا ہی اسکو زمانہ ایک ماہ سے زیادہ گذرا ہی جو کچھ مال و متاع تھا قزاق لوٹ کر لیگئے مجھ
ضعیفہ کو رحم کھاکر قتل نہین کیا مین اسی وجہ سے روتی ہون حیات جو باقی تھی اس سبب سے موت نہین
آئی ہی برگ درختان اور ثمر اشجار صحرا ہنگام گرسنگی کھاتی ہون پانی یہ جو جا بجا چشمہ ہین اُنھین چشمون سے
لیکر پی لیتی ہون خیال فرزندون اور صدمۂ خاوند مین روز و شب رویا کرتی ہون حمزۂ صاحبقران نے جو
احوال اُس پیرزال کا سُنا دل بھر آیا آنکھون سے آنسو اُسکی مصیبت پر جاری ہوئے بعد گریہ امیر نے اُس سے
پوچھا ای ضعیفہ یہ بھی تجھے معلوم ہی کہ وہ قزاق کہان رہتے ہین مین اُنکو قتل کرون تیرے شوہر اور فرزندون کا
اُنسے قصاص لون ضعیفہ نے جواب دیا تم اکیلے ہو وہ قزاق بہت ہین مین یہ نہین چاہتی کہ تم اُنکے ہاتھ سے
ہلاک ہو جاؤ بس تم نے میرا احوال سُنا اب چلے جاؤ ارادہ اُنکے قتل کرنیکا نکرو تجھسے وہ قزاق قتل نہو سکینگے حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا ای ضعیفہ اُنکے مسکن سے مجھے آگاہ تو کر اگر خدا چاہے گا تو اُن سبکو تہ تیغ کرونگا ضعیفہ یہ سنکے
خوش ہوئی اور زیر درخت سے اُٹھکر کہنے لگی ای شخص اگر مسکن قزاقان پوچھتا ہی تو میرے ساتھ چلا آ مین تجھے
بتا دون امیر اُسکے ہمراہ چلے بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے ضعیفہ نے حمزۂ صاحبقران سے کہا دیکھو یہ چاہ ہی اسمین
زینے بہت ہین اسمین وہ قزاق رہتے ہین اکثر میرے سامنے اس چاہ سے باہر آتے ہین اور پھر چاہ مین چلے
جاتے ہین حمزۂ صاحبقران نے دیکھا فی الحقیقت ایک چاہ ہی گرد اُسکے بہت سے درخت ہین کنوان پختہ بنا ہوا ہی امیر
باتوقیر کنوئین کو دیکھکر اشقر دیوزاد سے اُترے اور چاہ مذکور کے قریب جاکر اول اُس کنوئین کو بخوبی دیکھا پھر اُس
کنوئین مین اُترے ہنوز دو تین زینے طی کیے تھے اُس کنوئین سے دھوان بکثرت نکلنے لگا شور و غوغا بلند ہوا
صداہاے بگیر و بکش آنے لگی حمزۂ صاحبقران چونکہ ناواقف تھے اسم اعظم نہ پڑھا آنکھین امیر کی بند ہو گئین تھوڑی
دیر کے بعد جو آنکھین کھلین دیکھا نہ تو وہ چاہ ہی نہ وہ تاریکی ہی نہ وہ صحرا ہی نہ وہ ضعیفہ ہی مین ایک زندان مین طوق
سلاسل مین گرفتار بیٹھا ہوا ہون کچھ ساحر در زندان پر موجود ہین امیر یہ واقعہ دیکھکر نہایت متحیر ہوئے پھر خیال
کیا کہ یہ ساحرون کا مقام ہی تم سحر مین گرفتار ہو گئے یہ خیال کر کے امیر نے چاہا اسم اعظم پڑھون اسم اعظم یاد نہ آیا
آخر مجبور و ناچار ہو کر قید خانہ مین بیٹھے رہے امیر تو یہان زندان مین بیٹھے ہین اُنکا حال آیندہ لکھا جائیگا مگر اب
احوال خواجہ عمرو اور اُن سرداران لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ جو ہمراہ امیر باتوقیر تعاقب آہو مین چلے تھے اور
اثناے راہ مین امیر سے پیچھے رہ گئے تھے جسوقت وہ سب سردار اُس جگہ آئے جس مقام پر اشقر دیوزاد کھڑا تھا
امیر باتوقیر کو نہ دیکھکر نہایت متردد ہوئے ہر چند چاہا کہ کسی سے احوال امیر دریافت کرین مگر کوئی نملا کہ اُس سے
حال امیر پوچھین آخر مجبور ہو کر چہار جانب اُس صحرا مین جستجو کی مگر امیر کو نپایا ناچار اس حال پر ملال سے بادشاہ
لشکر اسلام کو خواجہ عمرو نے جاکر اطلاع دی بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سردار و لشکری اُس جگہ سے روانہ ہو کر
اُس مقام پر آئے جس جگہ اشقر دیوزاد کھڑا تھا وہان آکر ہر ایک نے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار ہی نہ چاہ ہی نہ کوئی
انسان ہی غرض جملہ خاص و عام اسی جگہ مقیم ہوئے خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے کہا نہین معلوم
حمزۂ صاحبقران پر کیا واقعہ گذرا سلطان سعد نے فرمایا ای خواجہ حمزۂ صاحبقران کی جستجو کرو حتی الامکان
اُنکی تلاش کرو اگر تمھاری کوشش و جستجو سے حمزۂ صاحبقران کا احوال دریافت ہوگا تو زر کثیر بعوض اس
امر کے دیا جائیگا خواجہ عمرو نے سلطان سعد سے کہا مین براے تلاش امیر جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو اُنکا احوال

دریافت کرکے جلد آتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ہمراہ مہتر قران ایک جانب روانہ ہوئے اثنائے راہ مین مہتر قران علحدہ ہوگیا خواجہ تنہا ایک سمت چلے تھوڑی راہ طی کی تھی ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک آہوے خوش چشم جسکے سر کی شاخین طلائی ہین گردن مین اُسکی مالے مروارید کے پڑے ہوئے ہین سبزہ زار مین سبزہ نودمیدہ چر رہا ہی خواجہ نے اُس آہو کو دیکھکر خیال کیا اس آہو کو کسی تدبیر سے گرفتار کرنا چاہیے خالی نفع سے نہین ہی یہ خیال کرکے اُس آہو کی طرف چلے آہو خواجہ کو دیکھکر ایک طرف بھاگا پیچھے اُسکے دوڑے بعد تھوڑی دیر کے ایک جدول آب اثنائے راہ مین واقع ہوئی آہو جست کرکے اُس جدول آب سے نکلگیا خواجہ نے بھی جست کی جسوقت اُس جدول آب کو پھاندکر دسطرف گئے آہو نظر سے غایب ہوگیا خواجہ نے اُسطرف سے ارادہ پھرنے کا کیا پس پشت جو نظر کی دیکھا دریائے ناپیداکنار موجزن ہی خواجہ نے متحیر ہوکر داہنی جانب ارادہ چلنے کا کیا اُس جانب بھی دیکھا کہ بحر مواج ہی غرض اسیطرح چہار جانب دریا کو محیط دیکھا خواجہ گھبرائے اور نہایت پریشان خاطر ہوئے چہار جانب نظر یاس حسرت سے دیکھنے لگے اُسوقت داہنی جانب عمرو نے دیکھا کہ دریا کنارے مہتر قران بشکل اصلی کھڑا ہوا ہی خواجہ نے مہتر قران کو دیکھکر پکارکر کہا ای مہتر قران جلد آؤ مجکو یہان سے اپنی پشت پر سوار کرکے لیچلو تم جانتے ہو کہ دریا سے نہایت ڈرتا ہون دیکھو چہار جانب میرے دریائے مواج ہی بیچ مین تھوڑی جگہ خشک ہی اب یقین ہی کہ تھوڑی دیر مین مجھ تک بھی آب دریا آجائیگا مین آب دریا مین ڈوب کر مرجاؤنگا مہتر قران نے جو اپنے اُستاد کو اس بلا مین مبتلا دیکھا باواز بلند پکارکر کہا ای استاد آپ نہ گھبرائیے کہ مین ابھی آتا ہون یہ کہکر مثل ماہی بیقرار ہوکر چاہتا تھا کہ دریا مین قدم ڈالے کہ ایک آواز پس پشت سے اسطرح آئی کہ ای مہتر قران خبردار دریا مین قدم نہ ڈالنا ورنہ مثل اپنے استاد خواجہ عمرو کے قید سحر مین تم مبتلا ہو جاؤگے مہتر قران نے یہ صدا سنکے دریا مین قدم نہ ڈالا اور پس پشت مڑکر دیکھا کسیکو نپایا ہنوز مہتر قران کنارہ دریا متحیر کھڑا تھا ناگاہ بالائے چرخ ایک جانب ابر سیاہ کا ٹکڑا نمایان ہوا اُس ابر مین برق کی چمک تھی آواز رعد دمبدم اُس ابر سے آتی تھی وہ ابر ایک لحظہ مین سر مہتر قران پر آکر ٹھہرا قران ابر کو دیکھکر ہوشیار ہوا تھا ناگاہ درمیان ابر مین ایک برق چمکی اور تڑاقا ہوا ابر درمیان سے دو ٹکڑے ہوا تخت پر ایک ساحر کریہ منظر مہیب شکل نظر آیا قران اُس ساحر کو دیکھکر متشوش ہوا اور فکر کرنے لگا کہ اب اس ساحر سے کیونکر بچون کیا عیاری کرون ہنوز مہتر قران فکر و تردد مین تھا ناگاہ اُس ساحر کریہ منظر نے باواز بلند پکارکر کہا کہ او حبشی اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا جسطرح تیرے اُستاد کو قید سحر مین مبتلا کیا ہی اسیطرح تجکو بھی اسیر کرتا ہون یہ کہکر ہوے زمین سحر سے تخت اپنا اتارنے لگا مہتر قران گھبرائے ساحر کو رستے زیادہ متفکر ہوا آخر ایک چھوٹی سی مشک کسوت عیاری سے نکالکر قریب ایک غار کے رکھدی اور آپ اُسی غار مین پنہان ہوا جب ساحر نے تخت اپنا قریب زمین لایا مہتر قران کو غار مین نہان ہوتے دیکھکر تخت کو بالائے ہوا قائم رکھکر قریب غار تخت پر سے کودا اتفاقاً اُسی مشک پر پانون اُسکے پڑے مشک شق ہوگئی درمیان سے اُسکے بیہوشی بکثرت اُٹھی جب کچھ سفوف بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچا فوراً آکے چھینک آئی بے اختیار زمین پر گرکے بیہوش ہوا مہتر قران نے غار سے نکلکر فی الفور بعد اُسکے سر پر مارا کہ اُسکا سر اُسکا چور چور ہوگیا تھوڑی دیر مین تڑپ کر مرگیا جسوقت وہ ساحر ہلاک ہوا آندھی سیاہ آئی پیر آتشکے سحر کے فریاد و فغان کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ آندھی اندھیاری کی موقوف ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا فرتوست جادو تھا بعد مرنے فرتوست جادو کے وہ دریا جو خواجہ عمرو کے گرد تھا بالکل معدوم ہوگیا زمین پر تری بھی نظر نہ آئی خواجہ

عمرو شکر خدا کرکے وہان سے مہتر قران کے پاس آئے قران کو بجست بیٹے سے لگایا لاغر فرتوت جادو کا
اسیوقت غبار زمین بلند ہوکر ایک سمت گیا خواجہ مہتر قران سے باتین کرتے ہوے ایک سمت سے چلے
دیتے راہ مین خواجہ عمرو نے مہتر قران سے کہا تم لشکر مین جاؤ مین حمزہ صاحبقران کی جستجو مین جاتا ہون
مہتر قران تو بموجب کہنے عمرو کے لشکر اسلام کیطرف چلا لیکن خواجہ عمرو ایک سمت بعجلت روانہ ہوے
راوی کہتا ہی کہ خواجہ دو روز قطع راہ کرکے تیسرے روز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے چونکہ اسوقت
تمازت آفتاب زیادہ تھی خواجہ کو تشنگی معلوم ہوئی پانیکی جستجو کی مگر پانی نظر نہ آیا اسوقت خواجہ نے چاہا تھا
کہ زنبیل سے مشکیزہ نکالکر پانی پیون ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک بڈھا بہت سی گوسفند کو سبزہ چرا رہا ہی خواجہ
نے اُس سے پوچھا یہان کہین پانی بھی ہی مین بہت پیاسا ہون اُسنے جواب دیا پانی تو یہان نہین ہی پیاس
تمھاری دفع ہو جائیگی یہ کہکر اپنی بغل سے ایک پیالہ چوبی نکالکر خواجہ کو دیا اور کہا جاؤ شیر ان گوسپندونکا
دوہ کر پی لو خواجہ بموجب اُسکے کہنے کے قریب ایک مادہ گوسپند کے گئے اور دودھ دوہنے لگے اُس
بڈھے نے خواجہ کو غافل دیکھکر پس پشت خواجہ آکر ایک چھڑی جوبی کچھ افسون پڑھکر تن عمرو پر لگائی
اور کہا جلد آہو ہو جا خواجہ فی الفور بشکل آہو ہو گئے اُس بڈھے نے نعرہ کیا کہ مین تخیف جادو ہون اے عیار اگر
یہ مین تدبیر نکرتا تو کبھی گرفتار نہوتا یہ کہکر آہوے خواجہ عمرو اور جملہ گوسفندونکو لیکر اُس صحراے سبزہ زار سے چلا تھوڑی
دور جاکر ایک خانہ باغ مین درخت سرو سے خواجہ کو رسی سے مضبوط باندھ دیا اور جملہ گوسپندونکو علحدہ
ایک حجرہ مین بند کر دیا پھر کسی کام کیواسطے چلا گیا جب شام ہوئی خواجہ کے کانمین آواز گانیکی آنیلگی
بعد تھوڑی دیر کے ایک نوجوان عورت آہستہ گاتی ہوئی اُس جگہ آئی جہان خواجہ بشکل آہو کھڑے
تھے خواجہ اُس زن نوجوان کو دیکھکر گانا اُسکا سنکر کھر بار بار زمین پر مارنے لگے گردن ہلا ہلا کر جھومنے لگے
گاہ رقص کرتے تھے کبھی اپنے کھر زمین پر مار کر تال دیتے تھے وہ زن نوجوان آہو کو اپنے گانے پر رقص
کرتے دیکھکر حیران از حد ہوئی آخر وہان سے جلد جاکر ملکہ ماہ جادو دختر قہران شاہ سے بستہ دست عرض
کیا اے ملکہ عالم اسوقت مین نے ایک تماشا عجیب و غریب دیکھا ہی مجکو نہایت حیرت ہی ملکہ ماہ جادو
نے پوچھا اے نوبہار سچ کہہ تو نے کیا تماشا دیکھا ہی اُسنے عرض کیا خداوند نعمت ابھی مین گاتی ہوئی باغ مین
گئی تھی ایک آہو درخت سے بندھا تھا وہ میرے گانے پر ناچنے لگا کھر اپنے زمین پر مارنے لگا گردن
بار بار ہلا کر جھومنے لگا یہ کیفیت دیکھکر مین ابھی آتی ہون ملکہ ماہ جادو نے حکم دیا اے نوبہار جلد اُس
آہو کو ہمارے روبرو لاؤ نوبہار وغیرہ جملہ کنیزین باغ مین آئین آہو کو درخت سے کھولکر روبرو
ملکہ کے گئین ملکہ ماہ جادو نے آہو کو دیکھکر اپنی کنیزون وغیرہ سے کہا ارے یہ آہو نہین ہی ہمارے
اُستاد تخیف جادو نے کسی آدمزاد کو اپنے سحر سے بنایا ہی کنیزون نے عرض کیا اے ملکہ عالم ہمارا دل
چاہتا ہی کہ اس آہو کو بشکل انسان بنائیے آرزوے ہماری بر لائیے ملکہ نے اپنی وزیرزادی سے کہ نام اُسکا
گل اندام جادو تھا کہا کہ اس شخص پر سے سحر کو دفع کرو تمکو تو استاد نے صدہا سحر بتائے ہین مین تو
ابھی دو روز سے شاگرد ہوئی ہون پورا ایک سحر بھی ابھی تک مجھے یاد نہین ہوا ہی اگر مجکو سحر اُتارنے
مین مداخلت ہوتی تو مین ہی سحر اُتارتی تجھسے نکہتی گل اندام جادو نے بموجب حکم چند ماشش کے دانونپر
سحر پڑھکر وہ دانے ماشش کے آہو پر مارے پھر تھوڑے پانی پر کچھ پڑھکر اُس پانیکے چھینٹے آہو پر دیے آہو فوراً زمین

پر لوٹ کر صورت اصلی پر آگیا خواجہ عمرو نے بشکل اصلی ہوکر ملکہ ماہ جادو سے کہا ای ملکہ تمنے مجھپر احسان کیا قبل اسکے آہو تھا تمنے بشکل انسان بنوایا ملکہ نے کہا اگر تمھین کچھ گانیمین دخل ہو تو گاؤ خواجہ عمرو نے فوراً دیل سے لی نکالکر یہ غزل گائی غزل

ڈالکر ہاتھ گلیبن سرسے وہ پوچھتے ہین
بل ترا آج تو ای سنبل پیچان نکلا
عاشقون مین ہوا غل یار نے اٹھی جو نقاب
دل بھی پہلو مین مری جان کا خواہان نکلا
خوش ہو آزادی عشاق کا فرمان نکلا
مدعا ست دل پر حسرت و ارمان نکلا
شب کو افشان جو چنی یار نے بالا سے جبین
تو گہن سے رخ مہتاب درخشان نکلا
یاد مین زلف کی رویا جو مین دل سوز کبھی
دود دل آہ کے ہمراہ پریشان نکلا
سے دنا اتبو خط عارض جانان نکلا
ہو گیا گیسوئے جانان سے خجل گلشن مین
بہر نظارہ ہر اک کو کب تابان نکلا
کھینچکر سامنے قاتل کے لیے جاتا ہے

خواجہ عمرو نے چند اشعار سند رجہ گاکر ڈر رکھدی ملکہ ماہ جادو تو خواجہ پر عاشق ہوگئی خیال کرنے لگی ایسا خوش گلو دنیا مین کوئی نہو گا لیکن کنیزین وغیرہ خواجہ کے گانے سے خوش ہوکر باہم چپکے چپکے کہنے لگین صورت تو یہ ہی کہ زہرہ سی آنکھین کلیجہ سے گال تا گاسی گردن دبلا پتلا تین گز کا دھڑ نیچے کا اور چار گز کا دھڑ اوپر کا مگر کس خوبی سے گاتا ہی کہ دل اسکے گانے سے بیچین ہوا جاتا ہی یہ باتین کرکے کنیزین خاموش ہوئین خواجہ رخ ملکہ ماہ جادو بنظر غور دیکھنے لگے اور حسن و جمال اسکا دیکھکر خیال کرنے لگے کہ یہ جادوگرنی ہی یہ سن و سال اور یہ حسن و جمال اسنے بزور سحر بنایا ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ نے ملکہ ماہ جادو سے پوچھا اس سرزمین کا حاکم کون ہی اور تمھارا سن کیا ہی ملکہ نے مسکرا کر جوابدیا ای خواجہ حاکم اس سرزمین کا خفران شاہ باپ میرا ہی نخیف جادو جسنے تمھین گرفتار کیا تھا وہ میرے استاد ہین یہ بارہ دری اور یہ باغ میرا ہے یہین استاد بھی میرے رہتے ہین ایک دو روز سے سحر مجھے سکھاتے ہین مگر مجھکو الفاظ سحر یاد نہین رہتے سن میرا نہایت کم ہی چودھوان سال شروع ہی اکثر تو یہین رہتی ہون دو تین روز کے بعد والد کے روبرو جاتی ہون فقط سلام کرکے اور تھوڑی دیر بیٹھکر پھر یہین چلی آتی ہون اسوقت نو بہار نے آکر تمھارے کچھ احوال سے مجھے اطلاع دی تھی مین نے اپنی وزیرزادی سے کہکر تمھین بشکل اصلی بنوایا سحر تم پر سے اتروایا تمنے گاکر میرے دلکو خوش کیا اب مین تمھین کیا قید کرون دل تو یہ نہین چاہتا کہ تم میرے سامنے سے جاؤ لیکن استاد اب آتے ہونگے تم یہان سے چلے جاؤ مین تمھارے باب مین کچھ جھوٹ سچ کہونگی خواجہ عمرو بزم ملکہ ماہ جادو سے اٹھکر باغ مین آئے تھے ناگاہ نخیف جادو بھی آگیا خواجہ کو اسنے دیکھکر چہار جانب باغ و بارہ دری کے سحر کردیا پھر جانب خواجہ برائے گرفتاری چلا خواجہ نے فوراً گلیم نکالکر اوڑھ لی نخیف جادو متحیر ہوکر آنکھین ململکر دیکھنے لگا اور کہنے لگا ابھی تو عمرو سامنے کھڑا تھا ابھی غایب ہوگیا یہ کہکر تمام باغ مین ڈھونڈھنے لگا خواجہ در باغ پر گئے دیکھا دریا موج زن ہی راستہ جانیکا نہین ہی خواجہ دوسرے دروازہ باغ پر گئے وہان دیکھا دریاے آتش سدراہ ہی خواجہ تیسرے دروازہ باغ کے پاس گئے اور چاہا کہ باغ سے نکل جاؤن مگر خوف سے جا نہ سکے کیونکہ باغ پر ایک سرہ طول مین چالیس گز تھا موجود تھا خواجہ عمرو دروازہ چہارم باغ پر گئے دیکھا ایک اژدہا بیٹھا ہی شعلے اسکے دہن سے نکل رہے ہین خواجہ چارون دروازہ ہاے باغ پر جاکر اور راہ نہ پاکر مجبور ہوے آخر پھر درمیان باغ آکر دیکھا کہ نخیف جادو میری جستجو کر رہا ہی جب نخیف جادو تمام باغ مین تلاش کر چکا

ملکہ ماہ جادو کے پاس گیا اور کہا اے ملکہ خواجہ عمرو پر سے کسنے سحر اُتارا ملکہ ماہ جادو نے کہا نہین معلوم یہ کہکر
ملکہ ماہ جادو تخت پر بیٹھکر عزیز زادی کو ہمراہ لے کر سوے خضران شاہ روانہ ہوئی نحیف جادو نے خیال کیا
کل اندام جادو نے عمرو پر سے سحر اُتارا ہوگا سواے اُسکے اور کوئی ایسا نہین کہ جو میرے سحر کو برطرف کرے
خیر اگر عمرو رہا ہوا ہی تو اس باغ سے نکل کر نہ جاسکیگا اور اگر وہ بھی ساحر زبردست ہی تو میرے سحر کو دفع کرکے
نکل گیا ہوگا تا دیر یہی خیال کرتا رہا آخرش خواجہ کے پوشیدہ ہوجانے سے اسکو یقین ہوا کہ عمرو بھی ساحر تھا
مجکو دیکھکر باغ سے چلا گیا نحیف جادو یہ خیال کرکے عمرو سے بیخوف ہوکر خوابگاہ پر جاکر سو رہا خواجہ عمرو
بھی اُسی جگہ آئے جہان وہ سو رہا تھا پہلے گلیم اُتاری پھر نعرہ کیا او نحیف جادو ہوشیار ہو جا کہ تیری قضا تیرے
سر پر آگئی نحیف جادو گھبراکر بیدار ہوا تھا سحر کرنے نہ پایا تھا کہ خواجہ نے خنجر آبدار سے اُسے قتل کیا اُسکے مرتے
ہی صداے گیر و دار بلند ہوئی تاریکی محیط عالم ہوئی پیر اُسکے سحر کے نالہ و فریاد کرنے لگے پتھر آسمان سے
برسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے تاریکی برطرف ہوئی آواز آئی دریغا قتل کیا مجکو کہ نام میرا نحیف جادو تھا بعد
اس آواز آنیکے چند پنجے آسمان سے گرے اور لاش نحیف جادو کی اٹھاکر روبروے خضران شاہ
لے گئے ملکہ ماہ جادو بھی بدیر کے قریب پہنچی تھی خضران شاہ کے پاس لاشہ فرتوت جادو کا پہونچ چکا تھا
کہ لاشہ نحیف جادو کا بھی پہونچا خضران شاہ کو نحیف جادو کے قتل ہونیکا زیادہ صدمہ ہوا بذریعہ سحر دریافت جو کیا
تو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو نے قتل کیا ہی اُسوقت خضران شاہ نے چاہا تھا کہ پنجہ سحر روانہ کرکے خواجہ عمرو
کو اپنے پاس بلواکے قید کرے ملکہ ماہ جادو کہ خواجہ کا گانا سنکے عمرو پر عاشق ہوچکی تھی کہنے لگی اے والد نامدار
ایک عیار کو کیا گرفتار کیجیے گا وہ تدبیر کیجیے کہ جملہ مردمان لشکر اسلام اندھے ہوجائین اس سرزمین سے کہین
جا نہ سکین پھر اُنکو قتل کرڈالیے خضران شاہ نے راے اپنی دختر کی پسند کی اور ایک شیشہ پر خاک طلب
کرکے اُسپر کچھ سحر پڑھنے لگا اِدھر خواجہ عمرو باغ سے نکل کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا کیونکہ بعد مرنے نحیف
جادو کے سحر اُسکا برطرف ہوچکا تھا پیر وغیرہ دربانی پر باقی نہ رہے تھے جب خواجہ لشکر اسلام مین پہونچے روبروے
سلطان سعد گئے اور تمام احوال جو گذرا تھا بیان کیا اور کہا اس سرزمین کا مالک خضران شاہ ہی وہ
نہایت سحر و افسون مین دستگاہ رکھتا ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اُسی کے حکم سے کسی اُسکے ملازم نے حمزہ
صاحبقران کو سحر مین گرفتار کیا ہی کسی جگہ قید کیا ہی سلطان سعد نے گفتگوے خواجہ سنکے ایک نامہ خضران
شاہ کو اس مضمون کا لکھا کہ اے خضران شاہ بہتر اور مناسب یہی ہی کہ حمزہ صاحبقران کو رہا کرکے ہمارے
پاس بھیجدو اور تم ہماری اطاعت کرو ورنہ انجام تمھارا اچھا نہوگا جب نامہ تیار ہوچکا سلطان سعد
نے اپنی مہر کی پھر سلطان سعد نے ارشاد کیا کون ایسا بہادر ہی کہ یہ نامہ خضران شاہ کے پاس لیجاے
اور جواب اس نامہ کا لائے خواجہ نے فوراً کہا نامہ مجھے دیجیے مین نامہ لیجاؤنگا سلطان سعد نے نامہ
خواجہ کو دیا خواجہ نامہ لے کر ایک جانب روانہ ہوے اثناے راہ مین مردم سے مقام و مسکن خضران شاہ
دریافت کرکے جلد تر قطع راہ کرکے در دولت خضران شاہ پر پہونچے خضران شاہ کو ساحرون نے یہ خبر دی
کہ ایک نامہ دار در دولت پہ آیا ہی چاہتا ہی کہ خدمت حضور مین حاضر ہوکر نامہ پیش کرے خضران شاہ
نے دربار مین نامہ دار کو طلب کیا ساحران نابکار خواجہ کو دربار مین لے گئے خواجہ نے دربار مین جاکر
دیکھا کہ خضران شاہ بالاے تخت بیٹھا ہی صدہا ساحران نابکار کرسی نشین دربار مین حاضر ہین خواجہ نے

خضران شاہ کو سلام کرکے موافق قاعدہ نامہ دیا خضران شاہ نے نامہ پڑھوایا اور مضمون نامہ سے مطلع ہوکر نہایت برہم ہوکر جواب نامہ جنگ وجدال دیکر خواجہ کو رخصت کیا ہنوز خواجہ دربار سے دو قدم بھی نہ چلے تھے کہ خضران شاہ نے وہ شیشے پر خاک جسپر سحر پڑھا تھا اشرف جادو کو دیکر کہا ای اشرف جادو یہ شیشہ لیجاکر لشکر اسلام پر مارو دیکھنا ایکدم مین سب اندھے ہو جاینگے پھر مین بعد تین روز کے سب کو قتل کرونگا خواجہ عمرو نے تمام گفتگو خضران شاہ کی سنی اشرف جادو وہ شیشہ لیکر تخت پر سوار ہوکر سوے لشکر اسلام چلا خواجہ عمرو نے دار الامارۃ خضران شاہ سے نکلکر خیال کیا کہ اشرف جادو کو کسی طرح مارنا چاہیے یہ تصور کرکے جلد تر ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑے دور تک دوڑے ہوے چلے گئے جب قریب تخت اشرف جادو پہونچے پکار کر کہا ای برادر اشرف جادو ذرا ٹھہر جاؤ بالاے زمین تخت اتارو خضران شاہ ہمارے بادشاہ نے جو پیام تمھین دیا ہی وہ سن لو پھر جاکر لشکر اسلام پر شیشہ مارو اشرف جادو نے مڑکر دیکھا اور تخت زمین پر لاکر پوچھا شہنشاہ نے کیا فرمایا ہی ساحر نقلی نے عنقریب جاکر حباب بیہوشی مارے اشرف جادو کو چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر زمین پر گرنے لگا خواجہ نے اسی وقت خنجر مارا اشرف جادو زمین پر گرکر ہلاک ہوگیا خواجہ نے وہ شیشہ اسکے تخت پر سے اٹھاکر زنبیل مین رکھ لیا جسوقت وہ ساحر مرگیا علامت اسکے مرنے کی ظاہر ہوئی تاریکی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی آواز آئی افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا اشرف جادو تھا خواجہ نے اسوقت خیال کیا کہ اگر ممکن ہو اسی طرح خضران شاہ کو قتل کرون حمزہ صاحبقران کو قید سے چھڑاؤن یہ تجویز کرکے پھر دار الامارۃ خضران شاہ کی طرف چلے بعد قطع راہ دربار مین گئے چونکہ خواجہ گلیم اوڑھے ہوے ہین کسی نے خواجہ عمرو کو نہ دیکھا خواجہ عمرو دربار خضران شاہ مین موجود تھے لاشہ اشرف جادو کا بلندی سے گرا بیر ون نے اسکے نالہ و فریاد کی خضران شاہ لاشہ اشرف جادو دیکھکر حیران ہوا اور دل مین کہنے لگا ابھی تو اشرف جادو یہان سے گیا تھا نہین معلوم کسنے اسکو قتل کیا کیا واقعہ اسپر گذرا بعد متحیر ہونے کے اوراق جمشیدی مین فقط یہ نیت کرکے دیکھا کہ اشرف جادو کو کسنے قتل کیا اوراق مذکور سے ثابت ہوا کہ اسکو خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران نے ہلاک کیا جب خضران شاہ اوراق جمشیدی دیکھ چکا حکم دیا لاشہ اشرف جادو کا اٹھا لیجاؤ ساحر وغیرہ لاشہ اٹھانے گئے بعد اسکے خضران شاہ نے برہم ہوکر دربار کیا آج تو آفتاب غروب ہو چکا ہی کل ہنگام سحر مین خود سحر کرکے خواجہ عمرو اور جملہ اہل اسلام کو ہلاک کرونگا یہ کہکر بعد تھوڑی دیر کے دربار برخاست کرکے محلسرا مین گیا اور بعد اکل و شرب سو رہا خواجہ عمرو بھی خوابگاہ خضران شاہ تک بصد مشکل پہونچے پھر یہ گلیم اتار کر خنجر کھینچکر جملہ عورتون کو بیہوش کرکے چاہا تھا کہ نعرہ کرکے خنجر سے سر جدا کیجیے یکایک ایک تیلہ کہ بازو کے خضران شاہ پر بندھا ہوا تھا فوراً بازو سے جدا ہوکر مثل برق چمکا اور مانند رعد بآواز بلند پکارا کہ ہوشیار ہو جایئے عمرو آتا ہی خضران نے سحر کیا خواجہ کو زندہ پکڑ لیا خضران شاہ نے خوابگاہ سے اٹھکر خواجہ کو ستون سے باندھا اور گرد خواجہ عمرو سحر کر دیا بعد اسکے خضران شاہ نے کہا ہنگام سحر عمرو کو قتل کرونگا یہ کہکر پھر خوابگاہ کیجانب جاکر ہر ایک کو بصد تدبیر ہوشیار کرکے آرام پذیر ہوا ادھر خواجہ عمرو نے بصد گریہ دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنے ملکہ ماہ جادو سو رہی تھی عالم خواب مین اسنے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ سراپا نورانی ایک تخت پر سوار ہین جب وہ تخت قریب تر آیا مرد بزرگ نے بشفقت فرمایا ای ملکہ ماہ جادو سامری اور جمشید وغیرہ کی پرستش سے باز آ اُس خالق کون و مکان کی پرستش کو جسنے ۰۲

یہ زمین وآسمان وجملہ موجودات کو خلق کیا ہی بہتر دین اسلام سے کوئی ملت نہین تجکو لازم ہی کہ اپنے مذہب آبائی
کو ترک کرکے مسلمان ہو کلمہ زبان پر جاری کر تا انجام تیرا بخیر ہو ملکہ ماہ جادو نے عالم خواب مین پوچھا آپکا
اسم شریف کیا ہی فرمایا مین ایک بندۂ ذلیل رب جلیل کا ہون خاص وعام مجکو ابراہیم کہتے ہین لقب میرا خلیل اللہ ہی
ملکہ ماہ جادو نے عرض کیا آپ مجکو مسلمان کیجیے آنجناب نے خوش ہوکر کلمہ پڑھایا ملکہ ماہ جادو کلمہ پڑھکر
عالم خواب مین مسلمان ہوئی ملکہ مذکور سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ای ملکہ اب جلد بیدار ہوکر اپنے
باپ کی خوابگاہ کیجانب جا وہین خواجہ عمرو ستون مین بندھا ہی تیرے باپ نے اُسے قید سحر مین مبتلا کیا ہی
اُسے رہا کر یہ فرماکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر ملکہ سے نہان ہوے ملکہ ماہ جادو بیدار ہوئی اُسی وقت
اپنی وزیرزادی گل اندام کو اپنے ہمراہ لے کر جانب خوابگاہ پدر چلی جب قریب پدر پہونچی اپنی وزیرزادی سے
کہنے لگی ای گل اندام اسوقت میرے اوپر احسان کر خواجہ عمرو کو قید سحر سے رہا کر گل اندام سحر اُتارنے کی تدبیر
کرنے لگی ناگاہ خضران شاہ بیدار ہوا اور پوچھنے لگا کون کھڑا ہی جلد نام اپنا بتا ورنہ ابھی اس سحر سے جلا دونگا
ملکہ ماہ جادو نے کہا مین آپ کی دختر ہون اور میری وزیرزادی گل اندام ہی خضران شاہ نے کہا اسوقت تو یہان
کسواسطے آئی ملکہ نے عرض کیا سچ تو یہ ہی کہ مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی شب عالم خواب مین مسلمان
کیا ہی برای رہائی خواجہ عمرو آئی ہون خضران شاہ نے برہم ہوکر پوچھا او نالائق تو کیون مسلمان ہوئی خداوند
سامری وجمشید وغیرہ سے تو نے کیون انحراف کیا خدای نادیدہ کی پرستش کیون تو نے اختیار کی ملکہ نے
تا دیر وحدت خدا اور دین اسلام کی خوبی مین گفتگو کی بعدہ خضران شاہ سے کہا ای والد تاجدار اب آپ کو
لازم یہی ہی کہ دین اسلام اختیار کیجیے سامری اور جمشید وغیرہ کی پرستش نہ کیجیے کیونکہ یہ بھی مثل ہمارے بندگان
خدا تھے ہمسے اور آپ سے زیادہ سحر مین دستگاہ رکھتے تھے بس بندون کی پرستش کرنا کفر ہی آیندہ آپ کو اختیار
ہی خضران شاہ نے تقریر اپنی دختر کی سنکے تھوڑی دیر فکر کی بعد فکر کہا ای دختر نیک اختر مین ایک شرط سے
مسلمان ہوتا ہون وہ شرط یہ ہی کہ اگر میرے بھی خواب مین حضرت ابراہیم تشریف لائین اور مجھے ہدایت کرین ملکہ
ماہ جادو نے جواب دیا کہ ای والد ذیوقار اگر آپ اس شرط سے مسلمان ہونے پر راضی ہین تو ابھی حمزہ
صاحبقران کو زندان سے بلوائیے ہرچند کہ وقت شب تھا مگر خضران شاہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ابھی
صاحبقران کو قیدخانہ سے لے آؤ ساحران غدار اُسی وقت حمزۂ صاحبقران کو زندان سے جاکر لے آئے ملکہ
ماہ جادو نے حمزۂ صاحبقران کو تسلیم کرکے عرض کیا مین تو مسلمان ہو چکی ہون لیکن والد میرے اس شرط
پر مسلمان ہونے پر راضی ہوے ہین کہ حضرت ابراہیم مجکو عالم خواب مین ہدایت کرکے مسلمان کرین لہذا آپ مع
اپنے عیارکے دعا کیجیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میرے والد کو عالم خواب مین مسلمان کرین حمزۂ صاحبقران
اور خواجہ عمرو اور ملکہ ماہ جادو نے برجوع قلب درگاہ خدا مین دعا کی فوراً دعا مقبول ہوئی خضران شاہ
دفعتہ سو گیا عالم خواب مین حضرت ابراہیم حکم خدا سے تشریف لائے اور خضران شاہ کو ہدایت کی جب خضران
شاہ عالم خواب مین کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اُسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر سے پوشیدہ
ہو گئے خضران شاہ نے بیدار ہوکر حمزۂ صاحبقران کو قید سحر سے رہا کر اُنکے سر اپنا قدم امیر پر رکھا اور
عذرخواہ ہوا امیر با توقیر نے خطا اُسکی عفو کرکے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا بعد اسکے حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا ای خضران شاہ خواجہ عمرو کو بھی رہا کردو خضران شاہ نے خود سحر نہ اُتارا کیونکہ بوجہ مسلمان

ہونے کے سحر بھول گیا تھا لیکن اُن ساحرون سے کہا جنھون نے حمزہ صاحبقران پر سے سحر اُتارا تھا خواجہ عمرو بھی قید سحر سے رہا کر دو اُن ساحرون نے سحر اُتارا خواجہ کے دست و پا قابو مین آ گئے جب صبح ہوئی خضران شاہ نے دربار مین بالائے تخت بیٹھکر جملہ ساحران خاص و عام کو طلب کیا جب سب حاضر دربار ہوئے خضران شاہ نے سب سے کہا آگاہ ہو کہ مین نے دین اسلام اختیار کر کے حمزہ صاحبقران کی فرمانبرداری قبول کی ہی تم مین سے جس جسکو مسلمان ہونا اور میرے ساتھ رہنا منظور ہو تو ابھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہووے ورنہ انکار کرے اُسوقت تھوڑے ساحرون نے تو کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا اور بہت سے ساحران نابکار نے برہم ہوکر جوابدیا کہ ای بادشاہ خداوندان سامری و جمشید کی پرستش ترک کردی مسلمان ہو گیا خداوندون کو ناراض کیا ہم ہرگز تیری اطاعت نہ کرینگے حاشا تیرا کہنا نہ مانینگے یہ کہکر دربار سے چلے گئے اور ایک جگہ وہ سب جمع ہو گئے باہم یہ کہنے لگے کہ آج تو سحر تیار کرو کل ہنگام سحر خضران شاہ وغیرہ جو یہان مسلمان ہین انھین سحر مین گرفتار کر کے مار ڈالو یہ تجویز کر کے جملہ ساحران بدکردار سحر خوانی مین مصروف ہوئے یہ خبر خضران شاہ کو پہونچی خضران شاہ نے وقت نصف شب حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور تازہ مسلمانون کو ہمراہ لے کر سب کو سلاح جنگ دے کر اُن ساحران نابکار پر حملہ کیا ساحران نابکار ہوشیار ہو گئے اور سحر کرنے لگے جملہ اہل اسلام مبتلائے سحر ہونے لگے حمزہ صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ پڑھ کر پانی پر دم کیا اور ہر ایک کے اوپر وہ پانی چھڑکا سحر برطرف ہوا اہل اسلام ساحرون کو تیغ و تیر سے قتل کرنے لگے خصوصاً حمزہ صاحبقران نے صدہا پانی شر ساحر نہ تیغ کیے تا صبح لڑائی ہوئی ہنگام سحر کوئی ساحر زندہ نظر نہ آیا سب ہلاک ہو گئے خضران شاہ فتحیاب ہو کر حمزہ صاحبقران وغیرہ کو لے کر اپنے دولت سرا کیجانب روانہ ہوا جب مقام دربار پر پہونچا صاحبقران سے عرض کرنے لگا اب آپ تخت پر بیٹھیے مین روبرو آپ کے حاضر ہونگا حمزہ صاحبقران نے جواب دیا ای خضران شاہ تخت و تاج ملک و مال تمھارا تمکو مبارک ہو مجکو ہوس تخت نشینی نہین ہی یہ فرما کر خضران شاہ کو تخت پر بٹھا دیا خضران شاہ خوش ہوا چونکہ گل اندام وزیرزادی ملکہ ماہ جادو کی بھی مسلمان ہوئی تھی اُسنے خضران شاہ سے کہا تھا کہ ملکہ ماہ جادو آپ کی دختر کو خواجہ عمرو سے عشق و الفت ہر بس ہو جب دریافت ہوئے احوال کے خضران شاہ نے اپنی دختر کا سامان عقد مانند شاہان جلیل القدر کر دیا خواجہ ہنگام شب ملکہ ماہ جادو دختر خضران شاہ سے ہم بستر ہوئے بقدرت خالق الناس و جان اُسی شب کو ملکہ کو حمل رہا واضح ہو کہ اسی ملکہ کے بطن سے سمک بلیطاقی پیدا ہوا تھا احوال اسکے پیدا ہونے کا بمقام مناسب لکھا جائیگا جب صبح ہوئی خواجہ عمرو نے بیدار ہو کر خوابگاہ سے باہر جا کر غسل کیا پھر خدمت امیر مین حاضر ہوئے امیر با توقیر نے اُسی روز وہان سے مع خضران جادو و ہومان جادو و سیث بن مرذوق جادو وغیرہ کوچ کیا جب قریب لشکر اسلام پہونچے بادشاہ لشکر اسلام نے خبر تشریف آوری حمزہ صاحبقران سنکے مع جملہ سرداران لشکر و تمامی مردمان سپاہ امیر با توقیر کا استقبال کیا جب امیر فرودگاہ لشکر پر آئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اور چند روز اُسی جگہ مقام کیا قبل اسکے لکھا گیا ہی کہ دختر فرمان شاہ مسلمان ہو کر داخل لشکر اسلام ہوئی ہی خواجہ عمرو نے اُسی جگہ اُس سے عقد کیا اور ہمبستر ہوئے اُسکے بطن سے بقول بعض چالاک پیدا ہوا واضح ہو کہ بعض داستان گو یہ بیان کرتے ہین کہ یہ ملکہ فتنہ یعنے فرمان شاہ بھی مسلمان ہوا تھا اور ہمراہ لشکر اسلام تھا اُسنے برضا و رغبت عقد اپنی دختر کا خواجہ عمرو سے

کر دیا غرض بہر طور ملکہ فتنہ سے خواجہ عمرو نے عقد کیا جیسا کہ لکھا گیا اور اس مترجم کے نزدیک بطن ملکہ فتنہ سے چالاک بن عمرو پیدا نہین ہوا ہے چالاک قبل اسکے پیدا ہو چکا ہے غرض بعد عقد خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران نے پیر فرخاری کو مع اُسکے دونون فرزندون کے طہماس یونانی اور سلطان شاہ و طوغان بن بہمن وغیرہ اور سرداران لشکر اسلام کو اُسی مقام سے رخصت کیا پیر فرخاری وغیرہ اپنے اپنے ملک و شہر کیجانب با فوج و سپاہ روانہ ہوے بعد رخصت کرنے اکثر سرداران لشکر اسلام کے حمزہ صاحبقران نے اُسی جگہ سے مع کل لشکر کوچ کیا جانب بلخ بہ تعاقب نوشیروان روانہ ہوے

حال شاہزادہ علم شاہ نوجوان و ذکر نوشیروان و حال حمزۂ صاحبقران بیان کیا جاتا ہے

کہان ہے تو ای ساقی مہ لقا
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم ہے تجھے شیشہ و جام کی
تجھے اپنے جام و سبو کی قسم
ترے ہجر کا اب تحمل نہین
ارادہ ہے لکھون مین وہ داستان

مرے روبرو جلد آ جلد آ
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
قسم تجھکو مجھ رند ناکام کی
بس اب تجھکو میرے لہو کی قسم
مجھے دیر سے نشۂ مل نہین
جسے پڑھکے حیران ہون پیر و جوان

مرے قلب مضطر کی تجھکو قسم
تجھے حق بنت العنب کی قسم
تجھے اپنے اس میکدہ کی قسم
ذرا دیکھ تو آ کے صورت مری
پلا ساغر بادۂ مشکبو

مرے دیدۂ تر کی تجھکو قسم
تجھے میرے رنج و تعب کی قسم
نہ کر مجھپہ فی الحال ظلم و ستم
ہے بے لطف از حد طبیعت مری
نہ کر دیر اے ساقی خوبرو

داستان گویان ہیتال اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ علم شاہ جو کنارہ دریاے چشم پر آب سوے خارستان روانہ ہوے تھے تین روز تک اُس صحراے بے آب و گیاہ مین سرگردان رہے تشنگی و گرسنگی سے بدرجہ کمال اذیت اُٹھائی تیسرے روز قریب شام سامنے ایک کوہ مختصر کے پہونچے دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہے اُن سوداگرون مین ایک خواجہ سیاح تھا اُسنے حوالی روم مین علمشاہ کو بجاہ و حشم دیکھا تھا اس صحراے مذکور مین جو اُسنے علمشاہ کو با حال پریشان دیکھا دوڑکر خدمت علم شاہ مین گیا اور بعد تسلیم کے عرض کرنے لگا اے شاہزادہ ذیوقار آپ کا اسطرف تشریف لانا اس حال خراب سے کسو جہ سے ہوا علم شاہ نے تمام حال گذشت جو کنارہ دریا ظہور مین آیا تھا بیان کیا خواجہ سیاح نے نہایت افسوس کرکے عرض کیا حضور تشریف لیچلیں چند روز میرے قافلہ مین تشریف رکھین علمشاہ اُسکی تقریر سُنکے خاموش رہے خواجہ سیاح علم شاہ کو قافلہ مین لیگیا خدمتگزاری مین مصروف ہوا آب و طعام سامنے لایا علمشاہ نے کھانا کھایا آب سرد پیا حواس درست ہوے شکر خدا کیا اسی طرح چند روز تک خواجہ سیاح نے موافق اپنی لیاقت کے علمشاہ کی دعوت و مہمانی کی ایک روز علمشاہ اُس سے رخصت ہونے لگے خواجہ سیاح نے دست بستہ عرض کیا دو روز حضور اور تشریف رکھیے پھر آپ کو اختیار ہے علم شاہ نے عرض اُسکی قبول کی خواجہ سیاح دعوت و ضیافت و مہمانی مین مصروف ہو علم شاہ تو خواجہ سیاح کے قافلہ مین ہین لیکن اب حال نوشیروان کا لکھا جاتا ہے کہ جب نوشیروان عقابین سے گریزان ہوکر ہمراہ ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی وغیرہ داخل شہر بلخ ہوا ہوشیار بلخی نے نوشیروان کو اپنے شہر مین براحت و آرام مقیم کیا دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا بعد دو روز کے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے ایک عرضی لکھکر قاصد کو دے کر کہا یہ عرضی ہماری خدمت مین صلصال بن دال بن دیوبن شمائمہ جادو مین لیجا قاصد مذکور عرضی مسطورہ لے کر روانہ ہوا بعد روانہ کرنے قاصد کے ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی نے سعد سحر بلخی اور سعید بلخی کو

کہ عیاران نامی تھے اور قلعہ ہندوان بلخ مین رہتے تھے شاگرد اُنکے بہت تھے بلکہ ہندوان بلخ مین جسقدر مردم تھے
سب عیار پیشہ تھے طلب کیا جب وہ حاضر خدمت ہوئے ہوشیار بلخی نے کہا تم ایک زمانہ سے ہمارا نمک کھاتے ہو
اور ہماری عنایات سے سرفراز ہو لیکن کوئی کارنمایان آجتک تمنے نہین کیا فی زمانہ شہنشاہ نوشیروان ملک مین
آئے ہین اُنکے تعاقب مین سنا ہی کہ حمزہ صاحبقران مع لشکر فراوان آتے ہین پس یا تو تم جاؤ یا کسی اور عیار کو روانہ
کرو کہ حمزہ صاحبقران یا فرزندان حمزہ سے کسی فرزند کو بعیاری گرفتار کرکے لے آئے دونون عیارون نے
عرض کیا ہم اپنے ایک شاگرد رشید کو کہ نام اُسکا طوغان ہی روانہ کرتے ہین وہ جاکر حمزہ یا کسی پسر حمزہ کو ضرور
بیہوش کرکے لے آئیگا یہ کہکر بارگاہ ہوشیار بلخی سے نکلکر طوغان کو بلایا اور کہا جلد اس جانب جا حمزہ صاحبقران
یا پسران حمزہ سے کسی کو گرفتار کرکے لے آ طوغان باسباب عیاری اپنے تن پر آراستہ کرکے اُسی جانب روانہ ہوا
بعد ایک روز کے صحرا مین جاکر راہ اُسنے گم کی ہر جانب صحرا مین پھرنے لگا دوسرے روز قریب شام بشکل مسافر
ایک صحرا مین گیا دیکھا ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہی طوغان اُس قافلہ مین گیا اور کہا مین مسافر ہون راہ
بھول گیا ہون کئی روز سے سوائے برگ درختان کے قسم غلہ سے کچھ نہین کھایا ہی آپ سب حضرات میرے
حال پر مہربانی کرکے کچھ قسم طعام سے مجھے دیجیے اور راستہ مجھے بتائیے ایک شب یہان بسر کرکے پھر چلا جاؤنگا
خواجہ سیاح کہ رحم دل تھا اُسنے کہا اے مسافر تو میرا مہمان ہی جو کچھ ماحضر ہی نوش کر یہ کہکر اُسے آب و طعام دیا طوغان
نے کھانا کھایا آب سرد پیا بعد نکل و شرب کے علم شاہ کو دیکھکر خواجہ سیاح سے پوچھا یہ کون صاحب ہین کچھ انکے
حالات سے اطلاع دیجیے اُنکے چہرے سے شان امیری و سرداری عیان ہی اور شجاعت و جوانمردی آشکار ہی خواجہ
سیاح نے جواب دیا اے مسافر آگاہ ہو کہ یہ شاہزادہ علم شاہ پسر حمزہ صاحبقران ہین مسافر نقلی یہ حال سُنکر خوش
ہوا دل مین کہنے لگا کہ اب برلے حمزہ صاحبقران جانا بیکار ہی علم شاہ کو بیہوش کرکے لیچلو یہ تجویز کرکے خاموش رہا
جب ہنگام شب اہل قافلہ بستر ون پر آرام پذیر ہوئے مسافر مذکور بھی ایک جا لیٹ رہا جسوقت علمشاہ وغیرہ سو رہے
مسافر نقلی اپنے بستر سے اُٹھا اور قریب علمشاہ جاکر نے مین بیہوشی رکھکر سوراخ نے کو سوراخ نہاے بینی علمشاہ کے
پاس لیگیا پھر بیہوشی پھونک دی جب بیہوشی دماغ علم شاہ مین پہونچی چھینک آئی علمشاہ بیہوش ہوئے طوغان
عیار نے فوراً علم شاہ کو چادر عیاری مین باندھا بعدہ پشتارہ اُٹھاکر بالاے دوش رکھکر خیمہ سے نکلکر ایک جانب
روانہ ہوا جب صبح ہوئی اِدھر خواجہ سیاح نے علمشاہ کو خیمہ مین نہ پایا اور وہ مسافر نظر نہ آیا خواجہ سیاح نے
خیال کیا کہ وہ مکار مسافر نہ تھا بلکہ کوئی عیار تھا علمشاہ کو بیہوش کرکے لے گیا یہ خیال کرکے بمجبوری صبر کیا اور
طوغان عیار وقت سحر کنارہ دریا پر پہونچا اور ایک صندوق بہم پہونچا کر اُس صندوق مین علم شاہ کو رکھکر
ملاح سے کہا کہ جلد تر مجکو کشتی پر سوار کرکے شہر بلخ مین پہونچا دے کیونکہ اس صندوق مین اسباب گران بہا ہی
بحکم ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی مین نے خرید کیا ہی ملاح نے گفتگوے طوغان سُنکے وہ صندوق کشتی پر رکھا اور
طوغان کو کشتی پر بٹھاکر کشتی جانب شہر بلخ لیچلا تھوڑی دور کشتی گئی تھی ناگاہ آسمان پر ابر آیا ہواے تند چلنے لگی
طوفان عظیم آیا ملاح طوفان کو دیکھکر گھبرایا ہر چند اُسنے تدبیر کی مگر کشتی تلاطم امواج سے کسی طرح نہ ٹھہری
ایک کوہ سے ٹکراکر ٹوٹ گئی ملاح غرق آب دریا ہوا ایک تختہ پر وہ صندوق بہتا ہوا چلا دوسرے تختہ پر طوغان
بھی بیٹھا ہوا تھا وہ تختہ بھی بہتا ہوا چلا کہ جس تختہ پر طوغان بیٹھا تھا وہ تختہ بعد دو روز کے کنارہ دریا پر پہونچا
طوغان تختہ سے اُترکر سوے بلخ روانہ ہوا بعد قطع راہ بلخ مین پہونچا اور سعد سحر بلخی اور ہوشیار بلخی سے جو

جو قصہ گزرا تھا بیان کیا اور جس تختہ پر صندوق رکھا تھا وہ تختہ دریا مین بہتا ہوا چلا جاتا تھا اثناے راہ مین علم شاہ کو ہوش آیا بیہوشی کا اثر برطرف ہوا آنکھین کھولکر علم شاہ نے دیکھا کہ مین ایک صندوق مین بند ہون علمشاہ نے اک مشت مارکر صندوق کو توڑا دیکھا کہ صندوق ایک تختہ پر رکھا ہوا ہی تختہ دریا مین بہتا ہوا چلا جاتا ہی چونکہ دو روز گذر چکے تھے علم شاہ کو خواہش طعام از حد تھی حالت گرسنگی اور حال تلاطم آب دریا مین برجوع قلب خدا سے دعا کی دعا قبول ہوئی وہ تختہ کنارہ دریا پر پہونچا علم شاہ نے تختہ سے اُترکر برگ درختان و ثمر اشجار بے اختیار کھائے گونہ گرسنگی زائل ہوئی پھر ایک جانب روانہ ہوے قریب شام ایک در باغ پر پہونچے دیکھا در باغ کھلا ہی باغ مین طائران خوش الحان اشجار پر بیٹھے ہوے نغمہ سرا ہین علم شاہ بے اختیار اُس باغ مین گئے باغ کو چہار جانب دیکھا غنچۂ دل صورت گل شگفتہ ہوا کیونکہ وہ باغ رشک باغ ارم تھا بمقتضاے ابیات

بارہ دری کے گرد مین تھا باغ — دیکھے رضوان تو کہے سینہ داغ
مشک خالص کی تھی زمین سبھی — اور کرنکی تھی اسپہ گھاس جمی
تھے خزف کی جگہ پڑے یاقوت — روح حورون کی جنسے پائے قوت
تھی طلائی کٹہری جو وہ دیوار — اسپہ تھا سب جڑاؤ میناکار
اسمین انواع قسم کے تھے درخت — ایستادہ تھے سرو ہوکے کرخت
تھے جواہر نگار وہ جو شجر — بلبلین بیٹھتی تھین جا جاکر
چہچہاتی تھین بلبلین خوش ہو — آنکہ اسکے لڑاتی تھی شبو
اشرفی جا بجا ہی جو ہی ہرسنگار — تھی ہر اک طرح کی ہر اکپہ بہار
کہین گیندے لگے ہوے تھے زرد — یار کے رخ کے عکس سے پر درد
سیوتی کی بہار ایک طرف — کیتکی کی قطار ایک طرف
تختہ تھا اک طرف گلاب کا جو — کیا بیان آب و تاب اسکی ہو
نسترن رائبیل اور نسترین — باغ مین اگا تھا جدا آئین
کہین نرگس کہین بہ داؤدی — اور جھومی ہوئی گھٹا اودی
بادلہ ہر روش پہ بچھا تھا — صحن گلشن سپہر آسا تھا
نخل وان وہ تمام الماسی — صاف ترشے ہوے اناناسی
یون نہالون کی اسمین جلوہ گری — جسطرح سے نگینہ شجری
بادلہ پوش وہ ہر ایک شجر — وہ تمامی کی تھیلیون مین ثمر
دست ہر شاخ تھا کف موسی — پھول پھل صورت ید بیضا
نخل انگور تھے وہ نور آگین — خوشہ خوشہ تھا خوشۂ پروین
تھی لبالب گلاب سے ہر نہر — جوش سے پانی مارتا تھا لہر
نہر کو دیکھکر یہ لہرائے — منہ مین کوثر کے پانی بھر آئے
پر حباب اُسکا رشک غنچۂ گل — گیسوے موج طرۂ سنبل
تھا بڑا اسمین قصر میناکار — تھی جواہر سے سب بھری دیوار
طاق کسرا سے حسن مین وہ چند — قصر قیصر سے مرتبہ مین بلند
چار سو اک چبوترہ پر نور — صاف مانند لوح سینۂ حور
سائبان وہ ہر ایک زردوزی — غیرت افزاے ابر نوروزی
شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام — صبح جنت بھی جنسے نور لے وام
آئنہ سنگ کوہ طور کے تھے — جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
طرفہ فرشی کنول یہ جوبن تھا — نور نار ایک جا یہ روشن تھا
کیا کہون تھا جو نور فرش کا روپ — چاندنی ململی تھی میلی تھی دھوپ
صدر مین ایک مسند پر زر — مہر جیسے بساط گردون پر
پردے زربفت کے بہت بھاری — شیر ماہی کی دوچقین ساری

علم شاہ نے چہار جانب جاکر خوب باغ و بارہ دری کی سیر کی بعد سیر مسند پر زر پر بیٹھے دل مین خیال کرنے لگے یہ باغ کسی شاہ ذیوقار کا ہی ورنہ ایسا سامان اور کسی کو ممکن کہان ہی ہنوز علم شاہ مسند پر بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک پیر بیلچہ طلائی دستہ اُسکا نقرئی ہاتھ مین لیے ہوے خس و خاشاک ہر ایک چمن سے دور کرتا ہوا کیاریون کو درست کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آیا دیکھا اُسنے کہ ایک جوان خوبرو بالاے مسند بیٹھا ہی اُس بڈھے نے آگے بڑھکر پوچھا تم کون ہو کہان سے آئے ہو یہان کیون بیٹھے ہو اس باغ مین کسی کے آنیکا حکم نہین ہی تم کیون چلے آئے علم شاہ نے جوابدیا ای بڈھے مین ایک مرد غریب ہون راہ بھولکر اس باغ مین چلا آیا ہون باغ کی سیر کرکے یہان بیٹھا ہون تھوڑی دیر مین چلا جاؤنگا بڈھے نے مہربان ہوکر کہا کہ ای نوجوان میرے کہنے کا برا نہ ماننا مین اس باغ کے باغبانون کا

افسر ہون نام میرا شیخ لدھا ہی اسوقت تمھین دیکھکر مجھے اپنا فرزند نوجوان یاد آگیا افسوس وہ پورا جوان بھی نہونے پایا تھا اس گلشن عالم سے سوے عدم گیا اگر تم میرے گھر مین رہو تو مین تمکو بجاے فرزند پرورش کرون اور ہر وقت تمکو دیکھکر صورت گل شگفتہ خاطر ہون علم شاہ نے جواب دیا کہ ای مرد پیر تم مجھکو بجاے پسر تصور کرو مین چندے تمھارے مکان مین رہونگا تمھاری خاطر شکنی نہ کرونگا مجھے تمھارے حال پر رحم آیا ہی شیخ لدھا یہ تقریر علم شاہ سنکر خوش ہوا فوراً ایک طبق مین انار وسیب و انگور اسی باغ سے لیکر روبروے علم شاہ رکھدیے علم شاہ نے چند دانے انگور کھائے اور کہا انگور ذائقہ شراب رکھتا ہی اسوقت اسکے کھانے سے شراب انگور کا ذائقہ یاد آگیا شیخ لدھا نے پوچھا کہ ای فرزند کیا تمھین میکشی کا بھی شوق ہی علم شاہ نے کہا البتہ شیخ لدھا یہ سنکے چلا گیا اور شیشہ و ساغر لیکر آیا اور سامنے علم شاہ کے رکھکر کہنے لگا یہ شراب موجود ہی جسقدر دل چاہے پیو علم شاہ نے کہا تم بھی ہمارے ساتھ میکشی کرو اسنے انکار کیا آخر بعد اصرار شیخ لدھا بھی شریک میکشی ہوا ہنوز ایک ایک جام شراب پیا تھا ناگاہ در باغ پر شور و غل ہوا شیخ لدھا نے گھبراکر علم شاہ کی طرف دیکھا علم شاہ نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی اسنے کہا ای فرزند آگاہ ہو کہ یہ شہر خاور ہی حاکم اس ملک کا خسرو خاوری ہی اسکے چار فرزند ہین اور ایک دختر ہی فرزندون کے نام یہ ہین ایک کا نام قیاس خان ہی دوسرے فرزند کا نام تہمتن خان ہی تیسرے لڑکے کا نام الماس خان ہی چوتھے پسر کا اسم سلیتن خان ہی اور دختر کا نام خورشید خاوری ہی یہ باغ اسی دختر کا ہی اور سیرگاہ ہی اکثر براے تفریح طبع اس باغ مین آتی ہی چنانچہ اسوقت ملکہ خورشید خاوری آئی ہی ہمراہ سواری اکثر ہمجولیان اسکی ہین اور سواران لشکر ہین تم ذرا اس گوشۂ باغ مین جاکر ٹھہرو اب ملکہ خورشید خاوری یہان سواری سے اترکر آئیگی اگر تمھین یہان دیکھے گی مجھپر غضبناک ہوگی علمشاہ یہ سنکے گوشۂ باغ کیجانب چلے گئے اور جاکر ایک کرسی پر گوشۂ باغ مین بیٹھے اتنی دیر مین ملکہ خورشید خاوری سواری سے اترکر باغ مین آئی پیر نے جھک کر سلام کیا ملکہ بارہ دری مین آکر مسند زرنگار پر بیٹھی اتفاق سے اس روز ملکہ تنہا باغ مین آئی تھی کوئی ہمجولی اسکے ساتھ نہ تھی فقط چند کنیزین ہمراہ تھین بعد تھوڑی دیر کے ملکہ براے سیر باغ مسند سے اٹھکر جانب چمن نرگس چلی چونکہ علم شاہ قریب چمن نرگس بیٹھے تھے ملکہ خورشید خاوری رخ زیباے علمشاہ کو دیکھکر عاشق ہوئی علم شاہ اسکے حسن وجمال پر نظر کرکے بے اختیار ہنسے ملکہ بناز و ادا وہان سے بھاگ کر بارہ دری مین جاکر بالاے مسند بیٹھی اور شیخ لدھا سے کہنے لگی ای بڈھے آج تونے کس جوان کو باغ مین بٹھایا ہی سچ بیان کرو ورنہ ابھی تجھکو قتل کراؤنگی لدھا نے دست بستہ عرض کیا ای ملکہ عالم اصل حال یہ ہی کہ فرزند میرا براے ملازمت جانب ایران چلا گیا تھا آج آیا ہی وہی باغ مین بیٹھا ہی ملکہ نے کہا اگر تیرا فرزند ہی تو اسے میرے پاس لے آ باغبان مذکور گیا اور علم شاہ کو ہمراہ لے کر خدمت ملکہ مین آیا اب علم شاہ نے ملکہ خورشید خاوری کو بخوبی دیکھا نہایت حسین و صاحب جمال پایا اگر یہ مترجم سراپاے ملکہ خورشید خاوری کی توصیف کرے تو محض طول ہوگا اسوجہ سے توصیف خوبی سراپاے ملکہ رقم نہین کی گئی المدعا جب علم شاہ روبرو آئے ملکہ نے علم شاہ سے کہا بیٹھ جاؤ علم شاہ پہلوے ملکہ مین بالاے مسند بیٹھ گئے اسوقت ملکہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر یہ جوان پسر باغبان ہوتا تو ایسی جسارت نہ کرتا ہرگز میرے پہلو مین نہ بیٹھ جاتا یہ خیال کرکے ملکہ نے علم شاہ سے پوچھا سچ کہو تمھارا نام کیا ہی کس کے تم فرزند ہو میرے باغ مین تمھارا آنا کسطرح ہوا علم شاہ نے جواب دیا ای ملکہ نام میرا علم شاہ ہی حمزہ صاحبقران کا فرزند ہون بعد اسکے تمام احوال اپنا بیان کیا چونکہ شیخ لدھا علم شاہ اور ملکہ سے دور کھڑا تھا اس وجہ سے اسنے گفتگو سے

ملکہ اور علم شاہ کی ابھی سیری نہین ہوئی ہنوز علم شاہ پہلوے ملکہ مین بیٹھے تھے اپنے احوال سے ملکہ کو آگاہ کر چکے تھے ارادہ ملکہ یہ تھا کہ کشتی شراب طلب کرکے میکشی کرے ناگاہ در باغ پر کچھ سوار فرستادہ خسرو خاوری آئے اُنھون نے کنیزان ملکہ کو بلا کر کہا جلد جا کر ملکہ عالم سے کہدو کہ ابھی آپ کے برادر قیماس خان داخل خاور ہوئے ہین حضور کے دیکھنے کے لیے باغ مین آتے ہین کنیزون نے ملکہ سے عرض کیا ملکہ گھبرا کر پہلوے علم شاہ سے اُٹھی علم شاہ نے پوچھا ای ملکہ خیر تو ہی کہان جاتی ہو ملکہ نے کہا ہان خیر ہی تم اسی باغ مین رہنا مین وقت شب آؤنگی یہ کہکر ملکہ سوار ہو کر اپنے باپ کی خدمت مین گئی قیماس خان اپنے بھائی کو دیکھکر خوش ہوئی اور پوچھا ای برادر یہ تو کہو کہ صلصال بن وال بن دیو بن شامہ جادو کی خدمت سے اسقدر جلدی کیون چلے آئے قیماس خان نے کہا ای ہمشیرہ اول تو دل میرا گھبرایا دوسرے صلصال نے چاہا تھا کہ اپنے پسر تمتاج خان کو واسطے تعلیم کرانے ہنر ہاے پہلوانی و سپہگری کے میرے حوالے کرے اسے مین نے منظور نہ کیا اور اُس سے رخصت ہو کر یہان چلا آیا ملکہ تقریر اپنے برادر کی سُنکے خاموش ہو رہی ہنگام شب مع اپنی ہمرازون کے سوار ہو کر پھر باغ مین آئی پہلوے علم شاہ مین بیٹھی اور شیخ لدھا کو بلا کر بتاکید کہا کہ تم اپنے فرزند کو براحت و آرام اس باغ مین رکھنا جس چیز کی ضرورت ہو مجھسے طلب کرنا کسی طرح کی اسکے فرزند کو تکلیف نہ دینا ورنہ تمکو سزاے سخت دونگی اور ہنگام سحر اپنے فرزند کو دربار مین میرے والد کے لانا خبردار بھول نہ جانا شیخ لدھا نے عرض کیا یہ نمک خوار حکم سرکار ضرور بجا لائیگا ملکہ تھوڑی دیر بیٹھکر علم شاہ سے رخصت ہو کر پھر سوار ہو کر چلی گئی وقت سحر شیخ لدھا علم شاہ کو اپنے ہمراہ لیکر دربار خسرو خاوری مین گیا بعد اداے لوازم تسلیم دست بستہ روبرو کھڑا ہوا قیماس خان اُسوقت عنقریب اپنے پدر خسرو خاوری کے بیٹھا تھا اُسنے شیخ لدھا سے پوچھا کہ ای لدھا آج یہ نوجوان تمھارے ہمراہ کون ہی ہمنے اسکو کبھی نہین دیکھا ہی لدھا نے عرض کیا ای شاہزادہ ذیجاہ یہ میرا فرزند ہی زمانہ زیادہ ہوا یہ براے ملازمت ایران مین گیا تھا اب نوکری چھوڑکر چلا آیا ہی آج مین اسے دربار مین لے آیا ہون چونکہ اُسنے فن سپاہگری بخوبی حاصل کیا دست و پا مین قوت ہی علاوہ اسکے جاہل ہی اسوجہ سے کسی کے آگے سر نہین جھکاتا ہی بندگی سلام نہین کرتا ہی اب یہ یہان آیا ہی مین اسکو آداب و قواعد دربار شاہی سکھاؤنگا قیماس خان نے بغور علم شاہ پر نظر کرکے خیال کیا کہ چہرہ اُس جوان کے آثار شجاعت و دلیری عیان ہین اسکو اپنے پاس رکھنا چاہیے یہ خیال کرکے کہا ای شیخ لدھا تم اپنے فرزند سے کہو کہ ہر روز ہماری خدمت مین حاضر رہا کرے شیخ لدھا نے علم شاہ سے کہا علم شاہ نے قبول کیا اور اُسی وقت پس پشت قیماس خان جا کر کھڑے ہوے قیماس خان نے شیخ لدھا سے گفتگو کرکے خاموش ہوا تھا ناگاہ دربارگاہ پر شور و غل ہوا قیماس خان نے ملازمون سے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی بعض بعض ملازمون نے حال دریافت کرکے عرض کیا کہ اسوقت قاصد ترک توسن یلطاقی کا ترکستان سے آیا ہی نام قاصد کا فولاد زنگی ہی نہایت قوی ہی اُسی کے آنے کی وجہ سے یہ شور و غل ہی قیماس خان تو یہ سنکے خاموش ہوا لیکن خسرو خاوری نے خبر اُسکے آنے کی سُنکے حکم دیا کہ اُسے ہمارے روبرو لے آؤ ملازم گئے اور فولاد زنگی کو دربار مین لے آئے فولاد زنگی نے موافق دستور خسرو خاوری کو سلام کیا اور نامہ حوالے کیا خسرو خاوری نے حکم دیا بیٹھ جاؤ فولاد زنگی ایک کرسی پر بیٹھ گیا خسرو خاوری نے نامہ تمام و کمال پڑھ کر وہ نامہ قیماس خان کو دیا قیماس خان نے بھی عبارت اُس نامہ کی پڑھی خلاصہ مضمون نامہ یہ تھا کہ ای خسرو خاوری ہمنے ہمراہ فولاد زنگی محافہ بھی بھیجا ہی تمھین لازم ہی کہ اپنی دختر ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مذکور مین سوار کرکے ہمارے پاس بھیجدو تاکید جانو

اور یہ امر موجب تمھاری عزت افزائی کا ہی علم شاہ نے بھی عبارت نامہ کی پڑھی غرض بعد پڑھنے عبارت نامہ قیماس خان کے فولاد زنگی سے کہا آجتک تو کبھی شاہان ترکستان نے بادشاہ خاوری کی دختر طلب نہین کی تھی اور کبھی یہان کے بادشاہون نے بیٹی اپنی نہین دی ہی اب ترک توسن یلطاقی یہ امر ایجاد کرتا ہی فولاد زنگی نے جواب دیا بہتر یہی ہی کہ ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مین سوار کر دیجیے ورنہ میرے ہمراہ فوج آئی ہی اور حکم شاہ بھی مجھے یونہین ہی کہ اگر خسرو خاوری یا برادران ملکہ خورشید خاوری خلاف ہمارے حکم کے عمل مین لائین تو بزور شمشیر ملکہ کو لیکر ہمارے پاس چلے آنا جسوقت یہ تقریر علم شاہ نے سُنی فولاد زنگی سے کہا ای سیہ رو کیا بکتا ہی خاموش رہ ہرگز ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مین سوار کرکے نہ روانہ کرینگے فولاد زنگی نے غضبناک ہوکر جواب دیا او اپنے ملازم خسرو خاوری کے تجکو اُمور سلاطین مین کیا دخل ہی تو کیون اس امر مین گفتگوے بیجا کرتا ہی یہ کہکر ایک مشت او پر سینہ علم شاہ کے لگا کر چاہتا تھا کہ قیماس خان سے کچھ کلام کرے کہ علم شاہ نے بھی برہم ہوکر ایک طمانچہ اُسکے رخسارہ پر اس زور سے مارا کہ سر اسکا چنبر گردن سے بالاے دوش گرا منکا اُسکا ڈھل گیا روح اسکی جسم سے فی الفور نکل گئی فولاد زنگی کرسی سے بروے خاک گرا ہمراہیان فولاد زنگی لاشہ فولاد زنگی کا اٹھاکر نالان وگریان سوے ترکستان روانہ ہوے یہان خسرو خاوری اور قیماس خان نے علم شاہ سے کہا کہ ای جوان تو نے غضب کیا فولاد زنگی کو مار ڈالا جب لاشہ فولاد زنگی کا ترک توسن یلطاقی دیکھیگا تو یقیناً غضبناک ہوکے ہمپر لشکر کشی کریگا اُسکے پاس فوج زیادہ ہی ہمارے پاس فوج کم ہی ہم اُس سے مقابلہ کر نہین سکتے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی علم شاہ نے کہا آپ کچھ فکر و اندیشہ نہ کیجیے جسوقت ترک توسن یلطاقی مع فوج یہان آئیگا مین اُس سے مقابلہ کرونگا جسطرح سے فولاد زنگی کو ہلاک کیا ہی اُسی طرح ہنگام جنگ اُسے بھی تہ تیغ کرونگا قیماس خان یہ قوت و زور دیکھکر اور گفتگوے علم شاہ سُنکر متحیر ہوا ابھی قیماس خان غرق دریاے فکر مین تھا یکایک دروازہ بارگاہ پر غلغلہ ہوا قیماس خان نے پوچھا اب یہ شور و غل دربارگاہ پر کیون ہوتا ہی کچھ ملازم گئے اور جلد دریافت کرکے حاضر ہوے اور دست بستہ عرض کرنے لگے ای شاہزادہ عالیوقار ایک ناقہ سوار نامہ صلصال بن وال بن دیو بن شمامہ جادو لے کر آیا ہی چاہتا ہی کہ حاضر دربار ہو خسرو خاوری نے حکم دیا کہ اُسے دربار مین لے آؤ ملازمون نے اُسے دربار مین بلایا نامہ دار نے قیماس خان کو موافق قاعدہ مجرا کرکے نامہ دیا قیماس خان نے بتعظیم نامہ لیا بعدہ عبارت نامہ ملاحظہ کی صلصال نے قیماس خان کو لکھا تھا کہ نوشیروان بلخ مین آکر پہونچا ہی عرضی ہوشیار بلخی سے معلوم ہوا ہی اور خود حمزہ صاحبقران مع فوج کے آے ہین لہذا تمکو لکھا جاتا ہی کہ تم بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے مع فوج جلد آؤ تجکو نوشیروان کی مدد کرنا ضرور ہی کیونکہ اول تو وہ ہمارے قلمرو مین بھاگ کر آیا دوسرے حمزہ صاحبقران کے سرداران لشکر نے میرے تین فرزندون کو قتل کیا ہی اُسوقت دو فرزندون کے لاشے یکے بعد دیگرے میرے پاس آے ہین میری آنکھون مین کثرت غم سے جہان تاریک ہی مجکو اہل اسلام سے اپنے فرزندون کو انتقام لے لینا واجب و لازم ہی پس جلد تر ہم تک اپنے تئین پہونچاؤ قیماس خان نے نامہ پڑھکر اُسی وقت ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ مین تو بالفعل حاضر خدمت حضور ہو نہین سکتا کیونکہ فی الحال ترک توسن یلطاقی مع لشکر براے جنگ اسطرف آنے والا ہی مین اُس سے لڑونگا جہانتک ممکن ہوگا اُسے شکست دونگا لیکن اختر ابر خاوری کو خدمت والا مین روانہ کرتا ہون بعد فراغ جنگ مذکور مین بھی حاضر خدمت ہونگا غرض اس مضمون مندرجہ کی عرضی لکھکر اختر ابر خاوری کو

وہ عرضی دیکر مع تھوڑی سپاہ روانہ کیا جب وقت دربار برخاست ہونے کا آیا خسرو خاوری نے دربار برخاست کیا قیماس خان اور خسرو خاوری داخل محلسرا ہوئے علم شاہ باغ مین آئے بوقت شب ملکہ خورشید خاور کہا اپنے باپ اور بھائیون سے پوشیدہ ہوکر سوار ہوئی باغ مین آئی پہلوے علم شاہ مین بیٹھی علم شاہ نے حال فولادر نگی کا بیان کیا ملکہ خوش ہوئی تھوڑی دیر کے بعد ملکہ باغ سے چلی گئی اسی طرح ملکہ ہر شب باغ مین آتی اور علمشاہ کے پہلو مین بیٹھتی اب علم شاہ کو باغ مین رہنے دیجیے احوال اُنکا انشاء اللہ بعد ہٖ لکھا جائیگا لیکن اب احوال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ حمزہ صاحبقران کوچ اور مقام کرتے ہوئے جانب بلخ چلے جاتے تھے ایک روز سر شام ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے اُسی جگہ مقام کیا وہان سے تین منزل شہر بلخ تھا شب بسر کرکے وقت سحر حمزہ صاحبقران نے ایک نامہ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو اس مضمون کا لکھا کہ اب تمکو لازم یہی ہی کہ دین اسلام قبول کرو نوشیروان کی اعانت نہ کرو جسوقت نامہ تمام وکمال تحریر ہو چکا سر نامہ پہ مہر کرکے امیر نے فرمایا کہ کون دلاور اس نامہ کو لیجائیگا اور جواب اُسکا ہوشیار بلخی سے لائیگا ہنوز کوئی دلاور کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر اس نامہ کو مین لیکر جاؤنگا امیر با توقیر نے نامہ خواجہ عمرو کو دیا خواجہ نامہ لیکر سوے بلخ روانہ ہوے بعد قطع راہ جب دروازہ شہر بلخ پر پہونچے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو خواجہ کے آنے سے آگاہی ہوئی دونون نے حکم دیا کہ نامہ دار کو آنے دو خواجہ سیر شہر کرتے ہوے روبروے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کے پہونچے بدستور قدیم خواجہ نے نامہ دیا ہوشیار بلخی نے اشارہ بیٹھنے کا کیا خواجہ بالاے کرسی بیٹھ گئے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر خواجہ سے کہا کہدینا کہ ہم ہرگز آپ کی اطاعت نہ کرینگے حتی الامکان آپ سے لڑینگے یہ کہکر خواجہ کو رخصت کیا عمرو دربار سے اُٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے بعد روانگی خواجہ کے وہ نامہ دار جسکو ہوشیار بلخی نے خدمت صلصال مین روانہ کیا تھا آیا اور در جواب عرضی ایک نامہ اس مضمون کا لایا کہ ای ہوشیار و گوشیار بلخی عرضی تمھاری ہمین پہونچی شہنشاہ نوشیروان کو بآرام تمام رکھنا ہمنے جملہ شاہان ممالک کو جو ہمارے فرمانبردار اور مطیع ہین انھین نامے لکھے ہین سب مع فوج و لشکر میری اور تمھاری مدد اور کمک کو جلد آئینگے ہوشیار و گوشیار بلخی عبارت نامہ پڑھکر خوش ہوے اور شہر کا بخوبی انتظام کرکے سامان جنگ مین مصروف ہوے چندے شاہان بلخ کو تو سامان جنگ مین مصروف رہنے دیجیے اور خواجہ عمرو کو اثناے راہ مین چھوڑیے لیکن اب احوال حمزہ صاحبقران کا سنیے کہ حمزہ صاحبقران نے بعد روانہ کرنے خواجہ عمرو کے لشکر کو اُسی جگہ چھوڑکر قصد شکار کیا اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر جانب صحرا تنہا روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے ایک آہو نظر آیا امیر نے اُسے تیر سے زخمی کیا آہو زخمی ہوکر بھاگا امیر نے اُسکا تعاقب کیا آخر آہو ایک جگہ گرا امیر نے مرکب سے اُترکر اُسے ذبح کیا اور زیر شجر اُس آہو کو لیجاکر گوشت اُسکا پوست سے جدا کیا اور ارادہ کیا کہ کباب گوشت آہو کے تیار کیجیے اور اسی صحرا مین کھائیے امیر تو تیاری کباب مین مصروف ہوے لیکن ادھر ہوشیار بلخی نے سعید بلخی عیار کو بلاکر کہا کہ جلد جا حمزہ صاحبقران یا خواجہ عمرو کو کسی طرح بیہوش کرکے لے آ سعید بلخی فوراً بصد عجلت روانہ ہوا یہان صحراے سبزہ زار مین امیر زیر شجر بیٹھے ہوے تیاری کباب مین مشغول تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک درویش سامنے سے نمایان ہوا سامنے حمزہ صاحبقران کے آکر کہنے لگا بابا داتا بھلا کرے سدا بول بالا رہے سرداری و امیری کے مرتبہ پر ہمیشہ خدا برقرار رکھے اقبال دمبدم فزون ہو دشمن سدا ذلیل و خوار رہے معبود ہر آفت و بلا سے بچاے حمزہ صاحبقران نے کہا ای شاہ جی

معلوم ہوتا ہی کہ تم صاحب کشف وکرامات ہو مجھے تم پہچان گئے کہ مین حمزہ صاحبقران ہون یہ کہکر چند اشرفیان
جیب سے نکال کر درویش کو دین فقیر نے دعا دے کر اور خوش ہوکر کہا ہان بابا مرشد کی خدمت سے یہ شرف
حاصل ہوگیا ہی فقیر روشن ضمیر ہی یہ کہکر درویش نے کہا بابا تم ہٹجاؤ آگ کے پاس نہ بیٹھو دھوین سے تکلیف
نہ اٹھاؤ اس فقیر کو کباب تیار کرنے مین مداخلت ہی قبل اسکے مجکو شوق شکار تھا صاحب زر تھا اب فقیر ہوگیا ہون
یہ تقریر کرکے درویش بیٹھ گیا اور کچھ لکڑیان اور خس وخاشاک جمع کرکے آگ ایسی تدبیر سے روشن کی کہ دھوان
حمزہ صاحبقران کی طرف جاے جسوقت دھوان حمزہ صاحبقران کی طرف گیا اور دماغ امیر مین پہونچا امیر
کو چھینک آئی فورا امیر بیہوش ہوے درویش نے نعرہ کیا منم سعید سخر بلخی واضح ہو کہ سعید سخر بلخی نے اُس
آتش پر سفوف بیہوشی بکثرت ڈالا تھا اُسکے دھوین سے امیر بیہوش ہو گئے تھے غرض عیار مذکور امیر کو چادر عیاری
مین باندھکر پشتارہ دوش پر اٹھاکر سوے بلخ روانہ ہوا اشقر دیوزاد وہین کھڑا رہا سعید سخر بلخی بلخ مین پہونچا
ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی نے خوش ہوکر کہا کہ امیر کو طوق وزنجیر مین گرفتار کرکے زندان مین قید کرو سعید بلخی
بعد تعمیل حکم کے کسی ضرورت کے واسطے چلا گیا یہان لشکر اسلام مین بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران لشکر انتظار
کرکے متردد ہوے آخر اکثر سردار براے تلاش امیر سوے صحرا روانہ ہوے صحرا مین اشقر دیوزاد کو پایا اور آہو کو
ذبح کیا ہوا بالاے زمین دیکھا اور کچھ آگ افسردہ بھی وہان دیکھی سرداران لشکر نے خیال کیا کوئی عیار بلخ سے
آکر امیر کو بیہوش کرکے لیگیا ہی غرض سرداران مذکور اشقر کو لے کر لشکر مین آے اور خدمت سلطان سعد مین جاکر
عرض کرنے لگے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ بلخ سے کوئی عیار آیا تھا وہ حمزہ صاحبقران کو بیہوش کرکے لیگیا ہی ابھی
سرداران لشکر اسلام سلطان سعد سے عرض کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو آگئے اور سلطان سعد کی خدمت
مین جاکر جو کچھ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے کہا تھا عرض کیا سلطان سعد نے فرمایا ای خواجہ بعد تمہارے
جانے کے امیر باتوقیر صحرا مین براے شکار گئے تھے ابھی سرداران لشکر اشقر دیوزاد کو لاے ہین امیر کا کچھ
پتہ اور نشان نہین ہی کہ وہ کہان گئے کون انھین لے گیا پس اب تمہین جاکر امیر کی جستجو کرو خواجہ اسی وقت
جانب بلخ بشکل مبدل روانہ ہوے وقت شب قریب تر بارگاہ ہوشیار بلخی کے پہونچے خواجہ نے سنا کہ آج ہوشیار
بلخی اور گوشیار بلخی نے بزم عشرت آراستہ کی ہی خواجہ یہ سنکے سوے بارگاہ چلے اتفاقا ایک ساقی بچہ بارگاہ سے
واسطے کسی ضرورت کے باہر آیا خواجہ نے اُسے بیہوش کرکے اُسکو ایک گوشہ مین ڈالدیا اور زنبیل پر ہاتھ
رکھکر کہا یا دادا آدم صفی اللہ اسوقت میری صورت اور قد میرا مثل اس ساقی بچہ کے ہوجاے فی الفور
ایک لمحہ مین ویسی ہی شکل ہوگئی خواجہ اندر بارگاہ کے گیا دیکھا نوشیروان بالاے تخت بیٹھا ہی بختک
بدنہاد وزارت پر موجود حاضر ہی ایک جانب ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی وغیرہ بیٹھے ہین ساقی بچے کشتیان
شراب ناب کی لاے ہین ارادہ شراب پلانے کا ہی خواجہ نے ان ساقی بچون سے شیشہ شراب لے کر دیکھ
بھال کر بیہوشی پیالا کل شیشون مین ملائی پھر شیشہ سے شراب جام مین انڈیل کر ہوشیار بلخی کے سامنے
جام مے لے کر گئے اُسنے اشارہ سے کہا پہلے نوشیروان کو شراب پلاؤ خواجہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے
نازو ادا سے قدم اٹھاتے ہوے ہر ایک سے بچشم وابرو اشارہ کرتے ہوے مسکراتے ہوے نوشیروان
کے سامنے گئے اور کہا بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند وچنین نیز ہم نخواہد ماند +
نوشیروان نے جام لے کر شراب پی پھر خواجہ نے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی اور اُنکے جملہ سرداران

لشکر کو جو اُس بزم مین موجود تھے سبکو شراب پلائی بعدہ جام شراب سے بھر کر سامنے بختک کے گئے ہر چند خواجہ نے سحرہ زنبیل سے طلب کیا تھا رنگ و روغن سے شکل اپنی تبدیل نہین کی تھی مگر چونکہ بختک حرکات عمرو سے واقف تھا سمجھ گیا یہ ساقی خواجہ عمرو ہین یہ انداز اُنھین کے شراب پلانے کا ہی یہ سمجھ کر آہستہ دست بستہ کہنے لگا مجھے تو یہ شراب نہ پلایئے میرے حال پر رحم کیجیے خواجہ نے اشارہ سے کہا اے بختک فتنہ و فساد برپا کروگے ہاری عیاری مین خلل انداز ہوگے بہتر ہی کہ یہ شراب پیلو اگر یہ شراب نہ پیوگے تو خنجر سے تمھین ہلاک کرونگا بختک خواجہ کی تقریر سے مطلع ہوکر نہایت خائف ہو کر آہستہ کہنے لگا اچھا آپ خفا نہون مین شراب پیلونگا آپکے حکم کو بجا لاؤنگا یہ کہکر جام لیکر شراب بمجبوری پی گیا تھوڑی دیر مین سرداران لشکر ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی وغیرہ کو جو نشہ ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی ایک سردار نے دوسرے سردار سے کہا بھئی اسوقت تمھاری مونچھ پر بہاڑی کوا بیٹھا ہی کچھ تمکو خبر بھی نہین ہی وہ بے خبر ہو یہ کہکر اُسکی مونچھون پہ ہاتھ مار کر مونچھین نوچلین اور کہا دیکھو یہ کوا پکڑ لیا جسکی مونچھین نوچین تھین اُسے غصہ آیا اور کہا تمھاری ٹھڈی مین چمگادڑ لٹکتا ہی تمکو بھی تو اس احوال سے اطلاع نہین ہی یہ کہکر اُسکی ڈاڑھی پہ ہاتھ ڈال کر ریش اُسکی نوچ لی اُسے بھی غصہ آیا پہلے اُسنے طمانچہ مارا اُسنے اُسے گھونسا مارا آخر دونون کھڑے ہونے لگے اور تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے یہ احوال دیکھکر ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی اور نوشیروان وغیرہ برائے رفع فساد جو اُٹھے بیہوشی نے اثر تو بخوبی کیا تھا اُٹھ نا سکے ہر ایک بالاے فرش و تخت گر کر بیہوش ہوگیا جب سب بیہوش ہو چکے اُسوقت خواجہ نے رنگ و روغن نکال کر ہوشیار بلخی کو بصورت زن خوبرو بنایا اور پہلوے نوشیروان مین لٹایا اور گوشیار کی طرف سے ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اے شہنشاہ یہ نازنین آپکی خدمت مین حاضر کی گئی ہی اس سے کام دل حاصل کیجیے رقعہ لکھکر نازنین کے شانے پر ڈوری سے باندھکر گوندھ لگا دیا اور اسی طرح بختک کو عورت کی شکل بناکر پہلوے گوشیار بلخی مین لٹا دیا اگر رقعہ نہ لکھا غرض اسی صورت سے خواجہ نے کسی کو عورت بنایا کسی کی ڈاڑھی مونڈی کسی نوجوان کو حسین لونڈی کی شکل بناکر کسی کے پہلو مین لٹا دیا اکثر سرداروں کے ہاتھ زیر گردن معشوق نقلی کے رکھدیے بعد اسکے خواجہ نے کل مال و اسباب بارگاہ کا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور بارگاہ سے نکل کر حمزہ صاحبقران کی جستجو کی مگر کہین نشان نہ پایا تمام شب تلاش مین بسر ہوئی وقت سحر خواجہ بشکل خدمتگار بنکر پھر بارگاہ ہوشیار بلخی مین گئے دیکھا ہر ایک کو ہوش آیا ہی بعضے اپنی صورت آئینہ مین دیکھکر شرمندہ ہین بعضے اپنی ڈاڑھی مونچھ کے منڈنے سے اور ننگے ہونے سے سرنگون ہین بعضون کو اپنے حال پر تاسف ہی اکثر اشخاص غصہ مین بیٹھے ہوے ہین ہوشیار بلخی نے پوشاک و لباس سب کے واسطے منگوائے تھے ہر ایک شخص بھٹی لنگی جو خواجہ نے باندھدی تھی اُسے کھول کر لباس پہن رہا ہی خواجہ کھڑے ہوے دیکھ رہے تھے ناگاہ سعد سحر بلخی آیا ہوشیار اور گوشیار بلخی نے اُس سے کہا دیکھو ہم سب کا یہ احوال عمرو نے کیا ہی سب کو ننگا کر کے چلا گیا ہی مال و اسباب لوٹ لے گیا ہی اب تمکو لازم ہی کہ تو بھی کوئی عیاری کر کہ عمرو کو پکڑ لا تاکہ مین اُسکو سزا دون سعد سحر بلخی چاہتا تھا کہ براے گرفتاری خواجہ روانہ ہو کہ بختک نے اشارہ سے اُس سے کہا دیکھ وہ جو خدمتگار کھڑا ہی یہی خواجہ عمرو ہی سعد سحر بلخی جانب خدمتگار بڑھا اور پکارا اے خواجہ اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے خواجہ نے فوراً قنات خنجر سے چاک کی اور بیرون بارگاہ آئے سعد بھی بارگاہ سے باہر آیا اور خنجر کھینچکر دوڑا خواجہ لڑتے ہوے پیچھے ہٹتے اور ایک کوچہ مین جاکر غائب ہوگئے سعد سحر بلخی تو ادھر خواجہ کی جستجو کرنے لگا اُدھر خواجہ بشکل سعد سحر بلخی بنکر ہوشیار اور

گوشیار بلخی کے پاس آئے کہا عمرو تو بھاگ گیا اب حضور حمزہ صاحبقران کو ابھی بلوا کر میرے حوالے کر دیجیے مجکو یہ خوف ہی کہ عمرو حمزہ صاحبقران کو رہا کر کے نہ لیجاے ہوشیار بلخی نے فورًا اپنے ملازمون کو بھیجا کہ حمزہ صاحبقران کو زندان سے لے آؤ ملازم گئے اور حمزہ صاحبقران کو طوق زنجیر وغیرہ مین گرفتار کیے ہوے لے آئے سعد سنجر بلخی نقلی سر زنجیر ہاتھ مین لیے تھا ناگاہ سعد سنجر بلخی اصلی عمرو کو تلاش کر کے عاجز ہوکے قریب بارگاہ آیا سب نے دیکھا کہ ایک سعد سنجر بلخی اور چلا آتا ہی نہین معلوم ان دولون مین اصلی سعد سنجر بلخی کون ہی اور نقلی کون ہی سعد سنجر بلخی خواجہ کو اپنی شکل دیکھ کر خنجر کھینچکر دوڑا ایکبار ا او عمروار سے غضب کیا تو نے حمزہ صاحبقران کو لیے ہی چلا تھا اگر مین تھوڑی دیر اور نہ آتا تو ستم ہوتا تو حمزہ کو لیجاتا جب سعد سنجر بلخی خنجر بکف دوڑا خواجہ نے سر زنجیر ہاتھ سے چھوڑ کر جست کی ایک مکان کے کوٹھے پر پہونچے سعد نے بھی جست کی جب سعد اُس بام پر پہونچا خواجہ دوسرے مکان کے کوٹھے پر جست کر کے پہونچے اسی طرح جست وخیز کرتے ہوے ایک میدان مین پہونچے سعد سنجر بلخی وہان پہونچا خواجہ نے بھی خنجر کشی کی تا دو پہر دولون مین خوب لڑائی ہوئی کوئی زخمی نہین ہوا بعد دو پہر کے خواجہ وہان سے جست وخیز کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے سعد سنجر بلخی گرد قدم خواجہ کو بھی نہ پا سکا صورت آئینہ حیران ہو کر رہ گیا آخر ناچار ہو کر بارگاہ ہوشیار بلخی کی طرف چلا وہان ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی اپنے ملازمون سے کہا جلد امیر کو زندان مین لیجاؤ ملازمون نے پھر امیر کو زندان مین لیجا کر قید کیا خواجہ عمرو قطع راہ کر کے لشکر اسلام کے قریب پہونچے

داستان جانا فرامرز پسر نوشیروان کا شہر طیب مین اور اطاعت کرنا حاکم طیب کا پھر ممالک مفتوحہ امیر ہا تو قیر پر لشکر کشی کرنا اور پسر خاوری وغیرہ سے لڑنا اور احوال کرب غازی وغیرہ

راویان عالی طبیعت اس داستان کو یون ظاہر کرتے ہین کہ جب شہر عدن سے نوشیروان ہنگام جنگ بھاگا تھا اور فرامرز پسر نوشیروان بھی بعد گریزان ہونے نوشیروان کے میدان جنگ سے مع تھوڑی فوج کے گریزان ہوا تھا اثناے راہ مین فرامرز بن نوشیروان نے اپنے دل مین خیال کیا تھا کہ میرے باپ کو اہل اسلام نے ہنگام جنگ قتل کر ڈالا ہوگا ہرگز زندہ نہ رکھا ہوگا یہ خیال کر کے فرامرز نے چاہا تھا کہ بعد قتل ہونے پدر کے زندہ رہنا اچھا نہین ہی جان اپنی بھی دیدینا چاہیے یہ سمجھکر چاہ مار وچہ پر پہونچکر چاہا کہ کنوئین مین اپنے تئین گرا دون جلد ہلاک ہو جاؤن مگر چونکہ حیات اُسکی باقی تھی دفعتہً یہ دل مین اُسکے آیا کہ خود اپنے تئین ہلاک کرنا خلاف عقل ہی جو کچھ ہونے والا تھا وہ تو ہوا اب جو تقدیر مین ہوگا اُسکا ظہور ہوگا یہ دل مین تجویز کی چاہ مار وچہ سے آگے روانہ ہوا اثناے راہ مین نہایت تکلیف اٹھاتا ہوا الغرض بعد خرابی عنقریب دریاے شہر طیب پہونچا اور چاہا کہ دریا سے عبور کرے یہ خبر حاکمان شہر طیب کو پہونچی کہ پسر نوشیروان بحال خراب عدن سے بھاگ کر کنارہ دریاے شہر طیب آیا ہی پس دولون حاکمان شہر طیب براے استقبال فرامرز مع فوج کنارہ دریاے شہر طیب پر آئے اور فرامرز کا استقبال کر کے اُسکو اپنے شہر مین لے گیے ایک مکانات شاہی مین سے واسطے اُسکے رہنے کے خالی کر کے اُسمین مقیم کیا احوال پوچھا فرامرز نے تمام احوال بیان کیا حاکمان شہر طیب نے اُس سے کہا تم اطمینان رکھو یہان چندے رہو ہم دولون مع فوج ہمراہ تمہارے چلین گے اور ممالک مفتوحہ امیر پر لشکر کشی کر کے وہان کے حاکمون کو قتل کر کے تمھین وہان کا بادشاہ کر دینگے فرامرز نے یہ گفتگو

اُنسے سُنکر جواب دیا اسی واسطے مین تمھارے پاس آیا ہون غرض چند روز حاکمان شہر طیب نے فرامرز
کی دعوت و ضیافت کی بعد چند روز کے حاکمان شہر طیب نے عیتمان دیو کو کہ شہر طیب مین یہ پہلوان نہایت زبردست
رشک رستم و سام تھا اور نیز اپنی فوج کو ہمراہ لے کر جانب شہر کشمیر کوچ کیا فرامرز کو ہمراہ لیا جب حاکمان شہر
طیب عنقریب کشمیر پہونچے شاطلان شاہ والی کشمیر کو جواسیس سے معلوم ہوا کہ حاکمان شہر طیب بہمراہی فرامرز
دو لاکھ سواران جرار سے بارادہ جنگ آیا ہے اور ایک پہلوان مسمی عیتمان دیو کہ مثل دیو کے قد و قامت رکھتا ہے
اُسکے ہمراہ ہے یہ خبر سُنکے شاطلان شاہ اسی ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر شہر سے باہر نکل کر براے مقابلہ آیا اور بمقابلہ
حاکمان شہر طیب ایک میدان مین فرو کش ہوا ہنگام شب حاکمان شہر طیب نے طبل جنگ بجوایا شاطلان شاہ
نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکے اپنے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین لڑنے کا سامان ہوا
ہنگام صبح دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے جب نقیب و کڑکیت جوانان لشکر کو آمادۂ مصاف کر کے میدان
سے ہٹ گیے عیتمان دیو گینڈے پر سوار ہو کے حاکمان شہر طیب سے اجازت جنگ لے کے لشکر سے نکلا میدان
مین جاکر گینڈے کو روک کر پکارا اے شاطلان شاہ کسی جوان کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو یا تم خود مقابلہ
کرو شاطلان شاہ نے یہ سنکے جانب یمین دیکھا کہ ایک پہلوان قوی ہیکل صف لشکر سے نکلا اور شاطلان شاہ
سے اذن حرب لے کر سامنے عیتمان دیو کے گیا اُسنے اس پہلوان کو دیکھکر ناتوان اُسکو خیال کر کے ہنسا اور گرز گران
اُٹھا کر گینڈے کو آگے بڑھا کر گرز کو گردش دے کر سر پر تولکے مارا اُس پہلوان نے اپنے گرز پر ہر چند چاہا کہ گرز
عیتمان دیو کو روکون مگر ہاتھ نے لغزش کی ضرب گرز گرانبار رُک نہ سکی گرز سر مرکب پر جو گرا مرکب اُس
پہلوان کا ہلاک ہوا وہ پہلوان گھوڑے پر سے بالاے زمین آیا عیتمان دیو نے چاہا کہ دوبارہ گرز لگا کر
حریف کو ہلاک کرون یہ حال دیکھکر کچھ سوار ایک مرکب کو لے کر لشکر سے نکلے تھے ابھی اُس پہلوان قوی ہیکل
تک نہ پہونچے تھے کہ بحکم حاکمان شہر طیب جملہ سواران لشکر براے مدد عیتمان دیو یکبارگی بڑھے شاطلان
شاہ بھی مع جملہ سواران اہل اسلام بڑھا جوانون نے تیغین کھینچین جسوقت دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی
وہ پہلوان قوی ہیکل بھی گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگا سواران لشکر جانبین قتل ہونے لگے مرکبون کی پشت
سے دلاور قتل ہو کر بالاے خاک گرنے لگے زمین خون کشتگان سے رنگین ہونے لگی عیتمان دیو نے
ضرب گرز گران سے صدہا اہل اسلام کو ہلاک کیا میمنہ میسرہ لشکر اسلام پر حملہ آور ہوا جدھر گیا بہت سے
اہل اسلام اُسکے ہاتھ سے قتل ہوے تا دوپہر لڑائی ہوئی آخر فوج شاطلان شاہ تاب مقابلہ نہ لا کر
بھاگی شاطلان شاہ بھی بمجبوری ہمراہ فوج شکست کھا کر شہر مین داخل ہو کر قلعہ بند ہوا پُل و تختہ
اُٹھوا لیا در قلعہ بند کروا دیا خندق مین اور زیادہ پانی بھروا دیا حاکمان شہر طیب نے قلعہ پر مع فوج
حملہ کیا ملازمان شاطلان شاہ نے اسقدر گولے مارے کہ سواران لشکر حاکمان شہر طیب در قلعہ تک
پہونچ نہ سکے جب شام ہوئی حاکمان شہر طیب طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پہ چلے گئے عیتمان دیو
نے کہا اے بادشاہان ملک طیب میرے نام پر طبل یورش بجوائیے مین وقت سحر اس قلعہ کو لے لونگا
حاکمان شہر طیب نے اُسکے نام پر طبل یورش بجوایا شب کو تیاری جنگ ہوئی صبح کو عیتمان دیو گینڈے
پر سوار ہوا جملہ سواران فوج مسلح ہوے عیتمان دیو گرز گران ایک ہاتھ مین اور سپر فراخ دامن دوسرے
ہاتھ مین لے کر جانب در قلعہ چلا عقب اُسکے جملہ سواران لشکر چلے ادھر سواران شاطلان شاہ نے

گولہ اندازون کو حکم دیا کہ آج بھی اُسی طرح گولہ اندازی کرو کہ دشمنان نابکار در قلعہ تک نہ آسکین
گولہ اندازون نے بموجب حکم گولہ مارنا شروع کیے عیثمان دیو گولون کو سپر پر روکتا ہوا دریاے آتش کو
طے کرتا ہوا عنقریب خندق پہونچا گولہ اندازون نے گولے مارنا موقوف کرکے باروت کی ہنڈیان وغیرہ قلعہ پر
ہر چند پھینکین لیکن عیثمان دیو نژاد خندق کو طے کرکے در قلعہ پر پہونچا اور گرز گران سر سے در قلعہ کو توڑ کر داخل
قلعہ ہوا ہمراہ اسکے جملہ سوار بھی داخل قلعہ ہوے سپاہ طلان شاہ پھر لڑا آخر ہنگام جنگ گرفتار ہوا
حاکمان شہر طیب نے کشمیر مین اپنی طرف سے ایک شخص کو بادشاہ کیا دوسرے روز جانب کتور
مع فوج روانہ ہوے جب قریب کتور پہونچے طوغان بن بہمن والی کتور نے شہر سے مع فوج باہر
نکل کر جنگ کی ہنگام جنگ عیثمان دیو کے ہاتھ سے زخمی ہوا آخر جنگ مغلوبہ ہوئی لڑائی تا شام رہی آخر طبل
بازگشت بجایا گیا طوغان بن بہمن پھر تاب مقابلہ نہ لاکر قلعہ بند ہوا ہنگام سحر عیثمان دیو نے مثل قلعہ کشمیر کے
قلعہ کتور بھی فتح کیا طوغان بن بہمن گریزان ہوکے کابل ہوا حاکمان طیب جانب کابل روانہ ہوے کہانتک
تحریر کیا جاے اسی طرح چند ملک ساکنان طیب نے فتح کیے وہان کے حاکمون نے بھاگ کر ایک عرضی
خدمت پیر فرخاری مین روانہ کی مضمون اُس عرضی کا یہ تھا کہ فرامرز پسر نوشیروان ہمراہ حاکمان شہر طیب
آیا ہے اُسنے نہایت پریشان کیا ہے ممالک ہمارے اپنے قبضے مین کرلیے ہین ہم اب صحراے وحشت ناک مین
مقیم ہین امید کہ بمجرد پہونچنے عرضی کے ہماری مدد کے واسطے آئیے یا ہماری سرگذشت بادشاہ لشکر اسلام کو
تحریر کیجیے اور آپ بھی غافل نہ رہیے کیونکہ آپکے بھی ملک پر حاکمان طیب لشکر کشی کرینگے اور اب ہم سب
چندروز کی مدت مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتے ہین جب عرضی لکھ چکے قاصد کو عرضی دیکر روانہ کیا اور
خود بھی صحرا سے خدمت پیر فرخاری مین چلے اول قاصد پہونچا عرضی شاہان مذکور کی پیر فرخاری کو دی پیر
فرخاری نے عرضی دیکھ کر خوب مضمون عبارت عرضی سے آگاہ ہوکر خود بھی ایک عرضی اسی مضمون کی لکھی اور
قاصد کو دے کے کہا جلد اس عرضی کو خدمت سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام مین لیجا قاصد عرضی لے کر
جلد تر جانب بلخ روانہ ہوا بعد قطع منازل بلخ سے تین منزل آگے بڑھکر لشکر اسلام مین پہونچا اور سلطان
سعد کی خدمت مین جاکر وہ عرضی پیش کی سلطان سعد نے عرضی پڑھواکر سنی بعد عبارت سننے کے نہایت
متردد ہوکر جام شربت درمیان جملہ سرداران لشکر اسلام رکھوایا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہے کہ براے مدد
پیر فرخاری یہان سے جاے اول فرامرز عاد مغربی اپنے دنگل سے اٹھا اور دست بستہ عرض کیا پیرا
مدد پیر فرخاری جاؤنگا سلطان سعد نے اجازت دی فرامرز مغربی مع فوج اُسی وقت روانہ ہوا پھر
بادشاہ نے فرمایا اب کون بہادر براے اعانت پیر فرخاری جائیگا ساقط شاد نے عرض کیا مین جاؤنگا
بادشاہ لشکر اسلام نے اُسے رخصت کیا پھر بادشاہ نے کہا اب کون دلاور پیر فرخاری کی کمک کے واسطے
جائیگا نہنگ بچہ دریائی اٹھا اور مع فوج روانہ ہوا غرضکہ اسی طرح ایک سو سرداران لشکر مع فوج
روانہ ہوے ان سرداران لشکر اسلام اور پیر فرخار کا احوال آیندہ لکھا جائیگا مگر اب حوالی شہر ترمذ کا لکھا جاتا ہے
شہر ترمذ کا جو بادشاہ تھا نام اُسکا قاسم ترمذی تھا اُسکے شہر کے حوالی مین ایک اژدہا از حد عریض و طویل
ظاہر ہوا تھا اکثر اسکی وجہ سے انسان وحیوان کو ضرر ہوتا تھا ہر چند اُسکے دفع کرنے کی تدبیر
کرتا تھا مگر وہ اژدہا کسی طرح دفع نہوتا تھا بلکہ جو اُسکے سامنے جاتا تھا ہلاک ہوتا تھا جب قاسم ترمذی

ازحد عاجز ہوا ایک روز اپنے وزرا اور اُمرا اعیان دولت وارکین سلطنت کو جمع کرکے اُن سے کہنے لگا اب
مین اِس اژدہے سے نہایت عاجز ہوا ہون اگر چندے یہ اژدہا اسی طرح اس شہر مین رہا تو یہ شہر ویران
ہو جائیگا رعایاے شہر جو اژدہے سے بچینگی بھاگ جائینگی کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ یہ اژدہا ہلاک ہو جاے
سبھون نے یک زبان ہوکر عرض کیا اے شاہ ذوالوقار ہمنے سنا ہے کہ اہل اسلام نہایت بہادر وجرار ہین خصوصاً
حمزہ صاحبقران شجاعت وجوانمردی مین یکتاے روزگار ہین انھون نے پردۂ قاف مین صدہا دیوون
کو ہلاک کیا ہے پردۂ دنیا پر بڑے بڑے سرکشون کو زیر کیا ہے اُنکے خدا نے اُنکو ایسی قوت دی ہے کہ کوئی اُنکے مقابلہ
کر نہین سکتا ہے شیر ہوا اُنکے آگے روباہ ہے پس یہ اژدہا بھی اُنکے نزدیک ایک ذرا سا کیڑا ہے اگر وہ یہان کسی طرح
تشریف لائین تو ایک ضرب سے اُسے ہلاک کر ڈالین مگر اُنکا آنا مشکل ہے کیونکہ وہ مسلمان ہین حضور اور ہم
سب لات پرست ہین ہمارے اُنکے رسم وراہ بھی نہین ہے بالفعل اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ لشکر اُنکا قریب
بلخ آتا ہے قاسم ترمذی نے حال شجاعت حمزہ صاحبقران سنکے اپنے عیار سہراب خنجر زن کو بلایا جب وہ حاضر
ہوا اُس سے کہا جلد سوے بلخ جا قریب بلخ لشکر حمزہ صاحبقران اُترا ہے لشکر مین داخل ہوکر کوئی عیاری کرکے
حمزہ صاحبقران کو بیہوش کرکے میرے پاس لے آ اگر وہ شاید نہ ملین تو اور کسی بہادر کو بیہوش کرکے لے آنا
خبردار خالی ہاتھ نہ آنا سہراب خنجر زن بموجب حکم روانہ ہوا بعد قطع راہ لشکر اسلام مین بشکل سہل داخل ہوا
اکثر مردم سے اُسنے دریافت کیا حمزہ صاحبقران کون ہین مردم بازاری نے کہا آجکل حمزہ صاحبقران لشکر مین
نہین ہین سہراب خنجر زن نے جملہ سرداران لشکر اسلام کو دیکھا از انجملہ کرب غازی کو بھی دیکھا کرب غازی
کو دیکھتے ہی خیال کرنے لگا یہ جوان نہایت بہادر وجرار معلوم ہوتا ہے اسی کو کسی تدبیر سے بیہوش کرکے
لیجانا چاہیے یہ خیال کرکے لشکر مین مقیم ہوا ہنگام شب نقب لگا کر خیمہ مین گیا اور سوراخ نے سے بیہوشی سوراخ
بینی کرب مین پھونک دی جب بیہوشی دماغ مین پہونچی کرب کو چھینک آئی پھر بیہوش ہو گیا سہراب خنجر زن
نے چادر عیاری سے کرب غازی کو باندھا اور پشت خیمہ کی طرف جاکر خنجر سے قنات چاک کرکے پشتارہ
دوش پر رکھکر جانب شہر ترمذ روانہ ہوا جب صبح ہوئی بادشاہ لشکر اسلام کو خبر ہوئی کوئی عیار کرب غازی
کو بیہوش کرکے لے گیا ہر چند عیارون اور سردارون نے جستجو کی لیکن کچھ نشان کرب غازی کا نہ ملا سہراب
خنجر زن بعد قطع منازل شہر ترمذ مین پہونچا اور روبروے قاسم ترمذی جاکر پشتارہ کرب غازی کا رکھدیا
قاسم ترمذی نے خوش ہوکر انعام کثیر دیکر کہا انھین ہوشیار کرو عیار نے کرب غازی کو فتیلہ رفع بیہوشی
سونگھایا کرب غازی کو ہوش آیا قاسم ترمذی نے تخت سے اُٹھکر بصد ادب تسلیم کرکے کہا مین نے
آپ کو واسطے ایک کام کے عیار کو بھیجکر بلایا ہے مین آپ کا دوست ہون دشمن نہین ہون اگر مین یون
آپ کو بلاتا تو آپ کبھی نہ تشریف لاتے اسوجہ سے مین نے عیار کو بھیجا وہ آپ کو بیہوش کرکے لے آیا
یہ گستاخی معاف فرمایئے کرب غازی نے پوچھا تمھارا کیا کام ہے بیان کرو قاسم ترمذی نے کہا مین عرض
کرونگا آپ یا تو بالاے تخت تشریف لائیے یا جہان مناسب ہو بیٹھیے پھر مین بیان کرونگا کرب غازی
قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھے قاسم ترمذی نے حکم دیا کشتی شراب جلد لاؤ کرب غازی نے کہا مین شراب
ابھی نہ پیونگا تم اپنا مطلب بیان کرو قاسم ترمذی نے کہا میرے شہر کے حوالی مین اک اژدہا سے
وہان ظاہر ہوا ہے چاہتا ہون کہ آپ اُسے قتل کر ڈالیے اگر آپ اژدہے کو مار ڈالیے تو مین اقرار کرتا ہون

کہ آپ کا دین اختیار کرونگا مسلمان ہوجاؤنگا کرب غازی نے اُسی وقت اٹھکر کہا مجھکو مسکن اژدہے کا بتادے مین اُسے بقوت الٰہی ہلاک کرونگا قاسم ترمذی نے ہرچند کہا ابھی آپ دو چار دن توقف فرمایئے بعد ازان اژدہے کو ماریگا مگر کرب غازی نے کہنا نہ مانا اور کہا مین ابھی اُسے جاکر مارونگا ناچار ہو کر قاسم ترمذی مع اپنے وزرا اور امرا وغیرہ سوے مقام ظہوری چلا کرب غازی ہمراہ اُسکے چلے قاسم ترمذی نے دور سے بتایا وہ اژدہا بیٹھا ہے کرب غازی اژدہے کو دیکھکر پہلے تو نہایت حیران ہوے کیونکہ کبھی ایسا طویل اژدہا نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا بعدہ اعانت خدا پر نظر کرکے اژدہے کی طرف تیر و کمان لیکر چلے جب قریب اژدہے کے پہونچے اژدہے نے سر اٹھا کر دیکھا منھ سے شعلہاے آتش دمبدم نکالے پھر سانس اسی زور سے کھینچی کہ تیر اور کمان اور کرب غازی اُسکے دہن مین بے اختیار کھنچکر چلے گئے قاسم ترمذی نے یہ حال دیکھکر نہایت افسوس کیا اشک آنکھوں مین بھر لایا غم کرب غازی مین اشکبار ہوا آخر روتا ہوا اپنی دار الامارت کی طرف چلا گیا اب احوال کرب غازی کا لکھا جاتا ہے کہ جب کرب غازی اُسکے شکم مین داخل ہوا بعد دو گھڑی کے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو ایک باغ پر بہار نظر آیا کرب نے کبھی ویسا باغ نہ دیکھا تھا سیر باغ کرکے کرب غازی نے خیال کیا یہ باغ شاید باغ بہشت ہے کیونکہ تم دہن اژدر مین سما گئے تھے یقین ہے کہ مرگئے ہوگے بعد مرنے کے بہشت مین داخل ہوے ہو پھر اپنے دست و پا اور لباس اپنا دیکھکر دل مین کہا مین زندہ ہون مر نہین گیا تھا غرض کرب غازی حیرت مین تھا کبھی تصور کرتا تھا کہ بعد مرگ بہشت مین داخل ہوا ہون کبھی برعکس اسکے خیال کرتا تھا ناگاہ کرب غازی نے دیکھا چبوترہ پر جو تخت جواہر نگار رکھا ہے اُسپر ایک زن خوبرو ایسی خوبصورت بیٹھی ہے کہ اگر اُسے پری کہیے تو بجا ہے اور اگر حور کہیے تو بھی درست ہے بلکہ غیرت حور اور رشک پری اُسے کہنا زیبا ہے اور مناسب ہے کرب غازی اُس نازنین کو دیکھتے ہی عاشق ہوے رونمائی مین دل دے دیا وہ زن خوبرو کرب غازی کو دیکھکر فریفتہ ہوکر تخت سے اٹھی اور ہاتھ کرب غازی کا پکڑکر اپنے پہلو مین بٹھا لیا پھر اُس نازنین نے کشتی شراب طلب کی چند کنیزین خوبصورت کشتی شراب لیکر آئین اُس نازنین تخت نشین نے اپنے ہاتھ سے شیشہ اٹھاکر جام بلورین مین شراب انڈیلی پھر جام لیکر کرب غازی کو دینے لگی اور کہنے لگی کہ اے جوان تجھکو میرے سر کی قسم یہ جام شراب لے پی جب اُس نازنین نے یہ گفتگو کی منھ سے بوسے بر آئی کرب غازی بیتاب و بیقرار ہوکر تاب ضبط نہ لاکر اُسکے پہلو سے اٹھے اُس نازنین نے کہا اے جوان افسوس ہزار افسوس تو مجھ ایسی نازنین کے پہلو سے اٹھکر جاتا ہے شاہان جہان میرے پہلو مین بیٹھنے کی آرزو رکھتے ہین مگر مین قبول نہین کرتی چونکہ مین تجھپر عاشق ہوگئی تھی اسوجہ سے تجھے مین نے اپنے پہلو مین مثل دل جگہ دی تھی تو نے بیوفائی کی کچھ میری قدر نہ کی یہ امر اچھا نہ کیا کوئی دنیا مین مجھ ایسی عورت تجھکو نہ ملیگی نام میرا سوسن جادو ہے میری تقریر سے بلبلان گلشن خجل ہین میری نزاکت و رنگ و رخ سے گلہاے چمن شرمندہ و منفعل ہین کرب غازی نے جواب دیا تو جادوگرنی ہے جبتک کلمہ پڑھکر مسلمان نہوگی اُسوقت تک تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگا اور ہمبستر تجھسے نہونگا یہ گفتگو کرب غازی سنکے اُس نازنین نے برہم ہوکر سحر پڑھا دست و پاے کرب غازی حبس و حرکت ہوے پھر چند چوبہاے سخت سے کرب غازی کو مارا بعدہ طوق و زنجیر وغیرہ مین گرفتار کرکے حکم دیا کہ اُسے زندان مین لیجاکر قید کرو ملازم اُسکے کرب غازی کو زندان مین لے گئے صبح کو پھر اُس نازنین نے

کرب غازی کو زندان مین بلوا کر کہا اے کرب غازی میرا وصل قبول کر تیرے حق مین بہتر ہوگا روے زمین کا تجھے بادشاہ کردونگی کوئی تجھسے مقابلہ کر نہ سکیگا جس دلیر اور بہادر سے دو ماش سحر پڑھکر مارونگی دست وپا اُسکے بحس ہو جاینگے تو اُسکو قتل کر ڈالنا اسی طرح ہر ایک بادشاہ کو ہلاک کرنا مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جا بجا تمام روے زمین فتح کر لینا کرب غازی نے جواب دیا مجکو روے زمین کی بادشاہت منظور نہین ہرگز تیرا کہنا نہ مانونگا سوسن جادو نے پھر کرب غازی کو بہت سے شکنجے سے ایذا دی اور پھر زندان مین بھجوا دیا اسی طرح سے چند روز تک سوسن جادو نے کرب غازی سے کہا کرب غازی نے اُسکے وصل سے انکار کیا ایک روز زندان مین کرب غازی نے خیال کیا اے کرب تم فرزند خواجہ عمرو کے مشہور ہوا اتنے روز ہوے کوئی عیاری بھی نہین کی یہان سپہ گری سے رہائی نہوگی جبتک کوئی عیاری نہ کروگے کرب غازی یہ باتین دل مین کر رہا تھا ناگاہ ملازمان سوسن جادو آئے اور کرب غازی کو زندان سے لے گئے جب کرب غازی سامنے سوسن جادو کے پہونچا اُسنے پھر کہا اے کرب غازی اب بھی میرے کہنے پر عمل کر میرا وصل قبول کر کرب غازی نے کہا اچھا مین اب تمھارے کہنے پر عمل کرونگا سوسن جادو نے خوش ہو کر قید آہن سے رہا کرایا اپنے پہلو مین بٹھایا کرب کو سینے سے لگا کر پیار کرنے لگی کرب بھی اُس سے اختلاط کرنے لگا اُسی حالت اختلاط مین کرب غازی نے اُسکے گلو پر ہاتھ رکھکر اِس زور سے دبایا کہ آنکھین اُسکی حلقہ چشم سے باہر نکل آئین آمد و شد نفس کی بند ہوئی آخر روح اُسکی قفس سے نکل گئی سوسن جادو کے مرتے ہی تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو اور مارا کہ نام میرا سوسن جادو تھا ابھی عمر میری پوری نہ ہوئی وہ ہزار برس کی بھی نہ تھی بعد اس آواز آنے کے کرب غازی نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ نہایت لاغر وضعیف اور کریہ منظر ہمہ تن پوست و استخوان بالاے خاک پڑی ہے اُس باغ پُر بہار کا کہین نام ونشان بھی نہین ہے نہ وہ کنیزین ہین نہ جادوگر ہین ایک صحراے خارستان ہے کرب غازی نے اُسے ہلاک کرکے شکر خدا کیا اور اُس جگہ سے روانہ ہوا قاسم ترمذی کو اژدہے کے غائب ہونے کی اور کرب غازی کے آنے کی خبر ہوئی نہایت متحیر اور خوش ہو کر مع امرا ووزرا براے استقبال آیا کرب غازی کو بصد تعظیم وتکریم لے گیا بہزار عزت وحرمت قریب تر اپنے تخت کے دنگل پر بٹھایا احوال پوچھا کرب غازی نے تمام کیفیت جادوگری کی بیان کی قاسم ترمذی کی موجب وعدہ کلمہ پڑھکر مع اپنے اعیان دولت واراکین سلطنت کے مسلمان ہوا پھر حکم کیا جا اہل شہر چھوٹے اور بڑے مسلمان ہون بموجب حکم بادشاہ کچھ نابکار تو مسلمان نہین ہوے اور سب صغیر وکبیر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے پھر قاسم ترمذی نے کرب غازی سے کہا اب آپ بالاے تخت بیٹھیے یہ تخت وتاج آپ کے لائق ہے کرب غازی نے جواب دیا تاج وتخت تمھارا تمکو مبارک ہو مجکو ہوس تخت نشین ہے قاسم ترمذی یہ سُنکے خوش ہوا بزم عیش آراستہ کی دو تین روز تک جلسہ نشاط آراستہ رہا بعد موقوف ہونے بزم طرب کے کرب غازی قاسم ترمذی سے رخصت ہوا بعض داستان گو بیان کرتے ہین کہ قاسم ترمذی بھی اپنے فرزند کو تخت پر بٹھا کر ہمراہ کرب غازی مع فوج چلا کرب سوے لشکر اسلام جاتا تھا اثناے راہ مین خبر سُنی کہ فرامرز پسر نوشیروان نے بہمراہی و اعانت عثمان دیو و حاکمان شہر طلب کشمیر و کنور و کابل وغیرہ ممالک کو لوٹ لیا ہے طیماس یونانی قلعہ بند ہوا ہے طوغان بن بہمن وغیرہ بھاگ کر سوے زرہ طالشیہ گئے ہین بعض داستانگو یہ بھی بیان کرتے ہین کہ طیماس یونانی قلعہ بند نہین ہوا بلکہ آمادہ جنگ ہوا غرض یہ خبر سُنکر کرب غازی لشکر اسلام کی طرف نہ گیا اور سوے زرہ طالشیہ روانہ ہوا غرض عثمان دیو

اور فرامرز پسر نوشیروان اور حاکمان شہر طیب اور زلزال بن حسام نے حملہ طہماس یونانی پر کیا لڑائی ہو رہی اخرہ
عیتمان دیو گرز گران سر لیکر جانب در قلعہ پہونچا چاہتا تھا کہ در قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہو کہ پیر فرخاری بمدد
طہماس یونانی پہونچا اسوقت جنگ مغلوبہ خوب ہوئی ہنگام جنگ پیر فرخاری دست عیتمان دیو سے زخمی ہوا دونوں پسر
اسکے اسیر ہوئے فوج اہل اسلام شکست کھاکے پیچھے ہٹنے لگی اکثر سواران لشکر بھاگ گئے پیر فرخاری ایک بلندی
پر سے تیر اندازی کرنے لگا فوج عدو نے پیر فرخاری وغیرہ کو چار طرف سے گھیر لیا قریب تھا کہ پیر فرخاری قتل ہو
ناگاہ فرامرز مغربی جو لشکر اسلام سے اول روانہ ہوا تھا مع لشکر پہونچا پیر فرخاری اسے دیکھکر خوش ہوا فرامرز
پسر نوشیروان اور عیتمان دیو نے فرامرز مغربی کو دیکھکر پیر فرخاری کے قتل کرنے سے باز رہکر فرامرز مغربی کو روکا
آخر کار جنگ عظیم ہوئی ہنگام جنگ فرامرز عاد مغربی دست عیتمان دیو سے زخمی ہوا جب وقت شب ہوا طبل بازگشت
بجوا کر حاکمان شہر طیب فرودگاہ لشکر پر گئے فرامرز عاد مغربی اور پیر فرخاری وغیرہ علحدہ مقیم ہوئے ہنگام شب حاکمان شہر
طیب نے طبل جنگ بجوایا اہل اسلام کے لشکر میں بھی نقارۂ جنگی بجایا گیا اب پھر دونوں جانب تیاری جنگ ہوئی صبح
کو حاکمان شہر طیب نے میدان میں آکر صف آرائی لشکر کی پیر فرخاری اور فرامرز نے بھی اپنے لشکر کی صف آرائی کی
جب نقیب جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کر چکے اور میدان مصاف سے ہٹ گئے طہماس یونانی بھی قلعہ سے نکل کر
شریک اسلام ہو چکا اسوقت عیتمان دیو نے اپنے گینڈے کو صف لشکر سے نکالا اور میدان میں آکر پکارا اے فرقہ
اہل اسلام آج تم میں سے جسکو تمنائے مرگ ہو میرا مقابلہ کرے ہنوز کوئی جوان لشکر سے نہ نکلا تھا پیر فرخاری دعا
کر رہا تھا کہ نہنگ بچہ دریائی مع فوج نمایاں ہوا پیر فرخاری خوش ہوا بعد نہنگ بچہ دریائی کے سرداران دربندی
اور ساقط شاہ کے بعد دیگرے مع فوج و لشکر آتے گئے میدان جنگ کثرت سپاہ سے بھر گیا عیتمان دیو و حاکمان
شہر طیب و فرامرز پسر نوشیروان یہ احوال دیکھکر حیران ہوئے لیکن کثرت لشکر اسلام کا کچھ خیال نہ کر کے اطمینان
تمام دیکھنے لگے کہ کون برائے مقابلہ آتا ہے اول نہنگ بچہ دریائی لشکر اسلام سے نکلا عیتمان دیو نے اسے زخمی کیا
پھر ساقط شاہ نے مقابلہ کیا وہ بھی دست عیتمان دیو سے زخمی ہوا اسی طرح جملہ سرداران لشکر اسلام جو برائے مدد آئے
تھے سب دست عیتمان دیو سے زخمی ہوئے کئی روز تک لڑائی رہی آخر ایک روز ہنگام سحر حاکمان شہر طیب نے طبل یورش
بجوا کر اہل اسلام پر حملہ کیا طہماس یونانی اور جملہ سرداران لشکر اسلام تو زخمی تھے سب نے بر جوع قلب دعا کی وہ دعا
مقبول ہوئی ہنگام جنگ مغلوبہ کرب غازی اور بقول شخصی مع قاسم تبریزی ظاہر ہوا اور عقب اسکے فتاح
پلنگینہ پوش کہ برائے جستجوئے کرب غازی مع لشکر نکلا تھا تلاش کرتا ہوا پہونچا کرب غازی جنگ مغلوبہ دیکھکر
شریک اہل اسلام ہوا بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا مردان لشکر جانبین قتل ہوئے عین ہنگام جنگ مغلوبہ میں
عیتمان دیو لڑتا ہوا سامنے کرب کے آیا اور نعرہ کر کے تیغہ گرانبار سر کرب غازی پر مارا کرب غازی نے تیغہ
کو سپر پہ روک کر نعرہ کر کے ایسی تلوار کمر عیتمان دیو پر لگائی کہ عیتمان دیو مثل خیار دو ٹکڑے ہو کر بالائے خاک
گینڈے سے گرا گویا پہاڑ زمین پر گرا اہل اسلام عیتمان دیو کے قتل ہونے سے خوش ہوئے اعدا کو رنج ہوا اب اہل اسلام
نے فوج اعدا پر یکبارگی حملہ کیا زلزال بن حسام اہل اسلام کو روکنے لگا سواران لشکر کو قتل کرنے لگا کرب غازی نے
اسے بھی قتل کیا اب فوج عدو بیدل ہو کر شکست کھا کر بھاگی اہل اسلام نے ہزاروں کو قتل کیا خیمہ و خرگاہ مال اسباب و
خزانہ لوٹ لیا جب حاکمان شہر طیب قتل ہو گئے فرامرز پسر نوشیروان جانب بلخ گریزاں ہوا اہل اسلام فتحیاب ہوئے
کرب غازی نے اسی جگہ مقام کیا تین روز تک اسی جگہ رہے زخمیوں کا علاج ہونے لگا جو اہل اسلام شہید ہوئے تھے

انھین دفن کیا تیسرے روز فرمان سلطان سعد براے طلب سرداران لشکر آیا کرب غازی نے طہماس یونانی اور طوغان بن بہمن اور پیر فرخاری کو مع اُسکے فرزندون کے کہ قید اعدا سے رہا کیے گئے ہین اور دیگر حاکمون کو رخصت کیا ہر ایک اپنے اپنے ملک و شہر کی طرف مع فوج گیا اور جو حاکم وہان کا شاہان شہر طیب کی جانب سے تھا اُسے قتل کرکے تخت پر بیٹھا بعد روانہ کرنے حاکمان مذکور کے کرب غازی ہمراہ شہنگ بچۂ دریائی و ساقط شاہ و فرامرز عاد مغربی وغیرہ سوے لشکر اسلام روانہ ہوا قاسم ترمذی بقول بعض ہمراہ رکاب کرب غازی رہا ان سب کو تو اثناے راہ مین چھوڑیے مگر اب احوال دیگر تحریر کیا جاتا ہی ملاحظہ کیجیے جب خواجہ عیاری کرکے اور سعد سخر بلخی سے لڑکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے سعد سخر بلخی نے ہوشیار و گوشیار بلخی سے عرض کیا حمزہ صاحبقران کا یہان قید رکھنا اچھا نہین ہی ایک روز عمرو امیر کو رہا کرکے لیجائیگا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ حمزہ صاحبقران کو میرے حوالے کیجیے مین قلعہ ہندوان بلخ مین انھین لیجاکر قید کرون اور بخوبی حفاظت کرون ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے اپنے عیار کی راے پسند کرکے امیر کو اُسکے حوالے کیا سعد سخر بلخی اور سعید سخر بلخی نے امیر کو لیجاکر قلعہ ہندوان مین قید کیا اور بخوبی بند و بست کیا تاکہ عمرو امیر کو رہا کرکے نہ لیجاسکے وہان تو عیاران مذکور نے امیر کو قلعہ مین قید کیا یہان لشکر اسلام مین خواجہ آئے تمام احوال جو گذرا تھا سلطان سعد سے کہا اسی اثنا مین خواجہ نے سُنا کہ سعد سخر بلخی اور سعید سخر بلخی نے امیر کو قلعہ ہندوان بلخ مین قید کیا ہی خواجہ فوراً جانب قلعہ مذکور روانہ ہوے اثناے راہ مین شکل اپنی تبدیل کی جب قلعہ ہندوان بلخ مین داخل ہوے بصورت نان فروش بازار مین بیٹھے تھے ناگاہ سعد سخر بلخی مع عیارون کے بازار شہر مین آیا نان فروش کو دیکھکر عیارون سے کہنے لگا کہ اس نان فروش کو ہمارے پاس لے آؤ ثابت ہوتا ہی یہ نان فروش نہین ہی بلکہ کوئی عیار ہی عجب نہین کہ عمرو ہو جب عیاران مذکور روبروے عمرو گئے اور کہا اے نان فروش جلد چل ہمارے اُستاد سعد سخر بلخی نے تجھے بلایا ہی خواجہ نے یہ سنتے ہی خنجر کھینچا اور اُن عیارون سے لڑنے لگے بازار شہر مین اژدہام مردمان ہوا دکاندار گھبرا گئے سعد سخر بلخی یہ حال دیکھکر سمجھا مقرر یہ نان فروش عمرو ہی یہ تصور کرکے آگے بڑھا اور خنجر کھینچکر خواجہ کی طرف دوڑا خواجہ درمیان عیاران سے نکلکر صحرا کی طرف روانہ ہوے ہرچند شاگردان سعد سخر بلخی نے خواجہ کا تعاقب کیا لیکن خواجہ کو نہ پایا سب عیار تو عاجز ہوکر ٹھہر گئے لیکن ایک عیار کہ نام اُسکا سرغنہ تھا اُسنے عمرو کا تعاقب کیا شہر مین جسوقت شاگردان سعد سخر بلخی آئے اور سعید بلخی بھی یہ ہنگامہ دیکھکر سعد سخر بلخی کے پاس آیا اُسوقت شاگردون نے کہا اے اُستاد آپ ناحق حمزہ صاحبقران کو یہان لائے عمرو سے جان بچانی اب مشکل ہوگی آپ حمزہ کو نہین لائے ہین بلکہ اپنے اور ہمارے واسطے ایک بلاے عظیم لائے ہین دیکھیے انجام اُسکا کیا ہوتا ہی سعد بلخی نے جواب دیا عمرو سے ہم نہین ڈرتے ہین اگر اب وہ براے رہائی حمزہ صاحبقران یہان آئیگا تو ہم اُسے گرفتار کرینگے شاگردان سعید بلخی یہ سُنکے خاموش رہے قبل اسکے لکھا تھا کہ سرغنہ عیار تعاقب عمرو مین گیا تھا خواجہ عمرو نے جو پھر کر اُسے دیکھا برہم ہوکر خنجر کھینچکر کھڑے ہوے جب سرغنہ عیار قریب آیا خواجہ نے کہا او نا عیار اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو چلا جا میرے ہمراہ نہ آ اُسنے جواب دیا مین تجھکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا خواجہ کو غصہ آیا دونون مین خوب لڑائی ہوئی آخر خواجہ نے اُسے زیر کیا اور مسلمان ہونے کو کہا اُسنے انکار کیا خواجہ نے اسکا سر تن سے جدا کیا پھر رنگ و روغن نکال کر اسکے سر کی شکل مثل اپنی صورت کے بنائی اور اپنی صورت مثل اُسکی صورت کے تبدیل کی بعدہ سر اُسکا اُٹھاکر جانب بلخ روانہ ہوے جب بلخ مین پہونچے سعد سخر بلخی اور سعید سخر بلخی اور دیگر عیارون کے پاس جاکر وہ سر رکھدیا اور کہا مین نے بڑی مشکل سے سر عمرو کا جدا کیا سعید سخر بلخی اور سعد سخر بلخی سر عمرو کا دیکھکر نہایت خوش ہوے سرغنہ عیار

کی پھر سر عمرو نقلی کا روبروے ہوشیارہ بلخی اور گوشیارہ بلخی لے گئے وہ بھی از حد خوش ہوے اور سرغنہ عیار نقلی کو خلعت و
انعام دیا عیارون نے قلعہ ہندوان مین عمرو کے قتل ہونے سے خوش ہوکے بزم عشرت آراستہ کی دوپہر رات تک بزم
عشرت آراستہ رہی وقت نصف شب جلسۂ عشرت برخاست ہوا ہر ایک عیار فرش خواب پر باطمینان تمام سورہا جب وہ
سب عیار سورہے خواجہ عمرو کہ بصورت سرغنہ عیار تھے اُٹھے اور جسجگہ حمزہ صاحبقران قید تھے اُسطرف چلے قریب
حمزہ صاحبقران پہونچ چکے تھے کہ سعد سنجر بلخی اور سعید سنجر بلخی خواب سے بیدار ہوے سرغنہ عیار کو نہ دیکھکر متردد ہوکر جانب
زندان مع اپنے شاگردون کے روانہ ہوے خواجہ قریب امیر پہونچے تھے چاہتے تھے کہ امیر کو رہا کرین ناگاہ سعید بلخی وغیرہ نے
نعرہ کرکے کہا او عمرو کہان جاتا ہی ہوشیار ہوجا کہ ہم آپہونچے ہمین پہلے بھی تیرا سر دیکھکر کچھ خیال ہوا تھا اب تو بخوبی معلوم
ہوگیا کہ تو عمرو ہی خواجہ گروہ عیاران کو دیکھکر بھاگے سعد سنجر بلخی و سعید سنجر بلخی خنجر بکف دوڑے خواجہ جست کرکے ایک
مکان کے کوٹھے پر گئے سعید سنجر بلخی اور دیگر عیار بھی یکے بعد دیگرے جست کرکے اُس مکان کے بام پر گئے خواجہ وہان سے دوسر
مکان کے بام پر جست کرکے پہونچے یہ سب عیار بھی اُسی کوٹھے پر پہونچے اسی طرح خواجہ جست کرتے ہوے بہت سے کوٹھون
گئے اور ہمراہ خواجہ سعید سنجر بلخی اور سعد سنجر بلخی مع اپنے شاگردون کے پہونچے آخرکار خواجہ عمرو ایک مکان کے کوٹھے پر
جست کرکے گئے صحن مکان مین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت خوبرو لباس رنگین و نفیس زیب تن کیے ہوے چہار طرف اسطرح دیکھ رہی ہی
گویا کسی کی منتظر ہی اور کسی کی جستجو کر رہی ہی خواجہ اُس مکان کے بام سے صحن مین آئے اُس نازنین نے دوڑکر خواجہ کے پاس
جاکر پوچھا ای شخص تو کون ہی خواجہ نے جواب دیا مین ایک بندۂ خدا ہون اُس زن خوبرو نے کہا معلوم ہوتا ہی تو عمرو ہی خواجہ نے
کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ مین عمرو ہون اُس نازنین نے جواب دیا مین سورہی تھی عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تشریف
لاکر مجھے مسلمان کیا اور فرمایا جلد بیدار ہو خواجہ عمرو تیرے مکان مین آتا ہوگا اُس سے بہ نیکی پیش آنا پس ای خواجہ اسی وجہ
مین نے تمھین پہچانا اب کچھ تم اندیشہ نہ کرو ہرچند کہ مین زوجہ سعد سنجر بلخی ہون مگر بوجہ مسلمان ہونے کے تمسے نیکی کرونگی خواجہ نے
کہا تمھارا دیور سعید سنجر بلخی مع اپنے شاگردون کے میری گرفتاری کے لیے آتا ہی کہین مجکو پوشیدہ کر اُسنے کہا کہ یہ خم کلان
جو رکھا ہی اسمین پوشیدہ ہوجاؤ خواجہ خم مین جاکر بیٹھے اُس عورت نے بالاے خم پر ایک کپڑا ڈالدیا ہنوز خواجہ خم مین
بیٹھے تھے کہ سعد سنجر بلخی اپنے مکان کے کوٹھے پر آیا اور زینہ سے صحن مین آکر اپنی زوجہ سے پوچھنے لگا یہان عمرو
تو نہین آیا اُسکی زوجہ نے کہا ہان آیا ہی اُس خم مین جسپر کپڑا پڑا ہوا ہی بیٹھا ہی سعد سنجر بلخی جانب خم چلا خواجہ نے درمیان
خم کہا افسوس اس عورت نے بیوفائی کی تمھین گرفتار کرا دیا اب سعد سنجر بلخی گرفتار کریگا یہان سے بھاگکر کہان جاؤگے
اُس عورت نے نہایت فریب کیا اور تم بھی اسکے فریب مین آگئے خواجہ درمیان خم افسوس کر رہے تھے ناگاہ وہ عورت
خندہ زن ہوئی سعد سنجر بلخی سے کہا صاحب تم بھی بڑے احمق ہو مین نے جو کہا کہ عمرو خم مین بیٹھا ہی تمھین یقین ہوا کہ سچ مچ
عمرو خم مین نہان ہی یہ خیال نہ کیا کہ وہ شاہ عیاران ہی مثل و نظیر اُسکا بردۂ دنیا پر نہین ہی وہ تمھارے گھر مین خم مین
آکر چھپے گا سعد بلخی قریب پہونچ چکا تھا یہ گفتگو اپنی زوجہ کی سنکے شرمندہ ہوکر پلٹ کر اپنی زوجہ کے پہلو مین بیٹھ گیا زوجہ نے اُسکی
اُسکو سمجھایا کہ تم خواجہ عمرو سے دشمنی نہ کرو انجام اسکا بُرا ہی ایسا نہو کہ اُسکے ہاتھ سے تمھین کچھ ضرر پہونچے میرے نزدیک
مناسب ہی کہ عمرو کی اطاعت کرو دین اسلام کہ بہترین دین ہی اختیار کرو اسی طرح کچھ دیر تک سمجھایا سعد سنجر بلخی نے بعد
فکر و تامل خیال کیا زوجہ میری سچ کہتی ہی یہ خیال کرکے سعد سنجر بلخی نے کہا اگر خواجہ عمرو یہان آئے تو مین اُسکی اطاعت
کرون اور دین اسلام بھی اختیار کرون وہ زن خوبرو یہ سنکے پہلو سعد سنجر بلخی سے اُٹھی اور قریب خم جاکر خواجہ سے کہا اے
خواجہ عمرو خم سے اب باہر آؤ تردد و اندیشہ کچھ نہ کرو خواجہ عمرو تو تمام گفتگوے زن و شوہر سن چکے تھے خم سے باہر نکلے

سعد سخر بلخی قدم خواجہ پر اگر اکہنے لگا اب مین آپ کی اطاعت کرتا ہون اور دین اسلام بھی اختیار کرتا ہون جو کچھ مجھسے خطا ہوئی ہو معاف فرمایئے خواجہ نے سر اُسکا اپنے پانؤن سے اُٹھاکر اپنے سینے سے لگایا پھر کلمہ اُسے پڑھایا سعد سخر بلخی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ کو جاے صدر پر لاکر بٹھایا اتنی دیر مین سعید بلخی وغیرہ بھی جستجوے خواجہ عمرو کرتے ہوے بالاے بام مکان سعد سخر بلخی آئے سعد سخر بلخی اور خواجہ عمرو کو ایک جا بیٹھے ہوے دیکھکر حیران ہوے پھر سعید سخر بلخی مع اپنے شاگردون کے سعد سخر بلخی کے پاس آیا سعد سخر بلخی نے کہا اے برادر مین نے تو خواجہ عمرو کی اطاعت اختیار کی ہی اور دین اپنا ترک کرکے مسلمان ہوا ہون تمھین بھی لازم ہی کہ فرمانبرداری خواجہ عمرو کی کرو اور دولت دین اسلام کی خواجہ سے خواہش کرو سعید سخر بلخی نے سعد سخر بلخی کے سمجھانے سے فی الفور قدم خواجہ پر سر اپنا رکھا خواجہ نے اُسکے سر کو بھی اپنے سینے سے لگایا اور کلمہ اُسے پڑھایا سعید سخر بلخی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر سعد سخر بلخی اور سعید سخر بلخی نے اپنے گھر سے نکلکر اپنے جملہ شاگردون کو مسلمان کیا اور حمزہ صاحبقران کو قید سے رہا کیا پھر جملہ عیاران قلعہ ہندوان بلخ نے سر اپنا قدم امیر پر جھکا دیا امیر با توقیر نے ہر ایک پر مہربانی و نوازش کی پھر امیر نے خواجہ سے ملاقات کی اور احوال لشکر پوچھا خواجہ نے تمام حالات جو گذرے تھے بیان کیے حمزہ صاحبقران قلعہ ہندوان بلخ سے مع خواجہ عمرو و جملہ عیاران مذکور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب لشکر پہونچے سلطان سعد و جملہ سرداران لشکر اسلام نے امیر کا استقبال کیا جب امیر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سعد سخر بلخی نے دست بستہ حمزہ صاحبقران سے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین روبروے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی جاؤن اور انھین سمجھاکر آپکا مطیع و فرمانبردار کرون امیر با توقیر نے اجازت دی سعد سخر بلخی خدمت شاہان بلخ مین گیا اور تنہائی مین تادیر انھین سمجھایا شاہان بلخ سعد سخر بلخی کے سمجھانے سے اطاعت حمزہ صاحبقران پر راضی ہوے سعد سخر بلخی انھین ہمراہ اپنے لشکر اسلام کیطرف لیچلا امیر نے خبر پاکر براے استقبال چند سردارون کو روانہ کیا سرداران مذکور نے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کا استقبال کیا پھر انھین ہمراہ اپنے لشکر اسلام مین لائے شاہان بلخ نے سر اپنے قدم امیر پر جھکائے امیر نے سر اُنکے اپنے سینے سے لگائے اور نہایت اُنپر مہربانی کی اُنھون نے عرض کیا اب ہمین دولت دین اسلام مرحمت فرمایئے امیر نے اُنھین کلمہ پڑھایا ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کلمہ زبان پر جاری کرکے صدق دل سے مسلمان ہوے امیر نے بارگاہ سلیمانی مین موافق اُنکی عزت و لیاقت کے اُنھین بٹھایا جملہ اہل اسلام شاہان بلخ کے مسلمان ہونے سے خوش ہوے نوشیروان ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کے مسلمان ہونے کی خبر سُنکے مع بختک و دیگر کافران نابکار کے بلخ سے بھاگا اور جانب فاریاب روانہ ہوا ہوشیار بلخی نے بلخ مین جاکر جملہ صغیر و کبیر کو مسلمان کیا مساجد کے بنانے کا حکم دیا مسجدین جابجا اہل اسلام اُسی وقت سے بنوانے لگے ہوشیار بلخی نوشیروان کے گریزان ہونے کی خبر سُنکے خدمت صاحبقران مین آیا اور حال نوشیروان کا بیان کیا پھر عرض کیا شہر مین تشریف لے چلیے چند روز بلخ مین تشریف رکھیے حمزہ صاحبقران ہمراہ ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی مع جملہ فوج کے داخل شہر بلخ ہوے شاہان بلخ نے چند روز تک بخوبی تمام حمزہ صاحبقران اور کل مردمان لشکر کی دعوت و ضیافت کی اور کئی روز تک بزم عشرت آراستہ رکھی اسی اثنا مین کرب غازی و نہنگ بحر وریائی و ساقط شاہ ورسندی وغیرہ سرداران لشکر اسلام داخل بلخ ہوے کرب غازی نے تمام احوال بیان کیا قاسم ترمذی نے قدم امیر پر سر جھکایا امیر نے سر اُسکا قدم سے اُٹھاکر سینے سے لگایا

داستان روانہ ہونا حمزہ صاحبقران کا سوے فاریاب و حال نوشیروان و مکاری مظفر فاریابی بیان کی جاتی ہی

محرران بیبدیل اس داستان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی دعوت وضیافت حمزہ صاحبقران
کر چکے اسوقت امیر باتوقیر نے پہلوان عادی کو بلاکر بارگاہ سلیمانی حوالے کرکے جانب فاریاب روانہ کیا
بعد ازان خود بھی جملہ سرداران لشکر و تمامی فوج بلخ سے سمت فاریاب روانہ ہوے اثناے راہ مین دو دو
روز مقام کرتے ہوے شکار صحرا مین کھیلتے ہوے بتعاقب نوشیروان چلے جاتے تھے لیکن نوشیروان جو بلخ سے
بھاگا تھا بعد اضطراب فاریاب مین پہونچا مظفر فاریابی نے اسکا استقبال کرکے کہا آپ میرے قلعہ مین تشریف
رکھیے نوشیروان نے کہا مین ہرگز یہان توقف نکرونگا کیونکہ حمزہ صاحبقران میرے تعاقب مین آتے ہونگے
یہان انکے ہاتھ سے میری جان نہ بچیگی تمھارے پاس اتنی فوج نہین ہے کہ تم انسے مقابلہ کرسکو اب جانب
ترکستان جاؤنگا صلصال بن دال سے ملاقات کرونگا اپنا احوال اس سے بیان کرونگا وہ بخوبی میری اعانت
کریگا یہ کہکر نوشیروان وہان سے روانہ ہوا بعد جانے نوشیروان کے پہلوان عادی اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا
ہمراہ لیے ہوے مع اپنے بھائیون اور سواران لشکر کے فاریاب کی جانب پہونچا مظفر فاریابی پہلوان
عادی کے آنیکی خبر سنکے متردد ہوا آخر کچھ تجویز کرکے چند تحائف ہمراہ لیکر مع اپنی فوج کے قلعہ سے باہر نکلکر
روانہ ہوا اثناے راہ مین پہلوان عادی کا استقبال کرکے وہ تحائف دیکر قدمبوس ہوا بعدہ کہنے لگا مین
حمزہ صاحبقران کا فرمانبردار ہون کیا مجال جو سرکشی کرون قبل تو لات پرست تھا اب مسلمان ہون
اسی وجہ سے مین نے نوشیروان کو اپنے قلعہ مین ٹھہرنے نہین دیا آپ قلعہ مین تشریف لیچلیے جو کچھ مجھسے خدمت
ہوسکیگی کرونگا پہلوان عادی نے گفتگوے مظفر فاریابی سنکے نہایت خوش ہوکر ایک عرضی اس مضمون
کی لکھی کہ اے امیر باتوقیر مظفر فاریابی حاکم قلعہ فاریاب نے آپ کی اطاعت قبول کی ہے غرض عرضی لکھکر
ایک سوار کو کہا خدمت حمزہ صاحبقران مین جلد جا اور یہ عرضی انھین پہونچا سوار مذکور وہ عرضی لیکر روانہ
ہوا بعد قطع راہ دراز سوار نے دیکھا کہ امیر ایک صحراے سبزہ زار مین مع لشکر ظفر اثر فروکش ہین سوار نے
خدمت امیر مین جاکر وہ عرضی پہلوان عادی کی پیشکش کی امیر باتوقیر عبارت عرضی کی پڑھکر خوش ہوے
پہلوان عادی ہمراہ مظفر فاریابی قلعہ مین آیا مظفر فاریابی نے سامان دعوت وضیافت کا کیا
بزم عشرت آراستہ کی جب طعام ہاے لذیذ وخوش ذائقہ تیار ہوچکے اس وقت مظفر فاریابی نے
دسترخوان بچھواکر بعد تکلف ظروف نادر و نفیس مین طعام ہاے لذیذ منگواکر دسترخوان پر رکھوائے
پہلوان عادی سے دست بستہ کہا کہ امیدوار ہون کچھ نوش فرمائیے پہلوان عادی نے ہاتھ دھوکر
ظروف اٹھا اٹھاکر طعام ظروف اپنے حلق مین ڈالنا شروع کیا تھوڑی دیر مین جملہ طعام کھالیا مظفر
فاریابی نے بموجب خواہش پہلوان عادی اور طعام منگوایا عادی وہ طعام بھی جلد ترکھا گیا آخر
مظفر فاریابی نے بہت سی دیگین پر از طعام منگوائین عادی دیگون کو دیکھکر خوش ہوا اور ہر ایک
دیگ کو اٹھا اٹھاکر طعام اپنے دہن مین ڈالنے لگا اور مظفر فاریابی کی بار بار توصیف کرنے لگا تھوڑی
دیر مین کل دیگین طعام سے خالی کردین مگر پیٹ نہ بھرا بھوکا رہگیا جب مطلق طعام باقی نہ رہا پہلوان
عادی نے مجبور و ناچار ہوکر آب سرد پیکر پانی سے ہاتھ دھویا برادران پہلوان عادی نے بھی اکل و
شرب سے فرصت حاصل کی دسترخوان اٹھایا گیا مظفر فاریابی پہلوان عادی کے سیر نہونے سے
نہایت حیران ہوا بعد حیرت بسیار وہان سے اٹھکر باہر گیا شیشہ ہاے شراب اور میناے مے لیئے بکثرت

بکثرت

بیہوشی ملواکر روبرو سے پہلوان عادی آیا اور عرض کرنے لگا آپ بزم عشرت مین تشریف لیچلیے پہلوان عادی اور [illegible]ان عادی ہمراہ مظفر فاریابی بزم عشرت مین جاکر بیٹھے اُسوقت حاکم قلعہ فاریاب نے حکم دیا ساقیان گلرخسار کنشتیان شراب کی مع گزک جلد لائین بموجب حکم ساقیان گلرخسار شراب بیہوشی آمیز لے کر بزم مین آئے اور جام بلورین مین شراب بھر بھر کر پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو پلانے لگے پہلوان عادی نے کہا اے مظفر فاریابی تم بھی شراب پیو اُسنے کہا اسوقت مجھے معاف فرمایئے پھر ہمراہ آپ کے میکشی کرونگا پہلوان عادی نے یہ سُنکے اصرار نہ کیا جب ساقیان مہجبین وہ انگبین پلا چکے اشیاے گزک سے ہر ایک نے ذائقہ دہن تبدیل کیا پھر حسب حکم مظفر فاریابی سے ساقیان خوش گلو بزم مین مع سازندون کے حاضر ہوے بناز و ادا ناچنے اور گانے لگے بعد تھوڑی دیر کے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کے سرون مین درد ہونے لگا بیہوشی نے اپنا اثر دکھایا پہلوان عادی نے پوچھا یہ کیسی شراب تھی کہ جسکے پینے سے میرے سر کو گردش ہی مظفر فاریابی نے کہا یہ شراب دو آتشہ تھی جو آپ نے پی ہی اُسنے نشہ زیادہ کیا ہی اسی وجہ سے آپ کے سر کو گردش ہی اگر مناسب ہو تو آپ براے تفریح طبع مع اپنے بھائیون کے باغ مین تشریف لے چلیے سیر باغ کیجیے پہلوان عادی نے کہا اچھا باغ مین چلیے تاکہ ہواے سرد لگنے سے میری طبیعت شگفتہ ہو درد سر موقوف ہو یہ کہکر پہلوان عادی اُٹھا برادران پہلوان عادی بھی اُٹھے چونکہ بیہوشی بخوبی اثر اپنا کر چکی تھی ہر ایک شخص لڑکھڑا کے بالاے فرش گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا مظفر فاریابی نے خوش ہوکر اپنے ملازمون کو طلب کرکے کہا جلد ان سب کو طوق و زنجیر مین گرفتار کرو بارگاہ سلیمانی اپنے قبضہ مین کرو لشکریان پہلوان عادی کو گھیر کے تہ تیغ کرو ملازمان مظفر فاریابی نے اول تو پہلوان عادی اور برادران عادی کو طوق و سلاسل مین گرفتار کیا زندان مین لیجاکر قید کیا پھر لشکریان حاکم قلعہ فاریاب نے مردمان فوج عادی پر حملہ کیا کچھ سواران سپاہ قتل ہوے باقی تاب مقابلہ نہ لاکر گریزان ہوے حمزہ صاحبقران ایک صحرا مین فروکش تھے کہ لشکریان پہلوان عادی مضطر و پریشان خاطر خدمت امیر مین پہونچے امیر نے احوال پوچھا سب نے عرض کیا پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو مظفر فاریابی نے قید کر لیا ہی بارگاہ سلیمانی اپنے قبضہ مین کر لی ہی براے اطلاع ہم حاضر ہوے ہین امیر باتوقیر نے احوال پہلوان عادی وغیرہ سے آگاہ ہوکر کلاہ عفریت مین شربت منگوا کر درمیان مین جملہ سرداران لشکر اسلام کے رکھا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہی کہ یہ شربت پیے اور مظفر فاریابی کو جاکر گرفتار کرلے اور پہلوان عادی کو قید سے رہا کرائے کرب غازی نے فوراً اُٹھ کر قدرے شربت پی کر عرض کیا یہ حکم مین بجالاؤنگا امیر باتوقیر نے فرمایا جلد جاؤ کرب غازی اپنی فوج کو اپنے ہمراہ لے کر سوے فاریاب بصد عجلت چلا جب قریب قلعہ پہونچا مظفر فاریابی خبر آمد کرب غازی سن کے چالیس ہزار سوار ہمراہ لے کر قلعہ سے نکلا اس اثنا مین کرب غازی عنقریب قلعہ پہونچا مظفر فاریابی نے کرب غازی کو روک کر کہا خبردار آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ اپنی تیغ تیز سے سر تیرا جدا کرونگا کرب غازی نے کہا او نابکار کیا بکتا ہی مین تجھکو قتل کرکے قلعہ کو فتح کرونگا اپنے جاب کو قید سے چھڑاؤنگا مظفر فاریابی نے یہ سن کے غضبناک ہوکر نیزہ سینہ کرب غازی پر مارا کرب غازی نے اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا پھر کرب غازی نے نیزہ مارا اُسنے بھی اپنے نیزہ پر نیزۂ کرب غازی کو روکا اسی طرح تھوڑی دیر باہم گرم جنگ نیزہ ہوئی آخر کرب غازی نے ایک بند نادر باندھ کر نیزہ دست مظفر فاریابی سے نکال دیا جسوقت نیزہ ہاتھ سے نکل گیا مظفر فاریابی

نے خیال کیا حریف زبردست ہی ایسے سے لڑنا نہ چاہیے اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے
مظفر فاریابی نے کہا ای بہادر بیشک تیر اشجاعت و قوت مین مثل و نظیر نہین ہی کیا خوب مند نیزہ کا
باندھ کر میرے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا آج تک میرے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہ نکالا تھا مین نے عہد کیا تھا
جو کوئی دلاور میرے ہاتھ سے نیزہ نکال دیگا اُسکی اطاعت کرونگا اور جو دین اُسکا ہوگا وہی مذہب اختیار
کرونگا پس ای بہادر اب مجکو اپنے دین مین لا مین تیری اطاعت اور حمزۂ صاحبقران کی فرمانبرداری
اختیار کی کرب غازی نے لڑنے سے ہاتھ روک کر نہایت خوش ہوکے اُسے کلمہ پڑھایا مظفر فاریابی
نے بڑھکر سر اپنا قدم کرب غازی پر جھکایا کرب غازی نے سر اُسکا اپنے سینہ سے لگایا مظفر فاریابی
نے کہا اب میرے قلعہ مین چلو مجکو اپنا خادم سمجھو کرب غازی مع فتاح پلنگینہ پوش ہمراہ اُسکے قلعہ مین گئے
مظفر فاریابی نے کہا اب تخت پر بیٹھو یہان کی بادشاہت کرو کرب غازی نے جواب دیا تمہارا تخت
و تاج تمکو مبارک ہو مین تخت پر نہ بیٹھونگا یہ کہکر مظفر فاریابی کو تخت پر بٹھایا اور آپ قریب تخت ایک
دنگل پر بیٹھے جب دربار آراستہ ہوا مظفر فاریابی نے حکم دیا پہلوان عادی اور برادران پہلوان
عادی کو قید سے رہا کرو ملازمون نے فی الفور جاکر سب کو قید سے رہا کیا مظفر فاریابی نے اُنھین بلاکر
اپنے دربار مین بعزت و حرمت بٹھایا پھر بارگاہ سلیمانی منگواکر کرب غازی کے حوالہ کی کرب غازی
نے بارگاہ سلیمانی کو اپنے لشکریون کے سپرد کی اور اُسی وقت ایک عرضی مثل عرضی پہلوان عادی
تحریر کرکے حمزۂ صاحبقران کو روانہ کی حاکم قلعہ فاریاب نے سامان دعوت کیا نہایت تکلف
سے کرب غازی کی دعوت کی طعام دعوت مین بیہوشی آمیز کرائی وہان جاکر سوار نے عرضی کرب غازی
کی حمزۂ صاحبقران کو دی امیر بانوقیر عرضی ملاحظہ فرماکر خوش ہوے یہان کرب غازی و پہلوان
عادی و برادران عادی طعام بیہوشی آمیز کھاکر بیہوش ہوے مظفر فاریابی نے سب کو طوق و
زنجیر مین گرفتار کرکے زندان مین قید کیا یہ خبر امیر کو پہونچی امیر بانوقیر حال گرفتاری کرب غازی
وغیرہ جوانسیس سے سُنکے بہم برہم ہوے کمال عفریت مین شربت منگواکر بیچ مین جملہ سرداران لشکر
اسلام رکھا اور فرمایا کون ایسا جری ہی کہ مظفر فاریابی کو اس مکاری کی جاکر سزا دے اور کرب
غازی کو قید سے چھڑائے لندھور بن سعدان نے اُٹھکر کسی قدر شربت پی کر عرض کیا مین جاتا ہون
جو کچھ آپ نے حکم دیا ہی بجالاتا ہون یہ کہکر مع لاکھ سواران ہندی کے روانہ ہوا مظفر فاریابی
کو یہ خبر ہوئی کہ لندھور بن سعدان سات لاکھ سوارون کی جمعیت سے آتا ہی مظفر فاریابی نے
پریشان خاطر ہوکر در قلعہ بند کرایا پل و تختہ اُٹھوا لیا خندق مین آگ روشن کرائی قلعہ پر چڑھا
توپین لگائین گولہ اور باروت بکثرت گولہ اندازون کو دے کر اُنسے کہا جسوقت لندھور بن
سعدان سامنے قلعہ کے آئے اسقدر گولے مارنا کہ قدم آگے بڑھا نہ سکے بلکہ ہلاک ہوجائے گولہ اندازون
نے عرض کیا حتے الامکان ہم ایسا ہی کرینگے یہ کہکے گولہ اندازون نے توپین بھرین مہتابین روشن
کین اسی اثنا مین لندھور بن سعدان بھی سامنے قلعہ کے پہونچا مظفر فاریابی نے گولہ اندازون سے
کہا دیکھو حریف آپہونچا اپنے کام مین مشغول ہو اب اُسکو در قلعہ تک نہ آنے دو گولہ اندازون نے
جلد جلد گولے مارنا شروع کیے لندھور بن سعدان ایک ہاتھ مین گرزگران اور دوسرے ہاتھ مین

سپر فراخ دامن لے کر جانب در قلعہ چلا جب گولہ سامنے آتا تھا لندھور بن سعدان ضرب گرز سے اُسے دفع کرتا تھا اور سپر سے بھی اعضا کو گولون سے بچاتا تھا اسی طرح سواران ہندی بھی عقب لندھور بن سعدان جانب در قلعہ جاتے تھے لیکن گولون سے اکثر سوار ہلاک ہوتے تھے مثل اولون کے قلعہ سے گر رہے تھے توپون کی صدا سے اطباق زمین لرزتے تھے دھوان اسقدر تھا کہ زیر آسمان ایک دھوئین کا آسمان گویا نظر آتا تھا گولہ انداز ہر چند دمبدم گولہ اندازی کرتے تھے مگر لندھور بن سعدان گولونکو دفع کر کے آگے بڑھتا جاتا تھا لشکری کچھ ہلاک ہوتے تھے جب لندھور بن سعدان خندق پر پہونچا گولہ اندازون نے گولے مارنا موقوف کیے قلعہ پر سے بارود کی ہانڈیان لندھور بن سعدان پر پھینکین لندھور بن سعدان نے سر پر روک کر اپنے مرکب کو خندق پر پھینڈایا مظفر فاریابی اُسوقت نہایت گھبرایا کرب غازی کو زندان سے بلوا کر اُسکے قدمون پر گرا اور بصد منت کہنے لگا اے برادر مجھسے خطا ہوئی عفو کر اب مین صدق دل سے مسلمان ہوا یہ کہکر کلمہ پڑھا کرب غازی نے پوچھا کیون قدم پر گرتا ہے اسقدر منت وعاجزی کس وجہ سے کرتا ہے اُسنے کہا لندھور بن سعدان در قلعہ تک آگئے ہین گرز سے در قلعہ توڑا ہی چاہتے ہین برائے خدا آپ اُنھین منع کیجیے اور کہیے کہ مظفر فاریابی اب صدق دل سے مسلمان ہوتا ہے کرب غازی نے اُسے راست گو جان کر لندھور بن سعدان سے بآواز بلند کہا اے بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان در قلعہ نہ توڑیے گا مظفر فاریابی کہتا ہے کہ اب مین صدق دل سے مسلمان ہوا اب مکر و فریب نہ کرونگا لندھور بن سعدان نے در قلعہ نہ توڑا مظفر فاریابی در قلعہ کھول کر لندھور بن سعدان کو بہزار عزت و حرمت قلعہ مین لایا لشکر لندھور بن سعدان بیرون قلعہ رہا لندھور بن سعدان نے سیر قلعہ کی پھر تخت کے قریب تر دنگل پر بیٹھا کرب غازی اور پہلوان عادی وغیرہ کو مظفر فاریابی سے رہا کیا ہر ایک سے عذر کیا اپنی خطا کا مقر ہوا پھر مانند قبل لندھور بن سعدان کی دعوت کی لندھور بن سعدان وغیرہ طعام بیہوشی آمیز کھاکر بیہوش ہوئے مظفر فاریابی نے اپنے ملازمون سے کہا ان سب کو طوق و زنجیر مین گرفتار کر کے زندان مین لیجاؤ اگر مین یہ فریب نہ کرتا یہ سب مسلمان کبھی گرفتار نہوتے ملازم بموجب حکم حاکم کرب غازی اور لندھور بن سعدان وغیرہ کو سلاسل مین گرفتار کر کے زندان مین لے گئے بعد گرفتار کرنے سرداران لشکر اسلام کے مظفر فاریابی نے در قلعہ بند کر لیا پل تختہ اُٹھوا لیا قلعہ پر اور زیادہ توپین لگانے کا حکم دیا سواران ہند خبر گرفتاری لندھور بن سعدان و کرب غازی سُنکے جانب امیر باتوقیر روانہ ہوئے امیر باتوقیر سوے قلعہ فاریاب مع لشکر چلے آتے تھے اثنائے راہ مین سواران ہند و ہمراہیان کرب غازی و لشکریان پہلوان عادی نے امیر باتوقیر سے کل حال مکاری مظفر فاریابی عرض کیا امیر باتوقیر کو نہایت غصہ آیا خود مع لشکر ظفر اثر جانب قلعہ فاریاب روانہ ہوئے بعد قطع راہ جب سامنے قلعہ کے پہونچے مظفر فاریابی کو حال آمد حمزۂ صاحبقران سے آگاہی ہوئی فوراً لندھور بن سعدان اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو زندان سے طلب کیا بالائے قلعہ لے گئے جلادون کو طلب کیا جلاد حاضر ہوئے ہر ایک سردار کو زیر تیغ بٹھایا اِدھر حمزہ صاحبقران نے در قلعہ کی طرف قدم بڑھایا مظفر فاریابی نے بالائے قلعہ سے بآواز بلند کہا اے حمزہ صاحبقران اگر آپ برائے فتح قلعہ آگے قدم بڑھایئے گا تو مین آپ کے ان سرداران لشکر کو ابھی قتل کرا دونگا حمزہ

صاحبقران لندھور بن سعدان وغیرہ کو زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھکر اور گفتگوے مظفر فاریابی سن کے
خیال کرنے لگے کہ سوے قلعہ جانا فی الحال بہتر نہین ہی مظفر فاریابی لندھور بن سعدان اور کرب غازی
کو قتل کر ڈالیگا یہ سمجھکر امیر باتوقیر آگے نہ بڑھے اُسی جگہ مقیم ہوے مظفر فاریابی نے لندھور بن سعدان
اور سب کو زندان مین بھیجدیا امیر باتوقیر نے خواجہ سے کہا اے خواجہ تم قلعہ گیر کے جنگ مشہور ہو اگر یہ قلعہ
کسی تدبیر سے لے لوگے تو مین تمکو کل مال و زر اُس قلعہ کا دیدونگا خواجہ عمرو نے اقرار کیا کہ مین اس قلعہ
کو لے لونگا مظفر فاریابی کو گرفتار کرنے کی بھی تدبیر کرونگا غرض جب تاریکی شب محیط عالم ہوئی نصف شب
کو خواجہ عمرو امیر باتوقیر کو ہمراہ لے کر زیر دیوار قلعہ گئے اور دیوار قلعہ پر کمند پھینکی پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ
پہ جاکر بذریعہ کمند زیر دیوار اُترے حمزہ صاحبقران بھی ہمراہ خواجہ داخل قلعہ فاریاب ہوے خواجہ
عمرو نے دیکھا مردمان قلعہ تو سورہے ہین لیکن ایک ضعیفہ ایک حجرے مین بیٹھی ہی خواجہ عمرو نے اُس سے
پوچھا اے ضعیفہ اسوقت مظفر فاریابی کس جگہ ہی اگر تجھے معلوم ہو تو بیان کر ضعیفہ نے کہا اس وقت مظفر
فاریابی اپنے باغ مین ہی بزم عشرت مین بیٹھا ہی دیکھو وہ سامنے باغ ہی خواجہ عمرو نے گفتگوے ضعیفہ سُنکے وہان
سے آگے قدم بڑھایا امیر باتوقیر نے در قلعہ پر جاکر در قلعہ کھولدیا جملہ سرداران لشکر اسلام و تمامی مردان فوج
داخل قلعہ ہوے عمرو و امیر باتوقیر براے قتل مظفر فاریابی جانب باغ چلے قلعہ مین مردم بیدار ہو کر شور
و غل کرنے لگے مظفر فاریابی نے شور و غل سُنکے پوچھا یہ شور و غل کیون ہوتا ہی ملازمون نے دریافت کرکے
عرض کیا خداوندنعمت حمزہ صاحبقران مع لشکر داخل قلعہ ہو کر اس طرف آتے ہین مظفر فاریابی یہ سُنکے
نہایت گھبرایا شراب کا نشہ اُترگیا فوراً لندھور بن سعدان اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو زندان
سے بلوا کر بارگاہ سلیمانی اور خزانہ اور دیگر اسباب و مال لے کر راہ نقب سے مع اپنی فوج کے روانہ ہوا
لندھور بن سعدان وغیرہ کو آرا بہ پر بٹھایا بعد قطع راہ نقب ایک صحراے سبزہ زار مین نکلکر سوے ترکستان
چلا یہان حمزہ صاحبقران باغ مین پہونچے دیکھا باغ مین مظفر فاریابی نہین ہی امیر باتوقیر نے
باغبانون سے پوچھا مظفر فاریابی کہان ہی انھون نے کہا وہ آپ کے خوف سے اس قلعہ سے نکل گیا نہین
معلوم کہان گیا امیر باتوقیر تو قلعہ فاریاب مین مقیم ہوے اہل قلعہ نے اطاعت حمزہ صاحبقران اختیار
کی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے

اب حال ہمتال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری و مظفر فاریابی بیان کیا جاتا ہی

بعد گریزان ہونے حاکم قلعہ فاریاب کے عمرو بن امیہ ضمری نے حمزہ صاحبقران سے کہا ایفاے وعدہ فرمایئے
خزانہ اور جواہرات اس قلعہ کا بندہ کو دلوایئے مین نے قلعہ لے لیا ہی حمزہ صاحبقران نے جواب دیا مظفر
فاریابی خزانہ اور مال و اسباب لیکر گریزان ہوا ہی اس سے جاکر لے لو اگر اسنے خزانہ و اسباب نہین لیا یہان ہوتا تو
البتہ مین تمکو دیدیتا خواجہ قائل ہو کر اور زیادہ اس امر مین گفتگو نہ کرسکے اور بخیال حصول زر پھر قلعہ فاریاب سے
نکل کر سوے صحرا روانہ ہوے خواجہ کو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب احوال امیر و مظفر فاریابی لکھا جاتا ہی
امیر تے بعد جانے خواجہ کے ایک مرد بزرگ فاریابی کو تخت حکومت فاریاب پر بٹھا کر وہان سے کوچ کیا اور مظفر فاریابی
نقب سے جو نکل کر صحرا نوردی کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک روز قریب ایک کوہ کے پہونچا دل مین خیال کرنے لگا
حمزہ صاحبقران نے میرے ملک پر اپنا قبضہ کیا مجکو آوارہ دشت کیا ہی اُنکے لشکر کے سردار

میرے ہمراہ قید ہین دشت نوردی مین اُنھین ہمراہ اپنے رکھنا اچھا نہین ہی مناسب یہ ہی کہ اُنھین قتل کرون کچھ اپنے دل غمگین کو شاد کرون یہ خیال کرکے زیر کوہ قیام کیا جلادونکو طلب کیا جلادان بیرحم تیغ بکف حاضر ہوے مظفر قار یابی نے کہا اے جلادان بیرحم جلد لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی وغیرہ کو ارابون سے اُتار کر قتل کرو جلادون نے سرداران مذکورہ کو ارابون سے اُتار کر زیر تیغ بٹھایا تھا کوتاہ کا گردونپر خط دیا تھا آب و طعام کیواسطے سردارون سے کہا تھا سب نے جواب دیا تھا کہ ہم اپنی زندگی سے سیر ہین خون جگر پی چکے ہین کسی امر کی ہمین آرزو نہین ہی سواے ملاقات حمزہ صاحبقران کے کوئی حسرت نہین ہی جلادون نے جواب دیا تھا کہ اب تمسے اور حمزہ صاحبقران سے روز جزا ملاقات ہوگی اس آرزو کو باغ دنیا سے دل ہی مین لیجاؤگے اتنی دیر ہین وہ حکم مظفر قار یابی براے قتل سرداران لشکر اسیر جلادون کو دے چکا تھا تسیر الحکم نہین دیا تھا سرداران ہر کو زیر تیغ گردن جھکائے بیٹھے تھے واسطے اپنی رہائی کے خدا سے دعا کر رہے تھے پہلوان عادی کا عجب حال تھا چہرہ کثرت غم سے متغیر ہو گیا تھا تھوڑی دیر مین افراط الم سے لاغر ہو گیا تھا پیٹ جو مانند دہل کے کلان تھا خیال مرگ سے ایسا پچک گیا تھا کہ سینہ و شکم ہموار ہو گیا تھا زار زار روتا تھا اپنی رہائی کے لیے درگاہ قادر و قیوم مین بہ رجوع قلب دعا کرتا تھا کبھی جلادون سے کہتا تھا اے بیرحمو قتل تو کرتے ہو مجھے اتنا کھانا تو کھلادو کہ میرا پیٹ بھر جاے اور اسقدر پانی پلادو کہ سیراب ہو جاؤن جلاد جواب دیتے تھے کہ ہمکو تمھارے اکل و شرب کا احوال معلوم ہو چکا ہی پیٹ سے دیگین تمنے طعام کی خالی کر دین ہین کئی مٹکے پانی کے پی گئے ہو لیکن سیراب نہین ہوتے ہو اسقدر یہان آب و طعام کہان ہی کہ ہم تمکو کھلا کر سیر و سیراب کرین اگر دس ہزار آدمیون کے کھانیکا غلہ بھی تم کھا جاؤگے اور بکثرت پانی پیوگے تو بھی تم سیر و سیراب نہوگے بھوکھے اور پیاسے رہوگے پس اب امید اکل و شرب منقطع کرو پھل تیغ کا کھاؤ آب شمشیر سے اپنے حلق کو تر کرو تھوڑی دیر مین رشتۂ حیات تمھارا قطع ہو جائیگا سر تمھارا تیغ تیز سے جدا ہو جائیگا تسیر الحکم ہمین تمھارے قتل کا ملا ہی چاہتا ہی پہلوان عادی تقریر جلادان بیرحم سُنکے سوے فلک دیکھنے لگا خدا سے دعا کرنے لگا تھا سرداران دیگر بھی برجوع قلب دعا کرنے لگے تھے ناگاہ تیر دعا ہر ایک کا ہدف مراد پر پہونچا یعنے سوے صحرا غبار بلند ہوا بعد ایک لمحہ کے وہ غبار ہوا سے دفع ہوا لندھور اور کرب غازی نے دیکھا نقابدار قلندر چالیس ہزار قلندرون کی جمعیت سے نمایان ہو کر بعجلت زیر کوہ آیا جب قلندر نے لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو زیر تیغ بٹھا ہوا دیکھا مظفر قار یابی سے بڑھکر کہا او نابکار انھین کیون قتل کرتا ہی مظفر نے جواب دیا او درویش تجھے امور سلاطین مین کیا دخل ہی یہ میرے گنہگار ہین مین اُنکو قتل کرواتا ہون اگر تو کچھ انکی حمایت کریگا تو ابھی تجھکو بھی قتل کرونگا نقابدار قلندر نے جواب دیا او نابکار کیا مجال تیری کہ لندھور اور کرب غازی سرداران لشکر حمزہ کو قتل کر سکے مظفر قار یابی یہ سنکے غضبناک ہوا فی الفور مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہوا اُسکے حکم سے مردان فوج بھی مسلح ہونے لگے اور لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی و برادران پہلوان عادی نے طوق و زنجیر وغیرہ کو مانند تار عنکبوت توڑ توڑ کر پھینک دیا واضح ہو کہ جبتک وقت رہائی نہین آتا ہی سرداران لشکر اسلام قید رہتے ہین اور جب وقت رہائی آجاتا ہی طوق و زنجیر کو اپنے تن سے

جدا کر ڈالتے ہین غرض لندھور اور کرب غازی نے بعد توڑ کر پھینکنے طوق و زنجیر کے ایک ایک ٹکڑے سے زنجیر کے ان جلادان
بیرحم کو ہلاک کیا ادھر مظفر قاریابی نے بعد جنگ نیزہ و گرز تیغہ سر نقابدار قلندر پر لگایا نقابدار نے بارھ تیغہ کی دیکھکر
بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر جلد لیکر انتظار کیا جب تیغہ قریب سر آیا فوراً اُسکی بند دست پر ہاتھ ڈالکر بزور قوت بازو تیغہ
اُسکے ہاتھ سے چھین لیا پھر اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے پشت زین سے اُسے اُٹھا لیا اور زمین پر اسطرح
ٹپکا کہ ہلاک ہوجاوے اسوقت عیار نقابدار قلندر نے جلد تر مظفر قاریابی کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیا یہ احوال
دیکھکر مردان لشکر مظفر قاریابی نے یکبارگی نقابدار قلندر پر حملہ کیا لشکر نقابدار بھی بڑھا ایک جانب سے کرب
غازی نے ایک سوار کو مشت مار کر تیغ اُسکی لیکر اُسی کے مرکب پر سوار ہوکر لشکر کفار پر حملہ کیا لندھور نے اسی طرح
پشت لشکر عدو پر حملہ کیا پہلوان عادی نے مع اپنے بھائیونکے اُسی طور سے سوارون کو ہلاک کرکے اُنکی تلوارین
لیکر اُنکے گھوڑون پر سوار ہوکر قلب لشکر فوج عدو پر حملہ کیا ادھر مردان نقابدار قلندر نے تلوارین کھینچکر سپرین اُٹھا کر حملہ
کیا لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر مین صدہا کفار قتل ہوے آخر بہادران لشکر اسلام سے مقابلہ نکرسکے
بارادہ گریز پیچھے ہٹنے لگے بہادران لشکر اسلام نے تھوڑی دیر مین جملہ کفار کو تہ تیغ کیا کوئی تو لشکر مظفر قاریابی سے
زندہ نرہا جسوقت جملہ اعداے نابکار قتل ہوچکے نقابدار قلندر نے خزانہ و اسباب مظفر قاریابی کا اپنے قبضہ مین کیا
بارگاہ سلیمانی اور سرداران لشکر اسلام کو ہمراہ لیکر سوے قلعہ قاریاب روانہ ہوا اثناے راہ مین خواجہ عمرو سے
ملاقات ہوئی خواجہ نے کہا اے نقابدار قلندر جو خزانہ و اسباب مظفر قاریابی کا ہے وہ میرا ہے کیونکہ حمزہ صاحبقران
نے مجھسے یہ وعدہ کیا تھا کہ اے عمرو تمھاری تدبیر سے اگر یہ قلعہ فتح ہوگا تو خزانہ و مال و اسباب مظفر قاریابی کا
مین تمھین دونگا مین نے اس قلعہ کو اپنی تدبیر سے فتح کیا ہے پس جو خزانہ مال و اسباب تمنے لوٹا ہے اور تمھارے پاس ہے
میرے حوالہ کرو نقابدار قلندر نے یہ سنکر جواب دیا کہ یہ خزانہ و مال حق غازیونکا ہے عیارونکا اس مین حصہ نہین ہے غرض اسی
طرحکی باتین کرتا ہوا نقابدار سوے قلعہ جاتا تھا ناگاہ اثناے راہ مین دیکھا کہ امیر با توقیر مع لشکر تشریف لاتے ہین نقابدار
نے امیر کو بصد ادب تسلیم کی پھر بارگاہ سلیمانی دی اور تمام حال بیان کیا بعد ازان مظفر قاریابی کو حوالے امیر
کرکے جانے لگا امیر نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے نقابدار قلندر نے عرض کیا نام اپنا سمرقند مین بتاؤنگا یہ کہکر نقابدار
قلندر چلا خواجہ نے کہا اے نقابدار کیا تو خزانہ و مال لے ہی جائیگا مجھے نہ دیگا فقرا کو تو لازم ہے کہ قناعت کرین مال
و زر کی خواہش نکرین تو کیسا فقیر ہے کہ روپیہ سے محبت رکھتا ہے میرا حق چھینے لیتا ہے نقابدار نے مسکراکر کل مال و خزانہ
مظفر قاریابی کا خواجہ کو دیدیا خواجہ نے خوش ہوکر کہا جیسا فقیرون مین مین نے تجھے سخی دیکھا ایسا کسی فقیر کو سخی نہین دیکھا
نقابدار قلندر تو سوے صحرا مع اپنی فوج کے چلا گیا خواجہ نے تمام مال و زر نذر زنبیل کیا امیر نے اُسی جگہ مقام کرکے
مظفر قاریابی کو بلایا جب وہ قریب آیا امیر با توقیر نے اُس سے فرمایا اے مظفر تو نے اپنی مکاری کا نتیجہ دیکھا اب بھی خیر ہے
کہ اگر صدق دل سے مسلمان ہو تو مین تجھے رہا کردون مظفر قاریابی نے کہا اے امیر با توقیر جو کچھ میری تقدیر مین تھا وہ ہوا
مگر اب صدق دل سے مسلمان ہوتا ہون اب کوئی مکر و فریب نکرونگا یہ کہکر روبروے امیر کلمہ شہادت اپنی زبان پر
جاری کیا حمزہ صاحبقران نے فوراً اُسے رہا کردیا مظفر قاریابی قدم امیر پر گرا امیر نے سر اُسکا اُٹھا کر اپنے سینے سے
لگایا الطاف و مہربانی سے سرفراز کیا بارگاہ سلیمانی مین اُسے جگہ بیٹھنے کو دی مظفر قاریابی نے چند روز مین اسقدر فرمانبرداری
و اطاعت امیر با توقیر کی کہ امیر مشتقال شاہ کے مانند اُسے سمجھنے لگے جس طرح مشتقال شاہ شرف مصاحبت امیر سے
سرافراز تھا اسی طرح مظفر قاریابی عہدۂ مصاحبت امیر سے ممتاز ہوا اکثر خدمت امیر مین شب و روز حاضر رہنے لگا

ایکروز ہنگام شب امیر نے مظفر فاریابی سے فرمایا ای مظفر آج تم اپنے خیمہ مین نہ جاؤ ہماری ہی بارگاہ مین سو رہو مظفر نے عرض کیا بہت بہتر مین اپنے خیمہ مین نجاؤنگا یہ کہکر مظفر امیر سے باتین کیا کیا جب نصف شب گذری امیر مائل خواب ہوے آخر امیر نے مسہری آرام کیا مظفر فاریابی بھی اُسی بارگاہ مین علیحدہ لیٹا جب مظفر فاریابی کو یقین ہوا کہ امیر سوتے ہین آہستہ اُٹھکر تلوار کھینچکر چاہتا تھا کہ امیر پر تلوار لگائے ناگاہ امیر بیدار ہوے مظفر فاریابی تلوار سے قنات چاک کرکے بھاگا امیر نے مقبل کو پکارا مقبل وفادار حاضر ہوا امیر نے تمام حال بیان کیا مقبل وسردار لشکر عقب مظفر فاریابی روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے مظفر راہ مین ملا مقبل نے اُسے دیکھکر نعرہ کرکے اُسکے سر پر تلوار لگائی مظفر فاریابی نے ہاتھ اپنا بجاے سپر اُٹھایا تلوار جو ہاتھ پر پڑی ہاتھ کٹکر زمین پر گرا مظفر فاریابی زخمی ہوکر وہان سے اس طرح بھاگا کہ مقبل وغیرہ کے ہاتھ نہ آیا احوال اسکا پھر لکھا جائیگا

ذکر حالات شاہزادہ علم شاہ وذکر قیماس خان خاوری بیان کیا جاتا ہی

محرران بیمثال اس داستان نادر کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ ایکروز علم شاہ چند آدمیون کو اپنے ہمراہ لیکر برلے شکار صحراے سبزہ زار مین گئے بعد شکار کرنے طائرون اور چوپاؤن کے علم شاہ نے دیکھا صحراے سبزہ زار مین ایک بارگاہ ایستادہ ہی کچھ سوار اور پیادے اُترے ہوے ہین علم شاہ نے ایک سوار سے پوچھا یہ بارگاہ کسکی ہی سوار نے جوابدیا یہ بارگاہ وزیر ترک توسن ملیطاقی کی ہی نام اسکا احرم ملیطاقی ہی ایک نامہ ترک توسن ملیطاقی و نامہ دیگر صلصال بن دال لیکر آیا ہی اور ایک امر کیواسطے اور بھی آیا ہی علم شاہ نے پوچھا وہ امر کیا ہی سوار نے کہا واسطے لینے ملکہ خورشید خاوری کے آیا ہی کل ہنگام سحر روبروے خسرو خاوری کی جائیگا علم شاہ تمام احوال سنکے صحراے سبزہ زار سے باغ مین آئے ہنگام شب حسب دستور ملکہ خورشید خاوری باغ مین آکر پہلوے علم شاہ مین بیٹھی بعد تھوڑی دیر کے ملکہ نے کشتی شراب کی طلب کی کنیزین کشتی شراب لے آئین ملکہ نے شیشہ اُٹھاکر جام بلورین مین شراب بھری پھر وہ جام شراب علم شاہ کو دینے لگی علم شاہ نے کہا ای ملکہ اگر تم ہمسے الفت رکھتی ہو تو ہمارا مذہب بھی اختیار کرو ملکہ نے پوچھا تمہارا دین کیا ہی علم شاہ نے جوابدیا ہمارا دین اسلام ہی ملکہ نے بوجہ الفت ومحبت کے کہا اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو مجھے مسلمان کرو علم شاہ نے خوش ہوکر ملکہ کو کلمہ پڑھایا ملکہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی علم شاہ نے جام مے ملکہ کے ہاتھ سے لیکر شراب پی پھر شراب شیشے سے جام مین انڈیل کر جام مے ملکہ کو دیا ملکہ نے بھی بعد غور بسیار شراب پی اسی طرح چند جام شراب باہم پیے جب علم شاہ کو نشہ ہوا ملکہ سے کہا ای ملکہ آج مین برلے شکار صحرا مین گیا تھا وہان مین نے دیکھا ایک بارگاہ ایستادہ ہی تھوڑی فوج اُتری ہی ایک سوار سے جو پوچھا معلوم ہوا کہ احرم ملیطاقی وزیر ترک توسن ملیطاقی کا دو نامے لیکر آیا ہی ایک نامہ صلصال اور دوسرا نامہ ترک توسن ملیطاقی کا ہی اور آنا اسکا محض اسواسطے ہی کہ تمھین ترک توسن ملیطاقی کے پاس لیجائے مین ابھی سے تمسے کہے دیتا ہون کہ اگر تمھارے والد یا تمھارے بھائیون نے تمھین اس وزیر نابکار کے ہمراہ روانہ کردیا تو مجھے نہایت صدمہ ہوگا اور مین وزیر مذکور کو مارڈالونگا ملکہ خورشید خاوری نے ہنسکر جوابدیا کہ اگر احرم ملیطاقی آیا ہی تو کیا اندیشہ ہی میرے والد اور میرے بھائی ہرگز مجکو اس وزیر کے ہمراہ روانہ نکرینگے تم ہنگام صبح میرے والد کے دربار مین ضرور جانا جو مین کہتی ہون اپنی آنکھون سے دیکھ لینا علم شاہ یہ سنکے خاموش رہے ملکہ خورشید خاوری بعد تھوڑی دیر کے علم شاہ سے رخصت ہوکر چلی گئی علم شاہ نے وہ شب بفکر وتردد بسر کی ہنگام سحر علم شاہ ہمراہ تیغ لدھاکے دربار خسرو خاوری مین گئے اور بعد تسلیم وآداب قیماس خان کے قریب جاکر ٹھہرے ناگاہ دربارگاہ خسرو خاوری پر شور وغل

ہوا قیماس خان نے اپنے ملازمون سے کہا جاکر دریافت کرو یہ شور و غل کیسا ہی ملازم گئے اور جلد پھر آکر عرض کرنے لگے احرم ملطاقی وزیر ترک
توسن ملطاقی دربارگاہ پر مع فوج قلیل آیا ہی ایک نامہ بھی اُسکے ہمراہ ہی امیدوار ملازمت ہی خسرو خاوری نے حکم دیا جلد احرم
ملطاقی کو ہمارے روبرو لے آؤ ملازم گئے اور اسے لے آئے وزیر ترک توسن ملطاقی نے موافق قاعدہ خسرو خاوری کو تسلیم کی بعد
وہ دونون نامے پیش کیے گئے خسرو خاوری نے موافق اسکی عزت کے اُسے بٹھایا بعدہ اُن نامونکو پڑھوایا مضمون ہر دو نامہ
مذکور کا یہی تھا کہ ای خسرو خاوری تمنے پہلے فولاد زنگی کو ہلاک کرایا ملکہ خورشید خاوری کو سوار کرکے نہ بھیجا اب ہمنے وزیر
احرم ملطاقی کو روانہ کیا ہی تمکو لازم ہی کہ اپنی دختر کو فوراً محافہ مین سوار کرکے بھیجدو تاکید جانو یہی تمہارے حق مین اچھا ہی جبوقت
قیماس خان نے عبارت نامہ سنی نہایت غصہ آیا وزیر مذکور سے مخاطب ہوکر کہا ترک توسن ملطاقی بار بار کیون نامہ بھیجتا ہی
ہم ہرگز اُسکا کہنا نمانینگے احرم ملطاقی نے کچھ بیہودہ تقریر کی قیماس خان نے اُسے بخوبی زد و کوب کرکے دربار سے نکلوا دیا
وزیر مذکور خاطر رنجیدہ خدمت ترک توسن ملطاقی مین چلا علم شاہ یہ احوال دیکھکر خوش ہوے بعد تھوڑی دیر کے چند
مردم دربارگاہ خسرو خاوری پر حاضر ہوے اور دربانونسے کہنے لگے ہماری جانب سے یہ عرض کرو کہ چند کس امیدوار مین
کہ دربار حضور مین حاضر ہوکر کچھ عرض کرین دربانون نے عرض بیگی سے کہا اُسنے خسرو خاوری سے عرض کیا خسرو خاوری
نے حکم دیا اُنھین بلا لو ملازمان خسرو خاوری نے اُن اشخاص کو دربار مین بلایا جب وہ دربار مین آئے سبنے بصد ادب برائے تسلیم سر
جھکائے خسرو خاوری نے موافق اُنکے رتبہ اور رتبہ کے اُنھین اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ اشخاص بیٹھگئے خسرو خاوری نے اُنسے پوچھا
تم کیون آئے ہو اُنھون نے عرض کیا ہم ایک کمان لیکر آئے ہین یہ کمان تمغاج خان ترک خطائی کی ہی کسی سے کھنچ نہین سکتی
ہی قیماس خان کے پاس بدست ہمارے روانہ کی ہی اور کہا ہی قیماس خان کو بھی دعوے دلیری کا ہی بس اس کمان کو کھینچے
کہکر وہ اشخاص خاموش ہوے تھے قیماس خان نے ارادہ کمان طلب کرنیکا کیا تھا ناگاہ علم شاہ نے اُن اشخاص سے کہا وہ
کمان کہان ہی ذرا دکھلاؤ اُنھون نے کمان مذکور علم شاہ کو دی علم شاہ نے جو اُس کمان کو کھینچا کمان کے کئی ٹکڑے ہوگئے
وہ اشخاص اور قیماس خان اور جملہ اہل دربار یہ قوت و زور دیکھکر نہایت متحیر ہوے بعد حیرت بسیار قیماس خان نے
خوش ہوکر علم شاہ کو خلعت فاخرہ دیا اور شیخ لدھا کو بھی موافق اُسکے رتبہ کے انعام دیا پھر قیماس خان نے کہا ای مہران بخت
تمنے یہ سخت کمان توڑ ڈالی علم شاہ نے کہ نام انکا یہان مہران بخت ہی کہا ای شاہزادہ دیکھا یہ تو کمان کچھ سخت نہ تھی نہایت نرم اور
بودی تھی آپنے ملاحظہ کیا کہ ذرا سے کھینچنے میں اس کمان کے کئی ٹکڑے ہوگئے قیماس خان نے بعد خلعت دینے کے مہران بخت کو کرسی
بیٹھنے کو دی علم شاہ بالائے کرسی از نگار بیٹھے وہ اشخاص ٹکڑے کمان کے اُٹھا کر دربار سے اُٹھکر سوے تمغاج خان روانہ ہوے
بعد جانے اشخاص مذکور کے ترک خطائی کہ یہ عیار نہایت ہوشیار اور فن عیاری مین کامل و اکمل ہی نامہ صلصال جن لیکر ال لایا خسرو
خاوری کو اُسکے آنیکی اطلاع ہوئی خسرو خاوری نے اپنے روبرو اُسے بلایا اُسنے باادب سلام کرکے نامہ صلصال قیماس خان
خاوری کو دیا قیماس خان نے کہا بیٹھ جاؤ ترک خطائی ایک کرسی چوبی پر بیٹھگیا قیماس خان نے نامہ پڑھوایا مضمون نامہ
یہ تھا کہ ای قیماس خان عرضی تمہاری احوال خاوری لیکر یہان آیا ہی اُسکے آنے سے کچھ فائدہ متصور نہین ہی فی زمانہ بادشاہ
نوشیروان حمزہ صاحبقران سے شکست کھا کر بلخ مین آئے تھے ہمنے سنا ہی کہ شاہان بلخ بھی مسلمان ہوگئے شہنشاہ قلعہ فانہ بابل
کے راہ گم کرکے ہمارے قلمرو مین آگئے ہین قریب ہی کہ وہ ہم تک پہونچین پس تمکو لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے مع
لشکر روانہ ہوکر ہمارے پاس آؤ حمزہ صاحبقران لشکر لیے چلے آتے ہین انھین روکو ترکستان مین نہ آنے دو اس تھوڑے
لکھے ہوے کو بہت جانو قیماس خان نے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر حکم دیا جلد ہمارے لشکر کے جوان مسلح ہون بموجب حکم لشکر کے
جلد مسلح ہوے قیماس خان نے مرکب دورکابہ طلب کیا جب مرکب کو زین و لجام سے آراستہ کرکے ملازم لائے قیماس خان نے میمین و

بیسار اپنے ملازمون کیطرف باین خیال دیکھا کہ اب مجھے مرکب پر سوار کرین ناظرین پر واضح ہو کہ قیماس خان ہر وقت نشہ شراب مین رہتا ہی شراب بکثرت پیتا ہی اور اسقدر تن و توش اور لنگر قامت رکھتا ہی کہ سو آدمی قوی ملکر بشکل اسکو مرکب پر سوار کرتے ہین الغرض جب سو آدمی واسطے سوار کرنے قیماس خان کے اُٹھے ہر ایک نے بقوت تمام زور کرکے شانہ اور بازوے قیماس خان کا پکڑ کر چاہا کہ قیماس خان کو اُٹھا کر پشت فرس پر بٹھائین لیکن قیماس خان اچھی طرح اپنی جگہ سے نہ اُٹھا جملہ مردمان کو پسینہ آ گیا ہانپنے لگے مہران بخت یعنی علم شاہ نے جو یہ حال دیکھا ان سو آدمیون سے کہا تم ہٹ جاؤ مین شاہزادہ کو گھوڑے پر سوار کرونگا ہر ایک شخص گفتگوے مہران بخت سنکے متبسم ہوا دل مین خیال کرنے لگا ہم سو آدمیون سے تو قیماس خان اپنی جگہ سے اچھی طرح اُٹھ نہین سکتا ہی یہ ایسے شجاع ہین کہ تنہا قیماس خان کو اُٹھا کر مرکب پر سوار کرینگے یہ خیال کرکے ہر ایک نے کہا اے مہران بخت کیا کہتے ہو کیا اسوقت نشہ شراب زیادہ ہی مہران بخت نے جواب دیا مین سچ کہتا ہون تنہا بمعیت شاہزادے کو مرکب پر سوار کرونگا مجکو نشہ شراب نہین ہی یہ سنکے وہ سو آدمی جدا ہوے مہران بخت نے قیماس خان کو بصورت طفل ناتوان اُٹھا کر ایک لمحہ مین پشت فرس پر بٹھا دیا وہ سو آدمی یہ زور و قوت مہران بخت کی دیکھکر بدرجہ کمال حیران ہوے خصوصاً قیماس خان از حد متحیر ہوا بار بار مہران بخت کو دیکھا کیا آخر اپنے پدر خسرو خاوری سے کہنے لگا مین تو خدمت صاصال مین جاتا ہون مہران بخت کو آپ کے حوالے کیے جاتا ہون اس جوان کو بعزت و حرمت اور بآرام تمام رکھیے گا یہ کہکر قیماس خان لشکر کو ہمراہ لیکر جانب ترکستان روانہ ہوا یزک خطائی بھی خسرو خاوری سے رخصت ہو کر تسلیم کرکے بصد عجلت جانب ترکستان روانہ ہوا اور قبل پہونچنے قیماس خان خاوری کے خدمت صاصال مین پہونچکر عرض کرنے لگا قیماس خان خاوری بموجب حکم حضور خاور سے روانہ ہوے ہین اثناے راہ مین ہین مین عیار تیز رو ہون اسوجہ سے قبل انکے حاضر خدمت ہوا ہون صاصال بن دال عرض یزک خطائی سنکے خاموش ہو رہا

داخل ہونا نوشیروان کا سمرقند مین اور نامہ روانہ کرنا صلصال کا طول مست آبلہ روے حاکم سمرقند کو اور ذکر طہماسپ ترک خجندی اور جنگ کرنا پہلوان عادی و فرامرز مغربی کا طہماسپ خجندی سے اور حال حمزہ صاحبقران وغیرہ کا

راویان شیرین زبان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب نوشیروان صعوبات راہ اُٹھا کر حوالی سمرقند مین پہونچا والی سمرقند یعنی طول مست آبلہ روے براے استقبال نوشیروان مع فوج شہر سے باہر نکلا اور دو فرسخ راہ طے کرکے استقبال نوشیروان کا کرکے عرض کرنے لگا خوشا قسمت میری اور زہے مقدر میرے کہ آپ میرے ملک مین تشریف لائے افسوس تمام ممالک پر آپکے حمزہ صاحبقران نے قبضہ اپنا کر لیا اور اب بھی وہ آپکے تعاقب مین آتے ہین خیر اگر آتے ہین تو مین انسے حتی الامکان مقابلہ کرونگا آپ میرے ملک مین تشریف لائے ہین تو چندے قیام فرمائیے میری جانبازی و سرفروشی کا تماشا دیکھیے نوشیروان نے ایک آہ سرد کرکے جواب دیا میرا یہان ٹھہرنا میرے نزدیک اچھا نہین ہی کیونکہ حمزہ صاحبقران میرے تعاقب مین آتے ہین بڑے بڑے نامی سرداران لشکر انکے ہمراہ ہین علاوہ سرداروں کے لشکر عظیم انکے ساتھ ہی تم انسے کیا مقابلہ کرسکوگے اب مین سوے ترکستان جاونگا صاصال بن دال سے ملاقات کرونگا تمام سرگذشت اپنی اُس سے بیان کرونگا ابھی نوشیروان یہ باتین کر رہا تھا اور طول مست آبلہ روے سن رہا تھا ناگاہ سوے صحرا غبار بلند ہوا نوشیروان اور بختک وغیرہ جانب غبار دیکھنے لگے جب غبار ہوا سے رفع ہوا سب نے دیکھا کہ طہماسپ ترک خجندی کی جمعیت چہل ہزار سواران چلا آتا ہی جسے

اسکے آثار شجاعت عیان ہین واضح ہو کہ مطیعان صلصال بن دوال بن دیو بن شمامہ چار فرزندان صلصال
و سرداران لشکر صلصال مین ہر چند کہ سب علی قدر مراتب جری و بہادر ہین مگر چار شاہ و شاہزادے
مطیعان صلصال سے نہایت شجاع ہین صلصال بن دوال انکو نہایت عزت و حرمت سے اپنے
دربار مین بٹھاتا ہی یعنی اپنے تخت کے برابر انہین دنکلو نیز بٹھاتا ہی اول اُن چارون مین سے قیماس خان
خاوری ہی دوسرا جری انہین سے تمغاج خان ترک ختائی ہی تیسرا بہادر انہین سے ترک توسن ایلطاقی ہی اور
چوتھا انہین سے طہماسپ ترک خجندی ہی جسکا قبل اسکے ذکر کیا ہی اور اب بھی حال اُسکا لکھا جاتا ہی غرض جب
طہماسپ ترک خجندی قریب نوشیروان آیا گھوڑے سے اُتر کر بصد ادب برائے تسلیم اُسنے سر جھکایا نوشیروان نے
سلام اُسکا لیکر طول مست آبلہ روے سے کہا اب مین جانب ترکستان جاتا ہون مجکو حمزہ سے خوف ہی ایسا نہو
کہ وہ آجاوے طہماسپ ترک خجندی نے عرض کیا ای شہنشاہ آپ پریشان خاطر ہوتے ہین تو جانثار خدمت ہون
کیا مجال کسی کی جو بغیر اجازت حضور یہان آسکے ہنوز طہماسپ ترک خجندی نوشیروان سے عرض کر رہا تھا
کہ یکایک سامنے سے ترک ختائی ظاہر ہوا اُسنے قریب آکر نوشیروان اور طول مست آبلہ روے کو تسلیم کی
اور نامہ صلصال بن دوال طول مست آبلہ روے کو دیا طول مست نے نامہ صلصال بصد تکریم و تعظیم کیا
بعد ازان عبارت نامہ پڑھی مضمون نامہ یہ تھا کہ ای طول مست آبلہ روے تمہین اور جملہ ہمارے مطیعون کو واجب
و لازم ہی کہ شہنشاہ نوشیروان کی حتی الامکان مدد و اعانت کرین اور بخوبی تمام اس امر مین کوشش و سعی کرین
اور نوشیروان کو بارام تمام رکھین جسوقت حمزہ صاحبقران ہمارے قلمرو مین قدم رکھین انکو اور جملہ انکے
ہمراہیونکو تہ تیغ کرین بعد ازان نوشیروان کو اُنکے ممالک پر از سر نو قابض و متصرف کرا دین چونکہ ہمنے سُنا ہی کہ
حمزہ صاحبقران اسطرف آتے ہین لہذا تمہین لکھا جاتا ہی کہ جسر جیحون پر سے حمزہ صاحبقران کو گذرنے نہ دینا
دلیرانہ انہین روکنا اگر وہ لڑین خون انکا آب جیحون مین گرانا خبردار اس امر مین غفلت نہ کرنا جب اس
مضمون نامہ سے نوشیروان آگاہ ہوا دل مین خوش ہوا طول مست آبلہ روے اور طہماسپ ترک خجندی
نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اب تو آپکو یہان سے جانا کسیطرح مناسب نہین ہی عبارت نامہ شہنشاہ صلصال آپنے
سُنی آپ کے بارے مین ہمین کسدرجہ تاکید لکھی ہی نوشیروان نے کہا اچھا صلصال نے جس بارے مین تمہین جو
لکھا ہی موافق حکم صلصال تم عمل کرو مین یہان قیام کرتا ہون یہ کہکر نوشیروان ہمراہ طول مست آبلہ
روے شہر سمرقند کیطرف چلا ترک ختائی نامہ دیکر سوے ترکستان گیا اور جلد راہ طی کر کے خدمت صلصال
مین پہونچا اور تمام حال نوشیروان وغیرہ کا جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا طول مست تو نوشیروان کو سمرقند
مین لایا اور دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا لیکن طہماسپ خجندی نے طول مست آبلہ روے سے
مشورہ کر کے کہا بالفعل مین جا کر جیحون کے پل کا بند و بست کرتا ہون راستہ روکتا ہون پھر بروقت تم بھی کمک
ہونا یہ کہکر طہماسپ ترک خجندی مع اپنے لشکر کے جسر جیحون پر گیا کنارہ دریا بارگاہ ایستادہ کی گئی
خیام برپا ہوے طہماسپ ترک خجندی راستہ روک کر وہان مقیم ہوا اسے تو کنارہ دریا چھوڑا جاتا ہی
اور اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب مظفر فاریابی ہنگام شب بارگاہ امیر سے نکل کر
بھاگا تو مقبل وفادار نے اُسکا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹا مظفر فاریابی تو بھاگ کر سوے صحرا گیا لیکن
مقبل وغیرہ فرمانبرداران امیر خدمت حمزہ صاحبقران مین آئے اور تمام حال مظفر فاریابی کا

عرض کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو حمزہ صاحبقران نے جواسیس سے سنا کہ جسر جیحون پر طہماسپ ترک خجندی
مع لشکر مقیم ہی راستہ اُسنے روکا ہی یہ خبر سُنکے امیر نے پہلوان عادی کو اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا حوالے کر کے
جانب جسر جیحون روانہ کیا جب اتنی دیر ہوئی کہ دو تین فرسخ پہلوان عادی چلا گیا اُسوقت امیر نے خیال
کیا کسی سردار کو براے مدد پہلوان عادی روانہ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ طہماسپ ترک خجندی پہلوان
عادی سے لڑکر بارگاہ سلیمانی چھین لے یہ خیال کرکے امیر با توقیر نے کاسۂ عفریت مین شربت منگوا کر درمیان
مین جملہ سرداران لشکر کے رکھا اور فرمایا سب مین کون ایسا بہادر ہی کہ اس جام شربت کو پیئے اور براے
مدد پہلوان عادی یہان سے روانہ ہو ہنوز حمزہ صاحبقران یہ فرما کر خاموش ہوے تھے کہ فرامرز
عاد مغربی اور ہلال شاہ عاد مغربی نے اُٹھکر عرض کیا کہ ہم جاینگے اور حکم آپکا بجا لاینگے امیر با توقیر نے
فرمایا اچھا جاؤ فرامرز عاد مغربی نے تھوڑا سا شربت پیکر حکم دیا جلد تر ہمارے ملازم مسلح ہون بموجب حکم جملہ
سواران فوج ہلال شاہ مغربی مسلح ہوے ہلال شاہ بالاے تخت بیٹھا فرامرز عاد مغربی مرکب پر سوار ہوا
ڈنکے پر چوب لگائی گئی باجے جنگی بجاے گئے علم ہاے لشکر جلوہ گر ہوے نشان لشکر آگے بڑھا سواری شاہ و شہزادہ
مذکور جانب جسر جیحون روانہ ہوئی دو لاکھ سواران جرار ہمراہ رکاب ہوے بعد جانے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی
کے حمزہ صاحبقران بھی مع کل لشکر سمت جسر جیحون روانہ ہوے ان سبکو تناسے راہ مین بالفعل چھوڑا جاتا ہی مگر اب حال پہلوان
عادی کا تحریر کیا جاتا ہی کہ پہلوان عادی جو اپنے بھائیون اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر روانہ ہوا تھا
بعد طی کرنے راہ کے قریب جسر جیحون پہونچا طبل ست آلبر ہوے یہ خبر سُنکے دو لاکھ سوارون کی جمعیت سے مع نوشیروان
وبختک جسر جیحون پر آیا طہماسپ ترک خجندی اُسے دیکھکر خوش ہوا پھر دونون نے اپنے اپنے لشکر کی جسر جیحون پر صف آرائی
کی اتنی دیر مین پہلوان عادی کنارے جیحون کے پہونچا طہماسپ ترک خجندی سد راہ ہوا پہلوان عادی نے
کہا ہٹجاؤ مجھے نروکو ورنہ مین تمھین قتل کرونگا طہماسپ ترک خجندی نے جواب دیا خبردار آگے قدم نہ بڑھانا حکم
شہنشاہ صلصال نہین ہی پہلوان عادی نے برہم ہوکر جواب دیا مین صلصال بن دال کو نہین جانتا اُسکا حکم
نہین مانتا وہ کون نابکار ہی جسکے حکم سے تم مجھے روکتے ہو جانتے ہو مجھے کہ مین کون ہون اگر نہین جانتے تو سُنو
مین برادر حمزہ صاحبقران ہون سقا ہمیشہ ہون ہمراہ میرے بارگاہ سلیمانی ہی مین ضرور اسی راہ سے
سوے ترکستان جاؤنگا تمھارے روکے سے کبھی نرکونگا جب یہ گفتگو پہلوان عادی نے کی طہماسپ ترک خجندی
کو غصہ آیا مرکب اپنا آگے بڑھا کر تیغہ گرانبار کھینچکر نعرہ کرکے تیغہ سر عادی پر لگایا پہلوان عادی نے جلد پشت سے
لیکر سر کو تو سپر سے بچایا پیٹ کو ہرچند بچایا مگر نہ بچا تیغہ گوشہ سپر کا تمکر شکم پر پڑا پیٹ پہلوان عادی کا پھٹ گیا
آنتین نکل آئین خون شکم سے نکلنے لگا برادران پہلوان عادی یہ حال دیکھکر براے مدد برادر آگے بڑھے تھے ناگاہ
فرامرز عاد مغربی ہمراہ اپنے پدر ہلال شاہ مغربی کے دو لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے ظاہر ہوا دور سے
پہلوان عادی کو زخمی دیکھکر جلد تر مرکب کو بڑھا کر جسر جیحون کے قریب تر پہونچا طہماسپ ترک خجندی نے
ارادہ کیا تھا کہ سر پہلوان عادی کا تن سے جدا کرے یکایک فرامرز عاد مغربی نے جسر جیحون پر پہونچکر نعرہ
کیا او نابکار خبردار سر پہلوان عادی تیغ سے جدا نہ کرنا مین آپہونچا مجھسے مقابلہ کر طہماسپ ترک خجندی
جانب فرامرز عاد مغربی متوجہ ہوا تھا کہ سوے صحرا گرد عظیم بلند ہوئی طہماسپ ترک خجندی سوے غبار
دیکھنے لگا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا دیکھا اُسنے لشکر گبر مثل دریاے ناپیدا کنار بڑھتا ہوا چلا آتا ہی

لشکر مین ہر ایک سردار رشک رستم و اسفندیار ہی جب وہ لشکر حمزہ کنارۂ دریا صف آرا ہو چکا اور بہادران
پہلوان عادی کو اٹھا کر لیگئے طہماسپ ترک خجندی نے گرز گرانبار جس سے روح سام بھی پناہ
مانگے اور اسکی ضرب سے جگر کوہ تھراجاے اٹھا کر گردش دیکر رکابون پر قدم جما کر بقوت تمام ترسر فرامرز
بن قارن پر مارا فرامرز نے گرز پر اسکے گرز کو روکا گھوڑون کے قدم زمین مین دھنس گئے غبار بلند ہوا
چونکہ جسر جیحون پر لڑائی ہو رہی تھی پل جیحون کا تھرا گیا بعد گرز لگانے کے طہماسپ ترک خجندی نے
بے اختیار کہا وہ مارا مین نے اپنے عدو کو مگر جب غبار رفع ہوا طہماسپ ترک خجندی نے دیکھا کہ فرامرز
عاد مغربی زندہ ہی بالاے مرکب بیٹھا ہی ہاتھ مین گرز ہی فرامرز کو دیکھکر طہماسپ حیران ہوا اپنے دل مین
خیال کرنے لگا اگر یہ گرز اپنا مین پہاڑ پر مارتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا اس جوان کا کام ہی تمام ہوا
طہماسپ یہ خیال کر رہا تھا کہ فرامرز عاد مغربی نے کہا بیت تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ؛
ہمہ شاہی از دل فراموش کن ؛ یہ کہکر فرامرز عاد مغربی نے بس رکابون پر قدم خوب جما کر گرز کو دونون
ہاتھون مین تھام کر گردش دیکر نعرہ کرکے سر طہماسپ مذکور پر لگایا طہماسپ نے بھی دلیرانہ گرز کو
اپنے گرز پر روکا ایسا ایک تڑاقا ہوا گویا دو پہاڑ باہم ٹکرائے اسوقت جسر جیحون اسدرجہ تھرایا گویا
زلزلہ آیا طہماسپ نے ہرچند گرز کو روکا مگر سینہ وشانے پر آگیا ساعد و بازو مین درد ہونے لگا ہمہ تن غبار
مین نہان ہوگیا حمزہ صاحبقران دونون دلیرون کی لڑائی دیکھ رہے تھے اور دونون کی تعریف
کرتے تھے سرداران اسلام وسواران لشکر و مردان لشکر حریف سب جانب ہر دو جوان متوجہ تھے
دیکھ رہے تھے بعض اہل اسلام براے نصرت فرامرز عاد مغربی دعا کرتے تھے اکثر مردمان حریف
واسطے طہماسپ کے اپنے خداوندون سے طالب ظفر تھے الحاصل جب غبار رفع ہوا کسی قدر حواس
درست ہوے طہماسپ نے غضبناک ہوکر گرز کو مانند فیل سر فرامرز پر لگایا فرامرز نے دلیرانہ پھر اپنے
گرز پر اسکے گرز کو روکا ابکی مرتبہ جسر جیحون کو اسقدر صدمہ پہونچا کہ کچھ مٹی اور کچھ اینٹین جسر کی پانی مین
گرین اور ہنگام ضرب گرز کی ایسی صدا بلند ہوئی گویا دو فیل باہم ٹکرا کے بندلون کے جگر تھرائے پھر
فرامرز بن ہلال شاہ مغربی نے از حد برہم ہوکر اچھی طرح رکابون پر قدم استوار رکھکر گرز گرانبار کو گردش
دیکر تمامی قوت سر طہماسپ پر لگایا طہماسپ ترک خجندی نے اپنے گرز پر گرز فرامرز عاد مغربی کو
روکا راوی کہتا ہی کہ اسوقت جسر جیحون کو ایسا صدمہ پہونچا اور اسقدر تھرایا کہ ٹوٹ کر آب جیحون مین
گرا چونکہ ہر دو دلیر بالاے جسر جیحون لڑ رہے تھے بوجہ گرنے اور ٹوٹ جانے جسر جیحون کے یہ بھی
آب جیحون مین گرے طول ست آبلہ روے وغیرہ تو طہماسپ ترک خجندی کے گرنے سے
مضطر و گریان ہوے اور حمزہ صاحبقران اور دیگر سرداران لشکر اسلام وغیرہ فرامرز مغربی کو آب
جیحون مین گرتے ہوے دیکھکر پریشان خاطر ہوے آخر تاب ضبط نہ لا کر امیر با توقیر واسطے نکالنے فرامرز
عاد مغربی جلد تر بڑھے اور تنگ کھول کر اشقر دیوزاد کو آب جیحون مین ڈالدیا اسوقت لندھور نے
بھی اسی طرح اپنا مرکب دریا مین ڈالا اسوقت لندھور فیل پر سوار نہ تھا پھر مرکب کرب غازی نے
بھی تنگ کھول کر آب جیحون مین ڈالا پھر امیر وغیرہ جستجوے فرامرز عاد مغربی کرنے لگے چونکہ اسوقت
آفتاب نہان ہوگیا تھا تاریکی تھی ادھر طول ست آبلہ روے نے اور سرداران لشکر اسلام نے جلد

ساماں روشنی کا کرکے کنارے دریا آئے اور روشنی مین طہماسپ ترک خجندی اور فرامرز عاد مغربی کو دیکھنے لگے چونکہ آب جیحون از حد بہتا تھا فرامرز عاد مغربی اور طہماسپ ترک خجندی اور امیر باتو قیر وغیرہ آب دریا مین بہونچکر دور تک بہگئے تھے کرب غازی اور طہماسپ دونون غوطے کہاتے تھے اور پیرتے تھے کیونکہ دونون کے مرکب زیر ران سے نکل گئے تھے زور شور آب سے دریا مین بہگئے تھے اور ہرچند لوگون نے روشنی مین دیکھا اور جال ڈالے گئے کچھ فائدہ نہوا کوئی شخص نظر نآیا احوال ان سبکا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان راز عشق افشان ہونا ملکہ خورشید خاوری کا اور زخمی کرنا برادران قیماس خان کا علم شاہ کو اور آنا خاور مین ترک توسن یلتاقی کا برائے جنگ اور زخمی ہوکر دست علم شاہ سے بھاگنا پھر خسرو خاوری وغیرہ کا مسلمان ہونا اور عقد کرنا ملکہ خورشید خاوری کا علم شاہ سے

راوی شیرین سخن اس داستان کو یون بیان کرتا ہے کہ ایک شب حسب دستور ملکہ خورشید خاوری اپنے باغ مین آکر پہلوے علم شاہ مین بیٹھی بعد شغل بادہ کشی اختلاط باہم ہونے لگا باغ مین تو ملکہ خورشید خاوری پہلوے علم شاہ مین بیٹھی ہے اسے بیٹھا رہنے دیجیے مگر اب حال گلعذار دایہ ملکہ خورشید خاوری کا سنیئے کہ اسکو کنیزان ملکہ کسے حال عشق ملکہ خورشید خاوری جو معلوم ہوا تھا بیتاب ہوکر اسی شب کو خدمت مادر ملکہ مین گئی اور بعد تسلیم دست بستہ عرض کرنے لگی اسوقت مجکو تخلیہ مین کچھ کہنا منظور ہے مادر ملکہ خورشید خاوری نے اُسے تخلیہ مین بلا کر پوچھا کیا کہتی ہو بیان کر دایہ مذکور نے عرض کیا مین نے سنا ہے کہ حضور کی صاحبزادی ہر شب اپنے باغ مین جاتی ہین اور مہران بخت پسر شیخ لڈھا کے پہلو مین بیٹھتی ہین باغبان بچہ پر عاشق ہوئی ہین اسوقت بھی باغ مین ضرور ہی اُسکے پہلو مین بیٹھی ہونگی پس مین نے حضور کو اطلاع دیدی ہے حضور کچھ اسکا تدارک کرین مادر ملکہ نے کہا ای گلعذار تو ٹھہر جا ابھی نجانا دایہ ٹھہری خسرو خاوری دربار برخاست کرکے محل مین آچکا تھا مادر ملکہ خورشید خاوری نے خسرو خاوری سے تمام احوال جو دایہ سے سنا تھا بیان کیا اور کہا اگر چندے اس امر مین غفلت کیجائیگی تو بدنامی دور تک پہونچے گی ابھی سے ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ آبرو مین خلل نہ آئے ذلت و رسوائی نہو خسرو خاوری یہ حال سنکے نہایت برہم ہوا اور اُسیوقت خسرو خاوری نے دایہ گلعذار کو ہلاک کر کے اپنے فرزندونکو طلب کیا جب تینون فرزند حاضر خدمت ہوئے خسرو خاوری نے کہا ای فرزندان تمھارے بھائی قیماس خان خاوری تو سوے ترکستان گئے ہین اُنکے ملازم مہربان بخت نے نہایت نمک حرامی پر کمر باندہی تمھاری ہمشیرہ سے اُسنے آشنائی کی ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ اسیوقت اپنے ہمشیرہ کے باغ مین جاؤ مہران بخت کو قتل کرو اور جملہ کنیزان خورشید خاوری کو تہ تیغ کرو تاکہ یہ بات مشہور نہو پس سہ برادران ملکہ خورشید خاوری یہ احوال سنکے کثرت غیظ سے کانپنے لگے اور اُسیوقت جانب باغ روانہ ہوئے جب باغ مین گئے دیکھا مہران بخت نشہ شراب مین مدہوش پہلوے خورشید خاوری مین بیٹھا ہے برادران ملکہ عقب سے آکر تلوارین کھینچکر مہران بخت پر لگانے لگے ملکہ خورشید خاوری یہ حال دیکھکر زار زار رونے لگی پھر خوف سے بھائیون کے گوشہ باغ مین جاکر مخفی ہوئی اپنے بھائیونکو سخت سست کہنے لگی کنیزین چلانے لکین تھوڑی دیر مین برادران ملکہ نے مہران بخت کو سراپا زخمی کیا اور ایک تلوار گردن پر ایسی لگائی کہ فقط تسمہ کہ باقی رہگئی باقی تمام گردن کٹ گئی علم شاہ کثرت جراحت سے گرا برادران ملکہ کو یقین ہوا کہ مہربان بخت ہلاک ہوگیا اُسوقت ہر سہ برادران ملکہ خورشید خاوری نے اُن کنیزون کو جو باغ مین موجود تھین

سبکو قتل کیا کنیزونکو توگوشہ باغ مین ڈالدیا مگر مہربان بخت یعنے علم شاہ کو ایک چادر مین باندھکر باغ سے نکل کر بیرون شہر چلے جب قریب قصبۂ اقمش گندی کے پہونچے ایک غار مین مع چادر علم شاہ کو ڈالکر پھر باغ مین آئے شیخ لدھا کو بھی قتل کیا بعدہ انہون نے ملکہ خورشید خاوری کو باغ سے سوار کرکے لیگئے جب ملکہ داخل محل ہوئی پدر و مادر نے ملکہ کو نہایت سخت و سست کہا ملکہ نے کچھ جواب ندیا پھر برادران ملکہ نے اپنے پدر و مادر سے تخلیہ مین تمام احوال مہربان بخت اور کنیزونکا بیان کیا محل مین اور باہر یہ امر کسی زن و مرد پر ظاہر نہوا اُس روز سے ملکہ خورشید خاوری تنہائی مین بخیال علم شاہ مین رویا کرتی تھی چہرہ کثرت رنج سے زرد ہوگیا تھا غذا اکثر اوقات تناول نہین کرتی تھی رات اور دن رویا کرتی تھی نہایت نحیف و لاغر ہوگئی تھی خواتین ملازم محل حال ملکہ دیکھکر پریشان تھین ملکہ کو فراق علم شاہ مین چندے رکھا جاتا ہی مگر اب احوال علم شاہ لکھا جاتا ہی کہ جس شبکو برادران ملکہ خورشید خاوری نے علم شاہ کو مجروح کرکے غار مین جاکر ڈالدیا تھا اُسی روز فرہاد اقمشی ساکن قصبہ اقمش گندی برائے ضرورت شہر خاور مین آیا تھا ہنگام شب اپنے مکان کیطرف جاتا تھا جب قریب اپنے مکان کے پہونچا دیکھا اُسنے غار مین ایک پشتارہ خون مین آلودہ چادر مین لپٹا ہوا پڑا ہی فرہاد نے عنقریب جاکر چادر کو کھولا دیکھا جوان خوبرو سراپا زخمی ہی غور کرکے جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ زندہ ہی فرہاد کو رحم آیا علم شاہ کو اُسی چادر مین پھر باندھکر اپنے گھر لیگیا اور اُسیوقت جراحونکو بُلاکر اُنسے کہا اس جوان کا علاج کرو اگر یہ جوان تمہارے علاج سے اچھا ہو جائیگا تو مین موافق اپنی لیاقت کے تمھین انعام دونگا جراحون نے علاج کرنا شروع کیا جو زخم شمشیر لائق ٹانکے لگانے کے تھے اُن زخمون مین ٹانکے لگائے بعد ازان کل زخمو نپر پھائے مرہم کے بناکر رکھے غرض بعد چندروز کے علم شاہ کسی قدر روبصحت ہوئے فرہاد اقمشی خوش ہوا علم شاہ نے اُس سے کہا تمنے مجھپر احسان کیا اُسنے عرض کیا لیکن آپکا ایک بندہ فرمانبردار ہون میرے بارےمین اسطرح ارشاد کیجیے کچھ اپنے نام و نسب و حسب سے اطلاع دیجیے علم شاہ نے کہا بعد صحت اگر تم پوچھوگے تو بیان کرونگا غرض جب اچھی طرح علاج ہوا جملہ زخم بالکل اچھے ہوگئے علم شاہ نے غسل صحت کیا فرہاد نے زیادہ تر خوش ہوکر جراحون کو انعام دیا ایکروز علم شاہ نے فرہاد اقمشی سے کہا کسی کو شہر مین بھیجکر حال خسرو خاوری دریافت کراؤ چونکہ فرہاد اقمشی لاولد تھا علم شاہ کو مثل اپنے فرزند کے چاہتا تھا کہنے لگا تمکو خسرو خاوری کے احوال دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہی علم شاہ نے جوابدیا ایک مطلب ہی اگر تمھین میری خوشی منظور ہو تو جو مین کہتا ہون میرے کہنے پر عمل کرو فرہاد نے کہا اچھا مین خود جاتا ہون اور حال خسرو خاوری دریافت کرکے جلد آکر تمسے بیان کرتا ہون یہ کہکر فرہاد گیا جب شہر خاور مین داخل ہوا اُسوقت مردم سے سُنا کہ ترک توسن یلتاقی مع فوج گران آیا ہی شہر مین ایک تہلکہ ہی فرہاد اقمشی نے مردمان شہر سے پوچھا باعث بغاوت کیا ہی مردم نے بیان کیا قبل اسکے ترک توسن یلتاقی نے دختر خسرو خاوری کی خواستگاری کی تھی اور فولاد زنگی کو مع محافہ بھیجا تھا مہربان بخت پسر شیخ لدھا نے اُسے ہلاک کیا تھا لاشہ اُسکا ترک توسن یلتاقی کے پاس پہونچا تھا پھر ترک توسن یلتاقی نے اپنے وزیر اخرم یلتاقی کو نامہ دیکر برائے طلب ملکہ خورشید خاوری یہان بھیجا تھا قیماس خان خاوری نے اُس وزیر کو مار پیٹ کر خاور سے نکلوا دیا تھا جب وہ ترک توسن یلتاقی کی خدمت مین گیا اور تمام حال اُس سے بیان کیا ترک توسن یلتاقی کو غصہ آیا فی الحال جو ترک توسن نے یہ سُنا کہ قیماس خان سوئے ترکستان گیا ہی

کوئی روکنے والا نہین ہی اسوجہ سے فوج لیکر چڑھ آیا ہی اب یقین کامل ہی کہ لڑائی ہوگی فرہاد دمشقی نے پوچھا خسرو خاوری کی کیا صورت ہی مردم نے بیان کیا ظاہرا خسرو خاوری پریشان خاطر ہوگا کیونکہ حریف زبردست فوج لیکر بارادہ جنگ آیا ہی فرہاد دمشقی احوال دریافت کرکے اپنے مکان کیطرف چلا یہان خسرو خاوری کو ترک توسن یلتاقی کے آنیکی خبر ہوئی تہمتن خان وغیرہ پسران خسرو خاوری اسی ہزار سوار لیکر براے مقابلہ بیرون شہر روانہ ہوے اور بمقابلہ ترک توسن یلتاقی فروکش ہوئے ہنگام شب ترک توسن یلتاقی نے طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی پسران خسرو خاوری نے بھی نقارہ رزمی بجوایا تمام شب دونون لشکرونمین تیاری جنگ ہوئی ہنگام سحر دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوگئے جب نقباے خوش آواز جوانان لشکر کو آمادہ جنگ کرکے میدان رزم سے ہٹگئے ترک توسن یلتاقی لشکر سے نکلکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا تہمتن خان پسر خسرو خاوری نے اُس سے مقابلہ کیا تادیر باہم لڑائی ہوئی آخرکار ترک توسن یلتاقی نے برہم ہوکر شمشیر آبدار لگائی تہمتن خان خاوری نے سپر اٹھائی تھی ناگاہ گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ کو لغزش ہوئی تیغ سر پر جو پڑی تا دوابرو اُتر آئی تہمتن خان نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی اُسوقت ترک توسن یلتاقی نے ارادہ کیا تھا اور گھوڑا آہستہ بڑھایا تھا کہ سر تہمتن خان خاوری کا تیغ سے جدا کرے ناگاہ برادران تہمتن خان سوارونکو ہمراہ لیکر براے مدد برادر آگے بڑھے اُدھر سے بھی تمام لشکر ترک توسن یلتاقی کا آگے بڑھا جب دونون لشکر ملگئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی مردان ہر دو لشکر قتل ہونے لگے عین جنگ مغلوبہ مین دونون بھائی تہمتن خان کے دست ترک توسن یلتاقی سے زخمی ہوے تا شام لڑائی رہی ہنگام شام ترک توسن یلتاقی نے طبل بازگشت بجوایا اپنے لشکر کے سوارونکو لیکر فرودگاہ لشکر کو جاکر آرام پذیر ہوا ادھر پسران خسرو خاوری ہنگام شب میدان جنگ سے روانہ ہوکر داخل قلعہ ہوئے خسرو خاوری نے قلعہ کو خوب آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا گولہ اندازون کو گولہ اندازی پر مقرر کیا در قلعہ بند کر لیا پل تختہ اُٹھوا لیا خندق مین آگ روشن کرادی غرض بخوبی سامان جنگ کیا اُسی شبکو فرہاد دمشقی اپنے مکان پر پہونچا علم شاہ نے اُس سے پوچھا کل تم کہان رہگئے تھے اُسنے کہا مین احوال دریافت کرکے چلا تھا اثناے راہ مین دفعۃً علیل ہوگیا تھا ایک اپنے دوست کے مکان پر ٹھہر گیا تھا آج طبیعت درست ہوئی دوست سے رخصت ہوکر یہان آیا علم شاہ نے پوچھا تُمنے کیا احوال دریافت کیا اُسنے جو کچھ حال دریافت کیا تھا بیان کیا علم شاہ نے کہا مجھے ایک اسپ توانا خواہ عربی ہو یا ترکی ہو کہین سے لادو اور شمشیر و سپر بھی لادو اگر روپیہ تمہارے پاس نہو تو یہ تین دانگ والا میرے بازو کا لیجاؤ اسے فروخت کرکے اسپ خرید کردین ہنگام سحر شہر مین جاؤنگا فرہاد دمشقی نے کہا اسکو رہنے دو مین اسپ و شمشیر و سپر لا دونگا چنانچہ اُسی شب کو فرہاد دمشقی نے اسپ اسلحہ و شمشیر و سپر خرید کرکے علم شاہ کے حوالے کیے ہنگام سحر علم شاہ مرکب پر سوار ہوکر تیغ و سپر سے زینت کمر و دوش کرکے فرہاد دمشقی سے رخصت ہوکر سوے شہر چلے بعد قطع راہ اُسوقت قریب قلعہ خاور پہونچے کہ ترک توسن یلتاقی توپ کے گولون سے بچتا ہوا خندق تک پہونچ گیا تھا ارادہ اُسکا یہ تھا کہ خندق کو طے کرکے در قلعہ کو گرز گران سے توڑکر داخل قلعہ ہو علم شاہ نے یہ حال دیکھکر فوج ترک توسن یلتاقی پر حملہ کیا تلوار کھینچکر سوارونکو قتل کرنا شروع کیا جس سوار پر تلوار لگائی مع مرکب چار ٹکڑے کیے جب دو چار سو سوار قتل کیے لشکر مین

تہلکہ پڑ گیا پرے درہم برہم ہوگئے شور وغل ہوا ترک توسن یلطاقی نے مڑکر دیکھا کہ ایک جوان میرے لشکر سے
لڑ رہا ہی لشکر کی تاب مقابلہ نہ لا کر پیچھے ہٹتے آتے ہین اکثر سوار بھاگے جاتے ہین یہ احوال دیکھکر ترک توسن
یلطاقی قلعہ کیطرف سے منہ موڑ کر گھوڑے کو دوڑا کر سوے علم شاہ چلا جب سامنے علم شاہ کے پہونچا برہم ہوکر
پوچھنے لگا ای جوان تو کیون لڑتا ہی تیرا نام کیا ہی علم شاہ نے جواب دیا تیغ و سپر ہمنے اسیواسطے باندھی ہی کہ
لڑین برای آرایش نہین باندھی ہی اور نام جو پوچھتا ہی اس سے تجھے کیا فایدہ ہوگا اگر تو بہادر ہی تو مجھسے
مقابلہ کر ترک توسن یلطاقی نے برہم ہوکر تیغہ گرانبار کھینچکر نعرہ کرکے سر علم شاہ پر مارا علم شاہ نے تیغہ سپر پر
رد کیا پھر تیغ آبدار علم شاہ نے اُسکے سر پر لگائی اُسنے بھی تلوار اپنی سپر پر رد کی تا دیر اسیطرح لڑائی رہی آخر
علم شاہ نے برہم ہوکر تیغ آبدار اسطرح اُسکے سر پر لگائی کہ سپر اُسکی کاٹکر تا دو ابرو اُتر آئی
ترک توسن یلطاقی نے دستانہ مارا شمشیر آبدار سر سے نکل گئی ترک توسن یلطاقی کے سر پر زخم کاری آیا
علم شاہ نے اس ارادہ سے گھوڑا آگے بڑھایا تھا کہ سر ترک توسن یلطاقی کا تلوار سے کاٹلون ناگاہ سواران
لشکر ترک توسن یلطاقی نے یکبارگی علم شاہ پر حملہ کیا کچھ سوار درمیان مین آگئے اپنے بادشاہ کو دست
حریف سے بچا کر علیحدہ لیگئے علم شاہ سواران فوج سے جنگ کرنے لگا جانب یمین و یسار و نشیب اعدا پر حملہ
کرنے لگا سوارونکو تہ تیغ کرنے لگا ہزارون سوارونکو دوپہر کی مدت مین قتل کیا آخر سواران لشکر تاب جنگ نلاکر
میدان مصاف سے بھاگے ترک توسن یلطاقی زخمی ہوکر شکست کھا کر سوے قلعہ پال خطار روانہ ہوا خسرو خاوری نے
جب دیکھا کہ ایک جوان نے ترک توسن یلطاقی کو مع اُسکے لشکر کے بھگا دیا میدان جنگ مین اعدا سے کوئی دشمن باقی نرہا
اُسوقت خوش ہوکر در قلعہ کھولکر بیرون قلعہ آیا علم شاہ سے پوچھنے لگا ای بہادر تیرا کیا نام ہی تو نے ہمپر از حد احسان کیا
ہی دشمن زبردست سے ہماری جان بچائی ہی ایسے وقت بیکسی و مجبوری مین ہماری مدد کی ہی علم شاہ نے جواب دیا مین ہی
پسر شیخ لدھا ہون جسے آپکے فرزندون نے باغ مین تلوارونسے مجروح کرکے باہر شہر کے ڈالدیا تھا اُنھون نے اپنی دانست مین
مجھے مردہ سمجھا تھا خدا نے پھر مجھے صحت دی زخم تمام اچھے ہوگئے چونکہ مین نے سنا تھا کہ دشمن آپکا فوج لیکر آیا ہی تاب ضبط
نہ لا کر مین یہان آیا اور آپکے دشمن کو باعانت پروردگار بھگا دیا ناظرین پر واضح ہو کہ خسرو خاوری نے علم شاہ یعنی
مہران بخت کو اسوجہ سے نہ پہچانا تھا کہ بوجہ بسیار مجروح ہونے کے خون بکثرت جسم سے نکل گیا تھا چہرہ متغیر ہوگیا تھا
غرض جب خسرو خاوری کو معلوم ہوا کہ یہ مہران بخت ہی اُسدم خسرو خاوری نے کہا ای مہران بخت تمنے
جو ابھی اپنی زبان پر یہ سخن جاری کیا کہ مجکو خدا نے صحت دی پس تمہارے اس سخن سے صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ تم لات و منات پرست نہین ہو اور پسر شیخ لدھا بھی نہین ہو اب تمکو مین قسم دیتا ہون اُس تمہارے
خدا کی جسنے تمھین صحت دی ہی تم اپنے نام اصلی اور حسب سے مجھے اطلاع دو مہران بخت نے کہا سچ تو
یہ ہی کہ میرا نام علم شاہ ہی پسر ہون مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کا
خسرو خاوری نام و حسب سُنکے فوراً قدم علم شاہ پر سر اپنا رکھنے لگا علم شاہ نے کہا آپ بزرگ
ہین میرے قدم پر سر نہ رکھیے خسرو خاوری نے علم شاہ کو اپنے ہمراہ لیجا کر قریب تر اپنے تخت کے
وڈنگل پر بٹھایا اپنے بیٹونکو بلایا جب وہ آئے خسرو خاوری نے علم شاہ سے کہا مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان
کرو دین تمہارا اچھا ہی علم شاہ نے خسرو خاوری کو کلمہ پڑھایا خسرو خاوری کلمہ پڑھکر صدق دلسے
مسلمان ہوا پھر خسرو خاوری کے کہنے سے فرزندان خسرو خاوری اور جملہ اہل دربار کلمہ پڑھکر

از سر صدق مسلمان ہوئے پسران خسرو خاوری نے قدم علم شاہ پر سر رکھکر عذر کیا اور عفو قصور کے بارے مین التجا کی علم شاہ نے خوش ہوکر سر ہر ایک کا اپنے سینے سے لگایا خطا عفو کی پھر حکم خسرو خاوری سے تمام ساکنان شہر خاور مسلمان ہوئے محلسرا مین بھی جملہ خواتین کو خسرو خاوری نے مسلمان کیا صدمہ و رنج زائل ہوا بزم نشاط حکم خسرو خاوری سے آراستہ کی گئی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کرنے لگین ساقیان گلرخسار جام بادۂ گلنار اہل بزم کو پلانے لگے ملکہ خورشید خاوری جو خبر علم شاہ کے آنیکی سنکے خوش ہوئی غم فرقت دل سے دور ہوا گریہ و زاری موقوف ہوئی علم شاہ نے بزم عشرت مین آہستہ خسرو خاوری سے پوچھا آپکی دختر کا مزاج کیسا ہی خسرو خاوری نے آہستہ جواب دیا جبسے باغ سے محل مین آئی ہی طبیعت اسکی اچھی نہین ناتوان ہو گئی ہی آج کچھ مزاج اسکا اچھا ہی غرض بعد چندروز کے خسرو خاوری نے ادر ملکہ خورشید خاوری سے خلوت مین کہا ای ملکہ تم جانتی ہو کہ بیٹی تمھاری علم شاہ سے محبت رکھتی ہی اور اسکو بھی تمھاری دختر سے الفت ہی حسب و نسب جرأت و شجاعت مین بےمثل و بےعدیل ہی میرے نزدیک مناسب ہی کہ اب عقد اپنی دختر کا علم شاہ سے کرو دو ایسا داماد ممکن نہوگا ملکہ نے خسرو خاوری سے کہا مجھے بھی اب یہی منظور ہی غرض جب صبح ہوئی خسرو خاوری محلسرا سے برآمد ہوکر دربار مین بالاے تخت بیٹھا وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد سامان شادی مہیا کرو مجھکو یہ منظور ہی کہ جلد عقد اپنی دختر کا کر دون وزرا و امرا نے بموجب حکم سامان شادی کرنا شروع کیا و خزانہ داد جب جملہ سامان شادی ہو چکا خسرو خاوری نے نجومیون اور رمالون کو طلب کرکے انسے پوچھا اس ماہ مین کون دن اور کونسی تاریخ اچھی ہی علاوہ اسکے یہ بتاؤ کہ علم شاہ سے ملکہ خورشید خاوری کا عقد کرنا اچھا ہی یا برا ہی انجام اس عقد کرنیکا کیسا ہوگا جو کچھ تمھین تمھارے علم سے دریافت ہو جلد بیان کرو نجومیون اور رمالون نے بقاعدۂ نجوم و رمل خوب غور و فکر کرکے نجوم و اشکال زائچہ پر نظر کرکے خسرو خاوری سے عرض کیا ای پادشاہ فلک بارگاہ اس مہینے مین آیندہ کی تاریخ نہایت اچھی ہی دن بھی سعد ہی زہرہ و مشتری ایک برج مین دونون ثابت ہوتے ہین انجام شادی کا اچھا ہوگا باہم الفت و محبت ہوگی خسرو خاوری نے خوش ہوکر انھین اشرفی و خلعت و انعام دیکر رخصت کیا جب وہی روز آیا بصد تکلف بزم آراستہ ہوئی ہر چند قبل سے بزم عشرت آراستہ کی گئی تھی لیکن اسروز زیادہ تر تکلف کیا گیا وزرا نے حکم خسرو خاوری سے علمشاہ کیطرف سے سامان کیا علمشاہ کو دولھا بنایا بزم عشرت مین لاکر بٹھایا خلاصہ یہ کہ خسرو خاوری نے موافق قاعدہ شاہ و شہریار بڑے تزک و تجمل سے اپنی دختر کا عقد کردیا ہنگام شب علم شاہ محلسرا مین ملکہ خورشید خاوری کے پاس گئے ہمبستر ہوئے بقدرت خدا ملکہ کو حمل رہگیا بعد گذرنے ایام حمل کے اسی ملکہ کے بطن سے ملک قاسم پیدا ہوگا المدعا جب صبح ہوئی علم شاہ محلسرا سے برآمد ہوئے اول حمام مین جاکر غسل کرکے جامہ خانہ مین آکر پوشاک نفیس پہنکر دربار خسرو خاوری مین آئے اور اپنے خسر کو سلام کرکے بقریب تخت دنگل پر بیٹھے محلسرا مین ملکہ خورشید خاوری نے غسل کیا علم شاہ دنگل پر بیٹھے تھے کہ فرہاد قمشی یاد آیا علم شاہ نے خسرو خاوری سے کہا قصبہ قمش گندی مین ایک شخص رہتا ہی نام اسکا فرہاد قمشی ہی وہی مجکو اپنے گھر اٹھا کر لیگیا تھا اسنے میرے زخمونکا علاج کرایا تھا اب مین چاہتا ہون کہ آپ اسکو طلب کرین مجھے لازم ہی کہ مین بھی اس سے سلوک نیک کرون بعوض اسکے احسان کے زر و جواہر اسے دون خسرو خاوری نے فرہاد قمشی کو بلوایا سوار اسکے بلانیکو گئے جب سوار اسکے مکان پر پہونچے فرہاد قمشی اپنے گھر مین تھا سوارون نے اسے

پکارا فرہاد قمشی گھر سے باہر آیا سوارون نے کہا چل تجکو خسرو خاوری نے بلایا ہی فرہاد قمشی خوف سے متردد ہوا آخر بحکم حاکم روبروے خسرو خاوری حاضر ہوکر مجرا گاہ پر سے مجرا کرکے دست بستہ کھڑا ہوا علم شاہ نے موافق اُسکی عزت کے اُسے دربار مین بٹھا کر خلعت زروجواہر دلوایا فرہاد قمشی نے علم شاہ کو پہچانا پھر علم شاہ نے اُسے رخصت کیا فرہاد قمشی نہایت شاد وخرم اپنے مکان پر گیا اب علم شاہ تو ہر روز قریب تخت ونگی پر بیٹھتے ہین شبکو محلسرا مین داخل ہوکر ملکہ خورشید خاوری کے پاس جاتے ہین بعیش وراحت شب وروز بسر کرتے ہین انھین تو عیش وعشرت مین مصروف رکھا جاتا ہی مگر احوال ترک توسن یلطاقی کا لکھا جاتا ہی کہ ترک توسن یلطاقی میدان جنگ سے گریزان ہوکر جو سوے قلعہ پال خطائی روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ قلعہ پال خطا مین پہونچکر تمام احوال اپنا زرہ خان سے بیان کیا زرہ خان ترک توسن یلطاقی کو پیش صلصال لیگیا اور تمام حال خاور نے عرض کیا اس اثنا مین صلصال کو یہ خبر پہونچی کہ خسرو خاوری نے مسلمان ہوکر عقد اپنی دختر کا علم شاہ پسر حمزہ صاحبقران سے کردیا ہی صلصال بن دال نے یہ احوال سنکے نہایت برہم ہوکر ایک خشت طلب کرکے ایشک اقاصی دہ دہ کو دیکر حکم دیا کہ جلد سوے خاور روانہ ہو یہ خشت خسرو خاوری کو دیکر کہدینا کہ اپنی دختر خورشید خاوری کو ترک توسن یلطاقی کے حوالے کرکے مذہب اسلام کو ترک کردے ایشک اقاصی بجاے نامہ خشت لیکر مع تھوڑے آدمیون کے روانہ ہوا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ صلصال بن دال نے یہ قاعدہ ایجاد کرکے جاری کیا تھا کہ جس حاکم یا بادشاہ کے پاس جس مطلب کے واسطے بجاے نامہ خشت یا چوب یا سنگ ریزہ کسی کے ہاتھ روانہ کرتا تھا حاکم حکم تاکیدی جانکر فرمان صلصال بجالاتا تھا ورنہ انکار بجاآوری حکم سے نکرتا تھا پس بموجب طریقہ وقاعدہ مذکور کے ایشک اقاصی دہ دہ کو خشت دیکر روانہ کیا ہی جب ایشک اقاصی بسطور قطع راہ کرکے قریب خاور آکر ایک صحراے سبزہ زار مین مقیم ہوا خسرو خاوری کو اسکے آنے کی خبر ہوئی اور یہ بھی سُنا کہ خشت لیکر اسواسطے آیا ہی کہ خورشید خاوری کو ہمراہ لیجاکر ترک توسن یلطاقی کے حوالے کرے خسرو خاوری یہ خبر سنکے نہایت گھبرایا علم شاہ سے مضطر ہوکر کہنے لگا اب مجکو کوئی تدبیر بن نہین پڑتی ہی کیا کرون علم شاہ نے جواب دیا آپ پریشان خاطر نہون جسوقت ایشک اقاصی نابکار آئیگا اول اُس سے بملایمت گفتگو کیجیے گا کہیے گا کہ مین نے اپنی دختر کا عقد کردیا ہی اگر قبل اسکے حکم حضور صادر ہوتا تو فوراً تعمیل حکم کرتا اب مجبوری ہی اگر یہ کلمات وہ سنکے گفتگوے سخت کریگا اُسوقت دیکھا جائیگا خسرو خاوری نے راے علم شاہ کی پسند کی ایشک اقاصی نے ایک روز تو انتظار اس امر کا کیا کہ خسرو خاوری میرے استقبال کو آئے یا اپنے فرزندون کو میرے استقبال کے لیے بھیجیگا جب کوئی یہان سے نگیا دوسرے روز ایشک اقاصی خود دربار خسرو مین آیا خسرو خاوری نے موافق اُسکی عزت کے اُسے بٹھایا ایشک نے خشت دیکر حکم صلصال سے آگاہ کیا خسرو خاوری سے جو کچھ علم شاہ نے کہا تھا وہی اُس سے بیان کیا اور عذر کیا ایشک نے برہم ہوکر کہا مین اس عذر کو ہرگز پذیرا نہ کرونگا ملکہ خورشید خاوری کو لیجاؤنگا علم شاہ نے جو یہ تقریر اُسکی سنی غضبناک ہوکر ملازمون سے حکم کیا ایشک کی ڈاڑھی اور موچھین

لیا

اور موے سر مونڈوا کر زدو کوب کرکے نکال دو اور ہمراہیان الیشک کی ناک اور کان کاٹ ڈالو
ملازمان خسرو خاوری نے بموجب حکم علم شاہ الیشک اقاصی کے موے ریش و سر اور مونچھین
مونڈوا کر مار پیٹ کر دربار سے نکالدیا اور اسکے ہمراہیون کی ناک اور کان کاٹ ڈالے الیشک اقاصی
دربار خسرو خاوری سے ذلیل ہوکر جب باہر گیا نالان و گریان سوے ترکستان روانہ ہوا جب
الیشک قلعہ بال خطا مین پہونچا زرہ خان سے تمام حال بیان کیا اپنے سر داڑھی اور سرداران ہمراہی
کے ناک اور کان کٹے ہوئے دکھلائے زرہ خان نے خیال کیا اگر یہ حال صلصال سے بیان کرونگا
تو باعث اسکی ذلت و توہین کا ہوگا پس اس امر کو مخفی رکھنا چاہیے یہ خیال کرکے صلصال سے یہ احول
بیان نہین کیا ایک روز ترک توسن یلطاقی دربار صلصال مین گیا اور تمام حال الیشک اقاصی
و دیگر مردان کا بیان کیا ترک توسن یلطاقی کو یہ نہ معلوم تھا کہ زرہ خان نے بخیال توہین صلصال
یہ واقعہ بیان نہین کیا ہی جب صلصال کو الیشک وغیرہ کے احوال سے آگاہی ہوئی زرہ خان
کو بلا کر پوچھا تمنے یہ احوال ابتک ہمسے کیون نہین کہا زرہ خان نے عرض کیا مصلحۃً عرض نہین
کیا تھا باعث توہین حضور تھا صلصال کو غصہ آیا ملازمون سے کہا زرہ خان کو مارو ملازم بحکم
حاکم زرہ خان کو مشت اور چوب مارنے لگے اسقدر مارا کہ زرہ خان قریب مرگ ہوگیا زمین پر
مانند ماہی بے آب تڑپنے لگا اسوقت یزک خطائی عیار نے دست لبتہ عرض کیا اے شہنشاہ فلک
بارگاہ مین امیدوار ہون کہ اب خطا زرہ خان کی حضور عفو کرین صلصال نے یزک خطائی عیار کی
شفاعت سے جرم اسکا معاف کیا مردم زرہ خان کو اٹھا لیگئے علاج اسکا ہونے لگا بعد خطا معاف
کرنے زرہ خان کی صلصال بن دال نے غضبناک ہوکر اردشیر خان اور بلبب خان وصبان خان
وغیرہ کو بائیس ہزار سواران جرار دیکر کہا جلد سوے خاور جاؤ اور خسرو خاوری اور علم شاہ
کا سر کاٹکر میرے پاس لے آؤ اردشیر خان وغیرہ لشکر لیکر روانہ ہوئے جب قریب خاور آئے
خسرو خاوری کو انکے آنیکی خبر ہوئی خسرو نہایت پریشان خاطر ہوکر علم شاہ سے کہنے لگا مین
اردشیر خان وغیرہ سے مقابلہ کر نہین سکتا وہ نہایت زبردست ہی اسوجہ سے اب قلعہ بند ہوتا ہون
جان اپنی انسے بچاتا ہون علم شاہ نے خسرو خاوری سے کہا آپ ہرگز قلعہ بند نہو جیے لشکر
لیکر قلعہ سے نکلیے میدان مصاف مین چلیے مین انسے مقابلہ کرونگا پہلے جہانتک ممکن ہوگا انسے صلح
چاہونگا اگر وہ نمانینگے تو لڑونگا خسرو خاوری نے کہا اے فرزند اردشیر خان وغیرہ سے لڑنا گویا
صلصال سے لڑنا ہی صلصال شہنشاہ ہر طرح ہمسے بدرجہا زیادہ ہی ملک و مال و فوج و لشکر مین
ہمسے زیادہ اسکی شر سے بچنا بہتر ہی اُس سے لڑنا خلاف عقل ہی علم شاہ نے جوابدیا آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے
لشکر لیکر قلعہ سے چلیے خداوند عالم ہماری آپ کی مدد کریگا بقول شخصے مصرع دشمن اگر قویست نگہبان
قوی ترست ٭ خسرو خاوری علم شاہ کے کہنے سے بیس ہزار سواران جرار لیکر مع علم شاہ قلعہ
سے باہر نکلا اور بمقابلہ اردشیر خان وغیرہ فروکش ہوا علم شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا
کہ جنگ سے بہتر صلح ہی لازم ہی کہ ہمسے لڑو باہم صلح کرو غرض جب نامہ تیار ہوا البطریق حمزہ صاحبقران
ایلچی کو دیکر روانہ کیا [illegible] نے نامہ اردشیر خان کو دیا اردشیر خان نے نامہ کو پڑھکر نامہ

کی پشت پر لکھہ یا ہمین تمسے صلح کرنا منظور نہین ہی حکم صاف صاف لکھا ہی کہ باغیون کے سر کاٹ کے لے آؤ ہم تعمیل حکم کرینگے نامہ بر جواب نامہ لیکر خدمت علم شاہ مین آیا نامہ دیا علم شاہ نے پشت نامہ پر جو عبارت لکھی تھی پڑھی پھر خسرو خاوری سے کہا دیکھیے مین نے یہ نامہ لکھا تھا اردشیر خان نے یہ جواب دیا ہی اگر وہ آمادہ جنگ ہی تو کچھ اندیشہ نہین ہی بحول و قوت الٰہی مین انکو خاور سے بھگا دونگا ابھی علم شاہ خسرو خاوری سے یہ کہہ رہے تھے رات ایک پاس سے زیادہ نگذری تھی کہ اردشیر خان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر نواخت طبل جنگی خسرو خاوری سے آکر عرض کی علم شاہ نے خسرو خاوری سے کہا آپ بھی نقارہ جنگی بجوائیے کچھ تامل نہ کیجیے خسرو خاوری نے نقارہ حربی بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا ہنگام صبح اردشیر خان میدان جنگ مین آیا بعد درستی میدان جنگ صف آرا ہوا اسطرف سے خسرو خاوری مع اپنے فرزندون اور علم شاہ وغیرہ کے میدان مصاف مین جا کر صف آرا ہوا بعد صف آرائی نقیبان خوش آواز دونون لشکرون سے نکلے بیچ میدان مین آکر جوانون سے مخاطب ہو کر کہنے لگے ای بہادرو یہ وقت کارزار ہی لازم ہی کہ دلیرانہ اپنے حریف سے لڑو قدم جنگ گاہ سے نہ اٹھاؤ نقیب یہ کہکر میدان سے ہٹگئے اردشیر خان نے صف لشکر سے نکلکر میدان مین آکر مرکب کو روک کر پکارا ای خسرو خاوری کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کیواسطے جلد بھیجو علم شاہ فوراً خسرو خاوری سے رخصت ہو کر اسکے سامنے گئے اردشیر خان نے واسطے تگاور کے اپنے مرکب کو بڑھایا ادھر سے علم شاہ نے اپنے فرس کو بڑھایا جب تگاور ہوئی سب نے دیکھا سات قدم مرکب اردشیر خان کا پیچھے ہٹا ایک قدم فرس علم شاہ پسپا ہوا اردشیر خان نے برہم ہو کر تیغہ گرانبار کھینچا خبردار خبردار کہکر سر علم شاہ نوجوان پر لگایا علم شاہ نے تیغہ کو اپنی سپر پر روک کر شمشیر آبدار سپر حریف پر لگائی ہر چند اسنے سپر اٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹکر سر اردشیر خان مین در آئی تا دو ابرو اتر آئی تھی کہ اردشیر خان نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی اردشیر خان خون مین تر ہو گیا زخم سر سے لہو کثرت نکلنے لگا یہ احوال دیکھکر صعب خان اور ملیب خان وغیرہ کل لشکر کو لیکر علم شاہ پر حملہ آور ہوئے کچھ سوار اردشیر خان کو ور پروے علم شاہ سے ہٹا کر علحدہ لیگئے ادھر سے خسرو خاوری مع اپنے فرزندون اور تمامی سرداران لشکر کے بڑھا جب دونون لشکر مل گئے جوانان ہر دو لشکر تلوارین کھینچ کر لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی لاش پر لاش جوانون کی گرنے لگی عین جنگ مغلوبہ مین علم شاہ لڑتے ہوئے سامنے صعب خان کے پہونچے اسنے سر علم شاہ پر گرز مارا علم شاہ نے اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر ہاتھ اسکا مروڑ کر گرز چھین کر شمشیر آبدار اسکے سر پر لگائی تلوار سر پر پڑی تا دو ابرو اتر آئی تھی کہ صعب خان نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی علم شاہ نے پھر چاہا تھا کہ تلوار اسکی کمر پر لگا کر دو ٹکڑے حریف کے کرین ناگاہ سیکڑون سوار گھوڑے اٹھا کر درمیان مین آگئے خود قتل ہوئے صعب خان کو قتل ہونے سے بچایا علم شاہ لڑتے ہوئے سیکڑون سوارونکا قتل کرتے ہوئے بڑھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ملیب خان سامنے نظر آیا علم شاہ نے اسکی طرف گھوڑا بڑھایا ملیب خان نے تیغہ مارا علم شاہ نے تیغہ کو سپر پر روک کر شمشیر آبدار اسکے سر پر لگائی ملیب خان نے ہر چند سپر اٹھائی مگر تلوار سپر کو کاٹکر اسکے سر پر جو پڑی بقدر چار انگشت سر مین در آئی تھی کہ ملیب خان نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی جب تین سرداران لشکر زخمی ہوئے ادھر ہزارہا لشکری قتل ہو چکے اردشیر خان وغیرہ تاب مقابلہ

باتین کر رہے ہین شمعہاے مومی و کافوری جابجا کنول اور ہر رنگ مین روشن ہین گریا نے پڑیہ پر والون کے پر دیکر
خوب بیہوشی ملکر اور چھڑک کر انھین اُڑایا پروانے شمعون پر گرے جلکر خاک ہوگئے دھوان جوان پروانون کا
دماغ علمشاہ مین اور دیگر سردارون کے دماغ مین پہونچا سبکو چھینک آئی اور ہر ایک بیہوش ہوگیا
گریا نقب سے نکلکر علمشاہ کو چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ اُٹھا کر راہ نقب سے باہر آکر سوے لشکر روانہ
ہوا جب سامنے اژدرخان کے پہونچا پشتارہ دوش سے اتار کر سامنے اژدرخان کے رکھدیا اژدرخان نے
خوش ہوکر کہا اے گریا اب علمشاہ کو طوق وسلاسل مین گرفتار کر گریا نے عالم بیہوشی علمشاہ مین علمشاہ کو
طوق وسلاسل مین گرفتار کیا اژدرخان نے کہا اب علمشاہ کو اپنے خیمہ مین لیجا اور بخوبی اسکی حفاظت کر صبح کو
جو مناسب ہوگا کرونگا گریا علمشاہ کو اپنے خیمہ مین لیگیا شب بھر بیدار رہا جب صبح ہوئی علمشاہ کو ہوش آیا
اپنے تئین طوق و زنجیر مین گرفتار دیکھا ادھر خسرو خاوری نے صبحکو بارگاہ مین علمشاہ کو نپایا بارگاہ مین ہر طرف
دیکھنے لگا گوشہ بارگاہ مین دہنہ نقب کا نظر آیا اسوقت خسرو خاوری کو معلوم ہوا کوئی عیار راہ نقب سے
علمشاہ کو بیہوش کر کے لے گیا خسرو خاوری کو صدمہ و رنج بدرجہ کمال ہوا ابھی خسرو خاوری بارگاہ علمشاہ
مین تھا کہ اژدرخان فوج ہمراہ لیکر لشکر خسرو خاوری پر حملہ آور ہوا اسوقت خسرو خاوری نے سرداران
لشکر اور جملہ لشکریون کو بارگاہ علمشاہ سے نکلکر حکم دیا جلد تر مسلح ہو سردار و لشکری مسلح ہوکے گھوڑون پر سوار
ہوئے فرزندان خسرو خاوری بھی مسلح ہوکر مرکبون پر بیٹھے اتنی دیر مین مردان فوج عدو آکر لشکر خسرو خاوری
پر گرے فرزندان خسرو خاوری وغیرہ لڑنے لگے آخر بعد تھوڑی دیر کے خسرو خاوری تاب مقابلہ نلاکر اپنے
قلعہ مین جاکر قلعہ بند ہوا اژدرخان نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور علمشاہ نوجوان کو قفس آہنی مین بند کرکے اس
قفس کو ایک ٹیلے پر لٹکا دیا

داستان بیمثال حمزہ صاحبقران و کرب غازی و طہماسپ ترک خجندی و فرامرز عاد مغربی وغیرہ بیان کیجاتی ہے

راوی خوش مقال اس داستان بیمثال کو اسطرح بیان کرتا ہے کہ جب طہماسپ ترک خجندی اور فرامرز عاد مغربی
بسبب ٹوٹ جانے پل جیحون کے آب جیحون مین گر پڑے تھے اور حمزہ صاحبقران اور لندھور اور کرب غازی
واسطے نکالنے فرامرز عاد مغربی کے جیحون مین اُترے تھے اور زور و شور آب جیحون سے مرکب سواران مذکور کو
لیکر بہ گئے تھے سلطان سعد اور طول بست آبلہ روے نے روشنی کرا کے جال دریا مین ڈلوائے تھے
تو کوئی بہادران مذکور سے جال مین نہ نکلا تھا یہان سب کنارہ دریا پر دردمند و متفکر تھے لیکن حمزہ صاحبقران اور
کرب غازی اور لندھور جو دریا مین اُترے تھے زور آب جیحون سے دور تک بہگئے تھے طہماسپ ترک
خجندی اور کرب غازی دونون غوطے کہا رہے تھے حمزہ صاحبقران نے قریب تر انکے جاکر اول طہماسپ ترک
خجندی سے کہا اے بہادر نہ گھبرانا مین آپہونچا جلد میرے مرکب کی رکاب تھام لے طہماسپ ترک خجندی نے بائین
جانب کی رکاب تھام لی پھر امیر با توقیر نے کرب غازی سے کہا اے کرب غازی تم بھی رکاب پکڑو کرب غازی نے
بھی داہنے جانب کی رکاب پکڑ لی اسوقت امیر نے پوچھا تمہارے گھوڑے کیا ہوے کرب غازی اور طہماسپ ترک
خجندی نے عرض کیا ہمارے مرکب بہگئے نہین معلوم بہکر کہان گئے اسوجہ سے ہم ڈوبتے تھے کہ آپ تشریف لائے
آپکی وجہ سے غرق ہونے سے بچ گئے حمزہ صاحبقران نے یہ سنکے فرامرز عاد مغربی اور لندھور کی جستجو کی مگر آب جیحون
مین انھین کہین ڈوبتے ہوئے ندیکھا امیر کو صدمہ ہوا آخر اشقر دیوزاد سے زبان جنی مین فرمایا اے اشقر اب کنارہ

جیحون پر تجھے پیچل اشقر آب دریا کو طے کرتا ہوا انجہ پی تمام پھرتا ہوا بعد چھ پہر کے ہنگام سحر کنارہ دریا آیا چونکہ امیر باتوقیر اور کرب غازی اور طہماسپ ترک خجندی چھ پہر دریا مین رہے تھے کثرت گرسنگی سے سب لوگون کو غش آگیا بعد پہر بھر کے امیر کو غش سے افاقہ ہوا پھر کرب غازی اور طہماسپ ترک خجندی ہوشیار ہوا ہر ایک کا حال کثرت گرسنگی سے ابتر تھا ضعف کا غلبہ تھا ناگاہ بقدرت رزاق مطلق اس جگہ ایک ماہی گیر آیا جیحون مین اُسنے جال ڈالا کئی مچھلیان بڑی بڑی اُسکے جال مین آئین حمزہ صاحبقران نے قیمت دیکر اس ماہی گیر سے وہ مچھلیان لین پھر کرب غازی نے صحرا سے کچھ لکڑیان جمع کر کے ماہی گیر سے آگ لیکے لکڑیان جلائین اور مچھلیون کے کباب بنائے جب کباب تیار ہوئے امیر نے طہماسپ ترک خجندی سے کہا ای بہادر یہ کباب ماہی موجود ہین اگر دل چاہے تو کھاؤ طہماسپ ترک خجندی نے اُسوقت خیال کیا اول تو حمزہ صاحبقران نے احسان کیا ہی غرق ہونے سے مجھے بچایا ہی دوسرے دین انکا اچھا ہی یہ خیال کر کے طہماسپ ترک خجندی قدم امیر پر گرا اور کہنے لگا ای امیر باتوقیر میری خطا عفو کیجیے مین آپکے سردار لشکر فرامرز عاد مغربی سے لڑا تھا اب مجھے کلمہ پڑھائیے مسلمان کیجیے امیر باتوقیر نے خوش ہو کر سر اُسکا اپنے سینہ سے لگایا کلمہ پڑھایا خطا اُسکی عفو کی طہماسپ ترک خجندی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر کباب ماہی لیکر ہمراہ امیر اور کرب غازی کے کھانے لگا جب امیر وغیرہ کباب کھا چکے اور پانی پی چکے اسی ماہی گیر سے پوچھا یہان سے سمرقند کتنی دور ہی اُسنے کہا بہت دور ہی امیر نے پھر پوچھا یہان نزدیک کوئی شہر بھی ہی اُسنے کہا ہان آگے بڑھکر ایک شہر قبیطاسیہ ہی امیر اُسی شہر کیطرف چلے تھوڑی راہ طے کی کہ سامنے ایک کوہ نظر آیا امیر نے دیکھا کہ فرامرز عاد مغربی اُس کوہ پر کھڑا ہی امیر اُسے دیکھکر خوش ہوئے اور بآواز بلند کہا ای فرامرز یہان آؤ فرامرز عاد مغربی مع دو مرکبون کے کوہ سے اُترا جب قریب آیا امیر نے پوچھا تم کوہ پر کیونکر پہونچے اُسنے بعد تسلیم عرض کیا ای امیر باتوقیر جب پل جیحون کا پانی مین گرا مین بھی آب جیحون مین گرا تھا مرکب زیر ران تھا اور مرکب کرب غازی پیرتا ہوا جاتا تھا تنگ پیر سے مرکب لیا اور اس مرکب کا بقدرت خدا ٹوٹ گیا تھا پہلے مرکب کرب غازی کا دریا سے نکلکر سوے صحرا جا کر اس پہاڑ پر گیا بعدہ مین دریا سے نکل کر واسطے ابرش گل اندام سکندری کے کوہ پر گیا تھا امیر تقریر فرامرز مغربی سنکے خاموش رہے کرب غازی اپنے مرکب ابرش گل اندام سکندری کے ملنے سے خوش ہوا پھر کرب غازی نے حال طہماسپ ترک خجندی بیان کیا فرامرز عاد مغربی کو جب معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہوا ہی دوڑ کر اس سے گلے ملا امیر باتوقیر بہادران مذکور کو ہمراہ لیکر صحرا نورد ہوئے راہ صحرا مین نہایت صعوبت اُٹھائی بعد دو روز کے آبادی نظر آئی امیر شہر مین پہونچکر سرا مین مقیم ہوئے بعد اکل و شرب برائے سیر شہر ہمراہ کرب غازی وغیرہ چلے شہر نہایت آباد دیکھا بازارین پاکیزہ نظر آئین دکاندارون کو دیکھا دکانون پر ہر قسم کی چیزین اور اسباب انواع و اقسام کا لیے بیٹھے ہین خریدارون کے ہاتھ بیچ رہے ہین جب بازار سے آگے بڑھے دیکھا عمارتین پختہ اور بلند ہین سڑکین صاف درست ہین غرض امیر تھوڑی دور جا کر کچھ سیر شہر کر کے پھر سرا مین آئے شب بھر سو رہے صبح کو بیدار ہوئے حمزہ صاحبقران وغیرہ نے وضو کر کے نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز سحر امیر باتوقیر بیٹھے تھے آفتاب طلوع ہو چکا تھا بازارین شہر مردم سے بھری ہوئی تھین دکاندار دکانون پر بیٹھے تھے ناگاہ شور و غل ہوا امیر نے اہل سرا سے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی اُنھون نے کہا کئی روز ہوئے ہین اس شہر مین ایک بادشاہ آیا ہی ہمراہ اسکے ایک پہلوان ہی اطراف ایران سے آیا ہی اُسکے پاس ایک کاغذ ہی اُس کاغذ پر کچھ لکھا ہی اور بہت سی مہرین ہین بادشاہ کا نام آذر برجین شاہ تبریزی ہی اور پہلوان کا نام بدیع ہی ہمنے سنا ہی برجین شاہ یہان اسواسطے آیا ہی کہ یا تو بدیع پہلوان سے کوئی پہلوان اس ملک کا کشتی لڑے نہین تو بادشاہ یہان کا اسی کاغذ پر مہر کر دے یا یہ لکھدے کہ ہمارے ملک مین کوئی ایسا پہلوان بہادر نہین ہی کہ بدیع پہلوان سے

مقابلہ کرے پس وہی پہلوان مع ہمراہی دیگر پہلوانان قوی ہیکل ہنگام سحر برائے تفریح طبع شہر مین نکلتا ہی اسوقت وہی پہلوان راہ سے گذرا اُسکی مردمان بازاری تعریف کر رہے ہین یہی باعث شور و غل کا ہی ہمارے ملک کا جو بادشاہ ہی اُسنے آذرشاہ برحین تبریزی اور پہلوان بدیع کو بعزت و حرمت اپنے شہر مین مقیم کیا ہی اور یہ وعدہ کیا ہی کہ ایک پہلوان سے کشتی ہوگی دیکھیے کب کشتی ہوتی ہی امیر باتوقیر واسطے دیکھنے پہلوان بدیع کے اُٹھے تھے کہ پہلوان بدیع اس بازار سے کسی اور جانب چلا گیا امیر نے کرب غازی وغیرہ سے کہا جبتک بدیع کی کشتی نہ دیکھونگا اس شہر سے نہ جاؤنگا کرب غازی اور فرامرز سغزنی نے عرض کیا ہمین بھی اشتیاق کشتی دیکھنے کا ہی غرض امیر اسی سرا مین قیام پذیر ہین انشاءاللہ حال امیر باتوقیر وغیرہ کا آیندہ لکھا جائیگا

داستان بیمثال بہرام آب باز کا آب جیحون مین سرداران لشکر اسلام سے اور قتل ہونا اُسکا پھر آنا شاہین اور عفریت خان اژدہا چشم کا عین جنگ مغلوبہ مین اور قلعہ بند ہونا طول مست آبلہ روے وغیرہ کا اور بیان احوال عیاری قاقولہ و مرغولہ و جمشید و خواجہ عمرو و دیگر عیاران لشکر اسلام کا بیان کیجاتی ہی

راویان عالی طبیعت نے اس داستان کو یون ظاہر کیا ہی کہ جب جسر جیحون ہنگام جنگ ٹوٹ گیا اور پانی مین گر کے بہ گیا ہرچند سلطان سعد اور طول مست آبلہ روے نے فرامرز عاد سغزنی اور امیر باتوقیر اور طہماسپ ترک خجندی وغیرہ کی جستجو کی مگر کوئی بہادر نہ ملا جب طول مست آبلہ روے کو یقین ہوا کہ طہماسپ ترک خجندی آب جیحون مین ڈوب کر مر گیا جستجوے طہماسپ ترک خجندی سے باز آکر بہ ہموم و حزین کنارہ جیحون مقیم ہوا اور سلطان سعد نے جستجوے امیر باتوقیر وغیرہ کرکے آبدیدہ ہو کر خواجہ زادگان بزرجمہر سے پوچھا اب امیر باتوقیر اور کرب غازی اور لندھور وغیرہ سے ملاقات ہوگی یا نہین اور یہ سب زندہ ہین یا آب جیحون مین ڈوب کر ہلاک ہوگئے خواجہ زادون نے موافق قاعدہ علم رمل زیچہ کرکے خوب غور و فکر کرکے کہا حمزہ صاحبقران وغیرہ زندہ ہین انشاءاللہ اُنسے ملاقات ہوگی کچھ رنج و غم نہ کیجیے بادشاہ لشکر اسلام و سرداران لشکر خواجہ زادون کے کہنے سے مطمئن ہوئے بعد سلطان سعد کنارہ جیحون قیام پذیر ہوئے اور کئی بارگاہین اور اور خیام ایستادہ کیے گئے لشکر ظفر اثر اترا بادشاہ لشکر اسلام نے چند روز تک انتظار حمزہ صاحبقران کرکے ایک نامہ طول مست آبلہ روے کو اس مضمون کا لکھا کہ ای طول مست جسر جیحون ٹوٹ گیا ہی ادھر ہمارا لشکر ہی ادھر تمھاری فوج ہی بیچ مین جیحون حائل ہی منظور یہ ہی کہ یا تو تم ہماری اطاعت کرو یا ہمسے لڑو پس لازم ہی کہ یا تم اس دریا کا پل بنواؤ یا ہم اس بحیرہ کا پل بنوائین اگر اطاعت ہماری کرو اور مسلمان ہو تو فبہا ورنہ ہمسے لڑو کبتک ہم اس کنارے پر مقیم رہین جیسا ناہین سوے ترکستان ہو درمیان مین تمھارا ملک واقع ہی بہرصورت تمسے فیصلہ کرنا ضرور ہی لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے جو منظور ہو جواب دو جب نامہ تحریر ہو چکا سلطان سعد نے سرنامہ پر اپنی مہر کرکے سر تیر مین وہ نامہ رشتہ سے باندھکر چلہ کمان مین رکھکر سوے لشکر طول مست آبلہ روے وہ تیر لگایا تیر مذکور لشکر طول مست آبلہ روے مین جاکر گرا مردان لشکر تیر مین نامہ بندھا ہوا دیکھکر اس تیر کو اُٹھا کر بحضور طول مست آبلہ روے لے گئے اور عرض کرنے لگے یہ تیر لشکر اسلام سے آکر یہان گرا ہی طول مست آبلہ روے نے تیر سے نامہ کھولکر پڑھا پھر نوشیروان کو وہ نامہ دیا اور پوچھا کیا جواب اس نامہ کا دیا جاے نوشیروان نے اور بختک نے کہا پل کا بنوانا کسی طرح اچھا نہین ہی اہل اسلام دلیرانہ اسطرف چلے آئینگے اور ہمین قتل کر ڈالینگے طول مست نے پوچھا پھر لڑائی کیونکر ہوگی ہنوز بختک اور نوشیروان کچھ کہنے نپائے تھے کہ بہرام آب باز نے

اٹھکر عرض کیا مین بغیر درستی جسر جیحون کے اہل اسلام سے لڑونگا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے طول ست
آبلہ روے حاکم سمرقند نے متحیر ہوکر پوچھا ہے بہرام آب باز بغیر تیاری جسر کیونکر لڑوگے اُسنے عرض کیا
مین تو کوئی تدبیر کرونگا دریا مین یا اہین سنے جنگ کی ہے اس امر مین مجھکو کمال حاصل ہے طول ست آبلہ روے
نے کہا میرے ذہن مین مطلق نہین آتا ہے کہ تو کسطرح درمیان دریا اہل اسلام سے مقابلہ کریگا یہ دریا وہ ہے کہ طہماسپ
ترک جخندی اور فرامرز عادو سفری وغیرہ مع جسر بہگئے کسی کا کچھ پتا نملا بہرام آب باز نے عرض کیا ای بادشاہ
اس تدبیر سے مین لڑونگا کہ ایک زنجیر آہنی گران وزن اس کنارہ سے اس کنارہ تک بذریعہ غواصون اور پیراکون کے
پہونچا کر دونون جانب زنجیر کے کنارہ ہاے دریا پر میخہاے آہنی مین بند ہوا دونگا اور زنجیر مذکور مین دو چار سو
پیپے آہنی سیسہ بھروا کر نصب کرا دونگا زنجیر زور آب دریا سے نہ بہیگی اور مین اور حریف بھی بہنے سے محفوظ ہونگا
اگر زور آب جیحون سے مین یا حریف بہونگا بھی تو زنجیر روک لیگی بہنے نہ دیگی طول ست یہ تقریر اپنے سردار
لشکر کی سنکے خوش ہوا اور کہا تو نہایت عقلمند ہے یہ کہکر ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ جسر جیحون مجھے بنوانا
منظور نہین ہے اور مین آپکو اجازت بنانے کی نہین دیتا ہون لیکن مین آپ سے لڑونگا جب نامہ تیار ہو گیا
طول ست نے بھی اسیطرح سر تیر مین نامہ ڈورے سے بیٹ کر چلہ کمان مین رکھکر وہ تیر لشکر اسلام کے ایک خیمہ پر
مارا تیر خیمہ پر آکر گرا اہل اسلام اس تیر کو اُٹھا کر خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین لے گئے سلطان سعد نے نامہ
پڑھکر سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ طول ست آبلہ روے لکھتا ہے بغیر تیار ہونے پل کے مین لڑونگا مجھے
حیرت ہے کیونکر لڑیگا کیا تدبیر کریگا سرداران لشکر نے عرض کیا ہمارے بھی ذہن مین یہ امر نہین آتا ہے سلطان
سعد تو سرداران لشکر اسلام سے ہمکلام تھے ناگاہ اُدھر طول ست آبلہ روے بموجب کہنے بہرام آب باز
کے پیپے اور زنجیر بہم پہونچا کر جسطرح بہرام آب باز نے تدبیر بتائی تھی اسیطرح اس کنارہ سے اُس کنارہ تک
زنجیر دریا مین ملازمان طول ست آبلہ روے نے ڈالدی صبح سے شام تک زنجیر کا بندوبست ہو گیا ہنگام
شب طول ست آبلہ روے نے بنام بہرام آب باز طبل جنگی بجوایا سلطان نے خبر نوبت طبل جنگی سنکے حکم دیا
ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم ملازمون نے نقارہ سکندری پر
چوب لگائی زمین تھرائی دریا مین جزر و مد زیادہ تر ہوا جانوران آبی صداے نقارہ سکندری سنکے خائف ہوئے
سونس اور گھڑیال اور مگر اور مچھلیان وغیرہ اس جگہ سے سب بھاگ کر دور نکل گئے تمام شب دونون لشکرون
مین جنگ کی تیاری ہوئی ہنگام سحر بہرام آب باز ایک مرکب پر قوت و توانا پر سوار ہوکر درمیان بحر کے بذریعہ
زنجیر آہنی آکر ٹھہرا اُدھر بھی جملہ اہل اسلام مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہوکر صف آرا ہوئے تھے کہ بہرام آب باز
نے ہم دریا مبارز طلب کیا جلاب فرنگی ہواخواہ علمشاہ نوجوان فوراً صف لشکر سے نکلکر سلطان سعد سے اجازت
حرب لیکر بذریعہ زنجیر مذکور اُسکے روبرو گیا اور گھوڑے کو روک کر ٹھہرا گھوڑا پیرنے لگا بہرام آب باز نے نیزہ
کو گردش دیکر اسطرح نیزہ سینہ جلاب فرنگی پر لگایا کہ سنان نیزہ سینہ جلاب فرنگی کے پار گذر گئی جلاب فرنگی
مرکب سے بیچ دریا مین گر کے غرق دریاے فنا ہوا مرکب اسکا پیر کر لشکر اسلام مین آیا بہرام نے پھر مبارز طلب کیا
مالک اژدر نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالکر خدمت سلطان سعد مین جا کر اجازت جنگ طلب کی بادشاہ لشکر نے
فرمایا اے مالک اژدر تم اس نابکار کے مقابلہ کیواسطے نجاؤ اور کوئی بہادر اس سے لڑنے جائیگا مالک نے عرض کیا مجھی کو
جانے دیجیے مین اس نابکار کو قتل کرونگا خون جلاب فرنگی کا عوض لونگا سلطان سعد مجبور ہو کر اجازت جنگ دی

مالک نے اپنے مرکب کا تنگ کھولکر مرکب کو دریا مین ڈالا مرکب پیرکر بہرام آب باز کے روبرو پہونچا بہرام آب باز نے پھر نیزہ کو گردش اور تکان دیکر سینہ مالک اژدر پر لگایا مالک نے سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا شرارے نکلے آب جیحون مین گرے بعد روکنے ضرب نیزہ کے مالک اژدر نے بھی نیزہ اُسکے پہلو پر مارا اُسنے بھی نیزہ کو بفن سپہ گری روکا اسیطرح تا دیر جنگ ہوئی اُدھر سے سلطان سعد اور جملہ سرداران لشکر اسلام وغیرہ جنگ دیکھ رہے تھے اور تعریف کر رہے تھے اِدھر سے طول مست آبلہ رو وغیرہ لڑائی دیکھ رہے تھے جب بہرام آب باز نیزہ کا وار کرتا تھا طول مست بے اختیار اُچھلکر باواز بلند اُسکی تعریف کرتا تھا بختک اپنے دل مین کہتا تھا اب تھوڑی دیر مین عوض اس خوشی کے طول مست آبلہ رو روئیگا بہرام آب باز مالک اژدر کے ہاتھ سے مارا جائیگا ہرگز جانبر نہوگا بختک اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ مالک اژدر نے ایک تند تا در نیزہ کا باندھکر مرکب کو آگے بڑھایا بہرام نے ہر چند زور کیا مگر نیزہ ہاتھ سے نکل گیا سنان نیزہ مثل برق چمکتی ہوئی آب جیحون مین گری بہرام آب باز کے ہاتھ سے جو نیزہ نکل گیا ہمہ تن غرق بحر انفعال ہوا پھر غضبناک ہوکر شمشیر آبدار کھینچکر سر مالک پر لگائی مالک اژدر نے شمشیر سپر پر روک کر خود بھی تلوار اُس نابکار پر لگائی ہر چند اُسنے سپر اُٹھائی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹکر کاسہ سر مین در آئی پھر کلہ و صدر و کمر کو کاٹتی ہوئی زین فرس پر پہونچی وہانسے جو بڑھی زیر تنگ مرکب جاکر خون نجس بہرام کو آب جیحون مین دھوکر صاف و پاک ہوکر اُٹھی بہرام آب باز مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر آب جیحون مین گرا خون اُس نابکار کا پانی مین ملگیا سونس اور گھڑیال وغیرہ جانوران آبی اُس نابکار کے قتل ہوتے ہی دوڑے اور ٹکڑے اُسکے تن نجس کے برغبت تمام کھاگئے اہل اسلام بہرام آب باز کے قتل ہونے سے خوش ہوئے طول مست آبلہ رو کو صدمہ ہوا اُسوقت ہمراہیان بہرام یعنے لشکریان بہرام آب باز نے تنگ مرکب کے کھولکر زندگی سے تنگ ہوکر یکبارگی گھوڑے دریا مین ڈالکر قریب مالک اژدر پہونچے اور نیزہ و گرز و شمشیر سے لڑنے لگے یہ حال دیکھکر مردان لشکر مالک اژدر نے بھی فی الفور مرکب کے تنگ کھولکر فرس بے تامل جیحون مین ڈالدیے اور قریب فوج عدو پہونچکر درمیان جیحون مین تلوارین کھینچکر اعدا کو قتل کرنے لگے لڑائی ہونے لگی لاش پر لاش جوانونکی دریا مین گرنے لگی جانوران آبی خوش ہوکر گوشت جوانونکا کھانے لگے شکر رزاق مطلق کرنے لگے اُسوقت جیحون مین ایسی خونریزی ہوئی کہ آب جیحون کثرت خونریزی سے سُرخ ہوگیا سر جوانونکے جیحون مین حباب آسا نظر آنے لگے لاشے مانند کشتیونکے بہنے لگے جانوران آبی گوشت جوانان مقتول کا کھاتے کھاتے سیر ہوگئے درمیان جیحون تو جنگ ہو رہی ہی اِدھر سلطان سعد نے صدہا ناؤ اور ڈونگیان ملاحون سے طلب کرکے آب جیحون مین چاہا کہ پل ناؤ ونکا باندھکر مع کل لشکر دریا سے عبور کرکے طول مست آبلہ رو کو قتل کیجیے طول مست آبلہ رو نے یہ حال دیکھکر اپنے لشکر کے جوانونکو حکم دیا تیر مارو پل ناؤ ونکا نہ بنانے دو تیر اندازونے مینہ تیرونکا برسانے لگے اہل اسلام زخمی ہونے لگے درمیان دریا مین مالک اژدر جملہ اعدا کو قتل کرکے اُس کنارہ پر مع اپنے لشکر کے پہونچے نوشیروان یہ حال دیکھکر گھبرایا بختک پریشان خاطر ہوا طول مست آبلہ رو تمام اپنی فوج لیکر حملہ آور ہوا لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی سلطان سعد نے وقت فرصت پاکر اس خیال سے ناؤ ونکا پل درست کر دیا کہ باسانی لشکر گذر جائے یہان ناؤ ونکا پل درست ہوا تھا اہل اسلام نے قصد عبور دریا کیا تھا ناگاہ شاہین اور عفریت خان اژدہا چشم وغیرہ جنکو برائے مدد طول مست آبلہ رو نے بھیجا تھا عین وقت جنگ مغلوبہ پہونچے شریک جنگ ہوئے سواران لشکر اسلام حملہ آور ہوئے بازار جنگ گرم ہوا تلوار چلنے لگی یہ احوال دیکھکر سلطان سعد نے حکم کیا جلد تر دریا سے عبور کرکے دشمن سے لڑو حملہ کرو بموجب حکم جملہ سرداران لشکر اور لشکری ہمراہی بادشاہ لشکر اسلام ناؤ ونکے پل پر سے گذر کر کنارہ دریا پہونچکر تلوارین کھینچکر

اعدا کو قتل کرنے لگے اگر مترجم مفصل یہ لڑائی لکھے تو از حد طول ہوگا خلاصہ یہ کہ جنگ مغلوبہ مین دست مالک اژدر سے
شاہین و عفریت خان اژدہا چشم زخمی ہوئے صدہا نابکار قتل ہوئے اہل اسلام نے ہزارون عدو کو قتل کیا کنارہ جیحون
ایک دریا سے خون جاری ہوا آخر طول مست آبلہ رو تاب جنگ نہ لا کر مع نوشیروان و بختک وغیرہ سوے قلعہ بھاگا جلد
داخل قلعہ سمرقند ہو کر پل تختہ اٹھوا لیا قلعہ بخوبی تمام آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا اہل اسلام نے مظفر و منصور ہو کے
بارگاہ مین قیام کرکے دیگر اسباب شاہ سمرقند لوٹ لیا سلطان سعد نے مع جملہ لشکر قلعہ کا محاصرہ کیا طول مست آبلہ رو
پریشان خاطر ہوا آخر بمشورہ نوشیروان و بختک بے دونون عیارونکو بلایا جب قاقولہ و مرغولہ عیار ہوشیار
حاضر ہوئے طول مست آبلہ رو نے ملتے کہا تمنے ایک مدت سے ہمارا نمک کھایا ہے مالک اژدر نے ہمہ تن بہت ستایا ہے
بہرام آب بار میرے سردار لشکر کو قتل کیا ہے شاہین و عفریت خان اژدہا چشم کو زخمی کیا ہے تم اسے جاکر کسی تدبیر سے
بیہوش کرکے لے آؤ عیاران مذکور صورتین بدلکر راہ نقب سے لشکر اسلام مین آئے قریب بارگاہ مالک پہونچکر ٹھہرے
جب شام ہونے لگی دو ملازم واسطے روشنی کرنے کے بارگاہ مالک اژدر کیطرف چلے اثناے راہ مین قاقولہ و مرغولہ
انھین اپنے قریب بلاکر حباب بیہوشی مار کر انھین تو ایک گوشہ مین ڈالدیا اور آپ انکی صورت رنگ و روغن سے بناکر
داخل بارگاہ مالک اژدر ہوئے کنول اور مردنگین وغیرہ صاف کرکے شمعہاے مومی و کافوری روشن کین اور بہت سے
پروانے انکے بیرونی بیہوشی ملاکر اور چھڑک کر چھوڑے پروانے شمع پر گرے گرتے ہی جلنے لگے دھوان جو انکا دماغ مالک اژدر
وغیرہ مین پہونچا سبکو چھینکین آئین ہر ایک بیہوش ہو گیا قاقولہ اور مرغولہ عیارون نے اور سردار دیکھو بیہوش پڑا رہنے دیا
فقط مالک اژدر کو چادر عیاری مین باندھا قاقولہ نے پشتارہ اٹھاکر دوش پر رکھا مرغولہ نے اسلحہ مالک کا اٹھالیا پیچھے پشت
بارگاہ کیطرف جاکر خنجر سے قنات بارگاہ کی چاک کرکے بارگاہ سے نکل کر لشکر اسلام سے چلے بعد قطع راہ جب دہنہ نقب پر
پہونچے راہ نقب سے داخل قلعہ ہوے اور روبروے طول مست آبلہ رو جا کر پشتارہ مالک کا دوش سے رکھکر قاقولہ
عرض کرنے لگا اے بادشاہ ذیجاہ ملاحظہ کر پشتارہ کھولکر دیکھیے ہم مالک اژدر کو موافق حکم بیہوش کرکے لے آئے ہین
طول مست آبلہ رو نے خوش ہو کر کہا اب اسکو طوق و زنجیر مین گرفتار کرو عیارون نے بموجب حکم سلاسل مین گرفتار
کیا بختک نے کہا اے طول مست مالک اژدر کو قتل کر ڈال قید نکر سرداران لشکر طول مست نے کہا ابھی قتل کرنا
مالک اژدر کا اچھا نہین ہے اہل اسلام نے ابھی تو قلعہ کا محاصرہ کیا ہے جب خبر قتل مالک وہ سنینگے فوراً در قلعہ
توڑ کر قلعہ مین چلے آئینگے ہم سبکو قتل کر ڈالینگے طول مست نے سردارون سے کہا تم سچ کہتے ہو یہ کہکر مالک کو زندان مین
قید کیا ہنگام صبح جب ان سردارونکو ہوش آیا جو بارگاہ مالک اژدر مین بیہوش ہوے تھے انھون نے جو
مالک کو بارگاہ مین نہ دیکھا بادشاہ لشکر اسلام سے کہا یہ خبر سنکے جملہ سردار و عیار مشوش ہوئے وہ دونون
آدمی جنھین قاقولہ اور مرغولہ نے بیہوش کیا تھا وہ بھی ہوشیار ہو کر لشکر مین آئے کیفیت اپنی بیان کی آخر عیار نے
بارگاہ مین آکر دیکھا نشان ہاے پاے عیاران زمین پر پائے قنات کو خنجر سے چاک دیکھا یقین ہوا مالک کو عیار بیہوش
کرکے لیگئے ہین جب سلطان سعد کو یہ احوال معلوم ہوا برہم ہو کر حکم دیا جملہ سرداران لشکر مسلح ہون بموجب حکم
سب مسلح ہوے سلطان سعد نے طبل یورش بجوا کر قلعہ پر حملہ کیا طول مست آبلہ رو نے گولہ اندازونکو حکم دیا
گولے مارو گولہ انداز گولے مارنے لگے اکثر سواران لشکر اسلام توپ کے گولون سے ہلاک ہونے لگے سرداران لشکر
اسلام گولونسے بچتے ہوئے قریب خندق پہونچے چاہا کہ خندق سے گذر کر در قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہون اسوقت
طول مست از حد گھبرایا بیتابی و اضطراب مین بے اختیار کہنے لگا یارو اب مین کیا کرون اہل اسلام در قلعہ تک آگئے

کیونکر انکو روکون بجتنک نے کہا اہل اسلام کے روکنے کی تدبیر یہ ہی کہ جلد مالک کو زندان سے بلاکر بالاے قلعہ زیر تیغ بٹھاؤ یا دار پر چڑھاؤ اور باواز بلند اہل اسلام سے کہو کہ اگر تم قلعہ مین آؤگے تو ہم مالک اژدر کو مار ڈالینگے جبتک اہل اسلام مالک کو زیر تیغ دیکھینگے اور ہتھیاری یہ گفتگو سنینگے فی الفور در قلعہ سے ہٹجائینگے طول ہست نے بجتنک کی راے پر عمل کیا اہل اسلام در قلعہ سے ہٹگئے سلطان سعد نے فرودگاہ لشکر پر جاکر خواجہ عمرو کو بلاکر کہا اے خواجہ اگر تم اس قلعہ کو کسی تدبیر سے فتح کرادو تو ہم تمکو تمام مال و زر اس قلعہ کا دیدینگے خواجہ نے کہا اچھا اس مضمون کا رقعہ لکھدیجیے مُہر اپنی کر دیجیے مین اس قلعہ کو فتح کرادونگا سلطان سعد نے رقعہ لکھدیا خواجہ نے رقعہ کو زنبیل مین رکھکر سعید سحر بلخی ورگلبا و وغیرہ آٹھ عیارونکو بلاکر ایک خیمہ مین بیٹھکر باہم مشورہ کیا پھر سب شکل تبدیل کرکے خیمہ سے نکلکے ایک جانب روانہ ہوئے اور قلعہ کے گرد پھرنے لگے کسیطرف سے راستہ ایسا نپایا کہ کمند مار کر بذریعہ کمند داخل قلعہ ہون خواجہ وغیرہ تو گرد قلعہ پھر رہے تھے انھین تو بھی زیر قلعہ فکر عیاری مین چھوڑا جاتا ہی اور حال دیگر لکھا جاتا ہی وہ حال یہ ہی کہ قاقولا اور غولک کے دوسو عیار شاگرد تھے ازانجملہ ایک عیار تھا نام اُسکا جمشید تھا جوانکہ نوجوان تھا ایکروز وہ دختر قاقولہ سرو آسا کو دیکھکر عاشق ہو گیا تھا ہر چند تدبیر کرتا تھا مگر وصل سرو آسا کا میسر نہوتا تھا اُس زمانہ مین جسپر دز مالک کو قاقولہ نے بیہوش کیا تھا جمشید نے عالم خواب مین ایک مرد پیر بزرگوار کو دیکھا تھا اُس مرد بزرگ نے جمشید سے کہا تھا اے جمشید تو شب و روز فراق محبوب مین روتا ہی وہ تدبیر نہین کرتا ہی جس تدبیر سے تیری مُراد بر آئے جمشید نے پوچھا اے مرد بزرگ وہ تدبیر کیا ہی مرد بزرگ نے فرمایا وہ تدبیر یہ ہی کہ راہ نقب سے نکلکر بیرون قلعہ جا اول تجھسے خواجہ عمرو سے ملاقات ہوگی اُسے مع اُسکے ہمراہیونکے راہ نقب سے قلعہ مین لانا دین اسلام اختیار کرنا خواجہ سے اپنی آرزو بیان کرنا وہ عیار بمثل روزگار ہی تیری محبوبہ کو تجھتک پہونچا دیگا مدعا تیرا بر آئیگا پیر مرد تو یون یہ کہکر نظر سے غائب ہوگئے تھے جمشید بیدار ہوکر ہنگام سحر قلعہ کی نقب مین داخل ہوا تھا بعد قطع راہ اُس وقت نقب سے باہر نکلا کہ خواجہ عمرو زیر دیوار قلعہ فکر عیاری مین کھڑے تھے جمشید نے زیر دیوار قلعہ آکر خواجہ کو جھککے سلام کیا اور پوچھا کیا تمھین خواجہ عمرو ہو خواجہ نے کہا مین عمرو نہین ہون تمھین عمرو سے کیا کام ہی اُسنے کہا کیونکر کہون کہ تم خواجہ عمرو نہین ہو مجھسے پیر مرد نے خواب مین کہا تھا کہ اول تجھسے خواجہ سے ملاقات ہوگی اگر تم خواجہ نہین ہو تو میرا خواب جھوٹا ہی خواجہ نے عقل سے دریافت کیا کہ یہ مکار نہین ہی کچھ مجھسے فریب نکریگا یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا سچ تو یہ ہی کہ مین ہی عمرو ہون جمشید یہ سنکے قدم خواجہ پر گرا اور تمام حال اپنا اور خواب بیان کیا خواجہ نے اُس سے اقرار کیا مین تیری محبوبہ کو تجھسے ملادونگا جمشید یہ سنکے خوش ہوا عمرو نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر خواجہ عمرو کو سوے صحرا لیگیا اور دہنہ نقب دکھاکر کہنے لگا اسی راہ نقب سے قلعہ مین چلیے خواجہ نے اُسی جگہ بیٹھکر اپنی صورت ایک درویش کامل کی بنائی پھر ہر ایک عیار نے اپنی اپنی شکل فقیرونکی بنائی خواجہ نے کسیکو دست پناہ دیا کسیکو خار پشت کسیکو چھُری اسیطرح ہر ایک عیار کو ایک ایک چیز دی سب بالکے بنے خواجہ اُنکے مرشد بنے جمشید بھی فقیر کی صورت بنا جب سب عیار شکل اپنی اپنی تبدیل کرچکے گیروے لباس زیب تن کیے بھبوت تمام جسم پر ملا خواجہ نے اکتارا ہاتھ مین لیا پھر ہمراہ خواجہ کے سب نقب مین گئے بعد قطع راہ نقب قلعہ مین جاکر نقب سے نکلکر شہر مین پھرنے لگے خواجہ اکتارہ بجاکر بھجن گانے لگے دیگر عیار جو بالکے بنے تھے وہ بھی ہمراہ خواجہ بھجن گانے لگے دکاندار اور مردم بازاری بھجن سُنکے پیسا کوڑی آنا دیا

باکے ہر ایک سے ہیکر مرشد کو دینے لگے خواجہ بازار و شہر مین بھجن گا رہے تھے مردمان تماشائی کا ہجوم تھا ہر ایک شخص بھجن سنکے
کہتا تھا یہ فقیر کیا خوب بھجن گاتے ہین درویش کامل معلوم ہوتے ہین ناگاہ اُسطرف سے قاقولہ اور مرغولہ مع
اپنے جملہ شاگردونکے آتے تھے ہجوم مردم دیکھکر کھڑے ہوے بھجن سُننے لگے خواجہ اُنھین دیکھکر زیادہ خوش الحانی
سے بھجن گانے لگے قاقولہ نے بھجن سُنکے خواجہ سے پوچھا داتا کہان سے آنا ہوا اب کہان جاؤگے خواجہ نے جواب دیا
بابا جہانسے سب آئے ہین وہین سے فقیر بھی آیا ہی جہان سب جائینگے وہین یہ فقیر بھی جائیگا یہ دنیا تو ایک سرائے
فانی ہی بڑے بڑے نامی و نامور اس جہان سے گذر گئے شاہان اولو العزم زیر خاک نہان ہوگئے مین تو ایک درویش
ہون بستر کو لازم ہی اپنے پیدا کرنے والے کو نہ بھولے ہردم اُسکی پرستش کرے قاقولہ و مرغولہ درویش کی گفتگو
سُنکے اور بھجن سُنکے دل مین کہنے لگے یہ فقیر بیشک کامل ہی کچھ اسے دیکر اسکی دعا لینا چاہیے یہ سمجھکر پانچ اشرفیان
قاقولہ نے جیب سے نکالکر خواجہ کو دین خواجہ نے اشرفیان لیکر یہ دعا دی بابا عیاری مین کوئی عیار
تمسے گوے سبقت نہ لیجائیگا کبھی کوئی عیار تمہین گرفتار نکریگا فقیر کو تمنے خوش کیا ہی تمھارا بھلا ہوگا اب قاقولہ و مرغولہ
کو اور بھی یقین ہوا کہ فقیر بیشک و بے شبہ کامل ہی برگزیدہ لات و منات ہی ہمارے حالات سے اسے آگاہی ہی ہمین
ہمین جان گیا کہ یہ عیار ہین غرض قاقولہ اور مرغولہ ہجوم مردم سے نکلکر فقیر کی تعریف کرتے ہوے دربار
طول مست آبادرو مین گئے اور سلام کرکے موافق اپنی رُتبے کے بیٹھے بختک نے پوچھا کہ قاقولہ و مرغولہ
اسوقت کہانسے آتے ہو کہو آجکل کوئی تازہ امر بھی دیکھا ہی دونون نے کہا ہم بازار سے آتے تھے درمیان
بازار کے چند فقرا کو دیکھا وہ بھجن گا رہے تھے آواز بھی اُنکی اچھی ہین اور وہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتے ہین
ہمارے احوال سے اُنھین اطلاع ہوگئی ہمین جان گئے کہ ہم عیار بے شبہ ہین سواے اس تازہ حال کے اور تو کوئی
امر تازہ شہر مین نہین ہوا ہی بختک نے مُسکراکر کہا اگر کوئی واقعہ نہین گذرا ہی تو اب گذریگا تمھارے تو ان
نہایت شک ہوا ہی کہ فقیر کامل آئے ہین وہ بیشک اپنے فن مین کامل ہین اُنکے مرشد ہونے مین کسیطرح کا
شک نہین وہ ایسے ہی صاحب کمال ہین صورت دیکھکر حال دل بتا دیتے ہین جسکو چاہتے ہین مار ڈالتے ہین کوئی
تمھین ہلاک کرنہین سکتا ہی خداوندان لات و منات اُنکے ہاتھ سے تمھین بچاے قاقولہ و مرغولہ نے کہا ہی ملکجی
یہ تو آپنے عجب تقریر کی ہم کچھ نہ سمجھے مفصل فرمایئے بختک نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ وغیرہ چند عیار
کسی تدبیر سے داخل قلعہ ہوے ہین اب وہ مالک اژدر کو چھوڑا لینگے تمھین قتل کرینگے شہر مین فتنہ و فساد
برپا کرینگے اگر اپنی اور اپنے بادشاہ کی بہتری چاہتے ہو تو اُن فقیرونکو لاچ دیکر یہان لے آؤ مین اُنھین
دیکھکر بتا دونگا اگر فقیر ہونگے تو اُنکو چھوڑ دینا ورنہ جب مین تمھین اشارہ کرون تم سبکو گرفتار کر لینا اور سمجھ جانا
کہ یہ عیار ہین قاقولہ اور مرغولہ گفتگوے بختک سُنکے فی الفور دربار سے اُٹھکر ابھی بازار مین گئے دیکھا وہ سب
فقیر بازار مین بھجن گاتے ہوے چلے جاتے ہین قاقولہ و مرغولہ نے کہا شاہ جی ہمنے آپکی تعریف اپنے بادشاہ سے
جاکر کی ہی وہ آپکی زیارت کا مشتاق ہی کئی لاکھ روپیہ اُسنے آپکی نذر کے واسطے خزانہ سے منگوائے ہین جلد چلیے
دیر نکیجیے پہلے تو خواجہ نے خیال کیا یہ عیار ہین مکر کرتے ہین اسقدر زر کثیر یہان کا بادشاہ کبھی نہ دیگا بلکہ گرفتار
کریگا بختک نابکار اُسکے دربار مین موجود ہوگا بس وہان جانا اچھا نہین بعد ازان خواجہ نے یہ بھی تصور
کیا کہ شاید یہ عیار سچ کہتے ہون روپیہ بادشاہ نے خزانہ سے منگوایا ہو بلاکر ہمین دیدے اور گرفتار نکرے غرض خواجہ
بعد ایک لمحہ کے یہ خیال کرکے بطمع زر اُنسے کہا اچھا بابا فقیر دونکو سامنے بادشاہ کے لیے چلو قاقولہ و مرغولہ خواجہ

وغیرہ کو ہمراہ لیکر دربار مین آئے بادشاہ کو دعا دیکر کہنے لگے ای بادشاہ تو نے ہم فقیرون کو کیون بلایا ہی طول بست آبلہ رو نے پوچھا مجھے کچھ تمسے پوچھنا ہی اول تو یہ بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہی خواجہ نے کہا اس فقیر کا نام درویش مسافر ہی طول بست آبلہ رو نے پھر پوچھا دوسرے یہ بتاؤ کہ تمھارا مسکن کہان ہین خواجہ نے جواب دیا تکیہ مسکن ہی ہنوز طول بست آبلہ رو خواجہ سے گفتگو کر رہا تھا ناگاہ بختک نے خواجہ کو پہچانکر قاقولہ سے باشارہ کہا یہ عمرو ہی اور اسکے ہمراہی یہ سب عیار ہین ان سب کو گرفتار کر لو قاقولہ اور مرغولہ نے فوراً حلقہ ہاے کمند خواجہ پر مارے خواجہ نے پیچھے ہٹکے خنجر کھینچا تمام عیاران لشکر اسلام نے بھی خنجر کھینچے اور قاقولہ اور مرغولہ سے لڑنے لگے جب دربار مین غل وشور ہوا دونون شاگرد قاقولہ اور مرغولہ کے وہ بھی دربار مین گئے اور خواجہ وغیرہ کو چہار جانب سے گھیر لیا خنجر کھینچکر لڑنے لگے بعضے حلقہاے کمند مارنے لگے اسوقت خواجہ پریشان تھے عیارون مین گھرے ہوے لڑ رہے تھے ناگاہ آسمان سے ایک پنجہ مثل برق تڑپ کر گرا اور خواجہ کو عیارون کے درمیان سے اٹھا لیگیا چند عیارون کو تو قاقولہ اور مرغولہ نے گرفتار کر لیا مگر گلباد عراقی اور جمشید وہان سے بھاگ کر ایک جانب راہی ہوے بختک نے قاقولہ سے کہا ان عیارون کو قتل کر ڈال قید نکر اُسنے کہا ای ملک جی ابھی ان عیارون کو قتل نکرونگا کیونکہ اول تو عمرو گرفتار نہین ہوا ہی اور دو عیار بھاگ گئے ہین اُنھین گرفتار کرنا ہی دوسرے یہ کہ ہم بزرک خطائی کے شاگرد ہین بغیر اُنسے مشورہ کیے ہوے ان عیارون کو قتل نہ کرینگے بختک برہم ہوکر خاموش رہا جواب کچھ نہ دیا دل مین کہنے لگا بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ان دونون عیارون کی قضا آئی ہی عیاران لشکر اسلام کی زندگی ابھی باقی ہی یہ سب رہا ہو جائینگے ہمارے کہنے پر عمل نہین کرتے ہین قاقولہ اور مرغولہ بچ نہ جائینگے ضروری عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے ہلاک ہونگے یا مسلمان ہونگے

داستان بے نظیر پادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان وسموات جادو وخواجہ عمرو وحمزہ صاحبقران وغیرہ کی بیان ہوتی ہی

محرران خوش تحریر اس داستان بے نظیر کو یون لکھتے ہین کہ جب لندھور نے آب جیحون مین مرکب اپنا ڈالا تھا زور وشور آب جیحون سے مرکب لندھور کا دریا مین بہگیا تھا اور پیرنے پیرتے گھوڑا ہلاک ہوگیا تھا لندھور آب جیحون مین مرکب سے گرا تھا پانی مین غوطہ کھا رہا تھا ناگاہ ایک پنجہ گرا تھا اور دریا سے لندھور کو اُٹھا کر لیگیا تھا جب لندھور کو وہ پنجہ اپنی جگہ پر لیگیا تھوڑی دیر کے بعد لندھور نے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین ایک باغ پر بہار مین پایا اور ایک نوجوان حسین عورت کو بالاے تخت بیٹھا دیکھا لندھور گھبرا کر فرش سے اُٹھا اور خیال کرنے لگا واہ واہ عجب واقعہ گذرا مین وہان جیحون مین ڈوب رہا تھا اب اپنے تئین باغ مین پاتا ہون شاید خواب دیکھتا ہون یہ خیال کرکے لندھور آنکھین اپنی ملنے لگا اور متحیر ہوکر چہار جانب دیکھنے لگا اس زن خوبرو نے مسکرا کر کہا ای شخص کیون متردد ہی آگاہ ہو کہ میرا نام سموات جادو ہی قبل تیرے مین ایک نوجوان پر عاشق ہوکر اسے دریاے فرنگ سے بزور سحر پنجہ بناکر اُٹھا لائی تھی ابتک وہ نوجوان یہان موجود ہی لیکن میرے وصل پر کسی طرح راضی نہین ہوتا ہی مجھ ایسی نازنین سے بہتر نہین ہوتا ہی آج مین تخت پر سوار ہوکر براے سیر گئی تھی اثناے راہ مین تجھے دریا مین ڈوبتے ہوے دیکھا تیرے دست وبازوی ہیکل دیکھا اور تیرے حسن وجمال

پر نظر کرکے عاشق ہوگئی تجھے دریا سے پنجہ نہنگ سے نکال لائی ہون اب تو مجھسے ہم آغوش ہو تجھسے آرزوے دلی میری بخوبی بر آئیگی تو اس جوان سے زیادہ سوتا ہی لندھور نے کہا ای نازنین اگر وہ جوان تیرے وصل پر راضی ہو جاے تو پھر مجھ سے کیون ہم آغوش ہو اُسنے جواب دیا اول تو میرے وصل سے انکار کرتا ہی دوسرے تجھے دیکھکر اب اس جوان سے دل میرا بیزار ہوگیا ہی اُسکی محبت میرے دل سے جاتی رہی ہی تجھپر فریفتہ ہوگئی ہون لندھور نے کہا اس جوان کو ذرا یہان بلاؤ مین تو دیکھون کہ وہ جوان کیسا ہی سمواتِ جادو نے اپنی کنیزون مین سے ایک کنیز سے کہا اس نوجوان کو جسے مین نے قید کیا ہی جلد جاکر لے آ وہ کنیز گئی اور تھوڑی دیر مین اس جوان کو لے آئی لندھور نے جو غور سے دیکھا اپنے فرزند الماس کو پایا دل مین کہا یہ نابکار میرے فرزند کو اُٹھا لائی تھی اور اس سے طالب وصل تھی خوب ہوا کہ مجکو بھی یہ لے آئی اب کوئی تدبیر ایسی کرنی چاہیے کہ فرزند میرا اسکی قید سے رہا ہو یہ دل مین تجویز کے لندھور نے سمواتِ جادو سے کہا مین اس نوجوان کو سمجھا کر تیرے وصل پر راضی کرونگا یہ کہکر اس نوجوان کو بلا کر اپنے پہلو مین بٹھایا اور بشفقت و مہربانی اس سے کہا اس زن خوبرو کی اطاعت کرو جو یہ کہتی ہی اسکا کہنا مانو بظاہر تو کہا لیکن باطن مین اور کچھ تجویز کیا وہ جوان شرمگین ہوا کچھ جواب نہ دیا لندھور نے سمواتِ جادو سے کہا یہ جوان راضی ہی مگر چونکہ مسلمان ہی چاہتا ہی کہ بغیر نکاح تمسے ہمبستر نہو اسی وجہ سے انکار کرتا ہی اگر تم خواجہ عمرو عیار نامدار حمزہ صاحبقران کو لے آؤ تو وہ اس جوان کا صیغہ نکاح تمہارے ساتھ پڑھدین پھر یہ جوان بعد خوشی تمہارے وصل کی تمنا کرے گا سمواتِ جادو نے کہا مین ایک شرط سے خواجہ عمرو کو لاؤنگی اور اس جوان سے ہمبستر ہونگی وہ شرط یہ ہی کہ تم بھی میرے وصل پر راضی ہو کبھی یہ جوان کبھی تم مجھسے ہمبستر ہوا کرو اور جو تمنے کہا صیغہ نکاح خواجہ آکر پڑھدینگے ذرا یہ بتاؤ کہ صیغہ نکاح کسے کہتے ہین ہم لوگ تو نکاح کو نہین جانتے جب دل چاہتا ہی ہر ایک سے مدعاے دل حاصل کر لیتے ہین لندھور نے کہا ای سمواتِ جادو تم خواجہ عمرو کو تو لاؤ پھر تم جو کہو گی مین قبول کرونگا اور حال نکاح جب خواجہ کو تم لے آؤ گی اُسوقت تمہین خود معلوم ہو جائیگا سمواتِ جادو گفتگوے لندھور سنکے خوش ہوئی اور چند اوراق جھولی سے نکالکر انھین دیکھنے لگی وہ چند ورق اوراق جمشیدی تھے سموات نے اُن اوراق مین یہ دیکھا تھا کہ اسوقت خواجہ عمرو کہان ہی اُن اوراق سے اُسے ثابت ہوا کہ قلعہ سمرقند در بار طول ست آبلہ رو مین عمرو عیارون سے لڑ رہا ہی یہ دیکھکر کچھ افسون پڑھکر چند دانہ ماش کے لندھور اور الماس پر مارے پھر اور کچھ الفاظ سحر زبان پر جاری کرکے دفعۃً تخت پر سے غائب ہوگئی لندھور نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا بہت پیار کیا اُسنے اپنے پدر کو تسلیم کی دونون نے اپنا اپنا احوال کہا بعدہ لندھور نے اپنے فرزند سے کہا اب یہان سے نکل چلو دیر نہ کرو یہ کہکر لندھور اُٹھنے لگا مگر اُٹھا نہ گیا الماس نے چاہا اُٹھون اُس سے بھی اُٹھا نہ گیا آخر بمجبوری دونون بیٹھے رہے لندھور نے اپنے فرزند سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہ جادوگرنی ایسا سحر کر گئی ہی کہ ہمسے اور تمسے اُٹھا نہین جاتا ہی زمین پانون پکڑے ہی الماس نے کہا یہ ساحرہ نہایت ہوشیار ہی چلتے وقت سحر کر گئی ہی تاکہ آپ اور ہم کہین چلے نہ جائین لندھور نے اپنے فرزند سے کہا ای پارہ جگر مین نے

خواجہ عمرو کو اسواسطے بلوایا ہی کہ وہ یہان آکر کوئی عیاری کرینگے اس ساحرہ کو ہلاک کرینگے اور تمھین
اور مجھے اسکی قید سے رہا کرینگے پس وہ جو کچھ کہین اُسے قبول کرنا انکار نہ کرنا الماس نے کہا
مین انکا حکم بجالاؤنگا ابھی یہ باتین کر رہے تھے کہ وہ ساحرہ خواجہ کو لیکر باغ مین آئی خواجہ
پر سحر کرکے بالاے فرش ذوالدیار خود تخت پر بیٹھی بعد تھوڑی دیر کے خواجہ کو ہوش آیا آنکھین
کھول کر لندھور وغیرہ کو دیکھا گھبرا کر پوچھا یہ کون سا مقام ہی مجھے یہان کون لایا ہی تم یہان
کیونکر آئے لندھور نے تمام احوال اپنا اور الماس کا بیان کیا کرکے کہا تمھین اسواسطے
سموات جادو نے آئی ہی کہ تم اس جوان کا عقد اسکے ساتھ پڑھ دو زبان سے تو یہ کہا لیکن
اشارہ سے کہا خواجہ نکاح نہ پڑھنا کچھ الفاظ مہمل زبان پر جاری کر دینا اور کسی طرح سے اسے بیہوش
کرنا خواجہ عمرو تقریر لندھور سمجھ گئے سموات جادو سے کہنے لگے اے سموات جادو
کیا سبب ہی مجھسے اُٹھا نہین جاتا ہی اگر مین اُٹھون تو صیغہ نکاح پڑھون سموات جادو نے پھر
ایسا سحر کیا کہ خواجہ اُٹھکے تو بیٹھے مگر دست وپا سحر سے بیکار کر دیئے خواجہ نے بیٹھکے سموات جادو
سے کہا اب تم دولھن بنو تو مین صیغہ نکاح پڑھون سموات جادو نے کہا اچھا مین پوشاک دیگر
پہنتی ہون اپنی آرایش کرتی ہون مسلمان ہونگی محض اس جوان کے کہنے سے صیغہ نکاح تمسے
پڑھواتی ہون مگر تم ایسا صیغہ نکاح پڑھو کہ ایک ہی مرتبہ ان دونون جوانون سے نکاح ہو جائے
خواجہ نے جواب دیا اچھا ایسا ہی نکاح پڑھونگا اس نکاح کے پڑھنے کے عوض مجھے کیا دوگی اُسنے
کہا مین ایک مشت زر و جواہر تمکو دونگی یہ کہکے عجب طریقہ سے دولھن بنی کنیزون نے لباس
جشن اُسے بٹھلا کر پہنایا ناریل کا تیل اُسکے موے سر مین لگایا کنگھی کی کاجل گہرا گہرا اُسکی آنکھون
مین لگایا اسی طرح سے بیہودہ طور سے آرایش و زیبایش کی سموات جادو گھونگھٹ نکال کر
گردن جھکا کر بیٹھی خواجہ نے کنیزون سے کہا تم اپنی ملکہ سے کہو کہ ایک کشتی مین شربت و نقل
منگوائین کنیزون نے اُسکی کہا سموات جادو نے منگوا دی اسوقت خواجہ نے لندھور سے
باشارہ کہا اب مین تمھارے پسر کا سموات جادو سے نکاح اصلی پڑھون یا نقلی پڑھون لندھور
نے باشارہ یہ جواب دیا کہ اے خواجہ براے خدا نکاح اصلی نہ پڑھیے گا کچھ الفاظ مہمل واہیات زبان
پر جاری کر دیجیے گا خواجہ نے تقریر لندھور سمجھکر جام شربت مین بچالاکی بیہوشی بخوبی آمیز
کرکے الفاظ مہمل مین نکاح پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر تک عجب عجب لغت زبان پر جاری کیے
وہ لغت ایسے تھے کہ منتخب و مصطلحات و صراح مین بھی نہ نکلین غرض جب خواجہ نکاح پڑھ
چکے خواجہ کے پڑھنے پر لندھور اور الماس ہنسے خواجہ نے کہا مبارک ہو نکاح ہو چکا یہ کہکے
جام شربت اُٹھایا پسر لندھور سے اشارہ سے کہا شربت نہ پینا اور بآواز بلند کہا اے جوان ذراسا
شربت اس جام سے پی لے باقی شربت دولھن کو پلایا جائیگا کیونکہ رسم یہی ہی الماس نے ساغر
کو ہونٹھون سے لگا کر کہا مین نے شربت پی لیا خواجہ نے وہ جام شربت سموات جادو
کو دیا وہ خوش ہو کر پی گئی اُسوقت خواجہ نے شربت اُسے دیکے کہا حق نکاح پڑھنے کا دیجیے
مجھے رخصت کیجیے سموات جادو نے کچھ اشرفیان اور جواہر خواجہ کو منگا کر دیا چونکہ خواجہ

عمرو نے شربت مین بیہوشی زیادہ ملائی تھی جلد سموات جادو بیہوش ہونے لگی اسوقت خواجہ عمرو نے
اس سے کہا ای سموات جادو ابتو ان جوانون پر سے اور مجہپر سے اپنے سحر کو برطرف کر ان دونون
سے تمہارا عقد ہوگیا ہی اب یہ تمہارے دوست ہوے اور مین بھی تمہارا خیر خواہ ہون دشمن نہین ہون
سموات جادو نے ہر ایک پر سے سحر برطرف کیا لندھور اُٹھکر اُسکے پہلو مین جا کر بیٹھا اختلاط
کرنے لگا دفعۃً وہ بیہوش ہوگئی خواجہ عمرو نے اشارہ سے کہا اب گلا اس ساحرہ کا دبا دو کام
اسکا تمام کر دو لندھور نے گلا اُسکا اسطرح زور سے دبا دیا کہ روح اُسکی راہ مقام براز
سے نکل گئی مرتے ہی سموات جادو کے تاریکی ہوگئی وہ باغ جلنے لگا کنیزین بھی جلنے لگین ہواے تند
چلنے لگی آگ اور پتھر آسمان سے برسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی افسوس
قتل کیا مجکو نام میرا سموات جادو تھا ابھی عمر کم تھی کچھ اوپر دو ہزار برس کا سن و سال تھا اچھی طرح
جوان بھی نہوئی تھی بعد اس آواز آنے کے خواجہ عمرو نے دیکھا نہ تو وہ باغ ہی نہ کوئی ساحرہ ہی
ایک کوٹھری مین لاش سموات جادو کی پڑی ہوئی ہی اور اُسی کوٹھری مین چند صندوق رکھے
ہین سموات جادو کی عجب شکل ہی ہمہ تن پوست و استخوان ہی بال سر کے مثل روئی کے سفید ہین
شکل اُسکی نہایت سیاہ اور خوفناک ہی خواجہ اور لندھور نے شکر خدا کر کے وہ صندوق اُٹھا کے
جو دیکھا اُسمین اشرفیان اور جواہر بھرا ہوا تھا لندھور نے دونون صندوق اپنے قبضہ مین کیے ہر چند
خواجہ نے طلب کیے لیکن لندھور نے نہ دیے اور کہا یہ صندوق حمزہ صاحبقران کو دونگا وہ تمہین
اسمین سے جو مناسب ہوگا دیدینگے غرض خواجہ اور لندھور اور الماس لپسر لندھور یہ اشخاص وہان سے
چلے بعد چند روز کے اتفاقاً اسی شہر مین پہونچے جس شہر مین حمزہ صاحبقران اور کرب غازی تھے خواجہ عمرو اور
لندھور اور الماس بشکل سوداگران سرا مین داخل ہوئے اور ایک کوٹھری مین مقیم ہوئے حمزہ صاحبقران بھی اُسی
سرا مین مقیم تھے جبتک حمزہ صاحبقران کے پاس اشرفیان تھین صرف کین جب اشرفیان ہو چکین امیر با توقیر
پریشان خاطر ہوئے اتفاقاً جیب امیر با توقیر مین ایک لعل بدخشان پڑا ہوا تھا وہ لعل امیر کو جیب سے
ملا بھٹیاری سے کہا ہمین ایک لعل بیچنا منظور ہی اگر کوئی جوہری اس لعل کو ہمسے مول لیتا تو ہم بیچ کر اسکے
چندے اس سرا مین رہتے بھٹیاری نے عرض کیا خداوندا آج اسی سرا مین ایک سوداگر آکر اُترا ہی آپ
لعل اپنا اُسکے ہاتھ بیچڈالیے اگر فرمایئے تو مین اُسے بلا لاؤن امیر نے ارشاد کیا اچھا اس سوداگر کو ہمارے
پاس بلا لاؤ بھٹیار اگیا اور خواجہ عمرو کو بلا لایا خواجہ نے آکر دیکھا امیر با توقیر مع کرب غازی اور فرامرز
عادی مغربی اور طہماسپ ترک خجندی سرا مین بیٹھے ہوئے ہین خواجہ سبکو دیکھکر خوش ہوئے
امیر نے سوداگر کو اپنے قریب بٹھا کر وہ لعل اُسے دکھایا خواجہ نے وہ لعل خوب دیکھکر بچالاکی اُسے بدلکر
اور ایک مصری کا لعل اُسی رنگ اور قطع کا زنبیل سے نکال کر امیر کو دیا اور کہا ای شخص یہ لعل اچھا
نہین ہی وزن مین بہت ہلکا ہی بنا ہوا معلوم ہوتا ہی تم مجکو بھی کے فریبی معلوم ہوتے ہو سوداگر دن کو
ٹھگتے ہو تمہارے ساتھ جو یہ موٹے تازے جوان ہین انکے چہرہ سے پر کچھ خوف حاکم شہر کا نہین کرتے ہو
یہ کام اچھا نہین کرتے ہو ایک روز گرفتار ہوجاؤگے اس فریب کی سزا پاؤگے حمزہ صاحبقران نے پوچھا
یہ لعل کیا جھوٹا ہی سوداگر نے کہا بیشک اس امر مین کیا شبہ ہی چکی سے ملکر دیکھیے حال معلوم ہوجائیگا امیر نے اس لعل کو چکی سے ۴۱

ملا اور دبایا وہ لعل سرمہ سا ہو گیا امیر حیران ہوے فرامرز عاد مغربی پہچان گیا کہ یہ خواجہ عمرو ہین بعد پہچاننے
کے فرامرز نے اٹھکر کہا ای سوداگر واہ واہ سبحان اللہ کیا خوب تمنے لعل کو پہچانا تمھارے ہاتھ چومنا چاہیے یہ
کہکر خواجہ کے ہاتھ چومے امیر کو یہ امر ناگوار ہوا فرامرز عاد مغربی نے کہا ای امیر با توقیر یہ خواجہ عمرو ہین
اسوجہ سے مین نے ان کے ہاتھ چومے امیر نے خوش ہو کر کہا ای خواجہ لعل میرا مجھے دیدو خواجہ نے جواب دیا وہ لعل تو
نذر زنبیل ہو گیا اُسکا اب نکالنا دشوار ہی امیر نے کہا میرے پاس کچھ صرف کے واسطے نہین ہی مین اُسے بیچکر روپیہ
اپنے صرف مین لاؤنگا خواجہ نے کہا جب آپکو ضرورت ہوگی دو چار پیسے مجھسے لے لیجئے گا پھر دیدیجئے گا غرض جب یہ
باتین باہم ہوئین سب بے اختیار ہنسے امیر نے خواجہ سے پوچھا تم یہان کس طرح آئے خواجہ نے تمام حال بیان کیا
امیر نے فرمایا لندھور اور الماس کو بلا لاؤ خواجہ دونون کو امیر کے پاس لے آئے لندھور اور الماس نے
امیر کو آداب و تسلیم کی امیر خوش ہوے اور الماس پر نہایت مہربانی کی اور اپنے قریب بٹھایا لندھور نے
وہ صندوق اشرفیون اور جواہر کے پیش کش کیے امیر نے کچھ اشرفیان لیکر بھٹیارے کو دین اور کہا جلد طعام
لذیذ تیار کر بھٹیارہ اشرفیان لیکر گیا اور تیاری طعام مین مصروف ہوا یہان خواجہ نے کہا ای امیر سموات
جادو کو مین نے مارا ہی اگر مین عیاری نہ کرتا وہ ہرگز ہلاک نہوتی پس یہ سب اشرفیان اور جواہر مجھے دیدیجیے امیر نے
بعد گفتگوے بسیار کچھ اشرفیان اور جواہر خواجہ کو دیدیا بعد تھوڑی دیر کے آفتاب غروب ہوا امیر با توقیر
و سرداران اسلام نے نماز پڑھی بعد فراغ نماز طعام نوش کیا ہنوز امیر کھانا کھا کر بیٹھے تھے کہ منادی نے
سرہانے آکر ندا دی کہ وقت سحر اس شہر قیطاس مین بادشاہ یہان کا طوغان قیطاسی شاہ ہور قیطاسی کو
ایک پہلوان سے کہ نام اسکا بدیع ہی کشتی لڑوائے گا حکم بادشاہ ہی کہ جملہ خاص و عام براے تماشاے کشتی اکھاڑے
پر آئین بیخوف و خطر کشتی دیکھین حمزۂ صاحبقران نے یہ خبر سنکے کہا ہم بھی صبح کو واسطے کشتی دیکھنے کے ضرور
جاوینگے سرداران نے عرض کیا ہم بھی ہمراہ رکاب چلین گے خواجہ نے کہا ای امیر آپ ہرگز نجائیے گا آپکے وہان جانے
سے ضرور کوئی نہ کوئی فساد برپا ہوگا آپکو اور آپکے سرداران کو سب پہچانتے ہین پس میرے نزدیک جانا اچھا نہین ہی
امیر نے جواب دیا مین تو ضرور جاؤنگا غرض شبکو یہی گفتگو رہی ہنگام سحر فرامرز وغیرہ ہمراہ امیر چلنے پر موجود ہوے
خواجہ نے کہا ای امیر اگر آپ میرا کہنا نہین مانتے تو اتنا ضرور کیجیے کہ اپنی اور اپنے سرداران کی شکلین تبدیل
کر لیجیے امیر نے کہا اچھا شکلین تبدیل کردو خواجہ نے کہا مجھے کیا دیجیےگا اگر مین شکلین تبدیل کردون امیر نے یہ
سنکر کچھ اشرفیان اور کچھ جواہر دیا خواجہ نے امیر وغیرہ کی شکلین تبدیل کین اور اپنی بھی شکل تبدیل
کی امیر با توقیر سب کو ہمراہ لیکر جس جگہ اکھاڑا تھا پہنچے دیکھا ایک میدان وسیع مین اکھاڑا بنا ہی ہزارہا کرسیان
گرد اکھاڑے کے بچھی ہین انتظام معقول ہی طوغان قیطاسی ایک جانب بالاے تخت بیٹھا ہی ایک سمت
آذر برزین شاہ تبریزی تخت پر بیٹھا ہی شرفا و امرا کرسیون پر بیٹھے ہین اہل حرفہ کھڑے ہین مجمع خلائق ہی
ہزارہون آدمی جمع ہین ہر قسم کے دکاندار موجود ہین غرض امیر مع جملہ ہمراہی کرسیون پر جا کر بیٹھے بعد
تھوڑی دیر کے پہلوان بدیع نے طوغان قیطاسی سے کہا قبل کشتی کے مین چاہتا ہون کچھ اپنا زور
آپکو دکھاؤن لہذا اسوقت ایک شیر کی تازہ کھال منگوائیے طوغان قیطاسی نے جواب دیا میرے شہر مین
ایک شیر کٹہرے مین بند ہی اگر کہو تو اُس شیر کو مع کٹہرا یہان طلب کرون تم اُسکی کھال نکلواؤ بدیع پہلوان نے کہا اچھا
آپ شیر کو منگوائیے طوغان قیطاسی نے حکم دیا اُس شیر کو مع کٹہرا جلد لے آؤ ملازم گئے اور شیر کو مع کٹہرا لے آئے پہلوان بدیع نے

کٹہرا اکھاڑے مین رکھواکر مردم سے کہا شیر کو کٹہرے سے نکالو مردم ڈرے آخر حکم طوغان سے کٹہرا کھولا شیر نعرہ کرکے کٹہرے سے نکلا بدیع پہلوان نے اسوقت نعرہ کیا شیر بدیع پہلوان کی طرف چلا جب قریب پہونچا چاہتا تھا کہ بدیع کو ہلاک کرے بدیع نے اسکے ہاتھ پکڑکر ایک ایسا جھٹکا دیا کہ کمر شیر کی ٹوٹ گئی پھر بدیع نے ایک مشت مارکر سر شیر کو پھاڑا شیر زمین پر گرکے ہلاک ہوا مردم نے اُس شیر کی کھال کھینچی بدیع پہلوان نے پوست شیر پر ایک خشت طلائی رکھکر خشت پر قدم رکھا اور مردم سے کہا جو شخص اس خشت کو میرے پاؤن کے نیچے سے نکالے وہ یہ خشت طلائی لے سیکڑون مردمان قوی ہیکل نے زور کیا لیکن زیر قدم سے خشت نہ نکل سکی ہر ایک شخص نے یہ قوت و زور دیکھکر تعریف کی حمزہ صاحبقران نے بھی تعریف کی اسیطرح چند طور سے اپنا زور دکھایا پھر شاپور قیطاسی سے کشتی ہوئی بدیع پہلوان نے بعد پہر بھر کے اُسے اُٹھاکر اسطرح پٹکا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوگئے شاپور مذکور فوراً ہلاک ہوگیا طوغان قیطاسی یہ حال دیکھکر برہم ہوا اپنے ملازمون سے کہنے لگا اس پہلوان کو مارو اسنے میرے پہلوان کو ہلاک کیا ہی ملازم چوب وغیرہ سے مارنے لگے ہنگامہ ہوگیا آخر تلوارین کھینچکر باہم جنگ ہونے لگی جب بدیع پہلوان پر ہجوم مردم ہوا حمزہ صاحبقران بیتاب بیقرار ہوکے آگے بڑھے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا خواجہ عمرو نے ہرچند منع کیا کہ آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے لیکن حمزہ صاحبقران جوش الفت پدری سے تاب ضبط نہ لاکر مدد پہلوان بدیع پہونچے کرب غازی اور فرامرز عاد مغربی اور لندھور و طہماسپ ترک خجندی لڑنے لگے امیر با توقیر نے قریب طوغان قیطاسی پہونچکر نعرہ کیا اُسنے تلوار لگائی امیر نے سپر پر روک کے پھر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین کر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے پشت زین سے اُٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر پٹک کر اُسے ہلاک کرین طوغان نے کہا مجھے امان دیجیے امیر نے فرمایا امان بشرطیکہ ایمان اُسنے کہا مین ایک شرط سے ایمان و اسلام قبول کرونگا اسوقت مجھے چھوڑ دیجیے صبح کو تشریف لائیے گا مین عرض کرونگا امیر نے کہا اسیوقت بیان کر اُسنے کہا میرے ملک مین ایک درخت چنار ہی جو کوئی اُس درخت کے نیچے جاتا ہی فوراً ایک زنگی پیدا ہوتا ہی اور اُسکے ایک چوب لگاتا ہی وہ شخص بیہوش ہوجاتا ہی زیر شجر ایک غار ہی وہ زنگی پھر اُس شخص کو غار مین لیجاکر غائب ہوجاتا ہی اگر آپ اُس درخت کے نیچے جاکر حال اُسکا دریافت کرکے مجھسے بیان کیجیے تو مین مسلمان ضرور ہونگا امیر نے یہ سُنکے اقرار کیا بعدہ آہستہ اُسے زمین پر رکھدیا طوغان قیطاسی نے بہ آواز بلند کہا یاروا اب جنگ نکرو ملازم اُسکے لڑنے سے باز رہے لڑائی موقوف ہوئی پہلوان بدیع نے خدمت امیر مین آکر عرض کیا آپ نے مجھپر اسوقت احسان کیا یہ احسان مین کبھی نہ بھولونگا طوغان قیطاسی امیر وغیرہ کو ہمراہ اپنے لیگیا اور بعزت و حرمت اپنا مہمان کیا روز دیگر امیر طوغان قیطاسی کے ہمراہ گئے دیکھا درمیان کوہ ایک درخت چنار ہی قریب اُسکے ایک غار ہی امیر نے اُس درخت کو دور سے دیکھکر فرمایا کوئی بہادر نیچے درخت کے جائے طہماسپ ترک خجندی گیا فوراً ایک زنگی غار سے پیدا ہوا اُسنے ایک چوب نرم آہستہ جسم طہماسپ ترک خجندی پر لگائی طہماسپ بیہوش ہوکر زمین پر گرا وہ زنگی طہماسپ کو اُٹھاکر غار مین جاکر غائب ہوگیا امیر نے یہ حال دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی ساحر ہی یا اس جگہ کوئی طلسم ہی یہ خیال کرکے امیر وہان سے مع طوغان و دیگر اشخاص پھرے بعدہ طوغان قیطاسی بادشاہ شہر قیطاس کے ہمراہ دار الامارۂ شاہی مین پہونچے اور مع کرب غازی اور لندھور و عمرو وغیرہ نرد کشی ہوے احوال انکا پھر لکھا جائیگا

آنا ترک توسن یلطاقی کا لشکر اژدر خان مین اور حملہ کرنا قلعہ خاور پر اور عاجز کرنا وزیر نیک رائے کا اور روانہ کرنا خسرو خاوری کا ملکہ خورشید خاوری کو جانب قلعے ہوشنگیہ پھر جانا اژدر خان وغیرہ کا سوے ہوشنگیہ اور آنا مالک ترک سفید جامہ کا اور لڑنا علمشاہ سے پھر مغلوب ہوکر مسلمان ہونا اُسکا مع اژدر خان وغیرہ کے مع حالات دیگر

محرران رنگین طبیعت اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب اژدر خان نے علمشاہ کو قفس مین بند کرکے لٹھے پر لٹکایا خسرو خاوری کو بدرجہ کمال رنج ہوا ایک روز اژدر خان نے طبل یورش بجوایا تھا لشکر لیکر سوے قلعے خاور چلا تھا ناگاہ جانب صحرا گرد و غبار اٹھا اژدر خان ٹھہر کر سوے غبار دیکھنے لگا جب غبار ہوا سے رفع ہوا ترک توسن یلطاقی مع ساٹھ ہزار سواروں کے نمایان ہوا جب ترک توسن قریب اژدر خان کے آیا حال پوچھا اژدر خان نے کہا دیکھو مین نے علمشاہ کو قید کر لیا ہی اسوقت ارادہ قلعے پر حملہ کرنیکا کیا تھا کہ تم آگئے اب ہم تم شریک ہوکر قلعے پر حملہ کرین ترک توسن نے کہا بہتر ہی غرض دونون نے مع فوج قلعے پر حملہ کیا خسرو خاوری نے گولہ اندازون سے حکم کیا گولہ انداز گولے بازی کرنے لگے سواران لشکر تو ہلاک ہونے لگے لیکن ترک توسن یلطاقی سپر فراخ دامن سے اپنے سراپا کو بچائے ہوے گرز سے گولون کو رد کرتا ہوا خندق پر پہونچا اُسوقت خسرو خاوری نہایت گھبرایا وزیر نیک رائے نے خسرو خاوری سے کہا اسوقت مین ایک مکر کرتا ہون ترک توسن کو روکتا ہون آپ میری تدبیر ملاحظہ فرمایئے خسرو خاوری نے کہا اے وزیر جلد تدبیر کر وزیر نے بالاے قلعے سے باواز بلند کہا اے ترک توسن یلطاقی اگر در قلعے سے ہٹ جاؤ تو مین تمسے اگر کچھ باتین کرون ترک توسن نے خیال کیا وزیر خسرو خاوری آکر اب میرا حکم بجا لائیگا ملکہ خورشید خاوری کو میرے پاس لے آئیگا یہ تصور کرکے خوش ہوکر در قلعے سے پھرا اور اژدر خان وغیرہ سے کہا اب یہان سے فرودگاہ لشکر پر چلو بموجب کہنے ترک توسن یلطاقی کے جملہ سردار و لشکری فرودگاہ لشکر پر پہونچے وزیر نیک رائے قلعے سے نکلکر پاس ترک توسن یلطاقی کے گیا اُسنے وزیر کو بٹھایا اور پوچھا کیا کہنے آئے ہو بیان کرو وزیر نے عرض کیا حضور کیون لڑتے ہین صدہا بلکہ ہزارہا آدمیون کا کشت و خون ہوتا ہی اگر براے ملکہ خورشید خاوری یہ جنگ جدال ہی تو مین اقرار کرتا ہون کہ چند روز مین اپنے بادشاہ کو سمجھا کر ملکہ خورشید خاوری کو محافے مین سوار کرکے آپکی خدمت مین لے آؤنگا جبتک مین حاضر ہون آپ قلعے پر حملہ نہ کیجیے گا ترک توسن یلطاقی نے خوش ہوکر کہا یہ لڑائی براے ملکہ خورشید خاوری ہوئی تھی اگر تم ملکہ کو لے آؤگے تو مین تمسے نہایت خوش ہونگا وزیر نیک رائے رخصت ہونے لگا ترک توسن یلطاقی نے اُسے خلعت دیا وزیر خلعت پہنکر داخل قلعہ ہوا اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی سب مفصل عرض کرکے کہنے لگا اب میری راے یہ ہی کہ حضور ملکہ کو قلعے ہوشنگ مین بھیجدین یہان نہ رکھین وہ قلعہ نہایت مستحکم ہی درمیان دریا واقع ہی سامان جنگ بھی وہان زیادہ ہی خسرو خاوری نے وزیر نیک راے کی راے پسند کرکے ملکہ خورشید خاوری کو مع چند خواتین محل و وزیر نیک راے کے ہمراہ جانب قلعہ ہوشنگ روانہ کیا جب ملکہ خورشید خاوری قلعہ ہوشنگیہ مین داخل ہوئی بعد دو روز کے اُسکے بطن سے ایک فرزند شیر صولت پیدا ہوا نام اُسکا ملک قاسم رکھا گیا یہان ترک توسن یلطاقی وزیر نیک راے کے آنے کا منتظر تھا ایک روز ترک توسن نے سُنا کہ ملکہ خورشید خاوری کو خسرو خاوری نے قلعہ ہوشنگ مین بھیجدیا جو یہ خبر سنکے ترک توسن نے اژدر خان پسر ملطان سے کہا دیکھو وزیر نیک راے نے

گیا فریب کیا ہی ملکہ کو قلعہ ہوشنگیہ مین لیگیا ہو اب کیا تدبیر کرنا چاہیے اژدرخان نے کہا تم اس قلعے کو فتح کرو مین جانب قلعہ ہوشنگیہ جاتا ہون ہر چند کہ وہ قلعہ نسبت اور قلعون کے نہایت مستحکم ہو اور اُس قلعے مین داخل ہونا بسیار مشکل ہو مگر مین اُس قلعے کو فتح کرونگا ملکہ خورشید خاوری کو گرفتار کرونگا تمھارے پاس لے آؤنگا ترک قوسن بلطاقی نے یہ راے پسند کی اژدرخان مع اردشیر خان و صعب خان و ملب جان و علمشاہ وغیرہ کے لشکر کثیر لیکر جانب قلعہ ہوشنگ روانہ ہوا اثناے راہ مین دیکھا ایک جانب غبار بلند ہوا جب غبار ہوا سے رفع ہوا مالک ترک سفید جامہ برادر صلصال ایک لاکھ سوارون کی جمعیت سے ظاہر ہوا جب قریب آیا اژدرخان وغیرہ نے اُسے سلام کیا اُسنے حال پوچھا اژدرخان نے تمام احوال بیان کیا مالک ترک سفید جامہ نے اُسی جگہ مقام کیا بعد تھوڑی دیر کے اژدرخان سے کہا علمشاہ کو بلاؤ اژدرخان نے ملازمون سے کہا علمشاہ کو لے آؤ ملازم علمشاہ کو لے گئے علمشاہ نے بارگاہ مین جا کر باواز بلند کہا السلام علیکم سلام ہی اُس پر جو خدا کو واحد جانتا ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیغمبر اپنا جانتا ہو کسی نے جواب نہ دیا بلکہ ہر ایک شخص برہم ہوا خصوصاً مالک ترک سفید جامہ غضبناک ہوا علمشاہ سے کہنے لگا با وجود اسکے کہ تمکو اژدرخان میرے بھتیجے نے قید کیا ہی مگر تمھاری بیہودہ باتین ابتک نہین جاتین خداے نادیدہ کا ہمارے رو برو ذکر کرتے ہو اگر اپنی رہائی چاہتے ہو تو خداوندان لات و منات کی تصویرون کو سجدہ کرو علمشاہ نے جواب دیا تمھارا بھتیجا بزدل ہی جوانمردی سے اُسنے مجھے گرفتار نہین کیا ہی اگر مین قید نہ ہوتا تو اسوقت تمھاری بدزبانی کی تمھین سزا دیتا اور مین خدا پرست ہون لات و منات کو کبھی سجدہ نکرونگا جب وقت رہائی آیگا رہا ہو جاؤنگا مالک ترک سفید جامہ نے اژدرخان سے پوچھا ای فرزند تمنے علمشاہ کو کیونکر قید کیا ہی اُسنے کہا ای عمو ہی نامدار سچ تو یہ ہی کہ مین نے عیار کو بھیجکر اُسے بیہوش کرا کر قید کیا ہی جب یہ حال برادر صلصال نے سُنا ملازمون سے حکم کیا علمشاہ کو قید سے رہا کرو مین بہ قوت بازو اُسے گرفتار کرونگا ملازم براے رہائی بڑھے تھے کہ علمشاہ نے جوش شجاعت مین آکر طوق سلاسل کو مانند تار عنکبوت توڑ کر تن سے جدا کیا مالک ترک سفید جامہ نے علمشاہ کو مرکب و اسلحہ دیکر کہا ای بہادر مجھسے مقابلہ کر علمشاہ نے مرکب پر سوار ہو کر اُس سے مقابلہ کیا پہلے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا پھر گرز اُسکے ہاتھ سے چھین لیا آخر اُسنے تلوار لگائی علمشاہ نے بارہ تلوار کی دیکھکر اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر زور کیا اُسنے بھی زور کیا آخر علمشاہ نے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اُسنے برہم ہو کر زنجیر کمر علمشاہ مین ہاتھ ڈالا علمشاہ نے بھی اُسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا گھوڑے سینے کے بھل زمین پر بیٹھ گئے ملب جان اور صعب خان نے کہا اگر کشتی لڑنے کا ارادہ ہی تو مرکبون سے اُتر کر کشتی لڑو فرس ہلاک ہوے جاتے ہین اُسوقت دونون دلیر گھوڑون سے اُترے اور دامن گردان کر دلیرانہ کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ کشتی ہونے لگے جوانان لشکر کشتی دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہی کہ علمشاہ نے دوسرے روز مالک ترک سفید جامہ کو زمین سے اُٹھا کر سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر پٹکدے مالک ترک سفید جامہ نے کہا ای شاہزادے فریجاہ امان دیجیے شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان مالک ترک سفید جامہ نے عرض کیا مجھے مسلمان کیجیے علمشاہ نوجوان نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا علمشاہ نوجوان نے اُسے آہستہ زمین پر رکھدیا مالک ترک سفید جامہ قدم علمشاہ نوجوان پر گرا علمشاہ نوجوان نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا پھر مالک ترک سفید جامہ سب سے باواز بلند کہنے لگا یارو سب مخاطب ہو اور آگاہ ہو کہ دین اسلام برحق ہی مین تو مسلمان ہوا اور اطاعت اس شاہزادے کی

بین نے اختیار کی جسے میری ہمراہی اور اپنی عاقبت بخیر کرنا ہو وہ مسلمان ہو اور ہمراہ میرے آئے اسوقت اژدہا خان پسر صلصال اور آرد شیر خان برادر صلصال اور صعب خان اور بلب خان وغیرہ جملہ مع لشکری مسلمان ہوئے ہر ایک قدم علم شاہ پر گرا علم شاہ نے علی قدر مراتب ہر ایکئے مہربانی و شفقت کی بعد ایک روز کے علم شاہ اُس جگہ سے جانب خاور روانہ ہوئے یہان ترک توسن نے قلعہ پر حملہ کیا تھا اہل قلعہ گولے مار رہے تھے لشکری ترک توسن کے ہلاک ہو رہے تھے دھوان بکثرت بلند تھا زمین گولون کی آواز سے لرز رہی تھی ترک توسن یلطاقی قریب در قلعہ گرز کلبات پہونچ چکا تھا اہل قلعہ خدا سے دعا کر رہے تھے یکایک جانب صحرا سے غبار عظیم بلند ہوا ترک توسن یلطاقی غبار کو دیکھکر خیال کرنے لگا شاید قیماس خان خاوری آتا ہی ہنوز ترک توسن یہ خیال کر رہا تھا کہ علم شاہ تین لاکھ سوارون کی جمعیت سے نمایان ہوئے ترک توسن یلطاقی کے ہوش اُڑ گئے علم شاہ نے اُسے دیکھکر وہین سے نعرہ کیا کہ او ترک توسن یلطاقی کہان جاتا ہی ہوشیار ہو جا کہ مین آ پہونچا ترک توسن یلطاقی نے اپنی فوج کے سوارون سے کہا اب قلعہ سے منہ موڑ کر اس حریف سے مقابلہ کرو سواران لشکر اسطرف بڑھے جب دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی عین جنگ مین علم شاہ قریب ترک توسن یلطاقی پہونچے اُس نے تلوار لگائی علم شاہ نے تلوار روک کر خود بھی تلوار لگائی ہر چند ترک توسن نے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹکر تا دو ابرو اُتر آئی ترک توسن نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون سر سے نکلنے لگا یہ احوال دیکھکر سواران نابکار بے اختیار درمیان مین آگئے کچھ تو دست علم شاہ سے قتل ہوئے کچھ سواران ترک توسن یلطاقی کو علم شاہ کے سامنے سے ہٹا لیگئے آخر ترک توسن زخمی ہو کر تاب مقابلہ نلا کر میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے ملک مین یعنے یلطاق مین پہونچا خسرو خاوری در قلعہ کھولکر مع امرا و وزرا برائے استقبال آیا اور قلعہ مین لیگیا پھر ملکہ خورشید خاوری کو خسرو خاوری نے قلعہ ہوشنگیہ سے بلوایا وزیر نیک رائے ملکہ کو لیکر آیا علم شاہ نے وزیر نیک رائے کی تدبیر کا ذکر سنکے اُسے خلعت و انعام دیا اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ شاہزادۂ ذیجاہ مبارک ہو کہ بطن ملکہ سے فرزند پیدا ہوا ہی نام اُسکا شاہزادہ ملک قاسم رکھا گیا ہی علم شاہ اپنے فرزند کے پیدا ہونے کی خبر سنکے نہایت خوش ہوئے فوراً داخل محلسرا ہو گئے آغوش ملکہ خورشید خاوری سے اپنے فرزند کو آغوش مین لیکر پیار کیا سینے سے لگایا پھر چھٹی نہایت تزک و تکلف سے کی گئی اسی طرح ہر تقریب نہایت تکلف سے کی گئی جب شاہزادہ قاسم لائق تربیت ہوا علم شاہ نے مالک ترک سفید جامہ کو واسطے پڑھانے اور لکھوانے ملک قاسم کے معین کیا

اب داستان احوال عیاران لشکر اسلام و فوج کفار و ذکر مالک اژدرہ عالی وقار و حال جنگ قیماس خان خاوری و احوال سرداران لشکر امیر و پہلوان بدیع و ذکر طوغان قیطاسی حمزۂ صاحبقران و فتح سمرقند کی بیان کیجاتی ہی

راوی شیرین زبان اس داستان نادر کو اس طرح بیان کرتا ہی کہ جب خواجہ عمرو کو بچہ اُٹھا لیگیا تھا چند عیاران لشکر اسلام کو قاقولہ و مرغولہ نے گرفتار کیا تھا گلباد عراقی اور جمشید مرغولہ اور قاقولہ کے ہاتھ نہ آئے تھے گلباد عراقی جو ہمراہ جمشید کے چلا تھا بعد قطع راہ اُسکے مکان مین گیا وہ روز

سیر کرکے ہنگام شب براے رہائی عیاران مذکورہ و مالک اژدر ہمراہی جمشید چلا اثناے راہ مین ایک
سیاہ پوش دور سے نظر آیا گلباد نے جمشید سے کہا یہ بھی کوئی عیار ہی ہوشیار ہو جانا چاہیے یہ
کہکر گلباد نے خنجر کھینچا جب وہ سیاہ پوش قریب آیا گلباد نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا نام میرا حارث
عرب ہی براے رہائی مالک اژدر آیا ہون گلباد خوش ہو کر ہمراہ اُسکے چلا ہر چند تدبیر کی مگر عیاران
لشکر اسلام اور مالک اژدر کو رہا نہ کر سکے قاقولہ اور مرغولہ نے بوجہ دوبارہ گرفتہ بختک کے عیاران
لشکر اسلام کو قتل تو نہ کیا مگر اپنے اُستاد زیرک خطائی کے پاس بھیجا گلباد و جمشید و حارث
عرب تمام شب فکر عیاری مین رہے قریب صبح جمشید کے مکان مین گئے صبح کو طول مست آبلہ رو
دربار مین بالاے تخت آکر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اُسوقت ہومان سمرقندی اور بارمان سمرقندی
کہ یہ دونون طول مست آبلہ رو کے دربار مین نامی پہلوان ہین اُنھون نے طول مست سے عرض کیا ای
بادشاہ اسلحہ مالک اژدر کا ہمین مرحمت کر دیجیے ہنوز طول مست نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ بختک
نے اُسے کہا اسلحہ مالک کا اُس شخص کو دیا جائیگا جو کمان مالک کی کھینچے اُنھون نے کہا ہم کھینچینگے جب
کمان اُنھین دیگئی دونون مین سے ایک سے بھی کھینچ نہ سکی اُسوقت طول مست آبلہ رو نے مسکرا کر
کہا یہ کمان میری دختر کھینچلے گی یہ کہکر وہ کمان محلسرا مین بھیجی جب کمان مالک اژدر پاس ملکہ دل فروز
کی پہونچی اُسنے بمشکل چار انگل کھینچی طول مست کو خبر ہوئی کہ آپکی دختر نے کمان کھینچلی سنکے خوش ہو کر تمام
اسلحہ مالک اژدر کا اُسے بھجوا دیا دل فروز نے اسلحہ مالک کا دیکھکر اور کمان پر نظر کی خیال کیا جس جوان
کا ایسا اسلحہ ہی اور ایسی سخت کمان ہی وہ جوان کیسا قوی ہیکل ہوگا یہ خیال کرکے دل افروز نے اپنی دایہ
سے کہا ای مادر مہربان میرا دل چاہتا ہی کہ جس جوان کا یہ اسلحہ ہی اُسے ایک نظر دیکھون اُسے بلا مین لیکر
کہا دایہ نے آج شبکو در زندان پر چلکر اُسے دیکھ لیجیے یہ تو کوئی امر مشکل نہین ہی غرض جب شام ہوئی دایہ
ملکہ کو ہمراہ لیکر در زندان پر گئی نگہبانان زندان سے کہا ذرا ہٹ جاؤ ملکہ عالم قیدی کو کھانا کھلائینگی
اُنھون نے ایک مراد مانی تھی وہ برآئی ہی نگہبانان زندان ہٹ گئے ملکہ دل افروز قریب مالک اژدر
کے گئی دیکھتے ہی عاشق ہوئی مالک بھی ایسے اُسپر فریفتہ ہوئے کہ اشتیاق ہم آغوشی مین اُٹھ کھڑے
ہوئے ملکہ نے کہا آج ہمنے تمھاری کمان کھینچی تھی مالک اژدر نے جواب دیا اُسوقت تمنے میرے پہلو سے میرا
دل کھینچ لیا مین تمھارے بار عشق سے مثل کمان خمیدہ قد ہو گیا دل افروز سمجھی یہ بھی مجھپر عاشق ہو گیا ہی
بعد ایک لمحہ کے دل افروز مجبوری وہان سے ہمراہ دایہ محل مین گئی اور اُسوقت پرویز اپنے عیار کو
بلا کر اُس سے کہنے لگی ای پرویز مجھے خوب معلوم ہی کہ تو میری وزیرزادی گلچہرہ پر عاشق ہی اگر تو مالک اژدر
کو کسی تدبیر سے میرے پاس لے آئے تو مین اپنی وزیرزادی تجھے دیدون پرویز نے از حد شاد ہو کر
عرض کیا مین آج ہی حکم آپکا بجا لاؤنگا یہ کہکر چلا گیا ہنگام شب شکل اپنی تبدیل کرکے ایک گھڑا قند کے
شربت کا بیہوشی آمیز لیکر در زندان پر گیا اور نگہبان زندان سے کہنے لگا بھائیو آؤ شربت پیو نگہبان زندان
نے پوچھا یہ شربت کیسا ہی پرویز نے کہا میری جورو کے لڑکا نہوتا تھا مین نے مراد مانی تھی کہ جب لڑکا ہوگا
شربت پر خداوندان لات اعلی اور منات معلی کی نذر دلوا کر ہر ایک کو شربت پلاؤنگا پس مراد میری برآئی
ہی یہ شربت نذر کا ہی اگر دل چاہے تو پیو نگہبانان زندان نے کہا اس شربت کو تو ضرور پئینگے کیونکہ

نذر کاہی پرویز نے اُن سبکو خوب شربت پلایا تھوڑی دیر مین وہ سب بیہوش ہوئے پرویز نے مالک اژدر کو زندان
سے نکالکر عرض کیا چلیے ملکہ نے آپکو بلایا ہی مالک اژدر طوق و زنجیر کو توڑ کر ہمراہ اُسکے ایک خانہ باغ مین گئے
ملکہ دل افروز وہان موجود تھی مالک کو دیکھکر خوش ہوئی بزم آراستہ ہوئی مالک اژدر پہلوے ملکہ مین
بیٹھے ملکہ نے گلچہرہ کو پرویز کے حوالے کیا پھر کشتی شراب کی طلب کی جب کشتی شراب کی آئی ملکہ نے اپنے ہاتھ
سے جام شراب سے مملو کر کے مالک اژدر کو دیا مالک نے جام اسکے ہاتھ سے لے تو لیا مگر شراب نہ پی
دایہ نے احوال شراب کے نہ پینے کا پوچھا مالک نے کہا مین مسلمان ہون ملکہ لات پرست ہین اگر ملکہ
مسلمان ہو جائین تو بلا عذر شراب پیون ملکہ دل افروز تقریر مالک اژدر سنکے مع دایہ اور پرویز عیارہ
و جملہ کنیزون اپنی کے مسلمان ہوئی مالک نے شراب پی پھر مالک نے ملکہ کو ساغر مے دیا ملکہ نے بھی
شراب پی یہان تو شوق بادہ کشی ہو رہا تھا وہان طول مست آبلہ رو کو خبر پہونچی مالک اژدر کو کوئی
زندان سے لیگیا طول ہست نے قاقولہ کو بلا کر کہا اگر تو مالک اژدر کو پھر گرفتار نہ کریگا اور پتہ اُسکا
نہ لگائیگا تو ضرور تجھکو قتل کرونگا بختک نے کہا ای قاقولہ ہم جانتے ہین جس جگہ مالک اژدر ہین قاقولہ
نے پوچھا جلد بتائیے کہان ہین بختک نے سرگوشی مین کہا جہان کہان مالک کی گئی تھی وہین مالک
ہونگے قاقولہ یہ سنکے دربار سے باہر گیا اور بذریعہ کمند دیوار مکان پر جا کر جو دیکھا تو فی الواقع مالک
کو پہلوے ملکہ مین بیٹھے دیکھا قاقولہ نے بختک کے پاس آکر اُسکے ہاتھ چومے اور آنکھون سے لگائے
پھر کہا ای ملک جی آپ سچ کہتے ہین مالک اژدر وہین ہین اب مین اُنکی گرفتاری کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر
دو شیشے شراب بیہوشی آمیز لیکر در محلسرا پر گیا اور محلدار کو پکارا جب محلدار آئی قاقولہ نے کہا دایہ ملکہ
دل افروز کو ذرا بھیجدو مجھے اُس سے کچھ کام ہی محلدار اُس مکان مین تو نہ گئی جہان ملکہ دل افروز
تھی لیکن پکار کر کہا ای لالہ رُخ جلدی جاؤ تمکو قاقولہ عیار بلاتا ہی دایہ محلدار کی آواز سنکے دروازہ پر گئی
قاقولہ نے دایہ سے کہا ان دونون شیشون مین شراب بیہوشی آمیز ہی ملکہ دل افروز کو جا کر دیدو اور کہدو کہ یہ
شراب تمھارے باپ نے تمھارے پینے کے واسطے بھیجی ہی قاقولہ یہ نجانتا تھا کہ دایہ مسلمان ہو چکی ہی ورنہ
یہ راز دایہ سے نہ کہتا غرض دایہ شیشہاے مذکور لیکر ملکہ کے روبرو گئی اور تمام حال کہا ملکہ نے کہا میرے
حال سے میرے پدر کو آگاہی ہوگئی ہی اب یہان رہنا اچھا نہین مالک نے کہا ای ملکہ تم ابھی میرے ساتھ لشکر
اسلام مین چلو یہ کہکر مالک نے اسلحہ ملکہ سے لیکر زیب تن کیا ملکہ کو محافہ مین سوار کیا دایہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر اس
مکان سے باہر نکلا دربان سمرقندی نے در قلعہ پر روکا مالک اُسے قتل کر کے در قلعہ کھولکر قلعہ سے نکلا کلباد
عراقی اور حارث عرب اور جمشید ہر سہ عیار بھی ہمراہ مالک کے قلعہ سے نکلے طول ہست آبلہ رو فوج لیکر
پہونچنے نپایا تھا کہ مالک اژدر مع محافہ ملکہ قریب لشکر اسلام پہونچا سلطان سعد نے خبر مالک کے آنے کی
سنکے شاہان ہفت ملک کو براے استقبال روانہ کیا شاہان ہفت ملک مالک اژدر کو لشکر اسلام مین لیگئے
مالک نے ملکہ کو لشکر اسلام مین جا کر ایک خیمہ مین اُتارا بعد تھوڑی دیر کے قلعہ سمرقند مین سے صداے
نقارہ بلند ہوئی سلطان سعد متحیر ہوئے ناگاہ ہرکارے خدمت سلطان سعد مین آکر بعد اداے دعا
وثناے شاہی اسطرح عرض کرنے لگے کہ ای بادشاہ فلک بارگاہ اسوقت قیماس خان خاوری ایک
لاکھ سوارون کی جمعیت سے براے مدد طول ہست آبلہ رو کے خاور سے آیا ہی اُسی کے آنیکی وجہ سے

خوش ہوکر طول ست نے نقارہ ہاے خوشی سے بجوائے ہین باقی خیریت ہے قیماس خان نے طول ست سے
تمام احوال سنکے اُسی وقت طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر نواختن طبل جنگ سنکے اپنے لشکر مین
نقارۂ رزمی بجوایا باقی ماندہ شب تیاری جنگ مین بسر ہوئی ہنگام سحر قیماس خان در قلعہ پر آیا قلعہ کھلوایا
طول ست آبلہ رو کو ہمراہ لیکر مع فوج میدان جنگ مین آیا بعد درستی میدان رزم صف آرا ہوا بادشاہ
لشکر اسلام بھی جملہ سرداران لشکر و سپاہ کو ہمراہ لیکر میدان کارزار مین پہونچے بعد صف آرائی نقیبان دونون
طرف سے نکلے جب نقیب جو انون کہ آمادہ رزم کرکے چلے گئے قیماس خان خاوری گینڈے
پر سوار ہوکر لشکر سے باہر نکلا اور درمیان میدان جنگ مین آکر گینڈے کو روک کر پکارا اے
فرقۂ اہل اسلام کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو چونکہ زخم شکم پہلوان عادی
اچھا ہوگیا تھا اسوجہ سے پہلوان عادی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ لیکر سامنے
قیماس خان کے آیا قیماس خان نے تیغہ گرانبار کھینچکر پہلوان عادی کے سر پر لگایا
پہلوان عادی نے سپر اُٹھائی تیغہ گوشہ سپر کو اور کسی قدر سر کو کاٹتا ہوا شکم پہلوان عادی پر گرا پیٹ
پہلوان عادی کا زخمی ہوا اور آنتین نکل آئین سرداران لشکر اسلام پہلوان عادی کو لشکر مین لیگئے
علاج اُسکا ہونے لگا پھر ایک برادر پہلوان عادی نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اسیطرح شام تک
جملہ برادران پہلوان عادی زخمی ہوئے قیماس خان نے ہنسکر کہا یہ عادی شاید زخمی ہونے کے عادی
ہین اسی وجہ سے سب میرے ہاتھ سے زخمی ہوئے ہین یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا
ہنگام شب پھر طبل جنگ بجوایا صبحکو حسب دستور دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے قیماس خان نے
شہنشاہ عراقی کو مع جملہ سرداروں اُسکے کے زخمی کیا وقت شام پھر طبل بازگشت بجوا کر چلا گیا اور فرودگاہ
سپاہ پر جاکر پھر طبل رزمی بجوایا لشکر اسلام مین بھی حکم سلطان سعد سے نقارۂ رزمی بجایا گیا شب
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبحکو پھر اُسی طرح صف آرائی ہردو لشکر ہوئی قیماس خان میدان مین آیا فرہاد خان
یکصدولی نے مقابلہ کیا قیماس خان نے گرز گران سر فرہاد خان یکصدولی پر مارا فرہاد خان نے گرز کو
تو بالاے گرز رد کیا مگر گھوڑیکی ٹوٹگئی فرہاد خان گھوڑے سے گرنے لگا اسی عالم مین قیماس خان نے
شمشیر آبدار سر پر لگائی سر فرہاد خان یکصدولی کا زخمی ہوا دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی فرہاد خان
زخمی ہوکر لشکر مین چلا آیا شام ہوگئی تھی لیکن قیماس خان نے پھر طبل رزمی بجوایا لشکر اسلام مین
بھی نقارہ جنگی بجوا گیا وقت سحر قیماس خان اُسطرف سے آیا ادھر سے سلطان سعد میدان نبرد
مین گئے بعد صف آرائی قیماس خان نے لشکر سے نکل کر مبارز طلب کیا بہرام بن خاقان نے مقابلہ کیا قیماس خان
نے تیغہ مارا بہرام نے سپر اُٹھائی ناگاہ مرکب نے سکندری کھائی اُسی عالم مین تیغہ سر پر پڑ گیا بہرام کا
سر زخمی ہوا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا بہرام زخمی ہوکر لشکر مین آیا قیماس نے مبارز طلب کیا مالک
نے لشکر سے نکل کے مقابلہ کیا قیماس خان نے کہا اے مالک مین نے سنا ہے کہ تمہین نیزہ بازی مین کمال
حاصل ہے لہذا مین تمسے نیزہ سے لڑونگا یہ کہکر نیزہ لیکر سینۂ مالک پر مارا مالک نے نیزہ کو اپنے نیزہ پر رد کیا پھر
مالک نے نیزہ مارا قیماس نے نیزہ پہ نیزہ کو رد کیا بعد چالیس طعن ہاے نیزہ کے مالک نے قیماس کے ہاتھ سے
نیزہ نکال دیا قیماس کو غصہ آیا تیغہ سر پر مالک کے مارا مالک نے سپر اُٹھائی تیغہ سر سے نکل گیا مالک زخمی ہوکر لشکر مین آیا

راوی بیان کرتا ہی کہ چند روز مین جسقدر سرداران لشکر اسلام موجود تھے اُن سب کو قیماس خان خاوری نے
زخمی کیا یہانتک کہ جب کوئی سردار لشکر مین باقی نہ رہا سلطان سعد نے خود مقابلہ کیا سلطان سعد بھی دست
قیماس خان سے زخمی ہوے جس روز بادشاہ لشکر اسلام زخمی ہوے وقت شام قیماس خان طبل بازگشت
بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا اہل اسلام غمگین فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوے مگر قیماس خان نے فرودگاہ لشکر پر جاکر
پھر طبل جنگی بجوایا اور طول مست آئینہ رو سے کہا کل لشکر اسلام پر حملہ کرکے سب کو تہ تیغ بید ریغ کرونگا جب صدا اُسکے
نقارہ رزمی بلند ہوئی سلطان سعد نے بھی نقارہ جنگی بجوایا اور خواجہ زادون سے پوچھا انجام لڑائی کا کیا ہوگا
خواجہ دریادل اور خواجہ والاگہر نے بقاعدہ رمل زائچہ کرکے عرض کیا انشاء اللہ انجام اسکا اچھا ہوگا
آپکے لشکر کو شکست نہوگی سلطان سعد کو اطمینان ہوا دونون جانب تیاری جنگ ہونے لگی یہان تو دونون
لشکرون مین تیاری رزم ہو رہی ہی انھین تو تیاری جنگ مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے احوال حمزہ صاحبقران
کا لکھا جاتا ہی کہ دوسرے روز امیر با توقیر ہمراہ طوغان قیطالی و کرب و لندھور و الماس پسر لندھور و پہلوان
بدیع و خواجہ عمرو اُسی درخت چنار کے قریب پہونچے امیر نے کہا کون ایسا بہادر ہی کہ زیر درخت چنار جاے
اور زنگی کو ہلاک کرے الماس بن لندھور گیا زنگی غار سے نکلا جیسے الماس پر لگائی الماس بن
لندھور بیہوش ہوا زنگی اُسی غار مین لیگیا بعد الماس کے لندھور گیا وہ بھی مثل الماس گرفتار بلا ہوا
بعد اُسکے کرب غازی گیا وہ بھی مثل لندھور و الماس دست زنگی سے بیہوش ہوا زنگی اُسی غار مین لیگیا بعد
جانے کرب غازی کے پہلوان بدیع نے ارادہ جانے کا کیا امیر نے روکا بدیع نے نہ مانا آخر بدیع کو بھی وہ زنگی بیہوش
کرکے غار مین لیگیا اُسوقت طوغان قیطاسی نے اپنے ملازمون سے کہا اب حمزہ صاحبقران سے بھی یہ زنگی
ہلاک نہوگا یہ بھی مثل اورون کے گرفتار ہو جائینگے یہ کہکر کچھ امیر کی شان مین کلمات نامناسب کہے امیر
کو غصہ آیا طوغان کو اُٹھا کر سر سے بلند کرکے چاہا کہ بالاے خاک ٹپکین اُسنے کہا مجھے امان دیجیے مین بغیر دریافت
حال زنگی کے مسلمان ہوتا ہون مجھے ہلاک نہ کیجیے امیر نے اُسے چھوڑ دیا وہ بظاہر مسلمان ہوا امیر نے اُس سے کہا
ای طوغان اگرچہ تم مسلمان ہوے مگر مین حال زنگی کا تم پر ضرور ظاہر کردونگا یہ فرما کر ہمراہ اُسکے مع خواجہ عمرو
چلے طوغان امیر و عمرو کو اپنے مکان پر لایا ہنگام شب اپنے عیار سے علحدہ بلا کر کہا پہلوان بدیع نے میرے
پہلوان شاہور کو ہلاک کیا ہی آج تم امیر کو اور عمرو کو بیہوش کرو صبح کو مین امیر کو قتل کرونگا شاہور کا انتقام
لونگا عیار نے امیر و عمرو کو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش کیا طوغان نے دونون کو طوق و سلاسل مین گرفتار
کرکے شب کو تو زندان مین قید کیا صبح کو امیر اور خواجہ کو زیر تیغ بٹھایا اُسوقت امیر و عمرو نے خدا سے دعا کی
دعا مستجاب ہوئی فوراً ایک جانب غبار بلند ہوا جب غبار دفع ہوا نقابدار قلندر چالیس ہزار قلندرون کی
جمعیت سے اُس جگہ آیا جس جگہ امیر و عمرو زیر تیغ بیٹھے تھے نقابدار قلندر نے طوغان پر حملہ کیا امیر نے طوق
و زنجیر کو اپنے جسم سے دور کیا پھر امیر نے طوغان کو زیر کیا طوغان نے کہا یا امیر مجھے چھوڑ دیجیے اب مین از سر صدق
مسلمان ہوتا ہون امیر نے اُسے چھوڑ دیا طوغان و قیطاسی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر
اُسنے ہر ایک صغیر و کبیر کو مسلمان کیا امیر نے قلندر سے کہا ای نقابدار قلندر براے خدا اپنی صورت دکھا دیجیے
اُسنے کہا یا امیر مین نے آپ سے عرض کیا تھا کہ سمرقند مین اپنے حال سے آپ کو اطلاع دونگا مگر اب آپنے قسم دی
ہی اسوجہ سے یہان اپنے تئین ظاہر کرتا ہون یہ کہکر نقاب چہرے سے اُٹھائی امیر نے دیکھا فرخ شہسوار

ہی امیر نے اُسے سینے سے لگاکر پیار کیا اُسنے بعد سلام قدم امیر پر سر جُھکایا امیر نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور پوچھا
ای فرزند تمنے لباس قلندری کیون پہننا اختیار کیا ہی فرخ شہسوار نے عرض کیا مین نے سُنا تھا کہ آپ دست اعدا
سے ہلاک ہوگئے اسوجہ سے آپکے صدمۂ غم مین مین نے لباس فقیری اختیار کیا تھا امیر نے پھر پوچھا اسوقت تم یہان
کسوجہ سے آئے فرخ نے جواب دیا اس شہر کے قریب ایک شہر ہی نام اُسکا اعزاے داج بادشاہ اُس شہر کا
کاؤس کج کلاہ ہی مین نے کاؤس پر حملہ کیا تھا وقت جنگ وہ زیر ہوا اُسنے کہا شہر قیطاسیہ مین ایک کوہ ہی
وہان ایک درخت چنار ہی اور ایک غار ہی جب کوئی زیر درخت جاتا ہی ایک زنگی غار سے نکلتا ہی اور اُس
شخص کو چوب لگاکر بیہوش کر کے غار مین لیجاتا ہی اگر تم اُس زنگی کا حال دریافت کر کے یا اُس زنگی کو قتل
کر کے اُسکا سر لاؤ تو مین کلمہ پڑھکر مسلمان ہون بس اُسی زنگی کے قتل کرنے کیواسطے یہان آیا تھا آپ کو زیر
تیغ بیٹھا ہوا دیکھا امیر نے فرمایا میرے بھی چند سرداران لشکر اور پہلوان بدیع کو وہی زنگی بیہوش کر کے غار مین
لیگیا ہی فرخ نے عرض کیا آپ مجھے وہان لیچلیے مین اُسے قتل کرونگا امیر بانوقیر فرخ اور خواجہ عمرو اور طوغان کو
ہمراہ لیکر قریب درخت چنار گئے فرخ شہسوار زیر درخت چنار گیا فی الفور وہی زنگی غار سے نکلا فرخ نے قبل
اُسکے چوب لگانے کے اُسپر تلوار لگائی چونکہ وہ زنگی روئین تن تھا تلوار نے کچھ اثر اپنا نہ دکھایا زنگی مطلق زخمی نہوا
پھر اُسنے چوب جسم فرخ پر لگائی فرخ بیہوش ہوکر گرا زنگی فرخ کو غار مین لیگیا امیر نے اُسی جگہ ایک خیمہ استادہ کر کے
تنہا بیٹھکر عبادت کرنا شروع کی اور یہ نیت کی کہ مین حال زنگی سے آگاہ ہو جاؤن اور اپنے سرداران لشکر کو چھڑاؤن
امیر عبادت ابھی کر رہے تھے ناگاہ غفلت ہوئی حضرت خضر علیہ السلام نے عالم غفلت مین امیر سے کہا ای امیر
ہنگام سحر جانب جنوب ہمراہ عمرو جانا ایک آہو نظر آئیگا اُسے تیر لگانا وہ زخمی ہوکر بھاگیگا تم اُسکے تعاقب مین جانا
جس جگہ وہ ہرن گرے وہین زمین کھودنا ایک چاہ تاریک عیان ہوگا اُس کنوئین مین مع خواجہ عمرو جانا پھر جو
کچھ وہان نظر آئیگا دیکھ لینا یہ کہکر حضرت خضر نظر امیر سے نہان ہوے امیر ہوشیار ہوے دیکھا وقت سحر ہی امیر نے
نماز پڑھکر خواجہ عمرو اور طوغان کو مع فوج ہمراہ لیکر جانب جنوب قدم اُٹھایا راہ صحرا مین آہو نظر آیا امیر نے
تیر لگایا وہ آہو بھاگا امیر نے تعاقب کیا آخر وہ آہو ایک جگہ گرا امیر نے اُسی جگہ کھودا چاہ تاریک نظر آیا امیر نے
خواجہ سے کہا ای خواجہ تم اس چاہ مین میرے ساتھ چلوگے خواجہ نے کہا مجھے اپنی جان عزیز ہی مین نہ جاؤنگا
امیر نے چاہ مین نظر کر کے کہا ای خواجہ دیکھنا بہت بڑا لعل پڑا ہی اُسکی روشنی سے کنوئین مین روشنی ہی خواجہ
نے لعل کا نام سنکر لالچ سے کنوئین مین دیکھا امیر نے خواجہ کو کنوئین مین گرا دیا اور خود بھی چاہ مین کودے
طوغان وہین فروکش ہوا بعد تھوڑی دیر کے کنوئین مین جاکر امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین ایک مکان مین
پایا خواجہ عمرو کو اپنے پاس پایا اُسوقت چند آدمی امیر کے پاس آکے کہنے لگے ہمارے بادشاہ نے آپ دونون
آدمیون کو بُلایا ہی امیر نے پوچھا تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہی اُنھون نے کہا ہمارے بادشاہ کا نام خرد شاہ
ہی ہر فرقے سے صد ہزار آدمی اپنے پاس رکھتا ہی مذہب اُسکا یہ ہی کہ ہوا کی پرستش کرتا ہی بس امیر و عمرو اُنکے ساتھ
چلے بعد قطع راہ سامنے بادشاہ کے پہونچے اُسنے امیر کو سلام کیا قریب اپنے تخت کے دنگل پر امیر کو بٹھایا اور کہا
ای امیر بانوقیر آپ اس طلسم کے فتح کرنے مین کد و کاوش نکیجے مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ آپ کے فرزند نو علمشاہ
کی زوجہ کے بطن سے ملک قاسم پیدا ہوا ہی وہ ہمپر احسان کریگا اور یہ طلسم آپکی اولاد سے کوئی فتح کریگا پس
بوجہ اسکے کہ آپکا پوتا ہمپر احسان کریگا مین بھی آپکے ساتھ اتنی نیکی کرتا ہون کہ در طلسم کی سیر دکھاے دیتا ہون

اور جسقدر آپ کے سردار ان لشکر اور بدیع اور فرخ قید ہوے ہین اُنھین رہا کرتا ہون یہ طلسم آپسے فتح نہو سکیگا یہ کہکر لوح طلسم اپنے گلے سے اُتار کر امیر کو دی اور کہا چلیے سیر در طلسم دیکھ لیجیے امیر نے کہا خواجہ کو بھی لیجاؤن خرد شاہ نے منع کیا امیر تنہا بالاے کوہ گئے دیکھا چار جانب چار قلعے ہین اور درمیان اُنکے چار چاہ ہین اژدھے صدہا تا کمر بصورت اژدر ہین در طلسم پر طلایہ دیتے ہین ہشت دروازہ ایک اژدہاے مہیب نہایت طویل قد سو رہا ہی دروازۂ طلسم مین کئی ہزار پیالہ طلا و نقرہ لٹکے ہوے ہین پریزاد معلق اُن پیالون کو ہاتھون پر رکھے ہوے ہین بالاے در طلسم ایک گنبد سبز ہی وہ ہیچ ہر ساعت کے تین مرتبہ گردش کرتا ہی اور بیچ ہر دورہ کے ایک مُرغ اوپر اُسکے پر و بال کھولکر پرواز کرتا ہی اور تین مرتبہ صدا دیتا ہی ہیہات ہیہات ہیہات اسی سبب سے اُسکو طلسم ہیہات کہتے ہین امیر نے اُس گنبد سبز کو دیکھکر ملاحظہ کیا کہ دو برج اور ہین اُنہین غول نفر ہاتھون مین لیے ہوے بیٹھے ہین واضح ہو کہ امیر کے پاس لوح طلسم تھی اسوجہ سے محفوظ رہے ورنہ جسوقت اُس مرغ نے تین مرتبہ ہیہات کہا تھا امیر بیہوش ہو جاتے کسی بلا مین ضرور مبتلا ہو جاتے غرض امیر دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے کہ بالاے در طلسم ابر آیا در طلسم نظر سے نہان ہو گیا امیر نے لوح دیکھی کچھ نظر نہ آیا آخر امیر وہان سے خرد شاہ کے پاس آے لوح دیدی خرد شاہ نے بزم آراستہ کی امیر نے دیکھا ہزارہا جن و پری و دیگر اقوام کے مردم موجود ہین شب بھر امیر بزم عشرت مین رہے صبح کو خرد شاہ نے طہماسپ ترک خجندی اور بدیع گیتی گیر و فرخ و دیگر سرداران لشکر امیر کو بُلا کر امیر کے حوالے کیا اور اُسی چاہ تاریک سے امیر کو صحرا مین پہونچا دیا طوغان امیر کو اور سب کو دیکھکر خوش ہوا امیر نے اُس سے کہا اے طوغان آگاہ ہو کہ وہ زنگی جوان سب کو بیہوش کر کے لیگیا بادشاہ طلسم ہیہات کے پاس لیگیا تھا مین نے اُس سے جاکر ملاقات کی اور در طلسم کی سیر کی اگر میرے پاس لوح طلسم نہوتی تو ہلاک ہوتا اور در طلسم مجھکو نظر نہ آتا طوغان قیطاسی یہ سُنکے خوش ہوا اور امیر کو اپنے ہمراہ لیکر اپنی دار الامارۃ مین گیا بدیع پہلوان امیر سے کہنے لگا اب مین رخصت ہوتا ہون سوے ترکستان جاتا ہون اگر زندگی باقی ہی تو وہین آپسے ملاقات ہوگی یہ کہکر بدیع رخصت ہوا اور آذر برحق شاہ کے پاس جاکر ہمراہ اُسکے پھر سوے ترکستان روانہ ہوا امیر نے وقت شب عالم خواب مین حال اپنے لشکر کا اچھا نہ دیکھا گھبرا کر آنکھ کھلی تھوڑی رات باقی تھی صبح کو امیر نے وہان سے کوچ کیا طوغان قیطاسی اپنے امیر کو تخت پر بٹھا کر چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے ہمراہ ہوا جبکہ امیر قریب سمرقند پہونچے وہی روز تھا کہ قیماس خان نے شب کو طبل جنگ بجوایا تھا اور طول مست سے کہا تھا کہ صبح کو لشکر امیر کو تہ تیغ کرونگا غرض ہرکارون سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ امیر آتے ہین سب سردار براے استقبال امیر گئے اور امیر کو لشکر مین لاے پھر احوال پوچھا امیر نے تمام احوال اپنا بیان کر کے فرمایا ہمنے سُنا ہی کہ فرزند ہمارا علمشاہ ملک خاور مین ہی دختر شاہ خاور سے اُسنے اپنا عقد کیا ہی ایک فرزند پیدا ہوا ہی نام اُسکا قاسم رکھا ہی یہ خبر سُنکے سب خوش ہوے خصوصاً سیارہ بن عمرو نہایت شاد ہوا اور اُسی وقت امیر سے رخصت ہو کر جانب خاور روانہ ہوا بعد جانے سیارہ کے قیماس خان خاوری کہ بمقابل لشکر اسلام صف آرا تھا لشکر سے نکل کر میدان مین آیا گینڈے کو روک کر مرد مبارز طلب کیا فرخ شہسوار نے اُس سے مقابلہ کیا قیماس خان نے تیغۂ گرانبار کھینچکر سر پہ لگایا فرخ یعنی نقابدار قلندر نے سپر اُٹھالی ناگاہ پاؤن مرکب فرخ کا موش خانہ مین جاتا رہا گھوڑا گرنے لگا فرخ مرکب کی جانب متوجہ ہوا تیغہ سر پہ پڑا تا دو ابرو اُتر آیا فرخ نے پاؤن گھوڑے کا موش خانے سے نکال کر تلوار سر پہ لگائی قیماس خان نے

سپر اُٹھاکر سر اپنا ضرب تیغ سے بچانا چاہا مگر تلوار گوشۂ سپر کو کاٹکر کسی قدر سر کو زخمی کرتی ہوئی گینڈے کی گردن
پر گری گینڈا ہلاک ہوا قیماس خان بالاے زمین آیا لشکریان قیماس خان یہ حال دیکھکر یکبارگی برآ
مدہ قیماس خان آگے بڑھے ادھر سے لشکر فرخ بڑھا امیر مع لشکر کھڑے رہے جب دونون لشکر مل گئے جنگ
مغلوبہ ہونے لگی تا شام لڑائی ہوئی اُسی جنگ مغلوبہ مین مرکب فرخ کو لشکر سے لیکر سوے صحرا روانہ ہوا
کسی نے نہ دیکھا وقت شام قیماس خان طبل بازگشت بجواکر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوا اہل اسلام
نے اُسوقت فرخ شہسوار کو نہ دیکھا امیر مغموم ہوے اُسوقت کچھ عیار براے تلاشش فرخ امیر نے روانہ
کیے لشکریان فرخ بھی براے جستجوے فرخ ایک سمت روانہ ہوے روز دیگر قیماس خان بدستور میدان مین آیا
حمزۂ صاحبقران نے اُس سے مقابلہ کیا نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا قیماس خان کو غصہ آیا زنجیر کمر امیر مین
ہاتھ ڈالکر زور کرنے لگا امیر نے بھی اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کیا اُسوقت مردم نے کہا اگر قصد کشتی
لڑنے کا ہی تو بالاے مرکب سے اُترکر کشتی لڑو قیماس اور امیر یہ سُنکے گینڈے اور مرکب سے اُترکر دامن
گردان کر کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ باہم ہونے لگے ہنوز زمانہ دوپہر سے زیادہ نہ گذرا تھا ناگاہ درمیان
کشتی ایک ناقہ سوار آیا نامہ اُسنے قیماس خان کو دیا امیر ٹھہر گئے اور منھ اپنا نامہ کی جانب سے پھیر لیا تا عبارت
نامہ پر نظر نہ پڑے قیماس نے عبارت نامہ پڑھکر ایک آہ سرد کھینچی امیر نے باعث آہ سرد پوچھا قیماس خان نے کہا
اس نامے مین ایسی خبر مندرج ہی جس سے مجھکو نہایت صدمہ ہوا ہی دست و پا میرے قابو مین نہین ہین اسوقت
جسطرح دل چاہے مجھے مغلوب کر لیجیے امیر نے فرمایا اسوقت کشتی موقوف رکھین پھر ہمسے کشتی لڑنا یہ کہکر اُسکے بازو
کو چھوڑ دیا ناظرین پر واضح ہو کہ نامۂ مذکور ترک توسن ملطاقی نے قیماس خان کو اس مضمون کا لکھا تھا
کہ اے قیماس خان آگاہ ہو کہ پسر شیخ لوہا نے تمھاری ہمشیرہ ملکہ خورشید خاوری سے عقد کیا ہی اور ایک
لڑکا مسمی ملک قاسم تمھاری بہن کے شکم سے پیدا ہوا ہی جب مین نام قاسم زبان پر جاری کرتا ہون خوف سے
تپ آجاتی ہی علاوہ عقد مذکور کے تمھارے پدر و برادر اور جملہ مردمان شہر مسلمان ہوے ہین مہران بخت
نے علمشاہ بعیش و عشرت بسر کرتا ہی تمھین کچھ شرم و حیا اگر ہو تو پسر شیخ لوہا کو قتل کرو اطلاعاً لکھا گیا غرض
یہی مضمون نامہ باعث صدمۂ قیماس خان ہوا اور اُسی عالم صدمہ و ملال مین نامہ بر کو قتل کرکے مع
اپنی فوج کے اُسی وقت سوے خاور روانہ ہوا یہان لشکر طول مست آئینہ رو سے ہوبان پہلوان برآ
مد ہو نکلا فرامرز ہاد مغربی نے اُسے قتل کیا طول مست کو رنج ہوا حکم کیا تمام فوج فرامرز پر حملہ آور ہو
جب حکم فوج نے حملہ کیا ادھر سے لشکر اسلام بڑھا جنگ مغلوبہ ہونے لگی عین جنگ مین ترک طہماس خجندی
نے طول مست آئینہ رو کو پشت زین سے اُٹھالیا مالک اژدر نے نصر بن طول کو پشت فرس سے
اُٹھایا طہماسپ ترک خجندی نے طول سے مسلمان ہونے کو کہا اُسنے انکار کیا لیکن نصر بن طول نے
دین اسلام قبول کیا نوشیروان مع اپنے ہمراہیون کے بھاگ کر سوے قلعۂ بال خطا گیا امیر مظفر و منصور
ہوے جملہ ساسانی و سمرقندی مسلمان ہوے قاقولہ اور مرغولہ بھی مع اپنے شاگردون کے جب جنب
ترکستان گریزان ہوے اس اثنا مین سعید بلخی وغیرہ چند عیار ہمراہ بہت سے عیارون کے آے عمرو نے اُنسے
پوچھا تم کیونکر رہا ہوے اُنھون نے بیان کیا قاقولہ نے ہمین ہمراہ طوفان وغیرہ عیارون کے بسمت ترکستان
روانہ کیا تھا اثناے راہ مین ایک نقابدار مرصع پوش سترہ سو عیارون کی جمعیت سے آیا ہم سبکو اسیر

دیکھکر طوفان سے کہا ان سب کو چھوڑ دو طوفان نے نہ مانا آخر لڑائی ہوئی پھر طوفان وغیرہ دو سو عیار مغلوب ہو کر مسلمان ہوے ہم سب ۔ اہوے دیکھیے طوفان و دیگر عیار ہمارے ہمراہ آے ہین طوفان وغیرہ نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ خوش ہوے جب امیر جنگگاہ سے سمرقند مین داخل ہوے اور قصد کیا کہ اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا سوے ترکستان روانہ کرین نصر بن طول سست نے عرض کیا بارگاہ سلیمانی ایسے کسی سردار کے ہاتھ روانہ کیجیے کہ کوئی راہ مین بارگاہ کو چھین نہ لے کیونکہ نزد ترکستان مین ایک دربند ہی حاکم وہان کے فہمین خان اور اولیس خان ہین وہ نسل پیران ویسہ ہین نہایت شجاع و بہادر مین فوج بھی رکھتے ہین امیر نے یہ سنکے مالک اژدر کو اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا دیا کرب غازی کو یہ امر ناگوار ہوا امیر سے کہنے لگا اس خدمت کو میرے والد اور مجھسے متعلق کیجیے امیر نے جواب نہ دیا کرب اشک آنکھون مین بھر لایا فرامرز نے باعث گریہ پوچھا کرب غازی نے امیر کی شکایت کی غرض ایک طرف مالک اژدر اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر مع ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دارون کے روانہ ہوے اور ایک جانب کرب غازی امیر سے ناراض ہو کر مع اپنی فوج کے چلا گیا بعد دو روز کے امیر نے نعمیر کو تخت پر بٹھا کر سمرقند سے سوے ترکستان کوچ کیا

دو کلمے داستان ذکر حال فرخ شہسوار و احوال علمشاہ و قیاس خان خاوری و کرب غازی و مالک اژدر کے بیان ہوے ہین

نغمہ پردازان گلشن تقریر اس داستان کو یون معرض تحریر مین لاتے ہین کہ جب فرخ بن حمزہ کو گھوڑا جنگگاہ سے لیکر ایک جانب روانہ ہوا چونکہ فرخ کثرت درد اور زخم کاری سے بیہوش تھا گھوڑے کو نہ روک سکا مرکب ایک صحرا مین قریب ایک چشمہ کے گیا ٹھہر کر پانی پیا پھر ہری جو لی فرخ پشت زین سے بروے زمین گرا گھوڑا وہین کھڑا رہا اتفاقا ایک آسیابان اسطرف آیا شہر کو جاتا تھا فرخ کو دیکھکر رحم کھا کر مرکب پر فرخ کو ڈال کر اپنے گھر مین لیگیا اور فرس فرخ کو بادشاہ کے ہاتھ بیچکر علاج کرنا شروع کیا تھوڑے زمانے مین جراحون نے زخم اچھا کیا ایک روز فرخ نے اس سے پوچھا تو نے ہمپر احسان تو کیا لیکن ہمارا مرکب کیا کیا اُسنے عرض کیا آپکے گھوڑے کو بیچ کر آپکا علاج کیا فرخ کو مرکب کا رنج ہوا غرض بعد صحت کلی فرخ نے آسیابان کو بعوض خدمت کچھ زر و جواہر دے کر وہان سے کوچ کیا اثناے راہ مین پیادہ پائی سے بہت تکلیف اُٹھائی خار صحرا آلودون مین در آنے آبلے کف پا مین پڑگئے فرخ نے یہ مصائب اُٹھا کر پھر لباس فقیری اختیار کیا اور دل سے کہا فقیری بہتر از شاہی ہی غرض بعد قطع راہ ایک قبرستان پر پہونچے دیکھا ایک مرشد کے گرد سیکڑون چیلے بیٹھے ہوے ہین فرخ نے اُس مرشد سے پوچھا تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا خاص و عام مجھکو فرید بابا کہتے ہین فرخ نے کہا اگر تمھاری خوشی ہو تو مین بھی تمھارے پاس اس قبرستان مین رہون یاد معبود کیا کرون فرید بابا نے کہا بچا ابھی تم نوجوان ہو فقیری اختیار نہ کرو فرخ نے کہنا انکا نہ مانا فرید بابا خفا ہو کر بولا اچھا بچا آؤ ہم سب مین شامل ہو جا فرخ مجمع فقرا مین بیٹھے بعد چند روز کے چیلے فرید کے باہم کہنے لگے یہ جوان فقیر بیٹھا رہتا ہی بھیک نہین مانگتا ہی کیا ہم اسکے تابعدار ہین کہ اسکے واسطے گدائی کرین اور یہ بیٹھا ہوا ہر ایک چیز کھائے فرید نے یہ تقریر سنکر کہا اے قلندر تم بھی ان فقرا کے ساتھ شہر مین جایا کرو فرخ نے قبول کیا ایک روز فرخ بن حمزہ صاحبقران بھی ہمراہ اُن فقرا کے شہر بخشش مین گئے وہ سب فقیر دوکانداروں اور مردم بازاری سے سوال کرنے لگے فرخ نے ہرچند سوال نہ کیا مگر ہر ایک شخص نے فرخ ہی کو روپیہ پیسا دیا ہنوز فقرا بازار مین تھے ناگاہ فرخ نے دیکھا ایک محافہ کے ہمراہ صدہا سوار و پیادہ ہین اور بہت سی کہاریان ساتھ ہین اتفاقا

ہوا سے پردہ محافے کا جو اُڑا فرخ نے محافہ نشین کو دیکھا اور ایک آہ کی اُدھر اُسنے بھی فرخ کو دیکھا اور عاشق ہو گئی
فرخ نے مردم سے پوچھا یہ سواری کسکی ہے مردم نے کہا یہ سواری دختر بادشاہ بختنشب کی ہے فرخ تو یہ سنکے خاموش
ہو رہا لیکن جب دختر شاہ بختنشب داخل محل ہوئی عشق فرخ سے بیتاب ہو کر دایہ سے تمام حال بیان کیا پہلے تو
اُسنے نصیحت کی پھر کہا دار ہی اسکی یہ تدبیر ہے کہ میں تمہارے باپ سے جاکر یہ کہتی ہوں کہ ملکہ نے ایک خواب پریشان دیکھا
ہے اگر اجازت ہو تو فقرا کو بلا کر اُنھیں کھانا کھلایا جاوے تاکہ وہ سب دعا کریں ملکہ سرو قامت نے کہا اے دایہ جلد
جاؤ یہ تدبیر خوب ہے جب فقرا آئینگے یقین ہے وہ نوجوان فقیر بھی آئیگا میرا مطلب نکل جائیگا دایہ روبروے شاہ گئی
حال خواب ملکہ بیان کیا اور فقرا کے کھانا کھلانے کے لیے اجازت لی دوسرے روز حکم بادشاہ سے جملہ فقراے
شہر در ملکہ سرو قامت پر آئے از انجملہ فرہد یا بابی مع اپنے بالکون کے آیا فرخ شہسوار بھی اُسکے ساتھ آئے
چونکہ ملکہ سرو قامت ایک کمرے میں بیٹھی تھی چلمن کا پردہ پڑا تھا فقرا کو دیکھ رہی تھی ملازموں سے فقرا کے کھانا
کھلانے کی تاکید کر رہی تھی ملازم فقرا کو طعام لذیذ دیرہے تھے فقرا کھانا کھارہے تھے ملکہ کو دعائیں دیرہے تھے
ناگاہ ملکہ نے فرخ شہسوار کو دیکھا دایہ سے کہا اے مادر مہربان دیکھو وہ جوان فقیر آیا ہے اُسی پر میرا دل آیا ہے
اسکو کسی تدبیر سے بلا لاؤ یہ کہکر ملکہ نے کچھ سوچ کر ایک رقعہ اشتیاقیہ لکھا اور دایہ سے کہا اس نوجوان کو یہ رقعہ
دیدو اگر پڑھا ہوا ہو گا تو پڑھ لیگا ورنہ اور کوئی تم تدبیر کرنا دایہ وہ رقعہ لیکر بابین فقرا کے گئی اور پوچھنے لگی تم
سب میں کوئی فقیر پڑھا ہوا ہے بابین فرہد یا بابی نے کہا ہاں ہمارے ساتھ ایک فقیر ہے کہ وہ دن بھر اور شب کو بہت
سی دعائیں پڑھا کرتا ہے اور لکھا کرتا ہے دایہ نے پوچھا وہ کون فقیر ہے اُسنے فرخ کی طرف اشارہ کیا دایہ نے وہ رقعہ
فرخ بن حمزہ صاحبقران کو دیا اور کہا اس رقعہ کو پڑھلو اور ذرا چلکر ملکہ کو سُنا دو فرخ نے وہ رقعہ پڑھا علاوہ
اشتیاق ملاقات کے کچھ اپنا حال لکھا تھا ہے دل مضطر سے بھی لکھا تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ فقط تمہارے ہی بلانے کیواسطے
ہمنے اتنے فقیروں کو جمع کیا ہے جلد ہمارے پاس آؤ فرخ اُس رقعہ کو پڑھکر ہمراہ دایہ اندرون محل گئے ملکہ نے
بیرون پردہ فرخ کو بعزت بٹھا کر پوچھا اے نوجوان قسم ہے تجھکو اپنے دین و مذہب کی سچ بیان کر کہ تیرا کیا نام ہے اور
تو کس خاندان سے ہے چہرے سے تیرے شان امیری نمایاں ہے مگر لباس فقیری ہے آفتاب گہن میں نظر آتا ہے
فرخ شہسوار نے ہنسکر کہا اے ملکہ نام میرا فرخ بن حمزہ صاحبقران ہے میں امیر عالیشان کا بیٹا ہوں پھر تمام حال
اپنا بیان کیا ملکہ سرو قامت نے پردہ اُٹھا کر نہایت شادمان ہو کر فرخ کو اپنے برابر بٹھایا ملکہ و دایہ و جملہ
کنیزیں مسلمان ہوگئیں ملکہ نے تمناے وصل کی شاہزادے نے جواب دیا اے ملکہ آگاہ ہو جبتک نکاح نہ ہوگا
میں ہرگز تمسے ہمبستر نہونگا ہنوز یہ کلام شہزادے کا تمام تھا کہ شاہ بختنشب کو یہ خبر ایک کنیز نے دی کہ ایک نوجوان
فقیر پہلوے ملکہ میں بیٹھا ہے ملکہ اُسپر عاشق ہو گئی ہے شاہ بختنشب برہم ہو کر اُس مقام پر آیا جہان سرو قامت
بیٹھی تھی بادشاہ نے پوشیدہ ہو کر جو تمام گفتگوے فرخ بن حمزہ صاحبقران سُنی خیال کرنے لگا کہ دین اسلام
اچھا دین ہے کہ بغیر نکاح اس مذہب میں زن و مرد کا ہمبستر ہونا گناہ ہے اور یہ شاہزادہ ہے فقیر نہیں ہے میری بیٹی نے
شاہزادے سے عشق کیا ہے فقیر سے محبت نہیں کی ہے یہ خیال کر کے شاہ بختنشب یعنی الپ خاقان روبروے
دختر آیا سرو قامت خوف سے کانپنے لگی شاہ نے کہا اے دختر تجھسے خائف نہو میں تجھے ایذا نہ دونگا ملکہ اس
شہزادے کی اطاعت اختیار کرونگا یہ کہکر فرخ سے کہنے لگا اے شہزادہ ذیوقار آپ مجھے مسلمان کیجیے فرخ نے اُسے
کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر تمامی خواتین محل و جملہ خاص و عام کو مسلمان کیا اور بہ

تکلف

تمام عقد اپنی دختر کا فرخ شہسوار سے کردیا جہیز مین وہی گھوڑا فرخ کا جو مول لیا تھا دے دیا ہنگام شب فرخ شہسوار ملکہ
سے ہمبستر ہوے ملکہ حاملہ ہوئی انکے بطن سے فرزند خجستہ سیر پیدا ہوا بعد عقد ملکہ بادشاہ تخشب نے فرخ کو زر و
جواہر دیکر رخصت کیا فرید بابا نے بادشاہ سے کہا ایک فقیر میرے ساتھ تھا وہ اندرون محل ایک خط پھینک گیا تھا
اُسے منگوا دیجیے بادشاہ نے جواب دیا وہ فقیر خط پڑھکر چلا گیا اب تم یہان سے جاؤ فرید بابا اُس قبرستان کی طرف روانہ
ہوا بعد دو روز کے لشکریان فرخ جستجو کرتے ہوے شہر تخشب مین آے فرخ نے اُنسے ملاقات کی سب خوش ہوے
اب شہزادہ فرخ کو تو یہان بعیش و عشرت مشغول چھوڑا جاتا ہے اب حال رستم پیلتن و پیلکین یعنی شہزادہ علمشاہ
نوجوان تحریر ہوتا ہے کہ شہزادہ علمشاہ ملکہ خورشید خاوری سے شب و روز بہ عیش و عشرت بسر کرتا تھا ایک روز
ہنگام شب محل مین شور و غل بلند ہوا علمشاہ نے محل مین آکر خواتین محل سے باعث شور و فغان دریافت کیا سب نے عرض
کیا ابھی ایک پنجہ مثل برق تڑپکر ملکہ کو اُٹھا لیگیا علمشاہ نے جو یہ حال سُنا از حد ملال ہوا اور اُسی وقت ملک عالم
کو عنبر و خاوری اور مالک ترک سفید جامہ کے حوالے کیا اور آپ جستجوے ملکہ مین مغموم و حزین پوشیدہ ہوکر
شہر سے نکلا اور سمت صحرا روانہ ہوا بعد چند روز کے علمشاہ ایک صحراے وحشت ناک مین پہونچے صحرا نوردی کرنے
لگے اُسی زمانے مین سیارہ بن عمرو بھی خاور مین آیا قاسم کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور حال علمشاہ سُنکر از حد
ملول ہوا آخر براے تلاش علمشاہ جلد روانہ ہوا علمشاہ بادیہ پیمائی کرتے ہوے قریب کوہ صحرا مین چلے جاتے تھے
ناگاہ دیکھا ایک غول زنجیر مین بندھا ہوا زیر درخت کھڑا ہے اُسنے علمشاہ کو دیکھکر بصد منت و عاجزی اپنی زبان مین
کہا مجھکو زنجیر سے کھولدو علمشاہ نے اُسکی عاجزی پر نظر کرکے اُسے زنجیر سے کھولدیا بعد کھلنے کے غول نے حملہ کیا
علمشاہ نے کہا اے غول مین نے تیرے ساتھ نیکی کی ہے تو مجھسے بدی کرتا ہے اُسنے اپنی زبان مین جواب دیا اس شجر سایہ دار
کے نیچے مین بندھا تھا تو نے مجھے کھولدیا بیشک میرے ساتھ نیکی کی لیکن نیکی کا بدلہ بدی ہے کیونکہ مین نے دیکھا
ہے مسافر زیر درخت بیٹھتے ہین درخت اُسپر سایہ کیے رہتا ہے ہواے سرد سے مسافر کو آرام دیتا ہے مسافر چلتے
وقت ایک شاخ شجر بعض اوقات توڑ لیتا ہے بعوض نیکی بدی کرتا ہے اُسی طرح مین بھی تجھسے بدی کرتا ہون علمشاہ
کچھ اُسکی تقریر تو نہ سمجھے لیکن جب اُسنے حملہ کیا اُنھون نے ایک مشت مارکر اور صحیفہ ابراہیم پڑھکر اُسے ہلاک کیا اُسکے
ہلاک ہوتے ہی ایک برق چمکی پھر تخت پر ایک ساحرہ نہایت مہیب شکل نظر آئی جب وہ قریب آئی بنالہ و بکا کہنے لگی ارے
غضب کیا تو نے غول کو ہلاک کرڈالا اب کون مجھسے ہمبستر ہوگا مین تو اُسے یہان چھوڑ گئی تھی تو نے ناحق اُسے مار ڈالا
اب اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو مجھسے ہمبستر ہو ورنہ تجھے ابھی مار ڈالونگی علمشاہ نے جواب دیا او نالائق کیا بکتی ہے تیری
ایسی بُری صورت ہے کہ کوئی بشر تجھسے ہمبستر نہوگا اُسنے کہا اے جوان اگر تو زن خوبرو چاہتا ہے تو مین ایک شہزادی
کو اُٹھا لائی ہون اُسے تجھے دیدونگی بشرطیکہ دو چار روز تو مجھسے پہلے ہمبستر ہو علمشاہ نے کہا پہلے اُس شہزادی کو لا
بعد مجھکو تیرے سوال کا جواب دیا جائیگا وہ ساحرہ علمشاہ پہ سحر کرکے فوراً غائب ہوگئی اور اُس شہزادی کو
فی الفور لے آئی علمشاہ نے جو دیکھا پہچانا کہ ملکہ خورشید خاوری ہے علمشاہ ملکہ کو دیکھکر بہت خوش ہوے ساحرہ
نے کہا اے شخص ابتو اس ملکہ کو بھی دیکھ چکا اب تو مراد دلی میری بر لا علمشاہ نے ملکہ خورشید خاوری سے باشارہ
پوچھا کیون اے ملکہ مین اس ساحرہ سے ہمبستر ہون ملکہ نے بھی باشارہ جواب دیا ہمارے سامنے اس سے فعل بد
نہ کرنا ہمین ملال ہوگا ابھی ملکہ اور علمشاہ مین باہم باشارہ تقریر ہو رہی تھی ساحرہ طالب وصل تھی ناگاہ
ایک حلوائی تھال مین کچھ مٹھائی اور حلوا رکھے ہوے سامنے سے ظاہر ہوا اور قریب علمشاہ و ساحرہ آکر ٹھہرا اتنے مین

پھر ساحرہ نے کہا اے جوان طبیعت میری بے لطف ہوتی ہے آ مجھسے لپٹ جا وہ کام کر کہ جس سے میرے دل کو سرور حاصل
ہو حلوائی نے کہا لطف ہمبستری بعد اکل و شرب حاصل ہوتا ہے پہلے یہ حلوا کھا اور اس شخص کو بھی کھلا بعد ازان ہمبستر ہو
ساحرہ نے کہا اے بڈھے حلوائی تو سچ کہتا ہے لا تھوڑا سا حلوا پہلے مجھے کھلا پھر اس شخص کو دینا حلوائی نے حلوا اُسے
دیا اُسنے برغبت تمام کھایا بعد ایک لحظہ کے وہ بیہوش ہوئی حلوائی نے نعرہ کیا منم سیارہ بن عمرو جلد خنجر سے
اُس ساحرہ کو ہلاک کیا اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی کہ افسوس
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا گیہان جادو تھا بعد قتل ہونے ساحرہ مذکور کے سحر علمشاہ پر سے اُتر گیا سیارہ
دوڑکر قدم علمشاہ سے لپٹا علمشاہ نے پوچھا اے سیارہ تمہارا یہان آنا کیونکر ہوا اُسنے تمام احوال عرض کیا علمشاہ
ملکہ کو ہمراہ لے کر اُس صحرا سے چلے قریب آبادی آئے سیارہ محافہ لایا ملکہ کو سوار کیا پھر علمشاہ خاور مین داخل ہوئے
خسرو خاوری نے استقبال کیا اور زر و جواہر نثار کرتا ہوا محلسرا مین لیگیا پھر بزم عشرت آراستہ کی علمشاہ تو
بزم عشرت مین بیٹھے ہین انھین تو بزم عشرت مین چھوڑیے اور اب حال قیماس خان خاوری سنیے کہ جب قیماس خان
سمرقند سے قریب خاور آیا اثنائے راہ مین یکتاش خان حاکم قلعہ یکتاش نے قلعے سے نکل کر قیماس خان
کا استقبال کیا قیماس خان نے اُس سے پوچھا کہ تجھے حال خاور معلوم ہے اُسنے کہا مجھے کچھ آگاہی نہین ہے ہان ایک
قافلہ سوداگرون کا فی الحال خاور سے آیا ہے اُنسے وہان کا حال معلوم ہوگا اُنسے دریافت کیجیے قیماس خان قلعہ
یکتاش مین گیا سوداگرون کو بلاکر احوال خاور پوچھا اُنھون نے کہا خسرو خاوری مع اپنے اہل و عیال کے مسلمان
ہوگیا ہے علمشاہ کے ساتھ اُسنے اپنی دختر کی شادی کردی ہے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا ہے تمام شہر کے آدمی مسلمان ہوگئے
ہین قیماس خان نے تمام حال سُنکے خیال کیا یہ سوداگر جس جس ملک مین جائینگے حال خاور بیان کرینگے یہ خیال کرکے سبکو
قتل کیا اور وہان سے ملا توقف قریب تر خاور کے آکر مقیم ہوا یہ خبر خسرو خاوری کو ہوئی کہ قیماس خان برائے
جنگ آیا ہے خسرو خاوری یہ خبر سُنکے خائف ہوا علمشاہ سے کہنے لگا فرزند میرا الفوج کثیر آیا ہے وہ نہایت شجاع
ہے فوج اُسکے ہمراہ ایک لاکھ ہے مین اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا ہون بدرجۂ مجبوری قلعہ بند ہوتا ہون علمشاہ
نے کہا جائے اندیشہ نہین ہے جلد لشکر ہمراہ لیکر اُسکے مقابلے کیواسطے چلیے مین اُس سے لڑونگا خسرو خاوری بموجب کہنے
علمشاہ کے لشکر لیکر بمقابلۂ قیماس خان ہمراہ علمشاہ گیا اور رزم کش ہوا ہنگام شب قیماس خان نے طبل جنگ
بجوایا خسرو خاوری نے بھی جنگ نواخت طبل جنگی سُنکے اپنے لشکر مین نقارۂ رزمی بجوایا تمام رات دونون لشکرون مین
سامان جنگ ہوا ہنگام سحر دونون جانب میدان جنگ مین صف آرائی ہوئی جب نقیبان چاوشان سپاہ جانبین کو
آمادۂ رزم و پیکار کرکے چلے گئے قیماس خان خاوری نے بعد از جنگ نیزہ و گرز سر علمشاہ پر تیغہ مارا مگر جب
علمشاہ نے اتفاقاً اُسوقت سکندری کمالی سپر پر وار روکا تیغہ سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر آیا علمشاہ نے دستانہ
مارا تیغہ سر سے نکل گیا علمشاہ نے زخمی ہوکر سر قیماس خان پر تلوار لگائی ہر چند اُسنے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹکر
تا دو ابرو اُتر آئی قیماس نے بھی دستانہ مارا شمشیر سر سے نکل گئی اُسوقت علمشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک ضرب تیغ
اور لگا کر قیماس خان کو ہلاک کردن یہ تجویز کرکے شہزادہ علمشاہ تیغ بکف بڑھا تھا کہ یکبارگی سرداران لشکر
قیماس خان علمشاہ پر حملہ آور ہوئے ادھر سے بھی آرد شیر خان اور اژدہا خان اور مالک ترک سفید جامہ
وغیرہ لشکر لیکر آگے بڑھے جسوقت دو دریائے لشکر مل گئے خوب لڑائی ہونے لگی لشکریان ہر دو لشکر قتل ہونے لگے
اُسی جنگ مغلوبہ مین ایک جانب قیماس خان کو گینڈا لشکر سے لکا لکر لیگیا چونکہ قیماس خان بیہوش تھا

گردن مین گینڈے کی ہاتھ ڈالے ہوئے تھا اس وجہ سے گینڈے کو نہ روک سکا اسی طرح علمشاہ بھی بیہوش ہو
ہوئے اشتر مالاکبود علمشاہ کو ایک جانب سے نکال لیگیا ادھر تو مرکب علمشاہ کو لیکر سوے
صحرا روانہ ہوا ادھر سرداران لشکر علمشاہ نے اسقدر فوج قیماس خان کو قتل کیا کہ لاشون کے انبار لگا دیے
صدہا بلکہ ہزارہا سوار قتل کیے آخر باقی ماندہ تاب جنگ نہ لاکر میدان جنگ سے گریزان ہوے سرداران
لشکر علمشاہ نے مظفر و منصور ہوکر خیمہ و بارگاہ وغیرہ لوٹ لیا بعدہ داخل قلعہ خاور ہوے لیکن غمگین کیونکہ
علمشاہ کا کچھ احوال انھین معلوم نہ تھا سرداران لشکر تو داخل قلعہ ہوے لیکن سیارہ بن عمرو براے جستجوے
علمشاہ روانہ ہوا اب حال علمشاہ کا لکھا جاتا ہے کہ ایک صحرا مین اشتر مالاکبود نے علمشاہ کو اپنی پشت
سے گرایا قبل اس جنگ کے ترک توسن یلطاقی نے بہ عداوت علمشاہ اپنے عیار سماک یلطاقی کو براے گرفتاری
علمشاہ روانہ کیا تھا سماک یلطاقی اسی راہ سے گذرا جس جگہ علمشاہ زخمی پڑے تھے سماک یلطاقی نے مہر
علمشاہ کو دیکھکر پہچانا بہت خوش ہوکر چادر عیاری مین باندھکر چاہتا تھا کہ پشتارہ اٹھا لے ناگاہ سیارہ بن
عمرو پہونچا بعد جنگ و گفتگوے بسیار سماک نے کہا تو پشتارہ اٹھا مین مرکب کو لیے چلتا ہون سیارہ نے
باین مصلحت قبول کیا کہ جس جگہ سماک یلطاقی غافل ہوگا عیاری کرونگا غرض سیارہ نے وہ پشتارہ اٹھایا سماک
نے گھوڑے کو ہمراہ لیا دونون سوے یلطاق روانہ ہوے اثناے راہ مین سیارہ نے دعا کی دعا قبول ہوئی فوراً
نقابدار مرصع پوش مع ستر سو عیارون کے پیدا ہوا اُسنے بعد جنگ سماک کو گرفتار کیا سماک نے کہا اے
نقابدار مین نے عہد کیا تھا کہ اگر علمشاہ کو گرفتار کرکے لے آؤنگا اور راہ مین گرفتار ہونگا تو جانونگا کہ دین لات
پرستی اچھا ہے اور اگر گرفتار ہو جاؤنگا تو مسلمان ہو جاؤنگا دین اسلام اچھا جانونگا یہ کہکر صدق دل سے کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوا علمشاہ کو ہوشیار کیا علمشاہ نے نقابدار سے کہا اپنا نام بتاؤ صورت دکھاؤ تاکہ معلوم
ہو تم کون ہو اُسنے کہا بوقت مناسب نام اپنا بتا دونگا ہر چند سیارہ و علمشاہ نے پوچھا اُسنے نام نہ بتایا اور
سمت صحرا چلا گیا علمشاہ مع سیارہ اور سماک یلطاقی خاور مین آئے سب سردار وغیرہ خوش ہوے بعد
چند روز کے زخم سر اچھا ہو گیا علمشاہ نے خسرو خاوری اور اپنے سردارون سے کہا اب مین سمت ترکستان
جاتا ہون قلعہ بال خطا کو فتح کرونگا ہر چند سب نے منع کیا لیکن علمشاہ نے نہ مانا آخر ملک قاسم کو مالک
ترک سفید جامہ کے حوالے کرکے سیارہ کو چھوڑ کر فقط سماک یلطاقی کو ہمراہ لیکر سوے ترکستان
روانہ ہوے اور بشکل تجار داخل قلعہ بال خطا ہوے اسکا احوال پھر لکھا جائیگا اب حال امیر با توقیر اور کرب
غازی اور مالک اژدر تحریر کیا جاتا ہے اول حال کرب غازی مندرج کیا جاتا ہے کہ کرب غازی جو امیر
سے ناراض ہوکر روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ بسیار ایک روز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے اُس صحرا مین
اویس خان اور ادریس خان براے شکار آئے تھے وہ صحرا اُنھین کی عملداری مین تھا جب اُنھون نے
کرب کو مع فوج دیکھا سد راہ ہوکر آمادہ جنگ ہوے کرب غازی نے اُن دونون کو مغلوب کرکے انھین
مسلمان کیا اویس خان اور ادریس خان کرب غازی کو اپنے قلعے مین لے گئے بعد دو روز کے قلعہ اویس خان
کی جانب سے مالک اژدر بارگاہ سلیمانی کا آنا لیے ہوے گذرا کرب غازی بشکل قزاق نقاب منہ پر ڈالکے
فوج ہمراہ لیکر سد راہ ہوا چاہا کہ بارگاہ سلیمانی چھین لے لیکن مالک اژدر نے بارگاہ نہ دی اور آمادہ جنگ ہوا
لڑائی ہونے لگی اسی لڑائی مین خواجہ عمرو بھی پہونچے کیونکہ خواجہ واسطے بالا دم کے لشکر امیر سے نکل کر گئے تھے

یہ جنگ دیکھکر فوراً وہان سے روانہ ہوے اور خدمت امیر مین آکر حال جنگ کہا امیر برا ے دید جنگ
بصد عجلت وہان پہونچے دیکھا ایک نقابدار مالک سے کشتی لڑتا ہی امیر نے نقابدار کی کشتی دیکھکر تعریف
کی تین روز تک برابر کشتی ہوئی دونون مین کوئی غالب مغلوب نہوا آخر امیر نے مالک اژدر کو کرب غازی
سے جدا کیا اور نقابدار سے کہا ای نقابدار اپنی شکل دکھلا نقابدار نے اپنی نقاب اُٹھائی امیر نے دیکھا
کرب غازی ہی کرب غازی نے رکاب امیر پر بوسہ لیا عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ ادنی بندگان حضور
سے لڑون یہ گستاخی محض اسواسطے کی تھی کہ آپنے بارگاہ سلیمانی کو میرے والد اور میرے حوالے نہ کیا تھا
امید وار ہون خطا معاف فرمائیے امیر نے خطا عفو کی پھر اُولیس خان اور ادریس خان نے قدم
امیر پر سر جھکائے امیر نے اُنپر مہربانی کی اور انکو بدستور اُنکے قلعے کا حاکم کیا اور خلعت دیے اور اٹالہ بارگاہ
سلیمانی کا ہمراہ مالک اژدر و کرب غازی و پہلوان عادی کر کے اس جگہ سے سوے ترکستان روانہ
کیا ادلیس خان نے بزم طرب آراستہ کی اس بزم مین بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر اور حمزہ
صاحبقران اور خواجہ عمرو و دیگر عیاران لشکر اسلام فراہم ہوے بعد میکشی جب دماغ بادۂ تند سے
ہر ایک کا گرم ہوا ذکر قلعۂ خطا اور ترکستان اور صلصال کا باہم ہونے لگا اسوقت عمرو نے حمزہ صاحبقران
سے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین مع عیاران لشکر اسلام سوے ترکستان جاؤن خبر وہان کی لاؤن چند عیاریان
موقع و مقام مناسب کرون امیر نے عمرو کو جانے کی اجازت دی ادلیس خان و ادلیس خان نے
کہا ای خواجہ یہان سے دو راستے ترکستان کے جانے کے ہین ایک راہ نزدیک کی اور ایک راہ دور کی ہی
راہ نزدیک تو صحراہاے رواق حیران اور آق حیران سے ہی اور راہ دور کوہستان سے ہی رواق حیران
اور اق حیران مین بوجہ چشمہ ہاے بسیار خنکی اور سردی زیادہ ہی اور نافہاے آہوے خطا از حد بالا ے زمین
صحراہاے مذکور مین پڑے ہین لیکن کسی کی یہ مجال نہین ہی کہ ایک نافہ بھی وہان سے اُٹھالے کیونکہ اُن صحراؤن کا محافظ
جانب صلصال سے مریخ رہزن ہی دو ہزار پیادے ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتے ہین اور چہار جانب صحرا مین
پھرتے ہین آہوؤن کو گرفتار کر کے نافے نکال کر صحرا مین ڈالتے ہین اور اگر کوئی ناواقف وہان سے مشک اُٹھاتا ہی
پیادے اُسے گرفتار کرتے ہین اگر اُسنے نافہ اُٹھانے کا اقرار کیا تو بحکم مریخ رہزن مار ڈالتے ہین اور اگر اُسنے
انکار کیا اور کہا مین نے نافہ نہین اُٹھایا ہی تو پیادے اُسے اسدرجہ مارتے ہین کہ وہ شخص اقرار کرتا ہی کہ ہان
مین نے نافہ مشک اُٹھایا ہی پس ای خواجہ تم اُن صحراؤن سے نہ جانا مبادا تم کوئی نافہ اُٹھالو تو موجب ہلاکت
ہو خواجہ نے کہا مین تو اسی راہ سے جاؤنگا مریخ رہزن سے مین نہین ڈرتا یہ کہکر خواجہ بزم طرب سے
اُٹھ کر گئے جملہ عیار روبرو ے خواجہ آئے خواجہ نے درباب روانگی ترکستان سب سے مشورہ کیا آخر بعد مشورہ
خواجہ روانہ ہوئے مہتر قران بھی عقب خواجہ روانہ ہوے عیاران لشکر اسلام بھی متفرق ہو کر اسی جانب روانہ
ہوے پہلے حال عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ جب عمرو صحراے آق حیران مین پہونچا نافہ ہاے مشک کو دیکھتا ہوا اور
اُٹھاتا ہوا داخل زنبیل کرتا ہوا جاتا تھا ناگاہ ایک پیادے نے خواجہ کو نافہ اٹھاتے ہوے دیکھ لیا اُسنے خنجر
کھینچکر خواجہ پر حملہ کیا عمرو وہان سے بھاگا پیادے نے اپنے ساتھیون کو پکارا فی الفور سب پیادے جمع ہو گئے
اور سب نے عمرو کو گھیر کر گرفتار کیا ایک درخت مین باندھکر چوب سے مارنا شروع کیا اور نافے خواجہ کی کمر
مین دیکھنے لگے آخر خواجہ کو خوب زد و کوب کر کے سامنے مریخ رہزن کے لیگئے اُسنے کہا دیکھو اسکے پاس کسی

چنیر مین نافے ہین یا ہنین زنبیل مین جو دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا مریخ رہزن نے کہا ناحق تمنے اسے گرفتار کیا اسے چھوڑ دو پیادون نے چھوڑ دیا پھر بحکم مریخ پیادے برا ے حفاظت نافہ ہاے مشک چلے گئے یہ تو بعض کا قول لکھا گیا اور مترجم خاکسار کے نزدیک اسطرح ہی کہ جب پیادون نے خواجہ کو گرفتار کر کے درخت کے تنہ مین باندھکر مارنا شروع کیا تھا اسیوقت مہتر قران اور کئی سو عیاران لشکر اسلام آ گئے مریخ رہزن اور جملہ پیادون کو قتل کر کے خواجہ کو درخت سے کھولا خواجہ اُنسے رخصت ہو کر ایک طرف روانہ ہوے ناگاہ خواجہ کو ایک آہو نظر آیا خواجہ نے اسکا تعاقب کیا آہو خواجہ کو دیکھکر بھاگا خواجہ بھی دوڑے ہر چند ناخن یا ضرب سنگ سے زخمی ہوا لیکن خواجہ پیچھے اُس آہو کے دوڑے چلے گئے ایک جگہ خواجہ نے قریب آہو پہنچکر کمند ماری آہو اسیر کمند ہوا اور جست کر کے سوے صحرا چلا گیا خواجہ ٹھہر گئے ناگاہ اسی جگہ ایک غار عظیم مانند تہخانہ کے نظر آیا خواجہ اس غار مین اُترے دیکھا خمہاے زر و جواہر رکھے ہین اور ہر ایک خم پر مہر صلصال بن دال کی ہی خواجہ کو ثابت ہوا کہ یہ خزانہ صلصال ہی خواجہ دیکھکر بہت خوش ہوے اور غار سے نکل کے ایک سنگ گران دہن غار پر رکھکر وہان سے آگے روانہ ہوے راہ مین خیال کیا کہ پھر یہان آکر یہ خزانہ لے لونگا غرض بعد قطع راہ داخل قلعہ خطا ہوے دروازے شہر کے چالیس دیکھے اور ہر ایک دروازہ دوسرے دروازے سے فاصلہ ایک نیم فرسخ کا رکھتا تھا ہر کوچہ شہر کا اسقدر وسیع تھا گویا مختصر ایک شہر تھا کثرت مردم مانند ریگ بیابان و ستارہ ہاے ہفت آسمان کے تھی عمرو نے بصورت سوداگر آکر بازار شہر کی سیر کی ناگاہ ایک دکان پر اخی سعید سے ملاقات ہوئی وہ عمرو کو پہچان کر اپنے گھر لیگیا خواجہ عمرو اُس سے گلے مل رہا تھا ناگاہ عمران خطائی آیا ایک شخص غیر کو دیکھکر برہم ہوا اخی سعید نے کہا ای فرزند یہ خواجہ عمرو تمھارے ماموں ہین عمران خطائی نے تسلیم کر کے خواجہ کے دست و پا چومے احوال پوچھا خواجہ نے تمام حال بیان کیا اخی سعید نے خواجہ کی دعوت و مہمانی کی روز دیگر وقت صبح خواجہ بازار شہر مین بشکل سوداگر گئے دیکھا جملہ عیاران لشکر اسلام صورتین اپنی تبدیل کیے ہوے شہر مین پھر رہے ہین خواجہ سب عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر خانہ اخی سعید پر لیگئے

ذکر دستان عاشق ہونا عیاران لشکر اسلام کا فتانہ دختر مہتر یزک خطائی پر اور جانا خواجہ کا مکان یزک خطائی مین و ذکر علمشاہ و پہلوان بدیع و حال نوشیروان و ذکر صلصال وغیرہ بیان ہوتے ہین

زمزمہ سرایان حدیقہ سخن اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ ایک روز خواجہ عمرو مع عیارون کے بصورت ہاے تبدیل بازار شہر مین گئے سیر شہر کر رہے تھے ناگاہ شور و غل ہوا عمرو نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی مردمان شہر نے بیان کیا دختر یزک خطائی حمام مین آئی تھی اب نہا کر جاتی ہی خواجہ و جملہ عیاران لشکر اسلام کھڑے تھے کہ ہزارہا سوار اور پیادے ظاہر ہوے بعد گذر جانے سوارون اور پیادون کے ایک محافہ نظر آیا اتفاقاً ہوا سے پردہ محافہ کا جو اُٹرا تمام عیاران لشکر اسلام نے رُخ زیبا فتانہ دیکھا سب بے اختیار عاشق ہوے کوئی کلیجہ تھام کر بیٹھ گیا کوئی عیار بے اختیار یہ شعر زبان پر لایا شعر سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے ٭ تجھسا بھی طرحدار نہ دیکھا نہ سنا ٭ اسی طرح ہر ایک عیار دختر یزک خطائی پر شیفتہ و فریفتہ ہو کر دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اور طالب وصل ہوا قران عیارون کی گفتگو سنکے آزردہ ہو کر کہنے لگا

جس نازنین پر مین عاشق ہون تم سب کو لازم ہی کہ اُسکے طالب ہو عیاران لشکر اسلام نے دل مین کہا
قران کی بیہودہ تقریر ہی یہ جسکی تقدیر مین ہوگی اُسکے پہلو مین بیٹھیگی عمرو نے قران سے پوچھا اگر یہ دختر تیرے
واسطے لے آؤن تو مجھے کیا دیگا قران نے کہا خزانہ صلصال دونگا دیگر عیارون سے جو پوچھا اُنھون نے کہا
ای خواجہ جو کچھ مال و زر ہمارے اسکان مین ہو گا ہم دینگے خواجہ سب کی تقریر سنکے سمت مکان یزک خطائی روانہ
ہوئے ہنگام شب زیر دیوار مکان یزک خطائی پہونچے فوراً کمند دیوار پر لگائی اور بذریعہ کمند دیوار مکان پر جاکر زیر دیوار
اُترے زمین پر قدم رکھتے ہی زمین مین سما گئے وجہ اسکی یہ تھی کہ یزک خطائی نے اپنے صحن مکان مین چار سمت
خندق کھودی تھی کچھ راہ برائے آمد و رفت رہنے دی تھی اور خندق پر باریک اور نازک لکڑی کے ٹٹرے
رکھکر کسی قدر مٹی ڈالدی تھی یزک خطائی جانتا تھا کہ ہمراہ لشکر حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو اور جملہ عیاران
لشکر اسلام اس شہر مین آئینگے یقین ہی میرے مکان مین بھی ضرور کوئی عیار آئیگا مجھپر عیاری کریگا اس وجہ سے
یزک خطائی نے یہ تدبیر کی تھی غرض جب خواجہ خندق مین گرے یزک خطائی گھر مین موجود تھا اپنی دختر
و دیگر خواتین سے کہنے لگا اسوقت کوئی خندق مین گرا ہی نکل سکے تو کسی طرح جا نسکیگا شب بسر کرکے صبح کو
دیکھونگا کہ کون خندق مین گرا ہی خواجہ نے گفتگو سے یزک خطائی سنکے فوراً خندق مین گرکے وہ کھال کتے
کی جو برق فرنگی سے لی تھی زنبیل سے نکال کر اپنے تن پر آراستہ کی صبح کو یزک خطائی نے قریب خندق
آکر جھانک کے دیکھا ایک کتا سفید رنگ نظر آیا یزک خطائی نے کتے کو خندق سے نکالا دیکھتے ہی اس کتے
کو محبت اسپر ہاتھ پھیرنے لگا وہ کتا کبھی دم ہلاکر دوڑنے لگا یزک خطائی سے الفت جتانے لگا یزک خطائی
نے اس سگ سفید سے از حد خوش ہوکر اُسے پیار کیا قریب اپنے اُسے بٹھایا ناگاہ قاقولہ اور مرغولہ عیاران
طول سمت آئینہ رو سمرقند سے بھاگ کر دروازہ یزک خطائی پر آئے یزک خطائی کو آواز دی یزک خطائی
نے اُنھین اپنے گھر مین بلایا اُنھون نے سلام کیا یزک خطائی نے اُنھین بٹھا کر احوال پوچھا قاقولہ
اور مرغولہ نے جملہ حال سمرقند کا بیان کیا پھر کتے پر نظر کرکے کہا ای استاد کیا اچھا کتا ہی آپنے یہ کتا
کس سے مول لیا ہی یزک خطائی نے تمام حال کتے کا بیان کیا اسوقت خواجہ نے گھنڈیان اُس کھال
کی کھول کر قاقولہ اور مرغولہ سے مخاطب ہوکر کہا کتے تم دونون ہو مین نہین ہون اگر میرے نام سے آگاہ
نہین ہو تو اب آگاہ ہو یہ کہکر عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

تراشندۂ ریش کفار ہون ۔ زمانے کا مکار غدار ہون
اڑا دون صبا لے کبھی مین ہوش کو ۔ نہ پاسکے مری گرد پاپوش کو
عمرو ہون مین عیار صاحبقران ۔ مرے ڈر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم ۔ صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

یہ نعرہ کرکے خنجر نکال کر خواجہ نے جست کی دیوار مکان
پھاند کر بیرون مکان آئے ہر چند یزک خطائی اور قاقولہ اور مرغولہ برائے گرفتاری خواجہ دوڑے مگر خواجہ
ہاتھ نہ آئے آخر یزک خطائی اپنے گھر مین آیا اس عیاری سے نہایت حیران ہوکر کہنے لگا خواجہ عمرو اس شہر
مین داخل ہو گئے انکے ہمراہ اور بھی عیار آئے ہونگے اب مین خبردار ہو اسب کو گرفتار کرونگا یزک خطائی
کہ عیار صلصال ہی اپنے گھر مین قاقولہ اور مرغولہ سے ہم سخن ہوا اسے تو ہمین بالفعل رکھا جاتا ہی مگر اب حال
خواجہ تحریر کیا جاتا ہی کہ خواجہ مکان یزک خطائی سے نکلکر مکان اخی سعید مین گئے قران اور دیگر عیارون
سے تمام حال بیان کیا جب وہ دن گذرا ہنگام شب خواجہ بصورت سوداگر ہمراہی دیگر عیاران برائے
سیر شہر گئے اور دستی لعل و جواہر جوہریون کے ہاتھ بیچنے لگے بعد بیچنے لعل و یاقوت و دیگر اقسام جواہرات کے

کی سیر کرتے ہوے ایک نجار کی دُکان پر آئے دیکھا ایک جوان دُکان پر بیٹھا ہی نشانیان اولاد ابراہیم علیہ السلام کی اُسکے
چہرے سے ظاہر ہین عمرو متحیر ہو کر قریب گیا اور ایک رومال مین کچھ روپیہ باندھکر اُسکے سامنے ڈال دیا اُس جوان
نے کہا اے سوداگر اس رومال کو تو نے میرے سامنے کیون ڈال دیا خواجہ نے کہا اس رومال مین روپیہ
ہین یہ روپیہ تم لیلو اور اپنی دُکان مین مجھے جگہ دو مین تمھاری دُکان مین چندے قیام کرونگا اُس جوان نے
جواب دیا مین ہرگز تجھے یہان مقیم ہونے دونگا خواجہ نے کہا مین تو ضرور یہان قیام کرونگا آخر بعد گفتگوے
بسیار اُس جوان کو غصہ آیا اسواسطے مارنے کے ہاتھ اُٹھایا خواجہ عمرو اُس جوان کی تقریر سُنکے سمجھ گئے تھے
کہ یہ علمشاہ ہی اسوجہ سے اپنی آنکھ کا تل دکھایا جوان مذکور نے ہاتھ روک کر پوچھا اے خواجہ عمرو تم یہان کب آئے
خواجہ نے تمام حال اپنے آنے کا بیان کیا علمشاہ خواجہ کو دیکھکر خوش ہوے اور سمک ییلطاقی کو دکھا کر کہنے
لگے یہ عیار ترک توسن ییلطاقی ہی کہ ابھی چندے سے مسلمان ہوا ہی سمک نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ
سمک کو دیکھکر اور احوال اُسکا مفصل سُنکے خوش ہوے پھر علمشاہ نے احوال اپنے فرزند قاسم کے پیدا ہونے کا
بیان کیا خواجہ ازحد شاد ہوے خواجہ نے علمشاہ سے پوچھا بصورت نجار تم یہان کیون آے ہو
علمشاہ نے کہا چاہتا ہون کہ قلعۂ بال خطا کو موقع پاکر فتح کرون ابھی باہم یہ باتین آہستہ آہستہ ہو رہی تھین
کہ مردم بازار شور و غل کرنے لگے خواجہ نے مردم بازاری سے پوچھا تمکو کچھ معلوم ہی کہ یہ شور و غل
کیسا ہی اُنھون نے کہا ایک پہلوان مسمی بدیع ہمراہ ایک بادشاہ کے شہر قسطنطنیہ سے آیا ہی وہ پہلوان نہایت
زبردست ہی مردمان شہر اُسے دیکھکر اُسکی تعریف کرتے ہین اور وہ اسوقت اس شہر مین آیا ہی سیر شہر کر رہا ہی
خواجہ عمرو اور علمشاہ مع سمک و دیگر عیاران براے دید پہلوان بدیع اُسی وقت روانہ ہوے جب
قریب پہلوان بدیع کے پہونچے دیکھا شیربانان صلصال ایک شیر کو زنجیرون مین جکڑے ہوے کشان
کشان لاتے ہین وہ شیر ایک جگہ برہم ہو کر ٹھہر گیا شیربانون نے چوب سخت سے اُسے مارا اور چاہا کہ یہ آگے
بڑھے شیر نے غضبناک ہو کر زنجیرون کو توڑ کر اُنپر حملہ کیا شیربان کچھ ہلاک ہوے کچھ بھاگ گئے بازار شہر
مین ایک تہلکہ پڑ گیا ہر صغیر و کبیر اُس بازار سے بھاگنے لگا مگر علمشاہ اور پہلوان بدیع اور خواجہ عمرو نہ
بھاگے پہلوان بدیع نے یہ سُنکر نعرہ کیا شیر نے حملہ کر کے مرکب پہلوان بدیع کو ہلاک کیا بدیع گھوڑے
سے زمین پر آکر ایسا غضبناک ہوا کہ ایک مشت مار کر اُس شیر کو ہلاک کیا شیربانان مذکور نے بدیع
کشتی گیر سے کہا تمنے شیر کو کیون مار ڈالا اب ہم تمکو گرفتار کر کے شہنشاہ صلصال کے سامنے لیجائینگے
وہ تمکو سزاے معقول دیگا یہ کہکر براے گرفتاری آگے بڑھے بدیع کشتی گیر نے کہا تم سب کیون آمادۂ فساد ہو بعوض
ہلاک ہونے شیر کے ہزار تومان زر تم مجھسے لیکر چلے جاؤ اب زیادہ حجت و تکرار نہ کرو شیربانون نے قبول نہ کر کے
سخت کلامی کی اُسوقت بدیع کو ایسا غصہ آیا کہ چند شیربانون کو بضرب مشت ہلاک کیا باقی شیربان بھاگنے
پر آمادہ ہوے اور نالہ و فریاد کرنے لگے مردمان شہر یہ حال دیکھکر شور و غل کرنے لگے اکثر مردم
بھاگنے لگے شہر مین تہلکہ پڑ گیا یزک خطائی اُس ہنگامے سے آگاہ ہو کر مع اپنے شاگردون کے
اُسی جگہ آیا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ یزک خطائی کلاہ زرین برسر قباے قلمکار در بر تمام بانے عیاری کے
تن پر آراستہ کیے ہوے ہمراہ صدہا اپنے شاگردون کے آیا ہی خواجہ اُسکی کلاہ زرین کو بخواہش تمام
دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے کیونکہ ایسے بڑے بڑے موتی اُسکی کلاہ مین ٹکے ہوے تھے کہ جو دو موتی

حمزۂ صاحبقران برائے خواجہ عمرو پردۂ قاف سے لائے تھے اُنسے بھی بیش قیمت تھے غرض خواجہ نے کلاہ
مذکور کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کلاہ سر یزک خطائی سے ضرور موقع پاکر اُتار لونگا خواجہ یہ خیال کر رہے تھے کہ
یزک خطائی نے اول شیربانون سے باعث نالہ و فریاد دریافت کیا اُنھون نے تمام احوال بیان کیا پھر بدیع
کشتی گیر سے احوال دریافت کیا بدیع نے بہ شیرین زبانی و خوش بیانی تمام حال ظاہر کیا یزک خطائی نے بخوبی
آگاہ ہوکر شیربانون کو کلمات سخت و دُرشت کہے اور کہا ای نالائقو اگر یہ بہادر شیر کو ہلاک نہ کرتا تو شیر مردمان
شہر کو ہلاک کرتا خوب کیا اس دلاور نے شیر کو مار ڈالا بیکار تم اس سے آمادۂ فساد ہو شیربان گفتگو
یزک خطائی کی سنکے قہر و عتاب سے اُسکے خائف ہوکر لاشین اپنے ہمراہیون کی اُٹھا کر ایک جانب نالہ کنان
روانہ ہوے یہان یزک خطائی نے بدیع کشتی گیر سے پوچھا تمھارا کیا نام ہے اس ملک مین کیون آئے ہو
صاف صاف بیان کرو اُسنے جواب دیا نام میرا بدیع کشتی گیر ہے ہمراہ آذر مہر چین بادشاہ شبرنگ کے آیا ہون اکثر
ملکون مین گیا ہون صدہا پہلوانون سے لڑا ہون جس ملک مین کوئی پہلوان نہین لڑا وہان کے حاکم سے
اس قرطاس پر یہ عبارت لکھوالی ہے کہ ہمارے ملک مین کوئی ایسا پہلوان نہین ہے کہ جو بدیع کشتی گیر سے لڑ سکے پس
اس ملک مین بھی اسی واسطے آیا ہون کہ یہان کا بادشاہ کسی پہلوان کو مجھسے لڑوائے تماشا میری شجاعت کا دیکھے
اگر حاکم یہان کا کسی پہلوان کو مجھسے نہ لڑوائیگا تو مثل اور بادشاہون کے اسی قرطاس پر پھر اُسکی بھی کہ ایسے
یہ عبارت لکھوالونگا کہ بدیع کشتی گیر بے مثل و بے نظیر پہلوان ہے ہمارے ملک مین کوئی جوانمرد اس سے مقابلہ نہین کر سکتا
یزک خطائی نے کہا اگر تم اس ارادہ سے اس شہر مین آئے ہو تو امید تمھاری پوری ہوگی یہان کا حاکم تمسے کئی
پہلوانون کو لڑوائیگا اب تمکو لازم ہے کہ میرے مکان کے قریب قیام پذیر ہو مین مقرب بارگاہ بادشاہ ہون علاکہ
ذیجاہ ہون نام میرا یزک خطائی ہے کسی روز معین دربار شہنشاہ مین لیجاؤنگا بدیع کشتی گیر نے رضامندی
اپنی ظاہر کی یزک خطائی اُسی وقت بدیع کشتی گیر اور آذر مہر چین بادشاہ شبرنگ کو مع اُسکے ہمراہیون کے اپنے
ہمراہ لیگیا اور دیر قدیم مین قریب اپنے مکان کے مقیم کیا سامان دعوت مہیا کیا شہزادہ علمشاہ اور خواجہ عمرو
اور عیاران لشکر اسلام بعد جانے بدیع کشتی گیر کے اُس جگہ سے چلے بعد قطع راہ علمشاہ تو اپنے مقام قیام
پر گئے خواجہ مع عیارون کے خانۂ اخی سعید مین داخل ہوے دوسرے روز وقت سحر خواجہ خانۂ اخی سعید
مین بیٹھے تھے کہ شور و غل ہوا عمرو نے جو باعث شور و غل دریافت کیا معلوم ہوا کہ اسوقت بدیع کشتی گیر کشتی لڑ رہا ہے
مردمان تماشائی تعریف کر رہے ہین خواجہ یہ خبر سُنکے اُسیوقت جانب دیر قدیم روانہ ہوے جب دیر مین
پہونچے دیکھا کہ ہزارہا مردمان تماشائی جمع ہین یزک خطائی بھی موجود ہے بدیع اپنے ہمراہی پہلوانون سے
کشتی لڑ رہا ہے مردم بآواز بلند بے اختیار تعریف کر رہے ہین جب بدیع کشتی لڑ چکا بڑے بڑے
گران وزن نال اور اُسکے اُٹھانے لگا بعد اسکے پوست تازہ ایک شیر کی زمین پر ڈالکر اور ایک خشت
طلا اُسپر رکھکر بالائے خشت مذکور اپنا پانون رکھا اور جملہ مردمان تماشائی سے مخاطب ہوکر کہا تم مین ہے کوئی
ایسا جری کہ یہ خشت طلا بزور و قوت بازو میرے زیر قدم سے نکال لے عہد کرتا ہون کہ جو کوئی
زور آور یہ اینٹ میرے قدم کے تلے سے نکال لیگا بلا عذر یہ خشت طلا اُسے دیدونگا چونکہ
اُسی وقت ہزارہا مردمان شہر کا مجمع تھا جو قوی ہیکل تھے اُنھون نے بطمع خشت طلا بخوبی زور کیا
مگر کوئی زیر قدم بدیع سے وہ خشت طلا نہ نکال سکا جب وہ سب عاجز ہوے اُسوقت بدیع کشتی گیر نے

بہ آواز بلند کہا کہان ہین پہلوانان یکتاے روزگار سام و نریمان و رستم و اسفندیار اگر نامبردہ یہ قوت و طاقت میری دیکھہ لیتے بصد آرزو حلقہ میری اطاعت کا اپنے کان مین ڈالتے یہ تقریر بیع کشتی گیر کی بزرگ خطائی سُنکے اسقدر برہم ہوا کہ مجمع مردمان سے نکل کر سوے دربار صلصال روانہ ہوا بعد قطع راہ داخل دربار ہوا ایہان خواجہ عمرو اور عیاران لشکر اسلام جو اُس مجمع مین موجود تھے سب نے زور و قوت بیع کشتی گیر کی تعریف کی اُسی وقت اخی سعید عمرو کے پاس آکر کہنے لگا برادر آگاہ ہو کہ نوشیروان اور ہرمز و فرامرز پسران نوشیروان مع اپنے ہمراہیون کے اہل اسلام سے شکست کھا کر زمانہ ایک ماہ سے اس ملک مین بھاگ کر آئے ہین کل تک خبر اُنکی کسی نے صلصال تک نہ پہونچائی تھی آج زرہ خان نوشیروان وغیرہ کے آنے سے آگاہ ہوا ہی یقین ہی کہ اسی وقت اُن سب کو اپنے ہمراہ دربار صلصال مین لیجائیگا یہ کہکر اخی سعید چلا گیا یہ وہین کھڑے رہے جب بیع اپنی قوت دکھا چکا اور وہ مجمع متفرق ہوا عمرو وہان سے ایک جانب چلے تھوڑی راہ طی کی تھی کہ زرہ خان بائیس ہزار زرہ پوشون کی جمعیت سے نظر آیا ہمراہ اُسکے نوشیروان ہرمز و فرامرز اور بختک وغیرہ تھے اُسوقت عمرو نے خیال کیا اسوقت تم بھی ہمراہ زرہ خان دربار صلصال مین چلو رنگ دربار دیکھو کچھ تدبیر حصول زر کرو یہ خیال کرکے خواجہ شکل اپنی تبدیل کرکے ہمراہ زرہ خان روانہ ہوے جب دار الامارۂ صلصال پر پہونچے زرہ خان تو نوشیروان اور ہمراہیان نوشیروان کو دربار صلصال مین لیگیا مگر خواجہ داخل دربار نہو سکے کیونکہ جب خواجہ نے اندر جانے کا ارادہ کیا دربانون نے روکا آخر خواجہ ٹھہر کر تدبیر دربار مین جانے کی سوچنے لگے ناگاہ ایک ساقی بچہ ملازم صلصال نظر آیا خواجہ نے اُسے اشارے سے بُلایا جب وہ قریب آیا خواجہ نے اُسکو بمکر و فریب ایک ویرانہ مین لیجاکر بیہوش کیا اُسکو تو وہین ایک غار مین ڈالکر خس و خاشاک سے پوشیدہ کیا اور خود اُسکی شکل بنکر اور لباس اُسکا زیب تن کرکے دولتسراے صلصال پر آئے دربانون نے ساقی بچے نقلی کو اصلی جانکر اور ملازم صلصال خیال کرکے نہ روکا خواجہ عمرو نے دربار مین جاکر ایک گوشہ مین ٹھہر کر دیکھا کہ ایک ایسا قصر بلند و وسیع ہی کہ ہزار ستون نقرہ و طلا اُسمین ہین فرش نہایت نفیس بچھا ہی قصر شیشہ آلات و جملہ اشیاے تکلفات سے آراستہ ہی شعر اُسکی تعریف کیا کرون مین بیان ٭ قصر وہ تھا کہ قصر باغ جنان ٭ اُسی قصر وسیع و نادر مین صدہا امرا ہزارہا پہلوانان قوی ہیکل اور سرداران لشکر ندما و کملا کو بیٹھے ہوے دیکھا ہر ایک شخص موافق اپنی لیاقت کے بیٹھا تھا اُمرا جواہر نگار کرسیون پر بیٹھے تھے پہلوان اور سردار دنگلون پر بیٹھے تھے وزرا حاضر تھے ایک طرف زرہ خان بصد عزت بیٹھا تھا ایک جانب نوشیروان مع اپنے ہمراہیون کے بیٹھا تھا صلصال بالاے تخت بیٹھا تھا بزرگ خطائی قریب تخت صلصال ایک تخت کوچک پر بیٹھا تھا خواجہ سوے دربار دیکھ رہے تھے اور بزرگ خطائی کے مرتبے پر نظر کرکے نہایت متحیر تھے کہ محلسراے سے صلصال بن دال بن دیو بن شماسہ جادو بصد کبر و نخوت برآمد ہوا جملہ اہل دربار صغار و کبار براے تعظیم اُٹھے اور ہر ایک نے بصد ادب واسطے مجرا اور تسلیم کے سر جھکایا خواجہ نے جو سوے صلصال نظر کرکے دیکھا کہ صلصال سات کنگورے کا تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہی قباے نادر روزگار پہنے ہوے آثار کبر و نخوت چہرے سے عیان ہین ریش تا ناف ہی موے ریش ہفت رنگ ہین بقول بعضے داستان گوے شیرین بیان تین رنگ کے ہین یعنے موے ریش سرخ و سفید و سیاہ ہین قد اسی ارش یا چالیس ارش کا ہی خواجہ سر تا پاے صلصال پر نظر کر رہے تھے کہ وہ بہ ہزار غرور دربار مین آکر

بالائے تخت بیٹھا اُسوقت ہرمز اور نوشیروان اور فرامرز نے بطریق شاہ و شہریار صلصال کو سلام کیا
صلصال نے زرہ خان سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ کون ہین اُسنے عرض کیا اے شہنشاہ یہ نوشیروان
ہین اور یہ دونون نوجوان پسران نوشیروان ہین نام اُنکا ہرمز و فرامرز ہے یہ دونون جوان
اور نوشیروان اہل اسلام سے شکست کھاکر بہ امید اعانت حضور قریب ایک ماہ سے اس ملک مین فردکش تھے
آج مین انکے حال سے آگاہ ہوکر انھین ہمراہ اپنے یہان لے آیا ہون صلصال یہ احوال سنکے خوش ہوا اسکرا کر
جانب نوشیروان دیکھکر کہنے لگا تم میرے تخت کے زینۂ چہارم پر بیٹھو نوشیروان نے جواب دیا مین اسی
جگہ بیٹھونگا آخر نوشیروان ایک مسند نادر پر عنقریب تخت صلصال بیٹھا صلصال نے احوال مزاج پوچھا
نوشیروان نے کہا شکر کرتا ہون خداوندون کا کہ ابھی تک بقید حیات ہون مگر لطف حیات نہین ہے
کیونکہ حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے بہت صدمات اُٹھائے ہین خلاصہ یہ کہ بھاگ کر یہان آیا ہون صلصال
نے افسوس کرکے کہا اب کچھ صدمہ و رنج اپنی تباہی و بربادی کا نہ کرو مین تمھارے ممالک موروثی پر قابض
و متصرف کردونگا اہل اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کردونگا حضو صاحمزۂ صاحبقران اور اُنکے سرداران
لشکر کو تہ تیغ کرونگا نوشیروان یہ تقریر سُنکے خوش ہوا بختک مُسکرایا صلصال نے بختک کی طرف
دیکھکر زرہ خان سے پوچھا یہ کون بے ادب ہے کہ بادولت کی باتون پر ہنستا ہے زرہ خان نے
دست بستہ عرض کیا خداوندنعمت یہ کوتاہ گردن تنگ پیشانی زرد رو زشت خو ثانی شیطان وزیر نوشیروان
ہے نام اسکا بختک ہے یہ شخص مسخرہ ہے حضور اسکے مُسکرانے پر برہم نہون جب صلصال بختک کے
حال سے آگاہ ہوا غصہ فرو ہوا خواجہ عمرو گوشے مین کھڑے ہوئے رنگ دربار دیکھ رہے تھے تقریر
زرہ خان کی سُن رہے تھے جملہ اہل دربار اُسوقت تک کھڑے تھے خواجہ عمرو حیران تھے کیونکہ جملہ
اہل دربار اور فرزندان صلصال اور برادران صلصال جسوقت سے صلصال برآمد ہوا تھا سب
کھڑے تھے وجہ سب کے کھڑے رہنے کی یہ تھی کہ جبتک حکم صلصال ہوتا تھا کوئی نہ بیٹھتا تھا یہی قاعدہ وہانکا
کا تھا جب صلصال زرہ خان اور نوشیروان سے گفتگو کرچکا یزک خطائی سے کہنے لگا کہدو اہل دربار
سے بیٹھ جائین یزک خطائی نے اہل دربار سے کہا جملہ صغیر و کبیر علی قدر مراتب بیٹھ گئے جب سب اہل دربار
بیٹھ چکے یزک خطائی نے اُٹھکر اسطرح عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ حضور کے ملک مین ایک کشتی گیر
مسمی بدیع ہمراہ آذر برچین بادشاہ تبریز کے آیا ہے قوت و شجاعت مین وحید عصر ہے کلمات کبر و غرور
اپنی زبان پر جاری کرتا ہے مین نے اُسے دیرہ قدیم مین مقیم کیا ہے وہ کہتا ہے کہ شہنشاہ اپنے ملک کے کسی
پہلوان سے مجھے لڑوائین یا لکھدین کہ ہمارے قلمرو مین کوئی ایسا پہلوان نہین ہے کہ بدیع کشتی گیر سے
لڑسکے اگر مناسب ہو تو حضور اُسکو مع آذر برچین بادشاہ کے دربار مین طلب فرمائین صلصال نے حکم
دیا اے یزک خطائی ابھی جاکر اُس کشتی گیر اور آذر برچین بادشاہ کو ہمارے روبرو لے آ یزک خطائی بموجب
حکم گیا اور جلد تر نامبردگان کو ہمراہ اپنے روبروے صلصال لے آیا بدیع اور آذر برچین نے سلام
کیا صلصال نے گوشۂ چشم سے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا بدیع اور آذر برچین بادشاہ اور یزک خطائی
علی قدر مراتب بیٹھے صلصال نے چہرۂ بدیع کشتی گیر پر نظر کرکے اور خوش ہوکے یہ حکم دیا کہ ساقیان گلرخسار
وخوش گفتار کشتیان مئے گلنار کی لیکر جلد حاضر ہون ہرگز دیر نہ لگائین بادولت اور اہل دربار کو

شراب ناب پلا مین موافق حکم ساقیان ماہرو کشتیان مے مشکین کی لیکر دربار مین آئے خواجہ عمرو بھی انھین ساقیون مین شامل ہوے ہنوز خواجہ عمرو نے بیہوشی شراب مین نہ ملائی تھی کہ بختک نابکار نے ایک آہ سرد کھینچی صلصال نے سبب آہ پوچھا بختک نے عرض کیا اے شہنشاہ باعث آہ سرد کھینچنے کا یہ ہے کہ اسوقت ساقیان غنچہ دہن گلپیرہن شراب ناب کی کشتیان لے کر دربار مین آئے ہین اب یہ بحکم حضور اہل دربار کو مے گلنار پلائینگے اس دربار دُربار مین دور ساغر ہوگا بس یہ رنگ دربار دیکھکر مجھکو خواجہ عمرو یاد آئے اگر وہ اس بزم رشک جمشیدی مین موجود ہوتے تو بیہوشی شراب مین ملا کر سب کو بیہوش کرتے دربار کو لوٹ لیتے اہل دربار کے کپڑے اُتار لیتے رنگ و روغن سے اہل دربار کی صورتون کو تبدیل کرتے کسی جوان کو زن خوبرو بناتے کسی ضعیف کو بصورت طفل امرد بناتے اکثر اشخاص کی ڈاڑھیان مونڈتے جسکو اُنکا دل چاہتا مار ڈالتے جسے وہ چاہتے زنبیل مین ڈال لیتے کوئی عیار اور غیر عیار انھین روک نہ سکتا اے شہنشاہ مین سچ سچ عرض کرتا ہون وہ ایسی ہی صدہا عیاریان کر چکے ہین جوتیان میرے سر پر بارہا پڑ چکے ہین دیکھ لیجیے چندیا میری کیسی صاف وشفاف ہے اُنکی جوتیان کھاتے کھاتے چکنی ہوگئی ہے بال سر کے گر گئے ہین انھین کی جوتیون کے تصدق مین ایسی میری چندیا صاف اور چکنی ہوگئی ہے گویا بالخورہ ہوگیا جو کچھ اُنھون نے رنج وصدمے دیے ہین سب مجھکو یاد آتے ہین ہنگام شب اُنکے خوف سے نیند نہین آتی ہے جب کسی بزم عیش مین بیٹھتا ہون اس بزم کی آراستگی پر نظر کرکے خواجہ اور جو اُنھون نے صدمے دیے ہین یاد آجاتے ہین دل بیقرار ہوجاتا ہے اشک آنکھون مین بھر آتے ہین یہی باعث تھا کہ اسوقت مین نے آہ سرد کی اے شاہنشاہ فلک بارگاہ اس امر کا مین نے امتحان کیا ہے کہ جس انجمن مین جس جگہ خواجہ کا نام زبان پر آتا ہے اور ذکر اُنکا ہوتا ہے ضرور وہ بھی وہان موجود ہوتے ہین پس عجب نہین کہ اسوقت وہ یہان تشریف رکھتے ہون عیاری کی تدبیرین ہون صلصال بن دال پہلے تو بختک کی چندیا دیکھکر اور باتین سُنکے بہت ہنسا اور اسکی ہنسی کے سبب سے اہل دربار بھی مسکرائے پھر ہنسی کو ضبط کرکے کہنے لگا اے بختک تم ہمارے دربار مین عمرو سے نہ ڈرو کیونکہ اول تو وہ دزد گردن باریک ہمارے رعب وجلال کی وجہ سے ہمارے دربار مین نہ آئیگا دوسرے اگر آئیگا تو یزک خطائی اُسے گرفتار کریگا عمرو کی کیا مجال جو میرے عیار سے مقابلہ کر سکے ہر چند سُنا ہے کہ عمرو عیار بلاے روزگار ہے مگر مابدولت کے عیار کے روبرو ایک طفل مکتب ہے اگر عمرو ایک ادنی عیاری یزک خطائی کی دیکھ لے تو بصد رغبت شاگرد ہوکر یزک خطائی کے دست و پا چومے خواجہ اول تو تقریر بختک کی سُنکے دل مین خوب ہنسے پھر صلصال کی گفتگو سُنکے ایسا غصہ آیا کہ دربار سے بچالاکی تمام باہر گئے ساقیان مہ جبین نے ساغر بلورین شراب سے مملو کرکے پہلے صلصال کو شراب پلائی پھر اہل دربار کو جام بادۂ تند دے کر مست وسرشار کیا خصوصاً نوشیروان اور آذر برزین بادشاہ تبریز اور بدیع کشتی گیر اور فرامرز وہرمز پسران نوشیروان اور ہمراہیان نوشیروان کو خوب شراب پلائی ہنوز ساقیان مہ لقا شراب پلا رہے تھے اکثر اہل دربار مے گلنار پی رہے تھے بعضے کثرت نشہ بادہ سے مستانہ وار جھوم رہے تھے یکایک بالاے ہوا ایک تڑاقا ہوا شعلے نمود ہوے اہل دربار نے سوے فلک نظر کی دیکھا زمین سے چند گز بلندی پر ایک الیاس مرد ضعیف سوے زمین آیا ہے کہ جسکی ریش سفید طول مین برابر ناف کے ہے اور موے ریش ہفت رنگ یا سہ رنگ ہین لباس

البساز بیتن کیے ہین کہ دمبدم رنگت بدلتا ہی ہاتھ یین اُسکے پاے خر مع سم جواہر نگار ہی منہ سے
ہر نفس شعلۂ آتش نکلتے ہین زبان پر یا خداوندا لات ومنات جاری ہی جب وہ مرد پیر بلندی سے زمین
پر آکر کھڑا ہوا پکارا منم پابوس بزرگوار فرستادۂ خداوندان لات ومنات جسوقت صلصال اور جملہ
اہل دربار نے اُس ضعیف پر نظر کی سب بے اختیار اُٹھے یزک خطائی بھی براے تعظیم اُٹھا بختک نے کچھ
خیال کرکے صلواۃ کو زبان پر جاری کیا اول صلصال نے اپنے تخت چہل زینہ سے اُترکر بعد ادب
پابوس بزرگوار کے قدم چومے پھر ہر ایک اعلے اور ادنے نے شرف قدمبوسی حاصل کیا یزک خطائی نے بھی
برغبت تمام نہایت ادب سے دست وپا چومے اور آنکھوں سے لگائے بختک دور سے دیکھا کیا اور صلواۃ پڑھنے مین
مصروف رہا جب صلصال وغیرہ دست وپاے پابوس بخوبی تمام چوم چکے اسوقت صلصال نے
قریب تر اپنے تخت کے پابوس بزرگوار کو بٹھا کر خود تخت پر بیٹھ کر بعد ادب پوچھا فرمایئے یہ آپکے دوش پر
کیا چیز ہی مرد بزرگ مذکور نے جواب دیا یہ عطیہ خداوندلات کا ہی ایک روز میری پرستش و پرستندگی سے
خوش ہوکر خداوند نے مجھے عنایت کیا تھا بظاہر تو یہ پانون گدھے کا ہی لیکن اس پانون کے اوصاف
بہت ہین مفصل سر دست بیان نہین ہوسکتے مختصر صفت اسکی یہ ہی کہ اگر مین کسی کے تن پر ایک مرتبہ
اسے لگاؤن تو چار ہزار سال کی اُسکی زندگی ہوجاے اسی طرح یہ پاے خر جتنی مرتبہ لگاؤن اتنی
ہی زندگی بحساب مذکور بڑھ جاے صلصال نے دست بستہ عرض کیا مین چاہتا ہون آپ میری عمر
بڑھا دیجیے پابوس بزرگوار نے عرض اُسکی قبول کرکے اُسی پاے خر سے مارنا شروع کیا صلصال
بہ خیال زیادتی زندگی جھکا بیٹھا رہا ہرچند کہ اُسکے اعضا کو صدمہ پہونچتا تھا مگر اُف نہ کرتا تھا جب پابوس
بزرگوار موافق خواہش صلصال پاے خر مار چکا اُسوقت اہل دربار نے بھی یہ عرض کیا کہ اے برگزیدہ
لات ومنات یہ پاے خر معجز نما ہمارے بھی تنون پر لگایئے زندگی ہماری بھی از حد بڑھا دیجیے آپ
بیشک بندۂ خاص خداوندان لات ومنات ہین صاحب کمال ہونے مین آپ کے کوئی شبہہ نہین ہی اور از
عنایت امید ہماری بھی بر لایئے ایسی نعمت عظمی سے ہمین محروم نہ رکھیے پابوس بزرگوار نے خوش ہوکر
اور اپنی ڈارھی پر ہاتھ پھیر کر جواب دیا التماس تم سب کی ہمنے قبول کی اب تم سب جھک جاؤ پشت
ہماری طرف کرو جبتک تم سب انکار نہ کروگے ہم زندگی تمھاری بڑھاے جائینگے سبھون نے عرض
کیا بہت خوب یہ کہکر سب جھک گئے پابوس بزرگوار ہر ایک کی پشت اور سرین پہ پاے خر مارنے لگا
اسوقت عجب تماشا تھا ہر ایک شخص بامید زیادتی زندگی ایک دوسرے پر مار کھانے مین سبقت کرتا تھا
اور خوش ہوتا تھا یزک خطائی بھی بصد آرزو ہزار اعتقاد پاے خر مذکور سے گو بار بار اذیت پاتا تھا
مگر انکار نہ کرتا تھا پابوس بزرگوار بھی برابر سُم خر مارتے تھے جب یزک خطائی تاب ضبط نہ لاسکا
کہنے لگا اب ہاتھ روک لیجیے زیادہ عمر نہ بڑھایئے ہڈیان ٹوٹی جاتی ہین روح صدمے سے نکلی جاتی
ہی یہ کلمات سُنکے پابوس بزرگوار نے ہاتھ روکا اسی طرح جب تک ہر ایک شخص نے یہ نہ کہا کہ اب ہاتھ
روکیے بزرگوار سُم خر لگاے ہی گئے جب نوشیروان اور جملہ اہل دربار کی زندگی بڑھا چکے بختک
سے کہا آ تیری بھی زندگی بڑھا دون اُسنے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا مجھے اپنی زندگی بڑھوانا منظور نہین ہی آپ
مجھے معاف فرمایئے پابوس بزرگوار نے برہم ہوکر آنکھین ملا کر کہا او نالائق تو کہنا ہمارا نہین مانتا ہین

نہین جانتا کہ ہم کون ہین بہتر یہی ہی کہ ہمارا حکم بجا لاؤ ورنہ ہم تجھکو مار ڈالینگے بختک یہ سُنکے خائف ہوا قریب آکر کہنے لگا مین آپ کو خوب جانتا ہون شمہ خر سے جہانتک دل چاہے مجھے ماریے یہ کہکر سر جھکا کر کھڑا ہوا پابوس بزرگوار نے چند بار پاے خر اُسکی پشت و سُرین پر لگایا تھا کہ بختک چلانے لگا اور آواز دردناک سے کہنے لگا بس اب زیادہ عمر نہ بڑھایے اسلیے کہ زیادہ عمر کے بڑھنے مین سامنا موت کا ہو جائیگا بختک ہیوت مر جائیگا یہ کہکر دست بستہ کچھ اشارے سے کہا بزرگوار نے ہاتھ روکا الغرض جب سب اہل دربار عمرانی اپنی ٹرھوا چکے اور پابوس بزرگوار کو سجدہ بھی کر چکے اُسوقت پابوس بزرگوار نے صلصال سے مخاطب ہوکر کہا اے صلصال آگاہ ہو کہ مین فرستادہ خداوندان لات و منات ہون خداوندون نے تمسے یہ فرمایا ہی کہ نوشیروان ہمارا بندہ خاص ہی اہل اسلام سے شکست کھا کر تمھارے پاس آیا ہی تمھین لازم ہی کہ اُسکی بخوبی تمام مدد کرو اور اہل اسلام سے لڑو اسکی تمناے دلی بر لاؤ اسکو اسکے ملکون پر قابض و متصرف کرادو لشکر حمزہ کو تباہ اور برباد کردو جملہ اہل اسلام کو تہ تیغ بیدریغ کرو اگر لڑائی مین زر کثیر کی ضرورت ہو تو صحراے آتش حیران مین قریب کوہ ایک غار ہی اس غار مین جا کر جو کوئی دیکھیگا اُسے ایک تہ خانہ وسیع نظر آئیگا اُس تہخانہ مین صدہا خمہاے زر و جواہر رکھے ہین اُن خمون سے جسقدر دل چاہے زر و جواہر لیکر لڑائی مین صرف کرو اور یہ بھی فرمایا ہی کہ ہر چند ہم مین یہ قدرت ہی کہ لشکر حمزہ صاحبقران کو ایک آن مین نیست و نابود کردین مگر ہم چاہتے ہین کہ تم ہی لشکر حمزہ کو غارت و برباد کرو شرف قتل حمزہ وغیرہ تمھین حاصل ہو بڑے بڑے شاہ و شہریار اور پہلوانان یکتاے روزگار اسی آرزو مین مر گئے کہ ہم حمزہ صاحبقران کو تہ تیغ کرین زندہ نہ رکھین مگر کسی کی یہ امید نہ بر آئی ہمین منظور ہی کہ تمھارے ہاتھ سے حمزہ اور لشکر حمزہ کو قتل کرائین یہ کہکر پابوس بزرگوار خاموش ہوا صلصال نے از حد خوش ہو کر عرض کیا آپ خداوندون سے میری جانب سے عرض کیجیے گا کہ صلصال آپکا بندہ ناچیز حکم آپکا بسر و چشم ضرور بجا لائیگا یہ کہکر ساقیان سیمین ساق سے کہا مے ناب پابوس بزرگوار کو بصد ادب پلاؤ ساقیان گلرخسار پابوس بزرگوار و دیگر اہل دربار کو شراب پلانے لگے ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھکر شراب پینے لگا بعد میکشی کے حکم صلصال سے نازنینان خوبرو و خوش گلو پیش پابوس بزرگوار رقص و نغمہ کرنے لگین جب تھوڑی دیر تک نازنینان مہجبین رقص و نغمہ کر چکین پابوس بزرگوار رقص دیکھکر کہنے لگا اب ہم رخصت ہوتے ہین صلصال نے عرض کیا تھوڑی دیر اور توقف فرمایئے یہ کہکر حکم کیا جلد نہ کشتیان زر و جواہر کی لے آؤ ملازم فی الفور گئے اور بہت سی کشتیان پُر از زر و جواہر لے آئے ملازمون نے باشارۂ صلصال وہ سب کشتیان پابوس بزرگوار کے پیش کش کین کہ پابوس بزرگوار نے کہا اے اہل دربار تم سب اپنی آنکھین بند کرلو میرے کمالات دیکھو صلصال اور جملہ اہل دربار نے آنکھین اپنی بند کرلین پابوس بزرگوار نے فوراً وہ سب کشتیان غائب کردین جب سب نے آنکھین کھول کر دیکھا وہ کشتیان نظر نہ آئین یہ حال دیکھکر اہل دربار کو اور زیادہ تر اعتقاد ہوا الغرض پابوس بزرگوار کشتیان اپنے قبضے مین کرکے اپنی جگہ سے اُٹھے اور صلصال سے رخصت ہوکر چند قدم دربار سے آگے جاکر ایک مقام پر ٹھہر کر مانند سیماب کے اُڑ گئے اہل دربار یہ کیفیت دیکھکر جمیع کمالات پابوس بزرگوار کی ثنا کرنے لگے لیکن بختک نے صلصال سے عرض کیا اے شہنشاہ گیتی پناہ آپنے پابوس بزرگوار کو پہچانا ہی کہ یہ کون ذات پاک مجمع کمالات تھے صلصال نے جواب دیا فرستادۂ

خداوندان لات ومنات پابوس بزرگوار عالی صفات تھے بختک نے ہنسکر عرض کیا حضور یہ جو پابوس بزرگوار
بنکر آئے تھے مین اُنکو خوب واقف ہون وہ جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب معلے القاب بڑے
ذات پاک مجمع کمالات ریش تراشندۂ کافران دسر بریدۂ جادوگران عیار نامدار حمزۂ صاحبقران
عالی وقار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تھے پابوس بزرگوار بنکر تشریف لائے تھے عیاری
کر گئے کمال اپنا دکھا گئے پاے خر سے ہر ایک کو سزا دے گئے اور مجھکو بھی سرفراز فرما گئے اگر
باشارہ اقرار زر وجواہر دینے کا نہ کرتا اسقدر پاے خر سے مجھے مارتے کہ پوست میرے جسم سے
اُتر جاتا افسوس سواے میرے کسی نے اُنھین نہ پہچانا مفت کشتیان زر وجواہر کی لے گئے داغ دلپر
کیا بلکہ چوتڑون پر دے گئے حضور نے یزک خطائی کی بہت تعریف کی تھی اُنھون نے بھی اُنھین
نہ پہچانا حضور نے تو فرمایا تھا کہ اگر عمرو ادنے عیاری یزک خطائی کی دیکھ لیتے تو دست وپاے یزک
خطائی چومتے یہان برعکس واقعہ گزرا یعنے یزک خطائی نے دست وپا بھی چومے اور خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری کو سجدہ بھی کیا سواے میرے سب نے خصوصاً حضور نے عمرو کے دست وپا چومے
اور سجدہ کیا غرض اس تقریر سے یہ تھی کہ ضرور ہی خواجہ عمرو اپنا کمال دکھا گئے اور برخلاف ارشاد
حضور ظہور مین آیا خیر اسی مار پیٹ پر آفت ٹل گئی جان ہر ایک شخص کی بچ گئی بقول شخصے رسیدہ بود
بلائے ولے بخیر گذشت ٭ صلصال نے جواب دیا او بد اعتقاد تو پابوس بزرگوار کو خواجہ عمرو
کہتا ہی ایسی ہی بد اعتقادی تیری اور تیرے بادشاہ کی باعث بربادی ہوئی ہی اے بیوقوف یہ تو خیال کر
کہ اگر عمرو پابوس بزرگوار بنکر آتا تو جانب فلک سے نہ آتا اور منھ سے شعلۂ آتش نہ نکالتا اسطرح
کی ریش اور لباس اُسکے جسم مین نہ ہوتا علاوہ اسکے بادولت نے سُنا ہی عمرو ایک ایک کوڑی
کو ایک ایک اشرفی جانتا اور از حد طامع ہی پس ایسا شخص صحراے آق حیران مین خزانے کا
نشان نہ بتاتا خود ہی خزانے پر اپنا قبضہ کرتا اور کشتیان زر وجواہر کی ایک چشم زدن مین غائب نہ کرتا وقت
رخصت سوے آسمان بلند ہوکر غائب نہو جاتا بختک نے مسکرا کر جواب دیا اے شہنشاہ عمرو عیار بلاے روزگار
ہی سوے فلک سے آنا اسکا کچھ عجب نہین ہی جست کرکے آیا ہوگا اور منھ سے شعلۂ آتش نکالنا عیارون کے
نزدیک کچھ مشکل نہین یہ ایک ادنی سا شعبدہ ہی اور لباس کے بارے مین جو فرمایا عمرو کے پاس دیو جامہ ہی
وہ ایک لمحہ مین صد ہا رنگ بدلتا ہی اور خزانے کا پتا بتانا اسمین کچھ مصلحت ہوگی اور کشتیان
غائب کردینا کچھ جاے عجب نہین ہی اُسکے پاس زنبیل ہی اگر چاہے تو جملہ اسباب روے زمین کو
زنبیل مین رکھ لے کیونکہ زنبیل ایک معجزے کی شے ہی اور فوراً بلند ہوکر اُسکا غائب ہوجانا یہ بھی قرین
قیاس ہی وہ جست جمثل کرتا ہی مثل شعلے کے بلند ہوجاتا ہی اُسکے یہان آنے مین کسی طرح کا شبہہ نہین
مین نے خبر پہلے ہی سُنی تھی کہ خواجہ عمرو مع عیاران لشکر اسلام آئے ہین ہرچند تا دیر بختک نے
اسی طرح کی گفتگو کی مگر صلصال کو خواجہ عمرو کی عیاری کرنے کا یقین نہوا آخر اپنے صداقت قول
کے واسطے اُسی وقت یزک خطائی کو جانب صحراے آق حیران روانہ کیا یزک خطائی بموجب حکم
ایک مشت زر وجواہر اُسی تہخانہ مین سے لے آیا صلصال نے وہ زر وجواہر بختک کو دکھا کر کہا دیکھ
یہ زر وجواہر اور پابوس بزرگوار کے تشریف لانے کا منکر ہو بختک نے عرض کیا اے شہنشاہ مین تو

یہی کہونگا کہ خواجہ عمرو بابوس بزرگوار بنکر تشریف لائے تھے ہنوز بختک یہ کہ رہا تھا کہ وہ ساقی بچہ
جسکو خواجہ عمرو نے بیہوش کیا تھا ہوشیار ہوکر بدحواس و پریشان دربار میں آیا اہل دربار نے اُسے
دیکھا کہ وہ فقط ایک پرانی پھٹی ہوئی لنگی باندھے ہوئے اور از سر تا پا عریان ہے گھبرا گھبرا کر چہار طرف دیکھتا ہے
اور کہتا ہے ارے کسنے کپڑے میرے اُتار لیے صاصال نے ساقی بچہ کا یہ احوال دیکھکر پوچھا کہ
تو کہان سے آتا ہے اسقدر کیون گھبرایا ہے اُسنے دست لبستہ عرض کی خداوندنعمت مین اپنے گھر سے جانب
دربار آتا تھا اثناے راہ مین ایک شخص نے مجھے بُلایا اور کچھ ایسی باتین کین کہ مین اُسکے ساتھ اُس مقام
ویرانہ تک گیا وہان اُسنے کوئی شئی ایسی میرے منھ اور ناک پر لگائی کہ مین فوراً غش کھا کر زمین پر گرا اور بیہوش
ہوگیا ابھی مجکو ہوش آیا وہان سے بھاگ کر یہان آیا نہین معلوم وہ کون شخص تھا ابھی صاصال کچھ کہنے
نہ پایا تھا کہ بختک نے خوب ہنسکر کہا اے شہنشاہ یہ حال سُنا آپ نے اب بھی عمرو کے یہان آنے کا
اور عیاری کرنے کا خیال نہ فرمائیے گا صاصال بظاہر تو قائل نہوا مگر بباطن قائل ہوا واضح ہو کہ درحقیقت
خواجہ عمرو بابوس بزرگوار بنکر آئے تھے اور عیاری کرکے چلے گئے تھے صاصال بدآل عیاری
خواجہ عمرو پر متحیر بیٹھا تھا کہ چند جواسیس آلودہ گرد و غبار دربار مین آئے اور شرائط آداب شاہی
بجالا کر دست لبستہ اسطرح عرض کرنے لگے اے شہنشاہ فلک بارگاہ ہم غلامون نے بچشم خود دیکھا امیر
حمزہ صاحبقران باسپاہ گران راہ بیابان آتش حیران سے چار ہزار شتر پُراز نافہ مشک لیکر مقام
چمن بیلاق تک آئے ہین اور اُسی جگہ فروکش ہین لشکر مین ہر ایک جوان بہادر ہے سرداران لشکر بہا
زبردست ہین باقی خیریت ہے جواسیس تو یہ کہکر دربار سے باہر گئے صاصال یہ خبر سنکے ایسا برہم
ہوا کہ اُسی وقت سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے بہادران ترکستان کون تم سب مین ایسا
جری و دلاور ہے کہ ابھی جاکر حمزہ صاحبقران کو قتل کرے اور سر اسکا روبروے ما بدولت لے آئے اُسوقت
سرداران دست راست سے زال خان پسر کلان صاصال کا اپنے ونگل پر سے کودا اور اپنے پدر سے
کہنے لگا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور سر حمزہ تن سے جدا کرکے لے آؤن ہنوز صاصال نے اجازت نہ دی تھی
کہ بختک نے مسکرا کر کہا اے شہزادہ ذیجاہ اتنی قوت آپ مین نہین ہے کہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کیجیے
اُنکا سر لانا تو بہت دشوار ہے اُنکے سرداران لشکر کا قتل کرنا مشکل ہے خصوصاً لندھور اور مالک اژدر اور
علمشاہ و دیگر سرداران نامی و نامور کو تو کوئی قتل کر ہی نہین سکتا پس تمہارا جانا بیکار ہے تمسے کچھ
نہین ہوسکیگا اگر جاؤگے یا تو قتل ہوجاؤگے یا مسلمان ہوجاؤگے زال خان نے برہم ہوکر کہا اے بختک
کیا تم مجکو بہادر نہین جانتے ہو جو ایسے کلمات واہیات اپنی زبان پر جاری کرتے ہو اب تم جس سردار کو بہت
شجاع جانتے ہو اُسکا نام بتاؤ تا مین لشکر حمزہ مین گھسکر اُسی کو تہ تیغ کردون اور سر اُسکا تیغ آبدار سے کاٹکر
لے آؤن بختک نے قہقہہ مارکر جواب دیا اے شہزادہ نازک اندام ایسے کلام زبان سے نہ نکالو سرداران
حمزہ صاحبقران سے تم ہرگز مقابلہ نکر سکوگے وہ سب نہایت شجاع اور بہادر ہین اُن سب مین ایک
ادنے سردار کرب غازی ہے اگر تمہین دعوے بہادری ہے تو اُسی کا سر کاٹ کر لے آؤ پھر مین یہ تصور کرونگا
کہ کچھ تم بھی دلاور ہو زال خان نے کہا مین کرب غازی کو جاکر قتل کرتا ہون اور سر اُسکا لیے آتا ہون یہ
کہکر پھر اپنے باپ سے اجازت طلب کی صاصال نے خوش ہوکر مع تیس ہزار سواران جرار کے اُسے ..ا کیا

زال خان راہ طے کرکے جب قریب چمن تبیلاق پہونچا ایک جگہ فروکش ہوا اور سرداران لشکر سے کہنے لگا کہ تم
یہان ٹھہرے رہو مین براے مقابلہ کرب غازی جاتا ہون جب تک مین سر اُسکا نہ لاؤن تم یہان سے کہین
نہ جانا سردارون نے عرض کیا تنہا آپ کا جانا اچھا نہین ہی اگر حکم ہو تو ہم سب بھی ہمراہ رکاب حضور چلین
زال خان نے جواب دیا اگر مین تمہین ہمراہ لیجا کر کرب غازی کو قتل کرونگا تو نجتک میری دلاوری مین
شک کریگا اسواسطے مین تنہا جاتا ہون سرداران لشکر یہ سنکے خاموش ہو رہے زال خان اُس جگہ
سے سوے چمن تبیلاق مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوا اُسے تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور
اب یہان سے کچھ حال امیر حمزہ صاحبقران زمان اور سرداران لشکر کا لکھا جاتا ہی کہ جب امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران مع لشکر بمقام چمن تبیلاق فروکش ہوے ایک روز بعد نماز سحر مع لندھور اور
مالک اژدر اور کرب غازی و دیگر سرداران لشکر کو ہمراہ اپنے لیکر براے سیر چمن تبیلاق روانہ
ہوے تھوڑی دور جاکر ایک ایسے میدان سبزہ زار مین پہونچے کہ ہر جانب اس میدان پر فضا
مین گلہاے رنگارنگ کھلے تھے اور مرغان خوش الحان نغمہ سرائی کرتے تھے اور اکثر چشمے جاری تھے
ہنوز حمزہ صاحبقران سیر کر رہے تھے فرحت دل کو حاصل ہو رہی تھی فتاح پلنگینہ پوش ہمراہ کرب غازی
ایک خیمہ مین میکشی کر رہا تھا اکثر سرداران لشکر ہمراہ امیر باتوقیر سیر کر رہے تھے اور تماشاے صناعی باغبان
قضا و قدر کر رہے تھے بوے گلہاے رنگارنگ سے دماغ معطر تھے کہ سامنے سے زال خان
نمایان ہوا جب قریب خیمہ آیا گھوڑے کو روک کے فتاح پلنگینہ پوش سے پوچھنے لگا تم سب یہان
کہان سے آئے ہو اگر لشکر حمزہ سے ہو تو بتاؤ کہ دربان زادہ جسکا نام کرب غازی ہی وہ کہان ہی
مین اُسکا سر لینے آیا ہون فتاح نے بصد غضب جواب دیا او بیہودہ گو خاموش ہو کلمات واہیات زبان
پر جاری نہ کر ہمارے آقا اور مالک کو برا نہ کہہ ورنہ ابھی زبان تیغ تیز سے تجھے جواب دونگا یا زبان
تیری تیرے دہن سے کھینچ لونگا زال خان نے کہا تو بیکار آمادہ پیکار ہی نشان اُس دربان زادے
کا مجھے بتا دے تا مین اُس سے مقابلہ کرکے سر اُسکا کاٹ کر اپنے والد کی خدمت مین لیجاؤن دربار شہنشاہ
مین بہادر مشہور ہون بختک سے خواستگار تحسین و آفرین ہون یہ کہکر خاموش ہوا کرب غازی کہ
میکشی کر رہا تھا یہ کلمات بیہودہ سنکے نہایت غضبناک ہوا فوراً خیمہ سے نکلکر ابرش گل اندام سکندری
پر سوار ہوکر نعرہ کیا او بدزبان آگاہ ہو کہ میرا ہی نام کرب غازی ہی اگر تجھکو مجھ سے آرزوے جنگ ہی
تو مقابلہ کر زال خان یہ سنکے گھوڑا اڑا کر قریب کرب غازی کے آیا اور نیزہ سینۂ بے کینۂ کرب غازی
پر مارا کرب نے اُسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روک کر کہا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ؛
ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛ یہ کہکر بصد قہر و غضب نیزہ مارا اُسنے بھی بفن سپہ گری نیزے کو روکا اسطرح
تھوڑی دیر باہم نیزہ بازی ہوئی حمزہ صاحبقران اور سرداران لشکر دیکھا کیے آخرکار زال خان
نے نعرہ کرکے بقوت تمام سینہ کرب غازی پر نیزہ لگایا جب نیزہ قریب سینہ آیا کرب غازی نے ہاتھ اپنا
بڑھا کر اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈال کر نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا پھر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر زین فرس سے
اُسے اُٹھا کر سر سے بلند کرکے اور چرخ دے کے زمین پر آہستہ پٹکا اور جلد گھوڑے سے اُتر کے اُسکے سینے
پر سوار ہوکر ارادہ کیا کہ تیغ سے سر اُسکا جدا کرے زال خان طالب امان ہوا کرب غازی نے کہا

تا وقتیکہ تو مسلمان نہو گا امان تجھکو نہ دونگا موت تیرے سر سے نہ ٹلیگی زال خان نے یہ سنکے خوف جان سے مسلمان ہونے کا اقرار کیا کرب غازی نے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا صدق دل سے دین اسلام نہ قبول کیا القصہ جب زال خان کلمہ زبان پر جاری کر چکا کرب غازی اُسکے سینے پر سے اُترا زال خان نے زمین سے اُٹھکر قدم کرب غازی پر سر رکھا کرب نے کہا اے بہادر دیکھ یہ ہمارے آقا اور مالک امیر حمزہ صاحبقران عالیشان ہین انھین تسلیم کر اور شرائط فدویت بجا لا سر میرے قدم سے اُٹھا لے زال خان نے بموجب ارشاد کرب غازی عمل کیا امیر با توقیر نے سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھا کر موافق اُسکے مرتبہ کے اُسپر عنایت و مہربانی کی جبکہ بخوبی تمام سیر اُس میدان کی کر چکے زال خان کو مع کرب غازی وغیرہ کے لشکر مین لائے اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زال خان کو جانب راست ایک ڈنگل پر بیٹھنے کا حکم دیا وہ مکار خوش ہو کر آداب بجا لا کر ڈنگل پر بیٹھا امیر با توقیر نے نام پوچھا اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا اے امیر کشور گیر مین بڑا بیٹا صلصال کا ہون حمزہ صاحبقران نے جو حالات فوج و لشکر صلصال دریافت کیے اُس بد انجام نے عرض کیا صلصال کے پاس لشکر کثیر ہے صد ہا بلکہ ہزار ہا بڑے بڑے نامی سردار اور پہلوان اُسکے فرمانبردار ہین اسی طرح تا دیر اپنے باپ کے جاہ حشمت کی ثنا کرتا رہا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے جملہ حالات لشکر صلصال سنکے میر منشی کو طلب کیا جب وہ آیا امیر نے فرمایا ہماری جانب سے ایک نامہ صلصال کو اس مضمون کا لکھو کہ اگر اپنی بہتری منظور ہو تو بمجرد پہونچنے اس نامہ کے نوشیروان کو ہمارے حوالے کر دو اور دین اسلام سے مشرف ہو میر منشی نے موافق حکم بعد لکھنے حمد و نعت کے مضمون مندرجۂ بالا تحریر کیا جب نامہ لکھکر تمام کیا سر نامہ پر مہر بادشاہ اسلام کی ثبت کی گئی جب تکمیل نامہ ہو چکی امیر با توقیر نے کاسۂ عفریت مین شربت منگوا کر بارگاہ سلیمانی مین رکھوا دیا اور فرمایا ہے کون ایسا بہادر ہے کہ اس نامے کو صلصال کے پاس لیجائے اور جواب اس نامے کا لائے اسوقت اکثر سرداران دست راست نے ارادہ کیا تھا کہ سب کے پہلے مالک اژدر نے اپنے ڈنگل سے اُٹھکر قدرے شربت پیا اور حمزہ صاحبقران سے عرض کیا امیدوار ہون کہ اس نامے کو مین لے کر جاؤن اور جواب لیکر آؤن امیر با توقیر نے خوش ہو کر اشارہ کیا مین بھی یہی چاہتا تھا کہ تم ہی جاؤ اچھا بسم اللہ نصر من اللہ و فتح قریب نامہ لے کر روانہ ہو مالک اژدر نامہ لے کر بارگاہ سلیمانی سے برآمد ہوئے اپنا فرس بیمثال طلب کیا اور اپنے لشکر کو مسلح ہونے کا حکم دیا جملہ اہل لشکر فی الفور مسلح و مکمل ہوئے مالک اژدر مرکب پر سوار ہوئے ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ باز مرکبون پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوئے اِدھر تو مالک اژدر نامہ لیکر مع فوج روانہ ہوئے اور پہلوان عادی نے شربت جو بصورت کاسۂ عفریت مین تھا خوش ہو کر پی لیا ایک قطرہ بھی ظرف مین باقی نہ رکھا ناظرین پر واضح ہو کہ جب کاسۂ عفریت مین شربت رکھا جاتا تھا اور کوئی بہادر حکم بادشاہ لشکر یا ارشاد امیر با توقیر سے کسی قدر شربت پی کر برائے انصرام کار جاتا تھا پہلوان عادی کل شربت پی جاتے ہین اُنکی بھوک اور پیاس سے ناظرین دفتر خوب واقف ہین مکرر بیان کرنا بیفائدہ ہے اب مالک اژدر جو نامہ لے کر روانہ ہوئے ہین اُنکو تو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب کچھ حال زال پسر صلصال کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مکار بعد جانے مالک اژدر کے اپنے دلمین خیال کرنے لگا

کہ جب ملاک آذر میرے پدر کے دربار مین جائیگا عجب نہین کہ میرے مسلمان ہونے کا احوال بیان
کرے اور یہ امر تیرے حق مین اچھا نہین ہی موجب ذلت و توہین ہی لہذا کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ پیش پدر
اور بختک مجھے ذلت نہو یہ خیال کرکے وقت کا منتظر رہا ایک روز حمزہ صاحبقران زمان سے اجازت
شکار کھیلنے کی لیکر تنہا وقت سحر جانب صحراے سبزہ زار روانہ ہوا اثنائے راہ چمن سیلاق مین دیکھا کہ حارث
بن شقال شاہ سیر گلہاے رنگارنگ کر رہا ہی اور بصد سرور عالم جوانی مین میکشی کر رہا ہی ایک چھوٹا سا
خیمہ استادہ ہی اسمین بیٹھا ہوا ہی چند خادم و خدمتگار دست بستہ حاضر ہین کثرت نشہ شراب سے جھوم رہا ہی
زال خان نے حارث بن شقال شاہ کے پاس جاکر پوچھا ای برادر تم یہان کسوقت آئے حارث
نے جواب دیا تھوڑی دیر ہوئی کہ مین امیر سے اجازت سیر کی لیکر یہان آیا ہون تم بھی آؤ شراب پیو لطف
زندگی اٹھاؤ بعد مرنے کے بیادہ کشی اور سیر کجا نہین معلوم بعد مرگ کیا گذرے گی بقول شخصے ۔ اب تو
آرام سے گذرتی ہی ٭ عاقبت کی خبر خدا جانے ٭ زال خان نے گفتگوے حارث سنکے دلمین خیال کیا کہ
کب تک تو لشکر حمزہ مین رہیگا اہل اسلام مین اوقات بسر کریگا مناسب یہ ہی کہ اپنے باپ کی خدمت مین چل یہ
جوان حارث بن شقال شاہ بھی ایک جوان نامی ہی سر اسکا تیغ سے کاٹ لے اگر سر کرب غازی ہاتھ نہ آیا
تو اسی کا سر کاٹ کر خدمت پدر مین چل کچھ تو دربار پدر مین سرخروئی حاصل کر یہ اپنے دلمین گفتگو کرکے فوراً تیغ آبدار
کھینچی اور حارث بیچارہ پر حملہ کیا حارث کہ نشہ شراب سے جھوم رہا تھا اور قضا بھی دامنگیر تھی اتنی مہلت
بھی قضا نے نہ دی کہ اٹھے اور وار روکے تلوار سر پر جو پڑی تا دو ابرو اتر آئی اجل نے شکل اپنی دکھائی
حارث بن شقال شاہ غش کھاکر زمین پر گرا زال خان نے فوراً سر اسکا تن سے جدا کیا خادم
و خدمتگار جو حارث کے تھے انہین اتنی قوت نہ تھی کہ زال خان سے مقابلہ کرتے سواے گریہ و زاری
انسے کچھ نہو سکا زال خان سر حارث لیکر وہان سے اپنے لشکر مین گیا ادھر خادمان حارث لاشہ بیسر
حارث اٹھا کر جانب لشکر اسلام چلے ادھر زال خان لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر جلد راہ طی کرکے اپنے باپ
کے دربار مین پہونچا اور رومال مین سر حارث باندھ کر آگے اپنے باپ کے ڈال دیا اور کہا ای پدر زندیجاہ
ملاحظہ ہو کہ مین سر کاٹ کرکے آیا صلصال نے نہایت خوش ہو کر جانب بختک دیکھا بختک نے متحیر ہو کر
کچھ خیال کرکے کہا ای شہنشاہ آپ شادمان نہون بلکہ نالہ کنان ہون کیونکہ مجکو یقین نہین ہی کہ یہ سر کرب
کا ہی کرب غازی کا قتل کرنا نہایت دشوار ہی یہ اور کسی کا سر ہوگا اب آپ زندگی سے مایوس ہون بہادران
لشکر حمزہ سے اب کوئی بہادر آکر اسے قتل کریگا جس مسلمان کا یہ سر کاٹ کر لائے ہین اسکے خون کا انتقام
لیگا انھین قتل کریگا یہان تو صلصال گفتگوے بختک سن رہا تھا وہان خادمان حارث لاشۂ حارث
روبروے بادشاہ لشکر لیگئے اور جو احوال گذرا تھا بیان کیا حمزہ صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام
کو جو حارث کے قتل ہونے کا ملال ہوا فوراً کاسۂ عفریت مین شربت منگوا کر رکھوا دیا اور کہا کون ایسا
جری ہی کہ شربت کو پی کر قاتل حارث کا سر لائے کرب غازی اسنے فوراً ڈنگل سے اٹھکر کچھ شربت پیا
اور جلد بارگاہ سلیمانی سے باہر جاکر بوق بجایا گھوڑے جو لشکر کرب کے تھے اور صحراے سبزہ زار مین
پھر رہے تھے آواز بوق سنکے سب یکبارگی لشکر مین آئے کرب نے دوبارہ بوق ترکی بجایا قزاقون نے
گھوڑون کو زین و لجام سے آراستہ کیا بار سوم کرب غازی نے جو بوق بجایا جملہ قزاق مرکبون پہ سوار ہوگئے

پیادے

فتاح پلنگینہ پوش بھی گھوڑے پر سوار ہوا جب کل قزاق سوار ہوچکے کرب غازی بھی ابرش گل اندام پر سوار ہوا اور جانب دربار صلصال روانہ ہوا سب قزاق ہمراہ رکاب ہوئے کرب غازی قبل پہونچنے مالک اژدر کے قریب دارالامارۃ صلصال پہونچا کیونکہ کرب غازی نے بصد عجلت راہ طی کی اور مالک اژدر راستہ سے راہ مین ٹھہرتا ہوا سیر کرتا ہوا آتا ہی حال اُسکا بھی عنقریب لکھا جائیگا الغرض جب کرب غازی قریب مقام دربار صلصال پہونچا ملازمان صلصال نے شور وغل کیا صلصال شور وغل سُنکے گھبرایا بختک شور مردم سُنکے بے اختیارانہ اُٹھکر دربار مین مسخرہ پن کرنے لگا ناچ کر کہنے لگا اے شہنشاہ ہوشیار ہوجائیے قضا حضور کے صاحبزادے کی آگئی یقینی کوئی سردار لشکر اسلام سے آتا ہی زال خان کو جلد چھپائیے یہان سے انکو بھگائیے میرے کہنے پر عمل فرمائیے ورنہ پچھتائیے گا اس اپنے فرزند کے الم مین روئیے گا ہنوز بختک یہ کہہ رہا تھا اور صلصال بختک کی باتون پر برہم ہوا تھا کہ دارالامارۃ صلصال پر کرب غازی پہونچا دربانون نے بڑھکر روکا کرب غازی نے چند دربانون کو ہلاک کرکے اپنے لشکر کو باہر چھوڑکر اندر دربار کے قدم رکھا اور مثل شیر غضبناک داخل بارگاہ ہوکر زال خان سے مخاطب ہوکر کہا او نامرد تو مجھسے زبردست ہوکر بیکر مسلمان ہوا اور موقع پاکر سر حارث کا کاٹ کرکے آیا اب تیرا کہ تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر ایسی تلوار لگائی کہ سر زال خان کا تن سے جدا ہوکر زمین پر گرا لاشہ اُسکا مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا یہ واقعہ دیکھکر اہل دربار نے چاہا کہ کرب غازی سے اُٹھکر مقابلہ کرین لیکن صلصال نے اس امر سے سب کو باز رکھا اور کہا ہرچند کہ زال خان میرا فرزند تھا لیکن اُسنے بزدلی کی تھی اُسکی سزا یہی تھی خوب ہوا کہ اس بہادر نے اُسے ہلاک کیا مین اس جوان کی دلاوری سے بہت خوش ہوا خبردار کوئی اس جرار سے آمادۂ پیکار نہو صلصال تو یہ کہکر خاموش ہوا مگر کرب نے سر اُسکا اور حارث کا اُٹھاکر احتیاطاً یہ آواز بلند کہا کہ ای کافران بدکردار اب مین زال خان کو قتل کرکے جاتا ہون اس دربار مین جسکا دل چاہے اُٹھکر مجھے روکے اور خون زال خان کا قصاص چاہے بختک نے جواب دیا حضور بخیر وخطر تشریف لیجائین یہان کوئی آپکو نہ روکیگا کسی کو اپنی زندگی دشوار نہین ہی جسے تمناے مرگ ہو وہ آپسے آمادۂ رزم وپیکار ہو کرب غازی یہ سُنکے بیرون دربار آیا اور اپنی فوج کو اپنے ہمراہ لیکر جلد راہ کو طی کرکے خدمت حمزہ صاحبقران مین گیا پہلے سر زال خان کا روبروے امیر ڈالدیا بعدہ سر حارث بن مشقال شاہ کا دیا امیر کشور گیر نے حکم دیا کہ سر حارث کا تن سے ملاکر غسل وکفن دیکر دفن کرو ملازمون نے فوراً تعمیل حکم کی یہان تو بعد دفن حارث بادشاہ لشکر اسلام اور حمزہ صاحبقران و دیگر سرداران لشکر اسلام صدمۂ حارث بن مشقال شاہ مین ہین انھین تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی مگر اب احوال دربار صلصال اور مالک اژدر کا تحریر کیا جاتا ہی جب کرب غازی زال خان کو قتل کرکے چلا گیا صلصال نے حکم دیا لاشہ زال خان کا اُٹھایا جاوے بموجب حکم ملازمون نے لاشہ مذکور اُٹھایا اور موافق اپنی ملت کے جملہ سامان کیا ہنوز ملازم حکم صلصال بجالاکر دربار مین آکے بیٹھے تھے کہ چند جواسیس نہایت پریشان خاطر وبدحواس روبروے صلصال آئے شاہ ترکستان نے پوچھا تم کیون اسقدر گھبراے ہوے آئے ہو کیا خبر لائے ہو جلد بیان کرو اُن کافرون نے اُس کافر خاسر کو ماتم اُٹھاکر زبان اُردو مین اسطرح دعاے بد دی لمولفہ - ای شہ کافران زشت عمل + ہی تمنا کہ تیری آئے اجل +

جاے تو جلد تر جہنم مین * شاد و خرم ہون ہم تیرے غم مین ٭ اکثر اہل دربار نے کہ وہ ترکی تھے زبان اُردو نہ سمجھکر
کہا تمھارے منھ مین گھی اور شکر جملہ خداوند جلد ایسی ہی تقدیر کرین کیا خوب تمنے ہم سب کو دعا دی ہی
ہم بھی اکثر ایسی ہی دعا کیا کرتے ہین خیر اب بیان کرو کہ کیا خبر وحشت اثر لاے ہو جواسیس نے تب
صلصال سے مخاطب ہوکر عرض کیا اے شہنشاہ واضح ہو کہ مالک اژدر سردار نامی و نامور نامہ بادشاہ
لشکر اسلام کا لیکر بہ جمعیت ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ بازون کے فلان مقام تک آیا ہی تھوڑی دیر مین
اس دربار مین داخل ہوگا باقی خیریت ہی جواسیس تو یہ خبر دے کر چلے گئے صلصال بدمآل یہ خبر
سُنکے متردد ہوا بختک نے صلصال سے کہا اے شہنشاہ مالک اژدر کا یہان آنا اچھا نہین ہی وہ
بہت بڑا سردار لشکر اسلام کا ہی اگر وہ یہان چلا آئیگا آج ہی اہل دربار کا خاتمہ ہو جائیگا اگر اُسے غصہ
آجائیگا تو کسی کو اہل دربار سے زندہ نہ چھوڑے گا سب کو قتل کریگا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ حضور
کسی اپنے سردار لشکر کو روانہ فرمائین تاکہ وہ نامہ اُس سے لے آئے اگر وہ نامہ نہ دے تو سردار آپ کی
سپاہ کا اُسے قتل کرے صلصال نے راے بختک کی پسند کر کے قلیچ خان اپنے پسر کو مع فوج کثیر
اُسی وقت روانہ کیا جب قلیچ خان روبروے مالک اژدر پہونچا مع لشکر ٹھہر کر نامہ طلب کیا مالک
نے کہا مجکو حکم میرے مالک کا یہی ہی کہ نامہ صلصال کے ہاتھ مین دون ہرگز تمھین نہ دونگا قلیچ خان
رعب وشان مالک اژدر سے ایسا خائف ہوا کہ مائل جنگ نہوا اور اسی وقت ایک سوار سے کہا کہ جلد جا
اور جو کچھ تو نے گفتگوے مالک سُنی ہی میرے پدر سے بیان کر اور جو کچھ وہ فرمائین جلد مجھسے آکے اظہار کر
سوار بموجب حکم دربار مین آیا اور صلصال سے دست بستہ کہنے لگا اے شہنشاہ مالک اژدر سے نامہ طلب کیا تھا
وہ نامہ نہین دیتا ہی کہتا ہی کہ یہ نامہ دست شہنشاہ مین دونگا اب جو حکم ہو مین جاکر شہزادہ ذیجاہ سے کہدون
صلصال یہ احوال سُنکے نہایت برہم ہوا اور اسی حالت غضب مین فیلان خان اپنے فرزند کی طرف
دیکھکر کہا اے پسر تو بھی مع فوج جلد جا اور مالک اژدر سے کہ نامہ دیدے اگر وہ نامہ نہ دے تو سر اُسکا کاٹکر
لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا فیلان خان بحکم پدر سُنکے بہ جمعیت سپاہ ہمراہ اُس سوار کو لے کر روانہ ہوا جب
سامنے مالک اژدر کے پہونچا کہنے لگا اے مالک اژدر اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو نامہ میرے حوالے کرو
چندے یہان توقف کرو مین نامہ خدمت والد مین ارسال کردونگا اور جو کچھ وہ فرمائین گے اُس حکم سے تمھین
اطلاع دونگا مالک اژدر نے جواب دیا یہ نامہ مین تمھارے باپ کے ہاتھ مین دونگا تمھین نہ دونگا اور اگر لڑوگے
تو لڑونگا قلیچ خان نے کہا اے مالک اژدر بہتر جنگ سے صلح ہی نامہ دینے مین حجت و تکرار نہ کرو مناسب
یہ ہی کہ نامہ دے دو ہمارے کہنے پر عمل کرو مالک نے پھر انکار کیا فیلان خان اور قلیچ خان کو غصہ آیا
دونون نے فوراً نیزہ و شمشیر لیکر حملہ کیا مالک اژدر نے غضبناک ہوکر وار اُنکے روک کر دونون کے ہاتھون سے
نیزہ و شمشیر چھین کر دونون ہاتھ اپنے اُن دونون کی زنجیر کمر مین ڈال کر نعرۂ اللہ اکبر کہکے زین سے مرکبون کے
اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے دونون کو باہم اسطرح ٹکرایا کہ سر دونون کے باہم ٹکرا کر پاش پاش ہوگئے جب وہ مر گئے
اُنکو زمین پر ڈال دیا لشکریان فیلان اور قلیچ خان نے یہ واقعہ جان گداز دیکھکر مالک اژدر پر یکبارگی
حملہ کیا اسطرف سے دلاوران لشکر مالک بھی بڑھے لڑائی ہونے لگی سر و تن مین جدائی ہونے لگی زمین خون
[illegible] گلنار ہونے لگی صداے شمشیر و خنجر تا بہ فلک جانے لگی کمانین کڑکنے لگین تیر چلنے لگے نیزے جگر کے پار ہونے لگے

مالک اژدر نے ہزارہا کافرون کو قتل اور زخمی کیا بعد تھوڑی دیر کے کفار تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگے اور جلد راہ طی کرکے خدمت صلصال مین آئے تمام حال جنگ بیان کیا صلصال کو صدمہ ہوا بختک نے کہا ای شہنشاہ اب مالک اژدر یہان آئیگا آپ اسکو اپنے دربار مین ذلیل اور کرسی پر نہ بٹھایئے گا اُسے کہین بیٹھنے کا حکم نہ دیجیے گا اُسنے آپ کے فرزندون کو قتل کیا ہی آپ اُسے اپنے دربار مین ذلیل کیجیے گا ابھی بختک نابکار یہ کہہ رہا تھا کہ مالک اژدر اپنے لشکر کو بیرون دربار چھوڑکر آپ تنہا دربار مین آیا اور بطریق خداپرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا مالک نے کچھ انتظار کیا کہ صلصال میرے بیٹھنے کے بارے مین کچھ کہے جب صلصال نے بیٹھنے کو نہ کہا اُسوقت مالک اژدر نے دیکھا کہ گنجم خان پسر خُرد صلصال ایک کرسی جواہرنگار پر بیٹھا ہی بس قریب اُسکے جاکر کرسی سے اُسے اُٹھا کر کہا ای طفل اُٹھ تا مین اس کرسی پر بیٹھون اور نامہ دے کر جواب لیکر چلا جاؤن جس وقت یہ تقریر مالک اژدر کی صلصال نے سُنی بے اختیار مُسکرایا کیونکہ اسطرح مالک نے کہا تھا کہ صلصال اُسکے تیور دیکھکر مسکرایا اور خوش ہوکر کہا ای بہادر کرسی پر بیٹھ جا مالک اژدر کرسی پر بیٹھا شاہ ترکستان نے اپنے فرزند گنجم خان کو زینۂ چہارم تخت پر بٹھا لیا اُسوقت بختک نے باشارہ صلصال سے کہا کہ اسے کچھ سزا دیجیے شاہ ترکستان نے بہ اشارۂ چشم و ابرو جواب دیا یہ نامہ دار ہی اس سے دشمنی کرنا اچھا نہین ہی بختک کو یہ امر گونا گوار ہوا مگر خاموش بیٹھا رہا جب زر و جواہر نامہ پر نثار ہوچکا اور جو قواعد نامہ دینے کے تھے وہ سب تکمیل پاچکے اُسوقت مالک اژدر نے نامہ صلصال کو دیا اُسنے نامہ پڑھوا کر سُنا بعد سُننے کے برہم ہوکر جواب مین اُسکے یہ لکھوا دیا کہ ہمین مسلمان ہونا اور نوشیروان کو تمھارے حوالے کرنا منظور نہین ہی ہم تُمسے لڑینگے جہان تک ممکن ہوگا تمھین اور تمھارے لشکر کو قتل کرینگے یہ عبارت لپشت نامہ پر لکھوا کر نامہ مالک اژدر کے حوالے کیا مالک اژدر جواب نامہ لے کر دربار صلصال سے باہر جاکر اپنے مرکب پر سوار ہوا اور مع اپنے لشکر کے اُس جگہ سے کوچ کیا بعد قطع راہ جب خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام مین گیا جواب نامہ دے کر تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا امیر اور بادشاہ لشکر اسلام تمام حال سُنکے خوش ہوے اور ارادہ آگے چلنے کا کیا اُدھر صلصال نے سامان جنگ کرنا شروع کیا

داستان ذکر بیتابی و بیقراری عیاران لشکر اسلام کا عشق فتانہ مین اور گرفتار ہوکر رہا ہونا اُنکا مع بیان عیاری خواجہ وقران

کدھر ہی تو ای ساقی نیک پی
رہے صورت یار پیش نظر
وہ مے جس سے ہی گرم بازار حسن
وہ مے جس سے ہی دل برشتہ کباب

عطا کر مجھے جلد اک جام مے
وہ مے جس سے ہی مشکبو کوے عشق
وہ مے جس سے ہی رونق کار حسن
پلادے جو ایسی مے بے نظر

وہ مے جسکے پینے سے ای خوش سیر
وہ مے جس سے گلرنگ ہی روے عشق
وہ مے پھول جسکا ہی رشک گلاب
تو لکھے سمند قصہ دلپذیر

عاشقان شاہد رعناے تحریر و کاتبان داستانہاے دلپذیر اس داستان بیمثل کو اسطرح رقم کرتے ہین کہ جس روز سے عیاران لشکر اسلام نے چہرہ زیباے فتانہ دختر یزک خطائی کو دیکھا تھا ہر ایک عیار سواے خواجہ عمرو کے اُس گلپیرہن غنچہ دہن پر عاشق ہوگیا تھا اور ہر ایک بے حجابانہ خواجہ عمرو سے کہتا تھا

کہ اگر آپکی تدبیر سے فتانہ تک ہماری رسائی ہوجاے تو ہمکو جسقدر مال و زر ممکن ہوگا آپکو دینگے قبل اسکے لکھا گیا ہی
کہ خواجہ مکان یزک خطائی مین گئے تھے اور خندق مین گر پڑے تھے پھر کتے کی کھال پہنکر عیاری کی تھی فی الحال
بھی ہر ایک عیار نے براے مطلوب خواجہ سے کہا عمرو نے خیال کیا کہ اگر برق کے واسطے فتانہ کو لاتا ہون
تو قران اور دیگر عیاران اسلام کو ملال ہوگا اسی طرح جس عیار کے بارے مین اسکے مطلب دلی کے واسطے
کوشش کرونگا اور تمنا اُسکی برلاؤنگا اور سب عیارون کو صدمۂ عظیم ہوگا یقین ہی کہ فساد و فتنہ براے
فتانہ برپا کرینگے پس بہتر ہی کہ اِس امر مین دخل نہ دینا چاہیے چنانچہ خواجہ نے ہر ایک سے کہا تم اس مقدمہ
مین مجھسے کچھ نہ کہو آپ ہی اپنے حصول مطلب کے واسطے کوشش کرو تم مین سے جو کوئی فتانہ کو لے آے
اور فتانہ اُس سے راضی ہوئے وہی اُسکے وصل سے شادکام ہو عیاران لشکر اسلام یہ تقریر خواجہ کی سنکے
اعانت خواجہ عمرو سے مایوس ہوے شب و روز جدائی فتانہ مین آہ و نالہ کرنے لگے اور مثل ماہی بے آب
اُسکی مفارقت مین تڑپنے لگے آنکھون کو اشک سے پرنم کرنے لگے آخر ایک روز ہنگام شب تاب
صدمۂ جدائی نہ لاکر جملہ عیاران لشکر اسلام زیر قصر فتانہ گئے اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے گاہ غم دوری
سے نالہ و فریاد کرنے لگے یزک خطائی احوال عیاران لشکر اسلام سے ماہر ہوکر جملہ اپنے شاگردون کو
جمع کرکے اُنکی گرفتاری کے واسطے ایک گوشہ مین بیٹھا اور جابجا اپنے عیارون کو اُنکے گرفتار کرنے کو
متعین کیا عیاران لشکر اسلام نے بعد نالہ و بکا ارادہ کیا کہ دیوار قصر فتانہ پر جائین اور ممکن ہو تو فتانہ کو قصر سے
نکال لائین اول شہاب خرقہ پوش گیا ہنوز دیوار قصر سے اندرون قصر اُترا تھا کہ یزک خطائی اور اُسکے
شاگردون نے اُسے حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کیا بعد اُسکے گلباد عراقی گیا دیوار قصر پر سے روے زیباے
فتانہ دیکھکر آہ سرد کھینچکر بیہوش ہوکر درون قصر گرا اُسے بھی یزک خطائی نے قید کیا اِسی طرح جملہ عیاران
لشکر اسلام کو جو ہمراہ خواجہ ترکستان مین آئے تھے یزک خطائی نے گرفتار کیا فقط مہتر قران اور
خواجہ گرفتار نہوئے جب صبح ہوئی یزک خطائی نے جملہ عیارون کو بازار گندم فروشان مین جو قیدخانہ تھا
اُسی زندان مین قید کیا اور اپنے شاگردون سے کہا کہ تم سب اِس قیدخانہ کے گرد رہو بخوبی حفاظت کرو شاگردان
یزک خطائی عیاران لشکر اسلام کو قید کرکے دربار مین گیا اور تمام حال عیاران لشکر اسلام کا جاکر
صلصال سے بیان کیا بختک نے یہ احوال سنکے کہا عیارون کو قتل کر ڈالو ورنہ عمرو سب کو قید سے
رہا کرکے لیجائیگا یزک خطائی نے جواب دیا آج شب کو عمرو براے رہائی عیاران ضرور آئیگا مین اُسکو
گرفتار کرونگا کل وقت سحر جملہ عیاران لشکر اسلام کو مع خواجہ عمرو کے قتل کرونگا یہ کہکر یزک خطائی
دربار سے چلا گیا عمران خطائی نے مہتر قران سے آکر کہا کچھ تمھین خبر بھی ہی تمھارے ساتھ جتنے عیار
یہان آئے تھے وہ سب گرفتار ہوگئے یزک خطائی نے اُنھین قیدخانہ مین قید کیا ہی قران نے پوچھا
وہ قیدخانہ کہان ہی عمران نے نشان زندان بتایا ہنگام شب مہتر قران نے ایک حمام کہنہ مین کہ قریب
زندان تھا بیٹھکر نقب لگانا شروع کی یہان تک کہ دہنۂ نقب قیدخانہ مین جاکر وا کیا اور جملہ عیارون کو
جو قید تھے اُنھین رہا کرکے راہ نقب سے لے آیا اور باقی ماندہ شب خانۂ اخی سعید مین مع جملہ عیارون کے
بسر کی وقت سحر یزک خطائی نے زندان مین عیارون کو نہ دیکھا نہایت حیران ہوا دل مین کہنے لگا تمام
شب تو مین نے مع اپنے شاگردون کے حفاظت کی قیدخانہ کے گرد پہرا دیا کیے نہین معلوم عمرو کس طرح

عیاروں کو رہا کرکے لیگیا یہ تقریر اپنے دل سے کرکے ہر طرف جستجوے نقب کرنے لگا بعد تلاش بسیار حمام کہنہ مین نشان نقب ملا بزرک خطائی حمام سے جانب دربار صلصال جاتا تھا اثناے راہ مین ایک پیر نہایت خمیدہ کمر نظر آیا اُس ضعیف نے دست رعشہ دار اُٹھاکر بزرک خطائی کو سلام کیا اور کہا جو عیار تمنے گرفتار کیے تھے وہ رہا ہوکر ایک مکان مین شب کو رہے تھے اسوقت اُسی مکان مین ہین بزرک خطائی نے پوچھا کہ وہ مکان کہان ہی بڈھے نے کہا تم میرے ساتھ آؤ مین تمھین بتادون بزرک خطائی ہمراہ اُسکے چلا بڈھا بوجہ ناتوانی اور اپنے مطلب کے خیال سے آہستہ قدم اُٹھانے لگا بزرک خطائی کسی قدر آگے بڑھ گیا اسوقت پیر مذکور نے بصد چالاکی وہی کلاہ جسمین بڑے بڑے موتی ٹکے ہوے تھے سر بزرک خطائی سے اُتار کر ایک مکان کے کوٹھے پر جست کی اور نعرہ کیا منم عمرو دیکھ یون عیاری کرتے ہین بزرک خطائی نے پیچھے پلٹ کر کہا او ظالم غضب کیا تونے کہ کلاہ میری بہ مکر و فریب سے لی ارے یہ کلاہ میری خراج ملک مین کی قیمت رکھتی ہی بہتر اور مناسب یہ ہی کہ ٹوپی میری مجھے دیدے ورنہ مین تجھے مار ڈالونگا اگر تو بھاگیگا مین تیرا تعاقب کرونگا تجھے یہ کلاہ لے کر نہ جانے دونگا خواجہ عمرو نے تمام تقریر اُسکی سُنکے یہ جواب دیا ؎ پنجہ در صید بردہ ضیغم را ٭ چہ تفاوت اگر شغال آید ٭ ادنے عیار تو کلاہ مجھسے کیا لے لیگا وہ تو داخل زنبیل ہوگئی تو تو کیا ہی تیرے فرشتون کو بھی نہ ملیگی یہ سُنکر بزرک خطائی نے نہایت برہم ہوکر خواجہ عمرو کا تعاقب کیا جس کوٹھے پر خواجہ جست کرکے جاتے تھے اُسی کوٹھے پر بزرک خطائی بھی جست کرکے جاتا تھا مگر خواجہ عمرو کو گرفتار نہ کرسکتا تھا قصہ کوتاہ صدہا کوٹھے پھاندکر بزرک خطائی کو خوب پریشان کرکے خواجہ عمرو نظر سے غائب ہوگئے بزرک خطائی ناچار اور مغموم ہوکر روبروے صلصال گیا اور تمام احوال جو گزرا وہ بیان کیا بختک نے ہنسکر جواب دیا کہ آج تو ہمارے پیر و مرشد نے تمھاری کلاہ لے لی ہی اب اور اور اشیا پر ہاتھ مارینگے فرمائم اپنا سر بچائے رکھنا خوب ہوشیار رہنا ایسا نہو وہ تمکو ایک طفل مکتب بنا کر تمھارے سر پر براے تنبیہ ایک چپت لگائین دیکھو میرے تو سر کو اُنھون نے خوب چکنا کردیا ہی اتنی تعزیر دی ہی کہ اب ایک بال بھی سر پر باقی نہین ہی یہ کہکر سر اپنا دکھایا پہلے تو یہ کلام بختک سُنکر بزرک خطائی کو غصہ آیا پھر سر اُسکا دیکھکر بے اختیار مسکرایا غصہ فرو ہوگیا دل مین کہنے لگا یہ شخص نہایت مسخرہ ہی اسکی باتون پر کچھ خیال نہ کرنا چاہیے بزرک خطائی یہ خیال کررہا تھا کہ صلصال نے برہم ہوکر حکم دیا کہ ابھی جاکر عمرو کو گرفتار کرکے میرے روبرو لے آ اور اگر تو عمرو کو نہ لائیگا تو آج ہی تجھے قتل کردونگا بزرک خطائی بموجب حکم تلاش عمرو مین دربار سے نکلکر چلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک پیر سوداگر وضع نظر آیا قریب جاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ دست پیر مین عصاے بادام تلخ ہی سر پر دستار برمین نفیس چکن کمر سے پٹکا بلبل چشم کا لپٹا ہوا ہی شہروع کا پاجامہ ہی نعلین پاؤن مین مخملی ہی دست و پا کثرت ضعف و ناتوانی سے کانپتے ہین جُھرّیان تن پر عیان ہین ایک خادم سیاہ فام قوی ہیکل ہمراہ ہی ہنوز بزرک خطائی سوداگر مذکور کو دیکھ رہا تھا کہ اُس سوداگر نے بعد سلام کہا ای بزرک خطائی تم مجھکو بھی جانتے ہو کہ مین کون ہون یہ سنکر بزرک خطائی نے جواب دیا مین تمھارے نام سے آگاہ نہین ہون اُس پیر نے کہا اگر تم نہین جانتے ہو تو آگاہ ہو خاص و عام مجھکو خواجہ عنق بن تنق بن تتق بن عنوق بن طوق بن طردق بن کبوتر کن شیم بن بائدہ تاجر بلخی کہتے ہین بزرک خطائی نے ہنسکر کہا یہ نام آپ نے اپنا کیون رکھا اور مجھ سے کیون آپ نے بیان کیا تاجر نے جواب دیا یہ نام میرا میرے بزرگون نے واسطے میری زیادتی زندگی کے رکھا تھا از نام

اپنا ظاہر کرنے سے یہ مطلب ہے کہ فی الحال مین نے سُنا ہے کلاہ تمھاری کوئی عیار لیگیا ہے تمھین اُس کلاہ کے خیال مین صدمہ ہے کیونکہ اُس کلاہ مین موتی بیش قیمت ٹنکے ہوے تھے اور جواہر بے بہا سے وہ کلاہ مزین تھی اب تمکو ویسے ہی موتیون کی جستجو ہے میرے پاس بھی چند دانے گہرہاے آبدار کے ہین مین چاہتا ہون کہ تمھارے ہاتھ بیچ ڈالون یہ سُنکر یزک خطائی نے کہا وہ موتی مجھے دکھائیے اگر مجھے اچھے معلوم ہونگے تو خرید کرونگا تاجر نے اپنی کمر سے ایک ڈبا نہایت نفیس نکالا اُسے کھولکر صدہا پنبہ اور پارچہ کی دور کرکے دس دانے گہر کلان کے نکالے اور یزک خطائی کو دکھائے یزک خطائی اُن موتیون کو دیکھتے ہی حیران ہوگیا کیونکہ ویسے موتی کبھی نہ دیکھے تھے بعد دیکھنے کے یزک خطائی نے قیمت دریافت کی تاجر نے کہا اسّی ہزار روپیہ انکی قیمت ہے یزک خطائی نے بعد گفتگوے بسیار ساٹھ ہزار روپیہ دے کر وہ موتی مول لیے اور اُسی وقت وہ گہر آبدار لیکر خدمت مین صلصال کی گیا اور تمام حال موتیون کے خریدنے کا بیان کیا صلصال نے کہا وہ موتی ماہ دولت کو بھی دکھا یزک خطائی نے ڈبا کھول کر جو موتی نکالے تو ہر ایک موتی سٹھڑا نظر آیا یہ رنگ موتیون کا دیکھکر بہت گھبرایا صلصال نے باعث اضطراب پوچھا یزک خطائی نے عرض کیا خداوند نعمت یہ موتی مین نے تاجر سے جب لیے تھے اُسوقت تو نہایت کلان اور گول تھے اسوقت جو دیکھتا ہون تو کچھ چھوٹے اور لانبے معلوم ہوتے ہین بختک نے کہا بیشک جو تم کہتے ہو سچ ہے ہمارے پیر و مرشد خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایسے موتی بنا کے ہزارون بلکہ لاکھون روپیہ کے اکثر ٹھگتے ہین اور جوہریون کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہین یقینا انھین جناب فطرت مآب نے تمھارے ہاتھ بھی یہ وہی موتی بیچے ہونگے اب زیادہ پریشان خاطر ہوا ان موتیون کو پھینکدو نمک یا مصری یا موم کے بنے ہوے ہونگے افسوس ہزار افسوس تم عیار ہوا اور عمرو کے دام فریب مین آگئے انھین گرفتار کرنے گئے تھے خود اُنکے دام مکر مین پھنس گئے صلصال یہ احوال سُنکے اسقدر برہم ہوا کہ جلاد کو طلب کرکے یزک خطائی کے قتل کرنے کا حکم دیا اسوقت نوشیروان نے کہا اب اسکی جان بخشی کیجیے صلصال نوشیروان کے کہنے سے اُسکے خون سے درگذرا اور کہا اے یزک خطائی اگر ایکی مرتبہ عمرو کو گرفتار کرکے نہ لائیگا تو ضرور تجھے قتل کرونگا یزک خطائی یہ سُنکے براے گرفتاری خواجہ عمرو روانہ ہوا تھوڑی دیر خواجہ کی تلاش کرکے دربار مین آیا اسوقت ہرمز پسر نوشیروان نے سیر شہر کی اجازت طلب کی صلصال نے اجازت دیکر یزک خطائی کو اور بختک کو اُسکے ہمراہ کیا ہرمز دربار سے نکلکر گھوڑے پر سوار ہوا بختک اپنی خچری پر سوار ہوا یزک خطائی مع یلدا عیار کے ہمراہ ہوا ہرمز شہر کی سیر کرتا ہوا جاتا تھا اثناے راہ مین نشہ مے اُتر گیا اتفاقاً دکان شعبان مے فروش کی جانب گذر ہوا دیکھا اکثر اشخاص اُسکی دکان پر شراب پی رہے ہین ہرمز بھی اُسکی دکان پر گیا اور ایک اشرفی دے کر شراب طلب کی شعبان میفروش نے بہ عزت تمام بٹھا کر مے گلنار اُسے پلائی اسوقت خواجہ عمرو بھی بصورت تاجر اُسی دکان پر بیٹھے ہوے تھے اور عیاری کی فکر مین تھے کہ بختک نے عمرو کو پہچان کر یزک خطائی سے اشارہ کیا کہ یہ عمرو ہے اسے گرفتار کرے یزک خطائی نے فوراً یلدا سے کہا کہ صندوقچہ جواہر کا نکال اُسنے ایک صندوقچہ نکالکر دیا یزک خطائی نے اُسے کھولا اور کہا اگر اس دوکان پر کوئی جواہر شناس ہو تو اس جواہر کو دیکھے اور کم قیمت جواہر بیش قیمت جواہر سے جدا کرے عمرو نے کہا مین خوب جواہر دیکھتا ہون یہ کہکر قریب آکر سر جھکا کر جواہر دیکھنے لگا اور بچالاکی جواہر بیش بہا

داخل زنبیل کرنے لگا اور ویسے ہی جواہر اُس جواہر مین ملانے لگا بزرک خطائی نے جلد تر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا بلکہ اسنے حلقۂ کمند مین خواجہ کو اسیر کیا ہرچند خواجہ نے فریاد کی کہ مجھے کیون گرفتار کرتے ہو مین نے کیا خطا کی ہی لیکن بزرک خطائی نے رہا نہ کیا اور کہا ای عمرو تو نے مجھے نہایت صدمے دیئے ہین آج مین نے تجھے گرفتار کیا ہی اب مکاری نہ کر اپنے تئین پوشیدہ نہ کر اس تیرے نالہ و فریاد سے ہرگز تجھپر رحم نہ کرونگا کسی طرح رہا نہ کرونگا یہ کہکر ہمراہ ہرمز و بختک خواجہ عمرو کو لے کر خدمت صلصال مین آیا اور تمام حال گرفتار کرنے کا عرض کیا صلصال نے حکم دیا عمرو کو قتل کرو جلاد کو طلب کرو جب جلاد روبرو سے عمرو آیا عمرو نے کہا ای شہنشاہ فلک بارگاہ مجھے قتل نہ کر اسیئے اہل و عیال میرے تباہ و برباد ہو جائینگے بعد میرے کوئی اُنکی خبر نہ لیگا حمزہ ایک عرب بے مروت اور بخیل ہی میرے اہل و عیال کو پرورش نہ کریگا میری زندگی مین اُسنے میری کیا قدر کی جو بعد میرے اطفال و ازواج سے سلوک کریگا مدام چار روپیہ ماہواری دیتا ہی کبھی اس سے زیادہ نہین دیتا ہی ہرچند مین کارہاے نمایان کرتا ہون لیکن تنخواہ مین ترقی نہین کرتا نہ کبھی انعام دیتا ہی از حد تکلیف و مصیبت مین زندگی بسر کرتا ہون اگر حضور مجھے نوکر رکھ لین تو حمزہ اور سرداران لشکر حمزہ کو گرفتار کر لاؤن صلصال گفتگو خواجہ کی سنکے اور قول عمرو کو راست تصور کرکے خوش ہوا خواجہ کو نوکر رکھکر خلعت و انعام دیا بختک نابکار کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اب خواجہ عمرو کو تو ملازمت صلصال مین چھوڑا جاتا ہی اور اس جگہ سے حال مہتر قران صاحب بلغدہ گمران تحریر کیا جاتا ہی ایک روز مہتر قران ہجر فتانہ مین نہایت غمگین ہوا آخر تاب صبر نہ لاکر ہنگام شب بذریعہ کمند قصر فتانہ پر گیا دیکھا کہ فتانہ مسہری پر غافل سو رہی ہی اور بزرک خطائی نہین ہی چہرۂ پر نور اسکا بمقابلہ ماہ کامل ہی قمر خجالت سے ابر مین منھ چھپاتا ہی زلفین چہرے پر ہین پیشانی پر افشان چنی ہی پیر فلک کواکب کو اسکی افشان پر دمبدم نثار کرتا ہی یہ حسن و جمال اُس شاہد بیمثال کا دیکھکر مہتر قران نے ایک آہ کی آخر تاب ضبط نہ لاکر دیوار سے نیچے اُترا کنیزون کو سوتا دیکھکر قریب اُس گل پیرہن غنچہ دہن کے گیا چاہا ہم آغوش ہوکر مدعاے دلی حاصل کرے لیکن بخیال بیدار ہونے اُس نازنین کے اس امر سے باز رہا فوراً سوراخ نے سے بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچا کر اُسے بیہوش کر کے چادر عیاری مین باندھ کر جلد تر وہان سے خانۂ اخی سعید مین آیا قریب صبح اس دلربا کو ہوشیار کیا جب فتانہ نے ہوشیار ہوکر چشم نرگسی وا کی ایک جوان سیاہ فام قوی ہیکل کو دیکھا بخیال دیو سیاہ خوف سے کانپنے لگی آخر کثرت خوف سے اُسے غش آگیا مہتر قران نے عرق گلاب اور کیوڑا چھڑک کر اور دیگر تدابیر دفع بیہوشی کرکے اُسے ہوش مین لایا پھر قدم پر گر کے بمنت کہنے لگا ای دلرباے من مجھ سے خائف نہو مین تیرا دشمن نہین ہون جس روز سے تجھے دیکھا ہی تجھپر عاشق ہون نام میرا مہتر قران ہی براے خدا میرے حال زار پر رحم کر اپنے وصل سے مجھے شادکام کر فتانہ گفتگوے قران سنکے بہ ناز و عشوہ کہنے لگی پہلے اپنے روے سیاہ کو تو آئینہ مین دیکھ پھر مجھسے طالب وصل ہو مہتر قران نے سر اپنا اُسکے قدم سے اُٹھاکر کہا ای محبوب اب تاب ضبط باقی نہین ہی دل پہلو مین بیتاب ہی بے التفاتی اختیار نہ کر اسقدر ناز نہ کر اپنے عاشق پر جفا نہ کر فتانہ نے پھر مثل قبل گفتگو کی اسی طرح تا سحر گفتگوے راز و نیاز رہی آخر کار فتانہ وصل مہتر قران پر راضی ہوئی مہتر قران نہایت شاد ہوا اگر اسوقت وصل سے شادکام نہ ہوا ہنگام صبح

مہتر قران فتانہ کو خانۂ اخی سعید مین چھوڑ کر بہ ضرورت بازار مین گیا عمران خطائی جو احوال فتانہ سے آگاہ ہوا بخیال عتاب صلصال اور بخوف یزک خطائی فتانہ کو ایک دوست ہیزم فروش کے مکان مین لیگیا اور وہین چھوڑ کر چلا آیا اور اپنے باپ سے اس امر کو نہ کہا بعد تھوڑی دیر کے مہتر قران جو بازار سے آیا فتانہ کو گھر مین نہ دیکھکر متحیر ہوا ہر چند عمران خطائی سے پوچھا اُسنے مفصل حال بیان نہ کیا مہتر قران سمجھ گیا کہ عمران ہی فتانہ کو لیگیا ہو یہ خیال کرکے اخی سعید کے پاس گیا اور عمران خطائی کی شکایت کی اخی سعید نے عمران خطائی کو بلا کر چند کوڑے مارے اور کہا جلد بیان کر کہ فتانہ کو کہان تو نے چھپایا ہی اور کہان تو لیگیا عمران خطائی نے صاف صاف بیان کر دیا مہتر قران جانب مکان ہیزم فروش ہمراہ عمران خطائی روانہ ہوا انھین تو انھین راہ مین چھوڑیے اور اب احوال دیگر سنیے کہ جب ہنگام سحر یزک خطائی خواب سے بیدار ہوا اپنی دختر کے گھر مین گیا پاے عیار کے جا بجا نشان دیکھکر مضطربانہ و بیتابانہ دربار مین گیا اور احوال اپنی دختر کا صلصال سے بیان کیا صلصال نے جانب خواجہ عمرو دیکھا عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ بیتاب یہ کام کسی عیار کا ہی یقیناً کوئی عیار عیاران لشکر اسلام سے فتانہ کو لیگیا ہی تدبیر اسکی یہ ہی کہ یزک خطائی اور سب شاگردان یزک خطائی ہر جگہ شہر مین فتانہ کی جستجو کرین حتے الامکان مین بھی اس امر مین کوشش کرونگا یہ سنکر صلصال نے اُسی وقت جملہ شاگردان یزک خطائی کو حکم دیا کہ ابھی جاکر فتانہ کو تلاش کرو شہر مین جس کسی کے مکان مین ہو بلا تامل اُسکے مکان سے لے آؤ اور صاحب مکان کو پکڑ لاؤ بموجب حکم شاہ ترکستان شاگردان یزک خطائی روانہ ہوے شہر مین فتانہ کی جستجو کرنے لگے ان عیارون کو تو تلاش فتانہ مین سرگردان رکھیے اور اب احوال بعض بعض عیاران لشکر اسلام کا سنیے کہ جب شاگردان یزک خطائی شہر مین پھرنے لگے اور ہر ایک مکان مین فتانہ کی جستجو کرنے لگے یہ خبر گالبا دعراقی کو جو معلوم ہوئی فراق فتانہ مین بیقرار ہو کر رویا سماک یلطاقی نے سبب گریہ پوچھا اُسنے تمام احوال جو سنا تھا بیان کیا سماک یلطاقی اُسی وقت صورت اپنی بدل کر ایک جانب روانہ ہوا ہر ایک مکان مین بصورت زن پیر جاکر تلاش فتانہ کرنے لگا آخر بعد جستجوے بسیار مکان ہیزم فروش مین تنہا فتانہ کو پایا نہایت خوش ہو کر اُس سے کہنے لگا اے دلربا تو نے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون اُسنے جواب دیا مین نے تجھکو نہین پہچانا سماک یلطاقی نے صورت اصلی اپنی دکھا کر کہا آگاہ ہو کہ مین عیاران لشکر اسلام سے ہون نام میرا سماک یلطاقی ہی جسدن سے تجھے دیکھا ہی اُسی روز سے تجھپر شیفتہ اور فریفتہ ہون اگر تو میرے وصل پر راضی ہو تو مین تجکو یہان سے لیچلون فتانہ نے کچھ جواب نہ دیا سماک یلطاقی نے خیال کیا اسکو یہان سے لیچلنا مناسب ہی بعد چندروز کے ضرور ہی یہ تیرے وصل پر راضی ہو جائیگی یہ خیال کر کے فی الفور اُسے بیہوش کر کے چادر عیاری مین باندھکر گھر سے نکلا گالبا دعراقی بھی تلاش کنان آتا تھا کہ راہ مین سماک یلطاقی سے ملاقات ہوئی گالبا دعراقی کو معلوم ہو گیا کہ سماک یلطاقی نے فتانہ کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھا ہی اور لیکر تارہ لیے جاتا ہی جب یہ امر معلوم ہو چکا گالبا دعراقی نے پشتارہ سماک یلطاقی سے چھیننے لگا باہم دونون مین تکرار ہونے لگی ہنوز دونون مین تکرار ہو رہی تھی کہ شاگردان یزک خطائی اور مہتر قران اور عمران خطائی آگئے شاگردان یزک خطائی نے قصد گرفتاری

سمک یلطاقی کیا چار طرف سے گھیر لیا سمک یہ حال دیکھکر مجبور و ناچار ہوا پشتارہ اُسی جگہ رکھکر بھاگ گیا
شاگردان بزرگ خطائی نے پشتارہ اُٹھا لیا اُسوقت ہر چند مہتر قران نے چاہا کہ پشتارہ اُس سے
چھین لے مگر ممکن نہوا شاگردان بزرگ خطائی پشتارہ لیکر چلے یہ خبر بزرگ خطائی کو پہونچی وہ بھی آیا پھر
پشتارہ اپنے شاگردون سے لیکر اپنے مکان مین گیا دفتر کرانی ہوشیار کیا اب حال فتنانہ کا آئندہ لکھا جائیگا
اس جگہ کچھ احوال بلید اعیار اور علمشاہ کا لکھا جاتا ہی بلید اعیار شاگرد رشید بزرگ خطائی کا ہی اور خلیفہ
شاگردان بزرگ خطائی کا ہی نہایت مکار اور چور ہی اکثر شب کو تاجرون کے گھرون سے مال و زر چرا کے
لاتا ہی موافق عادت قدیم ایک شب کو بارادے دزدی بخانہ تاجر سیاح جہانگرد جو گیا دیکھا علمشاہ
بیٹھے ہین چند عیاران لشکر اسلام بھی موجود ہین علمشاہ تاجر بنکر اور عیارون سے کہرہے ہین اب کسی
روز موقع پاکر لشکر صلصال پر حملہ کرونگا سرداران لشکر کو تہ تیغ کرونگا قبل تشریف لانے والد نامدار
کے صلصال کو قتل کرونگا عیار عرض کر رہے ہین حضور کے سامنے لشکر شاہ ترکستان کی حقیقت کیا
ہی صلصال کی کیا لیاقت ہی بیشک آپ قبل تشریف لانے حمزہ صاحبقران کے صلصال اور لشکر
کو اُسکے تہ تیغ کیجیے گا بلید اعیار گفتگوے علمشاہ سنکر مکان سیاح جہانگرد سے نکلا اور بازار مین
آکے ایک دُکاندار سے پوچھا کچھ تمکو معلوم ہی کہ سیاح جہانگرد کے مکان مین کون رہتا ہی اُسنے کہا اور
تو مجھے نہین معلوم اسقدر جانتا ہون کہ ایک جوان تاجر نے آکر یہان بکرایہ دُکان لی تھی اور پیشۂ تاجری
شروع کیا تھا چند روز سے اُسنے دُکان پر بیٹھنا ترک کردیا ہی مکان سیاح جہانگرد مین فروکش ہوا ہی
بلید ایہ احوال سُنکے اپنے گھر مین گیا وقت دربار خدمت صلصال مین گیا اور بارادۂ جوان تاجر
یعنے حال علمشاہ سے اطلاع دی صلصال نے برہم ہوکر اپنے فرزند تمرتاس خان کو دس ہزار
سواران جرار دیکر کہا جلد جاکر اُس بداندیش کا سر کاٹ لا جب وہ روانہ ہوا تو صلصال نے
بلید اعیار کو بھی ہمراہ اُسکے کیا تمرتاس خان ہمراہ بلید امع فوج مکان تاجر سیاح جہانگرد پر آیا مکان
کو چار طرف سے گھیر لیا سمک یلطاقی نے علمشاہ کو تمرتاس خان کے آنے سے آگاہ کیا علمشاہ
مکان سے برآمد ہوکر ایک مرکب پر سوار ہوکر مقابلہ کیا اول تمرتاس خان نے تیغہ گرانبار کھینچکر سر
حریف پر لگایا علمشاہ نے فوراً سپر اُٹھائی تھی کہ پانون مرکب کا ایک موش خانہ مین جاتا رہا ہاتھ کو ایسے
ہنگام مین کسی قدر لغزش ہوئی سپر سر سے سرکی تیغہ سر پر پڑ گیا تا ابرو اُتر آیا علمشاہ نے دستانہ
مار اتیغہ سر سے نکل گیا خون سر سے صورت دریا جاری ہوا علمشاہ نے باوجود زخمی ہونے کے
پانون گھوڑے کا موش خانہ سے نکال کر تیغ تیز سے تمرتاس خان کو قتل کیا یہ احوال دیکھکر سوارون
نے حملہ کیا علمشاہ نے ہزارون سوارون کو بھی تہ تیغ بیدریغ کیا آخر بوجہ زخم کاری کے غش آنے لگا
سوارون نے چاہا کہ قاتل تمرتاس خان کو گرفتار کرین اُسوقت علمشاہ نے گھوڑے کی گردن مین ہاتھ
ڈالکر ہرنے پر سر رکھکر کہا اے اسپ وفادار مجھکو اس گروہ دشمنان سے نکالکر کہین لیجا گھوڑا فی الفور
انبوہ سواران خونخوار سے نکلکر ایک جانب روانہ ہوا ہر چند سوارون نے تعاقب کیا مگر گرد سمند
علمشاہ بھی ہاتھ نہ آئی آخر مجبور ہو گئے چند عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرکے خدمت صلصال
مین گئے اور تمام احوال جنگ عرض کیا صلصال کو اپنے فرزند کے قتل ہونے کا رنج ہوا سمک یلطاقی

انبوہ سواران جرار سے نکل نہ سکا اسوجہ سے ہمراہ رکاب علمشاہ نہ جاسکا اب حال علمشاہ بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا صلصال نے صدمہ مین اپنے فرزند کے یہ حکم دیا کہ عیاران لشکر اسلام کو قتل کرو عمرو نے عرض کیا حضور انھین قید کرین شاید یہ بت پرستی اختیار کرین صلصال نے عمرو کے کہنے پر عمل کیا

دوسرے کلمے داستان لیجانا زر افشان جادو کا عمرو بن حمزہ یونانی کو بغدہ آنا نامہ بر کا ملک خاور سے اور جانا امیر کا بمدد خسرو خاوری اور گرفتار کرنا قیاس خان کو مع حال ملک قاسم بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

پلا ساقیا اب تو جام شراب
نمایان ہوا ہی فلک پر سحاب
مہیا ہی ہر سمت سامان عیش
غزل خوان ہی مرغ خوش الحان عیش
خوشا فصل گل جوش پر ہی بہار
چمن سرخ صحرا زمرد نگار
کھلے ہین جو گل رنگ پر ہی چمن
درختون پہ ہین بلبلین نغمہ زن
وفور طرب سے ہین رقصان شجر
قبا سرخ ہر گل کی تھی زیب سر
پی سجدۂ شکر پروردگار
ہر اک شاخ گل جھکتی ہی بار بار
بھرے ہین مے رنگ سے جام گل
زبان عنادل پہ ہی نام گل
نسیم سحر صورت مے پرست
لیے ساغر گل کو پھرتی ہی مست
یہی میکشی کا تو ہنگام ہی
ہر اک دیر سے طالب جام ہی

راویان سحر بیان و داستان گویان شیرین زبان اس داستان بے نظیر کو یون بیان کرتے ہین کہ لشکر زرنگار قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا بمقام بیلاق اترا ہوا تھا ور تنک بارگاہین اور خیام برپا تھے ایک روز وقت شب حمزہ صاحبقران زمان واسطے حفاظت لشکر کے اٹھے تھے ناگاہ ایک برق چمکی بعد ازان ایک پنجہ بارگاہ عمرو بن حمزہ یونانی مین در آیا اور عمرو بن حمزہ کو اٹھا لیگیا ہر چند حمزہ صاحبقران اور سرداران لشکر نے دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا وہ پنجہ شہزادہ موصوف کو لیجا کے غائب ہو گیا امیر باتوقیر صدمۂ جدائی فرزند مین مغموم و ملول بارگاہ سلیمانی مین آئے ہنوز کچھ دیر نگذری تھی کہ ایک ناقہ سوار آیا اشتر کو ٹھہرا کر مردمان لشکر سے پوچھنے لگا حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کس بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین مین نامہ لیکے آیا ہون چاہتا ہون کہ خدمت امیر باتوقیر مین جا کر نامہ دون مردمان لشکر اس قاصد کو خدمت امیر مین لیگئے قاصد نے بعد ادائے شرائط تسلیم و تعظیم دستار سے نامہ نکال کے دیا امیر باتوقیر نے اس نامہ کو جو پڑھوایا معلوم ہوا کہ یہ نامہ خسرو خاوری کے نے لکھا ہی کہ قیاس خان نے سخت عاجز کیا ہی قلعہ کا محاصرہ کیا ہی برائے اعانت اپنے مجھے طلب کیا ہی حمزہ صاحبقران مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر اسیوقت اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر لشکر بادشاہ اسلام کے سپرد کر کے جانب خاور ہمراہ نامہ بر روانہ ہوے بعد قطع منازل اسوقت عنقریب قلعۂ خاور پہونچے کہ جب قیاس خان نے طبل یورش بجوا کے قلعہ پر حملہ کیا تھا اہل قلعہ گولے مارتے تھے دھوان بلند تھا توپون کی آواز سے زمین دہلتی تھی لشکری گولون سے ہلاک ہوتے تھے مگر قیاس خان گولون کو سپر فراخ دامن سے اور گرز گران سر سے روکتا ہوا اپنے تئین بچاتا ہوا خندق سے گزر کر در قلعہ پہونچ گیا تھا چاہتا تھا کہ ضرب گرز گران سے در قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہو اسوقت اہل قلعہ مضطربانہ ہاتھ فلک کی جانب ملبند کر کے اسطرح خالق بحر و بر سے دعا کر رہے تھے کہ ای خالق کون و مکان وای مددگار انس و جان واسطہ تجھکو اپنے نبی ابراہیم خلیل اللہ کا اس دشمن سخت سے ہماری جان و آبرو بچا امیر کشور گیر نے اہل قلعہ کو

جو حال سند رجہ مین مبتلا دیکھا تاب ضبط باقی نہ رہی وہین سے نعرہ کیا اور بہ آواز بلند کہا او قیماس خان ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا خبردار در قلعہ نہ توڑنا قلعہ مین جانے کا ارادہ نہ کرنا قیماس خان نعرۂ حمزۂ صاحبقران سنکے پیچھے مڑکے دیکھنے لگا اتنی دیر مین امیر قریب اُسکے پہونچے خسرو خاوری و اہل قلعہ امیر باتوقیر کو دیکھکر نہایت شاد ہوے نعرہ امیر سُنکے سمجھ گئے کہ یہی حمزۂ صاحبقران ہین اُسی وقت در قلعہ کھولکر خسرو خاوری مع اپنی فوج کے خدمت امیر مین آیا شرائط آداب بجا لایا قیماس خان نے خشمناک ہوکر امیر باتوقیر سے مقابلہ کیا اول نیزہ سینے پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے اُسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک وار اُسکے روک کر اور رد کرکے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دیا پھر باہم جنگ شمشیر و گرز ہوئی آخر قیماس خان نے عاجز ہوکر زنجیر کمر امیر باتوقیر مین ہاتھ ڈالا امیر نے بھی اسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا باہم زور کرنے لگے فرس اور گینڈا متحمل ہوکر سینہ کے بھل زمین پر گرنے لگے اُسوقت مردم نے بڑھکر کہا اے بہادران یکتاے روزگار اگر تم مائل بکشتی ہو تو گینڈے اور گھوڑے سے اُترکے کشتی لڑو گینڈا اور گھوڑا دونون بیچارے ہلاک ہوے جاتے ہین یہ سُنکے قیماس خان اپنے گینڈے سے زمین پر کودا امیر باتوقیر بھی اپنے فرس بہ تجمّل سے بالاے زمین تشریف لاے اور دامن عبا گردان کر قیماس خان سے اکھاڑے مین کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ پیدا ہونے لگے مردمان لشکر مرکبون سے اُترکر کشتی دیکھنے لگے راوی کہتا ہے کہ تیسرے روز امیر نے قیماس خان کو زمین سے اُٹھا کر بالاے سر بلند کرکے اور چرخ دیکر زمین پر پٹکا اور جلد سینہ پر بیٹھکر فرمایا اے قیماس خان اگر تو دین اسلام قبول کرے تو مین تجھے چھوڑ دون تیرے خون سے زمین رنگین نہ کرون اُسنے مسلمان ہونے سے انکار کیا پہلے امیر نے چاہا کہ سر اُسکا تیغ آبدار سے جدا کرین پھر خیال کیا کہ یہ جوان نہایت بہادر ہے چندے اسے قید کرنا چاہیے شاید یہ بعد چند روز کے دین اسلام قبول کرے یہ خیال کرکے اُسے ایک صندوق آہنی مین بند کیا اور خسرو خاوری کے ملازمون کے حوالہ کیا خسرو خاوری یہ حال دیکھکر از حد خوش ہوا مردمان لشکر قیماس خان یہ واقعہ دیکھکر کچھ لڑے آخر تاب مقابلہ نہ لاکر مسلمان ہوے بعد جنگ کے خسرو خاوری امیر باتوقیر کو قلعہ مین لیگیا نہایت تکلف سے امیر کی دعوت کی اور جشن کیا ایک روز خسرو خاوری امیر کو محلسرا مین لیگیا بعد عزت بٹھا کر خورشید خاوری زوجۂ عالمشاہ کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی کہا اے دختر نیک اختر یہ والد ماجد ہین تیرے شوہر کے انھین تسلیم کر اور اپنے فرزند کو بلا کر انکی آغوش مین بٹھا ملکہ خورشید خاوری ارشاد بجا لائی امیر نے نہایت شاد ہوکر دعاے طول عمر دی اور جواہر بیش بہا مرحمت کیا بعدہ ملک قاسم کی جانب بہ شفقت نظر کرکے اُسے سینے سے لگایا خوب پیار کیا قاسم نے بعد تسلیم عرض کیا مین نے اپنی والدہ ماجدہ سے آپکا اسم مبارک اور حال صاحبقرانی سنا تھا آج مین نے آپکو دیکھا اور جانا کہ آپ ہی صاحبقران ہین چاہتا ہون کہ اب اسباب صاحبقرانی مجھے دیدیجیے اگر اب نہ دیجیے گا تو جوان ہوکر مین بقوت بازو آپسے لے لونگا قاسم نے ایسے تیور اور ایسے انداز سے یہ تقریر کی کہ امیر کو ہنسی آئی اور سمجھے کہ یہ طفل بہادر و جرار شعلہ خو آتش مزاج ہے جوانی مین اس سے زیادہ جری و بہادر ہوگا یہ سمجھکر اور قاسم کی باتون پر کچھ خیال نہ کرکے مسکرا کر فرمایا فرزند ابھی اسباب صاحبقرانی لیکر کیا کروگے جب اچھی طرح قوی اور جوان ہونا اُسوقت بقوت بازو لے لینا یہ کہکر پھر بصد الفت پیار کیا اور اکۂ جمشیدی

اُسکے بازو پہ باندھکر جنہوں نے سبز سپر سے تعلیم کیے اور ہمراہ خسرو خاوری کے محل سے برآمد ہوکے طالب رخصت ہوے خسرو خاوری نے بمجبوری عرض کیا اچھا آپ تشریف لیجائین اسیر باتوقیر فرزندان خسرو خاوری اور خسرو وغیرہ سے رخصت ہوئے وہ صندوق آہن جسمین قیماس خان کو بند کیا تھا ہمراہ اپنے لیکر جانب لشکر ظفر اثر روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر مین داخل ہوے بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر خوش ہوے

وہ کلمے داستان رہا ہونا عیاران لشکر اسلام کا بہ تیاری عمرو اور جانا انکا مع خواجہ عمرو لشکر اسلام مین اور روانہ ہونا امیر کشور گیر کا جانب ترکستان اور لڑنا سرداران لشکر صلصال کا حمزۂ صاحبقران اور دلاوران لشکر اسلام سے مع حال شادی تمغاج خان ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار
کسی سمت کو تختۂ لالہ زار
جو دیکھین بہار گل و نسترن
پیون مین جو اسوقت تھوڑی شراب
کرون بہر رقم حال صاحبقران
لکھون تھوڑا تھوڑا اساہر اک کا حال

پلا جلد کہ آئی ہے فصل بہار
چراغان کی دکھلا رہی ہے بہار
تو دین نقد جان رونمائی مین تن
لکھون حال صلصال خانہ خراب
بجالاؤن ارشاد پیر و جوان
کہ ہے طول دفتر کا مجھکو خیال

لیے ہے ہر اک غنچہ مٹھی مین زر
طرب ریز ہے خاطر حزن و کل
یہ ہے قابل دید صحرا کی سیر
لکھون پھر مین کچھ حال خواجہ عمرو
لکھون نشہ مین احوال جنگ
یہ ہے جانتا تو کہ مجبور ہون

کرے تا فدا شاہد باغ پہ
بنا ہے ہر اک سرو مینا بدل
کہ مین محو نظارہ کل حسن ظہر
یہ ہے قصد اے ساقی نامور
دکھا دون مین اپنی طبیعت کا رنگ
ہنر ہون زمانے مین مشہور ہون

غزل ہمسر نہین دنیا مین کوئی یار تمھارا
کہتا ہے بہت پیچ گرفتار تمھارا
اک بوسہ عنایت کرو انعام سمجھکر
ہو وصل اگر غیرت گلزار تمھارا
عالم مین نہ کیون ہو بشر حسن کا شہرا
دنیا سے چلا آج وفادار تمھارا
اے شیخ جی میخانہ مین زنہار نہ آؤ
گردن یہ پھرا خنجر خونخوار تمھارا
جنبش مین جدا اسکی دو سر کرتا ہے تن سے
بیہوش کسی طرح ہو ہشیار تمھارا
پوچھا جو انھون نے کہ گھر اکون ہے در پر
جو چاہے سزا دو ہے گنہگار تمھارا

تابان ہے قمر کیطرح رخسار تمھارا
مین ناظرہ خوان خوب کرون اُسکی تلاوت
مین بندۂ درگاہ ہون سرکار تمھارا
سو وعدے کیے تمنے کہ ہم آئینگے شب کو
بھڑکا ہے بہت شعلۂ رخسار تمھارا
مین اور حسین کا تو کرون ذکر بھلا کیا
عمامہ اُچھل جائیگا بیکار تمھارا
دکھلا دو اگر شکل ہے بہت ہوش ربا تم
ابرو ہے صنم صورت تلوار تمھارا
کس یاس کی محفل مین ہے شب کو گل تر
مین بولا کہ حاضر ہے گنہگار تمھارا
گستاخ ہے شب وصل مین سب ہوتے ہین عاشق

کہنا یہ صبا جاکے دل آزار سے میرے
آئے جو نظر مصحف رخسار تمھارا
بلبل کی طرح نغمہ سرا ہون مین خوشی سے
پورا ہوا ایک بھی اقرار تمھارا
اغیار دم نزع مرے بولے یہ اُس سے
یوسف ہی ہوا غاشیہ بردار تمھارا
کیون شکر کا سجدہ نہ کرے عاشق ابرو
کلمہ پڑھین سب کا فرو دیندار تمھارا
تم لخلخۂ زلف اسے آکے سنگھا دو
گھبرا گیا جو بھول سا رخسار تمھارا
بوسہ جو لیا رخ کا خطا دل کی تھی صاحب
نیزے سے بگڑنا تو ہے بیکار تمھارا

راویان رطب اللسان اس داستان لاجواب کو یون بیان کرتے ہین کہ ایک روز صلصال بدسگال نے پیرک خطائی اور خواجہ عمرو سے کہا اسی وقت جاکر عیاران لشکر اسلام کو جنھین قید کیا ہے سمجھاؤ اگر وہ خداوندان لات و منات کی تصویرون کو اپنا خداوند جانکر انھین سجدہ کرین تو انھین رہا کرکے ہمارے پاس لے آؤ ورنہ انھین قتل کرو عیاران مذکور بموجب حکم در زندان پر گئے اور کہا اے عیاران لشکر اسلام

مناسب ہی کہ بحکم شہنشاہ صلصال خداوندان لات ومنات کی پرستش کرو جملہ خداوندون کو سجدہ کرو ورنہ قتل کیے جاؤ گے گلباد اور سمک وغیرہ نے جواب دیا ہم تو پتھر کی تصویرون کو سجدہ نہ کرینگے مرجانا اپنا گوارہ کرینگے
یزک خطائی یہ گفتگو سنکے برہم ہوا چاہا کہ انھین قتل کرے اسوقت خواجہ عمرو نے کہا ای یزک خطائی
ابھی انھین قتل نہ کر بعد تھوڑی دیر کے قتل کرنا شاید اتنی دیر مین یہ سب بت پرستی پر راضی ہو جائین
یزک خطائی نے قبول کیا اور اسوقت خواجہ عمرو کو اپنے مکان پر لیگیا ایک مقام خلوت مین بٹھلایا
خواجہ عمرو نے شراب طلب کی یزک خطائی شیشہ وساغر لے آیا عمرو اور یزک باہم باتین کرنے لگے
اور شراب پینے لگے خواجہ نے شیشہ اٹھا کر جام مین شراب مملو کی اور بچالاکی سفوف بیہوشی جام مین شامل کرکے
کہا ای یزک خطائی ایک جام می ہمارے ہاتھ سے لیکے پیو یزک خطائی نے بیخوف واندیشہ وہ ساغر عمرو
کے ہاتھ سے لیکر منھ سے لگایا تمام شراب پیگیا خالی جام رکھدیا بعد تھوڑی دیر کے سر مین درد ہونے لگا
غش سا آنے لگا گھبرا کے متردد ہوا چاہتا تھا کہ دارو ے دفع بیہوشی کھائے اور اٹھکر خواجہ کو گرفتار
کرے یکایک بیہوش ہو کر بالاے زمین گرا خواجہ نے ایک بوسیدہ لنگی اسکے باندھکر تمام کپڑے اسکے
اتار لیے اور استرا زنبیل سے نکال کر موے سر وریش سراسر مونڈ ڈالے ایک بال تک ریش یزک مین
نچھوڑا بعد ریش تراشی کے اسکی شکل بنکر اسکے گھر مین جاکر تمام مال واسباب جال الیاسی مار کر نذر
زنبیل کیا پھر ایک رقعہ لکھکر ایک ڈورے مین باندھکر وہ ڈورا یزک خطائی کی گردن مین باندھدیا مضمون
رقعہ یہ تھا کہ او یزک خطائی تو مثل ایک طفل کے ہی سراسر نادان ہی دعوی عیاری نہ کر دیکھ عیار ہی یون
کرتے ہین تجھکو بیہوش کرکے اپنے شاگردون کو زندان سے لیے جاتے ہین غرضکہ خواجہ نے رقعہ باندھکر
شیشہ وساغر بھی نذر زنبیل کرکے بصورت اصلی وہان سے در زندان پر آئے حافظان زندان سے کہا حکم
شہنشاہ یہی ہی کہ انھین رہا کرو انھون نے خواجہ کو ملازم صلصال جانکر عیاران لشکر اسلام کو زندان سے
رہا کیا خواجہ عمرو ان سب کو ہمراہ لیکر اسی وقت لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ داخل لشکر
ہوے خدمت امیر با توقیر مین جا کے تمام احوال اپنی عیاری کا اور احوال دربار صلصال بیان کیا امیر
با توقیر خواجہ عمرو کے آنے سے بہت خوش ہوے یہان یزک خطائی کو بعد جانے خواجہ عمرو کے
ہوش آیا پہلے رقعہ دیکھا پھر سر اپنا پیراہن اپنے نظر کر کے گھبرایا گھر مین جو گیا دیکھا کہ کوئی شے باقی نہین ہی چال
دیکھکر بنہایت ملول ہوا اسی وقت ایک شاگرد اسکا آیا یزک خطائی نے تمام واقعہ جو گذرا تھا بیان کرکے
پوشاک طلب کی وہ فوراً گیا اور لباس لے آیا یزک اس لباس کو پہن کر سوے زندان گیا وہان دیکھا کہ
قید خانہ خالی ہی عیاران لشکر اسلام زندان مین نہین ہین یزک محافظان زندان سے برہم ہو کر کہنے لگا تمنے
عیارون کو کیون رہا کر دیا انھون نے جو حال گذرا تھا بیان کیا یزک خطائی خاموش ہو کر دربار صلصال
مین گیا شکایت عمرو زبان پر لایا مفصل احوال بیان کیا صلصال نے کہا رنج نہ کر اگر عمرو تیرا مال واسباب
لیگیا ہی تو لیجانے دے بادولت ابھی تجھکو مالا مال کیے دیتے ہین یہ کہکر اسی وقت مال واسباب اور زر وجواہر
موافق اسکے مرتبے کے اسے مرحمت کیا بختک نے یزک خطائی کی صورت دیکھکر قہقہہ مار کر کہا ہمارے پیر
مرشد نے آج تو تمھین بھی سرفراز کیا ریش تراشی بخوبی تمام کی کورے استرے سے سر مونڈا کمال اپنا دکھایا گھر تمھارا
لوٹ لیا ایک طفل نادان جانکر تمھین چھوڑ دیا شکر کرو کہ جان تمھاری بچ گئی ورنہ وہ جناب اگر چاہتے تو قتل کر ڈالتے

یرنک خطائی نے برہم ہوکر جواب دیا ملک جی بس خاموش رہو نمک جراحت پر نہ چھڑکو کلمات بیہودہ زبان سے نہ نکالو وگرنہ سر دربار ذلیل ہوگے بختک نے کہا خفا کیون ہوتے ہو مارپیٹ سے کیون ڈراتے ہو مین مارپیٹ سے نہین ڈرتا ہمیشہ سے مارپیٹ کا عادی ہون خواجہ عمرو سلامت رہین اُنھون نے زیادہ تر میرے سر پر کفش کاری کی ہی سر میرا مضبوط ہوگیا ہی یرنک خطائی گفتگوے بختک سُنکے مسخرا جانکر خاموش رہا یرنک خطائی تو بدستور قدیم دربار صلصال مین ہی لیکن اب حال امیر با توقیر کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب امیر با توقیر حمزہ صاحبقران داخل لشکر ہوے اور خواجہ بھی مع عیارون کے لشکر مین آچلے امیر نے چمن بیلاق سے مع لشکر آگے کوچ کیا چند منازل طی کرکے ایک میدان وسیع مین قریب آبادی شہر قیام کیا یہ خبر جو صلصال کو پہونچی ہمراہ چند سرداروں کے لشکر کثیر براے مقابلۂ امیر روانہ کیا سرداران لشکر صلصال مع فوج بمقابلہ لشکر امیر آکے فروکش ہوے تین روز تک بوجہ انتظام جنگ طبل رزمی نہ بجوایا صلصال نے برہم ہوکے پروانہ بنام سرداران لشکر اس مضمون کا بھیجا کہ تمنے ابتک طبل جنگ کیون نہ بجوایا جنگ آغاز کیون کی لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے نامۂ مابدولت کے نقارۂ جنگی بجواکر لڑائی شروع کرو حمزہ اور سرداران لشکر حمزہ کو تہ تیغ کرو لشکر امیر کو تباہ کرو تاکید جانو سرداروں نے بموجب حکم ہنگام شب طبل جنگ بجوایا جب صدای نقارۂ حربی بلند ہوئی چند عیاران لشکر اسلام نے روبرو بادشاہ لشکر اسلام آکر بعد اداے مراتب فدویت وسرافگندگی بعد دعا وثناے شاہی عرض کیا ای ظل اللہ جہان پناہ اسوقت لشکر حریف مین صداے طبل جنگ بیدرنگ بلند ہوئی ہی قصد سرداران صلصال بدافعال کا یہ ہی کہ وقت سحر میدان کارزار مین آکر آتش فتنہ وفساد مشتعل کرین باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت طبل رزمی سُنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جاے جو کچھ پروردگار کو منظور ہوگا وقت سحر اُسکا ظہور رہوگا عیارون نے حکم بادشاہ لشکر اسلام سے خواجہ عمرو اور قلاب چینی اور کباب چینی کو آگاہ کیا خواجہ نقارخانہ مین گئے قلاب چینی اور کباب چینی نے چند اشرفیان خواجہ کو بادب نذر دین خواجہ نے نذر قبول کرکے چوب اُٹھاکر نقارۂ سکندری پر لگائی پھر قلاب چینی وغیرہ نقارۂ رزمی بجانے لگے جب آواز نقارۂ سکندری بلند ہوئی زمین تھرائی بزدلون کے دل دہلگئے رنگ چہرۂ پیر فلک متغیر ہوگیا دلاوران لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام رات دونون لشکرون مین بخوبی سامان جنگ ہوا جب آفتاب عالمتاب جانب مشرق سے نمایان ہوا جانبین سے لشکر میدان جنگ مین آئے بعد درستی عرصۂ رزم صف آرا ہوے بعد صف آرائی کڑکیت اور نقیبان خوش آواز دونون جانب سے نکلے اور میدان جنگ مین آکر بہادران لشکر سے مخاطب ہوکر اسطرح اُنکو آمادۂ کارزار کرنے لگے نظم

بہادر ہو جرار ہو لا کلام	زمین پر بہا کر عدو کا لہو	کرو آج روشن نہ رگونکے نام	جوانان نامی مین ہو سرخرو
جوانون یہ ہی عرصۂ کارزار	بڑھو کھینچکر تیغۂ خون چکان	حریفون سے اپنے ذرا ہوشیار	مٹا دو حریفون کا نام ونشان

جب نقیبا اور کڑکیت جوانان لشکر ہر دو جانب کو آمادۂ جنگ پر کرکے میدان رزم سے ہٹ گئے اُسوقت دلاورون کا یہ حال ہوا کہ نشۂ بادۂ شجاعت سے مستانہ جھومنے لگے قبضۂ شمشیر دمبدم چومنے لگے اول لشکر کفار سے قرالاچین گینڈا اُٹھا کر بصد غرور صف لشکر سے نکل کر میدان مین آیا اور بہ آواز بلند وہ بدمست پکارا ای فرقۂ خدا پرستان تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ اگر مجھسے مقابلہ کرے لشکریان فوج اسلام نے دیکھا کہ قرالاچین نہایت زبردست جوان ہی گویا

دیو ہی ہنوز سواران لشکر اسلام اُس کافر بد انجام کو دیکھکر متحیر تھے کہ فرامرز عاد مغربی نے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر حمزہ صاحبقران عالی مقام سے اجازت جنگ لیکر روبرو اُس بداندیش کے جاکر کہا او سیاہ رو تیرہ درون وار کر آرزوے جنگ تا دل مین تیرے باقی نہ رہجاے اُس گبر نے مانند دیو کے ہنسکر کہا میری ضرب گرز و تیغ سے کبھی حریف جانبر نہین ہوا ہی سید ھا سوے عدم گیا ہی پہلے تو ہی وار کر فرامرز نے قبول نہ کیا اُس مست بادۂ نخوت نے کہا معلوم ہوتا ہی تیری اجل ہی آئی ہی یہ کہکر گرز گران سر اُٹھا کر گردش دیکر دونون پانون رکاب پر خوب جما کے نعرہ کرکے بقوت تمام گرز سر حریف پر لگایا فرامرز نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اُسوقت گرز پر گرز پڑنے سے مردمان لشکر جانبین کو یہ ثابت ہوا کہ دو پہاڑ باہم ٹکراے یا دو فیل مست مین باہم جنگ ہوئی یہ جنگ دیکھکر ہر ایک متحیر تھا چونکہ غبار مین فرامرز تھا قرالاچین سمجھا کہ مین نے حریف کو اپنے ہلاک کیا یہ خیال کرکے خوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا فرامرز کو زندہ دیکھکر متحیر ہوکر پھر گرز اُسیطرح مارا ایکی مرتبہ فرامرز نے اُسکے وار کو خالی دیکر نعرہ کرکے اسطرح گرز گران بار اُسکے سر پر لگایا کہ وہ اور اُسکا گھوڑا دونون پیوند خاک ہوے کہ اُستخوان سرمہ سا ہو گئے لشکر اہل اسلام مین صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی ہاں ایک اعلیٰ و ادنیٰ خوش ہوا کفار کو اسقدر صدمہ ہوا کہ طبل بازگشت بجواکر فرودگاہ لشکر پر چلے گئے ادھر بادشاہ لشکر اسلام اور امیر باتوقیر فرامرز عاد مغربی کو ہمراہ لیکر بخوشی و شادمانی جنگاہ سے قیامگاہ لشکر پر گئے دوسرے روز پھر وقت سحر دونون لشکر حسب دستور میدان جنگ مین آئے بعد درستی میدان جنگ اور آمادہ جنگ کرنے نقیبا کے آق لاچین اور گورگ لاچین وغیرہ چند پہلوانان نامی و نامور یکے بعد دیگرے میدان مصاف مین آئے اور ہاتھ سے فرامرز عاد مغربی کے ہلاک ہوے وقت شام مردمان لشکر کفار نے طبل آسائش پر چوب لگائی دونون لشکر اپنی فرودگاہ پر گئے جب یہ خبر صلصال نے سنی کہ دس سرداران لشکر جو نامی و نامور تھے دست فرامرز سے ہلاک ہوے نہایت برہم ہوکے کہنے لگا کہ فرامرز سرداران لشکر حمزہ مین بڑا جری ہی کہ اُسنے کیماج خان اور یوسف خان اور دیو لاچین اور گورگ لاچین وغیرہ کو قتل کیا مابدولت کو ملول کیا کیونکر یہ خدا پرست قتل ہو کہ مجھے خوشی حاصل ہو یہ کہکر جملہ امرا و وزرا کو جمع کیا اور اُنسے اس باب مین مشورہ کیا سبھون نے دست بستہ عرض کیا کہ اگر حضور تمغاج خان کو قید سے رہا کرکے اور اُسکی تمناے دلی کے بر لانے کا اقرار کرکے براے مقابلہ خدا پرستان روانہ فرمائین تو وہ بیشک جاکر فرامرز وغیرہ سرداران لشکر کو قتل کریگا بلکہ حمزہ صاحبقران کو بھی ہنگام جنگ تہ تیغ کریگا خاتمہ لشکر اسلام کا کر دیگا صلصال کو جو یہ راے پسند آئی اُسی وقت حکم دیا تمغاج خان کو قید سے رہا کرکے ہمارے روبرو لے آؤ ملازم فوراً حکم بجالاے صلصال نے نہایت نوازش کرکے خلعت داماد ی تمغاج خان کو دیا ناظرین پر واضح ہو کہ صلصال نے تمغاج خان کو اس وجہ سے قید کیا تھا کہ یہ زلفین دختر صلصال کو دیکھکر فریفتہ ہوا تھا ایک روز صدمۂ ہجر زلفین سے بیتاب ہوکر سر دربار صلصال سے طالب زلفین ہوا تھا شاہ ترکستان نے برہم ہوکر قید کیا تھا اب اُسے قید سے رہا کرکے خلعت دامادی دیا ہی اور اقرار کیا ہی کہ جب سر حمزہ وغیرہ کاٹ کر تو لے آئیگا اُسوقت زلفین کو تیرے حوالے کر دونگا الحاصل جب صلصال تمغاج خان کو خلعت دامادی دیچکا فوج کثیر اُسے دیکر بمقابلۂ صاحبقران روانہ کیا تمغاج خان نے بمقابلہ لشکر اسلام قیام کرکے طبل جنگ بجوایا جب آواز طبل رزمی بلند ہوئی

ہرکاروں سے جو باہر جاسوسی اور خبر رسانی متعین تھے اُنھوں نے خدمت بادشاہ لشکر اسلام میں اسطرح عرض کیا نظم

اے شہ ذیوقار و نیک انجام | زیر افلاک بے وقار شوند
شرق و لشکر اسلام | دشمنانت ذلیل و خوار شوند
تا شود مہر سپہر فلک تابان | تا بود مہ بہ ارض نور افشان
اسوقت تمغاج خان نے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا ہے

وہ سردار نہایت زبردست ہے اور ارادہ اسکا یہ ہے کہ وقت سحر میدان مصاف میں آئے اور دلاوران لشکر اسلام سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سنکے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجایا جائے ہرکاروں نے حکم بادشاہ سے قلاب چینی اور رکاب چینی نقارہ نوازوں کو آگاہ کیا اُسوقت بدستور قدیم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی صداے نقارہ رزمی سنکے دلاوران لشکر اسلام تیاری جنگ میں مصروف ہوے تمام شب ہر دو لشکر میں تیاری جنگ ہوئی جب وہ وقت آیا کہ شاہ خاور جانب مشرق سے نمایان ہوکر تخت لاجورد فلک پر رونق افزا ہوا اُدھر سے تمغاج خان مسلح ہوکر مرکب دیوپیکر پر سوار ہوکر مع سپاہ کثیر میدان کارزار میں آیا اِدھر جانب سے بادشاہ لشکر اسلام نماز سحر سے فارغ ہوکر لشکر ظفر پیکر ہمراہ لیکر عرصۂ مصاف میں آئے بعد درستی میدان ہر دو صف آرائی کے نقباے خوش گلو نے جوانان ہر دو لشکر کو آمادۂ جدال و قتال کیا جب نقیب میدان جنگ سے ہٹ گئے تمغاج خان نے صف لشکر سے اپنے مرکب کو نکالا اور میدان میں آکر مرکب کو روک کر پکارا تو بادشاہ لشکر اسلام کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلے کے واسطے بھیجو بادشاہ لشکر اسلام نے میرے دلاوران لشکر اسلام نظر کی اول اہرمن بازندرانی بادشاہ لشکر اسلام اور حمزۂ صاحبقران سے اجازت جنگ لیکر روبرو تمغاج خان گیا اُسنے ضرب تیغ گران سے اہرمن کو زخمی کیا اور حلقۂ کمند مارکر گرفتار کیا پھر طول ابن سعد بربری براے مقابلہ گیا اسکو بھی تمغاج خان نے اُسی طرح زخمی کیا اور گرفتار کیا اسی طور سے چند دلاوران لشکر اسلام کو تا شام زخمی کیا اور گرفتار کیا ہنگام غروب آفتاب طبل آسایش بجوا کر تمغاج خان فرودگاہ لشکر پر چلا گیا اسطرف بادشاہ لشکر اسلام و حمزۂ صاحبقران مع اپنی فوج قیامگاہ سپاہ پر آئے اُدھر تمغاج خان نے پھر طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر نواختن طبل رزمی سنکے نقارۂ رزمی بجوایا پھر دونوں لشکروں میں تیاری لڑائی کی ہونے لگی جب صبح ہوئی دونوں لشکر اُسی طرح میدان میں صف آرا ہوے جب کہ آیت او زنقیب بہادروں کو لڑنے پر آمادہ کرکے میدان نبرد سے چلے گئے تمغاج خان نے اپنے لشکر سے نکل کر میدان میں آکر مبارز طلب کیا راوی کہتا ہے کہ ایک سردار صف دست چپ سے نکل کر اجازت جنگ بادشاہ سے لیکر پھر مقابلہ گیا تمغاج خان نے تیغ گران سے اُسے مجروح کیا اسیطرح تا شام تمغاج خان نے سات سرداران فرنگ کو زخمی کیا وقت شام طبل آسایش بجوا کر چلا گیا بادشاہ لشکر اسلام بھی مع جملہ سرداران لشکر اپنے فرودگاہ لشکر پر آکے داخل بارگاہ ہوکر حکم دیا کہ نامبردہ زخمیوں کا علاج کیا جائے جب حکم جارہ گر علاج کرنے لگے ہنوز جراحان دلاوران لشکر اسلام گھوڑوں سے اُترکر سلاح تنسے جدا کرکے بارگاہ و خیام میں بیٹھے تھے کہ پھر تمغاج خان نے طبل رزمی بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر طبل جنگ بجنے کی سنکے اپنے لشکر میں بھی نقارۂ جنگی بجوایا صداے نقارۂ جنگی سنکے جملہ اہل لشکر سامان جنگ کرنے لگے جب وہ ہنگام آیا کہ سفینۂ سحر فلک پہ نمایان ہوا جملہ اہل اسلام نے وضو کرکے فریضۂ سحری بہ رجوع قلب ادا کیا خصوصاً بادشاہ لشکر اسلام اور حمزۂ صاحبقران نے نماز سحر بصد خشوع و خضوع ادا کی اور براے فتح و ظفر خدا سے دعا کی بعد دعا اور وظائف کے حکم کمربندی کا دیا اور جملہ سردار

اور سوار مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہوے جب بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سرداران ذیوقار نے
باادب تمام سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام سب کو جواب سلام دیتے ہوے تخت پر سوار ہوے ڈنکے پر چوب پڑی علمہاے
لشکر کے پھرہرے کھلے باجے جنگی ہر ایک رسالہ مین بجے سواری بادشاہ جانب میدان کارزار روانہ ہوئی جملہ
سپاہ ہمراہ چلی اُسوقت سواری بادشاہ اور روانگی لشکر لائق دید تھی وہ صبح کا وقت وہ نسیم سحر کا چلنا وہ کم کم آفتاب
کا طلوع ہونا وہ صحرا مین سبزے کی لہک وہ گلہاے خودرو کی شگفتگی وہ بلبلون کی نغمہ سرائی وہ نقیبون کا بولنا وہ سواری
بادشاہ کی شوکت وہ دلاورون کی صولت وہ علمون کا بلند ہونا وہ سپرون کا کھُلنا وہ جنگی باجون کا بجنا وہ بہادرون
کا سُن سُنکے جھومنا وہ صف بصف سوارون اور پیدلون کا چلنا عجب لطف دکھاتا تھا جب بادشاہ لشکر میدان
جنگ مین پہونچے دیکھا کہ تمغاج خان صف آرا ہی جسدم ادھر بھی صف آرائی ہو چکی دونون جانب سے گرد کیت
اور نقیبون نے نکل کر بہادران ہر دو لشکر کو لڑنے پر آمادہ کیا جب وہ میدان نبرد سے ہٹ گئے تمغاج خان اپنے
لشکر سے نکل کر میدان مین آیا گھوڑے کو روک کر پکارا اے حمزہ صاحبقران مین نے سُنا ہی کہ آپ نہایت شجاع
ہین اور دلاوران عرب مین مشہور ہین چاہتا ہون کہ آج آپ سے مقابلہ کرون تا کہ کچھ لطف جنگ حاصل ہو
آپکے سرداران لشکر سے لڑنے مین کچھ بھی لطف جنگ مجھے نہین ملا ہی حوصلہ دل کا نہین نکلا ہی واضح ہو کہ یہ
قاعدہ لشکر اسلام کا ہی کہ حریف جسکو بہر جنگ طلب کرتا ہی وہی اُس سے مقابلہ کرتا ہی بس بموجب قاعدہ
مندرجہ کے امیر کشورگیر بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہو کر جسوقت بمقابلہ حریف جانے لگے علمہاے لشکر
جلوہ گری پر آئے باجے جنگی ہر ایک رسالے اور پلٹن مین بجے علم اژدہا پیکر سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی
صدا آنے لگی جب امیر سامنے تمغاج خان کے پہونچے مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوے تمغاج خان
رعب وشان امیر پر نظر کر کے اور خوش ہو کے خیال کرنے لگا کہ اسوقت امیر سے لڑنے مین بیشک لطف
جنگ حاصل ہوگا یہ خیال کر کے گرز گران بار دونون ہاتھون سے پکڑ کر رکابون پر قدم جما کر گرز کو گردش
دیکر سر امیر پر لگایا امیر نے بسہولت اپنے گرز پر اُسکے گرز کو روکا جب امیر ضرب گرز سے محفوظ رہے تمغاج
نے گرز کو بالاے خاک پٹک کر نیزہ سینے پر لگایا حمزہ صاحبقران نے اُسکے نیزے کو بھی اپنے نیزے پر روکا
بعد نیزہ روکنے کے خود بھی نیزے کا وار کیا تمغاج خان نے بھی وار روکا اسی طرح تھوڑی دیر جنگ ہوئی آخر امیر نے
ایک سنبہ نادر باندھکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دیا تمغاج خان نیزے کے نکل جانے سے ایسا خجل ہوا کہ ایک
بیزہ آب خجالت مین غرق ہوگیا بعد انفعال بیہم ہاد کر تیغہ گرانبار کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر امیر پر توقیر پر لگایا
جب تیغہ قریب سر آیا امیر نے اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے بھی زنجیر کمر امیر مین ہاتھ ڈالا دونون
جرار زور کرنے لگے گھوڑے عاجز ہو کر سینے کے بل زمین پر بیٹھنے لگے اُسوقت شاطرون نے لشکر سے نکل کر
کہا اے دلاوران یکتاے روزگار اگر قصد کشتی لڑنے کا ہی تو مرکبون سے اُتر کر زور آزمائی کرو گا وزمین
تمھارے زور اور بار کی متحمل ہو گی بیچارے گھوڑے ہلاک ہوے جاتے ہین یہ سنکے امیر نے ہاتھ اُسکا
چھوڑ دیا اُسنے بھی کمر زنجیر کو چھوڑ دیا ادھر امیر اُدھر تمغاج خان دونون مرکبون سے بالاے زمین آئے
اور دامن گردا نکر کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ متواتر ہونے لگے جملہ سردار اور لشکری جانبین کے گھوڑون سے
اُتر اُتر کر علی قدر مراتب بیٹھکر کشتی دیکھنے لگے بادشاہ لشکر اسلام نے بھی اپنا تخت بالاے فرش رکھوا دیا
اور حکم کیا جا بجا بارگاہین اور خیام براے راحت و آرام استادہ ہون ملازم حکم فوری بجالائے جب وہ

روز گذر کر شام ہوئی تمغاج خان نے امیر با توقیر سے کہا اب وقت مغرب آیا ہی مناسب ہی کہ شب کو بہ آرام بسر کیجیے ہنگام سحر پھر مجھسے کشتی لڑئیے گا امیر نے جواب دیا ہمارا یہ قاعدہ نہین ہی تا وقتیکہ ہم حریف کو زیر نہین کرتے آرام پذیر نہین ہوتے اگر تمھین عذر شب کا ہی تو ہمارے اور تمھارے نزدیک تاریک شب کو کثرت روشنی سے مثل روز روشن کرنا آسان ہی تمغاج خان نے یہ سُنکے اپنے ملازمون کو حکم روشنی کرنے کا دیا ملازمون نے فوراً تعمیل حکم کی ادھر حکم بادشاہ لشکر اسلام سے اسقدر روشنی ملازمون نے کی کہ وہ شب تار گویا مثل روز روشن روشن ہو گئی بعد پینے کاسہ ہاے شیر کے پھر دونون جرار کشتی لڑنے لگے راوی بیان کرتا ہی کہ بعد تین روز کے چوتھے روز امیر نے تمغاج خان کو زمین سے اُٹھا کر سر سے بلند کر کے چاہا کہ زمین پر پٹکین یکایک تمغاج خان نے کہا یا امیر مجھے امان دیجیے فرمایا امان بشرط ایمان تمغاج خان نے کہا مسلمان کیجیے امیر نے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا امیر با توقیر نے اُسے آہستہ زمین پر رکھدیا وہ قدم امیر پر گرا امیر نے اُسے اپنے سینے سے لگایا اور بارگاہ سلیمانی مین جا کر زیر دست فرامرز عاد مغربی اُسے دنگل پہ بیٹھنے کو فرمایا یہ امر تمغاج خان کے خلاف جو ہوا خواجہ عمرو سے اس امر کی شکایت کی وقت سحر خواجہ عمرو نے امیر با توقیر سے یہ کہا کہ تمغاج خان کل آپکی شکایت کرتا تھا کہتا تھا مجھے زیر دست فرامرز عاد مغربی امیر نے بٹھایا ہی حالانکہ مین فرامرز سے زور و قوت مین زیادہ ہون امیر نے جواب دیا اے خواجہ عمرو مین عادل ہون نا منصف نہین مین نے خلاف اُسکے مرتبے کے اُسے جگہ نہین دی ہی یہ اُسکا خیال خام ہی کہ مین فرامرز عاد مغربی سے قوی تر ہون مین بخوبی جانتا ہون کہ فرامرز اُس سے زور و قوت مین زیادہ ہی اگر اُسے میرے کہنے کا یقین ہو تو فرامرز عاد مغربی سے زور آزمائی کرے خواجہ عمرو نے بھی تمغاج خان سے کہا اُسنے کہا مین فرامرز سے لڑونگا ایک روز تمغاج خان فرامرز عاد مغربی سے کشتی لڑنے پر موجود ہوا فرامرز بھی حکم امیر با توقیر سے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوا جب دونون مین کشتی ہوئی آخر کار فرامرز تمغاج خان پر غالب آنے لگا اُسوقت امیر نے فرمایا اے تمغاج خان اب تو قائل ہوے یا نہین تمغاج خان نے عرض کیا بیشک مین قائل ہوا امیر نے فرامرز سے فرمایا چھوڑ دو اب کشتی نہ لڑو اُسنے چھوڑ دیا اُس روز سے تمغاج خان زیر دست فرامرز بیٹھنے لگا مگر ملول اور رنجیدہ رہتا تھا ایک دن امیر نے اُسے غمگین دیکھکر احوال مزاج پوچھا اُسنے کہا کیا عرض کرون بسبب حجاب کے عرض نہین کرسکتا امیر با توقیر نے فرمایا اگر تم ہمسے بوجہ حجاب نہین کہتے تو خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری سے بیان کر دینا وہ ہمسے کہدیگا تمغاج خان نے قبول کیا اور اُس روز تمام حال اپنا زرکمین پر عاشق ہونے کا بیان کیا خواجہ عمرو نے جو کچھ سُنا تھا امیر سے بیان کیا امیر نے اپنے سردار بہرام گردن خاقان چین کی دختر سے عقد اُسکا کر دیا اُسکے صلب سے اور بطن دختر مذکور سے زرین تاج نام ایک پسر پیدا ہوگا بر وقت ضرورت اُسکا ذکر کیا جائیگا جب عقد تمغاج خان کا ہو چکا ایک روز تمغاج خان نے صلصال سے یہ کہلا بھیجا کہ او بادشاہ ظالم و کافر تجھکو میرے احوال سے اطلاع ہوئی ہوگی اب تو مجھکو اپنا دشمن جان بہت جلد میرے مقابلے کے واسطے کسی کو روانہ کر یا خود آکر مجھسے مقابلہ کر ورنہ مین سر دربار آ کے تجھے قتل کر دونگا صلصال نابکار اول تو پہلے ہی مسلمان ہونے تمغاج خان سے ملول ہوا تھا اب پیام مندرجہ سنکر زیادہ تر رنجیدہ اور برہم ہوا چند اپنے

بھائیون کو فوج کثیر دیگر براے مقابلہ روانہ کیا جب وہ بمقابلۂ لشکر امیر آئے اور اُنھون نے طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی بجایا گیا وقت سحر طلب خاقان برادر صلصال اپنے لشکر سے نکل کر میدان مین آیا حریف کو طلب کیا تمغاج خان آیا ہنگام مقابلہ اُسے قتل کیا پھر ترب خاقان اور گمر خاقان اور تمور خاقان نے دفعۃً دفعۃً لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا تمغاج خان نے یکے بعد دیگرے نامبردگان کو تہ تیغ کیا وقت شام باقی ماندہ سرداران لشکر کفار نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف روانہ ہوے صلصال اپنے بھائیون کے قتل ہونے کی خبر سُنکے ملول و غمگین ہوا اور اس درجہ تمغاج خان پر غضبناک ہوا کہ حکم کیا اسوال و سوا کن تمغاج خان لوٹ لو متعلقین کو اُسکے قید کرو ملازم حسب حکم اُسکا بجا لائے

داستان آنا حفظ بن داؤد کا اور ذکر عیاری خواجہ عمرو مع حال بدیع کشتی گیر غزل

کہتے ہو ماہ پڑا ہے مرا پورا کیسا
ماہ کی طرح ترا نام ہے چمکا کیسا
حضرت دل ابھی الھڑ ہیں وہ یہ کیا جانیں
ہم نہیں جانتے تسبیح و مصلے کیسا
ہم بھی ہنگامہ محشر میں دہائی دینگے
ہمنے موسی یہ بتاؤ اُسے دیکھا کیسا
اختر صبح کا شب کو نہ گمان کیونکر ہو
وہ نہ کیون مجھسے یہ پوچھیں کہ تڑپا کیسا
اثر عشق بس مرگ جو ہوگا انکو
تمکو استاد نے مجنون ہی پڑھایا کیسا

یہ بھی تو نہیں کہ سر ہمنے جھکایا کیسا
بگڑا بیٹھا ہے وہ کمسن ہی غضب کرتا ہے
ہجر کہتے ہیں کسے وصل ہی ہوتا ہے کیسا
آنکھیں دیدۂ تر سے نہیں تھمتے آنسو
دیکھنا تم بھی کہ ہوتا ہے تماشا کیسا
وائے تقدیر نہ سینے سے وہ دلدار لگا
اُنکی پیشانی پہ تابندہ ہے ٹیکا کیسا
جب سے اک پردہ نشین سے ہے لگی آنکھ مری
خود چلے آئینگے سیت پہ وہ پردا کیسا
وصف رخسار پری رو جو لکھا ہے نیر

حسن کا تیرے زمانے میں ہے شہرا کیسا
ہائے وہ کھاؤ کہ ہوتا ہے جنازہ کیسا
بندۂ عشق ہیں بت پوجتے ہیں اے زاہد
موج زن آج ہوا دیکھیے دریا کیسا
تاب تم جلوۂ محبوب کی لائے نہ ذرا
ہمنے سمجھایا شب وصل ہیں کیتا کیسا
رات دن جو کہ رقیبوں سے رہے ہمبستر
میں نہیں جانتا اون کو کہ سونا کیسا
عشق بازی کا نہیں خاک سبق یاد تجھے
آگے مقطع میں مرے قافیہ چمکا کیسا

راویان خوش مقال اس داستان عدیم المثال کو یون بیان کرتے ہین کہ جب حکم صلصال بدمآل سے متعلقین تمغاج خان قید ہوے اُسوقت صلصال خوش ہوا اور روز دیگر دربار مین جب بالاے تخت آکے بیٹھا اُمرا اور وزرا سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا اب کیا تدبیر کرون کس دلیر کو براے مقابلۂ امیر روانہ کرون ہنوز اُمرا وزرا کچھ عرض نہ کرنے پائے تھے کہ چند ہرکارے بیتابانہ دربار مین آئے اور بعد اداے دعا و ثناے شاہی اسطرح بصد ادب عرض کرنے لگے کہ حفظ بن داؤد تشریف لاتے ہین داخل ترکستان ہو چکے ہین عجب نہین کہ آج تا شام داخل دربار سرکار ہون صلصال یہ خبر سُنکے نہایت شاد ہوا کہنے لگا اب حفظہ بن داؤد آتے ہین مقدمۂ جنگ و جدال مین اُنسے مشورہ کرونگا جو وہ کہینگے اُسپر عمل کرونگا یہ کہکر چند اُمراے ذیوقار کو واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کیا اُمرا بموجب حکم صلصال گئے اور استقبال کر کے حفظہ کو دربار مین لاے شاہ ترکستان نے نہایت تعظیم و تکریم اُسکی کی اور قریب اپنے تخت کے بعزت اُسے بٹھایا اُسنے بعد مزاج پرسی حالات دریافت کیے صلصال نے تمام حال جنگ و جدال کا جو گذرا تھا بیان کیا اور پوچھا اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر امیر با توقیر اور اُنکے سرداران لشکر کو قتل کرون حفظ بن داؤد نے مسکرا کر کہا اے شہنشاہ کچھ تردد نہ کیجیے اب مین آیا ہون ایسی تدبیر کرونگا کہ حمزہ ہلاک ہو جائیگا بعد اُسکے اُسکے سرداران لشکر کا قتل کرنا چندان مشکل نہین ہے اُن سب کے واسطے بھی کوئی تدبیر کرونگا یہ کہکر اُسی وقت ایک نامہ لکھکر ایک نامہ بر کو دیکر کہا یہ نامہ حمزہ صاحبقران کو دے آ

اور جواب اسکا لے آنا نامہ بر نامہ کو لیکر گیا جب روبروے امیر پہونچا نامہ دستار سے نکالکر پیش کش کیا امیر نے میر منشی کو طلب کیا اُسنے حاضر ہو کر نامہ کو وا کرکے بہ آواز بلند پڑھا مضمون نامہ حفظہ بن داؤد یہ تھا کہ ای امیر آپ بڑے شجاع و بہادر مشہور ہین اور نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہین اگر واقعی آپ شجاع اور نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہین تو آگ مین کسی روز ہمراہ میرے تشریف لیجائیے تاکہ مجھے آپکے شجاع ہونے اور نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہونے کا یقین ہو عہد کرتا ہون کہ جب آپ آگ مین جاکے زندہ نکل آئیے گا اُسوقت مین دین اسلام اختیار کرونگا جب امیر کشورگیر کو مضمون مندرجہ نامہ سے آگاہی ہوئی جواب مین اُسکے تحریر فرمایا ای حفظہ جو کچھ تمنے لکھا ہمنے پڑھا اور سنا جس روز تمھارا دل چاہے انبار ہیزم مین آگ رکھو جب آتش مشتعل ہو ہمراہ میرے آگ مین چلو میری نسل اور میری شجاعت کا امتحان کرو لیکن بعد ازان ایفاے وعدہ کرو جب نامہ تیار ہو چکا سر نامہ پر مہر کرکے نامہ نامہ بر کے حوالے کیا قاصد جواب نامہ لیکر حفظہ کے پاس گیا اور جواب نامہ حوالے کیا حفظہ جواب نامہ پڑھکر نہایت خوش ہو کہنے لگا ای شہنشاہ اگر چاہا خداوندان لات و منات وغیرہ نے تو امیر کو مین نے ہلاک کیا اب آپ ایک میدان وسیع مین لکڑیان بکثرت جمع کرائیے اور جس روز مین حمزہ کو آگ مین لیجاؤن اُس دن آپ بھی وہان تشریف لیچلیے میرے کمال کو ملاحظہ فرمائیے صلصال نے خوش ہو کر منظور کیا اور اُسی وقت حکم کیا بیرون شہر ایک میدان وسیع مین لکڑیان فراہم کی جائین ملازم تعمیل حکم کرنے لگے جب انبار ہیزم بخوبی تمام ہو چکا ملازمین نے صلصال اور حفظہ سے عرض کیا کہ ہم سب خدام نے لکڑیان بکثرت میدان مین جمع کر دی ہین صلصال نے یہ سنکر اُنھیں کچھ انعام دیا حفظہ نے ایک روز مقرر کرکے اُس روز اور وقت معینہ سے امیر کو آگاہی دی یعنی ایک ملازم حفظہ کا بحکم حفظہ گیا اور روز مقررہ سے اطلاع دے آیا جب یہ خبر خواجہ عمرو کو ہوئی کہ حفظہ امیر کو آتش مشتعل مین ہمراہ اپنے لیجائیگا خواجہ کو سخت تردد ہوا اُسی وقت بیتابانہ امیر سے عرض کیا آپ ہمراہ اُسکے آگ مین تشریف نہ لیجائیے گا مبادا کچھ ضرر پہونچے تو اچھا ہوگا امیر باتوقیر نے جواب دیا ای خواجہ مین نے حفظہ سے وعدہ کر لیا ہی ہمراہ اُسکے آگ مین ضرور جاؤنگا اگر خدا چاہیگا تو جسطرح میرے جد عالی تبار پر حکم پروردگار سے آگ گلزار ہو گئی مجھپر بھی آگ گلزار ہو جائیگی مجھے کسی طرح ضرر نہ پہونچائیگی خواجہ نے عرض کیا آپکے جد نامدار پیغمبر تھے آپ نبی اور پیغمبر نہین ہین اور آگ کا کام جلا دینا ہی میرے نزدیک مناسب نہین ہی کہ آپ آگ مین تشریف لیجائین راوی کہتا ہی کہ ہر چند خواجہ عمرو نے اس امر مین امیر کو سمجھایا مگر حمزۂ صاحبقران نے نہ مانا یہی فرمایا کہ اب تو مین اُس سے اقرار کر چکا ہون ضرور آگ مین جاؤنگا جب خواجہ سمجھانے سے عاجز ہوے مجبور ہو کر وہان سے اُٹھکر جانب مسکن حفظہ بن داؤد روانہ ہوے یہان روز مقرر حفظہ بن داؤد نے اپنے ملازم مسمی خورشید سیر سے کہا وہ دونون شیشے روغن کے جو ہمنے تیرے حوالے کیے تھے جاکر لے آ ملازم مذکور شیشے جو لینے گیا ایسی طبیعت کسل مند ہوئی کہ فرش پر لیٹ کر سو گیا عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسے مسلمان کرکے فرمایا ای خورشید سیر جلد بیدار ہو شیشے لیکر چل اثناے راہ مین تجھے اس شکل و صورت کا ایک شخص ملیگا خبردار یہ دونو شیشے روغن کے اُسے دیدینا نام اُسکا عمرو ہوگا یہ فرما کر حضرت ابراہیم اُسکی نظر سے نہان ہو گئے جب وہ بیدار ہوا شیشے لیکر چلا اثناے راہ مین دیکھا ایک مرد ضعیف خمیدہ کمر مسافرون کی سی وضع چلا آتا ہی جب وہ شخص قریب آگیا خورشید سیر نے پوچھا ای شخص کیا تیرا نام خواجہ عمرو ہی مرد پیر نے حیران ہو کر پوچھا تجھے میرے نام سے کیونکر آگاہی ہوئی

اُسنے جواب دیا مجھکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین مسلمان کرکے ارشاد کیا تھا کہ راہ مین تجھسے جو شخص اس
وضع کا ملے تو اُسے خواجہ عمرو جاننا بموجب ہدایت آن حضرت مین نے تمھین پہچانا خواجہ نے پوچھا ای برادر یہ بتاؤ
کہ یہ دونون شیشون مین کیا ہی اُسنے دست و پائے عمرو چوم کر عرض کیا ای خواجہ آپ کو معلوم ہو کہ ایک طائر قوی الجثہ
ہی ہر دم اُسکو ققنس کہتے ہین عمر اُسکی ہزار سال کی ہوتی ہی ہر روز ایک لکڑی اپنے آشیانے مین رکھتا ہی اُس طائر
کی منقار سوراخدار ہوتی ہی اور دراز ہوتی ہی ہر وقت سانس لینے کے اُسکے سوراخہائے مینی سے صدائے دلکش نکلتی ہی استادان
علم موسیقی نے اسی کی آوازہائے مینی سے علم موسیقی ایجاد کیا ہی اگر مفصل حالات علم موسیقی مع مقامات بیان کرون تو نہایت
طول ہوگا مختصر یہ ہی کہ اسی طائر کی آواز سوراخہائے مینی سے جملہ راگ اور راگنیان اُستادان علم موسیقی نے بنائین
ہین وہ طائر بعد ہزار سال کے اپنے آشیانے مین بیٹھکر ایسا نوحہ کرتا ہی کہ منقار سے اُسکے شعلہ ہائے آتش اُسکے
آشیانے پر گرتے ہین فوراً آشیانہ اُسکا جلنے لگتا ہی وہ طائر بھی اپنے آشیانہ مین جل جاتا ہی مگر بقدرت پروردگار اُسیوقت
ایک بچہ بھی قبل جلنے کے ققنس کا پیدا ہوتا ہی وہ بھی مثل اپنے پدر کے ہر روز ایک لکڑی اپنے آشیانے مین رکھا
کرتا ہی غرض جب ققنس جلجاتا ہی اور لکڑیان جلکر خاک ہوجاتی ہین جو لوگ اُس راکھ کی تاثیر جانتے ہین وہ اُس
راکھ کو لے آتے ہین چنانچہ حفظہ بن داؤد نے بھی وہی راکھ منگوا کر روغن اُسکا نکلوایا ہی انھین شیشون مین وہی
روغن ہی خاصیت اس روغن مین یہ ہی کہ جو شخص اِس روغن کو اپنے جسم پر ملکر آگ مین چلا جاے ہرگز آگ
اُسے ضرر نہ پہونچاے پس اِسی روغن کی وجہ سے حفظہ نے امیر کو نامہ لکھا تھا اگر وہ گبر اپنے تن نجس پر ملکر
آگ مین جاتا تو کبھی آگ اُسے جلا نہ سکتی چونکہ جناب ابراہیم نے مجھے مسلمان کرکے حکم دیا تھا کہ یہ دونون شیشے
خواجہ عمرو کو دیدینا اسوجہ سے مین آپ کو دیتا ہون انھین آپ لے لیجیے خواجہ عمرو نے تمام تقریر اُسکی سنکے نہایت
خوش ہوکے وہ دونون شیشے اُس سے لے لیے اور ویسے ہی دو شیشے کہ جسمین روغن تھا اُسے دے کر کہا
کہ یہ شیشے حفظہ کو دے کر اُسکے پاس اوقات بسر نہ کرنا لشکر اسلام مین چلے آنا اُسنے منظور کیا خواجہ تو شیشے
لیکر لشکر اسلام مین آئے خورشید سیر راہ طی کرکے حفظہ کے پاس گیا شیشے اُسے دے کر لشکر امیر مین چلا گیا
حفظہ نے ان شیشون سے روغن نکالکر تمام اپنے اعضا پر ملا بعدہ صلصال اور نوشیروان اور بختک
اور جملہ عزیزان صلصال وغیرہ کو ہمراہ اپنے لیکر اُس میدان مین گیا جہان انبار ہیزم تھا اُس جانب سے امیر
باتوقیر بھی مع خواجہ عمرو اور جملہ سرداران لشکر بکر و فر اُسی میدان مین تشریف لائے بعد تشریف لانے امیر کے
حفظہ نے انبار ہیزم پر آگ رکھوائی جب شعلے تا بہ فلک جانے لگے حفظہ نے امیر سے کہا آئیے میرے ہمراہ آگ
مین تشریف لیچلیے اُسوقت عمرو نے عرض کیا ای امیر باتوقیر میرے پاس ایسا روغن ہی کہ آگ آپ کو ضرر
نہ پہونچا سکیگی براے زندگی اور سلامتی اپنے تن پر مل لیجیے پھر آگ مین تشریف لیجائیے امیر نے جواب دیا روغن
کیا مجھے بچائیگا پروردگار میرا حافظ و مددگار ہی مجھے اُسی کی اعانت و حفاظت پر توکل ہی یہ کہکر حفظہ کا ہاتھ پکڑکر
اندر اُس دریاے آتش کے اسم اعظم پڑھتے ہوے تشریف لیگئے ببرکت اسم اعظم اور بقدرت پروردگار آگ نے
امیر کے جسم پر کچھ بھی اثر نہ کیا بلکہ لباس تک بھی نہ جلا چونکہ امیر حفظہ کا ہاتھ پکڑے ہوے تھے وہ بھی شعلہ ہائے آتش سے
محفوظ رہا جب یہ حال خواجہ عمرو نے دیکھا بیتاب ہوکر زبان جنی مین کہنے لگا یا امیر جلد حفظہ کا ہاتھ چھوڑ دیجیے امیر
نے بموجب کہنے خواجہ کے عمل کیا حفظہ فی الفور جلکر خاک ہوگیا وہ دوزخی تھا نار جہنم مین گیا امیر باتوقیر اسم اعظم
پڑھتے ہوے اُس آگ سے باہر نکل آئے بادشاہ لشکر اور جملہ سرداران لشکر اسلام خوش ہوے اور سجدہ درگاہ

لشکر کیطرف روانہ ہوے اُسوقت خواجہ عمرو نے وہی روغن جو خورشید سیر سے دستیاب ہوا تھا اپنے تمام تن پر ملکر پہلے آزمائش کے لیے ایک انگلی اپنی آگ پر رکھکر تاثیر روغن دیکھکر جلد تر بصورت پابوس بزرگوار بنکر ایسی جانب سے اُس آگ مین گئے کہ کسی نے خواجہ کو جاتے نہ دیکھا جب درمیان آگ کے پہونچے صلصال سے مخاطب ہوکر کہنے لگے ای صلصال آگاہ ہو کہ منیم پابوس بزرگوار دیکھ کہ یہ حفظہ بن داؤد اور یہ خداوندان لات و منات وغیرہ پونے دو سو خداوند بیٹھے ہین لیکن تجھے نظر نہ آئینگے سب خداوند فرماتے ہین کہ ہماری جانب سے صلصال ہمارے بندہ برگزیدہ سے کہو کہ جملہ اپنے فرزندون اور برادرون کو ہمراہ یکیک ایک خم زرین کرکے یکی بعد دیگرے ہمارے روبرو بھیج دے تاکہ وہ سب ہماری زیارت کرین بعد اُنکے تو بھی ہماری زیارت سے مشرف ہونا صلصال نے گفتگوے پابوس بزرگوار سنکے اور کچھ شیشے مکر کے کھول کر اپنے ہر ایک فرزند و برادر کو ایک ایک خم زر دیکر آگ مین بھیجا جو گیا جلکر خاک ہوگیا خواجہ نے خم زر اُٹھاکر نذر زنبیل کیا راوی کہتا ہے کہ جب سب پسر و برادر صلصال کے آگ مین جاکر جلگئے اُسوقت خواجہ نے پکار کے کہا ای صلصال اب تمکو سب خداوند بلاتے ہین صلصال عزیمت تمام چلا تھا کہ بختک نابکار نے دامن پکڑ کے کہا ای شہنشاہ آپ ہرگز آگ مین نہ جائیے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت بھی پابوس بزرگوار بنے ہوے خواجہ عمرو ہین صلصال نے برہم ہوکر جواب دیا او بداعتقاد عمرو کی یہ مجال ہے کہ آگ مین کھڑا رہے اور نہ جلے بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ خفا نہو جیے پہلے امتحان پابوس بزرگوار کا کر لیجیے بعد اُسکے آگ مین تشریف لیجائیے وہ امتحان یہ ہے کہ پابوس بزرگوار سے کہیے کہ ایک میرے فرزند کو واسطے تھوڑی دیر کے روبروے خداوندان سے یہان بھیجدین اگر فرزند آپکا آپکے پاس آگ سے نکلکر چلا آئے تو بلا تامل آپ بھی جائیے صلصال یہ راے بھی پسند نہین کرتا تھا لیکن جب بختک نے بہت کہا اُسوقت صلصال نے پابوس بزرگوار سے کہا ای منتخب برگزیدہ خداوندان جب تک میرے فرزندون یا بھائیون سے کوئی میرے پاس نہ آئیگا اُسوقت تک مین قدم نہ رکھونگا پابوس بزرگوار نقلی نے صلصال کے آنے سے مایوس ہوکر کہا ای صلصال آگاہ ہو کہ مین عمرو ہون مین نے جملہ فرزند اور برادر تیرے آگ مین جلا دیے سب جلکر خاک ہوگئے کوئی اُنمین سے زندہ نہین ہے کسے تیرے پاس بھیجون یہ کہکر آگ سے نکلکر ایک جانب چلا گیا صلصال یہ احوال سنکے از حد گریہ کنان ہوا بختک نے کہا ای شہنشاہ صبر کیجیے جو ہونا تھا وہ تو ہوچکا اگر مین آپ کو نہ روکتا تو آپ بھی آگ مین جاکر مثل حفظہ اور اپنے فرزندون اور برادرون کے جلجاتے اب یہان توقف نہ فرمائیے گریہ وزاری موقوف کیجیے صلصال بختک کے سمجھانے سے اُس جگہ سے روانہ ہوکر دربار مین جاکر غمگین بالاے تخت بیٹھا اُسوقت زرہ خان اور بیرک خطائی نے بخیال رنج و غم دفع کرنے کے صلصال سے عرض کیا ای شہنشاہ بدیع کشتی گیر ایک مدت سے ہمراہ آذر بہ چین بادشاہ تبریز آیا ہے اکثر دربار شہنشاہ مین بھی حاضر ہوتا ہے آجتک جس واسطے وہ آیا ہے مطلب اُسکا بر نہین آتا ہے پس ہم امیدوار ہین کہ اُسے بلاکر کسی پہلوان زبردست سے اُسے لڑوائیے کشتی دیکھیے صلصال نے اُنمین خیرخواہ اپنا خیال کرکے اُسیوقت حکم دیا کہ منادی اسی وقت شہر مین جاکر ندا کرے ہر صغیر و کبیر کو اس امر سے آگاہ کرے کہ فردا وقت سحر گرشش خطائی بدیع پہلوان سے کشتی لڑیگا جسے کشتی دیکھنا منظور ہو آکر کشتی دیکھے بموجب حکم منادی نے جاکر اہل شہر کو آگاہ کیا اِدھر حکم صلصال سے ایک میدان وسیع مین اکھاڑہ ملازمون نے درست کیا اور گرد اکھاڑے کے تخت اور کرسیان بچھوائین اور ایک نگیرہ نفیس اکھاڑے پر استادہ کیا جب وہ دن گذر کر سحر ہوئی صلصال ہمراہ اپنے

ارا کین سلطنت کے اکھاڑے پر جا کر بالاے تخت بیٹھا امرا کرسیون پر بیٹھے جملہ ساکنان ترکستان اعلے اور ادنے جوق جوق گروہ گروہ آکر گرد اکھاڑے کے علے قدر مراتب بیٹھے جب مجمع کثیر ہو چکا صلصال نے گہرش خطائی اور بدیع کشتی گیر کو طلب کیا جسدم وہ دونون اکھاڑے مین آے اول بدیع کشتی گیر نے بڑے بڑے ایکے اور نال گران وزن اٹھا کر زور و قوت اپنی دکھا کر باواز بلند کہا ہان ہین اسوقت رستم وسام و زال اگر وہ اسدم موجود ہوتے اور میرے اس زور و قوت کو دیکھتے تو حلقہ میری اطاعت کا اپنے کان مین ڈالتے صلصال یہ گفتگو بدیع کشتی گیر سے سنکے برہم ہوا گہرش خطائی کہنے لگا ای بہادر تو پہلوانی مین اپنا مثل و نظیر روے زمین پر نہین رکھتا ہی جلد اس سے کشتی لڑکے دست و پا اسکے توڑ ڈال بدزبانی کی اسے سزا دے گہرش خطائی چٹ لنگوٹ باندھکر یا خداوندلات زبان پر جاری کرکے مانند فیل مست کے اکھاڑے مین اتر کر مٹی اکھاڑے کی اپنے بازوؤن پر ملکر خم مار کر طالب کشتی ہوا پہلوان بدیع بھی دامن گردان کر مثل شیر غضبناک اسکے روبرو آیا اور خم مار کر کشتی اس سے لڑنے لگا پیچ اور توڑ پے در پے ہونے لگے جملہ تماشائی سیر کشتی کی دیکھنے لگے راوی کہتا ہی کہ بدیع پہلوان نے وقت غروب آفتاب اسی روز اسے زیر کیا سینے پر سوار ہو کر کچھ ایسی آہستہ باتین کین کہ کسی نے نہ سنین اور گہرش نے اطاعت بدیع قبول کی ہنوز بدیع پہلوان سینہ گہرش خطائی سے اٹھا چاہتا تھا کہ صلصال نے برہم ہو کر حکم دیا گہرش اور بدیع کو گرفتار کر کے قید کرو کیونکہ یہ دونون بادولت کے مجرم ہین گہرش نے تو یہ خطا کی تھی کہ بدیع سے زیر ہوا بادولت کو مجمع عام مین سبک کیا اور بدیع نے یہ تقصیر کی ہو کہ مجھ ایسے شہنشاہ کے پہلوان نامی کو اسنے بخوف و بیم زیر کر لیا غرض بموجب حکم یزک خطائی اور شاگردان یزک نے جلد حلقہاے کمند مین ان دونونکو گرفتار کیا ہر چند آذر برچین بادشاہ تبریز اور ہمراہیان بدیع نے چاہا کہ بدیع کشتی گیر کو گرفتار ہونے دین گو یہ امر ممکن نہوا جب گہرش خطائی اور بدیع کشتی گیر دونون گرفتار ہوے حکم صلصال سے دونون زندان مین قید کیے گئے صلصال اکھاڑے سے اٹھکر دربار مین آکر تخت پر بیٹھا اہل دربار بھی حاضر ہوے صلصال نے امرا و وزرا کی جانب مخاطب ہو کر پوچھا اب کس سردار کو براے مقابلہ اہل اسلام روانہ کیا جاے سبنے دست بستہ عرض کیا اول تو حضور یعقوب شاہ ختنی کو نامہ لکھکر طلب کیجیے دوسرے بدیع کشتی گیر کو زندان سے رہا کر کے خلعت فاخرہ دیکر مقابلہ حمزہ روانہ کیجیے صلصال نے راے اسکی پسند کر کے پہلے نامہ لکھوا کر نامہ بر کو دیکر جانب ختن روانہ کیا پھر امرا سے کہا ابھی جا کر بدیع کشتی گیر اور گہرش سے کہو کہ اگر تم شہنشاہ صلصال کی اطاعت قبول کر کے اسکے دشمنون سے مقابلہ کرو تو ابھی قید سے رہا ہو جاؤ گے امرانے فورا بدیع اور گہرش خطائی سے کہا انھون نے منظور کیا امرانے انہین قید سے رہا کر کے دربار صلصال مین لاکے خلعت فاخرہ دلواے صلصال نے خلعت دیکر دونونکو براے مقابلہ امیر روانہ کیا جب بدیع کشتی گیر مع گہرش بمقابلہ لشکر امیر پہونچا جاتے ہی ہنگام شب طبل جنگی بجوایا جسوقت صداے طبل بلند ہوئی بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے اپنے لشکر مین نقارہ رزمی بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی ہنگام سحر دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے جب کر کیت اور نقیب جوانون کو آمادہ رزم کر کے عرصہ جنگ سے ہٹ گئے بدیع پہلوان نے لشکر سے نکلکر میدان مین آکر باواز بلند یہ کہا کہ ای امیر بالتوقیر کسی جری کو بھیجئے تاکہ وہ مجھسے کشتی لڑے حمزہ صاحبقران نے ہنوز سوے سرداران لشکر دیکھا تھا کہ فورا کرب غازی نے صف لشکر سے نکلکر اجازت طلب کی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام نے اجازت دی کرب غازی بامید اعانت ایزد تعالے میدان مین گیا اور بدیع کشتی گیر ادھر کرب غازی دونون

دلاور کھون سے اُترکر دامن گردانکر سرگرم کشتی ہوے سپاہ جانبین مین ہر ایک اعلی اور ادنی اپنی اپنی سواری سے اُتر کر علی قدر مراتب بیٹھکر کشتی دیکھنے مین مصروف ہوے جب بدیع کشتی گیر کوئی پیچ کرتا تھا بادشاہ لشکر اسلام اور حمزہ وغیرہ بے اختیار باواز بلند تعریف کرتے تھے اور جسدم کرب غازی اُس پیچ کا توڑ کرتا تھا اُسوقت بھی جملہ اہل اسلام خوش ہوکر ثنا کرتے تھے اسیطرح تا شام کفار اور اہل اسلام دونون نے بہادرون کی کشتی دیکھکر تعریف کی جب آفتاب غروب ہوا بدیع نے کرب غازی سے کہا اے دلاور اب زمانہ شب آگیا ہی تجھے لازم ہی کہ شب کو براحت و آرام بسر کر صبح کو پھر مجھسے کشتی لڑنا کرب غازی نے جوابدیا لشکر امیر کشورگیر کا یہ قاعدہ ہی کہ جب تک حریف کو زیر نہین کرتے میدان سے جاکر راحت پذیر نہین ہوتے پس مین بھی بموجب قاعدہ مذکور نجاؤنگا اگر زمانہ شب کا خیال ہی تو روشنی کرنے کو حکم دیجیے بدیع نے سرداران لشکر صلصال سے واسطے روشنی کے کہا اُنھون نے جلد تر سامان روشنی کا کیا ادھر بھی حکم بادشاہ اسلام سے ملازمون نے اسقدر جھاڑ فرشی اور کنول وغیرہ روشن کیے کہ وہ شب تاریک غیرت دہ روز روشن ہوگئی جب بخوبی روشنی ہوچکی اُسدم حکم آذر برچین بادشاہ تبریز کے ملازم ایک کاسہ مین شیر گاو لبریز کرکے روبرو بدیع کشتی گیر لیگئے اسی طرح حکم بادشاہ لشکر اسلام سے چند ملازم دودھ کاسہ مین روبرو کرب غازی لائے دونون دلاورون نے کاسہ دہن سے لگاکر شیر گاو پی کر پھر باہم کشتی لڑنا شروع کیا ہر چند تمام شب کشتی بصد تیزدستی ہوئی لیکن کوئی دونون مین غالب و مغلوب نہوا راوی بیان کرتا ہی کہ اسطرح تین شب و روز کشتی ہوئی روز چہارم بدیع کشتی گیر نے برہم ہوکر بازو کرب غازی کے پکڑکر سر اپنا اُسکے سینے سے ملاکر بقوت تمامتر جو زور کیا کولا کرب غازی کا اُکھڑ گیا ایسا صدمہ پہونچا کہ رنگ رخ زرد ہوگیا بدیع کشتی گیر نے رنگ چہرہ کرب غازی دیکھکر خیال کیا کہ ضرور اس جوان کا شانہ یا کولا اکھڑ گیا ہی یہ تصور کرکے کرب غازی سے کہا اے بہادر مجھے ظاہر ہوگیا کہ تیرے کسی عضو پر صدمہ پہونچا ہی شاید شانہ اُکھڑ گیا ہی بہتر یہ ہی کہ اب جاکر اپنا علاج کر بعد صحت اگر دل چاہے تو پھر مجھسے کشتی لڑنا کرب نے جواب دیا اے دلاور مین اسی حال مین کشتی لڑونگا بدیع نے کہا اے جوان خلاف عقل تقریر نہ کر مناسب یہ ہی کہ میرے کہنے پر عمل کر یہ کہکر ہر دو بازوے کرب کو چھوڑدیا کرب غازی بروقت اپنے لشکر مین گیا ادھر تو بدیع میدان جنگ سے وقت شام طبل آسائش بجواکر فرودگاہ کو پھر گیا ادھر بادشاہ لشکر اسلام مع کل لشکر قیامگاہ لشکر کیجانب روانہ ہوے بعد قطع راہ جب فرودگاہ سپاہ پر پہونچے حکم دیا کہ چارہ گر جلد علاج کرب غازی کا کرین بموجب حکم چارہ گر علاج کرنے مین مصروف ہوے یہان تو علاج کرب کا ہو رہا ہی مگر اب حال کشتی گیر کا لکھا جاتا ہی کہ جب بدیع میدان رزم سے اپنی بارگاہ مین گیا گرش خطائی کو بلاکر کہنے لگا میرے نزدیک حمزہ صاحبقران اور سرداران امیر باتوقیر سے لڑنا بہتر نہین ہی کیونکہ حمزہ صاحبقران ایک مرد بزرگ و ذیوقار ہین مجھسے اُنسے کچھ عداوت نہین ہی بلکہ انس ہی بس اُنکا رنجیدہ ہونا مجھے ناگوار نہین ہی علاوہ اسکے صلصال نابکار نے ہمین اور تمھین بیجرم و خطا قید کیا تھا اب ہمین بھی یہ لازم ہی کہ اُسکی جانب سے امیر کشورگیر سے مقابلہ نکرین اور حمزہ صاحبقران پر کچھ احسان کرکے یہانسے کسی طرف چلے جائین گرش خطائی نے عرض کیا مین بھی اس راے کو پسند کرتا ہون یہ کہکر مذمت صلصال کی کرنے لگا جب زلف لیلی شب تاکمر پہونچی بدیع کشتی گیر گرش خطائی کو ہمراہ اپنے لیکر در زندان پر گیا اور جملہ محافظان زندان کو تہ تیغ کرکے سرداران لشکر امیر اور متعلقین تمغاج خان کو قید سے رہا کرکے اُنسے کہا جب تم خدمت حمزہ صاحبقران مین جانا یہ کہدینا کہ ہمین بدیع کشتی گیر نے قید سے رہا کیا ہی اور وہ ہمراہ آذر برچین بادشاہ تبریز ترکستان سے ایک جانب ہوا ہی سرداران

لشکر امیر نے نہایت ممنون ہو کر کہا جو کچھ آپ نے فرمایا ہے ہم خدمت امیر میں جاکر عرض کرینگے یہ کہکر سوے لشکر امیر چلے متعلقین تمغاج خان بھی اسکے ہمراہ ہوے انھین تو اثناے راہ مین چھوڑیے اور اب حال بدیع کشتی گیر کا سنیے کہ جب بدیع پہلوان سرداروں وغیرہ کو قید سے رہا کر چکا جلد راہ طی کر کے خدمت بادشاہ تبریز مین آیا اور اپنا بیان کیا آتشہ اسیوقت مع اپنے لشکر کے ترکستان سے کوچ کیا راہ صحرا کی اختیار کی اس احوال سے صلصال کو اطلاع نہوئی احوال بدیع کشتی گیر کا تو بمقام مناسب لکھا جائیگا لیکن اب ذکر سرداران لشکر امیر کیا جاتا ہے جسوقت اہرمن مازندرانی اور طول مست تبریزی وغیرہ قریب صبح نزدیک لشکر امیر پہونچے چند عیاران لشکر اسلام نے اس احوال سے امیر کو بیدار کر کے اطلاع دی امیر نے خوش ہو کر چاہا تھا کہ چند سردار انکو واسطے انکے استقبال کے روانہ کرین ناگاہ وہ سب خدمت امیر مین حاضر ہوے بعد ادائے تسلیم و قواعد عبودیت جو کچھ بدیع کشتی گیر نے احسان کیا تھا اور جو کچھ کہا تھا بیان بر لائے امیر نے گفتگو انکی سنیکے بدیع کو دعا دیکر فرمایا اسنے ہم پر احسان کیا تم سبکو قید سے رہا کیا چونکہ اسوقت آثار سحر فلک پر ظاہر ہوے تھے امیر نے واسطے وضو کے پانی طلب کیا ملازموں نے پانی حاضر کیا حمزہ صاحبقران نے وضو کیا اتنے عرصے مین جملہ اہل اسلام بھی براے نماز مہیا ہوے جب انھون نے احوال رہائی سرداران لشکر و متعلقین تمغاج خان کا سنا سب خوش ہوے سرداران لشکر تو اہرمن مازندرانی وغیرہ سرداروں سے گلے ملے اور تمغاج خان اپنے متعلقین سے ملکر شاد ہوا پھر ہر ایک نے وضو کر کے نماز سحر ادا کی حمزۂ صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام نے بھی فریضہ سحر ہی ادا کیا ادھر صلصال نابکار خواب سے بیدار ہو کر وقت سحر دربار مین آکر بالاے تخت بیٹھا جملہ اہل دربار بھی حاضر ہوئے ابھی صلصال تخت پر آکر بیٹھا تھا کہ نیرک خطائی آیا اور بعد بجالانے لوازم عبودیت کے عرض کرنے لگا ای شہنشاہ فلک بارگاہ ہنگام شب کوئی محافظان زندان کو قتل کر کے ان سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران کو جنکو تمغاج خان نے گرفتار کیا تھا اور متعلقین تمغاج خان کو جنھین حضور نے قید کیا تھا رہا کر کے لیگیا صلصال یہ خبر سنکے متحیر ہوا بعد حیرت بسیار کہنے لگا دریافت کرو کون شخص قیدیوں کو رہا کر کے لیگیا ہے نیرک براے دریافت خبر روانہ ہوا جب لشکر مین گیا بدیع کشتی گیر اور گرمش خطائی وغیرہ کو دیکھکر خیال کرنے لگا شاید بدیع پہلوان ہی نے قیدیونکو رہا کیا ہے اور عوض اپنے قید ہونیکا اسنے لیا ہے یہ خیال کر کے روبروے صلصال گیا اور تمام حال بیان کیا صلصال تمام احوال سنکے خیال کرنے لگا اب کون سردار ولاور بہر مقابلہ امیر روانہ کیا جاے

داستان گرفتار ہو کر آنا علمشاہ کا روبروے صلصال اور عاشق ہونا شاہزادہ دیہجاہ پر زلفین جادو دختر صلصال کا اور مبتلاے سحر کر کے نامہ دیکر روانہ کرنا علمشاہ کو خدمت امیر مین اور احوال زرہ ہنگ عیار یعقوب شاہ ختنی اور ذکر خواجہ عمرو ساقی نامہ

پلا ساقیا جلد مجکو شراب	عطا کر مجھے ساغر می شتاب	وہ دے مئے جو ہے ہمدم جان زار	وہ می جس سے آتا ہے دلکو قرار
وہ می قہقہہ زن ہے جس سے حباب	وہ می یار کی جس سے آتی ہے بو	وہ جو ہے سر جوشش فرخندگی	وہ می جو ہے سرمایۂ زندگی
وہ می جو ہے آئینہ روے یار	وہ می جسکا میخانہ ہے کوے یار	پلادے جو ایسی ہے لا جواب	تو لکھوں نئی داستان اب شتاب

محرران ذوی کمال و کاتبان عدیم المثال اس داستان نادر کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب ہنگام جنگ مغلوبہ مرکب علمشاہ کو لیکر ایک طرف روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دراز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا چونکہ مجبو کا اور پیاسا تھا چشمۂ آب اور سبزہ زار دیکھکر ٹھہر گیا پانی جو چشمہ سے پیا بے اختیار سیری ہوئی اسوقت علمشاہ زین فرس سے عالم غشی مین زمین پر گرے گھوڑا وہین کھڑا رہا ہنوز علمشاہ کو ہوش نہ آیا تھا کہ قاقولہ عیار کا اس جگہ گذر ہوا دیکھا ایک جوان شیر صولت زخم شمشیر سر کھاے ہوے بیہوش بالاے زمین پڑا ہے یہ حال دیکھکر قریب تر آیا اور ہاتھ مین مہر دیکھکر نام پڑھکر نہایت خوش ہوا اور لمین کہنے لگا ای قاقولہ آج تو اچھی ساعت سے واسطے بالادوی کی ادھر آیا تھا عنایت الطاف

خداوندان لات و منات سے نہایت دلکو مسرت حاصل ہوئی علمشاہ پسر حمزہ کو عالم غشی مین پایا یہ گفتگو اپنے
دل سے کرکے فی الفور علمشاہ کو سلاسل مین گرفتار کیا پھر مرکب پر علمشاہ کو ڈالکر لجام فرس پکڑکر وہان سے روانہ کیا
بعد قطع راہ ہیرک خطائی کے پاس گیا اور تمام حال علمشاہ کے گرفتار کرنیکا بیان کیا اُسنے تقریر اُسکی سُنکے نہایت
خوش ہوکے کہا جلد چل دربار صلصال مین وہ تجکو انعام کثیر دیگا یہ کہبر ہمراہ اپنے قاقولہ اور علمشاہ کو لیکر روبرو
صلصال گیا اور کہا اے شہنشاہ نام اس جوان مجروح کا علمشاہ ہی یہ فرزند حمزہ ہی آپکے فرزند کا قاتل ہی قاقولہ میرا
شاگرد اسے ایک صحرائے سبزہ زار مین زخمی پڑا ہوا دیکھکر گرفتار کرکے لے آیا ہی اب جو مناسب ہو اس جوان کے حق مین
کیجیے صلصال نابکار علمشاہ کو دیکھکر اپنے فرزند مقتول کا خیال کرکے پہلے تو چشم پر نم ہوا پھر حکم دیا ابھی جلاد آکے اور
سر اسکا تیغ آبدار سے جدا کرے بموجب حکم فوراً ایک جلاد بے رحم و زشت خو حاضر ہوا بعد تسلیم عرض کرنے لگا شہنشاہ فلک بارگاہ
اس خادم کو کیون طلب کیا ہی بعنایت خداوند لات سے مین بازو پر قوت رکھتا ہون تیغہ گرانبار و آبدار اپنے قبضہ
مین رکھتا ہون سفاکی اور سنگدلی مین شہرۂ آفاق ہون خاصیت مریخ کی رکھتا ہون کون فی الحال مغضوب درگاہ
شہنشاہ ہی کون معتوب سرکار فلک پناہ ہی کسکا رشتۂ حیات قطع ہوا چاہتا ہی کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہی صلصال نے کہا
اے جلاد اس جوان مجروح کو دربار سے لیجاکر قتل کر جلاد نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت میرا کام قتل کرنا ہی زندہ کرنا خداوند کا
کام ہی ذرا سمجھ بوجھکر حکم قتل دیجیے گا صلصال نے جوابدیا مینے خوب سمجھکر حکم قتل دیا ہی تو اب دیر نہ کر جلد اسے بیرون دربار لیجاکر
قتل کر جلاد نابکار نے بموجب حکم شاہ ترکستان چاہتا تھا کہ علمشاہ کو دربار سے لیجاکر قتل کرے یہ خبر محلسرائے صلصال مین
گئی کہ قاتل تمرتاس خان گرفتار ہوکر آیا ہی اب وہ بھی بحکم شہنشاہ قتل ہوتا ہی چونکہ جس روز سے جملہ فرزند و برادر صلصال کے
خواجہ عمرو نے پاپوس بزرگوار بنکر آگ مین جلادیے تھے اُس دن سے جملہ ازواج و دختران صلصال ایکجا فراہم ہوئی
تھین اور شب و روز اپنے اپنے فرزند کے غم مین نالہ و بکا کرتی تھین زلفین جادو دختر صلصال بھی برائے
تعزیت برادران آئی تھی پس خبر گرفتاری و قتل قاتل تمرتاس خان سُنکے بے اختیار نالہ کنان زلفین جادو وغیرہ
چند عورتین محلسرائے سے سر دربار اس خیال نکل آئین کہ قاتل تمرتاس خان کو قتل ہوتے ہوئے دیکھین گے کچھ دلکو سرور
حاصل ہوگا جب زنان مذکور سر دربار چلی آئین اگر عورتین تو علمشاہ کو کلمات سخت و درشت کہنے لگین لیکن زلفین جادو
چہرۂ زیبائے علمشاہ کو دیکھکر رنج برادران بھول گئی علمشاہ پر عاشق ہوئی جلاد سے مخاطب ہوکر کہنے لگی خبر
اس جوان کو نہ لیجا وہ عرض کرنے لگا حکم شہنشاہ سے قتل کرنیکو لیے جاتا ہون زلفین نے برہم ہوکر کہا او نالائق
ہم کہتے ہین کہ تو اس جوان کو ہر گز قتل نہ لیجا تو نہین مانتا یہ کہکر روبروے صلصال گئی پہلے اپنے پدر کو سلام کیا
پھر کہا اے والد نامدار آپ اس جوان کو کیون قتل کراتے ہین میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ اس جوان کو اپنا مطیع کرکے
برائے مقابلہ حمزہ روانہ کیجیے اگر یہ سر حمزہ و سرہاے سرداران لشکر حمزہ کا ٹکر لے آیا تو فہو المراد اور اگر قتل ہوگیا
تو بھی کچھ غم نہوگا اس امر مین بھی اپنا مطلب حاصل ہوگا صلصال نے گفتگو اپنی دختر کی سُنکے اُسکی عقل و فہم کی بہت
تعریف کی اور خیال قتل علمشاہ سے درگذرا بیٹی کو اپنے قریب بٹھا کر کہنے لگا اے جلاد اب جوان کو قتل مکر مین نے
اپنی دختر کی سفارش سے اسے قتل سے امان دی جلاد یہ تقریر شاہ ترکستان کی سُنکے چلا گیا صلصال نے ہیرک
خطائی سے کہا جلد جوان کو کسی تدبیر سے ہوشیار کر اُسنے چند تدبیرین ایسی کین کہ علمشاہ کو ہوش آیا آنکھین جو کھولین
اپنے تئین دربار مین گرفتار دیکھا بعد شکایت مقدر فرش زمین سے اُٹھکر بطریق اہل اسلام اہل دربار سے مخاطب
ہوکر سلام کیا اور کسی نے جواب نہ دیا لیکن زلفین جادو نے علمشاہ کے پاس آہستہ جاکر کہا اے جوان ذرا میری طرف

دیکھ اچھی طرح نظارہ میرے حسن و جمال کا کر مقدر تیرا اچھا تھا کہ مجھ ایسی رشک حور تجھپر مائل ہوئی تجھے قتل ہونے سے بچایا اب تو بھی میری تمناے دلی برلا خداوندان لات و منات و غیرہ کو سجدہ کر اطاعت میری اور میرے پدر کی اختیار کر علمشاہ نے اُسکے حسن و خوبی سراپا پر نظر کر کے خیال کیا عجب خداوند عالم نے اس صنم کو حسن دلفریب دیا ہی زاہد کش عابد فریب ہی حور اور پری حسن اور دلبری مین اسکی ہمسر نہین ناظرین عالی طبیع پر واضح ہو کہ تحریر صاحب دفتر سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ زلفین نہایت حسین تھی اگر کوئی اُسکے قد بالا اور حسن چہرۂ زیبا کی کچھ تعریف کرے تو بھی اُسکی تعریف کو پسند نکرے کے یہ چند اشعار مثنوی) ثناے حسن سراپاے زلفین مین پڑھون مثنوی

گو از قد سرشت دیگر ست این	میرس از رخ بهشت دیگرست این	ازو صبح این صفا دریوزه کرده است
بجز این کار را هر روزه کرده است	براے دیدن ایزد آفریدستش	دگر خود را ندید آنکس که دیدش
جبینش را بکف زابرو کلیدے	کشاده هر در نوروز و عیدے	فتد در باغ زان بالاے آزاد
بپایش سایه از بالاے شمشاد	لبش در شیر شکر کرده در مهد	ز حرفش گوش رشک طبلهٔ شهد
زبویش نسترن در تازه کارے	ز رنگش ارغوان در غازه کارے	بیاض گردنش صبح مشب موے
سواد خط بهار گلشن روے		

القصہ ہر چند کہ حسن زلفین پر نظر کر کے دل علمشاہ بیتاب ہوا لیکن بخیال ملت و مذہب برہم ہو کر جواب دیا او بیہودہ گو بس خاموش ہو اب ایسے کلمات زبان پر جاری نکرنا مین ہرگز ہرگز تیرے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر تیرے خداوندونکو سجدہ نکرونگا دین اسلام سے مُنھ نہ موڑونگا زلفین نے برہم ہو کر چند پھولون پر سحر پڑھکر وہ پھول علمشاہ پر ڈالدیے جب خوشبو گلونکی دماغ مین گئی رنگ طبیعت بدل گیا قلب علمشاہ کا اُلٹ گیا بنظر الفت جانب زلفین دیکھکر کہنے لگے ای ملکہ کیون مجھسے ناراض ہوتی ہو مین تو تم پر فریفتہ ہون جو حکم کرو بجالاؤن زلفین نے کہا اگر مجھسے الفت رکھتے ہو تو ہمارے خداوندونکی تصویر ونکو سجدہ کرو اور اپنے گلے مین ڈالو علاوہ اسکے جو کچھ ہم کہین ہمارے کہنے پر عمل کرو علمشاہ نے کہا جو کچھ ای ملکہ تم کہوگی مین بسر و چشم بجالاؤنگا زلفین نے تسنکے حکم دیا سلاسل جسم علمشاہ سے جدا کرو ملازم براے تعمیل حکم بڑھے تھے کہ علمشاہ نے خود ہی وہ طوق و زنجیر مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا بعد اسکے بموجب حکم معشوقہ چند تصویرین بتونکی اپنی گردن مین ڈالین صلصال یہ حال دیکھکر نہایت خوش ہوا اہل دربار بھی شاد ہوئے مجتک نے بھی دلمین کہنے لگا ان مسلمانونکی زندگی دراز ہی قضا انکی بالین پر آکر ٹل جاتی ہی کوئی نکوئی سبب انکے زندہ رہنے کا نکل ہی آتا ہی ہر چند کہ علمشاہ نے بتونکو اپنے گلے مین سحر مین گرفتار ہو کر ڈالا ہی مگر جب سحر اُتر جائیگا ہوش مین آکر صلصال اور لشکر صلصال کو قتل کریگا ابھی مجتک اپنے دلمین اسی قسم کے خیالات کر رہا تھا کہ زلفین نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھوایا یا امیر بمجرد پہونچنے اس نامہ کے تم بھی مثل اپنے فرزند علمشاہ کے ہمارے خداوندونکو سجدہ کرو اور اطاعت ہمارے والد کی اختیار کرو اگر خلاف ہمارے کہنے کے عمل کروگے تو بہت پچھتاؤگے جب نامہ تیار ہو چکا زلفین نے سرنامہ پر مہر کر کے علمشاہ کو دے کے کہا یہ نامہ اپنے والد کو جاکر دیدینا اور جواب اسکا لکھوا کر لے آنا علمشاہ نے نامہ لیکر زخم سر باندھکر گھوڑے پر سوار ہو کے سوے لشکر امیر رہ سپردی اختیار کی زلفین بھی بعد جانے علمشاہ کے تخت سحر پر بیٹھکر سوے لشکرگاہ امیر روانہ ہوئی اسے تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی مگر اب حال شاہزادہ تحریر کیا جاتا ہی جب علمشاہ بعد قطع راہ عنقریب لشکرگاہ پہونچے عیارون نے حال علمشاہ سے امیر کو اطلاع دی ہنوز عیاران لشکر اسلام خبر تشریف آوری

علمشاہ امیر ذی جاہ سے عرض کر رہے تھے کہ علمشاہ لشکر میں داخل ہوئے گھوڑے سے اُتر کر روبروے
امیر با توقیر گئے نامۂ زلفین امیر کو دیا امیر نے نامہ پڑھ کر اُسی نامہ کی پشت پر یہ عبارت لکھوا دی کہ اے زلفین
ہم خدا پرست ہیں ہرگز تیرے خداوندونکو سجدہ نکرینگے اور تیرے پدر نابکار کی اطاعت اختیار نکرینگے جہانتک
ممکن ہوگا تجھسے اور تیرے پدر سے لڑینگے یہ عبارت امیر نے لکھکر نامہ علمشاہ کو دیکر حال علمشاہ پر نظر
کرکے نہایت افسوس کیا اور بصد الفت فرمایا اے فرزند دلبند تو نے بتونکی تصویرونکو اپنے نگینوں میں کیوں ڈالا دین
حق سے کیوں منہ موڑا مناسب یہ ہے کہ اُنکو اپنی گردن سے جدا کر اپنے پروردگار کو سجدہ کر بت پرستی اختیار نکر
علمشاہ نے جواب دیا آپ مجھے ہدایت نکیجیے بہتر یہی ہے کہ میری معشوقہ زلفین کے حکم پر عمل کیجیے ورنہ بارگاہ سلیمانی اور
دیگر اسباب صاحبقرانی بقوت بازو چھین کے لیجاؤنگا جو کوئی مجھسے لڑیگا اُسے قتل کرونگا امیر یہ تقریر سنکے متحیر
اُسوقت سرداران دست چپ نے امیر سے عرض کیا یقین ہے شاہزادہ علمشاہ و بیجاہ گردون بارگاہ مبتلائے سحر
ہیں اسی وجہ سے بتونکو نگینوں میں ڈالے ہیں اور ایسے کلمات زبان پر جاری کرتے ہیں اسوقت آپ تھوڑے پانی پر
اسم اعظم پڑھکر وہی پانی انکے چہرہ پر چھڑکیے ابھی سحر برطرف ہو جائیگا انہیں ہوش آجائیگا امیر نے فرمایا تم سچ کہتے ہو
فرزند اسیر سحر میں گرفتار ہے یہ فرما کر تھوڑے پانی پر اسم اعظم دم کرکے چہرۂ علمشاہ پر اُسی پانی کا چھینٹا دیا برکت
اسم اعظم سے فوراً سحر برطرف ہوگیا علمشاہ کو ہوش آیا بتونکو اپنے نگینوں میں دیکھکر نہایت منفعل ہوا اُسوقت علمشاہ
نے چاہا تھا کہ بتونکو اپنے نگینے جدا کرکے قدم امیر پر سر رکھکے عذر کیجیے ناگاہ زلفین نے آکر بلندی سے یہ احوال
دیکھا فوراً بیتاب ہوکر علمشاہ پر سحر کرکے بزور سحر پنجہ بنکر گری اور علمشاہ کو اُٹھا لیگئی امیر با توقیر اور سرداران
دست چپ یہ واقعہ دیکھکر نہایت مغموم ہوئے بادشاہ لشکر اسلام بھی غمگین ہوئے اُسدم ہر چند عیاران لشکر
اسلام عقب زلفین گئے اور اثناء راہ میں بڑی تدبیریں کین مگر علمشاہ کو رہا نکر سکے مجبور ہوکر خدمت
حمزہ صاحبقران میں آئے عرض کیا ہمنے نہایت کوشش کی مگر شاہزادۂ عالیمقدار کو رہا نکر سکے نہیں معلوم
کون انہیں لیگیا ہے امیر گفتگوے عیاران لشکر سنکے اور زیادہ مغموم ہوئے انہیں تو الم شاہزادۂ علمشاہ میں
رکھا جاتا ہے اور اب حال زلفین کا لکھا جاتا ہے کہ جب زلفین راہ طی کرکے اپنے پدر کی خدمت میں گئی علمشاہ
کو بالاے فرش ڈالکر اپنے پدر سے کہنے لگی اگر میں اسوقت اس جوان کے ہمراہ نہ جاتی تو یہ جوان قید سحر سے
رہا ہوکر پھر میرے ہاتھ نہ آتا حمزہ نے سیر اسحر دفع کر دیا تھا اس جوان کو ہوش آگیا تھا میں بھی ایسی ساحرہ
زبردست تھی کہ پنجہ بنکر گری اور اسے اٹھا لائی اب اس جوان کی بخوبی ہوشیاری کرونگی حمزہ کے روبرو اکیلا اسے
نجانے دونگی خود بھی ہمراہ اسکے جایا کرونگی صلصال نے خوش ہوکر کہا اے دختر نیک سیرت بیشک تونے کار نمایان
کیا کہ لشکر امیر سے اسے لے آئی یہ کہکر سوے علمشاہ مخاطب ہوا نامہ طلب کیا علمشاہ نے نامہ حوالے
کیا صلصال نے مضمون جواب نامہ سے آگاہ ہوکر زلفین کو محل میں بھیجکر اپنے ملازموں سے حکم کیا جلد
اس جوان کے زخم سر کا علاج کیا جاے ملازم علاج کرنے میں مصروف ہوئے بعد چند روز کے زخم سر اچھا ہوگیا صلصال
نے علمشاہ کو قریب اپنے تخت کے ایک صندلی پر بٹھایا اور سامان جنگ کی فکر کرنے لگا شاہ ترکستان کو تو چندے
سامان و تیاری جنگ میں مشغول رکھا جاتا ہے اور اب حال نامہ بر تحریر کیا جاتا ہے جب وہ نامہ بر جسے صلصال نے
نامہ دیکر سوے ختن روانہ کیا تھا بعد قطع راہ ختن میں پہونچا یعقوب شاہ ختنی کو اُسکے آنے سے آگاہی
ہوئی فوراً اُسے اپنے روبرو طلب کیا جسدم وہ نامہ بر سامنے گیا بموجب قاعدہ تسلیم بجالایا اور نامہ حوالہ کیا شاہ نے

ختن نے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر قاصد کو اپنے دربار مین ایک کرسی پر بیٹھنے کو اشارہ کیا نامہ بر تسلیم کرکے
بالاے کرسی بیٹھ گیا یعقوب شاہ خیال کرنے لگا جب شہنشاہ صلصال حمزہ صاحبقران سے لڑ نہین سکتے تو مین
آپسے اور آنکے سرداران لشکر سے کیا لڑونگا تا ان کوئی تدبیر ایسی ہو کہ حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرون بہ بہانے سے
جاکر لشکر امیر سے مقابلہ کرون یہ خیال کرکے اپنے عیار زردھنگ کو بلاکر آہستہ اُس سے کہا مجھے خوب معلوم ہو کہ تو
ایک مدت سے میری دختر پری چہرہ پر شیفتہ ہو اور طالب وصل ہو اگر تو بلطف عیاری حمزہ صاحبقران کو گرفتار
کرسکے یا بیہوش کرکے میرے روبروے آئے تو مین بلاعذر اپنی دختر تیرے حوالے کردون زردھنگ نے از خود خوش ہوکر
آہستہ عرض کیا مین آج ہی جاتا ہون لشکر حمزہ مین داخل ہوکر حمزہ کو بیہوش کرکے چند روز مین روبروے حضور لاتا ہون
یعقوب شاہ نے خلعت دیکر اُسے جانیکی اجازت دی زردھنگ مہتر صمیم خنجرزن اور مہتر سلیم خنجرزن وغیرہ
چار سو اپنے شاگردونکو اپنے ہمراہ لیکر جانب ترکستان روانہ ہوا یعقوب نے بجواب نامہ ایک عرضی اس مضمون کی
لکھوائی کہ ای شہنشاہ فلک بارگاہ نامہ حضور کا پہونچا باعث سربلندی کا ہوا جو کچھ حکم ہوا ہی بسر و چشم بجالاؤنگا سامان
جنگ درست کرکے جلد خدمت عالی مین آؤنگا جب عرضی میر منشی لکھ چکا یعقوب شاہ نے اُسی نامہ بر کو عرضی دیکر
خلعت دیا اور اُسے رخصت کیا ادھر تو قاصد راہ طی کرکے خدمت صلصال مین پہونچا اور عرضی یعقوب شاہ
ختنی کی پیشکش کی اُدھر زردھنگ اپنے شاگردونکو اثناے راہ مین ایک درہ کوہ مین چھوڑکر ہنگام نصف
شب بشکل درویش لشکر امیر مین گیا دیکھا کہ دور تک خیام اور بارگاہین استادہ ہین لشکر بیشمار اُترا ہی ایک سردار
کئی ہزار سوارونکے ہمراہ حفاظت لشکر کر رہا ہی صداے ہوشیار باش بلند ہی چوب بجتا ہین اور رن مہتابین دمبدم
روشن کیجاتی ہین زردھنگ یہ حال دیکھکر حیران ہوا دلمین کہنے لگا بارگاہ امیر کیونکر دریافت کرون امیر تک
کیونکر پہونچون یہان انتظام بخوبی ہی بہتر یہ ہی کہ اسوقت کسی صحرا مین شب بسر کرون صبحکو یہان آکر بارگاہ امیر
دریافت کرون شبکو عیاری کرون یہ خیال کرکے لشکر سے نکلکر ایک طرف چلا تھوڑی دور جاکر ایک غار مین
اُترکر پنہان ہوا بعد ایک لمحہ کے اُنھین سوارون مین سے جو حفاظت لشکر کر رہے تھے ایک سوار کو ضرورت
پیشاب کرنے کی ہوئی وہ سوار اپنے بیڑے کے سوارون سے جدا ہوکر اُسی جگہ واسطے پیشاب کرنے کے آیا جس جگہ
زردھنگ پنہان تھا جب وہ پیشاب کرکے طہارت کرنے لگا زردھنگ نے حباب بیہوشی مارکر اُسے
بیہوش کیا پھر اُسکی صورت بنکر اور لباس و ہتھیار اُسکے اُتار کر زیب تن کرکے اُس سوار کو تو وہین غار مین پنہان
کیا اور خود اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر اُن سوارون مین شامل ہوکر گرد لشکر کے پھرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے ایک
سوار سے کہنے لگا اسوقت میری عجیب کیفیت ہی درد سر مین شدید ہوتا ہی آنکھون سے اچھی طرح نظر نہین آتا ہی نہین معلوم
یہ بارگاہ کسکی ہی اُس سوار نے جواب دیا ای برادر اگر مزاج تمہارا ناساز ہی تو اپنے خیمہ مین جاکر سو رہو حفاظت لشکر ایسے حال
مین نکرو اور یہ بارگاہ جسے تم پوچھتے ہو یہی بارگاہ حشامی ہی امیر باتوقیر آج اسی بارگاہ مین راحت گزین ہین سوار نقلی یعنی
زردھنگ بارگاہ امیر سے آگاہ ہوکر اُس سوار سے رخصت ہوکر ایک جانب چلا کنارہ لشکر پر آکر گھوڑے سے اُترکر
ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانے لگا پچھر رات باقی تھی کہ بارگاہ حشامی مین پہونچا دہنہ نقب کا وا کیا سر نقب سے نکالا دیکھا
امیر غافل سو رہے ہین شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین پہلے زردھنگ نے پروانون کے پرونپر بیہوشی چھڑک کے اُنھین
چھوڑا وہ شمعونپر گرے چند شمعین بجھاکر خود بھی جل گئے پھر زردھنگ نے نقب سے نکل کے باقی ماندہ شمعونکو گل کرکے حمزہ
صاحبقران کو بیہوش کیا اور چادر عیاری مین باندھا بعد اسکے پشتارہ دوش پر رکھکر راہ نقب سے روانہ ہوا بعد قطع راہ

نقب کنارۂ لشکر پر نکلا وہانسے بصد عجلت سوے ختن رخ کیا اس عیار کو تو اثناے راہ مین چھوڑ دیا اور اب حال عمرو
سُنیے کہ خواجہ کا دل جو گھبرایا بیتاب بارگاہ امیر مین گئے دیکھا امیر با توقیر بارگاہ مین نہین ہین خواجہ کو تردد ہوا بادشاہ
لشکر اسلام اور اکثر سرداران لشکر بھی اس واقعہ سے مطلع ہوے وہ سوار جسے زردہشنگ نے بیہوش کیا تھا
وہ بھی ہوشیار ہو کر لشکر مین آیا حال اپنا بیان کیا آخر خواجہ نے بارگاہ مین دہنہ نقب کا دیکھکر اور نشان پاے عیار زمین
پر پا کر خیال کیا کوئی عیار امیر کو بیہوش کر کے لیگیا ہی یہ تصور کر کے بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر سے کہا مین
جاتا ہون اگر خداوند عالم نے چاہا تو امیر کو رہا کر کے لاتا ہون آپ سب صاحب یہین تشریف رکھین یہ کہکر نقب مین جا کر
راہ نقب سے کنارہ لشکر پر نکلے پھر وہانسے فال دیکھکر عیاری کے باٹ سے آراستہ ہو کر ایکطرف مثل باد تند روانہ ہوے
زردہشنگ جو حمزۂ صاحبقران کا پشتارہ اُٹھا کر روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دراز درۂ کوہ تک تو نہ پہونچا اثناے راہ مین
ایک شجر کے نیچے گلیم بچھا کر خستگی راہ سے پشتارہ امیر کا قریب اپنے رکھکر استراحت پذیر ہوا ہنوز جاگتا تھا کہ صداے زنگ
کانمین آئی بیقرار ہو کر اُٹھا سوے آواز زنگ دیکھنے لگا جب خواجہ قریب اُسکے آئے زردہشنگ نے اک سنگ تراشیدہ
گوپھن مین رکھکر خواجہ کو تاک کر مارا عمرو نے جست کی پتھر دور جا کر گرا عمرو نے نعرہ کیا او عیار ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا ارے
غضب کیا تو نے کہ امیر با توقیر کو بیہوش کر کے لیچلا حالا کی گذارم کہ از دست ما زندہ و سلامت روی یہ نعرہ کر کے قریب تر پہنچے
آئے چاہا پشتارہ امیر کا اُٹھا لے زردہشنگ نے برہم ہو کے خنجر کھینچا آمادۂ جنگ ہوا خواجہ بھی خنجر کھینچکر مستعد رزم ہوے
آخر باہم لڑائی ہونے لگی خواجہ قریب پشتارہ پہونچ چکے تھے زردہشنگ پسپا ہوا تھا ناگاہ سلیم خنجر زن اور ضیغم خنجر زن مع چار
عیارون کے آگئے زردہشنگ نے خوش ہو کر اُنسے کہا چلو اس عیار کو گھیر کر گرفتار کرو شاگردان زردہشنگ نے ہجوم
کر کے چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرین حلقہ ہاے کمند مین اسیر کرین یہ حال دیکھکر خواجہ نے جست کی اُن عیارون مین سے یون
نکل گئے جیسے ابر سے برق یا گل سے بو یا جیسے صیادان سے آہو زردہشنگ اور جملہ اُسکے شاگرد یہ جست و خیز عمرو کی دیکھکر
حیران ہوے خیال کرنے لگے یہ عیار شیر تھا یا چھلاوا تھا طرفۃ العین مین نظر سے غائب ہو گیا یہ تصور کر کے سلیم خنجر زن نے
کہا ای اُستاد جب آپ ہم تک تا دیر نہ آئے ہمین تردد ہوا آخر وہانسے بصد عجلت ہم سب اُدھر روانہ ہوے یہان آکر دیکھا کہ
آپ عیار سے سرگرم کار زار ہین خوب ہوا کہ ہم سب عین وقت پر یہان آگئے ورنہ نہین معلوم کیا واقعہ گذرتا زردہشنگ
نے کہا بیشک تمہارے آنے سے بہتری ہوئی اب یہان توقف نکرنا چاہیے یقین ہی کہ پھر وہ عیارون کو ہمراہ لیکر یہان آئیگا
سد راہ ہوگا یہ کہکر وہان سے پشتارہ اُٹھا کر مع اپنے شاگردون کے روانہ ہوا بعد قطع راہ دراز وقت دوپہر تمازت آفتاب
سے پریشان خاطر ہو کر ایک شجر سایہ دار کے نیچے ٹھہرا ناگاہ ایک قلندر بلباس قلندری سے سراپا آراستہ نظر آیا جب وہ قریب
آیا زردہشنگ سے بعد سلام پوچھنے لگا بچا تو کہان سے آتا ہی کیون اسقدر گھبرایا ہوا ہی یہ پشتارہ کیسا ہی اسمین کیا چیز ہی
زردہشنگ نے بعد دست بوسی تمام احوال اپنا مفصل بیان کیا قلندر نے خوش ہو کر کہا بابا حمزۂ صاحبقران جسے
بیہوش کر کے چادر مین باندھا ہی یہ تو مسلمان ہی خداے نادیدہ کی پرستش کرتا ہی اپنے دو سو خداوندون کو برا کہتا ہی اُنکے پرستش کرنیوالون کو
قتل کرتا ہی اسکا تو قتل کرنا میرے نزدیک واجب ہی ابھی تک تو نے اسے زندہ کیون رکھا اب اس پشتارہ کو میرے حوالہ کر
مین امیر کو تیرے سامنے قتل کر ڈالون جملہ خداوند اس فعل سے نہایت خوش ہونگے زردہشنگ نے جوابدیا او احکم
بادشاہ ختن یہی ہی کہ امیر کو زندہ میرے روبرو لاؤ وگرنہ مین حمزہ کو قتل کرتا قلندر نے کہا اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ
قلندر جو روبرو ہمین راہ مین ملا تھا اُسکے کہنے سے ہمنے امیر کو قتل کر ڈالا یہ کہکر پشتارہ کیطرف بڑھا زردہشنگ
نے روکا اُسنے تکرار کی اسے غصہ آیا انجام کار قلندر نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا نعرہ | عمرو ہون مین عیار صاحبقران

مرے بکرے کانپتا ہی جہان — صبا ٹھوکرین کھائے ہر قدم
تراشندہ ریش کفار ہون — اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
زمانیکا مکار غدار ہون — نپائے مری گرد پاپوش کو
مرا تیز رفتار گر ہو قدم — یہ نعرہ کرکے دلیرانہ لڑنے لگا

زر وہنگ اور جملہ شاگرد بھی اُسکے پنجہ اور کمند ملے لیکر مصروف جنگ ہوے تا دیر لڑائی ہوئی ہر چند کئی شاگرد زر وہنگ کے دست عمرو سے زخمی ہوئے لیکن پشتارہ خواجہ کے ہاتھ نہ آیا ناچار عمرو نے راہ فرار اختیار کی زر وہنگ اُس جگہ سے پشتارہ اُٹھاکر مع اپنے شاگردون کے خوف عمرو سے ایسا بھاگا کہ کہین راہ مین نہ ٹھہرا بعد قطع راہ روبروے یعقوب شاہ ختنی ہو تھا تمام احوال اپنی عیاری کا اور عمرو کے سد راہ ہونے اور لڑنے کا بیان کیا شاہ ختن نے خوش ہوکر کہا امیر کو طوق وسلاسل مین گرفتار کرکے ہوشیار کر زر وہنگ نے تعمیل حکم کی امیر نے ہوشیار ہوکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر بآواز بلند کہا السلام علیکم سلام ہے اُس شخص پر جو خداوند عالم کو اپنا معبود جانتا ہو اور دین اسلام سے مشرف ہو اسوقت اہل دربار سے کسی نے جواب ندیا بلکہ ہر ایک شخص برہم ہوا خصوصًا یعقوب شاہ نہایت غضبناک ہوکر کہنے لگا ای امیر باوجود اسکے کہ قید ہو مگر خداے نادیدہ کا نام ہیر سے دربار مین زبان پر جاری کرتے ہو اگر زندگی اور بہتری اپنی چاہتے ہو تو ہمارے خداوندون کو سجدہ کرو حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او بے ایمان کیا بکتا ہی خاموش ہو مین تیرے خداوندونکو برا جانتا ہون اگر وہ نہین محض ایک پتھر کی تصویرین ہین لائق سجدہ وحمد وہ معبود حقیقی ہی کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے شجر وحجر شمس وقمر آسمان وزمین جن وانس وملک وغیرہ کو پیدا کیا ہی بمقتضائے

نظم

ثنا کے ہی لائق وہ یکتا خدا — نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا
وہ ہی باعث رفعت آسمان — اسی سے ہین قائم زمین وزمان
سپید وسیہ روز وشب مہر وماہ — یہ مصنوع ہین اور صانع الہ
وہ رزاق بخلاق رب قدیر — کہ قبل ولادت کیا خلق شیر
وہ ہی باعث فضل واحسان وجود — وہی بس ہی مسجود رب ودود
اسی کے لیے ہی ہمیشہ ثبات — اسی کے ہی قبضہ مین موت اور حیات
اسی کے لئے ہی ہمیشہ بقا — سوا اسکے اکدن ہی سبکو فنا
وہی جان وتن کا نگہدار ہی — وہی ہر بشر کا مددگار ہی
مرا بھی نگہبان ہی اب وہ کریم — نہین مجھکو دشمن سے کچھ خوف وبیم

یعقوب شاہ گفتگوے امیر سنکے ایسا غضبناک ہوا کہ جلاد کو بلاکر حکم قتل دیا جلاد امیر کو بیرون دربار لیگیا ریت کے چبوترہ پر بوریۂ ہلاکت بچھاکر امیر کو اُس بوریہ پر بٹھایا گردن پر کوئلہ کا خط دیا آب وغذا کیواسطے کہا امیر نے فرمایا آب وطعام کی خواہش نہین ہی یہ فرماکر زیر سایۂ تیغ سر جھکاکر بیٹھے جب شاہ ختن نے جلاد کو تیسرا حکم قتل امیر دیا جلاد نے ارادہ قتل کرنے کا کیا تیغہ گرانبار وآبدار گلوے امیر پر لگانا چاہا ناگاہ ایک سمت سے ایک سنگ تراشیدہ آکر اسطرح اُسکے سر پر پڑا کہ سر اُسکا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا فورًا زمین پر گرکے ہلاک ہوگیا یہ خبر شاہ ختن کو ہوئی وہ نہایت متحیر ہوا زر وہنگ نے عرض کیا ای بادشاہ یقینًا یہان عمرو آیا ہی اُسی نے سنگ سے جلاد کو ہلاک کیا ہی شاہ ختن نے برہم ہوکر جواب دیا تو عمرو سے ڈرتا ہی اسیوجہ سے یہ خیال کرتا ہی مین اور جلاد کو حکم دیتا ہون وہ ابھی سر حمزہ کاٹ لائیگا یہ کہکر دوسرے جلاد کو حکم دیا وہ تیغہ علم کرکے قریب حمزۂ صاحبقران گیا اُسوقت مردمان تماشائی کا ہجوم تھا بعضے خوش ہوتے تھے اور بعضے افسوس کرتے تھے اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کرتے تھے امیر باتوقیر زیر تیغ بیٹھے ہوئے دعا کر رہے تھے جب خواجہ عمرو نے ایک جلاد کو ہلاک کرکے دیکھا کہ دوسرا جلاد آیا ہی یہ حال دیکھکر خیال کیا ای عمرو تو کہانتک جلادونکو ہلاک کریگا کوئی تدبیر ایسی کر کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران قتل ہونے سے محفوظ رہے یہ تصور کرکے اور ایک تدبیر سوچ کے دلیرانہ دربار شاہ ختن مین گیا اور بآواز بلند کہا ای یعقوب شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو ہی بیشمار کفار کو مین نے ہلاک کیا ہی اگر تو نے اک موے تن امیر کو بھی اذیت دی تو یہ سمجھ لینا کہ تجھے

اور تیرے متعلقین کو ہلاک کرونگا شہر مین آگ لگا دونگا کسی کافر کو زندہ نچھوڑونگا یعقوب شاہ گفتگوے عمرو
سُنکے ایسا خائف ہوا کہ کانپنے لگا آخر بخیال خوف عمرو حکم دیا امیر کو قتل نکرو بمقام مناسب قید کرو ملازم حکم
شاہ ختن بجالائے زر وہنگ بسر گرفتاری خواجہ دوڑا عمرو وہانسے بھاگا دربار سے نکل کر جست کرکے اک
بام بلند پر گیا زر وہنگ بھی جست کر کے اُس کوٹھے پر گیا عمرو دوسرے کوٹھے پر گیا اسیطرح جست وخیز کرکے آبادی
سے نکلکر راہ صحرا اختیار کی زر وہنگ بھی تعاقب مین صحرا نورد ہوا خواجہ نے جھاڑی جھنڈیون مین نہان
ہو کر زر وہنگ کو صحرا مین سرگردان چھوڑ کر اُسکی شکل بنکر جلد راہ طی کرکے دربار شاہ ختن مین قدم رکھا اور
یعقوب سے کہا ای بادشاہ عمرو بلا کا عیار ہی ہر چند مین نے چاہا کہ اُسے گرفتار کرون مگر وہ ایسا بھاگا کہ میرے ہاتھ
نہ آیا اب حضور کو لازم ہی کہ امیر کو میرے سپرد کیجیے عمرو پھر آئیگا حمزہ کی رہائی مین کوشش کریگا شاہ ختن نے جوابدیا
اچھا امیر کی تو ہی حفاظت کر عمرو دربار سے چلا ہی تھا کہ زر وہنگ اصلی سامنے سے ظاہر ہوا اہل دربار دوسرے
زر وہنگ کو دیکھکر متحیر ہوے باہم کہنے لگے واہ واہ یہ عجیب واقعہ اور ماجرا ہی کہ دوسرا زر وہنگ آیا ہی زر وہنگ نقلی نے
جوابدیا یہ عمرو ہی اسے آنے تو دو مین گرفتار کرونگا جب وہ قریب تر آیا پکار کر کہنے لگا ای بادشاہ یہ ہم شبیہ میرا عمرو ہی اسکے
دام مکر مین گرفتار نہو جیے گا زر وہنگ نقلی نے عرض کیا خداوند یہ جھوٹ کہتا ہی عمرو عیار ہی باتین مکر و فریب کی کرتا ہی
چاہتا ہی کہ حمزہ کو یہان سے رہا کرے آپ اسکی باتون پر عمل نکیجیے گا جب درمیان زر وہنگ اصلی اور نقلی مین تکرار بہت
ہوئی آخرکار زر وہنگ نے عاجز ہو کر شاہ ختن سے کہا ای بادشاہ آپ مجھسے اور میرے ہم شبیہ سے کچھ احوال گذشتہ پیشے
سوال کرین جو کوئی جواب معقول دے اُسے آپ زر وہنگ اصلی تصور کرین یعقوب شاہ کو یہ راے پسند آئی پہلے
زر وہنگ نقلی سے پوچھا زمانہ ایک ماہ کا ہوا مین نے تجھے کیا خبر دی تھی زر وہنگ نقلی جواب دینے مین عاجز ہوا شاہ
ختن نے دوسرے زر وہنگ سے جو دریافت کیا اُسنے کہا حضور نے یاقوت کی انگوٹھی مجھے عنایت کی تھی زر وہنگ
نقلی نے کہا او عمرو تو بلا کا عیار ہی ہمارے مین کچھ کہنے نپایا کہ تو بول اُٹھا ای بادشاہ دیکھا اب اور کچھ سوال کیجیے شاہ
ختن نے نہایت حیران و پریشان خاطر ہو کر پوچھا بتا قبل ازین چندروز مین نے تجھے کیا حکم دیا تھا زر وہنگ
نقلی نے عرض کیا مین حضور کے کانمین آہستہ کہونگا جواب اسکا بخوبی دونگا با آواز بلند نکہونگا عمرو سن لیگا شاہ
ختن نے اجازت دی زر وہنگ نقلی نے دہن اپنا قریب گوش یعقوب شاہ لیجا کر ایک ہاتھ سے تاج
اُتارا دوسرے ہاتھ سے ایک طمانچہ روے شاہ ختن پر مارا اور یہ نعرہ کرکے بعد چالاکی دربار سے نکل کر ایکجانب
روانہ ہوا نعرہ ٭ عمرو ہم کلاہ از سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ نجتنک بد اختر ببرم ٭ در مجلس خسروان چو گردم ساقی ٭
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ٭ ہر چند اہل دربار اور عیار عقب خواجہ دوڑے مگر گرد قدم خواجہ بھی کسی کے ہاتھ
نہ آئی سب مجبور ہو کے پھر آئے شاہ ختن کو نہایت اس توہین سے صدمہ ہوا وزرا امرا نے جلد دوسرا تاج
پیشکش کیا شاہ ختن نے وہ تاج اپنے سر پر رکھا زر وہنگ اصلی نے عرض کیا کیون حضور مین نہ کہتا تھا
کہ یہ عمرو ہی وہی ہوا جو مین نے عرض کیا تھا خیر جان بچگئی بموجب مصرع ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭
اب حضور حمزۂ صاحبقران کو میرے حوالے کرین ورنہ عمرو امیر کو رہا کر کے لیجائیگا شاہ ختن نے کہا جا امیر کی حفاظت
کر زر وہنگ اجازت لیکر دربار سے نکل کر در زندان پر گیا اور امیر کو زندان سے نکالکر ایک قفس مین
بند کر کے اک بلند ٹھیے پر قفس کو لٹکایا گرد اُس ٹھیے کے مع اپنے شاگردون کے واسطے حفاظت کے بیٹھا شاگردون
سے کہنے لگا مین نے امیر کو اسوجہ سے قفس مین بند کر کے اس ٹھیے پر قید کیا ہی کہ یہان سے عمرو امیر کو نہ لیجا سکیگا اگر امیر کو زندان مین

رہنے دیتا تو عمرو نقب لگاکر امیر کو رہا کر لیتا شاگردون نے کہا اُستاد آپ نہایت عقیل و ہوشیار ہین یہ تدبیر آپ نے خوب کی ہی
ایسی ہی باتون مین وہ دن تو بسر ہوا ہنگام نصف شب زرد ھنگ کو ضرورت بیت الخلا مین جانے کی ہوئی شاگردون کو اپنے
نیند امیر کی سپرد کر کے سوے بیت الخلا روانہ ہوا سلیم خنجر زن اور صمیم خنجر زن وغیرہ عیار ہوشیار بیٹھے تھے کہ عمرو نے
قریب آنکے آکر بآواز بلند کہا اے نابالغو بہتر یہ ہی کہ امیر کو میرے حوالے کردو وگرنہ تم سب کو مار ڈالونگا شاگردان زرد
صدائے عمرو سنکے بہر گرفتاری خواجہ دوڑے تھوڑی دور بھاگ کر خواجہ ایک غار مین نہان ہوئے جب شاگردان زرد ھنگ
تلاش عمرو مین جلد آگے بڑھگئے خواجہ غار مذکور سے نکلکر قریب اُس ٹیلے کے آئے جس جگہ امیر قید تھے دیکھا وہان کوئی نہین ہی
میدان صاف ہی ایسا موقع پاکر اُس ٹیلے پر چڑھ گئے چاہا امیر کو قفس سے نکالین ناگاہ زرد ھنگ اور جملہ شاگرد اسکے آگئے
شاگردون نے کہا اُستاد ابھی عمرو آیا تھا ہم سب اُسکے گرفتار کرنے کو گئے تھے وہ ایسا بھاگا کہ ہمارے ہاتھ نہ آیا زرد ھنگ
نے برہم ہوکر کہا تم سب بہر گرفتاری عمرو کیون گئے تھے اگر تمھاری عدم موجودگی مین وہ امیر کو رہا کر کے لیجاتا تو بڑا غضب ہوتا
یہ کہکر سوے قفس دیکھنے لگا جب خواجہ بالاے قفس نظر آئے زرد ھنگ نے خوش ہوکر کہا اے عمرو اب کہ کیونکر میرے ہاتھ
سے بچ کر یہان سے جائیگا تو نے مجھے بہت پریشان کیا تھا اب مین تجھے گرفتار کر کے ایسی بلا مین مبتلا کرونگا کہ تیرے حال پر
مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگے خواجہ نے بمصلحت وقت کہا اے زرد ھنگ بیشک عیاری مین تمھارا مثل و نظیر
نہین ہی اب مین یہان سے بھاگ نہین سکتا قسم ہی تمھارے خداوندی کی میرے حال پر رحم کرو مجھے گرفتار نہ کرو زرد ھنگ نے
جواب دیا اے عمرو کیون سخنہاے مکر و فریب کرتا ہی ہرگز ہم تجھپر رحم نہ کرینگے تجھے گرفتار کر کے قتل کرینگے بعد تیرے حمزہ کو بھی
تہ تیغ کرینگے اب قضا تیری تیرے سر سے نہ ٹلیگی خواجہ ذکر اجل سُنکے نہایت برہم ہوئے اور کہا او بیحیا اگر تو میرے حال پر رحم
نہین کرتا تو مجھے گرفتار بھی نکرسکیگا یہ کہکر اعانت خدا پر نظر کر کے وہین سے جست جو کی ایک بام بلند پر پہونچے زرد ھنگ بھی
اُس کوٹھے پر جست کر کے گیا عمرو نے وہان سے بھی جست لی اور ایک گلی مین کودا ایک دروازہ کھلا تھا پٹ کی آڑ مین چھپ گیا
زرد ھنگ نے کوٹھے سے اُتر کر ہرچند عمرو کو تلاش کیا پتہ نہ لگا ناچار پلٹ آیا اور خوب ہوشیار بیٹھا کہ ابکی عمرو آئے تو مارلو
رات بسر کی دوسرے دن پہر دن آتی بیرگاہ دیکھا ایک ضعیفہ کوزہ پشت لٹھیا ٹیکتی ہوئی بدن پر جھریان سر ہلتا ہوا بال سفید
نیچے پنجڑے کی آئی اور مُنھ اٹھاکر کہا اے خدا کی مار ہواس موے پر جسنے تجکو قید کیا ہی ہاے تیرے مان باپ اگر اسی
حال سے دیکھین اُنکی کیا کیفیت ہو دن کی دھوپ رات کی اوس عیارون نے کہا ارے او تجہہ کیا بکتی ہی عمرو نے کہا اُو
موون تمھاری بھی آنکھون مین شل زرد ھنگ چربی چھائی ہوئی ہی اُسکو تو خدا غارت کرے ایک عیار نے ہاتھ پکڑکر
کہا کہ دور ہو عمرو لوٹ گیا اور کہا ہاے ہاے میرا کولا اُکھڑ گیا اور کوسنے دینے لگا زرد ھنگ بھی آپہونچا عمرو نے کہا
دُہائی ہی ملکہ گلچہرہ بانو کی بھلا جوانا مرگو مین ملکہ کے سامنے کہانی کہتی ہون اب ایک ایک کو قتل کرواونگی زرد ھنگ نے جو
نام ملکہ کا سُنا فریب مین آگیا سب سے کہا ہٹو اور آکر ضعیفہ کے سامنے ہاتھ جوڑے کہ میری خطا معاف کرو اور ملکہ سے
ذکر نہ کرنا اور اے ضعیفہ مین تجکو بہت کچھ دونگا بتا تو کبھی ملکہ میرا بھی ذکر کرتی ہی عمرو نے کہا ہان جب کوئی نام تیرا لیتا ہی
بُرا بھلا کہتی ہی زرد ھنگ نے اب کچھ پہچانا عیارون سے اشارہ کیا کہ پکڑلو اور عمرو بھاگا اب نعرہ بھی کیا کہ ہنم شاہ
عیاران عمرو بن امیہ اب آگے عمرو پیچھے زرد ھنگ دوڑتے چلے جاتے ہین عمرو ایک سہراہے پر پہونچا دیکھا دونون
راستون سے بہت عیار آتے ہین اور تیسری راہ سے تو خود آیا تھا اُدھر سے زرد ھنگ کے آنے کا ڈر تھا جست
کر کے ایک کوٹھے پر گیا زرد ھنگ بھی آپہونچا اُسنے بھی جست کی وہ بھی کوٹھے پر آیا عمرو بھاگا جب کوٹھے کے
چھجے پر پہونچا دیکھا کہ نیچے گزرگھا ہی اور اُس پار ایک سوداگر کا مکان ہی عمرو نظر بہ پروردگار کر کے جست کر کے اُس مکان

کوٹھے پر آیا زر دھنگ نے جست کی یہ بھی وہین پہونچا عمرو تو اتنی دیر مین سنبھل چکا تھا تلوار ماری زر دھنگ جھجکا پاؤن
اُسکا پھسل گیا کیونکہ کائی جمی تھی گڑھیا مین گرا عمرو نے کہا گوہ کھائے جو ہمارا سامنا کرے اور اُس گڑھیا مین تمام شہر کا
غلیظ اور جانوران مردہ پڑے تھے زر دھنگ کا مارے بو کے عجب حال ہوا تمام غلیظ مین لت پت ہو گیا
اُسکے شاگردون نے پگڑیان پھینکین اور سرے پکڑے رہے زر دھنگ سہارا پاکر نکلا لیکن ایک گدھا بہت
پھولا ہوا پڑا تھا اُسپر جو زر دھنگ کا ہاتھ لگا پیٹ اُسکا پھٹا ہزارون کیڑے نکلے مُنھ مین اُسکے گھس گئے زر دھنگ
بہزار خرابی باہر نکلا حمام مین گیا وہان عمرو پہلے سے حمامی کی شکل بنکر منتظر بیٹھا تھا کہ زر دھنگ اس حالت سے پہونچا
خوب زر دھنگ کو نہلایا دھلایا اور ڈاڑھی موچھون مین نورہ لگا دیا بعد اسکے حمام سے باہر آیا زر دھنگ نے آواز دی کہ ارے
کپڑے لاؤ بس عمرو نے وہی خراب کپڑے اُٹھائے اور سب سے پہلے زر دھنگ کے مکان پر پہونچا آواز دی ماما کلی سے وہ کپڑے
دکھا کر دست بقچہ کپڑون کا لیکر بھاگا یہان زر دھنگ غل مچا رہا ہی کہ ارے کپڑے لاؤ عیارون نے کہا خواص تو گیا ہی
اُسنے کہا دوسرا اور بھیجو کہ جلد لائے دوسرا خواص گیا اور آکر عرض کیا کہ کپڑے تو آپ کے پہلا خواص لے آیا اب زر دھنگ
سمجھا کہ عمرو ہو گا اور کپڑے عیارون سے منگوائے جب پہنکر باہر نکلا کنگھی کرنے لگا دیکھا تو ڈاڑھی موچھ سب کنگھی کے ساتھ
چلی آتی ہین حمامیون پر بہت خفا ہوا اُنھون نے کہا ہم کیا جانین جسنے آپ کو نہلایا اُسی سے کہیے کہا آخر تمھین لوگون مین کا
کوئی ہو گا اُنھون نے کہا ہم مین کا کوئی نہ تھا ہمسے اُسنے کہا کہ آج مہتر جی نے مجھے نہلانے کو طلب کیا تھا تو مین پہلے سے
آگیا کہ یکایک نگاہ زر دھنگ کی دیوار حمام پر پڑی کاغذ لگا دیکھا جسمین لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری شاہ عیاران عیار
عمرو بن امیہ نامدار کیون او گیدی ہمنے نہ کہا تھا کہ گوہ کھائے جو پھر ہمارا سامنا کرے زر دھنگ اور بھی خفیف ہوا
چہار ابرو کا صفایا آئینہ دیکھکر سکتے کے عالم مین کہ بادشاہ کے سامنے کس مُنھ سے جاؤن وہان یہ سب خبر لیعقوب شاہ
کو ہوئی زر دھنگ کو طلب کیا اُسنے پہلے بہانہ کیا کہ مجھے بخار ہی اُٹھا نہین جاتا جب یہ حکم آیا کہ سواری پر آؤ جسطرح ہو آؤ ناچار
سامنے آیا جسنے دیکھا مسکرانے لگا لیعقوب شاہ نے کہا بس اسی مُنھ پر دعوے عیاری کا خبردار جسطرح ہو جلد عمرو کو پیدا کر غرض
پھر آکر عقابین کے نیچے بیٹھا فکر کرنے لگا کہ کیا کرون وہان عمرو جو پھر کر گیا رات کے وقت دل گھبرایا دھیان آیا کہ ای عمرو
وا اسے تیرے حال پر کہ حمزہ عقابین پر فاقے سے ہو اور تو کھانا کھائے کسی طرح کھانا امیر کو پہونچا یہ کافر ایک وقت
کھانا دیتے ہین وہ بھی خراب غرضکہ بر لب خندق پہونچا اور ایک تیلہ بنا کے خندق پر دکھایا ایک آدھ عیار نے دیکھا زر دھنگ
سے کہا دیکھیے وہ عمرو دیکھ رہا ہی زر دھنگ نے تیر مارا تیلہ تیر کھاکر خندق مین گرا سب عیار دوڑ پڑے
عمرو میدان خالی دیکھکر عقابین پر پہونچا اور لپٹ کر خوب رویا اور کہا ای آقا عمرو کھانا کھائے اور آپ فاقے سے ہین
اب بھی راضی ہو جیے تو زنبیل مین ڈالکر لیچلون امیر نے کہا خواجہ مین نے خوب جانبازی اور عیاری تیری دیکھی
مگر اب جان کیونکر بچیگی عمرو نے کہا مین نکلجاؤنگا وہان زر دھنگ نے خندق سے جو عمرو کو نکالا دیکھا تو بانس کا
ڈھانچہ ہی کاغذ بہ گیا وہان سے سب پھرے کہ بڑی دغا کی دیکھا تو عمرو عقابین سے لپٹا ہوا ہی سبنے چہار طرف سے گھیر لیا اور
کہا بچہ اب نکلکر کہان جاؤگے عمرو نے زر دھنگ کو گالیان دین اُسنے چاہا کہ تیر مارے کہ عیارون نے کہا زینہ لگا کر پکڑ لیجیے
جب سیڑھی لگائی عمرو نے لاٹھی مین کملی باندھ کے ہلانا شروع کیا اور سب کو دوڑایا کبھی ادھر کبھی اُدھر خوب پریشان کر کے
اور دھوکے دے کر کملی کو ایک جانب پھینک دیا وہ سب جا پڑے اور تلوارین مارنا شروع کیا عمرو عقابین سے
کودا اور پشت پر سے زر دھنگ کو چپت رسید کی اور روانہ ہوا زر دھنگ نے ہر چند تعاقب کیا عمرو کو
نہ پایا آخر ذلیل ہو کر پھر اعیارون سے کہا کہ بادشاہ کو خبر نہ کرنا جب صبح ہوئی پرچہ گذرا بادشاہ نے زر دھنگ کو

بُلاکر بہت لعنت ملامت کی اب اور زیادہ عمرو کی جستجو ہونے لگی عمرو بھی صورت بدل بدلکر آتا تھا دوسرے روز جو
زردھنگ دربار سے پھرا گذر قبرستان کی طرف سے ہوا دیکھا کہ ایک فقیر گدڑی اوڑھے منھ لپیٹے پڑا ہی بدن مین جذام
کیھان بھن بھنا رہی ہین زردھنگ کو دیکھا پکارا کہ لات اعلی تمھارا بھلا کرین جو مطلب ہو وہ بر آئے محتاج
ہون یا تو زردھنگ جاتا تھا دل مین سوچا کہ تو اتنے بڑے کام کو جاتا ہی کہ عمرو کو پکڑ لاؤن ایسا نہو کہ لات کو بُرا
لگے دعا اس فقیر کی سُن لے بس آکر پانچ روپیہ عمرو کو دیئے اور چلا تھوڑی دور جا کے سوچا کہ اے زردھنگ
ایسی مُنھ پر عیّاری بڑی چوک ہوئی شائد یہی عمرو ہو تو نے مُنھ کھول کے نہ دیکھا بس پھرا اور آکر چادر مُنھ سے
ہٹائی دیکھا تو عمرو وہی اور نہ عمرو تڑپا چاہا کہ نکلجاؤن یہ کمند پہلے ہی لگا چکا تھا عمرو کو باندھ لیا اور گرفتار کر کے
لیچلا عیاّرون کو اُسکے خبر ہوئی وہ بھی آئے اور تعریفین کرنے لگے اور عمرو کو بُرا کہنے لگے کوئی کہتا تھا یا اُستاد
ہمین دو ہم ابھی مار ڈالین زردھنگ نے کہا بادشاہ پاس لیچلونگا اور روانہ ہوا جی مین آیا کہ ملکہ کے باغ کی طرف
سے چل شائد غل سُنکے جھروکون سے جھانکے وہان ملکہ گلچہرہ بھی سارا حال عمرو اور امیر کا سُن چکی تھی زردھنگ
کو کوس رہی تھی سمن رخ سے کہہ رہی ہی کہ کیونکر عمرو سے ملاقات ہو اور خدا اُسکو اِن بارہ سو پیک سے بچون
بچائے بیچارہ اکیلا ہی کہ ایک غل ہوا کہ عمرو کو پکڑے لاتے ہین ملکہ نے سمن رخ سے کہا کسی طرح عمرو کو
مانگ لائین ایک نظر دیکھ تو لین سمن رخ کوٹھے پر آئی اور پکاری او زردھنگ ذرا دروازے پر آ مجھے
کچھ کہنا ہی زردھنگ دروازے پر آیا سمن رخ نیچے اُتری اور کہا کہ ملکہ نے بھی اِسکی صورت کا حال سُنا تھا
تو چاہتی ہین کہ عمرو کو دیکھون تو مجکو دے کہ مین دکھلاؤن زردھنگ نے کہا کہ ملکہ سے میرا آداب کہنا اور
کہنا یہ بلا ہی ایسا نہو کہ بھاگ جائے سمن نے کہا او موے تو ملکہ کو خفا کریگا ارے جس روز سے ملکہ نے سنا ہی کہ تیرے
ساتھ نکاح ہوگا روتی تھی اور تجھکو کوستی تھی مین نے سمجھایا کہ بی بی مان باپ جسکو ہاتھ اُٹھاکے دیدین تمکو عذر کیا ہی
اور زردھنگ کا تو مرتبہ بہت بڑا ہی واری وہ بہت خوبصورت ہی جب ایسے ایسے فقرے دیئے تب ملکہ راضی
ہوئی اب جو وہ سُنے گی کہ عمرو کو نہ دیا تو پھر تمام عمر راضی نہوگی بس اس فریب مین آکر زردھنگ نے عمرو کو دیدیا
اور کہا خبردار رہنا سمن نے کہا مجھسے لینا یہ کہان جائیگا اور عمرو کو اندر لائی ملکہ بھی اشتیاق مین عمرو کے مسند پر
بیٹھی تھی جب سمن عمرو کو لائی ملکہ دوسرے مکان مین چلی گئی دو گھڑی بعد زردھنگ نے پکارا سمن نے آکر کہا ملکہ
کوٹھے پر ہین جب اُترینگی اور عمرو کو دیکھ لینگی تو مین لاؤنگی تو اِن عیارون کو رخصت کر دے پلنگ مخلدار کا بچھا ہی اُسپر
بیٹھ زردھنگ نے ناچار عیارون کو رخصت کر دیا دس بیس عیّار رکھ لیے سمن اندر آئی ملکہ بھی پوشاک بدلکر اندر آکر
بیٹھی عمرو سے کہا خواجہ مین نے ایک خواب دیکھا ہی ایک ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ ایک بزرگ نے خواب مین امیر کو دکھایا او
کہا کہ تو اسکی قسمت کی ہی اور خواجہ ہمنے تمھارے گانے کی بڑی تعریف سُنی ہی اور کسی طرح امیر کو بھی لاؤ عمرو نے بانسری
بجائی اور خوب گایا بعد اُسکے سمن سے کہا کسیطرح زردھنگ کو شراب پلاؤ سمن نے کہا ابھی اور شراب لیکر پاس
زردھنگ کے آئی اور کہا اے موئے مین نے تیرے واسطے بڑا ریاض کیا اور سُنا تو نے ملکہ نے مجھسے کہا کہ مین نے
عمرو کے بہانے سے زردھنگ کو بُلایا ہی اور میری جان جاتی ہی اے سمن تو رات کو اُسکو لے آ اور یہ جھوٹی شراب دی
ہی اب تو اِن عیارون کو بھی رخصت کر دے اور ذرا عطر لگا رات کو مین ملکہ پاس لیچلونگی اور یہ گلوری بھی دی ہی غرض
شراب پی اور گلوری کھائی بیہوش ہوا عمرو نے آکر اُسے زنبیل مین ڈالا اور اُسکی صورت بنکے عقابین کے پیچھے آیا کہا پنجڑا ابھی
کا اُتارو قید امیر کی لیکر باغ مین آیا بے تکلف اندر چلا گیا عیار حیران کہ اب ملکہ کو راضی کر لیا کہ بہتر اندر چلے گئے اور وہان سے

پھر عمرو باہر آیا اور عیاروں سے کہا صاحبو دیکھا تمنے کہو اگر عمرو اس حال مین بھی چھوٹ جاسے تو آیا اُسکا دین قبول کروگے یا نہین سب نے کہا البتہ عمرو نے کہا ہم عمرو عیار اور صورت اپنی دکھائی کلمہ بتایا از سر صدق بارہ سو پیک بچہ مسلمان ہوئے اب عمرو اندر آیا امیر کو پنجڑے سے باہر نکالا

اب دو کلمے داستان عاشق ہونا امیر کا ملکہ گلچہرہ بانو بیٹی پر یعقوب شاہ کی اور مسلمان ہونا سب کا اور پیدا ہونا گورزاد بن حمزہ کا بیان ہوتے ہین

امیر بھی ملکہ پر عاشق ہوے قید کو توڑ ڈالا عمرو نے حال ملکہ کے خواب کا امیر سے بیان کیا امیر نے آپ کلمہ بتایا سب ملکہ سمیت مسلمان ہوئے اُسوقت عمرو نے کہا اب مین یعقوب شاہ کو بھی لاتا ہون جبکہ دو پہر رات گئی عمرو بڑے محل مین آیا یعقوب شاہ کو بیہوشی دے کر پشتارہ باندھکے امیر پاس لایا ملکہ تو ہٹ گئی امیر نے کہا اسکو ہوش مین لاؤ اور امیر نے یعقوب شاہ سے کہا کہ دیکھا قدرت خدا کو اب اگر مسلمان ہو تو تیرا ملک تجھکو دیدون یعقوب شاہ مسلمان ہوا اور کہا میری دختر کو قبول کیجیے امیر ہنسے اور سارا حال ملکہ کا بیان کیا پھر تو ملکہ بھی آئی باپ کو مجرا کیا اُسنے اُسے گلے سے لگایا اور کہا بیٹا تو رہبر ہوئی صبح کو سارے شہر کو مسلمان کیا امیر آکر بارگاہ مین بیٹھے عمرو نے زرد ھنگ کو نکالا تلقین بدین اسلام کیا یہ ترس جان سے مسلمان ہوا اور فکر کرنے لگا کہ کسی طرح امیر کو چرا کے خان اعظم پاس لیجاؤن امیر نے ملکہ سے عقد کیا اور بطن سے اُسکے گورزاد بن حمزہ پیدا ہوا جب زرد ھنگ نے دیکھا کہ کوئی قابو نہین چلا تو بھاگ کر خان اعظم کی خدمت مین روانہ ہوا صبح کو خبر امیر کو ہوئی عمرو نے کہا اسکی پیشانی پر سیاہی موجود تھی بس امیر بھی رخصت ہوے اور رخ ترکستان کا کیا یعقوب شاہ نے کہا آپ تو جاتے ہین خان اعظم سے ہمین خوف ہی امیر نے کہا مجھکو خبر کرنا مین مدد کو آؤنگا دو کلمے لشکر اسلام کے سُنیے کہ یہان عرصہ ہوا اور بادشاہ کو معلوم ہوا کہ امیر نقب مین سے غائب ہو گئے آخر ناچار ہو کر میدان آستہ دیکھا کہ رستم برابر خان اعظم کے کھڑا ہی اس صورت سے کہ بت گلے مین پہنے ہوئے بازو پر بت بندھے ہوے زلفین جادو بھی گلابی جوڑا پہنے سر سے پاتک جواہر مین غرق جوڑا باندھا ہوا تخت پر الگ سوار ہی رستم کو دکھا رہی ہو اور بختک سے کہ رہی ہی کہ مجھکو خوف ہی کہ رستم پر زخم نہ آئے بختک نے کہا اِس سے خاطر جمع رکھو کوئی رستم پر ہاتھ نہ اُٹھائیگا اور رستم کسی سے کم بھی نہین ہی اب اشارہ کرو کہ میدان مین جائے سر امیر کا لاکے اور یہ حال یہان کسیکو نہین معلوم کہ امیر چوری گئے ہین غرض زلفین نے اشارہ کیا رستم نوشیروان اور خان اعظم سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا کہان ہین امیر آئین کہ سر میدان سر کاٹ کر لیجاؤن یہ دیکھکر آصف اور الیاس رستم کے دونون مامون خدمت مین بادشاہ کی آئے اور عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو ہم جاکر سمجھائین ہمین یقین ہی کہ رستم کہنا ہمارا مان لیگا بادشاہ نے کہا اچھا جاؤ دونون سامنے رستم کے آئے رستم نے پہچانا چین بر جبین ہوا دونون نے اسلام کیا رستم نے کہا مین پہچانتا ہون اندھا نہین ہون تم کیون آئے ہو کیا لڑنے آئے ہو دونون نے کہا کیا مجال وہ ہاتھ قطع ہون جو تمپر اُٹھین رستم نے کہا پھر کیون آئے ہو مین تو امیر کو بُلاتا ہون دونون نے کہا ای رستم لشکر مین امیر نہین ہین اُنکو تو تمنے پہلے ہی چروا منگوایا اور دیکھو ای رستم امیر نے تمھارے سوال پر کچھ نہ کہا اور کہا کہ بیٹا اگر تو لات کو سجدہ نہ کرتا مین سر دیدیتا جو کہ یہ کہے وہ آپ تیرے مقابل نہ آئے رستم نے کہا یہ کہو کہ مجھ سے روپوش ہوے ہین بس جاکر اُنکو بھیجو دونون نے کہا تو مسحور ہی یہ قحبہ جو کھڑی ہی اُسنے سحر کیا ہی علمشاہ نے نام جو زلفین کا اسطرح سُنا کہا دور ہو اور ایک تلوار ماری کہ آصف زخمی ہوا دوسرے ہاتھ مین الیاس کو زخمی کیا الیاس

ہاتھ ڈالکر پکارا کہ کیا کرون مجبور ہون اگر تو آپ مین ہوتا تو ایک ہاتھ مین بھی لگاتا رستم نے ایک اور تلوار ماری کہ زخم سر چوپارہ ہو گیا بادشاہ نے عیارون سے کہا کہ جلد جاکر دونون کو لاؤ غرض انکو تو عیار لیگئے خدمت مین بادشاہ کی دونون نے بیان کیا کہ دیکھیے وہ کیسا بیہوش ہو رہا ہی نام زلفین کا سنتے ہی ہمارا یہ حال کیا اور رستم پھر پکارا کہ امیر نہین آتے کب تک منہ چھپائے بیٹھے رہینگے ہین وہین آکر سر کاٹونگا سب چپ ہین آخر سلطان سعد نے تخت اپنا بڑھایا لوگون نے منع کیا آپ نے نہ مانا او رسامنے رستم کے آئے رستم نے پہچانا سلام کیا اور کہا مین جانتا ہون کہ تم بادشاہ ہو سعد نے کہا عمو جان بجا ہی مین بھی آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہون اسی واسطے تو آیا کہ جاکر سمجھاؤن ساری محبت ہماری فراموش کہ رستم نے کہا مین نہین جانتا میری ہی جان نہین بچتی آپ ہی جاکر امیر کا سر کاٹ لائین سعد نے کہا ای رستم سر میرا حاضر ہی کاٹ لیجیے اور امیر یہان نہین ہین رستم نے کہا تمھارا سر مین کیا کرونگا سعد نے کہا اچھا زلفین کو لیجیے گا اُسی کو منگا دون علمشاہ کو نام پر زلفین کے غصہ آیا اور کہا تم کیا منگا دوگے کیا وہ میرے پاس نہین ہی یہ باتین مین خوب جانتا ہون اگر امیر نہین آئے تو اب مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر ایک تلوار ماری سعد نے سر ہٹایا وار سپر کا روکا لیکن گردہ سپر کا کٹا دو انگل کا زخم آیا وہان سے جو تلوار گری ایک پایہ تخت کا کاٹا یہ دیکھکر اہل اسلام کو تاب نہ رہی خصوصاً کرب اور لندھور سب دوڑ پڑے رستم نے بھی مارنا شروع کیا اب ائین سے کوئی رستم پر ہاتھ نہین اُٹھاتا آپ زخمی ہوتے ہین کرب نے دیکھا کہ یہ تو مشکل ہوئی بس مرکب اُٹھا کے چالیس ہزار جوانون سے خان اعظم اور نوشیروان پر جا پڑے قتل کرنا شروع کیا یہ تو منہ کے اُدھر گرکے سب آکر لشکر پر خان اعظم کے گرے اور کشتون کے پشتے باندھ دیے یہان سعد نے کہا کہ خبردار رستم کو چشم زخم نہ پہونچے ہان کمند مار کر اسیر کر لو اب ہر طرف سے کمندین پڑنے لگین رستم کی یہ کیفیت ہی کہ کمندین توڑ توڑ کر علیحدہ ہی زلفین نے دیکھا کہ رستم اسیر ہوا چاہتا ہی عقاب بنکے سامنے رستم کے آئی اور کہا بس اب نہ لڑو چلو اُدھر بختک نے طبل بازگشت بجوایا سب پھر کر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے رستم جو بیٹھ گیا خان اعظم پر خفا ہوا کہ طبل بازگشت کیون بجوایا بختک نے کہا ایک تو شام ہوگئی تھی دوسرے وہ سب یہان آگرے ہزارون کو قتل کیا یہ نئی لڑائی اُنھون نے نکالی ہی اور تمھارے پکڑنے کی تدبیر کی ہی زلفین نے بچایا خیر کل پھر لڑ لینا امیر بھی تو نہین آئے اب سب نے جانا کہ امیر روپوش ہو گئے غرض جب خیمون مین آئے رستم نے بختک سے کہا ملک جی تمنے کہا تھا کہ ملکہ کے پاس لیچلونگا بختک نے کہا کہ ہان مین نے راہ نکالی ہی ایک آدھ روز مین لیے چلتا ہون اور وہان زلفین نے بھی بختک کو بلوایا اور کہا کہو ملک جی رستم کا کیا حال ہی کہا اچھا ہی چاک کیے پھرتا ہی کہ کسی طرح مین ملکہ کے پاس جاؤن زلفین نے کہا کیون ملک جی شامتین آئی ہین پھر تم مجھسے ہنستے ہو یہ چاک کیسا بختک نے کہا خیمہ چاک کرکے جانا چاہتا ہی کہ چلا آؤن زلفین سمجھی تو لیکن چپ ہو رہی اور کہا پھر رستم کو لاؤ بختک نے اُسکو بھی دم دیا اور چلا آیا اور رستم نے پھر طبل بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے رستم پھر نکلا اور کئی مرتبہ پکارا کہ امیر کو جلد بھیجو کیون عرصہ لگاتے ہین میرا غیر حال ہی کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور نہ کوئی نکلا آخر اُسوقت مالک نے بادشاہ سے کہا اگر فرمائیے تو مین جاؤن بادشاہ نے کہا جب میرا کہنا نہ مانا تو تم جاکر کیا کروگے اور خبردار رہنا جو مین پھر کہتا ہون رستم پر حملہ نہ کرنا اور رستم نے دیکھا کہ کوئی نہین آتا مرکب اُٹھا کر لشکر پر آگرا اور مارنا شروع کیا کوئی روکتا ہی کوئی بھاگتا ہی رستم قتل کیے چلا آتا ہی آخر فولاد دندان نیک ضربی اور فرامرز نے مرکب اُٹھائے اور خان اعظم پر آگرے پھر تو کرب و لندھور شاہان ہفت اقلیم غرض جو جہان تھا اُسی طرف چلا اور لشکر خان اعظم سے تلوار چلنے لگی یہان پھر علمشاہ کی گرفتاری کی تدبیر ہوئی زلفین پھر عقاب بنکے آئی اور رستم کو اُٹھا لیگئی اپنے باغ مین لائی اور خوب ہم آغوش ہوئی اور یہان بختک نے طبل بازگشت بجوایا

دونون لشکر الگ ہوے خان اعظم بارگاہ مین آیا خبر زلفین کو ہوئی رستم سے کہا تم بھی جاؤ اور اب جب تک
امیر نہ آئین نہ لڑنا رستم خان اعظم پاس آیا خان اعظم نے بختک سے کہا اب کیا کرین حمزہ تو روپوش ہوا اور
ان خدا پرستون نے نئی لڑائی نکالی ہی بختک نے کہا ہرگز امیر روپوش نہین ہوئے مین خوب آئین سے اسکے
آگاہ ہون آخر دو چار روز مین خبر آئیگی ابھی لڑائی موقوف رکھو اب یہان تو لڑائی موقوف ہوئی رات کو رستم زلفین
پاس جایا کرتے ہین مجھکو بارگاہ مین آکر بیٹھتے ہین خان اعظم پر بھی حال کھلگیا کہ رستم زلفین پاس جایا کرتا ہی خان اعظم
نے کہا کیا مضائقہ ہی آخر ایک روز عقد ہوگا اور رستم اسیطرح میدان مین آتا ہی جب سامنا گرفتاری کا ہوتا ہی زلفین نکال
لیجاتی ہی کہ ایک روز زرہ ھنگ جو بھاگا خان اعظم پاس پہونچا اور سب حال امیر کا بیان کیا کہ یعقوب شاہ تمام شہر سے
مسلمان ہوا اور اپنی دختر کی شادی امیر کے ساتھ کردی خان اعظم نے کہا پھر کہو امیر وہان پہونچے بختک نے صلوات پڑھی اُدھر امیر
آتے آتے چین مین پہونچے بہرام خان بن بہرام نے دعوت کی امیر حمزہ ایک روز بکر روانہ ہوئے بہت آہستے کہا کہ کچھ دنون تو
امیر نے کہا نہ معلوم لشکر میرا کس حال مین ہو اور قریب اپنے لشکر کے پہونچے عیار جو بالا دوی مین تھے انھون نے دیکھا آکر
بادشاہ کو خبر دی تمام سردار واسطے استقبال کے گئے دیوانہ بن قندس اشقر لیکر گیا امیر کو بڑی دھوم سے لیکر آئے امیر نے ایک
ایک کو گلے سے لگایا بادشاہ سے حال رستم کا پوچھا سلطان سعد نے سب حال بیان کیا امیر کو نہایت ملال ہوا یہ خبر خان اعظم
کو ہوئی رستم نے کہا کیا ہی کہا امیر آگئے کہا بس اب مین سر کاٹونگا اور یہان امیر نے وہ رات تو رنج مین بسر کی صبح کو بارگاہ
مین آکر نامہ رستم کو لکھا کہ بیٹا مین نے سارا حال تمھارا سنا یہی چاہیے تھا جو تمنے کیا کہ بادشاہ کو زخمی کیا قسم ہی پروردگار
عالم کی کہ اگر تو بت پرست ہوجاتا تو مین اپنا سر کاٹ کر البتہ دے دیتا تو نے خانہ کعبہ کو چھوڑا اب تو آکر سجدہ خدا بجالا دیکھ
سر دیتا ہون یا نہین یہ لکھکر فرمایا کوئی لیجاے نریمان بن قنطور اپنے دنگل سے اٹھا اور نامہ امیر کا لیکر چلا چار سو
سوار ہمراہ ہوئے خبر خان اعظم کو ہوئی رستم نے کہا کوئی لینے کو جاے جب دروازے پر آیا رستم نے کہا بلالو
نریمان نے ہمراہیون کو وہین چھوڑا کہ ستارا کیا کام ہی چار لاکھ ہوتے تو کیا کرتے بزنگ تو آیا تھا کہ چلیے
بلایا ہی نریمان اندر آیا سلام کیا سب نے بل کھائے مگر نریمان پاس رستم کے آیا اور کہا یہ سرفراز نامہ تیرے باپ
کا ہی اگر تو نے استقبال نہ کروایا میرا کیا کیا اور اب بھی جو سلوک کریگا اپنے باپ سے کریگا اور لے یہ نامہ ہاتھ مین جب
رستم نے نامہ پڑھا بہت خفا ہوکے پرزے پرزے کرڈالا نریمان کے بند بند مین لرزہ پیدا ہوگیا اور کہا کیا کرون
ناچار ہون اے رستم بیٹے سے منہ اس کاغذ کے چاک کرنے مین رستمی تھی رستم نے غصے مین آکر تلوار ماری کہ سپر
نریمان کا زخمی ہوا نریمان نے بھی تلوار رستم پر ماری ستون بیچ مین تھا وہ کٹا پھر تو غل ہوا خان اعظم
اور رستم اٹھے تمام ترک بھی اٹھے کہ مارو نریمان نے بھی خوب تلوار کی کہ تمام بارگاہ خون سے رنگین ہوئی لیکن آپ
بھی زخمی ہوا اسی طرح لڑتا ہوا باہر آیا مرکب پر سوار ہونے لگا لیکن ایسی تلوارین پڑین کہ مرکب بھی زخمی ہوا اور
آپ بھی چور ہوکے گرا بیہوش ہوگیا وہ چار سو جوان جو ساتھ تھے لڑنے لگے دو سو جان سے مارے گئے باقی دو سو
زخمی ہوکر لڑتے بھڑتے نکل گئے یہ خبر امیر کو ہوئی اہل دربار نے دیکھا کہ امیر اسقدر غصے مین آئے کہ دنگل تھرتھرانے لگا
اور تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوئے اشقر پر سوار ہوکر چلے سب کو منع کیا کہ کوئی نہ آئے عمرو پیچھے پیچھے چلا اور امیر
نے اشقر کو دوڑایا اور وہان بختک نے زلفین سے کہا بڑا غضب ہوا یہ نہ جانتا کہ امیر طرح دینگے کوئی دم مین
ایسا گل پھولیگا کہ ایک نہ بچیگا کیونکہ وہ مالک باطل السحر ہی ذرا خیال رکھنا کہ اتنے مین خبر آئی کہ امیر پہونچے سب کی
جان نکلگئی بختک نے کہا بی زلفین ایک کام کرو جو ہم کہین تم رستم کو لیکر اس کمرے مین چلی جاؤ چلمن مین سے

دیکھو رستم کو شراب و کباب کھلاؤ لیکن امیر کو اُسے نہ دکھانا جب حمزہ یہان آئیگا اور تمکو نہ دیکھیگا اسم اعظم نہ پڑھیگا چہار طرف تمھین اور رستم کو ڈھونڈھیگا مین باتون مین لگاؤنگا بس تم اپنی کارروائی کرنا ہاتھ پاؤن اُسکے قابو سے نکلجائین ہم قید کروا لینگے بس زلفین اٹھی رستم کو اشارہ کیا رستم بھی اُٹھا کمرے پر لیگئی شراب و کباب کھلانے لگی

اب دو کلمے داستان گرفتار ہونا امیر کا سحر سے اور سر کٹنا سحر سے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر مع مرکب بارگاہ مین داخل ہوے دروازے پر لوگون نے روکا جسے کوڑا مارا وہ پھڑک کر مرگیا جو گھوڑے کی جھپٹ مین آیا ہلاک ہوا اسی طرح اندر بارگاہ کے آئے چہار طرف سے دیکھنے لگے بختک نے اٹھکر مجرا کیا اور کہا مین غلام ہون اب امیر آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہین کہ رستم کہان ہے یکایک زلفین نے سحر کیا کہ ہاتھ پاؤن مین امیر کے رعشہ پیدا ہوا اور گھوڑے سے گرے بیہوش ہوگئے بختک نے بزک اور گزک سے کہا کہ گرفتار کرلو ان دونون نے امیر کو حلقہائے کمند مین اسیر کیا کہ عمرو بھی پہونچا دیکھا تو امیر گرفتار ہین عمرو واشقر کو لیکر بارگاہ سے باہر آیا اور سوار ہوکے بھاگا خیال کیا کہ ای عمرو اگر تو ٹھہرا رہا قید ہوجائیگا چلکر بادشاہ کو خبر کر غرضکہ وہان سے خدمت مین بادشاہ کی آیا تمام حال بیان کیا سب کو سُنکر نہایت صدمہ ہوا وہان امیر کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیا زلفین اور رستم کمرے سے باہر نکلے کہا لاؤ امیر کو قتل کرین بختک نے زلفین سے کہا اب ایک کام کرو اگر امیر کو قتل کیا یہ جان لو کہ پھر عمرو ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا تم ایک پتلہ امیر کی شکل سحر سے تیار کرو اور رستم کو دکھاؤ وہ سر کاٹ ڈالے باپ تمھارا حسب عہد تمھین رستم کے حوالے کریگا چاہین کرنا اور امیر کو ایسی جگہ قید کرو کہ کسی کو خبر نہو جب کئی دن گذرین اور سب خداپرست رو پیٹ کر بیٹھ رہین پھر امیر کو بھی قتل کر ڈالنا ادھر خان اعظم سے بختک نے کہا تو کل صبح کو حمزہ کو قتل کرنا صلصال چپ ہو رہا اور زلفین امیر کو باغ مین لائی ایک برج تھا اُسمین قید کیا اور پتلہ سحر کا بصورت امیر تیار کیا اور بارگاہ مین لیکر آئی رستم سے کہا لو سر امیر کا کاٹو رستم اُٹھا اور تلوار سے سر کاٹا لاش پھنکوا دی سر دروازے پر لٹکوا دیا جاسوسان لشکر اسلام روتے پیٹتے آئے اور سارا حال بیان کیا سلطان سعد کا تو یہ حال ہوا کہ گریبان پھاڑ تاج پر ہاتھ ڈالا کہ اُتار کر پھینکدے کہ عمرو نے روکا بادشاہ تخت سے نیچے اُتر بیٹھے کہ اب تخت سے کیا کام جسنے صاحب تخت کیا تھا وہی نرہا عمرو نے کہا یہ کیا غضب آپ کرتے ہین جو یہ خبر مشتہر ہوئی سارا لشکر تباہ ہوجائیگا غرضکہ منتین کر کے تخت پر بٹھایا بادشاہ نے لباس سیاہ پہنا سب سیہ پوش ہوئے محل مین کہرام مچ گیا ہر سردار زمین پر لوٹ رہا تھا جب ہوش آتا تھا یہی کہتے تھے کہ چلکر خان اعظم کو قتل کرین عمرو نے کہا جیسی مرضی بادشاہ کی ہوگی ویسا کرنا اور وہان خان اعظم نے عقد رستم کا زلفین سے کردیا یہ عقد امیر کا سوا بختک اور زلفین کے کوئی نہین جانتا تھا رستم نے شب زلفین کے ساتھ عیش و عشرت مین بسر کی یہان عمرو حیران ہے کہتا ہے مجکو یقین نہین کہ بختک زندہ ہو اور امیر قتل ہوجائین تو جینے عقابین پر تو نہ مارا اب بختک سے پوچھو تو حال کھلے اور یہان رستم نے سماک یلطاقی کو یاد کیا بزک سے کہا ایک عیار ہے اُسکو کسی طرح لاؤ بزک جو تلاش مین نکلا دیکھا کہ کلوار کی دوکان پر نشے مین چور پڑا ہے بزک نے گرفتار کیا اور ہوشیار کر کے کہا تیرا آقا بلاتا ہے چل اور سماک کو سامنے رستم کے لایا رستم نے کہا کیون بھائی تم ہمکو بھول گئے اور ہمین چھوڑ دیا سماک نے کہا ای شہریار آپنے اپنے باپ کو چھوڑا مین نے آپ کو چھوڑا رستم نے کہا تو بھی بت کو سجدہ کر سماک نے کہا میرا ہاتھ مضبوط تھامیے تو کیا مضائقہ پھر رستم نے خان اعظم سے کہا اُسنے ایک بت یاقوت کا منگوا کر سامنے رکھا سماک نے تین انگلیون کی محراب بناکے سجدہ کیا بت کو اٹھا لیا رستم نے کہا یہ کیا کہا اب مین روز پوجا کیا کرونگا رستم چپ ہو رہا سماک نے کہا ای رستم مین یہ سوچ رہا تھا

کہ کیونکر عمرو پاس جاؤن اب نہ معقول ہاتھ لگی جا کر عمرو کو دونگا اور تو تو کافر ہو گیا رستم اٹھا سماک بھاگا رستم
باہر آیا مرکب پر سوار ہوا بختک نے روکا کہا یہ بارگاہ مین جائیگا مین وہین جا کے مارونگا آپ آگے سماک پیچھے
رستم دوڑتے چلے جاتے ہین سماک نے دیکھا کہ سامنے دریاے متلاطم ہی اور طرف بھاگنے کا راستہ نہین جان نکل گئی مگر
مجبور ہو کر دریا مین کودا ایک کنارے مین ایک کول تھا اسمین چھپ رہا اب رستم کنارے دریا کے پہونچا وہان بختک نے
زلفین سے کہا کہ عیار رستم کا رستم کو لگا لے گیا رستم وہان گرفتار ہو جائیگا پھر کس سے خواہش مٹائیگی زلفین اسیوقت
سحر کر کے اڑی ادھر رستم نے مرکب کو دریا مین ڈالا تنگ نہ ڈھیلا کیا تھا گھوڑے سے علیحدہ ہو کر غوطے کھانے لگا
عین وقت پر زلفین پہونچی اور رستم کو نکالا کنارے پر لائی اور کہا واہ ای رستم ایک بت کے واسطے چلے تھے رستم نے
کہا ای زلفین مجھے عیار پر غصہ آیا بت کے لیے نہین چلا تھا زلفین نے کہا اچھا اب پھر چلو رستم نے کہا مین بغیر مارے
نہ جاؤنگا یا گرفتار کرونگا یہان تو یہ ردو بدل ہی سماک جھاڑیون کی آڑ پکڑ کر نکل گیا ادھر سے عمرو امیر کی تلاش مین آیا تھا
سماک سے ملاقات ہوئی سماک نے عمرو کو مجرا کیا اور سب حال کہا اور بت نکال کے نذر دیا کہ اسی واسطے نہ آتا تھا کہ خالی ہاتھ
کیا جاؤن اور اب رستم کو زلفین نے دریا سے نکالا ہی لیے جاتی ہی عمرو کا تو یہ حال ہوا کہ بت کو دیکھ کر بت بنگیا پلک پر پلک
نہین مارتا کہ ایسا نہو آنکھون سے چھپ جاے سماک کو گلے سے لگا لیا اور کہا بیٹا تو لشکر مین جا مین بھی آتا ہون اور پیرک
کی صورت بنکر سامنے زلفین کے گیا سلام کیا زلفین نے کہا دیکھ ای پیرک رستم کسی طرح نہین مانتا اسکو سمجھا کر
پھیر لیچل پیرک نے رستم کو سمجھایا کہ آپ اس ٹیکرے پر بیٹھیے مین سماک کو لاتا ہون اور یا خبر لاتا ہون زلفین
خوش ہوئی اور کہا اچھا جاؤ پیرک عمرو تھوڑی دور گیا اور شراب کی بوتل اور گزک کا سامان لا کر زلفین کے سامنے
رکھ دیا اور کہا اسے آپ نوش کرین مین راہ مین سوچا کہ شائد مجھے دیر ہو جاے آپ جبتک شغل کرین زلفین اور
زیادہ خوش ہوئی اور کہا ای پیرک یہ تو میرے دل کی بات کی عمرو تو پوشیدہ ہو گیا اور ان دونون نے شراب پی بیہوش
ہوئے عمرو نے جال مین دونون کو باندھا اور لشکر مین آیا سامنے بادشاہ کے رکھدیا کہ یہ رستم و زلفین حاضر ہین
سب نے بہت تعریف کی عمرو نے رستم کو مسلسل کیا اور ہوش مین لایا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے سعد کے اسیر دیکھا
بادشاہ نے پوچھا ای رستم یہی چاہیے تھا کہ تمنے باپ کو قتل کیا اب سچ بتا امیر کو مار ڈالا یا نہین ہر ایک نے چاہا کہ رستم کو
قتل کرے جب امیر نہین پھر کسکا پاس بادشاہ نے منع کیا کہ ٹھہرتے رہو اور رستم سے کہا کہ اب بھی توبہ کرو رستم نے کہا
ای سعد یہی بہادری ہی کہ ایک عیار سے پکڑ بلوایا سعد نے کہا کیا تمھاری رستمی یہی تھی کہ ایک تو نانے پر زور آزمائی کی
کہ اسے چاک کیا دوسرے ایک مغفل کے عشق مین امیر کو قتل کیا وہ بھی یون کہ امیر مسحور تھے رستم چپ ہوا یہان
زلفین جادو کے پیرون نے اسے ہوشیار کیا یہ چلمن سے روبکاری رستم کی دیکھ رہی تھی اب عمرو نے چاہا کہ زبان
پر زلفین کی سوزن دے اور اسکی روبکاری کرے کہ اسنے سحر کیا ساری قید مثل تاگے کے ٹوٹ گئی اور تڑپ کر
پر پرواز پیدا کیے رستم کو اٹھا کر لے اڑی مقبل وغیرہ تیر جوڑ کر رہ گئے یہ صاف نکل گئی سب کو رنج ہوا یہ سب فکر مین بیٹھے
تھے کہ دیکھا سامنے سے نہنگ بحر عیاری و شیر بیشۂ طراری صاحب بغدۂ گران نظر کردۂ علی عمران یعنی مہتر قران پشتارہ
بدوش آتے ہین مہتر قران نے پشتارہ سامنے بادشاہ کے رکھا دیکھا تو خان اعظم یعنی صلصال ہی سب خوش
ہوئے کہ سماک طلاقی بھی پشتارہ بختک کا لیے ہوئے آیا بادشاہ نے دونون کو خلعت دیے اور ان کافرونکو
ہوش مین لا کر پوچھا کہ واقع مین امیر کو قتل کیا یا سحر سے قتل کیا ہی صلصال نے قسمین کھائین کہ مجکو نہین معلوم
بختک سے پوچھا اسنے بھی کہا کہ حقیقت مین امیر کو قتل کیا بہت سا دھمکایا مگر نہ بتایا آخر بادشاہ نے کہا

کہ اتنی رات انھین قید رکھو صبح کو قتل کرینگے غرض ایک خیمے مین قید کیا چوکی پہرہ قائم ہوا مگر یہ خبر رستم اور زلفین کو
ہوئی کہ خان اعظم کو کوئی پکڑ لیگیا رستم نے کہا مین ابھی جاکے لاتا ہون زلفین نے منع کیا کہا اے رستم تم نہ جاؤ میرا ذمہ جو
کوئی لیجا سکے ابھی لیے آتی ہون یہ تو ادھر اپنی فکر مین مصروف ہوئی وہان صبح کو عمرو جو آیا دیکھا تو خان اعظم
نہین ہے نقب لگی ہوئی ہے پیشتر از روشنگ عیار کا معلوم ہوتا ہے صبح ہو چکی تھی اس سبب سے بختک کو نہ لیجا سکا
عمرو نے بختک کو نکالا اور کہا کہ سچ بتا اے بختک امیر کو قتل کیا یا زندہ ہین اگر سچ کہا ہے مین سے خلعت دے کر
رخصت کر دونگا کوئی تجھسے نہ بولیگا اور اگر نہ بتایا تو یہ جان لے کہ یہ خنجر پار ہے اور نوک خنجر کی کوکھ مین چبھوئی
بختک بلبلا گیا اور کہا مین ابھی بتائے دیتا ہون مگر قسم کھایئے عمرو نے قسم کھائی کہ تجھے چھوڑ دونگا بختک نے
کہا کہ حضور بھلا آپ کی اور میری سلامتی مین کوئی امیر کو مار سکتا ہے اور سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ فلان جگہ
قید ہین بس عمرو نے بختک کو خلعت و مرکب دیا اور چھوڑ دیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی کہ خان اعظم تو چوری گیا
اور بختک کو عمرو نے چھوڑ دیا سعد نے کہا لاؤ عمرو کو عمرو سامنے آیا سلطان سعد نہایت برہم ہوکے عمرو نے
دیکھا کہ بادشاہ نہایت غیظ مین ہین مثل امیر کے غصہ ہی چپکے سے کان مین کہا کہ مبارک ہو امیر زندہ ہین بختک سے
مین نے اقرار کیا تھا کہ اگر امیر کو بتا دیگا تو تجھے چھوڑ دونگا اُسنے قسم لے لی تھی اب آپ امیر کو مجھسے لیجیے کہ امیر قید مین ہین یہ ان
فتنا ہو سعد یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ جلد جا کر امیر کو رہا کر کے لاؤ عمرو بارگاہ سے باہر آیا عیارون کو جمع
کیا داراب کلبر گی کو خواجہ بازرگان بنایا اور آپ گماشتہ بنا اور مہتر قران اور سمک نے اپنا غول الگ کیا تین غول
ہوئے اپنی اپنی راہ الگ اختیار کی عمرو ایک طرف گیا وہان بختک جو آیا زلفین سے کہا کہ عمرو نے سب حال امیر کا پوچھ لیا
اب حمزہ چھوٹ جائیگا زلفین نے کہا او کیدی آپ ہی تو امیر کو پوشیدہ کروایا اور آپ ہی بتا دیا بختک بولا کہ اگر نہ بتاتا
تو جان نہ بچتی مثل مشہور ہے کہ جان ہے تو جہان ہے اے زلفین اب کسی طرح امیر کو بچاؤ سب عیار آئینگے بس زلفین جادو
باغ مین آئی اور کچھ سحر کیا کہ ایک روشنی قلعہ پر پیدا ہو گئی عمرو چلا جاتا تھا رات کا وقت تھا کہ قران نے آکر عرض کیا
آپ کہان جاتے ہین اب آگے نہ بڑھیے گا کہ حصار سحر ہے میرے ساتھ کے کچھ عیار جیسے ہی روشنی مین پہونچے بیہوش
ہو کر گرفتار ہو گئے مین بھاگا بس عمرو نے وہین قیام کیا رات بسر کی صبح کو قافلہ سمیت داخل شہر ہوا سرائے مین اُترا
یہ جو خبر خان اعظم کو ہوئی کہ امیر زندہ ہین نیرک کو حکم دیا کہ خبردار رہنا عیار آئینگے سارے شہر مین نیرک عیارون
سمیت انتظام کرتا پھرتا ہے جو سوداگر آتا ہے اُسکو دیکھ بھال لیتا ہے مہتر قران بھی داخل شہر ہوا قافلہ کو چھوڑا تنہا
نکلا ایک ضعیفہ کے دروازے پر پہونچا دیکھا کہ چرخا کات رہی ہے سلام کیا اُسنے کہا پوت تو کون ہے قران نے
کہا مسافر ہون میرے کوئی نہین ہے ضعیفہ نے کہا اگر تو خدا پرست ہوتا تو مین بھی مسلمان ہوتی اور قاعدے اسلام کے
پوچھتی کلمہ پڑھتی اور اپنا بیٹا بنا کر سارے گھر کا تجھے مختار کرتی بیٹا صد ہا خون سیکے ہین لاشین گھر کے کنوین مین
ڈال دیے ہین اب مجکو خواب ہوا جہنم دیکھکر بہت ڈری اور اپنے فعل سے توبہ کی قران نے کہا مین بھی خدا پرست ہون
بس ضعیفہ نے کلمہ پڑھا ہاتھ پکڑ کر گھر مین لائی سب مال و اسباب دکھایا قران نے دیکھا کہ بڑی دولت ہے ہزارون
کو اُسنے قتل کیا ہے لیکن پڑوس مین ایک رنگریز رہتا تھا اُسکے یہان کچھ شادی تھی کھانا پک رہا تھا سامنے کوتوالی
چبوترہ تھا اُسپر خان اعظم کی طرف سے پیادے اُترے ہوے تھے قران نے ضعیفہ سے کہا مائی تجھسے اور رنگریز سے
بھی ملاقات ہے اُسنے کہا بڑی دوستی ہے دوسرے ہمسایہ ہے قران نے کہا اگر کہو تو مین شادی کا بندوبست کرون ضعیفہ
نے کہا بہتر ہے اور رنگریز سے بیان کیا اُسنے کہا مفت مین کام کرنے والا ملا قران کے سپرد کھانے کا انتظام کیا

قران نے زنگر بیز سے کہا کہ ان ہیادون کو بھی کھانا جائیگا اُسنے کہا سب سے پہلے اور یہان سرا مین بیزک آیا اور کہا کہ
سوداگر کہان ہی داراب بیچ بے سے باہر آیا بیزک کو سلام کیا اُسنے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہی مگر یہ نہ جانا کہ داراب ہی
اپنے شاگردون سے کان مین کہا کہ انھین پکڑ لو سب کمندین لے کر آئے اور حلقے کمند کے چلنے لگے یہ سب بھی نیچہ
پکڑ پکڑ کے کودے اور لڑنے لگے دم بھر کے بعد بھاگے جسنے جہان سے راہ پائی رات بھی ہو گئی تھی صاف نکل گیا
بیزک سب کو بھگا کر پھرا کہ چلکر انکا مال لینا چاہیے یہان جو آیا دیکھا کہ ایک لڑکا چار پانچ برس کا بہت خوبصورت بیٹھا ہی
بیزک کو دیکھکر رونے لگا بیزک اُسکی صورت پر عاشق ہو گیا کہا کیون روتا ہی کہا آپ ہی قتل کرتے ہو آپ ہی
پوچھتے ہو بیزک نے کہا یہ کیا لڑکے نے کہا تم بھی انھین کے ساتھ والے معلوم ہوتے ہو جو ابھی بھاگ گئے یہ
قزاق تھے ماں باپ کو میرے قتل کیا سارا مال اسباب لوٹ لائے مجھکو ہمراہ لے لیا تھا بیزک کو یقین آگیا عیارون
نے بیزک کی تعریف کی کہ واہ مہتر جی خوب پہچانا بیزک نے لڑکے سے کہا بیٹا تو نہ ڈر مین قزاق نہین ہون تو میرا فرزند ہی
اور مال بھی تجھے بہت دونگا تو میری جان و مال کا مختار ہی اور یہ خبر زلفین کو ہوئی کہ مہتر بیزک نے آج یہ کام کیا
زلفین نے بلوایا بیزک سامنے آیا پوچھا وہ لڑکا کہان ہی بیزک لڑکے کو لیکر سامنے آیا زلفین لڑکے کو دیکھکر بے اختیار
ہوئی کہا ای بیزک اسکو مجھے دے مین پالونگی بیزک نے کہا یہ مجھسے نہ لیجیے یہ میرے کام کا ہی اسکی چتون سے ظاہر
ہی کہ یہ عیار بے بدل ہوگا جو جیے گا وہ دیکھیگا زلفین نے کہا مین اسے بیٹا کرونگی مگر لڑکا بیزک کے پیچھے چھپنے لگا
اور رونے لگا کہ مین تیرے پاس رہونگا زلفین نے مٹھائی منگوائی میوے لا کر رکھے لڑکا نہ بہلا اب اُسنے کچھ کھلونے
جواہر نگار منگوائے تو یہ لڑکا چپ ہوا اور کھیلنے لگا بیزک تو چلا گیا زلفین لڑکے کو پیار کرنے لگی اور رستم سے کہا شائد ہمکو
لات اسکے سبب سے فرزند دے کہ اس اثنا مین خبر پہونچی ملک نجتاک آتے ہین سبب یہ تھا کہ روز رات کو نجتاب ملکہ
کے پاس رہتا تھا اور مسخراپن کرتا تھا عمرو نے جو سنا کہ نجتاک آتا ہی جان نکلگئی کہ یہ گیدی ضرور پہچان لیگا غرض جب
نجتاک سامنے آیا لڑکا جو گود سے تڑپا نیچے گر پڑا اور ایک چیخ ماری آنکھین بند کر لین اور ایسا رویا کہ دم اُکھڑ گیا ہچکی
لگ گئی اب سب بہلاتے ہین مگر چپ نہین ہوتا زلفین نے کہا کیا ہوا لڑکے نے کہا یہ جو آیا ہی اسی کی صورت کا تھا جسنے
میرے باپ کو قتل کیا زلفین نے کہا ملک جی تم ہٹ جاؤ اُسنے کہا کیون زلفین نے کہا تمھاری صورت اسکے باپ کے
قاتل سے مشابہ ہی اس سبب سے اسکی جان نکلی جاتی ہی نجتاک نے صلواۃ پڑھی اور کہا ذرا مجھکو تو دکھائیے زلفین نے
کہا او حرامزادے تو میرے بچے کی جان لیگا کیا مضائقہ ہی تو باہر رہ بلکہ ملکہ نے جلدی سے ایک قنات بیچ مین کھڑوادی
نجتاک تو ایک حرامزادہ ہی قنات سے جھانکنے لگا اور لڑکا پھر تڑپا کہ وہ دیکھ رہا ہی زلفین اور رستم نجتاک پر بہت
خفا ہوئے آخر نجتاک ہٹ گیا لڑکے کو ایک صحنچی مین پلنگ بچھوا کر لٹا دیا اور تھپک تھپک کے سلا دیا جب جانا کہ
لڑکا سو گیا زلفین باہر آئی نجتاک نے کہا لڑکے نے تو آپ سے ہمین خوب جدا کر دیا زلفین نے کہا ملک جی آپمین
کیا عجب ہی ایک صورت کے ہزار ہوتے ہین نجتاک نے کہا دیکھا تمنے اگر بیزک نہ پہچانتا تو عیار آپہنچے تھے اور مجھکو تو اب
بھی خوف ہی ذرا لڑکے کو دکھا دو کہا ملک جی دو چار روز مین وہ ہل مل جائیگا دیکھ لینا غرض یہ باتین کر کے اندر آئی اور آپ
رستم کو لیکر پلنگ پر لیٹی باہر نجتاک اپنے پلنگ پر سویا جب دو پہر رات گئی سب سو رہے عمرو اُٹھا اور آکر نجتاک کو جگا
دیکھا نجتاک نے کہ وہی لڑکا ہی سہم گیا کہ مرشد ہین عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا نجتاک نے کہا صدقے مین آپکے غلام پہلے ہی
سمجھ گیا تھا کچھ بھجوانے کی احتیاج نہ تھی عمرو نے کہا بس اب چلکے بتاؤ کہ امیر کہان ہین نجتاک نے کہا مین لیے آپ کو بتا دیتا
آپ جائین عمرو نے کہا یہ دم اور کسی کو دو بس چپکے چلے چلو آخر ناچار نجتاک ہمراہ ہوا اور عمرو کو اُس گنبد مین لایا

عمرو نے کہا قفل کھولو نجتک نے کہا اگر حکم ہو زلفین کے پاس سے کنجیان لے آؤن عمرو نے کہا او حرامزادے
مجھے دم دیتا ہو کہ کنجی کے بہانہ خبر کر دون نجتک نے کہا مرشد حقیقت مین مین یہی سوچا تھا سچ سچ کہدیا عمرو نے
کنجیان نکالین اور قفل کھولا اندر اور مکان ملا اُسکا قفل نجتک سے کھلوایا نجتک نے تکرار کی عمرو نے خنجر نکالا غرض
قفل کھولکے اندر آئے امیر نے بھی آواز دروازے کی سُنی خاک پر بیٹھے تھے بال بڑھ گئے تھے اندھیرا گھپ عمرو اور نجتک نے
سلام کیا امیر سمجھے نجتک آیا ہی اکیلا کے قتل کریگا اسمین امیر کے پانون مین نوک خنجر کی لگی جانا کہ بچھو نے ڈنک مارا
امیر نے پانون ہٹایا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور قران نے سر نکالا نجتک کو دیکھکر سر نیچے نقب کے کرلیا عمرو نے
کہا اے آقائے نامدار آپنے غلام کو نہین پہچانا جیسے ہی عمرو کی آواز امیر نے سنی خوش ہوے کہ یار وفادار آ پہونچا کہ عمرو
نے فتیلہ عیاری روشن کیا اجالا ہوا قران نے بھی آواز اُستاد کی پہچانی یہ بھی نقب سے باہر آیا عمرو نے سارا حال
اپنے آنے کا بیان کیا قران کی تعریف کی کہ اے جان بخش عمرو تو نے بڑا کام کیا یہ مرتبہ تیرے ہی واسطے ہو قران نے
عرض کیا کہ حضور مین ایک ضعیفہ کے گھر مین رہا اور کھانا سب کو کھلا کے بیہوش کیا اور یہانتک نقب دے کر اپنے کو
پہونچایا غرض امیر کو باہر لائے قید امیر نے توڑ ڈالی اور چلے عمرو نے کہا کہ اب دروازے کی طرف سے چلو نجتک نے
کہا اسی طرف سے چلیے عمرو نے کہا او گیدی اب ہم زلفین کی طرف جائین تا کہ تو اُسے ہوشیار کر دے غرض دروازے پر
آئے دروازہ جو کھلا دیکھا چالیس سر کٹے پڑے ہین اور ایک شخص سیاہ پوش پٹ مین چھپ گیا عمرو نے پہچانا
آواز دی سمک سامنے آیا عمرو نے کہا شاباش تو بھی امیر کو چھڑا چکا تھا جب یہان تک آیا اب کیا باقی رہگیا تھا
عمرو نے نجتک سے کہا دو مرکب منگوا او نجتک نے کہا دوسرا کیا ہوگا عمرو نے کہا تیرے واسطے نجتک کی جان نکلگئی
منتین کرنے لگا کہ اب آپ جائین میری جان نہ بچیگی صبح کو خان اعظم مار ڈالیگا عمرو نے کہا بجا صبح کیسی تم ابھی مارے جاؤگے
نجتک نے کہا اچھا اور آگے چلے تو چوبدار کو آواز دون اور تھوڑی دور بڑھ کر آواز دی کوئی حاضر ہی ایک چوبدار
آیا عرض کیا فرمائیے کہا جلد جا کر دو مرکب لا اُسنے کہا آپ تو اکیلے ہین دو مرکب کیا کیجیے گا اور اسوقت مرکب
کا کیا کام ہی نجتک نے کہا تو اندھا ہی مین اکیلا ہون اگر تجھسے کہونگا تو تو کیا کر سکتا ہی ارے میرے ساتھ
ملک الموت ہین اُسنے کہا یہ تو امیر معلوم ہوتے ہین نجتک نے کہا پھر مجھسے کیون پوچھتا ہی جا کے مرکب لا ادر عمرو
نے کھنکھارا نجتک نے شور کیا کہ جلد مرکب لا وہ جلدی سے دو مرکب لایا ایک پر امیر دوسرے پر نجتک کو سوار
کیا اب نجتک دلکی چلا عمرو نے کہا پھر حرامزدگی کرتا ہی کہ جسمین صبح ہو جائے جلد گھوڑے کو بھگا آخر کار مجبور گھوڑے
کو دوڑایا طلایہ گشت پھر رہا تھا دشمنی معلوم ہوئی عمرو نے کہا بجا اب ان سب کو منع کر دو نجتک آگے بڑھا اُن سب نے
کہا کون اُسنے کہا نجتک اُنھون نے کہا آپ اسوقت کہان چلے اور یہ کسکو لیے جاتے ہین نجتک نے کہا تم سب اندھے
ہو ارے حرامزادو یہ راز شاہی ہین جو خواصون نے حکم کیا وہ مین بجا لایا اب صبح کو پھر کر تمسے کہونگا جاؤ اپنی چوکی پہرے
پر وہ وہین پھر گئے نجتک پلٹا وہ لوگ پھر پیچھے پیچھے چلے کہ دیکھین کیا ہی عمرو نے کہا کیون تو منع نہین کرتا اور نجتک
نے گالیان دین وہ لوگ گالیان سُنکر پلٹے کہ ہمین کیا غرض اسیطرح جو ملا اُسے نجتک نے ڈانٹا وہ جدھر سے
آیا تھا اُدھر پھر گیا آخر شہر سے دو کوس تک نکل آئے نجتک قدم پر امیر کے گر پڑا کہ اب مجکو آزاد کیجیے امیر نے عمرو سے
کہا ہمارے سر کی قسم جانے دو عمرو نے کہا جا اور گہنا مرکب کا اُتار لیا تھوڑی دور نجتک گیا ہوگا عمرو دوڑا اور کہا ابھی
ٹھہر جا نجتک ٹھہرا کہ اب کیا ہی جب عمرو قریب پہونچا کہا کپڑے بھی اُتار دے مرکب بھی چھین لیا کسی دھوبی کا گدھا
پھر رہا تھا نجتک کو ننگا اُسپر سوار کیا ایک ہاتھ آگے اور ایک پیچھے کیا کہا چلا جا نجتک اُسی حالت سے چلا دروازہ شہر پہ جو آیا

صبح ہو چکی تھی لوگون نے ماک جی کو پہچانا سلامی اُڑی یہ بھی بیچیا بے پروا ہو بہنین زلفین کے باغ مین آیا یہان بھی مجرا کیا اور سلامی ہوئی اندر رستم و زلفین ابھی سونے سے جاگے ہین پلنگ سے نیچے تک نہین اُترے ہین کہ دیکھا بختک چلا آتا ہی اس حال سے کہ برہنہ زلفین نے منھ پھیر لیا کہا او حرامزادے یہ کیا کیا بختک نے کہا جو کچھ کیا آپ کے صاحبزادے نے کیا خوب بیٹا بنایا تھا ارے وہ عمرو تھا امیر کو لیگیا زلفین نے گنبد کا دروازہ کھلا پایا بختک نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا دور ہو زلفین نے کہا جا یہا سُنے بختک اسیطرح وہان سے خان اعظم کے پاس آیا نوشیروان بھی بیٹھا ہی خان اعظم حیران کہ یہ کیا سوانگ ہی بختک نے کہا یہ ساری خطا مادر بخطا بزرک کی ہی خوب لڑکے کو پہچانا بزرک بھی ذلیل ہوا بختک کو زلفین نے جوتیان لگائین خان اعظم خفا ہوا نوشیروان تو بہت کھسیانا ہوا کہ تونے مجکو ذلیل کیا دور ہو او ملعون بختک نکل کے حمام مین آیا وہان عیارون نے امیر کو آتے دیکھا سب دوڑے جاکر بادشاہ کو خبر کی سب سردار آئے استقبال کرکے امیر کو لیگئے بادشاہ نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اسی وقت طبل سکندری پر چوب پڑی یہ خبر خان اعظم کو بھی پہونچی کہ امیر ابھی لشکر مین پہونچ گئے اتنے مین بختک بھی کپڑے بدل کے آگیا اپنی جگہ پر بیٹھا رستم و زلفین سب بیٹھے خان اعظم کو بڑا صدمہ ہوا بختک کی طرف دیکھکر کہا کہ تجھسے زیادہ نامرد نہین ہون امیر کو نکالدیا بختک نے کہا مین کیا کرتا یہان تو اتنی ہی بات پر خیر گذری کہ نامرد کہا گیا جوتیان پڑین وہان تو جان نہ بچتی کہ رستم نے کہا مین سر میدان سر کاٹونگا اور اے زلفین تونے یہ کیا کیا کہ امیر کو قتل نہ کر دیا یا نہین تو اب تک لاش کا پتا بھی نہ لگتا بختک نے زلفین سے چپکے سے کہا کہ دیکھو ہم تمھاری نیکی کے لیے کہتے ہین رستم کو سر میدان نہ جانے دینا اب تمھارا مطلب تو ہوے جاتا ہی اگر یہ گیا لوگ اسے گرفتار کر لینگے پھر شکل دیکھنے کو ترسو گی زلفین سوچی کہ یہ سچ کہتا ہی غرض دربار برخاست ہوا زلفین اپنے باغ مین گئی رستم اُٹھ کے اپنے رہنے کے مکان مین آیا

داستان آنا اکوان جادو منگیتر کا زلفین کے پاس اور بچہ بنکے رستم کو لیجانا

رستم جیسے ہی دروازے پر اپنے مکان کے پہونچا اک بجلی چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک بچہ پیدا ہوا رستم کو اُٹھا لیگیا ایک شور ہوا کہ کوئی رستم کو لیگیا یہ خبر خان اعظم کو ہوئی بزرک سے کہا جاکر تلاش کرو تمام عیار جاکر کوسون تک ڈھونڈھ پھرے زلفین سے کہا کہین پتا نہین لگتا یہ سُنکر زلفین کو چھٹے پر آئی ماش کے آٹے کا پتلا تیار کیا پیشانی کا خون لیکر اُسکے منھ مین دیا اور کہا حال رستم کا بیان کر پتلا اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور بیان کیا کہ اکوان جادو آپکا منگیتر آکر اُٹھا لیگیا اور فلان کوہ پر ہی یہ کہکر پتلا جلگیا اور زلفین عقاب بنکر طرف کوہ کے روانہ ہوئی وہان اکوان جادو کہ ظلمات مین تھا جب اسے یہ خبر پہونچی کہ نکاح زلفین کا رستم کے ساتھ ہو گیا ازبسکہ یہ عاشق تھا زلفین پر کمال رنج ہوا اور اُس سے شمامہ جادو سے کچھ قرابت بھی تھی بلکہ اُسی نے یہ شادی بھی ٹھہرائی تھی غرضکہ اکوان جادو بارہ سو ساحر ساتھ لیکر قریب شہر کے ایک کوہ تھا اُسپر آکر اُترا وہان سے تلاش رستم مین نکلا اُٹھا لیگیا بالاے کوہ لاکر گرفتار سحر کرکے سامنے رستم کو کھڑا کیا سب ساحر گرد بیٹھے تھے رستم سے پوچھا تیرا ہی نام رستم ہی رستم نے کہا او گیدی جان بوجھکر پوچھتا ہی اگر تونے مجھکو نہین پہچانا تو کیون پکڑ لایا منم رستم پہلتن و پیل تن اکوان نے کہا تو پھر کیا وجہ تھی کہ تونے میری منگیتر سے عقد کیا اب تجھکو قتل کرونگا بلکہ تیرے باپ کو بھی کہ اُسنے بہت ساحرون کو مارا ہی جب رستم سمجھا کہ یہ زلفین کا منگیتر ہی کہا او گیدی کیا بکتا ہی ایک ہاتھ مارونگا کہ دو پرکالے ہو جاینگے اور چاہا دوڑکر حملہ کرون ہاتھ پانون قابو مین نہ تھے اکوان ہنسا اور کہنے لگا

که زور نه طلسم عقل کی کوتاهی رہی جل گئی مگر بل نہین گیا رستم نے کہا بہادر ہی تو میرے ہاتھ پانون پر سے سحر اتار دیکھ کیا
حال کرتا ہون اکوان نے کہا اب تیرے کباب لگاتا ہون ذرا اُس گیسو بریده کو بھی لے آؤن که اتنی دیر مین زلفین بھی
آپہونچی اور اُسنے رستم کو بندھے دیکھا خون آنکھون مین اُتر آیا اور صورت اصلی پیدا کرکے بالائے کوه آئی ایک ساحر نے
خبر کی که صلصال کی دختر ملکه زلفین آتی ہین اکوان دیکھنے لگا جیسے ہی نگاه پڑی عاشق تو تھا ہی سارا غصه فرو ہوگیا
اُٹھ کھڑا ہوا زلفین پاس اسکے آکر کرسی پر بیٹھنے لگی رستم نے زلفین کو دیکھا کہا کہان جاتی ہی ادھر سے زلفین نے
جواب دیا که مجکو تجھسے کیا کام رستم بگڑا گالیان دونون کو دینے لگا زلفین برابر اکوان کے بیٹھی پوچھا کیا ہی اکوان
نے کہا اس سے زیاده کیا ہوگا که تجھکو اور تیرے باپ کو میرا ذرا خوف نه آیا که اسکے ساتھ شادی کی زلفین نے کہا تو
حقیقت سے نہین واقف ہی ارے جب چار سو بیٹے خان اعظم کے مارے گئے اور یه پسر حمزه گرفتار ہوا بختک کی صلاح ہوئی
که اسکے ہاتھ سے مع حمزه سب کو قتل کروایئے بعد اُسکے اُسکو بھی قتل کیجیے تا عوض ہو خون کا باپ نے میرے مجھسے کہا مین نے
سحر کرکے اسکو دام محبت مین پھنسایا نہین تو یه کون ہین کون یه خدا پرست اور تو میرے باپ کو بلوا کر اُس سے بھی دریافت
کرلے اکوان خوش ہوا اور کہنے لگا ای جان جہان مین نے تو اور کچھ سنا تھا کہا دروغ ہوگا غرض اکوان نے
ایوان جادو کو پاس خان اعظم کے بھیجا که جاکر کہنا که آپ آیئے اور نوشیروان و بختک وغیره جسکا جی چاہے
آوے ایوان تو اُسطرف روانه ہوا یہان رستم دونون کو گالیان دے رہا ہی اور که رہا ہی که او مردار میرے پاس
نہین آتی که اکوان خفا ہوا ورنه زلفین سے کہا که مین ایک لاش مارتا ہون که سارا غل مچانا یه ابھی بھول جاتا ہی زلفین
نے کہا ایسا نه کرنا باپ میرا خفا ہوگا ابھی اس سے بڑے بڑے کام لینا ہین دیکھو مین سمجھائے دیتی ہون اور پاس
رستم کے آئی اور چپکے سے کہا که تو کیون خفا ہوتا ہی ارے مین تو تجھپر عاشق ہون اکوان کو دم دیا ہی اگر ایسا نکرتی
جان تیری نه بچتی رستم چپ ہو رہا زلفین سامنے اکوان کے اختلاط کرنے لگی اور وہان ایوان جادو ایوان مین
خان اعظم کے آیا یزرگ نے خبر کی خان اعظم نے سامنے بلایا ایوان سامنے گیا اور پیغام پہونچایا نوشیروان پسران
نوشیروان بختک سب چلے اور ستر ہزار سوار ہمراه لیے اور نوبت و نقاره بجتا ہوا بڑی دھوم سے کوه پر پہونچے
دیکھا تو عجب مقام قضا کا ہی سبزه قله کوه سے پائین کوه تک نظر آتا ہی تمام چمن گلہاے رنگارنگ سے مہک رہے ہین
بوے خوش چلی آتی ہی چادر آبشار چھپ رہی ہی اکوان کو خبر ہوئی واسطے استقبال کے آیا اور خان اعظم کو مجرا کرکے
لیگیا زلفین نے چاہا مین بھی جاؤن رستم نے نه جانے دیا زلفین نے کہا ارے میرا باپ کیا کہیگا که اتنے مین خان اعظم
پہونچا داخل بارگاه ہوا بختک نے زلفین اور رستم کو جو دیکھا کہا واه بی زلفین اور ای رستم یہی چاہیے ہم سب کا
تو تمھاری تلاش مین عجب حال تھا تم یہان مزے کر رہے ہو یہان سے پھر خان اعظم پاس آیا اور کہا کیا خوب
ایک کو سائی دوسرے کو بدھائی اب یه ہنستا ہوا بیٹھا خان اعظم نے بھی اکوان سے واہی کہا جو زلفین سے
کہا تھا اکوان نے کہا اگر مین یه جانتا تو نه آتا بختک نے کہا خوب ہوا آپ آئے اور آپ کیا بڑے بیٹے خان اعظم کے
یعنے بڑے داماد ہین اکوان نے کہا بڑے داماد کیسے بختک نے کہا جی اصلی آپ ہین اور ایک نقلی بنے ہوئے ہین
یه سُنکر اکوان بگڑا کہا یه کون مسخره ہی خان اعظم نے حال بختک کا بیان کیا غرض یہان تو جام گردش مین
آیا مگر یه خبر جاسوسون سے امیر کشور گیر کو پہونچی

اب چند کلمے داستان مارنا اکوان جادو کو امیر کا اور چھوٹنا رستم کا بیان ہوتے ہین

جیسے ہی امیر نے سُنا که خان اعظم اکوان جادو کے پاس گیا ہی کیونکه وه رستم کو پکڑ لے گیا تھا اور اراده قتل کا

رکھتا ہی مصر پر رہی سنے جوش کیا فرمایا صاحبو میرا بیٹا مجھسے برخلاف ہی مین جو چاہون اُسکے حق مین کرون دوسرا
کون ہی کہ اُسے قتل کرے اور وہ بھی جادوگر میری زندگی مین قتل ہو جاے اور مین مدد نہ کرون اور یہ بھی ظاہر ہی
کہ مسحور ہی اپنے ہوش مین نہین ہی یہ کہکر عقرب سلیمانی کو ٹیکا کر اُٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ہی امیر کے پانچسو پہلوان تیار ہو لیے
اُٹھے امیر اشقر پر سوار ہوئے سب سردار اپنے اپنے گھوڑون پر بیٹھے عمرو نے رکاب تھامی راستہ کوہ کا لیا وہان بختک
کہ رہا ہی کہ اے میان اکوان تم جانتے ہو کہ یہ کون ہی یعنی رستم بن حمزہ ہی یہ یقین جانو لہ اگر اسکے باپ کو خبر ہوئی وہ جانثر
نہ رکھیگا کہ کوئی اسے قتل کرے اکوان نے کہا حمزہ میرا کیا کر سکتا ہی ایک چھو کرے مین تو تمام حال لشکر کا تباہ
کردو نگا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی اور بختک کی نگاہ پڑی پہچانا نوشیروان سے کہا کچھ رنگ بدلا چاہتا ہی اور
کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کہ دامنہ گرد کا شگاف ہوا دیکھا تو امیر آتے ہین بختک نے خان اعظم اور نوشیروان کو
تو سوار کیا اکوان نے کہا آپ کیون گھبراتے ہین مین ابھی ان سب کو غارت کیے دیتا ہون اور اپنے جادوگرون سمیت
نیچے کوہ کے اُترا عمرو نے دیکھا دوڑکر امیر کے پاس آیا کہا یا امیر اسم اعظم یاد ہی امیر نے فرمایا ہان یاد ہی کہا جلد پڑھ کر
دم کیجیے امیر باطل السحر پڑھنے لگے اکوان نے سحر کیا جتنے سردار جہان تھے سب وہین رہگئے لیکن دیکھا تو امیر
بڑھتے چلے آتے ہین اب تو اکوان گھبرایا کہ امیر قریب پہونچگئے تھے سرسون کے دانے سحر کرکے تین مرتبہ مارے
وہ بیکار ہوگئے پھر جھر کرکے گرپڑے ترنج مارا وہ بھی سامنے آکر بیٹھا اور گرپڑا اب اکوان بھاگا امیر
دوڑے اکوان ٹھوکر کھا کر گرا ہنوز سنبھلا نہ تھا کہ سر پر تیغ چمکتی نظر آئی آن واحد مین صورت بدلگئی ایک کے
دو ہوگئے خاک اُڑی آندھی چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اکوان جادو بود ادھر علمشاہ چھوٹا
پہلوان امیر نے اسکو مارکر نعرہ کیا نعرہ امیر امیر عرب ضیغم روزگار بحکم خدا بستہ شمشیر چار بیکے تیغ قمقام و صمصام ہم
یکے تیغ عقرب بیکے ذوالحجام بہ بن کافران از جہان پاک کرد بہ سر سرکشان جملہ در خاک کرد اکوان کو مار گرا اور
جادوگرون پر جا پڑے جو سردار امیر کے سحر اکوان سے رک گئے تھے وہ بھی چھوٹے اب جادوگرون کو قتل کرنا
شروع کیا امیر برابر اسم اعظم پڑھے جاتے ہین سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا اُدھر سے رستم چلا کہ امیر کا سر کاٹون زلفین عقاب
بنکر رستم کو اُٹھا لیگئی یہان جبتک سب جادوگر مارے گئے آخر کو کچھ ساحر لاش اکوان کی لیکر طرف ظلمات کے روانہ ہوئے
اب جو خان شش گزی جدا لڑ رہا ہی جسکے دولتی ماری پشت کو توڑکے پار گزری خان اعظم نے کہا یہ کون ہی
بختک نے کہا اگر مین تمکو سوار نہ کرتا تو اسکے ہاتھ سے نہ بچتا ایک دولتی مین کام تمام کرتا بس اب بھاگو یہ سنکر
نوشیروان اور صلصال دونون بھاگے ترکون نے دیکھا یہ بھی بھاگے میدان صاف ہو گیا امیر فتحیاب ہوئے
عمرو نے کہا یا امیر بس اب چلیے امیر نے کہا رستم کہان ہی عمرو نے کہا اُسکو زلفین لیگئی غرض امیر سارا مال لوٹ کے
اپنی بارگاہ مین آئے بادشاہ سے کل کیفیت بیان کی زخمیون کے ٹانکے دلوائے اُدھر خان اعظم بھی بارگاہ مین آیا
بعد اُسکے زلفین بھی رستم کو لیے ہوئے پہونچی بختک نے کہا اے زلفین اب تم کمر ہمت باندھو تو سر امیر کا کاٹ اسلیے
کہ رستم کو وہ قتل نہ کرینگے پکڑ لیجاینگے لڑائی بھی تمنے دیکھی لیکن اب اسطرح جاؤ کہ کوئی تمکو نہ دیکھے اگر کسی نے دیکھ لیا
تو پھر امیر بارگاہ سلیمانی مین سوئینگے وہان سحر کسی کا اثر نہین کرتا زلفین نے کہا بہتر غرض وہان سے اپنے گھر مین آئی
اور روٹ کر عقاب بنی اور لشکر مین امیر کی طرف چلی جب لشکر مین پہونچی ہر طرف پھری اور سحر کرتی گئی کہ جو جہان تھا
وہ وہین بیہوش ہوگیا لیکن امیر بارگاہ سلیمانی مین آرام کرتے تھے عمرو نے پہلے ہی سے کچھ سوچکر بندوبست
کر لیا تھا کہ شاید ساحرہ آئے اور جاسوسون نے بھی آکر خبر دی تھی کہ کچھ زلفین سے اور ملک بختک سے

مشورہ ہوا ہی غرض زلفین سامنے دروازہ بارگاہ کے آئی دیکھا مقبل تیر و کمان لیے ہوے لیس ہی جاگ رہا ہی
اور سایہ مین دروازے کے بیٹھا ہی اور عمرو نے بھی امیر کے پاس رہنا اختیار کیا ادھر امیر پلنگ پر گئے عمرو نیچے
پٹی کے لیٹ رہا اب عمرو تو اندر ہی اور زلفین نے پرچھائین اپنی دکھائی مقبل ہوشیار ہو گیا زلفین نے سحر کیا
مقبل پر اثر نہوا جب رات کم رہی مارے نیند کے مقبل کو غنودگی آنے لگی برابر دروازے کے آبدارخانہ تھا
پانی سے منہ دھو لیتا تھا نیند برطرف ہو گئی آخر زلفین نجا سکی پھر کر چلی گئی اور جا کر سارا حال بختک سے کہا
بختک نے کہا مقبل سے ڈرتی رہنا اور یہ بھی سمجھ لو کہ اگر تمھارا کپڑا بھی چھو گیا بارگاہ مین تو جلکر خاک ہو جاؤ گی
زلفین کو خوف ہوا بختک نے کہا کبھی ایسا نہ کرنا کہ جانا ترک کرو شاید ایک دن لوہار کی بھی ہو سو دن سنار کی
تو ہوتی ہی اور یہ خبر امیر کو بھی ہوئی کہ رات کو زلفین آئی تھی عمرو کو سنکے بڑا خوف ہوا اور لوگون پر تاکید کی کہ
رات کو غافل نرہنا غرض مہینہ بھر روز زلفین آئی لیکن مقبل کو کسی روز غافل نہ پایا صورت اصلی بن بن کے
چہرہ دکھاتی ہی جب مقبل تیر و کمان اٹھاتا ہی بھاگ جاتی ہی آخر ایک روز جو آئی رات بھر پھرا کی جب چار گھڑی رات
رہی مقبل کو غنودگی آنے لگی آبدارخانے مین آیا پانی لیکر منھ پر ڈالا اتنے عرصہ مین زلفین اسطرح مانند ہوا کے
بارگاہ مین آئی کہ دامن تک نہ لگا مقبل پھر اپنی جگہ پہ آبیٹھا زلفین جو اندر آئی دیکھا امیر پلنگ پر سوتے ہین اور
عمرو بھی سو رہا ہی زلفین نے خنجر نکالا کہ امیر کا سر کاٹون خوف طاری ہوا کہ یہ مرد ہی اور زلزلہ قاف اسکا لقب ہی
شاید جاگ اُٹھے اور تیرے خنجر سے نہ قتل ہو سکے تو بہتر یہ ہی کہ اسے کسیطرح لیجل یہ سوچ رہی تھی کہ عمرو کی آنکھ کھلی
زلفین کو دیکھکر جان نکلگئی اب حیران ہوا کہ کیا کرون اگر امیر کو آواز دیتا ہون جب تک یہ کام تمام کر چکیگی افسوس
ای عمرو جان امیر کی مفت گئی کہ اتنے مین مقبل نے باہر سے دیکھا کہ پردہ مسہری کا ہل رہا ہی مقبل حیران ہوا کہ
ایسی ہوا اندر بارگاہ کے جاتی ہی جس سے پردہ اسقدر متحرک ہی بس جلدی سے تیر و کمان لیے ہوے اندر آیا اور
پردہ ہٹایا دیکھا کہ زلفین ہی بس اتنی تو آواز دی کہ او چڑیل کیا کرتی ہی اور تیر چل گیا زلفین نے روبسوے آسمان
کیا کہ بھاگ کر نکلجاؤن کہ تیر جو لگا اسفل کے پار گذر گیا چرخ کھا کر گری اس غل مین امیر کی بھی آنکھ کھلگئی دیکھا
کہ عمرو نے جست کی اور خنجر مارا کہ سر اُس بیسوا کا بیاض گردن سے جدا ہو گیا غل ہوا کشتی مرانام من زلفین جادو بود
امیر اُٹھ بیٹھے دیکھا کہ لاش زلفین کی خون مین غلطان پڑی ہی امیر نے عمرو کو گلے لگایا اور بہت تعریف کی پھر سب کو خبر
ہوئی بادشاہ بھی آئے جو آیا عمرو کی تعریف کی کہ آمین مقبل بھی گوشے سے باہر آیا عمرو نے کہا برادر تم کہان تھے
اور آج ایسا غافل ہوے مقبل نے سارا حال کہا کہ مین نے تیر مارا امیر نے کہا دیکھو تیر کس جگہ لگا ہی غرض لاش کو
دیکھا تو ایک راہ کی دو راہین نظر آئین پھر تو مقبل کو خلعت ہوا عمرو کو روپیے دیے وہان خان اعظم کی بارگاہ
مین بسبب نہونے زلفین کے رستم دو گھڑی رات رہے سے آیا ہوا بیٹھا تھا کہ یکایک اوندھے منھ دنگل سے نیچے گر پڑا
خان اعظم نے کہا ارے جلد اُٹھاؤ یہ کیا ہوا غرض بعد تھوڑی دیر کے رستم کو ہوش آیا دیکھا کہ نوشیروان خان اعظم
سب کافر بیٹھے ہین نہ بادشاہ اسلام نہ امیر نہ اور بھائی بند کوئی نظر آیا خان اعظم سے کہا کہ یہ کیا ماجرا ہی
مین یہان کب آیا اور کیونکر آیا صلصال لے بختک کی صورت دیکھی بختک نے کہا خدا خیر کرے کچھ دال
مین کالا معلوم ہوتا ہی کچھ سوچ کر بختک نے رستم سے کہا کہ اے رستم تم یہ کیا کلمہ کہتے ہو تمنے باپ کا مہر زلفین
مین لکھا نہین بت باندھے خدا پرستون سے لڑے بت پرستی اختیار کی جب تو اس بارگاہ مین بیٹھے آج مگر کیا
ہوا ہی ملکہ آتی ہونگی امیر کا سر لینے گئی ہین بس یہ سنتے ہی بت نوچ کر پٹک دیے اور بہ نگاہ غیظ طرف خان اعظم کے

دیکھا اور کہا او گیدی یہ تو نے میرا حال کیا اب مین باپ کو کیا صورت دکھاؤنگا ہو شرط کہ ایک ہاتھ مارون کہ مع
تخت چار ٹکڑے ہون اور تلوار کھینچکر اُٹھا بختک نے کہا ای خان اعظم جبتک زلفین کی خبر آئے اسے
نہ جانے دو اور وہان عمرو نے امیر سے کہا کہ رستم کی خبر منگوائیے کہ اُسکو ضرور ہوش آیا ہوگا امیر نے ڈاک
بٹھا دی جب رستم بارگاہ سے باہر آیا لوگون نے حسب معمول مجرا کیا کہ اتنے مین خان اعظم کو خبر قتل زلفین کی
پہونچی تاج سر سے پھینک دیا ترکون سے کہا کہ رستم کو قتل کرو ادھر رستم یہ سوچا کہ اب کیا منھ لیکر سامنے باپ
کے جاؤگے اس سے مرجانا بہتر ہی اور خان اعظم کو سزا دینا چاہیے پھر اندر بارگاہ کے آیا ترکونسے تلوار چلنے لگی
بختک خان اعظم اور نوشیروان کو باہر لایا سوار کیا رستم بھی لڑتا ہوا باہر آیا اندر ہی بارگاہ کے کشتون کے
پشتے باندھ دیے سکتے یہان بھی لڑنے لگا اب لشکر نے خان اعظم کے یورش کی اور رستم پر ریلے فوج کے
ہونے لگے جو عیار لشکر اسلام کے واسطے خبر کے آئے ہوئے تھے یہ ماجرا دیکھکر کچھ خبر لیکر روانہ ہوئے اور رستم کو گھوڑا
پہونچا یا رستم مرکب پر سوار ہوکے ایک دیوار کی آڑ پکڑ کر لڑنے لگا پشت پر دیوار ہی جو سامنے سے آتا ہی اُسے مارتا ہی
ادھر امیر خبرین منگا رہے ہین کہ پہلے سماک یلطاقی پہونچا اور اپنے آقا کا شریک ہوا پروانہ وار لڑنے لگا کسی کو
طرف رستم کے جانے نہین دیتا پھر امیر بھی سوار ہوکے چلے اور سردارون نے بھی مرکب اُٹھائے جسنے خبر سُنی چل کھڑا
ہوا اور سب سے پہلے بعد سماک یلطاقی کے مالک اژدر بے اذن امیر مع آلا گردو مالا گرد اور کیہی زلزال اور
ضیمران شاہ پہونچکر لڑنے لگے بعد انکے آنے کے نعرہ امیر کا ہوا بختک کی جان نکلگئی صلواۃ پڑھنے لگا نوشیروان
کو اشارہ کیا کہ بھاگ اب بغیر اسکے جان نہ بچیگی غرض ساتھ امیر کے اور سردار بھی آکر گرے لڑنے لگے لشکر بھی جوق جوق
گروہ گروہ آکر شریک ہوتا جاتا ہی یہان تک کہ اب دونون لشکر ملگئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی ایسی لڑائی ہوئی
کہ کبھی ترکستان مین ایسی تلوار نہ چلی تھی ہر ایک اپنی اپنی لڑائی لڑ رہا ہی امیر نے جوش محبت مین پکارا کہ او بیٹا
رستم کہان ہو رستم نے جو یہ سُنا اور پوشیدہ ہوگیا بلکہ جس سردار پہ یورش زیادہ دیکھی اُسکی مدد رستم نے کی مگر آنکھ
سب کسے چراتے جب بھیڑ چھٹی اور طرف نکلگیا ادھر امیر سے اور قباد بن گستہم سے سامنا ہوا اُسنے تلوار
امیر پر ماری امیر نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے ادھر
ابو المحجن گرد نے علم کو لشکر کفار کے قلم کیا خان اعظم نے بختک کی طرف دیکھا اُسنے جانا بھاگنے کو کہتا ہی
اُسنے نوشیروان کو بھگا یا کہ اب ٹھہرنا مناسب نہین خان اعظم بھی مع ترکون کے بھاگا اور ایسا بھاگا کہ
بالا خطا مین گھس گیا اور دروازہ قلعہ کا بند کرلیا ہر دروازے پر پانچ پانچ ہزار سوار بٹھا دیے امیر کی فتح ہوئی رستم
تو اسی وقت نکلگیا جی مین سوچا کہ اب امیر کو کیا صورت دکھائیگا ادھر عمرو نے امیر سے کہا کہ دشمن تو بھاگ گئے
اب بارگاہ کو چلیے امیر نے رستم کو پوچھا ہر طرف تلاش ہوئی کہین پتا نہ ملا امیر کو نہایت رنج ہوا بادشاہ سے کہا
دیکھیے ہمارے صاحبزادے کا غصہ ابھی نہین فرو ہوا عمرو نے کہا یا امیر غصہ نہین اسکو ندامت ہی کہ کیا شکل امیر
کو دکھاؤن وہ خاور کو گیا ہوگا امیر نے حکم کیا کہ جلد خبر منگواؤ مگر رستم جو روانہ ہوا خاور کا رخ کیا اور
یہان خان اعظم نے دروازہ قلعہ کا بند کرلیا ہی دل مین خوف غالب ہی ظاہر مین کہ رہا ہی کہ میرے جو لوگ
زخمی ہین وہ اچھے ہو لینگے تو لڑونگا اور بیزک سے کہا کہ تو کسی طرح امیر یا عمرو کو پکڑ لا بیزک روز لشکر مین
بصورت مبدل آیا کرتا ہی کہ کسی طرح غافل پاؤن تو امیر یا عمرو کو پکڑون وہان خان اعظم کو خبر پہونچی
کہ تمرک توسن یلطاقی آتا ہی خان اعظم نے کھڑکی قلعہ کی کھلوا کر اُسے اندر قلعہ کے بلوا لیا تمرک توسن نے

آکر سارا ماجرا خاور کا بیان کیا اور اپنا زخمی ہونا لقا بدار یعنی بدیع الزمان سے سب کہا اور کہا کہ دیکھیے آپ کی
تو وہ پرورش خسرو خان پر کہ اُسکے بیٹے کو میر بخشی کیا اور وہ خود مسلمان ہوگیا دختر کو رستم کے ساتھ بیاہ دیا
اب آپ میری مدد کریں اور خورشید خاوری کو دلوا دیں بلکہ اگر کسی صاحبزادے کو میرے ساتھ کریں تو میں ابھی
قلعہ لے لیتا ہون خان اعظم ازبسکہ رستم سے جلا ہوا تھا اژدر خان اور بہرام خان کو دو لاکھ سوار دے کر
سوار کیا اور ایک عیار زیرک کہ شاگرد رشید تھا مہتر بلند نام اسکو بھی ہمراہ کر دیا اور اپنے بیٹون کو بھی خوب سمجھا دیا
کہ ذرا سمجھکر رستم سے لڑنا غرض یہ تو طرف خاور کے چلے ادھر رستم منزلون کو طے کرکے خاور میں پہونچا لیکن پہلے جو خبر
خورشید کو ہوئی تھی کہ رستم زلفین پر عاشق ہوا اور اسکے عشق میں بت پرستی اختیار کی یہ سنتے ہی غمگین ہوگئی تھی دن رات
رویا کرتی تھی غرضکہ رستم کے پہونچنے کی خبر سنکر خسرو خان اپنے بیٹون سمیت آیا استقبال کرکے شہر میں لایا ملکہ نے
کہلا بھیجا کہ رستم سے کہدو کہ محل میں نہ آئے کہ کافر ہوا اور اپنی زلفین پاس جائے رستم نے یہ سنکر سارا حال خسرو خان
سے بیان کیا خسرو نے آکر دختر کو سمجھایا کہ وہ سحر میں گرفتار ہوگیا تھا جب زلفین ماری گئی رستم اپنے فعل پر
نادم ہوا اب آپکا سامنا نہ کیا یہاں چلا آیا یہ سنکر ملکہ کا غصہ فرو ہوا رستم اندر محل کے آیا دونون ملکر بیٹھے جام شراب
گردش میں آیا غرضکہ اب عامشاہ رہنے لگے کہ دو تین روز کے بعد خبر پہونچی کہ ترک توسن اور دو بیٹے
خان اعظم کے اسطرف آتے ہیں خسرو شاہ سنتے ہی گھبرایا اور کہا کہ اگر میں کچھ کہونگا تو آپ خفا ہونگے میری رائے
تو یہ ہے کہ یہ مقدمہ ناموس کا ہے ملکہ پورے دونون بیٹے سے ہے لشکر اسکا بہت ہے اگر کہیے تو دروازہ قلعے کا بند
کردین رستم نے چین بہ جبین ہوکر کہا کہ آپ نے پھر وہی کلمہ کہا جو کہ ہمارے آئین کے خلاف ہے بس خیمے باہر
بکلوا دیجیے غرضکہ شہر سے دو کوس آگے بڑھکر خیمے برپا ہوئے اور پڑاؤ پڑا کہ اتنے میں گرد اڑی کہ جہان کو تیرہ و تار
کر دیا اور ترک توسن مع فوج کثیر پہونچا سنا کہ رستم آیا ہے دل میں خوش ہوا اور اژدر خان نے کہا یہ خوب ہوا کہ رستم
قلعہ سے باہر آیا بس اب میں طبل بجواتا ہون صبح کو آپ دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہے اژدر خان نے کہا کیا خوب
پھر ہم کس واسطے آئے ہیں کل کی میدانداری ہمپر موقوف ہے اور طبل بجوا دیا خبر رستم کو ہوئی یہاں بھی نقارہ بجا
صبح کو دونون لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بہرام خان تخت پر سوار اژدر خان اور ترک توسن
گھوڑون پر میدان میں آکر قائم ہوئے جب نقیب نہیب دے کر چلے گئے اژدر خان نے مرکب اپنا
دہنی طرف اٹھایا اور دیکھتا چلا گیا پھر بائیں طرف قلب کو دیکھا بعد چار گھڑی کے مرکب کو پھیر کے اپنے لشکر میں
گیا اور طبل بازگشت بجوا کے پلٹ گیا رستم بھی پھر گیا لیکن حیران کہ یہ کیا تھا وہان بہرام خان اور ترک توسن
نے کہا یہ تونے کیا کیا اژدر خان نے کہا میں نے دیکھا کہ رستم سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہاں اگر
رستم نہو تو میں ان سب کا کام تمام کردون ابھی رستم کا علاج معقول کرلون اور مہتر بلند کو بلاکر کہا کہ جا کر رستم کو چرا لا
وہان سیارہ کو خسرو خان نے واسطے خبر ملکہ کے قلعے میں بھیجدیا تھا یہان بلند عیار فقیر کی صورت بنا ہوا
دوپہر رات گئے دروازہ پر پہونچا دیکھا پاسبان ہوشیار ہیں اور بیٹھے ہوئے نقش کھیل رہے ہیں بیچ میں
روشنی رکھی ہے اُسنے یہان سے پروانے بیہوشی کے شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلے دھوان اُنکا دماغ میں
پہونچا پاسبان بیہوش ہوئے اسنے جا کر سر کاٹے اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ خدمتگار تپائی پر ہے لیکن بیٹھا
اونگھ رہا ہے قریب جا کر اُسکی ناک میں دوا دی وہ غافل بیہوش ہوا اسکا بھی سر کاٹا ہاتھ پر کنجر عیاری چڑھایا اور
بیہوشی رکھکر سامنے رستم کے لایا بیٹھے ہی ادھر کی سانس لی چھینک مارکر بیہوش ہوا بلند نے ہاتھ پاؤن کمند سے

باندھ کر شتارہ پشت پر لگایا اور لیکر روانہ ہوا یہان تک لشکر سے رستم کے بفنون عیاری بچتا ہوا نکل گیا صبح کو بیرم خان کے پاس پہونچا اژدر خان نے مطوق و مسلسل کیا صبح کو غل ہوا کہ رستم کو کوئی چرا لیگیا بس خسرو خان جلدی سے مع لشکر قلعے مین چلے آئے دروازہ بند کرا لیا پل تختہ اٹھوا لیا ملکہ نے جو سنا کہ رستم غائب ہوگیا اپنا غیر حال کیا وہان اژدر خان نے کہا چلو اب خسرو خان کو گرفتار کرین کہ خبر پہونچی وہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا اژدر خان نے ایک سوار کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ای خسرو خان رستم کو ہمنے پکڑ لیا اب بہتر یہ ہی کہ دروازہ قلعے کا کھولدو اور خان اعظم کا حکم ہی کہ ملکہ کو ترک توسن کے حوالے کر دو خسرو نے کہا ایک ہفتہ کی مہلت دو یا ملکہ کو دونگا یا مقابلہ کرونگا کیونکہ ملکہ کو سمجھا تو لون جب وہ راضی ہوگی جب لیجانا اژدر خان سے اُس سوار نے یہ پیغام دیا کہا مضائقہ ہی مہلت دی ترک توسن نے کہا ہرگز یہ نہوگا اژدر خان نے کہا مین تو خان اعظم پاس جاتا ہون میرا مطلب تو ہوگیا تم جانو تمہارا کام جانے ترک توسن نے منت کی کہ ابھی دو تین روز نجائیے مین قلعہ لیے لیتا ہون ادھر خسرو خان کا وزیر تھا نعمان خان اُسنے کہا کہ مین انکو دم دیتا ہون آپ وہ جو قلعہ بترک یہان سے سات منزل پر ہی وہان نکل چلیے اور نعمان نے دروازہ قلعے کا کھولا پاس اژدر خان کے آیا اور کہا کہ خسرو خان کہتا ہی کہ میرا قصور معاف کیجیے جو آپ فرماتے ہین مجھکو بدل و جان قبول ہی ملکہ ملکہ بھی راضی ہی لیکن میری بی بی روتی ہی اور کہتی ہی کہ جسطرح شادی ہوتی ہی اسطرح ہو تو کیا مضائقہ ہی تو آپ اتنا کیجیے کہ ترک توسن کو دولھا بناکے لائیے اور ملکہ کو بیاہ لیجائیے تاکہ میری عزت ہو ترک توسن تو خوش ہوا اور کہا اچھا نعمان نے کہا بس تیاری کیجیے ہم بھی تیاری کرتے ہین آج کے دسوین روز آپ آئین یہ کہکر داخل قلعہ ہوا اُسی وقت سے تیاری چلنے کی ظاہر ہین دروازہ بھی کھولدیا اور کہا مکان جو رہے ہین جہیز تیار ہو رہے ہین اور نقب کی راہ سے نکلکر سب بترک ہین آ ہسے جب وہ دن آیا جسکا وعدہ تھا اژدر خان بیرم خان ترک توسن کو دولھا بناکر برات لیکر قلعے پر آئے کچھ پاسیون کو چھوڑ گئے تھے اُنھون نے دروازہ بند کر لیا ان لوگون نے جانا واسطے نیگ لینے کے بند کر لیا ہی جب اُنکو کچھ دیا اُنھون نے دروازہ کھولا برات اندر آئی آتشبازی دغی وہ پاسی بھی سب کے سب بھاگ گئے یہ سب جو اندر آئے دیکھا کہ قلعہ خالی ہی فرش تک نہین ہی ترک توسن کے منہ پر ہوائیان چھوٹنے لگین چہرہ فق ہوگیا وہ لوگ جو بستے تھے رعایا تھے اُنکو پکڑ کر پوچھا جب بہت دھمکایا اُنھون نے بیان کیا کہ قلعہ بترک جو بیچ دریا مین واقع ہی وہان سب گئے ہین تب ترک توسن نے کہا مین جاؤنگا اژدر خان نے کہا اب تو جا ہم تو خان اعظم پاس جاتے ہین کیونکہ رستم ہاتھ آگیا او واسی لیے آئے تھے خان اعظم نے کہدیا تھا کہ عیار سے پکڑوا لینا نہین تو جسکے اتنے بیٹے مارے گئے وہ باقی ماندون کو کیون موت کے سامنے بھیجتا غرض ترک توسن تو اسیوقت طرف قلعہ بترک کے روانہ ہوا اور یہ دونون بھائی بیرم خان و اژدر خان ترکستان کو چلے چوتھی منزل تھی کہ لوگون نے خبر دی آپ کے استاد مالک ترک سفید جامہ بھی یہان سے کوس بھر پر اُترے ہین اژدر خان نے باد عیار سے کہا کہ تو رستم سے کہ اگر خان اعظم یا کوئی اژدر پوچھے تو کہنا کہ ہان جو اژدر خان کہتا ہی وہ سچ ہی اگر یہ کہیگا تو ہم تجھکو چھوڑ دینگے تیرا مرتبہ زیادہ کرینگے بلکہ تیری حمایت بھی کرینگے کہ ہماری عزت رہتی ہی رستم نے یہ سنکر کہا کہ اچھا میرا کیا نقصان ہی مگر جو کوئی قسم لیگا تو ہان کہدونگا غرض رستم کو سکھا پڑھا کر لیگئے اور ترک سفید جامہ کا استقبال کرکے لائے اور پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین کہا کہ مجھ کو خان اعظم نے بلوا کر کہا جاؤ رستم سے اور میرے بیٹون سے مقابلہ ہو رہا ہی اژدر خان نے

کہا اُستاد آپ کی جوتیون کے صدقے سے مین نے رستم کو سر میدان گرفتار کیا مالک ترک سفید جامہ نے کہا کس طرح اژدر خان نے کہا رستم کو سامنے لاؤ بلد سامنے لایا اژدر خان نے کہا کہ جب اسنے تلوار مجکو ماری یا اُستاد مین نے آپکا بتایا ہوا فالان پیچ کیا کبس بازو بچا کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر پکڑ کر گھوڑے سے اُٹھا کر مشکین باندھ لین یقین نہو تو آپ پوچھ لین اسلیے مین نے اُسے بلا کر سامنے اُسکے بیان کیا مالک ترک سفید جامہ نے کہا کیون رستم سچ ہی رستم نے کہا اگر تمکو یقین ہی تو سچ ہی تمھارا دل گواہی دیتا ہی مالک نے کہا نہین رستم نے کہا تو پھر ایک ہی ہاتھ میرا کھول دو پھر اگر ہتھکڑی پہنا دو تو مین جانون مالک نے کہا اچھا اژدر خان نے کہا ایسا کام نہ کرنا دشمن کی بات کا کیا اعتبار خدا پرست سب جھوٹ بولتے ہین مالک نے کہا مین نہ مانونگا کہا ہم خان اعظم سے کہینگے مالک نے کہا آہنگر کو لاؤ کہ قید دور کرین یہ سنتے ہی رستم نے قید توڑ ڈالی لہو ہاتھ پانون سے بہنے لگا مالک ترک جامہ سفید نے کہا مین اس سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا آئیے کہا کہ ابھی نہین تم اچھے ہو لو رستم نے کہا اسکا مضائقہ نہین مین تو اب بھی موجود تھا اتنے مین مالک ترک سفید جامہ رستم کی طرف بڑھا رستم سنبھالا لڑنے آتا ہی رستم نے ہاتھ بڑھایا مالک ترک سفید جامہ قدمون پہ رستم کے گر پڑا اور دست بستہ عرض کیا مین آپ سے کیا لڑونگا اگر مین اور میرا باپ دونون ملکر زور کرتے تو یہ قید نہ ٹوٹتی پھر مین کیا سمجھا آپ سے لڑون کلمہ بتائیے تاکہ دین آپ کا اختیار کرون علمشاہ نے کلمہ بتایا مالک ازسر صدق مسلمان ہوا اور بعد اُسکے اژدر خان او بیرم خان کو بھی مالک نے مسلمان کروایا سب لشکر بھی مطیع دین اسلام ہوا لیکن بلد عیار نے چپکے سے پوچھا کہ واقع مین آپ مسلمان ہوے اور اژدر خان نے لات پر لعنت کی بس یہ تو بھاگ کر طرف خان اعظم کے روانہ ہوا کہ جلکر خبر دون یہان رستم نے اژدر خان سے ترک توسن کا حال پوچھا اور مالک سے کہا کہ ایک مرکب ہمکو دو مالک نے کہا جان تک حاضر ہی عرض رستم مرکب پر سوار ہوا اور سب ہمراہ ہوے راستہ قلعہ تیرک کا لیا وہان خسرو خان نے آکر قلعہ کو آراستہ کیا ناو بجرے سب کنارے سے منگوا کے گرد قلعے کے کرلیے اور تہمتن خان سے کہا کہ جسوقت یہ ترک سیار آجائے تم ملکہ کو مار ڈالنا یہ انتظار ہو ہی رہا تھا کہ بیابان سے گرد نمایان ہوئی اور ترک توسن پہنچا تہمتن تلوار کھینچکر اندر مکان ملکہ کے آیا اس انتظار مین کہ ادھر ترک اسپار آئے اور ملکہ کو مار ڈالین لیکن ترک توسن نے آتے ہی مع رفقا دریا مین گھوڑے ڈال دیے اور رُخ قلعہ کا کیا ادھر سے گوڑ پڑنے لگا وہان ملکہ کو درد زہ لگے اب تو خواصین گھبرائین کہ کیا کرین عجب بغضب لڑکا پیدا ہوا ہی اور ساعت بھی مریخ کی ہی اب عورتین ٹوٹکے کرنے لگین غرضکہ قاسم پیدا ہوا ایک نے نال کاٹی دوسری نے نہا پہچے پر لے لیا اور ملکہ دعا کرنے لگی وہان ترک توسن قریب قلعے کے گولے روکتا ہوا پہنچا ہی خسرو خان گھبرایا دعا مانگنے لگا کہ یہ دو بیابان سے گرد اُڑی اور رستم مع فوج پہونچا ترکون نے جو دیکھا ترک توسن کو آواز دی کہ کہان جاتا ہی رستم سر پر پہنچا ترک توسن پھرا دریا سے باہر آیا لشکر رستم سے اور ترکون سے تلوار چلنے لگی خسرو خان نے جو رستم کو دیکھا محل مین کہلا بھیجا کہ اے تہمتن ملکہ کو قتل نہ کرنا کہ رستم آگیا یہان رستم کا اور ترک توسن کا سامنا ہوا اُسنے تلوار ماری رستم نے رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا ترک نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار نے سپر کو مثل قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا سر پہ بیٹھی خود کو کاٹ کرتا دوا بر دُ اُتر آئی ترک کا سر بدن سے الگ گیا لوگ بیچ مین آگئے اور ترک کو لیکر بھاگے خسرو خان اور سب رفیق اُسکے بجرون پر سوار ہو ہو کر رستم کو لینے آئے رستم نے خسرو کو سلام کیا خسرو خان نے قاسم کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی غرض رستم خوش ہوا اور جلد لیسے سوار ہو کے قلعہ مین آیا قاسم کو گود مین لیا

لیا خوب پیار کیا غرض بہت دھوم سے چھٹی ہوئی بعد اُسکے رستم سب کو شہر خاورین لایا اور وہان رہنے لگے

داستان اندھا ہونا امیر کا مع سرداروں دخمہ جمشیدی مین

جب امیر نے دیکھا کہ خان اعظم قلعہ بند ہوا فرامرز نے امیر سے اجازت شکار کی لی بعد اُسکے جانے کے امیر کا دل گھبرایا خود بھی بادشاہ سے اجازت لیکر مع جملہ سرداران نامی و عمرو چلے لیکن فرامرز کہ پہلے چلا تھا ایک صحرا مین پہونچا دور سے سیاہی معلوم ہوئی وہ لوگ جو وہان رہتے تھے اُنسے پوچھا کہ یہ سیاہی کیسی ہے اُنھون نے کہا یہ کوہ ہے اور اسکے سامنے ایک باغ ہے اُسمین دخمہ جمشید ہے فرامرز نے کہا دخمہ کیسا اُنھون نے کہا ہمنے یہی نام سُنا ہے حقیقت سے نہین واقف فرامرز کو اشتیاق ہوا اُس باغ مین آیا دیکھا تو چار مینار ہین اُنمین قلابے لگے ہین اور ایک صندوق زنجیرون مین معلق ہے کہ وزن اُسکا ہزار من کا ہوگا اُسمین بھی قلابے لگے ہین وہ لوگ جو ساکن اُس باغ کے تھے اُنھون نے منع کیا کہ خبردار اس صندوق کو نہ کھولنا فرامرز نے نہ مانا زور کر کے صندوق کو کھولا چرخے کا ٹھنا تھا کہ ایک دھوان اُسمین سے نکلا فرامرز کی آنکھون کو نابینا کر دیا جو لوگ ہمراہ تھے وہ بھی نابینا ہوگئے لوگون سے کہا یہ میرا کیا حال ہوا غرض لوگ فرامرز کو سوار کر کے جہان اُسکا خیمہ تھا وہان لیگئے فرامرز کو ایسا صدمہ ہوا کہ قریب تھا کہ سر اپنا پھوڑ ڈالے ادھر امیر بھی شکار کھیلتے ہوئے اُسی باغ مین پہونچے لوگون نے فرامرز کا حال امیر سے بیان کیا امیر نے عمرو سے کہا تم فرامرز سے جاکر پوچھ آؤ عمرو تو اسطرف روانہ ہوا امیر نے کہا ہم بھی تو چلکر اس صندوق کو دیکھین سردارون نے منع کیا کہ فرامرز کا یہ حال ہوچکا ہے امیر نے فرمایا مین صاحب اسم اعظم ہون سحر مجھپر تاثیر نہ کریگا اور اُس صندوق کے پاس آئے گردنبد صور مالک بہرام جمہور سب سردار تھے کہ امیر نے اُس صندوق کو کھولا اور دھوان اُسمین سے نکلا جسکی آنکھون مین لگا وہ اندھا ہوگیا پھر تو ایسا قلق امیر کو ہوا کہ گویا جیتے جی مر گئے کہ یکایک عمرو فرامرز پاس ہوکر آیا دیکھا تو امیر مع سردارون کے نابینا ہوگئے ہین عمرو کی جان نکلگئی زیاسی آنکھون سے بسورنے لگا اور کہا یا امیر مجھکو بھی نہ آنے دیا جان بوجھ کے اپنا یہ حال کیا اب جو خان اعظم اور نوشیروان کو خبر ہوگی تو کیا ہوگا ایسی بہادری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے غرض سب کو عمرو نے سوار کیا فرامرز کو بھی ساتھ لیا اور لشکر مین آیا اور عیارون سے کہا یہ خبر مشتہر نہ ہونے پاے ایسا نہو کہ صلصال کو خبر ہوجاے مگر بادشاہ نے جو امیر کا یہ حال مع سردارون کے دیکھا بڑا صدمہ ہوا امیر نے کہا مجکو مسجد کے پاس مین لیچلو غرض سب اندھے مع امیر اُس مسجد مین رہنے لگے اور یہ خبر آخر کار نہ چھپ سکی اور خان اعظم کو معلوم ہوا کہ امیر اندھے ہوگئے خوش ہوا بختک سے کہا بس اب کبھی امیر اچھے نہ ہونگے کیونکہ مالک اُس دخمہ جمشید کا الماس جادو ہے شہر صندل مین رہتا ہے میرا تابعدار ہے غرض اسیوقت خان اعظم نے معتبر نیرک کو بلاکر کہا کہ امیر سے کہو کہ اب تم نابینا ہوے کیا تمسے لڑون لیکن اب مناسب یہی ہے کہ اثاثہ صاحبقرانی اور اشقر و بارگاہ وغیرہ سب میرے حوالے کرو جان تمھاری مین نے چھوڑ دی خانہ کعبہ مین جاکر بیٹھو نیرک اُسی وقت چلا اور بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر تو یہان نہ تھے بادشاہ سے نیرک نے بیان کیا سلطان سعد نے عمرو کے ہاتھ امیر سے کہلا بھیجا کہ صلصال نے ایسا کچھ کہا ہے مین بغیر آپ کی راے کے جواب نہین دے سکتا جب امیر نے یہ سُنا کہلا بھیجا بادشاہ سے کہ مین نے آپکو اختیار دیا جو چاہیے وہ جواب دیجیے اور جو مناسب ہو وہ کیجیے اسوقت بادشاہ نے نیرک کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ خان اعظم سے کہنا او گیدی کیا جھک مارتا ہے کس کی بات ہے کہ تو یہ اگ کر قلعہ بند ہوا اب جو امیر کا یہ حال سُنا

تو دروازہ قلعے کا کھولکر لشکر لیکر باہر آیا ہے تو او نامرد اگر امیر کا وہ حال ہوا تو ابھی ہماری آنکھون مین روشنی ہے
اور مالک امیر کے ہم ہین ہان اگر تو مسلمان ہو جاے تو پھر جو کچھ کہیگا وہ ہم کرینگے اور نہین جو تجھسے ہوسکے کوتاہی
نہ کر یہ جواب لیکر خان اعظم پاس آیا اور بیان کیا بختک نے کہا مین پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ بادشاہ کچھ اور بادشاہون
کیطرح مرغ زرین تھوڑی ہے خان اعظم کو برا معلوم ہوا بختک سے کہا یہ ہمکو درپے وہ سناتا ہے آیا ہم مرد نہین ہین
بس اب مین آپ لڑونگا اگر سلطان سعد میدان مین آئیگا مین آپ مقابلہ کرونگا لشکر تو اسکا باہر قلعے کے آہی چکا
تھا خیمہ برپا تھا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی فرمایا کچھ اندیشہ
نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگ غرض دونون طرف طبل بجا رات بھر تیاری رہی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال خان اعظم نے نوشیران سے آنکھ ملائی اور
میدان مین آیا نوشیروان ذلیل ہوا بختک سے کہا دیکھا تو نے کہ خان اعظم نے مجھکو ذلیل کیا نامرد جانا بختک نے
کہا تم ایسی باتونکا خیال نہ کرو نامرد ہوتے تو اتنی بڑی حکومت پر نہوتے اب تماشا دیکھو کہ کیا ہوتا ہے غرض خان اعظم
مبارز طلب کیا یہان مظفر شاہ مصری اپنا مرکب بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا زمین ادب کو مرکب سے کود کر
بوسہ دیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے کہا کہ تم کیون نکلے ارادہ تو میرا تھا مظفر نے کہا اگر نام آپکا وہ لیتا
مین نہ جاتا اور اب بھی اگر حضور کو پکاریگا مین نجاؤنگا بادشاہ نے کہا بہتر جاؤ خدا نگہبان ہے کہ اتنے مین
خان اعظم پھر مبارز طلب ہوا مظفر مرکب اپنا اڑا کر سامنے آیا ہمت گاور ہوا پانچ قدم مرکب مظفر کا تین قدم
گھوڑا خان اعظم کا پسپا ہوا مظفر نے کہا ای خان اعظم آج یہ جرأت کی تو نے کہ میدان مین آیا ابھی کل کی بات
ہے کہ تو بھاگ کر قلعہ بند ہوا تھا اب امیر کے اندھے ہو جانے سے پھر تو نے سرکشی کی صلصال نے کہا ای
مظفر مین تجھکو پہچانتا ہون تجھسے تو یہ باتین کرتا ہے دشمن کو جسطرح ہو قتل کرے اسپر بھی مین نے کہلا بھیجا تھا
کہ اثاثہ صاحبقرانی بھیجدو حمزہ نے کیون نہ منظور کیا جیسا نہ مانا ویسا پچتائیگا مظفر نے کہا او گیدی بس
زبان کو بند کر لا حربہ بہادری کا خان اعظم نے نیزہ مارا مظفر نے نیزے کو نیزے پر رد کیا طعنین چلنے لگین
آخر خان اعظم نے نیزہ مظفر کا ہوائی کیا مظفر نے جھنجھلا کے تلوار ماری خان اعظم مثل دیو کے ارہ
پشت نہنگ باندھتا تھا اسکی پشت پر روک کر اپنا وار کیا کہ سپر مظفر کی کٹی ارہ سر پر بیٹھا زخم مظفر کے
کاری لگا کہ بیہوش ہو گیا بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ مظفر کو بچاؤ عیار دوڑے ہوے گئے اور مظفر کو
لے آے صلصال نے پھر مبارز طلب کیا سلطان بخت مغربی میدان مین آیا یہ بھی زخمی ہوا قارن بخت مغربی
آیا کچھ دیر لڑا آخر کار زخمی ہوا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خان اعظم اپنے خیمہ مین
آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا اسنے دو چار جام پی کر پھر طبل بجوا دیا ادھر
بادشاہ اسلام زخمیون کو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آے ٹانکے زخمون مین دلواے عمرو امیر پاس گیا سارا حال
لڑائی کا صلصال سے بیان کیا امیر نے کہا خواجہ مین کیا کرون بادشاہ کو اختیار ہے عمرو پھر کر خدمت مین
بادشاہ کی آیا یہان طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا صبح کو دونون لشکر میدان مین آے بعد صف آرائی خان اعظم
پھر میدان مین آیا مبارز طلب کیا آج ناصر ملک پہلے نکلا نیزہ بازی ہوئی مطلب نہ نکلا تلوار چلی ناصر ملک زخمی ہوا
نور ملک نکلا یہ بھی زخمی ہوا اور ایک آدھ سردار زخمی ہوا تھا ابھی شام نہونے پائی تھی کہ بختک نے طبل بازگشت
بجوا دیا خان اعظم پھر کر بارگاہ مین آیا اور پھر طبل بجوا دیا آج جو بادشاہ پلٹ کر میدان سے آے سب کو منع کیا

کہ کل کوئی نہ نکلے مین آپ جاؤنگا غرض جب صبح ہوئی دونون لشکر میدانمین آئے صفوف جدال آراستہ ہوئین خان اعظم
مرکب کو چمکا کر میدانمین آیا ادھر بادشاہ نے خبنگ سیہ قیطاس کو طلب کیا کہ ابھی مبارز طلب ہو تو مین جاؤن ہنوز
سوار نہین ہوے ہین کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ بر آسمان رسیدہ و پاے
گرد در زمین پیچیدہ یہ آئی اور یہ آئی ہوائے مار اگرد کو گرد نے مارا ہوا کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد
چار نقابدار کہ تاج زیب سر اور پشت پر اُنکے چار لاکھ سوار میدانمین پہونچکر پرے جما کر کھڑے ہوے اب دونون طرف
حیرت ہی کہ یہ کون ہین اور کسکے شریک ہین کہ ایک نقابدار جو یاقوت پوش تھا اُسنے مرکب چمکایا اور زمرد پوش
اور سفید پوش اور بنفشہ پوش کھڑے رہے یاقوت پوش خان اعظم سے ہمنگام در ہوا کہ پانچ قدم مرکب
صلصال کا اور تین قدم گھوڑا نقابدار کا پسپا ہوا خان اعظم نے کہا او نقابدار تو کون ہی اور کہانسے آیا ہی
اور تو خدا پرستونکی طرفداری کیون کرتا ہی نقابدار نے کہا ہم شمالیہ بربر کے رہنے والے ہین حقیقت مین ہمین
کیا کام لیکن ہمنے سُنا کہ امیر اندھے ہوے اور تو انکو دباتا ہی ہم بھی مرد میدان ہین ہمکو برا معلوم ہوا کہ کوئی کسی پر
ظلم و بدعت کرے بس زیادہ گفتگو بیکار ہی لا جو بہادری کا صلصال نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر
روکا اور چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا خان اعظم نے ارہ پشت نہنگ بصد غیظ و غضب مارا نقابدار نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور سر جھکایا ارہ سپر کو کاٹ کر سر مرکب پر گرا کہ گھوڑا نقابدار کا زخمی ہوا نقابدار نے بھی
تیغ مارا کہ مرکب صلصال کا بھی کام آیا اور خان اعظم مرکب کے ساتھ غلطان ہوا ترک دوڑ پڑے ادھر سے لشکر نقابدار کا آیا
جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی لیکن ترکون نے جانین دین اور خان اعظم کو چھین لیا نقابدار نے عیارون کو اشارہ کیا
عیارون نے کمند کے حلقے مارے اور خان اعظم کو پکڑ لیا سلطان سعد نے لشکر کو حکم کیا کہ شرکت کرو نقابدار کی اب جو
لشکر امیر کا مثل سمندر کے موج مارتا ہوا چلا بختک کی جان نکلی کہ خان اعظم کو پکڑ لیا بس آج ہی ترکستان کو لے لینگے جلد لپیے طبل بازگشت
بجوادیا نقابدارون نے جو دیکھا کہ طبل بازگشت بجا ہی صلصال کو لیکر جہان خیمہ انکا میدان سے پانچ کوس پر تھا وہان آئے پادشاہ اسلام
اپنے خیمے مین آئے عمرو سے کہا خواجہ نقابدارون کی جلد خبر لاؤ کہ کون ہین اور ہمارے طرف سے کہنا کہ تمھاری ملاقات کا نہایت
اشتیاق ہی عمرو تو ادھر روانہ ہوا وہان بختک نے بھی جاسوس بھیجے کہ صلصال کی خبر لاؤ کہ نقابدار کہان
لیگئے غرض عمرو لشکر مین نقابدارون کے داخل ہوا حیران تھا کہ کس سے پوچھون دیکھا تو دو شخص آپسمین نقابدارونکا
ذکر کر رہے ہین عمرو اُنکے پاس آیا اور نقابدارون کی تعریفین کرنے لگا اور کہا تمکو معلوم ہی کہ یہ کون ہین اور
کہان رہتے ہین اُنھون نے کہا ہم مسافر ہین کیا جانین اور ای شخص تو کون ہی عمرو نے کہا مین بھی مسافر ہون تلاش
روزگار مین آیا ہون کہ اُن دونون شخصون نے عمرو کو باتون مین لگا کر بند دست پکڑ لیا عمرو نے کہا ہان ہان
یارو کیا مین چور ہون یا کسی کا قصور مند ہون مین نے کیا کیا جو مجھے پکڑتے ہو اُنھون نے کہا تو جاسوس ہی عمرو نے
دیکھا کہ آٹھ آدمی خان اعظم کے بھی لوگ پکڑے ہوے لاتے ہین دو عیار لشکر کے بھی گرفتار آئے عمرو نے کہا
مین صلصال کے لشکر کا نہین ہون اُسپر لعنت کرتا ہون انھون نے کہا ہمین اس سے مطلب نہین جو ہمکو حکم
تھا وہ ہمنے کیا اب ہم جا کر نقابدارون سے کہتے ہین اُنکو اختیار ہی عمرو نے لاکھ غل مچایا اُنھون نے ایک نہ سنی
بلکہ اسیر غل و زنجیر کرکے سامنے نقابدارون کے لیگئے نقابدارون نے پہلے صلصال کے لوگون کی روبکاری کی بہت
پوچھا کہ تم کون ہو اُنھون نے نہ بتایا یہی کہا کئے کہ ہم مسافر ہین حکم ہوا انکو بھی خان اعظم پاس قید رکھو بعد اُسکے
عمرو کو بلایا پوچھا ای شخص تو عمرو ہی عمرو نے کہا مین کیا جانون کہ عمرو کون غرض جب بہت پوچھا اور عمرو نے

نہ بتایا نقابداروں نے کہا خیر ہمکو تو عمرو کی تلاش تھی اگر یہ عمرو نہیں ہے اسے بھی قید رکھو غرض عمرو کو زندانخانے کیطرف لیچلے عیاروں نے راہ میں سمجھایا کہ ارے تو نے کیوں نہ بتایا کہ میں عمرو ہوں اگر تو عمرو ہوتا تیری عزت ہوتی عمرو نے کہا پھر اب کیا کرینگے اُنھوں نے کہا مار پڑیگی عمرو نے کہا پھر اگر اب میں کہوں کہ عمرو ہوں وہ دوڑ کو جائینگے اُنھوں نے کہا ایسا نہوگا اور ایک نے جا کر نقابداروں سے کہا کہ اب وہ کہتا ہے میں عمرو ہوں پھر عمرو کو سامنے بلایا عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا کہ میں عمرو ہوں نقابدار اُٹھے تعظیم کی کرسی پر بٹھایا سات کشتیاں جواہر کی نذر کیں عمرو نے کہا اے بہادرو مجھکو بادشاہ نے بھیجا تھا کہ جا کر کہنا کہ ہم تمھارے مشتاق ہیں اور ممنون احسان ہیں نقابداروں نے کہا خواجہ یہ کیا اُنھوں نے فرمایا احسان اُنکا ہے کہ اگر لشکر نہ شریک ہوتا کفار اتنے جلد نہ بھاگتے اور اسیواسطے خواجہ ہم تمھاری تلاش میں تھے کہ تم جا کر کہنا کہ ہم ایک کام کیواسطے جاتے ہیں جب وہاں سے پھرینگے آ کر قدمبوس بھی ہونگے اور اپنے کو ظاہر بھی کرینگے ابھی ایک مصلحت ہے اور دوسرے یہ کہ اس صلصال کو ہم کہاں لیجائیں اسے ہمارے طرفسے بادشاہ کو نذر دینا اور خان اعظم کو منگوا کر عمرو کو دیا عمرو نے اپنے دونوں عیار بھی چھڑوا لیے نقابدار تو اُسیوقت کوچ کر کے چلے گئے اور وہ آٹھ آدمی جو خان اعظم کے گرفتار ہوئے تھے اُنھیں بھی عمرو نے چھوڑ دیا اُنمیں سے دو چار بھاگے ہوئے خدمت میں نوشیروان کی آئے اور سارا ماجرا بیان کیا نوشیروان اُسیوقت لشکر لیکر سدراہ ہوئے کو عمرو کی چلا اور عیاروں نے لشکر اسلام میں خبر دی کہ نوشیروان لشکر لیکر چلا ہے بادشاہ نے اپنے لشکر کو بھی روانہ کیا بعد کو آپ بھی سوار ہوکے چلے اور عمرو نے خان اعظم کو بیہوش کیا پشتارہ لگا کر چلا کہ جلد لشکر میں پہونچ جاؤں وہ جو دو چار جاسوس خان اعظم کے باقی رہگئے تھے بعد عمرو کے وہ بھی چلے آئے کہ ایک دو کوس عمرو آیا ہوگا کہ سامنے سے تق گرد و غبار بلند ہوا ذوالقیس عجمی اور قارن عجمی دونوں بھائی چار لاکھ کی جمعیت سے خان اعظم کی مدد کو آتے تھے کہ جاسوسوں نے خبر دی کہ عمرو پشتارہ بیہوش آتا ہے خان اعظم کو طرف لشکر اسلام کے لیے جاتا ہے اُنھوں نے حکم دیا فوج کو کہ لینا عمرو کو جانے نہ پائے چار لاکھ نے عمرو کو گھیرا عمرو بھی نیمچہ پکڑ کر لڑنے لگا مگر کس کس سے لڑے کیسے روکے کیسے مارے خان اعظم کو بجائے سپر رکھ لیا ہے لوگ ناچار ہوئے تلوار کا مارنا موقوف کیا کمندیں عمرو پر مارنے لگے اب عمرو گھبرایا اُس گھبراہٹ میں خان اعظم ہاتھ سے چھوٹ گیا لوگ دوڑے عمرو تو جست کرکے نکل گیا لوگوں نے آ کر خان اعظم کو اُٹھایا ہوشیار کیا پشتارے سے نکالکر تخت پر سوار کیا اس اثنا میں نوشیروان اور بیرک بھی پہونچے اُدھر سے لشکر اسلام آیا تلوار چلنے لگی چار گھڑی تلوار چلی کہ اب آمد بادشاہ کی ہوئی بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا لوگوں نے دوڑ کر بادشاہ کو خبر کی کہ حضور اب پھر چلیے لڑائی موقوف رہی بادشاہ پھرے بارگاہ میں آئے عمرو بھی پہونچا بادشاہ نے کہا واہ خواجہ آپکی عقل سے بڑا تعجب ہے کہ خان اعظم کو زنبیل میں نہ ڈال لیا یا اُنھیں نقابداروں سے کہتے وہ یہاں پہونچا دیتے عمرو نے کہا حقیقت میں عقل نے میری قصور کیا الشہریار میں سمجھا تھا نزدیک ہی جلد پہونچ جاؤنگا یہ نہ جانتا تھا کہ وہ عجمی آئینگے اور میں کیا جانوں کہ پیچھے جاسوس بھی چلے آتے ہیں اور زنبیل میں اسلیے نہ ڈالا کہ اگر وہ زنبیل میں ہوتا تو میری جان نہ بچتی جب اُسے

بجائے سپر کیا جب حریفوں سے بچا

اب دو کلمے داستان خان اعظم کا بیرک خطائی کو بھیجنا واسطے چرانے عمرو کے اور حملہ سرداروں کے مع امیر بیان ہوتے ہیں

غرضکہ جب خان اعظم یہ ہزیمت اُٹھا کر اپنی بارگاہ میں آیا بیرک سے کہا کہ تو جا کر عمرو یا امیر یا اور جتنے امرا ہیں

انمین سے جو ہاتھ لگے لے آئے بزرک رات کو تلاش مین نکلا ادھر عمرو کو خیال آیا کہ آج خان اعظم نے طبل جنگ نہین بجوایا ایسا نہو کہ عیارون کو بھیجکر مجھے یا امیر کو پکڑوا منگائے تین پہر رات تو یہ طلایہ پھرا کیا جب پہر رات رہی اپنے خیمے مین آیا ایک صندوق کھولکر اسمین لیٹ رہا اوپر سے ایک عیار سے قفل دلوا دیا کہ اگر بزرک آئیگا پلنگ خالی دیکھکر پھر جائیگا ادھر بزرک بھی تلاش مین نکلا تھا جب کوئی ہاتھ نہ آیا عمرو کے خیمے مین پہونچا دیکھا کہ عمرو نہین پلنگ خالی پڑا ہی ایک صندوق رکھا ہی بزرک نے کہا اگر عمرو نہین ملا تو یہی صندوق لیچلو ساری کرامات عمرو کی اسمین ہوگی صندوق سر پر رکھکر چل نکلا صبح ہوتے خان اعظم کی بارگاہ مین آیا خوشی خوشی صندوق سامنے صلصال کے رکھدیا اور عمرو کی بھی آنکھ کھلی جان نکل گئی لیکن دم کو سادھا خان اعظم نے پوچھا اسمین کیا ہی بزرک نے کہا کوٹ عیاری اور کیا عجب ہی زنبیل بھی ہو اور ساری جمع جتھا عمرو کی اسمین ہوگی اگر وہ دشمن پائیگا جیتے جی مر جائیگا خان اعظم نے کہا کھولو اسے بزرک نے جو صندوق کا پٹ اٹھایا عمرو جست کر کے بیچ ایوان مین خان اعظم نے عمرو کو تیر مارا عمرو نے تو جھک کر خالی دیا سامنے زرد ھنگ خطنی کھڑا تھا تیر پشت کے پار نکل گیا عمرو نے تو جست کر کے سر تیچے پھاندے اور نکلگیا یہان خان اعظم کو کیسی ندامت اور افسوس ہوا کہا مین کیا کرون اسکی قضا یونہین بری تھی غرض خان اعظم نے اسی افسوس مین غیظ مین آکر طبل جنگ بجوایا عمرو نے لشکر مین آکر بادشاہ سے سارا حال بیان کیا بعد اسکے امیر پاس آیا انسے بھی سب کیفیت کہی امیر نے کہا خواجہ ذرا ہوشیار رہنا بھائی اب خدا تمھارے دم کو رکھے غرض صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال خان اعظم میدان مین آیا مبارز طلب ہوا اسطرف سے بادشاہ اسلام خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کے اسکے مقابل ہوئے صلصال لگا ورزن ہوا کہ تین قدم مرکب بادشاہ کا اور پانچ قدم مرکب خان اعظم کا پیچھے ہٹا نیزہ بازی ہوئی بادشاہ نے نیزہ بھی ہوائی کیا خان اعظم نے کہا ای سعد تو کیون لڑتا ہی آخر مین نے کیا بری بات کہی تھی کہ یا امیر اب تم خانہ کعبہ مین جا بیٹھو اگر اب بھی تم امیر کو راضی کرو تو مین تمسے نہ لڑون سعد نے کہا او سگ کیا بکتا ہی خان اعظم کو بہت غصہ آیا اور اوپر پشت فلک بادشاہ پر مارا سعد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر کلائی تلوار چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھا لیا گویا ساری سلطنت ترکستان ہاتھ سے اٹھا لی ترکون نے جو دیکھا دوڑ پڑے ادھر سے لشکر اسلام آپڑا تلوار چلنے لگی بادشاہ بھی لڑنے لگے ایکمرتبہ کمربند خان اعظم کا ٹوٹا اور بادشاہ کے ہاتھ سے گرا بہت چوٹ آئی ترک دوڑ پڑے بیچمین آگئے اپنی جانین دین اور خان اعظم کو بچایا خیمہ مین لیگئے پیٹھ خان اعظم کی کشاکش مین چھل گئی تھی بختک نے جو رنگ دیکھا طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر جدا ہوئے بادشاہ ادھر چلے آئے مگر خان اعظم کے ایسی چوٹ آئی کہ طبل بجوانا موقوف کر دیا عمرو نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ ذرا مین جا کر خبر لاؤن کہ صلصال کا کیا حال ہی کوئی مدد کو آئیگا اسکا راستہ دیکھتا ہی یا چوٹ بہت آئی اس سے طبل نہین بجوایا اور دوسرے شاید حال وغیرہ کا معلوم ہو جائے یہ کہکر عمرو نے صورت اپنی تبدیل کی اور لشکر مین خان اعظم کے داخل ہوا لیکن جسوقت امیر نابینا ہوئے تھے عمرو نے امیر سے کہا تھا کہ یہ جو کوہ ہی بہت مستحکم ہی اسپر آپ مع ناموس چلکر رہین امیر نے نہ مانا بلکہ کہا تھا کہ ای خواجہ ناموس کو وہان پہونچا دو عمرو نے سبکو اس کوہ پر پہونچا یا مقبل کو دو لاکھ لشکر دے کر واسطے حفاظت کے مقرر کیا غرضکہ عمرو بارگاہ مین خان اعظم کی آیا اسوقت ذکر ہو رہا تھا کہ اب

طبل جنگ نہ بجواؤ اسلیے کہ القاز شاہ مدد کے لیے آتا ہی جب وہ آئیگا اسوقت طبل جنگ بجیگا عمرو منتظر تھا کہ کچھ امیر کے اچھے ہونے کا ذکر آے وہان اسکا کچھ تذکرہ نہوا غرضکہ پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا بادشاہ سے سب حال بیان کیا اور وہان خان اعظم نے یزک سے کہا کہ جبتک تو جا کر امیر یا عمرو یا بادشاہ یا کوئی شخص اندھون مین سے ہاتھ لگے تو لے آ یزک اسی تاک مین روز لشکر اسلام مین آتا کرتا ہی جب موقع نہین ملتا چلا جاتا ہی ایک روز بادشاہ کے خیمے مین آیا لوگون نے دیکھا غل ہوا یہ تو بھاگ کر نکل گیا عمرو نے اور زیادہ چوکی پہرہ مقرر کیا غرض دو تین روز بعد وہ لوگ جو امیر کے اندھے سردارون کی خدمت پر متعین تھے اُنھون نے دیکھا کہ فرامرز مغربی نہین ہی امیر سے عرض کیا امیر کو بہت صدمہ ہوا عمرو سے بلا کر کہا کہ دریافت کرو عمرو نے کہا یا امیر مین اسیواسطے کہتا تھا کہ آپ کوہ پر رہین امیر نے کہا خواجہ مجھے الزام دیتے ہو اپنی خطا کو نہین کہتے کہ اتنے مین جاسوسان لشکر اسلام خان اعظم کی فوج سے پھر کر آئے اور عمرو سے بیان کیا کہ وہان تو فرامرز کا ذکر بھی نہین ہی دوسرے روز عمرو بھی خان اعظم کی بارگاہ مین آیا مگر کچھ ذکر فرامرز کا نہ سنا امیر سے آ کر عرض کیا کہ ای شہریار مین خود بھی گیا تھا مگر وہان کچھ فرامرز کا ذکر بھی نہین معلوم نہین کون فرامرز کو لے گیا اور وہان خان اعظم کو بھی خبر ہوئی کہ فرامرز غائب ہی بختک بھی حیران ہوا کہ کون لے گیا یزک کو حکم دیا کہ تو بھی دریافت کر کہ فرامرز کہان ہی

اب چند سطرے داستان طبل جنگ بجوانا خان اعظم کا اور آنا نقابدار زردپوش کا اور بہت سے ترکون کو مارنا بیان کیے جاتے ہین

لیکن وہ ترک جو رفیق خاص تھے خان اعظم کے اُنھون نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائین ہم لڑینگے آخر لسدن کے لیے ہین کون نے نقارہ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدانین آے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نیب دے کر چلے گئے تھے کہ سہراب خان ترک میدانین آیا مبارز طلب ہوا ادھر سے بادشاہ اسلام نے سبکو منع کیا کہ کوئی اسکے مقابلے کو نہ جاے کیونکہ صلصال نے کئی میدانداریان کین اور مین ایک ہی مرتبہ اُسکے مقابلہ کو گیا اب مین لڑونگا جو سردار نکلنے کو تھے اُنھون نے اپنے مرکبون کو روکا بادشاہ نے خنگ سیاہ قیطاس کو طلب فرمایا ملازم گھوڑا لیکر حاضر ہوے ہنوز بادشاہ تخت سے نیچے نہین اُترے ہین کہ پردہ بیابان سے ایک گرد کا پیدا ہوا جب قریب آیا دیکھا کہ ایک نقابدار زردپوش ہی نقابدار آ کر سہراب سے ہمتگاور ہوا تین قدم نقابدار کا مرکب اور پانچ قدم سہراب کا گھوڑا پیچھے ہٹا سہراب نے کہا او بچیا تو کہان سے آیا کیا مجھکو نہین جانتا کہ مین کس کا رفیق خاص ہون خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کا رفیق ہون نقابدار بولا او گیدی مین کیا جانون کہ صلصال کون کتا ہی اور تو کون گدھا ہی لا حربہ اپنا کہ میدان جنگ ہی سہراب نے جھنجھلا کر نیزہ مارا نقابدار نے چند طعنو نین نیزہ اُسکا ہوائی کیا سہراب نے گینڈے کو بڑھا کر تلوار ماری نقابدار نے لطف سپہ گری خالی دی اور ایسی تلوار ماری کہ سپر خود دوبلہ غرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دوابرو اُتر گئی نقابدار نے جھٹکا مارا تا جگرگاہ سہراب ترپ کر گھوڑے سے گرا اور واصل جہنم ہوا بختک نے صلوۃ پڑھی صلصال نے پھر کر دیکھا نوشیروان نے ایک کہنی ماری اور کہا مین نہین چاہتا جو تو خان اعظم کے ہاتھ سے ذلیل ہو اگر وہ کہیگا مین ہاتھی پر سے گرا دونگا اُتنے مین

تمغاج خان نے مرکب اپنا پریسہ نکالا اور خان اعظم سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد نگاورزنی کے کہا او نقابدار
غضب کیا تو نے کہ سہراب ایسے بہادر کو مار الیس لا حربہ اپنا نقابدار نے کہا مین سمجھا کہ تجھکو اسکا بڑا صدمہ ہی بس مین
اسی کے پاس بھیجے دیتا ہون تمغاج نے کہا نہین تو ہی ضرب لا نقابدار نے کہا تو دیکھ کہ پیشدستی اسے کہتے ہین اور جیسا
وار کیا کہ شانے پر تلوار پڑی تھی کوہے سے اتر گئی بختک بے اختیار لاحول اٹھا مگر فقط لفظ صلوٰۃ کہکر رہ گیا
اور پھر خان اعظم نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کیا تو حرامزادہ ہی کفیل خان ترک سہراب کا بیٹا باپ کے مارے جانے سے
نکلنے کو تھا کہ تمغاج نکلا وہ جو مارا گیا اپنا مرکب بے اجازت صلصال بڑھا کر میدان مین آیا اور ایسا بدحواس آیا
کہ نقابدار سے کہا کہ جہان میرے باپ کو مارا وہان مجھے بھی قتل کر نہین ہین آپ مرجاؤنگا نقابدار نے کہا آپ اپنے ہاتھ کو
کیون تکلیف دین کہ خنجر گلے پر پھیرون مین باپ سے ملائے دیتا ہون لیکن ہوس دلمین رہجائیگی حوصلہ نکال لے
کفیل نے کہا تجھکو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی تو ہی مجھپر وار کر نقابدار نے اسکو بھی سر بتا کر جو کمر کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے
ہوے غرضکہ اسیطرح سات ترک مارے قریب شام تھی طبل بازگشت بجا نقابدار جسطرفسے آیا تھا ادھر پھر گیا
خان اعظم کو سناٹا تھا بادشاہ کو بھی حیرت کہ یہ کون تھا عمرو سے کہا تم دریافت کرو ادھر خان اعظم نے ترکت
کہا کہ اسکا پتا لگاؤ کہ کہان گیا اور پھر طبل بجوا دیا ادھر بھی نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے لیکن ابکی خوف
نقابدار کا غالب ہی کہ ایسا نہو پھر آئے بختک نے کہا نہین معلوم کل کہانسے آگیا تھا آج وہ کہان ہی کہ اتنے مین
مفتہ خان ترک نے جرأت کی اور میدان مین آیا مبارز طلب نہ کیا تھا کہ پھر ویسی ہی گرد اڑی اور نقابدار پیدا ہوا
آج دونو طرف نقابدار کے آنے کا ایک غل ہوا کہ وہ آیا وہ آیا ادھر نقابدار مفتہ خان سے ہمتگاور ہوا بعد
اسکے نیزہ بازی ہوئی یہانتک کہ دونون کے نیزے بیکار ہوگئے بادشاہ اسلام تعریف کر رہے ہین مگر مالک اژدر کو
یاد کرکے افسوس کیا کہ نیزہ بازی اسپر ختم تھی کہ اتنے مین مفتہ خان نے تلوار ماری نقابدار نے رد کرکے جو تلوار
ماری مفتہ خان کی سپر کٹی تلوار سر پہ پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی دستانہ مارا تلوار جو جھٹکا کر نکل گئی مگر بیہوش
ہوگیا ترک دوڑے اور اسے اٹھا لیگئے غرضکہ آج بھی نقابدار نے سات ترک جانسے مارے اور بہت سے زخمی
کیے اور پھر گیا اسیطرح سات روز میدان داریان کین اور پانچ سات روز مارے آخر کو پراگندہ ہوگیا نقابدار
چلا گیا صلصال نے مارے خوف کے طبل نہ بجوایا

اب دو کلمے داستان آنا القاز شاہ کا واسطے مدد صلصال کے اور حال کھلنا دختر کا
اسکی یعنی عشق فرامرز مین نقابدار زردپوش بنکے خان اعظم کے لوگون کو قتل کرنا بیان ہوتے ہین

دو تین روز گذرے ہونگے کہ خبر آئی کہ القاز شاہ مدد صلصال کے لیے آپہونچا خان اعظم نے لوگون کو
واسطے استقبال کے بھیجا جب القاز شاہ آیا صلصال نے طبل شادمانی بجوا دیا سلطان سعد حیران ہوے
کہ یہ سوقت طبل کیسا بجا ہی عمرو واسطے خبر کے بارگاہ مین خان اعظم کی آیا کہ القاز نے آکر خان اعظم سے حال
امیر کا پوچھا بختک نے سارا حال بیان کیا خان اعظم نے کہا وہ قصہ تو بالائے طاق رکھیے اب حال کا ذکر ہی
کہ ایک نقابدار سفاک روزگار آتا ہی آٹھ سات ترک مار کر چلا جاتا ہی آخر طبل بجوانا موقوف کر دیا القاز شاہ نے
کہا بجا ہی اسکو مین نے بھیجا تھا پھر اچھا ہوا کہ اسنے اتنے خداپرست روز مارے مجھسے بھی روز وہ خبر دیتا تھا
کہ آج مین نے اتنے خداپرست مارے خان اعظم نے کہا کچھ تم نشے مین پیتے ہو مین کہتا ہون کہ میرے لوگون کو
قتل کیا القاز نے کہا اب مین جاؤن تو اس سے پوچھون مین تو یہی جانتا ہون کہ خداپرست مارے گئے

خان اعظم نے وزیر اور بختک سے کہا کہ اسکو مالیخولیا ہوگیا ہی سودائی بھی ہی یہ میدان مین کیا کریگا کیونکر لڑیگا
القاز اُسیوقت اپنے لشکر مین آیا کہ وہانسے پانچ چار کوس پر خیمہ اسکا برپا تھا عمرو ادھر آیا سارا حال بادشاہ سے
بیان کیا یہان بھی سبکی عقل گم ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہی مگر سب خوش ہین قضاے کار وہان بزرک خطائی جو بالا دوی
کے لیے گیا القاز کے لشکر مین آیا رات کا وقت تھا پھرتے پھرتے قریب ایک خیمے کے آیا باتین کرنے کی آواز آئی
اسلیے پشت پر سے قنات کو چاک کیا دیکھا کہ فرامرز بیٹھا ہی اور ایک ماہ طلعت بغل مین ہی بوس و کنار ہورہا ہی یہ کون
القاز شاہ کی دختر ملکہ خورشید سیمبر ہی نقابدار بنکے جاتی تھی پہلے فرامرز پر عاشق ہوکر اسیسے آئی مسلمان ہوئی
بعد اُسکے روز آکر ترکون کو قتل کیا روز جتنے ترک مارتی تھی باپ سے جاکر کہتی تھی کہ آج مین نے اتنے خدا پرست
مارے اور فرامرز سے آکر کہا کہ مین نے ترکون کو قتل کیا فرامرز نے کہا ملکہ ہمارے یہان عورتون پر سے جہاد
ساقط ہی تم کیون جاتی ہو بس بزرک نے جو سنا بھاگا ہوا خدمت مین خان اعظم کی آیا صبح ہوچکی تھی خان اعظم
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ بزرک پہونچا اور سارا ماجرا بیان کیا القاز شاہ بھی صبح کو دربار مین آیا ہوا تھا خان اعظم نے
طرف القاز شاہ کے دیکھا اور کہا کیون صاحب خوب آپنے لڑکی پالی ہی القاز بہت ذلیل ہوا اگر دل جمعی کالی
کہا کہ مین جاکر اُس گیسو بریدہ کو پکڑے لاتا ہون آپ جو چاہے اُسکے حق مین کیجیے قسم ہی لات اعلی و منات
معلی کی کہ مجھکو نہین معلوم وہ روز مجھسے یہی کہتی تھی کہ خدا پرستون کو قتل کرتی ہون خان اعظم نے کہا تمہارے
جانے کی کوئی احتیاج نہین ہی مین ابھی پکڑوا لیتا ہون اور لوگ بھیجے کہ جاکر دونون کو پکڑ لاؤ جمگب لوگ
خان اعظم کے لشکر القاز مین داخل ہوے لیکن چلتے وقت القاز نے رقعہ اپنا دیدیا تھا کہ میرے لشکر کے
لوگون کو دکھا دینا تا کہ آپسمین جنگ نہو وہی رقعہ خان اعظم کے لوگون نے لشکر القاز کے افسرون کو دکھایا
اُسمین لکھا تھا کہ اگر یہ لوگ ملکہ کو اسیر کرکے لائین تم انسے نہ بولنا اُنھون نے کہا ہمین کیا کام ہی جس بات کو مالک
منع کرے ہم اُسمین کیون دخل دین غرضکہ لوگ خان اعظم کے ملکہ کے خیمے مین دورانہ چلے آئے فرامرز تو نہ پایا
تھا اُسے گرفتار کر لیا ملکہ نے تلوار کھینچی خوب لڑی ساری بارگاہ خونسے رنگین کردی بیس بائیس ترک مارے
آخر کمند مین پھنس کر گرفتار ہوئی ایک آرابہ پر فرامرز دوسرے پر ملکہ کو بٹھا کر لوگ پھرے فرامرز کا عجب
حال ہی کہتا ہی کہ اگر مر جاؤن تو عزت ہی افسوس میرا ناموس کہلاکے یون جاے غرضکہ بزرک دونون کو سامنے
خان اعظم کے لاے صلصال نے ملکہ کا حسن و جمال جو دیکھا عاشق ہوگیا غصہ جاتا رہا بختک سے کہا مین
چاہتا ہون کہ اس سے عقد کرون اسے سمجھاؤ بختک نے کہا ای خان اعظم اس سے بہتر کیا ہی جو پھول مسہری کے
بختک نے القاز شاہ سے بیان کیا اُسنے دختر سے کہا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تونے مجھکو خوب ذلیل کیا بس
اب عزت اسمین رہتی ہی کہ خان اعظم کو قبول کر ملکہ سوچی کہ جان تو گئی ہر طرح کہ یہ فرامرز کو ضرور قتل کرینگے
بعد اُسکے تو جینے کی نہین پھر دین کیون چھوڑ جواب دیا کہ سن ای باپ مین نے کچھ برا نہین کیا آیا یہ بھی شاہزادہ
ہی کوئی چمار نہین ہی ہان ایک کلمہ پڑھنے کی گنہگار رہون غرض جب بہت سمجھایا اور ملکہ نے نہ مانا خان اعظم نے
کہا ایک خیمے مین اسکو رکھو آج نہین ہی کل مانیگی ملکہ کو تو وہان بھیجدیا اور خواجہ سرا اور بختک اور ملکہ کا باپ
سبکو سمجھانے پر مقرر کیا کہ راضی کرو جو راضی کریگا اسے بہت خوش کرونگا اور فرامرز کے واسطے جلاد بلوایا
بختک نے منع کیا کہ جبتک سب اندھے نہ ہاتھ آئین ایک کو نہ قتل کرو اپنے دوسرے خوف عمرو کا ہی کہ انکی
قید رہنا یہان مشکل ہی شہر سے اہرجو قلعہ ہی اسمین بھجوا دیجیے بس اب اس راز کو سوا خان اعظم و بختک کے

کوئی نہین جانتا کہ فرامرز کہان ہی اور یہ خبر امیر کو بھی ہی علی امیر عمرو سے گلے لپٹ کر خوب روے فرمایا ای برادر
افسوس کہ فرامرز میرا بیس خواندہ ہی اسکا ناموس یون بے حرمت ہوا اور ہم جیتے ہون بھائی کسیطرح ملکہ کو لاؤ
فرامرز بھی آجائیگا آپ روتو اسکی پیچھے عمرو نے کہا یا امیر میری جان آپ پر نثار مین ابھی جاتا ہون اور فکر مین روانہ
ہوا وہان روز لوگ ملکہ کو سمجھایا کرتے ہین لیکن وہ کسیطرح نہین مانتی آخر خان اعظم خفا ہوا باپ نے بھی
ملکہ سے کہا کہ بس اب اسکو قتل کیجیے خان اعظم نے کہا بس اب کوئی اسکے سمجھانے کو بھی نجاے مین سمجھ لونگا
اور اسی روز عمرو اتفاق سے چلا تھا کہ جس دن کوئی ملکہ کو سمجھانے نہ آیا تھا خیمہ خالی تھا فقط نگہبان بیٹھے تھے
عمرو نے سبکو بیہوشی اڑا کر بیہوش کیا اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ ملکہ منہ لپیٹے پڑی ہی اور نیچے پلنگ کے کیچڑ ہی
ملکہ اسقدر روئی ہی کہ پلنگ کے نیچے کیچڑ ہو گئی ہی عمرو نے منہ پر چھینٹا مارا ملکہ گھبرا کر اٹھی اور پھر چھینک مار کر
بیہوش ہوئی عمرو نے پشتارہ باندھا اور لیکر خدمت مین امیر با توقیر کے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ غلام
حاضر ہی امیر نے کہا خواجہ کیا خبر ہی عمرو نے کہا یا امیر فرامرز کو بہت تلاش کیا کہین پتا نہ لگا امیر نے کہا ملکہ کو
نہ لاے عمرو نے کہا وہ حاضر ہی امیر نے کہا پشتارے سے باہر نکالو غرض عمرو نے ملکہ کو کھولا اور کہا کہ یہ امیر ہین
انھین مجرا کر ملکہ نے مجرا کیا امیر نے کہا خواجہ اسے ہمارے ناموس مین پہونچا دو اور ای ملکہ فرامرز بھی آجائیگا
گھبرا نا نہین عمرو نے اسی کوہ پر جہان اور خواتین تھین ملکہ کو بھی پہونچا دیا اور آپ پھر بارگاہ مین خان اعظم کی
آیا وہان صبح کو لوگ دوڑے ہوے آے خان اعظم سے کہا کہ ملکہ کو کوئی لیگیا صلصال کی تو جان نکلگئی
بزرگ خطائی سے کہا کہ بتا کون لیگیا اسنے کہا بیشک عمرو کا ہی کجبتک نے کہا تم سب اسیطرح رہو گے مجال نہین
کہ تم انکا ایک آدمی بھی قتل کر سکو یہ انھین مین قوت ہی کہ جسے چاہا مار ڈالا تم ایک فرامرز کو بھی کہ نابینا ہی
نہ قتل کر سکو گے صلصال کو غصہ آیا کہا دیکھو اب مین سبکو غارت کیے دیتا ہون اور بزرگ کو قریب بلا کر
کچھ کان مین چپکے سے کہا بزرگ مجرا کر کے چلا خان اعظم نے پھر بلایا اور کچھ کہا ایسا ہی تین مرتبہ ہوا اور پکار کر
بھی اتنا کہا کہ دیکھ بہت جلد جواب لانا بزرگ روانہ ہوا عمرو بھی پیچھے پیچھے چلا کئی کوس شہر سے نکل کر عمرو بزرگ کے
دہنے ہاتھ کیطرف سے تیز نکلگیا اور بزرگ سے آگے بڑھ گیا دیکھا کہ ایک گڈریا دنبیان چرا رہا ہی عمرو نے بیضہ
مار کر اسے بیہوش کیا اور ایک گڑھے مین ڈال دیا آپ اسکی صورت بنکے کملی کی کھونگی بنا کے لاٹھی کاندھے پر
دودھ دوہنے لگا اور اسمین نمک سرکاری ملا دیا کہ اتنے مین بزرگ پہونچا کئی کوس چل چکا تھا پیاس لگی ہوئی
تھی قریب گڈریے کے آیا اور کہا کچھ دودھ ہی عمرو نے لٹیا دودھ کی دی بزرگ نے گھٹیا توسے لی مگر دل کانپا نہ پیا
عمرو نے کہا مہترجی کیون تردد کیا ہی کیون نہین پیتے جمع بھرو پیچھے گا بزرگ نے کہا مین باندھا تھا ابھی جلاب سے
فراغت پائی ہو حکیم صاحب نے دودھ کو منع کیا تھا اب مجھکو یاد آگیا لیکن ان یا تو نہین بزرگ نے جو غور سے
دیکھا عمرو کو پہچانا پکارا او عمرو غضب کیا تھا تو نے مار چکا تھا مجھکو اور نیچہ پکڑ کر عمرو پر برس پڑا عمرو نے
کملی پھینکی اور سپر پر روکنے لگا پسپا ہوتا جاتا ہی پیچھے ہٹ کر نیچہ کھینچکر یہ بھی برس پڑا بزرگ پسپا ہونے لگا
اسی حالت مین بزرگ کو عمرو بن امیہ ضمری نے ساتھ تلوار کے بیضہ بیہوشی بھی مارا بزرگ بیہوش ہوا
عمرو بن امیہ ضمری نے مشکین باندھین اور ہوش مین لایا بزرگ نے کہا ای عمرو تیرا جواب نہین ہی اب مین
غلام ہون کلمہ پڑھا عمرو نے کہا اگر مسلمان ہوتے ہو تو بتاؤ کہ خان اعظم نے کیا کہا ہی بزرگ نے کچھ اور
بتایا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای بزرگ مین خوب کافر کے چہرے کی سیاہی پہچانتا ہون

اب چند کلمے داستان مسلمان ہونا یزک کا بہ مکر اور لیجانا عمرو کو شہر صندل مین الماس جادو پاس اور بالون باتون مین گرفتار کرواکے خان اعظم کے پاس چلے آنا بیان ہوتے ہین

جب یزک نے دیکھا کہ کسیطرح جان نہین بچتی صاف صاف بیان کیا کہ شہر صندل مین الماس جادو نایب ملکہ شمامہ جادو کا رہتا ہی اسے خان اعظم نے بلایا ہی مین اُسکے پاس جاتا ہون عمرو نے کہا وہ آکر کیا کریگا کہا کہ خدا پرستون کو غارت کریگا اور زخمہ بھی اُسکے اختیار مین ہی عمرو نے کہا مجھکو بھی لیچل اُسنے کہا خواجہ سوا میرے دوسرا نہین جا سکتا مجھے خوف ہی کہ دوسرے آدمی کو دیکھکر مجھسے بھی نہ کھٹکے عمرو نے کہا جسطرح ہو لیچل مین ضرور چلونگا یا اُسے مار کر حمزہ کو اچھا کیا یا اپنی بھی جان دی یزک ٹھرایا کہ یہ اتنا بڑا ارادہ رکھتا ہی مگر اُسکا کیا کریگا کہا اچھا عمرو گزک کی شکل بنیے عمرو نے صورت اپنی گزک کی بنائی عمرو نے کہا اب تو کیا کہیگا یزک نے کہا مین کہونگا کہ بھائیکو اسلیے ہمراہ کر دیا ہی کہ شاید میری طبیعت راہ مین بدمزا ہو تو یہ پیغام پہونچادے اور اگر وہ ماندہ ہو تو مین خبر دون جسمین کام نہ بند رہے غرض عمرو نے یزک کو کھولا اور دونون ساتھ چلے تھوڑی دور جاکے یزک ٹھہرا اور عمرو سے کہا الامر فوق الادب اے اُستاد تم چال ابھی دیکھتے ہو اگر میرے دلمین دغا ہوتی جیسے ہی آپ آگے بڑھتے مین چاہتا کمند مار دیتا چاہتا خنجر عمرو نے کہا اے یزک مین نے تجھکو جان لیا کہ تو دغا نہ کریگا اور مین تو ہوشیار تھا یہ بھی ایک جگہ رہی تھی کہ ابھی حال کھلجاے غرض وہ دن راہ چلے ایک کوہ پر پہونچے اُسمین ایک غار تھا یزک اُسی غار مین اُترا عمرو بھی پیچھے پیچھے ہمراہ ہی باہر درہ کے نکل کر میدان ملا بعد اسکے ایک جنگل ملا بعد اسکے پھر میدان ملا اتنے مین پیاس عمرو پر غالب ہوئی عمرو نے یزک سے کہا کہ پیاس کے مارے میرا عجب حال ہی یزک نے کہا وہ سامنے سیاہی شہر کی معلوم ہوتی ہی آپ نہ گھبرائیے غرض دونون شہر مین پہونچے جو ساحر ملا اُسنے یزک کو سلام کیا اور ساتھ ہی پوچھا کہ یہ کون ہی یزک نے کہا میرا بھائی ہی عمرو نے جانا کہ اب یہ دغا کریگا اور یہ بھی سچ کہتا تھا کہ سوا میرے کوئی نہین آتا غرض دروازے پر پہونچے صدہا چوبدار جادوگر بیٹھے تھے یزک کو دیکھ کے سلام کیا اور اندر جاکر خبر کی کہ یزک کے ساتھ ایک اور شخص بھی آیا ہی الماس جادو نے کہا بلالو غرض یزک اور عمرو سامنے آے الماس جادو کو سلام کیا اُسیطرح عمرو نے بھی سلام کیا دیکھا تخت جواہر نگار پر الماس جادو تاج سر پر رکھے بیٹھا ہی اور کئی ہزار جادوگر بیٹھے ہین نام تو الماس لیکن رنگت بالکل سیاہ بقول شخصے کہ برعکس نہند نام زنگی کافور الماس جادو نے یزک سے پوچھا کہ یہ کون ہی عمرو کا دل ٹھرایا کہ دیکھیے کیا کہتا ہی یزک نے کہا میرے پیر و مرشد برحق ہین الماس جادو نے کہا تیرا بڑا بھائی ہی یزک نے کہا جی ہان اور اسواسطے ساتھ آیا ہی کہ شاید مین راہ مین ماندہ پڑجاؤن یہ کہکر پیغام خان اعظم کا کہا الماس جادو نے کہا کہ ہم سب لطف سے کہنا کہ مجبوران سخت ہین مین اس غار سے باہر نہین نکل سکتا اور امیر تو اب ایسے نہونگے کیونکہ کوئی مجھکو مار لیگا امیر اچھے ہوگئے رہے اور خداپرست کچھ روز طبل جنگ نہ بجواؤ مین آکر سبکو غارت کردونگا یزک نے کہا نہین ایک شخص ہی اور کیا خبر اُسکو پہونچتی ہی سبب باتین جو خان اعظم نے کہین اُنکو بھی خبر ہوئی ساتھ ہوے اور سارا ماجرا راہ کا بیان کرکے کہا کہ وہ گزک نقلی عمرو ہی عمرو نے یزک کو خنجر مارا یزک خالی دے کر الماس کے تخت کے نیچے چھپا الماس جادو نے کہا کہ عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے عمرو مجبور ہوا یزک تخت کے نیچے سے باہر آیا اور کیفیتین مفصل عمرو کی بیان کین الماس نے کہا کچھ تیرے کہنے کی احتیاج نہین ہی اُسکی کل کیفیت کتاب جمشید پر لکھی ہی یزک نے کہا بس اُسکو قتل کیجیے الماس نے کہا بھلا مین اسے چھوڑ دونگا یزک نے کہا اگر آپ میرے سامنے قتل کرڈالین تو مین جاکر

خان اعظم سے کہوں اور میں زیادہ ٹھہر نہیں سکتا الماس نے جلاد کو بلوایا اور بیزک سے کہا کہ تو جا اور یہی کہہ
کہ یہ قتل ہوگیا خان اعظم سے قسم کھا کر کہدیا کہ عمرو قتل ہوگیا اور خود بھی قسم کھائی کہ میں اسے ضرور قتل کرونگا
تین حکم کا ایک حکم ہوگا بیزک نے کہا بس ہمارا خوف اسیکا تھا اب کام تمام کر ناخدا پرستوں کا آسان ہے یہ کہکر بیزک تو چلا
الماس جادو نے عمرو سے کہا کہ بڑا تیرا دل ہے تو کسلیے آیا تھا عمرو نے کہا امیر کے اچھے ہونے کی تدبیر میں آیا تھا
الماس ہنسا اور کہا میری تو قضا نہیں جلانے سے جلتا نہیں کاٹنے سے کٹتا نہیں کیونکر تو مجھے مارتا عمرو نے کہا
تو میری بھی قضا نہیں ہے اسمیں اور جادوگروں نے کہا کہ اے شہنشاہ یہی تعریف اسکی جمشید لکھ گئے تھے کہ ایک گرگ کے
کہدینے میں یہ ایسا مجبور ہو گیا کہ کچھ کر نہیں سکتا بل نہیں سکتا الماس نے کہا یہ نہ کہو اسمیں بڑے بڑے کمال ہیں
گانا ایسا ہی کہ جواب نہیں جادوگروں نے کہا پھر اس سے گوائیے الماس نے عمرو سے کہا گا عمرو نے کہا خاک گاؤں
اس حال میں خیال میرا اور طرف ہے میں قصہ میں رہا ہوں الماس نے کہا اچھا تیرا تردد دفع کیے دیتا ہوں اور ایک
پنجہ منگوا کر کہا اگر نہ گائیگا تو یہ پھر نکالا جائیگا عمرو نے کہا اچھا کسی بجانیوالے کو تو بلوا دیجیے اسیوقت فی الفور
حاضر ہوئے سب ساز و سامان موجود ہوگیا عمرو نے ایسا برنگ گایا کہ سب محو ہو گئے الماس جادو رضا لگا
عمرو چپ ہوا الماس نے پنجہ اٹھایا غرض جب عمرو چپ ہوتا ہے پنجہ دکھاتا ہے عمرو پھر ڈر کے مارے گانے لگتا ہے
رات بھر عمرو گایا اور جب سنا بعد اسکے ایک پنجرے میں بند کر کے پنجرہ تین ایک درخت بلند تھا اسمیں لٹکوا دیا
اور کہا کہ یہ اگر زندہ بھی رہا تو مردے سے بدتر ہے میرا کیا کر سکتا ہے مگر پھر بھی ایسا خوف تھا کہ اسطرح قید کیا اب
روز گانا سنا کرتا ہے اور یہاں بیزک نے آکر خان اعظم سے پہلے پیام دیا الماس جادو کا بعد اسکے عمرو کا
سب حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ میں نے یوں گرفتار کروایا اور وہ مارا گیا مبارک ہو خان اعظم اور
نوشیروان تو بہت خوش ہوئے بختک نے کہا اے خان اعظم مجھکو یقین نہیں آتا اسکی تو قضا نہ تھی اور اے بیزک
تیرے سامنے مارا گیا بیزک نے کہا جلاد آیا تین حکم کا ایک حکم ہوگیا اور الماس نے قسم کھائی کہ میں ضرور قتل
کرونگا تو خان اعظم سے کہدیا کہ عمرو مارا گیا اسے مردہ ہی جانو پھر تو سربارگاہ پکار کر کہا کہ عمرو مارا گیا اور خان اعظم
نے جشن کیا اور جتنے بھی اُنکے جاسوس لشکر اسلام میں رہتے تھے آئے اور بادشاہ اسلام سے بیان کیا بادشاہ نے
کہا امیر کو خبر نہ ہونے پائے وہاں امیر کو بھی پہلے ہی خبر پہنچ گئی تھی سنتے ہی ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے جب ہوش
آیا پکارے ہائے عمرو مجھکو تجھسے یہ توقع نہ تھی کہ اتنی جلدی دنیا سے رحلت کر جاؤ گے تم نے وعدہ خلافی کی اور اب
مجھکو بھی جینا منظور نہیں ہے موت آئے تو بہتر ہے غرض ایک شور برپا ہوا سب سرداروں نے بھی ساتھ امیر کے رو رو کے
سب نے سیہ پوشی اختیار کی اسی حال میں دوسرے روز خبر آئی کہ وہ چار نقابدار جو مدد کو آئے تھے وہ خم جمشید میں
جاکر اندھے ہوئے امیر نے اُنسے کہلا بھیجا کہ تم بھی ہمارے پاس چلے آؤ ایک جگہ رہیں تو بہتر ہے

اب چند کلمے داستان شیرویہ بن حمزہ صاحبقران کے بیان سے کیے جاتے ہیں

کہ اُنہیں بھی خبر پہنچی کہ امیر نابینا ہوئے بادشاہ اسلام اکیلے ہیں اور خان اعظم سے لڑائی ہے بس یہ خبر سنتے ہی
اپنے لشکر سمیت کوچ کر کے طرف ترکستان کے روانہ ہوئے اور قریب ایک کوہ کے اُترے اور حاکم اُس کوہ کا
عجم خان کوہی تھا اسکو بھی نامہ صلصال کا آیا تھا کہ خداپرست نہایت زبردست ہیں کہ جنکے ہاتھ سے ہم تنگ آئے
ہیں یہ سنکر اسکو اشتیاق پیدا ہوا اسکا عیار تھا کہ نام اُسکا قمری تھا اُس سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں بھی
خداپرستوں کو دیکھوں کہ وہ کیسے ہیں اگر کوئی بیٹا یا سردار امیر کا ہاتھ لگے تو چرا لا قمری اُسیوقت چلا زیر کوہ

دیکھا کہ کوئی دو کوس پر لشکر اترا ہوا ہی جاکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ شیرویہ بن حمزہ اپنے باپ کی مدد کو جاتا ہی
یہ سنکر چپ ہو رہا شب کیوقت اس فکر مین رہا کہ موقع پاؤن تو پکڑ لیجاؤن جب آدھی رات گئی تمام عالم محو خواب ہوا
کچھ پاسبان رہے وہ بھی اونگھ رہے تھے اسنے پشت پر سے قنات چاک کر کے دیکھا خدمتگار چپی کر رہا ہی مگر نیند غالب ہی
اسنے دو چار بیر دانے بیہوشی کے شمع پر مارے سب جوان اونکا منتشر ہوا خاص بردار چھینک مار کر بیہوش ہوا قمری
اندر آیا اور شیرویہ کو بھی بیہوش کر کے پشتارہ باندھکر نکل گیا پاس عجم خان کے آیا عجم خان کوہی نے کہا جلد اسکو کھول
دیکھوں کالا ہی یا گورا چار ہاتھ ہین یا دو قمری نے کہا یہ سانپ کے سنپولیے ہین قید کر لو جب ہوشیار کرنا مناسب ہی آہنگر
آئے اسیوقت ہتھکڑی بیڑی ڈالدی ہوشیار کیا دیکھا کہ عجب حسن و جمال ہی عجم خان نے کہا ای پسر حمزہ مین نے دشمنی سے
تجھکو نہین بلوایا ایک امر ہی تو وہ کر کے چلا جا مین چھوڑ دون شیرویہ نے کہا وہ کیا ہی کہا لات و منات کو اچھا کہہ اور
سجدہ کر شیرویہ نے کہا لعنت ہی لات پر عجم خان نے کہا یہ تو نے کیا کہا شیرویہ نے کہا مین نے جانا تو خدا پرست ہی
کہتا ہی کہ لات پہ لعنت کر مین نے لعنت کی عجم خان بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ اب قتل تیرا واجب ہوا جلاد کو بلوایا
شیرویہ نے کہا معلوم ہوا تمھارے یہان جوانمردی اسیکا نام ہی کہ عیاری سے بہادر کو پکڑوا منگوایا اور دست و پا باندھکے
قتل کیا عجم خان کو غیرت آئی کہا اسکو کھولدو مین اسکو برابری زیر کر کے باندھونگا قمری نے کہا ہرگز ایسا نہ کرنا
جب عجم خان اسکے کہنے سے مجبور ہوا کہا کہ اچھا اب مین اسے قتل بھی نکرونگا قید رکھو کیونکہ اسنے بہت بڑی بات کہی اگر
البس شیرویہ کو زندانخانے مین بھجوادیا دو تین روز گذرے ہونگے کہ ایکدن عجم خان کو خبر آئی کہ ملکہ محروق جادو
بھانجی شمامہ جادو کی آتی ہین مکان محروق کا بھی نزدیک اس کوہ سے تھا بارہا آیا جایا کرتی تھی عجم خان یہ خبر سنکر
باہر آیا دیکھا کہ صدہا آدمی ہمراہ چوبدار وغیرہ سب سامان شاہنشاہی موجود اور تخت پر ملکہ محروق سوار
جوڑا بند صفا ہوا جواہر مین غرق پندرہ سولہ برس کا سن نہایت حسین صاحب جمال عجم خان عاشق ہو گیا جھک کے
مجرا کیا ملکہ نے سلام لیا سوار رہی چلی عجم خان جو آیا بستر غم پہ پڑا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری اسی حال مین وہ
دن تمام ہوا دوسرے روز خبر آئی کہ کوئی بدیع الزمان کشتی گیر آیا ہی عجم خان نے کہا کسلیے کہا کہ منشور پر مہر کرانے
عجم خان نے بلوایا تعظیم کی دنگل پر بٹھایا بدیع الزمان سے کہا ہمکو زور دکھا لیجے تاکہ منشور پر مہر کرین بدیع الزمان
نے کہا جب کہو غرضکہ ایک دن کشتی کا معین ہوا عجم خان کو بھی بڑا حیلہ ملا محروق سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی آکر
تماشا دیکھیں کہ یہان فلان روز کشتی ہوگی محروق نے کہا اچھا ضرور آئینگے عجم خان نے بڑی تیاری کی

اب چند کلمے داستان کشتی لڑنا بدیع الزمان کا سامنے عجم خان کے اور لاف زنی کرنا قید توڑنا شیرویہ کا اور لڑنا بدیع الزمان سے اور عاشق ہونا محروق جادو کا شیرویہ پر

اور سحر سے دریا پیدا کرنا نہنگ سحر کا دونون کو اپنے منہ مین لیجانا باغ مین ملکہ کے بیان ہوتے ہین
غرضکہ جو دن بدا تھا جب وہ روز آیا محروق جادو آئی عجم خان ملکہ کو استقبال کر کے لایا بلندی پر کرسی
جواہر نگار بچھوادی ملکہ اسپر بیٹھی اور رفیق سب دنگلون پر بیٹھے شیرویہ نے بھی سپاہیونسے حال کشتی کا سنا
عجم خان سے کہلا بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو مین بھی ایک جگہ بیٹھکر کشتی دیکھون لوگون نے آکر عجم خان سے کہا کہ وہ
قیدی کسی راہ راست پر آچلا ہی کہتا ہی کہ مین کشتی دیکھونگا عجم خان نے کہا جان بری شی ہی اونٹ جب پہاڑ تلے
دبتا ہی جب اسکا بلبلانا جاتا ہی خیر کیا مضائقہ ہی اسکو بھی لے آؤ تماشا دیکھے غرض شیرویہ بھی مسلسل ایکطرف
آکر بیٹھے بدیع الزمان اپنے پہلوانونسے لڑنے لگا جب سبکو زور دلا چکا پہلوان ایک کھال لائے بدیع الزمان

سنشت طلا پر کھڑا ہوا سب نے گھال کو کھینچا ٹکڑے ٹکڑے ہاتھو نہین آگئے مگر خشت نہ کھسکی اُسوقت بدیع الزمان نے
لاف زنی کی کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہاں افراسیاب کہان ہین امیر حمزہ صاحبقران کہ آئین اور حلقۂ
غلامی کا مین ڈالین بس یہ سنناتھا کہ شیرویہ کی آنکھو نمین جہان تیرہ و تار ہوگیا قید کو توڑ ڈالا اور عجم خان سے
کہا کہ تم نہ گھبرانا مین اس کشتی گیر کو سر جنگ دے لون پھر آپ ہتھکڑی بیڑی پہن لونگا یہ کہکر بدیع الزمان کی پاس
آیا اور کہا خبردار پھر نام امیر کا نہ لینا بدیع الزمان نے کہا تمکو کیا مین تو اُسوقت تک کہونگا کہ جسوقت تک کوئی
مجھکو زیر نہ کریگا شیرویہ نے خفا ہوکر بند دست پر ہاتھ ڈالا بدیع الزمان سے کشتی ہونے لگی محروق کی نگاہ
جو شیرویہ پر پڑی عاشق ہوگئی بڑی دیر تک کشتی رہی کہ بعد اُسکے زور شیرویہ کا کم ہونے لگا دونون گھٹنے زمین سے
آشنا ہوے بدیع الزمان نے چاہا تھا کہ کربند پکڑ کر اٹھا لون شیرویہ نے لنگر مارا مگر بدیع اوپر چھایا ہوا ہی
محروق نے جو یہ حال دیکھا دلمین کہا کہ اگر یہ زیر ہوگیا تو مارے غیرت کے مرجائیگا بس محروق نے چپکے چپکے سحر
کیا کہ ایک دریا پیدا ہوگیا اور بارگاہ مین آیا بدیع بھی الگ ہوگیا لوگ بھاگے اور دریا مین سے ایک نہنگ
نکلا اور روم کشتی کی کہ شیرویہ اور بدیع دونون اُسکے منہ مین جا رہے بس نہنگ اور دریا دونون غائب ہوگئے
بعد اس شور و غل کے محروق بھی اپنے مکان کو چلی گئی اب جو شیرویہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغمین پایا مولسری
کے درخت کے تلے کھڑے دیکھا کہ ایک زن ضعیفہ آئی شیرویہ کی چٹ چٹ بلائین لین اور چلی گئی بعد اُسکے دو عورتین
اور آئین وہ بھی بلائین لیکر چلی گئین بعد اُسکے اور ایک کنیز آئی اور کہا مین صدقے آپکے دشمن کو ہماری ملکہ نے
قید کیا یعنی جس سے کشتی ہوئی تھی اور تمکو بلایا ہی ہمارے ساتھ بارہ دری مین چلو شیرویہ اُسکے ساتھ ہوا
وہ پہلے حمام مین لے گئی پوشاک بدلوائی کہ اتنے مین اور چند خواصین آپہونچین لیکر بارہ دری مین آئین شیرویہ نے
دیکھا ملکہ کھڑی ہی گرد پانچ سو چار سو خواصین در در گوش مرصع پوش مثل ستارگان کے بیچ مین ملکہ مانند
مہر تابان کے اس کیفیت سے جو دیکھا شیرویہ بھی عاشق ہوا محروق نے کہا آئیے مسند پر جلوہ افروز ہوجیے
بعد اُسکے کہا کہ شراب پیجیے اور یہ کباب اُس کشتی گیر کے ہین انکو نوش فرمائیے شیرویہ نے کہا ارے کیا اُسے
مار ڈالا ملکہ نے کہا ہان تمھارا دشمن تھا اُسے مین نے قتل کیا شیرویہ نے کہا تو بس مجھکو بھی تمسے کوئی کام نہین ارے
وہ میرا دشمن نہ تھا اگر اُسکو بھی پیدا کرو گی تو مین رہونگا ورنہ ابھی جان دیدونگا یہ سنکر ملکہ گھبرائی اور دلمین کہا
بھلے کو اُسے قتل نہ کیا تھا عرض کیا کہ اسے قتل تو نہین البتہ قید کیا ہی وہ ابھی حاضر ہوتا ہی تمکو اختیار ہی جو چاہو اُسکے
حق مین کرو اور اُسیوقت بدیع الزمان کو بلوایا شیرویہ نے کہا کہ ملکہ اگر بدیع الزمان مارا جاتا تو میری
شجاعت مین فرق آتا اور یہ لڑائی تو ہم لوگون مین ہوا ہی کرتی ہی غرض جب بدیع الزمان سامنے آئے شیرویہ
اُٹھکھڑا ہوا تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا اور کہا معاف کیجیے گا حقیقت مین آپکا جواب نہین ہی اور مین آپسے نہین
لڑ سکتا تھا بدیع الزمان نے کہا اے بہادر کبھی کسی نے ایسا زور مجھسے نہ کیا تھا اور آپنے کشتی بھی تو نہین کھائی
شیرویہ نے کہا اچھا اب آپ ہم ایک جگہ رہین اور کھانا نوش کیجیے بدیع الزمان نے کہا اگر مین رہونگا تو لوگ
میرے ساتھ کے تباہ ہوجائینگے اور نہین معلوم اُنکا کیا حال ہوگا اور کا نہین کہا البتہ آپ یہان رہین شیرویہ نے
شرما کر کہا کہ آپ جو سمجھے ہین ہی تو وہی لیکن یہ ساحرہ ہی اسکو قبول نہ کرونگا آپکو مین پہونچائے دیتا ہون
اور بدیع کو اُسکے لشکر مین پہونچوا دیا بدیع جو آئے اپنے لوگونسے حال بیان کیا اور شیرویہ کی تعریف کی اور
اُسیوقت وہانسے کوچ کیا اور یہان ملکہ نے کہا لو اب شراب پیو شیرویہ نے کہا کلمہ پڑھو ملکہ نے کلمہ پڑھا اور

کہا ابتو کچھ عذر نہین ہی شیرویہ نے کہا ایک امر اور باقی ہی کہ تم ساحرہ ہو اور ہمارے یہان کسی نے ایسا نہین کیا
ہان ایک بات ہی کہ تمنے کلمہ پڑھا ہی اسواسطے مجھکو منظور ہی اور میرا دل بھی تمپر مائل ہی لیکن بغیر مان باپ کی رضامندی
کے نہین کر سکتا اگر راضی ہون تو مجھے کچھ عذر نہوگا اور امیر کا راضی کرنے والا عمرو ہی اگر اسکو ڈھونڈ ھکے لاؤ تو
یقین ہی کہ امیر راضی ہو جائین جب تمھارا حال سنینگے کہ شمامہ جادو کی بھانجی ہی اور کلمہ پڑھا ہی ملکہ نے کہا تم مجھکو
دم دیتے ہو اگر مین جانون کہ تم در اصل مجھکو چاہتے ہو تو پھر مین عمرو کو لاؤن شیرویہ نے قسم کھائی ملکہ نے کہا مین
ابھی عمرو کی تلاش کرتی ہون شیرویہ نے کہا تو پھر میرے لشکر مین پہونچا دو تاکہ مین امیر پاس جاؤن باپ میرے اندھے ہین جاکر اُنسے ملون
جنگ و جدل ہو رہی ہی مدد کرون تم عمرو کو ڈھونڈ ھکر اُنکی التجا کرو تاکہ شادی ہماری تمھارے ساتھ ہو عمرو نے اُسیوقت دستک دی
ایک تخت پیدا ہوا شیرویہ کو اُسپر سوار کر کے آپ بھی بیٹھی کچھ شراب کی بوتلین کچھ گزک رکھ لی اور تخت کو اشارہ کیا کہ وہ بلند ہوا راہ مین
دور جام کا ہوتا جاتا ہی باہم اختلاط بوس و کنار عجب لطف سے وہ راہ طی ہوئی اب لشکر شیرویہ کا دو کوس ہوگا کہ تخت ملکہ نے زمین پر
اُتارا شیرویہ رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا ملکہ لماشمین عمرو کی روانہ ہوئی لوگون نے جو شیرویہ کے آنے پیدل
آتے دیکھا امر کب لیکر دوڑے سوار کر کے لائے شیرویہ نے اُسیوقت کوچ کر دیا قریب لشکر امیر کے پہونچے تھے
کہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی نہایت خوش ہوے کہ ایسے وقت مین بیٹے میرے آئے اُسیوقت ابلق سرداروں کو واسطے
استقبال کے بھیجا شیرویہ اُنکے ہمراہ بارگاہ سلیمانی مین آئے وہانسے خدمت امیر مین حاضر ہوئے لوگون نے
صاحبقران سے کہا کہ فرزند آپکا آیا ہی امیر نے گلے لگایا بادشاہ اسلام نے طبل شادمانی بجوایا یہ خبر خان اعظم
کو ہوئی بختک نے تو صلواۃ پڑھی کہ کیا کیا مدد آتی ہی ہمنے جانا تھا کہ دس بارہ روز مین الماس جادو آئیگا
سبکو غارت کر دیگا اور اے خان اعظم ہمکو عمرو کے مرنے کی خوشی ہی اور مجھکو اُسکے مرنے کا یقین نہین خان اعظم نے
کہا پہلے بھی مین لڑا تھا اب بھی طبل جنگ بجوا کے مقابلہ کرونگا بختک نے منع کیا کہ الماس نے جو کہا ہی اُسپر عمل کیجیے
خان اعظم چپ ہو رہا اور یہان لشکر اسلام مین چار سو لقا بدار نابینا ہو کر آئے اور رہنے لگے ایمر کا ساقہ دیا

اب دو اگلے داستان مہتر قران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ قران نے جو عمرو کا حال سنا کہ قتل ہو گیا اُسیوقت لشکر سے نکلگیا جنگل جنگل کوہ کوہ پھرا کرتا ہی کہ کیونکر راستہ
شہر صندل کا پاؤن غرض ایک روز ایک کوہ پر روتے روتے سو گیا خواب دیکھا گھبرا کر آنکھ کھولدی دیکھا
کہ سر پر ایک سپاہی کھڑا ہی قران نے دلمین شکر کیا کہ خوب آنکھ کھلی نہین تو اسنے کام تمام کیا تھا اُسنے سلام کیا
اور کہا آپ نہ گھبرائیے آپکا نام مہتر قران ہی قران نے کہا تجھکو میرے نام سے کیا کام سپاہی نے کہا ہمارے تاجدار
آپکو بُلاتے ہین اور کار ضروری ہی قران نے کہا وہ کہان ہین اور تنہا ہین یا لشکر ہمراہ ہی اُسنے کہا وہ سامنے
چند لوگون سے بیٹھے ہین اور آپ کچھ خوف نکرین قران نے کہا مین تو نظر کردہ شاہ مردان ہون شیر سے بھی
نہین ڈرتا چلو اور دلمین کہا اے قران جینا تو ہمین خود منظور نہین بعد عمرو کے اور راہ مین اُس سپاہی سے
کہا اے عزیز اگر مین ڈرتا تو اس کوہ پر کاہے کو رہتا لیکن وہ مرد ہی یا عورت غرض ایسی باتین راہ مین اُس سے
کین کہ جس سے ثابت ہوا کہ عورت ہی آکر اُس صحرا مین دیکھا کہ ایک بنگلہ صندل کا ہی کرسی جواہر پر محروق جادو
بیٹھی ہی اور پیچھے پردہ پڑا ہی ایک مرتبہ ہوا سے پردہ اُڑا قران نے دیکھا کہ کچھ خواصین ملکہ کی ہین مگر سب زر گوش
مرصع پوش حسین صاحب جمال مگر قران نے ملکہ کا حسن دیکھکر بہت پسند کیا اور سلام کیا ملکہ نے جواب
سلام دیا اور کہا آئیے بیٹھیے جب قران بیٹھے ملکہ نے کہا کہ مین نے سُنا ہی تم بڑے محرم راز ہو کہ لشکر اسلام مین

عمرو کے شاگرد رشید ہو جان بخش عمرو ہو تم سے قران ہو اگر آپ قران ہون تو مین اپنا حال بیان کرون
قران سوچا کہ اسکی بات مین بوے محبت پائی جاتی ہی اے قران اپنے کو ظاہر کر دے کہا اے ملکہ قصور میرا معاف
کرو مجھکو دین و دنیا کا ہوش نہین میری بات کا اعتبار نہ کرنا جانتے بیزار ہون کہ عمرو نہوا اور مین جبھی اسواسطے
کوہ کوہ پھرتا ہون کہ کہین شہر صندل کا اور عمرو کا پتا ملے محروق نے کہا بس اسیواسطے مین نے تمکو بلایا ہی کہ تمسے
بہتر کوئی نہین ہی اور سارا سلسلہ شیرویہ کا اول سے بیان کیا اور کہا کہ وہ الماس میری خالہ کا نائب ہی اور مین
شہر صندل کو جایا کرتی ہون وہ مجھسے محبت کرتا ہی لیکن اتنی مجال نہین کہ مجھسے کسیطرح کا سوال کرے اگر تم
چلو تو مین پہونچادون عمرو کو چھڑالو کہ شیرویہ نے کہا ہی بی اُسکے سمجھاے امیر راضی نہونگے اور مجھکو ایک گھڑی
فرقت شیرویہ کی شاق ہی قران یہ سنکے بہت خوش ہوا اور کہا جو کچھ اُنھون نے کہا سچ ہی عمرو کو ایسی ہی طاقت
ہی جس بات کا اقرار کرلے جان لینا کہ امیر بھی راضی ہین عمرو راضی ہوے اور یہ سمجھو کہ نکاح تمھارا شیرویہ سے
ہوگیا محروق نے کہا اچھا اب تم کسی خواص کی شکل بنو تو مین شہر صندل مین لیچلون کیونکہ مرد سے وہ بگڑیگا
اور جلیگا کہ یہ کسکو اتنی غور تو نہین ساتھ لیے پھرتی ہی قران نے کہا اے ملکہ عورت بنتے مجھکو غیرت آتی ہی اگر کہو تو
خواجہ سرا بنون محروق نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی وہ بھی محرم کار بجاے عورت ہوتا ہی قران اسیوقت رنگ و
روغن عیاری لگاکر صورت ایک خواجہ سرا کی بنکر تیار ہوا کہ سترہ برس کا سن سبزہ رنگ نہایت حسین کہ محروق
بھی دیکھکر غش غش کر گئی تین خواصین جو محرم راز تھین اُنکو ہمراہ لیا تخت پر قران کو بٹھا کے لیچلی وہی کوہ بیابان
جدھر سے برک عمرو لیگیا تھا اُسی غار سے ملکہ قران کو لیچلی اور کہا کہ راستہ دیکھتے چلو کیونکہ تم عیار ہو شاید
ایسا موقع ہو کہ تمکو اکیلے آنا پڑے قران نے کہا واہ اے ملکہ کیا کہنا تم بہت ہوشیار ہو میرے بھی دلمین یہی تھا غرض
اب شہر مین پہونچے ہزارہا جادوگر کان بیٹھے ہوے شعلے منہ سے نکالتے ہوے سب نے ملکہ کو مجرا کیا اور دوڑکر
الماس کو خبر کی الماس جادو خوش ہوکر دوڑا ملکہ کو مجرا کیا بارگاہ مین لایا اور کہا آپ نے سرفراز کیا مگر کیونکر
ادھر آنا ہوا ملکہ نے کہا صاحب میرے درد سر تھا اور آج کل رنج و غم مین گرفتار ہون کہ مان میری قریب مرگ
ہی دل جو گھبرایا سوچی کہ کہان جاؤن دلسے دلکو راہ ہوتی ہی جی تمھارے دیکھنے کو چاہا یہین چلی آئی جی تو یہ چاہتا
ہی کہ کوئی دم صحبت سے ہنستے باتین کرون مگر ساتھ ہی یہ خیال آتا ہی کہ جہان کیا لعنت کریگا کہ دیکھو اس دھگڑی بیٹی کو
کہ مان کا تو وہ حال اسکو ایسے وقت مین سیر سوجھی ہی اور آئی بھی تو مرد کی ملاقات کو لوگ کیا کیا گمان کرینگے
مگر دلسے مجبور ہون الماس تو ان باتو پر مرگیا ہاتھ باندھکر کہنے لگا کہ اگر حضور نے سرفراز کیا ہی تو کچھ دنون
رہیے ملکہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اور ساتھ الماس کے بارگاہ مین آئی الماس نے کرسی جواہر نگار بچھوادی
ملکہ بیٹھی اور کہا آج مجھپر کیا مہربانی تھی کہ یہ کرسی میرے لیے بنوا لی گئی الماس نے کہا اسکی کیا حقیقت ہی
ایسی ایسی بہت سی لات کی دی ہوئی پڑی ہین اور یہ سب آپہی کا صدقہ ہی غرض ادھر محروق جادو بیٹھی ہی
الماس جادو دنگل پر بیٹھا ہی پانچ ہزار جادوگر جانثار گھیرے ہوے بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین کہ یکایک جو
نگاہ الماس کی خواجہ سرا پر پڑی ساری خوشی بھول گیا دل مثل بید کے لرزنے لگا محروق سے کہا یہ کون ہی
محروق نے کہا میرا قدیم خواجہ سرا ہی کیا تم نہین جانتے الماس نے کہا مین نے تو کبھی آپکے پاس اسکو نہین
دیکھا ملکہ نے کہا ہان البتہ کبھی میرے ساتھ نہ آیا تھا خواصون سے پوچھو گھر مین میرے چھٹپن سے ہی وہ جو ہمراز
تھین اُنھون نے کہا کیا آپ بھول گئے الماس نے کہا مین بارہا آپکے مکان پر گیا اسکو کبھی نہین دیکھا ملکہ نے کہا

شاید یہ اُسوقت کہین گیا ہوگا تمھارا سامنا نہ ہوا اور اس تکرار سے کیا آیا ہم تمھارے دشمن ہین کہ غیر کو ساتھ لائینگے اور خیر صاحب مین اسیواسطے تمھارے پاس آئی تھی کہ دشمنون کو گھر بتاؤن اب جاتی ہون میرا رہنا اچھا نہین الماس نے کہا آپ خفا نہون ای جان جہان میری کھال کی جوتیان بناکر پہنو مجھکو گوارا ہی ہان اتنا ہوا کہ اسکو دیکھکر میرا دل کانپا کیونکہ کئی دن مجھپر ایسے سخت باقی ہین کہ جنمین خوف جان ہی اسواسطے تکرار کی کہ کوئی غیر اس دھوکے سے نہ چلا آئے قران کا ان باتون پر عجب حال ہوا دلمین کہرا ہی کہ خدا بچائے تین لاکھ جادوگرون مین تنہا آئے ہو کہ اتنے مین الماس نے کہا ملکہ صاحبہ اگر آپکے پاس یہ چھیٹین سے ہی تو سحر بھی ضرور جانتا ہوگا محروق نے کہا تم سحر اسکا دیکھو گے الماس نے کہا البتہ محروق نے کہا میان محبوب کچھ سحر تو کرو قران چپ حیران دلمین کہا کہ اس بی بی نے تمکو میان میان کرکے دھر دبایا جیسے ہرن نے اُستاد کو پھنسایا محروق نے پھر کہا کہ میان محبوب ہمارے سر کی قسم آؤ ذرا سحر تو کر دو اور ایک خواص سے کہا بیچ بارگاہ مین چوکا تو دے خواص چوکا دے کر نکلگئی محروق نے کہا لو میان آؤ ذرا ہاتھ تو رکھو قران ناچار آیا بسم اللہ کہکے چوکے مین ہاتھ رکھا محروق نے کہا میان کچھ پڑھو ہمارا مردہ دیکھے جو نہ پڑھے اور ای الماس میرے میان کو لحاظ آتا ہی کہ آپکے سامنے ساحری کرے قران نے دلمین پڑھنا شروع کیا کہ بسم اللہ بچا یا اللہ خیر کرنا تیرے بندونکی رہائی کو آیا ہون کہ ان کافرون کو قتل کرون قران تو یہ کہا کیا محروق نے چپکے چپکے سحر کیا گھڑی بھر نہوئی تھی کہ طبل سکندری کی آواز بلند ہوئی اور دروازہ بارگاہ پر نعرہ امیر و لندھور و مالک و بہرام و کرب جمہور وغیرہ کی صدا بلند ہوئی طبل کی صدا اور نعرونکی آواز جو الماس اور جملہ جادوگرون نے سنی دل کانپے کہ اتنے مین جاسوس بھی آئے الماس سے کہا کہ امیر مع بادشاہ اور جملہ سردارون کے آپہونچے بس یہ سُنکر الماس کی جان نکلگئی محروق سے کہا بڑا غضب ہوا ارے زلزلہ قاف یہان کیونکر آئے جب زیادہ سب گھبرائے محروق نے کہا میان بس اب ہاتھ اپنا اُٹھالو الماس کا بُرا حال ہی قران نے ہاتھ اُٹھالیا صدا طبل کی موقوف ہوئی لوگون نے کہا کہ اب نہ لشکر ہی نہ امیر ہین محروق نے کہا ای الماس تمنے میرے میان کا سحر دیکھا اب الماس کو شک مٹا جانا کہ یہ بھی ساحر زبردست ہی اور سب نے کانون پر ہاتھ دھرے کہ ایسا سحر نہ سنا نہ دیکھا اُسوقت محروق نے کہا بس صاحب اب مین جاؤنگی نہین معلوم یہ دل کیون یہان لایا مین نے چاہا تھا کہ کوئی دن صحبت رات کی یا دن کی ہمارے تمھارے یہان ہوگی پھر اگر مین دشمن ہوئی تو میرا رہنا کس کام کا کل مجھسے بھی خوف کروگے اور تمھارا ابھی قصور نہین آج کل میرے مقسوم مین آگ لگی ہوئی ہی گھر سے جلتی یہان آئی تھی یہان بھی جلی الماس کی تو جان نکلگئی منتین کرنے لگا کہ ای ملکہ میرے پوست کی جوتیان بناکر پہنو مجھکو گوارا ہی یہ اسواسطے تکرار کی تھی کہ مجھپر قران صعب ہی اب وہ شک بھی گیا یقین کامل ہوا محروق نے کہا خیر تمھاری خاطر ہی ایک آدھ روز اور رہجاؤنگی کوئی باغ ہو تو اُسمین رہون الماس کا جو باغ تیار تھا ملکہ اُسمین آئی جب وقت سونے کا آیا قران سے تنہائی مین کہا کہ دیکھا تمنے قران نے تعریف کی اور کہا ایسی عیاری ہمسے بھی نہوتی اور آپکا سحر زیادہ ہی محروق نے کہا پھر اب تم عمرو کو چھڑاؤ قران نے کہا ای ملکہ بے اسکے قتل ہوے عمرو نہ چھوٹیگا اور یہ کہتا ہی کہ میری قضا نہین کسیطرح تم باتو نہین اس سے پوچھو کہ کیا وجہ جو تیری قضا نہین اور جب قضا کا خطرہ نہین تو پھر کیون ڈرتا ہی محروق نے کہا اچھا لیکن ای قران تم گواہ رہنا یہ جو مین اس سے باتین کرتی ہون صرف دم دیتی ہون نہین اس موے سے مجھے کیا واسطہ قران نے کہا مین جانتا ہون غرض صبح کو محروق جو الماس پاس گئی باتین کرکے

کہا اے الماس ہم تو سحر کرکے اور سیکھ کے چھپائے کہاں پایدار رہی ہمنے سنا ہی کہ امیر آجکل نابینا ہین اور پھر کوئی اُنکا کام تمام نہین کر سکتا آخر ایک روز بینا ہوجاینگے الماس نے کہا آپ اس سے خاطر جمع رکھیے میری زندگی مین تو امیر بینا نہین ہوتے اور میری قضا نہین محروق نے کہا اے الماس یہ بات تمنے عجب طرح کی کہی بھلا کون ایسا ہی جو نہ مریگا آیا اسکی وجہ تو بیان کرو الماس نے کہا اے ملکہ در و دیوار ہم گوش دارد یہ کلمہ کہنے کا نہین محروق خفا ہوکے اُٹھکھڑی ہوئی اور اپنی خواصون کیطرف دیکھکر کہا کہ بھلا مردار و گھر چلیکے تمسے سمجھونگی ایک ایک کا سر مونڈونگی تمنے مجھکو خراب کیا کیا الماس کیطرف غصے کہتی تھین کہ دیکھو تمھین چاہتا ہی سوچے ایک بات بھی نہ دیکھی اتنی سی بات مین نکلگیا اور آپ ہی ذکر چھیڑا تھا جانتا نہین کہ تریا ہٹ مشہور ہی اُن خواصون نے آکر الماس پر دو ہاتھ مارے اور کہا کہ میان الماس خدا تمکو غارت کرے تمنے ہماری محنت کو خاک مین ملادیا الماس اُٹھکر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا کہ آپ اتنے کیواسطے خفا ہوئین یہ مین نہ جانتا تھا آپ چلکر بیٹھیے مین بیان کردون ملکہ نے کہا اب مجھکو کچھ کام نہین چاہو کہو چاہو نہ کہو غرض ہاتھ جوڑکے پاؤن پڑکے لاکر بٹھایا اور کہا اے ملکہ وہ جو دخمہ ہی پہلے اس صندوق کو اُٹھائیے اسطرح کہ نیچے سے اُٹھے کہ دھوان نہ لگے اور وہ بے اسکے نہ اُٹھیگا کہ اوپر کوہ کے چار پتھر رکھے ہین ایک پانچ سو منکا دوسرا اٹھائیس سو منکا تیسرا ساٹ سو منکا چوتھا چالیس سو منکا اور وہ صندوق ہزار منکا ہی پتھر اُس سے زیادہ ہوے بس اُن زنجیرون مین پتھرون کو باندھے دوسرا سرا زنجیر کا نیچے جو قلابے صندق مین لگے ہین اُنمین لگادے اور وہ پتھر اوپر سے لڑھکادے مثل ترازو کے جب بوجھ پتھرون کا زیادہ ہوگا نیچے لنگر کھائیگا وہ صندوق اوپر اُٹھکے ستونسے لگ جائیگا نیچے صندوق کے دخمہ نکلیگا سیڑھیان بنی ہین اُسمین جاے آگے دروازہ مقفل ہی اسکو کھولکے اندر جاے اور طلسم جمشیدی کو توڑے خنجر الماس وہانسے لاے اُس سے مجھکو قتل کرے تو مین مرون بعد اُسکے میرا دل اور گردے لیجاے اُسکی دھونی دے جب امیر اچھے ہونگے یہ سب کہدیا اُسپر بھی ایک بات باقی رکھی اور نہ کہی محروق نے کہا اے اب مین تجھسے سچ کہتی ہون اسیواسطے مین نے پوچھا تھا کہ مین تجھکو چاہتی ہون اب میری دلکو تشفی ہوئی کہ تیری قضا نہین ہی غرضکہ ملکہ اپنے باغمین آئی قران سے کہا لو اب بتاؤ قران نے کہا مین جاؤنگا اب کوئی بہانہ کرکے مجھکو رخصت کرو دوسرے روز جو محروق آئی الماس سے کہا رات کو مین نے اپنی مان کو خواب مین دیکھا کہ گویا مرگئی اور محروق رونے لگی چہرہ زرد اور کہا لو اب مین جاتی ہون الماس کی جان نکلگئی رونے لگا محروق نے کہا اچھا تو غم نہ کرو مین پہلے خبر منگواے بھیجتی ہون اور قران سے کہا کہ جب میان آئین تو کوئی روکے نہین الماس نے سب سے کہدیا اُسپر بھی محروق نے کہا صاحب مجھکو تمھارے لوگون کا اعتبار نہین دو خواصین ساتھ کردین کہ تم شہر کے باہر میان کو پہونچا آؤ اور وہین دروازے پر رہنا جب میان آئین میرے پاس لے آنا

اب چند کلمے داستان جانا قران کا دخمہ پر اور طلسم جمشید کو توڑکے خنجر لانا مردنقابدار سے اور مارنا الماس جادوگر کو اور دل گردے اُسکے لیکر دھونی دیکر امیر اور سب سردارونکو بینا کرنا بیان ہوتا ہی

غرض قران شہر سے نکلا آگے دوراہہ ملا ایک راہ دخمہ کو دوسری راہ لشکر اسلام کو گئی تھی قران نے دلمین کہا کہ پہلے تو امیر پاس چل اور یہ حال بیان کرو دعا کرین تاکہ یہ مشکل آسان ہو قران لشکر مین آیا غل ہوا کہ مہتر قران آئے لیکن قران سیدھا امیر پاس پہونچا اور سارا حال بیان کیا اور کہا اب جاتا ہون آپ

صاحب مل کر دعا کرین امیر نے مع سرداروں ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے اور قران در خیمہ پر آیا اُسیطرح پتھر ڈھا گیا صندوق اٹھا قران نیچے آیا زینہ دیکھا لیکن ایسی بوے بد آتی تھی کہ دماغ قران کا سڑا جاتا تھا غور سے دیکھا تو لاش ایک ساحر کی پڑی ہی بیٹ بھول گیا ہی کلمہ الماس نے محروق سے نہ کہا تھا کہ اے الماس کوئی بات تو رکھ اگر کوئی پہونچ گیا اور صندوق کو اٹھایا اُسکے نیچے آ رنا ہیں جادو رہتا ہی وہ زندہ نچھوڑیگا تو وہ قدرت خدا سے تین دن پہلے مر گیا تھا اسی کی لاش پڑی تھی غرض قران اندر اُترا آگے دروازہ ملا اُسکے قفل کو توڑا اندر جو آیا باغ دیکھا بارہ دری مین ایک تخت جواہر نگار پر ایک کتا بیٹھا تھا اور اُسکے برابر چھت مین ایک پنجرا لٹکا تھا اسمین بڈھا بیٹھا تھا قران کو دیکھ کے کتا بھونکا اور بڈھے نے غل مچایا کہ اے باشندۂ طلسم دوڑو کہ شکنندۂ طلسم آیا قران نے دیکھا دو شیر پیدا ہوئے ایک سونے کے رنگ کا دوسرا فولادی اور قران پر حملہ کیا کہ ایک نقابدار زمرد پوش پیدا ہوا شیروں کو للکارا شیر اُسطرف پلٹے قران نے ایک کو لبغدا مارا کہ گردن اُسکی قلم ہوئی دوسرا چلا نقابدار نے لوح شیر کو دکھائی شیر اندھا ہو گیا نقابدار نے تلوار ماری وہ بھی مارا گیا ایک غل و شور ہوا اور کتا اور بڈھا دونون غائب ہو گئے قران نے نقابدار کو سلام کیا کہ یہ آپ نے جان بخشی کی اب اپنا نام بتائیے نقابدار نے خنجر الماس نکال کر دیا اور کہا اسے تم لو اور اپنا کام کرو یہ طلسم میرے نام کا ہی مین فتح کر کے امیر پاس آؤنگا لوح اسکی میرے پاس ہی اور اب جادوگرون کو خبر ہو گی اُنسے لڑائی پڑے گی اور اگر امیر پاس پہونچنا میرا مجرا کہنا کہ نقابدار زمرد پوش نے یہ کہا ہی کہ ابھی ظاہر کرنا مناسب نہین غرضکہ قران باہر آیا اور پھر امیر پاس گیا اور کہا کہ آپکی دعا سے خنجر لایا آپ پھر دعا کرین کہ مین جا کر الماس کو قتل کرون اور قران شہر صندل کو چلا مہتر بلدا بھی آیا ہوا تھا سارا ماجرا سُنا اور یہی قران کے آنے سے صحرا مین کمند بچھا کے جھنڈیون مین بیٹھا جب قران وہان آیا دل قران کا کانپا اُسی راہ سے جو اوپر چڑھ کے گیا دیکھا تو بلدا بیٹھا ہی قران کو دیکھکر آ پڑا اینچہ چلنے لگا بلدا نے کہا اے قران کیا کہون تیری قضا نہ تھی مین آیا تھا کہ تجھسے خنجر الماس لے لون اور جا کر خان اعظم کو دون اگر مین یہ جانتا تو تیرا سامنا نکرتا جا کر صلصال کو خبر کرتا قران نے جو یہ سنا شکر کیا کہ خوب ہوا کہ اسکے دل مین یہ آئی اب اسکا پکڑنا واجب ہوا ایسا نہو کہ یہ نکل جاے اور خبر کرے دو تین گھڑی بلدا لڑا آخر کو بھاگا قران بھی دوڑا بلدا بیٹھ گیا قران جست کر کے نکل گیا بلدا نے کمند کے حلقے مارے قران صاف نکل گیا غرض پھر اٹھا لڑنے لگا قران نے بقیہ پہونچی اور حلقے کمند کے ایک بار مارے بلدا اُچھلکر گرا اور بیہوش ہوا قران مشکین اُسکی باندھکر لشکر کو لیچلا راہ مین ابوالفتح ملا اُسکو دیا اور سارا حال کہا کہ امیر سے کہنا کہ حضور جبتک مین نہ آؤن اسے رہا نہ کیجیگا اسکو خنجر الماس کا حال معلوم ہو گیا ہی اسنے مجکو بھی دم دیا تھا کہ مین مسلمان ہوتا ہون ابوالفتح بلدا کو لیکر روانہ ہوا قران پھر چلا اور بیابان محروق روز خواصون سے کہتی ہی کہ دیکھیے کیونکر قران کامیاب ہوتا ہی اور طلسم توڑ کر خنجر لاتا ہی آیا تمکو بھی یقین ہی خواصون نے کہا ملکہ یہ کام بہت مشکل ہی لیکن پروردگار سب آسان کر دیگا انشاء اللہ قران آئیگا اور ملکہ نے الماس پاس جانا بھی ترک کیا اور اپنے کومان کے غم مین ڈالا جب الماس بہت کہلا بھیجتا ہی دوسرے تیسرے دو گھڑی کو جاتی ہی غرض ایک روز جو گئی الماس سے اِدھر اُدھر کی باتین کرنے لگے کہا کہ ایک شب ہم تمکو بلا بھیجینگے الماس تو شادی مرگ ہو گیا ملکہ کہکر چلی آئی اور وہان ابوالفتح نے مسجد کے پاس مین جا کر امیر سے کہا کہ یہ بلدا حاضر ہی اور مہتر قران کا حال کہا کہ آپ سے عرض کی ہی کہ یا امیر جبتک مین نہ آؤن اسے نچھوڑیے گا کیونکہ اسے خنجر الماس کا حال معلوم ہی پس امیر نے یہ سنکر سجدۂ شکر ادا کیا کہ یہ تیری عنایت ہی

جو بلدا کے دل مین یہ آگئی اور خان اعظم سے نہ کہا بس بنیے پاس بلدا کو نگاہ رکھا اُدھر قران نے راہ و خیمہ کی چھوڑی بہت
نزدیک رہنے سے شہر صندل مین پہونچا منزل بھر پھیر سے صورت اپنی خواجہ سرا کی بنالی اور امیر پاس بصورت اصلی گیا
تھا غرض بیان محروق بھی وہ دونون جادوگرنیان موجود تھین پس قران کو لیکر چلین بیاحروان نے کہا لیجائیے ہماری مجال نہین کہ
ہم ملکہ کے آدمی کو روکین اور اگر ملکہ کی خواہین ہوتین تو حقیقت مین کوئی قران کو پھر نہ آنے دیتا غرض قران
شہر مین آیا ملکہ کا حال پوچھا کہ کہان ہین اُنھون نے کہا آج کئی دن کے بعد الماس کی بارگاہ مین گئی ہین تم بھی چلو قران
سوچا کہ تمھارے پاس خنجر الماس ہے ایسا نہو کہ کیدی بتسے ڈرا ہوا ہے دیکھکر پہچان لے خنجر کو باغ مین کسیطرح رکھ آؤ قران
نے کہا اسوقت مجکو بڑی احتیاج ہے بلکہ پیٹ مین درد ہو رہا ہے ایک دم کو باغ مین چلو تو پھر مین ملکہ پاس چلون اُنھون نے
کہا کیا مضائقہ ہے غرض قران نے اس بہانے سے خنجر اپنے اسباب مین چھپا رکھا اور وہان سے بارگاہ الماس مین آیا
الماس اور ملکہ محروق کو مجرا کیا الماس کو تو دیکھتے ہی ایک خوف طاری ہوا کہ پھر آیا ملکہ نے کہا آؤ میان اور بٹھایا
اور کہا حال میری مان کا بیان کرو کہ کیسی ہین قران نے کہا اے ملکہ محکولات نے بچایا مین بند ہو چکا تھا جسوقت
مین پہونچا تو حال احتضار کا تھا لوگ گھیرے ہوئے تھے سبکو وصیت نصیحت کر رہی تھین اور آپکو پوچھا کہ میری بچی
کہان ہے آپ جانیئے کہ لوگ دوست دشمن سبھی ہوتے ہین کسی نے کہدیا کہ وہ تو شہر صندل مین گئی ہوئی ہین ملکہ نے کہا صاحب
جہان ہون خوش رہین سلامت رہین پھر لوگون نے کہا حضور محبوب بھی آیا ہے بلکہ یہ بھی ملکہ کے ساتھ گیا تھا یہ سُنکر
تمھاری مان نے شور کیا کہ اس موئے کو قید کر دین باہر بھاگا لوگون نے آپکے لحاظ سے مجکو قید تو کیا بس دروازے تک گیا تھا
کہ آواز رونے کی سُنی جانا مین نے کہ ملکہ گذر گئین تو بس اے ملکہ اُنکا کام تمام ہوا محروق سُنکر رونے لگی اور کہنے لگی کہ میان سچ
ہے کہ کام تمام ہوا قران نے کہا ہان بالکل ایک ذرا سی بھی گنجائش نہین ابھی سب کام ہو گیا یعنی وہ دفن بھی ہو گئین
جب تو محروق نے الماس سے کہا کہ لو صاحب اب مین جاتی ہون ناچار ہون الماس منھ دیکھنے لگا کہ اے ملکہ میری
طاقت نہین جو آپکو روکون محروق نے کہا کیا مشکل ہے اس دل کا ستیاناس جائے مگر دنیا کے سبب سے جانیکو
کہتی ہون کہ لوگ کیا کہینگے نہین تو جی نہین چاہتا الماس دل مین خوش ہوا کہنے لگا اے ملکہ مین تو کہہ نہین سکتا اگر آپ
جائینگی تو وہ کچھ زندہ تو نہو جائینگی محروق نے کہا ہے مین بھی سوچتی ہون خیر اب تو میرے واسطے ٹوکرا بدنامی کا سر پر رکھا
اب یہ بات کو جسدن مین بلاؤنگی اُسیدن آنا کہ ایک صحبت کرتے مین چلی جاؤن یہ کہکر محروق قران کو لیکر
باغ مین آئی حال پوچھا قران نے سارا حال امیر پاس آنے جانے کا اور نقابدار کی مدد سے خنجر ملنا سب بیان کیا اور ملکہ
خدا نے بڑا فضل کیا نہین تو اس کیدی نے ایک بات نہ کہی تھی تو اُسکو مین نے مردہ پایا یعنے انز مالیخ جادو کو
اور کچھ حال شیرویہ کا بھی کہا ملکہ خوش ہوئی قران نے خنجر الماس دکھایا اُسوقت محروق کی خاطر جمع ہوئی کہا
اب اسے قتل کرو قران نے کہا اے ملکہ رات کو صحبت کرو اور الماس کو بلاؤ تم دو کو بھی گانا سننے کے بہانے سے طلب کرو تو
اُسکے ساتھ چالیس جادوگر اور بھی آئینگے اُنھین بھی بہانے سے باہر رکھنا جب وہ آکر بیٹھین پانی مجھسے طلب کرنا مین بیہوشی
ملا کر رکھ جاؤنگا بس تمھارا اتنا کام ہے کہ اُسکے گلے مین ہاتھ ڈال کے وہ صراحی پلا دینا اسمین وہ نہ دیکھے نہین تو ہوسکتا
پہچان لے گا مین بھی چھپا ہونگا جسوقت وہ بیہوش ہوگا آکر کام تمام کرونگا محروق نے کہا اور سب تو مین کر دونگی یہ نہوگا
کہ اُسکے بدن سے مین بدن لگاؤن خبر شیرویہ کو ہوگی وہ خفا ہوگا اور تم گواہ ہو کہ لاکھ باتین مین نے ابتک کین مگر گل
تک نہین لگا قران نے کہا ملکہ آپ سے خاطر جمع رکھو مین شیرویہ سے کہدونگا اے ملکہ وہ بھی سُنکے خوش ہوگا کچھ نہ کہیگا
کہ امیر کی رہائی ہوتی ہے آخر ملکہ راضی ہوئی سوار ہوکے سیر کرنے تالاب پر آئی خبر الماس کو ہوئی وہ بھی سوار ہوکے ۴۲

آیا محروق نے کہا اے الماس آج رات کو پہر بجے ہم تمھین بلائینگے تیار رہنا تاکہ مین جلدی جاؤن بھلا سوم مین
نوشیر یک ہون ملکہ تو چلی آئی الماس مارے خوشی کے پھولا ہوا ہی لوگون سے کہتا تھا کہ آج کو نسا دن ہی کہ الّلہ نے یہ
سامان کیا اور محروق کو میری ایسی محبت دی آیا مین کچھ خوبصورت ہون اُنھون نے کہا تو چاند ہی جوان اچھا ہی
دیکھکر محروق کھل گئی پھر تو الماس بھی اُنکے کہنے سے پھولا نہ سمایا جانا کہ مین ایسا ہی ہون حمام کرنے لگا اور پوشاک
اعلی درجے کی جواہر نگار پہنی اور وہان محروق جو گئی قران نے ملکہ کو بھی خوب بناؤ کروایا سفید پوشاک
پہنوائی اور زیور بھی الماس نگار پہنوایا محروق مسند پر آکر بیٹھی اور قران نے سب بندوبست کیا مکان
کی بھی تیاری روشنی کا بھی سامان درست کیا شب بادہ بھی تھی آخر جب پہر رات گئی الماس گھبرایا اور تخت پر سوار
ہوا چہل جادو بھی ہمراہ ہوئے کہ ہم اکیلا نہ چھوڑینگے وہ دن ابھی قران صبح ہی اور سامنا اُسکا جس سے
تو لرزتا ہی یعنی وہی خواجہ سرا الماس نے کہا ملکہ خفا ہو انھون نے نہ مانا کہا ہم باہر رہینگے ملکہ سے کہیے ہمین اندر بلوا لینا
اور اگر نہ بلائینگی تو ہم دروازے پر تو ہونگے غرض الماس دروازے پر ملکہ کے آیا خبر ملکہ کو ہوئی سمن د
یاسمن سے کہا کہ جا کر الماس سے کہدو کہ تو بے بلائے کیون آیا مین نے تو کہا تھا جب مین بلاؤن اُسوقت آنا ایسا بے
صبر ہی خبردار نہ آنا باہر بیٹھ الماس کو جو خبر ہوئی جان نکل گئی سمن کی منتین کرنے لگا کہ میری طرف سے کہنا کہ جب
پہر بج گیا جب مین آیا آخر دو گھڑی کے بعد محروق نے بلا بھیجا اور کہا خبردار اکیلا آنا جب تو چالیسون جادوگر
گھبرائے الماس نے کہا تم خوف نہ کرو ارے میری قضا نہین ہی بھلا طلسم الماس توڑنے کو برسون چاہیے ہین یہان
دور دور سخت باقی ہین آخر وہ چپ ہو رہے الماس اندر آیا ملکہ نے پہلے تو منہ پھیر لیا تیوری بدل کے کہا مین تجھسے نہین بولتی
اے مردوے ایسی بھی بے صبری مجھے بُری لگتی ہی خیر بیٹھ جا الماس دست ادب بستہ سامنے مسند کے بیٹھا ملکہ
نے کہا آگے آؤ غرض برابر مسند کے بٹھایا اور کہا لو اب اپنے دل کا مطلب کہو الماس نے کہا سوا اطاعت کے کیا کہون
ملکہ نے کہا تو مجکو چاہتا ہی الماس نے کہا مین تو آپکی لونڈی تک کو چاہتا ہون ملکہ نے کہا میرے سر کی قسم لونڈی
کو چاہتا ہی معلوم ہوا یہ دلربا تجکو سنتی رہی ہی کیون او مردار خوب دھگڑا تا کا اُسنے کہا میرا ستیاناس جائے
مین تو آگاہ بھی نہین ملکہ نے کہا ارے اسکو نکالدو اور مار دو خواصون نے اُسکو الگ کیا اُسنے دُہائی دی ملکہ
نے کہا خیر چھوڑدو لیکن ہمارے سامنے یہ نہ آئے بعد اُسکے الماس سے کہا کہو صاحب مین نے سنا ہی کہ تمھارے ساتھ کچھ
لوگ آئے ہین آیا ہمسے ایسا خوف ہی پھر اب تم اُنکو لیے بیٹھے رہو مجھسے کیا کام الماس نے کہا اے ملکہ مین تو اُنکو منع کرتا رہا
وہ زبردستی ساتھ آئے ہین اگر فرمائیے اُنکو گھر بھیجدون ملکہ نے کہا نہین صاحب مجکو کیا تم یہان بلا لو میرا کیا حرج
ہی تمھارا مطلب جلی ہوگا الماس نے کہا کیا مجال جو وہ اندر آئین غرض باتین کرکے پوچھا کہ مین نے سنا ہی کہ کوئی ریش
تراشندہ کا قران وسر برندہ جادوگران تمھارے یہان آیا ہی وہ خوب گاتا ہی اللہ ہمکو نہ سنوایا بلواؤ اُسکو اُسیوقت
عمرو کو بلوایا پنجرے سے باہر نکالا پوچھا تو ہی عمرو ہی کہا ہان کہا اچھا گاؤ عمرو نے تامل کیا الماس نے
شکنجہ دکھایا ناچار عمرو گانے لگا لیکن عمرو حیران ہی کہ یہ اسکی معشوق ہی عمرو اب محروق پر عاشق ہوا اور
خوب گایا قران بھی روزن سے دیکھ رہے تھے کہ اتنے مین ملکہ نے پانی طلب کیا میان پانی لیکر آئے اور صراحی ادل بدل کر
گئے الماس تو میان سے ڈرا عمرو کی نگاہ جو پڑی اُسکو شک ہوا جانا کہ کوئی عیار ہی جب قران پانی پلا کے
پھرا اور ملکہ سے کہا کہ ملکہ سر برندہ جادوگران یہی ہی الماس نے کہا ہان اُسوقت عمرو نے بخوبی
قران کو پہچانا دل بہار ہو لیا جی مین سوچا کہ ضرور یہ معشوقہ قران کی ہی اسی کے لگاؤ سے یہانتک

آیا ہوگا عمر نے دلہن نوبہ کی لاحول پڑھی اور کہا یہ بجاے فرزند ہو کہ اتنے مین ملکہ نے کہا ای میان افسوس ہمکو سہو ہوا
تنے بھی یاد نہ دلایا آیا ان چالیسون جادوگرون کے شراب کباب کی بھی خبر لی کہ نہین لو یہ کشتیان بھجوا دو قران نے
کہا آپکی عنایت ہی یہ بھی بھجوا دیجیے اور مین نے تو سب چیزین بھجوا دین ملکہ نے میان کی تعریف کی الماس سے کہا دیکھا
تونے میرا میان کیسا کارگذار ہی یہ ساری تیاری اسی نے کی ہی ظاہر مین تو الماس نے بھی تعریف کی دلمین کہتا ہی ہاے
یہ میان غارت ہوا ملکہ بعد دو گھڑی کے خواصون پر خفا ہوئی کہ ادھر ادھر آدیون محکو بات کرنا دشوار ہی آٹھ پہر سر پر
سوار ہین دور ہو غرض اسی ہیچ سے قران بھی چلا گیا دروازے کے پٹ سے لگ کر کھڑا ہوا دراز سے دیکھنے لگا اب
محروق نے دلہن کہا ای محروق یک نشد دو شد دو گواہ ہوے اب مین کیا کرون غرض گلے مین ہاتھ تو نہ ڈالا
بیٹے الماس کے پکڑے اور کہا میرا انکو اٹھاے جو منھ نہ کھولے مردے تجھے نشہ نہین ہوا ہی یہ کہکر وہ صراحی اٹھا کر پہلے
اپنے لب سے لگائی بعد کہا نہین تو پی لے تیری جھوٹی مین ہونگی الماس اس کلام پر مرگیا پردے آنکھون مین پڑ گئے پھر تو
منھ کھول دیا البتہ ذرا سہارا سر کے نیچے ہاتھ کا ملکہ نے دیا اور باقی سطح اپنے کو الگ رکھا اور ساری صراحی منھ مین انڈیل
دی جب حلق سے نیچے شراب اتری الماس نے کہا اف یہ تو جیسے زہر ہلاہل ملا ہوا تھا اور حقیقت مین الماس بھی ملا دیا
تھا زبان اسکی لڑکھڑائی الماس نے کہا میرے لوگون کو خبر کردو ملکہ نے خواص کو پکار کے کہا اسنے کہا آتے ہین ہمنے کہدیا آخر
الماس خود گھبرا کر اٹھا کہ مین جادوگرون تک ہو پہنچون گر کر بیہوش ہوا بس قران نے نکل کر جگر کو اسکے چاک کیا لیکن عمرو
سے اذن لے لیا تھا دل گردے اسکے نکال لیے عمرو بھی قید سحر سے رہا ہوا قران باہر آیا وہ چالیسون پہلے سے بیہوش پڑے
تھے انکو بھی مارا آندھی چلی برف باری آتش باری ہوئی بعد بڑی دیر کے آوازین آئین کہ کشتی مرا نامم من الماس جادو
بود جو جو چیزین سحر کی بنی ہوئی تھین سب طرف ہوئین محروق نے عمرو اور قران کو تخت پر بٹھایا اور کہا جلدی یہان سے
نکل چلو تین لاکھ جادوگر ہین غرض محروق جلدی سے دروازے پر آئی لوگون سے کہا کہ مین اپنی مان کے پاس جاتی
ہون بخوبی تمام صبح ہوئی کہ غار سے باہر آئی یہان آکر عمرو سے کہا اب آپ لشکر کو جائین ایسا نہو کہ جادوگر آئین تو
مطلب رہجائیگا مین انسے سمجھ لونگی اور قران سے کہا آپ خواجہ سے میرا حال کہدیجیے گا لیکن تھوڑا سا حال مین بھی
کہتی ہون کہ ای عمو جان عوض اس احسان کا یہ ہی امیر کو راضی کیجیے کہ شیرویہ پر مین عاشق ہون کلمہ پڑھا ہی سحر سے توبہ نہین
کی کہ شاید ساحرون کا سامنا ہوجاے بعد مین انکار کرونگی عمرو نے کہا انشاء اللہ قران نے کہا بس ملکہ اب تو کام تمھارا ہوگیا
غرض رخصت ہو کر دونون لشکر امیر مین آئے غل ہوا کہ عمرو آیا بادشاہ نے سنا اشتیاق مین خود سوار ہو کر آئے عمرو
کو گلے لگایا سب ملکر امیر پاس آئے عمرو دوڑ کے امیر کے قدمون پر گرا کہ ای آقاے عمرو پھر غلام آپکا آیا امیر نے گلے لگایا
اور کہا ای عاشق حمزہ بھائی واللہ اپنے اچھے ہونے کی اتنی خوشی نہین جتنی تیرے آنے سے طبیعت خوش ہوئی عمرو
نے کہا یا امیر دونون مطلب انشاء اللہ ہوے قران نے بڑا کام کیا اور ایک محسن اور ہی سو اسکا بھی مطلب ہی اسے
بھی پورا کرنا امیر نے کہا پہلے حبیب عمرو نے کہا کو لے لاؤ امیر نے کہا بھائی یہ ہمت سے بعید ہی چار سو نقابدار ہین
انکو بھی بلاؤ وہ سب بھی اپنے خیمون سے آئے آگ روشن ہوئی کہ امیر کو فرامرز یاد آیا کہا خواجہ ابھی آگ
پر نہ رکھنا پہلے فرامرز کو لاؤ مین نے اسکو فرزند کیا ہی وہ کیا کہیگا خلق کیا کہیگی عمرو نے کہا یا امیر
اسکا تو ٹھکانا ابھی نہین معلوم جبتک اسکا پتا لگے گا ان گردون اور دل کا اثر جاتا رہیگا پھر سب
اندھے رہجائینگے کہ لینے مین لنڈھورا اور مالک کو جلدی ہوئی کہ کسیطرح ہماری آنکھین روشن ہون امیر
نے قسم کھائی کہ تم سب آنکھین روشن کرلو مین تو بے فرامرز کے نہ مانونگا غرض امیر نے مع بادشاہ کسی کا

کہنا نہ مانا جب تو عمرو ناچار ہوا امیر سے کہا بعضی آپکی ہٹ غضب کی ہوتی ہی مین نے عیارون سے اتنا سنا ہی کہ کوئی قلعہ
اٹکی شہر سے باہر ہی نہیں معلوم کتنی دور ہی خیر جاتا ہون غرض عمرو نکلا اور چلا صحرا کیطرف مگر روتا ہوا کہ کہان جاؤن
نہین معلوم وہ قلعہ اٹکی شکی کہان ہی کس سے پوچھون اگر بختک سے جاکر پوچھون وہ بھی ایک حرامزادہ ہی عرصہ ہوگا دغائی و(نکی)
اسکی نابری اسمین بھی ایک رات گذر چکی اور پہر دن چڑھ آیا غرض روتا ہوا ایک باغمین آیا اور ایک گوشے مین بیٹھکر فکر کرنے لگا

اب چند کلمے داستان فرامرز کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ جو قلعہ اٹکی ہی مالک اسکا دلیر نامے ہی اسی کے ایک برج مین جاہ ہی اسمین فرامرز کو بند کیا اوپر بڑی سی سل رکھدی
اور ایک وقت آکر کھولتا ہی سوکھی روٹی آبخورا بھر پانی دیجاتا ہی چند روز مین یہ حال بہم پہونچا کہ قریب تھا سل کی بیماری
ہوجاے ناچار بتنگ آمد بجنگ آمد لیکن دلیر جو آتا ہی سمجھاتا ہی کہ ای جوان مین تجھکو جانتا ہون کہ تو شہزادہ ہی بہارستان مغرب کا
پھر یہ کیا تیری شامت آئی کہ دین قدیم کو چھوڑا آخر نابینا ہوا اگر اب بھی توبہ کر تو آنکھین تیری روشن ہوجائین اور نوشیروان سے
قصور بھی عفو کرادون فرامرز نے کہا اے دلیر تو نہین جانتا حقیقت اس دین کی یہ تو آنکھین ہین اگر لاکھ جانین ہون تو قربان
ہین اور چند کلمے وحدانیت الٰہی مین بیان کیے دلیر نے کہا ہان یہ ایسا ہی دین ہی پھر اگر دین تیرا قبول کرون تو جان
اور شہر کیونکر بچے خان اعظم چھوڑیگا فرامرز نے کہا بچانیوالا پروردگار ہی پھر یہان کیون رہے امیر پاس نہ جائے یہ
سنکر دلیر گیا اور اپنے لوگون سے مشورہ کیا کہ یہ بہکاتا ہی عرضی صلصال کو لکھی مضمون جسکا یہ تھا کہ فرامرز لوگون کو
بہکاتا ہی اب اسکا کام جلد تمام کیجیے جسدن عرضی روانہ کی اسی رات کو خواب دیکھا اور صبحکو فرامرز کے پاس آیا کہا
غضب ہوا کہ مین نے عرضی صلصال کو بھیجی ہی اور شب کو خواب مین ایک بزرگ نے اسطرح فرمایا کہ تو دین امیر کا
قبول کر جہنم سے بچیگا اب مین کیا کرون فرامرز نے کہا کچھ نہین بس رات کو یہان سے سوار ہوکے امیر کے پاس چلو امیر
بہادر کا جوہری ہی غرض گیارہ آدمی دلیر کے عزیز وہ بھی خواب سنکے شریک ہوے بارھوان آپ تیرھوان فرامرز
اسکو مرکب پر باندھا اور رات کو لے نکلے لیکن کلمہ پڑھکر سب از سر صدق مسلمان ہوچکے تھے راہ مین فرامرز امیر کا
حال کہتا چلا آتا تھا کہ عمرو نے آواز مرکبون کی سنی عمرو پکارا کون ہی باش باش دلیر کی جان نکل گئی کہ اب راز افشا ہوا
اور عمرو نے آواز فرامرز کی پہچانی کہا یہ تو آواز پسر خواندہ امیر کی آتی ہی فرامرز نے کہا کہ مجھکو شیخ العجم معلوم ہوتے ہین
او رای خواجہ اگر آپ ہین تو مین تو نابینا ہون آپ اپنے کو ظاہر کیجیے بس عمرو دوڑکر رکاب سے فرامرز کے لپٹ گیا فرامرز
نے چاہا مرکب سے کود دون عمرو نے منع کیا کہا جلد چلو امیر راہ دیکھ رہے ہین اور سارا حال کہا فرامرز نے دلیر سے کہا
کہ دیکھا تمنے امیر آقا کیسا ہی غرض راہ مین باتین کرتے چلے فرامرز نے دلیر کا ماجرا سب بیان کیا کہ اتنے مین ابوالفتح
بھی آتا تھا اسنے بھی فرامرز کو دیکھا بھاگا ہوا امیر پاس آیا اور کہا کہ فرامرز آتا ہی بعد اسکے گلباد نے خبر دی کہ اتنے
مین عمرو پہونچا فرامرز کو راہ سے چھوڑ امیر سے آکر حال کہا امیر نے کہا خواجہ مجھکو تمسے پہلے تمھارے بھانجے اور
گلباد نے خبر دی عمرو نے دلمین کہا یہ جوانامرگ کہان لگے ہوے تھے کہ فرامرز بھی مسجد مین آیا بارہ آدمی ہمراہ
بادشاہ کو پوچھا عمرو نے کہا وہ بیٹھے ہین پہلے بادشاہ کو مجرا کیا لیکن پشت کیطرف غرض عمرو نے ہاتھ پکڑکے بادشاہ
اور امیر کو مجرا کرایا جو بینا ہین وہ انکا حال دیکھ دیکھ روتے تھے بس اب امیر نے ایک ایک کو یاد کرکے بلوایا جب
عمرو نے کہا سب حاضر ہین امیر نے بادشاہ سے کہا حضور باہر جائین کا ہیکو اسکی چرا ہند سونگھین پہلے تو بادشاہ نے
کہا یا امیر آپکی آنکھین روشن ہون ہمکو سب گوارا ہی لیکن عمرو بادشاہ کو لیکر دروازۂ مسجد پر آیا پردے چھوڑ دیے کہ
ہوا نہ جاے دھوان اندر رہے اسوقت انگارون پر ڈال کر دے رکھدیے جسکی آنکھون مین دھوان لگا پانی آنکھون سے نکلا

اور آنکھین روشن ہوگئین پھر تو ایک نے ایک کو دیکھا الغرض بہو مالک نے امیر کو مجرا کیا امیر سبکو لیکر بارگاہ مین آئے حکم کیا
کہ طبل سکندری بجے پھر تو ہر ایک بہادر کے لشکر مین نوبتین بجنے لگین اور الیاس زرنثار ہوا کہ سب محتاج غنی ہوگئے عمرو نے
کہا خادمان محل کو بھی لاؤ عمرو گیا پہاڑ پر سے سبکو لایا جہان انکے خیمے تھے وہان نصب ہوئے نذرین ہونے لگین امیر آکر
دنگل نادعنبر پر بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے دست راسی دست چپی سب آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا نقیبدارون سے
امیر نے کہا اب اپنا حال کہو انھون نے عرض کیا کہ ہم چار بادشاہ ہین اتنا تو آپ سے کہدیا اور باقی جب وقت آئیگا تو اپنے
کو ظاہر بھی کرینگے امیر چپ ہو رہے شیرویہ کو گلے لگایا عمرو نے سارا حال محروق کا بیان کیا اور کہا کہ اسنے بڑا کام کیا ہی
امیر نے فرمایا خواجہ بعد فتح ترکستان کے مین شادی کردونگا مگر یہ خبر خان اعظم کو ہوئی خان اعظم بختک سے
کہ رہا تھا کہ یہ کیسا طبل امیر کے یہان بج رہا ہی بختک نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بیٹا امیر کا آیا یہ ذکر تھا کوئی دو
گھڑی رات گئی ہوگی کہ خبر پہونچی عمرو اور مقبر قران آئے اور کہتے ہین کہ الماس جادو کو مار کر دل لائے ہین بختک
تو ناچا اور کہنے لگا کہ میان بزرگ سے پوچھیے خان اعظم نے بزرک کو بلا کے پوچھا کہ تو تو کہتا تھا کہ عمرو مارا گیا بزرک
نے کہا مین کیا کرون جو مجھسے الماس نے کہا تھا وہ مین نے آپ سے کہدیا تھا کہ دوسرا جاسوس آیا اور بیان کیا کہ امیر
کہتے ہین جبتک فرامرز نہ آئیگا مین بیٹھا ہونگا بس خان اعظم خوش ہوا بختک سے کہا خیر گو الماس مارا گیا اور عمرو چھوٹ
آیا نہ فرامرز آئیگا نہ امیر اچھے ہونگے اور اُسکے اثر کا زمانہ بھی اب پانچ پہر باقی ہی غرض جب صبح ہوئی خان اعظم کو تحقیق خبر
آئی کہ فرامرز بھی آیا اور سب اچھے ہوئے بارگاہ مین جشن ہو رہا ہی آج تو بختک خوب ناچا اور ہنسکر کہا ای خان اعظم
دیکھا تو نے ہمکو دروغ گو جانتا تھا خان اعظم نے کہا ابھی تک مجھکو یقین نہین بختک نے کہا کیا خوب یہ بھی جواب ہے کا
تیرے ہمکو تو یقین ہی چاہیے تجھے غرض پھر تو جتنے جاسوس آئے یہی خبر کہی اور بختک نے خان اعظم کو اور جلایا
صلصال نے نوشیروان سے کہا کہ چار سو بیٹے اس شخص کے مارے گئے الیارنج مہو جو اس بختک سنے دلکو بریا ہی
اور ای بختک خوب ہوا جو وہ بیٹا ہوئے یہ بھی لوگ کہتے کہ اگر اندھون کو مارا تو کیا کمال کیا

اب چند کلمے داستان طبل جنگ بجوا کے لڑنا خان اعظم کا شیرویہ سے اور زخمی ہوکے مع نوشیروان
بالا خطا مین قلعہ بند ہونا بیان کیے جاتے ہین

اسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ مین آپ حمزہ سے لڑونگا خبر امیر کو ہوئی امیر نے عمرو سے کہا عمرو خوشی خوشی آیا
روز تو ایک ہوپ لگاتا تھا آج تین چو ہین مارین اور کل سرداروں کو آج کوئی اندیشہ نہین ہی بلکہ خوش ہین کہ خوب
لڑینگے غرض صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے آج کئی مہینے کے بعد امیر بعہدہ صاحبقرانی چالیس قدم لشکر سے
آگے کھڑے ہوئے کل سردار دست راسی و دست چپی پر سے جا کر کھڑے ہوئے بختک کی جان آدھی ہوئی جاتی تھی
کہ اتنے مین خان اعظم میدان مین آیا اور پکارا کہ ای گروہ خداپرستان بیاید بمیدان کہ شیرویہ بن حمزہ نکلا اجازت
مانگی امیر نے کہا ای فرزند تو کیون نکلا مگر خیر جا خدا نگہبان ہی شیرویہ آکر ہمتگاور ہوا برابر رہا پانچ پانچ قدم مرکب
پیچھے ہٹے خان اعظم نے نام پوچھا اور کہا یہ تیرے سبب سے امیر کی آنکھین روشن ہوئین الماس مارا گیا مین کب
تجھے چھوڑتا ہون لا ضرب بہادری کی شیرویہ نے کہا او سگ آیا تجھے آئین اہل اسلام کا نہین معلوم پہلے تو حسرہ کر
صلصال نے نیزہ مارا شیرویہ نے بعد دو گھڑی کے ببرکت اسلام نیزہ اُسکا ہوائی کیا خان اعظم نے ارہ پشت نہنگ
مارا شیرویہ نے سپر چہرہ کی پناہ کی پشت تیغ کو پیچھے دیدیا ارہ سپر کو کاٹ کے تیغ پر پڑکر پھسل گیا شیرویہ
نے تلوار ماری اسکی بھی سپر کٹی اور سر پر زخم آیا شیرویہ نے وہان سے جو ہاتھ کو کھینچا خان اعظم نے تیر پیچھے ہٹایا تلوار ناگہ

اکیر ڈالتی ہوئی مرکب کے بیچ سپر پر زخم دے کر صاف نکلگئی ترک دوڑے ادھر سے لشکر امیر کا چلا جنگ مغلوبہ ہونے لگی
خان اعظم کو لوگون نے لاکر تخت پر بٹھایا زخم رومال سے باندھا کہ ایسا نہو لشکر بیدل ہو جاسے پھر تو امیر اکیطرف
لندھور مالک بہرام کرب فرامرز جمہور وغیرہ اپنی اپنی لڑائی خوب لڑے کبھی میمنہ کبھی میسرہ دو پہر کامل لڑائی رہی
علم کفار کا سرنگون کیا قریب خان اعظم کے پہونچے بختک نے گھبرا کے طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر جدا ہوے
بختک تو نوشیروان اور خان اعظم کو لیکر بھاگا لشکر گاہ مین آیا امیر نے کھڑے ہو کر ایک ایک کو پوچھا یہانتک
کہ شبرویہ آیا پوچھا زخم تو نہین لگا عرض کیا کہ خدا نے بچایا اسوقت امیر بارگاہ سلیمانی مین آئے دنگل پر بیٹھے وہان
بختک نے خان اعظم سے کہا کہ اب کسی طرح چپکے چپکے سبکو قلعے مین روانہ کروا ور خود بھی چلے چلو ایسا نہو کرب
یا فرامرز آکر شبخون مارین جب اچھے ہو لو گے یا کوئی مدد کو آئیگا تو لڑ لینا غرضکہ سب کو قلعے مین لے گیا اور دروازے
پر دو ہزار زرہ پوش بٹھا دیے خبر امیر کو ہوئی عمرو نے کہا یا امیر اب آپ گرد لشکر کے حصار کر دیجیے ایسا نہو کہ یہ
گیدی و مامہ شماسہ کو بلوائے اور اسکو بھی الماس کی خبر ضرور ہوگی وہ عوض لینے آئیگی امیر نے کہا خواجہ کیون
ڈرتے ہو مجھکو تو تکیہ خدا پر ہی جب قلعے لونگا حصار بھی کر دونگا اور ہمارا خیمہ وہان برپا کرو جہان صلصال
کا خیمہ تھا عمرو نے کہا یا امیر جب وہ نکلیگا آپ کو شبا پڑیگا امیر نے کہا سمجھ لینگے اب اگر وہ نکلیگا مین قلعہ بجھوڑونگا
غرض چار کوس بڑھکے بارگاہ برپا کی رہنے لگے دو تین دن ہوے تھے کہ رات کو فرامرز اور کرب چوری گئے
امیر نے عمرو سے کہا دریافت کرو اب عیار اور عمرو دوڑ کر سامنے قلعے کے آئے جب کوئی راہ نہ دیکھی پھر آئے
دوسرے دن مہلین جنگ عراقی بہرام گرد چوری گئے پھر امیر نے عمرو پر تاکید کی عمرو بھی حیران
ہی تیسرے دن جمہور چوتھے روز ارستیون اور فرہاد خان لندھور کے بیٹے غائب ہوے پھر آج
تو امیر اور بادشاہ عمرو پر بہت ہی خفا ہوے کہ جلد خبر لاؤ اور بادشاہ نے بیس ہزار زر سرخ اور ایک خلعت
سلیمانی منگا کر بارگاہ مین رکھا اور کہا جو خبر لائے وہ لے ابو الفتح نے کہا آیا خواجہ سلامت کے سوا اور بھی
کوئی جائے تو لے عمرو نے ابو الفتح کو گھورا اور کہا او جوانمرگ تو ہر بات مین چالاکی کرتا ہی ابو الفتح نے
کہا کچھ آپکا نام نہین رکھا تھا اس سے مین نے حضور سے پوچھا عمرو نے کہا حضور اسکو توشخانے مین رکھوا دین
جب مطلب آپکا ہو جائے کوئی لے لیگا اور عمرو باہر آیا چالیس عیار ساتھ ہوے قران تو مجرا کر کے اکیطرف
چلا گیا عمرو نے ان سب سے کہا تم میرے ہمراہ نہ آؤ کیا کرو گے انھون نے نہ مانا آخرکار ہمراہ عمرو کے چلے تین دن
تک عمرو اور سب عیار کوشش کیا کیے اور کہین راہ بالا خطا مین جانے کی نہ پائی تیسری رات ہی کہ عمرو سب سے
الگ ہوا چہار طرف پھرا ایک کوہ دیکھا کہ دیوار قلعے کی اُس سے نزدیک ہی اور وہ دو تین گز بلند بھی ہی فقط وہ خندق بیچمین
ہی اور سارا قلعہ معلوم ہوتا ہی یعنی اندر کی زمین اور مکان تک عمرو سوچا کہ اگر جست کر کے کودے تو ہڈی پسلی چور
ہو گئی اور اگر نیچے گرے خندق ہی غرق ہو جائیگے

اب دو کلمے داستان جانا عمرو کا چند عیارون سے قلعہ مین منیار منیارہ نشین رکھنے واسطے خبر لینے
سرداران اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

آخر لشت دست کو دیکھا جمشید سو مکر یاد آئے اور خیال گذرا کہ وہ منیار کہ خداوند منیارہ نشین کو مار کے لیا تھا زنبیل
سے نکالا اور مجرہ دادا سے طلب کیا کہ منیار کو ڈبجیا اور زنبیل سے نکالکر مثل پل کے دیوار پر قائم کیا اور بافراغت چلے
چالیسون عیار بھی پیچھے پیچھے کہ دادا استاد سبحان اللہ ہمکو بھی لیے چلو عمرو نے دلمین کہا کہ ان جوانمرگونسے کہین نام ہی آخر سب قلعے

مین آئے صورتین بدلین جب دن ہوا عمرو بارگاہ خان اعظم مین آیا کھڑا سنا کیا اور سب باتین ہوئین لیکن کچھ ذکر سردارون
کا نہ آیا عمرو باہر نکل آیا غرض تیسرے دن عمرو نے سوچا کہ یہ جوانا مرگ ہر وقت مجھسے مرگ لی لیتے ہین انکو سرہنگ معقول
پہنچان دلواؤ یہ سوچ کے بزرک خطائی کے مکان مین آیا کمند ڈالکے اترا وہ زوجہ کے ساتھ سو رہا تھا اسے بیہوش کیا
اور دالان مین ایک صندوق رکھا تھا اسمین بند کیا اسکی صورت بنکے آپ پلنگ پر لیٹ رہا جب صبح ہوئی کمر باندھکے
سب کا سلام مجرا لیکر باہر آیا عیارون نے مجرا کیا بارگاہ خان اعظم مین آئے دروازے پر چوبدارون نے
سلام کیا اندر بارگاہ کے آکر جہان بزرک کے بیٹھنے کی جگہ تھی وہان سلام کرکے بیٹھے اتنے مین خان اعظم
نے بزرک کی تعریف کی کہ ای بختنک اسطرح سردارون کو لایا کہ ثابت نہوا کون لے گیا عمرو نے سنا بزرک علی تو بنے ہوئے
تھے خان اعظم سے کہا آپکا اقبال تھا میری کیا اصل و حقیقت ہے اور اگر لات و منات چاہتے ہین تو سبکو لاتا ہون یہ کہکر
اب جو دیکھا عمرو نے تو چالیسون عیار بھی موجود ہین کوئی فراش کوئی خواص کوئی سقہ بنا کھڑا ہے عمرو چپکے سے اٹھا
کہا ای وزارت و اقبال پناہ آیا آپنے بھی پہچانا بختنک نے کہا کیا اور گھبرایا کہ کہین آپ ہی مرشد کامل تو نہین بختنک
نے کہا ای بزرک مین نے نہین پہچانا کہا یہ جو فلان فلان کھڑے ہین یہ عیاران لشکر اسلام سے ہین انکو گرفتار کیجے بختنک
نے چپکے سے خواص کو بلاکر کہا اسنے عیارون سے کہا اور یہ سب بیخبر کھڑے دیکھ رہے ہین کہ استاد بزرک نے نہین
معلوم بختنک سے کیا کہا ہے کوئی عیاری سوجھے ہونگے اور عیارون نے سب کو پیچھے سے آکر کسی کی کمر تھامی
کسی کے پھندے لگا کھینچے کسیکو کمند سے باندھا جب تو سب حیران ہوے پھر سوچے کہ شاید یہ بھی کوئی عیاری ہو اب تو
خان اعظم بھی خاموش ہوا بزرک علی کو بہت سا انعام دیا اور کہا ای بزرک ایسی چالاکی تو تمنے آجتک نہین کی تھی
بزرک علی نے کہا ای خان اعظم جب مین نے دیکھا کہ تیرا یہ حال ہوا مین نے بھی ہاتھ پاؤن ہلائے بالکل لشکر کو پکڑ لاؤنگا
اور بلوائیے جلاد کو کہ انھین قتل کرے جب تو ابوالفتح و برق سب حیران ہوے کہ اس ساربان زادے نے خوب
دھوکا دیا اور وہان بزرک کو صندوق مین ہوش آیا لگا غل مچانے کہ ارے کسی نے مجھکو بند کیا ہے خواصون نے نکالا
اور کہا آپ تو بارگاہ کو گئے تھے یہان کسوقت آکر بند ہوے جب بزرک سوچا کہ یہ کام عمرو کا ہے باہر آیا اور دروازہ
خان اعظم کے پہونچا لوگ حیران ہوے کہ دوسرا بزرک کہانسے آیا بزرک نے پوچھا اسطرح مجھکو عمرو بند کر گیا تھا انھون
نے کہا تو جھوٹا ہے تو ہی ساربان زادہ ہے ارے بزرک اصلی تو اندر ہے اور آج اتنا بڑا کام کیا ہے کہ چالیس عیار پکڑوائے
ہین خلعت ملا ہے مرتبہ زیادہ ہوا ہے یہ سنکر جان بزرک کی نکل گئی کہ خوب رنگ عمرو کا جما غرض چوبدارون سے منتین کین کہ
ذرا میری خبر کردو چوبدار نے آکر چپکے سے بختنک کے کان مین کہا اسنے صلواۃ بھیجی عمرو پہچان گیا کہ بزرک آیا ہوگا
جب آپکو بھی ہوش آیا کہ ای عمرو یہ تو نے کیا عیاری کی ارے زنبیل مین نہ ڈال لیا تجھسے اس عمر بھر مین بالا خطا مین دو
خطائین ہوئین اب کوئی عیار نہ بچے گا عمرو نے خان اعظم سے کہا کہ آپ میرا ہاتھ پکڑلین اور کہین کہ عمرو کو پکڑ لیا دیکھیے
وہ ساربان زادہ دروازے پر آیا ہے ایسا نہو کہ سنے بزرک اندر ہے بھاگ جائے جب وہ سنیگا کہ عمرو پکڑا گیا اس دھوکے
مین اندر چلا آئیگا اسوقت مجھکو چھوڑ دیجے گا اسے گرفتار کر لیجیے گا خان اعظم نے ہاتھ پکڑا سب نے غل مچایا کہ عمرو
کو پکڑ لیا اور چوبدار نے بھی بزرک سے جاکر کہا بزرک اندر آیا مجرا کرکے کہا ای خان اعظم بس اسکو نہ چھوڑیے گا مجھکو
اسطرح بند کر گئے یہ آیا ہے تو کہا عیارون نے دوڑکر اسی کی مشکین باندھ لین اور جوتیان پڑنے لگین عمرو بھی ہاتھ
چھڑا کے بزرک کے پاس آیا مگر بزرک نے خان اعظم سے کہا کہ اس سے پوچھ کہ ساتون سردار کہان ہین یا مین بتاؤن
عمرو نے کہا ان مین بتاؤنگا اور دل مین کہتا ہے کہ بڑی مشکل ہوئی جان نکل گئی ہے بختنک حرامزادہ جلا ہوا تھا

چپکے سے صاصال نے کہا جبتک تحقیق ہو اس بزرک کو بھی قید کر لو عمرو کو بھی لوگون نے پکڑا عمرو نے غل مچایا اور رونے لگا کہ واہ ای خان اعظم تو نے بختک کے کہنے سے مجھے ذلیل کیا یہ مجھسے خار کھایا کرتا ہی خیر آپ تو دونون کو قتل کیجیے عمرو بھی قتل ہونگا یا مین ہون یا یہ اسمین تیری سلطنت تو قائم ہو جائیگی ایک غلام آپ کا مارا گیا تو کیا اور بہت سے غلام آپ کے ایسے ہین یہ جو رو کر کہا صاصال کو ترس آگیا کہا چھوڑ دو بختک نے لاکھ کہا کیا عمرو چھوٹ گیا غرض پھر بزرک نے تپے کو کہا عمرو نے خان اعظم سے کہا مین وہ بتادون کہ جو آپنے کسی سے نہین کہا اور کان سے منہ لگا کے کہا منم عمرو عیار اور تاج سر کا لیکر ایوان مین نعرہ کیا صاصال نے کہا لینا عمرو کو جانے نہ پائے عمرو نے جستجو کی دروازہ ایوان کا پھر آگیا مگر جہان پر پیر قائم ہوا وہان پر کائی جمی تھی پاؤن پھسلا لاکھ چاہا کہ ہاتھ ہی ٹیکون ایسی کائی ساری دیوار پہ تھی کہ نیچے گرا لوگ تو کمند لیے کھڑے تھے عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کر لیا

اب چند کلمے داستان قید ہونا عمرو کا عیارون سمیت اور چھڑانا مہتر قران کا سب کو مسلمان ہونا بزرک خطائی کا اور وزیر صاصال کا اور قلعہ امیر کے ہاتھ آنا اور بھاگنا نوشیروان اور صاصال کا بیان ہوتے ہین

بزرک کو خان اعظم نے چھوڑ دیا اور سب نے عذر کیا خان اعظم نے کہا بس اب تو میرے سامنے جلاد کو بلوا کے عمرو کو قتل کر تین حکم کا غصے مین ایک حکم دیا ہی ابو الفتح اور برق سب عمرو سے کہ رہے ہین کہ خوب عیاری کی سردارون کو چھڑایا عمرو رو رہا ہی کہ دروازے پر غل ہوا چاہا کہ دریافت کرے کہ ایک سپاہی نظر آئی اور نعرہ کیا مہتر قران نے کہ ای صاصال اور نوشیروان اور بختک اگر استاد کا بال بیکا ہوا تو تمکو مار ڈالونگا خان اعظم نے کہا لینا اسے یہ نہ جانے پائے اسے بھی گرفتار کرو قران نے بھی بغدہ لے کر مارنا شروع کیا دم بھر مین کشتون کے پشتے لگا دیے اور جست کر کے نکل گیا لوگ پیچھے دوڑے اس گلی اس کوچے سے نکل کر تنہائی کا گوشہ دیکھکر صورت بدل کر کہین کھڑا ہو رہا جو آیا اس سے کہا وہ لوگ آگے جاتے ہین تم بھی جاؤ اور یہان خوف ہوا بختک نے خان اعظم سے کہا اب قتل کی صلاح نہین انھین قید رکھو جب قران بھی گرفتار ہو جب قتل کرنا خان اعظم نے بزرک سے کہا تو ہی نگاہ رکھ بزرک اپنے گھر مین لایا مکان کے آگے ایک ایوان تھا ایک ایک کو بارہ دری کے ستونون سے باندھا اور باہر کے مکان مین کہ تیسرا درجہ تھا چودہ سو عیارون کا پہرہ مقرر کیا بیچ مین عمرو کو قید کیا اندر مکان کے بزرک باہر عیار دف و نے کچھ بجارہے ہین غزلین گا رہے ہین شراب چل رہی ہی اور خبب یہ سب عیار نامی بالا خطا مین اگر گرفتار ہوے خان اعظم نے بزرک گزک یلدا سب سے کہا کہ جاکر تلاش کرو یہ سب عیار کسطرف سے آئے اور دروازے والون پر بھی عتاب نازل کیا انھون نے قسمین کھائین کہ ہماری طرف سے کوئی نہین آیا غرض یلدا پھرتے پھرتے ادھر آیا جہان وہ مینار مینارہ نشین رکھا ہوا تھا عمرو اسے واسطے قران کے چھوڑ آیا تھا کہ میرا جان بخش کیونکر آئیگا اور اسکا آنا مقدم ہی کیونکہ شاید مین قید ہو جاؤن تو وہ آکر رہا کر دیگا اور وہی ہوا غرض یلدا آیا اور خان اعظم سے حال مینار کا بیان کیا اسنے لوگون کو واسطے اٹھانے کے بھیجا بھلا وہ کس سے اٹھ سکتا اور یہان مہتر قران دو پہر رات گئے بزرک کے مکان پر پہونچا اور ایک درخت برابر دیوار کے تھا اسپر چڑھا یہ ارادہ کیا کہ اسی سے دیوار دیوار جہان عیار قید ہین وہان جاؤنگا اور نیچے سب عیار گا بجارہے تھے قران کو چھینک آئی لنگر جو بڑا ڈالا درخت کا پھٹا قران ڈالی سمیت عیارون پر گرا کسی کا سر کسی کی ناک کسی کا ہاتھ ٹوٹا سب گھبرا اٹھے کہ یہ کیا بلا آئی اور قران اٹھ کے بھاگا عیار پیچھے چلے قران بھاگتے بھاگتے ایک اندھے کنوین مین جا رہا اندھیری رات تھی اور عیارون کو بن پڑی انھون نے پاٹنا شروع کیا ایک آہنین زمین برابر کر دی اور اطمینان سے آکر بیٹھے کہ قران تو زندہ درگور ہوا لیکن قران نے اندر اس کنوین کے ایک کول دیکھا اسکے اندر گھس گیا اور بعد

نقب کھودنا شروع کی ایک اور کنوان تھا اُسمین وہ نقب پھوٹی قران کو آسمان نظر آیا او پر آیا دیکھا کہ ایک مکان ہی اور دروازہ اُسکا بند ہی قران چپکا کھڑا تھا کہ آواز کرب و فرامرز کی آئی قران نے کہا ای پسر خواندۂ امیر اگر تم ہو تو جواب دو اور اُنھون نے بھی آواز قران کی پہچانی خوش ہوے پکارے کہ ہمین ہین قران نے فتیلۂ عیاری روشن کیا اور ساتون سردارون کو دیکھا پوچھا یہان تمکو رکھا ہی کرب نے کہا یہ مکان نزک کا ہی جیسے لایا ہی ہمین رکھا ہی بس ہر ایک نے قید توڑی قران نے اپنا اور عمرو کا ماجرا کہا اور پوچھا کہ نزک کا مکان یہان سے کتنی دور ہی فرامرز نے کہا دور دور ہی لیکن کوٹھون کوٹھون چلیے تو بہتر ہی قران نے کہا اب مین ایک عیاری کرتا ہون جو تم شریک ہو سب نے کہا بسم اللہ قران نے شکل اپنی خان اعظم کے خواجہ سرا کی بنائی اور چار سردارون کو کہار بنایا ایک کو مشعلچی دو کو خواص ایک میانہ اُس مکان مین نزک کا رکھا تھا اُسمین قران سوار ہوا فرامرز سے پوچھا یہان کپی تیل ہی فرامرز نے کہا گھر عیار کا ہی ضرور ہوگا غرض قران نے مشعل بنا کر تیار کی اور میانہ مین سوار ہوکے وہان جہان عیار کا رہے تھے میانے سے اُترا اُنھون نے مجرا کیا قران نے کہا نزک کہان ہی اُنھون نے کہا محل مین سو رہا ہی قران نے کہا دروازہ کھولو خان اعظم نے ایک بات نزک سے کہلا بھیجی ہی اُنھون نے دروازہ کھولدیا قران اندر آیا اور دروازہ بند کر لیا قریب عمرو کے آیا خواجہ نے نہ پہچانا قران نے کہا یا استاد مجھکو نہ پہچانا غلام آپ کا ہون آنکھین پھوٹین جو اِس حال سے آپ کو دیکھے اور جلدی سے قید عمرو کی کاٹی اور کہا بس مجھکو آپ سے کام تھا آپ کو رہا کیا عمرو نے کہا بیٹا اُنکو بھی رہا کرو قران نے اُن سب سے کہا کیون صاحبو تمکو چھوٹنا منظور ہی یا قتانہ کو لوگے اب تو عمرو بھی سمجھا کہ شاید یہ اُسپر عاشق ہی سب نے مع خواجہ کہا کہ ہماری بیٹی کی جگہ ہی اب قران نے سب کو رہا کیا اور عمرو سے قران نے کہا کہ مین سردارون کو بھی لیتا آیا ہون لیکن اب نزک کو جاکر پکڑون تو کام پورا ہو عمرو نے کہا بیٹا اب مین سمجھ لونگا اور دروازہ نزک کے مکان کا کھلوایا کہ جلد کھولو میان منظور آئے ہین نزک بھی گھبرا کے اُٹھا عمرو اور قران گھر مین اُسکے بصورت اصلی آئے اور عمرو نے نزک سے کہا کہ اب کھو دیکھا تنے قدرت خدا کو کہ یہی اتنی رات درمیان تھی کل کی تو خان اعظم نے قسم کھائی تھی کہ صبح کو قتل کرونگا بلکہ بختک نے منع بھی کیا صلصال نے کہا تو قران سے ڈرتا ہی مین اگر ایک ایک سے ڈر اکرون تو حکومت کیونکر کرون اب اگر کوئی حیلہ باقی ہو وہ بھی کہدو نزک نے کہا حقیقت مین تیرا جواب نہین ہی لیکن اگر مجھکو لڑکر زیر کرے تو البتہ مسلمان ہون قران بڑھا تھا کہ عمرو نے روکا کہ تم تماشا دیکھو اب اندر دالان مین تو نزک کے گھر کی عورتین دیکھ رہی ہین اور نزک سے عمرو سے پنجہ چلنے لگا عمرو نے کئی چوٹین روکین پھر آپ بھی پنجہ کھینچا تھوڑے عرصے مین عمرو نے کمند کا حلقہ مارا نزک گرفتار ہوا بس کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا سب عورتون کو بھی مسلمان کیا اور عمرو سے کہا اب چلیے کہ مین سردارون کو لے آؤن عمرو ہنسا اور کہا اُنکو قران پہلے ہی چھڑا لایا مگر اب جلدی کچھ مرکب کو منگواؤ نزک اُسی وقت دوسری راہ سے مرکب بھی لایا اور سردارون کو سوار کیا نزک کی عورتون نے کہا ہمکو بھی لیچلو نہین تو خان اعظم ہمین بندی کریگا غرض دو دو عورتون کو ایک ایک مرکب پر بٹھایا اور سب کو لیکر نزک نکلا اور اُس دروازے کی طرف کو چلا کہ جدھر سیراب اژدر گیر اور فولاد اژدر گیر کی چوکی تھی جو طلایہ راہ مین ملا نزک اُس سے نکال لیگیا مگر اب جو دیکھا تو وزیر خان اعظم کا زرہ خان روشنی ہمراہ پانچ سو سوار سے چلا آتا ہی نزک کی جان نکلگئی نزک نے کہا اب زندگی نہوگی عمرو نے کہا تمھین کسی طرح ٹالو نزک نے کہا آپ سب کو لیکر کہین چھپ جائین میرا اسلام اسپر ظاہر نہین ہی مین کوئی حیلہ کرتا ہون یہ کہکر دوڑا ہوا آیا مجرا کیا اور کہا حضور اسوقت کہان زرہ خان نے کہا کہ خان اعظم کا حکم ہوا آج تم بھی طلایہ پھر و کہ یہ رات بہت کٹھن ہی

اور اے نیزک تو کہاں نیزک نے کہا مین بھی طلایہ کو آیا ہون وزیر نے کہا تو مجھسے چھپاتا ہے مسلمان ہو گئے عمرو اور
سب کو لیے جاتا ہے نیزک کا دم نکلگیا مکرنے لگا وزیر نے کہا تو ڈر نہین مجھکو بھی دو خواب ہوے ہے تو نہ سمجھا کہ وزیر
سے اور طلایہ سے کون نسبت ہے پہلے خواب کو تو مین نے خیال نہ کیا اب آج پھر ایک بزرگ نے ارشاد کیا کہ اسطرح
نیزک جاتا ہے بس تو بھی شریک ہو امیر کا تاکہ تیری نجات ہو یہ سنکر نیزک خوش ہوا اور دوڑ کر عمرو کو بلالایا وزیر نے
عمرو سے کلمہ یاد کرکے پڑھا از سر صدق مسلمان ہوا گزک بھی ہمراہ تھا وہ دیکھ رہا ہے کہ یہ ماجرا کیا ہے مگر وزیر نے عمرو
سے کہا کہ یہ جو پانچ آدمی مین لایا ہون یہ اسلیے کہ میرا ساتھ دینگے انکو بھی کلمہ بتاؤن غرض اُسنے کہا وہ سب مسلمان ہوے
الا گزک کہ یہ حال دیکھکر بھاگا اب وزیر بھی نیزک کے ہمراہ ہے دروازہ قلعہ کی طرف چلے پہلے نیزک پہونچا کہا دروازہ کھولو
خان اعظم کو خبر ہوئی کہ سردار امیر کے چھوٹ کر نکلگئے سنا ہے کہ باہر قلعہ کے کسی گانون مین ہین اور پانچ سو سوارون سے
وزیر کو بھی ہمراہ کیا ہے بس اُنھون نے دروازہ کھولدیا سہراب چونکا کہا ارے کیا ہے پیادون نے حال کہا سہراب
نے نیزک کو دیکھا ادھر سب نے مرکب اٹھائے مگر جب سہراب نے عورتون کو دیکھا اُسوقت گھبرایا اور کہا اے نیزک
یہ عورتین کیسی ہین ارے ہان یہ جانے نہ پائین اور جلد دروازہ بند کرو کرب فرامرز بیچ مین آکر کھڑے ہوگئے عورتون
کو تو باہر نکالدیا اور دروازہ نہ بند کرنے دیا ہشت مشت ہونے لگی ایک نے آکر کرب کے پانون پکڑے کہ گرادون کرب
نے قبضہ مارا کہ بھیجا اُسکا نکل پڑا پھر تو غل ہوا تلوارین کھنچ گئین لاش پر لاش گرنے لگی اِدھر گزک نیزک کا بھائی جو
زرہ دخان کے ساتھ کھڑا یہ تماشا دیکھ چکا تھا اُسنے خان اعظم کو خبر دی کہ نیزک اور آپ کا وزیر دونون مسلمان ہو کے
سب ملکر سردارون کو بھی لیے جاتے ہین بلکہ اب تلوار چلنے کی بھی خبر پہونچی خان اعظم ارہ ہشت نہنگ پکڑکر اٹھ کھڑا
ہوا خبر بختک اور نوشیروان کو بھی ہوئی یہ بھی آئے خان اعظم سے کہا کیون ارشاد مین نہ کہتا تھا کہ انکو قتل کر بختک
نے کہا یہ باتین راہ مین کرنا جلدی چلو غرض کمر بندی ہونے لگی اور خان اعظم و نوشیروان سب چلے اور یہان کرب
و فرامرز نے عمرو اور نیزک اور وزیر سے کہا کہ تم عورتون کو لیکر لشکر امیر مین جاؤ اور خبر کرو ہم دروازہ نہ چھوڑینگے
وزیر نے عذر بھی کیا کہ مین جان دینے کو موجود ہون فرامرز نے نہ مانا کیونکہ وزیر صرف قوت عقل رکھتا تھا پہلوان نہ تھا
غرض یہ عورتون کو لیکر لشکر امیر مین آیا اور عمرو مسجد کے پاس مین گیا امیر وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ باہر سے عمرو
نے پکارا کمر باندھو امیر نے پلٹ کر دیکھا عمرو نے اندر جاکر سب ماجرا امیر سے بیان کیا امیر مسجد سے باہر آئے غرض
اب یہ خبر لشکر مین امیر کے پھیلی لندھور مالک بہرام وغیرہ آنے لگے جو آیا امیر کو مجرا کیا اور قلعہ پر چڑھ دوڑا امیر نے
اتنا تامل کیا کہ زرہ دخان کو گلے لگایا اور کہا کہ یہان کی حکومت تمکو دونگا اور نیزک کی بھی تعریف کی بعد اُسکے سوار
ہو کر چلے وہان سردارون نے پہونچ کر لاش پر لاش گرادی سہراب سے اور کرب سے سامنا ہوا سہراب نے
تلوار ماری کرب نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہوے اُدھر فرامرز سے اور فولاد سے
مقابلہ پڑا فولاد نے تیر مارا فرامرز نے خالی دیا اور تلوار ماری کہ گردن اڑگئی اب دروازے پر لاشون کا انبار
ہوگیا کہ اتنے مین خان اعظم بھی آیا اور ترک آے تلوار چلنے لگی کہ اتنے مین نعرہ لندھور کا ہوا اور ہندی کماچی
ترکون سے لڑنے لگے بختک نے نوشیروان سے کہا کہ آج عدالت نہین کرتا تاوان ہندیون کی نہین دیتا کہ کیسے
لڑ رہے ہین نوشیروان خفا ہوا کہ یہ وقت کون ہنسی کا ہے اور او گیدی جو چاہا تو نے کیا بختک نے کہا مین نے کیا
کیا اپنے لات و منات کو کہو کہ کبھی اگر مدد نہ کی خان اعظم تو یہ سنکر بہت خفا ہوا اور کہا او بختک ہان جو کچھ ہوا
تیرے سبب سے ہوا یہ سب فساد تیری ذات سے ہین وہان عمرو بصورت مبدل قلعے کے دوسرے دروازے پر

آیا دربانون سے کہا کہ خان اعظم تو وہان کھڑا ہی تم کیا کرتے ہو چلو خان اعظم نے بلایا ہی وہ سب تو اُدھر گئے عمرو نے سفید مہرہ نکالا اور بجایا مالک اُدھر لڑتا بھڑتا چلا آتا تھا اسکو اِس دروازے کا مالک کیا پھر تو امیر بھی اُسی دروازے سے آئے اور نعرہ کیا نعرہ امیر عرب ضیغم روزگار * منم صف شکن حمزۂ نامدار * اگر برکشم تیغ بر فوج کین * فتد لرزہ بر آسمان و زمین * پھر تو سنم منہ کے نعرے ہونے لگے امیر نے کرب کو پکارا کرب نے وہان سے نعرہ کر کے آواز اپنی سنائی کہ مصروف جانفشانی ہون کہ اتنے مین سواری بادشاہ اسلام کی پہونچی طبل سکندری کی صدا بلند ہوئی اور شہر اور دروازہ بھی امیر نے جا کر لے لیا اب تو مخنک بہت گھبرایا نوشیروان سے کہا تو تو بھاگ اب ایک دروازہ رہ گیا ہی اور صلصال سے کہا کہ جان ہی تو جہان ہی خان اعظم مخنک کے در غلانے سے اور بھی ڈر کر بھاگا جسنے دیکھا وہ ساتھ اسکے نکلا جو ترک رہگئے وہ لڑا کیے مارے گئے اور وہ دروازہ قلعہ اٹکن کی طرف تھا خان اعظم اُسی طرف بھاگا یہان مین پھر کامل تلوار چلی جب ترکون کو یہ معلوم ہوا کہ صلصال بھاگ گیا سب نے امان مانگی ہتھیار پھینک دیئے امیر نے تلوار میان مین کی لبس سب نے ہاتھ روک لیا امان ہوگئی اب لوٹ پڑی قلعہ لٹنے لگا وزیر نے امیر سے عرض کی کہ قلعہ نہ لٹوایئے امیر نے منع کیا اب بادشاہ کو لیکر جس جگہ بارگاہ صلصال کی تھی وہان آئے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوے ناچ ہونے لگا سارا قلعہ مسلمان ہوا نذرین گذرین عمرو نے اپنا عیار لیا مال بھی خوب لوٹا امیر ایک ہفتہ وہان رہے بعد اسکے دو منزل پر بارگاہ برپا کی اور وہان اُترے

اب چند کلمے داستان رستم کے ترک توسن کا پھر خاور پر آنا اور علمشاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگنا اور جنگل مین جانا بعد چند روز کے علمشاہ کا شکار کو جانا اور اُسی شہر مین پہونچنا بیان ہوتے ہین

ترک توسن زخم کا علاج کر کے پھر خاور پر آیا اور سرکشی کی علمشاہ بھی دو لاکھ سوار لیکر قلعے سے باہر نکلا طبل جنگ بجا صبح کو دونون میدان مین آئے بعد صف آرائی کے نقیب نشیب دے کر نکلگئے ترک توسن میدان مین آیا اور کہا اے رستم آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا رستم نے کہا تیری قضا تجھے لائی ہی اور میدان مین آیا ہنگامہ ور ہوا گرد برد کر دیا ترک توسن نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ترک توسن نے خنجر مارا علمشاہ نے تلوار سے خنجر اُسکا کاٹا اور اپنا وار کیا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو کاٹا تا دو ابرو اُتر گئی ایک خطناک پر بھی پڑ گیا اُسے غش آیا رستم پکارا کہ لیجاؤ اسے لوگ اسکے آکر اُٹھا لیگئے رستم با فتح و فیروزی قلعے مین آیا مگر بعد چند روز کے دل گھبرایا واسطے شکار کے نکلا اب ایسا شکار کا لپکا پڑا کہ روز شکار کو جایا کرتا ہی ایک روز آہو کے پیچھے مرکب اُٹھایا آہو تو قریب شام کے نکلگیا لوگ پیچھے رہگئے رستم نے راہ گم کی جاتے جاتے تین دن کے بعد شہر چگل مین پہونچے سرا مین اُترے اور ترک توسن بھی بھاگ کر یہین آیا تھا سارا احوال اپنا لاہان شاہ اور فضیلان شاہ سے کہا کہ دونون بادشاہ شہر چگل کے تھے یہان ایک روز سرا سے بھٹیارے بھاگے رستم نے پوچھا کیا ہی مہترانی نے کہا کوئی کشتی گیر بدیع الزمان آیا ہی کشتی ہو رہی ہے دیکھنے کو گئے ہین رستم نے زرہ اور خود مین منہ اپنا چھپایا اور وہان آئے جہان دنگل تھا ترک توسن کو بھی دیکھا مگر جب بدیع الزمان لڑ چکا خشت طلائی پر لات ماری کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی حمزہ لیس امیر کا نام سنکر علمشاہ کو تاب نہ رہی اور سامنے بدیع الزمان کے آکر کہا کہ اب نام امیر کا نہ لینا

کشتی ہونا بدیع الزمان اور علمشاہ سے اثنائے کشتی مین پہچاننا ترک کا علمشاہ کو اور قید ہونا رستم کا

غرضکہ بعد گفتگو کے بسیار بدیع الزمان اور علمشاہ سے کشتی ہونے لگی بہت دیر تک زور ہوا کیے گو خود علمشاہ کا

سر کٹ گیا ترک توسن نے پہچانا فضلان شاہ سے کہا میرا رقیب رستم بھی ہے اُسے گرفتار کرائیے چپکے سے لوگون سے کہا
لوگون نے کمندین مار کر رستم کو پکڑ لیا ترک توسن نے کہا ابھی جلاد بلواؤ اور قتل کرو بدیع الزمان نے
فضلان شاہ سے کہا کہ اسکو قتل نہ کرو لوگ مجھی پر الزام دینگے کہ یہ میری کشتی مین گرفتار کر لیا گیا جب مین
چلا جاؤن بعد ایک ہفتے کے کسی اور قصور پر قتل کرنا فضلان اور لاہان شاہ نے کہا اے کشتی گیر تجھے ہماری
حکومت مین کیا دخل ہم جو چاہینگے کرینگے تو کون اور کہا اسے نکالدو بدیع الزمان کو لوگون نے نکالدیا اب
شام بھی ہوگئی تھی فضلان شاہ نے ترک توسن سے کہا کہ اب کل قتل کرنا ترک توسن تو کہتا تھا ابھی قتل
کیجیے انھون نے نہ مانا اور حکم کیا کہ کل سب جمع ہون رستم کو گردن مارینگے مگر بدیع الزمان نے اپنے پہلوانون سے
کہا کہ صبح مین کل رستم کو چھڑا دونگا سبنے منع کیا کہ یہ شہر کیا ہے جب بدیع الزمان نے نہ مانا سبنے کہا ہم ہمراہ ہین
اور صبح کو سبنے غسل کیا اور مسلح و مکمل ہوکر پہونچے وہان جلاد نے رستم کو زیر تیغ بٹھایا ہے تلوار کھینچی حکم کا منتظر
ہے ترک توسن کہتا ہے جلد قتل کر جلاد تین حکم لگا پایا کہ اتنے مین بدیع الزمان مع پہلوانون کے پہونچا اور لڑنے لگا
آنے ہی پہلے تلوار جلاد کو ماری کہ سر اُسکا کٹ گیا اور جو بڑھا اُسے مارا رستم نے بھی قید توڑ ڈالی اور فضلان شاہ
پاس پہونچا اُسنے تلوار ماری رستم نے پاڑھو بچا کے تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور بدیع الزمان
قریب لاہان شاہ کے پہونچا اُسنے بھی تلوار ماری بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر
اُٹھا لیا ترک توسن نے یہ دیکھکر بدیع الزمان پر تلوار ماری بدیع الزمان نے خالی دے کر اسے بھی اٹھا لیا
ور قتل کرنا شروع کیا کہ فضلان شاہ اور لاہان شاہ اور ترک توسن نے امان مانگی بدیع الزمان نے
کہا اے شہریار یہ امان مانگتے ہین رستم نے کہا بشرط ایمان انھین چھوڑ دو

اب چند کلمے داستان چھڑانا بدیع الزمان کا علشاہ کو اور خاورین آکر بیٹا کرنا قاسم کو اور دنگل دینا علشاہ کا بدیع الزمان کو اور ترک توسن کا پھنسا دینا طلسم افراسیاب مین علشاہ کو بیان کیے جاتے ہین

غرض دونون بھائی از سر صدق مسلمان ہوے تمام شہر جنگل کو بھی مسلمان کیا ترک توسن نے بھی ڈر سے کلمہ
پڑھا اور رستم سے کہا بس اب مین نے توبہ کی اور جانا کہ خدا تمھارا برحق ہے لاکھ لاکھ لعنت ہے لات پر بس ایک
ہفتہ وہان رہکر چلنے کی تیاری کی اور بدیع الزمان سے بھی کہا کہ تم ہمارے ہمراہ چلو ترک توسن بھی ساتھ ہوا
خاورین آے بدیع الزمان نے قاسم کو بہت پیار کیا بلکہ جبتک رہے سوا قاسم کے دین و دنیا کی خبر
بدیع الزمان کو نہ تھی بعد چند روز کے بدیع الزمان نے کہا اے رستم اب مجھے رخصت کر دیجیے کہ ابھی چند شہر
باقی ہین بلکہ ترکستان مین اب جاؤنگا رستم نے کہا اچھا لیکن بارگاہ امیر مین ہمارا دنگل ہو دیجے تمکو یا جاکر لینا
کیونکہ کوئی چیز ہمنے تمکو دی نہین بس دنگل ہو بدیع الزمان نے کہا خدا آپکے فرزند کو سلامت رکھے مالک یہ ہے رستم نے
کہا یہ سچ ہے لیکن ہمارے ہوتے یہ کون بدیع الزمان نے کہا تو پھر لکھ دیجیے کہ امیر کو مین نوشتہ دکھاؤن
رستم نے سبکی مہرین کردین بلکہ قاسم کی مہر نہ تھی اُسیوقت کھدوائی کاغذ دنگل کا مکمل کردیا بدیع الزمان
تو روانہ ہوا کئی دنکے بعد رستم کا جی گھبرایا واسطے شکار کے چلے ترک توسن کا یہ صحرا دیکھا ہوا تھا
آگے آگے شکار کھلواتا ہوا چلا جاتا ہے وہان لایا جہان طلسم افراسیاب ہے اب یا تو آگے تھا
یا پیچھے ہوگیا رستم سے کہا یہان جو دروازہ ہے اسکے اندر بہت شکار ہے رستم آگے چلا تھوڑی دور رستم نے

بڑھکر کہا کہ تو کیون نہین آتا کہا اے شہریار آپ دیکھتے ہین کہ کیسی گرد ہی اور میری مجال ہی کہ آپکے آگے چلون آپ حضور
مرکب اُٹھائین مین بھی آتا ہون بس جیسے ہی رستم نے مرکب اُٹھایا سرحد طلسم مین تو پہونچ چکا تھا آندھی چلی بجلی
کڑکی اور پنجہ پیدا ہوا رستم کو اُٹھا لیگیا ترک توسن خوش ہو کر پھر اسیارہ اور تہمتن خان الماس خان
وغیرہ سب پیچھے تھے انکو دیکھکے رونے لگا کہ رستم کو پنجہ لیگیا یہ سنکر سارے لشکر مین رستم کے کہرام پڑگیا ترک توسن
تو اپنے خیمے مین آیا اور الماس خان وغیرہ کا خیمہ جدا تھا اسقدر کہ ترک توسن کے خیمے سے کوئی تین کوس ہٹ کر
تھا وہان آکر اُترے یہان سب تو ملول ہین مگر ترک توسن خوش ہی سیارہ خاک اُڑاتا پھرتا ہی اُسی حالت
ملال مین بصورت مبدل ترک توسن کے لشکر مین جو آیا ترک توسن اپنے لوگون سے کہ رہا تھا کہ مین نے رستم کو
طلسم مین پھنسا دیا زندہ درگور ہوا اب نہ آسکیگا یہانسے چلکر انپر شبخون مارو اور پکڑ لو یا قتل کرو تا کہ یہ خاور مین
نہ جانے پائین مین بے خوف و خطر جاکر خورشید خاوری کو لےلون خسرو خان کو پکڑ لون سیارہ نے باہر سے خیمہ کے
کھڑے ہو کر یہ سب سنا روتا ہوا تہمتن خان پاس آیا اور سارا حال بیان کیا کہ ترک توسن کا یہ ارادہ ہی
بس جلد نکل چلو تا کہ قلعبند ہون بس اُسیوقت سیارہ سبکو لیکر روانہ ہوا اور قلعہ مین پہونچا آکر سارا حال
بیان کیا اندر باہر رونا پیٹنا پڑ گیا اور کہا اب کیا کرین ترک توسن آتا ہوگا قلعہ لے لیگا سیارہ نے کہا عرضی امیر کو لکھو
وہ یا خود آئینگے یا کسی کو برائے مدد روانہ کرینگے خورشید خاوری نے عرضی امیر کو لکھی کہ اسطرح رستم کو ترک توسن
غائب کروا آیا اور ہمپر چڑھائی کی ہی جلد مدد کیجیے یہ عرضی خدمت امیر مین روانہ کی وہان ترک توسن کو خبر ہوئی
کہ تہمتن خان وغیرہ بھاگ کر قلعبند ہوئے ہین کہا خیر کہان جائینگے بھاگ کر اب راہ مین تو نہ ملینگے پھر مین کیون
حیران ہون جاکر قلعہ لے لونگا منزل بمنزل بلکہ دو دو تین تین کوس سیر کرتا شکار کھیلتا چلا دلمین کہتا ہی کہ اب
کسکا خوف ہی جسکا ڈر تھا اُسکا کام تمام کیا خسرو خان وغیرہ تو میرے دیکھے ہوئے ہین

اب چند کلمے داستان حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ترکستان کو فتح کر کے قلعے سے باہر آئے اور اب یہ فکر ہی کہ خان اعظم بھاگ کر کسطرف گیا ہی عمرو کہتا ہی کہ
یا امیر گرد لشکر کے حصار اسم اعظم کا کر دیجیے میرا دل دھڑکتا ہی ادھر خان اعظم اور نوشیروان جو بھاگے
قلعہ اٹکی مین آئے اور کچھ ترک بھاگ کر ختن کو گئے یعقوب شاہ سے کہلا بھیجا کہ دروازہ کھولدو یعقوب شاہ
کہلا بھیجا کہ او کمبخت مین خدا پرست ہون یہان سے تم چلے جاؤ اور اگر خان اعظم بھی آئے تو نہ آنے دونگا آخر
ناچار وہ پھرے دریافت کیا کہ خان اعظم کہان گیا ہی معلوم ہوا کہ قلعہ اٹکی مین ہی یہ سب قلعے پر پہونچے اور سارا
حال یعقوب شاہ کا بیان کیا خان اعظم سنکر بہت خفا ہوا اور کہا کہ اگر ختن کی اینٹ سے اینٹ نہ بجوائی ہوگی
تو نام اپنا صلصال نہ رکھا ہوگا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام بھی سن رہے تھے امیر کی خدمت مین آکر بیان کیا
کہ خان اعظم قلعہ اٹکی مین ہی اور یعقوب شاہ کا حال کہا امیر نے سنکر بہت تعریف کی یعقوب شاہ کی اور حکم
کیا کہ پیش خیمہ روانہ کرو کہ اُسیوقت نامہ برخورشید خاوری کا پہونچا اور عرضی دی امیر مضمون سے مطلع
ہوئے بادشاہ سے کہا اب حضور آگے بڑھنے کا ارادہ نکرین تا وقتیکہ مین نہ آلون اور مین بہو کی مدد کو جاتا ہون
امیر نے کئی ہزار سوار بہرام کے اور مقبل کو مع تیراندازون اور عمرو کو ہمراہ لیا طرف خاور کے روانہ ہوئے
انھین راہ مین چھوڑ دیے وہان ترک توسن بھی کوچ بکوچ خاور مین پہونچا اور پہلے ایک سوار بھیجا کہ خسرو خان
سے کہنا کہ ابتو قصہ رستم کا پاک ہوا خورشید خاوری کو مجھے دو خسرو خان نے بُرا بھلا کہلا بھیجا اور کہا جو جیسے

ہوسکے کوتاہی نہ کریں یہ سنکر ترک توسن نے غیظ و غضب مین اگر طبل جنگ بجوا دیا یہ سنکر خورشید خاوری کا
عجب حال ہوا قاسم کا سن نو برس کا تھا اسکو کچھ لوگون کے سپرد کیا کہ اسے جانے نہ دینا ایسا نہو توپ کی آواز سنکر
قلعے سے باہر نکل جاے بیٹا کس چھلّے کا ہی خواصون نے کئی دن پیشتر سے قاسم کو بہلانا شروع کیا کہ واری اب
تمہاری سالگرہ ہوگی قاسم نے کہا سالگرہ مین کیا ہوگا اُنھون نے کہا توپین چلینگی مبارکباد ہوگی ناچ ہوگا مگر وہان
ترک توسن طبل تو بجوا چکا تھا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی اہل قلعہ نے بھی خوب انتظام کر لیا مرنے پر
آمادہ ہوے صبح کو ترک توسن لشکر لیکر قلعہ کیطرف چلا ملکہ بھی برج مین آکر دیکھنے لگی اب اندر عورتین بال سر کے
کھولے دعا مانگ رہی ہین ترک توسن نے پھر خسرو سے کہلا بھیجا کہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی اور اگر لڑکر قلعہ لونگا تو پھر
جان بخشی نہ کرونگا خسرو خان نے وہی کہا کہ کیا جھک مارتا ہی اسوقت تو اسنے غیظ مین آکر حملہ کیا جب اہل قلعہ نے
دیکھا کہ زد پر آگیا توپین مارنے لگے ہزار ہا کو اُڑا دیا باقی بھاگے ترک توسن جو چلا گرز اسکے ہاتھ مین تھا جو گولہ سامنے
آیا اُسپر گرز مار اکبھی خالی دیا اسیطرح بر لب خندق جا پہونچا قاسم توپون کی آواز سنکر بار بار کہتا ہی کہ یہ کیسا ہی
کوئی جانے نہین دیتا آخر کو تاب نہ آئی دامن چھڑاکے چلا برج پر سے ملکہ نے دیکھا کہا واری پہلے مجھے قتل کرتے جاؤ
خبردار نہ جانا قاسم نے کہا یہ آپکی باعث سے مین ابتک رکا مجھکو سب نے دھوکے سے روکا مین ابھی اس حرامزادے کو
مارتا ہون اور باہر نکلا لوگون نے منع کیا کہ آپ کہان جاتے ہین وہان ترک توسن آیا ہی توپین چل رہی ہین ملکہ کو
مانگتا ہی بس یہ سننا تھا کہ قاسم کی آنکھون مین اندھیرا آگیا کہا او گیدی تو میری مان کا نام اس بے حرمتی سے لیتا ہی
اُسنے کہا میری مجال کیا مگر ترک یہ کلمہ بار بار کہتا ہی قاسم نے کہا وہ سگ سزا پائیگا اور دروازہ قلعہ پر آیا کہا کھولدو
دربان نے نہ کھولا ایک نیمچہ مارا کہ شانہ اُسکا زخمی ہوا دوسرا ہاتھ کُنڈی پر مارا دروازہ کھلگیا باہر نکلا خبر خسرو خان
کو ہوئی یہ بھی پکارا کیا توپ مارنا موقوف کی کہ کہین اسکے کوئی گولہ نہ لگجاے قاسم نے پل تختہ گرایا اور سامنے ترک توسن کے
آیا اور کہا او گیدی کیا بکتا ہی لا ضرب بہادری کی وہ ہنسنے لگا اور کچھ خیال بھی نہ کیا قاسم خفا ہو رہا ہی اور کہتا ہی
ایسی تلوار مارون کہ تیرے مرکب کے تنگ سے نکلے وہان خورشید خاوری نے بلبلا کے دعا کی بابسے اپنے
کہلا بھیجا کہ میرے بچے کو جسطرح ہو اندر لے آئیے کہ گرد کا تق جانب صحرا سے بلند ہوا وہان امیر نے آواز توپ کی
سُنی لشکر کو دوڑایا اور آن واحد مین آپہونچے سیارہ نے پہچانا عمرو بھی چلا آتا ہی پھر تو شادیانے بجنے لگے اور
عمرو دوڑا قاسم پاس آیا کہا تم کون ہو قاسم نے کہا یہ کون آے ہین عمرو نے کہا امیر ہین قاسم نے کہا تو دادا جان سے
کہنا مین اسے مار کر آتا ہون اور عمرو سے کہا تو کون ہی عمرو نے کہا منم عمرو بن امیہ ضمری قاسم نے کہا ہان
مین نے اپنے باپ سے سنا تھا کہ ایک ساربان زادہ تین روپے کا پیادہ امیر کے یہان ہی لیکن امیر اسکے برادر کہتے ہین
باپ بھی ہمارے عمو کہتے ہین اس راہ سے مین آپکو بھی سلام کرتا ہون عمرو چلا اور کہا کچھ ہو رہے ہوگے بیٹے ایسی کیے ہو
اور چلو تمھارے دادا منع کرتے ہین کہ ہمارے ہوتے تم نہ لڑو ہم اسے سزا دیے دیتے ہین اور ہاتھ قاسم کا پکڑ کر
الگ لیگیا قاسم عمرو سے کہتا ہی تم مجھے جانے دو کہ اس گیدی کو مین ہی سزا دون عمرو نہین جانے دیتا امیر اتنے مین
سامنے ترک توسن کے آے اور پکارے کہ این چہ حرکت است تو بڑا نامرد ہی اُسنے کہا مین نے تو مین مردی کی کہ کسی
حربے کو نہین مانا اور بر لب خندق آپہونچا امیر نے کہا تو بس ضرب لا ترک توسن نے تلوار ماری امیر نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اُٹھا لیا لوگ اُسکے امیر پر دوڑ پڑے قلعے پر سے
خسرو خان وغیرہ لشکر لیکر نکلے تھے کہ مقبل کے لوگون نے ترک توسن کے لشکر پر ایک دھوہڑ ماری ہزار ہا

قضا کا نشانہ ہوے اور پھر بھر کر امیر کے پاس آبھی گئے اور تلوار ماری امیر نے ترک توسن کو بجاے سپر کیا وہ جھجکا اب جو
تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوے آخر ترک توسن نے امان مانگی کلمہ پڑھا کر مسلمان ہوا امیر نے چھوڑ دیا ترک توسن نے
اپنے لوگون سے کہا کہ صاحبو مین آزمائش کرتا تھا اب مجھے یقین کامل ہوا کہ دین امیر کا مضبوط ہی تم کیا کہتے ہو سبنے کہا
جو آپکی راہ وہ ہماری راہ اور وہ سب مسلمان ہوے اب امیر نے گھوڑے سے اُتر کر قاسم کو گود مین لیا بہت پیار کیا
کہ اتنے مین خسرو خان وغیرہ سامنے آے مجرا کیا امیر کو قلعے مین لاے خورشید خاوری نے کہلا بھیجا کہ کنیز کو بھی
عزت بخشیے یہان تشریف لائیے اور کئی پیغام بھیجے امیر نہ جاتے تھے کہ قاسم نے اُٹھکر امیر کی اُنگلی پکڑ لی اور اپنے ہمراہ
اندر محل کے لایا ملکہ نے مجرا کیا امیر نے کہا ملکہ تمھارے بُلانے سے ہم آے بڑی فکر ہین لشکر کی اپنے ہی ملکہ نے کہا یا امیر
ترک توسن ایک مرتبہ مسلمان ہوکر دغا کر چکا ہی اب یہ پھر جب موقع پائیگا دغا کریگا اور ہمارا حال اسکا دل سے
کئی مرتبہ زخمی ہوکے بھاگنا اور شہر جنگل کا حال بعد اُسکے رستم کو طلسم مین پھنسانا سب بیان کیا امیر نے کہا مین اسکو اپنے
ساتھ لیتا جاؤنگا ملکہ نے قاسم کی شکایت کی کہ کہنا نہین مانتا قلعے سے نکلکر لڑنے کو پہونچا تھا کہ آپ آگئے امیر اسکی
جرأت کو سنکر غش کر گئے اور پھر بہت پیار کیا اب امیر نے رستم کا ذکر چھیڑا کہ ملکہ رستم نے ہمارا قصور نہ معاف کیا
ملکہ نے قسمین کھائین کہ رستم روز آپکو یاد کر کے رویا کرتا تھا کہ کیونکر میرا قصور عفو ہوگا اب تو صورت دکھانے کے
قابل نہین رہا غرض کہ امیر نے خاصہ کھا کر آرام کیا ایک ہفتہ رہے بعد اُسکے سب سے رخصت ہوکر چلے ترک توسن
ہمراہ ہوا اور ایسے صحرا مین لایا کہ آگے ریگ تھی پانی نایاب امیر کے یہان جسقدر پانی تھا ترک توسن کے لشکر کو بھی دیا
اپنے لشکر پر بھی تقسیم کیا آخر کو پانی ہو گیا جب دوسرا دن ہوا گرمی شدت کی تھی اُسمین رستہ چلنا صدمہ تھا جانور آدمی مرگئے
جانور اور ریگ مین گھسے جاتے ہین عمرو امیر سے کہتا ہی کہ اسکے چہرہ کی سیاہی ابھی نہین گئی اور یہی یہان لایا ہی مگر
ترک توسن نے اپنے لشکر مین ایک بچھوے کے اندر پانچ ہزار پکھال پانی سے لبریز رکھے اوپر سے زری چاندنی
ڈلوادی اپنے لشکر کو پلاتا ہی امیر کی فوج پیاسون مرتی ہی بوند نہین دیتا مگر عمرو پانی کی تلاش کو نکلا تھا پھرتے
پھرتے ترک توسن کے لشکر مین آیا اُسی بچھوے مین پہونچا کچھ خنکی معلوم ہوئی دیکھا کہ پکھالین پانی سے بھری ہوئی
رکھی ہین اور اوپر سے کپڑے پڑے ہین نگاہ عیاری سے دیکھکر بھاگا ہوا امیر کے پاس آیا اور بیان کیا امیر نے
ترک توسن سے کہا کیون برادر یہ کیا حرکت ہی ترک توسن پانون پر گر پڑا اور کہا بشر کا جامہ رکھتا ہون مین نے سوچا
کہ بے پانی زندگی نہوگی اس سے اتنا پانی اپنے لیے بچا رکھا قصور ہوا اب ایسی خطا نہوگی آپکا خیال نہ رہا اب ایسی
حرکت نہوگی امیر نے پانی لشکر کو دیا اور کچھ اسکے واسطے بھی چھوڑ دیا بعد پہر بھر چلنے کے وہ ریت برطرف ہوئی امیر
بارگاہ مین اُترے اب ترک توسن عمرو سے خار کھاتا ہی کہ اسکے باعث سے ایک نہین چلتی نہین تو اسی سرزمین
طلسم مین امیر کو بھی لا چکا تھا یہ عمرو نہ جانے دیگا اب جو امیر صبح کو چلے سیارہ بھی ہمراہ ہوا اس درہ کوہ کو پہچان کے
کھڑا ہوے رونے لگا امیر جو وہان پہونچے سیارہ کو روتے دیکھکر پوچھا کیا ہی کیون روتا ہی عرض کیا رستم اسیجگہ سے
غائب ہوے امیر نے عمرو سے کہا خواجہ بس یہین اُترو مین اپنے فرزند کی خبر کو جاؤنگا جب ہم غیرونکی مدد کرتے
ہین تو وہ تو فرزند ہی بلکہ یہ کہکر چلے عمرو نے روکا امیر نے کہا ای عمرو تو مجھکو روکتا ہی فرزند کا میرے حال سن چکا ہی
عمرو نے کہا مین اسلیے روکتا ہون کہ پہلے کسی گنہگار کو بھیجیے دیکھیے اُسپر کیا گذرتی ہی بعد آپ بھی جائیگا امیر نے
ایک گنہگار کو بھیجا جسوقت وہ سرحد طلسم مین پہونچا آندھی چلی اور ایک پنجہ اسے لیگیا اسوقت امیر نے عبادتخانہ
برپا کرایا اور آپ اندر عبادتخانے کے گئے عمرو دروازے پر بیٹھا امیر تمام رات بھر دعا کی رو سے صبح ہوتے خواب ہوا

کہ یہ تمھاری قسمت مین نہین ہی اور نہ رہائی رستم کی تمھارے ہاتھ سے ہی اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ حضرت خضر امیر کے پاس آئے اور کہہ گئے کہ طلسم کی فتح آپکے نام تھی امیر باہر آئے عمرو سے خواب بیان کیا عمرو سنکر خوش ہوا اور کہا یا امیر بس اب جلدی چلو لشکر کی خبر تو امیر رستم کو یاد کر کے بہت روئے اور روانہ ہوئے اب پھر راہ سے بھٹک کر چلے تیسرے دن ایک سپاہی دیکھی جب قریب پہونچے دیکھا کئی ہزار سوار ہین اور ایک نوجوان ہی خود سر پر فروغ چہرہ پر امیر کو دیکھکے مرکب سے کودا اور جھک کے مجرا کیا امیر نے کہا ہان ہان جلد مرکب پر سوار ہو اسنے کہا کیا مجال ہی میری اور حضور میرا خیمہ بھی یہانسے نزدیک ہی آپ چلین تو مین اپنا حال بیان کرون امیر وہان آئے اسنے کہا میرا نام افراسیاب کوچک ہی اور باپ کا نام قدر ارسلان ترک ہی سارے ترکستان کی بادشاہت میرے باپ کی تھی خان اعظم نوکر تھا شمامہ جادوگرنی کے سبب سے سلطنت چھین لی اس حرامزادی نے سحر کیا سبکے ہاتھ پاؤن رہ گئے خان اعظم نے سب کو مارکے باپ کو میرے پکڑ لیا اور کہا قتل کرو اسوقت باپ نے میرے کہا کہ میری عرض خان اعظم سے ذرا گزرا دو کہ مجھے کچھ کہنا ہی صلصال نے سامنے بلوایا میرے باپ نے کہا کہ جب مجھے اختیار تھا اور مین صاحب حکومت تھا ہو سکتا تھا کہ اگر مین تجھے قتل کر ڈالتا اب سلطنت تو تونے لی جان میری کیون لیتا ہی آیا اگر مین کسیطرح کا دعوی کرون تو قتل کر جہان تو کہے مین وہان جا کر اپنی زندگی بسر کرون آخر حیات باقی تھی اسکے دلمین آگئی کہا اچھا جا دشت گنجاب اک جگہ ہی وہان رہو بس یا امیر جبسے وہ وہین ہین بارہ برس ہوئے ایک خواب دیکھا تھا کہ کسی بزرگ نے کہا تو خاطر جمع رکھ امیر آئینگے تو انکا دین قبول کرنا وہ تیری سلطنت دلا دینگے تو یا امیر یہان سے پانچ منزل پر ہی آپ چلین امیر نے کہا مجکو جلدی ہی کہ لشکر کا حال نہین معلوم اب جو ادھر جاؤن تو دس منزل کا چکر ہو مین رقعہ لکھے دیتا ہون جو کلمہ کہ تجھے بتاؤن تو جاکے اپنے باپ کو مسلمان کر کے ترکستان مین لیکر آ افراسیاب نے کہا کہ مین تو آپ کے قدم اب نہ چھوڑونگا رقعہ کسی اور کے ہاتھ بھیجدونگا اور اسیوقت رقعہ اپنے اک رفیق کے ہاتھ کچھ لوگ ساتھ کر کے بھیجدیا کہ تو لیکر ترکستان مین آنا اور آپ امیر کے ہمراہ ہوا امیر اسکو ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوئے

صلصال بن وال کا نامہ لکھنا شمامہ جادوگر کو اور اسکا آکر برف باری کرنا لشکر اسلام کی تباہی بعد اسکے شمامہ کا چلی جانا ایک ساحرہ کو واسطے مدد کے چھوڑ کر

صلصال جسوقت شکست فاش اٹھا کر قلعہ انکس مین آیا سوچا کہ کیا کرون ایک ساحر کو کہ واسطے خبر گیری کے طرفسے شمامہ کے اسکے پاس رہتا تھا نامہ دیکر روانہ کیا کہ جلد پہونچا ساحر روانہ ہوا بعد دور روز کے خان اعظم پلنگ پر لیٹا تھا کہ بجلی چمکی آنکھین اسکی جھپک گئین اب جو دیکھا پہلو مین شمامہ جادوگر کو پایا خان اعظم نے سارا حال رو رو کر بیان کیا شمامہ نے کہا تو نہ رو مین ایک دم مین سبکو غارت کر دونگی خان اعظم نے کہا امیر یہان نہین ہین شمامہ نے کہا جب آئینگے سمجھا جائیگا اور صلصال سے بیٹی اسنے خوب منھ کالا کیا بس اسی خوشی مین اسنے کہا کہ دیکھ مین یہ چاہتی ہون کہ میرے آنے کی خبر کسیکو نہو اسیواسطے چپکے سے آئی ہون کہ اگر مین نے انکو غارت کر دیا تو تیرا نام کچھ نہوگا مین چاہتی ہون کہ جیسی تیری شیخی ہوئی ہی ویسا ہی اب ترکون کا نام ہو کہ دلیر بہادر ہین تو کوچ کر کے جا اور لشکر اسلام کے مقابل خیمہ برپا کر مین سحر سے برف برسائی ہون جب ہاتھ پاؤن بے قابو ہون رات کو جاکر شبخون مار بس تیرا کام ہو جائیگا خان اعظم بہت خوش ہوا پاؤن پر گر پڑا غرض شمامہ رات بھر منھ کالا کروایا کی خان اعظم صبح کو نہا کر تخت پر بیٹھا نوشیروان اور بختک سے کہا کہ میرا

جی چاہتا ہی کہان خدا یہ ستون پر شبخون مارون اور یہ نکرون تو کہانتک بھاگون آخر ایک دن مرنا ہی بختک حیران ہوا
آج یہ مرد کیونکر بنا سو جا کہ ضرور اسکی خالہ نے مدد کی ہی پھر اس سے ہین کیا اور خان اعظم نے اسیوقت کوچ کیا
اور پانچ کوس لشکر اسلام سے ہٹ کر خیمہ بپا کیا خبر بادشاہ کو ہوئی سلطان سعد بھی حیران کہ یہ کیون آیا ہی
مرزبان خراسانی جو وزیر تھا اُس سے کہا آیا تمھارے خیال مین یہ کیا امر ہی مرزبان نے کہا عمرو کہتا تھا کہ یا امیر
حصار کر جاؤ معلوم ہوتا ہی کہ شاید شمامہ جادو آئی ہی یہان سب اس تردد مین ہین کہ وہان شمامہ نے سحر کیا کوئی
پہر دن چڑھا تھا کہ اک ابر سیاہ اُٹھا اور دوسری طرف سے سفید ابر آیا دونون آکر ملے اور لشکر امیر پر چھا گئے
اور برف پڑنے لگی ہوا سرد چلنے لگی بس یہ کیفیت ہوئی کہ سبکے کلیجے تھرانے لگے شام تک اسقدر برف
پڑی کہ سارے خیمون مین جم گئی اب ہر طرف آگ روشن کیجاتی تھی مگر سردی کم نہین ہوتی بلکہ دروازے
خیمونکے ہر طرف سے بند ہونے لگے بیلدارون سے بھی وہ برف نہ کٹ سکی اب سب بہادر لشکر مین ہین
صرف کرب نہین ہی کہ شکار کو گیا تھا کہ اتنے مین قران آیا اور بادشاہ سے بیان کیا کہ یہ سحر ہی بس بہتر یہ ہی
کہ ناموس کو یہانسے نکال دیجیے سلطان سعد نے کہا اچھا تم سبکو لیکر نکل جاؤ قران اور سب عیار تو
ناموس کو لیکر کسیطرف نکل گئے تمام لشکر رات بھر سردی کھایا کیا دوسرے روز ہاتھ پاؤن اینٹھ گئے یہان
یہ حالت وہان خان اعظم نے ترکون سے کہا کہ جاکر شبخون مارو ترک اور کچھ ساسانی بھی شریک ہوکر
لشکر پر آگرے قتل کرنے لگے اہل اسلام کی یہ کیفیت ہی کہ پہلے ہی سے مردہ ہو رہے تھے ہاتھون مین اتنی قوت
نہین کہ قبضہ تلوار کا پکڑین عجب بیکسی سے قتل ہو رہے ہین آخر کار سردارون کی یہ کیفیت ہوئی کہ پہلے
فرامرز اور ہلال زرین تاج نے چلنے کا سامان کیا مرکبون پر سوار ہوے کچھ مغربی ہمراہ اُسی حال مین
لڑتے بھڑتے ایک طرف نکل گئے پھر لندھور دونون بیٹون سمیت ہندی ہمراہ نعرہ کرکے لڑتے ہوے
دھاک زبردستی کی باندھے ہوے نکل گئے پھر مالک اژدر اپنے نیزہ بازون سمیت ایک جانب روانہ
ہوئے اسیطرح سب سردارون نے اپنی اپنی راہ لی اور اُسی حال مین بہت سے سردار کمزوری
سے زخمی ہوئے کہ ہاتھ پاؤن قابو مین نہ تھے اسیطرح جسکا جدھر منہ پڑا وہ اُدھر نکل گیا اسپر بھی دس
بارہ لاکھ آدمی مارے گئے رات بھر ترکون نے قتل کیا صبح کو دیکھا تو سارا مال سب بارگاہین پڑی ہین
ترکون نے آکر خان اعظم سے سب حال بیان کیا صلصال نے طبل شادمانی بجوایا تاج کو پیچ کرکے
بختک سے کہا دیکھا ملک جی تمنے بختک بھی خوش ہوا کہ اتنے مین قیماس خاوری بھی صندوق سے
نکلا خان اعظم کو مجرا کیا صلصال نے خلعت دیا بختک سے قیماس کی بہت تعریف کی کہ میرا عزیز بھی
ایسا بہادر ہی کہ اُسنے لات پرستی نچھوڑی اور یہ قیماس خان سے کہا کہ تم جاکر امیر کی بارگاہ اور سب
مال و خزانہ لوٹ لاؤ قیماس خان نے کہا ابھی اور اُسیوقت گیا بارگاہ سلیمانی تو لدی ہوئی کھڑی تھی
جیسے امیر گئے تھے باقی بارگاہ حشامی اور تمام خیمہ بارگاہین خزانہ لیکر قیماس خان آیا وہ لوگ خدا پرست جو
بارگاہ کے محافظ تھے ہمراہ چلے آئے قیماس خان نے چوکی پہرہ ترکون کا مقرر کیا کہ بختک نے خان اعظم سے کہا کہ آپکو
ایسی فتح اور اتنی بڑی خوشی حاصل ہوئی آیا ہم بھی دوست ہین جیسے آپ نے کچھ حال مفصل نہ کہا کہ کیونکر فتح ہوئی تب
خان اعظم نے شمامہ کا آنا بیان کیا بختک نے کہا تو میری بھی ملازمت کرا دیجیے بلکہ ہمراہ لیتے چلیے جب طلب ہو دروازے سے
بلا لیجیے گا غرض خان اعظم بختک کو لیکر شمامہ پاس آیا آپ اندر گیا بختک کو دروازے پر چھوڑا اور جاکر شمامہ سے کہا آپکے

صدقے سے فتح نصیب ہوئی اور کہا نوشیروان کا ایک وزیر بختک ہی وہ آنا چاہتا ہی شمامہ نے کہا بلاؤ بختک کو بلایا اُسنے آکر مجرا کیا دیکھا شمامہ نے کہ بڑا حرامزادہ ہی اور اُسنے سب حال امیر کا اول سے آخر تک بیان کیا اور کہا اک پیادہ بھی اُسکے لشکر مین ہی جسکے پاس چھلی ہوئی مینخ تیار رہتی ہی اُس سے ناک مین دم ہی شمامہ نے کہا یہ تو مجھے ہنسنا ہی بختک نے کہا مین آپ کو نہین کہتا ہون اور سر برندۂ جادوگران بھی اُسکا لقب ہی شمامہ ہنسی اور کہا میرا وہ کیا کریگا اُسکا ابھی علاج کرونگی بختک نے کہا ہان آپکا کیا کہنا آپ بھی باتین کرتا ہی اور پیٹرو کو اُسکے دیکھتا جاتا ہی شمامہ گھبرائی کہ یہ موا پیٹرو کو میرے کیون دیکھتا ہی بختک دلمین کہہ رہا ہی کہ اسی پیٹرو کی شمع جلانے والے نہین ہین اور شمامہ کبھی پیٹرو کبھی سینہ دوپٹے سے چھپاتی ہی اک گلی خشک رنڈی ہی سحر سے اپنے کو بنا رکھا ہی نہین معلوم کہ کیا عمر اسکی ہی غرض بختک نے بہت تعریف کی اور اُٹھ کر چلا آیا اتنے مین ایک جادوگر ظلمات سے آیا مگر کچھ گھبرایا ہوا شمامہ سے کہا سرامہ جادو و مامہ کی بیٹی قریب مرگ ہی شمامہ بھی سنتے ہی گھبرائی خان اعظم سے کہا اب مین جاتی ہون لیکن پھر اسنے چلتے وقت منھ کا لا کروایا مگر جسوقت چلنے لگی خان اعظم نے کہا اب تو تو جاتی ہی اگر امیر آئینگے تو مین کیا کرونگا شمامہ نے کہا تو نہ گھبرا اور اک دستک دی دیکھا بجلی چمکی اور اک نازنین تخت سحر پر سوار سامنے آئی مجرا کیا شمامہ نے کہا کہ ای اندروس جادو تو اسکے پاس رہ جو یہ کہے وہ کرنا یہ اندروس الماس جادو کی بہن ہی اور ساحرہ نہایت زبردست ہی غرض کہ شمامہ اسے چھوڑ کر بارہ ہزار ساحر بھی چھوڑے اور آپ پردۂ ظلمات کو چلی گئی اندروس جادو کہ اسکا سن بھی کم ہی اور بہت خوبصورت ہی خان اعظم عاشق ہو گیا کہا ای اندروس بموجب حکم ملکہ کے جو ہم کہین وہ کروگی اُسنے کہا جو کہیے دلمین سوچا کہ یہ بُری طرح دیکھتا ہی مگر کیا مضائقہ ہی اسمین کچھ ایسی صفت ہی کہ شمامہ فریفتہ ہی غرض اسوقت سے ہنسی شروع ہو گئی

داستان مصیبت بیان سر کٹوانا اہل اسلام کے اور لاشونکی سڑک بنوانا اور کرب کا یہ حال سنکر شبخون مارنا اندروس جادو کا سحر سے کرب کو پکڑنا اور اُسوقت شمامہ کا آکر اندروس کو مارنا قماس خان خاوری کا مسلمان ہو کر بارگاہ امیر لشکر خان اعظم سے لیجانا

خان اعظم نے تباہی لشکر اسلام کی خوشی کا جشن کیا بعد اُسکے حکم کیا کہ لاشین اُٹھاؤ اور سر کاٹ کر مینار اور کنگرے بناؤ اور لاشونکی سڑک اُسیوقت اہل اسلام کے مُردون پر یہ بدعت ہوئی کہ تین فرسخ تک لاشونکی سڑک بنی اُسپر سرونکے مینار اور کنگرے بنائے گئے اب ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ سڑک اور مینار تیار ہین خان اعظم جلوس شاہانہ سے مع نوشیروان تخت پر سوار اور اُسی سڑک کے بیچ مین سیر کرتا چلا گیا اور پھر آیا جب رات ہوئی ابو الفتح بالادوی کو نکلا تھا آیا یہ حال دیکھکر روتا ہوا پھرا صحرا مین ایک طرف روشنی معلوم ہوئی جیسے سواری آتی ہی ابو الفتح نے دو کوس آگا باندھا دیکھا کرب دلاور بارہ ہزار قزاقون سے چلا آتا ہی ابو الفتح نے سلام کیا اور کہا آپ کہان جاتے ہین کرب نے کہا برادر مین اب شکار سے پھرا ہون لشکر کو اپنے جاتا ہون ابو الفتح نے کہا لشکر تباہ ہو گیا اور رو رو کر سب کیفیت بیان کی اور کہا اب وہان کون ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ بادشاہ کی تلاش کیجیے کرب نے کہا ای ابو الفتح آپکا خدا حافظ ہی مین داروغہ بارگاہ کا کہلاتا ہون پھر بارگاہ لیے نہ ہونگا امیر کو کیا منھ دکھاؤنگا ابو الفتح نے لاکھ منع کیا نہ مانا پھر تو دو پہر کے عرصے تک اور بھی

قزاق بھاگے ہوئے اپنے آقا کی خبر سنکے جمع ہو گئے یہانتک کہ پچیس ہزار قزاق ہوئے کرب دو پہر رات گئے لشکر صلصال پر شبخون کرا قتل کرنا شروع کیا غل ہوا پکار جی کرب نے صبح تک اسی ہزار کافر مارے اور بوق بجائے کہ ای یاران بدر رو پدا اور نشان پہلے ہی بتادیا تھا کہ فلان جھیل پر جمع ہو نا سب نکل گئے صبح کو خبر خان اعظم کو ہوئی بختک نے صلواۃ پڑھی اور کہا ای خان اعظم اسکا ذکر نہ کیا تھا اب یہ جیت پریشان کریگا غرض دن گذرا رات ہوئی پھر کرب نے شبخون مارا ہزارہا کو قتل کیا اور نکل گیا دوسرے روز صلصال نے کہا کیا تدبیر کرون اس دیوانے نے تو اور بھی پریشان کیا تم بلا کر منیر گرگ کو کہا کہ چلو اس دیوانے کی خبر لو آیا کسطرف سے آتا ہی گرگ خطائی مجرا کر کے واسطے تلاش کرب کے چلا ادھر ادھر گئے کئی کوس ڈھونڈھا لیکن کرب کا پتا نہ لگا اور کرب جو پلٹ کر جھیل پر آیا کچھ کھایا پیا بعد اسکے فتاح سے کہا کہ جبتک بارگاہ نہ کے لو نگا روز شبخون مارونگا مین کیا منھ لیکر امیر کے پاس جاؤن اور دوسرے سکے ایسے یار ویناسے اٹھ جائین اسکا جینا مرنے سے بدتر ہی مجکو بھی بعد لشکر اسلام کے زندگی منظور نہین فتاح نے سمجھ لیا کہ اسنے جسطرح سمندر کے لشکر پر شبخون مارے تھے یہان بھی ویساہی کریگا غرض کہ جب رات ہوئی کرب نے پھر شبخون مارا اور نکل گیا صبح تک ترک آپس مین لڑا کیے جب روشنی ہوئی آفتاب نکلا ایک نے دوسرے کو پہچانا کشت و خون موقوف ہوا خان اعظم نے تاجر آکر اندروس جادو کو طلب کیا اور کہا تو کوئی تدبیر کر اندروس نے کہا ہمکو معلوم ہو کہ اسوقت شبخون آیا تو کچھ علاج کیا جائے یہ خبر کرب کو ہوئی آج کرب پہلے تو لشکر پر شبخون کرا بعد اسکے جادوگرون پر آپڑا قتل کرنے لگا ترکون نے کرب کا پیچھا کیا کہ آج اسے نہ چھوڑو اور کرب نے جب بہت سے جادوگر مارے دیکھا کہ اب وہ سحر جگانے لگے ایک آدھ اگیا ہی روشن نظر آئی بوق بجایا کہ ای یاران بدر رو بدا و قزاقون سمیت نکل گیا ترک کہ عقب مین کرب کے آئے تھے جادوگرون نے جانا یہی شبخون آئے تھے اور ترکون نے جانا کرب کے لوگ ہین آپسمین تلوار چلنے لگی ساحرون نے سحر کیا بہت سے ترک مارے گئے کسی ساحر نے ناریل مارا کہ صفین توڑتا ہوا نکل گیا صدہا آسمین گر گئے کسی نے گولہ مارا وہ پھٹا اور برقین چمک چمک کے ترکون پر گرین کہ کام تمام کیا اسیطرح صبح تک ہزارہا ترک مارے گئے جب آفتاب نکلا ایک نے دوسرے کو پہچانا خبر اندروس کو ہوئی خان اعظم سے کہا کہ آج تمھارے ترکون نے میرے جادوگر مارے ترکون نے آکر ساحرون کی شکایت کی یہ کیفیت دیکھکر بختک تو خوب تاو دینا چاہا اور کہا واہ ای کرب خوب لڑوا گئے کیا کہنا آج خان اعظم نے پھر گرگ پر تاکید کی اور گرگس ساسانی ساہر بخد لوتش وغیرہ سب سے کہا کہ خبر کرب کی جلد لاؤ کہان ہی عیار واسطے خبر کے روانہ ہوئے یہان خان اعظم اندروس سے مصروف اختلاط ہوا اور اک خیمہ مین لایا اندروس نے کہا کیون درمیان میرے اور اپنے خرابی لایا چاہتا ہی شمامہ سن لے گی تو نہین معلوم کیا کریگی اسنے نہ مانا اور مطلب اپنا نکالا کہ اسیوقت غل ہوا کہ کرب شبخون کرا ہی قتل کرتا ہی صلصال نے جلدی سے فراغت حاصل کی اندروس کو ساتھ لیکر تخت پر بیٹھ کر باہر آیا کہ کچھ علاج اسکا کرے کرب شبخون مار کر نکل گیا کہ شاید ساحر سحر کرین مگر آج گرگ خطائی اس صحرا مین پہونچا جہانسے کرب شبخون آتا تھا اور جاکر ٹھہرتا تھا دوڑا ہوا آیا اور خان اعظم سے بیان کیا کہ کرب فلان بیابان مین ہی خان اعظم دیکھنے لگا کہ کسے بھیجون فرید شاہ بیٹا خان اعظم کا جا رہی ہین ایک باقی رہگیا تھا اسنے کہا کہ

کہین جاتا ہون خان اعظم نے منع بھی کیا کہ تو ایک رہگیا ہی کوئی اور چلا جائیگا اسنے نہ مانا قصدا منگیر ہوئی اور اسی ہزار ترک ہمراہ لیکر روانہ ہوا گرزک بھی ہمراہ تھا راستہ بتانے کے لیے اُس خیمے مین لایا جہان کرب مقیم تھا وہان اندلیس بن عمر نے دیکھا کہ فوج آتی ہی دوڑکر کرب کو خبر کی کرب نے بوق بجائی سب تیار ہوگئے اور ایکطرف چلے کہ فرید شاہ بھی پہونچا اور پکارا او دیوانے مجہول نامرد بھگوڑے کہان جاتا ہی یہ سنکر کرب نے خیال کیا کہ جب مین نے سنا ہی تو کیا ان سب کے کان بند ہین ضرور سب نے سنا ہوگا فاتح نے بھی سنا ہوگا یہ ایسا سخت کلمہ کہتا ہی ہمراہیون سے کہا تم چلو اور آپ پھرا فرید نے بھی اپنا مرکب روکا کرب نے کہا او گیدی نامرد تو تیرا باپ ہی کہ ایک عورت کے بھروسے پر لڑتا ہی اور نہین تو بھاگنے کا راستہ نہ ملتا فرید نے یہ کلمہ سنکر تلوار ماری کرب نے سپر کرتوس عاد پر روکی اور تیغہ کرتوس مارا سپر اُسکی چہرے تک نہ آنے پائی تھی کہ تیغ سر پر پڑی مع مرکب چار ٹکڑے کیے یہ تو مارا گیا اور کرب گھوڑا اُڑا کر راہی ہوا ترک آکر اسکی لاش پر رونے لگے فوج بے سردار ہوئی کرب گو تنہا تھا مگر کسی نے پہچانا نہ کیا غرضکہ ترک اسکی ارتھی بنا کر خان اعظم پاس لائے صلصال بارگاہ مین بیٹھا تھا بختک کہ رہا تھا کہ آپنے بیٹے کو بھیجا تو ہی چار سو مین سے ایک کم تھا ہو پورے ہو جائینگے خان اعظم نے اسے جوتیان مارین کہ کیا بکتا ہی ایک بیٹا رہگیا ہی تو فال بد مُنہ سے نکالتا ہی وہ بہت زبردست ہی کرب اُسکا کیا کریگا کہ اتنے مین رونے کی صدا بلند ہوئی ہرکارون نے آکر کہا کہ فرید شاہ کی لاش آتی ہی کرب کے ہاتھ سے مارا گیا خان اعظم سمجھا کہ کرب مارا گیا کہا کیونکر مارا گیا اور ساتھ والے کیا ہوے کہا سب بھاگ گئے اور اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے خان اعظم نے کہا پھر اچھا ہوا فرید کے پیے خلعت بھیجو کہ کرب کو مار کر آتا ہی اُنھون نے کہا وہ نہین آپکا فرزند مارا گیا خان اعظم نے نوشیروان کیطرف دیکھا بختک نے کہا ہنسا آپنے کہ فرید مارا گیا صلصال نے کہا خبردار تو ایسی ہنسی نہ ہنسنا کر بختک سمجھا کہ یہ بیٹے کے غم مین دیوانہ ہوگیا کہ اتنے مین ارتھی فرید شاہ کی پہونچی اب تو صلصال نے تاج سر پر سے دے مارا اور رونے لگا بختک بھی رونے لگا مگر خان اعظم کے دکھانے کو اور اس روز خان اعظم نے جشن کی تیاری کی تھی کہ اندروس جادو سے وعدہ وصل ہوا تھا اندروس نے کہا تھا کہ آج رات کو مین تیرے پاس ہونگی سارا جشن کا سامان سامان غم ہوگیا صلصال نے ارتھی اُسکی جلادی اور بختک سے کہا کہ اسکی مان نہ جیے گی کہ اس سے بہت محبت رکھتی تھی بختک نے کہا قضا اُسکی آچکی تھی وہان نہ مارا جاتا گھر مین مرجاتا خان اعظم کو غصہ آیا لیکن بختک کے رو رو کے کہنے سے چپ ہو رہا اتنے مین رات ہوئی دو پہر رات گئے پھر غل ہوا کہ دیوانہ شبخون کرتا ہی کرب نے جیسے کہ ساحرون کو دیکھ لیا ہی تکتا نہین شبخون مارا اور نکلگیا صبح کو صلصال نے پھر عیارون پر تاکید کی کہ اسکا پتا لگاؤ گرزک نے دو تین روز مین پھر پتا لگایا کہ کرب روز شبخون مارتا ہی آج شبکو خان اعظم نے اندروس سے منہ کالا کیا اور صبح کو بارگاہ مین آیا کہ گرزک خطائی پہونچا اور کہا کہ کرب فلان جنگل مین ہی خان اعظم مع نوشیروان اندروس جادو کو بارہ ہزار جادوگرون سمیت ہمراہ لیکر چلا مستر قران واسطے خبر کے آیا ہوا تھا یہ حال دیکھکر بھاگا کرب سے جا کہ بیان کیا کہ صلصال بارہ ہزار ساحر لیئے چڑھ آتا ہی کرب نے بوق بجائی سب قزاق تیار ہوے کہ اتنے مین خان اعظم پہونچا کرب نے دیکھا کہ اب بھاگ کر بچ نہ سکوگے کیونکہ ساحر ساتھ ہین اس سے ہر طرح مرنا بہتر ہی تلوار کھینچکر ترکون پر آپڑا قتل کرنا شروع کیا پچیس ہزار قزاق بوقین بجا بجا کر گرے قتل کرنے لگے دم بھر مین کشتون کے پشتے

باندھ دیے اب تو خان اعظم گھبرایا اندروس جادو سے کہا کہ کھڑی کیا دیکھتی ہی کوئی تیر ماریگا تیرا بھی خاتمہ ہوجائیگا
اندروس یہ سنکر آگے بڑھی اور کچھ اسم سحر پڑھکر دانے ماش کے مارنا شروع کیے جسکے ہوا بھی دانون کی لگ گئی
ہاتھ پاؤن اسکے رہگئے اندروس جادو نے کہا بس اب چاہو انکے سر کاٹو چاہو قید کرو اور ترک تلوارین لیے
چلے کہ سبکو قتل کرین ہر ایک مسلمان کی یہ کیفیت کہ زندہ مردہ سے بدتر ہاتھ پیر بے حس و حرکت دعا مانگنا
شروع کیا ایک مرتبہ ترک قریب کرب کے پہونچا چاہتا ہی کہ تلوار مارے ابر سیاہ پیدا ہوا بجلی چمکی آنکھیں اسکی
جھپکین گرہ بجلی چمک کر اندروس جادو پر گری کہ مع تخت دو ٹکڑے ہوے نعرہ ہوا منم شمامہ جادو
او صلصال حرامزادے مین نے تو تیری مدد کے لیے اسے چھوڑا تو نے لونڈی کو میری جورو بنایا
او بیمروت اب اگر تو مارا بھی جائیگا تو کبھی نہ آؤنگی اور یہ کہکر ابر غائب ہوگیا ادھر تو وہ ترک تلوار کھینچے سر پر
کرب کے کھڑا تھا کہ کرب کے ہاتھ پاؤن کھل گئے اسنے تلوار ماری کرب نے خالی دیا اور تیغہ کرتوس
مارا کہ دو ٹکڑے ہوے اور بوق بجاکر ترکون کو قتل کرتا ہوا ایک طرف نکلگیا خان اعظم رنجیدہ پھرا جادوگرون نے مارے خوف کے
لاش بھی اندروس کی نہ اٹھائی کہ یہ شمامہ کی مغضوبہ ہی بختنک نے خان اعظم سے کہا کہ یہ کون سی حرکت تھی آپنے ذرا سے مزے کے لیے
مددگار کو اپنے خفا کردیا اب کیا ہوگا خان اعظم نے ندامت سے سر جھکالیا کچھ نہ کہا رات کو قیماس اپنے پلنگ پر لیٹا تھا کہ اندروس
کے واقعہ پر قیماس خان خاوری کو حیرت ہوگئی اور سوچا کہ بیشک دین امیر کا برحق ہی کسوقت مین کرب کی
خدا نے بچایا اور افسوس ہی کہ امیر نے مجسے کس طرح کہا ہے اور تو مسلمان نہوا اگر اب بھی اگر امیر پاس تو جائیگا تو
تیری بہت عزت ہوگی مگر خالی ہاتھ کیا جانا اگر چلے تو واسطے نذر کے بارگاہ لیچل اور خان اعظم بھی کچھ نہین ہی حد کا بودا
ہی یہ سوچ کے خاوریون کو جمع کیا اور سب حالت اپنے دل کی بیان کی اُنھون نے کہا بیشک سچ ہی کہ دین امیر کا برحق
ہی غرض قیماس خان ستر ہزار خاوریون سے جتنی بارگاہین تھین مع اثاثہ صاحبقرانی لیکر روانہ ہوا صبح کو
خبر خان اعظم کو ہوئی کہ قیماس خان خاوری بارگاہین لیکر روانہ ہوگیا خدمت صاحبقران مین
گیا ہی صلصال نے آردشیر اور مہردشیر دونون بھائیون کو بھیجا کہ جاکر بارگاہین چھین لاؤ وہ دونون
ساٹھ ساٹھ ہزار سوار لیکر آگے پیچھے روانہ ہوے یہان بختنک نے خان اعظم سے کہا کہ آپ تو بڑی
تعریف کرتے تھے قیماس خان خاوری کی کہ میرا امیر بخشی ایسا ہی اور ایسا ہی خان اعظم نے جواب نہ دیا وہان
کرب جب رات ہوئی شبخون لیکر چلا کہ راستے مین مہتر قران سے ملاقات ہوئی قران نے کہا ای نظر کردہ شاہ مردان
کہان جاتے ہو کرب نے کہا جبتک بارگاہ نہ لے لونگا شبخون مارے جاؤنگا قران نے کہا کہ بارگاہ تو
قیماس خان خاوری لیگیا کرب کو یقین نہ آیا اندلس کو واسطے خبر کے روانہ کیا اندلس بھی بعد کچھ
دیر کے پھر کر آیا اور کہا قران سچ کہتے تھے کرب نے کہا تو پھر مجکو صلصال سے کیا کام مجھے تو بارگاہ سے
غرض ہی اور تلاش مین قیماس خان خاوری کے روانہ ہوا قیماس خان خاوری بارگاہین لیے ہوے چلا جاتا ہی
کہ لوگون نے آکر عرض کی کہ اردشیر آپکے عقب مین آپہونچا قیماس خان خاوری ٹھہر گیا کہ اس سے
فیصلہ کرکے آگے بڑھونگا گرد اڑی اور اردشیر مع ساٹھ ہزار سوار پہونچا قیماس خان خاوری
کو سلام کیا اور کہا یہ آپنے کیا حرکت کی خان اعظم نے مجھے بھیجا ہی بہتر یہ ہی کہ بارگاہ لیکر پلٹ چلیے قیماس خان
خاوری نے کہا ای اردشیر مین تمکو بھی سمجھاتا ہون کہ تم بھی میرے ساتھ امیر حمزہ صاحبقران پاس چلو
اور دیکھو کہ کرب کیسا بہادر ہی اکیلے نے کتنے شبخون مارے جب سحر مین گرفتار ہوا تو یون مدد ہوئی کہ اپنے ہی

طرف والا دشمن ہوگیا تمامہ جادو اندوس جادو کو مارکر چلی گئی کرب کو گرفتار کرکے بھی نہ دے گئی دیکھو انکا خدا کیسی مدد کرتا ہی یہ سنکر اردشیر نے کہا کہ مین تمکو ابھی نہ کرونگا اور ای قیماس خان خاوری یا تو چل یا بارگاہ میرے حوالے کر قیماس خان خاوری نے کہا کیا بکتا ہی اگر کچھ اور ارادہ ہو تو مین موجود ہون مین نے تیرے سمجھانے کو یہ کلمات کہے اردشیر نے کہا لا فریب بہادری کی قیماس خان خاوری نے کہا اب مین نے غلامی امیر کا عہد کیا دل تو انکا آئین بھی اختیار کیا پیشہ سستی نہ کرونگا اردشیر نے نیزہ مارا قیماس خان خاوری نے چشم طعن مین نیزہ اسکا ہوائی گیا اُسنے تلوار ماری قیماس خان خاوری نے سپر پر روکی اور کمر کا ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ترکون نے جو دیکھا مارے خوف کے کچھ نہ بولے جب قیماس خان خاوری اسے مار کر پلٹا تو لاش اردشیر کی لیکر بھاگے یہ پھرے ہوے آتے تھے کہ مرد شیر پہونچا اُس سے رو رو کر بیان کیا کہ یہ قیماس خان خاوری کے ہاتھ سے مارا گیا مرد شیر سبکو لیکر پھرا یہ خبر قیماس خان خاوری کو ہوئی کہ بھائی اسکا مرد شیر آتا ہی قیماس خان خاوری پھر پلٹا کہ مرد شیر پہونچا اور پکارا ای قیماس خان خاوری غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مارا خیر اب بھی خان اعظم پاس چل عذر کر قیماس نے کہا او نامرد کیسا خان اعظم مین نے لعنت کی اُسپر اور لات ومنات پر بھی لعنت کی مرد شیر نے اس گفتگو مین تلوار ماری قیماس خان خاوری نے خالی دی اپنے کو تو بچایا مگر گردن کرگدن کی قلم ہوئی وہ تڑپنے لگا قیماس گر پڑا مرد شیر نے ایک ہاتھ اور مارا قیماس خان خاوری سنبھل کر آڑ ہو بچا کر ہاتھ کلائی پر ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی کمر بند پکڑ کر اُٹھا لیا مرد شیر نے امان مانگی قیماس خان خاوری نے کہا بشرط ایمان صاحبقران مرد شیر نے قبول کیا قیماس خان خاوری نے چھوڑ دیا مرد شیر نے کہا کہ مین اپنے لوگون کو بھی راضی کرون اور شام بھی ہوگئی تھی قیماس خان خاوری اپنے خیمہ مین گیا وہ اپنے خیمے مین آیا رفیقون سے مشورہ کیا کہ تمھاری کیا صلاح ہی اُنھون نے کہا کہ خان اعظم پاس بھاگ چلیے اور لات پرستی کیونکر ترک کیجاے اسکی بھی مت برگشتہ ہوئی رات ہی کو سب بھاگ گئے صبح کو خبر قیماس خان خاوری کو ہوئی کہا میری بلا سے مجھے کیا ایمان لاتا اُنکی آخرت بنتی یہ کہکر اُسی وقت طرف امیر کے کوچ کیا پہر دن چڑھا ہوگا کہ گرد اُڑی قیماس خان خاوری ٹھہرا جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا کرب دلاور پہونچا مگر مستعد بہ جنگ آیا تھا قیماس خان خاوری نے سلام کیا کرب نے جواب سلام دیا اور کہا کہاں جاتے ہو قیماس خان خاوری نے کہا ای بہادر یہ سب تیرے سبب سے ہوا میرے دل مین آئی کہ دین خدا پرستی برحق تیری شجاعت پہ دل وجد کرتا ہی اگر تلوار باندھے تو تیرا نام لیکر اور ایمان ایسا مضبوط ہوا کہ کسوقت مین خدا نے مدد کی کہ جان بچنے کی کوئی صورت نہ تھی جادوگر نے سنا منا تھا تو اب مین بارگاہ مین لیکر خدمت مین امیر کشورگیر کی جاتا ہون کہ نذر دونگا خالی ہاتھ کیا جاؤن کرب نے کہا تمھین جانا ہی تو جاؤ بارگاہ تو نہ جائیگی مالک اسکا مین ہون اور قیماس خان خاوری نے اُن لوگون سے کہدیا تھا کہ جبتک کرب آئے تم بارگاہ لیکر چلو اُنھون نے جو اپنے داروغہ کو دیکھا اور لیس ہوگئے جھگڑون پر کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین کہ قیماس خان خاوری نے کرب سے کہا آپ تو ہمیشہ کے داروغہ ہین اور اب بھی امیر آپ ہی کو دینگے مین تو اتنا چاہتا ہون کہ جان پر کھیل کر محنت سے لایا ہون تو نذر دون کرب نے کہا یہ ہرگز نہوگا قیماس خان خاوری نے کہا اچھا ایک کام کیجیے نہ آپ بارگاہ اُٹھا کر لیچلینگے نہ مین جھگڑے ہین ہم آپ دونون ہمراہ چلین کرب نے کہا بس زیادہ نہ بکو میرا مغز خالی ہوتا ہی تو اکیلا خدمت امیر مین چلا جا ہاؤ دو

بارگاہ تو مین ہی لونگا جب تو قیماس خان خاوری کو بھی غصہ آیا اور کہا کیا مجھکو تمنے حلوا ء تر کیا ہی مین نہی
ہون کہ تمھارے بادشاہ تک کو زخمی کیا ہی اور میری تلوار نے کسکا لہو نہین چاٹا کرب نے کہا تو پھر مین کیا
حلوا ہون قیماس خان خاوری نے کہا مین نے آپکو کب کہا بلکہ مین تو آپکی تعریف کرتا ہون اور نہین مانتے
تو پھر مار کے مارا جبتک ایک نہ رہیگا فیصلہ نہوگا کرب نے کہا تو لا ضرب قیماس خان خاوری نے کہا
مین تو پیشدستی نہ کرونگا اور دوسرے امیر کو کیا جواب دونگا کرب نے کہا تو بہتر مین ہی حملہ کرونگا اور تو
مجھسے مقابلہ کریگا قیماس خان خاوری نے کہا بس زبان کو بند کرو تم کیا ہو تمھارے باپ سے بھی لڑونگا یہ سنکر
رگ دیوانگی حرکت مین آئی نیزہ مار بیٹھا قیماس خان خاوری نے روک لیا اور نیزہ بازی ہونے لگی بڑی دیر تک
نیزہ چلا کیا کہ اتنے مین عمرو آپہونچا اور یہ ماجرا دیکھکر جاکے امیر سے بیان کیا امیر کو جو خبر ہوئی اشقر دیو
سوار اور اسباب کی چالاک ہمراہ مقبل وفادار ساتھ گھوڑون کو دوڑا کر قریب پہونچے امیر نے
دونون کو لڑتے دیکھکر نعرہ کیا ادھر قیماس خان خاوری ادھر کرب امیر حمزہ صاحبقران کے
نعرے کی آواز سنکر تھمے امیر حمزہ صاحبقران بیچ مین آگئے قیماس خان خاوری نے مجرا کیا امیر حیران
ہین کہ قیماس خان خاوری کجا اور یہ بارگاہ کہان آخر امیر حمزہ صاحبقران نے پوچھا قیماس خان خاوری
نے سارا ماجرا بیان کیا کہ مین بارگاہ آپکی خدمت مین لاتا تھا راہ مین کرب نے روکا مین نے بہتیرا منتین کین
نہ مانا اور مجھسے مقابلہ کیا امیر حمزہ صاحبقران نے کہا پھر بارگاہ مین کیونکر تمھین لین اور تم کیونکر چھوٹے آیا
میرے سردار مع بادشاہ کیا ہوئے قیماس خان خاوری نے شمامہ جادو کا حال اول سے آخر تک بیان کیا
عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کیون امیر حمزہ صاحبقران میرا کہنا نہ مانا آخر یہ حال لشکر کا ہوا امیر حمزہ صاحبقران کو
یہ سنکر نہایت صدمہ ہوا قیماس خان خاوری کو کلہ بتایا اور کرب کو قیماس خان خاوری اسکے گلے ملوایا
عمرو سے کہا خواجہ تم خبر لاؤ کہ میرے ناموس اور بادشاہ کیا ہوئے عمرو بن امیہ ضمری چلا جاتے جاتے
راہ مین لوگون سے معلوم ہوا کہ امیر حمزہ صاحبقران کے لوگ بھاگ کر ختن مین گئے ہین عمرو ختن کو چلا
اور یہ خبر خان اعظم کو ہوئی کہ امیر حمزہ صاحبقران کے ناموس ختن مین ہین خان اعظم نے کہا چلو مین آیا
ختن کی اینٹ سے اینٹ بجاؤنگا غرض نوشیروان اور طائر جادو سبکو ہمراہ لیکر خان اعظم ختن مین آیا
خبر یعقوب شاہ کو ہوئی اسنے پادشاہ کو خبر نہ کی مگر کہانتک ایسی خبر چھپ سکتی ہی سلطان سعد کو بھی معلوم
ہو گیا کہ خان اعظم آیا ہی سلطان سعد نے چاہا کہ قلعے سے باہر نکلون گو زخمی ہون یعقوب شاہ قدمون پر
گر پڑا اور کہا مین امیر حمزہ صاحبقران کو کیا منھ دکھاؤنگا آپ سیر دیکھین کہ کیسا قلعے کو آراستہ کرتا ہون
کہ اسکے فرشتے بھی نہ آسکین بادشاہ اسکی خاطر سے چپ ہو رہے اور خان اعظم نے دوسرے روز سوار یعقوب شاہ
پاس بھیجا کہ دروازہ کھولدے خدا پرستون کو باندھ کے میرے حوالے کر یعقوب شاہ نے خان اعظم کو
برا بھلا کہا خان اعظم نے اسیوقت طبل جنگ بجوادیا اور مورچہ کو چڑھا کیا ادھر سے توپین چلین ہزارون مارے گئے
آخر بھاگے جب خان اعظم نے طائر جادو سے کہا کہ کچھ تدبیر نہین کرتا طائر جادو آگے بڑھا سحر جو کیا توپ
بند ہو گئی مہتاب اور بارود کا یہ حال ہوا کہ جیسے ٹہنیون کے پانی مین بھیگی ہوئی ہی اور گولہ اندازون کے ہاتھ
پاؤن سن ہو گئے یہ رنگ دیکھکر بادشاہ اپنے سردارون کو لیکر قلعے سے باہر آئے اور وہین سے تلوار کھینچکر غنیم پر
چلے کہ عمرو بن امیہ ضمری بھی پہونچا یہ حال دیکھکے بھاگا اور امیر حمزہ صاحبقران کو خبر کی اور کہا یا امیر

اسم اعظم پڑھتے چلیے اور یہان طائر جادو نے پھر سحر کیا انکے بھی ہاتھ پانون رہگئے خان اعظم سے کہا بس انکے
سر کٹوا ڈالو اور ترک بارادۂ قتل چلے تھے کہ امیر پہونچے اور نعرہ کیا پہلے ساحرون پر گرے قتل کرنا شروع کیا
طائر جادو نے جانا کہ اسے بھی ایک دانہ ماش کا پڑھکر مارونگا ہاتھ پانون بیکار ہو جائینگے بھلا امیر پر سحر
کب اثر کر سکتا ہے کہ اسم اعظم پڑھ رہے تھے رائی سرسون ماش کے دانے پھینکا در ہوگئے طائر جادو
سمجھا کہ یہ بھی ہاتھ پانون باندھ دیے اب اسے گرفتار کرون کیونکہ سرخیل مسلمانان ہے بے کھٹکے قریب امیر کے آیا
چاہا کہ امیر حمزہ صاحبقران کو اسیر کرون مگر امیر حمزہ صاحبقران بھی اسے آتے دیکھکر چپ کھڑے
تھے چاہا کہ ہاتھ امیر حمزہ صاحبقران کا پکڑیون عقرب سلیمانی کا ہاتھ امیر حمزہ صاحبقران نے مارا
کہ دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرتے ہی آندھی چلی آگ برسی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من طائر جادو
بود سبکے ہاتھ پانون قابو مین ہوئے اور ترکون پر چلے جادوگرون نے آپسمین کہا کہ ارے جلد ظلمات
کو بھاگو دیکھو بغیر حکم شمامہ جادو کے لڑنے سے اسکا کیا حال ہوا ساحر تو بھاگے بختک کی جان نکلگئی
جلدی سے جبل بازگشت بجوا دیا امیر پھر کر بادشاہ پاس آئے مجرا کیا دیکھا کہ زخم سر بندھا ہوا ہے بعد اسکے
ہر سردار نامی کو زخمی دیکھا امیر حمزہ صاحبقران نے شکر کیا کہ خیر جس حال مین ہین زندہ تو ہین غرضکہ
سبکو لیکر شہر مین آئے خان اعظم جو بھاگا پھر قلعہ اکی مین پہونچا مگر امیر حمزہ صاحبقران جو ختن مین
آئے یعقوب شاہ کو خلعت دیا بادشاہ نے سب حال برفباری کا بیان کیا وہان خان اعظم کی پھر
شامت آئی کہا کہ نوئے لاکھ کی فوج ہے مین جا کر امیر حمزہ صاحبقران سے لڑونگا یا تو جان گئی یا ترکستان
لیا کہ اتنے مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور خان اعظم کو لے گیا بختک کا دم فنا ہوا جانا کہ کوئی دشمن لے گیا ہے
نوشیروان سے کہا اب یہانسے بھاگ مگر خان اعظم کو جو پنجہ لے گیا تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جب
پنجہ نے زمین مین اتارا اور بعد کچھ دیر کے اسے ہوش آیا دیکھا کہ ایک کوہ پر مین ہون اور ساہیار دیو سے
بڑی دوستی ہے وہ سامنے کھڑا ہے آپنے سلام کیا اور کہا اچھی طرح ہو بہت روز سے ملاقات نہوئی تھی اسلیے
لے آیا ہون یہ سنکر خان اعظم رونے لگا اور سارا حال تباہی کا ہاتھ سے خدا پرستون کے بیان کیا دیو نے کہا
چل مین ایک دم مین سبکو غارت کرون خان اعظم نے کہا وہ بڑے بڑے دیوون سے لڑ چکا ہے اور
نہ سحر اسپر تاثیر کرتا ہے دیو نے کہا مین تو سامنا اسکا تھوڑی کرونگا پتھر اسکے لشکر پر برساؤنگا سب مرجائینگے
خان اعظم خوش ہوا کہ یہ تدبیر خوب ہے دیو نے کہا سات دن کی مہلت مانگتا ہون کہ دیوون کو جمع کرون خان اعظم
نے کہا اچھا اب دیو نے شراب و کباب سے خاطر کی بعد اسکے پھر پنجہ بنکر خان اعظم کو بارگاہ مین پہونچایا بختک نے
دیکھا کہ خان اعظم کچھ بشاش ہے پوچھا اے صاحب عالی کہان تھے ہمکو تو بڑی فکر ہوئی تھی خان اعظم نے کہا کہ قریب آ
اور چپکے سے سارا ماجرا بیان کیا اور چند اہل دربار بھی اس راز سے واقف ہوئے سبکو خوشی ہوئی کہ اب امیر کی
جان نہ بچیگی اور وہان دیو نے ساٹھ ہزار دیو جمع کیے کہ تمھاری دعوت ہے اور سبکو کھانے کھلوائے اور پھر اپنا
مطلب بیان کیا دیوون نے پتھر جمع کیے اور خان اعظم پاس چلے کہ اس سے کہکر لشکر صاحبقران کو غارت
کرین مگر ایک آدمی دیو کہ قمرزاد اور گہرزاد کا دوستدار تھا جا کر اپنے مالک سے بیان کیا کہ آج فلان دیو نے بہت
دیو مہمان کیے ہین کوئی امیر حمزہ صاحبقران ہے اسکے لشکر پر سنگ باری کرینگے یہ سنتے ہی دونون بھائی
گھبرائے اور چالیس ہزار دیو ہمراہ لیکر روانہ ہوگئے اور انھون نے بھی سنگ ریزے اٹھائے تھے اسوقت

پھونچے کہ دیو ماہیار خان اعظم کے لشکر پر بالاے ہوا چھایا ہوا تھا اور خود بارادہ اطلاع نیچے اُترنے کو تھا
کہ قمرزاد اور گوہرزاد کے دیوون نے پتھر مارنا شروع کیے کسی دیو کا سر پھٹا کسی کا شانہ ٹوٹا جب پتھر پھونچ چکے
تو وار شمشاد ارہ پشت نہنگ اوپر سے پڑنے لگا دیوون کے ہاتھ پانون کٹ کٹ کر گرنے لگے اتنی باتین
گزرین کہ خان اعظم کا چوتھائی لشکر دبگیا اور غارت ہوا آخر کو دیو بھاگے کہ یہ اوپر سے کونسی بلا نازل
ہوئی قمرزاد و گوہرزاد پھرے ایک دیو کو امیر حمزہ صاحبقران کی خدمت مین بھیجا کہ ہمارا ماجرا
کہنا اور سب کیفیت بیان کرنا دیو نے آکر امیر حمزہ صاحبقران سے سب حالت بیان کی صاحبقران
بہت خوش ہوے اور فرمایا حافظ حقیقی یون بچاتا ہی وہان لشکر صلصال کی جو وہ کیفیت ہوئی
بختک خوب ناچا اور کہا واہ اہی خان اعظم لشکر امیر حمزہ صاحبقران خوب غارت ہوا دیو آپکا برباد ہوا
تھا خان اعظم بھی حیران کہ یہ کیا ہوا کہ ماہیار نے آکر خان اعظم سے سارا ماجرا بیان کیا دیو تو چلا گیا
خان اعظم نے کمربندی کرائی اور لشکر لیکر طرف بالاختا کے چلا

اب چند سطر داستان جانا خان اعظم کا واسطے مقابلہ امیر حمزہ صاحبقران کے راستے مین قدر ارسلان شاہ بادشاہ سابق ترکستان سے ملاقات ہوتا اور گرفتار ہونا صلصال کا بیان کیے جاتے ہین

غرضکہ خان اعظم نے یہ ارادہ کیا کہ مین خود لڑونگا امیر حمزہ صاحبقران سے یہان امیر حمزہ صاحبقران
نے بھی جو جو کہ زیادہ زخمی تھے اُنکو خاوہان محل کے پاس ختن مین چھوڑا اور خود کوچ کرکے طرف ترکستان کے
روانہ ہوے مگر خان اعظم کو تیسری منزل تھی کہ جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا خان اعظم حیران
ہوکر ٹھہرا کہ یہ کون آتا ہی کہ یکایک گرد شق ہوئی دیکھا کہ قدر ارسلان شاہ ہی اُسنے جو خان اعظم کو دیکھا
جان نکلگئی مگر سوچا کہ اس سے بغیر فریب کیے جان نہ بچیگی اور آکر صلصال کو مجرا کیا دو لاکھ سوار اسلحہ جنگ سے
آراستہ و پیراستہ ہمراہ تھے خان اعظم نے کہا اہی قدر ارسلان کہان جاتے ہو جواب دیا کہ مین نے سنا کہ کسی
خداپرست نے آپکو حیران کر رکھا ہی اور آجکل بڑی تشویش تھی مین بھی واسطے مدد کے آیا ہون خان اعظم
یہ سنکے خوش ہوا بختک متحیر دیکھنے لگا خان اعظم نے کہا کہ ارے تجھے ہمارے بادشاہ ہین مین انکار لازم
تھا بسبب شاہمہ جادو کے مجھکو سلطنت ملی یہ وحشت کہ اب مین رہنے لگے قدر ارسلان نے کہا اہی خان اعظم
یہ کیا کلمہ کہتے ہو مین تمھارا غلام ہون جا بجا تمنے نامے لکھے مجھکو بھی خیال آیا کہ مجھے بھی چلنا ہوگا تیاری کی
جب آپنے نہ طلب کیا مین خود چلا آیا خان اعظم نے کہا آپنے خوب کیا بختک نے کہا اہی خان اعظم
ہم اسکا پہلو سمجھ گئے ہی آیا تم بھی سمجھے کہ یہ کلام آخر کو اسنے کیا کہا کہ مجھکو خیال آیا اپنے سلطنت کا خیال آیا کہ اب
چنگر امیر سے کہون وہ ضرور سلطنت دلوادیگا خان اعظم نے کہا کیا حرامزادے تیرا خیال بدی کی طرف جاتا
ہی اگر اسے جانا ہوتا تو پہلے ہی امیر کے پاس نہ جاتا اس بیچارے نے تو کبھی دعوی نہین کیا اب تو بڈھا
ہوگیا قدر ارسلان نے کہا یہ کون ہی خان اعظم نے کہا کہ بختک اسی کا نام ہی قدر ارسلان نے کہا
مین اُسکے اوصاف پہلے ہی سن چکا تھا آج زیارت بھی ہوگئی غرضکہ خان اعظم نے قدر ارسلان کی بہت
خاطر کی اور اپنے خیمے مین لایا پانچ کوس خان اعظم کے لشکر سے ہٹکر قدر ارسلان کا لشکر بھی اُترا جب
رات زیادہ گئی قدر ارسلان اپنے خیمے مین آیا صبح کو اُٹھکے آگے چلا خان اعظم اور قدر ارسلان باہم

چلے جاتے ہین کہ قدر ارسلان نے خان اعظم سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے آپکی دعوت کرون اگر قبول کیجیے کیونکہ اسمین
میری عزت افزائی ہوگی اور لوگ جو جانتے ہین باہم رنجش ہے وہ شک رفع ہو جائیگا خان اعظم نے کہا کیا مضائقہ
ہے قدر ارسلان نے کہا تو پھر دو ایک مقام یہان کیجیے سامان میرا تیار ہے یہ سنکر بختک نے کہا ای خان اعظم
یہ جو کہتا ہے کہ ہین ہاتھ دھلاؤن جانتے ہاتھ دھونا پڑے پھر خان اعظم خفا ہوا بختک چپ ہو رہا اور
قدر ارسلان نے چار طرف کے باورچی بلائے آتشبازی کا بھی سامان کیا اور خان اعظم کو اپنے لشکر مین
لایا جو اسکے لشکر سے پانچ کوس پر تھا نوشیروان بختک سب ہمراہ ہین لشکر کو تو خان اعظم نے وہین
چھوڑا اور پانچ ہزار ترک منچلے ہمراہ لیکر قدر ارسلان کے لشکر مین آیا قدر ارسلان نے استقبال کیا
جب دروازہ بارگاہ پر خان اعظم پہونچا قدر ارسلان نے نذر دی خان اعظم نے ہنسکر ہاتھ رکھ دیا
قدر ارسلان نے کہا میری خوشی جبھی ہے کہ آپ قبول کرین تاکہ یہ معلوم ہو اب مین منظور نظر ہوا دوسری نذر
خان اعظم مسند پر بیٹھا جب دی خان اعظم بہت خوش ہوا ناچ ہونے لگا شراب کا ساغر گردش مین
آیا سبکو کھانا کھلوایا آتشبازی دکھلائی جب پہر رات رہی اسوقت بختک کو چکر آیا خان اعظم سے کہا
میرے سر مین درد ہے آیا آپکے بھی ہے اور ہین تو بسبب اسکے کہ آدھا خدا پرست ہون بچا ہون چوٹ نہین
لگتی کوئی مجھکو آسمان پر لے جاتا ہے اور پھینک دیتا ہے اور یہ لوگ جو تیرے ساتھ ہین کسوقت سے پیے
لگا رکھے ہین آیا کیا وہ وقت ابھی نہین آیا انھین جلد حکم دے خان اعظم نے کہا ابے او حرامزادے
کیا بکتا ہے بختک نے کہا بس زبان کو اپنی سنبھالیے مین بھی نشہ مین ہون بے کا جواب تے ہے ابے تیے موقوف
کیجیے خان اعظم نے کہا کیا پاجی ہے بختک نے کہا آیا یہ جو سب بیٹھے ہین یہ خان اعظم نے کہا اسکا جواب
ندو یہ جوتی خورہ ہے کہ اتنے مین بختک اٹھا اور کہا میرا جی چاہتا ہے کہ آج قدر ارسلان کے سامنے ناچون
اٹھا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا لوگ اسکے اٹھانے کو دوڑے تھے وہ بھی گرے نوشیروان گھبرا کے اٹھا خان اعظم
بھی اٹھا چکر آیا ستون پکڑ لیا آخر تا بہ کے یہ سب بھی بیہوش ہو

اب چند کلمے قدر ارسلان کا لیجانا خان اعظم کو خدمت مین امیر با توقیر کے راہ مین مقابلہ لقا بدار
سرداران امیر کا واسطے مدد قدر ارسلان کے آنا پھر آنا امیر کا اور حال کھلنا لقا بدار کا بیان ہوتے ہین

غرض جسوقت سب بیہوش ہوے اسوقت قدر ارسلان نے اپنے لوگون کو طلب کیا وہ بیڑیان ہتھکڑیان
طوق زنجیر لائے اور سبکو قید کیا اور اسیوقت کوچ کر دیا کہ ایسا نہو اسکے لشکر مین خبر ہو جاے دوسرے دن
خبر لشکر مین خان اعظم کے پہونچی لوگ سمجھے کہ قدر ارسلان واسطے شکار کے لیگیا ہوگا آخر کھلا کہ گرفتار کرکے
امیر پاس لیگیا ہے پھر تو کل لشکر خان اعظم کا عقب مین چلا خبر قدر ارسلان کو ہوئی کہ فوج عقب مین آتی ہے
اسنے ڈر کر عرضی امیر کو لکھی کہ مدد بھیجیے اور جب لشکر خان اعظم کا قریب پہونچا قدر ارسلان نے کہلا بھیجا
کہ اگر میرے لشکر مین تمنے قدم رکھا تو خان اعظم اور نوشیروان وغیرہ سے کسیکو زندہ نہ پاؤ گے سبکو مار ڈالونگا
یہ سنکر لشکر پر ایسا ہراس غالب ہوا کہ کوئی عیار بھی واسطے خبر کے نہین آیا مگر جب بختک کو اور سبکو ہوش آیا
کہا ای خان اعظم خوب دعوت مین عداوت ہوئی کہ اسمین دو تین روز کا عرصہ ہوا تھا قدر ارسلان کوچ پر
کوچ چلا جاتا تھا کہ ایک گرد اٹھی جب گرد قریب پہونچکر شق ہوئی دیکھا کہ لقا بدار شفتہ ہوش ذو دلاقتہ سواری
جمعیت سے آیا مقابل مین لشکر قدر ارسلان کے خیمہ پا کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر تو خدا پرست ہے تو خیر نہین

تو مجھے قتل کرنا بہتر بس اسمین ہے کہ قیدیون کو لیکر در دولت پر حاضر ہو قدر ارسلان نے کہا کہ مین ایک امیر سے
کیا دب گیا کہ ہر ایک مجھکو دبانے لگا او مغلوک تو امیر کی برابری کرتا ہے نقابدار نے کہا مین صاحبقران ہون
اور طبل جنگ بجوا دیا ادھر قدر ارسلان نے بھی مجبور ہو کر طبل بجوایا اور دوسری عرضی اسی حال مین امیر کو
لکھی اور صبح کو مقابل لشکر نقابدار کے صف آرا ہوا کئی میدان داریان کین جو منچلے ہمراہ تھے کچھ نقابدار کے ہاتھ سے
زخمی ہوے کچھ لوگون کو نقابدار باندھ لیگیا قدر ارسلان نے زخمیون کے ٹانکے دلواے اب اسکا یہ ارادہ ہوا
کہ کل مین خود سامنا کرون مگر وہان جو عرضی اسکی امیر کو پہونچی امیر نے افراسیاب کو حیک سے حال بیان کیا
اسنے کہا پھر مجھکو حکم ہو تو مین جاؤن اپنے باپ کی مدد کرون امیر نے فرمایا ہم بھی چلینگے اسنے اصرار کیا امیر نے
کہا اچھا چلو افراسیاب اسیوقت روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے امیر نے فرامرز کو بھیجا کہ افراسیاب سے
اور فرامرز سے دوستی بھی تھی بعد فرامرز کے کرب بھی روانہ ہوا پھر قیماس خان نے عرض کیا کہ مجھکو بھی رخصت
کیجیے کہ مین ان ترکون سے واقف ہون یہ بھی روانہ ہوا مگر وہان رات بھر طبل جنگ بجا صبح کو نقابدار میدان مین آیا مبارز
طلب کر رہا ہے ارسلان خود نکلنے کو ہے کہ گرد اڑی اور افراسیاب کو حیک پہونچا باپ کو سلام کیا سارا ماجرا پوچھا
میدان مین آیا ہمتگاور ہوا پانچ قدم گھوڑا افراسیاب کا تین قدم مرکب نقابدار کا اپچا ہوا افراسیاب نے کہا
او مغلوک تو امیر کی برابری کرتا ہے نقابدار نے کہا تجھے اس سے کیا ضرب اپنی لا افراسیاب نے کہا تو پیشدستی کر آخر
نقابدار نے نیزہ مارا افراسیاب سے نیزہ بازی ہونے لگی آخر نقابدار نے نیزہ ہوائی کیا اور تلوار ماری افراسیاب نے
قبضے مین ہاتھ ڈالدیا نقابدار نے گریبان پکڑا گھوڑونسے نیچے کود کے کشتی ہونے لگی پہر بھر نہ گذرا تھا کہ نقابدار نے
لنگر افراسیاب کا توڑا اور باندھ کے اپنے لوگون کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب ہوا فرامرز نکلا بعد گفتگو کے نیزہ
چلا دونون نیزے خلال ہو گئے نقابدار کی تلوار سے فرامرز کا مرکب کام آیا فرامرز نے نقابدار کے مرکب کی ایک
ٹانگ اڑادی نقابدار بھی مرکب سے نیچے آیا اور ایک ہاتھ پالٹ کا مارا فرامرز نے خالی دیا اور بہ دست پکڑ لیا اسنے
گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی پہر بھر کی کشتی مین نقابدار ایک مقام پر فرامرز کو بیچلا تھا کہ پاؤن موچ کھانے سے
حار ہاکہ پنجہ نیچے پھر گیا کانپنے لگا نقابدار نے چھوڑ دیا فرامرز نے کہا اے بہادر تو زور کر اور لڑ نقابدار نے کہا یہ نہوگا
جب اچھے ہو گے پھر لڑ لینا فرامرز نے کہا کہ یہ احسان کیا ہے تو اپنے حال سے بھی آگاہ کر نقابدار نے کہا اگر یہ ارادہ
ہے غرض فرامرز کو اپنے خیمے مین لایا اور لوگون کو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ آنا اور افراسیاب کو بھی بلوایا اور اپنے کو
ظاہر کیا نقاب الٹ دی بس فرامرز اور افراسیاب نے مجرا کیا حلقہ غلامی کا نمین ڈالا اور قدر ارسلان کو بھی
افراسیاب نے لکھ بھیجا فرامرز نے قیماس خان اور کرب کو بلوایا قیماس خان تو چلا آیا اور غلامی اختیار کی
قدر ارسلان بھی سب قیدیون اور اپنے لشکر کو لیکر آیا اور کہا پہلے آپنے کیون اظہار نہ کیا مگر کرب نہ آیا اور کہا کہ مین
سوا امیر کے اور کسی کو نہین جانتا بلکہ اس سے مقابلہ کرونگا غرضکہ دوسرے دن امیر بھی پہونچے اور یہ حال کرب سے سنکے
حیران ہوے نقابدار نے امیر کو دیکھتے ہی طبل بجوادیا صبح کو دونون لشکر میدان مین بعد صف آرائی نقابدار میدان مین آکر
للکارا کہ سوا امیر کے کوئی نہ نکلے امیر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آے نقابدار مرکب سے کودا اور امیر کو اسقدر جھککر
مجرا کیا کہ مثل کمان کے ہو گیا کہ تیر محبت امیر کے دل دوز ہوا فرمایا اے بہادر کیا ارادہ ہے عرض کیا جو آپکی مرضی امیر نے کہا
بھلا میری مرضی یہ تھی کہ ارسلان میرے پاس آتا تھا اسکو تنے روکا اب مین یہ چاہتا ہون کہ کوئی آزمائش ایسی ہو کہ
تلوار نہ چلے کیونکہ تلوار کا کام ضایع کرتا ہے نقابدار نے کہا بہتر امیر بھی مرکب سے اترے اسوقت نقابدار گرد پھرا امیر کے

قدم پر گر پڑا کہ مین غلام ہون میری مجال ہی کہ آپ سے سامنا کرون پس یہ چاہتا تھا کہ میرا بھی نام ہو کہ قابل بارگاہ مین بیٹھنے کے ہون امیر نے سر چھاتی سے لگایا اور کہا صورت دکھاؤ نقابدار نے سر جھکا لیا امیر نے بند نقاب کھول گویا اپنے کو آئینہ مین دیکھا حیران تھے کہ یہ کون ہی کہ عیار نقابدار یعنی گیلک بچہ بن عمرو نے عرض کی کہ عالیجاہ کی دختر کبرے بہادر سے یہ آپ کا فرزند ہی اسفندیار گیلانی اسکا نام ہی یہ سنکر امیر اور زیادہ مسرور ہوے بادشاہ پاس لے گئے نذر دلوائی فرامرز اور قیماس سے کہا تمنے بھی نہ کہا انھون نے کہا ہمکو منع کر دیا تھا اور ہمنے جو انکے فرزند کو دیکھا جیسے آپ ویسے یہ غلامی اختیار کی کرب نے کہا مجسے کھل کے نہ کھلا بھیجا غرض امیر اُسے لیے ہوے بارگاہ مین آئے دنگل پہ بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوے اسوقت قدر یار سلان نے بھی مجرا کیا اور سارا حال بیان کیا اور کہا وہ قیدی مع نوشیروان حاضر ہی اور یہان بختک نے خان اعظم سے کہا کہ امیر سے کہنا کہ یہ تو مجکو بہ فریب پکڑ لایا ہان اگر سر میدان زیر ہوتا تو اطاعت کرتا خان اعظم چپ ہو رہا کہ امیر نے قیدیون کو طلب کیا داروغہ زندان سب کو سامنے لایا امیر نے نوشیروان کو دیکھکر اُسے مجرا کیا قید توڑ کے تخت پر بٹھایا اور کہا مین آپکا نمکخوار ہون اُسوقت نوشیروان سر نیچا کیے ہوے تھا اور امیر نے خان اعظم سے کہا او گیدی تو نے جو مجکو لشکر مین نہ دیکھا تو برف برسوائی خیر اب بھی توبہ کر اور دین اسلام قبول کر خان اعظم نے کہا یا امیر آپ نے تو مجکو زیر نہین کیا ہان اگر دو شرطین میری قبول کیجیے تو مین کلمہ پڑھون ایک تو مجکو سر میدان زیر کیجیے خیر وہ تو ہو رہیگا لیکن دوسری بات یہ ہی وہ یہ کہ یہان سے نو منزل پر ایک چاہ ہی جو اُسمین ڈول ڈالتا ہی ڈول کٹ کے اُسمین رہ جاتا ہی اور اگر جھانکنے کا ارادہ کرتا ہی تو سر قلم ہو جاتا ہی اگر اُسکی حقیقت دریافت کر دیجیے جو کہیے وہ قبول ہی امیر نے بھی قبول کیا اور خان اعظم کو رہا کر دیا اور کہا تبا وہ چاہ کہان ہی خان اعظم نے کہا آج کے تیسرے دن آپ چلین مین جا کے تیاری کرتا ہون نوشیروان نے بھی یہی حیلہ کیا اور اپنے لشکر مین گئے جان مین جان آئی بختک نے کہا اے خان اعظم حکمت تو خوب کی امیر وہان جائین یہان کل لشکر کا خاتمہ کرین

کہنے سے خان اعظم کے جانا امیر کا چاہ مین

غرض جب تین روز ہوے امیر خان اعظم نوشیروان مع کل لشکر اُسی چاہ پر آئے دونون لشکر میدان مین اترے امیر کو عمرو نے منع کیا کہ آپ نہ جائین وہ مکار ہی امیر نے کہا خواجہ ابتو وہ حیلہ شرعی کرتا ہی شاید مسلمان ہو خدا نے چاہا تو مین خبر لاؤنگا اور ابوالفتح سر سنگ مصری گلباد عراقی وغیرہ یہ عیاران لشکر اسلام اور کچھ عیار لشکر خان اعظم کے اُس چاہ پر آئے اور واسطے آزمایش کے ڈول ڈالا جو ڈول گیا اُسمین رہ گیا مارے خوف کے جھانک نہ سکے اور آگر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا پس امیر نے کرب غازی کو خلعت دیا اور کہا تمکو مین نے ہراول لشکر کیا کہ اپنے فرزندون کو لے کر سامنے لشکر خادمان محل کے ہر وقت تیار رہنا شاید بعد میرے یہ شبخون کا ارادہ کرے تو تمھارے پاس بوقین ہین اُنکو بجانا تاکہ لشکر ہمارا تیار ہو جائے بعد اسکے فرامرز کو خلعت دیا اور کہا تمکو عہدہ پانی کا دیا کہ اس صحرا مین آب نایاب ہی ایک چاہ ہی تو اُسکا یہ حال ہی خان اعظم اسی لیے یہان لشکر کو لایا ہی کہ بے آب و دانہ مر جائینگے تو خبردار لشکر کو پانی اچھی طرح پہونچانا بعد اسکے بہرام کو خلعت دے کر فرمایا کہ تم رسد اناج کی بھیجنا ایسا نہو یہ رسد بند کروا دے یہ عہدے سپرد کیے مگر لوگ حیران تھے کہ جو جانشین تھا اسکو خلعت نہ دیا بلکہ لندھور بھی منھ امیر کا دیکھ رہا تھا کہ امیر نے لندھور سے کہا اے جانشین من تم ہمارے ہمراہ چلو غرض وہ دن تو یون گیا

دوسرے دن امیر سوار ہوئے سب سردار مع بادشاہ ہمراہ اور ادھر سے نوشیروان مع صلصال سنکدیو کے چاہ پر آئے
اسوقت امیر مرکب سے اُترے بادشاہ سے اجازت لی اُسوقت سب کا عجب عالم تھا کہ عمرو پچھاڑین کھاتا تھا بادشاہ رو رہے
تھے خان اعظم نے چاپلوسی کی کہ اب آپ نہ جائیں مین آپ کو آزماتا تھا امیر نے نہ مانا لندھور کا ہاتھ پکڑکے برابر
چاہ کے آئے اور چار رسے بہت مستحکم منگوائے اُسمین ایک کھٹولا بندھوایا آپ کھٹولے مین بیٹھے لندھور کے
ہاتھ مین رسا دیا اور کہا اسے لیے بیٹھے رہو جبتک مین نہ آؤن یہان سے نہ ہلنا جسوقت مین رسا ہلاؤن اُسوقت تم کھینچ لینا
لندھور نے کہا بہت خوب اور رسا چھوڑنا شروع کیا رسا جب قریب سو گز کے گیا جب پاؤن امیر کے زمین سے لگے
آشنا ہوئے یہان جب پہر بھر کا عرصہ ہوا بختک نے خان اعظم اور نوشیروان سے کہا کہ تم تو چلو امیر غارت
ہوئے نوشیروان اور خان اعظم اپنے لشکر مین آئے یہان عمرو نے بھی ایک ڈانا ہ تو چاہ سے اپنے لشکر تک
اور دوسری لشکر سے تا کرب اور لشکر کرب سے تا لشکر صلصال مقرر کی کہ دمبدم کی خبر ملے اور وہان بختک نے
خان اعظم سے کہا کہ دیکھا تمنے ہمنے تو اور تدبیر کی ہے کہ شبخون مارینگے وہان امیر کیا ہماہت کر گئے ہین بس اب یہ
کام کرو کہ لشکر لے کر خدا پرستون پر جا پڑو جب اتنا بڑا لشکر آیگا سب لوگ امیر کے اُدھر لڑنے مین مصروف ہونگے
اور کئی لاکھ خرجیان پتھرون سے بھروا کے چاہ پر بھیجو کہ لندھور پر پتھر مارو وہ لڑنے لگے گا لوگ چاہ کو پاٹ
دین اگر امیر زندہ بھی ہون تو یون کام تمام ہو جائے یہ سنکر خان اعظم نے اُسی وقت تیاری کی لیکن پھر حملہ
نہ پڑا ایک دن ایک رات گذر گئی لندھور اسی طرح کنوین پر بیٹھا ہے ہندی کہہ رہے ہین کہ اب کچھ کھا بھی لو رسا
ہمین دیدو اب تک تو لندھور نے کچھ نہ کھایا نہ پیا آخر جب ہندیون نے بہت کہا تو وہین بیٹھے بیٹھے کچھ کھا لیا اور
یہان امیر کے پاؤن جو زمین پر لگے اسم اعظم عمرو کے کہنے سے پڑھتے جاتے تھے رستا نہ کٹا جسطرف امیر نے اسم
پڑھکر دم کیا دیکھا تو اسی دیوار مین دروازہ ہو گیا امیر جو اُس دروازے سے باہر نکلے ایک دروازہ باغ کا ملا
صاحبقران اُسمین آئے دیکھا کہ باغ نہایت دلچسپ ہے بارہ دری کے اندر آئے لیکن آدمی کا نام نہین اب جو امیر
غور کرتے ہین تمام باغ مین جتنے سنگریزے ہین جواہر کے ہین اور مکان مین بھی ہر درجہ مین جواہر بھرا ہے امیر کو اک حیرت
تھی کہ اتنا جواہر دیوار جو شق ہوئی ایک اژدہا پیدا ہوا شعلے اُسکے منہ سے نکلتے ہوئے اگر اسم اعظم نہ پڑھتے ہوتے
تو جلکر رہجاتے بس امیر نے جو اسم پڑھکر پھونکا ایک آنکھ اُسکی پھوٹ گئی اور اُسنے چیخ ماری چاہا کہ پرواز کرون کہ تیر
امیر کا اُسکے لگا وہ اسی حال سے پرواز کر کے چلا اور پکارا او آدمزاد دیکھ کیسی بلا تجھپر نازل کرتا ہون اور سامنے دیو زنگار جادو کے
پہونچا سارا ماجرا بیان کیا اور مر گیا یہ اُسکا دربان تھا بس اُسنے جو یہ حال اُسکا دیکھا اور نام آدمی کا سنا نہایت غیظ و غضب مین
چلا یہان امیر بارہ دری سے باہر آئے تھے کہ دیکھا تمام باغ مین زلزلہ پیدا ہے قریب ہے کہ سب عمارت گر پڑے دیوارین جھک گئین
کہ اک دیو سامنے امیر کے آیا اور پکارا غضب کیا تو نے کہ میرے دربان کو مارا اور راہ کو تو نے بند کیا کہ جدھر دیکھو آگ لگی ہے امیر نے
کہا او دیو بس بہتر اسی مین ہے کہ لوگون کو نہ ستا اور کلمہ پڑھ اُسنے کہا نام تیرا کیا ہے امیر نے کہا زلزلہ قاف جب تو اُسنے کہا
ارے تو ہی کشندہ عفریت ہے کب چھوڑتا ہون بس ماش کے دانے سحر کر کے مارے امیر نے اسم اعظم پڑھا لقدق ہو گر پڑے گرد
جب اُسنے دیکھا کہ سحر نے اثر نہ کیا دار ثمشاد امیر پہ ماری امیر نے بازو سے لپٹ کر وار چھین لی وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
یہانتک کہ دو روز کشتی رہی کہان امیر نامور اور کہان یہ دیو خبیث لیکن امیر پیچ کر کے اُس سے نکل جاتے ہین وہ بھی حیران
کہ آدمزاد بلا ہے آخر دیو شہہ پر امیر نے اُسے مارا اور کہا کلمہ پڑھ دیو نے کہا بس مجھکو معلوم ہوا کہ تو ساحر زبردست ہے امیر
کو جو غصہ آیا دیو لون شاخین اُسکی پکڑ کر زور کیا کہ منہ اُسکا پشت کی طرف پھر گیا دوسرے زور مین سر گردن سے

کھینچ کر پھینک دیا اُسکے مرنے سے اک شور و غل ہوا ہر اُسکے چلائے کہ کشتی مرا نام من نگار جادو لود جب تاریکی ہر طرف
ہوئی اور اُجالا ہوا امیر نے سر اُسکا لیا اور وہان بارہ دری مین جتنے چاندنیان تھین اُنمین جواہر بھر کے
پوٹے باندھی اور سوچے کہ پہلے ان دونون چیزون کو اوپر بھیجون اور یہان جب ایک روز گذرا دوسرے دن
بختک نے کہا اے خان اعظم بس لشکر کو حکم دے کہ امیر جا پڑے لشکر خان اعظم و نوشیروان کا کرب پہ آ پڑا تلوار
چلنے لگی انھون نے یوقین جو بجائین امیر کا بھی کل لشکر تیار ہو گیا اور تلوار چلنے لگی وہ لوگ جو خان اعظم
نے لندھور کی طرف مقرر کیے تھے لندھور پہ آ پڑے لندھور کے ہندی بھی لڑنے لگے مگر کچھ لوگ قریب لندھور
کے جا پہونچے اور تیر مارنے لگے اب ایک ہاتھ مین لندھور کے رسا ہے دوسرے ہاتھ مین سپر ہے روکتے جاتے ہین
اور جو تیر بدن پر لگتا ہے اُسے کھینچ کے پھینک دیتا ہے ایک آدھ پیشانی پر لگا اُسے بھی نکال کے پھینک دیا اب
زخمون سے لہو جاری ہے اسی حالت مین جو قریب آتا ہے اُسے اوجھڑ سپر کی کافی ہو جاتی ہے اور وہ لوگ جو کنکر
پتھر لیے ہین کس کس طرح اُنھون نے چاہا کہ کنوئین تک پہونچین مگر سوا ہندیون نے ایسا روکا کہ قریب
نہ جانے دیا اب تین جگہ تلوار چل رہی تھی کہ دونون لشکرون مین کئی لاکھ آدمی مارے گئے آخر کو اسی طرح
صبح ہو گئی اور تلوار نہ موقوف ہوئی سپاہ کے آگے خان اعظم ہے پیچھے اُسکے نوشیروان اب لندھور کا عجب
حال ہوا دعا مانگنے لگا کہ رسا متحرک ہوا لندھور نے کھینچا جب ٹٹولا باہر آیا سر دیکھا سب حیران کہ یہ سر کیسا ہے
مگر لندھور نے سر نکال کے پھر رسہ کنوئین مین ڈالا دوبارہ امیر نے جواہر رکھکر رسہ ہلا دیا لندھور نے جو کھینچا جواہر
دیکھا تیسری مرتبہ امیر آپ بیٹھے اور رسا ہلایا لندھور نے کھینچا جب امیر قریب پہونچے صدا الغردن کی کان مین
آئی سمجھے کہ لڑائی ہو رہی ہے اب امیر بھی بیتاب ہوئے پہلے اسلیے خود نہ نکلے تھے کہ اب کون اگر اس جواہر کو نکالے گا
اسی لیے چلو یہ نہ معلوم تھا کہ تلوار چلنے لگی آخر جب باہر آئے اور لندھور کو بہت زخمی دیکھا پوچھا لندھور نے
سارا ماجرا بیان کیا امیر نے گلے لگایا اور کہا اے جانشین من مین تجکو ایسا ہی جانتا تھا جب تو ایسے کام معین
کیا اور امیر مرکب پر سوار ہوئے لندھور بھی ہمراہ ہوا اور عین گرمی جنگ مین نعرہ کر کے لشکر کفار پر آ پڑے مگر خان اعظم
نے جو صدا نعرہ امیر کی سنی جان نکل گئی چاہا کہ بھاگ جاوے کہ امیر اسکے لوگون کو مار کر قریب پہونچ چکے تھے خان اعظم
نے امیر کو تلوار ماری امیر نے کلائی مڑوڑ کے تلوار چھین لی اور کمر بند پکڑ کر اٹھا لیا لیکن اسطرح کہ مرکب امیر کا کام آیا خان اعظم
کے مرکب کو بھی مارا خان اعظم نیچے گرا ترکون نے چاہا کہ خان اعظم کو بچا لین امیر نے کمر بند باندھ کر پھر اٹھا لیا اور
بجائے سپر ہاتھ پر لیا ادھر کرب قریب نوشیروان کے پہونچا اُسے تخت پر سے اٹھا لیا اسی طرح بہرام و فرامرز وغیرہ نے
بختک و پسران نوشیروان سبکو پکڑ لیا بجائے سپر ہاتھون پر لیکر جو لشکر مین در آئے لشکری سردار نے شکست کھائی
ترک بھاگے امیر کے لشکر مین فتح کا نقارہ بجا خان اعظم وغیرہ کو قید کر کے طبل ظفر بجاتے ہوئے میدان سے پھرے بارگاہ سلیمانی
مین آئے امیر نے قیدیون کو طلب کیا نوشیروان سے جو سوال ایمان کا کیا اُسنے کہا مین نے توبہ کی کہ کبھی مین آپ سے
سامنا نہ کرونگا اور کلمہ بھی پڑھونگا بس امیر اُٹھے اور نوشیروان کو لا کر تخت پر بٹھایا اور اُسکی خاطر سے ہرمز و فرامرز
کو بھی رہا کر کے وثیقل دیے اور نوشیروان سے کہا مین وہی تیرا ملازم ہون بعد اسکے خان اعظم سے جو امیر نے کہا کہ دین
اسلام قبول کر اُسنے کہا مین اپنا دین کبھی نہ چھوڑونگا یہ سنکر امیر نے بادشاہ کی طرف دیکھا سلطان سعد نے عمرو سے کہا کہ
خان اعظم کو قتل کرو عمرو نے ذوالخمار عادی کو بلا کر اُسکے سپرد کیا اس گفتگو مین رات ہو گئی تھی رات بھر تو دور
شیشہ جام کا اور یہان نوشیروان کی دعوت کی جب صبح ہوئی ایک حکم پہونچا کہ صلصال کو قتل کرو دوسرا حکم پہونچا

نیسر اعظم نہ پہونچنے پایا تھا کہ بچہ پیدا ہوا اور خان اعظم کو اُٹھا لے گیا

نیسر دار سے بچہ کا خان اعظم کو اُٹھا لیجانا اور کچھ حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین

خبر امیر کو ہوئی کہ خان اعظم کو بچہ لے گیا امیر کو بہت تشویش ہوئی اور نوشیروان کو دو تین دن تک نہ جانے دیا اور کہا کلمہ پڑھو نوشیروان نے قسم کھائی کہ مداین مین جاکر مسلمان ہونگا امیر چپ ہو رہے نوشیروان رخصت لیکر اپنے لشکر مین آیا اور وہ لوگ جو خان اعظم کے ملازم تھے بعضے تو بھاگ گئے بعضون نے کلمہ پڑھا بعضے نوشیروان پاس چلے آئے غرض امیر نے وہان سے ایک منزل آگے ہٹکر ہفتہ بھر خان اعظم کی راہ دیکھی نوشیروان بھی روز امیر پاس آیا کرتا تھا ایک روز امیر نے خواب مین دیکھا کہ اک بزرگ فرماتے ہین کہ ابھی قضا صلصال کی نہین ہے یہ شیر مردان ہتابدار قدرت کے ہاتھ سے مارا جائیگا تم اپنے بندوبست کار مین کیون ہرج کرتے ہو بس امیر حسب حکم اُسکے ترکستان کو کوچ کیا اور بالاختصار مین پہونچے مع نوشیروان جو لوگ پھر باغی ہو گئے تھے انکو مسلمان کیا قدر ارسلان سے کہا اپنی سلطنت لو اُسنے خوف کیا اور سوچا کہ ابھی خان اعظم زندہ ہے اور شامہ غار افراسیاب مین لاکھون ساحرون سے ہے پھر چھین لیگا اور اپنی زندہ پکڑوائیگا یہ سمجھ کے انکار کیا کہ مین ابھی خدمت مین رہونگا قدمون سے جدا نہونگا بعد اسکے امیر نے متاج خان اور زرہ خاقان ترک سے کہا اُنھون نے بھی انکار کیا یہانتک کہ امیر نے اپنے سردارون سے کہا کسی نے قبول نہ کیا بلکہ بعضون نے عرضیان دین کہ ہمین معاف کیجیے اور ترک تو سن دیکھ رہا ہے کہ مجھکو امیر نے نہ کہا اگر امیر مجبور ہوے تو اُسی سے بھی کہا بلکہ تخت پر بٹھادیا سارے شہر سے نذرین دلوادین کہ شاید اسکے دل مین دغا ہو تو احسان مانکر اس سے باز رہیگا اور زرہ خاقان سے کہدیا کہ ہم تمھین وزیر اسکا کرتے ہین مگر ہر قسم کی خبر ہمکو یہان کی دیتے رہنا جب یہ سب ہو چکا امیر فارغ ہوکر بیٹھے تھے کہ غل ہوا پوچھا کیا ہے کہا رات کو نوشیروان پسران نوشیروان بختک بختیارک سب بھاگ گئے رات کو بختک نے ورغلایا تھا اسطرح گئے کہ اپنی فوج بھی نہ لیگئے لوگ روتے پھرتے ہین امیر کو یہ سُنکر بڑی حیرت ہوئی اور رنج ہوا کہا کوئی بھی ایسا ہے جو خبر لائے غرض عیار گئے دس دس بیس بیس کوس پھر آئے کہین پتا نہ ملا اب امیر نے کہا کوئی ہے ایسا کہ نوشیروان کو لائے اسفندیار گیلانی اپنے دنگل سے کود پڑا اور بیس ہزار سوار ہمراہ لیکر روانہ ہوا مگر نوشیروان جو بھاگا نیچے اک کوہ کے پہونچا وہان قزاق رہتے تھے آکر سب کے کپڑے اوتار لیے بختک نے کہا بھی کہ ارے یہ شاہ ہے اسے تو برہنہ نہ کرو انھون نے کہا ہمنے ہر کیجا نکر اُنکے کپڑے لیے ہین غرض وہان سے ننگے بھاگے جب کئی کوس آگے ایک کوہ پر لشکر دیکھا اور ایک خیمہ مین ایک تختہ فولادی کا اسپر ایک شخص ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان پہنے قید بیٹھا تھا اور ایک شخص برابر تخت کے بیٹھا ہوا گوسالہ پرستی کر رہا تھا اور ایک تختہ فولادی ہے جب اُسمین میخ آہنی مارتا ہے تین گز اُس تختہ کو توڑکر نکلجاتی ہے تین روز مین لوگ تختہ کو بدلا یا اسی طرح کھینچ لیتا ہے اور دو میل آہنی بہت بڑے رکھے ہین اُنھین اُٹھا لیتا ہے ہمروز اُسکا ہے بس بختک لشکر مین آیا نوشیروان تو مارے شرم کے وہین رہا بختک نے آکر لوگون سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ہاتھ تو آگے ہے ایک پیچھے جواب دیا کہ یہ لشکر فرامرز بن فارق عدنی کا ہے اور یہ قیدی مہلال عدنی ہے جو امیر سے مل گیا تھا وہ ہے اور ارادہ ہے کہ امیر سے مقابلہ کرے یہ سنکر بختک بہت خوش ہوا اور کہا تم جاکر کہو کہ نوشیروان کا وزیر آیا ہے بس پھر تو ایک ایک نے جوتیان لگائین اور بختک بھاگا دور جاکر کہا ارے واہ مین

نہ کہو لڑکا کہ انھون نے جو تیان ماری ہین لیکن جو ہین کہتا ہون تم کہدو لوگ اسکے تالی دینے لگے کہ سٹری ہی مگر غل جو ہوا
فرامرز نے کہا غل کیسا ہی لوگون نے بیان کیا کہ ایک شخص ننگا کہتا ہی مین نوشیروان کا وزیر ہون کہا بلا لو بختک جو سامنے
آیا سلام کیا سارا حال کہا فرامرز نے نوشیروان کے لیے خلعت بھیجا اور بلا کر تخت پر بٹھایا سب ماجرا امیر کا سنا مگر
اسفندیار گیلانی جو ملاشمین چلا تھا خبر ملی کہ نوشیروان فلان مقام پر ہی انکا لشکر بھی سامنے اترا اور قاصد فرامرز نے
نوشیروان سے پوچھکر اسکے لشکر کو بھی بلوا لیا اب نو لاکھ تو بین قارن کے لوگ باقی نوشیروان کا لشکر کہ اسفندیار گیلانی
نے نامہ فرامرز کو لکھا اور مسعود کوہی کو پانچ ہزار سوار دیکر روانہ کیا مسعود بارگاہ فرامرز مین گیا اور سلام علیک
کی فرامرز نے کہا او بے ادب یہان کون تیرا تھا جسکو سلام کیا ایلچی نے کہا کیا بکتا ہی بس زیادہ سخن نہ نکال فرامرز نے کہا
نامہ لا ایلچی نے کہا زنار کو لا فرامرز نے کہا پھر تو واہیات بکتا ہی ایلچی نے قبضے پر ہاتھ رکھا فرامرز نے کہا ہشت ایلچی نے بھی
جو چاہا سو کہا کہ بختک نے کہا اچھا نامہ تو دیکھو غرض بعد رسم قدیم کے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ او فرامرز نوشیروان کو ہاتھ باندھکے
مع بختک و مہرمز و فرامرز و بختیارک بارگاہ آسمان جاہ مین بھیجدے تو بہتر ہی نہین تو سزا پائیگی فرامرز نے نامہ نوشیروان کو
دکھایا اور کہا امیر عرب کو کیا ہوا ہی بڑا بے ادب ہی ایلچی نے کہا بس زبان کو سنبھال نہین گدی سے زبان کھینچ لونگا فرامرز نے
کہا یہ جانے نہ پائے ایلچی نے تلوار فرامرز کو ماری اسنے خالی دی اور لوگ بیچ مین آگئے انسے تلوار چلنے لگی آخر ایلچی زخمون سے
چور ہوا لیکن بائیس سردار دین کو مار کر اور لڑتا ہوا باہر نکلا یہان آن پانچ ہزار جو انسے تلوار چلنے لگی اسمین سے بھی بہت
مارے گئے کچھ بھاگ گئے اسفندیار پاس آئے سب کیفیت بیان کی مگر مسعود کوہی جو زخمی بہت ہوا غش کھا کر گرا
فرامرز نے لوگون کو منع کیا کہ سر اسکا نہ کاٹنا اور اٹھوا کے خیمے مین لایا زخمون مین ٹانکے دلوائے کہ جوان بہادر ہی
شاید لات کو سجدہ کرے غرض خبر اسفندیار نے جو سنی مارے غصے کے کانپنے لگا ارادہ کیا ابھی بارگاہ مین گھس جاؤن
لوگون نے قسمین دیکر روکا مگر غصہ اسقدر تھا کہ نقارہ بجوا دیا خبر فرامرز کو ہوئی اسنے بھی نقارہ بجوایا رات بھر کمربندی
رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مارے غصے کے آئین بھی امیر کا نہ یاد رہا کہ طبل بھی بجوایا اور میدان مین بھی پہلے آکر
فرامرز کو للکارا فرامرز شاہ مدائن سے اجازت لیکر نکلا ہمتگاور ہوا چھ قدم مرکب برابر سے ہٹے اسلیے کہ فرامرز بہت
زور شور سے آیا تھا کہ اتنے مین فرامرز نے اسفندیار سے کہا او لڑکے تو مجھکو نہین جانتا کہ مقابل میرے آیا مین نے کیا
تیرے باپ کو تو عقابین پر چڑھا دیا تھا اور باقی تیرے بھائیون اور سردارون سے لڑا وہ کون تھا جسے مین نے زخمی نہین
بس بہتر یہی ہی کہ پھر جا اسفندیار نے کہا مین نے سب تیری نامردی سنی ہی کہ تو نے فریب سے بابا جان کو گرفتار کیا بس
آج سب حال کھلا جاتا ہی لاف بہادری کی فرامرز نے نیزہ مارا اسفندیار نے نیزہ توا سکا بہ برکت اسلام چند طعن مین
ہوائی کیا اسنے تلوار ماری اسفندیار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کٹی اسفندیار نے سر بیچ مین کھینچ لیا مگر مرکب کی
گردن قلم ہوئی انھون نے بھی فرامرز کے مرکب کے پانون اڑا دیے فرامرز گرا عدنی سمجھے کہ مارا گیا سب دوڑ پڑے ادھر
لشکر اسفندیار کا چلا دونون ملکے تلوار چلنے لگی ان دونون نے بھی مرکب سواران فوج کے لڑکر چھینے اور سوار ہوکر
مصروف تیغ زنی ہوئے پھر تو وہ تلوار چلی کہ خدا کی پناہ اسفندیار اس فوج کثیر سے یون لڑ رہا تھا جیسے شیر مجمع روباہ
جاتا ہی کہ نام رستم و اسفندیار مٹا دیا مگر زخمون سے چور ہو گیا اور غش کھا کر گرا فوج کل چالیس ہزار تھی اسمین سے
بھی پانچ ہزار جانین بچا کر نکل گئے باقی سب مارے گئے فرامرز اسفندیار کو غش مین دیکھکر اٹھوا کے لشکر مین
لایا قید کیا زخمون مین ٹانکے دلوائے مگر یہ لوگ جو گئے تھے جا کر امیر حمزہ صاحبقران سے سارا حال بیان کیا

امیر حمزہ صاحبقران کو بڑا صدمہ اپنے فرزند کا ہوا

اب وہ کلمے دہستان جانا عمرو کا بحکم امیر حمزہ صاحبقران واسطے خبر اسفندیار کے لشکر نوشیروان مین اور بختک کی نہاری پکانا مع نوشیروان اور دونون بیٹے اسکے اور فرامرز بن قارن عدی سبکو کھلانا بیان کیے جاتے ہین

امیر حمزہ صاحبقران نے عمرو بن امیہ ضمری سے کہا کہ خواجہ تم جاکر خبر نوشیروان اور فرامرز اور میرے فرزند کی لاؤ کہ کسطرح یہ لوگ اُس سے پیش آئے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ابھی اور کہا یا امیر حمزہ صاحبقران اب مین اس بختک کو نہ چھوڑونگا ضرور قتل کرونگا اور قبل بھی عمرو بن امیہ ضمری امیر حمزہ صاحبقران سے کئی مرتبہ کہہ چکا تھا امیر حمزہ صاحبقران سُنکر چُپ ہو رہتے تھے آج بھی چپ ہو رہے جانا یونہین کہا کرتا ہی مگر یہ جو چلا لشکر فرامرز مین آیا ایک باورچی کی شکل بنکر جہان داروغہ باورچی خانہ کا تھا وہان آیا سلام کیا اُسنے پوچھا کہانسے آنا ہوا نام کیا ہی عمرو بن امیہ ضمری نے کہا مین رہنے والا ختن کا ہون خان اعظم کا نوکر تھا جب اُسپر تباہی آئی مین بھی واسطے روزگار کے نکلا جاتا ہون کہ کون ایسا ہوگا جو مثل خان اعظم کے کھانا پکوا کر کھائیگا میرے ہی کھانے کی قوت سے چار سو بیٹے اسکے پیدا ہوے اور ہر وقت عورت کی خواہش رہتی تھی ایسی نہاری اور ہریسہ پکاتا ہون اُسین لاگت دینے کا کسی مین حوصلہ نہین دیکھتا اور نام میرا اُستاد چربدست چابدست خطائی ہی داروغہ اور باورچی سُنکے چپ ہو رہے اور نہایت حیران ہوے مگر داروغہ نے کہا مین بادشاہ سے کہتا ہون وہ پکوائیگا اور تمکو نوکر بھی رکھ لیگا خان اعظم تو کیا تھا یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہی عمرو بن امیہ ضمری نے کہا اول تو دیکھا نہین غرض داروغہ نے جاکر عرض کی کہ ایسا باورچی آیا ہی نوشیروان نے بلوایا بختک اُسوقت نہ تھا عمرو بن امیہ ضمری نے جو داروغہ سے کہا تھا اُس سے زیادہ ہی کہا یہ سُنکر شاہ اور فرامرز اور پسران شاہ سبکو کھانے کا اشتیاق ہوا کہا جو یہ طلب کرے سب جنس دلوادو داروغہ نے کہا جو کہو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا صاحب پانچ سات متصدی تو بلواؤ کہ وہ لکھتے جائین داروغہ نے کہا میان چربدست ایک متصدی تو سارے پرگنہ کا حال لکھتا ہی عمرو بن امیہ ضمری نے کہا بھلا آپ لکھوائین تو معلوم ہو جائیگا اور بیان کرنا شروع کیا یہانتک کہ کوئی جانور پرندون مین نہ باقی رکھا سوا پتنگ کے اور چارپاؤن مین سوا چارپائی کے کوئی شی نہ چھوڑی اور تمام جہان کے مصالحے خوشبویات جواہر مع گہرا اور علاوہ اسکے ایک لاکھ روپیہ نقد مانگے داروغہ نے فوراً سب کچھ منگوا دیا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ ایک خیمہ علیحدہ کھڑا کرو آگے قناتین گھروادو کہ کسیطرف سے سامنا نہ رہے جبکہ خیمہ استادہ ہو چکا اور سب اسباب نقدی سمیت آیا عمرو بن امیہ ضمری نے سب اندر خیمے کے رکھوا لیا دو دیگین اور کئی پتیلے بھی چاندی کے عمرو بن امیہ ضمری نے منگوا لیے تھے اب عمرو بن امیہ ضمری نے اندر خیمے کے جاکر جو کچھ کہ تھا سبکو نذر زنبیل کیا اور ابو الفتح کو ساتھ لیا تھا اُس سے بڑا سا چولھا بنوایا دیگ کو اوپر چولھے کے رکھوا دیا سب باورچی اشتیاق مین ہین کہ دیکھا چاہیے میان چربدست اسقدر جنس کو کیونکر پکاتے ہین اور کیا تدبیر کرتے ہین عمرو بن امیہ ضمری نے سبکو حیرت زدہ دیکھکر کہا کہ صاحبو تمکو کیا خیال ہی اور کس بات کا تعجب ہی تم یہ جانتے ہو کہ چربدست کیونکر اسقدر اجناس کو کھپائیگا مین کہتا ہون کہ اگر ایک چھلکا پیاز کا بھی خیمے سے باہر نکالون تو گنہگار ہون اور مجھکو دروغ گو جانا مین اس امر مین مشاق ہون اگر کہو تو اس لڑکے سے دیگ ستونجے پکوادون تم سب تو باورچی کہلاتے ہو آجتک تمکو یہ تو معلوم نہین کہ جسوقت چولھا بناتے ہین کیا اسم پڑھتے ہین اور جسوقت کہ دیگ کو چولھے پر رکھتے ہین تو کیا کہتے ہین اور ترکاری کی چھیلتے ہین

کیا کہتے جاتے ہین گھی اور گوشت کو صاف کرنے مین کیا پڑھے اور مصالحہ پیسے تو کیا کہے اور جبکہ لکڑیان لگا کر آگ
دہکاتے ہین تو اُسوقت چولھا آگ سے اور آگ چولھے سے کیا کہتی ہی اور دیگ کفگیر سے اور کفگیر دیگ سے کیا
کہتی ہی اور جسوقت دال چانول آپسمین ملتے ہین تو وہ کیا باتین کرتے ہین اور یہ جو آپسمین مغل پٹھان کی لڑائی
ہوتی ہی یہ تو مشہور ہی بھلا یہ تو بتلاؤ کہ یہ کیون لڑتے ہین اور سبکو رہنے دو یہ سنکر باورچیون کو سکتا ہو گیا
سات پانچ بھوے جواب نہ دیا دم بخود رہگئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے پھر کہا کہ تم سب ہمارے خیمے سے
باہر چلے جاؤ کسواسطے کہ جب یہ ہریسہ تیار ہو جاوے تو دیکھنا اگر کسی نے تیاری مین دیکھ لیا تو ذائقہ بھی بدل جائیگا
اور ناور امزے سے زور اور قوت اسکی بھی جاتی رہیگی کہ جس سے چار سو بیٹے خاقان اعظم کے گھر مین ہوے تھے
مین نے مطلع کر دیا ہی مجھکو کوئی الزام نہ دے سب لاگت برباد ہو جائیگی مین نہین جانتا ہون پھر مجھسے کچھ نہو گا اور
جسوقت تیار ہو جائیگا بشوق تمام جسکا جی چاہے دیکھے بلکہ مین آپ سبکو بلا کے دکھاؤنگا داروغہ باورچی خانے
سبکو منع کیا کہ خبردار کوئی جھانکے تاکے نہ اور باہر جاؤ سب ہٹ گئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے اپنے کو تنہا پا کر
جسقدر جانور پرند مناسب سمجھے پر پرزے سمیت مصالحہ ملا کر دیگ مین ڈالدیے اور پکانا شروع کیا اور باقی
کو نذر زنبیل کیا سوا اُس دیگ کے کہ جو چولھے پر تھی کل ظروف نقرئی اور جسی بھی داخل زنبیل بے عدیل کیے
آدھی رات گئے تک خواجہ نے سب جانورون کو ہریسہ کر کے یخنی نچوڑی پھر ابو الفتح کو چولھے کے قریب
بٹھلا دیا اور کہا کہ دھیمی دھیمی آنچ کرتے رہنا مین ایک کام کو جاتا ہون یہ کہکر باہر آئے اور باورچیون سے کہا
کہ دیکھو مین خالی ہاتھ جاتا ہون واسطے اُس چیز کے کہ سب طاقت و مزہ اُسی سے ہوتا ہی اور تم سب سے چھپایا ہی
نام اُسکا نہین بتایا مگر دیکھا چاہیے کہ کیونکر ملتی ہی مین اپنے لڑکے کو چھوڑے جاتا ہون خبردار خبردار کوئی اندر
قنات کے نہ جاوے ورنہ سب لاگت شاہ کی برباد ہو جائیگی آگے مین نہین جانتا باورچیون نے کہا اے اُستاد صاحب
آپ خاطر جمع رکھیے ہم لوگ ایسی حرکت کبھی نہ کرینگے لیکن اسکے امیدوار ہین کہ یہ نسخہ ہمین بھی بتا دیجیے گا عمرو نے کہا
کیا مضائقہ ہی لیکن شرط یہ ہی کہ خدمت کرنا خدمت سے عظمت ہی بتلانا کیسا کہ بیٹھو تمھین اُتار دونگا یہ کہکر تلاش
بختک مین روانہ ہوے مگر حال بختک کا سنیے کہ آج دن بھر یہ بیقرار رہا نہ بارگاہ شاہ مین گیا نہ گھر مین اسکا
دل لگتا ہی چار چار ہاتھ کلیجہ اُچھل رہا ہی جبکہ شام ہوئی سر شام سے ایسی گھبراہٹ اسکے دل مین ہونے لگی کہ کبھی اندر سے
باہر آتا ہی اور پھر جب باہر دل نہین بہلتا تو اندر چلا جاتا ہی آخر چار گھڑی رات گئے زیادہ بدحواس ہوا اور
شدت خفقان کی ہوئی حبشی کہ غلام اسکے تھے سب پر تاکید کی کہ آجکی رات خبردار خبردار کوئی نہ سوے سب بیدار
رہین اور نگہبانی میری کرین اور گردشتی بھی بہت سے انتہا کی ہوشیاری چاہیے کوئی اندر خیمے کے نہ آنے پاے
سب پہرے پر ہوشیار ہو گئے پھر بھی اسکا دل نہ بہلا اور بیقراری زیادہ ہوئی اُسوقت بت سونے چاندی کے
نکالے اور برابر برابر تخت جواہر نگار طلائی پر رکھے اور سونے کے چراغون کو روغن گل سے بھر کے بتیان
رنگ رنگ کی اُسمین ڈال کے روشن کین ہار پھول بڑے بتاشے اشرفیان روپیہ چراغی کے سامنے رکھے
اور ڈنڈوت کر کے ہاتھ بتون کے سامنے باندھ کے کہنے لگا کہ اے خداوند لات منات آپکی ذات غریب پرور ہی
امیدوار ہون کہ یہ بیقراری میری کھو دیجیے اور آج کی رات جان میری بچا دیجیے عمر بھر آپکی پرستش کی ہی زندگی
اسمین گذری ہی یہ کوئی بڑی بات نہین اب زندگی غلام کی آپکے ہاتھ ہی سوا آپکے کس سے فریاد کرون امیدوار
آفت سے بچا لینے کا ہون نہین معلوم کہ آج مجھکو کیا ہو گیا ہی کہ کلیجہ منھ سے باہر نکلا آتا ہی اپنی خداوندی کیواسطے

فرمایا دکو میری سن لیجیے یہ کہکر عود عنبر عود سوزون مین اسقدر جلادیا کہ سارا خیمہ معطر ہوگیا باہر والے بھی خوشبو
سونگھتے ہین کہ خداوندون کے پیرہن کی خوشبو ہی اسپر بھی بختک کو چین نہ آیا زیادہ جب ٹہری کیفیت ہوئی
سب کارخانہ بت پرستی کا یونہین چھوڑا قنات عقب کی چاک کرکے لشکر مین آیا مگر چادر سے منھ لپیٹے ہوے
وہ بھی سیاہ رنگ کا کہ اندھیری رات مین کوئی نہ دیکھے پھرتے پھرتے دوپہر رات گئی شترخانے مین پہونچا وہان پالان
شتر رکھے ہوے تھے اسکے اندر چھپ کے بیٹھ رہا قضاے کار ایک روز پیشتر لوٹا آبنے کا ایک شتربان کا چوری
گیا تھا وہ تاک مین رہا کرتا تھا آج یہ جو شترخانے مین آیا اُسنے آتے ہوے دیکھا مگر چپکا پڑا رہا جب یہ پالان
مین چھپا بس شتربان چپکے سے اُٹھا اور سونٹا لی کا بہت موٹا توڑ رکھا تھا دونون ہاتھون سے پکڑے ہوے پشت
کیطرف چھپاے ہوے دبا دبا آیا اور بھر زور بختک کی پیٹھ پر مارا اور کہا کہ ابے چوٹے کل تو لوٹا لیگیا آج
کیا لینے کو آیا ہی اور کس چیز کو تاکا ہی بس پھر تو موے پر سو درے بختک چلایا کہ ہاے مجھکو مار ڈالا اسنے دوسری
ضرب چوتڑون پر دی پھر تو بختک نے دیکھا کہ ہاے واویلا سے کچھ نہوگا بھاگا اور شتربان پیچھے دوڑا کہ ابے
مار ہی ڈالونگا کہان جائیگا اور ساربان بھی شور شکر دوڑے بختک تو نکلگیا شتربان ڈھونڈھکر پھر آے
اور سب شترخانے مین جمع ہوے بڑا سا حقہ بھرکر بیچ مین رکھا دو گھٹی چلنے لگی اور اس شتربان کی سب تعریفین
کرنے لگے کہ بھئی خوب ہی تاک لگائی اور عوض لوٹے کا کرلیا یہ کہ رہا ہی کہ اگر سر پر پڑتا تو البتہ مزا تھا مگر کہی دن
بچا سینکینگے یہان تو یہ ہو رہا ہی اور وہان بختک جو بھاگا تو بازار مین لشکر کے چوتڑ سہلاتا ہوا آیا ایک طوائف
اپنے مکان کے دروازے پر کرسی بچھاے بیٹھی ہوئی ہی چراغ جل رہا ہی رات جو زیادہ آئی ہی بیٹھی ہوئی جماہیان
لے رہی ہی بختک نے آکر پانچ اشرفیان جیب سے نکالکر اُسکے ہاتھ پر رکھدین یہ بگلی کسبی تھی پکڑ کر ہاتھ اسکا
اپنے گھر مین لائی گلوری کھلائی پکڑکر ہاتھ بختک کا پلنگ پر لائی اور کیسا کیسا لپٹی مگر یہ مانند مردے کے پڑا رہا
خبر نہوا پھر تو طوائف نے جھنجھلا کے اسکو پلنگ پر سے ڈھکیل دیا یہ پلنگ کے نیچے گھٹنون کو پیٹ سے لگا کر
اوندھا پڑا رہا اب حال خواجہ کا بیان ہوتا ہی کہ یہ جو آے بختک کی خوابگاہ پر بڑا بندوبست دیکھا
کہ کسیطرح اندر جانا ممکن نہین حبشی پہرے پر بہت ہوشیار تھے روشنی بحد و بے حساب تھی پشت کیطرف سے
نقب دے کر اندر خیمے کے آئے دیکھا کہ تخت طلائی مرصع کار پر بچھا ہی جواہر نگار بیشمار رکھے ہین
چراغ سونے کے جل رہے ہین عمرو بن امیہ ضمری نے بختک کو جو نہ پایا سب مال کو مع تخت وغیرہ
داخل زنبیل کیا اودھر اُدھر خوب ڈھونڈھا جانا کہ پوجا کرکے باہر گئے ہونگے آپ بھی اسی راستے سے
باہر آے تلاش کرتے ہوے چلے شترخانے مین پہونچے وہان چور کا ذکر ہو رہا تھا اور سونٹے مارنا
شتربان کا سب سُنا معلوم کیا کہ ملک جی یہان آے تھے مگر ٹھکانا چھپنے کو یہان نہ پایا اور کسی طرف کو چلے گئے
ہین بس اُسیوقت ہرکارے کی وضع بنائی ڈنڈے شاہی کمر مین رکھکر سرخ پگڑی چست دار سر پر رکھی
زرد چرمی جوتا پہنا کمر مین دھوتر کا دوپٹہ باندھے انگرکھے کے نیچے نینون کی مرزئی بھی تھی پکارنا شروع کیا
کہ جواہر بادشاہ کا چور لیکر بھاگا ہی جسکو معلوم ہو چور کو بتلا دے یا جسکے گھر مین چور چھپا ہو آکر نشان دے
ورنہ جسوقت تحقیقات ہوگی اور دریافت ہوگا کہ فلان کے گھر سے چور نکلا اُس شخص کا گھر کھد جائیگا اور
عمر بھر قید رہیگا اگر کسی عورت کے پھندے مین پھنسا ہوا ملیگا یا کسی عورت نے اپنے گھر مین رکھا ہوگا تو
ناک اور چوٹی اُسکی کاٹی جائیگی مال اسباب ضبط ہوگا چاہیے کہ جو جانتا پہچانتا ہو خود بتلادے ورنہ تباہ و برباد

ہوگا قضائے کار پکارتے ہوئے وہان پہونچے جہان طوائف کا مکان تھا طوائف کے کان مین جو یہ آواز پہونچی سمجھی کہ کہین یہ چور نہو اسلیے کہ پانچ اشرفیان تو دین اور مقار بتانہ کی ڈھکیل دینے پر بھی کچھ نہ بولا پلنگ کے نیچے اوندھا پڑا ہی سانس ڈکار نہین لیتا تو ہی چلکر کہدے ورنہ بڑی بات ہی لالچ برا ہوتا ہی مال جان سب کچھ کھوتا ہی بس یہ خیال کرکے چپکے سے دبے پانؤن اُٹھکے باہر آئی جبکہ خواجہ سلامت بصورت ہرکارہ قریب آئے اُسنے ہاتھ پکڑکے کہا ای میان ایک مردوا میرے گھر مین چار گھڑی سے آیا ہوا ہی مین کیون آپسے چھپاؤن صاف کہے دیتی ہون کہ پانچ اشرفیان بھی مجھکو دی ہین چلکر آپ پہچان لیجیے اگر وہی چور ہے تو پکڑ لیجائیے مین نے خود اگر کہدیا کہ عتاب شاہی نہ آئے بس خواجہ نے کہا تونے بڑی عقلمندی کی کہ بتادیا اب چلکر دکھا دے طوائف لیکر اندر آئی اور پلنگ کیطرف اشارہ کیا دیکھا عمرو نے کہ کوئی نہین ہی کیونکہ بختک نے طوائف کو جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور ہرکارے کے پکارنے کو بھی سمجھ گیا تھا کہ قضا آ پہونچی اُسیوقت چھپکر نکلگیا تھا عمرو نے پلنگ کے نیچے بھی دیکھا جب نہ پایا طوائف پر آنکھین نکالین اور کہنے لگے کہ جلد بتا قحبہ کہ اُسے کہان چھپایا وہ کدھر گیا سرکاری چور ہی تو بھی دھری جائیگی بڑی جلسازہی کہ اُسے پہلے ہی نکالدیا اور بریت کیواسطے کہدیا صبح کو حال معلوم ہوگا طوائف کی جان نکلگئی پانچون اشرفیان پاندان سے نکالکر نذر دین اور ہاتھ جوڑنے لگی کہ میان صاحب خدا آگاہ ہی مین نہین جانتی کہ موا کہانسے آیا تھا اور کدھر گیا اور کب چلا گیا مین آپکو بلانے گئی وہ نیچے سے پلنگ کے نکلکر بھاگ گیا ہوگا عمرو نے پاندان بھی اُسکا چھین لیا اُسنے بھی دم نہ مارا لیجانے دیا اب خواجہ آگے تلاش مین روانہ ہوئے رات پچھلی رہگئی تھی حیران و پریشان بیرون لشکر پہونچے ایک تکیہ پُرانا تھا قبرین اُسمین جو تھین وہ بھی ٹوٹی ہوئی اُس تکیہ مین فکر کرتے ہوئے چلے آئے اور ایک قبر پر بیٹھکر سوچنے لگے کہ اب کہان جاؤن رات گذر گئی اور وہ نملا ناگاہ آواز آئی کہ توبہ توبہ ای لات اعلی مناۃ معلی آجکی رات مجھکو بچا لیجیے تو جانون کہ خدائی آپکی برحق ہی تمھاری درگاہ مین توبہ کرتا ہون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُسیطرف کو آئے ایک ٹوٹی قبر مین بختک کو اوندھا پڑے ہوئے دیکھا بس آواز بلند سے پکارے کہ خوب ہمکو سرگردان و پریشان کیا ساری رات پھرتے اور جستجو کرتے گذر گئی آئیے قبر سے باہر تشریف لائیے توبہ قبول ہوجائیگی ذرا باہر تو آئیے بختک نے دانت نکالدیے اور گڑگڑانے لگا اور دوڑکر عمرو بن امیہ ضمری کے پانؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ مین تو غلام قدیم ہون اور مجھسے کوئی خطا عمداً و سہواً نہین ہوئی ہی آپنے کسلیے کمترین کو سرفراز کیا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہدیا جائیگا پہلے یہ تو کہو کہ توبہ کس بات کی کرتے ہو کیا حرکت تمسے سرزد ہوئی ہی اور کہتے ہو کہ کوئی خطا مین نے نہین کی او بادر بخطا ایک خطا دو خطا ہو تو معاف کرون ہزارہا خطائین تونے کی ہین کہانتک معاف کرون اور توبہ توبہ کرتا ہی یہ توبہ تیری قبول نہوگی یہ کہکر چند دانے خرمے کے کمر سے نکالکر سامنے کیے کہ لیجیے کھائیے تبرک ہی بختک نے ہاتھ باندھے کہ حضور آپکے واسطے بہت سا مال و جواہر رکھا ہی بلکہ نکالکر خیمے مین چھن آیا ہون حضور جاکر سب لے لین عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ملک جی صاحب بتون کو آپ رکھ آئے تھے وہ تو جاکر ہمنے لے لیے اور اُسکے سوا جو وہ جساق ہی بختک نے کہا جی وہی مال تھا اور فی الحال تو نہین ہی مگر عمر بھر کا دین دار رہونگا آپ تشریف لیجائین عمرو بن امیہ ضمری نے کہا لو کھا لو حرج ہمارے کام مین نہ کرو اُسنے منت کہا کہ آپ تو مالک ہین اور ہمیشہ شفقت و عنایت کرتے ہین کہ تبرک مرحمت فرماتے ہین مگر غلام کو چند روز سے میوہ اور مٹھائی سے رغبت

نہین رہی ورنہ عذر نکرتا کھا لیتا کیا قباحت تھی مجبور ہون کہ بیمار ہو جاتا ہون جب کچھ ایسی چیز بھولے سے بھی
کھالی مہینون جھیلنا پڑتا ہی یہ سنکر عمرو بن امیہ ضمری نے خنجر نکالا اور دکھایا کہ ملک جی جلدی نوش
کیجیے ورنہ خنجر حاضر ہی دیکھیے بختک نے ناچار ہو کر کھا لیے اسقدر بیہوشی ملی ہوئی تھی کہ فوراً چھینک آئی
اور بیہوش ہوا عمرو بن امیہ ضمری نے چادر مین پشتارہ باندھا اور لیکر راہی ہوا صبح کے قریب باورچی خانے
مین پہونچا باورچیون کی نظر جو پڑی پکارے آیئے اُستاد چرب دست اور کچھ تو لائے آپنے کہا کہ ابھی لائے تو بیشک
مگر وانتون پسینہ آگیا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے جان عاجز ہوگئی جب یہ چیز ملی ہی اللہ نے سرخرو کیا ورنہ سب
خراب و برباد ہوتا یہ کہکر اندر قنات کے چلے آئے اور سرپوش ہٹا کے اُسیطرح پوٹ کا پوٹ دیگ مین ڈالدیا
ابو الفتح نے پوچھا کہ ماموں جان آپنے کیا ڈالدیا ہی کچھ نہ بتلایا کہ لڑکا ہی الیسا نہو ڈر جاسے اور ہونڈھا بچاسکے
قریب دیگ کے کفچہ ہاتھ مین لیکر بیٹھے اور خوب طرح بختک کی یخنی نچوڑی ہڈیون کو خوب کفچے سے دبایا پانی
تو رات بھر کا کھولا ہوا تھا دیر نہوئی کہ ہریسہ تیار ہو گیا چار گھڑی دن چڑھتے چڑھتے آپنے نمک مصالح برابر
کر کے خوشبو زعفران لونگ الائچی کی زیادہ کر کے تیار کیا پھر تو وہ خوشبو پھیلی کہ باہر تک سارا مکان اور
میدان مہکنے لگا سب باورچی کہنے لگے کہ واہ واہ کیا مذکور ہی اے اُستاد چرب دست صاحب آپکے ہاتھون کے
صدقے ہوجاسے یہان خواجہ نے سرپوش وہان دیگ پر رکھے تھیلی آٹے کی کر کے انگارے سرپوش پر رکھدیے
اور دم پر لگا دیا پسینہ پونچھتے ہوسے آکر باہر بیٹھے اور کہنے لگے کہ اب تیار ہی کہ اتنے مین نوشیروان نے
دربار کیا خرد و کلان پیر و جوان حاضر ہوسے اُسوقت شاہ نے کہا کہ رات بھر اشتیاق ہریسہ کا رہا ہی جاکر کوئی
دیکھے تیار ہوا یا نہین اگر تیار ہو تو لاؤ اُسیوقت لوگ گئے اور باورچیون نے پلاؤ زردہ قلیا فوراً نکالنا
شروع کیا اور خواجہ سے کہا کہ آپ بھی ہریسہ نکالیے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ ہمتو ساری دیگ نکلوا لینگے
لیجلینگے کہ گرم گرم مالک کھاسے سرد ہونے مین شاید خداوند نعمت ناراض ہون تو ساری محنت برباد ہو۔
مصرع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ یہ کہکر ایک میانہ منگوالیا دیگ کو اُسیصورت سے
بجنسہ اُسپر رکھکر کہارون سے کہا کہ لیچلو کہار لیکر چلے آپ بھی ساتھ میانہ کے ہولیے جبکہ خاصہ بادشاہ
کے پاس روشن چوکی بجتی ہوئی جا پہونچا اور دسترخوان بچھا بادشاہ نے کہا آج بجز ہریسہ کے کوئی نعمت
نہین مرغوب ہی چرب دست خطائی سے کہو کہ جلد حاضر کرے آپ سامنے آئے اور مجرا کر کے فرش بارگاہ سے
علٰحدہ بیٹھ گئے اور دیگ منگوا کے پانچ پیالے غوری کے بڑے بڑے لیکر ہریسہ نکالا اور پانچ عضو سالم
ایک ایک کاسہ پر تقسیم کیے بعد اُسکے ستور بانکالا کہ کاسہ لبالب ہوگئے باقی اور بہت سے پیالے بعد کو
نکالے اور ہر ایک سردار کے آگے رکھنا شروع کیے اور وہ پانچون کاسے اسیطرح تقسیم کیے کہ ایک تو
نوشیروان کے روبرو اور ایک ایک ہرمز فرامرز کے سامنے اور ایک فرامرز بن قارن عدنی کے
آگے اور پانچوان ملک بختیارک کے سامنے رکھا اُسوقت ہاتھ دھو کر سبنے مع بادشاہ تافتانین
توڑ کر بھگو دین چمچے لیکر ہاتھون مین چاہا تھا بادشاہ نے کہ کھاسے اتنے مین بختک یاد آگیا چمچہ ہاتھ سے
رکھدیا اور کہا کہ کوئی جاسے اور بہت جلد بختک کو لے آئے کہ اُسکے بغیر دل نہین لگتا اُستاد چرب دست نے
ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ بادشاہ کی عمر دراز ہو نمکخوار کو سواری وزیر اعظم کی ملی تھی مجھسے کہا کہ ہم حاجت
رفع کر کے آتے ہین شاہ انتظار نفرمائین نوش جان کرین ہمارا حصہ رکھ چھوڑنا تو غلام نے اُنکا کاسہ

رکھ چھوڑا ہی جبکہ وہ آئینگے گرم کھلاؤنگا نوشیروان کو بھوک بشدت تھی یہ سنکر چمچہ سے نوالا منھ مین رکھا پھر تو سب شریک طعام کھانے لگے آدھے آدھے پیٹ بھر چکے تھے کہ نوشیروان نے تعریف کرکے ایک زوج دوشالا گلنار اور پانچ ہزار روپیہ عنایت کیے اور بہت تعریف کی کہ فی الحقیقت ایسا خوش ذائقہ ہمنے نہین کھایا تھا اتنے مین شوربا جو کم رہا اعضاے سالم جو تھے وہ نظر آئے انکو جو اُٹھایا تو ہر مرد فرامرز کے ہاتھ مین انثیین آئے اُنھون نے انکو کھالین جو پا یاد با دباکے دکھانے لگے اور وہ بیضیے کھالیے وہ ٹٹ ‌نے لگے ایسمین مزاج ہونے لگی کہ یہ کیا ہی اتنے مین فرامرز بن قارن کے ہاتھ مین اعضاے تناسل آیا آسکے کاسہ مین تھا اُسنے نکالکر دکھایا کہ یہ کیا چیز ہی ابھی تک تو ہنسی ہو رہی تھی کہ ملک بختیارک نے جو ڈھونڈھا تو انکے پیالے مین ہتھیلی چھنگلیا سمیت نکلی اور انگوٹھی مع نگین مہر کہ بختک اُسپر کندہ تھا نکلی بس بختیارک نے جو شور بہ چوس کر مہر پر نگاہ کی ملک بختک کھدا پایا کہ مہر دستی تھی بس چلایا کہ ہاے بابا جان تمکو کسنے مارا اور مجھکو یتیم کیا یہ کہکر سر پر ہاتھ مارا اور زمین پر لوٹنے لگا بادشاہ نے جو یہ ماجرا دیکھا خود بھی مہر پڑھی اور اُستاد چر بدست سے کہا کہ ای چربدست سچ کہ کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسوقت آسنے کہا باش او آتش پرست منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مارا مین نے بختک نابکار و مکار کو اور یاد رکھنا کہ بہ تصدق سر صاحبقران تو بچا ہوا ہی ورنہ تیرا بھی یہی حال کرون کہ بار ہا تو نے اقرار ایمان لانے کا اور دار الاسلام مین آنے کا کیا اور پھر کافر بنا رہا اگر جان تجھکو پیاری ہی تو پھر کبھی کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جسمین اب میرے آقا کو رنج پہونچے ورنہ اگر یہی انجام تیرا بھی نہو تو جو چاہنا کہنا سب سامانی کھڑے ہوگئے اور چاہا کہ گرفتار کرلین بھلا یہ کب ہاتھ آتے ہین جست جو کی سراچون کے پار ہوے وہانسے میدان پکڑا اور مثل ہوا کے اُڑنے لگے کافرون نے لینا پکڑنا کا غل کیا مگر یہ صاف نکل گئے سب مجبور و ناچار پھر آئے بختیارک اور سب نے یہ تدبیر استفراغ کیا کہ تمام آنتین دوہری ہوگئین اور کلیجے منھ کو آگئے اور سب واسطے بختک کے روے مگر بختیارک نے بُرا حال کیا کہ بیان سے باہر ہی چار روز تک یہ دربار مین نہین آیا اور گھر مین تڑپا کیا پانچوین روز نوشیروان نے بلاکر خلعت وزارت کا دیا اور دلجوئی و خاطر بہت کی پھر تو یہ بہت خوش ہوا اور خلع ہوکر گھر مین آیا مگر عمرو بن امیہ ضمری پھر تو لشکر نوشیروان مین بہیئت مصنوعی اُسی شام کو نقب لگا کر اندر زندان کے آے اور اسفندیار خان گیلانی مسعود کوہی کو گرفتار کرکے پشتارہ باندھکر نقب کی راہ سے روانہ ہوے اور آتے آتے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے اور مجراگاہ سے بادشاہ کو مجرا کیا امیر حمزہ صاحبقران کے قدم چومے اور اسفندیار خان گیلانی اور مسعود کوہی کو سامنے رکھدیا امیر حمزہ صاحبقران نے خلعت عنایت فرمایا اور بہت تعریف خواجہ کی کی پھر اپنے فرزند کو قید دور کرکے گلے سے لگایا بعد اسکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے احوال جو بیبے کا بیان کیا اور کہا کہ غلام نے بختک کو مار ڈالا امیر حمزہ صاحبقران نے سنکر آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تم بھی بہت بُرے آدمی ہو غضب کیا کہ مار ہی ڈالا عمرو نے کہا یا امیر حمزہ صاحبقران مین تو آپسے پوچھ ہی گیا تھا اور مطلع کر چکا تھا کہ اب غلام بیشک اُسکو مار ڈالیگا جب آپنے کچھ نہ ارشاد فرمایا آپ خاموش ہو رہے ہین بے گنہ ہون بادشاہ نے فرمایا کہ آپ ناحق متاسف و ملول ہوتے ہین خوب ہوا خواجہ نے بہت اچھا کیا خس کم جہان پاک مرادفع ہوا اسی قابل تھا پھر امیر حمزہ صاحبقران ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ کیونکر اور کسطرح اسکو پکڑا اور وہ کچھ کہتا بھی تھا عمرو بن امیہ ضمری نے سب کچھ بیان کیا بڑی دیر تک ہنسی رہی غرضکہ بادشاہ نے

عمرو بن امیہ ضمری کو خلعت دیا اب سارے لشکر اسلام میں بختک کے مارے جانے کا ذکر ہے
اور سب یہی باتیں کر رہے ہیں وہاں نوشیروان نے جبکہ بختیارک کو وزیر کیا تو کہا کہ سب صاحب سن لیں
ہیں ہرگز امیر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ نہیں کرنے کا بلکہ بہزاد طوسی سے بجنسہ کہا کہ تم جاؤ اور
امیر حمزہ صاحبقران سے کہو میری طرف سے کہ یا امیر حمزہ صاحبقران اب میں کبھی تمسے نہ لڑونگا جو مجھکو
تمسے لڑواتا تھا وہ نہ رہا اب کبھی ایسا نہوگا اور یہی کچھ چپکے سے کہدیا بہزاد طوسی طرف صاحبقران کے
راہی ہوا مگر بختیارک نے ہرچند چاہا اور ورغلانا کہ نوشیروان کو لڑوا کے عوض خون بختک کا کرے
مگر شاہ کسریٰ نے کسیطور منظور نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ جسکا جی چاہے وہ لڑے میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ اب مدائن
میں جاکر دین ہی اُنھیں کا اختیار کروں کہ اُنکو پھر کوئی مناظرہ مجھسے باقی نرہے فرامرز بن قارن عدنی نے
یہ سنکر کہا کہ ای بادشاہ ہفت کشور آپکو جو بہتر معلوم ہو وہ کیجیے جبکہ آپ مدائن میں پہونچ جائینگے میں ضرور
امیر حمزہ صاحبقران سے لڑونگا میں جو یہ فوج لیکر چلا تھا اسیواسطے چلا تھا مگر آپکو اپنے امور میں
اختیار ہو لیکن میں تو ضرور لڑونگا شاہ چپکا ہو رہا وہاں بہزاد طوسی پیغامبر نوشیروان کا جو لشکر اسلام میں آیا
امیر حمزہ صاحبقران نے ساتھ آبرو کے بلوا کے کرسی معقول پر بٹھایا شیشہ و ساغر ساقی نے پیش کیے اسوقت
بہزاد نے امیر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ای امیر حمزہ صاحبقران آپسے بادشاہ ہفت کشور نے
یہ کہا ہی کہ جو شخص مجھکو تمسے لڑواتا تھا وہ نہ رہا مارا گیا اب آپکو رنج کسی نوع کا مجھسے نہوگا بلکہ میں مدائن میں پہونچکر
بعد دو تین روز کے مسلمان بھی ہو جاؤنگا لیکن یہ کہدیا ہی کہ جب میں مدائن میں پہونچوں تو دو تین دن کے بعد
آپکا جی چاہے تو چلے آئیگا یہاں جو میں مسلمان نہوا تو اس سبب سے کہ لوگ کہینگے بادشاہ نے خوف جان سے
اسلام اختیار کیا اور آپکے ساتھ چلنے میں بھی بدنامی ہی کہ لوگ جانینگے شاہ کو امیر حمزہ صاحبقران پکڑ لائے
ہیں ورنہ میں آپکو ساتھ لیچلتا مجھکو کسیطرح اب آپسے لڑنا منظور نہیں ہی امیر حمزہ صاحبقران نے یہ سنکر بہزاد
کو خلعت دیا اور کہا کہ بہت اچھا شاہ تشریف لیجائیں بعد شاہ کے پہونچنے کے انشاءاللہ میں بھی مدائن میں
آؤنگا اور اگر شاہ اسلام اختیار کرے تو میرے بھی کل ملکوں کا اُسے اختیار رہی سب ملک اپنے قبضے میں رکھے مجھے
عذر نہوگا بہزاد خوش خوش روانہ ہوا اور جاکر جواب و پیغام امیر حمزہ صاحبقران کا شاہ سے بیان کیا
خلعت امیر حمزہ صاحبقران کا دیا ہوا دکھایا شاہ نے اُسیوقت طرف مدائن کے کوچ کیا اور بعد قطع منازل
اور طی مراحل کے مدائن میں پہونچا مگر راستے میں بختیارک نے کیسا کیسا بھڑکایا اور سمجھایا کہ بادشاہ امیر سے
لڑیئے اور میرا مدعا حاصل ہو بیٹے کا عوض خون پدر کا لوں مگر ہرگز نوشیروان نے نہ مانا بلکہ جس بات سے پہلو
لڑائی کا نکلتا شاہ ناراض ہوا اور خفا ہوا امیر حمزہ صاحبقران نے ہرکارے ساتھ کر دیے جب نوشیروان
مدائن میں پہونچا امیر حمزہ صاحبقران سے آکر ہرکاروں نے خبر کی امیر حمزہ صاحبقران نے پہلوان
عادی کو بلاکر حکم دیا کہ اٹھالو بارگاہ کا بار کرکے طرف شہر مدائن کے چلو ہم بھی آتے ہیں عادی پیش خیمہ لیکر طرف
مدائن کے روانہ ہوئے بعد صاحبقران بھی مع بادشاہ و جملہ ہواخواہ روانہ ملک مدائن ہوئے

اب چند کلمے داستان بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ طی مراحل کرتے ہوئے جاتے تھے ایک صحرائے پرفضا میں مقام کیا بارگاہ برپا کرا کے اترے تھے پردہ بارگاہ
آسمان جاہ کا اٹھا ہوا تھا سیر صحرا کی کر رہے تھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز تھے جملہ سردار دورہ بادب

دنگلون پر بیٹھے تھے کہ صحرا سے ایک بگولا نمایان ہوا جب قریب پہونچا دیکھا ایک سوار گرد مین اٹا ہوا ہی سب نے
دیکھا ہر ایک نے یہ فکر کو دوڑایا کہ کون ہی اور کہان سے آتا ہی مگر امیر حمزہ صاحبقران ذیشان نے بادشاہ سے
کہا کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ فدوی کو تو قاصد معلوم ہوتا ہی اتنے مین وہ قریب آیا گھوڑے سے اترا باادب
کھڑے ہو کر آداب بجالایا اور عرض کی کہ ای شہریار فلان بدیع الزمان کشتی گیر کیبطرف سے مین آیا ہون کہ وہ
یہانسے کچھ دور ساتھ ساز و سامان کے ایک صحرا مین اترے ہوئے ہین مدعا انکا یہ ہی کہ یا تو مجھے آپ
مقابلہ کشتی مین سمجھیے یا منشور پر میرے مہر کر دیجیے مین سب ملکون سے مہرین اپنی یکتائی پر کرا چکا ہون
آپکی مہر باقی ہی جیسا ارشاد ہو غلام آج احکام رسانی کریگا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا
بہتر ہی وہ یہان آئین تو قاصد روانہ ہوا اور جا کر بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان شادشاد
مع لشکر اور جملہ شاگردون کے تیاری چلنے کی کرتے ہین انھین راہ مین چھوڑیے امیر حمزہ صاحبقران
بارگاہ مین جلوہ افروز تھے کہ آواز ڈنکے کی آئی اور اکثر پیر و جوان اشتیاق مین آگے بڑھے کہ دیکھیے
کون آتا ہی کہ تتق گرد و غبار صحرا سے بلند ہوا جب گرد شق ہوئی تو کچھ لشکر بعد اسکے جلوس سواری کا اور
ایک بادشاہ تخت پر نمایان ہوا امیر حمزہ صاحبقران نے حسب عادت بادشاہ سے حکم لیکر واسطے
پیشوائی کے سردارون کو روانہ کیا سردار حکم پا کر گئے اور راستے سے لاکر قریب بارگاہ کے پہونچا دیا
اس بادشاہ نے تخت سے اتر کر مجرا کیا اور عرض کیا کہ نام غلام کا بہرام شاہ ہی ایک شہر ہی بردع وہانکا
حاکم ہون اپنی ایک حاجت لیکر آیا ہون امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا بیان کرو اسنے کہا کہ ای امیر
آفاق گیر ایک فرزند ہی غلام کا کہ اسے ہردم بردعی کہتے ہین وہ سودائی ہو گیا ہی اور پہلوان زبردست
ہی اسکی بہن ہی مہنہ بانو اسے پکڑ کر ایک صحرا مین لیگیا ہی کہ وہان لکہ پیڑ ہی اسمین ایک مکان درختو نپر
بنا کر رکھا ہی غلام نے کچھ خواصین واسطے خدمت کے بھیجدین ہین فرامرز بن نوشیروان چاہتا ہی
کہ عقد ساتھ مہنہ بانو کے کرون ہردم نے کہا کہ مین بیاہ نہونے دونگا کسیکا سالا نہ بنونگا عمر بھر بٹھا رکھونگا
وہ مارے خوف کے مری جاتی ہی اور وہ دیوانہ ہی حق ناحق نہین سمجھتا بیجا جو چاہتا ہی کہتا ہی اور خفا
ہوا کرتا ہی غلام امیدوار ہی کہ اسکو زیر کر کے مہنہ کو جسکے ساتھ مزاج مین آئے کتخدا کر دیجیے غلام
ایمان بھی لائیگا آپ برے وقت مین ہر ایک کے شریک ہوتے ہین مین بھی لطف و کرم کا امیدوار ہون
امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا بہتر ہی اور علیحدہ عمرو بن امیہ ضمری سے چپکے سے فرمایا کہ جا کر
دیکھہ تو آؤ کہ جو اسنے اظہار کیا ہی مطابق اسکے ہی یا غلط اور وہ دیوانہ کیسا ہی اور زور و طاقت کا بھی اسکے
حال دریافت کر کے بیان کرو عمرو بن امیہ ضمری نے پتا نشان لکہ پیڑ کا بہرام بردعی سے پوچھا اور روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان جانا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا طرف ہردم بردعی دیوانے کے اور دریافت کر کے آنا اور لیجانا امیر حمزہ صاحبقران کو بیان کیے جاتے ہین

غرض کہ جاتے جاتے عمرو بن امیہ ضمری نے دیکھا کہ ایک مقام پر برابر بہت سے درخت لگے ہین اور
بہت بلند بلند درخت ہین کوسون تک گھٹا چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہی عمرو بن امیہ ضمری اندر اس
لکہ پیڑ کے آیا دیکھتا چلا جاتا ہی کہ دیکھا ایک مکان ستونون پر آہن کے نصب کیا ہوا ہی دروازے
لگے ہوئے ہین اور پردے پڑے ہین نہایت موضوع ہی عمرو بن امیہ ضمری نیچے اس قصر کے ٹھہرے

اور چہار طرف دیکھنا شروع کیا کہ اتنے مین ایک فراشنی کی نظر انپر پڑی اوی گھبرا کر بھاگی اور جا کر دوسری کو
بلا لائی اور کہا دیکھو لو ایہ بن مانس کدھر سے نکل آیا ہی اسنے اور ون کو پکارا پھر تو سب نے آکر دیکھا
عمرو بن امیہ ضمری ایک تماشا ہو گئے ایک آدھ نے منہ بانو سے بھی کہا وہ بھی مشتاق ہو کر آئی
دیکھتے ہی بے ساختہ ہنس پڑی کہ آواز قہقہہ کی بلند ہوئی اور بولی کہ ارے تو کون ہی آدمی ہی یا کوئی جانور صحرائی
ہی یا غول بیابانی ہی مگر عمرو بن امیہ ضمری نے جو صورت ملکہ کی دیکھی تعریف کرنے لگے کہ فی الحقیقت صورت
اچھی ہی اچھی صاحب اچھی بلکہ بہت اچھی بہت اچھی ملکہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہی جواب دیا کہ ای ملکہ تمھارے باپ نے
جا کر میرے آقا صاحبقران دوران سے فریاد تمھاری کی ہی اور مدعا تمھاری رستگاری کا دیوانے کے
ہاتھ سے ظاہر کیا ہی میرے آقا نے مجھکو دریافت و تحقیقات کے لیے بھیجا ہی اب یہ بتاؤ کہ وہ دیوانہ تمھارا
بھائی کہان ہی مہ بانو نے کہا پہلے اپنا نام تو بیان کرو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا برادر بجان برابر
امیر حمزہ صاحبقران نامور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ سنکر ملکہ لفظ برادر پر بہت ہنسی اور
کہنے لگی خواصون سے کہ ایسی ہی صورت امیر حمزہ صاحبقران کے بھائی کی چاہیے ہو نا مجھے کبھی
یقین اس بات کا نہ آئیگا مین تو انسان بھی نہ کہونگی کوئی بلا صحرا کی معلوم ہوتے ہین دیکھیے کیا قد و قامت
کیا استر النقشہ ہی عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای ملکہ میرا آقا جبکہ یہان تشریف لائیگا اور سردم کو زیر کر
تمکو عقد مین اپنے لائیگا اسوقت میری صورت کو دیکھنا یقین تو یہ ہی کہ کبھی نہ پہچان سکوگی کیونکہ بہت
صورتین بدلنے کا ہر وقت مجھکو اختیار ہی جیسی صورت چاہون بنون اور یہ صورت جسپر ہنستی ہو اسی کو شاہزادیان
ہر روز دیکھتی ہین حرم صاحبقران کی مجھسے کوئی پردہ نہین کرتا اور کہنا بیکار ہی تم بھی دیکھ لینا مہ نے
کہا کہ اچھا جیسا ہوگا دیکھ لینگے لیکن ابتو تم یہاں سے چلے جاؤ اور یا کہین چھپ رہو اگر دیوانہ بھائی میرا آجائیگا
تو بڑا غضب ہو جائیگا ضرور ایک آدھ کا خون کر ڈالیگا اور تم بھی نہ بچوگے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا
کب آئیگا کہین جلد آ چکے یہی باتین تھین کہ جانور چوپایہ بھاگتے ہوے نظر آئے بعد اسکے صدا زنجیر کی بلند
ہوئی گویا کہ پیل مست جھومتا ہوا چلا آتا تھا لنگر ہر قدم پر صدا دیتا تھا مہ بانو تو جلدی سے ہٹ گئی مگر نگاہ
دیوانے کی اور عورتون پر بھاگتے مین پڑ گئی اور قریب مکان کے آیا تو عمرو بن امیہ ضمری کو بھی کھڑے
دیکھا بس غصے سے آنکھین سرخ ہو گئین اور عمرو بن امیہ ضمری پر دوڑا کہ ارے تو کیون یہان آیا ہی اب
تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اور میل فولادی پکڑ کے چلا قصر کو بھی دیکھتا جاتا ہی جان عورتون کی نکلی ہوئی
ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی مگر دیوانے نے آتے ہی میل کو سر پہ چرخ دے کر عمرو بن امیہ ضمری پر مارا
دیکھا عمرو بن امیہ ضمری نے کہ بیس برس کا سن و سال ہوگا تھان کمخواب کا کمر سے بندھا ہوا ہی گریبان
مثل جیب سحر کے چاک ہی طوق کنڈے دار مرصع کار و جواہر نگار گلے مین پڑا ہوا ہی زنجیر فولادی بہت
بھاری کمر مین بندھی ہوئی ہی سرا زنجیر کا دور پہ ہی دوسرا سرا طوق کے کنڈے مین پڑا ہوا ہی وہ سر سینے پر
لگتا جاتا ہی چھن چھن کی آواز آتی ہی چوب فولاد کاندھے پر رکھے مگر قریب عمرو بن امیہ ضمری کے پہونچکر
حربہ کر بیٹھا عمرو بن امیہ ضمری نے آنکھون کو بند کر کے بہت زور سے جست کی واہنی طرف ہٹکر خالی دیا
میل جو زمین پہ پڑا نالا سا بن گیا عمرو بن امیہ ضمری پھر جست کر کے سامنے آیا اور دیوانے کو دکھا کر ہو گیا
دیوانے نے میل مار کر آنکھین بند کر لی تھین ہو کی آواز سنکر جلد اسنے آنکھین کھولکر دوسری ضرب مارنی چاہی

عمرو بن امیہ ضمری نے بائین کو جست کرکے اپنے تئین بچایا اور اسیطرح پھر سامنے آکر ہو گیا دیوانے کو بہت غصہ آیا میل کو تو چھوڑا چاہا دوڑ کر پکڑ لون اور گردن مروڑ کر مار ڈالون بس یہ خیال کر کے دوڑ پڑا اور عمرو بن امیہ ضمری بھاگا لیکن دیوانے نے بھی تعقب کیا اب عمرو بن امیہ ضمری درختون کے گرد بگرد بھاگتا پھرتا ہی اور دیوانہ بھی ساتھ ہی چکر لگا رہا ہی کہ کسیطرح پکڑ لون ایک جگہ خواجہ کے روبرو آ ہی گیا اب عمرو بن امیہ ضمری بد حواس ہوا آنکھین دیوانے کی لال لال ماتھے پر پسینہ ابرو مین بل تیوری چڑھی ہوئی غصہ ظاہر تو معلوم ہوا کہ آئینہ رو مین جلوۂ عروس مرگ ہی بس تیکھلے پانون اڑ گئے اور دوڑ کر ایک درخت بلند پر چڑھ گئے کہ تنہ اسکا بہت تھوڑا تھا درحسب اوپر چڑھ گئے تو پکارے کہ ہو دیوانہ اور زیادہ خشمگین ہوا اور دوڑ کر جڑ مین اس درخت کی ہاتھ حائل کر کے جھٹکا مارا کہ بنیاد اس درخت کی مٹا دی زمین سے اکھیڑ لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا خواجہ جلدیسے اچک کر دوسرے درخت پر پہونچے اور ہردم نے درخت جو زمین پر مارا شاخین اور برگ سب جدا ہو گئے لیکن اب جو دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری کو نہ پایا سر جھکا ہوا کیا دوسرے درخت پر عمرو کو دیکھا چیخ ماری کہ او جنگجو تو وہان پہونچا اب اسے بھی اکھیڑے لیتا ہون عمرو بن امیہ ضمری نے دانت نکالکر آواز بد کے منہ چڑھایا دیوانہ اور جھلایا تڑپ کے دوسرے درخت کو بھی اکھیڑ کر زمین پر مارا عمرو بن امیہ ضمری تیسرے درخت پر جا پہونچا اور وہی حرکت ساتھ ہردم کی جتنے کہ چند درختون کو ہردم نے یونہین اکھیڑا اور عمرو بن امیہ ضمری ہاتھ نہ آیا اب جو ایک درخت پر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اچک کر آئے ڈالا تھا کزور سارے ڈیل کا کہ جو پڑا ڈالا چرچرا کے ٹوٹا اور عمرو بن امیہ ضمری غلطان و پیچان چلے دیوانہ نے یہ دیکھکر ہاتھ اونچے کیے کہ بالائے ہوا روک لون پھر کہان جائیگا عمرو بن امیہ ضمری نے اسکی کلائی پر انگوٹھا لگا کر جو جست کی مثل برق کے چمک اٹھے اور دور گرے دیوانہ چیخ مار کے پھر دوڑا عمرو بن امیہ ضمری نے مجبور ہو کر تھیلے سے نفطی اور قارورہ آتشبازی چقماق سے آگ نکالکر دانع کر مارے جب وہ قریب دیوانے کے آکر پھٹے اور دھوان منھ پر چھا گیا چمک سے حقون کی آنکھو مین اندھیرا آگیا تھم گیا عمرو بن امیہ ضمری نے پھر سامنے کھڑے ہو کر اسکو پکارا کہ ابے او دیوانے کیون سٹری بن کرتا ہی باز آ ان حرکتون سے ورنہ مارا جائیگا پھر تو ہردم غصہ زیادہ کر کے دوڑا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھاگے اور پھر حقہ دراغ کے تنہ درخت کے نیچے چھپ گئے دیوانہ ٹھٹھکا جب دھوان برطرف ہوا عمرو بن امیہ ضمری کو نہ دیکھا وہان سے پھرا اور قصر پر آیا بعد اسکے عمرو بن امیہ ضمری پھر زیر قصر آیا کہ دیکھون دیوانہ کیا کرتا ہی مگر دیوانہ جو قصر پر آیا مہنہ بانو کو دیکھکر بولا کہ نکزک تیرا دل مرد کو چاہتا ہی بیچ بھادے کہ تو ہی نے اسکو بلایا تھا مہنہ بانو یونہین مارے خوف کے مردہ ہو رہی تھی ہاتھ جوڑ کے بولی کہ ای بھائی مین تمھارے ڈر سے دروازے پر تو جاتی نہین ہون بھلا کسیکو بلاؤنگی کیا لیکن یہ فراشنی البتہ پہلے سے جھانک رہی تھی شاید اسنے بلایا ہو بس اسنے فراشنی کو تھپڑ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا گویا طمانچہ ملک الموت نے مارا عمرو بن امیہ ضمری یہ دیکھکر بھاگا اور سب حال امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران نے بادشاہ سے کہا ای شہریار فدوی تو شہر بردع کو جاتا ہی اگر یہان بدیع الزمان کشتی گیر کہ آنے والا ہی آجائے تو آپ اسے ٹھہرا لیجیے گا اور فرما دیجیے گا کہ اگر تمھارے سوال کا جواب دینگے جو تم کہوگے وہ کرینگے اور اگر جلدی کرین تو جس سے چاہے کشتی لڑین آپکو اینہین

اختیار ہی یہ کہکر بہرام شاہ کو ساتھ لیکر طرف برج کے روانہ ہوے عمرو بن امیہ ضمری بھی ہمراہ رکاب تھا جب قریب لکھ پیڑے کے پہونچے بہرام شاہ سے کہا تم یہین ٹھہرو تمھارا آگے جانا مناسب نہین ہی کیونکہ وہ دیوانہ اگر تمھارے ساتھ مجھے دیکھیگا تو کسیوقت مین تمھین آزار دیگا پروردگار کو یاد کرو وہی ظفر تمھاری حاصل کریگا یہ فرماکر عمرو بن امیہ ضمری کو ساتھ لیکر چل کھڑے ہوے اور لکھ پیڑے مین آے عمرو بن امیہ ضمری اُسی جگہہ لایا جہان ایوان تھا امیر حمزہ صاحبقران نیچے اسکے اشقر سے اُتر کے کھڑے ہوے عمرو بن امیہ ضمری نے زین پوش بچھایا امیر حمزہ صاحبقران بیٹھ گئے عمرو بن امیہ ضمری پشت پر کھڑے ہوکر رومال ہلانے لگا اتنے مین ایک خواص نے دیکھ لیا اور ملکہ مہنہ بانو کو آگاہ کیا کہ ای ملکہ آج وہ لاغر کسی بہادر و توانا کو ساتھ لیکر آیا ہی نیچے قصر کے بیٹھا ہو مہنہ بانو ساتھ اُسکے آئی دروازہ کھولکر جو دیکھا تو نظر جمال بیمثال امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی اور دروازہ کھُلنے کی آواز سنکر امیر حمزہ صاحبقران نے بھی نگاہ اونچی کی تو اُس حور طلعت کو دیکھا نگاہ سے نگاہ لڑگئی دونو طرف برابر دو تیر عشق کلیجون کے پار ہوگئے مجروح تیغ محبت ہوے مہنہ بانو نے اپنے کو سنبھال کے کمال محبت سے کہا کہ ای عمرو بن امیہ ضمری امیر حمزہ صاحبقران کو کہو لاے کیا نہین دیکھا تھا تمنے کہ وہ دیوانہ کیسا چالاک و تند خو ہی اور قامت کو بھی اُسکے دیکھ چکے ہو یا امیر حمزہ صاحبقران آپ جلد یہانسے چلے جائیے عمرو بن امیہ ضمری کے کہنے پر یہان نہ ٹھہریے وہ جو آجائیگا تو آج آپکو دیکھکر مجھکو مار ڈالیگا اور آپسے مقابلہ کریگا بلاے روزگار ہی اللہ آپکو بچاے صاحبقران نے کہا ای ملکہ مین خود نہین آیا ہون بلکہ تمھارے باپ نے مجھسے فریاد کی مین اُسکی خاطر سے آیا ہون کہ دیوانے کے ہاتھ سے تمھین نجات دون اور تمھارے باپ کے سپرد کرون تم خاطر جمع رکھو مہنہ نے کہا یا صاحبقران آپکو اختیار ہی مگر مین نے اسلیے کہدیا تھا کہ وہ جلاد ہی اور نہایت زبردست ہی آپ چلے جائین امیر نے فرمایا خدا کو یاد کرو اور کلمہ پڑھو وہ خلاصی بخشنے والا ہی اور بچانے والا ہی یہی باتین تھین کہ جانور بھاگتے ہوے نظر آے مہنہ نے امیر حمزہ صاحبقران سے کہا کہ لیجیے وہ آپہونچا اب بھی ہٹجایے کہ ابھی نگاہ اُسکی آپ پر نہین پڑی ہی امیر حمزہ صاحبقران نے نہ مانا اور کھڑے ہوگئے اتنے مین دیوانہ آپہونچا اور غل زنجیر کا ہوا اور مہنہ کو اُسنے دیکھ لیا امیر حمزہ صاحبقران پر بھی نگاہ پڑگئی پکارا کہ ارے دیکھا مین نے اور ای مہنہ دیکھ تو تجھے کیسا درست کرتا ہون اور امیر حمزہ صاحبقران کو جو دیکھا پکارا او سرخ کندہ زن تو کون ہی اور یہان تو کیون آیا ہی معلوم ہوا کہ یہ جنگجو یعنے عمرو بن امیہ ضمری تجھکو لیکر آیا ہی کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر وہین سے چوب فولادی کو چرخ دیتا ہوا چلا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ارے او دیوانے بیوقوف تو نے جو اپنی بہن کو بٹھا رکھا ہی اس سے کیا فائدہ ہی سب عورتین بیاہی جاتی ہین تجھکو لازم ہی کہ اسکی شادی کسی کے ساتھ کردے کیون دیوانگی کرتا ہی یہ سنکر ہر دم اور غصے مین آیا اور میل فولادی قریب امیر حمزہ صاحبقران کے پہونچکر مارا امیر حمزہ صاحبقران نے خالی دیا میل جو زمین پر پڑا نالا بنگیا اور امیر حمزہ صاحبقران نے پھر سامنے آکر للکارا دیوانے نے جھنجھلا کر پھر میل مارا امیر حمزہ صاحبقران نے دوسری جانب جست کرکے پھر خالی دیا اور جلدی سے قریب پہونچکر دستہ پکڑ لیا دیوانے نے جو یہ دیکھا میل کو ہاتھ سے چھوڑ دیا قصر پر چڑھ گیا اور ساریق فولادی اُٹھالایا صورت اُس حربے کی یہ ہی کہ میل فولادی مین چار کڑے ڈالکر زنجیرین باندھتے ہین ایک مین چھُری ایک مین کٹار ایک مین خنجر ایک مین تلوار لگی ہی غرضکہ

دیو اسنے نے ساریق کو سر پر چرخ دیا جبکہ زنجیرین پر رخ کھانے لگین چیخ مارکر امیر پر مارا امیر حمزہ صاحبقران
نے لاکھ اپنے کو بچایا نہ بچ سکے کیونکہ چار زنجیرون مین چار حربے مثغرق بندھے ہوئے تھے تلوار کے پھل سے پیشانی
امیر حمزہ صاحبقران کی مجروح ہوئی اور لہو بہنے لگا اسی حالت مین بجلی چمکی کہ آنکھ سب کی جھپک گئی اور نیچہ پیدا
ہوا امیر حمزہ صاحبقران کو اٹھا لیگیا ہر دم پیچھے پیچھے چلا جبکہ غائب ہو گیا اسوقت ہر دم بیدھی آیا اور وہ لہو
امیر کا جو بہکر زمین پر گرا تھا انگلی تر کرکے چوسنے لگا بعد اسکے عمرو بن امیہ ضمری پر چلا کہ ڈھنگجو تو ہی اسکو لایا تھا
عمرو بن امیہ ضمری نے دیکھا کہ امیر حمزہ صاحبقران کو نیچہ لیگیا تو اس دیوانہ کا کیا کر سکیگا بس اشقر پر سوار
ہوئے اور زبان جنی مین بولے کہ او بچہ ارنائیس تیرے آقا کو ڈھونڈھنے چلتا ہون مجکو لے چل اشقر نہ بولا
اور سوار کرکے اپنی پشت پر عمرو بن امیہ ضمری کو لے کر بھاگا ہر دم نے پیچھا نہ کیا اور اوپر قصر کے پہونچا
اور پاس مہنہ بانو کے جا کر ارادہ کیا کہ آج اسے مار ہی ڈالون کہ اسی کے سبب سے یہ فساد پیدا ہوا کرتے
ہین مہنہ بانو پہلے سے رو رہی تھی جب سے کہ امیر حمزہ صاحبقران زخمی ہوئے تھے اب یقین ہوا کہ مجھے
آج مار ہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا مثل مگر جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے بال نہ بیکا کر سکے جو دوجگ
بیری ہوئے مگر دیو اسنے نے کہا کہ تو تو کہتی تھی کہ مین کسی کو نہین ملاتی اگر تو نہین ملاتی تو دیکھنے کو کیون گئی تھی
مہنہ بانو نے کہا کہ مین یہ نجانتی تھی کہ کوئی کھڑا ہوا ہے مین تو جنگل کی سیر کو گئی تھی اس مرد کو دیکھتے الٹ آئی یہ
جو حرہ رو کر کہا خون عزیزی نے جوش مارا غصہ اتر گیا چپ ہو رہا اور گھور گھور کے رعب جتانے کو چلا گیا
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت مگر عمرو بن امیہ ضمری جو اشقر پر سوار ہو کے بھاگا پہلے بہرام سے
بیان کیا کہ امیر حمزہ صاحبقران کو نیچہ لے گیا چلو لشکر کو تا کہ کچھ تدبیر ہو بہرام ساتھ ہوا اب عمرو بن امیہ
ضمری آتے آتے داخل لشکر ظفر اثر ہوا بارگاہ مین داخل ہوا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوئے ہین سردار گرد
ونگاون کرسیون پر بیٹھے ہین اور بدیع الزمان کشتی گیر آیا ہوا ہے بادشاہ حال امیر حمزہ صاحبقران کا طرف
برزخ کے جانے کا بیان کر رہے ہین عمرو بن امیہ ضمری نے پہونچکر سلام کیا بادشاہ نے امیر حمزہ صاحبقران
کو پوچھا عمرو بن امیہ ضمری نے کیفیت نیچہ کے لیجانے کی بیان کی سب کو ایک تردد پیدا ہوا مگر نیچہ جو
صاحبقران کو لے گیا تھا متوجہ ہوا اسے امیر حمزہ صاحبقران نے آنکھین بند کر لی تھین اب جو آنکھ کھلی سامنے
اپنے ایک دیو کو دیکھا کہ ہاتھ باندھے کھڑا ہے اسنے سلام کیا اور عرض کیا کہ ملکہ آسمان پری نے مجھکو بھیجا تھا تو
مین ہی آپ کو اٹھا لایا ہون امیر حمزہ صاحبقران یہ سنکر چپ ہو رہے اتنے مین آسمان پری اور قریشیہ سلطان
مع پریزاد و جنات کے آئین قریشیہ نے امیر حمزہ صاحبقران کو مجرا کیا امیر حمزہ صاحبقران نے گود مین
اٹھا لیا پیشانی کو چوما اب سب ساتھ چلے اور آکر گلستان ارم مین داخل ہوئے آسمان پری نے زخم سر
صاحبقران کا دیکھکر مرہم سلیمانی منگا کر لگایا کہ اسیوقت زخم اچھا ہو گیا نشان بھی نہ رہا اتنے مین سب
پریزاد حاضر ہوئے کہ مشتاق صاحبقران کے تھے بہت روز سے نہ دیکھا تھا گرد آکر جمع ہوئے امیر نے
گلا شکایت بہت کی کہ ای آسمان پری تمنے بڑا غضب کیا کہ مجکو سامنے سے حریف کے اٹھوا منگایا دیوانہ سے
مقابلہ تھا کوئی اگر بلاتا ہی تو پوچھ کے اطلاع دے کر یا یہ کہ کسی حال مین ہو دیو گیا اور نیچہ نہکر لے اڑا یہ کون
طریقہ ہی آج مجکو اس امر کا نہایت صدمہ ہوا آیندہ خیال رہے ایسا امر وقوع مین نہ آئے نہین تو اچھا نہ ہوگا
صاحبقرانی مین میری رخنہ پڑیگا زبروے دشمن سے چلے آنا مہ جب ہتک اور بدنامی کا ہوتا ہی آسمان پری

پری سنکر زرد ہوگئی کہ امیر غصہ سے غرار ہے تھے اور محجوب ہوکر بولی کہ ای زلزلۂ قاف ثانی سلیمان قصور تو بیشک
مجھسے ہوا لیکن واقعہ ایسا ہی تھا جو مین نے آپ کو تکلیف دی وہ یہ کہ گزہیٹ بن قہقہہ سہ چشمی ملکہ قہرلیشیہ سلطان
کا خواستگار ہوا جب کہ مین نے نہ مانا اور جھڑک دیا ایلچی کو اُسنے لشکر جمع کیا اور مجھسے مقابلہ کیا جب کہ کئی مرتبہ شکست
ہوئی تو بلانا آپ کا ضرور ہوا کیونکہ قہرلیشیہ آپ کی دختر ہی امیر سنکر چپ ہو رہے اور بولے کہ اب گزہیٹ کہان
ہی آسمان پری نے جواب دیا چند روز سے ادھر کا رخ نہین کیا ہی مگر آنے کی خبر لگی ہوئی ہی کسی طرف کو گیا ہوا
ہی امیر نے دو روز انتظار کیا تیسرے دن کہا کہ ای آسمان پری ابتک تو وہ نہین آیا اب مجھے جانے دو طرف دنیا
کے کیونکہ روبرو دشمن کے مجھے دیو اُٹھا لایا ہی اُسی جگہ مجھے پہونچا دو لیکن اقرار کرتا ہون کہ جسوقت اُسے زیر کیا
اُسی وقت یہان آؤنگا لشکر مین بھی اپنے نجاؤنگا آسمان پری نے دیوون سے کہا وہ تخت لے کر آئے
امیر سوار ہوئے چار دیو تخت کو لے کر اُڑے اور آن واحد مین اُسی لکہ پڑے مین لا کر اُتارا امیر زہرہ قیصر
مہنہ بانو آئے اور دیوون سے کہا کہ تم الگ رہو ایسا نہو کہ آدمزاد تمکو دیکھکر ڈرین جبتک فیصلہ لڑائی کا
ہوجائے تم تخت لیکر میرے پاس چلے آنا دیو یہ سنکر ہٹ گئے اور پوشیدہ ہوگئے امیر طرف قصر کے دیکھنے لگے
اتنے مین کسی خادمہ نے آکر دیکھا اور مہنہ بانو سے جا کر بیان کیا کہ ای بی بی وہ زخمی تین دن مین اچھا
ہوکر پھر آیا بڑا صاحب کمال ہی کہ اتنی جلدی زخم سر اچھا کر کے آیا مہنہ بانو یہ سنکر دوڑی ہوئی آئی اور دروازہ کھولکر
جو دیکھا امیر کو پایا شادمان ہوکر پکاری کہ یا امیر آپنے پھر لونڈی کو سرفراز کیا مگر یہ توفرمائیے کہ مہینہ نہ دو مہینے
آپ اتنی جلد اچھے کیونکر ہوئے امیر نے سارا حال آسمان پری کا بلوانا دیو کو بھیجکر اور مرہم سلیمانی
سے اچھے ہونا بیان کیا یہان تو باہم نظارہ بازی ہو رہی تھی تیر ناز و ادا کے چل رہے تھے نگاہ سے نگاہ
لڑی ہوئی تھی کہ صدا ازخیر کی بلند ہوئی مہنہ پکاری کہ یا امیر خبردار ہوجیے کہ ہردم آتا ہی امیر بھی طرف صحرا کے دیکھنے لگے
اتنے مین ہردم نے امیر کو دیکھا وہین سے میل فولادی کو چرخ دیتا ہوا پہونچا اور پکارا ای سرخ کندہ زن تو
پھر آیا اُس روز تو بھاگ گیا اب آج بچکر کہان جائیگا تیرے اجل آگئی یہ کہکر میل مار بیٹھا امیر نے پہلو تہی کر کے
میل کو خالی دیا اور بند دست کو پکڑ کر جھٹکا مارا کہ میل اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی دیوانہ امیر سے لپٹ پڑا صاحبقران
بھی مصروف تلاش ہوئے پھر تو دیوانے نے کیسے کیسے پیچ کیے اور زور کیے کہ کیسا ہی شہزور ہوتا مغلوب
جاتا لیکن امیر نے سب پیچ اُسکے کھوے اور زور رد کیا یہان تک کہ خود ہی اُسکا دم پھولا اور زور گھٹا اُسوقت
دونون شانے پکڑ کر تھپکیان جو دین اور ریلا دیوانہ سنبھل نہ سکا لنگر اُکھڑ گیا اب پیچھے ہٹا چلا جاتا ہی
داہنے پر آ کر لنگر مارتا ہی تو امیر بائین پر تھپکی دیتے ہین اور دیوانہ بائین پر لنگر مارتا ہی تو داہنے پر تھپکی دیتے
ہین ایک پاؤن دوسرے کے پیچھے ہٹا ہوا چلا جاتا ہی سات قدم اُسکو ریل کر لیگئے وہان اُسنے لنگر مارا امیر
نے آگے کی تھپکی دی کہ دیوانہ اوندھا زمین پر آ رہا امیر نے کمر بند تھاما اور نعرہ کر کے جھٹکا دیا کہ دیوانہ
اُٹھ آیا بس ایک ہی نہ زمین کمر تک لے آئے تھے کہ دیوانہ تڑپا کمر بند ڈھیلا پڑ گیا دیوانہ چھوٹ گیا اور زمین پر
گرا صاحبقران دو ران پھر بیٹھے اور چاہا تھا کہ پچھاڑون کہ ہردم دیوانے نے چکٹ ماری شانہ امیر کا زور سے
کاٹا صاحبقران نے گھونسا کلے پر مارا کہ دیوانہ نے گھبرا کے منہ کھول دیا پھر دیوانے نے چاہا کہ کلائی پر
چکٹ لگاؤن امیر نے گھونسا تانا دیوانے نے کہا او سرخ کندہ زن تو مجھکو مارتا کیون ہی امیر نے کہا تو کاٹتا
کیون ہی دیوانے نے کہا او ٹہابیوقوف ہی اتنا بھی نہین جانتا کہ مین شیر ہون او شیر کا کام کاٹنا ہی اور نوچنا ہی اب تو کاٹنے کو منع

سنکر

کرتا ہے مین نوچونگا اور پنجہ کھول کے چاہا کہ منھ نوچے امیر نے ڈانٹا کہ خبردار پھر ماروںگا دیوانہ گھبرایا اور بولا کہ نوچنے کو بھی منع کرتا ہے پھر کیون لڑتا ہے امیر نے اتنی باتون مین پھر توڑا فولادی کمر مین دیوانے کے پڑا تھا مضبوط پکڑا اور زور کرکے سینے تک دیوانے کو کھینچا اور وہان سے شانے کا زور شریک کرکے بازوون کا کہ تہا کے نعرہ اللہ اکبر دل سے کھینچکر سر سے بلند کیا اور چرخ دیا دیوانہ بدحواس ہوا اور لگا ہاتھ پانوٴن ہلانے ناگاہ ہاتھ دیوانے کا خود مین امیر کے لگ گیا ذرا سا خود سر پاک سے سرک گیا اور پیشانی کھلگئی خال سبز ابرا ہیمی نمودار ہوا دیوانے نے جو خال کو دیکھا پکارا کہ جلد مجھکو چھوڑ دیجیے مین آپ سے نہین لڑتا مین تو غلام ہون غضب کیا آپ نے کہ مجھے آگاہ نہ کیا ورنہ مجھسے کبھی یہ خطا سرزد نہوتی کہ مین آپ سے لڑتا اور نام سے آگاہ کیجیے امیر نے یہ سنکر چھوڑ دیا دیوانہ پانوٴن پر گر پڑا اور کہنے لگا یہی پتا اور نشان مجھکو خواب مین ایک بزرگ نے بتایا تھا جو خال سبز آپ کے ہے اور کہا تھا کہ تجھکو وہ زیر کرینگے تو انکی اطاعت اختیار کرنا اور ایمان لانا مہنہ انہین کی زوجہ ہے اسلیے مین نے یہ مکان بناکر مہنہ کو لاکر یہان رکھا تھا اور سر کو اپنے در دیوانگی پر مارا تھا اپنے نام مبارک سے آگاہ کیجیے امیر نے نام نامی اپنا بتایا دیوانہ شاد ہوا اور کہا یہی نام مین نے خواب مین بھی سُنا تھا پھر مین نے آزمائش کے لیے پوچھا کہ آپ وہی ہین یا کوئی اور اب کلمہ بتایئے مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا دیوانہ از سر صدق مسلمان ہوا اور پانوٴن کو امیر کے چوما امیر نے گلے لگایا دیوانے نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین ملازمون کو بھی بلالون امیر نے اجازت دی دیوانے نے پکارا اور نعرہ کیا دیکھا تو چہار طرف سے سوار چلے آتے ہین آن واحد مین کئی ہزار کا لشکر جمع ہوگیا اور دیوانے کو اطاعت مین امیر کی پاکر کہ دست ادب بستہ سر جھکا کر کھڑا تھا گھوڑون سے اُترکے صف باندھکر سلام کیا دیوانے نے کہا کہ یہی میرا آقا ہے اور صاحبقران زمان کو لے کر قصر پر آیا اور مہنہ کو پکارا کہ او نکوک یہ صاحبقران جہان ہین مین نے تجکو خود اجازت دی کہ انکی فرمانبرداری اور تابعداری کر خبردار خدمتگذاری مین انکار نہ کرنا ملکہ کا یہ حال تھا کہ جب سے دیوانہ زیر ہوکر مسلمان ہوا ہے سارے قصر مین سجدے شکر کے کرتی پھرتی ہے اور سب خواصین شاد و خوش تھین خوف دیوانے کا دل سے دور ہوا ہے ہر ایک شاد و مسرور ہوا ہے اب جو صاحبقران کو دیکھا دولت لازوال پر قبضہ پایا جامے مین نہین سمائی غرضکہ مہنہ بانو کو کلمہ طیب تو امیر نے اول ہی روز سے پڑھا دیا تھا پھر پڑھایا اور دیوانے سے کہکر بہرام شاہ کو بلوا لیا اور مسلمان کیا بہرام شاہ سب ساکنان بردع سے مسلمان ہوا باپ بیٹے سے ملا پھر صاحبقران نے دیوانے سے کہا کہ ابھی میرا رہنا تمھارے پاس ناممکن ہے مین تو قاف کو جاتا ہون ای برادر بہروم تم ملکہ مہنہ بانو کو لشکر اسلام مین لیجاوٴ بعد فتح پانے جنگ دیوان کے کوہ قاف سے آنا ہوگا تمکو چاہیے کہ ذرا خبرداری اور ہوشیاری سے لشکر اسلام مین پہونچاوٴ اور جہان پناہ سے جانا میرا طرف پردہ قاف کے عرض کرنا یہ فرماکر زبان جنی مین دیونکو پکارا سے وہ تخت یاقوت نگار لیکر حاضر ہوے امیر سلیمان سریر پر سوار ہوکر قاف کو روانہ ہوے یہان دو ایک روز کے بعد سامان مہیا کرکے بہرام شاہ اور بہروم بردعی دیوانہ اسّی ہزار سوار ہمراہ لے کر محافے مین مہنہ بانو کو سوار کرکے طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران نامور کے روانہ ہوے

داستان فرامرز بن نوشیروان کا بھیجنا فرامرز بن قارن کو نو لاکھ عدنیون سے واسطے چھین لانے مہنہ بانو کے

مگر حال نوشیروان اور مدائن کا بیان ہوتا ہے کہ تصویرین ملکہ مہنہ بانو کی بہرام شاہ بردعی سے ہر طرف بھیجدی تھین

کہ جو کوئی دیو اپنے سے مہنہ بانو کی اصل تصویر کو چھین لے وہی اسکا مالک ہی جب یہ تصویرین اطراف مین پہونچین ہر شاہ و شہریار نے دیکھین ہر کسی نے پسند کیا مگر دیوانہ سے لڑنا یہ شرط دیکھکر چپ ہو رہے کہ زبردست ہی مگر فرامرز بن نوشیروان تصویر اوس رشک مہر منیر کی دیکھکر بدل وجان فریفتہ و شیدا ہوگیا اب جو اوسنے پرچہ اخبار سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ امیر حمزہ صاحبقران نے دیوانے کو زیر کیا اور مسلمان کیا تیر غم جگر کے دوسار ہو گیا کہ دوسرے اخبار سے معلوم ہوا کہ دیوانہ مہنہ بانو کو طرف لشکر اسلام کے لیے جاتا ہی یہ سنکر تاب ضبط باقی رہی آہین کرنے لگا یاس چھا گئی کہ اب ملنا مشکل ہی اسی غم مین بیمار ہو گیا خار جدائی دلمین خلش کرنے لگا اور رشک وصل غیر نے زیادہ بیقرار کیا جبکہ حالت زار ہوئی فرامرز بن قارن عدنی نے پوچھا کہ ای شاہزادہ کیا حال ہی تمھارا فرامرز نے رو رو کر سب کیفیت بیان کی اور دامن پکڑ لیا کہ ای قارن دامن نہ چھوڑونگا جبتک تم اقرار یہ نہ کروگے کہ مین مہنہ بانو کو لا دونگا تمھارے نزدیک کوئی بڑی بات نہین اگر فوج عدن کی لیکر جاؤگے چھین لاؤگے ایک دیوانے کی کیا حقیقت ہی فرامرز نے اقرار کر لیا اور غرور مین شہزوری کے لاف زنی کی کہ رفتم و آوردم مجھسے لینا میرا ذمہ مین تین روز مین سامان سفر مہیا کر کے نو لاکھ عدنی ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور نوشیروان نے بھی یہ حال سنا ہی اور بیٹے کی حالت سنکر محبت مین التجا کردی ہی کہ ای فرامرز بن قارن کوشش کر کے مہنہ بانو کو لاؤ اب اسے اور زیادہ خیال ہی کہ بہمہ وجوہ جسطرح ہو مہنہ کو لاکر فرامرز کے سپرد کر دیے تو یہ سفر جاتا ہی اور ادھر سے ہر ودم آتا ہی کئی فرسنخ کا فاصلہ باہم تھا کہ دونون طرف خبر ہو گئی ادھر ہر ودم نے مقام کیا ادھر فرامرز بن قارن نے منزل کی انھین تو یہین چھوڑیے

اب دو کلمے داستان لشکر اسلام کے لڑنا بدیع الزمان پہلوان زمان کا مرزبان خراسانی وزیر لاثانی سے اور بعد دو روز کے شاہزادہ کرب نامور سے عمرو کے کہنے پر اور پانچ روز تک کشتی ہونا بعد اسکے بلوا امیر کا دونون کو پردہ قاف مین بیان کیے جاتے مین

جسوقت سے کہ عمرو لشکر اسلام مین آیا ہی اور حال امیر کا یعنی پنجہ کا اٹھا لیجانا بیان کیا ہی تمام لشکر مین ایک تردد و انتشار ہی سب کو صدمۂ عظیم ہوا ہی اور بدیع الزمان آے ہوے ہین دونون وقت دربار کرتے ہین انتظار صاحبقران نامدار کا ہی سب سرداروں نے محبت واتحاد ہو گیا ہی لیکن حال امیر کا زبانی عمرو کی سنکر انکو بھی ملال ہی ایک روز بادشاہ اسلام نے خواجہ بزرجمہر کے بیٹون سے کہا کہ حال امیر کا رمل سے دریافت کیجیے کہ کون لیگیا ہی اور کہان ہین کب تک تشریف لائینگے انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب اور تخت طلائی پر بیٹھکر قرعون کو تختی پر جو پھینکا اور زائچہ کھینچکر خوب دیکھا دست بستہ عرض کیا کہ خانہ حیات حمزہ صاحبقران دوران کا آباد ہی قریب ہی کہ بخیریت تمام پہونچین خاطر جمع رکھیے اندیشہ کسی بات کا نفرمائیے بادشاہ اسلام سنکر خاموش ہو رہے مگر بدیع الزمان کو یہ خیال ہوا کہ دیکھیے امیر کب آتے ہین ایک روز جہان پناہ سے عرض کیا کہ ای شاہ گردون بارگاہ فدوی کو رخصت کر دیجیے امیر تو عرصے مین آئینگے اور یا مشورہ مہر کر دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ مجھکو اس امر مین دخل نہین ہی امیر کو اختیار ہی بغیر اسکے آے مین مہر نہین کر سکتا کبھی ایسا نہین ہوا ہی ان امور مین انھین کو دخل ہی اور اگر ایسی ہی تمکو جلدی ہی تو روبرو ہمارے کشتی لڑو ہم بھی دیکھین اس عرصے مین وہ بھی آجائینگے اور تمھارا بھی دل بہلیگا بدیع الزمان نے اقرار کر لیا کہ بہت خوب جس سردار سے فرمائیے مین لڑون اب سرداروں پر بادشاہ نظر ڈالنے لگے قضاے کار یہ ذہن مین آیا کہ مرزبان خراسانی سے لڑو اور حکم دیا کہ مرزبان بدیع الزمان سے لڑین سبکو معلوم ہوا کہ مرزبان سے اور بدیع الزمان سے کشتی ہوگی عمرو نے جو یہ حال سنا بادشاہ سے التماس کی کہ ای گیہان خدیو آپنے مرزبان سے کشتی ٹھہرائی ہی مرزبان سے لاکھ طرح شاہزادہ کرب غازی بہتر ہی کیونکہ

نظر کردہ بھی ہی اور جوان ہی اور مرزبان ضعیف ہی شاہ نے فرمایا کہتے آپ سچ ہین مگر کرب سے جو کشتی ہوگی
تو سب کہینگے کہ کرب نظر کردہ شاہ مردان ہی اس وجہ سے زیر نہوے جب امیر انکا کچھ نہین کرسکتے ہین تو دوسرے کی
کیا حقیقت ہی اسمین بہتری نہین ہی ہان اگر نظر کردہ نہوتے تو کیا مضائقہ تھا خواجہ نے کہا جو ظل اللہ فرماتے ہین
وہ بجا ہی مگر اپنی جیت دیکھنا چاہیے فرمایا کہ خیر یونہین سہی مگر بدیع الزمان سے بھی پوچھ لو عمرو نے عرض کیا کہ حضور
کے منھ سے نکل گیا ہی تو پہلے مرزبان کو لڑوائیے مگر برابر چھڑوا دیجیے گا کسی بہانے سے یہ راے بادشاہ کو بہت
پسند آئی اور عمرو نے کہلا بھیجا بدیع الزمان سے کہ کرب ولاور سے لڑنا ہوگا مرزبان ماندا ہوگیا ہی موافق حکم
بادشاہ کے ایک دو روز اُس سے پہلے لڑ لینا بدیع الزمان نے کہا جب مین امیر سے لڑنے آیا ہون تو دوسرے سے
ڈر جاؤنگا جسکا جی چاہے لڑے غرضکہ اکھاڑا تیار ہونے لگا ڈھنڈھورا پٹا کہ بدیع الزمان اور کرب سے کشتی
ہوگی ہر طرف دھوم مچ گئی سبکو اشتیاق ہوا کہ کشتی خوب ہوگی جبکہ روز مقرر آیا بادشاہ اکھاڑے پر تشریف لاے
اور تمام اہالی موالی ساتھ آے بدیع الزمان بھی شاگردون سمیت خبر شاہ کے آنے کی سنکر آے دیکھا کہ ہجوم خلایق
ہی صغار و کبار جمع ہین بدیع الزمان شاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے مین اُترے اور پہلے اپنے شاگردونکو
زور دلایا بعد اسکے پوست گاو بچھائی گئی خشت طلائی کو پانون کے نیچے رکھکر بدیع الزمان نے خم پر خم مارے
اور نعرہ کیا کہ کہان ہی رستم اور کہان ہی سام کہان ہی سہراب کہان ہی اسفندیار اور گیو و افراسیاب و زال
کہ آئین اور زور و قوت کی داد دین اور کہان ہین حمزہ صاحبقران کہ مجھسے مقابلہ کرین شاگردون نے
بدیع الزمان کے ہر طرف سے پوست کو چاہا کہ کھینچ لین مگر ممکن نہوا کھال کے ٹکڑے اُڑ گئے اور اینٹ نہ سرکی
پوست ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ہاتھ مین آگئی یہ دیکھکے سب نے تعریف کی مگر مرزبان خراسانی نے جھٹ لنگوٹ
کسا اور بادشاہ سے اجازت لی اور اکھاڑے مین اُترا اور نہیب دی کہ خبردار بے ادبی نکرو صاحبقران
یہان کہان ہین جو آنکا نام لیتے ہو مین تو خدمتگذاری کو موجود ہون جب مجھسے زیر نہوگے تو اُنھین پکارنا
بدیع الزمان نے عذر کیا کہ بہتر صاحبقران سے دوسرا نہین ہی اس سبب سے نام نامی ہمیشہ لیا کرتا ہون آپ بھی
آیے حوصلہ نکال لیجیے سب ملکو نسے منشور یکتائی پر مہرین کرواتا چلا آتا ہون یہان جو کچھ مقدر دکھاے شعر
سنہی بیجم ز شمشیر حبیب ✦ ہرچہ آید بر سرمن یا نصیب ✦ بعد اس گفتگو کے ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا دوسرا
کلائی پر ڈالا تا دیر زور ہوا کیے پھر داؤن پیچ ہونے لگے جھڑا کا کشتی کا بندھ گیا دن بھر کشتی رہی شام کو عمرو نے
چاہا جدا کرین مرزبان نے نہ مانا غرضکہ دو روز کشتی رہی اب دم مرزبان کا بھر آیا شام ہوگئی تھی عمرو نے دونو سے
کہا کہ اب بادشاہ کا حکم ہی کہ نہ لڑو دونون علیحدہ ہوے سب نے دونون کی تعریفین کین اب کرب کی کشتی دوسری
تاریخ معین ہوئی سب پھر پھر کر اپنے خیمون مین آے بادشاہ داخل بارگاہ ہوے سردار جمع ہوے مرزبان نے
کہا اے شہریار ایسا قوی زور مین نے تو نہین دیکھا واقع مین اسکا مثل نہین سوا امیر کے کسی کی طاقت نہین ہی
کہ اسے زیر کرسکے غرضکہ پھر وہ دن آیا جس روز کشتی کرب سے ٹھہری تھی اکھاڑا تیار ہوا خلقت جمع ہونے لگی آج
اُس دن سے بھی سوا مجمع ہی بادشاہ بھی تشریف لاے سب سردار جمع ہوے بدیع الزمان بھی آے ہر ایک کو
اشتیاق ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ پہلوان زمان وہ نظر کردہ شاہ مردان غرضکہ بدیع الزمان اکھاڑے مین آکے
اپنے پہلوانون کو زور دلا کر خشت طلائی پر کھڑے ہوکر خم مارا بدیع الزمان بادشاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے مین
کودے اور زور ہونے لگے ایک ہاتھ گردن پر کرب کی بدیع الزمان نے رکھا دوسرا کلائی پر ڈالا کرب نے ہاتھ کو اپنے

بچایا اور انکا ہاتھ ہٹادیا پھر تو جو چاہتا ہی کہ ہاتھ کو گرفت مین لاکر پیچ باندھے دوسرا ہٹادیتا ہی دو روز تک طاکیے اور
سب بیخور و خواب رہے کوئی نہ ہٹا سب ڈٹے ہوئے دیکھا کیے پھر بعد دو روز کے دانون پیچ شروع ہوئے وہ
جوڑ توڑ ہوئے کہ یہ معلوم ہوتا تھا دو برقین کوند رہی ہین کھلنا بندھنا پیچ کا ثابت نہوتا تھا شاہ و شہریار اور کل
حضار صد التحسین و آفرین کی دے رہے تھے جو پیچ کرب نے باندھا بدیع الزمان نے کھولا جو بدیع الزمان نے
باندھا کرب نے کھولا غرضکہ پانچ روز کشتی رہی کوئی کسی کے پیچ مین نہ آیا نہ کسی کا دم پھولا وہی کیفیت رہی اب
تماشائیون کی یہ حالت ہی کہ آنکھین سرخ ہوگئی ہین جھوم رہے ہین جبکہ تڑاقا خون کا ہوتا ہی چونک پڑتے ہین
چھاگلین پانی سے بھری ہوئی آگے رکھی ہین جب نیند کا زیادہ غلبہ ہوتا ہی منھ دھو ڈالتے ہین چھینٹے پانی کے منھ پر
دیتے ہین اور کہتے ہین کہ صاحب سونا تو تمام زندگی ہی یہ کشتی یادگار رہی ہر روز تو نہوا کریگی کوئی دقیقہ دیکھنے سے
رہ نجاے وہین بیٹھے ہوئے کھانے منگا کر کھاتے ہین بعضے فواکہات پر بھوک کو ٹالتے ہین مگر ہلتے نہین کہ ہماری
جگہ دوسرا نہ آجاے پہلوانون کے لیے خوان میوون کے اور کاسے دودھ کے آتے ہین وہ نوش کرتے ہین
پسینہ ہوکر بغلون کی راہ سے بہ جاتا ہی سب کہ رہے ہین کہ یہ نہ زیر ہونگے ابھی تک تو برابر ہین دونون لڑ کے
مرجائینگے ایسے یہ دونون نہین ہین کہ کوئی چھڑ جاے غرضکہ سبکی راے اس بات پر متفق ہوئی کہ دونون کو
چھڑا دینا چاہیے کہ ہار جیت کی بات رہے ایک تو پہلوان دوران ہی دوسرا نظر کردہ شاہ مردان ہی پانچ روز گذر چکے ہین کمی بیشی معلوم نہین ہوئی

اب دو کلمے داستان اٹھا لینا امیر کا بدیع الزمان و کرب و بادشاہ وغیرہ کو پردۂ دنیا سے بیان ہوتے ہین

وہان امیر حمزہ صاحبقران جو ہر دم بر دغی کو زیر کرکے قاف مین پہونچے ملکہ آسمان پری نے امیر کے آنے کا جشن کیا
امیر نے پوچھا کہ اے آسمان پری قہقہہ یا کریت بن قہقہہ کوئی بعد میرے جانے کے آیا تھا یا نہین ملکہ نے کہا یا امیر ابھی
نہین آیا مگر آمد لگی ہوئی ہی ضرور آئیگا امیر چپ ہو رہے جب کئی روز گذر گئے اور کچھ خبر نہ آئی امیر نے ملکہ آسمان پری
سے کہا کہ عبد الرحمن جنی سے کہو کہ علم رمل سے دریافت تو کرین کہ لشکر مین ہمارے بدیع الزمان ہی یا چلا گیا
آسمان پری نے عبد الرحمن کو بلایا اور حکم دیا کہ حال لشکر امیر کا دیکھو اُنھون نے قرعہ پھینک کر دریافت کیا اور
عرض کیا کہ بدیع الزمان اور کرب غازی سے کشتی ہو رہی ہی پانچ روز گذر گئے ہین اور ابھی تک کوئی کسی پر
غالب ہوتے معلوم نہین ہوتا یہ سنکر امیر نے بڑا افسوس کیا کہ ہمنے یہ کشتی کرب سے نہ دیکھی ایسی کشتی کبھی کاہیکو
ہوئی ہی ملکہ نے امیر کو ملول دیکھکر کہا کہ آپ ملال ناحق کرتے ہین اگر فرمایئے تو مین دیوون کو بھیجکر یہین بلوا بھیجون
آپ یہین تماشا کشتی کا دیکھیے امیر خوش ہوکر بولے کہ ہی تو خوب بات مگر ساری محبت کی صحبت آے کہ جسطرح
سب کشتی کا تماشا دیکھ رہے ہین مع بادشاہ اسلام آ لطف ہی یہ کہ ہم دیکھین اور وہ سب نہ دیکھین یہ سنکر
آسمان پری نے حکم دیا کہ پانچ ہزار دیوان جائین اور سبکو اٹھا لائین پھر تو مجمع دیوزادون کا طرف پردۂ دنیا کے
روانہ ہوا وہان پانچوین روز سبنے دیکھا کہ ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوئے سب دیکھ رہے تھے کہ ہوا زور شور
کی چلی اور مجمع درہم و برہم ہونے لگا وہ آدمی جو دبلے پتلے تھے اُڑ اُڑ کر گرنے لگے ہوا کے وہ سناٹے ہوتے تھے
کہ سب الامان و الحفیظ پکارتے تھے اُسی تہلکہ مین صد ہا پنجے پیدا ہوئے پہلے ایک پنجے نے بادشاہ اسلام سعد نوجوان
کو تخت پر سے اٹھالیا اور طرف آسمان کے بلند ہوا پھر دوسرے پنجے نے بدیع الزمان کو لیا تیسرے نے
کرب غازی کو پھر تو پنجے کڑک کڑک کر گرے اور جتنے دست راست و چپ تھے مثل لندھور بن سعدان اور
مالک اشتر و فرامرز و عاد مغربی وغیرہ سبکو پنجے لے اُڑے سب لوگ حیران و پریشان پھر کر چلے گئے سارا کشتی کا

۸۰

سناٹا گیا ہر ایک متاسف تھا کہ کیا لطف کی کشتی تھی بڑا غضب ہوا کہ بادشاہ تک غائب ہوگئے نہین معلوم کیا عاقبت ہو حاتم نگر دیوسکو لیکر پردہ قاف مین پہونچے ہرکارے آسمان پری کے یہان سے مہران کاس اور اکوان کاس دوڑتے ہوئے آئے اور امیر و ملکہ آسمان پری کو خبر کی کہ غلام آپکے جاکر سبکو لے آئے امیر اُسیوقت اُٹھکھڑے ہوئے اور پیشوائی کو گئے باادب کھڑے ہو رہے راہ مین جبکہ بادشاہ نظر آئے امیر نے مجرا کیا بادشاہ نے جو امیر کو دیکھا خوش ہوکر بغلگیر ہوئے اور سب سردارون نے امیر کو مجرا کیا امیر نے سبکو مہربانی سے پوچھا اور استفسار حال کیا بعد اسکے بادشاہ کو لاکر گلستان ارم مین داخل کیا تخت بلقیس پر جگہ دی اور سب سردارون کو دنگل بلے دست راست و چپ آباد ہوا بدیع الزمان کو بھی امیر نے بہت دیر تک بغلگیر رکھا اور جبکہ بادشاہ نے بیان کیا کہ یا صاحبقران بدیع الزمان پانچ روز تک شاہزادہ کرب نوجوان سے لڑے اُسپر بھی زیر نہوے امیر نے فرمایا کہ ظل اللہ مجھکو سب خبر ہی علم رمل سے عبدالرحمن نے دریافت کیا جب تو فدوی نے دیوون کو بھیجکر ان سبکو اور آپکو بلوا لیا کیا بات ہی انکی کہ نظر کردہ سے لڑے ہین کسی کی طاقت ہی کہ کرب سے لڑے اور زیر نہو یہ بات انھین سے بنتی تھی شاباش و مرحبا یہ فرماکر بدیع الزمان سے مخاطب ہوئے کہ اے پہلوان دوران اب دو چار روز آرام لے لو بعد اسکے ہم تمسے لڑینگے کرب سے تو لڑ چکے ہو اب مثل کرب کے دوسرا سردار ہمارے یہان نہین ہے بدیع الزمان نے کہا کہ یا امیر ثانی سلیمان مجھکو بھی آرزو آپ ہی سے لڑنے کی باقی ہی اسیواسطے مین اتنے روز تک آپکے لشکر مین پڑا رہا اور کہین نہ گیا حسب الحکم سلطانی کہ جہان مطاع اور عالم مطیع ہی بحکم بادشاہ انجم سپاہ کے مین کرب سے لڑا عین خوشی اور رضامندی میری ہی کہ حضور سے لڑون اور کمترین سبطرح موجود ہی آج ہی اکھاڑا تیار ہوجاے اور کشتی شروع ہوجاے امیر نے فرمایا کیا جلدی ہی دو روز تامل کرو آسودہ ہولو اور جو جو لوگ کہ مشتاق ہین وہ بھی سب آج نہین آسکتے ہین یہ فرماکر حکم دیا سامان عیش مہیا کرو اسیوقت رقاصان ماطلعت حاضر ہوئین مجرے پریزادون کے ہونے لگے اور شیشہ و ساغر لیکر ساقیان سیمین ساق حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا جام مے گلرنگ گردشمین آیا باجے پر سازون کے بجنے لگے دو پہر تک صحبت بے تکلفانہ رہی بادۂ ناب کا دور رہا بعد اسکے خاصہ طلب ہوا دسترخوان بچھا سب نے ہمراہ امیر کے نوش کیا پھر بارگاہ سے اُٹھ اُٹھکر اپنی اپنی خوابگاہ مین گئے سو رہے سہ پہر کو پھر دربار ہوا سب حاضر ہوئے مگر ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان نے جو سن لیا ہی کہ امیر سے اور بدیع الزمان سے کشتی ہوگی تو آسمان پری نے امیر سے کہلا بھیجا کہ ہم بھی آپکی کشتی دیکھنے کے مشتاق ہین کبھی آپکو لڑتے نہین دیکھا ایسی جگہ اکھاڑا ہو کہ ہم سب دیکھین امیر نے یہ سنکر حکم دیا کہ اپنے زیر قصر مجمع ذیل مین گلستان ارم کے اکھاڑا کھدے قصر پر عورات اور پریزاد بیٹھین نیچے کے مکانون مین بادشاہ اسلام اور کل سرداران عالی مقام ہون فوراً پریزادون اور جناتون نے اکھاڑا تیار کردیا میل ہاے فولادی گاڑ کر زنجیرین باندھ دین حد اکھاڑے کی مقرر کردی گرد بگرد میلونکے دنگل کرسیان صندلیان بچھادین جگہ بادشاہ کی ایک جانب خالی رکھی پھر دن نہ رہا تھا کہ صدا نقارے کی بلند ہوئی یعنے بروز مقررہ جہان پناہ کے ہمراہ صاحبقران دوران مع کل گردان جہان مجمع دیو پری کا ہمراہ بدیع الزمان ساتھ ساتھ اکھاڑے پر آئے ملکہ آسمان پری اور ملکہ قریشیہ سلطان اور راشدہ پری بہن شہپال بن شاہرخ کی اور راکوانہ پری صندل پری زعفران پری جواہر پری اور سلاسل پریزاد و زلازل پریزاد و سلطان ارزق پریزاد کہ یہ تینون افسر ہین پریزادون مین سب ساتھ ملکہ آسمان پری کے آئے بالاے قصر مجمع پریزادون کا ہوا چلمنین چھوٹ گئین

نیچے قیصر کے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز چنور مورچھل بال ہما کے جواہر دوز سر پہ ہونے لگے امیر سلیمان سریر
دست راست شاہ پر متمکن ہوئے اور باقی سب سردار حسب لیاقت رنگلون کرسیون صندلیون پر بیٹھے
لگے اکھاڑا یہ معلوم ہوتا ہی کہ خوشبو کی کان ہی مشام جان معطر ہوتا ہی لپٹین مشک و عنبر کی چلی آتی ہین کیوڑے
و گلاب سے زمین تر کر کے اکھاڑا گوڑا گیا ہی علاوہ اسکے سب سردار کنٹرے کنٹر خالی کر آئے بالون مین اور کپڑون مین
عطر ملا ہوا ہی عطر بھی پرستان کا عجب ایک کیفیت ہی باغ فردوس کا نمونہ معلوم ہوتا ہی جدھر نگاہ اٹھتی سب جواہر و
و زرین پوش ہی نظر آئے دیر تک نشست و برخاست کی کیفیت رہی ہمنشین کی صحبت رہی پھر بدیع الزمان نے
امیر کیجانب نظر کر کے کہا کہ دن بہت چڑھتا ہی اب دیر نفرمایئے امیر نے ارشاد کیا کہ بہت بہتر جو آپ کی راے لبس بدیع الزمان نے جانگیا
بھی چست کسی زنجیر فولادی کمر سے لپٹی اور اکھاڑے مین اتر کے ڈنڈ کیے شاگردون نے مٹی اکھاڑے کی چڑھائی کہ سولہ سو بیٹھا تیار ہی
شہزادون نے مٹی جو ملی ڈنڈ بھول گئے اس تیاری کو دیکھکر کہ ایک خوبصورتی کے ساتھ تھی دیوزاد اپنی قد بھی بھول گئے رشک
کرنے لگے دوران جانگھ سینہ و کمر گردن مونڈھے سب سانچے مین ڈھلے ہوے معلوم ہوتے تھے سختی مین فولاد نایاب کا قد و قامت معلوم
ہوتا تھا واہ واہ ماشاءاللہ کی صدا چہار سمت سے بلند تھی اب بدیع الزمان نے کسرت ہر قسم کی دکھانا شروع کی کہ
ملکہ بھی ہلائے نال بھی اٹھائے نیزہ بھی ہلائی شاگردون کو زور بھی دلایا جبکہ پسینہ مین تر ہوگئے اسوقت
پھر پوست گاؤ آبی اسپر خشت طلائی کو رکھکر ایک پاؤن دیا جما کر خم پر خم مار کے پکارے کہ کہان ہی
رستم کہان ہی سہراب و اسفندیار و زال آئین اور زور کی میرے داد دین اور شاگردون نے پوست کو
حسب دستور کھینچا ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے ایک ایک ٹکڑا سب کے ہاتھ مین رہ گیا مگر پاؤن کے نیچے سے خشت
نہ سرکی اسپر بھی ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی اسوقت امیر حمزہ صاحبقران نے بھی تعریف
کی اور بادشاہ سے اجازت لیکر ننگل سے نیچے اترے خادمون نے اسباب تلاش حاضر کیا صاحبقران
نے بجلدی تمام یراق کشتی پہن لیا اور اکھاڑے مین داخل ہوے اور از راہ انکسار بہت کلمات تعریفی
مین بدیع الزمان کے ارشاد کیے کہ حقیقت مین تمہارے زور کے موافق میرا زور کیا کہ تم جوان اور
مین ضعیف مگر خوشی تمہاری کرتا ہون یہ فرما کر ہاتھ پر ہاتھ ڈالا ایک ہاتھ سے ہاتھ بدیع الزمان
کا پکڑا دوسرا ہاتھ گردن پر رکھدیا اور سر سے سر ملا کر ایک دستی کرنے لگے بڑی دیر تک یہ صورت رہی
بعد اسکے بدیع الزمان نے دو دستی کی امیر حمزہ صاحبقران دوران نے زبردستی بدیع الزمان
کو کھینچا پھر تو زبردستیون سے داؤن پیچ ہونے لگے تمام ساکنان قاف جھکے ہوے تماشا کشتی دیکھ رہے
ہین اور عورات چلمنون سے مشاہدہ کر رہی ہین جو پیچ بدیع الزمان نے باندھا امیر حمزہ صاحبقران
دوران نے کھولدیا جب امیر حمزہ صاحبقران دوران نے کوئی پیچ کیا بدیع الزمان نے کھولا کسی پر کسی
نوع کا پیچ دن بھر نہ پڑا دن بھر آپس مین داؤن پیچ ہوا کیے جب شام ہوئی اسوقت روشنی پرستان کی
آئی کہ اکھاڑا مثل روز روشن ہو گیا دن معلوم ہونے لگا پھر دونون سرگرم تلاش ہوے آدھی رات جب ہوئی خوان
میوہ وغیرہ کے آئے اور کاسے دودھ کے بدیع الزمان نے میوہ تو نہ کھایا مگر دودھ پیا صاحبقران نے
دودھ بھی نہ پیا بدیع الزمان نے ہر چند اصرار کیا امیر حمزہ صاحبقران دوران نے ارشاد فرمایا
کہ میرا قاعدہ یہ ہی کہ جبوقت تک فیصلہ نہین ہو لیتا ہی مین اکل و شرب نہین کرتا اپنے قاعدے سے مجبور ہون
غرضکہ تمام رات کشتی رہی دونون پہلوانون کے چہرہ نیر کسیطرح کا غبار و ملال تک نہ آیا لیکن فیصلہ ہوا

تمام حاضرین مارے نیند کے بیچین ہونے لگے بعضون نے کہا کہین جلد فیصلہ ہو نیند کے مارے برا حال ہی
بعضے دلچلون نے جواب دیا کہ پھر چلے جاؤ کہا کیونکر چلے جائین یہ تماشا پھر کہان دیکھنے مین آئیگا غرضکہ سات
شبانہ روز کشتی رہی اُسوقت سب نے دیکھا کہ دوبارا امیر با توقیر بدیع الزمان کو دونون گھٹنون سے
نیچے لائے مگر پیچ کرکے مانند برق کے تڑپ تڑپ کے نکل گیا اور ایک بار بدیع الزمان امیر حمزہ
صاحبقران دوران کو ایک گھٹنے سے نیچے لائے یہ بھی جسطرح گنج مین سے ہوائی اور سنگ مین سے
شرارہ نکل جاتا ہے یون نکل گئے اب سب کی راے یہ ہوئی کہ چھ اور سات شبانہ روز بے خور و خواب
دونون کو گذر چکے ہین باہم صلاح کرکے کہا کہ یا امیر اور ای بدیع اب کشتی موقوف رکھو پھر سمجھ لینا کوچک
سلیمان نے بدیع الزمان کی بہت تعریف کی اور فرمایا کیا خوب لڑے ہو کیا بات ہے تمہاری سبحان اللہ
کوئی دقیقہ باقی نہین رہا مگر ایک بات البتہ باقی ہے کہ ہمنے قاعدہ رکھا ہے کہ جب عرصہ ہوتا ہے اور فیصلہ کشتی
کا نہین ہوتا تو جنگ عربی لڑتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ایک چار زانو بیٹھے اور دوسرا اُٹھائے جو اُٹھا لیجاے
گویا کہ اُسنے کشتی مار لی اگر منظور ہو تو یہ طور بھی فیصلہ کا ہے جلد فیصلہ ہو جاے ورنہ مین لڑنے کو یون بھی
موجود ہون اور دوسری کشتی ترہ کی ہے وہ واہیات گرگون کی لڑائی یعنے گھونسم گھانسا اور یہ جو سب لوگ
لڑتے ہین اور ہم تم لڑے اسے تلاش عجمی کہتے ہین بدیع الزمان نے سنکر مان لیا کہ کہین جلد فیصلہ ہو سات روز
سے بیخور و بیخواب تھا کسی سے کاہیکو ایسا لڑنا ہوا تھا کہ سات روز گذر گئے ہون کہا کہ یا امیر واقع مین
جنگ عربی خوب ہے فدوی کو منظور ہے بس امیر لنگر مار کے بیٹھے اور بدیع الزمان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے
زور کیا اور ایکبار اکہ لنگر امیر کا ٹوٹا اور رانون تک کھینچ کے لائے پھر چاہا کہ سینہ تک اونچا کرین کہ امیر نے
لنگر مارا کہ زنجیر کمر ڈھیلی پڑ گئی امیر چھوٹ کر زمین پر آ گئے اب بدیع الزمان چار زانو بیٹھے صاحبقران نے
انکسار سے فرمایا کہ ای رب بے نیاز و کارساز و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر خداوندا تو قادر و
توانا ہے بندہ عاجز ہے ای مالک اگر تو نے مجھے صاحبقرانی کا مرتبہ دیا ہے تو امیدوار ہون کہ رخنہ اس نام
مین نہ پڑے اور موجب خندہ زنی کا نہو تو ہی سرخرو کریگا ورنہ مین کیا ہون اور حقیقت میری کیا ہے نہ طاقت بازو
مین رکھتا ہون نہ زور کلائیون مین پاتا ہون الحکیم الواحد القہار والحلیم الملک الجبار المدد یا پروردگار کہکر زنجیر مین
بدیع الزمان کی ہاتھ ڈالدیا اور پنجۂ خورشید نما کو مستحکم زنجیر مین کرکے اور خوب مضبوط پکڑ کے جھٹکا جو مارا القدرت
قادر مطلق بدیع الزمان تو مثل بید دمان کے تھے ہاتھ پر صاحبقران دوران کے اُٹھ آئے اول ہی زور مین
تا کمر کھینچا اور دوسرے زور مین تا سینہ کھینچ لاے تیسرے زور مین ذرا سا توقف کرکے شانون کا جو جھٹکہ
مارا اور بازوون کا زور شریک کیا بس سر سے بلند کیا سب نے دیکھا کہ بدیع الزمان کو کوچک سلیمان نے سر سے اونچا کر لیا
پھر تو ہر طرف سے ایک شور واہ واہ کا بلند تھا کہ کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی تھی اور نئی جان ساکنان پرستان کی تو یہ
عالم تھا کہ اُٹھ اُٹھ کر کھڑے ہوے اور دوڑ پڑے پریزاد مال و دیہ کی ہوا امیر با توقیر کو دینے لگے دیوزاد ادھر سے اُدھر
کودتے پھرتے تھے دیونیان دھمال مارنے لگین سبحان اللہ سبحان اللہ خاص و عام کی زبان پر جاری ہوا بادشاہ اسلام نے
حکم دیا کہ طبق ہاے زر و جواہر امیر با توقیر پر سے نثار کرو اور ملکہ آسمان پری و قریشیہ سلطان نے بہت سا
جواہر تصدق کو بھیجا یہان امیر کو بسبب دیر مین زیر کرنے کے غصہ تھا کہ سات شبانہ روز گذر چکے تھے چاہا تھا کہ
سر پر چرخ دیکر زمین پر مارین ناگاہ سر پیچ جو چرخ دینے مین کھل گیا اور بال بدیع الزمان ہوا سے ادھر اُدھر اُڑے

اور نگاہ ملکہ قرلیشیہ سلطان کی ٹپی دیکھا کہ بال طلائی ہین بدیع کے سر پر فوراً سلاسل پریزاد کو بہ اضطراب
اشارہ کیا کہ جلد جا اور بابا جان سے کہہ میری طرف سے کہ بدیع الزمان کو مار نہ ڈالیے گا چھوڑ دیجیے
سلاسل دوڑا ہوا آیا اور پیغام ملکہ قرلیشیہ سلطان کا صاحبقران کو سنایا امیر کشورگیر والی قاف و
دنیا نے بدیع الزمان کو آہستہ سے زمین پر رکھدیا مگر بدن امیر کا فرط غضب سے کانپنے لگا آنکھین سرخ
ہوگئین منہ مین کف بھر آیا تیغۂ عقرب سلیمانی کو اُٹھالیا اور زینہ پر قصر منجم کے چڑھے جبکہ سامنا
قرلیشیہ سلطان کا ہوا ملکہ پکارری کہ بابا جان آپنے بڑا غضب کیا تھا شاید کہ آپ بدیع الزمان کو
قتل کراتے امیر کو کلمہ سے کا زبانی سلاسل کی سُنکر خیال ہوا تھا کہ شاید قرلیشیہ بدیع پر عاشق ہوئی
ہو اسی وجہ سے تیغہ بکر کر قتل کو قرلیشیہ کے آئے تھے یعنی مجھکو سب مین اسنے بدنام کیا اور اب جو کہ ملکہ
قرلیشیہ سلطان نے خود امیر سے کہا اور امیر نے بدحواس دیکھا جاتا کہ واقعی فریفتہ ہے اب تیغ علم کرکے
چلے کہ او شوخ دیدہ ابھی تجھکو مزا چکھاتا ہون جیسا تو نے مجھکو سب مین ذلیل کیا تاکہ تجھے بھی معلوم ہو کہ
عاشقی کی یہ سزا ہے قرلیشیہ سلطان یہ سُنکر زرد پڑ گئی اور دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ
بابا جان حضور لونڈی نے کیا کیا ہے جو آپ قتل فرماتے ہین مین نے جو کہلا بھیجا تھا کہ بدیع کو قتل نہ
کیجیے گا اُسکا سبب یہ ہے کہ بدیع میرا بھائی ہے آپکا فرزند ہے ملکہ گردیہ بانو کے لطن سے پیدا
ہوا ہے ایک دن ملکہ گردیہ بانو کو ہماری والدہ نے جس صورت سے زہرہ مصری کو شبے مین
مہر نگار کے دیوزاد سے اُٹھوا منگایا تھا اُسی صورت سے حسب عادت ماشاء اللہ غصہ ہماری
مائون پر زیادہ ہوتا ہے دیوزادون سے اُٹھوا منگوایا تھا مین نے بچایا اور اُنکو دنیا مین بھجوا دیا
جسوقت کہ اُنکو دیوزاد لائے تھے راہ مین وضع حمل ہوا تھا اور لڑکا راہ مین رہگیا تھا مین نے جو
دیوزادون سے حال لڑکے کے تولد ہونے کا سنا منگوالیا جب وہ لے آئے فرط محبت سے چشمۂ
سلیمانی مین غسل ولادت دیا تھا اور خاصہ اُس چشمہ کا یہ ہے کہ جو نہاتا ہے بال طلائی ہو جاتے ہین
انکے بھی بال سونے کے ہوگئے تھے بعد اسکے خواجہ عبد الرحمن کی صلاح سے انکو مین نے صندوق
مین بند کیا اور جواہر بہت سا رکھ کے ایک سطر رشتا نہ بھی لکھکر رکھدیا تھا اور دریاے اخضر مین بہا دیا
تھا رقعہ کا یہ مضمون تھا کہ یہ لڑکا رئیس قوم کا ہے جو پاوے اسے اچھی طرح پرورش کرے اب جو مین نے
بال بدیع الزمان کے سونے کے دیکھے وہ صورت اور کیفیت مجھکو یاد آگئی جانا مین نے کہ یہ وہی
لڑکا ہے اور بھائی میرا ہے آپ اس امر کو عبد الرحمن سے دریافت کر لیجیے اگر خلاف لونڈی کے
بیان کے نکلے تو بے تامل آپ مجھکو قتل کرین بھائی میرا تھا اگر سعی مین نے کی تو کیا بُرا کیا یون آپ بہر صورت
مالک ہین شعر گر کسی در حرم بخشی رود سر بر آستانم * بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی بر آنم * غرضکہ
یہ سنکر امیر نے تیغہ کو ہاتھ سے رکھدیا اور عبد الرحمن کو تخلیہ مین بُلاکر پوچھا تو مطابق اظہار قرلیشیہ کے اُنھون نے
بھی بیان کیا اُسوقت غصہ امیر کا زائل ہوا قرلیشیہ کو گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور نیچے قصر کے
اُترے سب حضار ہمدگر آپسمین تہنیت دیتے تھے اور تمام خورد و کلان پیر و جوان پر سر نوید تھے کہ بادشاہ
اسلام نے امیر سے فرمایا کہ یا امیر بانو فقیر آپ تلوار پکڑ کے کہان گئے تھے خیر تو ہے فرمایا امیر نے کہ ای شہریار
زبانی قرلیشیہ کی یہ سنا کہ بدیع الزمان میرا بیٹا ہے یہ فرماکے بدیع الزمان کیطرف جو نگاہ کی تو نشانیان

اپنے چہرۂ زیبا کی بائین آجتک بدیع الزمان چہرے پر نقاب رکھتے تھے جبکہ زیر ہوے وہ نقاب دور ہوئی
لبس امیر نے دوڑ کر بدیع الزمان کو گلے سے لگایا بوسہ ماتھے پہ دیا اور کہا ای بہادر رنجیدہ ہو خدا نے اپنا
فضل کیا کہ کسی دوسرے سے زیر نہین ہوے اپنے باپ سے زیر ہونے مین عزت نہین کم ہو جاتی تم ہمارے
فرزند ہو بدیع الزمان یہ کلمات شفقت آمیز سنکر بہت شاد ہوے پہلے قصد کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک
کرین کہ زیر ہونے کے بعد یکتائی نہین رہتی اب جینا بیفایدہ ہے مگر جبکہ امیر نے پوچھا کہ ای فرزند سچ کہو
یہ پرورش تمنے کہان پائی ہے جواب دیا کہ ہمتو اپنے کو رفیع گاذر کا بیٹا جانتے تھے اسی نے ہمکو پالا ابھی
اب آپ جو فرماتے ہین یہی ہوگا اور وہ گاذر قریہ مین شہر اردبیل کے اب بھی ہے امیر نے دیو زاد دو سے
فرمایا کہ جو تم مین سے شہر اردبیل کو جانتا ہو اور ملکہ گردیہ بانو کو لایا ہو وہ جاوے اور رفیع گاذر
کو لے آئے ایک دیو کہ واقفیت رکھتا تھا روانہ ہوا اگر رفیع گاذر خود مراہت کے منصب پر تھا دھوبی بادشاہ
کہلاتا تھا بیٹھا ہوا اور دھوبیون سے کاروبار لے رہا تھا بیل کا خفہ خمدار آگے لگا ہوا پگڑی سر پر رکھی ہوئی
مرزائی پہنے چوکی پر بیٹھا ہوا حقہ پی رہا تھا کہ سناٹا ہوا اکا ہوا اور پنجہ کر مین ہاتھ دیکر لے اُڑا اور دھوبی مارے
ڈر کے بیہوش ہو گئے اور بھاگ بھاگ گئے اور رفیع کے عزیزدار جمع ہو کر رونے پیٹنے لگے یہان وہ دیو
رفیع گاذر کو سامنے امیر کے لایا امیر نے پنکھے جھلوائے گلاب کیوڑا چھڑکوا کے رفیع گاذر کو ہوشیار کیا اور
سامنے بدیع الزمان کے بلا کے کہا کہ ای گاذر سچ کہہ کہ یہ تیرے کون ہین گاذر نے جو بدیع الزمان کو دیکھا
خوش ہو کر بولا کہ ای بیٹا تم کہان تھے دیکھنے کو تمھارے آنکھین ترستی تھین آؤ میرے ساتھ چلو اور دوڑ کر
لپٹ گیا ہاتھ پکڑ لیا اور امیر سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے ساری برادری میری گواہ ہے کہ اسکی پیدائش مین مینے
بہت روپیہ صرف کیا بڑی دھوم سے ساری برادری جمع کر کے شادی کی تھی اور کئی روز برادری کو روٹی
دی تھی آپ دریافت فرمالین یہ سنکر صاحبقران حیران ہوے کہ اب کیا کیا جائے یہ تو اور ہی کچھ کہتا ہے عمرو
نے جو امیر کو متفکر دیکھا پاس آکر کہا کہ یا امیر اگر روپیہ صرف کیجیے تو مین ابھی رفع تردد کر دون امیر نے زر خطیر
دینے کو کہا اور کہا خواجہ جلد دریافت کرو عمرو نے ایک دیو سے اشارہ کیا کہ اسے اٹھا کے طرف آسمان کے
لیجا مگر خبردار کسی نوع کی گزند یا آزار نہ پہونچے نہین تو مار ڈالونگا بس دیو نے رفیع گاذر کا بازو تھاما اور بلند
ہوا اور منھ کھولکر کہا کہ تجھے کھائے لیتا ہون اسوقت یہ چلایا کہ صاحبو مجھکو دیو کھائے لیتا ہے میری جان
بچاؤ عمرو نے پکار کے کہا کہ ای دیو اسے لے آ ابھی نہ کھانا دیو گاذر کو لے آیا اسوقت عمرو نے کہا ای دھوبی
سچ کہہ کہ تو نے اس لڑکے کو کہان سے پایا اور کیونکر یہ تیرے ہاتھ آیا گاذر نے کہا کہ آپ کہتے کیا ہین میرا
لڑکا ہے اور کہان سے مین نے پایا ہے عمرو نے دیو سے کہا کہ اب اسے لیجا کر کھالے دیو پھر گاذر کو لیکر
طرف آسمان کے گیا اور منھ کھولا پھر یہ چلایا کہ مجھے بچاؤ اب مین سچ سچ کہدونگا عمرو نے پھر بلا لیا اسوقت
گاذر نے جو کچھ حال تھا کہا کہ لب دریا مین نے ایک صندوق پایا تھا اسمین یہ لڑکا بند تھا سب سے چھپا کر اپنے گھر مین
لا کر اپنا فرزند ظاہر کیا تھا اور برادری کو روٹی دی تھی اسوقت امیر کی خاطر جمع ہوئی اور دیو سے کہا کہ تمکو حکم
ہے کہ اسے جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دے اور گردیہ بانو کو لے آوے لشکر اسلام مین ہی اور کچھ زر وجواہر
رفیع گاذر کو دیا دیو تو روانہ ہوا عمرو سے جو کچھ اقرار تھا انھون نے بھی لیا اب بدیع الزمان کو اپنے برابر دنگل
جواہر نگار پر جگہ دی اتنے مین وہ دیو ملکہ گردیہ بانو کو لے آیا امیر نے انکو پردے مین بٹھایا اور بدیع الزمان کو

روبرو جلبن کے کھڑا کیا جیسے ہی نگاہ گردیہ بانو کی بدیع الزمان پر پڑی مہر مادری نے جوش مارا دودھ کی دھار نکل کر منہ پر بدیع الزمان کے پڑی اور گردیہ بانو دیکھکر بدیع الزمان کو بیتاب ہوگئی عروق مین لہو نے جوش کھایا محبت مادری ظاہر ہوگئی بس پھر تو امیر نے شاہزادے کو اندر بلا لیا اور گردیہ بانو کے پاس بٹھایا سب حال انکی تولید کا بیان کیا گردیہ بانو یاد کرکے اُس حال کو کہ دیو لیے آتے تھے اور درد زہ نے غلبہ کیا تھا اور بمنت دیوون سے کہکے دامنۂ کوہ مین وضع حمل سے فراغت پاکے لڑکے کو وہین چھوڑا تھا رونے لگی اور بہت سا جواہر زیور کہ جو پہنے ہوے تھین اُنپر نثار کیا عمرو نے مانگ لیا کہ اسکا مستحق مین ہون اور مین ہی نے احقاق حق کیا ہے ورنہ دھوبی لیجاتا تمھارے ہاتھ نہ آتے پھر تو امیر نے جشن سلیمانی کیا کاربردازان قاف نے بارگاہ ہونکو آراستہ کرکے فرش شاہانہ کردیا اور رنگل صندلیان کرسیان جواہر نگار لاکر بچھادین تخت بلقیس کو واسطے شاہ آراستہ کیا بادشاہ اسلام مع جملہ سرداران والا مقام رونق افروز سریر ہوے ارباب نشاط آکر موجود ہوے سازندے ساز ملانے لگے تبلے پر تھاپ پڑنے لگی ناچ شروع ہوا باجے پرستان کے بجنے لگے جام بادۂ گلفام گردش مین آیا سات روز جشن سلیمانی رہا بعد برخاست جلسۂ عیش کے سب سرداران اتفاق کرکے صاحبقران سے عرض رسا ہوے کہ بڑی حسرت ہی ہمین کہ سیر پردۂ قاف کرین اور شکارستان کے مرغزار مین کھیلین امیر نے عرض کو سب کی قبول کیا اور حکم دیا کہ سامان سفر تیار ہو یہ تو اس سامان مین ہین

اب دو کلمے داستان ہرومِ بردعی و فرامرز بن قارن عدلی کے بیان ہوتے ہین

فرامرز بن قارن جو نولاکھ سوار سے سدّ راہ ہروم بردعی کا ہوا تھا اور ہروم مع بہرام شاہ باپ تہمینہ بانو کا اسی ہزار سوار سے راہ مین لشکر اسلام کی تھا جبکہ فرامرز کو ہرکارون نے آگاہ کیا کہ ہروم یہانسے قریب ہی فرامرز نے بصلاح بہمن سگان و بہمن حران و ذلفین مشرقی کہ سگے اور رشتہ دار فرامرز بن نوشیروان کے تھے ایک عدلی کو برسم ایلچی گری بھیجا جب ایلچی آیا خبر ہروم کو ہوئی طلب کیا ایلچی نے آکر نامہ ہاتھ مین ہروم کے دیا پڑھا تو یہ لکھا تھا کہ اے ہروم یہ نامہ فرامرز بن قارن کا ہی تجھکو لازم ہی بہن کو سوار کرکے خود لیکر ہمارے پاس چلا آیا اسی ایلچی کے ساتھ کردے کہ فرامرز بن نوشیروان خواہان اسکا ہے اگرچہ امیر درجۂ اعلےٰ پر ہیں مگر بجز نوکر کے کوئی شاہزادہ نہ کہیگا ورنہ یہ خوب سمجھ لے کہ مین وہی ہون جسنے امیر با توقیر کو نو مہینے عقابین مین قید رکھا تھا اور سب سرداروں سے ہر روز سر میدان لڑتا تھا تلوار نے میری سب کا خون چاٹا تھا مین وہی ہون اور وہی تلوار باندھے ہون اس طرح مار ڈالونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے والسلام جبکہ نامہ دیوانہ پڑھ چکا بس غصہ مین نامہ کو توپھاڑ ڈالا اور دوڑکے ناک ایلچی کی دانتون سے کاٹ لی اور نکلوا دیا وہ روتا پیٹتا پاس فرامرز کے آیا اور کہا کہ میرا حال یہ ہروم نے کیا ہی آپکا فرستادہ تھا غیرت کی جگہ ہی اگر سمجھیے تو بڑے بڑون کی ناک کٹ گئی بس فرامرز نے لہولہان جو اسکو دیکھا لال ہوگیا اور طبل جنگ بجوا دیا یہان ہروم بردعی اندر آیا اور اپنی بہن سے کہنے لگا کہ اے تہمینہ بانو تیری صلاح اسمین کیا ہی ایلچی فرامرز بن قارن عدلی کا آیا تھا اور نامہ لایا تھا مطلب اُس نامہ کا یہ تھا کہ تمکو فرامرز بن نوشیروان چاہتا ہی اور مانگتا ہی تہمینہ بانو نے کہا بھائی جواب اسکا یہ ہی کہ اول تو جو صلاح تمھاری وہی رائے میری دوسرے یہ کہ دس انگلیان منہ پر سے ہٹا کے جسکا منہ دیکھا دیکھا اب کسی اور کا منہ دیکھنا اور کسی کو اپنا چہرہ دکھانا بیکار ہی جو میرے مقدر مین لکھا تھا وہ تو اب ہو چکا اب کچھ ضرور نہین ہی اس مین جو چاہے وہ ہو بس یہ جو دیوانہ ہروم بردعی نے ملکہ تہمینہ بانو سے سنا بہت خوش ہوا اور کہا شاباش و مرحبا

کیا کہنا ہی تیرا ای حمید میرا بھی یہی قصد ہی مگر مین تیرا دل دیکھتا تھا مین کب کسی کی اصل و حقیقت جانتا ہون ہوا کرے بیٹا نوشیروان کا حمزہ صاحبقران ایسے ہین کہ خود نوشیروان بھاگتا پھرتا ہی یہ کہکہ خیمہ سے باہر آیا اور حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی کہ آواز کوس حرب سے میدان لرزا کیے اور سن چلے بہادرون نے اسلحہ دیکھ بھال کر علٰحدہ کیا تلوارون کو باڑھ دار کیا چار آئینہ خود و بلغے زرہ کو صیقلگرون سے صاف کرایا اچھے اچھے پیکانون کے تیر داخل ترکش کیے جن پیکانون مین زنگ آگیا تھا اُنھین چھانٹ ڈالا کیلون کو آگ پر رکھکے لوہے کو اُنکے نرم کیا ساری رات بیدار باشید و ہشیار باشید کا غل رہا جب تھوڑی سی رات رہی اور شمع باد سحر سے جھلملانے لگی اُسوقت نقیب آکر پکارے اشعار زبانی نقیبان۔ ہیونو بو جوانمردو تیار ہو ❊ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ❊ دیگر رات تھوڑی رہگئی باد نسیم آنے لگی ❊ شمع کا رنگ اُڑگیا لو بھی تھرانے لگی ❊ یہ سنکر ہر تہمتن اور بہادر کی آنکھ کھلی جو ہتیار سے باندھ کے علٰحدہ رکھے تھے اُنکو کھولکر اسلحہ پہنا ہاتھون مین دستانے پانؤن مین موزے رانگھی رانون میں چڑھا کے زرہ گاؤسر کو گلے مین ڈال لیا خود و بلغہ کو سر پر رکھا کمر کو زنجیر فولاد سے چست باندھکر چار آئینے بالاے زرہ چہار طرف جسم کے سنوار اشعار بلان غرق آہن ز سر تا بہ پا ❊ چو شیری کہ گیرد در آئینہ جا ❊ چنان مرد خود در آہن گرفت ❊ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ❊ پھر بیٹھکر گھوڑون پر آگے آگے نشان بردار و سالار پیچھے سوارون کے غول گروہ گروہ انبوہ انبوہ پلٹن کی پلٹن دستے کے دستے رسالے کے رسالے طوق طوق جوق جوق علم علم پرچم پرچم حشم حشم خدم خدم تیرق تیرق سنجق سنجق تھل کے تھل فل کے دل سوار و پیدل میدان کارزار کو روانہ ہوے ابھی گریبان صبح دامن تک چاک ہونے نہ پایا تھا کہ میدان کارزار مین فوجون کا ہجوم ہوگیا زرہ پوش جوشن پوش بکتر پوش دوش بدوش چار آئینہ بند سُم سے سُم دُم سے دُم تھوتھنی سے تھوتھنی کنوتی سے کنوتی پتلی سے پتلی ران سے ران شانے سے شانہ ملاے ہوے سجے صف آرا جو تھے وہ ہر طرف دیکھتے پھرتے تھے جب کسی کا گھوڑا ادھر اسا بھی پیچھے ہٹے دیکھا داہنے مین ہاتھ ڈالکے کھینچکر صف کے برابر کردیا اور جسکا گھوڑا آگے بڑھا ہوا پایا اُسکو چابق مارکے پیچھے ہٹادیا اب چار گھڑی دن چڑھا تھا کہ ادھر ہرمز برد علی اور بہرام شاہ اور اُدھر کو فرامرز بن قارن عدی نولاکھ سوار سے آکر موجود ہوے اگرچہ دلوانے کے ساتھ اسّی ہزار سوار جنود گل تھے مگر نولاکھ آنکھ ملاتے تھے اور کھاے جاتے تھے جبکہ سردار بھی آچکے اُسوقت تبردار بیلدار کلنگ بردار میدان مین نکلے تبردارون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ ڈالی اور بیلدارون نے پست و ملند زمین کو ہموار کیا بعد اُسکے سقون نے آبپاشی کی گرد بٹھائی نقیبون نے القاب کی اشعار رجز خنگ ست جنگ باید کرد ❊ کوشش نام و ننگ باید کرد ❊ اندرین بحر غوطہ باید زد ❊ جان بکام نہنگ باید کرد ❊ تا شوی مرد خاصۂ میدان ❊ تنگ براسپ تنگ باید کرد ❊ بعد اسکے کڑکیت نکلے یہ سب لانبے جوان لانبی لانبی پگڑیان سرخ باندھے ہوے کمرون مین تلوارین لگی ہوئین سرود نوازون سے یون ہم آواز ہوے اشعار

ہر سحر طائران خوش الحان
پڑھتے ہین کل من علیہا فان
موت سے کسکو رستگاری ہی
آج وہ کل ہماری باری ہی
رستم رہا جہان مین نہ بہرام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

جسوقت کڑکیت کڑکا کے کر صفون مین چلے آئے مردان عالم کے دل مانند کوہ کے ہوگئے چہرون پر سرخی آگئی وحشت کے ڈورے گلابی گلابی آنکھون مین پڑگئے حوصلے بڑھ گئے قبضہاے شمشیر چومنے لگے مانند شیران مست کے جھومنے لگے غرضکہ اب میدان کارزار مین سور و پیر لہو کا پیاسا آسمان پر منڈلا رہا ہی دلال اجل بر سر خریداری کمر باندھکے آچکا ہی پیر نود سالہ اور طفل دہ سالہ کا

ایک بھاؤ ہی سن کھم ملک الموت نے میدان حرب مین گاڑا ہی سرخ نقد جان ارزان دریائے آہن ہی کہ دو طرف
موجزن ہی سپرون کی اودی اودی گھٹائین دور تک چھائی ہوئی ہین تلوارون اور سنانون کی بجلیان چمک رہی ہین
بس اُسوقت صف بصف ڈہل و دف چہار طرف بجنے لگے اور زہل ہن شبارہ زہر کی صدائین پیدا ہوئین فرامرز بن
قارن عدنی نے اپنے یمین و یسار دیکھا ہلال عدنی بھائی نے اُسکے گھوڑا ابرے سے نکالا تمام علم لشکر
عدن کے جلوہ گری پر آئے اور ہلال نے فرامرز سے ہاتھ باندھکر اجازت مانگی یہ سلح شوری کرتا ہوا آیا
اور نصف میدان مین کھڑے ہوکر پکارا کہ ای لشکر زبردستان وای گروہ خدا پرستان ہر کہ را آرزو مقابلہ باشد
بیاید بمقابلۂ ما یہ سنکر ہرومم بردعی نے اپنے باپ سے اجازت لیکر مرکب کو بڑھایا اُدھر سے علم و پنجے جلوہ گری
پر آئے پھریرے ہوا پر لہرانے باجے جنگی بجنے لگے کوس و قرنا کی صدا بلند ہوئی پیر قین ہوا پر اُڑتی نظر آئین
ہرومم بردعی نے گھوڑے کو اپنے بہ ارادہ ستیز مہمیز کیا اور تیز تیز اڑاتا ہوا سامنے اُسکے بہ ہتیہ تکا ور ادھر
سے ہلال بڑھا شعر عنان تکاور بدولت سپردہ نمودان قوی دست را دست بردہ نا ایسی گرز پہونچی کہ رستن
اُسکے زین سے اُٹھ گئے قریب تھا کہ زین سے زمین پر گرے بہ ہزار خرابی سنبھلا مگر شمار جو کیا تو پانچ قدم پر ہلال
کا گھوڑا پسپا ہوکر ٹھہرا اور تین قدم پر دیوانے کا مرکب اُسوقت ہلال نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی جواب دیا
کہ ایک تو ہرومم بردعی دوسرا ملک الموت جان کفاران ہی بس ہلال نے جھپٹکر برچھا مارا اور کہا ہوشیار
ہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا دیوانے نے نیزے کو نیزے پر لیا اور ستاون طعن مین نیزہ ہلال عدنی کا ہوائی
کیا اور چوبدست فولادی کو چرخ دیکر ہلال پر مارا ہلال نے چاہا کہ سپر پر کاٹھون مگر سپر تولی اور ہاتھ ٹھرایا اُسنے
سر پیچھے کھینچا مگر چوبدست سر فرس پر پڑی کہ سر گھوڑے کا پاش پاش ہوگیا ہلال عدنی نے چاہا کہ کود کر الگ
ہوں پانون رکاب مین پھنسا رہ جو گیا گٹا اُکھڑ گیا کہ اتنے عرصے مین گھوڑا زمین پر گرا زین بھی ہلال کا ہا نیچے
فرس کے دبگئی بزور تمام پانون کو کھینچا کہ کولا اُکھڑ گیا عدنی دوڑپڑے اور اُسکو اٹھا لیگئے یہ دیکھکر فرامرز
بن قارن عدنی کو جوش غیظ آیا خود مرکب بڑھاکر سامنے آیا اور جلد دستی سے تلوار دیوانے پر ماری دیوانے
نے چوب فولاد سپر روکی اور وہی چوب چرخ دیکر اُسپر بھی ماری یہ پیچھے ہٹا گھوڑا اسکا بھی مارا گیا جلدی سے کود کر
تلوار کھینچ کر پانون کرگدن ہرومم کے قلم کیے دیوانہ بھی پیدل ہوا اور پھر چوبدست فرامرز پر ماری اسنے خالی
دیکر تلوار ماری دیوانے نے پنجہ بلی کو دراز کیا بار بجائے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑکر کلائی تلوار چھین لی
اور ایک جھٹکا دیا کہ فرامرز اوندھے منھ زمین پر آرہا یہ حال فرامرز کا دیکھکر عدنی کہ نولاکھ تھے دوڑپڑے اور
چاہا کہ فرامرز کو اُٹھالین دیوانے نے بجلدی تمام کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے کھینچا سنبھلنے نہ دیا کمند سے باندھکر شتاطر کے
حوالے کیا وہ لیکر روانہ ہوا اور فوج مین دیوانے کی لیجاکر قید کر آیا وہان جنگ مغلوبہ ہوئی کہ سب عدنی دیوانے
پر ٹوٹ پڑے مگر دیوانہ چوب پکڑکے ایسا لڑا کہ جسے چوبدست ماری پر اٹھا کر دیا فوج بھی دیوانہ کی آکر شریک
ہوئی تلوار چلنے لگی ذوالفقار شاہ مشرقی اور بہمن سگان بہمن خزان نے یہ رنگ دیکھکر طبل بازگشت
بجوادیا کہ اسمین مضرت جان فرامرز کے لیے ہی اگر کسی نوع کا دیوانے کو آزار پہونچا تو وہ اُسے زندہ نہ چھوڑیگا
غرضکہ سب اہل اسلام اور کفار میدان سے پھرے اپنی اپنی آرامگاہ پر گئے کفار نے عرضی نوشیروان کو لکھی
کہ فرامرز قید ہوگیا اور طرف مدائن کے روانہ کی دیوانے نے فرامرز کو اپنے سامنے بلاکے کہا کہ تیرے
حق مین یہی بہتر ہی اگر مسلمان ہو اور کلمہ پڑھ امیر با توقیر کے پاس تجھے لیچلون ورنہ قتل کرونگا فرامرز نے جواب دیا

کہ مجھے ایمان سے تمھارے کیا کام ہی ایمان تو فرامرز بن نوشیروان کا اختیار کرکے مین تو اُسکا بھیجا ہوا آیا
تھا اُس سے کہو وہ جانے اُسکا کام جانے یہ جواب سُنکر دیوانے نے حکم دیا کہ لیجا کر اسے قید مین رکھو لوگون
نے لیجا کر ایک خیمہ کو زندان قرار دیا اور فرامرز کو اُسمین قید کیا ہروم بردعی نے بخیال خلاف ہونے امیر با توقیر
کے فرامرز بن قارن عدنی کو قید کیا ورنہ قتل کرنا حکم دیدیا کہ جبتک امیر آوین اُسوقت تک اسے قید رکھو
کیونکہ یہ گنہگار اُنھین کا ہی مجھے اسمین دخل نہین

داستان پہونچنا عرضی کا مدائن مین اور مطلع ہونا نوشیروان کا احوال سے اور تدبیر کرنا رہائی فرامرز کی اور مدد ہر صورت سے کرنا

جبکہ عرضی ذوالفقار شاہ مشرقی کی نوشیروان کو پہونچی مضمون سے ہر کس وناکس آگاہ ہوا فرامرز
بن نوشیروان کو تو مارے صدمے کے بخار آنے لگا اور حال اپنا اسنے بہت تباہ کیا ملنے سے مہینہ کے یاس
ہوئی نوشیروان نے سمجھایا کہ مین تیری شادی کسی اور اچھی اور خوبصورت عورت کے ساتھ کردونگا تو صبر
کر اور خیال مہینہ بانو کا نہ کر ایک سے ایک بہتر معشوق جہان مین پڑا ہوا ہی کیون مفت اپنی جان دیتا ہی
اور رورو کر اپنے کو ہلاک کرتا ہی فرامرز نے کہا مین کیا کرون دل سے مجبور ہون نہین مانتا اگر مہینہ بانو نہ ملی
تو زندہ نہ بچونگا ورنہ کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ وہ ملجائے نوشیروان نے یہ سنکے جواب عرضی کا اسطرح ذوالفقار شاہ
کو لکھا کہ بہرصورت فرامرز کو چھڑاؤ جو تدبیر ہو سکے وہ کرو اور بعد چھوٹنے فرامرز کے اگر دیوانہ ہاتھ آجائے
تو سب کام بنجائین پھر باپ ملکہ کا خود سوار کرکے اُسے بھیجدیگا یہ تدبیر خوب ہی آیندہ جیسا بن پڑے وہ کرو
مگر یہ سمجھ لو اگر مہینہ بانو نہ ہاتھ آئی تو جان فرامرز کی مفت گئی اگر تم لوگون نے اُسے امیدوار کیا ہی تو اُمید
اُسکی برلاؤ نہین تو اگر کوشش مین کمی کی تو زندگی بھر منہ تم لوگون کا نہین دیکھونگا جسوقت یہ جواب
عرضی کا ذوالفقار شاہ کو پہونچا اہل دربار نے بھی سُنا سب متفکر ہوے مگر نعمان سنگ دندان کہ عیار
قدیم فرامرز بن قارن کا تھا اُسنے کہا مین اپنے آقا کی رہا کرنے کی تدبیر کرتا ہون اور رشب آہنگ عیار
کو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا اور لشکر مین دیوانے کے داخل ہوا فقیر بنکر دن بھر پھرا اور راستے دیکھے جب رات
ہوئی نعمان اور رشب آہنگ دونون مطرب بنے رنگین کپڑے پہنے ایک نے ڈھول گلے مین ڈالا اور
دوسرے نے سارنگی کمر مین رکھی اور ساز چھیڑتے ہوے چلے اور کچھ منہ سے بھی الاپتے ہوے وہان پہونچے
کہ جہان ہروم بردعی کی خوابگاہ تھی دیوانہ کھانا کھا رہا تھا کہ آواز ساز کی کان مین آئی دل بیچین ہوگیا حکم دیا
کہ ان گویون کو بُلا لو ملازم گئے اور بُلا لائے جب یہ دونون سامنے حاضر ہوے دیوانے نے گانے بجانے
کو کہا ان دونون نے ایسا خوش ومحظوظ کیا کہ دیوانے نے اشرفیان بھی دین اور تعریف بھی کی جب یہ اُٹھکر
چلنے لگے دیوانے نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ جبکہ یہ ٹھہرے دیوانے نے کہا ہماری جانب سر تو اُٹھاؤ اور ہمسے آنکھ تو
ملاؤ جب اُنھون نے دیوانے کو نظر بھر کے دیکھا دیوانے نے سر سے پاؤن تک دو بار انکو گھور گھور کر دیکھا
اور کہا ارے ان دونون کو لیجا کر قید کرو مگر تکلیف نہو کھانا پانی پہونچتا رہے مجھکو انکی نگاہ سے پایا جاتا ہی
کہ یہ عیار ہین اور ماسوا اسکے جسوقت میرا گانا سُننے کو جی چاہیگا انھین بُلا بھیجونگا اگر یہ یہانسے چلے جائینگے
تو پھر ہاتھ نہ آئینگے ہر چند ان دونون نے بہت سا کہا سُنا کہ ہم ہر روز حاضر ہوا کرینگے مگر دیوانے نے نہ مانا اور
دونون کو قید کیا یہ خبر لشکر فرامرز مین پہونچی کہ دونون عیار جو رہائی کی تدبیر کو گئے تھے وہ بھی قید ہوے

اور زیادہ تردد ہوا لیکن دیوانہ ہر روز دو خوان طعام لذیذ کے اُنکو بھیجا کرتا تھا یہ کھا لیتے تھے اور تدبیر رہائی کی سوچتے تھے الغرض یہ بن پڑی کہ سپاہیون سے محبت و اتحاد بڑھایا اور کھانا بچا ہوا سپاہیون کو دینے لگے کہ چار خوان سحر و شام مین آتے تھے وہ بھی نعمات دیکھکر کھا لیتے تھے کہ مثل مشہور ہی جھوٹا کھاتے ہین میٹھے کے لالچ سے ۔ جبکہ عیارون نے دیکھا کہ پہرے والے کھانا خوش ہوکر کھا لیتے ہین ایک روز کھانے مین بیہوشی ملا دی آج جو کھانا سب نے کھایا بیہوش ہوے اور گر پڑے رات کا وقت تھا کوئی طوق و سلاسل تو تھے نہین صاف نکل گئے اور باہر زندان سے آکر صلاح کی کہ پہلے کیسے پہلین دیوانے کو یا فرامرز بن قارن عدنی کو غرضکہ فرامرز بن قارن عدنی کو تو نہ چھڑا سکے کہ دربان بہت ہوشیار تھے ناچار دیوانے کی طرف آئے یہان چندان خوف نہ تھا کہ دیوانہ سو رہا تھا باریدار چپکی کر رہے تھے اُنھون نے خیمے کو چاک کیا اور دونون ہاتھون پر سفوف بیہوشی رکھکر دونون ہاتھ چاک خیمہ سے اندر کرکے بیہوشی اُڑا دی کہ باریدار بیہوش ہوے اُنھون نے اندر جاکر دیوانے کو بھی بیہوش کیا اور ریشتارہ چادر عیاری مین کمر سے کھول کر اُسمین باندھا حلقہ ہاے کمند سے ہاتھ پانون جکڑے اور لیکر اپنے لشکر کو چلے اور قریب صبح پہونچکے بہمن خران اور بہمن سگان اُنکو دیکھکر بہت خوش ہوے انعام دیا اور گلے سے لگا لیا اور کہا جسوقت شاہزادہ فرامرز کا مطلب بر آئیگا اسوقت تمکو تمغہ اور سپرد لوادینگے مگر دیوانے کو جو دیکھا ہر چند کہ وہ بیہوش تھا مگر وہ رعب تھا کہ سب دیکھکر ڈرے گویا کہ ایک شیر پڑا ہوا تھا آہنگرون کو بُلا کر دُہری قید مین اسیر کیا اور زندانخانہ مین بھیجدیا اور مسرت نامہ نوشیروان کو لکھا مگر صبح کو جو بہرام شاہ کے ملازم زندانخانہ کی طرف سے خبر انکے بھاگ جانے کی سنکر پھرے دیوانے کے خیمے کی طرف آئے کہ چلکر بیان کرین یہان بھی سناٹا پایا غل کیا کہ ارے باریدارو مزاج ہرم بردعی کا کیسا ہی جب کچھ جواب نہ آیا اور باہر کے نگہبان بھی گھبرائے کہ یہ کیا معرکہ ہی سب اندر آئے دیکھا تو تمام باریدار اوندھے سیدھے پڑے ہین کوئی اپنے ہوش مین نہین ہی ہاتھ پانون کھینچ کھینچ کر جگایا اور دیوانے کو چہار طرف ڈھونڈھا کہین نہ پایا ایک شور و غل برپا ہوا ہر ایک رفیق گریبان پھاڑ کر روتا پیٹتا پاس بہرام شاہ کے آیا اور سب حال بیان کیا بہرام شاہ بردعی سنکر متردد ہوا اور سب کو بُلا کے صلاح لینے لگا کہ صاحبو بتلاؤ کہ اب کیا کرین سب نے کہا کہ فرزند کو تو بھول جائیے اور رہنے دیجیے جو ہونا ہو گا وہ ہو گا مگر فرامرز بن قارن عدنی کو بہت ہوشیاری سے رکھیے ایسا نہو کہ اسکو بھی لیجائین تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی ہرم کی جان جائیگی یا مہینہ بانو کو دیدینا پڑیگا بہرام شاہ نے سرہنگان لشکر کو جمع کیا اور طلایہ گشت پر لشکر کو مقرر کیا سب بندوبست ہو گیا پھر کئی مرتبہ نعمان آیا اور بے نیل مقصود پھر گیا دسترس نہوا یہان بہرام شاہ نے پھر تجویز کی کہ اگر مہینہ بانو کو عیار لشکر ظفر اثر مین اسیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے پہونچا دے تو بہتر ہی یہان بہرام شاہ اس فکر مین ہی

دو کلمے داستان شہر مدائن کے بیان ہوتے ہین

وہان غرضی ذوالفقار شاہ کی جو پہونچی نوشیروان نے پڑھی معلوم کیا کہ دیوانہ قید ہوا سب خوش ہوے فرامرز بستر غم سے اُٹھ بیٹھا اور مدد واسطے ذوالفقار شاہ کے بھیجی اور روپیہ بھی روانہ کیا کہ تنخواہ فوج کی بانٹ دو جبکہ فوج اور روپیہ چلا اُسوقت مخبران لشکر اسلام یعنے ابو سعید لنگری ابو شہاب خرقہ پوش

یہان موجود تھے حال دریافت کرکے لشکر اسلام مین آئے اور سلطان شاہ فارسی پھر خضار می شمشباءآنکی کے چند لوگ بڑھے بڑھے رہگئے تھے اور آنکھاڑے کی حسیر دیکھنے قاف مین نہین گئے تھے انسے بیان کیا انھون نے واسطے تصدیق کے پھر عیارون کو روانہ کیا کہ اگر یہ خبر صحیح ہو کہ ناموس آقا کا وہان گھرا ہوا ہی تو بہر کیف مدد کرنا لازم ہی اور یہی وقت سرفروشی اور جانبازی کا ہی یہ بھی سامان سفر مہیا کر رہے ہین بر وقت انکا بھی ذکر ہوگا اور عیار خبر کی تصدیق کو گئے ہوے ہین

اب دو سطر داستان امیر کشور گیر کو چاپ سلیمان والی قاف و دنیا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب امیر نے جشن سے فراغت پائی سردارون نے شکار کھیلنے کو عرض کیا اور کہا کہ عجائبات پرستان کے ہر مکان حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کا دیکھین کا ہمکو اس سرزمین پر ہمارا اسکن ہوگا یا کیون ادھر آئینگے امیر باتوقیر نے یہ سنکر بائیس سردار اول درجہ کے مثل لندھور و مالک و بدیع الزمان و فرامرز عاد مغربی و بہرام وغیرہ کو ساتھ لیا اور شکار کھیلنے کو طرف صحراے قاف کے روانہ ہوے سیر کرتے چلے جاتے ہین جسطرف دیکھتے ہین گلہاے رنگارنگ و جانوران مختلف اللون نظر آتے ہین عجب فرحت ہوتی ہی ہر گل بوٹا بنا ہی ہر مرغ عنقا ہی کہ کبھی نظر سے نہ گذرا ٹھنڈی ہواے سرد چل رہی ہی اُس کیفیت فرحت اثر کو دیکھکر سردارون نے امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ آج بازگشت نہ فرمائیے شب کو یہین رہجائیے صبح کو بعد نماز کے واسطے شکار کے چلیے کہ دن بھر صید افگنی ہو بہت روز سے اتفاق شکار کھیلنے کا نہین ہوا ہی خوب جی بھر کے شکار کھیلین امیر باتوقیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور خیمے وہین استادہ کراے اور جو شکار ہاتھ آیا اُسکو باورچی خانہ مین بھیجدیا خاصہ کے وقت کباب اُسکے نوش کیے آدھی رات گئے تک سب بیدار رہے بعد اُسکے آرام کیا مگر امیر نے ایک دیو خدمت سلطان سعد نوجوان شاہ ایران مین روانہ کیا کہ بسبب خواہشمند ہونے سرداران لشکر اسلام کے آج حصول حضوری سے قاصر و محروم رہا کل شام تک ضرور حاضر ہونگا دیو نے جاکر عرض کیا بادشاہ نے تاکید سے فرمایا کہ کل ضرور چلے آئین آج کی طرح انتظار نہ کرائین دیو حکم شاہی لیکر آیا صبح کو امیر اور سب سردار گھوڑون پر سوار ہو کر بعد نماز سحر کے سیر بیابان کی کرتے ہوے جستجوے شکار مین چلے بہت شکار نظر آیا صید افگنی شروع ہوگئی اب جسقدر آگے بڑھتے جاتے ہین بیابان پر فضا ملتا جاتا ہی شکار بہ کثرت نظر آتا ہی بڑھتے چلے جاتے ہین کیسا کیسا فربہ شکار ملا کہ جو آنکھون مین چھا گئی اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہی مگر صید کم نہین ہوتے اور حوصلہ بڑھتا جاتا ہی اتنے مین سب سردارون نے دیکھا کہ سامنے ایک کوہ ہی کہ عجب پُر فضا ہی خود بخود دل چاہتا ہی کہ چلکر اس کوہ کی سیر کیجیے حمزۂ صاحبقران سے عرض پرداز ہوے کہ آج رات تو ہوگئی اور بجاآوری احکام بادشاہ سے بھی کنارہ نہین کرسکتے کیونکہ ترک ادب ہی لیکن یہ کوہ جو سامنے معلوم ہوتا ہی اگر اُسپر بھی ہو آتے اور سیر کر آتے تو خوب تھا مگر پھر وقت اتنا نہ رہیگا کہ خدمت مین بادشاہ کی پہونچ سکین اور نہین جاتے ہین تو دل نہین مانتا صاحبقران مطلب سمجھکر یون حرف زن ہوے کہ صاحبو آج پہونچنا ضرور چاہیے ہی لیکن تمھاری خواہش سے مجبور ہون اچھا چلو کوہ کو بھی دیکھلو اور وہین سے دیوون پر سوار ہوکر چلینگے کہ جلد خدمت مین پہونچین سب بہت خوش ہوے امیر باتوقیر کو دعائین دینے لگے کہ عرض قبول ہوئی الغرض جب امیر مع جملہ سرداران باتوقیر زیر کوہ پہونچے فرط اشتیاق سے ہر ایک ایسا بیخود ہوا کہ سردار دوڑ دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے کچھ پیش دستی کا بھی کسی سردار نے خیال نہ کیا مگر جو جو سردار اوپر پہونچے

دیکھا کہ ایک باغ بہشت آیین ہی گلہای رنگارنگ کھیولے ہوے عجب باغ دلفریب ہی کہ ہوائے جنون خیز
سے طبیعت وحشت انگیز ہوئی جاتی ہی ہر ایک نے بیساختہ یہ کہا کہ بھئی دیکھتے ہو یہ بہار ہی یا گلستان سدا بہار
ہی ہم تو یہان سے کہین نہ جاینگے پھر یہان آنا کیون نصیب ہوگا یہ کہتے ہوے قریب سر کوہ پہونچے تو یہ عالم ہوا
کہ ہر سردار عالیوقار جھومنے لگا اور آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھ کھلی تو ہر ایک نے گریبان پھاڑا اور
جسکا جدھر منہہ پھر ادہ اُسطرف محویانہ حرکات کرتا ہوا چلا یہ محویت ہوئی کہ ایک دوسرے کی خبر نہین لیتا
کہ کہان جاتے ہو سب ایک رنگ مین تھے مثل وحشیون کے کوئی خاک اُڑاتا ہی کوئی روتا ہی کوئی ہنستا ہی اتنے
مین ثانی سلیمان نے جو اپنے کو سست دیکھا خواجہ عمرو ہمراہ تھے اُنسے فرمایا کہ ای برادر مجھکو اسوقت کچھ طور
اور معلوم ہوتے ہین جسطرح کبھی طلسم مین جا پڑتے ہین اور بیخودی طاری ہوتی ہی وہی کیفیت ہی کہین ایسا نہو کوئی
اُفتاد پڑے تو اچھی سیر ہو جائے دیکھو تو سرداران باتمیز کو کہ اسوقت نہ ادب نہ لحاظ یہ کہکر خود بھی گھاٹیون کو
طی کرتے ہوے واسطے معائنہ احوال سرداران اسلام کے چلے جب قریب اُس گلزار کے پہونچے اور سنبل و سوسن
نسیرین و نسترن دیکھے جل علی کہکر سردارون کو دیکھا تو عجب عالم تھا کہ کوئی شخص خاموش متصل سر و کھڑا تھا کوئی
بیہوش پڑا تھا کوئی دوڑتا پھرتا تھا کوئی روتا تھا کوئی ہنستا تھا اگر دو آدمی ایک جگہ بھی ہین تو ایک کو دوسرے
کی خبر نہین ہی ایک ہنس رہا ہی دوسرا رو رہا ہی وہ یہ نہین پوچھتا کہ بھائی روتے کیون ہو کیا صدمہ پہونچا ہی امیر نے
جو یہ حال دیکھا وہین ٹھہرے اور عمرو سے فرمایا کہ دیکھا ای خواجہ مجھکو جو خیال تھا وہی حال نظر آتا ہی اور کہا کہ ذرا
نام لیکر پکارو خواجہ عمرو نے سب کے نام لیکر پکارا کہ ارے صاحبو صاحبقران جہان یاد فرماتے ہین یہان
آو کسی نے جواب نہ دیا کہ کون ہو اور کہتے کس سے ہو اُسوقت صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہ ساتھ
تھی پوچھا کہ تم جانتی ہو کہ یہ کونسی جگہ ہی اور کیا معاملہ ہی کہ یہ حال میرے سردارون کا ہوا آسمان پری نے
قسم حضرت سلیمان کی کھا کر کہا کہ مجھکو نہین معلوم کہ کیا بات ہی امیر باتوقیر نے دیوون سے کہا کہ سب کو
زیر کوہ لاؤ دیوزاد پنجہ بن بنکر اُٹھا لائے اب امیر نے بادشاہ وغیرہ کو بھی نہین بلوالیا سب آگئے خیمے برپا ہوے
ہر چند تدبیرین کرتے ہین مگر وہ اپنے ہوش مین نہین آتے چار روز تک تدبیرین کین جب عاجز آئے اُسوقت
صاحبقران آسمان پری سے ناراض ہوے آسمان پری تھرائی اور کہا کہ عبد الرحمن جنی سے یہ احوال
دریافت ہوگا اور ایک پریزاد کو بلانے کے لیے روانہ کیا وہ نہ آئے کہ چلّے مین تھے مگر حال سنکر اتنا کہلا بھیجا
کہ جبتک اوپر کوہ کے صاحبقران نہ تشریف لیجائینگے یہ ہوش مین نہ آئینگے امیر نے اُسی وقت عمرو کو ساتھ
لیا اور روانہ ہوے کوہ پر چڑھے عمرو نے کہا کہ اسم اعظم پڑھتے جائیے ایسا نہو کہ سحر کا کرشمہ ہو امیر باتوقیر
باطل السحر پڑھتے ہوے بالائے کوہ آئے تو ایک باغ جنت نظیر تعمیر دیکھا سامنے دروازہ باغ کے جو پہونچے
تو دیکھا کہ ایک چبوترہ پتھر کا ہی اُسمین ایک میل نصب ہی اُس میل مین ایک طاق ہی اور طاق مین ایک پیر مرد
بیٹھا ہوا ہی کہ آنکھون مین سرمہ دُنبالہ دار لگا ہوا ہی عمامہ سفید سر پر لپیٹے ہوے ڈاڑھی کافوری تا بہ سینہ لٹکتی ہی
اُسمین شانہ کیا ہوا ہی جامہ ستر پاٹ کا بر مین ہی تنبورہ کاندھے پہ لگائے ہوئے مضراب اُنگلی پر چڑھی ہوئی ہی
اور سامنے اُس طاق کے ایک درخت چنار کا بے برگ و بار خشک لگا ہوا ہی پیر مرد نے جو امیر کو دیکھا
پکارا کہ السلام علیک یا نزلۂ قاف کوہ کاف سلیمان امیر نے جواب سلام دیا لیکن عمرو نے چپکے سے کہا
کہ یا امیر اسم اعظم کو ورد رکھیے یہ دروغیہ ہی مجھکو اسکی آنکھون سے فریب ثابت ہوتا ہی لیکن امیر نے فرمایا

کہ کیون ڈرتے ہو اور پھر مرد سے کہا کہ اے عزیز تو کون ہے اور تونے نام کو ہمارے کیونکر جانا اُسنے کہا کہ مجھکو سلیم کوہی
کہتے ہین اور آپکو حال اُس شہر کا بھی معلوم ہوگا سیکڑون ملک آپنے تسخیر کیے ہین اصل اس شہر کی کیا ہی فدوی کو ایک
دیو مع زوجہ یہان اُٹھا لایا اس خیال سے یہان لاکر چھوڑا کہ بچہ پیدا ہو ملکہ اُسسے یہ منظور ہی کہ بہت سے جوڑے
یہان لگائے اور بچے لیوے لیکن حسب اتفاق کچھ دنون مین زوجہ میری فوت ہو گئی مین اکیلا رہگیا ایک
روز کوئی بزرگ خواب مین میرے آئے اور فرمایا کہ ایک دن زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
یہان آئینگے تو یہان اُنکا اختیار کرنا تو رہائی تیری اُنکے ہاتھ سے ہوگی اب جو مین نے آپکو یہان دیکھا اُس
بزرگ کا ارشاد مجھکو یاد آیا آپ کلمہ مجھکو تلقین کیجیے مین مسلمان ہوتا ہون عمرو نے امیر با توقیر کو منع کیا
کہ یہ آپکو فریب دیتا ہی بیشک دروغگو ہی اعتبار اسکی باتون کا نہ کیجیے ہر چند عمرو نے امیر کو منع کیا لیکن
امیر نے کہنا عمرو کا نہ مانا کلمہ طیبہ زبان الہام بیان سے ارشاد فرمایا اُسنے خوشی خوشی کلمہ پڑھا اور شاد
شاد ہو کر ہاتھ باندھکر امیر سے عرض کیا کہ غلام نوازی اور سرفرازی سے مجھکو محروم نہ رکھیے یہان تھوڑی دیر
تشریف رکھیے امیر اُسکی خاطر سے قریب اُسکے بیٹھے ہر چند عمرو نے بہت روکا مگر امیر نے نہ مانا اُسنے طنبورہ
اُٹھا کے روبرو امیر کے چھیڑا تھوڑی دیر کے بعد جب امیر طنبورے کی طرف مخاطب ہوئے یعنے بجانا اُسکا
ہمہ تن گوش ہو کر سُننے لگے اُسوقت اُس مکار نے طنبورے کے اندر سے کہ سوراخ اُسکی طرفی مین تھا رائی
سرسون کے دانے نکالے اور امیر کو غافل و محو تماشا دیکھکر اسم سحر پڑھکر اُن دانون پر دم کرکے امیر پر مارا
اور اپنے نزدیک جانا کہ مین نے گرفتار کیا امیر نے بھی اپنے کو سُست نہ پایا اور خاموش ہو کے رہگئے جنبش و حس و
حرکت موقوف کی مگر دل مین اسم اعظم باطل السحر کو پڑھا کیے وہ دانے بہ برکت نام خداے تعالی انتشار ہو کر رہگئے
ہو تمہوے مگر اُسنے امیر کو بے حس و حرکت دیکھکر آواز دی کہ منم ارباب جادو یا امیر کب چھوڑتا ہون تمکو کہ
زندہ و سلامت یہان سے جاؤ عمرو نے تو گلیم اوڑھلی اور امیر سے کہا کہ دیکھا یا نہین اور میرے کہنے کو نہ مانیے
اور جا کر پاس بیٹھیے مگر گذشتہ را صلوۃ آیندہ را احتیاط اب بھی سُن لیجیے کہ یہ جانے نہ پاے ورنہ آپ
بہت پریشان و حیران ہونگے اور آفت عظیم مین گرفتار ہونگے یہ کہکر عمرو نے تو سرگوشی کی وہان ارباب
نابکار نے جو امیر کو بے اختیار خاموش دیکھا طنبورے کو تو رکھدیا اور ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑکے قید کرے
امیر نے عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ رکھا ارباب جادو نے جو دیکھا جانا کہ یہ بھی ساحر ہی سحر نے میرے
اثر نہ کیا بس شانون پر اپنے اسم سحر پڑھکر پھونکا فورا انگلیان پھوٹین اور پر پیدا ہوے جبکہ بازو ہلاکے امیر
نے عقرب سلیمانی کو کھینچا لیکن ارباب نے بلند ہو کے پکارا کہ یا امیر دیکھ تو کہ کیسی آفت تیرے سر پہ
لاتا ہون کہ تمام عمر تو یاد کرے یہ ندا دیکر اُڑ گیا اور ایک طرف چلا گیا امیر نے عمرو کو آواز دی عمرو نے جواب
نہ دیا مگر شانے پر امیر با توقیر کے ہاتھ رکھدیا اور کہا آپ غل کیون کرتے ہین مین تو پاس آپکے کھڑا ہون ایسا نہو کہ ساحر
چھپا کھڑا ہو اور زیادہ تر تو میرا ہی دشمن ہوگا امیر نے کہا کہ وہ چلا گیا عمرو نے کہا اسم اعظم مجھپر اور اپنے اوپر دم
کر دیجیے امیر نے کہا کہ بھٹی عرصہ ہوا کہ مین نے حصار کر دیا ہی گھبراؤ نہین اب عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری
امیر عمرو کا ہاتھ پکڑکے داخل باغ ہوئے دیکھا امیر نے کہ سارا باغ جواہر نگار ہی روشین پٹری زمین بندی سرخ خشتی
دراغبیل بیلچہ کاری سب موجود ہی سڑکین شنجرف کی سُرخ ہین بہک مشک کا چھڑکاؤ ہی سبزہ گیاہ نقرہ کا ہی جسمین
مینا بنا ہوا ہی اور ثمرین طلائی ہین عجب کیفیت ہی جسوقت باد صبا طمانچہ مارتی ہی اُسوقت ایک موجہ پیدا ہوتا ہی

اور لہر سی بلتی ہی سارے چمن گلہاے رنگا رنگ سے بھرے ہوے مگر ہر چیز جواہر کی ہی نہر بہت بڑی کہ سارے
باغ میں ہی شیر بھرا ہوا ہی اسقدر صاف کہ سنگریزے اسکی تہ کے اوپر سے معلوم ہوتے ہین بارہ دری کے سامنے وہ
نہر جو واقع ہی تو فوّارے ہزار ہے جواہر کے آب فشان و قطرہ زن ہین مینڈھون پر نہر کے ڈالیان پھولون کی
رکھی ہین اور نیچے ڈالیون کے بتے کیلون کے بچھے ہوے ہین قطرے پانی کے جو فوّارون سے اُن پتون پر گرتے
ہین جنبش نہ ہونے تو ٹپک جاتے ہین اور جو رہجاتے ہین وہ مروارید نا شفتہ معلوم ہوتے ہین گویا کہ موتی پتون مین دوختہ
ہین بارہ دری مین وہ تیاری تھی کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی سائبان سبز رنگ مخمل کاشانی کا جواہر دوز چوبہاے
جواہر نگار و طلا کار سے کھنچا ہوا اور استحکام دیا ہوا ڈوریان مقیش کی سونے کی کیلون مین باندھکر سائبان کو
پائدار کیا ہی چبوترے پر بھی بارہ دری کے فرش مخملی بچھا ہوا ہی میر فرش زمرد کے چارون کونون پر رکھے ہوے ہین
دروازے طلائی لگے ہوے ہین جواہرات مین نصب عکس آفتاب سے برقین چمکتی ہین نظر خیرہ گی کرتی ہی بارہ دری اور چار
دیوار سونے کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہی غرضکہ اندر اس بارہ دری کے آئے دیکھا کہ فرش مخملی اور اطلس زرباف و ختائی
ہر طرف تھا اور جس رنگ کا در تھا اُسی رنگ کا فرش اور سقف مین جواہر نصب ہر ایک چھت سپہر برین سے
زیادہ تزئین رکھتی تھی اور مزین تھی درمیان مین بارہ دری کے دو طرف دو چھپر کھٹ بچھے تھے قریب اُنکے مسند
جواہر نگار آراستہ تھی میزون پر جواہر کے گلدستے رکھے تھے اور چنگیر جوکھڑے اُگالدان خاصدان طلا کار جواہر نگار رکھے
تھے ہزار بھی شیشہ کافوری اور بلوری کے تھے اُس باغ مین مرغ تک جواہر کے عشوہ گری مین تھے موڈھے
گلستان مین واسطے سیر دیکھنے کے یاقوت احمر کے ترشے ہوے بچھے تھے امیر سلیمان سریر کی سیر مین معروف تھے
خواجہ عمرو ہر ایک شی دیکھتے تھے اور خوشی ہوتے تھے کہ جواہر کا انبار ہی اور کوئی محافظ نہین ہی جسقدر چاہینگے امیر
کو غافل دیکھکر لے لینگے ہمارا دھیان ہی ہی چکا ہی بخوف امیر باتوقیر اسوقت نہین لیسکتے نرگس وار ہر شی کو تکتے ہین اتنے
عرصے مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور رکیر ہنین خواجہ کے ہاتھ ڈالکر لے گیا عمرو نے شور کیا کہ یا امیر مجھکو چھڑا لیجے ای
آقاے نامدار لللہ یاد مرس امیر باتوقیر نے تڑاقا بھی سنا تھا اب جو عمرو نے فریاد کی دیکھا تو پنجہ عمرو کو لیکر بلند
ہو چکا ہی جلدی سے کمان مین تیر پیوستہ کیا ہیسر جو کڑکے پنجہ مثل برق کے تڑپکر غائب ہوگیا اب آواز بھی عمرو
کی نہین آتی ہی امیر کو کمال رنج ہوا کہ ایک صفحہ سنگ پر بیٹھ گئے تھوڑے ہی عرصے مین ایک جھونکا ہوا سرد کا ایسا
آیا کہ آنکھ بند ہونے لگی ناچار سنگ آمد و سخت آمد لیٹ گئے سعا بیہوش ہوگئے کہ ایک بجلی سی چمکی اور آواز رعد کے
گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور گوش یا قدس امیر مین پہونچی آنکھ کھول کے جو دیکھا تو چار دیوان زبردست جنگی نیلی
پتلیان اور نہایت کریہ منظر بیچ مین اُنکے ایک ساحرہ سیاہ فام نیلے نیلے مسوڑے بڑے بڑے دانت مانند خوک
کے منہ سے نکلے ہوے بو سے میاسقدر آتی تھی کہ سارے باغ کی خوشبو پر چھاگئی معلوم ہوتا تھا کہ سنڈاس کا منہ کھل گیا
روبرو امیر کے آکر کہنے لگی کہ کیون حمزہ اسی منہ پر طلسم گشائی کو آئے تھے چاہون تو ابھی ہلاک کر ڈالون لیکن رحم آتا
ہی در گذر کرتی ہون لیکن ایک شرط سے کہ مجھکو قبول کرو مجھسے ہمبستر ہو نہین تو اسطرح مار ڈالونگی کہ لوگ عبرت کرینگے اور
اگر وصل قبول کرےگا تو مرتبہ عظیم دونگی اور زمانے کو تابعدار بنادونگی صاحبقران عالیشان نے سخت و سُست کہا
اور چھڑ فرمایا کہ آجتک کسی ساحرہ سے وصل یا عقد نہین کیا مگر جبکہ اُسنے امیر کو ڈرایا اور اپنے زور سحر کو اظہار کیا کہ ای
دیوزادو اس آدمی کو رصاحبقران غصہ کھاکے اسم اعظم پڑھنے لگے کہ اسکو پکڑکے مار ڈالون پانون تھرانے لگے
طاقت ورد نہ پایا ناچار ہوکے ہر چند باطل السحر کو یاد کیا یاد نہ آیا اُسوقت ساحرہ نے قریب آکر رو رو کہا

کہ اے آدمزاد تجھ مین ذرا آدمیت نہین صبر میرا اور قہر خدا کا تیری جان پر پڑے کہ تمامی مردمان مین تو نے مجھکو ذلیل کیا کہ
سوال میرا رد کیا خدا تجھسے سمجھے اور بہت منتین کین مگر امیر نے قبول نہ کیا آخر شرمندہ ہو کر خود تو اُڑ گئی مگر دیوون
سے کہہ گئی کہ اسکو فلان جگہ لیتے آنا دیوون نے امیر کو ایک تخت سنگ پر بٹھایا اور لے اُڑے اور وہان پہونچایا کہ
جس کوہ کے نیچے کیچڑ بہ رہی تھی گویا ایک دریاے غلیظ جاری تھا بوے بد سے دماغ پھٹا جاتا تھا کوسون ہوا سے
بو اُسکی جاتی تھی امیر با توقیر کو دیو اُس کوہ پر چھوڑ کے چلے گئے امیر نے دیکھا سامنے ایک مکان عالیشان پتھر
کا بنا ہوا ہی اور اندر اسکے زینہ چکر دار بنا ہوا ہی دروازہ اُس مکان کا بند ہی حمزۂ صاحبقران تنہائی کی کیفیت مین
سُست ہو کر ایک پتھر پر سامنے اُس مکان کے بیٹھے کہ آواز گریہ کرنے کی کان مین امیر کے آئی اُدھر جو دیکھا تو کچھ
فاصلے سے ایک درخت بہت بڑا تھا کہ ہزار آدمی اُسکے سائے مین آرام لین تو سایۂ آفتاب نہ پڑے اُسکے نیچے
ایک دیو کو دیکھا کہ زنجیرون سے جکڑا ہوا کھڑا ہی کہ زنجیرین جسم مین اُسکے گڑی جاتی ہین تمام اعضا اسقدر جکڑے
ہوے ہین کہ ہل نہین سکتا اور رو رہا ہی امیر کو اُسکے حال پر رحم آیا اور خراماں خراماں قریب گئے اور پوچھا کہ کسنے تجھے باندھا
ہی اور نام تیرا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ نام میرا دیو ستارہ ہی ملکہ آسمان پری کی طرف سے واسطے دریافت حال
سردارون کے آیا تھا کہ ابھی تک کوہ ششدر پر دیوانے بنے ہوے پھرتے ہین ہاتھ نہین آتے کہ ایک ساحرہ
ملی کہ نام اُسکا انور جادو ہی مجھسے خواہشمند فعل بد کی ہوئی مین نے انکار کیا اُسنے جھنجھلا کر قید سحر مین مبتلا کر کے
بہت ستایا دھمکایا ڈرایا مین نے جب بھی انکار کیا اُسنے اپنے دیوون سے مجھے بندھوا دیا آپ چلی گئی امیر نے
اُسکو کھول دیا اُسنے حمزۂ صاحبقران نامدار سے عرض کیا کہ غلام بھی شریک ہی دروازے کو اس مکان کے
جو سامنے ہی کھولیے امیر نے پہلے قفل کو توڑ کر پھینکدیا پھر در کو کھول کے اندر آے اور اُس چکر دار زینے کو
طے کر کے بالاے بام پہونچے دیکھا کہ ایک باغ پر بہار ہی یہ زینہ اُس باغ مین جانے کے لیے بنا ہوا ہی امیر دیو کو لیے ہوے
اُس باغ مین داخل ہوے دیکھا کہ یہ تو وہی باغ ہی کہ جسمین قید ہوے تھے اندیشہ پیدا ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی
اسم اعظم تو فراموش ہی اور وہ ساحرہ جو آئیگی اور رنج دیگی دیو ستارہ کھڑا ہوا اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہی اتنے مین
وہی ساحرہ پیدا ہوئی اور دیو ستارہ کو جو آزاد دیکھا پکاری کہ تو کیونکر کھل گیا اور کسنے تجھکو کھولدیا ستارہ نے
جواب دیا کہ مین نے خود کھول لیا اور کون مجھکو کھولیگا انور جادو نے کہا خیر اب بھی نہین بگڑا ہی جو مین کہتی ہون
وہ کر یعنے مجھسے ہمبستر ہو تو مین ابھی رہا کر دون اور جو کچھ مانگ وہ دون دیو نے کہا کہ اے ساحرہ تو اسطرح کہتی ہی مین
ضرور تیرا کہنا کرتا اب انکار کبھی نہ کرتا مگر مین کیا کرون کہ مجھکو شہوت نہین ہوتی مین نامرد ہون انور جادو غصہ
کھا کر آئی اور دیو کو پکڑ کر کوہ پر لیگئی اور سحر سے پھر اسیر کیا وہان سے پھر کر پھر امیر کے پاس آئی اور سوال وصل کیا
امیر نے پھر انکار کیا اُسنے جہان پہلے امیر کو قید کیا تھا وہین پھر قید کیا اور یہ دستور رکھا کہ بوقت شام ایک آبخورہ
پانی کا اور دو نان خشک بھیجدیتی تھی اور گاہ گاہ آکر عشق اپنا جتاتی تھی جب امیر انکار کرتے تھے اور گھرک دیتی تھی
پھر چلی جاتی تھی اسی حال مین چند روز بسر ہوے ایک روز امیر بہ ناچاری گریہ کرتے تھے کہ نقابدار زمرد پوش
پیدا ہوا اور امیر کو سلام کر کے لوح گلے مین امیر کے ڈالدی اور بولا کہ آپ طلسم کشائی کیجیے یہ لوح طلسمی ہی امیر نے
شاد ہو کر فرمایا کہ اے نقابدار دلاور یہ تو احسان تمنے کیا جانا کہ محب صادق ہمارے ہو دوستی دل سے رکھتے ہو
جب تو ایسے وقت بیکسی و ناچاری مین یہ احسان تمنے کیا ہی لیکن اب یہ بھی تمکو لازم ہی کہ القاب نامی و خطاب گرامی
سے بھی ہمکو آگاہ کرو کیونکہ جو کوئی ہمسے یہ پوچھے کہ لوح کیونکر ملی اور کسنے تمکو دی تو آخر اُس سے کیا کہین نقابدار نے

کہا کہ حضور ایسے کلمات نہ ارشاد کرین کہ احسان کیا مین بھی ایک ادنیٰ غلامان حضور سے ہون احسان کیسا غلامون
کی یہ طاقت ہی کہ آقا پر احسان کرین اگر حق خدمت آقا کا اُنسے ادا ہو جائے تو جائے فخر و سعادت اُنکی ہی اور نام بھی
اپنا یہ خادم بتا نہین سکتا کہ مناسب وقت نہین ہی جو کوئی آپسے پوچھے تو آپ مہتر قران سے پوچھکر دریافت کر کے
بتلا دیجیے گا اور اس طور سے مہتر قران سے پوچھیے گا کہ دخمۂ جمشید ہی مین تمکو خنجر کسنے دیا تھا مین نے اُنکو خنجر دیا تھا
کہ جس سے الماس جادو مارا گیا وہ واقف ہین بس یہ نشان کفایت کرتا ہی یہ کہکے مجرا بجا لا کے چلا گیا امیر باتوقیر
خوش ہو کر لوح کو مشاہدہ کرتے ہوے پہلے وہان آئے جہان دیو منارہ قید تھا بہ برکت لوح اُسکو رہا کیا یعنے عکس
لوح جو اُسپر ڈالا قید سحر سب دور ہو گئی دیو چھوٹ گیا امیر نے دیو کو ساتھ لے لیا اب جو آگے بڑھے دیکھا کہ ایک مکان
ہی اُسکا دروازہ کھولا اندر گئے دیکھا کہ خواجہ عمرو بندھے کھڑے ہین عمرو نے امیر کو جو دیکھا شور کیا کہ اوعرب
اسکی کیا وجہ کہ تو نے میری خبر تک نہ لی اور تو کبھی قید ہوتا ہی ہم چین ہو جاتے ہین کھانا پانی حرام ہو جاتا ہی ایک
تیرا دل ایک ہمارا دل ہی انصاف کر امیر نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو ہم ایسے ہی فراموشکار ہین لیکن خدا آگاہ ہی
اس امر سے کہ مجھکو اختیار نہ تھا کہ تمہارے پاس آتا خود درماندہ و ناچار تھا کبھی چھوٹتا تھا کبھی پھر قید ہو جاتا تھا اب
خدا نے فضل کیا کہ لوح ہاتھ لگی مین اُسی وقت تمہاری تلاش مین چلا اور آیہونچا یہ فرماکے عکس لوح کا جو عمرو پہ ڈالا
خود بخود ساری قید جسم پر سے عمرو کے دور ہو گئی عمرو نے بھی رہائی پائی اب امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو کو بھی ساتھ
لیا اور باتین بقابدار کی کرنے لگے اثنے مین جاتے جاتے دروازہ ایک باغ کا نظر آیا امیر نے دروازہ کھلا ہوا جو دیکھا
عمرو اور دیو منارہ کو لیے ہوے اندر تشریف لائے اور نہر پر بیٹھکے عمرو سے فرمایا کہ ای برادر یہ سب مصیبت ہمپر اور تمپر
ڈالی ہوئی قہقہہ سہ چشمی کی ہی کیونکہ نقابدار نیک شعار نے بروقت لوح دینے کے کہدیا تھا کہ قہقہہ سہ چشمی نے
منصور جادو سے آپکے بارے مین استدعا کی تھی اُسنے آپکے سردارون کو بیخود و بے حواس کر دیا دیکھیے کب خدا
سردارون کو اچھا کرتا ہی یہ فرما رہے ہین اور باغ کو دیکھ رہے ہین کہ حقیقت مین باغ بنہایت خوش اسلوب اور دلچسپ
ہی نہرین جاری ہین گل لالہ و نافرمان ہزار ہا طرح کے پھول شگفتہ ہین اور ایک بارہ دری بیچ مین باغ کے سر بفلک
کشیدہ بہت تیاری کی بنی ہوئی ہی پردے سب درون مین پڑے ہوے ہین امیر باتوقیر کو اشتیاق ہوا کہ یہ
پردے کیسے پڑے ہین اندر اسکے کیا ہی دوڑکر ایک پردہ اُٹھا دیا اندر گئے دیکھا تو بڑے بڑے آئینے چار طرف
لگے ہوے ہین اور بہت سی تصویرین بھی رکھی ہوئی ہین کہ قد و قامت رکھتی ہین جسطرح برنجی یا فولادی ڈھلی ہوئی
ہون جنکو دیکھکر انسان کا شبہ ہوتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ مردم کھڑے ہین امیر نے یہ دیکھکر پردے سب طرف کے
اُٹھوا دیے اب جو دیکھا تو سب سردار اپنے اپنے قد و قامت و صورت مین کوئی لندھور کوئی مالک
کوئی بدیع الزمان کوئی بہرام وغیرہ سب ہین ذرا فرق نہین معلوم ہوتا امیر نے یہ دیکھکر ایک نعرہ کیا اور پکارے کہ
افسوس ہزار افسوس خواجہ دیکھو ہمارے سب سردار نامی و گرامی کس مصیبت و آفت مین گرفتار ہین عمرو نے
جو اُن سب کو اس حال سے دیکھا انھین بھی صدمہ ہوا امیر کو خیال آیا کہ دیکھو تو کہ آخر زبان انکی کس وجہ سے بند ہو گئی
ہی یہ خیال کر کے قریب جاکر جو غور سے دیکھا تو زبانون مین سوزن پائے بس معلوم ہوا کہ نہ بولنے کا یہی سبب ہی
عمرو نے بھی قریب جاکر یہ حال دیکھا کہ یکایک سناٹا ہوا اور شور سے پیدا ہوئی گویا کہ سیاہ آندھی آئی
اور تمام باغ مین ایک شور و غوغا ہوا امیر گھبرا کر بارہ دری سے باہر نکل آئے اور بدحواسی کی حالت مین ادھر
اُدھر جو دیکھا ایک ساحرہ مہیب نظر آئی کہ تازیانہ مار سیاہ کا ہاتھ مین تھا اور اژدھے پر سوار تھی کہ منہ سے اسکے ۱۲۰

شعلے نکلتے ہوے امیر بتوفیق ربانی فی الامان والحفیظ کہا اور لوح کو دیکھا اُسمین یہ لکھا تھا کہ ثانی سلیمان مصور جادو دوست قہقہہ کی یہی ہی خبردار بچ کے نہ جانے پاوے جب امیر لوح دیکھ چکے مصور جادو نے کہا کہ او آدمزاد خبردار و ہوشیار یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا گذار ارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ کہکر اُردبنولے منہ کے وانے جھولی سے نکال کے اسم سحر دم کر کے امیر پر مارے مگر سب بہ برکت لوح امیر پر سے نثار ہو کر پڑے سحر نے تاثیر نہ دکھائی بس امیر نے جو دیکھا کہ یہ حربہ اپنا کر چکی تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا اور کھینچکر سر پر مصور جادو کے مارا مصور نے سر پیچھے کو کھینچا اُنگل بھر کا زخم پھر بھی آیا مگر تیغہ اژدھے پر گرا کہ سر اُسکا قلم ہو گیا مصور جادو نے دیکھا کہ سحر نے تیرے اسپر تاثیر نہ کی اژدہا مرا اور تو بھی زخمی ہوئی بس پر پرواز پیدا کر کے اُڑ گئی اور اژدہا تڑپ تڑپ کر مر گیا پھر اُسکے چلانے لگے کہ مُردیم و جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم کشتی مرا نام من بکبراس جادو بود تھوڑی دیر تک تو یہ شور و غل رہا بعد اُسکے امیر کو اُسکے بکلی نے کا بڑا رنج ہوا اور فکر پیدا ہوئی کہ دیکھیے اب جا کر کیا آفت برپا کرتی ہی یہ سوچکر امیر نے پھر لوح کو معائنہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ یا امیر ان اسم کو سب تصویرون پر دم کیجیا اور نہر مین دھوئیے پھر سوزن زبانون سے نکالیے خدا نے چاہا تو سب اچھے ہو جائینگے بس امیر بتوفیق سب تصویرون کو اُٹھا کے کنارے نہر کے لائے اور مینڈھ پر بیٹھکر تصویرون کو دھونے لگے انھین تو یہین چھوڑیے جب تصویرون سے فرصت ہوگی تب ذکر کیا جائیگا شعر از ین قصہ

یکدم فراموش کن ہنوز جا سے دیگر داستان گوش کن

داستان ملکہ آسمان پری و قریشیہ سلطان اور سرداران امیر حمزہ صاحبقران کی کہ جو پاس ملکہ موصوفہ کے گنگ بنے ہوے ہین

جسوقت قہقہہ سہ چشمی اور نہر سہر بن قہقہہ اور گزنیت بن قہقہہ نے یہ سُنا کہ امیر طلسم مین جاکر امیر بہو اور مصور جادو نے جیسا کہ چاہیے حق دوستی کا ادا کیا اسوقت یہ دونون بیٹے قہقہہ کے دو لاکھ دیو ہمراہ اپنے لیکر ملکہ آسمان پری کیطرف چلے ملکہ قریشیہ سلطان بھی اُنکے آنیکی خبر سُنکر کئی لاکھ دیو اور جن اور پریزاد ہمراہ لیکر واسطے مقابلے کے گلستان ارم کے باہر نکلین اور ملکہ آسمان پری امیر کے سردارون کو لیے ہوے کہ بیحواس و بیخود تھے ایک جانب اُترین مگر نہر سہر بن قہقہہ قلعہ بلور پر آیا اُس خیال سے کہ وہان سلطان ارزق ہی اُسکو لیلیون القصہ جبکہ رات ہوئی تو گزنیت بن قہقہہ نے یہ خیال کیا کہ قریشیہ سلطان سامان لڑائی کا ساتھ رکھتی ہی اور دیوان نہ پاس ہین اس سے کنارہ کشی کر آسمان پری کہ مع سرداران اسلام علیحدہ اُتری ہوئی ہی اُسپر چڑھائی کر اور سرداران امیر کو چھین لا رہے امیر اُنکا وہین طلسم مین علاج ہو جائے ملکہ آسمان پری تو غافل تھین جانتی تھین کہ قریشیہ سلطان سے لڑائی ہوگی ادھر کوئی کیون آنے لگا یہ اس خیال مین وہان گزنیت مردود چل چکا تھا لاکھ دیوون سے شبخون کرا کہ غفلت مین ہزارہا دیو و پری ملکہ آسمان پری کی طرف کے مارے گئے آخر فوج انکی تاب نہ لا سکی جان اپنی بچا کر سب بھاگ نکلے گزنیت نے سرداران امیر کو مع بادشاہ اسلام پکڑ لیا اور یہ بھی گزنیت کو خبر پہونچی تھی کہ قہقہہ سہ چشمی بھی آتا ہی یہ سب کو قید کر کے اُسی طرف چلا کہ جلد پہونچ جاؤن ملکہ راہ مین ارادہ کیا کہ انکو قتل بھی کر ڈالون مگر جو ہمراہ سیدہ تھے اُنھون نے منع کیا اور کہا کہ بغیر اجازت قہقہہ کے مارنا انکا اچھا نہین آگے اختیار ہی اُنسے پوچھ لو پھر قتل کرنا گزنیت نے راے کو انکی پسند کیا اور کہا کہ اگر قتل کرنا صلاح نہین تو انکو کوہ زہر عمرہ جو طلسم رتہ

مین طلسم بند ہی اُسمین لیجاکے قید رکھو القصہ گزبیت تو سب کو لیکر طرف کوہ زہر مہرہ کے روانہ ہوا اور یہان جبکہ
صبح ہوئی آسمان پری نے سارا حال رات کا جاکر قریشیہ سلطان سے بیان کیا سنتے ہی اُسیوقت قریشیہ
نے گزبیت کا پیچھا کیا اور کہا کہ راستے تک تو طلسم کے پیچھا نہ چھوڑونگی مگر قریشیہ تو بعد تین پہر کے ادھر سے
چلی ہی اور گزبیت قبل سے راہ کو طی کرتا ہوا سب سرداروں کو لیے ہوئے چلا جاتا ہی کہ اسمین رات ہو گئی سب
سردار وہ سیاہی شب دیجور کی اور صحراے وحشت خیز کا سناٹا دیکھکر بہت پریشان ہوئے صحراے قاف
اور ساتھ دیوان مہیب کا جسے دیکھا دشمن جان پایا بس اُسی حالت اضطراب مین دست بدرگاہ قاضی الحاجات
براے مناجات بلند کیے اور عرض رسا ہوئے کہ ای مالک یا ہمین اس بلا سے نجات دے یا ہمین فنا کر دے
کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر پہونچا ناگاہ ہوا پر ایک نقابدار زمرد پوش بصد جوش و خروش اور آٹھ لاکھ دیوان نر ساتھ
چلا آتا تھا کہ دیوان نقابدار نے مجمع دیوون کا جو دیکھا کہ بہت سے دیو ہین ہوا سے اُترکے شریک مجمع ہوکے
استفسار حال کیا اور کیفیت دریافت کرکے نقابدار بہادر سے عرض کیا گزبیت بن قہقہہ سرداران امیر کو
طلسم کوہ زہر مہرہ پر قید کرنے لیے جاتا ہی اور بادشاہ اسلام تک اسیر ہین نقابدار یا تو جاتا تھا یا پلٹ پڑا
اور کہا قتل کرو انکو یہ سنا تھا کہ تمام دیو آپڑے پہلے ہی حملے مین ہزارہا دیو مار ڈالے اور نقابدار اپنے دیوون کو
لیکر اب الگ ہٹگیا دیوان گزبیت اُس شب تاریک مین باہم لڑنے لگے کالا بھالا زنبلا اشکو کوست آرہ تیشہ نہنگ
چقماق چادر دار گولہ آہین دار شمشاد و برق چادر آتش چادر سب حربے دیوون کے چل رہے ہین کسی کو کسی کی
صورت نظر نہین آتی اندھیرے کی لڑائی ہی باپ نے بیٹے کو مار ڈالا بیٹے نے باپ کو قتل کیا دوست کو دوست بھائی
کو بھائی نہین پہچانتا ایک ایک کو دشمن سمجھتا ہی یہان تو یہ آفت مچی ہوئی ہی اور وہان اسیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
نے تصویرون کو دھو کے فراغت پائی ہی اور سوزن زبانون سے کھینچے ہین اور مصور جادو جو تلوار سے اسیر
کی زخمی ہوکے بھاگی ہر چند اپنے کو بچایا مگر موت سے بچکے کہان جاتی لاکھ زخم کا علاج کیا ہر روز کچھ زخم مین ترقی
ہوا کی کوئی علاج کارگر نہوا کہ اجل آچکی تھی آخر تڑپ تڑپ کر مر گئی اور جہنم واصل ہوئی سحر اُسکا سب سرداران
پر سے اُتر گیا اب بادشاہ وغیرہ سب ہوشیار ہین اتنے مین گزبیت نے جو اپنے لشکر مین شور و غوغا و تریک
دیکھا دیو افریج اور شتنگاہ کو حکم دیا کہ آدم زادون کو کھالو یہ دونون بہت سے دیو ہمراہ لیکر واسطے کھانے
سرداران اسلام کے چلے جسوقت قریب پہونچے اوّل اقبل لندھور بن سعدان جانشین اسیر با توقیر
حمزۂ صاحبقران نے دیوون کو دیکھکر قید اپنی توڑ ڈالی بعد انکے شہزادہ بدیع الزمان اور فرامرز عاد غزلی
اور بہرام گرد بن خاقان چین و مالک اژدر وغیرہ نے قید کو توڑ ڈالا اور وہی ہتھکڑیان بیڑیان پکڑکے
مارنا شروع کیا ایسی مار ماری کہ دیو قریب نہ آسکے مگر دیو شتنگاہ کو لندھور نے للکارا کہ سامنے آدم
چھپٹ کر سامنے آیا ہاتھ بڑھایا کہ پکڑکر کھالون لندھور نے ہاتھ اُسکا پکڑکر اس زور سے جھٹکا مارا کہ دونون
گھٹنے زمین پر جا لگے پھر تو لندھور نے شاخ اُسکے پکڑکر دے مارا اور ایک پانون کو نیچے اپنے پانون کے دبایا
دوسرا پانون ہاتھ سے پکڑکر سینے تک اُسے چیر ڈالا اور دیو افریج بدیع الزمان کے ہاتھ سے زخمی ہوکے
بھاگا اور بھی بہت سے دیو بہرام و فرامرز و مالک وغیرہ نے مار ڈالے آخر کو تاب مقابلہ نہ لاسکے بیتاب
ہوکے بھاگے گزبیت نے جو دیکھا لڑائی بگڑ گئی یہ بھی مارے ڈر کے بھاگا کہ سب تو بھاگے جاتے ہین مین کیا
کرونگا القصہ لڑائی بسبب شرکت نقابدار زمرد پوش کے فتح ہو گئی اُسوقت نقابدار نے اپنے ملازمون کو اشارہ

کیا کہ بادشاہ اسلام سلطان سعد عالیمقام کو ہمارے تخت پر بٹھا دو دو دیوون نے تعمیل حکم کی اُسوقت نقابدار
خود ہی سامنے بادشاہ عالیجاہ کے دست بستہ حاضر ہوا اور نہایت فروتنی سے مجرا و آداب بجا لایا سب سردار
کہ چپ و راست تخت شاہ کے تھے نقابدار کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ ای نقابدار بہادر ہم سب پر تمنے احسان
کیا کہ لڑائی فتح ہوئی خاص تمہاری شرکت سے نقابدار نے یہ سنکر جواب دیا صاحبو احسان کیسا مین غلام تم سب کا
ہون امیر بانوقیر کو بھی مین نے لوح طلسمی پہونچا دی ہے یہ کہکر نقابدار نے سوال رخصت کیا بدیع الزمان وغیرہ ملکہ
بادشاہ تک نے قسمین دیکر روکا نہ جانے دیا اتنے مین سب مال و اسباب نقد و جنس خیمہ خرگاہ گرزبیت بن قہقہہ کا
دیوزاد لوٹ کر لائے اُسوقت بادشاہ نے نقابدار کو ساتھ لیا اور وہان سے بڑھے اثنائے راہ مین نقابدار
نے بدیع الزمان سے احوال صاحبقران گیتی ستان کا بیان کیا کہ یقین ہے امیر بانوقیر نے بہ برکت لوح طلسم کو
توڑا ہوگا اور وہ ساحرہ جسنے آپ لوگون کو بیہوش کیا تھا قتل ہوگئی ہوگی اب وہ امیر کا کچھ نہ کر سکیگی یہ سنکر
سب نے کہا کہ ای بہادر سب احسان تو آپنے کیے اپنے نام نامی سے بھی آگاہ فرمائیے نقابدار نے کہا کہ ایک
شرط سے نام بتاتا ہون اگر آپ اقرار فرمائین کہ ہم ملکہ آسمان پری سے قصور تیرا معاف کرا دینگے یہ سنکر
بدیع الزمان نے کہا کہ سب کامون سے پہلے یہ کام کرینگے بلکہ بادشاہ بھی سفارش کرینگے ہماری کیا حقیقت ہے
خاطر جمع رکھو کیونکہ تمنے ہم سب پر بڑا احسان کیا ہے اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان کی بھی جان
بچائی ہے پھر کیونکر تمہارا قصور نہ معاف کرینگے جبکہ یہ اقرار ہو چکے اُسوقت نقابدار عالیقدر نے کہا کہ نام غلام
کا قمرزاد بن حمزہ ہے ملکہ قمر چہر میری مان ہے امیر کشور گیر میرے والد ہین بس یہی قصور معاف کرا دیجیے کہ
ملکہ آسمان پری والدہ کو سوت جانتی ہین اور مجھسے جلتی ہین بلکہ میری تلاش کیا کرتی ہین کیا عجب ہے کہ اگر
اُنکے ہاتھ مین آجاؤن تو مجھکو مار ہی ڈالین امیدوار ہون کہ ملکہ آسمان پری مجھکو اپنے غلامون مین شامل کرین اور
غیر نہ سمجھین یہ باتین ہوتی تھین اور راہ بھی کٹتی جاتی تھی کہ ناگاہ ملکہ قریشیہ سلطان کہ عقب مین گرزبیت کے چلی
تھی آپہونچی راہ مین بادشاہ اسلام کو تخت پر سوار سردارون کو رہا دیکھا اور ہوشیار پایا نہایت مسرور ہوئی اور
بادشاہ کو مجرا کرکے مستفسر حال ہوئی کہ رہائی کیونکر ہوئی بدیع الزمان نے اشارہ طرف نقابدار کے کیا کہ انہین کی
وجہ سے ہم سب چھوٹے ہین نواب تمکو بھی یہ مناسب ہے کہ اپنی مان سے اس بہادر کی سعی کرو کہ یہ تمہارے بھائی
ہین قریشیہ نے کہا بسر و چشم مین سعی کرونگی یہ تو علاوہ بھائی ہونے کے محسن بھی ہو چکے ہین حق احسان کا ادا کرنا
واجب ہے اسی طرح گلستان ارم مین جو سب پہونچے ملکہ قریشیہ نے سب سے پہلے جاکے آسمان پری کو سلام کیا
ملکہ آسمان پری نے شاد و مسرور ہوکر قریشیہ کو گلے سے لگایا اور حال لڑائی کا پوچھا قریشیہ سلطان نے
خوشخبری سنائی کہ سب نے اسطرح رہائی پائی آسمان پری سنکر بہت خوش ہوئی اور سردارون کو بلایا
سب کو دیکھکر شکر کا سجدہ کیا کہ بڑا فضل خدا نے کیا کہ میرے گھر مین آکر سردارون کو تکلیف ہوئی تھی خدا نے امیر
مجھکو سرخرو کیا کیا عجب تھا کہ امیر رنج کی بیخودی مین مجھکو مار ڈالتے اگر جان سے نہ مارتے تو نہین معلوم کیا حال
میرا کرتے اور کس درجے کو پہونچاتے بعد تھوڑی دیر کے قریشیہ نے ذکر نقابدار کا چھیڑا اور بادشاہ و بدیع الزمان
نے سعی نقابدار کی کی قریشیہ نے سب حال بیان کیا کہ ہمپر نقابدار نے یہ احسان کیا کہ اُسکی وجہ سے سب کی جان
بچی نہین تو کوئی صورت رہائی کی نہ تھی بعد اسکے کہا کہ یہ بھی غلام ہین آپکے انکا قصور معاف کیجیے آسمان پری یہ
سنکے متحیر ہوئی اور کہا کہ یہ تو ہمارے محسن ہین اتنا بڑا احسان انھون نے کیا جو کچھ وہ کہینگے سب مجھے قبول ہے

کسی امر مین عذر نہ کرونگی ابھی مفصل حال نہ بیان کیا تھا کہ یہ بیٹا امیر کا بطن سے ملکہ قمر چہرہ کے ہی کہ کڑکا کا ہوا بجلی چمکی اور ایک پنجہ پیدا ہوا اور بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا سب نے دیکھا کہ وہ پنجہ طرف آسمان کے لیگیا وہان ایک ابر سیاہ تھا اُسمین جاکر غائب ہوگیا یہان تو سب واسطے شہزادہ بدیع الزمان کے رونے پیٹنے لگے اور وہان امیر با توقیر تصویرون کو دھو کر جو آگے چلے اُسی باغ مین آئے کہ جہان پہلے گئے تھے اور جواہر کے سنگریزے دیکھے تھے دیو منارہ اور عمرو بھی ہمراہ تھے امیر کئی روز سے سوئے نہ تھے ایک صفحہ سنگ پر جو لیٹے آنکھ بند ہوگئی دیو منارہ اور عمرو بیدار رہے اور باہم یہ صلاح کی کہ باری باری پہرہ دین ایک جاگے تو ایک سوئے مگر نیند کا یہ غلبہ تھا کہ یہ دونون بھی سو گئے خبر بھی نہ رہی صبح ہوگئی نسیم سبک خیز چلنے لگی طائران باغ بولنے لگے آنکھ امیر کی حسب عادت نماز صبح کے وقت کھل گئی تو دیکھا کہ ایک غار عظیم گرد تمھارے ہی اور وہ سب آگ سے بھرا ہوا ہی اور وہ صفحہ سنگ جسپر آرام کیا تھا اُسکو گردش ہی اور چرخ کھا رہا ہی اور ہاتھون کو کسی نے باندھ دیا ہی اور اسقدر شعلے غار سے بلند ہوتے ہین کہ آسمان تک پہونچتے ہین اور جسم اُسکی سوزش سے جلا جاتا ہی اور لوحکا نشان نہین ہی امیر یہ دیکھکر حیران ہوے کہ الہی یہ کیا ماجرا ہی جبکہ سوئے تھے عمرو اور منارہ دونون تھے اب عمرو تو البتہ ہی کہ پاکتی سو رہا ہی منارہ کا پتا نہین کہ اتنے مین عمرو نے امیر سے کہا کہ اگر یہان سے چلے جاتے اور تمام شب ایسے آرام نہ لیتے تو صاحبقرانی مین رخنہ نہ پڑتا اور شوکت مین فرق نہ آتا مگر کیونکر ایسا ہوتا فکر سے نجات جو ملی چین و آرام سوجھا مین جانتا ہون کہ فربہ ہو اگر آٹھ روز بھی بھوکھے رہوگے تو صدمات کی برداشت کر جاوگے ہم تو زار و ناتوان مُنحنی ایسے آدمی ضعیف البنیان مشت استخوان ہین گھڑی بھر مین حال نوع دگر ہو جاتا ہی بموجب شعر تا شود جسم فربہے لاغر ٭ لاغرے مُردہ باشد از سختی ٭ امیر نے فرمایا کہ بھائی کیا اختیار ہی گریہ و زاری بیفایدہ ہی بموجب شعر عرفی اگر بگریہ میسر شود وصال ٭ صد سال میتوان بہ تمنا گریستن ٭ مگر نظر افضال ایزد متعال پر رکھو سب مشکلین آسان ہو جاینگی مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست ٭ امیر نے ہرچند سمجھایا مگر عمرو نے جو رونا شروع کیا تو کسی طرح ہچکی نہین تھمتی اور کہے جاتا ہی کہ یا امیر یہ بھی آپ خوب جانتے ہین کہ مین آگ سے بہت ڈرتا ہون ایسا نہو کہ جلکر رہجاؤن اسواسطے روتا ہون کوئی تدبیر تو ایسی کیجیے کہ مین یہان سے چلا جاؤن اتنے مین ہوا تند چلنے لگی اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ ساحرون کو قتل کرکے صاف نکل چلا تھا منم انور جادو کی گذارم ترا کہ زندہ و سلامت روی عمرو نے جو یہ آواز سنی دم نکلگیا اور امیر سے کہنے لگا کہ اپنے ساتھ مجھکو بھی گرفتار بلا کرایا مین نے کسی کو کب اور کسوقت مارا ہی مچھرون کو بھی پنکھے سے ہٹاتا کہ کوئی مر نہ جاے یہان تو عمرو امیر سے بحث کر رہا ہی

اب داستان شہزادہ بدیع الزمان بن صاحبقران کی بیان ہوتی ہی

انکو جو پنجہ اُٹھا کر لیگیا تھا بعد تھوڑے عرصے کے آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک باغ مین پایا اور دیکھا تو ایک ساحرہ کریہ منظر بدشکل بڑے بڑے بال سر کے کھلے ہوئے کانون مین مُندرے پہنے ہوے سامنے کھڑی ہی اور کہرہی ہی کہ اے آدمزاد مین تیری عاشق صادق ہون یہ بات خوب سمجھ لے کہ میری جان تجھپر جاتی ہی بغیر تیرے وصل کے زیست میری ہوگی اور نام میرا انور جادو ہی اگر تو نے مجھے اپنی کنیزی مین قبول کر تو صورت میری زندگی کی ہو جاے اور مین بھی تیرے لیے دُنیا بھر کا سامان عیش مہیا کر دونگی لاؤ تو تھی سے مجھے کو قتل کر ونگی اب مین آپ ہی قتل ہوگئی اسمین جو چاہے وہ ہو چاہے جان جاے چاہے رہے مگر مین تجھکو نہ قتل کرونگی جو چاہے میرے حق مین

ساحران زمانہ کرین مین تیرے عشق سے نہ ہاتھ اٹھاؤنگی راہ محبت مین جان کھوؤنگی بدیع الزمان نے یہ کلام اُس فاجرہ کا سنکر جواب دیا کہ آجتک ہمارے بزرگون نے کبھی ایسا نہین کیا ہی کہ ساحرہ کو بی بی بنایا ہو اور نکاح کسی جادوگرنی سے کیا ہو مجھسے اس امر کی اُمید نہ رکھنا کیونکہ مین اپنے بزرگون کی تقلید ضرور کرونگا انور جادو نے یہ سنکر کلمات سخت کہے کہ بدیع الزمان کو ڈراؤن شاید یہ دبکر راضی ہو جاے بدیع الزمان نے غصے مین آکے منہ پر اُسکے تھوک دیا اور چاہا کہ طمانچہ مارون کہ جس دہن نجس سے برا کہا ہی وہ بگڑ جاے اور جو نہین ارادہ بڑھنے کا کیا اُسنے یہ دیکھکر سحر کیا کہ بدیع الزمان کے پانوُن مثل میل فولاد گڑے ہوگئے آگے نہ بڑھ سکے اُسنے قہقہہ مارا اور بولی کہ بس اسی منہ پر انکار کرتے ہو اب آکے قتل کرو تو جانون بدیع الزمان نے طیش کھاکر گالیان دین اُسنے سحر کرکے دستک دی کہ ایک زنگی پیدا ہوا نہایت فربہ جسیم و شحیم و ہیبتناک قوی بازو انور جادو نے اُس سے کہا کہ اس آدمزاد کو اچھی طرح ساتھ ہوشیاری اور خبرداری کے رکھ کہ کہین یہ جانے نہ پاے ورنہ مین تجھسے سمجھونگی یہ کہکر وہ تو کسی طرف کو چلی گئی اور اُس زنگی نے ایک درخت کے نیچے بستر لگایا اور اپنی پیش نگاہ بدیع الزمان کو رکھا دوسرے روز انور جادو بہت حسین جوگن بنکے آئی اور سامنے بدیع الزمان کے بیٹھکر انگوٹھا دکھانے لگی کہ او آدمزاد وہ وقت اور زمانہ اور تھا اب اگر تو خود میری خواہش کرے جب بھی وصل میرا میسر نہ آئے مین نے اپنے دل کو قابو مین کرلیا ہی اور علاوہ اسکے تو ہی کیا پیلا چڑہ رکھتا ہی جہان مین لاکھون حسین پڑے ہوے ہین مجھسی جمیلہ کو اگر پائین سر پر بٹھائین تجھکو اپنی صورت پر ایسا غرور ہوا کہ مجھکو گالیان دین اب وہ وقت گیا مصرع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند شعر سدا دور دوران دکھاتا نہین ؎ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین بدیع الزمان نے جو یہ چونچلے اُسکے سنے اور بناوٹ کی صورت دیکھی بیساختہ ہنس پڑے اور بولے کہ او حرامزادی تو بکتی کیا ہی اور کہتی کس سے ہی کون تیری طرف دیکھتا ہی جو تو انگوٹھا دکھا رہی ہی اور غمزے کرتی ہی دور ہو میرے سامنے سے اگر تو حور بھی ہوجاے تو بھی ہم تجھکو نہ تھوکین یہ سنکر وہ پھر منتین کرنے لگی اور رو رو کے کہنے لگی ارے مین دل سے مجبور ہون کیا کرون کچھ بن نہین آتی اور یہ بھی خوب جانتی ہون کہ میری قضا بھی تیرے ہاتھ سے ہی اور تجھسے دل کا لگانا بہت برا ہی مگر نہین معلوم کہ مجھکو کیا ہوگیا ہی یہ کہکر اُٹھکر بارہ دری مین باغ کی چلی گئی وہان ایک صندوق رکھا ہوا تھا اُسکو کھولا اور لوح نکال کر لائی اور بدیع الزمان سے کہا کہ او جوان سنگدل دیکھ لے کہ یہی لوح طلسمی ہی ابھی اور آج ہی تیرے باپ کے گلے سے اُتار لائی ہون اور اسی کے سبب سے مصور جادو اُسکا کچھ نہ کرسکی یہ بھی مین تیرے سپرد کرتی ہون اگر تو میرے کہنے کو مان لے یہ کہکر پھر لوح کو صندوق مین رکھ آئی اور تختہ اُسکا بند کرکے قفل چڑھا دیا اور پلنگ پر جاکر سو رہی آدھی رات جبکہ آئی پھر اُٹھی اور باغ مین سناٹا دیکھکر کیسے کیسے پیچ و تاب اسنے کھاے کہ یہ کمبخت کسی طرح راضی نہین ہوتا کیا لطف ہوتا اگر یہ تجھسے ہمبستر ہوتا ساری زندگی کا لطف اُٹھ جاتا یہ دل مین سوچ چکے پھر سامنے بدیع الزمان کے آئی اور کہنے لگی کہ او جان لینے والے تو جو مجھسے وصل قبول نہین کرتا اور انکار رکھتا ہی آخر کچھ تو سہی کہ کونسا عیب اور برائی مجھ مین ہی وجہ تو انکار کی بیان کر بدیع الزمان نے کہا پھر تیرے شیطان نے اُنگلی کی کیون بک بک کرتی ہی دور ہو ایک عیب تو تجھ مین یہی ایسا ہی کہ تو گندہ دہن ہی منہ سے تیرے عفونت پیدا ہی یہ سنکر وہ بولی کہ تجھکو میرے منہ سے کیا کام ہی تو اپنا منہ میرے منہ مین نہ لگانا پیار مجھے نہ کرنا جس چیز سے تجھے غرض ہی وہ تو بہت صاف و شفاف ہی جیسے آئینہ کہ منہ دیکھلے یا تصویر شق القمر کہنا چاہیے

اُنہین تو بو نہین آتی اگر تجھکو اعتبار نہو دیکھ لے یہ کہکر وہ جو گیا نہ تہمد کھول ڈالا بدیع الزمان نے لاحول کہکر منھ اپنا
پھیر لیا اور پھر گالیان دین وہ ناچار ہوکے رونے لگی اور رنجیدہ ہوکر جاکے پلنگ پر لیٹی اور سوگئی بدیع الزمان
نے پچھلی رات کو دیکھا کہ وہ حبشی بھی نظر نہین آتا اور انور جادو غافل پڑی سو رہی ہی نفیر خواب بلند ہی اور
آواز خراٹے کی چلی آتی ہی خیال ہوا کہ اے بدیع الزمان پاؤن تو تمھارے اسوقت قابو مین ہین لیکن اپنے
زنگی کے بھروسے پر اور اس خیال سے کہ منتین بہت کی ہین شاید اسنے سحر اپنا اُٹھا لیا تھا لوح صندوق
مین تو رکھی ہی چپکے سے چلکر نکال لے پھر یہ قحبہ کیا کر سکتی ہی یہ خیال کرکے بارادۂ اخذ لوح دبے پاؤن
آہستہ آہستہ بارہ دری مین آئے اور صندوق تک پہونچے لاکھ لاکھ طرح چاہا کہ صندوق کو کھولین اور
لوح کو نکالین کسی طرح وہ صندوق نہ کھلا ناچار پھر کے چلے آئے اور طرف آسمان کے دیکھکر دعا کرنے لگے
اشعار دعائیہ اے صدق تو در سینۂ ہر صاحب راز ٭ پیوستہ در رحمت تو بر ہمہ باز ٭ ہر کس کہ بدرگاہ تو آمد بہ
نیاز ٭ محروم ز درگاہ تو کے گردد باز ٭ قطعہ اے آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی ٭ در ظلمت شب صبح نمایندہ توئی ٭
کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ ٭ بکشا اے خدا یا کہ کشایندہ توئی ٭ ہنوز مناجات ختم نہوئی تھی کہ ایک زن
شاطرہ لباس سیاہ پہنے ہتیاری کمند دیوار باغ سے نیچے اُتری اور قنطورہ و پیتا بہ وکسوت عیاری
سے لیس اور زنگولے بندھے ہوئے پاؤن مین گھنگھرو مین روئی بھر دی ہی کہ آواز نہ دین ایک طرف دیکھکر انگلی منھ پر
رکھی اور اشارہ خاموش رہنے کا کیا یعنے خبردار خبردار منھ سے نہ بولنا چپکے رہنا بعد اُسکے جب قریب پہونچی
اشارے سے پوچھا کہ یہ سوتی ہی یا جاگتی ہی بدیع الزمان نے اشارہ کیا کہ سوتی ہی یہ سنکر وہ عورت پاس
پلنگ کے آئی اور کفچہ پر عبیر بیہوشی دیکر دماغ مین اُسکے پھونک دیا کہ فوراً چھینک آئی اور وہ بیہوش ہوئی
جب بدیع الزمان نے دیکھا کہ یہ بیہوش ہوئی پاس چلے آئے شاطرہ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آئی ہو اور کس وجہ سے ہمسے دوستی رکھتی ہو شاطرہ نے کہا کہ مین بیٹی شاہ عیاران عالم کی ہون جبکہ ہماری
ملکہ آسمان پری سے دنیا مین آکر خود شادی ملکہ مہرنگار کی امیر سے کی تھی میرے باپ نے بھی ایک پری
سے نکاح کیا تھا مین اُسی کے شکم سے پیدا ہون بدیع الزمان بہت خوش ہوے بعد اسکے دختر عمرو نے خنجر
کھینچکر انور جادو کا گلا ریتا ہر چند رگڑے دیے مگر خنجر کارگر نہوا خنجر اُسکے شکم پر خنجر بار اصافی اُچٹ گیا ناچار
ہوکر بولی کہ اے شہریار اب آپ اسکو قتل کرین مگر انور جادو کو جب بدیع الزمان نے کہا اسکا نہ مانا تھا اُسنے
دیو منارہ کو زنگی سے منگاکر سامنے بدیع الزمان کے باندھکر کوڑے مارے تھے کہ جسمین یہ ڈر کر وصل
پر راضی ہو جاوے وہ گرفتار سحر تھا بدیع الزمان نے کہا کہ اے دختر عمرو اسکا جسم سحر بند ہی یہ کسی سے قتل نہوگی
تم کیسی خواجہ کی بیٹی ہو کچھ تدبیر سوچو کہ یہ قتل ہو اور دیو بھی نجات پاوے اُسوقت اُسنے پشت دست کو دیکھا
مثل عمرو کے اور پھانسی کمند کی گلے مین انور جادو کے لگائی اور بقوت تمام اُسکو اُٹھا کے نہر مین باغ کی لا
ڈال دیا جبکہ منھ اور نتھنون اور کانون سے پانی شکم مین اُسکے بھر النفس کی آمد و شد موقوف ہوئی دم بھر مین
مر گئی ایک شور و غل ہوا اسیرون نے اُسکے بہت شورش کی نزول آفات و بلیات باغ مین رہا بعد اسکے
آواز آئی کشتی مرا نام من انور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جب روشنی
تیرگی سے مبدل ہوئی اور پہر رات جو باقی تھی اسی ہنگامہ مین گذر گئی صبح ہوگئی بدیع الزمان نے
دوگانہ شکر اللہ پڑھا اور نماز سحر سے فراغت کرکے دختر خواجہ سے کہا کہ اب صندوق کھولکے لوح کو

نکال لو اُسنے ہرچند کھولانہ کھلا بڑا صندوق کانہ اُٹھا کہ بہت بھاری تھا وہ کنز درتھی بدیع الزمان نے کھولکر
لوح کو نکال لیا اور بیٹی عمرو کی جدھر سے آئی تھی اُدھر چلی گئی بدیع الزمان نے عکس لوح کا ڈالکر دیو منارہ کو رہا
کیا اور ساتھ اپنے لیکر طرف امیر کے تلاش کنان روانہ ہوے یہ تو طرف امیر کے کمال مضطر و بیقرار جاتے ہیں
کہ لوح تو چھن گئی تھی کہین قید ہونگے

دو کلمے داستان امیر و عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر کشور گیر سلیمان سریر وہ مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری الٰو رجادو کی قید مین صفحہ سنگ پر نگر
آمدہ و نحت آمد ناچار بیٹھے ہوے ہین کہ لوح بھی ہاتھ سے جاچکی ہی اور چہار طرف غار عمیق کہ گویا طبقہ زمین کا
شق ہوا ہی اور آگ سے وہ غار عمیق لبالب ہی عمرو امیر سے لڑ رہا ہی کہ تیری غفلت سے یہ سب آفتین آئین
اب کون بچائیگا اور چھڑائیگا یونہین خشک ہو کر رہجائینگے امیر فرما رہے ہین کہ بھئی خدا کو یاد کرو کہ یکایک وہ آگ
گل ہوگئی اور وہ صفحہ سنگ کہ گردش مین تھا ساکن ہوگیا اور ہاتھ پانون مین طاقت پیدا ہوئی خون رگون مین
دوڑا بس یہ حال جو امیر باتوقیر نے دیکھا جلدی سے سجدہ شکر ادا کیا اور عمرو سے کہا کہ دیکھا حافظ حقیقی
کی قدرت کو کہ نہین معلوم کیونکر وہ ساحرہ مری کہ ہم اس بلا سے بچے خدا یون بچاتا ہی اب چلکر اُسے دیکھو
جسنے اُسے مارا ہی عمرو نے اب جو باغ کو دیکھا جلا ہوا پایا نہ گل کہین تھے نہ بوٹے اب امیر و عمرو آگے بڑھے دیو
منارہ کو تو حال امیر کا معلوم تھا یہ بدیع الزمان سے آگے بڑھ آیا اودھر سے امیر آتے تھے راہ مین سامنا ہوا
امیر نے اُس سے پوچھا کہ کیونکر رہائی ہوئی منارہ نے سب حال بدیع الزمان کا بیان کیا یہ کہہ رہا تھا کہ بدیع الزمان
بھی آپہونچے ادھر سے تو امیر چلے اُدھر سے بدیع الزمان دوڑے اور پانون پر اپنے باپ کے گر پڑے امیر نے
پانون سے اُٹھا کے گلے سے لگا لیا پھر سب حال کہا اب سب ملکے وہان آئے کہ جہان دروازہ باغ پر اندر طاق کے
ساحر ضعیف یعنے ارباب جادو ملا تھا اور اُسنے طنبورہ بجایا تھا اب جو اُسنے امیر کو مع دیگران زندہ آتے دیکھا
خوف سے جان فنا ہونے لگی آخر کو اُٹھکر دوڑا اور جھک کے امیر کو سلام کیا اور ہاتھ باندھکر بولا کہ اب مین آپکے
دین کا قائل ہوا امتحان بھی کرچکا کہ ہر آفت سے بچے بیشک دین آپکا برحق ہی مین مسلمان ہوتا ہون یہ سنکر
امیر نے عمرو کیطرف دیکھا عمرو نے کہا کہ یہ مسلمان ہونے والا نہین ہی یہ دروغگو ہی پہلے روز کیا کچھ اسنے نہین
کہا تھا اب بھی فریب دیتا ہی بس پھر تو امیر باتوقیر نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا پایا کہ یا امیر ہرگز اسکے کہنے کو نہ
نہ فرمایئے گا یہ مکار دغاباز ہی جان بچاتا ہی پھر دغا کریگا یہ دیکھکر امیر نے ارباب جادو سے فرمایا کہ اے
ارباب جادو اب مین ناچار ہون کہ لوح مین ممانعت نکلتی ہی ورنہ تجھے نہ قتل کرتا یہ سنکر اسنے کہا کہ بہتر
اب آپ لوح پر عمل کیجیے مین تو جاتا ہی یہ کہکر سحر سے پر پیدا کیے اور اُڑ کر چلا امیر نے پھر لوح کو معائنہ کیا لکھا تھا
کہ پشت پر اسکی تیر مارو سینے پر نہ مارنا امیر نے ایسا ہی کیا فوراً وہ ساحر گر کر تڑپنے لگا پریون نے اُسکے
شور و غل کیا آخر آواز آئی کشتی مرا نام من ارباب جادو بود اب امیر نے پھر لوح کو پڑھا لکھا تھا کہ یہ جو خشک
درخت چنار ہی اسے اُکھیڑ لو امیر نے اُسے جڑ سے اُکھیڑ لیا فوراً چار دیو اُسکی جڑ سے نکلے کہ اُنکی نیلی پیلیان
تھین حربے ہاتھ مین اور امیر کو چار طرف سے گھیر لیا اور وار کیے امیر نے خالی دیے اور تیغہ عقرب
کھینچکر دو کو قتل کیا تھا کہ دو مسلمان ہوے اور عرض کیا کہ ہم مال طلسمی اور خزانہ لاتے ہین آپ یہین گھڑی
بھر توقف فرمایئے یہ کہکر وہ دیو گئے اور اُسی غار سے نکال کر جواہر و اسباب کا ڈھیر امیر کے سامنے کر دیا

امیر نے فرمایا کہ ایک تخت لاؤ اور تم یہ مال گلستان ارم مین پہونچا دینا انھون نے تخت پشت کالا دیا اور دو
دیو اور بلا سے وہ امیر اور بدیع الزمان اور عمرو کو تخت پر بٹھا کے لے اُڑے جسوقت خبر ملکہ قریشیہ سلطان
اور آسمان پری کو ہوئی آئین اور پیشوائی کر کے لیگئین گلستان ارم مین داخل ہوئین بعد اسکے مال خزانہ بھی وہ
دیو لیکر آئے امیر نے وہ سب مال پریزادون پر تقسیم کر دیا غرضکہ کئی روز وہان رہے جشن سلیمانی رہا پھر جو حب
وطن نے زور کیا امیر نے آسمان پری سے اجازت مانگی اُنھون نے مجبوری رخصت کیا پھر تو بادشاہ اسلام
اور تمام سرداران عالیمقام کو امیر نے تخت پر سوار کیا اور آپ ہمراہ بادشاہ کے ہوے مع خواجہ عمرو
طرف دنیا کے روانہ ہوے کہ اُسی حال مین ایک پریزادنے روبروے امیر آکر عرض کیا کہ ہزبر بن قہقہہ
قلعہ بلور پر تاخت لایا ہی اور چڑھائی کرنے کا ارادہ ہی ملکہ اطراف مین قلعے کے ہزبر کا قبضہ بھی ہو گیا اب وہ منتظر
گرزیت کا ہی اس لیے کہ گرزیت جیسے نقادار کے سامنے سے بھاگ گیا تھا کہتا تھا کہ اب آسمان پری کی طرف
نہ جاؤنگا لیکن ہزبر نے اسکو نامہ لکھکر بلایا ہی اُسی کا انتظار ہی وہ آنے والا ہی جبکہ آجائیگا بیشک حملہ کریگا سلطان
ارزق قلعہ بند ہوا ہی تاب ہزبر کی لڑائی کی نہین لا سکتا ہی مگر ملکہ آسمان پری نے مجھکو آپ پاس بھیجا ہی کہ اطلاع
دے آؤ آگے اختیار ہی امیر نے بادشاہ سے کہا کہ ای ظل اللہ اگر مزاج مین آئے تو آپ سردارون سمیت جانب
دنیا تشریف لیجائین مین آپکو پہونچا دون لیکن فدوی کا جانا فی الحال محال ہی کہ ملک آسمان پری کا چھن جائیگا
اور آسمان پری کو مجھسے ملال ہو نچیگا اور یہ خیال رہیگا کہ امیر نے سنکر کچھ خیال نہ کیا میرے ملکون کو چھنوا دیا
بادشاہ نے کہا ہم بھی آپکے ساتھ چلینگے جب آپکے مزاج مین آئے چلیے ہمکو تعجیل نہین ہی جب آپ یہان سے
فرصت پائیے جب چلین ہم بغیر آپکے نہین جائینگے یہ سنکر امیر نے مراجعت فرمائی اور پھر گلستان ارم مین داخل
ہوے تخت پر تخت ہوا سے اُترنے لگا جبکہ سب فراہم ہو چکے اُسوقت امیر نے ہر سردار کی جانب نظر کی
شہزادہ ہمتن یعنے بدیع الزمان گرد لشکر شکن اُٹھکھڑا ہوا اور امیر سے رخصت چاہی امیر نے ایک لاکھ
دیو ہمراہ کر دیے بدیع الزمان اُسی وقت طرف قلعہ بلور کے واسطے سد راہ ہونے ہزبر و گرزیت کے
روانہ ہو ابعد جانے بدیع الزمان کے امیر نے بیقرار ہو کر کل لشکر کو ساتھ لیا اور خود بھی روانہ ہوے
راہ مین تھے کہ خبر آئی کہ قہقہہ سہ چشمی آتا ہی اور چاہتا ہی کہ پہلے چلکے آسمان پری کو قتل کر دن پھر ملکون کو
چھینون امیر نے یہ سنکر وہین مقام کیا اب امیر تو انتظار مین قہقہہ کے ہین

دوسرے داستان ترک توسن ملطاقی سے کہ اُسکو امیر بانو قیر نے بادشاہ ترکستان تمام مقام خان
کا کیا ہی بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر نے اُسے تخت پر بٹھا دیا تھا اور سارے ترکستان مین عمل اسکا ہو گیا تھا امیر تو ترکستان سے
چلے آئے تھے اور ترک سلطنت کرتا تھا جسوقت کہ اسکو عرصہ بہت روز کا گذرا اور راستے دیکھ لیا کہ سارے
ملک مین تمام رعایا میرے حکم مین ہی اُسوقت اسنے غرور کو اپنے دل مین جگہ دی اور بولا کہ لات پرستی دین قدیم
میرا ہی چھوڑنا نہ چاہیے امیر نے ایک ترکستان مجھکو دیا لیکن تو بھی ایسا کمذات نہین ہی تو بھی بادشاہ تھا اگرچہ
ایک ملک دیا تو کیا فریب دیکر مسلمان کیا چھوڑیے دین امیر کو وہ میرا کیا کر سکینگے یہ سمجھکر ترک توسن نے
تخلیہ کیا اور اپنے ملازمان قدیم سے مشورہ لیا کہ ہمارا یہ ارادہ ہی کہ دین قدیم کو اپنے پھر اختیار کر لین
تمہاری اسمین کیا صلاح ہی سب نے کہا کہ ای شاہ ہمتو تابعدار آپکے ہین بخوف جان مسلمان ہو گئے درنہ

ہمارا کب دل چاہتا ہی کہ اپنے دین قدیم کو چھوڑ دین یہی بہتر ہی جو حضور کے دل مین آیا ہی یہ سنکر ترک توسن بلطیاقی
نے مسلمانون پر ظلم و بدعت کرنا شروع کیا اور خود زُنّار پہن لیا بُت باندھ لیے چندروز یہ اخفا ظلم کرتا رہا
پھر تو بعد چند دن کے سردارون کو حکم دیدیا کہ جو کوئی بُت پرستی اختیار کرے وہ بچے اور جو مسلمان ہو وہ قتل
ہو جاے مین لات پرست ہون میرے ملک مین مسلمان نظر نہ آئے پھر تو صدہا آدمیون نے زُنّار پہن لیے
اور جسنے انکار کیا ثابت قدمی راہ ایمان مین کی اُسکو اسنے قتل کیا تمام شہر مین حشر برپا ہوا اور
مردم شہر کو چھوڑ کے چلے گئے جبکہ ترک توسن نے چارسو عالم و فاضل جو اسکی سرکار مین تھے اُنکو بلا کے
بحث مذہبی اور دینی کرنا شروع کی جب اُنسے گفتگو مین عاجز آیا تو اُنکو دیگون مین بند کروا کے دیگون کو چولھون پر
رکھوا کے آگ لگوا دی اور سب کو جلوا دیا یہ حال دیکھکر زرہ خاقان وزیر اور تکاج خان ترک اور دیگر
رئیسان ترکستان نے جلاے وطن اختیار کی کوئی تو طرف چین کے اور کوئی طرف ختن کے چلا گیا اور اکثر
نے تصفیہ کر لیا ایک مہینے کے عرصے مین تمام شہر کفرستان ہو گیا اور مسجدین منہدم کر دی گئین تمام شہر بتخانون
سے بھر گیا بدستور قدیم لیئمون نے بت باندھ لیے اور زُنّار پہن لیے بعد اسکے اسنے نجومیون اور رمالون اور
کاہنون کو کہ رہنے والے قدیم تھے اور ملازم سرکار مین خان اعظم کے تھے طلب کیا اور اُنسے پوچھا کہ دیکھو
تو میری سلطنت اور حکومت کو بھی زوال ہی یا نہین ہمیشہ بلا خطر میرے قبضہ اور تصرف مین یہ سلطنت رہیگی
سب نے اپنے طور پر دریافت کر کے کہا کہ ای شاہ سلطنت کو تیری بہت جلد زوال ہوگا اسنے پوچھا
کہ کس کے ہاتھ سے اُنھون نے جواب دیا کہ ایک طفل کے ہاتھ سے اسنے کہا کہ دیکھو تو وہ لڑکا کہان ہی سبنے
کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہی گویا یہین موجود ہی اور اسی شہر مین ہی یہ سُنکر اُسنے یہ ظلم کرنا شروع کیا کہ تمام شہر کی
عورتون کے شکم چاک کروا ڈالے جسپر ذرا سا بھی حمل کا شبہ پایا گیا بخیال اسکے کہ لڑکا جسکے شکم مین ہوگا مرجائیگا
صدہا خون ہوے اُسوقت برہمنون وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار ہم سب نے تو یہ خبر آگہی دی
ہی کہ اسقدر جلد سلطنت کو آپکی زوال معلوم ہوتا ہی کہ گویا وہ یہین موجود ہی لیکن وہ لڑکا پیدا ہو چکا ہی
بلکہ بارہ برس کا ہی اور پسر امیر حمزۂ صاحبقران کا نواسا یعقوب شاہ ختنی کا ہی مان اُسکی جسوقت فوت
ہوئی تھی یہ شکم مین اُسکے تھا جبکہ لاش کو قبر مین اُتارا اُسوقت یہ پیدا ہوا اسی سبب سے نام اُسکا گورزاد بن
حمزۂ صاحبقران ہی یہ سنکر ترک توسن نے کہا کہ بڑی مشکل ہوئی اسلیے کہ یعقوب شاہ بھی بادشاہ اپنے
ملک کا ہی اور فوج کثیر رکھتا ہی آخر کو جب زیادہ بدحواس ہوا اپنے رفقا سے کہا کہ تم مین سے ایک دلاور جائے
اور شہر ختن کو بے چراغ کر دے اور نواسے کو یعقوب شاہ کے یا قتل کرے یا گرفتار کر لاے یہ سُنکر
بیٹا اُسکا ترک بن توسن اپنے مقام سے اُٹھا اور کہنے لگا کہ ای پدر بزرگوار مین جاتا ہون ترک توسن
نے کہا کہ ای پسر تو نے میرے دل کے موافق جرأت کی کیون نہو شاباش و مرحبا سوا تیرے یہ مہم کسی سے
سر نہو گی بس دو لاکھ سوار اُسکے ساتھ کر دیے اور طرف ختن کے روانہ کیا جب یہ قریب ختن کے پہونچا اور
خبر مشتہر ہوئی تو رعایا نے فریاد کی کہ دو لاکھ کی فوج آتی ہی تمام ملک کو پائمال کر دیگی یعقوب شاہ نے یہ دیکھکر
مشیران سلطنت کو جمع کیا اور مشورہ لیا کہ کیون بھئی اب کیا کرون فوج میری فوج ترکستان سے نہین لڑ سکتی
اور نواسا بھی صغیر السن ہی نہ ایسا شہزور ہی کہ لڑ سکے بہر کیف کوئی صورت جان بچنے کی بظاہر معلوم نہین ہوتی
بس بہتر یہ ہی کہ مین یہان سے گورزاد کو لیکر طرف چین کے چلا جاؤن وہان خاقان چین باپ

بہرام گرد کا بادشاہ ہی اور ملازم امیر کا ہی اگر وہ شرکت کرے تو البتہ مقابلہ برابر سے ہو اور جان بچے اگر خاقان چین
مدد نہ کریگا کیونکہ ایسا نہین ہو سکتا وہ سنے کہ نواسا امیر کا دامن پناہ لینے آیا ہی اور وہ مدد نہ کرے یہ صلاح
کر کے فوج اپنے ساتھ لیکر طرف چین کے روانہ ہوا بعد جانے یعقوب شاہ کے چھٹے روز ترک بن توسن
ختن مین آیا رعایا کو تو پایا اور یعقوب شاہ کو نہ دیکھا قلعہ ختن خالی ملا بارگاہ مین سناٹا پایا پوچھا کہ
یعقوب شاہ کہان گیا ہی لوگون نے بیان کیا کہ چہر روز کا عرصہ ہوا کہ طرف چین کے گئے ہین اور نواسا
بھی ہمراہ ہی یہ سنکر اسنے بھی قصد طرف چین کے جانے کا کیا مگر ملازمون نے اسکے اس سے کہا کہ آپ اس امر مین اپنے
باپ سے اجازت لے لیجیے پھر آگے جائیے گا کیونکہ اور کہین کی اجازت آپنے نلی تھی بے پوچھے جانا مناسب
نہین ہی یہ سنکر اسنے اپنے لشکر کو تو حکم دیا کہ طرف چین کے آہستہ آہستہ چلے اور خود اپنے باپ کو لکھا کہ مین طرف
چین کے جاتا ہون اور خود بھی طرف چین کے روانہ ہوا کہنا کسی کا اسنے نہ مانا اب یہ تو راہ مین ہی مگر وہان
یعقوب شاہ بھاگا بھاگ چلا جاتا ہی منزل نہین کرتا جب قریب چین کے مع لشکر پہونچا مقام کیا اور
نامہ خاقان چین کو لکھا اور اپنی روداد اور آنے کی وجہ سے مطلع کیا جسوقت نامہ خاقان چین کو پہونچا
اُسنے وزیر سے پڑھوا کر سنا معلوم ہوا کہ ترک بن توسن عقب مین اسکے آتا ہی اور ترک بن توسن
گورزاد بن حمزہ کی جان کا دشمن ہوا ہی جو نستھو لاکھ فوج ترکستان پاس ترک بن توسن کے ہی اور اب یہ
بادشاہ ترکستان خان اعظم کی جگہ ہی یہ مضمون نامہ کا سنکر بہت گھبرایا اور ملازمان خیراندیش سے مشورہ
کیا کہ اگر بلا لیتا ہون انکو تو ترک بن توسن ضرور چڑھ کر آئیگا فتح و شکست مین کوئی اجارہ نہین فرض کرو
اگر شکست ہوئی تو سارا شہر برباد ہوا آجتک کوئی آفت چین پر نہین آئی ہی یہ شہر سب آفتون سے ہمیشہ
بچا رہا ہی وہ اپنی آفت میرے سر پر بھی ڈالنے آئے ہین اور شہر کو میرے تاراج و برباد کرانا چاہتے ہین
سب نے کہا کہ یہ بات تو سچ ہی اسمین کوئی فرق نہین ہی آپ ہرگز انکو شہر مین اپنے نہ آنے دیجیے اور انھین
کہلا بھیجیے کہ آپ اور کسی طرف جائین مجھکو چین کا برباد کروانا منظور نہین ہی آپ جانے اور آپکا کام جانے
تاب مقاومت ترکستان نہین لا سکتا ہون یہی باتین ہو رہی تھین کہ معظم خان بن بہرام کھیلتا ہوا وہان
آنکلا اور یہ ہمین شاہزادہ گورزاد بن حمزہ کا ہی کوئی چودہ برس کا سن ہی ہو بہو بہرام کی صورت ہی اپنے
دادا سے پوچھا کہ اے جد امجد یہ کیا ماجرا ہی مین بھی سنون کون آتا ہی اور پیچھے غنیم کون آتا ہی خاقان نے
سارا حال بیان کیا کہ بیٹا ترک توسن بلیطاقی کا ختن پر چڑھ آیا تھا اور قتل گورزاد بن حمزہ کا منظور ہی
اہل ختن بھاگ کر میرے ملک مین آتے ہین اور لڑکے کو امیر کے لاتے ہین ترک توسن جو نستھو لاکھ فوج
ترکان رکھتا ہی مین برابر اُسکے نہین ہون شہر برباد ہو جائیگا میرے نزدیک یہ بہتر ہی کہ انکو نہ آنے دون اور
منع کر دا بھیجون کہ کسی اور طرف جائین مجھکو نہ سرفراز کرین یہ سنکر معظم خان نے کہا کہ واہ واہ سبحان اللہ
کیا خوب بات آپنے کہی ہی اور راز بھی یہی کہ شہر کو بچانا مقدم ہی کیون دادا صاحب میرے باپ کے نام کو برباد
کیا چاہتے ہو جبکہ باپ میرا پوچھیگا کہ میرے آقازادے کو کیون نہ آنے دیا اور قتل کرا دیا تو کیا جواب دوگے
ماسوا اسکے یعقوب مسلمان بھی ہی اور مسلمان کی مدد کرنا بہرکیف لازم ہی ہم ضرور مدد دینگے اور لڑینگے کیا
اصل ہی ترک بن توسن کی اگر آئیگا تو کیا کریگا ایسی سزا پائیگا اور مزا چکھیگا کہ پھر ادھر کا رُخ کرکے گھر مین بھی
نجا سکیگا عیب ہی کہ آپ دشمن کا تو ڈر کرتے ہین اور دوستون کو نہین یاد کرتے اگر آپ شریک فرزند امیر کے ہو جائینگے

اُدھر خیر اسلام بھی کام آئیگی انقطا نام ہی نام ہی یہ سنکر خاقان چین نے ہر چند نشیب و فراز عالم سمجھائے مگر معظم خان نے نمانا اور چین سے نکل کر پیشوائی کو چل کھڑا ہوا جب تو ناچار ہو کے خاقان بھی جلوس وتجمل کے ساتھ واسطے پیشوائی کے روانہ ہوا پانچ کوس پر آکر معظم خان نے شہزادہ گودرز ادکو پایا اور سلام کر کے دست بستہ عرض کیا کہ آپ مالک ہین آقازادے ہمارے ہین آپکو پوچھنے کی کیا ضرورت ہی گھر آپکا گفش خانہ ہی بے خوف وخطر آپ تشریف لیچلین کیا جان رکھتا ہی ترک بن توسن کہ آپکو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے یا آپ پر ہاتھ اُٹھائے یہی باتین تھین کہ خاقان چین بھی پہونچے اور بعد حشمت و شوکت یعقوب شاہ اور شہزادہ گودرز ادبن حمزہ کو لیکر داخل شہر ہوا مگر خاقان چین معظم خان کا منہ دیکھتا ہی اور کچھ نہین کہتا مگر معظم خان نے بڑی دھوم سے دعوت کی ناچ کیا آتشبازی صدہا روپیہ کی شب کو چھوڑوائی بعد کئی دن کے ترک بن توسن بھی پہونچا خبر اسکے آنے کی سنکر یعقوب شاہ اور معظم خان نے قلعہ چین کو آراستہ کیا دروازہ بند کروالیا اور خندق کو بھروادیا سب سامان لڑائی کا قلعہ مین جمع کر لیا مگر ترک بن توسن کو مخبرون سے سب حال معلوم ہوا اسنے ایک جلودار کو حکم دیا کہ جاؤ اور کہو کہ اے ساکنان چین بہتر اور لائق تمکو یہ ہی کہ گودرز ادبن حمزہ کو لیکر ہاتھ باندھکر جلد خدمت مین حاضر ہو تو تمھاری جان بخشی مین نے کی اور اگر خلاف کیا تو سارے قلعے کو تاراج کرونگا یہ سنکر حکم لیکر جلودار چلا اور سامنے قلعہ کے آیا اہل قلعہ نے جو دیکھا ایک توپ خالی چھوڑ دی جلودار نے رومال ہلایا یعنے مین ایلچی ہون پھر دوسری ضرب نہوئی یہ قلعہ مین آیا اور پیغام پہونچایا خاقان چین اور معظم خان نے جواب دیا کہ بد نیا کہ او گیدی تیری حقیقت کیا ہی تو گھگھاتا ہی اور جھک مارتا ہی کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہم آقازادے کو تیرے حوالے کر دین کہ تو قتل کرے کیا تجھسے دبتے ہین کیون سودائی پن کی باتین کرتا ہی دور ہو یہان سے اور باز رہ اس ارادے سے ورنہ مارا جائیگا یہ سنکر جلودار چلا آیا اور سب روئیداد آکے ترک بن توسن سے بیان کی اُسنے نامہ اپنے باپ کو لکھا کہ وہ برسر فساد ہین اب جیسا حکم ہو ویسا کرون نامہ دار تو طرف ترکستان کے روانہ ہوا مگر خاقان چین نے جو سنا کہ اسنے نامہ اپنے باپ کو لکھا ہی انھون نے بھی ایک خط شہر خاور مین خسرو خان خاوری کو لکھا اور شترسوار کو روانہ کیا اور کہدیا کہ زبانی بھی سمجھا دینا کہ آپکو برائے مدد بلایا ہی جلد چلیے کہ بنیا امیر کا وہان گھرا ہوا ہی شترسوار جب خاور مین آیا سیارہ بن عمر و وردار بارگاہ پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے شترسوار کو اندر پہونچا دیا خسرو خان نے نامہ پڑھا اور اُسیوقت تخلیہ کر کے اپنے بیٹون کو بلا کے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ترک توسن نے کیسا کیسا ہمکو ہرایا ہمارا کیا زخمی بھی ہوا بابا اگر خواستگاری خورشید خاوری سے ہاتھ نہ اُٹھایا اب ہمارا جانا وہان بمقابل ترک بن توسن گویا سوتے فتنے کو جگانا ہی خدا خدا کر کے تو اب بھولا ہی ماسوا اسکے ہم اُس سے لڑ بھی نہین سکتے کیونکہ وہ فوج جرار رکھتا ہی ہمارے نزدیک تو یہ اچھا ہی کہ ہم خاقان چین کو جواب صاف دین کہ ہمارا آنا نہین ہوسکتا مگر اب حال ملک قائم کا گذارش کیا جاتا ہی کہ سن انکا بارہ برس کا ہی اور حالی دیوانہ پن اور غصے کا یہ ہی کہ بات بات پر گھر مین خواصون پر تلوار نکالا کرتے ہین اور قتل کرنے کو اُنکے برہنہ تلوار لیکر دوڑا کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ میرا دل چاہتا ہی کہ سب کے گلے کاٹ ڈالون اور رگڑا دیکر دیکھون کہ کیسی باڑھ میری تلوار مین ہی خواصین مارے ڈر کے بھاگتی پھرتی ہین اور جس روز یہ پیدا ہوئے تھے اُسی روز کئی ہزار لڑکے اور بھی انکے شہر مین پیدا ہوئے تھے تو خسرو خان نے جتنے انکے ہمسن تھے سب کو نوکر رکھکے انکی خدمت کو چھوڑا ہی وہ سب ہر وقت

پاس حاضر رہتے ہین اور فن سپاہگری ساتھ انکے سیکھا کرتے ہین اور ایک بارگاہ مین انکا بھی دربار ہوتا ہو
ترک سفید جامہ سا اُستاد تعلیم کرتا ہو اُٹھتے بیٹھتے ہی سے سن مین قاسم کو مع انکے رفیقون کے فن
سپہگری مین طاق اور یگانۂ آفاق کر دیا ہو یہ زوروں پر چڑھے ہوے ہین قضا سے کار جسوقت ما
پڑھا گیا ہو تو قاسم بھی اپنے نانا پاس موجود تھے اُنھون نے کہا کہ نانا جان مین سمجھا نہین اس شتر سوار
نے کیا کہا کہ آپکو تشویش ہوئی کہا بیٹا تمنے کیا کہون اُنھون نے کہا کہ آخر ہم کوئی دشمن ہین اُسوقت
خسرو خان نے سارا حال بیان کیا قاسم نے کہا پھر آپکا کیا ارادہ ہو خسرو خان نے کہا کہ میرا ارادہ
جانے کا نہین ہو کہ ترک توسن ایک تو یونہین دشمن ہو وہ میرے اور بھی دشمن ہوگا خدا اُسکے ہاتھ
سے آبرو بچائے یہ کلمات جو قاسم نے سنے کہا کہ نانا جان خوب تدبیر آپ سوچے سبحان اللہ ایسا ہی
چاہیے کہ امیر کے فرزند اور رفیق پر تو یہ آفت ہو اور ہم منھ چھپائین اور اُنکا ساتھ جا کر نہ دین یا سوا
اُسکے اتنا تو سمجھیے کہ امیر کا فرزند میرا کون ہوا آیا چچا کی شرکت کرنا مجھکو لازم ہو یا نہین وہ تو مصیبت مین گرفتار
ہو اور ہم چین سے بیٹھے رہین یہ امر بھلا ہو سکتا ہو جب دادا جان اور بابا جان کا سامنا ہوگا تو مین انکو
کیا منھ دکھاؤنگا آنکھ میری کیونکر چار ہو سکیگی خسرو خان خاوری نے قاسم کو لڑکا سمجھکر طعن سے کہا
سب کی طرف اشارہ کر کے کہ لو صاحب طرفہ ماجرا ہو آپ یعقوب شاہ کی مدد کو جائینگے جیسا گھر مین
خواصون پر تلوار برسایا کرتے ہین ویسا ہی کچھ سمجھے ہین کہ وہان بھی جا کر سب کو ڈرا لینگے اور وہ چینی
فوجین بھاگ جائینگی بس یہ کلمہ سنکر قاسم آگ ہو گیا اور اپنی جگہ سے اُٹھکے کہنے لگا کہ ہم جا ئینگے اور دیکھو
یون جاتے ہین خسرو خان نے پھر طعن سے کہا کہ جی ہان گئے اور لڑائی فتح ہو گئی بس قاسم کو تاب باقی نہ رہی
اُسیوقت پشت مرکب پر بیٹھ کسی رفیق کو بھی خبر نہ کی جو انکے ساتھ کے کھیلے ہوے لڑکے تھے مگر شتر سوار کو ساتھ
لیکر باہر آئے اور کہا کہ تو آگے آگے چل کہ ہمین راستہ نہین معلوم ہو شتر سوار نے اُشتر کو آگے بڑھایا پیچھے
پیچھے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم بن رستم نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور طرف چین کے چل کھڑے
ہوے یہ خبر خسرو خان خاوری کو ہوئی کہ واقع مین قاسم چلے گئے اب حیرت ہو گئی اور اب تو گھبرایا
اور تہمتن خان بیٹے کو اپنے بُلا کر کہا کہ اے فرزند جاؤ اور بہر صورت اُسکو پھیر لاؤ نہین تو خورشید خاوری
اپنی جان دیدیگی تہمتن خان نے باہر نکل کر جو دیکھا تو قاسم دور نکل گیا تھا بس اُسیوقت گھوڑے
پر سوار ہو کر پکارتا ہوا چلا کہ اے ملک قاسم ٹھہر جاؤ ایک بات ہماری سنتے جاؤ نانا تمھارے بلاتے
ہین قاسم نے سماعت بھی نکی کہ بکتے کیا ہو جب بہت پکارا اور قاسم نے جواب نہ دیا پھر تو انھون نے
تیز گام اور سر پٹ ہانکا اور قریب قاسم کے پہونچے اور کہا کہ اے فرزند چلے آؤ غصے کو دور کرو برا کیا جو
تمسے کچھ کہا گھر چلو کہان جاتے ہو اور تم ابھی کمسن بہت ہو کیونکر لڑوگے اور لڑائی کا بہت دیر مین فیصلہ ہوگا
قاسم نے جواب دیا کہ ماموں صاحب آپ پھر جائین مین نہین پھرونگا مردون نے جو قصد کیا کیا اب آگے
آگے تو قاسم ہین پیچھے تہمتن خان ہر چند سمجھایا مگر نہ مانا آخر مجبور ہو کر یہ بھی ساتھ ہو لیے خسرو خان
کے جو سنا دونون چلے گئے بہت گھبرایا اور انتہا کا صدمہ ہوا اُسی اثنا مین ملکہ خورشید خاوری کو بھی
یہ خبر ہوئی کہ ملک قاسم یعقوب شاہ ختنی کی مدد کو چلا گیا بس یہ سنتے ہی حواس جاتے رہے مان
کی محبت بھلا کیسی ہوتی ہو روتی پیٹتی دروازے پر چلی آئی دربانون سے کہا کہ ارے جلدی کوئی میرے

باباجان سے کہولا آپنے یہ کیا ستم کیا کہ میری عمر بھر کی کمائی کو کھو یا جاکے قاسم کو پھیر لائیے ورنہ مین آپ نکلتی ہون اور بے پردہ ہوتی ہون دربانون نے جو جاکر خسرو خان سے کہا بے اختیار ہو کر کہا کہ تہمتن خان تو ساتھ قاسم کے جا تکا الماس خان وغیرہ میرے ہمراہ چلینگے پھر کچھ سوچ کر کہا کہ ارے خیمہ بھی ساتھ نہین ہی نہین معلوم وہ کتنی دور نکل گیا اگر کہین مقام کریگا تو کہیں کر اُتریگا بہت تکلیف ہوگی خوضکہ یہی سب سامان لیکر روانہ ہوا کہ جاکر جسطرح ہو قاسم کو پھیر لاؤ

داستان حیرت بیان شہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ کی کہ مدد کو گورزاد بن حمزہ کی طرف شہر کے گئے ہین بیان کیجاتی ہی

راویان اخبار دنافلان فرحت آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ ملک قاسم ساتھ شتر سوار کے تین شبانہ روز تک برابر چلے گئے کہین مقام نہ کیا کچھ میوہ وغیرہ راستے مین کھالیا جو تھے روز صحرا مین ایک گروہ سوارون کا نظر آیا کہ سامان شکار کا بحری خجرہ اباز شاہین شکرا وغیرہ ساتھ تھے چاہا قاسم نے کرانسے علٰحدہ ہو کے چلے چلے مگر اُنھون نے جو نشانیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چہرۂ انور مین دیکھین تو اپنے سردارون کو واقف کیا وہ دونون سردار عالیوقار مانند تاجدارون کے مالک اُس گروہ کے تھے آگے ملک قاسم کو سلام کیا اور کہا کہ ای شہریار آپ کہان سے آتے ہین اور کدھر جائینگے اور نام آپکا کیا ہی ملت ونسب کیا رکھتے ہین قاسم نے اُنسے کہا کہ پہلے تم اپنے کو ظاہر کرو کہ تم کون ہو اور کیا نام ونسب ہی اُنھون نے کہا کہ ہم تو ملازم شہزادہ علمشاہ کے ہین اور نام ہمارے فضلان شاہ اور لاہان شاہ ہین اور مسلمان ہین آپکو ہم آقا سے اپنے مشابہ پاتے ہین اسی سبب سے روکتے ہین قاسم نے جو سنا کہ یہ رفیق پدر بزرگوار کے ہین اپنے نام سے اُنکو بھی واقف کیا اُنھون نے کہا آپ کہان جاتے ہین قاسم نے سبارا حال ترک بن توسن کے یورش کرنے کا ختن پر اور یعقوب شاہ کا گورزاد بن حمزہ کو لیکر چین مین آنا بیان کیا اور کہا کہ مین مدد کو اپنے چچا کی جاتا ہون اُسوقت اُنھون نے کہا کہ اب تو ہمارے شہر مین کہ شہر جنگل اُسے کہتے ہین چلیے ہمکو سرفراز و ممتاز فرمائیے بعد تھوڑے دنون کے ہم بھی ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہونگے ملک قاسم نے ہرگز نہ مانا اور آگے روانہ ہوے یہ مایوس ہو کر رہ گئے تھوڑی دیر مین خسرو خان خاوری شہریار خاور مع لشکر وہین آپہونچا اور فضلان شاہ وغیرہ کو دیکھکر شہزادہ ملک قاسم کو پوچھا اُنھون نے کہا کہ ابھی سامنے گئے ہین ہرچند ہمنے کہا کہ شہر جنگل مین چلیے مگر کسیطرح نہ مانا چلے گئے یہ سنکر خسرو خان کے تن مین جان آئی اور عقب مین قاسم کے چلا فضلان شاہ اور لاہان شاہ بھی ہمراہ ہولیے مگر ملک قاسم کہ آگے آگے چلے جاتے ہین صحرا مین ایک طرف کچھ مکانات اُنھین نظر آئے سر اُٹھا کر جو غور سے دیکھا تو وہ مکانات اندر باغ کے تھے اور سامنے ایک ٹیکرے پر رنگ کے ایک جوان نہایت حسین مگر کاہش غم والم سے مثل ہلال انگشت نمائے عالم ہو نظر آیا اشعار

بحال پریشان وژولیدہ مو	سندی آنکھین دو ساغور از گون	لب خشک دونون گواہ عطش	دہن سا غزا ہیں کا جرعہ کش
عیان وحشت آنکھون سے اور چہرہ گرد	ترے دیسے پیدا کلیجے مین درد	بھوین دونون تھین صورت آہ	ازل سے غم دل کی اُسکی گواہ
دل افسردہ غمناک و اندوہگین	لکھا اسکی قسمت کا جبین پر جبین	گریبان بہ چھینٹون کچھ خون کی بہار	سر ناخن غم سے سینہ فگار

جبیدہ مقید سلاسل مین گرفتار تھا جان حزین و دل زار

خاموش از خود فراموش بیٹھا ہوا ہی مگر فروغ چہرے سے نمایان ہی گیسوان جلیلی اور خال ہیر ابراہیمی رکب
ہاشمی سوجہان ہی ملک قاسم نے متحیر ہوکر اُس اسیر سے پوچھا کہ ای جوان کیستی وچہ نام داری کسنے تجکو قید
کیا ہی اور سبب تیرا کیا ہی اُسنے اُنسے کہا کہ پہلے تم بتاؤ کہ تم کیون پوچھتے ہو اور باعث پوچھنے کا کیا ہی ملک
قاسم نے اصرار کیا کہ ای جوان پہلے تو ہی اپنا حال کہہ بیان کیا اُس اسیر نے کہ مین بھائی ہون شہزادہ
رستم بن حمزہ کا جنکو عالمشاہ کہتے ہین قاسم نے جو سنا کہا کہ وہ باپ ہین میرے اور آپ عمو ہوے
مین قاسم بن رستم ہون ای عمو جان اب نام بھی اپنا بتلائیے اُس جوان نے آہ کھینچکر کہا کہ نام میرا گہرزاد
بن حمزہ ہی بطن سے ریحانہ پری کے ہون اور اسیری کی صورت یہ ہی کہ ایک ساحرہ ہی کہ نام اُس ساحرہ
کا عنقاروس ہی وہ عاشق ہوکر مجھکو یہان لائی اور طالب وصل ہوئی مجھکو ساحرہ سے نفرت ہی مین نے
قبول نہ کیا اور اُسکا کہنا نہ مانا تب اُسنے جھنجھلا کر بزور سحر اس صورت سے قید کیا ہی اور ایذائین دیتی ہی کہ
کسی طرح دباؤ دکھا کر مجھکو قبول کرے ملک قاسم نے جو یہ سنا ایک تو یچین دوسرے شرارت پوچھا کہ آخر
مطلب اُسکا کیا ہی اُنھون نے کہا کہ وہ مجھسے کہتی ہی کہ ساتھ میرے سو رہو قاسم نے کہا بہت بُرا کیا
تینے آخر کیون نہ سو رہے کہ اس آفت مین پھنسے گہرزاد بن حمزہ نے جواب دیا کہ مین ساتھ اُس ساحرہ
کے کیونکر سوتا کہ ہمارے یہان کوئی ساحرہ کے ساتھ نہین سوتا ہی اور زیادہ مشکل کی بات تو یہ ہی کہ وہ کہتی ہی
مجھسے حرام کر و حرام مین کیونکر کرتا قاسم نے جواب دیا کہ وہ حرام کو کہتی تھی آپنے اُسکو حلال کیا ہوتا یہ سنکر گہرزاد
نے جانا کہ یہ سودائی ہی اسے عارضہ سودے کا ہی پھر تو قاسم نے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ اتنے دنون قید مین اُسکی
کیونکر رہے کیونکر بیٹھے ہوا ہسکے کر جیسے زلزلۂ قاف کہتے ہین اور بھالی ہو اُسکے جیسے رستم پیلتن و پیلکش کہتے ہین
مگر ثابت ہوتا ہی کہ آپکے بدن مین طاقت بالکل نہین کہ قید توڑ ڈالیے گہرزاد نے کہا کہ ای جان عم زور و طاقت
کا یہان کیا کام ہی کوئی اس قید کو توڑ نہین سکتا کیونکہ یہ قید سحر ہی اور ای فرزند اب تم بھی یہان سے چلے جاؤ
کیونکہ یہ وقت اُسکے آنے کا ہی آتی ہوگی خدا نہ کرے اگر اُسنے یہان تمکو مجھسے باتین کرتے دیکھ لیا تو تمکو بھی وہ
آزار پہونچایگی ایسا ہو کہ اس قید مین تقدیر مجھکو داغ تمہارا دکھائے ملک قاسم نے کہا بھلا عمو جان
کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین اس حالت مین آپکو چھوڑ کے چلا جاؤن اگر وہ آئیگی تو مجھکو کیا بنائیگی خدا کرے کہ جلد
آئے یہ سنکر گہرزاد بن حمزہ نے بہت منت اور خوشامد کی کہ ای جان عم کہین پوشیدہ ہی ہو جاؤ اور
قسم بھی دی قاسم نے کہا بہتر قسم سے مجبور ہون اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ کہان چھپون نیچے ٹیکرے
کے انبار پھولون کا تھا کہ روز رات کو عنقاروس گلہاے اقسام اقسام لیکر آتی تھی اور اسقدر لیکر آتی تھی
کہ گرد و پیش اپنے انبار لگا دیتی تھی جب خشک ہو جاتے تھے نیچے ٹیکرے کے گرا دیتی تھی وہی انبار ہو گیا تھا
قاسم سوچے کہ اس سے بہتر جگہ نہین ہی اور اُس انبار مین گھس گئے اور پوشیدہ ہوکر بیٹھے تہمتن خان کہ
قاسم کے ساتھ تھے یہ اور شتر سوار دونون دور چلے گئے کہ اتنے مین ہوا تند چلی اور عنقاروس جادو آئی
اور گہرزاد سے بولی کہ ای بے مہر اد بانی بیداد کیون میرے واسطے جلاد بنتا ہی اور جان میری لیتا ہی ارے
مجھکو قبول کر یہ کہہ رہی تھی اور چہار طرف دیکھتی بھی جاتی تھی جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہی جبکہ گہرزاد نے
حسب عادت انکار کیا اُسوقت عنقاروس نے کہا ٹھہر جا پہلے تیرے حامی کو مار لون پھر تجھسے سمجھ لون یہ کہکر
بولی کہ سچ بتا کہ کون حامی تیرا آج آیا ہی اور تو نے میرے خوف سے اُسکو کہان چھپا دیا ہی گہرزاد نے

جواب دیا کہ ارے یہ تو بتلا کہ میرا حمایتی کہاں سے آویگا اتنے دنون سے تو نے مجھکو قید سحر مین مبتلا کیا ہی آج کوئی نہ آیا جواب آئیگا عنقاروس نے کہا کیون جھوٹ بولتا ہی کوئی تو ضرور آیا ہی کہ تجھکو بیرون نے خبر دیتا ہی تو کہتا کیا ہی اور دیکھ ڈھونڈھ کے لاتی ہون کہان چھپ سکتا ہی یہ کہکر ڈھونڈھتی ہوئی چلی جہان گہرزاد کی نکل گئی اور یہ ٹیکرے کے نزدیک پہونچی مگر بقدرت پروردگار ایسی طرف گئی کہ پشت عنقاروس کی ملک قاسم کی طرف ہو گئی تھی اور یہ ڈھونڈھتی ہوئی آگے چلی جاتی تھی شاہزادے نے جب یہ دیکھا کہ یہ آگے بڑھ گئی پھولون مین سے نکل کر تیر کو کمان مین جوڑا اور گوشہ سے گوشہ کمان مین ملا کے سیسر تو کر کا یا جبکہ تیر کمان سے لیس ہو چکے اور بقواعد تیر اندازی پیتر اہل چلکے آواز دی کہ او قحبہ کہان جاتی ہی اور کسکو ڈھونڈھتی ہی مین تو ادھر ہون بس آواز و دشنام جو عنقاروس نے سنی جلدی ادھر رخ کیا وہین تیر اجل جو بیٹھا تو تو دہ دل کو توڑ کے پس پشت سے نکلا کہ ایک قد آدم اچھلکر گری اور چاہا کہ کچھ انجھ سحر کا پڑھے اور پھونکے شاہزادے نے تیغ آبدار سے سر کو اسکے کاٹ ڈالا ایک وار مین تیغ دو دم کے بے دم کیا دم مارنے کی مہلت نہ دی بس ایک غل و شور ہوا آندھی چلی آگ برسی اندھیرا ہو گیا زلزلہ بلیات ہونے لگا سلین کی سلین آسمان سے گرنے لگین خبیثات و شیاطین جو اسکی قید مین تھے انھون نے رہائی پائی فریاد و بیداد کرتے ہوئے چلے گئے بلائین قسم قسم کی بروے زمین آسمان سے گرین پڑی دیر تک نزول بلیات رہا جبکہ روشنی ہوئی آواز آئی کہ مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم کشتی مرا نام من عنقاروس جادو بود دیکھا قاسم نے کہ لاشہ اسکا پڑا ہوا ہی یا تو مثل شمع جمال روشن تھا یا مثل سنگ سیاہ کے ہو گئی عجب مہیب شکل ہی یہ صورت جو ملک قاسم نے اسکی دیکھی لاحول پڑھکر ٹھوکر ماری اور شہزادہ گہرزاد بن حمزہ نے رہائی پائی قید سحر دور ہو گئی اور وہ باغ و عمارت نیست و نابود ہو گئے نشان بھی باقی نہ رہا بس شاہزادہ ملک قاسم کو گہرزاد بن حمزہ نے گلے سے لگایا اور تعریف کر کے کہا کہ ای جان عم بعد فضل خدا کے تو نے میری جان بچائی خدا تجھکو سلامت رکھے اب میرے ساتھ سیر کوہ قاف مین چلو تھوڑے دنون سیر قاف کی کرو پھر جہان کہو گے وہان پہونچا دونگا یہ سنکر قاسم نے کہا کہ عمو جان ابھی تو فدوی کا جانا نہین ہو سکتا ہی مگر جبکہ چین سے پھرونگا تو البتہ آپکے ساتھ چلونگا گہرزاد بن حمزہ نے ہر چند کہا ملک قاسم نے نہ مانا پھر گہرزاد نے کہا کہ ہرگز مین تنہا جانے نہ دونگا قاسم نے کہا اچھا پردہ قاف کو کیونکر چلیے گا نہ تخت ہی نہ پریزاد ہین گہرزاد نے کہا مین ابھی دیوون کو بلاتا ہون اور تخت منگاتا ہون تم یہین ساعت بھر ٹھہرو چلے نہ جانا قاسم نے کہا بہت اچھا گہرزاد بن حمزہ ایک طرف کو چلے گئے بعد گہرزاد کے چلے جانے کے ملک قاسم نے اپنے گھوڑے کے تنگ کو تنگ کھینچا اور سوار ہو کے طرف چین کے روانہ ہوئے وہان گہرزاد نے آواز دی دیوزاد انکا تخت طلائی لیکر حاضر ہوئے اور اپنے شہزادے کو قید سے رہا دیکھکر بلاگردان ہوئے اور کہا کہ قاف کو چلیے گہرزاد نے کہا کہ میرا بھتیجا ملک قاسم وہان ہی جہان مین قید تھا اسی نے ساحرہ کو مار کر مجھے رہا کیا ہی وہان تخت لیچلو اسکو بھی سوار کر کے طرف قاف کے لیچلونگا وہ وہان میرا منتظر ہوگا دیوزاد تخت کو لیکر ساتھ گہرزاد کے وہان آئے جہان ملک قاسم کھڑے تھے اب جو دیکھا لاشہ عنقاروس کا پڑا ہی صدہا زاغ و زغن نوچ نوچکر کھا رہے ہین اور ملک قاسم کا پتا بھی نہین گھوڑے کے سمون کے نشان بنے ہوئے ہین گہرزاد کو

نہایت صدمہ ہوا بڑی دیر تک کھڑے رویا کیے اتنے مین لشکر خسرو خاقان خاوری کا بھی آپہونچا گھرزاد
کو دیکھکر حال ملک قاسم کا پوچھا گھرزاد نے کہا کہ ابھی یہین تھے اور یہ لاشہ جادوگرنی کا جو پڑا ہی انھین نے
اسکو مار کر مجھے قید سے رہا کیا ابھی میرا فرزند یہین کھڑا تھا مین تخت لینے گیا اتنے عرصے مین نہین معلوم کہان
چلا گیا مین بھی ڈھونڈھ رہا ہون خسرو خان نے جو یہ سنا جانا کہ طرف چین کے گیا ہوگا خود بھی طرف
چین کے چل نکلا اور گھرزاد تخت پر بیٹھکے طرف پرستان کے راہی ہوے حال ملک قاسم کا یہ ہی کہ یہ
جو مار کر ساحرہ کو اور گھرزاد کو فریب دیکر مرکب پر سوار ہو کر گئے تو ابھی راہ مین چین کی ہین وہان
ترک بن توسن یلطاقی نے پھر خاقان چین سے کہلا بھیجا کہ یہی تمھارے لیے بہتر ہی کہ پسر حمزہ صاحبقران
یعنے گورزاد کو باندھکر میرے پاس لے آؤ ورنہ پچھتاؤ گے خاقان چین نے پیام زبانی شتر سوار کی سنکر
کہدیا کہ اوگیدی تو کیا جھک مارتا ہی ہوسکتا ہی کہ ہم اپنے شہزادے کو پکڑ کر تجھکو اسلیے دیدین کہ تو قتل
کرے یہ نمک حرامی تو کبھی نہ ہوگی کہ جیسی تیرے باپ نے نمک حرامی کی ہی کہ آقا نے تو ہمارے اُسکو بادشاہت ترکستان
کی دی اور اُسنے اولاد کو انکی قتل کرنے پر کمر باندھی ہی ہمسے ایسا نہوگا جو تجھسے ہوسکے کر بند رو در گذر نہ کر
دیر کیون کرتا ہی خدا ہمارا حامی و مددگار ہی یہ جواب جب شتر سوار نے آکر ترک بن توسن کو خاقان چین
کی طرف سے دیا اُسنے پیچ و تاب کھاکر حکم لشکر کو دیدیا کہ کل ہم قلعہ لے لینگے چاہیے کہ سب تیار رہین
اور نقارہ شرطیہ بجوا دیا کہ کل قلعہ ضرور لے لینگے سب ترک خبردار ہو گئے اور تیاری مین مصروف ہوے
ساری رات بیدار رہے اسلحہ اپنا اپنا درست کرتے رہے اور تلوارون کو چرخ پر چڑھواتے رہے
یہان یہ صورت ہی اور اندر قلعے کے یہ کیفیت ہی کہ جب سے شہزادہ گورزاد بن حمزہ آئے ہین معظم خان
بن بہرام کو ایسی محبت گورزاد سے ہوگئی ہی کہ جسکی حد نہین جان فدا کرنے کو موجود بسبب ہمسنی
کے اب جو معظم خان نے یہ سنا کہ نقارہ شرطیہ ترک بن توسن نے بجوا دیا ہی کل حملہ کریگا تو یہ گھبرایا
ہوا پاس گورزاد کے آیا یہان گورزاد کو بھی انتشار مین پاکر دست بستہ عرض کیا کہ آپ کیسی بات
کا اندیشہ فرماتے ہین کیا مجال اور طاقت ہی ترک بن توسن کی کہ اندر قلعے کے آکر آپکو آزار پہونچائے
پہلے مین آپ پر سے نثار ہو لونگا پھر جو خدا کو منظور ہوگا بلکہ آپ قلعے مین بیٹھے رہین اور تماشا دیکھین
مین باہر نکل کر اُس سے مقابلہ کرونگا اور قلعے مین چھپکر مجھسے نہ بیٹھا جائیگا یہ سنکر گورزاد نے کہا کہ بھئی
معظم خان یہ ہمین کب شایان ہی کہ لڑائی تو ہمارے سبب سے ہو اور دشمن تو ہمارے لیے چڑھ کر آیا
ہی اور ہم یہان چھپکر بیٹھین اور تم کو یہین کہ قلعے سے باہر نکل کر لڑو یہ کبھی نہوگا ہم تمھارے ساتھ ضرور چلینگے
چاہے مارے جائین چاہے بچین معظم خان نے جرأت کی تعریف کی اور کہا کہ غلام کے ہوتے آقازادے
کو لڑنا مناسب نہین ہی مگر گورزاد نے نہ مانا کہ ایسا نہین ہو سکتا پھر تو یہ دونون مشورہ علیحدہ کرنے
لگے اسی حال مین صبح ہوگئی اور ترک بن توسن نے حملہ کیا اوپر سے ہزارون ضربین گولہ اندازون
نے مارین کہ ہزارون ترک مر گئے آخر کو تاب نہ لائے اور بھاگے ہمراہ اُنکے ترک بن توسن بھی
پلٹ گیا اور اپنے لشکر مین پہونچکر سب پر خشمگین ہوا کہ تمنے اپنے ساتھ مجھکو بھی بھگوا دیا اگر تم نہ بھاگتے
تو مین کاہیکو بھاگتا گھڑی دو گھڑی دم لیکر کہا کہ اب مین تنہا جاتا ہون خبردار کوئی ہمراہ میرے نہ آئے اور
اکیلا وہ تنہا روانہ ہوا معظم خان نے گولہ اندازون کو منع کر دیا کہ زنہار زنہار کوئی ضرب اسکو نہ مارے تنہا کوئی

سوار پیغام رسانی کو آنا ہی سب نے اتھون کو روک لیا آگے تو یون کو ندی اتنے مین ترک بن توسن آپہونچا اور برلب خندق کھڑے ہوکر للکارا کہ یون آتے ہین اور قلعہ چین لیتے ہین اب سب نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا یہ تو ترک ہی ہم قریب مین آگئے کہ ابھی سمجھکر توپ نہ ماری اب قلعے مین تہلکہ پڑ گیا اور اسنے پکارا کہ اے خاقان اب بھی بہتر ہی اور خیریت اسی مین ہی کہ دروازہ قلعے کا کھول دو ورنہ دروازہ توڑ کر گھس آؤنگا اور جینے چینکو قتل کرونگا اسنا دل مین سمجھلو لیکن یہ کلمہ شہزادہ کہرزاد بن حمزہ نے جو سنا تاب باقی نہ رہی کھڑے تلوار اٹھ کھڑے ہوے اور دربانون سے کہنے لگے کہ در کو کھول دو ہم باہر جائینگے دربانون نے بچہ سمجھکر کہنا نہ مانا انھون نے اصرار کیا اور ڈانٹا بعض نے کہا آپ بسمین ارے یہان کھول بھی دو کہین یہ جاے جس دن سے اسکا قدم یہان آیا فساد ہمراہ لایا اسی کے سبب سے ہم سب پر یہ آفت آئی اور چین مین ہنگامہ برپا ہوا لیکن معظم خان نے جو دیکھا کہ شہزادہ دروازہ کھلواتا ہی اسوقت معظم خان بھی دوڑ کر قریب آیا اور شہزادے سے کہنے لگا کہ پیر و مرشد قلعے مین ٹھہرین غلام جاتا ہی جب یہ جانباز قربان ہولے اسوقت آپکو اختیار ہی غلام اپنی زندگی مین کسی طرح آپکو جانے نہ دیگا اور دربانون سے کہا کہ حرامزادو دروازہ کھول دو دربانون نے ڈر کے دروازہ کھول دیا معظم خان باہر قلعہ چین سے آیا اور پل تختہ رکھوا کر خندق سے عبور کر کے مقابل مین ترک بن توسن کے آیا للکارا ہم پہچاننا بتلایا کہ معظم خان بن بہرام گرد نام ہی اسنے یہ سنکر برچھا مارا معظم خان نے برچھے کو برچھے پر روکا اور خود بھی برچھا مارا اسنے بھی رد کیا اب یہ حال ہوا کہ اسکے گھوڑے کا کلہ اور اسکا کلہ تو اسکا بیٹھ نہ آن را خطر نہ این را ظفر نہ این را خطر نہ آن را ظفر بموجب مضمون اشعار

چنان نیزہ با نیزہ آمیختہ	سنان یکی بہ دیگر بر انگیختہ	بدین گونہ ہرگز نہ پیچید مار	شہان را چنین کی بود کارزار
دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر	تو گوئی کہ بودند دو نرّہ شیر	یہانتک برچھا چلا کہ سنانین جھڑ کر بیکار ہوگئین مگر تو	

ساعتہ طعن کی طرفین مین رد و بدل ہوئی مگر کسی کا کام تمام نہوا اب یہ حال پہونچا کہ انیان چلنے لگین جیو ریان ڈھونڈھی جانے لگین رچون کی نوبت پہونچی ڈانڈ امنیڈی شروع ہوئی اسپر بھی مدعا نہ بر آیا ناچار معظم خان نے ایسا زور سے برچھا برچھے پر مارا کہ جھڑ سے جھڑ ٹوٹ گئی اور ترک بن توسن کو خفت حاصل ہوئی اسنے جھلا کر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اسی حالت مین پردہ بیابان سے تتق گرد بلند ہوا سب نے دیکھا مگر گرد بار یک جیسے سوار یکہ آتا ہی پھر خنجر صبا نے دامان گرد کو چاک کیا اسمین سے ملک قاسم دکھائی دیے یہ دیکھکر کہ ترک نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی آواز دی کہ خبردار او ترک اگر تلوار کھینچ لی تو مار ہی ڈالونگا اور معظم خان کو بھی ڈانٹا ترک نے جو قاسم کو دیکھا تو معظم خان سے بھی کمسن پایا قد و قامت مین بھی کم پایا بس خیال قاسم کے کہنے کا نہ کیا اور تلوار میان سے کھینچ لی یہ دیکھکر پھر قاسم نے پھر للکارا کہ ابے او دیوانے سودائی ترک توسن کے بچے مین منع کرتا ہون اور تو نہین مانتا کیون شامت آئی ہی یہ کہتے ہوے قریب آگئے اسوقت ترک بن توسن نے جھنجھلا کر انپر بھی برچھا مارا اور تیغ میان مین کر لی قاسم نے برچھے کو برچھے پر گانٹھا اور رد و ارا سکا ر دکیا جو تھی بار پانچوین طعن مین برچھا ترک بن توسن کا ہند سے جا کر بانی باندھکر ہوا ئی گیا منھ پر ترک کے ہوائیان اڑنے لگین سب نے ملک قاسم کی تعریف کی کہ اس سن مین یہ جرأت یہ کمال یہ قہوت پھر ترک نے تلوار میان سے لی اور اہل قلعہ نے معظم خان سے کہا کہ اے شہریار ہم آپ پر نثار آپنے ہمارے واسطے جدال کی ہی بس موقوف کیجیے کیونکہ سامنا تلوار کا ہی

آپ ہٹ جاؤنگا ہم سمجھ لینگے بھلا اس کہنے کو یہ کب سنتے ہین اور ترک نے تلوار ماری قاسم نے سپر پر تیغ کو ترک بن توسن کے روکا اور قبضے پر ہاتھ ڈالکر سپر کو پشت پر پھینکا اور اس زور سے جھٹکا دیا کہ اگر تلوار نہ چھوڑ دے تو یقین تھا کہ ہاتھ بھی اسکا ساتھ تلوار کے اُکھڑ کر چلا آئے بس تیغ چھین کر جلدی سے کمر بند پکڑ کر قاش زین سے ترک بن توسن کو اُٹھا لیا اور سر سے بلند کیا پھر کچھ خیال کر کے معظم خان کو بھی کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور دونون کو سر سے بلند کر کے چکر دیا اُسوقت معظم خان نے کہا کہ ای جوان اب دیر نہ کر دونون کو قتل کر قاسم نے ترک بن توسن سے کہا کہ ارے مین تجھکو تو پہچان گیا کہ تو ہی ترک بن توسن ہی یہ کون ہی وہ بولا کہ مین کیا جانون اب معظم خان نے کہا کہ مین بیٹا ہون بہرام گرد بن خاقان چین کا اور نام میرا معظم خان ہی باپ میرا ملازم و خادم امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا ہی اور وہین اب بھی موجود ہی تب قاسم نے کہا کہ مین بہرام کو جانتا ہون بڑے بہادر ہین یہ کہکر معظم خان کو بروے زمین آہستہ سے کھڑا کر دیا اب معظم خان نے کہا کہ ای شہریار آپکا القاب و خطاب کیا ہی غلام بھی سنے کہا کہ مجھکو ملک قاسم بن عالمشاہ کہتے ہین اتنے عرصے مین خسرو خان خاوری مع تہمتن خان کہ راہ مین قاسم نے چھوڑ دیا تھا اور الماس خان وغیرہ مع لاہان شاہ و فضلان شاہ پہونچے اور دور سے دیکھا تھا کہ ملک قاسم نے دونون کو اُٹھا لیا ہی اب ایک کو تو چھوڑ دیا ہی اور ایک کو چرخ دے رہے ہین اور یہان قاسم نے ترک بن توسن سے سوال اسلام لانے کا کیا اُسنے جواب دیا کہ ای شہریار مین نے اطاعت آپکی بجان و دل قبول کی مجھکو بھی ایک بندہ بے دام سمجھیے ملک قاسم نے یہ سنکر اُسکو بھی زمین پر کھڑا کر دیا ترک بن توسن نے ملک قاسم سے کہا کہ کیون ای شہریار آپنے مجھکو دو باتون مین چھوڑ دیا دشمن کے کہنے کا یقین آپکو ہو گیا ابھی جو مین پھر جاؤن اور منحرف ہو جاؤن تو کیا ہو قاسم نے یہ سنکر جواب دیا کہ ای ترک ہمنے یہ سمجھکر تجھکو چھوڑ دیا ہی کہ جسنے اب مجھکو تجھپر فتحیاب کر وا دیا ہی اگر لاکھ بار تو لڑیگا تب بھی وہی ہمکو فتحیاب کرائیگا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور لوگ ترک کے طرف قاسم کے تلوارین علم کر کے چلے مگر یہ جو دیکھا کہ ترک سامنے اُس جوان سرخ پوش کے دست بستہ کھڑا باتین کر رہا ہی سب ٹھہر رہے اور آگے نہ بڑھے اندر سے قلعہ کے یعقوب شاہ ختنی بھی نکلکر پاس ملک قاسم کے آئے پُل تختہ خندق پر رکھوا دیا یہان معظم خان نے قاسم سے کہا کہ ای شہریار میرا باپ تو حضور کے دادا جان کا غلام ہی ملک قاسم نے کہا کہ برادر من تم میرے بھائی ہو مجھے تمھارے احوال کی خبر نہ تھی تم اپنے دل مین کچھ خیال نہ کرنا اور آزردہ نہونا اسوجہ سے مین نے تمکو اُٹھا لیا تھا اگر تمھارا دل چاہے تو تم اب مجھکو اُٹھا لو معظم خان نے کہا کہ ای شہریار کچھ اس امر کا مضائقہ نہین ہی اور مجھکو رنج کسی بات کا نہین ہی بلکہ خوشی ہوئی کہ باپ کو میرے آپکے دادا جان نے زیر کیا تھا وہ اُنکا غلام مشہور ہوا اور آپنے مجھکو اپنے ملازمون مین سرفراز کیا ہی مین آپکا کہلاؤنگا اسمین میرے واسطے موجب فخر و عزت کا ہی مجھکو جگہ خوشی کی ہی نہ کہ رنج کی قاسم نے اس کلام پر معظم خان کی بہت دلداری کی اور بعد اُسکے اشارے سے گورزاد کو پوچھا کہ یہ جوان کون ہی اور نام اسکا کیا ہی معظم خان نے کہا کہ ای شہریار یہ بیٹے امیر کے ہین اور چچا حضور کے نام انکا گورزاد بن حمزہ ہی قاسم نے گھوڑے سے اُترکے گورزاد بن حمزہ کو سلام کیا اُنھون نے مرکب سے اُتر کر قاسم کو گلے سے لگایا قاسم نے کہا کہ حضرت بندے کو گنہگار کرتے ہین کسواسطے کہ آپ میرے عمّو جان ہین اور بزرگ ہین آپ سوار ہون اور مین

رکاب مین حاضر رہون اور یونہین رکاب تھامے ہوے چلونگا میرے واسطے باعث فخر و عزت کا ہی اور سعادت
اپنی جانتا ہون ترک بن توسن نے کہا کہ ای ملک قاسم اگر حکم دیجیے تو مین جا کر اپنی فوج کو مسلمان کرون
اور لیکر حاضر خدمت ہون قاسم نے کہا کہ جو تمھارے دل مین آئے وہ کرو مین کب انکار کرتا ہون بسم اللہ ابھی ہم
جاؤ ترک بن توسن یلطاقی اپنے لشکر مین چلا آیا لوگون نے اسکے جانا کہ سردار ہمارا اپنی جان بچا کر چلا آیا
یہ سمجھکر کہا کہ ای شہریار لآت اعلی اور منات معلی آپکو لائے ہمکو تو امید نہ تھی ترک نے کہا کہ تمنے کیونکر جانا تھا
کہ کیا حال میرا ہوا تھا اُنھون نے کہا کہ کیا کہنا ہی آپکا حقیقت مین سپہگری کے بہت فن ہین کیا کام کیا آپنے
یہی چاہیے تھا اور آپکا حال کیا ہوا تھا ہمارے تو نزدیک کچھ بھی نہین ہوا سوا اسکے کہ آپکو اسقدر لشکر کے بیچ
سے اُٹھا لیا تھا تو اُسکا کچھ اندیشہ نہین نہین معلوم یہ کون شخص جنگل سے نکلکر آیا تھا کچھ آپ اُن لوگون سے
تو زیر نہین ہوے کہ جو آپکے حریف ہین اگر اُنسے زیر ہوتے تو مقام رنج کا تھا اسکا کیا آج یہ یہان ہی کل چلا جائیگا
ترک بن توسن نے کہا کہ مطلب میرا یہ نہین ہی بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ مین نے نام پر لآت کے لات ماری
تم ہمراہ میرے چلو اور دین اسلام قبول کرو بعضون نے تو فوراً کلمہ پڑھا اور بعض نے کہا کہ مطیع اسلام تو ہم
بیشک ہوے لیکن مال و اموال اور ناموس و عیال ہمارے ترکستان مین ہین اُنکو ہم سے آئین نہ ہوگا
ترک توسن قتل کریگا اور مال کو غارت کر دیگا یہ حیلہ کر کے ایک لاکھ ترک تو چلے گئے اور پچاس ہزار
اُسی دم مسلمان ہوے اور ہمراہ ترک کے پاس ملک قاسم کے چلے آئے پھر تو خاقان چین نے
تین روز تک وہ دعوت اور ضیافت کی کہ جیسی چاہیے بعد اسکے قاسم نے قصد خاور کا کیا گورزاد نے کہا کہ ہم
بھی چلینگے ہمراہ تمھارے قاسم نے کہا کہ یہ کلمہ آپ کیا کہتے ہین فدوی خود رکاب ظفر انتساب مین حاضر رہیگا
اور اگر مرضی ہو تو آپکو ختن مین پہونچا دون اُنھون نے ختن مین جانا قبول نہ کیا ملک قاسم نے کہا
کہ بہت بہتر ہی لشکر مین ہمارے دادا جان کے یہی بادشاہ ہین فدوی آپکو تاجدار اپنی سپاہ کا کریگا یہ بات سب سے
بہتر ہی یہ کہکر شاہزادہ گورزاد کو خلعت پہنا کر تاج مکلل بجواہر سر پر رکھدیا اور تخت پر بٹھلا کے پہلے سب سے
خود نذر دی بعد اُسکے سب سے نذرین دلوائین اور مانند شاہون کے ادب و لحاظ کی تاکید کر دی کہ سب
بادشاہ اپنا جانین کسی نے عذر نہ کیا الغرض بعد کئی دن کے خیال آیا کہ کبھی خدانخواستہ ترک توسن یلطاقی
سنے کہ شہر خاور خالی ہی اور چلا آئے تو وہان کون ہی جو روکیگا بڑا غضب ہو جائیگا یہ ناموس کا معاملہ ہی
ذرا سی بات مین عزت جاتی رہتی ہی بس یہ جو خیال آیا گورزاد بن حمزہ کو تخت پر بٹھالیا اور آپ مع ترک
بن توسن اور معظم خان بن بہرام گرد اور کل لشکر ترکستان کا اور فوج خاور کو مع خسرو خان والماس خان
و تہمتن خان وغیرہ کو ساتھ لیکر طرف خاور کے روانہ ہوے راستے مین سلام اور مجرا گورزاد کو مانند
بادشاہون کے کرتے آتے ہین جہان بارگاہ استادہ ہوتی ہی وہان قرینہ دربار کا ہوتا ہی اور قاسم نے
گورزاد کو سمجھا دیا ہی کہ آپ بادشاہ سب کے ہین برابر سے سلام ہاتھ اُٹھا کے نہ لیجیے گا سینے پر ہاتھ رکھکے
سلام لیجیے گا یا اشارۂ چشم سے غرضکہ سب باتین سکھا دی ہین اور اُنھون نے بھی عمل کیا ہی رفتہ رفتہ بعد
چند روز کے ایک صحرائے ہولناک مین وارد ہوے اور اُس جنگل مین ایک کوہ عظیم دیکھا درے مین اُسکے
دیکھا کہ کوئی شخص مانند وحشیون کے رو رہا ہی اور خاک پر پڑا ہوا ہی حال اُس شخص کا یہ ہی کہ جان دیے دیتا ہی
یہ سیارہ بن عمرو عیار شہزادہ علمشاہ رومی کا ہی ملک قاسم نے جو اُسکو روتے ہوے دیکھا پاس جا کے

اُس سے پوچھا کہ ای شخص آخر تو کیون اسقدر خاک اُڑاتا ہی اور کون ہی اس ویرانے مین ایسا کونسا غم تجھکو پہنچا ہی کہ بیان سے نہین ملتا ہمسے بیان کر اگر ہوسکیگا تو ہم تیری شرکت کرینگے اُسنے سر خاک پر سے اُٹھاکر جو دیکھا تو اپنے آقازادے کو پایا بلاگریہ دان ہوا اور کہا کہ ای شہریار مین کیونکر نہ روؤن اور جان اپنی نہ دون کہ مالک کو میرے ترک توسن پلید نے گرفتار بلا کیا ہی یہ درہ طلسم افراسیابی ہی مالک میرا اُسکے لانے سے یہان چلا آیا تھا اور دھوکے سے آگے بڑھ گیا تھا کہ پنجہ آکر اُسکو لیگیا یہ سنکر شاہزادے نے کہا مین اپنے باپ کو لاؤنگا اور جہان قید ہونگے چھڑاؤنگا سیارہ نے کہا کہ آپ ایسا ارادہ نہ کرین کیونکہ داداجان نے آپکے یہان کئی دن مقام کیا تھا اور چاہا تھا کہ جاوین مگر کچھ نہ ہوسکا ناچار پھر کر چلے گئے ملک قاسم نے کہا مین ابھی جاتا ہون داداجان پھر گئے تو پھر جانے دو مین ضرور جاؤنگا بلکہ یہ کہکر گھوڑا اُسی طرف بڑھایا اور جانے پر مستعد ہوے اُسوقت سیارہ نے دیکھا کہ یہ بھی ہاتھ سے جاتا ہی روتا ہوا وہان آیا کہ جہان گورزاد بن حمزہ تھے اور اُنسے عرض کیا کہ حضور ملک قاسم کو روکنا ہوے تو روک لیجیے ورنہ ہاتھ سے جاتے رہینگے طلسم مین جاتے ہین گورزاد اُسی وقت ملک قاسم کے پاس آئے اور کہا کہ آپنے مجھکو حقیقت مین بادشاہ کیا ہی یا کہ مرغ زرین جانتے ہین اگر بادشاہ جانا ہی تو بغیر ہماری اجازت کے جانا اور آنا کیسا ملک قاسم نے یہ سنکر گردن جھکالی اور جیسے کوئی خوف زدہ ہوتا ہی اسطرح عرض کیا کہ ای شاہ کیا مجال ہی کہ بغیر آپکی مرضی کے مین قدم آگے بڑھاؤن جیسا آپ فرمائینگے ویسا ہی کرونگا یہ سنکر سیارہ نے شاہ کو سمجھایا کہ آپ کہیے کہ اگر جانا ہی منظور ہی تو پہلے عبادتخانہ بنواکے اُسمین بیٹھو اور عبادت کرکے خدا سے دعا کرو بشارت لو پھر جو تمکو حکم ہووے کرنا شاہ نے یہی قاسم سے کہا قاسم نے کہا بہت اچھا مین ایسا ہی کرونگا مگر یہ کہے دیتا ہون کہ اگر بشارت نہوگی اور حکم جانے کا نہ ملیگا تب بھی جاؤنگا رکنے کا نہین یہ سنکر سیارہ نے گورزاد کو اشارہ کیا کہ سُنیے گورزاد نے کہا کہ اگر ایسا ہی منظور ہی کہ ضرور جاؤگے تو بشارت نہ لو اگر بشارت نہوئی اور تم چلے گئے تو اور بھی ہم سب کو اندیشہ رہیگا قاسم نے کہا کہ ای ظل اللہ مین تو ہنستا تھا اسوجہ سے مین یہ کہتا تھا بھلا ہوسکتا ہی کہ بشارت نہو اور مین پھر چلا جاؤن یہ کبھی نہوگا یہ کہکر ترک بن توسن سے کہا کہ بھئی اگر تمھارے باپ کو بُرا کہون تو خفا نہونا کسواسطے کہ تمھارے باپ نے میرے باپ کو طلسم مین پھنسایا ہی اُسنے کہا کہ ای شہریار یہ آپ کیا فرماتے ہین مین تو آپکا غلام ہون آپ جو چاہین فرمائین مجھکو اُس سے کیا کام ہی وہ کافر مین آپکا غلام ہون یہ جو ترک نے کہا قاسم بہت خوش ہوے اور سیارہ سے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ داداجان ہمارے بروقت دعا مانگنے کے کیا پڑھتے تھے سیارہ نے کہا کہ غلام کیا جانے کہا کہ اچھا خیر عبادتخانہ تیار کرو ایک جگہ اُسی درے کے سامنے زمین کو کیوڑے گلاب سے لیپ پوت کے فرش سفید کردیا اور ایک راوٹی سفید کھڑی کرکے خوشبو روشن کردی ملک قاسم نے غسل کیا اور اندر جاکے نماز پڑھی اور پروردگار سے عرض کرنے لگے کہ خداوندا تو عالم و دانا ہی کہ مین نہین جانتا میرے داداجان کیا مناجات پڑھکے دعا مانگتے تھے مجھکو وہ مناجات نہین معلوم ہی لیکن دعا کرتا ہون کہ ای خالق واسطہ اپنی رحیمی اور کریمی کا کہ مجھپر ظاہر کردے کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہوگا یا نہین اگر یہ معلوم ہو کہ فتح ہوگا تو جاؤن اور مشقت کرون اور اگر یہ معلوم ہوجائے کہ نہ فتح ہوگا تو مین کاہیکو اپنے کو عذاب مین پھنساؤن یہ کہکر اشکبار ہوے اور اسماے حسنیٰ پروردگار پکار پکار کر پڑھے اور سجدے مین گر گئے قریب صبح آنکھ ملک قاسم کی لگ گئی تو دیکھا کہ حضرت خضر تشریف لائے ہین قاسم نے اُٹھکر مودب ہوکے سلام کیا اور عرض کیا کہ یا حضرت تشریف لائیے اور یہ فرمائیے کہ یہ طلسم مین فتح کرونگا یا کہ نہین اُن حضرت نے فرمایا

مقرر تمھارے ہاتھ سے فتح ہوگا لیکن دیر مین اور بہت مشکل سے قاسم نے کہا کہ پھر کچھ مجھکو عنایت ہو کہ مین اُسکو
دیکھکر کام کرون مجھکو سب انجام نیک و بد معلوم ہوجایا کرے حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ نیچے سجادے کے مکتوب
رکھا ہوا ہی اُسکو لیلو اور اُسی پہ عمل کرو جو لکھا ہوا پانا اُسکو نوشتۂ قسمت سمجھنا جس بات کا حکم ہو وہ کرنا اور
جس بات کی ممانعت ہو وہ نہ کرنا یہ فرماکر حضرت نگاہ سے ملک قاسم کی پوشیدہ ہوگئے خوشبو جامۂ عنبرین
شمامہ کی باقی رہگئی اور قاسم کی آنکھ جو کھلی تو وقت نماز سحر کا تھا جا نماز جو اُٹھی تو مکتوب پایا اُسے لیکر پہلے تو
نماز صبح آدا کی بعد اُسکے وہین سے چلا آئے کہ ارے لو ہمنے توڑا طلسم کو اور چھڑایا اپنے باپ کو وہ توڑا اور وہ
فتح کیا ارے تیرے طلسم کی ایسی تیسی بڑا مشکل تھا اور فتح نہین ہوتا تھا سب نے جو سنا کہ وہ توڑا طلسم کو ہنسنے
لگے کہ لو صاحبو اسمین بھی دیوانگی چلی جاتی ہی کہرہے ہین کہ وہ توڑا اور وہ فتح کیا غرضکہ باہر آئے اور مکتوب
سب کو دکھایا سب نے کہا کہ اب جائیے کوئی نہین روکتا بسم اللہ الرحمن الرحیم بس پھر تو ملک قاسم نے لباس
پہنا اور خوشی خوشی اسلحہ لگایا اور چاہتا تھا کہ روانہ ہون اُسوقت ترک بن توسن نے کہا کہ ای آقا مین بھی
ساتھ آپکے چلونگا شاہزادے نے کہا کہ ای برادر ایسا نہین ہوسکتا ہی کیونکہ طلسم کشائی تنہا ہوتی ہی دوسرا
نہین جاتا ہی ترک نے کہا کہ مین ضرور چلونگا کسواسطے کہ باپ میرا کافر ہی وہ جو سنیگا کہ ترک یہان ہی اور قاسم
نہین ہین تو آکے مار ڈالیگا مجھکو لیتے چلیے معظم خان نے کہا کہ مین بھی ہمراہ ہون قاسم نے جو یہ دیکھا کہ اسی طرح سب
کہینگے یہ تو بڑا غضب ہوا مین کس کس کو ساتھ لونگا جلدی سے قسم کھالی کہ خیر بغیر تمھارے مین نہ جاؤنگا تمکو
لیتا چلونگا مگر اور کسی کو نہین لیجاؤنگا یہ کہکر گورنزاد بن حمزہ سے رخصت چاہی اور کہا کہ آپ یہین تشریف
رکھیں مین طلسم فتح کرکے جو پھرونگا یہین آؤنگا اور خسرو خان سے بھی یہی کہا اور سب سردارون سے رخصت
ہوکے مع ترک بن توسن و معظم خان بن بہرام روانہ ہوے اور سامنے درۂ طلسمی کے آئے معمول ہی
اُس درے کا کہ ایک آہوے سفید پیدا ہوتا ہی اور جبکہ طلسم کشا پہنچا اُسکا کرتا ہی تو وہ آہو درے کی طرف
بھاگتا ہی بس جبکہ ملک قاسم سامنے درے کے آئے فوراً وہ آہو پیدا ہوا اُنھون نے مکتوب کو دیکھا تو لکھا
تھا کہ جب یہ آہو بھاگے تم بھی پیچھے اُسی کے چلے جانا جدھر وہ جاے غرضکہ وہ آہو سامنے آکے بھاگا اور یہ
اُنھون نے پیچھے اُسکے گھوڑے اُٹھاے ہرن پاس درۂ کوہ کے جو آیا تو وہ درہ خود بخود شق ہوگیا اور
آواز شق ہونے کی تڑاق سے آئی کہ سب نے سُنی اور وہ آہو اندر درے کے چلا گیا یہ بھی بہ ہدایت مکتوب
اندر داخل ہوے پھر وہ درہ بند ہوگیا ملک قاسم نے اندر آکر دیکھا کہ میدان لق و دق کوسون تک
کا ہی اور وہ ہرن بھاگا جاتا ہی اُنھون نے بھی پیچھا کیا آگے جاکر دیکھا کہ ایک دریا ہی اور اُسطرف دریا کے
ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی مگر بُرجیان اور بُرج اُسکے کلان یاقوت احمر کے ہین اور گلستان زمرد کے ہین اور وہ
قلعہ بہت خوشنما ہی اسپار ایک مینار سونے کا ہی مگر وسعت اُسمین بہت ہی ایک طرف کو اُسترلابی بیٹھا ہوا
اپترا دیکھ رہا ہی اور سامنے گھڑیال لٹک رہا ہی الغرض وہ ہرن بھاگ کر لب دریا آگیا جب یہ تینون جوان بھی
قریب آگئے تو ہرن دریا مین جا رہا اور ڈوب گیا قاسم افسوس کرنے لگے کہ ای ترک جوشن پوش و
ای معظم خان کیا اچھا ہرن تھا مگر اسنے جان دیدی کہ اتنے مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے معظم خان کو
پکڑ کر زمین سے اُٹھالیا اور لیچلا معظم خان نے ہاتھ پاؤن بہت مارے لیکن کچھ نہوا پھر تو یہ پکارے کہ ای
شہریار خدا حافظ قاسم نے پھر کے جو دیکھا تو پنجہ لیے جاتا ہی چاہا کہ تیر مارین کہ اُدھر سے ترک جوشن پوش

نے آواز دی کہ اے آقا مجھکو بچائیے ملک قاسم نے گھبرا کے اوپر جو نگاہ کی تو ایک پنجے کو انکا بھی گلوگیر پایا کہ کشان
کشان سوے آسمان لیے جاتا ہی اتنے عرصے مین آواز معظم خان کے فریاد و فغان کی آنا موقوف ہوئی قاسم
نے اوپر جو دیکھا تو معظم خان کو نہ پایا پھر جو اُدھر رُخ کیا کہ تُرک ہی کو چھڑالون اب ترک کہان ہی وہ بھی نہ دکھائی
دیا دونون کو پنجے لیگئے ملک قاسم کو وہ صدمۂ غم ہوا کہ بیان نہین ہو سکتا کہنے لگے کہ اے قاسم اس سفر غربت
مین دو رفیق ساتھ تھے وہ بھی نہ رہے کوئی لیگیا اب ہم اکیلے رہگئے اور ایسے رفیق و شفیق کہان ہاتھ آتے ہین قسمت
سے ملجاتے ہین بڑا غضب ہوا اسی رنج مین کنارے کنارے دریا کے روتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایکبار
اُس پار کچھ عورتین دکھائی دین اور پھر وہ عورات مورپنکھیون اور کشتیون پر سوار ہوئین لیکن اسیطرف کو
وہ کشتیان اور مورپنکھیان چلین ایک مورپنکھی بہت تیاری کی ہی کہ نگیرہ کھنچا ہوا ہی اور ایک نازنین جگر بین
آفت ہوش ماہ تمثال حور خصال تیرہ برس کا سن و سال آفتاب حسن و جمال عین جوانی دریاے جواہر مین
غوطہ مارے ہوے جوڑا دھوم دھامی پہنے ہوے ہاتھ پانون مین مہندی لگی ہوئی مجلس حیران کی دھڑی
جمی ہوئی پان کھائے ہوے آنکھون مین سُرمہ لگاے ہوے مسند زر بسپر نگیرہ کہ جسمین جواہر دوختہ
اور جواہر بھی اُسکے دُرشاہوار آویزان بیٹھی ہوئی اور کشتیون اور زورقون پر خواصین سہیلیان قلماقنیان
مُغلانیان حبشنیان اپنے اپنے عُہدے لیے ہوے سوار ہین اور دو پرستارین پس پشت اُس نگار طرحدار
شاہد روزگار کے چنور مُرچھل بال ہما کے کہ اُنمین بھی جواہر اور موتی ٹکے ہوے تھے اور دستی ڈنڈیان طلائی
جواہر نگار لیے ہوے مگس رانی کرتی ہین اور ایک عورت سن رسیدہ کوئی ساٹھ برس کی عُمر سفید ڈلائی چادرانی
کی اوڑھے ہوے کانون مین انتیان اور ہاتھون مین بتانین سونے کے پہنے ہوے ناخونون پر مہندی لگی ہوئی بالون مین سر کے خضاب
مہندی کا کیا ہوا قریب تھا اُس معشوق کے بیٹھی ہوئی ہی کبھی بلائین لیتی ہی اور کبھی صدقے قربان جاتی ہی
دلداری اور دلجوئی مین مصروف ہی ملاحتین ڈانڈ طلائی کہ جسمین گھنگھرو سونے کے چھوٹے چھوٹے بندھے
ہوے ہین لگاے ہوے اسیطرف مورپنکھی کو لیے آتی ہین آواز چھم چھم کی ڈانڈون سے آتی ہی اور ملاحتین
بھی لباس و زیور مناسب اپنے عُہدے کے پہنے ہوے ہین گاتیان مارے ہوے گاتی ہوئی چلی آتی
ہین اور مورپنکھی بھی بڑی تیاری کی ہی کہ جسپر چہرا بھی کا زمردی چڑھا ہوا ہی اور آنکھین یاقوت کی چپکی ہوئی
ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہی زمرد نگار کا چہرہ ہی بس شاہزادے نے یہ جو دیکھا کہ مورپنکھی دھارے پہ
تیر کے مانند چلی آتی ہی بادبان کھنچا ہوا ہی اور وہ نازنین ساتھ اپنی ہمرازون کے شراب و کباب مین مشغول
و مصروف ہی یکایک ملاحتون نے رُخ اُس مورپنکھی کا اور طرف کو پھیر دیا جبکہ مورپنکھی اور طرف کو چلی اور
موڑ کھایا اُسمین اُس نازنین نے جو نگاہ کنارے پر کی تو نظر اسکی شاہزادہ ملک قاسم پر پڑی تو اُنھون نے
بھی اُس رشک قمر کو دیکھا بس آنکھین چار ہوتے ہی دونون طرف سے تیرہاے نگاہ جو چھوٹے تو وہ دل
و جگر کو جانبین کے توڑ کے پار نکل گئے دونون عاشق بیقرار ہوے آخر کو قاسم کو صبر نہ آیا بیتاب ہو کے
پکارے اور چلا کے کہنے لگے کہ اے صاحبو تمکو قسم ہی اپنے ملت و مذہب کی کہ ذرا تھوڑی دیر کے واسطے ادھر
مورپنکھی کو پھیر لاؤ اور دو باتین میری سُن جاؤ یہ کلمہ سنکر اُس ماہ پیکر نے حکم کیا کہ مورپنکھی کو پھیر دو اور اُدھر کو چلو
دیکھو تو کہ یہ کیا کہتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی مصیبت کا مارا ہی ضرور سُننا چاہیے کہ کیا کہتا ہی ملاحتون نے حسب الحکم مورپنکھی کو پھیر کے ادھر
دریا مین کنارے کے پاس آئین اور سب قاسم کو دیکھنے لگین اور وہ پیرزال کہ جو قریب اُس ماہ پیکر کے بیٹھی ہوئی صدقے

اور قربان جاتی تھی اور بلائین اُس گلعذار کی لیتی تھی نام اُسکا نیلم جادو تھا ملک قاسم سے بولی کہ کیا ای شخص کیا کہتا ہی اور مدعا تیرا کیا ہی قاسم نے کہا کہ مین نے فقط تمکو اسواسطے بلایا ہی اور رو کا ہی کہ تم مجھکو بھی اس مورپنکھی پر بٹھالو اور اپنے ساتھ اُس پار لیچلو تمھارا احسان ہوگا کہ تمھارے طفیل سے مین بھی اُس پار پہونچ جاؤنگا اور نہ کوئی راہ نہین ہی کہ مین اُس پار جاؤن بڑے عرصے سے کھڑا ہوا ہون اور سوچ رہا تھا کہ کیونکر اُس پار جاؤن اسلیے کہ نہ کوئی پل ہی نہ کشتی ہی کہ اُجورہ دیکر اُس پار جاؤن میرے نصیب کی خوبی تھی کہ تم آئی ہو بس یہی مطلب ہی یہ تو اُس سے اسطرح کی باتین کر رہے ہین اور عورتین ساتھ کی کہ جو اُونٹ کشتیون پر سوار ہین اور مورپنکھی والیان بھی سب ملکہ سب ملک قاسم کو دیکھ رہی ہین اور تعریف اُنکے حسن و جمال کی کر رہی ہین کہ ایک عورت اُنمین سے بول اُٹھی کہ ای بوا تمنے کچھ دیکھا اور پہچانا کہ یہ جوان کون ہی یا نہین اُسنے کہا تو ہی بتا تو نے پہچانا ہوگا مین نے تو کچھ بھی نہین جانا یہ سنکر اُسنے جواب دیا بوا بُرا نہ مانو دیکھو تو مجھے تو یہ ہوبہو طلسم کشا معلوم ہوتا ہی اُس عورت نے بھی اٹھو کہا کہ ارے ہان سچ کہتی ہی اب تیرے کہنے سے مین نے بھی جو خیال کیا تو نقشہ طلسم کشا کا میری آنکھون مین پھر گیا وہی تو ہی خوب تو نے پہچانا جو جو حلیہ طلسم کشا کا ہمارے یہان کی کتابون مین لکھا ہی اور آمد کا طلسم کشا کی طور مرقوم ہی اور گفتگو اُسکی بھی تصریح سے کتابون مین لکھی ہوئی ہی کہ جب وہ آئیگا تو یہ کلام کریگا اور کنارے دریا کے کھڑا ہوگا سب مطابق و درست ہی اب سب کچھ یاد آیا غضب ہو جاتا ہو دھوکا کھا جاتے بس پھر تو آپس مین کچھ باتین چپکے لگین اور اشارے ہونے لگے نیلم جادو نے اُنسے پوچھا کہ ارے خیر تو ہی کیا بک بک کر رہی ہی اور اشارے کرتی ہو کچھ ہمسے بھی کہو کیا ماجرا کیا ہی اور اس آدمی کو کیا دیکھ رہی ہو ہم بھی تو سنین اُس عورت نے نیلم جادو سے کہا کہ ای بی نیلم صاحب اور تو کچھ نہین ہی لیکن ہمکو یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ مرد وا طلسم کشا ہی اور آپ یہان تشریف رکھتی ہین اس سے بات کرنا چاہیے یہ سنکر نیلم جادو نے بھی خوب سا سر سے پیر تک قاسم کو دیکھا اور کہا کہ ارے ہان سچ تو کہتی ہی وہی تو ہی خوب تو نے دیکھا اور ہمکو بھی تو نے بتلایا بڑا کام کیا انعام تجھکو ملیگا اور ملک قاسم سے کہا کہ کیون میان کیا تم طلسم کشا ہو ملک قاسم نے کہا کہ تمھارے منھ مین گھی شکر خدا ہمکو طلسم کشا کرے اللہ کرے یونہین ہو کہ ہم طلسم کشائی کرین اور طلسم کو فتح کرین جو تم سمجھتی ہو وہی ہون نہین بھی ہون تو ہون پھر کیون کیا کہتی ہو یہ سنکر نیلم جادو نے کہا کہ ہم یہ تمسے کہتے ہین اور مدعا ہمارا یہ ہی کہ ہم جو تمکو ساتھ اپنے لیچلین تو ہمکو فائدہ کیا ہوگا اگر تم اس امر کا ہمسے وعدہ کرو اور پیمان دو کہ جب ہم طلسم کو فتح کرینگے تو تمکو مالک اس طلسم کا کرینگے اور حکومت طلسم کی دینگے حاکم بنا دینگے تو پھر ہم تمکو اُس پار دریا کے لیچلین ملک قاسم نے کہا انشاء اللہ العزیز اگر خدا اپنا فضل و کرم کریگا تو بیشک ہم تمکو یہان کا حاکم کرینگے اسمین فرق نہ پڑیگا ہم لوگ جھوٹ نہین بولتے جو کہتے ہین وہی کرتے ہین یہ گفتگو ہو رہی تھی اور مورپنکھی پر جام تو چل ہی رہا تھا کہ نیلم جادو نے جلدی سے ایک جام بادۂ گلفام سے لبریز کر کے اُس نازنین مہر تمکین ماہ تزئین زہرہ جبین کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ تم اس جوان طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے پلا دو اُس صنم نے جام نیلم کے ہاتھ سے لیکر ملک قاسم کو دیا کہ لو پیلو قاسم نے کہا بہت اچھا اور چاہا تھا کہ پیے کہ اُس محبوبہ مرغوبہ نے اشارہ سے دو انگلی کے کہا کہ جام نہ پینا قاسم نے اپنے دل مین کہا کہ کچھ تو بُرائی ہی کہ آپ ہی تو اسنے مجھکو جام دیا ہی اور اب آپ ہی پھر منع بھی کرتی ہی یہ

بات کیا ہی بیٹا اس جام کا تمھارے حق مین اچھا نہین ہی اس سوچ مین عرصہ ہو لگا اور تابل ملک قاسم نے کہا
نیلم جادو بگڑ ہی اور کہنے لگی کہ ای طلسم کشا اگر پیتا ہی تو پہلیو ہمکو عرصہ ہوتا ہی جام پیکر مور پنکھی پر آبیٹھو تمکو اپنے
ہمراہ لیتے چلین ہر چ ہماری سیر مین ہوتا ہی اور اگر نہین پیتا ہی تو ویسا کہو کہ ہم چلے جائین ملک قاسم نے
پھر شاہزادی کیطرف دیکھا اُسنے پھر گوشۂ چشم سے منع کیا کہ زنہار زنہار نہ پینا اب تو ملک قاسم لعل خفتان
خونریز خاوری کو خیال ہوا کہ مکتوب تو تمھارے پاس ہی اُسکو تو دیکھ لو سب شک مٹجاے جو اُسمین لکھا ہو درست صحیح
ہی بس اُنھون نے مکتوب نکالا اور پڑھنے لگے نیلم جادو نے کہا کہ میان ابھی سے تمکو یہ سوچ ہی ایک جام کے پینے
مین اتنا عرصہ کر رہے ہو اور جبکہ طلسم فتح کر وگے تو پھر کاہیکو ہمین یاد کروگے وہ وقت اور ہوگا خوشی کا ہنگامہ
ہوگا ملک قاسم نے کہا کہ پیتا ہون جلدی کیون کرتی ہو مگر مکتوب کو پڑھے جاتے ہین جب تو نیلم جادو اور بگڑی
اور خواصون سے کہنے لگی کہ اری حرامزادیو تمنے جام کے پینے کو منع کر دیا ہی جب تو یہ نہین پیتا ہی اُنھون نے قسمین
کھائین اور کہا کہ خدا ہمکو غارت کر دے اگر ہمنے منع کیا ہو لیکن بیشک ہمنے دیکھا ہی کہ یہ جو آپکے پاس بیٹھی ہین انھون نے
اشارہ کیا تھا بس یہ سنا تھا کہ نیلم جادو نے اُس ماہ طلعت کیطرف دیکھکر ابرو پر بل ڈالے اور کہا کہ کیون یہ کیسا
اُسنے بھی انکار کیا کہ مین نے کاہیکو منع کیا وہ خود نہین پیتا اتنے عرصے مین قاسم نے مکتوب کو پڑھلیا لکھا تھا کہ ای
عزیز خبردار اس شراب کو نہ پی لینا اور اگر پی لیا تو کشتی حیات طوفان مین پڑ جائیگی پھر کسی صورت سے خلاصی
نہوگی موت کا گھاٹ نظر آئیگا چاہیے تجھکو کہ جام کی شراب کشتیون اور مور پنکھی پر پھینکدے اور جست کر کے مور پنکھی ۱۲
پر سوار ہو جا بس یہ جو ملک قاسم نے پڑھا نیلم جادو سے کہا کہ تمنے جو مجھسے شراب کے بارے مین زیادہ
بحث بڑھائی تو اب مین شراب نہ پیونگا اور زبردستی کشتی پر سوار ہوکر تمھارے ساتھ چلونگا دیکھون تو کیونکر
نہین لیچلتی ہو اور رکیا کرتی ہو وہ بولی کہ دیکھا نہین ہی کہ زبردستی مور پنکھی پر چلو اور ماتحتون کو اشارہ کیا کہ کشتی
بڑھا لیچلو بس قاسم نے یہ جو دیکھا جام کو اپنے ہاتھ سے مور پنکھی پر پھینکدیا اور جست کر کے خود بھی مور پنکھی پر
جا بیٹھے انکے کودنے سے مور پنکھی تہلکہ مین آگئی اور پانی کنارون پر سے اندر آگیا عورات نے جو دیکھا کہ طلسم کشا
اندر آگیا مور پنکھی سے سب کی سب دریا مین کودین اور پیرنے لگین جنھین پیرنا نہ آتا تھا وہ ڈوب گئین جو کہ
پیرتی تھین وہ پار نکل گئین غرضکہ نیلم جادو بھی کود پڑی اور کہنے لگی کہ بھلا او طلسم کشا اچھا کیا تو نے کہ تو
اس مور پنکھی پر چلا آیا دیکھ اس زبردستی کی کیا سزا ملتی ہی اور تیرا کیا حال ہوتا ہی کہ تو بھی جانے کہ کسی کے ساتھ
زبردستی کی تھی مگر قاسم نے جواب بھی نہ دیا اور وہ ماہ پیکر بھی ساتھ نیلم جادو کے چلی گئی قصہ مختصر کہ مور پنکھی بہتی ہوئی
چلی جاتی ہی یہانتک کہ دھارے پر پہونچی اسوقت مینار پر جو اُسطرلابی بیٹھا ہوا تھا قہر آلود دیکھ رہا تھا اُسنے گھڑیال کو
سو گرہی ماری اور آواز بلند ہوئی ملک قاسم کے کان مین جو آواز آئی پھر کر دیکھنے لگے اور قلعۂ یاقوت نگار
کو دیکھا کہ وہ چرخ کھا رہا ہی بس پھر تو ایک تماشا ہو گیا ادھر گھڑیال بج رہا ہی اُدھر بارہ برج چرخ کھا رہے ہین اس
عرصے مین ملک قاسم نے جو دیکھا کہ وہ مور پنکھی بھی چرخ کھا رہی ہی اور گرداب مین پھنسی ہی بچپن کا تقاضا
گھبرائے کہ بار الٰہا خیر کرنا کہین مور پنکھی ڈوب نہ جائے اب پانی مور پنکھی مین بھر گیا اور وہ ڈوبنے لگی بس پھر
تو قاسم ششدر و حیران رہگئے اتنے عرصے مین ایک پنجہ دریا مین سے پیدا ہوا پہلے تو کشتی کو ڈبویا پھر قاسم
کو کھینچ لیا جبکہ آنکھ قاسم کی کھلی تو اپنے کو ایک باغ مین پایا اور مکتوب پاس نہ تھا کیونکہ مکتوب ہاتھ سے وہین
چھوٹ گیا تھا جب انھین پنجے نے کھینچا تھا قصہ مختصر جبکہ یہ داخل باغ ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے

بھوک لگی ہوئی تھی خوب میوہ کھایا نہر سے پانی پیا جبکہ آسودہ ہو چکے اور دل بھی سیر سے بھرا تو سکانات باغ کے
دیکھے انکی سیر پر بھی دل راغب ہوا اور پھرنے لگے ایک سہ درے مین قاسم نے کچھ لوگون کو بیٹھے دیکھا وہان
جا کر کہنے لگے کہ تم کون ہو اور یہان کیون آئے ہو اُنھون نے قاسم سے کہا کہ ہم سب تو قیدی طلسم کے ہین تم بھی
اب قید ہوئے ہو اور قید ہوکے یہان آئے ہو یہ زندانخانہ طلسم کا ہی جو قید ہوتا ہی وہی یہان آتا ہی قاسم
نے کہا کہ ہمکو کون قید کر سکتا ہی تم سب قیدی ہو گئے مگر یہ تو بتلاؤ کہ کس طرح یہان سے نکلینگے راہ کدھر کو ہی اور
کسطرف جائین اُنھون نے کہا کہ ای جوان کیا پوچھتا ہی ہم بھلا کیا جانے کہ راستہ کدھر سے ہی اگر یہ جانتے
ہوتے تو خود ہی نہ نکل جاتے کاہیکو قید بیٹھے رہتے قیدی طلسم کیونکر نکلیگا اور باور اسکے نگہبانی کو کیا لوگ
نہین ہین جو نکل جاؤگے یہ سنکر قاسم نے خفا ہوکر کہا کہ ارے قید کو ہم سیر کرنے کو یہان آئے ہین ہمکو کون
روک سکتا ہی ابھی چاہین تو چلے جائین ہان تم قیدی ہو تمہارا جانا ممکن نہین اور ہمکو کسکی مجال ہی کہ روکیگا اور
جانے نہ دیگا مگر بڑے پاجی اور شہدے تم سب ہو کہ ایک راستے کے بتلانے مین یہ حجت نکالی ہی جی مین آتا ہی
ایک طمانچہ مارون کہ سر اُڑ جائے یہ سنکر وہ لوگ چپ ہو رہے اور کہنے لگے کہ بہت اچھا آپ خود آئے ہین
قید ہوکے نہین آئے ہین تو نہین ہوگا کوئی کیا جانے ہم قیدی ہین آپ نہین قیدی ہین خفا نہو جیئے مگر یہ کہے
دیتے ہین کہ کچھ دنون رہیےگا تو آپکو ہمارے کہنے کا حال کھل جائیگا کہ سچ کہتے تھے یا جھوٹ یہ سنکر یہ بھی چپ
ہو رہے اتنے مین شام ہوئی اور ایک طرف روشنی باغ مین دکھائی دی سب اُٹھکے نیچے سہ درے کے آئے
ملک قاسم بھی دیکھ رہے تھے کہ اکتالیس خوان کھانے کے کہاریان سرون پر رکھے ہوئے اور ایک مشعلچی ساتھ
اور ایک زن سن رسیدہ زیور کچھ پہنے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہی کہ داروغہ اُن سب کی ہی چلی آتی ہی جبکہ نیچے سہ درے
کے کوٹھے سے آئی اُسوقت اُس عورت نے وہ خوان انکو دیے اور کہا کہ آج ایک خوان زیادہ ہی یہ کہکر
وہ تو چلی گئی قیدیون نے ایک ایک خوان اپنے اپنے حصہ کا لیکر اندر سہ درے کے رکھا اور انسے بھی کہا
کہ ای صاحب اپنا خوان لیلو کہ تمہارے حصے کا ہی ایسا نہو کہ آزردہ ہو تمسے بات کرتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہی قاسم
کہ بھوکے تو نہ تھے میوہ چکھ چکے تھے کہنے لگے کہ ہم نہین کھائینگے جو لایا ہی وہ اپنا کھانا لیجائے کیا ہم محتاج ہین کھانیکے
اُسوقت اُن لوگون نے کہا کہ ای حضرت کیا محتاج ہوتا ہی تو کھانا لیتا ہی اور جو کوئی امیر کو بھیجتا ہی تو وہ پھیر دیتا ہی
یہ بات آپنے عجب طرح کی کہی یہ جو کھانا آیا ہی اس خیال سے کہ آپ آج تو ضرور یہان رہینگے رات بسر کرینگے
اور کھانا ضرور ہی کہ بے اسکے زندگی نہین ہوتی یہ سنکر انھون نے کہا کہ اگر یہ بات ہی تو خیر لا رکھدو اُن لوگون
نے کہا کہ بھئی لیکر بہونچا بھی دو ورنہ مارے بھوک کے گھبرائیگا تو اور بھی پریشان کریگا اسوقت تو اپنی ٹین مین
ہی القصہ سب نے ملکر وہ خوان اوپر کوٹھے کے رکھدیا آپ بیٹھکر کھانے لگے آدھی رات گئے وہ کھانا بلا کر انھین
آدمیون کو دیا انھون نے کہا کہ ہم تو کھا چکے ہین آپ نوش کیجیے یہان ہر ایک کا حصہ علیحدہ ہوتا ہی کوئی دوسرے
کا حصہ نہین کھاتا یہ سنکر قاسم نے کہا کہ پھر مین کیا کرون لیجاؤ اسے یہان سے مین کسے دون یہ سنکر انھون نے
عذر نہ کیا کہ بڑی تو ہی کہین غصہ نہ کرنے لگے الغرض کھانا کھا کے سو رہے جب صبح ہوئی سب سو کر اُٹھے
اور یہ بھی جب جاگے پھر تو سب سے آج خوش مزاجی سے کلام بھی کیا اور ہنسکر بات بھی کی سب خوش ہوے
کہ شکر ہی آج تو غصہ نہین ہی جبکہ پھر شام ہوئی وہی عورت کھانا لیکر آئی آج انھون نے بے عذر لیلیا اور
سب کے ساتھ بیٹھکر کھایا اور کہنے لگے کہ بھئی کل کے دن ہم واقف نہ تھے اسی واسطے ہم تم سے علیحدہ

بیٹھے تھے اور نہ بولتے تھے سب نے کہا حضور ہم سب آپکے خیر خواہ ہین جو بات سچ تھی آپ سے کہدی تھی یہ
بولے کہ یہ بھی سچ ہی یہ بات کہ کوئی یہان سے نکل نہین سکتا اور راستہ نکلنے کا کسی کو نہین معلوم ہی سب نے آپس
مین اشارے سے کہا کہ یہ صاحب ابھی تک یقین نہین اور جانتے ہین کہ ہمنے جھوٹ کہا ہی حقیقت مین سودائی
ہین انسے کچھ نہ بولو جو کچھ کہین سُن لو اور چُپ ہو رہو جبکہ کھانے سے فراغت پائی تو اُنھون نے ایک ایک سے
ملاقات بات کی اور پاس اپنے بٹھایا وہ سب اُنکے حرکات پر ہنستے ہین غرضکہ تیسری شام ہوئی اور وہی
عورت خوان کھانے کے لیکر آئی آج اُسنے ملک قاسم سے کہا کہ آکے اپنا کھانا لیجاؤ ورنہ مین دیکھتی ہون
کہ ایک خوان علیحدہ رکھا رہتا ہی اسکی کیا وجہ ملک قاسم نے کہا کہ ہم نہین لیتے تھے مگر یہ لوگ ایسے مصر ہوے
کہ لینا پڑا خیر یہ تو بتلاؤ کہ کھانا جو بھیجتا ہی اُس سے کچھ پیغام بھی ہمارا دے سکتی ہو اور عورتون نے کہا کہ آپ
یہان کیجیے یہ اُنھین کے پاس رہتی ہین اور دار وغہ ہین ملک قاسم نے کہا کہ ای عورت وہ جو کھانا بھیجتی ہین
اُنسے کہدینا کہ ہمنے گناہ تمھارا کیا کیا ہی جو تمنے ہمکو یہان قید کیا ہی یہی نہ کہ تمنے جو ہمکو جام پینے کو دیا تھا اور
ہمنے نہین پیا اسی سبب سے تم آزردہ ہوئین اور ہمکو پکڑ کر تمنے یہان بھیجدیا ہی یہ کوئی قصور نہین ہی لازم
ہی ہمکو اب راستہ بتلادو کہ یہان سے نکل جائین یہ پیغام ہمارا ضرور ضرور پہونچا دینا اور جو کچھ وہ اس بات کا
جواب دین ہمسے کل کی شام کو جو آنا تو کہدینا اور جس طرح ہو سکے راستہ پوچھتی آنا اُس عورت نے
انسے تو ہنسکر کہا کہ اچھا مین تو پوچھ آؤنگی اور سب سے کہا کہ دیکھو سڑی نہین ہین تو کیا ہوشیار ہین یہ بات
بھلا سیانون کی ہی کہ داروغہ سے کہتے ہین کہ راستہ پوچھتے آنا غرضکہ وہ عورت بھی کچھ بڑبڑاتی چلی گئی جبکہ
چوتھی شام ہوئی آج ملک قاسم سیر مین ایسے مصروف ہوے کہ وہ کھانا رکھکر چلی بھی گئی یہ جو آئے کھانا
رکھے دیکھا اُن لوگون سے پوچھا کہ ارے صاحبو یہ تو کہو کہ وہ کچھ کہہ بھی گئی ہی کہ ہمارے سوال کا کیا
جواب دیا وہ سب بولے کہ کہتی تھی کہ کچھ دنون ابھی یہان رہو پھر بتلادینگے کہ راستہ ادھر سے ہی سنکر چُپ
ہو رہے جبکہ آدھی رات گذر گئی اور سب قیدی سو رہے اُسوقت ملک قاسم اُٹھکر زینہ سے ہوکے
چھت پر پہونچے اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے ایک پنجرہ معلوم ہوا قاسم جُھک کے اُسکنے لگے کہ کہین راستہ
ہو تو کود کر نکل جاؤن یہان کیون بیٹھا رہون کہ روشنی اس پنجرے مین انکو معلوم ہوئی اور دیکھا کہ چلمن
بہت پر تکلف اور پردے پڑے ہوے ہین اور فرش سارے پنجرے مین ہی یہ دیکھکر ملک قاسم
نے کھنکھارا اور پانون سے کھٹکا دیا معاً اندر سے اُس پنجرے کے ایک عورت نے سر نکالا اور
چلمن سے باہر آئی اب جو قاسم نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی نگار ہی کہ جسکو مور پنکھی پر دیکھا تھا
اور جام پینے کو اُسنے منع کیا تھا بس قاسم کود کے اُس کوٹھے پر آئے جہان وہ نگار کھڑی تھی اس عورت
نے جو انکو دیکھا بولی کہ دیکھو ای طلسم کشا مین نے تیرے واسطے یہ قید سہی اور اپنے کو عذاب مین مبتلا
کیا جیسے مین نے تمکو جام پینے کو منع کیا اور تم مور پنکھی پر کود کے چلے آئے اور جام کو تمنے پھینکدیا نیلم جادو
نے جا کر سارا حال بادشاہ سے کہا اُسنے مجھکو نظر بند کیا ہی آج کئی دن سے یہان قید مین بیٹھی ہون
اب آپ جلد ہی یہان سے چلے جائیے ایسا نہو کوئی دیکھ لے تو بڑا غضب ہو جائیگا ملک قاسم نے
نام پوچھا اُسنے کہا کہ مجھے ناہید کہتے ہین دختر وزیر کی ہون قاسم نے کہا کہ ناہید جادو نام ہوگا اور
تم ساحرہ ہو کہا کہ اگر جادو جانتی ہوتی تو قید ہو کر یہان نہ رہتی مگر حال یہ ہی کہ طاؤس شاہ جادو کہ بادشاہ

یہان کا ہی وہ مجھپر عاشق ہی لیکن تصرف مین اُسکے مین نہین آئی ہون کیونکہ ہاتھ اُسکے نہین لگتی ہون وہ مجھپر جان دیتا ہی اب
یہان سے دو ایک روز مین چھوٹ کر اپنے گھر مین جاؤنگی تو لوح کا حال اپنی مان سے پوچھونگی اگر اُسنے بتا دیا اور
میرے امکان مین ہوا تو بیشک لوح مین نکلوا دونگی لیکن اسکا اقرار کر لو کہ بعد فتح طلسم مجھکو اپنی کنیز سمجھنا اور مجھ
مین بھی کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگی جسطرح ہوگا یہان سے نکالدونگی ملک قاسم نے کہا کہ اے ملکہ ناہید یہ کیا بات
کہتی ہو مین ملک مختار اپنے گھر کا کرونگا کنیزی کیسی ہوتی ہی اور لونڈی کسکو کہتے ہین میری جان تمپر نثار ہی یہ کیا بات
ہی یہ قول و اقرار کرکے ملک قاسم تو کوٹھے پر چڑھ آئے مگر جب صبح ہوئی تو وزیر نے بادشاہ سے
اجازت لیکر ملکہ ناہید کو بلوایا وہ بھی ازبسکہ جان دیتا ہی راضی ہوگیا اور نظربندی سے ناہید کو آزاد
کیا یہ چھوٹ کر اپنے گھر کو گئی اور جاکے اپنی مان سے جو ملی ادھر اُدھر کی باتین کرکے کہنے لگی کہ اے امان جان
لوح بھی کوئی چیز ہی کہ سب آدمی یہی کہتے ہین کہ اگر لوح کسی کے ہاتھ آجائے تو وہ طلسم کو فتح کرے کچھ بڑی
بات نہین ہی تم مجھے یہ بتاؤ کہ لوح کیا شی ہی اور ایسی جگہ تو نہین رکھی ہی کہ کسی کے ہاتھ لگجاے اور وہ لوح
لیجاکر طلسم توڑ سے یہ سنکر ناہید کی مان نے کہا واری مجھکو لوح کی کیفیت نہین معلوم ہی یہ جانتی ہون کہ
لوح بھی بیشک کوئی چیز ہی مگر نہین معلوم کہ کہان رکھی ہی مگر البتہ اتنا جانتی ہون کہ یہ صندوق جو رکھا ہی اسمین
ایک مکتوب رکھا ہی کہ وہ بھی مثل لوح کے ہی جسکے پاس وہ ہو مطالب اُسکا مکتوب سے ظاہر ہوگا اور اگر
مطابق نوشتے کے کرے تو ساحر اُسکا کچھ نہین کرسکتے اور وہ چاہے تو سب کو مار ڈالے اور جہان چاہے
بغیر راستہ جانے چلا جاے ناہید اس بات کو سنکر چُپ ہو رہی جبکہ رات زیادہ گئی اور سب سو رہے
ناہید بھی اپنی مان سے علیحدہ ایک پلنگ پر لیٹ رہی جب دیکھا اسنے کہ سب غافل سو رہے ہین نفیر خواب
بلند ہی چپکے سے اُٹھکر صندوق کو کھولا اور مکتوب کو نکال لیا اور آہستہ آہستہ اُسی پنجرے مین آئی یہان
ملک قاسم کا یہ حال تھا کہ شام سے کئی بار کوٹھے پر آچکے تھے اور ناہید کو دیکھ جاتے تھے اب جو آئے
تو ناہید کو کھڑا ہوا دیکھا بس جلدی سے بام پر اُس پنجرے کے آئے اور ناہید سے کہنے لگے کہ اے
ملکہ کہان عرصہ لگایا تھا بہت انتظار کرایا دیکھتے دیکھتے آنکھیں پتھرا گئین ناہید نے کہا اے شہریار مین نے جو
وعدہ کیا تھا کہ لوح لا دونگی اُسی کی فکر مین تھی مان سے اپنی مین نے بہت پوچھا مگر اُسنے کہا کہ شاید تمھارے
باپ کو معلوم ہو مجھکو نہین معلوم مگر مکتوب کو تبلایا تھا کہ شاید صندوق مین رکھا ہو اسی واسطے مین ٹھہری رہی جبکہ
مین نے موقع پایا مکتوب کو نکال لائی یہ حاضر ہی اسکی تاثیر بھی مثل لوح کے سُنی ہی کیا عجب ہی کہ مدعا آپکا اسمین بھی حل
ہو جائے ملک قاسم نے جو نام مکتوب کا سنا شاد ہو گئے اور سمجھے کہ تمھارے پاس سے کھو گیا تھا معلوم
ہوتا ہی کہ کوئی ساحر بروقت کشتی غرق ہونے کے چھین لیگیا تھا قسمت سے ہاتھ آیا جلدی سے ملکہ ناہید
کے ہاتھ سے لیلیا اور مارے خوشی کے ناہید سے لپٹ گئے اور کہنے لگے کہ ملکہ جس راہ سے تم آتی جاتی ہو
ہمکو بھی وہی راہ بتا دو کہ ہم نکل جائین ناہید نے کہا کیا مضائقہ ہی بسم اللہ اسی وقت چلیے پھر تو ملک قاسم
نے مکتوب کو اچھی طرح کمر بند مین رکھلیا اور ساتھ ناہید کے باہر آئے ناہید نے پنجرے سے
باہر لاکر کہدیا کہ اب آپکو جدھر راستہ ملے چلے جائیے اللہ حافظ ہی مگر مجھکو بھول نہ جائیے گا مین نے دامن
دولت کو آپکے پکڑا ہی اور سب میرے دشمن ہین حال مکتوب کا بھی کھلجائیگا چھپا نہین رہیگا اب کنیز اپنے
گھر جاتی ہی تاکہ مان کو میری ثابت نہو قاسم نے ناہید کو گلے سے لگالیا اور بوسے بھی لیے اور پھر کہا کہ اے

ملکہ ناہید قسم ہے مجھکو اُس یزدان پاک کی کہ جسنے مجھکو خلق کیا ہے اور تمام ذی روح بلکہ ممکنات کو پیدا کیا ہے کہ مین
تمکو زوجہ بناؤنگا اور احسانمند تمھارا رہونگا بھولنا کسے کہتے ہین اور ای ملکہ خدا حافظ ہے کہکر ایک طرف روانہ ہوے
اور ملکہ ناہید بھی اپنے گھر چلی آئی ملک قاسم نے تھوڑی دور آکے مکتوب کو دیکھا تو لکھا پایا کہ ای عزیز خبردار
زنہار بھولنا نہین جو لکھا ہے اُسپر عمل کرنا یعنے دست راست پر جانا اور کسی طرف کو نہ جانا ورنہ خراب ہوگا
آگے جاکے تمکو ایک جھیل دکھائی دیگی اُسمین سے ایک ہرن سفید نکلیگا چاہیے کہ جب وہ بھاگے تو یہ اسم پڑھکر
تیر اُس آہو کو مارنا جبکہ وہ گرجاے تو لوح اُسکے گلے مین سے اُتار لینا اور کام مین لانا پھر آگے جاکر لوح کو دیکھ لینا
فراموش احکام کو نہ کرنا ملک قاسم نے یہ پڑھکر جلد قدم اُٹھانا شروع کیا اور نکل گئے آگے جاکر دیکھا کہ وہی
جھیل ہے کہ جسکی خبر مکتوب مین لکھی ہوئی تھی ملک قاسم قریب آئے کہ ایک مرتبہ پانی مین تلاطم ہوا اور سفید
ہرن پانی کے اندر سے نکلا اور جھیل کے باہر آیا انکی طرف دیکھکر سیمان پکڑا اور بھاگا قاسم نے پیکان
تیر پر اسم پڑھا اور کمان مین جوڑکے ہرن پر مارا وہ خدنگ اجل ہوکر گلے مین اُسکے پیوستہ ہوگیا ہر چند
اُسنے چاہا کہ بھاگون مگر خون گلے سے بہنے لگا دم بھر کا سست ہوکر گر پڑا ملک قاسم نے جلدی سے لوح
اسکے گلے سے اُتار لی وہ لوح زمرد کی تھی ڈورا ریشم کا پڑا ہوا تھا اور مدور مانند کف دست کے اور
ہشت پہل تھی قلم سرخ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا ہوا تھا کہ ہذا لوح طلسم افراسیابی پھر تو
ملک قاسم ایسے شاد ہوے کہ پیراہن مین نہ سماتے تھے بند تڑاق تڑاق ٹوٹ گئے جبکہ لوح پاچکے
دیکھا کہ روز روشن ہے خیال ہوا کہ تمھاری تلاش مین ساحر ضرور آئینگے چاہیے کہ وہ نکل چلو پھر سوچے کہ اگر
جادوگر آئینگے بھی تو کیا کرسکتے ہین کہ بفضل خالق تمھارے پاس ہے یہ سوچ کے آگے بڑھے ایک کوس
آے ہونگے کہ ایک مکان سامنے دکھائی دیا جبکہ قریب اس مکان کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ اُسکا باہر
سے بند ہے مگر آواز کسی کی آتی ہے کوئی قیدی خدا سے فریاد کر رہا ہے کہ الٰہی ہمارے آقا کو جلد بھیج کہ اب سختی
قید کی نہین اُٹھائی جاتی اور مفارقت اُسکی شاق ہے جسکے باعث سے اور بے مہری سے اُسکی بیابان ضلالت سے
نکل کر چشمۂ ہدایت پر پہونچے اُسی کو واسطے رہا کرنے کے بھی بھیجے قاسم نے کہا یہ آواز تو ایسی معلوم ہوتی
ہے جیسے کبھی کی سنی ہوئی ہے اور بارہا سنا ہے غرض کان لگا کر جو سنا تو وہ آواز معظم خان بن بہرام کی تھی بے
بیتاب ہوکے پکارے کہ بھائی معظم خان تم کیون فریاد کرتے ہو مین آپہونچا اندر سے آواز آئی کہ ای آقاے
من وای شہریار من ہم دونون غلام آپکے یہان قید ہین اُمیدوار خلاصی ہین خدا آپکو لایا آپ ہی کی امید تھی اور
سوا آپکے ہمارا کون ہے خدا آپکو سلامت رکھے جلد صورت دکھائیے کہ اب تاب مفارقت باقی نہین ہے قاسم
نے خوش ہوکر کہا کہ بھائیو مین آپہونچا ہون گھبراتے کیون ہو یہ کون بات ہے اگر کیسی ہی بلا مین پھنسے ہوتے اور
مین یہ بھی سمجھتا کہ یہان جانے مین فساد عظیم ہوگا اور بلا مین پھنسونگا تو بھی مین ہاتھ نہ اُٹھاتا میری جان تمپر
نثار ہے تم مجھپر فدا ہو تو مین تمپر تصدق ہون یہ کہکر جلدی سے عکس لوح کا قفل اور دروازے پر ڈالا فوراً
تڑاق سے آواز آئی اور کھل گیا اندر آکے دونون پر عکس لوح کا ڈالا قید سحر دور ہوئی دونون قدمون سے
لپٹے قاسم نے گلے سے لگایا اور کہا بھائی اب کوئی آزار نہ پہونچیگا لوح خدا کے فضل سے دستیاب ہوچکی
اب کسی امر کا اندیشہ نہین ہے یہ کہکر اُس مکان سے دونون کو نکال لائے اور روانہ ہوے راہ مین
مفصل احوال دستیاب ہونے لوح کا معظم خان اور ترک جوشن پوش سے کہا کہ ناہید کے باعث

لوح لی کہ جائیو اُسنے بیشک بہت بڑا احسان کیا ہی کبھی نہ بھولونگا اگر وہ مکتوب نہ لا دیتی یا کشتی پر شراب پیتے
وقت اشارہ نہ کرتی کہ پیتا تو غضب ہوتا کاہیکو قید سے نجات پاتے دائم الحبس رہتے مگر یہ بھی ہوئے
سکہ دیتا ہون کہ کچھ مین اُسپر عاشق نہین ہون چاہے وہ مجھکو پیار کرتی ہو اسکی مجھکو خبر نہین لیکن مین نے
جو اقرار مدار کیا ہی اپنے مطلب کے واسطے اب تو مین نے کام اپنا نکال لیا آیندہ دیکھ لیا جائیگا تم یہ
خیال نہ کرنا کہ مین اسکو پیار کرتا ہون یہ کہتے ہوے اور باتین کرتے ہوے چلے جاتے ہین آگے بڑھکر
لوح کو دیکھا تو لکھا ہوا پایا کہ ای عزیز اب آگے تجھکو ایک میدان وسیع ملیگا اور چار میل کنارون پر اسکے بنے
ہین چاہیے تجھکو کہ یہ اسم جو کنارے پر لوح کے لکھا ہی اسکو پڑھکر ایک حلقہ اسی لوح سے کھینچ اُن اطراف
کھینچ اور اُس حلقے مین بیٹھکر یہ اسم ایک ہزار یازدہ بار پڑھ جبتک تمام نہ کر لینا کسی سے بات نہ کرنا البتہ
کوئی بولے اور فریب دے زنہار بات نہ کرنا اگر ایسا ہی فریب دے اور تو بھولے سے کہین ایک بار بول
بھی اُٹھیگا تو خیر مضائقہ نہین ہی ورنہ بڑا غضب ہو جائیگا عمداً نہ بولنا نہ پاؤن اُس حلقے سے باہر نکالنا اسلئے
کہ اسم تمام نہ ہو رہے بعد اسکے جب اسم کو تو تمام کر لیگا دیکھنا کہ ایک جہان زیر اُسطیح ہوگا اور پھر لوح کو دیکھ لینا
مالک قاسم نے ترک جوشن پوش اور معظم خان سے یہ حال بیان کیا اور کہا کہ بھائی مین تو حلقے مین بیٹھکر اسم
پڑھتا ہون اور تم علیحدہ بیٹھے ہوے تماشا دیکھو لوح مین جو نکلتا ہی دونون نے کہا بہت اچھا اور خود ایک
جانب کو ایک میل کی آڑ مین کھڑے ہو کے تماشا دیکھنے لگے لیکن روبرو ٹھہرے کہ اپنے مالک کو دیکھتے
بھی رہین القصہ شاہزادہ شاد و سپاہ نے وہ اسم کہ بر وقت حلقہ کھینچنے کے پڑھنے کو لکھا تھا پڑھا اور لوح سے
حلقہ کھینچا اور اُسی کے اندر بیٹھکر اسم پڑھنا شروع کیا یہ دونون آڑ مین ایک میل کی علیحدہ تھے جب قاسم
تو اسم پڑھ رہے ہین اور وہان جو لوگ لوح ناہید یون کا لیکر آتے تھے اُنھون نے آج اگر ملک قاسم کو
نہ پایا ہر طرف ڈھونڈھا حیلہ پتا نہ لگا گھبرا کے طاؤس شاہ جادو سے کہا طاؤس جادو نے کہا کہ ارے
وہ تو طلسم کشا ہی بڑا غضب ہوا اب دیکھیے کہ کیا ہوتا ہی یہ اسی تردد مین تھا کہ اتنے مین اور نگہبان آئے اور
اُنھون نے طاؤس شاہ جادو سے کہا کہ ای شاہ دونون رفیق طلسم کشا کے نہین معلوم ہوتے ہین اور
دروازہ زندان خانہ کا کھلا ہوا ہی نہین معلوم کہ قفل سحر کو کسنے کھولا اور وہ کیونکر نکل گئے یہ سنکر وہ بد مد
اسکو ہوا کہ یہان سے باہر ہی گھبرا گیا مگر ایک جادوگر کہ نام اُسکا نالہ جادو ہی اور یہ کاہن بھی ہی حاضر
دربار تھا اُسنے اپنی کتاب مین دیکھکر ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای بادشاہ اور ستم پر ستم ہوا کہ ایک تو رفیق اُسکے
چھوٹ کر چلے گئے دوسرے یہ کہ لوح طلسمی بھی اُسکے ہاتھ آگئی ہی اور ناہید نے اُسے مکتوب دیا جسکی مدد سے
سے لوح دستیاب ہوئی یہ سنکر طاؤس جادو کا دم نکل گیا اور کانپ اُٹھا سلطنت کو نقش بر آب سمجھنے لگا
یہان تک بہ لرزان و ترسان ہوا کہ افراسیاب جادو سے اسکے لوگون نے جا کر کہا کہ آپ ذرا طاؤس شاہ
کی تو خبر لیجیے کہ کیا حال ہی اور بانی طلسم افراسیاب ہی ہی طاؤس کو بادشاہ کر دیا ہی افراسیاب نے پوچھا
کیون یہ کیا حال ہی کہا کہ سنا ہی طلسم کشا چھوٹ گیا اور لوح بھی اُسکے ہاتھ آگئی اب کاہیکو جینے دیگا جان سے
مار ڈالیگا یہ سنکر افراسیاب جادو پاس طاؤس شاہ کے آیا کہ اُس ناہید کو تو سزا دو کیسی تمہاری دشمن
تھی کہ مکتوب حوالے کیا اسنے وزیر سے اپنے مشورت کی اُسنے عرض کیا کہ جسنے برائی کی ہی وہ سزا پاوے
آپ مالک ہین مار ڈالیے قید کیجیے اگر مین حمایت کرون تو البتہ گنہگار ورنہ میری کیا خطا ہی یہ بات اگر نہ

نے ناہید کو زیر کے ہاتھ سے مار ڈالا اور قید کیا پھر افراسیاب سے کہا کہ کوئی تدبیر مجھکو بتاؤ کہ اب
مین کیا کرون میرے تو ہوش و حواس سب جاتے رہتے ہین یہ سنکر افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ ای طاؤس
تم کیون ڈرتے ہو وہ تمھارا کیا کر سکتا ہی مین ابھی فریب دیکر لوح لیے آتا ہون پھر تمکو اختیار ہی کہ چاہنا یا گرفتار
کرنا باندھنا یہ سنکر طاؤس نے کہا کہ زندگی ہماری تمھارے ہاتھ ہی اور تم ہی نے طلسم باندھا ہی اسنے
کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہی یہ کہکر افراسیاب نے چار ہزار ساحر اپنے ساتھ لیے اور انجم جادو ایک ساحرہ
کہ حسینہ اور جمیلہ تھی اُسکو تخت جواہرنگار پر سوار کر لیا اور ملک قاسم کو دریافت کرکے وہین آیا قاسم
نے جو دیکھا کہ لشکر ساحرون کا سامنے سے آتا ہی تو یہ بھی سنبھل بیٹھے اور دل کو اپنے مضبوط کرکے اسم جلدی جلدی
پڑھنے لگے افراسیاب نے پہلے تو خوب سلام کیا اور پھر ساحرون سے کہا فر او اقعی اپنا رعب و تجمل
دکھاؤ تمام ساحرون نے سامنے ملک قاسم کے آکر شعلے منھ سے نکالے اور ترنج نارنج اُچھالے باجے
سحر کے بجائے اور سامنے ڈٹ کر صف جما کر کھڑے ہوئے مگر ملک قاسم نے خیال بھی نہ کیا اُسوقت
افراسیاب نے فوج پر اپنی تاکید کی کہ ارے تمکو سوجھتا نہین کہ مین تو سلام کرتا ہون تم کیون رُعب
دکھاتے ہو وہ کوئی دشمن ہی وہ تو ہمارے مالک ہین ہم اُنکے تابعدار وہ ہمسے تھوڑی ہی لڑینگے کوئی بھی غلامون
سے مقابلہ کرتا ہی یہ کہکر پھر دست ادب بستہ سامنے آکر ٹھہر اگر ملک قاسم نے نہ تو اسم پڑھنا موقوف کیا اور
نہ اسکی جانب دیکھا اگر خوف بھی غالب ہوتا ہی کہ یہ ہزارون ساحران غدار تمکو گھیرے ہوئے ہین
تو پھر یہ خیال کرتے ہین کہ ای قاسم اس لشکر اور اس گیدی سے خوف نہ کرنا چاہیے کیونکہ تم پوتے امیر
حمزہ صاحبقران کے ہو اور بیٹے شاہزادہ علمشاہ کے اپنے باپ اور دادا کی طرف خیال کرو نہین جانتے
ہو کہ انھون نے بھی زمانہ کمسنی مین کیا کیا کام کیے ہین اور کیسا کیسا جادوگرون سے لڑے ہین تم بھی
تو اُسی باغ کے شجر ہو ڈرتے کیون ہو خدا کو یاد کرو وہ مالک ہی ماسوا اسکے تمکو یہ بھی سہارا بہت بڑا ہی کہ اس
گنبد مین کوئی تمھارے قریب نہین آئیگا پھر خوف کیون کرتے ہو اتنے عرصے مین ترک جوشن پوش
پکارا کہ ای شہریار خبردار خبردار ہرگز اسم پڑھنا نہ موقوف کیجیے گا بس ساتھ ہی اس آواز کے قاسم
نے داہنی جانب کو دیکھا کہ ایک اژدہا پیدا ہوا اور ترک جوشن پوش کو نگل گیا معظم خان نے
یہ حال دیکھکر غل کیا کہ ای شہریار ترک کو بچائیے قاسم نے معظم خان کو اشارے سے منع کیا کہ کیون
غل کرتے ہو خدا کو یاد کرو وہی حافظ ہی اسم ترک نہین کر سکتا جب ختم کر لونگا ڈھونڈ لونگا ملک قاسم یہ
کہ رہے تھے کہ ایک اور اژدر پیدا ہوا اور معظم خان کو بھی نگل گیا ملک قاسم یہ دیکھکر آنکھون مین آنسو
بھر لائے پھر چپ ہو رہے صبر کی سل سینے پر دھر لی یہ دیکھکر افراسیاب نے ملک قاسم کی بہت تعریف
کی اور بولا کہ ای طلسم کشا کیا بات ہی آپکا مثل نہین ہی چاہیے کہ جس کام مین ہاتھ ڈالے تو ایسا ہی استقلال
کرے مرحبا صد مرحبا بر این ہمت مردانہ لیکن اب آپ کیون محنت و مشقت کرتے ہین ہمنے جان لیا کہ
آپ طلسم کشا ہین بس تکلیف نہ کیجیے اسم پڑھنے کی کیا ضرورت ہی ہمتو سب آپکے غلام ہین اب کسکے لیے
آپ پڑھتے ہین جو حکم ہو بجا لائین کچھ کہیے تو سہی اور یہ عورت تخت نشین جو ہمارے ساتھ ہی اگر قبول کیجیے اور
مرغوب ہو تو ہاتھ منھ دھلانے کو ہمراہ کر دین اور جو چیز آپکو مطلوب ہو اور جس واسطے آپ آئے ہون
وہ بھی لیجیے ملک قاسم نے یہ سنکر اشارے سے کہا کہ ہمکو کچھ نہین چاہیے پھر تو افراسیاب جادو نے

صد ہا مکر و فریب کیے کہ کسی طرح یہ اسم کا پڑھنا موقوف کرے اور ٹھہر جاے یا بول اُٹھے تو ہماری بن آئے
کہ یہ بھی قید ہی کہ ایک جلسہ مین ایک ہی سانس مین لینے بلا توقف اور بے فاصلہ ایک ہزار گیارہ بار
پڑھے اور اگر فرق پڑ جاے تو پھر اسی طرح لاکھ بار ایک سانس مین بلا فاصلہ پڑھے مگر قاسم نے پڑھنا
موقوف نہ کیا اور کان لگا کے بھی نہ سُنا کہ یہ کہتا کیا ہی جب افراسیاب جادو نے یہ دیکھا کہ طلسم کشا تو
نہین ڈرتا اور پڑھنا موقوف نہین کرتا اپنی جھولی مین سے استخوان خرس نکالے اور کچھ اُنپر سحر دم کر کے طرف
ملک قاسم کے پھینکدیے وہ استخوان لوٹ پوٹ کر صورت خرس کی بنگئے اور قاسم پر حملہ آور ہوے
کہ آنکھین اُس خرس کی مانند شمع کے روشن تھین اور کوئی نو گز کا قد و قامت تھا لیکن وہ خرس گُنڈلے کے باہر
ہی رہا اندر نہ آیا مگر بہت ڈرایا اور غل مچایا آخر یہ بھی تو انسان کا جایا تھے دوسرے بچے تھے کچھ خوف آہی گیا
پیچھے ہر کے دست بقبضہ ہوے اور ارادہ اُسکے مارنے کا کیا پھر سوچے کہ ای قاسم بغیر حکم لوح یہ کیا کرتے
ہو یہ سمجھکر پھر اسم کو پڑھنے لگے اور لوح کو بھی دیکھا تو یہ نکلا کہ خبردار بغیر اتمام اسم کے کوئی کام نہ کرنا جب تو
ملک قاسم کہنے لگے کہ لوح کو پھینک بھی دو یہ لوح تمکو قتل کرائیگی دشمن تو حملہ کرتا ہی اور یہ سوا بیٹھے
رہنے کے کچھ کہنیں بتاتی اور کوئی علم نہین دیتی یہ ماجرا کیا ہی آخر ناچار ہو کر پھر جلد ہی جلد ہی پڑھنے لگے
افراسیاب نابکار نے جو یہ دیکھا کہ یہ اس سے بھی نہ ڈرا تو پھر اُسنے ایک اسم ایسا پڑھا کہ وہ ریچھ
اور طرف کو چلا گیا اور اسنے اور ایک استخوان اپنی جھولی سے نکالی اور زمین پر پھینکی اور دانے رائی
سرسون کے ٹھیکر مارے وہ ہڈی ہاتھی کی تھی ایک فیل مست بنکر ملک قاسم پر دوڑا اور سامنے
آکے خاک اڑانے لگا اور ٹھوکرین مار مار کے زمین کے ڈھیلے اُکھاڑ کر خرطوم سے انپر پھینک مارے
اور دانتون کو بھی دراز کر کے انپر حملہ آور ہوا مگر کبھی کبھی خاک اور ڈھیلے گُنڈلے کے اندر بھی آجاتے
ہین اور ملک قاسم کا اب یہ حال ہی کہ کبھی تو یہ پیچھے ہٹ جاتے ہین اور کبھی کھڑے ہو جاتے ہین اور
وہ ہاتھی قریب گُنڈلے کے آیا ہوا ہی اور چیق مار رہا ہی کہ جنگل صدا سے اُسکی ہلجاتا ہی اور کبھی یہ جھپ
بڑھا کے جھوم جھوم کے انپر دانت مارتا ہی گو یہ اُسکے حربہ سے بچے ہوے تو ہین اور کئی بار ضبط
کیا جب دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین ہٹتا تو قبضے پر ہاتھ رکھکر بیساختہ بول اُٹھے کہ دور ہو یہان سے کہان کا
شور و غل کر رہا ہی کہ تو بیٹھے بیتابی ہین مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ لوح مین بولنے کی ممانعت لکھی تھی اور تم
بول اُٹھے یہ کیا کیا غرضکہ جلدی سے جھجکر پھر پڑھنے لگے اور لوح کو دیکھا تو یہ لکھا پایا کہ اگر ایک مرتبہ دھوکے
مین بول اُٹھو گے تو مضائقہ نہین ہی مگر عمداً نہ بولنا ورنہ مشکل پڑ جائیگی اب خاطر جمع ہوئی اور مستعد
ہو کر پڑھنے لگے قصہ مختصر کہ وہ ہاتھی بھی ایک طرف کو بھاگا اور ملک قاسم پڑھنے مین بدستور رجوع
رہے پھر تو افراسیاب اور زیادہ گھبرایا اور بولا کہ کیون طلسم کشا تم نہین مانتے تو ہی شرط کہ ساحرون سے
کہدون وہ چہار طرف سے تمپر آپڑین اور وہ مارنے لگین جب بھی ملک قاسم نے کچھ نہ کہا پھر
افراسیاب نے ہڈی سانپ کی نکالی اور اسم سحر دم کر کے طرف قاسم کے پھینکی وہ مار سیاہ بنگئی کہ
آنکھین مثل یاقوت کے روشن تھین اور دو زبانین نکلی ہوئی تھین انپر دوڑا اور پھن اُٹھا اُٹھا کے
پھنکارتا تھا کہ کسی طرح قاسم پر خوف غالب ہو اور گُنڈلے سے نکل جائے قاسم اسپر بھی نہ ہٹے مگر کئی
مرتبہ ایسا ہوا کہ اُٹھ کھڑے ہو گئے اور تلوار پر ہاتھ رکھکے چاہا کہ اُٹھین جب کھڑے ہوتے ہین تو منھ سے

تو کچھ نہین کہتے مگر دل مین قائل اور نادم ہوتے ہین کہ اللہ نے کیا بہتر کیا تمھارے حق مین کہ اسوقت وہ تو
رفیق نہین ہین اگر ہوتے تو تجھپر ہنستے اور یہ دل مین ضرور کہتے گو منہ تک بات نہ آتی کہ بڑے زبردست بنے
ہین فقط زبان سے کے ٹرّے ہین کہ جانتے ہین کہ اس گنڈے مین وہ سانپ نہین آئیگا اُسپر بھی ٹکڑے ہو جاتے
ہین الغرض وہ سانپ اپنا منہ مار کے چلا گیا اب افراسیاب جادو نے انجم جادو کو اشارہ کیا وہ سامنے
اسکے آئی اور ہاتھ باندھ کر بولی کہ اے طلسم کشا انشاء اللہ مگر یہ غرور ہی کہ آدمی کو آدمی نہین سمجھتے ہو اور یہ ہم کو
پھر بھر سے سوا ہوا کہ تمھارے سامنے کھڑے ہین بات نہین کرتے ہو ایسے مغرور اپنے حُسن پر ہو ہان
صاحب جانتے ہو کہ ہماری صورت اچھی ہی اور ہم صورت دار ایسے ہین کہ نازنینین ہمکو چاہتی ہین اور پیار
کرتی ہین اتنا غرور نہ چاہیے ہم بھی جو اچھے ہوتے تو ہمکو بھی لوگ یونہین چاہتے خدا کیواسطے تم ہمسے بات
کرو ورنہ ہم سب مین ذلیل ہونگے اور ساتھی ہمارے یہ کہینگے کہ یہ عورت ہی کہ ہاتھ باندھتی ہی اور وہ
نہین بولتے بڑی بیحیا یہ ہی صورت اسکی نہ دیکھو کہ بڑی فاحشہ ہی مرد کی طرف سے اصرار اور عورت
کی طرف سے انکار چاہیے سو یہان بالعکس ہی ذرا بات کر لینے مین تمھارا کیا نقصان ہی ہمارا مطلب نکلیگا اور
بدنامی سے بچینگے مگر اسپر بھی ملک قاسم نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ بکتی تو کیا ہی اور ہی تو کون پھر تو یہ
بھی اپنا سا منہ لیکے رہگئی اور پیچھے ہٹ گئی افراسیاب جادو نے ملک قاسم سے کہا کہ بھلا اے طلسم کشا
تم نہ بولو اور نہ بات کرو ہم جاکر ناہید کو مارے ڈالتے ہین اور عوض اس نہ بولنے کا اُس سے لیتے ہین
جسنے تمکو مکتوب دیا ہی اور ہمارے ساتھ ایسا کیا ہی یہ بات خوب یاد آئی اور یہ کہکر غُل کرتا ہوا چلا کہ ارے
جادوگرو جاؤ اور ناہید کو پکڑ لاؤ ہمین ابھی جگہ انکے سامنے اسکو قتل کرین آخر تو یہ ہمسے نہین بات
کرتے ہین اور نہین جواب ہماری بات کا دیتے ہین گو ہم کہے جاتے ہین کہ جو منظور رہو وہ ہمسے لیجیے اور
لکھ دیجیے یہ نہین سنتے اب ناہید کو مار ڈالت ملک قاسم نے جو یہ سنا بیتاب ہو گئے اور اپنے دل مین
کہنے لگے کہ اے قاسم واسطے ستم اگر ملکہ ناہید پر کسی طرح کی آنچ آئی اور وہ ماری گئی تو ساری شیخی تمھاری
بھی کرکری ہوئی اور یہ کیونکر ہو سکیگا کہ جسنے یہ احسان کیا ہو وہ تمھارے آگے جان سے ماری جائے
اور تم دیکھو اب چاہیے اسمین جان جائے چاہے رہے مگر یہ تو نہو سکیگا اُسوقت کچھ دھیان جو
ملک قاسم کو آیا اور تسبیح کو جو دیکھا اور شمار دانون کو کیا تو معلوم ہوا کہ ایک سو یازدہ مرتبہ
پڑھنا اور باقی ہی بس انھون نے افراسیاب جادو کو اشارہ کیا ہاتھ اُٹھا کے اور کنکھار کے بابا یاد
انتا رہے سے کہا کہ ایک ذرا تم ٹھہرو جو کچھ کہتے ہو مین سن رہا ہون اور تمسے بات کرتا ہون اور کہدونگا
کہ جو تمھارا مطلب ہی یہ سنکر افراسیاب کو ڈھارس ہوئی اور کہنے لگا کہ اگر یہی بات ہی تو پھر تسبیح کو ہاتھ سے
رکھ دیجیے اور ہمسے کہدیجیے ملک قاسم نے پھر سر ہلایا کہ اچھا اچھا ذرا دم لو اور تسبیح کو دکھایا کہ دیکھو
تھوڑے سے دانے پڑھنے کو رہگئے ہین انسے فراغت کر لون تو پھر بولون افراسیاب نے جو دانون
کو دیکھکر شمار کر لیا کہ تھوڑے سے رہگئے ہین بہت ڈرا اور جان گیا کہ جان گئی کہنے لگا کہ ارے لڑکے
تو بڑا دلیر ہی کہین نہ کیسا کیسا تجھسے منت کیا کیا اور ڈرایا بھی مگر تو نے بات نہ کی اور اپنے کام مین مشغول
رہا اب نہ مانونگا اور ناہید کو مارونگا یہ کہکر چلا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن ملک قاسم نے جو یہ دیکھا
وہ جلد ہی جلد ہی پڑھنے لگے حتی کہ بفضل الہی سے اسم تمام کیا افراسیاب ابھی نظرون سے پنہان

نہین ہوا تھا کہ اسم اختتام کو پہونچا اُسوقت یہ شکر اُللہ کیطلے پکارے کہ او ساحر کہان جاتا ہی مین تو تجھے سب کچھ کہہ رہا ہون اور جواب دیتا ہون اور تو نہین سمجھتا ادھر آ کہ مین تجھسے کہدون جو تجھے منظور ہی یہ کہکے لوح کو بھی دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز جب یہ ساحر تمھارے سامنے سے بھاگے اور پشت اُسکی تمھاری طرف ہو تو یہ اسم پڑھکر پیکان پر دم کرو اور تیر اسکی پشت پر مارو ملک قاسم نے حسب ہدایت لوح تیر جو اُسکی پشت پر مارا فوراً ایک نیزہ اُچھلکر گرا اور زمین تک آتے آتے فنا ہو گیا زخم تیر سے عوض خون کے آگ نکلی اور اُسکو جلا دیا پھر اُسکے چلانے لگے کہ مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم افسوس مارا مجھکو کہ نام میرا افراسیاب جادو تھا اور نزول بلیات ہوا قاسم نے آنکھین بند کر لی تھین اور لوح کو مُنھ پر رکھ لیا تھا سلین پتھر کی اور اولے بڑے بڑے آسمان سے اور برقین گرین خبثیات قید سے افراسیاب کی جو چھوٹے شور و غل کرتے ہوے چلے گئے جبکہ آندھی ہر طرف ہو لی اور مطلع صاف ہوا ملک قاسم نے آنکھین کھولین ملازم افراسیاب جادو کے سب ساحر سامنے انکے آئے قاسم نے تیغ کو علم کیا اور چاہا کہ مارین اُنھون نے پہلے تو ارادہ کیا کہ اسباب سحر و ساحری انپر مارین پھر کچھ سوچ کے باہم صلاح کی کہ بھائی جب افراسیاب ایسا جادوگر اسکا کچھ نہ کر سکا تو ہماری کیا اصل ہی ناحق کو جان دینا ہی کچھ بھی اسکا نہ کر سکینگے یہ مشورہ کرکے ہاتھ باندھکر ملک قاسم سے عرض کیا کہ ای شہریار ہم سب آپکے غلام ہین اور تابعدار ہین ہمپر آپ تلوار کیون اُٹھاتے ہین ہماری یہ مجال نہین ہی کہ آپ سے لڑین اور سامنا آپکا کرین جو کچھ آپ فرمائین ہم بجا لائین اور بارگاہ افراسیابی اور پلارک افراسیابی تیغہ لاجواب و انتخاب اور خفتانین یاقوتی کہ چالیس ہزار ہین اور خزانے جواہر سب لیے آتے ہین سب آپکا ہی یہ سنکر ملک قاسم نے تلوار میان مین کر لی اور اُنکو اپنا ملازم بنایا اور کہا کہ جاؤ سب کچھ اسباب طلسمی لے آؤ ہم یہین ٹھہرے ہوے ہین خبردار دیر نہ کرنا جلدی چلے آنا اور طاؤس جادو سے بھی جاکر کہو کہ جلد رکاب ظفر انتساب مین حاضر ہو ورنہ مین وہین آیا اور پھر بغیر ہلاک کیے نچھوڑونگا ساحر تو مال و خزانہ لینے کو گئے یہان ملک قاسم نے لوح کو معائنہ کیا تو لکھا تھا کہ ای عزیز تو نے طلسم کو اب فتح کر لیا اور فرصت کر چکا کوئی اب ایسا نہین ہی کہ تیرا سامنا کرے اور لڑے سب تیرے تابعدار اور فرمانبردار ہین مگر یہ چاہیے تجھکو کہ آگے جاکے اپنے رفیقون کو بھی رہا کرے کہ وہ قید مین بیٹھے ہوے ہین بس یہ دیکھکر ملک قاسم شاد شاد آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک مکان پتھر کا بنا ہوا ہی اور دروازہ اُسمین نہین ہی چار طرف دیوارین بلند ہین اور راستہ اندر جانیکا نہین ہی ہر چہار طرفسے بند ہی قاسم نے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ یہی ہی قید خانہ اور یہین تیرے رفیق قید ہین اُنکو اسطرح چھڑاؤ کہ لوح کو دیوار شرقی پر رکھو ملک قاسم نے ایسا ہی کیا دیوار مین زلزلہ پیدا ہوا اور دھم سے گری قاسم اندر آئے تو دیکھا کہ ترک جوشن پوش اور معظم خان گرد دونون تخت فولادی پر بیٹھے ہین اور ہتھکڑیان بیڑیان پڑی ہوئی ہین اور اسقدر زرد ہو رہے ہین کہ پہچانے نہین جاتے ہین ملک قاسم نے جو پکارا کہ بھائیو کیا کر رہے ہو اچھے تو ہو یہ سنکر اُن دونون کی جان مین جان آئی اور خوش ہو ہو کر سلام کیے اور کہنے لگے کہ خدا آپکو سلامت رکھے ہم آپکے غلام ہین اور بے گناہ ساحر ہمکو پکڑکر یہان چھوڑ گئے ہین کوئی پوچھتا نہین اور خبر بھی ہماری نہین لیتا جبسے حضور پڑھنے مین مشغول ہوے تھے ہمکو اژدہے نگل گئے تھے آپنے

بھی مشاہدہ کیا ہوگا جب ہم یہان پہونچے کئی بار ساحر آئے اور ہمکو خوف دلا گئے اور کہتے تھے کہ اگر تم وا ہم
کو وہان سے اُٹھالاؤ اور وہ جو پڑھ رہے ہین نہ پڑہین تو ہم افراسیاب سے تمھاری سعی کرکے چھڑوا دین
ہمنے کہا کہ ہم ہین کون جو اُنکو منع کرین اور اُٹھالائین آقا سے تابعدار کب اصرار کر سکتا ہی یہ سُنکر اُنھون نے
ایسی ایسی بلائین دکھائین کہ مارے خوف کے ہم زرد پڑ گئے خون خشک ہو گیا کبھی سانپ اور کبھی شیر
اور کبھی ریچھ آ آکر ہمکو ڈراتے تھے حضور تو فرمائین کہ آپنے کیا کیا اور اسم پڑھکر اختتام کو پہونچایا یا نہین
چلے آئے شاہزادے نے کہا کہ بھائیو مین کیا بیان کرون کیسا کیسا مجھکو ساحر نے بعد تمھارے سے چلے
جانے کے فریب دیا اور منت و خوشامد کی کہ کسی طرح یہ بولے اور بات کرے مگر مین نے کسی طرح بات
نکی اور نہ بولا ہر چند کہ اُسنے ایک حسین عورت بھی دکھائی وہ بھی ساتھ اُسکے کئی بار منت کیا کی کہ
مجھسے تو کلام کر مین عورت ہون اور تیرے عاشق ہو کے آئی ہون مین نے سنا بھی نہین کہ تو کہتی کیا ہی
اور ہی کون غرضکہ جسنے سب طرح چاہا مگر مین نے پڑھنا موقوف نہ کیا اور پڑھے گیا پھر تو اُسنے جو تھا
اظہار ہی کہ جانوران مہیب آزار رسان پیدا کیے وہ بھی مجھپر حملے کیا کیے مگر خدا نے استقلال عطا
فرمایا اور پانون میرے احاطے سے باہر نہ نکلے لغزش نہوئی جبکہ مین ختم کر چکا تو افراسیاب جادو کہ
وہی بانی طلسم تھا اُسنے طاؤس جادو کو بادشاہ کیا تھا میرے سامنے سے بھاگا مین نے بہ ہدایت لوح تیر سے
اُسے مارا اب کئی ہزار ساحر کہ ساتھ افراسیاب کے تھے میرے مطیع ہوے اور اسباب طلسمی لینے گئے
ہین مین ادھر تمھارے چھڑانے کو چلا آیا تھا لے جلدی چلو ایسا نہو کہ وہ آئین اور مجھکو نہ دیکھین تو تلاش کرتے
پھرینگے یہ کہکے لوح کا عکس ڈالکے دونون کو قید سے رہا کیا اور ہمراہ لیکر مکان سے باہر آئے یہان تو تمام
فسطر ساحرون کے ہین وہان جادوگر سامنے طاؤس جادو کے آئے اور سارا حال روبرو اُسکے کہا کہ
افراسیاب مارا گیا اور ہم سب نے ہاتھ باندھے جب اُسکے ہاتھ سے جانبر ہوے اور مال و گنج طلسمی اور
بارگاہ وغیرہ لینے کو آئے ہین چاہیے تمکو کہ جلد یہان سے چلے جاؤ کہ تمکو یاد کیا ہی کہ بہت جلد آئے ورنہ مین
خود آؤنگا اور زندہ نچھوڑونگا تو اب آپ یہ سمجھیے کہ جب افراسیاب ایسا ساحر اُسکا کچھ نہ کر سکا تو آپ کیا
کر سکینگے بس لازم ہی کہ مال و گنج و جواہر و بارگاہ وغیرہ سب تحفے طلسمی لیتے چلو اور اطاعت اُسکی اختیار
کرو ورنہ جان نہ بچیگی کہ وہ بہت بے ڈھب معلوم ہوتا ہی بگڑ جائیگا تو بنائے نہ بنیگی طاؤس جادو یہ سنکر گھبرا گیا
اور سب گنجہائے طلسمی کہ چالیس ہفت خفتانین یاقوت کی اور جواہر کا انبار بڑائے کا پڑا یہ اور بارگاہ افراسیابی
اور تیغہ بلارک افراسیابی اور اسلحہ بیشمار نادر روزگار اور جیغہ سرپیچ سب کچھ ہمراہ لیکر اور بار کرا کے
ساتھ لیا اور ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کیے پیدل تخت و تاج ساتھ لیکر چلا آیا اور دوڑ کے قدمون پر شاہزاد
کے گرا اور فرد تفصیل اسباب کی پیش کی اور تیغہ بلارک افراسیابی کو نذر دیا ملک قاسم نے باوجودیکہ
اتنا مال و اسباب تھا نظر بھی نہ کی مگر بلارک افراسیابی کو جو دیکھا تو کھینچکر میان سے دیکھنے لگے کہ قبضہ
اُسکا ایک ڈال یاقوت کا تھا دونون باگین کسا یا اور فولاد جوہر دار تھا اُسکا مثل پھول کے اور خوش قطع مانند
مصرع کے دیکھکر اُسکو نہایت شاد ہوے بڑی دیر تک ہاتھ مین لیے رہے اور دیکھا کیے بعد اسکے
طاؤس جادو سے کہا کہ سحر سے توبہ کر و کلمہ پڑھو اُسنے صدق دل سے کلمہ پڑھا اور ملت بیضا کو اختیار
کیا پھر تو کل لشکر اسکا کہ سات لاکھ ساحر تھے سب مسلمان ہوے اور بدل کلمہ پڑھا کوئی کافر باقی نہ رہا مگر تمام

ٹوٹے بت پتھر کے صدہا اور ہزارہا گلی کوچون مین مارے مارے پھرنے لگے اور ٹھوکرون مین اُڑنے لگے ہزار دن دُہرے بتخانے توڑے گئے منادر منہدم ہوئے مسجدین تمام شہر مین بنگئین اور مسافرخانے اور مدرسے بنا ہوئے کاروان سرائین تیار ہوئین ہر طرف دھوم دھام لشکر اسلام کی ہوئی آوازہ اذان کی ہر طرف سحر و شام بلند ہوتی تھی کئی دن کے بعد شاہزادے نے ملکہ ناہید سے عقد کیا اور شہر کو اُسکے سپرد کیا اور طاؤس جادوگر کو بدستور سلطنت پر قائم رکھا یعنی نیابت طاؤس کی اور بادشاہی ناہید کی کردی اور ترک جوشن پوش اور معظم خان بن بہرام گودرزین یاقوت کی دین اور دست راست و چپ پر بٹھلا لیا اب جشن ہورہا ہی اور عیش مین مصروف ہین کہ ایک دن بر سبیل مذکور معظم خان وغیرہ نے کہا کہ ای شہریار خوب یاد آیا جہان ہم قید تھے برابر اُسکے ایک گنبد اور ہی سُنا ہی کہ اُسمین قیدی بہت سے ہین اور سالہاسال گذرے ہین کہ رہا نہین ہوے ہین اگر مزاج مبارک مین آئے تو حضور انکو بھی رہا کرین شاہزادے نے جو یہ سنا فرمایا ابتک تمنے وہین کیون نہ مجھسے کہا مین پہلے اُنھین کو چھُڑاتا اور ابھی جاتا ہون اور اُنکو چھُڑاتا ہون بس یہ کہکے اُٹھ کھڑے ہوے اور ساتھ اپنے دونون رفیقون کو لیلیا اور رہائی قیدیان دائم الحبس کو چلے جبکہ قریب گنبد کے آئے تو دیکھا کہ گنبد بہت بڑا ہی اور اونچا اسقدر ہی کہ اگر بشر سر اُٹھاکے دیکھے تو دستار سر سے گر پڑے اور بڑا سا قفل دروازے مین اُسکے لگا ہوا ہی شہزادہ ملک قاسم نے دو اُنگلیان دروازے مین ڈال کے قفل جھٹکے سے توڑا اندر دروازے کو کھولا دونون رفیقون کو باہر ہی چھوڑا اور آپ اندر گئے اور داخل گنبد ہوے

داستان ملاقات ہونا شاہزادہ علمشاہ رومی سے اور نہ پہچاننا علمشاہ کا اُنکو پھر پہچان کے رونا دونون کا اور آنا نگار جادو کا اندر گنبد کے کہ جو علمشاہ پر عاشق ہوکر لائی ہی اور انکار وصل پر یہان قید کیا ہی بعد رد و بدل ملک قاسم کا اُسپر حملہ آور ہونا اور اُسکا بے بس ہوکر علمشاہ کو عقاب بنکر اُٹھا لیجانا اور قاسم کا روتے رہجانا اور پھر سمجھانے سے دونون رفیقون کے چلے آنا اور سامان شاہی سے طرف لشکر صاحبقران کے مع گودرزادین حمزہ صاحبقران زمان جانا اور رخصت کردینا اپنے نانا خسرو خان خاوری کو طرف خاور کے اور خود جانا بیان کیجاتی ہی

جبکہ قاسم اندر گنبد کے آنے تو ایک باغ دیکھا کہ تعریف مین جسکی زبان ناطقہ لال ہی اور تعریف محال ہی اشعار

نمایان شد بہ چشمش طرفہ باغی
گزند بر دل ارم را بود داغی
شکستہ گل ز غنچہ در عماری
نفر قش نارون در چتر داری

ز نابود سایہ بیدش ہزاران
طپیدہ ماہیان در جوی باران
ز لطفش معدن فیروزہ ناب
بہ انہارش خضر شد طالب آب

بہ تن اثمار شیرینش توان بخش
ہوائیش چون دم عیسیٰ روان بخش

خوب سیر کی مگر غنچۂ دل کو شگفتگی حاصل نہوئی القصہ ایک مقام پر شاہزادہ عالیمقام نے ٹھہر کر آرام لیا ادھر اُدھر دیکھنے لگے ایک گنبد اور نظر پڑا کہ اُسکے اندر سے ایک آواز خفیف سی آتی ہی گویا کسی نحیف و ضعیف کی صدا ہی اور یہ ثابت ہوتا ہی کہ جیسے کوئی کنوئین مین بولتا ہی انکو آواز سنکر صدمہ ہوا اور اُسکی آواز دردناک سے دل انکا پگھلا اور گداز ہوا بس تیئ اُٹھکے قریب گنبد کے آئے اور لوح کے ہاتھ سے دروازہ اُس گنبد کا کھولا اندر گئے دیکھا کہ بہت وسعت ہی اور ایک شخص ضعیف و ناتوان زرد رنگت ناخن و بال بڑھے ہوے چپ چپ لیٹا ہوا ہی

اور ایک سِل پتھر کی سینے پر اُسکے رکھی ہوئی ہی اُسکے بار سے کروٹ لینے کی مجال نہین ہی اور بلکہ سانس
لینا بھی دُشوار ہی ملک قاسم کو یہ دیکھکر حال پر اُسکے رحم آیا اور اُس سِل کو سینے پر سے جدا کیا اور کمال شفقت
و مہربانی سے کہا کہ ای عزیز اب اُٹھ مین نے وہ قید سینے کی جدا کر دی اپنے احوال سے مجھے واقف و
آگاہ کر کہ کس جرم سنگین پر یہ قید تیرے واسطے ہوئی کہ قریب بہلاکت ہی اور نام تیرا کیا ہی کہان کا باشندہ
ہی اور مذہب و ملت کیا رکھتا ہی اور وہ کون بیدرد ہی کہ جسنے تیرا یہ حال کیا یہ جو ملک قاسم نے کہا
اور سِل کو سرکا دیا تو وہ جوان اُٹھ بیٹھا اور یہ رستم ہی یعنے علمشاہ باپ ملک قاسم کے مگر دونون مین
سے کسی نے کسیکو نہین پہچانا اور ایک نے دوسرے کو بیگانہ جانا جبکہ علمشاہ رومی ملک قاسم سے
کہنے لگے کہ صاحبزادے خدا آپکو عمر طبعی کو پہونچائے اور بہت شاد و آباد رکھے اُسوقت وہ ایذا اُٹھائی
کہ بیان نہین ہو سکتی اور جبسے مین قید ہوا ہون یہ سِل میری چھاتی پر رہتی ہی مگر تو نے میری جان کو بچایا
لیکن یہ تو کہو کہ مان باپ نے تیرے کیونکر کنارہ کیا اور جبر کی سِل تیری مفارقت مین اُنھون نے اپنے
دل مضطرب پر رکھلی اُنکا کیا کلیجہ ہی کہ اُنھون نے تجھکو یہان آنے دیا اب بتاؤ کہ گل کس گلستان عالیشان
جنت نشان کے ہو اور چراغ کونسے شبستان اور ماہ کس آسمان شوکت شان کے ہو قاسم نے یہ سُنکے
جواب دیا کہ ای شاہ صاحب مین اسکا حال بھی کہدونگا مگر پہلے تم اپنے حال سے واقف کرو کہ تمھارا یہ
حال کسنے کیا اُسکا کیا نام ہی اور کون ہی انسان ہی یا کہ کوئی بلیّات و خبثیات سے ہی یا کہ ساحر ہی علمشاہ نے
کہا صاحبزادے حال میرا یہ ہی کہ ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا زنگار جادو ہی وہ مجھپر فریفتہ و شیدا ہی
وہی مجھکو یہان پکڑ لائی ہی بزور سحر یہان لاکے مجھسے کہنے لگی کہ تو مجھکو قبول کر مین نے اُسکا کہنا نہ کیا اُسنے
یہ قید مجھپر کی تاکہ ایذا کی برداشت نہ لائے اور کہنے کو میرے مان لے قاسم نے کہا آخر وہ کہتی کیا ہی
جواب دیا کہ وہ کہتی ہی کہ میرے ساتھ حرام کرو قاسم نے کہا اگر وہ حرام کو کہتی ہی اور تمکو حرام کرنیسے
عار ہی تو پھر اُسکو حلال کیا ہوتا اپنی جان بچائی ہوتی اور اب بھی کچھ نہین گیا ہی جان کا بچانا ضرور ہی ساتھ
اُسکے سو بھی رہو برائی کیا ہی یہ کونسی جہالت ہی کہ اُس سے رستگاری کا اختیار تو ہی نہین اور انکار کیے
جاتے ہو اگر اختیار رہتا تو مضائقہ نہ تھا علمشاہ نے یہ باتین سُنکر کہا کہ خیر بہت اچھا جیسا ہوگا مین کرونگا
لیکن تم اب یہان سے چلے جاؤ کیونکہ اُس ساحرہ کے آنے کا وقت ہی کہین ایسا غضب نہو کہ وہ آجائے
اور تمکو مجھسے باتین کرتے دیکھ لے اور مجھکو قید سے آزاد پائے تو پھر تمکو بھی وہ آزار پہونچائے قاسم
نے کہا کہ اگر آتی ہوگی تو آنے دو وہ میرا کیا کر سکتی ہی کیونکہ مین نے ترک جوشن پوش اور معظم خان
بن بہرام گرد کو زیر کیا ہی طلسم افراسیابی کو توڑا ہی افراسیاب جادو کو مارا جیسا وہ ساحر زبردست تھا
لوگ جانتے ہین اب لاکھون ساحر میرے تابعدار ہین جیسے وہ ساحر ہین ویسی ہی وہ بھی ہوگی اور کیا وہ اس
طلسم کی رہنے والی نہین ہی کہ میری اطاعت و فرمانبرداری سے باہر ہوگی ایسا کبھی نہوگا کہ وہ مجھسے لڑے
اور میرے آنے سے وہ خفا ہو تم نہ گھبراؤ علمشاہ نے کہا کہ فی الحقیقت تمھارا مثل نہین کہ اتنی سی عمر مین
بڑے بڑے تمنے کام کیے مگر وہ ساحرہ یہان کی رہنے والی نہین ہی کہ تمھاری مطیع ہوگی اُسنے مجھکو لاکر یہان
رکھا ہی اس سبب سے وہ یہان آتی ہی ورنہ یہان سے اُسکو کیا کام ہی لیکن جہان تمنے یہ احسان مجھپر کیا ہی
ایک احسان اور کرو کہ اگر جانا تمھارا طرف ترکستان کے ہو تو باپ سے میرے جاکے یہ کہدینا کہ بابا جان تمھارا

فرزند بڑی مصیبت مین ہی یہ تمھاری بد دعا کا اثر ہی للہ قصور کو میرے معاف کرو کہ عذاب میرا کٹے اور زندگی ہو ورنہ مین مر جاؤنگا قاسم نے کہا کہ یہ تو بتلاؤ کہ گھر تمھارا کہان ہی علمشاہ نے کہا کہ صاحبزادے گھر میرا امیر حمزہ صاحبقران کے لشکر مین ہی وہین تم جاکے پوچھ لینا قاسم نے کہا کہ عزیز تمھارا کون ہی نام بھی بتلا دو تا کہ لشکر اسلام مین مجھے زیادہ تلاش نہ کرنا پڑے علمشاہ نے رو کے کہا کہ وہان میرے بھائی باپ عزیز اقربا ہین ملک قاسم نے کہا کہ پھر نام تو انکا بتلاؤ علمشاہ نے کہا کہ نام میرے بڑے بھائی صاحب کا عمرو بن حمزہ ہی اور وہ یونان مین پیدا ہوے ہین اور میرے باپ کو زلزلۂ قاف کو حِک سلیمان بھی کہتے ہین مگر نام انکا امیر حمزہ صاحبقران ہی اور وہ داماد نوشیروان کے ہین ملک قاسم نے کہا کہ تم بھی تو اپنا نام بتلاؤ اُنھون نے کہا کہ نام میرا رستم پیلتن و پیلکن علمشاہ رومی کُشندۂ قویل و دویل و کشندۂ کپتیان فرنگی ہی یہ سُنا تھا کہ ملک قاسم بے اختیار ہوکے دوڑ پڑے اور گلے مین ہاتھ حمائل کر دیے سینے سے علمشاہ کے لپٹ گئے اور زار زار مثل ابر بہار کے رونے لگے اور کہنے لگے کہ اِی والد بزرگوار و اِی پدر عالیمقدار یہ کیا ظلم و ستم ہی کہ آپ نے غلام کو نہ پہچانا افسوس صد افسوس ہین آپکا فرزند ملک قاسم ہون جو کہ خاور مین ملکہ خورشید خاوری کے بطن سے پیدا ہوا تھا یہ سنکر رستم نے بھی آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور شاہزادہ خاور سپاہ کو اپنے سینے سے لپٹا لیا اور اسقدر روئے کہ دونون کی حالت غیر ہو گئی اور بیہوشی طاری ہو لی ہچکی لگ گئی کون ہی جو انکو چھڑائے یہ تو بابا جان کہکے روتے ہین اور وہ فرزند کہکے جان کھوتے ہین آخر کار دونون کو غش آ گیا بڑی دیر تک دونون فرش خاک پر پڑے رہے بعد ایک عرصے کے غش سے چونکے تو رستم نے کہا کہ اِی فرزند اب تم جاؤ اور میرے بھائی سیارہ سے بھی حال میرا کہدینا اور شہر خاور مین بھی سب کو میری طرف سے جو بڑے ہین انکو بندگی اور جو چھوٹے ہین انکو دعا کہنا لو خدا حافظ اب وہ لگانہ ضرور آئیگی تم یہان ہرگز نہ ٹھہرو چلے جاؤ ٹھہرنا تمھارا اچھا نہین ہی ملک قاسم نے کہا کہ اِی پدر بزرگوار آپ یہ کیا بار بار ارشاد کرتے ہین مین سیارہ سے سنکر خاص آپکی رہائی کے واسطے تو طلسم مین آیا اُسے فتح کیا ورنہ یہان میرا کیا کام تھا اور کیون آتا کیسا مال طلسمی اور ہاتھ کیسے تھا اب جو مین نے آپکو اسطرح دیکھا ہی تو بغیر آپکے لیے ہوے مین نہ جاؤنگا اور یہ ہو سکتا ہی کہ میرے ہوتے وہ آسکے پھر آپکو قید کرے اور مین دیدہ و دانستہ ظالمہ کی قید مین چھوڑ کے چلا جاؤن ہنوز یہی گفتگو تھی کہ ایکبار زمین کو زلزلہ ہوا اور وہ سارا طبقہ تھرایا اور ہوا ایسی تند و تیز چلنے لگی جیسے آندھی زور و شور سے آتی ہی قاسم گھبرا کر دیکھنے لگے ایک دم نہ گذرا تھا کہ وہ ساحرہ زنگار جادو اژدر پر سوار شعلے ناک اور منھ سے نکلتے ہوے آگ کے سو جو دھونی پہلے تو دروازہ گنبد کا کھلا ہوا دیکھ کے گھبرائی اب اندر آکے یہ دیکھا کہ رستم بیٹھے ہوے ہین اور ایک لڑکا کمسن پاس انکے بیٹھا ہوا ہی بس دیکھتے ہی آگ ہو گئی اور رستم سے کہنے لگی کہ ارے یہ کون تیرا حمایتی آیا ہی سچ بتا رستم نے کہا کہ ارے قحبہ اب تجھسے تو کیا پوچھتی ہی ٹھہر تو جا دیکھ تو کہ جیسا تو نے میرا حال کر رکھا ہی ویسا ہی آزار تجھکو پہونچاتا ہون نوبت تیری ہو چکی اب باری میری ہی یہ جو رستم نے کہا تو زنگار جادو بولی کہ خیر جو تیرا دل چاہے میرا حال کرنا اور ذرہ میرا بنا نا مین بھی تیری رستمی دیکھ لونگی مگر یہ تو بتلا کہ یہ تیرا کون مددگار غمخوار آیا ہی رستم نے کہا کہ انکو کیا پوچھتی ہی یہ تیرے

ارجمند ہین اور میرے چھڑانے کو آئے ہین انھون نے تو یہ کہا اور ملک قاسم نے یہ گفتگو سنکر اُس ساحرہ سے
کہا ارے ماچہ جہنی سُن تو سہی یہ کیا تیری حرکت ہی کہ جس بندہ خدا کو چاہتی ہی اُسکو اُٹھا لاتی ہی اور اذیت دیتی
ہی اسکی کیا وجہ ہی تجھکو خوف نہین آتا کہ ان لوگون کا کوئی جسوقت پوچھنے والا آیا تو اُسے کیا جواب دونگی
اور وہ جیتا چھوڑیگا یہ سُنکر زنگار جادو نے کہا کہ چھوکرے تو تو کچھ باپ سے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہی
بڑا زبان کا تیز ہی ارے مار تجھکو یا اپنی جان بچا بڑا پوچھنے والا یہ کہکر رائی سرسون مٹر کے دانے جھولی
سے نکالے کہ زیر بغل کیے ہوے تھی اور سحر پڑھکر ملک قاسم کی طرف پھینکے وہ سب بسبب برکت
لوح کے بلا گردان ہوکر رہگئے کچھ اثر نہوا یہ ماجرا دیکھکے زنگار جادو بدحواس ہوئی اور ڈری کہ شاید یہ بھی
سحر و ساحری مین دخل کامل رکھتا ہی جب تو اسنے میرے سحر کو رد کر دیا اور سحر میرا اُسپر کارگر نہوا بس خوف زدہ
ہوکر بھاگی ملک قاسم نے تیغہ پلارک افراسیابی کو علم کیا اور پیچھے اُسکے دوڑے اور کہنے لگے
کہ کہان میرے ہاتھ سے بھاگ کر جائیگی بغیر مارے نہ چھوڑونگا پیچھے تو وہ ادھر اُدھر چہار طرف بھاگتی
پھری اور قاسم کو حیران کیا کسی طرح زد پر نہ آئی اب ملک قاسم نے شانے سے کمان لی اور تیر کو
اُسمین پیوستہ کیا نشانہ باندھنے لگے جبکہ اُسنے یہ معرکہ دیکھا سمجھی کہ اب جان نہ بچیگی جلدی سے دوڑ کے
علمشاہ پاس آئی اور اسم سحر دم کیا کہ یہ بے حس ہوے خود پنجہ بنکر سحر سے غائب کرکے علمشاہ کو لے اُڑی
اب قاسم تیر کسے مارین کہ وہ دکھائی نہین دیتی اور علمشاہ اونچے ہوتے چلے جاتے ہین قاسم
نے ایک چیخ ماری اور ہاے بابا جان کہکے رویا کیے اور پکارا کیے وہ بھی قاسم کو پکارتے تھے
اور روتے تھے یہانتک کہ نگاہون سے ایک دوسرے کی چھپ گئے اب ملک قاسم نے
اپنے کو خاک پر گرا دیا اور حال اپنا بہت بُرا کیا روتے روتے بیہوش ہوگئے کسی طرح ہچکی نہ تھمتی
تھی خاک پر تڑپنے لگے آواز دردناک انکے رونے کی باہر بھی گئی کہ ترک بن توسن اور شہزادہ
معظم خان بن بہرام گرد نے سنی وہ دونون گھبرا کے اندر چلے آئے اور شہزادہ ملک قاسم کو
خاک پر سے اُٹھایا اور پانی لاکے منھ دُھلایا اور حال سنکر تشفی دی کہ خدا کو یاد کیجیے وہ مالک و حافظ
ہی تو کوئی کیا کر سکتا ہی خدا کو منظور ہوگا تو پھر ملینگے اب نہ روئیے اور صبر کیجیے انکے سمجھانے سے غم
ملک قاسم کا کم ہوا اور باہر اُس در گنبد کے آئے اور ایک شخص باہر درۂ طلسمی کے واسطے
بُلانے سیارہ کے روانہ کیا سیارہ جبسے کہ ملک قاسم طلسم کشائی کو آئے تھے درۂ کوہ سے
نہین ہٹا تھا وہین کھانا پینا اختیار کر لیا تھا جبکہ حجاب طلسمی برطرف ہوا اُسی وقت سے یہ اندر چلے
آئے تھے راہ مین آدمی شہزادہ ملک قاسم کا ملا ساتھ اُسکے پاس ملک قاسم کے آئے پھر تو
قاسم نے سب حال علمشاہ کا سیارہ سے بیان کیا بعد چند روز کے طاؤس جادو اور ملکہ
ناہید سے رخصت ہوے اور باہر طلسم کے مع بارگاہ اور خزانہاے طلسمی آئے اور شاہزادہ گورزاد
بن حمزہ صاحبقران سے ملاقات کی ترک توسن اور معظم خان کو حکم دیا کہ فوج نوکر رکھو اور لشکر جمع
کرو اُنھون نے حکم جاری کیا اور بھرتی شروع کی ملک قاسم نے لاکھ سوار آزمودہ کار جما سے
اور آپ ایک زرہ یاقوت کی پہن لی اور شاہزادہ گورزاد بن حمزہ کو بدستور تخت شاہی پر قائم رکھا
داہنی طرف معظم خان تو بائین جانب ترک زرہ پوشش کو کیا اور آپ نقاب سرخ منھ پر ڈالکے

فوج بے قیاس سے طرف ترکستان کے روانہ ہوے خسرو خان خاوری نے بہت کہا کہ ای فرزند اب تم جاتے ہو واللہ یعلم کہ کب آؤ اور دیدار فرحت آثار دکھاؤ چاہیے کہ پہلے خاور مین ہوتے چلو اور ملکہ خورشید خاوری کو اپنا جمال دکھاتے جاؤ ملک قاسم نے کہا کہ نانا جان آپکو اور والدہ کو حوالے خدا کے کیا مین ابھی نہین جا سکتا ہون پھر آؤنگا اور آپ اب یہان سے خاور کو جائین اور ہمارے آداب خدمت مین والدہ کی کہین اور جو ہمکو پوچھے سلام ہمارا کہدیجیے گا اور خزانۂ طلسمی سے بہت کچھ دیا کہ یہ عزیزون کو اور یگانون کو ہماری طرف سے دیجیے گا خسرو خان تو ناچار و مجبور طرف خاور کے روانہ ہوے اور یہ جانب ترکستان براے مقابلۂ ترک توسن روانہ ہوے

داستان ترک توسن یلطاقی کی بیان ہوتی ہے

کہ اسکو خبرون پر خبرین پہونچتی ہین کہ تیرے بیٹے ترک جوشن پوش کو یون قاسم نے زیر کیا اور طلسم افراسیابی کو بھی فتح کیا اور اب با فوج بسیار آنے والا ہے بس یہ دل مین اپنے قائل ہو گیا کہ بیشک سلطنت کو بہت جلد زوال ہوگا اور زندگی بھی دشوار و محال ہے کچھ دنون کا کارخانہ ہے یہی تیرا قاتل ہے جبکہ بہت خوف اسپر غالب ہوا تو اسنے گھبرا کر کاہنون اور رمالون کو بلایا اور پوچھا کہ تمکو کیا ثابت ہوتا ہے کہ یہ لڑکا زوال سلطنت کا باعث تو نہین ہے یا کہ یہی ہے اُن سب نے اپنے طریقون مین دیکھکر ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای شاہ ترکستان اسی کے ہاتھ سے تجھکو امان نہین ہے اور وہ یہی ہے جسکی خبر ہم لوگون نے آپکو دی تھی یہ سنکر اسنے نجومیون سے کہا کہ بیہودہ میرا کیا کر سکتا ہے اور تم دیکھ لینا کہ کیسا محاربہ ہوتا ہے اور اس اپنے بیٹے ترک کو تو کیسی سزا دیتا ہون اور عذاب الیم مین مبتلا کرتا ہون کہ یہ بھی یاد کرے کہ مسلمانون سے ملنے کی یہ سزا ہوتی ہے یہ کہکر ترک نے چوالیس لاکھ کا لشکر ساتھ لیا اور دو کوس ترکستان سے آگے بڑھکر مقام کیا یہان ملک قاسم طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوے قریب ترکستان کے پہونچے اور پانچ کوس ہٹکر مقام کیا کہ انکو خبر ملگئی تھی کہ اب یہان سے چار یا پانچ کوس پر شہر سے باہر ترک توسن آپکے مقابلے کے لیے فوج کثیر سے اترا ہوا ہے ملک قاسم کو جب یہ خبر پہونچی تھی تو یہ اسوقت پاس گورزاد بن حمزہ کے بیٹھے ہوے تھے جواب دیا کہ اگر بعزم پیکار شہر سے نکلا ہے تو اُسنے دو ہم خود اُسکے مقابلے کو آے ہین اور وہان سے اُٹھکے اپنی بارگاہ افراسیابی کی طرف کہ ہر منزل پر بپا ہوتی چلی آتی ہے چلے آتے تھے کہ اثناے راہ مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمر زنجیر کا بند پکڑکر ہوا ہوا ہوگیا یہ حال دیکھکر لشکر اسلام مین سناٹا ہوگیا سب کے چہرون کی رنگتین اُڑ گئین اندیشۂ جان ہوا کہ اب دیکھیے ترک توسن پوش کے ہاتھ سے کیونکر جانبری ہوتی ہے جبکہ ہراس زیادہ ہوا اور لوگ چہار طرف ڈھونڈھ کے پھر آئے اور کہین پتا شاہزادۂ عالی تبار کا نہ لگا سب کہنے لگے کہ اب زندگی یہان ٹھہرنے مین نہوگی اور وہ لوگ کہ جنکو ابھی نوکر رکھا ہے ملازم تو ہین سب سے زیادہ گھبراے ہوے ہین گو کہ ابھی کوئی آفت نہین آئی ہے اور شہزادۂ ملک قاسم کے گم ہونے کو عرصہ نہین ہوا تھا مگر طرفی سے اُن بہادرون کے واقف نہ تھے کہ یہ مؤید من اللہ اور خسرو ذیجاہ ہین انپر مدد خدا رہتی ہے سب آمادہ ہوے کہ کہین ہٹ چلو اور علیحدہ ہو رہو تا کہ جان بچے اور شہریار ہمارا آ جائے تو اُسکے ہمراہ ہو لین مگر معظم خان نے جو یہ رنگ لشکر کا اپنے دیکھا اور ہراس مین سب کو مبتلا پایا ہر ایک کی خاطر جمع کر دی اور کہا کہ صاحبو کیون

ڈرتے ہو خدا کو تو نہ بھولو مقابلہ ترک سے مین کرونگا اگرچہ شاہزادہ میرا نہین ہی وہ بھی آجائیگا مین تو ہیون کم
کاہیکو بھاگے جاتے ہو اور ڈرتے ہو یہ جب معظم خان نے کہا تو ہر اس فوج کا برطرف ہوا اور بھاگنے سے باز رہے
استقلال پیدا کیا اور وہان ہرکارون نے جاکر ترک توسن پوش کو خبر دی کہ اب وہ لڑکا لشکر مین نہین
ہی نچہ اسکو اُٹھا لیگیا بس ترک توسن یلطاقی نے طبل جنگ بجوا دیا ہرکارون نے خبر اہل اسلام کو
دی معظم خان نے بھی بادشاہ سے اجازت لیکر لشکر مین اپنے طبل بجوا دیا رات بھر طرفین مین تیاری رہی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے باہم دیگر صفین باندھکر مقابل ہوئے نقیب نہیب دیکر چلے گئے
تھے کہ ترک توسن یلطاقی خود مرکب کو چھیڑکر میدان مین آیا اور للکارا کہ ای فرقۂ اسلامیان ویزدان شناسان
میدان ہمارا ہی یہ سنکر ترک جوشن پوش نے اپنے گھوڑے کی باگ کو اشارہ کیا اور مرکب پرے سے
نکالا ادھر سے یہ چلا اور دوسری جانب سے معظم خان بن بہرام نے اپنے مرکب کی باگ کو جھٹکا دیا
اور پرے سے مرکب نکالا مگر یہ جو دیکھا کہ ترک کسی قدر پیشقدمی کرچکا ہی تو باگ کو روکا مگر ترک جوشن پوش
نے شاہزادہ عالی تبار کو مجرا کیا مرکب سے اُترکے اجازت میدان چاہی شاہ نے بخت کو بیچ کروا دیا
اور ترک جوشن پوش کو سینے سے لگایا اور تعریف جرأت کی پھر کہا کہ ای بہادر تم مجھکو بادشاہ
اپنا اگر جانتے ہو تو میرے حکم کے تابع ہو تو اور کو جانے دو کیونکہ تم بیٹے ہو اور یہ ترک توسن
تمہارا باپ ہی یہ سب جانتے ہین شاہزادہ ملک قاسم بھی جبکہ آئینگے تو سب کو الزام دینگے کہ تم
تھے لشکر مین اور پھر باپ بیٹے سے لڑائی ہوگئی اور تمنے نہ روکا اس سے یہ بہتر ہی میرے لیے کہ مین
خود جاؤن اُسنے کہا کہ ای شہریار آپ ملاحظہ فرمائین کہ ہمکو سارا عالم برا کہیگا اور سب جانینگے کہ
یہ بڑا نامرد تھا کہ اپنے سامنے شاہ کو لڑوایا اور آپ منہ دیکھا کیا دوسرے مین نکل بھی چکا ہون
یہ بھی آئین ہی آپکے یہان کا کہ جو کوئی پہلے نکلتا ہی وہی لڑتا ہی اور رہا سوال اسکے مین اُس سے لڑنے کو
نہین جاتا ہون بلکہ سمجھانے کو چلا ہون آپکو کوئی الزام نہ دیگا القصہ ترک جوشن پوش نے شاہزادہ
گوہر نژاد بن حمزہ سے اجازت لی اور سیدھا گھوڑا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا اور ترک توسن نے
جو دیکھا کہ بیٹا میرا مجھسے لڑنے کو آیا ہی تو اسکو دیکھکر ایسا غصہ آیا کہ تھر تھرانے لگا مگر ترک جوشن پوش
جو سامنے باپ کے آیا تو عوض نگاورزی کے بہت فروتنی سے سلام کو خم ہوا اور سر جھکاکر مثل گنہگارون کے
اور ندامت زدون کے کھڑا ہوا ترک توسن نے یہ دیکھکر کہا کہ او موذی اور ناشدنی اب تو مجھکو کیون سلام کرتا ہی
کیونکہ تو نے پرستش تو خداوندان لات ومنات کی چھوڑ دی ہی سے اب تجھکو علاقہ کیا ہی اور سلام کرنا نہ چاہیے
اور پہلے اس بات کا جواب دے کہ مین نے تجھکو کس لیے بھیجا تھا اور گیا تو کہان تھا ارے مین نے
تجھکو اس واسطے بھیجا تھا کہ تو جاکر مسلمان ہو جا اور وہین رہنا اختیار کر اور اب یہ بتا کہ تیرا حال کیا کرون اور
کیا سزا نافرمانی کی تجھے دون ترک بن توسن نے یہ سنکر کہا کہ ای پدر بزرگوار مین نے برا کیا کیا بلکہ
بہت اچھا کیا کہ مذہب باطل کو چھوڑکے دین حق اختیار کیا اور حقیقت مین کہ خدا وہی ہی جس کو کسی نے
نہین دیکھا اور قدرت اُسکی ہر چیز سے ہویدا ہی اور باقی وہ سب خداوند کہ جنکی پرستش آجتک کی تھی
اور آپ اب بھی کرتے ہین یہ کچھ اصل نہین رکھتے اور بت ہین کہ سنگ تراشون نے انکو بنایا ہی اگر انکی ناک
کاٹکر شہد لگائیے تو مکھیان تک وہ اپنی نہ اُڑا سکینگے پھر جو انکو خدا جانے اور سجدہ کرے تو سراسر خلاف عقل ہی

آپکو بھی چاہیے کہ کلمۂ ایمان ورد زبان فرمائیے اور مکافات کو اپنے خدا سے معاف کرائیے دنیا چند روزکی ہی
اسکا کچھ اعتبار نہین ہی عقبیٰ کو پاک کیجیے اور مسلمان نہوتے ہین خسر الدُنیا والآخرہ ہیں یہ دیکھیے کہ جسوقت سے
آپنے اسلام اختیار کیا تھا سب طرف سے مُطمئن ہوے تھے ساری فکرین آپکی بدل بخوشی ہو گئین تھین اور
سب اہل اسلام وقت مصیبت مین آپکے شریک ہونگے اور ماسوا اسکے یہ تو اپنے دل مین سوچیے کہ امیر
حمزہ صاحبقران گیتی ستان نے کیسا احسان آپ پر کیا ہی کہ بادشاہی ترکستان کی آپکو دی ہی اگر
انصاف کیجیے تو اُنکے احسان سے سر آپکا اُٹھ نہین سکتا اور اب بھی کچھ نہین گیا ہی آپ میرے ہمراہ
تشریف لیچلیے مین بادشاہ سے آپکو ملوادون اور آپکو اپنے ساتھ لیچلون یہ کلمات سنکر ترک توسن کو
غصہ آیا اور نیزہ سینۂ بے کینۂ ترک جوشن پوش پر مارا ترک نے نیزے کو نیزے پر کاٹا اور برکت
اسلام سے بائیسوین طعن مین نیزہ ترک توسن کا نکالدیا اُسنے خفیف ہوکر غصے سے تلوار ماری کہ
ترک بن توسن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا اور چار اُنگل سر مین اُتر گئی دوسرا
وار تلوار جھنجھنا کے نکل گئی بادشاہ نے جو یہ حال دیکھا لوگون سے کہا کہ ارے ترک زخمی ہوا لاؤ اُسے
لوگ دوڑے وہان ترک توسن نے اُسے زخمی دیکھکر دوسرا وار کیا ابکی ترک بن توسن نے خالی دیکر
خود بھی تیغۂ آبدار کھینچکر بقوت تمام وار کیا ترک توسن نے سپر سامنے کی اور سر کو عقب مین سپر کے چرایا
مگر تلوار نے سپر کو کاٹا وہان سے عیال مرکب پر گری اور گھوڑے کو زخمی کیا گھوڑا تاب زخم کی نہ لایا
اور گر کر تڑپنے لگا ترک توسن کو دوڑ کر ملازم اسکے اسے پیدل دیکھکر اور گھوڑا لیکر دوڑے
ترک توسن جبتک گھوڑے پر سوار ہو بادشاہ کے لوگ بھی پہونچ گئے اور ترک جوشن پوش
کو سمجھا بجھا کر فرمان شاہی سے ڈرا کر پھیر لائے وہان ترک توسن نے گھوڑے پر سوار ہوکر پھر مبارز
طلب کیا ابکی معظم خان بن بہرام گرد بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور ہنگامہ ہوے
بعد اسکے ترک توسن نے تیغہ مارا معظم خان نے سپر پر روکا اور خود بھی وار کیا دو دو تین تین ہاتھ
چلے تھے کہ ایک مرتبہ قدرے سر معظم خان کا زخمی ہوا ابن بہادر نے بھی جو غصے مین آکر تلوار ماری
ترک توسن بھی زخمی ہوا ابکی بار جو ترک توسن بلطائف سے تلوار ماری معظم خان تو بچے مگر گھوڑا
مارا گیا ملازمان لشکر اسلام اور گھوڑا لیکر دوڑے مگر جب تک وہ آئین معظم خان نے ترک
کے گھوڑے کو بھی پکڑ ڈالا اُسکے بھی ملازم گھوڑا لیکے چلے پہلے معظم خان کا مرکب آگیا یہ جست
کرکے سوار ہوے اُتنے عرصے مین ترک کا گھوڑا بھی ملازم لائے وہ سوار ہوا اسوقت لوگون نے
ترک توسن سے کہا کہ اے شاہ کاہن و منجم منع کرتے ہین لڑنے کو کہ آج ستارہ اچھا نہین ہی اگر آپ
اسوقت چلے نہ آئینگے تو کیا عجب ہی کہ ایذا پہونچے اور آپ تکلیف مین مبتلا ہون یہ سنکر ترک توسن نے
طبل بازگشت بجوادیا اور پھر کے اپنے لشکر مین آیا اور سب کو پھیر لایا یہ دیکھکر معظم خان بھی اپنے
لشکر مین چلے آئے اور خدمت مین شاہزادہ گورزاد کی حاضر ہوے گورزاد بن حمزہ صاحبقران سب
ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوے وہان بعد تھوڑی دیر کے سب ترکون نے دیکھا کہ لشکر اسلام
ایک جانب بھاگا جاتا ہی اور سب خوشیان کرتے ہوے دوڑے چلے جاتے ہین یہ دیکھکر ترک توسن
نے خبر کی اُسنے حکم دیا کہ تم لوگ دریافت کرو کہ یہ سب کہان دوڑے جاتے ہین لڑائی آج موقوف ہی

پھر بھاگنے کا کیا سبب لوگ اسکے خبر کو گئے اور صورت یہ تھی کہ ملک قاسم کو جو بچہ لیگیا تھا تو باعث اُسکا
یہ تھا کہ خان اعظم جو چھپکر غار افراسیابی مین بیٹھا تھا تو ساحرون کو اُسنے جمع کیا تھا اس ارادے پر
کہ امیر حمزہ صاحبقران جہان سے مقابلہ کرونگا جب اسے یہ خبر پہونچی کہ امیر یہان نہین ہین اور ترکستان
مین ترک توسن نے بت پرستی جاری کی ہی تو اسنے تامل کیا کہ اب جانا کیا ضرور ہی امیر تو وہان ہین نہین
ہم اور ترک توسن ہم مذہب ہین اور یہ بھی یقین ہی کہ جسوقت مین ترکستان مین جاؤنگا ترک توسن
ضرور مجھکو نذر دیگا اس سے یہی بہتر ہی کہ ابھی نہ جاؤن مگر اب جو اسنے یہ خبر سنی ہی کہ گورزاد بن حمزہ او
نبیرہ صاحبقران ترک توسن پر چڑھ گئے ترک توسن بھی مقابلے کو نکلا ہی یہ خبر سُنکے خان اعظم نے
ایک ساحر کو حکم دیا کہ جلد جاکر تو قاسم کو اُٹھا کر ہمارے پاس لے آ ہم بھی تو دیکھین کہ وہ کیسا جوان ہی
اور کسطرح کے دست و بازو رکھتا ہی بس اسکے حکم سے وہ ساحر آیا اور قاسم کو اُٹھا کر لیچلا راہ مین
قاسم نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اور ہمکو کہان لیے جاتا ہی اُسنے کہا کہ تجھکو خان اعظم نے بلایا ہی مین
اُسکے پاس تجھکو لیے چلتا ہون ڈرتا کیون ہی قاسم نے نام خان کا سُنکر کہا کہ وہ کیا گیدی ہی جس سے
مین ڈرونگا یہ تو بہت بہتر ہوا جو اُسنے مجھکو بلایا دادا جان کے سامنے سے وہ بھاگا تھا جب بچا مین
چلکر اُسکو قتل کرونگا غرضکہ بچہ نے قاسم کو غار افراسیابی مین سامنے صلصال کے چھوڑا قاسم
نے خان کو دیکھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا خان نے کہا او لڑکے تو کسکو یہان خدا پرست سمجھا ہوا ہی
جو اسطرح سلام کرتا ہی اور تو نہین جانتا کہ ہم سب بندے لات و منات کے ہین ہمارا اسلام کرنے کا یہ
آئین نہین ہی تو نے خداے آسمان کا نام لیکر سلام کیا اور کچھ خوف ہمارا نہ کیا بس تیرے لیے
بہتر ہی اسی مین ہی کہ لات و منات کو سجدہ کر نہین تو تیرے حق مین بہت بُرا ہوگا اسے اپنے دل مین
خوب طرح سمجھ لے اور بار بار اُٹھیگا یہ جو قاسم نے سنا تو صدہا بار لات و منات پر لعنت کی اور خان اعظم
کو بھی کلمۂ سخت کہے وہ سنتے غصّے مین آکر اپنے لوگون سے کہا کہ جاکر اس لڑکے زبان دراز کو قتل کرو
بڑا بد زبان ہی کہ جناب مین خداوندون کی بے ادبی کرتا ہی ملازمون نے صلصال کے جلاد کو پکارا
وہ اُسی وقت حاضر ہوا صورت یہ کہ ناک کان کے ہار گلے مین پہنے ہوے نہایت مہیب صورت نیلی
پگڑی سر پر لپٹی ہوئی تلوار کے خون پونچھنے کا رومال شانے پر پڑا ہوا سامنے ملک قاسم کے
آکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ او لڑکے اب زندگی تیری ہو گی کہ حکم خان اعظم کا تیرے قتل کو پہونچا ہی جو کہنا
ہو کہلے سُنا ہو سُن لے کہ آرزو تیری نکال دیجائے بعد تمکو قتل کرین قاسم نے کہا کچھ مجھکو کہنا سُننا
نہین ہی تو اپنے کام مین مشغول ہو مگر یہ کر کہ میرا منھ قبلہ کی طرف پھیر دے بس یہی آرزو میری ہی اسوقت
جو لوگ وہان تھے خُرد سے کلان پیر سے جوان تک سب افسوس کسنی پر قاسم کی کر رہے تھے کہ
یکایک برق چمکی اور بچہ پیدا ہوا قاسم کو اُٹھا لیگیا سب دیکھتے رہ گئے قاسم کی جو آنکھ کھلی تو اپنے کو
ایک پہاڑ پر دیکھا اور سامنے ایک زن بیست سالہ کو دیکھا کہ وہ عورت لباس سفید اور پُر تکلف
پہنے ہوے تھی اور نہایت حسینہ اور جمیلہ اور شکیلہ تھی اور ہزارہا کنیزین مصاحبین انیسین جلیسین جادوگرنیان خدمت
مین اُسکی حاضر ہین اور خدمتگزاری مین اُسکی مصروف ہین قاسم نے اُس سے کہا کہ کیا تم مجھپر عاشق ہو
جو تمنے مجھکو یہان بلوایا ہی اُسنے جواب دیا کہ محبت تو مجھکو بیشک بہت ہی اور دل سے تمپر فدا ہون قاسم

یہ سنکر کہا کہ تم تو بہ نسبت میرے سن رسیدہ ہو اور عمر تمہاری بھی زیادہ معلوم ہوتی ہی اور اطوار تمہارے یہ ہین کہ اپنے سے چھوٹون پر عاشق ہوتی ہو یہ بہت بُری حرکت ہی اگرچہ مین یہ جانتا تھا کہ وہان میری جان جاتی ہی اور یہان آنے سے جانبری ہوئی لیکن وہ مرنا مجھے اس جلنے سے بہتر تھا کہ تم میرے منھ پر کہتی ہو کہ مجھے تمسے محبت ہی یہ باتین قاسم کی سُنکر وہ عورت ہنسی اور کہا ارے لڑکے مین تیری بزرگ ہون کیا بزرگ خسرودن سے محبت نہین رکھتے ہین قاسم نے کہا مین بھی آپکو اپنا بزرگ جانتا ہون مگر یہ کس رشتے سے میری بزرگ ہین اُس عورت نے کہا کہ مین زوجہ ہون شیرویہ کی اور بہو ہون امیر کی وعدہ امیر نے مجھسے کیا ہی کہ مین ضرور تمکو ساتھ شیرویہ نامدار کے بیاہونگا اور شادی کردونگا مگر وقت مقتضا ہی کہ ابتک بے نیل مرام ہون اور وصل سے شاہزادے کے محروم ہون دیکھیے کب تک فلک ناکامیاب رکھتا ہی اب سمجھے کہ اب بھی نہین مین چچی تمہاری ہون خدا تمکو سلامت رکھے یہ سُنکر قاسم نے کہا کہ حقیقت مین اس صورت سے تم میری چچی ہوا اسمین فرق نہین شیرویہ بیشک میرے چھوٹے چچا ہین اُنکا نام مین نے اپنے والد سے سنا ہی اور مان نے میری سب کے نام بتلا دیے ہین مگر ابھی مین نے اپنے عزیزون کو دیکھا نہین خدا چاہیگا تو اب البتہ دیکھلونگا لیکن یہ بڑے غضب کی بات ہی اور حیرت کا مقام ہی کہ تم کیسی بہو امیر باتوقیر کی ہو اور زوجہ اُنکے فرزند کی کہ سر میدان بلا نے کوہ بے پردہ وحجاب مبتھی ہوئی ہو کچھ شرم ولحاظ میدان مین پھرنے کا اور صحرا نوردی کا نہین نام کی تو غیرت چاہیے کیونکہ امیر کی بہو اور یون پڑی پھرتی ہو کوئی جو سنیگا تو اُنکو کیا کہیگا تمہارا تو کچھ نہ جائیگا اُنکا نام خراب ہوگا ایک تم بہو امیر باتوقیر کی ہو اور ایک ہماری مان ہین ملکہ خورشید خاوری کہ کیسی مجھپر عاشق وشیدا ہین کہ روح وجان مجھکو سمجھتی ہین اور ایک لمحہ نظر سے اوجھل رہنا شاق ہی مگر جبکہ مین گھر سے لڑنے کو قلعۂ خاور سے باہر نکلا تو وہ اسقدر بیتاب تھین کہ جسکی حد نہین مگر پردے سے باہر قدم نہین نکالا کیونکہ بے پردگی اُنکی باعث ہتک حرمت بزرگون کی تھی اور زوجہ علمشاہ رومی کی تھین باپ اگر میرے سُن لیتے کہ زوجہ تمہاری بیٹے کی محبت مین گھر سے نکل پڑی تو اُنکو بھی بہت ملال ہوتا اور خدا جانے کیا عوض اُسکا کرتے دوسرے عالم دیکھکر ہنستا کہ واہ کیسی بہو امیر کی ہین کہ شرم ولحاظ نہین گھر سے نکل پڑین بہوؤن کا یہ شیوہ نہین ہی تا کہ گھر سے باہر نکالین قدم کیسی ہی مصیبت کیون نہو اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آپ جھوٹھ بولتی ہین استغفر اللہ مجھکو کبھی اعتبار نہ آئیگا کہ تم میری چچی ہو اور بہو صاحبقران عالیشان کی ہو یہ سنکر محروق جادو نے کہا ای فرزند تمہاری مان مین اور مجھ مین بڑا فرق ہی وہ جو باہر نہین نکلین اور قدم گھر سے نہین نکالا تو باعث یہ تھا کہ وہ لوگ بجز محافے اور چھنڈول اور مباذول کے کسی چیز پر سوار نہین ہوتی ہین اور ہم لوگ سوا تخت کے دوسری سواری نہین رکھتے اور ماسوا اسکے مان تمہاری عقد مین شاہزادہ رستم پیلتن کے ہین کیونکر باہر آئین اور مین تو پہلے ہی کہچکی ہون کہ ابھی عقد میرا ساتھ شیرویہ کا ہوا نہین ہی فقط اُمیدوارون مین ہون اور امیر اقرار کر چکے ہین دیکھیے کب مدعا حاصل ہوتا ہی اور ہم لوگ ساحر ہین سر میدان لڑتے ہین پھرنا کیسا اور محروق جادو ہمارا نام ہی قاسم نے کہا کہ اب مین نے جانا بیشک آپ میری چچی ہین اور مہربانی بزرگانہ آپ فرماتی ہین کہ زیر تیغ مجھکو دیکھکر بلوا لیا اور جان کو میری بچایا مین ممنون آپکا ہون اللہ آپکو سلامت رکھے لیکن اب اُمیدوار ہون کہ جہان آپنے یہ مہربانی فرمائی ہی کہ جان میری

بجا لائی ہو وہان یہ بھی کیجیے کہ مجھکو میرے لشکر تک پہونچوا دیجیے لشکر میرا روبروے ترکستان کے پڑا ہوا ہی محروق جادو
نے کہا کہ ای فرزند چلے جانا ابھی مین نے تمکو اچھی طرح دیکھا نہین ہی دعوت تو کر لون جلدی کیا ہی قاسم نے کہا
کہ مین بمقابل ترک توسن یلطاقی کے تھا جب نیچہ لیگیا تھا یعنے صلصال نے بلوا لیا تھا اور قتل کرتا تھا کہ آپ
بچا لائین ملازم میرے اور رفیق میرے سب پریشان ہونگے کیونکہ ترک توسن پہلوان زبردست ہی خدا جانے
اُسنے کیا حال میرے لشکر کا کیا ہوگا کیونکہ اب لشکر مین کوئی اُسکے مقابل کا نہین ہی میرا جلد بھیجدینا مناسب
ہی یہ سنکر محروق جادو نے تخت پر قاسم کو سوار کیا اور کئی ساحر اپنے ساتھ اُنکے کر دیے اور تاکید کر دی کہ
خبردار خوب دریافت کر کے انکو انکی فوج مین پہونچا دینا دھوکا نہ کھانا کہین کسی اور کے لشکر مین اُتار دو
اگر ایسا کیا تو سزا دونگی اور پہونچا کر رسید انکی مُہری لا کے مجھے دو ساحر موجب حکم ملکہ محروق کے تخت کو لیکر
اُڑے اور تھوڑی ہی دیر مین انکو ترکستان مین لے آئے جب قاسم نے قلعۂ ترکستان کو پہچان لیا تو کہا
ارے جادو گرو ہمکو یہین اُتار دو لشکر ہمارا یہین ہی وہ سامنے جو لشکر مین نشان اور جھنڈے معلوم ہوتے ہین وہی
ہماری سپاہ ہی اُنھون نے کہا کہ ای شاہزادۂ عالم ملک قاسم ابھی فاصلہ بہت ہی یہان اُترنا بہتر نہین ہی
کیونکہ آپ بلندی مین اس سے نزدیک معلوم ہوتا ہی ابھی ہم نہ اُتارینگے قاسم نے اُنکو گالیان دین اور کود پڑنے
کو مستعد ہوے آخر اُنھون نے مجبور ہو کے تخت زمین پر اُتارا اور مہر کروائی اور رسید لیکر راہی ہوے
یہ تیغ بکف چلے چلتے چلتے عاجز آگئے خدا خدا کر کے بعد قطع مسافت قریب جو پہونچے اور انکے لشکر نے انکو
آتے دیکھا سب دوڑ پڑے ہرکارون نے ترک توسن سے جو یہ دیکھا کہ با حشم و خدم لشکر ملک قاسم
کا ایک طرف کو گیا ہی اور سنا کہ ملک قاسم آتے ہین دوڑ کر ترک توسن سے خبر کی کہ لشکر حریف کا جو بھاگ
ہو گیا ہی سبب یہ ہی کہ وہ لڑکا جیسے نیچہ لیگیا تھا اب کہین سے آیا ہی لوگ اُسکو لینے گئے تھے ہرکارے
یہ کہہ رہے تھے کہ آواز شادیانون کی پیدا ہوئی اور توپین داخلے کی چھوٹنے لگین نوبت و نقارے بجنے لگے
ترک توسن یہ سنکر زرد ہو گیا اور اندام مین رعشہ پڑ گیا مانند برگ بید کے تھرایا منہ پر ہوائیان
اُڑنے لگین آخر بارگاہ سے اُٹھ گیا اور خیمے مین جا کر سو رہا خواب مین دیکھا کہ ایک سیاہی پیدا ہوئی ہی
اور اُسنے آ کے تمام لشکر کو گھیر لیا ہی اور اسقدر اندھیرا ہی کہ دم گھٹا جاتا ہی ہرچند آنکھون کو مل ملکر اسنے
دیکھا بجز تیرگی کے کچھ نہ دکھائی دیا جب تو یہ گھبرایا اور خواب مین بدحواس ہونے لگا اتنے مین ایک لکیر
نور کی درمیان اُس تیرگی کے پیدا ہوئی اور پھیلنے لگی اور اُس سفیدی مین ایک باز سفید بلکہ شہباز تیز
پرواز کہان آیا اور اُس باز نے سر پر ترک توسن کے اس زور سے منقار ماری کہ بھیجا نکل آیا اور
سر مین اسکے سوراخ پڑ گیا یہ دیکھکر آنکھ کُھل گئی گھبرا کر سر کو ٹٹولنے لگا کہ زخم تو نہین ہی غرضکہ جب صبح کو دربار کیا تو
نجومیون اور کاہنون کو بلایا اور خواب اپنا بیان کیا اور کہا کہ تعبیر کا خواہان ہون اُنھون نے کہا کہ ای شاہ
ترکستان بدان و آگاہ باشید کہ وہ سیاہی کفر کی ہی اور سفیدی جو تو نے دیکھی تو یہ نور اسلام ہی اور باز سفید
وہ باز نہین ہی بلکہ شیر بیشۂ خاوری نبیرۂ صاحبقران ذیجاہ ملک قاسم خفتان خونریز خاور ہی اور
یہ لڑکا وہی ہی کہ جس سے تمھاری سلطنت کو زوال ہوگا اور عجب نہین کہ وہ تجھکو زخمی کرے اور کیا بعید ہی کہ جان
بھی تیری ہاتھ سے اُسکے جاے کیونکہ زخم سے مغز سر کا نکل آنا دلیل جان کے جانے کی ہی یہ سنکر ترک توسن
بہت پریشان ہوا اور ارادہ بھاگ جانے کا کیا کہ جان ہی تو جہان ہی اگر جان جائیگی تو دولت دنیا کس کام آئیگی

پھر یہ سوچا کہ اے ترک بھاگ جانا بھی اچھا نہین ہے کیونکہ سب خلق تجھکو ہنسیگی کہ اتنا بڑا جوان اور اسقدر لشکر
رکھتا تھا اور ایک لڑکے سے بھاگ گیا یہ بات خوب نہین ہے قبل از مرگ واویلا نہ کرنا چاہیے پہلے ایک
مقابلہ کر لے جب زخمی ہونا تو علاج کے بہانے بھاگ چلنا یہ سوچکر اپنے ملازمون سے کہا کہ کیون صاحبو
بھلا یہ لڑکا میرا کیا کر سکیگا اور اب مین اتنی جلدی اسکو مارے لیتا ہون کہ تم سب کو حیرت ہو جا ہے
بجواؤ طبل جنگی پھر صبح کو جو کچھ ہوگا آپ ہی دیکھ لینا مین کیون ابھی شیخی مارون یہ سنکر سب نے تعریف
ترک کی کی کہ بھلا آپکا سامنا وہ کیا کریگا وہ ہی ہے آپ آپہی ہین نہین معلوم کہ نجومی لوگ کیا کہتے ہین بلکہ مجھکو
تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نجوم مین تھوڑی بات بہت معلوم ہوتی ہے وہی نظر آیا ہوگا شاید کہ لڑائی مین آپکے
قدرے زخم سر آئے اُنھون نے اُسکو ایسا طول دیا یہ کہکر طبل جنگی ملازمان ترک توسن نے بجوا دیا
آواز نقارۂ رزمی کی پیدا ہوئی معاہر کارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت مین شاہزادہ نامور کے
حاضر ہوے اور بیان کیا فرمایا کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے کچھ اندیشہ نہین ہے تمام رات تیاری جنگ
مین بسر ہوئی کہ مردان میدان اسباب رزم کو دیکھتے رہے تمام شب بیداری جانبین مین رہی صبح کو دو
سپاہین جنگاہ مین آئین اُدھر سے ترک توسن یلطاقی کرگدن مست پر سوار چالیس لاکھ ترک خونآشام
پشت پر ادھر سے شاہزادہ گورزاد بن حمزہ کو ملک قاسم نے تخت پر سوار کیا آپ بعہدۂ سپہ سالاری
آگے آگے تخت کے گھوڑے کو جولان کرتا ہوا لباس یاقوتی زیب تن کیے ہوے ایک طرف کو ترک
زرہ پوش بیٹا ترک توسن یلطاقی کا دوسری جانب معظم خان بن بہرام گرد لباس سرخ پہنے ہوے
کئی لاکھ کی جمعیت سے میدان کارزار مین صف آرا ہوے غرضکہ ترک توسن یلطاقی میدان مین
نکلا اور پکارا کہ ارے وہ لڑکا خاوری کہان ہے آئے میرے سامنے اسطرح مار ڈالون کہ ماہیان دریا
اور مرغان ہوا اُسکو روئین یہ سنکر قاسم کو غصہ آیا اور چھیڑکر خوشخرام تیزگام کو معرکۂ جنگ کے عازم ہوے
اور سامنے شاہ کے آئے گورزاد بن حمزہ سے اجازت چاہی اُنھون نے کہا کہ اے شہزادے ابھی کیون
جاتے ہو اور کسی کو بھیجو اُسکی لڑائی کا انداز دیکھ لو پھر جانا ابھی تمھارا جانا مناسب نہین ہے قاسم نے
یہ سنکر ناک بھوین چڑھائین اور دل مین کہا کہ چچاجان بھی نہایت کم جرأت ہین کہ مجھکو روکتے ہین اور
ظاہر مین یہ کہا کہ ظل اللہ کیا آپنے نہین سنا کہ وہ مجھکو بُلاتا ہے اور نام میرا لیتا ہے پھر اب مین کیونکر نہ جاؤن وہ یہ
نہ سمجھیگا کہ قاسم مجھسے ڈر گیا اور نہ نکلا یہ سنکر گورزاد نے کہدیا کہ خیر آپ ہی جایے مین نے نہین سنا تھا
کہ اُسنے آپکو پکارا ہے بس ملک قاسم گھوڑا اُڑا کر سامنے ترک توسن کے آئے اور تگاور رسن ہوے
چند قدم گھوڑا ترک کا پسپا ہوا ترک کو غصہ آیا اور پکارا کہ سُن تو سہی او لڑکے خاوری کہ تو نے
جو طلسم کو فتح کیا اور مال و خزانہ و بارگاہ وغیرہ کو لیا تو کچھ شاہ ترکستان کے لیے نہ لایا اسکی کیا وجہ قاسم
نے کہا او گیدی تو بکتا کیا ہے اور بکتا کیا ہے تو بھی اس قابل ہوا کہ خاور سیاہ تجھکو نذر دیتا بس خبردار زیادہ کلام نہ کرنا
لا ضرب کونسی رکھتا ہے ترک نے برچھا مارا اُنھون نے برچھے کو برچھے پر رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی کہ
ستر سوین طعن مین سنان نیزے کی قاسم نے نکالدی جب اپنے خبر بھی نہوئی کہ کب سنان نکل گئی تو قاسم
نے چھلکو چھپٹر مارا کہ ٹوٹ اندر ترک کے نیزے کی ٹوپی پہ ادھر بھی خفیف ہوا تلوار کھینچ لی چاہتا تھا کہ وار کرے
کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور قاسم کو اٹھا لیگیا یہ دیکھکر ترک کی جان مین جان آئی ورنہ ہمدم ہو رہا تھا سو

آسمان دیکھکر ملک قاسم کو چلّایا کہ اے لڑکے اب کہان جاتا ہے ذرا سامنے تو آ دیکھ کیا حال کرتا ہون یہ
تو یونہین بکتا رہا اور پنجہ ملک قاسم کو لیکر غائب ہو گیا ترک توسن نے اپنے ملازمون سے کہا کہ دیکھا
تمنے کیسا وہ لڑکا میری ہیبت شمشیر سے بھاگا جب اُسنے یہ دیکھا کہ اب مین مارا جاؤنگا تو سامنے
سے میرے چلا گیا حمزہ نے حمایتی تو لگا ہی رکھے ہین کہ دیو و پری نگاہون سے پوشیدہ لگے رہتے ہین
اور تاکید ہے کہ مجھکو یا میری اولاد کو مصیبت مین مبتلا دیکھنا تو اُٹھا لیجانا وہی دیکھ رہے تھے اور اُٹھا لیگئے
سب نے ترک توسن کی تعریف کی کہ آپ ایسے ہی ہین بھلا کہان آپ اور کہان وہ لڑکا یہ سُنکر ترک
پھر کر خیمے مین گیا اور لڑائی اُس روز موقوف رکھی اور لشکر مین قاسم کے سناٹا ہو گیا جسکو دیکھا بیدم پایا
یہان تو سناٹا ہے اور سب اُداس ہین کہ دیکھا چاہیے اب ترک توسن کیا کرتا ہے اور وہان شاہزادہ قاسم
نے جو دیکھا کہ کوئی مجھکو زمین سے اُٹھا کر لیے جاتا ہے بس یہ خیال کیا کہ دیکھو تو کہ یہ ہے کون اور چہار طرف ہاتھ
دوڑایا کسی کو بھی نہ پایا پھر تو اُنھون نے ہاتھ اونچا کیا تو اتفاق سے ایک شاخ انکے ہاتھ مین آگئی اور وہ دیو
تھا کہ پنجہ بنکر لے چلا تھا بس ملک قاسم نے شاخ اُسکی زور سے کھینچی کہ اگر وہ دیو سر تا زمین جھکا نہ دے تو یقین
تھا کہ شاخ ٹوٹ جاتے مگر اُسنے غل مچایا کہ اے لڑکے کیون مجھے ہلاک کرتا ہے مین تیرا دشمن نہین ہون
شاخ کو میری چھوڑ دے تجھے پرستان لیے چلتا ہون یہ سنکر ملک قاسم نے شاخ اُسکی چھوڑ دی
اُسنے انکو پرستان مین پہونچا دیا کہ ایک مجمع دیو و پری کا تھا مکان مین ورد وانہ پری کے ہزارہا دیو
و پری بیٹھے تھے مگر انھون نے کسی کو نہین دیکھا کیونکہ دیو پری آدمی کو نہین دکھائی دیتے تا وقتیکہ سرمۂ سلیمانی آنکھون مین نہ لگا ہو جنو پری
مان ورد وانہ پری کی دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی اُسنے حکم دیا کہ جلد انکی آنکھون مین سرمۂ سلیمانی لگاؤ کارندون
نے حسب الحکم سرمہ کی آنکھون مین پھیر دی سب کو قاسم نے دیکھا کہ پری زاد لباس جواہر دوز پہنے
ہوئے بیٹھے ہین اور مجمع پریون کا دروازے پر ہے اور ایسی پریان ایسے مجمع انھون نے کبھی دیکھے
کاہیکو تھے محو تماشا ہو گئے لیکن رضوان پری نے باادب انکے سامنے آکے سلام کیا اور عرض کیا کہ
لونڈی کو آپنے سرفراز کیا عزت بڑھائی کہ نبیرۂ سلیمان ثانی کا قدم میرے گھر مین آیا آبرو بڑھی مین ساری عمر
سرنگون آپکے احسان کی رہونگی یہ کہکر اندر ایوان طلائی کے لیگئی قاسم نے اندر آکر عجب عمارت بازیب و
زینت دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور وہان ورد وانہ پری نے جو ملک قاسم کو دیکھا کہ ایک جوان مہ لقا
بالباس سرخ آیا ہے یہ بھی فریفتہ ہوئی رضوان پری نے ملک قاسم کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور
ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہو رہی اسمین اُس دیو نے کہ ملک قاسم کو لایا تھا ہاتھ باندھکر رضوان پری
سے کہا کہ مجھکو تو اس بہادر نے مار ہی ڈالا ہوتا کیا کہنا ہے انکے زور و قوت کا ایکدم کہ شاخ کو میری اس
زور سے جھٹکا دیا تھا کہ اگر مین فریاد نہ کرتا تو شاخ میرے سر مین قائم نہ رہتے لیکن جب مین نے کہا کہ
مین دشمن نہین ہون اور پرستان لیے جاتا ہون تو میری شاخ چھوڑے نہین تو مار ہی ڈالا ہوتا رضوان پری
نے کہا کہ ماشاء اللہ چشم بد دور اور ملک قاسم نے رضوان پری سے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ تمنے جو مجھکو
حریف کے سامنے سے بلوا لیا اسکا کیا سبب ہے اور مطلب اپنا مجھسے کہو کہ کیا ہے رضوان نے عرض کیا کہ میری
لڑکی ورد وانہ پری ہے جو سامنے آپکے حاضر ہے اسکی ابھی شادی نہین ہوئی ہے ایک دیو الماس ہیبت نام سمات
کا ہے وہ اسکے حسن و جمال پر عاشق ہے اور مجھسے طلب کرتا ہے کہ اسکے ساتھ شادی مین کرونگا مجھے دے لونڈی

نجات منظور نہیں ہے جسطرح امیر نے مدد آسمان پری کی کرکے حُرمت کو اُسکی بچایا تھا اور عفریت کو مارا تھا
اُسی طرح آپ میری حرمت کو اسکے ہاتھ سے بچائیے اور الماس کو مارئیے کہ میری بیٹی کی جان بچے وہ دیو ہے
اور ہم بھی جان سے ہارے اُسکے تئیں مناسب اور سبا کیا ہے میں نے لاہوت کے عزیز عبد الرحمن جنی کے تئیں
علم رمل میں بخوبی دخل رکھتے ہیں اُنسے پوچھا کہ یہ کمبخت میں ہو چکی اپنا یہ کسکے ہاتھ سے مارا جائیگا یہاں تو کوئی
ایسا نہیں ہے کہ اُسے زیر کرے اُنھوں نے علم رمل سے دریافت کرکے مجھسے کہا کہ نبیرۂ حمزہ صاحبقران
ملک قاسم کے ہاتھ سے اسکی شکست ہے اور یہ مارا جائیگا اسواسطے لونڈی نے آپکو تکلیف دی ہے
اُمیدوار ہوں کہ آپ دیو الماس کو مارکے جان میری لڑکی کی بچائیے جسطرح آپکے دادا جان نے
شہپال بن شاہرخ کی مدد کرکے آسمان پری کو ہاتھ سے عفریت کے بچایا تھا اُسی طرح آپ بھی الماس
کو مارئیے خدا آپکو بہت عرصے تک سلامت رکھے دوست آپکے شاد دشمن پائمال رہیں آپکی ذات کریم نفس
اور عاجز نواز ہے بیکسوں کی مدد کرنا لازم جانتے ہیں اور بیکسوں کو نجات رنج و الم سے دیتے ہیں شہزادہ
ملک قاسم نے یہ سنکر کہا کہ اے رضوان پری کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ بغیر دریافت کئے مجھکو یہاں لایا جو
بڑا رنج ہوا تھا کہ حریف کے روبرو دیو تمہارا مجھکو اٹھا لایا تھا اگر وہ شور و غل نکرے تو ایسا غصہ تھا
کہ اُسے بھی میں نے مارہی ڈالا ہوتا لیکن خیر جو ہوا سو ہوا اب تم جو کہتی ہو میں وہی کرونگا یہ سنکر رضوان پری
خوش ہو گئی اور بولی کہ اے شاہزادے آپنے مجھکو مول لیلیا اور بڑا احسان کیا مجھکو معلوم تھا کہ حضور
نے بھی دیو کو مارکے راشدہ پری کو بچایا تھا اگر حضور نہ سرفراز فرمائینگے تو حضور غیروں سے مدد
چاہونگی مگر آپکے ہوتے کیونکر اُسے کہتی کہ آپ مقدم تھے پہلے آپ ہی سے عرض کیا اور کسی کی ممنون
نہوئی یہ کہکر حکم دیا سامان عیش مہیا کرو کارپردازوں نے فرش انبساط بچھایا اور اسباب نشاط کو لاکر
حاضر کیا جام شراب گردش میں آیا ناچ سامنے ملک قاسم کے ہونے لگا پریوں کا ناچ اور پرستان کا باجہ
عجب کیفیت تھی ملک قاسم نہایت محظوظ ہوئے اور ایسا وہ ناچ مرغوب ہوا کہ ہمہ تن چشم بنکر دیکھنے لگے
اتنے میں ایک پریزاد گلفام جام شراب سرخ رنگ کا سامنے انکے لائی اُنھوں نے بھی بزم عیش دیکھکر
پی لیا اور نشہ ہوا پھر تو اور بھی کیفیت ہو گئی اور دین و دنیا فراموش ہو گئی یہاں تو یہ عالم ہے اور وہاں
مخبروں نے دیو الماس سے جاکر کہا کہ رضوان پری نے پردہ دنیا سے ایک آدمزاد کو واسطے مدد کے
بلوایا ہے جسطرح شہپال بن شاہرخ نے امیر کو بلاکے عفریت کو قتل کروایا تھا اب وہ آدمی آیا ہوا ہے اور
بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے اور دردانہ پری بھی پاس اُسکے بیٹھی ہے کیا عجب ہے کہ رضوان پری دردانہ پری
کو اُسی سے منسوب کردے الماس نے جو یہ سنا آگ لگ گئی اور دار شمشاد پکڑکے طرف رضوان
کے چلا کہ اب اُس عورت کی شامت آئی ہے کہ آدمزاد کو واسطے مدد کے بلایا ہے بلکہ اُس آدمی کے سبب
سے جان اُسکی بھی جائیگی پہلے اُس آدمی کو قتل کرلوں تو پھر اس رضوان کو مارونگا یہ سنکر سب دیووں نے
تعریف الماس کی کی کہ بھلا تیرے سامنے آدمی کی کیا اصل ہے الماس تعریف اپنی سنکر اور پھولا
اور چڑھ دوڑا ایک ساعت میں جا پہونچا تو دیکھا واقعی ملک قاسم پاس دردانہ پری کے بیٹھے
ہوئے ہیں اور دورہ شراب کا چل رہا ہے ناچ ہو رہا ہے بس ہمہ تن آتش غیظ ہو کر شعلہ ہوا اور
پکارا کہ او آدمزاد سفید دندان و سیاہ سر ارے تو یہاں کیونکر آیا اور کیا سمجھکر یہاں بیٹھا ہے کچھ خوف

تجھکو ہمارا انھوا نہین جانتا کہ مین کتنی لڑائیان مار چکا ہون اور جسطرح ہو گا در دانہ پری کو رضوان سے
لونگا تو اپنی جان دینے کو کیا سمجھکر آیا ہی بس اگر تو کہے تو مین تجھکو تیرے ان باپ کے پاس بھیجدون اور تجھکو
پہونچوا دون ملک قاسم نے جو یہ سُنا تو کھڑے ہو گئے لیکن سب پریزاد کہ حاضر صحبت تھے ایسے بدحواس
ہوے کہ چھپنے لگے اور سارے ایوان مین سناٹا پڑ گیا بس پھر تو ملک قاسم نے اُس سے کہا کہ او
گیدی تو بکتا کیا ہی اور کیا جھک مارتا ہی نہین جانتا ہی کہ جہان ہم لوگ جاتے ہین تاوقتیکہ دشمن کو نہین لیتے
ہین قدم نہین ہٹاتے اب بھلا مین بغیر قتل کیے تیرے کب جاتا ہون یہ سنکر الماس نے وار شمشاد قائم
پر ماری شاہزادے نے وار کو خالی دیا مگر وار جو سنگ لاخ پر پڑی تو شرارے پیدا ہوے دیو پکارا
کہ او آدمزاد افسوس شور بہ تیرا مین نے نہین کھایا قاسم پکارے کہ اب کلنگ دراز کس کو تو نے مارا
مین تو موجود ہون یہ سنکر اسنے پہلو کی طرف جو دیکھا تو قاسم کو کھڑے پایا بس اپنے غیظ و غضب مین آکے
پھر دار ماری ایکی بار شیر بیشۂ خاور نے تڑپ کر جست کی اور پھر دار کو خالی دیا دیو نے دیکھا کہ دو وار تیر
خالی گئے دار پھینک کر تیغہ پر ہاتھ ڈالا قاسم نے جلد ہی سے جست کی شاخ اُسکے پکڑ لیے اور اس زور
سے کھینچا کہ اگر سر نیچا کر دے تو شاخ سر سے اُکھڑ آئے لیکن جب سر اسکا زمین سے جا لگا قاسم
نے پہلو کی جانب جھٹکا دیا کہ شاخ سر تڑاق سے ٹوٹ گئے اور دڑیڑا خون کا سر سے اُسکے مثل
پرنالے کے جاری ہوا بس الماس بدحواس ہو کے چیختا ہوا بھاگا جب سب پریزادون نے دیکھا
کہ آدمزاد نے دیو کو زخمی کیا اور شکست دی وہ چیختا ہوا بھاگا سب جہان جہان چھپے تھے نکل آئے
اور قاسم پر سے زر و جواہر نثار کیا گرد پھرے شاہزادے نے رضوان پری سے کہا کہ بڑے
افسوس کی بات ہی کہ شکار ہاتھ سے نکلگیا اور اب بھی سامنے بھاگا جاتا ہی لیکن کیا مجبوری ہی کہ نہ تو مین
اڑ سکتا ہون کہ اُڑکے اُسکو مارون اور جانے نہ دون اور نہ کوئی سواری ایسی ہی کہ اسکا پیچھا کرون رضوان پری
نے کہا کہ اے شہریار دولت مدار یہ سب دیو اور پریزاد جو روبرو حاضر ہین آخر کس کام کے ہین جسپر چاہیے
سوار ہو کر پیچھے اُسکے جایئے یہ غلام آپکے ہین یہ سنکر ملک قاسم نے دیو زادون کی طرف دیکھا ایک
دیو زاد قد آور کو اشارہ کیا وہ سامنے آکے بیٹھ گیا یہ جست کر کے اُسپر سوار ہوے اُسنے گردن پر
اپنی بٹھالیا دونون پانون دونون طرف لٹکے ہوے ہین اور یہ ملک قاسم کو لیکر اُڑا اور بہ اونچا ہوا
اب ملک قاسم نے نگاہ دوڑائی کہ کہیون حریف نظر آتا ہی یا نہین دیکھا تو دیو الماس بھاگا جاتا ہی اتنے مین
اُسنے بھی جو پلٹکر نظر کی دیکھا کہ ملک الموت چلا آتا ہی ملک قاسم نے اسے اپنی طرف دیکھتے دیکھکر للکارا
کہ او نابکار بھاگ کر کہان جائیگا جہان جائیگا وہین گھسکر ماردونگا جان نہین چھوڑنے کا دیو یہ آواز سنکر اور بدحواس
ہو کر تیز تیز بھاگا اب آگے دیو ہی پیچھے ملک قاسم تیغ بکف مگر

دوسرے کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جو راستے مین خبر آمد قہقہہ کی سنکر اُترے تھے سمندر راہ ہوے تھے کچھ دنون مین قہقہہ بھی آیا اور پانچ فرسخ پر اُترا جب یہ سنا
کہ امیر راہ روکے ہوے ہین تو یہ بھی لولاکر دیو دن سے اُترا اور دل جنگ بجوادیا میان تو یہ ماجرا در پیش ہی۔

داستان بدیع الزمان کی سنیے

کہ یہ جو کوہ بلور پر ایک لاکھ دیو لیکر واسطے مدد سلطان ارزق کے گئے تھے جب وہان پہونچے تو کیا دیکھتے ہین

کہ ہزبر سے اور سلطان ارزق سے لڑائی ہو رہی ہی اور دونون طرف دیو لڑ رہے ہین کالا۔ بھالا۔ نیزکالا
سنگول دستہ۔ دار شمشاد۔ ارہ پشت نہنگ۔ آتش چادر۔ برق چادر۔ تختہ سنگدار۔ گولہ فولادی۔ یہ سب
حربے چل رہے ہین میدان جدال و قتال گرم ہی ہزبر للکار رہا ہی اور فوج ارزق کی پست پا ہو رہی ہی
بس یہ حال دیکھکر انجم گردہ رستم شکوہ نے نعرہ کیا اور لاکھ دیو دن سمیت حملہ آور ہوے وہ لوگ انسے غافل تھے
پہلے ہی وار مین ایک لاکھ دیو ہزبر کے مارے گئے اور باقی پراگندہ ہوے صف ٹوٹی انتظام بگڑا اب ایسی
تلوار چلنے لگی کہ جسکی حد و انتہا نہین ہزبر اپنی فوج کو پراگندہ دیکھکر گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ ابھی کیسے جمے ہوے
تھے سنا کہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران سلطان ارزق کی مدد کو آیا ہی القصہ خوب تلوار چلی کہ ایک لاکھ
تینتیس ہزار دیو ہزبر کے مارے گئے اور تین ہزار دیو سلطان ارزق کے دریاے خون جاری ہوا کشتون
کے پشتے نظر آنے لگے آخر کو ہزبر تاب حرب نہ لاسکا اور دیوون کو اپنے ہمراہ لیکر بھاگا بدیع الزمان گردشکن
کی فتح ہوئی لڑائی ماسلی اب انھون نے اپنے لشکر کو فراہم کیا زخمیون کو علیحدہ کر کے حکم علاج کا دیا اور
تندرستون کو لیکر چلنے کا ارادہ کیا کہ اتنے مین سلطان ارزق دست بستہ سامنے آیا اور عرض کیا کہ
اے شہریار عالیمقدار آپکی بدولت فتح پائی اور باعث سے آپکے لڑائی فتح ہوئی امیدوار ہون کہ قلعے مین چلکر
قدم رنجہ فرمائیے اور میری عزت افزائی کیجیے بدیع الزمان شاہزادہ دوران نے منظور کیا اور ساتھ
سلطان ارزق کے باحشمت و جاہ داخل قلعۂ بلور ہوے سلطان ارزق نے صحبت جشن آراستہ
کی سامان عیش مہیا ہوا بدیع الزمان تو جشن مین ہین جام شراب چل رہا ہی وہان ہزبر نے جو سنا کہ بدیع الزمان
قلعۂ بلورین مین اُترے تعاقب مین نہین آئے تو اسکے تن مین جان آئی ورنہ مارے خوف کے قوت سلب
ہو گئی تھی روح تک روبہ فرار تھی بس یہ کوئی پانچ کوس قلعۂ بلور سے بڑھ آیا تھا وہین اُتر پڑا رات بھر ساری
فوج کو مجتمع کرتا رہا زخمی وغیرہ زخمی کو فراہم کیا علی الصباح پھر سامنے قلعے کے آکر طبل جنگ بجوا دیا اور کہا اے
دیوو میرے ہاتھ سے یہ آدمی بچکے کہان جائیگا اب دیکھنا کیسا سر بسر کہ مارتا ہون بدیع الزمان نے جو یہ سنا
کہ لشکر ہزبر مین طبل جنگ بجا ہی اور پھر چڑھ آیا ہی یہ بھی مع فوج نکلے اور باہر قلعۂ بلور سے آکر طبل جنگ
بجوا دیا تمام رات نقارون کا شور رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین ہزبر
اپنے لشکر سے نکل کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا کہ او آدمزاد آ میرے مقابلے کو یہ سنکر اُدھر سے
شاہزادہ بدیع الزمان ایک اسپ دیوزاد پر کہ دیو گھوڑا اسکا ہوا تھا اور ساز اسپر کھنچا ہوا تھا سوار ہو کے
اور سامنے ہزبر کے آئے اور کہا کہ او بھگوڑے کیا کہتا ہی لے مین آیا ہون غرضکہ بعد گفتگوے بسیار
ہزبر نے سنگول دستہ پھرا کر اسپر مارا بدیع الزمان نے ایک دیو سے میل فولادی لیلیا تھا سنگول دستہ
کو میل پر لگا نتھا بفضل ایزد ذوالمنن رد تو کیا مگر بیہوش ہو گئے ہر بُن مو سے پسینہ جاری ہوا
اور مرکب کا تو بالکل کام تمام ہو گیا وہ دیو مر کے رہگیا کہان حربہ دیو زبردست کا کہان یہ انسان
ضعیف البنیان یہی ایسے تھے جو اتنی بڑی ضرب اُٹھا گئے جی بچے ہزبر یہ حال شاہزادے کا دیکھکر
پکارا کہ اے دیوو آؤ اور اپنے شاہزادے کی حمایتی کو دیکھو کہ کام اسکا تمام ہوا ذرا غور سے دیکھنا
کہ پسلیان بھی باقی ہین یا لہ سُرمہ سا ہو گئین کیا آسان جانا تھا دیو سے لڑنا بس انکی فوج مین پہلے سے
ہراس تھا اب سب کو یقین ہوا کہ بیشک کام بدیع الزمان کا تمام ہوا کیونکہ دیو دیو ہی آدمی آدمی ہی کہان

وہ کہاں ہے اور اکثر دیووں نے کہا کہ بھائیو یہ بھی تو سمجھ لو کہ امیر کا فرزند ہی اسنے تو بارہا ایسے معرکے امیر کی زبانی سنے ہونگے اور کچھ سمجھ ہی کے وار کو اسکے روکا ہوگا ورنہ اگر اسپنے کو اس قابل نہ سمجھتا تو کیا خالی دیوانہ جاننا تھا حربہ دیو کا تھا غش آگیا ہو تو عجیب نہیں ہی اور غش میں دست و پا کی خبر نہیں رہتی مردہ کی اور بیہوش کی حالت ایک ہوتی ہی غرضکہ عیار دوڑتے ہوئے آئے اور بشبر سے پر جو نظر کی تو کہا کہ یارو تیور تو درست ہیں اور بشرے سے تو معلوم ہوتا ہی غش آگیا ہو یہ کہکر پانی کے چھینٹے دیے اور پکارے کہ اے شہریار گردون توانا ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہی اور آپکو یہ کہ رہا ہی لازم ہی کہ آواز سنائیے اور جواب اُسکا دیجیے یہ آواز اکوان کاس کی جو شاہزادے نے سنی اور پانی کی تری سے ہوش آیا پکارے کہ اے اکوان کاس اندیشہ نہ کرنا میں ابھی زندہ ہوں اور خدا نے بچایا مجھکو کہنے دو اسکو جو یہ کہتا ہی تھوڑی دیر میں معلوم ہوا جاتا ہی کہ کسنے مارا اور کون مارا گیا بس یہ کہکر طرف ہزبر کے دوڑے اُسنے انکو صحیح و سالم جو پایا دوبارہ سنگولدستہ اُٹھایا اور ہاتھ پر اپنے تانا اور پکارا کہ اے پسر گوچک سلیمان تو بچ گیا اُس ضرب گران سے لیکن ابکی کام تیرا اتمام ہوا چاہتا ہی اپنے پیروں سے تو قبر کا راستہ چلتا ہی کہ میری طرف بڑھ رہا ہی یہ کہکر پھینک دیا کہ سنگولدستہ سر پر بدیع الزمان کے سایہ فگن ہوا بدیع الزمان نے پھر چاہا تھا کہ وار اُسکا ہیل پر روکے مگر خیال آیا کہ اے بدیع الزمان ایک مرتبہ تو یہ حال ہوا تھا کہ غش تمکو آگیا تھا ابکی ایسا نہو کہ کوئی عضو بیکار ہو جائے تو خرابی ہو گیا ضرورت ہی کہ حربہ اسکا روکو امیر نے بھی اکثر دیووں کے وار خالی دیے ہیں اور روہ نہیں کیے ہیں تمکو بھی بزرگوں کی پیروی کرنا چاہیے ابکی خالی دو ورنہ کرو بس یہ سمجھکر جیسے ہی اُسنے وار کیا انھوں نے آتا ہوا سنگولدستہ نگاہ میں کیا داہنی جانب اپنا پانؤں ہٹایا اور پہلو بدل کر مثل برق تڑپ کے خالی دیا اور اپنے کو بچایا سنگولدستہ زمین پر پڑا اور دستہ تک غرق ہو گیا دیو پکارا کہ زدم و پست کردم ہی کوئی اسکا خبر گیر کہ غربال لیکر خاک اسکی چھاننے دیکھے تو کہ ابکی بار کوئی ریزہ پسلیوں کا واسطے نشان کے بھی باقی رہگیا ہی بدیع الزمان نے پہلو پر سے آواز دی کہ او گیدی کسکو تو نے مارا اور پست کیا میں تو موجود ہوں یہ کہکر کلائی پر ہزبر کی ہاتھ ڈالدیا اور ایسے زور سے جھٹکا مارا کہ سنگولدستہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور انھوں نے اُسے آگے اپنے کھینچکر پیچ باندھا کہ قابو میں کر لیا لاکھ تڑپتا ہی نکل نہیں سکتا کہ تلاش کرے مگر کہاں تک بدیع الزمان روکیں کہ وہ بھی دیو کا بچہ ہی اور خود بھی زبردست ہی تڑپکر نکل گیا اور کشتی لڑنے لگا اب بدیع الزمان نے اسکے زور رد کرنا شروع کیا جب یہ تھک گیا اور ہانپنے لگا تب بدیع الزمان نے اُسکی دونوں کلائیاں پکڑکر جو کھینچا تو یہ آگے آرہا اور گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بس بدیع الزمان نے جست کر کے شاخ کو اُسکے پکڑا اور زور سے کھینچا اور زمین کی طرف جھکایا ہزبر کی جان پر صدمہ ہوا اور ایذا پہونچی اُسنے سر کو اپنی طرف کھینچا اور چاہا کہ شاخ اسکے ہاتھ سے چھوٹے اور میری جان بچے گر شیر کے پنجے سے شکار کا نکلنا دشوار ہی لاکھ ہزبر نے زور کیا کہ کسی طرح شاخ ہاتھ سے بدیع الزمان کے نکل جائے ممکن نہوا آخر اسنے جھٹکا مارا اور یہاں بدیع الزمان شاخ کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے کہ کڑاک سے آواز آئی اور شاخ ہزبر کے ٹوٹے اب شاخ تو ہاتھ میں انکے رہے وہ سیدھا ہوا مگر پرنالہ لہو کا زخم سر سے جاری ہوا کہ یہ لہو میں نہا گیا اور سمجھا کہ اب جان نہ بچیگی پانؤں پیچھے ہٹائے دیووں نے ہزبر کے دیکھا کہ سردار ہارا بھاگا جاتا ہی بس بدحواس ہو کے میدان سے کنارہ کیا پھر تو ہزبر مع فوج دیوان بھاگا اب لہو تو سر سے بہ رہا ہی کہ یہ خون میں نہایا ہوا ہی اور بھاگا چلا جاتا ہی

بدیع الزمان نے افسوس کیا کہ شکار مفت ہاتھ سے نکلا جاتا ہی کیا کرون کیونکر اس تک پہونچون کہ پوری فتح حاصل ہو کھٹکا جاتا رہے ایک دیو سامنے کھڑا تھا کہ نام اُسکا شہاب تھا بدیع الزمان کو افسوس کرتے دیکھکر عرض کیا کہ آپ ملال کیون فرماتے ہین مجھپر سوار ہو جیے مین آپکو اُسکے عقب مین لیے چلتا ہون جہان جاے وہان پہونچکر قتل کیجیے بدیع الزمان یہ سنکر شاد ہوے اور سر پر اُس دیو کے سوار ہوے وہ اُنکو لیکر سوے آسمان اُڑا اور بلند ہوا اب آگے آگے تو دیو ہنر بر بھاگا جاتا ہی اور پیچھے اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان دیو شہاب پر سوار چلے جاتے ہین لیکن اب حال امیر آفاق گیر کا سُنیے کہ بمقابلہ قہقہہ سہ چشمی اُترے ہوے ہین اُدھر قہقہہ نو لاکھ دیوون سے اُترا ہی اور طبل جنگ بھی قہقہہ نے بجوایا ہی اور امیر کے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجا ہی دونون لشکر مقابل باہمدیگر صف آرا ہین اُدھر قہقہہ لشکر لیے کھڑا ہی اُدھر امیر سلیمان سر پر فوج دیوان پشت پر لیے ہوے کھڑے ہین اتنے مین ہنر بر بن قہقہہ سہ چشمی لہو مین تر آیا اور سامنے اپنے باپ قہقہہ سہ چشمی کے کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ ایک آدمی نے میرا یہ حال کیا ہی کہ شاخ میری توڑ ڈالا ہی کہ مارے درد کے جان میری نکلی جاتی ہی اور یہ بھی یقین ہی مجھکو کہ وہ یہان بھی آئیگا آپ مجھکو کہین چھپا رکھین اور جان میری بچا رکھین وہ بڑا اسر سنگ ہی قہقہہ نے جو یہ سنا کہ آدمزاد کے ہاتھ سے یہ شاخ توڑوا کے بھاگا ہی تو قہقہہ نے ہنر بر پر غصہ کیا اور کہا کہ ارے نامرد زن صفت ہی تیری زندگانی پر اس جینے سے تو اگر مر جاتا تو بہتر تھا کہ اپنے کھاجے کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور شکست کھا کر بھاگا طرہ اُسپر یہ کہ یہان بھائی بندون مین بیان کر رہا ہی تجھکو غیرت نہین آتی کہ خان قاف کا فرزند ہو کر اسقدر ڈرتا ہی اور ایسا کانپتا ہی کہ گویا جسم مین جان نہین ہی اے نامرد دور ہو میرے سامنے سے آپ بھی ذلیل ہوا اور ساتھ اپنے مجھے بھی ذلیل کیا جی یہ چاہتا ہی کہ مین خود تیرا سر کاٹون یہ سُنکر ہنر بر کو غیرت دامنگیر ہوئی اور بولا کہ اے خان قاف وہان رنگ لڑائی کا بگڑ گیا تھا اس سے مین ناچار رہگیا اگر ہٹ نہ جاتا تو وہ مجھکو مار لیتا اس وجہ سے مین ہٹکر چلا آیا اور دوسرے یہ اُفتاد ہوئی کہ شاخ میرے اُسنے تلاش مین پکڑے اور زور ہونے مین وہ ٹوٹ گئے لیکن اب یہان وہ آئیگا تو مین اُسے آپکے سامنے مار ہی ڈالونگا اور مین کیا اُس سے کمزور ہون وہ میرا کر کیا سکتا ہی اب آپ دیکھ لیجیگے کہ جسطرح مین اُسے مار لونگا قہقہہ چپ ہو رہا اتنے مین شہزادہ بدیع الزمان بھی آپہونچے اور دیکھا اُنھون نے کہ لاکھون دیوزاد صف بستہ ہین اُدھر ملکہ آسمان پری اٹھارہ لاکھ دیوزاد و پریزاد و جنات کو لیے ہوے کھڑی ہین اُدھر قہقہہ سہ چشمی نو لاکھ دیوان نر ساتھ لیے کھڑا ہی مقابلہ ابھی نہین شروع ہوا ہی قہقہہ نکلا چاہتا ہی یہ دیکھکر بدیع الزمان نے دیو شہاب سے کہا کہ اب مجھکو جلد یہین اُتار دے کیونکہ والد ماجد سامنے کھڑے ہین اور ترک ادب ہی سامنے بزرگون کے سوار رہنا دیو نے اُنکے حکم کی تعمیل کی اور بیٹھگیا بدیع الزمان اُسکی پشت پر سے اُتر پڑے اب امیر نے بھی دیکھا کہ پہلے تو ہنر بر خون مین ڈوبا ہوا آیا تھا اب بدیع الزمان بھی دکھائی دیے کہ دیو پر سوار آئے امیر یہ دیکھکر خوش و مسرور ہوے مگر بدیع الزمان نے آتے ہی باپ کو اپنے سلام کیا اور ہاتھون کو جوڑ کے اجازت خواہ ہوے کہ ہنر بر کو جا کے مارون اگر حکم ہو فرمایا امیر نے کہ جاؤ حافظ مطلق نگہبان ہی بدیع الزمان تیغ کھینچکر بے خوف طرف لشکر قہقہہ کے بقصد قتل ہنر بر روانہ ہوے اور قہقہہ نے جو اُنکو اُدھر آتے ہوے دیکھا تو پکارا کہ ارے ہنر بر لے وہ آیا نکل اور اس سے لڑ ورنہ مین تجھکو قتل کر ڈالونگا کہ

نام میرا تو نے خراب کیا یہ سنکر ہزبر سردار شمشاد پکڑ کر نکلا اور بدیع الزمان کو للکارا کہ ارے اولے حوہ
تو یہان بھی آیا معلوم ہوا کہ قضا تیری دامنگیر ہوئی ہی تو اپنے زعم مین مجھکو کیا سمجھا ہی دیکھ تو کہ کیا تیرا حال کرتا ہون
کہ تو بھی جانے کہ کسی دیو سے سامنا ہوا تھا یہ کہکر ہزبر نے وار شمشاد بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے
وہین جانب جست کر کے خالی دیا وار تو دستہ تک زمین مین در آئی اور انھون نے تیغہ کھینچکر بڑھکے وار
کیا ہزبر نے جوانمردی سے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالدیا اور تیغہ پکڑ لیا اسوقت شاہزادہ دلاور نے گریبان
ہزبر کا پکڑا اور اسنے بھی گردن پر ہاتھ رکھدیا اب دونون مین کشتی ہونے لگی سب تماشا دیکھ رہے ہین
کبھی ہزبر بدیع الزمان کو بے قابو کرتا ہی اور کبھی بدیع الزمان ہزبر پر غالب آتے ہین غرض یہ تو دونون
محو تلاش ہین کہ اتنے مین دیو الماس خون مین ڈوبا ہوا افلاک پر دکھائی دیا کہ یہ ملک قاسم کے ہاتھ سے تباہ
ہو کر بھاگا تھا اب جو یہان آکر پہونچا اور اسنے مجمع ہمجنسون کا دیکھا تو جان مین جان آئی اور کنگرے سے
جوڑے کے پاس قہقہہ کے اترا اور رو رو کر کہا کہ ای خان قاف امان امان اسنے جو دیکھا کہ یہ بھی شاخ
نہین رکھتا ہی کسی نے اسکے بھی شاخ سر سے کھینچ لیے ہین اس سے بشفقت پیش آیا اور دلاسا دیا
کہ ای بھائی تم کیون ڈرتے ہو یہان کوئی نہین آئیگا اور کہو تو سہی کہ کیا ماجرا ہی کون ہی کہ جسنے تمھارا یہ حال
کیا ہی کہ گویا جان تمھاری جسم مین نہین ہی اور لہو بھی بہرہا ہی الماس نے کہا کہ مین اپنا حال آپسے کیا بیان کرون
ای خان قاف ایک آدمی ہی اسنے مجھکو بے قابو کیا ہی اور یہ نوبت میری بہم پہونچائی ہی یقین ہی کہ وہ یہان
بھی آجائے بڑا سرہنگ ہی میرا قابو اسپر نہین پڑتا ہی اگر وہ یہان آجائے تو آپ مجھکو چھپا رکھیے گا قہقہہ
نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا اور وہ یہان کیون آنے لگا بالفرض اگر آیا بھی تو یہ سب تمھارے طرفدار ہین وہ کیا
کر سکتا ہی قہقہہ سے الماس نے کہا کہ وہ ایسا ہی کہ اگر مجھکو دیکھ لیگا تو پھر کسی کے روکے نہ رکیگا بڑا سرہنگ ہی
جب مجھ ایسے دیو کو کہ افسر کئی لاکھ دیوون کا ہون اسنے زخمی کیا تو دوسرے کی اسکے آگے کیا اصل ہی ہان
آپ شاید مجھے بچا لیجیے تو بچون قہقہہ نے یہ سنکر قہقہہ مارا کہ پھر اسوقت بڑا ہراس غالب ہی اب وہ آئے تو
معلوم ہو یہان تو یہی باتین تھین اور وہان امیر با توکشتی بدیع الزمان کی دیکھ رہے تھے اور خوش ہو رہے
تھے کہ میرا فرزند دیو سے تلاش مردانہ کر رہا ہی اور یہ بھی دیکھا تھا کہ بعد ہزبر کے آنے کے اور ایک
دیو لہو لہان آیا اور قہقہہ کے پاس جاکر چھپا ہی صاحبقران متحیر ہوے کہ بھلا ہزبر تو بدیع الزمان
کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آیا تھا یہ دیو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اسے کسنے آزار پہونچایا کہ یہ بھی زبردست ہی
یہ کیا سانحہ ہی ہنوز تیش در دہان بود کہ ایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا اور پھر اسی ابر مین ایک
چاند جلوہ کنان نظر آیا یہ دیکھکر سب نے غل کیا کہ یا امیر کشور گیر آپ دیکھیں تو سہی کہ یہ کون ہی یہ سنکر
صاحبقران نے جو نظر کی تو دیکھا کہ واقعی ایک سیاہی مین چاند کی روشنی پیدا ہی اور وہ سیاہی اور
روشنی اس طرف کو بڑھتی آتی ہی بغور جو سب نے نگاہ کی تو ہیبت دیو کی معلوم ہوئی اب تو سب نے بالاتفاق کہا کہ
دیو ہی کسی نے کہا ہکو تو ثابت ہوتا ہی کہ ایک آدمی بھی دیو پر سوار ہی جسطرح ابھی شاہزادہ بدیع الزمان آچکا ہی اور یہی
بھی ہی کہ یہ شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ عالیجاہ جو تعاقب دیو الماس مین دیو پر
سوار ہو کے چلا تھا اب آ کے یہان پہونچا الغرض ملک قاسم نے جو قریب پہونچکر نظر کی تو دیکھا کہ ایک جانب
فوج دیو کھڑی ہوئی ہی اور دوسری جانب لشکر آدمزادون کا صف آرا ہی مقابلہ دیوان کو کھڑا ہی یہ دیکھکر اپنے

دل مین کہا کہ اے خاور سیاہ یہ کون آدمی ہین کہ دیوزادون سے لڑنے کو آئے ہین بڑے بہادر ہین بعد اسکے الماس پر نظر پڑی دیکھا کہ قہقہہ کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اور مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا ہی اندام مین رعشہ ہی یہ دیکھکر للکارے کہ ارے دیو اب توہکو وہان لیچل جہان دشمن ہمارا ہی وہ بولا کہ اے شہریار یہ ہو سکتا ہی کہ مین آپکو لیکر مجمع دیوان مین چلا جاؤن یہ بہت دشوار ہی مین دشمن آپکی جان کا نہین ہون ملک قاسم نے کہا کہ او نامرد معلوم ہوا مجھکو کہ تو بڑا ڈرپوک ہی خیر اب تو ہمکو یہین اُتار دے ہم آپ تنہا جاکر اُس مغرور کو مارینگے وہ یہ سُنکر ڈرا کہ ایسا نہو جو تامل کرون تو سمجھے یہ تلوار مار بیٹھے تو سر میرا قلم ہو جاے اور جان میری جائے بس وہین سے چرخ کھانا شروع کیا اور ہوا سے نیچے اُترا جب ملک قاسم نے یہ دیکھا کہ زمین قریب رہی ہی تو جرأت کر کے تیغہ کھینچکر جسم سے کود پڑے اور زمین پر پانوٴن قائم کیے اور سنبھل کر تیغہ بلارک افراسیابی پکڑے ہوے طرف الماس کے یہ کہتے ہوے چلے کہ ابے بیان کہان تو چھپا ہی نکل میرے سامنے آ یہ سُنکر اسکی جان فنا ہوئی پکارا کہ اے خان قاف مجھکو بچاؤ کہ ملک الموت لینے کو آ گیا قہقہہ نے دیوون سے کہا کہ اسے الماس کے پاس جانے نہ دینا مگر قاسم اس تیزی سے گیا کہ دیو بڑھتے ہی رہ گئے اور قاسم قریب پہونچ گیا اور ہاتھ جنبیہ کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر غریو صف دیوان مین اُٹھا کہ وہ مارا الماس قہقہہ نے جو دیکھا کہ اسنے الماس کو مار لیا غصہ کھا کے خود بڑھا ملک قاسم کہ تیغ تو علم کیے ہوے تھا مار بیٹھا کہ ہاتھ اسکا زخمی ہوا ملک قاسم نے پلٹکر دیکھا کہ الماس تڑپ رہا ہی ایک ہاتھ اور مارا کہ سر گردن سے اُڑ گیا قہقہہ ہر چند ہان ہان کیا کیا کچھ نہو سکا اور قاسم مار کے دیو الماس کو اپنے دیو کی طرف چلے اُدھر سے وہ بڑھا اور قاسم کو جلدی سے پشت پر سوار کر کے لے اُڑا قہقہہ نے پیچھا بھی نہ کیا کہ ایک تو جسکے باعث سے فساد تھا وہ مارا گیا اب کسکے لیے لڑین اس سبب دوسرے یہ سمجھا کہ جب یہ اتنے دیوون مین گھُسکر الماس کو مار گیا اور مجھے بھی زخمی کیا تو اسکا تعاقب اچھا نہین مگر قضائے کار اتفاقات روزگار اُسی وقت بدیع الزمان نے بھی چند قدم ہزبر کو پست پا کیا اور کلائیان پکڑ کر جھٹکا مارا کہ یہ اوندھے منھ زمین پر آ رہا بس شاہزادۂ بدیع الزمان نے کمر مین ہاتھ ڈال کر جو زور کیا تو تین زرع زمین سر سے بلند کیا اور دو بار چکر دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا یہ دیکھکر غریو ساری فوج مین ہوا کہ وہ دیوزاد کو آدمزاد نے مارا یہان چاہا تھا ہزبر نے کہ مونڈھے کی کھا کر سنبھلے مگر بدیع الزمان نے سنبھلنے نہ دیا اور جست کر کے سینہ پر کینہ پر اُسکے سوار ہوے ایک ہاتھ زیر زنخدان اور دوسرا ہاتھ سر پر ہزبر کے قائم کر کے پیچ و تاب جو دیا تو سر اُسکا اُکھڑ آیا اور پرنالہ لہو کا گردن سے جاری ہوا دوبارہ لشکر اسلام مین غل ہوا کہ وہ مارا وہ مارا ملک قاسم نے بھی دیکھا کہ آدمزاد نے اتنے بڑے دیو کو سر سے بلند کر کے پٹخ دیا اور پھر چھاتی پر چڑھ کے سر کو دھڑ سے کھینچ لیا تو انھون نے بھی اپنے دل مین تعریف انکے زور و قوت کی کی اور کہا کہ یہ جوان بھی بڑا زبردست ہی یہ کہتے ہوے ملک قاسم تو سواری دیوزاد راہی ہوے ادھر قہقہہ نے جو قاسم کو نہ پایا اور ذلت مارے جانے الماس کی ہوئی کہ وہ اُسکے پیچھے چھپا تھا اور دوسرے یہ کہ لاشہ جوان بیٹے کا سامنے تھا اور وہ مارا ہوا پڑا تھا اور لشکر اسلام مین طبل شادی بجا تھا اور مرنے کی ہزبر کے خوشی ہوئی تھی بس اسکو تاب نہ آئی اور دار شمشاد پکڑ کے طرف بدیع الزمان کے جھپٹا ساتھ اسکے تمام دیو چلے اور آکے بدیع الزمان کو گھیرا شاہزادے نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا ادھر امیر نے جو دیکھا کہ فرزند میرا گھر گیا ہی بس عقرب سلیمانی پکڑ کر طلب فرمائے اللہ اکبر جگر سے کھینچکے آ بڑھے اور

دیوون سے لڑنے لگے قہقہہ کی بھی تمام فوج نولاکھ دیودن کی چلی ادھر سے ملکہ آسمان پری بھی اپنا لشکر لیکر مانند دریاے متواج کے چلی ملکہ قریشیہ نے بھی بیچہ سلیمانی کھینچا دیوون سے لڑنا شروع کیا ایک غلغلۂ محشر خیز برپا ہوا دیوزادون کی لڑائی تھی عجب طرح کا ہنگامہ گرم تھا کہ کالہ۔ بھالہ۔ نرنکالہ۔ سنگولدستہ۔ وارہ پشت سنگ۔ دار شمشاد وغیرہ چلنے لگے سر پر سر دھڑ پر دھڑ گرنے لگے برق شمشیر ہر طرف چمکنے لگی دریا خون کا بہنکلا امیر با توقیر مع بدیع الزمان دیوون کے حلقے مین جو آگئے تھے تو معلوم بھی نہوتے تھے کیونکہ قد دیودن کے صد ہا گز کے تھے لیکن بیچ بیچ مین اُنکے صفائی ہاتھ کی دکھا رہے تھے کہ جب ہاتھ اُٹھاتے دیو ونکی قلم کردین اُسوقت دیوزاد حیران تھے کہ کیا بات ہی کہ ہم تو دیو کو مارتے ہین اور وہ ہمکو قتل کرتے ہین لیکن یہ کون ہی کہ جو ٹانگون کو قلم کردیتا ہی جو دیو گرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ پہاڑ پھٹ پڑا آخر قہقہہ سہ چشمی کہ ہاتھ اسکا ملک قاسم نے زخمی کیا تھا کبھی تو یہ لڑتا تھا اور کبھی ہٹ کھڑا ہوتا تھا اُسی حالت مین ایک زخم اور لگا کسی دیو نے آسمان پری کے اسے غافل پاکر تلوار مار دی کہ سر بھی زخمی ہوا اور لہو بہا سارا جسم قہقہہ کا کانپنے لگا یہ حال دیکھکر دیوون نے اسکے سمجھایا کہ ای خان قاف اب آپکو جنگگاہ مین ٹھہرنا مناسب نہین ہی کیونکہ اول تو آپ زخمی ہین اور دوسرے یہ کہ ہم لوگ تو لڑ رہے ہین آپ جو یہان ٹھہرے ہوے ہین اس سے کیا فائدہ ہی یہ سنکر قہقہہ نے کہا کہ پھر کیا مین بھاگ جاؤن اُنھون نے کہا کہ ہٹکر کھڑے ہو رہیے قہقہہ رنجیدہ تھا کہ جوان بیٹے کا غم دلیر تھا دوسرے زخمی تھا قبول کرلیا اور چند قدم پیچھے ہٹکر ٹھہرا اللازہون نے اسکے یہ جو دیکھا کہ قہقہہ ہٹا جاتا ہی اور بعضون نے اسے جہان کھڑے ہوے دیکھا تھا وہان نہ پایا بس سب سمجھے کہ قہقہہ بھاگ گیا پھر تو سب نے صلاح کی اور اشارے ہوگئے کہ قہقہہ تو بھاگ گیا ہم جواب لڑین تو کیا حاصل اور کسکے واسطے بس سارا لشکر قہقہہ کا ہٹگیا اور یہان اہل اسلام نے چڑھائی کی یہ رنگ دیکھکر قدم نہ جمے اور بھاگ کھڑے ہوے دیکھا قہقہہ نے کہ تمام لشکر تو بھاگا جاتا ہی اب کیا کرون یہ سوچ رہا تھا کہ کچھ دیوون نے اس سے یہی کہا کہ ای خان قاف دو لاکھ دیو آپکے مارے گئے اور آپ بھی زخمی ہین رہی سہی فوج فرار ہوئی جاتی ہی اور مقابلہ کو ایسے کُشندۂ دیو عفریت چلا آتا ہی اب آپکا یہان کھڑے رہنا ہرگز مناسب نہین ہی اسوقت تو طرح دیجیے اور چلے چلیے پھر جیسا ہوگا دیکھ لیا جائیگا قہقہہ دل تو ہارے ہوے تھا ہی فوراً بھاگ کھڑا ہوا اور ایسا بھاگا کہ حد کوہ سوم قاف مین بھی نہ ٹھہرا وہان سے بھی کچھ آگے بڑھگیا پشتۂ تاریک علاقے مین ظلمات کے ہین وہان جاکر مہم پہنچی اپنی کی اور پشتۂ تاریک مین چھپا یہان امیر سلیمان سریر کی فتح ہوئی پھر تو سب کو ساتھ لیکر ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان شادان و فرحان نوبت نقارے بجاتے ہوے قہقہہ لگاتے ہوے ذکر قہقہہ کے بھاگنے کا کرتے ہوے داخل گلستان ارم ہوے اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان نے طبق جواہر کے امیر پر سے نثار اور تصدق کیے اور بڑی دھوم سے جشن سلیمانی کیا لیکن جب سے امیر نے قاسم کو دیکھا ہی کہ اس دبدبہ سے تنہا فوج دیوان مین گھُس کر الماس کو قتل کر آیا اُسوقت سے یادشاہزادۂ خاور سیاہ کی نہین بھولتی اور بار بار خواجہ عمرو سے فرماتے ہین کہ خواجہ دیکھا تو تھا تمنے بھی کہ اُس لڑکے سرخ پوش نے کس تہور اور جرأت سے الماس کو مارا تھا عجب جوان تھا مگر افسوس یہ ہی کہ حال اُسکا ہمکو معلوم ہوا کہ کون تھا اور کہان سے آیا تھا اور نام اُسکا کیا تھا عمرو نے کہا کہ یا امیر کیا جانتے تھے کہ آپکو اسقدر خواہش اور عشق اُس جوان سے ہوگا ورنہ سبھہ تہیہ تفحص یہ تھا آپ تو قدردان اور جواہر شناس دلاوران ہین آئین

تو فرق نہین ہی کہ جیسے آپ بہادر دیکھتے ہین اُسکے آپ عاشق ہو جاتے ہین لیکن اب وہ کہان ہی کہ جسکو آپ پوچھتے ہین اگر ان
کبھی سامنا ہوگا تو پوچھ لیا جائیگا امیر نے ایک مہینا جشن کیا کہ ایک روز امیر با توقیر کو یاد مہینہ بانو کی آئی بس بے
چین ہو گئے اور برداشتہ دل ہوکر ملکہ آسمان پری سے فرمایا کہ ای ملکہ اب مجھکو پردۂ دنیا پر پہونچوا دو نہین معلوم
کہ میرے فرزندون پر کیا گذری ہوگی کیا حال اُنکا میری مہاجرت اور مفارقت مین ہوا ہوگا یہ خیال کر کے امیر نے
آسمان پری کو رخصت دینے پر راضی کیا آسمان پری نے سامان سفر مہیا کرنا شروع کیا اب جو لوگ کہ نہین آئے
تھے وہ بھی امیر کی ملاقات کو آئے اور قدمبوسی حاصل کی یہانتک کہ سب سامان طیار ہو گیا اب امیر تو روانہ ہو
کیا چاہتے ہین طرف پردۂ دنیا کے

داستان بہرام شاہ بردعی اور ہرّوم دیوانہ کی بیان ہوتی ہی

کہ ہرّوم دیوانہ پسر بہرام شاہ تو لشکر مین فرامرز بن قارن عدنی کے قید ہی اور فرامرز لشکر بہرام شاہ مین اسیر ہی ایک روز نعمان سگ دندان عیار فرامرز کا اپنے لشکر سے نکلکر لشکر ہرّوم مین آیا شکل اپنی فقیر کی بنا کر پھر اکیا خوب راستے دیکھے جب رات ہوئی تو خیمے تک فرامرز کے اپنے کو پہونچایا اور فکر و کوشش مین مصروف ہوا جب آدھی رات رہی تو پشت پر سے خیمہ چاک کیا دیکھا کہ باری دار بیٹھے ہین بس پروانہ بیہوشی شمع پر مارے کہ وہ جلے اور دود اُنکا منتشر ہوا اور دماغون مین اُنکے پہونچا سب بیہوش ہوے اب اسنے اندر آکے چادر عیاری ہلاکر روشنی گل کی اور فرامرز بن قارن کو بھی بیہوش کر کے پشتارہ اسکا پیٹھ پر لگایا اور صاف نیکر نکل گیا اور لشکر مین پہونچا دیا جبکہ ملازمان فرامرز اور عزیزان فرامرز مثل بہمن سگان اور بہمن خاوران اور ذو الفقار شاہ مشرقی وغیرہ کے اس خبر فرحت اثر سے واقف ہوے ہاتھون ہاتھ فرامرز کو لیا اور اندر خیمے کے لیجاکر فرش پر لٹاکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا جبکہ فرامرز چونکا اور آنکھین اُسنے کھولین تو اپنے کو فوج مین پاکر بہت خوش ہوا اور اُٹھکر پہلے تو نعمان سگ دندان کو خلعت بھاری دیا اور بہت سا روپیہ بخشا اور بغلگیر ہوکے بہت تعریف کی بعد اسکے حکم دیا کہ شادیانے بجواؤ پھر تو سارے لشکر کفار مین وہ خوشی تھی کہ جسکی حد و انتہا نہین ہی وہان صبح کو باربردار جو چونکے تو اپنے کو نیچے پلنگ کے پڑے دیکھا گھبرائے اور فرامرز کو ڈھونڈھنے لگے یعنی اسکو بہرام شاہ نے آرام سے رکھا تھا اس خیال سے کہ اگر ہم اسکو آرام سے رکھینگے تو ہمارا بھی بیٹا راحت سے رہیگا اس سبب سے اسنے باربردار رکھے تھے غرض اُنھون نے جبکہ فرامرز کو نہ پایا تو جاکر بہرام شاہ بردعی سے کہا کہ فرامرز گم ہو گیا یہ سنکر وہ بدحواس ہو گیا اور کہنے لگا کہ اب بڑا ستم ہوا کہ فرامرز بھی چھوٹ گیا اور بیٹا میرا وہان پھنسا ہوا ہی اب اُنکی بن آئی کہ وہ مہینہ بانو کو مانگین گے تو مجھکو دینا پڑے گا کیا کرون کچھ بن نہین آتی یہ کہکر سوچ مین گیا بعد بڑی دیر کے سر اونچا کیا اور دو عیار لشکر مین اسکے ہین کہ نام ایک کا مہتر سہیل ہی دوسرے کا نام مہتر شعلہ ہی دونون کو طلب کر کے کہا کہ آج ہماری تم دونون سے التجا ہی وہ یہ کہ اگر تم مہینہ بانو کو طرف لشکر ظفر اثر امیر کشور گیر کے لیجاؤ اور وہان پہونچا دو تو گویا تمنے مجھکو مول لے لیا اور یہ بات تمھین سے ہو سکیگی بڑے غضب کی بات ہی کہ ناموس امیر حمزہ صاحبقران کا پاس کافر کے جائے یہ ذلت و خواری مجھسے سہی نہ جائیگی مین اپنی جان کو تلف کرونگا یہ سنکر دونون نے عرض کیا کہ ہم جو نمک شاہی کھاتے ہین تو کس کام کے ہین آپنے ہمسے کب ارشاد فرمایا تھا کہ جو ہمنے دیر کی ابھی جاتے ہین اور پہونچائے دیتے ہین یہ کہکر مہتر سہیل نے تھوڑا عطر بہرام شاہ کو دیا اور کہا کہ آپ ملکہ مہینہ بانو کو

سنگھا دیجیے گا وہ تو جانتی نہ تھی کہ یہ عطر کیسا ہی فوراً اسونگھ لیا اسی وقت چھینک مارکر بیہوش ہوئی مہتر سہیل نے لپشتارہ
اسطرح باندھا کہ ملکہ بیچین نہو اور پشت پر لگاکر سپر کی آڑ کرکے تلوار کھینچکر راہی لشکر قیامت اثر ہوا بہرام شاہ بھی تنجہ
عیاری کھینچکر واسطے مدد کے ساتھ ہولیا بعد انکے جانے کے بہرام شاہ بروعی نے مآل کا خیال کرکے بمزید احتیاط
دوسو سوار آزمودہ کار کو بلاکر حکم دیا کہ خبردار آج حق نمک ادا کرنا جتنا کتے ہین اُسمین فرق نہو یعنی ملکہ مہینہ بانو کو
عیار لیے جاتے ہین مین نے طرف لشکر امیر کے بھیجا ہی تمکو چاہیے ہی کہ جاؤ اور اُنکو نگاہون مین لیے رہو جسوقت
کوئی پیچ پڑے اسوقت ظاہر ہو کر مدد کرنا وہ یہ سنکر الامر فوق الادب کہکر چل کھڑے ہوے بعد انکے جانے کے
کچھ سوچ سمجھکر اور سو سوار بہرام شاہ نے روانہ کیے اب آگے تو عیار لپشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا لیے جاتے ہین
اور وہان لشکر اسلام مین بھی حال فرامرز اور بہرام شاہ کا معلوم ہوچکا ہی یہان بیر فرخاری اور سلمان شاہ
فارسی اور شہنشاہ عراقی بھی چند ضعیف رہگئے ہین اور باقی تو سب پردہ قاف مین ہین انھون نے مہتر سخر بلخی
اور یزک خطائی کو اور چند عیارون کو بلاکر حکم دیا تھا کہ تم جاؤ اور خبر تو لاؤ کہ فرامرز اور بہرام شاہ سے کیا گذری
اور لڑائی کا فیصلہ کیونکر ہوا سنا ہی کہ ناموس امیر کشور گیر کا وہان ہی یہ عیاران نام گرفتہ بھی اس طرف کو چل چکے ہین
اور حال سنیے فرامرز بن قارن عادی کا کہ یہ جو سوکر صبح کو اُٹھا تو جاسوسان لشکر اسی خبر کو لیکر آئے کہ
بہرام شاہ بروعی نے ملکہ مہینہ بانو کو ساتھ عیارون کے کردیا ہی اور وہ لیکر طرف لشکر امیر کے روانہ ہوگئے
ہین فرامرز بن قارن نے یہ سنکر حکم دیا کہ مہتر نعمان کو بلاؤ جب وہ سامنے آیا کہا کہ تم ہی مجھکو بھی چھڑا لائے
تھے جلد جاکر لپشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا عیارون سے چھین لاؤ یہ اُسی وقت چل کھڑا ہوا مگر فرامرز نے بنظر
احتیاط مہتر بہروین کو بھی اسکے ساتھ کردیا یہ دونون روانہ ہوے بعد انکے جانے کے فرامرز کو قرار نہ پڑا
خود بھی پچاس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ لیکر چل نکلا لیکن اسکی سپاہ نے اسے جو جاتے ہوے دیکھا باہم مشورہ
کیا کہ مالک تو ہمارا جاچکا ہم یہان رہکر کیا کرین ایک کے بعد ایک یونہین سب بعد فرامرز کے چل کھڑے ہوے
فقط چوکی پہرے کے لیے پانچ ہزار عادی رہ گئے باقی سب چلے گئے بہرام شاہ بروعی کو بھی یہ خبر ہوئی کہ
فرامرز بن قارن عادی کو ملکہ مہینہ بانو کے جانے کی خبر ہوگئی اور وہ واسطے چھین لینے کے عیارون سے
روانہ ہوگیا یہ سنکر اسکو تشویش پیدا ہوئی ملازمون نے جو اُسے متردد و متفکر پایا استفسار حال کیا بہرام شاہ
نے رو رو کر کہا بڑا غضب ہوا کہ ہرتوم قید مین ہی اور فرامرز عقب مین گیا ہوا ہی فوج بھی ہمراہ اسکے بہت ہی
عیارون سے مہینہ کو چھین لیگا اب مین منہ امیر کو کیونکر دکھاؤنگا وہ یہ نہ کہین گے کہ تم جیتے رہے اور ناموس کو
بیرے چھینوا دیا اور مین ایسا نہین ہون کہ فرامرز سے عہدہ برا ہو سکون کیا کرون جی مین یہ آتا ہی کہ بیش قبض
مارکر اپنے کو ہلاک کرون تاکہ امیر سے محجوب نہون یہ سنکر سب نے کہا کہ ای شہریار آپ کیون تردد کرتے ہین ایسا
وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا فرامرز تو ادھر گیا ہوا ہی آپ کیون نہین چلکر ہرتوم شاہ کو چھڑا لیتے ہین وہان کون ہی
چند شخص رہ گئے ہین وہ بھی ایسے ویسے وہ آپکا کیا کر سکینگے جب جا پڑیے گا چھوڑکر بھاگ جائینگے یہ تدبیر
بہت خوب ہی جلد چلیے یہ سنکر بہرام شاہ نے سلاح جنگ بدن پر آراستہ کیے اور مرکب پر بیٹھکر مع فوج چل کھڑا
ہوا جب قریب لشکر پہونچا پہلے تو تیرون کا مینہ برسایا کہ بہت سے بے پیر تیر سے مارے گئے رنگ دیکھکر
باقی سامنے سے بھاگے مگر کچھ دلیرون نے قدم جمائے اور سپر سنبھالے بہرام شاہ آگے گرا اور
قتل کرنے لگا بہتون کو تیغ تیز دم سے سپید کیا اور بارے تلوارون کے پرون کو درہم و برہم کردیا

پھر تو ہر طرف برق شمشیر چمکنے لگی اور سپرون کی بدلی گھر گئی مینھ تیرون کا برسنے لگا بوچھار لہو کی آنے لگی کوئی دو پہر تک فوج مخالف رُکی اور لڑا کی جبکہ فوج بہرام نے سب کو زیر تیغ رکھ لیا اور شیرازۂ جمعیت ہستی کتب اعدا کو تیغ آبدار سے کاٹ کے سب کو مثل اوراق کے متفرق کر دیا پھر تو سب رو بفرار لائے مگر بعضون نے جو یہ دیکھا کہ لڑائی کا فیصلہ ہوا چاہتا ہی اب سوا بھاگنے کے جان بچتی نہین معلوم ہوتی اور کوئی بات بن نہین پڑتی یہ دیکھکر باہم صلاح کی کہ چلکر دیوانے کو کیون نہین مار ڈالتے جو یہ ہنگامہ اسی کے واسطے ہی ورنہ بہرام کو کیا کام ہمسے تھا جب اسکو مار لینگے یہ بھی جانیگا کہ اب لڑنا بیکار ہی جسکے واسطے لڑ رہے تھے جب وہ ہی نرہا اور مارا گیا تو لڑنا بیکار ہی یہ سمجھکر خود پلٹ جائیگا اور مالک بھی ہمارا جمیلہ کو لاتا ہوگا یہان بھی خاتمہ کر رکھو تاکہ وہ آئے تو ہمسے خوش ہو یہ صلاح کر کے پچاس آدمی تلوارین پکڑ کے اندر زندان کے چلے آئے ہروم شاہ بروعی کہ زیور آہنی پہنے ہوے بیٹھا تھا اور غل پہلے سے دار و گیر کا سن رہا تھا انکو آتے دیکھکر بولا کہ ارے تم یہان کس لیے آتے ہو اور یہ شور کیسا ہو رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی جیسے لڑائی ہو رہی ہی یہ کیا ماجرا ہی ان سپاہیون نے اپنے کو زیادہ جو پایا اور ہرُوم کو قید مین تنہا دیکھا صاف صاف راست راست بے کم و کاست بیان کر دیا کہ ای ہروم بڑا فساد تیری ذات سے ہوا ہی تیرا باپ بہرام شاہ تیری رہائی کے لیے چڑھ آیا ہی یہ اُسی کا غل و شور ہی اور ہمارا مالک یہان نہین ہی وہ تھوڑا عرصہ ہوا کہ تیری بہن کے چھین لینے کو طرف لشکر اثر صاحبقران نامور کے گیا ہی ہم چند ہزار یہان پر تھے اب جو ہنگامہ لڑائی کا زیادہ ہوا اور ہم سب منہب شمشیر سے بہرام شاہ کی خالف ہوے تو یہ صلاح کی کہ تجھکو مار ڈالین اور اسی لیے ہم یہان آئے بھی ہین تاکہ تیرا باپ جو آئے تو سوا لاشے کے کچھ نہ پائے یہ کہکر تلوارین علم کر کے یہ بڑھے اور ہروم نے جو سنا کہ بہن کو میری کافر چھین لے گئے ہین اور باپ لڑ رہا ہی بس غیظ و غضب مین آکر زور جو کیا ساری قید مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالی اور وہی ہتھکڑیان بیڑیان پکڑ کے بڑھا کہ ایسی کڑی مارون کہ یہ کافر جو بھاگین سیدھے جہنم کو جائین مگر وہ بزدلے جو خالف ہوے کہ جسنے اتنی بڑی قید توڑ ڈالی اُس سے ڈرا چاہیے سب بھاگ گئے ہروم نے دوڑکر ایک چوب خیمہ کی اُکھیڑ لی اور باہر زندان سے نکلا دس دس اور بیس بیس کو ایک ایک وار مین مارا غرضکہ کوئی تاب مقابلۂ اسلامیان کی نہ لاسکا اور طرفۃ العین مین سب خرد و کلان بھاگ گئے ہروم شاہ و بہرام شاہ کی فتح ہو گئی پھر تو سارا اسباب اور خزانہ اور خیمہ و خرگاہ لٹوا لیا اور سب مال فرامرز کا قبضہ مین کیا باجے فتح کے بجنے لگے بہرام شاہ نے جو اپنے بیٹے کو دیکھا گھوڑے سے کود کر دوڑ کے گلے سے لگا لیا ہرُوم نے بہرام سے پوچھا کہ ای بادشاہ جمیلہ بانو کہان ہی بہرام شاہ نے سارا حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا کہ مین نے ناچار ہو کر طرف لشکر ظفر اثر کے بھیجا ہی مگر سنا ہی کہ فرامرز بن قارن عدنی بھی با فوج بسیار گیا ہوا ہی اللہ ہی بچائے اور کہین جمیلہ اُسکے ہاتھ نہ آجائے تو اپنی جانون کو آپ دینا پڑے گا اور امیر حمزہ سے آنکھین چھپانی پڑینگی یہ جو ہروم شاہ بروعی نے زبانی اپنے باپ کے سنا زیادہ تر اسکو ملال ہوا کہا کہ سچ ہی اگر جمیلہ بانو چھین گئی تو بڑا ستم ہوا اب مین بھی طرف فرامرز کے چلتا ہون یہ کہکے اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر یہ بھی روانہ ہو گیا

اب داستان عیارون کی بیان کی جاتی ہی

کہ مہتر سہیل بشتارہ جمیلہ بانو کا لیے ہوے چلا جاتا ہی اور پیچھے اُسکے مہتر شعلہ بھی حمایت کو موجود ہی یہ دونون ہوا کیطرح چلے جاتے ہین مگر یہ پشتارہ بدوش ہین اور مہتر نعمان سگ دندان و مہتر پروین ابنر کوئی بار

نہ تھا جلد جا پہونچے اور مہتر سہیل کے سد راہ ہوے اور نعمان پکارا ٹھہر جاؤ کہان جاتے ہو میرے ہاتھ سے بچکر اگر عیار ہو تو خبردار اب قدم آگے نہ بڑھانا مہتر سہیل یہ آواز سنکر تھما اور جواب دیا کہ تو بکتا کیا ہی مین نے کسی کی چوری نہین کی ہی یا مال کسی کا نہین مارا ہی جو تو مجھکو چور بناتا ہی کیا تیرے مارے کوئی اپنا مال و اسباب بھی نہ لیجائے دیوانہ ہوا ہی یہ سنکر نعمان پکارا کہ ارے مین تجھسے کہتا ہون کہ تو ٹھہر جا مگر تو نہین مانتا آیا مین شامت تیری آئی ہی یہ سنکر سہیل نے یہ خیال کیا کہ ارے تو بھاگتا کیون ہی اور ٹھہر کیون نہین جاتا اسلیے کہ بھاگ کر نکلجانا بھی ناممکن ہی پھر کیا حاصل اور تو بھی کچھ ایسا حلوا نہین ہی کہ وہ نگل جائیگا یہ سمجھکر مہتر سہیل ٹھہر گیا اور بولا کہ او گیدی کیا بکتا ہی لے مین کھڑا ہون مطلب اپنا بیان کر یہ کہکر مہتر سہیل نے پشتارہ تو ملکہ مہینہ بانو کا کھول کر رکھ دیا اور آپ بڑھہ آیا نعمان نے تیغچہ کھینچا سہیل نے بھی تیغچہ کھینچا ادھر مہتر پروین سے اور شعلہ سے تیغچہ چلنے لگا اب یہ چارون تو لڑ رہے ہین کچھ دیر کا عرصہ ہوا تھا کہ وہ دو سو سوار مرسل بہرام شاہ کے جو مدد کو عیارون کی چلے تھے آپہونچے اور تیغچہ چلتے دیکھکر مہتر سہیل کو پکارے کہ اے نامدار گھبرانا نہین کیا طاقت ہی کسی کی کہ تمکو ہاتھ لگا سکے ہم آپہونچے ہین مہتر سہیل یہ دیکھکر خوش ہو گیا اور برس پڑا نعمان پر اسنے جو دیکھا کہ مدد انکی آپہونچی اور ابھی تک یہ ساتھ ہوش و حواس کے لڑ بھی رہے ہین انکا سامنا آسان نہین ہی بھلا پشتارہ لینا تو کیسا جان بچانا مشکل پڑجائیگی یہ سمجھکر سامنے سے دونون بھاگے اور یہ کہتے ہوے چلے کہ کیا ہوا اگر تمھاری مدد آگئی ہم بھی اپنے مددگارون کو بلائے لاتے ہین یہ حیلہ کرکے بھاگ گئے مہتر سہیل نے جو مطلع صاف دیکھا کہ جو حریف سد راہ تھے بھاگ گئے پھر پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا پشت سے لگایا اور چلنے کو مستعد ہوا قریب تھا کہ قدم اٹھائے کہ تتق گرد بلند ہوا اور آوازین سم مرکب کی آنے لگین یہ دیکھکر مہتر سہیل ٹھہر گیا اور گرد کو دیکھنے لگا کہ آمد لشکر کی معلوم ہوتی ہی مگر دیکھیے کون آتا ہی دوست ہی یا کہ دشمن کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور فرامرز بن قارن عدنی مع فوج نمودار ہوا اسنے جو عیارون کو دیکھا آواز دی کہ لینا جانے نہ دینا کہ ادھر سے سوار آگے چلے ادھر سے یہ دو سو سوار جا کر سد راہ ہوے تلوار چلنے لگی مگر تھوڑی ہی دیر مین یہ کیفیت ہوئی کہ آدھے رہ گئے نصف کٹ گئے یہ دو سو تھے وہ پچاس ہزار کا لشکر کہان لڑ سکتے ہین آخرکار سب کٹ گئے اسوقت لشکر فرامرز نے پھر سہیل کا پیچھا کیا اور نعمان اپنے مالک کو دیکھکر شیر ہو گیا تھا پھر سہیل کو جا کر گھیرا اور للکارا کہ کہان جاتا ہی مین آپہونچا بہتر یہ ہی کہ پشتارہ رکھدے پھر جدھر تیرا جی چاہے چلا جا ناچار مہتر سہیل تھم گیا اور پشتارہ زمین پر رکھکر نظر بہ پروردگار کی اور لڑنے لگا اور شعلہ پروین سے معروف حرب ہوا یہان تو یہ لڑ رہے ہین مگر فوج فرامرز کی قریب آگئی اور چاہا کہ پشتارہ کو قبضہ مین کرین اب عیار گھبرائے تھے کہ قدرت خدا سے وہ دو سو سوار جو بعد کو بہرام شاہ نے روانہ کیے تھے وہ آگئے اور فوج قارن کے سد راہ ہو کر مقابلہ کیا تلوار چلنے لگی یہ سب لڑ رہے تھے کہ اتنے مین مہتر سنجر بلخی اور بزرک خطائی بھی آپہونچے کہ انکو سلمان شاہ فارسی اور بہر فرخاری نے واسطے خبر کے بھیجا تھا اب یہ پہونچے آکر دیکھا کہ فوج سے کچھ لوگ علیحدہ لڑ رہے ہین اور دو عیار ایک طرف تیغچہ لیے ہوے باہم الجھے ہوے لڑ رہے ہین اور ایک پشتارہ بھی میدان مین ایک طرف رکھا ہوا ہی لیکن کوئی زخمی نہین ہوا ہی مہتر سنجر بلخی سمجھ گئے کہ جو خبر سنتے ہین آئی تھی کہ ناموس اسیر یا تو قید کو کفار نے گھیرا ہی تو کیا عجب ہی کہ یہی تو نہو کیونکہ وہ دونون جب المدد کہتے ہین تو نام بتون کے لیتے ہین اور یہ دونون عاجزی کے وقت سوے آسمان دیکھتے ہین یہ دیکھکر سنجر بلخی نے دوڑکر پشتارہ مہینہ بانو کا

اُٹھالیا سہیل نے جو یہ دیکھا کہ ایک عیار نے پشتارہ اٹھالیا اور اپنے قبضے مین کیا بس جان اسکی نکل گئی بخوف صاحبقران سٹھرایا قریب تھا کہ مرجائے رعشہ تمام بدن مین پڑ گیا مہتر سخر بلخی نے جو یہ حال اسکا دیکھا سمجھا کہ پشتارہ کے لیے یہ لڑ رہا ہی مین نے جو اٹھالیا اسی سبب سے اسکا یہ حال ہوگا کیونکہ مجھے یہ پہچانتا نہین ہی بس سامنے آکر اشارہ سے کہا کہ ای مہتر نامدار گھبراتے کیون ہو مین کوئی غیر نہین ہون تمھارا مین طرفدار ہون تم کسی امر کا اندیشہ نہ کرنا یہ دیکھکر مہتر سہیل کی خاطر جمع ہوئی شکر اللہ کہکر اور چمک چمک کر لڑنے لگا مگر مہتر سخر بلخی نے کیا عیاری کی کہ پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا اُتار کے مہتر بزرک خان خطائی کے سپرد کیا اور حسب اتفاق اُسوقت ابوشہاب خرقہ پوش بھی آگیا تھا اسکو ساتھ بزرک خطائی کے کردیا اور کہدیا کہ تم دونون طرف لشکر ظفر اثر کے جاؤ ہم بھی پیچھے تمھارے آتے ہین جب وہ بڑھ گئے تو مہتر سخر بلخی نے ایک لاشہ کسی مرد کا کہ داڑھی دراز رکھتا تھا اُٹھا کر پشتارہ اُسکا درست کیا اور پشت پر لگا کر دوڑتا ہوا پسینے مین تر ہانپتا ہوا پاس فرامرز بن قارن عدنی کے عیارون کے آیا اور کہا کہ ارے تم کیون لڑتے ہو مین تو پشتارہ لے آیا اور ایک شرط سے دیتا ہون کہ تمھارا مالک مجھکو خلعت سے سرفراز کرے تو مین خود چلکر پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا اسکے سپرد کرون نعمان سگ دندان تو یہ خبر فرحت اثر سنکر خوش ہو گیا اور دوڑا ہوا پاس فرامرز کے گیا اور بیان کیا کہ اسطرح سے ایک عیار پشتارہ ملکہ کا لیکر آیا ہی اور خلعت و انعام چاہتا ہی اگر آپ اُسکو سرفراز کرین تو مین لے آؤن فرامرز یہ مژدۂ جانبخش سنکر بشاش ہو گیا اور کہا کہ ای نعمان بس اب لڑائی موقوف کرو اور جلد پشتارے کو میرے پاس لے آؤ مین اُسے بہت کچھ دونگا اور جو کہیگا وہ کرونگا کیونکہ بڑا مرحلہ اُسکی ذات سے سر ہوا کسرا اور فرامرز بن کسرا سے سرخروئی حاصل ہوئی ہر وقت یہی دھیان رہتا تھا کہ دیکھا چاہیے ملکہ کیونکر ہاتھ آتی ہی خدا نے دعا قبول کی القصہ نعمان نے لڑائی موقوف کی اور سخر بلخی کو ساتھ لیا وہ مع پشتارہ پاس فرامرز بن قارن عدنی کے آیا اور خمیدہ ہو کر نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا کہ پشتارہ ملکہ کا حاضر ہی لیکن ایک خیمہ سب سے علحدہ کھڑا ہو جائے تاکہ مین پشتارہ اُسمین کھولون اسلیے کہ یہ شاہزادی ہی ایسی ویسی نہین ہی کہ زیر آسمان بے پردہ اسکو کرون آپکو بھی عزت اور آبرو اسکی کرنا چاہیے اگرچہ یہ قید مین ہی جو چاہیے اسکے ساتھ سلوک کیجیے فرامرز نے کہا ارے جاؤ اور جلد ایک خیمہ علحدہ برپا کرو لوگ گئے واسطے خیمہ استادہ کرنے کے سخر بلخی نے کہا کہ یہ بھی تو اقرار کیجیے کہ مجھے کیا دیجیےگا فرامرز نے کئی ہزار اشرفیان تو اُسی وقت منگا کر مہتر سخر بلخی کو دین اور کہا کہ خاطر جمع رکھو ہمرزا اور فرامرز بیٹے نوشیروان کے بہت کچھ ابھی تمکو دینگے اور مین جاگیر دلواکے تمغہ کرا دونگا علاوہ اسکے کیا عجب ہی کہ تو حاضر حضور رہا کرے اور سرخیل شاطران اور سرگروہ عیاران ہو جائے ہنوز یہ کلام ہو رہے تھے کہ اُن لوگون نے آکر عرض کیا کہ خیمہ تیار ہی فرامرز سخر بلخی کو ساتھ لیے ہوئے اندر اُس خیمہ کے آیا اور کہا ای شاطر نامدار عجب سلوک تو نے کیا ہی کہ مجھکو تیرا اہمال کرنا واجب و لازم ہی اب پشتارہ ملکہ کا کھول اور شکل اُسکی دکھا اب سخر بلخی کو پریشانی ہوئی اور کہنے لگا دل سے کہ ای مہتر سخر بلخی اب کیا کروگے یہ تو بڑی مشکل ہوئی کہ وہ پشتارہ کھلواتا ہی اور دیکھا چاہتا ہی پہچانیگا تو کیا حال بُرا کرےگا اب کیا کرون کیونکر حیران نکے بھاگنے کا ارادہ کرون جب بھی نکلنا دشوار ہی کہ یہ سب گھیرے ہوئے کھڑے ہین جانے نہ دینگے مگر آج بُرے پھنسے خدا ہی بچائے آخر کو دل مین دعا مانگی کہ الٰہی اپنے فضل و کرم سے مجھکو بچا لے اور فرامرز سے ایک اور بات

ایسی کی کہ پشتارہ کھلنے مین دیر ہوئی اودھر تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا بفضل خالق لم یزلی ہروم بردعی بافوج
کثیر آپہونچا اور تلوار چلنے لگی غلغلہ برپا ہوا ساری فوج دیوانے کی فوج فرامرز پر ٹوٹ پڑی اور جنگ عظیم ہوئی
تھوڑی ہی دیر مین ندیان لہو کی بہنگئین شور دار و گیر جو بلند ہوا تو فرامرز گھبرا گیا کہ ارے یہ شور و غل کیسا ہی لوگون
نے آکر عرض کی کہ اے بہادر دوران ہروم بردعی دیوانہ آیا ہی اور تلوار کر رہا ہی آپکی فوج پسپا ہو رہی ہی سنا ہی
کہ آپ کے چلے آنے کے بعد اسکے باپ نے اُسے چھڑا لیا دیوانہ جوشان و خروشان بڑھتا چلا آتا ہی یہ جو فرامرز
بن قارن عدنی نے سُنا بدحواس ہوگیا اور گھبرا کر بولا کہ اے شاطر اب کیا کرون یہ تو بڑی خرابی ہوئی
کہ اسوقت دیوانہ آگیا یہ ملکہ کو ضرور چھین لیگا کیونکر بچاؤن سنجر بلخی نے جواب دیا کہ اے بہادر دوران آپ اندیشہ
نہ کرین آیا ہی تو کیا کریگا ملکہ کے بچانے کی مین تدبیر بتاتا ہون وہ یہ کہ پشتارہ ملکہ کا یہان رہے کیون جو وہ
چھین لیجائے نعمان کو بلا کر پشتارہ اُسے دیجیے کہ وہ لیکر طرف مدائن کے پاس فرامرز بن نوشیروان
کے روانہ ہو اور آپ یہان خیمہ سے نکلکر دیوانہ سے مقابلہ تو نہ کیجیے لیکن تھوڑی دیر سامنے اُسکے رہیے فوج
آپکی اور جمعیت دیوانے کی جبکہ آپکو خوب دیکھ لے اُسوقت آپ بھی چلے جائین پھر یہ دیوانہ کہان پائیگا جو ملکہ کو
چھینیگا فرامرز کو راے اسکی بہت پسند آئی اور تعریف کی کہ اے بھائی خوب تدبیر تمنے بتائی بس اب دیر نہ کرو اور
ملکہ کو روانہ کرو سنجر بلخی نے در خیمہ پر آکر نعمان کو آواز دی جب نعمان آیا تو پشتارہ سنجر بلخی نے نعمان کو دیا اور
کہا کہ تم لیکر طرف فرامرز بن نوشیروان کے چلو پیچھے تمہارے ہم بھی آتے ہین یہ سنکر نعمان تو پشتارہ لیکر
روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے فرامرز بھی روبرو ہروم کے کچھ دیر ٹھہرا اور فوج کو لڑواتا رہا اور خود بھی پیچھے
نعمان کے روانہ ہوا سب فوج بھی اسکی چلی گئی مہتر سنجر بلخی نے سب کیفیت آکر پاس ہروم کے کہی کہ اب آپ
پیچھا نہ کرین فرامرز کا کیونکہ مفت بندگان خدا کی جان جائیگی اور ناحق قتل ہونگے مین نے ملکہ بہینہ بانو کو لشکر
اسلام کی طرف بھیجدیا یہ سنکر بہرام شاہ اور ہروم دیوانہ خوش ہوا اور تعاقب فرامرز کا نہ کیا مگر فرامرز جو بھاگا
تو کوئی بیس کوس پر جاکر دم لیا جب سب لوگ اُسکے وہان جمع ہو چلے تو اسنے ایک خیمہ برپا کیا اور عیار نعمان
سنگ دندان سے کہا کہ پشتارہ کھول تاکہ مین بھی دیکھون کہ وہ ملکہ کیسی ہی جسکے واسطے یہ خونریزی ہوئی ہی نعمان نے
فرمان اپنے مالک کا سنکر پشتارے کو آگے فرامرز کے کھولا اور فرامرز جھکا کہ دیکھون صورت ملکہ کی دیکھا
خون مین غلطان ہی اور یہ ثابت ہوتا ہی کہ بیکر بیجان ہی فرامرز یہ دیکھکر سمجھا کہ کسی بہادر کے تلوار لڑائی مین اسپر
پڑ گئی ہوگی اب جو غور سے دیکھا ڈاڑھی مونچھین نظر پڑین اب تو فرامرز بن قارن گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی اور غصہ
کرکے نعمان سنگ دندان سے کہنے لگا کہ کیون بیوقوف اسی منہ پر دعوی مہتری کا کرتا ہی اور اپنے کو عیار اور
شاطر جانتا ہی ارے تجھکو مرد و عورت مین تمیز نہوئی اور کچھ نہ سوجھا تو آدمی ہی یا کہ حیوان ہی اب دیکھ تو سہی کہ یہ کسکا لاشہ
ہی بیشک تیرے سنجر بلخی نے چونا لگایا اور پھر یہان سے صاف نکل گیا عیاری اسے کہتے ہین اسنے بھی غور سے
جو دیکھا تو واقعی مرد کا لاشہ خون مین ڈوبا ہوا پایا نعمان کو یہ دیکھکر ندامت حاصل ہوئی اور فرامرز بن قارن
کے سامنے منہ نہ کھولا جب فرامرز نے بہت برا بھلا کہا تو اسنے اتنا کہا کہ اب آپ مجھکو زیادہ ذلیل نہ کرین
مجھسے آپ پشتارہ ملکہ کا لیجیے اگر ملکہ کو نہ لاؤنگا تو منہ بھی نہ دکھاؤنگا یہ کہکر نعمان تو چلا گیا بعد اسکے جانے کے
فرامرز بن قارن بھی سوار ہوکر چل نکلا پھر تو کل لشکر اسکا روانہ ہوا یہ خبر جاسوسون نے آکر ہروم بردعی
دیوانہ کو بھی دی کہ نعمان عیار اور فرامرز عقب مین مہتر برک خطائی کے گئے ہین اور پشتارہ

ملکہ کا اسی کے پاس ہی یہ سنکر ہر وہم دیوانہ اور بہرام شاہ دونون باپ بیٹے با فوج کثیر روانہ ہوے اب حال
سنیے مہتر یزک خطائی کا کہ یہ لیے ہوے پشتارے کو چلا جاتا ہے وہم نہین لیتا کہ فرامرز بن قارن
جا پہونچا اور راہ مین یزک کو ٹوکا کہ او وزد کہان جاتا ہی یزک خطائی نے جو آواز اسکی سنی پلٹ کر دیکھا کہ
فرامرز چلا آتا ہی بس جان اسکی نکل گئی قریب تھا کہ غش کھا جائے اور مارے ڈر کے مرجائے کہ ملک الموت
تیغ بکف موجود ہوا سر پر آخر ٹھہر گیا اور منت کرنے لگا کہ ای شاہ عوق کہ کیا کہتا ہی فرامرز بن قارن عدنی نے
کہا مین تجھسے یہ پوچھتا ہون کہ یہ پشتارہ کسکا ہی اور تو یہ کسکو لیے جاتا ہی اسکا جواب دے ورنہ تیر مارونگا کہ
یہان سے سیدھا قبر مین چلا جائیگا یزک نے کہا کہ کہین تیر مار بھی نہ بیٹھیے گا آیندہ آپکو اختیار ہی
خون کرنا میرا اچھا نہین کیونکہ مین بے گناہ ہون یہ اپنی بہو کا پشتارہ مین لیے جاتا ہون اور باعث اسکا
یہ ہی کہ ہمیشہ میرے بیٹے سے اور اس سے لڑائی رہتی تھی ایک دن بھی نہ بنتی تھی مین نے ہر روز کی لڑائی
ناحق کی جھک جھک دیکھکر گھر کا رہنا چھوڑ دیا تھا آج میری بہو نے مجھسے کہا کہ آپکو بھی تکلیف ہی
ہی میرے رہنے سے آپکا گھر کا رہنا چھوٹ گیا اور مجھکو بھی کاہش رہتی ہی کسی صورت سے
آرام نہین ملتا ہی اور چین سے نہین بیٹھنے پاتی ہون اس سے بہتر یہ ہی کہ مجھے آپ میرے میکے پہونچا دین تا
مین اپنے مان باپ سے ملونگی مین بھی مناسب سمجھا کہ دو مفسدون کا ایک جگہ رہنا اچھا نہین ہی بس
یہ سمجھکر اسے لیکر چلا ہون آپ وزد کہتے ہین کہین ایسا بھی ہوا ہی اور کسی نے یہ بھی ظلم کیا ہی کہ پرائی بہو
بیٹی کو چھین لے یا چرا لائے اب آپ فرمائیے کہ ارادہ آپکا کیا ہی اور کیون مجھکو روکا ہی میری تو منزل
کھوٹی ہوتی ہی کہ شام بھی قریب ہی قزاقون کا بھی خوف ہی جلد کہیے جو آپ کو کہنا ہی یہ سنکر فرامرز
نے کہا ابے او مکار یہ تو مجھکو دم دیتا ہی مین سب حال تیرا جانتا ہون مجھسے کیون پوشیدہ کرتا ہی یہ سنکر
یزک خطائی نے کہا کہ حضور مین نے تو کوئی قصور نہین کیا ہی آپ کیون مجھپر خفا ہوتے ہین اور کیا حال
میرا آپکو معلوم ہی فرامرز نے کہا تو مہینہ بانو کو لیے جاتا ہی اور مجھسے جھوٹ بولتا ہی یزک خطائی نے کہا
واہ واہ کیا خوب سمجھ آپکی ہی یہ تو فرمائیے کہ مہینہ بانو سے اور مجھسے کیا علاقہ ہی کہان شاہزادی کہان
ایک غریب فرامرز نے کہا اچھا اگر پشتارہ مہینہ بانو کا نہین ہی اور تیری بہو کا ہی تو مجھکو دکھا دے جب مین
آنکھون سے اپنے دیکھونگا جب مجھکو یقین آئیگا یزک خطائی نے کہا کہ خیر اسکا مضائقہ نہین ہی گو میری بہو ہی اور
آبرو میری ہی مگر خیر آپکو دکھا دونگا یہ سب جو کھڑے ہین انکو ہٹا دیجیے اور سب سے علحدہ ہو کر آپ میرے ساتھ
چلیے تو مین آپکو دکھا دون اور یہ تو مجھسے ہرگز نہوگا کہ اتنے نامحرمون مین اپنی بہو کا منھ کھولون اور سب کو دکھاؤن
یہ سنکر فرامرز بن قارن نے سب کو وہین ہٹا دیا اور آپ تنہا یزک خطائی کو ساتھ لیکر آگے بڑھ آیا
ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر کہنے لگا کہ ای مسافر لے یہان کوئی نہین ہی کہ تیری بہو کو دیکھیگا اب تو تیری
خاطر جمع ہوئی دکھانے مین کچھ عذر نہین ہی یزک خطائی نے چپکے سے کہا بہت اچھا لیکن دل اسکا تھرا رہا ہی
ہاتھ بھی کانپ رہے ہین بظاہر کہتا ہی ای شاہ مجھسے کھل نہین سکتا دیکھ لیجیے کہ ہاتھون مین میرے رعشہ ہی
فرامرز نے پھر سمجھایا کہ کچھ قباحت نہین ہی مین دور سے دیکھکر چلا جاؤنگا ڈر نہین غیر عورت کو ہم مثل اپنے ناموس کے
جانتے ہین اگر تیری بہو ہی تو میری بہن ہی اب تو یزک خطائی کا دم فنا ہوا دل مین کہنے لگا کہ ای یزک زیادہ
تکرار بھی بری ہی اگرچہ خود جھنجھلا کر آکے کھول ڈالیگا تو پھر بڑا غضب ہوگا اب مستعد ہوا پشتارہ کھولنے پر لیکن

ایک گرہ کھول کر پھر رکا اور کہنے لگا خداوند ذرا ٹھہر جائیے مین سہولیت سے کھولتا ہون کہ پشتارہ بہت کسا ہوا
بندھا ہی جلدی نہ فرمائیے اور دل مین کہرہا ہی کہ خداوندا تو ہی اس حال مین بچائیگا زلیست کا نقشہ بگڑتا ہی
بچالے اسکے ہاتھ سے فضل اپنا شریک حال کر کیونکہ تو حافظ حقیقی ہی دعا یزک خطائی کی قبول ہوئی کہ بیابان
سے گرد کا تتق بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا یزک خطائی نے کہ سلمان شاہ
فارسی اور بیر فرخاری دونون چلے آتے ہین اور حال انکا یہ ہی کہ پہلے تو انھون نے عیارون کو واسطے خبر
کے بھیجا تھا بعد انکے آپ بھی کل لشکر لیکر واسطے مدد ناموس صاحبقران کے روانہ ہوے تھے
اس خیال سے کہ عیار خدا جانے کبتک آئین اس سے تم خود نہ چل کھڑے ہوا ور ابو الفتح اصفہانی ساتھ ہی
کہ مہتر یزک خطائی نے جو ابو الفتح کو دیکھا بیساختہ نام لیکر پکارا کہ بھائی ذرا مجھ تک آؤ ابو الفتح آواز یزک خطائی
کے سنکر چلا اب فرامرز نے طرف ابو الفتح کے دیکھا کہ یہ کون ہی اور مہتر یزک خطائی نے جو اسے غافل
پایا کہ یہ ادھر دیکھ رہا ہی تو حقہ ہاے بیہوشی اور قارورہاے نفطی داغ کر ایک باڑھ جو ماری تو سر پا مین فرامرز
کے آگ لگ گئی جیب و دامن جلنے لگے یہ تو آگ بجھانے مین مصروف ہوا اور یزک خطائی طرف سلمان
فارسی کے بھاگا فرامرز تو آگ بجھانے مین رہا مگر لشکر نے اسکے یزک خطائی کا پیچھا کیا اور چاہا کہ پکڑ لین
جب دیکھا کہ یہ نکل جائیگا تو ایک پیادے نے تیر مارا کہ شانہ مہتر یزک خطائی کا مجروح ہوا مگر یہ کب
ٹھہرتا ہی بھاگا ہوا اسید ھا پاس بیر فرخاری اور سلمان شاہ کے پہونچا پشتارہ سپرد کیا مگر لشکر بھی
فرامرز کا عقب مین یزک خطائی کے آیا تھا لشکر اسلام پر گرا ادھر سے یہ سب غازی تلوارین کھینچ کھینچکر
جا پڑے کشت و خون ہونے لگا اس زور شور سے تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے بندھ گئے اور لاشون کے
انبار ہوگئے سرون کے مینار بنے دریاے خون جاری ہوا اب فرامرز بھی آگ اپنی بجھا کر آگیا ہی
تلوار کھینچے ہوے لڑرہا ہی لیکن لشکر اسلام بھی جان لڑائے ہوے ہی فوج حریف پراگندہ ہوتی ہی اور پھر
فراہم ہوجاتی ہی کہ فرامرز بڑے زور و شور سے لڑرہا ہی کہ اتنے مین اور گرد اڑی اور ہر وم دیوانہ بھی
چالیس ہزار کی جمعیت سے جوشان و خروشان آیا اور شریک لشکر اسلام ہوا اب قوت اہل اسلام
کی دوچند ہوگئی مگر جب سے ہر وم بر وعی آیا ہی فرامرز روبرو نہین آتا کہ ایسا نہو یہ ٹوکے دور سے
فوج کو لڑوا رہا ہی مگر دیوانہ اسکی تلاش مین ہی یہانتک کہ رات ہوگئی اور لڑائی نہ موقوف ہوئی تمام رات
زور شور سے تلوار چلی اسی حالت مین پھر صبح ہوگئی اور قصہ لڑائی کا فیصل نہ ہوا اب کوئی پہر دن
چڑھا ہوگا کہ لکتے ابر سیاہ کے بالاے آسمان نمایان ہوے سب نے دیکھا کہ آسمان سیاہ ہوا جاتا ہی
اور حال اس ابر کا یہ ہی کہ صاحبقران دوران جو مع بادشاہ ایران سعد نوجوان اور کل گردان زمان و
شاہ عیاران جو قاف سے طرف پردۂ دنیا کے چلے تھے اب آکر یہان پہونچے ہین دیکھتے جو ہین کہ میرے
لشکر سے لڑائی ہورہی ہی اور تلوار زور و شور سے چل رہی ہی فرمایا کہ اے دیوزادو تخت
کو ہمارے یہین اتار دو یہ فوج ہماری ہی جس سے تلوار چل رہی ہی دیوون نے تخت کو امیر کے جلدی سے
وہین اتار دیا امیر نے تخت سے کود کر تیغہ عقرب سلیمانی کو میان سے لیا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا
اور مع خرد و کلان مثل شاہزادہ بدیع الزمان و کرب نوجوان و لندھور بن سعدان وغیرہ کے
لشکر کفار پر چلے دیوون نے چاہا تھا کہ کفار کو لقمہ کرین کہ امیر مانع ہوے اور آنکھ غصہ سے دکھائی کہ خبردار

جو کسی نے ایسا کام کیا تو سب کو قتل کرونگا دیوزاد تو جا ہی لیکر رہ گئے اور حمزہ صاحبقران لڑنے لگے اور سب دلاور
بھی جو ساتھ امیر کشور گیر کے آئے تھے لشکر کفار سے لڑنے لگے بعد امیر بالو قیر کے آنے کے تھوڑی دیر تک تو عدنی لڑے
بعد اُسکے سب بھاگے فرامرز بن قارن عدنی بھی نہیب شمشیر سے امیر کے ہٹگیا آخر کار قدم اُٹھ گئے مع خروج بھاگا اور
یہ کہتا گیا کہ ہماری کیا شامت ہی کہ جو حاکب سلیمان سے لڑیں آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں کہ دیوون پر سوار ہو کے
آسکے ہیں آسمان پری زوجہ انکی ہی دیو و پری جن سب انکی حکومت میں ہیں غرضکہ جب لشکر کفار بھاگ گیا اور کوئی میدان
میں نہ رہا طبل نصرت بجنے لگا امیر نے تیغہ میان میں کیا پھر تو سب تلوارین میان میں ہو گئیں اور صاحبقران گیتی ستان
نے ہر ایک کو بغلگیر کیا اور تعریف دلاوران کی کی کہ ہر وم بمر دعی دیوانہ امیر سے اگر ملا امیر نے گلے سے لگا لیا اور
فرمایا کہ شاباش دم مرحبا جو چاہیے تھا وہ تمنے کیا مین نے جو ملک کو تمہارے سپرد کیا تھا ایسا ہی تو تمکو سمجھ لیا تھا کہ جسکا ظہور دیکھا اے
ہر دم کیا بات ہی تمہاری اہر دوم بمر دعی نے کہا یا امیر آپ کے اقبال سے یہ سب کچھ ہوا اور نہ مین کس قابل تھا اور اب بھی
آپکی تشریف آوری سے کفار فرار ہوے القصہ امیر نے سب کو انعام و اکرام دیا اور دیوزادون کو رسید اپنی دے کر
رخصت کر دیا وہ تو بپردۂ قاف کو روانہ ہوے امیر نے سب اسباب کفار کا لٹوا لیا اور غازیون پر تقسیم کر دیا بعد اسکے
امیر نے اپنا نکاح ساتھ مہینہ بالو کے عمرو سے پڑھوایا اور مدعاے دلی حاصل کیا اُسی شب یہ حاملہ ہوئی کہ شکم
سے مہینہ بالو کے شاہزادہ شیر شکار ہاشم تیغزن نامدار پیدا ہونگے کہ جنکی شجاعت کا ذکر بر وقت ہوگا غرضکہ پھر تو
بزم عیش امیر نے آراستہ کی اور جشن نوروزی کیا گئی روز جشن رہا اب اس مقام کو بصرہ کہتے ہیں یہی مقام
لشکر اسلام کا ہی اور حال فرامرز بن عدنی کا یہ ہی کہ شکست کھا کر یہ جو بھاگا سیدھا مداین میں پہونچا نوشیروان
اور اُسکے بیٹے مطلع ہوے کہ امیر آئے اور لڑائی فتح ہوئی مہینہ بالو انھین پاس رہی ہاتھ نہ آئی فرامرز بن
نوشیروان کو بڑا صدمہ ہوا یہ سُنکر مگر نوشیروان کو یہ اندیشہ ہوا کہ اب امیر سلیمان سریر کے ہاتھ سے ملک
مدائن بھی نہ بچیگا وہ ضرور یہان آئینگے اور ملک کو چھین لینگے نان شبینہ کو محتاج ہو جاؤنگا اس جھگڑے سے
اور بھی امیر بالو قیر دشمن ہو گئے اگر جان سے بھی مار ڈالیں تو عجب نہیں یہ خیال کر کے بہت ترسان ہوا ایک روز
کچھ سوچکر نوشیروان ملک العادل نے خواجہ بزرجمہر کو بلوایا اور اُنسے کہا کہ اے خواجہ کوئی تدبیر ایسی بتاؤ
کہ ملک میرا اور جان میری بچے اور روٹی کھانے کا سہارا باقی رہے اب امیر بالو قیر دشمن جان ہوے ہونگے
ضرور سمجھے ہونگے کہ یہ لشکر کشی اور فرامرز بن قارن عدنی کا آنا واسطے ملکہ مہینہ بالو کے اسی کے حکم سے
ہوا ہوگا یہ بڑا جھوٹا اور فساد یہ ہی کہ ہم جو بپردۂ قاف مین گئے اُسنے میدان خالی پایا تو ارادہ ناموس چھین لینے کا
کیا اب کوئی ایسی بات کیجیے کہ دفع ملال صاحبقران ہو اور جان بھی میری بچے اور روٹی کا سہارا ابھی باقی رہے
خواجہ بزرجمہر نے کہا اے شاہ یہ بات تو بہت مشکل ہی کیونکر ایسا ہوگا کہ صاحبقران آپ کا پیچھا نہ کریں اور عوض
اِس بات کا آپ سے نہ لیں جو بات جھوٹ ہو اُسکو البتہ ناپائداری ہی اور کذب ثابت ہو سکتا ہی جب ایک
امر سچ ہی تو اُسے کیونکر چھپا ئیے یہ بھی مجھکو معلوم ہی اور خوب مین واقف ہون کہ صاحبقران دوران بامروت
ہین اور رحم دل ہین اگر اُنسے کوئی ہاتھ باندھ کر عذر خواہی کرتا ہی گو کہ کیسا ہی گنہگار ہو اور جرم سنگین اُسنے کیا
ہو تو عذر پذیرا کر لیتے ہین اور خطا اُسکی معاف کر دیتے ہین مین تو یہ کہتا ہون کہ اگر آپ امیر سے سماجت و عجز
اکر سنگے تو وہ مقرر گناہ آپ کا معاف کر دینگے اور ملک مدائن کو نہ چھینینگے کیونکہ رحم دل ہین اور صورت عفو
کی یہ ہی کہ اگر ملکہ زرانگیز خاتون لباس جوگیانہ اور کفنی گیروی پہنکر جائیں اور امیر سے کہیں کہ آپ سے

نام لہد مین ٹکڑا روٹی کا کھانے کو مانگتی ہون آپ دیجیے تو امیر ایسے نہین ہین کہ وہ نہ دین جسوقت یہ کہینگی کہ تمھارے
دروازے پر بھیک مانگنے آئی ہون ٹکڑا روٹی کا نام خدا پر دو کہ مین اور میرا شوہر فاقہ نہ کرین اور پیرانہ سالی مین
بیٹھکر آرام سے بسر کرین شہر مدائن ہمکو اپنی طرف سے بخشدو تو امیر ایسے ہین کہ مدائن تو ایک طرف کیا عجب ہی
کہ سالون ملکون کا معافی نامہ لکھوا کر بخشدین اور روبھی دین تمھارے حال پر تو عجب نہین کیونکہ وہ سراپا خلق
واحسان ہین شاہ نے یہ رائے پسند فرمائی اور جاکر زرانگیز خاتون سے بیان کیا کہ اگر اے ملکہ تم تکلیف کرو
اور بصرہ تک گیروالباس پہن کر جاؤ اور امیر حمزہ صاحبقران سے سوال کرو تو روٹی باقی رہتی ہی ورنہ نان شبینہ
کو محتاج ہوجائینگے زرانگیز خاتون نے کہا کہ مجھکو عذر کیا ہی حاضر ہون جاؤنگی کوئی صورت ایسی پیدا ہو کہ تمکو
اطمینان حاصل ہو مگر ساتھ کون جائیگا کوئی ایسا عالی منش ہمراہ ہو کہ وہ بھی کچھ امیر سے کہے اور امیر بھی اُسکو عزیز
سمجھے رائے شاہ کی یہ ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر کو ساتھ کردون اور باہر آکر خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ ساتھ زرانگیز
خاتون کے کون جائے یہ بھی تو تجویز کرو خواجہ بزرجمہر نے خود کہا کہ مین حاضر ہون مجھکو بھیجدیجیے اس کام کو انکھون
سے بجالاؤنگا نمک کھاتا ہون عذر کیا ہی یہ سُنکر شاہ شاد ہوا اور ایک محافہ گیروا تیار کرایا اور ملکہ زرانگیز خاتون
کو بھی گیروالباس پہنایا اور جھولی گیروی فقیرون کی سی زیر بغل لٹکوادی اور سراپا لباس شتجرفی تھا بعد اسکے
کہار اور خدمتگزارون کو بھی ویساہی لباس پہنایا یہان بزرجمہر نے بھی ایک میانہ شتجرفی منڈھوایا اور آپ
بھی لباس فقیری پہنا اور اپنے ملازمون کو بھی گیروے کپڑے پہنوائے اور ہمراہ ملکہ زرانگیز خاتون زوجہ شہنشاہ
ہفت کشور کے چلنے کو مستعد ہوے جب شاہ کشوران کو معلوم ہوا کہ سب سامان تیار ہوگیا ہی بزرجمہر بھی جانے
کو موجود ہین اُسوقت نوشیروان نے زرانگیز خاتون کو محافے مین سوار کردیا اور خواجہ بزرجمہر میانہ
مین سوار ہوے اور پیچھے پیچھے محافے کے اُنکا میانہ ہوا اور کئی خدمتگار سولہ کہار ساتھ تھے غرضکہ ملکہ زرانگیز
خاتون یہان ملکہ مہرنگار کی طرف بصرہ کے پاس امیر کے اس صورت سے روانہ ہوئین صاحبقران زمان
بصرہ مین فروکش ہین خیمہ بارگاہین استادہ ہین ہر روز ناچ رنگ کی صحبت رہتی ہی جاہ بیار ملکہ مہینہ بانو
کا زیادہ ہی عیش شبانہ روز کرتے ہین غم ناپدید ہی ہر روز روز عید ہی اتنے مین جوڑی ہرکارون کی آئی اور دست
ادب بستہ بعد تعریف اور دعا کے عرض کیا کہ ملکہ زرانگیز خاتون اور خواجہ بزرجمہر حکیم لباس قلندری
پہنے ہوے اور گیروا بستر کیے ہوے ادھر آتے ہین سواری ملکہ زرانگیز خاتون کی قریب پہونچی ہی امیر نے
جو یہ سنا عمرو سے فرمایا کہ خواجہ یہ کیا معاملہ ہی کہ نوشیروان تو یہان سے اقرار کرکے گئے تھے کہ مدائن مین
پہونچکر مین مسلمان ہوجاؤنگا پھر انکو اسطرح کیون بھیجا ہی معلوم ہوتا ہی کہ پھر کچھ فساد برپا ہی نوشیروان
مسلمان نہین ہوا واللہ ہی وہ صدمہ نو مہینے کا جو عقابین پر مین نے اُٹھایا ہی ابھی تلک یاد ہی پھر یہ بھی
خیال آتا ہی کہ ایسا کبھی اُسنے مقابلے سے انکار نہ کیا تھا جیسا ابکی وہ ترسان ہوا ہی اور بختک بھی اب
نہین ہی جو ہمیشہ بہکاتا تھا عمرو نے جواب دیا کہ یا امیر یہ تو آپ سچ فرماتے ہین کہ بختک نہین ہی لیکن بچہ تو اُسکا
موجود ہی بختیارک کہ کچھ اُس سے بھی زیادہ حرامزادہ ہی شعر عاقبت گرگ زادہ گرگ شود + گرچہ با آدمی بزرگ
شود + امیر نے فرمایا خیر جو کچھ ہوگا کھل جائیگا یہ فرما کر حکم دیا کہ سندویل اصفہانی اور مہلیل جنگ
عراقی اور کندہ کوہ کرانی اور مسلسل شاہ یزدی اور فضل گرگستانی اور خسرو مشیانی اور جمشید شاہ
بلوا لجزہی اور لواکم شاہ اور فرخ شاہ فیروانی وغیرہ جائین اور استقبال کرکے ملکہ کو لائین اور یہ

حکم دیا کہ جب ملکہ اُترین تو سب مخدرات اور کل محلات تا محافہ پیشوائی کو جائین اور نذر دے کر مجرا بجا لائین اور سب
باادب سلام کر کے ملکہ کو مسند مزرر پر بٹھائین القصہ شاہان ہفت ملک گئے اور پانچ کوس سے پیشوائی کر کے ساتھ
تجمل و احتشام کے لائے اور امیر کو مطلع کیا صاحبقران خود بھی تھوڑی دور آئے اور محافے کے ساتھ ساتھ تا بارگاہ
حرم سرا آئے اور اہتمام کرنے لگے قناتین گھروادین اور محافہ اندر قناتون کے کروادیا اور خود باہر کمر بستہ اہتمام
کرتے رہے پھر تو سب پردگیان عصمت و طہارت آئین اور ملکہ زر انگیز خاتون کو محافے سے اُتروایا اور نذرین
دین بھیس صف باندھ کر مجرا کیا ملکہ نے سب کا سلام لیا اور گلے سے ہر ایک کو لگایا مہر نگار کی خواصین مثل
دلشاد و دلنواز اور خوبان طراز زہرہ مصری و فتنہ وغیرہ کے جو سامنے آئین ملکہ اُنھین دیکھکر بہت روئین
کہ ملکہ مہر نگار یاد آگئین پھر سب ہاتھون ہاتھ زر انگیز خاتون کو مسند تک لائین اور بٹھایا تھوڑی دیر مین صاحبقران
بھی اندر داخل ہوئے اور ملکہ کو نذر دے کر مجرا کیا ملکہ نے امیر کی بلائین لین اور کھڑی ہوگئین اور کہا کہ واری یہ نذر کیسی
ہمتو آپ کی نظرون سے گرے ہوئے ہین پھر ہمکو نذر دینا کیا ضرور ہی نذر اُسکو چاہیے جو قابل نذر کے ہو امیر جہانگیر
یہ کلمہ سنکر اور لباس قلندری کو دیکھکر رو دیے اور فرمایا کہ آپ یہ کیا ارشاد کرتی ہین مین بہر صورت آپ کا فرمانبردار ہون
اور یہ لباس فقیری آپ نے کیون اختیار کیا اسکی کیا وجہ ہی زر انگیز خاتون نے جب سے دلشاد وغیرہ کو دیکھا تھا
اسقدر غم طاری ہوا تھا کہ رو رہی تھین آنسو تھمتا تھا کبھی مہر نگار کبھی قباد شہریار کی تصویر آنکھون مین پھر
جاتی تھی غرضکہ اُسی حالت گریہ و زاری مین جھولی پھیلا کر کہا کہ واری تجھکو اور تیرے فرزندون کو خدا سلامت رکھے
یہ لباس فقیری پہنکر مین تیرے پاس بھیک مانگنے آئی ہون کہ ٹکڑا روٹی کا آپ اپنی طرف سے مجھکو بھیک دین
تاکہ مین اور میرا شوہر دونون فاقہ نہ کرین آیندہ تو مالک ہی جو کچھ کہ تجھکو بہتر معلوم ہو وہ ہمارے حق مین کر ہمسکو
عذر کیا ہی ہم سزاوار اسی کے ہین امیر نے یہ سُنکر زیادہ افسوس کیا اور ارباب محل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا
کہ صاحبو دیکھو تو کیا گردش زمانہ ہی یہ مقام عبرت کا ہی ڈرنا چاہیے غضب الٰہی سے کہ کل تو اِنکے واسطے
کیا سامان تھا اور آج اِنکا کیا حال ہی یہ فرما کے پھر زر انگیز خاتون سے ارشاد کیا آپ بیٹھ جائین جو کچھ
آپ فرمائینگی مین سب بجا لاؤنگا مجھکو بدل و جان منظور ہی مین اُسی صورت سے آپکا تابعدار اور فرمانبردار
ہون اور آپ بھی مجھکو اُسی طرح اپنا ملازم و فرمانبردار سمجھیے کہ جس طور سے تھا اب بھی مین آپکا ملازم ہون
مجکو گنہگار نہ کیجیے مین آپکے کھڑے رہنے سے گنہگار ہوتا ہون یہ سُنکر ملکہ زر انگیز خاتون نے کہا کہ واری جب مجھکو
بھیک دوگے اور اقرار کر لوگے اُسوقت مین بیٹھون گی امیر نے یہ اصرار دیکھکر فرمایا کہ خیر مین نے سات
ملک تمکو دیے انھین قبول کرو اور اُسی وقت حکم دیا کہ پترون پر معافی نامہ ہفت ملک کی عطا کا کھدوا دو
فوراً تانبے کے پترون پر حکم کندہ دن نے کہ ملازم سرکار فیض آثار تھے معافی نامہ ہفت ملک کھود دیا امیر سلیمان
سریر نے وہ پتر حوالے ملکہ زر انگیز خاتون کے کیے اور نہایت فروتنی سے کہا کہ اب جو کچھ اور ارشاد ہو
اُسے بھی بجا لاؤن ملکہ زر انگیز خاتون خوش ہوگئین اور امیر با توقیر کی سر سے پانگ بلائین لین اور کہا
کہ واری تمنے تو وہی بادشاہت ہماری پوری قائم کر دی اور اب کیا مانگون مین نے تو فقط ایک ملک
مدائن کا سوال کیا تھا کہ اگر بخشوگے تو فراغت روٹی سے ہو جائیگی ساتھ اپنے شوہر کے بے منت خلق کھائینگے
یہ چند روز کی زندگی بسر ہو جائیگی خدا تجھکو بہت سا سلامت رکھے اور تیرے فرزندون اور متعلقون کو آباد و
شاد رکھے امیر نے ملکہ سے کہا کہ حضور اِس سے خوب واقف ہین کہ یہ سارا فساد بختک کی ذات سے تھا

وہی شاہ کو مجھسے لڑواتا تھا ورنہ مین کاہیکو لڑتا اور شاہ بھی مجھسے کئی بار کہ چکا تھا کہ ہم تمسے مقابلہ نہ کرینگے مگر وہ شیطان مجسم دم نہ لینے دیتا تھا ہمیں لڑواتا تھا ملکہ نے کہا کہ سچ ہی یا امیر مگر اب تو وہ موا غارت ہوا اسکو نہ یاد کرو دور بھی کرو ایسے موذی کا تذکرہ کیا بیشک شیطنت اس موے کی ہوتی تھی اور یہان تمکو عمرو عیار بہکاتا تھا اور یہ حال ہمارا عمرو نے کروایا القصہ امیر نے ملکہ کو مسند پر چھوڑا اور آپ سامان دعوت مین مصروف ہوے سات روز تک کی دعوت ٹھرائی تھی باہر آکر خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ آپنے بھی مجھکو نہ لکھا کہ یہ ہوتا ہی اور ملکہ زر انگیز خاتون اس لباس سے آتی ہین بزرجمہر نے کہا کہ یا امیر آپ خوب واقف ہین کہ مین بھی ملازم نوشیروان کا ہون خلاف اُسکی رضی کے مین کیونکر کرسکتا ہون وہ ناراض ہوتے پھر تو صاحبقران نے بوجہ احسن دعوت ملکہ زر انگیز خاتون کی جیسا چاہیے تھا اور مناسب وہ دیا تھا ویسا کیا جبکہ سات دن گذر گئے اور ملکہ کو جلدی ہوئی کہ اب جاکر نوشیروان کو معافی نامہ دکھاؤن اور اُسے بھی خوش کرون امیر سے کہا کہ واری اب مجھے رخصت کرو سات دن گذر گئے اور تمنے تو وہ دعوت کی کہ ساری زندگی کھائینگے اور دعا دینگے اُسوقت امیر نے بہت سا جواہر اور تحفہ لباس وغیرہ واسطے نوشیروان کے دیا اور وہ وہ اسباب نایاب ملکہ کو دیا کہ بہت خوش ہوئین اور بزرجمہر کو بھی کشتیان جواہر کی دے کر ملکہ کو محافۂ طلائی مین سوار کرکے کمال انتظام اور احتشام سے رخصت کیا وہ دعائین دیتی ہوئی چلی گئین اب تمام بصرہ مین یہی باتین ہوتی تھین کہ امیر نے وہ کیا جو کوئی نہ کریگا یونہین چاہیے تھا جیسا کیا بات ہی آفرین صد آفرین اور وہان ملکہ زر انگیز خاتون بعد طی مراحل و قطع منازل مدائن مین پہونچین اور دھوم سارے شہر مین ہوئی سب دیکھنے کو آئے اب جو دیکھا کہ ملکہ محافہ طلائی مین سوار ہین جانا کہ بامراد آئین اور جس واسطے گئی تھین وہ کام سرانجام کو پہونچا ملکہ جب محل مین جاکر اُترین تو نوشیروان نے شاد و بشاش پاکر پوچھا کہ کہو تمہارے ساتھ امیر نے کیا سلوک کیا ملکہ نے سب جواہر پیش کیا اور کہا کہ لو بادشاہی ہفت ملک کی مبارک ہو سلطنت کرو دیکھو تو عنایت امیر کی کہ ایک ملک مدائن کی خواہش تھی امیر نے ساتون ملک دے دیے اور یہ معافی نامہ موجود ہی اسکو پڑھو بادشاہ نے جو پڑھا بہت خوش ہوا اور ہاتھ اُٹھاکر دعائین درازی عمر کی امیر کو دین بعد اُسکے ساری فوج کو برطرف کردیا تھوڑے سے آدمی واسطے چوکی پہرے کے رکھ لیے اور ہر وقت امیر کی سخاوت اور مروت کا ذکر کیا کرتا تھا اور شکایت بختک کی کیا کرتا تھا الغرض چند روز یونہین گزرے اور بختیارک انگارون پر لوٹا کرتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ تیرا باپ مارا گیا ہی سیہ اُسکا پکا یا گیا اور تو عوض خون پدر کا اس سے نہ لے سکا اب تو نوشیروان نے امیر سے صلح کرلی اور بھیک مانگی اُنھون نے بھیک کے مانگنے سے ہفت ملک بخشے سوانگ کیا کہ بالکل برہنہ ہوا فقط ایک لنگوٹی باندھ لی چند گرھین ہلدی کی لہسن پیاز کی گٹھیان اور تھوڑا سا آٹا اور کچھ کوڑیان اور ایک کپل لوہے کی پوتھی بغل مین دبا کر ننگے پاؤن تلک ماتھے پر لگائے ہوے خیمۂ ہرمز و فرامرز مین آیا یہ دونون اندر بیٹھے ہوے تھے کہ اُسنے آواز لگائی کیون صاحبو نام پہ لات اعلے اور منات معلی کے مجھکو بھیک دوگے مین تمہارے دروازے پر آیا ہون ہرمز و فرامرز نے جو یہ سنا اور صورت اسکی دیکھی بولے کہ ای بختیارک تونے یہ کیسی صورت اپنی بنائی ہی ارے تجھکو غیرت نہین آتی کہ تو وزیر ہوکے ننگا ایسی صورت گدایانہ بنا کر چلا آیا اور بھیک سب کے روبرو مانگ رہا ہی یہ کیا معاملہ ہی کچھ کہ تو سہی بختیارک نے کہا کیون کیا تجھکو نہین معلوم کہ باپ میرا عمرو عیار کے ہاتھ سے مارا گیا

اور رہر لیپ پکا کر اُسنے سب کو کھلایا تمنے بھی کھایا اور نوشیروان نے حمزہ سے بھیک مانگی بھیک کی روٹی کھاتا ہے
فوج یکلخت برخاست کر دی اب مین عوض اپنے باپ کے خون کا کیونکر لون اور حیران کہ یہ کیسی شاہی ہے کہ ملازم سے
اپنے بھیک مانگ کر روٹی کھائی اور پھر خوش ہو کر فوج کو برخاست کر دیا تو تمھارے باپ نے تو امیر سے بھیک مانگی
مین تمسے مانگتا ہون تم مجھکو دو پھر ہرمز و فرامرز نے کچھ سمجھکر اسکو اندر خیمے کے بلا لیا اور کہا کہ پھر ہمارا اختیار کیا ہے ہم کیا
کرین بادشاہ اپنے کامون مین اختیار رکھتے ہین ہمکو انکی راے مین کیا دخل تھا اگر انھون نے فوج کو چھڑا دیا تو ہم کیا
کرین اور عوض تیرے باپ کے خون کا کیونکر لین بہت مشکل ہے زور نہ زر کسی بات کا بل نہین بختیارک
رو دیا اور کہا کہ اے شاہزادو اگر تم اقرار اس بات کا کرو کہ ہم مقابلہ امیر سے کرینگے تو مین سب فوج کو شریک تمھارا
کر دون اور تم نوشیروان کو تخت پر سے اٹھا دو آپ سلطنت کرو فوج نوکر رکھکر مقابلہ کیجیے کیا غضب ہے کہ وہ ہزارون
طرح کی تکلیف ہمکو دین اور عمر بھر بہ استقلال عیش کرین کہ جیسے کوئی دنیا مین انکا ہمسر وہی نہین رہا ہرمز و فرامرز نے
کہا کہ اے بختیارک ہمکو بھی غیرت آتی ہے کہ باپ نے ہمارے بھیک مانگ کر حمزہ سے ملک لیے ہین ہمارا دل اس
روٹی کے کھانے کو نہین چاہتا سامنے ہر شخص کے شرمندہ ہوتے ہین لیکن کیا کرین تو جانتا ہے کہ ہمکو اسمین کچھ
دخل نہین ہے وہ بادشاہ وقت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ پھر جبکہ تمکو غیرت و شرم ہے ایسی روٹی کھانے
کی تو پھر کیا مشکل ہے نہ کھاؤ اپنے باپ کو تخت سے اٹھا دو مین ساری فوج کو تمھارا شریک کیے دیتا ہون اور سب کی مہرین
کرائے لاتا ہون تم اپنی ذات سے مضبوط رہو ہرمز و فرامرز نے کہا کہ اگر ایسا ہو جائے کہ سب فوج ہمارے شریک
ہو جائے تو ہم تیرے شریک ہین بیشک حمزہ سے مقابلہ کرینگے اور باپ کو تخت سے اٹھا کے آپ تخت نشین
ہو جائینگے بختیارک نے جو یہ سنا مسرور ہو کر خیمہ سے نکلا اور افسران فوج کو جمع کیا اور خیمہ علیحدہ کھڑا کرا کے
کوٹ لیا جب افسر جمع ہوے بختیارک نے کہا کہ کیون بہادرو روٹی تو تمھاری جا چکی ہے یعنی نوشیروان نے
لڑنے سے ہاتھ کھینچا اور جنگ کرنا امیر سے اُسے منظور نہین ہے خانہ نشینی اختیار کی بھیک امیر سے مانگی ملک پا لیے
وہ کاہیکو لڑیگا اور خصوصیت کا ہیکی ہے یہ بات مین تمسے کہتا ہون کہ اب کونسی اقلیم اور بادشاہت ہے کہ جہان روزی
میسر آئیگی اور جہان نوکری کرو گے اسکا جواب دو اگر تم میرے کہنے کو منظور کرو تو ایک بات ایسی ہے کہ سب کی
روٹی برقرار رہتی ہے سب نے کہا کہ بتلائیے کہ وہ کیا تدبیر ہے بختیارک نے کہا تم شرکت شاہزادون
کی کرو اور نوشیروان سے ملت نہ رکھو اگر تم سب مہرین محضر پر کر دو تو پھر شاہزادے نوشیروان کو تخت سلطنت
پر سے اٹھا دین اور آپ بادشاہت کرین اور حمزہ سے لڑین پھر تمام فوج نوکر ہوتی ہے اور لشکر کشی مسلمانون پر
ہونے لگتی ہے سب نے کہا کہ آپ محضر لائیے ابھی ہم سب مہرین کرین تا کہ آپکو یقین ہو جائے کہ ہم جو کہتے ہین وہی
کرینگے بختیارک نے محضر ڈال دیا کہ لکھا ہوا پہلے سے اسکے پاس موجود تھا افسرون نے اپنی اپنی مہرین کر دین
مضمون محضر نامہ کا یہ تھا کہ ہم سب افسران فوج رسالدار و کمیدان و اجیٹن وغیرہ اقرار کرتے ہین اور لکھے
دیتے ہین کہ جسوقت شاہزادے نوشیروان کو تخت پر سے اٹھا دینگے تو ہم شاہ کی شرکت نہ کرینگے بلکہ آنکھ بھی
شاہ سے نہ ملائینگے چپکے بیٹھے ہوے دیکھا کرینگے جبکہ سب نے مہرین کر دین اور مہرین سب کی محضر نامہ پر ثبت ہو چکین
پھر تو بختیارک نے سب افسرون سے کہا کہ جاؤ سب فوج کہ جو برخاست کی گئی یہ حکم سناؤ کہ تم سب خاطر جمعی سے
بیٹھے رہو قریب ہے کہ تمھارا روزگار برقرار ہو جائے کچھ دنون کا عرصہ ہے سب افسران فوج باہر خیمے سے نکلے اور اپنی
اپنی آرامگاہ کو گئے بختیارک نے وہ محضر مہر شدہ لاکر ہرمز و فرامرز کو دیا کہ لو پڑھو یہ ہمارا اقرار ہے کہ جو اظہار کیا تھا

وہ کیا اب تمکو چاہیئے کہ جو کہتے ہو اسمین فرق نہ پڑے یہ جو شاہزادون نے دیکھا اور محضر پڑھا تو شاد ہو گئے اور کمر عناد دشمنی پر نوشیروان سے باندھی کہ بیشک یہ اٹھا دینے کے قابل ہے کیسا بادشاہ کہ جسکو اپنے کردار کی غیرت نہین یعنی اپنے ملازم سے بھیک مانگ کر روٹی لی اور پھر کچھ بھی شرم و حیا نہین ہے ہمکو بھی وہی روٹی کھلاتا ہے ہمین منظور نہین ہے کہ بھیک کی روٹی کھائین یہ سُنکر سب لوگ موجود تھے انھون نے کہا کہ جسوقت آپ شاہ کو تخت پر سے اٹھا دینگے تو ہم سب تائید آپ ہی کی کرینگے آپ خاطر جمع رکھین کوئی طرفداری شاہ کی نہ کریگا پھر تو ہرمز و فرامرز نے کہا کہ کل کے روز تمھارے ظہور مین آجائیگا مگر چاہیئے کہ کل سب کے سب بارگاہ شاہ مین فراہم ہو رہین اور ہم جو کرین سب ہمارے شریک ہون یہ سنکر سب ملازم خرد و کلان پیر و جوان فراہم ہوئے آج بھی نوشیروان حسب معمول برآمد ہوا سبنے مجرا کیا وزیر امیر سب حاضر حضور ہوئے اُسوقت جبکہ دربار خوب آراستہ ہو چکا تو ہرمز و فرامرز حاضر ہوئے اور مجراگاہ پر مجرا نہ کیا اور سامنے آکر کھڑے ہو رہے جب شاہ نے دیکھا اُسوقت سلام تو شرما شرمی کر لیا مگر کھڑے رہے بیٹھے نہین یہ حال دیکھکر نوشیروان نے کہا کہ بابا بیٹھو یا کہ کوئی بات کہنی ہے اس سے کھڑے ہو یہ سنکر دونون نے کہا کہ بات تو کوئی بھی نہین کہنی ہے اور اگر ہے بھی تو یہ بات ہے کہ آپ بیٹھنے کو فرماتے ہین اگر ہم اب جو بیٹھینگے تو ایک ہی دفع بیٹھینگے یہ سنکر نوشیروان حیران ہوا کہ یہ کیا کہا ایک دفعہ بیٹھنا کیسا آخر نوشیروان پھر مخاطب ہوا کہ آؤ بیٹھو کیا بیٹھکے نہین کہسکتے ہو وہ کون سی ایسی بات ہے جو بیٹھکر نہین کہی جائیگی یہ جو شاہ نے کہا تو ہرمز و فرامرز دہنی اور بائین طرف شاہ کے آئے ایک نے اُدھر کا بازو پکڑا دوسرے نے اِدھر کا بازو پکڑا اور بولے کہ بابا جان بات تو اور کچھ بھی نہین ہے فقط یہ کہ آپنے جو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے بھیک مانگ کر بلا لیے تو ہمکو یہ بھیک کی روٹی کھانا پسند نہین ہے ہماری غیرت کا یہ مقتضا نہین ہے جسسے یہ بے آبروئی گوارا ہوگی نوشیروان نے یہ سنکر کہا کہ پھر مین کیا کرون اگر امیر حمزہ سے مین لڑون تو کیا ہوگا فتح اگر پاؤن تو ایسا بھی کرون ورنہ ذلت و خواری سے کیا فائدہ ہے اُسوقت ہرمز و فرامرز وغیرہ نے کہا کہ اگر آپ نہین لڑتے تو پھر تخت حکومت کو چھوڑ دیجئے ہم سلطنت کرینگے اور لڑینگے بہادری امیر با توقیر کی دیکھ لینگے بس اب تخت پر سے اٹھ کھڑے ہو جیے اسی مین بہتری ہے یہ جو انھون نے کہا تو نوشیروان نے غصہ کھا کر حضار مجلس کیطرف دیکھا کہ کوئی میری طرفداری کرے لیکن کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا سر جھکائے چپکے سب بیٹھے رہے یہ حال دیکھکر حوصلہ ہرمز و فرامرز کا بڑھا اور دونون نے زیر بغل ہاتھ دیکر زور کیا اور کہا کہ بس اب تخت سے اُٹھیے ہماری سلطنت کا زمانہ ہے آپ اس قابل نہین رہے بس اب روٹی گدائی کی کونے مین بیٹھکر کھایا کیجیے ہم بادشاہ ہین ہمکو نہین منظور ہے کہ ایسی روٹی کھائین یہ کہکر بازو نوشیروان کے تھام لیے اور زور کرکے تخت سے اُٹھا دیا نوشیروان نے چہار جانب نظر کی کہ کوئی ملازم میری طرفداری کرے جب ایک نے بھی خبر نہ لی اور کسی نے دیکھا بھی نہین بس مجبور ہو کے تخت سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور روتے ہوئے اندر محل کے چلے گئے اور ملکہ زر انگیز خاتون سے زیادتی اور دست اندازی بیٹون کی بیان کی زر انگیز خاتون نے یہ سنکر کہا کہ دور کرو جہنم مین ڈالو اُنکو آپکا کیا بگڑیگا ایسی ہی تو سزا سے معقول امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے وہ پائینگے کہ بہت دنون کو یاد کرینگے نوشیروان تو گھر مین بیٹھ رہے باہر نکلنا چھوڑا لیکن کئی خدمتگار ضعیف ضعیف ساتھ ہوئے ہین وہ درمیان مین بولے بھی تھے ہان ہان بھی کیا کیے لیکن اُن غریبون کی کون سنتا اور اب تو نوشیروان خانہ نشین ہوئے ہین وہ دروازے پر محل کے بیٹھے رہتے ہین اوقات بسر کرتے ہین بیٹون سے نوشیروان کے کچھ سروکار نہین ہے الغرض ہرمز و فرامرز بعد اٹھا دینے نوشیروان کے آپ تخت

بادشاہت اور حکومت پر بیٹھے پہلے سب سے بختیارک نے نذر دی بعد اسکے سب ساسانی گرگانی گیو ہرتی کیقبادی
فرخی فیروزی تاجداری نے نذرین گذرانین بعد اسکے سب آبرو دار ورماہ دارنشین دار نے نذرین دین توپین چھوٹنے لگین
دہائی ہرمز و فرامرز کے نام کی پھری مبارکباد ہونے لگی کئی روز کے بعد ہرمز و فرامرز نے بختیارک سے کہا کہ اب تدبیر بتاؤ کہ
ہم کیا کرین بختیارک نے کہا آپ گھبرایئے نہین دیکھیے تو کہ ہوتا کیا ہی یہ کہکر نامے لکھوائے ایک نامہ جو طویل زنگی حاکم شہر
زنگبار کو لکھا اور دوسرا خاقان گردون اساس حاکم شہر ہاشم کو اور اول سے آخر تک سارا حال تحریر کر دیا تھا بعد اسکے صمصام تند پوش
عیار سے کہا کہ تو نامہ شہر زنگبار مین پاس جو طویل زنگی کے پہونچا دے اور کرگس ساسانی سے کہا کہ تو طرف شہر ہاشم کے
روانہ ہو یہ دونون عیار تیز رفتار نامے لیکر اپنی اپنی طرف روانہ ہوے دیکھیے آگے کیا ہوتا ہی بس اب جلد دوم
نوشیروان نامہ کی تمام ہوئی اسکے آگے ہرمز نامہ شروع ہوگا

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

سد الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست	آخر آمد ز پس پردۂ اسرار پدید

کہان ہین شائقان فسانہ ہاے عجیب کدھر ہین مشتاقان داستانہاے غریب بسم اللہ بسم اللہ جلد تشریف لائین اس مژدہ مسرت افزا
کو سُن جائین کہ جس محبوب رنگین ادا و دلفریب غارتگر صبر و شکیب کے جمال باکمال کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے تمام عالم کی
آنکھین ترستی تھین فقط اُسکے ذکر سے برائے نام اپنی طبیعت خوش کر لیتے تھے اِدھر اُدھر کے سنے سنائے دو چار دفترون سے دل بیتاب کو
کچھ تسلی دیتے تھے مگر بغیر حصول دولت دیدار مضطر و بیقرار رہتے تھے بار بار عالم شوق و اشتیاق مین یہ شعر پڑھنے لگتے تھے شعر آئے گا وہ یوسف سر بازار
کسی دن ۔ ہم بیچکے جان اپنی خریدار بنینگے ۔ وہ اب بفضل ایزدی کشاکش حجاب سے نکلکر بالکل بے نقاب و بیحجاب مثل آفتاب عالمتاب جلوہ افروز
ہوا ہی دیکھین کون کون شائقین منچلے اپنی بات کے سچے کمر ہمت باندھکے اُسکے طالب دیدار آتے ہین اور اُسکی نظارہ بازی سے اپنی آنکھون
کو خنک اور دل کو ٹھنڈا کرتے ہین غرض اس تمہید سے یہ ہی کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی نسبت مشہور ہی کہ علامہ شیخ
ابوالفیض فیضی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کی تفریح طبع اور دل بہلانے کے واسطے زبان فارسی مین اس خوبی و خوش اسلوبی
سے تصنیف کیا کہ اکبر بادشاہ پر کیا موقوف ہی بڑے بڑے باکمال نازک خیال فصحا اور بلغا اُسپر دلدادہ ہو گئے رفتہ رفتہ اُسکی ایسی شہرت
ہوئی اور ایسی مطبوع خلائق ہوئی کہ عالم مین اسکے ڈنکے بجنے لگے جھنڈے گڑ گئے کوئی امیر و رئیس و رفتہ مزاج الیسا نہ تھا جسکو اسکے
سننے کا شوق نہو حتی کہ غربا مین بھی اسکا چرچا ایسا پھیلا کہ ہر شخص کو اپنا غم غلط کرنے کا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا جہان چار دوست جا بجا
جمع ہوئے داستان اُڑنے لگی لڑائی کا ذکر سنکے کم ہمتونکو بھی جوش جرأت آنے لگا حسن و عشق کے تذکرے سے عاشق مزاجونکے دلون
مین محبت والفت کی لہر آنے لگی جب وہ زمانہ آیا کہ فارسی زبان کی فوج نے اردوے معلی کے لشکر سے اس ملک مین شکست کھائی فارسی
زبان کہین خال خال رگئی اُردو کی روزافزون ترقی ہوئی اس داستان کے فارسی دفتر بھی کمیاب و کالعدم ہو گئے مگر چونکہ لوگونکے
دلون مین اشتیاق اُسی طرح تازہ بتازہ نوبہ نو باقی تھا اکثر حضرات نے جا بجا سے اسکو اُردو زبان مین بیان کرنا شروع کیا اور پھر وہی
رنگ جمگیا کہ اکثر صحبتون مین داستان بیان ہونے لگی چونکہ ذات ستودہ صفات فیض آیات جناب مستطاب معلی القاب عالی ہمم والا شیم
منبع جود و کرم مخزن بذل اتم جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ باعث البقاء ترقی زبان اُردو ہی اور کیسی کیسی نایاب و لاجواب
عربی فارسی بھاکا انگریزی مستند کتابونکو جو یادگار سابقین تھین زر کثیر صرف کرکے اُردو زبان مین ترجمہ کراکے عالم مین شایع کیا
از انجملہ داستان امیر حمزہ کہ حسب ذیل دفترون پر منقسم ہی دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلدون مین دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم
بالا باختر دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدون مین دفتر پنجم ہوشربا سات جلدون مین دفتر ششم صندلی نامہ دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدون مین

دفتر ہشتم لعل نامہ مصنفہ ملا فیضی کو بھی آپ نے حلیۂ زبان اردو سے محلی کرا کے شایع کرنے کا قصد فرمایا قبل ازین اس داستان کے دفتر پنجم ہوشربا کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم کو جناب منشی میر محمد حسین صاحب جاہ مرحوم اور جلد پنجم و ششم و ہفتم کو جناب احمد حسین صاحب قمر سلمہ سے نہایت شستہ و رفتہ اردو زبان مین ترجمہ کرا کے شایع فرمایا جسکے ملاحظہ سے ناظرین اعجوبہ گزین کا شوق دونا ہو گیا اور باقیماندہ دفترونکی سیر کا اشتیاق پیدا ہو کر ان دفترون کے انتظار مین ہر وقت چشم براہ اور گوش بآواز رہنے لگے جب شائقین کے اشتیاق نے زیادہ تقاضا کیا تو گل گلزار خوش بیانی سرو جویبار سحر بیانی رطب اللسان عذب البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب الایماے مالک مطبع ان باقیماندہ دفترون کے ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ جلد اول نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران اور کوچک باختر اور بالا باختر اور ایرج نامہ کی دونون جلدین طبع ہو کر شائع ہو گئین اور پسند خاطر ناظرین با تمکین ہوئین اب یہ اسی دفتر اول نوشیروان نامہ کی جلد دوم ہدیہ شائقین کیجاتی ہی اگر خدا نے چاہا تو اس داستان عظیم الشان کے آخری دفتر بھی یعنی صندلی نامہ و تورج نامہ و لعل نامہ کہ انکا بھی اہتمام ترجمہ و طبع ہو رہا ہی بہت جلد پیشکش ارباب شوق ہونگے۔ فی الحقیقت ان کل دفاتر کے ترجمہ مین مترجم صاحب نے نہایت دماغ سوزی کو کام فرمایا کہ ایسی صاف صاف فصیح زبان مین ترجمہ کیا ہی کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہی اور جاہل سا جاہل بھی بخوبی اسکے مطلب کو بیان کر سکتا ہی کہین مغلق الفاظ کا نام نہین علاوہ لطف زبان اور حسن بندش و تسلسل عبارت و محاورات روزمرہ کے یہ نہایت کلفت کیا ہی کہ ایسے طولانی دفتر کو جسمین کا ایک حصہ ہوشربا سات جلدون پر منقسم ہی نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہی گویا دریا کو کوزے مین بند کیا ہی شعر وغیرہ کہین کہین شاذ و نادر مقامات پر بضرورت آگئے ہین ورنہ نثر ہی نثر ہی اور اگر ایسا اختصار ملحوظ نہ ہوتا تو ہر جلد اسکی ہوشربا سے کہین حجم مین زیادہ ہو جاتی مترجم موصوف نے اسکی تدوین و ترتیب کے اہتمام مین بڑی ہی جانکاہی و جانفشانی کو صرف کیا ہی حق تو یہ ہی کہ یہ آپ ہی اپنی نظیر آپ ہین ہم کیا تعریف کر سکین اگر ملا فیضی طاب ثراہ بقید حیات ہوتے تو انکی داد دیتے اور جانتے کہ علاوہ میرے اب بھی ایسے ایسے باکمال لوگ دنیا مین موجود ہین اور دیکھتے کہ مترجم صاحب نے کس فصیح و بلیغ زبان مین ترجمہ کیا ہی چیدہ چیدہ الفاظ مین کہین حشو کا نام نہین جہان جیسا مقام آگیا ہی وہان ویسا ہی بیان کیا ہی ہر لفظ گویا کانٹے مین تُلا ہوا ہی ہر فقرہ چست و موزون ہی جہان امیر ابو العلا رکی کا پیدا ہونا اور صحبت عیش و نشاط کا آراستہ ہونا تحریر کیا ہی ناظرین کو صحبت کا مرقع دکھا دیا ہی جہان کہین اُٹھا لیجانا دیوون کا پردہ قاف مین کوچک سلیمان کو اور ملکہ آسمان پری کے ساتھ نکاح ہونا اور یہان انکے غائب ہو جانے سے خواجہ عبد المطلب اور رانی عادیہ بانو دائیہ کا بیقرار ہونا اور تڑپ تڑپ کے نوحہ و بکا کرنا اور دعائین مانگنا بیان کیا ہی مجمل کیا ہی کہ لبغیر سُن سکے خصوصاً صاحبان اولاد کو تو تاب ہی باقی نرہے جس مقام پر ملکہ مہر نگار دختر ملک العادل نوشیروان کے عشق کا حال تحریر کیا ہی حسن و عشق کا نقشہ دکھا دیا ہی ہر فقرے سے عاشق مزاجون اور شوخ طبیعتونکو بیچین کر دیا ہی جس جگہ امیر کشور گیر کی جنگ و جدال نوشیروان وغیرہ سے بیان کی ہی خوب ہی زور طبیعت دکھایا ہی سرداران لشکر اسلام کی بہادریان اس عنوان سے لکھی ہین کہ اگر بزدل نامرد بھی سُنے تو بیساختہ جوش جرأت آجاے جنگ و جدال کی اُمنگ دل مین پیدا ہو جس موقع پر ساحرونکی داستان چھیڑ دی ہی عجب جادو بیانی کی ہی جہان کہین خواجہ عمرو عیار وغیرہ کی عیاریان بیان کی ہین وہان نہایت طبیعت کی طراری دکھائی ہی جو صاحب اس دفتر بے نظیر کو نظر انصاف سے ملاحظہ کرینگے ضرور فرمائینگے مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ ہم یقین کرتے ہین کہ شائقین اس دفتر کے ملاحظہ کے بعد اور دفترونکی بھی ضرور خواہش ظاہر فرمائینگے اسلیے کہ ہر دفتر اور ہر جلد مین ایک جداگانہ لطف پیدا ہی اور ایسے ایسے امور عجیبہ و غریبہ درج ہین کہ جنکو سُنکے عقل انسان دنگ ہوتی ہی اور یہ تو ظاہر ہی کہ جبتک کل دفاتر ملاحظہ نہونگے تسلسل بیان اور خوبی واقعات کا لطف کماحقہ حاصل نہوگا اور تعلق خاطر باقی رہیگا بس الحمد للہ و المنہ کہ یہ ترجمہ جلد دوم نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران مطبع فیض منبع مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ واقع لکھنؤ مین بماہ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء زیور طبع سے آراستہ ہو کر رونق بزم مشتاقان ہوا۔